UNIVERSAL
LIBRARY

OU_226623

UNIVERSAL
LIBRARY

BROWN BOOK

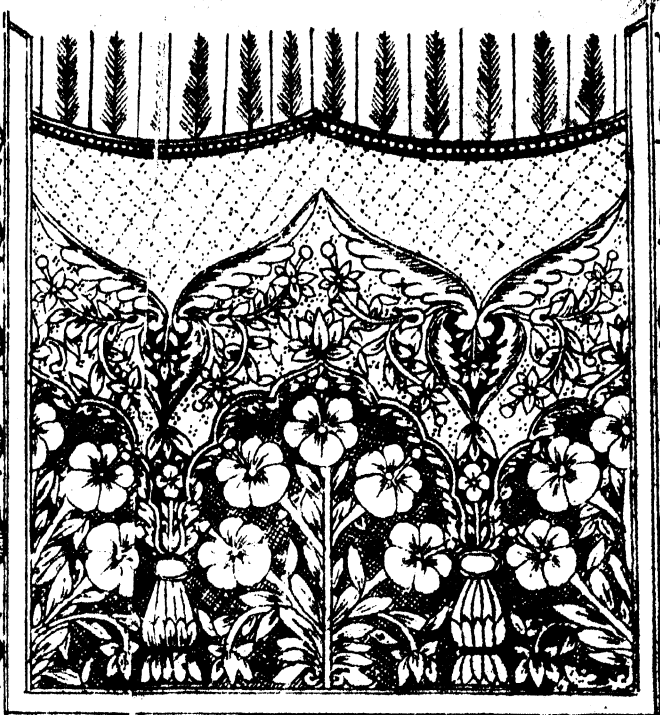
الجزء التاسع من الجزء التاسع
المجلد السادس من تفسير القرآن

تفسير

ترجمان القرآن

بلطائف البيان

طبع في مطبع مفيد عام
الكائن في آگره
سنه ۱۳۱۲ھ



تفسیر سورۃ النور مدنیۃ

یہ سورت مدنی ہے اسکی چھ آیتین ہین حضرت ابن عباس و حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم فرماتے ہین کہ سورۂ نور مدینے مین اوتاری گئی ہے اخرجہ ابن مردویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ بیٹیون کو اوتارو عورتون کو غرفون مین اور بیٹیون کو سکھاؤ انکو لکھنا اور سکھاؤ انکو کاتنا اور سورۂ نور اخرجہ الحاکم وابن مردویہ والبیہقی فی الشعب مجاہد سے مرفوعاً مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سکھاؤ اپنے مردون کو سورۂ مائدہ اور سکھاؤ اپنی عورتون کو سورۂ نور اخرجہ سعید بن منصور وابن المنذر والبیہقی یہ حدیث مرسل ہے حارثہ بن مضرب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمکو لکھا کہ سکھاؤ تم سورۂ نسا اور احزاب و نور اخرجہ ابو عبید فی فضائلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ انزلنٰہا وفرضنٰہا وانزلنا فیہا اٰیٰت بینٰت لعلکم تذکرون ۝ الزانیۃ والزانی فاجلدوا

کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ص ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم
الاٰخر ج ولیشہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین ○ ایک سورت ہی ہمنے اوتاری اور وہی
پر لازم کی اور اتارین اوسمین باتین صاف شاید تم یاد رکھو بدکاری کرنے والی عورت اور مرد سو مارو
ایک ایک کو دونون مین سے سو چوٹ قیمی کی اور نہ آوے تمکو اون پر ترس اللہ کے حکم چلانے
مین اگر تم یقین رکھتے ہو اللہ پر اور پچھلے دن پر اور دیکھین اونکا مارنا کچھ لوگ مسلمان انتہی اف
اللہ پاک فرماتا ہے یہ ایک سورت ہے ہمنے اوسکو اتارا ہے اسمین تنبیہ ہے اس پر کہ اوسکا
اعتبار و اہتمام کیا ہے یا اعتبار اوسکے ماسوا کی نفی نہین کرتا ہے مجاہد و قتادہ نے کہا فرضناہا
کا مطلب یہ ہے کہ ہمنے بیان کیا ہے حلال و حرام و امر و نہی و حدود کو بخاری نے کہا ہے
جس نے فرضناہا پڑہا ہے وہ کہتا ہے معنی یہ ہین کہ ہمنے اوسکو فرض کیا ہے تمپر اور اونپر
تمہارے بعد ہون گے بینات کے معنی مین مفسرات و واضحات یعنی اوسمین صاف صاف کھلی کھلی باتین
اون مین اللہ پاک نے فرمایا الزانیۃ والزانی تاجلدہ یعنی اس آیت کریمہ مین حکم ہے زانی کا باب
مین علماء کی اسمین تفصیل و نزاع باہمی ہین کیونکہ زانی خالی نہین ہے یا تو وہ بکر ہوگا بکر وہ ہے
جس نے بیاہ نہین کیا یا محصن ہوگا محصن وہ ہے جو نکاح صحیح مین وطی کر چکا ہے اس حال
مین کہ وہ آزاد بالغ عاقل تہا پہر اگر وہ بکر ہے کہ اوس نے بیاہ نہین کیا ہے تو اوسکی حد سو چوٹ
قیمی کی ہے جس طرح کہ اس آیت مین آیا ہے اس پر زیادہ یہ ہے کہ سال بہر وہ اپنے شہر سے
نکال دیا جائے نزدیک جمہور علما کے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا اسمین خلاف ہے کیونکہ
اون کے نزدیک سال بہر نکالدینا رائے امام پر موقوف ہے اگر وہ چاہے نکالے چاہے
نہ نکالے حجت جمہور کی اسباب مین حدیث بخاری ہے بروایت حضرت ابو ہریرہ و زید بن
خالد جہنی حق مین دو بدویون کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو ایک نے عرض
کیا یا رسول اللہ میرا یہ بیٹا اس شخص کا مزدور تہا سو اوس نے اسکی جورو سے زنا کیا سو مین نے
اپنی بیٹی کو سو بکریان اور ایک لونڈی دیکر اوس سے فدیہ مین لیا پہر مین نے اہل علم سے پوچہا
تو اونہون نے مجھے یہ خبر دی کہ میری بیٹی پر سو چوٹ ہین قیمی کی اور سال بہر نکالدینا ہے اور اسکی
عورت پر رجم ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھ

مین میری جان ہے البتہ مین فیصلہ کرون گا درمیان تمہارے کتاب اللہ تعالیٰ سے
لونڈی اور بکریان تو تجھپر واپس ہین اور تیری بیٹی پر سو چوٹ ہین اور سال بھر نکالدینا ایک شخص قبیلہ
اسلم کا تھا اوس سے فرمایا اے اُنیس صبح کو جا اسکی عورت کی طرف سو اگر وہ اقرار کرے
تو تو اوسکو رجم کر ڈال اُنیس صبح کو اوسکے پاس گئے تو اوسنے اقرار کر لیا پس اوسکو رجم
کر ڈالا اس حدیث شریف مین دلالت ہے زانی کے نکالدینے پر مع سو چوٹ کے جبکہ
وہ بکر ہو اوس نے بیاہ نکیا ہو پھر وہ جبکہ محصن ہو محصن وہ ہے جو نکاح صحیح مین وطی کر چکا ہے وہ
آزاد بالغ عاقل تھا تو بیشک وہ رجم کیا جاے گا جیسا کہ امام مالک نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے یعنی خطبہ
پڑھنے کو تو اللہ پاک کی حمد و ثنا کی پھر فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق لیکر
ہوے بھیجا اور اُنپر کتاب نازل فرمائی سو جو اوتپر نازل فرمایا اوسمین آیت رجم تھی پس ہمنے اوسکو پڑھا
اور یاد رکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے بعد آپکے کیا اب مین
اس سے ڈرتا ہون کہ زمانہ لوگون پر طول پزیر ہو تو کوئی کہنے والا کہے کہ ہم اللہ کی کتاب مین رجم
کی آیت نہین پاتے ہین سو وہ بسبب ترک ایک فریضہ کے گمراہ ہو جائین جسکو اللہ نازل
کر چکا ہے پس رجم اللہ کی کتاب مین حق ہے اوسپر جسنے زنا کیا جبکہ وہ محصن ہو مردون اور
عورتون سے جسوقت کہ گواہ قایم ہو جائین یا حمل ظاہر ہو یا اقرار اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث
مالک مطولا یہ ایک اوسکا ٹکڑہ ہے جسمین اس جگہ ہمارا مقصود ہے امام احمد نے حضرت
عبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگون کو خطبہ سنایا
تو مین نے اونکو کہتے سنا خبردار کچھ لوگ کہتے ہین کہ اللہ کی کتاب مین رجم نہین ہے اور
اوسمین جو ہے سو جلد ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کیا اور ہمنے کیا
بعد آپکے اگر یہ بات نہوتی کہ کوئی کہنے والا کہے یا کوئی گفتگو کرنے والا گفتگو کرے کہ عمر
نے کتاب اللہ مین وہ شے بڑہا دی جو اوسمین نہ تھی تو البتہ رجم کی آیت کو ثابت کر دیتا یعنی
قرآن شریف مین اوسے لکھدیتا جسطرح کہ وہ اُتری واخرجہ النسائی من حدیث عبیداللہ
بن عبداللہ بہ نیز امام احمد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے

فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑہا پس رجم کا ذکر کیا پہر کہا کہ مقرر ہم رجم سے کوئی چارہ نہین پاتے ہین کیونکہ وہ ایک حد ہے حدود سے اللہ تعالی کی سنتے ہو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر رجم کیا اور ہمنے رجم کیا بعد آپکے اگر یہ بات نہوتی کہ کہنے والے کہین کہ عمر نے زیادہ کردیا اللہ کی کتاب مین جو اوسمین نہین ہے تو البتہ مین لکھدیتا کنارے مین مصحف کے اور گواہ ہے عمر بن خطاب وعبد الرحمن بن عوف وفلان وفلان اسبات کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقرر رجم کیا ہے اور ہمنے رجم کیا ہے بعد آپکے خبردار بیشک عنقریب کچھ لوگ ہونگے بعد تمہارے کہ تکذیب کرینگے رجم کی اور شفاعت کی اور عذاب قبر کی اور اون لوگونکی جو دوزخ سے نکالے جاوینگے بعد اس کے کہ جل بہنکر کوئلا ہو گئے وروی احمد ایضا عن یحیی القطان عن یحیی الانصاری عن سعید بن المسیب عن عمر بن الخطاب ایاکم ان تهلکوا عن ایة الرجم الحدیث رواه الترمذی من حدیث سعید عن عمر وقال صحیح حافظ ابو یعلی موصلی نے محمد بن سیرین سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ کثیر بن الصلت سے مجھے خبر دی گئی ہے کثیر نے کہا ہم نزدیک مروان کے تھے اور ہم مین زید تھے سو زید بن ثابت نے کہا کہ ہم پڑہا کرتے تھے الشیخ والشیخة اذا زنیا فارجموهما البتة مروان نے کہا تو نے اوسکو مصحف مین کیون نلکھدیا زید نے کہا کہ ہمنے اسکا ذکر کیا تہا اور ہم مین عمر بن خطاب تھے تو اونہون نے کہا کہ مین اس سے تمہاری تسلی تشفی کئے دیتا ہون زید نے کہا کہ ہمنے کہا پہر کیونکر حضرت عمر نے فرمایا کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا کہا پس ایسا ایسا ذکر کیا اور رجم کا ذکر کیا پہر وہ آپکے پاس آیا تو اوس شخص نے رجم کا ذکر کیا پس عرض کیا یا رسول اللہ آیت رجم کو لکھدو فرمایا اب مین اسکی طاقت نہین رکہتا ہون یا مثل اسکے فرمایا وقد روی النسائی من حدیث ابن المثنی عن غندر عن شعبة عن قتادة عن یونس بن جبیر عن کثیر بن الصلت عن زید بن ثابت بہ یہ سب متعدد طرق باہم ایک دوسرے کو قوت دیتی ہین اور دال ہین اس پر کہ آیت رجم کی لکھی ہوئی تہی پہر اوسکی تلاوت منسوخ ہوئی اور اوسکا حکم معمول بہ باقی رہا واللہ اعلم اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کے رجم کا حکم دیا یہ وہی اوس شخص کی جورو ہے جسنے مزدور کیا تہا جبکہ اوس نے مزدور سے زنا کیا

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ماعز و غامدیہ کو رجم کیا اور آپ سے یہ منقول سنین ہے
کہ آپنے ان سب کو قبل رجم کے جلد کیا ہو صحیح حدیثین متعدد الطرق والالفاظ ایک دوسرے کے
مقوی جو وارد ہوئی ہین سو اسی باب مین کہ آپ نے اونکے رجم پر قصر کیا اونمین جلد کا ذکر نہین ہے
اسی واسطے جمہور علما کا مذہب یہی ہے اسی طرف امام ابوحنیفہ و امام مالک و امام شافعی رضی اللہ
عنہم گئے ہین امام احمد رحمہ اللہ اس طرف گئے ہین کہ زانی محصن پر واجب ہے کہ جمع کیا جاے
درمیان جلد کے بسبب آیت کے اور رجم کے واسطے سنت کے جسطرح کہ امیر المومنین حضرت
علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ رضی عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ کے پاس سراحہ کو لائے
اور اوسنے زنا کیا اس حال مین کہ وہ محصن تہا تو آپنے جمعرات کے دن اوسکو جلد کیا اور جمعہ کے دن اوسکو رجم کر ڈالا پھر
فرمایا کہ مین نے اوسکو کتاب اللہ سے جلد کیا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے رجم کیا
عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لو تم مجھسے
لو تم مجھسے مقرر اللہ نے اون کے واسطے راہ کر دی کنوارا کنواری کے ساتھ سو جلد اور سال بہر
نکالدینا بیاہا بیاہی کے ساتھ سو جلد اور رجم قولہ تعالی ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ یعنی اللہ
کے حکم مین مطلب یہ ہے کہ تم اونپر رافت و رحمت کرو اللہ کے شرع مین طبعی رافت جو ترک حد پر
ہوتی ہے اوس سے منع نہین کیا ہے جس رافت سے منع کیا ہے وہ یہ کہ باعث ہو حاکم کو ترک
حد پر سو یہ جایز نہین ہے مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ حدود کے قایم کرنے مین جبکہ وہ سلطان
تک پہنچ چکین تو وہ قایم کی جائین معطل نہ چہوڑی جائین اسی طرح سعید بن جبیر و عطا ابن ابی رباح
سے مروی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ باہم معاف کرو حدود ان کو آپسمین پہ جو مجھسے پہنچ گئی
تو وہ واجب ہو چکی دوسری حدیث شریف مین ہے البتہ ایک حد جو زمین مین قایم کیجاے بہتر ہے زمین والون
کیواسطے اس سے کہ چالیس صبح اونپر پانی برسایا جاے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ تم قایم کرو حد کو
جیسے کہ چاہیے سخت مار مار کے جو کہ گناہون سے زجر کرنیوالی ہو ضرب سبرح مراد نہین ہے
یعنی ضرب شاق جس سے ہڈی پسلی ٹوٹ جاے عامر شعبی نے کہا رحمت شدت ضرب مین
عطا نے کہا ضرب جو مبرح نہو سعید بن ابی عروبہ نے حماد بن ابی سلیمان سے روایت کیا ہے
کہ قاذف جلد کیا جاے اس حال مین کہ اوس پر اوسکے کپڑے ہون اور زانی کے کپڑے اوتار

لئے جائین پہر یہ آیت پڑہی ولا تاخذکم الآیہ سعید کہتے ہین مین نے کہا کہ یہ حکم مین ہے حماد نے کہا
یہ حکم جلد مین ہے یعنی حد کے قایم کرنے مین اور شدت ضرب مین ابن ابی حاتم نے عبید بن
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر کی ایک لونڈی نے زنا کیا تو اونہون نے
اوسکے دونون پانون کو مارا نافع راوی کہتے ہین مین گمان کرتا ہون ابن ابی ملیکہ کو کہ کہا اور اوسکی
پیٹہہ کو عبید اللہ کہتے ہین مین نے کہا ولا تاخذکم بہما رافۃ فی دین اللہ ابن عمر نے فرمایا بیٹا تو نے
مجھے دیکہا کہ مجھے اوسپر رافت نے پکڑا اللہ نے مجھے یہ حکم نہین دیا ہے کہ اوسے مارڈالون
نہ یہ کہ اوسکے جلد کو اوسکے سر مین کردون مین نے تو اوسے درو مند کر دیا جبکہ اوسکو مارا قولہ تعالی
ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر یعنی اگر تمکو اللہ پر اور پچھلے دن پر ایمان ہے تو تم یہ کرو اور
حد دین قایم کرو اوسپر جس نے زنا کیا ہے اور سخت کرو اوسپہ مار کو لیکن ضرب مبرح نہو تاکہ اس سے
وہ باز رہے اور جو کوئی ہو اوسکے مثل کرتا ہے مسند مین بعض صحابہ سے آیا ہے کہ عرض کیا یا رسول اللہ
بیشک مین البتہ ذبح کرتا ہون بکری کو اور مین اوسپر رحم کرتا ہون آپ نے فرمایا کہ تیرے واسطے اسمین
اجر ہے قولہ تعالی ولیشہد عذابہما طائفۃ من المومنین اسمین زانیون کو عقوبت کرنا ہے اور دوسرون
کے لئے عبرت کرنا ہے جبکہ وہ لوگون کے روبرو مارے جائین گے کیونکہ یہ صورت اونکی زجر کرنے
مین نہایت شدید ہے اور اون کے باز رکہنے مین زیادہ تر نافع ہے اس لئے کہ اسمین تقریع و توبیخ و
فضیحت و رسوائی ہے جبکہ لوگ حاضر ہونگے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا مراد علانیہ
ہے پہر علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ طائفہ ایک
شخص ہے پہر اوس سے زیادہ ہون مجاہد نے کہا ایک شخص ہزار تک علانیہ ہے اسی طرح عکرمہ نے
کہا ہے اور اسیواسطے امام احمد نے فرمایا ہے کہ طائفہ صادق آتا ہے ایک پر عطا ابن ابی رباح نے
کہا دو شخص اسحق بن راہویہ بہی اسی کے قائل ہین اسی طرح سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ طائفہ چار نفر ہین
پس زیادہ عبد اللہ بن وہب نے امام مالک رحمہ اللہ تعالی سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے
کہ طائفہ چار نفر ہین پس زیادہ کیونکہ زنا مین گواہی کافی نہین ہوتی ہے مگر چار کی پس زیادہ امام شافعی رحمہ اللہ بہی
اسی کے قائل ہین زہری نے کہا تین نفر پس زیادہ ربیعہ نے کہا پانچ حضرت حسن بصری نے
فرمایا دس قتادہ نے کہا اللہ پاک نے امر فرمایا ہے کہ اون کے عذاب کو ایک گروہ مسلمانون کا دیکہے

تاکہ یہ موعظت وعبرت ونکال ہوجاوے ابن ابی حاتم نے نضر بن علقمہ سے روایت کیا ہے سو یہ فضیلت کے واسطے نہین ہے یہ تو اسواسطے ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اون دونون نے واسطے توبہ ورحمت کی دعا کرین کذا فی ابن کثیر ف سورہ لغت مین نام ہے منزلت شریف ورتبہ بزرگ کا اسی لئے قرآن شریف کی سورت کا سورت نام کہا ہے اسی معنی سے قول ہے زہیر کا ؎

	الم تران اللہ اعطاک سورۃ	قوی اکل ملک دونہا تتذبذب	

یعنی کیا تو نے نہین دیکھا اللہ پاک نے تجھے ایک ایسا رتبہ بزرگ ومرتبہ سترگ عطا فرمایا ہے کہ جسکے نزدیک ہر ملک کے قوی حرکت کرنے لگتے ہین جمہور نے سورۃ برفع پڑہا ہے اسمین دو وجہین ہین ایک یہی کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی ای ہذہ سورۃ زجاج وفراء وسیبویہ نے اسی وجہ کو راجح کہا ہے اسواسطے کہ یہ نکرہ سی ہے اونکرہ سے ہر جگہہ ابتدا نہین کیجاتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ سورۃ مبتدا ہے نکرہ سے ابتدا اسواسطے جایز ہوئی کہ انزلناھا اوسکی صفت واقع ہوا ہے مطلب یہ ہے کہ صفت سے تخصیص حاصل ہوگئی خالص نکرہ نہ رہا ایسا نکرہ مبتدا واقع ہوسکتا ہے اور خبر الزانیۃ والزانی ہے ابن عطیہ کا میل اسی طرف ہے معنی یہ ہین کہ جو سورت اوتاری گئی ونمی پر لازم کی گئی وہ ایسی ایسی ہے یعنی اومین فلان فلان حکم مذکور ہین - کیونکہ سورت عبارت ہے - آیتون سے جو بیان کیجاتی ہین اور اوسکا مبتدا اوختم ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ سورت یہی ہے کہ چند آیتین ہوتی ہین اور اوسکا شروع وختم ہوتا ہے یہ معنی صحیح ہین اول لوگون نے جو اوسکے مبتدا ہونے کی یہ علت بیان کی تھی کہ وہ نکرہ ہے سو یہ بات بے وجہ ہے کیونکہ اوسکی تو صفت سے تخصیص ہوگئی ایسے نکرہ کے جواز ابتدا پر اجماع ہے کسی نے کہا کہ سورۃ مبتدا ہے خبر اوسکی محذوف ہے تقدیر یہ ہے فیما اوحینا الیک سورۃ یعنی جس شے کی ہم نے تیری طرف وحی کی اوسمین سے ایک سورت ہے اس قول کو یون رد کیا ہے کہ مقتضے مقام کا اس سورت کریمہ کی شان بیان کرنا ہے اس بات کا بیان کرنا نہین ہے کہ جو شے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اوسکے جملے مین ایک سورت ہے جسکی شان ایسی ایسی ہے حسن بن عبد العزیز وعیسیٰ ثقفی وعیسیٰ کوفی ومجاہد وابو حیوہ وطلحہ بن مصرف نے سورۃ منصب پڑہا ہے اسمین چار وجہین ہین ایک یہ ہے کہ فعل مقدر کا مفعول ہے اے اتل یا اقرا سورۃ یعنی پڑہ تو سورت کو دوسری یہ ہے کہ مفعول ہے انزلنا مقدر کا جسکی تفسیر انزلناہا کر رہا ہے اس صورت مین یہان انزلناہا کا کوئی محل

اعراب کا منو گا کیونکہ یہ جملہ مفسرہ ہے بخلاف وجہ اول کے کہ اوسمین محل نصب مین ہوگا اس بنا پر کہ صفت ہوگا سورۃ کی تیسری یہ ہے کہ منصوب ہے بنا بر اغرا اسے دونک سورۃ یعنی لے تو سورت کو یہ قول ہے زمخشری کا ابو حیان نے اسکو یون رد کیا ہے کہ آلۂ اغرا کا حذف کرنا جایز نہین ہے چوتھی وجہ یہ ہے کہ منصوب ہے بنا بر حال انزلناہا کی ضمیر سے قرار نے کہا یہ حال ہے ہا سے اور ضمیر سے جو حال ہوتا ہے تو اوسکا ضمیر پر مقدم کرنا جایز ہے اس بنیاد پر ضمیر انزلناہا کی سورت کی طرف نہ پھرے گی بلکہ احکام کی طرف راجع ہوگی گویا یون کہا کہ انزلنا الاحکام حال کونہا سورۃ من سور القرآن یعنی ہم نے نازل کیے احکام اس حال مین کہ وہ ایک سورت ہین قرآن کی سورتون سے وفرضناها ابن کثیر و ابو عمرو نے بتشدید را پڑہا ہے باقی قرا کی قرارت تخفیف را ہے معنی مشدد کے یہ ہین قطعنا ہا فی الاصل بجا بجا قال ابو عمرو یعنی ہمنے اوسکو اوتارنے مین ٹکرے ٹکرے کیا ہے فرض کہتے ہین قطع کو اور تشدید تکثیر کے لئے ہے یا واسطے مبالغے یا واسطے تاکید ایجاب کے یا اس لئے کہ اوسمین فرایض کی کثرت ہے جیسے زنا و قذف و لعان و استیذان و غض بصر وغیرہ مخفف کے معنی یہ ہین کہ ہمنے اوسکی وحی کی اور اوسکو مقطوع کیا یعنی اوسکو قطعی یقینی ٹھیرایا کسی نے کہا کہ اوسپر عمل کرنا تم پر لازم کیا کسی نے کہا کہ جو حدود اوسمین ہین اونکو مقدر کیا فرض بمعنی تقدیر ہے اسی باب سے یہ آیت ہے ان الذی فرض علیك القرآن کسی نے کہا ہمنے اوسکو بیان کیا یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے کسی نے کہا کہ اوسمین جو حکم ہین اونکو بایجاب قطعی واجب کیا اوسمین جو غایت درجے کی تاکید فرضیت کا اعلام ہے وہ مخفی نہین ہے قولہ تعالیٰ وانزلنا فیہا ای فی غضونہا وتضاعیفہا یعنی اوتارا ہمنے اوسکے اثنا و مطاوی پیچیدگیون مین اور اوسکے مضامین کے لپیٹ مین آیات بینات آیتون کو جن کی دلالت اپنی مدلول پر کھلی کھلی ہے ہر حکم صاف صاف ہے اوسکے سمجھنے مین کسیطرح کی گنجلک نہین ہے انزلنا کو مکرر ذکر کیا تاکہ معلوم ہوجاے کہ اس سورت کے اوتارنے کا اور اسکی شان کا کمال اہتمام ہے اس لئے کہ وہ مشتمل ہے احکام مفروضہ پر امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے اس سورت کے اول مین تو کئی قسم کے احکام وحدود ذکر کیے ہین اور آخر سورت مین توحید کی دلیلین ذکر فرمائی ہین سو فرضناہا اشارہ ہے طرف احکام کے اور انزلنا فیہا آیات بینات اشارہ ہے طرف دلائل توحید کے جنکا بیان اوس مین کیا گیا ہے لعلکم تذکرون

اس بات کی تائید کرتا ہے کیونکہ احکام معلوم نہ تھے تا آنکہ اون کے یاد کرنے کا ہمکو حکم کیا جاے
رہے دلائل توحید سو بہ سبب اونکے ظہور کے اونکو مثل معلوم کے تھے اسلئے اونکی یاد کرنے کا
اونہین حکم ہوا کسی نے کہا معنی تذکرون کے تعقلون ہین یعنی شاید تم نصیحت پزیر ہو کسی نے کہا قولہ
تعالیٰ الزانیۃ والزانی تفصیل ہے آیات بینات کی جو کہ مجمل ذکر کی گئین یہ مرفوع ہے بنا بر ابتدا
اور خبر فاجلدوا کل واحد منہما مائۃ جلدۃ ہے یا خبر ہے سورۃ کی جیسا کہ گذر چکا ہے دخول حرف فا کا اسلئے
ہے کہ مبتدا متضمن ہے معنی شرط کو بنا بر مذہب اخفش سمیویہ کے مذہب پر مخدوف ہے تقدیر یہ ہے
فیما یتلی علیکم حکم الزانیۃ پھر اسکا بیان فاجلدوا سے کیا زنا وطی کرنا مرد کا ہے عورت سے اوسکی فرج مین
بدون نکاح کے اور بغیر شبہہ نکاح کے کسے نے کہا داخل کرنا ہی فرج کا فرج مین جو کہ طبعاً مشتہی ہے
اور خبر عاً محرم ہے الزانیۃ المطاوعۃ للزنا الممکنۃ منہ یعنی زانیہ وہ عورت ہے کہ فرمانبرداری اور موافقت کرتی
ہے واسطے زنا کے اور قدرت دیتی ہے مرد کو اوس سے جسطرح کہ صیغہ اسم معنی کی خبر دیتا ہے
وہ مکرہہ نہین ہے یعنی جس سے زبردستی زنا کیا جاتا ہے اور اسی طرح زانی ہے زانیہ کو زانی پر اس لیے
مقدم کیا کہ فعل مین اصل وہی ہے کیونکہ باعث زنا کا اوسمین زیادہ تر ہے اگر اوسکا قدرت دینا زنا سے
نہوتا تو وہ واقع نہوتا ابوالسعود نے اسی طرح کہا ہے رہی یہ بات کہ یہان تو عورت کو مقدم کیا اور آیت سرقہ
مین اوسکو موخر فرمایا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ زنا جو متولد ہوتا ہے سو وقاع کی شہوت سے پیدا ہوتا ہے
اور خواہش جماع کی عورت مین قوی تر و اکثر ہوتی ہے رہا سرقہ سو وہ دلیری و قوت و جرأت سے متولد ہوتا
ہے یہ امور مرد مین قوی تر و اکثر ہوتے ہین یہ قول کرخی کا ہے کسی نے کہا وجہ تقدیم زانیہ کی زانی پر اسکے
یہ ہے کہ اوسوقت زنا عورتون مین اکثر تھا یہانتک کہ اون کے جھنڈے تھے اون کے دروازون
پر نصب کئے جاتے تھے تاکہ جو کوئی اون سے زنا کرنا چاہے تو اونکو پہچان لے کسی نے کہا عورتون
مین عار و ننگ اکثر ہوتا ہے موضوع اونکا پردہ داری اور بچاؤ ہے پس تغلیظ و اہتمام کیواسطے اونکا ذکر
مقدم کیا جلد کہتے ہین مارنے کو عرب کی بول چال مین جب کوئی کسی کی جلد کو یعنی چمڑے کو مارتا ہے
تو کہتے ہین جلدہ اسی طرح جب کوئی کسی کے سر و شکم کو مارتا ہے تو بولتے ہین رأسہ و بطنہ فاجلدوا مین
خطاب امامون کو ہے اور اونکو جو اونکے قایم مقام ہین کسی نے کہا سارے مسلمانون کو ہے اسلیے
کہ حدون کا قایم کرنا اون سب پر واجب ہے اور امام اونکی طرف سے نائب ہوتا ہے کیونکہ حدود قایم

کرنے پر اونکو مجتمع ہونا ممکن نہین ہے عیسیٰ ابن عمر ثقفی و یحییٰ بن یعمر و ابو جعفر و ابو شیبہ نے الزانیۃ والزانی
کو بنصب پڑہا ہے کہا ہے کہ سیبویہ کے نزدیک یہ قیاسی ہے کیونکہ سیبویہ کے نزدیک یہ ایسا
ہے جیسا کہ زیداً اضرب ہے رہی قرأت مرفوع زید و عمرو زجاج سو اُن کے نزدیک رفع اُوجہ ہے جمہور نے اسیطرح
پڑہا ہے غرضکہ یہ حد جو یہان مذکور ہے مرد زانی آزاد بالغ کنوارے کے ہے اور اسیطرح زانیہ سال
بھر نکالدینا اس جلد پر زیادہ ہے سنت سے ثابت ہوا ہے امام شافعی اسی کے قایل ہین حضرت امام
ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تغلیب رائے امام پر ہے امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مرد جلد کیا
جاے اور نکالا جاے اور عورت جلد کی جاے اور نکالی نجاے رہے غلام لونڈی سو ہر ایک انمین سے
پچاس جلد مارا جاے لقولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیھن نصف ما علی المحصنات من العذاب یعنی
ہے لونڈیون مین غلام اون سے ساتھ ملحق کئے گئے بسبب عدم فارق کے رہا وہ شخص جو کہ آزاد و
مردون مین سے بیاہا ہوا ہے اوسپہ رجم ہے سنت صحیحہ متواترہ و اجماع اہل علم سے بلکہ قرآن سے
جس کے لفظ منسوخ اور حکم باقی ہے اہل علم کے ایک گروہ نے مع رجم کے سو جلد کو بھی زیادہ کیا ہے
شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسپر بین جو حق ہے اوسکو شرح منتقی مین ذکر کیا ہے حدیث نامین پوری
طور پہ کلام گذر چکا ہے یہ آیت یہ آیت حبس و آیت اذی کے ناسخ ہے جسکا ذکر سورہ نسا مین آیا ہے
علامہ نسفی نے زیادہ کیا ہے بتقریب آیت سے منسوخ ہے یہ قول صحیح نہین ہے کیونکہ سنت
صحیحہ نے اوسکو ثابت کیا ہے چنانچہ اسکی طرف اشارہ ہو چکا ہے ولا تاخذکم بھما رافۃ تاخذ بتار
و یا ہر دو ہے تا تو بسبب رعایت لفظ رافۃ کے ہے اور یا اس لئے ہے کہ تانیث رافۃ کی مجازی
ہے دوسرے مفعول و جار و مجرور کی فصل واقع ہو گئی ہے محاورے مین بولتے ہین رأت یرأف
رأفۃ بروزن فعلۃ و رآفۃ بروزن فعالۃ جیسے نشأۃ و نشاءۃ دونون بمعنی رقت و رحمت کے ہین کسی نے
کہا کہ رافت رقیق تر ہے رحمت سے یعنی رافت مین بہ نسبت رحمت کے رقت زیادہ ہے جمہور نے
رأفۃ بسکون ہمزہ پڑہا ہے ابن کثیر رافۃ بفتح ہمزہ ابن جریج مندرافۃ بمد بروزن فعالہ پڑہا ہے دین اللہ سے مراد اطاعت و
حکم الٰہی ہے کما فی قولہ تعالیٰ کان لیاخذ اخاہ فی دین الملک یعنی یہ ہین کہ نہ پکڑے تمکو زمی پورا
کرنے مین حدود کے کہ تم معطل کر دو یہ قول مجاہد و عکرمہ و عطاء و سعید بن جبیر و نخعی و شعبی کا ہے
کسی نے کہا کہ تم ضرب کو تام کر دو یہ قول سعید بن مسیب و حسن کا ہے زہری نے کہا کہ حد زنا

وغیرہ مین اجتہاد کیا جاسے اور شراب کی حد مین تخفیف کیجاسے کسی نے کہا کہ زنا کی حد مین اجتہاد
کیا جاسے اور قذف کی حد مین اوس سے تخفیف کیجاسے اور اوس سے کم حد شراب مین تخفیف
کی جاسے پہر جن لوگون کو اللہ پاک نے حدود جاری کرنے کا امر فرمایا اونکی تثبیت کرتا ہے اور
حدین جاری کرنے پر اون کو برانگیختہ فرماتا ہے کہ ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الآخر جسطرح کہ کوئی
شخص کیسکو کسی کام پر آمادہ کرتا ہے تو اوس سے یون کہتا ہے کہ اگر تو مرد ہے تو ایسا کر اسی طرح
یہ ہے کہ اگر تم توحید و بعث کو مانتے ہو جسمین اعمال کی جزا ہوگی تم حدون کو معطل مت چہوڑو۔
اسمین غیظ و غضب کا بہڑکانا ہے واسطے اللہ کے اور اوسکے دین کے یہ اس لئے ہے
کہ اللہ و یوم آخر پر ایمان لانا مقتضی ہے اسکو کہ اللہ پاک طاعت مین اور اوسکے احکام
جاری کرنے مین چستی و چالاکی کیجاسے یوم آخر کا اس واسطے ذکیا کہ مقصود یاد دلانا ہے اوس عقاب
و عذاب کا جو اوس دن ہوگا اس مقابلے مین کہ اجرا ے حدود الہین مسامحت اور درگذر کی اور انکو
معطل چہوڑا حاصل یہ ہے کہ مؤمنون پر واجب ہے کہ اللہ کے دین مین سخت و درشت
ہون اور سرعت و تیزی و سختی کا برتاؤ کرین حدود الٰہی کے پورا جاری کرنے مین نرمی و سستی و ضعف
اونکو نہ پکڑے اس باب مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اقتدا کا ہے دیکہو حضرت فاطمہ رضی
اللہ عنہا آپ کو سب سے بڑہ کر محبوب تہین لیکن واسطے اظہار کہ تعظیم حدود الٰہی کے اون کے
حق مین یون ارشاد فرمایا لو سرقت فاطمۃ بنت محمد لقطعت یدھا یہ ہد عذابہما طائفۃ من المؤمنین
یعنی چاہیئے کہ زانی و زانیہ کی مار مین ایک طائفہ مومنین کا حاضر ہو تاکہ اونپر حد قایم کیجاسے
یہ حضور ندیا ہے وجہ حضور کی یہ ہے کہ اون کے عقوبت نے مین اور اون سے عبرت
لینے مین اور اونپر ننگ و عار شایع ہونے مین اور اون کی فضیحت و رسوائی کے مشہور ہونے مین
زیادتی ہو جاسے طائفہ وہ فرقہ ہے کہ گرد کسی شے کے گروآنیوالا ہو ماخوذ ہے طوف
سے طوف کہتے ہین گرد پہرنے کو اقل طائفہ تین آدمی ہین کیونکہ اقل جمع ہے اور قول اول گزر چکے
ہین واجب نہین ہے امام پر نہ مشہود پر کہ رجم مین حاضر ہون کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ماعز و غامدیہ کے رجم کا حکم دیا اور خود تشریف نہین لے گئے مومنین کا حاضر ہونا خاص کیا
گیا ہے اس لئے کہ اسمین زیادہ تر رسوائی ہے اور فاسق در صلحاے قوم کے زیادہ تر

لہ یعنی قذف
بہتان "

خجل ہوتا ہے جلد کا نام عذاب رکھا سو یہ دلیل ہے اسپر کہ جلد عقوبت ہے پھر اللہ پاک نے
ایک ایسی شے ذکر کی جو کہ زانی و زانیہ کے ساتھہ خاص ہے پس ارشاد فرمایا الزانی لاینکح
الا زانیۃ او مشرکۃ و الزانیۃ لاینکحہا الا زان او مشرک ج و حرم ذلک علی المؤمنین
بدکار مرد نہین بیاہتا مگر عورت بدکار یا شریک والی کو اور بدکار عورت کو نہین لیتا مگر بدکار مرد
یا شریک والا اور یہ حرام ہوا ہے ایمان والون پر ف مرد اگر بدکار ہو تو عورت پارسا نہ بیاہ لاوے
اور اگر نیک ہو تو عورت بدکار نہ لاوے دو واسطے ایک یہ کہ اوسکا کفو نہین اوسکو عار ہے دوسرے
یہ کہ ایک سے دوسرے کو علت نہ لگجاوے لیکن اگر کرے تو درست ہے مگر مرد کو عورت بدکار نہین
درست جبتک بدکاری کرتی رہے اور اگر توبہ کرلے تو درست ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین یہ خبر ہے طرف سے اللہ پاک کے کہ زانی وطی نہین کرتا ہے مگر زانیہ
سے یا مشرکہ سے یعنی فرمانبرداری نہین کرتی ہے اوسکی مراد پر زنا سے مگر زانیہ گنہگار یا مشرکہ
جو کہ زنا کی حرمت کا اعتقاد نہین رکھتی ہے اسی طرح زانی عورت ہے کہ نکاح نہین کرتا ہے
اوس سے مگر زانی یعنی وہ شخص کہ بسبب اپنے زنا کے عاصی ہے یا مشرک جو کہ اوسکی تحریم
کا معتقد نہین ہے سفیان ثوری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا
ہے فرمایا کہ یہ نکاح نہین ہے یہ تو جماع ہے معنی یہ ہین کہ زنا نہین کرتا ہے اوس سے مگر زانی
یا مشرک وھذا اسنادہ صحیح وقد روی عنہ من غیر وجہ ایضا مجاہد وعکرمہ
وسعید بن جبیر وعروہ بن الزبیر وضحاک ومکحول ومقاتل بن حیان اور بہت سے لوگون سے مثل اسکے
مروی ہے وحرم ذلک علی المؤمنین یعنی اس کام مین خوض کرنا اور زانیہ عورتون سے نکاح کرانا
یا پارسا عورتون کا فاجر بدکار مردون سے بیاہ دینا ایمان والون پر حرام کیا گیا ہے ابو داؤد
طیالسی نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا کہ اللہ نے
حرام فرمایا ہے زنا کو مؤمنین پر قتادہ ومقاتل بن حیان نے کہا ہے کہ اللہ نے حرام کیا ہے
مومنون پر نکاح زانی عورتون کا وتقدم فی ذلک فقال وحرم ذلک علی المؤمنین یہ آیت مثل
اس آیت کے ہے محصنات غیر مسافحات ولا متخذات اخدان کقولہ تعالی
محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان الآیہ اسی جگہہ سے امام احمد رحمہ اللہ تعالی

۱ قولہ مؤمنین آخر تک
۲ قولہ مؤمنین لاسے نکاح

اس طرف گئے ہین کہ پارسا مرد کا عقد زانیہ عورت پر صحیح نہین ہے جبتک کہ وہ زانیہ ہو یہانتک کہ اوس سے توبہ طلب کیجاے پس اگر توبہ کرلی تو عقد صحیح ہوا والا فلا اور اسی طرح آزاد پارسا عورت کا نکاح کرانا فاجر زانی مرد سے صحیح نہین ہے یہانتک کہ وہ صحیح توبہ کرے اسواسطے کہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وحرم ذلک علی المؤمنین امام احمد نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے منجملہ مسلمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن مانگا ایک عورت کے باب مین جسکو ام مزول کہتے تھے وہ عورت زنا کیا کرتی تھی اور اوسکے واسطے یہ شرط کرتے تھے کہ اوسپر خرچ کرے یعنی اوسکو اپنی طرف سے نفقہ دے کہا پس اوس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن طلب کیا یا آپ سے اوسکا یعنی اوس عورت کا حال ذکر کیا گیا کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس شخص پر یہ آیت پڑہی الزانی لاینکح الآیہ نسائی نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک عورت تھی اوسے ام مزول کہتے تھے اور وہ زنا کیا کرتی تھی پس اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مین سے ایک شخص نے چاہا کہ اوس سے نکاح کرے اسپر اللہ عزوجل نے آیت باب نازل فرمائی ترمذی نے عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص تھا اوسے مرثد بن ابی مرثد کہتے تھے یہ شخص قیدیون کو مکے سے لادلاتا یہانتک کہ اونکو مدینے مین لے آتا تھا کہا اور ایک عورت زانیہ مکے مین تھی اوسے عناق کہتے تھے یہ عورت اوس شخص کی دوست تھی اوس نے منجملہ قیدیان مکہ ایک شخص سے وعدہ کیا تھا کہ اوسکو اوٹھالیجاے وہ شخص کہتا ہے کہ مین آیا یہانتک کہ منجملہ دیوارہاے مکہ ایک دیوار کے سایہ تک پہنچا چاندنی رات مین کہا پس عناق آئی تو اوس نے میرے دیوار سایے کے سیاہی دیکہ لی پہر جب وہ مجھ تک پہنچی تو مجھے پہچان لیا بولی مرثد تو مین نے کہا مرثد کہا مرحبا واہلا آج کی رات ہمارے پاس بسر کر کہا پس مینے کہا اے عناق اللہ نے زنا حرام کیا ہے عناق نے کہا او اے خیمہ والو یہ وہ شخص ہے جو کہ تمہارے قیدیون کو اوٹھا لیجاتا ہے کہا آٹھ آدمی میرے پیچھے آئے تو مین نے خندمہ کی راہ لی پہر مین ایک غار کی طرف پہنچا یا کہف کے تو مین اوسمین داخل ہوگیا پس وہ لوگ آئے یہانتک کہ وہ میرے سر پر کہڑے ہوگئے پہر اونہون نے پیشاب کیا تو اونکا موت میرے سر پر آیا پس اللہ تعالی نے مجھسے اون کو اندہا کر دیا پہر وہ لوٹ گئے تو مین اپنے صاحب

سنہ ۱۲ اصل مین جبر ہے لیکن یہ خلاف ہے ترمذی مین غلط سے یہ لکہا ہے خندمہ سے ترمذی مین کہا ہے کہ مکہ کے نشیب مین ایک جگہ ہے سنہ ۱۳ کہف شمل کو کہتے ہین جو پہاڑ مین ہوتی ہے سنہ ۱۴ غار کے پہاڑ مین ہوتی ہے سنہ ۱۵ جب وہ چلے جاتے ہین تو

کی طرف آیا اور اوسکو اوٹھالیا یہ شخص بہاری آدمی تہا یہانتک کہ مین اذاخر[۱] تک پہنچا تو مین نے
اوس کی پیڑیان[۲] کہولدین پہر مین اوسے لادنے لگا یعنی پیٹہہ پر اور وہ مجھے تھکا دیتا تہا یعنی موٹاپے
کے مارے یہانتک کہ مین مدینے مین آیا پہر مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین عناق سے نکاح کرلون مین عناق سے نکاح کرلون دو بار کہا
پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رک گئے مجھے کچہہ جواب ندیا یہانتک کہ الزانی لاینکح الایۃ نازل
ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے مرثد زانی نکاح نہین کرتا ہے مگر زانیہ سے یا
مشرکہ سے سو تو اوس سے نکاح مت کر ثم قال الترمذی ھذا حدیث حسن غریب لا نعرفہ
الا من ھذا الوجہ وقد رواہ ابوداود والنسائی فی کتاب النکاح من سننہما من حدیث
عبید اللہ بن الاخنس بہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین نکاح کرتا ہے زانی مجلود[۳] مگر اپنی مثل سے وھکذا
اخرجہ ابوداود فی سننہ عن مسدد والمعمر عن عبد اللہ بن عمر وکلاھما عن عبد الوارث بہ
امام احمد نے عبداللہ بن یسار مولی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہا مین گواہی دیتا
ہون البتہ مین نے سنا سالم سے وہ کہتے تھے کہ عبداللہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمی ہین کہ جنت مین داخل نہون گے اور نہ نظر کریگا طرف اونکے اللہ روز
قیامت کو نافرمانی کرنے والا اپنے مان باپ کا اور زن مترجلہ مشابہ بننے والے مردون سے
اور دیوث اور تین آدمی ہین کہ نظر نہ کریگا اللہ طرف اونکے روز قیامت کو نافرمان اپنی والدین کا اور ہمیشہ
شراب پینے والا اور منت رکہنے والا ساتہہ اوس شے کے جو دی وہ رواہ النسائی عن عمرو
بن علی الفلاس عن یزید بن زریع عن عمر بن محمد العمری عن عبد اللہ بن یسار وینیز امام احمد نے
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے تین شخص ہین کہ اللہ نے اون پر جنت حرام کردی ہے ہمیشہ پینے والا شراب کا اور
نافرمان اپنے والدین کا اور وہ شخص کہ برقرار رکہتا ہے اپنی اہل[۴] مین خبث کو یعنی زنا کو ابوداؤد طیالسی
نے اپنی سند مین حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے داخل نہوگا جنت مین دیوث اس سے استشہاد کیا جاتا ہے

[۱] اصل مین اذاخر ہے لیکن ذی الحجہ مین اذخر ہے لیکن یہان مین کہاں سے جمع آوے اذاخر آپ کے جمع ویہان مین کہاں سے اوسکا استعمال ہے [۲] پیڑیان سے ۱۲ منہ [۳] ظاہر آسیا سے ۱۲ منہ [۴] ابن ماجہ مین اہلہ سے اور ترمذی مین اہلہ سے جمع کیون کر ہوسکتی ہے یعنی بیوی سے ۱۲ منہ

واسطے اون حدیثون کے جو اس سے پہلے گذر چکی ہین ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک رضی عنہ سے روایت کیا ہے کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص ارادہ کرے اسبات کا کہ اللہ سے ملے اور وہ طاہر مطہر ہو تو اوسے چاہیئے کہ آزاد عورتون سے نکاح کرے اسکے اسناد مین ضعف ہے امام ابو نصر اسمعیل بن حماد جوہری نے اپنی کتاب صحاح لغت مین کہا ہے کہ دیوث قنزع ہے قنزع وہ شخص ہے جسکو کچھہ غیرت نہین ہوتی ہے رہی وہ حدیث جسکو نسائی نے اپنی سنن کی کتاب نکاح مین روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا میرے نزدیک ایک عورت ہے سب لوگون سے زیادہ تر مجھے محبوب ہے اور حال یہ ہے کہ وہ کسی چھونے والے کے ہاتھہ کو منع نہین کرتی ہے فرمایا تو اوسے طلاق دیدے عرض کیا کہ مجھے اوس سے کسیطرح کا صبر نہین ہے فرمایا کہ تو اوس سے نفع لے پھر نسائی نے کہا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہین ہے عبد الکریم راوی قوی نہین ہے اور ہارون اوس سے اثبت ہے عبد الکریم نے اسکو حضرت ابن عباس تک مرفوع کیا ہے اور ہارون نے مرسل ذکر کیا ہے ہارون ثقہ ہے اسکی حدیث اولی بصواب ہے عبد الکریم کی حدیث سے حافظ ابن کثیر کہتے ہین کہ عبد الکریم ابن ابی المخارق بصری مؤدب تابعی ضعیف الحدیث ہے اور ہارون بن زیاد نے اوسکی مخالفت کی ہے حالانکہ وہ تابعی ثقہ مسلم کے رجال سے ہے سو اوسکی حدیث مرسل اولی ہے جسطرح کہ نسائی نے کہا ہے ولکن قد رواہ النسائی فی الطلاق عن اسحق بن راھویہ عن النضر بن شمیل عن حماد بن سلمۃ عن ھرون بن زیاد عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر عن ابن عباس مسندا فذکرہ بھذا الاسناد فرجالہ علی شرط مسلم الا ان النسائی بعد روایتہ لہ قال ھذا خطأ والصواب مرسل ورواہ غیر النضر علی الصواب وقد رواہ النسائی ایضا وابو داؤد عن الحسین بن حریث اخبرنا الفضل بن موسے اخبرنا الحسین بن واقد عن عمارۃ بن ابی حفصۃ عن عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم فذکرہ وھذا الاسناد جید اس حدیث مین لوگون نے اختلاف کیا ہے بعض نے تو اوس کی تضعیف کی ہے جیسا کہ نسائی سے گزر چکا ہے بعض نے اسکو منکر کہا ہے جسطرح کہ امام احمد نے

۱۸ اخبرنا اسمعیل بن [illegible] بن علیہ عن [illegible] عن حماد بن سلمۃ عن [illegible] عن ھرون بن زیاد عن عبد اللہ بن عبید بن عمیر عن عبد الکریم عن عبید بن عمیر عن ابن عباس قال جاء رجل الی النبی

فرمایا ہے کہ یہ حدیث منکر ہے **ابن قتیبہ** نے کہا کہ اس سے جو ارادہ کیا ہے سو وہ یہ ہے کہ وہ عورت سخی ہے کسی سائل کو منع نہین کرتی ہے نسائی نے اس قول کو اپنی سنن مین بعض سے نقل کیا ہے **فقال** قیل سخیۃ تعطی اس قول کو یون رد کیا ہے کہ اگر مراد یہ ہوتی تو یون کہتا کہ لاترد ید ملتمس کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ خصلت اوسکی یہ ہے کہ وہ کسی چھونے والے کے ہاتھ کو رد نہین کرتی ہے یہ مراد نہین ہے کہ اوس سے یہ فعل واقع ہے اور وہ زنا کرتی ہے کیونکہ جس عورت کی یہ صفت ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکی مصاحبت مین اذن نہ دینگے کیونکہ خاوند اوسکا اس حالت مین دیوث ہوگا حالانکہ ایسا وعید گذر چکی ہے لیکن چونکہ اوسکی طبیعت ایسی واقع ہوئی تھی کہ جو کوئی تعالی کی حالت مین اوس سے ارادہ زنا کا کرے تو اوسکی طبیعت مین یہ بات نہ تھی کہ اوسکی مخالفت کرے اوسے روکے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکے جدا کرنے کا حکم دیا پھر جب اوس شخص نے ذکر کیا کہ وہ اوسے دوست رکھتا ہے تو آپ نے اوسکے ساتھ باقی رہنے کو مباح فرمایا اس لئے کہ خاوند کی محبت تو اوس سے محقق تھی اور زنا کا وقوع اوس سے متوہم تھا پس توہم آجل کے سبب سے حرج عاجل کی طرف انتقال نہین کیا جاتا ہے واللہ سبحانہ وتعالی اعلم کہا ہے کہ پھر جب توبہ حاصل ہو جاوے تو تزویج حلال ہے جیسا کہ **امام احمد** نے فرمایا ہے کہ شعبہ مولائی حضرت ابن عباس نے کہا مین نے حضرت ابن عباس سے سنا اور اون سے کسی شخص نے پوچھا کہ مین ایک عورت سے قریب ہوا کرتا تھا جو اللہ عزوجل نے مجھ پر حرام کیا ہے مین اوس سے کیا کرتا تھا پھر اللہ عزوجل نے اس سے مجھے توبہ روزی کی تو مین نے چاہا کہ اوس سے نکاح کر لون پس کچھ لوگون نے کہا کہ الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ اور حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ ایسی نہین ہے تو اوس سے نکاح کر لے پھر جو گناہ ہوگا سو وہ مجھ پر ہے **علما** کے ایک گروہ نے دعوی کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے **ابن ابی حاتم** نے یحیی بن سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ اون کے نزدیک الزانی لاینکح الی اخرہ کا ذکر ہوا تو وہ بولے کہا جاتا تھا کہ اوسکو اوسکے بعد کی آیت نے منسوخ کر دیا ہے **وانکحوا الایامی** منکم کہا کہا جاتا تھا کہ ایامی مسلمین سے اسیطرح ابو عبید قاسم بن سلام نے **کتاب ناسخ ومنسوخ** مین اسکو روایت کیا ہے سعید بن مسیب سے **امام** ابو عبداللہ محمد بن ادریس **شافعی** رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسپر نص فرمائی ہے **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے غالب یہ بات ہے کہ جو شخص زنا کی طرف مائل ہوتا ہے تو وہ صالح نیک بی بیون کے نکاح

مین رغبت نہین کرتا ہے اور زانی بدکار عورت مین صالح نیک لوگ راغب نہین ہوتے ہین اس لئے کہ مشاکلت علت ہے الفت و اتفاق کی اور مخالفت سبب ہے نفرت و افتراق کا اہل علم نے اس آیت کے معنی مین اختلاف کیا ہے کئی قولون پر ایک قول یہ ہے کہ مقصود اس سے زنا و اہل زنا کی تشنیع و توبیخ ہے اور زنا مومنون پر حرام کیا گیا ہے اور معنی نکاح کے وطی ہونگے نہ عقد یعنی زانی زنا نہین کرتا ہے مگر زانیہ سے اور زانیہ زنا نہین کرتی ہے مگر زانی سے مشرک و مشرکہ کا ذکر اس لئے زیادہ کر دیا کہ شرک عام تر ہے معاصی مین زنا سے زجاج نے اس قول کو یون رد کیا ہے کہ نکاح کتاب اللہ مین معروف نہین ہے مگر بمعنی تزویج اس رد کا یون رد کیا ہے کہ نکاح بمعنی تزویج و وطی کتاب اللہ مین ثابت ہے اسی باب سے یہ آیت ہے حتی تنکح زوجا غیرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرما دیا ہے کہ مراد اس نکاح سے وطی ہے جو لوگ اس کے قایل ہین کہ معنی الزانی لاینکح الا زانیۃ کے لا یزنی الا بزانیۃ ہین اون مین سے سعید بن جبیر و حضرت ابن عباس و عکرمہ ہین جیسا کہ ابن جریر نے اسکو نقل کیا ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ فرمایا یہ نکاح نہین ہے لیکن جماع ہے نہین زنا کرتا ہے اوس سے جبکہ وہ زنا کرتی ہے مگر زانی یا مشرک خطابی نے اس قول کو اون سے نقل کیا ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت خاص ایک عورت کے حق مین نازل ہوئی ہے جسکو ام مہزول کہتے تھے تو یہ اوسی کے ساتھہ خاص ہوگی جیسا کہ خطابی نے اوسکو نقل کیا ہے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ زن مذکور زنا کیا کرتی اور شرط کرتی تھی کہ جو اوس سے زنا کرے اوسکو نفقہ دے سو ایک صحابی نے چاہا کہ اوس سے نکاح کرین اسپر یہ آیت نازل ہوئی اخرجہ احمد والنسائی والحاکم و صححہ وغیرہم یہ قصہ اول گزر چکا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ ایک مسلمان کے حق مین نازل ہوئی ہے تو اوسی کے ساتھہ خاص ہوگی قالہ مجاہد چوتھا قول یہ ہے کہ اصحاب صفہ کے باب مین اوتری ہے تو اون کے ساتھہ خاص ہوگی قالہ ابو صالح پانچوان قول یہ ہے کہ مراد زانی و زانیہ سے وہ ہین جن پر حد جاری ہو چکی ہے اس قول کو زجاج وغیرہ نے حضرت حسن سے حکایت کیا ہے کہا یہ ایک حکم ہے طرف سے اللہ پاک کے سو زانی محدود کو جایز نہین ہے کہ نکاح کرے مگر زانیہ محدودہ سے اسی کے مثل ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے اور اسی کے بعض اصحاب امام شافعی قایل ہین ابن العربی نے کہا کہ یہ قول جسطرح نظر کی راہ سے صحیح نہین ہے اسی طرح نقل کی رو سے بھی ثابت

۱ جب کہ نکاح بمعنی تزویج کے لیا جاوے
۲ اور بمعنی وطی کے لیا جاوے
۳ ابن عیینہ کا لفظ عبد الرزاق مین یہ ہے
۴ یہ لفظ عبد الرزاق مین نہین ہے
۵ ابن عیینہ کا لفظ یہ ہے
۶ اور ان تنفق علیہ یعنی وہ عورت مرد زانی کا نفقہ اپنے ذمے سے خرچ کرتی تھی

نہین ہوتا ہے چھٹا قول یہ ہے کہ یہ آیت قولہ تعالیٰ وانکحوا الایامیٰ منکم سے منسوخ ہے نحاس نے کہا کہ اسپر اکثر علما ہین ساتوان قول یہ ہے کہ یہ حکم بنا کیا گیا ہے غالب پر معنی یہ ہین کہ غالب زانی رغبت نہین کرتے ہین مگر نکاح کرنے مین اپنی مثل زانیہ سے اور غالب زانی عورتین رغبت نہین کرتی ہین مگر نکاح کرنے مین اپنی مثل زانی مردون سے کرخی نے کہا کہ فاسق خبیث جسکی شان سے زنا ہے وہ نیک عورت کے نکاح مین رغبت نہین کرتا ہے وہ تو اپنی مثل فاسق عورت کے نکاح مین راغب ہوتا ہے یا مشرکہ ہین اور فاسق عورت نیک مرد کے نکاح مین رغبت نہین کرتی ہے بلکہ اوس سے نفرت کرتی ہے وہ تو اوسی شخص مین رغبت کرتی ہے جو کہ فاسقون مشرکون مین سے اوسکے جنس کا ہے پس یہ اعم واغلب کی بنا پر ہے جسطرح محاورے مین بولتے ہین کہ خیر نہین کرتا ہے مگر مرد تقی حالانکہ جو تقی نہین ہے کبھی وہ بھی خیر کرتا ہے سو اسی طرح اسجگہہ ہے فرق درمیان الزانی لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ کے اور درمیان والزانیۃ لاینکحہا الا زان او مشرک کے یہ ہے کہ پہلا کلام اسپر دال ہے کہ زانی زانیہ ہی کے نکاح مین رغبت کرتا ہے بخلاف زانیہ کے کہ وہ کبھی غیر زانی کے نکاح مین رغبت کرتی ہے سو لاجرم اسبات کو دوسرے کلام سے بیان کر دیا مقصود زجر کرتا ہے مومنین کا نکاح سے زانی عورتون کے بعد اسکے کہ زنا سے اونکو زجر کیا یہ قول سب قولون سے زیادہ تر راجح ہے اور سبب نزول اوسکے شہادت دیتا ہے جیسا کہ گزر چکا ہے نکتہ اول آیت مین زانیہ زانی پر مقدم کی گئی پھر ثانیاً زانیہ پر زانی کو مقدم کیا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ آیت اون کے عقوبت کیواسطے ذکر کی گئی ہے اوس جنایت پر جو اونہون نے کی ہے اور جس مادے سے وہ جنایت پیدا ہوئی ہے وہ عورت ہی ہے کیونکہ اگر وہ مرد کو طمع نہ دیتی اور اوس سے اشارہ نکرتی اور اوسکو قدرت نہ دیتی تو مرد طمع نہ کرتا نہ وہ قادر ہوتا سو جبکہ وہ اسباب مین اصل ٹھہری اس لئے اوسکے ذکر سے ابتدا کی گئی رہی دوسری آیت سو وہ ذکر نکاح کے واسطے بیان کیگئی ہے اور نکاح مین مرد اصل ہے کیونکہ وہ پیغام کرنے والا ہے اور طلب اوسی سے شروع ہوتی ہے اس واسطے یہان اوس سے ابتدا کی مسئلہ جس عورت سے زنا کیا ہے پھر اوس سے نکاح کرنے کا کیا حکم ہے سو اسکے جواز مین اختلاف ہے امام شافعی و امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہما جواز نکاح کے قائل ہین اور حضرت ابن عباس و حضرت عمر و حضرت ابن مسعود و حضرت جابر رضی اللہ

عنہم سے مروی ہے کہ جایز نہین ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا ہے جبکہ مرد نے عورت سے
زنا کیا پہر اوس سے نکاح کیا بعد اسکے تو وہ دونون ہمیشہ زانی ہین امام مالک رحمہ اللہ اسی کے
قائل ہین وحرم ذلک علی المؤمنین کے یہ معنی ہین کہ یہ زنا یا نکاح زانی عورتون کا اخیار ابرار مومنون پر حرام
ہے کیونکہ اسمین تشبہ ہے فاسقون سے اور متعرض ہونا ہے تہمت وطعن فی النسب سے اور سبب
بننا ہے واسطے بدگوئی کے اسکے سوا اور مفاسد ہین خطا کار لوگون کی مجالست وہمنشینی مین کسقدر اکتساب آثام کا
متعرض ہونا ہوتا ہی پہر جب زانی قحبہ بدکار عورتون سے نکاح کیا جاے تو اسکے مفاسد کا تو کچہہ ٹھکانا ہی
نہین ہے پس مؤمن متدین کو لازم ہے کہ اپنے نفس کو اس عادت مین نہ ڈالی اور اوسکو بچائے کسی نے
کہا کہ یہ نکاح فقط مکروہ ہے کراہت تنزیہ کی بقیہ تحریم سے کی گئی ہے واسطے مبالغے کے زجر مین
اس آیت مین جو آثار وارد ہوئے ہین سو اکثر تو اول مذکور ہو چکے لیکن بعض مین بعض الفاظ کا تفاوت
ہے اور بعض جدید ہین اسلیئے بنظر اتمام فائدہ یہان لکہے جاتے ہین اشعبہ مولی حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہین کہ مین اونکے ساتہہ تہا ایک شخص اونکے پاس آیا عرض کیا کہ مین ایک عورت
کا پیچہا کیا کرتا تہا پہر مین اوس سے اوس شے کو پہنچا جو اللہ نے مجہپر حرام کی ہے اور اب اللہ نے
مجہے اوس سے توبہ روزی کی ہے سو مین نے چاہا کہ اوس سے نکاح کرلون تو لوگون نے کہا الزانی
لاینکح الا زانیۃ او مشرکۃ اسپر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس آیت کی جگہہ نہین ہے وہ تو عورتین
بغایا متعالیات تہین اپنے دروازون پر جہنڈے کہڑے کرتی تہین لوگ اونکے پاس آتے اس سے
وہ پہچانی جاتی تہین اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ہے تو اوس سے نکاح کرلے پہر جو
اوسمین کوئی گناہ ہوگا تو وہ مجہپر ہے ۲ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے
کسی عورت سے نکاح کیا پہر اوس نے زنا کیا تو اوسپر حد قایم کی گئی پہر اوسکو حضرت علی کے پاس
لائے تو آپنے درمیان اوسکے اور اوسکی عورت کے تفریق کرادی اور فرمایا کہ مت نکاح کر مگر اپنی مثل
زن مجلود سے ۳ مجاہد نے کہا کہ جاہلیت مین زانیہ عورتین تہین سو اونمین سے ایک عورت خوبصورت
تہی اوسے ام مہبول کہتے تہے پس مسلمانونمین کا کوئی مرد اونمین سے کسی عورت کے ساتہہ
نکاح کرتا تاکہ اپنی خرچی سے اوسکو نفقہ دے سو اللہ پاک نے منع فرمایا کہ مسلمانون مین کا کوئی شخص اونسے
نکاح کرے یہ مرسل ہے ۴ عبد بن حمید نے سلیمان بن یسار سے مثل اسکے مختصر روایت کیا ہے

۵ عطا نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا جاہلیت مین زانیہ عورتین تھین بغایا آل فلان یعنی یا آل فلان یعنی یون مشہور تھین کہ فلان قوم کی رنڈیان فلان قوم کی رنڈیان پس اللہ تعالی نے فرمایا الزانی لاینکح الا زانیۃ الآیۃ فاحکم اللہ ذلک فی امر الجاہلیۃ اسی کے مثل ایک جماعت تابعین سے مروی ہے ۶ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین کسلم کسلانا کرنے والی عورتون کے یہ جاہلیت مین تھین اور زانیہ مشرکہ تھین سو اللہ پاک نے انکا نکاح مؤمنین پر حرام فرمایا ہے ۷ ضحاک نے اس آیت مین کہا ہے کہ اس نکاح سے جو مراد ہے سو زنا ہے تزویج مراد نہین ہے سعید بن جبیر و عکرمہ سے بھی مثل اسکے مروی ہے ۸ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ زانی اہل قبلہ کا زنا نہین کرتا ہے مگر اپنے مثل زانیہ اہل قبلہ سے یا مشرکہ غیر اہل قبلہ سے اور زانیہ اہل قبلہ کی زنا نہین کرتی ہے مگر اپنے مثل زانی اہل قبلہ سے یا غیر اہل قبلہ کے مشرک سے اور زنا مؤمنون پر حرام کیا گیا ہے ۹ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ عورتین معلومات تھین یعنی لوگ اونکو جانتے تھے سو فقرا مسلمین مین کا مرد اونمین کی عورت سے نکاح کرتا تاکہ وہ اوسپر خرچ کرے سو اللہ پاک نے اس سے منع فرمایا تخریج ان سب کی فتح القدیر مین مذکور ہے والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء فاجلدوھم ثمنین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابدا ج واولئک ھم الفسقون ۝ الا الذین تابوا من بعد ذلک واصلحوا فان اللہ غفور رحیم ○ اور جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیون کو پھر نہ لائے چار مرد شاہد تو مارو اونکو اسی چوٹ تیسری کی اور نہ مانو اونکی کوئی گواہی کبھی اور وہی لوگ ہین بے حکم مگر جنہون نے توبہ کی اس پیچھے اور سنوار پکڑی تو اللہ بخشتا ہے مہربان ف قید والیان یعنی کبھی اونکو بری بات مین نہین دیکھا اور یہی حکم ہے جو مرد کو عیب لگائے عیب کہا ہے بدکاری کو اسی

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین اس آیت کریمہ مین بیان ہے حکم جلد قاذف کا جو کہ محصنہ کو تہمت لگاتا ہے محصنہ کہتے ہین عورت بالغ پارسا کو پھر جسکو تہمت لگائی ہے جبکہ مرد ہو تو اسی طرح اوسکا تہمت لگانے والا بھی جلد کیا جائیگا درمیان علما کے اسباب مین کسی طرح کا نزاع نہین ہے پس اگر تہمت لگانے والا اپنی کہی بات کی صحت پر گواہ قایم کر دے تو اوس سے حد دفع ہوگی اسی لئے اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا ہے ثم لم یاتوا فاسقون سو تہمت لگانے والا جبکہ اپنے

قول کی صحت پر گواہ قایم نہ کریگا تو اللہ پاک نے اوسپر تین حکم واجب فرمائے ہین ایک یہ ہے کہ اسّی چوٹ مارا جاے دوسرا یہ ہے کہ اوسکی گواہی ہمیشہ کو مردود ہو تیسرا یہ ہے کہ وہ فاسق ہوگا عدل نہ ہیگا نہ نزدیک اللہ کے نہ نزدیک لوگون کے پہر اللہ پاک نے فرمایا ہے الا الذین تابوا الایۃ علما نے اس استثنا مین اختلاف کیا ہے کہ آیا فقط اخیر جملے کیطرف راجع ہوتا ہے تو توبہ فقط فسق کو رفع کردیگی اور ہمیشہ کو مردود الشہادۃ باقی رہیگا گو توبہ کرلی یا دوسرے تیسرے دونون جملون کی طرف عاید ہوتا ہے رہی جلد سو وہ تو ہو چکی برابر ہے کہ توبہ کرے یا مصر رہے اوسکے واسطے بعد اسکے کوئی حکم نہین ہے بلا خلاف پس امام مالک و امام احمد و امام شافعی رضی اللہ عنہم اس طرف گئے ہین کہ جس وقت وہ توبہ کریگا تو اوسکی گواہی قبول کی جائیگی اور حکم فسق کا اوس سے دور ہو جائیگا سعید بن مسیب سید التابعین اور سلف کی ایک جماعت نے بھی اسپر تصریح کی ہے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ استثنا فقط جملۂ اخیرہ کی طرف راجع ہوتا ہے سو بسبب توبہ کے فسق اوس سے دور ہو جائیگا اور مردود الشہادۃ ہمیشہ کو باقی رہیگا سلف مین سے جو لوگ اسطرف گئے ہین منجملہ اونکے یہ حضرات بابرکات ہین قاضی شریح ابراہیم نخعی سعید بن جبیر مکحول عبد الرحمن بن زید بن جابر شعبی و ضحاک نے کہا کہ اوسکی گواہی قبول نہ کی جائیگی گو وہ توبہ کرے مگر یہ کہ اپنی جان پر اسبات کا اقرار کرے کہ مقرر اوسنے بہتان کیا تو اوسوقت اوسکی گواہی قبول کیجائیگی واللہ اعلم ف اصل لغت مین رمی کہتے ہین اندا ختن کو یعنی کسی شے کے ڈالنے پھینکنے کو جیسے کہور کہا کر گٹھلی پھینکدینا یا تیر پھینکنا یا پتھر پھینکنا یا ڈھیلا مارنا لیکن یہان رمی کا استعارہ کیا ہے فاحشہ زنا کی گالی دینے کیواسطے دونون مین علاقہ و مناسبت یہ ہے کہ جسطرح کسیکو پتھر مار دینا جنایت بالفعل ہے اسی طرح کسیکو زنا کے دشنام دینا جنایت بالقول ہے نابغہ نے کہا ہے ع وجرح اللسان کجرح الیدن یعنی زبان کا زخم مثل زخم بدن کے ہے بلکہ غیور طبایع کے نزدیک زبان کا زخم بدن کے زخم سے کہین بڑھکر ہے کیونکہ یہ تو بہر آتا ہے اور وہ نہین بہرتا کسی نے خوب کہا ہے ع ولا یلتام ما جرح اللسان + یعنی زبان کا زخم نہین ملتا ہے اور اوسکی خلش تیر نیمکش کی طرح ہمیشہ قلب مین چبھا کرتی ہے ؎

کوئی مجھ سے آکے پوچھے تیرے تیر نیمکش کو	یہ خلش کہان سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

غرضکہ اس فاحشہ خاص کے ساتھہ گالی دینے کا نام قذف بھی رکھا جاتا ہے اصل مین قذف
بھی پتھر مارنے کو کہتے ہین اسمین بھی مثل رمی کے استعارہ ہے محصنات سے مراد پارسا بیبیان
ہین معنی یہ ہین کہ جو لوگ پارسا عورتون کو گالی دیتے ہین زنا کی تہمت لگاتے ہین فاحشہ کی طرف
منسوب کرتے ہین اسی طرح محصنین کا حال ہے محصنین ہوئے پارسا مرد عورتون کا خاصکر ذکر
اس لئے کیا کہ انکو تہمت لگانا زیادہ تر سخت ہے اور عار و ننگ انمین بہت بڑہکر ہے اس حکم مین
مرد عورتون کے ساتھہ ملحق ہین درمیان علماے امت مرحومہ کے کسی طرح کا خلاف نہین ہے
علامہ شوکانی رحمہ اللہ نے اسباب مین ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے بعض متاخرین علماے
قرن حادی عشر پر اوس سے رد کیا ہے جبکہ اس باب مین اونہون نے نزاع کیا تہا کسی نے کہا کہ آیت
عام ہے مردون عورتون کو تقدیر یہ ہے الا نفس المحصنات مطلب یہ ہے کہ محصنات صفت ہے
موصوف مقدر کی یعنی انفس اور انفس عام ہے مردون عورتون کو تو اس بنا پر خود آیت شامل ہوگئی مردون عورتون کو
والمحصنات من النساء اس قول کا مؤید ہے کیونکہ محصنات کا بیان من النساء سے کرنا مشعر ہے
اسبات کو کہ لفظ محصنات کا شامل ہے غیر نساء کو بھی ورنہ بیان کے کچھ بڑے معنی نہونگے
کسی نے کہا کہ مراد محصنات سے فروج ہین جسطرح کہ یہ آیت ہے والتی احصنت فرجہا پس
اس بنا پر آیت مردون عورتون کو شامل ہوگی کسی نے کہا کہ لفظ محصنات کا اگرچہ عورتون کے
لئے ہے لیکن اسجگہ تغلیبًا رجال و نساء دونون کو شامل ہے اسمین اعتراض ہے کہ تغلیب
عورتون کی مردون پر عرب کی لغت مین معروف نہین ہے سورۂ نساء مین ذکر احصان کا ہو چکا ہے
اور جن معانی کا وہ محتمل ہے مقذوف و قاذف مین جو شرطین معتبر ہین اونمین علماء کی طول طویل بحثین
ہین کتب فقہ مین پوری طور پر مذکور ہین بعض شروط تو دلیل سے ماخوذ ہین اور بعض مجرد رائے بحت
ہین جمہور کی قرارت محصنات بفتح صاد ہے یحیی ابن وثاب نے بکسرۂ صاد پڑہا ہے علماء مین سے
جمہور اسطرف گئے ہین کہ جو شخص کافر مرد یا کافر عورت کو بہتان لگائے تو اوسپر کچھ حد نہین ہے
زہری و سعید بن مسیب و ابن ابی لیلی اسطرف گئے ہین کہ اوسپر حد واجب ہے نیز جمہور اسطرف
گئے ہین کہ غلام کو چالیس چوٹ مارین حضرت ابن مسعود و عمر بن عبد العزیز و قبیصہ نے کہا کہ اسّی
قرطبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین علماء نے اسپر اجماع کیا ہے کہ آزاد غلام کے سبب سے

لہ اور وہ عورت
نے نفی مین کہی ہے
عورت

نہ مارا جاے جبکہ وہ اوسپر افترا کرے اس لئے کہ دونون کا مرتبہ متباین ہے صحیح مین ثابت ہوچکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے غلام کو زنا کی تہمت لگائے تو اوسپر حد قایم کی جائیگی روز قیامت کو مگر یہ کہ وہ غلام ویسا ہو جیسا اوسنے کہا ہے شروط احصان کے پانچ ہین اسلام و عقل و بلوغ و حریت و پارسائی زنا سے محصن مثل محصنہ کے ہے وجوب حد قذف مین کلام مبسوط اسباب مین کتب فروع مین مذکور ہے پھر اللہ پاک نے حد قایم کرنے کی ایک شرط ذکر کی اوس شخص پر جو پارسا عورتون کو تہمت لگائے پس فرمایا ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء یعنی پھر بہتان لگانے والے چار گواہ نہ لائین کہ وہ اون عورتون پر اسبات کی گواہی دین کہ اونکے روبرو اون سے زنا واقع ہوا ہے لفظ ثم کا اسپر دال ہے کہ شہادت شہود کی غیر مجلس قذف مین جایز ہے جمہور اسی کے قائل ہین امام مالک رحمہ اللہ اسمین مخالف ہین ظاہر آیت یہ ہے کہ شہود کا مجتمع و متفرق ہونا جایز ہے حضرت امام حسن و امام مالک اسمین مخالف ہین جسوقت شہود چار پورے نہون گے تو وہ قاذف ٹھہرین گے اونپر حد قذف لگائی جاے گی۔ حضرت حسن و شعبی نے کہا کہ نہ شہود پر کچھ حد ہے نہ مشہود علیہ پر امام احمد و امام ابوحنیفہ و امام محمد بن حسن رضی اللہ عنہم اسی کے قایل ہین لیکن یہ قول اوس معاملے کے خلاف ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہم کی خلافت مین واقع ہوا ہے کہ تین آدمیون نے مغیرہ پر زنا کی گواہی دی تو حضرت عمرؓ نے اونپر حد جاری کی صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے کسی نے اسمین خلاف نکیا قرات جمہور کی باضافت اربعۃ ہے طرف شہداء کے عبداللہ بن مسلم بن یسار و ابوزرعہ بن عمرو نے بتنوین اربعۃ پڑہا ہے اس قرات کی بنا پر شہداء کی اعراب مین اختلاف ہے سو کسی نے تو کہا کہ تمیز ہے لیکن یہ قول مردود ہے اس لئے کہ تین سے دس تک کا ممیز مضاف الیہ عدد کا ہوتا ہے جسطرح کہ علم نحو مین یہ بات ثابت ہوچکی ہے کسی نے کہا کہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یہ بھی مردود ہے اسواسطے کہ نکرۂ غیر مخصص سے حال نہین آتا ہے کسی نے کہا کہ محل جر مین ہے اس بنیاد پر کہ نعت ہے اربعۃ کی چونکہ اسمین الف تانیث کا ہے اسواسطے غیر منصرف ہے نحاس نے کہا ہو سکتا ہے کہ شہداء محل نصب مین ہو بنا بر مفعولیت اسے ثم یحضروا اربعۃ شہداء یعنی پھر حاضر نکرین چار گواہ کو ابن جنی نے اس قرات کو قوی کہا ہے لیکن یہ قول سیبویہ کا

اسکو دفع کرتا ہے کہ تنوین عدد کی اور اوسکی اضافت کا ترک شعر ہی مین جایز ہوتا ہے پہر جو حد
قاذف پر واجب ہے اللہ پاک نے اوسکا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا فاجلدوھم ثمانین جلدۃ
جلد کہتے ہین ضرب کو اور مجالدہ بولتے ہین مضاربت کو جلد مین باساتھ جلود کے یعنی چمڑے مین یا چمڑے
کے ساتھہ مارنے کو مجالدہ کہتے ہین پہر لاٹھی اور تلوار وغیرہ سے مارنے کیواسطے جلد کا
استعارہ کیا گیا ہے جلد کا بیان عنقریب گزر چکا ہے ثمانین کا انتصاب مثل انتصاب مصادر
کے ہے اور جلدۃ منصوب ہے بنا بر حال معنی یہ ہین کہ مارو ہر ایک کو اونمین سے اسی چوٹ
قیمی کی ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابدا معطوف ہے اجلدوھم پر حرف لام لھم کا متعلق ہے
مخدوف سے اور وہ حال ہے شہادۃ سے اور اگر وہ اوس سے متاخر ہوتا تو اوسکی صفت
ٹھہرتا ابدا کے یہ معنی ہین کہ جب تک وہ حالت زندگی مین ہین یعنی تم جمع کرو واسطے اُنکے
دونون امر کو مارو اونکو اور کسی شے مین اونکی گواہی قبول مت کرو جبتک وہ زندہ رہین کیونکہ وہ
بہ سبب قذف کے غیر عدول ہو گئے بلکہ فاسق ٹھہرے جسطرح کہ آخر آیت مین اللہ پاک نے اونپر
فسق کا حکم لگایا ہے پس فرمایا واولئک ھم الفاسقون یعنی جبکہ اونسے قذف صادر ہوا اور
اونہون نے اوسپر اصرار کیا اور توبہ کی طرف رجوع نکی تو بعد اس سب کے اونکا حکم یہ ہوا کہ
وہ فاسق قرار پائے کیونکہ اونہون نے کبیرہ گناہ کیا یہ جملہ مستانفہ مقرر مضمون ماقبل ہے
اور ابو البقا نے جایز کہا ہے کہ محل نصب مین ہو بنا بر حال فسق کہتے ہین طاعت سے نکلنے
کو اور بسبب معصیت و نافرمانی کے حد سے آگے بڑہجانے کو اسمین دلیل ہے اسپر کہ قذف
منجملہ کبایر ہے کیونکہ اسم فاسق کا واقع نہین ہوتا ہے مگر صاحب کبیرہ پر پہر اللہ پاک نے بیان
کیا کہ یہ تابید واسطے عدم قبول شہادت کے عدم توبہ کے ساتھہ ہے پس فرمایا الا الذین
تابوا من بعد ذلک واصلحوا یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر استثنا اس لئے کہ کلام موجب
ہے کسی نے کہا کہ موضع جر مین ہے بنا بر بدل معنی من بعد ذلک کے یہ ہین کہ بعد اکتساب گناہ قذف کے اصلاح
اعمال کے یہ معنی ہین کہ اپنے اعمال کی اصلاح و درستی کی جنمین سے گناہ قذف ہے اور توبہ سے اوسکا تدارک کیا
حد کیواسطے منقاد و مطیع ہو گئے جملہ فان اللہ غفور رحیم تعلیل اُس شی کی جسکو استثنا تضمن ہی یعنی عدم مواخذہ قاذف
بعد اسکے کہ اوسنے توبہ کی اور رحمن و رحیم کیطرف سے مغفور و مرحوم ہو گیا فاسق نرہا نہ مردود الشہادۃ اور نہ مدفوع العدالۃ

اسواسطے کہ اللہ پاک توبہ بخشنے والا مہربان ہے اہل علم کا اس استثنا مین اختلاف ہے
کہ آیا قبل کے دونون جملون کی طرف راجع ہوتا ہے یعنی عدم قبول شہادت اور حکم فسق یا جملۂ اخیرہ
کی طرف عاید ہوتا ہے اور یہ اختلاف بعد اسکے ہے کہ علما کا اتفاق ہوچکا ہے اسپر کہ استثنا
جملۂ جلد کی طرف راجع نہین ہے بلکہ تائب مثل مصر کے جامد کیا جاتا ہے اور نیز بعد اس اجماع کے
ہے کہ استثنا جملہ حکم بفسق کی طرف راجع ہے پس محل خلاف یہ ہے کہ آیا جملہ عدم قبول شہادت
کی طرف عائد ہوتا ہے یا نہین سو جمہور کا قول یہ ہے کہ استثنا دونون جملون کی طرف راجع ہے
پس جب قاذف توبہ کریگا تو اوسکی گواہی قبول کی جاویگی اور فسق اوس سے دور ہوجائیگا کیونکہ رد
شہادت کا سبب یہی ہے کہ وہ بسبب قذف کے متصف بفسق تہا پہر جب فسق توبہ سے
بالاجماع زایل ہوگیا تو اوسکی گواہی مقبول ہوگی قاضی شریح وابراہیم نخعی وحسن بصری وسعید بن جبیر
ومکحول وابن زید وسفیان ثوری وحضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے کہ یہ استثنا طرف
جملۂ حکم بفسق کے عائد ہوتا ہے جملۂ عدم قبول شہادت کی طرف راجع نہین ہے پس بسبب توبہ
کے وصف فسق کا قاذف سے رفع ہوجاے گا اور گواہی اوسکی اصلا مقبول نہوگی امام شافعی وضحاک
رضی اللہ عنہما تفصیل کی طرف گئے ہین پس فرمایا کہ اوسکی گواہی قبول نکیجائیگی گو وہ توبہ کرے مگر یہ کہ
اپنی جان پر اسبات کا اقرار کرے کہ مقرر اوسنے بہتان کیا تہا تو اسوقت اوسکی گواہی قبول ہوگی
صاحب فتح القدیر وفتح البیان رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ قول جمہور کا حق ہے کیونکہ خاص
کرنا تقیید کا ساتھہ جملۂ اخیر کے بغیر اوسکے ماقبل کے باوجود اسکے کہ کلام ایک ہے ایک واقعہ
شرعیہ مین ایک متکلم سے ہے خلاف مقتضاے لغت عرب ہے رہی یہ بات کہ جملۂ اخیر جو کہ قید سے
متصل ہے اوسکا اولیٰ ہونا اسبات کے ساتھہ کہ وہ قید اوسی اخیر جملے کی ہو سو یہ اولیٰ ہونا اسبات
کی نفی نہین کرتا ہے کہ وہ قید اوس جملے کے ماقبل کے واسطے قید ہو فانہ الاولیہ ہے کہ اخیر جملے
کا مقید کرنا اوس قید کے ساتھہ جو اوس سے متصل ہے زیادہ تر ظاہر ہے اس سے کہ اوسکے
ماقبل کو اوس قید کے ساتھہ مقید کرین اور اسی لئے وہ مجمع علیہ ہوا ہے اور اوسکا اظہر ہونا اسکو منافی
نہین ہے کہ اوسکے ماقبل مین ظاہر ہو جو قید کہ بعد کئی جملون کے واقع ہوتی ہے اصول والون
نے اوسمین جو طول طویل کلام کیا ہے سو وہ نزدیک عارف اس فن کے معروف ومشہور ہے

اور حق یہی ہے اور اسیات کے ساتھ حجت پکڑنا کہ فیو دمین سے کوئی قید تو کبھی سارے جملون
کی طرف عاید ہوئی ہے جو اوس سے پہلے ہین اور کبھی بعض جملون کی طرف راجع ہوئی ہے ایسا
جو واقع ہوا ہے سو اس حجت پکڑنے کے ساتھ کوئی حجت قایم نہین ہوتی ہے اور نہ یہ استدلال
کے واسطے صلاحیت رکھتا ہے کیونکہ کبھی تو یہ بسبب کسی دلیل کے ہوتا ہے جسطرح کہ یہان
اجماع و اتفاق ائمہ اربعہ کا واقع ہوا ہے اسپر کہ یہ استثنا جملہ جلد کیطرف راجع نہین ہے سو قاذف
سب کے نزدیک جلد کیا جاتا ہے خواہ توبہ کی یا نہ کی تیسرے جو بات ثابت کی ہے اوسکی یہ بات
تائید و تقویت کرتی ہے کہ قبول شہادت سے جو مانع تھا یعنی فسق جو کہ قذف سے مسبب
ہوا تھا وہ زائل ہوگیا اب کوئی موجب رد شہادت کا باقی نہین رہا **توبۂ قاذف** کی صورت مین
علما کا اختلاف ہی سو حضرت عمرؓ بن خطاب و شعبیؒ و ضحاکؒ و اہل مدینہ نے کہا ہے کہ اوسکی توبہ نہین
ہوتی ہے مگر یاین طور کہ جو قذف اوس سے واقع ہوا ہے اور اوسکے سبب سے اوسپر حد
قایم کی گئی ہے اوسمین اپنے نفس کو جھوٹا کرے **ایک فرقے** نے جسمین امام مالکؒ وغیرہ
ہین یون کہا ہے کہ اوسکی توبہ اسطرح ہوتی ہے کہ اپنے حال کو اچھا کرے اور اپنے عمل کی اصلاح
و درستی کرے اور جو گناہ اوس سے ہوگیا ہے اوسپر نادم و پشیمان ہو اللہ پاک سے اوسکی مغفرت
مانگے ویسے کام کی طرف عود نہ کرنے پر پکا قصد کرے اگرچہ اپنے نفس کی تکذیب نکرے اور
نہ اپنے قول سے پھرے **امت** نے اسپر اجماع کیا ہے کہ توبہ گناہ کو مٹا دیتی ہے گو کفر ہی کیون
نہو تو جو گناہ کفر سے کم درجے کا ہے اوسکو بالاولی مٹا دیگی اس اجماع کو قرطبی رحمہ اللہ نے نقل
کیا ہے **ابو عُبَید** نے کہا ہے کہ جس شخص نے اپنی غیر کو زنا کی تہمت لگائی وہ جرم مین مرتکب زنا
سے بڑھکر نہین ہے حالانکہ زانی جب توبہ کرلیتا ہے تو اوسکی گواہی مقبول ہوتی ہے کیونکہ گناہ سے
توبہ کرنے والا مثل اوسکے ہے جسکے واسطے کوئی گناہ ہی نہین ہے اور جب اللہ پاک بندے
سے توبہ قبول کرلیتا ہے تو بندے اولی تر بقبول ہین باوجود اسکے کہ ایسا استثنا قرآن شریف مین
کئی جگہہ موجود ہے منجملہ اوسکے ایک یہ آیت کریمہ ہے **انما جزاء الذین یحاربون اللہ الی قولہ**
الا الذین تابوا بلاشک یہ استثنا سب کی طرف راجع ہے **زجاج** نے کہا کہ قاذف بخت تر
نہین ہے جرم مین کافر سے پس حق اوسکا یہ ہے کہ جب وہ توبہ کرلے اور اصلاح کرے تو اوسکی گواہی

ہے یہ بات اوسکی
جو اوسکے ساتھ
ہے اور اوسکے رسول
سے اور دوڑتے ہین ملک
مین فساد کرنے کو کہ قتل
کیے جاویں یا سولی چڑھائے
جاویں یا کاٹے جاویں اوسکے ہاتھ اور پانون
مخالف سمت سے یا دور کیے جاویں
ملک سے یہ اوسکی رسوائی ہے
دنیا مین اور اوسکو آخرت
مین بڑی مار ہے مگر جنہون نے
توبہ کی قبل اسکے کہ تم اوپر قابو پاؤ
پس جان لو کہ اللہ بخشنے والا
مہربان ہے

قبول کیجاے کہا کہ قولہ تعالیٰ ابدًا کے معنی یہ ہین کہ جبتک وہ قاذف ہو جسطرح یون کہتے ہین کہ کافر کی شہادت قبول نہ کیجائیگی ابدًا تو اسکے یہ معنی ہین کہ جبتک وہ کافر رہے گا انتہی بعض آثار متعلق آیت یہ ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ تاب اللہ علیہم من الفسوق واما الشہادۃ فلا تجوز یعنی اللہ نے فسوق سے تو اونکی توبہ قبول کی رہی گواہی سو وہ جایز نہین ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے ابوبکرہ سے فرمایا کہ اگر تو توبہ کریگا تو مین تیری گواہی قبول کرونگا یہی اون سے مروی ہے کہ توبہ اونکی کاذب کرنا ہے اونکا اپنی جانون کو پس اگر وہ اپنی جانون کو کاذب کرینگے تو اونکی گواہی قبول کیجائیگی حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جسنے توبہ کی اور اصلاح کی تو اوسکی گواہی اللہ کی کتاب مین مقبول ہے اور اسباب مین روایتین ہین تابعین سے کذا فی فتح البیان و فتح القدیر پھر جب اللہ پاک حکم قذف کا علی العموم بیان کرچکا تو بعد اوسکے ایک نوع خاص کا ذکر کیا انواع قذف سے یعنی بہتان لگانا خاوند کا اپنی بی بی کو جو اوسکے عقد نکاح مین ہے پس ارشاد فرمایا والذین یرمون ازواجہم ولم یکن لہم شہداء الا انفسہم فشہادۃ احدہم اربع شہدت باللہ انہ لمن الصدقین ○ والخامسۃ ان لعنت اللہ علیہ ان کان من الکذبین ○ ویدرؤا عنہا العذاب ان تشہد اربع شہدت باللہ انہ لمن الکذبین ○ والخامسۃ ان غضب اللہ علیہا ان کان من الصدقین ○ ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ وان اللہ توّاب حکیم ○ اور جو لوگ عیب لگاوین اپنی جوروؤن کو اور شاہد نہون اونکے پاس سوا اونکی جان کے تو ایسی کسی کی گواہی یہ کہ چار گواہی دیوے اللہ کے نام کی مقرر یہ شخص سچا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کی پھٹکار ہو اوس شخص پر اگر وہ ہو جھوٹا اور عورت سے ٹلتی ہی ماریون کہ گواہی دے چار گواہی اللہ کے نام کی کہ مقرر وہ شخص جھوٹا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کا غضب آوے اوس عورت پر اگر وہ شخص سچا ہے اور کبھی نہوتا اللہ کا فضل تمہارے اوپر اور اوسکی مہر اور یہ کہ اللہ معاف کرنیوالا ہے حکمتین جانتا تو کیا کچھ ہوتا انتہی ف اس آیت کریمہ مین کشایش ہے اور بڑی نکاسی ہے واسطے خاوندون کے جبکہ کوئی خاوند اپنی جورو کو عیب لگائے اور گواہون کا قایم کرنا اوپر دشوار ہو تو جورو سے ملاعنہ کرے جیسا کہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے لعان یہ ہے کہ جورو کو امام کے روبرو حاضر کرے پھر جس بات کا اوسکو عیب لگایا ہے اوسپر دعویٰ کرے تو حاکم خاوند کو حلف کرائے چار گواہی اللہ کے نام کی

ع ۱۰

مقابل مین چار گواہون کے اسبات کی کہ بیشک وہ سچا ہے یعنی اوس زنا مین جسکی اوسنے جورو کو تہمت
لگائی ہے اور پانچوین گواہی یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اوسپر اگر وہ جھوٹا پہر جسوقت خاوند نے یہ کہدیا تو وہ
عورت نفس اس لعان کے ساتھہ اوس سے جدا ہو گئی نزدیک امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے اور نزدیک
ایک گروہ کثیر علما کے اور وہ عورت ہمیشہ کو اوسپر حرام ہو گئی اوسکا مہر اوسے دیڈالے اور عورت پر زنا کی حد
متوجہ ہو گی اور حد کو اوس سے دور نکرینگی مگر یہ بات کہ وہ ملاعنہ کرے پس چار گواہی دے اللہ کے
نام کی کہ بیشک وہ جھوٹا ہے یعنی اوسبات مین جسکی اوسے تہمت لگائی اور پانچوین گواہی یہ ہے
کہ اللہ کا غضب ہو اوسپر الزہ وہ سچا اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وبدرأ عنہا العذاب
یعنی حد ان تشہد تا صادقین پس عورت کو غضب کے ساتھہ خاص کیا چنانچہ غالب یہی ہے
کہ مرد اپنی جورو کے رسوا کرنے اور اوسکو زنا کی تہمت لگانے کا تکلف نکریگا مگر اوسی حال مین کہ وہ صادق
ومعذور ہو گا جس بات کی اوسے تہمت لگائی ہے عورت اوسمین اوسکی سچائی کو جانتی ہو گی اسی لئے
پانچوین گواہی اوس کے حق مین یہ ٹھہری کہ یون کہے کہ اللہ کا غضب ہو اوسپر اگر مرد سچا ہے مغضوب علیہ
وہی شخص ہوتا ہے کہ حق کو خوب جانتا ہے پہر اوس سے کنارہ کرتا ہے پہر اللہ پاک نے اپنی رافت
ورحم کا ذکر کیا جو کہ اپنی خلق پر فرمایا کرتا ہے اوس حکم مین جسکو اونکے واسطے شروع کیا ہے جس سخت
تنگی مین وہ مبتلا ہوتے ہین تو اوس سے اونکی کشایش کر دیتا ہے پس فرمایا اگر تمپر اللہ کا فضل نہوتا
اور اوسکی مہر یعنی تو تم حرج مین پڑجاتے اور تمہارے بہت سے کام تمپر شاق و دشوار ہو جاتے اور اللہ
بڑا رجوع کرنے والا ہے اپنے بندون پر اگرچہ یہ بعد حلف اور سخت قسمون کے ہو حکمت والا ہے اوس
شے مین جسکو شروع فرماتا ہے اور اوسکا حکم کرتا ہے اور اوس سے منع فرماتا ہے اس آیت کے
موافق جو عمل ہوا ہے اور جسکے حق مین یہ نازل ہوئی ہے اور اسکا سبب نزول اس سب مین جو تین
وارد ہوئین ہین امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
فرمایا جبکہ والذین یرمون المحصنات الآیہ نازل ہوئی تو سعد بن عبادہ رضی اللہ سردار انصار بولے
یارسول اللہ کیا یہ اسیطرح نازل کیگئی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے
گروہ انصار کیا تم نہین سنتے ہو جس بات کو تمہارا سردار کہہ رہا ہے انصار بولے یارسول اللہ
آپ اونکو ملامت نہ فرمائین وہ تو ایک غیور مرد ہین واللہ اونہون نے نہین نکاح کیا کسی عورت سے

کبھی پھر کسی مرد نے ہم مین سے یہ جرات کی ہو کہ اوس سے نکاح کرے مارے اونکے سخت غیرت کے
پس سعد بولے واللہ یا رسول اللہ بیشک مین خوب جانتا ہون کہ آیت البتہ حق ہے اور وہ اللہ کی
طرف سے ہے لیکن مین نے اس سے تعجب کیا کہ اگر مین پاؤن کسی لکاع کو یعنی گندی نالایق بدذات
عورت کو اس حال مین کہ کوئی مرد اوسکو رانون مین دبائے ہوئے ہے تو مجھے یہ بات جایز نہو کہ مین اوسے
برانگیختہ کرون اور اوسکو حرکت دون یہان تک کہ چار گواہ لاؤن سو واللہ بیشک مین اونکو نہ لاؤنگا یہانتک
کہ وہ اپنی حاجت پوری کرلیگا کہا پھر نہ ٹھہرے مگر تھوڑا زمانہ یہانتک کہ ہلال بن امیہ آیا یہ شخص اون تین آدمیون
مین کا ہے جنکی توبہ قبول کیگئی پس ہلال اپنی زمین سے عشا کے وقت آیا تو اپنی بی بی کے پاس ایک
مرد کو پایا سو اوسنے اپنی دونون آنکھون سے دیکھا اور دونون کانون سے سنا یعنی جماع کی آواز پھر اوسے
برانگیختہ نکیا یہانتک کہ صبح ہوگئی تو صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا عرض کیا یا رسول اللہ
مین عشا کے وقت اپنی بی بی کے پاس آیا تو نزدیک اوسکے ایک مرد کو پایا سو مین نے اپنی آنکھون
سے دیکھا اور اپنے کانون سے سنا پس جو قصہ وہ لیکر آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو مکروہ
جانا اور آپ پر گران گزرا انصار آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ سعد بن عبادہ نے جو کہا تھا ہم اوسکے
سبب سے مبتلا ہوگئے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہلال بن امیہ کو مارینگے اور اوسکی گواہی کو لوگون
مین باطل کردینگے تو ہلال نے کہا واللہ بیشک مین البتہ امید کرتا ہون کہ اللہ میرے واسطے اوس سے
کشایش کردیگا اور کہا یا رسول اللہ جس قصہ کو مین لیکر آیا اوس سے جو بات آپ پر گران گزری ہے مقرر مین
اوسے دیکھ رہا ہون اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک مین البتہ سچا ہون پس واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ارادہ فرماتے تھے کہ اوسکے مارنے کا حکم دین کہ اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل
کی اور جسوقت آپ پر وحی نازل کیجاتی تھی تو صحابہ اسکو آپ کے چہرہ مبارک کے تغیر مین پہچان لیتے
تھے یعنی پھر آپ سے رک جاتے یہان تک کہ آپ وحی سے فارغ ہوجاتے پس یہ آیت نازل ہوئی
والذین یرمون ازواجہم الآیہ پھر وہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع ہوگئی تو فرمایا خوش ہو جاؤ اے
ہلال مقرر اللہ نے تیرے واسطے کشایش و نکاسی کردی ہلال بولا کہ مین تو اپنے رب عزوجل سے اسکی
امید کرتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوسکی طرف آدمی بھیجو سو اوسکی طرف آدمی بھیجا تو وہ
آئے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو دونون پر پڑہا پھر اونکو وعظ و نصیحت فرمائی اور اونکو

اس بات کی خبر دی کہ آخرت کا عذاب سخت تر ہے دنیا کے عذاب سے ہلال بولا والد یا رسول اللہ البتہ مقرر مین نے اوسپر سچ کہا ہے عورت بولی اوسنے جھوٹ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لعان کرو درمیان اونکے ہلال سے کہا گیا کہ تو گواہی دے تو اوسنے چار گواہیان دین اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ سچا ہے پھر جب پانچوین گواہی آئی تو ہلال سے کہا گیا اے ہلال تو اللہ سے ڈر کیونکہ دنیا کا عذاب آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اور یہ گواہی واجب کرنیوالی ہے جو کہ واجب کریگی تجھپر عذاب کو ہلال بولا واللہ اللہ عذاب نکریگا مجھکو اوسپر جسطرح کہ اوسنے مجھکو اوسپر جلد سنین کیا پھر پانچوین مین یہ گواہی دی کہ لعنت اللہ کی اوسپر اگر ہو وہ جھوٹا پھر عورت سے کہا گیا کہ تو گواہی دے چار گواہیان اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ جھوٹا ہے پھر پانچوین گواہی کے وقت اوس سے کہا اور اوسکو ٹھہرایا کہ تو اللہ سے ڈر اس لئے کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے آخرت کے عذاب سے اور یہ گواہی واجب کرنیوالی ہے جو کہ عذاب کو تجھپر واجب کردیگی تو اوسنے گھڑی بھر توقف کیا اور اقرار کا ارادہ کیا پھر بولی واللہ مین اپنی قوم کو رسوا نکرونگی سو پانچوین مین یہ گواہی دی کہ اللہ کا غضب ہو اوسپر اگر وہ ہو سچا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیان اونکے تفریق کرادی اور حکم دیدیا کہ اوسکا لڑکا باپ کا کہلایا نجاے اور نہ اوسکی لڑکے کو تہمت لگائی جاے اور جو کوئی اوس عورت کریا اوسکی لڑکے کو عیب لگاے گا تو اوسپر حد ہے اور یہ حکم دیا کہ اوسکے لئے قوت نہین ہے اس لئے کہ وہ دونون جدا ہوے ہین بدون طلاق کے اور بغیر وفات کے اور فرمایا کہ اگر وہ اوس بچے کو لائے سرخ سیاہی مائل چھوٹے چوتڑ والا باریک پنڈلیون والا تو وہ ہلال کا ہے اور اگر وہ اوسکو لائے گندم گون بڑے گوشت گندہ بدن موٹی پنڈلیون والا پس گوشت چوتڑون والا تو اوسکا ہے جس سے عیب لگائی گئی سو وہ اسی صفت کا بچا لائی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قسمین نہوتین تو میرے اور اوسکے لئے ایک شان ہوتی شان کے معنی خطب وامر وحال کے ہین مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ کا حکم لعان کا نہ آتا تو مین اوسپر حد قایم کرتا کیونکہ بچا اوسی سے مشابہ ہے جسکے ساتھہ بدنام ہوئی عکرمہ نے کہا وہ لڑکا بعد اسکے مصر کا امیر ہوا اور وہ اپنی مان کا کہلایا جاتا تھا باپ کا نہین کہلایا جاتا تھا رواہ ابوداود عن ابن عن الحسن بن علی عن یزید بن ھارون نحوہ مختصرًا اس حدیث کی صحت وغیرہ مین بوجوہ کثیرہ بہت سے شواہد ہین منجملہ اونکے ایک یہ ہے جسکو بخاری نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ہلال بن امیہ

نے اپنی بی بی کو عیب لگایا نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شریک بن سحماء سے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ گواہ لایا حد ہے تیری پیٹھ مین ہلال نے عرض کیا یارسول اللہ جبکہ دیکھو ایک ہمارا اپنی جورو پر کسی مرد کو تو چلے گواہ ڈھونڈھنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی فرمانے لگے کہ گواہ لایا حد ہے تیری پشت مین ہلال نے عرض کیا یارسول اللہ قسم ہے اوسکی جسنے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بیشک مین البتہ سچا ہون اور البتہ نازل فرمائیگا اللہ وہ شے جو کہ میری پشت کو حد سے بری کردیگی پس جبریل علیہ السلام اوترے اور آپ پر یہ آیت اوتاری والذین یرمون ازواجھم تو آپ نے اوسکو پڑہا یہانتک کہ ان کان من الصادقین تک پہونچے پہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے گئے پہر دونون کی طرف آدمی بہیجا تو ہلال آیا پھر گواہی دی اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمانے تھے بیشک اللہ جانتا ہے کہ ایک تم مین کا جہوٹا ہے سو کیا ہے تم مین سے کوئی توبہ کرنیوالا پہر عورت کہڑی ہوئی تو اوسنے گواہی دی پہر جب پانچوین گواہی مین ہوئی تو اوسے ٹھہرایا اور کہا کہ بیشک وہ واجب کرنیوالی ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا پس اوس نے توقف کیا اور پیچھے ہٹی یہانتک کہ ہمنے گمان کیا کہ وہ رجوع کریگی پہر وہ بولی کہ مین اپنی قوم کو سارے دنون مین اون کی مدت عمر کے رسوا نکرونگی پہر اوس نے پانچوین گواہی دیدی پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اوسکو دیکھو پس اگر وہ اوس بچے کو لائی سرمگین آنکھون والا بڑے سرین والا پرگوشت پنڈلیون والا تو وہ شریک بن سحماء کا ہے پس وہ اوسکو اسی طرح کا لائی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر نہ ہوتی وہ شے جو گزر چکی کتاب اللہ سے تو البتہ اوسکے اور میرے لئے ایک حال ہوتا یعنی اوپر حد قائم کرتا انفرد بہ البخاری من ھذا الوجہ وقد روی من غیر وجہ عن ابن عباس وغیرہ ۲ ابن ابی حاتم کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا سو اوسنے اپنی جورو کو کسی آدمی سے عیب لگایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو مکروہ جانا تو آپ اوسکی تردید فرماتے رہے یہانتک کہ اللہ پاک نے والذین یرمون نازل فرمائی آپنے اوسکو پڑہا یہانتک کہ دونون آیتون سے فارغ ہوئے تو دونون کیطرف آدمی بھیجا اونکو بلایا پہر فرمایا کہ بیشک اللہ تعالی نے تمہارے حق مین نازل فرمایا ہے یعنی قرآن پہر مرد کو بلایا اوسپر پڑہا تو اوس نے چار گواہیان دین اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ سچا ہے پہر اوسکو حکم دیا تو اوسکا مونہہ روکا گیا پہر اوسے وعظ کیا پہر اوس سے فرمایا کہ ہر شے آسان تر ہے تجہپر اللہ کی لعنت سے

پھر اوسکو چھوڑ دیا تو اوس نے کہا لعنت ہو اللہ کی اوسپر اگر وہ ہو جھوٹا پھر عورت کو بلایا تو اوسپر ٹپڑہا سو اوسنے چار گواہیان دین اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ ہے جھوٹا پھر اوسکو حکم دیا تو اوسکا مونہہ روکا گیا پھر اوسے وعظ کیا اور فرمایا خرابی ہوتیری ہر شے آسان تر ہے اللہ کے غضب سے پھر اوسکو چھوڑ دیا تو اوس نے کہا اللہ کا غضب ہو اوسپر اگر ہے وہ سچا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار قسم ہے اللہ کی لا قضین بینکما قضاءً فصلاً یعنی البتہ مین درمیان تمہارے چکونگا فیصلہ کرونگا راوی نے کہا پھر وہ عورت جنی تو مین نے کسی بچے کو نہین دیکھا مدینے مین کہ وہ اکثر ہو اوس سے پس آپنے فرمایا کہ ان جارت بہ لکذا و کذا فہو لکذا و کذا فہو للکذا اپس ہر وہ اوسکو اوسی شخص کے مشابہ لائی جس سے وہ عیب لگائی گئی تھی ۳۲ امام احمد نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہا امارت ابن زبیر رضی اللہ عنہ مین کسی نے مجھ سے متلاعنین کا پوچھا کہ آیا درمیان اونکے تفریق کیجاے تو مین نے نجانا کہ مین کیا کہون پھر مین اپنے مکان سے اوٹھکر آیا ہوا طرف منزل ابن عمر رضی اللہ عنہما کے تو مین نے کہا اے ابو عبد الرحمن درمیان متلاعنین کے کیا تفریق کیجاے تو وہ بولے سبحان اللہ پہلی پہل جسنے اسکا سوال کیا وہ فلان بن فلان ہے اوس نے کہا یا رسول اللہ آپ مجھے خبر دین اوس شخص کی کہ وہ اپنی جورو کو دیکھ رہا ہے فاحشہ پر پھر اگر وہ بولے تو ایک بڑی بات بولے اور جو چپ رہے تو ایسی بات پر چپ رہے پس آپنے سکوت فرمایا اوسکو جواب نہ دیا پھر جسوقت بعد اسکے ہوا تو وہی شخص آپکے پاس آیا تو عرض کیا کہ جس بات کا مین نے آپسے پوچھا تھا اوسکے ساتھہ مین مبتلا ہو گیا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیتین سورہ نور مین نازل فرمائین والذین یرمون یہانتک کہ صادقین تک پہونچے پھر مرد سے شروع کیا تو اوسکو وعظ و نصیحت کی اور اوسکو خبر دی کہ عذاب دنیا کا سہل تر ہے عذاب آخرت سے تو وہ بولا قسم ہے اوسکی جسنے نبی کے ساتھہ آپکو بھیجا ہے کہ مین نے جھوٹ نہین کہا ہے پھر عورت سے فرمایا تو اوسکو وعظ و نصیحت کی اور اوسے خبر دی کہ عذاب دنیا کا آسان تر ہے عذاب آخرت سے تو عورت بولی قسم ہے اوس کی جسنے آپکو حق کے ساتھہ بھیجا ہے بیشک وہ البتہ جھوٹا ہے راوی نے کہا پس مرد سے شروع کیا تو اوس نے چار گواہیان دین اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ سچا ہے اور پانچوین یہ کہ لعنت خدا کی اوسپر اگر وہ ہو جھوٹا پھر عورت سے کہا تو اوسنے چار گواہیان دین اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ جھوٹا ہے اور پانچوین یہ کہ اللہ کا غضب ہو اوسپر اگر وہ ہو سچا پھر اونکے درمیان تفریق کر دی رواہ النسائی

۱ یعنی اوس بچے مین
جسکا رنگ و رنگ اور انہار اعضاء
شبیہ تھے اوس شخص کی
جسکی طرف نسبت کیگئی تھی
اور اوسکے
مشابہ ہونے سے اوسکی
ماں پر زنا کی تہمت
جمع کیجاتی تھی
اور اوسکے
مشابہ نہ ہونے سے
اوسکی ماں
زنا کی تہمت سے
بری ہوتی تھی
جمع
بچے کی ولادت مین
شبہ کا
شبہ ہونا
اوسکے
نسب مین
شبہ کا
موجب ہونا
ہے
اور
اوسکے
مشابہ ہونے سے
اوسکے
نسب مین
شبہ کا
زائل ہونا
ثابت ہوتا ہے
منہ

فی التفسیر من حدیث عبد الملک بن ابی سلیمان به واخرجاه فی الصحیحین من حدیث
سعید بن جبیر عن ابن عباس ۱۲ امام احمد نے بروایت علقمہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہا ہم بیٹھے ہوئے تھے عشیۂ جمعہ کو مسجد مین تو انصار کے ایک شخص نے
کہا کہ ایک ہمارا جبکہ دیکھے اپنی عورت کے ساتھ کسی مرد کو اگر وہ اوسے مار ڈالے تو تم مار ڈالوگے اور جو وہ بولے
تو تم اوسے جلد لگاؤگے اور جو چپ رہے تو غصے پر چپ رہے واللہ البتہ اگر مین نے صحت و تندرستی
کی حالت مین صبح کی تو مین ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھونگا کہا پھر اوسنے پوچھا تو عرض
کیا یا رسول اللہ اگر ایک ہمارا جبکہ اپنی بی بی کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے اگر وہ اوسے مار ڈالے تو تم اوسکو
مار ڈالوگے اور اگر وہ بولے تو تم اوسے جلد مارو گے اور جو چپ رہے تو غیظ پر چپ رہے الٰہی تو حکم کر
کہا پس آیت لعان کی نازل ہوئی پھر وہی شخص سب سے پہلے اوسمین مبتلا ہوا انفرد باخراجه مسلم فرواه
من طرق عن سلیمان بن مهران الاعمش به ۵ نیز امام احمد نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہا کہ عویمر عاصم بن عدی کے پاس آیا تو اوس سے کہا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے پوچھ کر آپ مجھے خبر دو اوس شخص کی کہ اوس نے اپنی جورو کے ساتھ کسی مرد کو پایا تو اوسے مار ڈالا آیا وہ
اوس کے بدلے مارا جائیگا یا کسطرح کرے سو عاصم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مسائل کا عیب[۲] کیا کہا پھر عاصم سے عویمر ملا تو کہا تو نے کیا کیا
عاصم نے کہا مین نے کچھ نہین کیا بیشک تو میرے پاس خیر نہین لایا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے مسائل کا عیب کیا عویمر بولا واللہ مین البتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے پاس آؤنگا تو ضرور اون سے پوچھونگا پھر وہ آپکے پاس آیا تو آپ کو پایا کہ آپ پر اوسی مقدمے مین
نازل کیا گیا یعنی قرآن کہا پھر آپنے دونون کو بلایا اور درمیان اون کے لعان کیا عویمر نے کہا یا رسول اللہ
اگر مین اوس عورت کو لیجاؤن تو مقرر مین نے اوسپر جھوٹ کہا کہا پس عویمر نے اوس عورت کو جدا کر دیا پہلے
اس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو حکم دین پھر یہ مفارقت متلاعنین کا طریقہ ہوگیا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم اوس عورت کو دیکھو سو اگر وہ اوس بچے کو سیاہ فام سخت سیاہ آنکھون والا بڑی سرین
والا لائی تو مین گمان نہین کرتا ہون عویمر کو مگر مقرر اوس نے سچ کہا اور اگر وہ اوسکو سرخ رنگ لائی گویا وہ خرد
ہے یعنی یا پیر بھوٹی تو مین گمان نہین کرتا ہون اوسکو مگر جھوٹا پھر وہ اوسکو صفت مکروہہ پر لائی اخرجا

[۱] یعنی زوال سے
سب وقت عشیہ کہلاتا
ہے ۱۲ [۲] یعنی نہایت
مسائل پوچھنا بلا ضرورت
پر وہ بھی اور ایسے
ہے کہ عورت کے بہت
سے آپ نے فرمایا ۱۲

فی الصحیحین وبقیۃ الجماعۃ الا الترمذی ورواہ البیہقی ایضاً من طرق عن الزہری بہ ۶ پس بخاری نے بروایت زہری سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے خبر دین اوس آدمی کی کہ اوسنے اپنی عورت کے ساتھ ایک مرد کو دیکھا آیا وہ اوسے مار ڈالے تو تم اوسے مار ڈالوگے یا کسطرح کرے پس اللہ تعالیٰ نے حق مین اون دونون کے تلاعن نازل کیا جو کہ قرآن مین مذکور ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا کہ تیرے اور تیری بی بی کے حق مین حکم کیا گیا کہا پہر میان بی بی دونون نے باہم لعان کیا اومین حاضر تہا نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہر مرد نے اوسکو جدا کر دیا پس یہ طریقہ ہوگیا کہ درمیان متلاعنین کے تفریق کیجاوے اور وہ عورت حاملہ تہی سو خاوند نے اوس کے حمل کا انکار کیا اور وہ لڑکا اوسی عورت کیطرف منسوب کیا جاتا تہا پہر میراث مین یہ سنت جاری ہوئی کہ وہ لڑکا اوس عورت کا وارث ہوا اور وہ عورت اوس لڑکے سے وارث ہوا اوس حصے کی جو اللہ نے اوسکے واسطے مقرر کیا ہے حافظ ابوبکر بزار نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تو امر رومان کے ساتھ کسی مرد کو دیکھے تو تو کیا کریگا لاہو عرض کیا واللہ مین تو اوسکے ساتھ برائی کرنے والا ہون فرمایا پہر تو اے عمر عرض کیا کنت واللہ فاعلا لکت اقول لعن اللہ الاعجز فانہ خبیث کہا پس نازل ہوئی والذین یرمون الایہ ثم قال لا نعلم احدا اسندہ الا النضر بن شمیل عن یونس بن اسحٰق ثم رواہ من حدیث الثوری عن ابی اسحٰق عن یزید بن بیتع مرسلا قاللہ اعلم ۸ حافظ ابویعلیٰ نے بروایت ابن سیرین حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا البتہ پہلا لعان جو اسلام مین ہوا یہ ہے کہ ہلال بن امیہ نے عیب لگایا شریک بن سحماء کو اپنی جورو سے پہر اسبات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پہونچایا تو آپ نے فرمایا چار گواہ ورنہ پہر حد ہے تیری پشت مین ہلال نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک اللہ جانتا ہے کہ البتہ مین سچا ہون اور البتہ اتاریگا اللہ آپ پر وہ چیز کہ بسبب اوسکی بری کریگی میری پشت کو حد سے پس اللہ نے آیت لعان کی نازل فرمائی والذین یرمون الایہ کہا پہر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو بلایا تو فرمایا کہ تو گواہی دے اللہ کے نام کی کہ بیشک تو ہے البتہ سچا اوس بات مین جسکا اوسے عیب لگایا زنا سے سو اوس نے اسکی گواہی دی چار گواہیان پہر پانچوین مین اوس سے فرمایا اور لعنت اللہ کی تجہپر اگر تو ہے جہوٹا اوس شے مین جسکا اوسے عیب لگایا زنا سے سو اوسنے یہ کیا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کو بلایا

تو اوس سے فرمایا تو کھڑی ہو گواہی دے اللہ کے نام کی کہ بیشک وہ ہی البتہ جھوٹا اوس شے مین جسکی
تجھے تہمت لگائی زنا سے تو اوس نے اسکی چار گواہیان دین پہر اوس سے فرمایا پانچوین مین اور
غضب اللہ کا تجھپر اگر ہے وہ سچا اوس شے مین جسکا تجھے عیب لگایا زنا سے کہا پہر جب چوتھی یا پانچوین
گواہی ہوئی تو اوسنے ایک سکتہ کیا یہانتک کہ لوگون نے گمان کیا کہ وہ اب اقرار کریگی پہر وہ بولی مین
فضیحت نکرونگی اپنی قوم کو سارے ایام مین اونکی مدت عمر کے تو وہ کہنے پر چلی یعنی پانچوین گواہی دیدی
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درمیان اونکے جدائی کرادی اور فرمایا تم دیکھو پس اگر وہ لائے
اُس بچے کو جعد احمش الساقین یعنی گندہ بدن یا گھونگرے بال والا باریک پنڈلیون والا تو وہ شریک
بن سحماء کا ہے اور اگر وہ لائے اوسکو سپید رنگ گوراسید ہے بال والا چھوٹی آنکھون والا تو وہ ہلال
بن امیہ کا ہے پہر وہ اوسکو لائی جعد احمش الساقین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر نہوتی
کتاب اللہ جو اونکے حق مین نازل ہوئی تو البتہ میرے اور اوسکے لئے ایک شان ہوتی کذا قال الحافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ ف فتح البیان مین بجملہ احادیث مذکورہ بخاری و ترمذی وغیرہ سے ہلال بن امیہ کا
قصہ ذکر کیا ہے پہر یہ کہا ہے کہ بخاری و مسلم وغیرہما نے اوس قصے کی تخریج کی ہے اور نہ مرد کا نام لیا ہے
نہ عورت کا آخر قصے مین یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا تو جا تجھکو اوسپر کوئی راہ
نہین ہے تو اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ میرا مال تو آپنے فرمایا تیرا کچھ مال نہین ہے اگر تو نے اوسپر سچ کہا
تو وہ مال بدلے مین اسکے ہے کہ تو نے اوسکی فرج سے حلال کیا اور اگر تو نے اوسپر جھوٹ کہا تو وہ مال بعید
تر ہے واسطے تیرے اوس سے پہر عویمر کا قصہ ذکر کیا ہے بعد اسکے کہا ہے کہ عبد الرزاق نے حضرت
عمر و حضرت علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ ان سب نے فرمایا کہ ملاعنین کبھی جمع نہونگے
پہر فرمایا ہے کہ ازواج جمع ہے زوج کی زوج بمعنی زوجہ ہے اس لئے کہ اس سے حرف تا کا حذف کرنا زیادہ
تر فصیح ہے اوسکے اثبات سے گو فرائض مین کیونکہ وہان بسبب التباس کے حرف تا ضرور لاتے ہین یہان
ازواج مین محصنات کی قید نہ لگائی سو اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ لعان مشروع ہے قذف
مین محصنہ و غیر محصنہ کے سو لعان محصنہ کی قذف مین [redacted] ہے اور غیر محصنہ کے
قذف مین تعزیر کو ساقط کرتا ہے مثلاً وہ ذمیہ ہو یا لونڈی [redacted] رکھتی ہے بخلاف اوس
صغیرہ کے جو کہ وطی کا احتمال نہین رکھتی ہے اور بخلاف [redacted] ثابت ہوا ہے گواہون سے

یا اقرار سے کیونکہ ان دونون کے قذف مین تعزیر واجب ہے لیکن خاوند لعان نکیا جاے گا بسبب
رفع کرنے تعزیر کے جسطرح کہ کتب فروع مین ہے بی بی کو زنا کا عیب لگانا سو یہ قصہ صحابہ کی ایک
جماعت سے واقع ہو چکا ہے جیسے ہلال بن امیہ و عویمر عجلانی و عاصم بن عدی ان سب کے قصے
اوّل گزر چکے ہین ولم یکن لھم شھداء کا مطلب یہ ہے کہ خاوندون کے واسطے گواہ
نہون کہ جس زنا کی جورؤن کو تہمت لگائی ہے اُسکی وہ گواہی دین الا انفسہم مگر وہ خود یہ مرفوع ہے
بنا بر بدل شہداء سے زمخشری نے سوا اسکے اور وجہ ذکر نہین کی کسی نے کہا کہ شہدا کی نعت ہے
اس بنا پر کہ الا بمعنی غیر ہے کسی نے کہا نصب بھی جایز ہے اس بنیاد پر کہ خبر ہو لکن کی یا استثنا
کی بنا پر بروجہ مرجوح اس قید کا کوئی مفہوم نہین ہے بلکہ خاوند لعان کیا جائیگا گو گواہون کا پانیوالا
ہو جو کہ عورت کے زنا کی گواہی دین واسطے نفی ولد کے اور واسطے وضع عقوبت حدیا تعزیر کے
فشھادۃ احدھم اربع شہادات کوفیون نے برفع اربع پڑہا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے
فشہادۃ احدہم کی زجاج نے کہا یعنی پس گواہی ایک تمہاری کے جو کہ اُس سے حد قذف کو زائل
کردے چار گواہیان ہین اہل مدینہ و ابو عمرو نے اربع بنصب پڑہا ہے بنا بر مصدر اس صورت
مین فشہادۃ احدہم خبر ہوگا مبتدا محذوف کی یعنی پس واجب گواہی دینا ہے ایک اُنکے کی چار
گواہیان دینی کر یا مبتدا محذوف الخبر ہوگا یعنی فشہادۃ احدہم واجبۃ یا کائنۃ کسی نے کہا کہ اربع باین
تقدیر منصوب ہے کہ فعلیھم ان یشھد احدھم اربع شہادات باللہ متعلق ہے شہادۃ
سے یا شہادات سے اور جملہ انہ لمن الصادقین مشہود بہ ہے یعنی جس بات کی گواہی دیجاتی ہے وہ
یہی بات ہے کہ بیشک وہ سچا ہے اصل عبارت یہ تھی علی انہ سو علیٰ جار کو حذف کر دیا اور ان کو
کسرہ دیدیا اور عامل کو اُس سے معلق کر دیا والخامسۃ مرفوع ہے بنا بر ابتدا اور خبر اُسکی ان لعنۃ اللہ
علیہ ان کان من الکاذبین ہے ابو عبد الرحمن و طلحہ و عاصم نے ایک روایت مین والخامسۃ بنصب پڑہا
ہے بنا بر این معنی ویشھد الشھادۃ الخامسۃ جمہور نے ان لعنۃ اللہ بتشدید اَنّ پڑہا ہے اور نافع
نے بتخفیف اَنْ اس قراءت کے بنا پر اسم ان کا ضمیر شان ہے اور لعنۃ اللہ مبتدا اور علیہ خبر اور جملہ خبر ان
کی جمہور کی قراءت کی بنا پر لعنۃ اللہ اسم ہے ان کا سیبویہ نے کہا ہے کہ ان کلام مین تخفیف نہین
کیا جاتا ہے اور بعد اُسکے اسم ہون مگر اُسی حال مین کہ تو ارادہ ثقیلہ کا کرے اخفش نے کہا مین نہین جانتا

ہون ثقیلہ کو مگر اجو دعربیت مین ویدرء کے معنی ہین یدفع عنها العذاب مراد عذاب سے عذاب دنیوی ہے یعنی حد اور فاعل یدرا کا ان تشهد اربع شهادات بالله ہے انه لمن الکاذبین معنی یہ ہین کہ دفع کرتا ہے عورت سے حد کو گواہی دینا عورت کا اس بات کی کہ بیشک خاوند جھوٹا ہے اُس زنا مین جسکی اُسنے مجھے تہمت لگائی والخامسة حفص وحسن وسلمی وطلحہ واعمش نے بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ اربع پر معطوف ہے یعنی وتشهد الخامسة باقی قراء کی قرارت برفع ہے بنا بر ابتدا اور خبر اوسکی ان غضب الله علیها ان کان من الصادقین ہے عورت پر تغلیظ کرنے کے لیے غضب کے ساتھہ اُسکو خاص کیا ہے کیونکہ اصل مادہ فجور کا وہی ہے اور اسواسطے کہ عادت مین عورتین لعنت بہت کیا کرتی ہین کثرت کی جہت سے اُنکے دلون مین لعنت کی کچھہ ایسی بڑی وقعت نہین ہے بخلاف غضب کے کہ یہ اُنکے نزدیک ایک بڑی شے ہے ولولا فضل الله علیکم ورحمته مین التفات ہے غیبت سے طرف خطاب کے اور خطاب دونون فریق کو ہے یعنی عیب لگانیوالون کو اور جنکو عیب لگایا گیا پس علیکم وعلیکن چاہیے تہا لیکن ذکور کی تبعیتی کو اناث کے صیغے پر تغلیب دی ہے جواب لولا کا محذوف ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر اللہ کا فضل اور اُسکی رحمت تم سب پر نہوتی تو جو اُن مین سے جھوٹا ہوتا اُسکو بڑا عذاب پہونچتا یا یہ معنی ہین کہ جلدی سے تمپر عذاب بھیجدیتا لیکن بسبب فضل ورحمت کے تمپر ستر کیا اور بوجہ لعان کے حد کو تم سے دور کردیا یا یہ معنی ہین کہ البتہ وہ تمکو فضیحت کردیتا ان الله تواب یعنی اللہ پاک بڑا قبول کرنیوالا ہے توبہ کا اور بڑا رجوع ہونے والا ہے اُسپر جو توبہ کرے اور معاصی سے رجوع ہوئی یہ معصیت ہو یا اور کوئی جب بندہ سچی توبہ کرتا ہے تو وہ اُسکی توبہ قبول کرلیتا ہے اور اُسکے گناہ بخشدیتا ہے اور اُسنے جو اپنے بندون کے واسطے لعان مشروع کیا ہے اور اُنپر حدین فرض کی ہین اس سب مین حکمت ہے جو کارمرد کرتا ہے حکمت سے کرتا ہے حکمت بالغہ اُسی کے واسطے ہے ان الذین جاءو

بالافك عصبة منكم لا تحسبوه شرا لكم بل هو خير لكم لكل امرئ منهم ما اكتسب من الاثم ج والذى تولى كبره منهم له عذاب عظيم ○ جو لوگ

لائے ہین یہ طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین نہ سمجھو بُرا اپنے حق مین بلکہ یہ بہتر ہے تمہارے حق مین ہر آدمی کو اُن مین سے پہونچتا ہے جتنا کمایا گناہ اور جن نے اُٹھایا ہے اُسکا بڑا بوجہ اُسکو

بڑی مار ہے ف یہ ذکر ہے ایک طوفان کا جو حضرت کے وقت میں اُٹھا حضرت عائشہ پر پیغمبر
ایک جہاد سے پھر کے آتے تھے رات سے کوچ ہوا انفیری اور نقارہ نہ تھا ام المومنین جنگل گئی
تھیں حاجت کو پیچھے رہگئیں ایک مسلمان لشکر سے پیچھے چلتا تھا حضرت کی حکم سے گرا پڑا اُٹھانے
کو اُن کو دیکھا تنہا رہگئیں اونٹ پر سوار کیا آپ مہار پکڑ کر لشکر میں لا پہونچایا کمبخت منافق لگے اپنے
رو سیاہ کرنے ایک مہینے تک یہ چرچا رہا پیغمبر بھی سُنتے اور بغیر تحقیق کچھ نکہتے لیکن دل میں خفا
رہتے مہینے کے بعد جب ام المومنین نے سُنا اُن کو نہایت غم اُٹھا تین دن تک روتے روتے
دم نہ لیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں بھیجیں دو رکوع تک ف تم کو بہتر ہے اسواسطے کہ اللہ
کے فرمانیسے اور تمکو بزرگی ملی درجتنا کمایا گناہ یعنی بعض خوشیان کر کر کتنے بعضے افسوس کر کر بعضے چڑ کر مجلس
میں چرچا اُٹھا کر آپ چپکے سُنا کرتے بعضے سُنکر تامل میں چُپ رہجاتے اور بعض صاف جتلا دیتے
ان پچھلوں کو پسند کیا اور سب کو تھوڑا بہت الزام دیا اور بڑا بوجھ اُٹھانیوالا عبداللہ بن اُبی تھا منافقوں
کا سردار انتے ف یہ دس آیتیں سب کی سب حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی شان
میں نازل ہوئی ہیں جبکہ منافقین میں سے افک و بہتان والوں نے اُن کو کذب صرف و فریب
خالص کے ساتھ عیب لگایا اللہ عزوجل نے اُنکے لیے اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
واسطے غیرت کی تو اُنکی آبرو بچانے کو اُن کی برأت و طہارت و نزاہت نازل کی پس ارشاد
فرمایا ان الذین جاؤا بالافك عصبة منكم یعنی افک والی ایک جماعت ہے تم میں سے
مطلب یہ کہ وہ نہ ایک ہے نہ دو بلکہ ایک جماعت ہے سو مقدم و رئیس اس لعنت میں عبداللہ
بن ابی ابن سلول سردار منافقین تھا پس وہ اُسکو جمع کرتا اور منتشر کیا کرتا تھا یہانتک نوبت پہونچی کہ
اذہان بعض مسلمانوں میں بھی داخل ہوگیا تو اُنھوں نے اُسمیں بات چیت کی اور اُنمیں سے دوسروں
نے اُسکو جایز رکھا مہینے بھر کے قریب بات اسیطرح رہی یہانتک کہ قرآن شریف نازل ہوا اُسکا
بیان صحیح حدیثوں میں وارد ہوا ہے (۱) امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمکو حدیث کی
عبدالرزاق نے کہا ہمکو حدیث کی معمر نے زہری سے زہری نے کہا خبر دی مجھکو سعید بن مسیب نے
اور عروہ بن الزبیر و علقمہ بن وقاص و عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے حدیث حضرت
عائشہ زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبکہ افک والوں نے اُنکے واسطے کہا جو کچھ کہا پھر

اللہ تعالیٰ نے اُن کو بَری فرمایا اُن سب نے اُن کی حدیث کا ایک ٹکڑا مجھسے بیان کیا اور اِن مین سے
بعض لوگ زیادہ تر حافظ تھے اُنکی حدیث کی بعض سے اور زیادہ تر پکے تھے اُسکے بیان کرنے مین
بعض سے اور مین نے اُنمین کے ہر ایک شخص سے یاد کرکہا ہے اُس حدیث کو جسکی اُسنے مجھکو
حدیث کی ہے حضرت عائشہ سے اور بعض حدیث اُنکی تصدیق کرتی ہے بعض کی اُن سب نے
ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جسوقت آپ ارادہ فرماتے کہ کسی سفر کے لیے نکلین تو آپ
درمیان اپنی بی بیون کے قرعہ ڈالتے پھر جس بی بی کا سہم[۵۱] نکلتا تو آپ اُس بی بی کو اپنے ہمراہ
لے نکلتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین پس آپنے درمیان ہمارے قرعہ ڈالا کسی غزوی
مین جسکی آپنی چڑھائی کی تو اُسمین میرا سہم نکلا اور مین آپکے ہمراہ نکلی اور یہ سفر بعد نازل ہونے پردے
کے تھا سو مین اپنے ہودج[۵۲] مین اُٹھائی جاتی اور اُسی مین اُتاری جاتی تھی پس ہم چلے یہانتک کہ جسوقت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی غزوی سے فارغ ہوچکے اور لوٹے اور ہم لوٹتے ہوئے مدینہ
سے قریب ہوئے تو ایک رات کوچ کا اعلام کیا سو جسوقت کوچ کا اعلام کیا تو مین چلی یہانتک کہ
لشکر سے آگے بڑھ گئی پھر جب مین اپنا کام پورا کرچکی تو اپنی منزل کی طرف متوجہ ہوئی تو مین نے
اپنے سینے کو چھوا سو ناگاہ میرا ہار ظفار[۵۳] کے منکون کا ٹوٹ پڑا تھا پھر مین لوٹی تو مین نے اپنا ہار تلاش
کیا سو اُسکی تلاش نے مجھے روک رکھا اور وہ جماعت آئی جو کہ میرے ہودج کو کسا کرتے تھی تو اُنھون
نے میرے ہودج کو اُٹھا لیا پھر اُسے میرے اونٹ پر کسدیا جسپر مین سوار ہوا کرتی تھی وہ یہ خیال کرتے
تھے کہ مین اُسمین ہون فرمایا کہ عورتین اُس زمانی مین ہلکی پھلکی تھین موٹی نہین ہوتی تھین اور نہ اُنکو گوشت نے ڈھانکا تھا
یعنی آپنے گوشت نہین چڑھا تھا صرف ذرا سا کھانا کھاتی تھین سو اُن لوگون نے ہودج کے ہلکے پن کو
اُوپر انسمجھا یہانتک کہ اُسکو اُٹھایا اور لاد دیا اور مین ایک لڑکی نوعمر تھی پھر اُنھون نے اونٹ کو اُٹھایا اور
چلدیے مین نے اپنا ہار پالیا بعد اسکے کہ لشکر گزر گیا تھا پھر مین لشکر کے فرودگاہ مین آئی حالانکہ اُسمین
نہ کوئی پکارنیوالا تھا نہ جواب دینے والا مطلب یہ ہے کہ وہان کوئی نہ تھا پھر مین نے اپنی منزل کا
قصد کیا جسمین تھی اور خیال کیا کہ لوگ مجھے ابھی گم پائین گے تو میری طرف لوٹ کر آئین گے پس اس
درمیان مین کہ مین اپنی منزل مین بیٹھی ہوئی تھی آنکھون نے مجھپر غلبہ کیا تو مین سوگئی اور صفوان بن

۵۱ سہم حصہ نصیب
سہم کا لفظ سہام اصل مین
قمار بازی کے
کھیلنے والون کو
کہتے ہین پھر
معنی بخت کے
کہنے لگے
یہان مراد ہے
جس بی بی کا نام قرعہ
کسی روز سے نکلا اسی
کو لیگئے ۱۲
۵۲ ہودج ایک زنانی سواری
ہوتی ہے اونٹ پر جس کو
کسکر اونٹ پر رکھتے ہین ۱۲
۵۳ ظفار بروزن
ظفار ایک شہر کا
یمن مین یہان کے
منکون کا ہار تھا ۱۲

معطّل سُلمی ثم الذکوانی لشکر کے پیچھے آخر رات کو اُترا تھا واسطے راحت لینے کے پھر وہ پچھلی رات
کو چلا تو اس جگہ میری منزل کے نزدیک صبح کی تو اُسنے ایک سوتے آدمی کا دھوکہا دیکھا سو وہ میری
پاس آیا پھر اُسنے مجھے پہچان لیا جبکہ مجھے دیکھا اور پردے سے پہلے وہ مجھکو دیکھہ چکا تھا۔
پس مین نے اپنی چادر سے مونہہ ڈہانک لیا واللہ اُسنے مجھسے کچھہ بات نہین کی نہ مین نے
اُس سے کوئی بات سُنی سوائے انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کے جبکہ اُس نے
اپنی سواری بٹھائی پھر اُسنے سواری کا اگلا پانون دبایا تو مین اُسپر سوار ہو گئی پھر وہ میری سواری
کو کھینچے ہوئے چلا یہانتک کہ ہم لشکر مین آ گیے بعد اسکے کہ وہ اُتر چکے تھے اس حال مین کہ
داخل ہونیوالی تھی۔ ٹھیک دوپہر مین پس میرے حال مین ہلاک ہوا جو ہلاک ہوا اور جسنے اُسکا
بڑا بوجہ اُٹھایا وہ عبداللہ بن ابیّ ابن سلول تھا پھر ہم مدینے مین آئے پھر جس وقت ہم مدینے
مین آئے تو مین مہینا بھر بیمار رہی اور لوگ بہتان والون کی بات مین خوض کرتی تھی۔ اور مین اس سے
کچھہ نہین جانتی تھی اور مجھے میری بیماری مین یہ بات شک مین ڈالتی تھی کہ مین نہین پہچانتی تھی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُس لطف کو کہ جسے مین آپ سے دیکھتی تھی جبکہ مین بیمار ہوتی
سو اسکے نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوتے تو سلام کرتے پھر فرماتے کیف تیکم
یعنی تم کیسی ہو سو یہ وہ بات ہے جو مجھے شک مین ڈالتی تھی اور شر کو مین نہین جانتی تھی یہانتک کہ مین
نکلی بعد اسکے کہ نقیہ ہو گئی اور مسطح کی مان میرے ہمراہ نکلی طرف مناصع کی یہ جگہ ہماری جای قضای
حاجت تھی اور ہم نکلتے نہ تھے مگر ایک رات کو دوسری رات تک مطلب یہ ہے کہ قلت طعام کی
وجہ سے قضاے حاجت کی ضرورت کم ہوتی تھی ایک رات کو ہوآئی پھر کہین دوسری رات کو ضرورت
پڑتی تھی اور مناصع کی طرف جانا پہلے اس سے تھا کہ پاخانے ہمارے گھرون کے قریب بنائے
جائین جنگل کے پاخانے جانے مین حال ہمارا عرب اول کا حال تھا ہم پاخانون سے ایذا پاتے تھے
کہ اُن کو گھرون مین بنائین پھر مین اور مسطح کی مان چلی مسطح کی مان بیٹی ہے ابو رُہم بن مطلب بن
عبدالمطلب بن عبد مناف کی اور اُسکی مان بیٹی ہے صخر بن عامر کی خالہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی
اور اُسکا بیٹا مسطح فرزند ہے اُثاثہ بن عباد بن عبدالمطلب کا پس مین اور ابو رُہم کی بیٹی مسطح کی مان
آئی طرف میرے گھر کے جبکہ ہم اپنے کام سے فارغ ہو چکے تو مسطح کی مان نے اپنی چادر مین

۱۲ ایک جگہ کہ ہم

لغزش کہائی تو بولی اُٹھی کہ تعس مسطح یہ بد دعا ہے یعنی مسطح ہلاک ہو پس مین نے اُس سے کہا کہ تو نے بُرا کہا تو ایسے شخص کو گالی دیتی ہے جو کہ بدر مین حاضر ہوا تو وہ بولی اے[۵۱] عورت کیا تو نے نہین سُنا جو اُسنے کہا ہے مین نے کہا کیا کہا ہے کہا پھر اُسنے مجھے بہتان والون کی بات کی خبر دی تو مین نے اپنی بیماری پر اور بیماری زیادہ کی پھر جب مین اپنے گھر لوٹکر آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھپر داخل ہوئے تو سلام کیا پھر فرمایا کیسی ہو پس آپسے مین نے عرض کیا آیا آپ مجھے اذن دیتے ہین کہ مین اپنے مان باپ کے پاس جاؤن کہا مین اُسوقت یہ ارادہ کرتی تہی کہ اُنکی جہت سے خبر کا یقین حاصل کرون سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے اجازت دی تو مین اپنی مان باپ کے پاس آئی مین نے اپنی مان سے کہا اماں لوگ کس چیز کی بات چیت کرتے ہین تو وہ بولین بیٹی ہَوِّنی علیکِ یعنی تو اِسکا کچھ خیال مت کر تو تو سہل انگاری کر پس قسم ہے اللہ کی البتہ بہت ہی کم ہے کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت ہو نزدیک کسی مرد کے کہ وہ اُسے محبوب رکہتا ہو اور اُس عورت کی سوتین ہون مگر وہ بہت کچھ طوفان اُسپر کرتی ہین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ پھر مین نے کہا سبحان اللہ او قد تحدث الناس بہا یعنی اُنہون نے اس سے تعجب کیا کہ ایسا معاملہ اُن کے حق مین واقع ہوا اور لوگون نے اُسمین گفتگو کی اور باوجود اسکے کہ اُنکی برأت مان کے نزدیک یقینی تہی پھر مان نے اپنی بیٹی کو اسکی خبر نہ کی حضرت عائشہ نے فرمایا پھر مین اُس رات روتی رہی یہانتک کہ مین نے صبح کی نہ میرا آنسو تھمتا تہا نہ مین سرمہ کش خواب کی ہوتی تہی یعنی مارے رنج و غم کے پھر مین نے روتے روتے صبح کی فرمایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلایا جبکہ وحی نے دیر کی آپ اُن سے پوچھتے تھے اور اپنی بی بی کی جدائی مین اُنسے مشورہ لیتے تھے سو اسامہ بن زید تو آپ کی بی بی کی جو برأت جانتا اور اپنے جی مین اُنکی دوستی کو جانتا تہا سو آپ کو اسی کا مشورہ دیا عرض کیا یا رسول اللہ وہ آپ کی بی بی ہین اور ہم نہین جانتے مگر خیر ہے علی بن ابی طالب سو وہ بولے یا رسول اللہ اللہ[۵۲] نے آپ پر تنگی نہین کی ہے عورتین اُسکے سوا بہت ہین اگر آپ لونڈی یعنی بریرہ سے پوچھین گے تو وہ آپ کو سچ خبر دیگی یعنی سچ کہدیگی فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریرہ کو بلایا تو فرمایا اے بریرہ آیا تو نے کوئی چیز دیکھی کہ مجھے عائشہ سے شک مین ڈالے بریرہ نے آپسے

[۵۱] اصل لفظ یا ہنتاہ ہے اسکے معنی ہین یا بیوقوف یعنی اے عورت یا بیوقوف یہ بولی ہین یعنی اے بولی ہے

[۵۲] حضرت ۱۲ شہ اسپر غرض یہ تہی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سخت قلق ہے تو انکی برأت سے آپ کو خوشی ہو جائیگی پھر جب برأت محقق ہو جائیگی تو آپ کو رنج ہو جائیگا سو یہ بات ایسے وقت کہنی کہ حضرت کو رنج ہو صدمہ نہ ہو معاذ اللہ ۱۲ شہ

عرض کیا قسم ہے اُسکی جسنے آپ کو حق کے ساتھہ بھیجا مین نے اُسپر کبھی کوئی امر نہین دیکھا کہ اُسکا اُسپر عیب لگاؤن زیادہ تر اس سے کہ وہ ایک لڑکی نوعمر ہے اپنے گھر کے گوندھے ہوئے آٹے سے سو رہتی ہے تو گھر کی پلی بکری آتی ہے سو اُسے کھا جاتی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی دن کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑھنے کو فاستعذر من عبد اللہ ابی ابن سلول یعنی آپ نے یون فرمایا کہ کون شخص میرا عذر قبول کرتا ہے اُسکے حق مین اگر مین اُسے اُسکی بُرائی کی تادیب کرون بی بی عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درانحال کہ آپ منبر پر تھے اے گروہ مسلمانان کون شخص میری مدد کرتا ہے یا میرا عذر قایم کرتا ہے اُس شخص سے کہ مجھے پہونچ چکا ہے اُس سے اُس کا ایذا دینا حق مین میری اہل کے سو قسم ہے اللہ کی نہین جانی مین نے اپنے اہل پر مگر خیر اور البتہ ذکر کیا ہے لوگون نے ایسے شخص کا کہ نہین جانی مین نے اُسپر مگر خیر اور وہ داخل ہوتا تھا میری اہل پر مگر میرے ساتھہ پس سعد بن معاذ انصاری کھڑے ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ مین آپکی مدد کرتا ہون اُس سے اگر وہ قبیلہ اَوس سے ہے تو ہم اُسکی گردن مارین گے اور اگر وہ ہمارے بھائیون قبیلہ خزرج سے ہے آپ ہمکو حکم دین گے تو ہم آپ کے حکم کی بجاآوری کرینگے حضرت عائشہ نے فرمایا پس سعد بن عبادہ کھڑا ہوا اور یہ شخص خزرج کا سردار تھا اور نیک مرد تھا لیکن حمیت نے اسکو برانگیختہ کیا تو سعد بن معاذ سے کہا تو نے جھوٹ کہا قسم ہے اللہ کی تو اُسے قتل نکرے گا نہ اُسکے قتل پر قادر ہوگا اور اگر وہ تیری جماعت سے ہوتا تو مین دوست نہین رکھتا کہ قتل کیا جاے پس اُسید بن حضیر کھڑے ہوئے یہ شخص سعد بن معاذ کے برادر عم زاد ہین تو سعد بن عبادہ سے کہا تو نے جھوٹ کہا قسم ہے اللہ کی البتہ ہم اُسکو قتل کرینگے بیشک تو منافق ہے کہ منافقون کی طرف سے جھگڑتا ہے پھر دونون قبیلے اَوس وخزرج کے کھڑے ہوگئے یعنی ہاری غصے کے یہانتک کہ قصد کیا کہ لڑ پڑین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تھے سو آپ اُنکو چپ کرتے تھے یہانتک کہ وہ چپ ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا حضرت عائشہ نے فرمایا مین اُسدن روتی رہی نہ میرا آنسو تھمتا تھا نہ مین نیند کا سرمہ لگاتی تھی میرے ماں باپ گمان کرتے تھے کہ رونا میرے کلیجے کا پھاڑنے والا ہے فرمایا اس درمیان مین کہ وہ دونون میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور مین رو رہی تھی کہ انصار کی ایک عورت نے مجھہ سے

اذن مانگا تو مین نے اُسے اذن دیا سو وہ بیٹھی میرے ساتھ رونے لگی پھر ہم اسحالت پر تھے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمپر داخل ہوئے تو سلام کیا پھر بیٹھ گیے حضرت عائشہ نے کہا
کہ آپ میرے پاس نہین بیٹھے جب سے کہ کہا گیا جو کچھہ کہ کہا گیا اور آپ مہینا بھر ٹھیرے رہے
آپ کی طرف میری شان مین کچھہ وحی نہین کی گئی فرمایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ
پڑہا جبکہ آپ بیٹھے پھر فرمایا امّا بعد اے عائشہ بیشک مقرر مجھکو تجھسے ایسی ایسی بات پہونچی سو اگر
تو بری ہے تو تجھے عنقریب اللہ بری کردے گا اور اگر تو کسی گناہ مین آلودہ ہوئی ہے تو تو اللہ سے
مغفرت طلب کر اور اُسکی طرف رجوع ہو کیونکہ بندہ جسوقت اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور توبہ
کر لیتا ہے تو اللہ اُسپر رجوع فرماتا ہے یعنی اُسکی توبہ قبول کر لیتا ہے حضرت عائشہ نے کہا
پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بات پوری فرما چکے تو میرا آنسو رک گیا یہانتک کہ
مین اُس سے ایک قطرے کا بھی احساس نہین کرتی تھی پھر مین نے اپنے والد سے کہا
کہ تم میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دو تو وہ بولے واللہ مین نہین جانتا
ہون کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا کہون پھر مین نے اپنی ماں سے کہا کہ تم جواب
دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو وہ بولین مین نہین جانتی ہون کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے کیا کہون فرمایا پھر مین نے کہا حالانکہ مین ایک لڑکی نوعمر تھی بہت سا قرآن بھی نہین پڑہا تھا
واللہ البتہ مقرر مین جان چکی کہ البتہ مقرر تم اس قصے کو سن چکے ہو یہانتک کہ وہ تمہارے جیون مین
قرار پذیر ہو چکا ہی اور تم اُسکی تصدیق کر چکے ہو سو البتہ اگر مین تمسے کہون کہ بیشک مین بری ہون اور اللہ جانتا ہی کہ بیشک
مین بری ہون تو تم میری تصدیق نکرو گے اور البتہ اگر مین اقرار کرون اُس امر کا حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ بیشک
مین اُس سے بری ہون تو البتہ تم میری تصدیق کر لوگے سو واللہ مین نہین پاتی ہون واسطے اپنے
اور واسطے تمہارے کوئی مثل مگر ویسی جیسی یوسف کے باپ نے کہی ہی کہ فصبر جمیل واللہ
المستعان علے ما تصفون کہا پھر مین وہان سے اُٹھہ آئی تو اپنے بچھونے پر لیٹ رہی فرمایا اور مین
واللہ اُسوقت جانتی تھی کہ بیشک مین بری ہون اور بیشک اللہ تعالی میرا بری کرنے والا ہے ساتھ
میری برأت کے لیکن واللہ مین یہ گمان نہین کرتی تھی کہ میری شان مین وحی نازل ہو کہ وہ پڑہی جائی
اور البتہ میری شان حقیر تر تھی میرے جی مین اس سے کہ اللہ میری حق مین ایسے امر کے ساتھ کلام کرے

لہ اب میری بن آوے اور اللہ سے مدد مانگتا ہون اس بات پر جو تم بناتے ہو

کہ اُسکی تلاوت کیجاے لیکن مین یہ اُمید کرتی تہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند مین کوئی خواب دیکہ لین گے جس سے اللہ مجھکو بری کردے گا فرمایا پس قسم ہے اللہ کی نہین مفارقت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مجلس سے اور نہ کوئی گھر والون مین سے یعنی حاضرین مجلس سے نکلا یہانتک کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی پر نازل کیا یعنی قرآن شریف سو لیا آپ کو پسینے نے جو لیا کرتا تہا آپ کو وقت وحی کے یہانتک کہ البتہ ٹپکتے تہے آپ سے قطرے پسینے کے مثل موتیون کے اور آپ سردون مین ہوتے مارے گرانی قول کے جو آپ پر نازل کیا گیا فرمایا پہر وہ حالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رفع ہوگئی اور آپ ہنستے تہے سو پہلا کلمہ جسکے ساتھ آپ نے تکلم کیا یہ تہا فرمایا خوش ہو جا اے عائشہ اللہ عزوجل نے تو مقرر تجھکو بری کر دیا کہا پھر مجھسے میری ماں نے کہا کہ تو اُن کی طرف کھڑی ہو جا تو مین نے کہا واللہ مین اُن کی طرف کھڑی نہین ہونگی اور نہ حمد کرونگی مگر اللہ عزوجل کی وہی ہے جسنے میری برأت نازل فرمائی اور اللہ عزوجل نے ان الذین جاؤ بالافك عصبة منكم كل دس آیتین اُتارین پھر جب اللہ نے میری برأت مین یہ نازل کیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا اور وہ مسطح بن اثاثہ کو نفقہ دیا کرتے تہے بسبب اُسکی قرابت کے اُن سے اور بسبب اُسکی محتاجی کے واللہ مین خرچ نہ کرون گا اُسپر کچہہ کبھی بعد اسکے کہ اُسنے عائشہ کیواسطے کہا اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی ولا یاتل اولوا الفضل منكم والسعة الی قوله غفور رحیم تو حضرت ابو بکر بولے بلی واللہ بیشک مین البتہ دوست رکھتا ہون کہ اللہ مجھے بخشے پھر جو نفقہ مسطح کو دیا کرتے تہے وہ دینے لگے اور کہا واللہ مین اُس نفقے کو اُس سے کبھی نہ کھینچونگا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زینب بنت جحش زوج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میرا حال پوچھا کرتے تہے تو فرمایا اے زینب تو نے کیا جانا یا دیکہا تو وہ کہتی یا رسول اللہ مین اپنے کان اور آنکہہ کو بچاتی ہون واللہ مین نے نہین جانی مگر خیر حضرت عائشہ نے کہا یہ زینب وہی بی بی ہے کہ منجملہ ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا مقابلہ کیا کرتی تہی سو اللہ تعالی نے بسبب ورع و پرہیزگاری کے اُسکو بچا لیا مطلب یہ ہے کہ جس علو و بہرہ مندی کی حضرت سے مین طالب تہی اُسیکی وہ بھی طالب تہی میرے اُسکے مقابلہ رہا کرتا تہا باوجود اسکے افک مین شریک نہوئی) اور اُسکی بہن حمنہ بنت جحش اُسکے واسطے

۱۲ اور قصہ کہانی بڑائی والے تہمت ہین اور سن لینے والے اسپر ویہین نا ماننے والون کو اور مفتا جون کو اور دوڑنے والونکو اللہ چھوڑنے والے کی راہ مین اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں آپس مین چاہتے کہ اللہ تمکو معاف کرے اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ۱۲ منہ

لڑنے لگی سو جو لوگ ہلاک ہوئے اُن مین وہ بھی ہلاک ہوئی **ابن شہاب** نے کہا پس یہ وہ شے ہی جو ہمکو پہونچی حال سے اس گروہ کے اخرجہ البخاری ومسلم فی صحیحیہما من حدیث الزہری وھکذا رواہ ابن اسحق عن الزہری کذلک قال وحدثنی یحیی بن عباد بن عبد اللہ بن الزبیر عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا وحدثنی عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم الانصاری عن عمرۃ عن عائشۃ بنحو ما تقدم واللہ اعلم (۲) پھر **بخاری** نے کہا وقال ابو اسامۃ عن ہشام بن عروۃ قال اخبرنی ابی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا حضرت عائشہ فرماتی ہین جبکہ میرا قصہ ذکر کیا گیا جو ذکر کیا گیا اور مجھے اُسکا علم نہین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑی ہوئے میرے باب مین خطبہ پڑہنے کو سو آپنے تشہد پڑہا پھر اللہ کی حمد کی اور ثنا کی اُسپر اُس شے کے ساتھہ جسکی وہ لائق ہے پھر فرمایا اما بعد تم مجھے مشورہ دو حق مین اُن لوگون کے جنھون نے میرے اہل کو تہمت لگائی اور قسم ہے اللہ کی مین نے نہین جانی اپنی اہل پر کوئی بُرائی اور ایسے شخص کے ساتھہ اُن کو تہمت لگائی کہ واللہ نہین جانی مین نے اُسپر کوئی برائی کبھی اور نہ وہ داخل ہوتا ہے میرے گھر مین کبھی مگر درانحال کہ مین حاضر ہون اور نہ وہ غائب ہوا کسی سفر مین مگر غائب ہوا ہمراہ میرے پس سعد بن معاذ انصاری کھڑے ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے اذن دین کہ ہم اُن کی گردنین ماریں پھر ایک شخص قبیلۂ خزرج کا کھڑا ہوا حسان کی مان اُسی شخص کے گروہ سے تہین تو وہ بولا کہ تو نے جھوٹ کہا خبردار واللہ اگر وہ لوگ اوس کے ہون تو تو مین دوست نہین رکھتا کہ اُنکی گردنین ماری جائین یہانتک کہ قریب تہا کہ درمیان اوس وخزرج کی مسجد مین شر ہو جائے اور مجھے معلوم نہین پھر جب اُسدن کی شام ہوئی تو مین اپنی بعض حاجت کیواسطے نکلی اور میرے ساتھہ مسطح کی مان تہی سو اُسنے لغزش کہائی تو کہا تعس مسطح یعنی مسطح ہلاک ہو پس مین نے اُس سے کہا اے مان تو اپنی بیٹی کو گالی دیتی ہے تو وہ چُپ ہو رہی پھر دوبارہ لغزش کہائی تو کہا تعس مسطح پھر مین نے اُس سے کہا اے مان تو اپنی بیٹی کو گالی دیتی ہے پھر تیسری بار لغزش کہائی تو کہا تعس مسطح پس مین نے اُسکو جھڑکا تو وہ بولی واللہ مین اُسکو گالی نہین دیتی ہون مگر تیرے حق مین تو مین نے کہا میری کس بات مین حضرت عائشہ نے فرمایا کہ پھر مسطح کی مان نے مجھسے کہول کر قصہ بیان کیا

تو مین نے کہا مقرر یہہ ہوا ہے کہا ہان والد پھر مین اپنے گھر کی طرف لوٹ آئی گویا جس کام کیواسطے مین نکلی تہی اُس سے نہ تھوڑا پاتی تہی نہ بہت اور مجھے تپ چڑہ آئی مطلب یہ کہ رنج کی مارے پاخانے کی حاجت جاتی رہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے عرض کیا کہ آپ مجھے میرے باپ کے گھر بھیجدین سو آپنے میرے ہمراہ غلام کو بھیجا پھر مین گھر مین داخل ہوئی تو مین نے ام رومان کو تو نیچے پایا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو گھر کے اوپر وہ پڑہ رہے تہے پس ام رومان نے کہا بیٹی تجھے کون چیز لائی تو مین نے اُن کو خبر دی اور قصہ اُنسے بیان کیا ناگاہ اس بات کا صدمہ وایذا جو مجھے پہونچا تہا ویسا اُن کو نہین پہونچا تو وہ بولین یا بُنَیَّۃُ خفضی علیک الشان یعنی بیٹی تو اس بات کو خفیف جان رنج مت کر) اسواسطے کہ واللہ بہت ہی کم ہے کہ کبھی کوئی عورت خوبصورت کسی مرد کے پاس ہوتی ہے اور اُسکی سوتین ہوتی ہین مگر وہ اُسپر حسد کرتی ہین اور اُسکے حق مین گفتگو کیجاتی ہے ناگاہ اُسکا صدمہ جو مجھے پہونچا تہا وہ اُن کو نہین پہونچا تو مین نے کہا اور میرے باپ اُسکو جان چکے ہین کہا ہان مین نے کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا ہان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی اُنکو بھی اسکی خبر ہو چکی ہے) تو مین آنسو بھر لائی اور روئی پس ابوبکر رضی اللہ عنہ نے میری آواز سُنی اور وہ گھر کے اوپر پڑہ رہے تہے تو وہ اُتر آئے پھر میری ماں سے کہا کہ اسکا کیا حال ہے مان نے کہا کہ جو قصہ اُسکا ذکر کیا گیا ہے وہ اُسے پہونچا ہے تو اُنکی آنکھین جاری ہو گئین پھر کہا اے بیٹی مین تجھکو قسم دیتا ہون کہ تو اپنے گھر لوٹ جائے پس مین لوٹ آئی اور البتہ مقرر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو میری خادمہ سے میرا حال پوچھا تو اُسنے کہا یا رسول اللہ واللہ مین نے نہین جانا اُسپر کوئی عیب مگر یہ کہ وہ سو جاتی ہے یہانتک کہ بکری داخل ہوتی ہے تو اُسکے خمیر کو یا عجین کو کہا لیتی ہے آپکے بعض اصحاب نے اُسکو ڈانٹا کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچ کہدے حتی اسقطوا لھا بہ یعنی یہانتک کہ بسبب قصہ افک کے اُس لونڈی کو گالیان دین اُس سے پوچھ پاچھ کرنے مین اور جھڑکنے وہمکانے مین اُسے بُرا بھلا کہا یا قصۂ افک کی تصریح کردی کہو لکر اُس سے پوچھا تو لونڈی نے کہا سبحان اللہ واللہ ما علمت علیھا الا مایعلم الصائغ علی تبر الذھب الاحمر اور افک کی خبر اُس شخص کو پہونچی جسکے واسطے کہا گیا

ع والدہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
ع خمیر عجین
ع گوندنا اٹھانا
ع خادمہ سے عیب آنکنا
کس قصہ کی تصریح کی تو اُسنے
اس سے تعجب کیا کہ
سبحان اللہ بات ایسی
پاکر اس بی بی سے کیونکر
ہو سکتی ہے کہ کوئی عیب نہین جانا
اُسپر کوئی عیب کہ سکے خالص
گیروہ عیب کہ سنار خالص
زر خالص پہچانتا ہے جبر
کرتے مین خالص سونیکے
قبل اسکے کہ اُسکی تو ثیر فیان
پنائی جائین یعنی جبطرح سنار
خالص سونے مین کوئی
عیب نہین جانتا ہے
اسیطرح مین بھی نہین جانتی ہون عیب
نہین جانتی ہون نہایت
سب لغے سے یہی
مطلب ہے تو
کہو اور کیا ہو مطلب یہ تو
کہو وہ تو خالص کندن ہین
اُن مین عیب و نقص کا
کیا آنا پتا ہے ۱۲

تہا تو اُسنے کہا سبحان اللہ ما کشفت کنف انثی قط یعنی مین نے کسی عورت کا کپڑا نہین کھولا مطلب یہ کہ جماع نہین کیا حضرت عائشہ نے فرمایا کہ پھر وہ اللہ کی راہ مین شہید مارا گیا فرمایا کہ میرے ماں باپ صبح کو میرے نزدیک آئے سو وہ رہے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھپر داخل ہوئے اور آپنے عصر کی نماز پڑہی پھر داخل ہوئے اسحال مین کہ میرے ماں باپ دائین بائین جانب سے مجھے گہیرے ہوے تہے تو آپنے اللہ تعالی کی حمد وثنا کی پھر فرمایا اے عائشہ۔ اگر تو کسی گناہ کے قریب ہوئی ہو یا تو نے ظلم کیا ہو تو تو اللہ کی طرف رجوع ہو کیونکہ اللہ اپنے بندون سے توبہ قبول کر لیتا ہے فرمایا انصار کی ایک عورت آئی تو وہ دروازے پر بیٹہی ہوئی تہی پس مین نے کہا کیا آپ اس عورت سے شرماتی نہین ہین کہ کسی شے کا ذکر کرین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وعظ کیا پہر مین نے اپنے باپ کی طرف التفات کیا تو اُنسے کہا کہ تم جواب دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بولے پس مین کیا کہون پھر مین نے اپنی ماں کی طرف التفات کیا تو مین نے کہا تم جواب دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ بولین مین کیا کہون پس جب اُنہون نے جواب نہ دیا تو مین نے تشہد پڑہا پھر اللہ کی حمد کی اور اُسپر ثنا کی ساتھ اُس شے کے جسکے وہ لایق ہے پھر مین نے کہا اما بعد پس قسم ہے اللہ کی اگر مین تم سے کہون کہ مین نے نہین کیا اور اللہ عزوجل شاہد ہے کہ مین البتہ سچی ہون تو یہ بات تمہارے نزدیک مجھکو نافع نہین ہے تم تو اُسمین گفتگو کر چکے ہو اور تمہارے دل اُسکو پلا دیے گیے ہین اور اگر مین کہون کہ مقرر مین نے کیا ہے اور اللہ جانتا ہے کہ مین نے نہین کیا تو تم البتہ کہو گے کہ مقرر اُسنے اپنی جان پر اُسکا اقرار کر لیا اور بیشک مین واللہ نہین پاتی ہون واسطے اپنے اور واسطے تمہارے کوئی مثل اور مین نے یعقوب کا نام تلاش کیا تو مجھے اُسپر قدرت نہوئی مگر ابو یوسف کی جبکہ اُنہون نے کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون اور اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُسی گھڑی نازل کی یعنی وحی تو ہم خاموش ہو گئے پھر آپسے وہ حالت رفع ہو گئی اور مین البتہ ظاہر خوشی دیکھتی تہی آپکے چہرے مین اور آپ اپنی پیشانی کو پونچھتے تہے اور فرماتے تہے خوش ہو جا اے عائشہ مقرر اللہ نے تیری براءت نازل کر دی حضرت عائشہ نے فرمایا کہ مین نہایت درجہ غصہ مین تہی تو مجھسے میرے ماں باپ

۱۲ کنف کپڑے کو کہتے ہین فتح نون بھی جایز ہے معنی اسکے جانب ہین کسی نے کہا کہ صفوان کی حصہ بیچ عضو مخصوص کے مثل ہونے تہا کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ کسی عورت سے حرام نہین کیا ۱۲ منہ

نے کہا کہ تو اُن کی طرف کھڑی ہو جا تو مین نے کہا واللہ مین تو اُنکی طرف کھڑی نہونگی نہ اُنکی حمد کرونگی نہ تم دونون کی لیکن مین حمد کرونگی اللہ کی جسنے میری برأت نازل کی البتہ مقرر تمنے اُس کو سُنا سو نہ تم نے اُسکا انکار کیا نہ اُسکو تغیر دیا حضرت عائشہ فرمایا کرتی تھین کہ زینب بنت جحش کو تو اللہ نے بسبب اُسکے دین کے بچا لیا سو اُسنے نہ کہی مگر بھلائی اور اُسکی بہن جو حمنہ بنت جحش تھی سو وہ ہلاک ہوئی اُن مین جو ہلاک ہوئے اور جو لوگ افک کی گفتگو بات چیت کرتے تھے یہ ہین مسطح حسّان بن ثابت اور عبداللہ بن اُبیّ ابن سلول منافق اور یہی شخص اُسکو منتشر کرتا اور جمع کرتا تھا اور یہ وہی ہے جسنے اُن مین سے اُسکا بڑا بوجھ اُٹھایا یہ اور حمنہ حضرت عائشہ نے فرمایا پس حضرت ابوبکر نے قسم کہائی کہ مسطح کو کبھی کوئی نفع نہ پہونچائین سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ولا یاتل اولوا الفضل منکم الی آخر الایۃ یعنی ابوبکر والسعۃ ان یوتوا اولی القربی والمساکین یعنی مسطح کو الی قولہ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم واللہ غفور رحیم پس حضرت ابوبکر نے کہا بلے واللہ اے رب ہمارے ہم بیشک البتہ دوست رکھتے ہین کہ تو ہمکو بخشے اور جو کچھ دیا کرتے تھے وہ پھر دینے لگے ھکذا رواہ البخاری من ھذا الوجہ معلقا بصیغۃ الجزم عن ابی اسامۃ حماد بن اسامۃ احد الائمۃ الثقات وقد رواہ ابن جریر فی تفسیرہ عن سفیان بن وکیع عن ابی اسامۃ مطولا بہ مثلہ او نحوہ ورواہ ابن ابی حاتم عن ابی سعید الاشج عن ابی اسامۃ ببعضہ (۳) امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرمایا جبکہ میرا عذر آسمان سے اُترا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس آئے تو آپنے مجھے اُسکی خبر دی تو مین نے کہا بحمد اللہ لا بحمدک (۴) امام احمد نے بروایت عمرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرمایا جبکہ میرا عذر اُترا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے یعنی خطبہ پڑہنے کو تو اُسکا ذکر کیا اور قرآن پڑہا پھر جب اُترے یعنی منبر سے تو دو مردون ایک عورت کو حکم دیا تو وہ حد ماری گئی ورواہ اھل السنن الاربعۃ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن وقع عند ابی داؤد تسمیتھم حسان بن ثابت ومسطح بن اثاثۃ وحمنۃ بنت جحش فھذہ طرق متعددۃ عن ام المؤمنین عائشۃ رضی اللہ عنہا فی المسانید والصحاح والسنن

وغیرھا وقد روی من حدیث امھا ام رومان رضی اللہ عنہا پس (۵) امام احمد نے بروایت مسروق ام رومان رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہا اس درمیان مین کہ مین نزدیک عائشہ کے تھی کہ اُسپر ایک عورت انصار کی داخل ہوئی تو اُسنے کہا فعل اللہ بابنہا وفعل یعنی اپنے بیٹے کو کوسا بددعا دی تو عائشہ نے کہا کیون تو اُسنے کہا کہ وہ اُن لوگون مین تہا جنہون نے حدیث بیان کی ہے عائشہ نے کہا کون حدیث تو کہا کذا وکذا یعنی افک کا قصہ بیان کیا عائشہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات پہونچ چکی ہے کہا ہان کہا اور ابوبکر کو تو کہا ہان پس عائشہ رضی اللہ عنہا غش کہاکر گر پڑین پھر اُن کو ہوش نہ آیا مگر اس حال مین کہ لرزے سے اُن کو تپ چڑہی ہوئی تہی ام رومان نے کہا پھر مین کہڑی ہوئی تو مین نے اُسکو کپڑا اُڑہا دیا کہا پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے فرمایا اسکا کیا حال ہے تو مین نے عرض کیا یارسول اللہ اُسکو لرزے سے تپ چڑہ آئی ہے فرمایا فلعلہ فی حدیث تحدث بہ یعنی شاید بسبب اُس قصہ کے ہو جسکا ذکر ہوا ہے کہا پس عائشہ برابر ہو کر بیٹہہ گئی تو کہا واللہ البتہ اگر مین تمہارے واسطے قسم کہاؤن تو تم میری تصدیق نکروگے اور البتہ اگر مین تم سے عذر کرون تو تم میرا عذر قبول نکروگے سو مثل میری اور مثل تمہاری مانند مثل یعقوب اور اُنکے بیٹون کے ہے جبکہ کہا فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ گیے اور اللہ تعالی نے اُسکا عذر نازل کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوٹ آئے اور ابوبکرؓ اُنکے ہمراہ تہے پھر داخل ہوئے تو فرمایا اے عائشہ مقرر اللہ نے تیرا عذر نازل کیا تو عائشہ نے کہا بحمد اللہ لا بحمدک اسپر ابوبکرؓ نے اُس سے کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہتی ہے کہا ہان ام رومان نے کہا کہ جن لوگون نے اس قصے کا ذکر کیا اُن مین ایک شخص تہا کہ ابوبکر اُسکی خبر گیری کیا کرتے تہے تو ابوبکرؓ نے قسم کہائی کہ اُس سے صلہ رحمی نکرین اسپر اللہ نے یہ آیت نازل کی ولا یاتل الایۃ تو ابوبکرؓ نے کہا بلے پھر اُس سے صلہ رحمی کی تفرد بہ البخاری دون مسلم من طریق حصین وقد رواہ البخاری عن موسی بن اسمعیل عن ابی عوانۃ وعن محمد بن سلام عن محمد بن فضیل کلاہما عن حصین بہ وفی لفظ ابی عوانۃ حدثتنی ام رومان وھذا اصریح فی سماع

مسروق منها وقد انکر ذلک جماعۃ من الحفاظ منہم الخطیب البغدادی وذلک لما ذکرہ اہل التاریخ انہا ماتت فی زمن النبی صلے اللہ علیہ والہ وسلم قال الخطیب وکان مسروق یرسلہ فیقول سئلت ام رومان ویسوقہ فلعل بعضہم کتب سئلت بالف فاعتقد الراوی انہا سألت فظنہ متصلا قال الخطیب وقد رواہ البخاری کذلک ولم تظہر لہ علتہ کذا قال واللہ اعلم **قولہ تعالی** ان الذین جاؤا بالافک افک کہتے ہین کذب وبہتان وافترا کو عصبۃ بمعنی جماعت ہے لا تحسبوہ شرا لکم یعنی اے آل ابوبکر تم اسکو برا مت گمان کرو بل ہو خیر لکم یعنی بلکہ وہ تمہارے واسطے دنیا و آخرت مین بہتر ہے سچا ذکر ہے دنیا مین اور رفعت منازل و درجات ہے آخرت مین اور ظاہر کرنا شرف و بزرگی کا ہے واسطے اُنکے بسبب اعتناء و اہتمام کرنے اللہ پاک کی ساتھہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی اس جہت سے کہ اللہ پاک نے اُس کی برأت قرآن عظیم مین نازل کی کون قرآن الذی لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ الایہ یعنی جسکے نہ آگے سے باطل آتا ہے نہ اُسکے پیچھے سے اسی لیے جبکہ حضرت ابن عباس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئے اور وہ نزع کی حالت مین تہین تو اُنہ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ کیونکہ بیشک تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی ہو اور وہ تمکو محبوب رکھتے تھے اور سوائے تمہارے کسی کنواری سے اُنہون نے نکاح نہین کیا اور تمہاری برأت آسمان سے اُتری ابن جریر نے محمد بن عبداللہ بن جحش سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عائشہ و حضرت زینب رضی اللہ عنہما نے باہم فخر کیا تو بی بی زینب بولین کہ مین وہ ہون کہ میری تزویج آسمان سے نازل ہوئی بی بی عائشہ بولین مین وہ ہون کہ میرا عذر اللہ کی کتاب مین نازل ہوا جبکہ صفوان بن معطل نے سواری پر مجھکو سوار کیا تو بی بی زینب نے اُن سے کہا اے عائشہ جب تم اُسپر سوار ہوئین تو تم نے کیا کہا تھا کہا مین نے یہ کہا تھا حسبی اللہ ونعم الوکیل حضرت عائشہ نے کہا مین نے کہا کہ یہ مؤمنین کا کلمہ ہے **قولہ تعالی** لکل امرئ منہم ما اکتسب من الاثم یعنی جن لوگون نے اس قضیہ مین گفتگو کی اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو کچھہ بھی فاحشہ کا عیب لگایا تو اُنمین سے ہر ایک کو ایک بڑا حصہ ہی عذاب کا والذی تولی کبرہ کسی نے

۱۲ اسپر جھوٹ کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے آتا ہی ہوئی سے بچکر نہ سب خوبیون سے بھری ۱۲ بس ہے جسکو اللہ اور پیغمبر ہے ہر بنانے والا ۱۲

کہا مراد اُس سے وہ ہے جس نے اُسکی ابتدا کی کسی نے کہا وہ ہے جو اُسکو جمع کرتا اور اُسکو پریشان کرتا اور اُسکی اذاعت و اشاعت کیا کرتا تھا اُسکے واسطے اسپر عذاب عظیم ہے پھر اکثر لوگ اِس بات پر ہین کہ مراد اس سے جو ہے سو وہ عبداللہ بن اُبی ابن سلول ہے قبحہ اللہ ولعنہ حدیث مین اسی پر اول نص گزر چکی ہے مجاہد اور بہت سے لوگون نے یہی کہا ہے کسی نے کہا بلکہ مراد اس سے حسّان بن ثابت ہین یہ قول غریب ہے جو بات اس قول پر دال ہے اگر وہ صحیح بخاری مین واقع نہوتی تو اُسکے لانے مین کوئی بڑا فائدہ نہوتا کیونکہ حسان تو اُن صحابہ مین سے ہین جنکے فضائل و مناقب و مآثر ہین بہترین اُن کی خوبیون کی یہ ہے کہ وہ بسبب اپنے شعر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دفع کیا کرتے تھے یہ وہی شخص ہین جنکے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تو اُنکی ہجو کر اور جبریل تیرے ساتھ ہین اعمش نے عن ابی الضحی عن مسروق روایت کیا ہے کہا مین نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تھا تو حسان بن ثابت داخل ہوئے سو حضرت عائشہ نے حکم دیا تو اُنکے واسطے تکیہ ڈالا گیا پھر جب وہ نکل گیے تو مین نے حضرت عائشہ سے کہا کہ تم یہ کیا کرتی ہو یعنی وہ تمپر داخل ہوتا ہے ایک روایت مین یون ہے کہ حضرت عائشہ سے کہا گیا کیا تم اُسکو اذن دیتی ہو کہ وہ تمپر داخل ہو حالانکہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم حضرت عائشہ نے فرمایا اور کونسا عذاب سخت تر ہے نابینائی سے حضرت حسّان کی بینائی جاتی رہی تھی شاید اللہ وہ عذاب عظیم اسی نابینائی کو کردے پھر فرمایا کہ حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دفع کیا کرتے تھے ایک روایت مین یہ ہے کہ جسوقت حسان حضرت عائشہ کے پاس آئے تو یہ شعر اُن کی مدح مین پڑہا ؎

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ	وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ

یعنی عفیف پارسا ہین باوقار ہین کسی تہمت و معصیت کے ساتھہ متہم نہین کیجاتی ہین اور صبح کو اُٹھتی ہین بھوکے غافل بی بیون کے گوشت سے یعنی غیبت نہین کرتے ہین تو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ تو تو ایسا نہین ہے ایک روایت مین یہ ہے کہ لیکن تو ایسا نہین ہے یعنی تو نے اُن کی غیبت کی ہے ابن جریر نے بروایت عامر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت

کیا ہے اُنھون نے فرمایا مین نے کوئی شعر نہین سُنا کہ وہ خوبتر ہو شعر سے حسّان کی اور مین اُسکو نہین پڑہتی ہون مگر اُسکے واسطے جنت کی اُمید رکھتی ہون وہ یہ قول ہے اُسکا ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب سے ؎

هجوت محمدا فاجبت عنه	وعند الله فی ذاک الجزاء
فان ابی ووالده وعرضی	لعرض محمد منکم وقاء
اتشتمه ولست له بکفوء	فشرکما لخیرهما الفداء
لسانی صارم لا عیب فیه	وبحری لا تکدرہ الدلاء

پھر اُن سے کسی نے کہا اے ام المومنین کیا یہ لغو نہین ہے فرمایا نہین لغو تو وہ ہی جو نزدیک عورتون کے کہا جاتا ہے کسی نے کہا آیا اللہ تعالیٰ یون نہین فرماتا ہے کہ والذی تولی کبرہ منہم لہ عذاب عظیم فرمایا کیا اُسکو عظیم نہین پہونچا کیا اُسکی بینائی نہین جاتی رہی ہے اور تلوار سے نہین مارا گیا ہے مراد اُن کی وہ ضرب ہے جو صفوان بن معطل نے حسان کو لگائی تہی جبکہ حسان سے اُسکو یہ بات پہونچی کہ وہ اس باب مین تکلم کرتا ہے تو صفوان تلوار لیکر اُنپر چڑہ بیٹھے اور قریب تہا کہ صفوان حسان کو مار ڈالین ف فتح البیان وغیرہ کا بیان یہ ہے کہ عصبۃ خبر ہی اِنّ کی اور منکم صفت ہے عصبۃ کی کسی نے کہا کہ خبر لا تحسبوہ شرا لکم ہے اور عصبۃ بدل ہے فاعل جاؤ اسے ابن عطیہ نے کہا کہ یہ قول اَنسق ہے معنی مین اور اکثر ہے فائدہ مین اس قول سے کہ عصبہ خبر ہو اور جملہ لا تحسبوہ اگرچہ طلبیہ ہے لیکن اُسکا خبر ٹھیرانا بتقدیر صحیح ہے جس طرح کہ اُسکے نظایر مین ہوتا ہے غرض کہ یہان سے شروع ہے اُن آیتون کا جو افک سے متعلق ہین کل اٹھارہ آیتین ہین انتہا اُن کی اولئک مبرؤن ہے افک کہتے ہین بدترین و قبیح ترین کذب کو افک ماخوذ ہے اس محاورہ سے کہ افک الشیٔ یہ جب بولتے ہین کہ کسی شے کو اُسکی وجہ سے قلب کر دے لوٹ دے تو افک حدیث مقلوب ہوئی کیونکہ وہ حق سے پھیرے ہوئی ہے کسی نے کہا کہ افک بہتان ہے مسلمانون کا اجماع ہے اسپر کہ آیت مین جو افک ہے یہ وہی افک ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر واقع ہوا اللہ پاک نے جو اُسکا وصف افک کے ساتھ کیا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ کے حال سے جو بات معلوم تہی وہ اسکے خلاف تہی واحدی

۱۸ اصل کا نقطہ بسبب بالسبب ہے

۱۹ نسق عجیب ترکیب خوش ترتیب واوہ ویکون سخن را بسبک مباینت کہ از دہن غرض بیرون نیست عبارت یہ قول ترتیب عبارت کس راہ سے زیادہ تر اچھا ہے دوسرے قول سے ۱۲ منہ

نے کہا اُس حدیث مین جسکو یہ لوگ لائے قلب کے معنی یہ ہین کہ حضرت عائشہ جس پارسائی
و شرف و عقل و دیانت و علو نسب و سبب پر تھین اُسکے سبب سے لایق اسکے تھین کہ اُنکی ثنا و
صفت کی جاتی اسکی مستحق نہ تھین کہ اُن کو عیب لگایا جائے سو جن لوگون نے اُن کو برائی کی
تہمت لگائی اُنھون نے بات کو اُسکے طریق سے لوٹ دیا پس یہ افک قبیح ہے اور کذب
ظاہر عصبہ کہتے ہین جماعت کو دس سے چالیس تک مراد اُنسے یہان یہ لوگ ہین۔ عبداللہ بن
اُبی راس المنافقین زید بن رفاعہ حسان بن ثابت مسطح بن اثاثہ حمنہ بنت جحش اور جو لوگ انکے
مساعد و معاون تھے کسی نے کہا کہ عصبہ تین سے دس تک ہوتا ہے کسی نے کہا دس سے
پندرہ تک اصل اسکی لغت مین وہ جماعت ہے جو بعض واسطے بعض کے تعصب کرتی ہے
جملہ لا تحسبوہ شرا لکم اگر خبر ہے ان کی تو تو ظاہر ہے اور اگر خبر عصبہ ہے جسطرح کہ گزر چکا
ہے تو یہ جملہ مستانفہ ہوگا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور حضرت عائشہ و حضرت ابوبکر و
صفوان بن معطل جنکو حضرت عائشہ کے ساتھ عیب لگایا گیا ان سب کو اُسکے ساتھ خطاب
کیا گیا اور اُنکے واسطے تسلی ہے۔ ضمیر منصوب راجع ہے طرف افک کے شروہ ہے جس کا
ضرر اُسکے نفع پر زیادہ ہو اور خیر وہ ہے جسکا نفع اُسکے ضرر پر بڑھا ہوا ہو اور وہ خیر جسمین کسیطرح
کا شر نہین ہے سو وہ جنت ہے اور وہ شر جسمین کوئی خیر نہین ہے دوزخ ہے افک کا اُنکے
واسطے خیر ہونا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اُسکے سبب سے اُنکو ثواب عظیم حاصل ہوگا۔ باوجود بیان برأت
ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور باوجود ہونے اُنکے اس قصے کے شرع عام یہ
غایت درجے کا فضل و شرف ہے اور اسمین تہویل وعید ہے واسطے اُسکے جس نے اُن مین
کلام کیا اور تبنا رہ وصفت ہے اُس شخص کی جسنے اُن سے حسن ظن کیا قولہ تعالی والذی
تولی کبرہ حضرت حسن و زہری و ابورجا و حمید الاعرج و یعقوب و ابن ابی عبلہ و مجاہد و عمرہ
بنت عبدالرحمن نے بکسر کاف پڑہا ہے فراء نے کہا یہ وجہ جید ہے کیونکہ عرب اپنے محاورے
مین بولتے ہین فلان تولی عظم ذلک و کذا ای الکبر یعنی فلان نے فلان شے کا بڑے سے بڑا
بوجھ اُٹھایا باقی قراء کی قراءت بکسر کاف ہے کسی نے کہا یہ دونون لغت ہین کسی نے کہا کہ کبرہ
بضم کاف معظم افک ہے اور بالکسر افک کی ابتدا کرنا ہے کسی نے کہا کبر بالکسر بمعنی اثم ہے

معنی یہ ہین کہ جس شخص نے اُٹھایا معظم افک کو اُس جماعت مین سے اُسکے واسطے عذاب عظیم ہے دنیا مین یا آخرت مین یا دونون مین اس شخص مین **اختلاف** ہے کہ وہ کون ہے سوا ایک قول یہ ہے کہ وہ عبداللہ بن ابی ہے کسی نے کہا حسان ہین صحیح قول اول ہے **محمد بن اسحٰق** وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے افک مین دو مردون کو اور ایک عورت کو حد لگائی یہ لوگ مسطح بن اُثاثہ وحسان بن ثابت وحمنہ بن جحش ہین کسی نے کہا کہ عبداللہ بن ابی وحسان وحمنہ کو جلد لگائی مسطح کو مجلود نہین کیا اسواسطے کہ اُسنے قذف کی تصریح نہین کی تھی لیکن وہ سنتا اور اشاعت کرتا تھا بدون تصریح کے کسی نے کہا کہ اُن مین سے کسی کو مجلود نہین کیا **قرطبی** نے کہا کہ جو اخبار سے مشہور اور علما کی نزدیک معروف ہے وہ یہ ہے کہ جن لوگون کو حد ماری گئی وہ یہ ہین حسان ومسطح وحمنہ عبداللہ بن ابی کی حد مسموع نہین ہوئی اُسکی موئید وہ حدیث ابوداؤد کی ہے جو گزر چکی ہے کہ آپنے دو مردون اور ایک عورت کو حکم دیا تو اُن کو حد ماری گئی اُن کا نام لیا ہے کہ وہ حسان ومسطح وحمنہ تھی عبداللہ بن ابی کو جو آپنے حد نہین لگائی سو اس کی وجہ مین **اختلاف** ہے کسی نے کہا اسواسطے کہ آخرت مین اُسکو عذاب عظیم پورا پورا ہو اُس کے سوا اور لوگون کو حد لگائی تاکہ یہ حد اُنکے گناہ کا کفارہ ہو جاے چنانچہ حدود کے باب مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ حدود کفارہ ہین واسطے اُسکے جسپر وہ قایم کی گئین کسی نے کہا کہ عبداللہ کی حد کو اس لیے ترک کیا کہ اُسکی قوم کا مالوف کرنا اور اُسکی بیٹی کا احترام منظور تھا اسواسطے کہ وہ منجملہ مؤمنین صالحین تھا اور نائرۂ فتنہ کا بجھانا مقصود تھا کیونکہ شروع فتنے کا ظہور سعد بن عبادہ اور اُن کے ساتھہ والون سے ہوا تھا جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے **بخاری** وابن منذر وطبرانی وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل مین **زہری** سے روایت کیا ہے کہا مین نزدیک ولید بن عبدالملک کے تھا تو اُسنے کہا کہ الذی تولی کبرہ منہم علی ہین تو مین نے کہا نہین سعید بن مسیب وعروہ بن زبیر وعلقمہ بن وقاص وعبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے مجھے حدیث کی ان سب نے حضرت عائشہ کو سنا وہ کہتی تھین کہ الذی تولی کبرہ منہم عبداللہ بن ابی ہے زہری نے کہا کہ ولید نے مجھسے کہا پھر علی کا جرم کیا تھا تو مین نے کہا کہ تیری قوم کے دو شیخون نے ابوسلمہ

بن عبدالرحمن بن عوف اور ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے مجھے حدیث کی ہے کہ ان دونون نے حضرت عائشہؓ کو سنا کہ وہ کہتی تہین کہ وہ میرے امر مین مسئی تھی **یعقوب بن شیبہ** نے اپنی مسند مین کہا ہے کہ سلیمان بن یسار ہشام بن عبدالملک پر داخل ہوئی تو ہشام نے اُن سے کہا اے سلیمان الذی تولی کبرہ کون ہے تو سلیمان نے کہا ابن اُبیّ ہے ہشام نے کہا تو نے جھوٹ بولا وہ علیؓ ہین سلیمان نے کہا امیرالمومنین دانا تر ہین ساتھہ اُس بات کے جو کہتے ہین پھر زہری داخل ہوئے تو ہشام نے کہا اے ابن شہاب الذی تولی کبرہ کون ہے تو زہری نے کہا ابن ابی ہے ہشام بولا تو نے جھوٹ کہا وہ علیؓ ہین زہری نے کہا انا اکذب لا ابالک یعنی مین جھوٹ بولون گا تیرا باپ نہو قسم ہے اللہ کی اگر کوئی منادی آسمان سے ندا کرے کہ مقرر اللہ نے کذب کو حلال کیا ہے تو مین جھوٹ نہ بولونگا عُروہ و سعید و عبداللہ و علقمہ نے مجھے حدیث کی ہے حضرت عائشہ سے کہ ان الذی تولی کبرہ عبداللہ بن اُبی ہے پھر اللہ پاک نے خطاب کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور اُن سے جو آپ کے ساتھہ تھے مؤمنین کی طرف پھیرا بطور التفات کے پس ارشاد فرمایا **لولا اذ**

سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنٰت بانفسہم خیرا وّقالوا ھٰذا افک مبین ○

لولا جآءو علیہ باربعۃ شہدآء ج فاذلم یاتوا بالشہدآء فاولٰئک عند اللہ ھم الکٰذبون ○ کیون نہ جب تمنے اُسکو سُنا تہا خیال کیا ہوتا ایمان والے مردون اور عورتون نے اپنے لوگون پر بہلا خیال اور کہا ہوتا یہ صریح طوفان ہے کیون نہ لائے وہ اس بات پر چار شاہد پھر جب نہ لائے شاہد تو وہ لوگ اللہ کے یہان وہی ہین جھوٹے **ف** چاہیئے مسلمانون کو کہ جب لوگ ایک نیک شخص پر بُری تہمتین لگاوین اُن کو جہٹلاوین پیغمبر خدا نے فرمایا جو کوئی پیٹھہ پیچھے بہائی مسلمان کی مدد کرے اللہ پیٹھہ پیچھے اُسکی مدد کرے اور بے تحقیق تہمتین لگانی ایمان سے بعید ہین انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین یہ تادیب ہے طرف سے اللہ تعالی کے مومنین کو قصہ مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جبکہ بعض لوگون نے ایسی بُری بات مین خوض کیا اور شان افک مین جسکا ذکر ہو چکا ہے پس ارشاد فرمایا **لولا اذ سمعتموہ** یعنی کیون نہین جبکہ تمنے اُس بات کو سُنا جسکے ساتھہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کو عیب لگایا گیا

ظن المؤمنون والمومنات بانفسهم خیرا یعنی تو اُس بات کا اپنی جانون پر قیاس کرتے پس اگر وہ اُن کو لایق نہین ہے تو ام المومنین تو اُس سے بری ہونے کے ساتھ بطریق اولی زیادہ تر مستحق ہین کہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین حضرت ابو ایوب انصاری اور اُنکی بی بی کے جیسا کہ **امام محمد بن اسحق** نے روایت کیا ہے کہ ابو ایوب خالد بن زید انصاری سے اُن کی بی بی ام ایوب نے کہا اے ابو ایوب کیا تو نہین سنتا ہے جو لوگ کہہ رہے ہین شان مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تو کہا ہان اور یہ جھوٹ ہے اے ام ایوب کیا تو اسکو کرنیوالی ہے کہا لا واللہ مین نہین ہون کہ اسکو کرون کہا پھر عائشہ واللہ تجھسے بہتر ہے پھر جب قرآن نازل ہوا تو اللہ عز وجل نے اُن لوگون کا ذکر کیا جنھون نے فاحشہ مین کہا تھا جو کچھ کہا تھا ان الذین جاؤا بالافك عصبة منكم یہ لوگ حسان تھے اور اُنکے اصحاب جنھون نے کہا جو کچھ کہا پھر اللہ پاک نے فرمایا لولا اذ سمعتموہ ظن المومنون الایہ یعنی جیسا کہ ابو ایوب نے اور اُنکی بی بی نے کہا **محمد بن عمر واقدی** رحمہ اللہ تعالی نے افلح مولی ابو ایوب سے روایت کیا ہے کہ ام ایوب نے ابو ایوب سے کہا کیا تو نہین سنتا ہے جو لوگ کہہ رہے ہین حق مین عائشہؓ کے تو کہا ہان اور یہ جھوٹ ہے اے ام ایوب کیا پھر تو ہوتی بولی لا واللہ کہا پھر عائشہ واللہ بہتر ہے تجھسے پھر جب قرآن نازل ہوا اور افک والون کا ذکر کیا تو اللہ عز وجل نے فرمایا لولا اذ سمعتموہ تا مبین مراد ابو ایوب ہین جبکہ ام ایوب سے کہا جو کچھ کہا کہتے ہین کہ یہ بات اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہی تھی **قولہ تعالی** ظن المؤمنون الخ کا یہ مطلب ہے کہ مومنین بھلائی کا گمان کرتے کیونکہ ام المؤمنین خیر کی اہل ہین اور خیر کی زیادہ تر مستحق ہین یہ تو وہ ہے جو باطن سے متعلق ہے وقالوا هذا افك مبين یعنی اپنی زبانون سے کہتے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا پر یہ کذب ظاہر ہے کیونکہ جو بات واقع ہوئی تھی وہ تہمت کی نہ تھی اسلیے کہ آنا ام المومنین کا صفوان بن معطل کی سواری پر سوار ہو کر ظاہر ظہور دوپہر کے وقت اور سارا لشکر اسکا مشاہدہ کر رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنکے درمیان مین ہین یہ کچھ تہمت کی بات نہین ہے اور اگر اس امر مین کچھ تہمت ہوتی تو اسطرح کھلم کھلا نہوتا اور نہ وہ دونون ایسی حالت پر سب کے سامنے آتے بلکہ اگر فرض کیا جاے تو یہ خفیہ مستور ہوتا پس یہ بات متعین ہوگئی کہ بہتان والے جو کچھ

لائے اور جسکی تہمت لگائی کذب خالص وقول زور وروعونت فاحشہ فاجرہ وصفقہ خاسرہ ہو فرمایا
اللہ تعالیٰ نے لولا ای ھلا جاؤا باربعۃ شھداء یعنی جو بات اُنھون نے کہی کیون نہین
اُسپر چار گواہ لائے کہ وہ اُن کے صحت قول کی گواہی دیتے ھم الکاذبون کے یعنی ہین
کہ اللہ کے حکم مین وہی کاذب فاجر ہین ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ لولا تحضیضیہ ہے
بمعنی ہلّا یعنی کیون نہین واسطے تاکید توبیخ وتقریع کے لایا گیا ہے اور واسطے مبالغے کے
اُنکے عتاب مین اللہ پاک نے یہان سے اُن کی توبیخ وتعییر مین شروع فرمایا ہے اور نوزواجر
سے اُن کو زجر کیا ہے ایک تو یہی ہے دوسرا لولا جاؤا علیہ تیسرا ولولا افضل اللہ چوتھا
اذ تلقونہ پانچوان ولولا اذ سمعتموہ چھٹا یعظکم اللہ ساتوان ان الذین یحبون
آٹھوان ولولا افضل اللہ علیکم نوان یا ایھا الذین آمنوا تاسمیع علیم معنی یہ ہین کہ
مومنین نے جسوقت اہل افک کی گفتگو سُنی تھی تو اُن کو یہ لایق تھا کہ اُسکا قیاس اپنی جانون پر کرتے
پھر اگر وہ اُن مین بعید ہوتا ہے تو ام المؤمنین مین بعید تر ہوگا کسی نے کہا کہ بمجرد اُسکے سُننے
کے تمکو یہ لایق تھا کہ ام المومنین مین حسن ظن کرتے چہ جاے اسکے کہ تم اُسکے سننے مین تمادی
کرو پھر بعد سننے کے اُسپر مصر ہو حضرت حسن نے فرمایا ہے کہ معنی بانفسھم کے باہل دینھم ہین
کیونکہ مومنین مثل نفس واحد کے ہین بسبب شریک ہونے کل کے ایمان مین کیا تم اس آیت
کو نہین دیکھتے ہو ولا تقتلوا انفسکم زجاج نے کہا اسیطرح جو قوم کہ بعض بعض کو مارتی ہین تو
اُن سے کہتے ہین کہ وہ اپنی جانون کو قتل کرتے ہین مبرد نے کہا اسی کے مثل یہ آیت ہے
فاقتلوا انفسکم نحاس نے کہا معنی بانفسھم کے باخوانھم ہین کسی نے کہا بانار جنسھم پس اللہ
پاک نے مسلمانون پر واجب کیا ہے کہ جب کسی شخص کو سنین کہ وہ کسی کو تہمت لگاتا ہے یا بُرائی
کے ساتھ اُسکو یاد کرتا ہے کہ وہ اُس بُرائی کو اُسمین نہین جانتے ہین تو اُسپر انکار کرین اور اُسے
جھٹلاوین خطاب سے غیبت کی طرف عدول کیا اور ضمیر سے ظاہر کی طرف اور ظننتم بانفسکم
خیرا وقلتم نفرمایا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ بطریق التفات کے توبیخ مین مبالغہ ہو اور تصریح لفظ
ایمان کے اس بات پر دلالت کرے کہ ایمان مین شریک ہونا اسکو مقتضی ہے کہ کوئی مؤمن
اپنے بھائی پر عائب وطاعن کی بات کی تصدیق نکرے نہ کوئی مومن عورت اپنی بہن پر یہ

لہ اور نہ خون کرو آپسمین ۱۲ لہ اور مارو اپنی اپنی جان ۱۲ منہ

بات منجملہ حسن ادب ہے کہ اُسکے ساتھ قایم ہونیوالے اور اُسکی حفاظت رکھنے والے کم لوگ ہین کاش تو ایسے آدمی کو پاے کہ سُنے تو چُپ ہوجاے اور جو بات اپنے بھائیون کے حق مین سُنے تو اُسکی اشاعت نکرے کافی ہے آدمی کو جھوٹ یہ کہ کل سُنے ہوے کو بیان کردے علما رنے فرمایا ہے آیت کریمہ مین دلیل ہے اسپر کہ درجۂ ایمان وعفاف وپارسائی کو خبر محتمل زائل نہین کرتی ہے گو وہ شایع ذائع ہو افک مبین کے یہ معنی ہین کہ مؤمنین وقت سنے افک کی یون کہتے کہ یہ کذب بیّن ظاہر مکشوف ہے کہ اُسکی کوئی حقیقت نہین ہے جملہ لولا جاؤ اعلیہ بار بعۃ شھداء تتمۂ قول مؤمنین سے ہے یعنی کہتے کہ افک مین خوض کرنیوالے کیون نہین چار گواہ لاے کہ اُنکے قول کی گواہی دیتے فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون کا مطلب یہ ہے کہ افک مین خوض کرنیوالے اللہ پاک کے حکم وقضاے ازلی مین یا اُسکی شرع مین جسکی بنیاد ظاہر محکم دلیلون پر رکھی گئی ہے وہی ہین تہمت لگانیوالے کذب وزور مین کامل پورے بھرپور یہ قول باب زواجر سے ہے ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ فی الدنیا والاخرۃ لمسکم فیما افضتم فیہ عذاب عظیم ۝ اذ تلقونہ بالسنتکم وتقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم وتحسبونہ ھینا وھو عند اللہ عظیم ۝ اور کبھی نہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اُسکی مہر دنیا وآخرت مین البتہ تمپر پڑتی اس چرچا کرنے مین کوئی آفت بڑی جب لینے لگے تم اُسکو اپنی زبانون پر اور بولنے لگے اپنے مُنہ سے جس چیز کی تمکو خبر نہین اور تم سمجھتے ہو اُسکو ہلکی بات اور یہ اللہ کے یہان بہت بڑی ہے ف یعنی اللہ تعالی نے اس امت کو پیغمبر کے طفیل دنیا کے عذابون سے بچایا ہے نہین تو یہ بات قابل تہی عذاب کے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اگر نہوتا اللہ کا فضل تمپر اور رحمت اُسکی دنیا وآخرت مین اے چرچا کرنیوالو شان مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے باین طور کہ اُسنے تمہاری توبہ وانابت قبول کی اور درگزر کی اُسنے تم سے بہ سبب تمہارے ایمان کے بہ نسبت دار آخرت کے البتہ چھوتا تمکو قضیۂ افک مین جسمین تم نے خوض کیا ایک بڑا عذاب یہ اُس شخص کے حق مین ہے جسکے پاس ایمان ہے کہ بسبب اُسکے اللہ توبہ قبول کرلیتا ہے جیسے مسطح وحسّان وحمنہ بنت جحش خواہر زینب بنت جحش آپ رہا وہ شخص جسنے افک مین چرچا کیا ہی

منافقون مین سے جیسے عبداللہ بن اُبی ابن سلول اور اُسکے مثل اور منافق سو یہ لوگ اس آیت
مین مراد نہین ہین کیونکہ اُنکے پاس ایمان و عمل صالح سے وہ شے نہین ہے جو اُسکی برابری کرے
اور اسکے معارض ہو اور اسیطرح حال ہے اُس وعید کا جو کہ کسی فعل معین پر مطلق وارد ہوتی ہے
تو وہ مشروط بعدم توبہ ہوتی ہے یا جو عمل صالح کہ اُسکے مقابل ہو اُس کے برابر ہو یا اُسپر راجح
ہو پھر اللہ پاک نے فرمایا اذ تلقونہ بالسنتکم مجاہد و سعید بن جبیر نے کہا کہ روایت کرتا ہے
بعض تمہارا بعض سے یہ شخص کہتا ہے کہ مین نے اُسکو فلان سے سُنا اور فلان نے ایسا
کہا اور بعض نے ایسا ذکر کیا دوسرے لوگون نے اسکو تلقونہ پڑہا ہے صحیح بخاری مین
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ وہ اسکو اسیطرح پڑہا کرتی تہین اور فرماتین کہ یہ
ماخوذ ہے ولق اللسان سے ولق سے مراد وہ کذب ہے جسپر صاحب کذب مستمر رہتا ہی عرب
لوگ بولتے ہین ولق فلان فی السیر جبکہ کوئی شخص چلنے مین استمرار کرتا ہے چلے جاتا ہی
پہلے قرأت زیادہ مشہور ہے اور جمہور اُسی پر ہین لیکن دوسری حضرت عائشہ ام المومنین سے
مروی ہے ابن ابی حاتم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اسکو اپنے غیر
سے زیادہ ترجانتی تہین قولہ تعالی وتقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم
کا مطلب یہ ہے کہ تم اُس بات کو کہتے ہو جو جانتے نہین ہو پھر فرمایا و تحسبونہ ھینا وھو
عند اللہ عظیم یعنی تم ام المومنین کی شان مین کہتے ہو جو کچہ کہتے ہو اور اُس کو سہل و آسان
سمجھتے ہو اگر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بی نہوتین تو بھی وہ بات آسان نہ ہوتی پہر وہ کیونکر
سہل ہوگی حالانکہ وہ تو نبی امی خاتم الانبیاء سید المرسلین کی بی بی ہین پس جو کچہ اُسکے نبی و
رسول کی بی بی کی شان مین کہا گیا وہ اللہ کے نزدیک بہت ہی بڑا ہے پس اللہ پاک اسکے واسطے
غیرت کرتا ہے اور وہ کسی نبی کی بی بی پر اس بات کو مقدر نہین کرتا ہے حاشا وکلا اور جبکہ یہ
بات نہین ہے تو پھر وہ کیونکر سید نسا و انبیاء کے حق مین ہوگی اور شان مین زوجہ سید ولد آدم
کے جو کہ علی الاطلاق دنیا و آخرت مین سب کے سردار ہین آسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا کہ
تم اُسکو آسان سمجھتے ہو اور وہ اللہ کے نزدیک بڑی ہے صحیحین مین ہے کہ بیشک آدمی
البتہ بولتا ہے بات اللہ کے غصے کی وہ نہین جانتا ہے کہان پہونچے گی وہ بات اُسکو گرا دیتی ہی

آگ مین دور تر اُس مسافت سے جو کہ درمیان آسمان وزمین کے ہے ایک روایت مین لا یلقی لها بالا ہے یعنی وہ کچھہ اُس بات کی پروا نہین کرتا ہے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ یہ خطاب ہے سننے والون کو اور اسمین زجر عظیم ہے کلمۂ لولا واسطے امتناع شے کے ہے بسبب وجود غیر اُس شے کے افاض واندفع وخاض فی الحدیث ان سب کے ایک معنی ہین یعنی کسی بات مین یا قصہ مین خوض کرنے کو اور اُسکا چرچا کرنے کو افاضہ واندفاع وخوض بولتے ہین معنی یہ ہین کہ اگر مین تمپر حکم نکرتا فضل کا دنیا مین ساتھہ اُن نعمتون کے جنکی منجملہ مہلت دینا ہے واسطے توبہ کے اور رحمت کا آخرت مین ساتھہ عفو کے تو البتہ تمکو عذاب کی جلدی کرتا اُس بات پر جس مین تم نے خوض کیا یعنی قصۂ افک یا حرف فی سببیہ ہے یعنی بسبب اُس شے کے جسمین تمنے خوض کیا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اگر اللہ کا فضل تمپر نہوتا تو دنیا وآخرت دونون مین تمکو البتہ عذاب عظیم چھوتا لیکن اللہ پاک نے دنیا مین تمپر ستر کیا اور آخرت مین جو کوئی تائب ہو کر اُسکے پاس آئیگا تو اُسپر رحم کرے گا اللہ پاک نے فیما افضتم فیه فرمایا فی حدیث الافک نہ کہا حالانکہ حاصل یہی ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ شان افک کی تہویل کیواسطے ابہام کیا ہے۔ غرض یہ کہ جس بات کا تم نے چرچا کیا ہے وہ بڑی ہولناک چیز ہے اذ تلقونه بالسنتکم کلمۂ اذ ظرفیہ ہے متعلق ہے لمسکم سے یا افضتم سے جمہور کی قرأت تَلَقَّوْنَهٗ ہے ماخوذ تلقی سے اصل اسکی تتلقونہ تھی ایک حرف تا حذف کردیا گیا۔ کلبی نے کہا تلقی یہ ہے کہ افک والون مین سے ایک آدمی دوسرے آدمی سے ملتا تو کہتا کہ مجھے ایسی ایسی بات پہونچی ہے ویتقولونہ تلقیا زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ ڈالتا ہے اُسکو بعض تمہارا طرف بعض کے محمد بن سمیفع نے بضم تا وسکون لام وضم قاف پڑہا ہے القاء سے معنی اسکے ظاہر ہین حضرت اُبی وحضرت ابن مسعود نے تتلقونہ پڑہا ہے تلقی سے یہ قرأت مثل جمہور کے ہے صرف فرق اتنا ہے کہ حرف تا کو حذف نہین کیا ہے حضرت ابن عباس وحضرت عائشہ وعیسی بن عمر ویحیی بن یعمر وزید بن علی نے بفتح تا، وکسر لام وضمۂ قاف پڑہا ہے یہ ماخوذ ہے اس محاورے سے اَلِقَ الرجل یَلِقُ ولقا اذا کذب ابن سیدہ نے کہا کہ متعدی کو شاہد لا ے غیر متعدی پر ابن عطیہ نے کہا میرے نزدیک یہ ہے کہ مراد تلقون فیہ ہے پھر حرف جر یعنی کلمۂ فی کو حذف کردیا تو ضمیر فعل سے متصل

ہوگئی یعنی جبکہ تم جھوٹ بولتے تھے قصۂ افک مین خلیل وابو عمرو نے کہا کہ اصل وَلق کی
اِسراع ہے محاورے مین بولتے ہین جاءت الابل تَلِق یعنی اونٹ آئے جلدی کرتے ہوئے
ابن جریر سے بھی اسی کے مثل مروی ہے لیکن اتنا اور زیادہ کہا ہے کہ الولق ھو الاسراع
بالشئ بعد الشئ کعدد فی اثر عدد وکلام فی اثر کلام زید بن اسلم وابو جعفر نے تالقونہ
پڑہا ہے بفتح تا وسکون ہمزہ وکسر لام وضم قاف ماخوذ الق بمعنی کذب ہے یعقوب نے
تیلقونہ پڑہا ہے بکسر تا وسکون یای تحتیہ وفتح لام وضم قاف یہ مضارع ہے وَلِق مکسور اللام
کا تلقی وتلقف وتلقن یہ تینون لفظ معنی مین قریب یکدیگر ہین ہان اتنا فرق ہے کہ اول مین
معنی استقبال کے ہین اور دوسرے مین معنی خطف کے اور اخذ بسرعت یعنی کسی شے کو
جلدی سے جھپٹ لینا اور تیسرے مین معنی حذق ومہارت کے راغب نے کہا تلقن مین حذق
ہے تناول مین اور تلقف مین حیلہ گری ہے تناول مین تناول کہتے ہین کسی شے کے لینے
کو قولہ تعالی تقولون بافواھکم مالیس لکم بہ علم کے یہ معنی ہین کہ تمہاری یہ
بات خاص ہے مونہہ سے بدون اسکے کہ خارج مین واقع ہو دلون مین اُسکا اعتقاد ہو کسی
نے کہا کہ افواہ کا ذکر تاکید کیواسطے ہے جیساکہ یطیر بجناحیہ وغیرہ مین آیا ہے ضمیر وتحسبونہ کی
راجع ہے طرف اُس قصے کے جسمین خوض ہوئی اور اُسکی شہرت دی گئی وھو عند اللہ عظیم
محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی تم تو اُسکو ایک ہلکی شے سمجھتے ہو کہ تکلّمو اُسمین کوئی گناہ
لاحق نہوگا حالانکہ اللہ پاک کے نزدیک اُسکا گناہ وعقاب بڑا ہے ذکر کیا ہے کہ اُنمین سے
بعض کو مرتے وقت گھبراہٹ ہوئی تو اُن سے اس باب مین کہا گیا یعنی سبب گھبرانے کا
پوچھا تو کہا کہ مین اُس گناہ سے ڈرتا ہون کہ میرے دل پر اُسکا کچھہ خطرہ نہ تھا یعنی مین اوسے
بے حقیقت سمجھتا تھا حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بڑا تھا ولولا اذ سمعتموہ قلتم مایکون
لنا ان نتکلم بھذا سبحٰنک ھذا بھتان عظیم ○ یعظکم اللہ ان تعودوا لمثلہ
ابدا ان کنتم مؤمنین ○ ویبین اللہ لکم الاٰیٰت ط واللہ علیم حکیم ○ اور کیون
نہ جب تم نے اُسکو سنا تھا کہا ہوتا ہمکو لایق نہین کہ مونہہ پر لاوین یہ بات اللہ تو پاک ہے یہ بڑا
بہتان ہے اللہ تمکو سمجھاتا ہے کہ پھر نکرو تم ایسا کام کبھی اگر تم یقین رکھتے ہو اور کھولتا ہے اللہ تمہارے

واسطے پتے اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف یعنی پتا اُسکا کہ یہ طوفان اُٹھایا کس نے
معلوم ہوا کہ منافقون نے جو چھپے دشمن تھے اگلی آیت مین پتا بتادیا انتہی ف اللہ پاک
نے اول حسن ظن کی تادیب فرمائی تھی بعد اُسکے یہ دوسری تادیب فرمائی کہ جس وقت نیک
لوگون کی شان مین نالایق بات ذکر کی جاے تو لایق تر یہ بات ہے کہ اُنکے ساتھہ نیک
گمان کرین اور سوائے حسن ظن کے اور کوئی بات اپنے جی مین نہ سمجھین اور اگر جی مین بُری بات
سے وسوسہ وخیال کے طور پر کچھہ چپک جائے تو چاہیے کہ اُسکو زبان سے نہ بولین کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ تعالی نے درگزر کی ہے واسطے
میری امت کے اُس چیز سے جس کے ساتھہ اُسکے جی باتین کرتے ہین جب تک کہ اُسکو نہین
کہا یا عمل مین نہ لائے صحیحین مین اسکو روایت کیا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولولا
اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا یعنی ہمکو لائق نہین ہے کہ ہم اس بات کو مونھہ
سے نکالین اور کسی سے اُسکا ذکر کرین سبحانک ھذا بھتان عظیم یعنی اللہ پاک ہے
اس سے کہ اُسکے رسول وخلیل کی بی بی پر یہ بات کہی جائے پھر اللہ پاک نے فرمایا یعظکم
اللہ ان تعودوا لمثلہ ابدا یعنی اللہ تمکو وعید سنا کر منع کرتا ہے کہ اس بات کی مشابہ کوئی بات
زمانۂ آیندہ مین تم سے واقع ہو اور اسی لیے یون فرمایا ان کنتم مومنین یعنی اگر تم اللہ پر اور
اوسکی شرع پر ایمان رکھتے ہو اور اُسکے رسول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرتے ہو رہا وہ
شخص جو متصف بکفر ہے سو اُسکا اور حکم ہے پھر فرمایا ویبین اللہ لکم الآیات یعنی اللہ
پاک کھول کھول کر بیان کرتا ہے واسطے تمہارے شرعی احکام اور قدرے حکمتین واللہ علیم
یعنی اللہ خوب جانتا ہے اُس شے کو جو اُسکے بندون کو راست ودرست کردے بڑا حکمت والا
ہے اپنی شرع وقدر مین ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ یہ عتاب ہے سارے مومنون کو
یعنی کیون نہین جبکہ تم نے قصہ افک کا سُنا تھا تو جو لوگ اُسمین خوض کرنیوالے اُسکا افترا
کرنیوالے تھے تو اُنکے جھٹلانے کو یون کہا ہوتا بمجرد اول سننے کے کہ ہمکو لائق نہین ہے نہ
ہمسے ممکن ہے کہ ہم اس قصے کو زبان سے نکالین نہ وہ ہم سے کسیطرح صادر ہو سبحانک
ھذا بھتان عظیم تعجب ہے افک والون سے اصل سبحانک کی تنزیہ ہے واسطے اللہ

پاک کے پھر اسکی کثرت ہوئی یہانتک کہ ہر متعجب منہ مین اسکا استعمال کیا گیا بہتان یہ ہے کہ انسان مین وہ بات کہی جائے جو اُسمین نہین ہے یعنی یہ بڑا جھوٹ ہے اسلیے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کے حق مین کہا گیا ہے اور ایسی بی بی سے اُسکا صدور شرعاً محال ہے پھر اللہ پاک نے اُن لوگون کو وعظ فرمایا کہ جنہون نے افک کا چرچا کیا یعظکم اللہ یعنی اللہ تمکو نصیحت کرتا ہے یا تمپر حرام کرتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا یحرج اللہ علیکم یعنی تنگی کرتا ہے اللہ تمپر یا یہ معنی ہین کہ منع کرتا ہے اللہ تمکو ان تعودوا لمثلہ ابدا اواسطے کراہت اُس بات کے کہ عود کرو تم یا اس سے کہ پھر کرو تم یا اسمین کہ عود کرو تم واسطے مثل اس بہتان کے یا واسطے سننے قصۂ بہتان کے اپنی مدت زندگی مین اگر ہو تم ایمان والے کیونکہ ایمان اسی کا مقتضی ہے کہ جب تک زندہ رہو ایسی بات مین نہ پڑو اُس قول مین تہدید عظیم و تقریع بالغ ہے اور بیان کرتا ہے اللہ تمہارے واسطے آیتین یعنی امر و نہی مین تاکہ تم اُنپر عمل کرو اور اللہ پاک کے آداب سے متادب ہو جاؤ اور اُسکے محارم مین پڑنے سے باز رہو واللہ علیم یعنی اللہ خوب جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حال کو اور صفوان کے کام کو حکیم یعنی جو تدبیرین اپنے خلق کے واسطے کرتا ہے اُن مین بڑا حکمت والا ہے یا دونون کی برأت کے حکم مین حکیم ہے پھر اللہ پاک نے تہدید کی بہتان لگانیوالون کو اور اُن لوگون کو جو یہ چاہتے ہین کہ مومنین کے عیوب و ذنوب

کو لوگ سنین پس ارشاد فرمایا ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاخرۃ ط واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ○ جو لوگ چاہتے ہین کہ چرچا ہو بدکاری کا ایمان والون مین اُن کو دکھہ کی مار ہے دنیا و آخرت مین اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین یہ تیسری تادیب ہے واسطے اُس شخص کے کہ کچھہ بُری بات سنے پھر اُسمین سے کچھہ اُسکے ذہن مین قایم ہو جائے اور اُسکو زبان سے نکالدے تو اُسکی کثرت نکرے اور اُسکو شہرت نہ دے پس فرمایا اللہ پاک نے ان الذین الآیہ یعنی جو لوگ پسند کرتے ہین کہ مؤمنین کی طرف سے بُری بات کا ظہور ہو تو اُسکے واسطے دکھہ کی مار ہے دنیا مین ساتھہ حد کے اور آخرت مین ساتھہ عذاب الیم

ف تہدید پر انکو متنبہ کرنا تقریع توبیخ و تہدید یعنی ڈانٹنا ۱۲

کے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے تو سارے کام اُسی کو سونپو تم راہ یاب ہو گے
امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے مت ایذا دو اللہ کے بندون کو اور مت عار دلاؤ اُن کو اور مت تلاش کرو
اُنکے عیب کیونکہ جس شخص نے تلاش کیا عیب اپنے بھائی مسلمان کا تو تلاش کریگا اللہ
اُسکے عیب کو یہانتک کہ رسوا کر دے گا اُسکو اُسکے گھر مین ف فتح البیان مین ہے کہ
مراد فاحشہ سے زنا ہے اور بُری بات تشیع ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب کوئی
شے ظاہر و منتشر ہو جاتی ہے تو اُسوقت بولتے ہین شاع الشئ یشیع شُیوعا و شَیعا و شَیعانا
مراد شیوع فاحشہ سے شیوع ہے اور اسکی خبر کا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ
قائل فاحشہ کا اور وہ شخص جسنے اُسکو شایع کیا گناہ مین برابر ہین مراد الذین امنوا سے
محصن عفیف پارسا لوگ ہین یا ہر وہ شخص جو متصف ہے ساتھ صفت ایمان کے واللہ یعلم
یعنی اللہ پاک جانتا ہے ساری معلومات کو منجملہ اُنکے ایک یہ ہے کہ گناہ قذف کی عظمت
کو اور اُسکے فاعل کے عقوبت کو جانتا ہے وانتم لا تعلمون یعنی تم نہین جانتے ہو مگر جو
تم کو معلوم کرا دیا اور جبکا تمہارے واسطے کشف کر دیا ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ
وان اللہ رؤف رحیم ○ یا ایھا الذین امنوا لا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ط
ومن یتبع خطوٰت الشیطٰن فانہ یامر بالفحشآء والمنکر ط ولولا فضل اللہ علیکم
ورحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا ولٰکن اللہ یزکی من یشآء ط واللہ سمیع علیم ○
اور کبھی نہوتا اللہ کا فضل تمپر اور اُسکی مہر اور یہ کہ اللہ نرمی کرنیوالا ہے مہربان تو کیا کچھ نہین ہوتا
اے ایمان والو نہ چلو قدمون پر شیطان کے اور جو کوئی چلے گا قدمون پر شیطان کے
سو وہ یہی بتاوے گا بیحیائی اور بُری بات اور کبھی نہوتا فضل اللہ کا تمپر اور اُسکی مہر نہ سنورتا تم مین
ایک شخص بھی ولیکن اللہ سنوارتا ہے جسکو چاہے اور اللہ سب سنتا ہی جانتا انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہین اگر نہوتا یہ یعنی اللہ کا فضل و رحمت و رافت و رحم تو کوئی اور امر
ہوتا لیکن اللہ پاک اپنے بندون کے ساتھ نرمی کرنیوالا ہے اُن پر مہربان ہے سو
اُسنے توبہ قبول کی اُس شخص کی جسنے اُسکی طرف رجوع کیا اس معصیت سے اور اُنمین

النصف ۱۰ ۸

سے پاک کیا جسکو پاک کیا بسبب حد کے جو اُسپر قایم کی گئی پھر فرمایا اللہ پاک نے
یا ایھا الذین امنوا الآیہ مراد خطوات شیطان سے اُسکے طرائق و مسالک ہین یعنی
اُسکی راہین اور جسبات کا وہ حکم کرتا ہے یہ تنفیر و تحذیر ہے طرف سے اللہ پاک کے ساتھ
فصیح و بلیغ تر اور موجز و حسین تر عبارت کے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ خطوات شیطان عمل شیطان ہے عکرمہ نے کہا کہ
اُسکی نزغات یعنی چھیڑین قتادہ نے کہا جو کوئی معصیت ہے سو وہ خطوات شیطان
سے ہے ابو مجلز نے کہا دوڑنا معاصی ہین خطوات شیطان سے ہے مسروق
نے کہا کہ ایک شخص نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا پس کہا کہ مین نے
حرام کر لیا ہے کہ ایک کھانا کھاؤن اور اُس کھانے کا نام لیا تو فرمایا کہ یہ نزغات
شیطان سے ہے تو اپنی قسم کا کفارہ دے ڈال اور کہا شعبی نے ایک شخص کے
حق مین کہا جسنے نذر مانی تھی کہ اپنے لڑکے کو ذبح کر ڈالے کہ یہ نزغات شیطان سے
ہے اور اُسکو فتوی دیا کہ ایک دنبہ ذبح کر دے ابن ابی حاتم نے ابو رافع سے روایت
کیا ہے کہا کہ میری بی بی مجھپر خفا ہوئی تو کہا کہ وہی عورت ایک دن یہودیہ ہے اور ایک دن
نصرانیہ ہو اور ہر غلام اُسکا آزاد ہو اگر تو نے اپنی جورو کو طلاق نہ دی پس مین عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا تو اُنہون نے فرمایا کہ یہ تو نزغات شیطان سے ہے
اور اسی طرح زینب بنت ام سلمہ نے کہا یہ بی بی اُسوقت مین سب عورتون سے بڑھ کر
فقیہ تھین مدینے مین اور اسی کے مثل دختر عاصم بن عمر و نے کہا پھر اللہ پاک نے فرمایا
ولولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ ما زکی منکم من احد ابدا اگر اللہ تو بہ روزی نکرتا
اُس شخص کو جسکو چاہتا ہے اور پاک نکرتا نفوس کو اُن کے شرک و فجور و میل کچیل اور رذی
عادتون سے جو اُن مین ہین ہر ایک کی پاکی اُسی کے موافق تو کوئی بھی اپنے نفس کے لیے
نہ کوئی پاکی حاصل کرتا نہ کسی طرح کی بھلائی ولکن اللہ یزکی من یشاء لیکن اللہ ہی اپنی خلق سے
پاک کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور گمراہ کرتا ہے جسکو چاہتا ہے اور ضلال و غی کے جاہاے
ہلاک مین اُسکو ہلاک کر ڈالتا ہے واللہ سمیع یعنی اللہ پاک اپنے بندون کی باتون کو خوب

سنتا ہی علیم ہے اُنمین سے جو شخص مستحق ہدایت و گمراہی کا ہے اُسکو خوب جانتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے ولولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ یہ آیت اول گزر چکی ہے وجہ مکرر لانے کی یہ ہے کہ مقصود اس سے اللہ پاک کی منت کا یاد دلانا ہے اس بات مین کہ وہ اپنے بندون پر احسان کرتا ہے جلدی سے اُنپر عقوبت نازل نہین کرتا وان اللہ رؤف رحیم معطوف ہے فضل اللہ پر اور جواب لولا کا محذوف ہے ماقبل سے معلوم ہوتا ہے اس لیے اُسکو حذف کر دیا ہے اے لعاجلکم بالعقوبۃ یعنی اگر اللہ پاک کا فضل و رحمت و رافت و رحم نہوتا تو جلدی سے تمپر عقوبت آجاتی منجملۂ رافت الٰہی سے یہ ہی کہ بندون کے گناہون کے سبب سے عذاب کی جلدی نہین کرتا ہے اور منجملۂ رحمت یہ ہے کہ ایسا اعذار و انذار پہلے سے اُن کی طرف بھیجتا ہے خطوات جمع ہے خُطوَہ کی خطوہ کہتے ہین اُس مسافت کو جو درمیان دونون قدمون کے ہوتی ہے اور خَطوَہ بفتح خاء مصدر ہے جمہور کی قراءت بفتح خاء و طاء ہے عاصم و اعمش نے بضم خاء و سکون طا پڑہا ہی کسی نے بضم ہر دو یہ دونون قراءت سبعیہ ہین یعنی شیطان کے مسالک و مذاہب و آثار کی پیروی مت کرو اور اُسکی راہون مین مت چلو جنکی طرف تم کو بُلاتا ہے ومن یتبع خطوات الشیطان جواب شرط محذوف ہے تقدیر یہ ہی فقد غوی یعنی اور جو کوئی شیطان کی راہونمین چلیگا تو وہ گمراہ ہوگا کسی نے کہا جزاے شرط محذوف ہے اور جو اُسکی علت ہے اُسکو اُسکے قایم مقام کر دیا ہے یعنی فانہ یامر بالفحشاء والمنکر یعنی تو مقرر اُسنے ارتکاب کیا بیحیائی و بُری بات کا کیونکہ شیطان کی عادت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اپنے غیر کو فحشاء و منکر کا حکم کیا کرتا ہے یا یہ معنی ہین کہ اُسمین شیطان کی خاصیت ہوجاتی ہے وہ خاصیت یہی امر کرنا ہے فحشاء و منکر کا فحشاء وہ ہے کہ اُسکا قبح افراط کے درجے کو پہونچا ہوا اور منکر وہ ہے جسکا شرع انکار کرتی ہے ضمیر انہ کی شیطان کی طرف پھرتی ہے کسی نے کہا ضمیر شان کی ہے اولی یہ ہے کہ من کی طرف عائد ہو کیونکہ جس شخص نے شیطان کی پیروی کی تو وہ اُسکا مقتدی ہوا کرنے مین فحشاء و منکر کے اور آیت عام ہے حق مین ہر ایک کے کیونکہ ہر مکلف اس سے منع کیا گیا ہے **قولہ تعالی** ولولا فضل اللہ علیکم و رحمتہ کا بیان

۱۵ اعذار عذر قطع کردن و انذار ترسانیدن ۱۲

کرتے تھے اور منجملہ مہاجرین فی سبیل اللہ تھا ایک لغزش کھا گیا تھا جس سے اللہ نے توبہ
قبول کی اور اُسپر حد مار گیا اور حضرت صدیق رضی اللہ خیرات و احسان و نیکی مین مشہور
و معروف آدمی تھے اقارب و اجانب پر اُنکے احسانات تھے پس جب یہ آیت کریمہ
نازل ہوئی الی قولہ الا تحبون ان یغفر اللہ لکم الآیۃ اور جزا جنس عمل سے ہوتی ہے
سو جسطرح جس شخص نے تیرا گناہ کیا ہے تو اسکا گناہ بخشے اُسیطرح اللہ تیری مغفرت کرے
اور جسطرح تو درگزر کرے اُسیطرح تجھسے درگزر کیجاے تو اُسوقت حضرت صدیق نے فرمایا
بلی واللہ انا نحب ان تغفر لنا یا ربنا یعنی ہان قسم خدا کی بیشک ہم دوست رکھتے
ہین کہ تو ہم کو بخشے اے رب ہمارے پھر جو نفقہ مسطح کو دیا کرتے تھے وہ دینے لگے اور
کہا واللہ لا انزعھا منہ ابدا یعنی واللہ کبھی اُسکو بند نکرون گا یہ بات اس قول کے مقابلے مین
کہی واللہ لا انفعہ بنافعۃ ابدا یعنی واللہ کبھی کوئی نفع اُسکو نہ پہونچاؤنگا پس حضرت
صدیق اسیواسطے صدیق ہوئے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ
لاناہیہ ہے اور فعل مجزوم محذوف یا ہے کیونکہ معتل یائی ہے وزن اسکا یفتعل ہی ماخوذ
ہے الیہ بروزن ہریہ سے اسکی جمع مین بولتے ہین الیۃ والایا جیسے ہدیۃ و ہدایا معنی
اِسکے یمین ہین یعنی قسم عرب کی بول چال مین جب کوئی قسم کہاتا ہے تو کہتے ہین ائتلیٰ
یاتلی بروزن انتہیٰ ینتہی اسی باب سے یہ آیت کریمہ ہے للذین یؤلون من نسائہم ایک
فرقے نے کہا کہ ماخوذ ہے اس محاورے سے آلوت فی کذا اذا قصرت اسی معنی سے یہ
قول ہے لم ال جہدا ای لم اقصر اسی طرح اس مادے سے یہ آیت ہی لا یالو نکم
خبالا بدلیل شان نزول قول اول اولیٰ ہی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مت قسم کہاؤ اس بات
کی کہ نفع نہ پہچاؤ کسی کو ابن منذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہی
فرمایا کہ مسطح بن اثاثہ منجملہ اُن لوگون کے تھا جنہون نے افک کا بڑا بوجھ اُٹھایا افک
والونمین سے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا رشتہ دار تھا اور اُنکے عیال مین تھا سو حضرت
ابوبکر نے قسم کھائی کہ نہ پہونچائین اُسکو خیر کبھی اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی کہا پھر
حضرت ابوبکر نے اُسکو طرف اپنے عیال کے رجوع کر لیا اور فرمایا مین قسم نہین کہاتا ہون

ل جو لوگ قسم کہا بیٹھے ہین کہ فلان کو نہ دینگے ۱۲ ف وہ کسی کی خیر نہین کرتے تمہاری خرابی ہین ۱۲

کسی شے محلوف پر پھر دیکھتا ہون کہ غیر اُس شے کا اُس سے بہتر ہی تو اُس قسم کو کھولڈالتا ہون
یعنی کفارہ دیکر اور اُس کام کو کرتا ہون جو بہتر ہے یہ قصہ بچند طرق ایک جماعت سے
تابعین کی مروی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے تفسیر مین اس آیت
کے فرمایا کہ کچھ لوگون نے منجملۂ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عایشہ کو
بُرائی کی تہمت لگائی تھی اور اسکا افشا کیا تھا اور اسمین گفتگو کی تھی سو منجملہ اصحاب نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کچھ لوگون نے اُن مین سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین قسم کھائی تھی اس
بات کی کہ اُس آدمی پر خیرات نکرین جسنے اسمین سے کچھ بھی بات چیت کی اور نہ اُس پر
صلہ رحمی کرین پس اللہ پاک نے فرمایا قسم نکھائین بڑائی والے تم مین سے اور کشایش والے
اس بات کی کہ صلہ نکرین اپنے ارحام سے اور نہ دین اُن کو اپنے مالون سے جس طرح کہ
اس سے پہلے کیا کرتے تھے پس اللہ نے امر فرمایا کہ اُن سے بخشا جائے اور اُن سے
معاف کیا جائے فضل سے مراد غنا و فراخی ہی مال مین ان یوتوا زجاج نے کہا علی ان
لا یوتوا کلمۂ لا حذف کر دیا گیا ہے ابو عُبَیدہ نے کہا اضمار لا کی حاجت نہین ہی یاتل
اس بنا پر کہ الیہ بمعنی قسم سے ماخوذ ہوگا تو معنی یہ ہونگے کہ قسم نکھائین اس بات پر کہ احسان
نکرین طرف اُن لوگونکے جو مستحق ہین احسان کے ان لوگون مین سے جو جامع ہین ان صفتون
کے کہ رشتہ دار ہین مسکین ہین اللہ کی راہ مین وطن وخانمان چھوڑے ہوئے ہین اور دوسری
وجہ پر معنی یہ ہین کہ تقصیر نکرین اس بات مین کہ احسان کرین طرف اُنکے گو درمیان اُنکے اور
اُنکے کینہ وعداوت ہو بسبب کسی گناہ کے جو اُنہون نے کیا ہے ابو جُیوہ نے بتاے
خطاب پڑھا ہے بنا بر التفات پھر اللہ پاک نے اُن کو ایک اور ادب سکھایا پس فرمایا
ولیعفوا یعنی چاہیے کہ تجاوز کرین درگزرین اُنکے گناہ سے جسکو اُنہون نے اُنپر کیا ہے اور
اُنکے جرم سے جسکا اُنہون نے کسب کیا ہے یہ ماخوذ ہے عَفَا الرَّبْعُ سے یہ جب بولتے
ہین کہ مکان کے نشان مٹ جاتے ہین مراد محو کرنا ہے گناہ کا یہانتک کہ وہ مٹ جاے
جسطرح کہ مکان کا نشان مٹ جاتا ہے ولیصفحوا اور چاہیے کہ درگزر کرین باین طور کہ مجرم سے
چشم پوشی کرین اُسکی جنایت وجرم سے اغماض فرمائین اُسکے ملامت کرنے سے مُنہ موڑین

کیونکہ عفو یہ ہے کہ جانتے سے تجاوز کرے اور صفح یہ ہے کہ اُسکے جرم کو بھلا دے کسی نے کہا کہ عفو فعل سے ہوتا ہے اور صفح دل سے کسی نے دونون فعلون کو بتاسے فوقیہ پڑہا ہے پھر جو شخص عفو و صفح کرتا ہے اللہ پاک نے اُسکے واسطے ایک ترغیب عظیم ذکر کی پس ارشاد فرمایا الا تحبون ان یغفر اللہ لکم یعنی کیا تم دوست نہین رکھتے ہو کہ تمہاری ساتھہ جنہون نے بُرائی کی اور تم نے اُن سے عفو و صفح کیا سو اسکے سبب سے اللہ پاک تمہاری مغفرت کرے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بلی انا احب ان یغفر اللہ لی یعنی ہان مین دوست رکھتا ہون کہ اللہ میری مغفرت فرمائی پھر مسطح کو دینے لگے جو دیا کرتے تھے واللہ غفور رحیم یعنی اللہ پاک اپنے بندون کے واسطے بڑی مغفرت و رحمت والا ہے باوجود اُنکی کثرت ذنوب کے پھر بندے کیونکر اقتدا نکرین عفو و صفح مین اپنی بُرائی پہونچانے والون سے ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلٰت المؤمنٰت لعنوا فی الدنیا والاٰخرۃ ولھم عذاب عظیم ○ یوم تشھد علیھم السنتھم وایدیھم وارجلھم بما کانوا یعملون ○ یومئذ یوفیھم اللہ دینھم الحق ویعلمون ان اللہ ھو الحق المبین ○ جو لوگ عیب لگاتے ہین قید والیون بے خبر ایمان والیون کو اُن کو پھٹکار ہے دنیا مین اور آخرت مین اور اُن کو ہے بڑی مار جسدن بتاوینگی اُن کی زبانین اور ہاتھہ اور پاؤن جو کچھہ وہ کرتے تھے اُسدن پوری دے گا اللہ اُنکو اُن کی سزا جو چاہیے اور جانینگے کہ اللہ وہی ہے سچا کھولنے والا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ یہ وعید ہے طرف سے اللہ تعالیٰ کے واسطے اُن لوگون کے جو تہمت لگاتے ہین محصنات غافلات کو مومنات کا کلمہ مخرج غالب مین خارج ہوا ہی پس امہات مومنین اولیٰ ترہین ساتھہ دخول کے اس آیت مین ہر محصنہ سے خاصکر وہ ام المؤمنین جو سبب نزول ہین یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بنت صدیق رضی اللہ عنہ علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے قاطبۃً اجماع کیا ہے اس بات پر کہ جو کوئی اُنکو گالی دے اور اُن کو عیب لگائے اُس بات کا جسکا اُنکو عیب لگایا بعد اسکے کہ جو اس آیت مین ذکر کیا گیا ہے تو بیشک وہ کافر ہے کیونکہ وہ قرآن شریف کا معاند ہے اور باقی امہات مومنین

مین دو قول ہین اُنمین کا صحیح تر قول یہ ہے کہ بیشک وہ بھی اُنہین کی مثل ہین واللہ اعلم
قولہ تعالی لعنوا فی الدنیا والاخرۃ الآیہ مثل اس آیت کریمہ کے ہے
ان الذین یوذون اللہ ورسولہ الآیہ بعض لوگ اسطرف گیے ہین کہ یہ آیت حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ خاص ہے **ابن ابی حاتم** نے بروایت سعید بن جبیر
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت مین روایت کیا ہے فرمایا کہ خاص حضرت
عائشہ کی شان مین نازل ہوئی ہے اسیطرح سعید بن جبیر و مقاتل بن حیّان نے کہا
ہے **ابن جریر** نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ حضرت عائشہ رضؓ
سے راوی ہین فرمایا کہ مین عیب لگائی گئی ساتھ اُس شے کے کہ جس کے ساتھ عیب
لگائی گئی اور مین غافل بے خبر تھی پھر بعد اسکے مجھے یہ خبر پہونچ گئی فرمایا پس اس درمیان
مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ کی طرف
وحی کی گئی فرمایا اور جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی جاتی تھی تو
آپ کو مثل ہیئت سُبات کے پکڑ لیتا تھا یعنی نیند سی آجاتی تھی اور بیشک اُن کی طرف
وحی کی گئی اور وہ میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے پھر سیدھے ہوکر بیٹھ گیے اپنے مُنہ
پر ہاتھ پھیرنے لگے اور فرمایا اے عائشہ خوش ہوجا فرمایا پس مین نے کہا بحمد اللہ
لا بحمدک یعنی مین اللہ کی حمد کرونگی تمہاری نکروگی پھر آپنے یہ آیت پڑہی ان الذین
یرمون یہانتک کہ پہونچی اس آیت کو اولئک مبرؤن مما یقولون لھم مغفرۃ
ورزق کریم ابن جریر اس حدیث کو اسیطرح لائے ہین آسمین یہ بات نہین ہے کہ حکم
حضرت عائشہ کے ساتھ خاص ہی اسمین جو ہے سو یہی ہے کہ وہ سبب نزول ہین نہ اور
کوئی بی بی اُنکے سوا اگرچہ حکم اُن کو عام ہے مثل اُنکے غیر کے اور شاید مراد حضرت ابن
عباس کی بھی یہی ہو اور اُنکے جو قائل ہین مثل اُنکے قول کے واللہ اعلم **ضحّاک** و ابو الجوزاء
و سلمہ بن نشیط نے کہا ہے کہ مراد اس سے خاص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیان
ہین نہ اور عورتین اُنکے سوا **عوفی** نے حضرت ابن عبّاس سے روایت کیا ہے تفسیر
مین اس آیت کی ان الذین یرمون المحصنات الغافلات المومنات الآیہ کہ مراد ازواج

۱۷ جو لوگ ستاتے ہین اللہ کو اور اُسکے رسول کو اُن کو پھٹکارا اللہ نے دنیا مین اور آخرت مین اور واسطے اُنکے عذاب ذلت کی مار ہے ۱۲

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اہل نفاق نے اُن کو عیب لگایا سو اللہ نے اُنکے واسطے
لعنت واجب کی اور غضب اور پھر سے وہ اللہ کا غصہ لیکر پس یہ حضرت کی بی بیون مین
سے ہے پھر بعد اسکے یہ آیت نازل ہوئی والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ
شہداء الی قولہ فان اللہ غفور رحیم تو اللہ نے جلد و توبہ نازل کی سو توبہ تو
مقبول ہے اور شہادت مردود ابن جریر نے ایک شیخ سے بنی اسد کے روایت
کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے سورۂ نور کی تفسیر بیان فرمائی پس جب اس آیت پر آئی
ان الذین یرمون الآیہ تو فرمایا کہ شان مین حضرت عائشہ اور ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ہے اور یہ آیت مبہم ہے اور اُن لوگون کے واسطے توبہ نہین ہے پھر یہ
آیت پڑہی والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء الی قولہ الا الذین
تابوا من بعد ذلک واصلحوا الآیہ فرمایا پس ان لوگون کے واسطے توبہ ٹھیرائی اور
جن لوگون نے اُن کو عیب لگایا اُنکے واسطے توبہ قرار نہین دی شیخ اسدی نے کہا پس
بعض قوم نے یعنی بعض حاضرین مجلس نے قصد کیا کہ حضرت ابن عباس کی طرف کھڑے
ہون تو اُن کے سر مبارک کو بوسہ دین اس سبب سے کہ اُنہون نے سورۂ نور کی تفسیر
خوب کی حضرت ابن عباس نے جو لفظ مبہم فرمایا تھا سو مراد اُس سے یہ ہے کہ یہ آیت
عام ہے تحریم مین قذف ہر محصنہ کے اور اُسکے لعنت مین دنیا و آخرت مین اسی طرح
عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا ہے کہ یہ حق مین حضرت عائشہ کے ہے اور نیز
حق مین اُس شخص کے جو آج ایسا کرے مسلمان عورتون مین سو اُسکے واسطے وہی ہے جو
اللہ پاک نے فرمایا ہے لیکن حضرت عائشہ اس باب مین اصل ہین ابن جریر نے اسکے
عموم کو اختیار کیا ہے اور یہی صحیح ہے اور اسی عموم کو وہ حدیث قوت دیتی ہے جسکو ابن
ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی بچو تم سات ہلاک کرنیوالی باتون سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ
وہ کیا ہین فرمایا شرک کرنا ہے ساتھ اللہ کے اور سحر ہے یعنی جادو اور قتل کرنا جان کا ہے
جو اللہ نے حرام کی مگر ساتھ حق کے اور کھانا سود کا اور کھانا یتیم کا مال اور پیٹھ دینا لڑائی کے

دن اور عیب لگانا پارسا بے خبر ایمان دار بی بیون کو اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث
سلیمان بن بلال بہ حافظ ابو القاسم طبرانی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے پارسا عورت کو عیب لگانا ہدم کر دیتا ہے
سو برس کے عمل کو قولہ تعالیٰ یوم تشھد علیھم تایدیھم ابن ابی
حاتم نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے
فرمایا مشرک لوگ جب دیکھین گے کہ داخل نہین ہوتے ہین جنت مین مگر نماز والے تو وہ
کہینگے آؤ یہانتک کہ انکار کرین پھر وہ انکار کرینگے تو اُنکے منہ پر مہر لگا دی جائیگی اور
اُنکے ہاتھ پاؤن گواہی دین گے اور اللہ سے کوئی بات چھپا نہ سکین گے نیز ابن
ابی حاتم و ابن جریر نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ روز قیامت ہوگا تو کافر کو اُسکا عمل پہچنوایا جائیگا
تو انکار کرے گا اور جھگڑے گا پس اُس سے کہا جائیگا یہ تیرے پڑوسی تجھپر گواہی
دیتے ہین کہے گا جھوٹ کہا پھر کہا جائیگا کہ تیرے گھر والے اور تیرے رشتہ دار تو کہینگا
جھوٹ کہا پھر کہا جائے گا کہ قسم کھاؤ تو قسم کھالین گے پھر اللہ اُن کو چپ کر دے گا تو
اُنکے ہاتھ اور اُن کی زبانین اُنپر گواہی دینگی پھر اُن کو آگ مین داخل کر دے گا نیز ابن
ابی حاتم نے بروایت شعبی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ ہم نزدیک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھے پس آپ ہنسے یہانتک کہ آپکی گلیان ظاہر
ہوگئین پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو مین کس بات سے ہنستا ہون ہمنے عرض کیا کہ اللہ و رسول
دانا تر ہین فرمایا جھگڑنے سے بندے کے اپنے رب سے روز قیامت کو کہیگا یارب کیا تو نے پناہ
نہ دی مجھکو ظلم سے فرمائیگا ہان پس کہیگا مین جایز نہین رکھتا ہون مگر گواہ مجھ سے میرے
نفس سے تو فرمائے گا کفی بنفسک الیوم علیک شھیدا یعنی آج تیرا ہی نفس تجھپر گواہ
کافی ہے اور کرام کاتبین تجھپر گواہ پھر اُسکے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اُسکے اعضا سے
کہا جائے گا کہ بولو تو وہ اُسکا عمل بولدینگے پھر درمیان اُسکے اور درمیان بات کے تخلیہ کر دیا
جائے گا یعنی بولنے کا حکم ملیگا تو کہیگا بعدا لکن وسحقا فعنکن کنت اناضل یعنی تم دور ہو

مین تو تمہاری ہی طرف سے جھگڑتا تھا وقد رواہ مسلم والنسائی جمیعا عن ابی بکر بن
ابی النضر عن ابیہ عن عبد اللہ الاشجعی عن سفیان الثوری بہ ثم قال النسائی
لا اعلم احدا روی ھذا الحدیث عن سفیان الثوری غیر الاشجعی وھو حدیث
غریب واللہ اعلم ھکذا اقال **قتادہ** نے کہا اے ابن آدم واللہ بیشک تجھپر البتہ
گواہ ہین غیر متہم تیرے بدن کے فراقبہم یعنی پس تو اُن کا لحاظ رکھ اور اللہ سے ڈر اپنے
پوشیدہ وظاہر مین کیونکہ اُسپر کوئی پوشیدہ شے مخفی نہین ہے تاریکی نزدیک اُسکے روشنی
ہے اور پوشیدہ نزدیک اُسکے ظاہر ہے پس جو شخص طاقت رکھے اسکی کہ مرے
اور وہ اللہ کے ساتھ نیک گمان ہو تو چاہیے کہ کرے اور نہین ہے کوئی قوت مگر
ساتھ اللہ کے **قولہ تعالی** یومئذ یوفیہم اللہ دینہم الحق حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ دینہم سے مراد حسابھم ہے اور قرآن مین جہان کہین
دینہم ہے مراد اُس سے حسابھم ہے اور اسیطرح غیر واحد نے کہا ہے جمہور کے
قراءت بنصب الحق ہے اس بنا پر کہ صفت ہو دینہم کی مجاہد نے برفع پڑہا ہے اس
بنیاد پر کہ نعت ہے اسم مبارک اللہ کی بعض سلف نے مصحف اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ
مین اسکو یون پڑہا ہے یومئذ یوفیہم اللہ الحق دینہم **قولہ تعالی** ویعلمون
ان اللہ ھو الحق المبین یعنی اللہ پاک کا وعدہ و وعید وحساب وہی عدل ہے کہ اُسمین
کسیطرح کا جور نہین ہے **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مراد محصنات سے عفیف
پارسا بی بیان ہین اسکی تفسیر اول گزر چکی ہے ہم ذکر کر آئے ہین کہ حد قذف مین حکم پارسا مردون
کا پارسا عورتون کا ہے غافلات سے مراد وہ عورتین ہین کہ فاحشہ یعنی زنا سے ایسی غافل
ہین کہ اُس کا خطرہ تک اُنکے دل مین نہین گزرتا ہے نہ وہ اُسکو جانتی ہین نہ اُن کو اُس کا
ہوش ہے اُس لفظ مین کمال نزاہت و طہارت جیب پر وہ دلالت ہے کہ لفظ محصنات
مین نہین ہے کسی نے کہا غافلات وہ بی بیان ہین جنکا سینہ بُرائی سے صحیح وسالم ہے
اُنکے دل پاک صاف ہین نہ اُنمین زیرکی کاروانی ہے نہ کسی قسم کا مکر کیونکہ اُنہون نے نہ
امور کا تجربہ کیا ہے نہ حالات کی آزمایش سو جس بات کو تجربہ کار ہوشیار پختہ کار جانتی بوجھتے

۱۵ یہ کنایہ ہے عفت و پاکی پر اور اسی سے ۱۲

ہین وہ اُسکو نہین سمجھتین غرضکہ بھولی بھالی ہین دنیاداری کے کامون سے محض ناواقف
ہین اسیطرح بھولے بھالے مردون کا حال ہے جنپر سلامت صدر غالب ہو اور لوگون
کے ساتھہ نیک گمان رکھنا کیونکہ اُنھون نے اپنے دنیا کے کام کو غافل کر دیا ہے سو
اُسمین دانائی کے تصرف کرنے سے نادان ہو رہے ہین اور اپنی آخرت پر متوجہ ہین اپنی
نفوس کو اُسمین مشغول کر دیا ہے مومنات وہ عورتین ہین کہ اللہ پاک پر اور اُسکے رسول
کریم پر ایمان رکھتیان ہین اس آیت مین اختلاف ہے کہ آیا یہ خاص ہے یا عام سو سعید
بن جبیر نے کہا کہ یہ خاص ہے اُس شخص مین جسنے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تہمت
لگائی مقاتل نے کہا خاص ہے ساتھہ عبداللہ بن ابی راس المنافقین کے ضحاک و کلبی نے
کہا کہ حق مین حضرت عائشہ و باقی ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے نہ اور ساری
مومنین و مومنات مین پس جو شخص کسی امہات مومنین کو عیب لگائے تو وہ اس آیت
کے لوگون مین سے ہے ضحاک نے کہا اس آیت کے احکام سے ایک یہ ہے کہ جو شخص
کسی ایک امہات مومنین کو عیب لگائے تو اُسکے واسطے توبہ نہین ہے اور جو کوئی اُنکی
غیر کو تہمت لگائی تو اللہ نے اُسکے واسطے توبہ ٹھیرائی ہے جسطرح کہ الا الذین تابوا مین
گزر چکا ہے کسی نے کہا یہ آیت خاص ہے اُس شخص کے ساتھہ جسنے قذف پر اصرار کیا
اور توبہ نہین کی کسی نے کہا کہ خاص ہے مشرکین مکہ کے ساتھہ کیونکہ جسوقت کوئی عورت
ہجرت کر کے نکلتی تو اُس سے کہتے کہ وہ صرف اس لیے نکلی ہے کہ فجور کرے کسی نے
کہا عام ہے ہر تہمت لگانیوالے کو اور ہر تہمت لگائے گیے کو محصنین و محصنات مین سے
نحاس نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور یہی قول موافق ہے اُس بات کے جو اُصولیون
نے قرار دی ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا علما نے کہا ہے کہ اگر
مراد اس آیت سے مومنین ہین تہمت لگانیوالون مین سے تو مراد لعنت سے دور کرنا ہے
ثنا سے حسن سے زبان پر ایمان والون کے اور مارنا حد کا ہے اور چھوڑ دینا ساری مومنون
کا ہے اُن کو اور زائل ہو جانا اُن کا ہے رتبۂ عدالت سے اور وحشت کرنا اہل ایمان کا ہے
اُن سے اور اگر مراد آیت سے وہ لوگ ہین جنھون نے خاص حضرت عائشہ کو تہمت لگائی

تو یہ امور یعنی دنیا و آخرت مین لعنت اور عذاب عظیم عبداللہ بن ابی راس المنافقین کی جانب
ہین ہونگے اور اگر آیت حق مین مشرکین یکہ کے ہے تو وہ دنیا و آخرت مین ملعون ہین جملہ
یوم تشھد علیھم السنتھم الآیہ مقرر ہے جملہ ماقبل کا اُسکی تقریر و تثبیت کرتا ہے
اُنپر عذاب عظیم اُترنے کا وقت بیان کرتا ہے تعیین یوم کی اسواسطے فرمائی ہے کہ جو
عذاب اُس دن مین ہوگا جسکا وصف و بیان احاطہ نہین کرسکتا ہے اُسکے ساتھہ تہویل
زیادہ ہوجائے جمہور کی قراءت تشھد بتاے فوقیہ ہے ابوحاتم نے اسکو اختیار کیا ہی
اعمش و یحیی بن وثاب و حمزہ و کسائی و خلف نے بیاے تحتیہ پڑہا ہے ابوعبید کی مختار
یہی قراءت ہے اسواسطے کہ جار و مجرور درمیان اسم و فعل کے حائل ہوگیا ہے معنی
یہ ہین جسدن گواہی دینگی زبانین بعض کی بعض پر کسی نے کہا کہ خود اُن کی زبانین
اُنہین پر گواہی دینگی اُس دن مین اُس بات کی جسکے ساتھہ اُنہون نے تکلم کیا ہے
اور اُنکے ہاتھہ اور اُنکے پاؤن اُس فعل کے جو ہاتھہ پاؤن سے کیا ہے دنیا مین اللہ پاک
اعضا کو نطق عطا فرماے گا تو وہ بولین گے اور قول و فعل کی گواہی دینگے مشہود بہ
محذوف ہے یعنی اُنکے معاصی و گناہ جو اُنہون نے کیے ہین یومئذ یوفیھم اللہ دینھم
الحق یعنی جسدن اُنکے اعضا اُنکے اعمال قبیح کی اُنپر گواہی دینگے تو اُسدن اللہ پاک
اُنپر اُنکو اُنکی پوری پوری جزا دے گا پس مراد دین سے اس جگہ جزا ہے اور مراد حق سے
ثابت ہی یعنی ایسی جزاے ثابت ہے کہ اُسکے ثبوت مین کسی طرح کا شک نہین ہے
زید بن علی نے یوفیھم مخفف پڑہا ہے اوفی سے اور انکے سوا اور لوگون نے
بتشدید پڑہا ہے وفی سے ابوحیوہ و مجاہد نے الحق برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ صفت
ہے اسم پاک اللہ کی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے باقی قراء نے
بنصب پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ صفت ہے دینھم کی ابوعبیدہ نے کہا اگر لوگو نکے
خلاف کی کراہت نہوتی تو رفع بہتر ہوتا دو وجہ سے ایک یہ ہے کہ صفت ہوجاتا اللہ عزوجل
کی دوسرے یہ ہی کہ قراءت اُبی کی موافقت ہوجاتی جریر بن حازم نے کہا کہ مین نے ابی کے
مصحف مین یون دیکہا ہے یوفیھم اللہ الحق دینھم نحاس نے کہا کہ یہ بات ابوعبید

کی پسندیدہ نہین ہے دو سبب سے ایک یہ ہے کہ ایسی شے کے ساتھہ حجت پکڑی ہے جو سواد اعظم کے مخالف ہے دوسرا یہ ہے کہ اسمین کوئی حجت بھی نہین ہے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہی ہو جائے کہ مصحف ابی مین اسیطرح ہے تو یون ہو سکتا ہے کہ دینہم بدل ہو الحق سے بہز بن حکیم نے عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یون پڑہا ہے یومئذ یوفیھم اللہ الحق دینہم **قولہ تعالی** ویعلمون ان اللہ ھو الحق المبین یعنی جسوقت وہ معائنہ کرین گے کہ اعضا گواہی دے رہے ہین اور پوری پوری جزا مل رہی ہے اور قرآن شریف مین جو بات لکھی تھی اُسکا وقوع ہو رہا ہے تو اُسوقت جانین گے کہ اللہ پاک ہے حق ثابت ہے اپنی ذات وصفات و افعال مین ظاہر کرنے والا اشیا کا ہے جسطرح کہ وہ اپنی ذات مین ہین اللہ پاک کا نام حق اسواسطے رکھا ہے کہ عبادت اُسی کی حق ہے نہ اُسکے غیر کی کسی نے کہا کہ حق بمعنی موجود اسلیے نام رکھا ہے کہ حق کا نقیض باطل ہے اور باطل معدوم ہے اور اللہ سبحانہ موجود ہے الحق المبین کی یہ تفسیر کہ اُسکی الوہیت ظاہر ہے اور اُسکے غیر کو الوہیت مین مشارکت نہین ہے اور اُسکے ماسوی کو ثواب وعقاب پر قدرت نہین ہے سو اس تفسیر کو مقام سے کچھہ بڑی مناسبت نہین ہے غرض کہ اللہ پاک نے قرآن شریف مین کسی معصیت مین ایسی تغلیظ نہین فرمائی ہے جیسے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہتان مین تغلیظ کی ہے پس اس باب مین ایجاز و اشباع کیا اجمال و تفصیل کی تاکید و تکرار فرمائی یہ وہی بات ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس شخص نے کوئی گناہ کیا پھر اُس سے توبہ کرلی تو اُسکی توبہ مقبول ہے مگر وہ شخص جس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے امر مین خوض کی یہ بات جو حضرت ابن عباس نے فرمائی تعظیم و مبالغہ ہے امر افک مین اللہ پاک نے چار آدمیون کی چار شے سے برأت کی حضرت یوسف علیہ السلام کو شاہد من اہلہا سے بری فرمایا حضرت موسی علیہ السلام کو اُس پتھر سے جو اُنکے کپڑے لیکر بھاگا حضرت مریم علیہا السلام کو اُنکے فرزند ارجمند کے بلوانے سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اِن آیات عظام سے اپنی کتاب معجز مین جو کہ صفحہ دہر پر پڑہی جاتی ہے اِن مبالغون کے

ساتھہ بری فرمایا دیکھو تو کتنا تفاوت ہے درمیان انکی برأت کے اور انکی براءت کی کہ انکے واسطے نہ کسی بچے کی برأت پسند فرمائی نہ برأت نبی کی پھانتک کہ خود اپنے کلام معجز نظام سے اُن کو بری کیا اور چرک قذف وبہتان سے اُنکی طہارت و برأت فرمائی اور یہ نہین کیا مگر اسلیے کہ اپنے رسول کریم رؤف رحیم کی علو منزلت کا اظہار کرے اور آپ کے سمو مرتبت پر آگاہی بخشے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وبارک وسلم تسلیما کثیرا عدد ما علم وزنۃ ما علم ومِلْءَ ما علم پھر جو آیتین حق مین اہل افک کے وارد ہوئی ہین اللہ پاک نے ایک کلمۂ جامع سے اُن کو ختم کیا پس ارشاد فرمایا الخبیثٰت للخبیثین والخبیثون للخبیثٰت والطیبٰت للطیبین والطیبون للطیبٰت ج اولٰئک مبرءون مما یقولون ط لھم مغفرۃ ورزق کریم ۝ گندیان ہین واسطے گندون کے اور گندے واسطے گندیون کے اور ستھریان ہین واسطے ستھرون کے اور ستھرے واسطے ستھریونکے وہ لوگ بے لگاؤ ہین ان باتون سے جو کہتے ہین اُن کو بخشنا ہے اور روزی ہی عزت کی ف ابن عباسؓ نے کہا کسی پیغمبر کی عورت بدکار نہین ہوئی یعنی اللہ اُنکی ناموس کی نگہبانی کرتا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے گندی باتین واسطے گندونکے ہین اور گندی واسطے گندی باتون کے اور ستھری باتین واسطے ستھرونکے ہین اور ستھرے واسطے ستھری باتونکے فرمایا یہ آیت نازل ہوئی ہے شان مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اور اہل افک کے اور اسیطرح مجاہد وعطاء وسعید بن جبیر وشعبی وحسن بن ابی الحسن البصری وحبیب بن ابی ثابت وضحاک سے مروی ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے اور توجیہ اسکی یہ بیان کی ہے کہ قبیح بات اولی تر ہے ساتھہ قبیح والون کے اور پاک بات لایق تر ہے ساتھہ پاک لوگونکے اہل نفاق نے جو بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب کی تھی وہی لوگ اُسکے زیادہ تر مستحق تھے اور حضرت عائشہ اولی تر تھین ساتھہ برأت و نزاہت کے اُن سے اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا اولٰئک مبرءون مما یقولون عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا گندی عورتین ہین واسطے گندے مردونکے اور گندی

ع ۳ ۶ ۹

مرد واسطے گندی عورتون کے اور پاک عورتین واسطے پاک مردون کے ہین اور پاک مرد
واسطے پاک عورتون کے یہ قول بھی اُسی قول کی طرف راجع ہے لزوماً جو اول لوگون نے
کہا ہے یعنی اللہ پاک نہین ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی بی بی ٹھیرائے مگر اُسی حال مین کہ وہ طیب طاہر پاک صاف ہون کیونکہ
آپ بشر کے ہر طیب و پاک سے اطیب و پاکتر ہین اور بالفرض اگر وہ ناپاک ہوتین تو
شرع و قدر کی رو سے ہرگز آپ کے لایق نہوتین اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے
اولئک مبرءون مما یقولون یعنی یہ لوگ بغایت دور ہین اُس بات سے جو اہل افک
و عدوان کہتے ہین لھم مغفرۃ اُنکے واسطے بخشش ہی بسبب اسکے کہ اُنکے حق مین
جو جھوٹ کہا گیا دسر ق کریم اور روزی عزت کی ہے نزدیک اللہ پاک کی جنات
نعیم مین اسمین وعدہ ہے اس بات کا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بانوی پاک
جنت مین ہین ابن ابی حاتم نے یحیی بن جزار سے روایت کیا ہے کہا کہ اسیر بن جابر
عبداللہ کی طرف آئے تو کہا کہ البتہ مقرر آج مین نے ولید بن عقبہ سے ایک ایسی بات
سُنی کہ مجھے تعجب مین ڈالا یعنی مجھے بہت پسند آئی تو عبداللہ بولے کہ مرد مومن کے دل
مین پاک بات ہوتی ہے اُسکے سینے مین حرکت کرتی رہتی ہے جبتک نہین ہے یہانتک
کہ وہ اُسے بولدیتا ہے تو وہ شخص اُسکو سُن لیتا ہے جو اُسکے پاس ہے وہ اُسکو
ڈال رکھتا ہے پھر اُسکو اپنے پاس جمع کر رکھتا ہے اور مرد فاجر کے دل مین پاک بات ہوتی
ہے اُسکے سینے مین حرکت کرتی رہتی ہے قرار نہین پکڑتی یہانتک کہ وہ اُسے بولدیتا
ہے تو جو شخص اُسکے پاس ہی اُسے سُن لیتا ہے اُسکو ڈال رکھتا ہے اور پھر اُسے اپنے
پاس جمع کر رکھتا ہی پھر عبداللہ نے یہ آیت پڑہی الخبیثات للخبیثین الآیہ اسی کے مشابہ
وہ حدیث ہے جسکو امام احمد نے مسند مین مرفوعاً روایت کیا ہے مثل اُس شخص کے
جو حکمت کو سنتا ہی پھر حدیث نہین کرتا ہے مگر بدتر اُس شے کے جسکو سُنا ہی مانند مثل اُس
آدمی کے ہی کہ بکریون والے کے پاس آیا تو کہا کہ تو مجھے ایک بکری قابل ذبح کرنیکے دی
تو اُسنے کہا کہ تو جا جسکا تو چاہے کان پکڑ لے پس وہ گیا تو اُسنے بکریونکے کتے کا کان

پکڑ لیا دوسری حدیث مین یہ ہے کہ حکمت مومن کی گمی ہوئی چیز ہے جہان اُس کو پایا لے لیا **ف** فتح البیان مین قول اول ذکر کیا ہے بعد اُسکے فرمایا ہے کہ قتادہ سے بھی مثل اسکے مروی ہے اور اسیطرح ایک جماعت تابعین سے نحاس نے کہا یہ قول بہترین اقوال ہے زجاج نے کہا معنی اسکے یہ ہین کہ گندی باتین نہین بولتا ہے مگر وہی جو مردون عورتون مین سے گندا ہے اور ستھری باتین نہین بولتا ہے مگر وہی جو مردون عورتون مین سے ستھرا ہے یہ ذم ہے اُنکی جنہون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بُرائی کی تہمت لگائی اور مدح ہے اُن کی جنہون نے اُن کی برأت کی دوسرے قول کو یون ادا کیا ہے کہ یہ آیت بنا کی گئی ہے الزانی لا ینکح الا زانیۃ پر سو خبیثات تو زانی عورتین ہین اور طیبات پارسا بی بیان ہین اور اسیطرح گندے اور ستھرے مرد ابن زید نے کہا یہ آیت شان مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نازل ہوئی ہے جبکہ منافقون نے بہتان و فریہ کا اُنکو عیب لگایا پھر اللہ پاک نے اُن کو اُس سے بری فرمایا اور ابن اُبی ہی خبیث تہا اور وہی اسکے لائق تر تہا کہ اُسکے واسطے گندی عورت ہو اور وہ اُسکے لیے ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک تھے سو آپ اسکے زیادہ تر مستحق تھے کہ آپکے لیے پاک بی بی ہون اور حضرت عائشہ پاک تہین اور اولی تر تہین اس بات کی کہ اُنکے واسطے پاک مرد ہو اولئک کا اشارہ ہے طرف طیبین و طیبات کے مبرؤن مما یقولون یعنی یہ لوگ مبرا ہین اُس سے جو خبیثین و خبیثات کہتے ہین کسی نے کہا اشارہ ہے طرف ازواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نے کہا اشارہ ہے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت عائشہ و صفوان بن معطل رضی اللہ عنہما کی کسی نے کہا فقط حضرت عائشہ و صفوان کی طرف اشارہ ہے فراء نے کہا جمع کا صیغہ ایسا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے **ف** فان کان لہ اخوۃ حالانکہ مراد دو بھائی ہین ابن زید نے کہا اس جگہ حضرت عائشہ بری کی گئین لھم مغفرۃ یعنی یہ لوگ جو بری کیے گیے انکے واسطے مغفرت عظیم ہے کیونکہ بشر گناہون سے خالی نہین رہتا ہے و رزق کریم سے مراد رزق جنت ہے **مروی** ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کئی چیزون

ف پھر اگر بہت کے کئی بھائی ہون ۱۲

کا فخر کیا کرتی تھین سو اُنکے اور کسی عورت کو وہ عطا نہین ہوئین ایک یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام پارچہ حریر مین اُنکی صورت لائے تھے اور کہا یعنی حضرت سے کہ یہ آپکی بی بی ہین دوسری یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنکے سوا کسی کنواری عورت سے نکاح نہین کیا اور آپ کی وفات شریف اُن کی گود مین ہوئی اور اُنکی باری کے دن مین اور آپ اُنکے گھر مین مدفون ہوئے اور آپ پر وحی نازل ہوتی اور وہ آپکے ساتھہ ہوتین لحاف مین اور اُنکی برائت آسمان سے نازل ہوئی اور وہ دختر نیک اختر ہین حضرت صدیق کی اور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور پاک پیدا کی گئین اور مغفرت و رزق کریم کا اُن کو وعدہ ملا مسروق رحمہ اللہ تعالی جسوقت اُنسے حدیث بیان کرتے تو یون کہتے حدثتنی الصدیقة بنت الصدیق حبیبة رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم المبرأة من السماء یعنی حدیث کی مجھکو صدیقہ بنت صدیق محبوب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنکی برائت آسمان سے اُتری حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے عذرگزار ہوکر اُنکی شان مین یہ اشعار عرض کیے ؎

لہ نسب گرامی قبیلہ ۱۲

حَصَانٌ رَزَانٌ مَا تُزَنُّ بِرِيبَةٍ	وَتُصْبِحُ غَرْثَى مِنْ لُحُومِ الْغَوَافِلِ
حَلِيلَةُ خَيْرِ النَّاسِ دِينًا وَمَنْصِبًا	نَبِيِّ الْهُدَى وَالْمَكْرُمَاتِ الْفَوَاضِلِ
عُقَيْلَةُ حَيٍّ مِنْ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبٍ	كِرَامِ الْمَسَاعِي مَجْدُهَا غَيْرُ زَائِلِ
مُهَذَّبَةٌ قَدْ طَيَّبَ اللهُ خِيمَهَا	وَطَهَّرَهَا مِنْ كُلِّ شَيْنٍ وَبَاطِلِ

رضی اللہ تعالی عنہا وارضاہا وجعل جنة الفردوس منزلہا ومأواہا جبکہ اللہ پاک زنا و قذف کے ذکر سے فارغ ہوا اور اُنسے زجر کر چکا تو یہ بات شروع کی کہ گھرونمین بغیر طلب اذن کے داخل نہون اور اس سے زجر کیا اس لیے کہ اسمین مردون کی عورتون سے مخالطت ہوجاتی ہے پھر کبھی یہ میل جول دوامر مذکور سے کسی ایک امر کی طرف مؤدی ہوتا ہے اور نیز یہ بات ہے کہ آدمی اپنے گھر مین اور مکان خلوت مین ہوتا ہی ایسی حالت پر کہ غیر کا اُسپر دیکھنا پسند نہین کرتا ہے سو اس لیے اللہ پاک نے غیر کے گھرون مین داخل ہونے سے منع کیا پس ارشاد فرمایا یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا

غیر بیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ط ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون ○
فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یؤذن لکم ج وان قیل لکم ارجعوا
فارجعوا ھو ازکی لکم ط واللہ بما تعملون علیم ○ لیس علیکم جناح ان تدخلوا
بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم ج واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون ○ اے
ایمان والو مت جایا کرو کسی گھرون مین اپنے گھرونکے سوائے جب تک نہ بول چال کرلو
اور سلام نہ دے لو اُن گھر والون پر یہ بہتر ہے تمہارے حق مین شاید تم یاد رکھو پھر اگر
نہ پاؤ اُن مین کوئی تو اُسمین نہ جاؤ جب تک پروانگی نہو تمکو اور اگر تمکو کہے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ
اُسمین خوب ستھرائی ہے تمہاری اور اللہ جو کرتے ہو جانتا ہے نہین گناہ تمپر اُسمین کہ جاؤ
اُن گھرون مین جہان کوئی نہین بستا اُسمین کچھ چیز ہو تمہاری اور اللہ کو معلوم ہے جو کہو تے
ہو اور جو چھپاتے ہو ف یعنی بیخبر کسی کے گھر مین نہ گھس جائے کیا جانے وہ کس
حال مین ہے اول آواز دیوے اور سب سے بہتر آواز سلام کی ف کوئی گھر مین نہو اور
پروانگی دے رکھی ہو تو خالی گھر مین چلے جاؤ اور نہ دی ہو تو نہ جاؤ اور پھر جاؤ کہے سے بُرا
نمانو اسمین آپسکی ملاقات صاف رہتی ہے ایک کا دوسرے پر بوجھ نہین پڑتا ف
شاید سُننے والون کے دل مین آیا ہوگا کہ جس گھر مین کوئی نہین رہتا تو کس سے پروانگی لیوے
یہ ہر وقت پوچھکر جانا جدے گھر والون کو ہے اور جو ایک گھر کے لوگ ہین جیسے لونڈی
غلام یا اولاد اُن کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہین مگر تین وقت خلوت کے وہ اس سورت کے
آخر مین ہی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین یہ شرعی ادب ہین اللہ پاک نے
اپنے مومن بندون کو اُنسے مؤدب فرمایا ہے یہ ادب طلب اذن مین سے ہے اُنکو اس بات
کا حکم دیا کہ اپنے گھرون سکے سوا غیر کے گھرون مین نہ گھسین یہانتک کہ داخل ہونے سے
پہلے اذن مانگین اور بعد اُسکے سلام کرین لایق یہ ہے کہ تین بار اذن طلب کرے پس اگر
اُسے اذن ملے فبہا ورنہ لوٹ جائے جیسا کہ صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ حضرت ابوموسی
رضی اللہ عنہ نے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر داخل ہونے کا اذن مانگا تین بار پھر اُن کو
اذن نہ ملا تو لوٹ گئے پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا کیا مین نہین سنتا ہون آواز عبداللہ بن قیس

کی کہ اذن طلب کر رہا ہے اُسکو اذن دو پھر اُن کو ڈھونڈا تو نپایا وہ چلدئے تھے پھر جب ابو موسی بعد اسکے آئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تجھے کون شے لوٹا لیگئی وہ بولے کہ مین نے تین بار اذن طلب کیا سو مجھے اذن نہ ملا اور مقرر مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ جسوقت اذن مانگے ایک تمہارا تین بار پھر اُسے اذن نہ ملے تو چاہیے کہ لوٹ جاے پس حضرت عمرؓ نے فرمایا چاہیے کہ اس بات پر تو میرے پاس کوئی گواہ لاوے ورنہ مین مار کر تجھے درد پہونچاؤن گا پس حضرت ابو موسی گیے طرف ایک جماعت کی انصار سے پھر اُنسے حضرت عمر کا قول ذکر کیا تو وہ بولے کہ گواہی نہ دیگا واسطے تیرے مگر صغیر تر ہمارا پھر ابو سعید خدریؓ اُنکے ہمراہ کھڑے ہوئے تو حضرت عمر کو اس بات کی خبر دی پس حضرت عمرؓ نے کہا کہ باز رکھا مجھکو اس سے صفق بالاسواق نے یعنی بازارون مین خرید و فروخت کرنے نے مجھکو اس حدیث شریف کے سُننے سے روکا **امام احمد** رحمۃ اللہ تعالی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یا اُنکے غیر سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن عبادہ پر اذن طلب کیا تو فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ سعد نے کہا وعلیک السلام ورحمۃ اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ سُنا یہانتک کہ تین بار سلام کیا اور سعد نے تین بار آپ کو سلام کا جواب دیا اور آپنے اُسکو نہین سُنا تو آپ لوٹ گیے پھر سعد آپکے پیچھے آئے تو عرض کیا یا رسول اللہ میرے باپ مان آپ پر سے قربان ہون آپنے کوئی سلام نہین کیا مگر وہ میرے کان مین تھا اور مین نے آپ پر رد سلام کیا اور مین نے آپ کو نہین سُنایا اور چاہا کہ آپکے سلام سے کثرت حاصل کرون اور آپکی برکت سے پھر آپ کو گھر کے اندر لیگیے پھر مویز منقی آپکے نزدیک لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھائی پھر جب فارغ ہوئے تو آپنے یہ دعا پڑھی اکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ وافطر عندکم الصائمون یعنی نیک لوگون نے تمہارا کھانا کھایا فرشتون نے تمہارے واسطے مغفرت مانگی روزہ دارون نے تمہارے پاس افطار کیا **ابو داود ونسائی** نے قیس بن سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری ملاقات کو تشریف لائے ہمارے گھر مین تو فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ

پس سعد نے آہستہ سے سلام کا جواب دیا قیس کہتے ہین مین نے کہا کیا تم اذن نہین دیتے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو سعد نے کہا تو چھوڑ انکو کہ کثرت سے ہم پر سلام کرین پھر آپ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر سعد نے آہستہ سے جواب دیا پھر آپ نے فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر آپ لوٹ گیے اور سعد آپکے پیچھے گیے تو عرض کیا یا رسول اللہ بیشک مین آپ کے سلام کرنیکو سنتا تھا اور آپ پر آہستہ سے رد سلام کرتا تھا تاکہ آپ ہم پر کثرت سے سلام کرین قیس نے کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمراہ سعد کے لوٹ آئے تو سعد نے آپکے واسطے آب غسل کا حکم دیا پس آپ نے غسل فرمایا پھر آپ کو ایک خمیصہ[۵۱] زعفران یا وَرس[۵۲] کی رنگی ہوئی دی سو آپ نے اُسکو اوڑھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونون دست مبارک اُٹھائے اور آپ فرماتے تھے اللھم اجعل صلاتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ یعنی الٰہی تو اپنی مغفرت ورحمت سعد کے گھر والون پر کر پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا پس جب آپ نے لوٹنی کا ارادہ کیا تو سعد آپکے نزدیک گدھا لائے اُسپر ایک قطیفہ ڈال کر اُسے نرم کر دیا تھا پھر آپ اُسپر سوار ہوئے تو سعد نے کہا قیس تو ہمراہ رکاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جا قیس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوار ہو لے تو مین نے انکار کیا پس فرمایا یا تو سوار ہو لے یا لوٹ جائے قیس نے کہا پھر مین لوٹ آیا یہ حدیث بوجوہ دیگر روایت کی گئی ہے پس بتحقیق قوی حدیث ہے واللہ اعلم پھر جاننا چاہیے کہ جو شخص گھر والون سے اذن چاہے اُسکو لایق یہ ہے کہ دروازے کے سامنے مُنہ کر کے کھڑا نہو لیکن چاہیے کہ دروازہ اُسکے سیدھے جانب ہو یا بائین جانب اس لیے کہ **ابو داؤد** نے عبداللہ بن بُسر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت کسی قوم کے دروازہ پر آتے تو اپنے مونہہ کی طرف سے دروازے کا سامنا نہین فرماتے تھے لیکن اُسکے سیدھے کونے سے یا بائین سے اور فرماتے السلام علیکم السلام علیکم یہ اسواسطے تھا کہ اُس زمانے مین گھرون پر پردے نہ تھے انفرد بہ ابو داؤد **ابو داؤد** نے ہُزَیل سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص آیا ابو داود کے اُستاد عثمان بن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ سعد تھے

۵۱ گلیم سیاہ چہار سو ہا دو سہ علم کنارہ الصراح تطیفہ چادر دہ پانچ بیدہ و مجمع البحار مین خمیصہ جو پنہ کی شرح مین لون کہا ہے ثوب خز او صوف معلم وقیل بحضرمۃ بالسواد وجمعھا الخمائص اور تطیفہ کی شرح مین ہے کساء لہ خمل ۱۲

۵۲ وَرس ایک گھاس زرد سے اُس سے کپڑے رنگتے ہین ۱۲

پس نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازے پر کھڑے رہے اذن مانگتے تھے سو
دروازے پر قایم ہوئے عثمان نے کہا کہ سامنے دروازے کے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُن سے فرمایا ھکذا عنك او ھکذا یعنی دروازے سے ادہر اُدہر کھڑا ہو پس اذن
مانگنا جو ہے سو نظر سے ہے وقد رواہ ابوداؤد الطیالسی عن سفیان الثوری
عن الاعمش عن طلحۃ بن مصرف عن رجل عن سعد عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم رواہ ابوداؤد من حدیثہ صحیحین مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا اگر کسی آدمی نے تجھپر جھانکا بغیر اذن کے پھر تو نے یک
کنکری اُسکو ماردی پھر اُسکی آنکھہ پھوڑ ڈالی تو تجھپر کوئی گناہ نہوگا حضرت جابر رضی اللہ عنہ
کہتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا مقدار ۸ قرض ہین جو میرے باپ پر تھا
پھر مین نے دروازہ ٹھونکا تو آپنے فرمایا کون ہے یہ تو مین نے کہا انا فرمایا انا انا گویا
آپنے اسکو مکروہ جانا اور اسکو اسی لیے مکروہ جانا کہ یہ لفظ اپنے صاحب کو پہچنواتا نہین
ہے یہانتک کہ اُسکا نام صریح لیا جائے یا اُسکی کینیت جسکے ساتھہ وہ مشہور ہے ورنہ پھر
ہر آدمی اپنے نفس سے انا کے ساتھہ تعبیر کرتا ہے پس جو استیذان سے مقصود ہے
وہ اسکے ساتھہ حاصل نہین ہوتا ہے یعنی استیناس جسکا آیت مین امر فرمایا ہے عوفی نے
حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ استیناس استیذان ہے اسیطرح اور
لوگون نے کہا ہے ابن جریر نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے اس آیت
کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ یہ تو کاتبون کی خطا ہے حتی تستاذنوا وتسلموا ہے وھکذا
رواہ ھشیم عن ابی بشر وھو جعفر بن ایاس عن سعید عن ابن عباس بمثلہ
اتنا اور زیادہ کہا ہے کہ حضرت ابن عباس یون پڑہا کرتے تھے حتی تستاذنوا وتسلموا اور
ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت پر پڑہا کرتے تھے یہ قول حضرت ابن عباس سے نہایت
درجہ غریب ہے ابراہیم نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف مین یون
ہے حتی تسلموا علی اھلھا وتستاذنوا قال ھشیم اخبرنا مغیرۃ عن ابراھیم حضرت
ابن عباس سے بھی یہ ایک روایت ہے ابن جریر کا اختیار یہی قول ہے امام احمد نے

۸ یعنی یہ مین مین کہنے سے معلوم نہوا کون ہے ۱۲

روایت کیا ہے کہ صفوان بن اُمیّہ نے زمانہ فتح مکہ مین کلدہ بن حنبل کو لبا[۱] وجدایہ و ضغابیس لیکر بھیجا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وادی کے جانبِ اعلی مین تھے کلدہ نے کہا کہ مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوا اور مین نے نہ سلام کیا نہ اذن طلب کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو لوٹ جا پھر کہہ السلام علیکم آیا مین داخل ہؤن یہ قصہ بعد اسکے تھا کہ صفوان مسلمان ہو چکے تھے ورواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی من حدیث ابن جریج بہ وقال الترمذی حدیث غریب لانعرفہ الا من حدیثہ **ابوداؤد** نے ربعی سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک شخص قبیلۂ بنی عامر کا آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُسنے اذن طلب کیا اور آپ اپنے گھر مین تھے تو اُس شخص نے کہا کیا مین داخل ہؤن پس آپنے اپنے خادم سے فرمایا کہ تو اس شخص کی طرف نکل تو اُسکو اذن طلب کرنا سکھا اُس سے کہہ کہ تو کہہ السلام علیکم آیا مین داخل ہؤن پس اُس شخص نے سُن لیا تو اُسنے کہا السلام علیکم آیا مین داخل ہؤن پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو اذن دیا تو وہ داخل ہوا **ہشیم** نے کہا ہمکو خبر دی منصور نے ابن سیرین سے اور ہمکو خبر دی یونس بن عُبید نے عمرو بن سعید ثقفی سے اس بات کی کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اذن مانگا تو کہا الج او انلج یعنی کیا مین داخل ہؤن یا ہم داخل ہون تو آپنے اپنی لونڈی سے کہا اُسے روضہ کہتے تھے کہ تو اس شخص کی طرف کھڑی ہو تو اُسکو تعلیم کر کیونکہ اچھی طرح اذن مانگنا جانتا نہین ہے تو اُس سے کہہ کہ وہ یون کہے السلام علیکم آیا مین داخل ہؤن پس اُس شخص نے اسکو سُن لیا تو کہا السلام علیکم آیا مین داخل ہؤن پس آپنے فرمایا داخل ہو **ترمذی** نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سلام قبل کلام کے ہے ترمذی نے کہا ہے عنبسۃ ضعیف الحدیث ذاھب ومحمد بن زادان فی اسنادہ نکارۃ وضعف **ہشیم** نے کہا مغیرہ نے کہا کہ مجاہد نے فرمایا حضرت ابن عمر حاجت سے آئے اور گرم کنکرون نے اُن کو ایذا دی تھی پھر قریش کی ایک عورت کے خیمے پر آئے تو کہا السلام علیکم آیا مین داخل ہؤن اُسنے کہا داخل ہو ساتھ

[۱] لبا یہ موہی کو کہتے ہین جلد ہرن کا بچہ چھ مہینے کا یا سات کا تر ہو یا سادہ ضغابیس ذراذرا سی کڑیان جمع ضغبوس کی ہے کسی نے کہا ایک بنات ہے اُصول تمام مین لگتی ہے مشابہ پیلون ۱۲ جمع

سلامتی کے پھر حضرت ابن عمر نے دوہرا کر کہا تو اُسنے بھی دوہرا کر کہا حالانکہ وہ درمیان دونون قدمون کے مراوحہ کرتے تھے یعنی مارے گرم کنکرون کے ایک قدم کو اُٹھاتے دوسرے کو زمین پر رکھتے تھے کہا تو یون کہہ کہ تو داخل ہو اُسنے کہا داخل ہو پھر داخل ہوئی غرض یہ ہے کہ باوجود شدت گرمی کے ادب شرع کی پوری رعایت کی **ابن ابی حاتم** نے خالد بن ایاس سے روایت کیا ہے خالد کہتے ہین مجھے میری دادی ام ایاس نے حدیث کی کہا مین چار عورتون تھی ہم حضرت عائشہ پر اذن مانگتے تھے پس کہا کہ ہم داخل ہون تو حضرت عائشہ نے فرمایا نہین تم اپنی صاحبہ سے کہو کہ وہ طلب اذن کرے پس اُسنے کہا السلام علیکم کیا ہم داخل ہون فرمایا داخل ہو پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑہی یا ایھا الذین آمنوا الایۃ **ہشیم** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا تمپر لازم ہے کہ تم اذن مانگو اپنی مانون اور بہنون پر **اشعث** اُستاذ ہشیم نے عدی بن ثابت سے روایت کیا ہے کہ انصار کی ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ بیشک مین اپنے گھر مین اُس حال پر ہوتی ہون کہ دوست نہین رکھتی کہ کوئی مجھے اُس پر دیکھے نہ والد نہ ولد اور حال یہ ہے کہ ہمیشہ مجھپر میرے گھر والون سے کوئی مرد داخل ہوتا رہتا ہے اور مین اُس حال پر ہوتی ہون عدی نے کہا پس یہ آیت اُتری یا ایھا الذین آمنوا لاتدخلوا بیوتا الآیہ **ابن جریج** نے کہا مین نے عطا ابن ابی رباح کو سُنا وہ حضرت ابن عباس سے خبر دیتے تھے فرمایا تین آیتین ہین کہ لوگون نے اُنکا انکار کیا ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنی بیشک بزرگتر تمہارا نزدیک اللہ کے متقی تر تمہارا ہے کہا اور لوگ یون کہتے ہین کہ بزرگتر اُنکا نزدیک اللہ کی عظیم تر اُن کا ہے از روے گھر کے یعنی جسکا سب سے زیادہ بڑا گھر ہے وہی اللہ کے نزدیک سب سے بزرگتر ہے فرمایا اور کُل ادب کا لوگون نے انکار کر رکھا ہے عطا نے کہا کہ مین نے عرض کیا کہ مین اپنی یتیم بہنون پر اذن مانگون جو کہ میری پرورش مین میرے ساتھ ایک گھر مین ہین فرمایا ہان پھر مین نے اُنپر رد کیا تاکہ مجھے رخصت دیدین تو انکار کیا پھر فرمایا تو دوست رکھتا ہے کہ اُن کو ننگا دیکھے مین نے کہا نہین فرمایا تو پھر اذن مانگ کہا پھر یہی مین نے اُن سے

تکرار کی تو فرمایا کیا تو دوست رکھتا ہے کہ اللہ کی اطاعت کرے مین نے کہا ہان فرمایا تو پھر
اذن مانگ ابن جریج نے کہا اور مجھے خبر دی ابن طاؤس نے اپنے باپ سے کہا نہین ہے
کوئی عورت کہ زیادہ تر مکروہ ہو مجھکو یہ کہ مین اُسکی عورت کو دیکھون ذات محرم سے کہا وہ
اسباب مین سختی کرتے تھے ابن جریج نے زہری سے روایت کیا ہے زہری نے کہا مین نے
ہزیل بن شرجبیل اودی اعمی کو سنا ہزیل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے سُنا
کہ لازم ہے تمپر اذن اپنی مانؤن پر ابن جریج نے کہا مین نے عطا سے کہا کیا مرد اپنی بی بی پر اذن طلب کرے کہا
نہین یہ قول محمول ہے عدم وجوب پر ورنہ اولی یہ ہے کہ اُسکو اپنے داخل ہونیکا اعلام کردے
اور اچانک اُسکے پاس چلا نجاے کیونکہ احتمال ہے اس بات کا کہ بی بی ایسی ہیئت پر ہو
کہ دوست نہین رکھتی ہے کہ خاوند اُسکو اُسپر دیکھے **ابو جعفر ابن جریر** نے بی بی زینب
زوجۂ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا عبداللہ جس وقت
حاجت سے آتے پھر دروازے تک پہونچتے تو کھکارتے اور تھوکتے واسطے کراہت
اس بات کے کہ ناگاہ آجائین ہم سے ایسے امر پر جسکو وہ مکروہ رکھتے ہون اسناد اسکی صحیح ہے
ابن ابی حاتم نے ابوہُبیرہ سے روایت کیا ہے کہا عبداللہ جسوقت گھر مین داخل ہوتے
تو استیناس کرتے بات کرتے اپنی آواز بلند فرماتے **مجاہد** نے کہا حتی تستانسوا قال
تتنحنحوا او تتکمحموا یعنی یہانتک کہ کھکارو یا ناک سنکو **امام احمد بن حنبل** رحمہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے کہ جسوقت مرد اپنے گھر مین داخل ہو تو اُسکے واسطے مستحب یہ ہے کہ
کھکارے یا اپنی جوتیون کو حرکت دیدے مطلب یہ ہے کہ کھکارنے سے یا جوتے کی
آواز سے گھر والون کو اطلاع ہوجاے تو وہ درست وہوشیار ہوجائین اور اسی لیے
صحیح مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے کہ آپنے منع فرمایا ہے کہ مرد اپنے
گھر والون پر رات کو آئے ایک روایت مین یہ ہے تاکہ اُن کو خیانت کی طرف منسوب نکرے
دوسری حدیث شریف مین آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین دن کو
تشریف لائے تو باہر مدینے کے اونٹ بٹھائے اور فرمایا انتظار کرو یہانتک کہ ہم آخر دن
مین داخل ہون تاکہ پریشان بال والی عورت کنگھی کرلے اور جسکا خاوند غائب رہا ہے تو وہ

۱ یعنی شرمگاہ اور مانع عضو جسکا دیکھنا حرام ہے
۲ یعنی وہ عورت جس سے نکاح جائز نہین ہے جیسے ماں بہن بھانجی بھتیجی وغیرہ
۳ تنخع گلوا روشن کردن و تنحنح یعنی صاف کردن
۴ اصل کا لفظ نہی ان یطرق الرجل اھلہ طروقا طروق کہتے ہین رات کے آنیکو مطلب یہ ہے کہ کہین سفر مین گیا ہو تو رات کو بے اطلاع اپنے گھر نہ آئے

اُسترہ لیوے مطلب یہ ہے کہ عورتین بناؤ سنگار کرلین تاکہ خاوندون کی نظر مین بھلی معلوم ہون
توباہمی محبت واُنس زیادہ ہو **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہا کہ مین نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سلام[ع] یعنی اسکو تو ہم سمجھ گیے پھر استیناس
کیا ہے فرمایا مرد تکلم کرے ساتھ ایک تسبیح کے یا ایک تکبیر کے یا ایک تحمید کے اور کہکارے
تو گھر والون کو آگاہ کردے یہ حدیث غریب ہے **قتادہ** نے حتی تستانسوا کی تفسیر مین
کہا ہے کہ وہ اذن طلب کرنا ہے تین بار پس جس شخص کو اُن مین سے اذن نہ ملے تو
چاہیے کہ لوٹ جائے اما الاولی فلیسمع الحی واما الثانیۃ فیاخذوا حذرھم و
اما الثالثۃ فان شاؤا اذنوا وان شاؤا ردوا یعنی پہلی بار کا اذن مانگنا اسلیے ہے کہ
قبیلے کو سُنائے دوسرا اسواسطے ہے کہ اپنا بچاؤ لیلیوین یعنی درست ومہیا ہوجاوین تیسرا
اسلیے ہے کہ چاہین اذن دین چاہین پھیر دین اور مت ٹھیرو تو دروازے پر اُن لوگون کے
جنہون نے پھیر دیا تجھکو اپنے دروازے سے کیونکہ لوگون کے واسطے حاجتین ہین اور
اُنکے لیے شغل ہین اور اللہ اولیٰ تر ہے ساتھہ عذر کے **مقاتل** بن حبان نے اسکی
تفسیر مین کہا ہے کہ جاہلیت مین آدمی جسوقت اپنے دوست سے ملتا تو اُس کو سلام نہ کرتا
اور کہتا حَیَّیتَ صَبَاحًا وحَیَّیتَ مَسَاءً یعنی تو زندہ رہے صبح کو اور زندہ رہے
شام کو درمیان اُنکے تحیت قوم کی یہ تھی اور ایک اُن کا اپنے دوست کی طرف جاتا تھا تو
اذن نہین طلب کرتا تھا یہانتک کہ بے دھڑک داخل ہوجاتا اور کہتا کہ مین داخل ہوگیا اور مثل
اسکے پس یہ بات آدمی پر شاق گزرتی تھی اور شاید وہ اپنی بی بی کے ساتھ ہوتا سو اللہ پاک
نے اس سب کو متغیر کردیا ستر وعفت مین اور میل کچیل وگندگی سے اُس کو صاف پاک
ستھرا کردیا پس ارشاد فرمایا یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوتا الآیہ
اور یہ بات جو مقاتل نے کہی بہتر ہے آسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ذلکم خیر لکم
یعنی اذن طلب کرنا بہتر ہے واسطے تمہارے باین معنی کہ وہ بہتر ہے طرفین سے اذن مانگنے والے کے لیے اور
گھر والونکے لیے دونون کیواسطے اچھا ہے لعلکم تذکرون شاید تم یاد رکھو **قولہ تعالیٰ**
فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یوذن لکم یہ اسواسطے ہے کہ امین

ع ابن کثیر مین
اسطرح ہے لیکن
فتح البیان فتح القدیر
مین بروایت ابن
ابی شیبہ وطبرانی
وغیرہما ابن عباس سے قال
قلت یارسول اللہ
ارایت قول اللہ
حتی تستانسوا
وتسلموا علی اھلھا
ھذا التسلیم قد
عرفناہ فما
الاستئناس ۱۲ منہ

تشریح ہر ملک غیر مین بغیر اُسکے اذن کے پس اگر وہ چاہے اذن دے چاہے ندے
وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا یعنی جسوقت وہ تمکو دروازے سے پھیر دین قبل اذن کے
یا بعد اذن کے تو تم پھر جاؤ ھو ازکی لکم یعنی یہ تمہارا پھر جانا پاکتر ہے واسطے تمہارے
واللہ بما تعملون علیم **قتادہ** نے کہا قال بعض المھاجرین لقد طلبت عمری
کلہ ھذہ الآیۃ فما ادرکتہا ان استاذن علی بعض اخوانی فیقول لی ارجع فارجع
وانا مغتبط فان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعملون علیم
سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ مت ٹھیرو تم دروازون پر لوگون کے **قولہ تعالی**
لیس لکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ الآیہ یہ آیت کریمہ خاص ترہے اگلی
آیت سے کیونکہ یہ اسکی مقتضی ہی کہ جن گھرون مین کوئی نہین ہے بغیر اذن اُنمین داخل
ہونا جائز ہے جبکہ اُنمین اُسکے لیے متاع ہو جیسے وہ گھر جو مہمانون کے لیے تیار کیا گیا ہے
جبکہ اول بار اُسمین واسطے اُسکے اذن دے رکھا ہے تو کافی ہے **ابن جریج** نے
کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے تم داخل مت ہو گھر ونمین سوا اپنے گھرون کے پھر
اسکو منسوخ کیا اور استثنا فرمایا کہ لیس علیکم جناح الآیہ اسیطرح عکرمہ و حسن بصری سے
بھی مروی ہے **دوسرون** نے کہا کہ مراد ان گھرون سے تجار کے گھر ہین جیسے خانات
ومنازل اسفار و خانہاے مکہ مکرمہ وغیرہ ابن جریر نے اسی کو اختیار کیا ہی اور ایک جماعت
سے اسکی حکایت کی ہی قول اول ظاہر تر ہے واللہ اعلم **امام مالک** نے زید بن اسلم سے
روایت کیا ہی کہ وہ بیوت شعر ہین **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے اے ایمان والو مت داخل
ہو اُن گھرون مین جنکے تم مالک نہین ہو اور نہ اُنمین رہتے بستے ہو نہ تمہارا اُنپر شرعی قبضہ
ہے رہا کرایہ لینے والا اور عاریت لینے والا سو یہ دونون اپنے گھر مین داخل ہون مطلب
یہ ہے کہ کرایہ کا گھر یا عاریت کا گہ اگرچہ کرایہ لینے والے اور عاریت لینے والی کی ملک نہین ہی
لیکن چونکہ قبضۂ شرعی ہے اسلیے گویا وہ اُسی کا گھر ہے تو وہ اُسمین بے اذن داخل ہوگا معنی
یہ ہین کہ غیر کے گھرون مین تم داخل مت ہو اس غایت تک وہ یہ ہے کہ حتی تستانسوا
استئناس کہتے ہین استعلام و استخبار کو یعنی طلب علم و طلب خبر کرنا یعنی یہانتک کہ

---

۱۵ فتح القدیر مین
اسکو بیہقی اور ابو یعلی و ابن
جریر و ابن مردویہ نے روایت
حضرت انس سے روایت
کیا ہے مگر اتنا تفاوت
ہے کہ اُسمین فھذہ
الآیۃ اور انا
مغتبط لقولہ
ہے معنی اسکے یہ ہین
قتادہ نے کہا بعض
مہاجرین نے فرمایا کہ
مین نے اپنی ساری
عمر اس آیت پر عمل
کرنیکی خواہش کی پھر
مین نے اسکو پایا
یعنی یہ کہ مین نے
اپنے بعض بھائیون
پر اذن طلب کرنے
پر ارادہ کیا تھا کہ
۴

طلب علم کرو اُس شخص کا جو گھر مین ہے معنی یہ ہین یہانتک کہ تم اس بات کو جان لو کہ گھر والے کو تمہارا علم ہوگیا اور جان لو کہ اُسنے تمہارے داخل ہونیکا اذن دیدیا پھر جب تم اس بات کو جان لو تو داخل ہوجاؤ اسی معنی سے یہ آیت ہے فان آنستم منھم رشدا ای علمتم خلیل نے کہا استیناس کہتے ہین استکشاف کو یعنی طلب کشف کرنا ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جب کوئی شخص کسی شے کو دیکھ لیتا ہے تو بولتے ہین آنس الشئ جسطرح کہ اس آیت مین ہے انی آنست نارا یعنی مین نے آگ کو دیکھا ابن عطیہ نے کہا کہ گردان فعل کی اس سے منع کرتی ہے کہ انس سے ہو ابن جریر نے کہا کہ تستانسوا بمعنی تونسوا انفسکم ہے یعنی تم اپنی جانون کو مانوس کرو اس قول کے معنی یہ ہین کہ تستانسوا اُس استیناس سے ہے جو خلاف استیحالش ہے کیونکہ جو شخص غیر کے دروازے کو ٹھونکتا ہے تو وہ نہین جانتا ہے کہ اُسکو اذن ملیگا یا نہین سو وہ مثل متوحش کے ہی یہانتک کہ اُسے اذن ملے پھر جب اذن ملا تو وحشت جاتی رہی مانوس ہوگیا پس اللہ پاک نے اُن گھرون کے داخل ہونے سے منع فرمایا یہانتک کہ داخل ہونیوالے کو اذن دیا جاے کسی نے کہا کہ انس سے ماخوذ ہی اُنس یہ ہے کہ معلوم کرے اس بات کو کہ وہان کوئی آدمی ہے یا نہین کسی نے کہا معنی استئناس کی استیذان ہین **واحدی** نے کہا جماعت مفسرین نے کہا ہے کہ حتی تستاذنوا قرطبی نے جو حضرت ابن عباس و ابی و سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ انہون نے حتی تستاذنوا پڑہا ہے سو یہ اسکا موید ہے کہ استئناس بمعنی استئذان ہے ابن وہب نے امام مالک سے حکایت کیا ہے کہ ہم جو دیکھتے ہین اُسمین استئناس واللہ اعلم استئذان ہے یعنی ہماری راے یہ ہے کہ استئناس بمعنی استئذان ہی **طبرانی** نے ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے استئناس یہ ہے کہ تو خادم کو پکارے یہانتک کہ گھر والے مستانس ہوجائین جن پر تو سلام کرتا ہے **صحیحین** وغیرہما مین حدیث سہل بن سعد سے مروی ہی کہا ایک شخص نے سوراخ سے جہانکا جو حجرے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تھا اور آپ کے پاس مدری تھا جس سے آپ اپنے سر مبارک کو کھجا رہے تھے فرمایا اگر مین جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو البتہ

۵۱ پھر اگر دیکھو اُن مین ہوشیاری ۱۲

۵۲ سینگ و شاخ یا ایک کہ زنان پوست کندہ کہ دانی الصراح مجمع البحار مین یون ہے شئ یعمل من حدید او خشب علی شکل سن مرانسان المشط او اطول منہ یسرح بہ الشعر المتلبد و یستعمله من لا مشط له ۱۲ منہ

مین تیسری دونون آنکھون مین اُس سے چونکا لگاتا اذن طلب کرنا جو ٹھیرایا گیا ہے سو واسطے نظر کے
ہے ایک لفظ مین یون ہی انما جعل الاذن من اجل البصر **قولہ تعالی** وتسلموا
علی اھلھا سلام کا بیان خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یون فرمایا ہے کہ کہے
السلام علیکم ادخل ایک بار یا تین بار اسکا ذکر اول حدیثون مین ہو چکا ہے آمین **اختلاف**
کیا ہے کہ آیا استیذان سلام پر مقدم کیا جاے یا سلام استئذان پر سو کسی نے یون
کہا کہ استیذان مقدم کرے سلام پر اسطرح کہے ادخل سلام علیکم اسواسطے کہ
آیت مین استئناس مقدم ہے سلام پر اکثر کا قول یہ ہے کہ سلام کو مقدم کرے استیذان
پر یون السلام علیکم ادخل حق یہی ہے اسواسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی
آیت کا بیان اسیطرح آیا ہے کسی نے کہا کہ اگر اُسکی نگاہ کسی انسان پر پڑ جاے تو
سلام کو مقدم کرے ورنہ استئذان کو ذلکم کا اشارہ ہے طرف استیناس وتسلیم کے
یعنی داخل ہونا تمہارا مع استئذان وسلام کے خیر لکم بہتر ہے واسطے تمہارے
بیدھڑک اچانک بے اذن داخل ہونے سے لعلکم تذکرون یعنی شاید تم یاد رکھو اس
بات کو کہ اذن طلب کرنا بہتر ہے واسطے تمہارے یہ جملہ متعلق ہی مقدر سے ای امرتم
بالاستئذان اور مراد تذکر سے نصیحت پذیر ہونا ہے اور جسکا اُنکو حکم ہوا ہے اُسپر عمل
کرنا فان لم تجدوا فیھا یعنی اگر تم نہ پاؤ اُن گھرون مین جو تمہارے غیر کے ہین احد اکسی
کو اُن لوگون مین سے جنپر اذن طلب کیا جاتا ہے اور وہ اذن دینے کی صلاحیت رکھتے
ہین یا کوئی ایسا ہو لیکن اذن نہ دے یا بالکل اُنمین کوئی نہو فلا تدخلوھا حتی یوذن لکم
تو تم اُنمین مت داخل ہو یہانتک کہ تم کو اذن دیا جاے دخول کا طرف سے اُس شخص کے
جو اذن کا مالک ہے کیونکہ مانع دخول سے صرف مطلع ہونا عورات پر ہی نہین ہے بلکہ یہ بھی
ہے اور جس بات کو لوگ عادۃً مخفی رکھتے ہین اُسپر مطلع ہونا بھی مانع دخول ہی اس کے
ساتھ ہی ایک یہ بات ہی کہ مالک غیر مین تصرف کرنا بدون اُسکے اذن کے ممنوع ہی اُس سے
یہ صورت مستثنے کی ہی کہ گھر مین آگ لگی ہے یا کوئی ڈوبتا ہے یا اُسمین کوئی منکر یا مثل
اُسکے ہی تو بدون اذن جانا درست ہے مجاہد سے مروی ہے کہ معنی فان لم تجدوا

فیہا احدا کے یہ ہین کہ اگر نہو واسطے تمہارے اُن مین متاع ابن جریر نے اس قول کو ضعیف کیا ہے اور یہ ضعف کے لائق بھی ہے کیونکہ مراد لفظ احد سے جو آیت مین مذکور ہے گھر والے ہین جو غیر کو گھر مین داخل ہونیکا اذن دیتے ہین گھر کی طرف داخل ہونیوالون کی متاع مراد نہین ہے وان قیل لکم ارجعوا فارجعوا یعنی اگر گھر والے تم سے کہین کہ لوٹ جاؤ تو تم لوٹ جاؤ دوبارا اُنسے اذن مت مانگو اور بعد اسکے کہ وہ تم سے لوٹنے کو کہہ چکے انتظار اذن دینے کا مت کرو اور دروازے پر بیٹھے ہوئے مت ٹھیرو ٹھیر اللہ پاک نے یہ بیان کیا کہ لوٹ جانا افضل ہے اصرار و تکرار استیذان اور دروازے پر بیٹھنے سے پس فرمایا ھو ازکی لکم یعنی پھر جانا تمہارے واسطے افضل ہے اور پاک تر ہے اس سے کہ دخول پر جھگڑا کرنے کے ساتھ اپنی آبرو کو پرک آلود کرو اور اصرار عنادی کرو اور دروازون پر جمے رہو کیونکہ پھر جانے مین صفائی سینہ ہے اور تہمت سے دوری ہے اور دنائت و رذالت و خست سے بھاگنا ہے اور جس وقت کوئی شخص دروازے کی طرف آئے پھر اذن طلب نکرے اور دروازے پر منتظر بیٹھ جاے تو جائز ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما انصار کے گھرون پر طلب حدیث کیواسطے آیا کرتے تو دروازے پر بیٹھ جاتے اور اذن طلب نکرتے یہانتک کہ وہ شخص طرف اُنکے نکلتا پھر اُنکو دیکھتا اور کہتا ای ابن عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کاش آپ مجھے اپنی ہونیکی خبر فرماتے پس کہتے کہ ہم اسیطرح حکم کیے گئے ہین کہ علم کو طلب کرین واللہ بما تعملون علیم یعنی تمہارے اعمال سے کوئی مخفی شے اللہ پاک پر پوشیدہ نہین ہے اور منجملہ اسکے داخل ہونا ہے اذن سے اور بدون اذن سے لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ یعنی نہین ہے تمپر کوئی گناہ داخل ہونے مین بغیر طلب اذن کے اُن گھرون مین جو کسی طائفہ خاص کے رہنے کے لیے موضوع نہین ہین بلکہ وہ اسواسطے موضوع ہین کہ جو حاجت اُنسے مقصود ہے جس کسی کو وہ حاجت ہو تو اُن مین داخل ہو لوگون نے اختلاف کیا ہے کہ مراد ان گھرون سے کیا ہے پس محمد بن حنفیہ و قتادہ و مجاہد نے کہا کہ وہ فنادق ہین جو کہ چلتے ہوئے رستون مین مسافرون کیواسطے بنائے جاتے ہین راہگیر اُنمین پناہ لیتے ہین

۵۱ زنج فنادق بروزن قنفذ وکان راہ

ابن زید و شعبی نے کہا کہ دکانہاے قیساریات و خانہاے تجار دکانہاے تجارہین بازارونمین اور رباطین یعنی سرائین شعبی نے کہا اسواسطے کہ تاجر لوگ سامان بیع کا لاتے ہین اور اُن مین رکھتے ہین اور لوگون سے کہتے ہین آؤ عطا نے کہا مراد ان گھرون سے اُجاڑ گھر ہین جنمین لوگ پیشاب اور پاخانے کیواسطے داخل ہوتے ہین پس اسمین بھی ایک متاع ہی یعنی منفعت کسی نے کہا خانہاے مکہ مکرمہ ہین یہ قول محمد بن حنفیہ سے بھی مروی ہے اور یہ موافق ہے اُس شخص کے قول کے جس نے کہا ہی کہ لوگ مکے کے گھرونمین شریک ہین لیکن اللہ پاک نے ان گھرونکو جنکا ذکر اس جگہ کیا ہے اس بات کے ساتھہ مقید فرمایا ہے کہ وہ غیر مسکونہ ہین فیھا متاع لکم اہل لغت کے نزدیک متاع منفعت کو کہتے ہین پس معنی آیت کے یہ ہونگے کہ اُنمین تمہارے واسطے منفعت ہو مثلاً گرمی سردی سے بچاؤ حاصل کرنا کجاوون اور سامان کا رکھنا خرید و فروخت کرنا اسی معنی سے و متعوھن ہے اور قول عرب کا امتع اللہ بک یعنی اللہ تجھسے نفع دے شعبی نے اپنے کلام متقدم مین متاع کی تفسیر اعیان کے ساتھہ کی ہے یعنی سامان بیع کا جو بیچا جاتا ہے جابر بن زید نے کہا کہ مراد متاع ہی جہاز نہین ہی لیکن اور حاجت جو اُسکے سوا ہے نحاس نے کہا یہ قول بتبر ہے لغت سے موافق ہے واللہ یعلم ما تبدون وما تکتمون یعنی اللہ جانتا ہے جسکو تم ظاہر کرتے ہو اور جسکو چھپاتے ہو آسمین وعید ہے واسطے اُس شخص کے جو کہ دخول خانہاے غیر مین اللہ پاک کے آداب سے متادب نہین ہوتا ہے پھر جب اللہ پاک نے اذن طلب کرنیکا حکم ذکر کیا تو بعد اُسکے حکم نظر کا علی العموم ذکر فرمایا پس ارشاد کیا قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذلک ازکی لھم ان اللہ خبیر بما یصنعون ○ کہدے ایمان والون کو نیچی رکھین اپنی آنکھین اور تھامتے رہین اپنے ستر اسمین خوب ستھرائی ہے اُن کی اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہین ف تھامتے رہین ستر یعنی نہ کسی کا ستر دیکھین نہ اپنا دکھاوین اور خبر ہے جو کرتے ہین کفر کی رسم مین اس بات کی قید نہ تھی انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ امر ہے طرف سے اللہ پاک کے اپنے مومن بندون کو اس بات کا کہ پست کرین اپنی آنکھین

لہ جہانبا الفتح واللکم رفتح عروس و مسافر و مردہ کذا فی الصراح غرض یہ ہی کہ یہان مراد متاع سے خاص سامان مسافر و تجار وغیرہ نہین بلکہ مطلق منفعت مراد ہے کسی قسم کا نفع ہو ۱۲ منہ

اُس چیز سے جسکو اُنپر حرام کیا ہے سو نظر نکرین مگر طرف اُس شے کے جسکی طرف نظر کرنا اُنکو مباح فرمایا ہے اور نیچی کرین اپنی آنکھین محارم سے پھر اگر اتفاقاً کسی محرم پر نظر پڑ جاے بدون قصد کے تو چاہیے کہ جلد اپنی نگاہ کو اُس سے پھیر لے جسطرح کہ **مسلم** نے اپنی صحیح مین جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اچانک کی نظر کا پوچھا تو آپ نے مجھے امر فرمایا کہ اپنی نگاہ کو پھیر لو وکذا رواہ الامام احمد عن هشیم عن یونس بن عبید به ورواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی من حدیثه ایضاً وقال الترمذی حسن صحیح بعض کی روایت مین یون ہے کہ اَطْرِقْ بَصَرَكَ یعنی تو اپنی نگاہ کو نیچا کر لے مراد یہ ہے کہ زمین کی طرف نظر کر لفظ صرف اطراف سے عام تر ہے کیونکہ صرف کبھی زمین کی طرف ہوتا ہے اور کبھی طرف اور جہت کے یعنی بخلاف اطراق کے کہ وہ زمین ہی کی طرف ہوتا ہے واللہ اعلم **ابوداؤد** نے بُرَیْدَہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا یا علی لا تُتْبِعِ النظرةَ النظرةَ یعنی ای علی تو تابع مت کر نظر کو نظر کے کیونکہ تیرے واسطے پہلی نظر ہے اور نہین ہے تیرے لیے آخر نظر مطلب یہ ہے کہ اول نظر جو اتفاقاً پڑ گئی وہ معاف ہے بعد اُسکے پھر نظر کرے گا تو پکڑا ہوگی ورواہ الترمذی من حدایث شریك و قال غریب لانعرفه الامن حدیثه **صحیح** مین حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ایاکم والجلوس علی الطرقات یعنی بچو تم بیٹھنے سے راہون پر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمکو تو ہماری مجلسون سے کوئی چارہ نہین ہے ہم اُن مین بیٹھتے ہین تو آپ نے فرمایا اگر تم مانتے نہین ہو تو رستی کو اُسکا حق دو عرض کیا کہ رستی کا حق کیا ہے اے رسول خدا فرمایا نیچے کرنا نگاہ کا روکنا ایذا کا سلام کا جواب دینا نیک بات کا حکم کرنا بُری بات سے منع کرنا **ابوالقاسم بغوی** نے فضل بن جُبَیر سے روایت کیا ہے کہ مین نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو سُنا کہتے تھے مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا فرماتے تھے کہ ضامن ہو جاؤ تم واسطے میرے چھ چیزون کے تو مین ضامن ہو جاؤن واسطے تمہارے جنت کا جبکہ بات کرے ایک تمہارا تو جھوٹ نہ بولے اور جب امین بنایا جاے

تو خیانت نکرے اور جب وعدہ کرے تو خلاف نکرے اور نیچی کرو تم اپنی آنکھون کو اور روکو تم اپنے ہاتھون کو اور تھامتے رہو تم اپنی شرمگاہون کو صحیح بخاری مین ہے کہ جو شخص ضامن ہو واسطے میرے اُس چیز کا جو درمیان اوسکے دونون جبڑون کے ہے اور اُس شے کا جو درمیان اُسکے دونون پاؤن کے ہے تو مین ضامن ہوون واسطے اُسکے جنت کا عبد الرزاق نے بروایت ابن سیرین عبیدہ سے روایت کیا ہے کہا ہر وہ شے جس کے ساتھ اللہ کی نافرمانی کیجاے تو وہ کبیرہ ہے اور اللہ پاک نے دو طرفون کا ذکر کیا ہے پس فرمایا ہے کہدی مومنون کو کہ نیچی کرین اپنی آنکھین اور چونکہ نظر داعی تھی طرف فساد قلب کے جیسا کہ بعض سلف نے کہا ہے کہ نظر زہر کا تیر ہے طرف دل کے اور اسی لیے اللہ پاک نے حفظ فرج کا امر فرمایا ہے جسطرح کہ حفظ ابصار کا امر کیا ہے جو کہ باعث ہین طرف اسکے پس فرمایا اللہ پاک نے قل للمومنین یغضوا من ابصارھم اور حفظ فرج کا کبھی تو یون ہوتا ہے کہ اُسکو زنا سے روکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والذین ھم لفروجھم حافظون الآیہ اور کبھی اسطرح ہوتا ہے کہ اُسکی طرف دیکھنے سے اُسکو محفوظ رکھے جیسا کہ مسند احمد و سنن کی حدیث مین آیا ہے کہ تو اپنے ستر کو محفوظ رکھ مگر اپنی بی بی سے اور اپنی ملک یمین یعنی لونڈی سے ذلک انزکی لھم یعنی آنکھون کا نیچے رکھنا اور ستر کا محفوظ رکھنا بڑا پاک رکھنے والا ہے اُنکے دلون کو اور نہایت صاف رکھنے والا ہے اُنکے دین کو چنانچہ کہا گیا ہے کہ جو شخص اپنی نگاہ کو محفوظ رکھتا ہے تو وارث کرتا ہے اُسکو اللہ ایک نور کا اُسکی بصیرت مین اور یہ بھی مروی ہے کہ اُسکے دل مین امام نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے کوئی مسلمان کہ نظر کرے طرف محاسن کسی عورت کے پھر اپنی نگاہ کو نیچا کرلے مگر خلیفہ کرے گا اللہ واسطے اُسکے ایک ایسی عبادت کو کہ وہ اُسکی حلاوت پائیگا یہ حدیث حضرت ابن عمر و حذیفہ و عایشہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً بھی روایت کی گئی ہے لیکن اُسکی سندون مین ضعف ہے مگر یہ حدیثین ترغیب مین ہین اور ترغیب مین ایسے ضعف سے درگزر کیجاتی ہے طبرانی مین حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے لتغضن ابصارکم ولتحفظن فروجکم ولتقیمن وجوھکم اولتکسفن وجوھکم یعنی البتہ تم نیچی کرو اپنی آنکھون کو اور البتہ تھامتے رہو اپنے ستر کو اور البتہ قایم کرو اپنے

۱ اور وہ جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے ہون مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو اُنپر نہین اللہ ۱۲ منہ

۲ ابن کثیر مین اسی طرح ہے شاید لفظ احصد رہگیا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

۳ محاسن یعنی عورت کی خوبیان اور اُسکا حسن و جمال ۱۲

۴ یعنی اُسکی عوض مین دیگا ۱۲ منہ

۵ یعنی راہ چلتے مین اپنے منہ سیدھے رکھو اور ہر مت دیکھو جسطرح کہ اور ہر دیکھتا ہے نیچی نگاہ کی طرح آنکھین پست رکھے ہوے منہ سیدھا رکھو واللہ اعلم ۱۲ منہ

مونہہ کو ورنہ البتہ تغیر کردیے جائینگے تمہارے مونہہ **طبرانی** نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک نظر ایک تیر زہر آلود ہے ابلیس کے تیرون سے جو شخص اُسکو چھوڑے میرے[۵۱] خوف سے ابدالتہ ایمانا تو مین اُسکے بدلے مین ایمان دونگا کہ وہ اپنے دل مین اُسکی حلاوت پائیگا **قولہ تعالے** ان اللہ خبیر بما یصنعون مثل اس آیت کریمہ کے ہے[۵۲] یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی الصدور **صحیح** مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لکھا گیا ہے ابن آدم پر حصہ اُسکا زنا سے وہ اُسکو لامحالہ پائیگا پس زنا آنکھون کا نظر ہے اور زنا زبان کا بولنا ہے اور زنا کانون کا سُننا ہے اور زنا ہاتھون کا پکڑنا ہے اور زنا پاؤن کا قدم ہین[۵۳] اور نفس تمنا کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے اور شرمگاہ اُسکو سچا کرتی ہے یا جھوٹا کرتی ہے رواہ البخاری تعلیقا ومسلم مسندا من وجہ اٰخر بنحو ما ذکر **سلف** مین سے بہت لوگون نے کہا ہے کہ وہ اس بات سے منع کیے جاتے تھے کہ مرد اپنی نظر کو بے ریش لڑکی کی طرف تیز کرے اور ائمہ صوفیہ صافیہ مین سے بہت لوگون نے اس باب مین تشدید کی ہے اور اہل علم کے ایک گروہ نے اسکو حرام کیا ہے اسواسطے کہ آجمین مفتون ہوتا ہے اور دوسرے لوگون نے اس باب مین بہت ہی سختی کی ہے **ابن ابی الدنیا** نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ہر آنکھ رونیوالی ہے روز قیامت کو مگر وہ آنکھ جو اللہ کے محارم سے نیچی کی گئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ مین بیدار رہی اور وہ آنکھ جس سے نکلا[۵۴] مثل سر مکھی کے اللہ عزوجل کی خشیت سے

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ یغضوا من ابصارھم کے تحت مین یہ بھی مندرج ہے کہ جو شخص کسی کے دروازے پر اذن مانگنے کو کھڑا ہے تو اُسے چاہیے کہ اپنی آنکھین نیچی کرے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اذن بصر ہی کی جہت سے ٹھیرایا گیا ہے باوجود اسکے کہ غض بصر غیر مومنین پر بھی واجب ہے پھر خاصکر مومنین کا ذکر کیون کیا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ زنا کے ذریعون کا قطع کرنا جنمین سے نظر ہے مومن لوگ زیادہ تر حقدار ہین اُسکے اپنے غیر سے اور اولیٰ تر ہین اُسکے ساتھ اپنے ماسوا سے کسی نے کہا اس آیت مین دلیل ہے اس

۵۱ حدیث قدسی معلوم ہوتی ہے گو بیان تفریع نہین فرمائی ۱۲ منہ

۵۲ واللہ اعلم وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینون مین ۱۲ منہ

۵۳ اصل کا لفظ خطی ہے خطی ہے خطوۃ کی خطوۃ وہ مسافت ہے جو درمیان دو قدم کے ہوتی ہے حاصل اسکا مشی ہے لیکن مشی اور خطا مین ایک فرق ہے کہ اُسکی خوبی معلوم ہوسکتی ہے ۱۲ منہ

۵۴ یعنی آنسو ۱۲ منہ

بات پر کہ کفار مخاطب نہین ہین ساتھہ شرعیات کے جیسا کہ بعض اہل علم کہتے ہین یعنی کفار کو ایمان
کا خطاب ہوتا ہے نہ فروعی احکام کا جب تو اللہ پاک نے غض بصر کا حکم خاص مومنین کو فرمایا
یہان عبارت مین حذف ہے تقدیر یہ ہے قل للمؤمنین غضّوا یغضّوا یعنی تم مؤمنون
سے کہدو کہ آنکھین نیچی کرو کہ وہ نیچے کرین اپنی آنکھون کو معنی غض بصر کے بند کرنا پپوٹے کا
ہے آنکھ پر بایں طور کہ دیکھنے کو روکدے کلمۂ من تبعیضیہ ہے اکثر لوگ اسیطرف گیے ہین اور
قاضی نے بھی مثل کشاف کے اسی پر قصر کیا ہے تبعیض کا بیان یون کیا ہے کہ معنی یہ ہین کہ بند کرنا نگاہ کا اُس شے سے جو
حرام ہے اور قصر کرنا نگاہ کا اُس چیز پر جو حلال ہے کسی نے کہا وجہ تبعیض کی یہ ہے کہ ناظر کیواسطے اول
نظر معاف کیجاتی ہے جو بدون قصد کے پڑتی ہے اخفش نے کہا کلمۂ من زائد ہے سیبویہ
نے اسکا انکار کیا ہے کسی نے کہا واسطے بیان جنس کے ہے اسکے قائل ابوالبقا ہین لیکن
اسپر یون اعتراض کیا ہے کہ کوئی جنس اول مذکور نہین ہوا ہے تا آنکہ اُسکی تفسیر کلمۂ من سے
کیجاے کسی نے کہا ابتداے غایت کا ہے یہ قول ابن عطیہ کا ہے ابوحیان نے نہر ابن اسی
پر اقتصار کیا ہے کسی نے کہا معنی غض کے نقصان ہین محاورے مین بولتے ہین غض فلان من
فلان اسے وضع منہ یعنی فلان نے فلان سے کم کیا پس نگاہ جبکہ اپنے عمل سے قدرت نہ
دیجاے تو اُس سے کم کیا گیا اور نقصان کیا گیا اس معنی کی بنیاد پر کلمۂ من صلہ ہوگا غض کا اور چار معنی جو اوّل
مذکور ہوئے اُن مین سے کسی معنی کے لیے نہ ہوگا اُس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ جس
شخص کیطرف نظر حلال ہے اُسکے سوا اور کی طرف نظر کرنا حرام ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے یغضوا من ابصارھم کی تفسیر مین فرمایا ہے یعنی من شھواتھم مما یکرہ اللہ تحصیل
اسکا یہ ہے کہ جن خواہشون کو اللہ ناخوش رکھتا ہے اُنسے اپنی آنکھون کو بند کرین ویحفظوا
فروجھم کا یہ مطلب ہے کہ واجب ہے اُنپر محفوظ رکھنا فروج کا اُس شے سے جو اُنپر حرام ہے
اور اُنکو حلال نہین ہے کسی نے کہا مراد چھپانا اپنی شرمگاہ کا ہے اُس شخص سے جسکو اُسکا دیکھنا
حلال نہین ہے اور دونون معنون کی مراد لینے سے کوئی مانع نہین ہے پس ہر ایک حفظ فرج کے
تحت مین داخل ہے کسی نے کہا کہ ابصار مین کلمۂ من آیا اور فروج مین نہین آیا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ
نظر مین وسعت کی گئی ہے کیونکہ نظر مین سے حرام نہین ہے مگر وہی جسکا استثنا کیا گیا ہے

کیا تم نہین دیکھتے کہ محارم بی بیون کے بالون کی طرف دیکھنے مین کچھہ برائی نہین ہے نہ اُن کے
سینون کی طرف نظر کرنے مین کچھہ خوف ہے اسیطرح وہ لونڈیان جو بیع کیواسطے پیش کیجاتی ہین
بخلاف حفظ فرج کے کہ اسمین تنگی کی گئی ہے کیونکہ فرج سے حلال نہین ہے مگر وہی جس کا
استثنا کیا گیا ہے کسی نے کہا کہ کل غض بصر مثل متعذر و مشکل کے ہی بخلاف حفظ فرج کے
کیونکہ یہ علی الاطلاق ممکن ہے ابو العالیہ نے کہا ہے کہ جہان کہین قرآن شریف مین حفظ
فرج کا ذکر ہے سو اُس سے مراد محفوظ رکھنا اُسکا ہے زنا سے مگر اس جگہ کیونکہ یہان اُس سے
مراد پردہ کرنا ہے یہانتک کہ غیر کی نگاہ اُسپر نہ پڑے ذلک اشارہ ہے طرف غض بصر و
حفظ فروج کے ازکی لھم یعنی یہ کام بغایت پاک کرنیوالا ہے اُنکو چرک تہمت سے اور نہایت
صاف کرنیوالا ہے اُن کو متلبس و آلودہ ہونے سے ساتھہ اس رذیل خصلت کے ان اللہ
خبیر بما یصنعون یعنی اُنکے کام سے کچھہ بھی اُسپر مخفی نہین ہے تو وہ اُسپر اُنکو جزا دیگا اور
اسمین وعید ہے اُس شخص کو جو اپنی نگاہ کو نیچے نہین کرتا ہے نہ اپنی شرمگاہ کو محفوظ رکھتا ہے

وقل للمؤمنٰت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن
الا ما ظھر منھا ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن ۪ ولا یبدین زینتھن الا لبعولتھن
او اٰبآئھن او اٰبآء بعولتھن او ابنآئھن او ابنآء بعولتھن او اخوانھن او
بنی اخوانھن او بنی اخوتھن او نسآئھن او ما ملکت ایمانھن او التابعین غیر
اولی الاربۃ من الرجال او الطفل الذین لم یظھروا علی عورٰت النسآء ۪ ولا
یضربن بارجلھن لیعلم ما یخفین من زینتھن ۭ وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المؤمنون
لعلکم تفلحون ○ اور کہدے ایمان والیون کو نیچی رکھین ٹک اپنی آنکھین اور رکھا متی رہین
اپنے ستر اور نہ دکھاوین اپنا سنگار مگر جو کھلی چیز ہے اُسمین سے اور ڈالین اپنی اوڑھنی اپنے
گریبان پر اور نہ کھولین اپنا سنگار مگر اپنے خاوند کے آگے یا اپنے باپ کے یا اپنے خاوند
کے باپ کے یا اپنے بیٹے کے یا خاوند کے بیٹے کے یا اپنے بھائی کے یا اپنے بھتیجون کے یا
اپنے بھانجون کے یا اپنی عورتون کے یا اپنے ہاتھ کے مال کے یا کمیرون کے جو مرد کچھہ غرض
نہین رکھتے یا لڑکون کے جنھون نے نہین پہچانے عورتون کے بھید اور نہ دھمک دین اپنے

پانون سے کہ جانا جاوے جو چھپاتی ہین اپنا سنگار اور توبہ کرو اللہ کے آگے سب ملکر ای ایمان
والو شاید تم بھلائی پاؤ ف سنگار مین سے کچھ چیز یا ایسی چیز کو کہا جیسے چٹے کپڑے اور نئی
پاپوش یا یہ کہا کہ عورت کو مونہہ تھوڑا سا اور پاتھہ کی انگلیان اور پانون کا پنجہ کھولنا درست
ہے ناچاری کو پھر پاتھہ کی منہدی کہلے یا آنکہہ کا کاجل یا انگلی کا چھلا اور باقی بدن اور گہنا
ڈہانکنا ضرور ہے غیر سے مگر اپنے محرمون سے چھاتی سے زانو تک اور اپنی عورتین جو نیک چال کی
ہون انسے بہی اتنا ضرور ہے اور بدراہ عورتون سے کنارا پکڑنا اور کمیرے جنکو غرض نہین وہ کہ
کماتے اور سونے مین غرق ہین شوخی نہین رکہتے اور لڑکا دس برس تک اور اپنا غلام بہی محرم
ہے بہت علما کی نزدیک اور پانون کے دہمکے سے معلوم ہوتے ہین گھونگرو یا گوجری اور
باریک کپڑا جس سے بدن نظر آوے ننگے برابر ہے اور اتنا بہی نہ کہلے تو بہتر ہے انتہے ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ امر ہے طرف سے اللہ پاک کے مومن بی بیون کو
اور غیرت ہے اسکی طرف سے واسطے اونکے خاوندون کے جو کہ اسکے مومن بندے ہین اور تمیز
ہے واسطے اونکے صفت سے زنان جاہلیت کے شان نزول اس آیت کریمہ کا وہ ہے جو مقاتل
بن حیان نے ذکر کیا ہے کہا واللہ اعلم ہمکو یہ بات پہونچی ہے کہ جابر بن عبداللہ انصاری نے
حدیث کی کہ اسماء دختر مرشدہ اپنی جگہ مین ۱۲ تہی یہ جگہ قبیلہ بنی حارثہ مین تہی پس عورتین اوس پر
داخل ہونے لگین اس حال مین کہ اپنے تہمدون کو خوب کسکر نہین باندہے تہی تو اونکے پانون
مین جو پائلین تہین وہ کہل جاتی تہین اور اونکے سینے اور اونکی مینڈیان ظاہر ہوتی تہین پس اسماء نے
کہا یہ کیا بری بات ہے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی قل للمومنات الآیہ پس معنی
یغضضن من ابصارهن کے یہ ہین کہ اللہ پاک نے جو اونکے غیر خاوندون کی طرف نظر کرنیکو اوپر
حرام کیا ہے اس سے اپنی آنکہین نیچی رکہین اسی لیے بہت سے علما اس طرف گیے ہین کہ
عورت کو جائز نہین ہے کہ اجنبی مردون کیطرف نظر کرے بشہوت و بغیر شہوت اصلا نظر کرنا
درست نہین ہے اور ان علما مین سے بہت سون نے اس حدیث سے احتجاج کیا ہے کہ حضرت
ام سلمہ و حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تہین بی بی ام سلمہ
کہتی ہین اس درمیان مین کہ ہم حضرت کے پاس تہے ابن ام مکتوم آئے تو آپ پر داخل ہوئے

۱۲ ابن کثیر مین یون ہے کانت فی محل لها فی بنی حارثة لیکن یہ مین تضعیف معلوم ہوتی ہے کیونکہ فتح البیان وغیرہ مین فی محل لها فی بنی حارثة ہے یعنی وہ اپنے خہاکے باغ مین تہی کہ قبیلہ بنی حارثہ مین تہا واللہ اعلم ۱۲ منہ

یہ قصہ بعد اسکے تہا کہ ہمکو پردے کا حکم ہو چکا تہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اُس سے پردہ کرو تو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا وہ اندہا نہین ہے نہ ہمکو دیکہتا ہے نہ ہمکو پہچانتا ہے آپنے فرمایا کیا اور تم دونون اندہی ہو کیا تم اُس کو نہین دیکہتی ہو رواہ ابوداود والترمذی من حدیث الزھری عن نبہان مولی ام سلمۃ انہ حدثہ ان ام سلمۃ حدثتہ الخ ثم قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح دوسرے علما اس طرف گیے ہین کہ نظر کرنا عورتون کا طرف اجنبی مردون کے بدون شہوت جایز ہے جیسا کہ صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم حبشیون کی طرف دیکہنے لگے اور وہ عید کے دن مسجد مین اپنی برچھیون سے کہیل رہے تہے اور حضرت عائشہ ام المومنین آپکے ورے سے اُن کی طرف دیکہتی تہین اور آپ اُن کو اُنسے چہپاتے تہے یہانتک کہ وہ ملول ہو گئین اور لوٹ گئین **قولہ تعالی** ویحفظن فروجہن **سعید بن جُبیر** نے کہا کہ محفوظ رکہین اپنے ستر کو فواحش سے **قتادہ** و سفیان نے کہا اُس چیز سے کہ اُن کو حلال نہین ہے **مقاتل** نے کہا کہ زنا سے **ابو العالیہ** نے کہا ہر آیت جو قرآن مین نازل ہوئی جسمین حفظ فروج کا ذکر ہے تو وہ زنا سے ہے مگر یہ آیت کہ اسمین حفظ فروج سے یہ مراد ہے کہ اُنکو کوئی نہ دیکہے یہ قول اول ہی گزر چکا ہے **قولہ تعالی** ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منہا یعنی ظاہر نکرین کسی شے کو زینت سے واسطے اجنبی مردون کے مگر وہ زینت جسکا چہپانا ممکن نہین ہے حضرت **ابن مسعود** رض نے کہا جیسے چادر اور ثیاب مراد اس سے وہ کپڑے ہین جنکا استعمال عرب کی عورتین کیا کرتی ہین یعنی مقنعہ جو کہ اُنکے کپڑون کو ڈہانک لیتا ہے اور جو کپڑون کے نیچے سے ظاہر ہو جاتا ہے اسمین اُنپر کوئی حرج نہین ہے کیونکہ اسکا چہپانا اُن کو ممکن نہین ہے و نظرۃ فی ثری النساء من ازارھا مما لا یمکن اخفاؤہ اُس قول کے قائل حضرت حسن و ابن سیرین و ابو الجوزی و ابراہیم نخعی وغیرہم بہی ہین **اعمش** نے بروایت سعید بن جُبیر حضرت ابن عباس سے ولا یبدین زینتھن الا ما ظھر منہا کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ اُسکا وجہ یعنی چہرہ اور دونون ہتیلیان اور انگوٹہے حضرت ابن عمر و عطاء و عکرمہ و سعید بن جُبیر و ابو الشعثاء

وضحاک و ابراہیم نخعی وغیرہم سے یہی مثل اسکے مروی ہے اور یہ محتمل ہے اس بات کو کہ تفسیر ہو زینت کی جسکے ظاہر کرنے سے اُنکو نہی کی گئی ہے جسطرح کہ ابو اسحق سبیعی نے عن ابی الاحوص عن عبداللہ روایت کیا ہے کہ عبداللہ نے ولا یبدین زینتھن کی تفسیر مین کہا ہے کہ زینت بالی ہے اور بازوبند اور خلخال یعنی پابرنجن اور قلادہ یعنی گردن بند وحمیل ایک روایت مین باین سند اُن سے یہ ہے کہ زینت دو ہین پس ایک زینت وہ ہے کہ نہین دیکھتا ہے اُسکو مگر خاوند وہ انگوٹھی ہے اور کنگن اور ایک وہ زینت ہے کہ اُسکو اجنبی دیکھتے ہین وہ یہی ظاہر کپڑے ہین زہری نے کہا ظاہر سرمہ کرین واسطے ان لوگونکے جنکا اللہ پاک نے نام لیا ہے اُنمین سے جن کے لیے وہ عورت حلال نہین ہے مگر کنگن اور اوڑھنیان اور بالیان بدون کھولنے کے رہے عام لوگ سو ظاہر نہین ہوتی ہین زینت سے مگر انگوٹھیان امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہی الا ماظہر منجملہ اُسکے انگوٹھی ہے اور خلخال اور احتمال ہے کہ حضرت ابن عباس اور اُنکے تابعین نے ارادہ کیا ہو تفسیر ماظہر منہا کا ساتھہ وجہ وکفین کے جمہور کے نزدیک مشہور یہی ہے اور اسکے واسطے استئناس کیا جاتا ہے ساتھہ اُس حدیث کے جسکو ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ اسماء حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوئین اور اُنپر باریک کپڑے تھے تو آپنے اُنسے اعراض فرمایا اور ارشاد کیا اے اسماء بیشک عورت جسوقت حیض کو پہونچ جاتی ہے تو لایق نہین ہے کہ دیکھا جاے اُس سے مگر یہ اور اشارہ فرمایا طرف چہرۂ مبارک اپنے کے اور طرف اپنی ہتیلیون کے لیکن ابوداؤد و ابوحاتم رازی نے کہا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے خالد بن دریک نے حضرت عائشہ سے سُنا نہین ہے واللہ اعلم **قولہ تعالیٰ** ولیضربن بخمرھن علے جیوبھن خمر سے مراد مقانع ہین عورتون کیواسطے وہ ایسی تنگ بنائی جائین کہ اُن کے سینون پر آپڑین تاکہ اپنے ماتحت کو چھپالین یعنی اُنکے سینے کو اور سینے کی ہڈیون کو چاہیے کہ زمان جاہلیت کے شعار کی مخالفت کرین کیونکہ وہ ایسا نہین کرتی تھین بلکہ اُنمین کی عورت اپنے سینے کو کھلے ہوئے درمیان مردون کے گزر کرتی تھی اُسکے سینے کو کوئی شے چھپاتی نہ تھی اور بسا اوقات اپنی گردن کو اور بالون کی مینڈیون کو ظاہر کرتی تھی اور اپنے کانون کی بالیونکو کھولدیتی

تھی پس اللہ پاک نے مومن بی بیون کو اس بات کا حکم دیا کہ اپنی ہیئات واحوال مین ستر کرین
جیسا کہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ہے یا ایھا النبی قل لازواجك وبناتك ونساء المؤمنین
یدنین علیھن من جلابیبھن ذلك ادنی ان یعرفن فلا یوذین اور اس
آیہ کریمہ مین یون ارشاد کیا ہے ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن خُمر جمع ہے خمار کی
خمار وہ ہے جس سے سر ڈہانکا جاتا ہے یہ وہ ہے جسکا نام لوگ مقانع رکھتے ہین سعید
بن جُبیر نے کہا ولیضربن ولیشددن بخمرھن یعنی کسکر باندہین اپنی اوڑہنیان علی
جیوبھن یعنی علی النحر والصدر یعنی اپنے پیش سینے پر اور سینے پر پس نہ دیکہی جاے
اُس سے کوئی شے بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرمایا
اللہ رحم کرے اگلی ہجرت کرنیوالی عورتون کو جبکہ اللہ نے ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن
نازل کیا تو انہون نے اپنی صوفہ کی پاڑونکو پہاڑ ڈالا پھر اُس سے خمار بنایا دوسرا لفظ بخاری
کا یہ ہے حضرت عائشہ فرمایا کرتی تہین کہ جب یہ آیت اُتری یعنی آیت مذکور تو اُنہون نے
اپنی تہمدون کو لیا پھر اونکو حواشی کی جانب سے پہاڑا پھر اُنکا خمار بنایا ابن ابی حاتم نے
صفیہ بنت شیبہ سے روایت کیا ہے کہا ایک وقت ہم نزدیک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے
تھے پس ہمنے قریش کی عورتون کا اور اُن کی فضیلت کا ذکر کیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا بیشک
واسطے زنان قریش کے البتہ فضل ہے اور بیشک مین نے واللہ نہین دیکہا افضل زنان انصار
سے سخت تر واسطے تصدیق کتاب اللہ کے اور نہ سخت تر از روے ایمان کے ساتھ تنزیل
کے البتہ مقرر نازل کی گئی سورۂ نور ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن تو لوٹ گیے مرد اونکی
طرف اُنکے پڑہتے ہوئے اُنپر وہ شے جو طرف اُنکے نازل کی گئی اُسمین اور پڑہتا مرد اپنی بی بی
پر اور اپنی بیٹی پر اور اپنی بہن پر اور اپنی ہر قرابت والی پر پس اُن مین سے کوئی عورت نہ تہی مگر وہ
اُٹھ کہڑی ہوئی اپنی مرط مرحل کی طرف پہر اُسکے ساتھ اعتجار کیا یعنی اُسکی اوڑہنی بنائی سر پر
ڈالنے کیواسطے تصدیق وایمان کے ساتھ اُس شے کے جسکو اللہ نے اپنی کتاب سے نازل
فرمایا پس وہ آئین صبح کی نماز مین پیچہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حال مین کہ اوڑہنیان
اوڑہے ہوئے تہین گویا اُنکے سرون پر کوے ہین ورواہ ابوداؤد من غیر وجہ عن

۱ اسکی کمی اپنی عورتون کو اور اپنی بیٹیون کو اور مسلمانون کی عورتون کو کہ نیچی نکالین اپنے اوپر تھوڑی سی اپنی چادرین اسمین گناہ ہے تو یہی بات بہتر ہے کہ کوئی نہ پہچانے ۱۲ منہ

۲ مرط چادر عادر صوف کی ہوتی ہے یعنی اسپر کپڑا دون کی صورتین منقوش تہین یا مرحل جس پر کہ ہے یعنی دیگون کی صورتین اسپر منقش تہین ۱۲ منہ

۳ اعتجار بجر فائدہ صحیحہ بالکسر پگڑی کو کہتے ہین زنان قریش کو اوڑہنی سے جسکو سر پر اوڑہتی ہے ڈالنے کہا ۱۲ منہ

۴ چونکہ اوڑہنی ڈالنے سے اُن کی صورت ایسی معلوم ہوتی تہی جیسے کوے ہوتے ہین

صفیۃ بنت شیبۃ بہ ابن جریر کا لفظ حضرت عائشہ سے یہ ہے اللہ رحم کرے اگلی
ہجرت کرنیوالی عورتوں کو کہ جسوقت اللہ نے ولیضربن بخمرھن علی جیوبھن نازل فرمائی
تو انہون نے اپنی موٹے کپڑے کی چادرون مین کی زیادہ تر گاڑھی چادر کو پھاڑا پھر اسکی اوڑھنی بنائی
ورواہ ابوداؤد من حدیث ابن وھب بہ **قولہ تعالیٰ** ولا یبدین
زینتھن الا لبعولتھن الآیہ یہ سب لوگ عورت کی محارم ہین اسکو جائز ہے کہ اپنی زینت
کو آپ ظاہر کرے لیکن بدون تبرج کے **ابن منذر** نے شعبی و عکرمہ سے اس آیت کی
تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اسکو پڑھا یہان تک کہ اُس سے فارغ ہوے اور کہا کہ چچا اور ماموں
کا ذکر نہین کیا اسواسطے کہ یہ دونون اپنے بیٹون سے نعت کرتے ہین یعنی اُسکا حلیہ اُنسے
بیان کرتے ہین عورت اپنی اوڑھنی نہ اُتارے نزدیک چچا اور ماموں کے رہا خاوند سو یہ
سب کچھ اُسی کیواسطے ہے پس اُسکے لیے بناؤ کرے سا تھہ اُس شے کے کہ غیر کے سامنے
وہ نہین ہوتی ہے **قولہ تعالیٰ** او نسائھن یعنی عورت اپنی زینت کو مسلمان عورتون
کے واسطے بھی ظاہر کرے ذمیون کی عورتون کے لیے اظہار زینت نہ کرے تاکہ وہ اپنے
مرد و نسوا اُسکا وصف نکرین اگرچہ اس بات کا خوف سب عورتون مین ہے مگر ذمیون کی عورتون
مین زیادہ تر ہے کیونکہ اُن کو اس سے کوئی مانع نہین ہے رہی مسلمان عورت سو وہ جانتی ہی کہ
یہ بات حرام ہے تو وہ اُس سے باز رہیگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مباشرت
نکرے عورت عورت سے کہ بیان کرے اُسکا اپنے خاوند سے گویا وہ طرف اُسکے دیکھہ رہا ہے
اخرجاہ فی الصحیحین عن ابن مسعود **سعید بن منصور** نے اپنے سُنن مین حارث
بن قیس سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ کو خط
لکھا اما بعد پس بیشک مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ کچھ عورتین مسلمانون کی عورتون مین سے ہمراہ
اہل شرک کی عورتون کے حمامون مین داخل ہوتی ہین سو تو اپنی طرف سے منع کردے پس حلال
نہین ہے واسطے کسی عورت کے جو ایمان لاتی ہے اللہ پر اور پچھلے دن پر یہ بات کہ نظر کرے
طرف اُسکی عورت کے مگر اہل ملت اُسکی یعنی عورت مسلمان **مجاہد** نے کہا کہ نسائھن مسلمان عورتین
ہین۔ مشرک عورتین اُنکی نساء سے نہین ہین مسلمان عورت کو جائز نہین ہے کہ مشرک عورت کی

ف۱ بترن کہتے ہین اظہار
زینت کو واسطے کو ہٹنے
سوا سے خاوند کے ۱۲
ف۲ مباشرت مباشرت
وطاست کو کہتے ہین
یعنی ایک عورت دوسری
عورت کے بدن کو چھوے
ایک کا بدن دوسرے
سے لگے ۱۲ منہ
ف۳ عورت کا زینت ظاہر کرنا جس سے
چچا کی بھاتی ہے بلکہ وہ
کمل جاے قرینہ کے
عورت تو ہین نان اور
گھنٹے کے ورد آزاد عورت
کل عورت ہے مگر منہ اور
دونون ہاتھ کو عین ملک
اور اُسکے نکلوے ہین
اختلاف ہے آزاد ہونی
مثل مرد کے ہے مکاتب
خدمت ہین جو کھلتا ہے
جیسے ہم دگر دن وکلان
سو یہ عورت نہین ہے اور
اُسکے ترہین خنوث ہین
اختلاف ہے کہ لاحق
بمجمع البحار ۱۲

ف۱ لیکن یہ احادیث صحیحہ کے خلاف ہے ۱۲ اصح صلی اللہ تعالے علیہ وسلم

روبرو بے ستر ہوجائے عبد الرزاق نے اپنی تفسیر مین عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس رضی اللہ عنہ اونسائہن کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا وہ مسلمان عورتین ہین کسی یہودیہ کے واسطے اُسکو ظاہر نکرے نہ کسی نصرانیہ کے اور وہ نحر ہے یعنی پیش سینہ اور بالی اور وشاح یعنی جیل حلال نہین ہے کہ اُسکو دیکھے مگر محرم سعید نے کہا حدثنا جریر عن لیث عن مجاہد مجاہد نے کہا مسلمان عورت نہ اُتارے اپنی اوڑہنی نزدیک کسی مشرک عورت کے کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے نسائہن پس وہ اُنکے نساء سے نہین ہے مکحول و عُبادہ بن الصامت سے مروی ہے کہ انہون نے مکروہ رکہا ہے اس بات کو کہ نصرانیہ و یہودیہ و مجوسیہ مسلمان عورت کا بوسہ لیوے رہی وہ حدیث جسکو ابن ابی حاتم نے ابن عطار عن ابیہ سے روایت کیا ہے کہ جسوقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس مین آئے تو اُن کی بی بیون کی دائی جنائیان یہودی نصرانی عورتین تہین سو اگر یہ صحیح قرار پائے تو حالت ضرورت پر محمول ہوگی یا یہ ہے کہ یہ بات باب امتہان سے ہے پہر یہ بات ہے کہ اسمین کچہہ کشف عورت نہین ہے بالضرور واللہ اعلم وما ملکت ایمانہن ابن جریج نے کہا یعنی مشرکون کی عورتون سے پس عورت کو جائز ہے کہ اپنی زینت اُن سے ظاہر کرے گو وہ مشرک ہے اسواسطے کہ وہ اُسکی لونڈی ہے سعید بن مسیب بھی اسیطرف گیے ہین اور اکثر لوگون نے کہا ہے بلکہ اُسکو جائز ہے کہ اپنی غلام لونڈی ہی پر ظاہر کرے اُس حدیث سے استدلال کیا ہے جسکو ابو داؤد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک غلام لائے آپ اُسکو اُنہین ہبہ فرما چکے تہے انس نے کہا اور حضرت فاطمہ پر ایک کپڑا تہا کہ جسوقت وہ اُسکو اپنے سر پر ڈالتی تہین تو اُنکے پاؤن کو نہین پہونچتا تہا اور جب اُس سے اپنے پاؤن ڈہانکتی تہین تو اُنکے سر کو نہین پہونچتا تہا پس جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس حالت کو دیکہا جو اُنہین پیش آرہی تہی تو فرمایا بیشک نہین ہے تجہپر کچہہ خوف انما ہو ابوک وغلامک یعنی یہان جو حاضر ہین سو وہ تیرے والد ہین اور تیرا غلام ہے حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ مین بذیل ترجمہ خدیج خصے مولی معاویہ کے ذکر کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعدہ فزاری سیاہ فام سخت گندم گون تہا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسکو واسطے اپنی دختر نیک اختر حضرت فاطمہ رضی اللہ

۵۱ عبادہ بن نسی مولی ہوسے ہین ابن کثیر مین اسنے سے والد اعلم ۱۲

۵۲ ذلت و خواری ۱۲

عنہا کے ہبہ فرمایا تھا سو اُنہون نے اُسکو پالا پرورش کیا پھر اُسکو آزاد کر دیا پھر وہ بعد اس سب کے
ایام جنگ صفین مین ہمراہ حضرت معاویہؓ کے لڑنے کو میدان مین آیا اور سب لوگون سے زیادہ تر
سخت تھا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر **امام احمد** نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
روایت کیا ہے انہون نے ذکر کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ اُنمین
سے کسی کا کوئی مکاتب غلام ہو اور اُسکے واسطے وہ شے ہو جسکو ادا کرے تو چاہیے کہ اُس سے
پردہ کرے وردہ ابو داؤد عن مسدد عن سفیان **قولہ تعالیٰ** اوالتابعین غیر
اولی الاربۃ من الرجال یعنی جیسے مزدور لوگ اور اَتباع فرمانبردار جو کہ ہمسر نہین ہین اور باوجود
اسکے اُنکی عقلون مین بیخودی و سرگشتگی ہے اور اُن کو عورتون کی طرف کسیطرح کا وہم و فکر و
خیال نہین ہے اور نہ وہ اُن کی خواہش رکھتے ہین حضرت **ابن عباس**رض نے فرمایا وہ مُغفّل
ہے جسکو کچھ شہوت نہین ہے **مجاہد** نے کہا وہ اَبلہ ہے یعنی نادان سلیم دل غافل از شر
عکرمہ نے کہا وہ مخنث ہی جسکا ذکر کٹا نہین ہوتا ہے اور اسیطرح سلف مین سے بہت سون
نے کہا ہے **صحیح** مین حدیث زہری عن عروہ عن عائشہ سے مروی ہی کہ ایک مخنث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بی بیون پر داخل ہوا کرتا تھا اور وہ اُسکو من غیر اولی الاربہ سی شمار
کیا کرتی تھین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے اور وہ ایک عورت کا وصف کر رہا
تھا کہتا تھا کہ وہ ایسی ہے کہ جسوقت[۵۱] مونہہ کرتی ہے تو چار بٹ لیکر مونہہ کرتی ہے اور جب پیٹھ
پھیرتی ہے تو آٹھ بٹ لیکر پیٹھ پھیرتی ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہ دیکھون
مین اسکو جانتا ہے اُس شے کو جو اس جگہ ہے یعنی عورتون کی کیفیت سے واقف ہے ہرگز وہ تمپر
داخل نہو پھر اُسکو نکالدیا تو وہ بَیدَا مین رہا ہر روز جمعہ مین کہانا مانگنے کو داخل ہوتا تھا **امام احمد** کا لفظ
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُنپر داخل ہوئے اور اُنکے
پاس عبد اللہ بن امیہ تھا اور مخنث وہ کہہ رہا تھا اے عبد اللہ اگر اللہ کل طائف کو تمپر فتح کر دے تو تو
دختر غیلان کو لینا کیونکہ وہ چار بٹ لیکر مونہہ کرتی ہے اور آٹھ بٹ لیکر پیٹھ پھیرتی ہے راوی نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو سُن لیا تو حضرت ام سلمہ سے فرمایا ہرگز یہ تجہپر داخل
نہو اخرجاہ فی الصحیحین عن ہشام بن عروۃ بہ **امام احمد** کا لفظ حضرت عایشہ رضی اللہ

[۵۱] اذا اقبلت اقبلت باربع واذا ادبرت ادبرت بثمان ۱۲

عنہا سے یہ ہے کہ ایک مرد مخنث ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوا کرتا تہا اور وہ اُسکو غیر اولی الاربہ سے شمار کیا کرتی تہین پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے اور وہ آپکی بعض بی بیون کے پاس تہا اور وہ ایک عورت کا وصف بیان کر رہا تہا سو اُسنے کہا کہ وہ جب موڑہ کرتی ہے تو چار بٹ لیکر موڑہ کرتی ہے اور جب پیٹہ پھیرتی ہے تو آٹھ بٹ لیکر پیٹہ پھیرتی ہے آپنے فرمایا مین نہ دیکہون اسکو یہ جانتا ہے اُس شے کو جو اسجگہ ہے ہرگز نہ تم پر داخل نہو پس اُس سے پردہ کیا و رواہ مسلم وابو داؤد من طریق عبد الرزاق بہ عن ام سلمۃ **قولہ تعالیٰ** او الطفل الذین لم یظہروا علی عورات النساء یعنی بسبب کم سنی کے عورتونکے احوال کو نہین سمجہتے ہین اور اُنکے بھیدون کو جانتے نہین ہین مثلاً عورتون کی نرم نرم باتین کرنا اور اپنی چال اور حرکات و سکنات مین نرمی کرنا ناز و ادا سے چلنا اُٹہنے بیٹہنے مین مٹکنا اسکے سوا اور امور جنکو مرد جانتے ہین بچے اُن سے واقف نہین ہوتے پس جب لڑکا ان باتون کو نہ سمجہے تو عورتون پر اُسکے داخل ہونیکا کچہہ خوف نہین ہے پہر اگر وہ مراہق ہو یا قریب بمراہق ہو باین طور کہ ان امور کو پہچانتا ہے اور اُنکو سمجہتا بوجہتا ہے اور درمیان بدصورت و خوبصورت عورت کے فرق کرتا ہے تو اُسکو عورتون پر داخل ہونیکی قدرت نہ دیجائے **صحیحین** مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپنے فرمایا ہے تم بچو عورتونپر داخل ہونے سے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ افرایت الحمو یعنی آپ ہمکو خبر دین دیور کی فرمایا الحمو الموت یعنی دیور تو موت ہے مطلب یہ ہے کہ اُس سے ضرور پردہ کرنا چاہیے **قولہ تعالیٰ** و لا یضربن بارجلہن الایہ زمانۂ جاہلیت مین عورت جب راہ مین چلتی تو اُسکی پانون مین ٹہوس خلخال ہوتی جسکی آواز معلوم نہوتی تو اپنے پانون کو زمین پر مارتی پس مرد اُسکی آواز کو سن لیتے تہے اسپر اللہ پاک نے ایسی بات سے منع فرمایا اور اسی طرح جب کوئی شے اُسکی زینت سے مستور ہو پہر وہ کوئی حرکت کرے تاکہ جو پوشیدہ ہے اُسکو ظاہر کرے تو وہ بھی اس نہی مین داخل ہے کیونکہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے و لا یضربن بارجلہن الی اخرہا اسی باب سے یہ ہے کہ عورت منع کی گئی ہے عطر ملنے خوشبو لگانے سے وقت نکلنے کے اپنے گہر سے کہ مرد اُسکی خوشبو سونگہین **ابو عیسی** ترمذی نے حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا ہے ہر آنکھ زانی ہے اور عورت جسوقت عطر ملے پھر کسی مجلس پر گزر کرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی زانیہ ہے قال فی الباب عن ابی ہریرۃ وھذا حسن صحیح ورواہ ابوداؤد والنسائی من حدیث ثابت بن عمارۃ بہ **ابوداؤد** نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنکو ایک عورت ملی تو اُس سے خوشبو سونگھی اور اُسکے دامن کا ایک بگولا تھا تو ابوہریرہ نے کہا اے لونڈی جبّار کی تو مسجد سے آئی کہا ہاں اُس سے کہا تو نے خوشبو لگائی کہا ہاں کہا بیشک مین نے اپنے دوست ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا ہے کہ فرماتے تھے قبول نہین کرتا ہے اللہ نماز اُس عورت کی جسنے خوشبو لگائی واسطے اس مسجد کے یہانتک کہ وہ لوٹے پھر غسل کرے مثل غسل جنابت کے ورواہ **ابن ماجۃ** عن ابی بکر بن ابی شیبۃ عن سفیان ھو ابن عیینۃ بہ **نیز ترمذی** نے میمونہ بنت سعد سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے رفلہ[۵۱] زینت مین اپنے غیر اہل مین مثل تاریکی کے ہے روز قیامت کو کہ اُسکے واسطے کسی طرح کا نور نہین ہے **نیز** اسی باب سے یہ ہے کہ عورتین منع کی گئی ہین بیچ رستے مین چلنے سے کیونکہ اسمین تبرج ہے یعنی خاوند کے سوا غیر کیواسطے زینت کا ظاہر کرنا ہے **ابوداؤد** نے ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا اور آپ مسجد سے نکلنے والے تھے اور مرد عورتون کے ساتھ راہ مین مل جُل گیے تھے تو آپ نے فرمایا عورتونسے کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ پس بیشک تمہارے واسطے یہ بات نہین ہے کہ تم راہ کو مجعد کرو یعنی تنگ تم تو راہ کے کنارون کو لازم پکڑو پھر عورت دیوار سے چپکی جاتی تھی یہانتک کہ اُسکا کپڑا دیوار سے اُلجھ جاتا تھا مارے اُس کے چپکنے کے دیوار سے **قولہ تعالیٰ** وتوبوا الی اللہ جمیعا ایھا المومنون لعلکم تفلحون یعنی اللہ پاک نے جو تمکو ان صفات جمیلہ و اخلاق جلیلہ کا امر فرمایا ہے تم اُنکو کرو اور جن اخلاق وعادات وصفات رذیلہ پر اہل جاہلیت قائم تھے اُن کو چھوڑ دو کیونکہ ہر قسم کی فلاح اُسی کام کے کرنے مین ہے جسکا اللہ و رسول نے حکم دیا ہے اور چھوڑنے مین اُس کام کے جس سے اُنہون نے منع فرمایا ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ ھو المستعان وعلیہ لا علی غیرہ فی جمیع الامور التکلان انہ ھو الحی القیوم القیوم

۵۱ رفلہ وہ عورت ہے جو اپنے لباس مین اکڑکر نازسے چلتی ہے رفل کہتے ہین دامن کو ۱۲ مجیح

استغفرہ واتوب الیہ اللھم اغفر لنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم آمین

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے جو عورتون کو اس خطاب کے ساتھہ خاص فرمایا سو بطور تاکید کے ہے کیونکہ وہ زیر خطاب مومنین تغلیبا داخل ہین جسطرح کہ ساری خطابات قرآنیہ مین وہ داخل ہوتی ہین کلمۂ یغضضن مین تضعیف ظاہر ہوئی اور یغضوا مین نہوئی اسواسطے کہ لام فعل اوّل کا متحرک ہے اور ثانی کا ساکن ہے اور دونون فعل موضع جزم مین ہین اس بنا پر کہ امر کے جواب ہین اللہ پاک نے دونون جگہ غض کے ساتھہ ابتدا کی قبل حفظ فرج کے اسواسطے کہ نظر وسیلہ ہے طرف عدم حفظ فرج کے اور وسیلہ مقدم ہوتا ہے متوسل الیہ پر غرضکہ اللہ پاک نے مؤمنین و مؤمنات کو نظر نیچی کرنیکا امر فرمایا ہے سو مرد کو حلال نہین ہے کہ عورت کی طرف نظر کرے نہ عورت کو حلال ہے کہ مرد کی طرف دیکھے کیونکہ عورت کا علاقہ مرد سے ویسا ہی ہے جیساکہ مرد کا عورت سے ہے اور قصد اُسکا اُس سے ویسا ہی ہے جیسا اُسکا قصد اُس سے ہی مجاہد نے کہا جسوقت عورت مونہہ کرتی ہے تو ابلیس اُسکے سر پر بیٹھتا ہے پھر اُسکو زینت دیتا ہے واسطے اُس شخص کے جو نظر کرتا ہے اور جب پیٹھہ پھیرتی ہے تو اُسکے سرین پر بیٹھتا ہے پھر اُسکو زینت دیتا ہے واسطے اُس شخص کے جو دیکھتا ہے **فائدہ** اس آیت کریمہ مین پچیس ضمیر ین مؤنث کی ہین کوئی مرفوع کوئی مجرور قرآن شریف مین اسکا نظیر نہین پایا گیا **ف** حفظ فرج کے باب مین بخاری واہل سنن وغیرہم نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے عرض کیا یارسول اللہ عورا تنا ماناتی منہا وما نذر یعنی ہم سترون کو کس سے ستر کرین کس سے کشف کرین فرمایا محفوظ رکھہ اپنی عورت کو مگر اپنی بی بی سے اور لونڈی سے مین نے عرض کیا یا نبی اللہ جبکہ قوم بعض بعض مین ہون یعنی ازدحام ہو تو کیا کرون فرمایا اگر تو اسکی طاقت رکھے کہ کوئی اُسکو نہ دیکھے تو چاہیے کہ اُسے نہ دیکھے مین نے عرض کیا جبکہ ایک ہمارا تنہا ہو فرمایا پس اللہ زیادہ تر حقدار ہے لوگون سے اس بات کا کہ اُس سے شرم کیجاے اس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہوئین ہین چنانچہ بعض اول گزر چکین **ف** زینت وہ شے ہے جسکے ساتھہ سنگار کیا جاتا ہے زیور وغیرہ سے جیسے خلخال پائل اور منہدی پانون مین کنگن پہونچی مین بالی کان مین قلائد گردن مین پس عورت کو ان چیزون کا ظاہر کرنا جایز نہین ہے نہ اجنبی کو انکا دیکھنا

درست ہے پھر اللہ پاک نے اس نہی سے الا ما ظہر منہا کو استثنا فرمایا یعنی جس شے کے
ظاہر ہونے پر عادت و جبلت و طبیعت جاری ہوئی ہے اُسکے اظہار کا مضایقہ نہین ہی لوگون
نے ظاہر زینت مین اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا ہے سو حضرت ابن مسعود و سعید بن جبیر نے
کہا کہ وہ کپڑے ہین سعید نے مونہہ کو زیادہ کیا ہے عطاء و اوزاعی نے کہا مونہہ اور دونون
ہتیلیان حضرت ابن عباس و قتادہ و سعد بن مخرمہ نے کہا کہ سرمہ و انگوٹھی اور کنگن اور منہدی
کا رنگ ہی ہتیلی مین نصف ساق تک اور مثل اسکے پس عورت کو جائز ہے کہ انکو ظاہر کرے
ابن عطیہ نے کہا کہ عورت اپنی زینت سے کسی شے کو ظاہر نکرے اور ہر شے کو اپنی زینت سے
مخفی رکھے اور زینت سے جو شے ظاہر ہو جاتی ہے سو اسمین استثنا بحکم ضرورت واقع ہوا ہے
مخفی رہے کہ ظاہر نظم قرآنی کا نہی ہے ظاہر کرنے سے زینت کے مگر جو اُس سے ظاہر ہو جائے
جیسے چادر اور اوڑھنی اور مثل انکے زیور وغیرہ سے جو ہتیلی اور دونون قدمون مین ہوتا ہے اگر
مراد زینت سے مواضع زینت ہونگے تو استثنا راجع ہوگا طرف اُس شے کے جسکا ستر عورت پر
شاق ہوتا ہے جیسے ہتیلیان اور دونون قدم اور مثل انکے اور اسیطرح جبکہ نہی اظہار زینت سے
مستلزم ہوگی نہی کو اظہار مواضع زینت سے بفحوائے خطاب تو بھی استثنا محمول ہوگا انہین دو
موضع پر جنکا ذکر ہمنے کیا ہے اور جبکہ زینت مشتمل ہو مواضع زینت کو اور اُسکو جسکے ساتھ عورتین
زینت کرتی ہین تو بات ظاہر اور استثنا سب سے ہوگا **قرطبی** نے اپنی تفسیر مین کہا ہے کہ زینت دو
قسم ہے ایک تو خلقی ہے یہ زینت عورت کا مونہہ ہے کیونکہ اصل زینت یہی ہے دوسری زینت
مکتسبہ ہے یہ وہ زینت ہے جو خود عورت اپنے خالق کے حسین بنانے مین کرتی ہے مثلاً لباس
و زیور و سرمہ و منہدی سے اپنے آپ کو خوبصورت بناتی ہے **قولہ تعالیٰ** ولیضربن
زینتکو اسی باب سے ہی حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے فرمایا زینت کنگن اور بازو بند و
خلخال و بالی و گردن بند ہے الا ما ظہر منہا فرمایا کپڑے ہین اور چادر دوسری روایت مین اُنسے
یہ ہے کہ زینت دو ہین ایک ظاہر زینت اور ایک باطن زینت جسکو سوائے خاوند کے اور کوئی
نہین دیکھتا ہے رہی ظاہر زینت سو وہ کپڑے ہین اور باطن زینت سرمہ و کنگن اور انگوٹھی ہے
تیسری روایت مین اُنسے یہ ہے کہ ظاہر زینت کپڑے ہین اور مخفی زینت دونون پائل اور بالیان

لہ ۱۲ منہ

اور کنگن ہین حضرت ابن عباس سے مروی ہے فرمایا سرمہ وانگوٹھی اور بالی اور گردن بند دوسرا لفظ اُنسے یہ ہے کہ منہدی ہتیلی کی اور انگوٹھی ہے حضرت ابن عمر سے مروی ہے فرمایا زینت ظاہرہ مونہہ ہے اور دونون ہتیلیان حضرت ابن عباس نے الا ما ظھر منھا کے تفسیر مین فرمایا کہ اُس کا مونہہ ہے اور دونون ہتیلیان اور انگوٹھی دوسرا لفظ یہ ہے کہ رقعۂ وجہ[۵۱] اور باطن کف حضرت عائشہ سے کسی نے زینت ظاہرہ کا پوچھا تو فرمایا قلب[۵۲] وفتح ہے اور کنارۂ آستین کو ملایا غرضکہ عورت کو جو اسقدر بدن کھولنے مین رخصت دی گئی سو اس لیے کہ اُسکو اس سے چارہ نہین ہے کہ اپنے دونون ہاتھون سے کام کاج کرے اسیطرح مونہہ کھولنے سے بھی مفر نہین ہے خصوصاً گواہی ومحاکمہ ونکاح مین اور وہ مضطر ہوتی ہے طرف چلنے کے رستون مین اور طرف کھلنے قدمون کے خاصکر جو عورتین فقیر محتاج ہین اُن کو تو بے اسکے زندگی بسر کرنا بغایت مشکل ہے علامہ محلی نے کہا ہے فیجوز نظرہ یعنی عورت سے جو شے ظاہر ہوتی ہے اجنبی کو طرف اُسکے نظر کرنا جائز ہے اگر فتنے کا خوف نہو ایک وجہ مین دو وجہون سے دوسری وجہ یہ ہے کہ نظر حرام ہے اس لیے کہ فتنے کا مظنہ ہے اور اسی وجہ کو ترجیح دی گئی ہے واسطے قطع کرنے باب نظر کے تفاصیل احوال سے جیسے خلوت کرنا ساتھ اجنبی عورت کے ف ولیضربن کو جمہور نے باسکان لام امر پڑہا ہے اور ابو عمرو نے بکسر لام پڑہا ہے بنا بر اصل کیونکہ اصل لام امر کے کسرہ ہے یہ قرارت حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے بخمرھن کو جمہور نے بضمتین پڑہا ہے اور طلحہ بن مصرف نے بسکون میم خُمر جمع ہے خمار کے خمار وہ ہے جس سے عورت اپنے سر کو ڈہانکتی ہے اسی مادے سے ہے اِختمرت المرأۃ وتخمرت یعنی عورت نے اپنے سر کو اوڑہنی سے ڈہانکا علی جیوبھن کو جمہور نے بضم جیم پڑہا ہے ابن کثیر وبعض کوفیون نے بکسر جیم بہت سے متقدم نحوی اس قرارت کو جائز نہین رکھتے ہین زجاج نے کہا جائز ہے کہ ضمی سے کسرہ بدلا جاے رہی وہ بات جو حمزہ سے مروی ہے کہ درمیان ضم و کسر کے جمع کیا جائے سو یہ محال ہے انسان اسکے بولنے کی قدرت نہین رکھتا ہے مگر بطریق ایماء جیوب جمع ہے جیب کی جیب کہتے ہین موضع قطع کو درع وقمیص سے ماخوذ ہے جوب بمعنی قطع سے کسی نے کہا مراد جیب سے اس جگہ جای جیب ہے وہ گردن ہوئی ورنہ جیب اصل مین کرتے کے

[۵۱] صفحہ ۱۲۰ ہ ۱۲
[۵۲] قلب کنگن اور فتح جو ہے فتح کی فتحہ کہتے ہین بڑی انگوٹھی جو ہاتھ مین پہنی جاتی ہے یا سرمہ دانی کی انگوٹھی ۱۲ منہ

طوق کو کہتے ہین یہان ضرب کو کلمہ علی سے متعدی کیا اسواسطے کہ ضرب متضمن ہے معنی القاء کو
القاء کہتے ہین ڈالنے کو اور القا کے محل مین علی آتا ہے لفظ ضرب مین مبالغہ ہے القا مین جسکے
معنی الصاق کے ہین غرض یہ ہے کہ اوڑھنے کو خوب چپکا کر کسکر ڈالین کہ بدن کو اچھی طرح
چھپا وے کہلے نہین حرف با بخمرھن مین زائد ہے یا واسطے تبعیض کے ہی یعنی بعض اوڑھنی
کو اپنے گریبان پر ڈال لین مفسرین نے کہا ہے کہ جاہلیت کی عورتین اوڑھنیان اپنی پیچھے
لٹکا دیا کرتی تھین اور انکے گریبان آگے سے وسیع ہوتے تھے تو انکے سینے کی ہڈیان اور
گردن بند کھل جاتے تھے اسلیے مومن عورتون کو حکم ہوا کہ اپنی اوڑھنیان گریبانون پر ڈال لین تاکہ
جو شے اس سے کھلجاتی تھی وہ چھپا دی جاے جمہور نے جیوب کی وہی تفسیر کی ہے جو ہم ذکر کر آئے
ہین یعنی حقیقی جیوب کے وہی ہین قتادہ نے یون کہا کہ مراد جیوب سے صدور ہین تو اس بنیاد پر
آیت مین مضاف محذوف ہوگا ای علی مواضع جیوبھن یعنی اوڑھنیون کو گریبانون کی جگہون
پر ڈالین وہ عورتون کے سینے ہوے ف ولا یبدین زینتھن یعنی ظاہر نکرین مواضع
زینت باطنہ کہ یہ مواضع زینت سواے مونہہ اور ہتیلیون کے ہین جیسے سینہ اور پنڈلی اور سر اور
مثل اس کے خطیب نے کہا مراد وہ زینت خفی ہے جسکا کھولنا عورتون کو نماز مین مباح نہین ہے
نہ واسطے اجنبی مردون کے مباح ہے ابو السعود نے کہا تکرار نہی کی اسواسطے کی ہے کہ منظور
استثنا کرنا ہے بعض مواضع رخصت کا باعتبار ناظر کے بعد اسکے کہ بعض مواردضرورت کا
استثنا کیا باعتبار منظور کے پس فرمایا الا لبعولتھن یعنی چادر اور اوڑھنی کو نہ اتارین مگر واسطے
اپنے خاوندون کے کلام عرب مین بعل کہتے ہین خاوند وسید ومالک کو خاوندون کا ذکر سب سے
پہلے اس لیے کیا کہ مقصود بہ زینت وہی ہین اور اسواسطے کہ بی بی اور لونڈی کا کل بدن خاوند
کیواسطے حلال ہے اسی کی مثل یہ آیہ کریمہ ہے والذین ہم لفروجھم حافظون الا
علی ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین پھر جب اللہ پاک نے خاوندون کا
استثنا کیا تو بعد اسکے ذوی الارحام کا استثنا فرمایا پس ارشاد کیا او آبائھن الی قولہ او بنی اخواتھن
پس عورتونکے واسطے جائز کیا کہ ان لوگون سے زینت باطنہ کا اظہار کرین کیونکہ درمیان انکے
اور عورتون کے کثرت مخالطت ضروری ہوتی ہے اور انکی جانب سے فتنے کا خوف نہین ہوتا

لہ اور جو بی نہین کی جگہ تمہارے تہین مگر اپنی جورؤن سے یا اپنے ہاتھ کے مال کے سورۂ نحل مین ہے الا علی ازواجھم

ہے اس لیے کہ طبیعتون مین رشتہ دار قریب عورتون کے چھونے سے نفرت واقع ہوئی ہے
حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ امہات مومنین کی
طرف نظر نہین فرماتے تھے کیونکہ وہ اسطرف گیے کہ خاوندونکے بیٹون کا ذکر اُس آیت مین
نہین آیا ہے جو کہ حق مین ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے وہ آیت کریمہ یہ ہے لاجناح
علیھن فی اٰبائھن الآیہ مراد ابناے بعولہ سے خاوندون کے اولاد ذکور ہی قولہ تعالے
او ابنائھن مین اولاد کی اولاد داخل ہے اگرچہ نیچے درجے کے ہون اور اولاد بیٹیونکی گو نیچے
درجے کے ہون اور اسیطرح خاوندونکے باپ اور باپون کے باپ اور مائون کے باپ اگرچہ
اوپر درجے کے ہون اور اسیطرح خاوندونکی بیٹی اگرچہ نیچے درجے کی ہون اور اسیطرح بھائی بہنون
کے بیٹے جمہور اس طرف گیے ہین کہ چچا اور مامون مثل باقی محارم کے ہین جواز نظر مین طرف
اُس شے کے جو اُنکو جائز ہے شعبی وعکرمہ اس طرف گیے ہین کہ چچا اور مامون محارم سے
نہین ہین کرخی نے کہا ہے کہ چچاؤن مامُون کا ذکر اسلیے نہ کیا کہ زیادہ تر احتیاط یہی ہے کہ اُنسے
پردہ کرین اس خوف سے کہ اپنے بیٹون سے اُن کا وصف کرینگے معنی یہ ہین کہ سارے رشتہ دار
مذکور ہمراہ باپ اور بیٹے کے مشترک ہین محرمیت مین مگر چچا اور مامون کے بیٹے یہ دلالات
بلیغہ سے ہی وجوب احتیاط مین اُنپر نسب مین رہی یہ بات کہ آیت مین ذکر رضاع کا نہین ہے سو
رضاع مثل نسب کے ہی معنی اونسائھن کے یہ ہین کہ وہ عورتین جو اُنسے خاص ہین اس جہت
سے کہ ایمان مین مشترک ہین خدمت یا صحبت کا تعلق اُنسے رکھتی ہین لونڈیان اسمین داخل ہین
اور کفار کی عورتین اس سے خارج ہین ذمی وغیر ذمی مسلمان عورتون کو حلال نہین ہے کہ اپنی زینت
اُنسے ظاہر کرین کیونکہ وہ حرج نہین جانتے ہین اُنکے وصف کرنے سے واسطے مردون کے
اُس مسئلے مین درمیان اہل علم کے خلاف ہے ف اوما ملکت ایمانھن یعنی غلامون کو نظر
کرنا اپنی مالک بی بیون کا جایز ہے مگر وہ جو درمیان ناف کے اور گھٹنے کے ہی پس غیر خاوندون
کو اسکا دیکھنا حرام ہے قالہ المحلی ظاہر آیت شامل ہے غلامون اور لونڈیون کو بدون فرق کے
درمیان اسکے کہ وہ مسلمان ہون یا کافر اہل علم مین سے ایک جماعت اسکی قائل ہے اور اسیطرف
حضرت عائشہ وام سلمہ وابن عباس وامام مالک رضی اللہ عنہم گئے ہین سعید بن مسیب نے کہا ہے کہ

۱۲ گناہ نہین اُن عورتون کو سامنے کا اپنے باپون سے اور نہ اپنے بیٹون سے اور نہ اپنے بھائیون سے اور نہ اپنے بھائی کے بیٹون سے اور نہ اپنی بہن کے بیٹون سے اور نہ اپنی عورتون سے اور نہ اپنے ہاتھ کے مال سے اور ڈرتی رہو اللہ سے بیشک اللہ کے سامنے ہے ہر چیز ۱۲

یہ آیت تمکو دھوکے مین نہ ڈالے اس سے جو مراد ہین سو وہ لونڈیان ہین غلام اس سے مراد نہین ہین شعبی مکروہ جانتے تھے اس بات کو کہ غلام مملوک اپنے مالک بی بی کے بالون کو دیکھے یہ قول عطاء و مجاہد و حسن و ابن سیرین کا ہے اور حضرت ابن مسعود سے بھی مروی ہے حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن جریج بھی اسکے قائل ہین حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا کچھہ خوف نہین ہے کہ غلام اپنی مالک بی بی کے بال دیکھے سلیمان جمل نے اپنے شیخ سے نقل کیا ہے کہ عورتون کو جایز ہے کہ غلامون کے واسطے اپنا بدن کہولین سوائے مابین ناف اور گھٹنے کے اور غلامون کو بھی جایز ہے کہ اُسکو دیکھین اور اُنکے واسطے اپنے بدن کہولین سوائے مابین ناف اور گھٹنے کے لیکن بشرط عفت و پارسائی کے اور بدون شہوت کی جانبین سے ف او التابعین غیر اولی الاربۃ من الرجال جمہور نے کلمہ غیر کو نجر پڑھا ہے اور ابو بکر و ابن عامر نے نصب بنا بر استثنا کسی نے کہا بنا بر قطع اور من الرجال محل نصب مین ہے بنا بر حال اصل اربۃ وَاَرَبۃ و مَاَرُبۃ کی حاجت ہے جمع اسکی مآرب آتی ہے یعنی حوائج اسی باب سے یہ آیۂ کریمہ ہے ولی فیہا مآرب اخری کسی نے کہا کہ مراد غیر اولی الاربۃ من الرجال سے احمق لوگ ہین جنکو عورتون مین کچھہ حاجت نہین ہوتی ہے کسی نے کہا اُبلہ لوگ صاف سینہ صاف دل کسی نے کہا عنین یعنی نامرد کسینے کہا خصی کسی نے کہا مخنث کسی نے کہا شیخ کبیر یعنی بڑا بوڑہا کسی نے کہا مجبوب حضرت ابن عباس نے آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے یہ وہ شخص ہے جس سے عورتین شرماتی نہین ہین دوسرا لفظ ان کا یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے کہ قوم کے تابع رہتا ہے اور اپنی عقل مین منفعل ہے عورتون کی پروا نہین کرتا ہے اور نہ اُنکی خواہش رکھتا ہے تیسرا لفظ انکا یہ ہے کہ زمانۂ اول مین ایک شخص کسی شخص کے تابع ہوتا اُسپر عار و ننگ نکرتا اور نہ عورت اس سے ڈرتی کہ اپنی اوڑھنی نزدیک اُسکے اتارے یہ وہ احمق ہے جسکو عورتون مین کوئی حاجت نہین ہے چوتھا لفظ ان کا یہ ہے کہ وہ مخنث ہے جسکا ذکر کھڑا نہین ہوتا ہے شامل مین کہا ہے خصی کو حلال نہین ہے نظر کرنا یہانتک کہ بوڑہا ہو جاوے ہرم کو پہونچ جاوے اور اُسکی شہوت جاتی رہے اسیطرح مخنث کا حال ہے اسی کے قائل قاضی ابو الطیب صاحب

۱۵ اور یہ سب اسمین کیے کلمہ ہین ۱۲

۱۶ عنین وہ ہے جسکا ذکر جماع کیوقت مڑ جاتا ہے جماع پر قدرت نہین رکھتا ہے خصے وہ ہے کہ اُسکے خصیے کچلدیے ہین اور ذکر باقی ہے مخنث وہ ہے کہ بتکلف عورتون کی مشابہ بنتا ہے بات چیت اور لباس وغیرہ مین مجبوب وہ ہے جسکا ذکر کاٹ دیا گیا اور خصیے باقی ہین ۱۲

شامل کے شیخ ہین ابو مخلد بصری نے خصی و مخنث مین دو وجہ کا اطلاق کیا ہے مجاہد و عکرمہ و
شعبی نے کہا ہے کہ مراد تابعین سے وہ لوگ ہین جو قوم کے تابع ہوتی ہین پر اُنکے کہانے
سے پہونچتی ہین سوائے اسکے اور کوئی قصد اُنکا نہین ہوتا اور عورتون مین اُنکو کچھ حاجت
نہین ہوتی ہے فتح البیان و فتح القدیر مین بعد ذکر خاص قولون کے یون کہا ہے کہ اس
تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے بلکہ مراد آیت سے ظاہر آیت ہے یہ وہ لوگ ہین کہ گھر والون
کے بچے ہوئے کہانے مین تابع ہوتے ہین اور عورتون مین اُنکو کوئی حاجت نہین ہوتی اور
نہ اُن سے یہ حاجت کسی حال مین حاصل ہوتی ہے پس جو شخص اس صفت کا ہے تو وہ اون
مین داخل ہے اور جو اس وصف کا نہین ہے وہ اُن سے خارج ہے **ف** او الطفل الذین
لم یظھروا علی عورات النساء طفل کا اطلاق مفرد و مثنّی و مجموع پر ہوتا ہے یا مراد اُس سے
اس جگہ جنس ہے جو کہ موضع جمع مین رکھی گئی ہے اسپر دال یہ بات ہے کہ طفل کو موصوف
بوصف جمع کیا ہے مصحف اُبی رضی اللہ عنہ مین او الاطفال بصیغۂ جمع ہے انسان کو
طفل بولتے ہین جب تک کہ قریب ببلوغ نہو معنی لم یظھروا کے لم یطلعوا ہین ماخوذ ظہور
بمعنی اطلاع سے یہ قول ابن قتیبہ کا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ شہوت کی حد کو نہین پہونچے
ہین اسکے قائل فراء و زجاج ہین محاورے مین جبکہ تو کسی شے پر غالب و قاہر ہو تو یون کہے گا
ظہرت علیہ یعنی مین اُس شے پر غالب و قاہر ہو گیا معنی یہ ہین کہ وہ مطلع نہین ہوئے ہین عورات
نساء پر اور جماع کیواسطے اُن کا کشف نہین کیا ہے یا نہین پہونچے ہین حد شہوت کو واسطے جماع
کے یا اُنہون نے نہین پہچانا ہے ستر کو غیر ستر سے معنی حسن کی جہت سے کسی نے کہا نہین پہونچے
ہین زمانۂ قدرت کو وطی پر یہ معنی اس محاورے سے ماخوذ ہین کہ جب کوئی کسی پر قوی ہو جاتا
ہے تو بولتے ہین ظھر علی فلان کسی نے کہا کہ بالغ نہین ہوئے ہین جمہور کی قراءت عورات بسکون
واو ہے واسطے تخفیف حرف علت کے یہ لغت ہے جمہور و عامۂ عرب کا ابن عامر نے ایک
روایت مین بفتح واو پڑہا ہے اور ابن ابی اسحق و اعمش نے بھی اسی طرح پڑہا ہے اور حضرت
ابن عباس سے بھی یہ قراءت مروی ہے یہ لغت ہے ہذیل بن مدرکہ کا عورات جمع ہے عورۃ
کی عورۃ وہ شے ہے جس کے چھپانی کا آدمی اپنے بدن سے ارادہ کرتا ہے پھر عورۃ کا

استعمال قبل و دبر مین غالب کیا گیا ہے **علماء** نے اسمین اختلاف کیا ہے کہ سوائے مونہہ اور ہتیلیون کے اور بدن کا اطفال[۵۱] سے چھپانا واجب ہے یا نہین سو کسی نے یہ کہا کہ لازم نہین ہے اسواسطے کہ اُسپر تکلیف نہین ہے یہی قول صحیح ہے کسی نے کہا لازم ہے کیونکہ عورت کبھی خواہش کرتی ہے اسیطرح شیخ کبیر کی عورت مین اختلاف ہے جسکی شہوت ساقط ہوچکی ہے اولی بقاے حرمت ہے جیسے کہ پہلے تھے پس اُسکی عورت کی طرف نظر حلال نہین ہے اور نہ اُوسکو حلال ہے کہ اپنی عورت کا کشف کرے **حد عورت** مین علماء کا اختلاف ہے قرطبی نے کہا مسلمانون نے اجماع کیا ہے اس بات پر کہ سوائے تین یعنی قبل و دبر عورت مین مرد و عورت کی اور عورت کل عورت ہے مگر اُسکا مونہہ اور دونون ہاتھہ بنا بر خلاف جو اسمین ہے اکثر کا قول یہ ہے کہ عورت مرد کے ناف سے دونون گھٹنون تک ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے وہ زینت جسکو عورت ان لوگون کے واسطے ظاہر کرے وہ اُسکے بالے اور گردن بند اور کنگن ہے رہا اُسکا خلخال[۵۲] و معصد و نحر اور بال سو انکو ظاہر نکرے مگر واسطے اپنے خاوند کے اللہ پاک نے جن لوگون کا اس آیت مین استثنا فرمایا ہے وہ جملہ بارہ نوع ہین **ف** ولا یضربن بارجلھن الآیہ یعنی عورت دھمک نہ دے اپنے پاؤن سے تاکہ اُسکی خلخال کی آواز کو سُنے وہ شخص جو اُسکو مردون مین سے سنتا ہے تو جان جاے کہ وہ خلخال والی ہے کیونکہ یہ آواز منجملہ اُن چیزون کے ہے جو پیدا کرتی ہین مردون کے میل کو طرف عورتون کے اور ہم ڈالتی ہین اسبات کا کہ اُنکو میل ہے طرف مردون کے یہ حکم بند کرنا ہی واسطے باب محرمات کے اور تعلیم ہے احوط کی ورنہ عورتون کی آواز امام شافعی کے نزدیک عورت نہین ہے پھر اُنکی خلخال کی آواز کا کیا ذکر ہے زجاج نے کہا اس زینت کی آواز کا سننا اُسکے ظاہر کرنے سے بھی زیادہ تر شہوت کا محرک ہوتا ہے حضرت ابن عباس نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ ایک خلخال کو دوسرے سے کھٹکاے نزدیک مردون کے یا اُسکے پاؤن مین کئی خلخال ہون تو اُن کو مردون کے نزدیک حرکت دے پس اللہ پاک نے اس سے منع فرمایا کیونکہ یہ عمل سے ہے شیطان کے اور سُننا زینت کی آواز کا مثل اظہار زینت کے ہی اسی وجہ سے زیور کی آواز کا نام وسواس رکھا گیا ہے پس اس سے آگاہی بخشے اس بات

[۵۱] یعنی خود الطفال کا ستر عورت واجب ہے یا نہین ۱۲ منہ

[۵۲] خلخال پاؤن کا زیور ہے معصد بازو بند نحر سینہ ۱۲

پر کہ جسکے واسطے اُس سے نہی کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ جو زیور وغیرہ اُنپر ہے اُسکا اس سے
علم ہوجاے قرطبی مین ہے کہ جو کوئی عورت عورتون مین سے اس کام کو کرے اپنے زیور سے
خوش ہوکر تو یہ کام مکروہ ہے اور جو کوئی اُسکو کرے مردون کیواسطے تبرج و تعرض کرکے تو حرام
و مذموم ہے اسیطرح جو کوئی مرد اپنی جوتی سے زمین کو مارے اگر عُجب کی راہ سے کریگا تو حرام ہے
کیونکہ عُجب کبیرہ ہے اور اگر تبرج و اظہار کیواسطے کریگا تو حرام نہین ہے انتہی پھر اللہ پاک نے
اپنے بندون کو معاصی سے توبہ کرنے کا ارشاد کیا پس فرمایا وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہ المومنون
یعنی نظر ممنوع وغیرہ معاصی جو تم سے واقع ہوئی ہین تم سب ملکر اُن سے توبہ کرو اس آیت مین
حکم ہے توبہ کا درمیان مسلمانون کے وجوب توبہ مین خلاف نہین ہے اور اس بات مین کہ وہ
ایک فرض ہے فرائض دین سے کسی نے کہا کہ بندہ سہو سے خالی نہین رہتا ہے اور اللہ
پاک کے اوامر و نواہی مین قصور و فتور کرتا رہتا ہے اگرچہ کتنی ہی سعی و کوشش بجالائے اسی لیے
اللہ پاک نے سب کو توبہ کی وصیت فرمائی ہے سورۂ نساء مین توبہ پر کلام گزر چکا ہے کسی نے
کہا اس جگہ مراد توبہ سے توبہ کرنا ہے اُن کامون سے جو جاہلیت مین کیا کرتے تھے لیکن پہلا
قول اولی ہے کیونکہ سنت مین یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ اسلام اگلے کامون کو قطع کردیتا ہے
یعنی اسلام سے اول کے معاصی اسلام لانیسے سب نیست و نابود ہوجاتے ہین امر استکثار
توبہ مین حدیثین وارد ہوئی ہین کسی نے کہا ہے کہ سب سے بڑھکر نیازمند توبہ کا وہ شخص ہے جو
یہ وہم کرتا ہے کہ اُسکو توبہ کی طرف کوئی حاجت نہین ہے ظاہر آیت اسپر دال ہے کہ عصیان
ایمان کو منافی نہین ہے پھر اللہ پاک نے وہ بات ذکر کی جو بندون کو توبہ مین راغب کرے پس
ارشاد فرمایا لعلکم تفلحون یعنی شاید تم دنیا و آخرت کی سعادت کو فائز ہو یا نظر وغیرہ کے عذاب سے
نجات پاؤ بسبب قبول ہونے توبہ کے اُس سے آیت مین تغلیب ہے ذکور کی اناث پر جبکہ
اللہ پاک نے غض ابصار و حفظ فروج کا امر کیا تو بعد اُسکے نکاح کا ارشاد فرمایا جو کہ بندون کیواسطے
حلال ہے اور جس سے شہوت کی قضاے حاجت ہوتی ہے اور باعث زنا کی ساکن ہوجاتی ہین
اور بعد اُسکے سارے محرمات سے آنکھون کا نیچے کرنا آسان ہوجاتا ہے اور حرام سے شرمگاہ
محفوظ رہتی ہے پس ارشاد فرمایا وانکحوا الایامی منکم والصلحین من عبادکم وامائکم

ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ واللہ واسع علیم ○ اور بیاہ دو رانڈون
کو اپنے اندر اور جو نیک ہون تمہارے غلام اور لونڈیان اگر وہ ہونگے مفلس اللہ انکو غنی کریگا
اپنے فضل سے اور اللہ سمائی والا ہے سب جانتا ف رسول نے فرمایا ای علی تین کام
مین دیر نکر نماز فرض کا جب وقت آوے جنازہ جب موجود ہو رانڈ عورت جب مرد ملے
اُسکی ذات کا جو کوئی دوسرا خاوند کرنے کو عیب دے اُسکا ایمان سلامت نہین اور جو نیک
ہون لونڈی غلام یعنی بیاہ دینے سے مغرور نہو جاوین کہ تمہارا کام چھوڑ دین انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ امر ہے تزویج کا علما کا ایک گروہ اس طرف گیا ہے
کہ نکاح واجب ہے ہر اُس شخص پر جو اُسپر قدرت رکھتا ہے اُس حدیث شریف کی ظاہر سے
حجت پکڑی ہے کہ یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض
للبصر واحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیہ بالصوم فانہ لہ وجاء یعنی اے
گروہ جوانون کے جو شخص تم مین سے طاقت رکھے نکاح کی تو چاہیے کہ نکاح کرے پس بیشک
نکاح بہت نیچی کرنیوالا ہے نگاہ کو اور بہت محفوظ رکھنے والا ہے شرمگاہ کو اور جو شخص طاقت
نرکھے تو اُسپر لازم ہے روزہ پس بیشک روزہ واسطے اُسکے خصے ہونا ہے اخرجاہ فی
الصحیحین من حدیث ابن مسعود سنن وغیرہ مین کئی وجہ سے آیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم نکاح کرو بہت جننے والی عورت سے نسل بڑہاؤ پس بیشک
مین فخر کرنے والا ہون ساتھہ تمہارے امتون پر روز قیامت مین ایک روایت مین یون
ہے یہانتک کہ ساتھہ ادہورے بچے کے ایامی جمع ہے ایم کی ایم کہتے ہین اُس عورت کو
جسکا خاوند نہو اور اُس مرد کو جسکی بی بی نہو اور برابر ہے کہ اُسنے نکاح کیا ہو پہر مفارقت کی ہو یا کسی نے
اُن مین سے نکاح ہی نکیا ہو جوہری نے اہل لغت سے اسکو نقل کیا ہے محاورے مین بولتے
ہین رجل ایم وامراۃ ایم یعنی مرد اور عورت دونون پر ایم کا اطلاق کیا جاتا ہے قولہ تعالی
ان یکونوا فقراء علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اللہ نے بندون
کو نکاح مین ترغیب دی ہے اور آزاد مردون کو اور غلامون کو اُسکا امر کیا ہے اور اُسپر غنا کا وعدہ
اُن سے کیا ہے پس فرمایا اگر وہ مفلس ہونگے تو اللہ اُن کو غنی کردے گا اپنے فضل سے

ابن ابی حاتم نے سعید بن عبد العزیز سے روایت کیا ہے کہا مجھکو یہ بات پہونچی ہی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے تم اطاعت کرو اللہ کی اُس شے مین جسکا اُسنے تم کو امر کیا ہے نکاح سے وہ پورا کریگا واسطے تمہارے اُس شے کو جسکا اُسنے تم سے وعدہ کیا ہے غنا سے قال تعالی ان یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ حضرت ابن مسعود سے مروی ہے تم تلاش کرو غنا کو نکاح مین اللہ تعالی فرماتا ہے ان یکونوا الآیہ رواہ ابن جریر وذکر البغوی عن عمر نحوہ لیث نے بسند خود حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمی ہین کہ حق ہے اللہ پر مدد کرنا اُنکا نکاح کرنیوالا کہ ارادہ کرتا ہے پارسائی کا اور غلام مکاتب کہ ارادہ رکھتا ہے ادا کا اور غازی اللہ کی راہ مین رواہ الامام احمد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نکاح کرایا اُس شخص کا جس نے اپنے اوپر نپایا مگر اپنا تہمد اور قادر نہوا لوہے کی انگوٹھی پر اور باوجود اسکے پہر آپنے اُسکا نکاح کر دیا اُس عورت سے اور اُسکا مہر اُسپر یہ ٹہیرایا کہ اُسکو سکھا دے وہ قرآن جو اُسکے پاس ہی یعنی جتنا اُسکو قرآن یاد ہی وہ اُس عورت کو سکھا دے اللہ تعالی کے کرم ولطف سے یہ بات معلوم ہے کہ اُسکو اسقدر روزی عطا کریگا کہ اُسمین مرد وعورت کیواسطے کفایت ہوگی اور بہت سے لوگ جو یہ حدیث لاتے ہین کہ تزوجوا فقراء یغنکم اللہ سو اسکی کوئی اصل نہین ہے اور نہ مین نے اُسکو ابتک اسناد قوی سے دیکہا ہے نہ ضعیف سے قرآن شریف مین اور اسیطرح ان حدیثون مین جو ہمنے وارد کی ہین اس حدیث کے لانے سے غنا حاصل ہے ولہ الحمد والمنۃ ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ایم بتشدید وہ عورت ہے جسکا خاوند نہو اور وہ مرد ہے جسکی بی بی نہو پس لفظ ایم مرد وزن غیر متزوج کو شامل ہے جمع اسکی ایامیٰ آتی ہے اور اصل ایامیٰ کے ایایم ہے ابو عمرو وکسائی نے کہا ہی اہل لغت نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ایم اصل مین وہ عورت ہے جسکے خاوند نہو خواہ وہ بکر ہو یا ثیب ابو عبید نے کہا مرد وزن کو ایم کہتے ہین اکثر استعمال ایم کا عورتون مین ہوتا ہے مردون مین بطور استعارے کے ہی خطاب آیت مین آزاد عورتون کے ولیون کو اور لونڈیون کے مالکون کو ہے کسی نے کہا کہ خاوندون کو ہے پہلا قول زیادہ تر راجح ہے اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ

عورت اپنے نفس کا نکاح نکرے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے جس کسی عورت نے نکاح کیا بغیر اذن اپنے ولی کے تو نکاح اسکا باطل ہے اس کلمے کو تین بار فرمایا اخرجہ ابوداؤد والترمذی انہین دونون نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے نکاح مگر ساتھہ ولی کے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اس باب مین خلاف ہے سو انہون نے واسطے عورت کے جائز رکھا ہے نکاح کرنا اپنے نفس کا علما نے نکاح مین اختلاف کیا ہے کہ آیا مباح ہے یا مستحب یا واجب پس امام شافعی وغیرہ اول قول کی طرف گیے ہین اور امام مالک و امام ابوحنیفہ[۱] طرف ثانی کے تیسرے قول کی طرف بعض اہل علم گیے ہین بنا بر اس تفصیل کے جو اس باب مین انہون نے کی ہے پس کہا ہے کہ اگر معصیت مین پڑنے سے اپنے نفس پڑتا ہے تو نکاح اسپر واجب ہے ورنہ واجب نہین ہے ظاہر یہ ہے کہ جو لوگ اباحت و استحباب کے قائل ہین باوجود اس خوف کے وجوب مین مخالف نہین ہین حاصل یہ ہے کہ نکاح باوجود عدم خوف معصیت کے ایک سنت ہی سنن موکدہ سے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بعد ترغیب نکاح کے یون فرمایا ہے ومن رغب عن سنتی فلیس منی یعنی جو شخص میری سنت سے موہ موڑے تو مجھسے نہین ہے لیکن سنت جب ہے کہ نکاح پر اور اسکے خرچ پر قدرت رکھتا ہو قتادہ نے کہا ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نہین دیکھا مین نے مثل اس مرد کے کہ اسنے غنا تلاش کی نکاح مین مانند اللہ نے اسمین وعدہ کیا ہے جس بات کا کہ وعدہ کیا ہے پس فرمایا ان یکونوا فقراء الآیہ حضرت ابن مسعود سے بھی مثل اسکے مروی ہے حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تم نکاح کرو عورتون سے پس بیشک وہ تمہارے پاس مال لائینگی اخرجہ البزار والدارقطنی واخرجہ ابوداؤد فی مراسیلہ عن عروۃ مرفوعا مطلق نکاح کی ترغیب مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین یہ جگہ اسکے ذکر کی نہین ہے غرضکہ مراد ایامی سے اس جگہ آزاد مرد اور آزاد عورتین ہین رہے اونڈی غلام سو ان کا بیان اس قول مین فرمایا والصالحین من عبادکم

[۱] حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ نکاح سنت موکدہ ہے اور شدت شہوت کے وقت واجب ہے کذا المستفاد من کتب الفقہ ۱۲ مصحح سلمہ الرحمٰن

واماٰئکم جمہور کی قراءت عبادکم ہے حضرت حسن نے عبیدکم پڑہا ہے اور فرا نے اماءکم
بہ نصب جائز کہا ہے اسلیے کہ اُسکا عطف صالحین پر کیا ہے صلاح سے مراد ایمان ہے کسی نے
کہا قایم ہونا ہے ساتھہ حقوق نکاح کے یہانتک کہ غلام قیام کرے ساتھہ اُس چیز کے جو لازم
ہے واسطے جورو کے اور لونڈی قیام کرے ساتھہ اُس شے کے جو لازم ہے واسطے خاوند کے
یا مراد صلاح سے یہ ہے کہ کم سن ہو نکاح کی حاجت نہ رکھتی ہو خاصکر صالحین کا ذکر اسلیے کیا کہ
نکاح اُنکے دین کو نگاہ رکھے اور اُنکی صلاح کو اُنپر محفوظ رکھے اور اسواسطے کہ غلامون مین سے
صالحین وہی ہین کہ اُنکے مالک اُنپر شفقت رکھتے ہین اور محبت و مودت مین بجاے اولاد کے
اُن کو سمجھتے ہین اور یہی صالح مظنۂ توصیہ و اہتمام کے تہے کہ اُنکے باب مین وصیت کیجاے
اور اُنکے ساتھہ اعتناء و اہتمام ہو اور جو صالح نہین ہے سو اُسکا حال برعکس اسکے ہے اللہ پاک نے
صلاح کا ذکر غلام لونڈیون مین کیا آزاد لوگون مین صلاح کا ذکر نفرمایا اسواسطے کہ احرار مین صلاح غالب
ہوتی ہے بخلاف غلامون کے اور اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ غلام اپنے نفس
کا نکاح نکرے اُسکا نکاح تو اُسکا مالک کرائے اور اُسکے بیاہ کا وہی متولی ہو جمہور اس طرف
گیے ہین کہ مالک کو جائز ہے کہ اپنے غلام و لونڈی کو نکاح پر زبردستی کرے امام مالک فرماتے
ہین کہ زبردستی کرنا جایز نہین ہے پھر اللہ پاک نے آزاد لوگون کے بیان مین رجوع کیا پس فرمایا ان
یکونوا فقراء یغنہم اللہ من فضلہ یعنی تم باز مت رہو نکاح کرانے سے آزاد لوگون کے بسبب
مفلسی مرد و عورت کے یا بسبب محتاج ہونے ایک کے اُن مین سے کیونکہ اگر وہ مفلس ہونگے
تو اللہ پاک اُن کو غنی کر دے گا اور غنا کا اُنپر تفضل فرماے گا اس لیے کہ اللہ کے فضل مین کفایت
ہے مال سے کیونکہ مال کا تو یہ حال ہے کہ صبح کو آیا شام کو گیا باقی و دائم اللہ ہی کا فضل ہے
اُسی سے سب کام بنتے ہین زجاج نے کہا اللہ نے آمادہ کیا ہے نکاح پر اور خبر دی ہے اس
بات کی کہ وہ سبب ہے فقر کے دور ہونے کا اس سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ ہر فقیر کو غنا حاصل
ہو جاے جبکہ وہ نکاح کرے کیونکہ یہ مقید ہے ساتھہ مشیت کے کبھی خارج مین بہت سے
فقیر پائے جاتے ہین کہ اُن کو غنا حاصل نہین ہوتی ہے جبکہ وہ نکاح کرتے ہین کسی نے کہا
کہ غنی کر دے گا اُنکو ساتھہ غناے نفس کے یعنی قناعت دے گا کسی نے کہا معنی یہ ہین

کہ اگر وہ محتاج ہونگے طرف نکاح کے تو اُن کو غنی کردیگا اپنے فضل سے ساتھ حلال کے تاکہ وہ زنا سے پارسا ہوجائین وجہ اول اولیٰ ہے اور اسپر دال ہے یہ قول اللہ پاک کا وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء پس محمول ہوگا مطلق جو اس جگہ ہے اُس مقید پر جو وہان ہے کسی نے کہا غنا جمع ہونا ہے دو رزق کا رزق خاوند کا اور رزق بی بی کا کسی نے کہا کہ اللہ نے وعدہ کیا ہے غنا کا ساتھ نکاح کے اور ساتھ تفرق کے وہ یہ آیت کریمہ ہے وان یتفرقا یغن اللہ کلا من سعتہ جملۂ واللہ واسع علیم مقرر و مؤکد ہے اپنے ماقبل کا مراد یہ ہے کہ اللہ پاک بڑی وسعت والا ہے کم نہین کرتی ہے اُسکی وسعت ملک سے غنا اُس شخص کی جسکو وہ اپنے بندون مین سے غنی کرتا ہے اپنے خلق کے مصالح کو خوب جانتا ہے غنی کرتا ہے جسکو چاہتا ہے فقیر کرتا ہے جسے چاہتا ہے پھر اللہ پاک نے اُن لوگون کا حال ذکر کیا جو کہ نکاح سے عاجز ہین بعد بیان جواز اُنکی مناکحت کے اس لیے کہ جو بات اولی و افضل ہے اُسکی طرف اُنکو ارشاد کرے پس فرمایا ولیستعفف الذین لا یجدون نکاحا حتی یغنیہم اللہ من فضلہ ط اور آپکو تھامتے رہین جنکو نہین ملتا نکاح جب تک مقدور دے اُن کو اللہ اپنے فضل سے انتہیٰ ف یہ امر ہے حرام سے بچنے کا طرف سے اللہ پاک کے واسطے اُس شخص کے جسکو نکاح نہین ملتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ الحدیث اسکا ذکر اول ہوچکا ہے یہ آیت مطلق ہے اور جو آیت سورۂ نساء مین ہے وہ اس سے خاص تر ہے یعنی قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع طولا ان ینکح المحصنات الی قولہ وان تصبروا خیر لکم یعنی تمہارا صبر کرنا لونڈیون کے نکاح کرنے سے بہتر ہے واسطے تمہارے کیونکہ بچا غلام پیدا ہوگا واللہ غفور رحیم عکرمہ نے آیت باب کی تفسیر مین کہا ہے یہ وہ شخص ہے کہ عورت کو دیکھتا ہے تو گویا اُسکی خواہش کرتا ہے پس اگر اُسکی بی بی ہے تو طرف اُسکے جاوے اور اُس سے اپنی کارروائی کرلے اور اگر اُسکی بی بی نہین ہے تو آسمان و زمین کے ملک مین نظر کرے یہانتک کہ اللہ اُسکو مقدور دے مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین کے عجائب و غرائب مین غور و فکر کرے اللہ پاک کے قدرت تامہ کا ملاحظہ فرماوے تاکہ خیال بٹ جاوے جماع کی فکر

ل اور اگر تم درویش ہو تو نہ ہو تمہارے تونگر ہونے سے تو

جاتی رہے کذا فی ابن کثیر و فتح البیان کا بیان یہ ہے جب کوئی شخص اس بات کو طلب کرے کہ عفیف و پارسا ہو جاوے تو عرب کی بول چال مین کہتے ہین استعف یعنی اصنی پارسائی طلب کی معنی یہ ہین کہ چاہیے طلب کرے عفت و پارسائی کو زنا و حرام سے وہ شخص جو کہ سبب نکاح کا نہین پاتا ہے یعنی مال کسی نے کہا اس جگہ مراد نکاح سے وہ شے ہے جس کے ساتھ عورت سے نکاح کیا جاتا ہے یعنی مہر و نفقہ جسطرح کہ لحاف نام ہے اس شے کا جو اوڑھی جاتی ہے اور لباس نام ہے اس چیز کا جو پہنی جاتی ہے حضرت ابن عباس نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے چاہیے کہ نکاح کرلے وہ شخص کہ نہین پاتا ہے پس بیشک اللہ عنقریب اسکو غنی کردیگا اللہ پاک نے اس نہی کو مقید کیا ساتھ اس غایت کے وہ یہ ہے حتی یغنیہم اللہ من فضلہ یعنی یہانتک کہ اللہ ان کو ایسی روزی عطا فرماے کہ جسکے سبب سے وہ مستغنی ہو جائین اور اسکی وجہ سے نکاح پر قادر ہون اس آیت مین وہ شے ہے جو دال ہے اس بات پر کہ جملۂ اولی یعنی ان یکونوا فقراء یغنھم اللہ من فضلہ مقید ہے ساتھ مشیت کے جسطرح کہ ہم ذکر کر آئے ہین کیونکہ اگر وہ وعدۂ حتمی ضروری ہوتا حصول غنا مین تو غنا و نکاح دونون باہم متلازم ہوتے اب استعفاف مع الفقر کے امر کا کچھ ایسا بڑا فائدہ نہوتا کیونکہ وہ تو وقت نکاح کرنے کے لامحالہ غنی ہو جائے گا تو اسکے نکاح کرنے مین مع مفلسی کے غنا کا حاصل کرنا ہے مگر ہان یون کہین کہ امر استعفاف کا اس شخص کو ہے جو کہ عاجز ہے حاصل کرنے سے ابتدائی اشیاے نکاح کی اور یہ اس بات کو منافی نہین ہے کہ بعد نکاح کے وقوع غنا کا اسکو ہو جائے کیونکہ اسپر یہ بات صادق آچکی کہ اسنے نکاح کو نپایا جبکہ وہ نکاح کے اسباب کا پانیوالا نہو جنسے نکاح حاصل ہوتا ہے اور سب اسباب سے زیادہ تر بڑا سبب مال ہے اس جگہ ذرا غور کرنا چاہیے کہ اللہ پاک نے ان اوامر کو کس طور پر مرتب ذکر فرمایا ہے پس اول تو ایسی شے کا امر کیا جو کہ فتنے سے بچاے وقوع معصیت سے دور رکھے یعنی نگاہ کا نیچے کرنا پھر نکاح کا امر فرمایا جو کہ دین کو محفوظ رکھتا ہے حرام سے بے نیاز کرتا ہے پھر یہ امر کیا کہ نفس امارہ بالسوء کو شہوت کی طرف نظر بڑھانے سے عفیف رکھے جبکہ نکاح سے عاجز ہو یہانتک کہ نکاح کا مقدور حاصل ہو کس حسن و جمال کے ساتھ سارے اوامر کو ترتیب وار ذکر فرمایا ہے سبحانک ما احسن بیانک الٰہی سیدی مولائی یہ تیرا ہی کلام ہے

کیونکہ تو سارے فصحا و بلغا کا خالق ہے ۵

نہ کوئی ذات مین تیرا شریک و ہمتا ہے	نہ کوئی بات مین تیرا شبیہ و ہمسر ہے

پھر جب اللہ پاک صالح لونڈی غلاموں کے نکاح کرانے مین ترغیب دلا چکا تو اب مالکون کو ایک ایسے طریقے کا ارشاد کیا جس سے مملوک منجملۂ احرار ہو جاتا ہے پس فرمایا والذین یبتغون الکتب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا ق واتوھم من مال اللہ الذی اٰتٰکم ط اور جو لوگ چاہین لکھا تمہارے ہاتھ کے مال مین سے تو اُن کو لکھا دیدو اگر سمجھو اُنمین کچھ نیکی اور دو اُنکو اللہ کے مال سے جو تمکو دیا ہے ف لکھا چاہین یعنی کسی کا غلام یا لونڈی کہے کہ مین اتنی مدت مین اتنا تجھکو کما دون تو مجھکو آزاد کر یہ اقرار لکھا لین اسکو کتابت کہتے ہین جو اُسمین نیکی دیکھے تو لکھدے نیکی یہ کہ آزاد ہو کر قید سے چھوٹکر چوری بدکاری نکریگا اور دولتمندون کو فرمایا کہ ایسے غلام لونڈی کو مال سے مدد کرو تا آزاد ہو وین خواہ مال زکوۃ سے خواہ اور خیرات سے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ امر ہے طرف سے اللہ تعالی کے مالکون کو کہ جسوقت اُنکے غلام اُنسے لکھا چاہین تو وہ اُنکو لکھا دیدین بشرطیکہ اس کے کہ غلام کیواسطے کوئی حیلہ و کسب ہو کہ جس مال کی اپنے مالک سے شرط کی ہے اُسکو ادا کر دے بہت سے علما اس طرف گیے ہین کہ یہ امر ارشادی و استحبابی ہے تحتم و ایجاب کا امر نہین ہے بلکہ مالک کو اختیار دیا گیا ہے جبکہ اُسکا غلام اُس سے مکاتبت طلب کرے اگر چاہے تو اُسکو مکاتب کرے چاہے نکرے **ثوری** نے عن جابر عن الشعبی روایت کیا ہے اگر چاہے اُسکو مکاتب کرے چاہے نکرے اسیطرح ابن وہب نے عطا بن ابی رباح سے روایت کیا ہے اور اسیطرح مقاتل بن حیان و حسن بصری نے کہا ہے دوسری لوگ اسطرف گیے ہین کہ مالک پر واجب ہے جبکہ اُسکا غلام کتابت طلب کرے تو اُسکو مکاتب کر دے انہون نے اس امر کے ظاہر کو لیا ہے **بخاری** نے کہا ہے کہ روح نے ابن جریج سے روایت کیا کہ مین نے عطا سے کہا کیا مجھپر واجب ہے کہ جب مین جان لون کہ غلام کا مال ہے تو اُسکو مکاتب کرون عطا نے کہا مین اسکو نہین گمان کرتا ہون مگر واجب **عمرو بن دینار** نے کہا مین نے عطا سے کہا کیا تو اس بات کو کسی سے نقل کرتا ہے کہا نہین پھر مجھے یہ خبر دی کہ موسی بن انس نے اُسکو اس بات کی خبر دی کہ سیرین

نے انس سے مکاتبت کا سوال کیا اور وہ بہت مال والا تھا تو انس نے نہانا پھر سیرین حضرت عمرؓ کے پاس گیا تو فرمایا کہ تو اُسکو مکاتب کردے انس نے انکار کیا تو حضرت عمرؓ نے اُسکو دُرّے سے مارا اور وہ یہ آیت پڑھتے تھے فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا پس انس نے سیرین کو مکاتب کردیا بخاری نے اسیطرح اسکو معلق ذکر کیا ہے ورواہ عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج قال قلت لعطاء اواجب علی اذا علمت لہ مالا ان اکاتبہ قال ما اراہ الا واجبا ابن جُریج نے بروایت قتادہ انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ سیرین نے چاہا کہ اُس کو مکاتب کردین تو انس نے اُسپر توقف کیا پس حضرت عمرؓ نے اُن سے فرمایا البتہ تو اُسکو مکاتب کردے یہ اسناد صحیح ہے سعید بن منصور نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہا کہ ہی عزمتہ یعنی کتابت واجب ہے امام شافعی کا قول قدیم بھی یہی ہے جدید مین اسطرف گیے ہین کہ واجب نہین ہے دلیل اسکی یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ نے فرمایا ہے حلال نہین ہے مال کسی مرد مسلمان کا مگر جی کی خوشی سے ابن وہب نے کہا امام مالک نے فرمایا ہے بات ہمارے نزدیک یہ ہے کہ غلام کے مالک پر یہ نہین ہے کہ اُسکو مکاتب کردے جبکہ وہ اُس سے اسکا سوال کرے مین نے ائمہ سے کسیکو نہین سُنا ہے کہ کسی کو اس بات پر مجبور کیا ہو کہ اپنے غلام کو مکاتب کردے یہ تو ایک امر ہے طرف سے اللہ پاک کے اور اذن ہے واسطے لوگونکے اور واجب نہین ہے اور اسیطرح ثوری وامام ابوحنیفہ وعبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہم نے کہا ہی ابن جریر نے قول وجوب کو اختیار کیا ہے بسبب ظاہر آیت کے قولہ تعالیٰ ان علمتم فیھم خیرا بعض نے کہا کہ مراد خیر سے امانت ہے کسی نے کہا صدق کسی نے کہا مال کسی نے کہا حیلہ وکسب ابوداؤد نے مراسیل مین یحیی بن ابی کثیر سے روایت کیا ہی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا فرمایا اگر تم اُنمین جانو کسی حرفے کو اور مت چھوڑو اُن کو بار لوگون پر قولہ تعالیٰ واتوھم الایہ مین مفسرون کا اختلاف ہے پس بعض نے کہا کہ اُنکے واسطے کتابت مین سے کچھ کم کردو بعض نے کہا مقدار ربع کے کسی نے کہا ثلث کسی نے کہا نصف کسی نے کہا ایک حصہ کتابت سے بدون حد کے دوسرون نے کہا بلکہ مراد اس سے وہ حصہ ہے جو اللہ پاک نے اموال زکوۃ سے اُنکے واسطے

مقرر کیا ہے یہ قول حسن و عبد الرحمن بن زید بن اسلم و ابیہ و مقاتل بن حیان کا ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے ابراھیم نخعی نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ لوگون کو اُسپر رغبت دلائی ہے اُسکے مالک کو اور غیر مالک کو اسیطرح بُریدہ بن حصیب اسلمی و قتادہ نے کہا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اس بات کا امر فرمایا ہے کہ رقاب مین اعانت کرین وہ حدیث گزر چکی ہے جسمین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تین آدمی ہین کہ حق ہے اللہ پر عون اُنکی پہر اُن مین سے مکاتب کا ذکر کیا ہے جو کہ ادا کا ارادہ رکھتا ہے قول اول مشہور تر ہے ابن ابی حاتم نے بروایت حضرت ابن عباس حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اُنہون نے اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا جسکی کُنیت ابو اُمیہ تھی وہ اپنی قسط لیکر آیا جبکہ اُسکا وقت آیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابو امیہ تو جا اس سے اپنی مکاتبت مین مدد لے اُسنے کہا اے امیر المومنین اگر آپ اسکو رکھ چھوڑین یہانتک کہ یہ آخر قسط ہو جاے یعنی تو بہت اچھا ہو حضرت عمرؓ نے فرمایا مین اس سے ڈرتا ہون کہ اُسوقت کو نہ پاؤن پھر یہ آیت پڑہی فکاتبوھم تا اتاکم عکرمہ نے کہا پس یہ اول قسط ہے جو اسلام مین ادا کی گئی ابن جریر نے سعید بن جُبیر سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ جب کسی کو مکاتب کرتے تو اُسکی اول قسطون سے کچھ معاف نہین کرتے تھے اس خوف سے کہ وہ عاجز ہو جاے تو اُنکا صدقہ اُنمین کیطرف لوٹ آے لیکن جب وہ اپنے آخر مکاتبت مین ہوتا تو جو چاہتے اُس سے معاف کر دیتے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباسؓ سے وآتوھم الآیہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا ضعوا عنھم یعنی من مکاتبتھم یعنی اُنکی مکاتبت سے کچھ معاف کر دو اسیطرح مجاہد و عطاء و قاسم بن ابی مرہ و عبد الکریم بن مالک جزری و سُدّی نے بھی کہا ہے محمد بن سیرین نے کہا اُنکو یعنی صحابہ کو یہ بات پسند آتی تھی کہ آدمی اپنے مکاتب کیواسطے ایک حصہ اُسکی مکاتبت سے چھوڑ دے ابن ابی حاتم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی چوتھا حصہ کتابت کا ھذا حدیث غریب و رفعہ منکر و الاشبہ انہ موقوف علی علی رضی اللہ عنہ کما رواہ ابو عبید الرحمن السلمی رحمہ اللہ تعالیٰ ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ کتاب مصدر ہے کاتب کا مثل مکاتبت کے عرب کے لوگ یون بولتے ہین کاتب

یکاتب کتابۃً ومکاتبۃً جیسے یون کہتے ہین قاتل یقاتل قتالاً ومقاتلۃً کسی نے کہا اس جگہ کتاب
ایک اسم معین ہے واسطے اُس خط کے جسمین شے لکھی جاتی ہے یہ اسلیے ہے کہ وہ لوگ
جب غلام کو مکاتب کرتے تو اُسپر اور خود پر اسکا ایک خط لکھتے تھے اس بنا پر معنی یہ ہونگے وہ لوگ
کہ طلب کرتے ہین خط مکاتبت کا معنی مکاتبت کے شرع مین یہ ہین کہ آدمی اپنے غلام کو مکاتب
کرے اُس مال پر جسکو وہ قسط وار ادا کردیگا پھر جسوقت اُسکو ادا کردے تو وہ آزاد ہے عبداللہ
بن مبیع نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے کہا مین حُویطب بن عبدالعزی کا غلام تھا مین نے
اُس سے کتابت کا سوال کیا تو اُسنے نہ مانا اسپر یہ آیت نازل ہوئی **قولہ تعالے**
فکاتبوھم کا ظاہر یہ ہے کہ غلام جسوقت اپنے مالک سے مکاتبت طلب کرے تو اُسپر
واجب ہے کہ اُسکو مکاتب کردے ساتھہ اس شرط کے یعنی ان علمتم فیھم خیرا خیر سے
مراد قدرت ہے ادائے مال کتابت پر گو بالفعل اُسکے پاس مال نہو کسی نے کہا مراد فقط مال ہے
اس طرف مجاہد وحسن وعطاء وضحاک وطاؤس ومقاتل گیے ہین اور یہ قول
حضرت علی وابن عباس سے مروی ہے ایک قول حضرت ابن عباس کا یہ
ہے کہ مراد امانت ووفاء ہے تیسرا قول ان کا یہ ہے کہ اگر تو اپنے مکاتب کو جانے کہ
وہ ادا کردیگا تیسرا قول انکا یہ ہے کہ مراد حیلہ ہے اور تم اُن کا بار مسلمانون پر مت ڈالو نافع نے کہا
کہ ابن عمر کو وہ رکھتے تھے اس بات کو کہ اپنے غلام کو مکاتب کرین جبکہ اُسکے واسطے کوئی حرفہ و
پیشہ نہوتا اور کہتے کہ تو مجھے لوگون کے میل کچیل سے کمائیگا مراد یہ کہ جب کوئی پیشہ نہوگا جس سے مال
کتابت کا ادا کرے تو لوگون سے صدقہ وخیرات مانگ کر قسط مین دیگا پہلے قول کیطرف حضرت
ابن عمرؓ وابن زید گیے ہین اور اُسی کو امام مالک وامام شافعی وفراء وزجاج نے اختیار کیا ہے فراء نے
کہا کہ اللہ تعالیٰ یون فرماتا ہے کہ اگر تم امید رکھو اُنکے پاس وفا اور ادا کرنے مال کی زجاج نے کہا
جبکہ اللہ پاک نے فیھم کا کلمہ فرمایا ہے تو ظاہر یہ ہے کہ مراد خیر سے کمائی کرنا اور وفا وادائے
امانت ہو نخعی نے کہا کہ خیر دین وامانت ہے اسی کے مثل حضرت حسن سے بھی مروی ہے
عبیدۂ سلمانی نے کہا کہ اقامت نماز ہے طحاوی نے کہا جس شخص نے کہا کہ خیر مال ہے ہمارے
نزدیک یہ قول صحیح نہین ہے اسواسطے کہ غلام تو خود اپنے مولیٰ کا مال ہے پھر اُسکا مال کیونکر

ہوگا کہا ہمارے نزدیک معنی یہ ہین کہ اگر تم جانو اُن مین دین وصدق ابو عمر بن عبد البر نے کہا کہ جو شخص اسکا قائل ہے کہ خیر یہان مال نہین ہے اُسنے انکار کیا ہے اس بات کا کہ یون کہین ان علمتم فیھم مالا محاورے مین جو بولتے ہین سو یون کہتے ہین کہ مین نے فلان مین خیر و صلاح وامانت کو پایا یون نہین بولتے ہین کہ مین نے اُسمین مال پایا یہ حاصل ہے اُس اختلاف کا جو درمیان اہل علم کے خیر مذکور مین واقع ہوا ہے جب یہ بات ثابت ہو چکی تو جاننا چاہیے کہ ظاہر وجوب کی طرف جسکو امر مذکور مقتضی ہے عکرمہ وعطاء ومسروق وعمر وبن دینار وضحاک واہل ظاہر گئے ہین کہا ہے کہ مالک پر واجب ہے کہ اپنے غلام کو مکاتب کرے جبکہ وہ اُس سے مکاتبت طلب کرے اور اُسمین خیر جانے جمہور اہل علم نے کہا کہ یہ واجب نہین ہے اور تمسک کیا ہے اجماع سے جو اس بات پر ہوا ہے کہ اگر غلام اپنے مالک سے سوال کرے کہ اُسے دوسرے کو بیچڈالے تو اُسپر بیع کرنا واجب نہین ہے اور نہ وہ اُسپر جبر کیا جائیگا پس اسیطرح کتابت ہے کیونکہ یہ بھی معاوضہ ہے مخفی نرہے کہ یہ ایک واہی حجت ہے اور شبہہ مائل از حق ہے حق وہی قول ہے جو اول لوگون نے کہا ہے اور اُسی کے حضرت عمر رض وابن عباس رض قائل ہین اور اسیکو ابن جریر نے اختیار کیا ہے حضرت انس بن مالک اور سیرین کا قصہ اول گزر چکا ہے امام شافعی کے نزدیک دو قسط سے کم پر کتابت جائز نہین ہے اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک قسط تک اُسکو جائز رکھا ہے کسی نے کہا کہ امر مطلق ہے پس حالاً ومؤجلا ومنجم وغیر منجم ہر طرح جائز ہے پھر اللہ پاک نے مالکون کو امر کیا کہ مکاتب غلامون پر احسان کرین پس ارشاد فرمایا واتوھم من مال اللہ الذی اتاکم اس مین امر ہے مالکون کو کہ مکاتبونکے مال کتابت پر اعانت کرین یہ اعانت یا تو یون کرین کہ مال سے کچھ انکو دیدین یا جو مال کتابت کا مقرر ہوا ہے اُس سے کچھ کم کردین ظاہر آیت یہ ہے کہ اسکا کوئی مقدار معین نہو مقدار مین تین قول اول گزر چکے ہین کسی نے ثلث کسی نے ربع کسی نے عشر کہا ہے شاید وجہ تخصیص مالکونکے ساتھ اس امر کی یہ ہے کہ گفتگو اُنہین مین ہے اور سیاق کلام بھی اُنہین کے ساتھ ہے کیونکہ کتابت کے ساتھ مامور وہی ہین حضرت حسن ونخعی وبریدہ نے یہ کہا ہے کہ خطاب واتوہم کا سارے لوگون کو ہے زید بن اسلم نے کہا کہ خطاب حکام کو ہے مال صدقہ سے مکاتبون کو اُن کا حصہ دین جسطرح کہ اللہ پاک کے اس قول مین ہے وفی الرقاب مکاتب

کے واسطے احکام معروف و مشہور ہین جبکہ وہ بعض مال کتابت کا پورا کردے آتو ہم کا امر تعلیم ہی طرف سے اللہ پاک کے کچھہ فرض نہین ہے لیکن اہین اجر ہے صاحب جمل نے کہا ہے کہ امر واسطے وجوب کے ہے شاید یہ قول اُنہین لوگونکے قول کی بناپر ہے کہ جو وجوب کے قائل ہین پھر جب اللہ پاک نے مالکون کو صالحین ممالیک کے نکاح کی طرف ارشاد کیا تو مسلمانون کو اُس بات سے نہی کی جسکو جاہلیت والے کیا کرتے تھے کہ اپنی لونڈیون کو زنا پر مجبور کرتے اور اُنسے زبردستی زنا کرواتے اور اُسکی خرچی کھاتے پس فرمایا ولا تکرھوا فتیٰتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم ○ اور نہ زور کرو اپنی چھوکریون پر بدکاری کے واسطے اگر وہ چاہین قید سے رہنا کہ کمایا چاہو اسباب زندگی دنیا کا اور جو کوئی اُنپر زور کریگا تو اللہ اُنکی بے بسی پیچھے بخشنے والا مہربان ہے **ف** لونڈیون سے بدکاری کروانے مال کمانی کو بڑا وبال ہی وہ خوش ہون خواہ ناخوش ہون ناخوشی پر زیادہ وہ مال سب ناپاک ہے اور ناخوشی مین لونڈی بیگناہ ہے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جاہلیت والون کی یہ عادت تھی کہ جب اُنمین سے کسی کی لونڈی ہوتی تو اُسکو چھوڑ دیتا کہ زنا کرے اور اُسپر ایک اُجرت مقرر کردیتا ہر وقت اُسکو اُس سے لیا کرتا تھا پھر جب اسلام سلمہ اللہ تعالی رونق بخش عالم و عالمیان ہوا اور تاریکی کفر و شرک و ضلال کو جہان سے دور کیا تو اللہ پاک نے مومنین کو اس سے نہی فرمائی سلف و خلف کے بہت سے مفسرون نے جو ذکر کیا ہی اُسمین سبب نزول اس آیۂ کریمہ کا یہ ہے کہ شان مین عبداللہ بن اُبی ابن سلول منافق کی نازل ہوئی ہے کیونکہ اسکے لونڈیان تھین سو یہ بدکاری پر اُنکو مجبور کیا کرتا تھا واسطے چاہنے اُنکی خرچی کے اور رغبت کے اُنکی اولاد مین اور اسواسطے کہ اس سے ریاست حاصل کرے یہ بات اُسکے زعم مین تھی **ذکر آثار** جو اس باب مین وارد ہوئے ہین ۱- حافظ ابو بکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق بزّار نے زُہری سے روایت کیا ہے کہا کہ عبداللہ بن ابی ابن سلول کی ایک لونڈی تھی اُسکو معاذہ کہتے تھے زنا پر اُسکو زبردستی کیا کرتا تھا پھر جب اسلام آیا تو یہ آیت نازل ہوئی ولا تکرھوا الآیہ ۲- اعمش نے عن ابی سفیان عن جابر روایت کیا ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن اُبی ابن سلول کی ایک لونڈی کے حق مین نازل ہوئی ہے اُسکو مسیکہ کہتے تھے مجبور پر اُسکو زبردستی کیا کرتا تھا اس لونڈی مین کوئی

۱ بزار نے دوسری سند سے یون روایت کیا ہے حدثنا عمرو بن علی حدثنا علی بن سعید حدثنا الاعمش حدثنا ابو سفیان عن جابر ۲ اعمش نے سماع کی تصریح کی ہے ابو سفیان طلحہ بن نافع سے پس یہ دال ہے بطلان پر قول اُس شخص کے جسنے یہ کہا ہے کہ اعمش نے ابو سفیان سے نہین سنا انما ھو صحیفۃ حکاہ البزار ۱۲

برائی نہ تھی تو وہ انکار کرتی تھی پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی تا رحیم و دودی النسائی من حدیث ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر نحوہ ۳۔ ابوداؤد طیالسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن اُبی کی ایک لونڈی زنا کیا کرتی تھی جاہلیت مین سو اُسنے زنا سے اولاد جنی پھر اُس سے کہا تجھے کیا ہے کہ تو زنا نہین کرتی وہ بولی واللہ مین زنا نہین کرونگی پس اُسکو مارا اسپر اللہ عزوجل نے آیت مذکور نازل فرمائی ۴ نیز بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن اُبی کی ایک لونڈی تھی اُسکو معاذہ کہتے تھے زنا پر اُسکو زبردستی کیا کرتا تھا پھر جب اسلام آیا تو آیت مذکور نازل ہوئی ۵ عبدالرزاق نے زہری سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص قریش کا بدر کے دن قید ہوا اور عبداللہ بن اُبی قید تھا اسکی ایک لونڈی تھی اُسکو معاذہ کہتے تھے مرد قریشی اُس سے زنا کرنا چاہتا تھا اور وہ لونڈی مسلمان تھی اپنے اسلام کے سبب سے زنا سے رُکتی تھی عبداللہ بن اُبی اُسکو زنا پر زبردستی کرتا تھا اور اُسے مارتا تھا باین امید کہ قریشی کا اُسی حمل رہجاے تو اُسکے بچے کا فدا طلب کرے پس اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا ولا تکرھوا الآیۃ ۶۔ سدی نے کہا یہ آیت کریمہ حق مین عبداللہ بن اُبی ابن سلول راس المنافقین کے نازل ہوئی اُسکی ایک لونڈی تھی اُسے معاذہ کہتے تھے عبداللہ کے پاس جب کوئی اُترتا تو اُسکو مہمان کی طرف بھیجدیتا تھا تاکہ وہ اُس سے جماع کرے ارادۃ الثواب منہ والکرامۃ لہ یعنی یہ کام دو واسطے کرتا تھا ایک یہ کہ اُس سے اُجرت حاصل ہو دوسرے مہمان کی تعظیم و تکریم پھر وہ لونڈی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کیطرف آئی تو اُنسے اسکی شکایت کی حضرت صدیق نے اسکا ذکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا تو آپنے اُسکے روک رکھنے کا اُنکو حکم دیا پس عبداللہ بن ابی چلایا کہ کون شخص ہماری مدد کریگا محمد سے وہ ہماری لونڈی پر غلبہ کرتے ہین پس اللہ نے اُنکے حق مین یہ نازل کیا ۷۔ مقاتل بن حیان نے کہا واللہ اعلم مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ یہ آیت حق مین دو شخصون کے نازل ہوئی ہے وہ اپنی دو لونڈیون پر زبردستی کیا کرتے تھے ایک کا نام مسیکہ تھا یہ انصار کے تھے اور اُمیمہ ام مسیکہ عبداللہ بن اُبی کی تھی اور معاذہ واردی اسی رتبے مین تھین پس مسیکہ اور اُسکی ماں دونون نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئین آپسے اسکا ذکر کیا اسپر اللہ پاک نے اسمین یہ نازل کیا ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء یعنی زنا قولہ تعالی ان اردن تحصنا یہ قید

حاشیہ ابن جریر نے بسند صحیح مطلع نہین کیا ہے وکانت امیمۃ کذا بالنسخ بالکل ولعلہ وکان اسمہ امیمۃ اس سے یہ ہے کہ پہلا پاس کے نسخہ موجودہ مین اسیطرح ہے اور اسمین شبہہ ہے اسکو صاف کرو واللہ اعلم وہ کیا شبہہ ہے ہان البتہ یہ شبہہ معلوم ہوتا ہے کہ اول روایتون مین یہ ذکر ہوا کہ عبداللہ کی دو لونڈیان تھین ایک مسیکہ دوسری معاذہ اور اس روایت مین مسیکہ کو انصار کی لونڈی کہا ہے اور امیمہ مسیکہ کی ماں کو عبداللہ کی لونڈی کہا ہے اور معاذہ واردی کو اسی منزلہ مین عظیم ایسا ہے یعنی جسطرح مسیکہ و امیمہ مین مسیکہ بیٹی اور امیمہ اُسکی ماں ہے اسیطرح شاید ۱۲

خارج مخرج غالب ہے یعنی احترازی قید نہین ہے بلکہ واقع مین اسیطرح تہا اسواسطے یون ذکر کر دیا اسکا کوئی مفہوم مخالف نہین ہے کیونکہ زنا ہر طرح حرام ہے خوشی سے ہو یا ناخوشی سے عرض الحیاۃ الدنیا سے مراد لونڈیون کا خراج و مہر و اولاد ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنگھی والی کی کمائی سے اور زانیہ کی خرچی اور کاہن کی اُجرت سے نہی فرمائی ہے ایک روایت مین یون ہے مہر زانیہ کا خبیث ہے اور کسب حجام کا خبیث ہے اور ثمن کتی کی خبیث ہے **قولہ تعالیٰ** فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم یعنی اللہ پاک لونڈیونکے واسطے بخشنے والا ہے جسطرح کہ حدیث مین جابر رضی اللہ عنہ سے گزر چکا ہے[۱] **ابن ابی طلحہ** نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے پس اگر تم نے کیا تو بیشک اللہ واسطے اُنکے غفور رحیم ہے اور گناہ اُن کا اُسپر ہے جس نے اُنپر زبردستی کی مجاہد و عطا خراسانی و اعمش و قتادہ نے بھی اسیطرح کہا ہے **ابو عبید** نے بسند خود حضرت حسن سے روایت کیا ہے فرمایا لھن واللہ لھن واللہ یعنی واللہ وہ اُنکو بخشنے والا ہے **زہری** نے کہا بخشدیا اُسکو جسپر وہ زبردستی کی گئین **زید بن اسلم** نے کہا غفور رحیم ہے واسطے اُن لونڈیونکے جن پر زبردستی کی گئی ابن منذر نے ان سبکو اپنی تفسیر مین بسند خود روایت کیا ہے **ابن ابی حاتم** نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت مین یون ہے فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم لھن واثمھن علی من اکرھھن

حدیث مرفوع مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ ہے کہ آپنے فرمایا رفع کیا گیا میری امت سے خطا و نسیان اور وہ شے جسپر زبردستی کی گئی **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مراد فتیات سے اس جگہ لونڈیان ہین اگرچہ فتی و فتاۃ کا اطلاق کبھی آزاد لوگون پر بھی ہوتا ہے مواضع دیگر مین اور فتی کہتے ہین مرد جوان کو اور فتاۃ جوان عورت کو بفتاء بکسر و مد مصدر ہے بغت المرأۃ تبغی بغیاً کا یہ جب بولتے ہین کہ عورت زنا و فجور کرے کلمہ بغاء خاص ہے عورتونکے زنا کے ساتھہ مرد جب زنا کرے تو اُسکے واسطے یہ نہ کہین گے کہ بغی یہ قول ازہری کا ہے بغی کہتے ہین زانیہ عورت کو جمع اسکی بغایا آتی ہے اور بغی بولتے ہین قینہ کو قینہ کہتے ہین زن سرود گو یعنی گانیوالی عورت گو وہ پارسا ہو بسبب ثبوت فجور کے واسطے اُسکے اصل مین یہ قول جوہری کا ہے مراد اُس سے گالی نہین ہوتی ہے کیونکہ وہ تو ایک نام مثل لقب کے قرار دیا گیا ہے غرضکہ اللہ پاک نے لا تکرھوا کی نہی

[۱] یہ حوالہ جو دیا ہے سو اول بجابر کی دو روایتین گزری ہین اُن مین اُنکی تقریر نہین ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

کو ان اردن تحصنا سے اسلیئے شرط کیا ہے کہ اکراہ متصور نہین ہوتا ہے مگر اسیوقت کہ وہ
تحصن کا ارادہ کرین کیونکہ جو عورت تحصن کا ارادہ نہین کرتی ہے تو صحیح نہین ہے کہ اسکو یون کہین کہ
وہ زبردستی کی گئی ہے زنا پر مراد تحصن سے اس جگہ تعفف و تزوج ہے کسی نے کہا کہ یہ قید راجع
ہے طرف ایامی کے زجاج و حسن بن فضل نے کہا کہ کلام مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یہ ہے وانکحوا
الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم ان اردن تحصنا کسی نے کہا یہ شرط
بانی ہے کسی نے کہا یہ شرط باعتبار اُس بات کے ہے جسپر وہ لوگ قایم تھے کیونکہ وہ لونڈیون
پر زبردستی کیا کرتے تھے اور وہ پارسائی کا ارادہ کرتی تہین واسطے خاص کرنے نہی کے نہین ہے
ساتھ اُس صورت کے کہ وہ زنا سے پارسائی کرنیکا ارادہ کرین کسی نے کہا کہ یہ شرط خارج مخرج
غالب ہے چنانچہ اول اُسکا ذکر ہو چکا ہے اسواسطے کہ غالب بھی ہے کہ اکراہ نہین ہوتا ہے
مگر وقت ارادۂ تحصن کے پس اس سے جواز اکراہ وقت عدم ارادۂ تحصن کے لازم نہین آتا ہے
یہ وجہ سب وجوہ سے قوی تر ہے اسواسطے کہ لونڈی کبھی نہ حلال کا ارادہ کرنے والی ہوتی ہے
نہ حرام کا بیسے وہ لونڈی جسکو نکاح مین کسی طرح کی رغبت نہین ہے اور کم سن پس اُسکا وصف یون کیا جاتا
ہے کہ وہ زبردستی کی گئی زنا پر باوجود اسکے کہ اُسکا ارادہ تحصن کا نہین ہے پس وہ بات جو کہی گئی تھی
کہ اکراہ متصور نہین ہوتا ہے مگر وقت ارادۂ تحصن کے سو وہ تمام نہین ہوتی ہے مگر یون کہا جائے
کہ اسجگہ مراد تحصن سے مجرد تعفف ہے اور جو عورت ارادہ نکاح کا رکھتی ہے اُسپر یہ بات صادق
نہین آتی ہے کہ وہ ارادہ کرنیوالی تحصن کی ہے اور یہ بات بعید ہے پس جبر ابن عباس نے فرمایا
ہے کہ مراد تحصن سے تعفف و تزوج ہے اور اسپر اُنکی غیر نے اُنکی متابعت کی ہے مسلم و سعید
بن منصور و ابن ابی شیبہ وغیرہم نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کسی اپنی
لونڈی سے کہتا کہ چلی جا پس ہمارے واسطے کچھہ کما لا اور وہ ناخوش ہوتی اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت
نازل فرمائی مسلم نے جابرؓ بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی کی ایک لونڈی تھی اُسے
بسا یکہ کہتے تھے اور دوسری کو امیمہ اور وہ اُن کا ارادہ کرتا تہا زنا پر تو اُنہون نے اسکی شکایت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے کی اسپر اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی پھر اللہ پاک نے اُس نہی کی یہ علت ذکر فرمائی
لتبتغوا عرض الحیاۃ الدنیا مراد عرض سے وہ مال ہے جسکو لونڈی اپنی شرمگاہ سے کماتی

۱ اس زمان مین مسلمانون کو جبکہ وہ مغلوب ہون کفار کی لونڈیان خیر دیا ہے ۱۲

ہے یہ علت بھی خارج مخرج غالب ہے یعنی یہ ہین کہ یہ غرض وہی ہے جو اُنکو باعث ہوتا تہا زبردستی کرنے پر لونڈیونکے زنا پر غالب ہین کیونکہ زبردستی کرنا آدمی کا اپنی لونڈی کو زنا پر بدون کسی فائدے کے دانشمندون سے صادر نہین ہوتا ہے پس یہ علت اس بات پر دلالت نہین کرتی ہے کہ لونڈی کا زبردستی کرنا اُسکو جائز ہے جبکہ اُسکے اکراہ سے طالب عرض حیات دنیا کا ہو کسی نے کہا یہ تعلیل واسطے اکراہ کے باعتبار اسکے ہو کہ اُنکی عادت اسیطرح تہی نہ یہ کہ مدار ہے واسطے نہی عن الاکراہ کے یہ یعنی معنی اول کی ملاقی ہین اُسکے مخالف نہین ہین جملہ ومن یکرھھن الآیۃ ماقبل کا مقرر کرنیوالا ہے یعنی یہ ہین کہ عقوبت اکراہ کی راجع ہے طرف زبردستی کرنیوالون کے نہ طرف اُنکے جنپر زبردستی کی گئی چنانچہ قرارت حضرت ابن مسعود وغیرہ کے اسی بات پر دال ہے کسی نے کہا اس تفسیر مین بُعد ہے اسواسطے کہ جو عورت زنا پر زبردستی کی گئی وہ گنہگار نہین ہے اسکا یون جواب دیا ہے کہ اگرچہ وہ زبردستی کی گئی ہے پھر بہی اثنائے زنا مین شائبہ طاوعت سے خالی نہین رہ سکتی ہے یا تو بسبب جبلت بشری کے یا اسوجہ سے کہ اکراہ حد الجاء سے قاصر ہو جو کہ بالکل اختیار کو زائل کردے یا غفور رحیم اس لیے فرمایا ہے کہ منظور بغایت ہولناک کرنا ہے امر زنا کا اور آمادہ کرنا مکروہات عورتون کا ثابت قدم رہنے پر یکسو ہونے زنا سے اور سختی کرنا ہے ڈرانے مین زبردستی کرنیوالونکے یہ بات بیان کرکے کہ لونڈیان عقوبت کا نشانہ ہوتین اگر اُن کو اللہ پاک کی مغفرت و رحمت نہ پالیتے باوجود اسکے کہ اُنکے حق مین عذر قائم ہے پھر استحقاق عذاب مین اُس شخص کا کیا حال ہے جو کہ اُنپر زبردستی کرتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک زبردستی کرنیوالونکے واسطے غفور رحیم ہے یا تو مطلقاً یا بشرط توبہ کے جبکہ اللہ پاک احکام مذکورہ کے بیان سے فارغ ہوا تو قرآن شریف کا وصف شروع کیا پھر اُسکے تین وصف

بیان کیے پس ارشاد فرمایا ولقد انزلنا الیکم آیٰت مبینٰت ومثلا من الذین خلوا من قبلکم وموعظۃ للمتقین ع اور ہمنے اُتارین تمہاری طرف آیتین کہلی اور ایک دستور اُن کا جو گزر چکے ہین تم سے آگے اور نصیحت ڈرنیوالون کو ف یعنی پہلی امتون پر بہی ایسے ہی حکم تہے انتہے ف آیات بینات سے مراد قرآن پاک ہے یعنی اللہ پاک نے اُسمین واضح مفسر آیتین نازل کی ہین اور گزشتہ امتونکی اُسمین خبر ہے اور اُنہون نے جو اوامر الٰہی کے مخالفت کی اور اسکے سبب سے

لہ اکراہ زبردستی کرنا الجاء مضطر کرنا

ع ۸ ۱۰

اُنپر عذاب نازل ہوا قرآن شریف مین اسکا حال ہے **کما قال تعالیٰ** فجعلناھم سلفا و مثلا للاٰخرین **قولہ تعالیٰ** وموعظۃ للمتقین یعنی قرآن پاک زجر کرنیوالا باز رکھنی والا ہے ارتکاب سے تا ثم ومحارم کے اُن لوگون کو جو اللہ پاک سے ڈرتے ہین اور اُسکا خوف رکھتے ہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ ورضی اللہ عنہ نے قرآن شریف کی صفت مین فرمایا ہے فیہ حکم ما بینکم وخبر ما قبلکم ونبأ ما بعدکم وھو الفصل لیس بالھزل من ترکہ من جبار قصمہ اللہ ومن ابتغی الھدیٰ من غیرہ اضلہ اللہ کذا فی ابن کثیر یعنی قرآن مین حکم ہے اُن معاملات کا جو تمہارے آپسمین واقع ہوتے ہین۔ اور خبر ہے اُسکی جو تم سے پہلے ہو چکا ہے اور پیشین گوئی ہے اُسکی جو تمہارے بعد ہوگا اور وہ چکوتی ہے ہنسی مذاق نہین ہے جو کوئی جبار سرکش اُسکو چھوڑ دے تو اللہ اُسکا ناس کردیگا اور جو کوئی اُسکے غیر سے ہدایت ڈھونڈھیگا تو اللہ اُسکو گمراہ کرے گا **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے پہلی صفت یہ ہے کہ قرآن آیات بینات ہے یعنی فی نفسہ وہ آیتین کھلی کھلی ہین کتب متقدمہ وعقول مستقیمہ اُنکی تصدیق کرتی ہین یا وہ واضح کرنیوالی اور بیان کرنیوالی ہین پس جو آیتین اس سورت مین مذکور ہوئین وہ اُن مین بدخول اولی داخل ہین دوسری صفت یہ ہے کہ ایک خبر عجیب ہے کائن ہے جمت امثال سے اُن لوگونکے جو گزر گیے وہ یہی قصہاے عجیب اور امثال ہین جو اگلی کتابونمین اُنکے واسطے بیان کی گئی ہین کیونکہ تعجب حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا کے قصے سے ایسا ہے جیسا کہ حضرت یوسف وحضرت مریم علیہما السلام کے قصے سے ہے اور اُس سے جسکی اُنکو تہمت لگائی گئی پھر اُسکا بطلان اور اُنکی براءت ظاہر ہوگئی تیسری صفت قرآن کی اُسکا موعظہ ہونا ہے کہ جس سے خاص متقی لوگ نفع پاتے ہین کیونکہ غیر متقیونکے دلونپر اللہ پاک نے مہر کردی ہے اور اُنکی آنکھونپر پردہ ڈال دیا ہے تو وہ محروم ہین مواعظ کے سُننے سے اور عبرت لینے سے ساتھ قصص اولین کے اور سمجھنے سے اُس بات کے جسپر آیات بینات مشتمل ہین جبکہ اللہ پاک نے اپنی کلام قدیم کا وصف کیا تو بعد اُسکے اپنی ذات قدیم کا وصف بیان فرمایا کہ وہ غایت کمال ونہایت جمال مین ہے پس ارشاد کیا اللہ نور السمٰوٰت والارض ط مثل نورہ کمشکوٰۃ فیھا مصباح ط المصباح فی زجاجۃ ط الزجاجۃ کانھا کوکب دری یوقد من شجرۃ

لہ پھر کرکے ڈرانا انکو یعنی گذشتہ اور کیا ہوا ہے پچھلونکے واسطے ۱۲

مبٰرکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها یضیٓء ولو لم تمسسه نار ط
نور علی نور ط یهدی الله لنوره من یشآء ط ویضرب الله الامثال للناس ط والله
بکل شیء علیم ۝ الله روشنی ہے آسمانون کی اور زمین کی کہاوت اُسکی روشنی کی جیسے ایک طاق
اُسمین ایک چراغ چراغ دہرا ایک شیشے مین شیشہ جیسے ایک تارا ہے چمکتا تیل جلتا ہے اُسمین
ایک برکت کے درخت سے وہ زیتون ہے نہ سورج کے نکلنے کی طرف نہ ڈوبنے کی طرف لگتا ہے
اُسکا تیل کہ سلگ اُٹھے ابھی نہ لگی ہو اُسمین آگ روشنی پر روشنی الله راہ دیتا ہے اپنی روشنی کی
جسکو چاہے اور بتاتا ہے الله کہاوتین لوگون کو اور الله سب چیز جانتا ہے **ف** یعنی الله سے
رونق اور بستی ہے زمین اور آسمان کی اُسکی مدد نہو تو سب ویران ہو جاوین اور الله کی روشنی کی کہاوت
ابن عباس نے کہی یہ مومن کے دل مین روشنی ہے کتے پردون مین ایک سے ایک تیز روشنی رکھتا
ہے سب سے اندر تارے سی ہے اور زیتون شرق کا نہ غرب کا یعنی باغ کسی بیچ کا نہ صبح کی دھوپ
کہاوے نہ شام کی خوب ہرا اور چنگا رہے یا پیغمبر کو فرمایا کہ دل کا نور ملتا ہے اُنسے وہ ملک عرب
مین پیدا ہوئے نہ مشرق مین نہ مغرب مین اُسکا تیل بن آگ سلگنے کو تیار رہے یعنی مومن کے دل مین
بے ریاضت اُنکے صحبت سے روشنی پیدا ہوتی ہے آگے فرمایا کہ وہ روشنی ملتی ہے اس سے کہ
جن مسجدون مین کامل لوگ بندگی کرتے ہین صبح و شام وہان لگا رہے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر
رحمہ الله کہتے ہین کہ **علی** بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے الله نور السموات والارض
کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ الله ہدایت کرنیوالا ہے آسمان والون اور زمین والونکا **ابن جریج**
نے کہا کہ مجاہد حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ الله تدبیر کرتا ہے امر کی آسمانون مین اور زمین
مین اُنکے تارون مین اور اُنکے آفتاب و ماہتاب مین **ابن جریر** نے بروایت قرۃ حضرت انس
بن مالک سے روایت کیا ہے کہ الله فرماتا ہے نور ہی ھدی یعنی میرے نور نے ہدایت کی یا میرا
نور ہدایت ہے اس قول کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے **ابو جعفر** رازی نے بسند خود حضرت ابی
بن کعب سے الله نور السموات والارض مثل نورہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا وہ مومن
ہے جسکی سینے مین الله پاک نے ایمان و قرآن رکھا ہے پس الله پاک نے اُسکی مثل بیان فرمائی تو
یون کہا کہ الله نور السموات والارض پس اپنی ذات کے نور سے ابتدا کی پھر مومن کے نور کا

ذکر کیا تو فرمایا کہ مثل اُس شخص کے جو اسپر ایمان لایا راوی نے کہا کہ اُبی بن کعب یون پڑہتے تھے مثل نور من آمن بہ پس وہ مومن ہے جسکے سینے مین اللہ نے ایمان و قرآن رکھا ہے اسیطرح سعید بن جبیر و قیس بن سعد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ اس کو یون پڑہتے تھے نور من آمن باللہ[۱] **بعض** نے اسطرح پڑہا ہے کہ اللہ نوّر السموات والارض اسیطرح **ضحاک** سے مروی ہے **سدی** نے اسکی تفسیر مین کہا ہے پس اُسکے نور سے آسمان و زمین روشن ہوگئی **محمد بن اسحق** نے جس حدیث کو سیرت مین روایت کیا ہے اُسمین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ مروی ہے کہ آپنے اپنی دعا مین فرمایا جس دن کہ طائف والون نے آپکو ایذا پہونچائی اعوذ بنور وجهك الذی اشرقت له الظلمات وصلح علیه امر الدنیا والاخرة ان یحل بی غضبك[۲] او ینزل بی سخطك لك العتبی[۳] حتی ترضی ولا حول ولا قوة الا باللہ یعنی مین پناہ مین آیا تیرے نور وجہ کی کہ جسکے واسطے تاریکیان چمک اُٹھین اور جسپر دنیا و آخرت کا کام ٹھیک ہوگیا اس بات سے کہ نازل ہو مجھپر تیرا غصہ یا اُترے مجھپر تیری خفگی میرے ہی خوشی کی طرف پھر آنا تیرے ہی لیے ہے یہانتک کہ تو راضی ہو جاوے نہین ہے بازگشت گناہ سے اور توانائی طاعت پر مگر ساتھ مدد اللہ کے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ پاک کے نور وجہ کی پناہ مین آئے تو آپکے نور کا کیا ٹھکانا ہے نور ہی نور تھے جب تو آپکے سایہ کا اتا پتا نہین ملتا تھا کسی نے آپکی مدح مین خوب کہا ہے ؎

موسیٰ ز ہوش رفت بیک پرتو صفات		تو عین ذات می نگرے در تجلے ؎

صحیحین مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت رات کو اُٹھتے تو فرماتے اللهم لك الحمد انت نور السموات والارض ومن فیهن ولك الحمد انت قیوم السموات والارض ومن فیهن الحدیث یعنی الٰہی تیرے ہی لیے حمد ہے تو نور ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اُن کا جو اُن مین ہین اور تیرے ہی واسطے حمد ہے تو تھامنے والا ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اُنکا جو اُنمین ہین حضرت **ابن مسعود** رضی نے فرمایا ہے کہ بیشک تمہارے رب کے ہان رات ہے نہ دن نور عرش کا اُسکے نور وجہ سے ہے **قولہ تعالیٰ** مثل نورہ کی ضمیر مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف

[۱] عن ابن عباس مثل نوره من آمن بالله كمشكوة وهي الكوة وعنه قال هو خطأ من الكاتب

[۲] اعظم من ان یکون نوره مثل نور المشكوة بل مثل نور المومن كالمشكوة كذا في فتح البیان و فتح القدیر ۲ ۱۲ منه

[۳] غضب خشم آرد فتح و بخطبا ضم و بفتحتین خشم آرد فتح ۱۲ صراح

عتاب بالکسر ناکردن و خفگی پیدا کردن اعتتب فلان ای عاد الی مسرتی راجعا عن الاساءة والاسم العتبی ۱۲ منه

پھرتی ہے یعنی مثل ہدایت اللہ کی مومن کے دل مین مثل طاق کے ہی قالہ ابن عباس دوسرا قول یہ ہے کہ راجع ہے طرف مومن کے جسپر سیاق کلام دال ہے تقدیر یہ ہے مثل نور مومن کی جو اُسکے دل مین ہے مثل طاق کے ہی مشبہ مومن کا دل ہے اور ہدایت جسپر اُسکی فطرت وخلق کی گئی ہے اور قرآن جسکو وہ لیتا ہے اور جو مطابق ہے اُس شے کے جسپر وہ مفطور ومخلوق ہوا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ اور مشبہ بہ صاف شفاف جوہری شیشے کا قندیل ہے اور عمدہ صاف چمکتا معتدل تیل جسمین کسیطرح کا کدر نہین ہے نہ کسی قسم کا انحراف پس مومن کا دل جو فی نفسہ صاف ہے اس صفائی مین اُسکی تشبیہ اُس قندیل سے دی ہے اور قرآن وشرع سے جو وہ مدد لیتا ہے اسکی تشبیہ اُس تیل سے دی ہے پس قولہ تعالیٰ کمشکوۃ حضرت ابن عباس ومجاہد ومحمد بن کعب اور بہت سے لوگون نے کہا ہے کہ مشکوۃ بتی کی جگہ ہے قندیل سے مشہور یہی قول ہے اسیواسطے بعد اُسکے یون فرمایا ہے فیہا مصباح مصباح وہ بتی ہے جو روشن ہوتی ہے عوفی نے حضرت ابن عباس سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ یہود نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کہا کہ اللہ کا نور آسمان کے پرے سے کیونکر پہونچتا ہے اسلیے اللہ پاک نے اپنے نور کیواسطے اسکی مثل بیان فرمائی پس ارشاد کیا اللہ نور السموات تا کمشکوۃ مشکوۃ کوہ خانہ کو کہتے ہین فرمایا یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک نے اپنی طاعت کیواسطے بیان کی ہے پس اپنی طاعت کا نام نور رکھا ہے پھر اُسکے انواع مختلف کے نام رکھے ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ مشکوۃ حبشی زبان مین روزن کو کہتے ہین بعض نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ مشکوۃ وہ روزن ہے جسکا کوئی منفذ نہین ہوتا ہے ایک روایت مین مجاہد سے یہ مروی ہے کہ مشکوۃ حدائد ہین جنسے قندیل لٹکایا جاتا ہے قول اول اولی ہے وہ یہی ہے کہ مشکوۃ کہتے ہین بتی کی جگہ کو قندیل سے اور اسی لیے فیہا مصباح کہا ہے مصباح وہ نور ہے جو بتی مین ہوتا ہے اُبی بن کعب نے کہا مصباح نور ہے اور وہ قرآن وایمان ہے جو اُسکے سینے مین امانت رکھا ہے سدی نے کہا مصباح سراج ہے المصباح فی زجاجۃ یعنی یہ روشنی چمکنے والی ہے ایک صاف شیشے مین اُبی بن کعب وغیرہ واحد نے کہا کہ زجاجہ نظیر ہے قلب

۵۱ بھلا ایک شخص جو ہی نظر کے سامنے ہو برابر کے اور پھر ہٹتی ہے اُسکو گواہی اُس سے ۱۲

۵۲ فتح القدیر وفتح البیان مین کہا ہے عن ابن عباس فی الایہ مثل نورہ ای ھدایۃ فی قلب المومن مشکوۃ یقول موضع القندیلۃ وفی اسنادہ مقال ۱۲

۵۳ روزن خانہ ۱۲

۵۴ صحاح جوہری ہے عبیدہ کی حدیدہ حدیدہ سے خاص کر یعنی حدید مطلق لوہا ہو ۱۱ درحدیدہ خاص وہ شے ہے جو لوہے سے کی کام کے لیے بنائی جاتی ہے مثلاً کرچا یا انکڑا جس سے قندیل لٹکاتے ہین ۱۲

۵۵ سراج بالکسر چراغ ۱۲ صراح

۵۶ غیر واحد یعنی بہت سون نے ۱۲ منہ

مومن کی الزجاجۃ کانھا کوکب دُرّیٌّ بعض نے اسکو بضم دال بدون ہمزہ پڑہا ہے ماخوذ
دُرّ سے یعنی گویا وہ ایک تارا ہے موتی کا دوسرے لوگون نے دِرِّی عرو دُرِّی ء بکسر و بضم
دال پڑہا ہے ماخوذ دَرَر سے دَرَر کہتے ہین دفع کرنیکو اسکی وجہ یہ ہے کہ تارا جسوقت پہینکا جاتا ہے
تو اُسوقت سب احوال سے زیادہ تر اُسکی روشنی ہوتی ہے تارون مین جو تارے پہچانی نہین جاتے
ہین تو عرب لوگ انکا نام دراری رکہتے ہین اُبَیّ بن کعب نے کہا کوکب مضیئی یعنی چمکتا تارا قتادہ نے
کہا مُضیئی مُبین فخم یعنی چمکتا ظاہر بڑا یوقد من شجرۃ مبارکۃ یعنی وہ مدد لیتا ہے شجرۂ مبارکہ
کی زیتون کی تیل سے زیتونۃ بدل ہے یا عطف بیان ہے لا شرقیۃ ولا غربیۃ یعنی وہ
اپنی جگہ کے شرقی جانب مین نہین ہے کہ اول دن کا آفتاب اُسکو نہ پہونچے اور نہ اُسکے غربی جانب
مین ہے کہ قبل غروب آفتاب کے اُس سے سایہ سمٹ جاوے بلکہ وہ جاے وسط مین ہے اول
دن سے آخر دن تک دہوپ اُسی پر رہتی ہے اُسکو صاف کیا کرتی ہے اسلیے اُسکا تیل صاف
معتدل چمکتا ہوا آتا ہے ابن ابی حاتم نے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس سے روایت کیا
ہے فرمایا کہ وہ ایک درخت ہے جنگل مین کہ درخت اُسپر سایہ نہین کرتی ہین نہ کوئی پہاڑ نہ کوئی کہوہ
نہ اُسکو کوئی شے چھپاتی ہے یہ بات اُسکے تیل کو نبایت عمدہ کرنیوالی ہے عکرمہ نے کہا کہ وہ
جنگل مین ہے یہ نہایت صاف کرنیوالا ہے اُسکے تیل کو رواہ یحیی بن سعید القطان عن عمران بن
جریر عنہ ابن ابی حاتم کا لفظ عکرمہ سے یہ ہے کہ کسی نے اُنسے اس آیت کا پوچہا تو کہا کہ وہ ایک
زیتون ہے زمین بیابان مین جب سورج نکلتا ہے تو اُسپر نکلتا ہے پہر جب ڈوبتا ہے تو اُسپر ڈوبتا
ہے پس یہ تیل سب تیلون سے زیادہ تر صاف ہوتا ہے مجاہد نے کہا کہ وہ شرقیہ نہین ہے کہ
سورج جب طلوع ہو تو اُسکو نہ پہونچے غربیہ نہین ہے کہ جب سورج ڈوبے تو اُسے نہ پہونچے بلکہ
اُسکو سورج پہونچتا ہے جب طلوع کرتا ہے اور جب ڈوبتا ہی سعید بن جبیر نے زیتونۃ لا شرقیۃ
ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیئی کی تفسیر مین کہا ہے کہ یہ بہترین روغن ہے کہا کہ جب سورج طلوع
ہوتا ہے تو جانب مشرق سے اُسکو پہونچتا ہے پہر جب غروب ہونے لگتا ہے تو اُسکو پہونچتا
ہے پس صبح و شام اُسے سورج پہونچتا ہے سو یہ درخت نہ شرقی شمار کیا جاتا ہے نہ غربی سُدّی
نے کہا شرقی نہین ہے کہ مشرق اُس سے گزر جاے اور نہ غربی ہے کہ مغرب اُس سے گزر جاے

نہ مشرق لیکن وہ کسی پہاڑ کی چوٹی پر ہے یا کسی جنگل مین کہ ساری دن اُسے دہوپ لگتی ہے
کسی نے کہا کہ شرقی غربی نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ درختونکے بیچ مین ہے نہ وہ شرق
کیواسطے ظاہر ہوتا ہے نہ مغرب کے **ابوجعفر** رازی نے اُبیّ بن کعب سے روایت کیا ہے
کہ وہ سبز نرم نازک ہے کسی حال پر اُسے دہوپ نہین لگتی ہے نہ وقت طلوع کے نہ غروب
کے کہا پس اسیطرح یہ مومن ہے کہ وہ اس سے بچایا گیا ہے کہ فتنون سے اُسکو کوئی شے
پہونچے اور کبھی اُن مین مبتلا ہوجاتا ہے تو اللہ اُسکو اُن مین ثابت رکھتا ہے تو وہ درمیان
چار خصلتونکے ہے اگر کہتا ہے تو سچ بولتا ہے اور جو حکم کرتا ہے تو عدل کرتا ہے اور جو مبتلا ہوتا
ہے تو صبر کرتا ہے اور اگر اُسے دیا جاتا ہے تو شکر کرتا ہے پس وہ سارے لوگون مین مثل
اُس زندہ شخص کے ہے جو کہ مردونکی قبرون مین چلتا ہے **ابن ابی حاتم** نے سعید بن جُبیر سے
روایت کیا ہے کہ وہ بیچ درختون مین ہے سورج اُسکو نہ شرقاً پہونچتا ہے نہ غرباً **عطیہ** عوفی
نے کہا ہے کہ وہ ایک درخت ہے جگہ مین درختونکے اُسکے پہلون کا سایہ اُنکے پتون مین
دکھائی دیتا ہے اور یہ اُن درختون مین سے ہے جنپر نہ سورج طلوع کرتا ہے نہ غروب کرتا ہے **ابن**
ابی حاتم نے بروایت سعید بن جُبیر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ وہ شرقیہ نہین ہے
اُسمین شرق نہین ہے اور نہ غربیہ ہے اُسمین غرب نہین ہے ولیکن وہ شرقیہ غربیہ ہے **محمد** بن کعب قرظی نے
کہا کہ وہ قبلیہ ہے **زید** بن اسلم نے کہا کہ وہ شام ہے حضرت **حسن** بصری نے فرمایا اگر یہ کوئی
درخت زمین مین ہوتا تو البتہ شرقی ہوتا یا غربی ولیکن یہ تو ایک مثل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو
بیان فرمایا ہے واسطے اپنے نور کے **ضحاک** نے تو قد من شجرۃ مبارکۃ کی تفسیر مین
حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا کہ مرد صالح ہے زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ
فرمایا کہ وہ نہ یہودی ہے نہ نصرانی ہے اُن سب قولون سے اولیٰ قول اول ہے اور وہ درخت
برابر زمین مین فراخ ظاہر کھلی ہوئی جگہ مین ہے سورج کیواسطے کھلی ہوئی ہے اول دن سے آخر دن
تک سورج اُسے مارتا رہتا ہے تاکہ یہ سارے دن کا دہوپ کھانا اُسکے تیل کیواسطے زیادہ تر
صاف ولطیف کرنیوالا ہو جسطرح کہ اگلے لوگون مین سے بہت سون نے کہا ہے اور اسی لیے
اللہ پاک نے یون فرمایا ہے یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار **عبدالرحمن** بن زید بن اسلم

نے کہا یعنی لضوء اشراق الزیت یعنی بسبب روشنی چمکنے تیل کے **قولہ تعالیٰ** نور
علے نور **عوفی** نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مراد اس سے بندے کا ایمان
وعمل ہے **مجاہد** و **سدی** نے کہا کہ مراد نور آگ کا ہے اور نور تیل کا **ابی** بن کعب نے کہا نور علی نور
پس وہ لوٹتا پوٹتا ہے پانچ نوروں میں کلام اُسکا نور ہے اور عمل اُسکا نور ہے اور مدخل اُسکا نور
ہے مخرج اُسکا نور ہے اور بازگشت اُسکی طرف نور کی ہے روز قیامت کو طرف جنت کے **شہر** بن عطیہ
نے کہا کہ حضرت ابن عباس کعب احبار کی طرف آئے تو کہا کہ تو مجھسے قول اللہ تعالیٰ یکاد
زیتہا یضیٔ ولو لو تمسسہ نار کا بیان کر کعب نے کہا لگتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
لوگوں کیواسطے ظاہر ہو جائیں اگرچہ خود نہ کہیں کہ وہ نبی ہیں جسطرح لگتا ہے کہ یہ تیل روشن
ہو جائے **سدی** نے نور علی نور کی تفسیر میں کہا ہے کہ نور آگ کا اور نور تیل کا جبکہ یہ دونوں
جمع ہو جاتی ہیں تو آگ روشن ہو جاتی ہے یا یہ کہ ایک بغیر دوسرے کے روشن نہیں ہوتا ہے
اسیطرح نور قرآن کا اور نور ایمان کا ہے جبکہ یہ دونوں جمع ہو جاتے ہیں تو ایک انمیں سے نہیں بجھتا
ہے مگر ساتھ دوسرے کے **قولہ تعالیٰ** یھدی اللہ لنورہ من یشاء یعنی اللہ راہ
بتاتا ہے طرف اپنی ہدایت کے اُس شخص کو جسکو پسند کرتا ہے جیسا کہ اُس حدیث میں آیا ہے
جسے **امام احمد** نے عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے بیشک اللہ نے پیدا کیا اپنے خلق کو تاریکی میں پھر اُنپر ڈالا اپنے
نور سے اُس دن پھر جو شخص پہونچا اُسکے نور سے اُس دن تو اُسنے ہدایت پائی اور جو شخص
چوک گیا اُسکو تو وہ گمراہ ہوا پس اسی لیے میں کہتا ہوں کہ سوکھہ گئے قلم علم پر اللہ عزوجل کے
طریق دیگر بزار نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تھے کہ بیشک اللہ نے پیدا کیا اپنے خلق کو تاریکی میں پھر
اُنپر ایک نور ڈالا اپنے نور سے پس وہ شخص کہ پہونچا اُسکو اُس نور سے تو اُسنے ہدایت پائی
اور جو شخص چوک گیا اُسکو تو وہ گمراہ ہوا اور رواہ البزار عن عبداللہ بن عمرو ومن طریق اخر
بلفظہ وحروفہ جبکہ اللہ پاک نے یہ مثل ذکر کی اپنے نور ہدایت کی مومن کے دل میں تو
آیت کو اس قول سے ختم فرمایا ویضرب اللہ الامثال للناس واللہ بکل شیٔ علیم یعنی اللہ پاک

خوب جانتا ہے اُس شخص کو جو مستحق ہے ہدایت کا اُس شخص سے جو کہ مستحق ہے گمراہ کرنے کا
امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دل چار ہین ایک تو قلب اَجرد ہے[۵۱] اسمین مثل چراغ کے چمکتا ہی
اور ایک قلب اَغلف[۵۲] ہی اُسکے غلاف پر بندش کی گئی ہی اور ایک قلب منکوس[۵۳] ہی اور ایک قلب مصفح[۵۴] ہی پس قلب
اَجرد تو مومن کا قلب ہے اُسکا چراغ ہے اُسمین اُسکا نور ہے اور قلب اغلف کافر کا دل ہی
اور قلب منکوس[۵۵] منافق کا دل ہے کہ اُسنے پہچانا پھر انکار کیا اور قلب مصفح وہ دل ہی کہ اُسمین
ایمان و نفاق ہے اور مثل ایمان کے اُسمین مانند مثل بقلہ[۵۶] کے ہی کہ پاک پانی اُسکو مدد دیتا ہی
اور مثل نفاق کی اُسمین مانند مثل پھوڑے کے ہی کہ خون اور پیپ اُسکو مدد دیتا ہے پھر جو
مدہ[۵۷] دونون مین سے دوسرے پر غالب ہوا وہی اُسپر غالب ہوتا ہے اسناد ہ جید ولم
یخرجوہ **ف** اسم شریف اللہ مبتدا ہے اور نور السموات والارض خبر ہے اور جملہ مستانفہ
ہے واسطے تقریر ماقبل کے لایا گیا ہے کیونکہ اول یہ ذکر کیا ہے کہ اُسنے ظاہر ظاہر کھلی کھلی
آیتین نازل کی ہین اس سے یہ سوال پیدا ہوا کہ جب اُسکے کلام کا یہ وصف ہے تو اُسکی ذات
بابرکات کا کیا وصف ہوگا پس گویا اسکا یہ جواب دیا کہ جسطرح اُسکا کلام پاک ظاہر بالظہور مفسّر و مبیّن
ہے اسیطرح اُسکی ذات برکت سمات غایت کمال و نہایت جمال مین ہے آسمان و زمین کا نور ہے
بیضاوی نے کہا ہے کہ نور اصل مین ایک کیفیت ہی جسکا ادراک قوت باصرہ اول کرتی ہے اور
اُسکے واسطہ سے ساری مُبصَرات[۵۸] کا ادراک کرتی ہے جیسی وہ کیفیت ہے جو کہ سورج چاند ہی کثیف
جسمون پر فائز و واصل ہوتی ہے کون جسم جو کہ سورج چاند کے محاذی و متقابل ہوتے ہین بایں معنی
نور کا اطلاق اللہ پاک پر صحیح نہین ہے مگر ہان بتقدیر مضاف دست ہے اے ذو نور السموات
والارض یعنی اللہ پاک صاحب و مالک ہے آسمان و زمین کے نور کا جسطرح کہ زید عدل بولتے ہین
یعنی زید صاحب عدل ہے یا مراد مبالغہ ہے اللہ پاک کے وصف مین کہ وہ بسبب اپنے کمال
جلال و ظہور عدل و وسعت احکام کے نور ہے جیسے کہتے ہین کہ فلان شخص نور بلد ہے قمر زمن ہی
شمس عصر ہے اسی باب سے نابغہ کا قول ہے[۵۹]

فانک[۵۹] شمس والملوک کواکب		اذا ظہرت لم یبق فیھن کوکب	

۵۱ اجرد ذہ ہی جسکے بدن پر بال نہین ہوتے قرین ہمان مراد یہ ہے کہ اُسمین کسیطرح کا غل و غش نہین ہی صاف نورانی ہے اس لیے اُسمین ایمان کا نور چمکتا ہی ۱۲

۵۲ یعنی حق کے سننے اور قبول کرنے سے پردہ ہی ۱۲

۵۳ مقلوب صفح یعنی وجہ و ناحیہ ہی یعنی اُسکی دو جہتین ہین یک جہت تو قابل کفر ہے ملتا ہی اور جہت دوم قابل ایمان سے یعنی ۱۲ منہ

۵۵ بقلہ سبزی ۱۲ اصل کا لفظ عربی مین الباذ الطیب ہے اور آب شیرین ہے جو کہ نبات و سبزی کا مادہ ہی

۵۷ مدہ بالکسر بمعنی یرم ہے یعنی مواد ہوتا ہے کہ مراد مطلق مادہ ہے تاکہ دونون کو شامل ہو جاوے والمراد اعم ۱۲ منہ

۵۹ یعنی بیشک تو آفتاب ہے اور بادشاہ وہ تارے ہین جب سورج طلوع ہوتا ہے تو کوئی تارا نہین رہتا ہے دوسرے شعر کے یہ معنی ہین کہ تو نے کیونکر نہین تصدیق کی شمرون سے واسطے فضل ۲۲

۵۸ جو جلیہ سے دیکھی جاتی ہین ۱۲ منہ

کسی اور نے کہا ہے ؎

ھلا قصدت من البلاد لمفضل	قمر القبائل خالد بن یزید

اسی قبیل سے یہ قول ہے ؎

اذا سار عبد اللہ من مرو لیلۃ	فقد سار منھا نورھا وجمالھا

کہا ہے کہ معنی نور کے لغت مین ضیاء ہین یعنی روشنائی یہی روشنائی اشیاء کو ظاہر کرتی ہے اور بینائیان جس شے کو دیکھتی ہین یہی روشنی اُسکی حقیقت اُنکو دکھاتی ہے پس اطلاق نور کا اللہ پاک پر بطور مدح کے جایز ہے اور اسلیے کہ اللہ پاک نے اشیاے منورہ کو ایجاد کیا ہے اور اُنکے نورون کو وجود مین لایا ہے اور اُنکو روشن فرمایا ہے اُس معنی پر زید بن علی وابو جعفر و عبد العزیز مکی کی قرارت دال ہے ان لوگون نے نوّر السموات بصیغۂ فعل ماضی پڑہا ہے اور فاعل اوس کا ضمیر راجع ہے طرف اللہ کے اور السموات اُسکا مفعول ہے پس اللہ نور السموات والارض کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک نے آسمانون کو اور زمین کو روشن کردیا ہے باین طور کہ آسمان و زمین والونکے احوال کو مستقیم کیا ہے اور اُنکو ٹھیک بنایا ہے اور اُن کی لوگونکے واسطے کامل تدبیر کی ہے جسطرح کہتے ہین کہ بادشاہ نور بلد ہے اسیطرح حضرت حسن ومجاہد وزہری وضحاک وقرظی نے وابن عرفہ وابن جریر وغیرہم نے کہا ہے اُسی کے مثل یہ قول ہے کسی شاعر کا ؎

وانت لنا نورٌ وغیثٌ وعصمۃٌ	ونبتٌ لمن یرجوندالک ورِیفُ

ہشام جوالیقی اور ایک گروہ فرقۂ مجسمہ نے کہا ہے کہ اللہ پاک ایک نور ہے نہ مثل نورونکے اور ایک جسم ہے نہ مثل جسمونکے حضرت ابن عباس وانس رضی اللہ عنہما نے کہا ہے کہ اللہ ہادی ہے آسمانون کا اور زمین کا پس وہ اُسی کے نور سے حق کی طرف راہ پاتے ہین اور اُسی کی ہدایت سے گمراہی کی حیرت سے نجات پاتے ہین کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے آسمان کو فرشتون سے منور کیا اور زمین کو انبیاء سے روشن فرمایا کسی نے کہا کہ مزین آسمان و زمین ہے آسمان کو تو سورج چاند تارون سے زینت دی اور زمین کو انبیاء علماء مومنین سے زینت بخشی کسی نے کہا کہ زمین کو روئیدگی اور درختون سے زینت دی کسی نے کہا کہ سارے نور اُسی کی طرف سے ہین

؎ غیث باران وعصمۃ پالک نگاہ اشتق کی ہے انکو وثوق بنت گیاہ نذری عطا و ریف پالکر زمین یا کشت یعنی تو ہمارے واسطے روشنی ہے اور رینہ اور پرورش ہے خوف وخطر سے اور روئیدگی ہے واسطے اُسکے جو امیدوار ہے تیری عطا کا اور کھیتی ہے ۱۲ منہ

ف مثل نورہ مبتدا ہے خبر اُسکی کمشکوۃ ہے یہ جملہ ماقبل کا ایضاح وتفسیر ہے اسلیے اُس کا
کوئی محل اعراب سے نہین ہے اور یہان مضاف مقدر ہے یعنی کمثل مشکوۃ معنی یہ ہین کہ صفت
اللہ پاک کے نور کی جو اُس سے فائض اور اشیا پر ظاہر ہوتا ہے مانند صفت مشکوۃ کے ہے
مشکوۃ کہتے ہین روزن کو دیوار مین جسکا کوئی منفذ نہو غرض یہ ہے کہ دیوار کے پار نہو جیسے دیوار مین
طاق ہوتا ہے جسطرح کہ واحدی نے جمیع مفسرین سے اور قرطبی نے جمہور مفسرین سے نقل کیا
ہے کسی نے کہا کہ حبشی لغت ہے کسی نے کہا عربی ہے مثل صلوٰۃ وزکوٰۃ کے واو سے لکھا جاتا
ہے اور اصل اسکی وہ ظرف ہے جسمین کوئی شے رکھی جاتی ہے کسی نے کہا قندیل کا ستون ہے
جسمین بتی رکھتے ہین کسی نے کہا نلکی ہے وسط قندیل مین کسی نے کہا وہ لوہا یا سیسا ہے جس مین
تیل رکھا جاتا ہے کسی نے کہا وہ ستون ہے جسکے سر پر مصباح رکھتے ہین کسی نے کہا وہ لوہے
کی شے ہے جسمین قندیل لٹکاتے ہین مجاہد نے کہا خود قندیل ہے انمین سے بعض قول الاول گزر چکے
ہین پہلا قول اولیٰ ہے مشکوۃ کے خاص کرنیکی وجہ یہ ہے کہ مصباح یا غیر مصباح سے جو روشنی اُسمین
ہوتی ہے وہ اُس روشنی کا خوب جامع ہوتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ مثل اللہ عزوجل کے نور
کی مومن کے دل مین اور یہ وہ نور ہے جس سے وہ ہدایت پاتا ہے کسی نے کہا مراد نور سے
قرآن شریف ہے کسی نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین کسی نے کہا کہ مراد نور سے طاعت
ہے اللہ پاک نے اپنی طاعت کا نام نور رکھا ہے اور واسطے تشریف وتعظیم کے اِن نورون کو
اپنی ذات کی طرف منسوب فرمایا ہے کسی نے کہا مثل نورہ کے یہ معنی ہین کہ اللہ کے دلائل کی
صفت جنکو وہ مومن کے دل مین ڈالتا ہے دلائل کا نام نور رکھا جاتا ہے قالہ القرطبی اُس
تشبیہ مین اختلاف کیا ہے کہ آیا یہ تشبیہ مرکب ہے یا غیر مرکب کسی نے کہا کہ اسمین مثال کے
ایک جزو کا مقابلہ ممثل بہ کے ایک جزو کے ساتھ نہین ہے بلکہ اسمین ایک جملہ کی تشبیہ دوسرے
جملے کے ساتھ واقع ہوئی ہے ف فیہا مصباح مصباح کہتے ہین سراج ضخم کو یعنی بڑا چراغ
المصباح فی زجاجۃ زجاجہ واحد ہے زجاج کا یعنی قندیل زجاج نے کہا کہ نور شیشے مین ہے
اور آگ کی روشنی شیشے مین ہر شے سے زیادہ تر ظاہر ہوتی ہے اور اُس کی روشنی شیشے
مین بڑھتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ شیشہ ایک شفاف جسم ہے نور کا ظہور اُسمین کامل تر ہوتا ہے

ف پھر اللہ پاک نے شیشے کا وصف کیا کہ الزجاجۃ کانھا کوکب دری یعنی گویا شیشا اور اسمین نور ایک تارا ہے چمکتا دری منسوب ہے طرف درہ کے اس جہت سے کہ تارے مین صفائی وحسن وروشنی مشابہ موتی کے ہے ضحاک نے کہا ہے کہ کوکب دری زہرہ ہے ابو عمرو نے دری بکسر دال پڑہا ہے کہا مین نے کسی اعرابی کو کہتے نہین سنا مگر کانہ کوکب دِرّی بکسر دال اسکو اس محاورے سے لیا ہے کہ جسوقت تارے مندفع ہوجاتے ہین تو بولتے ہین درأت النجوم تدرأ حمزہ نے بضم دال مہموز پڑہا ہے فراء وزجاج ومبرد نے اسکا انکار کیا ہے ابو عبید نے کہا کہ اگر دال کو پیش دیا جاے تو واجب ہے کہ مہموز نہو کیونکہ یہ کلام عرب مین نہین ہے دراری تارون مین سے مشہور تارے ہین جیسے مشتری زہرہ مریخ اور جو انکے مشابہ ہین ثوابت تارون سے ابی نے کہا دری کے معنی مضی ہین یعنی روشن ماخوذ ہے درء بمعنی دفع سے اسلیے کہ چمکتا تارا اندھیرے کو دفع کرتا ہے ف پھر اللہ پاک نے مصباح کا وصف فرمایا یوقد[۵۱] بیاے تحتیہ وتخفیف قاف وضم دال کسی نے توقد[۵۲] بصیغہ فعل ماضی پڑہا ہے تفعل سے ان دونون قراءتون مین ضمیر راجع ہے طرف مصباح کی کسی نے توقد[۵۳] بتاے فوقیہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ ضمیر راجع ہے طرف زجاجہ کے نحاس نے کہا اول کی دونون قریب یکدیگر ہین کیونکہ دونون مین ضمیر مصباح کی طرف راجع ہے اور اس وصف کے ساتھ زیادہ تر مشابہ مصباح ہی ہے کیونکہ منیر ومضی وروشن وہی ہوتا ہے اور زجاجہ جو ہے سو اسکا ظرف ہے کسی نے[۵۴] توقد پڑہا ہے اس بنا پر کہ فعل مضارع ہے اصل اسکی تتوقد ہے ف من شجرۃ مبارکۃ کلمہ من ابتدائیہ ہے یعنی ابتدا روشن کرنے چراغ کی درخت مبارک سے ہے یا مضاف مقدر ہے ای یوقد من زیت شجرۃ مبارکۃ یعنی وہ چراغ روشن کیا جاتا ہے درخت مبارک کے تیل سے مبارکہ کے معنی ہین کثیر المنافع والبرکہ یعنی اسکا نفع اور برکت بہت ہے کسی نے کہا مبارکہ بمعنی منماۃ ہے نامکتے ہین حیوان ونباتات کی بالیدگی اور بڑہنے کو زیتونۃ یعنی وہ درخت مبارک درخت زیتون ہے زیتون کا درخت سب درختون سے زیادہ تر بڑہتا ہے کسی نے کہا ہے کہ منجملہ اسکی برکت کے ایک یہ ہے کہ اسکے نیچے سے اوپر تک کی ٹہنیون مین پتے لگتے ہین دوسری بات یہ ہے کہ زیتون ادام

۵۱ یہ قراءت شیبہ ونافع وابو جعفر وشامی وحفص کی ہے ۱۲

۵۲ یہ قراءت حسن وسلمی وابو عمرو بن العلا وابو جعفر کی ہے ۱۲

۵۳ یہ قراءت کوفیون کی ہے ۱۲

۵۴ یہ قراءت نصر بن عاصم کی ہے ۱۲

ہے یعنی سالن اُسمین روٹی ڈبا کر کھاتے ہین اور وہان سے بدن سے اُسکو ملتے ہین وباغ ہے چمڑے اُس سے پکاتے ہین وقود ہے اُسکی روشنی کرتے ہین اسکی ہر شے مین منفعت ہے سارے تیلون سے اسکا تیل زیادہ تر صاف وروشن ہوتا ہے کسی نے کہا ہے کہ زیتون اول درخت ہے جو بعد طوفان کے منازل انبیا مین اُگا اُسکے واسطے ستر نبیون نے برکت کی دعا کی ہے اُنمین سے حضرت ابراہیم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین یہ ایک ایسا درخت ہے کہ اسکے پتے نہین گرتے اُسید بن ثابت یا ابو اسید انصاری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہا زیت کو اور اُسکو لگاؤ پس بیشک وہ مبارک درخت سے ہے رواہ الترمذی ف پھر اللہ پاک نے اُس درخت کا یہ وصف فرمایا کہ لا شرقیۃ ولا غربیۃ بجر صفت ہے شجرۃ کی حرف لا واسطے افادۂ نفی کے داخل ہوا ہے کسی نے برفع پڑھا ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی یعنی لا ہے شرقیۃ ولا ہے غربیۃ اس وصف کے معنی مین مفسرون کا اختلاف ہے عکرمہ وقتادہ وغیرہما نے کہا ہے کہ شرقیہ وہ ہے جسکو سورج پہونچے وقت طلوع کے اور وقت غروب کے اُسکو نہ پہونچے اسلیے کہ اُسکے واسطے پردہ ہے غربیہ وہ ہے کہ اُسکو سورج پہونچے وقت غروب کے اور وقت طلوع کے نہ پہونچے یہ درخت زیتون کا کسی جنگل مین ہے یا کھلی ہوئی زمین مین باین طور کہ سورج سے اُسکو کوئی چیز چھپاتی نہین ہے نہ تو وقت طلوع کے نہ وقت غروب کے جو زیتون ایسا ہوتا ہے تو اُسکے پھل نہایت عمدہ اور بغایت پختہ ہوتے ہین اور اُن کا تیل صافتر ہوتا ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ وہ درخت کسی بڑے درخت مین ہے کہ اُسنے اُسکو گھیر لیا ہے تو وہ نہ شرق کی جانب سے کھلا ہوا ہے نہ غرب کی طرف سے اس قول کو ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے ابن عطیہ نے کہا یہ قول اُنسے صحیح نہین ہے کیونکہ جو درخت اس صفت کا ہوتا ہے تو اُسکے پھل فاسد ہوتے ہین یہ امر وجود مین مشاہد ہے فراء وزجاج نے اول قول کو راجح کہا ہے حضرت حسن نے کہا کہ یہ درخت دنیا کے درختون سے نہین ہے یہ تو ایک مثل ہے کہ اللہ نے اپنے نور کیواسطے بیان فرمائی ہے اگر وہ دنیا مین ہوتا تو یا شرقی ہوتا یا غربی یہ قول اول گزر چکا ہے ثعلبی نے کہا قرآن نے صاف کہدیا ہے کہ وہ دنیا کے درختون سے ہی کیونکہ زیتونۃ بدل ہی شجرۃ سے

ف حضرت ابی نے فرمایا ہے کہ پھل مبارک کے اخلاص کے واسطے اللہ وحدہٗ کے اور واسطے عبادت اللہ لاشریک لہ کے ۱۲

ابن زید نے کہا کہ وہ شام کے درختون سے ہی کیونکہ شام نہ شرقی ہے نہ غربی اور شام ہی زمین مبارک ہے اور اُسکے درخت افضل ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ مقنأۃ ۵۱ مین نہین ہی کہ سورج اُسے نہ پہونچے نہ وہ مضحاۃ مین ہی کہ سایہ اُسکو نہ پہونچے پس وہ ایسا ہے کہ نہ دہوپ اُسی ضرر رسان ہے نہ سایہ کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ معتدل ہے نہ شرق مین ہی کہ گرمی اُسے ضرر دے نہ غرب مین ہی کہ سردی اُسکو مضرت پہونچائے اُبی نے کہا پس مثل اُسکے مانند مثل اُس درخت کے ہی جسکو درخت لپیٹ لین سو وہ سبز و نرم ہو سورج اُسکو لگتا نہین ہے کسی حال پر ہو نہ وقت طلوع کے نہ وقت غروب کے پس اسیطرح یہ مومن ہی کہ پناہ مین رکھا گیا ہے اس سے کہ کوئی شے فتنون مین سے اُسپر سایہ افگن ہو ف پھر اللہ پاک نے اُس زیتونۃ کا دوسرا وصف یہ بیان فرمایا کہ یکاد زیتہا یضیئ ولو لم تمسسہ نار جمہور نے بتاے فوقیہ پڑہا ہے اسواسطے کہ کلمہ نار کا عربی مین مونث سماعی ہے ابو عبید نے کہا کہ وہ اُسکے سوا اور قراءت نہین جانتے ہین ابو حاتم نے حکایت کیا ہے کہ سدی نے عن ابی مالک عن ابن عباس روایت کیا ہی کہ اُنہون نے بیاے تحتیہ پڑہا ہے اسلیے کہ تانیث نار کی حقیقی نہین ہے معنی یہ ہین کہ یہ تیل اپنی صفائی اور روشن ہونے مین لگتا ہے کہ خود بخود روشن ہو جاے بدون اسکے کہ اصلا آگ اُسکو چھوئے ف نور مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتداے محذوف کی ای ھو نور علی نور متعلق ہے محذوف سے وہ محذوف صفت موکدہ ہے نور کے معنی یہ ہین ھو نور کائن علی نور کسی نے کہا نور اللہ یعنی اللہ کی ہدایت واسطے مومنون کے نور ہے نور پر ایمان کے مجاہد نے کہا مراد النار علی الزیت ہے یعنی اول نور سے مراد آگ ہے اور دوسرے نور سے مراد تیل ہے کلبی نے کہا ایک نور مصباح ہے اور ایک نور زجاجہ ہے کسی نے کہا ایک نور بسبب تیل کی ہے مع ایک نور کے ساتھہ آگ کے سدی نے کہا نور ایمان کا اور نور قرآن کا کسی نے کہا کہ نور دو چند ہونیوالا ہے بڑہنے والا ہے کہ جسکے بڑہنے کی کوئی حد معین نہین کی ہے اور نور مشکوۃ کے ساتھہ جو تمثیل دی ہی اُس نور کی جسکا ذکر ہو چکا ہے سو اس نور مشکوۃ کے مراتب تضاعف کی حد بیان کی ہے کیونکہ عادت مین یہ مرتبہ نور بڑہنے کے مرتبون مین پہلے سرے کا مرتبہ ہی حاصل یہ ہے کہ عادۃً جو مثال غایت درجے

۵۱ بھائی آفتاب نتابد و مضحاۃ جائیکہ آفتاب تابد

کے نور بڑھنے کی ہوتی ہے وہی مثال ہے جو مذکور ہوئی اور وہ محدود ہے پھر فرمایا نور علی نور یعنی وہ نور اُس سے بھی بڑھا ہوا ہے اُسکی کوئی حد و غایت نہین ہے ف یھدی اللہ لنورہ من یشاء مراد اس ہدایت سے خاص ہدایت ہے جو کہ مطلوب کی طرف پہونچا دیتی ہے یہان مراد ہدایت سے مجرد دلالت اور راہ بتانا نہین ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا نور سے مراد دین اسلام ہے اور وہ نور بصیرت ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک اپنے بندون مین سے جسکو چاہتا ہے خاص ہدایت فرماتا ہے جو کہ منزل مقصود تک اُسے پہونچا دیتی ہے کیونکہ اسباب بدون اُسکی مشیت کے نہ ہین اسلیے کہ تمامی اسباب کی مشیت ہی سے ہوتی ہے ویضرب اللہ الامثال للناس یعنی اللہ پاک بیان کرتا ہے اشیا کو اُنکے اشباہ و نظائر سے اس لیے کہ بیان اشیا کا مثل و نظیر سے قریب کرتا ہے اُنکو طرف فہم کے اور آسان کرتا ہے اُنکی ادراک کو کیونکہ معقول کا محسوس کی ہیئت مین ظاہر کرنا اور محسوس کی صورت مین معقول کا متصور کرنا اُسکے وضوح و بیان کو زیادہ کرتا ہے واللہ بکل شئ علیم یعنی اللہ پاک کے علم سے کوئی شے غایب نہین ہوتی ہے معقول ہو یا محسوس ظاہر ہو یا باطن اور منجملہ اسکے بیان کرنا امثال کا ہے ف بعض آثار متعلق آیت باب فتح البیان مین ذکر فرمائے ہین اُن مین سے بعض کا ذکر اول ہو چکا ہے لیکن چونکہ تفاوت اجمال و تفصیل و بعض الفاظ کا ہے اسلیے بنظر زیادت بصیرت یہان لکھے جاتے ہین گو فی الجملہ تکرار ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہود نے واسطے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہا کہ اللہ کا نور آسمان کے پرے سے کیونکر پہونچتا ہے پس اللہ نے اسکی مثل بیان کی واسطے اپنے نور کے فرمایا اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ مشکوۃ گہر کا طاق ہے فیہا مصباح یعنی چراغ جو کہ شیشے مین ہوتا ہے یہ ایک مثل ہے کہ اللہ نے اپنی طاعت کیواسطے بیان کی ہے سوا اپنی طاعت کا نام نور رکھا پھر اُسکا نام متفرق انواع کا رکھا لا شرقیۃ ولا غربیۃ فرمایا کہ وہ درخت درختونکے وسط مین ہے اُسکو سورج نہین پہونچتا ہے نہ وقت طلوع کے نہ وقت غروب کے یہ تیل سب تیلون سے زیادہ ترعمدہ ہے یکاد زیتہا یضیء یعنی لگتا ہے کہ تیل اُسکا روشن ہو جاوے بدون آگ کے نور علی نور مراد اس سے بندے کا ایمان و علم ہے یھدی اللہ

ف فتح القدیر و فتح البیان مین ابسطھ ہے اور ابن کثیر مین اول کو لکھا ہے باقی علم کے عند واللہ اعلم ۱۲

لنورہ من یشاء یہ مثل ہے مومن کی حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے فرمایا کہ مشکوۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوف ہے اور زجاجہ آپ کا قلب مبارک ہے اور مصباح وہ نور ہے جو آپکے قلب شریف مین ہے اور شجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہین لا شرقیۃ ولا غربیۃ نہ یہودیت ہے نہ نصرانیت ہے پھر یہ آیت پڑہی ما کان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما الآیۃ شمر بن عطیہ نے کہا کہ حضرت ابن عباس کعب احبار کی طرف آئے تو کہا کہ تو مجھسے اللہ کے قول کی حدیث کر یعنی اس آیت کی کعب نے کہا مثل نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل طاق کے ہے اللہ نے اسکی مثل بیان کی ہے واسطے آپکے دہان مبارک کے فیہا مصباح مصباح آپ کا قلب شریف ہے اور زجاجہ آپ کا سینہ مبارک کانہا کوکب دری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینۂ مبارک کی تشبیہ دی ہے چمکتے تارے سے پھر مصباح رجوع ہوا طرف آپکے قلب کے پس فرمایا یوقد من شجرۃ الی قولہ یکاد کہا قریب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوجائین واسطے لوگونکے اگرچہ نہ فرمائین کہ وہ نبی ہین جسطرح قریب ہے کہ تیل روشن ہوجائے اگرچہ اسکو آگ نہ لگے **ابن عربی** نے کہا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے یہ مثل ہے اللہ کے نور وہدایت کی مومن کے دل مین جسطرح لگتا ہے کہ صاف تیل روشن ہوجائے قبل اسکے کہ اسے آگ لگے پھر اگر اسے آگ لگجائے تو اسکی روشنی زیادہ ہوجائے اسیطرح مومن کا دل ہے لگتا ہے کہ وہ عمل کرے ساتھ ہدایت کے قبل اسکے کہ اسکو علم آئے پھر جب علم آجائے تو ہدایت پر ہدایت بڑہ جائے اور نور پر نور مثل قلب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبل اسکے کہ انکو معرفت آئی تو کہا ھذا ربی پہلے اس سے کہ کوئی انکو اس بات کی خبر دے کہ ان کا ایک رب ہے پھر جب اللہ نے انکو خبر دی کہ وہ ان کا رب ہے تو ہدایت زیادہ ہوگئی اذ قال لہ ربہ اسلم قال اسلمت لرب العالمین ف فتح البیان وفتح القدیر مین بعد ذکر اقوال مذکور کے کہا ہے کہ تفسیر نظم قرانی کے ساتھ اسکے اولی ہے جو کہ حضرت ابی بن کعب وحضرت ابن عباس وحضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے گزر چکا ہے مقتضای لغت عرب پر نہین ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ بات ثابت ہوئی ہے جو کہ جائز کردے عدول کرنیکو معنی عربی سے طرف ان معانی کے کون معانی جو کہ الغاز وتعمیہ وچیستان سے مشابہ ہین

۱۲ منہ

۱ نہ تھا ابراہیم یہودی اور نہ تھا نصرانی لیکن تھا ایک طرف کا حکم بردار اور نہ تھا شرک والا

۲ تب اسکو کہا اسلام لا اسکے پروردگار کے واسطے بولا میں حکم مانتا ہون جہان کے صاحب کے

لیکن یہ صحابہ اور جو لوگ اُنکے موافق بعد اُنکے آئے انہون نے اللہ پاک کے نور کی تمثیل کو
بعید جانا کہ اُسکے نور کی مثال چراغ کے نور سے طاق مین دیجاے اور اسی لیے حضرت ابن عباس
نے یون فرمایا کہ اللہ پاک اس سے برتر ہے کہ اُسکا نور مثل نور طاق کے ہو چنانچہ یہ قول اُنکا ہم اول ذکر
کر چکے ہین حالانکہ اس بعید جاننے کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ ہم اول بحث مین ایسے معنی ذکر
کر آئے ہین جو کہ اشکال کو دور کرتے ہین اور جو مراد ہے اُسکو باحسن وجہ وابلغ اُسلوب واضح کرتی
ہین اور جو مقتضاے لغت عرب ہے اور جس بات کو کلام فصحا مفید ہے اُسے خوب ظاہر کرتے
ہین پس ظاہر سے عدول کرنیکی کوئی وجہ نہین ہے نہ تو کتاب اللہ سے نہ سنت رسول اللہ سے نہ لغت
سے رہی وہ بات جو کہ کعب احبار سے اس باب مین منقول ہے جسکا ہم ذکر کر آئے ہین سو اگر وہ
سبب ہے ان صحابۂ جلیل الشان کے عدول کرنے کا ظاہر سے آیت کی تفسیر مین تو حضرت
کعب رحمہ اللہ سے آدمی اُن لوگون مین سے نہین ہین جنکی ایسی بات مین پیروی کیجاے ہم
ماسبق مین تمکو آگاہ کر چکے ہین کہ تفسیر صحابی کی جبکہ اُسکا مستند روایت ہو اہل کتاب سے چنانچہ
اسکا وقوع بہت ہوتا ہے تو اُسکے ساتھ حجت قائم نہین ہوتی ہے نہ اُسکے واسطے تفسیر عربی
سے عدول جائز ہو سکتا ہے ہان اگر قراءت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی صحیح ہو جائے
تو وہ ان تفاسیر مخالف ظاہر کا مستند قرار پائے گی اور مثل زیادت مُبیّن مراد کی ٹھیرے گی اور اگر وہ
قراءت صحیح نہ ٹھیرگی تو جو مقتضا جمہور سبعہ کی قراءت کا اور اُنکے سوا اور لوگ جو اُنسے قبل ہین اور
جو اُنکے بعد ہین اُنکی قراءت کا ہوگا اُسی پر وقوف متعین ٹھیریگا فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و
یذکر فیہا اسمہ لا یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال ۝ رجال لا تلہیہم تجارۃ
ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ ۙ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب
والابصار ۝ لیجزیہم اللہ احسن ما عملوا ویزیدہم من فضلہ واللہ یرزق
من یشاء بغیر حساب ۝ اُن گھرون مین کہ اللہ نے حکم دیا اُن کو بلند کرنے کا اور وہان
اُسکا نام پڑھنے کا یاد کرتے ہین اُسکے وہان صبح اور شام وہ مرد کہ نہین غافل ہوئے سودا کرنے مین
نہ بیچنے مین اللہ کی یاد سے اور نماز کھڑی رکھنے سے اور زکوۃ دینے سے ڈرتے ہین اُس
دن کا جسمین اُلٹے جاوینگے دل اور آنکھین کہ بدلا دے اُنکو اللہ اُنکے بہتر سے بہتر کامونکا

اور بڑہتی دے اُنکو اپنے فضل سے اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہے بیشمار ف ایمان کی برکت سے مومن کو نیک عمل کا بدلا ہی اور بد عمل معاف اور کفر کی شامت سے کافر کو بد عمل کی سزا ہے اور نیک عمل خراب یہی فرمایا کہ بہتر سے بہتر کام کا انتہٰے ف جبکہ اللہ پاک نے مومن کے دل کی مثل بیان کی اور اُس علم و ہدایت کی جو اُسمین ہے جیسے قندیل کہ اُس مین چراغ ہے اور چراغ ہے صاف شیشے مین اور وہ چراغ روشن ہو رہا ہے ایک پاک صاف عمدہ تیل سے تو بعد اُسکے اُس قندیل کا محل ذکر کیا وہ محل یہی مسجدین ہین جو کہ اللہ پاک کو سارے زمین کے قطعون سے زیادہ تر محبوب ہین یہ اُسکے گھر ہین جنمین اُسکی عبادت و توحید کیجاتی ہے پس ارشاد فرمایا فی بیوت اذن اللہ ان ترفع یعنی اللہ پاک نے اُن گھرون کے خبر گیری کرنیکا امر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ میں کہیل لغو افعال و اقوال جو اُن مین لایق نہین ہین اُنسے اُنکو پاک صاف کرو جسطرح کہ علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اللہ پاک نے اُن مین لغو کرنے سے منع فرمائی ہے اسیطرح عکرمہ و ابو صالح و ضحاک و نافع بن جبیر و ابو بکر بن سلیمان بن ابی خیثمہ و سفیان بن حسین وغیرہم علماے مفسرین نے کہا ہے۔ قتادہ نے کہا وہ یہی مسجدین ہین کہ اللہ پاک نے اُنکے بنانے اور آباد کرنے اور بلند کرنے اور پاک صاف رکہنے کا امر فرمایا ہے ہم سے ذکر کیا گیا ہی کعب کہا کرتے تہے توریت مین لکہا ہوا ہے کہ بیشک میرے گھر زمین مین مسجدین ہین اور بیشک جو شخص وضو کرے پہر اپنا وضو اچہا کرے پہر میری زیارت کرے میرے گھر مین تو مین اُسکا اکرام کرون گا اور حق ہے مزور پر کرامت زائر کی و رواہ عبد الرحمن بن ابی حاتم فی تفسیرہ مسجدونکے بناء و احترام و تعظیم و توقیر و تطییب و تجمیر مین بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین اُسکے لیے ایک علیحدہ محل ہے جسمین وہ ذکر کیجائین حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین مین نے ان حدیثون کو ایک علیحدہ جزو مین لکہا ہے وللہ الحمد والمنۃ اور ہم بعون اللہ تعالی اُنمین سے ذرا سی بیان ذکر کرینگے انشاء اللہ تعالی اُسی پر اعتماد ہے اور اُسی پر بہروسا ہے امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا فرماتے تہے جو شخص بنائے کوئی مسجد درانحال کہ

ف آزردہ شخص ہے جسکی ملاقات کو آتے ہین ف بنانا اکرام و تعظیم و توقیر عظمت و وزن کرنا تطییب خوشبو دار کرنا تجمیر خوشبو جلانا ۱۲ منہ

وہ چاہتا ہے اُس سے اللہ کی ذات کو تو بنائیگا اللہ واسطے اُسکے مثل اُسکے جنت مین یا خو جاہ فی الصحیحین ۲ ابن ماجہ نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص بناوے کوئی مسجد کہ اُسمین اللہ کا نام ذکر کیا جاوے تو بنائیگا اللہ واسطے اُسکے ایک گھر جنت مین وللنسائی عن عمرو بن عنبسۃ مثلہ حدیثین اس باب مین بسیار تر از بسیار ہین ۳ حضرت عائشہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمکو امر فرمایا ہے مسجدین بنانیکا گھرون مین اور اسکا کہ وہ پاک صاف کیجائین اور خوشبو کیجائین رواہ احمد واھل السنن الا النسائی ولاحمد ولابی داؤد عن سمرۃ بن جندب نحوہ ۴ بخاری نے کہا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا ہے بنا تو واسطے لوگون کے وہ شے جو اُنکو بچاوے ۵۱ اور اس سے جسپر کہ سُرخ کرے یا زرد کرے تو تو لوگون کو فتنے مین ڈالے ۵ ابن ماجہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین بُرا ہوا عمل کسی قوم کا کبھی مگر اُنہون نے اپنی مسجدون کو مزخرف ۵۲ کیا اسکی اسناد مین ضعف ہے ۶ ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مین حکم نہین کیا گیا ہون تشیید ۵۳ مساجد کا حضرت ابن عباس نے فرمایا البتہ تم اُنکو مزخرف کروگے جسطرح کہ یہود و نصاری نے مزخرف کیا ہے ۷ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے قایم نہوگی قیامت یہانتک کہ لوگ فخر کرینگے مسجدون مین رواہ احمد واھل السنن الا الترمذی ۸ بُریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے طلب کیا مسجد مین تو کہا کہ کون شخص بُلاتا ہے حرف سُرخ اونٹ کے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو نپائے مسجدین جو بنائی گئی ہین سوا اسی شے کے لیے کہ جسکے واسطے ۵۴ بنائی گئین ہین رواہ مسلم ۹ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہی فرمائی ہے بیچنے اور خریدنے سے اور شعر پڑہنے سے مسجدون مین رواہ احمد واھل السنن وقال الترمذی حسن ۱۰ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم دیکھو اُس شخص کو جو کہ بیچتا ہے یا خریدتا ہے

۵۱ یعنی کوئی سرخی یا سونے کا ملمع نکالا جاوے ۱۲

۵۲ زخرف اصل مین سونے کو کہتے ہین جس سے کہ کتابون کو مزین کرتے ہین مراد یہان نقش و نگار کرنا ہے اور سونے کا ملمع کرنا بھی اسلیے ہے کہ نماز مین ہاتھ مین واسطے کو مشغول کرین ۱۲ منہ

۵۳ تشیید سے رفع بنا ہے کذا فی مجمع البحار ۱۲

۵۴ یعنی نماز و ذکر اللہ و تلاوت ۱۲

مسجد مین تو کہو سودا مند نکرے اللہ تیری تجارت کو اور جب تم دیکھو اُس شخص کو جو کہ طلب کرتا ہے
کسی گمی شے کو مسجد مین تو کہو نہ پہیرا دوے اللہ اُسکا تجہہ پر رواہ الترمذی وقال حسن غریب
۱۱ ابن ماجہ وغیرہ نے حدیث ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کئی خصلتین ہین کہ مسجد مین
لایق نہین ہین نہ ٹھیرائی جاوے راہ اُسمین ہتہیار ننگا نکیا جاوے آواز نہ کیجاوے اُسمین کمان
نہ پھیلائی جاوین اُسمین تیر نہ گزر کیا جاوے اُسمین کچا گوشت نہ ماری جاوے اُسمین حد نہ قصاص
لیا جاوے اُسمین کوئی نہ ٹھیرایا جاوے وہ بازار ۱۲ واثلہ بن اسقع نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہی بچاؤ تم ہماری مسجدون کو اپنے بچون سے
اور اپنے دیوانون سے اور اپنی خرید سے اور اپنی بیع سے اور اپنے جہگڑون سے اور اپنی
آوازین بلند کرنے سے اور اپنی حدود قایم کرنے سے اور اپنی تلوارین برہنہ کرنے سے اور
بناؤ اُنکے دروازون پر مطاہر یعنی طہارت خانی اور تجمیر کرو اُنکے جمعون مین رواہ ابن ماجۃ
ایضاً فی اسنادھما ضعف یہ جو فرمایا کہ وہ ٹھیرائی نہ جاوے راہ سو بعض علمانے مسجد مین
گزر کرنیکو مکروہ کہا ہے مگر واسطے حاجت کے جبکہ اُس سے کوئی گنجایش نہ پاوے اور اثر
مین ہے کہ فرشتے البتہ تعجب کرتے ہین اُس شخص ہی جو کہ گزرتا ہے مسجد سے اور اُسمین نماز
نہین پڑہتا ہے اور یہ جو فرمایا کہ ننگا نہ کیا جاوے اُسمین کوئی ہتہیار اور نہ آواز کیجاوے اُسمین کمان
اور نہ بکہیرے جاوین اُسمین تیر سو یہہ بھی اس خوف سے ہی کہ کہین ہتہیار اور تیر کسی کو لگ بجاوے کیونکہ
مسجد مین لوگون کی کثرت ہوتی ہی اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا ہے
کہ جسوقت کوئی شخص تیر لیکر گزر کرے تو اُن کی بہالونکو پکڑ لے تاکہ کسی کو ایذا نہ پہونچاوے جسطرح کہ
صحیح مین ثابت ہوا ہے کچا گوشت لیکر مسجد مین گزر کرنے سے جو نہی فرمائی ہے سو اس خوف سے
کہ کہین اُس سے خون کے قطرے ٹپکین جسطرح کہ حیض والی عورت مسجد مین گزرنے سے منع کی گئی
ہے جبکہ مسجد کے ملوث کرنیسے ڈرے رہی یہ بات کہ اُسمین حد نہ ماری جاوے نہ قصاص لیا جاوے
سو اسمین خوف ہے اس بات کا کہ مضروب یا مقطوع سے اُسمین نجاست ظاہر ہو جاوے مسجد کے
بازار ٹھیرانے سے جو منع کیا ہی سو اس لیے ہے کہ اُسمین بیع و شرا کرنے سے نہی گزر چکی ہی کیونکہ
وہ تو اسواسطے بنائی گئی ہے کہ اُسمین اللہ کی یاد ہو اور نماز پڑہی جاوے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

۱۲ تجمیر یعنی بخور کرنا خوشبوسے

وسلم نے اُس بدوی سے فرمایا تہا جس نے مسجد کی قطعہ مین موت دیا تہا کہ مسجدین اسواسطے نہین بنائی گئی ہین وہ تو واسطے ذکر اللہ کے بنائی گئی ہین اور اسواسطے کہ اُنمین نماز ہو پہر آپنے ایک ڈول پانی کا حکم دیا تو اُسکے پیشاب پر بہادیا گیا دوسری حدیث مین جو یہ فرمایا ہے کہ تم بچاؤ اپنی مسجدون کو اپنے بچون سے سوا اسواسطے منع کیا کہ وہ اُن مین کہیلین گے اور یہ اُنکو مناسب نہین ہے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جبکہ بچون کو مسجد مین کہیلتے دیکہتے تو مخفقہ سے اُنکو مارتے یعنی دُرّے سے اور وہ بعد عشا کے مسجد کا گشت کرتے تو اُس مین کسی کو نہ چھوڑتے دیوانون سے بچانے کا اسلیے حکم دیا کہ اُنکی عقلین ضعیف ہین اور لوگ اُنسے ہنسی دل لگی کرینگے تو یہ موذی ہوگا طرف لعب کرنیکے مسجدون مین اور اس خوف سے کہ کہین وہ مسجد کو گندہ کردین اور مثل اسکے اور کوئی بات خصومات سے بھی منع فرمایا ہے مراد اس سے جہگڑا لیجانا ہے نزدیک حاکم کے مسجد مین نہ جہگڑا لیجاے نہ حاکم اُسمین فیصلہ کرے اسی لیے بہت سے علمانے تصریح کی ہے اس بات پر کہ حاکم مقدمات فیصل کرنے کیواسطے مسجد مین نہ بیٹہے بلکہ اُسکے سوا اور کسی جگہ مین نشست کرے کیونکہ اسمین مقدمات بکثرت پیش ہوتے ہین اور اختلاف والفاظ ایسے واقع ہوتے ہین کہ مسجد کے مناسب نہین ہین اسواسطے بعد اسکے یون فرمایا ہے ورفع اصواتکم یعنی مسجدون کو بچاؤ اپنی آوازین بلند کرنے سے **بخاری** نے سائب بن یزید کندی سے روایت کیا ہے کہا مین مسجد مین کہڑا ہوا تہا کہ مجہے کسی شخص نے کنکر مارا مین نے نظر کی تو ناگاہ حضرت عمر بن خطاب تہے پس فرمایا تو جا میرے پاس اِن دو کو لے آسو مین اُنکو اُنکے پاس لے آیا فرمایا تم کون ہو یا کہان سے ہو وہ بولے طائف والون سے فرمایا اگر تم شہر والون سے ہوتے تو البتہ مین تم کو دردمند کرتا تم بلند کرتے ہو اپنی آوازین مسجد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے **نسائی** نے ابراہیم بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت کیا ہے کہا حضرت عمرؓ نے کسی شخص کی آواز مسجد مین سُنی تو فرمایا کیا تو جانتا ہے کہ تو کہان ہے یہ بھی صحیح ہے یہ قول آپ کا کہ مسجدون کو بچاؤ اپنی حدود کے قایم کرنیسے اور اپنی تلوارون کے کہینچنے سے سو یہ دونون باتین گزر چکی ہین اور یہ قول آپکا کہ اُنکے دروازون پر مطاہر بناؤ سو مراد مطاہر سے مراحیض ہین یعنی پاخانے غسلخانے جن سے وضوء وقضاے حاجت پر ردلیجاتی

ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کے قریب کئی کنوئین تھے اُن مین سے لوگ پانی بھرتے تھے تو پیتے طہارت کرتے وضو کرتے تھے اسکے سوا اور کام بھی اور یہ قول کہ جمروھا فی الجمع مراد اس سے یہ ہے کہ جمعے کے دنون مین مسجدون مین بخور جلاؤ اس لیے کہ اُس دن لوگ بکثرت جمع ہوتے ہین حافظ **ابو یعلی** موصلی نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعے مین مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بخور کیا کرتے تھے اسنادہ حسن لا بأس به واللہ اعلم **۱۳** صحیحین مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نماز مرد کی جماعت مین بڑھتی ہے اُسکی نماز پر اپنے گھر مین اور اپنے بازار مین پچیس گنی اور یہ اسلیے ہے کہ جسوقت اُسنے وضو کیا پھر اچھا وضو کیا پھر نکلا طرف مسجد کے نہین نکالتی ہی اُسکو مگر نماز نہین رکھتا ہے وہ کوئی قدم مگر بلند کیا جاتا ہے اُسکے واسطے بسبب اُسکے ایک درجہ اور گرایا جاتا ہے اُس سے بسبب اُسکے ایک خطیئہ یعنی گناہ پھر جب اُس نے نماز پڑھی تو فرشتے اُسپر درود بھیجتے رہتے ہین جب تک کہ وہ اپنی نمازگاہ مین ہے الٰہی تو درود بھیج اُسپر الٰہی تو اُسکو رحم کر اور وہ ہمیشہ نماز مین رہتا ہے جب تک کہ نماز کا انتظار کرتا ہے **۱۴** - دار قطنی کے نزدیک مرفوعاً یہ ہے کہ نہین ہی نماز واسطے پڑوسی مسجد کے مگر مسجد مین **۱۵** سنن مین ہے کہ تو خوشی سنا بہت چلنے والون کو طرف مسجد کے اندھیریون مین پوری روشنی کے روز قیامت کو **۱۶** مستحب ہے واسطے اُس شخص کے جو مسجد مین داخل ہو یہ کہ اپنے سیدھے پانون سے ابتدا کرے اور یہ کہے جسطرح کہ صحیح بخاری مین عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت مسجد مین داخل ہوتے تو فرماتے اعوذ باللہ العظیم وبوجهه الكريم وسلطانه القديم من الشيطان الرجيم فرمایا پس جب وہ یہ کہتا ہے تو شیطان کہتا ہے وہ مجھسے محفوظ رہا گیا باقی دن مین **۱۷** مسلم نے بسند خود ابو حمید یا ابو اسید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت داخل ہو ایک تمہارا مسجد مین تو چاہیے کہے اللهم افتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلے تو چاہیے کہے اللهم افتح لی ابواب فضلك ورواه **النسائی** عنهما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **۱۸** اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ داخل ہو ایک تمہارا مسجد مین تو چاہیئے کہ سلام کرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور چاہیئے کہ کہے اللھم افتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلے تو چاہیئے سلام بھیجے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور چاہیئے کہ کہے اللھم اعصمنی من الشیطان الرجیم رواہ ابن ماجہ وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحہما ۱۹ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت مسجد مین داخل ہوتے تو درود بھیجتے محمدؐ پر اور سلام پھر فرماتے اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتك اور جب نکلتے تو درود بھیجتے محمدؐ پر اور سلام پھر فرماتے اللھم اغفر لی ذنوبی وافتح لی ابواب فضلك رواہ الامام احمد عن عبد الرحمن بن حسین عن امہ فاطمہ بنت حسین عن جدتہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وروواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن واسنادہ لیس بمتصل لان فاطمۃ بنت الحسین الصغری لم تدرك الکبری حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین پس یہ جو ہمنے ذکر کیا مع اُن حدیثونکے جو اس باب مین وارد ہوئی ہین اور ہمنے طول کے خوف سے اُنکو ترک کیا ہے وہ سب داخل ہین اس قول پاک مین فی بیوت اذن اللہ ان ترفع قولہ تعالیٰ ویذکر فیہا اسمہ مثل اس آیت کے ہے یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وقولہ واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین وقولہ وان المساجد للہ الآیہ حضرت ابن عباس نے ویذکر فیہا اسمہ کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ یتلی کتابہ یعنی اُن مسجدون مین اللہ پاک کی کتاب تلاوت کیجاتی ہے ف قولہ تعالیٰ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال یعنی تسبیح کرتے ہین واسطے اُسکے مسجدونکے اندر بکرات وعشیات مین اصال جمع ہے اصیل کی اصیل کہتے ہین پچھلے دن کو سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہر تسبیح قرآن شریف مین نماز ہے علی بن ابی طلحہ کا لفظ اُنسے یہ ہی کہ مراد غدو سے صبح کی نماز ہے اور مراد اصال سے نماز عصر ہے اللہ نے پہلے پہل نماز سے انہین دونون کو فرض کیا تہا سو دوست رکہا کہ اُنکا ذکر کرے اور اپنے بندون کو اُنہین یاد دلائے اسیطرح حسن وضحاک

۱۸ اے اولاد آدم کے لیجئے زینت اپنی واسطے نماز کے وقت ۱۲

۱۹ اور سیکہے کرو اپنے مونہون کو نماز کے وقت اور پکارو اُس کو نرمی سے اُسکے حکم پر اور ہو کر

۲۰ اور یہ کہ مسجدون کے ہاتھ پانون کے اور کہا ہے موت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو ۱۲

۲۱ پکرات جمع ہے بکرہ یا بکور کی جو کہتے ہین بادل پکاکو کہ پیچھے وقت صبح ۱۲

۲۲ یعنی جیسے حضرت شاہ صاحب نے لکہا ہے مسجدون مین اور مسجدون مین اسکی ملک ہین تو اُن مین اُسکی عبادت کیجائے یا نہ کیجائے

نے کہا ہے کہ مراد اس سے نماز ہے قرا ۱ مین سے جس قاری نے یسبح کو بفتح با بصیغہ مضارع مجہول پڑہا ہے تو اُسنے والآصال پر وقف تام کیا ہے اور رجال الآیہ سے ابتدا کی ہے گویا یہ مُفسّر ہے فاعل محذوف کا جسطرح کہ اس شعر مین ہے ؎

لیبک یزید ضارع لخصومۃ	ومختبط مما تطیح الطوائح

یعنی چاہیے کہ یزید رویا جاے گویا کسی نے کہا کہ اُسے کون شخص روئے تو کہا کہ روئے اُسکو وہ شخص جو کہ بسبب خصومت کے زاری خواری کر رہا ہے اور وہ شخص جو کہ خبطی و دیوانہ ہو رہا ہے اس سبب سے کہ حوادث زمانہ اُسکو ضایع و حیران کر رہے ہین اسیطرح آیت باب مین ہے جب یون کہا کہ مسجدون مین اللہ پاک کی تسبیح کیجاتی ہے صبح و شام تو گویا کسی نے کہا کہ اُسکی تسبیح کون کرتا ہے تو اُسکے جواب مین یہ کہا کہ اُسکی تسبیح کرتے ہین وہ مرد جنکی ایسی ایسی صفت ہے اور جسنے یسبح بکسر با بصیغہ معروف پڑہا ہے تو اُسنے اُسکو فعل ٹھیرایا اور رجال کو اُسکا فاعل قرار دیا اب وقف بہتر نہوگا مگر فاعل پر کیونکہ تمام ہے کلام کا پس رجال مین خبر دینا ہے اس بات کی کہ وہ بڑے مرد ہین مردی مین کامل ہین اُن کی ہمتین سامی ہین اُنکی نیتین اور عزم و ارادے عالی ہین جنکے سبب سے وہ مسجدون کے آباد رکھنے والے ہوگیے کون مسجدین جو کہ اللہ پاک کے گھر ہین زمین مین اور اُسکی عبادت و شکر و توحید و تنزیہ و تقدیس کی جگہ ہین جیسا کہ اللہ پاک نے اور آیت مین ارشاد فرمایا ہے من[۵۱] المؤمنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ الآیہ یہ تو مردون کا حال ہے رہین عورتین سو اُنکی نماز اُنکے گھرون مین افضل ہے واسطے اُن کی اسلیے کہ ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز عورت کی اُسکی بیت[۵۲] مین افضل ہے اُسکی نماز سے اُسکے حجرے مین اور نماز اُس کی اپنے مخدع مین افضل ہے اُسکی نماز سے اُسکے بیت مین ۲ - امام احمد نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بہتر مساجد عورتون کی اُنکے گھرون کے قعر[۵۳] ہے ۳ - نیز امام احمد نے ام حمید ابو حمید ساعدی کی بی بی سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئین عرض کیا یا رسول اللہ مین آپکے ساتھ نماز کو دوست

۵۱ ایمان والون مین کسے مردون مین کہ کر کہا پھر قول کیا تنہا اسمے پھر کوئی ہا اُن مین کہ پورا کر چکا اپنا فرما اور کوئی ہا مومنین راہ دیکھتا اور بدلا نہین ایک ذرہ تابدلا دے اللہ سچون کو اُنکے سچ پر اور عذاب کرے منافقون کو اگر چاہے یا توبہ اُنکے دل پر بیشک اللہ بخشنا مہربان ۱۲

۵۲ یہان تین لفظ ہین ایک بیت دوسرا حجرہ تیسرا مخدع بیت مطلق گھر کو کہتے ہین اور حجرہ بالضم یعنی خانہ خرد کوا ور مخدع بفتح میم و بفتح خا زدہ گھر کے تحتین بہتر اسباب چھپا کر رکھا جاتا ہے وہ تہ خانہ ہے بڑے گھر کے اندر

۵۳ یہان سے معلوم ہوا کہ عورت کی نماز گھر مین مسجد سے افضل فرمایا ہے نہ معلوم ہوا کہ مسجد سے زیادہ تر سبب ہیت مین ہے یا زیادہ تر سبب ہیت سے بھی زیادہ ستر ہے تو گویا ۱۲ منہ

۵۴ مخدع تہ خانہ ہوا اللہ کہ گھر کے اندر ہوتا ہے اور بیت گھر کے اندر کی جگہ اور زمین ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

رکھتی ہون فرمایا مقرر مین نے جان لیا کہ تو دوست رکھتی ہے نماز کو میرے ساتھ حال یہ ہے
تیری نماز اپنی قوم کی مسجد مین بہتر ہے تیری نماز سے میری مسجد مین راوی نے کہا پس اون
بی بی نے حکم دیا تو اُنکے واسطے ایک مسجد بنائی گئی پرلے سرے کی گھر مین اُنکے گھر ونسے
پس واللہ وہ اُسمین نماز پڑہتی تہین یہانتک کہ وہ اللہ سے جاملین **لہ** تخریجہ یہ تو افضل
کا بیان تہا اب رہا جواز سو عورت کو مردونکی جماعت مین حاضر ہونا جائز ہے بشرطیکہ
مردون مین سے کسی مرد کو زینت و خوشبو ظاہر ہونے سے ایذا نہ دے **۱** صحیح مین حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مت منع کرو
اللہ کی لونڈیون کو اللہ کی مسجدون سے رواہ البخاری ومسلم امام احمد وابوداؤد کے
روایت مین ہے اور اُنکے گھر بہتر ہین واسطے اُنکے ایک روایت مین یہ ہے اور چاہیے کہ نکلین اور
وہ تفلات ہون یعنی اُنکی لیے بو نہو **۲** صحیح مسلم مین زینب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کی بی بی سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ جسوقت
حاضر ہو ایک تمہاری مسجد مین تو خوشبو نہ ملے **۳** صحیحین مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے مروی ہے کہ مومنون کی بی بیان فجر مین حاضر ہوا کرتی تہین ساتھ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پہر اپنی چادرون مین لپٹی ہوئی لوٹتین اندہیرے کے مارے پہچانی نہین جاتی
تہین **۴** صحیحین مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا اگر پاتی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اُس شے کو جو عورتون نے نئی نکالی ہے تو آپ اُنکو منع فرمادیتے مسجدون
سے جسطرح کہ بنی سرائیل کی عورتین منع کی گئین **ف قولہ تعالیٰ** رجال
لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ **کقولہ تعالیٰ** **لہ** یا ایھا الذین امنوا
لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ الآیہ **وقولہ تعالیٰ** **لہ** یا ایھا الذین
امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع الآیہ اللہ
پاک فرماتا ہے کہ دنیا اور اُسکے زخارف وزینت وملاذ بیع ورہ اپنے رب کی یاد سے اُنکو باز نہین
رکھتی ہے کون رب جو کہ اُن کا خالق ورازق ہے اور جو لوگ عمل کرتے ہین واسطے اُس ثواب
کے جو اللہ پاک کے پاس ہے وہ اُنکے لیے بہتر وزیادہ تر نافع ہے اُس شے سے جو اُن کے

لہ اے ایمان والو
نہ غافل کرین تمکو تجارت
مال اور تمہاری اولاد
اللہ کی یاد سے اور جو کوئی
یہ کام کرے تو وہی لوگ
ہین ٹوٹے مین آئے ۱۲
لہ اے ایمان والو
جب اذان ہو نماز کی دن
جمعہ کے تو دوڑو اللہ کی
یاد کو اور چھوڑو بیچنا یہ
بہتر ہے تمہارے لیے اگر
ہین آگہی سمجھ رکھتے ۱۲

ہاتھ مین ہے کیونکہ جو کچھ اُنکے پاس ہے وہ فانی ہوتا ہے اور جو اللہ پاک کے پاس ہے وہ باقی ہے اسی لیے یون فرمایا لاتلھیھم الآیہ مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ کی طاعت و مراد و محبت کو اپنی مراد و محبت پر مقدم کرتے ہین ہشیم نے سیار سے روایت کیا کہ مجھکو حضرت ابن مسعود سے یہ حدیث کی گئی کہ انہون نے ایک قوم کو دیکھا بازار والون سے کہ جب نماز فرض کی اذان دی گئی تو اپنی بیاعات یعنی خرید و فروخت کے معاملات کو چھوڑ دیا اور نماز کیطرف اُٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابن مسعود نے فرمایا یہ انہین لوگون مین سے ہین جنکا ذکر اللہ نے اپنی کتاب مین کیا ہے رجال الآیہ اسیطرح عمرو بن دینار قہرمانی نے عن سالم عن عبداللہ بن عمر روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بازار مین تھے کہ نماز کھڑی کی گئی تو اُن لوگون نے اپنی دکانون کو بند کر دیا اور مسجد مین داخل ہوئے حضرت ابن عمر نے فرمایا انہین کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی ہے رجال الآیہ اسکو ابن ابی حاتم و ابن جریر نے روایت کیا ہی ابن ابی حاتم نے ابو عبدربہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین اس درج پر کھڑا رہا ہون سپر بیع و شرا کیا کرتا تھا ہر دن تین سو دینار کا مجھے نفع ملتا تھا ہر دن مسجد مین نماز مین حاضر ہوتا تھا خبردار مین نہین کہتا ہون کہ یہ حلال نہین ہی لیکن مین دوست رکھتا ہون کہ اُن مین سے ہوُون جنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے رجال الآیہ عمرو بن دینار اعور نے کہا کہ مین سالم بن عبداللہ کے ہمراہ تھا ہم مسجد کا ارادہ رکھتے تھے پھر ہمنے بازار پر سے گزر کیا اور لوگ نماز کی طرف کھڑے ہو چکے تھے اور اپنے سامان کو ڈھانک دیا تھا سالم نے اُنکی سامان کیطرف دیکھا تو اُسکے پاس کوئی نہ تھا پس سالم نے یہ آیت پڑھی رجال الآیہ پھر کہا وہ یہ لوگ ہین اسیطرح سعید بن ابی الحسن و ضحاک نے کہا ہے کہ باز نہین رکھتی ہے اُنکو تجارت و بیع اس سے کہ نماز کو آئین اُسکے وقت مین مکحول و وراق نے کہا وہ خرید و فروخت کرتے تھے لیکن ایک اُنکا جسوقت اذان سنتا تھا اور ترازو اُسکی اُسکے ہاتھ مین ہوتی تو اُسکو نیچے رکھدیتا اور متوجہ ہوتا طرف نماز کے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ مراد ذکر اللہ سے نماز فرض ہے مقاتل بن حیان و ربیع بن انس نے بھی اسیطرح کہا ہی سدی نے کہا کہ نماز جماعت مین مقاتل بن حیان کا حاصل یہ ہے کہ مراد حاضر ہونا ہے نمازمین اور

لہ فتح الرحمن ورا ۱۲ منہ

اُسکا قائم کرنا ہے جسطرح کہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو امر فرمایا ہے اور محافظت کرنا ہے اُس کے
وقتون پر اور اُس شے پر جسکا حفظ رکھنا اللہ نے اُنسے چاہا ہے نماز مین **ف** یخافون
یوما تتقلب فیه القلوب والابصار مراد اس دن سے روز قیامت ہے جسمین اُلٹے جاوینگے
دل اور آنکھین یعنی مارے گھبراہٹ کے اور عظمت ہولونکے **کقوله تعالیٰ**
واُنذر[۵۱] هم یوم الآزفة الآیه **وقوله تعالیٰ** انما یؤخرهم[۵۲] لیوم تشخص
فیه الابصار **و قال تعالیٰ** ویطعمون[۵۳] الطعام علی حبه مسکینا ویتیما واسیرا
انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاء ولا شکورا انا نخاف من ربنا یوما عبوسا
قمطریرا فوقاهم الله شر ذلك الیوم ولقاهم نضرة وسرورا وجزاهم بما صبروا
جنة وحریرا **ف** اس جگہ اللہ پاک نے یہ فرمایا ہے لیجزیهم الله احسن ما عملوا یعنی
یہ لوگ اُن لوگون مین سے ہین جنکی نیکیان قبول کیجائین گی اور اُنکی برائیون سے درگزر
کیجائیگی ویزیدهم من فضله کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک اُن سے نیک کام کو قبول
فرمائیگا اور اُسکو اُنکے واسطے مضاعف کریگا کما قال تعالیٰ ان[۵۴] الله لا یظلم مثقال
ذرة الآیه وقال تعالیٰ من[۵۵] جاء بالحسنة فله عشر امثالها الآیه وقال من[۵۶] ذا الذی
یقرض الله قرضا حسنا الآیه وقال[۵۷] والله یضاعف لمن یشاء اور یہان فرمایا والله
یرزق من یشاء بغیر حساب حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ اُنکے پاس دودہ
لایا گیا تو اُنھون نے اپنی ہمنشین لوگون پر ایک ایک پرا اُسکو پیش کیا سو سب نے اُسکو نہ پیا
اسواسطے کہ وہ روزہ دار تھے پھر حضرت ابن مسعود نے اُسکو لیلیا پھر اُسکو پی گیے کیونکہ اُنکا
روزہ نہ تھا پھر یہ آیت پڑہی یخافون یوما الآیه رواه النسائی وابن ابی حاتم من حدیث
الاعمش عن ابراهیم عن علقمة عنه **نیز** اسماء بنت یزید بن سکن سے روایت کیا
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جسوقت اللہ جمع کرے گا اولین وآخرین
کو دن قیامت کے پھر ایک منادی آئے گا تو ایسی آواز سونیگا کریگا کہ خلایق کو سنا دیگا عنقریب مجمع والے
جان لینگے اُس شخص کو جو زیادہ تر مستحق ہی کرم کا چاہیے کہ وہ لوگ کھڑے ہو جائین
جنکو مشغول نہین کرتی ہے تجارت اور نہ بیع اللہ کی یاد سے پس وہ کھڑے ہونگے اور وہ

۵۱ اور ڈر سنا دے اُنکو اُس
نزدیک والے دن کی
جسوقت دل پہونچین گے
گلون کو بیقراری اور نہ
کوئی انہین گھنگھارنے والا
دوست اور نہ کوئی
سفارشی جسکی بات
مانی جاوے ۱۲
۵۲ نہ ڈھیل دو اُنکو مگر ایک
اُس دن پر جسمین ہین
اوپر لگ جاوین گی
آنکھین ۱۲
۵۳ اور
کھلاتے ہین کھانا اُسکی
محبت پر محتاج کو اور بن
باپ کے لڑکے کو اور
قیدی کو ہم جو تمکو کھلاتے
ہین تو اللہ کا منہ دیکھکر
کو نہ ہم تم سے چاہتے بدلا
نہ چاہتے شکر گزاری ہم
ڈرتے ہین اپنے رب سے
ایک دن اُداس سے
سختی کے پھر بچالیا اُنکو
اُسکے شر سے اور اُنکو
دی تازگی اور رونق
اور دل

۵۴ بیشک اللہ نہین
۵۵ جو کوئی لایا نیکی اُسکو ہے
۵۶ کون ہے جو قرض دے
۵۷ اللہ دوناکرتا ہے جسکو چاہے
۵۸ اور اللہ روزی دیتا ہے جسکو چاہے بیحساب

قلیل ہونگے پھر ساری خلایق سے حساب لیا جائیگا **طبرانی** نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیوفیہم اجورھم ویزیدھم من فضلہ کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا اجورھم یدخلہم الجنۃ ویزیدھم من فضلہ الشفاعۃ لمن وجبت لہ الشفاعۃ لمن صنع لھم المعروف فی الدنیا کذا فی ابن کثیر **ف** فی بیوت مین اختلاف ہے کہ کس سے متعلق ہے سو ایک قول یہ ہے کہ ماقبل سے متعلق ہے پھر اسمین اختلاف ہے کہ ماقبل کے کس لفظ سے متعلق ہے سو کسی نے کہا کہ کلمۂ مشکوۃ سے متعلق ہے تقدیر یہ ہے کمشکوۃ فی بعض بیوت اللہ یعنی مساجد گویا یون کہا گیا کہ مثل اسکے نور کی ایسی ہے جیسے دکھائی دیتا ہے مسجدین نور مشکوۃ کا اسکی صفت ایسی ایسی ہے کسی نے کہا مصباح سے متعلق ہے کسی نے کہا زجاجہ کی صفت ہے ابن انباری نے کہا مین نے ابو العباس کو سنا وہ کہتے تھے کہ فی بیوت حال ہے مصباح و زجاجہ و کوکب کا گویا یون کہا گیا کہ یہ تینون بیوت مین ہین کسی نے کہا کہ یوقد سے متعلق ہے یعنی وہ چراغ روشن کیا جاتا ہے بیوت مین ان قولون کی بنا پر علیم پر وقف نہوگا اب رہی یہ بات کہ مشکوۃ سے متعلق ہو یا مصباح سے یا یوقد سے اسکی کیا وجہ ہے کہ مصباح و مشکوۃ کو مفرد ذکر کیا اور بیوت کو جمع حالانکہ ایک مشکوۃ اور ایک مصباح نہین ہوتا ہی مگر ایک گھر مین سو اسکا یون جواب دیا ہے کہ یہ منجملہ اس خطاب کے ہی جسکا اول واحد سے شروع کیا جاتا ہی اور خاتمہ جمع سے ہوتا ہے جیسا کہ یہ آیت کریمہ ہے یا ایھا النبی اذا طلقتم النساء اور مثل اسکی کسی نے کہا فی بیوت کے معنی فی کل واحد من البیوت ہین پس گویا یون کہا کہ ہر گھر مین یا ہر ایک مین گھرون سے **دوسرا قول** یہ ہے کہ مابعد سے متعلق ہے یعنی یسبح رجال فی بیوت اس قول کی بنا پر کلمۂ فیہا کی تکرار واسطے تاکید و تذکیر کے ہوگی اور واسطے آگاہ کرنیکے اس بات پر کہ تقدیم اہتمام کے لیے ہی نہ واسطے قصر کرنے تسبیح کے اس امر پر کہ وقوع تسبیح کا فقط گھرون مین ہوتا ہے **تیسرا قول** یہ ہے کہ محذوف سے متعلق ہی ای سبحوہ فی بیوت یعنی تسبیح کرو اللہ کے گھرون مین ان دو قولونکی بنا پر وقف کیا جائے گا علیم پر پس یہ چھ وجہین ہین جنکا ذکر سمین وغیرہ نے کیا ہے کسی نے کہا کہ ماقبل سے منفصل ہے گویا اللہ پاک نے یون

لہ اسکی جب تم طلاق دو عورتون کو ۱۲

فرمایا اللہ فی بیوت اذن اللہ ان ترفع حکیم ترمذی نے کہا ہی وبذلک جاءت الاخبار انہ من جلس فی المسجد فانما یجالس ربہ یعنی حدیثون کا ورود اسی معنی پر ہے منجملہ اُنکے ایک یہ ہی کہ جو شخص مسجد مین بیٹھے تو وہ اپنے ہی رب کی ہمنشینی کرتا ہی **بیوت** مین لوگون نے اختلاف کیا ہے کئی قول پر **ایک** یہ ہے کہ ساری مسجدین ہین یہ قول مجاہد وحسن وغیرہما کا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اللہ کے گھر زمین مین روشن ہوتے ہین واسطے آسمان والون کے جسطرح تارے روشن ہوتے ہین واسطے زمین والونکے **دوسرا** یہ ہے کہ مراد خانہائے بیت المقدس ہین یہ قول حضرت حسن سے مروی ہے **تیسرا** یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر ہین یہ قول مجاہد سے مروی ہے **چوتھا** یہ ہے کہ سارے گھر ہین یہ قول عکرمہ کا ہے **پانچوان** یہ ہی کہ چار مسجدین ہین کعبۂ مکرمہ مسجد قبا مسجد مدینۂ منورہ مسجد بیت المقدس یہ قول ابن زید کا ہے قول اول ظاہر تر ہے بسبب اس قول کے کہ یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال حرف با بیوت کا مضموم ومکسور دونون طرح آتا ہے یہ سب لغت مین ثابت ہے

ف معنی اَذِنَ اللہ کی اَمَرَ وقضیٰ ہین ان ترفع کے معنی ہین تُبنیٰ اسکے قائل مجاہد وعکرمہ وغیرہما ہین یعنی اللہ پاک نے حکم دیا ہے اس بات کا کہ وہ گھر بنائے جائین اسی معنی سی یہ آیت کریمہ ہے واذ یرفع[۱] ابراھیم القواعد من البیت حضرت حسن بصری وغیرہ نے فرمایا ہے کہ معنی ترفع کے تعظیم ہین یعنی اللہ پاک نے امر فرمایا ہی کہ اُنکی تعظیم کیجاے پس اُنمین بیہودہ بات ذکر نکی جائے اور اُن کی شان بلند کیجاے بجاستون گندگیون سے صاف رکھا جائے زجاج نے اس قول کو راجح کہا ہے کسی نے کہا مراد رفع [illegible] ہے **ف** ویذکر فیہا اسمہ کے معنی ہین ہر ذکر اللہ عزوجل کا کسی نے کہا مراد ذکر توحید ہی کسی نے کہا تلاوت قرآن شریف کی قول اول اولیٰ ہی **قرطبی** مین ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے بچونکی تعلیم کو مسجدون مین مکروہ کہا ہے اس لیے کہ گندیون سے اور میل کچیل سے وہ پرہیز نہین کرتے ہین تو یہ بات مودی ہوگی طرف عدم تنظیف مساجد کے **ف** یسبح لہ فیہا بالغدو والاصال رجال ابن عامر وابوبکر نے یسبح کو بفتح باے موحدہ بصیغۂ مجہول پڑہا ہے باقی قراء نے بکسر با بصیغۂ معروف مگر ابن وثاب وابوحیوہ نے

[۱] اور جب اٹھائے ابراہیم بنیادین اس گھر کی ۱۲ منہ

بتاے فوقیہ وکسر باے موحدہ پڑہا ہے یہ تین قراتین ہوئین پس پہلے کی بنا پر نائب فاعل تین مجرورونین سے کوئی ایک ہوگا یعنی لہ یا فیہا یا بالغدو اور رجال مرفوع ہوگا دو وجہ مین سے ایک پر یا تو فعل مقدر کا فاعل ہوگا گویا جواب ہے سوال مقدر کا مثلاً کسی نے کہا کہ من یسبحہ تو اُسکے جواب مین یون کہا کہ یسبحہ رجال دوسری وجہ یہ ہے کہ رجال خبر ہوگی مبتداے محذوف کی دوسری قرارت کی بنیاد پر رجال فاعل ٹھیرے گا یسبح کا تیسرے کی بنا پر بھی فاعل ہوگا فعل کی تانیث اس لیے ہے کہ بعض احوال مین جمع تکسیر کے ساتھہ مؤنث کا برتاؤ کیا جاتا ہے اس تسبیح مین اختلاف کیا ہے کہ اُس سے کیا مراد ہے سو اکثر نے تو اُسکو نماز فرض پر محمول کیا ہے کہا ہے کہ غدا وصبح کی نماز ہے اور اصال ظہر وعصر ومغرب وعشا کی نمازین ہین کیونکہ اسم اصال اُنکو شامل ہوتا ہے معنی بالغدو والاصال کے بالغداۃ والعشی ہین یعنی نماز پڑہتے ہین واسطے اُسکے صبح مین نماز صبح کی اور عشی مین نماز ظہر وعصر ومغرب وعشا کی غدو مفرد اس لیے ذکر کیا کہ اوسکی ایک نماز ہے اور اصال مین کئی نمازین ہین اصال جمع ہے اُصل کی اور اُصل جمع ہے اصیل کی اصیل کہتے ہین عَشِیّ[1] کو کسی نے کہا نماز صبح وعصر ہے کسی نے کہا مراد صلوۃ ضحیٰ ہے یہ قول حضرت ابن عباسؓ کا ہے دوسرا لفظ اُن کا یہ ہے کہ نماز ضحی کی البتہ قرآن مین ہے غوطہ نہین لگاتا ہے اُسپر مگر غوطہ لگانیوالا اس آیت مین کسی نے کہا مراد تسبیح سے اس جگہ اُسکی معنی حقیقی ہین وہ یہی پاکی بیان کرنا ہے اللہ پاک کی اُس شے سے جو اُسکے لائق نہین ہے اُسکی ذات وصفات وافعال مین اس قول کی تائید کرتا ہے ذکر صلوۃ وزکوۃ کا بعد اُسکے اور یہ قول اپنے ماقبل سے راجح تر ہے اس لیے کہ یہ معنی حقیقی ہین باوجود دلیل کے جو دال ہے اُس قول کے خلاف پر جسکی طرف اول قول والے گئے ہین دلیل وہی ہے جسکا ذکر ہم کر چکے ہین کسی نے کہا کہ ان مساجد مین خاص مردون کا ذکر اسواسطے کیا کہ عورتون پر مسجدون مین حاضر ہونا نہین ہے واسطے جمعہ وجماعت کے ف لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ یہ جملہ صفت ہے رجال کی یعنی وہ ایسے مرد ہین کہ اُنکو مشغول نہین کرتی ہے تجارت سفر مین اور بیع حضر مین اللہ کی یاد سے خاصکر کے تجارت کا ذکر اسلیے کیا کہ آدمی سب کا موسی بڑہکر اسمین مشغول ہوتا ہے فراءنی

[1] عشی وعشیہ وعشاء وعشاوۃ بالکسر والمد شبانگاہ یہ وقت دیرین مغرب وعشا کے ہے ایک قوم کا زعم یہ ہے کہ عشاء سے صبح تک ہے طلوع فجر تک ہے کذا فی الصراح ۱۲ منہ

کہا تجارت واسطے اہل جلب کے ہی اور بیع وہ ہے جسکو آدمی اپنے ہاتھو پر بیچتا ہے ایک قوم نے اس جگہ تجارت کو خریدنے کے ساتھہ خاص کیا ہے اسواسطے کہ بیع کا ذکر اُسکے بعد ہے واقدی نے بھی مثل قول فراء کے کہا ہے کہ تجار جُلاّب مسافر ہین اور باعہ مقیم لوگ ہین ذکر اللہ کے وہی معنی ہین جو یذکر فیہا اسمہ مین گزر چکے ہین یعنی اللہ پاک کو زبان و دل سے یاد کرنا کسی نے کہا کہ مراد اذان ہے کسی نے کہا کہ اللہ کا ذکر ہے ساتھہ اسماے حُسنیٰ کے یعنی وہ اللہ پاک کی توحید و تمجید کرتے اُسی تنہا کی پوجا کرتے ہین اُس کی بزرگی بیان کرتے ہین کسی نے کہا مراد نماز ہے اس قول کو یہ بات رد کرتی ہے کہ بعد اس ذکر کے نماز کا ذکر کیا ہے **ابن ابی حاتم** وابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت مین فرمایا ہے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ سفر کرتے ہین زمین مین تلاش کرتے ہین اللہ کے فضل سے **ابن مردویہ** و دیلمی کا لفظ حضرت ابوسعید خُدری سے یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ھم الذین یبتغون من فضل اللہ حضرت ابن عباسؓ کا لفظ یہ ہے کہ یہ لوگ تلاش کیا کرتے تھے اللہ کے فضل سے خریدتے فروخت کرتے پھر جب نماز کی اذان سُنتے تو جو اپنے ہاتھون مین ہوتا اُسے ڈال دیتے اور مسجد کی طرف اُٹھہ کھڑے ہوتے پھر نماز پڑھتے تھے دوسرا لفظ اُنکا یہ ہے کہ اللہ نے یہ مثل قولہ کمشکوٰۃ ان لوگون کیواسطے بیان فرمائی ہے جنکو نہ کوئی تجارت مشغول کرتی ہی نہ کوئی بیع اللہ کی یاد سے یہ لوگ سب لوگون سے بڑھ کر تجارت کرنیوالے اور بیع کرنے والے تھے لیکن اللہ کے ذکر سے نہ اُنکو تجارت مشغول کرتی تھی نہ بیع **بیہقی** وابن ابی حاتم وغیرہما نے اسماء بنت یزید سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ جمع کریگا لوگون کو قیامت کے دن ایک زمین مین سُنائے گا اُنکو پکارنیوالا اور نفوذ کریگی اُنکو بصر پھر کھڑا ہوگا ایک منادی تو ندا کریگا کہان ہین وہ لوگ جو اللہ کی حمد کیا کرتے تھے خوشی و تکلیف مین پس وہ کھڑے ہوجائینگے اور وہ قلیل ہونگے پھر وہ جنت مین بغیر حساب داخل ہوجائین گے پھر دوہرا کر ندا کریگا کہان ہین وہ لوگ جنکی کروٹین جدا ہوتی تھین بچھونے سے تو وہ کھڑے ہوجائینگے اور وہ قلیل ہونگے پھر وہ بغیر حساب جنت مین داخل ہونگے پھر ندا کریگا چاہیے کہ وہ لوگ کھڑے ہوجائین جنکو تجارت اللہ

کی یاد سے مشغول نہین کرتی تہی اور نہ بیع تو وہ کھڑے ہوجائینگے اور وہ قلیل ہونگے پہر جنت مین داخل ہونگے بغیر حساب پہر باقی لوگ کھڑے ہونگے تو اُن سے محاسبہ ہوگا واخرجہ الحاکم وصححہ وابن مردویہ عن عقبۃ بن عامر مرفوعًا اسمار کی حدیث اول گزر چکی ہی لیکن ناقص تہی اس لیے یہان کامل ذکر کردی گئی ف اقام الصلوٰۃ سے مراد نماز کا قایم کرنا ہی اُسکے وقتون مین بدون تاخیر کے اور ادا کرنا ہے اُسکا وقت مین جماعت سے اسواسطے کہ تاخیر کرنیوالا نماز کا اُسکے وقت سے اُن لوگون مین سے نہین ہے جو نماز کے قائم کرنیوالے ہین اقام سے حرف تا اسلیے حذف کردیا گیا کہ اضافت اُسکی قایم مقام ہوگئی ہے یہ حذف تین کلمون مین آیا ہے کسی شاعر نے اُنکو یون نظم کیا ہے ؎

ثلثۃ تحذف تا آتہا	مضافۃ عند جمیع النحاۃ
وھی اذا شئت ابو عذرھا	ولیت شعری واقام الصلوٰۃ

حرف تا جو آیت مین حذف ہوا ہے فراء نے اُسکے استشہاد مین یہ شعر پڑہا ہے ؎

ان الخلیط اجدّوا البین وابتکروا	واخلفوک عدالامر الذی وعدوا

یعنی عدات الامر اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ حذف تا مع الاضافت کچھہ انہین تین جگہ کے ساتھہ خاص نہین ہی کیونکہ اُسکے سوا یہ ایک اور جگہ نکلی کہ جہان حذف تا ہوا ہے زجاج نے وجہ حذف تا کی یہ ذکر کی ہے کہ محاورے مین اقمت الصلوٰۃ اقامۃً بولتے ہین اصل اقامۃ کی اقوام تہی لیکن واو الف سے قلب ہوا تو واو الف جمع ہوئے پہر بوجہ التقاے ساکنین کے ایک الف حذف ہوا تو اقام رہا پہر محذوف کی عوض مین حرف تا داخل کیا گیا اور اضافت اس جگہ عوض کرنے مین قایم مقام ہاے محذوف کے ہوگئی جس شخص نے ذکر اللہ کو نماز فرض پر محمول کیا ہی تو وہ نیاز مند اسکا ہوگا کہ اقام الصلوٰۃ کو نماز کے ادا کرنے پر اُسکے وقت مین محمول کرے تاکہ تکرار سے گریز ہو حالانکہ حرف اسکے کوئی ملجی نہین ہے بلکہ ذکر اپنے حقیقی معنی پر حمل کیا جاے جسطرح کہ اول ہم ذکر کر آئے ہین مراد ایتاء الزکوٰۃ سے زکوٰۃ فرض ہے کسی نے کہا مراد طاعت الٰہی و اخلاص ہی کیونکہ ہر مومن کے پاس مال نہین ہوتا ہے ف یخافون یومًا سے مراد روز قیامت ہے اور نصب یومًا کا اس بنا پر ہے کہ مفعول فعل کا ہے اُسکا ظرف نہین ہے یعنی یہ

لوگ اگرچہ اللہ پاک کے ذکر و طاعات مین مبالغہ کرین اور اچھی طرح سے اُنکو بجالائین پھر بھی وہ
باوجود اس کوشش و کوشش کے ڈرتے لرزتے رہتے ہین کیونکہ وہ اس بات کو خوب جانتے
ہین کہ اُنھون نے اللہ عزوجل کی عبادت نہین کی ہے جیسا کہ اُسکا حق ہے پھر اللہ پاک نے اُس
دن کا یہ وصف ذکر فرمایا کہ تتقلب فیہ القلوب والابصار یعنی وہ دن جسکا اُنکو خوف لگا
ہوا ہے ایسا دن ہے کہ دل مارے ہول و گھبراہٹ کے مضطرب و متحول ہو جائین گے کسی نے
کہا مراد یہ ہے کہ اپنی جگہ سے اُکھڑ کر حلقوم کی طرف آجائین گے پھر نہ تو اپنی جگہ کی طرف لوٹین گے
اور نہ نکل پڑین گے اور آنکھین اُس دن کے ہول سے اوپر کو چڑھ جائین گی کسی نے کہا مراد اُنکے
تقلب سے یہ ہے کہ اندھی ہو جائین گی بعد اسکے کہ بینا تھین کسی نے کہا کہ مراد تقلب قلوب سے یہ
ہے کہ وہ درمیان نجات کے طمع کے اور ہلاک کے خوف کے لوٹ پوٹ کرینگے رہا تقلب ابصار
کا سو وہ یہ ہے کہ آنکھین نظر کرینگی کہ دیکھئے کون جانب سے پکڑے جاتے ہین اور کس ناحیہ کی
طرف جاتے ہین یعنی کس طرف بازگشت ہوتی ہے کسی نے کہا کہ تحول قلوب و ابصار سے یہ
مراد ہے کہ جس شک پر وہ قائم دائم تھے اُس سے یقین کی طرف نقل کرینگے اُسکی مثل یہ آیت
کریمہ ہے فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید پس جس شے کو دنیا مین
گمراہی خیال کرتا تھا اُسکو آخرت مین ہدایت یقین کر لیگا کسی نے کہا مراد لوٹنا پوٹنا ہے جہنم کے
انگارون پر اُسکے سوا اور معنی بھی کہے ہین نعوذ باللہ من النار ومن اصحاب النار ف
حرف لام لیجزیھم اللہ احسن ما عملوا مین لام عاقبت و ضرورت کا ہے علت باعثہ کا
لام نہین ہے یعنی وہ لوگ کرتے ہین جو کچھ کرتے ہین تسبیح و ذکر اللہ و اقامت نماز و ایتاء زکوۃ سے
انجام کار اُسکا یہ ہوگا کہ اللہ پاک اُنکو جزا دیگا بہترین جزا اُنکے اعمال کی موافق اُس وعدے کے
جو اُنسے کیا ہے کہ اُنکی جزا کو دس گنی اور سات سو گنی تک بڑھائے گا کسی نے کہا اس آیت مین
جو بات ہے مراد اُس سے وہ شے ہے جسکا اللہ پاک اُنپر تفضل فرمائے گا زیادہ اُس سے
جسکا وہ استحقاق رکھتے ہین پہلا قول اولی ہے اسواسطے کہ آگے یون فرمایا ہے ویزیدھم
من فضلہ کیونکہ مراد اس سے تفضل ہے اُنپر ساتھہ اُس شے کے جو فوق ہے اُس جزا سے
جسکا اُنسے وعدہ کیا ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک ایسی چیزون کا تفضل فرمائیگا جنکی خصوصیات

لہ اب کو اور ہے
ہے تجھ سے پھر تم سے
انہیں سے اب یہ تری
نگاہ آج تم ہے ۱۲ منہ

کا یا اُنکے مقادیر کا اُنسے وعدہ نہین کیا اور اُنکی کیفیات و کمیات کا اُنکے دل پر خطرہ تک نہین گزرا
بلکہ اُن کا وعدہ بطریق اجمال کیا گیا جسطرح کہ اس آیت مین اجمالی وعدہ فرمایا ہے للذین احسنوا
الحسنی وزیادۃ اور اس حدیث شریف قدسی مین اَعددت لعبادی الصالحین ما لا
عینٌ رأت ولا اُذنٌ سمعت ولا خطر علی قلب بشر یعنی مین نے اپنے نیک بندون
کے واسطے وہ شے تیار کر رکھی ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل پر
اُسکا خطرہ گزرا اسکے سوا اور وعدہ ہاے کریم و شریف جنمین سے ایک یہ ہے کہ واللہ یرزق
من یشاء بغیر حساب کیونکہ یہ جملہ ایک تذییل مقرر ہے زیادت مذکور کی اور ایک وعدۂ کریم
ہے اس بات کا کہ اللہ پاک اُنکے اجور اعمال کے سوا خیرات مین سے ایسی شے اُنکو عطا فرمائیگا کہ
حساب اُسکو وافی کافی نہوگا مطلب یہ ہے کہ بے نہایت دیگا حساب تو محدود شے کا ہوتا ہے
غیر محدود کا کیا حساب و کتاب ہوسکتا ہے کسی نے کہا بغیر حساب کے یہ معنی ہین کہ جو شے اُس کو
عطا کرے گا اُسپر اُسکا محاسبہ نفرماے گا **نکتہ** یرزق من یشاء فرمایا یرزقهم نہ کہا حالانکہ
اول سب ضمائر جمع کی ہین یہان بھی اُسیطرح ضمیر جمع کی ہوتی لیکن موصول یعنی کلمۂ من کو بجاے
ضمیر جمع رکھا اس لیے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اُس شے سے جو صلہ کی حیز مین ہے اس بات پر
کہ مناط رزق مذکور کا اللہ پاک کی محض مشیئت ہے کچھ اُنکے اعمال اُسکے مناط نہین ہین جنکی
حکایت فرمائی ہو اور یہ تنبیہ ہے اللہ سبحانہ کی کمال قدرت و کمال جود و وسعت احسان پر الحمد للہ
آیۂ نور کامل طور پر یہان تمام ہوئی اللھم نور قلبی بنور معرفتك ونق قلبی عن محبّ
ما سواك یا نور یا نور النور بجاہ من نورہ من نورك وصل وسلم وبارك
علیہ وعلی آلہ وصحبہ واولیائہ واحبائہ عدد ما علمت ونزنة ما علمت وملء
ما علمت امین یا ارحم الراحمین الٰہی چند بیت دل درد منزل سے مترشح ہوئی ہین تیری
مناجات مین عرض کرتا ہون تو قبول فرما اور دل جو معصیت کدہ ہو رہا ہے کدورت غیر سے اُسکو
پاک صاف کرکے اُسکو اپنے نور فیض ظہور سے طاعت کدہ کردے

الٰہی تو بڑا مالک ہے سچا		مجھے تجھپر بھروسا ہے گا پکا	
گناہون کو میرے بالکل مٹادی		ہمیشہ یاد مین اپنی لگادے	

ل جنہون نے کی بھلائی اُنکو ہے بھلائی اور بڑھی ۱۲ منہ

محبت غیر کی مجھسے چھڑا دی		مجھے تو اپنا ہی جلوہ دکھا دے	
میرے دل مین تو کردے ایسا روشن		کہ دل ہوجاے جس سے سارا روشن	
الٰہی تو مجھے اپنا بنا لے		ٹھگون کے شر سے تو مجھکو بچا لے	
مرون جسدم تو ہو لب پر یہ جاری		الٰہی سیدی مولی و باری ۔	

آمین الحمد للہ حمد الاتحویہ العبارات ولا تکفیہ الاشارات والصلوۃ والسلام علی سید الموجودات وعلی آلہ السادات وصحبہ ذوی الدرجات الرفیعات بالجملہ جبکہ اللہ پاک مومنین کا حال و مآل ذکر کرچکا تو کافرون کی مثل ذکر کی پس فرمایا والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماءً حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئاً ووجد اللہ عندہ فوفّٰہ حسابہ واللہ سریع الحساب ۝

اور جو لوگ منکر ہین اُنکے کام جیسے ریت جنگل مین پیاسا جانے اُسکو پانی یہانتک کہ جب پہونچا اُسپر اُسکو کچھ نپایا اور اللہ کو پایا اپنے پاس پھر اُسکو پورا پہونچا دیا اُسکا لکھا اور اللہ جلد لینے والا ہے حساب **ف** کافر دو طرح کے ہین ایک غیب کی طرف تاکتے پھر بہک کر اللہ کا دین چھوڑتے ہین غلط راہین پکڑتے ہین یہ اُنکی کہاوت ہے ریت کو پانی سمجھکر دوڑے وہان پانی نہ ملا آخرت مین اپنے گناہون کی سزا ملی دوسرے وہ ہین جو دنیا مین غرق ہین یا پتھر پوجتے ہین اُنکی کہاوت آگے فرمائی اُنکے پاس ریت بھی نہین اندھیری مین بند ہورہے ہین انتہے

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہین یہ دو کہاوتین ہین کہ اللہ پاک نے اُن کو بیان فرمایا ہے واسطے دو نوع کفار کے جسطرح کہ اول سورۂ بقرہ مین منافقون کی دو مثلین بیان کی ہین ایک ناری اور ایک مائی اور جسطرح دو مثلین آبی و آتشی سورۂ رعد مین بیان فرمائی ہین واسطے ہدایت و علم کے جو کہ دلون مین قرار پزیر ہوتا ہے مین نے ہر ایک مثل پر اپنی اپنی جگہ مین کلام کیا ہے اس طور پر کہ دوبارا اُسکے ذکر کرنے سے غنا حاصل ہے وللہ الحمد والمنہ پس ان دو مثلون مین سے پہلی مثل اُن کفار کی ہے جو کہ اپنے کفر کی طرف دعوت کرتے ہین یہ سمجھتے ہین کہ اعمال و اعتقادات سے کسی شے پر ہین حالانکہ نفس الامر مین کسی شے پر نہین ہین سو مثل اُنکی اس باب مین مثل سراب کے ہے جو ہموار زمینون مین دور سے دکھائی دیتا ہے گویا وہ ایک دریاے موجزن ہے

قیعہ جمع ہی قاع کی جیسے جیرہ جمع ہی جار کی اور نیز قاع واحد ہے قیعان کا جسطرح کہ جار وجیران بولتے ہین قاع کہتے ہین برابر فراخ بچھی ہوئی زمین کو سراب اسی مین ہوتا ہے اور سراب جو ہوتا ہے سو بعد دوپہر کے رہا آل سو وہ نہین ہوتا ہے مگر اول دن مین دکھائی دیتا ہے گویا ایک پانی ہے درمیان آسمان وزمین کے پھر جس شخص کو پانی کی حاجت ہے جسوقت وہ سراب کو دیکھتا ہے تو اُسکا قصد کرتا ہے اُسکو پانی خیال کرتا ہے تاکہ اُس سے پیئے پھر جب وہ اُس تک پہونچتا ہے تو اُسکو کچھ نہین پاتا سوا سیطرح کافر ہے وہ یہ خیال کرتا ہی کہ مقرر اُسنے کوئی عمل کیا ہے اور اُسنے کچھ حاصل کرلیا ہے پس قیامت کے دن جسوقت وہ اللہ کے پاس آئیگا اور اللہ پاک اُسپر اُس سے محاسبہ کریگا اور اُسکے افعال پر مناقشہ فرمائیگا تو اپنے واسطے بالکل کوئی شی نپائیگا کہا ہی کہ یا تو بسبب عدم اخلاص کے یا بسبب عدم سلوک شرع کے جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وقدمنا[۵۱] الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا اور یہان یون فرمایا ہی ووجد اللہ عندہ فوفاہ حسابہ واللہ سریع الحساب اسی طرح حضرت ابی بن کعب وابن عباس ومجاہد وقتادہ وغیرہ واحد سے مروی ہے **صحیحین** مین ہے کہ قیامت کے دن یہود سے کہا جائیگا تم کیا پوجتے تھے تو وہ کہین گے ہم پوجتے تھے عزیر اللہ کے بیٹے کو پس کہا جائیگا تم نے جھوٹ کہا نہین رکھا اللہ نے کوئی بیٹا تم کیا چاہتے ہو تو وہ کہین گے یارب ہم پیاسے ہین تو ہمکو پانی پلا پس کہا جائیگا تم کیون نہین وارد ہوتے ہو پھر اُنکے واسطے آگ صورت بنائی جائیگی گویا وہ سراب ہے کہ بعض اُسکا بعض کو توڑ رہا ہے سو وہ چلین گے پھر اُسمین گر پڑینگے[۵۲] یہ مثال جہل مرکب والون کی ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ مراد اعمال سے اس جگہ منجملہ اعمال خیر ہین جیسے صدقہ وخیرات کرنا غلام لونڈی کا آزاد کرنا وقف وصلات قیدی کو چھڑانا بیت اللہ کا آباد کرنا حاجیون کو پانی پلانا سراب وہ شے ہے جو جنگلون مین دکھائی دیتی ہے سورج کے چمکنے سے وقت شدت گرمی روز کے پانی کی صورت پر گمان مین اُس شخص کے جو اُسکو دیکھتا ہے اُسکو سراب اسلیے کہتے ہین کہ سَرَب کے معنی ہین جاری ہونا چونکہ وہ پانی کیطرح بہتا ہے اسواسطے اُسکا نام سراب ہوا محاورے مین بولتے ہین سرب الفحل ای مضے وسار فی الارض سراب کو آل بھی کہتے ہین کسی نے کہا کہ

[۵۱] اور ہم پہونچے اُنکے کامون پر جو کرتے تھے پھر کر ڈالا اُسکو خاک اُڑتی ۱۲

[۵۲] اصل کا لفظ یتھافتون تھا ہے تھافت کہتے ہین پارہ پارہ افتادن کو اور تھافت بمعنی تساقط ہی یعنی ایک دوسرے پر گرپڑین گے جسطرح پروانے شمع پر گرپڑتے ہین ۱۲ منہ

آل وہ ہے جو چاشت کے وقت ہوتا ہے مثل پانی کے مگر وہ زمین سے مرتفع ہوتا ہی یہانتک
کہ وہ ہوجاتا ہے گویا درمیان آسمان وزمین کے ہی حرف با بقیعۃ مین بمعنی فی ہے قیعہ جمع ہے
قاع کی قاع کہتے ہین جاے پست کو جسمین پانی قرار پکڑتا ہے مثل جیرۃ وجاء قالہ الھروی
ابو عبید نے کہا قیعہ وقاع ایک ہے حکاہ النحاس جوہری نے کہا قاع جاے برابر ہے
زمین سے جمع اَقْوُع واَقْواع وقیعان آتی ہے واویا ہوگیا بسبب کسرۂ ماقبل کے اور قیعہ مثل
قاع کے ہی کہا اور بعض کہتے ہین کہ وہ جمع ہی قاع وہ شے ہی جو بچھی ہوئی ہو زمین سے اور فراخ
ہو اور اُسمین روئیدگی نہو سراب اسی مین ہوتا ہے مسلمہ بن محارب نے بقیعاۃ بتاے مدوّر
پڑہا ہے جسطرح کہ رجل عزاۃ[۱] بولتے ہین اُنسے یہ بھی مروی ہے کہ بقیعات بتاے مبسوطہ
پڑہا ہے کسی نے کہا جائز ہے کہ اول کی بنا پر الف متولد ہو عین کے اشباع سے اور ثانی کی
بنا پر جمع ہو قیعہ کی یحسبہ الظمآن ماء دوسری صفت ہے سراب کی ظمآن بمعنی عطشان
ہے یعنی پیاسا نافع وابو جعفر وشیبہ سے مروی ہے کہ انہون نے ظمان کو بغیر ہمزہ پڑہا
ہے اور مشہور اُنسے ہمزہ ہے تخصیص ظمآن کے ساتھہ اس حسبان وگمان کے فرمائی باوجود
اسکے کہ ریگستان وسراب بھی اُسکو اسیطرح خیال کرتا ہے سو غرض اس سے تشبیہ کا محقق کرنا ہے
جس کی بنا طمع پر رکھی گئی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ پیاسا اُسکی طرف زیادہ تر محتاج ہی غیر پیاسی
سے پس اُسکے ساتھہ تشبیہ دینا اتم واکمل ہے حتی اذا جاءہ یعنی یہانتک کہ جسوقت آیا
پیاسا اُسکے پاس جسکو پانی خیال کیا تہا کسی نے کہا کہ اُسکے پاس کیونکر آیا حالانکہ وہ تو کوئی
شے نہین ہے اس لیے مراد یہ ہے کہ اُس جگہ آیا جسمین اُسکو خیال کرتا تہا لم یجدہ شیئا
تو اُسکو نپایا کوئی شے اُسمین سے جسکا اندازہ وخیال وگمان کیا تہا اور نہ اُسکے غیر سے معنی یہ ہین
کہ کفار اپنے اعمال پر بھروسا کرتے ہین جنکو منجملہ خیر سمجھتے ہین اور اُنکے اجر وثواب مین طمع کرتے
ہین پھر جب وہ اللہ کے پاس آئے تو اُن مین سے کوئی شے نپائی کیونکہ کفر نے اُنکو اکارت
کردیا اور اُن کا نشان مٹادیا حضرت ابن عباس سے مروی ہے یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک
نے اُسکو بیان فرمایا ہے مثل اُس شخص کے کہ وہ پیاسا ہوا پھر اُسکی پیاس سخت ہوئی پھر
اُسنے سراب کو دیکہا تو اُسے پانی خیال کیا پھر اُسکو طلب کیا تو گمان کر بیٹہا کہ اُسپر قادر ہوگیا یہانتک

[۱] عزاۃ بالکسر والفتح وعزاۃ بالکسر والدوعزاۃ بالضم مفتون وہ شخص ہے جو حرب وجماع کو دوست نہین رکہتا ہے ۱۲

کہ آیا پھر جب اُسکے پاس آیا تو اُسے کچھ نپایا اور اُسکے پاس قبض کیا گیا اللہ فرماتا ہے کہ اسیطرح کافر ہے کہ جسوقت اُسکو موت آئیگی تو نپائیگا اپنے عمل کو کہ اُس سے کچھ کفایت کرے اور وہ اُسے نفع نہ دیگا مگر جیسا سراب نے پیاسے کو نفع دیا پھر اللہ پاک نے وہ بات ذکر کی جو دال ہی زیادہ حسرت پر کفار کے اور منتہے اُنکے کام کا صرف خیبت و نقصان و زیان ہوا پس ارشاد فرمایا و وجد اللہ عندہ یعنی اور پایا اللہ کو اپنے پاس گھات مین فوفاہ حسابہ سو اُسنے اُسکے عمل کی جزا اُسکو پورپور دیدی جیسا کہ امرئ القیس نے کہا ہے ؎

فوفّی مدبراً یھوی حثیثا	وایقن انہ لاقی الحسابا

کسی نے کہا کہ پایا اللہ کے وعدے کو ساتھ جزا کے اُسکے عمل پر کسی نے کہا پایا اللہ کے امر کو وقت اپنے حشر کے کسی نے کہا پایا اللہ کے حکم و قضا کو وقت آنیکے کسی نے کہا اللہ پر آیا کسی نے کہا نزدیک عمل کے آیا یہ سب معانی قریب یکدیگر ہین کسی نے کہا وفاہ حسابہ کی یہ معنی ہین کہ اُسکو عطا کیا پورا کامل حساب اُسکے عمل مذکور کا اور اُسکے جزا کیونکہ اُسکا اعتقاد کرنا نفع عمل کو بدون ایمان کے اور عمل کرنا اُسکا بموجب اُسکے کفر بر کفر اور قطعاً موجب عقاب ہے دو ضمیرین جو الذین کفروا کی طرف پھرتی ہین اُنکو مفرد ذکر کیا سو یا تو ارادہ جنس کا کیا ہے مثل ظمآن کے جو تمثیل مین واقع ہوا ہے یا اُنمین سے ہر واحد پر حمل کیا ہے اسیطرح جو ضمیر اُن کے اعمال کی طرف راجع ہوتی ہے اُسکے مفرد لانیکا حال ہے واللہ سریع الحساب یعنی اللہ پاک اپنے بندون سے جلد حساب لینے والا ہی جو اُن مین سے ایمان لایا اور جسنے کفر کیا سُدّی عن ابیہ عن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کرتے ہین کہ کفار قیامت کے دن پیاسے مبعوث ہونگے تو کہین گے پانی کہان ہے پھر اُنکے واسطے سراب کا نمونہ بنایا جائیگا تو اُسکو پانی خیال کرینگے پھر اُسکی طرف چلین گے تو اللہ کو اُسکے پاس پائین گے پھر وہ پورا دیگا اُن کو اُن کا حساب واللہ سریع الحساب اخرجہ ابن ابی حاتم وعبد بن حمید وابن المنذر فی اسنادہ السدی عن ابیہ وفیہ مقال معروف پھر اللہ پاک نے دوسری مثل جہل بسیط والے کفار کی بیان کی یہ لوگ کفر مین مستغرق خود رائے دلیر پیشوایان کفر کے مقلد ہین بہری گونگے ہین کچھ سمجھتے نہین ہین سو اُن کی ایسی مثل ہے جیسی اللہ پاک نے ارشاد فرمائی ہے

او کظلمٰت فی بحر لجی یغشٰہ موج من فوقہ موج من فوقہ سحاب ظلمٰت بعضہا فوق بعض ط اذا اخرج یدہ لم یکد یرٰہا ط ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور ۝ یا جیسے اندھیرے گھرے دریا مین چڑھی آتی ہے اُسپر ایک لہر اُسپر ایک لہر اُسکے اوپر بدلی اندھیرے ہین ایک پر ایک جب نکالے اپنا ہاتھہ لگتا نہین کہ اُسکو سوجھے اور جسکو اللہ نے نہ دی روشنی اُسکو کہین نہین روشنی انتہے **ف قتادہ نے** کہا بحر لجی یعنی دریاے عمیق گہرا لم یکد یرٰہا کے یہ معنی ہین نہین قریب ہوتا ہے اُسکے دیکھنے کے مارے سخت اندھیرے کے پس یہ کہاوت ہے کافر جاہل بسیط مقلد کے دل کی کہ جو اُسکو کھینچے لئے جاتا ہے اُسکے حال کو جانتا نہین ہے اور نہین جانتا ہے کہ کہان جاتا ہے بلکہ جسطرح مثل مین جاہل سے کہتے ہین تو کہان جاتا ہے تو کہتا ہے اُنکے ہمراہ کہتے ہین پیروہ کدہر جاتے ہین تو کہتا ہے مین نہین جانتا ہون **عوفی** نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے یغشاہ موج الآیہ مراد اس سے وہ پردہ ہے جو دل اور کان اور آنکھہ پر پڑا ہے یہ آیت مثل اس آیت کریمہ کے ہے ختم اللہ علی قلوبہم وعلی سمعہم وعلی ابصارہم الآیہ **وکقولہ تعالٰی** افرایت من اتخذ الٰہہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم وختم علی سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ الآیہ **اُبَی بن کعب** رضی اللہ عنہ نے ظلمات بعضہا فوق بعض کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ وہ لوٹتا پوٹتا ہے پانچ قسم کی اندھیریون مین پس کلام اُسکا ظلمۃ ہے اور عمل اُسکا تاریکی ہے اور جاے دخول اُسکی اندھیری ہے اور جاے خروج اُسکی تاریکی ہے اور مرجع اُسکا قیامت کے دن طرف تاریکیون نار کے ہے **سُدّی** و ربیع بن انس نے بھی مثل اسکے کہا ہے **قولہ تعالٰی** ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور یعنی جس شخص کو اللہ پاک ہدایت نکرے تو وہ ہالک جاہل حائر بائر ہے **کقولہ تعالٰے** من یضلل اللہ فلا ھادی لہ یہ مقابلے مین اُسکے ہے جو مومنین کی مثل مین فرمایا ہے یھدی اللہ لنورہ من یشاء فنسأل اللہ العظیم ان یجعل فی قلوبنا نورا وعن ایماننا نورا وعن شمائلنا نورا وان یعظم لنا نورا آمین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان

۵۱ تم کرو ذی الحسنے اُنکے دل پر اُنکے کان پر اور اُن کی ۵۲ آنکھون پر پردہ اور اُنکو بڑی مار ہے ۱۲ منہ ۵۲ بھلا دیکھہ تو جسنے ٹھہرایا اپنا حاکم اپنی چاہ کو اور راہ سے کھویا اُسکو اللہ نے جانتا بوجھتا اور مہر کی اُسکے کان پر اور دل پر اور ڈالی اُسکی آنکھہ پر اندھیری پھر کون راہ پر لاوے اُسکو اللہ کے سوا سے کیا تم سوچ نہین کرتے ۱۲ منہ ۵۳ ابن کثیر کا لفظ مصیرہ یوم القیامۃ الی الظلمات الی النار ہے فتح البیان و فتح العزیز مین مصیرہ الی ظلمات یوم القیامۃ فی النار ہے یہ لفظ اوضح ہے ۱۲ منہ ۵۴ جس کو اللہ بھٹکاوے اُسکو کوئی نہین راہ دیوے والا ۱۲ منہ

کا بیان فاتح یہ ہے کہ او کظلمات معطوف ہے کسراب پر اللہ پاک نے اعمال کفار کی ایک اور
مثل بیان فرمائی ہے یعنی جسطرح وہ مشابہ ہین سراب سے جوکہ موصوف بصفات مذکورہ ہے
پس وہ ظلمات سے بھی مشابہ ہین زجاج نے کہا اللہ پاک نے اعلام فرمایا ہے اس بات
کا کہ اگر اعمال کفار کی مثال دی جاے ساتھہ اُس شے کے جوکہ موجود ہے تو اُنکی مثل مانند
مثل سراب کے ہے اور اگر اُنکی مثال دی جاے ساتھہ اُس چیز کے جو دکھائی دیتی ہے تو وہ مثل
ان تاریکیونکے ہے جنکی صفت بیان کی گئی ہے یہ بھی کہا ہے کہ اگر تو چاہے تو سراب سے
مثال دے اور چاہے تو ان تاریکیونسے مثال دے اس معنی کی بنا پر کلمہ اَوْ کا واسطے اباحت کے ہوگا
یا واسطے تخییر کے موافق اُس تقریر کے جوکہ او کصیب مین گزر چکی ہے جرجانی نے کہا کہ پہلی
آیت ذکر مین اعمال کفار کے ہے اور دوسرے ذکر مین اُنکے کفر کے عطف کفر کا اُن کے
اعمال پر اسلیے کیا ہے کہ وہ بھی منجملہ اُنکے اعمال کے ہے قشیری نے فرمایا کہ زجاج کے نزدیک
تمثیل واقع ہوئی ہے واسطے اعمال کفار کے اور نزدیک جرجانی کے واسطے کفر کفار کے
کسی نے کہا کلمہ اَوْ کا تقسیم کے لیے ہے باعتبار دو وقتون کے کیونکہ دنیا مین تو وہ مثل
سراب کے ہین اور آخرت مین مثل ظلمات کے کسی نے کہا کہ او تنویع کا ہے یعنی اُن کے
اعمال کی نوعین بیان کی ہین مطلب یہ ہے کہ اگر اُنکے اعمال اچھے ہین تو مثل سراب کے ہین
اور جو بُرے ہین تو مثل ظلمات کے فی بحر لجی لجہ کہتے ہین معظم آب کو جمع اُسکی لُجج و لجج ہے
بحر لجی وہ ہے جسکی گہرائی کا ادراک نہین کیا جاتا ہے یعنی تہاہ نہین ملتا ہے پھر اللہ پاک نے
اس دریا کا ایک اور وصف بیان فرمایا وہ یہ ہے یغشاہ موج یعنی ایک وصف تو اُس کا
یہ ہے کہ مارے گہرائی کے اُسکا تہاہ نہین ملتا ہے دوسرا وصف یہ ہے کہ اُسپر موج چڑھتی ہے
تو بالکل اُسے چھپا لیتی ہے ڈھانک دیتی ہے موج وہ شے ہے جو پانی سے بلند ہو جاتی ہے
پھر اس موج کا یہ وصف کیا کہ من فوقہ موج یعنی جو موج کہ اُس دریا کو چھپا لیتی ہے اس کے
اوپر ایک دوسری موج ہے کہ ایک دوسرے پر چڑھی ہوئی ہے اسمین اشارہ ہے طرف کثرت
امواج کے کہ بہت سی موجین ہین ایک دوسرے پر سوار ہین گھچ پچ ہو رہی ہین پھر اس دوسری
موج کا یہ وصف کیا کہ من فوقہ سحاب یعنی ایک تو موجون کی کثرت پھر اسپر طرہ یہ کہ اُسپر

بدلی پس اسوقت اُنپر کئی خوف جمع ہوتے ہین ایک تو خوف دریا کا دوسرے اُسکی موجون
کا تیسرے بدلی جو اُسکے اوپر بلند ہو رہی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ڈہانکتی ہے اُسکو موج بعد
اسکے ایک اور موج پس موج یکے بعد دیگرے آتی رہتی ہے یہانتک کہ گویا بعض موج بعض
کے اوپر ہو رہی ہے دریا کا حال زیادہ تر خوفناک اُسوقت ہوتا ہے کہ اُسکی موجین پیہم آتی ہین
پھر جب اسکے ساتھہ اُسکے اوپر سے بدلی آجائے تو خوف سخت تر از سخت ہو جاتا ہے کیونکہ
وہ ستارون کو چھپا دیتی ہے جنسے دریا والے راہ پاتے ہین پھر جب کہ وہ بدلی برس پڑے اور
ہوا چلے کہ غالباً اُسکے چلنے کے وقت مینہ برسنے کی عادت ہے تو مت پوچھو کہ کیا کچھہ کثافت
ہموم و ترادف غموم ہوتا ہے اور رنج و محنت و کلفت اُس غایت تک پہونچتی ہے کہ اُسکے
ورے کوئی غایت نہین ہے اور اسی لیے اللہ پاک نے یون ارشاد فرمایا کہ ظلمات بعضہا
فوق بعض یعنی وہ تاریکیان یا یہ اندہیریان متکاثف و مترادف ایک پر ایک سوار ہین بعض بعض
مین خلط ملط ہو رہی ہین اندہا دُھند ہو رہا ہے پس اس جملہ مین بیان ہے شدت و تعاظم امر کا
اور اس بات کا کہ پرلے سرے کو پہونچ چکا ہے اسکے بعد کوئی درجہ شدت و سختی کا باقی نہین
رہا ہے الٰہی سیدی قربان تیرے بیان و ادا کے اب اس سے بڑہکر اور کیا بیان ہوگا زبان عربی
مین اگر گنجایش ہوتی اور اُسکے الفاظ بیان شدت کے واسطے وفا کرتے تو اللہ پاک اور مبالغہ
فرماتا کیونکہ یہ جگہ بغایت مبالغے کی ہی لیکن زبان عربی قاصر ہے اس سے زیادہ اُسمین گنجایش
نہین ہے کہ بیان شدت کا کیا جاے اسلیے یہان انتہا کے درجے مین ظلمات بعضہا فوق
بعض الآیہ فرمایا اور نور کے بیان مین آخر درجہ نور علی نور فرمادیا معلوم ہوا کہ اب نہ نور کے
بیان مین کوئی درجہ باقی ہے نہ ظلمت کے بیان مین کوئی دقیقہ سبحانك ما احسن بیانك
واجمل تبیانك استغفرك واتوب الیك اللھم اغفرلی وتب علی انك
انت التواب الرحیم ونور بصری وبصیرتی بنور من نورك الذی اشرقت
لہ السموات والارض واضاء لہ عرش الرحمٰن وانارت لہ الجنان واعذنی
من شر الشیطان واجرنی من ورود النیران یا نور النور ویا غایۃ الظہور آمین
بجاہ سیدنا طہ ویاسین وصل وسلم وبارك علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

الی یوم الدین غرضکہ وجہ شبہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے تین نوع کی تاریکیان ذکر فرمائی ہین
ایک تو ظلمت دریا کی دوسری تاریکی موجون کی تیسری اندہیری بدلی کی اسیطرح کافر کیواسطے
بھی تین اندہیریان ہین ظلمت اعتقاد کی تاریکی قول کی اندہیری عمل کی حضرت ابن عباس
سے مروی ہے کہ مراد ظلمات سے اعمال ہین اور بحر لجی سے قلب انسان اور یغشاہ
موج سے مراد وہ پردہ ہے جو دل اور کان اور آنکھہ پر ہے منجملہ غرائب تفاسیر یہ ہے کہ
اللہ پاک نے ظلمات سے اعمال کافر کا ارادہ کیا ہے اور بحر لجی سے اسکا دل اور موج فوق موج
سے وہ جہل و شک و حیرت جس نے اسکے دل کو ڈھانکدیا ہے سحاب سے مراد رین یعنی
زنگ و ختم و طبع ہے اسکے دل پر یہ تفسیر ایسی ہے کہ لغت عرب سے دور جگہ مین پڑی ہے
ابن محیصن و بزی نے سحاب ظلماتٍ پڑہا ہے باضافت سحاب بسوی ظلمات وجہ
اسکی یہ ہے کہ سحاب وقت ان تاریکیونکے مرتفع ہوتا ہے سو بسبب اس تعلق کے اسکی
طرف مضاف کیا گیا باقی قراء کی قراءت بقطع اضافت و تنوین ہے پھر اللہ پاک نے
تاریکیہاے مذکورین مبالغہ کیا پس فرمایا اذا اخرج یدہ لم یکد یراھا فاعل اخرج کا
ضمیر راجع ہے طرف مقدر کے جسپر مقام دال ہے یعنی جسوقت نکالے دیکھنے والا یا جو
شخص حاضر ہے ان تاریکیون مین یا جو ان مین مبتلا ہے اپنے ہاتھہ کو باوجود اس کے کہ
سب سے بڑہکر اسکے قریب ہے تو وہ قریب نہین ہوتا ہے اسکے دیکھنے سے زجاج نے
کہا معنی لم یرھا و لم یکد ہین فراء نے کہا کاد زائد ہے معنی یہ ہین کہ جب اپنے ہاتھہ
کو نکالے تو اسے نہ دیکھے جسطرح تو بول چال مین کہتا ہے ما کدت اعرفہ یعنی مین اسکو
نہین پہچانتا ہون مبرد نے کہا مراد یہ ہے کہ نہ دیکھے اسکو مگر بعد جہد و مشقت کے بسبب
شدت ظلمت کے نحاس نے کہا اس باب مین سب قولون سے صحیح تر قول یہ ہے کہ
معنی یہ ہین قریب نہین ہوتا ہے اسکے دیکھنے کے تو اب نہ اسکو بعید دیکھتا ہے اور
نہ قریب جملہ و من لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور مقرر ہے اپنے ماقبل کا ماقبل
کا مضمون یہی تہا کہ کفار کے اعمال صفت مذکور پر ہین سو اس جملے نے اسکی تقریر و تثبیت
کی زجاج نے کہا کہ یہ دنیا مین ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک جسکو ہدایت نہین کرتا ہے تو وہ

راہ نہین پاتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جسکے واسطے اللہ روشنی نکرے جسمین وہ قیامت کے دن چلے تو نہین ہے اُسکے لیے روشنی کہ جس سے وہ جنت کی طرف راہ پائے کسی نے کہا کہ جسکے لیے دین وایمان نہ ٹھیرائی تو اُسکے واسطے کوئی دین نہین ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جسکے واسطے ہدایت مقدر نکرے اور نہ اُسکے اسباب کی اُسے توفیق دے تو اُسکے واسطے کوئی نور نہین ہے برخلاف مُوَفَّق کے کہ اُسکے لیے روشنی پر روشنی ہے آیت عام ہے حق مین سارے کفار کے کسی نے کہا اُسی کے حق مین خاص ہے جسکے باب مین نازل ہوئی ہے یہ شخص عُتبہ بن رَبیعہ تھا جاہلیت مین دین تلاش کیا کرتا تھا اور ٹاٹ پہنتا پھر جب حضرت اسلام سلمہ اللہ تعالی رونق افروز بزم جہان ہوا تو کفر وعناد کیا پہلا قول اولی ہے الم تر ان اللہ یسبح لہ من فی السموٰت والارض والطیر صٰفّٰت ط کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ ط واللہ علیم بما یفعلون ○ وللہ ملک السموٰت والارض ج والی اللہ المصیر ○ تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کی یاد کرتے ہین جو کوئی ہین آسمان وزمین مین اور اُڑتے جانور پر کھولے ہر ایک نے جان رکھی ہے اپنی طرح کی بندگی اور یاد اور اللہ کو معلوم ہے جو کرتے ہین اور اللہ کی حکومت ہے آسمان اور زمین مین اور اللہ ہی تک پھر جانا ہے انتہے ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اس بات کی کہ تسبیح کرتے ہین اُسکی جو کوئی آسمان مین ہین اور زمین مین یعنی فرشتے اور انسان وجن وحیوان یہانتک کہ جمادات سب کے سب اللہ پاک کی یاد کرتے ہین کما قال تعالی تسبح لہ السموات السبع والارض ومن فیھن الآیۃ قولہ تعالی والطیر صافات کے یہ معنی ہین کہ پرندے اوڑنے کی حالت مین اپنے پالن ہار کی تسبیح کرتے ہین اور ایسی تسبیح سے اُسکی عبادت کرتے ہین جسکا اللہ پاک نے اُنکو الہام وارشاد فرمایا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہین اسیواسطے یون فرمایا ہے کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ یعنی اللہ پاک نے ہر ایک کو اُسکے طریقہ ومسلک کی راہ بتادی ہے اللہ عزوجل کی عبادت مین پھر یہ خبر دی کہ وہ اس سب کا عالم ہے اسمین سے کوئی شے اُسپر مخفی نہین ہے اسی لیے یون فرمایا واللہ علیم بما یفعلون پھر یہ خبر دی کہ اُسکی حکومت ہے آسمان وزمین مین پس

ل اُسکو ستر الی بولے ہین آسمان سات اور زمین اور جو کوئی اُن مین ہے اور کوئی چیز نہین جو نہین پڑھتی تسبیحان اُسکی لیکن تم نہین سمجھتے اُن کا پڑھنا بیشک وہ ہے حلیم والا بخشنا ۱۲

وہی حاکم متصرف الٰہ معبود ہے کہ عبادت لائق نہین ہے مگر اُسی کو اُسکے حکم کا کوئی
پیچھے ڈالنے والا نہین ہے اور اُسی کیطرف پھیر جاتا ہے یعنی قیامت کے دن تو وہ جو چاہیگا
اُسمین حکم کریگا لیجزی الذین اساؤا بما عملوا الآیہ پس وہی خالق مالک الٰہ حکم ہے
دنیا و آخرت مین اور اُسی کو حمد ہے اولیٰ و آخرہ مین کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا
بیان یہ ہے کہ اس قسم کی آیت کی تفسیر سورۂ سبحان کی تفسیر مین گزر چکی ہے الم تر مین خطاب
ہر اُس شخص کو ہے جسے لیاقت نظر کی ہے یا خطاب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور
آپنے اُسے حجت استدلال سے جان لیا معنی الم تر کے الم تعلم ہین اور ہمزہ واسطے تقریر
کے ہے یعنی مقرر تم نے یقینی جاننا جان لیا جو مشاہدے کے مشابہ ہے اور موثوق بوحی ہے
ظاہر اسکا یہ ہے کہ استعارہ ہے اور نحویونکے کلام کا مقتضا یہ ہے کہ رائی علمیہ حقیقت ہے
یہ بات شہاب نے کہی ہے تسبیح اللہ پاک کی ذات تقدس آیات وافعال باکمال وصفات
برکت سمات مین پاکی بیان کرنا ہے ہر اُس چیز سے جو اُسکے لائق نہین ہے من فی السموات
والارض کے معنی یہ ہین کہ جو عقلا و غیر عقلا اُن مین قرار پزیر ہین غیر عقلا کی تسبیح تو اُن کی
آوازین ہین جو سنائی دیتی ہین اور وہ صنعت بدیع جو اُنمین مشاہدہ کیجاتی ہے کسی نے کہا اس
جگہ عقلا کی تسبیح تو نماز ہے اور غیر عقلا کی تسبیح تنزیہ ہے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ شامل ہے حیوانات
و جمادات کو اور صنعت بدیعۂ آلہیہ کے آثار جمادات مین ناطق و مخبر ہین اس بات کے کہ اللہ پاک
صفات جلال و کمال کے ساتھ متصف ہے اور سمات نقص و زوال سے منزہ و مبرا اسمین کفار کو
تقریع و توبیخ ہے اسواسطے کہ جن جمادات کی شان سے اللہ پاک کی تنزیہ و تقدیس کرنا ہے
کفار نے اُنکو اللہ پاک کا شریک ٹھیرایا اللہ عزوجل کی عبادت کے مثل اُنکو پوجتے ہین بالجملہ
لائق یہ ہے کہ تسبیح کا حمل کیا جاے اُس شے پر جو لائق ہے ہر نوع کے انواع مخلوقات سے
بطور عموم مجاز جمہور نے والطیر کو برفع اور صافات کو بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ
والطیر معطوف ہے من پر اور صافات منصوب بنا بر حال ہے اعرج نے والطیر
کو بنصب پڑہا ہے بنا بر مفعول معہ اور صافات منصوب بنا بر حال زجاج نے کہا یہ قراءت
زیادہ تر جید ہے رفع سے حضرت حسن و خارجہ نے نافع سے والطیر صافات برفع ہر دو

لہ تا وہ بدلا دیوے برائی والون کو اُسکے کیے کا اور بدلا دیوے بھلائی والون کو بھلائی ۱۲

ہر دو پڑہا ہے بنا بر مبتدا و خبر او مفعول صافات کا محذوف ہے اے اجنحتہا یعنی پرندے کھولنے والے ہین اپنے پرون کو ہوا مین خاصکر طیر کا ذکر کیا باوجود اسکے کہ من فی السموات والارض مین وہ داخل تہے سو وجہ اسکی یہ ہی کہ استقرار اُنکا زمین مین استمرار پزیر نہین ہے اور ہوا مین بکثرت رہتے ہین اور ہوا نہ آسمان سے ہے نہ زمین سے دوسری وجہ خصوص ذکر کی یہ ہے کہ اُن مین ایک ایسی صنعت بدیع ہے کہ جسکے سبب سے کبھی تو وہ اُڑنے پر قادر ہوتے ہین اور کبھی چلنے پر بخلاف اور حیوانات کے جو اُنکے سوا ہین کہ اُنمین یہ صنعت نہین ہے تیسری یہ بات کہ طیور کے حالات مین سے یہ حالت ذکر کی کہ صدور تسبیح کا اُن سے اس حال مین ہوتا ہے کہ وہ اپنے پرون کو کھولے ہوتے ہین سوا سواسطے کہ یہ حالت اُنکے احوال سے نہایت غریب و نادر ہے کیونکہ ہوا مین اُن کا قرار پکڑنا تسبیح کرتے ہوئے بدون ہلانے پرون کے اور بغیر قرار پکڑنیکے زمین پر بزرگترین صنائع الٰہی سے ہے جسنے ہر شے کو اتقان و احکام بخشا ہے پہر اللہ پاک نے بیان مین زیادتی فرمائی کل قد علم صلاتہ و تسبیحہ ضمیر علم مین راجع ہے طرف کل کے معنی یہ ہین کہ ان تسبیح کرنیوالون سے ہر ایک نے جان لی ہے صلوۃ مصلے کی اور تسبیح مسبح کی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ہر مصلے و مسبح نے خود کی صلوۃ کو جان لیا ہے اور خود کی تسبیح کو حسین نے کہا یہ قول اولی ہے اس لیے کہ اسمین توافق ضمیرون کا ہے کسی نے کہا کہ صلوۃ اس جگہ بمعنی تسبیح ہے تاکید کے واسطے مکرر لائی گئی ہے صلوۃ کا کبھی تسبیح نام رکھدیتے ہین کسی نے کہا کہ یہان مراد اُس سے دعا ہے یعنی ہر ایک نے اپنی دعا و تسبیح کو جان لیا ہے یہ خبر دینا کہ ہر ایک نے اسکو جان لیا ہے سو فائدہ اسکا یہ ہے کہ صدور اس تسبیح کا علم سے ہے کہ اللہ پاک نے یہ علم اُنکو دیا ہے اور اسکے الہام اُنکو کیا ہے یہ بات نہین ہے کہ صدور تسبیح کا اُنسے بطور اتفاق اور بدون قصد و فکر کے ہوتا ہے اسمین زیادہ تر دلالت ہے اللہ پاک کی صنعت بدیع و عظمت شان پر کہ اُسنے پرندون کو اپنی تسبیح کرنیوالا کیا ہے اور جو اُنسے صادر ہوتا ہے اُسکا جاننے والا اُنکو تحیر ایا ہے نہ یہ کہ وہ اُس سے جاہل ہون سدی نے کہا صلوۃ واسطے انسان کے ہے اور تسبیح واسطے اور خلق کے سوائے انسان کے کسی نے کہا کہ پرندون کا پر مارنا اُنکی نماز ہے اور آواز کرنا

اُن کی تسبیح ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ہر ایک ان تسبیح کرنیوالون سے اللہ نے
جان لی ہے اُسکی نماز کو واسطے اپنے اور اُسکی تسبیح کو یعنی علم مین ضمیر راجع ہے طرف اللہ
سبحانہ کے لیکن قول اول ارجح ہے اسواسطے کہ قراء کا اتفاق ہے رفع کل پر اگر ضمیر اللہ پاک
کے واسطے ہوتی تو نصب کل کا اولی ہوتا ایک قول یہ ہے کہ علم مین ضمیر راجع ہے طرف کل
کے او صلاتہ وتسبیحہ کی ضمیر راجع ہے طرف اللہ کے یعنی جان لیا ہر ایک نے اللہ
کی صلوۃ کو اور اللہ کی تسبیح کو مطلب یہ ہے کہ وہ صلوۃ و تسبیح جسکا اللہ پاک نے امر فرمایا ہے
اور اُنکے فعل کا حکم دیا ہے جسطرح کہ اضافت خلق کی طرف خالق کے ہوتی ہے قول اوّل
اولی ہے بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ قراء کی ایک جماعت نے علم بصیغہ مجہول پڑہا
ہے جملہ واللہ علیم بما یفعلون مقرر ماقبل سے یعنی اللہ پر نہ اُنکی طاعت مخفی ہے نہ
اُن کی تسبیح اُسکے علم سے کوئی شے غائب نہین ہوتی ہے پھر اللہ پاک نے بیان کیا کہ اُسی
سے مبدا ہے اور اُسی کیطرف معاد ہے پس فرمایا ﴿ولله ملك السموات والارض﴾ یعنی
اللہ ہی کے واسطے ہین خزانے مطر و رزق و نبات کے کیونکہ وہ خالق ہے آسمان و زمین
کا اُسکے سوا کوئی اُنکا مالک نہین ہے اور جو کوئی کسی شے کا مالک ہوا ہے تو اُسی کے
مالک بنانے سے مالک بنا ہے ﴿والی الله المصیر﴾ یعنی بعد موت کے اُسی کیطرف رجوع ہے
نہ طرف اُسکے غیر کے پھر اللہ پاک نے ایک اور دلیل ذکر کی آثار علویہ سے پس ارشاد فرمایا الم
﴿تر ان الله یزجی سحابا ثم یؤلف بینه ثم یجعله رکاما فترى الودق یخرج من
خلله ج وینزل من السماء من جبال فیها من برد فیصیب به من یشاء
ویصرفه عن من یشاء ط یکاد سنا برقه یذهب بالابصار ۝ یقلب الله
اللیل والنهار ط ان فی ذلك لعبرة لاولی الابصار ۝﴾ تو نے نہ دیکہا کہ اللہ
ہانک لاتا ہے بادل پھر اُنکو ملاتا ہے پھر اُنکو رکتا ہے تہ برتہ پھر تو دیکہے مینہ نکلتا ہے
اُسکے بیچ سے اور اُتارتا ہے آسمان سے اُسمین جو پہاڑ ہین اولون کے پھر وہ ڈالتا ہے
جسپر چاہے اور بچا دیتا ہے جس سے چاہے آبھی اُسکی بجلی کی کوند لیجاوے آنکہین آسد بدلتا
ہے رات اور دن آسمین دہیان کی جگہ ہے آنکہ والون کو انتہے ف اللہ پاک ذکر فرماتا ہے

کہ وہ ہانک لاتا ہی بادل اپنی قدرت سے اول جو اُسکو پیدا کرتا ہے اور وہ ضعیف کمزور ہوتا ہے ثم یؤلف بینہ یعنی جمع کرتا ہے اُسکو بعد متفرق ہونے اُسکے کے ثم یجعلہ رکاما یعنی پھر اُسکو کر دیتا ہے متراکم اسکا مطلب یہ ہے کہ بعض بعض پر سوار ہو جاتا ہے فترى الودق پھر تو دیکھے مطر کو یعنی مینہ کو یخرج من خلالہ کہ نکلتا ہے اُسکے خلل سے یعنی ابر کی کشادگیون اور رخنون سے مینہ نکلتا ہے حضرت ابن عباس وضحاک نے من خللہ پڑہا ہے عبید بن عمیر لیثی نے کہا ہے کہ بھیجتا ہے اللہ مشیرہ کو تو وہ جھاڑتی ہے زمین کو جھاڑنے کر پھر بھیجتا ہے اللہ ناشئہ کو تو اُٹھاتی ہے بادل کو پھر بھیجتا ہے اللہ مؤلفہ کو تو وہ میل کرتی ہے درمیان بادل کے پھر بھیجتا ہے اللہ لواقح کو تو وہ بار دار کرتے ہین بادل کو رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر رحمہما اللہ تعالی

قولہ تعالی وینزل من السماء من جبال فیہا من برد بعض نحویون نے کہا ہے کہ اول من ابتداے غایت کا ہے اور دوسرا تبعیض کا اور تیسرا بیان جنس کا یہ بات اُسی شخص کے قول پر بنے گی جو کہ مفسرین مین سے اسطرف گیا ہے کہ معنی اسکے یہ ہین کہ آسمان مین اولونکے پہاڑ ہین اللہ اُس سے اولے اُتارتا ہے اور جو شخص اس جگہ جبال کو بادل سے کنایہ ٹھیراتا ہے تو اُسکے نزدیک دوسرا من بھی ابتداے غایت کا ہوگا لیکن وہ اول من سے بدل ٹھیریگا واللہ اعلم **قولہ تعالی** فیصیب بہ من یشاء ویصرفہ عمن یشاء اسمین دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ آسمان سے جو دو چیزین نازل ہوتی ہین ایک مینہ دوسرے اولے سو انمین سے ایک نوع مراد ہے یعنی مینہ پس یصیب بہ من یشاء کے یہ معنی ہین کہ پہونچاتا ہے مینہ جسکو چاہتا ہے واسطے رحمت کرنیکے اُسپر ویصرفہ عمن یشاء یعنی تاخیر کرتا ہے اُسنے مینہ کی دوسرا احتمال یہ ہے کہ مراد فیصیب بہ من یشاء سے یہ ہو کہ پہونچاتا ہے اولون کو واسطے نقمت وعذاب کے جسپر چاہتا ہے کیونکہ اسمین اُنکے پھل کہر جاتے ہین متفرق وپریشان ہو جاتے ہین اُنکی کھیتیان اور درخت تباہ ہو جاتے ہین اور پھیر دیتا ہے اولون کو جس سے چاہتا ہے واسطے رحمت کرنیکے اُنپر **قولہ تعالی** یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار یعنی لگتا ہے کہ اُسکے بجلی کی روشنی مارے اُس کی

۵۱ خلل بفتحتین کشادگی درختہ جو اسکی خلال ہے دھجی فرج فی السحاب یخرج منہا المطر خلال وخلل دونون طرح پڑہا گیا ہے کذا فی الصحاح ۱۲ منہ

۵۲ یہ کسی واعظ مخضرم ہین حضرت ابی وحضرت عمر کے روایت کرتے ہین ثابت نے کہا کہ اول جس شخص نے وعظ کہا وہ عبید بن عمیر ہین ابو نعیم نے تاریخ مین اور ابو نعیم نے تاریخ کی ہے ۱۲ منہ

۵۳ مین وفات پائی رضی اللہ عنہ ۱۲ قول بیضاوی

۵۴ یہان چار قسم کی ہوا کا ذکر کیا ہے مثیرہ یا بجنگہ کرنیوالی ناشئہ بادل کی اُٹھانے والی مؤلفہ بادل کی جوڑنے والی ملقحہ بادل کی حاملہ کرنیوالی ۱۲ منہ

شدت کے جھپٹ لیجاوے آنکھون کو جبکہ وہ اُسکا پیچھا کرین اور اُسکو دیکھین **قولہ تعالیٰ** یقلب اللہ اللیل والنہار کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک رات اور دن مین تصرف فرماتا ہے تو اُسکے طول سے اس کے قصر مین لیتا ہے یہانتک کہ وہ برابر ہوجاتے ہین پھر اس سے اسمین لیتا ہے تو جو قصیر تہا وہ طویل ہوجاتا ہے اور جو طویل تہا وہ قصیر ہوجاتا ہے اللہ پاک ہی اپنے امر و قہر و عزت و علم سے اسمین مُتصرّف ہے **قولہ تعالیٰ** ان فی ذلک لعبرۃً لاولی الابصار کے یہ معنی ہین کہ بیشک اسمین البتہ دلیل روشن ہے آنکھہ والون کو اللہ پاک کی عظمت و بزرگی پر **کما قال تعالیٰ** ان[۵۱] فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار لآیات لاولی الالباب اور اُسکے مابعد کی آیات کریمات کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ازجاء کہتے ہین ذرا ذرا ہانکنے کو اِسی معنی سے نابغہ کا قول ہے **ہ**

انی اتیتک من اھلی ومن وطنی	اُزجی حَشَاشَۃَ[۵۲] نفسٍ ما بہا رَمَقُ[۵۳]

معنی یہ ہین کہ اللہ پاک ہانک لیجاتا ہے بادل کو نرم ہانکنا جس طرف چاہتا ہے محاورے مین بولتے ہین زَجّی الشیٔ تزجیۃً یعنی دفع کیا شے کو نرمی سے و تزجّی بکذا یعنی فلان شے کے ساتھہ کفایت کی ازجی الابل یعنی اونٹون کو ہانک لیگیا مُزجی کہتے ہین قلیل شے کو بضاعتِ مُزجاۃ بولتے ہین مایۂ قلیل کو والریح تزجی السحاب یعنی ہوا ہانک لیجاتی ہے بدلی کو والبقرۃ تُزجی ولدھا یعنی گاے ہانک لیجاتی ہے اپنے بچے کو **قولہ** سبحانہ ثم یؤلف بینہ کا مطلب یہ ہے کہ پھر اللہ پاک تالیف کرتا ہے جوڑتا ہے درمیان اجزاے سحاب کے تو ملا دیتا ہے بعض کو طرف بعض کے اور جمع کرتا ہے بعد متفرق ہونے اُسکے کی تاکہ قوی و متصل ہوجاے اور زیادہ گنّدہ بنجاے اصل تالیف مین ہمزہ ہے وحشی قالون نے یُولف بواو پڑہا ہے واسطے تخفیف کے کلمۂ سحاب واحد ہے لفظ مین لیکن معنی اُسکے جمع ہین اسی واسطے کلمہ بین کا اُسپر داخل ہوا ہے کیونکہ اجزا بادل کے حکم مین اُسکے مفردات کے ہین فراء نے کہا ہے کہ ضمیر بینہ مین راجع ہے طرف جملۂ سحاب کے جسطرح کہ محاورے مین تم بولتے ہو الشجر قد جلست بینہ یعنی مین بیٹہا درمیان درختون کے کیونکہ شجر جمع ہے

۵۱ آسمان اور زمین کا بنانا رات اور دن کا بدلتے آنا اسکے مین نشانیان ہین عقل والون کو ۱۲ منہ

۵۲ حشاشہ بقیہ جان در بیمار ۱۲

۵۳ بالتحریک باقی جان ۱۲ منہ

اور ضمیر بینہ مین مفرد لائی گئی باعتبار لفظ کے رُکام بمعنی متراکم ہے کہ بعض بعض پر سوار ہوتا ہو رُکم کہتے ہین شے کے جمع کرنے کو محاورے مین بولتے ہین رَکَمَ الشَّیءَ یرکمہ رَکما یعنی اُس شے کو جمع کیا اور اُسکے بعض کو بعض پر ڈالا وَارْتَکَمَ الشی وترا کم یعنی وہ شے جمع ہوگئی رُکمہ کہتے ہین جمع کی ہوئی مٹی کو اور رُکام بولتے ہین رَمل متراکب کو یعنی ریت کا ڈہیر بعض پر بعض چڑہا ہوا وَدْق نزدیک جمہور مفسرین کے مطر ہے یعنی مینہ محاورے مین بولتے ہین وَدَقَتِ السحابُ فھی وَادِقة یعنی برس پڑی بدلی تو وہ برسنے والی ہے وَدَقَ المَطَرُ یَدِقُ ای قَطَرَ یَقْطُرُ یعنی باران قطرہ زن ہوا کسی نے کہا وَدق بمعنی برق ہے اُسی باب سے یہ قول ہے کسی شاعر کا ؎

اثرن عجاجة وخرجن منها		خروج الودق من خلل السحاب	

یعنی اُنہون نے غبار اُٹھایا اور اُس سے نکلین جسطرح کہ بجلی بدلیونکے خلون سے نکلتی ہے لیکن قول اول اولی ہے کسی نے کہا کہ وَدق مطر ہے ضعیف ہو یا شدید تری مین رویت بصری ہے یعنی یہان رویت سے مراد انکا نظر کرنا ہے بمعنی علم نہین ہے جملہ یخرج من خلالہ محل نصب مین ہے بنا برحال مِن خلالہ کے معنی ہین فتوق سحاب یعنی بادل کے شگاف جو کہ قطرے[۱] نکلنے کی جگہ ہین مِن خَلَلِہ بافراد پڑہنے مین حضرت ابن مسعود و ابو العالیہ بھی حضرت ابن عباس کے شریک ہین خِلال مین خلاف واقع ہوا ہے کہ آیا وہ مفرد ہے مثل حجاب کے یا جمع ہے مانند جبال کے کعب نے کہا سحاب چلنی ہے مطر کی اگر سحاب نہو جسوقت کہ مطر نازل ہوتا ہے تو البتہ وہ بگاڑ ڈالے اُس زمین کو جسپر وہ پڑے

[۱] یعنی بوندیان ۱۲

قولہ تعالیٰ وینزل من السماء من جبال فیھا من برد مراد سماء سے جہت عالی ہے کیونکہ سما کا اطلاق کبھی جہت علو پر بھی ہوتا ہے جبال کے معنی ہین بڑے بڑے ٹکڑے جو کہ پہاڑون کے مشابہ ہین لفظ فیھا محل نصب مین ہے بنا برحال مِن برد مین حرف مِن تبعیض کا ہے اور وہ مفعول ہے ینزل کا کسی نے کہا کہ مفعول محذوف ہے تقدیر یہ ہی ینزل من جبال فیھا من بَرَدٍ بَرَدًا کسی نے کہا مِن برد کا مِن زائد ہے تقدیر یہ ہے ینزل من السماء من جبال فیھا بَرَدٌ کسی نے کہا کلام مین مضاف محذوف ہی

یعنی ینزل من السماء قدر جبال او مثل جبال من برد الی الارض اخفش نے
کہا من دونون جگہ زائد ہے اور الجبال اور البرد موضع نصب مین ہین یعنی ینزل من السماء
برد ایکون کالجبال **حاصل** یہ ہے کہ من السماء کا من بلا خلاف واسطے ابتدا
غایت کے ہی باتفاق مفسرین اور من جبال کے من مین تین وجہ ہین ایک یہ ہے کہ
ابتداے غایت کا ہے پس وہ اور اُسکا مجرور بدل اشتمال ہوگا اول من سے باعادۂ جار
دوسرے یہ ہے کہ تبعیض کا ہے پس اس بنا پر وہ اور اُسکا مجرور محل نصب مین ہوگا اس
بنیاد پر کہ انزال کا مفعول ٹھیریگا گویا یون کہا وینزل بعض جبال تیسری یہ ہے کہ
زائد ہے اے ینزل من السماء جبالاً رہا من برد کا من سو اسمین چار وجہ ہین
تین تو وہی ہین جنکا ذکر ہو چکا ہے چوتھی یہ ہے کہ واسطے بیان جنس کے ہی اس وجہ کی
بنا پر تقدیر یہ ہوگی وینزل من السماء بعض جبال التی ھی البرد قالہ الحوفی
والزمخشری پس منزل برد ہی کیونکہ بعض برد برد ہوتا ہے زجاج نے کہا معنی آیت
کے یہ ہین وینزل من السماء من جبال برد فیھا جسطرح کہ تو کہے ھذا خاتم فی
یدی من حدید یعنی انگوٹھی لوہے کی میرے ہاتھ مین ہے کیونکہ جسوقت تو نے
یون کہا کہ ھذا خاتم من حدید وخاتم حدید تو معنی ایک ہونگے انتہی اس
بنا پر من برد موضع جر مین صفت ہوگا جبال کی جسطرح کہ من حدید صفت تھی خاتم
کی اور مفعول ینزل کا من جبال ہوگا اور جبال کے برد ہونے سے لازم آئے گا کہ
منزل برد ہو ابو البقاء نے ذکر کیا ہے کہ تقدیر یہ ہے شیئاً من جبال پس موصوف
حذف ہوگیا اور صفت پر کفایت ہوئی کسی نے کہا ہے کہ آسمان مین پہاڑ ہین اولون کے
جسطرح کہ زمین مین پتھر کے پہاڑ ہین کسی نے کہا کہ مراد ذکر جبال سے کثرت ہے جسطرح کہ محاورے
مین بولتے ہین فلان یملک جبالاً من ذھب وفضۃ مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کی کثرت
مال کا وصف کرتے ہین تو کہتے ہین کہ فلان شخص سونے چاندی کے پہاڑ ون کا مالک ہے
فیصیب بہ کی ضمیر راجع ہے طرف ما ینزل من السرد کے یعنی پس پہونچاتا ہے
اولون کو کہ جنکو اُتارتا ہے من یشاء اُس شخص کو کہ چاہتا ہے کہ اُسکو پہونچاے اپنے

بندون مین سے ویصرفہ عمن یشاء اور باز رکھتا ہے انکو اُس شخص سے کہ جسکو چاہتا
ہے اُن مین سے یا یہ معنی ہین کہ پہونچاتا ہے اُن کو اُس شخص کے مال کو جسے چاہتا ہے
اور باز رکھتا ہے انکو مال سے اُس شخص کے جسکو چاہتا ہے سورۂ بقرہ مین اسی کی مثل
پر کلام گزر چکا ہے یکاد سنا برقہ یذھب بالابصار عامہ کی قرارت سَنا بقصر ہے
اور برقہ بفتح باو سکون راء ویذہب بفتح یا و ہا ہے ذہاب سے سَنا کہتے ہین ضوء کو یعنی
روشنائی سَنا داد ی ہے محاورے مین بولتے ہین سَنا یَسنُو سَنا اے اضاء یضیئ اور سَنَاء
بمد بمعنی رِفعت ہے یہ قول مُبرّد وغیرہ کا ہے طلحہ بن مُصَرِّف و یحیٰی بن وثّاب نے سَنَاء
برقہ بمد پڑہا ہے اس بنا پر کہ روشنی و صفائی کی شدت مین مبالغہ ہو اس لیے رِفعت
و شرف کا اسم اُسپر اطلاق کر دیا گیا اور نیز طلحہ و یحیی نے برقہ کو بضم با و فتح را پڑہا ہے احمد
بن یحیی ثعلب نے کہا کہ یہ لفظ اس قرارت کی بنا پر جمع ہے بُرْق کی نحاس نے کہا ہے
کہ بُرقہ بالضم ایک مقدار برق کو کہتے ہین اور بَرْقہ بفتح ایک چمک کو بولتے ہین معنی یہ ہین
لگتا ہے کہ روشنی برق کی جو کہ اُس بدلی مین ہے مارے اپنی چمک کی شدت کے اور
زیادتی روشنی کی لیجاوے آنکھون کو **کقولہ تعالیٰ** یکاد البرق یخطف
ابصارھم محمد ری و ابن قعقاع نے یذھب بضم یا و کسر ہا پڑہا ہے اذہاب
سے اخفش و ابو حاتم نے اس قرارت کو خطا کہا ہے ابصار جمع ہے بَصَر کی بصر بمعنی ناظرہ
و چشم ہے حرف باجمور کی قرارت کی بنا پر الصاق کے واسطے ہی یا تعدیہ اور اذہاب کی بنیاد
پر زائد ہے کسی نے کہا بمعنی مِن ہی اور مفعول محذوف ہے تقدیر یہ ہے یُذہِب النور
من الابصار فسبحان مَن یُخرِج الماءَ والنارَ والنورَ والظلمۃ من شیء واحد
لا الٰہ الا اللہ الاحد الصمد العزیز الجبار **قولہ تعالیٰ** یقلب اللہ اللیل والنہار
یعنی اللہ پاک درمیان رات اور دن کے تعاقب کرتا ہے ایک کو بعد دوسرے کے لاتا ہی
رات لاتا ہی دن لیجاتا ہے دن لاتا ہے رات لیجاتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایذا دیتا ہی
مجھکو ابن آدم گالی دیتا ہے زمانے کو اور مین دہر ہون میرے ہاتھہ مین کام ہے مین

۱۵ فرق ہے بجلی کا چمک اور آنکھین ۱۲ منہ

لوٹتا پوٹتا ہون رات اور دن کو اخرجہ البخاری و مسلم کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ زیادہ
کرتا ہے ایک مین اور کم کرتا ہے دوسرے کو کسی نے کہا بدلتا ہے رات اور دن کو بسبب
اختلاف خیر و شر و نفع و ضرر کے جنکو اُن مین مقدر کرتا ہے کسی نے کہا بدلتا ہے اون کو
گرمی سردی سے کسی نے کہا مراد اس سے بدلنا دن کا ہے کبھی ساتھ اندھیری بدلی کے اور
کبھی ساتھ روشنی سورج کے اور بدلنا رات کا ہے کبھی تو بدلی کی تاریکی سے اور کبھی چاند کی
روشنی سے ان فی ذلک یعنی بدلی کے ہانکنے مین اور مینہ کے اُتارنے اور رات دن
کے بدلنے مین لعبرۃ لاولی الابصار البتہ دلالت واضح و ظاہر ہے کہ جسکے سبب سے
اعتبار حاصل ہوتا ہے واسطے ہر اُس شخص کے جسکو بصر ہے کہ جس سے وہ دیکھتا ہے پس
یہ کھلی کھلی دلیلین ہین اللہ پاک کے وجود و صفات پر جسکو نظر و تدبر و غور و فکر و دھیان ہے
پھر اللہ پاک نے تیسری دلیل ذکر کی منجملہ عجائب خلقِ حیوان و بدیع صنعتِ ربِّ رحمن
پس ارشاد فرمایا واللہ خلق کل دآبۃ من ماء ج فمنھم من یمشی علی بطنہ ج
ومنھم من یمشی علی رجلین ج ومنھم من یمشی علی اربع ط یخلق اللہ
ما یشآء ط ان اللہ علی کل شیء قدیر ○ لقد انزلنآ اٰیٰت مبینت ط واللہ
یھدی من یشآء الی صراط مستقیم ○ اور اللہ نے بنایا ہر پھرنیوالا ایک پانی سے
پھر کوئی ہے کہ چلتا ہے اپنی پیٹ پر اور کوئی ہے کہ چلتا ہے دو پاؤن پر اور کوئی ہے کہ چلتا
ہے چار پر بناتا ہے اللہ جو چاہتا ہے بیشک اللہ ہر چیز پر کر سکتا ہے ہمنے اُتارین آیتین کھول بتانیوالی
اور اللہ چلا دے جسکو چاہے سیدھی راہ پر ف اللہ پاک اپنی قدرت تام و سلطان عظیم کا
ذکر فرماتا ہے کہ اُسنے انواع و اقسام کی مخلوقات پیدا کرنے مین باوجود اختلاف اشکال و الوان
و حرکات و سکنات کے کیا کچھ صنعتِ عجیب کو برتا ہے کہ باوجود ایسے اختلاف و تباین کے
سبکو ایک پانی سے پیدا کیا پھر اُن مین سے کوئی تو اپنی پیٹ پر چلتا ہے جیسے سانپ اور جو
اُسکے ہمشکل ہے کوئی دو پاؤن پر چلتا ہے جیسے انسان اور پرندے اور کوئی چار پر جیسے انعام
و حیوانات اسی لیے یون فرمایا یخلق اللہ ما یشاء یعنی اللہ پاک اپنی قدرت باہرہ سے جو کچھ
چاہتا ہے پیدا کرتا ہے کیونکہ اُسکی شان تو ایسی قوی السلطان ہے کہ جو اُسنے چاہا وہ ہو گیا اور جو

اُسنے نچایا وہ ہوا اور اسی لیے یہ فرمایا کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے پھر اللہ پاک اس بات کو بیان فرماتا ہے کہ اُسنے اس قرآن پاک مین بہت سے حکم و حکمتین اور کھلی کھلی مثلین اور پختہ پختہ کہاوتین نازل فرمائی ہین اور جو لوگ عقل و بصیرت والے ہین اُنکو اُنکے سمجھنے بوجھنے کی راہ بتائی ہے اسی لیے یون فرمایا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم کذا فی ابن کثیر

ف یحیی بن وثاب و اعمش و حمزہ و کسائی نے خالق کل دابۃ پڑھا ہے باقی قرّاء کی قراءت خلق ہے دونون معنی صحیح ہین دابہ ہر وہ حیوان ہے جو زمین پر چلے محاورے مین بولتے ہین دَبَّ یَدِبُّ فھو دابٌّ حرف ہا واسطے مبالغے کے ہے دَبّ و دبیب کہتے ہین نرم رفتن کو یعنی دبے پاؤن چلنا آہستہ چلنا ماء سے مراد نطفہ ہے یعنی منی جمہور نے اسیطرح کہا ہے پھر جو مخلوقات کہ نطفے سے پیدا کی گئی درمیان اُنکی مخالفت کے سو بعض تو اُسمین سے ہوام ۱۵ ہین اور بعض اُسمین سے چوپائے ہین ایک جماعت نے کہا کہ مراد یہی معروف پانی ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام پانی اور مٹی سے پیدا کیے گیے ہین کسی نے کہا کہ پیدایش ہر دابہ کی نطفے سے صرف بحسب اغلب ہے خلق ہین حیوانات زمین کے جنکا مشاہدہ ہوتا ہے ورنہ فرشتے نور سے بنے ہین جو کہ گنتی مین سب مخلوقات سے زیادہ ہین اور جن آگ سے بنے ہین حالانکہ وہ تسعہ اعشار انس ہین جسطرح کہ کہا ہے مطلب یہ ہے کہ نو حصے جن ہین اور ایک حصہ انس آور حضرت آدم مٹی سے بنی اور حضرت عیسی علیہ السلام اُس ہوا سے جسکو جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے گریبان مین پھونکا آور کیڑے فاکہہ و عفونات سے پیدا ہوتے ہین پھر اللہ پاک نے ہر دابہ کے احوال کی تفصیل فرمائی کہ بعض تو اپنے شکم پر مشی کرتے ہین یہ سانپ اور ہوام اور مچھلیان اور کیڑے اور مثل انکے ہین شکم پر ۱۵ زحف کرنیکا نام مشی رکھا ہے بطور استعارہ کے جسطرح کہ مشفر کا استعارہ کیا گیا ہے واسطے شفۃ کی اور شفۃ کا واسطے مشفر کے یعنی اصل مین مشفر اونٹ کے ہونٹ کو کہتی ہین پھر بطور استعارہ حبشی کے ہونٹ کو بسبب گندہ ہونیکے کہنے لگے اسیطرح جو کام استمرار پزیر ہوتا ہے اُسکو محاورے مین یون کہتی ہین کہ قد مشی ھذا الامر یعنی یہ کام چلا اور فلان ما یمشی لہ امر یعنی فلان کا کام نہین چلتا ہے یا بطریق مشاکلت کے کہدیا ہے بسبب ذکر زاحف کے ہمراہ چلنے والونکے آور دو پانون پر چلنے والے انسان اور

۱۵ ہوام جمع ہے ہا تشدید کی ہا ثم خزندہ گزندہ دابہ پر بولا اسکا اطلاق ہوتا ہے ۱۲ منہ

۱۵ زحف چلنا دست و پا و زانو نشستہ رفتن کودک دم دم رشتن ۱۲

پرندے ہین اور انعام یعنی شتر مرغ اور چار پانون پر چلنے والے جیسے بہایم چوپائے اور باقی حیوانات پہلے اُسکو بیان کیا جوکہ زیادہ تر معروف ہے قدرت مین یعنی چلنے والا بغیر آلۂ مشے کے پانون وغیرہ سے پھر دو پانون پر چلنے والے کا ذکر کیا پہر چار پر چلنے والی کا کلمہ مَنْ کا فرمایا کلمہ ما کا نہ کہا واسطے تغلیب عاقل کے غیر عاقل پر اسواسطے کہ نفیس کو اصل جمیزا نا اور خسیس کو تابع قرار دینا اولیٰ ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ہر شے چار پانون پر چلتی ہے مگر انسان فتح البیان و فتح القدیر مین کہا ہے کہ یہ پرندے باوجود اختلاف انواع دو پر چلتے ہین اور اسیطرح غیر پرندے جیسے شتر مرغ کیونکہ وہ دو پر چلتا ہی حالانکہ طیور سے نہین ہے پس یہ کلیہ جو اُنسے مروی ہے ٹھیک نہین ہے اور جو چار سے زیادہ پر چلتا ہے اُس سے تعرض نہین کیا بسبب اُسکے قلت کے کسی نے کہا وجہ یہ ہے کہ چلنا فقط چار ہی پر ہوتا ہے اگرچہ پانون بہت سے کیون نہون کسی نے کہا کہ جو چار سے زیادہ پر چلتا ہے اُسکا کچھ اعتبار و شمار نہین ہے اُس قول کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ مراد اس بیان سے آگاہ کرنا ہے بدیع صنعت پر اور تنبیہ ہے کمال قدرت پر پہر جو چار سے زیادہ پر چلتا ہی اُسکا اعتبار و شمار مین نہ آنا کیونکر کہا جائے بلکہ اسمین تو ایک اور ہی عجیب و غریب قدرت کا اظہار ہے کسی نے کہا قرآن شریف مین وہ بات نہین ہے جو دال ہو عدم مشی پر چار سے اکثر پر کیونکہ قرآن پاک نے کچھ اسکی نفی نہین کی ہے نہ اسمین کوئی ایسی شے ہے کہ مقتضی حصر کی ہو بلکہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کے مصحف مین یون ہے ومنھم من یمشی علی اکثر لو اب تو جو چار سے زیادہ پر چلتے ہین اس زیادتی سے خود آیت اُن سب کو عام و شامل ہوگئی جیسے کینکڑا اور بکڑیان اور وہ حیوان جو معروف بام اربع و اربعین ہے شاید یہ کہنکجورا ہو اور بہت سے زمین کے کیڑے مکوڑے جیسے بچھو وغیرہ کسی نے کہا کہ اس قسم سے صرف اسلیے تعرض نہین کیا کہ وہ تو یخلق اللہ مایشاء کے تحت مین داخل ہے یعنی اللہ پاک پیدا کرتا ہی جو چاہتا ہی اُن اشیاء سے جنکا یہان ذکر کیا ہے اور اُن چیزون سے جنکا اس جگہ مذکور نہین فرمایا ہے جیسے جمادات مرکب و بسیط و نامی وغیر نامی مع اختلاف صور و اعضا و ہیئات و حرکات و طبائع و قویٰ و افعال کی باوجود

لہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول بطریق صحیح ثابت ہوتا ہو تو ہم کو اسکا محمول کرنا پڑیگا کہ علاوہ اسکی یہ کہ ہر شے جسکی شان سے صرف پانون پر چلنا ہے نہ دو پر یا دو پانون پر چلنے کا ہو یا ایسا ہو کہ خلاف عالم مشاہد نہین ہے اور جو ایسا ہو کہ سوائے اکثر کے تحت نہین ہے اور جو شتر مرغ تو دیک تکلمین کے طائر نہین ہے اور پرے طائر نہین ہے کیونکہ اُسکے ہاتھ ہوتے ہین اور اُسکے پاؤن دو پر نہین ہوتے اور طائر تو اُسے کہتے ہین کہ وہ طائر اپنے پر اور دم کو پھیلائے ہوئے ہوا مین اُڑتا ہے اور اُسکے پاؤن دو پر نہین ہوتے اسواسطے کہ اُسمین طیران ہے اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے والذی خلق ھی الطیر بجناحیہ کذا فی الجلالین اور جو بطہ کو یہ کہکے کہ اُن کو دو پر نہین اُسکے پس شتر مرغ اگرچہ دو پر نہین تو تکلمین کے طائر نہین ہے مگر یہ کہنا ضرور ہے کہ یہ طیران پر سے لاکر کیونکر ہوا مین اُڑتا ہے اور اُن کا اُڑنا اُسکے اُڑنے کے مشابہ ہے واللہ اعلم ۱۲ حافظ ولی محمد عفی عنہ

ثابت اقتا سلہ اللہ تعالیٰ ۱۲ صاحب

متحد ہونے عنصر کے بمقتضاے مشیت اپنی کے اسلیے کہ بیشک اللہ پاک ہر شے کر سکتا ہے کوئی شے اُسکو عاجز نہین کرتی ہے نہ کوئی مانع اُسے روکتا ہے بلکہ کل اُسکی مخلوقات اسمے داخل ہے اُسی وحدہٗ لا شریک لہ کے تحت قدرت مین سبحانہ ما اعظم شانہ وما ابھر سلطانہ آیات بینات بکسر وفتح یای تحتیہ دونون قرارت سبعیہ ہین اسیطرح کلام مجید مین جہان کہین یہ جمع واقع ہوئی ہے اُسمین یہی دو قرارتین ہین مرادان آیات سے قرآن پاک ہے کیونکہ وہ مشتمل ہے ہر شے کے بیان پر **کقولہ تعالیٰ** ما فرطنا فی الکتاب من شی آیت مین التفات ہے غائب سے طرف متکلم کے اس قسم کا بیان بہت جگہ گزر چکا ہے واللہ یھدی من یشاء کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک راہ بتاتا ہے جس کو چاہتا ہے یعنی نظر صحیح کی اُسے توفیق دیتا ہے تامل صادق کی طرف اُسکی رہنمائی فرماتا ہے صراط مستقیم سے مراد سیدھی برابر راہ ہے کہ جسمین کسیطرح کی کجی اور ٹیڑھ نہین ہے پس وہ اس سے پوری خیر کی طرف پہونچ جاتا ہے کما فی خیر نعیم جنت ہے کذا فی فتح البیان مع وضاحۃ البتیان پھر اللہ پاک نے شروع کیا بیان مین احوال اُن لوگون کے جنکو صراط مستقیم کیطرف ہدایت حاصل نہین ہوئی پس ارشاد فرمایا ویقولون اٰمنا باللہ وبالرسول واطعنا ثم یتولیٰ فریق منھم من بعد ذٰلک ط وما اُولٰٓئک بالمؤمنین ○ واذا دُعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم مُّعرضون ○ وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین ○ اَفی قلوبھم مَّرض ام ارتابوا ام یخافون ان یحیف اللہ علیھم ورسولہ ط بل اُولٰٓئک ھم الظٰلمون ○ اور لوگ کہتے ہین ہمنے مانا اللہ کو اور رسول کو اور حکم مین آئے پھر پھرا جاتا ہے ایک فرقہ اُنمین سے اس پیچھے اور وہ لوگ نہین ماننے والے اور جب اُنکو بلائیے اللہ اور رسول کی طرف کہ اُن مین فیصلہ چکا دیئے تبھی ایک فرقے کے لوگ اُنمین مُنہ موڑتے ہین اور اگر اُنکو کچھ پہونچتا ہو تو چلے آوین اُسکی طرف قبول کر کر کیا اُنکے دل مین روگ ہی یا دہوکے مین پڑے ہین یا ڈرتے ہین کہ بے انصافی کریگا اُنپر اللہ اور اُسکا رسول کوئی نہین وہی لوگ بے انصاف ہین ف دل مین روگ یہ کہ خدا اور رسول کو سچ مانا لیکن حرص نہین چھوڑتے کہ کہے پر چلین جیسے بیمار چاہتا ہے چلے اور

ع ۱۰ ۱۲

۱۸ ہ ہوری نہین ہے لیکن مین کوئی چیز ۱۲

پاؤن نہین اُٹھتے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہی صفات منافقین کی جو کہ ظاہر کرتے ہین خلاف اُس بات کے جسکو چھپاتے ہین صرف اپنی زبان سے یون کہتے ہین کہ آمنا باللہ تا بعد ذلک یعنی مخالفت کرتے ہین اپنے اقوال کی اپنی افعال سے پس کہتے ہین جو کرتے نہین ہین اسی لیے یہ فرمایا کہ وما اولئک بالمومنین طبرانی نے عن الحسن عن سمرہ رض مرفوعاً روایت کیا ہے من دعی الی سلطان فلم یجب فھو ظالم لا حق لہ یعنی جو کوئی سلطان کی طرف بلایا جاے پھر وہ نہ آے تو ظالم ہے اُسکے واسطے کچھ حق نہین ہے قولہ تعالی واذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جسوقت وہ طلب کیے جائین طرف پیروی کرنی ہدایت کے اُس شے مین جسکو اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا ہے تو اُس سے موہہ موڑین اور اپنے نفوس مین اُسکے اتباع سے تکبر کرین یہ آیت مثل اس آیت کریمہ کے ہے الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک وما انزل من قبلک الی قولہ رایت المنافقین یصدون عنک صدودا قولہ تعالی وان یکن لھم الحق یاتوا الیہ مذعنین کے یہ معنی ہین کہ جسوقت حکومت وفیصلہ اُنکے واسطے ہو نہ اُنپر تو سُنتے مانتے ہوئے آجائین مذعنین کے یہی معنی ہین اور جب حکومت وفیصلہ اُسپر ہو تو اعراض کرے اور غیر حق کی طرف بلائے اور دوست رکھے کہ غیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف فیصلہ لیجاے تاکہ وہان اُسکا باطل چل جاے پس اُسکا اول مان لینا کچھ اس اعتقاد سے نہ تھا کہ حق وہی حکم ہے بلکہ اسواسطے تھا کہ اُسکی ہوا وخواہش کے موافق پڑ گیا اور اسی لیے جبکہ حق اُسکے قصد کے مخالف ہوا تو اُس سے اعراض کر کے غیر حق کی طرف متوجہ ہوا اسی واسطے اللہ پاک نے یون فرمایا افی قلوبھم مرض الآیہ یعنی اُنکا حال اس سے باہر نہین ہے یا تو اُنکے دلون مین روگ ہے کہ اُن کو لازم ہو رہا ہے یا اُنکو دین مین شک عارض ہو گیا ہی یا اس سے ڈرتے ہین کہ اللہ اور اُسکے رسول اُنپر بے انصافی کرینگے حکم مین اُنمین سے کوئی سی بات ہو سو وہ کفر محض ہے اللہ پاک اُنمین کے ہر ایک کو خوب جانتا ہے اور اِن صفات کو جو کہ اُسکے جی مین پوشیدہ ہین قولہ تعالی بل

لہ قوتے نزدیک وہ جو وہی کہتے ہین کہ یقین لائے ہین وہ جو اور تیری طرف اور جو اور تجھ سے پہلے چاہتے ہین کہ فیصلہ لے جاوین شیطان کی طرف اور حکم ہو چکا ہے کہ کوئی اس سے منکر ہو جاوین اور چاہتا ہے شیطان کہ اُن کو بہکا کر دور ڈالے اور جو اُن کو کہے آؤ اللہ کے حکم کی طرف جو اُس نے اُتارا اور رسول کی طرف تو تو دیکھے منافقون کو بند ہو رہتے ہین تیری طرف سے ٹک کر ۱۲ منہ

اولئك هم الظالمون کا یہ مطلب ہے بلکہ ظالم فاجر بے انصاف وہی ہین آسد و رسول اُس بات سے بَری ہین جسکا وہ گمان و وہم کرتے ہین کہ جور و بے انصافی کرینگے آسد و رسول اس بات سے مبرا و منزہ و برتر ہین ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ قائل آمنا باللہ الآیہ کے منافق لوگ ہین جو کہ ایمان کا اظہار اور کفر کا اخفا کرتے ہین اپنے مونہہ سی وہ بات کہتے ہین جو اُنکے دل مین نہین ہے کیونکہ وہ ایسے ہین جیسے اللہ پاک نے اُنسے یہان حکایت کی ہی کہ وہ اپنی جانون کی طرف ایمان باللہ و بالرسول کی اور اللہ و رسول کی طاعت و فرمان بری کی مجرد زبان سے نسبت کرتے ہین نہ اعتقاد صحیح سے قتادہ نے کہا یہ کچھ لوگ منافقون مین کے ہین کہ ایمان و طاعت کا اظہار کیا حالانکہ وہ اسمین روکتی ہین اللہ کی راہ سے اور اُسکی طاعت و جہاد سے ہمراہ اُسکے رسول کے ثم یتولی فریق منھم یعنی پھر اعراض کرتا ہے ایک گروہ انمین منافقون سے جو یہ بات کہتے ہین من بعد ذلك کا یہ مطلب ہے کہ بعد اسکے کہ ایمان و طاعت کا دعوی اُنسے صادر ہوا جسکو اُنہون نے اپنی جانون کی طرف منسوب کیا تھا پھر اللہ پاک نے عدم ایمان کا اُنپر حکم لگا کے فرمایا وما اولئك بالمومنین یعنی یہ لوگ جو اس بات کے قائل ہین حقیقت مین مومن نہین ہین کہ انکے دل انکی زبانون سے موافق ہون پس حکم نفی ایمان کا سارے قائلون کو شامل ہوگا اور جس فریق نے اعراض کیا ہے وہ انکے تحت مین باندراج اولی مندرج ہوگا کسی نے کہا کہ اولئك کا اشارہ راجع ہی طرف من تولی کے لیکن قول اول اولی ہی یہ کلام مشتمل ہی دو حکمون پر حکم اول یہ ہی کہ اُنمین کے بعض پر تولے کا حکم لگایا ہے دوسرا حکم یہ ہے کہ سب پر عدم ایمان کا حکم کیا ہے کسی نے کہا کہ من تولی سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم قبول کرنے سے اعراض کیا ہے کسی نے کہا اس سے مراد منافقون کے سردار ہین کسی نے کہا کہ مراد اس فریق کے اعراض کرنے سے رجوع ہونا اُسکا ہی طرف باقی لوگون کی اور یہ آیت باعتبار اپنے لفظ کے جس بات کی محتمل ہے یہ منافی نہین ہی اُسکے ورود کو سبب خاص پر چنانچہ سبب نزول کا ذکر آیندہ ہوگا پھر اللہ پاک نے ان منافقون کا یہ وصف کیا کہ ایک گروہ انمین کا اعراض کرتا ہے قبول کرنے سے دعوت کی طرف اللہ کے اور اُسکے

رسول کے اپنے جھگڑون مین پس ارشاد فرمایا واذا دعوا الی اللہ والی رسولہ یعنی جبکہ وہ بلائے جائین طرف اللہ کے اور اُسکے رسول کے جوکہ پہونچانے والا ہو اللہ کی طرف سے لیحکم بینہم تاکہ حکم کرے رسول درمیان اُنکے ضمیر راجع ہے طرف رسول کے کیونکہ وہ حکم کا مباشر ہے گو حقیقت مین حکم واسطے اللہ پاک کے ہو اُسکی مثل یہ آیت ہے واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ اذا فریق منہم معرضون اذا فجائیہ ہے یعنی تب ہی ایک فریق اُن مین کا اعراض کرنیوالا ہے جھگڑا لیجانے سے طرف اللہ و رسول کے یا قبول کرنے اور آنیسے طرف اُسکے پھر اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ اُن کا اعراض جو ہے سو اُسی وقت ہے کہ حق اُنپر ہو رہا یہ کہ جب حق اُنکے واسطے ہو سو اُسوقت وہ جلد مان لیتے ہین کیونکہ جانتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم نکرینگے مگر ساتھہ حق کے پس ارشاد فرمایا وان یکن لہم الحق یعنی اور اگر ہو واسطے اُنکے حق اپنے غیر پر یاتوا الیہ مذعنین تو آئین طرف رسول کے مطیع و منقاد و فرمان بردار ہو کر اُسکے حکم کے واسطے طلب کرنے اپنے حق کے نہ اسلیے کہ اپنے رسول کے حکم سے راضی و خوش ہون زجاج نے کہا اذعان کہتے ہین سرعت کرنیکو مع طاعت کے محاورے مین بولتے ہین اذعن لی بحقی یعنی فلان نے مطاوعت کی میرے واسطے اُس شے کی جسکا مین اُس سے التماس کرتا تہا اور جلدی کرنے لگا طرف اُسکے مجاہد بھی اسی کے قائل ہین اخفش و ابن اعرابی نے کہا کہ مذعنین بمعنی مقرین ہے یعنی اقرار کرنیوالے نقاش نے کہا خاضعین یعنی عاجزی و فروتنی کرنیوالے معنی یہ ہین کہ وہ اس بات کو خوب پہچانتے ہین کہ تیری پاس نہین ہے مگر حق تلخ و عدل صرف اس لیے تیرے پاس جھگڑا لانیسے باز رہتے ہین جبکہ حق اُن کی گردن پر سوار ہوتا ہے تاکہ تو اُسکو نہ کھینچے اونکی آنکھون سے اُنپر حکم جاری کرکے واسطے اُنکے خصوم کے اور اگر اُن کا حق ثابت ہو کسی خصم پر تو دوڑتے آئین طرف تیرے اور پسند نکرین مگر تیرے فیصلے کو تاکہ اُن کا حق جو ذمۂ خصم مین واجب ہوا ہے اُسکو تو واسطے اُنکے لیوے پھر وہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیصلے سے اعراض کرتے ہین جبکہ اُنکے ذمے پر حق ہوتا ہے سو اللہ پاک نے اس باب مین تین قسمین بیان کین مطلب یہ ہے کہ اس صورت مین اُنکی اعراض کرنیکے تین سبب ہین پس یا تو یہ ہے کہ انی قلوبہم مرض مین ہمزہ توبیخ و تقریع کا ہے

۱۵ اور اللہ کی اور اُسکے رسول کو بہت ضرور ہی راضی کرنا ۱۲ منہ

اور مرض سے مراد نفاق کسی نے کہا کفر و مائل ہونا ہے طرف ظلم کے یعنی کیا یہ اعراض جو اُنسے صادر ہوا ہے بسبب نفاق کے ہی جو اُنکے دلون مین کائن و مستقر ہو رہا ہے یا یہ ہے کہ ام ارتابوا یعنی بلکہ کیا انہون نے شک و شبہہ کیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امر نبوت مین اور اُنکے عدل فی الحکم مین یا اُنسے کوئی تہمت دیکہہ لی ہے کہ اُنکا اعتماد و وثوق و یقین اُنپر سے زائل ہوگیا ہے یا یہ ہے کہ ام یخافون ان یحیف اللہ علیہم و رسولہ حیف کہتے ہین مائل ہونے کو حکم مین محاورے مین کہتے ہین حاف فی قضیتہ یعنی فلان نے جس بات کا حکم و فیصلہ کیا ہے اُسمین جہک گیا ہے برابر نہین رہا معنی یہ ہین بلکہ کیا اس سے ڈرتے ہین کہ اللہ اُنپر بے انصافی کریگا اور اُسکا رسول پھر اللہ پاک نے ان سب امور سے جنکے شروع مین استفہام انکاری ذکر کیا تہا اعراض فرمایا اور یون ارشاد کیا بل اولئک ہم الظالمون یعنی اُن کا اعراض امور مذکورہ کی جہت سے نہین ہے بلکہ بسبب اُنکے عناد و ظلم کے ہی کیونکہ اگر اعراض بسبب کسی امر کے امور مذکور سے ہوتا تو وہ طرف اُنکے مطیع ہوکر دوڑتے نہ آتے جبکہ اُن کا حق ہو کسی غیر پر کسی نے کہا کہ یہ اضراب اخیر کی دو قسمون سے ہے اسواسطے کہ پہلی قسم تو متحقق و ثابت ہے وجہ تقسیم کی یہ ہے کہ باز رہنا اُنکا یا تو بوجہ کسی خلل کے ہے جو اُنمین ہی یا حاکم مین دوسری شق خالی نہین ہے یا تو وہ خلل اُنکے نزدیک محقق ہے یا متوقع ہے یہ دونون باطل ہین اسواسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منصب نبوت اور آپکے فرط امانت آپ کو اس سے مانع ہی تو وہی اول شق متعین رہی اور اُن کا ظلم عام ہے خلل عقیدے کو اُنکے اور میل نفوس کو اُنکی طرف حیف کے ضمیر فصل کی یعنی ہم واسطے اسکے نفی کے ہے اُنکے غیر سے خاصکر وہ شخص جو کہ آپکے حکم کی طرف بلایا جاوے قالہ البیضاوی **سبب نزول** یہ ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آدمی تہا کہ ہوتی درمیان اُسکے اور کسی شخص کے کوئی خصومت و منازعت زمانی مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس جسوقت وہ بلایا جاتا طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کے اور وہ محق ہوتا تو مطیع ہوکر دوڑتا اور جانتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی حکم کردین گے واسطے اُسکے ساتھ حق کے اور جب چاہتا کہ ظلم کرے پھر نہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف

بلایا جاتا تو اعراض کرتا اور کہتا کہ چل طرف فلان کے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی واذا دعوا الیٰ اللہ ورسولہ لیحکم بینھم اذا فریق منھم معرضون الی قولہ بل اولئک ھم الظالمون پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کہ ہو درمیان اُسکے اور اُسکے بھائی کے کوئی شے پھر وہ اُسکو بلاوے طرف کسی حکم کے حکام مسلمین سے پھر وہ نہ آوے تو وہ ظالم ہے اُسکے واسطے کوئی حق نہین ہے اخرجہ عبد بن حمید وابن المنذر وابن ابی حاتم حافظ ابن کثیر نے بعد ذکر اس متن کے یون کہا ہے کہ ھذا حدیث غریب وھو مرسل ابن العربی نے کہا کہ یہ حدیث باطل ہے رہا یہ قول کہ فھو ظالم سو کلام صحیح ہے اور یہ قول فلا حق لہ صحیح نہین ہے احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ وہ غیر حق پر ہے انتہی فتح البیان وفتح القدیر مین کہا ہے کہ حدیث مذکور کا مرسل ہونا سو وہ ظاہر ہے رہا دعوے اُسکے باطل ہونیکا سو یہ محتاج ہے برہان کا ائمہ حدیث مین سے تین امامون نے اُسکی تخریج کی ہے جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہین بغایت بعید بات ہے کہ یہ لوگ ایسی حدیث پر اتفاق کرین جو کہ باطل ہو حالانکہ اسکی اسناد مین نزدیک ابن ابی حاتم کے کوئی وضاع وکذاب نہین ہے اسناد یہ ہے ابن ابی حاتم نے کہا حدثنا ابی حدثنا موسی بن اسمعیل حدثنا مبارک حدثنا الحسن الخ اسکی شہادت وہ حدیث دیتی ہے جسکو طبرانی نے عن الحسن عن سمرہ روایت کیا ہے یہ حدیث اوّل گزر چکی ہے ف اس آیت مین دلیل ہے وجوب اجابت پر طرف قاضی کے جو کہ اللہ پاک کے حکم کا عالم اپنے حکم مین عادل ہے کیونکہ علما نبیون کے وارث ہین حکم کسی قاضی کا منجملۂ قاضیانِ اسلام جو کہ اللہ کے حکم کے عالم کتاب وسنت کے عارف قضا مین عادل ہین وہ حکم ہے ساتھ حکم اللہ ورسول کے پس جو کوئی بلانیوالا ہے طرف جھگڑا لیجانے کے پاس ایسے قاضیون کے تو مقرر اُسنے بلایا طرف اللہ کے اور اُسکے رسول کے یعنی اُنکے حکم کی طرف ابن خواز منداد نے کہا ہے واجب ہے ہر اُس شخص پر جو بلایا جاوے طرف مجلس حاکم کے کہ اس بلانے کو مانے اُسکے پاس آئے جب تک کہ نہ جانے اس بات کو کہ حاکم فاسق ہے قرطبی نے کہا اس آیت مین دلیل ہے وجوب اجابت داعی پر طرف حاکم کے کیونکہ اللہ پاک نے ذم فرمائی ہے اُس شخص کی جو کہ اُسکے رسول کی طرف بلایا جاوے تاکہ وہ حکم کرے درمیان اُسکے اور اُسکے خصم کے پھر وہ اعراض کرے پس اللہ پاک نے ایسے شخص کی قبیح تر ذم کی ہے یون فرمایا ہے افی قلوبھم مرض الآیہ

ف یہ ابن العربی امام مالکی صاحب شرح موطا مین ہین

انتہے اسپر اگر قاضی مقصر ہو کتاب وسنت کے احکام نہ جانتا ہو نہ اللہ کی حجتون کو اور معانی کلام اللہ وکلام رسول اللہ کو جانتا بوجھتا ہو بلکہ جاہل بجہل بسیط ہو یہ وہی شخص ہے کہ امور مذکور سے اُسکو کسی شے کا علم نہو یا جاہل بجہل مرکب ہو یہ وہ شخص ہے جس کے پاس امور مذکور کا علم نہین ہی لیکن اُسنے بعض اجتہادات مجتہدین کو جانا ہے اور علم راے سے کسیقدر پر مطلع ہوا ہے سو حقیقت مین ایسا شخص جاہل ہے گو وہ اس بات کا کیون نہ اعتقاد کرے کہ وہ کچھہ علم جانتا ہے کیونکہ یہ اُسکا اعتقاد باطل ہے پس جو شخص قاضیون مین سے ایسا ہو تو طرف اُس کے اجابت واجب نہین ہی کیونکہ وہ اُن لوگون مین سے نہین ہے جو کہ اللہ و رسول کے حکم کو جانتے ہین یہانتک کہ جو دو جھگڑنیوالے اُسکے پاس آئے ہین تو اُس حکم سے درمیان اُنکے فیصلہ کردے بلکہ وہ تو منجملہ قضاۃ طاغوت وحکام باطل ہے اسواسطے کہ علم راے سے جو کچھہ اُسنے جانا بوجھا ہے اُسپر عمل کرنے مین صرف اُس مجتہد کو رخصت دی گئی ہے جسکی طرف یہ شخص منسوب ہے وقت نہونے دلیل کے کتاب وسنت سے مجتہد کے سوا اور علما کو اسمین رخصت نہین دی گئی جو اُسکے بعد آئینگے جب یہ بات تمہارے نزدیک ثابت ہوچکی اور تم نے خوب اُسکو سمجھہ بوجھہ لیا تو تم کو معلوم ہوا کہ کسی عالم کے علما مین سے تقلید کرنا اور اُسی کی طرف منسوب ہونا نہ طرف اُسکے غیر کے اور جو کچھہ روایت وراے وہ لایا ہے اُس سب کے ساتھہ متعبد ہونا اور اُسکے ماسوا کو مہمل چھوڑ دینا بزرگترین بدع مضلہ وفواقر موحشہ سے ہی جو کہ ملت اسلامیہ مین حادث ہوئی ہین فانا للہ وانا الیہ راجعون صاحب فتح البیان رحمہ اللہ تعالی نے کتاب جنہ مین اور شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے قول مفید وادب الطلب مین انکے سوا اور لوگون نے اپنی تالیفات مین اس بحث کو خوب واضح کرکے تحریر فرمایا ہی پس جس کسی کو اسکی حقیقت پر واقف ہونا منظور ہو تو طرف کتب مذکور کے رجوع فرماے مخفی نرہے کہ قاضیان عدل وحاکمان شرع شریف جو اس صفت کے ہین جسکا ذکر ابھی ہوچکا ہے یہ لوگ دین کے سلاطین ہین کتاب وسنت کے مترجم ہین مبین ہین واسطے لوگون کے اُس شے کو جو طرف اُنکے نازل کی گئی ہے بالجملہ پھر جس بات پر اہل نفاق جمع ہوئے تھے اللہ پاک جب اُسکا ذکر کرچکا تو بعد اُسکے اُس بات کا ذکر کیا جسکا ذکر کرنا مومنون پر واجب

۵۱ یعنی تقصیر کرنیوالا
۵۲ یعنی وہ شخص ہے جسکو کتاب وسنت کا پورا علم نہین ہے ۱۲ منہ
۵۳ یعنی شیطان ہے اور جو کچھہ اللہ کے سوا پوجا جاے
۵۴ یعنی اُن کے موافق عبادات ومعاملات
۵۵ یعنی ترک کرنا ۱۲
۵۶ یعنی بدعتون کا کرنیوالا
۵۷ یعنی جو فاقرہ ہے
۵۸ یعنی سختی یعنی سختیان وشت مین ڈالنے والی ۱۲ منہ

ہے جسوقت وہ اللہ و رسول کے حکم کی طرف بلائے جائین پس ارشاد فرمایا انما کان قول المؤمنین اذا دعوا الی اللہ و رسولہ لیحکم بینہم ان یقولوا سمعنا و اطعنا ط واولئک ہم المفلحون ○ ومن یطع اللہ و رسولہ و یخش اللہ و یتقہ فاولئک ہم الفآئزون ○ ایمان والون کی بات یہ ہے کہ جب بلائیے اُن کو اللہ اور رسول کی طرف فیصلہ کرنیکو اُن مین کہ کہین ہمنے سُنا اور حکم مانا اور وہ لوگ اُنہین کا بھلا ہے اور جو کوئی حکم پر چلے اللہ کے اور اُسکے رسول کے اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچ کر چلے اُس سے سو وہی لوگ ہین مراد کو پہونچے انتہیٰ **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ تعالیٰ کہتے ہین پہر اللہ پاک نے خبر دی صفت مومنین کی جو کہ اللہ کا اور اُسکے رسُول کا فرمودہ مانتے ہین اور سوائے کتاب اللہ اور سنت رسُول اللہ کے اور کوئی دین تلاش نہین کرتے ہین وہ صفت یہ ہے کہ جسوقت وہ بلائے جاتے ہین طرف اللہ اور رسول کے فیصلہ کرنیکو اُن مین تو اُن کی بات یہی ہوتی ہے کہ کہتے ہین سمعنا و اطعنا ای سمعًا و طاعۃً یعنی ہم نے سنا اور حکم مانا اِسی لیے اللہ پاک نے اُنکو موصوف بفلاح فرمایا ہے فلاح کہتے ہین مراد و مطلوب پانے کو اور خوف و مرہوب سے سلامت رہنے کو پس یون ارشاد فرمایا واولئک ہم المفلحون یعنی مراد پانے والے یہی لوگ ہین **قتادہ** نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ عُبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو جسوقت موت حاضر ہوئی اور یہ عقبی[۱] بدری ایک سردار تھے - سرداران انصار سے تو اُنہون نے اپنے بھتیجے جُنادہ بن اُمیّہ سے کہا کیا مین تجھے خبر ندون اسکی کہ تجھپر کیا ہے اور تیرے واسطے کیا ہی جُنادہ نے کہا ہان خبر دیجیے فرمایا پس بیشک تجھپر ہے سُننا اور ماننا تیری تنگی و آسانی مین اور تیری خوشی و ناخوشی مین اور تجھپر اختیار کرنے مین اور تجھپر ہے یہ کہ قایم کرے تو اپنی زبان کو ساتھ عدل کے اور یہ کہ جھگڑا نکرے تو امر کا اہل امر سے مگر یہ کہ وہ تجھے حکم کرین اللہ کی معصیت کا ظاہر بہلور پھر جس شے کا تجھے حکم دیا جاے کہ وہ مخالف ہو کتاب اللہ کے تو تو اتباع کر کتاب اللہ کا **قتادہ** نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا ہی کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے کہا ہے نہین ہے اسلام مگر ساتھ طاعت اللہ کے اور نہین ہے کوئی خیر مگر جماعت مین اور خیر خواہی کرنے مین واسطے اللہ کے اور اُسکے رسُول کے اور خلیفہ کے

[۱] یعنی بیعت عقبہ اور بدر کی لڑائی مین حاضر ہوے تھے

اور عامۃ واسطے مؤمنین کے کہا اور ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ عروہ اسلام کا گواہی دینا ہے اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور قائم کرنا ہے نماز کا اور دینا ہے زکوۃ کا اور طاعت ہے واسطے اُس شخص کے جسکو اللہ نے مسلمانون کے امر کا والی وحاکم کیا ہے رواہ ابن ابی حاتم احادیث وآثار وجوب طاعت مین واسطے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ اور خلفای راشدین اور امامون کے جبکہ طاعت آلہی کا حکم دین زیادہ تر اس سے ہین کہ اس جگہ حصر کیے جائین **قولہ تعالی** من یطع اللہ ورسولہ **قتادہ** نے کہا اطاعت کرے اللہ کی اور اُسکے رسول کی اُس بات مین جسکا اُنہون نے حکم کیا ہے اور چھوڑنے مین اُس شے کے جس سے منع فرمایا ہے ویخشی اللہ اور ڈرے اللہ سے اُن گناہون مین جو گزر چکے ہین ویتقہ اور بچکر چلے اُس سے زمانۂ آیندہ مین فاولئک ھم الفائزون یعنی یہی لوگ ہین کہ ظفر مند بہر خیر ونیکی ہوئی اور ہر بُرائی سے امن پایا دنیا وآخرت مین **ف** جمہور کی قرارت بنصب قول ہے اس بناپر کہ کان کی خبر ہے اور اسکا اسم ان یقولوا ہے علی وحسن وابن ابی اسحق نے برفع قول پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ اسم ہے کان کا اور ان مصدریہ اور جو اُسکے تحت مین ہے وہ خبر ہے پہلی قرارت کی یون ترجیح دی کہ نحویون کے نزدیک یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ جب دو معرفے جمع ہوجائین اور ایک اُن مین سے اَعرف ہو تو جو اعرف ہے وہی اسم ٹھیرایا جائے گا رہے سیبویہ سو انہون نے اختیار دیا ہے درمیان ہر دو معرفون کے اور یہ تفرقہ نہین کیا ہے بالجملہ دعوت الی اللہ ورسولہ سے مراد دعوت ہے طرف کتاب عزیز وسنت مطہرہ کے ان یقولوا سمعنا واطعنا کا یہ مطلب ہے کہ وہ یہی بات کہتے ہین نہ اور کوئی بات یہ جملہ گو بطور خبر ہے لیکن مراد اس سے خبر نہین ہے بلکہ مراد تعلیم ہے ادب شرعی کی جبکہ متخاصمین سے ایک دوسرے کو بلائے معنی یہ ہین مومنون کو لائق ہے کہ ایسے ہون جسوقت دعاے مذکور کو سنین تو اُسکا مقابلہ طاعت واذعان واجابت سے کرین یعنی بلا تکلف اُسکو مان لین دوڑتے ہوئے جلد چلے آئین مقاتل وغیرہ نے کہا ہے کہتے ہین کہ ہمنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات سُن لی اور آپ کے حکم کو مان لیا گویہ حکم اُس بات مین ہو جسکو وہ

۱۵ عروہ دست آویز اور رکا اور گرہ ۱۲ منہ

ناخوش رکھتے ہون اور اُنکو مضرت پہونچاے یہ آیت کریمہ باوجود موجز و مختصر ہونیکے حاوی ہے ہر اُس شے کو جسکا کرنا مومنون کو لائق ہے پھر اسد پاک نے اُن کی ثنا و صفت فرمائی واولئك هم المفلحون یعنی جن مومنون نے یہ بات کہی وہی ہین نجات پانیوالے اور دنیا و آخرت کی خیر و خوبی کو پہونچنے والے پھر اسکے بعد ہی ایک اور یہ تعریف فرمائی من یطع الله ورسوله ویتقه فاولئك هم الفائزون یہ جملہ مُقرّر و مُثبت ہی ماقبل کا ماقبل مین یہی حسن حال مومنین کا مذکور تہا اور اسمین بھی اُنکی خوبی حال و مآل کا ذکر ہے اور ترغیب ہے اُنکے ماسوا لوگون کو اس بات کی کہ اُنکے شمار و قطار مین داخل ہون اور اُنکی متابعت و پیروی کرین اللہ و رسول کی طاعت مین اور کتاب و سنت کے ماننے مین اور اللہ عزوجل سے خوف و خشیت و تقوی رکھنے مین سو یہی لوگ جو موصوف بطاعت و خشیت و تقوی ہین پہونچنے والے ہین نعیم دنیوی و اُخروی کو نہ انکے سوا اور لوگ

حکایت مروی ہے کہ کسی بادشاہ نے کافی وافی شافی آیت کا پوچہا تو اُسکے واسطے یہی آیت پڑہی گئی یہ آیت کریمہ فوز و فلاح کی کامل شامل اس باب کی جامع ہے وبالله التوفیق وهو المستعان وعليه لا على غيره في اصلاح جميع امور الدنيا والآخرة حسن الاعتماد والتكلان اللهم اصلح حالنا وما لنا في كل ماناتي ونذر واجرنا يا الله يا رحمن من التي لا تبقى ولا تذر بجاه عريض الجاه من له الوجه الاقمر والجبين الازهر وصل وسلم وبارك عليه وعلى آله وصحبه ما اتصلت عينٌ بنظر واذن بخبر آمين ۵

درخشان آپکے چہرے سے مہر و ماہ انور ہی	نہو کیونکر کہ نور خالق یزدان اکبر ہے ✦

کذا فی فتح البیان مع وضاحۃ التبیان ف حفص نے وَيَتَّقْهِ بسکون قاف پڑہا ہے بنا بر نیت جزم باقی قراء کی قراءت بکسر قاف ہے کیونکہ جزم اس فعل کا بحذف حرف آخر ہوتا ہے ابو عمرو و ابو بکر نے حرف ہا کو ساکن کیا ہے یعقوب و قالون نے نافع سے اور شعبہ نے ابو عمرو و حفص سے اختلاس کسرہ کیا ہے باقی قراء نے کسرۂ ہا کا اشباع ابن انباری نے کہا ہے کہ حفص کی قراءت اُس شخص کے لغت پر ہے جسنے یون کہا ہے لهم ازيداً ولهم اشترطعاماً

یہ لوگ حرف یا کو بوجہ جزم کے گرا دیتے ہین پھر حرف ماقبل یا کو ساکن کرتے ہین غرضکہ اللہ پاک نے منافقون سے یہ بات نقل کی کہ جب اُنہون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو مکروہ جانا تو یہ قسم کہائی کہ اگر وہ اُنکو غزو کی طرف نکلنے کا حکم دینگے تو وہ نکلین گے پس ارشاد فرمایا واقسموا باللہ جھد ایمانھم لئن امرتھم لیخرجن ط قل لا تقسموا ج طاعۃ معروفۃ ط ان اللہ خبیر بما تعملون ○ قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ج فان تولوا فانما علیہ ما حُمِّل وعلیکم ما حُمِّلتم ط وان تطیعوہ تھتدوا ط وما علی الرسول الا البلٰغ المبین ○ اور قسمین کہاتے ہین اللہ کی اپنی تاکید کی قسمین کہ اگر تو حکم کرے تو سب کچھ چھوڑ نکلین تو کہہ قسمین نکہاؤ حکم برداری چاہیئے جو دستور ہے البتہ اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو تو کہہ حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر تم موڑھ پھیروگے تو اُسکا ذمہ ہے جو بوجھ اُسپر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھ تمپر رکھا اور اگر اُس کا کہا مانو تو راہ پاؤ اور پیغام والے کا ذمہ نہین مگر پہونچا دینا کھول کر انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اہل نفاق کی جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے قسمین کہاتے ہین کہ اگر وہ اُنکو غزو مین نکلنے کا حکم دین تو سب کچھ چھوڑ نکلین اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو کہدے کہ تم قسمین مت کہاؤ کسی نے کہا کہ طاعۃ معروفہ کے یہ معنی ہین کہ تمہاری طاعت ایک طاعت معروف ہے یعنی تمہاری طاعت صرف قول ہی قول ہے اُسکے ساتھہ فعل نہین ہے اور جب کبھی تم قسم کہاتے ہو تو جھوٹے ہوتے ہو کما قال تعالیٰ یحلفون لکم لترضوا عنھم الآیہ وقال تعالیٰ اتخذوا ایمانھم جنۃ الآیہ پس انکی عادت وطبیعت سے جھوٹ بولنا ہے یہانتک کہ اُس بات مین جسکو وہ اختیار کرتے ہین کما قال الم تر الی الذین نافقوا یقولون لاخوانھم الذین کفروا من اھل الکتاب لئن اخرجتم لنخرجن معکم ولا نطیع فیکم احدا ابدا وان قوتلتم لننصرنکم واللہ یشھد انھم لکاذبون لئن اخرجوا لا یخرجون معھم ولئن قوتلوا لا ینصرونھم ولئن نصروھم لیولن الادبار ثم لا ینصرون کسی نے کہا طاعۃ معروفہ کے یہ معنی ہین چاہیے کہ امر تمہارا طاعت معروف ہو یعنی موافق دستور کے بدون

ف نہین کہا دینگے تمہاری بات کہ تم تو ہمسے راضی ہو جاؤ سو اگر تم راضی ہو گئے اُسسے تو اللہ راضی نہین ہے حکم لوگون سے ۱۲

ف کی قسمین ہین اپنی قسمین ڈھال بناکر پھر روکتے ہین اللہ کی راہ سے یہ بدکام ہین جو کرتے ہین ۱۲ منہ

ف جو وعدہ یا پیغام نہین کرتے ہین اپنے بھائیون کو جو منکر ہین کتاب والون مین سے اگر تم کو کوئی نکال دیگا تو ہم بھی نکلین گے تمہارے ساتھہ اور کہانہ مانین گے کسیکا تمہارے حق مین کبھی اور اگر تم سے لڑائی ہوگی تو ہم تمہاری مدد کرینگے اور اللہ گواہی دیتا ہے وہ جھوٹے ہین اگر وہ نکالے جاویں گے تو نہ نکلین گے وہ اُنکے ساتھہ اور اگر اُن سے لڑائی ہوگی تو نہ مدد کرینگے اور اگر اُنکی مدد کریگا کوئی تو پیٹھہ پھیر جائینگے پھر نہ مدد کیجائینگے

حلف وقسم کھانیکے جس طرح کہ مومنین اللہ و رسول کی اطاعت کرتے ہین بغیر حلف کے سو تم بھی اُنکے مثل ہوجاؤ ان اللہ خبیر بما تعملون کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک خوب جانتا ہے تمکو اور اُسکو جو اطاعت کرتا ہے اور جو نافرمانی کرتا ہے پس قسم کھانا اور طاعت کا اظہار کرنا اور باطن برخلاف اوس کے رکھنا گو مخلوق پر چل جاے مگر خالق تو پوشیدہ کو اور پوشیدہ سے پوشیدہ کو خوب جانتا ہے اُسپر کوئی دھوکا نہین چلتا ہے بلکہ وہ تو بندونکے جی کی باتون سے خبردار ہے گو وہ اُسکے خلاف ظاہر کرین پھر اللہ پاک نے فرمایا قل اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول یعنی تم پیروی کرو کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کی فان تولوا یعنی پھر اگر تم اُس سے اعراض کروگے اور جو کچھ وہ لیکر آیا ہے اُسکو چھوڑ دوگے فانما علیہ ما حمل یعنی تو اُسپر صرف رسالت کا پہونچا دینا اور امانت کا ادا کرنا ہے وعلیکم ما حملتم اور تمپر اُس کا قبول کرنا اور اُسکو معظم سمجھنا اور اُسکے مقتضا کے موافق قائم ہونا اور عمل کرنا ہے وان تطیعوہ تھتدوا یعنی اور اگر اُسکا کہا مانو تو راہ پاؤ اسواسطے کہ اُسکا یہ حال ہے جو اللہ پاک نے دوسری آیت مین ذکر کیا ہے یہدی عوالی صراط مستقیم صراط اللہ الذی لہ ما فی السموات وما فی الارض الایہ قولہ تعالی وما علی الرسول الا البلاغ المبین مثل اس آیت کے ہی فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب وکقولہ تعالے فذکر انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر وہب بن منبہ نے کہا ہے کہ اللہ نے وحی کی طرف ایک نبی کے انبیاے بنی اسرائیل سے اُنکو شعیا کہتے تھے ان قم فی بنی اسرائیل فانی ساطلق لسانک بوحی فقام فقال یا سماء اسمعی ویا ارض اصغی فان اللہ یرید ان یقضی شانا ویبرا امرا ھو منفذہ انہ یرید ان یحول الریف الی الفلاۃ والاجام فی الغیطان والانہار فی الصحاری والنقمۃ فی الفقراء والملک فی الرعاۃ ویرید ان یبعث امیا من الامیین لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق لا یمر علی السراج لا یطفئہ من سکینتہ ولا یمشی علی القصب الیابس لم یسمع من تحت قدمیہ ابعثہ بشیرا ونذیرا لا یقول الخنا یفتح بہ اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا واسددہ بکل امر جمیل واھب لہ کل خلق کریم واجعل السکینۃ

ف۱ اللہ کی جسکا ذکر ہوا ہے ۱۲ ف۲ آسمانون اور زمین مین سنتا ہی سبھی تک پہنچ جاتی ہے ۱۲ ف۳ موتم ذمہ پہنچانا ہے اور ہمارا مرتبہ بتانا ۱۲ ف۴ موتم بجا لانا اُنکا ہی ہے بجا لانا تمپر ۱۲ ف۵ وہب بن منبہ کامل بنیادی صنعانی ابو عبد اللہ ابنادی عن ابن عباس وجابر وابی سعید وثقہ النسائی وغیرہ توفی سنہ ۱۱۰ ھ ۱۲ ف۶ قوس یعسوب الاجام جمع اجم بمعنی حصن والآجام جمع اجمۃ بمعنی الشجر الملتف ۱۲ ف۷ تاشیہ ابن کثیر یہ مضمر ہے کہا ہے قولہ بعثہ ۱۲ ف۸ کہ یا تو فتح و حرا نتے امین کی تو یہ شبہہ ہوا کہ اول تمہارا غائب ہے یہ ضمیر متکلم ہے

لباسہ والبر شعارہ والتقوی ضمیرہ والحکمۃ منطقہ والصدق والوفاء طبیعتہ
والعفو والمعروف خلقہ والحق شریعتہ والعدل سیرتہ والھدی امامہ والاسلام
ملتہ واحمد اسمہ اھدی بہ بعد الضلالۃ واعلم بہ من الجھالۃ وارفع بہ
بعد الخمالۃ واعرف بہ النکرۃ واکثر بہ بعد القلۃ واغنی بہ بعد العیلۃ واجمع بہ
بعد الفرقۃ وآلف بہ بین امم متفرقۃ وقلوب مختلفۃ واھواء متشتتۃ
واستنقذ بہ فئاما من الناس عظیما من الھلکۃ واجعلہ امتہ خیر امۃ اخرجت
للناس یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر موحدین مؤمنین مخلصین مصدقین
بما جاءت بہ الرسل رواہ ابن ابی حاتم یعنی تو کھڑا ہو بنی اسرائیل مین مین ابھی تیری
زبان کو بلواؤن گا وحی سے پھر وہ نبی کھڑے ہوئے تو کہا کہ اے آسمان تو سُن اور اے
زمین تو چپ رہ اس لیے کہ بیشک اللہ ارادہ کرتا ہے کہ ایک کام جاری کرے اور ایک امر کی
تدبیر فرمائے وہ اُسکا نافذ وجاری کرنیوالا ہے بیشک وہ ارادہ کرتا ہے کہ کھیتی کی زمین کو
نقل کرے طرف بیابان کے اور نیستانون کو پست زمینون اور گڑھون مین اور نہرونکو جنگلون
مین اور انتقام لینے کو فقیرون مین اور ملک کو یعنی سلطنت کو چرواہون مین اور ارادہ کرتا ہے کہ
ایک اُمی کو مبعوث کرے اُمیون سے جو کہ درشت خو نہین ہے نہ سخت گو ہے نہ چیخنے
چلانے والا ہی بازارون مین اگر گزر کرے چراغ پر تو اُسکو نہ بجھاے مارے اپنی آہستگی کے
اور اگر چلے سوکھی نیون پر تو نہ سُنائے اپنے قدمون کے نیچے سے یعنی آواز بھیجو نگا مین اُس کو
خوشی سُنانے والا اور ڈرانے والا نہین کہے گا بیہودہ بات کہو لے گا اُس سے اندھی آنکھین
اور بہرے کان اور بند دل اور مسدد کرون گا مین اُسکو ساتھ ہر کام اچھے کے یعنی کردار و گفتار مین
درستی و راستی کی اُسکو توفیق دونگا اور بخشونگا مین اُسکو ہر خلق کریم یعنی ہر شریف خو و خصلت اُسے
عطا کرونگا اور سکینہ و آہستگی کو اُسکا لباس کرون گا اور برّ و نیکی کو اُسکا شعار اور تقوی کو اُسکا ضمیر یعنی
چھپی شے اُسکے دل کی خدا کا تقوی ہوگا اور حکمت کو اُسکی بات یعنی جو بات وہ کریگا سراپا حکمت
و عقل و علم کی بات ہوگی اور صدق ۵۱ و وفا کو اُسکی طبیعت کرون گا اور عفو ۵۲ و معروف کو اُسکا خلق
ٹھیراؤنگا اور حق کو اُسکی شریعت اور عدل کو اُسکی سیرت اور ہدایت کو اسکا امام و پیشوا اور اسلام کو

۵۱ صدق راستی سچائی وفا وعدہ وعہد کو پورا کرنا بات کا سچا نکلنا ہونا ۱۲
۵۲ عفو درگزر کرنا جرم سے ترک وفق نیکی واحسان باخلق ۱۲ منہ

اُسکی ملت اور احمد اُسکا نام ٹھیراؤن گا ہدایت کرونگا مین بسبب اُسکے بعد گمراہی کے اور عالم کرون گا
بسبب اُسکے بعد جہالت کے اور بلند نام کرونگا اُس سے بعد گمنامی کے اور شناسائی کرون گا
مین بسبب اُسکے بعد ناشناسائی کے اور کثرت کرون گا بعد قلت کے اور غنی کرونگا بسبب اُسکے
بعد مفلسی کے اور جمع کرونگا اُسکی وجہ سے بعد فرقت کے اور الفت کرونگا اُس سے درمیان مختلف
امتون کے اور مختلف دلون کے اور متفرق خواہشون کے اور چھڑاؤن گا مین بسبب اُس کے
لوگون کے بڑے گروہون کو ہلاکت سے اور کرونگا اُسکی امت کو بہترین امت جو کہ نکالی گئی
واسطے لوگون کے حکم کرینگے نیک بات کا اور منع کرینگے بُری بات سے موحد اللہ کے ایک
سمجھنے ایک کہنے والے ہونگے مؤمن مخلص ہونگے جن چیزون کو پیغمبر لیکر آئے ہین اُن کی
تصدیق کرینگے اُنکو سچا جانین گے ف فتح البیان کا بیان مع فصاحت عنوان یہ ہے کہ
جھد ایمانہم منصوب ہے اس بنا پر کہ مصدر مؤکد ہے فعل محذوف کا جو کہ اُسکا ناصب ہے
یعنی قسمین کہاتے ہین اللہ کی جہد و کوشش کرتے ہین اپنی قسمون مین جہد کرنے کر جھد ایمانہم
کے یہ معنی ہین کہ جتنی اُنکو قسمین کہانے کی قدرت و طاقت ہے اُتنی قسمین کہاتے ہین یہ معنی
ماخوذ ہین اس محاورے سے کہ جَھَدَ نَفْسَہٗ یہ اُسوقت بولتے ہین کہ کوئی شخص کسی کام مین
طاقت نفس کو پہونچے اور اُسکے پلے سرے کی قوت و طاقت کو صرف کردے پوری سعی و
کوشش بجالاے کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر حال تقدیر یہ ہے مجتہدین فی ایمانہم
یعنی اُنہون نے قسمین کہائین درانحال کہ کوشش کرنیوالے ہین اپنی قسمون مین جسطرح کہ یون
بولتے ہین افعل ذلک جھدک وطاقتک یعنی تو اس کام کو کر اس حال مین کہ تو اپنی پوری
قوت و طاقت کو صرف کرنیوالا ہو زمخشری نے دونون وجہون کو خلط ملط کرکے ایک کردیا ہے
کسی نے کہا جھد الیمین کے یہ معنی ہین کہ اللہ کی قسم کہائے اور اُسپر کچھہ زیادہ نکرے جملہ
لئن امرتہم قسم ہے اور لیخرجن جواب ہے قسم کا یعنی قسم ہے اللہ کی اگر تو اُنکو جہاد کی طرف
نکلنے کا حکم دے تو البتہ وہ سب کچھہ چھوڑ نکلین اور چڑھائی کرین چونکہ اُنکی یہ بات جھوٹی تھی اور
قسمین اُنکی جھوٹی تھین اسلئے اللہ پاک نے زجر و توبیخ کرکے اُنپر یون رد فرمایا کہ قل لا تقسموا
یعنی تم جو طاعت و فرمان بری کا اور غزو کی طرف نکلنے کا زعم کرتے ہو اگر تم کو اُسکا حکم ہو سو تم

اس بات پر قسم مت کھاؤ اس جگہ کلام پورا ہوگیا پھر ابتدا کر کے فرمایا طاعۃ معروفہ یہ مرفوع ہے
اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی طاعتہم طاعۃ معروفہ مطلب یہ ہے کہ
اُن کی طاعت طاعت معروف ہے کہ نفاقی طاعت ہے اعتقاد سے نہین ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ
طاعۃ مبتدا ہو اس لیے کہ صفت سے اُسکو تخصیص حاصل ہوگئی ہے اور خبر مقدر ہو ای
طاعۃ معروفۃ اولی بکم من ایمانکم یعنی طاعت معروف زیادہ بہتر ہے تمکو تمہاری
قسمون سے کسی نے کہا فاعل ہے فعل محذوف کا ای لتکن منکم طاعۃ اولتوجد
یعنی چاہیے کہ تم سے طاعت ہو یا چاہیے کہ طاعت تم سے پائی جائے اس وجہ مین ضعف
ہے اس لیے کہ فعل کو حذف نہین کرتے ہین مگر اُسوقت کہ پہلے کوئی شے اُسکے مشعر و مخبر ہو
کسی نے کہا کہ معنی امرکم طاعۃ ہین حاصل یہ ہے کہ خبر ہے مبتدا محذوف کی بلکہ اخفش
نے کہا کہ اولی یہی وجہ ہے اسواسطے کہ محط فائدے کا خبر ہوتی ہے جملے کا اُتار اُسی پر ہوتا
ہے اس بنیاد پر معنی یہ ہین کہ امر تمہارا جو تم سے مطلوب ہے وہ طاعت معروفہ معلوم ہے کہ جسمین
شک و شبہہ نہ کیا جاے زید بن علی و یزیدی نے طاعۃً بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ مفعول
مطلق ہے فعل محذوف کا ای اطیعوا طاعۃً یعنی تم اطاعت کرو طاعت کرنے کر جملۂ ان اللہ
خبیر بما تعملون تعلیل ہے ماقبل کی کہ اُنکی طاعت طاعت نفاق ہے یعنی تم جو عمل کرتے ہو
اور زبان سے جو بولتے ہو اُسکے خلاف دل مین چھپاتے ہو اللہ پاک کو اس سب کی خبر ہے پھر
اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو حکم دیا کہ اُنکو طاعت خدا و رسول کا امر کرین پس فرمایا
قل اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول یعنی تم اللہ و رسول کی طاعت ظاہر و باطن خلوص اعتقاد
وصحت نیت سے کرو یہ تکرار جو اللہ پاک نے فرمائی سو اسطے تاکید وجوب طاعت کے ہے اُنپر
کیونکہ قل لا تقسموا طاعۃ معروفہ حکم ہین امر بطاعت کے ہے کسی نے کہا تکرار
تاکید کے لیے نہین ہے بلکہ دونون جملے مختلف ہین اول تو نہی ہے بطور ردّ و توبیخ کے اور
دوسرا امر ہے بطریق تکلیف کے کہ اُن کو طاعت کا مکلف کیا اور طاعت کو اُنپر واجب فرمایا
فان تولوا خطاب ہے مامورین کو اصل اسکی تتولوا ہے ایک تا کو تخفیف کے لیے حذف کردیا
ہے اسمین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطاب سے رجوع کر کے خود اُنکو خطاب کیا غرض اس سے

امر کی تاکید کرنا ہے اُنپر اور مبالغہ ہے عنایت واہتمام مین ساتھہ ہدایت کرنے اونکی کے طرف
طاعت وانقیاد کے جواب شرط کا فانما علیه ما حمل ہے یعنی نبی پر وہی پہونچا دینا ہے جسکا
اُن کو حکم ہے اور وہ اُسکو کرچکے وعلیکم ما حملتم یعنی تمپر طاعت واجابت ہے جسکا تم کو
حکم ہے یہ اُنکے واسطے وعید ہے گویا اُن سے یون کہا کہ اگر تم نے اعراض کیا مونہہ موڑا تو
مقرر تم پڑا بھاری بوجھہ اُٹھانیوالی ہوے اسمین صنعت مشاکلت ہے وان تطیعوہ تھتدوا
اور اگر تم نے اُسکا کہا مانا اُس بات مین جسکا اُسنے تمکو امر کیا اور جس بات سے نہی کی تو تم راہ
پاؤگے طرف حق کے اور راہ یاب ہوگے طرف خیر وبھلائی کے اور فائز باجر وثواب ہوگے
کسی نے کہا جائز ہے کہ فان تولوا ماضی ہو اور واو ضمیر غائبین ٹھیرے آور یہ جملہ شرطیہ منجملہ
اُس بات کے ہے جسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا کہ اُسکو کہین اُنسے کلام مین التفات
ہو خطاب سے طرف غیبت کے لیکن اوّل قول اولیٰ ہے اور مؤید اُسکا خطاب ہے وعلیکم
ما حملتم مین اور وان تطیعوہ تھتدوا مین اور نیز اُسکی مؤید قرأت یزی کی ہے فان تولوا
بہ تشدید تا اگرچہ ضعیف ہے اس سبب سے کہ اُسمین جمع ہے درمیان دو ساکن کے **مسلم و**
ترمذی وغیرہما نے علقمہ بن وائل حضرمی عن ابیہ سے روایت کیا ہے کہا کہ زید بن اسلم نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدوم کیا تو کہا آپ مجھے خبر دو کہ اگر ہمپر امیر ہون کہ لیوین ہم سے
حق اور ہمکو نہ دین آپ نے فرمایا فانما علیهم ما حُمّلوا وعلیکم ما حُمّلتم **حضرت جابر**
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کسی نے اُن سے پوچھا کہ اگر مجھپر کوئی امام فاجر ہو پھر مین اُسکے ساتھہ
اہل ضلالت سے ملون تو کیا مین لڑون یا نہین فرمایا تو لڑ اہل ضلالت سے جہان کہین تو اُنکو
پائے اور امام کا ذمہ ہے جو بوجھہ اُسپر رکھا اور تمہارا ذمہ ہے جو بوجھہ تمپر رکھا جملہ وما
علی الرسول الا البلاغ المبین مقرر ہے اپنے ماقبل کا الف ولام الرسول مین یا تو عہدی
ہے پس مراد رسول سے ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونگے یا جنسی ہے
تو مراد ہر رسول ہوگا بلاغ مبین کے معنی تبلیغ واضح ہین یعنی کھلا ہوا پہونچانا یا تبلیغ موضح
یعنی پہونچانا واضح کرنیوالا معنی یہ ہین کہ رسول تو پہونچانا ادا کرچکا جو اُسکے ذمے تھا آپ تم بھی
اُسکی طاعت وفرمانبرداری ادا کرو جو تمہارے ذمے پر واجب ہے وعد الله الذین امنوا

منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم
ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا ط
یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ط ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفسقون
وعدہ دیا اللہ نے جو لوگ تم مین ایمان لائے ہین اور کیے ہین نیک کام البتہ پیچھے حاکم کریگا
اُن کو ملک مین جیسا حاکم کیا تھا اُنسے اگلون کو اور جما دے گا اُن کو دین اُنکا جو پسند کر دیا
اُنکے واسطے اور دیگا اُن کو اُنکے ڈر کے بدلے مین امن میری بندگی کرینگے شریک نکرینگے
میرا کسی کو اور جو کوئی ناشکری کرے اس سے پیچھے سو وہی لوگ ہین بے حکم ف خطاب
فرمایا حضرتؐ کے وقت کے لوگون کو جو اُن مین نیک ہین یہ پیچھے اُن کو حکومت دے گا اور
جو دین پسند ہے اُنکے ہاتھ سے قائم کرے گا اور وہ بندگی کرینگے بغیر شرک یہ چارون
خلیفون سے ہوا پہلے خلیفون سے اور زیادہ پھر جو کوئی اس نعمت کی ناشکری کرے
اُن کو بے حکم فرمایا جو کوئی اُنکی خلافت سے منکر ہوا اُسکا حال سمجھا گیا انتہے ف حافظ ابن
کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ وعدہ ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے اپنے رسول کریم
رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بات کا کہ عنقریب اُنکی امت کو خلفاے زمین کریگا
یعنی اُنکو لوگونکے امام بناے گا اُنپر اُنکو والی وحاکم کریگا شہر اُن سے راست و درست ہونگی
بندگان الٰہی اُنکے واسطے فروتنی کرینگے اور بعد اسکے کہ وہ لوگون سے ڈرتے تھے اسکے
عوض مین اُنکو امن دیگا اور اُن مین حکم عطا کرے گا اللہ تبارک وتعالی نے حسب وعدہ یہ کام
کر دیا ولہ الحمد والمنہ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس عالم سے انتقال نہین
فرمایا یہانتک کہ اللہ پاک نے مکۂ مکرمہ وخیبر وبحرین وسائر جزیرۂ عرب وزمین یمن کو بکمالہا آپ پر
مفتوح کر دیا اور آپنے مجوس ہجر اور بعض اطراف شام سے جزیہ لیا ہرقل بادشاہ روم اور صاحب
مصر واسکندریہ یعنی مقوقس اور بادشاہان عمان اور نجاشی بادشاہ حبشہ جو کہ بعد اصحمہ کے بادشاہ
ہوا رحمہ اللہ واکرمہ ان سب نے آپ کو ہدایا بھیجے پھر جب اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو اس خاکدان فنانشان سے وفات دی اور جو کرامت اپنے پاس ہے اُسے آپکے واسطے
پسند فرمائی تو آپکے بعد آپکے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قائم مخلافت ہوئے پس

آپکی وفات شریف کے بعد جو شے ضعیف و کمزور ہوگئی تھی حضرت صدیق نے اُسکے تفرق
کو اجتماع بخشا اور جزیرۂ عرب کو لے لیا اور اُسکا نظم و نسق فرمایا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ
عنہ کے ہمراہ لشکر ہاے اسلام بلاد فارس کی طرف روانہ کیے تو اُنھون نے ایک کنارہ اُسکا
فتح کیا اور اُسکے لوگون مین سے ایک خلق کو قتل کر ڈالا ایک اور لشکر ہمراہ حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ
عنہ کے اور جو امرا اُنکے تابع تھے زمین شام کی طرف روانہ فرمایا نیز لشکر عمرو بن عاص رضی اللہ
عنہ کے ہمراہ بلاد مصر کی طرف بھیجا تو اللہ پاک نے لشکر شامی کے واسطے اُنکے وقت مین بُصریٰ
و دمشق کو فتح کر دیا اور اِن دونون کے گانون اور قصبے بلاد حَرّان کے اور جو اُسکے متصل ہین
پھر اللہ عز وجل نے اُنکو وفات دی اور اُنکے واسطے وہ کرامت پسند کی جو اُسکے نزدیک
ہے اللہ پاک نے اہل اسلام پر یہ احسان کیا کہ حضرت صدیق کو الہام فرمایا کہ حضرت عمر فاروق
کو خلیفہ کیا تو بعد اُنکے وہ پورے طور پر ایسے قایم بخلافت ہوئے کہ بعد انبیا کے فلک دوّار
نے اُن جیسے آدمی پر اُنکی قوت سیرت و کمال عدل مین چکر نہین کہایا اُنکے زمان فرخی تو امان
مین بلاد شامیہ کی بکالہا فتح پوری ہوگئی اور سارے بلاد مصر اور اکثر اقلیم فارس مفتوح ہوگئے اور
کسریٰ کو توڑ پھوڑ ڈالا اور بغایت اُسکو ذلیل و خوار کیا اور اپنی مملکت کے پرلے سرے کی طرف
تیج پانون لوٹ گیا قیصر کو مقصور و عاجز کیا اور اُسکا قبضہ بلاد شام سے کھینچ لیا اور وہ قسطنطنیہ
کی طرف اُتر گیا اور اُسکے اموال کو اللہ پاک کی راہ مین خرچ کیا جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے خبر دی تھی اور اسکا وعدہ فرمایا تھا صلی اللہ علیہ وسلم علیہ من ربہ اتم سلام و
انکی صلوٰۃ پھر جب دولت عثمانیہ ہوئی تو ممالک اسلامیہ اقصاے مشارق و مغارب تک
دراز ہوئی پس بلاد مغرب مفتوح ہوئے وہان کے پرلے سرے تک اندلس و قبرص و بلاد
قیروان و بلاد بستہ جو متصل بحر محیط ہین اور ناحیۂ مشرق سے اقصاے بلاد چین تک اور کسریٰ
مارا گیا اور اُسکا ملک بالکل ہلاک ہوا عراق و خراسان و اہواز کے شہر فتح ہوئے اور ترک سے
مسلمانون نے ایک بڑی لڑائی کی اور اللہ نے اُنکے ملک اعظم خاقان کو مخذول و خوار کیا
مشارق و مغارب سے بارگاہِ عالیجاہِ حضرت امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی طرف
خراج لایا گیا اُنھون نے جو قرآن پاک کی تلاوت و دراست کی اور امت کو حفظ فرقان مجید پر

جمع کیا یہ سب اسی کی برکت سے ظہور مین آیا اور اسی لیے صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ پاک نے جمع کر دیا واسطے میرے زمین کو سو مین نے اُسکے مشارق و مغارب کو دیکھ لیا اور عنقریب پہونچے گا ملک میری امت کا اُس زمین کو جو کہ جمع کی گئی ہے واسطے میرے اُس سے پس سُنتے ہو ہم لوٹ پوٹ رہے ہین اُس شے مین جسکا ہم سے اللہ نے اور اُسکے رسولؐ نے وعدہ فرمایا ہے اور سچ کہا اللہ نے اور اُسکے رسول نے صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم الی یوم الدین فنسأل اللہ سبحانہ الایمان بہ وبرسولہ والقیام بشکرہ علی الوجہ الذی یُرضیہ عنا ۵

خدا بن مانگے کیا کیا نعمتین دیتا ہی بندون کو	ترا دستِ دعا ضامن ہی جب سے کل کے مقصد کا
بٹینگے جس گھڑی سامانِ عشرت بزم جنت مین	کہلے گا حال امت پر ترے انعام بے حد کا

امام مسلم بن حجاج نے اپنی صحیح مین جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے ہمیشہ رہے گا امر لوگون کا ماضی یعنی جاری چلتا ہوا جب تک کہ والی ہونگے بارہ مرد نجبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک کلمہ فرمایا کہ وہ مجھسے مخفی رہا تو مین نے اپنے باپ سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فرمایا تو میرے والد نے کہا کہ آپنے فرمایا کلھم من قریش یعنی وہ سب کے سب قریش سے ہونگے وراوہ البخاری من حدیث شعبۃ عن عبدالملک بن عمیر بہ مسلم کی ایک روایت مین یون ہے کہ آپنے یہ حدیث فرمائی عشیۂ رجم ماعز بن مالک مین اور اُسکے ساتھہ اور حدیثین ذکر کین حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اس حدیث مین دلالت ہی اس بات پر کہ بارہ خلیفۂ عادل کا وجود لابدی ہے اور یہ لوگ شیعہ کے بارہ امام نہین ہین کیونکہ ان مین سے بہت سون کے واسطے امر سے کوئی شے نہین ہوئی رہے یہ لوگ یعنی جن کا حدیث شریف مین ذکر ہے سو یہ قریش سے ہونگے والی ہونگے پھر عدل کرینگے انکی بشارت اگلی کتابون مین واقع ہوئی ہے پھر یہ شرط نہین ہی کہ وہ پے در پے ہون بلکہ اُن کا وجود امت مین ہوگا پے در پے اور متفرق اُن مین سے چار خلیفہ تو بہیم پائے گیے یعنی حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم پھر بعد اُن کے فترت واقع ہوئی پھر اُنمین سے

۵ عشیہ یعنی پچھلا دن ۱۲ امر سے مراد خلافت ہے ۱۲ منہ

وجود مین آیا جسکو اللہ نے چاہا پھر جو اُن مین سے باقی رہا ہے وہ پایا جاے گا اُسوقت مین جسکو اللہ تعالی جانتا ہے اور منجملہ اُنکے مہدی ہین جنکا نام مطابق ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک سے اور اُنکی کنیت آپکی کنیت سے بھرین گے زمین کو عدل و قسط سے جسطرح کہ وہ بھر گئی ہوگی جور و ظلم سے امام احمد و ابو داؤد و ترمذی و نسائی نے حدیث سعید بن صہمان سے عن سفینہ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے خلافت بعد میرے تیس برس ہے پھر ملک عضوض ہوگی ربیع بن انس نے ابو العالیہ سے تفسیر مین وعد اللہ الذین آمنوا الآیہ کی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب قریب دس برس کے مکہ مکرمہ مین رہے اللہ وحدہ کی طرف دعوت کرتے اور اُسی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے پوشیدہ اور وہ خائف تھے لڑائی کا حکم نہین ہوتا تھا یہانتک کہ بعد اسکے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے کا اُنکو حکم ہوا تو مدینے مین آئے پھر اللہ پاک نے اُنکو قتال کا حکم فرمایا تو وہ مدینے مین ڈرتے ہوئے رہتے تھے شام کرتے ہتھیارون مین اور صبح کرتے ہتھیارون مین پس وہ اسی حال مین باقی رہے جسقدر اللہ تعالی نے چاہا پھر ایک شخص نے آپ کے اصحاب مین سے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیشہ ہم اسیطرح ڈرتے رہین گے کیا ہمپر کوئی ایسا دن نہ آئے گا جسمین ہم بے خوف ہون اور ہتھیار رکھدین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم ہرگز صبر نکروگے مگر تھوڑا یہانتک کہ بیٹھے گا مرد تم مین سے بڑے مجمع مین گوٹ مار کر اسمین کوئی لوہے کی شے نہوگی اور اللہ پاک نے یہ آیت نازل کی پھر اللہ پاک نے اپنے نبی کو جزیرۂ عرب پر غالب کیا تو امن مین ہوگیے اور ہتھیار رکھدیے پھر اللہ پاک نے اپنے نبی کو قبض فرمایا تو لوگ اُسیطرح بے خوف رہے امارت مین حضرت ابو بکر و حضرت عمر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی یہانتک کہ واقع ہوئی جس فتنے مین کہ واقع ہوئی تو اون پر خوف داخل کیا گیا پس اُنہون نے حجرہ و شرط رکھے اونہون نے تغییر کیا تو اُنکے ساتھ بھی تغییر کیا گیا بعض سلف نے کہا ہے کہ خلافت حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی حق ہے اللہ کی کتاب مین پھر یہ آیت پڑھی براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت

۵۱ یعنی عدل و انصاف سے
۵۲ عضوض بروزن فعول بفتح اول ماخوذ ہے عض سے عض کہتے ہین کسی شے کو دانتون سے پکڑنا مطلب یہ کہ اُس سلطنت مین عزت پر ظلم و جور ہوگا گویا دانتون سے کاٹین گے ایکدیگر کو
۵۳ وتغلب ہوگا ۱۲ ابن کثیر مین ابن تصیر سے ہے اور فتح القدیر و فتح البیان مین ابن تغلب ہے یعنی تم ہرگز باقی نہ رہوگے بہتر یہی ہے واللہ اعلم ۱۲
۵۴ ابن کثیر مین فیہ اور فتح مین فیہم ہے ٹھیک یہی معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم
۵۵ وکفروا النعمۃ فاحل اللہ علیہم الخوف الذی کان رفع عنہم کذا فی الفتح ۱۲ منہ
۵۶ یعنی بیعۃ چوکی

۴ کے لوگ حفاظت و نگہبانی کرنے والے اور سنگ فرشتے مین مجرد فرشتے ہے ۱۲ منہ

نازل ہوئی اور ہم سخت خوف مین تھے اور یہ آیت کہ [illegible] کے ہے واذکروا اذ
انتم قلیل مستضعفون فی الارض الی قولہ لعلکم تشکرون قولہ تعالیٰ کما
استخلف الذین من قبلہم ایسا ہے جیسا کہ آپکے حضرت موسی علیہ السلام سے
نقل فرمایا ہے کہ اُنہون نے اپنی قوم سے کہا عسٰی ربکم ان یھلک عدوکم و
یستخلفکم فی الارض الآیہ وکما قال تعالیٰ وتریدان نمن علی الذین
استضعفوا فی الارض الآیتین قولہ تعالیٰ ولیمکنن لھم دینھم الذی
ارتضٰی لھم الآیہ جسطرح کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عدی بن حاتم سے
فرمایا جبکہ وہ آپکے پاس آئے کیا تو پہچانتا ہے حیرہ کو عرض کیا مین اُسکو نہین پہچانتا ہون
لیکن مین نے اُسکو سُنا ہے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہی البتہ
پورا کرے گا اللہ اس امر کو یہانتک کہ نکلے گی زنانی سواری حیرہ سے یہانتک کہ طواف کریگی بیت اللہ
کا غیر پناہ مین کسی کے اور البتہ کھولے جائینگے خزانے کسریٰ بن ہرمز کے مین نے
عرض کیا کسریٰ بن ہرمز کے فرمایا ہان کسری بن ہرمز کے اور البتہ خرچ کیا جائیگا مال یہانتک
کہ قبول نہ کرے گا اُسکو کوئی عدی نے کہا پس یہ زنانی سواری نکلتی ہے حیرہ سے پھر
طواف کرتی ہے بیت اللہ کا غیر پناہ مین کسی کے اور البتہ مقرر مین تھا اُن لوگون مین جنہون نے
کھولا خزانون کو کسریٰ بن ہرمز کے قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے البتہ
ہوگی تیسری بات اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکو فرما چکے ہین امام احمد
نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے بشارت دی اس امت کو سنا و رفعت ودین ونصر وتمکین کی زمین مین پس جو کوئی
عمل کرے اُن مین سے عمل آخرت کا واسطے دنیا کے تو نہین ہے واسطے اُسکے آخرت مین
کوئی حصہ قولہ تعالیٰ یعبدونی لا یشرکون بی شیئا امام احمد نے حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اُنکو حدیث کی کہا
اس درمیان مین کہ مین ردیف تہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گدہے پر نہین تہے درمیان
میرے اور آپکے مگر چوب پالان فرمایا اے معاذ مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ و

۵۱ اور یاد کرو جبکہ تم تھوڑے تھے ملک مین زبردست تھے کہ ڈرتے تھے کہ اُچک لینگے تمکو لوگ پس اُسنے تمکو جگہ دی اور زور دیا تمکو مدد سے اور روزی دی تمکو ستھری چیز مین شاید تم شکر کرو ۵۲ قولہ تعالیٰ کما قال تعالیٰ جسطرح کہ فرمایا ہے اللہ نے تمہارا کیا ہے تمہارے رب دشمن کو اور نائب کرے تمکو ملک مین پھر دیکھے کہ کیسا کام کرتے ہو ۵۳ اور ہم چاہتے ہین کہ احسان کرین جو کمزور پڑے تھے ملک مین اور کردین اُنکو پیشوا اور کردین اُنکو وارث اور جمادین اُنکو ملک مین اور دکھادین فرعون اور ہامان کو اور اُنکے لشکرون کو اُنسے کہ جس چیز سے اُنکو خطرہ تھا ۵۴ اور جاگہ دیگا اُنکو مین اُنکا جو بیٹھے کریا اُنکو اور دیگا اُنکو اُسکے گھر کے بدلے اُنکے

۵۳ یعنی ہم نے اُن کو ایسا بڑا ملک دیدیا جس کی آمدنی کا اندازہ نہین ۵۴ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۵۵ جو بالکل ایک قسم کے ہون ۵۶ کہنا مختصر دو شخصون کا ۵۷ ردیف وہ شخص ہے جو سوار کے پیچھے بیٹھے ۵۸ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۵۹ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۰ اصل لفظ اخوۃ الام ہے اخوۃ بالان کی وہ لکڑی ہے جس سے ۶۱ سوار کا پاؤن لٹکتا ہے ۶۲ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۳ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۴ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۵ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۶ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۷ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۸ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۶۹ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۰ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۱ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۲ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۳ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۴ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۵ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۶ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۷ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۸ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۷۹ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۰ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۱ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۲ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۳ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۴ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۵ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۶ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۷ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۸ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۸۹ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۰ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۱ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۲ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۳ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۴ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۵ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۶ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۷ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۸ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۹۹ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے ۱۰۰ یعنی ہم عاجز ہین اُنکی مدد کرنے سے

سعدیک کہا پھر گھڑی بھر چلے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ و سعدیک فرمایا آیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے حق اللہ کا بندون پر مین نے عرض کیا اللہ اور اُس کے رسول دانا تر ہین فرمایا حق اللہ کا بندون پر یہ ہے کہ اُسکو پوجین اور شریک نکرین اُسکے ساتھ کسی شے کو کہا پھر گھڑی بھر چلے پھر فرمایا اے معاذ بن جبل مین نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ و سعدیک فرمایا پھر آیا تو جانتا ہے کہ کیا ہے حق بندون کا اللہ پر جبکہ وہ یہ کرین کہا مین نے عرض کیا اللہ اور اُسکے رسول دانا تر ہین فرمایا پس بیشک حق بندون کا اللہ پر یہ ہے کہ اُن کو عذاب نکرے اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث قتادۃ **قولہ تعالے** ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون کا مطلب یہ ہے پھر جو کوئی نکلا میری طاعت سے بعد اسکے تو مقرر وہ نکلا اپنے رب کے امر سے اور بس ہے یہ بڑا گناہ پس صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین جبکہ سب لوگون سے زیادہ تر قایم کرنے والے بعد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اللہ عزوجل کے حکمون کے تھے اور سب سے بڑھ کر اللہ پاک کے مطیع و فرمانبردار تھے تو اُن کی نصر و مدد اُنکے موافق تھی اُنہون نے اللہ کے کلمے کو مشارق و مغارب مین ظاہر و غالب کیا اور اللہ کا بول بالا فرمایا اللہ نے اُن کی بڑی تائید فرمائی سارے عباد و بلاد مین اُنہون نے حکومت کی جبکہ بعد اُنکے لوگون نے بعض اوامر مین تقصیر کی قصور و فتور کا برتاؤ کیا تو اُن کا ظہور و غلبہ موافق اُنکے کم ہوا لیکن صحیحین مین بچند وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہے کہ آپنے ارشاد فرمایا ہے ہمیشہ رہے گا ایک گروہ میری امت سے غالب حق پر نہ ضرر پہونچائے گا اُن کو وہ شخص جو اُنکو مخذول کریگا اور نہ وہ شخص جو اُنکی مخالفت کریگا روز قیامت تک ایک روایت مین یون ہے یہانتک کہ آئے گا امر اللہ کا اور وہ اسیطرح ہونگے ایک روایت مین یہ ہے یہانتک کہ وہ لڑینگے دجال سے ایک روایت مین یون ہے یہانتک کہ نازل ہونگے عیسیٰ ابن مریم اور وہ غالب ہونگے یہ سب روایتین صحیح ہین انکے درمیان مین کسیطرح کا تعارض نہین ہے **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ منکم مین خطاب ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مومنین کو جو آپکے ساتھ ہین کلمۂ من بیان کا ہے کسی نے کہا تبعیض کا ماقبل مین یہ ذکر تھا کہ طاعت اُن کی واسطے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سبب ہے اُن کی ہدایت کا سو جملۂ وعد اللہ الخ اُسکی تقریر کرتا ہے اور یہ وعدہ ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے اُن لوگون کے جو کہ اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کیے اس بات کا کہ اُنکو حاکم کرے گا جیسا کہ ارشاد فرمایا ہے لیستخلفنھم فی الارض حرف لام جواب ہے قسم محذوف کا یا جواب ہے وعدے کا وعدے کو قایم مقام قسم کے اس لیے کیا کہ وہ ضرور ہی پورا ہونے والا ہے یعنی یہ ہین کہ اللہ پاک اُنکو زمین مین خلیفہ کریگا بدلے کفار کے اُسمین ایسا تصرف کرینگے جیسے ملوک اپنے مملوکات مین تصرف کرتے ہین یہ وعدہ ساری امت کو عام و شامل ہے کسی نے کہا کہ صحابہ کے ساتھہ خاص ہے یہ قول بے وجہ ہے اسواسطے کہ ایمان و عمل صالحات کچھ صحابہ ہی کے ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ وقوع اُسکا اس امت کے ہر ایک سے ممکن ہے اور جس کسی نے کتاب اللہ پر اور سنت رسول اللہ پر عمل کیا تو مقرر اُسنے اللہ و رسول کی اطاعت کی اور جس کسی نے یہ کہا کہ آیت خاص ہے ساتھہ خلفاے اربعہ کے یا ساتھہ مہاجرین کے یا مراد ارض سے زمین مکہ مکرمہ ہے تو وہ بہت دور جا پڑا تم خوب جان چکے ہو کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا ابن العربی نے کہا ہے کہ مراد ارض سے بلاد عرب و عجم ہین صحیح قول یہی ہے اسواسطے کہ زمین مکہ مکرمہ کی مہاجرین پر محرم تھی دیکھو حدیث شریف مین یہ وارد ہوا ہے لکن البائس سعد بن خولۃ یرثی لہ رسول اللہ صللہ ان توفی بمکۃ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سعد کیواسطے حزن فرماتے تھے اس سبب سے کہ اُنھون نے مکے مین وفات پائی اور یہ بھی صحیح مین فرمایا ہے کہ مہاجر بعد ادا کرنے اپنے ارکان حج کے مکے مین تین دن رہے اور قولہ تعالی کما استخلف الذین من قبلھم کا ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے ہر وہ شخص ہے جسکو اللہ پاک نے اپنے زمین مین خلیفہ کیا پس یہ بنی اسرائیل کے ساتھہ خاص نہین ہے نہ کسی اور امت کے ساتھہ امتون سے کہ اُسی سے خاص ہو نہ اور کوئی جمہور نے استخلف بفتح تاے فوقیہ بصیغۂ معروف پڑھا ہے عیسی بن عمر و ابوبکر و مفضل نے عاصم سے بضم تا بصیغۂ مجہول محل کاف کا نصب ہے بنا بر مصدریت ای استخلافا کما استخلف جملۂ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم معطوف ہے لیستخلفنھم پر اُسکے حکم کے تحت مین داخل ہے منجملۂ جواب قسم ہے مراد تمکین

لہ بائس وہ ہے جسکو بوس پہونچا ہو یعنی فقر و فاقہ و قحط و قلت کا صاحب ہے کی رحمۃ کہا کسعد رضی اللہ عنہ سے یہ حزن نہین کیا بہانک کہ اُسی مین مرے تو یہ ذم ہے اگر کہا قول یہ ہے کہ ہجرت کی اور رہے اس پر یہ کہ اُسکو حجۃ الوداع مین مرض ہے تو فی لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان مات بمکۃ یعنی آپ اسواسطے رفت و ترحم فرماتے تھے اس لیے کہ جس زمین سے ہجرت کی اُسی زمین مرے اور وہ وہان کے سوا کی تھی بلکہ وہ جاتے تھے کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ

سے اس جگہ تثبیت و تقریر ہے یعنی اللہ پاک اُنکے دین کو ثابت و مقرر کریگا اور شہرون مین
اُنکے واسطے وسعت و فراخی دے گا تو وہ اُنکے مالک ہونگے اور اُنکے دین کو سارے
دینون پر غالب و قاہر کردے گا مراد دین سے یہان دین اسلام ہے جسطرح کہ اس آیت مین
ہے ورضیت لکم الاسلام دینا اللہ پاک نے جو اولاً اُن کے خلیفہ کرنے کا ذکر کیا
وہ یہی اُن کا بادشاہ کرنا ہے اور ثانیاً تمکین کا ذکر فرمایا سو سنے اس بات کا فائدہ دیا کہ یہ
ملک عروض و طُرُوّ کے طور پر نہین ہے بلکہ بطریق استقرار و ثبوت کے ہو باین طور کہ اُنکے واسطے
اور بعد اُنکے اُنکی اولاد کے واسطے ہوگا جملہ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا
معطوف ہے جملہ ماقبل پر ابن کثیر و ابن محیصن و یعقوب و ابوبکر نے بہ تخفیف پڑہا ہے ابدل
سے یہی قراءت حضرت حسن کی ہے اسی کو ابو حاتم نے اختیار کیا ہے باقی قرّاء کی قراءت
بہ تشدید ہے بدّل سے ابو عبید نے اسکو پسند کیا ہے یہ دونون دو لغت ہین لیکن زیادتی بنا
کی معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے تو اس بنیاد پر قراءت تشدید کی راجح تر ہوگی تخفیف سے
نحاس نے کہا ہے کہ احمد بن یحیی ثعلب کا زعم یہ ہے کہ درمیان دونون کے فرق ہے اور
بدّلتہ کو بمعنی غیّرتہ کے کہتے ہین یعنی تبدیل کسی شے کے تغییر کو بولتے ہین اور ابدلتہ
کے معنی ازلتہ کے ہین یعنی ابدال کہتے ہین کسی شے کے زائل کرنے کو اور غیر اُس شے کو اُسکی
جگہ مین رکھنے کو نحاس نے کہا یہ قول صحیح ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک کردے گا واسطے اُنکے
بجاے اُس خوف کے دشمنون سے جسمین وہ تھے امن و بیخوفی کو اور جس خوف مین وہ تھے
اُسکے اسباب کو اُنسے دور کردیگا اس طور پر کہ نہ ڈرینگے مگر اللہ پاک سے اور امید نہ رکھینگے
اُسکے غیر سے مسلمان لوگ قبل ہجرت کے اور بعد ہجرت کے کچھ مدت مشرکون سے سخت
خوف مین مبتلا تھے نکلتے نہ تھے مگر ہتھیارون مین اور شام و صبح نکرتے مگر اس انتظار مین
کہ کفار کی طرف سے کوئی مضرت اُنکو پہونچے پھر وہ غایت درجے کی امن و راحت مین ہوگیے
اللہ پاک نے شیاطین مشرکین کو اُنکے واسطے ذلیل و مطیع کردیا اور شہر اونپر مفتوح فرمادیے
ہمواری و درستی کردی واسطے اُنکے زمین مین سب کام اُنکے درست کردیے قدرت و مکنت
اُنکو دیدی اچھی طرح سے زمین مین اُنکو جمادیا فللہ الحمد والمنہ حضرت ابی بن کعب

۵۱ اوپر سے کیونکر سمجھے تمہارے واسطے دین مسلمانی ۱۲ منہ
۵۲ لیکن محققین کے نزدیک ایسے امور مین نسخ قراءت نہین ہوتے ۱۲ - اتنے صحیح سلمہ اللہ تعالی۔

رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے مین تشریف لائے اور انصار نے اُنکو ٹھکانا دیا تو عرب نے ایک کمان سے اُنکو مارا یعنی سب کے سب اونکی ایذادہی پر متفق ہوگیے پس رات بسر نہین کرتے تھے مگر ہتیارون مین اور صبح نہین کرتے تھے مگر ہتیارون مین مطلب یہ کہ دشمنون کے خوف سے رات دن ہتیار لگائے مستعد رہتے تھے پھر کہا کیا[۵۱] تم دیکھتے ہو کہ ہم زیست کرین یہانتک کہ بیخوف مطمئن ہوکر رات بسر کرین نہ ڈرین مگر اللہ سے اسپر یہ آیت نازل ہوئی اللہ پاک نے اپنا وعدہ پورا فرمایا اور اُنکو جزیرۂ عرب پر غالب کردیا اور اُنہون نے دورترین بلاد مشرق و مغرب کو فتح کرلیا اکاسرہ کے ملک کو چیر پھاڑ ڈالا اُنکے خزانون کے مالک بن گیے دنیا پر مستولی و غالب ہوگیے آیت کریمہ مین واضح تر دلیل ہے صحتِ خلافت پر حضرت ابوبکر صدیق کے اور خلفاے راشدین کی صحت خلافت پر بعد اُنکے رضی اللہ عنہم اجمعین کیونکہ وہ مستخلفین جو ایمان لائے اور عمل صالح کیے وہ یہی حضرات با برکات ہین انہین کے عہد سعادت مہد مین فتوحات عظیمہ ہوئے کسری وغیرہ بادشاہون کے خزانے مفتوح ہوئے امن و تمکین و ظہور دین حاصل ہوا سفینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کو سُنا فرماتے تھے کہ خلافت بعد میرے تیس برس ہے پھر ہوگی ملک پھر کہا[۵۲] اَمسِک یعنی انگلیون کو پکڑ اُنسے شمار کر خلافت ابوبکر رضؓ کی دو برس اور خلافت عمر رضؓ کی دس برس اور خلافت عثمان رضؓ کی بارہ برس اور علی رضؓ کی چھ[۵۳] قال علی قلت لحماد القائل لسعید اَمسِک سفینۃ قال نعم اخرجہ ابو داؤد والترمذی سیدنا ابو الوفا الصدیق رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اسمین اجمال ہے تفصیل اُسکی یہ ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دو برس تین مہینے تھی اور خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس برس چھ مہینے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ برس اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چار برس نو مہینے اس بنا پر مدت خلافت چارون خلفا کی اُنتیس[۲۹] برس چھ مہینے ہوتی ہے۔ تیس برس حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت سے پورے ہوگیے انکی خلافت چھ مہینے ہوئی پھر خود خلافت سے اُتر پڑے واللہ سبحانہ اعلم وعلمہ اتم جملہ یعبدونی محل نصب مین ہے بنا بر حال یہ بھی جائز ہے کہ مستانفہ ہو اُنکی ثنا و صفت کے واسطے

۵۱ یعنی صحابہ نے ۱۲
۵۲ یعنی سفینہ نے اپنے شاگرد سعید سے کہا اسمک ۱۲
۵۳ یعنی علی راوی نے اپنے اُستاد حماد سے پوچھا کہ اسمک کا کہنے والا سعید سے سفینہ ہے حماد نے کہا ہان ۱۲ منہ

لایا گیا ہو اسمین سات وجہین ہین سمین نے اُنکو ذکر کیا ہے جملہ لا یشرکون بی شیئا
محل نصب مین ہی بنا بر حال یعبدونی کے فاعل سے یعنی عبادت کرینگے میری درانحال کہ
شریک نکرینگے میرے ساتھہ عبادت مین کسی شے کو اشیا مین سے کسی نے کہا معنی یہ ہین
کہ ریا نکرینگے ساتھہ عبادت میری کے کسی کی کسی نے کہا نہ ڈرین گے کسی سے سوا میرے
قالہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کسی نے کہا دوست نہ رکھین گے میرے غیر کو ومن کفر بعد
ذلک فاولئک ھم الفاسقون یعنی اور جو کوئی ناشکری کرے ان نعمتونکی بعد اس
صحیح وعدے کے یا جو کوئی استمرار کرے کفر پر یا جو کوئی کافر ہو بعد ایمان کے تو یہ کافر وہی
کامل پورے ہین فسق مین فسق کہتے ہین طاعت سے نکلنے کو اور طغیان و سرکشی کرنیکو
کفر مین مجاہد نے کہا کہ فاسقون بمعنی عاصون ہے یعنی نافرمان ابو العالیہ نے کہا مراد کفر
سے ناشکری کرنا ہے اس نعمت کی اللہ کے ساتھہ کفر کرنا نہین ہے اسی لیے فاسقون
فرمایا کافرون نہ کہا اہل تفسیر نے کہا ہے کہ پہلے پہل جس نے اس نعمت کی ناشکری کی
اور اُسکے حق کا انکار کیا وہ لوگ ہین جنہون نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کر ڈالا پھر جب
وہ اُنکو قتل کر چکے تو جس امن و بیخوفی مین وہ تھے اللہ پاک نے اُسکو بدل ڈالا اور اُنپر خوف
لا ڈالا یہانتک کہ وہ ایسے ہو گیے کہ آپسمین لڑنے لگے بعد اسکے کہ ایک دوسرے کے
بھائی تھے یہ قصہ مشہور و معروف ہے واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واطیعوا الرسول
لعلکم ترحمون ○ لا تحسبن الذین کفروا معجزین فی الارض ج ومأوٰھم ع ۷ ۱۳
النار ط ولبئس المصیر ○ اور کھڑی رکھو نماز اور دیتے رہو زکوۃ اور حکم مین چلو رسول کے
کے شاید تمپر رحم ہو نہ خیال کر کہ یہ جو منکر ہین تھکا دینگے بھاگ کر ملک مین اور اُن کا ٹھکانا آگ
ہے اور بُری جگہ ہے پہر جانے کی انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک
حکم فرماتا ہے اپنے مومن بندون کو نماز کے کہ ارکنے کا نماز اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت
ہے اور دیتا ہے زکوۃ احسان کرنا ہے ضعیف کمزور فقیر محتاج مخلوق پر اور اس باب مین مطیع و
فرمان بردار ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی آپکے پیچھے چلین آپ کی پیروی
کرین اُس بات مین جسکے کرنیکا آپ نے اُنکو امر فرمایا ہے اور چھوڑنے مین اُس شے کے

جس سے اُنکو منع کیا ہے شاید اسوجہ سے اللہ اُنپر رحم کرے بیشک جو کوئی یہ کام کریگا تو
اللہ پاک عنقریب اُسپر رحم فرمائے گا جسطرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے اُولٰئک
سیرحمہم اللہ قولہ تعالیٰ لا تحسبن کا یہ مطلب ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تم مت گمان کرو کہ جن لوگون نے تمہاری مخالفت کی ہے اور تم کو جھٹلایا ہے تمکو دیکھ کر
ہین ملک مین یعنی وہ اللہ پاک کو تھکا نہ سکین گے بلکہ اللہ اُنپر قادر ہے وہ عنقریب اُسپر اُنکو سخت تر
عذاب کرے گا اسی لیے یون فرمایا ومأواھم النار یعنی ٹھکانا اُن کا دار آخرت مین آگ ہے
ولبئس المصیر اور البتہ بُرا مآل ہے مآل کافرون کا یعنی اُنکے لوٹ کر جانے کی جگہ
بہت ہی بُری ہے اور بُری قرارگاہ ہے اور بُرا بچھونا ہے اعاذنا اللہ من النار ومن
موجبات النار آمین یا ارحم الراحمین ۵

الٰہی آگ سے ہم کو بچالے		ردائے رحم مین ہمکو چھپالے	
عمل کچھ بھی نہین ہم پاس یارب		کرا پنا فضل ہمپر خاص یارب	

اللھم صل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ ف جملہ
واقیموا الصلوۃ معطوف ہے مقدر پر جسپر کلام متقدم دال ہے گویا اُن سے یون کہا گیا
فآمنوا واعملوا صالحا واقیموا الصلوۃ یعنی پس تم ایمان لاؤ اور نیک کام کرو اور نماز کھڑی کرو
کسی نے کہا معطوف ہے اطیعوا اللہ پر یعنی اللہ و رسول کی اطاعت کرو اور کھڑی رکھو نماز
کسی نے کہا تقدیر یہ ہے فلا تکفروا واقیموا الصلوۃ یعنی پس تم کفر مت کرو اور کھڑی رکھو
نماز طاعت رسول کا ذکر مکرر کیا واسطے تاکید کے خاصکر طاعت رسول کا ذکر اس لیے کیا کہ
رسول کی طاعت اللہ کی طاعت ہے رہی یہ بات کہ جس شے مین رسول کی طاعت کرین اُسکا
ذکر نہ کیا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ مقصود تعمیم ہے چنانچہ حذف اس بات کو مشعر ہے علم معانی مین
ثابت ہوچکا ہے کہ ایسا حذف مشعر ہوتا ہے تعمیم کو لعلکم ترحمون کا مطلب یہ ہے کہ
جن امور کا ذکر ہوا یعنی نماز کا قایم کرنا زکوۃ دینا رسول کی طاعت کرنا ان کامون کو تم کرو درانحال
کہ اُمید رکھنے والے ہو اس بات کی کہ اللہ پاک تم پر رحم کرے لا تحسبن کو ابن عامر و
حمزہ و ابو حیوہ نے بیاے تحتیہ پڑہا ہے باین معنی کہ الذین کفروا اُسکا فاعل ہے

۵ وہ لوگ جو کفر کرینگے اُنپر رحم کریگا اللہ ۱۲ منہ

باقی قرار کی قرارت بتاے فوقیہ ہے اور خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور موصول مفعول اول ہے اور دوسرا مفعول معجزین ہے کیونکہ حسبان متعدی بدو مفعول ہوتا ہے یہ قول زجاج وفراء وابو علی کا ہے معجزین کے معنی ہین فائتین قتادہ نے کہا سابقین یعنی اے نبی تم خیال مت کرو منکرون کو فوت ہونیوالے یا سبقت کرنیوالے کہ وہ اللہ سے فوت ہوجائین یا سبقت کرجائین رہی پہلی قرارت سو اُسکی بنا پر مفعول اول محذوف ہوگا ای لا یحسبن الذین کفروا انفسہم معجزین یعنی خیال نکرین منکر لوگ اپنی جانون کو فوت ہونیوالی نحاس نے کہا مین نہ کسی بصری کو جانتا ہون نہ کسی کوفی کو مگر وہ حمزہ کی قرارت کو منسوب بخطا کرتا ہے وماواھم النار جملہ خبریہ ہے اور لا تحسبن انشائیہ تھا تو خبر کا عطف انشا پر ہوا یا یون کہین کہ ایسا نہین ہے اسکا عطف جملہ مقدر پر ہے وہ یہ ہے بل ھم مقھورون مدبرکون وماواھم النار یعنی تم منکر لوگون کو خیال مت کرو فوت ہونیوالے بلکہ وہ تو مقہور وعاجز ہونگے اللہ پاک اُنکو پالے گا اور اُنکا ٹھکانا آگ ہے کذا فی فتح البیان مع بعض التفصیل غرضکہ اللہ پاک جبکہ دلائل توحید کے ذکر سے فارغ ہوچکا تو استیذان کی طرف رجوع کیا جسکا ذکر فرمارہا تھا سو اُسکو اس جگہ خاصتر وجہ پر ذکر کیا پس ارشاد فرمایا یٰاَیُّھَا الذین اٰمنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلث مرات ط من قبل صلوٰۃ الفجر وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ ومن بعد صلوٰۃ العشاء ط ثلث عورات لکم ط لیس علیکم ولا علیھم جناح بعدھن ط طوافون علیکم بعضکم علیٰ بعض ط کذالک یبین اللہ لکم الاٰیٰت ط واللہ علیم حکیم ○ اے ایمان والو پروانگی مانگ کر آوین تم سے جو تمہارے ہاتھ کے مال ہین اور جو نہین پہونچے تم مین عقل کی حد کو تین بار فجر کی نماز سے پہلے اور جب اُتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین اور عشا کی نماز سے پیچھے یہ تین وقت کھلنے کے ہین تمہارے کچھ گناہ نہین تمپر نہ اُنپر اُنکے پیچھے پھرا ہی کرتے ہو ایک دوسرے پاس یون کہوتا ہے اللہ تمہارے آگے باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف ان تین وقت مین لڑکون کو اور غلام لونڈی کو بھی پروانگی لینی چاہیے اور سارے وقتون مین حاجت

نہین انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین یہ آیات کریمہ مشتمل ہین پروانگی مانگنے پر اقارب کے بعض پر آور اول سورت مین جو گزر چکا ہے وہ پروانگی مانگنا اجانب کا تہا بعض کا بعض پر پس اللہ پاک نے مومنون کو امر فرمایا ہے کہ پروانگی مانگین اُن سے اُنکے خدمتی لوگ منجملہ اُنکے غلام لونڈی کے اور اُنکے لڑکے جو ابھی بالغ نہین ہوئے ہین اُن مین سے تین حال مین پہلا حال یہ ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے کیونکہ لوگ اُسوقت اپنے بچھونون مین سوئے ہوتے ہین دوسرا حال یہ ہے کہ جب تم اُتار رکہتے ہو اپنے کپڑے دوپہر مین یعنی وقت قیلولے کے کیونکہ اس حال مین آدمی کبہی اپنے کپڑے اُتار رکہتا ہے اپنی بی بی کے ساتھہ ہوتا ہے تیسرا حال یہ ہے کہ بعد نماز عشا کے کیونکہ یہ وقت نیند کا ہے اس لیے خادمون کو اور لڑکون کو یہ حکم ہے کہ ان حالتون مین بیدھڑک گھر والون پر نہ آجائین کیونکہ خوف ہے اس بات کا کہ مرد اپنی بی بی پر ہو یا مثل اسکے اور کوئی کام آسیواسطے یون فرمایا ثلاث عورات لکم یعنی یہ تین وقت تمہارے بے پردہ ہونیکے ہین قولہ تعالی لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدھن کے یہ معنی ہین کہ جب وہ ان حالتون کے سوا اور کسی حال مین داخل ہون تو تمپر کوئی گناہ نہین ہے اس بات مین کہ تم اُنکو آنے کی قدرت دو اور نہ اُنپر گناہ ہے کہ ان حالتون کے سوا کسی شے کو دیکہہ لین کیونکہ اُنکو تو بے دھڑک آنے مین اذن مل ہی چکا ہے اور اس لیے کہ وہ تو پہرا ہی کرتے ہین تمپر یعنی خدمت وغیرہ کام کاج مین آیا جایا کرتے ہین جو بات طوافین مین معاف ہے وہ اُنکے غیر مین معاف نہین ہے آسی لیے امام مالک و امام احمد بن حنبل و اہل سنن نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلی کے حق مین فرمایا ہے کہ وہ نجس نہین ہے اس لیے کہ وہ تو پہرا دینوالون سے ہے تمپر یا پہرا دینوالیونسی ہے چونکہ یہ آیت محکم ہے اور کسی شے سے منسوخ نہین ہوئی ہے اور عمل لوگون کا اُسپر بغایت قلیل ہے اس لیے حضرت ابن عباس رض نے لوگون پر اسکا انکار کیا جسطرح کہ ابن ابی حاتم نے بروایت سعید بن جبیر روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے لوگون نے تین آیتون کو چھوڑ دیا تو اُنپر عمل نہ کیا یا ایہا الذین امنوا لیستاذنکم الآیہ اور وہ آیت جو سورہ نسا مین ہے واذا حضر القسمۃ اولوا القربی الآیہ اور وہ آیت جو سورہ

ل اور جب حاضر ہون تقسیم کے وقت نادار قرابتدار اور یتیم اور محتاج تو انکو بہی کچہہ کہلا دو اُن سے اور کہو بات معقول ۱۲ منہ

حجرات مین ہے اُن اکرمکم عند اللہ اتقاکم نیز ایک لفظ مین اُن سے یون مروی ہو کہ
غالب ہوگیا شیطان لوگون پر اوپر تین آیتون کے سو اُنہون نے اُنپر عمل نہ کیا یا ایھا الذین
آمنوا لیستاذنکم الآیہ ھذا من حدایث اسمعیل بن مسلم وھو ضعیف
عن عمرو بن دینار عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس **ابوداؤد** کا لفظ
حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ ایمان نہ لائے اُنپر اکثر لوگ آیت اذن کی ہے اور مین البتہ
حکم کرتا ہون اپنی اس لونڈی کو وہ طلب اذن کرتی ہے مجھپر ابوداؤد نے کہا ہے وکذالک
رواہ عطاء عن ابن عباس یا مر بہ **ثوری** نے موسی بن ابی عائشہ سے روایت کیا ہے
کہ مین نے شعبی سے لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم کا پوچھا تو شعبی نے کہا کہ منسوخ
نہین ہوئی مین نے کہا کہ لوگ تو اُسپر عمل نہین کرتے ہین تو شعبی نے کہ اللہ المستعان
یعنی اللہ پاک سے اس باب مین مدد مانگنی چاہیے **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ دو آدمیون نے اُنسے استیذان کا پوچھا ثلاث عورات مین جنکا
اللہ پاک نے امر فرمایا ہے قرآن شریف مین تو فرمایا کہ بیشک اللہ بڑا ستر کرنیوالا ہے ستر کو
دوست رکھتا ہے لوگون کے پاس پردے نہ تھے اُنکے دروازون پر اور نہ اُنکے گھرون مین
چھپر کھٹ تھے سو بسا اوقات آدمی کا خادم ناگاہ اُسکے پاس آجاتا یا اُسکا لڑکا یا اُسکا یتیم جو اُسکی پرورش
مین ہوتا اور وہ اپنی بی بی پر ہوتا تھا اس واسطے اللہ پاک نے اُن کو اس بات کا حکم دیا کہ ان
عورات مین پروانگی مانگین جنکا اللہ نے نام لیا ہے پھر اللہ نے بعد اسکے اُنکو پردون کا مقدور
دیا پھر اللہ نے اُنپر رزق و روزی کی فراخی فرمائی تو پردے بنائے اور چھپر کھٹ رکھے پس
لوگون نے خیال کیا کہ یہ اُنکو کافی ہوگیا استیذان سے جسکا اُنکو حکم ہوا ہے یہ اسناد حضرت
ابن عباس تک صحیح ہے ورواہ ابوداؤد عن القعنبی عن الدراوردی عن عمرو
بن ابی عمرو بہ **سدی** نے کہا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کچھ لوگ محبوب رکھتے تھے
اس بات کو کہ ان گھڑیون مین اپنی بی بیون سے صحبت کرین تاکہ نہائین پھر نماز کی طرف نکلین
اس لیے اللہ نے اُنکو حکم دیا کہ اپنی لونڈی غلامون لڑکون کو امر کرین کہ ان ساعتون مین اُنپر
داخل نہون مگر اذن سے **مقاتل** بن حیان نے کہا ہے ہمکو واللہ اعلم یہ بات پہونچی ہے

۱ مقرر عزت
اللہ کے نام کی کہ جسکو ادب بڑا ۱۲ منہ

۲ یہ اشارہ ایک
پستقد لونڈی کی طرف
کیا جو اُسکے پاس رکھی
ہوئی تھی کذا فی الفتح ۱۲ منہ

کہ ایک شخص انصار کا اور اُسکی بی بی اسماء بنت مُرشدہ ان دونون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کھانا تیار کیا پھر لوگ بغیر اذن داخل ہونے لگے تو اسماء نے کہا یا رسول اللہ یہ کیا بُری بات ہے کہ البتہ داخل ہوتا ہے عورت پر اور اُسکے خاوند پر اور وہ ایک کپڑے مین ہوتے ہین اُنکا غلام بغیر اذن کے اسپر اللہ پاک نے اس باب مین یہ آیت نازل فرمائی یا ایھا الذین اٰمنوا جو اموراسپر دال ہین کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہین ہوئی منجملہ اُنکے ایک یہ آیت ہے کہ کذٰلک یبین اللہ لکم الاٰیات واللہ علیم حکیم مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے اسکے بیان کی منت رکھی ہے تو معلوم ہوا کہ محکم ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ یا ایھا الذین اٰمنوا خطاب ہے مومنین کو اور مومنات اسمین تغلیبا داخل ہین جسطرح کہ اسکے سوا اور خطابات مین داخل ہوا کرتے ہین **علما** نے فرمایا ہے یہ آیت خاص ہے ساتھ بعض اوقات کے لیستاذنکم مین اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہے اسمین کئی قول ہین **اول** یہ ہے کہ منسوخ ہے یہ قول سعید بن مسیب کا ہے **۲** سعید بن جُبیر نے کہا ہے کہ امر اسمین ندب واستحباب کا ہے وجوب کے لیے نہین ہے **۳** کسی نے کہا کہ یہ واجب تھا جبکہ اُنکے گھرون کے دروازے نہ تھے اب اگر وہی حال عود کر آوے تو وجوب بھی عود کر آئیگا اسکو مہدوی نے حضرت ابن عباس سے حکایت کیا ہے **۴** کسی نے کہا کہ امر اس جگہ واسطے وجوب کے ہے اور آیت محکم غیر منسوخ ہے اور حکم اُسکا مردون عورتون دونون پر ثابت ہے **قرطبی** نے کہا یہ قول اکثر علما کا ہے **۵** سُلمی نے کہا یہ خاص ہے ساتھ عورتون کے **۶** حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مردون کے ساتھ خاص ہے نہ عورتون کے **قولہ تعالیٰ** الذین ملکت ایمانکم سے مراد غلام لونڈیان ہین **قولہ تعالیٰ** والذین لم یبلغوا الحلم سے مراد صبیان ہین یعنی نابالغ بچے منکم سے مراد احرار آزاد لوگ ہین حضرت حسن وابو عمرو نے ایک روایت مین الحلم بسکون لام پڑھا ہے باقی قراء کی قرارت بضم لام ہے اخفش نے کہا حلم ہے حَلُم الرجل بفتح لام سے اور حلم سے حُلُم بضم لام یحلم بکسر لام ہے سب کا اتفاق ہے اسپر کہ احتلام بلوغ ہے اسمین اختلاف ہے کہ جب پندرہ برس کو پہونچ جاوے اور محتلم نہو تو حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ بالغ نہوگا

یہانتک کہ اٹھارہ برس کو پہونچے اور اُنکو کامل کرلے اور لڑکی سترہ برس کو امام شافعی وامام ابو یوسف وامام محمد وامام احمد رضی اللہ عنہم نے لڑکی اور لڑکے کے حق مین پندرہ برس کا فرمایا ہے کہ وہ مکلف ہوجاتے ہین اور اُنپر احکام جاری ہوتے ہین گو محتلم نہون **قولہ تعالی** ثلاث مرات کے معنی ہین ثلاث اوقات یعنی تین وقت رات دن مین اوقات کو مرات کے پیرایہ مین ادا کیا اسواسطے کہ اصل وجوب استیذان کا بسبب مقارنت ان اوقات کے ہی واسطے گزرنے مستاذنون کے مخاطبون پر نفس اوقات نہین ہین نصب ثلاث مرات کا بنا بر مصدریت ہے یعنی ثلاث استیذانات ابو حیان نے اسکو ترجیح دی ہے اور کہا ہے ظاہر یہی ہے اسواسطے کہ جب تو یون کہے گا کہ ضربتک ثلاث مرات تو اس سے نہین سمجھے جائین گے مگر تین ضربین لیکن اسکو یون رد کیا ہے کہ ظاہر اس جگہ متروک ہے بسبب قرینۂ مذکور کے وہ قرینہ یہی تفسیر ثلاث مرات کی ہے ساتھہ ثلاث اوقات کے تو نصب اُسکا بنا بر ظرفیت زمانی ٹھیرے گا پھر اللہ پاک نے ثلاث مرات کی یہ تفسیر فرمائی **من قبل صلوۃ الفجر** اسوقت اس لیے اذن مانگنا چاہیے کہ یہ وقت بچھونون سے اُٹھنے کا ہے اور نیند کے کپڑونکے ڈالنے کا اور بیداری کے کپڑونکے پہننے کا کبھی آدمی برہنہ سوتا ہے یا ایسی حالت پر ہوتا ہے کہ غیر کا دیکھنا اُسمین پسند نہین کرتا ہے محل اسکا نصب ہے اس بنا پر کہ بدل ہے ثلاث سے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ موضع رفع مین ہو اس بنیاد پر کہ خبر ہو مبتدا ے محذوف کی یعنی ھی من قبل الخ **قولہ تعالی** وحین تضعون ثیابکم من الظھیرۃ معطوف ہی محل پر من قبل صلوۃ الفجر کے کلمۂ من بیان کا ہے یا بمعنی فی ہے یا بمعنی لام یہ دوسرے وقت کا ذکر ہے معنی یہ ہین جسوقت تم اُتار رکھتے ہو اپنے کپڑے جنکو تم پہنتے ہو دن مین مارے شدت گرمی دوپہر کے یہ وقت نصف النہار کا ہے وہ لوگ قیلولے کے واسطے کپڑے اُتار ڈالتے تھے اور کبھی برہنہ ہوجاتے تھے پھر اللہ پاک نے تیسرے وقت کا ذکر کیا **ومن بعد صلوۃ العشاء** اسوقت مین طلب اذن اسواسطے چاہیے کہ یہ وقت برہنہ ہونیکا ہے لباس بیداری سے اور بی بی کے ساتھہ تنہا ہونے کا ہے اور لباس خواب کے اوڑھنے کا پھر اللہ پاک نے اِن تین وقتون کا اجمال کیا بعد تفصیل کے پس فرمایا **ثلاث عورات لکم**

جمہور نے برفع ثلاث پڑہا ہے حمزہ وابو بکر نے عاصم سے بنصب بنا بر بدل ثلاث مرات سے ابن عطیہ نے کہا کہ بدل جو صحیح ہوتا ہے سو بتقدیر اوقات ثلاث عورات کے مضاف محذوف ہوا اور مضاف الیہ اُسکے قایم مقام کیا گیا یہ بھی احتمال ہے کہ نفس ثلاث مرات نفس ثلاث عورات ٹھیرایا گیا واسطے مبالغے کے یہ بھی جائز ہے کہ ثلاث عورات بدل ہو اوقات مذکورہ سے یعنی من قبل صلوۃ الفجر الخ سے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ منصوب ہو باضمار فعل یعنی اعنی اور مثل اُسکے اور کوئی فعل رہا رفع سو اس بنا پر ہے کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی یعنی ھُنَّ ثلاثُ ابو حاتم نے کہا کہ نصب ضعیف ومردود ہے فراء نے کہا ہے کہ رفع مجھکو زیادہ تر محبوب ہے کہا کہ رفع کو من نے اسواسطے پسند کیا ہے کہ معنی یہ ہین ہذہ الخصال ثلاث عورات کسائی نے کہا ہے کہ ثلاث عورات مرفوع بابتدا ہے اور خبر بابعد اُسکا ہے کہا کہ عورات وہ ساعتین ہین جنمین عورت[۱] ہوتی ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین لیستاذنکم اوقات ثلاث عورات یعنی چاہیے کہ پروانگی مانگین تم سے تین وقتون مین کہلنے کے مضاف یعنی اوقات کو حذف کردیا اور مضاف الیہ اُسکے قایم مقام کیا گیا عورات جمع ہے عورۃ کی عورت اصل مین کہتے ہین خلل کو یعنی رخنہ کو جسطرح کہ شہر کے نا کے کو عورت بولتے ہین پھر عورت کا غلبہ دیا گیا اُس خلل مین جو کہ واقع ہوتا ہے اُس شے مین جسکے حفظ کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اس کا چھپانا متعین ہوتا ہے یعنی وہ ایسے تین وقت ہین کہ اُن مین ستر خلل پذیر ہوتا ہے اعمش نے عَوَرات پڑہا ہے بفتح واو یہ لغت ہُذَیل وتمیم کا ہے کیونکہ یہ لوگ فعلات کے عین کو فتح دیتے ہین برابر ہے کہ وہ واو ہو یا یاء کلمۃ لکم متعلق ہے محذوف سے وہ صفت ہے ثلاث عورات کی ای کائنۃ لکم یعنی وہ ایسے تین وقت کہلنے کے ہین کہ ہو نیوالے ہین واسطے تمہارے اور جملہ مستانفہ ہے واسطے بیان علت وجوب استیذان کے لایا گیا ہے مثلاً کسی نے کہا کہ ان وقتون مین اذن مانگنا کیون واجب ہے سو یہ اُسکا جواب دیا اور سبب بیان کردیا کہ اسواسطے واجب ہوا کہ یہ وقت تمہارے بے ستر ہونیکے ہین ف عبداللہ بن سُوَید رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عورات ثلاث کا پوچھا تو آپنے فرمایا کہ جسوقت مین اُتار رکھون اپنے کپڑے بعد دوپہر کے تو داخل نہو مجھپر کوئی

[۱] یعنی جن وقتون مین آدمی سے کپڑے کہلتے ہون ۱۲ منہ

خادمون سے منجملہ اُن لوگونکے جو عقل کی حد کو پہونچے نہین ہین اور نہ کوئی جو عقل کی حد کو نہین پہونچا ہے
آزاد لوگون سے مگر اذن سے اور جسوقت مین اُتار رکھون اپنے کپڑے بعد نماز عشا کے اور قبل نماز صبح
کے اخرجہ ابن مردویہ عن ثعلبۃ القرظی عن عبد اللہ واخرجہ عبد بن حمید والبخاری
فی الادب عن عبد اللہ من قولہ واخرج نحوہ ایضا ابن سعد عن سوید
بن النعمان **حضرت ابن عباس** رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ جسوقت خلوت مین
ہو مرد اپنی بی بی کے ساتھہ بعد نماز عشا کے تو نہ داخل ہوا سپر کوئی صبی اور نہ خادم مگر اُسکے
اذن سے یہانتک کہ صبح کی نماز پڑہے اور جب خلوت مین ہو اپنی بی بی کے ساتھہ وقت ظہر
کے تو اسیطرح اور رخصت دی گئی واسطے اُنکے دخول مین فیما بین اسکے بغیر اذن کے
وہ یہ قول ہے اللہ پاک کا لیس علیکم الآیہ پھر رہا وہ شخص جو عقل کی حد کو پہونچ چکا
ہے تو وہ نہ داخل ہو مرد پر اور اُسکی بی بی پر مگر اذن سے ہر حال مین وہ یہ قول ہے واذا
بلغ الاطفال الآیہ اخرجہ ابن المنذر وابن ابی حاتم والبیہقی وفی السنن
عنہ فی الآیہ **حضرت ابن عمر** رضی اللہ عنہما کا قول جو گزر چکا ہے کہ یہ ذکور پر ہی نہ اُناث پر
سو اسکو ابن ابی شیبہ و بخاری نے ادب مین اور ابن جریر و ابن منذر نے روایت کیا ہے
فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے کہ اس تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ اطلاع عورات پر
ان وقتون مین جسطرح آدمی اُسکو ذکور سے مکروہ رکھتا ہے اُسیطرح عورتون سے **ابو عبد الرحمن**
سُلمی کا قول گزر چکا ہے کہ یہ آیت حق مین عورتون کے ہے خاصۃً یہان اتنا زیادہ ہے کہ
مرد اذن مانگے ہر حال پر رات اور دن مین اسکو فریابی و ابن ابی شیبہ و عبد بن حمید و ابن ابی حاتم
و ابن منذر نے روایت کیا ہے **سعید** بن جُبیر نے کہا کہ کچھ لوگ کہتے ہین کہ یہ آیت منسوخ ہی
واللہ منسوخ نہین ہوئی ہے لیکن وہ اس قسم سے ہی کہ لوگون نے اُسکے ساتھہ تہاون و سستی
کی ہے **ابو سلمہ** بن عبد الرحمن نے بعض ازواج نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہی
کہ یہ آیت حق مین عورتون کے نازل ہوئی ہے کہ وہ ہمیشہ اذن مانگین اخرجہ ابن مردویہ **حضرت**
علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عورتین ہین کیونکہ مرد تو اذن مانگتے ہین اخرجہ الحاکم وصححہ
قولہ تعالیٰ لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدھن یعنی نہین ہے غلامون پر اور نہ

لڑکون پر کوئی گناہ دخول مین بغیر پروانگی مانگنے کے کیونکہ مخالفت حکم کی اور اطلاع عورات پر
جو اثم کے موجب ہوتی ہے وہ نہین ہے بعد ہن کے یہ معنی ہین کہ بعد ہر ایک کے اِن تین
عورات سے وہ اوقات متخلل ہین درمیان ہر دو وقت کے اِن تین وقتون سے یہ جملہ مستانفہ
مقرر ہے امر باستیذان کا اِن حالتون مین خاصۃً یہ بھی جائز ہے کہ محل رفع مین ہو صفت
ٹھیرے ثلاث عورات کی بنا بر قرارت رفع کے ابو البقا نے کہا بعد ھن کی تقدیر یہ ہے
بعد استیذانہم فیھن پھر جار و مجرور یعنی فیھن کو حذف کر دیا تو بعد استیذانہم باقی
رہا پھر مصدر کو اور ضمیر کو جو اُس سے متصل تھے حذف کر دیا اُس قول کو یون رد کیا ہے کہ
اس تقدیر کی کوئی حاجت نہین ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ نہین ہے کوئی گناہ تمپر نہ اُنپر یعنی
غلام لونڈیون لڑکون پر پروانگی نہ مانگنے مین بعد اِن اوقات مذکورہ کے طوافون علیکم
مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی ھم طوافون اور یہ جملہ مستانفہ
بیان کرنے والا ہے اُس عذر کا جو رخصت دینے والا ہے ترک استیذان مین فراء نے کہا
یہ ایسا ہے جیسا کہ تم محاورے مین بولتے ہو ھم خدمکم وطوافون علیکم یعنی وہ تو
تمہارے خادم ہین تمپر پھرتے رہتے ہین نیز فراء نے طوافین کا نصب جائز رکھا ہے
اسواسطے کہ یہ نکرہ ہے اور ضمیر علیکم مین معرفہ ہے اور بصری لوگ جایز نہین رکھتے ہین کہ
حال ہو اُن دو مضمر سے جو کہ علیکم اور بعضکم مین ہین بسبب اختلاف دو عامل کے معنی
طوافون علیکم کے یہ ہین کہ وہ پھرتے رہتے ہین تمپر مطلب یہ ہے کہ وہ تمہارے خادم
ہین پس کچھ کھٹکا نہین ہے کہ وہ تمپر داخل ہون غیر اِن وقتون مین بدون اِذن کے بعضکم
علی بعض کے یہ معنی ہین کہ پھرتا ہے یا پھرنے والا ہے بعض تمہارا بعض پر اور جملہ بدل ہی
ماقبل سے یا اُسکا مؤکد ہے معنی یہ ہین کہ ہر ایک تم مین سے پھرتا ہے اپنے صاحب پر غلام
مالکون پر اور مالک غلامون پر اللہ پاک نے جو غیر اِن تین وقتون مین دخول کو مباح فرمایا ہے
بغیر استیذان کے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ عادت اُنکی یہ تھی کہ اپنی عورات کا کشف نہین کرتے
تھے غیر اِن وقتون مین کذلک کا اشارہ ہے طرف مصدر فعل کے جو اسکے بعد ہے جسطرح
کہ سب جگہ کتاب عزیز مین ہوتا ہے یعنی مثل اس بیان کرنیکے یبین اللہ لکم الآیات بیان

کرتا ہے اللہ واسطے تمہارے آیتون کو جو دال ہین اُن حکمون پر جنکو اللہ نے تمہارے واسطے
مشروع فرمایا ہے واللہ علیم یعنی اللہ پاک کثیر العلم ہے ساتھہ معلومات کے حکیم کثیر الحکمت
ہے اپنے افعال مین جبکہ اللہ پاک اُن اطفال کا ذکر فرما چکا جو کہ عقل کی حد کو نہین پہونچے تھے
تو اب یہان اطفال اَحرار کا ذکر کیا جو کہ عقل کی حد کو پہونچ چکے ہین پس ارشاد فرمایا واذا
بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلہم ط کذالک
یبین اللہ لکم ایتہ ط واللہ علیم حکیم ○ اور جب پہونچین لڑکے تم مین عقل کی
حد کو تو ویسی پروانگی لین جیسی لیتے رہے ہین اُنسے اگلے یون کھول سناتا ہے اللہ تمکو اپنی
باتین اور اللہ سب جانتا ہے حکمت والا ف ویسی پروانگی یعنی ہر وقت جیسے جُدے گھر والے
ہر وقت خبر کر کر آوین انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یعنی جسوقت پہونچین
لڑکے تم مین عقل کی حد کو وہ لڑکے جو کہ پروانگی مانگتے تھے صرف عورات ثلاث مین پھر جب
وہ پہونچ جائین عقل کی حد کو تو اُنپر واجب ہے کہ پروانگی مانگین ہر حال پر یعنی بہ نسبت اجانب
کے اور اُن حالتون کے جنمین آدمی اپنی بی بی پر ہوتا ہے اگرچہ وہ اُن تین حال مین نہو اَوزاعی
نے یحیی بن ابی کثیر سے روایت کیا ہے کہ جسوقت لڑکا رباعی ہو جاوے تو وہ پروانگی مانگے
عورات ثلاث مین اپنے مان باپ پر پھر جب وہ پہونچ جاوے عقل کی حد کو تو چاہیے پروانگی
مانگے ہر حال پر اسیطرح سعید بن جُبیر نے بھی کہا ہے اور کما استاذن الذین من قبلہم
کی تفسیر مین کہا ہے یعنی جسطرح پروانگی لیتے رہے ہین بڑے لوگ مرد کی اولاد سے اور اُسکے
اقارب سے ف فتح البیان مین ہے کہ جسوقت اطفال اَحرار عقل کی حد کو پہونچ جائین تو چاہیے
کہ پروانگی مانگین جب تم پر داخل ہون سب وقتون مین حرف کاف نعت ہے مصدر محذوف
کے ای استیذانا کما استاذن الذین من قبلہم اور موصول عبارت ہو اُن
لوگون سے جنکے حق مین یہ فرمایا ہے لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا الآیہ
معنی یہ ہین کہ یہ لوگ جو عقل کی حد کو پہونچ گیے ہین پروانگی مانگین سب وقتون مین پروانگی مانگنے کی
مثل پروانگی مانگنے اُن آزاد بڑے لوگون کے جنکو پروانگی مانگنے کا حکم ہوا ہے بدون استثنا
کے عطا نے کہا واجب ہے لوگون پر کہ اذن طلب کرین جبکہ بالغ ہو جائین آزاد ہون یا غلام

لہ اصل کا لفظ اذا کان الغلام کہا گیا ہے غلام کہتے ہین جو کہ وقت ولادت سے بلوغ تک اور مرد مستحکم القوۃ کو بھی بولتے ہین اور راقم کو غلام کر اتی صحیح البخاری یا غلام یا فتح شش نقطہ چار دانت کو کہتے ہین جو درمیان شباب اور ادبار کے ہوتے ہین

لہ مت جا کر کسی گھر دون مین اپنے گھر دون کے سوا جب تک نہ بول چال کر اور سلام دے لو اُس گھر والون پر یہ بہتر ہے تمہارے حق مین شاید تم یاد کرو ۱۲ منہ

حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا اذن طلب کرے مرد اپنی ماں پر فرمایا ہاں اگر تو نکر یگا تو دیکھے گا اُس سے وہ شے جسکو تو مکروہ رکھے گا زہری و سعید بن مسیب نے کہا کہ آدمی اپنی ماں پر طلب اذن کرے اسی بات مین یہ آیت نازل ہوئی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا تمپر لازم ہے اذن اپنی ماؤن پر دوسرا لفظ انکا یہ ہے کہ طلب اذن کرے مرد اپنے باپ اور ماں اور بھائی اور بہن پر اخرجہ البخاری فی الادب وعن جابر نحوہ عطا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا مین اذن طلب کرون اپنی بہن پر فرمایا ہاں مین نے عرض کیا کہ وہ تو میری گود مین یعنی میری پرورش مین ہے اور مین اُسپر خرچ کرتا ہون اور وہ میرے ساتھ ہے گھر مین کیا مین اُسپر طلب اذن کرون فرمایا ہاں بیشک اللہ فرماتا ہے لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم الآیۃ پس یہ لوگ حکم نہین کیے گیے ساتھ اذن کے مگر ان عورات ثلاث مین کہا واذا بلغ الاطفال منکم الحلم فلیستاذنوا کما استاذن الذین من قبلہم پس اذن واجب ہے کل خلق اللہ اجمعین پر اخرجہ سعید بن منصور والبخاری فی الادب وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردویہ عطاء بن یسار سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا مین اذن طلب کرون اپنی ماں پر فرمایا ہاں عرض کیا کہ مین تو اُسکے ساتھ ہون گھر مین فرمایا اذن مانگ اُسپر عرض کیا کہ مین تو اُسکا خادم ہون پھر کیا مین اذن مانگون اُسپر ہر اُسوقت کہ داخل ہون فرمایا کیا تو دوست رکھتا ہے کہ اُسکو ننگا دیکھے عرض کیا نہین فرمایا تو اذن مانگ اُسپر یہ حدیث مرسل ہے اخرجہ ابن جریر والبیہقی فی السنن **قولہ تعالی** کذلک یبین اللہ لکم آیاتہ اللہ پاک نے تاکید کے واسطے اسکو مکرر ذکر فرمایا واللہ علیم یعنی اللہ سبحانہ اپنے خلق کے امور کو خوب جانتا ہے اُن حکمون مین جنکو بیان فرماتا ہے حکیم حکمت والا ہے مصالح خلق مین جنکی اُسنے تدبیر فرمائی ہے اور اُنکو مشروع کیا ہے والقواعد من النساء اللّٰتی لا یرجون نکاحا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجٰت بزینۃ ط وان یستعففن خیر لھن ط واللہ سمیع علیم ○ اور جو بیٹھہ رہی ہین تمہاری عورتون مین جنکو توقع نہین بیاہ کی اُنپر گناہ نہین کہ اُتار رکھین اپنے کپڑے یہ نہین کہ دکھاتی پھرین

اپنا سنگار اور اس سے بھی بچین تو بہتر ہے انکو اور اللہ سب سنتا ہی جانتا ف یعنی بوڑھی عورتین گھر مین تھوڑے کپڑون مین رہین تو درست ہے اور پورا پردہ رکھین تو اور بہتر انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ سعید بن جبیر و مقاتل بن حیان و ضحاک و قتادہ نے کہا ہے کہ قواعد من النساء وہ عورتین ہین جن سے حیض منقطع ہوگیا ہے اور بچے ہونے سے ناامید ہو چکی ہین اللاتی لا یرجون نکاحا کا مطلب یہ ہے کہ انکو نکاح کرنے کی طرف تشوف باقی نہین رہا ہی تشوف کہتے ہین عورت کے بناؤ سنگار کرنے کو فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن غیر متبرجات بزینۃ کے معنی یہ ہین کہ ان عورتون پر ستر کرنے مین ایسا حرج نہین ہے جیسا کہ انکے سوا اور عورتون پر ہے ابو داؤد نے عن یزید نحوی عن عکرمہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے وقل للمومنات یغضضن من ابصارھن الآیہ اس سے القواعد من النساء الآیہ کا استثنا کیا گیا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ثیابھن کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ جلباب یا رداء ہے اور اسیطرح حضرت ابن عباس و حضرت ابن عمر و مجاہد و سعید بن جبیر و ابو الشعثا و ابراہیم نخعی و حسن و قتادہ و زہری و اوزاعی وغیرہم سے مروی ہے ابو صالح نے کہا کہ اتار رکھے جلباب اور کھڑی ہو روبرو مرد کے درع و خمار مین سعید بن جبیر وغیرہ نے حضرت ابن مسعود کی قرات ان یضعن من ثیابھن مین کہا ہے کہ وہ جلباب ہے خمار کے اوپر پس کچھ خوف نہین ہے کہ اتار رکھین نزدیک غریب یعنی مسافر کے یا غیر غریب کے بعد اسکے کہ اسپر خمار صفیق ہو یعنی گاڑھی اوڑھنی سعید بن جبیر نے غیر متبرجات بزینۃ کی تفسیر مین کہا ہے لا یتبرجن بوضع الجلباب لدیٰ ما علیھن من الزینۃ یعنی چادر اتار کے اظہار زینت نکرین تاکہ جو زینت اوپر ہے وہ دکھائی دے ابن ابی حاتم نے ام الضیاء سے روایت کیا ہے کہا مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر داخل ہوئی تو مین نے کہا اے ام المؤمنین آپ کیا فرماتی ہو حق مین جلباب و نقاض و صباغ اور بالیون اور پائل اور سونے کی انگوٹھی اور باریک کپڑون کے تو فرمایا اے گروہ عورتون کے قصہ تمہارا کل ایک ہے حلال کی اللہ نے واسطے تمہارے زینت درانحال کہ تم اظہار زینت کرنے والی نہو یعنی تمہارے واسطے حلال نہین ہے کہ وہ تمسے کسی محرم کو

ف یعنی بوڑھی ابو سعید قرشی مولاہم النحوی و نحو بعین من الازد و ابو الحسن المروزی عن مجاہد و عکرمہ و عنہ ابو قرۃ الکندی و نوح بن حبیب و قتیبۃ بن سعید و ثلاثین و مائتین و ذکرہ ابن حبان فی الثقات ۱۲ منہ

ف اور بہتر انتہی کہا ہے جلباب کو جمع جلابیب کہا ہے جلباب کہتے ہین ثوب کو جو عورت اوڑھتی ہے اوپر اور قناع سے بڑا ہوتا ہے اور ازار سے چھوٹا ہوتا ہے اور ملحفہ سے بھی چھوٹا ہوتا ہے اور اوڑھتی ہے عورت اسکو اوپر اپنے خمار کے اور خمار اوڑھتی ہے اوپر اپنے خمر کے اور خمر اوڑھتی ہے اوپر اپنے درع کے اور درع پہنتی ہے اوپر اپنے ثوب کے اور ثوب پہنتی ہے اوپر اپنے بدن کے اور بدن ڈھکتی ہے اوپر اپنے ستر کے اور ستر ڈھکتا ہے اوپر اپنے عورت کے اور عورت ڈھکتی ہے اوپر اپنے بیت کے اور بیت ڈھکتا ہے اوپر اپنے ہمسایہ کے اور ہمسایہ ڈھکتا ہے اوپر اپنے ہمسایہ کے ۱۲ منہ

ف یعنی بوڑھی عورتین جو حیض سے منقطع ہو گئی ہین ۱۲ منہ

ف یعنی ڈھکین

ف یعنی ڈھکین

ف یعنی ڈھکین

دیکھین سُدّی نے کہا کہ میرا ایک شریک تہا اُسکو مسلم کہتے تہے اور وہ حذیفہ بن یمان کی بی بی کا غلام تہا پس وہ ایک دن بازار کی طرف آیا اور اُسکے ہاتھہ مین مہندی کا اثر تہا تو مین نے اُس سے اسکا پوچہا سو اُسنے مجھے یہ خبر دی کہ اُسنے اپنی مالکہ کے سر مین خضاب لگایا تہا یہ عورت حضرت حذیفہ کی بی بی تہین پس مین نے اس بات کا انکار کیا تو مسلم بولا اگر تو چاہی تو مین تجھے اُسکے پاس لے چلون مین نے کہا ہان پہر وہ مجھے اُسکے پاس لے گیا تو ناگاہ وہ ایک جلیل بی بی تہین مین نے اُنسے کہا کہ مسلم نے مجھسے یہ بیان کیا کہ اُسنے تمہارے سر مین خضاب لگایا وہ بولین ہان اے میرے بیٹے مین تو اُن بیٹہہ رہی عورتون مین سے ہون جو کہ بیاہ کی توقع نہین رکہتی ہین اور اللہ تعالیٰ نے جو اس باب مین فرمایا ہے وہ تو سن چکا ہے

قولہ تعالیٰ وان یستعففن خیر لھن کا یہ مطلب ہے کہ اگرچہ کپڑے اُتار رکہنا اُن کو جائز ہی لیکن اُنکا اُتار نہ رکہنا اپنے کپڑون کو بہتر و افضل ہے اُنکو **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مراد قواعد سے بڑہیان ہین جو کہ حیض سے بیٹہہ رہی ہین یا تمتع حاصل کرنے سے یا بچا ہونے سے مارے بڑہاپے کے سو وہ نہ جنتی ہین نہ اُنکو حیض آتا ہے واحد قواعد کا قاعد بدون تاے تانیث ہے تاکہ حذف تا کا دال ہوا سپر کہ وہ قعود کبر ہے جسطرح کہ امراۃ حامل بولتے ہین تاکہ حذف تا دلالت کرے اسپر کہ وہ حمل جبل ہے محاورے مین جو عورت اپنے گہر مین بیٹہی ہوتی ہے تو اُسکو قاعدۃ فی بیتہا بتاے تانیث بولتے ہین اور جو عورت اپنی پشت پر بوجہہ لادے ہوتی ہے تو اُسکو کہتے ہین حاملۃ علی ظہرھا زجاج نے کہا یہ وہ عورتین ہین کہ تزویج سے بیٹہہ رہی ہین یہی معنی ہین اس قول کے اللاتی لا یرجون نکاحا یعنی اپنے بڑہاپے کے مارے نکاح مین طمع نہین رکہتی ہین ابو عبیدہ نے کہا وہ عورتین ہین کہ بچے سے بیٹہہ رہی ہین یہ قول ٹہیک نہین ہے اسواسطے کہ عورت بچے سے بیٹہہ رہتی ہے اور اُسمین متمتع ہوتا ہے یعنی مرد اُس سے اپنا کام نکال سکتا ہے کسی نے کہا وہ بڑہیان ہین کہ مرد دیکہے جب اُنکو دیکہتے ہین تو اُنسے گمن کرتے ہین رہی وہ عورت جسمین کچہہ باقی ساقی جمال رہ گیا ہے اور وہ محل شہوت ہو تو وہ اس آیت کے حکم مین داخل نہوگی پہر اللہ پاک نے حکم قواعد کا ذکر کیا پس ارشاد فرمایا فلیس علیھن جناح ان یضعن ثیابھن مراد ثیاب سے

وہ کپڑے ہین جو ظاہر بدن پر ہوتے ہین جیسے جلباب و ردا جو کپڑون کے اوپر ہوتی ہے
اور قناع جو کہ خمار کے اوپر ہوتا ہے اور مثل اسکے نہ وہ کپڑے جو کہ عورت خاصہ پر ہوتے ہین
اور خمار یہ جو اُنکے واسطے جائز ہوا سو اس لیے کہ نفوس اُنسے پھرے ہوئے ہین کیونکہ
اُن مین مردون کو کسیطرح کی رغبت نہین رہی ہے سو اللہ پاک نے اُنکو وہ شے مباح کردی
جو اُنکے غیر کے لیے مباح نہین کی حضرت ابن عباس سے مروی ہے فرمایا وہ عورت ہُوا سپر
کچھ گناہ نہین ہے کہ اپنے گھر مین درع و خمار کے ساتھ بیٹھے اور جلباب اپنے اوپر سے
اُتار رکھے جب تک کہ تبرج نکرے ساتھ اُس چیز کے جسکو اللہ نے مکروہ کیا ہے دوسرا
لفظ اُنسے یہ ہے کہ وہ یون پڑھا کرتے تھے ان یضعن من ثیابھن[۱] اور فرماتے کہ وہ
جلباب ہے حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اُتار رکھے جلباب کو حضرت ابن مسعود سے بھی
مثل اسکے مروی ہے اور ردا کو زیادہ کیا ہے پھر اللہ پاک نے اُنکی حالتون سے ایک حالت
کا استثنا فرمایا غیر متبرجات بزینۃ یعنی اُس زینت کی ظاہر کرنیوالی نہون جسکے چھپانیکا
ولا یبدین زینتھن مین اُنکو امر فرمایا ہے تاکہ مرد اُنکی طرف نظر کرین یا مراد زینت خفی
ہے جیسے قلادہ[۵۲] و سوار و خلخال تبرج کہتے ہین کھلنے اور ظاہر ہونے کو واسطے اُنکھون کے
اور تکلف کرنے کو ظاہر کرنے مین اُس شے کے جو چھپی ہے اور ظاہر کرنا عورت کا ہے اپنی زینت
اور خوبیون کو واسطے مردون کے اسی معنی سے بروج مشیدہ و بروج سماء ہین اور اسی باب سے
قول عرب ہے سفینۃ بارجۃ یعنی وہ کشتی جسپر کوئی پردہ نہین ہوتا ہے وان یستعففن یعنی
اگر وہ کپڑے اُتارنے کو ترک کرین اور طالب عفت ہون اُس سے تو یہ اُنکے واسطے وضع
ثیاب سے بہتر ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وان یعففن پڑھا ہے بدون سین
کے واللہ سمیع علیم یعنی اللہ پاک کثیر السماع والعلم اور بلیغ السماع والعلم ہے مطلب یہ ہے کہ
بڑا سُننے والا بڑا جاننے والا ہے لیس علی الاعمی حرج ولا علی الاعرج حرج
ولا علی المریض حرج ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم او بیوت
اٰبائکم او بیوت امھٰتکم او بیوت اخوانکم او بیوت اخواتکم او بیوت اعمامکم
او بیوت عمّٰتکم او بیوت اخوالکم او بیوت خٰلٰتکم او ما ملکتم مفاتحہ او صدیقکم

[۱] اسی طرح حضرت ابن مسعود و ابی ابن کعب رضی اللہ عنہما نے بھی پڑھا ہے "

[۵۲] قلادہ گردن بمعنی ہار گلوبند خلخال پازیب یعنی پائل ۱۲ منہ

لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا ط فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی
انفسکم تحیۃ من عند اللہ مبرکۃ طیبۃ ط کذلک یبین اللہ لکم الایت لعلکم
تعقلون ع نہین اندہے پر کچھہ تکلیف اور نہ لنگڑے پر تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف
یعنی جو کام تکلیف کے ہین وہ انکو معاف ہین جہاد اور حج اور جمعہ اور جماعت اور ایسی چیزین اور نہ تمین
تکلیف تم لوگون پر کہ کہالو اپنے گھرون سے یا اپنے باپ کے گھرون سے یا اپنی ماں کے
گھر سے یا اپنے بھائی کے گھر سے یا اپنی بہن کے گھر سے یا اپنے چچا کے گھر سے یا اپنی پھوپی کے گھر سے یا اپنے
ماموں کے گھر سے یا اپنی خالا کے گھر سے یا جسکی کنجیون کے مالک ہوئے ہو یا اپنے
دوست کے گھر سے نہین گناہ تمپر کہ کہاؤ ملکر یا جدا ہو کر پھر جب جانے لگو کبھی گھرون مین تو
سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہے اللہ کے یہان سے برکت کی ستھری یون کھولتا ہے
اللہ تمہارے آگے باتین شاید تم بوجھہ رکھو ف یعنی اپنایت کے علاقون مین کہانے کی
چیز کو ہر وقت پوچھنا ضرور نہین نہ کہانے والا حجاب کرے نہ گھر والا دریغ کرے مگر عورت کا
گھر اگر اُسکے خاوند ہو تو اُسکی مرضی چاہیے اور ملکر کہاؤ یا جدا یعنی اسکا تکرار دل مین نہ کیجئے کہ
کس نے کم کہایا کس نے زیادہ سب نے ملکر پکایا سب نے ملکر کہایا اور اگر ایک شخص کی مرضی ہو
تو ہرگز درست نہین کسی کی چیز کہانی اور تقید فرمایا سلام کا آپسکی ملاقات مین اس سے بہتر دعا نہین
جو لوگ اسکو چھوڑکر اور لفظ ٹھیراتے ہین اللہ کی تجویز سے اُنکی تجویز بہتر نہین انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ جس معنی کے سبب سے اعمی و اعرج و مریض سے اسجگہ
حرج دور کیا گیا ہے اُسمین مفسرین نے اختلاف کیا ہے پس عطا و خراسانی و عبدالرحمن بن
زید بن اسلم نے کہا ہی کہتے ہین کہ یہ آیت جہاد کے باب مین نازل ہوئی ہے اور اس آیت کو اس جگہ
مثل اُس آیت کے ٹھیرایا ہے جو کہ سورۂ فتح مین ہے اور وہ لامحالہ حق مین جہاد کے ہے یعنی
ان لوگون پر کوئی گناہ نہین ہے ترک جہاد مین بسبب اُنکے ضعف و عجز کے اور جسطرح اللہ تعالے
نے سورۂ برأۃ مین فرمایا ہے لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین
لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للہ ورسولہ ما علی المحسنین من
سبیل واللہ غفور رحیم ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما

ع ۱۴

ضعیفون پر
تکلیف نہین نہ
تنگدست پر
جنکو پیدا نہین جو
خرچ کرین جب دل سے
صاف ہون اللہ اور
رسول کے ساتھہ ہون
تنگدلون پر الزام کی راہ
اور ایسے بخشنے والا مہربان
پھر اور پھر کہ جب
تم سے پاس آئے
تاکہ تو انکو سواری دے تو تو
کہا جنکو پیدا نہین جو تمکو
سواری دون اُسے
پھرے اور آنکی آنکھین
سے بہتے ہون اسکسوا
سے کہ انکو پیدا نہین جو
خرچ کرین ۱۲ منہ

احملکم علیہ الی قولہ ان لا یجدوا ما ینفقون ۲ - کسی نے کہا کہ مراد اس جگہ یہ ہے کہ وہ لوگ حرج سمجھتے تھے کھانے سے ہمراہ اندھے کے اسواسطے کہ وہ نہین دیکھتا ہے کھانے کو اور اُن عمدہ چیزون کو جو اُس کھانے مین ہین تو بسا اوقات جو اندھا نہین ہے وہ اُنکی طرف سبقت کرتا ہے اور اسیطرح لنگڑے کے ساتھ کھانے سے حرج سمجھتے تھے اسواسطے کہ وہ جم کر بیٹھنے سے قاصر ہوتا ہے تو اُسکا ہمنشین اُسپر سبقت کر جاتا ہے اور مریض مثل اپنے غیر کے پورے طور پر کھانے سے نہین کھاتا ہے سو بسبب اِن وجوہ کے اِن لوگونکے ساتھ کھانے کو مکروہ سمجھا ہے تاکہ اُن پر ظلم نکرین اُسپر اللہ پاک نے اس باب مین رخصت دینے کو یہ آیت نازل فرمائی یہ قول سعید بن جبیر و مُقسِم کا ہے ۳ ضحاک نے کہا کہ وہ لوگ قبل مبعث کے اِن لوگونکے ساتھ کھانے سے حرج سمجھتے تھے اس لیے کہ گمان کھاتے تھے اور اپنی جانونکو عزیز سمجھتے تھے اسلیے کہ اُنپر تفضل نہ کرین اُسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ۴ عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ آدمی اندھے کو یا لنگڑے کو یا بیمار کو اپنے باپ کے گھر کی طرف لیجاتا یا اپنے بھائی کے یا اپنی بہن کے یا اپنی پھوپی کے یا اپنی خالا کے گھر کی طرف سو یہ پانچ لوگ اس سے حرج سمجھتے کہتے کہ ہمکو تو اپنے غیر کے گھرون کی طرف لیجاتے ہین اُسپر یہ آیت اُنکے رخصت دینے کو نازل ہوئی ۵ - سُدّی نے کہا کہ آدمی اپنے باپ کے گھر مین داخل ہوتا یا اپنے بھائی یا اپنی بیٹی کے گھر مین پھر عورت کھانے مین سے کسی شے کا اُسے تحفہ دیتی تو وہ نہ کھاتا اس سبب سے کہ صاحب خانہ اُس جگہ نہین ہے اُسپر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لیس علی الاعمی حرج الآیہ قولہ تعالیٰ ولا علی انفسکم ان تاکلوا من بیوتکم اسکو جو ذکر کیا حالانکہ یہ بات معلوم ہے سو دو واسطے ایک یہ ہے کہ غیر اسکا اُسپر معطوف ہو لفظ مین دوسرا یہ ہے کہ ما بعد اسکا اسکے برابر ہو جاے حکم مین اور یہ متضمن ہے بیوت ابناء کو کیونکہ ابناء پر نص نہین کی گئی ہے اور اسیواسطے اس سے استدلال کیا ہے اُس شخص نے جو اس طرف گیا ہے کہ بیٹے کا مال بمنزلہ مال کے ہے اُسکے باپ کے مسند و سنن مین بچند وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ آپنے فرمایا ہے انت و مالک لابیک یعنی تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے قولہ تعالیٰ او بیوت

ایائکم الی قولہ او ما ملکتم مفاتحہ یہ قول ظاہر ہے کبھی اس سے وہ شخص استدلال کرتا ہے جو کہ نفقۂ اقارب کو بعض کا بعض پر واجب کہتا ہے چنانچہ یہ مذہب ہے حضرت امام ابو حنیفہ اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما کا اُس قول مین جو اُنسے مشہور ہے رہا یہ قول او ما ملکتم مفاتحہ سو سعید بن جُبیر و سُدّی نے کہا ہے کہ یہ شخص آدمی کا خادم ہے غلام و قہرمان یعنی داروغہ پھر جو مالک نے طعام اُسکی سپردگی مین رکھوایا ہے اُسمین سے اگر وہ دستور کے موافق کھالے تو کچھ بُرائی نہین ہے زُہری نے عن عُروہ عن عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کیا ہے کہ مسلمان رغبت کرتے تھے نفیر[۱] مین ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو اپنی کنجیان اپنے اپاہج لوگون کو دیجاتے اور کہتے کہ ہم نے تمہارے واسطے حلال کردیا ہے کہ تم کھاؤ جس شے کی تمکو حاجت ہو پھر اپاہج لوگ یہ کہتے کہ ہمکو کھانا حلال نہین ہے اس لیے کہ اُنہون نے اپنی جی کی خوشی سے ہمکو اذن نہین دیا ہے ہم جو ہین سو امانت دار ہین اُسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی او ما ملکتم مفاتحہ **قولہ تعالیٰ** او صدیقکم یعنی اپنے اَصدِقا و اصحاب یعنی دوستون کے گھرون سے اُن سے کہانے مین تمپر کوئی گناہ نہین ہے جب تم جان لو کہ یہ بات اُنپر شاق و دشوار نہین ہے اور وہ اسکو مکروہ نہین رکھتے ہین **قتادہ** نے کہا جب تو اپنے دوست کے گھر مین داخل ہو تو کچھ خوف نہین ہے کہ تو بغیر اُسکے اذن کے کھالے **قولہ تعالیٰ** لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا **علی** بن ابی طلحہ نے اسکی تفسیر مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ جسوقت اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یا ایھا[۲] الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل تو مسلمانون نے کہا اللہ نے ہمکو منع کیا ہے کہ ہم اپنے مال درمیان اپنے باطل سے کھائین اور طعام افضل اموال سے ہی سو ہم مین سے کسی کو حلال نہین ہے کہ کسی کے پاس کھائے اس لیے لوگ اس سے رُک گیے اسپر اللہ پاک نے لیس علی الاعمیٰ حرج الی قولہ او صدیقکم نازل فرمایا اور نیز عار کرتے تھے اور حرج سمجھتے تھے اس سے کہ آدمی تنہا کھائے یہانتک کہ اُسکے ساتھ کوئی اور ہو اسپر اللہ پاک نے اس باب مین اُنکو رخصت دی فرمادیا کہ نہین گناہ تمپر ملکر کھاؤ یا جدا ہوکر **قتادہ** نے کہا یہ قبیلہ بنی کِنانہ کا ایک اُن کا خیال کرتا تھا کہ یہ

[۱] نفیر کہتے ہین اُس جماعت کو جو کسی کام مین جاتی ہے یہان مراد غزوہ ہے ۱۲ منہ

[۲] اے ایمان والو نہ کھاؤ مال ایک دوسرے کے آپس مین ناحق ۱۲

اُسپر سوائی ہے کہ تنہا کہاے جاہلیت مین یہانتک کہ آدمی البتہ ہانک لیجاتا ذود حُمُل کو یعنی دودہ
دوہ کے ہوئی اونٹنیون کو اور وہ بھوکا ہوتا تاکہ اُس شخص کو پاے جو اُسکے ساتھ کہاے پیے
اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی پس یہ ایک رخصت ہے طرف سے اللہ پاک کے اس بات
مین کہ آدمی تنہا کہاے اور جماعت کے ساتھہ اگرچہ جماعت کے ساتھہ کہانا بہتر و مبارک تر ہے
چنانچہ **امام احمد** نے عن وحشی بن حرب عن ابیہ عن جدہ روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ہم کہاتے ہین اور سیر نہین ہوتے فرمایا شاید تم متفرق ہوکر
کہاتے ہو تم اپنے کہانے پر مجتمع ہوجاؤ اور ذکر کرو اللہ کا نام تمہارے واسطے اُسمین برکت
دیجائیگی و رواہ ابوداؤد و ابن ماجۃ من حدیث الولید بن مسلم بہ
ابن ماجہ نے بروایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہی کہ آپنے فرمایا
ہی کہاؤ ملکر اور جدا مت ہو پس بیشک برکت ساتھہ ہے جماعت کے **قولہ تعالی** فاذا دخلتم
بیوتا فسلموا علی انفسکم **سعید** بن جُبیر و حسن بصری و قتادہ و زُہری نے کہا یعنی پس چاہیے
کہ سلام کرے بعض تمہارا بعض پر **ابن جُریج** نے کہا مجھے ابوالزُبیر نے خبر دی کہ مین نے جابر رض
بن عبداللہ کو سُنا وہ کہتے تھے کہ جب تو اپنے گھر والون پر داخل ہو تو اُنپر سلام کر تحیۃ من
عند اللہ مبارکۃ طیبۃ[۱] کہا مین نے اسکو نہین دیکھا مگر برکت **ابن جُریج** نے کہا اور
مجھے خبر دی زیاد ابن طاؤس سے کہ وہ کہتے تھے جب داخل ہو ایک تمہارا اپنے گھر مین تو چاہیے
سلام کرے ابن جریج نے کہا کہ مین نے عطا سے کہا کیا واجب ہے کہ جب مین نکلون پھر داخل
ہؤون یہ کہ اُنپر سلام کرون عطا نے کہا نہین مین اسکی وجوب کو کسی سے نقل نہین کرتا ہون لیکن
وہ مجھے زیادہ تر محبوب ہے اور مین اُسے چھوڑتا نہین ہون مگر بھولکر **مجاہد** نے کہا جسوقت تو
مسجد مین داخل ہو تو کہہ السلام علی رسول اللہ اور جب تو داخل ہو اپنے گھر والونپر
تو اُنپر سلام کر اور جب تو ایسے گھر مین داخل ہو کہ اُسمین کوئی نہو تو یون کہہ السلام علینا و
علی عباد اللہ الصالحین **ثوری** کا لفظ مجاہد سے یہ ہے کہ جب تو ایسے گھر مین داخل
ہو کہ اُسمین کوئی نہو تو کہہ بسم اللہ والحمد للہ السلام علینا من ربنا السلام علینا
وعلی عباد اللہ الصالحین **قتادہ** کا لفظ یہ ہے کہ جب تو اپنے گھر والون پر داخل ہو تو

[۱] فتح القدیر و
فتح البیان مین بروایت
بہاشک و ابوالزبیر
وغیرہ ۱۲ منہ

اُسپر سلام کرا ور جب ایسے گھر مین داخل ہو کہ اُسمین کوئی نہو تو کہہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پس مقرر اسکا حکم کیا جاتا تھا اور ہم سے حدیث کی گئی ہے کہ فرشتے اُسپر رد کرتے ہین یعنی اُسکا جواب دیتے ہین حافظ ابو بکر بزّار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وصیت کی مجھکو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ خصلتون کی فرمایا اے انس تو اسباغ وضو کر یعنی پورا کامل وضو تیری عمر مین زیادتی کیجائیگی اور سلام کر اُسپر جو تجھسے ملے میری امت سے تیری نیکیان بکثرت ہونگی اور جب تو داخل ہو یعنی اپنے گھر مین تو سلام کر اپنے گھر والون پر تیرے گھر کی خیر بکثرت ہوگی اور ضحیٰ کی نماز پڑھ پس مقرر وہ نماز ہے اوابین کی تجھسے پہلے اے انس رحم کر صغیر پر اور توقیر کر کبیر کی ہوگا تو میرے رفیقون سے روز قیامت کو سبحان اللہ کیسے عظیم الشان رفاقت کا وعدہ ہے الٰہی سیدی تو ہمکو ان اعمال صالح کی توفیق دے کہ ہم سے گناہگارون کو بھی یہ دولت نصیب ہو آمین حضرت مولانا نامی جامی رحمہ اللہ تعالیٰ کے چند شعر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح مبارک مین یہان تبرکاً لکھے جاتے ہین واستجلاباً للبرکۃ المتواترۃ واستنزالاً للرحمۃ المتکاثرۃ ؎

وصلّی اللہ علی نورٍ کزو شد نور ہا پیدا	زمین از حُبّ او ساکن فلک در عشق او شیدا
محمدؐ احمدؐ و محمودؐ و ہر اخلاق بستودہ	کزو شد بود ہر موجود زو شد دیدہا بینا
اگر ذاتِ محمد را نیاوردی شفیع آدم	نہ آدم یافتی توبہ نہ نوح از غرق تنجینا
نہ ایوب آن شکیبائی نہ یوسف آن دلارائی	نہ عیسےٰ آن مسیحادم نہ موسیٰ آن ید بیضا
دو چشم نرگسینش را کہ ما زاغ البصر خوانند	دو زلفِ عنبرینش را کہ واللیل اذا یغشا
زہر سینہ اش جامی الم نشرح لک برخوان	زمعراجش چہ می پرسی کہ سبحان الذی اسرےٰ

صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ وسلم وبارک صلوٰۃ وسلاماً دائمین متلازمین الی یوم القیام قولہ تعالیٰ تحیۃ من عند اللہ مبارکۃ طیبۃ محمدؐ بن اسحٰق نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مین نے تشہد کو نہین لیا مگر کتاب اللہ سے مین نے اللہ کو سنا کہ وہ یون فرماتا ہے فاذا دخلتم تا طیبۃ سو تشہد نماز مین یہ ہے التحیاتُ المُبارکاتُ الصلواتُ الطیباتُ للہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد

ان محمدا عبدہ ورسولہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام
علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر اپنے واسطے دعا کرے اور سلام پھیرے اسیطرح
ابن ابی حاتم نے حدیث ابن اسحٰق سے روایت کیا ہے صحیح مسلم مین جو عن ابن عباس عن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے وہ اسکے مخالف ہے واللہ اعلم **قولہ تعالی** کذالک
یبین اللہ الآیہ کا مطلب یہ ہے جبکہ اللہ پاک نے اس سورۂ کریمہ مین احکام محکمہ وشرائع
متقنہ مبرمہ[۵۱] ذکر کیے تو اپنے بندون کو اس بات پر آگاہی بخشے کہ وہ اپنے بندون کے واسطے
شافی کافی وافی بیان سے باتین بیان کرتا ہے تاکہ وہ اُن کو سوچین سمجھین بوجھین **لعلہم**
یعقلون **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ اہل علم نے اس آیت مین اختلاف کیا ہے کہ
آیا محکم ہے یا منسوخ سو ایک جماعت اہل علم کی تو اول کی قائل ہے اور ایک جماعت دوسرے
کی کہتے ہین کہ مسلمان جسوقت غزوی کو جاتے تو اپنے اپاہج لوگون کو پیچھے چھوڑ جاتے اور
اپنے دروازون کی کنجیان اُنکو دیدیتے اور اُنسے کہتے کہ ہمنے تمہارے واسطے حلال کردیا ہی
کہ تم کھاؤ اُس شے سے جو ہمارے گھرون مین ہے اور وہ اُس سے حرج سمجھتے اور کہتے کہ ہم
اُن مین داخل نہونگے اور وہ لوگ غائب ہین اسپر یہ آیت اُنکے واسطے رخصت دینے کو
نازل ہوئی پس معنی آیت کے نفی کرنا حرج کا ہے اپاہج لوگون سے اُنکے کہانے مین گھرون
سے اپنے اقارب کے یا گھرون سے اُس شخص کے جو اُنکو کنجی دیدیتا ہے جبکہ غزا کے واسطے نکلتا ہے
نحاس نے کہا یہ قول جلیل تر ہی اُس شے کا جو آیت مین روایت کیا گیا ہی اس لیے کہ اسمین توقیف ہے
صحابہ وتابعین سے کسی نے کہا یہ لوگ جنکا ذکر ہوا گناہ[۵۲] سمجھتے تھی صحیح تندرست لوگونکے ساتھ
کہانے سے واسطے پرہیز کرنیکے اس بات سے کہ وہ اُنسے گھن کرینگے اور اس خوف سے
کہ وہ اُنکے افعال سے ایذا پائین گے اسپر یہ آیت نازل ہوئی کسی نے کہا کہ اندہے سے
رفع حرج اُس شے مین ہی جو کہ متعلق ہے اُس تکلیف سے جسمین بصر شرط ہے اور لنگڑے
سے اُس شے مین جسکی تکلیف مین پوری قدرت شرط ہے چلنے پر اُس طور پر کہ لنگڑے پن
کے ساتھ اُسکا ادا کرنا مشکل ہوتا ہے اور مریض سے اُس شے مین کہ جسکے اسقاط مین
مرض مؤثر ہوتا ہے اُنکے سوا اور اقوال لکھے ہین لیکن چونکہ بعض قول تو بعینہ اور بعض

۵۱ دونون کے معنی محکم ومضبوط ہین ۱۲ منہ
۵۲ تخریج ہوچکی ۱۲ منہ

لگ بہگ اقوال مذکورۂ بالا کے تھے اس لیے اُنکے ذکر کی حاجت نہین ہے **قولہ تعالیٰ** ولا علی انفسکم کے یہ معنی ہین کہ کچھ حرج نہین ہے تمپر اور نہ اُس شخص پر جو تمہارے مماثل ہے مومنین سے یہ ابتداے کلام مستانف ہے یعنی اوتمپر کچھ حرج نہین ہے ای لوگو **حاصل** یہ ہے کہ رفع حرج اعمی واعرج ومریض سے اگر باعتبار مُواکلتِ اصحاب کے یا باعتبار دخول کو ہے اُنکے گھرون مین تو اس صورت مین ولا علے انفسکم متصل ہوگا ماقبل سے اور اگر رفع حرج مردمان مذکورین سے باعتبار اُن تکالیف کے ہی جنمین وجود بصر وعدم عرج و عدم مرض شرط ہوتا ہے تو ولا علے انفسکم ابتداے کلام ٹھیرے گا ماقبل سے متصل نہوگا ان تاکلوا من بیوتکم کا یہ مطلب ہے کہ نہین ہے کوئی حرج تمپر کہ تم کھاؤ اور جو کوئی تمہارے ساتھہ ہے اپنے گھرون سے جنمین تمہارا سامان واسباب ہے اور تمہارے گھر والے ہین پس بیوتکم مین بیوت اولاد بھی داخل ہین مفسرین نے اسیطرح کہا ہی کیونکہ اولاد کے گھر اُنکے گھرون مین داخل ہین اس سبب سے کہ آدمی کے بیٹے کا گھر اُس آدمی کا گھر ہے سو اسی واسطے اللہ پاک نے بیوت اولاد کا ذکر نہین کیا اور بیوت آباء و بیوت امہات اور من لبعدہم کا ذکر فرمایا **نحاس** نے کہا کہ بعض نے اسکا معارضہ کیا ہے یون کہا کہ یہ تحکم ہے اللہ پاک کی کتاب پر بلکہ اولیٰ ظاہر مین یہ ہے کہ ابن مخالف ہوان لوگون کے اس معارضے کا یہ جواب دیا ہے کہ رتبہ اولاد کا بہ نسبت آباء کے کم نہین ہے رتبۂ آباء سے بہ نسبت اولاد کے بلکہ آباء کے واسطے تو ایک خصوصیت ہے اموال مین اولاد کے بوجہ اس حدیث شریف کے کہ انت ومالک لابیک اور بسبب اس حدیث مبارک کے کہ ولد الرجل من کسبہ یعنی لڑکا مرد کا اُسکی کمائی سے ہی پھر یہ بات ہے کہ اللہ پاک نے بہائی بہنون کے گھرون کا ذکر کیا بلکہ چچا پھوپھی کے گھر کا بلکہ مامون خالا کے گھر کا سو بھلا کیونکر ہوسکتا ہے کہ اللہ سبحانہ ان لوگون کے گھر کے کھانے سے تو حرج کی نفی کرے اور اولاد کے گھر سے حرج کی نفی نفرمائے کسی نے کہا کہ من بیوتکم کے یہ معنی ہین کہ اپنی بی بیون کے گھرون سے کیونکہ بی بی کا گھر مثل گھر خاوند کے ہے اور اس لیے کہ میان بی بی مثل نفس واحد کے ہوگیے ہین یک جان دو قالب کی مثل بیان خوب صادق آتی ہے کسی نے کہا کہ مراد من بیوتکم سے من اموال عیالکم ہے یعنی اپنی

لہ یعنی تکلیف

عیال کے مالون سے لیکن عموم اولیٰ ہے کہ کل کو شامل ہوجائے بعض عُلماء نے جوازا کل کو
مقید کیا ہے ساتھہ اذن کے یعنی اگر مردمان مذکورین نے اذن دے رکھا ہے تو کھانا جائز ہے
ورنہ خیر کیونکہ اذن دلالۃً ثابت ہے دوسرون نے کہا کہ اذن شرط نہین ہے کسی نے کہا
جواز جب ہے کہ طعام مبذول ہو پھر اگر وہ محرز ہے ورے اُنکے تو اُسکا کھانا اُنکو جائز نہین ہے
خطیب نے کہا ہے یہ ایسے لوگ ہین کہ ان مین ادنیٰ قرینہ کافی ہے بلکہ لائق یہ ہے
کہ انمین یہ شرط کیجاے کہ اُنکی عدم رضا کو نہ جانے بخلاف انکے سوا اور اجنبی لوگ کہ اُنمین
صریح اذن یا قرینۂ قویہ کا ہونا ضروری ہے یہ وہ بات ہے جو مجھے ظاہر ہوئی مین نے نہین دیکھا
کہ کسی نے اس سے تعرض کیا ہو پھر اللہ پاک نے فرمایا او ما ملکتم مفاتحہ یعنی وہ گھر
جنمین تصرف کرنے کے تم مالک ہوئے ہو گھر والون کے اذن سے یہ لوگ جیسے وکیل
اور غلام اور خازن کیونکہ جس شخص نے اپنے گھر مین داخل ہونے کا اُنکو اذن دیا ہے اور اسکی
کنجی اُنکو عطا کی ہے اُسکے گھرون مین تصرف کرنے کے وہ مالک ہوتے ہین کسی نے کہا
کہ اس سے مراد غلامون کے گھر ہین جمہور کی قراءت ملکتم بفتح میم و تخفیف لام ہے سعید
بن جُبیر نے بضم میم و کسر و تشدید لام پڑھا ہے اور نیز مفاتیحہ حرف یاے تحتیہ کو داخل
کیا ہے درمیان تاء و حاء کے اور قتادہ نے مفتاحہ بصیغۂ مفرد مفاتح جمع ہے مفتح کی اور
مفاتیح جمع مفتاح کی ہے او صدیقکم کا مطلب یہ ہے تم پر کچھہ گناہ نہین ہے کہ تم کھاؤ
اپنے دوست کے گھرون سے اگرچہ نسب درمیان تمہارے اور اُسکے کوئی قرابت کیونکہ غالب
یہی ہے کہ دوست اپنے دوست کے واسطے اسکی سخاوت کرتا ہے اور اُسکا جی اس سے
خوش ہوتا ہے صدیق کا اطلاق واحد و جمع دونون پر ہوتا ہے اسی کی مثل عدو و خلیط و قطین
و عشیر ہے قتادہ نے کہا جب تو داخل ہو گھر مین اپنے دوست کے بغیر اُسکے مشورے
کے پھر تو کھالے اُسکے کھانے سے بغیر اُسکے اذن کے تو اسمین کچھہ باک نہین ہے ابن زید سے
مروی ہے کہ یہ ایک شے ہی کہ منقطع ہو چکی یہ جو تھا سو اول اسلام مین تھا اُن لوگون کے دروازے
نہ تھے اور پردے پڑے رہتے تھے سو بسا اوقات آدمی گھر مین داخل ہوتا اور اُسمین کوئی نہین
ہوتا تو بسا اوقات کھانا پاتا اور وہ بھوکا ہوتا سو اللہ پاک نے اُسکو جایز کر دیا کہ اُسے کھالے

۱ یعنی کھلا رکھا ہے کسی محفوظ جگہ مین بند نہین رکھا ہوا ہے ۱۲ منہ

۲ عدو دشمن غلیط نزدیک قطین یتیم عشیر ساتھی مددگار ۱۲ منہ

اور کہا کہ وہ بات آج کے دن جاتی رہی گھرون مین اُنکے گھر والے ہین پس جسوقت وہ نکلتے ہین تو بند کر جاتے ہین امام نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رہا اب سو مقرر انتہا درجے کا بخل لوگون پر غالب ہوگیا ہے تو نکہا یا جاے مگر اذن سے امتنے محلی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہی کہ جن لوگون کا ذکر ہوا اُنکے گھرون سے کہانا جائز ہے گو وہ حاضر نہون یعنی گیارہ قسم کے لوگ جبکہ بصریح لفظ اُنکی رضا کو اس سے جان لے یا قرینے سے گو ضعیف ہی کیون نہو خاص کر کے ان لوگون کا ذکر اسواسطے کیا کہ انکی آپسمین تبسط کے ساتھ عادت جاری ہے کسی نے کہا یہ شروع اسلام مین جائز تہا پہر منسوخ ہوگیا یہ بعینہ وہی ابن زید کا قول ہی والاول اولی پہر اللہ پاک نے فرمایا لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعا او اشتاتا اشتات جمع ہے شتّ کی شَتّ مصدر ہے بمعنی تفرق محاورے مین جسوقت لوگ متفرق ہوجاتے ہین تو بولتے ہین شتّ القوم یعنی قوم متفرق ہوگئی یہ جملہ کلام مستانف ہے مشتمل ہے بیان پر ایک اور حکم کے جنس ماقبل سے نصب جمیعا اور اشتاتا کا بنا بر حال ہے معنی یہ ہین لیس علیکم جناح ان تاکلوا مجتمعین او متفرقین یعنی تمپر کوئی گناہ نہین ہے کہ تم کہاؤ مل جلکر یا جدا جدا ہوکر بعض عرب تنہا کہانے کو گناہ سمجھتے تہے یہانتک کہ کسی ساتھ کہانے والے کو پائین تو اُسکے ساتھ کہائین اور بعض نہین کہاتے تہے مگر ساتھ مہمان کے اسی باب سے حاتم کا قول ہے ؎

اذا ما صنعت الزاد فالتمس له	اکیلا فانی لست آکله وحدی

یعنی جب تو نے توشۂ راہ پکایا تو اُسکے واسطے کوئی ساتھ کہانیوالا تلاش کر کیونکہ مین تنہا اُسکو نہ کہاؤنگا عکرمہ و ابوصالح سے مروی ہے کہ انصار کے یہان جسوقت مہمان اُترتا تو وہ کہاتے نہ تہے یہانتک کہ مہمان کہائے ساتھ اُنکے سو یہ آیت اُنکی رخصت کے واسطے نازل ہوئی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حارث غازی ہوکر نکلا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور خلیفہ کر گیا اپنے گھر والون پر خالد بن یزید کو سو اُسنے حرج سمجھا کہ اُس کے کہانے سے کہائے اور تنہا مجہود یعنی مفلس اسپر یہ آیت نازل ہوئی بخاری نے اپنی صحیح مین ترجمۃ الباب یون لکہا ہے باب قولہ تعالےٰ لیس علیکو الخ اہل علم نے جو کہا ہی اُسمین

یہ ہے کہ مقصود بخاری کا اس باب مین اباحتِ اکل ہے جمیعاً گو اُنکے احوال اکل مین مختلف
ہون پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو جائز فرمادیا سو یہ سنت ہو گیا اُن جماعتون مین جو کہ
کھانے کی طرف بلائی جاتی ہین نہد دولائم مین اور اُس افلاس مین جسکا وقوع سفر مین ہوتا
ہے اور اُس گھر مین جسکی کنجیون کا تو مالک ہوا ہے بوجہ امانت کے یا قرابت ورشتہ داری
کے یا صداقت ودوستی کے سو تجھے جائز ہے کہ تو کھانے کے ساتھ قریب کے یا دوست کے اور تنہا
ہو کر نہد وہ مال ہے یا طعام ہے جسکو رفیق لوگ جمع کرتے ہین بقدر اپنے نفقہ کے اُس کو
باہم خرچ کرتے ہین ابن دُرید نے کہا اسی باب سے یون کہا جاتا ہے کہ تناھد القوم الشئی
بینھم ہروی نے کہا حدیث حسن مین ہے اخرجوا نھدکم فانہ اعظم للبرکۃ
واحسن لاخلاقکم نہد وہ ہے جسکو رفیق لوگ نکالتے ہین وقت مناہدہ کے وہ یہی
بانٹنا نفقہ کا ہے برابر سفر وغیرہ مین اسی نہد سے گوٹ ہے جسکو اہل ہند کیا کرتے ہین وہ یہ ہے
کہ دس بیس آدمی اتفاق کرتے ہین پیسے یا روپیہ یا آٹا وغیرہ برابر سب سے وصول کرتے ہین پھر
سب کو جمع کر کے کھانا پکاتے ہین پھر سب مل جل کر اُسکو کھا لیتے ہین ہر شخص اپنی بھوک اور جثے
کے موافق کھاتا ہے کوئی زیادہ کوئی کم مگر کسی کو اصلا اسکی شکایت نہین ہوتی ہے غرضکہ پھر اللہ
پاک نے ایک اور ادب کا بیان شروع کیا پس ارشاد فرمایا فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی
انفسکم اللہ سبحانہ اپنے بندون کو ادب سکھاتا ہے کہ جسوقت تم داخل ہو گھرون مین سوائے
اُن گھرون کے جنکا ذکر اول ہو چکا ہے تو سلام کرو اُنکے گھر والون پر جو کہ بمنزلہ تمہارے نفوس
کے ہین کسی نے کہا کہ مراد ان بیوت سے وہی بیوت سابقہ مذکورہ ہین پس پہلے قول کی بنا پر
حضرت حسن ونخعی نے کہا ہے کہ یہ گھر مسجدین ہین اور سلموا سے یہ مراد ہے کہ جو لوگ تمہاری
صنف کے اُنمین ہون اُنپر سلام کرو پھر اگر مسجدون مین کوئی نہو تو بعض نے کہا ہے کہ السلام علی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہے اور کسی نے کہا کہ السلام علیکم
کہے ذشتون کا ارادہ کر کے کسی نے کہا کہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہے
یہ اقوال بہ تفصیل اول گزر چکے ہین دوسرے قول کی قائل ایک جماعت ہے صحابہ وتابعین سے
یہ قول وہی ہے کہ مراد بیوت سے وہی بیوت مذکورۂ سابق ہین کسی نے کہا کہ مراد بیوت سے

اس جگہ کل بیوت ہین مسکونہ وغیر مسکونہ پس جو گھر بستے ہوئے ہین تو اُنکے لوگون پر سلام کرے اور جو بستے نہین ہین خالی ہین تو خود پر سلام کرے یون کہے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین ابن العربی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے صحیح یہی ہے کہ بیوت مین عموم کا قائل ہو تخصیص پر کوئی دلیل نہین ہے قول کا اطلاق اس لیے کیا ہے کہ اس عموم مین ہر گھر داخل ہو جاوے پرایا ہو یا اپنا پھر جب پرائے گھر مین داخل ہو تو پروانگی مانگے تحیۃ منصوب ہے بنا بر مصدر یت کے کیونکہ فسلموا کے معنی ہین فحیّوا ای فحیّوا تحیۃً ثابتۃً صادرۃً من عند اللہ یعنی نیک دعا دو نیک دعا دینے کر ایسی نیک دعا کہ ثابت ہے صادر ہے اللہ پاک کی جہت سے اور اُسکے پاس سے یعنی اللہ نے تم کو نیک دعا دی ہے ساتھ اُسکے فرّاء نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی نے تمکو امر فرمایا ہے اسکا کہ تم اُسکو کرو واسطے فرمان برداری اللہ کے پھر اللہ پاک نے اس تحیت کا یہ وصف فرمایا کہ مبارکۃ یعنی یہ نیک دعا کثیرۃ البرکۃ والخیر دائمۃ البرکۃ والخیر ہے اسکی خیر و برکت بہت ہے ہمیشہ رہنے والی ہے اُسپر ثواب دیا جائیگا طیبۃً یعنی سُننے والے کا جی اُس سے خوش ہوتا ہے کسی نے کہا طیبۃً کے معنی حسنۃ جمیلۃ ہین مطلب یہ ہے کہ اسمین لفظ و معنی دونون کی خوبی ہے زجّاج نے کہا اللہ پاک نے یہ بات بتائی کہ سلام مبارک طیب ہے اس لیے کہ اسمین اجر و ثواب ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا وہ سلام ہے کیونکہ سلام نام ہے اللہ کا اور وہ تحیت ہے اہل جنت کی حضرت ابن عباسؓ نے فسلموا علی انفسکم کی تفسیر مین فرمایا ہے کہ وہ مسجد ہے جب تو اُسمین داخل ہو تو کہہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ جسوقت تو غیر بستے گھر مین یا مسجد مین داخل ہو تو کہہ السلام الخ پھر اللہ پاک نے کذلک یبین اللہ لکم الآیات کی تکرار فرمائی واسطے تاکید ما سبق کے پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف مصدر فعل کے جملۂ لعلکم تعقلون تعلیل ہے تبیین کی یعنی اللہ پاک کھول کھول کر بیان کرتا ہے اور مفصل و مشرح فرماتا ہے واسطے تمہارے معالم دین تمہارے کو اس امید سے کہ تم اللہ پاک کی باتون کو بوجھو اور اُنکے معانی کو سمجھو۔

انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا

حتی یستاذنوہ ان الذین یستاذنونک اولئک الذین یؤمنون باللہ ورسولہ
فاذا استاذنوک لبعض شانہم فاذن لمن شئت منہم واستغفر لہم اللہ ط
ان اللہ غفور رحیم ○ ایمان والے وہ ہین جو یقین لائے ہین اللہ پر اور اُسکے رسول پر
اور جب ہوتے ہین اُسکے ساتھ کسی جمع ہونیکے کام مین تو چلے نہین جاتے جب تک اُس سے
پروانگی نہ لین جو لوگ تجھسے پروانگی لیتے ہین وہی ہین جو مانتے ہین اللہ کو اور اُسکے رسول کو پھر جب
پروانگی مانگین تجھسے اپنے کسی کام کو تو دے پروانگی جسکو اُن مین تو چاہے اور معافی مانگ اُنکے
واسطے اللہ سے اللہ بخشنے والا ہے مہربان انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ
بھی ایک ادب ہے کہ اللہ پاک نے اپنے بندون کو اُسکا ارشاد فرمایا ہے سو جسطرح وقت داخل ہونے
کے پروانگی مانگنے کا اُنکو امر کیا ہے اُسیطرح وقت لوٹنے کے اذن طلب کرنے کا حکم دیا ہے خصوصاً
جبکہ وہ ہون کسی جمع ہونیکے کام مین ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمعہ کی نماز مین یا جماعت مین یا عید مین یا
اجتماع ہو کسی مشورے مین اور مثل اسکے کوئی کام اللہ پاک نے اُنکو امر فرمایا ہے کہ اُنسے متفرق نہون
اور حالت یہ ہو مگر بعد پروانگی مانگنے اور مشورہ لینے کے اُنسے جس کسی نے یہ کام کیا تو بیشک وہ
کامل مومنون کے زمرے سے ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول کریم رؤف رحیم کو یہ حکم دیا کہ جب
کوئی اُنمین سے آپسے پروانگی مانگے اُنسے تو اُسکو اذن دیدین اگر چاہین اسی لیے یون فرمایا
فاذن لمن شئت منہم واستغفر لہم الآیہ ابوداؤد[۱] نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جبکہ پہونچے ایک تمہارا
طرف مجلس کے تو چاہیے سلام کرے پھر جب ارادہ کرے اُٹھنے کا تو چاہیے سلام کرے پس
نہین ہے پہلا سلام زیادہ تر حق دار آخر سلام سے وھکذا رواہ الترمذی والنسائی من
حدیث محمد بن عجلان بہ وقال الترمذی حدیث حسن ف فتح البیان
کا بیان یہ ہے کہ جملہ انما المومنون مستانفہ ہے ماقبل مین جو احکام بیان ہو چکے ہین اُسکی
تقریر و تثبیت کے واسطے لایا گیا ہے کلمہ انما کا حصر کے صیغون سے ہے معنی یہ ہین کہ ایمان
کامل پورا نہین ہوتا ہے یہانتک کہ ایمان لائے اللہ پر اور اُسکے رسول پر اور جملہ واذا کانوا
معہ علی امر جامع معطوف ہے آمنوا پر داخل ہے اُسکے ساتھ حیز مین صلہ کے یہ گویا دوسرا

[۱] اس حدیث مین اُستاد ابوداؤد کی امام احمد بن حنبل وغیرہ باین ۱۲ منہ

صلہ ہے اور محط کمال ہے امر جامع سے واد امر طاعت ہے یعنی اور جسوقت وہ ہون ہمراہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی امر طاعت پر مجتمع ہون اُسپر جیسے جمعہ و جماعت و نحر و فطر و جہاد یا
مشورہ کرنا کسی کام مین اور مثل اسکے امر کا نام جامع رکھا ہے واسطے مبالغے کے اسمین اسناد
مجازی ہے اسواسطے کہ امر چونکہ سبب تہا اُنکے جمع کرنے مین اس لیے جمع کی نسبت امر کی
طرف کردی گئی بطور مجاز کے کسی نے علی امر جمیع بھی پڑہا ہے یہ شخص یمانی ہین حاصل یہ ہے
کہ امر جامع و جمیع وہ ہے جسکا نفع یا ضرر عام ہوتا ہے یہ وہ امر جلیل بزرگ و سترگ ہے کہ
اہل راے و تجارب کے جمع ہونے کا نیاز مند ہوتا ہے لو یذھبوا حتی یستاذنوہ یعنی جب
ایسا کام ہو تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے متفرق نہون اور جس کام کے لیے جمع ہوئے
ہین اُس سے چلے نجائین بسبب کسی عذر کے جو اُنکو لاحق ہوگیا ہے یہانتک کہ اُن سے
پروانگی مانگین اعتبار اذن مانگنے کا اُنکے کمال ایمان مین ہے کیونکہ وہ مصداق ہے ایمان
کی صحت کا اور تمیز دینے والا ہے اُس شخص کا جو کہ ایمان مین مخلص ہے منافق سے اس لیے کہ
منافق کی عادت و خو تسلل و فرار ہے اور واسطے تعظیم جرم کے جانے مین مجلس سے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدون آپکے اذن کے مفسرین نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم جسوقت منبر پر چڑہتے جمعے کے دن اور آدمی چاہتا کہ مسجد سے نکلے بسبب کسی
حاجت کے یا کسی عذر کے تو نہ نکلتا یہانتک کہ کھڑا ہوتا مقابلہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے ایسی جگہہ کہ آپ اُسکو دیکھہ لین تو آپ پہچان لیتے کہ وہ جو کھڑا ہے سو اس لیے کہ اذن
مانگتا ہے پہر آپ اذن دیدیتے اُنمین سے جسکو چاہتے مجاہد نے کہا ہے کہ اذن امام کا
جمعے کے دن یہ ہے کہ اپنے ہاتھہ سے اشارہ کردیتا ہے زجاج نے کہا اللہ پاک نے یہ بات
بتائی ہے کہ مومنین جسوقت ہون ہمراہ اپنے نبی کے اُس کام مین کہ جسمین جماعت کی طرف
حاجت ہوتی ہے تو نہ جائین یہانتک کہ اُس سے اذن مانگین اسیطرح چاہیے کہ اگر امام کے ساتھہ
ہون تو اُسکی مخالفت نکرین اور نہ اُسکے پاس سے لوٹ جائین کسی مجمع مین اپنے مجمعون سے
مگر باذن اُسکے اور امام کے واسطے یہ بات ہے کہ اذن دے اور یہ بات ہے کہ اذن نہ دے جیسی اُسکی راے ہو کیونکہ
اللہ پاک نے یون فرمایا ہے فاذن لمن شئت منہم علما نے کہا ہے ہر کام جسپر مسلمان

جمع ہون ہمراہ امام کے تو اُسکی مخالفت نہ کرین نہ اُسکے پاس سے لوٹ جائین مگر باذن اُسکے پھر اللہ پاک نے اس امر کی تاکید و تعظیم فرمائی اسلوب ابلغ پر ان الذین یستاذنونك اولئك الذین یؤمنون باللہ و رسولہ پس اللہ سبحانہ بیان فرماتا ہے کہ جو لوگ اذن مانگنے والے ہین وہی ہین ایمان لانیوالے اللہ پر اور اُسکے رسول پر جسطرح کہ اول یہ حکم لگایا کہ مومنین کامل ایمان والے وہی ہین جو جمع کرنیوالے ہین درمیان ایمان باللہ و بالرسول کے اور درمیان اذن مانگنے کے اور جو شخص بدون اذن کے جانیوالا ہے وہ ایسا نہین ہے فاذا استاذنوك لبعض شانہم یعنی جسوقت مومنین اذن مانگین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واسطے بعض امور کے جو اُنکو پیش آتے ہین اور اُنکو ہم و فکر مین ڈالتے ہین جسطرح سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو واقع ہوا جبکہ ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوۂ تبوک مین نکلے تو اُنہون نے اپنے گھر کی طرف لوٹنے مین آپ سے اذن مانگا تو آپنے اُنکو اذن دیدیا اور اُنسے فرمایا تو لوٹ جا فلست بمنافق یعنی اسواسطے کہ تو منافق نہین ہے فاذن لمن شئت منہم کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذن دینگے جسکو اُنمین سے چاہین گے اور جسکو چاہین گے نہ دینگے موافق مقتضاے مصلحت کے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھین گے اسمین آپ کی شان مبارک کا بلند کرنا ہے اس سے کسی نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ بعض احکام آپ کی راے پر مفوض ہین اور جو شخص اسکا مانع ہے تو اُسنے مشیت کو اس بات کے ساتھ مقید کیا ہے کہ مشیت تابع ہوتی ہے آپکے علم کے ساتھ صدق اُس شخص کے یعنی تو اذن دیدے اُس شخص کو جسکا تجھے علم ہے کہ اُسکو کوئی عذر ہے پھر اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ اُنکے واسطے مغفرت مانگین واستغفر لھم اللہ یعنی بعد اذن دینے کے تو اُنکے لیے بخشش مانگ اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اذن مانگنا گو بسبب کسی عذر مسوغ[۱] کے ہو پھر بھی اس شائبے سے خالی نہین ہے کہ امر دنیا کو آخرت کے امر پر اختیار کیا ہو کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کو غنیمت جاننا اولی ہے اذن مانگنے سے ان اللہ غفور رحیم یعنی اللہ پاک کثیر المغفرت ہے واسطے فرطات[۲] عباد کے کثیر الرحمت ہے ساتھ آسانی کرنے کے اُنپر مغفرت و رحمت مین اُس غایت تک پہونچنے والا ہے کہ وراء اُسکے کوئی

[۱] یعنی عذر جایز کرنے والا ۱۲ منہ

[۲] یعنی تقصیرات و قصور و فتور ۱۲ منہ

غایت نہین ہی لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا ط قد یعلم اللہ الذین
یتسللون منکم لواذا ط فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبہم فتنۃ او یصیبہم
عذاب الیم ○ مت ٹھیراؤ بلانا رسول کا اپنے اندر برابر اُسکے جو بلاتا ہی تم مین ایک کو ایک اللہ
جانتا ہے اُن لوگون کو تم مین سے جو سٹک جاتے ہین آنکہ بچاکر سو دُرتے رہین جو لوگ خلاف کرتے
ہین اُسکے حکم کا کہ پڑے اُنپر کچھہ خرابی یا پہونچے اُنکو دکھہ کی مار **ف** حضرت کے بلانے سے
فرض ہوتا تہا حاضر ہونا جس کام کو بلاوین پہر یہ بہی تہا کہ وہانسے بے حکم چلے نہ جائین اب بہی یہی چاہیے
اپنے سردارون سے سب کو کرنا انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ **ضحاک** نے
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ لوگ کہا کرتے تہے یا محمد یا ابا القاسم سو اللہ
عزوجل نے اس سے اُنکو منع فرمایا واسطے اعظام اپنے نبی کے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہا پس تم یون کہو
یا نبی اللہ یا رسول اللہ اسیطرح مجاہد و سعید بن جُبیر نے بہی کہا ہی **قتادہ** نے کہا اللہ پاک نے امر فرمایا کہ اُن
یُھاب نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان یُبَجَّل وان یُعظَّم وان یُسَوَّد مطلب یہ ہی کہ اُسکے
نبی کی ہیبت کیجائے اور تبجیل و بزرگی کیجائے اور تعظیم و عظمت کیجائے اور سیادت و سرداری کیجائے **مقاتل** نے اسکی تفسیر مین
کہا ہی اللہ تعالی فرماتا ہے کہ تم اُنکا نام مت لو جبکہ اُنکو پکارو یا محمد مت کہو اور نہ یا ابن عبد اللہ لیکن اُنکی
بزرگی کرو یون کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ **امام مالک** رحمہ اللہ تعالی نے زید بن اسلم سے روایت کیا ہی
اللہ نے اُنکو حکم دیا ہی کہ اُن کی بزرگی کرین [۵۱] یہ ایک قول ہی اور سیاق سے ظاہر یہی ہی **کقولہ تعالی** [۵۲] یا
ایہا الذین امنوا لا تقولوا راعنا الی آخر الآیۃ و **قولہ تعالی** [۵۳] یا ایہا الذین امنوا لا
ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولا تجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط
اعمالکم وانتم لا تشعرون الی قولہ ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون
ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم لکان خیرا لہم الآیہ پس یہ سب باب ادب سے ہے خطاب
کرنے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور آپکے ساتھہ بات کرنے مین اور آپکے نزدیک جسطرح کہ اُنکو حکم
ہوا ہی کہ آپکے ساتھہ سرگوشی کرنے سے پہلے صدقہ پیش کیا کرین دوسرا قول اس باب مین یہ ہے کہ
معنی لا تجعلوا دعاء الرسول الآیہ کے یہ ہین کہ تم اعتقاد مت کرو اس بات کا کہ اُنکی دعا اپنے
غیر پر مثل دعا اُنکی غیر کے ہی کیونکہ اُنکی دعا تو مستجاب ہے پس تم اس سے بچو کہ وہ تمپر بد دعا کردین

---

۵۱ قتادہ کا ایک لفظ تعظیم ہی
اور ہم ان پر بشتر فرقہ
ویفخموہ کذا فی الفتحین
۱۲ منہ
۵۲ اے ایمان والو
تم نہ کہو راعنا اور کہو انظرنا اور
سنتے رہو اور منکرون کو دکھ کی مار
ہے ۱۲ منہ
۵۳ اے
ایمان والو اپنی نہ کرو اپنی
آوازین نبی کی آواز سے اور
اور اُس سے زور دیکر
بات کرو جیسے کہلے ہو ایک دوسرے پر
کہین اکارت نہ ہو جاوین
تمہارے کیے اور تمکو
خبر نہ ہو جو لوگ دبی آواز
بولتے ہین رسول اللہ کے
پاس وہی ہین دل جانچے
ہین اللہ نے ادب کے
واسطے اُنکو معافی ہے
اور بڑا بدلا جو لوگ
پکارتے ہین تمکو دیوار
کے باہر سے وہ اکثر
عقل نہین رکھتے اور
اگر وہ صبر کرتے جبتک
تو نکلتا اُن کی طرف تو
اُنکو بہتر تہا اور اللہ بخشنے
والا ہے مہربان ۱۲ منہ

تو تم ہلاک ہو جاؤ اُس قول کو ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس و حضرت حسن بصری و عطیہ عوفی سے نقل کیا ہی واللہ سبحانہ اعلم **قولہ تعالیٰ** قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا **مقاتل** بن حیّان نے کہا ہی یہ لوگ منافق ہین روز جمعہ مین حدیث اُنپر بھاری ہوتی تھی مراد حدیث سے خطبہ ہی سو یہ لوگ پناہ پکڑتے تھے ساتھہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہانتک کہ مسجد سے نکل جائین اور آدمی کو یہ بات لایق نہ تھی کہ مسجد سے نکل جاے مگر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اذن سے جمعے کے دن بعد اسکے کہ آپ خطبے مین شروع فرمائین اور جسوقت کوئی اُنمین کا ارادہ نکلنے کا کرتا تو اشارہ کرتا اپنی اُنگلی سے طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو آپ اُسکو اذن دیتے تھے بدون اسکے کہ وہ شخص کلام کرے اس لیے کہ اُنمین سے آدمی جبکہ کلام کرتا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ پڑھتے ہوتے تو اُسکا جمعہ باطل ہو جاتا تھا **سُدّی** نے کہا کہ وہ لوگ جسوقت آپکے ساتھہ ہوتے جماعت مین تو بعض اُنکا بعض سے پناہ پکڑتا تاکہ آپسے غائب ہو جائین تو آپ اُنکو نہ دیکھین **قتادہ** نے اسکی تفسیر مین کہا ہی یعنی لواذا عن نبی اللہ وعن کتابہ **سفیان** نے کہا لواذا من الصفّ مطلب یہ ہے کہ شک جاتے ہین اُنکمہ بچاکر اللہ کے نبی سے اور اُسکی کتاب سے یا صف سے **مجاہد** نے کہا خلافا یعنی شک جاتے ہین خلاف کرکے **قولہ تعالیٰ** فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر سے امر ہی آپکی سبیل وراہ اور آپ کا منہاج وطریقہ وسنت وشریعت ہے پس اقوال اعمال آپکے اقوال واعمال سے تولے جائین تو جو قول وعمل اسکے موافق ہی وہ مقبول ہی اور جو اس کے مخالف ہے وہ مردود ہی اُسکے قائل وفاعل پر کوئی ہو جیسا کہ **صحیحین** وغیرہما مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوا ہی کہ آپنے فرمایا ہے کہ جس کسی نے کیا کوئی عمل کہ نہین ہی اُسپر امر ہمارا تو وہ رَدّ ہے یعنی پس چاہیے کہ حذر کرین اور ڈرین وہ لوگ جو کہ باطناً وظاہراً خلاف کرتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا اس بات سے کہ پہونچے اُنکو کوئی فتنہ یعنی اُنکے دلون مین کفر کا یا نفاق یا بدعت کا یا پہونچے اُن کو عذاب الیم یعنی دنیا مین ساتھہ قتل کے یا حد کے یا حبس کے یا مثل اسکے جیسا کہ **امام احمد** نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثل میری اور مثل تمہاری مانند مثل اُس شخص کے ہی کہ اُسنے آگ جلائی پھر جب اُسنے روشن کر دیا اُس شے کو جو اُسکے گرداگرد ہی تو لگے فراش وہ یہی جانور ہین جو آگ مین گرتے ہین

کہ اُسمین گر رہے ہین اور لگا آگ جلانے والا کہ اُنکو روک رہا ہی اور وہ اُسپر غلبہ کر رہے ہین تو بید ہڑک اُسمین گر رہے ہین فرمایا پس یہ ہی مثل میری اور مثل تمہاری ہین تو پکڑتا ہون تمہارے حُجز کو یعنی کمر دن کو آگ سے یعنی آگ کی طرف سے آؤ تم آگ کی طرف سے سو تم مجھپر غلبہ کرتی ہو اور اُسمین بید ہڑک گرتی ہو اخرجاہ من حدیث عبد الرزاق ف فتح البیان کا بیان یہ ہی کہ جملہ لا تجعلوا الخ مستانفہ ہی ماقبل کی تقریر کرتا ہے یعنی رسول جو تمکو بلاتا ہے سو اُسکے بلانے کو مت ٹھیراؤ برابر اُسکے جو بلاتا ہو تم مین ایک کو ایک تساہل و سُستی کرنے مین کہ بعض احوال مین تم جواب دینے سے تساہل کرتے ہو یا بدون اذن مانگنے کی لوٹ جاتے ہو یا آواز بلند کرتے ہو بلکہ تم تو رسول کو فوراً جواب دو گو تم نماز ہی مین کیون نہو سعید بن جُبیر و مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کہ تم کہو یا رسول اللہ رفق و نرمی سے اور مت کہو یا محمد بے ادبی روئی کر کے کسی نے کہا معنی یہ ہین تعرض مت کرو واسطے دعاء رسول کے تمپر بسبب اُنکے خفا کرنیکے کیونکہ اُنکی دعا واجب کرنیوالی ہے مطلب یہ ہی کہ رسول کو خفا کر کے اُسکی بد دعا کا سامنا مت کرو کیونکہ اُسکی دعا مقبول ہی تمپر عذاب کو واجب کر دیگی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ واجب ہے تمپر مبادت اُنکے حکم کی ابو العباس نے اسکو اختیار کیا ہے قولہ تعالیٰ فلیحذر الذین الآیہ اس قول کا مؤید ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ مت ٹھیراؤ دعاے رسول کو اپنے رب سے مثل اُس دعا کے جو تمہارے صغیر و کبیر و فقیر و غنی کرتے ہین اللہ سے کوئی حاجت مانگتے ہین سو کبھی تو اُسکی دعا قبول ہوئی اور کبھی نہین کیونکہ رسول کی دعائین سُنی جاتی ہین قبول ہوتی ہین سعید بن جُبیر سے اسکی تفسیر مین مروی ہے یعنی مثل دعا ایک تمہاری کے جبکہ ایکا تا ہی اپنے بھائی کو اُسکا نام لیکر ولیکن تم تو رسول کی توقیر کرو اور اُس سے کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہا مت چیخو اُسپر دور سے یا ابا القاسم ولیکن جیسے اللہ پاک نے سورہ حجرات مین فرمایا ہی ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ و الاول اولی قولہ تعالیٰ قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا یعنی مقرر اللہ پاک جانتا ہی اون لوگون کو جو نکلتے ہین اور سرک جاتے ہین مسجد سے خطبے مین ایک بعد ایک کے بدون پروانگی مانگنے کے خفیہ طور پر کسی شے سے چھپے ہوئے کلمہ قد واسطے تحقیق کے ہی تسلل کہتے ہین نکلنے کو درمیان سے خفیہ مین جب کوئی شخص اپنے اصحاب کے درمیان سے نکلجاتا ہے تو اُسوقت عرب کے محاورے مین یون بولتے ہین کہ تسلل فلان من بین اصحابہ لواذا ماخوذ ہے ملاوذۃ سے ملاوذۃ یہ ہی کہ تو چھپ جاے ساتھ کسی شے کے خوف سے اُس شخص کے جو تجھے دیکھ لے اصل اسکی یہ ہی کہ پناہ لے یہ اُسکی اور وہ اسکی

۵۱ انا اخذنا بحجزکم احتجز بہ تین صیغہ امر فاعل ہے اور بروزن انصر بصیغہ مضارع بھی مروی ہے حجز جمع ہے حجزۃ کی جو تہ کرتے ہین تہمد یا پائجامہ کی جگہ کو اور یہ قطعہ ۱۲ اور کوم او کرسے ۱۲ منہ

۵۲ جو لوگ نبی کی آواز پر بولتے ہین رسول اللہ کے پاس ۱۲ منہ

۵۳ لواذ و ملاوذۃ بیکدیگر بناہ گرفتن کذا فی الصراح ۱۲ منہ

واللوذ ما یطیف بالجبل یعنی جو شے پہاڑ کو گھیرے ہوتی ہے اُسکو لوذ بولتے ہین کسی نے کہا لواذ روغان[۵۱] ہے ایک شے سے طرف ایک شے کے خفیہ مین نصب لواذا کا بنا بر حال ہے ای متلاوذین یلوذ بعضہم ببعض یعنی سٹک جاتے ہین اس حال مین کہ پناہ لیتا ہے بعض بعض کی اور ملتا ہے طرف اُسکے اور ایک دوسرے سے چپکتا ہے کسی نے کہا کہ نصب اسکا بنا بر مصدریتہ ہے واسطے فعل محذوف کے کہ حقیقت مین حال وہی ہے یعنی یلوذون لواذا مطلب یہ ہے کہ سٹک جاتے ہین دا نحال کہ ایک دوسرے کی پناہ لیتے ہین پناہ لینے کر زید بن قطیب نے لواذ بالفتح لام پڑہا ہے غرضکہ آیت کریمہ مین بیان ہے اُس حالت کا جو منافقین سے واقع ہوتی تہی کہ وہ سٹک جاتے تہے نماز سے جمعہ کی بعض اُنکے بعض سے پناہ لیتے ہوئے اور ایک دوسرے سے ملے چپکے واسطے چھپنے کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جمعہ کا دن سب دنون سے زیادہ تر گران ہوتا تہا منافقون پر کیونکہ وہ دیکھتے تہے جمع ہونا لوگونکا واسطے نماز و خطبہ کے سو وہ حاضر ہونے سے بہاگتے تہے اور سٹک جاتے تہے خفیہ مین اور بعض اُنکا بعض کے ساتھ چپٹتا اور اُسکی طرف ملتا چپکتا تہا کسی نے کہا کہ لواذ بہاگنا ہے جہاد سے وبہ قال الحسن مقاتل سے مروی ہے کہ کوئی نکلتا نہ تہا بسبب نکسیر کے یا حدث کرنیکے یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پروانگی مانگتا آپکی طرف اپنی اُنگلی سے اشارہ کرتا جو کہ انگوٹھے سے متصل ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے اذن دیتے اپنے دست مبارک سے طرف اُسکے اشارہ فرما دیتے تہے اور منافقون مین سے وہ شخص تہا کہ خطبہ اور مسجد مین بیٹہنا اُسپر گران گزرتا تہا تو جب کوئی شخص مسلمانون مین سے اذن مانگتا تو منافق اُسکے پہلو کی طرف کھڑا ہوتا اُس سے چپٹتا یہانتک کہ نکل جاوے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی اخرجہ ابوداؤد فی مراسیلہ حرف فلیحذر الخ مین واسطے ترتیب مابعد کے ہے ماقبل پر فعل مخالفت کلمہ عن کے ساتھ متعدی کیا گیا باوجود اسکے کہ وہ خود متعدی ہوتا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اُسکو معنی اعراض یا صد کا متضمن کیا ہے اور یہ دونون متعدی بعن ہوتے ہین ابوعبیدہ واخفش نے یہ کہا ہے کہ عن یہان زاید ہے خلیل وسیبویہ نے کہا کہ زائد نہین ہے بلکہ بمعنی بعد ہے جسطرح کہ اس آیت کریمہ مین ہے ففسق[۵۲] عن امر ربہ یعنی بعد امر ربہ اولی وہی ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین کہ تضمین مذکور ہے ضمیر عن امرہ کی راجع ہے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی نے کہا کہ ضمیر اللہ سبحانہ کی ہے کیونکہ حقیقت مین آمر وہی ہے معنی یہ ہین کہ چاہیے ڈرین وہ لوگ جو مخالفت کرتے ہین اور موہنہ

[۵۱] روغان و روغان پلویہ رفتن روباہ یعنی لومڑی کی چہال گئے کو روغان کہتے ہین

[۵۲] سو نکل بہاگا اپنے رب کے حکم سے

موڑتے ہین حکم سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یا حکم سے اللہ پاک کے یا دونون کے امر سے اُسکی مقتضا پر
عمل ترک کرکے اور برخلاف راہ وروش خدا ورسول کے جاتے ہین اس بات سے کہ اُنکو کوئی فتنہ پہونچے
ان تصیبہم فتنۃ مفعول ہی یحذرکا اور فاعل موصول ہے تقدیر یہ ہی اصابۃ فتنۃ لہم چنانچہ
اسی کے موافق معنی مذکور ہوئے فتنۃ اس جگہ مقید نہین ہے کسی نوع کے ساتھ انواع فتن سے کسی قسم
کا فتنہ ہو سب کو یہ لفظ شامل ہے کسی نے کہا کہ مراد قتل ہے کسی نے کہا زلازل کسی نے کہا متسلط ہونا
بادشاہ ظالم کا کسی نے کہا مہر لگادینا اُنکے دلون پر کسی نے کہا پورے طور پر نعمتین دینا بطریق استدراج
کے یا کوئی محنت وایذا دنیا مین او یصیبہم عذاب الیم یا پہونچے اُنکو عذاب دردہندہ یعنی آخرت مین
جسطرح کہ جس فتنے کے پہونچنے سے اُنکو ڈرایا تہا وہ دنیا مین تہا کلمۂ اَوْ کا واسطے منع خلو کے ہے مطلب یہ
ہی کہ خدا ورسول کے امر کی مخالفت دو حال سے خالی نہین ہے یا تو دنیا مین کوئی فتنہ پہونچے یا آخرت مین
عذاب الیم ہو قرطبی نے کہا کہ فقہا نے اس آیت کریمہ سے حجت پکڑی ہی اس بات پر کہ امر واسطے
وجوب کے ہی وجہ احتجاج یہ ہے کہ اللہ پاک نے اُنکو ڈرایا مخالفت کرنے سے اپنے امر کے اور اُسپر عقاب
کی وعید فرمائی اس قول سے کہ ان یصیبہم الآیہ پس اللہ پاک کے امر کا امتثال واجب ہی اور اُسکی
مخالفت حرام آیت کریمہ شامل ہے ہر اُس شخص کو جو مخالفت کرتا ہے اللہ پاک کے امر کی اور اُسکے رسول
کے امر کی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الٰہی سیدی تو ہمکو اوامر کے امتثال کی اور نواہی سے بچنے کی توفیق عطا
فرما اور ہماری قصور وفتور سے درگزر کر ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین
ربنا اغفر لنا وتب علینا بجاہ من ارسلتہ رحمۃً للعالمین وشفیعا للمذنبین ورحمۃ مہداۃ
الی الخلق اجمعین یا ارحم الراحمین ویا اکرم الاکرمین ویا مجیب الداعین ویا سمع السائلین
رب صل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وذریتہ وازواجہ وصحبہ واولیائہ واحبائہ و
اشیاعہ واتباعہ اجمعین آمین آمین آمین عدد ما علمت وزنۃ ما علمت وملء ما علمت
الی یوم الدین الا ان للہ ما فی السمٰوٰت والارض قد یعلم ما انتم علیہ ط ویوم یرجعون
الیہ فینبئہم بما عملوا ط واللہ بکل شیء علیم ○ سنتے ہو اللہ کا ہے جو کچھ ہی آسمان و ۹ ع ۳ ۱۵
زمین مین اُسکو معلوم ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن پہیرے جاوینگے اُسکی طرف تو بتاویگا اُن کو جو
اُنہون نے کیا اور اللہ سب چیز جانتا ہی انتہے ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ وہ مالک ہے آسمانون کا اور

زمین کا اور وہ عالم ہی غیب کا اور شہادت کا اور وہ عالم ہے اُس شے کا جو بندی کرنیوالے ہین اپنے سر پر
وجہر مین پس ارشاد فرمایا قد یعلم ما انتم علیہ حرف قد تحقیق کے واسطے ہی جسطرح کہ اسکے قبل فرمایا ہے
قد یعلم اللہ الذین یتسللون منکم لواذا وقال تعالیٰ قد یعلم اللہ المعوقین منکم الآیۃ
وقال تعالیٰ قد سمع اللہ قول التی تجادلک الآیہ وقال تعالیٰ قد نعلم انہ لیحزنک
الذی یقولون فانہم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون وقال تعالیٰ
قد نری تقلب وجھک فی السماء الآیہ پس ان سب آیتون مین تحقیق فعل کی قدسی ہوئی ہی
جسطرح کہ قول مؤذن کا ہی واسطے تحقیق وثبوت کے قد قامت الصلوۃ قد قامت الصلوۃ سو
قولہ تعالیٰ قد یعلم ما انتم علیہ کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک عالم ہی اُس حال کا جسپر تم ہو اسکا شاہد
کرنیوالا ہے اُس سے ذرہ برابر غایب نہین ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے وتوکل علی العزیز الرحیم
الی قولہ انہ ہو السمیع العلیم وقولہ تعالیٰ وما تکون فی شان وما تتلو منہ من قرآن
ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شہودا اذ تفیضون فیہ وما یعزب عن ربک من مثقال
ذرۃ فی الارض ولا فی السماء ولا اصغر من ذلک ولا اکبر الا فی کتاب مبین وقال تعالیٰ
افمن ہو قائم علی کل نفس بما کسبت یعنی وہ حاضر ہے اپنے بندون پر ساتھ اُس شے کے جو وہ کرنیوالے
ہین خیر و شر سے وقال تعالیٰ الا حین یستغشون ثیابہم یعلم ما یسرون وما
یعلنون وقال تعالیٰ سواء منکم من اسر القول ومن جہر بہ الآیہ وقال تعالیٰ
وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا ویعلم مستقرہا ومستودعہا کل فی کتاب
مبین وقال تعالیٰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو ویعلم ما فی البر والبحر و
ما تسقط من ورقۃ الا یعلمہا ولا حبۃ فی ظلمات الارض ولا رطب ولا یابس الا فی
کتاب مبین آیات واحادیث اس باب مین بہت سی ہین قولہ تعالیٰ ویوم یرجعون الیہ الآیہ
کا مطلب یہ ہی کہ جسدن خلائق پھیری جائیگی طرف اللہ کے اور وہ دن ہی قیامت کا تو وہ اُنکو خبر دیگا اوسکی
جو اُنہون نے کیا ہی دنیا مین جلیل وحقیر وصغیر وکبیر کما قال تعالیٰ ینبأ الانسان یومئذ
بما قدم واخر وقال تعالیٰ ووضع الکتاب فتری المجرمین مشفقین مما فیہ و
یقولون یا ویلتنا ما لہذا الکتاب لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا ووجدوا

۵ اللہ جانتا ہی اُن کو جو نکل جاتے ہین تم مین سے چوری چھپے سرکنے سے ۱۲ ۵ اللہ کو معلوم ہی جو تم مین اور کہتے ہین اپنے جی مین کیون ہمکو عذاب نہین کرتا اللہ ہمارے اس کہنے کے سبب ۱۲ ۵ ہم جانتے ہین کہ تجکو غم ہوتا ہی وہ جو وہ کہتے ہین ۱۲ ۵ اور نہین وہ جھٹلاتے تجکو لیکن ظالم ہٹ سے انکار کرتے ہین اللہ کی آیتون سے ۱۲ ۵ ہم دیکھتے ہین پھیرنا تیرا منہ آسمان مین سو البتہ پھیرینگے تجکو جس

۵ ایک ذرہ بھر زمین مین نہ آسمان مین نہ اس سے چھوٹا نہ اس سے بڑا جو نہین کسی کتاب مین ۱۲ ۵ بھلا جو شخص لے کھڑا ہے ہر کسی سر پر ہر ۵ کوئی پات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیرون مین اور نہ ہر ذی روح مین کسی کتاب مین ۱۲ ۵ بتا دیگا انسان کو اُسدن جو آگے بھیجا اور پیچھے چھوڑا ۱۲

ما عملوا حاضرا ولا یظلم ربك احدا اور اسی لیے یہان یون فرمایا ہے ویوم یرجعون
الیه فینبئهم بما عملوا والله بکل شیئ علیم والحمد لله رب العالمین ونسأله التمام
هذا آخر تفسیر سورة النور ولله الحمد والمنة کذا فی ابن کثیر الحمد لله سبحانه
یہ تفسیر تمام ہوئی وقت ساعت دو شب چہارشنبہ ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ الا ان الله
تنبیہ ہے اس بات پر کہ مخالفت نکرین اُس ذات پاک کے حکم کی جسکے واسطے ہی وہ ساری مخلوقات
جو آسمانون مین ہے اور زمین مین سو یہ سب اُسکی ملک ہے اور اُسکی خلق ہی اور اُسکے غلام تحقیق
وہ جانتا ہے اے بندو اُس احوال کو جسپر تم ہو سو اُسکے موافق وہ تمکو جزا دے گا یعلم اس جگہ
بمعنی علم ہے اور قد اس لیے داخل کیا گیا ہی کہ تاکید کرے اللہ کے علم کی ساتھ اُس شے کے کہ
جسپر وہ ہین مخالفت دین حق سے اور تاکید علم کی رجوع کرتی ہے طرف تاکید وعید کے ویوم یرجعون
الیه معطوف ہے ما انتم علیه پر یعنی وہ جانتا ہے اُس شے کو جسپر تم ہو اور جانتا ہے اُس
دن کو جسمین وہ اُسکی طرف پھیرے جائین گے تو اُسمین اُنکے کیے کی اُنکو جزا دیگا اسمین التفات
ہے خطاب سے طرف غیبت کے اللہ پاک کے علم کو جو معلق کیا ہے ساتھ یوم رجوع کے نہ ساتھم
نفس رجوع کے سو یہ واسطے زیادت تحقق علم الٰہی کے ہے کیونکہ علم بوقت وقوع شے مستلزم
ہوتا ہے علم بوقوع شے کو بر طریق ابلغ وجہ کے پھر جو اعمال اُنہون نے کیے ہین جنمین سے
مخالفت امر ہے اُن اعمال کی اُنکو خبر دیگا ظاہر سیاق سے یہ ہے کہ یہ وعید واسطے منافقون
کے ہو واللہ بکل شی علیم یعنی اُنکے اعمال وغیرہ سے اللہ پاک پر کوئی شے مخفی نہین ہے
عقبہ بن عامر رضی اللہ کہتے ہین مین نے دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ
اس آیت کو پڑھ رہے تھے خاتمہ سورۂ نور مین اور آپ کرنیوالے تھے اپنی دو انگلیون کو نیچے اپنی دونون
انگلیونکے فرماتے تھے بکل شی بصیر اخرجه ابو عبید فی فضائله والطبرانی قال السیوطی
بسند حسن الحمد لله والمنة کہ یہ تفسیر شب چہارشنبہ وقت دو نیم ساعت ۲۹ ماہ ربیع الاول
سنہ ۱۳۱۱ ہجری کو محلہ امیر گنج شاہجہان آباد بھوپال مین تمام ہوئی والکاتب المترجم المؤلف العبد المذنب
الراجی رحمة ربه الباری ذو الفقار احمد بن سید ہمت علی الساکن نفوری البوفالی غفر الله
لهما واحسن الیهما والحمد لله الذی بنعمته تتم الصالحات والصلوة والسلام علی سید الموجودات

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۴۸ اور کہا جاویگا کاغذ پر تو دیکھ کے گنہگار دوسرے پر اُسکے بدن اُسکے بدن پر سچ لکھے سے اور کتبین اسے فرشتے کہ لکھا یہ لکھا نہ چھوڑی چھوٹی بات نہ بڑی بات جو نہ گھیری اوپھاویگا جو کیا ہے ساتھ ظلم نہ کرے گا کسی پر ۱۲ منہ

وعلی آلہ وصحبہ اولی الدرجات الرفیعات حُسنُ الختام وجمال الکلام ومسک الاختتام

بہ بیان نور الملک العزیز العلام جماقرہ اولیاؤہ الکرام واصفیاؤہ العظام عجائب

وغرایب کلام پاک کے بیحد و بیشمار ہین ہر شخص اپنی لیاقت واستعداد کے موافق اُسکو سمجھتا بوجھتا ہی اور اُسکے لفظ و معنی سے لذت لیتا ہے ظاہر والا ظاہر سے باطن والا باطن سے چنانچہ حدیث شریف مین اس امر کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ لکل آیۃ ظہر وبطن یعنی ہر آیت کے واسطے ایک ظہر ہی اور ایک بطن ہی سو کسی نے کہا کہ ظہر وہ ہی جسکا بیان ظاہر ہوا اور بطن وہ ہے جسکی تفسیر کی طرف حاجت ہو کسی نے کہا کہ ظہر آیت کا اُسکے لفظ ہین اور بطن اُسکا اُسکے معنی ہین کسی نے کہا کہ قرآن شریف کے قصے ظاہر ہین تو اخبار ہین اور باطن مین عبرت کسی نے کہا کہ ظہر تلاوت ہے اور بطن سمجھنا دلکل حرف حدٌّ یعنی قرآن پاک کے ہر حرف کے واسطے ایک حد ہے یعنی ایک نہایت ہے دلکل حدٍ مُطّلعٌ یعنی ہر حد کے واسطے ایک چڑھنے کی جگہ ہے کہ اُسکا علم حاصل کرکے اُس نہایت پر چڑھتے ہین اور وہان تک پہونچتے ہین مطلب یہ ہے کہ ظہر و بطن کے ہر نہایت و طرف کے لیے ایک جاے صعود ہی سو ظہر کا مطلع تو عربیت کا سیکھنا ہے اور اسباب نزول و ناسخ و منسوخ کا معلوم کرنا ہے اور مطلع بطن کا تصفیۂ و تزکیۂ نفس و ریاضت ہی شرح سنت مین کہا ہی کہ ہر حرف کے واسطے ایک حد ہی تلاوت مین جیسے مصحف امام کہ اُس سے تجاوز نہ کیا جاے اور ایک حد ہے تفسیر مین جیسے مسموع کہ جو سُنا گیا ہی اُسی پر قناعت کرین اُس سے آگے نہ بڑھین یا حد سے مراد فرائض و احکام ہین اور مطلع اُسکا ثواب و عقاب ہے کسی نے کہا کہ مطلع فہم ہی کہ غور و فکر کرنے والے پر تاویل و معانی کا کھولتی ہے یہ بیان مجمع البحار کے متفرق مقامات سے ہی غرضکہ ؎

حضرت فرقان من بر دل وجان من ✦		بر دل وجان من حضرت فرقان من

اسکا عجب عالم ہی لفظ کا جمال جدا ہے معنی کا کمال علیحدہ ترکیب کی خوبی الگ ہر شخص اپنے اپنے مذاق کے موافق اُس سے بہرہ یاب ہے اور اُسکی لذت مین غرقاب ؎

بہار عالم حسنش دل وجان تازہ میدارد		برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را
مخدرات سرا پردہاے قرآنی	؎	چہ دل برند کہ دل بے برند پنہانی

چونکہ تفسیر آیۂ نور حسب بیان مفسرین کرام و علماے عظام بوجہ تمام گزر چکی ہی اور احادیث و آثار جو اسمین وارد ہوئے وہ بھی مذکور ہو چکے لیکن ارباب حقائق نے جو اسمین بیان فرمایا ہی اُسکا ذکر نہین ہوا تھا

اس لیے جی میں آیا کہ حضرت خواجہ میر درد محمدی دہلوی رضی اللہ عنہ نے علم الکتاب میں جو تقریر تحریر فرمائی ہے وہ آخر میں بعینہ بعبارت فارسی لکھدی جاوے تاکہ بیان آیۂ کریمہ من جمیع الوجوہ کامل ہو جائے اور ہر شخص حسب مذاق اس سے فیضیاب ہووے وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب قال رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ آمین

ھو الناصر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نوّر العالم بنور الایجاد وفضّل البعض علی البعض من العباد والصلوٰۃ والسلام علی من ھو من نور اللہ والخلق من نورہ وکان نبیاً وآدم بین الماء والطین قبل ظھورہ وعلی آلہ الطاھرین واصحابہ الراشدین اَمَّا بَعْدُ فھذا الوارد الثانی ھو المسمی **بنور من اللہ** نوّرنا اللہ وایاکم بنور شھودہ کما اوجدنا وایاکم بظھور وجودہ فابصار ھذا النور البسیط بعین البصیرۃ مشاھدۃٌ ورؤیۃ ذاک الظھور المحیط بعین البصارۃ مواجھۃٌ فاینما تولوا فثمّ وجہ اللہ فالنور عبارۃ عن المرتبۃ التی ھی منشأ الظھور وتکون علۃ ایجاد الموجودات وھذہ مرتبۃ الصفتیۃ للوجود دون صفاتہ السبعۃ وعبرت عندا لعلماء بالتکوین وھذا النور مرجح الارادۃ لاظھار المکوّنات وایجادھا لان القدرۃ التی ھی منشأ ھذہ النوریۃ لا تقتضی الایجاد بنفسھا فقط بسواء الفعل والترک فیھما والظھور عبارۃ عن المرتبۃ التی ھی الامر المنتزع ویسمی بالخارج لکونھا موطن الموجودات الخارجیۃ وھی مرتبۃ ظاھر الوجود باعتبار جمع الماھیۃ مع التشخص مع امتیازھما کما ان حیثیۃ عینیۃ الماھیۃ والتشخص للوجود بلحاظ عدم امتیازھما مرتبۃ باطن الوجود فتکشف علی السالکین بمشاھدۃ النوریۃ تجلیاتہ الفعلیۃ وبمواجھۃ الظھوریۃ آیاتہ الباھرۃ فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق فسبحان من ھو نور الانوار ومُدرِک الابصار مع انہ لا تدرکہ الابصار وھو اللطیف الخبیر وارد در بیان کریمۂ **اللہ نور السموات والارض** بیان این آیۂ کریمہ ہم موافق طور اہل ظاہر و ہم مطابق نہج اہل حقیقت در شرح و متن کردہ می آید و آیۂ کریمہ قرآنیہ را فقط کریمہ ہم بسبب شہرت این لفظ می گویند و اکثر جا در کلام

محققین آمده باید دانست نور حق اطلاقاً عبارت از وجود مطلق است که محیط همه اشیاست
وچنانچه در ظاهر این نور اضافی سبب پیدائی ونمایش مبصرات می باشد همچنین در حقیقت همان یک
نور حقیقی ست که باعث ظهور اینهمه موجودات شده وآن معنی مطلق درین مراتب مقیدات بحسب
حیثیات واعتبارات ظاهر گردیده چنانچه مراد ازین مثال بیان همین مراتب اعتباریه است که حق تعالی
درین آیه می فرماید مثل نوره کمشکوة فیها مصباح المصباح فی زجاجة الزجاجة کانها
کوکب دری یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة یکاد زیتها
یضیئ ولو لم تمسسه نار نور علی نور یهدی الله لنوره من یشاء ویضرب الله
الامثال للناس والله بکل شیئ علیم وبدانکه حق سبحانه درین آیه کریمه ازین استعارات
وامثله انچه اراده کرده مراد همان است وهوا علم بمراده وانا نحن مومنون به ونقول آمنا به
کل من عند ربنا اما آنچه حسب طاقت بشریه تاویلات این بفهم قاصری آید آنست که مراد از کلمه نور
وجود وعلم ست واز مشکوة مراتب عقول است که مجردات مفارقات اند واز مصباح مراتب
نفوس مجرده که مقارنات اند واین عقول ونفوس مدرک کلیات اند بذات خود ومدرک جزئیات
باسباب یعنی چنانچه حواس آلات نفوس اند برای اکتساب علم جزئیات همچنین نفوس آلات عقول
اند برای اکتساب علم جزئیات که حاصل ست نفوس را بآلات حسیه واز زجاجه مراتب افلاک که از
موجودات مادیه اند بمناسبت شفافی اجرام فلکی وصفائی جسم زجاجی واز کوکب دری مراتب نجوم
که منور به تنویر حق اند واز زاهر بودن کواکب درخشن فلک نشمر دحق تعالی کواکب را جدا از افلاک واکتفا
کرد بضمیر راجع بطرف زجاجه وگفت کانها کوکب دری واز شجرهٔ مبارکه منظور مجموع عالم
است از همه علویات وسفلیات زیرا که کواکب متعلقات اند بعلویات که افلاک باشند باعتبار
تشخصات خود وبسفلیات که عناصر وموالید بوند بلحاظ تاثیرات خویش وصفت شجره که مبارکه واقع
شده از راه برکت تکثر وظهور کثرت ست که بانواع متکثره وزیادات مختلفه ظاهر گشته وتعبیر کرده شد
این شجره بزیتون بمناسبت سریان فیض الهی درین عالم وسریان رطوبت درد رخت زیتون و
امداد دهن برای اشتعال شعله ومراد ازنفی اضافت شرقیه وغربیه ازین شجره که مجموع عالم بود از
روی کلیت ومجموعیت عالم ست وشک نیست که مجموعیت عالم نه شرقی ست ونه غربی بلکه شرق

وغرب از جہات موجودہ فی العالم ست ومراد از منع مَسّ نار نفیِ شراکت حقائق ممکنہ است با و تعالی در وجود فی الحقیقۃ زیرا کہ چنانچہ آتش در ظاہر شریک نور در روشنی متوہم مے شود و معلوم میگردد کہ بذات خود روشن است وحال آنکہ چنین نیست بلکہ بنور روشن ست وقبول میکند نورانیت را بسبب لطافتِ جسم خود و نور نور است و نار نار ہمچنین در بادی الرائے مفہوم می شود و متوہم میگردد کہ این موجودات وجودات اند کما زعم البعض ولیس الامر کذالک بل الوجود وجودٌ ولا موجودَ سواہ انما الحقائق الموجودۃ مَرَایا للوجود الذی ظہر فیہا بل ہذہ المظہریۃ ایضا منسوبۃ بہ نورٌ علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء پس النور اسم وجود حق ست بحیثیتِ اطلاقیتِ ظہور او نظر بجود و ایجادیت و اظہاریتِ دیگر موجودات ولہذا مضاف بطرفِ سموات وارض شدہ و منظور در اکثر آیات از اطلاق سموات وارض مجموعِ کائنات می باشد و در تفسیر کردنِ نورُ بمنوّرِ مخصوص ہمین یک جانبِ اضافی مے شود و از ہمین جہت این معنی را منسوب باہلِ ظاہر و اربابِ قشر کردہ اند کما یجیئ

رباعی

کی شمس و قمر نورِ سمار وارض است	خورشید دگر نورِ سمار وارض ست
در عرصۂ خلقِ ظلمتِ غیر کجاست	اللہ اگر نورِ سماء وارض ست

مراد از شمس و قمر انوار عقول و نفوس ست کہ تاثیر و تصرف در عالم دارند و ہم این مہر و ماہِ ظاہری کہ باعتبار ظاہر روشن کنندۂ عالم اند از نور نور وجودی و از سما اجرام علویات و از ارض اجسامِ سفلیات و از خورشید دگر تعینِ واجب تعالی و از عرصۂ خلق مرتبۂ ممکنات و از ظلمت عدمیت و از غیر عدم پس معنی آن باشد کہ این عقول و نفوس و مہر و ماہ کہ خود محتاج وجود اند کی موجود کنندۂ علویات و سفلیات اند وجودِ واجب تعالی ست کہ اینہا را در ضمنِ وجوبِ خویش گرفتہ بوجود آوردہ است و در مرتبۂ ممکناتِ موجودہ کہ متلبس بلباسِ وجود اند عدمیتِ عدم کہ مغایر وجود ست کجاست ضدان لا یجتمعان اگر این کلام را باور نمیدارید کہ اللہ نور آسمانہا و زمین است **قال تعالی** اللہ نور السموات والارض صاحبِ کشاف در تفسیر این آیۂ کریمہ نگاشتہ است ای مُنَوِّرُ السموات والارض و مصنفِ احیاء العلوم علیہ الرحمہ در توصیفِ تاویل مرقوم گفتہ کہ در علمای قشر خوب نوشتہ است جار اللہ زمخشری کہ از جماعۂ معتزلہ ست و مصنف کتاب کشاف در تفسیر این آیہ مراد از نور مُنوِّر اسم فاعل داشتہ یعنی حق تعالی روشن کنندۂ آسمانہا و زمین ست نہ روشنی آنہا و این معنی ہم باعتبار ظاہر درست ست **و گویند** کہ مصنف کشاف چون کتابِ خود را پیشِ محققِ

ہمعصر خود کہ حجۃ الاسلام محمد غزالی باشد رحمۃ اللہ علیہ بردہ ایشان اتفاقاً چون کتاب واکردند ہمین آیہ برآمد معنی
آنرا دیدہ گفتند کہ در علماے تفسیر خوب نوشتہ اما خود ہم موافق مذاقِ اربابِ لُبّ کہ اولوا الالباب اند ہیچ بیان
نکردند چون حق سبحانہ این فقیر را بعلم لدنی خود برما فی الضمیر ایشان مطلع ساخت بندہ بتصریح آن پرداخت
بہر حال اعنی قطع نظر از گفتہ و نوشتۂ ایشان کہ مہمل و ملتوی گذاشتہ اند و قطع نظر از تخصیص کدام موضع
مخصوص و قطع نظر از اضافت امری **مقرر قوم ست** و نزد محققین این معنی ثابت ست **کہ نور**
فی حدّ ذاتہ **و علم و وجود ظاہر بنفسہ و مظہر لغیرہ ست** و ہمین تعریف برین ہر سہ مرتبہ
صادق ست **یعنی نور آنست کہ** اولاً خود **ظاہر بالذات** و روشن بذات خویش **باشد**
و ثانیاً و ضمناً خود و خویش را روشن **و ظاہر کنندۂ غیر خود** و نمایندۂ دیگر چیز **بالتبع** بود **ہمچنین علم ہم**
خود دانست است و باعثِ دانستنِ دیگر معلومات ست **و وجود** نیز خود ہستی و ہست کنندۂ دیگر موجودات
پس بحساب این تعریف ہر سہ **مراتب مدارج نور اند** و قاعدۂ کلیہ است کہ ہر چہ در تعریف
واحد باشد متفق التحقیقت ست چون زید و عمر و کہ ہمان حیوان ناطق اند پس بحساب وحدتِ تعریف این ہر سہ
امر با ہم اتفاق دارند و این ہمہ درجات نور اند وجود ہم نور ست و علم ہم نور ست و نور ہم نور **مرتبۂ نور**
درجۂ نازلۂ علم ست و علم مرتبۂ نازلۂ وجود و مرتبۂ نور و وجود اعلیٰ در ہمہ مراتب انوار ست
زیرا کہ علم و نور از افراد وجود اند و وجود محیط اینہا و مرتبۂ نور علم از مرتبۂ نور مشہودی ارفع ست زیرا کہ نور مبصر حسی ست
و علم مبصر حسی نیست **لذا قال اللہ تعالیٰ و عز و جل** فی آخر ہذہ الآیہ **نور علی نور** و گویا ازین
لفظ تصریح بہمین مراتب پست و بلند نور منظور ست و اگرچہ فی الحقیقۃ این ہمہ انوار نور الٰہی اند اما بلحاظ امتیاز
اعتبارات نور و وجود را کہ اعلیٰ از ہمہ است بخود اضافت کردہ و گفتہ **یہدی اللہ لنورہ من یشاء**
یعنی راہ می نماید حق بسوی آن وجود مطلق ہر کرا میخواہد از بندگان خود و از گرفتاری اعتبارات مقیدہ برمی آرد
بالجملہ در مرتبۂ اولیٰ **ای بمعنی لازم** یعنی باعتبار ظاہر بنفسہ کہ روشن بودن معنی لازم ست **نور** کہ
روشنی ست **و منور بالکسر** کہ اسم فاعل ست **و منور بالفتح** کہ اسم مفعول ست این **ہر سہ**
اعتبار امر متحد و یکیست و در یک مرتبہ صادق می آیند و ہمان یک ذات النور ست کہ خود روشنی ست
و خود روشن کنندۂ خویش ست و خود روشن کردہ شدۂ خود ست **و ہمین قسم علم و عالم و معلوم** بلحاظ
این مرتبہ خود دانست ست و خود دانندۂ خویش ست و خود دانستہ شدۂ خود ست چنانچہ در حالتِ علم العلم می باشد

وہمچنین وجود و موجد و موجود نیز یک کہ خود ہستی ست بمعنی ذات الوجود کہ مرتبۂ لابشرط
ست و خود ہست کنندۂ خویش ست بحیثیت مابہ الموجودیۃ و منشاء انتزاع بودن و خود ہست کردہ شدۂ
خود ست بلحاظ معنی مصدری کہ مقتضی کون و حصول ست و درین موطن الوجود موجود گفتہ می شود و بدانکہ
با عتبار معنی اول حمل درین مراتب سہگانہ کہ عین یکدیگرند حملاً بالمواطاۃ[1] کردہ می آید پس اگر باین معنی
لازم لفظ نور کہ در آیۂ کریمہ وارد ست حمل از روے مواطاۃ نمودہ شود یعنی چنانچہ لفظاً واقع شدہ ہمان قسم
معنیٔ ہم مراد داشتہ آید معنی آن می شود کہ اللہ تعالیٰ نور و روشنی آسمانہا و زمین ست و درین مظاہر نیست
ظاہر و ہویدا مگر ظہور او و روشن و پیدا نیست مگر نور او کما قال جلّ وعلا اللہ نور السموات
والارض فہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل شیٔ علیم و در مرتبۂ
ثانیہ ای بمعنی متعدی یعنی بلحاظ حیثیت مظہریۃ کہ روشن کردن معنی متعدی ست مفعول
را میخواہد ہر یک ازان مراتب کہ مصدر و فاعل و مفعول باشد ممتاز و متمایز کہ ہر واحد
مفہوم علیحدہ و ماصدق علیہ جدا دارد و علم و عالم و معلوم و وجود و موجد و موجود و نور و
منوّر و منوَّر ہر سہ جدا و مغائر مثلاً شعلۂ شمع کہ روشن کنندۂ خانہ ست خود یک چیز ست و نور آن
شعلہ چیزی ست دیگر و خانہ کہ روشن کردہ شدہ است چیز دیگر ست و زید کہ عالم ست خود یک چیز ست
و علم کہ صفتِ او ست چیز دیگر ست و عمرو کہ معلوم زید ست چیزی ست دیگر و مصنفِ کتاب کہ موجد
آن کتاب ست خود یک چیز ست و کتاب کہ موجود کردہ و تصنیف کردہ او ست چیز دیگر ست و وجود
آن کتاب و صاحبِ کتاب معنی دیگر ست پس اگر لفظ نور را در آیہ باین معنی متعدی تفسیر کردہ شود و
حمل ہناک حملاً اشتقاقیا حمل اشتقاقی ست و منظور از کلمۂ نور اسم فاعل ست کہ منوّر باشد
فہو منوّر السموات والارض و معنی آنست کہ او تعالیٰ روشن کنندہ و ظاہر نمایندۂ آسمان
و زمین ست فافہم ما کتبہ صاحب الکشاف و ما ارادہ حجۃ الاسلام مصنّف
الاحیاء چون این ہر دو معنی بوضوح انجامید و فرق معنی لُبّ و قشر معلوم گردید مفہوم گشت کہ غالباً مراد
حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کہ از اولوا الالباب ست معنی اول بود کہ بموجب حمل بالمواطاۃ ست و صاحبِ کشاف
کہ از علمای قشر ست معنی ثانی نوشتہ و حمل بالاشتقاق نمودہ واللہ اعلم بحقیقۃ کلامہ و محمد غزالی علیہ
الرحمۃ ہر چند در علم ظاہر از فحول علما و ثقات است امّا چون نظر کشفے را کہ سرِ دادہ می شود در علم باطن چندان

[1] حمل المواطاۃ عبارۃ عن ان یکون الشیٔ محمولا علی الموضوع بالحقیقۃ بلا واسطۃ کقولنا الانسان حیوان ناطق بخلاف حمل الاشتقاق اذ لا یتحقق فی ان یکون المحمول کلیا للموضوع کما یقال کلا انسان ذو بیاض والبیت ذو سقف ۱۲ تعریفات جرجانی

از اہل تقرب چنانچہ دیگر اولیاے اکمل گزشتہ اند بنظر نمی آید کہ یک نسبت ضعیفہ ولایت دارد والغیب عند اللہ تعالی **تنبیہ** باید دانست کہ این ہر دو معنی کہ جار اللہ نوشتہ و محمد غزالی ارادہ کردہ یک اعتبار معنی لب ست و یک لحاظ معنی قشر زیرا کہ ظاہر و باطن عین یکدیگر ست و امتیاز نیست و اینہا مگر اعتباری و امتیاز و اعتبار من جملۂ قشر ست کہ متفرع است بر ذات پس مرتبۂ باطن کہ چون مرتبۂ ظاہر بیش از اعتباری نیست نیز داخل قشر ست و معنی آن ہم معنی قشریست و چون یک حقیقتِ مطلقہ در مراتب ظاہر و باطن جلوہ گر ست و موجود نیست مگر ہمان یک امر کہ وجود ست پس باین اعتبار مرتبۂ ظاہر ہم محسوب در مرتبۂ حقیقت است و معنی آن ہم معنی لب ست و اگر امتیاز ظاہر و باطن با ہم یگر مقابل کردہ گوئیم کہ یک معنی لب ست و یک معنی قشر این ہم درست ست فتعقل **حاصل آنکہ اگر چشم بصیرت پیدا کنی دریابی کہ ہیچ ذرۂ از ذرات عالم محروم از نور حقیقت کہ آفتاب عالمتاب ست نیست** یعنی انکشافِ این حقیقت از علم ظاہر میسر نمی شود تا کہ تصفیۂ قلبی حاصل نگردد بصیقلِ فیضِ صحبت اہل اللہ آئینۂ دل را اول صاف باید نمود بعد ازان از ہر طرف ہمان یک ظہور تجلی خواہد فرمود و باب مشاہدۂ فاینما تولوا فثم وجہ اللہ خواہد کشود و ترا از ہستی تو خواہد ربود **استعارہ** ذرّہ را کہ در دوری و سوزشِ مہجوری آفتاب پیدا شد از سر تا قدم تمامہا بیقرار گردیدہ در جستجوے ربّ خویش و خالقِ خود کہ از نمودِ وجودِ ذرہ ست سرگرم گردید و اعراض از جمیع مادون آفتاب گزید چون در ذرہ این چنین طلب پیدا شد اولا در سلک طالبین سالکین شمسی منسلک می گردانند و زمرۂ ذاہبین الی الشمس می فہمند و طالب و جویاے آفتاب می فہمند درین مقام چون این ذرہ در ہواے محبتِ آفتاب عروجی خواہد نمود و بطرف او رجوعی خواہد فرمود درینجا چون عشقِ او قوت خواہد گرفت و محبت او کمال پیدا خواہد کرد و از فرط شوق و غلبۂ ذوق ظہور وجود خود بلکہ جمیع اشیا از جانب آفتاب خواہد دید و ظہور تمام عالم ازان نیر اعظم خواہد فہمید و در ہمہ جا بمشاہدۂ ظہور شمسی خواہد رسید لاعلاج نعرہا خواہد کشید کہ ہمہ اوست و پیدا نیست جز جلوۂ دوست و ہیچ ذرہ را پوشیدہ از و نخواہد دید و بگوش دل خواہد شنید کہ وما یعزب عن ربک من مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء درین حال او را در جماعۂ محبین و عاشقین خورشیدی داخل می نمایند و واقف از تجلی فعلے آفتاب می فرمایند و بر او دروازۂ سیر آفاقی میکشایند درین مقام لفظ محبت و ولایت آفتاب بر او درست می آید و چونکہ نظرش از کثرت بوحدت میگراید یعنی کہ ہر خود

۵ حضرت خواجہ رضی اللہ عنہ این آن خوشی سر ائیدہ انکہ الغیب عند اللہ و در نظر کشفے ایشان نسبت حضرت امام ضعیف و آمدہ و رتبہ امام باقی رضی اللہ عنہ کہ قطب مکہ و استاد حضرت مخدوم جہانیان قدس سرہ اند حضرت امام را فزوان تر از ہر قاوان شنودہ اند و در رموض الریاحین بسیار از مناقب ایشان رقم زدہ و از بعض اولیاء کبار ثابت فرمودہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بر بعون امام غزالی دانست تا در بحر موسی و حضرت عیسی علیہما السلام حضانت فرمودہ اند کہ پرش این دانست شما کی بست پس باین ہم نسبت ضعیفہ بودن ایشان م

۵ یعنی چہ واسد اعلم ۱۲ ذوالفقار علی غفرلہ

می آید درین مقام چون بحقیقتِ خود می رسد و بتمام در خود ظهورِ آن نور می بیند بلکه وجود خود همان نور را می یابد وعین خویش می شناسد درین وقت غلغله و شورِ انا الشمس بر می دارد و عَلَم همه اوست می افراز و که ای ذرگان دریابید که عین آفتابید دوری و بُعد کجاست و قُرب و وصل کراست او خود عین ماست مائیم که آفتابیم و مائیم که عین آنجنابیم اینهمه کثرت ما و من که می بینید بموجب تمائز علمی که اَعیان ثابته باشد ذاتِ آفتاب ظهور نموده تمیز علمی تفصیلی پیدا کرده است درین مقام این ذره را و اصل بحقیقتِ خود میگویند و پابند سیر انفسی میدانند و سرگردان در خویش می خوانند که بیرون خودش گزرگاهی نیست چنانچه از حال این چنین ذره خبر داده اند که گفته اند ؎

ذره گر بس نیک در بس بدلبود		گرچه عمری تگ زند در خود بود	

درین حال بر هر ذره که عنایتِ بی غایتِ شمسی بتصدقِ آن واسطه که در میان ذرگان و آفتاب ست در رسد او را ازین مقام خودی خودش خواهد برآورد که ای کوته اندیش بند در خویش این مقام حقیقتِ تست که بدان رسیدی نه آنکه عینِ آفتاب گردیدی که برین حقیقتِ تو پرتوی از نورِ وجود که ظل اسمای آفتابی باشد که یک اسم آفتاب نورست تافته ست آن پرتو را آفتابِ حقیقی تصور نخواهی نمود که رتبهٔ آن پرتو تحت عرش آفتابی ست که عبارت از ضهور و مقتضای شمسی ست پس چون بحقیقتِ خود رسیدی و آنرا بدان ظل متجلی دیدی همین در عکس اسمای حسنی بند ماندی لیکن توجه کنی که بسیاری از ذرگان در راهِ آفتاب در همین جا بند مانده اند الا ماشاء ربک چنانچه از حالِ آن جماعه این بیت خبر میدهد ؎

آن خیالاتے که دامِ اولیاست		عکسِ مه رویانِ بستانِ خداست	

حالا از فضل و کرم شمسی ازین ورطهٔ خودی خود برآو فنای کلی حاصل نما خویش را ذرهٔ آن آفتاب دریاب واز رقبهٔ ذرگی سر متاب و همیشه بر سبیلِ دوام آن آفتاب را حاضر و ناظر و متجلی بر خویش بدان که هو معکم اینما کنتم بلکه خود را در نور حضورِ او آنچنان گم کن که نه از تو نام ماند نه نشان ؎

تو مباش اصلا کمال این ست و بس		رو در و گم شو وصال این ست و بس	

این چنین حالت را قُرب و معیت و حضور و شهود و وجود و مشاهده و وصول بآفتاب می گویند و این معامله را ماورائے انفس و آفاق میدانند ؎

قُرب نه بالا و پستی رفتن ست		قربِ او از قیدِ هستی رستن ست	
خوشتر آن باشد که سرِ دلبران	؎	گفته آید در حدیثِ دیگران	

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم	۵	چو غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم ✤	
ہستی و عدم خراب میخانۂ اوست چشم دل تو اگر حقیقت بین ست	۱۴	امکان وجوب مست پیمانۂ اوست ہر ذرۂ خلق روزن خانۂ اوست	

منظور از ہستی وجود اعتباری ست واز عدم عدم اعتباری زیرا کہ بر وجود صرف وعدم بحت من حیث ہو ہو چیزی حکم کردہ نمی شود واز خراب شدن مقید در تقید شدن واز میخانہ شمول واحاطۂ حضرت اطلاق واز کلمۂ او وجود مطلق یا از ہستی مرتبۂ بشرط شے واز عدم مرتبۂ بشرط لا شیئی واز لفظ او مرتبہ لا بشرط واز امکان حقائق ممکنہ واز وجوب مراتب تعینات اسماء وصفات الٰہیہ واز مست شدن مکیف بکیفیت خاص گشتن واز پیمانہ تعین مخصوص واجبی واز چشم دل نور عرفانی واز حقیقت بینی دریافتن امرے کما ہو ہو واز ذرات خلق مقیدات کونیہ واز روزن افاضۂ نور وجود واز خانہ تشخص مفیض حقیقی حاصل آنکہ وجود اعتباری وعدم اعتباری ومرتبۂ بشرط ومرتبۂ بشرط لا مقید بنسبت بشمول واحاطۂ اطلاق وجود مطلق شدہ اند واین ہمہ تعینات از مرتبۂ لا تعین ظہور نمودہ اند وحقائق موجودات ممکنہ ومراتب وجوبیہ کہ اسماء وصفات وشیونات ذاتیۂ او سبحانہ باشند مکیف بکیفیت خاص تبضمن وتوسط تعین واحد ذاتی واجب تعالے گشتہ اند وبسبب او ظاہر گردیدہ اند پس اگر نور تو دریابندۂ حقیقت کماہی ہست درمی یابی کہ ہر مقید از مقیدات کونیہ را افاضۂ حضرت وجود از تشخص مفیض حقیقی باخود ودر خود دارد وللہ ما فی السموات وما فی الارض والی اللہ ترجع الامور انتہے ما فی علم الکتاب والی اللہ المرجع والمآب فی کل اباب وذہاب وبیدہ الکریمۃ الحق والصواب فی کل باب الحمد والمنۃ

کہ یکم ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ ہجری روز پنجشنبہ وقت دہ ساعت شب جمعہ کو محلہ امیر گنج مین یہ سورۃ تمام ہوئی اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے باقی سورتون کو بھی تمام کرائے اور اسکو خاص اپنی ذات پاک کے واسطے ٹھیرائے اور شائبۂ ریا وسمعہ سے بچائے اور مجکو اور میری اولاد واحفاد اور سارے مومنین ومومنات کو اس سے نفع دے اور ہم سب کو اپنی مرضیات کی توفیق دے اور عافیت دارین نصیب کرے اور حسن خاتمہ روزی فرمائے اور جسکے حکم سے یہ سب ہو رہا ہے اسکی عمر ودولت مین برکت دے اور اوسے مظفر ومنصور رکھے آمین یارب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا الانبیاء والمرسلین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الفرقان

اس سورت کی سات اور ستر آیتین ہین جمہور کے قول مین یہ ساری سورت مکی ہے ہجرت سے پہلے نازل ہوئی ہے اسیطرح ابن الضریس ونحاس وابن مردویہ نے بچند طرق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور اسی قول کو ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہی **قرطبی** نے کہا ہے کہ حضرت ابن عباس وقتادہ نے کہا مگر اُسمین سے تین آیتین مدینہ منورہ مین اُتری ہین وہ یہ ہین والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا اخر الآیات **امام مالک** وامام شافعی وبخاری ومسلم وابن حبّان وبیہقی نے اپنی سنن مین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا مین نے سُنا ہشام بن حکیم کو کہ وہ پڑہتا ہے سورۂ فرقان کو حیات مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سو مین نے کان رکہا واسطے قرات اُسکی کے تو ناگاہ وہ پڑہ رہا ہی حروف کثیرہ پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے وہ نہین پڑہائے تہے پس مین قریب تہا کہ اُس پر دوڑ پڑون اُس سے لڑون نماز مین پھر مین نے زبردستی صبر کیا یہانتک کہ اُسنے سلام پھیرا تو مین نے اُسکو اُسکے چادر سے لپیٹکر اپنی طرف کہینچا پھر مین نے کہا یہ سورت تجھے کس نے پڑہائی جسکو مین نے تجھے پڑہتے سُنا ہے وہ بولا کہ مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پڑہائی ہے تو مین نے کہا تو نے جھوٹ کہا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو مقرر اُسکو مجھے پڑہایا ہے غیر اُس قرات پر جو تو نے پڑہی پھر مین اُسے کہینچتا ہوا لیچلا طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پھر مین نے عرض کیا کہ مین نے اسکو سُنا ہے کہ پڑہتا ہے سورۂ فرقان کو کئی حروف پر کہ آپنے مجھے وہ نہین پڑہائے ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو اُسے چہوڑ دے پڑہ اے ہشام تو اُسنے آپ پر وہ قراءت پڑہی جسکو مین نے اُسے پڑہتے سُنا تہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسیطرح اُتاری گئی ہے پھر فرمایا پڑہ اے عمر تو مین نے وہ قرات پڑہی جو مجھے پڑہائی تہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یون ہی اُتاری گئی ہے بیشک یہ قرآن اُتارا گیا ہی سات احرف پر

۱ مراد حرف سے لغت ہے یعنی سات لغت مفرق ہین قرآن مین سو بعض تو لغت قریش ہین سے اور بعض لغت غیر ہین اور ہوازن وہذیل ہین وکلا یدل کون السبعۃ فی الحرف الواحد علی انہ قد جاء فیہ ما قوی لسبعۃ وعشرۃ کما اشار الیہ ابو الدرین وعبد الطاغوت و ہذا احسن ما قیل فیہا والحرف لغۃ الطرف ای علی سبعۃ لغات ہی افصح اللغات و قیل المعنی بحسب قبیل وقیل لیس بحصر بل توسعۃ والسبعۃ الشہور ہنا لیست بمتعینۃ الکلمات بل یجوز کون بعضہا فی بعض الکلمات السبعۃ واحد من ثلاثۃ ومع قیل ہی القرات السبع وقیل ہی معانی حلال وحرام وامر ونہی وما اشبہ ذالک

سو تم پڑھو جو آسان ہو اُس سے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تبٰرک الذی نزّل الفرقان علٰی عبدہ لیکون للعٰلمین نذیرا ۝ الذی لہ
مُلک السمٰوٰت والارض ولم یتخذ ولدا ۝ ولم یکن لہ شریک فی الملک وخلق کلّ
شیئ فقدّرہ تقدیرا ۝ بڑی برکت ہے اُسکی جس نے اُتارا فیصلہ اپنے بندے پر کہ ہو
جہان والوں کو ڈر اوہ جسکی ہے سلطنت آسمان اور زمین کی اور نہیں پکڑا اُسنے بیٹا اور نہیں کوئی
اُسکا ساجھی راج مین اور بنائی ہر چیز پھر ٹھیک کیا اُسکو ماپ کر انتہی ف اللہ پاک نے جو قرآن عظیم
اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا سو اس بات پر اپنے نفس کریم کی حمد فرماتا ہے
جسطرح کہ اس کریمہ مین ارشاد فرمایا ہے الحمد للہ الذی انزل علٰی عبدہ الکتاب ولم یجعل لہ
عوجا قیما لینذر باسا شدیدا من لدنہ ویبشر المؤمنین الذین یعملون الصالحات
الآیۃ اور اس جگہ تبارک فرمایا ہے یہ وزن ہے تفاعل کا برکت سے جو کہ مستقر و ثابت و دائم ہی
نزّل تفعّل کا وزن ہے تکرر و تکثر سے یعنی زیادتی لفظ کی دال ہوتی ہے معنی کی زیادتی پر چونکہ
نزول مشدد مین بہ نسبت نزل مخفف کے زیادتی ہے اس لیے اسکے معنی مین بھی تکرار و کثرت ہے
نزول کی جسطرح کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے والکتاب الذی نزّل علٰی رسولہ
والکتاب الذی انزل من قبل غرضکہ اگلی کتابون کے حق مین انزل کہا اور قرآن شریف کی شان
مین نزّل فرمایا سو اسطے کہ اگلی کتابین کامل یکبارگی اُتاری جاتی تھین اور قرآن شریف منجّم مفرّق
مفصل نازل کیا گیا ہے آیتین بعد آیتون کے اور احکام بعد احکام کے اور سورتین بعد سورتون کے
اُتاری گئی ہین اس قسم کے نازل کرنے مین بغایت تاکید و تشدید و مبالغہ ہوتا ہے۔ اور جس شخص
پر اسطرح اُتارا جاتا ہے تو اُسکے حال پر نہایت درجہ عنایت ہوتی ہے اور اُسکا بڑا ہی اہتمام و خیال ہوتا
ہے چنانچہ خود اللہ پاک نے اس سورت کے اثنا مین اس بات کا ذکر فرمایا ہے وقال الذین کفروا
لولا نزل علیہ القراٰن جملۃ واحدۃ کذٰلک لنثبت بہ فؤادک ورتلنٰہ ترتیلا ولا
یاتونک بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیرا اور اسی لیے اس جگہ قرآن شریف کا

نام فرقان رکھا ہے کیونکہ وہ فرق کرتا ہے درمیان حق و باطل کے اور سچ اور جھوٹ کے اور ہدیٰ و ضلال و غیّ و رُشد کے اور حلال و حرام کے قولہ تعالےٰ علےٰ عبدہٖ صفتِ مدح ہے اور ثنا و صفت ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی عبودیت کی طرف منسوب فرمایا چنانچہ آپ کے اشرفِ احوال مین یعنی شب معراج مین اسی صفت کے ساتھ آپ کو موصوف کیا ہے پس فرمایا ہے سبحٰن الذی اسریٰ بعبدہٖ لیلا اور مقام دعوت الی اللہ مین بھی آپ کا یہی وصف ذکر کیا ہے وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا اور اسیطرح آپ کا وصف فرمایا ہے وقت اسمعنا نے قرآن کے آپ پر اور وقت اُترنے فرشتے کے طرف آپ کے تو یون کہا ہے کہ تبارک الذی نزل الفرقان علےٰ عبدہٖ لیکون للعالمین نذیرا یعنی اللہ پاک نے جو آپ کو اس کتاب کے ساتھ مخصوص فرمایا جو کہ عظیم و مفصل و مُبیّن و محکم و مضبوط ہے کہ جسکے نہ آگے سے باطل آتا ہے نہ اُسکے پیچھے سے آتا ہے طرف سے حکیم حمید کے جس نے اُسکو فرقان عظیم ٹھیرایا سو اسی لیے کہ آپ کو رسالت کے ساتھ مخصوص کرے طرف اُس شخص کے جو کہ آسمان کا سایہ لیتا ہے اور روے زمین پر قرار پکڑتا ہے مطلب یہ ہے کہ سارے عالم کی طرف آپکو مبعوث کیا ہے چنانچہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین بھیجا گیا ہون طرف احمر و اسود کے اور فرمایا کہ بیشک مین دیا گیا ہون پانچ خصلتین کہ نہین دیا گیا اُن کو کوئی انبیاء سے پہلے میرے پھر اُن مین سے یہ ذکر فرمایا کہ بیشک نبی بھیجا جاتا تھا طرف اپنی قوم کے خاصۃً اور مین بھیجا گیا ہون طرف لوگون کے عامۃً کما قال تعالےٰ قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا الآیہ یعنی جس نے مجھکو بھیجا ہے وہ مالک ہے آسمانون کا اور زمین کا جو کہ کہتا ہے شے سے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اور وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسیطرح اس جگہ فرمایا ہے الذی لہ ملک السموات والارض ولم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک اور اپنی ذات مقدس کو ولد و شریک سے منزہ و مبرا کیا ہے۔ پھر یہ خبر دی وخلق کل شیء فقدرہ تقدیرا یعنی ہر شے ماسوا اُسکے مخلوق مربوب ہے اور وہ ہر شے کا خالق و رب و مالک و الٰہ ہے اور ہر شے اُسکے قہر و تدبیر و تسخیر و تقدیر کے تحت مین ہے کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے اس سورۂ مبارک مین توحید پر کلام کیا اسواسطے کہ توحید سب سے مقدم ہے اور سب سے بڑھ کر مقصود و مہتم بالشان ہے

۱ آپ ذات ہے جس نے کیا اپنے بندے کو رات کے وقت ۱۲

۲ اور یہ کہ جب کھڑا ہوا اللہ کا بندہ اسکو پکارتا اللہ کو ہیں ہوتے ۱۲

۳ احمر و اسود سے مراد عجم و عرب ہیں کیونکہ عجم پر حضرت و بیاض غالب ہے اور عرب پر اُدمت و سمرۃ کسی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ مراد احمر ہیں کسی کی نسبت کہا جاتا ہے کہ مراد اسود ہیں اور بعض اوقات مطلقاً سے ابیض سے مراد عرب لیتے ہیں اور اسود سے عجم یعنی ہیں امرۃ حمراء یعنی عورت سفید رنگ کی ۱۲ منہ

۴ تو کہدے اے لوگو مین رسول ہون اللہ کا تم سب کی طرف ۱۲ منہ

پھر نبوت مین کلام فرمایا اس لیے کہ نبوت واسطہ ہے پھر معاد مین گفتگو فرمائی اسواسطے کہ معاد خاتمہ ہے اصل تبارک کی ماخوذ ہے برکت سے برکت کہتے ہین نما و زیادت کو حسی ہو یا عقلی زجاج نے کہا کہ تبارک تفاعل ہے برکت سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی اسی کے قائل ہین زجاج نے کہا کہ معنی برکت کے کثرت ہین ہر ذی خیر سے فراء نے کہا کہ تبارک و تقدس عربیت مین دونون ایک ہین معنی انکے عظمت و بزرگی کے ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تبارک عطاؤہ یعنی اللہ پاک کی عطا زائد و کثیر ہوئی کسی نے کہا کہ دائم و ثابت ہوئی نحاس نے کہا یہ قول سب قولون سے اولی ہے لغت و اشتقاق مین برک ایشئے سے جب کوئی شے ثابت ہوجاتی ہے تو بولتے ہین برک ایشئے یعنی وہ ثابت ہوگئی اسی معنی سے برک البعیر ہے یعنی اونٹ بیٹھ گیا اور ثابت ہوگیا فراء نے جو کہا تھا کہ تبارک و تقدس ایک ہین سو اسپر کسی نے یون اعتراض کیا ہے کہ تقدیس تو طہارت سے ماخوذ ہے حالانکہ تبارک طہارت سے کسی شے مین نہین ہے یعنی پھر دونون کا ایک ہونا یعنی چہ علماء رحمہم اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ خاص اللہ پاک ہی کیواسطے مستعمل ہوتا ہے اور بلفظ ماضی ہی استعمال مین آتا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ برتر ہے اپنے ماسوا سے اپنی ذات و صفات و افعال مین منجملہ افعال نازل کرنا ہی قرآن کریم کا جو کہ معجز ہے اور ناطق ہے اللہ پاک کے علو شان کا اور اسکے سموصفات کا اور اس بات کا کہ اسکے افعال حکم و مصالح کی بنیاد پر مبتنی ہین اور خلل کے شائبہ سے بالکل عاری و خالی ہین فرقان سے مراد قرآن شریف ہے اسکا نام فرقان اس لیے رکھا ہے کہ وہ اپنے احکام سے فرق کرتا ہے درمیان حق و باطل کے یا درمیان محق و مبطل کے قتادہ نے کہا ہے کہ فرقان قرآن ہے اسمین اللہ پاک کا حلال و حرام و شرائع دین ہے کسی نے کہا کہ قرآن کو فرقان اس لیے کہا ہے کہ قرآن مفرق اترا ہے اوقات کثیرہ مین اسیواسطے نزل بتشدید فرمایا ہے بسبب تکثیر تفریق کے عبدہ سے مراد ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پھر تنزیل کی یہ علت ذکر فرمائی لیکون للعالمین نذیرا کیونکہ انزال سے غرض و مقصود یہی نذارت ہے مراد عالمین سے اسجگہ انس و جن ہین کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہین کی طرف بھیجے گیے ہین محلی نے کہا ملائکہ کی طرف مرسل نہین ہین آپکے سوا اور انبیا علی نبینا و علیہم الصلاۃ والسلام جن و انس کی طرف مبعوث نہین ہوے نذیر کے معنی ہین منذر یعنی

تاکہ ہون حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرانیوالے یعنی اور خوشی سنانیوالے یا یہ معنی ہین تاکہ ہو
اُتارنا قرآن کا ڈرانے والا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نذیرا سجگہ بمعنی مصدر ہو واسطے مبالغے کے یعنی
تاکہ ہو اُتارنا قرآن کا ڈرانا یا تاکہ ہون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈرانا ضمیر کو واسطے نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے ٹھیہ انا اولیٰ ہے اسواسطے کہ آپ سے صدور انذار کا حقیقت ہے اور قرآن
شریف سے مجاز ہے اور حقیقت پر حمل کرنا اولیٰ ہوتا ہے یا اس سبب سے کہ آپ اقرب مذکورین ہین ۵۱
قتادہ نے کہا ہے کہ اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا ہے ڈرانے والا تاکہ
لوگون کو اللہ کے باس و عذاب سے ڈرائین اور تم سے پہلے لوگون پر جو اللہ کے وقائع گزرے
ہین اُن سے لوگون کو خوف دلائین کسی نے کہا کہ فرقان کی طرف ضمیر راجع ہونا اولیٰ ہے اس لیے
کہ اللہ پاک نے قرآن کی شان مین یون فرمایا ہے ان ھذا القران یھدی للتی ۵۲ ھی
اقوم رجوع ضمیر کا طرف اُتارنیوالے کے بھی صحیح ہے یعنی اللہ پاک للعالمین متعلق ہے نذیرا سے
بوجہ رعایت فاصلہ کے اُسپر مقدم کر دیا گیا ہے پھر اللہ پاک نے اپنی ذات کریم کو چار صفتون کے
ساتھ موصوف کیا پہلی صفت یہ ہے الذی لہ ملک السموات والارض یعنی آسمان و زمین
کا ملک اُسی کا ہے نہ اُسکے غیر کا نہ تو بطور استقلال کے نہ بطریق تبع کے پس تصرف کرنیوالا اُنمین
وہی ہے یہ بھی احتمال ہے کہ آخر موصول بدل یا بیان ہو پہلی موصول کا لیکن وصف اولیٰ ہے۔
اسمین تنبیہ ہے اس بات پر کہ وجود مین اور بقاء وغیرہ توابع وجود مین سب کے سب اُسی کے محتاج
ہین دوسری صفت یہ ہے ولم یتخذ ولدا اسمین رد ہے یہود و نصاریٰ پر تیسری صفت
یہ ہے ولم یکن لہ شریک فی الملک اسمین رد ہے فرقۂ ثنویہ و ثنیہ و عابدین اصنام و اہل
شرک خفی وغیرہ طوائف مشرکین پر پس اللہ پاک نے بجمیع وجوہ ملک کو اپنی ذات مقدس کیواسطے
ثابت کیا پھر ملک مین جو کوئی اُسکے قایم مقام ہو اُسکی نفی فرمائی پھر جو بات اسپر دال ہے اُسپر
آگاہی بخشی یہ ارشاد فرمایا وخلق کل شیء یعنی موجودات مین سے ہر شے کو اُسی نے پیدا کیا ہے
منجملہ اُن اشیا کے جنپر صفت مخلوق کا اطلاق ہوتا ہے یہ چوتھی صفت ہوئی فقدرہ تقدیرا کا
یہ مطلب ہے کہ جو اشیا اُسنے پیدا کئے ہین اُنمین سے ہر شے کا اندازہ کیا ہے اپنی حکمت سے
اُسی بنا پر جسکا اُسنے ارادہ کیا ہے اور جس کام کے وہ لائق ہے اُسیکو واسطے اُسکو مہیا فرمایا ہے اور

۵۱ یعنی لیکون سے عبودیۃ یا دہ قریب ہے بہ نسبت فرقان کے ۵۲ اشارہ ہے یہ قرآن بتاتا ہے وہ راہ جو سب سے سیدھی ہے

اُسکو ایسا ٹھیک کر دیا ہے کہ اُسمین کسیطرح کی کمی نہین ہے اور نہ مقتضاے حکمت و مصلحت پر کسی نوع کی زیادتی ہے نہ اُس سے کسی قسم کی کمی ہے باب دنیا و دین دونون مین کسی نے کہا کہ ہر شے کا ایسا اِحداث کیا ہے کہ موافق اپنے ارادے کے اُسمین تقدیر و اندازے کی رعایت فرمائی ہے مثلاً خلقت انسان کی مواد مخصوص و صور و اشکال معین سے کی ہے پھر جو خصائص و افعال کہ اُس سے ارادہ کیے ہین اُنکے واسطے اُسکو مقدر و مہیا کر دیا ہے یا یہ معنی ہین ہر اندازہ کیا اُسکا واسطے بقا کے ایک مدت مقرر تک قتادہ نے کہا کہ اپنی خلق مین سے ہر شے کیواسطے اُسکی صلاح بیان کر دی اور اُسکو ایک قدر معلوم کے ساتھ ٹھیرایا **واحدی** نے کہا مفسرین نے کہا ہے مقدر کیا واسطے ہر شے کے مقدر کرنے کر اجل و رزق سے پس جاری ہوئی مقادیر اُس شے پر کہ جسکو پیدا کیا کسی نے کہا کہ مراد خلق سے اسجگہ مجرد احداث و ایجاد ہے مجازاً بدون ملاحظہ معنی تقدیر کے اگرچہ نفس الامر مین وہ تقدیر سے خالی نہین ہے پس معنی یہ ہونگے کہ ایجاد کیا ہر شے کو پھر مقدر کیا اُسکو تا کہ تکرار لازم نہ آئے یہ واضح ترین دلیل ہے معتزلہ پر خلق مین افعال عباد کے پھر اللہ پاک نے تصریح کی اس بات کی کہ بُت پوجنے والون کے مذہب کہوٹے ہین اُنکے طریقے رَدی و زائف ہین پس ارشاد فرمایا **واتخذوا من دونہ الھۃ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون ولا یملکون لانفسھم ضرًّا ولا نفعًا ولا یملکون موتًا ولا حیٰوۃً ولا نشورًا** ۝ اور لوگون نے پکڑے ہین اُس سے ورے کتنے حاکم جو نہین بناتے کچھ چیز اور آپ ہی بنے ہین اور نہین مالک اپنے حق مین بُرے کے اور نہ بھلے کے اور نہین مالک مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اُٹھنے کے انتہے **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے جہان کے مشرکون کی اس بات مین کہ اُنھون نے اور معبود پکڑے ہین اللہ کے سوا کون اللہ جو کہ خالق ہے ہر شے کا اور مالک ہے ازمنہ امور کا جسکی یہ شان ہے کہ جو اُسنے چاہا وہ ہو گیا اور جو نہ چاہا نہ ہوا ۝

چاہا اُسنے دلے نہ چاہا تو نے	تیرا چاہا ہوا اُس کا نہ ہوا

باوجود اللہ پاک کے ایسے شان عظیم البرہان قوی السلطان کے مشرکون نے اُسکے ساتھ بتون کو پوجا کون بت جو کہ پیدا کرنے پر ایک پر مچھر کے قدرت نہین رکھتے ہین بلکہ وہ تو آپ ہی بنے ہین اپنے حق مین

۱۲ جمع ہے جہر کی زبا کہتے ہین ہیار کو یعنی اُسکے ہاتھ سے یعنی اُسکے سوا سون کی مین سب کا سون کی ہیار ہین ہاتھین ہین سے آسکے چاہے کیسے نہین ہوتا سبحانک ما اعظم شانک اللھم اغفرلنا وتب علینا یا سمیع دعا و یا مولانا ۱۲ منہ

یعنی وہ خود مخلوق ہے

نہ بُرے کے مالک ہین نہ بھلے کے پھر اپنے پوجنے والے کے کیونکر مالک ہونگے اور نہ وہ مالک ہین مرنے کے نہ جینے کے اور نہ جی اُٹھنے کے یعنی اُن کو اسمین سے کسی شے کی قدرت نہین ہے بلکہ ان سب کامون کا رجوع اللہ عزوجل کی طرف ہے جو کہ جِلاتا ہے اور مارتا ہے اور قیامت کے دن وہی ساری اول و آخر خلائق کو اعادہ فرماے گا ماخلقکم ولا بعثکم الا کنفس واحدۃ وقولہ تعالے وما امرنا الا واحدۃ کلمح بالبصر وقولہ تعالیٰ فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ھم بالساھرۃ فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ھم ینظرون وان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون پس اللہ پاک ہی معبود برحق ہے اُسکے سوا کوئی اور معبود نہین ہے نہ اُسکے سوا کوئی اور رب ہے نہ اُسکے سوا کسی کی عبادت لائق ہے کیونکہ اسکی شان تو یہ ہے کہ جو اُسنے چاہا وہ ہوا اور جو نچاہا نہ ہوا وہ تو ایسا ہے کہ نہ اُسکے کوئی لڑکا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ اُسکا کوئی عدیل و ہمسر ہے نہ کوئی بدیل و نظیر و وزیر بلکہ ھو الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ضمیر اتخذوا کی راجع ہے طرف کفار کے یا مُنذرین کے یا مشرکین کے اگرچہ اول اُن کا ذکر نہین گزرا ہے لیکن تین چیزین اُنپر دال ہین ایک تو عالمین دوسرے نفی شریک کی تیسری کلمۂ نذیر یعنی ٹھیرائی ہین مشرکون نے واسطے اپنے درمیانی کہ تجاوز کرنے والے ہین اللہ پاک سے اور معبود قتادہ نے کہا الہہ سے مراد وثان ہین یعنی بت جو کہ اللہ کے سوا پوجے جاتے ہین لا یخلقون شیئا محل نصب مین ہے صفت ہے آلہہ کی یعنی ایسی معبود ٹھیرائے ہین کہ قدرت نہین رکھتے ہین کسی شے کے پیدا کرنے پر اشیا سے عقلا کو غیر عقلا پر اسلیے تغلیب دی ہے کہ کفار کے معبودون مین فرشتے ہین اور حضرت عزیر اور حضرت مسیح علیہما السلام کسی نے کہا کہ الہہ کی تعبیر ضمیر عقلا کے ساتھہ اسواسطے کی ہے کہ اُنکے حق مین کفار کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ ضرر و نفع پہونچاتے ہین وھم یخلقون کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک اُن کو پیدا کرتا ہے قتادہ نے کہا ہے کہ اللہ پاک ہی خالق رازق ہے اور یہ بُت پیدا کیے جاتے ہین اور وہ کسی شے کو پیدا نہین کرتے ہین نہ ضرر پہونچا سکتے ہین نہ نفع کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اُنکے پوجنے والے اُنکی صورتین بناتے ہین اور اُن کو گڑھتے ہین پھر جب اللہ پاک نے اپنے نفس کریم کا وصف کیا ساتھہ قوت باہرہ کے تو مشرکون کے معبودون کو

۲۱ تمہارے سب کا بنانا اور مرنے پر چلانا وہی جیسے ایک جی کا ۱۲

۲۲ اور ہمارا کام بھی ایک دم کی بات ہے جیسے ایک نگاہ

۲۳ سورہ تو کسی کا نہ ایک جھڑکی سے ہیچ ہے

۲۴ سورہ تو یہی ہے ایک جھڑکی ہیچ ہی وہ سیدھے کرنے کے ۱۲

۲۵ یہی ہوئی ایک جھڑکی ہیچ ہی وہ ہمارے ہاتھ سے آگے ۱۲ ہمارے پاس

موصوف بعجز بالغ کیا پس ارشاد فرمایا ولا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا یعنی وہ اسپر قدرت
نہین رکھتے ہین کہ اپنے واسطے کسی نفع کو کھینچ لائین اور کسی ضرر کو خود سے دور کرین ذکر ضرر کا اسلیے
مقدم کیا ہے کہ ضرر کا دفع کرنا زیادہ تر مقصود ہے جلب نفع سے غرضکہ جب اُن کی یہ گت ٹھیری
کہ وہ قادر نہین ہین دفع ضرر و جلب نفع پر خاص اُس بات مین جو اُنکی ذات سے متعلق ہے تو پھر کیونکر
وہ مالک ہو سکتے ہین اُسکے واسطے اپنے پوجنے والونکے یہ بات دال ہے اُنکے غایت عجز
و نہایت ضعف پر پھر اللہ پاک نے زیادتی کی بیان مین اُنکے عجز کی تو ان امور پر تصریح فرمائی ولا
یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا یعنی وہ قدرت نہین رکھتے ہین مارنے پر زندون کے اور نہ
زندہ کرنے پر مردون کے اور نہ اُنکے اُٹھانے پر قبرون سے کیونکہ نشور کہتے ہین زندہ کرنے کو
بعد موت کے محاورے مین بولتے ہین انشر اللہ الموتی فنشروا موت کو اسلیے مقدم کیا ہے کہ اُسکو
مناسبت ہے ضرر متقدم سے جبکہ اللہ پاک فارغ ہو چکا بیان سے توحید کے اور کھوٹا کرنے سے
مذاہب مشرکین کے تو منکرین نبوت کے شبہون مین شروع کیا پس پہلا شبہ جو اُنسے نقل فرمایا ہے
وہ یہ ہے وقال الذین کفروا ان ھذا الا افک افترٰہ واعانہ علیہ قوم اٰخرون ۚ فقد
جآءو ظلما و زورا ۝ وقالوا اساطیر الاولین اکتتبہا فہی تملٰی علیہ بکرۃ و اصیلا
قل انزلہ الذی یعلم السر فی السمٰوٰت والارض ط انہ کان غفورا رحیما ۝ اور کہنے
لگے جو منکر ہین اور کچھ نہین یہ مگر جھوٹ باندھ لیا ہے اور ساتھ دیا اُونکا اسمین اور لوگون نے سو آئے
بے انصافی اور جھوٹ پر اور کہنے لگے یہ نقلین ہین اگلون کی جو لکھ لیا ہے سو وہی
لکھوائی جاتی ہین اُس پاس صبح و شام تو کہہ اسکو اُتارا ہے اُس شخص نے جو جانتا ہے چھپے بھید
آسمانون مین اور زمین مین مقرر وہ بخشنے والا مہربان ہے ف اول نماز کا وقت مقرر تھا صبح و شام
مسلمان حضرت پاس جمع ہوتے تھے جو نیا قرآن اُترا ہوتا لکھ لیتے یاد کرنے کو اُسکو کافر یون
کہنے لگے ف یعنی اپنی بخشش اور مہر سے یہ اُتارا ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ
کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کفار کے جاہل لوگون کی سبکی عقل کی اس بات مین کہ قرآن شریف کی
طرف سے وہ یون کہتے ہین کچھ نہین ہے یہ مگر افک ہے یعنی جھوٹ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اُسکو باندھ لیا ہے واعانہ علیہ قوم اٰخرون کا یہ مطلب ہے کہ اُسکے جمع کرنے پر اور لوگون سے

مغ *

مدد چاہی ہے سو اللہ پاک نے فرمایا فقد جاءوا ظلما وزورا یعنی کفار قرآن شریف کے حق مین یون
کہتے ہین کہ جھوٹ بانده لیا ہی حالانکہ خود اونھون نے یہ بات کہنے مین ایک قول باطل بنالیا ہی خود جانتے ہین کہ وہ باطل ہے
اور جس بات کا زعم کرتے ہین اوس مین خود اپنا جھوٹ جانتے پہچانتے ہین وقالوا اساطیر الاولین
اکتتبہا پھر یہ دوسری بات قرآن شریف کے حق مین کہی کہ قرآن کیا ہے اگلے لوگون کی کتابین ہین کہ اونکو
لکھہ لیا ہے فہی تملیٰ علیہ بکرۃ واصیلا سو وہی اوسپر پڑہی جاتی ہین اول و آخر دن مین یہ بات جو اونسے
صادر ہوئی ہے سو بسبب اونکی سبکی عقل و کذب و بہتان کے ہے ہر ایک اوس کے بطلان کو خوب
جانتا ہے کیونکہ تواتر و بضرورت و بداہت یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم نے لکھنے کی کچھہ مشق نہین کھینچی نہ اول عمر مین نہ آخر مین اور آپ نے اونہین کے درمیان مین نشو و نما
پایا شروع بیدالیش سے لیکر یہانتک کہ اللہ پاک نے آپ کو مبعوث فرمایا قریب چالیس برس کے اونہین
بن رہے بسے اور وہ لوگ آپکے مدخل و مخرج و صدق و راستی و برو بنکی و نزاہت و پاکی و عفت و پارسائی
و امانت کو اور کذب و فجور و باقی بد اخلاق و ردی عادات سے دور رہنے کو خوب جانتے پہچانتے تھے
یہانتک کہ آپ کے اقارب مین اور یہانتک کہ مبعوث ہوئے آپکا نام امین رکھتے تھے اسوجہ سے کہ
آپکے صدق و راستی و برو بنکی و خوبی کو خوب جانتے تھے پھر جب اللہ پاک نے آپکا اکرام کیا جس شے کے
ساتھہ اکرام و اعظام فرمایا یعنی منصب نبوت و رسالت سے آپکو سرافرازی بخشی تو آپ کے واسطے عداوت
قایم کی اور ان باتون کے ساتھہ آپ کو عیب لگایا جن سے ہر عاقل آپکی نزاہت و پاکی کو خوب جانتا ہے
اور جس بات کے ساتھہ آپکو تہمت لگاتے ہین اونمین حیران ہوئے سو کبھی تو اپنے افک و بہتان کے
مارے آپ کو ساحر جادوگر کہتے کبھی شاعر کہتے کبھی مجنون کبھی کذاب بتاتے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی انظر کیف ضربوا
لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا اور جگہ جو اونھون نے عناد و افترا کیا تو اوسکے جواب مین
اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا قل انزلہ الذی یعلم السر فی السموات والارض الایہ یعنی اوس نے قرآن کو
اوتارا ہے جو کہ مشتمل ہے سچے بیکے اخبار اولین و آخرین پر مطابق واقع کے خارج مین زمانہ گزشتہ و آیندہ مین
الذی یعلم السر کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک وہ ہے کہ غیب سموات و ارض کو جانتا ہے اور پوشیدہ باتون
کو اسطرح جانتا ہے کہ جسطرح ظاہر باتون کو انکان غفورا کے یہ معنی ہین کہ اللہ پاک اونکو بلاتا ہے
طرف توبہ و انابت کے اور اونکو خبر دیتا ہے اسبات کی کہ اوسکی رحمت واسع ہے اور اوسکا علم عظیم ہے

اور جو کوئی اوسکی طرف رجوع ہو تو وہ اوسپر رجوع فرماتا ہے پس یہ لوگ باوجود انکے کذب و افترا و فجور
و بہتان و کفر و عناد کے اور باوصف اونکے کہنے کے حق مین قرآن شریف اور رسول کریم کے جو کچھ
کہ اونہون نے کہا ہے اللہ پاک اونکو بلاتا ہے طرف توبہ کے کہ ان باتون سے توبہ کرین اور جس
حال مین وہ ہین اوس سے جدا ہون اور اسلام و ہدایت کی طرف آئین جسطرح کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثۃ وما من الہ الا الہ واحد وان لم
ینتہوا عما یقولون لیمسن الذین کفروا منہم عذاب الیم افلا یتوبون الی اللہ ویستغفرونہ واللہ
غفور رحیم وقال تعالی ان الذین فتنوا المؤمنین والمؤمنات ثم لم یتوبوا فلہم عذاب جہنم
ولہم عذاب الحریق حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے انظروا الی ہذا
الکرم والجود قتلوا اولیاءہ وہو یدعوہم الی التوبۃ والرحمۃ یعنی اس کرم و وجود کو تو دیکھو کہ اونہون
نے تو اللہ پاک کے دوستون کو قتل کر ڈالا اور وہ اونکو توبہ و رحمت کی طرف بلا رہا ہے کہ جو کچھ
تمسے ہوا سو ہوا اب توبہ کرلو میری طرف آؤ رحمت واسعہ طیار ہے سارے گناہ معاف ہوجائینگے ۵

بازآ بازآ ہر آنچہ کردی بازآ		صد بار اگر توبہ شکستی بازآ	

ف فتح المبین کا بیان یہ ہے قال الذین کفروا سے مراد عرب کے مشرک ہین ان ہذا
کا اشارہ ہے طرف قرآن شریف کے الا افک سے مراد کذب ہے افتراہ کے معنی ہین اختلقہ
یعنی مکے کے مشرکون نے کہا کہ اس قرآن شریف کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی طرف سے جھوٹ
بنالیا ہے واعانہ علیہ قوم آخرون یعنی اور مدد کی ہے اوسکی اوسکے بنانے پر ایک اور قوم نے
مراد اس قوم سے یہود ہین کسیسنے کہا وہ یہ لوگ ہین ابو فکیہہ یسار مولی الحضرمی عداس مولی عتیبہ بن عبد العزی
جبر مولی ابن عامر یہ تینون آدمی یہود کے تھے ایسی تقریر پر سورہ نحل مین کلام گزر چکا ہے پھر اللہ پاک نے اوپر یون
فرمایا فقد جاؤ ظلما و زورا یعنی مقرر اونہون نے ایک ہولناک ظلم عظیم کی بات کہی اور کہلا ہوا جھوٹ
کہا حرف فا واسطے ترتیب مابعد کے ہی قبل پر لیکن نہ اس بنا پر کہ دونون دوامر متغایر ہین حقیقۃً بلکہ اس بنیاد پر کہ ثانی
عین اول ہی حقیقۃً رہی ترتیب سو بسبب تغایر اعتباری کے ہی کلمہ قد واسطے تحقیق ظلم و زور کے ہی جسکو وہ لائے نصب ظلما
کا جاؤ اسے ہی اسلئے کہ جا کبھی مستعمل ہوتا ہے مثل استعمال اتی کے اور اوسی کے مثل متعدی ہوتا ہے کسی نے
کہا کہ یہ نزع خافض منصوب ہے اصل یہ ہے جاؤ بالظلم یعنی وہ ایک بڑا ظلم لائے کسیسنے کہا کہ منصوب ہے

۵ بعض کافر جو مسلمان ہوئے تھے اونہون نے کہا اللہ پاک تین مین تیسرا ہے اور بعضون نے کہا ایک
اور بعضون نے کہا کہ ہمارے معبود ہمکو اور اللہ تعالی کو جو چاہے سو کرے جوابات کہنے کے تین
منکرین بالبعث کے کہ ہمارے باپ دادے کہا کرتے تھے کہ کیون ہمین قبر سے اٹھایا جائیگا
پاس اور کوئی نہ بخشے گا اور اللہ پاک بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ منہ

۵ یہ دونون آیتین ہیں جن مین اللہ پاک نے اپنی
اور اپنے بندون پر ظلم کرنے والون کو
اونکو عذاب سے ڈرایا ہے اور توبہ کرنے والون کو
اور بخشنے کا وعدہ فرمایا ہے ۱۲ منہ

بنا برحال اور یہ بات کہنا اون سے ظلم اسی لئے ہوا کہ اونہون نے قبیح کو ایسے شخص کی طرف منسوب کیا
کہ وہ اوس سے مبرا و منزہ ہے تو اونہون نے شے کو اوسکے غیر موضع مین رکھا اور یہی ظلم ہے کسیکے کہا
ظلم یہ ہے کہ اونہون نے کلام معجز کو افک مختلق متلفق یہود سے ٹھیرایا یعنی اللہ پاک کے کلام اعجاز نظام
کی یہ قدر کی کہ اوسے جھوٹ باندہا ہوا خود بنایا ہوا یہود سے لیا ہوا اقرار دیا رہا اونکی بات کا زور ہونا سو وہ ظاہر
ہے کیونکہ وہ اسبات مین جھوٹ بولے پھر اللہ پاک نے دوسرا شبہہ ذکر فرمایا وقالوا اساطیر الاولین یعنی قرآن
شریف کی شان مین کہا کہ وہ قصے کہانیان ہین اگلون کی اور خبرین ہین جنکو اونہون نے لکھ رکھا ہی جیسے قصہ
رستم و اسفندیار کا زجاج نے کہا ہے کہ واحد اساطیر کا اسطورہ ہے جسطرح کہ احادیث و اُحدوثہ ہی غیر زجاج نے
کہا کہ اساطیر جمع ہے اسطار کی جیسے کہ اقاویل و اقوال ہے یعنی قول کی جمع اقوال اور اقوال کی جمع اقاویل ہے
اکتتبہا کے معنی استکتبہا یا کتبہا لنفسہ یعنی حضرت نے اگلون کے قصون کو دوسرے سے لکھوا رکھا ہے
یا خود نے اپنے واسطے لکھ لیا ہے یا یہ معنی ہین کہ اونکو جمع کر لیا ہے ماخوذ ہے کتب سے کتب کہتے ہین جمع کرنیکو
کتابت بالقلم سے نہین ہے لیکن قول اول اولی ہے محل اکتتبہا کا نصب ہے بنا برحال یا رفع ہے اس بنیاد
پر کہ خبر ثانی ہے اس واسطے کہ اساطیر مرفوع ہے بنا بر خبر مبتدا محذوف یعنی ہذہ اساطیر الاولین اکتتبہا یہ بھی
ہو سکتا ہے کہ اساطیر مبتدا ہوا اور اکتتبہا خبر اوسکی طلحہ نے اکتتبہا پڑہا ہے بصیغہ مجہول معنی یہ ہین اکتتبہا لہ
کاتب یعنی لکھا اونکو واسطے اونکے کسی کاتب نے کیونکہ وہ اُمی تھے لکھتے نہ تھے اور نہ پڑہتے تھے پھر لہ کا لام
حذف کیا گیا تو فعل ضمیر کی طرف پہونچا تو اکتتبہا ایاہ ہوا پھر فعل ضمیر کے لئے بنا کیا گیا جو کہ ایاہ ہے تو وہ ضمیر مرفوع
مستتر ہو گئی بعد اسکے کہ منصوب بازہتی کشاف مین اسی طرح کہا ہے اور ابو حیان نے اسپر اعتراض کیا ہے
فہی تملی علیہ کے معنی ہین کہ وہ اساطیر القا کئے جاتے ہین ڈالے جاتے ہین اوسپر بعد اسکے کہ اونکو لکھا ہے
تاکہ یاد کرے اونکو مونہہ سے اوس شخص کے جو انکو املا کرتا ہے اوسپر اوس لکھے ہوئے سے کیونکہ وہ اُمی ہے
اسپر قادر نہین ہے کہ اونکو خود پڑہ لے اوس لکھے ہوئے سے یا معنی اکتتبہا کے ارادا کتتابہا ہین فہی تملی علیہ
اسلئے کہ محاورے مین بولتے ہین املیت علیہ فہو یکتب بکرۃ و اصیلا کے معنی ہین غدوۃً و عشیا یعنی
صبح و شام گویا اونہون نے یہ کہا کہ یہ لوگ تعلیم کرتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دن کے دو طرفون
مین کسی نے کہا معنی بکرۃ و اصیلا کے یہ ہین کہ ہمیشہ سارے وقتون مین یعنی جب دن کے دو کنارے ذکر
کئے تو مابین کا وقت بطریق اولی آگیا پس مراد سارا وقت ہوا پھر اللہ پاک نے اس شبہے کا یہ جواب ارشاد فرمایا

قل انزلہ الذی یعلم السر فی السموات والارض یعنی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اون سے کہدو کہ یہ قرآن اوس قسم سے نہین ہے کہ جھوٹ باندہا گیا ہو اور کسی قوم کی اعانت سے بنالیا گیا ہو اور جوڑی ہوئی کہانیون اور اگلون کے قصون سے دوسرے لوگون نے لکھ لیا ہو بلکہ یہ تو ایک آسمانی امر ہے اوسکو تو اوس ذات پاک نے اوتارا ہے جو کہ ہر شے کو جانتا ہے کوئی شے اوس سے غائب نہین ہے سو اسی لئے تم اوسکے معارضہ و مقابلہ سے عاجز رہ گئے اور ایک سورت بھی اوسکے مثل نہ لاسکے خاصکر یہ ذکر اس لئے کیا ہے کہ اسمین اشارہ ہے طرف اسبات کے کہ اللہ پاک نے جو شے نازل فرمائی ہے وہ ایسی اسرار بالغہ پر منطوی و مشتمل ہے کہ بشر کی عقلین اون تک نہین پہونچ سکتین اونکی دوڑی ہی تھک کر رہجاتی ہین نہ پہونچ سکتے ہین غیب کو یعنی جو غیب آسمان و زمین کے اندر کائن ہے اوسکو اللہ پاک ہی جانتا ہے جملہ انہ کان غفورا رحیما تعلیل ہے تاخیر عقوبت کی یعنی تم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا و ظلم کرتے ہو اور جھوٹ باندہتے ہو اس سبب سے اگرچہ تم اس کے مستحق ہو کہ جلدی سے تمپر عقوبت آجاے لیکن اللہ پاک اسکی وجہ سے تمپر عقوبت کی جلدی نہین کرتا ہے کیونکہ وہ کثیر المغفرت والرحمۃ ہے بڑی رحمت و بخشش والا ہے ربانی

پر جرم گر اعتراف خواہی کردن	دل را اسے درد صاف خواہی کردن
یارب تو کریمی گنہ کار توام	دانم آخر معاف خواہی کردن

اپنے سبب اللہ پاک طعن کے ذکر سے فارغ ہو چکا جو کفار نے قرآن شریف پر کی تھی اور اوسکا رد فرما چکا تو اوس طعن کا ذکر کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کی ہے پس ارشاد فرمایا وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق ط لولا انزل الیہ ملک فیکون معہ نذیرا ۝ او یلقی الیہ کنز او تکون لہ جنۃ یاکل منہا ط وقال الظلمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا ۝ انظر کیف ضربوا لک الامثال فضلوا فلا یستطیعون سبیلا ع ۹/۱۶ تبارک الذی ان شاء جعل لک خیرا من ذالک جنت تجری من تحتہا الانہر ط ویجعل لک قصورا ۝ بل کذبوا بالساعۃ واعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا ۝ اذا رایتہم من مکان بعید سمعوا لہا تغیظا وزفیرا ۝ واذا القوا منہا مکانا ضیقا مقرنین دعوا ہنالک ثبورا ط لا تدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا ۝ اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہ کھانا اور پھرتا ہے بازارون مین کیون نہ اوترا اوسکی طرف کوئی فرشتہ

کہ رہتا اوسکے ساتھہ ڈرانے کو یا آپڑتا اسکے پاس خزانہ یا ہوجاتا اوسکو ایک باغ کہ کھایا کرتا اوسمین سے
اور کہنے لگے بے انصاف تم ساتھہ پکڑتے ہو اس ایک مرد جادو مارے کا دیکھہ کیسی بٹھائین تجھہ کہاوتین
اور بھٹکے اب پا نہین سکتے راہ بڑی برکت ہے اوسکی جو اگر چاہے کردے تجھکو اس سے بہتر باغ نیچے جنکے نہرین
نہرین اور کردے تجھکو محل کوئی نہین وہ جھٹلاتے ہین قیامت کو اور ہمنے تیار کی ہے جو کوئی جھٹلاوے
قیامت کو اوسکے واسطے آگ جب وہ دیکھیگی اونکو دور جگہہ سے سنین گے اوسکا جھنجلانا اور چلانا اور جب
ڈالے جاوینگے اوسمین ایک جگہہ تنگ ایک زنجیر مین کئی بندہے ہوئے پکارینگے اوسجگہہ موت کو مت پکارو
آج ایک مرنے کو اور پکارو بہت سے مرنے کو **ف** یعنی ایک بار مرین تو چھوٹ جاوین دن مین ہزار بار مرنے
سے بدتر حال ہوتا ہے انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کفار
کی تعنت و سرکشی و عناد و تکذیب حق کی کہ بدون کسی حجت و دلیل کے حق کو جھٹلاتے ہین اور یہ بات جو
اونہون نے کہی کہ مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق سو یہ محض اونکا تجاہل و تلہی
اور کھیل کرنا ہے یہ کوئی حجت و دلیل نہین ہے مراد اونکی اس سے یہ ہے کہ جسطرح ہم کھانا کھاتے ہین
اوسی طرح وہ بھی کھاتا ہے جیسے ہم اوسکے حاجتمند ہوتے ہین ویسی ہی وہ بھی اوسکا محتاج ہوتا ہے اور کمانے
و تجارت کے واسطے بازارون مین آتا جاتا ہے غرض یہ کہ وہ بھی مثل ہمارے بشر ہے بھلا بشر بھی کہین رسول
ہوتا ہے لولا انزل علیہ ملک فیکون معہ نذیرا کا مطلب یہ ہے کہ کیون نہین اوسکی طرف کوئی
فرشتہ اوترا اللہ کے پاس سے کہ اوسکے صدق دعوی پر اوسکا شاہد و گواہ ہوتا یہ ایسا ہے جیسا کہ فرعون نے
کہا ہے فلولا القی علیہ اسورۃ من ذھب اوجاء معہ الملائکۃ مقترنین اسی طرح ان لوگون نے
برابر کہا ان سب کے دل مشابہ یکدیگر ہین اور اسی لئے انہون نے یہ کہا اویلقی الیہ کنز یعنی یا ڈالا جاتا طرف
اوسکے علم خزانے کا کہ اوس سے خرچ کیا کرتا اوتکون لہ جنۃ یاکل منھا یعنی یا اوسکے واسطے کوئی باغ
ہوتا کہ اوسکے ساتھہ چلتا جدہر وہ جاتا یہ سب اللہ پاک پر سہل و آسان ہے لیکن اسکے ترک مین اوسکی حکمت
ہے وللہ الحجۃ البالغۃ **قولہ تعالی** وقال الظالمون الی قولہ فضلوا یعنی وہ بات لائے جس سے تعجب
تہمت لگاتے ہین اور تجھہ پر جھوٹ باندھتے ہین یون کہتے ہین کہ جادوگر ہے جادو کا مارا ہے مجنون ہے جھوٹا ہے
شاعر ہے یہ باطل قول ہین جن لوگون کو ذرا سی بھی فہم و عقل ہے اونمین سے ہر شخص اونکے کذب و افترا کو اس
باب مین خوب جانتا پہچانتا ہے اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا فضلوا یعنی

۵۱ پھر کہون پہنچا کھڑے اوپر کنکی سہنے کے یا تھے اوسکے ساتھہ فرشتے دینے کو ۱۲

راہ ہدایت سے بہک گئے اب راہ نہین پا سکتے ہین یہ اسواسطے ہے کہ جو کوئی حق سے اور راہ ہدایت سے نکل گیا تو وہ گمراہ ہوتا ہے جدہر توجہ کرے کیونکہ حق ایک ہے اور راہ اوسکی متحد ہے بعض بعض کی تصدیق کرتا ہے پھر اللہ پاک نے اپنے نبیؐ کو یہ خبر دی کہ اگر وہ چاہے تو جو کچھ یہ لوگ کہتے ہین اوس سے بہتر و افضل تر وخوب تر اوسکو دیدے دنیا مین پس فرمایا تبارک الذی ان شاء جعل لک خیرا من ذلک الآیہ مجاہد نے کہا یعنی دنیا مین کہا کہ ہر گھر سے تیرون کا بڑا ہو یا چھوٹا قریش اوسکا نام قصر رکھتے ہین سفیان ثوری نے عن حبیب بن ابی ثابت عن خیثمہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا گیا اگر تو چاہے کہ ہم تجھے دیدین زمین کے خزانے اور اوس کی کنجیان جو ہمنے کسی نبی کو نہین دیئے تجھسے پہلے اور نہ کسیکو بین گے بعد تیرے اور یہ کم نکرے گا اوس چیز سے جو تیرے واسطے ہے نزدیک اللہ کے تو آپنے فرمایا تم لوگو جمع کرو واسطے میرے آخرت مین اسپر اللہ عزوجل نے اسباب مین یہ آیت نازل فرمائی تبارک الذی الآیہ قولہ تعالیٰ بل کذبوا بالساعۃ یعنی یہ لوگ جو اسطرح کہتے ہین سو واسطے تکذیب وعناد کے کہتے ہین نہ یہ کہ اسکی طلب واسطے بصیرت حاصل کرنے کے اور ہدایت چاہنے کے کرتے ہین بلکہ روز قیامت کا جھٹلانا اونکو باعث ہوا ہے ان واہیات باتون کے کہنے پر جنکو وہ بک رہے ہین واعتدنا کے معنی ہین ہم نے مہیا کی لمن کذب بالساعۃ سعیرا یعنی ہمنے طیار کر رکھا ہے واسطے اوس شخص کے جس نے تکذیب کی روز قیامت کی عذاب درد دینے والا گرم جسکی کسیکو طاقت نہوگی جہنم کی آگ مین ثوری نے عن سلمہ بن کہیل عن سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے السعیر وادٍ من فیح جہنم یعنی سعیر ایک وادی ہے جہنم کے پیپ کا قولہ تعالیٰ اذا رأتہم یعنی جسوقت اونکو جہنم دیکھیگی من مکان بعید یعنی مقام محشر مین سدی نے کہا کہ دور برس کی راہ سے سمعوا لہا تغیظا وزفیرا ای حنقا علیہم یعنی تو وہ سنین گے اوسکا جھنجلانا اور چلانا مارے غصے کے اونپر جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اذا القوا فیہا سمعوا لہا شہیقا وہی تفور تکاد تمیز من الغیظ یعنی لگتا ہے کہ بعض اوسکا بعض سے جدا ہو پڑے مارے اوسکے شدت غیظ کے اوسپر جس نے اللہ کے ساتھ کفر کیا ابن ابی حاتم نے ایک شخص سے منجملہ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من تقول علی ما لم اقل او ادعی الی غیر والدہ او انتمی الی غیر موالیہ فلیتبوء بین عینی جہنم مقعدا یعنی جو کوئی کہے مجھپر وہ بات جو مین نے نہین کہی یا نسبت کا دعویٰ کیا طرف غیر مان باپ اپنے کے یا منسوب ہو طرف غیر موالی اپنے کے چاہیے کہ بنا لے

۱ ۲ ۳ ۴ ۵ ۶ ۷ ۸ ۹ ۱۰ ۱۱ ۱۲ ۱۳ ۱۴ ۱۵ ۱۶ ۱۷ ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰

درمیان دو آنکھون جہنم کے ٹھکانا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آیا جہنم کے لئے دو آنکھین ہین فرمایا کیا تم نہین سنا اللہ کو کہ فرماتا ہے اذا رأتهم من مكان بعيد الآیہ رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من محمد بن خداش عن محمد بن یزید الواسطی بہ ابن جریر نے روایت کیا ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے کہ کسی لوہار پر سے گزرے تو عبد اللہ کھڑے ہوئے نظر کرنے لگے طرف کسی لوہے کی شے کے آگ مین اور ربیع نے اوسکی طرف نظر کی فورا ربیع جھومنے لگے کہ گر پڑین پھر عبد اللہ نے گزر کیا ایک التون پر فرات کے کنارے پر پس جب عبد اللہ نے اوسے دیکھا اور آگ اوسکے جوف مین شعلہ مار رہی تھی تو یہ آیت پڑھی اذا رأتهم من مكان بعيد سمعوا لها تغيظا وزفيرا پس ربیع بیہوش ہوگئے اونکو اون سے گھر کی طرف اٹھا لیگئے عبد اللہ نے ظہ تک اونکی حفاظت کی سو اونکو افاقہ نہوا رضی اللہ عنہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ بیشک بندہ البتہ کھینچا جائیگا طرف آگ کے تو وہ کھنچی گی طرف اوسکے مثل چیخنے خچر کے طرف جو کے پھر ایک ایسی چیخ مارے گی کہ کوئی باقی نرہے گا مگر وہ ڈر جائیگا هكذا رواه ابن ابی حاتم باسناده مختصرا ابو جعفر ابن جریر کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ بیشک آدمی البتہ کھینچا جائیگا طرف آگ کے تو منقبض ہوجائیگا بعض اوسکا طرف بعض کے پس اوس سے رحمن فرمائے گا تجھے کیا ہوا تو وہ کہے گی کہ بیشک وہ مجھسے پناہ مانگتا ہے اللہ فرمائے گا چھوڑ دو میرے بندے کو اور بیشک آدمی البتہ کھینچا جائے گا طرف آگ کے تو عرض کریگا یارب نہ تھا یہ گمان ساتھ تیرے فرمائیگا پھر کیا گمان تھا تیرا تو وہ عرض کریگا یہ کہ سمجھا کہ تیری رحمت فرمائیگا چھوڑ دو میرے بندے کو اور بیشک آدمی البتہ کھینچا جائیگا طرف آگ کے تو چیخے گی طرف اوسکے آگ مثل چیخنے خچر کے طرف جو کے اور چیخے گی ایک ایسی چیخ کہ باقی نرہیگا کوئی مگر وہ ڈر جائے گا یہ اسناد صحیح ہے عبد الرزاق نے عن مجاہد عن عبید بن عمیر اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ بیشک جہنم البتہ چیخے گی ایک ایسی چیخ کہ باقی نرہیگا کوئی مقرب فرشتہ نہ کوئی نبی مرسل مگر وہ گر پڑے گا اس حال مین کہ اوسکے فرائض کانپتے ہونگے ابراہیم علیہ السلام البتہ بیٹھ جائین گے اپنے گھٹنون کے بل اور کہین گے اے رب میرے مین سوال نہین کرتا ہون آج تجھسے آن مگر میرے نفس کا قوله تعالى واذا القوا منها مكانا ضيقا مقرنين قتادہ نے عن ابی ایوب عن عبد اللہ بن عمرو روایت کیا ہے کہ مثل زج کے رمح مین یعنی اوسکی نوک سے مطلب یہ ہے کہ جسطرح نیزے کی سہال نیزے مین تنگی ہوتی ہے اسی طرح جہنم مین اوپر تنگ کیجائیگی یحیی بن ابی اسید حدیث کو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچاتے ہین کہ آپ سے کسی نے اس آیت کا پوچھا تو آپنے فرمایا قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے بیشک وہ البتہ زیردستی گھسائے جائینگے آگ مین جسطرح زبردستی گھسائی جاتی ہے میخ دیوار مین **ابو صالح** نے کہا کہ مقرنین سے مراد مکتفین ہے یعنی ہاتھون کی مشکین بندہی ہونگی دعوا هنالك ثبورا یعنی پکارینگے وہ اوسجگہہ ویل[۱] وحسرت وخیبت کو **امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول وہ شخص جو پہنایا جائیگا حلہ نار سے ابلیس ہے تو وہ اوسی کریگا اپنی دونون بھنوون پر اور کھینچے گا اوسکو اپنے پیچھے سے اور ذریت اوسکی بعد اوسکے اور وہ پکارے گا یا ثبوراہ اور وہ پکارینگے یا ثبورہم یہانتک کہ کھڑے ہونگے آگ پر پھر کہیگا یا ثبوراہ اور وہ کہین گے یا ثبورہم تو اونسے کہا جائیگا مت پکارو تم آج کے دن ایک ثبور کو اور پکارو بہت سے ثبور کو لم یخرجہ احد من اصحاب الکتب الستۃ ورواہ ابن ابی حاتم عن احمد بن سنان عن عفان بہ ورواہ ابن جریر من حدیث ابن سلمۃ بہ **عوفی** نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے یعنی مت پکارو تم آج کے دن ایک ویل کو اور پکارو ویل کثیر کو **ضحاک** نے کہا کہ ثبور ہلاک ہے اوظاہر تر یہ بات ہے کہ ثبور جامع ہے ہلاک و ویل وخسارو دمار کو جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون سے کہا تھا وانی لاظنك[۲] یا فرعون مثبورا اے ہالکا یعنی بیشک مین البتہ گمان کرتا ہون تجھکو اے فرعون ہلاک ہونیوالا **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ هذا الرسول کے اشارے مین اسجگہہ تصغیر شان ہے مشار الیہ کی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین کفار نے جو آپکا نام رسول رکھا سو واسطے استہزار وتسخر یہ کے ہے یہان جو ذکر کیا ہے حاصل اوسکا چھہ[۳] قبائح ہین اخیر الا رجلا مسحورا ہے اللہ پاک نے ان قبائح کا رد کیا ہے بعض کا رد تو بطور اجمال ہے بعض کا بطریق تفصیل معنی یہ ہین کہ کون چیز اور کون سبب حاصل ہوا ہے اس شخص کو جو کہ رسالت کا دعوی کرتا ہے درآنحال کہ وہ کھانا کھاتا ہے جسطرح ہم کھاتے ہین اور طلب معاش کے لئے بازارون مین آمد ورفت رکھتا ہے جیسے ہم آمد ورفت رکھتے ہین اونہون نے خیال کیا کہ واجب یہ ہے کہ رسول فرشتہ ہو اور کھانے کسب کرنے سے بے نیاز ہو کلمۂ ما استفہامیہ محل رفع مین ہے بنا بر ابتدا اور استفہام واسطے استنکار کے ہے اور خبر مبتدا کی لہذا الرسول ہے اور جملہ یاکل محل نصب مین ہے بنا بر حال اسی جملے سے فائدہ اخبار کا تمام ہوتا ہی[۴] کقولہ تعالی فالہم عن التذکرۃ

[۱] ویل ہلاکی حسرت افسوس غضب زیان کاری ۱۲ [۲] اور میری رائے مین فرعون تو تجھے چاہتا ہے ۱۲ [۳] پہلا یہ کہ رسول ہوکر کھانا کھاتے ہین دوسرا یہ کہ بیمحتاجی سے موہتاج ہوتے ہین ۱۲

معرضین اور انکار متوجہ ہے طرف سبب کے مع تحقق مسبب کے سبب اگرچہ موثر ہے لیکن تحقق اس سبب کا
مستبعد ہوا بسبب منتفی ہونے اوسکے سبب کے نزدیک اون کے واسطے تہکم واستہزا کے معنی یہ ہین کہ وہ
جو نبوت کا دعوی کرتا ہے اگر وہ صحیح ہے تو کیا حال ہے اوسکا کہ مخالف نہوا اوسکا حال ہمارے حال
کے لولا تحضیض کا ہے یعنی ہلا یعنی واسطے برانگیختہ وآمادہ کرنے کے ابن ہشام نے ہروی سے
نقل کیا ہے کہ لولا استفہام کا ہے بعد نقل اس قول کے تحضیض کو قوت دی ہے انزل الیہ ملک
فیکون معہ نذیرا کفار نے یہ بات طلب کی کہ نبی کے ساتھ کوئی فرشتہ ہو کہ اوسکی معاضدت و
مساعدت و مدد کرے پھلے یہ فرمایش کی تھی کہ نبی فرشتہ ہو کہانے اور کمائی کرنے سے مستغنی ہو
پھر اس فرمایش سے اوترے تو کہا کہ فرشتہ نہ سہی اوسکے ساتھ ہی کوئی فرشتہ ہو کہ اوسکی تصدیق کرے
اور اوس کے واسطے رسالت کی گواہی دے جمہور نے فیکون بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ جواب ہے
تحضیض کا کسی نے برفع پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ معطوف ہے انزل پر ماضی پر اس لئے عطف جایز ہوا
کہ مراد اوس سے مستقبل ہے او یلقی الیہ کنز معطوف ہے انزل پر اور فیکون پر اسکا عطف جایز نہین
ہے معنی یہ ہین یا کیون نہین ڈالا جاتا طرف اوسکے کوئی خزانہ اب فرشتے کے اوترنے کی فرمایش سے
نیچے اوترے تو یہ فرمایش کی کہ اوسکے ساتھ کوئی خزانہ ہو کہ آسمان سے طرف اوسکے ڈالا جاے تاکہ
طلب روزی سے مستغنی ہو جاے او تکون لہ جنۃ یاکل منہا جمہور کی قرات تکون بتاے فوقیہ ہے
اعمش وقتادہ نے یکون بیاے تحتیہ پڑہا ہے اس لئے کہ تانیث جنت کی حقیقی نہین ہے حمزہ وعلی وخلف
نے نناکل بنون پڑہا ہے باقی قرار کی قرات یاکل بیاے تحتیہ ہے یعنی یا ہو واسطے اوسکے کوئی باغ کہ
ہم اوسکے پھلون سے کہائین یا وہ خود اوس سے کہاے تاکہ اس سبب سے اوسکو ہم پر ایک قسم کی فرقیت
وشرف ہو باین طور کہ اوسکا کہانا اوسکے باغ سے ہے نحاس نے کہا دونون قراتین حسن ہین اگرچہ قرات
یاے تحتیہ ظاہر تر ہے اسواسطے کہ تنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اول گزر چکا ہے پس رجوع ضمیر کا طرف
آپکے زیادہ تر ظاہر ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عتبہ بن ربیعہ وابوسفیان
بن حرب ونضر بن حارث وابوالبختری واسود بن عبد المطلب وزمعہ بن اسود ووالید بن مغیرہ وابوجہل بن ہشام
وعبد اللہ بن ابی امیہ وامیہ بن خلف وعاص بن وائل ونبیہ بن حجاج جمع ہوئے تو بعض نے بعض سے
کہا کہ محمد کی طرف آدمی بھیجو پھر اوس سے گفتگو کرو اور جھگڑو یہانتک کہ اوس سے عذر قطع کرو پس آپکی طرف

یہ کہلا کر بھیجا کہ تیری قوم کے شریف لوگ تیرے واسطے جمع ہوئے ہین تاکہ تجھسے گفتگو کرین کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکے پاس تشریف لائے تو وہ لوگ بولے یا محمد ہمنے تیری طرف آدمی بھیجا تاکہ ہم تجھسے عذر قطع کرلین سو اگر تو یہ قصہ صرف اس لئے لیکر آیا ہے کہ اوس سے تو مال طلب کرے تو ہم اپنے مالون سے تیرے واسطے جمع کردین اور اگر تو اس سے شرف طلب کرتا ہے تو ہم تجھے سردار بنا دین اور اگر تو اس سے ملک کا ارادہ کرتا ہے تو ہم تجھے بادشاہ کردین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ما بی مما تقولون یعنی جو کچھ تم کہتے ہو اسمین سے مجھے کوئی شے مطلوب نہین ہے نہین لایا ہون مین تمہارے پاس وہ شی جسکو مین تمہارے پاس لایا ہون کہ طلب کرون تمہارے اموال اور نہ شرف تم مین اور نہ ملک تم پر ولیکن اللہ نے مجھے بھیجا ہے طرف تمہارے رسول بنا کر اور اوتاری ہے مجھپر کتاب اور امر کیا ہے مجھکو کہ مین ہوؤن تمہارے واسطے خوشی سنانے والا اور ڈرانے والا سو مین نے تمکو پہونچا دی رسالت اپنے رب کی اور خیر خواہی کردی واسطے تمہارے پس اگر تم قبول کرو مجھسے اوس شے کو جسکو مین تمہارے پاس لایا تو وہ تمہارا حظ ہے دنیا و آخرت مین یعنی بہرہ و نصیب و فائدہ ہے اور اگر تم اوسکو رد کردوگے مجھپر تو مین صبر کرونگا واسطے امر اللہ کے یہانتک کہ فیصلہ کرے اللہ درمیان میرے اور درمیان تمہارے وہ لوگ بولے ای محمد پھر اگر تو قبول کرنے والا نہین ہے ہم سے کسی شے کو اون چیزون سے جنکو ہم نے تجھپر پیش کین یا کہا پہ جسوقت تو نے یہ نہ کیا تو تو سوال کرو واسطے اپنے نفس کے اور سوال کرو اپنے رب سے اس بات کا کہ وہ بھیجے تیرے ساتھ کسی فرشتے کو کہ وہ تیری تصدیق کرے اوس بات مین جسکو تو کہتا ہے اور ہم سے گفتگو کرے تیری طرف سے اور سوال کرو تو اوس سے کہ کردے تیرے واسطے باغ اور محل سونے اور چاندی کے غنی کردے تجھکو اوس شے سے جسکو ہم تجھے دیکھتے ہین کہ تو تلاش کرتا ہے کیونکہ تو بازارون مین کھڑا ہوتا ہے اور معاش تلاش کرتا ہے جسطرح ہم اوسکو تلاش کرتے ہین یہانتک کہ ہم تیری فضل و منزلت کو پہچان لین طرف سے تیرے رب کے اگر تو ہے رسول جیسا کہ تو خیال کرتا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون سے فرمایا ما انا بفاعل ما انا بالذی یسأل ربہ ھذا یعنی مین تو کرنے والا نہین ہون مین تو وہ شخص نہین ہون جو کہ اپنے رب سے اسکا سوال کرے اور مین نہین بھیجا گیا ہون طرف تمہاری ساتھ اسبات کے ولیکن اللہ نے تو مجھکو بھیجا ہے بشیر و نذیر یعنی خوشی سنانیوالا

اور ڈرانیوالا پس اللہ نے اسباب مین یہ آیت نازل فرمائی اخرجہ ابن اسحٰق وابن جریر و ابن المنذر قولہ تعالیٰ وقال الظالمون ان تتبعون الا رجلا مسحورا۔ مراد ظالمین سے اسجگہہ وہی لوگ ہین جنہون نے اگلی باتین کہی ہین وہان صرف قالوا کہدینا کافی تہا لیکن اسم ظاہر کو بجاے مضمر مع وصف ظلم کے جو کہا ہے سو اسی لئے کہ منظور ظلم کا حکم لگانا ہے اوپر مسحور وہ شخص ہے جو کہ مخدوع ہو یعنی اوسپر مکر کیا گیا ہو اور جادو سے اوسکی عقل پر غلبہ کیا گیا ہو پس مراد سحر سے اسجگہہ لازم سحر ہے یعنی عقل کا خلل پذیر ہونا مطلب یہ ہے کہ یہ ایک شخص ہے کہ اسکی عقل مین خلل آگیا ہے کسینے کہا کہ مسحور بمعنی ذو سحر ہے وہی الرئۃ ای بشر مثلنا یعنی مسحور مشتق ہے سحر سے سحر کہتے ہین پہیپہڑے کو یعنی یہ شخص پہیپہڑے والا ہے مطلب یہ ہے کہ مثل ہمارے بشر ہے اور بشر کہین رسول ہوا ہے اس قسم کا بیان سورۂ سبحان مین گزر چکا ہے انظر کیف ضربوا لک الامثال جو جو باطل بیکار واہیات باتین جنکے مونہہ سے نکالتے پر اونہون نے جرأت کی ہے اور بے دہڑک اونکو بکدیا ہے اللہ پاک اونکی عظمت بیان کرتا ہے اور اون سے تعجب دلاتا ہے کہ دیکہہ تو اونہون نے تیرے واسطے کیسی مثلین بیان کی ہین اور تیرے حق مین کیسی عجیب باتین کہی ہین جو کہ عقول سے خارج ہین قایم مقام امثال کی ہین اور تیرے واسطے یہ صفتین اختراع کی ہین اور یہ احوال شاذ ایجاد کئے ہین جو کہ وقوع سے بغایت دور پڑے ہین تاکہ اس قسم کی واہیات خرافات باتون سے بتکلف تیری تکذیب کی طرف وصول حاصل کرین اور تیرے جہٹلانے کی طرف راہ پائین امثال وہی اقوال نادرہ اور فرمائشات غریبہ ہین جنکا اسجگہہ ذکر کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مفتری ٹہیرایا اور کہا کہ اوپر املا کی جاتی ہے اور وہ مسحور ہین نعوذ باللہ من جمیع ما کرہ اللہ تعالیٰ فضلوا یعنی وہ صواب سے بہک گئے سو اوس کی کوئی راہ نہین پاتے ہین نہ وہ پہونچے طرف کسی شے کے صواب سے بلکہ یہ کہوٹی باتین لائے جنکا صدور ادنیٰ عاقل اور کمتر تمیز والے سے بہی نہین ہوتا ہے اسی لئے اللہ پاک نے یہ فرمایا فلا یستطیعون سبیلا یعنی اس نبی کی نبوت مین قدح کرنے کی طرف کوئی راہ نہین پاتے ہین چونکہ کفار ظاہر بین پست خیال ہین اونکا مبلغ علم یہی مال ومنال اور دنیاے دنی کی ظاہری تازگی ورونق ہے آخرت کی خوبیون سے محض ناواقف واقع ہوئی ہین اس لئے اونہون نے

صدق نبوت کا مدار خزانہ و باغ و بستان پر رکھا حالانکہ آخرت کے مقابلے مین اسکی کوئی ہستی و وقعت نہین ہے پس اللہ پاک نے اسکو یون رد فرمایا کہ تبارک الذی ان شاء جعل لک خیرا من ذلک یعنی بڑی خیر کثیر ہے اوس ذات پاک کی کہ اگر وہ چاہے تو کردی واسطے تیرے اسی دنیا مین بہتر اس کنز و بستان و محل سے جسکی کفار نے فرمایش کی ہے پھر اللہ پاک نے خیر کی یہ تفسیر فرمائی جنات تجری من تحتہا الانہار یعنی دنیا ہی مین تجھے دیدے ایسے باغ کہ جنکے نیچے بہتی ہین نہرین لیکن اللہ پاک نے یہ چاہا ہے کہ یہ چیزین آپ کو آخرت مین عطا فرمائے جنات بدل ہے خیرا سے ویجعل لک قصورا معطوف ہے موضع جعل پر جعل کا محل جزم ہے جمہور کی قرارت بجزم ہے ابن کثیر و ابن عامر و ابو بکر نے برفع یجعل پڑہا ہے اس بنا پر کہ کلام مستانف ہے علم اعراب مین یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شرط جبکہ ماضی ہو تو اوسکے جواب مین جزم و رفع دونون جایز ہین پس جعل اگلمہ محل جزم و رفع مین ہے تو جایز ہے کہ جواوسپر معطوف ہے وہ مجزوم ہو جیسا کہ جمہور نے پڑہا ہے اور یہ بہی جایز ہے کہ مرفوع ہو جسطرح کہ ابن کثیر وغیرہ نے پڑہا ہے کسی نے منصب بہی پڑہا ہے اور کسی کی یہ قرارت بہی ہے کہ لام یجعل کو لام لک مین ادغام کیا ہے بسبب اجتماع مثلین کے اور بدترک ادغام بہی پڑہا گیا ہے اسلئے کہ دونون کلمے منفصل ہین قصر کہتے ہین پتھرون کے گہر کو اسواسطے کہ اوسکا رہنے والا مقصور رہتا ہے اس سے کہ کوئی اوسکی طرف پہونچے کسی نے کہا کہ قصر مٹی کا گہر ہے اور گہر اون اور بالون کا غرضکہ جو بات ادنی عاقل سے صادر نہین ہوتی ہے اللہ پاک نے اوس بات کو کفار سے نقل کرکے اوپر اونکو زبردست توبیخ کی پھر اس توبیخ سے اضراب کرکے یہ ارشاد فرمایا بل کذبوا بالساعۃ یعنی وہ بات جو اونہون نے کہی سو کہی بلکہ اوس سے زیادہ تر عجیب بات یہ لائے کہ قیامت کی تکذیب کی سو اسی وجہ سے نفع نہین لیتے ہین دلیلون سے نہ اونمین غور و فکر کرتے ہین پھر جو کوئی قیامت کو جھٹلاتا ہے اسکے عوض مین جو کچھ اوسکے واسطے ساز و سامان طیار کیا گیا ہے اللہ پاک نے اوسکا ذکر فرمایا واعتدنا لمن کذب بالساعۃ سعیرا یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال یعنی بلکہ اونہون نے تو قیامت کو جھٹلایا اور حال یہ ہے کہ ہمنے طیار کر رکہی ہے واسطے اوس شخص کے کہ تکذیب کرے قیامت کی آگ شعلہ مارنے والی دہکتی ابو مسلم نے کہا کہ اعتدنا کے معنی ہین جعلنا لہ عتیدا و معدا لہم انتہی یعنی ہمنے کر رکہا ہے سعیر کو طیار و مہیا واسطے اونکے سعیر کہتے ہین نار متسعر

۵ یعنی قہر کا ہوا محفوظ ۱۲

وشعلہ کو یعنی وہ بھڑکتی شعلہ مارتی آگ کا نام سعیر ہے یہ آیت کریمہ دال ہے اسبات پر کہ جہنم آج
موجود ہے جس طرح کہ جنت کا آج موجود ہونا اس آیت سے معلوم ہوتا ہے اعدت للمتقین
چونکہ ساعت کا ذکر اول ہو لیا ہے اس لئے کذب بہا کہنا کافی تھا لیکن طعن و تشنیع مین مبالغہ
کرنے کو لفظ ساعت ضمیر کی جگہ مین رکھا گیا ہے اب رہی یہ بات کہ اونکے واسطے سعیر کا طیار
کر رکھنا اگرچہ خاص اسی واسطے نہین ہے کہ اونھون نے قیامت کی تکذیب کی بلکہ شریعت مین سے
کسی شے کی تکذیب کرین تو بھی وہی سعیر طیار ہے لیکن چونکہ قیامت ہی علت قریب تھی اونکے
داخل ہونے کی سعیر مین اس لئے اوسی کی تکذیب پر سعیر کے طیار کرنے کو مرتب کیا اور اسی ترتیب
پر قصر فرمایا ورنہ شریعت کے اور امور کی تکذیب پر بھی سعیر طیار ہے جملہ اذا رأتهم محل نصب مین ہے
صفت ہے سعیرا کی اسواسطے کہ سعیر مونث ہے نار کے معنی مین ہے اور نار مونث سماعی ہے کسی نے
کہا معنی اسکے یہ ہین کہ جسوقت آگ ظاہر ہوگی واسطے اونکے تو وہ جراہی ناظر مین ہوگی دوری مین یعنی
وہ دور ہوگی مگر ایسی جگہہ کہ دیکھنے والا اوسکو خوب دیکھ لے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جسوقت دیکھینگے
اونکو آگ کے داروغہ لوگ غرض اس سے یہ ہے کہ دیکھنے کی نسبت آگ کی طرف نہین ہے بلکہ اوسکے خازنون
کی طرف ہے کسی نے کہا کہ خود آگ کا دیکھنا حقیقۃً ہے اور اسی طرح تغیظ و زفیر اس سے کوئی مانع
نہین ہے کہ اللہ پاک آگ کو ادراک بعد کی مدرک کر دے یہی قول راجح ہے اور کیونکر راجح نہو
خود حدیث شریف مین یہ آچکا ہے کہ جہنم کی دو آنکھین ہین چنانچہ یہ حدیث اول گزر چکی ہے اخرجه
عبد بن حميد وابن جرير من طريق خالد بن حريث ونحوه عند دزين في كتابه وصححه
ابن العربي في قبسه وله لفظ بمعناه دوسری یہ حدیث ہے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مکے گی ایک عنق یعنی گردن آگ سے قیامت کے دن
اوسکی دو آنکھین ہونگی کہ وہ دیکھین گی اور دو کان کہ وہ سنین گے اور ایک زبان کہ وہ بولے گی کہے گی کہ مین
مقرر کی گئی ہون ساتھ تین آدمیون کے ساتھ ہر جبار عنید کے اور ہر اوس شخص کے کہ پکارے ساتھ اللہ
کے اور معبود کو اور ساتھ مصورون کے اخرجه الترمذي وفي الباب عن ابي سعيد قال ابو عيسى
هذا حديث غريب صحيح معنى من مكان بعيد کے یہ معنی ہین کہ آگ اونکو دیکھی گی اور وہ اون سے
دور ہوگی کسی نے کہا کہ درمیان اوسکے اور درمیان اونکے سال بھر کی راہ ہوگی کسی نے کہا کہ سو برس

طیار کی گئی ہے واسطے پیامبر گارون کے ۱۲
سمعت رجلا عتق من النار
هو انهم عين شخص او
طائفة ومن بيانية او
كلت اي دكلي الله تعالى
بان ادخل هولاء النار واعدهم كذا في
مجمع البحار ۱۲ منه
هو الجار عن القصاب
الذي ورد الحق مما علم
به كذا في المجمع ۱۲

کی راہ یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے کسی نے کہا پانسو برس کی راہ سمعوا لھا تغیظا یعنی سنینگے
واسطے اوسکے جوش مارنا مثل غضبناک کے کہ جسوقت اوسکا سینہ جوش مارے غصے سے یعنی اوسکے
لئے ایک آواز ہوگی کہ وہ دلالت کریگی غضبناک ہونے پر اوپر کفار کے یا اوسکے جوش مارنے کی
ایک آواز ہوگی مشابہ آواز غضبناک کے وزفیر از فیر کہتے ہین اوس آواز کو جو حلق سے سنائی دیتی
ہے زجاج نے کہا مراد سننا ہے اوس آواز کا جو کہ دال ہے غیظ پر یعنی سنینگے واسطے اوسکے ایک
آواز مشابہ آواز غضبناک کے قطرب نے کہا مراد یہ ہے کہ جانین گے واسطے اوسکے تغیظ کو یعنی
غضبناک ہونے کو اور سنینگے واسطے اوسکے زفیر کو جسطرح کہ اس مصرع مین ہے ع متقلداً سیفاً
ورمحا۔ یعنی تلوار کو لٹکانے والا ہے اور نیزے کو اوٹھانے والا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ
سنینگے اوسمین تغیظ وزفیر کو واسطے معذب لوگون کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے لھم فیھا زفیر و
شھیق حرف فی اور لام قریب یکدیگر مین متبادلون بولتے ہین ھذا للہ وفی اللہ حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے اذا رأتھم من مکان بعید کی تفسیر مین مروی ہے کہ جب دیکھے گی اونکو سو برس
کی راہ سے یہ اوسوقت ہوگا کہ جہنم لائی جائیگی کھینچی جائیگی ستر ہزار لگامون سے ہر لگام سے ستر ہزار فرشتے
باندھے جائین گے اگر وہ چھوڑ دی جاے تو البتہ جاے ہر برو فاجر پر سمعوا لھا تغیظا وزفیرا ایک
چیخ مارے گی تو باقی نرہے گا کوئی قطرۂ آنسو کا مگر وہ ظاہر ہو جائے گا پھر دوسری چیخ مارے گی تو دل قطع
کئے جائین گے اپنی جگہون سے اور پہونچ جائین گے حناجر مین یعنی حلق مین آجائین گے
قولہ تعالیٰ واذا القوا منھا مکانا ضیقا مکان کا وصف ضیق کے ساتھ اس لئے کیا کہ شدت
وسختی کی زیادتی معلوم ہوجاے اور یہ بات سمجھی جاے کہ بلا کا اوپر انتہا ہو چکا ہے مقرنین منصوب
ہے بنا بر حال یعنی جب وہ جہنم کی تنگ جگہ مین ڈالے جائین گے اس حال مین کہ اون کے
ہاتھ ملائے گئے ہون گے طرف گردنون کے ساتھ طوقون کے جکڑے گئے ہون گے ساتھ لوہے
کے کسی نے کہا کہ مشکین بندھی ہوئی یہ معنی اول گزر چکے ہین کسی نے کہا کہ قرین کئے جائین گے
ساتھ شیاطین کے یعنی اون مین کا ہر ایک اپنے شیطان کی طرف قرین کیا جائیگا مطلب یہ کہ وہ اور
اوسکا شیطان ایک زنجیر مین باندھا جائیگا سورۂ ابراہیم مین اس قسم کے مضمون پر کلام گزر چکا ہے دعوا
ھنالک ثبورا یعنی وہ اوس مکان تنگ مین پکارین گے ہلاک کو جسطرح کہ زجاج نے کہا ہے

لہ اونکو وہان چلانا ہے اور وہ پکارنا ۱۲

نصب ثبورکا بنا بر مصدریت ہے اسے ثبرنا ثبورا یعنی ہلاک ہوئے ہم ہلاک ہوئے کہ مطلب یہ کہ خوب ہلاک ہوئے کہ بعد اوسکے کوئی درجہ ہلاکی کا باقی نرہا کسی نے کہا کہ منصوب ہے بنا بر مفعول لہ معنی یہ ہین کہ وہ لوگ اوسجگہ ہلاک کی تمنا کرینگے اور ہلاک کو پکارینگے بسبب اوس بلا کے جو اوپر نازل ہوئی ہے اور کہین گے یا ثبورہ یعنی اے ہلاکی تو حاضر ہو کہ یہ تیرا وقت ہے لیکن وہ ہلاک نہون گے اسکا جواب اون کو یہ ملے گا لاتدعوا الیوم ثبورا واحدا وادعوا ثبورا کثیرا یہ بات ملائکہ خزنۂ جہنم اون سے کہین گے یعنی تم ایک ثبور کا پکارنا چھوڑو اور بہت سے ثبور کو پکارو کیونکہ جس ہلاک و زیان مین تم مبتلا ہو وہ اس سے کہین بڑھا ہوا ہے زجاج نے اسی طرح کہا ہے ثبور مصدر ہے قلیل و کثیر پر واقع ہوتا ہے اسی لیئے اسکی جمع سنین کیجاتی ہے اسی کے مثل یہ قول ہے ضربتہ ضربا کثیرا وقعد قعودا طویلا پس کثرت جو اسجگہ ہے سو بسبب کثرت دعا کے ہے جو اوس سے متعلق ہے نہ بسبب اوسکی کثرت کے فی نفسہ کیونکہ وہ تو ایک شے ہے معنی یہ ہین کہ تم مت پکارو اپنی جانون پر ثبور کو ایک پکارنا اور پکارو اوسکو بہت سا پکارنا کیونکہ جس عذاب مین تم ہو وہ اس سے سخت تر ہے بسبب اوس کی طول مدت کے اور عنا ہی نہونے کے کسی نے کہا کہ یہ تمثیل و تصویر ہے اون کے حال کی ساتھ حال اوس شخص کے جس سے یہ کہا جاے یہ ون اس کے کہ اون جگہ کوئی قول ہو یہ بات ظاہر قرآن شریف کے خلاف ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تم اوس شے مین واقع ہوئے ہو کہ اوسمین تمہاری ثبور ایک نہین ہے بلکہ وہ ثبور کثیر ہے کیونکہ عذاب کی بہت سی نوعین ہین ہر نوع اونمین سے ایک ثبور ہے بسبب اوسکی شدت سختی کے یا اس لیئے کہ وہ متجدد ہوتا رہتا ہے ہر آن ایک نئی قسم کا عذاب وجود ہوتا ہے کما قال تعالی کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا غیرھا لیذوقوا العذاب یا اس لیئے کہ وہ منقطع نہین ہوتا ہے تو ہر وقت مین ایک ثبور ہے اون پر یہ ہے کہ مراد اس جواب سے آگاہی بخشنا ہے اون کے عذاب کی خلود و ہمیشگی پر اور ناامید کرنا ہے اونکا اوس ہلاک کے حاصل ہونے سے کہ جس بلا مین وہ مبتلا ہین اوس سے اونکو نجات دے جسکی وہ تمنا کرتے ہین پھر اللہ پاک نے اپنے رسول کریم رؤف رحیم کی زبان مبارک پر کفار کو خوب زجر و توبیخ کی پس ارشاد فرمایا قل اذلک خیر ام جنۃ الخلد التی وعد المتقون کانت لھم جزاء و مصیرا لھم فیھا ما یشاءون خلدین کان علی ربک وعدا مسئولا ویوم

۵۱ فتح القاف من یثبور ضبط ہے لیکن بہم معروف ہے کیونکہ ثبور کے معنی ہلاکی و زیان کے ہوتے ہین لازم ہین والعلم اعلم ۱۲

۵۲ یعنی وقت پکار جاوینگی کمال اون کی ہلاکی کا اونکو اور کمال پکارنے کا ہین فتدبر ۱۲

بھلا یہ چیز بہتر باغ ہمیشہ رہنے کا جس کا وعدہ ملا پرہیگارون کو وہ ہوگا اونکا بدلا اور پہر جانے کی جگہ
اونکو وہان ہے جو چاہین رہا کرین ہمیشہ ہو چکا تیرے رب کے ذمے وعدہ مانگا پہونچنا انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ حال اشقیا کا جس کا
وصف ہمنے تجھ سے بیان کیا ہے کہ اپنے مونہہ کے بل جہنم کیطرف حشر کئے جائین گے تو جہنم زشروئی
وخفگی اور چیخنے چلانے کے ساتھ اون سے ملیگی اور وہ اوسکے تنگ مکانون مین زنجیرون سے بندہے
کسے ڈالدیئے جائین گے نہ کسی طرح حرکت کرسکین گے نہ استبصار کی طاقت رکھین گے نہ جس
عذاب وبلا مین وہ گرفتار ہین اوس سے خلاصی پاسکین گے کیا یہ بہتر ہے یا باغ ہمیشہ ہمیشہ رہنے کا جسکا
اللہ نے اپنے پرہیگار بندون سے وعدہ کیا ہے اور اوسکو اون کیواسطے طیار کر رکھا ہے اور اوسکو
اونکا بدلا اور پہر جانے کا مقام ٹہیرایا ہے اس بات پر کہ اونہون نے اللہ پاک کی دنیا مین اطاعت
کی اور اوسکی طرف اونکا آل ومرجع قرار دیا ہے لھم فیھا ما یشاؤن یعنی اون کے واسطے وہان وہ چیزین
ہین جو وہ چاہین لذیذ مزیدار کھانے پینے پہننے رہنے بسنے سوار ہونے نظر کرنے دیکھنے وغیرہ کی اوس قسم
سے کہ نہ کسی آنکھ نے اونکو دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی دل پر اوسکا خطرہ گزرا اور وہ اس سارے
عیش وآرام وراحت وبہجت مین ہمیشہ ہمیشہ رہینگے ابداً دائماً سرمداً بدون انقطاع وزوال وانقضاء
کے اوسمین عیش وآرام سے بسر کرینگے اوس سے نقل کرنا نہ چاہین گے یہ منجملہ وعدۂ الٰہی ہے جس نے
اونپر اسکا تفضل کیا ہے اور اوسکا اونپر احسان فرمایا ہے اسی لئے یون ارشاد کیا ہے کان علی ربک
وعدا مسئولا یعنی لابد ضروریہ واقع ہوگا اور حتماً وجود مین آئے گا جسطرح کہ ابو جعفر ابن جریر نے بعض
علماء سے روایت سے اسکی حکایت کیا ہے کہ وعدا مسئولا کے معنی وعدۂ واجب کے ہین ابن جریج نے
عن عطاء عن ابن عباس سے روایت کیا ہے یقول سلوا الذی واعدتکم او قال واعدنا کم تنجزوہ
یعنی اللہ فرماتا ہے کہ تم مانگو اوس شے کو جسکا مین نے تمسے وعدہ کیا ہے یا کہا کہ ہم نے تمسے وعدہ
کیا ہے تم اوسکو پورا کیئے جاوگے محمد بن کعب قرظی نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ فرشتے اونکے
واسطے اسکا سوال کرینگے ای رب ہمارے اور داخل کر تو اونکو جنات عدن مین جسکا تو نے اون سے
وعدہ فرمایا ہے ابو حازم نے کہا ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو مومنین کہین گے ای رب ہمارے
ہمنے تیرے واسطے اوس شے پر عمل کیا جسکا تو نے ہمکو امر فرمایا سو تو پورا کر ہمارے واسطے وہ شے

ف ابو حازم وہ ہین جنکا
تو ابو حازم سلمان کو فی
بتابعی اس حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کی
کی خلافت کے دن عبد العزیز
رضی اللہ عنہ مین وفات پائی
امام احمد وابن معین نے ثقہ
وثبت کہا ہے
سلمون وغیرہ ابن عمر
عن قانص زیاد الا الاعلاء
لقہ کہا ہے ترمذی ابن ماجہ
سرخ کہا ہے ۱۲ منہ
وفات پائی ۱۲ قول میسر

جسکا تو نے ہمسے وعدہ کیا ہے پس وہ یہ قول ہے اللہ کا وعدہ مسئولا یہ مقام اس سورت مین کہ نار کا ذکر کیا پہر اہل جنت کے حال پر آگاہی بخشی ایسا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے سورہ صافات مین اہل جنت کا حال ذکر کیا ہے پہر اوجو اوسمین تر و تازگی و جو رو سرور ہے اوسکا بیان کیا ہے پہر یون فرمایا ہے

اذلک خیر نزلا ام شجرۃ الزقوم انا جعلناھا فتنۃ للظالمین انھا شجرۃ تخرج فی اصل الجحیم طلعھا کانہ رؤس الشیاطین فانھم لاٰکلون منھا فمالئون منھا البطون ثم ان لھم علیھا لشوبا من حمیم ثم ان مرجعھم لالی الجحیم انھم الفوا اٰباءھم ضالین فھم علی اٰثارھم یھرعون ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ ذلک کا اشارہ ہے طرف سیر کے جو کہ متصف بصفات عظیمہ ہے جنت کو جو خلد کیطرف مضاف کیا ہے سو اس اضافت مین آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ جنت کا عیش و آرام قایم دایم رہے گا کبھی منقطع نہو گا کلمۂ خیر جو یہان لایا گیا ہے باوجود اس کے کہ نار مین اصلا کسی طرح کی خیر نہین ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ عرب لوگ کبھی اسکو بولتے ہین اسی باب سے وہ قول ہے جیسکو سیبویہ نے عرب سے نقل کیا ہے کہ وہ یون بولتے ہین السعادۃ احب الیک ام الشقاوۃ یعنی سعادت تجھے زیادہ تر محبوب ہے یا بدبختی حالانکہ یہ بات معلوم ہے کہ سعادت اوسکو زیادہ تر محبوب ہے کسی نے کہا کہ یہ خیر تفضیل کے باب سے نہین ہے یہ تو ایسی ہے جیسے تو کہتا ہے عند ہ خیر یعنی اوسکے پاس خیر ہے مطلق خوبی و بھلائی کے معنی ہین تفضیل مراد نہین ہے نحاس نے کہا یہ قول اچھا ہے جیسا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے کہا ہے ؎

اتھجو ولست لہ بکفء	فشر کما لخیر کما الفداء

مطلب یہ ہے کہ اس شعر مین بھی خیر و شر سے مراد معنی تفضیلی نہین ہین بلکہ بھلائی برائی مراد ہے التی وعد المتقون مین ضمیر راجع طرف موصول کے محذوف ہے اصل یہ ہے وعدھا المتقون یعنی وہ جنت خلد جسکا وعدہ پرہیزگارون کو ملا ہے پہر اللہ پاک نے فرمایا کانت لھم جزاء و مصیرا یعنی تھی وہ جنت واسطے پرہیزگارون کے بدلا اون کے اعمال پر اور جاے بازگشت کہ پہر کر طرف اوس کے جائین گے یہ اللہ پاک کے علم مین تھا یا لوح محفوظ مین قبل اونکی پیدایش سے بزمانہا سے دراز یا یہ اس لئے فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے جس شے کا وعدہ کیا ہے تو وہ شے اپنی تحقق و وجود مین ایسی ہے گویا ہو چکی لھم فیھا ما یشاءون کا یہ مطلب ہے کہ نعمتین اور انواع و اقسام کی لذت و مزے کی چیزین جو وہ چاہین گے

ل بھلا یہ بہشت کی مہمانی یاد رہے سینہ کا پیڑ اوسکو کہتے ہین تراب کہنا کافرون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی تہ مین اور شاخین اوسکی پھیلتی ہین شیاطین کے سر کی مانند سو وہ کھاوینگے دوزخی پہر پیوینگے اوس کے اوپر کھولتا پانی کی پہر اونکو لیجانا آگ کے پاس پہر اونہون نے پایا اپنے باپ دادے کو بہکے ہوے سو وہ اونہی کے قدمون پر دوڑے چلے جاتے ہین

وہ سب اون کے واسطے جنت مین مہیا اور طیار ہین چنانچہ اور آیت کریمہ مین اللہ پاک نے فرمایا ہے
ولکم فیہا ما تشتہی انفسکم شاید ہر گروہ کی ہمتین قاصر ہو جائین گی اوس شے پر جو اوسکے رتبے
کے لایق ہے کیونکہ ظاہر یہ بات ہے کہ جو اشیا کامل کے واسطے ہین تو ناقص کسی شے کو اونمین سے
اپنی خواہش کرنے سے نہ پائے گا اسمین اسبات پر آگاہی بخشی ہے کہ ساری مرادین حاصل ہونگی مگر جنت
مین پس دنیا مین اسبات کے پیچھے پڑنا کہ ہماری ساری مرادین برآئین اور اونکی طلب مین محنت و مشقت
اوٹھانا اور دوسری اختیار کرنا ذلیل و خوار ہونا عبث و بے سود ہے کوئی پوری ہو گئی تو شکر کرے نہوئی
تو صبر کرے اعمال صالح کے بجا لانے مین کوشش و کوشش فرمائے تاکہ ہر خواہش جنت مین پائے آدمی
یہ چاہتا ہے کہ دنیا مین آخرت ہو جاے سہلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے ہر گھر کے خصوصیات جدا جدا ہین
وہ اوسی مین ہوتے ہین ایک کی کیفیت دوسرے مین کسطرح ہو سکتی ہے شہاب نے کہا ہے
کہ اللہ تعالی جنت والون کے دلون مین یہ بات القا کرے گا کہ جو شخص رتبے مین اون سے خفیف
تر ہے اوسکے رتبے کو پائین وہ اپنے غیر کے حال کیطرف التفات نکرینگے یعنی ہر شخص اپنے عیش
و مزے مین مست ہو گا دوسرے سے اوسکو کچھ بحث نہین ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد		کسے را با کسے کارے نباشد	

خالدین منصوب ہے بنا بر حال یعنی جنت مین جو چاہینگے وہ پائین گے در انحال کہ نعیم جنت مین خالد و
مخلد ہون گے تمام عیش و نعیم سے یہ ہے کہ وہ دایم ہو کیونکہ اگر وہ منقطع ہو جاے تو ایک نوع کے
غم و رنج کے ساتھ ملی ہو گی اور جنت دار سرور و حبور ہے نہ خانہ محن و شرور اللھم ارزقنا بجودک الواسع
وکرمک العمیم وفضلک العظیم یا رحیم بجاہ سیدنا و مولانا رسولک الکریم وصل وسلم
وبارک علیہ وعلی آلہ وصحبہ آمین معنی خلود کے تحقیق اول گزر چکی ہے کان مین ضمیر راجع ہے
طرف ما یشاؤن کے یا طرف خلود کے یا طرف وعد کے جسپر وعد المتقون دال ہے علی ربک وعدا
مسئولا یعنی ہے وہ شے جسکو وہ چاہین گے یا خلود یا وعدہ تیرے رب پر وعدہ مسئول
یعنی ایسا وعدہ کہ لایق ہے اسکے کہ مانگا جاے اور طلب کیا جاے کما فی قولہ تعالی ربنا
وآتنا ما وعدتنا علی رسلک کسی نے کہا کہ فرشتے اون کیواسطے جنت کا سوال کرینگے کقولہ تعالی
وادخلہم جنات عدن التی وعدتہم یہ قول اول گزر چکا ہے کسی نے کہا مراد اس سے

۱ اور تمکو وہان ہے جو چاہے جی لہرا ۱۲
۲ اسے سب ہمارے اور سے ہمکو وعدہ دیا تو نے اپنے رسولون کے واسطہ ۱۲
۳ اور وہان جو کچھ اونکا جی چاہے گا اونکو ملیگا اونکے لیے اونکے رب پر وعدہ دیا ہوا ہے اونکو

وعدہ واجب ہے گو اوسکا سوال نکیا جاے ویوم یحشرھم وما یعبدون من دون اللہ
فیقول ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء ام ھم ضلوا السبیل ۝ قالوا سبحٰنک
ما کان ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء ولکن متعتھم واٰباءھم حتی نسوا الذکر
وکانوا قوما بورا ۝ فقد کذبوکم بما تقولون فما تستطیعون صرفا ولا نصرا ج ومن یظلم
منکم نذقہ عذابا کبیرا ۝ اور جسدن جمع کریگا اونکو اور جنکو پوجتے ہین اللہ کے سوائے
پھر اون سے کہے گا یہ تم نے بہکایا میرے ان بندون کو یا وہ آپ بہکے راہ سے بولین گے
تو پاک ہے ہمکو بن نہ آیا تھا کہ پکڑین تیرے بغیر کوئی رفیق لیکن تو نے اونکو برتنے دیا اور اون کے
باپ دادون کو یہان تک کہ بہول گئی یاد اور یہ تھے لوگ کہنے والے سو وہ تو جھٹلا چکے
تمکو تمہاری بات مین اب تم نہ پھیر دے سکتے ہو اور نہ مدد کر سکتے ہو اور جو کوئی تم مین گنہگار ہے اوسکو ہم
چکھا دین گے بڑی مار ف یعنی عذاب پھیر دینا یا بات پلٹ ڈالنی انتی ف کفار نے جو اللہ
پاک کے سوا ملائکہ وغیرہم کو پوجا ہے قیامت کے دن اسباب مین اونکو تقریع و توبیخ و سرزنش کیجائیگی
اسپر اونکو ڈانٹین گے دہمکائین گے سو اللہ پاک اسکی خبر دیتا ہے اور یون فرماتا ہے کہ جسدن وہ
اونکو جمع کر بلا دے گا اور جنکو وہ پوجتے ہین اللہ کے سوائے مجاہد نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ
اور حضرت عزیر و ملائکہ علیہم السلام ہین پھر پروردگار تبارک و تعالیٰ معبودون سے فرمائے گا کیا تم نے
ان لوگون کو بلایا یا اپنی عبادت کی طرف سوائے میرے یا خود اونہون نے تمکو پوج لیا اپنی طرف
سے بدون تمہارے بلانے کے انکو کما قال اللہ سبحانہ واذ قال اللہ یا عیسیٰ بن مریم
ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الھین من دون اللہ قال سبحانک ما یکون لی
ان اقول ما لیس لی بحق ان کنت قلتہ فقد علمتہ تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسک
انک انت علام الغیوب ما قلت لھم الا ما امرتنی بہ الآیہ اور اسی لیئے اللہ پاک
نے اوس جواب کی خبر دی جو کہ معبود لوگ قیامت کے دن دینگے قالوا سبحانک ما کان
ینبغی لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء اکثر نے نتخذ کو بفتح نون پڑہا ہے یعنی ساری
خلایق کو یہ بات بن نہین آتی ہے کہ تیرے سوا کسی کو پوجین نہ ہمکو نہ اونکو سوجھنے تو اونکو نہین بلایا
طرف اسکے بلکہ خود اونہین نے اسکو کیا ہے اپنی طرف سے بدون ہماری امر و رضا کے اور ہم اونسے

لہ
اور جب کہیگا اللہ اے
عیسیٰ مریم کے بیٹے تو نے
کیا لوگون کو کہ مجھکو اور
میری ماں کو دو معبود
سوا اللہ کے کہا پاک
ہے مجھکو نہین بن آتا کہ کہون
جو مجھکو نہین پہونچتا اگر
مین نے کہا ہوگا تو تجھکو معلوم
ہوگا تو جانتا ہے جو مجھ مین ہے
جی مین ہے اور مین نہین
جانتا جو تیرے جی مین ہے
بیشک تو ہی ہے جاننے والا
بات مین نے نہین کہی
اونکو مگر جو تو نے حکم کیا ۱۲

اور اونکی عبادت سے بری و بیزار ہین کما قال تعالی یوم یحشرھم جمیعا ثم یقول للملئکۃ اھؤلاء ایاکم کانوا یعبدون قالوا سبحانک انت الایہ دوسرون نے بضم نون پڑہا ہے یعنی کسی کو یہ بات لایق نہین ہے کہ ہمکو پوجے کیونکہ ہم تو تیرے بندے ہین تیرے محتاج ہین یہ قرات قریب المعنی ہے پہلے سے ولکن متعتھم واٰباءھم حتی نسوا الذکر یعنی دراز ہوئین اوپر عمرین یہانتک کہ بہول گئے اوس شے کو جو تو نے اپنے رسولون کی زبان پر نازل کی یعنی بالمواجہ تیری عبادت کے کہ تنہا تجھی کو پوجین کسی کو تیرا شریک نکرین وکانوا قوما بورا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بورا یعنی ہلاک ہے یعنی ہلاک ہونے والے حضرت حسن بصری و امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے اے لا خیر فیھم یعنی یہ ایسے لوگ تھے کہ انمین کوئی بہلائی نہ تھی ابن زبعری نے کہا ہے جبکہ اسلام لے آیا ؎

یا رسول الملیک ان لسانی	راتوما فتقت اذا انا بور
اذ اجاری الشیطان فی سنن الغی ومن مال میلہ مثبور	

یعنی اے رسول بادشاہ کی بیشک میری زبان بند کرنے والی ہے اوس شے کو جسے مین نے کہولا ہے جبکہ مین مرد بے خیر تہا جبکہ مین شیطان کے ہمراہ چلتا تہا راہ گمراہی مین اور جو کوئی شیطان کے جہکنے کی طرف جہکے تو وہ ہلاک کیا گیا ہے غرض اس شعر سے یہ ہے کہ یہان بور بمعنی مرد ہلاک فاسد بے خیر کے ہی اسکا اطلاق مفرد مذکر و مونث و جمع پر بلفظ واحد ہوتا ہے قولہ تعالی فقد کذبوکم بما تقولون کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگون کو تم نے پوجا اللہ پاک کے سوائے اور تم نے خیال کیا کہ مقرر وہ تمہارے رفیق و مددگار ہین اللہ کی طرف تمکو قریب کردینگے سو وہ تمکو تمہارے اس خیال مین جہٹلا چکے کقولہ تعالی ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیامۃ وھم عن دعائھم غافلون واذا حشر الناس کانوا لھم اعداء وکانوا بعبادتھم کافرین قولہ تعالی فما تستطیعون صرفا ولا نصرا کا یہ مطلب ہے کہ اب وہ قادر نہون گے پہیر دینے پر عذاب کے خود سے اور نہ بدلا لینے پر واسطے اپنی جانون کے ومن یظلم منکم کے معنی یہ ہین کہ جو کوئی شرک کریگا ساتھہ اللہ کے تم مین سے نذقہ عذابا کبیرا تو ہم اوسکو چکہائین گے بڑا عذاب کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان مع وضاحت تبیان

لہ اور جسدن جمع کریگا اون سبکو پھر کہیگا فرشتون کو کیا یہ لوگ تمکو پوجتے تہے وہ کہینگے پاکی ہے تیری ۱۲ سہ یہ شخص شامہ کا کفر کی حالت مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کیا کرتا تہا جب مسلمان ہوا تو حضور کے موافق مدینہ آیا اسکی مدح کی اس شعر مین اسی طرح اشارہ کیا ہے کہ حالت کفر مین مجھ سے بیہودی زبان کو ہجو مین کہولا تہا اب میری زبان اوس کہولنے سے بند کردی ۱۲ سہ یا شیطان کے مائل ہوکر ۱۲ سہ اور جن سے بہاگوں یہ بہاگنے کا سامنے کے لئے ہے اوندہا کیا منہ کے بل چلینگے ۱۲ سہ اور ہوگا کافر ہونے کے سبب سے

یہ ہے کہ یوم یحشرھم کا ظرف منصوب بفعل مضمر ہے اسے اذکر یعنی یاد کر اوس دن کو جسمین جمع کرے گا اونکو یاد کرنے کو دن سے متعلق کیا باوجود اسکے کہ مقصود یاد کرنا اوس شے کا ہے جو اوسمین واقع ہوگی سو یہ واسطے مبالغہ و تاکید ہے چنانچہ بارہا یہ بات گزر چکی ہے ابن محیصن وحمید وابن کثیر وحفص ویعقوب وابو عمرو نے دوری کی روایت مین یحشرہم بیاے تحتیہ پڑہا ہے ابو عبید وابو حاتم نے اسکو اختیار کیا ہے اسواسطے کہ اول کلام مین کان علی ربک فرمایا ہے قرار باقین کی قرارت بنون تعظیم ہے سواے اعرج کے کہ اوس نے سارے قرآن شریف مین بحشرہم بکسر شین معجمہ پڑہا ہے ابن عطیہ نے کہا کہ یہ قلیل ہے استعمال مین اور قوی ہے قیاس مین کیونکہ یفعل بکسر عین متعدی مین زیادہ تر قیاسی ہے یفعل بضم عین سے ابو حیان نے اس کا یون رد کیا ہے کہ مضموم ومکسور دونون برابر ہین مگر یہ کہ ایک اونمین سے مشتہر ہوگا تو اُس کا اتباع کیا جائیگا وما یعبدون من دون اللہ معطوف ہے یحشر کی مفعول یعنی ہم پر یہان کلمہ ما کا فرمایا ہو کہ غیر عقلا کے واسطے موضوع ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اصنام واوثان ونحو ہا غیر عقلا کو تغلیب دی ہے ملائکہ وجن وحضرت مسیح علیہ السلام وغیرہ عقلا پر غرض اس سے آگاہ کرنا ہے اسبات پر کہ عقلا وغیر عقلا سب کے سب اس مین مشترک ہین کہ معبود ہونے کے لایق نہین ہین یا اسواسطے کہ غیر عاقل کے پوجنے والے زیادہ تر ہین عاقل کے پوجنے والون سے سو عابدین کی کثرت کا اعتبار کرکے غیر عاقل کو عاقل پر غلبہ دیا ہے مجاہد وابن جریج نے کہا ہے کہ مراد ملائکہ والنس وجن وحضرت مسیح وحضرت عزیر علیہما السلام ہین بدلیل اسکے کہ مابعد مین خطاب وجواب انکا ہے ضحاک وعکرمہ وکلبی نے کہا ہے کہ خاصۃً اصنام ہین گو وہ نہ سنتے ہین نہ بولتے ہین سو اللہ پاک قیامت کے دن اونکو سننے والا بولنے والا کردے گا کسی نے کہا کہ عام ہے اور کلمہ ما کا شامل ہے عقلا وغیر عقلا کو اسواسطے کہ مراد اوس سے وصف ہے گویا یون کہا گیا کہ جمع کرے گا اونکو اور اون کے معبودین کو فیقول ابن عامر وابو حیوہ وابن کثیر وحفص نے نون پڑہا ہے باقی قرا کی قرارت بیاے تحتیہ ہے ابو عبید نے اسی کو پسند کیا ہے جسطرح کہ اوسکو یحشرہم مین اختیار کیا تھا اسی طرح ابو حاتم کے مختار بھی یہی ہے ءانتم اضللتم عبادی ھؤلاء مین استفہام واسطے توبیخ وتقریع کے ہے معنی یہ ہین کہ پھر اللہ تعالی فرمائیگا واسطے ثابت کرنے حجت کے عابدون پر اور واسطے سرزنش وعاجز کرنے پوجنے والون کے کہ کیا بہکنا

اونکا تمہارے سبب سے تہا اور تمہارے بلانے سے اونکو طرف اپنی عبادت کے ام هم ضلوا السبیل یعنی یا وہ خود راہ حق سے بہک گئے باین طور کہ جس بات سے حق پر استدلال کیا جاتا ہے اوسمین تفکر نکیا اور جس شے سے صواب کی طرف پہونچتے ہین اوسمین غور و فکر نہ کی جملہ قالوا سبحانک مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا معنی سبحانک کے تعجب ہے اوس بات سے جو اونکو کہی گئی کیونکہ وہ تو فرشتے ہین یا انبیاے معصومین یا جمادات غیر عاقل یعنی پاکی ہے تجھکو ما کان ینبغی لنا کسی نے ینبغی بصیغہ مجہول پڑہا ہے ابن خالویہ نے کہا کہ سیبویہ کا زعم ہے کہ یہ ایک لغت ہے ای ما صح وما استقام لنا ان نتخذ من دونک من اولیاء ولی کا اطلاق تابع پر کیا جاتا ہے جس طرح کہ متبوع پر اطلاق ہوتا ہی یعنی درست و راست اور ٹھیک نہین ہے ہمکو یہ بات کہ ہم پکڑین تجھ سے تجاوز کرکے کوئی رفیق کہ ہم اوسکو پوجین پہر بہلا کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم تیرے بندون کو اپنی عبادت کی طرف بلائین باوجود اسکے کہ خود ہم تیرے غیر کو نہین پوجتے ہین یہ معنی جمہور کے قرارت پر ہین کہ نتخذ کو معروف پڑہین اور مجہول کی بنا پر یہ معنی ہین ہمکو لایق نہین ہے کہ پکڑین ہمکو مشرک رفیق سواے تیرے ابو عبیدہ نے کہا یہ قرارت جایز نہین ہے ابو عمرو بن علا و عیسی ابن عمر بھی اسی کے قایل ہین وجہ اسکی یہ ہے کہ اللہ پاک نے کلمہ من کو دو بار ذکر کیا ہے اگر یہ قرارت صحیح ہوتی تو یون فرماتا ان نتخذ من دونک اولیاء یعنی دوسرا من حذف کر دیا جاتا کسی نے کہا کہ من زائد ہے پہر اللہ پاک نے معبودون سے یہ بات نقل کی کہ اونہون نے بعد جواب مذکور کے مشرکون کے ایمان ترک کرنے کا سبب ذکر کیا پس کہا ولکن متعتهم واباءهم حتی نسوا الذکر اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ خود وہی راہ سے بہک گئے کسی اور نے اونکو نہین بہکایا یعنی یہ ہین کہ ہمنے اونکو نہین بہکایا لیکن ای ہمارے پروردگار پالن ہار تو نے اونکو اور اونکے باپ دادون کو نعمتین دین برتنے کو اور رزق و روزی کی اوپر وسعت و فراخی کی اور عمرین اونکو دراز دین یہانتک کہ وہ غافل ہو گئے تیری یاد سے اور بہول گئے تیری نصیحت کو اور چہوڑ دیا تیری کتاب کے سوچنے سمجھنے کو اور ترک کیا نظر و غور کرنے کو تیری عجایب صنعت مین اور تیری غرایب مخلوقات مین اور عکس القضیہ کرکے اسکو ذریعہ ٹہیرایا اپنے گمراہ ہونے کا کسی نے کہا کہ مراد نسیان ذکر سے اسجگہ ترک شکر ہے وکانوا قوما بورا کے یہ معنی ہین کہ یہ لوگ جنہون نے تیرے ساتھہ شرک کیا اور تیرے غیر کو پوجا تیری قضاے ازلی مین ہلاک

۱۲ یہ قرارت ابو عمرو کی ہے قاری کا

ہونے والے تھے بور ماخوذ ہے بوار سے بوار کہتے ہین ہلاک کو محاورے مین بولتے ہین رجل بار
و قوم بور اسمین واحد وجمع برابر ہے اسواسطے کہ مصدر ہے اور مصدر کا اطلاق قلیل وکثیر دونون پر ہوتا ہے
یا بور جمع ہے بائر کی کسی نے کہا بوار معنی فساد ہے محاورے مین بولتے ہین بارت بضاعتہ یعنی اوس
کی مایہ فاسد ہوگئی اور بایر یعنی فاسد کام یہ لغت ازدکا ہی کسیئے کہا قوم بور کے یہ معنی ہین کہ اونمین کوئی خیر نہین ہے
ماخوذ ہے بوار ارض سے یعنی بیکار کرنا زمین کا کھیتی سے پس اونمین کوئی خیر نہین ہوتی ہے کسی نے
کہا کہ بوار معنی کساد ہے اسی باب سے یہ قول ہے بارت السلعۃ یعنی سامان کاسد ہوا یہ سب
معانی معنی ہلاک وفساد کی طرف رجوع ہوتے ہین غرضکہ پھر غیبت سے عدول کرکے بطریق خطاب
کفار سے یہ کہا جائیگا فقد کذبوکم بما تقولون کلام مین حذف ہے تقدیر یہ ہے فقال اللہ
عند تبری المعبودین مخاطبا للمشرکین العابدین لغیر اللہ فقد کذبکم المعبودون
فی قولکم انہم الھۃ یعنی پس کہا اللہ نے وقت بیزار ہونے معبودون کے مشرکین عابدین
غیر اللہ سے خطاب کرکے کہ اب تم کو جھٹلا چکے معبود تمہارے اسبات مین کہ وہ معبود ہین فما
تستطیعون صرفا ولا نصرا حفص نے بتاے فوقیہ پڑہا ہے باقی قرا کی قرات بیاے تحتیہ ہے
اور جمہور نے تقولون بتاے خطاب پڑہا ہے حاصل یہ ہے کہ جب کذبوا کی ضمیر راجع ہو طرف
معبودون کے اور کم کا خطاب ہو کفار کو اور اسی طرح تقولون کا اور تستطیعون کا تو معنی یہ ہون گے
کہ اے کفار معبود جھٹلا چکے تمکو تمہاری بات مین تو اب تم طاقت نہین رکھتے ہو اوس عذاب کے
پھیرنے کی جو تمکو اللہ نے عذاب کیا ہے اور نہ مدد کی طرف سے اللہ کے صرف کے معنی ہین دفع کے
کسی نے کہا حیلہ کے یعنی تم اوسکو کسی طرح اپنی جان سے دفع نہین کرسکتے ہو اور نہ کوئی حیلہ و
تدبیر کرسکتے ہو اور جب یستطیعون بیاے تحتیہ ہو تو یہ معنی ہون گے کہ جب معبود تمہاری تکذیب
کرچکے تمہاری بات مین تو اب وہ طاقت نہین رکھتے ہین کہ تمسے عذاب کو پھیر دین اور تمہاری
مدد کرین اور جس صورت مین کہ ضمیر کذبوا کی راجع ہو طرف کفار کے اور کم کا خطاب ہو مومنون کو
اور اسیطرح تقولون کا اور یستطیعون بیاے تحتیہ مین ضمیر پھیری طرف کفار کے تو معنی یہ ہون گے
کہ اے مومنو تمکو جھٹلا چکے یہ کافر اوس بات مین جسکو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے
اور اوس حق مین جسکو تم کہتے ہو سو اب وہ طاقت نہین رکھتے ہین اسکی کہ جس حق کی طرف اللہ نے

تمکو ہدایت کی ہے اوس سے تمکو پہیر دین اور نہ اپنی جانون کی مدد کر سکتے ہین اوس عذاب سے جو اوپر نازل ہوگا بسبب اون کے جھٹلانے کے تمکو یہ معنی ابن زید و ابو عبید کے کلام سے سمجھے جاتے ہین فرا نے کہا جائز ہے کہ یون پڑہا جاے فقد کذبوکم تخفیف ذال اور بعضا یقولون بیاے تحتیہ مجاہد و زجی نے اسی طرح پڑہا ہے اسے کذبوکم فی قولھم یعنی معبودون نے جو یہ کہا کہ سبحانک ما کان ینبغی الخ سو اونہون نے اپنے اس قول مین تمکو جھوٹا کر دیا علامہ نسفی نے کہا ہے کہ یہ مفاجات باحتجاج و الزام حسن و رایع ہے اور خاصکر جبکہ اوس سے التفات ملجاے اور قول محذوف ہو یعنی تو اور بہی حسن و جمال بڑہ جاتا ہے نظیر اس کی یہ آیت ہے یا اھل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترۃ من الرسل الی قولہ فقد جاءکم بشیر و نذیر

اور یہ قول شاعر کا ؎

قالوا اخراسان اقصی ما یراد بنا	ثم القفول فقد جئنا خراسانا

قولہ تعالی ومن یظلم منکم نذقہ عذابا کبیرا یہ وعید ہے ہر ظالم کو اور جن لوگون مین سیاق کلام ہے وہ تو اسکے تحت مین بدخول اولی داخل ہین عذاب کبیر سے مراد عذاب نار ہے اور اسکی تفسیر کی گئی ہے سامنہ خلود کے نار مین یہ تفسیر مشرک کے لایق ہے فاسق کے لایق نہین ہے مگر قول پر معتزلہ و خوارج کے حضرت حسن سے مروی ہے کہ ظلم سے مراد شرک ہے ابن جریج نے کہا یظلم یعنی یشرک ہے کسی نے یذقہ بیاے تحتیہ پڑہا ہے یہ آیت اور اسکی مثل اور آئین مفید توبہ ہین غرضکہ کفار نے جو اول کہا تہا کہ رسول کو کیا ہوا ہے کہ کہانا کہاتا ہے بازارون مین پہرتا ہے سو اللہ پاک نے اس قول کا بطلان واضح کرنے کو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف خطاب رجوع کر کے ارشاد فرمایا وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انھم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق ط وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ ط اتصبرون ج وکان ربک بصیرا ۝ اور جتنے بہیجے ہمنے تجھسے پہلے رسول سب کہاتے تہے کہانا اور پہرتے تہے بازارون مین اور ہمنے رکہا ہے تم مین ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکہین ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکہتا ہے ف پیغمبرون کا فرون کا ایمان جانچنے کو اور کافرون پیغمبرون کا صبر جانچنے کو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ اگلے پیغمبر جنکو اوس نے

ع ۱۱ ۱۲

لہ اے کتاب والو تمہارے پاس ہمارا رسول آیا کہ تم سے بہت سی باتین ظاہر کرتا ہے پیغمبرون کی کچھ مدت تک کہ تم کہو کہ ہمارے پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈرسنانیوالا سو تمہارے پاس آیا خوشی اور ڈر سنانیوالا

بھیجا ہی وہ سب کھانا کھاتے تھے اوس سے غذا لینے کی طرف حاجتمند ہوتے تھے کمانے تجارت کرنے کو بازارون مین چلتے پھرتے تھے یہ بات کچھہ اون کے حال منصب کے منافی نہین ہی کیونکہ راہ و روش خوب وصفات مرغوب واقوال بہتر واعمال کامل وخوارق عادات ظاہر و دلائل قاہر سے اللہ پاک نے اون کو ایسی چیزین عطا کین ہین جن سے ہر صاحب عقل سلیم وبصیرت مستقیم استدلال کرسکتا ہے صدق و راستی پر اوس شے کے جسکو وہ طرف سے اللہ پاک کے لیکر آئے ہین نظیر اس کریمہ کی یہ آیت شریفہ ہے وما ارسلنا من قبلك الا رجالا نوحی الیهم من اهل القری وقوله تعالیٰ وما جعلناهم جسدا لا یاکلون الطعام الآیہ قوله تعالیٰ وجعلنا بعضکم لبعض فتنة اتصبرون کے یہ معنی ہین کہ جانچا ہمنے بعض تمہارے کو بعض سے اور آزمایا ہمنے بعض کو ساتھہ بعض کے تاکہ ہم جان لین یعنی بعلم ظہور مطیع کو عاصی سے اسی لئے فرمایا اتصبرون کیون جی تم صبر کروگے وکان ربك بصیرا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک خوب دیکھتا ہے اوس شخص کو جو مستحق ہے اسکا کہ اوسکی طرف وحی کیجاے کما قال تعالیٰ الله اعلم حیث یجعل رسالته اور اوس شخص کو جو لایق ہے اسکے کہ اللہ پاک اوسکو ہدایت کرے طرف اوس شے کے جسے دیکر رسولون کو بھیجا ہے اور اوس آدمی کو جو اسکے لایق نہین ہے محمد بن اسحٰق نے اسکی تفسیر مین کہا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر مین چاہتا کہ اپنے رسولون کے ساتھہ دنیا کردون کہ کوئی اونکی مخالفت نہ کرسکے البتہ مین کردیتا لیکن مین نے ارادہ کیا کہ اون سے بندون کو جانچون صحیح مسلم مین عیاض بن حماد سے مروی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیشک مین جانچنے والا ہون تجکو اور جانچنے والا ہون ساتھہ تیرے مسند مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے اگر مین چاہتا تو البتہ چلا دیتا اللہ ساتھہ میرے سونے چاندی کے پہاڑون کو صحیح مین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار دیئے گئے درمیان اسکے کہ نبی ملک ہون یا عبد رسول سو آپنے اسکو اختیار کیا کہ عبد رسول ہون ف فتح البیان کا بیان یہ ہے زجاج نے کہا جو جملہ بعد الا کے واقع ہوتا ہے وہ صفت ہوتا ہے موصوف محذوف کی معنی یہ ہین نہین بھیجا ہمنے تجھسے پہلے کسی کو رسولون مین سے مگر کھانا کھانے والے چلنے والے سو تو بھی مثل اون کے ہے اور اون سے ویسا ہی کہا گیا جیسا تجھسے کہا گیا موصوف اسی لئے حذف کیا گیا ہے کہ من المرسلین مین اوپر دلیل ہے نظیر اسکی یہ آیت ہے وما منا الا له مقام معلوم ہے

۱۵ اور بعض نسخون مین بھیجے ہین ۱۲
۱۶ یعنی ہم سب کے حال سے واقف ہین ۱۲
۱۷ اور بعض نسخون مین ہمنے کہا ہے وہ بھی ہے ۱۲
۱۸ وہ ہر جگہ جانے والے ہے ۱۲
۱۹ جہان بھیجے اپنے خاص ۱۲
۲۰ اس کے تین معنی کئے گئے ہے اعلم ہے اور آگاہ ہے والله اعلم ۱۲ منہ
۲۱ اور ہم نے بھیجے ہین

وما منا احد فراء نے کہا ہے کہ اس جملے کا اعراب سے کوئی محل نہین ہے یہ تو صلہ ہے موصول محذوف کا کہ وہ مفعول ہے تقدیر یہ ہے الا من لہم ضمیر انہم مین اور او سکے مابعد مین راجع ہے طرف من مقدر کے اسکے مثل یہ کریمہ ہے وان منکم الا واردھا اے الا من یردھا کسائی بھی اسی کے قائل ہین زجاج نے کہا یہ قول خطا ہے اسواسطے کہ من موصولہ کا حذف جایز نہین ہے ابن انباری نے کہا محل نصب مین ہے بنا بر حال تقدیر یہ ہے الا وانہم سوان کے نزدیک محذوف واو ہے جمہور نے بکسر ان پڑہا ہے اسواسطے کہ اوسکی خبر مین لام ہے چنانچہ علم نحو مین یہ بات ثابت ہو چکی ہے اور یہ اونکے نزدیک مجمع علیہ ہے نحاس نے کہا ہے مگر علی بن سلیمان اخفش نے ہم سے حکایت کیا کہ محمد بن یزید مبرد نے کہا ہے کہ اس ان مین فتح جایز ہے اگرچہ بعد اسکے لام ہے مین اس قول کو وہم گمان کرتا ہون جمہور کی قرات یشون بفتح یاے تحتیہ وسکون میم وتخفیف شین معجمہ ہے علی و ابن عوف وابن مسعود رضی اللہ عنہم نے بضم یاے تحتیہ وفتح میم وضم شین مشدد پڑہا ہے یہ قرات معنی مین اول کے ہے سند اسکی یہ شعر ہے۔

امشی بامطان المیاہ والقی		قلائص منہا معبۃ ورکوب	

کعب بن زبیر کا قول ہے

منہ تظل سباع الحی ضامرۃ		ولا تمشی بوادیہ الا راجیل	

قتادہ سے اسکی تفسیر مین مروی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ رسول قبل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسی منزلت مین تھے کہاتے اور چلتے تھے وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ یہ خطاب عام ہے لوگون کو اور نیز اسمین تسلی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیونکہ آپ اشرف الاشراف ہین اور مبتلا کیے گئے ساتھ اخس الاخساء کے اللہ پاک نے اپنے بعض بندون کو بعض کیواسطے فتنہ ٹھیرایا ہے پس صحیح وتندرست فتنہ ہے واسطے بیمار کے اور غنی و تونگر فتنہ ہے واسطے فقیر ومحتاج کے کسی نے کہا کہ بعض اول سے مراد استون کے کفار ہین اور بعض ثانی سے مراد رسل ہین معنی فتنہ کے ابتلا ومحنت ہین یعنی آزمانا جانچنا قول اول اولی ہے اسواسطے کہ لوگون مین سے بعض چنے گئے ہین ساتھ بعض کے ایک دوسرے سے آزمائے گئے ہین سوم یعض کہتا ہے کہ مین صحیح کی مثل کیون نہ کیا گیا اور اسی طرح ہر آفت والا کہتا ہے تندرست آزمایا گیا ہے بیمار سے تو تندرست

۱ کوئی یہ نہ کہے کہ اوپر ہم نے کہا ہے کہ ۱۲
۲ خسیس ضد ہے شریف کی ۱۲

بیمار سے ملول نہوا ور نہ اوسکو حقیر جانے اور غنی جانچا گیا ہے فقیر سے غنی فقیر کی مواسات[۱] کرے
فقیر کا ابتلا غنی سے ہوا ہے فقیر حسد کرتا ہے غنی پر ونحو ہذا امثلہ کسی نے کہا مراد آیت کریمہ سے یہ
ہے کہ جب شریف اسلام لانے کا ارادہ کرتا اور کمین کو دیکھتا کہ وہ اوس سے پہلے مسلمان ہوچکا
ہے تو عار و ننگ کرتا اور کہتا کہ مین اوسکے بعد مسلمان نہونگا کہ اوسکو مجھپر سابقہ و فضل ہو پس اپنے
کفر پر باقی رہتا تھا سو یہ ہی مفتون ہوتا بعض کا بعض سے اس قول کو فراء و زجاج نے پسند کیا ہے
حالانکہ اسپر آیت کا قصر کرنا بیوجہ ہے کیونکہ اگرچہ یہ لوگ سبب نزول آیت ہین لیکن اعتبار عموم لفظ
کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے فقیر کہتا ہے
کہ اگر اللہ چاہتا تو مجھکو غنی کردیتا مثل فلان کے بیمار کہتا ہے اگر اللہ چاہتا تو مجھکو تندرست کردیتا مثل
فلان کے نابینا کہتا ہے اگر اللہ چاہتا تو مجھے بینا کردیتا مثل فلان کے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ
عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ فرماتے تھے خرابی ہے واسطے عالم کے جاہل سے اور ویل ہے
جاہل کی عالم سے اور خرابی ہے مالک کی مملوک سے اور ویل ہے مملوک کی مالک سے اور ویل شدید
یعنی قوی کے ضعیف یعنی کمزور سے اور خرابی ہے ضعیف کی شدید سے اور ویل ہے بادشاہ کی رعیت
سے اور خرابی ہے رعیت کی بادشاہ سے بعض تمہارا واسطے بعض کے فتنہ ہے وہ یہ قول ہے
اللہ تعالیٰ کا وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ پھر اللہ پاک نے بعد اس خبر دینے کے فرمایا اتصبرون
یہ استفہام ہے واسطے تقریر کے تقدیر یہ ہے کیا تم صبر کروگے اس سخت حالت پر اور ابتلاے
عظیم پر جسکو تم دیکھ رہے ہو تو اجر دیئے جاؤ یا صبر نکروگے تو تمہارا غم زیادہ ہوگا اس قول پر اکثر لوگ
چلے ہین کسی نے کہا کہ التصبرون کے معنی ہین اصبروا جسطرح کہ فھل انتم منتھون کے معنی ہین
انتھوا مطلب یہ ہے کہ استفہام بمعنی امر ہے اسمین بہ نسبت صریح امر کے مبالغہ زیادہ ہوتا ہے
کسی نے کہا کہ موقع اس جملۂ استفہامیہ کا سجگہ ایسا ہے جیسا کہ ایکم احسن عملا کا موقع ہے
[۲] لیبلوکم ایکم احسن عملا مین بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نظر کرو تم طرف اوس شخص کے کہ وہ اسفل ہے تم سے اور مت
نظر کرو طرف اوس شخص کے کہ وہ تم سے فوق ہے پس یہ لایق تر ہے اسکے کہ حقیر نہ جانو تم اللہ کی
نعمت کو تم پر اللہ پاک نے صبر کرنے والون سے یہ وعدہ فرمایا وکان ربک بصیرا یعنی اللہ پاک

[۱] مواسات کسی
کو جان و مال سے
مدد دینے کو کہتے ہیں
[۲] کسی جملے کو اون کے
درمیان کسی کلام سے
جملہ معترضہ کہتے ہیں

خوب دیکھتا ہے اوس شخص کو جو صبر کرتا ہے اور اوسکو جو صبر نہین کرتا ہے تو ہر ایک کو اوسمین سے جزا دیگا جس جزا کا وہ مستحق ہوگا پھر اللہ پاک نے کفار کے شبہون مین سے ایک اور شبہ نقل کیا جس سے اونہون نے نبوت مین قدح کی ہے پس ارشاد فرمایا وقال الذین لا یرجون لقاءنا لولا انزل علینا الملئکۃ او نری ربنا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا یوم یرون الملئکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین ویقولون حجرا محجورا ○ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلنہ ہباء منثورا ○ اصحب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و احسن مقیلا ○ اور بولے جو لوگ امید نہین رکھتے کہ ہمسے ملین گے کیون نہ اوترے ہمپر فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہین اپنے جی مین اور سرکش ہو رہے ہین بڑی شرارت مین جسدن دیکھینگے فرشتے کچھ خوشخبری نہین اوسدن گنہگارون کو اور کہینگے کہین روکی جاوے کوئی اوٹ اور ہم پہونچے اونکے کامون پر جو کئے تھے پھر کر ڈالا اوسکو خاک اوڑتی بہشت کے لوگ اوسدن خوب رکھتے ہین ٹھکانا اور خوب جگہ دوپہر کے آرام کی اتنی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کفار کی تعنت و سرکشی کی کہ وہ بڑے سرکش ہین اپنے کفر و عناد مین یون کہا کہ لولا انزل علینا الملئکۃ یعنی کیون نہ اوترے ہمپر فرشتے رسالت لیکر جسطرح کہ انبیا پر اوترتے ہین چنانچہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین اونسے اسکی خبر دی ہے قالوا لن نؤمن حتی نؤتی مثل ما اوتی رسل اللہ۔ احتمال ہے کہ اونکی مراد اسجگہ یہ ہو کہ کیون نہ اوترے ہمپر فرشتے تو ہم اونکو ظاہر ظہور دیکھ لیتے پھر وہ ہمکو یہ خبر دیتے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہین جسطرح کہ اونہون نے یہ کہا ہے او تاتی باللہ والملئکۃ قبیلا اسکی تفسیر سورۂ سبحان مین گزر چکی ہے اور اسی لئے یہان یون کہا او نری ربنا اور اسی واسطے اللہ پاک نے یہ فرمایا لقد استکبروا فی انفسہم وعتوا عتوا کبیرا اور جگہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ولو اننا نزلنا الیہم الملئکۃ وکلمہم الموتی الآیۃ قولہ تعالی یوم یرون الملئکۃ لا بشری یومئذ للمجرمین ویقولون حجرا محجورا کے یہ معنی ہین کہ وہ فرشتون کو اپنے خیر کے دن مین نہ دیکھین گے بلکہ جسدن اونکو دیکھین گے تو اوسدن اونکو کوئی خوشخبری نہوگی یہ بات صادق آتی ہے وقت احتضار یعنی مرنے کے وقت حالت جان کندنی مین جسوقت کہ فرشتے اونکو خوشخبری دینگے نار کی اور جبار کے غیظ و غضب کی پس

۱۸ کہین ہم اگر نہ مارے جینگے جبتک ہمکو نہ دیکھ لینگے کچھ پرواہ نہین کرتے ہین اللہ کے رسول ۱۲ ۲۵ یا سے آسمان اور فرشتون کو ۱۳ ۲۵ اور ہم اونکے اوپر فرشتے اتارتے ہین ۱۲

فرشتے کافر سے کہتے ہین وقت نکلنے اوسکی روح کے نکل تو اے نفس خبیث جو کہ جسم خبیث مین تہا نکل تو طرف ہوا سے گرم کے اور سخت گرم پانی کے اور سایہ دخان کے سو روح نکلنے سے انکار کرتی ہے اور بدن مین متفرق ہو جاتی ہے پہر فرشتے اوسکو مارتے ہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ولو ترٰی اذ یتوفی الذین کفروا الملٰئکۃ یضربون وجوھھم وادبارھم الآیۃ وکما قال تعالٰی ولو ترٰی اذ الظالمون فی غمرات الموت والملٰئکۃ باسطوا ایدیھم یعنی فرشتے اپنے ہاتھون کو کھولنے والے ہون گے ساتھہ ضرب کے اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن اٰیاتہ تستکبرون اور اسی لئے اس آیت کریمہ مین یون فرمایا ہے یوم یرون الملٰئکۃ لا بشرٰی یومئذ للمجرمین یہ حال بخلاف حال مومنین کے ہے وقت اون کے مرنے کے کیونکہ اونکو بشارت وحصول مسرات کے خوشخبری دی جاتی ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیھم الملٰئکۃ الا تخافوا ولا تحزنوا وابشروا بالجنۃ التی کنتم توعدون نحن اولیٰؤکم فی الحیاۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ولکم فیھا ما تشتھی انفسکم ولکم فیھا ما تدعون نزلا من غفور رحیم حدیث صحیح مین حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ فرشتے مومن کی روح سے کہتے ہین نکل تو اے نفس پاک کہ تو جسم پاک مین تہی اوسے آباد کرتی تہی نکل تو طرف روح وریحان ورب غیر غضبان کے یہ حدیث شریف سورۂ ابراہیم مین گزر چکی ہے زیر تفسیر کریمہ یثبت اللہ الذین اٰمنوا بالقول الثابت فی الحیاۃ الدنیا وفی الاٰخرۃ ویضل اللہ الظالمین ویفعل اللہ ما یشاء علی الفراخین یہ حدیث شریف اور اسکے سوا اور احادیث اس باب کی بہ بسط تمام مذکور ہین طالب صادق طرف اوسکے رجوع فرمائی دوسرے لوگون نے کہا ہے کہ یوم یرون الملٰئکۃ لا بشرٰی یومئذ للمجرمین سے مراد روز قیامت ہے مجاہد وضحاک وغیرہما اسی کے قائل ہین درمیان اسکے اور قول متقدم کے کوئی منافات نہین ہے اسواسطے کہ فرشتے ان دونون دنون مین روز موت وروز معاد مین مومنون کا فرون کیواسطے ظاہر ہوتے ہین تو مومنون کو تو رحمت ورضوان کی خوشخبری دینگے اور کافرون کو خیبت وخسران وزیان کی خبر سنائینگے سو کوئی خوشخبری نہین ہے اوس دن واسطے مجرمون کے قولہ تعالٰی ویقولون حجرا محجورا کا یہ مطلب ہی کہ فرشتے کافرون سے کہین گے حرام محرم ہے تمپر فلاح آج کے دن یعنی مراد طلب اور جنت کا را

۵۱ اور کہی فرشتے کہینگے جہنم مین جانے کیلئے تین کافرون کی فرشتہ ساتھہ ہونگے تین اونکی ہونگے اور پہر پہنچے ۱۲

۵۲ اور کہی فرشتے کہینگے جب قتل کرینگے ظالمون کو موت کی بیہوشی مین اور فرشتے ہاتھہ کھولے رہینگے کہ ہمکو ابہی جان دے دو آج تمکو ذلت کی مار دینگے کہ کہنے لگے اللہ پر جھوٹ بولتے تھے اور اونکی آیتون سے تکبر کرتے تھے ۱۲

۵۳ تحقیق جنہون نے کہا ہمارا اللہ ہے ہم اسی پر قائم رہے اونپر اترتے ہین فرشتے کہ نہ ڈرو نہ غم کرو اور خوش ہو اس بہشت کی جسکا تمکو وعدہ دیا گیا ہے ہم تمہارے رفیق ہین دنیا مین اور آخرت مین اور تمکو وہان ہے جو جی چاہے تمہارا اور تمکو وہان ہے جو مانگو مہمانی ہے بخشنے والے مہربان کی ۱۲

۵۴ مضمون یہ آیت کا یہ ہے کہ اللہ فرمان والا ہے

تمہارے واسطے نہین ہے اصل حجر کی منع ہے اسی معنی سے یہ محاورہ ہے کہ حجر القاضی علی فلان
یہ جب بولتے ہین کہ قاضی کسی شخص کو تصرف کرنے سے روک دے یا تو مفلسی کی جہت سے یا بیوقوفی کیوجہ
سے یا کم سنی کے سبب سے یا مثل اسکے اور کسیوجہ سے اسی باب سے حطیم بیت اللہ شریف کو
حجر کہتے ہین کیونکہ طواف کو منع کرتی ہے کہ اوسمین طواف کرین طواف جو کیا جاتا ہے سوا اوسکے دراز
سے اسی معنی سے عقل کو حجر بولتے ہین اس لئے کہ عقل اپنے صاحب کو نالایق بات مین خوض
کرنے سے باز رکھتی ہے غرض یہ ہے کہ یقولون مین ضمیر راجع ہے طرف ملائکہ کے یہ قول مجاہد وعکرمہ
وحسن وضحاک وقتادہ وعطیہ عوفی وعطار خراسانی وخصیف وغیرواحد کا ہے اور اسی کو ابن جریر نے
اختیار کیا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یقولون حجرا محجورا کی تفسیر
مین روایت کیا ہے کہا حرام محرم ہے یہ کہ خوشخبری دیجاوے اوس شے کی ساتھہ کہ جسکے ساتھہ متقی
خوشخبری دیے جائین ابن جریر نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ یہ قول کلام سے مشرکین کے ہے
جسدن کہ وہ فرشتون کو دیکھین گے یعنی وہ فرشتون سے پناہ مانگین گے اسکی وجہ یہ ہے کہ عرب کی
عادت ہے کہ اوسمین سے کسی پر جب کوئی حادثہ یا کچھہ شدت وسختی نازل ہوتی ہے تو کہتے ہین حجرا محجورا
اس قول کے واسطے اگرچہ ایک ماخذ ووجہ ہے لیکن بہ نسبت سیاق کے بعید ہے خاصکر اب کہ
جمہور نے اسکے خلاف پر تصریح کی ہے لیکن ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ حجرا محجورا
کی تفسیر مین عوذا معاذا کہا ہے پس احتمال ہے کہ مجاہد کی مراد وہی ہو جو ابن جریج نے ذکر کیا ہے لیکن
ابن ابی حاتم کی روایت مین عن ابن جریج عن مجاہد یہ ہے کہ مجاہد نے کہا حجرا محجورا عوذا معاذا یہ فرشتے
کہین گے یعنی اللہ اعلم قولہ تعالی وقدمنا الی ما عملوا من عمل الآیۃ یہ روز قیامت کو ہوگا جبکہ
اللہ پاک بندون سے محاسبہ کرے گا بھلائی برائی پر جو اونھون نے کی ہے سو اللہ پاک نے یہ
خبر دی ہے کہ ان مشرکون نے جن اعمال کو خیال کیا تھا کہ وہ اونکو نجات دینے والے ہین سو اونکے
واسطے اون مین سے کچھہ حاصل نہ ہوگا یہ اس لئے ہے کہ شرط شرعی مفقود ہے
وہ یا تو اعمال مین اخلاص ہے یا متابعت شرع الٰہی کی ہے پس ہر عمل جو کہ خالص نہو
اور شریعت پسندیدہ خداوند تعالی پر نہو تو وہ باطل اور بیکار ہے پس اعمال کفار کے
منجملہ ان دو باتون کے ایک سے خالی نہین ہوتے ہین اور کبھی ان دونون کے جامع ہوتی ہین تو اب

اور بھی قبول سے دور رہوئے اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا۔ مجاہد و ثوری نے کہا وقدمنا کے معنی ہین وعمدنا یعنی ہمنے قصد کیا اسی طرح سدی نے کہا ہے بعض نے کہا وآتینا علیہ یعنی آئے ہم اوسپر قولہ تعالیٰ فجعلناہ ھباء منثورا۔ ثوری نے بسند خود حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ ہبا سورج کی شعاع ہے جبکہ روزن مین داخل ہو اور اسی طرح بوجہ دیگر اونسے مروی ہے اور مثل اسکے حضرت ابن عباس ومجاہد وعکرمہ وسعید بن جبیر وسدی وضحاک وغیرہم سے بھی مروی ہے اور ایسا ہی حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے کہ وہ شعاع ہے روزن مین کسی شخص کے اور اگر وہ چاہے کہ قبضہ کرے اوسپر تو نہ کر سکے مطلب یہ ہے کہ آنکھ سے تو اوس کے اجزا نظر آتے ہین جب مٹھی مین پکڑتا ہے تو کچھ بھی نہین علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ہبا منثور ماء مہراق ہے یعنی آب ریختہ ابو الاحوص نے عن ابی اسحق عن الحارث عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہ الھباء وھج الدواب اسی کے مثل حضرت ابن عباس وضحاک سے بھی مروی ہے وقال عبد الرحمن بن زید بن اسلم قتادہ نے کہا ہبا رہ شے ہے کہ دیکھے تو سوکھے پتے درختون کو جسوقت کہ ہوا اوسکو اڑائے پس وہ یہ پتے ہین قتادہ نے کہا عبد اللہ بن وہب نے بسند خود عبید بن یعلی سے روایت کیا ہے کہا ہبا راکھ ہے جبکہ اوسکو ہوا اڑائے حاصل ان قولون کا آگاہ کرتا ہے اس آیت کریمہ کے مضمون پر وہ یہ ہے کہ اونہون نے اعمال کیئے اعتقاد کیا کہ وہ کسی شے پر ہین جب وہ ملک عدل پر پیش کیئے گئے جو کہ کسی پر جور وظلم نہین کرتا ہے تو ناگاہ وہ بالکل کوئی شے نہ نکلی اسباب مین اونکی تشبیہ دیگئی شے تافہ حقیر بے حقیقت متفرق ہے کہ جسکا صاحب اوسمین سے کسی شے پر بالکل قادر نہین ہوتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے مثل الذین کفروا بربھم اعمالھم کرماد اشتدت بہ الریح الایہ وقال تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذیٰ الی قولہ لا یقدرون علی شیء مما کسبوا وقال تعالیٰ والذین کفروا اعمالھم کسراب بقیعۃ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئا اسکی تفسیر پر اول کلام گزر چکا ہے وللہ الحمد والمنۃ قولہ تعالیٰ اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا یعنی قیامت کے دن برابر نہون گے دوزخ والے اور جنت والے بہشت والے وہی ہین مراد پانیوالے یہ اسلئے ہے کہ اہل جنت تو جائین گے طرف درجات عالیات وغرفات آنمات کے سو وہ ہونگے

مقام امین المنظر طیب المقام من خالدین فیہا حسنت مستقرا و مقاما یعنی ہمیشہ کو اوسمین رہ پڑینگے اچھی قرارگاہ ہے اور بہتر قیام گاہ اور دوزخ والے جائینگے طرف درکات سافلات وحسرات متتابعات وانواع عذاب وعقوبات کے وہ بری جاے قرار ہے اور بدتر جاے قیام یعنی بری منزل ہے دیکھنے مین اور بری جاے قیام ہے دوپہر کے آرام کی اسی لئے اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا ہے اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مقاما واحسن مقیلا یعنی اونہون نے جو اعمال مقبول کئے اوسی کے سبب سے پایا جو کچھ پایا اور گئے جو ہر گئے بخلاف اہل نار کے کہ اونکا ایک عمل بھی ایسا نہ تھا کہ مقتضی ہو دخول جنت کا واسطے اونکے اور موجب نجات کا ہونا سے پس اللہ پاک نے حال سعدا سے آگاہی بخشی اشقیا کے حال پر اور خبر دی اسبات کی کہ بالکل اونکے پاس کوئی خیر نہین ہے پس فرمایا اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہے سو گھڑی ہے کہ اللہ کے دوست قیلولہ کرینگے تختون پر ساتھ حور عین کے اور قیلولہ کرینگے اللہ کے دشمن ساتھ شیاطین کے ایک زنجیر مین بندھے ہوے سعید بن جبیر نے کہا کہ اللہ پاک فارغ ہوگا حساب سے دوپہر کو تو قیلولہ کرینگے اہل جنت جنت مین اور اہل نار نار مین اللہ تعالی نے فرمایا اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا عکرمہ نے کہا مین اللہ پہچانتا ہون اوس گھڑی کو جس مین جنت والے داخل ہونگے جنت مین اور اہل نار نار مین اور وہ گھڑی وہ ہے جو دنیا مین ہوتی ہے وقت ارتفاع ضحی اکبر کے جس وقت کہ لوگ رجوع کرتے ہین اپنے گھر والون کیطرف واسطے قیلولے کے سو اہل نار نار کیطرف رجوع کرینگے رہے اہل جنت سو اونکو لیجائینگے طرف جنت کے پس اونکا قیلولہ جنت مین ہوگا اور کہلائے جائینگے کہ جو ملے جائینگے کہ جو ملے جائینگے کہ جو مل

قیامت کے دن اونمین کا ایک تو بادشاہ تہا دنیا مین مائل بسرخی وسفیدی پہر اوسکا محاسبہ ہوگا تو ناگاہ وہ ایک ایسا بندہ تہا کہ اوسنے کبہی کوئی خیر نہین کی پہر اوسکو نار کیطرف حکم ہوگا دوسرا شخص کملی والا تہا دنیا مین پہر اوسکا محاسبہ ہوگا تو وہ کہے گا یارب تو نے مجہے کوئی شے عطا نہین کی کہ تو مجہسے اوسکا حساب لے تو اللہ فرمائیگا سچ کہا میرے بندے نے پس تم اوسے چہوڑ دو پہر اوسکو حکم ہوگا طرف جنت کے پہر وہ چہوڑ رکہے جائینگے جسقدر کہ اللہ چاہے گا پہر نارہ والا بلایا جائیگا تو ناگاہ وہ مانند سیاہ کوئلے کے ہوگا پہر اوس سے کہا جائے گا تو نے کیسا مقیل پایا تو وہ عرض کرے گا کہ شر مقیل پہر اوس سے کہا جائیگا عد یعنی پہر وہین جا پہر جنت والا بلایا جائیگا تو ناگاہ وہ مثل چاند چودہوین رات کے ہوگا پہر اوس سے کہا جائے گا تو نے کیسا پایا تو وہ عرض کریگا اے میرے رب خیر مقیل پس اوس سے کہا جائیگا پہر وہین چلا جا ان سب روائتون کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے ابن جریر نے عمرو بن حارث سے روایت کیا ہے کہ سعید بن صواف نے عمرو کو حدیث کی کہ سعید کو یہ بات پہونچی ہے کہ روز قیامت مومن پر کوتاہ کیا جائے گا یہانتک کہ ایسا ہوجائے گا جیسا کہ درمیان عصر کے ہے غروب آفتاب تک اور وہ یعنی مومنین لوٹینگے جنت کے چہتون مین یہان تک کہ فراغت کی جائیگی لوگون سے یہ وہی قول ہے اللہ پاک کا اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا واحسن مقیلا کذا فی ابن کثیر ف لباب فتح البیان مع توضیح بیان یہ ہے کہ جملہ وقال الذین الخ معطوف ہے وقالوا ما لہذا الرسول پر لا یرجون بمعنی لا یبالون ہے جسطرح کہ اس شعر مین ہے ؎

لعمرک ما ارجو اذا کنت مسلما	علی ای جنبی کان فی اللہ مصرعی

یعنی قسم ہے تیری عمر کی مین پروا نہین کرتا ہون جبکہ مسلمان ہوؤن کسی پہلو پر ہو اللہ کی راہ مین میرا بچہڑنا کسی نے کہا بمعنی لا یخافون ہے یہ لغت تہامہ کا ہے فراء نے کہا کہ رجا کو موضع خوف مین رکہا ہے کسی نے کہا بمعنی لا یاملون ہے امل کہتے ہین آرزو وامید کو اسی معنی سے یہ شعر ہے ؎

ارجو امۃ قتلت حسینا	شفاعۃ جدہ یوم الحساب

یعنی کیا امید رکہتی ہے وہ امت جسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو قتل کیا اونکے نانا کی شفاعت کو روز حساب مین غرضکہ یرجون کے تین معنی ہوئے اول معنی یہ ہین کہ کہا مشرکون نے جو کہ پروا نہین کرتے ہین اللہ پاک کے ملنے کی دوسرے معنی یہ ہین جو کہ ڈرتے نہین ہین اپنے رب کے ملنے سے

برائی لیکر اصل لقا کی پہونچنا ہے طرف شے کے اسی باب سے رویت ہے کیونکہ رویت وصول ہے
طرف مرئی کے مراد لقاے رب سے وصول ہے طرف جزاے رب کے یہ بھی ممکن ہے کہ مراد لقا
سے رویت ہو قول اول کی بنا پر تفسیر ہے یعنی یہ ہین جو کہ امید نہین رکھتے ہین ہمارے ملنے کی خیر لیکر اس
لئے کہ وہ منکر ہین بعث کے معنی حقیقی رجا کے امید و آرزو ہین اسی پر حمل کرنا اولی ہے پس مطلب
یہ ہے جو کہ امید نہین رکھتے ہین اوس ثواب کے ملنے کی جسکا ہمنے وعدہ کیا ہے طاعت پر اور یہ
بات معلوم ہے کہ جو کوئی ثواب کی امید نہین رکھتا ہے وہ عقاب سے نہین ڈرتا ہے مقولہ اونکا یہ ہے
لولا انزل علینا الملائکۃ یعنی کیون نہین اوتارے گئے ہمپر فرشتے کہ وہ ہمکو خبر دیتے اس
بات کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہین یا کیون نہین اوتارے گئے وہ ہمپر رسول بنا کر کہ اللہ اونکو
ہمسے بیحجاب اور نزدیک رہنا یعنی یا ہم دیکھ لیتے اپنے رب کو تو وہ ہمکو خبر دیتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول
ہین پھر اللہ پاک نے اونکے اس شبہے کا یہ جواب دیا لقد استکبروا فی انفسھم وعتوا عتوا
کبیرا یعنی اونھون نے اپنے دلون مین بوشیدہ کیا استکبار کو حق سے اور عناد و دشمنی کو جسطرح کہ
اس کریمہ مین ہے ان فی صدورھم الا کبر ما ھم ببالغیہ عتو کہتے ہین حد سے بڑھنے کو
طغیان و سرکشی مین اور اوسکے پرلے سرے کے پہونچنے کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
فرمایا ہے عتو سے مراد شدت کفر ہے عتو کو موصوف بکبر اس لئے کیا ہے کہ یہ سخت بات جو اونھون
نے کہی اوسکا مونھہ سے نکالنا غایت درجے کی بزرگی و ستر گی مین ہے اس سے بڑھکر اور کون بات
سخت تر و بزرگ تر ہوگی کیونکہ اونھون نے ارسال بشر پر اکتفا نہ کیا یہانتک کہ فرشتون کا اپنی طرف
بھیجنا طلب کیا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھے تحقیر کی طرف چلے کہ فرشتے آتے یا اللہ پاک اونسے
خطاب کرتا اور وہ اوسکو دنیا مین دیکھتے بدون اسکے کہ درمیان اونکے اور اللہ پاک کے کوئی ترجمان
ہوتا و یہ واوس سے بات چیت کرتے ان رذیلون کمینون کو تو ذرا دیکھو کہ اپنے نفوس کو کہانتک
پہونچایا ہے حالانکہ وہ احقر و اقل و ارذل ہین اس سے کہ اسبات کے اہل ہون یا اسکی لیاقت
والون سے شمار کئے جائین جو کوئی اپنے نفس کی قدر سے جاہل ہوتا ہے اور اپنی حد کے پاس کھڑا
نہین ہوتا ہے تو اوسکی یہی گت ہوتی ہے جس کسی کا نفس اپنی قدر و رتبے سے جاہل ہوتا ہے
تو اوسکا غیر اوس سے وہ شے دیکھتا ہے جسکو وہ خود نہین دیکھتا ہے یوم یرون الملائکۃ

۱۵ اور کہتے ہین کافر جب
سے قرآن سنتے ہین کبھی نہ
پہونچین گے اوس تک ۱۲

منصوب ہے فعل محذوف سے اسے اُذکر یعنی یاد کرتو اوسدن کو کہ جسمین وہ دیکھینگے ملائکہ عذاب کو ایسا
دیکھنا کہ وہ اوس طور پر نہ ہوگا جیسکو اونہون نے طلب کیا ہے اور نہ اوس صورت پر جسکی فرمایش کی ہے
بلکہ ایک اور وجہ پر یہ وہ دن ہے کہ فرشتے اون کے واسطے ظاہر ہون گے وقت موت کے یا نزدیک حشر
کے مجاہد نے کہا کہ روز قیامت مین عطیہ عوفی نے بھی اسی کے مثل کہا ہے یہی ہوسکتا ہے کہ
یوم منصوب ہو اوس فعل سے جو پر لا یبشری یومئذ للمجرمین دال ہے ای یمتنعون البشری
یوم یرون یعنی وہ منع کئے جائینگے رو کے جائینگے خوشخبری سے جسدن کہ فرشتون کو دیکھینگے
یا اوسدن مین خوشخبری اونکے واسطے پائی نہ جائیگی پس اللہ پاک نے خبر دیدی اسبات کی کہ جسوقت
وہ فرشتون کو دیکھینگے وہ وقت موت کا ہے یا دن ہے قیامت کا اللہ پاک نے بشری سے
اونکو محروم کردیا ہے بخلاف مومنون کے کہ اونکو جنت کی خوشخبری ہے زجاج نے کہا مجرمین اسجگہ وہ لوگ
ہین جنہون نے کفر باللہ کا جرم کیا ہے مجرمین اسم ظاہر ہے مضمر کی جگہ مین اوسکو رکھا ہے یا کلمہ مجرمین
عام ہے کفار کو اور ہر مجرم خود شامل ہے مجرم وہ لوگ ہین جنہون نے گناہ کئے ہین اور مراد کفار ہین کیونکہ
مطلق اسما شامل ہوتے ہین اکمل مسمیات کو ضمیر یقولون مین راجع ہے طرف کفار کے یعنی جسوقت
کفار فرشتون کا مشاہدہ کرینگے تو کہینگے حجرا محجورا یہ ایک کلمہ ہے کہ وقت ملاقات دشمن کے اور
ہجوم نازلہ وحادثہ کے اوسکو بولا کرتے تھے اوسکو بجاے استعاذہ کے رکھتے تھے عرب کی بول چال
مین کوئی کسی سے کہتا افعل کذا کیا تو یہ کام کرے گا تو وہ کہتا حجرا محجورا یعنی تجھپر حرام ہے کہ تو مجھسے
تعرض کرے معنی آیت کے یہ ہین کہ کفار اللہ پاک سے طلب کرینگے کہ مکروہ و بلا کو روکدے کہ اون سے
لاحق نہو مطلب یہ ہے کہ ہم اوس سے سوال کرتے ہین کہ اس عذاب کو منع کردے منع کرنے کر اور
روکدے اوسکو روکنے کر کسی نے کہا کہ منجملہ قول ملائکہ ہے یعنی فرشتے کفار سے کہینگے حرام محرم
ہے یہ بات کہ تم مین سے کوئی جنت مین داخل ہو اور کہینگے آج کے دن بشری نہین ہے مگر واسطے مومنون کے حضرت
ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا حرام محرم ہے یہ کہ خوشخبری دین ہم تمکو اوس شے کی کہ جسکی ہم خوشخبری
دین متقون کو حضرت حسن وقتادہ نے کہا یہ ایک کلمہ ہے کہ شدائد کے وقت عرب کے لوگ اوسکو
کہا کرتے تھے حجر مصدر ہے بمعنی استعاذہ کسرہ وفتحہ دونون دو لغت ہین ان دونون کے ساتھ پڑھا
گیا ہے کسی نے بضم حا سے مملہ پڑھا ہے یہ بھی اوسمین ایک لغت ہے حجر ماخوذ ہے حجرہ اذا منعہ سے

۱ یعنی پناہ چاہتا ہون
۲ صراح مین کہا ہے
حجرا بالکسر حرام و بالضم و بالفتح
مثلثہ و بالکسر والفتح و قرئ بالثلث
فی قولہ تعالیٰ و حرث حجر و منہ
قولہ تعالیٰ حجرا محجورا ۱۲ سے
حرما محرما ۱۲ منہ

جو مصادر کہ منصوب ہوتے ہین ایسے فعلون سے جنکا ظاہر کرنا متروک ہے سیبویہ نے اس کلمہ کو اونمین ذکر کیا ہے اور منجملہ اونہین کے اسکو بھی ٹھیرایا ہے یمین و بیضاوی نے اسکو ذکر کیا ہے مجو صفت مؤکدہ ہے واسطے معنی کے جسطرح کہ یہ قول عرب ہے ذیلٌ ذائلٌ وموتٌ مائتٌ وقدامنا الی ما عملوا من عمل یہ ایک اور وعید ہے کفار کو اس لئے کہ وہ اعمال کیا کرتے تھے اون کی صورتین خیر کی ہوتی تھین جیسے صلۂ رحم اغاثۂ ملہوف کہانا کھلانا اور مثل اسکے اور اعمال ان پر ثواب دینے سے کوئی شے مانع نہین ہوئی مگر اونکا کفر جسپر وہ قایم دایم رہے سو اون کے حال و اعمال کی اوس قوم کے حال سے تشبیہ دی گئی کہ جنہون نے اپنے بادشاہ کی مخالفت کی اور اوسکی نافرمانی اختیار کی تو وہ اونکے متاع و سامان و اسباب کیطرف آیا جو کہ اونکے ساتھ تھا سو اوسنے اوس سب کو فاسد کر ڈالا اور کچھ سے کچھ نہ چھوڑا اور نہ اسمیں کسی طرح کا قدوم نہین ہے یا قدوم منجملہ صفات ہے مثل مجی و نزول کے پس اوسپر ایمان واجب ہے بدون تاویل و تعطیل و تکییف و تشبیہ و تمثیل کے جسطرح کہ سلف صلحا کا مذہب ہے اور حق یہی ہے **واحدی** نے کہا ہے کہ معنی قدمنا کے عمدنا و قصدنا ہین جب کوئی شخص کسی امر کیطرف قصد و عمد کرتا ہے تو محاورہ عرب مین بولتے ہین کہ قَدِمَ فلانٌ الی امرکذا کسی نے کہا کہ مراد قدوم سے قدوم ملائکہ ہے اللہ پاک نے اوسکی خبر اپنے نفس مقدس کی طرف سے دی ہے گویا فرشتون کے آنے کو اپنا آنا فرمایا ہے قصد اللہ پاک کے حق مین راجع ہوتا ہے طرف معنی ارادہ کے **قولہ تعالیٰ فجعلناہ ھباءً منثورا** کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے اونکے عمل کو باطل کر دیا کہ اوسکے واسطے کسی طرح کا ثواب نہین ہے کیونکہ اوسکو اللہ عزوجل کے واسطے نہین کیا تھا اسی باب سے یہ حدیث شریف ہے کل عمل لیس علیہ امرنا فھو رد یعنی جس عمل پر ہمارا امر نہین ہے تو وہ مردود ہے ہبا، کا واحد ہبارۃ ہے اور جمع اہبار ہے نضر بن شمیل نے کہا ہبار وہ تراب یعنی خاک ہے جسکو ہوا اوڑاتی ہے گویا وہ دہوان ہے **زجاج** نے کہا وہ شے ہے جو روزن سے داخل ہوتی ہے ہمراہ روشنی سورج کے مشابہ غبار کے اسی طرح خلیل و ازہری نے کہا ہے **ابن عرفہ** نے کہا ہبار ہبوۃ خاک باریک ہے کسی نے کہا وہ شے ہے جو بلند ہوتی ہے جو افرد واب سے یعنی گھوڑون کے سمون سے یا جانورون کے کھرون سے وقت چلنے کے یعنی غبار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہبا سورج کا شعاع ہے جو کہ روزن سے نکلتا ہے دوسرا لفظ اون سے یہ ہے

۱ یہ تاکید مبالغہ کے لئے آتی ہے ذیل ذائل یعنی ذلیل ذلیل اور موت مائت یعنی موت بحت ۱۲ منہ

۲ صلۂ رحم کے معنی قرابت والون کے ساتھ حسب مراتب احسن سلوک کے ہین اغاثۂ ملہوف سے مراد مظلوم کی فریاد رسی کرنا ہے ۱۲ منہ

۳ یعنی فلان شخص فلان کام کیطرف آیا اس سے یہ نکلتا ہے کہ وہ اس کام کا قصد کیا ۱۲ منہ

الھباء وھج الغبار لیسطع ثم یذھب فلا یبقی منہ شئ حضرت ابن عباس کا ایک قول
یہ ہے کہ ہبار وہ شے ہے جو آگ سے اوڑتی ہے جبکہ وہ دہکتی شعلہ مارتی ہے اوس سے
چنگاریں اوڑتے ہین پھر جب وہ گر پڑتے ہین تو کچھ شے نہین ہوتی دوسرا لفظ اوسکا یہ ہے
ہبار وہ شے ہے جسکو ہوا اوڑاتی ہے اور متفرق کرتی ہے یعنی خاک اور حطام شجر یعنی درختون کے
ریزے پرزے باریک مثل غبار کے انمین سے بعض اقوال اول گذر چکے ہین لیکن چونکہ الفاظ بیان
کا تفاوت تھا اس لئے بنظر توضیح مقام مکرر لکھدیئے گئے جو بات کہ لغت مین ثابت ہے اور عارفین
لغت نے اوسکو نقل کیا ہے وہ معنی اول ہین منثورا کہتے ہین متفرق و پریشان کو یعنی یہ ہین کہ اللہ پاک
نے اونکے اعمال کو اکارت کردیا یہانتک کہ بمنزلہ ہبار منثور کے ہوگئے اللہ پاک نے اسپر اکتفا کیا
کہ اعمال کی ہبار سے تشبیہ دی یہانتک کہ ہبار کا یہ وصف کیا کہ وہ متفرق و متبدد ہے یعنی پریشان بالجملہ
یہ استعارہ ہے اس بات سے کہ اونکے عمل کو ایسا کردیا کہ وہ اجتماع کو قبول نہین کرتا ہے نہ اوس سے
انتفاع واقع ہوتا ہے کیونکہ اوسمین کسی طرح کا ثواب نہین ہے بسبب نہونے شرط ثواب کے
وہ شرط یہی ایمان باللہ و بالرسول ہے اور اخلاص اور ریا و سمعی سے پاک و صاف اونکے
عمل خیر کی دنیا ہی مین اونکو جزا دیدی جاتی ہے اور آخرت مین کچھ نہین پھر اللہ پاک نے ابرار
کے حال کا فجار کے حال سے تمیز کیا پس ارشاد فرمایا اصحاب الجنۃ یومئذ خیر مستقرا و
احسن مقیلا نصب مستقرا کا بنا بر تمیز ہے ازہری نے کہا قیلولہ نزدیک عرب کے آرام لینا ہے
دوپہر مین جبکہ گرمی سخت ہو اگرچہ اوسکے ساتھ نیند نہو اسواسطے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے واحسن
مقیلا حالانکہ جنت مین نیند نہین ہے یعنی جنت والے قیامت کے دن افضل ہونگے
ازروے منزل کے جنت مین کافرون سے دنیا مین اور خوبتر ہونگے ازروے جاے آرام دوپہر کے
جنت مین یا یہ معنی ہین کہ مومنین بہتر ہون گے اون سے آخرت مین اگر فرض کیا جاے کہ یہ اونکے
واسطے ہو یا صیغہ تفضیل کا واسطے مجرد وصف کے ہے بدون مفاضلہ کے سخاس نے کہا کہ کوئی
لوگ العسل احلی من الخل کو جایز رکھتے ہین غرضکہ آیت کریمہ نے اشارہ کیا ہے طرف اسبات
کے کہ ہر ایک نے اہل جنت و اہل نار سے قیلولہ کیا یعنی قرار پذیر ہوئے قیلولے کے وقت مین
گو مومنین کا استقرار راحت مین ہے اور کافرون کا عذاب مین پس حساب سارے خلق کا اسوقت

مین تمام ہوچکا ہوگا چونکہ اسجگہہ قیامت کا ذکر آگیا اس لیے اللہ پاک نے بعض احوال روز قیامت کا وصف بیان کیا پس ارشاد فرمایا ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملئکۃ تنزیلا ○ الملک یومئذ الحق للرحمٰن ط وکان یوما علی الکفرین عسیرا ○ ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا ○ یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا ○ لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی ط وکان الشیطن للانسان خذولا ○ اور جسدن پھٹ جاویگے آسمان بدلی سے اور اوتارے جاوین فرشتے اوتارا لاکر راج اوسدن سچا ہے رحمٰن کا اور ہے وہ دن منکرون پر مشکل اور جسدن کاٹ کاٹ کہاویگا گنہگار اپنے ہاتھہ کہے گا کسی طرح مین نے پکڑی ہوتی رسول کے ساتھہ راہ اے خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نے فلانے کی دوستی اوسنے بہکا دیا مجھکو نصیحت سے مجھ تک پہونچنے پیچھے اور ہے شیطان آدمی کو وقت پر دغا دینے والا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے روز قیامت کے ہول و دہشت کی اور اُن امور عظیم کی جو اوسمین ہونگے پس منجملہ اونکے آسمان کا شق ہونا ہے اور اوسکا پھٹ جانا اور کھل جانا ساتھہ غمام کے غمام نور کے ظلل ہین یعنی نور کے سایئے کون نور جو کہ ایسا عظیم ہے کہ آنکھون پر غالب ہوجائے گا اور اوترنا ہے آسمانون کے فرشتون کا اوس دن پس وہ گھیر لینگے خلایق کو مقام محشر مین پھر رب تبارک وتعالیٰ آئیگا باسطے فصل قضا کے مجاہد نے کہا یہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملئکۃ الآیہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اونھون نے یہ آیت پڑہی فرمایا کہ اللہ جمع کرے گا خلق کو قیامت کے دن ایک زمین مین جن وانس وچوپائے اور درندی و پرندے اور ساری خلق کو پہ آسمان دنیا پھٹیگا تو اوس کے لوگ اوترین گے اور وہ اکثر ہون گے جن وانس و ساری خلق سے پھر وہ گھیر لینگے جن وانس وساری خلق کو پھر دوسرا آسمان پھٹے گا تو اوسکے لوگ اوترینگے پس یہ گھیر لینگے اُن فرشتونکو جو انسے پہلے اوترے ہین اور جن وانس اور ساری خلق کو اور یہ اکثر ہونگے آسمان دنیا کے لوگون سے اور ساری خلق سے پھر تیسرا آسمان شق ہوگا تو اوسکے لوگ اوترین گے اور یہ اکثر ہون گے دوسرے آسمان اور سمار دنیا کے لوگون سے اور ساری خلق سے پھر وہ گھیر لین گے اون فرشتون کو جو اونسے پہلے

۵۱ کیا لوگ یہی انتظار کرتے ہین کہ آوے اونپر اللہ ابر کے سایئون مین اور فرشتے اور فیصل ہووے کام اور الٰہی کی طرف رجوع ہین سب کام ۱۲ ۵۲ قال ابن ابی حاتم حدثنا محمد بن عمار بن الحارث حدثنا قول سعید بن یحیی عن اسباط عن سلمۃ عن عبد بن زبید بن جبل عن ابان عن ابی سفین قال ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قرا ھذہ الآیۃ او الخمام ونزل الخ

اوترسے ہین اور جن وانس وساری خلق کو پہر اسی طرح ہر آسمان اسی تضعیف پر ہوگا یہانتک کہ عرش ہوگا ساتوان آسمان اور یہ لوگ اکثر ہونگے اون آسمانون والون سے جو انکے پہلے نازل ہوئے ہین اور جن وانس وساری خلق سے پہر وہ گھیر لین گے اون فرشتون کو جو انکے قبل نازل ہوئے ہین اہل سموات سے اور جن وانس اور ساری خلق کلہم کو اور نازل ہوگا ہمارا رب عزوجل ظلل مین غمام کے اور اوسکے گرد کروبین ہونگے یہ اکثر ہونگے ساتون آسمان کے لوگون سے اور جن وانس وساری خلق سے انکے سینگ ہین مثل گزہون نیزون کے اور وہ عرش کے نیچے ہین اونکا شوغ ہوگا تسبیح وتہلیل وتقدیس کا واسطے اللہ عزوجل کے اونمین کے ایک کی تلوے کے درمیان کی مسافت اوسکے ٹخنے تک پانسو برس کی راہ ہوگی اور درمیان ٹخنے کے گھٹنے تک کی مسافت پانسو برس کی ہوگی اور مابین گھٹنون کے جماے نیفہ ازار تک پانسو برس کی راہ اور مابین جماے نیفہ ازار کے ہانس تک پانسو برس کی مسافت اور مابین ہانس کے موضع بالی تک پانسو برس کی راہ اور مافوق اسکے پانسو برس کی مسافت ہوگی وجہنم محبسہ[۱] ھکذا رواہ ابن ابی حاتم بہذا السیاق ابن جریر کا لفظ حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ یہ آسمان جسوقت پہٹے گا تو اوترینگے اوس سے بمجملہ ملائکہ اکثر جن وانس سے اور وہ یوم التلاق ہے وہ دن ہے کہ ملین گے اومین آسمان والے اور زمین والے پس زمین والے کہینگے کہ آیا ہمارا رب آسمان والے کہین گے کہ نہین آیا اور وہ آنیوالا ہے پہر شق ہوگا دوسرا آسمان پہ آسمان آسمان اسی قدر تضعیف کی ساتوین آسمان تک پہر اوترین گے اوس سے فرشتے اکثر سارے اون لوگون سے جو اوترے ہین آسمانون سے اور جن وانس سے کہا پہر اوترین گے کروبین فرشتے پہ آئیگا رب ہمارا آٹھہ حاملین عرش مین درمیان ہر فرشتے کے ٹخنے کے اور اوسکے گھٹنے کے ستر برس کی راہ ہے اور درمیان اوسکی ران کے اور مونڈہے کے ستر برس کی مسافت کہا اور ہر فرشتہ اونمین سے تامل نکریگا اوسکے مونہہ کو مونہہ اوسکے ساتھی کا اور ہر فرشتہ اونمین سے کہنے والا ہوگا اپنے سر کو درمیان دونون چھاتیون اپنے کے کہیگا سبحان الملک القدوس اور اوسکے سر ون پر ایک شے مبسوط ہوگی گویا وہ نیزے ہین اور عرش اسکی فوق ہے ثم وقف نحمد اللہ علی علی بن زاہدین جاہلان وفیہ ضعف فی سیاقاتہ غالبا وفیہا نکارۃ شدیدۃ حدیث مشہور صور مین اسی کے قریب وارد ہوچکا ہے واللہ اعلم اور اللہ پاک نے فرمایا ہے فیومئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء

فهي يومئذ واهية والملك على ارجائها ويحمل عرش ربك فوقهم يومئذ ثمانية شهر بن
حوشب نے کہا ہے کہ عرش کے اوٹھانیوالے آٹھہ ہین چار اونمین سے کہتے ہین سبحانك اللهم
وبحمدك لك الحمد على حلمك بعد علمك اور چار اونمین کے کہتے ہین سبحانك اللهم وبحمدك لك الحمد على عفوك
بعد قدرتك رواه ابن جرير ابوبکر بن عبد الله نے کہا ہے کہ جسوقت نظر اینگے زمین وا
کی کہ گرتا ہی اونپر اونکے اوپر سے تو اوپر چڑہ جائینگی طرف اوسکی آنکھین اونکی اور کانپینگے گردے اونکے اونکے جوف مین
اور اڑ جائینگے دل اون کے اونکی قرارگاہ سے اونکے سینون سے طرف اون کے حناجر کے یعنی حلق کے
ابن جریر نے عبد الله بن عمر رضی الله عنهما سے روایت کیا ہے کہا ہبوط کریگا یعنی نیچے اوتریگا الله
عزوجل جسوقت کہ اوترے گا اور درمیان اوسکے اور درمیان اوسکی خلق کے ستر ہزار پردے
ہونگے اونمین سے نور وظلمت ہے پہر اوس ظلمت مین ایک ایسی آواز نکیجائیگی کہ اوسکے سبب سے
دل اوکہ جائینگے یہ موقوف ہے عبد الله بن عمرو پر ولعله من الزاملتين والله اعلم قوله تعالى
الملك يومئذ الحق للرحمن الآيه كما قال تعالى لمن الملك اليوم لله الواحد القهار
صحیح مین ہے کہ بیشک الله تعالی لپیٹے گا آسمانون کو اپنے سیدہے ہاتھہ مین اور لیگا زمینون کو
اپنے دوسرے ہاتھہ مین پہر فرمائیگا مین ہون بادشاہ مین ہون دیان کہان ہین بادشاہ زمین
کے کہان ہین جبار کہان ہین متکبر قوله وكان يوما على الكافرين عسيرا عسیر کے معنی ہین
شدید صعب یعنی نہایت سخت كما قال تعالى فذلك يومئذ يوم عسير على
الكافرين غير يسير پس یہ حال تو کافرون کا ہے اوسدن مین رہے مومنین سو اونکا حال ویسا
ہے جیسا کہ الله پاک نے فرمایا ہے لا يحزنهم الفزع الاكبر الایه امام احمد نے حضرت ابوسعید
خدری رضی الله عنه سے روایت کیا ہے کہا کسی نے عرض کیا یارسول الله وہ دن جسکا مقدار
پچاس ہزار برس کا ہے کیا ہی بڑا ہے یہ دن تو آپ نے فرمایا قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری
جان ہے بیشک البتہ وہ خفیف کیا جاے گا مومن پر یہان تک کہ زیادہ تر خفیف ہوگا اوسپر
نماز فرض سے جسکو وہ پڑہتا ہے دنیا مین ویوم يعض الظالم على يديه الایه الله پاک
خبر دیتا ہے ظالم کی ندامت وپشیمانی کی کون ظالم جسنے مفارقت کی رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم کی راہ سے اور جو حق مبین یعنی ظاہر کہلا ہوا حق جسکو آپ الله کے پاس سے لیکر آئے ہین

---

۱ زلزلہ کے تین اول ہی دفعہ کچہ کہا تا سماوات الارض الجبال ۲ غرہ ہوگا کہ ہوگا کیسے پاس دو اونٹ ہم علم اسواسطے کہ اوسکی شیبہ بی اوسی علم سے ہو ناظر کو اوسکے الیقین کے معنی یقینی اطلاع ہوجاے اوسکو لکھنے والے ۱۲ منہ ۳ ہوگا اوسدن الله کا ایکبارگی ۴ ہوگا اوسکی بڑی آویگے ۵ یعنی تمہارے جسکا تمکو وعدہ ۶ دیان مجازا اسکے حق نے اسکے کہ ۷ یعنی تو کافرون پر ظلم وزیادتی کرنے والے اور جو ظالم ہر کسی سے بڑہ کر ہو کافرون ہے ان الناس یعنی قہرهم على الطاعة كما في مجمع البحار ۱۲ منہ

اور اوسمین کسی طرحکا شک وشبہہ نہین ہے اوس سے علیحدہ ہوا کنارہ کیا اور آپ کی راہ کے سوا اور رستے مین چلا پس جب قیامت کا دن ہوگا تو نادم وپشیمان ہوگا جبکہ ندامت اوسکو کچھ نفع نہ دیگی اور حسرت وافسوس کے مارے اپنے ہاتھہ کاٹ کاٹ کہائیگا ۵

آگے کے دن پاچھے گئے اور پی سے کیو نہ بیت	اب پستاے کہا ہوت ہے چڑیان چگ گئین کیت

غرضکہ سبب نزول آیت کریمہ کا برابر ہے کہ حق مین عقبہ بن ابی معیط کے ہو یا اوسکے سوا اور اشقیا مین لیکن آیت عام ہے حق مین ہر ظالم کے ۵ کما قال تعالی یوم تقلب وجوھھم فی النار الآیتین پس ہر ظالم قیامت کے دن نادم ہوگا اور غایت درجہ کی پشیمانی اوٹھائیگا یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا کہتا ہوا اپنے ہاتھہ کاٹ کاٹ کہائیگا خلیل سے مراد وہ شخص ہے جسنے اوسکو ہدایت سے پہیرا اور گمراہی کی راہ لیگیا اور برابر ہے اس باب مین امیہ بن خلف یا اوسکا بھائی ابی بن خلف یا ان دونون کے سوا اور کوئی لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی ذکر سے مراد قرآن شریف ہے یعنی قرآن سے اوسنے مجھکو گمراہ کیا بعد اسکے کہ وہ مجھ تک پہونچ چکا فرمایا اللہ پاک نے وکان الشیطان للانسان خذولا یعنی شیطان انسان کو حق سے باز رکہتا ہے اور اوس سے پہیرتا ہے اور باطل مین اوس سے کام لیتا ہے اور باطل کی طرف اوسے بلاتا ہے ف فتح البیان کا بیان ع توضیح معانی ومعانی یہ ہے کہ تشقق بمعنی تفتح ہے یعنی فتح کہتے ہین کہولنے کو اور تفتح بولتے ہین کھلنے کو عاصم واعمش ویحیی بن وثاب وحمزہ وکسائی وابوعمرو نے تشقق تخفیف شین پڑہا ہے اصل اسکی تتشقق ہے باقی قرا کی قرارت بتشدید شین بادغام ہے پہلے کو ابوعبید نے اختیار کیا ہے اور ثانی کو ابوحاتم نے پسند کیا ہے غمام بالفتح بمعنی ابر ہے تشقق السماء بالغمام کے یہ معنی ہین تتشقق عن الغمام اسلئے کہ حرف با اور حرف عن یکے بجاے دیگر سے آیا کرتے ہین جسطرح کہ رمیت بالقوس وعن القوس دونون طرح بولتے ہین یعنی پہٹ جائیگا آسمان ابر سے ابوعلی فارسی نے کہا کہ پہٹ جائے گا آسمان اور اوسپر ابر ہوگا جسطرح محاورے مین بولتے ہین رکب الامیر بسلاحہ یعنی سوار ہوا امیر اس حال مین کہ اوسکے ہتیار اوسپر تہے وخرج بثیابہ اور نکلا اسحال مین کہ اوسکا لباس اوسپر تہا۔ مروی ہے کہ آسمان پہٹ جائیگا ایک باریک سفید بدلی سے مثل ضبابہ کے ضبابہ وہ بدلی ہے

۵ جسمین کہ کوئی ہے ذالمین ہو بندہ اوسنے آگ مین کہینچے کسی طرح ہو کسی نام ہو یا السرہا اور کیا نام ہو تا رسول کا اور کیسن گے ہاتھ کہا تا اپنے سر داروں کا اور اپنے بڑے کاموں کا اوانہون نے چکادی ہے راہ ۱۲

جو زمین کو ڈہانکدیتی ہے مثل دہوئین کے اور یہ نہین ہوا مگر واسطے بنی اسرائیل کے اونکے تیہ مین کسی نے کہا پہٹ جائیگا آسمان ساتھہ اوس بدلی کے جو کہ درمیان آسمان کے اور درمیان لوگون کے ہے یعنی یہ ہین کہ پہٹ جائیگی بدلی ساتھہ پہٹنے آسمان کے کسی نے کہا کہ پہٹ جائیگا آسمان واسطے اوترنے فرشتون کے جسطرح کہ اللہ پاک نے بعد اسکے فرمایا ہے ونزل الملائکۃ تنزیلا کسی نے کہا کہ حرف با بالغمام مین سببیہ ہے اسے بسبب الغمام یعنی پہٹ جائیگا آسمان بسبب طلوع ہونے بدلی کے اوس سے گویا وہی بدلی ہے کہ اوس سے آسمان پہٹتا ہے کسی نے کہا کہ حرف با متعلق ہے محذوف کے ای تشقق السماء متلبسۃ بالغمام ابن کثیر نے ننزل الملائکۃ پڑہا ہے تخفیف ماخوذ انزال سے مضارع انزل کا اور الملائکۃ منصوب ہے بنا بر مفعولیتہ باقی نے قراء سبعہ سے نُزِّل بضم نون و کسر زاے مشدد وہ بصیغہ ماضی مجہول پڑہا ہے حضرت ابن مسعود و ابو جانے نزل بصیغہ ماضی معروف اور فاعل اوسکا اللہ پاک ہے اور ملائکہ منصوب بنا بر مفعولیت حضرت ابی بن کعب نے انزل الملائکۃ یہ بھی اونسے مروی ہے کہ تنزلت الملائکۃ پڑہا ہے قرآت شاذہ مین اسکے سوا اور بھی ہین نزل کے تاکید جو تنزیلا سے کی سو امین دلالت ہے اسبات پر کہ یہ اوتارنا فرشتون کا ایک نوع غریب و طرز عجیب ہوگا اہل علم نے کہا ہے کہ یہ اوتارنا رضا و رحمت کا ہوگا سخط و عذاب کا نہوگا الملک یومئذ الحق للرحمن [illegible] اسکی صفت ہے اور للرحمن خبر اور یومئذ متعلق ہے ملک سے زجاج نے اسی طرح کہا ہے [illegible] ثابت جو زائل نہوگا نہ اوسمین کوئی شریک ہوگا واسطے رحمن کے ہے اوسدن کیونکہ جو ملک زائل ہوجاے اور منقطع ہو حقیقت مین وہ ملک ہی نہین ہے اور اس لئے کہ سلطان[۱] ظاہر و استیلاے کلی و عام و ثابت صورۃً و معنًی ظاہرًا و باطنًا اس طور پر کہ اوسکو اصلا کسی طرح کا زوال نہو وہ نہین ہے مگر واسطے اللہ پاک کے ملک کو جو یومئذ کے ساتھہ مقید کیا سو اسکا فائدہ یہ ہے کہ ثبوت بادشاہت مذکور کا واسطے اللہ پاک کے خاص اوسی دن مین ہے اوسکے سوا اور دین دنیا کے اور نہین غیر اللہ کے لئے بھی ملک ہے صورت مین گو حقیقی نہو کسی نے کہا کہ خبر مبتدا کی طرف سے یعنی یومئذ اور الحق صفت ہے ملک کی یعنی ملک ثابت واسطے رحمن کے ہے خاصۃ اوسدن مین کسی نے کہا الملک مبتدا ہے اور الحق اوسکی خبر اور للرحمن متعلق ہے حق سے وکان یوما علی الکافرین عسیرا کے معنی یہ ہین کہ وہ دن باوجود اسکے کہ ملک اوسمین

[۱] یعنی غلبہ و تسلط

واسطے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے ہوگا کفار پر مشکل ہوگا اسواسطے کہ اوسمین اونکو عقاب وعذاب پہونچیگا بعد تحقیق حساب کے رہے مومنین سو اونپر آسان غیر مشکل ہوگا کیونکہ اونکو اوس دن کرامت وبشرائی عظیم پہونچے گا یوم یعض الظالم علی یدیہ مین ظرف منصوب بمحذوف ہے ای اذکر جسطرح کہ ظرف اول یعنی یوم تشقق اسی محذوف سے منصوب ہے ظاہر یہ ہے کہ عض اسجگہ حقیقت ہے اور اس سے کوئی مانع بھی نہین ہے نہ کوئی اسکی تاویل کا موجب ہے عطا رنے کہا ہے کہ ظالم اپنے ہاتھون کو کہائیگا یہانتک کہ اپنی کہنیون کو کہا جائیگا پہر وہ آگ آئینگی پہر اونکو کہا جائیگا اسی طرح ہر بار کہ اوسکے ہاتھہ آگ آئین گے تو اونکو کہا جائیگا مارے حسرت کرنے کے اوس کام پر جو کر چکا ہے ذکرہ الخازن کسی نے کہا کہ ہاتھہ کاٹ کھانا کنایہ ہے غیظ وحسرت سے پہلا قول اولی ہے ظالم سے مراد ہر ظالم ہے جو اوس مکان مین وارد ہوگا اور اوس منزل مین نازل ہوگا اور وہ آیت بسبب خاص پر ہوا ہے وہ اسکو منافی نہین ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ ظالم ابی بن خلف وعقبہ بن ابی معیط ہین یہ دونون خلیل ہین جہنم مین یقول محل نصب مین ہے بنا بر حال او بقول قول یہ ہے یا لیتنی او بنادی محذوف سے ای یا قومی لیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا یعنی وہ ظالم اپنے ہاتھہ کاٹ کاٹ کہائیگا مارے حسرت کے وانحال کہ یہ کہتا ہوگا اے میری قوم کاش مین پکڑتا ساتھہ رسول کے راہ یعنی حق کی راہ اور اوسمین چلتا یہانتک کہ ان گمراہ کرنے والی باتون سے نجات پاتا مراد یہ وحی کرنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوسبات مین جسکو آپ لیکر آئے ہین یعنی کاش مین یہ وحی کرتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور پکڑتا دنیا مین ہمراہ اونکے راہ طرف ہدایت کی یا ویلتی حضرت حسن نے بیاے صریح پڑہا ہے اور دوری نے بامالہ ابو علی نے کہا بترک امالہ احسن ہے اسواسطے کہ اصل اس لفظ کی یاے تحتیہ ہے یہ کسرہ فتحہ سے بدلا گیا ہے اور حرف یا تا سے واسطے بہاگنے کے یا سے پس جس شخص نے امالہ کیا تو اوسنے اوسی طرف رجوع کیا کہ جس سے بہاگا ہے لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا اوس ظالم نے اپنے نفس پر ویل وشبور وہلاک کی بددعا کی دوستی پر کافر کے جسنے اوسکو دنیا مین بہکایا کلمہ فلان کنایہ ہے اعلام سے نیسابوری نے کہا ہے بعض اہل لغت نے زعم کیا ہے کہ استعمال فلان کا کلام فصیح مین نہایت نہین ہوا ہے مگر بطور حکایت کے یہ نہین

بولتے ہین کہ جارنی فلان لیکن یون کہتے ہین کہ قال زید جاءنی فلان کیونکہ فلان اسم ہے
اوس لفظ کا کہ جو علم ہے اسم کا اور اسی طرح اللہ پاک کے کلام مین آیا ہے کسی نے کہا کہ فلان
کنایہ ہے علم ذکور من یعقل سے اور فلانۃ علم ہے اونکے اناث سے اور یہ منصرف ہے کسی نے
کہا کہ یہ کنایہ ہے نکرہ من یعقل سے جو کہ منجملہ ذکور ہین اور فلانۃ کنایہ ہے اناث من یعقل سے رہا الفلان
والفلانۃ بالف ولام سو یہ کنایہ ہوتا ہے غیر عقلا سے اور قلیل مختص ہے ساتھہ ندا کے مگر ضرورت
شعر مین اور یہ مرخم نہین ہے فلان سے فرار کا اسمین خلاف ہے ابوحیان کا زعم یہ ہے کہ ابن
عصفور وابن مالک نے وہم کیا ہے اسبات مین کہ فلان کو کنایہ ٹہیرایا ہے علم من یعقل سے اسکی کلام مین
دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ واؤ ہے دوسری یہ ہے کہ یا ہے حکم آیت کا عام ہے ہر دو خلیل و
متحاب و دوست مین کہ جمع ہوئے اللہ عزوجل کی معصیت پر حضرت ابوہریرہ رضی عنہ نے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حشر کیا جائے گا آدمی اپنے خلیل و دوست
کے دین پر پس چاہیئے کہ نظر کرے ایک تمہارا کہ کس سے دوستی کرتا ہے اخرجہ ابوداؤد والترمذی
ان دونون کا لفظ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے مت مصاحب ہو مگر مومن کا اور نہ کہاوے کھانا تیرا مگر تقی یعنی پرہیزگار شیخین نے
حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مثل
جلیس صالح وجلیس سوء کی مانند اوٹھانے والے مشک کے اور پہونکنے والے بہٹی کے ہے سو
اوٹھانیوالا مشک کا یا تو تجھے دیگا یا تو اوس سے خرید سے گا یا تو پائیگا اوس سے خوشبو اور پہونکنے
والا بہٹی کا یا تو تیرے کپڑے جلاویگا اور یا تو پائیگا اوس سے بدبو لقد اضلنی عن الذکر بعد
اذ جاءنی یہ تعلیل ہے اوسکی تمنے مذکور کی اور توبیخ ہے اوسکی تعلل کی اسکے شروع مین لام
قسمیہ واسطے مبالغہ کے ہے اپنی خطا کے بیان کرنے مین اور حسرت وندامت کے ظاہر کرنیمین
مبالغہ کرنے کو لام قسم کا لایا ہے یعنی کاش مین فلان کو دوست نہ پکڑتا اسواسطے کہ قسم ہے اللہ
کی البتہ مقرر اوسنے یعنی جسکو مین نے دوست پکڑا تہا بہکا دیا مجھکو قرآن شریف سے یا اللہ کی
کتاب سے یا اللہ کے ذکر سے یا نصیحت سے یا کلمۂ شہادت سے یا مجموع اس سب سے
بعد اسکے کہ وہ میرے پاس آگیا اور مجھکو اوسپر قدرت ہوگئی باین طور کہ اوس نے مجھکو اوسپر

۱ یعنی یہ آزمودہ کار
اپنے نفس کو مشغول کرتا
ہے اور بھلائی سے روکتا
تا کہ مجھہ کو حاصل نہ ہو
۱۲ منہ
۲ یعنی تم لوگ
قسم کا اس لئے
ہے قسم خود
واللہ اعلم ۱۲ منہ

ایمان لانے سے پھیر دیا وکان الشیطان للانسان خذولا یعنی اور ہے شیطان واسطے انسان کے خذول کہ اوسکو چھوڑ دیتا ہے اور اوس سے بیزار و بری ہو جاتا ہے وقت شدت و بلا کے خذول کہتے ہین ترک فریادرسی کرنے کو اسی بات سے خذلان ابلیس کا ہے مشرکون کو اس جہت سے کہ وہ تو اوس سے دوستی کرتے ہین اور اوسکو اپنا رفیق و یار و مددگار خیال کرتے ہین پھر جب وہ اوس سے فریادرسی چاہین گے تو اونکو چھوڑ دیگا یہ جملہ معترضہ ہے مضمون ماقبل کا یہ بھی احتمال ہے کہ اللہ پاک کے کلام سے ہو یا تتمۂ کلام ظالم سے اوس نے اپنے دوست کا نام شیطان رکھا بعد اسکے کہ اوسکو گمراہ کرنے والا ٹھیرایا تھا یا شیطان سے ابلیس مراد لیا یہ نکتہ گمراہ کرنے والونکی دوستی پر وہی اوسکو باعث ہوا ہے وقال الرسول یٰرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا ۳۰ وکذالک جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین وکفی بربک ھادیا ونصیرا ۳۱ اور کہا رسول نے اے رب میرے قوم میری نے ٹھیرایا ہے اس قرآن کو جھک جھک اور اسی طرح کیے ہین ہمنے ہر نبی کے دشمن گنہگارون مین اور بس ہے تیرا رب راہ دکھانے کو اور مدد کرنے کو

ف اور کہنے لگین کافر اس قرآن کو اوسکے سننے کو اور جھک کر کاوہ اوسکے سننے سے بچتے ہین شاید ہم غالب ہو جاوین

ف یعنی کافر بہکایا کرین جسکو اللہ چاہیگا راہ پر لاویگا انتہی ف اللہ پاک اپنے رسول و نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ اونھون نے یہ کہا یارب الآیہ اسکی وجہ یہ ہے کہ مشرک لوگ قرآن شریف کا اصغاء و استماع نہین کرتے تھے اوسکی طرف کان نہین دھرتے تھے کما قال اللہ تعالیٰ وقال الذین کفروا لا تسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ الآیہ پس جسوقت قرآن شریف اونپر تلاوت کیا جاتا تو غل و شور بہت کرتے اور اوسکے غیر مین بات چیت کرتے تھے یہانتک کہ اوسکو نہین سنتے تھے پس یہ منجملہ ہجران قرآن ہے اور اوسپر ایمان نہ لانا اوسکی تصدیق نہ کرنا یہ بھی اوسکے ہجران سے ہے اور اوسکے سوچنے سمجھنے کو ترک کرنا بھی اوسکے ہجران سے ہے اور اوسپر عمل نہ کرنا اوسکے اوامر کا بجا نہ لانا اوسکی زواجر سے پرہیز نہ کرنا منجملہ ہجران قرآن ہے اور قرآن سے کنارہ کرکے غیر قرآن کی طرف جانا جیسے شعر یا قول یا غنا یا لہو یا کلام یا کوئی طریقہ غیر قرآن سے اخذ کرنا یہ بھی ہجران قرآن سے ہے پس ہم سوال کرتے ہین اللہ سے جو کہ کریم و منان ہے اور جس شے کو چاہتا ہے اوسپر قادر ہے کہ ہمکو خلاصی دی اوس شے سے جو اوسکو ناخوش کرے اور کام لے ہمسے اوس شے مین کہ جو اوسکو راضی رکھے کہ ہم اوسکی کتاب پاک کو

حفظ کرین اور اوسے سمجھین اور جہین اور رات دن کے اطراف مین اوسکے مقتضا پر قایم ہون اور طور پر
جسکو وہ دوست رکھتا ہے اور پسند فرماتا ہے انہ کریم وھاب وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا
من المجرمین کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسطرح تمکو تمہاری قوم مین جو بات
حاصل ہوئی ہے اون لوگون سے جنہون نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے اسی طرح اگلی امتون مین بھی ہوا
ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر نبی کے واسطے دشمن ٹھیرائے ہین مجرمون سے کہ وہ لوگون کو اپنی
ضلال وکفر کی طرف بلاتے ہین کما قال تعالی وکذلک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین
الانس والجن الایتین اور اسی لئے اسجگہہ فرمایا ہے وکفی بربک ھادیا ونصیرا یعنی جو کوئی
اوسکے رسول کا اتباع کرے اور اوسکی کتاب پر ایمان لائے اور اوسکی تصدیق کرے اور اوسکا متبع
و پیرو ہو تو اللہ پاک اوسکا ناصر و ہادی ہے دنیا و آخرت مین ہادیا ونصیرا جو فرمایا ہے سو اسلیے کہ مشرک
لوگ اتباع قرآن سے لوگون کو روکا کرتے تھے تاکہ اوس سے کوئی ہدایت نہ پاجاے اور اسواسطے
کہ اونکا طریقہ طریقۂ قرآن پر غالب ہوجاے۔ واس لئے فرمایا وکذلک جعلنا الایۃ کذلک فی ایۃ کثیر
ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جملہ وقال الرسول معطوف ہے وقال الذین لایرجون پر معنی
یہ ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن کہین گے اللہ کے لئے حزن وشکایت
کرنے کو اوس چیز سے کہ اونکی قوم نے کی یا یہ حکایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول کی
دنیا مین یا رب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا یعنی اے رب میرے قوم نے پکڑا اس
قرآن کو جسے مین لیکر اونکی طرف آیا اور جسکے پہونچانے کا تو نے مجھے امر کیا اور اوسکو لیکر مجھے بھیجا مہجور
بستہ وک کہ نہ اوسپہ ایمان لائے اور نہ اوسکو کسی طرح قبول کیا کسی نے کہا کہ مہجورا خود ہے ہجرا ذا ہذی
سے معنی یہ ہین کہ پکڑا اونہون نے قرآن کو ہجر و ہذیان یعنی بیہودہ بکنا کسی نے کہا کہ معنی مہجورا کے مہجورا فیہ
ہین یہ جار و مجرور کو حذف کر دیا یعنی قرآن کو ایک ایسی شے ٹھیرایا کہ اوسکے حق مین بیہودہ باتین بکتے
ہین بیہودہ بکنا اونکا اوسمین یہ ہے کہ اوسکو شعر و سحر اور اگلون کی کہانیان کہتے ہین قولہ تعالی وکذلک
جعلنا لکل نبی عدوا من المجرمین تسلی ہے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی
یہ ہین کہ اللہ پاک نے ہر نبی کے لئے انبیا مین سے جو کہ اللہ کی طرف دعوت کرتے ہین دشمن ٹھیرائے
ہین کہ نبی سے دشمنی کرتے ہین یہ دشمن اوسکی قوم کے مجرم و گنہگار لوگ ہین پس اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۵ اور یہ طرح ہر ایک پیغمبر کے واسطے ہم نے آدمیون کے دشمن شیطان آدمی اور جن سکھانے والے ہین ایک دوسرے کو ملمع کی باتین فریب کی اور اگر تیرا رب چاہتا تو یہ کام نہ کرتے تو چھوڑ دے وہ جانین اور اونکا جھوٹ اور تاکہ جھکین اوسطرف دل اوسکے جو یقین نہین رکھتے آخرت کا اور وہ اوسکو پسند کرین اور کمائی جاوین جو خراب کام کر رہے ہین ۱۲

تم مت گھبراؤ کیونکہ یہ تو انبیا کا دا ہے جو تم سے پہلے گزر چکے ہین اور صبر کرو جیسا اونہون نے صبر کیا
حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدو ابوجہل تہا اور عدو حضرت موسیٰ
علیہ السلام کا قارون تہا اور وہ اونکا برادر عم زاد تہا وکفے بربک مین حرف باز ائد ہے یعنی کفے ربک
اور نصب ھادیا ونصیرا کا بنا بر حال ہے یا بنا بر تمیز یعنی اللہ ہدایت کرتا ہے اپنے بندون کو طرف
مصالح دین و دنیا کے اور فتح دیتا ہے اونکو دشمنون پر وقال الذین کفروا لولا نزل علیہ
القرآن جملۃ واحدۃ ج کذلک ج لنثبت بہ فؤادک ورتلنٰہ ترتیلا ○ ولا یاتونک
بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیرا ○ الذین یحشرون علی وجوھھم الی
جھنم اولئک شر مکانا واضل سبیلا ○ اور کہنے لگے وہ لوگ جو منکر ہین کیون
نہ اوترا اوسپر قرآن سارا ایک جگہہ اسی طرح تا ثابت رکہین ہم اس سے تیرا دل اور پڑہ سنایا ہم نے
اوسکو ٹہہر ٹہہر اور نہین لاتے تجہ پاس کوئی کہاوت کہ ہم نہین پہونچاتے تجہکو ٹہیک بات اور اوس
سے بہتر کہولکر جو لوگ گہیرے آوین گے اوندہے پڑے سو نہہ پر دوزخ کی طرف اونہین کا بڑا
درجہ ہے اور بہت بہکے ہین راہ سے ف یعنی ہر بات کے وقت پر اوسکا جواب آتا رہے
تو پیغمبر کا دل ثابت رہے انتہیٰ ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ کفار بکثرت اعتراض کیا کرتے
ہین اور تعنت وسرکشی سے پیش آتے ہین اور بیفائدہ باتون مین گفتگو کرتے ہین چنانچہ ایک یہ
اعتراض کیا کہ لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ یعنی کیون نہین اوتاری گئی اوسپر یہ کتاب
جو اوسکی طرف وحی کی گئی ہے ساری ایک جگہہ جسطرح کہ اس سے پہلے کتابین نازل کی گئین
ساری ایک جگہہ مثل توریت وانجیل وزبور وغیرہ کتب الٰہیہ کے پس اللہ پاک نے اسکا یہ جواب
دیا کہ قرآن شریف جو منجم نازل کیا گیا تیئس برس مین حسب وقایع وحوادث کے اور جن حکمون کیطرف
حاجت ہوتی تہی سو اس لئے کہ ثابت رکہے اللہ اس سے مومنون کے دلون کو کقولہ
تعالیٰ وقرانا فرقناہ الایہ اور اسی لئے یون فرمایا لنثبت بہ فؤادک قتادہ نے کہا و
رتلناہ ترتیلا کے معنی ہین بیناہ تبیینا یعنی بیانکیا ہمنے اوسکو بیان کرنے کر مطلب یہ کہ خوب
کہول کہولکر بیان کیا ہے ابن زید نے کہا فسرناہ تفسیرا اسکی معنی بہی مثل اول کے ہین
قولہ تعالیٰ ولا یاتونک بمثل الا جئنٰک بالحق واحسن تفسیرا یعنی نہین لائینگے

ع ۳ ۱۴ ۱۵ اوپر اسکے کہ لاوین تجہکو باطل کہ پیچہے اوسکو باطل کر دیتے ہین تو اوسکو وہ لوگ نہین پہونچ سکتے اوسکو ہم ٹہہراتے اور اوسکو بہتر کہولکر بیان کرتے ہین

وہ تیرے پاس کوئی حجت و شبہہ اور نہین کہین گے وہ کوئی بات جس سے حق کا معارضہ و مقابلہ کرینگے مگر ہم اونکو جواب دینگے ایسی بات سے جو نفس الامر مین وہی حق ہوگی اور اونکی بات سے زیادہ تر ظاہر و واضح و فصیح ہوگی سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ولا یاتونک بمثل یعنی نہین لائینگے وہ کسی شے کو جس سے تلاش کرین گے عیب قرآن و رسول کا الا جئناک بالحق الایہ یعنی مگر اوترین گے جبرئیل طرف سے اللہ تعالے کے اونکا جواب لیکر یہ نہین ہے مگر بڑا اعتنا و شرف و بزرگی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس جہت سے کہ آپ کے پاس وحی قرآن کی آتی تھی طرف سے اللہ عزوجل کے صبح و شام اور شب و روز و حضر و سفر مین اور یہ بارکہ نرسنتہ قرآن لیکر آپکے پاس آتا تھا سو یہ ہر بار کا آنا مثل اوتارنے کتابکے ہے جو اس سے پہلے اگلی کتابین اوترا کرتی تھین سو یہ مرتبے مین سب کے سارے برادران انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے برتر و بزرگتر و عظیم تر ہے پس قرآن شریف شریف کتاب ہے جسکو اللہ پاک نے نازل کیا ہے اور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بزرگترین نبی ہین جنکو اللہ تعالی نے بھیجا ہے اللہ پاک نے قرآن مجید کے واسطے دونون صفتین معا جمع فرمائی ہین ملا اعلی مین تو جملۃً واحدۃً سارا کا سارا لوح محفوظ سے نازل کیا طرف بیت العزت کے سماء دنیا مین پھر بعد اسکے زمین کیطرف بنجم نازل فرمایا حسب وقائع و حوادث کے نسائی نے بسند جود حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نازل کیا گیا قرآن جملۃً واحدۃً طرف سماء دنیا کے لیلۃ القدر مین پھر اوترا بعد اسکے بیس برس مین قال اللہ تعالی ولا یاتونک الایہ وقال تعالی وقرانا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا پھر اللہ پاک نے کفار کی حال کی خبر دی کہ قیامت کے دن معاد مین اونکا برا حال ہوگا اور بدترین حالات و قبیح صفات مین اونکا حشر ہوگا پس فرمایا الذین یحشرون الایہ صحیح مین حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ کیونکر حشر کیا جائیگا کافر اپنے مونہہ کے بل روز قیامت مین تو آپ نے فرمایا بیشک جس نے اوسکو چلایا اوسکے دونون پاؤن پر وہ قادر ہے کہ اوسکو چلاوے اوسکے مونہہ پر روز قیامت مین اور اسیطرح مجاہد و حسن و قتادہ اور بہت سے مفسرون نے کہا ہے کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ یہ قول بجملہ اونکی فرمائشون کے کہ یون

۱۱ اوپر آتا ہے کا وہ نیچے کیا ہے اوسکو بات کرکے پھر آتا ہے تو اوسکو کونسا پھرنا کہا ہے اوپر سے نیچے اوسکو اوتارنے اوتارا ۱۱

کے ہے یعنی اللہ پاک نے کیون نہین کتاب کو ایک دفعہ غیر منجم اوسپر نازل کیا جسطرح توریت حضرت موسیٰ پر اوتاری گئی اور انجیل حضرت عیسی پر اور زبور حضرت داؤد علیہم الصلوۃ والسلام اس قول کے قائل مین اختلاف ہے کہ وہ کون ہے سو کسی نے تو کہا کہ کفار قریش ہین کہ انہون نے کہا کہ یہود ہین اونہون نے کہا تو کیون نہین لایا ہمارے پاس قرآن کو ایک دفعہ جسطرح کہ توریت وانجیل وزبور نازل کی گئین یہ ایک خیال باطل اور دعوی حق سے مائل ہے کیونکہ یہ کتابین تفرقہ نازل کی گئی ہین جسطرح کہ قرآن شریف نازل ہوا ہے لیکن وہ معاند ہین یا جاہل ہین نزول کتب آلہی کی کیفیت کو نہین جانتے ہین کہ اونکا نزول انبیا علیہم السلام پر کسطرح ہوا ہے یہ ایک اونکا اعتراض ہے اسکے نیچے کوئی فائدہ نہین ہے کیونکہ اعجاز اس سے مختلف نہین ہوتا ہے کہ اوسکا نزول ایک دفعہ ہو یا متفرق طور پر ہو باوجود اسکے کہ تفریق کے کئی فائدے ہین ایک یہ ہے کہ نزول اوسکا بحسب وقائع کے موجب ہے مزید بصیرت کا اور معنی مین زیادہ غور وفکر کرنیکا دوسرا یہ ہے کہ جب وہ منجم نازل ہوگا اور رسول ہر نجم سے تحدی کریگا پھر کفار اوسکے معارضہ سے عاجز نکلینگے تو یہ بات اوسکی قوت قلب مین زیادتی کریگی تیسرا انضمام قرائن حالیہ کا طرف دلالات لفظیہ کے سو یہ امر بلاغت پر مبنی ہوگا پھر اللہ پاک نے اونکے شبہی کا رد کیا اور فائدہ منجم نازل کرنیکا تثبیت قلب بیان فرمایا کذلک حرف کاف محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہے مصدر محذوف کی اور ذلک اشارہ ہے طرف ترتیل کے جو اونکے کلام سے سمجھی جاتی ہے یعنی مثل اس ترتیل مفرق کے کہ جسمین اونہون نے قدح کی ہے اور اوسکے غیر کی فرمایش کی یعنی یکبارگی پورا اوترنے کے اوتارا ہمنے اوسکو لنثبت بہ فؤادک تاکہ قوی کرین ہم ساتھ اس اوتارنے کے اس صفت پر تیرے دل کو کیونکہ قرآن کا مفرق منجم اوتارنا موافق حوادث کے قریب اسکے ہے کہ تو اوسکو یاد کرے اور اوسکے معانی کو خوب سمجھ لے یہ بات منجملہ اعظم اسباب تثبیت سے ہے حرف لام متعلق ہے نزلناہ محذوف سے ابو حاتم نے کہا کہ اخفش نے کہا ہے کہ یہ لام جواب ہی قسم محذوف کا ابو حاتم نے کہا یہ قول مرجوح ہے عبد اللہ نے لیثبت بیاے تحتیہ پڑہا ہے فاعل اسکا اللہ سبحانہ ہے کسی نے کہا کہ کذلک تتمۂ کلام مشرکین سے ہے یعنی یہ ہین کہ مثل توریت وانجیل وزبور کے اس صورت مین کہ ذلک پر وقف ہوگا پھر لنثبت سے

ابتدا کلام کی ہوگی معنی یہ ہونگے کہ اوتارا ہمنے قرآن کو تجہپر متفرق واسطے اس غرض کے ابن انباری نے کہا یہ قول اجود واحسن ہے یعنی نہایت اچھا ہے نحاس نے کہا کہ اوتارنا قرآن کا منجم اعلام نبوت سے تہا کیونکہ کفار سوال نہین کرتے تہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی شے کا مگر اونکو اوسکا جواب ملتا تہا اور یہ بات نہین ہوتی ہے مگر نبی سے پس اس قسم کا نازل کرنا تثبت ہے واسطے دل نبی کے اور اونکے دلون کے حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے لنشد وبہ فؤادك ونر لط علی قلبك یعنی تاکہ مضبوط کرین ہم اوس سے تیرے دل کو یعنی آیت کے یہ ہین کہ اوتارا ہمنے اوسکو مفرق تاکہ تو اوسے یاد رکہے اور اوسکو حفظ کرے کیونکہ اگلی کتابین جو نبیون پر نازل ہوئی ہین سو وہ لکہتے پڑہتے تہے اور قرآن شریف نبی امی پر نازل ہوا ہے کہ وہ نہ لکہتے ہین نہ پڑہتے ہین اور اس لئے کہ قرآن مین سے ناسخ ومنسوخ ہے اور بعض اوسمین سے جواب ہے سوال امور کا جو اوقات مختلف مین حادث ہوتے ہین پس ہمنے اوسکو مفرق ومنجم نازل کیا تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکو خوب یاد رکہین اور جو کوئی اوسپر عمل کرے اوسپر زیادہ تر سہل وآسان ہو ورتلناہ ترتیلا معطوف ہے فعل مقدر پر اسے کذلك نزلناہ ورتلناہ ترتیلا یعنی اسی طرح اوتارا ہمنے قرآن کو اور ترتیل کیا اوسکو ترتیل کرنے کر ایسی ترتیل بدیع کہ اوسکی خوبی کا اندازہ نہین ہوسکتا ہے معنی ترتیل کے یہ ہین کہ ایک آیت بعد ایک آیت کے ہو یہ قول نخعی وحسن وقتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ بیناہ تبییناً یہ قول حضرت ابن عباس سے منقول ہے دوسرا قول اونکا یہ ہے ورتلناہ ترسیلا یقول شیئاً بعد شیئ مجاہد نے کہا بعضہ فی اثر بعض سدی نے کہا فصلناہ تفصیلا ابن اعرابی نے کہا مین نہین جانتا ہون ترتیل کو مگر تحقیق وتبیین کسی نے کہا پڑہا ہمنے اوسکو تجہپر جبریل کی زبان پر ایک شے بعد ایک شے کے بیس یا تیس برس مین آہستگی پر تاکہ اوسکا فہم وحفظ آسان ہو پہر اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ وہ ہر وقت مین محجوج ہین یعنی اونپر حجت قائم کی گئی ہے اونکا قول ہر وجہ سے اور ہر حالت پر دفع کیا گیا ہے پس ارشاد فرمایا ولا یاتونك بمثل الا جئناك بالحق واحسن تفسیرا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین لائینگے مشرک لوگ تیرے پاس کوئی مثل اپنی مثلون سے جنکی منجملہ اونکی فرمائشین سرکشی وعناد کی ہین تیرے کام کے باطل کرنے

مین مگر ہم لائینگے تیرے پاس اونکی مثل کے مقابلے مین جواب حق وثابت کو کہ وہ اونکی مثل
لائے ہوئے کو باطل کردیگا اور اوسکا سر توڑ ڈالے گا اور اوسکو دفع کردیگا پس مراد مثل سے اس
جگہ سوال وفرمایش ہے اور حق سے مراد اوسکا جواب ہے کون جواب جو کہ اوسکے ذریعہ کو قطع
کردی گا اور اوسکے شبہے کو باطل کرڈالیگا اور اوسکے مادے کو کاٹ دیگا استثنا مفرغ ہے
اعم احوال سے اور جملہ محل حال مین ہے اے لایاتونک بمثل فی حال من الاحوال الا فی
حال ایتائنا ایاک ذلک معنی واحسن تفسیر اسکے یہ ہین کہ لائینگے ہم تیرے پاس خوب تر تفسیر
وبیان وتفصیل اور وہ شے جو معنی کو مقصود مین خوشتر ہوگی اونکی مثل سے یعنی اونکے سوال سے
من مثلہم کو جو حذف کیا سو اس لئے کہ کلام مین اوسپر دلیل موجود ہے پس عطف احسن تفسیرا
کا حق پر ہے پھر اللہ پاک نے ان جاہلون کو وعید سنائی اور اونکی مذمت کی پس فرمایا الذین
یحشرون علی وجوھھم الی جھنم یعنی وہ حشر کئے جائینگے درانحال کہ اپنے مونہہ پر ہونگے
طرف دوزخ کے موصول مبتدا ہے اور خبر اوسکی اولئک یا خبر ہے مبتدائے محذوف کی اے
ھم الذین نصب اوسکا بنابر ذم بھی جایز ہے معنی مونہہ پر حشر ہونے کے یہ ہین کہ وہ کھینچے جائینگے
مونہہ کے بل اور زمین کو روندین گے اپنے سر وپیر باوجود بلند ہونے اونکے قدمون کے اللہ پاک
کی قدرت سے اور کھینچے جائین گے سرون پر شر مکانا کے یہ معنی ہین کہ اونکا مسکن ومنزل ومصیر بد
ہے یعنی جہنم واضل سبیلا کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے چوکنے والے ہین راہ کے اپنے
غیر سے یعنی اونکی راہ بڑی گمراہی کی ہے وہ راہ یہی اونکا کفر ہے کیونکہ وہ اسی کفر کے سبب سے
نار مین پہونچے یہ قول اسناد مجازی کے باب سے ہے اس قسم کی آیت کی تفسیر سورۂ سبحان مین گزر چکی
ہے کسی نے کہا ہے اولئک شر مکانا واضل سبیلا متصل ہی صاحب الجنۃ یومئذ خیر الآیہ سے
غرضکہ جب اللہ پاک جواب شبہہ مشرکین سے فارغ ہوچکا تو کچھ قصے اول لوگون کے ذکر کئے
واسطے تسلی وتشفی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ مشرکین بالہ کی یہ عادت ہے کہ اپنے انبیا کی
تکذیب کیا کرتے ہین یہ کچھ خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہین ہے بلکہ ایک پرانی
بات ہے پس ارشاد فرمایا ولقد اٰتینا موسی الکتب وجعلنا معہ اخاہ ھرون وزیرا
فقلنا اذھبا الی القوم الذین کذبوا بایٰتنا فدمرنٰھم تدمیرا ۝ وقوم نوح لما

کذبوا الرسل اغرقنٰھم وجعلنٰھم للناس اٰیۃ واعتدنا للظٰلمین عذابا الیما ۳۷
وعادا وثمود واصحٰب الرس وقرونا بین ذٰلک کثیرا ۳۸ وکلا ضربنا لہ الامثال
وکلا تبرنا تتبیرا ۳۹ ولقد اتوا علی القریۃ التی امطرت مطر السوء افلم یکونوا
یرونھا بل کانوا لا یرجون نشورا ۴۰ اور ہمنے دی ہے موسیٰ کو کتاب اور ٹھیرایا اوسکے
ساتھ اوسکا بھائی ہارون کام بنانے والا پھر کہا ہمنے تم دونون جاؤ اون لوگون پاس جنھون
نے جھٹلائین ہماری آیتین پھر دے مارا ہمنے اونکو بڑا اور نوح کی قوم کو جب اونھون نے جھٹلایا
پیغام لانے والون کو ہمنے اونکو ڈبو دیا اور کیا اونکو لوگون کے حق مین نشانی اور رکھی ہے ہمنے
گنھگارون کے واسطے دکھہ کی مار اور عاد کو اور ثمود کو اور کنوین والون کو اور کتنی سنگتین اس
بیچ مین بہت اور سب کو کہہ سنائین ہمنے کہا تین اور سب کو کھو دیا ہمنے کہپا کر اور یہ لوگ ہوا ہے
ہین اوس بستی پاس جسپر برسا برا برسا وکیا دیکھتے نہ تھے اوسکو نہین پر امید نہین رکھتے جی اوٹھنے
کی ف کنوین والے کہتے ہین ایک امت کو جس نے اپنے رسول کو کنوین مین موندا پھر اوپر عذاب
آیا تب وہ رسول خلاص ہوا انتہی ف جن لوگون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب
کی آپ کے قوم کی مشرکون سے اور آپ کی مخالفت کی سو اللہ پاک اونکو وعید سناتا ہے اور اپنے
عقاب شدید و عذاب الیم سے اونکو ڈراتا ہے وہ عذاب جسکو امم ماضیہ مکذبین رسل پر نازل
کیا پس موسیٰ علیہ السلام کے ذکر سے شروع کیا اللہ پاک نے اونکو مبعوث فرمایا اور اونکے بھائی
ہارون علیہ السلام کو اونکے ساتھہ وزیر کیا یعنی موازر و مؤید و ناصر و مددگار بنایا پس فرعون اور اوسکے
لشکرون نے دونون کی تکذیب کی تو اللہ پاک نے اونکو ہلاک کیا وللکافرین امثالھا اسی
طرح نوح علیہ السلام کی قوم کے ساتھہ کیا جبکہ اونھون نے اللہ کے رسول نوح علیہ السلام کو
جھٹلایا اور جس نے ایک رسول کی تکذیب کی تو اوسنے سارے رسولونکی تکذیب کی کیونکہ درمیان رسول
و رسول کے کوئی فرق نہین ہے اگر فرض کیا جاے کہ اللہ تعالیٰ اونکی طرف ہر رسول کو بھیجتا تو بیشک
وہ اون سب کی تکذیب کرتے اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وقوم نوح لما کذبوا
الرسل حالانکہ اونکی طرف مبعوث نہین ہوئے تھے مگر فقط نوح علیہ السلام اور وہ اونمین ساڑھے
نو سو برس رہے اونکو اللہ عزوجل کیطرف بلاتے رہے اور اللہ پاک کی نقمتون سے ڈراتے

۱۹ یعنی جسطرح قومون مع قوم کے ہلاک کردیگئے اسی طرح کفار مکہ بھی اگر ایمان نہ لائے قوی ہلاک ہونگے ۱۲ منہ

رہے پہر ایمان نہ لائے اوپر مگر تھوڑے اسی لئے اللہ پاک نے اون سب کو ڈبو دیا اور بنی ادم سے روے زمین پر کسی کو باقی نہ چھوڑا سوائے کشتی والون کے فقط وجعلناھم للناس ایۃ یعنی ٹھہرایا ہمنے اونکو واسطے لوگون کے عبرۃ کہ اونسے عبرت لین کما قال تعالی انا لما طغی الماء حملنا کم فی الجاریۃ لنجعلھا لکم تذکرۃ وتعیھا اذن واعیۃ یعنی باقی رکھی ہمنے واسطے تمہارے کشتیون سے وہ شے کہ سوار ہوتے ہو تم اوسپر بحار مین تاکہ یاد کرو الدکی نعمت کو تپر یعنی نجات دینا تمہارا غرق سے اور کرنا تمہارا اذیت سے اون لوگون کے جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے اور اونکے امر کی تصدیق کی قولہ تعالی وعادا وثمود الایہ انکے قصون پر کئی سورتون مین کلام گزر چکا ہے جیسے سورۂ اعراف اب اون کے دوبارہ ذکر کرنے کی حاجت نہین ہے رہے اصحاب رس سو ابن جریج نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ لوگ ایک گانون والے ہین دیہات ثمود سے دوسرا قول ابن جریج کا یہ ہے کہ عکرمہ نے کہا ہے کہ اصحاب رس فلج مین تھے یہ لوگ اصحاب یسین ہین قتادہ نے کہا کہ فلج دیہات یامہ سے ہے ابن ابی حاتم نے بسند خود حضرت ابن عباس سے اصحاب رس کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ ایک کنوان ہے اذربیجان مین ثوری نے عن ابی بکر عن عکرمہ روایت کیا ہے کہ رس ایک کنوان ہے جسمین اونہون نے اپنے نبی کو ٹھونس دیا تھا یعنی اوسمین دفن کر دیا تھا ابن اسحق نے محمد بن کعب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول لوگون کا جو جنت مین داخل ہوگا قیامت کے دن سیاہ غلام ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ اللہ تعالی نے ایک نبی بھیجا تہا طرف ایک گانون والون کے سوا وسپر ایمان نہ لایا اوسکے لوگون سے مگر وہی سیاہ غلام پہر گانون والون سنے اوس نبی پر ظلم کیا سوا وسکے واسطے ایک کنوان کھودا پہر اوسکو اوسمین ڈالدیا پہر ایک سخت پتہر اوسپر ڈہانکدیا فرمایا پس وہ غلام جاتا تو اپنی پیٹھہ پر لکڑیان رکھتا پہر اونکو لاتا پہر اونکو بیچتا اور اوسکا کہانا پینا خریدتا پہر اوسکو اوس کنوین کی طرف لاتا پہر اوس پتہر کو اوٹھاتا اللہ تعالے اوسکے اوٹھانے پر اوسکی اعانت فرماتا پہر اوس نبی کا کہانا پینا طرف اوسکے لٹکا دیتا پہر اوس پتہر کو ویسا ہی رکھدیتا جیسا تھا فرمایا پس تہا یہ حال جتنی مدت کہ چاہا اللہ نے کہ ہو پہر وہ غلام چلا کر لکڑیان لائے جیسا وہ کیا کرتا تھا تو اوسنے اپنی لکڑیان جمع کین اور اونکا بہارا باندہا اور اوس سے فارغ

سلہ ہر چند حروف پانی ابلا لایا تمکو بہی تاؤمین تاریکین اونکو تمہاری یاد گاری اور سنۃ اوسکو کان سیتنو والا ۱۲

سلہ جمع ہے بئر کی کہ کہتے ہین معظم مارکو بھی بنا پانی ۱۲

ہوا پہر جب ارادہ کیا کہ اوسکو اوٹھائے تو اوسنے اونگہہ پائی سو وہ لیٹ رہا تو سو گیا پس اللہ نے تہپک دیا اوسکے کان پر سات برس پہر وہ جاگا تو اوسنے انگڑائی لی پہر اوسنے دوسری کروٹ بدلی تو لیٹ گیا پہر اوسات برس اللہ نے اوسکے کان پر تہپک دیا پہر وہ جاگا اور اوسنے اپنا بہارا اوٹھایا اور وہ خیال نہین کرتا ہے مگر یہ کہ وہ سونیوالا ہے گہڑی بہر دن سے پہر وہ گانون کی طرف آیا تو اوس نے اپنا بہارا بیچا پہر اوسنے کہانا پینا خریدا جیسا کہ کیا کرتا تہا پہر وہ گیا طرف اوس گڑہے کے اوسکی جگہہ مین کہ جسمین وہ تہا پہر اوسکو ڈہونڈہا تو نپایا وکان قد بدا القومہ فیہ بدا اسو اونہون نے اوس نبی کو نکال لیا اور اوسپر ایمان لائے اور اوسکی تصدیق کی کہا پس اونکے نبی اونسے اوس کالے آدمی کا پوچہا کرتے تہے تو وہ کہتے کہ ہم نہین جانتے ہین یہانتک کہ اللہ نے اوس نبی کو قبض کیا اور وہ کالا آدمی اپنی نیند سے بیدار ہوا بعد اسکے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک وہ کالا البتہ اول اون لوگون کا ہے جو جنت مین داخل ہونگے وھکذا رواہ ابن جریر عن ابن حمید عن سلمۃ عن محمد بن اسحٰق عن محمد بن کعب مرسلا وفیہ غرابۃ ونکارۃ ولعل فیہ ادراجا واللہ اعلم ابن جریر نے کہا جایز نہین ہے کہ حمل کیے جائین یہ لوگ اسپر کہ وہ اصحاب رس ہین جنکا ذکر قرآن مین ہے کیونکہ اللہ پاک نے اونکی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ اوس نے اونکو ہلاک کر دیا اور یہ لوگ اپنے نبی پر ایمان لائے مگر یہ بات ہو کہ نئے لوگ پیدا ہوئے ہون وہ اس نبی پر ایمان لائے ہون بعد ہلاک ہو جانے اپنے آبا کے مختار قول ابن جریر کا یہ ہے کہ مراد اصحاب رس سے اصحاب الاخدود ہین جنکا ذکر سورہ بروج مین ہے واللہ اعلم قولہ تعالیٰ وقرونا بین ذلک کثیرا اے واما بین اضعاف ذلک اھلکنا ھم کثیرا یعنی اسکے درمیان مین ہمنے بہت سی امتون کو ہلاک کر ڈالا ہے اسی لیئے یون ارشاد فرمایا وکلا ضربنا لہ الامثال یعنی ہمنے اونکے واسطے حجتین بیان کین اور دلیلین ظاہر و واضح کین جیسا کہ قتادہ نے کہا ہے اور دور کر دیے ہمنے اونسے عذر وکلا تبرنا تتبیرا یعنی ہر ایک کو ہمنے ہلاک کر دیا ہلاک کرنے کر کقولہ تعالیٰ وکم اھلکنا من القرون من بعد نوح القرن ھو الامۃ من الناس یعنی لوگون کے گروہ کو قرن کہتے ہین کقولہ تعالیٰ ثم انشانا من بعدھم قرونا اخرین بعض نے قرن کی حد ایکسو بیس برس کہی ہے کسی نے سو برس کسی نے

۱۲ یعنی انسقوا شے بے یعنی ضوا بجانا کسی شے کا بعد کسی شے کے مطلب یہ ہے کہ اول تو قوم نبی کو کالا آدمی نہ دیکہا ہوگا اور جن اونکو یہ بات ظاہر ہوئی کہ کالا آدمی ایمان لایا ہوگا ۱۲ منہ

۱۲ اوکہتی کیا دن ہے یا کچہ دن ۱۲ منہ

۱۲ پہر اوٹھا مین بہت اوٹھنے کے پیچہے یہ بیچ ہے ۱۲ منہ

انسی برس کسی نے چالیس برس اسکے سوا اور یہی قول ہین ظاہر تر یہ ہے کہ قرن گروہ ہمعصر ہے
زمانۂ واحد مین اور جب وہ چلدیے اور اونکے بعد اور گروہ آیا تو وہ قرن دیگر ہے جیسا کہ صحیحین
مین ثابت ہوا ہے خیر القرون قرنی الحدیث **قولہ تعالیٰ** ولقد اتوا علی القریۃ التی
امطرت مطر السوء یعنی قوم لوط علیہ السلام کا گانون وہ سدوم ہے جسکو اللہ پاک نے
دو طرح سے ہلاک کیا ایک تو اوسکو الٹ دیا دوسرے سجیل سے پتھرون کا اوسپر برسانا کیا
کما **قال تعالیٰ** وامطرنا علیہم مطر افساء مطر المنذرین **وقال تعالیٰ** وانکم
لتمرون علیہم مصبحین وباللیل افلا تعقلون **وقال تعالیٰ** وانہا لبسبیل مقیم **وقال تعالیٰ** وانہما لبامام مبین اور یہی اللہ یہان یون فرمایا انکم یکونوا یرونہا یعنی کیا یہ
منین دیکھا اوسکو کہ عبرت لین اوس عذاب سے جو اوسکے لوگون پر نازل ہوا اس سبب سے کہ رسول
کی تکذیب کی اور اوامر الٰہی کی مخالفت بل کانوا لا یرجون نشورا یعنی بلکہ یہ کفار اوسپر سے کہ
والے عبرت نہین لیتے ہین اسواسطے کہ امید نہین رکھتے ہین معاد کی روز قیامت مین کذا فی ابن کثیر
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ حرف لام ولقد مین جواب ہی قسم کا ہے واللہ لقد اتینا
موسی الکتاب مراد تورات سے یعنی قسم ہے اللہ کی ہمنے دی موسیٰ کو تورات جس طرح کہ تجھکو
قرآن دیا وجعلنا معہ اخاہ ہارون وزیرا ہارون عطف بیان ہے یہ بھی جایز ہے کہ مفعول
ہو بنا بر قطع اور وزیرا مفعول ثانی ہے کسی نے کہا حال ہے اور مفعول ثانی معہ ہے قول اول
ادلی ہے یعنی کیا ہمنے ساتھہ موسیٰ کے اوسکے بھائی ہارون کو وزیر یعنی عون وعضد و مددگار
دعوت مین اور اللہ کا بول بالا کرنے مین یہ قول قتادہ کا ہے زجاج نے کہا ہے وزیر لغت مین
وہ شخص ہے جسکی طرف رجوع کیجاتی ہے اور اوسکی راے پر عمل کیا جاتا ہے وزر وہ شے ہے
جسکے ساتھہ جنگل مارا جاتا ہے اسی باب سے کلا لاوزر ہے تفسیر وزیر کی سورۂ طٰہٰ مین گزر چکی
ہے وزارت نبوت کی منافی نہین ہے کیونکہ ایک زمانہ مین کئی نبی مبعوث ہوا کرتے تھے اور اونکو حکم ہوتا تھا کہ بعض بعض کی
مدد کرین دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ آدمی کسی کام مین شریک ہون تو وہ دونون اوس کام پر ایک دوسرے کے توازر
ومددگار ہین پس یہ یکدیگر کی مدد کرنا اوس کام مین شریک ہونیکے مخالف نہین ہے یا یہ کہ ہارون علیہ السلام شروع امر مین
موسیٰ علیہ السلام کے وزیر تھے پھر نبی ہوے پس بسبب مشترک ہونے دونون کے نبوت مین

۵۱ سجیل مشدد الجیم من السجل وقالوا ھی حجارۃ من طین طبخت بنار حتی صارت کالحجارۃ مکتوب علیہا اسماء القوم المعذبین لترسل علیہم حجارۃ من طین کذا فی الفتح ۱۲ منہ
۵۲ اور برسایا ہے اوپر اونکے پتھرون کا برسانا ۱۲
۵۳ اور تم گزرتے ہو اوپر کھنڈرون قوم لوط کے ۱۲
۵۴ اور وہ یہی ہے سدوم ۱۲
۵۵ اور یہ دونون شریک ہین اوپر اونکے ۱۲
۵۶ کوئی نہین کہ میرے پیچھے ہو ۱۲

اونسے یون کہا گیا کہ اذھبا الی القوم الذین کذبوا بایاتنا اس قوم سے مراد فرعون اور اوسکی
قوم قبط ہے آیات سے مراد وہی نو نشانیان ہین جنکا ذکر اول ہوچکا ہے اب رہی یہ بات کہ
اونہون نے تکذیب آیتون کی اوسوقت نہین کی کہ جسوقت اللہ پاک نے حضرت موسیٰ و حضرت
ہارون علیہما السلام کو جانے کا حکم دیا بلکہ تکذیب کا وقوع بعد اسکے ہوا ہے سو یہ ماضی بمعنی
مستقبل ہے جسطرح کہ اخبار مین اللہ سبحانہ کی عادت کریمہ ہے معنی یہ ہین کہ تم جاؤ اوس قوم
کی طرف جو عنقریب ہماری آیتون کی تکذیب کرینگے کسی نے کہا کہ اونکا وصف جو تکذیب کے
ساتھہ کیا ہے سو وقت حکایت کے ہے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
بغرض بیان کرنے علت اونکے مستحق ہونے کے واسطے عذاب کے کسی نے کہا جایز ہے کہ
مراد یہ ہو جاؤ تم طرف اوس قوم کے جسکا حال رجوع ہوا ہے طرف اسبات کے کہ اونہون کی
تکذیب کی کسی نے کہا ارسال کے وقت اونکا وصف تکذیب کے ساتھہ کرنے سے مراد یہ ہے
کہ وہ تکذیب کرنے والے تھے آیات آلہیہ کی آیات رسالت مراد نہین ہین قشیری نے
کہا کہ دوسری جگہہ اللہ تعالیٰ نے یون فرمایا ہے اذھب الی فرعون انہ طغیٰ یہ قول اسکو
منافی نہین ہے یعنی اسمین ایک کو خطاب کیا ہے اور یہان دو کو اسواسطے کہ جب وہ دونون
مامور ہین تو ہر ایک مامور ہے یہ بھی ممکن ہے کہ یون کہین کہ تخصیص حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے ساتھہ خطاب کے بعض جگہہ اس لئے ہے کہ وہ اصل ہین رسالت مین اور جمع درمیان دونون
کے خطاب مین اسواسطے ہے کہ وہ دونون ساتھہ بھیجے گئے ہین فدمرناھم تدمیرا
مین عبارت محذوف ہے یعنی پھر دونون گئے طرف اونکے تو اونہون نے اونکی تکذیب کی
پس بعد اس تکذیب کے ہمنے اونکو ہلاک کیا بڑا ہلاک کرنا پس اقتصار کیا قصے کے دو
جانب پر کیونکہ یہان منظور کفایت کرنا ہے اوسی قدر پر کہ جو قصے سے مقصود ہے وہ یہی
الزام حجت ہی رسول بھیجکر اور استحقاق ہلاک کرنے کا ہے بسبب اونکی تکذیب کے کسی نے
کہا کہ اسجگہہ مراد تدمیر سے اوسکا حکم کرنا ہے کیونکہ تدمیر حاصل نہین ہوئی عقب مین بھیجے حضرت
موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے طرف اونکے بلکہ ایک مدت کے بعد ہوئی ہے و قوم نوح
کے نصب مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ معطوف ہی دمرناہم کی ہا و میم پر یا منصوب

۱۲ جلالین و فوائد کی اوسکو تم نے نہایا ۱۲

بفعل محذوف ہے یعنی اذکر یا بفعل مضمر جسکی تفسیر اغرقنا ہم کر رہا ہے یعنی اغرقنا قوم نوح اغرقنا ہم فرار نے کہا ہے کہ منصوب ہے اغرقنا ہم مذکور سے بدون تقدیر مضمر کے جسکی تفسیر مابعد کرتا ہے نحاس نے اس قول کو یون رد کیا ہے کہ اغرقنا دو مفعول کیطرف متعدی نہین ہوتا ہے تا آنکہ اپنی ضمیر متصل مین عمل کرے اور قوم نوح مین عامل ہو لما کذبوا الرسل مین مراد رسل سے خود نوح علیہ السلام ہین اونکو پیرایہ جمع مین اس لئے ذکر کیا ہے کہ اونکا ٹھیرانا اونمین طول طویل ہوا ہے تو فی المعنی گویا وہ خود کئی رسول ہین یا یہ معنی ہین کہ حضرت نوح کی تکذیب کی اور جو اونسے پہلے اللہ کے رسول ہوئے ہین اونکی تکذیب کی اسواسطے کہ توحید کے لانے مین وہ سب شریک ہین زجاج نے کہا ہے کہ جسنے ایک نبی کی تکذیب کی تو مقرر اوسنے سارے نبیون کی تکذیب کی اس قول کے معنی اول گزر چکے ہین انکے ڈبونے کا قصہ طوفان سے سورۂ ہود مین گزر چکا ہے وجعلناھم للناس آیۃ کا مطلب یہ ہے کہ ہمنے اونکے ڈبونے کو یا اونکے قصے کو بعد اونکے سارے لوگون کے واسطے عبرت ٹھیرایا ہے کہ ہر مشاہدہ کرنیوالا اوسکا اور ہر سننے والا اوسکی خبر کا اوس سے نصیحت پزیر ہو واعتدنا للظالمین عذابا الیما ظالمین سے مراد کافرین ہین یعنی خاص قوم نوح علیہ السلام کی پس اس بنا پر کہنا اسم ظاہر کا موضع ضمیر مین اس لئے ہوگا کہ منظور حکم لگانا ہے وصف ظلم کا اونپر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد ہر وہ شخص ہو جو تکذیب مین اونکی راہ چلے عذاب الیم سے مراد عذاب آخرت ہے سوائے اوس عذاب عاجل کے جو دنیا مین اونپر نازل ہوا وعادا کا عطف قوم نوح پر ہے کسی نے کہا کہ الظالمین کے محل پر کسیتے کہا مفعول جعلناہم پر وثمود معطوف ہے ملاپر شمود منصرف ہے بنا پر معنی حی کے اور غیر منصرف ہے تاویل قبیلہ کی بنیاد پر یہ دونون قرائتین سبعیہ ہین عاد و ثمود کا قصہ اول گزر چکا ہے واصحاب الرس کلام عرب مین رس وہ کنوان ہے جو غیر مطوی ہو یعنی پتھرون سے بنایا گیا ہو جمع اسکی رساس ہے ابو عبیدہ نے اسی طرح کہا ہے بعض اہل لغت نے جیسے صاحب قاموس یہ قید لگائی ہے کہ مطوی ہو یعنی پتھرون سے بنایا گیا ہو مجموع ان دونون نقلون سے یہ بات ماخوذ ہوتی ہے کہ رس کا اطلاق مطلق کنوین پر ہوتا ہے قاموس مین کہا ہے الرس ابتداء البئر ومنہ رس الحی ورسیسہا والبئر المطویۃ بالحجارۃ انتھی سدی نے کہا رس ایک کنوان ہے انطاکیہ مین اون لوگون

نے حبیب بخار کو اوسمین قتل کیا تو وہ اوسکی طرف منسوب ہوئے حبیب بخارین والے ہین
جنہون نے یہ کہا تہا یا قوم اتبعوا المرسلین اسی طرح مقاتل وعکرمہ وغیرہما نے کہا ہے کسی نے
کہا یہ ایک قوم تہی آذربیجان مین انہون نے اپنے انبیا کو قتل کیا تہا تو اونکے درخت اور پیتان
سوکہہ گئی تہین پہر وہ بہوک اور پیاس کے مارے مرگئے کسی نے کہا کہ وہ لوگ درختون کی
پوجا کرتے تھے کسی نے کہا کہ بتون کو پوجا کرتے تہے تو اللہ پاک نے شعیب
علیہ السلام کو اونکی طرف بہیجا سو اونکی تکذیب کی اور اونکو ایذا دی کسی نے کہا کہ رس ایک کنوان
ہے فلج یمامہ مین مجلج بفتح فا رولام وجیم ایک بڑا دیہہ ہے ناحیۂ یمن مین اور ایک موضع ہے یمن
مین مساکن عاد سے اور بسکون لام ایک وادی ہی قریب بصرے کے قالہ ابن الاثیر کسی نے کہا یہ ایک
قوم ہے کہ اللہ پاک نے طرف اونکے ایک نبی بہیجا تو اوسکو کہا گئی کسینے کہا یہ لوگ اصحاب اخدود
ہین کسی نے کہا کہ رس وہی بیر معطلہ ہے جسکا ذکر گزر چکا ہے اور اصحاب رس اوسکے لوگ ہین
صحاح مین کہا ہے کہ رس نام ہے ایک کنوین کا جو کہ بقیہ ثمود کا تہا کسی نے کہا رس نام نخل ہے
بنی اسد کا کسی نے کہا رس برف ہے جو پہاڑون مین جمع ہوجاتا ہے اور رس نام ہے ایک وادی
کا اور نیز رس کہتے ہین اصلاح کرنے کو درمیان لوگون کے اور فساد ڈالنے کو درمیان اونکے
یہ بمنزلہ اضداد ہے کسی نے کہا کہ رس ایک نہر ہے شرق مین بیضاوی مین کہا ہے کہ یہ ایک
قوم ہے کہ بتون کو پوجا کرتی تہی پس اللہ تعالی نے شعیب علیہ السلام کو اونکی طرف بہیجا تو اونہون
نے اونکی تکذیب کی پس وہ ایک وقت گرورس کے تہے رس چاہ غیر مطوی ہے کہ وہ ڈہے
پڑا تو وہ اور اونکے گہر سب دہسا دیئے گئے انتہی کسی نے کہا یہ لوگ اصحاب حنظلہ بن صفوان
ہین انہین کو اللہ تعالی نے اوس طائر سے مبتلا کیا تہا جو کہ معروف بہ عنقاء مغرب ہے محمد بن
کعب قرظی سے ایک خبر طویل مرفوع صاحب رس کے باب مین وارد ہوئی ہے چنانچہ اول
گزر چکی ہے فتح القدیر وفتح البیان مین کہا ہے کہ وہ حدیث مرسل یہی ہے وقرونا بین ذلک
کثیرا معطوف ہے ماقبل پر قرون جمع ہے قرن کی مراد اہل قرون ہین قرن مین اقوال ہین چنانچہ
اول اونکا ذکر ہوچکا ہے قتادہ کی طرف دو قول منسوب ہین ایک سو برس کا دوسرا ستر برس کا
زرارہ بن اوفی کا قول اکسو بیس برس کا ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی قول مرفوعاً مروی ہین

۵۱ اے قوم بھیجو اپنے ان پیغمبر
تو اونکی ۱۲ ۵۲ اس
ظالمین ہم قرض کا رنگ تہا
اوسکی نبی کی اون پر
اوسکا نام عنقا کہا ہے وہ
اونکے مہینہ مین پیاسا کرتا
تہا پہر ڈالتا قرض پانی قرض
اونکے پیون روک پیتا
پہر اونکو چیت لیتا تہا
شکار اوسکو چاہتے کی
اسی لئے اوسکا نام مغرب
ہوا وہی نام غریب پڑ گیا
لمبی ناک ہے کہا ہے کہ ملک
دو لمبن کو اوپھک لیگیا تہا
یا اوسکو خوب دیکھنے
کی وجہ سے مغرب رکھے
ہین مغرب بضم میم وفتح
غین وتشدید راء مکسور
عنقا حنظلہ نے اوپر پہیلا
کی تو اوپر بجلی پڑی میم اون
سے حنظلہ کو قتل کیا تو ہلاک
کر دیئے گئے ۱۲ منہ

ایک یہ ہے کہ قرن سو برس کا ہے دوسرا پچاس برس کا تیسرا چالیس برس کا فتح القدیر و فتح البیان مین
کہا ہے مین نہین گمان کرتا ہون کہ ان مین سے کوئی شے صحیح ہو لوگون کی جماعت کا نام قرن
رکھا گیا ہی جیسا کہ حدیث صحیح مین ہے خیر القرون قرنی قرنی حاکم نے کنی مین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جسوقت معد بن عدنان
تک پہونچتے تو رک جاتے پہر فرماتے کذب النسابون اللہ نے فرمایا ہے وقرونا بین
ذلک کثیرا ذلک کا اشارہ طرف اون امتون کے ہے جنکا ذکر گزر چکا ہے یعنی درمیان عاد
اور اصحاب رس کے یہ لوگ جماعات ہین اسی لئے دخول کلمہ بین کا اوسپر حسین ہوا ہے کبھی
ذکر کرنے والا اشیاء مختلف کا ذکر کرتا ہے پہر اونکی طرف ذلک کا اشارہ کرتا ہے اور حساب
کرنیوالا بہت سے عددون کا شمار کرتا ہے پہر کہتا ہے فذالک کیت وکیت یعنی وہ محسوب و
معدود اتنے ہین وکلا ضربنا لہ الامثال زجاج نے کہا اور ڈرایا ہمنے ہر ایک کو بیان کیا ہمنے
واسطے اونکے امثال کو اور بیان کی ہمنے واسطے اونکے حجت اور نہین بیان کین ہمنے اونکے
لئے باطل مثلین جسطرح کہ یہ کافر لوگ بیان کیا کرتے ہین اس معنی کی بنا اسپر ہے کہ کلا کو فعل مضمر
سے منصوب ٹہیرایا ہے جسکی تفسیر اوسکا مابعد کر رہا ہے اسواسطے کہ حذر نا و ذکر نا و انذر نا معنی ضربنا
مین ہین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معطوف ہو ماقبل پر تنوین عوض ہے مضاف الیہ محذوف سے یعنی
الامم معنی یہ ہین کہ کل امتین بیان کیئے ہمنے واسطے اونکے عجیب قصے اول لوگون کے قصون
سے جو کہ مشابہ ہین امثال کے غرابت مین اور بیان کی ہمنے واسطے اونکے حجت پس ہمنے اونکو
ہلاک نہین کیا مگر بعد انذار کے یعنی پہلے اونکو ڈرایا دہمکایا جب باز نہ آئے تب ہلاک کر ڈالا
وکلا تبرنا تتبیرا کلا منصوب ہے اوس فعل سے جو اوسکے بعد ہے تتبیر کہتے ہین عذاب سے ہلاک
کرنے کو زجاج نے کہا ہے ہر شے جسکو توڑے اور اوسکے ریزے ریزے کرے تو بیشک تو نے
اوسکی تتبیر کی مورج واخفش نے کہا ہے کہ معنی اسکے دمرنا تدمیرا ہین تا و یا کو دال و میم سے
بدل لیا ہے ولقد اتوا علی القریۃ جملہ مستانفہ ہے بیان کرتا ہے اسبات کو کہ اونہون نے
ہلاک بعض امم کا مشاہدہ کیا ہے یہان اتوا متضمن ہے معنی مرو اکو اس لئے اوسکے صلہ مین
علی آیا ہے ورنہ اتی خود متعدی مستعمل ہوتا ہے یا ساتہ الی کے معنی یہ ہین کہ مشرکین مکہ نے جو ملک

شام کی طرف سفر کرتے ہین اونمین قریہ قوم لوط پر گزر کیا ہے یہ قریہ سدوم تہا یہ گانون اونکی قوم کے دیہات مین زیادہ تر بڑا تہا کل گانون پانچ تہے سوالسدیا نے چار کو مع اون کے لوگون کے ہلاک کر ڈالا ایک باقی رہا یہ اونمین چہوٹا تہا اسکے لوگ خباثت نہین کرتے تہے پہر اوس قریہ کی یہ صفت بیان کی التی امطرت مطر السوء امطار کے معنی ہین رمی مطر سے مراد پتہر ہین یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے نصب مطر کا بنا بر مصدر یت ہے یا بنا بر مفعول ثانی کیونکہ معنی یہ ہین اعطیتہا واولیتہا مطر السوء یا اس بنا پر کہ صفت ہے مصدر محذوف کے ای امطارا مثل مطر السوء ابو السماک نے السوء بضم سین پڑہا ہے تفسیر سوء کی سورۂ براۃ مین گزر چکی ہے معنی یہ ہین ایسا قریہ کہ ہلاک ہوا پتہرون سے جنکے ساتہ وہ مارا گیا اور رمی کیا گیا رمی کرنا پتہر ونکا افلم یکونوا یرونہا مین استفہام تقریع وتوبیخ کا ہے یعنی قریہ مذکورہ کو دیکہتے ہین وقت سفر کے طرف شام کے واسطے تجارت کے کیونکہ وہ اوسپر سے گزرتے ہین حرف فا واسطے عطف کے ہے مقدر پر ای لم یکونوا ینظرون الیہا فلم یکونوا یرونہا غرض یہ ہے کہ بار بار اوسپر سے اونکا گزر ہوتا ہے تو اوسکے آثار دیکہتے ہین اور جو اوسکے لوگون پر عذاب نازل ہوا ہے اوسکے آثار پاتے ہین کسی نے کہا کہ استفہام تقریر کا ہے تقریر اسکو کہتے ہین کہ مخاطب کو مستعد وآمادہ کرین اقرار پر اوس شے کے جسکو وہ جانتا ہے یہان وہ شے مابعد نفی ہے منظور یہ ہے کہ وہ اس بات کا اقرار کرین کہ اونہون نے اوسکو دیکہا ہے تاکہ اوس سے عبرت پکڑین ابو السعود مین ہے کہ حرف فا واسطے عطف مدخول ہمزۂ استفہام تقریر کے ہے مقدر پر جسکا مقام مقتضی ہے ای الم یکونوا ینظرون الیہا فلم یکونوا یرونہا او کانوا ینظرون الیہا فلم یکونوا یرونہا فی مرات مرورہم لیتعظوا بہا کانوا یشاہدونہ من آثار العذاب فالمنکر فی الاول ترک النظر وعدم الرویۃ معا والمنکر فی الثانی عدم الرویۃ مع تحقق النظر الموجب لہا انتہی یعنی کیا نظر نہین کی طرف اوسکے سو نہ دیکہا اوسکو یا یہ معنی ہین کیا نظر کی طرف اوسکے پہر نہ دیکہا اوسکو اپنے بار بار گزرتے مین کہ نصیحت پذیر ہوتے آثار عذاب سے جنکا مشاہدہ کرتے تہے پس پہلے معنی مین جس شے کا انکار کیا گیا ہے وہ ترک نظر وعدم رویت معًا ہے اور دوسرے معنی مین عدم رویت مع تحقق نظر کے ہے جو کہ رویت کی موجب ہے حاصل یہ ہے کہ اونہون نے اون آثار

کو عبرت کا دیکھنا نہ دیکھا پھر اللہ پاک نے اونکے نہ دیکھنے سے اضراب و اعراض کرکے فرمایا
بل کانوا لا یرجون نشورا یعنی بلکہ یہ لوگ امید نہین رکھتے ہین بعث کی جس سے یہ لازم آتا
ہے کہ وہ امید نہین رکھتے ہین جزا کی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یرجون کے معنی یخافون ہون یعنی
وہ نہین ڈرتے ہین بعث سے غرضکہ جب یہ لوگ نہ بعث کی امید رکھتے ہین نہ اوسکا خوف
تو آثار گزشتہ سے کیا خاک عبرت لین گے عبرت تو وہ شخص لیتا ہے جو بعث کو مانتا ہے
اوسکا خوف و امید رکھتا ہے واذا رأوک ان یتخذونک الا ھزوا ط اھذا الذی بعث
اللہ رسولا ○ ان کاد لیضلنا عن الھتنا لولا ان صبرنا علیھا ط وسوف یعلمون حین
یرون العذاب من اضل سبیلا ○ ارءیت من اتخذ الھہ ھواہ ط افانت تکون
علیہ وکیلا ○ ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ط ان ھم الا کالانعام
بل ھم اضل سبیلا ○ اور جہان تجھکو دیکھا کچھہ کام نہین تجھسے مگر ٹھٹھے کرنے کیا یہی ہے
جسکو بھیجا ہے اللہ نے پیغام دیکر یہ تو لگا ہی تھا کہ بھلا دے ہمکو ہمارے ٹھاکرون سے کبھی
ہم نہ ثابت رہتے اونپر اور آگے جا ئینگے جسوقت دیکھین گے عذاب کون بہت بچلا ہے راہ
سے بھلا دیکھہ تو جس نے اپنا جی بڑا اپنے چاہ کا کہین تو لے سکتا ہے اوسکا ذمہ یا تو خیال رکھتا ہے
کہ بہت اونمین سنتے یا سمجھتے ہین اور کچھہ نہین وہ برابر ہین چوپایون کے بلکہ وہ بھی ہین بہت
راہ سے اتنی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے مشرکون کے ٹھٹھا کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے جسوقت کہ وہ آپ کو دیکھتے کما قال تعالیٰ واذا رأک الذین کفروا ان
یتخذونک الا ھزوا الایہ مراد اونکی آپ کو عیب لگانا آپ کو گھٹانا اور یہان یون فرمایا ہے
واذا رأوک ان یتخذونک الا ھزوا اھذا الذی یذکر الھتکم ط وھم بذکر الرحمن ھم
کافرون ○ اور جہان تجھکو دیکھا ہنسی کرنا ہی ہے تجھسے کہ کیا یہ ہے جو چرچا کرتا ہے
تمہارے ٹھاکرون کا اور وہ آپ رحمن کے منکر ہین ○ اور اوسکا ذکر کرنا ہی ہے
اوسکو عیب لگانے اور حقیر کرنیکے کہتے تھے فقہیم اللہ تعالیٰ جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ولقد
استھزئ برسل من قبلک الایہ قولہ تعالیٰ ان کاد لیضلنا عن الھتنا مراد اونکی یہ ہے
کہ وہ لگا ہی تھا کہ اونکو بچلا دے بتون کی عبادت سے گر وہ صبر نہ کرتے اور قوی نہ رہتے اور استمرار
نہ کرتے اوسپر پھر اللہ پاک نے اونکو وعید سنائی اور تہدید و تبنیہ کی وسوف یعلمون حین یرون
العذاب الایہ یعنی یہ لوگ بتون کی پوجا چھوڑنے کو اور اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کو گمراہی

ع ۱۰

خیال کرتے ہین پڑے خیال کیا کرین آیندہ جان لین گے جسوقت عذاب دیکھین گے
کہ کون بہت بچلا ہے راہ سے پہر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسبات پر
آگاہی بخشی کہ جس شخص پر بدبختی وگمراہی لکھا چکی ہے تو اوسکو کوئی ہدایت نہین کرتا ہے مگر اللہ
عزوجل ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ یعنی جب کبھی اچھی جانی کوئی چیز اور اوسکو خوبصورت
خیال کیا فان اللہ یضل من یشاء الایہ یعنی تو اوسے پوجنے لگا پس بیشک اللہ گمراہ کرتا ہے جسکو
چاہتا ہی اور راہ پر لاتا ہے جسکو چاہتا ہے اسلیئے اسجگہ یون فرمایا افانت تکون علیہ وکیلا یعنی کہین تو لے سکتا ہے
اوسکا ذمہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ آدمی جاہلیت مین سفید پتھر کو پوجتا ایک زمانہ
پہر جب اور پتھر اوس سے زیادہ خوبصورت دیکھتا تو دوسرے کو پوجنے لگتا اور اول کو چھوڑ دیتا
پہر اللہ پاک نے فرمایا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون الایہ یعنی ان لوگون کا حال چرنے
والے چوپایون سے بھی بدتر ہے کیونکہ وہ تو جس کام کے لیئے بنائے گئے ہین اوسکو کرتے
ہین اور یہ لوگ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کیواسطے پیدا کیئے گئے ہین سو انہون نے
اوسکو نہ کیا اور غیر اللہ کو پوجتے ہین اور اوسکو اوسکے ساتھ شریک کرتے ہین باوجود اسکے کہ حجت اوپر قایم ہوچکی
اور رسول اونکی طرف بھیجدیے گئے کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان مع توضیح مبانی و
معانی یہ ہے واذا رأوک ان یتخذونک الا ھزوا کلمہ ان نافیہ بمعنی ما ہے ہزوا یعنی مفعول ہے یعنی مہزواً
کفار کا معاملہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا اوسکا قصر اسپر کیا کہ اونہون نے رسول
کو پکڑ اٹھٹھا کیا گیا مطلب یہ کہ مشرکون کو رسول سے اور کوئی تعلق و واسطہ اور کام نہین مگر یہی کہ
جب اونکو دیکھا اونسے مسخراپن کرنے لگے پس جواب اذا کا ان یتخذونک ہے کسی نے کہا کہ
جواب محذوف ہے یعنی قالوا اھذا الذی یبعث اللہ رسولا معنی یہ ہین کہ جہان تجھکو دیکھا بولے
کیا یہی ہے جسکو اللہ نے بھیجا ہے پیغام دیکر اس معنی کی بنا پر جملہ ان یتخذونک الا ھزوا
معترضہ ہوگا درمیان شرط وجزا کے لیکن قول اول اولی ہے اوسکی بنا پر اھذا الذی یبعث
اللہ رسولا محل نصب مین ہوگا بنا بر حال بتقدیر قول اسے قائلین اہذا معنی یہ ہین کہ جہان
تجھکو دیکھا نہین پکڑنے ہین تجھکو مگر ٹھٹھا کیا گیا در آنحال کہ کہنے والے ہین اسبات کے کیا یہی ہے
جسکو اللہ نے رسول بنا کر بھیجا ہے اسم اشارے مین دلالت ہی اسبات پر کہ رسول کو حقیر سمجھتے

اور اوس سے ٹھٹھا کرتے تھے بعث کا مفعول ضمیر راجع موصول کی طرف محذوف ہی اے بعثہ
اور رسولا کا نصب بنا بر حال ہے بمعنی مرسلا کہتے ہین کہ یہ آیت حق مین ابوجہل کے نازل ہوئی
ہے وہ جسوقت اپنے یارون کے ساتھہ گزر کرتا تو ٹھٹھا کرتا ہوا یہ کہتا کیا یہ وہ شخص ہے کہ بھیجا
ہے اوسکو اللہ نے رسول یعنی درآنحال کہ وہ بھیجا ہوا ہے اپنے دعوی مین اسم اشارہ مبتدا
ہے اور خبر اوسکی موصول ہے مع اپنے صلہ کے ان کاد لیضلنا عن الھتنا کلمہ ان مخففہ ہے
مثقلہ سے ضمیر شان اوسکا اسم محذوف ہے اے انہ معنی یہ ہین کہا مشرکون نے تحقیق شان
وحال یہ ہے کہ قریب تھا یہ رسول کہ البتہ پھیر دے ہمکو ہمارے معبودون سے تو ہم چھوڑ دین
اونکی عبادت کو اس سبب سے کہ وہ غایت درجے کی سعی و کوشش بجا لایا اور توحید کیطرف
دعوت کی اور کثرت سے ایسی چیزین لایا کہ ذہن کی طرف یہ بات سبقت کرتی ہے کہ وہ حجتین ہین
اور معجزے ہین لولا ان صبرنا علیھا یعنی بوجوہ مذکورہ وہ تو قریب ہی تھا کہ ہمکو اونسے بچلاوے
اگر ہم اپنی جانون کو اونکی عبادت پر نہ روکتے پھر اللہ پاک نے اسکا یہ جواب ارشاد کیا وسوف
یعلمون حین یرون العذاب من اضل سبیلا یعنی وہ عنقریب جان لین گے جبکہ
ظاہر ظہور دیکھین گے روز قیامت مین عذاب کو جسکے وہ مستحق و مستوجب و لائق ہین بسبب
اپنے کفر کے کہ کون بہت دور جا پڑا ہے حق و ہدایت کی راہ سے کیا وہ یا مومن لوگ پھر اللہ پاک
نے یہ بات بیان کی کہ جس راہ وہ گئے ہین اوسمین اون کے پاس کوئی دلیل و حجت نہین ہے
سوائے تقلید آبائے گمراہ کے اور پیروی کرنی اپنے جی کے چاہ کی پس اپنے رسول کریم صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو تعجب دلا کر یہ ارشاد فرمایا اسرایت من اتخذ الھہ ھواہ یعنی اے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھلا دیکھہ تو اوسکو جس نے پوجنا پکڑا اپنے چاؤ کا اور اوس سے تعجب کر حضرت
ابن عباس سے مروی ہے ذلک الکافر لا یھوی شیئا الا ابتعہ یعنی یہ کافر ہے کہ نہین
خواہش کرتا ہے کسی شے کی مگر اوسکی پیروی کر لیتا ہے حضرت حسن سے بھی اسی کے مثل
مروی ہے اصل مین من اتخذ ھواہ الھہ ہے لیکن عنایت و اہتمام کیوجہ سے مفعول
ثانی کو مقدم کر دیا ہے جسطرح یہ قول ہے علمت منطلقا زیدا یہ قول زمخشری کا ہے یعنی
مطیع ہوا وہ اپنی خواہش کا مطیع ہونے کر مثل مطیع ہونے معبود کے دوسری وجہ یہ ہے

کہ نہ کچھہ تقدیم ہے نہ تاخیر ہے کیونکہ دونون مفعول تعریف مین برابر ہین قالہ السمین پس قلب کا دعوی کرنا کوئی عمدہ بات نہین ہے کیونکہ قلب تو شعر کی ضرورت سے ہوتا ہے ابو السعود پہلی وجہ کے قائل ہین پھر کہا ہے کہ جسنے یہ وہم کیا ہے کہ دونون مفعول علی الترتیب ہین اس بنا پر تعریف مین دونون برابر ہین سو اوس سے یہ بات غائب ہوگئی کہ مفعول ثانی اسباب مین وہی ہے جو تلبس بحالت حادثہ ہوتا ہے یعنی کیا دیکھا تو نے اوسکو جسنے اپنے ہوی کو معبود بنایا ہی واسطے اپنے نفس کے بدون اسکے کہ اوسکا ملاحظہ کرے اور اپنے امر دین کی اوسپر بنا کی ہے اسحال مین کہ حجت باہرہ و برہان نیر کی سننے سے بالکل اعراض کرنے والا ہے افانت تکون علیہ وکیلا مین استفہام انکار و استبعاد کا ہے معنی یہ ہین کیا پھر تو ہوسکتا ہے اوسپر حفیظ و کفیل یہانتک کہ تو اوسکو ایمان کیطرف پھیر لائے اور کفر سے اوسکو نکال دے اور اتباع ہوی سے اوسکو محفوظ رکھے اور اللہ پاک کے سوا جسکی وہ خواہش کرتا ہے اوسکے پوجنے سے اوسے بچائے مطلب یہ ہے کہ یہ بات نہین ہوسکتی ہے اور بغایت دور ہے تو اسپر قادر نہین ہے نہ تو اوسکی طاقت رکھتا ہے کیونکہ ہدایت و ضلالت تیری مشیت کے سپرد نہین کی گئی ہین تجھپر جو ہے سو پہونچا دینا ہے کہا گیا ہے کہ یہ آیت قتال کی آیت سے منسوخ ہے یہ قول کلبی کا ہے پھر اللہ پاک نے انکار اول سے دوسرے انکار کی طرف انتقال فرمایا ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون یعنی کیا تو خیال کرتا ہے کہ بہت اونمین کے سنتے ہین سننا سمجھنے کا آیات قرآن و مواعظ کو جسکو تو اونپر پڑہتا ہے یا اوسکے معنی کو سمجھتے بوجھتے ہین یہانتک کہ تو اونکے حال کا اعتنا و اہتمام کرتا ہے اور اون کے ایمان لانے مین طامع ہوتا ہے حالانکہ وہ ایسے نہین ہین بلکہ وہ تو مثل اوس شخص کے ہین جو نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے خاصکر کے اکثر کا ذکر اس لیئے کیا کہ بعض اونمین سے ایمان لائے اور بعض نے حق کو سمجھا اور ریاست کے خوف و استکبار سے مکابرہ کیا حق کو جان بوجھکر مسلمان نہوئے پھر اللہ پاک نے اونکا حال بیان کیا اور اونمین طمع کرنے کا مادہ قطع کر دیا یہ ارشاد فرمایا ان ھم الا کالانعام یعنی جو کچھہ وہ سنتے ہین اوس سے نفع لینے مین نہین ہین مگر مثل چوپایون کے کہ جنسے عقل و فہم بالکل مسلوب ہے پس تو اونمین طمع مت کر کیونکہ سننے سمجھنے کا فائدہ مفقود ہے گو جو بات اونسے کہی جاتی ہے اوسے سنتے ہین اور جو کچھہ اونپر پڑہا جاتا ہے اوسے سمجھتے ہین لیکن

اوس سے نفع نہ لیا تو وہ مثل اوسکی ہوئی جو نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے غرضکہ اللہ پاک نے اون پر یہ حکم لگایا کہ وہ مثل چوپایون کے ہین پہر اس سے اضراب و اعراض کیا اور چوپایون سے بڑہکر تہی اوسکا اونپر حکم لگایا پس ارشاد فرمایا بل اضل سبیلا یعنی بلکہ یہ تو چوپایون سے بہی بڑہکر راہ بہولے ہوئے ہین مقاتل نے کہا کہ بہایم تو اپنے پرورش کرنیوالے کو پہچانتے ہین اور اپنی چراگاہون اور پانی پینے کے گہاٹون کی طرف راہ پاتے ہین اور اپنے مالکون کے مطیع و منقاد ہوتے ہین اور یہ لوگ نہ مطیع ہوتے ہین اور نہ اپنے رب کو پہچانتے ہین جسنے اونکو پیدا کیا ہے اور اونکو روزی ورزق دیا ہے مطلب یہ ہے کہ چوپایون کی جو شخص خبر گیری لیتا ہے تو وہ اوسکے فرمان بردار ہوتے ہین اور جو اونسے احسان کرتا ہے اوسکی تمیز کرتے ہین اوس سے جو اونسے برائی کرتا ہے اور جو اونکو نافع ہے اوسکو طلب کرتے ہین اور جو اونکو مضرت پہونچاتی ہے اوس سے بچتے ہین اور یہ لوگ نہ اپنے پروردگار کے مطیع و منقاد ہوتے ہین نہ اوسکے احسان کو شیطان کی اسارت سے پہچانتے ہین اور نہ اوس ثواب کو طلب کرتے ہین جو کہ سارے منافع سے بڑہکر ہے اور نہ اوس عقاب سے بچتے ہین جو کہ سارے مضار سے سخت تر ہے دوسری بات یہ ہے کہ بہایم کی جہالت کسی کو ضرر نہین پہونچاتی ہے اور ان لوگون کی جہالت مؤدی ہوتی ہے طرف برانگیختہ کرنے فتنون کے اور روکنے لوگون کے حق سے تیسرے یہ ہے کہ اونکو طلب کمال کی قدرت نہین ہے تو عدم طلب کمال مین اونکی کوئی تقصیر نہین ہے نہ اونپر کسی طرح کی ذم ہے اور یہ لوگ مقصر ہین اور اپنی تقصیر پر اعظم عقاب کے مستحق ہین کسی نے کہا کہ یہ لوگ انعام سے گمراہ تر اس لیئے ہوئے کہ اونپر نہ کسی طرح کا حساب ہے نہ کسی نوع کا عقاب کسی نے یہ وجہ کہی ہے کہ جب بہایم توحید و نبوت کی صحت کو نہین سمجہتے ہین تو وہ اوسکے بطلان کے بہی معتقد نہین ہین بخلاف ان لوگون کے کہ انہون نے عناد و مکابری و تعصب و غمط حق کے مارے بطلان کا اعتقاد کیا ہے کسی نے کہا کہ بہایم سجدہ و تسبیح کرتے ہین اور کفار نہین کرتے کسی نے کہا کہ فرشتے روح و عقل ہین اور بہایم نفس وہوی ہین اور آدمی مجمع کل کا ہے واسطے آزمانے کے پس اگر اوسپر نفس وہوی غالب ہوئی تو انعام اوس سے بہتر ہین اور اگر روح و عقل اوسپر غالب ہوئی تو وہ ملائکہ کرام سے افضل ہوجاتا ہے جبکہ اللہ پاک جاہلون کی جہالت و ضلالت کے ذکر سے فارغ ہوا تو بعد اوسکے کچہہ دلیلین توحید

۱۲ عناد دشمنی مکابرہ جان بوجہ کر نا ماننا تعصب ہٹ دہرمی غمط حق جاننا

کی ذکر کین مع اوسکے جو اونمین انعام عظیم ہے اونمین سے جو یہان ذکر کی ہین حاصل اونکا پانچ دلیلین ہین پہلی دلیل یہ ہے کہ سایہ کے احوال سے استدلال کیا ہے پس ارشاد فرمایا الم تر الی ربک کیف مد الظل ج ولو شاء لجعله ساکنا ج ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا ۝ ثم قبضنٰه الینا قبضا یسیرا ۝ وهو الذی جعل لکم الیل لباسا والنوم سباتا وجعل النهار نشورا ۝ تو نے نہ دیکھا اپنے رب کی طرف کیسے لمبی کی پرچھائین اور اگر چاہتا اوسکو ٹھیرا رکھتا پھر ہمنے ٹھیرایا سورج اوسکا راہ بتانیوالا پھر کھینچ لیا اوسکو اپنی طرف سمج سمج سمیٹ کر اور وہی ہے جسنے بنادی تم کو رات اوڑھنا اور نیند آرام اور دن بنادیا اوٹھہ نکلنے کو

اول ہر چیز کا سایہ لمبا پڑتا ہے پھر جس طرف سورج چلتا ہے اوسکے مقابل سایہ ہٹتا ہے جبتک کہ جڑ مین آلگے اپنی طرف کھینچ لیا یہ کہ اپنی اصل کو جالگتا ہے سب کی اصل اللہ ہے انتہی ف یہان سے اللہ پاک نے اون دلیلون کا بیان شروع فرمایا جو کہ دال ہین اوسکے وجود باوجود پر اور اوسکی پوری قدرت پر کہ مختلف ومتضاد اشیا کے پیدا کرنے پر کامل قدرت اوسکو حاصل ہے پس فرمایا الم تر الی ربک کیف مد الظل حضرت ابن عباس وابن عمر وابو العالیہ وابو مالک ومسروق ومجاہد وسعید بن جبیر ونخعی وضحاک وحسن وقتادہ نے کہا ہے کہ ظل سے مراد وہ ہے جو درمیان طلوع فجر کے ہے سورج طلوع ہونے تک ولو شاء لجعله ساکنا کے یہ معنی ہین کہ دایما لا یزول یعنی وہ ہمیشہ رہتا زائل نہوتا کما قال تعالی قل ارایتم ان جعل الله علیکم الیل سرمدا الآیات قوله تعالی ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا یعنی اگر آفتاب اوسپر طلوع نکرتا تو البتہ وہ پہچانا نجاتا کیونکہ ضد پہچانی نہین جاتی ہے مگر اپنی ضد سے قتادہ وسدی نے کہا دلیلا تتلوہ وتتبعه یعنی سورج اوسکے پیچھے لگا آتا ہے یہانتک کہ اوسکے کل پر آجاتا ہے ثم قبضناہ الینا قبضا یعنی ظل کو کسی نے کہا سورج کو یسیرا کے معنی ہین سہلا حضرت ابن عباس نے فرمایا سریعا مجاہد نے کہا خفیا سدی کہا قبضا خفیا یہانتک کہ زمین مین کوئی سایہ باقی نہین رہتا ہے مگر نیچے چھت کے یا درخت کے حالانکہ سورج اوسکے اوپر سایہ کئے ہوئے ہے ایوب بن موسی نے کہا ہے قبضا یسیرا کے معنی ہین قلیلا قلیلا یعنی ذرا ذرا وهو الذی جعل لکم الیل لباسا یعنی وہ اللہ ہی پاک ہے کہ اوڑھا دیتا ہے رات کو وجود پر اور اوسکو ڈھانک دیتا ہے کما قال تعالی والیل اذا یغشٰی قوله تعالی والنوم سباتا

۱۲ تم پر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لاوے تمکو کہین اور روشنی پھر کیا تم سنتے نہین تو کہدو دیکھو تو اگر کہدے اللہ تمکو دن ہمیشہ کو قیامت تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لاوے تمکو رات ہمیشہ کو قیامت تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لاوے تم نہین دیکھتے اور اپنی تم پر رحمت سے بنا دیا تمکو رات اور دن کہ رہین پھرین بی پاؤ اور تلاش بی کرو کچھ اوسکے فضل اور شاید تم شکر کرو ۱۲ قسم رات کی جب کہ چھا جاوے

کا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے نیند کو قاطع حرکت ٹہیرایا ہے واسطے راحت بدنون کے کیونکہ اعضا وجوارح تہک جاتے ہین کثرت حرکت سے دن کے چلنے پہرنے مین واسطے حاصل کرنے معاش کے پہر جب رات آئی اور ساکن ہوئی تو حرکتین سکون پزیر ہوجاتی ہین تو اعضا راحت لیتے ہین پہر نیند آجاتی ہے جسمین بدن وروح دونون کی راحت ہے وجعل النہار نشورا کے یہ معنی ہین کہ لوگ اپنی معاش ومکاسب واسباب کے واسطے اوسمین اوٹھہ نکلتے ہین چلتے پہرتے ہین کما قال تعالیٰ ومن رحمتہ جعل لکم اللیل والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ الایہ ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ یہ رؤیت یا تو بصری ہے یعنی سر کی آنکھہ سے دیکھنا مراد یہ ہے کیا تو نے نہین دیکھا طرف کاریگری اپنے رب کے یا کیا تو نے نہ دیکھا طرف ظل کے کہ کس حالت پر اور کیسے طور پر دراز کیا ہے اوسکو تیرے رب نے یا مراد رویت قلبی ہے یعنی دل کی آنکھہ سے دیکھنا یہ رویت بمعنی علم ہے اسواسطے کہ ظل متغیر ہے اور ہر متغیر حادث ہے اور ہر حادث کیواسطے ایک موجد ہے زجاج نے کہا الم تر بمعنی الم تعلم ہے یہ رویت رؤیت قلب کے باب سے ہے کہا یہ کلام قلب کی بنا پر ہے تقدیر یہ ہے الم تر الی الظل کیف مدہ ربک یعنی کیا نہ دیکھا تو نے طرف ظل کے کہ کیسا دراز کیا اوسکو تیرے رب نے مراد وہ ظل ہے جو وقت اسفار سے ہوتا ہے سورج نکلنے تک یہ ایسا سایہ ہے کہ اسکے ساتہہ سورج نہین ہوتا ہے حسن وقتادہ اسکے قائل ہین کسی نے کہا یہ وہ ظل ہے جو سورج غروب ہونے سے اوسکے طلوع ہونے تک ہوتا ہے قرطبی نے کہا قول اول صحیح تر ہے دلیل اسپر یہ ہے کہ کوئی گہڑی اوس گہڑی سے اطیب نہین ہے اسلئے کہ بیمار اوسمین راحت پاتا ہے اور مسافر اور ہر علت والا اور اوسی گہڑی مین مردون کے نفوس وروحین جسمون کی طرف پہیری جاتی ہین اور اوسمین زندون کے جی خوش ہوتے ہین اور یہ صفت بعد مغرب کے مفقود ہے ابو العالیہ نے کہا جنت کا دن اسی طرح کا ہے اور اشارہ کیا طرف اوس گہڑی کے جسمین نماز پڑہنے والے صبح کی نماز پڑہتے ہین ابو عبیدہ نے کہا کہ ظل غداۃ مین ہوتا ہے اور فی عشے مین یعنی قبل زوال ظل کہلاتا ہے اور بعد زوال فی کیونکہ بعد زوال کے وہ رجوع کرتا ہے اوسکا نام فی اسلئے رکہا ہے کہ رجوع ہوا ہے مشرق سے طرف جانب مغرب کے حمید بن ثور ایک بڑے بلند درخت کا وصف کرتا ہے اور اوس سے کسی عورت کا کنایہ کیا ہے ؎

ل اور اپنی عمر سے بنا دیا تکورات اور دن کو اوسمین تین تین بچے پیدا کئے اور کنایہ بھی کر دیا کہ اوسکا فضل اور رشید ہونا ۱۲

قلا الظل من برد الضحی تستطیعه	ولا الفیٔ من برد العشی تذوق

ابن سکیت نے کہا ظل وہ ہے کہ سورج اوسکا نسخ کرتا ہے اور فی وہ ہے جو سورج کو نسخ کرتا ہے
رویہ نے کہا ہر وہ شے کہ جسپر سورج ہو پھر اوس سے ڈہل جاے تو وہ فی و ظل ہے اور جسپر دھوپ نہ تہا
تو وہ ظل ہے انتہی حقیقت ظل کی ایک امر متوسط ہے درمیان روشنی خالص کے اور تاریکی خالص کے
یہ توسط زیادہ تر برابر ہے دونون طرفون سے اور خوشترین احوال ہے کیونکہ خالص تاریکی کو طبیعت
مکروہ رکہتی ہے اور حس اوس سے نفرت کرتی ہے اور کامل روشنی اپنی قوت و زور کے مارے
حس بصری پر غالب ہو جاتی ہے اور گرمی سے ایذا رسان ہوتی ہے اسی لیے بہشت عنبر سرشت
موصوف بظل ہوا ہے و ظل ممدود ابو السعود نے کہا ہے یہ جو کہا گیا ہے کہ مراد ظل سے
وہ ہے جو درمیان طلوع فجر و طلوع شمس کے ہوتا ہے سو یہ ٹھیک نہین ہے اسواسطے کہ اسمین کوئی
شک نہین ہے کہ مراد آگاہ کرنا ہے لوگونکا اللہ عزوجل کی عظیم قدرت پر اور اوسکی حکمت بالغہ پر اوس بات
مین جسکو وہ مشاہدہ کر رہے ہین تو ضرور ہے کہ مراد ظل سے وہ حالت مخصوصہ ہو جسکو وہ جانتے پہچانتے
ہین اوسکا مشاہدہ کر رہے ہین ایک جگہہ مین کہ حائل ہو جاتا ہے درمیان اوسکے اور سورج کے ایک
جسم کثیف وہ حالت اوسکے مخالف ہوتی ہے جو کہ اوس جگہہ کی اطراف مین سورج کی روشنی پڑ رہی
ہے اور خاص اوس جگہہ مین سایہ ہوتا ہے اور وہ بات جو ذکر کی ہے اگرچہ وہ حقیقت مین سایہ ہے
واسطے افق شرقی کے لیکن لوگ اوسکو ظل شمار نہین کرتے ہین نہ اوسکا وصف کرتے ہین ساتہہ اوصاف
معروف ظل کے انتہی کاتب الحروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ مفتی ابو السعود مرحوم نے جو
فرمایا اوسکا حاصل یہی ہے کہ ظل کی ایک فرد نکالکر اوسکو ترجیح دیدی اور سلف صلحا سے جو ظل کی تفسیر
منقول ہے اوسکو مرجوح ٹہیرایا واللہ اعلم اسکی کیا ضرورت ہے صاحب جو بات صحابہ و تابعین وغیرہم
سے صحیح طور پر ثابت ہوئی وہی ٹھیک ہے گو جو بات مفتی صاحب نے فرمائی وہ بہی ظل کی ایک فرد
ہو اوسپر ترجیح دینا یعنی چہ دیکھو حضرت ابن عباس حبر امت ترجمان القرآن رضی اللہ عنہما سے مروی ہے
کہ کیف مد الظل کی تفسیر مین فرماتے ہین یعنی بعد فجر کے یہانتک کہ سورج طلوع ہو دوسرا لفظ انکا یہ ہے
کیا تو نے نہین دیکہا کہ جسوقت تو فجر کی نماز پڑہتا ہے تو مابین جاے طلوع آفتاب کے اوسکی جاے
غروب تک ظل ہوتا ہے پہر اللہ بہیجتا ہے اوسپر سورج کو دلیل تو ظل کو سمیٹ لیتا ہے تیسرا لفظ یہ ہے

ل یعنی وہ ظل سایہ جو آگیا ہو درخت سے کہ نہ تو تمردی دھوپ کے سایہ کی طاقت رکہتا ہے نہ وہ بعد زوال کے سردی کے سایہ کو پہنچتا ہے عرف یہ ہے کہ دھوپ کی تیزی عورت عیش و آرام مین ہے کہ گہر کے باہر نہین نکلتی ہے کہ قبل الوقت زوال کا سایہ ہو سکے اور ان دونون وقت کی برودت اوسے ایذا پہونچاتی ہے ۱۲ منہ

ل ۲ اور چہاؤن لبنی ۱۲

کہ مابین طلوع فجر کے ہے طلوع شمس تک جمہور اسی کے قائل ہین اسپر یہ اعتراض کیا ہے کہ اسکا نام ظل نہین رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ تورات کی بقایا سے ہے اور واقع ہے غیر نہار مین یہ بعینہ وہی معنی ابو السعود مرحوم کا اعتراض ہے حقیقت مین یہ کچھہ اعتراض نہین ہے اگر بالفرض لغت مین اسکا نام ظل نہو جب سلف صالح سے اسکی یہی تفسیر وارد ہوئی تو یہی معتبر ہے حقیقت لغوی نہی حقیقت شرعی تو بالضرور ٹھیرے گی مفتی ابو السعود نے آیت کے یہ معنی لکھے ہین کیا نہین دیکھا تو نے طرف اپنے رب کے کہ کسطرح انشاء و ایجاد کیا اوسنے سایہ کسی سایہ کرنیوالے کا ہو پہاڑ کا یا بنا کا یا درخت کا وقت ابتدای طلوع شمس کے ممتد و دراز یہ معنی نہین ہین کہ اللہ پاک نے اوسکو دراز کیا بعد اسکے کہ وہ اسطرح کا نہ تھا جیسا کہ بعد نصف نہار کے ہے غروب آفتاب تک کیونکہ یہ بات باوجود اسکے خالی ہونے کے اس تصریح سے کہ نفس یہ سایہ اللہ پاک کے انشاء و احداث سے ہے سیاق نظم کریم اوس سے ابا کرتی ہے قولہ تعالی ولو شاء لجعلہ ساکنا جملہ معترضہ ہے درمیان معطوف و معطوف علیہ کے یعنی اگر اللہ پاک اوسکا ساکن چاہتا تو اوسکو ساکن و ثابت و دایم کر دیتا کہ زائل نہوتا اور قرار پزیر کر دیتا کہ سورج اوسے نہ مٹاتا اور نہ وہ روے زمین سے جاتا کسی نے کہا معنی یہ ہین اگر چاہتا تو سورج کو طلوع ہونے سے روک دیتا تو وہ زائل نہوتا یا سورج کو مسلوب النور کر دیتا یعنی اوسکی روشنی کو سلب کر لیتا قول اول اولی ہے اقامت و استقرار کی تعبیر سکون کے ساتھہ شائع ذائع ہے جسطرح محاورے مین بولتے ہین کہ سکن فلان بلد کذا جبکہ وہ شخص اوس شہر مین مقیم و قرار پزیر ہو قولہ ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا معطوف ہے جملہ مد الظل پر داخل ہے اوسکے حکم مین یعنی کیا ہمنے سورج کو سایہ پر ساتھہ زائل کرنے سورج کے اوسکو وقت آنے سورج کے ایک حجت و برہان و علامت و نشانی کہ جسکے احوال سے دلیل پکڑی جاتی ہے سایہ کے احوال پر اس لیے ہے کہ سایہ سورج کا پیرو ہوتا ہے جسطرح کہ رستہ بتانیوالے کی پیروی کیجاتی ہے راہ مین اس جہت سے کہ سایہ بڑہتا گھٹتا ہے بسبب سورج کے اور دراز ہوتا ہے اور سمٹتا ہے معنی یہ ہین کہ اگر سورج نہوتا تو سایہ پہچانا نہ جاتا اور اگر نور نہوتا تو ظلمت پہچانی نہ جاتی اشیا اپنی اضداد سے پہچانی جاتی ہین دلیل بصیغہ مونث نہ لائی گئی حالانکہ شمس کی صفت ہے اسواسطے کہ دلیل معنی اسم مین ہے جسطرح یون بولتے ہین الشمس بزھاۃ والشمس حق ثم قبضناہ یہی معطوف ہے مد الظل پر داخل ہے اوسکے حکم مین معنی یہ ہین پہر سمیٹا ہمنے اوس سایہ دراز کو اور مٹایا ہمنے اوسکو وقت ڈالنے شعاع

آفتاب کے اوسکی جگہہ مین بتدریج یہانتک کہ وہ سائے پہونچتے ہین طرف عدم وانحلال کے الینا
کے یہ معنی ہین کہ مرجع اوسکا اللہ پاک کی طرف ہے جسطرح کہ حدوث اوسکا اوسی سے ہے قبضا
یسیرا کا مطلب یہ ہے کہ سمیٹا ہمنے سایہ کو اپنی طرف بتدریج ذرا ذرا بقدر بلند ہونے سورج کے
تاکہ عالم کے مصالح اس سے نظم پزیر ہوجائین اور بے گنتی منافع خلق کے اوس سے حاصل ہون
کسی نے یہ معنی کہے ہین کہ ہمپر آسان ہی مشکل نہین ہے قتادہ نے کہا خفیفاً جبکہ اوس سے ایک
جز سمیٹا تو اوسکی جگہہ ایک جز ظلمت کا رکھدیا ایک ہی دفعہ زائل نہین ہوجاتا ہے یہ قول مجاہد کا ہے
کسی نے کہا کہ مراد آیت مین قبض سایہ کا ہے وقت قایم ہونے قیامت کے بسبب قبض کرنے
اوسکے اسباب کے اجرام نیرہ ہین یعنی ستارہ ہاے روشن قول اول اولی ہے کسی نے
کہا معنی یہ ہین کہ ظل باقی رہتا ہے اس جو مین طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک پہر جب سورج طلوع ہوتا ہے
تو ظل بقبوض ہوجاتا ہے ایک ایک جز کرکے اور خلیفہ ہوتا ہے اوسکا اس جو مین شعاع سورج کا پہر وہ چمکتا
ہے زمین پر اور ساری چیزون پر وقت غروب تک پہر جب وہ غروب ہوگیا تو وہان کچہہ سایہ نہین ہوتا
وہ جو ہے سو دو دن کے نور کا بقیہ ہے ایک قوم نے کہا کہ قبض سایہ کا ساتہہ غروب سورج کے ہے
کیونکہ جسوقت وہ غروب نہین ہوتا ہے تو سایہ مین کچہہ بقیہ ہوتا ہے رات ہی کے آنے سے اور تاریکی
اوسپر داخل ہونے سے زوال سایہ کا پورا ہوتا ہے کسی نے کہا کہ قبض واقع ہوا ہے ساتہہ سورج کے
کیونکہ جسوقت سورج ہوتا ہے تو سایہ ذرا ذرا کرکے جانے مین شروع کرتا ہے یہ قول لک ابراہیم تیمی کا ہے
کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ سمیٹا ہمنے ضیاے شمس کو ساتہہ فی کے قبض یسیر کرکے پہر اللہ پاک نے
اپنی دوسری قدرت تامہ کا ذکر فرمایا وھو الذی جعل لکم اللیل لباسا یعنی اللہ سبحانہ ایسی قدرت
والا ہے کہ اوسنے تمہارے نفع کیواسطے رات کو لباس بنایا تاریکی رات کی جو کہ ستر کرتی ہے ڈہانکتی
ہے اوسکی تشبیہ دی لباس ساتر سے ابن جریر نے کہا کہ رات کا وصف لباس کے ساتہہ کیا واسطے
تشبیہ کے اس جہت سے کہ رات اشیا کو چہپا لیتی ہے ڈہانک دیتی ہے حرف لام لکم کا متعلق ہے جعل
سے خشک نے ایک وصف تو رات کا یہ ہے کہ وہ ساری اشیا کو چہپا لیتی ہے دوسرا وصف اوسکا یہ
ہے کہ خلق اوسمین سوتی ہے آرام پاتی ہے اور خود نیند ایک علیحدہ نعمت ہے اور اوسکا پیدا کرنا
ایک مستقل قدرت تامہ ہے اس لئے اللہ پاک نے اوسکی منت رکہکر ارشاد فرمایا والنوم سباتا

یعنی اللہ وہ ہے جسنے نیند کو تمہارے واسطے راحت بنایا کیونکہ تم سونے مین کامون مین مشغول ہونے سے منقطع ہوجاتی ہو اصل سُبات کی تمدد ہے یعنی دراز ہونا لیٹنا عرب کی بول چال مین کہتے ہین سبتت المراۃ شعرھا یعنی عورت نے اپنے بالون کو کھولا اور چھوڑ دیا رجل مُسبوت مرد ممدود الخلقت کو کہتے ہین یعنی وہ شخص جسکے اعضا دراز اور بنتے ہوئے ہون نیند کو سُبات اس لئے کہتے ہین کہ وہ تمدد سے ہوتی ہے اور تمدد مین راحت کے معنی ہین کسی نے کہا سُبّت کہتے ہین قطع کرنے کو پس نیند منقطع ہوتی ہے اشتغال سے اسی معنی سے سبت یہود ہے کیونکہ وہ شنبے کے دن اشتغال سے منقطع ہوتے ہین زجاج نے کہا سبات خفیف نیند ہے وہ یہ ہے کہ حرکت سے منقطع ہوجاے اور روح اوسکے بدن مین ہو یا ابتداے خواب سے سر مین یہانتک کہ دل کو پہونچے یعنی کیا ہمنے تمہاری نیند کو راحت واسطے تمہارے خلیل نے کہا سبات خواب گران ہے یعنی ہمنے تمہاری نیند کو ثقیل وگران کیا تاکہ آسایش دینا اور راحت کامل ہوجاے کسی نے کہا سبات موت ہے اور مسبوت مردہ کو کہتے ہین کیونکہ وہ منقطع الحیاۃ ہے یہ مثل اس آیت کے ہے وھو الذی یتوفاکم باللیل اسکی تائید یہ بات کرتی ہے کہ اسکے مقابلے مین نشور کا ذکر کیا ہے ذکرہ الزمخشری والنسفی پھر اللہ پاک نے تیسری قدرت و نعمت کا ذکر فرمایا وجعل النھار نشورا یعنی اللہ وہ ہے جسنے کر دیا دن کو ہمصاحب نشور و انتشار کہ لوگ اوسمین اوٹھ کھڑے ہوتے ہین واسطے معاش کے یعنی کر دیا دن کو زمانہ بعث کا اوس سبات سے بیداری کی تشبیہ دی حیات سے جسطرح کہ نیند کی تشبیہ دی سبات سے جو کہ مشابہ ہے ممات کے یہ آیت کریمہ اسکے کہ دال ہے قدرت خالق پر آسمین اظہار اوسکی نعمت کا بھی ہے خلق پر اسواسطے کہ پردہ شب کے ساتھہ محجب ہونے مین فوائد دینی و دنیوی ہین اور خواب و بیداری مین جنکی تشبیہ موت و حیات سے دی گئی ہے عبرت ہے اوسکے لئے جو کہ عبرت لے لقمان علیہ السلام نے اپنے فرزند سے فرمایا تھا کما تنامون فتوفقظ کذلک تموت فتنشر یعنی جیسا تو سوتا ہے پھر بیدار کیا جاتا ہے اسی طرح تو مرے گا پھر اوٹھایا جاے گا یہ اللہ تعالی نے چوتھی قدرت و نعمت ذکر فرمائی وھو الذی ارسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ ج وانزلنا من السماء ماء طھورا ○ لنحی بہ بلدۃ میتا ونسقیہ مما خلقنا انعاما وانا سے کثیرا ○ ولقد صرفنہ بینھم لیذکروا فابی اکثر الناس

ا اور وہی ہے کہ بھیجتا ہے رات کو

الا کفورا ○ اور وہی ہے جسنے چلائین باوین خوشخبری لاتین اوسکی مہر سے آگے اور اوتارا ہمنے آسمان سے پانی ستہ ابی کہ تاکہ جلاوین اوس سے مرگئے دیس کو اور پلاوین اوسکو اپنے بنائے بہت چوپایون اور آدمیون کو اور طرح طرح باجناسکو اونکے بیچ مین تادہیان کرین پر نہین رہتے بہت لوگ بن ناشکری کی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہین یہ بھی اللہ پاک کی مجملہ قدرت تامہ وسلطان عظیم کے ہے وہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہ بھیجتا ہے ہواؤن کو خوشخبری دینے والی یعنی بدلی کے آنے کے بعد اونکی ہوا کے انواع واقسام ہین صفات کثیرہ مین تسخیر کی مطلب یہ ہے کہ ہوا کو جو اللہ پاک نے مسخر کیا ہے سو اس تسخیر مین اوسکی بہت سی قسمین ہین پس کوئی ہوا تو بادل کو پراگندہ کرتی ہے کوئی اوسکو لادتی ہے کوئی اوسے ہانکتی ہے کوئی بادل کے آگے آگے خوشخبری بیتی ہوتی ہے کوئی اس سے پہلے زمین کو جھاڑتی ہے کوئی بادل کو بردار کرتی ہے تاکہ پانی برسائے اور اسی لئے اللہ پاک نے یہ فرمایا ہے وانزلنا من السماء ماء طھورا یعنی پانی کو ایک آلہ بنایا ہے کہ اوس سے ستھرائی کیجاتی ہے جیسے سحر وجوراو وجوان دونون کے جاری مجری ہین پس یہ قول سب قولون سے زیادہ ترصحیح ہے جو اسباب مین کہی گئے ہین رہا وہ شخص جسنے یہ کہا ہے کہ طھور بروزن فعول معنی فاعل ہے یا بنا کیا گیا ہے واسطے مبالغہ وتعدی کے ان دونون مین سے ہر قول پر اشکالات ہین حیثیت لغت وحکم سے یہ مقام اونکے بسط وشرح کا نہین ہے واللہ علم ابن ابی حاتم نے ثابت بنانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین داخل ہوا ہمراہ ابو العالیہ کے روز بارش مین اور حال یہ ہے کہ رستے بصرے کے گندے تھے پہر ابو العالیہ نے نماز پڑہی تو مین نے اونسے کہا اونہون نے کہا وانزلنا من السماء ماء طھورا کہا کہ پاک کردیا اوسکو آسمان کے پانی نے نیز ابن ابی حاتم نے سعید بن مسیب سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے کہا کہ اللہ نے اوسکو اوتارا ہے طہور اوسکو کوئی شخص نجس نہین کرتا ہے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم وضو کرین بئر بضاعہ سے یہ ایک کنوان تھا کہ اوسمین گندگی اور کتے کے گوشت ڈالے جاتے تھے تو آپنے فرمایا کہ پانی طہور ہے نہین نجس کرتی ہے اوسکو کوئی چیز رواہ الشافعی واحمد وصححہ ابو داؤد والترمذی وحسنہ والنسائی ابن ابی حاتم نے باسناد خود خالد بن یزید سے روایت کیا ہے کہا ہم تھے نزدیک عبد الملک بن مروان کے پس لوگون نے پانی کا ذکر کیا تو خالد بن یزید نے کہا کہ منجملہ آب ایک پانی ہے آسمان کا اور منجملہ اوسکے ایک پانی ہے کہ اوس سے بادل پیتا ہے دریا سے پہر اوسکو عذب برق شیرین کردیتا ہے اب رہا وہ پانی جو دریا سے ہے سو اوس سے نبات نہین ہوتی ہے نبات تو اوسی پانی سے ہوتی ہے جو کہ آسمان سے ہوتا ہے کاتبہ وفقہ کہتا ہے کہ خالد کے قول سے معلوم ہوا کہ اس شاعر کے قول کی اصل ہے ؎

دشنام خلق را نہ ہمہ جزد عا جواب		ابرم کہ تلخ گیرم وشیرین ثمر دہم	

ل یعنی اسباب مین اور کہتے ہین کہ آپ نے پانی مین دہوئے یا اور کچھ کہا وہ اللہ اعلم کیا ہے قرینہ قول مؤلف پر دلالت کرتا ہے ۱۲ منہ ع اصل کا فرق ہے کہ ہے کہ ہے ابن ابی حاتم باسناد حسن الی عطیہ شامی ولا یخفی حسن شیخہ سمعت ابی یحدث عن سلیمان عن خالد بن یزید قال کنا عند عبد الملک بن مروان فذکر الماء الخ ۱۲ منہ

انتہی عکرمہ نے کہا نہین اوتارا اللہ نے آسمان سے کوئی قطرہ مگر اوگائی اوس سے زمین مین گھاس یا دریا مین ہوتی غیر عکرمہ نے کہا کہ فی البر و فی البحر یعنی خشکی مین گیہون اور دریا مین ہوتی قولہ تعالیٰ لنحیی بہ بلدۃ میتا سے مراد وہ زمین ہی جسکا انتظار پانی کیواسطے دراز ہوا پس وہ دبی پڑی متی اوسمین نہ کوئی نبات تھی نہ کوئی شے پھر جب اوسپر پانی آیا تو اوسنے گھاس اوگائی اور اوسکے ٹیلون نے انواع و اقسام کے پھول اور طرح طرح کی روئیدگی حاصل کی کما قال تعالیٰ فاذا انزلنا علیہا الماء اہتزت و ربت الایہ قولہ تعالیٰ ونسقیہ مما خلقنا انعاما وانا سے کثیرا یعنی تاکہ ہمین اوس سے حیوان چوپائے اور آدمی جو نہایت درجہ اوسکے حاجتمند ہین واسطے اپنی پینے کے اور اپنی کھیتون کے اور اپنے پھلونکے کما قال تعالیٰ وھو الذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا الایہ وقال تعالیٰ فانظر الی اثار رحمۃ اللہ کیف یحیی الارض بعد موتہا الایہ قولہ تعالیٰ ولقد صرفناہ بینہم لیذکروا یعنی برسایا ہمنے اس زمین کو نہ اوسکو اور ہانکا ہمنے بادل کو کہ گرتا ہی اوس زمین پر اور اوس سے آگے بڑہجاتا ہی طرف دوسری زمین کے تو اوسکو پانی دیتا ہی اور جو زمین اوس سے دور ہی اوسمین ایک قطرہ بہی نازل نہوا اللہ پاک کی اسمین حجت بالغہ و حکمت قاطعہ ہی حضرت ابن عباس و حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے فرمایا ہے نہین ہی کوئی سال زیادہ تر اوسے بارش کے کسی سال سے ولیکن اللہ طرح طرح بانٹتا ہے اوسکو جسطرح چاہتا ہی پھر یہ آیت پڑہی ولقد صرفناہ بینہم الایہ لیذکروا کے معنی یہ ہین تاکہ یاد کرین اللہ کے زندہ کرنیسے زمین مردہ کو یہ بات کہ وہ قادر ہی زندہ کرنے پر مردونکے اور ریزہ ریزہ ہڈیون کے یا یہ معنی ہین کہ نصیحت پذیر ہو وہ شخص جس سے بارش روکی گئی کہ یہ بلا جو اوسکو پہونچی سو بسبب کسی گناہ کے ہے جسکو اوسنے کیا ہے تو جس حال مین وہ ہے اوس سے باز رہے عمر مولی غفرہ نے کہا ہے کہ جبریل علیہ السلام موضع جنازہ مین تہی تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے فرمایا اے جبریل مین دوست رکہتا ہون کہ جان لون حال بادل کا کہا پس جبریل علیہ السلام نے آپسے کہا یا نبی اللہ نہ فرشتہ ہے بادل کا پس آپ اوس سے پوچھ لو تو اوس فرشتہ نے کہا ہمارے پاس چٹہیان مہر کی ہوئی آتی ہین کہ پانی پلا فلان فلان بلاد کو اتنے اتنے قطرے رواہ ابن ابی حاتم وھو حدیث مرسل قولہ تعالیٰ فابی اکثر الناس الا کفورا عکرمہ نے کہا مراد اونسے وہ لوگ ہین جو یون کہتے ہین مطرنا بنوء کذا و کذا یعنی ہم پر فلان فلان نچتر کے سبب سے پانی برسائے گئے یہ بات جو عکرمہ نے کہی ویسی ہے جو صحیح مسلم کی حدیث مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح ہوئی ہے کہ آپنے اپنے اصحاب سے ایک دن فرمایا بعد پانی برسنے کے جو رات کو اوسمین پہونچ چکا تہا کیا تم جانتے

۵۱ پھر جہان اوتارا ہے اوپر پانی تازی ہوئے اور اوسمیں سے اوگائین ہم بہانت بہانت روئے ۱۲ منہ

۵۲ اور ہوا ہے جو اوتارتا ہے بوجہ بھی اس کے آس دور قطرے اور پہیلاتا ہے ۱۲ منہ

۵۳ سورۃ کہکشان کی مہر کرشن کہ تو زمین کو اوسکے مرے پیچھے زندہ کرتا ہی اوسے جلانیوالا اور وہ ہر چیز پر قادر ہی ۱۲ منہ

۵۴ ابن کثیر مین ای طرح ہے لکن تفسیر مین بیان لفظ ہے نہ عین عالم یا قائل مطر ہی عالم ولکن اللہ یصرفہ حیث یشاء حاصل یکسان ہے مگر روایت کا اختلاف ہے ۱۲ منہ

ہوکیا کہا تمہارے رب نے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اوسکے رسول داناتر ہین فرمایا کہ اللہ نے فرمایا صبح کی یہ میرے بندون مین سے ایمان لانے والے نے مجھپر اور کفر کرنے والے نے پس اسے پر جسنے کہا کہ ہم پر سائے گئے ساتھہ فضل اللہ کے اور اوس کی رحمت کے تو یہ ایمان لانے والا ہے مجھپہ کفر کرنیوالا ہے ساتھہ ستارے کے اور اسے پر جسنے کہا کہ ہم پر سائے گئے بنوء کذا و کذا یعنی فلان فلان تارے کے سبب سے تو یہ کفر کرنے والا ہے ساتھہ میرے ایمان لانے والا ہے تارے پر **ف** ایک قرارت سبعیہ مین الریح بصیغۂ مفرد ہے اسکی بنا پر الف ولام جنسی ہوگا نشرا مین چار قراتین ہین ایک تو بضم نون و شین دوسرے بضم نون وسکون شین بنا بر تخفیف تیسرے نشرا بفتح نون وسکون شین چوتھے بشرا بضم باے موحدہ وسکون شین پہلے دو کا مفرد نشور بروزن رسول ہے اور تیسرے مصدر ہے اور چوتھے کا مفرد بشور بروزن رسول ہے اور چارون سبعیہ ہین قرارت نون کے یہ معنی ہین کہ وہی اللہ ہے جسنے بھیجا ہوا ہوا کو درآنحال کہ متفرق ہین آگے مطر کے اور قرارت باے موحدہ کی بنا پر یہ معنی ہین درآنحال کہ وہ خوشخبری دینے والی ہین مبشرات تین ہوائین ہین صبا و جنوب و شمال بخلاف دبور کے کہ وہ ریح عذاب ہے جس سے قوم عاد ہلاک کی گئی مصباح مین کہا ہے کہ ہوائین چار ہین ایک تو شمال ہے یہ ناحیہ شام سے آتی ہے دوسری جنوب یہ اوسکے مقابل ہے یہ ریح یمانی ہے تیسری صبا یہ مطلع شمس سے آتی ہے اسکو قبول بھی کہتے ہین چوتھی دبور ہے یہ ناحیۂ مغرب سے آتی ہے کلمہ ریح کا مونث ہے علی الاکثر ہی الریح بولتے ہین کبھی مذکر آتی ہے بنا بر معنی ہوا ربس ہوالریح وہب الریح کہتے ہین اس قول کو ابو زید نے نقل کیا ہے ابن انباری نے کہا کہ ریح مونث ہے اسمین کوئی علامت نہین ہے اسی طرح ہوا کے سارے نام مونث ہین مگر اعصار کیونکہ یہ مذکر ہے علامۂ نسفی نے بین یدی رحمتہ کے تفسیر مین کہا ہے قدام المطر کالنہ ریح ثم سحاب ثم مطر وھذہ استعارۃ ملیحۃ انتہی اس آیت کریمہ کی تفسیر سورۂ اعراف مین پوری طور پر گزر چکی ہے وانزلنا من السماء ماءً طھورا یعنی اوتارا ہے ایسا پانی جس سے طہارت کیجاتی ہے جسطرح کہ وضو اوس پانی کو کہتے ہین جس سے وضو کیا جاتا ہے ازہری نے کہا ہے کہ طہور لغت مین طاہر مطہر کو کہتے ہین یعنی وہ شے ہے جو کہ خود پاک ہو اور دوسری شے کو پاک کردے کہا کہ فعول کا وزن کلام عرب مین کئی معنون کے واسطے آتا ہے اونمین سے ایک یہ ہے کہ فعول اوس شے کے لئے آتا ہے جس سے فعل کیا جاتا ہے

ف یعنی یا بلا قرآن فرقہ مین ہے اعصار قیہ تذکیر فی بیان المونث والتذکیر مین اسکا بیان مفصل ہے ۱۲ منہ

جسطرح کہ طہور وہ شے ہے جس سے طہارت کیجاتی ہے اور وضوء وہ پانی ہے جس سے وضو کیا جاتا ہے ابن انباری نے کہا طہور بفتح طا اسم ہے اسی طرح وضوء وہ وقود ہے اور بضمہ طا مصدر ہے لغت مین جو بات معروف ہے وہ یہی ہے جمہور اس طرف گئے ہین کہ طہور طاہر مطہر کو بولتے ہین اسکی تائید یہ بات کرتی ہے کہ طہور بناء سے مبالغہ ہے اور اسکی دلیل یہ حدیث شریف ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا حق مین دریا کے کہ ھو الطھور ماءہ الحل میتتہ اخرجہ ابوداؤد والترمذی والنسائی یعنی دریا کا پانی طاہر مطہر ہے اور اوسکا مردہ حلال ہے یعنی مچھلی حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ طہور طاہر کو کہتے ہین اسکے واسطے اس آیت سے استدلال فرمایا ہے وسقاھم ربھم شرابا طھورا یہان طہور کے معنی طاہر کے ہین اسی باب سے یہ قول ہے شاعر کا ؎

خلیلیّ ھل فی نظرۃ بعد توبۃ	اداوی بھا قلبی علی فجور
الی رجح الاکفال غیدٍ من الظبا	عذاب الثنایا ریقھن طھور

اس شعر مین معشوق کے متوک کا وصف طہور کے ساتھہ کیا ہے حالانکہ وہ طاہر ہے مطہر نہین ہے ثعلب نے قول اول کو ترجیح دی ہے اور وہی راجح ہے اس لیے کہ ازہری نے اوسکو اہل لغت سے حکایت کیا ہے چنانچہ اول گزر چکا ہے رہی یہ بات کہ شاعر نے جو ریق کا وصف طہور سے کیا ہے سو یہ بطور مبالغہ ہے بہرحال شرع اس بات پر وارد ہوئی ہے کہ پانی فی نفسہ پاک ہے اور اپنے غیر کا پاک کرنے والا ہے فرمایا اللہ پاک نے وینزل علیکم من السماء ماء لیطھرکم بہ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے پیدا کیا گیا ہے پانی طہور مگر بئر بضاعہ کی حدیث شریف ذکر کی ہے بعد اوسکے کہا ہے کہ اوسکی اسناد مین کلام طویل ہے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے تلخیص مین پوری طور پر اوسکو ذکر کیا ہے علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے شرح منتقی مین اونکی پیروی کی ہے نکتہ اللہ پاک نے جو پانی کا وصف ساتھہ طہور کے فرمایا ہے سو اسمین دو فائدے ہین ایک یہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے نعمت پر یعنی پانی کا خود پاک ہونا ایک نعمت ہے اور دوسری شے کو پاک کردینا ایک دوسری نعمت ہے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ تمام کرنا منت کا ہے ساتھہ اوس شے کے جو بعد مین مذکور ہے کیونکہ آب پاک اور پاک کرنے والا زیادہ تر چنا پچتا اور زیادہ تر نافع ہوتا ہے

۱۵ اوپر پانی اور مکو اوتر برسنے سے خراب ہونا دور ہو گئی ۱۲ ۵۲ اور اوتار تم آسمان سے پانی کا اوس سے تمکو پاک کرے ۱۲

اوس پانی سے جسمین کوئی ایسی شے ملی جلی ہو جو اوسکی طہوریت کو زائل کردے اور اسمین آگاہی بخشتا ہے
اسبات پر کہ لوگون کی ظواہر جبکہ اس قسم سے ہین کہ اونکا پاک کرنا چاہیئے تو اونکی بواطن زیادہ تر لایق
ہین اسکے کہ اونکو پاک صاف کرین ستہرا بنائین غرضکہ پہر اللہ پاک نے پانی نازل کرنے کی علت ذکر فرمائی
لنحیی بہ بلدۃ میتا یعنی ہمنے آسمان سے پاک پانی نازل کیا اسواسطے کہ زندہ کرین اوس پانی سے
جو کہ آسمان سے اوتارا گیا ہے مردہ بستی کو بلدہ کا وصف میت سے کیا حالانکہ میت صفت مذکر کی
ہے اور بلدہ مونث ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ بلدہ بمعنی بلد ہے اور بلد مذکر ہے زجاج نے کہا کہ مراد
بلد سے مکان ہے یا یہ وجہ ہے کہ میت مین مذکر و مونث برابر ہین مراد زندہ کرنے سے اسبگدہ نکالنا رویدگی
کا ہے اوس جگہ سے جسمین نبات نہین ہے ونسقیہ مما خلقنا انعاما وانا سی کثیرا ضمیر منصوب
راجع ہے طرف مار کے یعنی اور پلاوین ہم اوس پانی کو ہماری بنائی خلق سے بہت چوپایون اور آدمیون
کو ابو عمرو و عاصم نے ایک روایت مین اور ابو حیان و ابن ابی عبلہ نے نسقیہ بفتح نون پڑہا ہے باقی قرار
کی قرارت بضم نون ہے کلمہ من مامین ابتدائیہ ہے اور نسقیہ سے متعلق ہے یہ بھی جایز ہے کہ محذوف
سے متعلق ہو اس بنا پر کہ حال ثہیرے انعام سے مراد بہایم ہین یعنی اونٹ گاؤ بکریان اول اسپر کلام گزر چکا
ہے خاصکر انعام کا ذکر اس لئے کیا کہ وہ ہمارے ذخیرے ہین اور اکثر بلد کی معاش کا اون پر مدار ہے اور
اسی لئے اونکے پانی پلانے کو مقدم کیا ہے آدمیون کے پلانے پر جسطرح کہ زمین کے زندہ کرنے کو اونپر
مقدم کیا ہے اسواسطے کہ زمین سبب ہے انعام کے حیات و تعیش کا پس جو شے آدمیون کے حیات
و معاش کا سبب ہے اوسکو مقدم کیا ہے اناسی جمع ہے انسان کی سیبویہ اسی طرف گئے ہین اور یہی
قول راجح ہے فراء و مبرد و زجاج نے کہا ہے کہ جمع ہے انسی کی یعنی بیاسے نسبت کے آہین یہ بات ہے
کہ جس اسم مین یا سے نسبت ہوتی ہے اوسکی جمع فعالی کے وزن پر نہین آتی ہے فراء کا دوسرا قول
یہ ہے کہ جمع ہے انسان کی پہلے قول کی بنا پر اصل اناسین ہے جیسے سرحان و سراحین و بستان و بساتین
پس حرف یا کو نون سے عوض ٹہیرایا ولقد صرفناہ بینہم لیذکروا جمہور اس طرف گئے ہین کہ
ضمیر صرفناہ کی راجع ہے طرف دلائل مذکورہ کے یعنی مکرر کیا ہمنے احوال اطلال کو اور ذکر پیدا کرنے
بادل کو اور باران کے نازل کرنے کو قرآن پاک مین اور باقی کتب آسمانی مین تاکہ وہ غور و فکر کرین اور
عبرت پکڑین کسی نے کہا کہ سب اشیاء مذکورہ مین جو شے قریب تر ہے اوسکی طرف راجع ہے اور وہ

مطر ہے یعنی تصریف کی ہمنے مطر کی درمیان اون کے مختلف شہرون مین اور متغایر وقتون مین اور متفاوت صفتون پر مثلاً بعض شہرون مین زیادہ برستا ہے بعض مین کم اور کسی شہر مین کسیوقت پر برستا ہے اور کسی مین اور وقت بارش ہوتی ہے اور کبھی وابل ہوتا ہے کبھی طش کبھی طل کبھی جود کبھی رذاذ کبھی دیمہ وابل وہ ہے جسکی بڑی بڑی بوندیان ہوتی ہین طش باران ریزہ ریزہ کو کہتے ہین طل بھی باران ریزہ کو بولتے ہین جود باران نیک وخوب ہے اور بہت سا آنا باران کا بھی ہے رذاذ باران نرم ریزہ کو کہتے ہین یعنی پھوار دیمہ باران پیوستہ بے برق ورعد کو بولتے ہین یعنی جھڑی جو کئی دن برابر برستا رہتا ہے غرضکہ جسجگہہ جسوقت جس قسم کی بارش مناسب ہوتی ہے اوسی کے موافق اپنی حکمت وفضل ورحمت وکرم سے پانی برساتا ہے کسیننے کہا کہ ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے اس سے پہلے تین جگہہ قرآن کا ذکر گزر چکا ہے ایک تو اول سورت مین تبارک الذی نزل الفرقان دوسری ولقد اضللنی عن الذکر بعد اذ جاءنی تیسری اتخذوا ھذا القرآن مہجورا معنی یہ ہین البتہ مقرر کر کیا ہمنے اس قرآن کو ساتھہ اوتارنے اوسکی آیتون کے درمیان لوگون کے تاکہ اوس سے نصیحت پزیر ہون اور جو کچھہ اوسمین مذکور ہے اوس سے عبرت لین کسی نے کہا کہ یہ کی طرف راجع ہے اس بنا پر کہ یہ معنی ہوا رہے اس بنا پر کہ ضمیر مطر کی طرف راجع ہو اسکے معنی مین اختلاف کیا ہے سو ایک معنی تو وہ ہین جسکا ذکر ہو چکا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تصریف مطر سے مراد طرح طرح کا نفع لینا ہے اوس سے مینے مین یا سے نہین کہیتون مین طہارتون مین عکرمہ نے صرفناہ تخفیف پڑہا ہے باقی قرار نے بہ تشدید اور حمزہ وکسائی نے لیذکروا بتخفیف ذال پڑہا ہے ذکر سے اور باقی قرار کی قرات بتشدید ذال ہے تذکر سے فابی اکثر الناس الا کفورا کفر سے مراد اسجگہہ کفران وجحود نعمت ہے یعنی اوسکی ناشکری کرنا اور اوسکی کم پروا کرنا عکرمہ نے کہا کہ مراد کفر سے اونکا قول ہے حق مین انوار کے مطرنا بنوء کذا انخس نے کہا ہم نہین جانتے ہین درمیان اہل تفسیر کے کوئی اختلاف اسبات مین کہ کفر اسجگہہ اونکا قول ہے مطرنا بنوء کذا مختار مین کہا ہے کہ نوء کہتے ہین ستارے کے گرنے کو منازل سے مغرب مین اور طلوع اوسکی رقیب کا مشرق سے اوسی گھڑی مین ہر تیرہ دن مین سوائے جبہہ کے اس لیے کہ اوسکے چودہ دن ہین عرب لوگ امطار وریاح وحر وبرد کی نسبت کیا کرتے تھے طرف ساقط ہونے والے تارے کے اونمین سے کسی نے کہا کہ طالع کی طرف کیونکہ وہ اوسکے سلطان مین ہے

جمع نور کی انوار ہے کذا فی فتح البیان مع التوضیح الکافی ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا ۵۱ فلا
تطع الکفرین وجاھدھم بہ جھادا کبیرا ۵۲ وھو الذی مرج البحرین ھذا عذب
فرات وھذا ملح اجاج ۵۳ وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا ۵۴ وھو الذی خلق من الماء
بشرا فجعلہ نسبا وصھرا ۵۵ وکان ربک قدیرا ۵۶ اور اگر ہم چاہتے اوٹھاتے ہر بستی
مین کوئی ڈرانیوالا سو تو کہانہ مان منکرون کا اور مقابلہ کرا ونکا اوس سے بڑے زور سے اور وہی
ہے جسنے ملے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا اور یہ کھاری ہے کڑوا اور رکھا
اون دونون کے بیچ پردہ اور اوٹ روکی ہوئی اور وہی ہے جسنے بنایا پانی سے آدمی پھر ٹھیرایا
اوسکا بیٹا اور سسرال اور ہے تیرا رب سب کرسکتا ف یعنی نبی کا آنا تعجب نہین اللہ چاہے
تو نبیون کی بہتایت کردے ہر بستی مین ایک نبی سو تو شبہہ نکر کافرون کے انکار سے ف اپنی
اولاد کا جد ہے اور جہان اونکا بیاہ ہوا اونکی سسرال ہے اور رب سب کرسکتا ہے یعنی ہمارے
پہ جلا دے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے اگر ہم چاہتے تو
البتہ بھیجتے ہر بستی مین ایک ڈرانے والا کہ وہ اونکو اللہ عزوجل کی طرف بلاتا لیکن اے محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہمنے تجھکو خاص کیا ہے ساتھ بعثت کے طرف ساری زمین والون کے اور ہمنے تجھکو مرکب
اسبات کا کہ تو پہونچا دے اونکو یہ قرآن کما قال تعالی لانذرکم بہ ومن بلغ ۵۷ ومن یکفر بہ
من الاحزاب فالنار موعدہ ۵۸ وقال تعالی لتنذر ام القری ومن حولھا ۵۹ وقال تعالی قل
یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا صحیحین مین ہے کہ مین بھیجا گیا ہون طرف اسود واحمر کے
یہ بھی صحیحین مین ہے کہ نبی بھیجا جاتا تھا طرف اپنی قوم کے خاصۃ اور مین بھیجا گیا ہون طرف لوگون کے
عامۃ اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ یعنی ساتھ
قرآن کے قالہ ابن عباس جھادا کبیرا کما قال اللہ تعالی ۶۰ یا ایھا النبی جاھد الکفار و
المنافقین الایہ قولہ تعالی وھو الذی مرج البحرین الایہ یعنی اللہ پاک نے دو پانی پیدا کئے میٹھا
اور کھاری پس میٹھا جیسے نہرین نیلان چشمے کنوین یہ وہی دریاے حلو عذب فرات زلال یعنی
آب شیرین صاف پیاس بجھانے والا ہے قالہ ابن جریج یعنی یہ قول ابن جریج کا ہے اور اسی کو ابن جریر
نے اختیار کیا ہے اس معنی مین کسی طرح کا شک نہین ہے کیونکہ وجود مین کوئی بحر ساکن نہین ہے

۵۱ کہ تمکو اس سے
زور آور کردون اور جسکو یہ
پہونچے ۱۲ ۵۲ اور جو کوئی
منکر ہو اس سے سب
فرقون مین سے آگے بڑھ
اوسکا ۱۲ ۵۳ کہ پانی مین سے
بڑے کانون اور اوس کے
آس پاس والون کو ۱۲
۵۴ تو کہدے لوگو
رسول ہون اللہ کا تم سب
کی طرف ۱۲ ۵۵ اسکی
لڑکی کافرون سے اور
منافقون سے اور تبلیغ
کرون پر ۱۲

اور وہ عذب فرات ہوا اور اللہ پاک نے جو خبر دی ہے سو واقع کی خبر دی ہے تاکہ جو نعمتین اللہ
نے اپنے بندون کو عطا کی ہین اونپر اونکو آگاہ کرے کہ وہ اوسکا شکر ادا کرین پس دریاے شیرین
وہ بھی دریاے جاری ہے درمیان لوگون کے اللہ پاک نے اوسکو اپنی خلق کے درمیان متفرق
کردیا ہے بسبب اون کے حاجتمند ہونے کے طرف اوسکے نہرین ندیان چشمے کرکے ہر زمین مین
موافق اونکی حاجت وکفایت کے خود اون کے واسطے اور اون کی زمینون کے قولہ تعالیٰ
وھذا ملح اُجاج یعنی یہ دریا کھاری کڑوا اُوس کہ کوئی اوسکو پی نہین سکتا یہ دریا ایسے ہین جیسے
مشہور ومعروف ہین مشارق ومغارب مین بحر محیط اور جو کھاڑیان اوس سے متصل ہین اور بحر قلزم
وبحر یمن وبحر فارس وبحر بصرہ وبحر چین وبحر ہند وبحر روم وبحر خزر اور جو دریاے ساکن غیر جاری انسے
مشاکل ومشابہ ہین لیکن یہ دریا موج مارتے ہین مضطرب ہوتے ہین زمانۂ سردی وشدت
ریاح مین تلاطم کرتے ہین اون مین سے وہ دریا ہے جسمین مد وجزر ہوتا ہے پس ہر ماہ کے اول
مین اوس سے مدوفیض حاصل ہوتا ہے پھر جب مہینا نقصان مین شروع کرتا ہے تو وہ دریا جزر
کرتے ہین یعنی سمٹ جاتے ہین یہانتک کہ اپنی پہلی غایت کی طرف لوٹ جاتے ہین پھر جب
دوسری ماہ کا چاند نکلتا ہے تو مین شروع کرتے ہین چودھوین رات تک پھر نقصان مین
شروع کرتے ہین پس اللہ پاک نے اسکی عادت جاری کررکھی ہے اور وہ پوری قدرت والا ہے
جو چاہتا ہے کرتا ہے اللہ پاک نے ان سارے ساکن دریاؤن کو کھارا پیدا کیا ہے تاکہ اونکے
سبب سے ہوا بدبودار نہو جاے کہ عالم وجود اوس سے فاسد ہو اور تاکہ زمین مین جو حیوان مرتے
ہین اونکے سبب سے گندہ نہو جاے اور جبکہ اونکا پانی کھاری ہوا تو اونکی ہوا صحیح ہوئی اور اونکا
میتہ طیب ہوا اور اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اور آپسے کسی نے
آب دریا کا پوچھا تھا کیا ہم اوس سے وضو کرین تو آپ نے ارشاد فرمایا ھو الطھور ماؤہ
الحل میتتہ یعنی اوسکا پانی پاک ہی اور اوسکا میتہ حلال ہے رواہ الائمۃ مالک والشافعی
واحمد واھل السنن باسناد جید قولہ تعالیٰ وجعل بینھما برزخا وحجرا محجورا یعنی
کردیا درمیان شیرین اور کھاری کے ایک حاجز اس سے مراد زمین کا بیس ہے اور حجرا محجورا
یعنی ایک مانع اس سے کہ پہونچی ایک اونکا طرف دوسرے کے قولہ تعالیٰ مرج البحرین

۱۵ بقیہ دریا ۲۴

یلتقیان بینہما برزخ لا یبغیان فبای الاء ربکما تکذبان وقولہ تعالیٰ امن جعل الارض ۵۲
قرارا وجعل خلالہا انہارا وجعل لہا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا الٰہ
مع اللہ بل اکثرہم لا یعلمون قولہ تعالیٰ وہو الذی خلق من الماء بشرا الآیۃ یعنی اللہ
پاک نے انسان کو ایک نطفۂ ضعیف سے پیدا کیا پھر اوسکو ٹھیک کیا اور برابر کیا اور اوسکا مثل
بنایا نر یا مادہ جیسا چاہتا ہے پھر اوسکا نسب وصہر پس وہ اپنے ابتدا سے حال میں ایک ولد
النسب ہے مطلب یہ ہے کہ آدمی پہلے پہل تو ایک بوند تہا پانی کی پھر ماں کے پیٹ میں اوسکے
اعضا بصورت وشکل بنی پھر پیدا ہوتے ہی ناتیوالا ہوا کہ ماں باپ سے اوسکا ناتا لگا کسیکا بیٹا پوتا کہلانے لگا پھر
بیاہ کرتا ہے تو دامادی کی قرابت والا ہو جاتا ہے بیاہ کے تعلق سے اسکے ساتھہ کئی رشتہ ۵۳
لگجاتے ہین کسی کا یہ داماد ہوتا ہے کوئی اسکا سسر ہوتا ہے کوئی سالا پھر اسکے واسطے اصہار
واختان وقرابات ہو جاتی ہین اور اس سب کا ظہور ایک ذلیل وحقیر پانی سے ہوا ہے اسی لئے
اللہ پاک نے فرمایا وکان ربک قدیرا یعنی تیرا رب بڑی قدرت والا ہے کہ اوسنے اپنی قدرت
تامہ وحکمت بالغہ سے ایک بوند پانی بے حقیقت کا کیا کچھہ کارخانہ کردیا اور کسقدر تعلقات اوس سے لگا دیئے
ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے اگر ہم چاہتے تو البتہ بھیجتے تیرے وقت مین ہر بستی
مین ایک رسول کہ ڈراوے اونکو تا کہ رسل مبعوثین تیرے معاون ومددگار ہو جاتے تو نبوت کے
وجہ تجہیر ہلکے ہو جاتے جسطرح کہ بارش کو درمیان اونکے ہمنے بانٹا ہے لیکن ہمنے یہ نکیا بلکہ
ایک نذیر ٹھیرایا اور وہ تو ہے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امر نبوت کا قصر تجہیر کیا واسطے تیرے
اجلال کے اور واسطے تعظیم تیری شان کے اور واسطے فضیلت دینے تیری کے سارے رسولون
پر اور اس لئے کہ تیرا اجر بڑا ہو پس تو مقابلہ کر اسکا ساتھہ شکر نعمت کے اور ساتھہ ثابت رہنے اور سعی
وکوشش کرنے کے دعوت مین اور حق کے ظاہر کرنے مین سو کافر لوگ جو تجھکو اپنے معبودونکی
اتباع کیطرف بلاتے ہین تو تو اوسمین اونکا مطیع مت ہو بلکہ دعوت مین کوشش کر اور اوسمین ثابت
رہ اور مت گبھرا وجاہدہم بہ جہادا کبیرا مین ضمیر راجع ہے طرف قرآن شریف کے یعنی اور
مقابلہ کر اون سے ساتھہ قرآن کے اور جو قوارع وزواجر واوامر ونواہی اوسمین ہین اونکو اونپر پڑھکر سنا
کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف اللہ پاک کے یا طرف اسلام کے یا طرف سیف کے لیکن قول اول اولیٰ

۵۲ ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ ایک پردہ زمانہ کی تہ مین ہے کہ اوسکے تہ کیا کیا تغیرات ہین اور اوسکے ہاتھہ سے کیا کیا انقلاب ہوئے ہین اور ہوتے رہینگے اور اوسکی تہ مین کیا کیا ہے اور کیا کیا ہوگا اور ہوتا رہیگا اور اوسکی تہ مین کیا کیا ہے اور کیا کیا ہوگا اور ہوتا رہیگا اور اوسکی تہ مین کیا کیا ہے اور کیا کیا ہوگا اور ہوتا رہیگا

۵۳ اصہار

ہی یہ سورت مکی ہے اور قتال کا حکم جو ہوا ہے سو بعد ہجرت کے ہوا ہے کسینی کہا کہ ضمیر راجع ہی طرف ترک
طاعت کے جو کہ فلا تطع الکافرین سے سمجھا جاتا ہے کسی نے کہا کہ جس شے پر ولو شئنا لبعثنا فی
کل قریۃ نذیرا دلالت ہی اسکی طرف ضمیر پھرتی ہے کیونکہ اللہ پاک اگر ہر بستی مین ایک نذیر بھیجتا تو ہر نذیر پر نہ ہوتا
مگر مجاہد اس بستی کا جسکی طرف وہ بھیجا گیا اور جبکہ ساری بستیونکے واسطے ایک نذیر پر قصر کیا گیا اور وہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین تو ضرور ہوا کہ آپ پر کل مجاہدات جمع ہون پس آپ کا جہاد کبیر و
عظیم ہوا ہر مجاہدی کا جامع ہو گیا پس گویا آپسے یون فرمایا کہ جہاد کراون سے بسبب ہونے تیرے
کے نذیر ساری بستیون کا جہاد کرنے کر ایسا جہاد کہ جامع ہو ہر مجاہدے کا جو بعد کہ ان دونون وجہون
مین ہے وہ مخفی نہین ہے جہاد کبیر سے مراد جہاد شدید ہے کہ جسکا وقوع اللہ پاک کے نزدیک
موقع عظیم مین ہوا اس سبب سے کہ اوسمین مشقتین اوٹھائی جاتی ہین کیونکہ احمقون بے وقوفون سے
دلائل براہین کے ساتھہ لڑنا بزرگتر ہے دشمنون کے لڑنے سے ساتھہ تلوارون کے مراد اس سے
اپکا آمادہ و برانگیختہ کرنا ہے اور مبنین کا اور اونکو حرکت دینا ہے پھر اللہ پاک نے چوتھی دلیل ذکر فرمائی
توحید پر پس ارشاد کیا وھو الذی مرج البحرین ای ارسلھما متجاورین او خلاھما متلاصقین
بحیث لا یتمازجان یعنی وہی ہے جسنے چھوڑ رکھا ہے دو دریاؤن کو درانحال کہ ایک دوسرے
سے مجاور ہے یا رہا کیا ہے اونکو درانحال کہ ایک دوسرے سے ملا ہوا ہے اس طور پر کہ ایک دوسرے
مین ملتا نہین ہے ماخوذ ہے مرج معنی غلی خلط وارسل سے محاورہ مین بولتے ہین مرجت الدابۃ
وامرجتھا جبکہ تو جانور کو چراگاہ مین چھوڑے اور اوسکو تو رہا کر دے کہ یہان چاہے چلا جائے
مجاہد نے کہا مرج البحرین کے معنی ہین ارسلھما وافاض احدھما الی الاخر یعنی چھوڑ دیا اونکو اور
پھینچا دیا ایک کو طرف دوسرے کے ابن عرفہ نے کہا کہ خلط کر دیا اونکو تو وہ دونون ملتے ہین محاورہ
عرب مین جبکہ تو کسی شے کو کسی شے مین خلط کر دے تو بولیگا کہ مرجۃ امر خلطتہ وامر جب
مختلط و مضطرب ہو جاتا ہے تو کہتے ہین مرج الدین والامر اسی معنی سے یہ آیت کریمہ ہے
فی امر مریج ازہری نے کہا مرج البحرین خلے بینھما لا یلتبس احدھما بالاخر یعنی تخلیہ
کر دیا درمیان دو دریاؤن کے کہ ایک دوسرے سے ملتبس نہین ہوتا ہے یقال مرجت الدابۃ
اذا خلیتھا ترعے ثعلب نے کہا مرج اجرا رہے معنی یہ ہین کہ جاری کر دیا اونکو اخفش نے

لہ او بھی بات
یعنی ۱۲

کہا ایک قوم کہتی ہے کہ امرج البحرین مثل مرج کے ہے فعل و افعل کے ایک معنی ہین عذب
فرات وہ پانی ہے کہ بلیغ العذوبت ہو مائل طرف حلاوت کے اور جملہ مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر
کا گویا کسی نے کہا کہ اونکو کیسا ملایا تو یہ اوسکے جواب مین کہا گیا کہ ہذا عذب فرات الخ یا محل نصب
مین ہے بنا بر حال بتقدیر قول یعنی در انحال کہ اون کے حق مین یہ کہا گیا ہے کہ ہذا عذب الخ
کسی نے کہا کہ آب شیرین کو فرات اس لئے کہتے ہین کہ انہ یفرت العطش فرت کہتے ہین قطع
وشق و کسر کو چونکہ وہ پیاس کو بجھا دیتا ہے قطع کرتا ہے اسواسطے اوسکو فرات بولتے ہین فرات
کی جمع نہین کیجاتی ہے مگر نادراً افرتان بروزن غربان پر قولہ تعالیٰ وھذا ملح اجاج اسکے
معنی ہین بلیغ الملوحۃ یعنی غایت درجہ کا کھاری کسی نے کہا کہ البلیغ فی الحرارۃ یعنی نہایت درجے
کا حرارت مین کسی نے کہا غایت درجے کا تلخی مین طلحہ نے ملح بفتح میم و کسر لام پڑہا ہے حضرت
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے خلع احدھما علی الاخر یعنی اوڑہا دیا ہے ایک کو دوسرے
پر سو نہ شیرین فاسد کرتا ہے کہاری کو اور نہ کہاری شیرین کو یہ قول بمنجملہ خوبترین مقابلہ ہے اس جہت
سے کہ یون فرمایا ہے عذب فرات و ملح اُجاج برزخ وہ حاجز و حائل ہے جسکو اللہ پاک نے
اپنی قدرت سے درمیان اون کے کر دیا ہے کہ وہ اون کے درمیان فصل و جدائی کرتا ہے اور
باہم ملنے سے اونکو روکتا ہے اور وہ محسوس نہین ہوتا ہے حجرا محجورا کے معنی ہین ستراً مستورا یعنی ایک
ایسا خفی پردہ ہے کہ ایک کو دوسرے کے ساتھہ ملنے سے روکتا ہے پس ایک دوسرے پر
زیادتی نہین کرتا ہے اور نہ کہاری شیرین کو فاسد کرتا ہے اور نہ شیرین کہاری کو پس برزخ حاجز ہوا
اور حجرا بالغ کسی نے کہا اسکے وہی معنی ہین جو اول گزر چکے ہین کہ ایک کلمہ ہے کہ پناہ مانگنے والا اوسکو
کہا کرتا ہے گویا ہر دریا دوسرے سے پناہ مانگتا ہے اور اوس سے یہ بات کہتا ہے کہ حجرا محجورا یہ استعارہ
تمثیلیہ ہے کسی نے کہا حداً محدوداً مثلاً دجلہ کہاری دریا مین داخل ہوتا ہے پہر اوسے پہاڑتا ہے
پہر اوسکے درمیان مین بہتا ہے فرسخون تک حالانکہ اوسکا مزہ بدلتا نہین ہے کسی نے کہا حرام
محرم ہے یہ بات کہ یہ کہاری میٹھے سے میٹھا یا یہ میٹھا کہاری سے کہارا ہو جاے حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے امر و قضا سے ایک کو دوسرے سے روکدیا ہے
کسی نے کہا کہ مراد بحر عذب سے بڑی بڑی نہرین ہین جیسے نیل و فرات و جیحون اور بحر اجاج سے مراد

بحار مشہورہ ہین اور برزخ درمیان اون کے حائل ہے زمین سے غرضکہ اللہ پاک نے انسان کو پانی سے پیدا کیا ہے سو اوسکے احوال مین سے ایک یہ حالت بیان فرمائی وھو الذی خلق من الماء بشرا مراد ماء سے اسجگہہ آب نطفہ ہے یعنی وہی ہے جسنے آب نطفہ سے انسان کو پیدا کیا کسینے کہا مراد ماء مطلق ہے کہ جو مراد ہے اس کریمہ مین وجعلنا من الماء کل شیء حی کسی نے کہا وہ پانی ہے جس سے آدم علیہ السلام کی طینت خمیر کی گئی اور اوسکو ایک جزء ٹھیرایا مادۂ بشر کا تاکہ وہ مجتمع ومتسلسل ہو اور مستعد ہو واسطے قبول اشکال وہیئات کے بسہولت قالہ ابو السعود فجعلہ نسبا وصہرا یعنی پھر کر دیا اوسکو صاحب نسب وصہر مراد نسب سے وہ ہے جسکا نکاح حلال نہین ہے اور صہر وہ ہے جسکا نکاح حلال ہے یہ قول فراء وزجاج کا ہے اشتقاق صہر کا اس محاورے سے ہے کہ جب تو کسی شے کو خلط کرے تو یون کہے گا صھرت الشیء مناکح کا نام صہر اس لئے رکھا ہے کہ لوگ اوس سے مختلط ہوتے ہین کسی نے کہا صہر قرابت نکاح کی ہے پس زوجہ کی قرابت تو اختتان ہین اور قرابت زوج کی احماء ہین اور اصہار دونون کو عام ہے قالہ الاصمعی قاموس مین کہا ہے الصھر بالکسر القرابۃ والختن وجمعہ اصھار مصباح مین ہے خلیل نے کہا صہر عورت کے گھر والے ہین کہا اور بعض عرب احماء واختان دونون کو اصہار ٹھیراتے ہین ازہری نے کہا ہے صہر مشتمل ہے عورتون کے قرابات ذوی المحارم وذوات المحارم کو جیسے مان باپ اور بہائی اور بہائیون کی اولاد اور چچا اور مامون اور خالائین سو یہ لوگ اصہار ہین زوج عورت کے اور جو لوگ زوج کی طرف سے اوسکے ذوی قرابت محارم سے ہین سو وہ بھی عورت کے اصہار ہین ابن سکیت نے کہا ہے ہر وہ شخص کہ زوج کی طرف سے ہے اوسکا باپ یا بہائی یا چچا سو یہ لوگ احماء ہین اور جو عورت کی طرف سے ہین تو وہ اختان ہین اور اصہار دونون صنف کے جامع ہین صاھرت لھم والیھم وفیھم صھرت لھم صھرا انتہی قرطبی مین ہے کہ نسب وصہر دو معنی مین عام ہین ہر قربی کو جو ہوتی ہے درمیان دو آدمیون کے واحدی نے کہا مفسرین نے کہا ہے کہ نسب سات قسم کی قرابت ہے اسکی جامع یہ کریمہ ہے حرمت علیکم امھاتکم الی قولہ امھات نسائکم اور یہان سے وان تجمعوا بین الاختین تک تحریم بصہر ہے صہر وہ خلطت ہے جو شابہ قرابت ہے اور وہ نسب محرم ہے

۱۷ اور بتانی ہے ہم نے پانی سے جس چیز کو جی ہے ۱۲

واسطے نکاح کے اللہ پاک نے سات قسمین تو نسب سے حرام کی ہین اور سات جہت صہر سے
یعنی سبب سے آیت مذکورہ اونمین سے چھہ پر مشتمل ہے اور ساتوین قسم یہ ہے جو اس کریمہ مین مذکور
ہے ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم من النساء ابن عطیہ و زجاج وغیرہما نے رضاع کو بمنزلہ نسب نظیر لایا ہے
قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یحرم من الرضاع ما یحرم من النسب اوسکا موید ہے اللہ پاک نے
دو قسم پر بشر کی تقسیم فرمائی ایک تو ذوی نسب یعنی مرد لوگ جنکی طرف وہ منسوب ہوتا ہے پس
یون بولتے ہین فلان بن فلان اور فلانۃ بنت فلان دوسری قسم ذوات صہر ہین یعنی وہ عورتین جنسے
مصاہرت کرتا ہے کقولہ تعالیٰ فجعل منہ الزوجین الذکر والانثی عبید بن حمید نے
عبد اللہ بن مغیرہ سے روایت کیا ہے کہا کسی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نسب و صہر کا پوچھا
تو فرمایا مین نہین گمان کرتا ہون تمکو مگر حال یہ ہے کہ تم نسب کو پہچان گئے رہا صہر سو اخشان و صحاح
ہین فتح القدیر و فتح البیان مین اسی طرح صحابہ سے مگر یہ لفظ اصہار معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم
وکان ربک قدیرا کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک بلیغ القدرت عظیم القدرت ہے بمجملہ اوسکے قدرت
باہرہ کے یہ ہے کہ اوس نے ایک بوند سے انسان بنایا اور قسمین مذکورین پر اوسکی تقسیم فرمائی پھر جب
اللہ پاک دلائل توحید ذکر کر چکا تو قبایح کفار اور اونکے فضایح سیرت کی طرف عود کیا پس ارشاد فرمایا

ویعبدون من دون اللہ ما لا ینفعہم ولا یضرہم وکان الکافر علی ربہ ظہیرا ○
وما ارسلناک الا مبشرا ونذیرا ○ قل ما اسئلکم علیہ من اجر الا من شاء ان یتخذ
الی ربہ سبیلا ○ وتوکل علی الحی الذی لا یموت وسبح بحمدہ وکفی بذنوب عبادہ خبیرا
○ الذی خلق السموت والارض وما بینہما فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش الرحمن
فسئل بہ خبیرا ○ واذا قیل لہم اسجدوا للرحمن قالوا وما الرحمن انسجد لما تامرنا وزادہم نفورا ○
اور پوجتے ہین اللہ کو چھوڑ کر وہ چیز کہ نہ بھلا کرے انکا نہ برا اور ہے کافر اپنے رب کی طرف سے
پیٹھہ دے رہا اور تجھکو ہمنے بھیجا بھی خوشی اور ڈر سنانے کو تو کہدے مین نہین مانگتا تمسے اسپر کچھہ مزدوری
مگر جو کوئی چاہے کہ لے رکھے اپنے رب کی طرف راہ اور بھروسا کر اوس جیتے پر جو نہین مرتا اور یاد کر
اوسکی خوبیان اور وہ بس ہے اپنے بندون کے گناہون سے خبردار جسنے بنائے آسمان اور
زمین اور جو کچھہ اونکے بیچ ہے چھہ دن مین پھر قایم ہوا تخت پر وہ بڑی مہر والا سو پوچھہ اوس سے

۱۹ ع ۵ ۱۶ ۳ السجدۃ

۱۹ اور نکاح مین نہ لاؤ جن عورتون کو نکاح مین لائے تمہارے باپ ۱۲ ۱۹

جو اسکی خبر رکھتا ہو اور جب کہئے اونکو سجدہ کرو رحمن کو کہین رحمن کیا ہے کیا سجدہ کرنے لگین ہم جسکو تو فرماویگا اور بڑہتا ہے اونکو بدکنا ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے مشرکون کی جہل کی اسبات مین کہ وہ اللہ تعالی کے سوا بتون کو پوجتے ہین جو کہ نہ کسی ضرر کے مالک ہین نہ کسی نفع کے بدون کسی دلیل کے کہ اونکو اس طرف کہینچکر لیجاے اور بغیر کسی حجت کے کہ اونکو اس طرف پہنچای بلکہ بمجرد آرا و ہوا اور جیکی خواہش کے سو وہ بتون کو دوست رکھتے ہین اور اونکی راہ مین لڑتے ہین اور اون کے باب مین اللہ و رسول و مومنین سے عداوت کرتے ہین اسی لئے اللہ پاک نے یہ فرمایا وکان الکافر علی ربہ ظہیرا یعنی ہے کافر مدد کرنیوالا راہ مین شیطان کی اللہ کے جتنے پر حالانکہ غالب ہونیوالا اللہ ہی کا جتہا ہے کما قال تعالی واتخذوا من دون اللہ الہۃ لعلہم ینصرون لا یستطیعون نصرہم وہم لہم جند محضرون یعنی اون کے معبود جنہون نے اللہ کے سوا پکڑا ہے وہ اون کے واسطے کسی مدد کے مالک نہین ہین اور یہ جاہل نادان بتون کے واسطے ایک لشکر حاضر ہین کہ اونکی طرف سے لڑتے ہین اور اونکی حوزہی سے دفع کرتے ہین لیکن انجام نیک اور نصرت واسطے اللہ پاک کے ہے اور اوسکے رسول کے اور مومنون کے دنیا و آخرت مین مجاہد نے کہا کہ ظاہر یعنی مدد کرتا ہے شیطان کی اللہ کی معصیت پر اور اوسکی اعانت کرتا ہے سعید بن جبیر نے کہا ہے کافر عون ہے یعنی مددگار واسطے شیطان کے اپنے رب پر ساتھہ عداوت و شرک کے زید بن اسلم نے کہا کہ ظہیرا بمعنی موالیا ہے یعنی موالات و دوستی کرنے والا ہے پہر اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا وما ارسلناک الا مبشرا و نذیرا یعنی نہین بہیجا ہمنے تجھکو مگر خوشی سنانیوالا واسطے مومنون کے اور ڈرانیوالا کافرون کو خوشخبری دینے والا جنت کی اوس شخص کو جسنے اللہ کی اطاعت کی اور ڈرانیوالا آگ کے سخت عذاب کے اوسکو جس نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی قل ما اسالکم علیہ من اجر یعنی تو کہدے کہ مین نہین مانگتا ہون تم سے اس پہنچانے اور اس ڈرانے پر کوئی اجرت و مزدوری کہ اوسکو تمہارے مالون سے طلب کرون مین تو صرف اس کام کو کرتا ہون واسطے طلب کرنے اللہ کی ذات کے اوس شخص کے لئے کہ چاہے تم مین سے ان یستقیم ہو الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا یعنی مگر وہ شخص

ل اور یہ کافر اللہ کے سوا اور بھی کہ شاید اونکو مدد پہنچے نہ سکینگے اونکی مدد کرنی اور یہ اونکی فوج ہو کر آوین گی ۱۲ ۵ سورہ یعنی نازل ہوئی سورۂ ملک یعنی نازل ہوئی بعد سورۂ قوم و شعرا ۱۲

کہ چاہے اسبات کو کہ پکڑے اپنے رب کی طرف راہ سبیلا سے مراد وہ طریق و مسلک و منہج ہے کہ اقتدا کرے اوسمین اوس شے کا جسکو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے ہین پہر اللہ پاک نے فرمایا وتوکل علی الحی الذی لا یموت یعنی تو اپنے سارے کامون مین بہروسا کرنے والا رہ اوس اللہ پر جو زندہ ہے کبھی نہ مریگا اور وہی اول و آخر و ظاہر و باطن ہے اور ہر چیز کی اوسکو خوب خبر ہے اور دایم و باقی و سرمدی و ابدی و حی و قیوم ہے اور رب و ملیک ہے ہر شے کا تو اوسکو اپنا ذخیرہ و ملجا کر وہی ہے کہ اوسپر بہروسا کیا جاتا ہے اور اوسی کی طرف گہبرا کر دوڑتے ہین پس بیشک وہی تیرا کافی و ناصر و معید و مظفر و مددگار ہے کما قال تعالیٰ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے روایت کیا ہے کہ سلمان نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض کو چہاے مدینہ منورہ مین ملے تو سلمان نے آپکو سجدہ کیا تو آپ نے فرمایا مت سجدہ کر مجھکو اسے سلمان اور سجدہ کر اوس زندہ کو جو نہ مرے گا وھذا مرسل حسن قولہ تعالیٰ وسبح بحمدہ اللہ پاک نے اس کریمہ مین اپنی حمد کو تسبیح کے ساتھہ قرین فرمایا ہے یعنی تسبیح کر اوسکی مع اوسکی حمد کے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یون فرمایا کرتے تھے سبحانک اللھم ربنا وبحمدک یعنی خالص کر تو واسطے اللہ کے عبادت و توکل کو کما قال تعالیٰ رب المشرق والمغرب لا الہ الا ھو فاتخذہ وکیلا وقال تعالیٰ فاعبدہ وتوکل علیہ وقال تعالیٰ قل ھو الرحمن امنا بہ وعلیہ توکلنا قولہ تعالیٰ وکفی بہ بذنوب عبادہ خبیرا یعنی اللہ پاک اپنے بندون کے گناہون سے خوب خبردار ہے اوسکا علم تام کافی ہے اوسپر کوئی پوشیدہ شے پوشیدہ نہین ہے نہ اوس سے کوئی ذرہ برابر غائب ہوتا ہے قولہ تعالیٰ الذی خلق السموات والارض الایہ یعنی اللہ پاک وہ زندہ ہے کہ نہ مرے گا اور وہ ہر شے کا خالق و رب و ملیک ہے جس نے اپنی قدرت و سلطان سے ساتون آسمانون کو مع اونکی بلندی و وسعت و فراخی کے پیدا کیا اور ساتون زمینون کو مع اونکی پستی و کثافت کے چہہ دن مین پیدا فرمایا ثم استوی علی العرش اسے یدبر الامر یقضیہ بالحق وھو خیر الفاصلین یعنی اللہ پاک تدبیر کرتا ہے کام کی اور حق حکم کرتا ہے اور وہ بہتر ہے سب فیصلہ کرنے والون کا الرحمن

۵۱ اے رسول پہنچا جو تجھکو اوترا ہے رب تیرے طرف سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے نہ پہنچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچا لیگا لوگون سے ۱۲ ۵۲ اصل کا لفظ بعض فجاج المدینۃ ہے فجاج بالکسر جمع فج کی ہے فج کہتے ہین راہ کشادہ میان دو کوہ کو ۱۲ ۵۳ مالک مشرق اور مغرب کا اوس بن کسی بندگی ہین شریک نہین پہر کیا اوسپر کام سونپتا ہے ۱۲ ۵۴ سو اوسکی بندگی کر اور اوسپر بہروسا کر ۱۲ ۵۵ تو کہہ وہی رحمن ہے ہمنے اوسپر ایمان لایا اور اوسی پر بہروسا کیا ۱۲ ۵۶ یعنی دیدانست او بجوشیا ۱۲

فاسئال به خبیرا اے استعلم عنه من هو خبیر به عالم به فاتبعه واقتد به یعنی
اوسکا پوچھ اوس شخص سے جو اوسکا خبردار واقفکار عالم ہے پس اوسکا اتباع واقتدا کر اور یہ بات
معلوم ہے کہ اللہ کے بندہ ورسول حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر اللہ کا جاننے
والا اور اوسکا خبردار کوئی نہین ہے اور کیونکر ہو آپ تو سید اولاد آدم ہین علی الاطلاق دنیا وآخرت
مین آپ کی شان تو یہ ہے ما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی پس جو بات آپنے
فرمائی وہی حق ہے اور جسکی آپنے خبر دی وہی صدق وراست ہے آپ امام محکم وپیشوا اسے
مطلق ہین جسوقت لوگ کسی شے مین جھگڑین تو واجب ہے کہ اپنے جھگڑے کو اون کے
پاس لیجائین پھر جو بات آپکے اقوال وافعال کے موافق ہے تو حق وہی ہے اور جو اونکے
مخالف ہے وہ مردود ہے اوسکے قائل پر کوئی ہو اللہ پاک نے فرمایا ہے فان تنازعتم
فی شئ الایه وقال تعالی ما اختلفتم فیه من شئ فحکمه الی الله وقال تعالی و
تمت کلمة ربك صدقا وعدلا یعنی صدق تو اخبار مین اور عدل اوامر ونواہی مین ہی
لئے اللہ پاک نے فرمایا ہے فاسأل به خبیرا مجاہد نے کہا کہ جس چیز کی مین نے
تجھے خبر دی تو وہ ویسی ہے جیسی مین نے تجھے خبر دی ابن جریج نے بھی اسی طرح کہا ہے
شمر بن عطیہ نے کہا ھذا القرآن خبیر به یعنی یہ قرآن اوسکا بڑا باخبر ہے پھر اللہ پاک نے
مشرکون پر انکار کیا جو اصنام وانداد غیر اللہ کو سجدہ کرتے ہین واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا
وما الرحمن جب اون سے کہا جاتا ہے کہ رحمن کو سجدہ کرو تو کہتے ہین کیا ہے رحمن یعنی ہم
رحمن کو پہچانتے نہین ہین مشرک لوگ انکار کرتے تھے اسبات کا کہ اللہ کا نام رحمن رکھین چنانچہ
بروز حدیبیہ اونھون نے اسکا انکار کیا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا کہ
لکھ بسم اللہ الرحمن الرحیم تو بولے ہم نہین پہچانتے ہین رحمن کو اور نہ رحیم کو لیکن لکھ جیسا تو
لکھا کرتا تھا باسمك اللھم اسی لئے اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی قل ادعوا الله او
ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنی یعنی وہ اللہ ہے اور وہ رحمن ہے
اور اس آیت مین یون فرمایا واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن الایه یعنی اوسکو نہین پہچانتے
ہین نہ اوسکا اقرار کرتے ہین انسجد لما تامرنا یعنی کیا ہم سجدہ کرلین مجرد تیرے کہنے سے

۵۱ یعنی باوجود اپنے یہ جاہلانہ
یہ بیوقوفی کے جو پہچانتے ہے
اوسکو ۱۲ ۵۲ یعنی اگرچہ
پیرو کی پیروی مین تو
اوسکو رجوع کرو طرف اللہ
کے اور رسول کے اگر یقین
کرتے ہو اللہ پر اور پچھلے
دن پر ۱۲ ۵۳ جس بات
مین پھیر ہو جاوے لوگ
کوئی چیز ہو اوسکی چکوتی
ہے اللہ پر اور رسول کی ۱۲ ۵۴
اور تیرے رب کی بات
پوری ہے انصاف کی
۵۵ کہ اللہ کو پکارو یا
رحمن کو پکارو جسکو پکارو گے سو
اوسی کے بہت سے نام ہے
۵۶ کہ افضلیت کثرت خیر کا مدار
علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو تعلیم ہوئی مگر خطاب فاسأل
کے بھی اگرچہ آپ ہی ہین لیکن اظہار
تواضع وتصدق پیر ناخلف
ظاہر ہے ۱۲ منہ

ونرا دھم نفورا رہی مومنین سو وہ پوجتے ہین اللہ کو جو کہ رحمن ورحیم ہے اور تنہا اوسی کو معبود جانتے ہین اور اوسکو سجدہ کرتے ہین علما رحمہم اللہ تعالیٰ نے اتفاق کیا ہے اسبات پر کہ یہ سجدہ جو سورۂ فرقان مین ہے اوسکے پڑھنے والے کو اور سننے والے کو وہان سجدہ کرنا مشروع ہے چنانچہ یہ بات اپنی جگہہ مین ثابت ہوچکی ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ پوجتے ہین اللہ کے سوا اوس چیز کو کہ نفع نہ دے اونکو اگر وہ اوسے پوجین اور ضرر نہ پہونچائے اونکو اگر اوسے چھوڑ دین ظہیر بمعنی مظاہر ہے یعنی معاون ہے اپنے رب پر ساتھہ شرک وعداوت کے مظاہرت رب پر بعینہ مظاہرت ہے اوسکے رسول پر یا اوس کے دین پر زجاج نے کہا کہ کافر متابعت کرتا ہے شیطان کی اور معاونت کرتا ہے اوسکی اللہ کی معصیت پر کیونکہ کفار کا بتون کو پوجنا یہ معاونت ہے شیطان کی ابوعبیدہ نے کہا معنی یہ ہین ہے کافر اپنے رب پر ہین مہین ذلیل یعنی اوسکے نزدیک اوسکی کچھہ قدر نہین ہے بالکل بے حقیقت ہے یہ معنی ماخوذ ہین عرب کے اس قول سے ظہرت بہ یعنی کردیا مین نے فلان کو اپنے پس پشت مین نے اوسکی طرف التفات نہ کیا اسی معنی سے یہ کریمہ ہے واتخذتموہ وراءکم ظہریا ای ھینا کسی نے کہا معنی یہ ہین ہے کافر اپنے رب پر جسکو وہ پوجتا ہے یعنی بت قوی وغالب جو چاہتا ہے اوسکے ساتھہ کرتا ہے کیونکہ وہ جماد ہے اوسکو کسی طرح کی قدرت نہین ہے دفع ونفع پر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ظہیر جمع ہو کقولہ تعالیٰ والملائکۃ بعد ذلک ظہیر اور معنی یہ ہون کہ بعض کافر مظاہر ومددگار ہین بعض کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یا اللہ تعالیٰ کے دین پر اور مراد کافر سے اسجگہہ جنس ہے یہ بات کہ سبب نزول اس آیت کا کافر معین ہے چنانچہ کہا ہے کہ وہ ابوجہل ہے اور حضرت ابن عباس رضؓ نے فرمایا ہے کہ مراد ابوالحکم ہے جسکا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوجہل بن ہشام رکھا ہے سو معنی مذکور کو منافی نہین ہے پس اصح یہ بات ہے کہ آیت عام ہے ہر کافر مین وما ارسلناک الا یعنی نہین بھیجا ہمنے تجھکو کسی حال مین احوال سے مگر اس حال مین کہ خوشی سنانیوالا ہے مومنون کو جنت کی اور ڈرانے والا ہے کافرون کو نار سے پس تو اون کے ایمان نہ لانے پر غمگین مت ہو انذار مین صیغۂ مبالغہ پر قصر کیا سو نکتہ اسکا یہ ہے کہ تخصیص انذار کی کافرون کے ساتھہ ہے کیونکہ گفتگو اونہین مین ہے اور انذار کامل اونہین کے واسطے ہے اور لگرون کہا جاتا

۵۱ اور اوسکو ڈال رکھا تھا پیٹھہ پیچھے ۱۲ ۵۲ اور فرشتے اس پیچھے ہونگے ۱۲ ۵۳ پالن ۱۲

کہ مبالغہ باعتبار کم کے ہے واسطے شمول انذار کے عاصیون کو تو یہ بہی جایز ہے قولہ تعالیٰ قل ما اسئالکم علیہ من اجر یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم کہدو کہ مین نہین مانگتا ہون تم سے قرآن پر یا رسالت کے پہونچانے پر یہ بات ارسلناک سے معلوم ہوتی ہے یا اوس شے پر جسکی طرف مین تمکو بلاتا ہون کوئی مزدوری حضرت ابن عباس نے من اجر کی تفسیر مین فرمایا ہے عرض من عرض الدنیا یعنی کوئی سامان واسباب دنیا کے سامان سے الا من شاء ان یتخذ الی ربہ سبیلا مین استثنا منقطع ہے یعنی لیکن جو شخص چاہے کہ پکڑے طرف اپنے رب کے راہ تو چاہیئے کہ ایسا کرے کسی نے کہا کہ استثنا متصل ہے معنی یہ ہین کہ مگر جو شخص چاہے کہ تقرب کرے طرف الہ پاک کے ساتھ طاعت کے اور متصور کیا اسکو صورت اجر مین اس جہت سے کہ یہ مقصود الحصول ہے جبکہ الہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ کفار تظاہر و مدد کرنے والے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ کے کام پر اور آپ اون سے بالکل اجرت نہین مانگتے ہین تو اب آپکو اس بات کا امر کیا کہ الہ پر توکل کرین دفع مضارمین اور جلب منافع مین پس فرمایا وتوکل علی الحی الذی لا یموت یعنی تو بہروسا کر کفایت طلب کرنے مین اون کے شرور سے اور غنا مانگنے مین اون کے اجور سے اوس زندے پر جو نہ مرے گا کیونکہ وہ لایق ہے اسکے کہ اوسپر توکل کیا جاے صفت حیات کا جو خاصکر ذکر کیا سو اسمین اشارہ ہے طرف اسبات کے کہ جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے اوسی پر مصالح ومنافع ودفع مضارمین وثوق واعتماد کیا جاتا ہے ہمیشہ کی حیات سواے الہ پاک کے اور کسی کے واسطے نہین ہے اور جن لوگون کی حیات انقطاع پزیر ہے جب وہ مرجاتے ہین تو جو شخص اونپر توکل واعتماد کرتا تہا وہ ضایع وبرباد ہوجاتا ہے توکل کہتے ہین بندے کے اعتماد کرنے کو الہ پاک پر سارے امور مین اور اسباب ووسائط ہین اونکا امر فرمایا ہے بدون اسکے کہ اونپر اعتماد کرے اعتماد خاص اللہ سبحانہ پر ہوتا ہے **حکایت** بعض صالحین نے اس آیت کریمہ کو پڑہا پہر فرمایا کسی عقل والے کو صحیح نہین ہے کہ بعد اس آیت کے کسی مخلوق پر وثوق واعتماد کرے **قولہ تعالیٰ** وسبح بحمدہ یعنی الہ پاک کی تنزیہ کر اور صفات نقصان سے اوسکی پاکی بیان کر در انحال کہ مقترن ہو ساتہہ اوسکی حمد کے کسی نے کہا کہ سبح کے معنی

---

۱۲ یعنی باعتبار کمیت کے

۱۲ مطلب یہ ہے کہ مین تم سے رسالت پر کوئی اجر و مزدوری نہین چاہتا ہون کہ تم پر مزدوری چاہتا ہون کہ کوئی بہانہ سے تقرب کرے اپنے رب کے ساتھ طاعت کے تقرب کو مزدوری کی صورت مین اوسلیے اس لیے کہ جسطرح مزدوری کا حصول مقصود ہوتا ہے اسی طرح تقرب رب کا حصول بہی مقصود ہے ۱۲ منہ

صَلِّ ہین یعنی نماز پڑہ نماز کا نام تسبیح رکہا جاتا ہے وکفی بہ بذنوب عبادہ خبیرا کفی بہ
کے معنی ہین حسبک یعنی اللہ پاک تجھے بس ہے اس کلمے سے مراد مبالغہ ہوتا ہے جیسے
یہ قول کہ کفی باللہ رباً خبیر وہ ہے جو مطلع ہو امور پر اسطور پر کہ اونمین سے کچہہ بھی اوسپر مخفی نرہے
پس اللہ پاک کی اطلاع اپنے بندون کے گناہون پر تجھے کافی ہے تیرے اوپر کسی طرح کی
ملامت نہین ہے وہ مومن ہون یا کافر ہون کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اللہ پاک کے ساتہہ
کسی غیر کی طرف حاجت نہین ہے کیونکہ وہ خبیر ہے عالم ہے اونکی مکافات پر قدیر ہے یہ تہدید
سخت وعید ہے گویا یون فرمایا کہ جب تم نے اوسکی مخالفت امر پر اقدام کیا تو کافی ہے تم کو
اوسکا علم تمہارے بدلا دینے مین ساتہہ اوس عقوبت کے جسکے تم مستحق ہو غرض کہ اللہ پاک
نے اپنی صفت خبیر ذکر کی پہر اپنی صفت مین اور مبالغہ زیادہ کیا پس ارشاد فرمایا الذی خلق
السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام یعنی وہ تو ایسی قدرت والا ہے جسنے آسمان
وزمین وما بینہما کو چہہ دن مین پیدا کیا یا شاید اسکا ذکر زیادت تقریر کے واسطے کیا کیونکہ وہ اسی
لایق ہے کہ اوسپر توکل کیا جاے اس جہت سے کہ وہ توکل کا خالق ہے اور کل مین تصرف
کرنے والا ہے الذی محل جر مین ہے صفت ہے الحی کی بینہما فرمایا بینہن نکہا اس لئے کہ مراد
دو نوع ہین پس معنی یہ ہین کہ پیدا کیا نوع آسمان اور نوع زمین کو چہہ دن مین پس زمین کو بنایا دو دن
مین اتوار اور پیر اور ما بینہما کو پیدا کیا دو دن مین منگل اور بدہ اور آسمانون کو بنایا دو دن مین جمعرات
اور جمعہ جمعے کی آخر ساعت مین فارغ ہوا کسی نے کہا کہ اس مدت کی مقدار مین پیدا کیا کیونکہ
اوسوقت نہ رات تہی نہ دن تہا رہی یہ بات کہ اللہ پاک نے ان سب کو چہہ دن کی مدت مین
پیدا کیا حالانکہ وہ تو اسپر قادر ہے کہ ایک لحظہ مین پیدا کر دے سو مقصود اس سے اپنی خلق
کو رفق وتثبت کی تعلیم کرنا ہے خلق کو چاہیے کہ اپنے کامون مین نرمی وآہستگی کا برتاؤ کرین
پہر اگر کوئی کہے کہ اس آیت سے یہ بات لازم آتی ہے کہ خلق عرش کے بعد خلق سموات
وارض کے ہوئی جسطرح کہ ثم استوی علی العرش اسبات کا مفید ہے تو کہینگے کہ کلا ثم
خلق عرش پر داخل نہین ہوا ہے بلکہ اللہ پاک کے علو پر داخل ہوا ہے یعنی اللہ سبحانہ بعد خلق
سموات وارض کے اونپہ عالی ہوا عرش لغت مین سریر ملک کو کہتے ہین یعنی بادشاہ کا تخت

اور مراد اسجگہہ وہ جسم عظیم ہے جو کہ محیط ہے عالم کو اور ساتون آسمانون کے اوپر ہے استوا ایک صفت ہے اللہ پاک کی معنی اوسکے یہ ہین کہ خلق سے مباین ہے اور وہ علی الذات ہے عالم کے اوپر ہے تقریر مسئلۂ استوا کی سورۂ اعراف وغیرہ مین گزر چکی ہے اسمین زمانۂ قدیم سے گفتگو ہوتی آئی ہے اسباب مین بہت سے رسالے تالیف ہوئے چنانچہ ہمارے عصر مین بھی اسباب مین گفتگو ہوئی رسالے بنی سیدنا **ابو الوفا الصدیق** رحمہ اللہ تعالی نے اسباب مین رسالہ استوا بزبان اردو لکھا اور فتح البیان مین بھی ہر جگہہ خوب کلام کیا اسی جگہہ فتح البیان مین عالم ربانی محمد بن علی شوکانی مرحوم کا ایک رسالہ بقدر چار ورق کے نقل فرمایا ہے بخطر طول کے اوسکو چھوڑ دیا طالب صادق اگر چاہے تو فتح البیان وغیرہ مصنفات حضرت سیدنا مرحوم کی طرف رجوع فرمائے اوس سے تسلی و تشفی حاصل کرے اللھم اغفر لنا وتب علینا ووفقنا لما تحب وترضاہ وجنبنا عما لا یعنینا فی الدنیا والدین آمین قولہ تعالی الرحمن مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی یعنی ہو الرحمن یہ دوسری صفت ہوئی الحی کی جمہور نے اسی طرح پڑہا ہے یا بدل ہے استوی کی ضمیر سے یا مبتدا ہے اور خبر اوس کی جملۂ فاسأل الخ ہے بنا بر رائے اخفش زید بن علی نے جر پڑہا ہے اس بنا پر کہ نعت ہے الحی کی یا موصول کی فاسأل بہ خبیرا ین ضمیر مجرور راجع ہے طرف خلق سمٰوات وارض واستوا ے علی العرش کے جسکا ذکر ہو چکا ہی معنی یہ ہین کہ ان امور کا ذکر جو اجمالا ہو لیا ہے تو انکی تفاصیل کو علیم سے پوچھہ زجاج واخفش نے کہا کہ حرف با بمعنی عن ہے یعنی فاسأل عنہ کقولہ تعالی سأل سائل بعذاب واقع اے عن عذاب واقع خبیر سے مراد اللہ پاک ہے کیونکہ اس مخلوقات کی تفاصیل کو نہین جانتا ہے مگر وہ کسی نے کہا کہ مراد جبریل علیہ السلام ہین قول اول اولی ہے اور یہ بات جو کسی نے کہی ہے کہ تقدیر یہ ہے اگر تو اسمین شک کرے تو پوچھہ اسکا کسی خبیر سے اس بنا پر کہ خطاب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور مراد آپکا غیر ہے سو یہ بات سداد و راستی سے علیحدہ ہے کسی نے کہا تو اسکا پوچھہ اوس شخص سے جسنے اسکو پایا ہے اگلی کتابون مین تاکہ اس باب مین وہ تیری تصدیق کرے کسی نے کہا کہ ضمیر رحمن کی طرف راجع ہے یعنی اگر وہ اطلاق رحمن کا اللہ پاک پر انکار کرین تو تو اسکا پوچھہ اوس شخص سے جو تجھکو اسکی

لہ مانگا ایک مانگنے والے نے غذاب بہ اوسنے والا ۱۲

خبر دے اہل کتاب سے تاکہ جو بات اسکے ہم معنی اونکی کتابون مین آئی ہے اوسکو پہچان لین گے
خبیرا منصوب ہے بنا بر مفعولیت یا بنا بر حال مؤکدہ ابو البقا نے حالیت کو ضعیف کہا ہے وجہ یہ
بیان کی ہے کہ خبیرا کا فاعل اسأل سے حال ہونا اسواسطے ضعیف ہے کہ خبیر سے سوال نہین
کیا جاتا ہے مگر بطور تاکید کے کقولہ تعالیٰ وھو الحق مصدقا کہا یہ جایز ہے کہ رحمن سے
حال ہو جبکہ رحمن کو مرفوع کہا جاے استوای سے ابن جریر نے کہا جایز ہے کہ حرف با یہ مین زائد
ہو معنی یہ ہین فاسأل حال کونہ خبیرا کسی نے کہا کہ یہ جاری مجراے قسم ہے کقولہ تعالیٰ واتقوا
اللہ الذی تساءلون بہ والارحام وجہ اول ان سب وجوہ سے قریب تر ہے پہر اللہ
پاک نے خبر دی کہ وہ لوگ رحمن کے معنی سے جاہل ہین واذا قیل لھم اسجدوا للرحمن قالوا
وما الرحمن مفسرون نے کہا ہے اون لوگون نے کہا کہ ہم رحمن کو پہچانتے نہین ہین مگر رحمن یمامہ کو
مراد اون کی اس سے مسیلمہ کذاب ہے زجاج نے کہا کہ رحمن ایک نام ہے اسماے الٰہی سے
جب اونہون نے رحمن کو سنا تو اوسکا انکار کیا بولے کیا ہے رحمن انسجد لما تامرنا استفہام
انکاری ہے یعنی ہم سجدہ نہین کرتے ہین اوس رحمن کو جسکے سجدہ کرنے کا تو ہمکو حکم دیتا ہے اور
جس شخص نے یامرنا بیاے تحتیہ پڑہا ہے تو معنی یہ ہون گے کیا ہم سجدہ کرین اوسکو جسکے سجدہ کرنے
کے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمکو حکم کرتے ہین مدنیون بصریون کی قرارت بتاے فوقیہ ہے
اسی کو ابو عبید و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے اعمش وحمزہ و کسائی کی قرارت بیاے تحتیہ ہے ابو عبید
نے اسکی تاویل مین کہا ہے کہ ضمیر رحمن کی طرف راجع ہے نحاس نے کہا کہ کوفیون کی قرارت کی
بنا پر یہ بعید تاویل کیجاے یہ کچھہ واجب نہین ہے لیکن اولیٰ یہ ہے کہ ضمیر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی طرف راجع ہو تو اس بنا پر قرارت صحیح ہو جائیگی اگرچہ اول قرارت زیادہ تر واضح ہے وزادھم
نفورا کا یہ مطلب ہے کہ سجدہ کا امر کرنا اونکو زیادہ کرتا ہے نفور و بعد کو دین سے کسی نے کہا
کہ ذکر رحمن کا زیادہ کرتا ہے اونکو دوری ایمان سے اسی طرح مقاتل نے کہا ہی قول اول اولیٰ ہی
پہر اللہ پاک نے وہ بات بیان کی کہ اگر اوسمین غور و فکر کرین تو سمجھہ جائین کہ رحمن کو سجدہ کرنا واجب ہے

پس ارشاد فرمایا تبارک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا وقمرا منیرا ○
وھو الذی جعل الیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا ○ بڑی برکت ہے

۱۵ اور وہ اصل یعنی تحقیق ہے ۱۲ منہ ۲ اور وہ عطا ۱۲ منہ ۳ اور وہ الہ سے جسکا ۱۲ منہ
دیکھے تو پہلی مین اور خبر دار ہو نا اون سے ۱۲

اوس کی جن نے بنائے آسمان مین برج اور رکھا اوسمین چراغ اور چاند اوجالا کرنے والا اور وہی ہے جسنے بنائی رات اور دن بدلتے اوسکے واسطے جو چاہے دھیان رکھنا یا چاہے شکر کرنا ف آسمان کے بارہ حصے اونکا نام برج ہر ایک پر ستاروں کا پتا یہ حدین رکھی ہین جایگا ف بدلتے یا پڑھنا گھٹنا یا آنا جانا یا یہ کہ ایک دوسرے کا بدلا دن کا کام رہگیا رات کو کیا رات کا کام دن کو انتہی ف اللہ پاک اپنی ذات مقدس کی تمجید و تعظیم بیان کرتا ہی اس کا دلیل و سمین یہ کہ اوسنے آسمان مین بروج بنائے بروج سے مراد بڑے بڑے ستارے ہین یہ قول مجاہد و سعید بن جبیر و ابو صالح و حسن و قتادہ کا ہے کسی نے کہا کہ وہ قصور ہین آسمان مین واسطے محافظون کے یہ قول مروی ہے حضرت علی و ابن عباس و محمد بن کعب و ابراہیم نخعی و سلیمان بن مہران اعمش اور نیز ایک روایت ہے ابو صالح سے قول اول ظاہر تر ہے الٰہی مگر یہ بات ہو کہ کواکب عظام حارتین کے قصور ٹہیرائے جائین تو دونون قول جمع ہو جائینگے کما قال تعالیٰ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح الایۃ سراج سے مراد آفتاب روشن ہے جو کہ عالم وجود مین مثل چراغ کے ہے کما قال تعالیٰ وجعلنا سراجا وھاجا قمر منیر کے معنی ہین ماہتاب مشرق مضی یعنی پایندہ روشن دوسرے نور سے یعنی نور آفتاب کے کما قال تعالیٰ وھو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا اور حضرت نوح علیہ السلام سے یہ خبر دی کہ اونہون نے اپنی قوم سے یون کہا الم تروا کیف خلق اللہ سبع سموات طباقا وجعل القمر فیھن نورا وجعل الشمس سراجا پہر اللہ پاک نے اپنی دوسری صفت ذکر فرمائی وھو الذی جعل اللیل والنہار خلفۃ یعنی اللہ وہ ہے جسنے بنایا رات اور دن کو خلفہ کہ ہر ایک اونمین سے دوسرے کا خلیفہ ہوتا ہے یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہین سست نہین ہوتے ہین جب رات جاتی ہے تو دن آتا ہے اور جب دن جاتا ہے تو رات آتی ہے کما قال تعالیٰ وسخر لکم الشمس والقمر دائبین الایۃ وقال تعالیٰ یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا الایۃ وقال تعالیٰ لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر الایۃ قولہ تعالیٰ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا یعنی اللہ پاک نے جو رات اور دن کو متعاقب کیا ہے کہ ایک کے پیچھے دوسرا لگا آتا ہے سو غرض اس سے وقت مقرر کرنا ہے واسطے عبادت اپنے بندون کے سو جس کسی کا کوئی عمل رات مین فوت ہو جاے تو اوسکا تدارک دنمین

اور بنائے زمین نے دی پیرے آسمان کو جو انون سے ۱۲ ۵۲ اور بنایا ایک چراغ چمکتا ۱۲ ۵۳ وہی ہے جس نے بنایا سو پہر ایک اور چاند کو اوجالا ۱۲ ۵۴ کیا کرتے نہین دیکھا کیسے بنائے اللہ نے تہ تہ آسمان تہ تہ نور رکھا چاند اوجالا اور رکھا سورج چراغ جلتا ۱۲ ۵۵ اور کام مین لگائے تمہارے سورج چاند ایک دستور پر ۱۲ ۵۶ اور رچنا ہے رات دن اوسکے پیچھے لگا آتا ہے دوڑا اور سورج اور چاند اور تارے کام مین لگے اوسکے حکم پر ۱۲ ۵۷ منہ سے بولے پہر پڑے ایک پیچھے چاند کے ۱۲

کرلے اور جس کسی کا کوئی عمل دن مین فوت ہوجاے تو اوسکا تدارک رات مین کرے حدیث صحیح مین آیا ہے کہ اللہ عزوجل اپنا ہاتھہ پھیلاتا ہے رات مین تاکہ دن کا گنہگار توبہ کرلے اور اپنا ہاتھہ پھیلاتا ہے دن مین تاکہ رات کا گنہگار توبہ کرلے ابو داؤد طیالسی نے کہا ہے ہمکو حدیث کی ابو حمزہ نے حسن سے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ضحی کی نماز نہی پڑہی تو اون سے کسی نے کہا کہ آج آپنے ایسی شے کی کہ اوسکو نہین کرتے تھے فرمایا کہ بیشک باقی رہگیا تھا مجھپر میرے ورد سے کچھہ سو مین نے دوست رکھا کہ اوسکو پورا کرلون یا فرمایا کہ اوسکی قضا کرلون اور یہ آیت کریمہ پڑہی وھو الذی جعل اللیل الایہ ابن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جس شخص سے فوت ہوگئی کوئی شے رات سے کہ کرے اوسکو تو پالی اوسکو دن مین اور جس سے فوت ہوگئی دن مین تو پالے اوسکو رات مین اسی طرح عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن نے بھی کہا ہے مجاہد و قتادہ نے کہا کہ خلفۃ سے مراد مختلفین ہے یعنی اللہ پاک نے رات اور دن کو مختلف کیا ہے رات کو اپنی سیاہی کے ساتھہ اور دن کو اپنی روشنی کے ساتھہ کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع توضیح بتیان یہ ہے کہ مراد بروج سے نجوم سبعہ سیارہ کے بروج ہین یعنی اونکی بارہ منزل و محل جنمین وہ چلتے ہین دوسرا قول یہ ہے کہ بروج نجوم کبار ہین یعنی بڑے بڑے ستارے یہ قول حضرت حسن و قتادہ و مجاہد کا ہے فتح البیان و فتح القدیر مین قول اول کو اولی کہا ہے بروج کہتے ہین قصور عالیہ کو یعنی بلند محل سبعہ سیارہ کے منازل کا نام بروج اس لئے رکھا ہے کہ وہ ستارون کے واسطے ایسے ہین جیسے منازل رفیع واسطے اوس شخص کے جو اونمین رہتا بستا ہے اشتقاق بروج کا تبرج سے ہے تبرج کہتے ہین ظہور کو دوسرے قول مین نجوم کبار کا نام بروج رکھا ہے بسبب اون کے ظہور کے زجاج نے کہا کہ برج ہر متبغ و بلند کو کہتے ہین پس اب کوئی عاجت نہین ہے طرف تشبیہ کے یا نقل کے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے وہ یہی بارہ برج ہین اول اونکا حمل ہے اور اوسکا نام کبش بھی رکھتے ہین پھر ثور ہے پھر جوزا پھر سرطان پھر اسد اسکو لیث بھی کہتے ہین پھر سنبلہ پھر میزان پھر عقرب پھر قوس پھر جدی پھر دلو اسکا نام دالی بھی رکھتے ہین پھر حوت ان برجون کو بعض نے یون نظم کیا ہے۔ ؎

حمل الثور جوزہ السرطان		ورعی اللیث سنبل المیزان	
ورمی عقرب بقوس لجدی		نزح الدلو برکۃ الحیتان	

یہ منزلین ہین کواکب سبعہ سیارہ کی مریخ کے واسطے تو حمل وعقرب ہے زہرہ کے واسطے ثور ومیزان عطارد کے واسطے جوزا وسنبلہ قمر کے واسطے سرطان آفتاب کے واسطے اسد مشتری کے واسطے قوس وحوت زحل کے واسطے جدی ودلو قالہ المحلی بعض نے سبعہ سیارہ کو یون نظم کیا ہے ؎

فزحل شہر مریخہ من شمسہ		فتزاہرت لعطارد الاقمار	

پس زحل ایک تارہ ہے ساتوین آسمان مین اور مشتری چھٹے آسمان مین مریخ پانچوین مین سورج چوتھے مین زہرہ تیسرے مین عطارد دوسرے مین چاند پہلے مین حاصل یہ ہے کہ سبعہ سیارہ مین سے پانچ نے تو دس برج لئے ہر ایک نے دو دو برج اور سورج اور چاند نے ایک ایک برج لیا جمہور نے سراجا پڑہا ہے بصیغہ افراد اور مراد اوس سے سورج ہے حمزہ وکسائی نے سُرُجا پڑہا ہے بصیغہ جمع مراد نجوم عظام وقادہ ہین یعنی بڑے بڑے تارے بغایت چمکتے ہوئے ابو عبید نے پہلی قرارت کو ترجیح دی ہے زجاج نے دوسرے کی تاویل مین کہا ہے کہ مراد سورج ہے اور تارے وقمرا منیرا کے یہ معنی ہین کہ چاند زمین کو روشن کر دیتا ہے جب کہ طلوع ہوتا ہے اعمش نے قُمرا پڑہا ہے بضم قاف وسکون میم یہ قرارت ضعیف وشاذ ہے خاصکر کے قمر کا ذکر اسلیئے کیا ہے کہ عرب کے نزدیک اوسکو ایک نوع کی فضیلت ہے کیونکہ وہ سال کی بنا قمری مہینون پر کرتے ہین ابو عبید نے کہا خِلْفَۃ کل شے بعد شئے یعنی ہر شے جو بعد ایک شے کے آوے وہ خِلْفَۃ کہلاتی ہے رات خلفہ ہے دن کی اور دن خلفہ ہے رات کا کیونکہ ایک خلیفہ ہوتا ہے دوسرے کا اسی معنی سے خلفۃ النبات ہے یعنی جو پتے بعد اول پتون کے نکلتے ہین موسم صیف مین اونکو خلفہ بولتے ہین فراء نے کہا معنی یہ ہین کہ یہ جاتا ہے یہ آتا ہے مجاہد وحضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ خلفہ خلاف سے ہے یہ سفید ہے یہ کالا ہے پہلا قول قوی تر ہے کسی نے کہا کہ تعاقب آتے ہین روشنی وتاریکی مین اور زیادت ونقصان مین کسی نے کہا کہ حذف مضاف کے باب سے ہے یعنی کیا رات اور دن کو صاحب

خلفہ یعنی اختلاف والا جمہور نے ان یذکر پڑہا ہے بتشدید حمزہ کی قرارت تخفیف ہے پس ماخوذ ہے تذکر لمد سے اور ثانی ماخوذ ہے ذکر لمد سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے یتذکر پڑہا ہے معنی آیت کے یہ ہین کہ نصیحت قبول کرنے والا عبرت لینے والا جسوقت رات اور دن کے اختلاف مین نظر کرتا ہے تو جان لیتا ہے کہ ان کے انتقال مین ایک حال سے طرف دوسرے حال کے کوئی نقل کرنے والا ضرور ہے کہ انکو بدلتا رہتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تذکر کرے نصیحت پزیر ہو تو جان لے اس بات کو کہ اللہ پاک نے اونکو اسی طرح عبث نہین بنایا ہے پس اللہ سبحانہ کی مصنوعات مین عبرت لیوے اور اوسکا شکر ادا کرے اون نعمتون پر جنکا اوسنے اوسپر انعام کیا ہے عقل و فکر و فہم مین یا شکر کرے اللہ پاک کا اون نعمتہا سے عظیم اور الطاف کثیر پر جو اوسنے رات اور دن مین رکھے ہین قرار نے کہا کہ یذکر اور یتذکر دونون ایک معنی مین آتے ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے واذکروا ما فیہ اور حضرت عبد اللہ کی قرارت مین یون ہے وتذکروا ما فیہ کلمہ او کا واسطے تقسیم کے ہے اور تنویع کے اور وہ مانعۃ الخلو ہے پس جمع بھی جایز ہے پھر اللہ پاک نے اپنے صالح بندون کے اوصاف و احوال دینوی و اخروی بیان کئے پس ارشاد فرمایا وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجھلون قالوا سلما ○ والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما ○ والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما ○ انھا ساءت مستقرا ومقاما ○ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما ○ اور بندے رحمن کے وہ ہین جو چلتے ہین زمین پر دبے پاؤن اور جب بات کرتے لگین اون سے بے سمجھ لوگ کہین صاحب سلامت اور وہ جو رات کاٹتے ہین اپنے رب کے آگے سجدے مین یا کھڑے اور وہ جو کہتے ہین اے رب ہٹا ہمسے دوزخ کا عذاب بیشک اوسکا عذاب بڑی چٹی ہے وہ بری جگہہ ہے ٹہیراؤ کی اور بری جگہ رہنے کی اور وہ کہ جب خرچ کرنے لگین نہ اوڑاوین اور نہ تنگی کرین اور رہے اسکے بیچ ایک سیدہی گزران ف یعنی ایسون سے لگتے نہین نہ اونمین شامل ہون نہ اونسے لڑین ف رکوع کو نہین گنا رکوع بہت لمبا نہین ہوتا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے یہ صفتین ہین اللہ کے

لہ اذکروا کی مرجع ہے ۱۲

مومن بندون کی جو کہ زمین پر چلتے ہین سکینت و وقار و آہستگی سے بدون جرأت و استکبار کے
کقولہ تعالیٰ ولا تمش فی الارض مرحا الایہ اللہ پاک کے جو بندے ہین سو وہ چلتے
ہین بدون استکبار و مرح و اشر و بطر کے یعنی تکبر کی چال نہین چلتے ہین چلنے مین ناز نخرہ
نہین کرتے ہین اتراتے نہین ہین یہ مراد نہین ہے کہ ریا و بناوٹ کرکے بیمارون کی طرح چلتے ہین
سردار اولاد آدم سید کائنات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو گویا ینحط من صبب یعنی اوتار
مین اوتر رہے ہین اور گویا زمین آپکے لئے لپیٹی جاتی ہے بعض سلف نے ضعیف بنکر اور
بناوٹ کرکے چلنے کو مکروہ کہا ہے یہانتک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے
ایک جوان آدمی کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ چل رہا ہے تو فرمایا یہ کیا حال ہے کیا تو بیمار ہے کہا
نہین اے امیر المومنین پس درہ لیکر اوسپر چڑہے اور اوسکو امر کیا کہ قوت کے ساتھہ چلے ہون
سے مراد اسجگہ سکینہ و وقار ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت
تم نماز کو آؤ تو مت آؤ اوسکو اس حال مین کہ تم دوڑتے ہوئے ہو اور آؤ تم اوسکو حال یہ ہے کہ تم پر سکینہ
ہو پس جو تم پاؤ اوس سے تو پڑہ لو اور جو تم سے فوت ہو جاے تو تمام کرو عبد اللہ بن مبارک
نے بسند خود حضرت حسن بصری سے اسکی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ مومنین ایک قوم
ہین کہ واللہ ذلیل و پست ہوئے اون کے کان اور آنکھین اور اعضا یہانتک کہ جاہل اونکو بیمار
خیال کرتا ہے اور واللہ بیشک وہ البتہ صحیح و تندرست ہین لیکن داخل ہوئی اونکو خوف سے وہ
شے جو اون کے غیر کو داخل نہین ہوئی اور روکا اونکو دنیا سے اون کے علم نے ساتھہ آخرت
کے پس کہا الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن یعنی حمد ہے واسطے اللہ کے جسنے غم کو ہم سے
دور کیا خبردار واللہ غمگین نہین کیا اونکو اوس شے نے کہ جسنے لوگون کو غمگین کیا اور نہ بڑی ہوئی
اونکے جیون مین وہ شے جس سے اونہون نے جنت طلب کی لیکن رولایا اونکو آگ کے خوف نے
انہ من لم یتعز بعزاء اللہ تقطع نفسہ علی الدنیا حسرات یعنی جو کوئی تاسی و تصبر نکرے
ساتھہ تعزیت اللہ کے مطلب یہ کہ وقت مصیبت و تکلیف کے انا للہ وانا الیہ راجعون نکہے
تو اوسکا جی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے مارے حسرتون کے دنیا پر اور جو کوئی نہ دیکھے واسطے اللہ کے
کوئی نعمت مگر کہانے مین یا پینے مین تو مقرر اوسکا علم قلیل ہوا اور اوسکا عذاب حاضر ہوا قولہ تعالیٰ

۵۷ اور یہ چل زمین پر اترانا ۱۲ ۵۸ مرح یہنک شادی کردن آنرا فرمیدی یعنی تخم وہاں کسی نظر آیہ فرمیدی گویند شاد شدن ۱۲

واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاما یہ دوسری صفت ہے عباد مومنین کی کہ جسوقت جاہل نادان لوگ بری بات کہکر اون سے بے وقوفی وسبکی کرتے ہین تو وہ بمثل اوس کے اون سے پیش نہین آتے ہین بلکہ عفو کرتے ہین اور درگزر کرتے ہین اور نہین کہتے ہین مگر خیر و بھلائی جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال مبارک تہا کہ جاہل کی شدت وسختی آپ پر زیادہ نہ کرتی آپ کو مگر حلم وبردباری وکما قال تعالیٰ واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ الایہ امام احمد نے نعمان بن مقرن مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے ایک شخص کو نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گالی دی پہر جسکو گالی دی تہی اوسنے کہنا شروع کیا علیک السلام پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار ایک فرشتہ درمیان تمہارے دفع کرتا تہا تیری طرف سے جبکہ تجھکو اس نے گالی دی تو اوس نے کہا تو اور تو زیادہ تر حقدار ہے اوسکا اور جب تو نے اوس سے کہا وعلیک السلام تو اوس نے کہا نہین بلکہ تجہپر ہے اور تو زیادہ تر حقدار ہے اوسکا اسنادہ حسن ولم یخرجوہ مجاہد نے کہا قالوا سلاما سے مراد قالوا سدادا ہے سداد کہتے ہین درستی وراستی کو گفتار ورفتار مین سعید بن جبیر نے کہا ردوا معروفا من القول یعنی اوسکے جواب مین دستور کی بات کہتے ہین حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ کہتے ہین سلام علیکم اگر اونپر جہالت کیجاتی ہے تو حلم وبردباری کرتے ہین لیصاحبون عباد اللہ نہارھم بما یسمعون پہر اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ اون کی رات بہتر رات ہے پس فرمایا والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما یعنی رات بسر کرتے ہین اپنے رب کی طاعت وعبادت مین کما قال تعالیٰ کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون وبالاسحار ھم یستغفرون وقولہ تعالیٰ تتجافی جنوبھم عن المضاجع الایہ وقال تعالیٰ امن ھو قانت اٰناء اللیل ساجدا وقائما یحذر الاخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ الایہ اور اسی لیئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان غراما غرام سے مراد ملازم دایم ہے جیسا کہ شاعر کا یہ قول ہے ؎

ان یعذب یکن غراما		وان یعط جزیلا فانہ لا یبالی	

کسی ممدوح کی مدح کرتا ہے کہ اگر وہ عذاب کرے تو اوسکا عذاب ہمیشہ لازم رہنے والا ہوتا ہے

۵۱ اور جب سنتے ہین کسی بیہودہ بات کو اوس سے کنارہ کرتے ہین ۱۲
۵۲ وہ رتجگے رات کو جاگتے ۱۲ سونے اور صبح کے وقتون سوتے رہنے کی جگہ
۵۳ الگ ہی تہا تیں ہوئی کہ وہ تن اپنے سونے کی جگہ سے ۱۲
۵۴ بہلا یعنی جو بندگی مین لگا ہے گریون رات کے بجوسے کراہتا اور ڈرتا ہے ۱۲
۵۵ یعنی ہمیشہ ۱۲
۵۶ یعنی جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے اسکے کہ دن بہر غافل رہے اور رات کو عبادت کرے ۱۲

اور اگر عطا کرے تو بہت کچھہ مال عطا کرتا ہے اس لئے کہ وہ کچھہ پروا نہین کرتا ہے اسی لئے
حضرت حسن نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے کہ ہر شے جو ابن آدم کو پہونچے اور اوس سے زائل ہوجاے
تو وہ غرام نہین ہے غرام تو وہ شے ہے کہ لازم ہو بہتک کہ زمین و آسمان ہین اسی طرح
سلیمان تیمی و محمد بن کعب نے کہا ہے کہ ان عذابھا کان غراما یعنی ما لغوا فی الدنیا
ان اللہ تعالی سأل الکفار عن النعمۃ فلم یردوھا الیہ فاغرمھم فادخلھم النار
انھا ساءت مستقرا و مقاما یعنی جہنم بُری منزل ہے از روے منظر کے اور بُری جاے
قیلولہ ہے از روے مقام کے مطلب یہ ہے کہ صورت شکل مین بُری جگہہ اور رہنے بسنے
مین بھی بدتر قیام گاہ ہے ابن ابی حاتم نے مالک بن حارث سے روایت کیا ہے کہا
جسوقت آدمی نار مین ڈالا جائیگا تو اوسمین گرے گا یہانتک کہ جب بعض دروازہاے دوزخ
تک پہونچے گا تو اوس سے کہا جاے گا یہان ٹھہر جا یہانتک کہ تجھے تحفہ دیا جاے کہا پھر وہ
پلایا جاے گا ایک پیالہ سانپون بچھیون کے زہر کا کہا پس چمڑہ علحدہ جدا ہوجاے گا اور
بال علحدہ اور پٹھے علحدہ اور رگین علحدہ نیز ابن ابی حاتم نے عن مجاہد عن عبید بن عمیر روایت
کیا ہے کہ بیشک نار مین البتہ کنوئین ہین اونمین سانپ ہین مثل سختی اونٹون کے اور بچھو ہین
مثل سیاہ خچرون کے سو جسوقت وہ آگ مین پھینکے جائینگے تو وہ سانپ بچھو اپنے وطنون
سے طرف اون کے نکلین گے تو اون کے ہونٹون کو اور اون کے چمڑون کو اور اون کے
بالون کو پکڑ لین گے پھر اونکا گوشت اوتارین گے اون کے قدمون تک پھر جب وہ آگ کی
گرمی پائینگے تو لوٹ جائینگے امام احمد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے فرمایا بیشک ایک بندہ البتہ پکارے گا
جہنم مین ہزار برس یا حنان یا منان پھر اللہ عزوجل جبریل علیہ السلام سے فرماے گا تو جا میرے
پاس لے آ میرے اس بندے کو پس جبریل چلین گے تو نار والون کو پائین گے اوندھے
پڑے روتے ہوئے پھر اپنے رب عزوجل کی طرف لوٹ کر آئین گے تو اوسکو خبر دینگے پھر اللہ
عزوجل فرماے گا تو اوسکو میرے پاس لے آ پس بیشک وہ فلان فلان مکان مین ہے پھر وہ
اوسے لے آئینگے تو اوسکو اپنے رب عزوجل پر کھڑا کرین گے پس اوس سے فرمائیگا اے

میرے بندے تو نے اپنا مکان وجاے قیلولہ کیسا پایا تو وہ عرض کریگا ارب بدتر مکان اور بدتر مقیل پس اللہ عزوجل فرماے گا پھر لیجاؤ میرے بندے کو تو وہ کہے گا یارب مین اُمید نہین رکھتا تہا جبکہ تو نے مجھے اوس سے نکالا کہ پھر تو مجھے اوسمین لیجاے گا پس اللہ عزوجل فرماے گا چھوڑ دو میرے بندے کو اللھم اجرنا من النار ومن موجبات النار یارحمن یارحیم بجاہ سیدنا ومولانا رسولك الکریم فان جاھه عندك عظیم اللھم فصل وسلم وبارك علیه وعلی اٰله وصحبه مادام اھل النار فی العذاب الالیم واھل الجنة فی النعیم المقیم اٰمین اٰمین قوله تعالیٰ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا الایه یعنی اللہ کے صالح بندے اپنے خرچ کرنے مین مبذر نہین ہین کہ حاجت سے زیادہ صرف کرین اور نہ بخل کرنے والے ہین اپنے گھر والون سے کہ اون کے حق مین قصور کرین اونکی کفایت کے موافق اون کو نہ دین بلکہ عدل خیار ہین یعنی بیچ کی چال چلنے والے ہین وخیر الامور اوسطہا نہ اسراف ہے نہ بخل ہے وکان بین ذلك قواما کما قال تعالیٰ ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطها کل البسط الایه حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے مرد کی سمجھ سے ہے میانہ روی کرنا اوسکا اپنی گزران مین اخرجه الامام احمد ولم یخرجوه نیز امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین مفلس ہوا وہ جسنے میانہ روی کی لم یخرجوه حافظ ابو بکر بزار نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ما احسن القصد فی الغنا وما احسن القصد فی الفقر وما احسن القصد فی العبادة ثم قال لا غرفه یُروی الا من حدیث حذیفة رضی الله عنه یعنی کیا اچھی ہے میانہ روی تونگری مین اور کیا اچھی ہے بیچ کی چال محتاجی مین اور کیا اچھا ہے بیچ کا رستہ عبادت مین حضرت حسن بصری نے فرمایا لیس فی النفقة فی سبیل الله سرف یعنی اللہ پاک کی راہ مین خرچ کرنا اسراف نہین ہے ایاس بن معاویہ نے کہا ہے جس شے مین تو نے تجاوز کیا اللہ تعالیٰ کے امر سے تو وہ سرف ہے غیر ایاس نے کہا کہ

لہ اور نہ رکھ اپنا ہاتھ اپنی گردن کے ساتھ بندھا ہوا اور نہ کھول دے اوسکو پورا کھولنا پھر بیٹھ رہے الزام کیا ہوا

سرف خرچ کرنا ہے اللہ عزوجل کی معصیت مین ف قولہ الیسیان کا کلام مع توضیح مقام
ہے کہ جملۂ وعباد الرحمن الخ مستانفہ ہے واسطے بیان اوصاف صالحین عباد اللہ کے
لایا گیا ہے خالص بندگان الٰہی کی صفتون کا اوسمین بیان ہے بعد بیان حال منافقون
کے کہا ہے کہ اضافت عباد کی طرف رحمن کے واسطے تخصیص و تشریف کے ہے ورنہ
سارے خلق اللہ کے بندے ہین عباد الرحمن مبتدا ہے خبر اوسکی موصول مع صلہ ہے
ہون مصدر ہے معنی اوسکے سکینہ و وقار و تواضع ہین ایک جماعت مفسرون کی اسطرف
گئی ہے کہ ہونا متعلق ہے یمشون سے یعنی چلتے ہین زمین پر چلنا سکینہ و وقار کا ابن عطیہ
نے کہا ہے مشابہ یہ ہے کہ اسکی تاویل اسبات پر کیجاے کہ اس چلنے والے کے اخلاق و
عادات ہون ہون یعنی سکینہ و وقار و تواضع مناسب اوسکی چال کے رہی یہ بات کہ مراد
صفت ہونشی کی تنہا سو یہ باطل ہے کیونکہ بہت سے آہستہ آہستہ چلنے والے ہین حالانکہ وہ ذئب
اطلس ہین ذئب اطلس وہ بھیڑیا ہے جسکا رنگ تیرہ مائل بسیاہی ہوتا ہے اور اوسکے بال
گرے ہوئے ہوتے ہین پھر کو اس سے تشبیہ دیا کرتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے
مشی مبارک مین تکفی فرماتے تھے گویا آپ چل رہے ہین اوتار مین مطلب یہ ہے کہ آپ اپنے
قدم مبارک کو اوٹھاتے زمین سے پھر اوسکو رکھتے اور اپنے قدم شریف کو زمین پر مسح نہین
فرماتے تھے جسطرح کہ تبختر کرنے والے کی چال ہوتی ہی اور اپنے قدم مبارک کو قوت و جلادت
سے اوٹھاتے تھے کسی نے کہا کہ تکفی سے یہ مراد ہے کہ دائین بائین جانب چلنے مین مائل
ہوتے تھے مثل کشتی کے کسی نے کہا یہ معنی خطا ہین کیونکہ یہ چال تو ناز سے چلنے والے
کی ہے بلکہ معنی یہ ہین کہ آگے کی جانب مائل ہوتے تھے پھر کسی نے اسکو رد کیا ہے کہ
لفظ اس معنی کو مقتضی نہین ہے یہ چال اوسی وقت مذموم ہے کہ اوسکا قصد کرے اور جب
بلا قصد ہو خلقی ہو تو مذموم نہین ہے بعض محدثین سے مروی ہے کہ طالب حدیث شریف
کو چاہیئے کہ سریع المشی والقراءت والکتابۃ ہو جلد چلے جلد پڑھے جلد لکھے حضرت ابن عباس رضؓ
نے اسکی تفسیر مین فرمایا ہے یہ وہ مومنین ہین کہ چلتے ہین زمین پر ہونا یعنی ساتھ طاعت و عفاف
و پارسائی و تواضع و فروتنی کے دوسرا لفظ انکا یہ ہے ہونا یعنی علماً و حلماً معنی یہ ہین کہ سکینہ و

۵ ابو السعود مین بھی اسی طرح ہے حالانکہ اس سے پہلے حال کفار مشرکین کا مذکور ہے منافقون کا ذکر نہین ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

وقار سے چلتے ہین تواضع و فروتنی کرتے ہوئے اکڑتے تکبر کرتے نازنخرے سے مارے خوشی کے پھولے ہوئے نہین چلتے ہین بلکہ عالم وحکیم و دانشمند اور وقار وعفت و پارسائی والے ہوکر چلتے ہین ادہر ادہر نظر نہین کرتے غیر محرم کو تاکتے گھورتے نہین ہین برابر سیدھے اپنی راہ چلے جاتے ہین اسی واسطے بعض علما نے بازارون مین سوار ہوکر چلنے کو مکروہ کہا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اللہ پاک نے وہیشے فی الاسواق فرمایا ہے ؎

شیر افگندہ خر امد براہ		کارسگان ست بہر سو نگاہ	

قولہ تعالی واذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما یعنی جہالت وسفاہت وحماقت والون سے جو ایذا و تکلیف اونکو پہونچتی ہے اوسکا تحمل کرتے ہین جہالت کرنے والے کے ساتھہ جہالت نہین کرتے سفاہت وبیوقوفی والے سے سفاہت وبیوقوفی نہین فرماتے ہین بلکہ اپنی تحمل وبرداشت سے اوسکی بیوقوفی کو دفع کرتے ہین نحاس نے کہا یہ سلام تسلیم سے نہین ہے یہ تو تسلم سے ہے عرب لوگ کہتے ہین سلاما اے تسلما منک یعنی تجھسے برارت ہے نصب سلاما کا دو امر سے ایک کی بنا پر ہے یا تو مصدر ہے فعل محذوف کا اسے قالوا سلمنا سلاما یعنی ہم سلامت رہے سلامت رہنے کر یہ معنی سیبویہ کے قول کی بنا پر ہین مطلب یہ ہے کہ ہم تحمل کرکے تیری بیوقوفی وحماقت کے شر سے بچے یا منصوب ہے اس بنیاد پر کہ مفعول بہ ہے اے قالوا ھذا اللفظ یعنی جب کوئی اون سے جہالت کرتا ہے تو یہ لفظ یعنی سلاما کہدیتے ہین ابن عطیہ نے اس قول کو ترجیح دی ہے حاصل یہی ہے کہ سلام کہکر اوسکی جہالت سے بچے مجاہد نے کہا کہ سلاما کے معنی سدادا ہین یعنی جاہل و بے وقوف سے ایسی بات کہتے ہین کہ رفق ونرمی کے ساتھہ اوس سے اوسکو دفع کردیتے ہین ؎

تواں عربدہ با چشمہ تو کردن آری		بتواضع گزرانند زخودستان را	

غرضکہ سیبویہ نے کہا کہ اوسوقت مسلمانون کو اسبات کا حکم نہین ہوا تھا کہ مشرکون کو سلام کرین لیکن یہ سلاما اس قول کے معنی کی بنا پر ہے کہ لنسلم امنکم ومتارکۃ ولا خیر ولا شر بیننا وبینکم مطلب یہ ہے کہ محاورہ عرب مین جبکہ باہو کسی طرح کی بھلائی برائی نہو اور اسکا اظہار منظور ہو تو بولتے ہین سلاما یعنی ہماری تمہاری کوئی بھلائی برائی نہین ہے ہم تمسے الگ تھلگ ہین سو اسی طرح اسجگہ سلاما

باین معنی ہے تحیۂ سلام مراد نہین ہے محمد بن یزید مبرد سے سیبویہ کی عبارت پر اعتراض کیا کہا کہ اوس نے اس مین خطا کی چوک گیا بُری عبارت مین مضمون ادا کیا لایق یہ تہا کہ یون کہا جاتا کہ مسلمانون کو اوس وقت اون سے لڑنے کا حکم نہین ہوا تہا پہر اون سے لڑنے کا اونکو حکم ہوا **نحاس** نے کہا ہم نہین جانتے ہین کہ معنی ناسخ و منسوخ مین سیبویہ کا کوئی کلام ہے مگر اس آیت مین کیونکہ اوسنے اپنے آخر کلام مین کہا ہے کہ اس آیت کو آیت سیف نے منسوخ کر دیا ہے فتح القدیر و فتح البیان مین فرمایا ہے کہ آدمی جب اپنے غیر علم مین بات کرتا ہے اور اپنی راہ چہوڑکر غیر کی راہ مین چلتا ہی تو اوسکی بات اسی طرح کی ہوتی ہے مسلمانون کو مشرکون پر سلام کرنے کا نہ امر ہوا نہ اوس سے نہی کی گئی بلکہ اونکو صفح و ہجر جمیل کا حکم ہوا ہے کہ اونسے درگزر کرین اور باسلوب خوب و نیک اون سے جدا رہین پس نسخ کے دعوی کرنے کی طرف کوئی حاجت نہین ہے **خطیب** نے ابو العالیہ سے نقل کیا ہے کہ اس آیت کو آیت قتال نے منسوخ کر دیا ہے حالانکہ ادعاے نسخ کی طرف کوئی حاجت نہین ہے کہ آیت قتال سے منسوخ ہو یا اوسکے غیر سے کیونکہ بے وقوفون سے درگزر و چشم پوشی کرنا اور مقابلہ نکرنا ادب و مروت و شریعت مین مستحسن ہے اور آبرو و ورع کو بغایت صحیح و سالم رکہنے والا ہے **ابن العربی** نے کہا ہے کہ اوس وقت مین مسلمان نہ اسبات کا امر کئے گئے کہ مشرکونکو سلام کرین نہ اس سے نہی کی گئی بلکہ اون کو صفح و درگزر اور ہجر جمیل کا امر ہوا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مشرکون کی مجلسون پر کہڑے رہتے اور اونکو تحیت کرتے اور اون سے قریب ہوتے اور اون سے مداہنت نہین فرماتے تہے یعنی حق کی طرف اونکو بلاتے دعوت مین کسی طرح کی فروگزاشت نہین کرتے تہے **حکایت** نضر بن شمیل نے کہا مجہے خلیل نے حدیث کی کہ مین ابو ربیعہ اعرابی کے پاس آیا جو لوگ مین نے دیکہے ہین یہ شخص اون سب سے بڑہکر عالم تہا سو ناگاہ وہ بام پر تہا ہمنے اوسکو سلام کیا تو اوسنے جواب سلام کا دیا اور ہمسے کہا استووا ہم متحیر رہ گئے ہمنے نہ جانا کہ اوسنے کیا کہا ایک اعرابی اوس کے پہلو کیطرف تہا تو اوسنے ہمسے کہا کہ اوسنے تمکو امر کیا ہے کہ تم بام پر چڑہ آؤ خلیل نے کہا کہ یہ لفظ قول اللہ تعالی ثم استوی علی العرش کے باب سے ہی کیا پہر ہم اوسکی طرف چڑہ گئے تو کہا هل لکم فی خبز فطیر ولبن هجیر یعنی کیا تمکو حاجت ہے نان فطیر اور شیر فاضل و فایق مین

ل

فطیر خلاف خمیر ہے کہ پہولے اور بڑہے اور خمیر اوسکو کہتے ہین کہ پہولے اور بڑہے فطیر کہتے ہین اوسکو جو پہولے اور بڑہے یعنی فاضل فایق عمدہ ہے اور لبن هجیر کہتے ہین دودہ کو جو اہر من غان اے افضل ۱۲ منہ

ہینے کہا ہم ابہی اوس سے مفارقت کرکے آئے ہین مطلب یہ کہ ہم ابھی روٹی کہا کر دودہ پیکر
آئے ہین تو ابو ربیعہ نے کہا سلاماً ہمنے نہ جانا کہ اوسنے کیا کہا پس اوسی اعرابی نے کہا کہ انہ
سالمکم متارکۃ لاخیر فیھا ولاشر یعنی اوسنے تمسے متارکت کے واسطے مسالمت کی
کہ جس مین نہ کوئی خیر ہے نہ شر خلیل نے کہا کہ یہ لفظ قول اللہ واذا خاطبھم الجاھلون
قالوا سلاما کے باب سے ہے غرض کہ پہر اللہ پاک نے عباد الرحمن کا تیسرا وصف بیان کیا پس
فرمایا والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما یعنی وہ ایسے لوگ ہین کہ رات بسر کرتے ہین
اپنے موںہہ پر سجدہ کرتے ہوئے واسطے اپنے پروردگار کے اور اپنے قدمون پر کہڑے ہوئے اول اونکا
حال بیانکیا تہا معاملہ خلق مین اب اونکا حال بیانکیا معاملہ خالق مین کہ اوسکے ساتہہ اونکا یہ برتاو ہی کہ طاعت وعبادت
رب مین رات کاٹتے ہین بیتوتت یہ ہے کہ رات تجھے پالے خواہ تو سوئے یا نہ سوئے زجاج نے
کہا کہ جسکو رات نے پالیا تو مقرر اوسنے بیتوتت کی سویا یا نہ سویا جسطرح محاورہ مین بولتے ہین
بات فلان قلقا یعنی فلان نے بیقراری بے چینی مین رات بسر کی ظاہر ہے کہ بے چینی مین آدمی
سوتا نہین ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے ظاہر یہ ہے کہ اللہ پاک نے اونکا وصف
کیا ہے ساتہہ زندہ رکہنے ساری رات کے یا اکثر رات کے خاصکر کے بیتوتت کا ذکر اس لئے کیا ہے
کہ عبادت رات مین زیادہ تر دشوار ہوتی ہے کیونکہ راحت وآرام کا وقت ہے اور بعید تر ہوتی
ہے ریا سے رہی یہ بات کہ قیام پہلے ہوتا ہے سجدے سے اور یہان سجدہ کو قیام سے اول ذکر فرمایا
ہے سو تاخیر قیام کی واسطے فاصلۂ آیات کے ہے پہر اللہ پاک نے چوتہی صفت اونکی
یہ بیان کی کہ باوجود طاعت وعبادت کے عذاب جہنم سے ترسان ولرزان رہتے ہین اور اپنے
رب سے یہ دعا مانگتے ہین والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ان عذابھا کان
غراما یعنی عباد الرحمن وے لوگ ہین جو یون کہتے ہین کہ اے ہمارے پالن ہار پہیر دے
ہمسے عذاب جہنم کا بیشک اوسکا عذاب غرام ہے یعنی لازم بلزوم کل ہے حق مین کفار کے
اور حق مین گنہگار مومنون کے ایسا لازم ہے کہ بعد اوسکے اطلاق ہے طرف جنت کے مطلب
یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود اسکے کہ اپنے رب کے مطیع وفرمانبردار ہین رات دن اوسکی طاعت
وعبادت مین لگے رہتے ہین اور خالق وخلق سے اپنا معاملہ اچہا رکہتے ہین پہر بہی اللہ پاک

کے مکر سے امن مین نہین رہتے ہین بلکہ اوسکے عذاب سے ڈرتے لرزتے کانپتے رہتے ہین

کاتب الحروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ اسوقت بمناسبت مقام یاد آیا کہ سید السادات سیدنا حضرت مخدوم جہانیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شیخ رکن الدین بنیرہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی رضی اللہ عنہما بعد قطب عالم ہونے کے شبہاے جمعہ وغیرہ کو مکہ معظمہ مین تشریف لیجاتے تو رہان کے شیوخ سے ملاقات ہوتی تو وہ انکی مدح کرتے یہ اوسکے جواب مین یہ شعر پڑہتے اور روتے ؎

از ہیبت آن دو راہ خون شد دل من		تا خود بکدام رہ بود منزل من	

فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر یہ حکایت خاکسار نے در منظوم ترجمۂ ملفوظ مخدوم مین لکہی ہے انتہی غرضکہ غرام شر لازم دایم کو کہتے ہین یہ قول ابن زید کا ہے چنانچہ یہی معنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً وارد ہوے ہین اسی باب سے قرضخواہ کا نام غریم رکہا گیا ہے کیونکہ وہ قرضدار سے ملازمت کرتا ہے اوس سے چمٹتا ہے غریم قرضخواہ و قرضدار دونون کو بولتے ہین عرب کی بول چال مین کہتے ہین فلان مغرم بکذا یعنی فلان شخص فلان شے کا ملازم ہے اوسپر شیفتہ و فریفتہ ہے یہ معنی تو غرام کے کلام عرب مین ہین چنانچہ ابن اعرابی و ابن عرفہ وغیرہما نے اسکا ذکر کیا ہے زجاج نے کہا غرام اشد عذاب کو کہتے ہین ابو عبیدہ نے کہا ہلاک دایم جملہ انہا ساءت مستقرا و مقاما تعلیل ہے ماقبل کی اور اسی طرح ان عذابہا کان غراما بہی تعلیل ہے حرف عطف حذف کر دیا گیا ہے پس دونون جملے بمنزلۂ مقول عباد الرحمن کے ہین اور دونون محل نصب مین واقع ہین جایز ہے کہ ساءت بمعنی احزنت ہو اس صورت مین متصرف و ناصب ہوگا مفعول کا اور وہ مفعول یہان محذوف ہوگا اسے جہنم احزنت اصحابہا و اخلیہا اور مستقرا و مقاما جایز ہے کہ تمیز ہو یا حال معنی یہ ہین کہ بیشک جہنم نے غمگین کیا ہے اپنے لوگون کو اور اپنے داخل ہونے والون کو قرارگاہ اور اقامت گاہ ہونے کی حیثیت سے یا اس حال مین کہ وہ دا دنکی جاے قرار و جاے اقامت ہی یہ بہی ہو سکتا ہے کہ ساءت بمعنی بئست ہو اسصورت مین جو اوسکا حکم ہی وہ اوسے دیا جائیگا اور مخصوص بالذم محذوف ہوگا اور ساءت مین ضمیر مبہم ہوگی اور مستقرا صرف تمیز ہی قرار پائیگا اے ساءت ہی ہی دوسرا ہی مخصوص بالذم ہوگا اور یہی

۵ یعنی استریح اور ذہیل ۱۲ منہ

رابطہ ٹھیرے گا درمیان اس جملے کے اور درمیان اوسکے جس سے خبر واقع ہوا ہے اور وہ انّ
ہے کذا قال السمین ابو البقاء نے کہا کہ مستقر اتمیز ہے اور ساءت بمعنی بئس ہے کسی نے
کہا کہ اس سے ایک اشکال لازم آئے گا وہ یہ ہے کہ فاعل مذکر کے فعل کی تانیث لازم آئیگی
بدون مسوغ کے کیونکہ اس بنا پر ساءت مین فاعل ضمیر ہوگی کہ وہ راجع ہوگی طرف مالبعد کے
وہ مستقرا و مقاما ہے حالانکہ یہ مذکر ہین پھر تانیث کہان سے آئی سو اسکا یہ جواب ہے کہ مستقر عبارت
ہے جہنم سے اسی لئے اوسکے فعل کی تانیث جایز ہوئی کسی نے کہا کہ مستقر و مقام دونو
ہم معنی ہین رہی یہ بات کہ جب ہم معنی ہوئے تو ایک کا عطف دوسرے پر کیون ہوا سو اسکی
وجہ یہ ہے کہ دونون کے لفظ چونکہ مختلف تھے اس لئے عطف کر دیا گیا کسی نے کہا کہ دونون
مختلف ہین معنی مین پس مستقر تو واسطے گنہگارون کے ہے کیونکہ نکلین گے اور مقام واسطے
کفار کے ہے اس لئے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ اوسمین رہین گے جملۂ انہا ساءت الخ مین دونون
امر جایز ہین یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک کے کلام سے ہوا و یہ بھی جائز ہے کہ مومنین کے
کلام کی حکایت ٹھیرے چنانچہ یہ قول اول گزر چکا ہے پھر اللہ پاک نے پانچوین صفت مومنین
کی یہ بیان کی کہ وہ خرچ کرنے مین بیچ کی چال چلتے ہین پس ارشاد فرمایا والذین اذا انفقوا
لم یسرفوا ولم یقتروا حمزہ و کسائی و اعمش و عاصم و یحیی بن وثاب نے بفتح تحتیہ و ضم
فوقیہ پڑھا ہے قتر یقتر بر وزن قعد یقعد سے ابو عمرو و ابن کثیر نے بفتح تحتیہ و کسر تاے فوقیہ
یہ لغت معروف و حسن ہے اہل مدینہ و ابن عامر و ابو بکر کی قرارت عاصم سے بضم تحتیہ و کسر
فوقیہ ہے ابو عبیدہ نے کہا ہے محاورے مین بولتے ہین قتر الرجل علی عیالہ یقتر
ویقتر قترا و اقتر یقتر اقتارا اسب کے معنی تنگی کرنے کے ہین خرچ کرنے مین نحاس نے
کہا ہے اس آیت کریمہ کے معنی مین جو کچھ کہا گیا ہے اوس سب سے بہترین معنی یہ ہین کہ
جس کسی نے غیر طاعت الٰہی مین خرچ کیا تو وہ اسراف ہے اور جسنے طاعت الٰہی سے
امساک کیا وہ اقتار ہے اور جسنے اللہ پاک کی طاعت مین صرف کیا وہ قوام ہے ابراہیم
نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قوام یہ ہے کہ بھوکا نہ مارے ننگا نہ رکھے اور ایسا خرچ نہ کرے
کہ لوگ کہین مقرار نے اسراف کیا یزید بن حبیب نے کہا یہ لوگ اصحاب حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے ہین کہ وہ نہ کہاتے تھے کوئی کہانا واسطے تنعم ولذت کے اور نہ پہنتے تھے کوئی کپڑا واسطے جمال وخوبصورتی کے لیکن وہ ارادہ کرتے تھے کہانے سے اوس شے کا جو کہ بھوک کو اون سے بند کردے اور اللہ پاک کی عبادت پر اونکو قوت دے اور لباس سے وہ لباس جو اون کے ستر کو چھپادے اور گرمی وسردی سے اونکو بچادے ابو عبیدہ نے کہا کہ اونہون نے زیادہ نہ کیا دستور پر اور نہ بخل کیا کقولہ تعالیٰ ولا تجعل یدک مغلولۃ الایہ حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے وہ مومنین ہین اسراف نہین کرتے ہن کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت مین خرچ کرین اور نہ اقتار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کو منع کرین حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا ہے کفی سرفا ان لا یشتھی شیئا الا اشتراہ واکلہ لیکن کافی ہے سرف یہ کہ نہ خواہش کرے کسی چیز کی مگر اوسکو خرید لے اور کہا جاے کسی نے کہا اسراف حد سے بڑہنا ہے خرچ کرنے مین یہانتک کہ تبذیر کی حد مین داخل ہوجاے اور اقتار کمی کرنا ہے اوس شے سے کہ جو لابدی ضروری ہے حسان بن عبدالرحمن نے وکان بین ذلک قواما یکسر قاف پڑہا ہے باقی قرار کی قرارت بفتح قاف ہے کہا ہے کہ دونون کے ایک معنی ہین کسی نے کہا کہ قوام بالکسر وہ ہے جسپر شے دایم وقرار پذیر ہوتی ہے اور بالفتح یعنی عدل واستقامت ہے قالہ ثعلب کسی نے کہا کہ بالفتح عدل ہے درمیان دو شے کے اور بالکسر وہ ہے جسکے ساتھہ شے قایم کی جاتی ہے نہ اوس سے زیادہ بچے نہ کم ہو پورم پور ہو کسی نے کہا کہ بالکسر سد اور مبلغ ہے کان کا اسم اوسمین مقدر ہے اور قواما اوسکی خبر یہ قول فراء کا ہے معنی یہ ہین کہ ہے خرچ کرنا اونکا قصد و وسط یعنی میانہ درمیان اسراف واقتار کے اور حسنہ ہے درمیان دو سیئہ کے مثلاً اسراف کرنا گناہ ہے اور تنگی کرنا گناہ ہے اور خرچ مین میانہ روی کرنا نیکی ہے تو میانہ روی ایک نیکی ہوئی درمیان دو بدیون کے فراء سے ایک اور قول مروی ہے وہ یہ ہے کہ اسم کان کا بین ذلک ہے اور بین مبنی بر فتح ہے اس لئے کہ منجملہ ظروف مفتوحہ ہے نحاس نے کہا مین نہین جانتا ہون کہ اس قول کی کیا وجہ ہے کیونکہ بین جب موضع رفع مین ہوتا ہے تو مرفوع ہوجاتا ہے غرضکہ اللہ پاک نے سچے پکے خالص مومنون کی پانچ صفتین بیان کین اور یہ پانچون طاعتین ہتین جنکو وہ بجا لاتے تھے اور اونکے عامل تھے جب اونکے ذکر سے فارغ ہوا تو چند معاصی کا ذکر کیا کہ وہ اون سے بچتے ہین اون کے گرد نہین پھٹکتے پس ارشاد فرمایا والذین

۱۷ صدادا بالکسر والفتح ما یسد بہ الخلۃ والکسر افصح وبلغ صدر یسدن اغرض یہ ہے کہ قوام بالکسر وہ شے ہے جس سے حاجت بنہ ہوجاے اور حاجت کی حد کو پہونچ جاے اور قوام سداد اغرض اسقدر کہانا کہ اوس سے بھوک بند ہوجاے ۱۲

لایدعون مع اللہ الٰھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ج
ومن یفعل ذٰلک یلق اثاما ○ یضٰعف لہ العذاب یوم القیٰمۃ ویخلد فیہ
مھانا ○ الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتھم
حسنٰت ط وکان اللہ غفورا رحیما ○ ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب
الی اللہ متابا ○ اور وہ جو نہین پکارتے اللہ کے ساتھہ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان
کا جو منع کی اللہ نے مگر جہان چاہیئے اور بدکاری نہین کرتے اور جو کوئی کرے یہ کام وہ
بھڑے گناہ سے دونا ہوا وسکو عذاب دن قیامت کے اور پڑا رہے اوسمین خوار ہو کر مگر جسنے
توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچھہ کام نیک سو اونکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہہ بھلائیان
اور ہے اللہ بخشنے والا مہربان اور جو کوئی توبہ کرے اور کرے کام نیک سو وہ پھر آتا ہے اللہ کیطرف
پھر آنی کی جگہہ ف مگر جہان چاہیئے رسول نے فرمایا مسلمان کی جان نہین مارنی سوائے
تین گناہ پر خون کے بدلے مین یا بدکاری مین سنگسار کرنا یا راہ لوٹنے پر مارنا ف یعنی اور گناہ سے
یہ گناہ بڑے ہین ف بدل دیگا یعنی گناہون کی جگہہ نیکیون کی توفیق دے گا اور کفر کے
گناہ معاف کرے گا ف پہلا ذکر تھا کفر کے گناہون کا جو پیچھے ایمان لایا یہ ذکر ہے اسلام
مین گناہ کرنے کا وہ بھی جب توبہ کرے یعنی پھرے اپنے کام سے تو اللہ کے یہان جگہہ
پاوے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین امام احمد نے حضرت ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ
کون گناہ زیادہ تر بڑا ہے فرمایا یہ کہ ٹھیراوے تو واسطے اللہ کے ندّ یعنی ہمسر حالانکہ اوسنے تجھکو پیدا
کیا ہے عرض کیا پھر کونسا فرمایا یہ کہ مار ڈالے تو اپنے لڑکے کو خوف سے اسبات کے کہ تیرے
ساتھہ کھائے عرض کیا پھر کونسا فرمایا یہ کہ زنا کرے تو اپنے پڑوسی کی جورو سے عبد اللہ نے
کہا کہ اللہ تعالی نے اسکی تصدیق نازل کی والذین لایدعون الایہ وھکذا رواہ النسائی
عن ھناد بن السری عن ابی معاویۃ بہ وقد اخرجہ البخاری ومسلم من حدیث
الاعمش ومنصور زاد البخاری وواصل ثلاثتھم عن ابی وائل شقیق بن سلمۃ عن
ابی میسرۃ عمرو بن شرحبیل عن ابن مسعود بہ فاللہ اعلم ولفظھما عن ابن مسعو

قال قلت یارسول اللہ ای الذنب اعظم الحدیث طریق غریب ۲- ابن جریر نے مسروق سے روایت کیا ہے کہا عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے ایک دن تو مین آپکے ساتھہ ہوا پس آپ بیٹھے ایک بلندی پر زمین کے اور مین آپ سے نیچا بیٹھا اور میرا مونہہ آپکے دونون گھٹنون کے مقابل تہا مین نے آپ کی خلوت کو غنیمت سمجھا اور مین نے عرض کیا میرے مان باپ آپ پر سے قربان ہون یارسول اللہ کونسا گناہ زیادہ تر بڑا ہے فرمایا یہ کہ پکارے تو واسطے اللہ کے ندّ حالانکہ اوسنے تجھے پیدا کیا ہے مین نے عرض کیا پھر کیا ہے فرمایا یہ کہ مار ڈالے تو اپنے لڑکے کو کراہت سے اسبات کی کہ تیرے ساتھہ کہائے مین نے عرض کیا پھر کیا ہے فرمایا یہ کہ زنا کرے تو اپنی پڑوسی کی عورت سے پھر آیت پڑہی والذین لایدعون الایہ ۳- نسائی نے سلمہ بن قیس سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حجۃ الوداع مین خبردار وہ جو ہین سو چار باتین ہین پس نہیں ہون مین زیادہ تر بخل کرنے والا اونپر جب سے کہ مین نے اونکو سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مت شریک کرو تم ساتھہ اللہ کے کسی شے کو اور مت مار ڈالو اوس جان کو کہ اللہ نے حرام کی ہے مگر ساتھہ حق کے اور مت زنا کرو تم اور مت چوری کرو تم ۴ امام احمد نے مقداد بن الاسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا تم کیا کہتے ہو زنا مین صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ و رسول نے اوسکو حرام کیا ہے سو وہ حرام ہے روز قیامت تک پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا البتہ یہ کہ زنا کرے مرد دس عورتون سے زیادہ تر آسان ہے اوس پر اس سے کہ زنا کرے اپنے پڑوسی کی جورو سے فرمایا پھر کیا کہتے ہو چوری مین عرض کیا کہ اوسکو اللہ و رسول نے حرام کیا ہے سو وہ حرام ہے فرمایا البتہ یہ کہ چوری کرے مرد دس گھرون سے زیادہ تر آسان ہے اوسپر اس سے کہ اپنے پڑوسی سے چوراوے ۵- ابوبکر بن ابی الدنیا نے ہیثم بن مالک طائی سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا نہین ہے کوئی گناہ بعد شرک کے زیادہ تر عظیم نزدیک اللہ کے نطفے سے کہ رکھے اوسکو مرد اوس رحم مین جو اوسکو حلال نہین ہے ۶ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۱۲ یعنی اون سے جنہون نے کہا ہے کہ مین بخل بہتر ہون بلکہ یہان کردیا ہون ۱۲-

سے مروی ہے کہ اہل شرک کے کچھ لوگون نے قتل کیا تو بہت کچھ کیا اور زنا کیا تو بہت کچھ کیا پھر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا کہ بیشک جو بات تو کہتا ہے اور جسکی طرف بلاتا ہے البتہ اچھی ہے اگر تو ہمکو اس بات کی خبر دیدے کہ جو کچھ ہم کر چکے ہین اوسکے واسطے کفارہ ہے اسپر یہ آیت نازل ہوئی والذین لا یدعون الایہ اور یہ آیت نازل ہوئی یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم الایہ قال ابن جریج اخبرنی یعلی عن سعید بن جبیر انہ سمع ابن عباس یحدث الخ ۔ ابن ابی حاتم نے ابو فاختہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا بیشک اللہ تجھے منع کرتا ہے کہ تو مخلوق کو پوجے اور خالق کو چھوڑے اور تجھے منع کرتا ہے کہ اپنے لڑکے کو مار ڈالے اور اپنے کتے کو غذا دے اور منع کرتا ہے تجھے کہ تو اپنے پڑوسی کی جورو سے زنا کرے سفیان نے کہا یہ وہ قول ہے اللہ کا والذین لا یدعون مع اللہ الایہ قولہ تعالیٰ ومن یفعل ذلک یلق اثاما عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اثام ایک وادی ہے جہنم مین عکرمہ نے کہا کہ اثام وادیان ہین جہنم مین زانی لوگ اوسمین عذاب کیئے جائینگے سعید بن جبیر ومجاہد سے بھی اسی طرح مروی ہے قتادہ نے کہا کہ اثام نکال ہے ہم حدیث کیئے جاتے تھے اسکی کہ وہ ایک وادی ہے جہنم مین ہمسے ذکر کیا گیا ہے کہ لقمان اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے بیٹا زنا سے بچو پس بیشک اول اوسکا مخافت ہے اور آخر اوسکا ندامت ہے جس حدیث کو کہ ابن جریر وغیرہ نے ابو امامہ باہلی سے موقوفا ومرفوعا روایت کیا ہے اوسمین یہ بات وارد ہوئی ہے کہ غی واثام دو کنوین ہین جہنم کی تہ مین اجارنا اللہ تعالیٰ منہا بمنہ وکرمہ سدی نے کہا اثام معنی جزا ہے یہ قول زیادہ تر مشابہ ہے ساتھ ظاہر آیت کے وبھذا افسرہ بما بعدہ ومیدلا منہ وھو قولہ تعالیٰ یضاعف لہ العذاب یوم القیامۃ یعنی اوسپر عذاب مکرر کیا جاے گا اور سخت کیا جائیگا ویخلد فیہ مھانا یعنی ہمیشہ ہمیشہ اوسمین حقیر ذلیل ہوکر رہیگا قولہ تعالیٰ الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا یعنی یہ صفات قبیحہ جو اوسنے کیئے ہین اسپر اوسکی جزا وہ ہے جو مذکور ہوئی مگر وہ شخص جو رجوع ہو دنیا مین طرف اللہ عزوجل کے اس سبب سے

۱۵ اسکا بندوبست جہنم نے زنا و قتل ناحق کی سزا جان پر زنا کی سزا دوزخ اللہ کی مہر سے بیشک اللہ بخشتا ہے سب گناہ ۱۲

۱۶ نکال بالفتح یعنی عقوبت ۱۲

توبہ بیشک اللہ اوسپر رجوع ہوگا اسمین دلالت ہے اس بات پر کہ قاتل کی توبہ صحیح ہے اور درمیان اس آیت کے اور آیت نسار کے کسی طرح کا تعارض نہین ہے ومن یقتل مؤمنا متعمدا الایہ اس لئے کہ یہ آیت اگرچہ مدنی ہے مگر مطلق ہے تو اوس شخص پر معمول ہوگی جسنے توبہ نہین کی ہے اسواسطے کہ یہ مقید بتوبہ ہے پہر اللہ تعالی نے فرمایا ہے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ الایہ اور سنت صحیحہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہوچکی ہے ساتھ صحت توبہ قاتل کے جسطرح کہ اوس شخص کے قصے مین آیا ہے جسنے سو آدمیون کو قتل کر ڈالا تھا پہر اوسنے توبہ کی تو اللہ تعالی نے اوسکی توبہ قبول کرلی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکی تقریر فرمائی اسبات کو برقرار رکھا اسکے سوا اور احادیث ہین یہ شعر اس قصے کے فی الجملہ مناسب ہے ؎

این درگہ ما درگہ نومیدی نیست		صد بار اگر توبہ شکستی باز آ	

قولہ تعالی فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما ایک قول یہ ہے کہ وہ بدل دیئے جائینگے عمل سیئات کی جگہ مین ساتھ عمل حسنات کے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ وہ مومنین ہین کہ اپنے ایمان سے پہلے سیئات پر تھے پس اللہ پاک نے سیئات سے اونکو بے رغبت کیا پہر اونکو حسنات کیطرف پھیر دیا پہر سیئات کی جگہ اونکو حسنات بدل دیئے مجاہد سے مروی ہے وہ حضرت ابن عباس سے راوی ہین کہ وہ اس آیت کی تفسیر کیوقت یہ شعر پڑہا کرتے تھے ؎

ومدلن بحرہ خریفا		ولبعد طول النفس الوجیفا	

یعنی وہ احوال متغیر ہوگئے بطرف غیر اپنے کے عطا بن ابی رباح نے کہا کہ یہ دنیا مین ہے کہ آدمی قبیح صفت پر ہوتا ہے پہر اللہ اوسکی عوض خیر اوسکو بدل دیتا ہے سعید بن جبیر نے کہا کہ بدل دیا اونکو اللہ نے بعوض عبادت اوثان کے عبادت رحمن اور بدل دیا اونکو بعوض قتال مسلمانون کے قتال مشرکین کو بدل دیا اونکو بعوض نکاح مشرک عورتون کے مومن عورتون کے نکاح کو حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ بدل دیا اونکو اللہ نے بعوض بدعمل کے نیک عمل اور بدل دیا اونکو بدلے شرک کے اخلاص اور بدل دیا اونکو بعوض فجور کے احصان یعنی بدکاری کے عوض

ف ۱۷ اللہ یہ نہین بخشتا کہ اوسکا شریک بہیرا جائے اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے ۱۲ ف ۱۸ بدل پہیرا گناہ کرنے والے اب نیک اعمال کرنے لگے ۱۲

مین پارسائی او نکودی اور کفر کے بدلے اسلام اور یہ قول ابو العالیہ وقتادہ اور ایک اور جماعت کا بھی ہے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سیئات گزشتہ نفس توبہ نصوح سے منقلب ہوکر حسنات ہوجائینگے اور یہ نہین ہے مگر یہ بات ہے کہ جب کبھی اوسنے گزشتہ گناہ کو یاد کیا تو نادم وپشیمان ہوا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور استغفار کی پس باین اعتبار وہ گناہ منقلب ہوکر طاعت ہوجاے گا پھر قیامت کے دن اگرچہ اوسکو اپنے اوپر لکھا ہوا پائیگا سو وہ اوسے ضرر رسانہ ہوگا اور اوس کے نامۂ اعمال مین منقلب ہوکر حسنہ ہوجاے گا جسطرح کہ اسباب مین سنت ثابت ہوئی ہے اور آثار نبویہ سلف رضی اللہ عنہم سے اسمین صحیح ہوئے ہین پس[۵۱] حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک مین البتہ پہچانتا ہون آخر اہل نار کو از روے نکلنے کے نار سے اور آخر اہل جنت کو از روے دخول کے طرف جنت کے ایک شخص لایا جائیگا پس[۵۲] فرمائیگا کہ علی رؤس رکھو اوس سے اوسکے بڑے گناہ اور اوس سے چھوٹے گناہون کا پوچھو کہا پھر اوس سے کہا جاے گا کہ تو نے فلان دن ایسا اور ایسا کیا اور تو نے فلان دن ایسا اور ایسا کیا تو وہ کہے گا ہان طاقت نرکھے گا کہ اس سے کسی شے کا انکار کرے پھر کہا جائیگا کہ تیرے لئے بعوض ہر گناہ کے ایک نیکی ہے تو وہ کہیگا یارب مین نے تو بہت چیزین کی ہین کہ اسجگہ مین اونکو دیکھتا نہین ہون راوی نے کہا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس پڑے یہانتک کہ آپ کی کچلیان کھل گئین الفرد باخراجہ مسلم ۲- ابو القاسم طبرانی نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت ابن آدم سوجاتا ہے تو فرشتہ شیطان سے کہتا ہے تو مجھے اپنا نامۂ اعمال دیدے تو وہ اوسے دیدیتا ہے تو فرشتہ اپنے نامہ اعمال مین جو کوئی نیکی پاتا ہے تو اوسکے بدلے مین دس بدیان شیطان کے نامہ اعمال سے مٹا دیتا ہے اور اونکو نیکیان لکھتا ہے پس جسوقت ارادہ کرے ایک تہائی کہ سوئے تو چاہیئے تکبیر کہے تینتیس بار اور حمد کرے چونتیس بار اور تسبیح کہے تینتیس بار پس یہ سو ہوئین ۳- ابن ابی حاتم نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دیا جائیگا آدمی قیامت کے دن اپنا نامۂ اعمال سو وہ اوسکے اعلا کو پڑھے گا تو ناگاہ اوسکی بدیان ہون گی

۵۱ بعض نسخون مین زیادت سند کی بیان نقلے قال الامام احمد حدثنا ابو معاویۃ حدثنا الاعمش عن المعرور بن سویدان عن ابی ذر الخ انتہی من حاشیۃ ابن کثیر للطبوعۃ مصر ۱۲ منہ

۵۲ اصل کا لفظ یقول تو اعنی ہمارے فاعل یقول کا لفظ ہے گروہ المبارک یقول ہے ۱۲

قلادۂ نفیس

پھر جب قریب ہوگا کہ بدگمانی کرے تو اوسکے اسفل مین نظر کریگا تو ناگاہ اوسکی نیکیان ہون گی پھر اوسکے اعلا مین نظر کریگا تو ناگاہ وہ نیکیان بدل دی گئی ہونگی ۸ - نیز ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ البتہ آئین گے پاس اللہ عزوجل کے کچھ لوگ قیامت کے دن کہ اونہون نے بہت کچھ گناہ کئے ہون گے کہا گیا اے ابوہریرہ وہ لوگ کون ہین کہا وہ ہین جنکی برائیون کو اللہ بدل دیگا نیکیان ۵ - نیز ابن ابی حاتم نے ابوالصیف سے روایت کیا ہے یہ شخص منجملہ اصحاب معاذ بن جبل ہین کہا کہ داخل ہونگے جنت والے جنت مین چار صنف پر متقین پر شاکرین پر خائفین پر اصحاب یمین کہا اسلئے کہ اونہون نے بدیان کین ہین اور نیکیان پس وہ دیئے جائینگے اپنے نامہ اعمال اپنے داہنے ہاتھون مین تو وہ اپنی بدیان پڑہینگے ایک ایک حرف کرکے اور کہین گے اے ہمارے رب یہ تو ہماری بدیان ہین پر کہان ہین ہماری نیکیان پس اسوقت اللہ بدیان مٹادے گا اور اونکو نیکیان کردے گا سو اسوقت وہ کہین گے ھاؤم اقرأوا کتابیہ یعنی آؤ پڑہو میری کتاب پڑہو پس یہ لوگ اکثر اہل جنت ہین ۶ - حضرت علی بن الحسین امام زین العابدین رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا یبدل اللہ سیئاتہم حسنات فرمایا کہ آخرت مین ۷ - مکحول رحمہ اللہ تعالے نے کہا بخشدے گا اون کو واسطے اون کے پھر کردیگا اونکو نیکیان رواھما ابن ابی حاتم ۸ - ابن جریر نے مثل اسکے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے ۹ - ابن ابی حاتم نے ابوجابر سے روایت کیا ہے ابوجابر نے مکحول کو حدیث کرتے سنا کہا ایک بڈہا بوڑہا آیا یہ شخص ہرم کو پہونچ گیا تہا یعنی انتہاے پیری کو اوسکی دونون بہنوین آنکہون پر گر پڑی تہین یعنی مارے بڑہاپے کے سو اوسنے عرض کیا یارسول اللہ ایک شخص ہے کہ اوسنے غدر کیا اور فجور کیا اور نہ چہوڑا کسی حاجہ کو اور نہ کسی واجہ کو مگر اوسکو اپنے سید ہے ہاتہہ سے توڑا اگر اوس کے گناہ بانٹے جائین درمیان اہل زمین کے تو اونکو ہلاک کردین پھر کیا ہے اوسکے واسطے کوئی توبہ تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا کیا تو اسلام لایا ہے تو اوسنے کہا کہ مین جو ہون سو گواہی دیتا ہون اسبات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ وحدہ لاشریک لہ اور بیشک محمد اوسکے بندے اور رسول ہین تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس بیشک اللہ بخشنے والا

غدر یعنی بیوفائی کیا ۵ یعنی ترک سعاصی کا وعدہ کیا اوسکو وفا کیا بلکہ گناہ کے عضو بدلا دیئے ۶ یعنی پھر سرے سے جس گناہ کی طرف رجوع کیا وہ بیحد ہے تو اوسکو بدیان سے نیکیان کردیا ۷ یعنی ہندی مین بارے دین دونی ٹوٹی ہوئی اسی طرح یہان بہی واجب ہے یہان تک کہ اوسکے گناہ کا ذکر کیا ۸ یعنی درخت مین بہت سے پتے لگا ہوا ہے جسکو کوئی چاہا اوسکو توڑ کر کہا لیا اسی طرح گناہ کا حال ہے کہ جس گناہ کو جی چاہا بلا تکلف اوسکو کیا ۱۲ منہ ۹ یعنی ظاہر میں شخص ہے لیکن قسمت خطیئۃ ہین اہل الارض لاوبقتہم ہے ۱۲

ہے واسطے تیرے غدرات[۵] تیرے اور فجرات تیرے اور بدل دیگا تیری برائیوں کو نیکیاں جبتک تو اسطرح ہے پھر اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ اور غدرات میرے اور فجرات میرے تو فرمایا اور غدرات تیرے اور فجرات تیرے پھر وہ شخص موتہ پھیر کر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہتا ہوا چلا گیا ۱۰ طبرانی نے ابو فروہ سے روایت کیا ہے کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا پھر عرض کیا آپ مجھے خبر دیں اوس آدمی کی جسنے کل گناہ کئے اور اوسنے اپنے لئے نہ حاجہ چھوڑا نہ کوئی واجہ پھر آیا ہے واسطے اوسکے کوئی توبہ پس فرمایا تو اسلام لایا ہے تو اوسنے کہا ہاں فرمایا اب تو نیکیاں کر اور برائیاں چھوڑ تو اللہ اونکو تیرے واسطے ساری نیکیاں کردے گا وہ بولا اور میری غدرات اور میرے فجرات فرمایا ہاں راوی نے کہا پھر وہ تکبیر کہتا رہا یہانتک کہ چھپ گیا رواہ الطبرانی من طریق ابی فروۃ الرھاوی عن یاسین الزیات عن ابی سلمۃ الخصعی عن یحیی بن جابر عن سلمۃ بن نفیل مرفوعا ۱۱ نیز طبرانی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ ایک عورت میرے پاس آئی تو اوسنے کہا آیا ہے میرے واسطے کوئی توبہ میں نے زنا کیا اور بچا جنا اور اوسکو مار ڈالا تو میں نے کہا نہیں ولا نعمت العین ولا کرامۃ پس وہ کھڑی ہوئی اور سرت کو پکارتی تھی پھر میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر جو اوس عورت نے کہا تھا اور میں نے اوس سے کہا تھا اسکا قصہ آپ سے بیان کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بئسما قلت یعنی تو نے برا کہا تو کیوں نہیں پڑھتی تھا یہ آیت والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر الی قولہ الا من تاب الایہ پھر میں نے اوسکو اوسپر پڑھا تو وہ سجدہ کرتی ہوئی گری اور کہا الحمد للہ الذی جعل لی مخرجا یعنی حمد ہے اوس اللہ کو جسنے میرے لئے گناہ سے نکلنے کی راہ ٹھیرادی ھذا احدیث غریب من ھذا الوجہ وفی رجالہ من لا یعرف واللہ اعلم وقد رواہ ابن جریر من حدیث ابراھیم بن المنذر الحرامی لیسندہ بنحوہ وعندہ فخرجت تدعو بالحسرۃ وتقول یا حسرتا اخلق ھذا الحسن للنار وعندہ لما رجع من عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تطلبھا فی جمیع دور المدینۃ فلم یجدھا فلما کان من اللیلۃ المقبلۃ جاءتہ فاخبرھا بما قال لہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ

[۵] غدرات جمع غدرۃ کہتے ہیں غدر دغا کو یعنی غدر کے عہدہ کو وفا نہ کرنا اور غدرات و فجرات سے گناہ دونوں ہی مراد ہیں ۱۲ منہ

۱۱ من حدیث ابی المغیرۃ عن صفوان بن عمرو عن عبدالرحمن بن جبیر عن الحرزۃ انہ اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم الخ ۱۲

وسلم فخرت ساجدۃ وقالت الحمد للہ الذی جعل لی مخرجا وتوبۃ مما عملت واعتقت جاریۃ کانت معہا وابنتہا وتابت الی اللہ عز وجل پھر اللہ پاک نے اپنی عموم رحمت کی خبر دی کہ اوسکی رحمت اپنے بندون پر عام ہے اور جو کوئی اونمین سے طرف اوس کے رجوع ہو تو اوسپر رجوع ہوتا ہے کسی گناہ سے ہو جلیل ہو یا حقیر کبیرہ ہو یا صغیرہ پس ارشاد فرمایا ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا یعنی پس بیشک اللہ تعالیٰ اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے کما قال تعالیٰ ومن یعمل سوء او یظلم نفسہ الایہ وقال تعالیٰ الم یعلموا ان اللہ ہو یقبل التوبۃ عن عبادہ الایہ وقال تعالیٰ قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ الایہ یعنی واسطے اوسکے جو اوسکی طرف رجوع ہوں ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک کے ساتھ کسی رب کو نہین پکارتے، نہ اوسکے ساتھ کسی شے کو شریک کرتے ہین بلکہ اوسکی توحید کرتے ہین اوسکو ایک جانتے ہین اوسکے واسطے عبادتکا اخلاص کرتے ہین اوسکی عبادت کرتے اوسی سے دعا مانگتے ہین ع یکے دانم یکے گویم یکے خوانم ہ اور جس جان کے قتل کو اللہ پاک نے حرام کیا ہے اوسے کسی سبب سے قتل نہین کرتے ہین مگر بسبب حق کے جو اوسکی حرمت وعصمت کا زائل کرنے والا ہے یعنی کسی وجہ سے جانون کو قتل نہین کرتے ہین مگر اون وجوہ سے کہ اونکا مار ڈالنا لایق ہے وہ یہی کافر ہونا بعد ایمانکے ہے اور زنا کرنا ہے بعد احصان کے اور مار ڈالنا کسی جان کا ہے بغیر کسی نفس کے اور زنا نہین کرتے ہین یعنی جو شرمگاہین بغیر نکاح وملک یمین کے حرام کی گئی ہین اونکو حلال نہین کرتے ہین اونکو حرام جانتے ہین اور جو شخص کرے کوئی شے اشیاے مذکورہ سے تو وہ ملے گا آثام سے آثام کلام عرب مین بمعنی عقاب ہے فراء نے کہا ہے اثمہ اللہ یثمہ اثاما وآثاما ای جازاہ جزاء الاثم فہو ماثوم اے مجزی جزاء الاثم یعنی اثام اور آثام کہتے ہین گناہ کے بدلا دینے کو حضرت عبد اللہ بن عمر وعکرمہ و مجاہد نے کہا ہے کہ آثام ایک وادی ہے جہنم مین اللہ نے اوسکو کافرون کے واسطے عقاب ٹھیرایا ہے سدی نے کہا کہ ایک پہاڑ ہے اوسمین ابو مسلم نے کہا ہے کہ آثام واثم کے ایک معنی ہین اسجگہ مراد جزاے آثام ہے اسم شے کا اوسکی جزا پر اطلاق کیا گیا ہے کسی نے یلق بضم تحتیہ وتشدید قاف پڑہا ہے حضرت حسن نے یلق ایا ماپڑہا ہے جمع یوم مراد ایام سے شدائد

۵۱ اور جو کوئی برا کرے گناہ اپنا یا ظلم کرے اپنے اوپر اللہ سے بخشوا دیگا اللہ کو بخشنے مہربان ۱۲ ۵۲ کیا جان نہین چکے کہ اللہ آپ قبول کرتا ہے توبہ اپنے بندون سے اور لیتا ہے زکوتین اور اللہ ہی توبہ قبول کرنیوالا مہربان ۱۲ ۵۳ کہدے اے میرے بندو میرے جنہون نے زیادتی کی اپنی جان پر مت آس توڑو اللہ کی مہر سے ۱۲ ۵۴ آخر تک ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی اللہ پاک کیطرف رجوع ہوگا اور گناہون سے توبہ کریگا تو وہ اوسکے سب گناہ بخشدیگا ۱۲ منہ ۵۵ ابن کثیر میں بحوالہ عبد اللہ بن عمرو وابو ہریرہ واللہ اعلم ۱۲ منہ

وسختیان ہین عرب لوگ شدائد کی تعبیر ایام کے ساتھہ کیا کرتے ہین فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے مین گمان نہین کرتا ہون کہ یہ قرارت حضرت حسن سے صحیح ہو نافع و ابن عامر و حمزہ و کسائی نے یضاعف و یخلد کو بجزم پڑہا ہے ابن کثیر نے یضعف بتشدید عین و بدون الف و بجزم طلحہ بن سلیمان نے نضعف بضم نون و کسر عین مشددہ و بجزم ابو جعفر و شیبہ کی بھی یہی قرارت ہے عاصم نے ابو بکر کی روایت مین ہر دو فعل کو برفع پڑہا ہے بنا بر استیناف طلحہ بن سلیمان نے تخلد بتاے فوقیہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ کافر کو خطاب ہے ابو عمرو سے مروی ہے کہ اونہون نے یخلد بضم یاے تحتیہ و فتح لام پڑہا ہے ابو علی نے کہا ہے کہ جہت روایت سے یہ غلط ہے غرضکہ یضاعف مین چار قراتین ہین سواے نون کے اور وہ سب سبعیہ ہین وجہ جزم کی یضاعف مین یہ ہے کہ بدل ہے یلق سے اسلئے کہ معنی مین دونون متحد ہین ضمیر فیہ کی راجع ہے طرف عذاب مضاعف کے کسی نے فیھی باشباع پڑہا ہے واسطے مبالغے کے وعید مین عرب لوگ واسطے مبالغے کے مد کیا کرتے ہین باوجود اسکے کہ ہاے کنایہ مین اشباع اصل ہے معنی یہ ہین کہ دگنا کیا جاے گا واسطے اوسکے عذاب قیامت کے دن اور ہمیشہ رہے گا اوس عذاب مین درانحال کہ ذلیل حقیر خوار ہوگا جسمانی روحانی دونون عذاب کا جامع ہوگا عذاب کے دگنا ہونے کا یہ سبب ہے کہ جب مشرک نے شرک کے ساتھہ ارتکاب معاصی کا کیا تو اوسکے لئے عذاب دگنا کیا جائیگا اوسکے شرک و معصیت پر حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے عہد مین والذین لا یدعون الایہ کو پڑہا کئی سال پیہ آیت نازل ہوئی الا من تاب و امن و عمل صالحا الایہ پس نہین دیکہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو کہ خوش ہوے ہون کسی شے سے کبھی مثل آپکے خوش ہونیکے اس آیت سے اور مثل خوش ہونے آپکے انا فتحنا لک فتحا مبینا سے بالجملہ الا من تاب کے استثنا مین دو قول ہین ایک یہ ہے کہ یلق کی ضمیر مستتر سے استثناے متصل ہے یعنی مگر جس شخص نے توبہ کرلی تو وہ انتام سے نہ ملیگا بلکہ اوسکے واسطے اکرام مین زیادتی کیجائیگی باین طور کہ اوسکی بدیان نیکیون سے بدلدی جائینگی دوسرا قول یہ ہے کہ منقطع ہے ابو حیان نے کہا ہے کہ اتصال ظاہر نہین ہے

اسواسطے کہ مستثنیٰ منہ پر اسبات کا حکم کیا گیا ہے کہ اوسکے واسطے دگنا عذاب کیا جائیگا تو اس بنا پر تقدیر عبارت کی یہ ہوگی الا من تاب وامن وعمل صالحا فلا یضاعف لہ العذاب یعنی مگر جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیک کام کیا تو اوسکو دگنا عذاب نہ کیا جائیگا دگنے کی نفی سے عذاب کی نفی لازم نہین آتی ہے ابوحیان نے کہا اولی میرے نزدیک یہ ہے کہ منقطع ہو بمعنی لکن یعنی لکن من تاب الخ قرطبی نے کہا ہے درمیان علما کے اسبات مین کچھہ اختلاف نہین ہے کہ استثنا عام ہے حق مین کافر و زانی کے مسلمانون مین سے جو قاتل ہے اوسمین اختلاف کیا ہے اس کا بیان سورۂ مائدہ مین گزر چکا ہے۔ فاولئک یبدل اللہ سیئاتہم حسنات مین اشارہ ہے طرف اون لوگون کے جنکا ذکر سابق ہو چکا ہے معنی اس تبدیل کے یہ ہین کہ معاصی سابقہ کو بسبب توبہ کے اونسے اٹھا دیگا اور بجاے اون کے طاعات لاحقہ واسطے اونکے ثابت کریگا نحاس نے کہا اسباب مین جو کچھہ کہا ہے اوس سب سے بہتر یہ بات ہے کہ کافر کی جگہہ مومن لکھا جاے گا اور عاصی کی جگہہ مطیع حضرت حسن[۱] نے فرمایا ایک قوم کہتی ہے کہ تبدیل آخرت مین ہوگی حالانکہ ایسا نہین ہے تبدیل تو دنیا ہی مین ہے اللہ بدل دیگا واسطے اونکے ایمان کو بجاے شرک کے اور اخلاص کو بجاے شک کے اور احصان و عفت کو بجاے فجور و بدکاری کے[۲] اور قتل مشرک کو بجاے مومن کے زجاج نے کہا کہ سیئہ کی جگہہ حسنہ نہین رکھا جاے گا ولیکن سیئہ کی جگہہ توبہ کی جائیگی اور حسنہ مع توبہ کے ایک قول یہ ہے کہ بدیان نیکیون سے بدلی جائینگی اس قول کی قائل ایک جماعت صحابہ و من بعدہم ہے چنانچہ اسکا بیان اول گزر چکا ہے کسی نے کہا کہ معصیت کا ملکہ اور معصیت کے داعی و باعث جو نفس مین ہین وہ بدل دیے جائین گے ملکۂ طاعت سے باین طور کہ اول ملکہ کو دور کر دے گا اور اوسکی جگہہ دوسرا ملکہ لے آئیگا کسی نے کہا تبدیل عبارت ہے غفران سے یعنی اللہ پاک اون کے واسطے وہ بدیان بخشدے گا نہ یہ کہ اونکو نیکیون سے بدل دے گا اللہ پاک کے کرم و فضل و تفضل و رحمت عامہ و خاصہ سے کچھہ بعید نہین ہے کہ جب بندے کی توبہ صحیح ہو جاے تو ہر سیئہ کی جگہہ حسنہ رکھدی اور خود حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہے اتبع السیئۃ

---

[۱] قولہ حضرت حسن الخ حضرت حسن کا قول جو قتل کے بارے مین ہے معلوم ہوتا ہے یہ قول علحدہ ہے اور یون ہو قتل المومن المشرک لیکن حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے اوسمین یون ہے فبدل اللہ بالشرک ایمانا وبقتل المؤمن قتل المشرکین وبالزنا عفۃ واحصانا واللہ اعلم منہ

الحسنة تمحها وخالق الناس بخلق حسن یعنی سیئہ کے بعد ہی نیکی کرے تو وہ اوس کو مٹا دے گی اور لوگو سے بخلق حسن پیش آنکفیر سیئات و تبدیل سیئات بحسنات مین بہت حدیثین وارد ہوئی ہین چنانچہ بعض اول گزر چکی ہین غرضکہ تبدیل و تکفیر سیئات کا ذکر ہوا بھی ہوا ہے سو جملہ وکان اللہ غفورا رحیما اوسکی تقریر و تثبیت کرتا ہے یعنی اللہ پاک ہمیشہ متصف بغفران و رحم ہے ومن تاب وعمل صالحا فانہ یتوب الی اللہ متابا کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی معاصی سے توبہ کرے اونکو چھوڑے اوپہ نادم و پشیمان ہو اور نیک کام بجالاسے گزشتہ گناہون کی اون سے تلافی کرے تو بیشک یہ شخص اس سبب سے رجوع ہوگا طرف اللہ کے رجوع ہونا صحیح و پسندیدہ و قوی نزدیک اللہ پاک کے مٹانے والا عقاب کو حاصل کرنے والا ثواب کو یا یہ معنی ہین کہ رجوع ہوگا رجوع ہونے کر طرف اللہ کے جو کہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والون کو اور اوپہ احسان کرتا ہے یا یہ معنی ہین کہ وہ رجوع کرے گا طرف اللہ کے اور اوسکے ثواب کے اچھا رجوع ہونا یہ تقسیم ہے بعد تخصیص کے **قفال** نے کہا احتمال ہے کہ پہلی آیت حق مین اون لوگون کے ہو جو کہ مشرکون مین سے تائب ہوئے ہین اور اسی لئے یون فرمایا ہے الا من تاب وامن پہر اوسپہ عطف کیا ہے اون لوگون کا جو کہ مسلمانون مین سے تائب ہوئے ہین اور اون کی توبہ کے بعد عمل صالح کا ذکر کیا ہے سو اون کے واسطے بھی تائبین کا حکم ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جس شخص نے زبان سے توبہ کی اور فعل سے اوسکی تحقیق نہ کی تو یہ توبہ نافع نہین ہے بلکہ جسنے توبہ کی اور عمل صالح کیا پہر اعمال صالحہ سے اپنی توبہ کی تحقیق کی تو وہی ہے کہ اوسنے توبہ کی حق توبہ کا یہ توبہ توبہ نصوح ہے اور اسی لئے مصدر کے ساتھہ اوسکی تاکید کی ہے معنی آیت کے یہ ہین کہ جسنے ارادہ توبہ کا کیا اور اوسپر عزم کیا تو چاہیئے کہ توبہ کرے طرف اللہ کے پس خبر معنی مین مرکے ہے یہ تاویل اس لئے کی ہے کہ شرط و جزا متحد نہو جائین کیونکہ یون نہین کہتے ہین کہ من تاب فانہ یتوب کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جس شخص نے توبہ کی شرک سے اور فرایض ادا کئے اون لوگون مین سے کہ جنہون نے قتل کیا نہ زنا کیا تو بیشک وہ رجوع کریگا طرف اللہ کے بعد موت کے اچھا رجوع ہونا کہ وہ فاضل و فایق ہوگا اپنے غیر پر اون لوگون مین سے جنہون نے قتل و زنا کیا ہے پس پہلی توبہ تو رجوع ہے شرک سے اور دوسری رجوع ہے طرف اللہ پاک کے واسطے جزا کے اور مکافات کے قول اول اولی ہے **رباعی**

بر جرم گر اعتراف خواہی کردن	دل را سے در صاف خواہی کردن
یارب تو کریم و من گنہگار توام	دانم آخر معاف خواہی کردن

جرم و گناہ پر اعتراف کرنا اپنی تقصیر کا اقرار کرنا ہے اور اپنے قصور کا معترف ہونا یہی معنی ندامت و پشیمانی کا مینی ہے اور منشا قبول و معذرت وسیلہ مغفرت ہے کیونکہ الندم توبۃ والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ پس جرم و عصیان پر اعتراف کرنا آدمی کا کام ہے اور موجب ہے صفا کا اور استکبار و انکار ابلیس کا شعار ہے اور سبب عقوبت کا اور عین خطا ہے یارب جبکہ ہم بنی آدم تجھسے کریم پروردگار کے گنہگار ہین آخر ہم اوس لطف عمیم کی ظل حمایت مین ہین علی الخصوص ہم خالص محمدی تیری رحمت رحیمہ سے امید وار ہین اور زیادہ تر توقعین رکھتے ہین ونجی بمحمد حبیبک یوم القیامۃ شفیعا ولا تقطنا من رحمتک انک تغفر الذنوب جمیعا غرضکہ پہر اللہ پاک نے ان تابعین عاملین صالحات کا وصف کیا پس ارشاد فرمایا والذین لا یشہدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراما ○ والذین اذا ذکروا بایٰت ربہم لم یخروا علیہا صما وعمیانا ○ والذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا وذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما ○ اور جو شامل نہین ہوتے جھوٹے کام مین اور جب ہو نکلین کھیل کی باتون پر نکل جاوین بزرگی کیساتھ اور وہ لوگ کہ جب اونکو سمجھائے اون کے رب کی باتین نہو پڑین اوپر بہرے اندہے اور وہ جو کہتے ہین اے رب دے ہمکو ہماری عورتون کی طرف سے اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک اور کر ہمکو پرہیزگارون کے آگے ف یعنی گناہ مین شامل نہین اور کھیل کی باتون کیطرف دہیان نہین کرتے نہ اوسمین شامل نہ انسے لڑین ف یعنی وہان سے سنین ف آنکھ کی ٹھنڈک یہ کہ وہ بھی اپنی راہ پر ہون ہم پرہیزگارون کے آگے ہون وہ ہمارے پیچھے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین یہ آیت کریمہ بھی بجملہ صفات عباد الرحمن ہے کہ وہ حاضر نہین ہوتے ہین زور مین کسی نے کہا کہ زور شرک ہے اور بتون کی پوجا کسی نے کہا کہ کذب و فسق و کفر لغو و باطل ہے محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ زور لغو و غنا ہے یعنی راگ اور گانا ابو العالیہ و طاؤس و ابن سیرین و ضحاک و ربیع بن انس وغیرہم نے کہا کہ وہ مشرکون کی عیدین ہین یعنی تیوہار اور میلے ٹھیلے جنکو وہ دین سمجھتے ہین عمرو بن قیس نے کہا کہ مجالس سوء و خنا ہین یعنی بری اور بیہودہ مجلسین امام مالک نے زہری سے روایت کیا ہے کہ شراب پینا ہے وہ اوسمین حاضر نہین ہوتے ہین نہ اوسمین رغبت

کرتے ہین جسطرح کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور پچھلے پھر تو وہ نہ بیٹھے اوس خوان پر جسپر شراب کا دور ہو رہا ہے کسی نے کہا کہ مراد لایشہدون الزور سے جھوٹی گواہی ہے وہ جھوٹی گواہی دیتا ہے قصد کرکے جان بوجھکر اپنے غیر پر چنانچہ صحیحین مین حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا خبر دون مین تمکو بزرگ تر کبائر کی اس کلمے کو تین بار فرمایا تو ہمنے عرض کیا بلی یعنی ہان ہمکو خبر دیجیئے یا رسول اللہ فرمایا شرک کرنا ساتھ اللہ کے اور نافرمانی کرنا ماں باپ کی اور آپ تکیہ لگائے ہوئے تھے تو بیٹھ گئے پھر فرمایا الا وقول الزور الا وشہادۃ الزور یعنی سنتے ہو اور جھوٹ بولنا سنتے ہو اور جھوٹی گواہی دینا پھر اس کلمے کو بار بار فرماتے رہے یہانتک کہ ہمنے کہا کاش آپ سکوت فرماتے ظاہر ترسیاق سے یہ بات ہے کہ مراد لایشہدون الزور سے یہ ہے کہ وہ لوگ جھوٹے کام مین حاضر نہین ہوتے ہین اور اسی لئے اللہ پاک نے بعد اس کے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ واذا مروا باللغو مروا کراما یعنی وہ زور مین حاضر نہین ہوتے ہین اور جسوقت زور پر اون کے گزرنے کا اتفاق پڑجاتا ہے تو گزر جاتے ہین اور ذرا بھی اوسکے میل کچیل سے آلودہ نہین ہوتے ہین اسی لئے فرمایا ہے کہ مروا کراما یعنی اوس سے خبر نہین ہوتے بزرگی رکھکر اوس سے جلد گزر جاتے ہین محمد بن مسلم کہتے ہین مجھے خبر دی ابراہیم بن میسرہ نے کہ حضرت ابن مسعود مر بلھو معرضۃ فلم یقف یعنی اونہون نے گزر کیا لہو پر درمیان راہ کے تو وہ نہ ٹھہرے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لقد اصبح ابن مسعود واسی کریما یعنی صبح وشام کی ابن مسعود نے کریم ہوکر پھر ابن میسرہ نے یہ آیت پڑہی واذا مروا باللغو مروا کراما اخرجہ ابن ابی حاتم قال حدثنا ابوسعید الاشج حدثنا ابوالحسن العجلی عن محمد بن مسلم الخ قولہ تعالی والذین اذا ذکروا بایات ربہم لم یخروا علیہا صما وعمیانا یہ بھی منجملہ صفات مومنین ہے کہ جسوقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو اونکے دل ڈر جاتے ہین اور جب اونپر اوسکی آیتین پڑہی جاتی ہین تو زیادہ کرتی ہین اون کو ایمان اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین بخلاف کافر کے کہ وہ جسوقت اللہ کا کلام سنتا ہے تو اوسمین اثر نہین کرتا ہے اور نہ وہ اوس حالت سے بدلتا ہے جسپر وہ قایم ہے بلکہ اپنے کفر وطغیان وسرکشی وجہل وضلال پر مستمر رہتا ہے کما قال تعالی واذا ما انزلت سورۃ فمنہم من یقول ایکم زادتہ ھذہ ایمانا فاما الذین امنوا فزادتہم ایمانا وھم یستبشرون واما الذین فی قلوبہم مرض فزادتہم رجسا الی

۱۷ یہ ایسے مراد ہین
۱۸ جھوٹ
۱۹ کہا ان سے
۲۰ اور اگر سنی نا اور
۲۱ کا سکتہ اور دخل
۲۲ اور جب نازل ہوتی
۲۳ ایک سورت تو بعضے اون
۲۴ کرتے ہین
۲۵ زیادہ کیا اس سورت
۲۶ ایمان سو جو
۲۷ ہین اونکو زیادہ
۲۸ اور وہ
۲۹ اور جسکے دل مین
۳۰ سو اونکو
۳۱ اور وہ
۳۲ ہے

رجسھم پس قولہ تعالیٰ لم یخروا علیھا صما وعمیانا یعنی بخلاف کافر کے کہ جب وہ اللہ کی
آیتون کو سنتا ہے تو اوسمین اثر نہین کرتی ہین تو وہ اپنے حال پر مستمر رہتا ہے گویا اونکو سنا ہی نہین بہرا
ہے اندہا ہے **مجاہد** نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ نہ سنا نہ دیکھا نہ سمجھے کسی شے کو **حضرت حسن بصری**
نے فرمایا بہت ہی آدمی ہین کہ اونکو پڑہتے ہین اور گرپڑتے ہین اونپر بہرے اندہے ہوئے **قتادہ** نے کہا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ وہ بہرے نہین ہوئے حق سے اور نہ اوسمین اندہے ہوئے پس وہ واللہ ایک قوم ہین
کہ اونہون نے سمجہا اللہ سے اور نفع پایا اوس سے جو اوسکی کتاب سے سنا **ابن ابی حاتم** نے ابن
عون سے روایت کیا ہے کہا مین نے شعبی سے پوچہا مین نے کہا کہ آدمی قوم کو سجدہ کرتے ہوئے
دیکہتا ہے اور اوسنے اوس آیت کو نہین سنا جسکا اونہون نے سجدہ کیا ہے آیا اون کے ساتھ سجدہ
کرے کہا پس شعبی نے یہ آیت پڑہ دی یعنی وہ اون کے ساتھ سجدہ نہ کرے کیونکہ اوسنے آیت سجدہ کا
تدبر نہین کیا ہے مومن کو لایق نہین ہے کہ اسمہ ہو مگر بصیرت وبینائی پر ہو اپنے کام مین اور واضح بین ظاہر
یقین پر ہو قولہ تعالیٰ والذین یقولون الایہ یعنی یہ وہ لوگ ہین کہ اللہ پاک سے سوال کرتے ہین
اس بات کا کہ نکالے اون کی پشتون سے منجملہ اون کی ذریات کے اوس شخص کو کہ وہ اللہ پاک کی اطاعت
کرے اور اوسی وحدہ لاشریک لہ کو پوجے حضرت **ابن عباس** رضی اللہ عنہما نے فرمایا مراد اونکی وہ
شخص ہے کہ عمل کرے ساتھ طاعت اللہ کے تو اوس سے اون کی آنکہین ٹھنڈی ہون دنیا و آخرت
مین **عکرمہ** نے کہا کہ اونہون نے اس سے خوبی وجمال کا ارادہ نہین کیا ہے ولیکن یہ ارادہ کیا ہے
کہ وہ مطیع ہون کسی نے حضرت حسن بصری سے اس آیت کا پوچہا تو فرمایا یہ کہ دکہادے اللہ بندہ مسلم کو
اوسکی بی بی اور بہائی اور خویشاوند سے طاعت الٰہی کو لا واللہ یعنی قسم ہے اللہ کی کوئی شے نہین ہے
زیادہ تر ٹھنڈی کرنے والی واسطے آنکہ مسلمان کے اس سے کہ دیکہے اپنے لڑکے کو یا پوتے کو یا بہائی کو
یا خویشاوند کو مطیع و فرمانبردار واسطے اللہ عزوجل کے **ابن جریج** نے اس کی تفسیر مین کہا ہے کہ تیری
عبادت کرین پہر اچہی طرح کرین تیری عبادت اور نہ کھینچ لائین ہمیں جنایتین اور گناہ **عبدالرحمن** بن زید بن
اسلم نے کہا سوال کرتے ہین اللہ تعالیٰ سے واسطے اپنے ازواج وذریات کے اسبات کا کہ اونکو اسلام
کی ہدایت کرے **امام احمد** نے جبیر بن نفیر سے روایت کیا ہے کہا ہم ایک دن مقداد بن اسود کے
پاس بیٹہے تھے پس ایک شخص اونپر سے گزرا تو اوس نے کہا کہ خوشی ہو ان دو آنکہون کو جنہون نے

۱ اسمہ بکسر الہمزہ وتشدید المیم وہ شخص ہے جسکے لئے کوئی رائے ہو پس وہ مطابعت کرتا ہے رائے کی اوسکی رائے کے بموجب کوئی امعہ کے کہ مین بھی اسکا ہون ہاتھ وقت نہ ہوتا ہے کسی نے کہا وہ ہے جو ہر ایک سے کہتا ہے کہ مین تیرے ساتھ ہون کنایہ ہے مجمع الجمع سے اسکے سوا اور بھی اقوال ہین ۱۲ منہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا البتہ ہم دوست رکھتے ہین کہ ہم دیکھتے جو تونے دیکھا اور ہم حاضر ہوتے جہان تو حاضر ہوا پس مقداد غضبناک ہوئے تو مین تعجب کرنے لگا کیونکہ اوسنے نہین کہی تھی مگر اچھی بات پہر مقداد اوس شخص کیطرف متوجہ ہوئے تو کہا کون چیز باعث ہوتی ہے آدمی کو اسپر کہ وہ تمنا کرتا ہے اوس جاے حضور کی جس سے اللہ نے اوسکو غایب رکھا ہے وہ نہین جانتا ہے کہ اگر وہ اوسجگہ حاضر ہوتا تو اوس مین کس کیفیت سے ہوتا واللہ البتہ حاضر ہوئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس قومین کہ اللہ نے اونکو اون کے منہون کے بل جہنم مین اوندہا ڈالدیا نہ اونہون نے آپ کا کہا مانا نہ آپ کی تصدیق کی کیا تم حمد نہین کرتے ہو اللہ کی اس سبب سے کہ اللہ نے تمکو تمہاری مانون کے شکمون سے نکالا کہ تم نہین پہچانتے ہو مگر اپنے رب کو تصدیق کرنیوالے ہو اوس شے کی جسکو تمہارے نبی لیکر آئے جو بلا تمہارے غیر کے واسطے تھی اوس سے تم کفایت کئے گئے البتہ مقرر بھیجا اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدترین حال پر کہ جس پہیجا ہو کسی نبی کو نبیون مین سے فترت جاہلیت مین وہ لوگ خیال نہین کرتے تھے کہ کوئی دین بہتر ہو بتون کے پوجنے سے پس وہ ایسا فرقان لیکر آئے کہ جس سے فرق کردیا درمیان حق و باطل کے اور جدائی ڈالدی درمیان باپ کے اور اوس کے بیٹے کے بیشک آدمی البتہ دیکھتا تھا اپنے باپ کو اور اپنی بیٹے کو اور اپنے بھائی کو کافر حالانکہ اللہ پاک نے اوسکے دل کا قفل کھولدیا واسطے ایمان کے جانتا ہے کہ اگر وہ ہلاک ہوگا تو آگ مین داخل ہوگا سو اوسکی آنکھ ٹھنڈی نہین ہوتی تھی حالانکہ وہ جان رہا ہے کہ اوسکا دوست آگ مین ہے اور بیشک وہ یہی بات ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے الذین یقولون ربنا ھب لنا الایہ وھذا اسناد صحیح ولہ شاہد جو ہ قولہ تعالیٰ واجعلنا للمتقین اماما حضرت ابن عباس وحسن وسدی وقتادہ وربیع بن انس نے کہا ہے کہ ہمکو پیشوا کردے کہ ہمارا اقتدا کیا جاے خیر مین ان کے سوا اور لوگون نے یون کہا ہے کہ ہمکو کردے راہ بتانیوالے راہ پانیوالے خیر کیطرف بلانے والے پس اونہون نے دوست رکھا اسبات کو کہ اونکی عبادت متصل ہوجاے ساتھ عبادت اونکی اولاد و ذریات کے اور اسبات کو کہ اون کی ہدایت متعدی ہوجاے طرف اونکی غیر کے ساتھ نفع کے اسکا ثواب زیادہ تر ہے اور اسکا انجام کار خوبتر ہے اسی لئے صحیح مسلم مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب کہ مرجاتا ہے ابن آدم تو اوسکا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین چیزون سے زکانیک جو اوس کے واسطے دعا کرتا ہے یا علم جس سے نفع یاب ہوتا ہے وہ شخص جو اوسکے بعد ہے یا صدقہ جاریہ ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ وہ قایم نہین کرتے ہین جھوٹی

گواہی یا حاضر نہین ہوتے ہین زور مین زور کہتے ہین کذب و باطل کو اور نہ اوسکا مشاہدہ کرتے ہین ثانی معنی کی طرف جمہور مفسرین گئے ہین زجاج نے کہا کہ زور لغت مین کذب ہے اور کوئی کذب شرک بالله سے فوق نہین ہے واحدی نے کہا کہ اکثر مفسر اس پر ہین کہ زور اسجگہ بمعنی شرک ہے حاصل یہ ہے کہ یشہدون اگر شہادت سے ہے تو کلام مین مضاف محذوف ہوگا ای لا یشہدون شہادۃ الزور یعنی وہ گواہی جھوٹ کی نہین دیتے ہین اور شہود حضور سے ہے جسطرح کہ جمہور اس طرف گئے ہین تو اسکے معنی مین اختلاف کیا ہے پس قتادہ نے کہا کہ وہ مساعدت نہین کرتے ہین اہل باطل کی اون کے باطل پر ابن جریج نے کہا کہ کذب اسی طرح مجاہد سے بھی مروی ہے کسی نے کہا کہ نفرت کرتے ہین جاہا سے حضور کذابین سے اور خطائین کی مجلسون سے سو شر و اہل شر کی مخالطت سے بچنے کے لئے اون کے قریب نہین جاتے ہین کسی نے کہا لہو اور لہو کہتے ہین ماتم مین نوحہ کرنے کو اولی عدم تخصیص ہے ساتھ کسی نوع کے انواع زور سے بلکہ مراد یہ ہے کہ وہ حاضر نہین ہوتے ہین اوسمین جسپر زور کا نام صادق آتا ہے کوئی زور کیون نہو حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ زور ایک بت تہا مدینہ منورہ مین ہر سات دن مین اوسکے گرد لعب کرتے تھے واذا مروا باللغو مروا کراما یعنی اور جسوقت گزرتے ہین لغو پر بطور اتفاق بدون قصد و ارادے کے تو گزر جاتے ہین در انحال کہ مونہہ پھیرنے والے ہین اوس سے اور غیر ملتفت ہین طرف اوسکی بزرگی رکھنے والے ہین اپنے نفوس کی اوسپر ٹھیرنے اور اوسمین خوض کرنے سے اسی باب سے ہے چشم پوشی کرنا فواحش سے یعنی بیحیائی بے شرمی کی باتون سے اور درگزر کرنا گناہون سے اور کنایہ و اشارہ کرنا اوس چیز سے جسکی تصریح کرنا اور کھلم کھلا کہدینا مکروہ سمجھا جاتا ہے حضرت امام باقر رضی الله عنہ نے فرمایا کہ جب فروج کا ذکر کرتے ہین تو اون سے کنایہ کرتے ہین لغو ہر ساقط وردی ہے قول یا فعل سے حضرت حسن نے فرمایا کہ لغو کل معاصی ہین کسی نے کہا کہ شتم و اذی ہے یعنی گالی دینا ایذا پہونچانا کسی نے کہا کہ مراد باللغو سے بذوی اللغو ہے یعنی جب گزرتے ہین لغو والون پر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اصحاب رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم جسوقت اوس بت پر سے گزرتے تو مروا کراما اوسکی طرف نظر نکرتے تھے کقولہ تعالے واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ محاورے مین بولتے ہین فلان یکرم عما یشینہ یعنی وہ تنزہ کرتا بچتا ہے اوس شے سے جو اوسے عیبناک کرتی ہے اور اپنے نفس کی بزرگی رکھتا ہے داخل ہونے سے لغو مین اور میل جول کرنے سے ساتھ لغو والون کے آیات سے مراد قرآن شریف ہے یا جو نصیحت و موعظت

۵۱ اور جب بیہودہ کی باتون اوس سے گذرتے ہین تو بزرگانہ گذر جاتے ہین ۱۲

وعبرت اوسمین ہے مطلب یہ ہے کہ جب اونکو قرآن شریف سمجھایا جاتا ہے یا جو وعظ و نصیحت اوسمین ہے وہ اونکو سمجھایا جاتا ہے تو وہ نہین گرپڑتے اوسپر اس حال مین کہ وہ بہرے اور اندھے ہون بلکہ وہ اوپر اوندھے گرپڑتے ہین اس حال مین کہ یاد رکھنے والے کانون سے سننے والے ہین اور نگاہ رکھنے والے آنکھون سے دیکھنے والے ہین اور اوس سے نفع لیتے ہین ابن قتیبہ نے کہا معنی یہ ہین کہ اوس سے تغافل نہین کرتے ہین کہ گویا بہرے ہون کہ اوسکو سنا نہوا اور اندھے ہون کہ اوسکو دیکھا نہو ابن جریر نے کہا ہے کہ یہان کسی طرح کا گرپڑنا نہین ہے بلکہ یہ محاورہ ایسا ہے جیسے کہتے ہین کہ فلان قعد سیبکے یعنی فلان شخص بیہودا ہوا روتا ہے اگرچہ وہ بیہودہ رونے والا نہو ابن عطیہ نے کہا گویا وعظ کا سننے والا کھڑا ہونیوالا ہے پھر جب اوسنے وعظ سے اعراض کیا اور منہہ موڑا تو یہ خرور ہوا خرور کہتے ہین غیر نظام پر گرپڑنے کو یعنی بے طور بے سنبھلے گرپڑنے کا نام خرور ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جسوقت اونپر اللہ کی آیتین پڑہی جاتی ہین تو اون کے دل ڈر جاتے ہین سو وہ سجدہ کرتے اور روتے ہوئے گرپڑتے ہین اور بہرے اور اندھے ہوکر اوپر نہین گرتے ہین مطلب یہ ہے کہ اونکا گرنا بے سمجھے بوجھے نہین ہے بلکہ اونکا سمجھنا بوجھنا اون کے گرنے کا باعث ہوا ہے وعظ و نصیحت نے اونکے دل کے اندر ایسا اثر کیا کہ اوسکے مارے گرپڑے فراء نے کہا کہ وہ اپنے پہلے حال پر نہین بیٹھے رہے کہ گویا نہ سنا کشاف مین کہا ہے کہ یہ خرور کی نفی نہین ہے یہ تو اوسکا اثبات ہے اور نفی ہے بہرے پن اور اندھے پن کی مراد یہ ہے کہ نفی قید کی طرف متوجہ ہے مقید کی طرف نہین ہے کلمہ من من الذین واجنا مین ابتدائیہ ہے یا بیانیہ قالہ الزمخشری وذریاتنا نافع وابن کثیر وحضرت ابن عباس وحضرت حسن نے بجمع پڑہا ہے ابوعمرو وحمزہ وکسائی وطلحہ وعیسی نے بافراد کہ ذریہ جمع و مفرد دونون پر واقع ہوتی ہے اول کی مثال ذریتہ ضعافا ہے ثانی کی مثال ذریۃ طیبۃ ہے قرۃ اعین منصوب ہے اس بنا پر کہ مفعول ہے ھب کا قرۃ العین کہتے ہین خنکی چشم کو محاورے مین بولتے ہین قرت عینہ قرۃ یعنی اوسکی آنکھ ٹھنڈی ہوئی ٹھنڈی ہوئی کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آنکھ کی ٹھنڈک اوسکو اچھی طرح نصیب ہوئی زجاج نے کہا محاورے مین بولتے ہین اقر اللہ عینک یعنی اللہ تیری آنکھ کو ٹھنڈا کرے مطلب یہ ہے کہ تیرے دل مین وہ شے پہونچے جسکو تو دوست رکھتا ہے مفضل نے کہا ہے کہ قرۃ العین مین تین قول ہین ایک یہ ہے کہ ٹھنڈک اوسکے آنسو کی ہے اس لئے کہ یہ دلیل ہے سرور و ضحک کی جس طرح کہ گرمی آنسو کی دلیل ہے حزن و غم کی دوسرا یہ ہے کہ قرۃ العین سے مراد خواب چشم ہے

منیہ جب آتی ہے کہ دل فارغ ہو اور رنج جاتا رہے تیسرا قول یہ ہے کہ مراد حصول رضا ہے حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہین مراد اونکی یہ ہے کہ وہ شخص دے کہ طاعت کے ساتھ عمل کرے تو ہماری آنکھین اوس سے ٹھنڈی ہون دنیا و آخرت مین کیونکہ کوئی شے زیادہ تر ٹھنڈی کرنیوالی مومن کی آنکھ کو نہین ہے اس سے کہ اپنی بی بی اور اولاد کو اللہ عزوجل کا مطیع و فرمان بردار دیکھے تو اسبات کی طمع رکھے کہ وہ اوس کے ساتھ جنت مین نازل ہون گے تو اس سے اوسکی خوشی پوری ہوگی اور اوسکی آنکھ ٹھنڈی ہوگی **قولہ تعالیٰ واجعلنا للمتقین اماما** اور کر ہمکو واسطے پرہیزگارون کے قدوہ یعنی پیشوا کہ ہماری پیروی کیجاوے خیر مین امام کہا اسمہ نفر مایا اس لیئے کہ مراد امام سے جنس ہے **کقولہ تعالیٰ ثم نخرجکم طفلا** یہان طفل سے مراد جنس ہے اور جنس کا اطلاق ایک اور ایک سے زیادہ پر برابر ہوتا ہے **فراء** نے کہا یہ ایسا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے دو کے واسطے **انا رسول رب العالمین** فرمایا ہے یعنی یہ اوس واحد کے باب سے ہے جس سے جمع مراد ہوتی ہے **اخفش** نے کہا امام جمع ہے آم کی ام یؤم سے ام کی جمع فعال کے وزن پر کی گئی ہے جسطرح کہ صاحب کی جمع صحاب اور قایم کی جمع قیام ہے کسی نے کہا کہ امام مصدر ہے محاورے مین بولتے ہین ام فلان فلانا اماما یعنی امامت کی فلان نے فلان کی امامت کرنے کر جسطرح کہ صیام و قیام دونون مصدر ہین اور مصدر کا اطلاق مفرد و جمع پر ہوتا ہے کسی نے امام کو مفرد ماکر یہ تاویل کی ہے کہ ہر ایک کو ہم مین سے امام کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ کر ہمکو ایک امام واسطے متحد ہونے ہمارے کلمے کے اور متفق ہونے ہمارے طریقے کے کسی نے کہا کہ کلام مقلوب کے باب سے ہے معنی یہ ہین کہ کر متقین کو واسطے ہمارے امام مجاہد بھی اسکے قائل ہین کسی نے کہا کہ یہ دعا بطریق افراد اونسے صادر ہوئی ہے اور اونمین سے ہر ایک کی عبارت وقت دعا کے یہ ہے واجعلنی للمتقین اماما لیکن قوم کی عبارتین بصیغہ متکلم مع الغیر حکایت کی گئین واسطے قصد ایجاز کے **کقولہ تعالیٰ یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا** ان تاویلون مین امام کو اپنے حال پر باقی رکھا ہے **قفال** نے کہا کہ جسوقت امام کو اسم کی راہ لیجائینگے یعنی اوسکو اسم فرض کرینگے تو اوسکو واحد لائینگے گویا یون کہا کہ کر ہمکو حجت واسطے متقین کے اسی کے مثل بینہ کا کلمہ ہے یعنی گواہ کہ ایک پر اور ایک سے زیادہ پر بولتے ہین محاورے مین کہتے ہین ھؤلاء بلینة فلان یعنی یہ لوگ فلان کے بینہ ہین **حفناوی** نے کہا ہے کہ لفظ امام مین جمع وغیرہ برابر ہے پس مطابقت حاصل ہے یعنی اب کچھ تاویل کی ضرورت نہین ہے **نیسابوری** نے فرمایا ہے کہا ہے کہ اس آیت کریمہ مین دلالت ہی اسبات پر

۱ پر مکو کیا ہے اسکے ۲ ہم پیغام لائے ہین جہان کے ۳ ای رسولا کما ہو مستفاد من قولہ تعالیٰ انا رسول رب العالمین ۴ یہ ایک معنی مستقل ہین ورنہ افراد و جمع سے اسکو کچھ بحث نہین ہے واللہ اعلم ۱۲ ۵ ای نصیر سلمہ المتقین

کرینگی ریاست بمجلد اون چیزون کے جنکا طلب کرنا اور اونمین رغبت کرنا واجب ہے قریب ترجمہ یہ ہے کہ
اونہون نے اللہ پاک سے یہ سوال کیا کہ طاعت مین اونکو اوس درجے تک پہونچادے کہ وہ مشار الیہ ہونگے
اون کی طرف اشارہ کیا جائے اور اون کی پیروی کیجائے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ تو ہمکو ہدایت
کی امام و پیشوا کردے کہ ہمسے ہدایت کیجائے اور ہمکو گمراہی کے پیشوا مت کر کیونکہ اللہ پاک نے اہل سعادت
کے واسطے یون فرمایا ہے وجعلناھم ائمۃ یھدون بامرنا اور اہل شقاوت کیواسطے یہ ارشاد کیا
ہے وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار۔ اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ویلقون فیھا

تحیۃ وسلٰما ۝ خالدین فیھا حسنت مستقرا ومقاما ۝ قل مایعبؤا بکم ربی لولا
دعاءکم ج فقد کذبتم فسوف یکون لزاما ۝ اونکو بدلا ملیگا کو ٹھون کے جہ وکے اس پر کہ
ٹھیری رہے اور لینے آوینگے اونکو وہان دعا اور سلام کہتے یعنی فرشتے آگے آکر لیجاوینگے رہا کرین اونمین
خوب جگہ ہے ٹھراوکی اور خوب جگہ رہنے کی تو کہہ پروا نہین رکھتا میرا رب تمہاری اگر تم اوسکو نہ پکارا کرو
سو تم جھٹلا چکے اب آگے ہوتا ہے بہنٹا ف یعنی ایسی جگہ تھوڑی دیر ٹھیرنا ہے تو بھی غنیمت ہے اونکا
تو وہ گھر ہے ف یعنی بندہ مغرور ہو خاوند کو اسکی کیا پروا مگر اوسکی التجا پر رحم کرتا ہے اب ہوتا ہے بھینڈا
یعنی لڑائی جہاد انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جب کہ اللہ تعالی نے اپنے مومن بندون
کے اوصاف سے صفات جمیلہ واقوال وافعال جلیلہ کا ذکر کیا کہ جنکا ذکر ہو چکا ہے تو بعد اس سب کے
یون فرمایا اولئک یعنی یہ لوگ جو ان صفتون کے ساتھ متصف ہین جزا دیئے جائینگے قیامت کے دن
غرفہ کو غرفہ سے مراد جنت ہے مطلب یہ ہے کہ اون کے اعمال صالحہ کی جزا مین اونکو بہشت عنبر سرشت
ملے گا امام ابو جعفر باقر رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر و ضحاک و سدی نے کہا ہے کہ جنت کا نام غرفہ رکھا ہے سبب
اوسکے بلند ہونے کے بما صبروا کا یہ مطلب ہے کہ اونکو اس سبب سے ملی کہ اونہون نے صفات مذکورہ
کے ساتھ قایم ہونے پر صبر کیا ویلقون فیھا تحیۃ وسلاما یعنی مبادرت کئے جائینگے جنت مین
ساتھ تحیہ و اکرام کے اور توقیر و احترام کے ساتھ اون سے ملین گے پس اون کے واسطے سلام ہے
اور اونپر سلام ہے کیونکہ فرشتے اونپہ داخل ہون گے ہر دروازے سے یہ کہتے ہوئے سلام علیکم بما
صبرتم فنعم عقبی الدار قولہ تعالی خالدین فیھا یعنی وہ اونمین اقامت گزین ہون گے رہ پڑینگے
کوچ نہ کرینگے نہ نقل کرینگے نہ مرینگے نہ اوس سے ٹلین گے اور نہ اوس سے نقل کرنا چاہین گے کما قال تعالی

ع ۶
۱ اور اونکیلیے
پیشوا راہ بتانے والے ہمارے
۲ اور کیلیے
انکو
دوزخ کیطرف
۳ کہتے ہین سلامتی تم پر رہے
اسکے کہ تم ثابت رہے
خوب ہے وہ ٹھکانا اور

واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الآیۃ
قولہ تعالیٰ حسنت مستقرا ومقاما یعنی خوب جگہ ہے دیکھنے کی اور خوب جگہ ہے دوپہر کے آرام
کی اور خوب جگہ ہے اوترنے کی پھر اللہ پاک نے فرمایا قل مایعبأ بکم ربی یعنی تو کہدے کہ میرا لاشہ والکرشہ
نہین کرتا ہے یعنی پرواہ نہین کرتا ہے تمہاری رب میرا جبکہ تمنے اوسکو نہ پوجا کیونکہ اوسنے تو خلق کو اسی لیئے پیدا
کیا ہے کہ اوسکو پوجین اور اوسکی توحید کرین اور صبح وشام اوسکی پاکی بیان کرین مجاہد وعمرو بن شعیب نے کہا ہے
مایعبأ بکم ربی کے معنی ہین ما یفعل بکم ربی یعنی کیا کریگا تمکو میرا رب علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباسؓ سے
مایعبأ بکم ربی الایۃ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ اگر نہو ایمان تمہارا اللہ تعالیٰ نے کفار کو اس بات کی خبر دی
کہ اوسکو اونکی کچھ حاجت نہین ہے جب کہ اونکو مومن پیدا نہین کیا اور اگر اوسکو اونکی کوئی حاجت ہوتی تو البتہ
اونکو ایمان محبوب کر دیتا جسطرح کہ اوسنے مومنون کو محبوب کر دیا ہے قولہ تعالیٰ فقد کذبتم یعنی اے
کافرو پس مقرر تم تو جھٹلا چکے فسوف یکون لزاما پس قریب ہے کہ ہوگی تکذیب تمہاری لزام واسطے
تمہارے یعنی مقتضی ہوگی تمہارے عذاب وہلاک دو مارکی دنیا وآخرت مین دن بدر کا اسمین داخل ہے جسطرح کہ
عبداللہ بن مسعود وابی بن کعب ومحمد بن کعب قرظی ومجاہد وضحاک وقتادہ وسدی وغیرہم نے اسکے ساتھ تفسیر
کی ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا فسوف یکون لزاما یعنی قیامت کے دن درمیان ان
دو قولون کے کوئی منافات نہین ہے آخر تفسیر سورۃ الفرقان ولہ الحمد والمنۃ ف فتح البیان کا بیان مع
توضیح یہ ہے کہ اولئک کا اشارہ ہے طرف اون لوگون کے جو کہ متصف بصفات مذکورہ ہین جنکی تفصیل آٹھ
موصولات کے تحت مین کی گئی ہے اس حیثیت سے کہ وہ اون صفتون کے ساتھ متصف ہین انمین دلیل ہے
اسبات پر کہ وہ لوگ اون صفتون کے سبب سے متمیز بکامل تمیز ہین اور شاہد امور کی سلک مین منتظم ومنسلک
ہین اولئک مبتدا ہے اور اوسکا مابعد خبر اور جملہ مستانفہ ہے کسی نے کہا کہ اولئک اور اوسکا مابعد خبر ہے
وعباد الرحمن کی زجاج نے اسی طرح کہا ہے غرفۃ سے مراد درجہ رفیع ہے اور وہ اعلا وافضل منازل جنت
ہے جسطرح کہ غرفہ اعلی مساکن دنیا ہوتا ہے اصل مین غرفہ ہر بنا یہ مرتفع وبلند کو کہتے ہین جمع اسکی غرف ہے
ضحاک نے کہا کہ غرفہ سے مراد جنت ہے یعنی جزا مین اونکو جنت ملیگی چونکہ غرفہ جنس پر دال ہے اس لئے
اوسکو بصیغہ واحد ذکر کیا ہے دلیل اسکی یہ کریمہ ہے وھم فی الغرفات آمنون حضرت عمرو بن سعد رضی اللہ
عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ غرفہ یاقوت سرخ اور زبرجد سبز اور سفید موتی

۵۱ اور وہ بہشت کے درخت ہین جن کی جڑین سونے کی ہین ۱۲
۵۲ اصل مین لفظ حسنت منظا وطابت معقلا ومنزلا ہے کہ یہ تین لفظ تینون معنی کے واسطے ہین یعنی مقر ومستقر ومقام کے معنی مین قرارگاہ وقیام گاہ ۱۲
۵۳ اور وہ بہشت کے درجون مین سے بلند درجہ ہے ۱۲

سی ہی ہین ہمزہ ساکن ہین فصم ۵۱ اور نہ وصم اخرجہ الحکیم الترمذی حاصل یہ ہے کہ اوس غرفہ مین کسی طرح کی دراڑ نہو گی نہ کسی نوع کی شکستگی صاف عمدہ ڈہلا ڈہلایا ہوگا حرف با بما صبروا مین سببیہ ہے اور کلمۂ ما مصدریہ ہے یعنی غرفہ کی اونکو جزا ملیگی بسبب اون کے صبر کرنے کے تکلیفات وطاعات کی مشقتون پر اور اہوا وشہوات کے چھوڑنے پر اور مجاہدات کے تحمل وبرداشت پر یلقون فیہا تحیۃ وسلاما ابوبکر و مفضل واعمش و یحیی بن وثاب وحمزہ وکسائی وخلف نے یلقون بفتح تحتیہ وسکون لام تخفیف قاف پڑہا ہے فراء نے اس قرأت کو اختیار کیا ہے کہا اسواسطے کہ عرب لوگ یون بولتے ہین فلان یلقی بالسلام والتحیۃ والخیر اور یلقی بہت ہی کم بولتے ہین باقی قراء کی قرات بضم تحتیہ وفتح لام وتشدید قاف ہے اسکو ابو عبید و ابو حاتم نے پسند کیا ہے بسبب اس آیت کریمہ کے ولقاھم ۵۲ نضرۃ وسرورا اول کے معنی یہ ہین کہ وہ پائینگے جنت مین دعا وسلام کو اور دوسرے کے یہ معنی ہین کہ بعض بعض کو دعا دیگا اور پروردگار پاک طرف اونکے سلام بھیجے گا کسی نے کہا کہ تحیہ بمعنی بقاے دائم وملک عظیم ہے کسی نے کہا کہ فرشتے اونکو تحیہ کرینگے دعا دینگے اور اونکو سلام کرینگے ظاہر یہ ہے کہ یہ تحیت وسلام اللہ پاک کی جانب سے ہوگا واسطے اون کے اسی باب سے ہے یہ قول اللہ پاک کا تحیتھم ۵۳ یوم یلقونہ سلام کسی نے کہا معنی تحیت کے اونکو دعا دینا ہے درازی زندگی کی اور معنی سلام کے دعا دینا ہے اونکو سلامتی کی آفتون سے کسی نے کہا مراد تحیت سے اللہ پاک کا اکرام کرنا ہے اونکو ساتھ ہدایا وتحف کے اور مراد سلام سے سلام اللہ پاک کا ہے اونپر ساتھ قول کے خالدین فیہا کا نصب بنا بر حال ہے یعنی داخل کہ وہ اقامت کرنیوالے ہون گے اوسمین بغیر موت کے اور بدون خروج کے نہ وہ مرینگے نہ وہان سے نکلین گے حسنت مستقرا ومقاما یعنی غرفہ اچھا موضع قرار ہے جسمین وہ قرار پذیر ہون گے اور اچھی جاے قیام ہے جسمین وہ اقامت کرینگے یہ مقابلہ مین سات مستقر اور مقاما کے فرمایا ہے قل ما یعبأ بکم ربی اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ وہ کل کی طاعت سے غنی وبے نیاز ہے اور بندون کو جو مکلف کیا ہے سو اس لئے کہ وہ تکلیف سے نفع یاب ہون محاورے مین بولتے ہین ما عبأت بفلان یعنی مین نے فلان کی پروا نہ کی اور نہ اوسکی میرے نزدیک کچھ قدر ہے اصل یعبأ کی عبء سے ہے عبء کہتے ہین ثقل اور بوجھ کو خلیل نے کہا ما اعبأ بفلان اے ما احتمہ یعنی مین فلان کو کیا گرونگا گویا اوسکو قلیل وحقیر وبے حقیقت سمجھتا ہے اور دعوی کرتا ہے کہ اوسکا وجود وعدم دونون برابر ہین اسی طرح ابو عبیدہ نے بھی کہا ہے زجاج نے کہا ما یعبأ بکم ربی سے یہ مراد ہے

۵۱ ضم عین بے جدائی و وہم شگاف وشگاف پیہم بے جدائی وغیرہ ۱۲

۵۲ اور ملائکہ اونکو تحیت اور خوشخبری دینگے ۱۲

۵۳ دعا اون کی بہشت مین اوس سے ملاقات کے وقت سلام ہے ۱۲

کہ کونسا وزن ہوگا واسطے تمہارے نزدیک اوسکے یا ما یصنع بکم او بعذابکم یعنی وہ کیا کریگا تمکو یا تمہارے
عذاب کو اور عبء بمعنی ثقل ہے کلمۂ ما استفہامیہ ہے یا نافیہ فراء نے اسکی تصریح کی ہے کہ استفہامیہ ہے
ابن شجری نے کہا ہے حقیقت قول میرے نزدیک یہ ہے کہ محل کلمہ ما کا نصب ہے تقدیر یہ ہے
ای عبء یعبأ بکم ای ای مبالاۃ یبالی بکم وای اعتداد یعتد بکم یعنی کون پروا پرواکریگا تمہاری
میرا رب مطلب یہ ہے کہ اوسکو تمہاری کچھ پروا نہین ہے اور تم اوسکے نزدیک کسی شمار و قطار مین نہین
ہو لولا دعاؤکم کے یہ معنی ہین اگر نہوتا بلانا اوسکا تمکو تاکہ تم اوسکو پوجو اس معنی کی بنیاد پر مصدر یعنی دعا مضاف
ہے طرف اپنے مفعول کے یہ قول مختار فراء کا ہے اور فاعل مصدر کا محذوف ہے اور لولا کا جواب
بھی محذوف ہے تقدیر یہ ہے لولا دعاکم لم یعبأ بکم یعنی اگر نہوتا بلانا اوسکا تمکو تاکہ تم اوسکو پوجو تو وہ تمہاری
پروا نہ کرتا اس معنی کی مویدہ آیت ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اور خطاب
سارے لوگون کو ہے پھر کفار کو اونمین سے خاص کیا پس فرمایا فقد کذبتم حضرت ابن الزبیر رضی اللہ
عنہ نے فقد کذب الکافرون پڑہا ہے اور حضرت ابن عباس و حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما نے
بھی اسی طرح پڑہا ہے جسطرح کہ ابن جنی نے اسکی حکایت کی ہے اس قرارت مین دلیل روشن ہے اسپر
کہ خطاب سارے لوگون کو ہے کسی نے کہا کہ دعا مصدر مضاف ہے طرف فاعل کے یعنی اگر نہوتا فریاد رسی
چاہنا تمہارا طرف اوسکے شدائد اور سختیون مین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ نہین پرواکرتا ہے تمہاری یعنی تمہارے
گناہون کے بخشنے کی اگر نہوتا پکارنا تمہارا معبودون کو ساتھ اوسکے جو لوگ اس کے قائل ہین کہ دعا مضاف
ہے طرف فاعل کے منجملہ اون کے قتیبی و فارسی ہین انہون نے کہا ہے اصل یہ ہے اگر نہوتا پکارنا تمہارا
معبودون کو سوا اوسکے او جواب لولا کا محذوف ہے تقدیر اوسکی اسوجہ پر یہ ہے لولا دعاؤکم لم یعذبکم
یعنی تو وہ تمکو عذاب نہ کرتا معنی فقد کذبتم کی بنا بر وجہ اول یعنی جب کہ مصدر مضاف ہو طرف مفعول
کے یہ ہین سو مقرر تمنے تکذیب کی اوس شے کی جسکی طرف تم بلائے گئے اور بنا بر وجہ ثانی یعنی جب کہ مصدر مضاف
ہو طرف فاعل کے یہ ہین سو مقرر تمنے تکذیب کی توحید کی پھر اللہ پاک نے فرمایا فسوف یکون لزاما یعنی
پس عنقریب ہوگی جزا تکذیب کی لازم تمکو جمہور مفسرین اسپر ہین کہ مراد لزام سے اسجگہ وہ عذاب ہے جو مشرکون
کو بدر کے دن لازم ہوا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسی کے قائل ہین ایک گروہ نے کہا کہ وہ عذاب ہے آخرت
کا ابو عبیدہ نے کہا کہ مراد لزام سے فیصل ہے یعنی وہ حکم کہ درمیان حق و باطل کے جدا کردے معنی یہ ہین کہ

۱ اور جن سے خوب نہ سنے ہون آدمی اور جن سو پوجا ہے انکی ۱۲
۲ اس سے حضرت ابن عباس کی قرارت کے حاشیہ ابن مسعود کی قرارت کے حاشیہ ۱۱ منہ

عنقریب ہوگا فیصل درمیان تمہارے اور مومنون کے زجاج نے کہا کہ ہوگی تکذیب تمہاری لزام کہ لازم ہوگی تمکو توبہ نہ دیے جاؤگے جمہور قرار لزام کی کسرۂ لام پر ہین ابن جریر نے کہا ہے لزام عذاب دائم ہے اور ہلاک فنا کرنے والا کہ بعض تمہارے کو بعض کے ساتھ لاحق کردے گا ابو حاتم نے ابو زید سے حکایت کیا ہے کہا مین نے ابو السماک کو سنا کہ وہ لزام بفتح لام پڑہتے تھے ابو جعفر نے کہا کہ لزم کا مصدر ہوگا اور کسرہ اولی ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ لزام موت ہے کسی نے کہا و بال صحیحین مین حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ پانچ گزر چکین یعنی پانچ نشانیان جو کہ قیام قیامت پر دال ہین دخان و قمر و روم و بطشہ و لزام ف دخان اس آیت مین مذکور ہے یوم تاتی السماء بدخان مبین دخان سے یہ مراد ہے کہ جب کفار مکہ پر قحط کا عذاب نازل ہوا تو آدمی مارے بھوک کے دیکھتا تھا کہ گویا درمیان اوسکے اور آسمانکے دہوان ہے قمر یہ ہے اقتربت الساعۃ وانشق القمر روم یہ ہے الم غلبت الروم بطشہ یہ ہے یوم نبطش البطشۃ الکبری مراد اس سے قتل ہے جنگ بدر مین لزام یہ ہے فسوف یکون لزاما لیکن آمین اتنی بات ہے کہ حضرت ابن مسعود کا قول یہ ہے کہ لزام روز بدر ہے تو اس صورت مین لزام بطشہ کے ساتھ مکرر ہوگا اور معدود فقط چار چیزین ہون گی پس اسکا یہ جواب دیا ہے کہ مراد لزام سے روز بدر کا اسر ہے اور بطشہ سے مراد قتل ہے روز بدر کا واللہ اعلم ف کشاف مین کہا ہے جبکہ اللہ پاک نے بندون کی عبادت کا وصف کیا اور صالحات و حسنات کا شمار فرمایا اور اعمال صالحہ کی وجہ سے اون کی ثنا و صفت کی رفع درجات کا اونکو وعدہ دیا تو بعد اوسکے یہ بیان کیا کہ اللہ پاک نے جو ان لوگون کی پروا کی انکا لحاظ و پاس کیا ان کا ذکر بلند فرمایا سو یہ سب کچھ صرف اون کی عبادت کے سبب سے کیا ہے پس اپنے رسول کریم رؤف رحیم کو امر فرمایا کہ اون سے کہدین کہ اونکی پروا کرنا نزدیک اون کے رب کے فقط تنہا اونکی عبادت کی وجہ سے ہے اور کسی بات کے سبب سے نہین ہے اگر اونکی عبادت نہوتی تو بالکل اونکی پروا نہ کرتا اور نہ اونکو شمار مین لاتا اور نہ وہ اوسکے نزدیک کوئی ایسی چیز ہوتے کہ اوسکی پروا کیجاتی اس تقریر سے معلوم ہوا کہ خطاب مومنین کو ہے اور دعا یعنی عبادت ہی سے کفار کو خطاب کیا فقد کذبتم یعنی مومنین کی پروا و قدر تو ایمان و عمل صالح کی وجہ سے ہوئی نہ اور کسی وجہ سے اب تم کہو کہ اللہ پاک تمہاری پروا و قدر کیونکر کرے حالانکہ تم تو رسول و قرآن کی تکذیب کر چکے سو اس تکذیب کی پروا و قدر بھی ہے کہ عنقریب تم کو عذاب لازم ہوگا آخرت مین بعد اسکے کہ دنیا مین بھی تمپر نازل ہوگا پس بدر کے دن اونمین سے ستر آدمی مارے گئے

۱ جسم کا لاوے آسمان ہووے دین
۲ پاک آسکے وہ گرفتار اور پہنچ گیا پیغام
۳ دیکھ کر گئے ہیں روم
۴ جسمین پڑیگی مار

اور دنیا کے ساتھ آخرت کا عذاب متصل لازم ہوگیا اور ستر آدمی قید ہوئے مفتی ابوالسعود مرحوم کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا امر فرمایا کہ لوگون سے یہ امر بیان کردین کہ جو لوگ ان بڑی بڑی بزرگ نعمتون کو فایز و واصل ہونیوالے ہین جنمین رغبت کرنیوالا رغبت کرتے ہین اور ڈھکنے والے ڈھکتے ہین وہ صرف اپنے محاسن اعمال کے سبب سے اونکو پہونچے ہین جنکا اللہ تعالی نے شمار کیا ہے اور اگر وہ اعمال صالح نہوتے تو اللہ پاک اصلا اونکی کچھ پرواو قدر نکرتا یعنی جو بھلائی برائی اونکی جنس سے صادر ہوئی ہے اوسکو اون سے بالشافہہ ہوکر کہدو ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم اے ای عبء یعبأ بکم واے اعتد ادیعتد بکم لولا عبادتکم له تعالی حسبما مر تفصیله یعنی کیا پرواہ رکھے تمہاری میرا رب اور کس گنتی شمار مین لاوے تمکو اگر نہو تمہاری عبادت واسطے اوسکے جیسی کہ تفصیل اوسکی گزر چکی ہے کیونکہ جس شے کے لیئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اللہ پاک کی معرفت وطاعت ہے ورنہ انسان اور سارے چوپائے برابر ہین اس تقریر سے معلوم ہوا کہ کلمہ ما استفہامیہ ہے اور دعا بمعنی عبادت اور خطاب عام ہے واللہ سبحانہ اعلم بمعانی کتابہ وحسن ادائہ الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورۂ فرقان بست و ہشتم ماہ ربیع الثانی سنہ ۱۳۱۱ھ بعد نماز عشا شب پنجشنبہ محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرمائے اور مجھے اور سب مومنین ومومنات کو اس سے نفع دے اور باقی سورتون کے لکھنے کی توفیق عطا کرے خاص اس سورت کی تفسیر کا نام مواہب الرحمن فی تفسیر سورۃ الفرقان رکھا گیا ومولفہ ومترجمہ العبد المذنب الراجی رحمۃ ربہ القوی **ذوالفقار احمد** النقوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ بفضلہ وکرمہ وبجاہ سیدنا ومولانا سید المرسلین وشفیع المذنبین خاتمۃ النبیین صلے اللہ علیہ وعلے آلہ وصحبہ وبارک وسلم امین والحمد للہ اولا وآخرا وظاھرا وباطنا ونرقنا اللہ الحسنے وزیادہ واعطانا الافادۃ والاجادۃ آمین آمین آمین۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الشعراء

اس سورۂ مبارک کی دو سو ستائیس ۲۲۷ آیتین ہین یہ سورت مکی ہے نزدیک جمہور کے اور اسیطرح ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس وابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے نحاس کا لفظ اون سے یہ ہے

کہ سورۂ شعرا مکے مین اوتاری گئی ہے سوائے پانچ آیتون کے اوسکے آخر سے کہ وہ مدینے مین اوتری ہین وہ آیتین یہ ہین والشعراء یتبعھم الغاوون الی اخرھا قرطبی نے اپنی تفسیر مین حضرت براء بن عازب سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ نے مجھے سبع طول عطا کی ہین بجاے توریت کے اور مجھے مئین عطا فرمائین ہین بجاے انجیل کے اور طواسین مجھے عطا کی ہین بجاے زبور کے اور فضیلت دی مجھکو ساتھ حواسیم اور مفصل کے نہین پڑہا اونکو کسی نبی نے پہلے میرے ونیز قرطبی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دیا گیا مین مفصل کو نافلہ یعنی زیادہ فتح القدیر و فتح البیان مین اسیطرح ہے سلیمان جمل نے جو قرطبی سے نقل کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا ہے دیا گیا مین وہ سورت جسمین بقرہ ذکر کیا جاتا ہے ذکر اول سے اور عطا کیا گیا مین طہ اور طواسین الواح موسی سے اور دیا گیا مین فواتح قرآن اور خواتیم سورۂ بقرہ عرش کے نیچے سے اور دیا گیا مین مفصل کو نافلہ اوپر ابن عازب سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ نے عطا کی مجھکو سبع طوال بجاے توریت کے اور عطا کی مجھکو المص بجاے انجیل کے الخ انتہی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ تفسیر امام مالک رحمہ اللہ تعالی مین جو اون سے مروی ہے اسکا نام سورۃ الجامعہ واقع ہوا ہے نسخہ مطبوعۂ مصر مین اسی طرح ہے فتح القدیر و فتح البیان مین سورۃ الجمعہ ہے واللہ اعلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طسم ○ تلک ایات الکتب المبین ○ لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین ○ ان نشا ننزل علیھم من السماء ایۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین ○ وما یاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین ○ فقد کذبوا فسیاتیھم انبؤا ما کانوا بہ یستھزءون ○ اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیھا من کل زوج کریم ○ ان فی ذلک لایۃ ط وما کان اکثرھم مومنین ○ وان ربک لھو العزیز الرحیم ○ یہ آیتین ہین کہلی کتاب کی شاید تو گہونٹ مارے اپنی جان اسپر کہ وہ یقین نہین کرتے اگر ہم چاہین اوتارین اونپر آسمان سے ایک نشانی پھر رہ جاوین اونکی گردنین اوسکے آگے نیچی اور نہین پہونچتی اون پاس کوئی نصیحت رحمن سے نئی جس سے مونہہ نہین موڑتے سو یہ جھٹلا چکے اب پہونچے گی اونپر حقیقت اوس بات کی جس پر

ع ۵

۱ جمل مین کہا ہے کہ جملہ چار آیتین ہین والشعراء الخ ۱۲ منہ

۲ سبع طول الخ فتح القدیر مین اسی طرح ہے فتح البیان وغیرہ مین طوال ہے یعنی ایک مین یعنی سات سورتین نبی ۱۲ منہ

۳ مئین یعنی وہ سورتین جنمین سو یا سو سے زیادہ آیتین ہون ۱۲

ٹھہرے کرتے تھے کیا نہین دیکھتے زمین کو کتنی اوگائین ہمنے اوسمین ہر ایک بھانت کی چیزین خاصی اسمین البتہ نشانی ہے اور وہ لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا یعنی نہ ماننے پر جلد عذاب نہین بھیجتا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ سورتون کے اوائل مین جو حروف مقطعہ ہین سو ہم اول تفسیر سورہ بقرہ مین اوپر کلام کر آئے ہین تلک مشار الیہ بعید کے واسطے آیا کرتا ہے یہان واسطے تعظیم وعظمت مشار الیہ قریب کے لایا گیا ہے یعنی یہ آیتین ہین قرآن کی جو کہ ظاہر واضح جلی ہے فصل کرتا ہے درمیان حق وباطل کے اور ہدایت وگمراہی کے باخع کے معنی مہلک ہین یعنی شاید تم ہلاک کرنے والے ہو اپنی جان اس سبب سے کہ تم حرص کرتے ہو اور غمگین ہوتے ہو اسپر کہ وہ ایمان نہین لاتے ہین یہ تسلی ہے طرف سے اللہ پاک کے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایمان نہ لانے مین اون لوگون کے جو کہ منجملہ کفار اوپر ایمان نہ لائے کما قال تعالیٰ فلا تذهب نفسك عليهم حسرات وكقوله تعالیٰ فلعلك باخع نفسك على اثارهم الایہ مجاہد وعکرمہ وقتادہ وعطیہ وضحاک وحسن وغیرہم نے کہا ہے کہ باخع نفسک کے معنی ہین قاتل نفسک یعنی تو مار ڈالنے والا ہے اپنی جان کو اسی معنی سے یہ قول شاعر کا ہے ؎

الا ایها الباخع الحزن نفسه	لشیء نحته عن یدیه المقادر

یعنی خبردار اے وہ شخص کہ مار ڈالنے والا ہے رنج وغم اوسکی جان کو بسبب اوس شے کے کہ تقدیر نے اوسکو اوس کے ہاتھون سے علیحدہ کر دیا ہے پھر اللہ پاک نے ارشاد فرمایا ان نشا ننزل الایہ یعنی اگر ہم چاہتے تو البتہ ہم ایک ایسی نشانی اوتار دیتے کہ وہ اونکو زبردستی ایمان کیطرف مضطر کر دیتی لیکن ہم یہ نہین کرتے ہین کیونکہ ہم کسی سے نہین چاہتے ہین مگر ایمان اختیاری کما قال تعالیٰ ولو شاء ربك لامن من في الارض كلهم جميعا افانت تكره الناس حتى يكونوا مومنين وقال تعالیٰ ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة الایۃ پس اللہ پاک کی قدر اور اوسکی حکمت وجہت بالغہ نافذ وجاری وقایم ہوئی ہے اپنے خلق پر ساتھ اسبات کے کہ اون کی طرف رسول بھیجے اور اون پر کتابین نازل فرمائین پھر اللہ پاک نے فرمایا وما یاتیهم من ذکر الایہ یعنی جب کبھی کوئی کتاب آسمان سے آئی تو اکثر لوگون نے اوس سے مونہہ موڑا کما قال تعالیٰ وما اكثر الناس ولو حرصت بمومنين وقال تعالیٰ یا حسرة على العباد ما یاتیهم من رسول الا كانوا به یستهزءون

۵۱ سورۃ اراکیہ بھانت ہے اوم پچھت پچھتا کر ۱۲ ۵۲ سو کہین تو قتل کرڈالے گا اپنی جان اوسکے پیچھے کہ وہ نہ ایمان لاتے اس بات کو پچھتا کر ۱۲ ۵۳ اور اگر ترب چاہتا تو اون کو ایمان ہی لادیتے جبر سے لوگ زمین مین ساکن ہین تمام اب یکبارگی تو زمین کا لوگون پر پھٹ پڑے کہ بھاگین یا ایمان لاوین ۱۲ ۵۴ اور یکبارگی تیامت اب کے لوگون کو یاد دلاوے کہ ایمان لاوین اختیار مین ۱۲ ۵۵ اور مین اگر تو لوگ یقین لاوین ۱۲ ۵۶ کیا قصور ہے جو نہین لاتے رسول پر مین یا ان پاس جس سے مخول ہین کرتے ۱۲

وقال تعالیٰ ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جاء امة رسولها کذبوہ الایہ اور اسی لیئے یہان یون فرمایا ہے فقد کذبوا فسیاتیہم انباء ما کانوا بہ یستہزؤن یعنی پس یہ جھٹلا چکے اوس حق کو جو اون کے پاس آیا سو عنقریب جان لینگے خبر اس جھٹلانے کی بعد ایک مدت کے وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون پہر اللہ پاک نے اپنی عظمت سلطان و جلالت قدر و شان پر آگاہی بخشی کہ اونہون نے اوس کے رسول کی مخالفت پر اور اوسکی کتاب کی تکذیب پر جرأت کی حالانکہ وہ تو ایسا قاہر و زبردست اور عظیم و بزرگ اور قادر قوی ہے کہ اوسنے زمین کو پیدا کیا اور اوسمین ہر ایک بہانت کی خاصی چیزین اگائین کھیتیان اور پہل اور حیوان انواع و اقسام کے پیدا کیئے سفیان ثوری نے بواسطہ یک شخص شعبی سے روایت کیا ہے کہ لوگ نبات زمین سے ہین پس جو کوئی جنت مین داخل ہوا تو وہ کریم ہے اور جو نار مین داخل ہوا وہ لئیم ہے ان فی ذلک لایة کا مطلب یہ ہے کہ اسمین البتہ دلالت ہے خالق کی قدرت پر جو کہ اشیاء کا پیدا کرنے والا ہے جسنے زمین کو بچھایا ہے اور آسمان کی بنا کو بلند کیا ہے اور باوجود اسکے اکثر لوگ ایمان نہ لائے بلکہ اوسکی تکذیب کی اور اوسکے رسولونکو اور کتابون کو جھٹلایا اور اوسکے امر کی مخالفت کی اور اوسکی نہی کے مرتکب ہوئے وان ربک لہو العزیز الرحیم کے معنی یہ ہین بیشک تیرا پروردگار البتہ وہی ہے کہ ہر شے پر غالب ہوا ہے اور اوسکو مقہور کیا ہے اپنی خلق پر بڑا مہربان ہے پس جو کوئی اوسکی نافرمانی کرتا ہے اوسپہ جلدی نہین فرماتا بلکہ اوسکو مہلت دیتا ہے پہر اوسکو پکڑ لیتا ہے پکڑنا غالب قدرت والے کا ابو العالیہ و قتادہ و ربیع بن انس و ابن اسحاق نے کہا ہے کہ عزیز ہے اپنے نقمت اور بدلا لینے مین اوس شخص سے جسنے اوسکے امر کی مخالفت کی اور اوسکے غیر کو پوجا سعید بن جبیر نے کہا رحیم ہے اوس شخص پر جو طاعت اوسکے رجوع ہوا اور نزدیک اوسکے انابت کی ف فتح البیان کا بیان مع توضیح معانی و معانی یہ ہے کہ اعمش و یحیی بن وثاب و ابو بکر و مفضل و حمزہ و کسائی و خلف نے طسم کو بامالہ حرف طا پڑہا ہے نافع و ابو جعفر و شیبہ و زہری نے بین اللفظین ابو عبید و ابو حاتم نے اس قرارت کو اختیار کیا ہے باقی کی قرارت بفتح ہے ساتھ اشباع کے مدنیون نے اور ابو عمرو و عاصم و کسائی نے بادغام نون پڑہا ہے طس کی میم مین اور اعمش و حمزہ نے باظہار نون ثعلبی نے کہا کہ ادغام ابو عبید و ابو حاتم کا اختیار رہے نحاس نے کہا زجاج نے اپنی کتاب فیما یجری و ما لا یجری مین حکایت کیا ہے جایز ہے کہ یون کہا جاوے طا سین میم بفتح نون و ضم میم جسطرح

۵۱ یہ آیہ محکمہ ہے ہم رسول الگئے جنکو لوگون کی ہدایت کی طرف پاس اونکا رسول اوسکو جھٹلایا پہر ہم نے ایک کے پیچھے دوسرے کو ہلاک کیا اونکو کہانیان سہ دہ ہوجاوین لوگ نہین ۱۲ ۵۲ اور اب معلوم کرینگے ظالم تو اونکی بات ۱۲

ہذا المعدی کرب کہتے ہین یعنی اسنے بکسر میم پڑہا ہے بنا بر بنا اور یہ نافع سے بھی مروی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی مصحف مین طاسم م ہے حروف مقطعہ کے طور پر پس ہر حرف پر الیسا وقفہ کیا جائیگا کہ جس سے ہر حرف اپنے غیر سے متمیز ہو جائیگا اور اسی طرح ابو جعفر نے پڑہا ہے محل اعراب طسم کا رفع ہے بنا بر ابتدا جبکہ نام سورت کا ٹھیرے گا چنانچہ طرف اسکے اکثر لوگ گئے ہین یا اس بنا پر کہ خبر ہوگی مبتدا ے محذوف کی یہ بھی جایز ہے کہ محل نصب مین ہو بتقدیر اذکر یا اقرأ کے رہی یہ بات کہ جب مسرود ہو بطور شمار کرنے کے سو اس صورت مین اوسکے لیے اعراب کا کوئی محل نہین ہے چنانچہ کئی جگہہ یہ بات گزر چکی ہے کسی نے کہا ہے کہ طسم ایک نام ہے اللہ پاک کے نامون سے کسی نے کہا کہ نام ہے قرآن شریف کے نامون سے کسی نے کہا کہ سورت کا نام ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے اپنی طول و سنا و ملک کی قسم کہائی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ علما طسم کی تفسیر سے عاجز ہوئے ہین اس مقام مین یہی بات حق ہے اسی لیے محلی رحمہ اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے اللہ اعلم بمرادہ بذلک تلک کا اشارہ ہے طرف اس سورت کے یا اس سورت کی آیتون کے محل اسکا رفع ہے اس بنا پر کہ یہ اور اسکا مابعد خبر ہے مبتدا کی اگر ہم طسم کو مبتدا ٹھیرائین اور اگر اوسکو مبتدا ے محذوف کی خبر قرار دین تو محل اسکا رفع ہوگا اس بنا پر کہ تلک مبتدا ہوگی خبر اسکی آیات الکتاب المبین ہوگی یا تلک خبر ہوگی مبتدا ے محذوف کی یا بدل ہوگا طسم سے مراد کتاب ہے اسجگہ قرآن شریف ہے اور مبین بمعنی مُبِین ہے یعنی یہ سورت یا اس سورت کی آیتین آیتین ہین قرآن شریف کی جو کہ ظاہر کرنیوالا ہے حق کو باطل سے یا مبین بمعنی بین ہے جبکہ ابان لازم بمعنی بان سے ہو یعنی وہ قرآن کہ اوسکا اعجاز ظاہر و واضح ہے یہ بمعنی زیادہ تر لایق ہین اس مقام کے اور موافق تر ہین مقصود سے اسلیئے صاحب کشاف نے اسپر اقتصار کیا ہے قولہ تعالی لعلک باخع نفسک ان لا یکونوا مومنین باخع بمعنی قاتل و مہلک ہی بخع اصل مین یہ ہے کہ ذبح کرنے مین بخاع کو پہونچے بخاع ایک رگ ہے قفا مین قفا کہتے ہین پس سر کو یعنی گدی غرض اس سے مبالغہ کرنا ہے ذبح کرنے مین الیسا ذبح کرے کہ گدی تک پہونچ جاے صراح مین کہا ہی کہ بخع کہتے ہین خود کے مار ڈالنے کو خشم و اندوہ سے ایضاح شرح مقامات مین کہا ہے کہ بخع الشاۃ کے یہ معنی ہین کہ بکری کے ذبح کرنے مین مبالغہ کیا اسکی تفسیر یہ کی ہی کہ اوسکی گردن کی ہڈی کو قطع کر دے اور ذبح کرنے مین بخاع کو پہونچ جاے بخاع وہ رگ ہے جو کہ پشت کی ہڈی مین ہوتی ہے اور بخع بنون اس سے کم ہے وہ یہ ہے کہ ذبح کرنے مین بخاع کو پہونچ جاے بخاع وہ رشتہ سفید ہی جو گردن مین جاری ہوتا ہے انتہی بخع کی تحقیق سورۂ کہف مین گزر چکی ہے

قتادہ نے باخع نفسک پڑہا ہے باضافت باقی قاریون کے قرارت بقطع ہے ان لا یکونوا محل نصب مین ہے اس بناپر کہ مفعول لاجلہ ہے باخع کا یہ قول زجاج کا ہے معنی یہ ہین شاید تو قتل کرنے والا ہلاک کرنے والا ہے اپنی جان اس سبب سے کہ مکے والے ایمان نہین لاتے ہین اوس شے پر کہ تو لیکر آیا ہے کلمہ لعل اسجگہ واسطے اشفاق کے ہے یعنی ترجی یہان بمعنی امر ہے مطلب یہ ہے کہ تو اپنی جان پر شفقت و رحم کرساتھ خفیف کرنے اس غم کے اور اونکے ایمان نہ لانے پر حسرت وافسوس مت کر اسمین تسلی ہے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کیونکہ آپ اپنی قوم کے ایمان لانے پر حریص تھے اور اونکا اعراض دیکھنے کی وجہ سے سخت افسوس فرماتے تھے جملہ ان نشأ ننزل علیہم من السماء ایۃ مستانفہ ہے تسلی سابق کی تعلیل کیلئے لایا گیا ہے معنی یہ ہین کہ تو اونکے ایمان نہ لانے پر حسرت وافسوس مت کر اسواسطے کہ اگر ہم چاہتے تو اوتارتے اوپر آسمان سے کوئی ایسی ڈرانے والی نشانی کہ اونکو ایمان کی طرف مضطر کردیتی لیکن قضا سابق ہوچکی ہے ساتھ اسبات کے کہ ہم اوسکو نازل نہ کرینگے مطلب یہ ہے کہ مشیت الٰہی اونکے ایمان کے ساتھ متعلق نہین ہوئی ہے پس اوسمین طمع کرنا اور اوسکے فوت ہونے سے دردمند ہونا بے وجہ ہے اب رہی یہ بات کہ کلمہ آیۃ مفعول صریح ہے اور علیہم اور من السماء دونون ظرف ہین انکو مفعول صریح پر کیون مقدم کیا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ واسطے اہتمام مقدم کے اور تشویق موخر کے ایسا کیا ہے **قولہ تعالی** فظلت اعناقہم لہا خاضعین معطوف ہے جزا پر یعنی نزل پر تو اب محل جزم مین ہوگا یا کلام مستانف ہے اور ماضی بمعنی مضارع ہے یعنی فتظل اعناقہم معنی یہ ہین کہ وہ لوگ اوس نشانی کے واسطے مطیع ومنقاد ہوجاتے خاضعین مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ خبر ہے اعناقہم کی اسمین یہ اشکال ہے کہ جمع سالم عقلا کے ساتھ خاص ہے اور اعناق غیر عاقل پس اوسکی خبر کیونکر ہوگی سو اسکے کئی جواب دیئے ہین ایک یہ ہے کہ اصل اسکی فتظل لہا خاضعین ہے اعناق کو واسطے تقریر وتصویر کے زائد لائے ہین اس لئے کہ اعناق جسکے خضوع ہین دوسرا یہ ہے کہ جب اعناق کو موصوف بصفات عقلا کیا تو وہ اونکے قایم مقام ٹھیرایا گیا اور جس شے کے ساتھ عقلا کا وصف کیا جاتا ہے اوسی کے ساتھ اعناق کا وصف کیا تیسرا یہ ہے کہ عیسی بن عمر نے کہا کہ خاضعین وخاضعۃ اسجگہ برابر ہین میرنے اسکو پسند کیا ہے معنی یہ ہین کہ جب اونکی گردنین ذلیل ہوئین تو وہ خود ذلیل ہوئے پس گردنون سے خبر دینا بالعینہ خبر دینا ہے گردن والون سے کلام عرب مین یہ بات جایز ہے کہ اول سے خبر ترک کیجائے اور ثانی سے خبر دی جائے چوتھا یہ ہے ابو عبیدہ

وکسائی نے کہا معنی یہ ہین خاضعیھا ھم نحاس نے اسکو ضعیف کہا ہے پانچوان یہ ہے مجاہد نے کہا اعناقھم سے مراد کبرا و ہم ہے یعنی اونکے سردار اور بڑے لوگ نحاس نے کہا یہ معنی لغت مین معروف و مشہور ہین محاورے مین بولتے ہین جاءت عنق من الناس یعنی اومین کے سردار لوگ آئے جس طرح کہ اعناق بمعنی رؤسا آتا ہے اسی طرح وجوہ و صدور بھی بمعنی رؤسا ہے چھٹا یہ ہے کہ ابو زید و اخفش نے کہا کہ اعناقھم یعنی جماعاتھم ہے محاورے مین بولتے ہین جارنی عنق منھم یعنی اومین کی ایک جماعت میرے پاس آئی ساتوان یہ ہے کہ مضاف محذوف ہے یعنی فظلت اصحاب الاعناق پھر مضاف کو حذف کردیا اور خبر اوسی حالت پر باقی رہی کہ جسپر قبل حذف کے تھی واسطے رعایت محذوف کے دوسری وجہ یہ ہے کہ خاضعین منصوب ہے بنا بر حال اعناقھم کی ضمیر سے یہ قول کسائی کا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خاضعین کی تفسیر ذلیلین فرمائی ہے ومایاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ باوجود اسکے کہ اللہ سبحانہ قادر ہے اسبات پر کہ اونکو ایمان کی طرف مضطر کردے اونکے پاس قرآن شریف لاتا ہے حالا بعد حال مثلاً ایک آیت نازل کی پھر حسب ضرورت و حاجت دوسری آیت اوتاری ایک سورت نازل کی پھر دوسری سورت اوتاری جب کوئی موعظت و نصیحت تازہ بتازہ نو بنو اونکے واسطے نازل کرتا ہے تو وہ بھی جو نقیض مقصود ہے اوسی کی تجدید کرتے ہین وہ بھی اعراض و تکذیب و استہزا رہے جب کبھی کوئی نئی آیت نازل ہوئی جھٹ پٹ اوس سے اعراض کیا مونہہ موڑا جھٹلادیا مسخراپن کرنے لگے من ذکر مین کلمہ من زائدہ ہے واسطے تاکید عموم کے اور من الرحمن مین من ابتدا سے غایت کا ہے اور استثنا مفرغ ہے اعم العام سے محل اوسکا نصب ہے بنا بر حالیت یا تیہم کے مفعول سے تفسیر اس قسم کی آیت کی سورۂ انبیا مین گزر چکی ہے معنی یہ ہین کہ نہین آتی ہے اونکے پاس کوئی نئی نصیحت طرف سے رحمن کے کسی حال مین احوال سے مگر حال یہ ہے کہ وہ اوس سے اعراض کرتے ہین فقد کذبوا یعنی سو یہ جھٹلا چکے اوس ذکر و نصیحت کو جو اونکے پاس آتا ہے صریح جھٹلانا کہلا کہلا اور مجرد اعراض پر اکتفا نہ کیا کسی نے کہا کہ اعراض بمعنی تکذیب ہے کیونکہ جس شخص نے کسی شے سے اعراض کیا اور اوسکو قبول نکیا تو مقرر اوسکو جھٹلایا اس بنیاد پر ذکر تکذیب کا اس لئے ہوگا کہ دال ہو اسبات پر کہ صدور تکذیب کا اون سے بطور تصریح ہوا ہے لیکن قول اول اولیٰ ہے پس اعراض شے سے عدم التفات سے طرف اوسکے پھر انتقال کیا طرف اوس شے کے جو کہ اعراض سے بھی زیادہ تر سخت ہے یعنی تصریح بتکذیب پھر اس سے انتقال کیا طرف اوس شے

کے جو کہ اس سے بھی زیادہ تر سخت ہے یعنی استہزار چنانچہ قولہ تعالیٰ فسیاتیھم انباء ما کانوا بہ یستھزؤن اسپر دال ہے انباء سے مراد وہ عقوبت ہے جسکے وہ عاجلاً و آجلاً مستحق ہین اوسکا نام انباء اسلیئے رکھا ہے کہ وہ منجملہ اون چیزون کے ہے جنکی قرآن شریف نے خبر دی ہے رہی یہ بات کہ ما کانوا بہ یستھزؤن فرمایا اور ما کانوا عنہ معرضین یا ما کانوا بہ یکذبون نکہا سو اسکی یہ وجہ ہے کہ استہزا اعراض و تکذیب دونون سے زیادہ تر سخت ہے اور اونکو مستلزم ہے اور اوسمین ایک سخت وعید ہے اس قسم کی تفسیر سورۂ انعام مین گزر چکی ہے پھر اللہ پاک نے وہ شے ذکر کی جو کہ دلالت کرتی ہے اوسکی کمال قدرت پر منجملہ امور حسیہ کے کہ جو کوئی اونمین غور و تامل کرے اور اونکی طرف دیکھے اور اون سے دلیل پکڑے تو اون سے اوسکو بڑی دلیل اور واضح تر برہان حاصل ہو اور یہ بات بیان فرمائی کہ اوسنے اونکے واسطے ایسی دلیلین ظاہر کردی ہین کہ زمین مین وقتاً فوقتاً حادث ہوتی رہتی ہین وہ دلالت کرتی ہین اوسکی توحید و تفرید و یکتائی پر اور باوجود اسکے پھر اونمین کے اکثر لوگ کفر پر مستمر رہتے ہین پس ارشاد فرمایا اولم یروا الی الارض ہمزہ واسطے استفہام توبیخی کے ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر جسطرح کہ اسکے نظائر مین ہوا کرتا ہے یعنی کیا نہین دیکھا اونہون نے طرف عجائب و غرائب زمین کے بعض عجائب کا بیان اس قول سے فرمایا کم انبتنا فیھا من کل زوج کریم یعنی بہت اگائی ہمنے اوسمین ہر قسم عمدہ سے اللہ پاک نے اپنی عظمت و قدرت پر آگاہی بخشی کہ اوسنے اپنی قدرت تامہ سے ہر قسم کی عمدہ روئیدگی بکثرت زمین مین اگائی یہ جتلانے واسے ٹھٹھا کرنیوالے اگر متذکر ہین جیسا کہ حق ہے ذکر کرنے کا تو بیشک اسبات کو جان لین کہ اللہ پاک ہی اسکا مستحق ہے کہ اوسکی عبادت کیجائے مراد زوج سے اسجگہ صنف و نوع ہے فراء نے کہا زوج نوع ہے اور کریم بمعنی محمود ہے معنی یہ ہین کہ ہر نوع نافع سے کہ جسکے اگانے پر قادر نہین ہوتا ہے مگر رب العالمین کیونکہ کوئی روئیدگی نہین ہے مگر اوسکے واسطے نفع ہے کریم اصل مین حسن شریف کو کہتے ہین محاورے مین نخلہ کریمہ اوس کھجور کے درخت کو بولتے ہین جسمین بکثرت کھجورین لگتی ہون نیز کریم مرد شریف فاضل کو کہتے ہین کتاب کریم وہ خط و کتابت ہے جسکے معانی پسندیدہ ہوتے ہین نبات کریم وہ ہے جو اپنے منافع مین پسندیدہ ہے کلمۂ کثرت و کلمۂ احاطہ دونون کو جمع فرمایا سو اسکا فائدہ یہ ہے کہ کل کا کلمہ تو دلالت کرتا ہے احاطۂ اقسام نبات پر بطور تفصیل کے اور کلمہ کم دال ہے اسپر کہ یہ محیط بتکاثر و مفرط الکثرۃ ہے ان دونون کے جمع کرنے سے

اپنی کمال قدرت پر آگاہ کیا ہے فالہ الزمخشری والیہ اشار فی التقریر ان فی ذلک لاٰیۃ یعنی یہ بات جو ذکر کی گئی کہ اللہ پاک نے ہر قسم کی بکثرت روئیدگی اگائی آیا ہر ایک میں ان ازواج و اصناف سے البتہ دلالت بینہ و علامت واضحہ ہے اللہ پاک کی کمال قدرت پر اور اوسکی بدیع صنعت پر ۵

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار	ہر ورقے دفتر ست معرفت کردگار	

حرف لام اسم ان موٴخرین زائد ہے یہ آیت اس سورت میں آٹھ بار مذکور ہوئی ہے پھر اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ انمیں کے اکثر لوگ اپنی گمراہی پر استمرار پذیر ہیں اور اپنے جحود و انکار و تکذیب و استمرار پر مصر ہیں پس ارشاد فرمایا وما کان اکثرھم مومنین یعنی میرا علم اونکے بارے میں سابق ہو چکا ہے کہ وہ اسی طرح رہینگے پس اسی لیئے ایسی ایسی بڑی بڑی نشانیاں اونکو نفع نہیں دیتی ہیں سیبویہ نے کہا ہے کہ کان اسجگہ زائد ہے وان ربک لھو العزیز الرحیم یعنی اللہ پاک ان لوگوں پر غالب و قاہر ہے باین طور کہ اون سے انتقام لیگا باوجود اسکے وہ بڑی رحمت والا ہے اسی لیئے اونکو مہلت دے رکھی ہے اور جلدی سے اونپر عقوبت نہیں لاڈالی یا یہ معنی ہیں کہ اپنے دشمنوں سے تو انتقام لینے والا ہے اور اپنے دوستوں پر بڑا مہربان ہے پھر اللہ پاک نے اپنے رسول کریم رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی خاطر عاطر کیواسطے سات قصے انبیاے سابقین کے ذکر فرمائے تاکہ آپکے قلب شریف کی تشفی ہوجاے کہ قوم کی تکذیب کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ایک رسم قدیم ہے ہمیشہ سے ہوتی چلی آئی ہے اول حضرت موسیٰ کا قصہ ذکر کیا دوسرا حضرت ابراہیم کا تیسرا حضرت نوح کا چوتھا حضرت ہود کا پانچواں حضرت صالح کا چھٹا حضرت لوط کا ساتواں حضرت شعیب کا علیہم الصلوٰۃ والسلام پس ارشاد فرمایا واذ نادیٰ ربک موسیٰ ان ائت القوم الظلمین ۝ قوم فرعون ط الا یتقون ۝ قال رب انی اخاف ان یکذبون ط ۝ ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ھرون ۝ ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون ج ۝ صح قال کلا ج فاذھبا بایتنا انا معکم مستمعون ۝ فاتیا فرعون فقولا انا رسول رب العلمین ۝ ان ارسل معنا بنی اسرآءیل ط قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین ۝ وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکفرین ۝ قال فعلتھا اذا وانا من الضالین ۝ ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکما وجعلنی من المرسلین ۝ وتلک نعمۃ تمنھا علی ان عبدت بنی اسرآءیل

۵ یعنی پیدا کئے ہیں اور اگائی ہیں ۱۲ منہ

اور جب پکارا تیرے رب نے موسیٰ کو کہ جا اوس قوم گنہگار کے پاس قوم فرعون کے پاس کیا اونکو ڈر نہین بولا
اے رب مین ڈرتا ہون کہ مجھکو جھٹلاوین اور رک جاتا ہے میرا جی اور نہین چلتی ہے میری زبان سو پیغام دے
ہارون کو اور اونکو مجھپر ہے ایک گنہ کا دعوی سو ڈرتا ہون کہ مجھکو مار ڈالین فرمایا کوئی نہین تم دونون جاؤ لیکر
ہماری نشانیان ہم ساتھ تمہارے سنتے ہین سو جاؤ فرعون کے پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہین جہان کے
صاحب کا کہ بھیجدے ہمارے ساتھ بنی اسرائیل کو بولا کیا نہین پالا ہمنے تجھکو اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہمین
اپنی عمر مین سے کئی برس اور کر گیا تو اپنا وہ کام جو کر گیا اور تو ہنا شکر کہا کیا تو ہے مین نے وہ اور مین تہا چوکنے والا
پھر بھاگا مین تمسے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجھکو میرے رب نے حکم اور ٹھیرایا مجھکو پیغام پہونچانے والا
اور وہ احسان ہے جو تو مجھپر رکھے کہ غلام کرے تو نے بنی اسرائیل ف بنی اسرائیل کا وطن تہا ملک
شام حضرت ابراہیم کے وقت سے حضرت یوسف کے سبب مصر مین آرہے کتنی مدت گزری اب حق تعالیٰ
نے اونکو ملک شام دینا چاہا فرعون اونکو نہ چھوڑتا تہا کہ اونسے کام لیتا بیگار مین ف ایک قبطی کا خون ہوا تہا
اِن سے سورہ قصص مین آویگا انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے
اوس بات کی جسکا اوسنے اپنے بندہ و رسول و کلیم موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو امر فرمایا جبکہ اونکو طور کی
جانب راست سے پکارا اور اونسے کلام کیا اور سرگوشی کی اور اونکو رسول بنایا اور برگزیدہ کیا اور فرعون اور اوسکی قوم
کی طرف جانے کا حکم دیا اور اسی لئے یون فرمایا ان ائت القوم الظالمین قوم فرعون الا یتقون
قولہ تعالیٰ قال رب انی اخاف ان یقتلون یہ سب عذر ہین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ پاک
سے سوال کیا کہ ان عذرون کو اونسے دور فرماوے جسطرح کہ سورہ طہ مین کہا ہے رب اشرح لی صدری
ویسر لی امری الی قولہ واوتیت سؤلک یا موسیٰ قولہ تعالیٰ ولہم علی ذنب کا مطلب یہ ہے
کہ اونکا مجھپہ ایک گناہ کا دعوی ہے بسبب مار ڈالنے قبطی کے یہی سبب ہوا اونکے نکلنے کا بلاد مصر سے
اللہ پاک نے اسکے جواب مین فرمایا کلا یعنی تو اس سے کچھہ مت ڈر کقولہ تعالیٰ سنشد عضدک
باخیک ونجعل لکما سلطانا یعنی ہم تمہارے واسطے برہان کر دینگے فلا یصلون الیکما بایاتنا
انتما ومن اتبعکما الغالبون قولہ تعالیٰ فاذہبا بایاتنا انا معکم مستمعون مثل اس آیت کریمہ کے
ہے انی معکما اسمع وارٰی یعنی بیشک مین تمہارے ساتھ ہون اپنی حفظ نگاہبانی و نصرو تائید
سے قولہ تعالیٰ فاتیا فرعون فقولا انا رسول رب العلمین جسطرح کہ دوسری آیت مین کہا ہے

۱۵ اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور کھول گرہ میری زبان سے کہ سمجھین میری بات اور دے مجھکو ایک کام بٹانے والا میرے گھر کا ہارون میرا بھائی اوس سے مضبوط کر میری کمر اور شریک کر اوسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کرین ہم بہت سا اور یاد کرین تجھکو بہت سا تو ہے ہمکو خوب دیکھتا فرمایا ملا تجھکو مانگا اے موسیٰ ۱۲ ۲ ہم نے تجھپر ایک دفعہ دیکھا ہے تیرے بھائی سے اور دیکھا ہے تجھکو غیب پر وہ بہیجنا کہ تو ڈالدے صندوق مین پھر ڈالدے دریا مین پھر ڈالدے دریا کنارے پر کہ اوسکو لے جاوے میرا دشمن اور دشمن اوسکا اور ڈالدی تجھپر محبت میری اور اسلئے کہ پرورش پاوے میری نگاہ مین ۱۳ ۳ جب چلی بہن تیری پھر کہا مین تمکو بتاؤن کہ کون لیوے اوسکو پھر پھیرا ہم نے تجھکو تیری ماں کی طرف کہ ٹھنڈی ہو اوسکی آنکھ اور غم نہ کرے اور یاد کیا تو نے ایک جان کو پھر نجات دی ہم نے تجھکو غم سے اور آزمایا ہم نے تجھکو بہت طرح سے پھر رہا تو برس مدین کے لوگون مین پھر آیا اندازہ پر اے موسیٰ ۱۴ ۴ اور مین نے تجھکو پسند کیا سو سن جو حکم بہیجا جاتا ہے ۱۵ ۵ بیشک مین ہی ہون اللہ میرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہین سو میری بندگی کر اور نماز قائم رکھہ میری یاد کے واسطے ۱۶ ۶ بیشک قیامت آنیوالی ہے مین چاہتا ہون کہ اوسکو چھپا رکھون تاکہ بدلہ پاوے ہر شخص اپنی کوشش کا ۱۷ ۷ پس نہ روکے تجھکو اوس سے جو نہین یقین رکھتا اوسپر اور چلا اپنی خواہش پر کہ تو ہلاک ہو ۱۸ ۸ اور کیا ہے تیرے داہنے ہاتھ مین اے موسیٰ ۱۹ ۹ کہا یہ میری لکڑی ہے ٹیک لیتا ہون اوسپر اور جھاڑتا ہون اوسسے پتے اوپر اپنی بکریون کے واسطے اور میرے کام کی ہین اور چیزین اوسمین ۲۰ ۱۰ فرمایا ڈالدے اسکو اے موسیٰ ۲۱ ۱۱ پس ڈالدیا اوسکو تو ناگہان وہ سانپ ہے دوڑتا ۲۲ ۱۲ فرمایا پکڑ لے اسکو اور مت ڈر ہم پھیر دینگے اوسکو اوسکی پہلی حالت پر ۲۳ ۱۳ اور ملا لے اپنا ہاتھ اپنی بغل مین نکلیگا سفید بغیر عیب کے دوسری نشانی ۲۴ ۱۴ تاکہ دکھلاوین تجھکو اپنی بڑی نشانیون سے کچھ ۲۵ ۱۵ جا فرعون کے پاس بیشک وہ سرکش ہوا ہے ۲۶ ۱۶ کہا اے رب کشادہ کر میرا سینہ

انا رسولا ربك یعنی ہر ایک ہم مین سے تیری طرف بھیجا گیا ہے قولہ تعالی ان ارسل معنا بنی اسرائیل کا مطلب یہ ہے کہ تو اونکو اپنی قید و قبضہ و تعذیب سے رہا کر دے اس لئے کہ وہ اللہ پاک کے مومن بندے ہین اور اوسکے گروہ مخلص ہین اور وہ تیرے ساتھ عذاب مہین مین گرفتار ہین پس جب موسی علیہ السلام نے یہ بات اوس سے کہی تو فرعون نے اس سے بالکل اعراض کیا اور بچشم حقارت طرف اونکے نظر کی سو یون بولا الم نربك فینا ولیدا الایہ یعنی کیا تو وہ شخص نہین ہے جسکو ہمنے اپنے اندر اور اپنے گہر مین پرورش کیا اور ایک مدت برسون سے ہمنے اوسپر انعام کیا پھر بعد اسکے تو نے اوس احسان کا مقابلہ کیا ساتھ اوس کام کے کہ تو نے ہم مین سے ایک شخص کو مار ڈالا اور ہمارا احسان جو تجھپر تھا اوسکا تو نے انکار کیا اوسکی ناشکری کی اسی لئے یون کہا وانت من الکافرین اے الجاحدین یعنی اور تو ہے ناشکر یہ قول حضرت ابن عباس و عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے قال فعلتها اذا وانا من الضالین حضرت موسی علیہ السلام نے کہا کہ مین نے اوسکو کیا اوس حال مین قبل اسکے کہ میری طرف وحی کیجائے اور نبوت و رسالت کا مجھپر انعام کیا جاے حضرت ابن عباس و مجاہد و قتادہ و ضحاک وغیرہم نے کہا ہے وانا من الضالین ای الجاهلین ابن جریج نے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات مین اسی طرح ہے مطلب یہ ہے کہ وہ کام مجھسے نادانستہ ہو گیا جان بوجھکر مین نے اوسکو نہین کیا قولہ تعالی ففررت منکم لما خفتکم الایہ یعنی پھلا حال جدا ہو گیا اور دوسرا کام آیا سو مقرر اللہ تعالی نے مجھکو تیری طرف بھیجا ہے پس اگر تو اوسکی اطاعت کرے گا تو سالم رہے گا اور اگر اوسکی مخالفت کریگا تو ہلاک ہو گا پھر حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا وتلك نعمة تمنها علی ان عبدت بنی اسرائیل یعنی جو تو نے مجھپر احسان کیا ہے اور مجھے پالا پوسا ہے یہ اوس برائی کے مقابلے مین ہو سکتا ہے جو تو نے بنی اسرائیل کے ساتھ کی ہے کہ اونکو غلام و خدمتگار بنایا ہے اونکو اپنے کامون مین اور اپنی رعیت کی مشقتون مین صرف کرتا ہے محنت و مشقت کے کام اون سے لیتا ہے تو نے جو اونمین کے ایک آدمی پر احسان کیا ہے کیا یہ احسان اوس برائی کی برابری کر سکتا ہے جو تو نے اونکی مجموع کے ساتھ کی ہے مطلب یہ ہے کہ تو نے جو بات ذکر کی ہے یہ بہ نسبت اوس برائی کے جو اونکے ساتھ کی ہے کچھ بھی نہین ہے

ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے جملۂ واذ نادی ربك موسی الخ مستانفہ ہے واسطے

تقریر ماقبل کے لایا گیا ہے ماقبل مین اعراض وتکذیب واستہزا کا ذکر تھا سو اسمین بھی انہین چیزون کا ذکر ہے فرعون اور اوسکی قوم نے حضرت موسی علیہ السلام کے ساتھ یہی سب کام کئے غرض اس قصے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی وتشفی ہے اور مکے والون کو تہدید وتوبیخ زجر کہ اللہ کے رسول کی تکذیب کا انجام وہی ہوتا ہے جو کہ فرعون اور اوسکی قوم کا ہوا یا الجملہ عامل کلمۂ اذ مین محذوف ہے تقدیر یہ ہے واتل اواذکر اذ نادی ندا یعنی دعا ہے یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پڑہو یا یاد کرو اوسوقت کو جب کہ تمہارے رب نے پکارا موسی کو جسوقت کہ اونہون نے درخت کو اور آگ کو دیکہا یہ پکارنا ایسے کلام سے ہوا کہ وہی علیہ السلام نے کل جہتون سے اوسکو سنا بدون واسطہ کے ائت القوم الظالمین مین کلمۂ ان تفسیریہ ہے کیونکہ ندا مین معنی قول کے ہین یہ جملہ بیان ہے ندا کا یا مصدریہ ہے اسے بان یعنی پکارا موسی کو ساتھ اس بات کے کہ تو جا طرف اوس قوم گنہگار کے ندا کی تحت مین جو باتین وارد ہوئی ہین سو یہ جملہ اونکا مطلع وشروع نہین ہے بلکہ منجملہ اونکی ایک بات یہ ہے مطلع ندا کا وہی ہے جسکی تفصیل سورۂ طہ مین واقع ہوئی ہے کہ انی انا ربك الی قولہ لتذہب انت ومن اتبعك الا الکبریٰ یہی یہ بات کہ قوم فرعون کو موصوف بظلم کیا سوا سواسطے کہ اونہون نے جمع کیا تہا درمیان کفر کے کہ جس سے اپنی جانون پر ظلم کیا اور درمیان معاصی گناہون کے کہ جنسے اپنے غیر پر ظلم کیا مثلاً بنی اسرائیل کا غلام بنالینا اونکے بیٹون کا مارڈالنا بنی اسرائیل اوسوقت مین چہ لاکہ تیس ہزار آدمی تہے قوم فرعون کا نصب بنابر بدل ہے یا عطف بیان ہے قوم ظالمین کا گویا معنی قوم ظالمین کے اور اوسکا ترجمہ قوم فرعون ہے اور گویا دو بات ہین کہ نوبت بہ نوبت ایک مضمون ومعنی پر واقع ہوئی ہین مراد اس قوم سے قبطی لوگ ہین الا یتقون کے یہ معنی ہین کیا وہ اللہ پاک کے عذاب سے نہین ڈرتے ہین کہ اوسکی طاعت اور فرمانبرداری کرکے اوسکی عقوبت کو اپنی جانون سے بچہ رہین کسی نے کہا معنی یہ ہین تو اونسے کہدے کیا وہ نہین ڈرتے ہین صیغۂ غائب کا اس لئے کہا کہ وقت خطاب کے وہ غائب تہے عبید بن عمیر وابو حازم نے الا تتقون بتاے خطاب پڑہا ہے یعنی تو اون سے کہہ کہ کیون جی تم ڈرتے نہین ہو اسی کے مثل یہ آیۂ کریمہ ہے قل للذین کفروا واستغاثہ بیاے تحتیہ وتاے فوقیہ یا یہ معنی ہین تو جا اونکے پاس اس حال مین کہ تو برگزیدہ الاہی ہو کیونکہ اب اون کے واسطے اسبات کا وقت آپہونچا ہے کہ وہ ڈرین کلمۂ الا حث واغراء کا ہے یعنی کسیکو کسی شے پر برانگیختہ کرنا آمادہ کرنا ابھارنا کہ وہ اوس شے کو

کرے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ وہ ظلم کرتے ہین اس حال مین کہ اللہ سے اور اوسکے عقاب سے ڈرتے نہین ہین اس بنا پر یہ حال ہوگا ظالمین کی ضمیر سے غرضکہ جب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کی طرف جانے کا حکم دیا تو اونہون نے تین عذر پیش کئے ہر عذر اونمین سے اپنے ماقبل پر مرتب ہے مراد اون کی اس سے باز رہنا نہین ہے رسالت سے بلکہ اظہار ہے اپنے عجز کا اس امر گران سے اور طلب معونت ہے اوسپر اللہ پاک سے پس پہلا عذر یہ کیا کہ رب انی اخاف ان یکذبون یعنی اے میرے پروردگار مین اس سے خوف کرتا ہون کہ وہ رسالت مین میری تکذیب کرین خوف وہ غم ہے جو انسان کو لاحق ہوتا ہے بسبب کسی امر کے جو زمانۂ آیندہ مین واقع ہوگا دوسرا تیسرا عذر یہ ہے ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی یہ دونون جملے معطوف ہین اخاف پر یعنی میرا سینہ تنگ ہوگا بسبب اون کے جھٹلانے کے مجھکو اور میری زبان نہ چلیگی رسالت کے ادا کرنے مین یہ اس لئے کہا کہ اونکی زبان مبارک مین ایک گرہ تھی جمہور نے یضیق و ینطلق کو برفع پڑہا ہے بنا بر عطف بر اخاف چنانچہ مذکور ہوا یا بنا بر استیناف یعقوب و عیسی بن عمر و ابو حیوہ نے بنصب ہر دو فعل اس بنا پر کہ عطف ہے یکذبون پر فراء نے کہا کہ دونون قراءتون کے واسطے ایک وجہ ہے نحاس نے کہا کہ الوجہ الرفع یعنی رفع بہتر ہے نصب سے کیونکہ نصب کی صورت مین عطف ہوگا یکذبون پر اور یہ بعید ہے فارسل الی ھارون یعنی پس تو بھیج طرف اوسکے جبریل کو وحی لیکر تاکہ وہ میرے ساتھ رسول موازر و مظاہر و معاون ہوجاے مجھے اوس سے قوت و توانائی ہو موازرت کا اسجگہ اس لئے ذکر نہین کیا کہ وہ دوسری جگہ سے معلوم ہے چنانچہ سورۂ طہٰ مین فرمایا ہے واجعل لی وزیرا من اھلی اور سورۂ قصص مین ہے ارسلہ معی ردءا یصدقنی جسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام شام مین نبی ہوئے اوسوقت حضرت ہارون علیہ السلام مصر مین تھے یہ بات جو حضرت موسیٰ نے کہی سو طلب معاونت کے باب سے ہے کہ اون کے بھائی کو ہمراہ اونکی مدد کے واسطے بھیجے یہ نہین ہے کہ اونہون نے رسالت سے معافی چاہی نہ یہ ہے کہ امتثال حکم کی طرف مسارعت کرنے سے توقف کیا بلکہ رسالت کے پہونچانے مین عون و مدد کا التماس کیا کہ ایسے عظیم القدر کام مین اونکے بھائی اونکے معاون و مددگار ہون و کفی بطلب العون دلیلا علی القبول لا علی التعلل یعنی رسالت کے قبول کرنے پر بھی طلب عون دلیل کافی ہے بہانہ جوئی و پہلوتہی کرنے کی

۵۱ اور دوسرے جملہ کو ایک بہانے والا میم مشدد کا کہا ۵۲ اور یہ تین بہانے ہیں مدد دیکھ کر بھاگ

دلیل نہین ہے ولہم علے ذنب فاخاف ان یقتلون اس ذنب سے مراد وہی مار ڈالنا قبطی کا ہے قالہ قتادۃ اسکا نام گناہ رکھا حسب زعم قبطیون کے یا جسطرح کہ جزاے سیئہ کا نام سیئہ رکھا گیا ہے سو حضرت موسیٰ اس سے ڈرے کہ اوسکی عوض مین براہ قصاص اونکو مار ڈالین تو جو رسالت سے مقصود ہے وہ فوت ہوجاے پس جس بات کا اونکو خوف تہا وہ بھی تہی یہ بھی تعلل وبہانہ جوئی نہین ہے بلکہ بلاے متوقع کی طلب دفع ہے اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ کبھی انبیا کو بھی خوف حاصل ہوتا ہے پھر فضلا کا کیا ذکر ہے پھر اللہ پاک نے اونکو اسکا جواب دیا ایسی عبارت سے کہ مشتمل ہے ایک نوع کی ردع پر اور ایک قسم کے زجر پر پس ارشاد فرمایا کلا یعنی ہرگز نہین وہ تجھے قتل نکرینگے گویا یون کہا گیا کہ تو جس بات کا گمان وخیال کرتا ہے اوس سے باز رہ فاذہبا بایاتنا یعنی پس تو اور تیرا بہائی دونون جاؤ ہماری نشانیان لیکر اس جواب کے ضمن مین اوس بات کی قبولیت ہوگئی جسکی حضرت موسیٰ نے درخواست کی تہی کہ اون کے بہائی اون کے ساتھہ ہون چنانچہ دونون کی طرف خطاب کا متوجہ کرنا اسپر دال ہے اور اسمین تغلیب حاضر کی ہے غائب پر کیونکہ حضرت ہارون اوسوقت مصر مین تہی اور ارسال وخطاب طور مین تہا گویا یون فرمایا کہ اے موسیٰ تو اس خیال سے باز رہ اور جا تو اور جسکی تو نے درخواست کی ہے اور قبطیون سے مت ڈر انا معکم مستمعون یعنی اس لئے کہ ہم سننے والے ہین اوس بات کو جو تم کہوگے اور جو تم سے کہی جاے گی استماع کے معنی اسجگہ کے سوا مین یہ ہین کہ کان جہکانا واسطے سننے کے محاورے مین بولتے ہین استمع فلان حدیثہ یعنی کان جہکایا فلان نے طرف بات فلان کے چونکہ اسجگہ استماع کا حمل اس معنی پر جایز نہین ہے اس لیئے اوسکا حمل سماع پر کیا گیا ہے یعنی یہان استماع کے معنی سننے کے ہین کذا قال النسفی رحمہ اللہ تعالیٰ غرضکہ اللہ پاک نے جو حضرت موسیٰ کو خوف سے زجر کیا سو انا معکم مین اوسکی تعلیل ہے یعنی تو مت ڈر اسواسطے کہ ہم تمہارے ساتھہ سننے والے ہین جسطرح کہ دوسری جگہ فرمایا ہے انتی معکما اسمع واری مراد اللہ پاک کی اس سے اونکے دلون کی تقویت ہے اور وہ اونکی حفاظت ونگاہبانی کا متولی ہے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کو قایم مقام جمع کے ٹہیرا کر معکم فرمایا ہے کیونکہ اقل جمع کے دو ہین چنانچہ بعض ائمہ اسطرف گئے ہین یا معکم کہنے کی یہ وجہ ہے کہ مراد حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام اور وہ شخص جسکی طرف یہ دونون بھیجے گئے تین ہوگئے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مراد یہ دونون ہون مع بنی اسرائیل کے یا ان دونون کی تعظیم کیواسطے

صیغہ جمع کا کہدیا ہے معکم اور مستمعون دونون خبرین ہین کلمۂ ان کی یا مستمعون خبر ہے اور معکم اوس سے متعلق ہے معیت مین جو مجاز ہے وہ مخفی نہین ہے اسواسطے کہ مصاحبت اجسام کی صفات سے ہے پس مراد اس معیت سے نصرت و معونت و مدد کی معیت ہے ہم تمہارے ساتھ ہین یعنی ہم تمہارے معاون و مددگار ہین فائتیا فرعون فقولا انا رسول رب العالمین حرف فا واسطے ترتیب مابعد کے ہے ماقبل پر رسول کو واحد ذکر کیا تثنیہ نکہا حالانکہ رسول دو تھے جسطرح کہ انا رسولا ربك مین بلفظ تثنیہ فرمایا ہے سواسکی کئی وجہین ہین ایک یہ ہے کہ رسول مصدر ہے بمعنی رسالت اور مصدر واحد لایا جاتا ہے اور جب رسول بمعنی مرسل ہوتا ہے تو تثنیہ کے ساتھ تثنیہ اور جمع کے ساتھ جمع آتا ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ رسول بمعنی رسالت ہے معنی یہ ہین انا ذو رسالة رب العالمین یعنی ہم رب العالمین کی رسالت والے ہین نیز ابو عبیدہ نے کہا جایز ہے کہ رسول معنی مین اثنین و جمع کے ہو عرب لوگ بولتے ہین ھذا رسولی و وکیلی و ھذان رسولی و وکیلی و ھولاء رسولی و وکیلی غرض یہ ہے کہ عادۂ عرب مین رسول و وکیل کا اطلاق مفرد و تثنیہ و جمع پر برابر آتا ہے اسی باب سے کلمۂ عدو ہے اس آیت مین فانھم عدو لی الا رب العالمین دوسری وجہ یہ ہے کہ معنی یہ ہین کل واحد منا رسول رب العالمین یعنی ہر ایک ہم مین سے رسول ہے رب العالمین کا تیسری وجہ یہ ہے چونکہ وہ دونون رسالت مین باہم ایک دوسرے کے معاون و مددگار تھے اسلئے بمنزلہ ایک رسول کے ہوئے قرطبی نے کہا ہے پہر حضرت موسی و ہارون علیہما السلام فرعون کی طرف چلے تو اوسنے سال بہر اپنے پاس آنے کی اونکو اجازت ندی قولہ تعالی ان ارسل معنا بنی اسرائیل مین کلمۂ ان تفسیر کا ہے اسلئے کہ ارسال جو رسول سے سمجھا جاتا ہے وہ متضمن ہے معنی قول کو یعنی تو بنی اسرائیل کو چھوڑ دے رہا کر دے ہمارے ساتھ طرف زمین فلسطین کے اور اونکو غلام مت بنا فرعون نے چار سو برس اونکو غلام بنا رکھا تھا سخت و مشقت کے کام اونسے لیا کرتا تھا جب حضرت موسی و حضرت ہارون علیہما السلام فرعون کے پاس آئے اور جس بات کا اللہ پاک نے اونکو حکم دیا تھا وہ اوس سے کہدی تو بعد اسکے اوسنے اونسے یہ کہا الم نربك فینا ولیدا الخ کیا ہمنے تجھکو پرورش نہین کیا اپنی گود مین اپنی پرورش مین اور اپنے گہرون مین مراد اوسکی اس سے اونپر احسان رکھنا اور اونکا حقیر کرنا تھا یعنی ہمنے تجھکو اپنے پاس پرورش کیا پالا چھوٹا سا قریب الولادت

۵۱ بہ دیدہ سر بفتم ایں ۔ احسان کا صاحب ۱۲

بعد تیرے دو وہ چھوڑا نے کے اور جن بچون کو ہمنے قتل کر ڈالا اونمین تجھکو مار نہین ڈالا ولبثت فینا
عمرك سنین یعنی اور رہا تو ہم مین اپنی عمر مین سے کئی سال پھر کب ہوئی یہ بات جسکا تو دعوی کرتا
ہے کسی نے کہا کہ اٹھارہ برس اونمین رہے کسی نے کہا تیس برس کسی نے کہا چالیس برس پھر اونسے
قبطی کے قتل کا اقرار کرایا اور زجر و توبیخ کی یون کہا وفعلت فعلتك التی فعلت فعله بفتح فا یکبار
فعل کرنے کو کہتے ہین چنانچہ کسی نے کہا ہے ع الفعلة للمرة والفعلة للحالة + یعنی فعلة بفتح
فا یکبار فعل کرنے کیواسطے اور بکسر فا حالت کے لیے آتا ہے شعبی نے بکسر فا پڑہا ہے اور فتح
اولی ہے اسواسطے کہ بفتح یکبار کے واسطے ہے نوع کے لئے نہین ہے معنی یہ ہین کہ جب فرعون
نے حضرت موسی پر اپنی نعمتون کا شمار کیا تو اونسے اونکے گناہ ذکر کئے اور فعلہ سے قبطی کا قتل مراد کیا
پھر بولا وانت من الکافرین یعنی تو اون لوگون مین سے ہے جو کہ نعمت کی ناشکری کرتے ہین کیونکہ تو نے
ایک شخص کو میرے مصاحبون سے مار ڈالا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ تو اونمین سے ہے جو انکار کرنیوالے
ہین اس بات کا کہ فرعون معبود ہے کسی نے کہا تو اونمین سے ہے جو انکار کرنے والے ہین اللہ
کے اوسکے زعم مین لانه کان معهم علی دینهم اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال حضرت
موسی علیہ السلام نے اوسکو یہ جواب دیا فعلتها اذا وانا من الضالین یعنی کیا تو ہے مین نے
وہ فعل جسکا تو نے ذکر کیا یعنی قتل قبطی کا اور مین تہا اوسوقت ضالین سے یعنی جاہلین سے یہ تفسیر
حضرت ابن عباس کی ہے پس حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے نفس سے کفر کی نفی کی اور اس بات
کی خبر دی کہ اونہون نے وہ کام بنا بر جہل کیا تہا پہلے اس سے کہ اون کے پاس وہ علم آئے جو اللہ تعالی
نے اونکو سکھایا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ مین جاہل تہا اس بات سے کہ وہ مکا قتل کو پہونچ جائیگا
ابو عبیدہ نے کہا جاہلین بمعنی ناسین ہے یعنی مین نے اوسکو بہول کر کیا کسینے کہا بمعنی مخطئین ہے
یعنی مین نے اوسکو چوک کر کیا تہا ابن جبیر نے کہا کہ عرب لوگ ضلال کو بجاے جہل رکہتے ہین اور
جہل کو بجاے ضلال ففررت منکم لما خفتکم یعنی مین تمہارے درمیان سے نکل گیا طرف مدین
کے جسطرح کہ سورۂ قصص مین ہے جبکہ مین تمسے ڈرا کہ تم مجھے مار ڈالوگے یہ خوف اونکو اوسوقت
ہوا کہ مومن آل فرعون نے اونسے کہا ان الملأ یأتمرون بك لیقتلوك فاخرج الایہ فوهب
لی ربی حکما پھر بخشا مجھے میرے رب نے حکم یعنی نبوت یا علم و فہم زجاج نے کہا مراد حکم سے توریت کی

لہ
سی قتل مین خود کرنا چاہتے ہین اور مہ
دربار والے مین مشورہ
کرتے ہین بکہ تجھکو یہان سے نکال
سو نکل جا مین تیرا بہلا چاہنے
والا ہون ۱۲

تعلیم کرنا ہے اونکو جسمین اللہ کا حکم ہے وجعلنی من المرسلین یعنی اوسنے مجھے اپنے رسولون کے جملے سے کیا ہے فرعون نے جس بات کے ساتھ اونکو توبیخ کی تھی واسطے قدح کرنے کے اون کی نبوت مین وہ بات یہی قتل قبطی کا تھا بدون حق کے سو حضرت موسی علیہ السلام نے اس سے اوسکا رد کیا وجہ رد کی یہ ہے کہ حکم و نبوت کا بخشنا بعد اوس حادثے کے ہوا ہے وتلک نعمۃ تمنہا علی ان عبدت بنی اسرائیل کسی نے کہا کہ یہ بات جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائی سو بطور اقرار کے ہے کہ اونہون نے نعمت کا اقرار کیا گویا فرمایا کہ ہان وہ پرورش کرنا ایک نعمت ہے جسکی تو مجھپر منت رکھتا ہے لیکن وہ میری رسالت کو دفع نہین کرتا ہے فراء وابن جریر اسی کے قائل ہین کسی نے کہا کہ یہ بات اونہون نے بطور انکار کہی یعنی کیا تو مجھپر منت رکھتا ہے اس بات کی کہ تونے مجھے پرورش کیا ہے لڑکا سا اور تونے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا ہے اور اونکو قتل کیا ہے اور وہ میری قوم ہین زجاج نے کہا مفسرون نے اسکو انکار کے طور پر خارج کیا ہے اسکا انکار ہے کہ فرعون نے جو بات ذکر کی وہ نعمت ہو حضرت موسی علیہ السلام پر لفظ اسکا لفظ خبر ہے اور آہین تبکیت ہے مخاطب کو یعنی اوسکو عاجز کرنا اور ڈانٹنا ہے اس معنی کی بنا پر کہ تو اگر بنی اسرائیل کے بیٹون کو قتل نہ کرتا تو میری مان مجھے دریا مین ڈالنے سے بے نیاز ہوتی سو گویا تو مجھپر منت رکھتا ہے اوس بات کی کہ تیری بلا جسکا سبب ہوئی ہے غرض یہ ہے کہ تیری منت مجھپر کچھ نہین ہے کیونکہ اگر یہ ظلم و قتل نہوتا تو میری مان مجھے کاہے کو دریا مین ڈالتی کہ تجھ تک میری پرورش کی نوبت آتی وہ خود مجھے پال لیتی زہری نے اسکے مثل اس سے زیادہ تر بسوط ذکر کیا ہے مبرد نے کہا ہے حضرت موسی علیہ السلام کہتے ہین کہ تربیت بسبب غلام بنانے کے تھی جسکا مین نے ذکر کیا ہے یعنی تیرا پرورش کرنا مجھکو اسلئے تھا کہ میری قوم کو غلام بنائے تو اونکا مالک ہوا وپر قہر و جبر کرے اونکو دبائے کسی نے کہا کہ عبارت مین استفہام مقدر ہے اے اوتلک نعمۃ یعنی کیا وہ نعمت ہے جسکی تو مجھپر منت رکھتا ہے یہ قول اخفش کا ہے نحاس نے اسکا انکار کیا ہے فراء نے کہا کہ جس شخص نے کہا ہے کہ کلام انکاری ہے تو اوسنے کہا ہے کہ معنی یہ ہین اوتلک نعمۃ یعنی یہ نعمت نہین ہے یہانتک کہ تو اوسکی مجھپر منت رکھے معنی ان عبدت بنی اسرائیل کے یہ ہین کہ اتخذتہم عبیدا یعنی تونے اونکو غلام بنایا ہے محاورے مین بولتے ہین عبدتہ واعبدتہ بیک معنی یعنی مین نے

اوسکو غلام بنایا فرّاءنے اسی طرح کہا ہے محل اسکا رفع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدا ے محذوف کی
بابدل ہے نعمۃ سے اور جر یا ضمار حرف باہے اور نصب بحذف حرف با اسمین سات وجہین ہین سمین
نے اونکو ذکر کیا ہے قال فرعون وما رب العلمین ○ قال رب السمٰوٰت والارض
وما بینہما ان کنتم موقنین ○ قال لمن حولہ الا تستمعون ○ قال ربکم ورب
ابائکم الاولین ○ قال ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون ○ قال رب المشرق
والمغرب وما بینہما ان کنتم تعقلون ○ بولا فرعون کیا معنی جہان کا صاحب کہا صاحب
آسمان وزمین کا اور جو اونکے بیچ ہے اگر تم یقین کرو بولا اپنے گرد والون سے تم نہین سنتے ہو کہا صاحب
تمہارا اور صاحب تمہارے اگلے باپ دادون کا بولا تمہارا پیغام والا جو تمہاری طرف بھیجا ہے سو باؤلا
ہے کہا رب مشرق کا اور مغرب کا اور جو اسکے بیچ ہے اگر تم بوجہہ رکھتے ہو ف حضرت موسیٰ ایک
بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرت مین پتے بتانے کو اور فرعون بیچ مین اپنے سردارون کو اوبہلاتا
تہا کہ اونکو یقین نہ آجاوے انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے
فرعون کے کفر وتمرد وطغیان وسرکشی وجحود وانکار کی اوسکے اس قول مین وما رب العالمین یہ
بات یون ہے کہ وہ اپنی قوم سے کہا کرتا تہا ما علمت لکم من الہ غیری یعنی نہین جانتا مین نے
واسطے تمہارے کوئی معبود سوا میرے فاستخف قومہ فاطاعوہ یہ لوگ صانع جل وعلا کا انکار
کیا کرتے تھے اور اسبات کے معتقد تھے کہ اونکا کوئی رب نہین ہے سوائے فرعون کے پہر جب
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اوس سے فرمایا کہ انی رسول رب العالمین بیشک مین ہون بھیجا
جہان کے صاحب کا تو فرعون نے اونسے کہا اور کون ہے یہ جسکا تو زعم کرتا ہے کہ وہ رب العالمین ہے
سوا میرے علماء سلف وائمہ خلف نے اسکی تفسیر اسی طرح کی ہے یہان تک کہ سدی نے کہا یہ آیت
مثل اس کریمہ کے ہے فمن ربکما یا موسیٰ قال ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ہدیٰ
اہل منطق مین سے جو یہ زعم کرتا ہے کہ یہ سوال ہے ماہیت سے سو بیشک اوسنے غلطی کی کیونکہ فرعون
تو صانع کا مقر ہی نہ تہا یہانتک کہ ماہیت کا سوال کرے بلکہ جو بات ظاہر ہوتی ہے اوسمین یہی ہے
کہ وہ بالکل اوسکا جاحد ومنکر تہا اگرچہ حجتین ربانین اوسپر قایم ہو چکی ہین غرضکہ جب فرعون نے حضرت
موسیٰ علیہ السلام سے رب العالمین کا سوال کیا تو اوسوقت اونہون نے یہ کہا کہ رب السمٰوٰت

۱ تمکو کوئی معبود ہمین نہین تمہارے
کوئی حاکم میرے سوا ۱۲
۲ پہر عقل کھودی پاگل
قوم کی پہراوی کا کہا مانا ۱۲
۳ پہر کون ہے صاحب
تم دونون کا اے موسیٰ کہا
صاحب ہمارا وہ
جسنے ہر چیز کو اوسکی
صورت پہر راہ سوجہائی

والارض وما بینہما یعنی وہ اس سب کا خالق ومالک ہے اور اوسمین متصرف ہے اور اوسکا معبود ہے اوسکا کوئی شریک نہین ہے وہی ہے جسنے ساری اشیا کو پیدا کیا ہے عالم علوی اور جو کچھہ اوسمین ثوابت وسیارہ ہین اور عالم سفلی اور جو کچھہ اوسمین دریا جنگل پہاڑ درخت حیوانات نباتات ثمار وغیرہ ہین اور جو کچھہ درمیان آسمان وزمین کے ہوا وپرند ہے اور جسپر کرہ مشتمل ہے یہ سب اللہ پاک کے غلام وبندے ذلیل وفرمانبردار ہین ان کنتم موقنین یعنی اگر ہین تمہارے واسطے دل یقین کرنے والے اور آنکہین نفوذ کرنیوالی پس اسوقت فرعون نے التفات کیا طرف اون لوگون کے جو کہ اوسکے گرد اشراف قوم اور سردار وارکان دولت بیٹھے ہوئے تھے بطور تہکم واستہزا وتکذیب قول موسی علیہ السلام کے اونسے مخاطب ہوکر کہا الا تستمعون یعنی کیا تم تعجب نہین کرتے ہو اوس بات مین جو یہ اپنے زعم مین کہتا ہے کہ میرے سوا تمہارا کوئی اور معبود ہے اسپر حضرت موسی علیہ السلام نے اونسے کہا ربکم ورب ابائکم الاولین یعنی وہ تو تمہارا خالق ہے اور تمہارے اگلے باپ دادون کا جو کہ فرعون سے اور اوسکے زمانے سے پہلے گذر چکی ہین اب تو فرعون نے اپنی قوم سے یون کہا کہ ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون یعنی بیشک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے البتہ دیوانہ ہے اوسکو اپنے اس دعوی مین کچھہ عقل نہین ہے کہ وہان میرے سوا کوئی رب ہے پس یہ لوگ جنکو فرعون نے شبہ ڈالکر غصے سے گرم کیا تہا اور اونکو جوش مین لایا تہا سو حضرت موسی علیہ السلام نے اونکو مخاطب کرکے یہ جواب دیا کہ رب المشرق والمغرب وما بینہما ان کنتم تعقلون یعنی اللہ وہ ہے جسنے مشرق کو مشرق ٹھیرایا ہے جس سے ستارے طلوع ہوتے ہین اور مغرب کو مغرب قرار دیا ہے کہ اوسمین ستارے ثوابت وسیارہ غروب ہوتے ہین ساتھہ اس نظام وبندوبست کے جسمین اونکو مسخر کیا ہے اور اونکا اندازہ فرمایا ہے پس اگر یہ شخص جو زعم کرتا ہے کہ وہ تمہارا رب ومعبود ہے سچا ہے تو چاہیئے کہ امر بالعکس کردے مشرق کو مغرب ٹھیرادے اور مغرب کو مشرق جسطرح کہ اللہ پاک نے اوس شخص سے حکایت کیا ہے جسنے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے اون کے رب کے بارے مین حجت کی اذ قال ابراھیم ربی الذی یحیی ویمیت قال انا احیی وامیت قال ابراھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بہا من المغرب الایہ اور اسی لئے جبکہ فرعون مغلوب ہوا اور اوسکی حجت منقطع ہوئی تو اپنی جاہ وقوت وسلطان کے استعمال کیطرف رجوع ہوا اور اعتقاد کیا کہ یہ بات اوسکو نافع ہے اور حضرت موسی علیہ السلام کے

۵۱ تب کہا ابراہیم نے ہم رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے او ہاں ہمارے باپ دادون کا اور مارتا کہا ابراہیم نے اللہ تو لاتا ہے سورج کو مشرق سے پھر تو لے آ اوسکو مغرب سے تب حیران رہ گیا وہ منکر اور اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو ۱۲

حق مین جاری ہونے والی ہے پس وہ بات کہی جسکی اللہ پاکنے اوسکی طرف سے خبر دی ہے ف

فتح البیان کا بیان مع الیضاح تبیان یہ ہے جب کہ فرعون نے حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام کا یہ قول سنا کہ انا رسول رب العالمین تو جو بات اونہون نے کہی تھی اوسپہ اعتراض کا قصد کرکے اون سے استفسار کیا کہ وہ کون شے ہے استفہام مین کلمۂ ما لایا جس سے مجہول کا پوچھا جاتا ہے اور جس سے جنس کا تعین طلب کیا جاتا ہے کسی نے کہا اوسکے یہ معنی ہین کہ اوسکی کیا صفت ہے محاورے مین تم بولتے ہو ما زید یعنی زید کیا ہے دراز قد ہے یا کوتاہ قد فقیہ ہے یا طبیب صاحب کشاف وغیرہ نے اسپر تصریح کی ہے غرضکہ فرعون نے جب یہ بات کہی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رب ہے آسمانون کا اور زمین کا اور اوس شے کا جو درمیان جنس آسمان وزمین کے ہے پس اوسکے واسطے وہ شے معین کردی جو عالمین سے مراد کہی تھی اور جس بات کا اوسنے سوال کیا تھا اوسکے جواب کو ترک کردیا کیونکہ اوسنے رب العالمین کی جنس کا سوال کیا تہا حالانکہ اوسکی کوئی جنس نہین ہے اس لئے اونہون نے اوسکو ایسی شے کے ساتھ جواب دیا جو کہ عظیم قدرت الہیہ پر دلالت کرتی ہے جس سے ہر سننے والے کو یہ بات ظاہر و باہر ہوجاتی ہے کہ اللہ پاک رب ہے اور اوسکے سوا اور کوئی رب نہین ہے اور اسمین باطل کرنا ہے اوسکے دعوے کا کہ وہ معبود ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے ساتھ کسی شے کے اشیا مین سے پس یہ شے اولی تر ہے ساتھ یقین کرنے کے بسبب اوسکے ظہور کے اور بوجہ روشن ہونے اوسکی دلیل کے اور یہ وہ علم ہے جو کہ استدلال سے حاصل ہوتا ہے اور اسی لئے یون نہین کہتے ہین کہ اللہ موقن ہے فرعون نے اون لوگون سے کہا جو اوسکے گرداگرد بیٹھے ہوئے تھے منجملہ اوسکے اشراف قوم کے یہ لوگ پالنوتھے اساورہ[1] پہنے ہوئے تھے اسکو نہین پہنتے ہین مگر سلاطین یہ شے خاصۃً ملوک کے واسطے ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے جلیل القدر ذی رتبہ وبلند مرتبہ تھے الا تستمعون اونکو تعجب دلاتا ہے ضعیف بات سے گویا یون کہا کہ جو بات موسیٰ نے کہی کیا تم اوسکو نہین سنتے ہو اور اوس سے تعجب نہین کرتے ہو کہ مین نے تو اوس سے رب العالمین کی حقیقت کا سوال کیا اور وہ اوسکے افعال ذکر کرتا ہے یا یہ معنی ہین کہ وہ زعم کرتا ہے کہ وہ رب السموات ہے حالانکہ آسمان واجب ہین بالذات خود حرکت کرتے ہین جسطرح کہ دہریہ کا مذہب ہے یا یہ معنی ہین کہ آسمانون کا محتاج ہونا طرف کسی موثر کے غیر معلوم ہے حاصل یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون لعین پر

[1] اساورہ جمع ہے کا کی اسوارہ جمع ہے سوار کی سوار کہتے ہین کان کو کہ ۱۲ منہ

حجت وارد کی اور اوسکو اوسکا جواب نہ آیا تو اپنی قوم کو مخاطبہ دیا کہنے لگا دیکھو تم تعجب نہین کرتے
ہو کہ مین تو حقیقت کا پوچھتا ہون اور وہ افعال ذکر کرتا ہے جواب سوال کے مطابق نہین ہے
یہ بات لعین نے صرف غلطی مین ڈالنے کو کہی کیونکہ یہان جواب مطابق سوال سے عدول کرنا متعین
ہے اس لئے کہ وہ محال ہے پس حقیقت کا سوال کرنا سفاہت وحماقت وعبث ہے پھر جب
حضرت موسی علیہ السلام نے فرعون کی بات سنی تو اوسپر اور حجت وارد کی یہ حجت پہلی کے تحت مین
مندرج ہے لیکن چونکہ فہم سامعین کی طرف زیادہ تر قریب ہے اس لئے خاصکر کے علحدہ اوسکا ذکر کیا پس
فرمایا کہ وہ رب تمہارا رب ہے اور تمہارے اگلے باپ دادون کا رب ہے یعنی اگلے عام سے خود
اونکو اور اونکے آباء کو خاص کیا اس لئے کہ عاقل جس شے مین نظر کرتا ہے اوس سے زیادہ تر قریب
اوسکی جان ہے اور وہ شخص جس سے وہ پیدا ہوا ہے یہ حجت ظاہر تر دلیل ہے قادر پر پس حضرت
موسی علیہ السلام نے خوب واضح کرکے یہ بات بتادی کہ فرعون مربوب ہے رب نہین ہے جیسا کہ
وہ دعوی کرتا ہے معنی یہ ہین کہ یہ رب جسکی طرف مین تمکو بلاتا ہون وہی ہے جسنے تمہارے اگلے
باپ دادون کو پیدا کیا ہے اور تمکو پیدا فرمایا ہے پھر تم کیونکر پوجتے ہو اوس شخص کو جو کہ ایک ہی تم مین
سے مخلوق ہے مثل تمہاری خلق کے اور اوسکے باپ دادے ہین سو وہ تمہارے باپ دادون
کی طرح دفن ہو چکے پس اوسوقت فرعون نے کچھ متعلقہ بجواب اونکو نہ دیا بلکہ ایسی بات ذکر کی کہ اوسکی
قوم کو شک مین ڈالے اور اونکے خیال مین یہ اوسلئے کہ یہ بات جو موسی نے کہی اوس قسم سے
ہے کہ دانشمند لوگ اوسکو نہین کہتے ہین پس بولا کہ بیشک تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے
البتہ دیوانہ ہے اس بات سے اوسکا قصد مغالطہ وہی قوم کی ہے اور اونکو حیرت مین ڈالنا ہے یہ بات
ظاہر کرکے کہ موسی نے جو بات کہی ہے اوسکو خفیف وسبک سمجھتا ہے اور اوس سے ٹھٹھا کرتا ہے
مجنون اس لئے کہا کہ وہ سوال کسی شے کا کرتا ہے اور وہ اوسکو دوسری شے کا جواب دیتے ہین
اضافت رسول کی موسی علیہ السلام کے مخاطبین کی طرف کی اس لیئے کہ تنبیہ کیا اس سے کہ اوسکی ہدایت
کی طرف مرسل ہون پس اوسوقت موسی علیہ السلام نے ایسی بات کے ساتھ اوسکو جواب دیا جو کہ
تکمیل ہے اون کے جواب اول کی فرمایا کہ وہ رب ہے مشرق کا اور مغرب کا اور اوس شے کا جو اونکے
درمیان مین ہے مشرق ومغرب کا خاصکر ذکر اس لیئے کیا کہ انکی دلالت واضح تر وظاہر تر ہے یہ اسواسطے

ہے کہ مراد مشرق سے آفتاب کا طلوع اور دن کا طلوع ہے اور مراد مغرب سے غروب آفتاب کا اور ڈھلنا دن کا ہے
اور یہ بات معلوم ہے کہ طلوع آفتاب کا ایک جانب سے اور غروب اوسکا دوسری جانب مین ایک
انداز درست و راست پر نہین ہوتا ہے مگر تقدیر قادر حکیم کے معنی یہ ہین کہ اوسکا ملک مثل تیرے ملک کے
نہین ہے کیونکہ تو تو ایک شہر کا مالک ہے تیرا حکم غیر اوس شہر مین جاری نہین
ہوتا ہے اور اوسمین وہ شخص مرجاتا ہے جسکا مرنا تو دوست نہین رکھتا ہے اور جسنے مجھے بھیجا ہے
وہ مالک ہے مشرق و مغرب و مابینہما کا یعنی تم ہر دن مشاہدہ کرتے ہو کہ وہ سورج کو مشرق سے لاتا ہے
اور اوسکو حرکت دیتا ہے ایک مدار پر کہ وہ روز گزشتہ کے مدار کا غیر ہوتا ہے یہانتک کہ اوسکو پہونچاتا
ہے طرف مغرب کے ایک نافع طور پر کہ جس سے کائنات کے امور منتظم ہوتے ہین فرعون نے جو حضرت
موسی علیہ السلام کو منسوب بجنون کیا تھا سو وہ اوسکے دفع کرنے مین مشغول نہوئے بلکہ اوس سے
یہ بات بیان کردی کہ الہ پاک کی ربوبیت مشرق و مغرب و مابینہما کو شامل ہے اگرچہ یہ بات داخل
تھی تحت ربوبیت الہ پاک کے واسطے سموات و ارض و مابینہما کے سو اسکی ایک وجہ تو اول گزر چکی
ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اسمین تصریح ہے اسناد حرکات سموات و مافیہما کی اور احوال و اوضاع آسمانون
کا تغیر کبھی تو نور سے اور کبھی ظلمت سے طرف الہ پاک کے کسی نے کہا کہ حضرت موسی علیہ السلام
نے یہ بات جان لی تھی کہ قصد فرعون کا سوال مین معرفت ہے اوس شخص کی جسکا اوسنے سوال
کیا تھا سو اونہون نے جواب دیا اوس شے کے ساتھ جو کہ طریق و راہ تھی طرف معرفت رب کے ان کنتم
تعقلون کا یہ مطلب ہے کہ اگر تم ہو سمجھتے کسی شے کو اشیاء مین سے یا اگر ہو تم اہل عقول سے یعنی اے
فرعون اگر تو ہے اور جو لوگ تیرے ساتھ ہین عقل والون مین سے تو تو اور وہ پہچان جاؤ گے اس بات
کو کہ تیرے سوال کا کوئی جواب نہین ہے مگر وہی جو مین نے تجھسے ذکر کردیا ہے اول حضرت موسی
علیہ السلام نے اونسے نرمی کی اور نرمی کا معاملہ کیا اس لئے یون کہا ان کنتم موقنین پھر جب
اون کی طبیعت کی شدت سختی کو دیکھا تو اون سے سختی کی اور رد مین اونپر درشتی کی اور جیسی اونہون نے
گفتگو کی ویسی ہی بات چیت کے ساتھ اونسے معارضہ کرکے یون کہا ان کنتم تعقلون کیونکہ اسمین
زیادہ تر مبالغہ ہے اور ماقبل کے ساتھ موافق تر ہے کیونکہ اونہون نے انکو منسوب بجنون کیا تھا سو اونہون نے
کہا کہ تم تو مجھے مجنون کہتے ہو اور مین تمسے کہتا ہون کہ اگر تمکو عقل ہے تو میری بات کو سمجھ جاؤ گے ورنہ تم بے عقل و جاہل ہو

پھر جبکہ یعنی حجت سے منقطع ہوا اور کچھ جواب نہ بنا تو اپنے استعلاء و تغلب و تہدید کی طرف رجوع ہوا اور ڈرانے
دھمکانے لگا معاند و مغلوب کا یہی حال ہوتا ہے کہ جب حجت مین عاجز ہو جاتا ہے تو بلاوجہ دبانے
لگتا ہے پس یہ کہنے لگا قال لئن اتخذت الٰھا غیری لاجعلنک من المسجونین ○ قال اولو
جئتک بشیء مبین ○ قال فات به ان کنت من الصدقین ○ فالقی عصاه فاذا
ھی ثعبان مبین ○ ونزع یده فاذا ھی بیضاء للنظرین ○ قال للملا حوله ان ھذا لساحر
علیم ○ یرید ان یخرجکم من ارضکم بسحره فماذا تامرون ○ قالوا ارجه واخاه
وابعث فی المدائن حشرین ○ یاتوک بکل سحار علیم ○ بولا اگر تو نے ٹھیرایا کوئی اور حاکم
میرے سوا تو مقرر ڈالون گا تجھکو قیدمین کہا اور جو لایا ہون تیرے پاس ایک چیز کھولدینے والی بولا
تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے پھر ڈالدی اپنے لاٹھی تو اوسیوقت وہ ناگ ہوگئی صریح اور اندر سے نکالا
اپنا ہاتھ تو اوسیوقت وہ چٹا ہے دیکھنیوالون کے سامنے بولا اپنے گرد کے سردارون سے یہ کوئی جادوگر
ہے پڑا چاہتا ہے کہ نکالدے تمکو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے سو اب کیا حکم
دیتے ہو بولے ڈھیل دے اوسکو اور اوسکے بھائی کو اور بھیج شہرون مین نقیب لے آوین تیرے
پاس جو بڑا جادوگر ہو پڑھا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جب بیان عقل سے
فرعون پر حجت قایم ہو چکی تو اس طرف رجوع ہوا کہ حضرت موسی علیہ السلام کو اپنے ید و سلطان سے
مقہور کرے یعنی اپنی قدرت و سلطنت سے اونکو دبائے اس لئے کہ اوسنے یہ خیال کیا کہ اب اسمقام
کے ورے کوئی بات نہین ہے تو یہ بولا کہ اگر تو نے ٹھیرایا کوئی اور معبود میرے سوا تو مقرر ڈالونگا تجھے
قیدمین پس اسوقت حضرت موسی علیہ السلام بولے اور جو لایا ہون تیرے پاس ایک برہان قاطع واضح
کھلی ہوئی فرعون بولا تو وہ لا اگر تو سچ کہتا ہے پھر حضرت موسی نے ڈالدی اپنی لاٹھی تو اوسیوقت وہ ناگ
ہوگئی ظاہر واضح غایت جلا و ظہور و وضوح مین اور عظمت و بزرگی مین پانون والی بڑے مونہہ والی
ہولناک شکل بے چین کرنیوالی اور نکالا اپنا ہاتھ یعنی اپنی جیب سے تو اوسیوقت وہ چٹا ہے دیکھنون
کے سامنے یعنی چمک رہا ہے جیسے چاند کا ٹکڑا پس فرعون نے بسبب اپنی شقاوت و بدبختی کے
مبادرت کی طرف تکذیب و عناد و دشمنی کی تو کہا اپنے گرد کے سردارون سے یہ کوئی جادوگر ہے
فاضل فایق جادو مین پس فرعون نے اوپر یہ بات چلائی کہ یہ سحر کے قبیل سے ہے معجزے کے

قبیل سے نہین ہے پہر اونکو اوبھارا اور آمادہ کیا حضرت موسی علیہ السلام کی مخالفت پر اور
اونکے انکار پر تو یون کہا چاہتا ہے کہ نکالدے تمکو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے زور سے
الآیہ یعنی اوسنے ارادہ کیا ہے کہ اسکے سبب سے لوگون کے دل اپنے ساتھ لیجاے تو اوسکے اعوان
والنصار واتباع ومددگار بڑہ جائین اور تمہاری دولت پر غالب ہوجاے تو تمہارے بلاد تمسے لیلے
پس تم اوسکے بارے مین مجھے مشورہ دو کہ مین اوسکے ساتھ کیا کرون وہ بولے کہ اوسکو ڈہیل دے
اور اوسکے بہائی کو اور بھیج شہرون مین نقیب لے آوین تیرے پاس جو بڑا جادوگر ہو پڑہا یعنی تو
اوسکو تاخیر دے یہان تک کہ تو جمع کرلے واسطے اوسکے اپنی مملکت کے شہرون سے اور
اپنی دولت کے اقلیمون سے ہر ایک بڑے جادوگر پڑہے کو کہ وہ اوس سے مقابلہ کرین اور جو جادو
وہ لایا ہے وہ اوسکا نظیر پیش لائین پہر تو غالب ہوجائیگا اور تیرے واسطے نصرت وتائید ہوگی
پس فرعون نے اون کی یہ بات مان لی یہ اس باب مین اللہ پاک کی تسخیر سے ہوا تاکہ لوگ ایک
زمین مین جمع ہوجائین اور اللہ پاک کی نشانیان اور اوسکی حجتین برہانین دلیلین بینین ظاہر ظہور کھلم
کھلا لوگون پر کھل جائین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ من المسجونین کے معنی ہین
من اھل السجن انت والام واسطے عہد کے ہے یعنی مین تجھکو اون قیدیون مین سے کرونگا
جنکا حال تو جان چکا ہے میرے قید خانون مین فرعون کا قید خانہ قتل سے بھی زیادہ تر سخت تہا
کیونکہ جب وہ کسی کو قید کرتا تو اوسنے نکالتا نہ تہا یہانتک کہ مرجاے زمین کے نیچے ایک مکان تہا
اوسکے اندر ایک گہرا گڈہا ہوتا مین اوسکو تہا ڈالدیتا تہا اسی لیے لاجعلنك من المسجونین ابلغ
ٹھیہ لایا گیا ہے لاسجننك سے کیونکہ بوجہ مذکور اول عبارت مین زیادہ تر مبالغہ ہے اور اخیر عبارت
سے صرف قید سمجہی جاتی ہے غرضکہ فرعون نے حضرت موسی علیہ السلام کو قید خانے کی وعید سنائی
اور یون نکہا کہ تیری دلیل اسپر کیا ہے کہ اس معبود نے تجھکو بھیجا ہے اس لئے کہ اسمین اقرار تہا اسبات
کا کہ وہان کوئی معبود ہے سوا اوسکے اور یہ جو قید خانے کی وعید سنائی سو اوسمین اوسکا ضعف ہے
کیونکہ یہ بات مروی ہے کہ فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بغایت خوفناک تہا نہایت اونسے
ڈرتا گھبراتا تہا یہانتک کہ ملعون اپنا پیشاب نہین روک سکتا تہا پہر جب موسی علیہ السلام نے
یہ بات سنی تو اوس سے ملاطفت فرمائی دو وجہ سے ایک یہ کہ اوسکے قبول کرلینے مین طمع کی دوسری

یہ ہے کہ مناظرے کی باگ ڈھیلی چھوڑدی اس ارادے سے کہ جو حجت باب نبوت مین معتبر ہے
اوس سے اوسکو مقہور کردین گے وہ حجت بھی معجزے کا نظاہر کرنا ہے پس اوس سے ایسی طور پر
تعریض کی کہ طلب معجزے کی طرف اوسکو مضطر کردے یون فرمایا اولو جئتک بشیئ مبین یعنی
کیا تو مجھے مسیحونمین سے کریگا اور جو مین لے آؤن تیرے پاس کوئی چیز جس سے میرا صدق ظاہر ہوجائے
اور اوسوقت میرے دعوی کی صحت کمل جاے مراد شیئ مبین سے معجزہ ہے اس لئے کہ وہ جامع
ہے درمیان دو دلالتون کے ایک تو صانع کے وجود و نکتہ پر دال ہوتا ہے دوسرے جس شخص
کے ہاتھہ پر اوسکا ظہور ہوتا ہے اوسکے صدق دعوی پر دلالت کرتا ہے ہمزہ اسجگہ واسطے استفہام
کے ہے اور حرف واو واسطے عطف کے ہے مقدر پر چنانچہ اسی کے موافق ترجمہ گزر چکا ہے غرضکہ
جب فرعون نے یہ بات سنی تو جو شے حضرت موسی علیہ السلام نے اوسپر پیش کی تھی اوسکی طلب کی
پس بولا فأت به ان کنت من الصادقین یعنی تو اوسکو لے آ اگر تو اپنے دعوی مین سچا ہے فرعون
نے جو اونکو اوسکے لانے کا امر کیا سو یہ خیال کرکے کہ اوسکے معارضہ و مقابلہ پر قادر ہوگا یہ شرط
ہے جواب اوسکا محذوف ہے کیونکہ جو شے جواب پر دال ہے وہ قائم مقام ہوچکی ہے پس اوسوقت
حضرت موسی علیہ السلام نے معجزہ ظاہر کیا پہر اپنی لاٹھی ڈالدی تو اوسیوقت وہ ثعبان مبین ہوگئی
مطلب یہ ہے کہ لاٹھی کی ثعبانیت اور اوسکا ناگ پن ظاہر کہلا ہوا تھا کچھ تمویہ و تخییل نہ تھی جسطرح کہ
جادوگر کیا کرتے ہین کہ حقیقت مین کچھہ شی ہوتی ہے اور دیکھنے والون کو جادو کے زور سے کچھہ اور ہی
نظر آتی ہے سو لاٹھی کا ناگ بنجانا ایسا نہ تھا بلکہ حقیقت و نفس الامر مین وہ سانپ ہوگئی تھی کہتے ہین
کہ جب وہ سانپ بنگئی تو بقدر ایک میل کے آسمان مین بلند ہوئی پہر فرعون کیطرف مونہہ کئے ہوئے
نیچے اوتری تو بولا قسم ہے اوسکی جسنے تجھے بھیجا ہے کہ تو اوسکو پکڑلے سو حضرت موسی علیہ السلام
نے اوسکو پکڑلیا تو وہ لاٹھی ہوگئی جیسی کہ تھی اشتقاق ثعبان کا ثعبت الماء فی الارض فانثعب
سے ہے یعنی روان کیا مین نے پانی کو زمین مین تو وہ روان ہوگیا الدیباکے نے دوسری جگہہ
بجاے ثعبان کے حیۃ کہا ہے فاذا ھی حیۃ تسعی ایک جگہہ جان فرمایا ہے کانھا جان
جان وہ سانپ ہے جو مائل ہوتا ہے طرف صغر کے اور ثعبان مائل بکبر ہوتا ہے اور حیہ جنس ہے
کبیر و صغیر دونون کو شامل ہے تفسیر اس آیت کی اور اسکے مابعد کی سورۂ اعراف مین گزر چکی ہے

فاذا ھی بیضاء للناظرین کا مطلب یہ ہے کہ جس گندم گونی پر وہ تھا اب اوسکے برخلاف ہوگیا
اسمین دلیل ہے اسپر کہ اوسکی سپیدی ایک ایسی شے ہوگئی کہ دیکھنے والے اوسکی طرف دیکھنے پر جمع
ہوتے تھے اس لئے کہ وہ سپیدی عادت سے خارج تھی اور وہ نوری تھی حضرت ابن عباس رضی
اللہ عنہما فرماتے ہین کہ نکالا موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اپنی جیب سے تو ناگاہ سپید چمکتا تھا واسطے
ناظرین کے واسطے اوس شخص کے جو اوسکی طرف نظر کرے اور اوسے دیکھے بغیر برص کے اوس کا
شعاع تھا مثل شعاع آفتاب کے لگتا تھا کہ ابصار کو ڈھانکدے اور اُفق کو بند کردے غرضکہ سردار لوگ
جو اوسکے گرد قرار پزیر تھے اون سے کہا کہ بیشک یہ البتہ جادوگر ہی فایق ہے علم سحر مین وہ زمانہ جادو
کا تھا سو اسی لئے فرعون نے رواج دیا اس بات کو اوسکی بات پر پھر نفرت دلانے کے طور پر یون کہا
چاہتا ہے کہ نکالدے تمکو تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے یہ بات اس خوف سے کہی کہ
کہین وہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بات نہ مان لین فماذا تامرون کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری
راے اسمین کیا ہے اور ایسی بات مین تمہارا مشورہ کیا ہے پس اون سے یہ بات ظاہر کی کہ جو بات
وہ کہینگے اوس طرف مائل ہوگا غرض اس سے اونکا مالوف کرنا اور اونکی مودت و دوستی کا حاصل کرنا
ہے کیونکہ جس دعوی ربوبیت مین وہ تھا اب وہ زوال پر آلگا اور جس بات سے اوپنے خود کو معزز کیا
کرتا تھا وہ اضمحلال کے قریب ہوگئی ورنہ وہ تو مارے فخر و کبر نخجر و تکبر کے کہین بڑھکر ہے اس سے کہ اونکو
ایسا خطاب کرے اور ایسی بات اون سے پوچھی جس سے یہ امر معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی ایک فرد ہے
اونکی افراد سے اور ایک شخص ہے اونمین سے باوجود اسکے کہ اسوقت سے قبل یہ دعوی کرتا تھا کہ
وہ اون کا معبود ہے اور وہ اس امر کو اوس کے واسطے مانتے تھے اور اوسکے
دعوی مین اوسکی تصدیق کرتے تھے معجزۂ باہرہ کے سلطان و غلبے نے اوسے بوادیا اور متحیر و حیران کردیا
یہانتک نوبت پونچی کہ ادعاے ربوبیت کی بلندی سے اوسکو حضیض خضوع کی طرف اوتار دیا کہ جن
لوگون کو اپنے زعم مین اپنے غلام و بندے سمجھتا تھا اب اون سے عاجزی و فروتنی کرنی پڑی اور جو وہ
امر کرین راے دین اوسکا امتثال ضرور ہوا یا جن لوگون کی ربوبیت کا دعوی کرتا تھا اوخود کو اونکا رب سمجھتا
تھا اس بلندی سے اوتار کر مشاورت کی پستی مین لاڈالا کہ اب اون سے مشورہ لینا پڑا بعد اسکے کہ راے
و تدبیر مین خود مستقل تھا اور یہ بات جو ظاہر کی کہ موسیٰ علیہ السلام کے مستولی ہونے کا اوسکے ملک پر

خوف ہے اور نسبت اخراج کی اور زمین کی سرداروں کی طرف کی سو غرض اوسکی متنفر کرنا ہے
اونکا حضرت موسی علیہ السلام سے کذا فی ابی السعود قالوا ارجہ واخاہ یعنی سرداروں نے
یہ مشورہ دیا کہ تو تاخیر کراون کے کام کو ماخوذ ہے ارجیتہ اذا اخرتہ سے کسی نے کہا معنی یہ ہین
کہ حبس کراونکو اور بھیج شہرون مین حاشرین کو یعنی جمع کرنے والون کو واسطے جادوگرون کے یہ لوگ
شرطہین جو کہ لوگون کو جمع کیا کرتے ہین یاتوك بکل سحار علیم کلمۂ احاطہ اور صیغۂ مبالغہ اس لئے
ذکر کیا کہ اوسکے قلق و بیقراری مین سے کسی قدر کی تسکین کردین مراد سحار علیم سے وہ ہے جو سحر کی معرفت
وصنعت مین فایق ہے غرض یہ کہ وہ موسی پر فاضل وفایق ہوگا اور علم سحر مین اوس پر بڑھ جاے گا
فجمع السحرۃ لمیقات یوم معلوم ○ وقیل للناس ھل انتم مجتمعون ○ لعلنا نتبع السحرۃ
ان کانوا ھم الغلبین ○ فلما جاء السحرۃ قالوا لفرعون ائن لنا لاجرا ان کنا
نحن الغلبین ○ قال نعم وانکم اذا لمن المقربین ○ قال لھم موسی القوا ما انتم
ملقون ○ فالقوا حبالھم وعصیھم وقالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغلبون ○ فالقی
موسی عصاہ فاذا ھی تلقف ما یافکون ○ فالقی السحرۃ سجدین ○ قالوا امنا
برب العلمین ○ رب موسی وھرون ○ پھر اکٹھے کئے جادوگر وعدے پر ایک دن مقرر
کے اور کہدیا لوگون کو تم بھی اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑین جادوگرون کی اگر ہوجاوین وہی زبردست
پھر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا نیگ بھی ہے اگر ہوجاوین ہم زبردست
بولا البتہ اور تم اوسوقت نزدیک والون مین ہوگے یعنی میرے مصاحب رہوگے کہا اونکو موسی نے
ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر ڈالین اونہون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان اور بولے فرعون کے اقبال سے
ہم ہی زبردست ہے پھر ڈالا موسی نے اپنا عصا پھر تب ہی وہ نگلنے لگا جو سانگ اونہون نے بنایا تھا پھر
اوندہے گرے جادوگر سجدے مین بولے ہمنے مانا جہان کے رب کو جو رب موسی اور ہارون کا تھا

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین یہ مناظرۂ فعلی جو درمیان حضرت موسی علیہ السلام
کے اور قبطیون کے واقع ہوا اللہ پاک نے سورۂ اعراف وسورۂ طہ اور اس سورت مین اوسکا ذکر فرمایا
ہے قصہ اسکا یہ ہے کہ قبطیون نے ارادہ کیا کہ اللہ پاک کے نور کو اپنے مونہہ سے بجھاوین سو اللہ
پاک نے نہ مانا مگر یہ کہ اپنے نور کو پورا کرے گو کافر لوگ برا مانین کفر و ایمان کی یہی شان ہے کہ جہان

کہین دونون روبرو اور مقابل یکدیگر ہوتے ہین تو ایمان ہی کفر پر غالب ہوتا ہے کما قال تعالیٰ
بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق ولکم الویل مما تصفون وقال
جاء الحق وزھق الباطل الآیہ اور اسی لئے جادوگر آئے اونکو اقالیم بلاد مصر سے جمع کیا تھا
یہ لوگ اوسوقت مین سحر وصنعت وکاریگری وتخییل مین سب سے بڑھکر تھے اس فن مین بڑے
کامل تھے اور یہ جادوگر ایک جمع کثیر وجم غفیر تھے کسی نے کہا کہ بارہ ہزار تھے کسی نے کہا پندرہ ہزار کسینے
کہا سترہ ہزار کسی نے کہا اونیس ہزار کسی نے کہا کچھ اوپر تیس ہزار کسی نے کہا اسّی ہزار تھے اسکے سوا
اور قول بھی ہین اونکی شمار وگنتی کو اللہ پاک ہی خوب جانتا ہے ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ان جادوگرون
کا کام اونمین سے چار آدمیون کی طرف راجع تھا یہ چار شخص اونکے رئیس وسردار تھے چارون کے
نام یہ ہین سابور عاذور حطحط مصفے لوگون نے اوس دن جمع ہونے مین بڑی جہد وسعی کی تھی
اونکے کہنے والے نے یون کہا کہ لعلنا نتبع السحرۃ ان کانوا ھم الغالبین اور نتبع الحق نہ کہا یعنی
شاید ہم پیروی کرین جادوگرون کی اگر ہو جاوین وہی غالب اور یہ نہ کہا شاید ہم پیروی کرین حق کی برابر ہے
کہ اوسکا صدور جادوگرون سے ہو یا حضرت موسیٰ سے سو اسکے وجہ یہ ہے کہ رعیت اپنے بادشاہ
کے دین پر ہوتی ہے فلما جاء السحرۃ یعنی پھر جب آئے جادوگر طرف مجلس فرعون کے اور حال یہ تھا
کہ اوسکے واسطے ایک وطاق نصب کیا تھا اور اوسنے اپنے خدم وحشم ووزرا اور وساے دولت
وجنود ومملکت کو جمع کیا تھا سو جادوگر اوسکے روبرو کھڑے ہوئے اوس سے احسان وتقرب اوسکا
طلب کرتے تھے اگر وہ غالب ہون یعنی اس شخص پر جسکے واسطے اونکو جمع کیا ہے پس وہ بولے
ائن لنا لاجرا ان کنا نحن الغالبین یعنی بھلا ہمارا کچھ نیگ بھی ہے اگر ہو جاوین ہم زبردست
فرعون بولا نعم وانکم اذا لمن المقربین یعنی ہان اور خاص تر اوس شے سے جسکو تم طلب کرتے
ہو کرونگا مین تمکو اپنے پاس کے مقرب اور ہمنشین لوگون مین سے مطلب یہ ہے کہ ہان تمہارے
سحر کی اجرت ومزدوری دونگا اور ایک شے خاص علاوہ مزدوری کے زیادہ تمکو عطا کرونگا جبکہ
تم غالب ہوگے وہ خاص شے یہی ہے کہ تمکو اپنے مقرب مصاحبون کے زمرے مین ٹھیرا ونگا
پھر وہ جادوگر بعد اس گفتگو کے مقام مناظرے کی طرف لوٹ گئے بولے اے موسیٰ یا تو تو ڈالے
اور یا ہم ہون اول اون لوگون کے جو ڈالین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بلکہ تم ڈالو اسیجگہ اختصار

۵۱ یون یعنی یہ بات ہم پہینچ ملاسے تین پہر کو چھوٹھے پہر وہ اوسکا سم پہونچتا ہے پھر تب ہی وہ مرجاتا ہے اور تمکو قربانی ہے اون باتون سے جو بتاتے ہو ۱۲

۵۲ اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جو ہٹا پہٹک جو ہٹا ہے نکل بھاگنے والا ۱۱

۵۳ اصل مین اسکی طرح ہے لیکن یہ لفظ اخت مین یعنون لا آتیہ ہے کہ کوئی خیمہ وغیرہ نصب کیا تھا واللہ اعلم ۱۲ منہ

لیا ہے پھر حضرت موسیٰ نے اونسے کہا ڈالو جو تم ڈالنے والے ہو پھر اونہون نے ڈالین اپنی رسیان
اور لاٹھیان اور بولے بعزۃ فرعون انا لنحن الغالبون یعنی فرعون کے اقبال سے ہم ہی البتہ
غالب رہینگے یہ قول ایسا ہے جیسا کہ عوام کے جاہل جسوقت کچھ کرتے ہین تو کہتے ہین ھذا بتوفلان یعنی یہ کام فلان کے ثواب و برکت و جزا سے ہوا غرضکہ اللہ پاک نے سورۂ اعراف مین یون
ذکر فرمایا ہے انہم سحروا اعین الناس واسترھبوھم وجاؤا بسحر عظیم اور سورۂ طہ مین
اس طرح فرمایا ہے فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعٰی الی قولہ ولا یفلح
الساحر حیث اتی اور اسجگہ یہ ارشاد فرمایا ہے فالقی موسٰی عصاہ فاذا ھی تلقف ما یافکون
یعنی پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تبھی لقف کرنے لگا جو سانگ اونہون نے بنایا تھا یعنی اوسکو
جھپٹنے اور جمع کرنے لگا ہر جگہہ سے اور اوسکو نگلنے لگا پھر اوسنے اون کے سانگ مین سے کچھ بھی
نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فوقع الحق وبطل ما کانوا یعملون الی قولہ رب موسیٰ و
ھارون پس یہ قصہ ایک نہایت ہی امر عظیم ہوا اور ایک برہان عذر کی قطع کرنے والی اور ایک
حجت سر توڑنے والی یہ اس لئے ہے کہ جن لوگون سے فرعون نے نصرت و مدد چاہی اور اون سے
اس بات کا طالب ہوا کہ وہ غالب ہون سو وہی مغلوب و عاجز و ذلیل ہوئے اور اوسی حالت
موجودہ و ساعت راہنہ مین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور اللہ رب العالمین کے
واسطے سجدہ کیا جسنے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما الصلوٰۃ والسلام کو حق صریح و معجزہ باہرہ دیکر
بھیجا تھا پس فرعون ایسا مغلوب ہوا کہ ویسا مغلوب ہونا چشم عالم کہن نے کبھی مشاہدہ نہین کیا
فرعون علیہ لعنۃ اللہ و الملائکۃ والناس اجمعین بڑا ہی بے حیا بے شرم جری تھا سو اب بھی اوسنے بعد
مشاہدۂ دلیل لامع و برہان ساطع کے مکابرہ و عناد و دعوی باطل کیطرف رجوع کیا پھر جادوگرون
کو جو سچے پکے مومن ہو گئے تھے تہدید و توبیخ کرنا شروع کیا اور ڈرانے دھمکانے لگا اور یہ کہنے لگا
انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر الایہ وقال ان ھذا لمکر مکرتموہ فی المدینۃ الایہ
ف فتح البیان کا حاصل یہ ہے کہ یوم معلوم سے مراد روز زینت ہے جسطرح کہ اس آیت
مین فرمایا ہے موعدکم یوم الزینۃ یہ یوم زینت اونکا روز عید تھا یا روز بازار اور میقات یوم معلوم
سے مراد وقت چاشت ہے کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روز زینت سے جو وقت اونکے

۱۵ جسطرح حال ہمارے اور
مین رسم ہے کہ جب کوئی
کام کرتا ہے تو یون کہتا ہے
کہ حضور کے اقبال سے
یہ کام ہوا یا ہوگا ۱۲ منہ
۱۶ بندہ دین لوگون کی
آنکھین اور اونکو دھوکہ دیا
اور کرلے بڑا جادو ۱۲
۱۷ پھر تبھی اونکی رسیان
اور لاٹھیان اونسے کھیل
گین آئی تین جادو سے
کہ دوڑتی تین پھر جانے کا
اپنے قوی تین ڈر موسیٰ کے
کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی بیرکا
اوپر اور ڈال جو تیرے
داہنے تین ہے نگل جاوے
جو اونہون نے بنایا
اونکا بنایا تو تیرے جادوگر
کا اور جادوگر نہین کامیاب
نکلتا جہان آوے ۱۲
۱۸ یہ کہے کہ بندہ کا
ہو شہر مین کہ نکالو یہان سے
اسکے لوگ سواب مرتجاوینگے ۱۲
۱۹ وعدہ تمہارا جس کا
دن ۱۲

واسطے مقرر کیا تہا وہ بھی وقت چاشت ہے جسطرح کہ اور جگہہ فرمایا ہے وان یحشر الناس ضحی میقات
وہ ہے جو زمان یا مکان سے مقرر و محدود کیا جاتا ہے اسی معنی سے مواقیت احرام و نماز ہین وقیل
للناس ھل انتم مجتمعون یعنی لوگون سے کہدیا گیا کیون جی تم جمع ہونے والے ہو یہ بات جمع ہونے
پر برانگیختہ کرنے کو کہی تاکہ جو بات حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اور جادوگرون سے صادر ہو لوگ
اوسکا مشاہدہ کرین اور دیکھ لین کہ غلبہ کسکو ہوتا ہے فرعون نے یہ بات اسواسطے کہی کہ اوسکو اپنے غلبہ
کا بہروسا تہا اور چاہا کہ یہ کام لوگون کے مجمع مین ہو تاکہ اونمین کوئی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان نلائے
سو یہ بات اونکے واسطے عجب حسن موقع مین واقع ہوئی جیسکو وہ چاہتے تھے کیونکہ وہ خوب جانتے
تھے کہ غالب اللہ پاک ہی کی حجت ہوگی اور کافرونکی حجت باطل ہی ٹھیرے گی اور لوگون کے مجمع کے
اندر اللہ پاک کی حجت کا ظاہر و غالب ہونا اسمین دو فائدے ہین ایک یہ ہے کہ جو لوگ حق پر ہین اونکے
قوی ہونے مین زیادتی ہوگی اور جو لوگ باطل پر ہین اونکے مقہور ہونے مین بڑہوتی ہوگی لعلنا نتبع
السحرۃ ان کانوا ھم الغالبین کے یہ معنی ہین شاید ہم پیروی کرین ساحرون کی اونکے دین مین اگر
ہین وہی غالب نہ موسیٰ علیہ السلام مراد اتباع سحرہ سے اونکے دین مین باقی رہنا ہے اوس دین پر جسپر
وہ تھے کیونکہ اوسوقت سحرہ کا دین وہی اونکا دین تہا اور مقصود مخالفت ہے اوس دین کی جسکی طرف
موسیٰ علیہ السلام نے اونکو بلایا ابو السعود نے کہا مراد اونکی اس سے یہ نہین ہے کہ حقیقۃً ساحرون کے
دین کا اتباع کرین اونکی مراد تو صرف اسی قدر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا اتباع نکرین لیکن وہ اپنے کلام کو
پیرایۂ کنایہ مین لائے غرض اس سے ساحرون کا آمادہ کرنا ہے اہتمام وسعی و کوشش کرنے پر مبالغہ
سحر مین یعنی ساحرون کو یہ طمع ہو کہ اگر ہم موسیٰ پر غالب ہوجائین گے تو فرعون اور اوسکی قوم ہمارے
دین کا اتباع کرینگے اس طمع سے سحر کرنے مین خوب سعی و کوشش بجالائین تو کسی طرح موسیٰ پر غالب
ہوجائین کسی نے کہا کہ مراد سحرہ سے حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام ہین یہ بات بطور
استہزار و سخریہ کی کہی غرضکہ پہر جب ساحر لوگ آئے تو اوسوقت اونہون نے فرعون سے جزا طلب
کی اوس کام پر جسکو وہ عنقریب کرینگے اور کہا فرعون سے کیا بیشک واسطے ہمارے البتہ جزا
ہے کہ تو اوسے ہمکو عطا کرے گا مال یا جاہ سے کسی نے کہا مراد اونکی یہ ہے کیا بیشک واسطے ہمارے
البتہ ثواب عظیم ہے پہر اونہون نے اس جزا کو مقید کیا ساتہ ظاہر ہونے اون کے غلبہ کے موسیٰ علیہ السلام

۱۵ اور یہ کہی ہے کہ اونکو
دین پر ہے کہا ۱۲

پر تو یون کہا ان کنا نحن الغالبین یعنی اگر ہون ہم غالب پس فرعون نے اسبات پر اونکی موافقت
کی اور کہا نعم وانکم اذا لمن المقربین یعنی ہان واسطے تمہارے یہ اجرت ہے اور مزدوری ہے
نزدیک میرے تمہارے سحر کرنے پر مع زیادتی کے مزدوری پر وہ زیادتی یہی تمہارا ہونا ہے بمنجملہ
مقربین کے نزدیک میرے فرمایا موسیٰ علیہ السلام نے اونسے ڈالو جو سحر تم ڈالنے والے ہو پس
عنقریب تم اوسکا انجام کار دیکھ لوگے کہ کیا ہوتا ہے دوسری آیت مین یون فرمایا ہے قالوا یموسی
اما ان تلقی واما ان تکون نحن الملقین سو دونون آیتون مین یون موافقت کیجائیگی کہ اسجگہ
اوسکو اسپر محمول کرینگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اونسے القوا کہا بعد اسکے کہ ساحرون
نے اما ان تلقی الخ کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اونکو القوا کہا یہ کچھ اونکی طرف سے
فعل سحر و تمویہ کا اونکو امر نہین ہے بلکہ مراد اونکی یہ ہے کہ حجت سے اونکو مقہور کرین اور اونکے واسطے
یہ بات ظاہر کردین کہ جس شے کو وہ لیکر آئے ہین اوس جنس سے نہین ہے جسکے ساتھ ساحرون
نے اوسکا معارضہ کرنا چاہا ہے غرضکہ پہر اونہون نے ڈالین اپنی رسیان اور لاٹھیان ستر ہزار رسیان تہین
اور ستر ہزار لاٹھیان کسی نے کہا رسیان بہتر ہزار تہین اور اسی قدر لاٹھیان پس وہ لوگون کے خیال مین
ڈالتے تھے کہ وہ سانپ ہین دوڑ رہے ہین اور کہا وقت ڈالنے کے بعزۃ فرعون اوسکی عزت و
قوت کی قسم کہائی یہ قسم جاہلیت کی قسمون سے ہے اس قول مین دو وجہ کا احتمال ہے ایک یہ ہے
کہ قسم ہے اور جواب اوسکا انا لنحن الغالبون ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ محذوف سے متعلق ہے
اور حرف باسببیت کا ہے اور مراد عزت سے عظمت ہے یعنی ہم ہی غالب ہونگے بسبب عظمت
فرعون کے اسواسطے کہ اونکو اپنے جی مین غلبے کا غایت درجے کا اعتقاد تھا اور پورے سرے کا جو
ممکن ہوگا اوسکو لائین گے غرضکہ پہر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈالا تو اوسی وقت وہ سبکی سے
لینے لگا اوس سانگ کو جو اونسے صادر ہوا تھا بایں طور کہ شے کو اوسکی صورت حقیقی سے نکالا تھا اور اوس
سب کو وہ نگلنے لگا کہتے ہین کہ عصا سانپ بنگیا اور جو رسیان لاٹھیان اونہون نے پہینکی تہین اون
سب کو نگل گیا پہر اونہون نے اوسکو پکڑ لیا تو اوسی دم ویسا ہوگیا جیسا کہ اول بار تھا جب ساحرون
نے اس قصے کا مشاہدہ کیا تو جان لیا کہ یہ کام صانع حکیم کا ہے بشر کی صنعت سے نہین ہے
اور نہ ساحرون کی تمویہ و تخییل سے ہے تو اللہ پاک پر ایمان لے آئے اور اوسکو سجدہ کرتے ہوئے

۵۱ بوسلے اسے موسیٰ یا تو ڈال
پہلے تم ڈالو یعنی ۱۲

گر پڑے اور حضرت موسی علیہ السلام کی دعوت قبول کی اور اونکی نبوت مانی فالقی السحرۃ
ساجدین کا مطلب یہ ہے کہ خرو اوسقطوا ساجدین خرور کو پیرایۂ القا رمین ادا کیا ہے
بطور مشاکلت کے اسواسطے کہ اوسکا ذکر القآت کے ساتھ ہوا ہے اور اس لئے کہ اونہون نے
بسرعت سجدہ کیا تو گویا وہ ایسے ہو گئے کہ ڈالدیئے گئے کسی نے اونکو سجدے مین ڈالدیا اور وہ
پڑے گئے پھر اپنے مونہہ کے بل گرادیے گئے بیضاوی کا بیان یہ ہے کہ خرور کے بدلے مین جو القا
لایا گیا سو اس لئے کہ ماقبل کی مشاکل ہوجاے اور اسبات پر دلالت کرے کہ ساحرون نے جب
دیکھا جو کچھہ کہ دیکھا تو وہ اپنے جان کے مالک نہوے یعنی اوسکو تمام نسکے اور گویا وہ پکڑ لیے گئے
پھر اپنے مونہہ کے بل ڈالے گئے اور اللہ پاک نے اونکو بسبب اوس توفیق کے جو اونکو عطا فرمائی
شہاب نے کہا کہ اس معنی کی بنا پر القی مین استعارہ تبعیہ ہے مشاکلت نے اوسکو حسین کردیا ہے اور
مجاز مرسل نہین ہے اگرچہ نظم قرآنی اوسکی محتمل ہے اور وجہ شبہ عدم تمالک ہے بیان القا کے معنی
کا اور اسبات کا کہ اوسکا فاعل کون ہے اگر اوسکی تصریح واقع ہو چنانچہ اول گزر چکا ہے قالوا امنا برب
العالمین بدل اشتمال ہے القی سے یا حال ہے باضمار قد رب موسیٰ و ہارون عطف
بیان ہے رب العالمین کا یا بدل ہے واسطے توضیح واشعار کے ساتھ اسبات کے کہ سبب اونکے
ایمان لانے کا وہ شے ہوئی جو اللہ پاک نے حضرت موسی وہارون علیہما السلام کے ہاتھہ پر جاری
کی اضافت رب کی اونکی طرف اسلئے کی کہ اوس حالت مین قائم بدعوت وہی دونون تھے آمنتم
تبکیت وتعجیز ہے فرعون کو ساتھ اس بات کے کہ وہ رب نہین ہے رب جو ہے حقیقت مین سو وہ
یہ ہے غرضکہ ساحرون نے وقت سجدہ کرنے کے یہ کہا کہ ہم تو ایمان لائے رب العالمین پر جو رب
ہے موسی وہارون کا یہ اسلئے کہا کہ وہ جان چکے تھے کہ جس شے کا اونہون نے عصا سے مشاہدہ
کیا یعنی رسیون اور لاٹھیون کا نگل جانا وہ سحر سے حاصل نہین ہوسکتا ہے عکرمہ نے کیا خوب کہا ہے کہ
امسوا سحرۃ واصبحوا شہداء یعنی شام کو تو ساحر تھے اور صبح کو شہدا ہوگئے بالجملہ جب فرعون
نے ساحرون سے یہ بات سنی اور اللہ پاک کے واسطے اونکا سجدہ کرنا دیکھا تو اوس سے اور کچھہ نہ بنا
مگر یہ بات جو اللہ پاک نے اوس سے نقل فرمائی ہے قال امنتم لہ قبل ان اذن لکم ج انہ
لکبیرکم الذی علمکم السحر ج فلسوف تعلمون ط لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف

ولاوصلبنکم اجمعین ع قالوا لاضیر انا الی ربنا منقلبون ع انا نطمع ان یغفرلنا
ربنا خطٰینا ان کنا اول المؤمنین ع بولا تمنے اوسکو مان لیا ابھی مین نے حکم نہین دیا
تمکو وہ مقرر تمہارا بڑا ہے جسنے تمکو سکھایا جادو سو اب معلوم کرو گے البتہ کاٹون گا تمہارے
ہاتھ اور دوسرے پاؤن اور سولی چڑہاؤن تم سب کو بولے کچھہ ڈر نہین ہمکو اپنی رب کیطرف
پہر جانا ہم غرض رکھتے ہین کہ بخشدے ہمکو رب ہمارا تقصیرین ہماری اسواسطے کہ ہم ہوئے پہلے قبول
کرنے والے ف تمہارا بڑا الکہا رب کو یعنی موسیٰ اور تم ایک اوستاد کے شاگرد ہو انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ فرعون نے ساحرون کو تہدید کی اونکو ڈرایا دہمکایا سو اسنے
اونمین کچھہ نفع نکیا اور اونکو وعید سنائی سو وعید نے سوائے ایمان و تسلیم و انقیاد کے اونکو اور کچھہ
نہ بڑہایا یہ اسلیئے ہوا کہ اون کے دلون سے کفر کا پردہ دور کیا گیا اور حق اونپر ظاہر ہو گیا باین طور
کہ جس امر کو حضرت موسیٰ علیہ السلام لیکر آئے کسی بشر سے صادر نہین ہوتا ہے مگر یہ کہ اللہ پاک
اوس سے اوسکی تائید کرے اور اوسکو واسطے اوسکے حجت و دلالت ٹہیرائے صدق پر اوس شے
کے جسکو وہ اپنے رب کیطرف سے لیکر آیا ہے سو ساحرون کی قوم تو اوس امر سے جاہل رہی اور
اونکو یہ امر معلوم ہو گیا اسی لئے فرعون نے اون سے یون کہا کہ تمنے اوسکو مان لیا پہلے اس سے
کہ مین تمکو اذن دون یعنی چاہیئے یون تہا کہ جو کام تمنے کیا اوسمین مجھ سے اذن مانگ لیتے اور
بغیر میرے مشورہ کے اوسمین مجھپر سبقت نکرتے پہر اگر مین تمکو اذن دیدیتا تو کرتے اور جو منع کرتا تو
باز رہتے کیونکہ حاکم مطاع مین ہی ہون تمکو میری ہی اطاعت کرنا تہا انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر
یعنی بیشک البتہ وہی تمہارا بڑا ہے جسنے تمکو جادو سکہایا ہے حالانکہ یہ ایک ایسا مکابرہ ہے کہ ہر شخص
اوسکے بطلان کو خوب جانتا ہے کیونکہ اوسدن سے پہلے ساحر لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
ساتھہ جمع نہین ہوئے تہے اونسے اگلی ملاقات نہ تہی پہر بھلا وہ کیونکر اون کے بڑے ہونے لگے کہ اونہون
نے اونکو صناعت سحر تعلیم کی اسبات کو کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے پہر فرعون نے اونکو ہاتھہ پاؤن
کاٹنے اور سولی چڑہانے کی وعید سنائی تو وہ بولے لاضیر یعنی کچھہ حرج نہین ہے یہ بات ہمکو ضرر نہ
پہونچائیگی اور نہ ہم اوسکی کچھہ پروا کرتے ہین انا الی ربنا منقلبون یعنی ہمارا مرجع تو اللہ عزوجل کیطرف
ہے اور وہ ضائع نہین کرتا ہے اجر اوس شخص کا جسنے کوئی نیک کام کیا اور نہ جو کچھہ تو ہمارے ساتھہ

ع ۱۸ ۳

کریگا اوسپر مخفی رہیگا اور وہ عنقریب ہمکو اوسپر پوری پوری جزا دیگا اسی لئے اونہون نے یہ کہا انا نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا یعنی ہم طمع رکھتے ہین اسبات کی کہ بخشے ہمکو رب ہمارا گناہ ہمارے جو ہمنے کیے ہین اور وہ جادو جو زبردستی تو نے ہمسے کرایا ہے ان کنا اول المومنین یعنی بسبب اسکے کہ ہمنے ہماری قوم قبط سے مبادرت و سبقت کی ہے طرف ایمان کے پہر اون سب کو قتل کر ڈالا

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ تمنے اوسکو مان لیا بدون میرے اذن کے یہ جب کہا کہ اپنی قوم پر اسبات سے ڈرا کہ وہ ساحرون کی پیروی کرلین گے پہر جو ساحر ایمان لے آئے تھے اونکو مغالطہ دیا اور لوگون کو اس وہم مین ڈالا کہ فعل موسی کا سحر ہے اوسی سحر کی جنس سے پس یون کہا کہ بیشک وہ البتہ تمہارا بڑا ہے جسنے تمکو سحر سکھایا ہے حضرت موسی علیہ السلام کے واسطے جو اونسے اسبات کا اقرار کیا کہ وہ جادوگرون کے بڑے ہین باوجود اسکے کہ جس شے سے اونکی شان بلند ہوا وسکے ساتھ اقرار کرنے کو وہ محبوب نہین رکھتا تھا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ حاضرین مناظرہ مین سے ہر شخص اس بات کو جان چکا تھا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جو کام کیا وہ زیادہ تر ظاہر و باہر تھا اوس سحر سے جو ساحرون نے کیا پس فرعون نے چاہا کہ لوگون پر شک ڈالے باین طور کہ یہ جو تمنے مشاہدہ کیا ہے اگرچہ مقرر فائق ہوگیا ہے اوس سحر پر جو ان ساحرون نے کیا ہے یہ بات کچھ تعجب کی نہین ہے کیونکہ یہ فعل ہے اونکے بڑے کا اور اوس شخص کا جو اونکا اوستاذ ہے جس سے اونہون نے یہ صناعت سحر حاصل کی ہے پس تم مت خیال کرو کہ وہ ایسا فعل ہے کہ بشر اوسپر قدرت نہین رکھتا ہے اور وہ رب کے فعل سے ہے جسکی طرف موسی بلا رہا ہے اور اسبات کا مت اعتقاد کرو کہ ساحر لوگ بصیرت و ظہور حق کی بنا پر ایمان لائے ہین یعنی غلبہ موسی کا تمپر کچھ عجز الہی کے سبب سے نہین ہوا ہے بلکہ بوجہ اوس سحر کے ہوا ہے جو اوسنے تمکو تعلیم نہین کیا اور تم بسبب اپنی ضعف عقول کے یہ خیال کر بیٹھے کہ وہ تم پر بغیر جنس سحر کے غالب ہوگیا سو تمنے مان لیا پہر فرعون نے اون ساحرون کو وعید سنائی جو کہ اللہ پاک پر ایمان لے آئے تھے جبکہ حجت الہی نے اونکو مقہور کر دیا پس کہا فلسوف تعلمون اول مجمل تہدید کی واسطے ہول مین ڈالنے کے یعنی تمنے اوسکو مان تو لیا ہے پس اب تم معلوم کروگے کہ کیا کچھ تمکو سزا دیتا ہون اور جو کچھ تمنے کیا ہے اوسکا وبال تمکو معلوم ہو جائیگا اور جو کچھ عقوبت و نکال میری طرف سے تمکو پہونچے گا عنقریب اوسے جان لوگے پہر اوس تہدید کی تفصیل بیان کی

لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف یعنی البتہ کاٹون گا تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤن بسبب خلاف ومخالفت کے جو تمسے ظاہر ہوئی ہے یا یہ معنی ہین کہ ہر ایک کا سیدھا ہاتھ اور بایان پاؤن کاٹون گا اور سولی چڑہاؤنگا تم سب کو گویا اس تہدید سے عام لوگون کا خوفناک کرنا ڈرانا چاہا تاکہ ایمان مین انکی پیروی نہ کرین یہین کسی نے کہا کہ ہاتھ پاؤن کاٹنے اور سولی چڑہانے کی تہدید جو اونکو کی تھی سو اون کے ساتھ اسی طرح کیا کسی نے کہا کہ یہ کچھ نہین کیا قرآن شریف مین وہ بات وارد نہین ہوئی ہے جو اسپر دال ہو کہ یہ معاملہ اونکے ساتھ کیا لیکن حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کا قول یہ ہے کہ اون سب کو قتل کر ڈالا واللہ اعلم یا فعل بہم غرضکہ ساحرون نے جب فرعون کی تہدید سنی تو یہ بولے لاضیر یعنی ہمپر کچھ ضرر نہین ہے اوس عقاب دنیا مین جو ہمکو لاحق ہوگا ہروی نے کہا ہے کہ لاضیر ولاضرر ولاضر ایک معنی مین ہین جوہری نے کہا ہے ضارہ یضیرہ ویضیرہ ضیرا وضورا اسے ضیرہ کسائی نے کہا ہے مین نے بعض کو یون کہتے سنا ہے لا ینفعنی ذلک ولا یضورنی ابو زید نے کہا لا یضیرنا الذی تقول وان صنعت بنا وصلبتنا یعنی ہمکو ضرر نہ دیگی وہ شے جسکا تو کہتا ہے اگرچہ تو ہمارے ساتھ کر گزرے اور ہمکو سولی پر چڑہا دے انا الی ربنا منقلبون یعنی ہم اپنے رب کی طرف البتہ رجوع کرنے والے ہین اور وہ ہمارا اجر دینے والا ہے بسبب ہمارے صبر کرنے کے تیری عقوبت پر جو تو ہمکو کریگا اور بسبب ہمارے ثابت رہنے کے اوسکی توحید پر اور بسبب بری ہونے کے کفر سے قالہ ابو زید حاصل یہ ہے کہ عذاب دنیا ہمکو کچھ مضر نہین ہے اسلئے کہ وہ زائل ہو جائیگا اور بعد اوسکے کوئی چارہ نہین ہے رجوع ہونے سے طرف ہمارے رب کے تو وہ نعیم دایم سے وہ شے ہمکو عطا کریگا جسکی نہ کوئی حد ہو سکتی ہے نہ اوسکا وصف بیان ہو سکتا ہے ابو السعود نے کہا ہے کہ یہ تعلیل ہے عدم ضیر کے یعنی ہمارا اسمین کچھ ضرر نہین ہے بلکہ ہمارے واسطے اوسمین ایک نفع عظیم ہے کیونکہ خاص اللہ پاک کے واسطے اوسپر صبر کرنے مین ہمکو تکفیر خطایا اور ثواب عظیم حاصل ہوگا اوسکی وجہ سے ہمارے گناہ مٹائے جائینگے اور بڑا ثواب ہمکو ملیگا یہ معنی ہین کہ جب قتل کی تو ہمکو وعید سناتا ہے اوسمین ہمپر کوئی ضرر نہین ہے کیونکہ ہمکو ہمارے رب کیطرف رجوع ہونا ضرور ہے کسی سبب سے بمنزلہ اسباب موت کے اور قتل اون سب سے ہون وارجے ہے انا نطمع ان یغفر لنا ربنا خطایانا یعنی ہم امید رکھتے ہین کہ بخشے ہمکو ہمارا رب ہماری خطایا یعنی کفر وسحر

پھر اس طمع کی یہ علت ذکر کی ان کنا اول المومنین کلمۂ ان بفتح ہے اس بنا پر کہ اول مین لام مقدر ہے یعنی لان یا حرف بالیعنی بان فراء و کسائی نے کسرہ جایز رکھا ہے اس بنا پر کہ مجازاۃ ہو معنی یہ ہین کہ ہم امید مغفرت خطایا کی اس سبب سے رکھتے ہین کہ ہم اول ہین اون لوگون کے جو کہ ایمان لائے قوم فرعون سے بعد ظاہر ہونے معجزے کے یا اول اون لوگون کے جو ایمان لائے اہل مشہد سے فراء نے کہا ہے کہ مراد مومنین سے اونکے زمانے کے مومنین ہین مطلب یہ ہے کہ اونکے زمانے کے ایمان لانے والون سے اول یہی لوگ ہین زجاج نے اسکا انکار کیا ہے اور کہا ہے مروی ہے کہ اونکے ساتھ چھ لاکھ اوبستر ہزار ایمان لائے یہ وہی لوگ ہین جنسے فرعون نے اپنے اس قول مین مراد رکھی ہے ان ھؤلاء لشرذمۃ قلیلون غرض یہ ہے کہ جب اسقدر اسکے ساتھ ایمان لائے اور وہ اسکے اہل زمان تھے تو پھر کیونکر اول مومنین اہل زمان تھے سے سلیمان جبل نے کہا کہ بنی اسرائیل سے قبل ایمان لائے ہین حالانکہ وہ اسکے زمان مین ہین اسی لئے بیضاوی نے کہا ہے ای من اتباع فرعون او من اھل المشہد ابوزید کا قول یہ ہے کان لک یومئذ اول من امن بایلیا حین کہ بے کہنے کے بات یہی ہے کہ اتباع فرعون سے یا اوس مجمع عام مین سے اول یہی لوگ ایمان لائے ہین واسر بعبادی انکم متبعون ○ فارسل فرعون فی المدائن حشرین ○ ان ھؤلاء لشرذمۃ قلیلون ○ وانھم لنا لغائظون ○ وانا لجمیع حذرون ○ فاخرجنھم من جنت وعیون ○ وکنوز ومقام کریم ○ کذلک ج واورثنھا بنی اسرائیل ط ○ اور حکم بھیجا ہم نے موسی کو رات کو کہ لے نکل میرے بندون کو بیشک تمہارے پیچھے لگین گے پھر بھیجے فرعون نے شہرون مین نقیب یہ لوگ جو ہین سو ایک جماعت ہین تھوڑی سی اور وہ مقرر ہمسے جی جلے ہین اور ہم سارے خطرے رکھتے ہین پھر نکالا ہمنے باغ اور چشمے چھوڑ کر اور خزانے اور گھر خوبصورت اسی طرح اور ہاتھ لگائین چیزین بنی اسرائیل کو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جبکہ موسے علیہ السلام کا مقام بلاد مصر مین دراز ہوا اور وہان اللہ پاک کی حجتین برہانین فرعون پر اور اوسکے سردارون پر قایم کین اور بار بار حجت قایم کرنے کے وہ لوگ مکابرہ و عناد کرتے رہے تو اب اونکے واسطے اور کچھ باقی نہ رہا مگر عذاب و نکال و وبال پس اللہ پاک نے موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ رات

لیوقت بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لیجائیں اور اونکو وہان لیچلین جہانکا اونکو حکم ہو سو حضرت موسی علیہ السلام نے وہی کام کیا جسکا اللہ عزوجل نے اونکو امر کیا تہا وہ اونکو نکال لیگئے بعد اسکے کہ فرعون کی قوم سے بہت سا زیور عاریت لیچکے تہے بہت سے مفسرون نے جو ذکر کیا ہے اوسمین یہ ہے کہ اونکا نکال لیجانا بنی اسرائیل کو وقت طلوع فجر کے تہا مجاہد رحمہ اللہ تعالی نے ذکر کیا ہے کہ اوس رات چاند گہن ہو گیا تہا فاللہ اعلم حضرت موسی علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کا پوچہا تو بنی اسرائیل کی ایک بڑہیا نے اونکو وہ قبر بتادی پس اونہون نے اونکا تابوت اپنے ساتہہ اوٹہالیا کہتے ہین کہ خود اونہون نے اوسکو اوٹہالیا یوسف علیہ السلام نے اسکی وصیت کی تہی کہ جب وقت بنی اسرائیل نکلین تو اوسکو اپنے ساتہہ اوٹہالین یہ بات ایک حدیث مین وارد ہوئی ہے ابن ابی حاتم نے اوسکو حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اعرابی پر نزول فرمایا تو اوسنے آپکا اکرام کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوس سے فرمایا تعاهد نا یعنی تو ہمسے عہد کر اس بات کا کہ ہمسے ملاقات کرے پہر وہ اعرابی آپکے پاس آیا تو آپنے اوس سے فرمایا تیری کیا حاجت ہے وہ بولا کہ ایک اونٹنی مع اوسکے پالان کے اور ایک بکری کہ میرے گہر والے اوسکا دودہ دوہین تو آپنے فرمایا کیا تو اس سے عاجز ہوا کہ مثل بنی اسرائیل کی بڑہیا کے ہو صحابہ نے آپسے عرض کیا یارسول اللہ بنی اسرائیل کی بڑہیا کیا ہے تو آپ نے فرمایا موسی علیہ السلام نے جب ارادہ کیا کہ بنی اسرائیل کو لیچلین تو راہ بہول گئے پس بنی اسرائیل سے کہا یہ کیا ہے تو بنی اسرائیل کے علماء نے کہا ہم تمسے بیان کرتے ہین کہ یوسف علیہ السلام کو جب وقت وفات حاضر ہوئی تو اونہون نے ہمیں اللہ کا پکا عہد لیا تہا کہ ہم نہ نکلین مصر سے یہانتک کہ ہمارے ساتہہ اونکے تابوت کو اوٹہالیجائین پس موسی علیہ السلام نے اونسے کہا پہر تم مین کا کون جانتا ہے کہ کہان ہے قبر یوسف کی تو وہ بولا کہ اوسکو کوئی نہین جانتا ہے مگر ایک بڑہیا بنی اسرائیل کی پہر اوسکی طرف آدمی بہیجا اوس سے کہلا بہیجا کہ تو مجہے یوسف کی قبر بتادے تو وہ بولی کہ مین نہ بتاؤنگی یہانتک کہ تو مجہے میرا حکم عطا کرے اوس سے کہا کہ تیرا حکم کیا ہے اوسنے کہا میرا حکم یہ ہے کہ مین تمہارے ساتہہ جنت مین ہوؤن پس یہ بات گویا اونپر گران گزری تو اونسے کہا گیا کہ تو اوسے اوسکا حکم عطا کر کہا پہر وہ اونٹ کے ساتہہ چلی طرف ایک بحیرہ کی جگہہ جمع ہونے پانی کے پہر اونسے کہا کہ اس پانی کو خشک کر دے پہر جب اوسکو خشک کر دیا تو کہا کہ کہود پہر جب کہودا تو یوسف کی قبر کو

نکال لیا پھر جب اوسکو اوٹھا لیا تو اوسیوقت رستہ مثل روشن دن کے تہا یہ حدیث شریف بغایت
غریب ہے قریب تر بات یہ ہے کہ موقوف ہے واللہ اعلم پھر جب فرعون والے صبح کو اوٹھے اس
حالمین کہ اونکی مجلس مین نہ کوئی پکارنے والا تہا نہ کوئی جواب دینے والا تو اس حالت نے فرعون کو غیظ
کیا اور بنی اسرائیل پر اوسکا غصہ سخت ہوا اس لئے کہ اللہ پاک لوگونکی بھلائی کا ارادہ کرتا تہا پھر اوسنے اپنے
بلاد مین جلدی سے عاشرین کو بھیجا یعنی اون لوگون کو جو کہ لشکر کو جمع کرتے تہے مین مثل نقبا وحجاب کے اور انمین
یہ ندا کی کہ یہ لوگ یعنی بنی اسرائیل البتہ ایک طائفہ قلیل ہین وانہم لنا لغائظون یعنی ہر وقت
اونسے ہمکو وہ شے پہونچتی ہے جو ہمکو غیظ مین لائیگی وانا لجمیع حاذرون یعنی ہم ہر وقت اونکی غائلہ
سے حذر کرتے ہین ایک گروہ نے سلف مین سے حذرون پڑہا ہے یعنی مستعد بسلاح ہین وقال
ارید ان استاصل شافتهم ولبید خضراءهم فرعون نے کہا مین چاہتا ہون کہ بنی اسرائیل کا
بالکل استیصال کردون جڑ پیڑ سے اونکو اوکھیڑ ڈالون پس فرعون جس بات کا بنی اسرائیل کے ساتھ ارادہ
کرتا تہا سو اوسکے ساتھ خود اوسکو اور اوسکے لشکر کو جزا دیگئی فرمایا اللہ پاک نے فاخرجناهم من
جنات وعیون وکنوز ومقام کریم یعنی پھر وہ اس نعیم سے جحیم کی طرف نکلے اور یہ منازل عالیہ و
بساتین مثمرہ وانہار جاریہ اور ملک وجاہ واموال وارزاق وافرہ دنیا مین چہوڑ گئے کذلک واورثناها
بنی اسرائیل کما قال سبحانہ وتعالی واورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون مشارق
الارض ومغاربہا التی بارکنا فیہا الایہ وقال تعالی ونرید ان نمن علی الذین
استضعفوا فی الارض ونجعلہم ائمۃ ونجعلہم الوارثین الآیتین ثم فتح البیان کا بیان
یہ ہے کہ اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ رات کیوقت بنی اسرائیل کو لے نکلین
طرف دریا کے بطرف جہت شام کے خشکی مین بقسمہ لیکر کئی سال کے ہوا سامریون کے ایمان
لانے سے اللہ پاک نے بنی اسرائیل کا نام عبادی رکہا اس لیئے کہ وہ ایمان لائے تہے حضرت
موسی علیہ السلام پر اور اوس شے پر جسکو وہ لیکر آئے تہے اس قسم کی تفسیر سورۂ اعراف مین گزر چکی ہے
جملہ انکم متبعون تعلیل ہے اگے اوکی یعنی تو بنی اسرائیل کو لے نکل اسواسطے کہ فرعون تمہارے پیچھے
آئیگا اور اوسکی قوم تاکہ تمکو واپس لیجائین مطلب یہ ہے کہ تو اونکو لیچل یہانتک کہ جب وہ تمہارے پیچھے
آئین گے صبح کیوقت تو تمکو اونپر تقدم ہوگا اس طور پر کہ وہ تمکو نہ پائینگے قبل تمہارے پہونچنے کے طرف

طرف دریا کے بلکہ وہ تمہارے پیچھے ہونگے اس طور پر کہ تم دریا مین داخل ہوگے تو وہ بھی تمہارے
داخل ہونے کی جگہون مین داخل ہون گے پھر مین دریا کو اوپر ملا دونگا اور اونکو ڈبا دون گا غرضکہ جسوقت
فرعون کو بنی اسرائیل کے نکلنے کی خبر پہونچی تو اوسنے شہرون مین جمع کرنے والے لوگ بھیجے کہ جن جگہون
مین اوسکے اتباع و فرمانبردار لوگ ہین اون سب لشکرون کو جمع کرکے لے آئین پھر جب یہ لوگ فرعون کے
پاس جمع ہوگئے تو اونسے کہا کہ ان ھؤلاء لشرذمۃ قلیلون یعنی یہ بنی اسرائیل ایک تھوڑی سی جماعت
ہے شرذمہ کہتے ہین جماعت حقیر قلیل کو اسکی جمع شراذم ہے جوہری نے کہا شرذمہ ایک گروہ قلیل ہے آدمیون
سے اور کسی شے کے ٹکڑے کو بھی شرذمہ بولتے ہین ثوب شراذم اسے قطع فرا نے کہا بولتے ہین عضتہ
قلیلۃ وقلیلون وکثیرۃ وکثیرون مبرد نے کہا شرذمہ قطعہ ہے لوگون سے غیر کثیر جمع اسکی شراذم ہے واحدی
نے کہا کہ مفسرون نے کہا ہے کہ جس شرذمہ کو فرعون نے قلیل بیان کیا وہ لوگ چھ لاکھ آدمی تھے
اسی کے حضرت ابن عباس بھی قائل ہین اور فرعون کے اصحاب کا شمار نہین کیا جاتا تھا حضرت ابن مسعود رضی
اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ شرذمہ قلیل چھ لاکھ ستر ہزار تھے مجلی نے یہی قول ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ فرعون
کا مقدمہ جیش ساتھ لاکھ آدمی تھے سو اوسنے بنظر اپنی کثرت لشکر کے بنی اسرائیل کو قلیل کہا جملہ لشکر اوسکا
الف الف وستمائۃ الف تھا عبد بن حمید وابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھے اصحاب موسی کے جو کہ دریا کے پار ہوئے بارہ سبط پس ہر راہ
مین بارہ ہزار تھے سب کے سب اولاد یعقوب علیہ السلام کے نیز ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تھا فرعون دشمن خدا جس جگہ کہ اللہ پاک
نے اوسکو ڈبایا وہ اور اوسکے اصحاب ستر قائد مین مع ہر قائد کے ستر ہزار اور تھے حضرت موسی ہمراہ ستر ہزار
کے جس جگہ کہ دریا کا عبور کیا سیوطی نے کہا ہے کہ یہ قصہ بسند واہے مروی ہے ابن ابی حاتم نے حضرت
ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ تھی طالائع قوم فرعون کے جنکو بنی اسرائیل کے پیچھے بھیجا تھا چھ لاکھ نہین
اونمین کوئی مگر مہیم پر فتح القدیر و فتح البیان مین فرمایا ہے کہ یہ اقوال و روایات مضطرب ہین سلف کے بعد
لوگون سے انکی مماثل اضطراب و اختلاف مین مروی ہین انمین سے کچھ بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے صحیح نہین ہے وانہم لنا لغائظون محاورے مین بولتے ہین غاظنی کذا واغالنی والغیظ
الغضب یعنی فلان شے نے مجھے خشمناک کیا اسی معنی سے تغیظ و اغتیاظ ہے یعنی اونہون نے

۱۱۰

ہمکو خشمناک کیا ہے بسبب اپنے نکلنے کے بغیر میرے اذن کے مجلی نے کہا وہ کرنے والے ہین
اوس شے کو جو ہمکو غیظ و غضب مین لائے خازن نے کہا یعنی اس سبب سے کہ اونہون نے ہمارے
دین کی مخالفت کی ہمارے مال لیگئے جو عاریت لئے تھے ہماری کنواریون کو قتل کیا بغیر ہمارے اذن کے
ہماری زمین سے نکل گئے وانا لجمیع حاذرون اسکو حذرون اور حذرون بھی پڑہا ہے اخفش نے
اسکو نقل کیا ہے فراء نے کہا حاذر وہ شخص ہے جو تجھسے ابھی ڈرتا ہے اور حذر وہ ہے جو اسیطرح
کا مخلوق ہوا ہے نہ ملے تو اوس سے مگر حال یہ ہے کہ وہ ڈرنے والا ہے یعنی پیدائشی ڈرپوک زجاج نے
کہا ہے کہ حاذر مستعد کو کہتے ہین اور حذر متیقظ کو یعنی بیدار ہوشیار چوکنا بھی قول کسائی و محمد بن یزید مبرد
کا ہے نحاس نے کہا کہ حذرون مدینون کی قرات ہے اور ابو عمرو کی اور حاذرون اہل کوفہ کی قرات
ہے کہا ابو عبیدہ اس طرف گئے ہین کہ حذرون و حاذرون کے ایک معنی ہین یہی قول سیبویہ کا بھی ہے
کلا میں جمیع الفاظ توکید مین سے نہین ہے کہ یہ بات لازم آئی کہ تاکید کی الفاظ مستعمل نہین ہوتے ہین مگر
بطور تبعیت کے بلکہ جمیع بمعنی جماعت ہے معنی یہ ہین کہ بیشک ہم البتہ ایک جماعت ہین کہ ہماری عادت سے
حذر اور بچاؤ کرنا ہے اور استعمال حزم کا امور مین یعنی ہماری عادت ہے کہ ہم کامون مین دور اندیشی کا برتاؤ
کیا کرتے ہین فرعون نے یہان تین فقرے ذکر کئے ہین اول یہ کہا کہ انہم لشرذمۃ قلیلون سو
اس مین اشارہ کیا ہے طرف اس بات کے کہ یہ لوگ تو تھوڑی سے ہین کچھ اونکی شوکت و منعت
و دبدبہ نہین ہے کہ اونکے پیچھا کرنے سے مانع ہو غرض یہ ہے کہ اپنے لوگون کو اونکے پیچھا کرنے پر آمادہ
کرتا ہے اور اونکی حقارت بیان کرتا ہے کہ وہ تو ایک ذراسی جماعت ہے تاکہ یہ لوگ اونکی شوکت دیکھکر
بزدل نہو جائین دوسرا فقرہ یہ ہے وانہم لنا لغائظون اسمین اشارہ کیا طرف تحقق فرط عداوت اونکی
کے جسکی طرف اپنے لوگون کی دعوت کر رہا ہے غرض یہ ہے کہ وہ ہمارے بڑے دشمن ہین ایسی باتین
کرتے ہین جس سے ہمکو غیظ آتا ہے تو تم اونکو خوب اچھی طرح تاش کیجیو اور اونکا پیچھا کرنا تیسرا فقرہ یہ ہے
وانا لجمیع حاذرون اسمین اشارہ کیا ہے کہ اونکی شان مین بیداری ہوشیاری کرنا واجب ہے غرض اس سے
اونکو آمادہ کرنا ہے ہوشیاری پر یہ بات کہا اہل مدینہ سے عذر کیا ہے کہ اسقدر اہتمام جو مین کرتا ہون
کسی خوف کے سبب سے نہین ہے بلکہ احتیاط و دور اندیشی ہم لوگون کی عادت ہے غرض یہ کہ کہین اس سے
اونکو اوسکی کسر سلطان کا خیال و گمان نگزرے یہ حاصل ہے بیضاوی کے مضمون کا فاخرجناھم

لہ یعنی وہ لوگ ہمکو شہرون سے جمع کرکے لیا تھا ۱۲ منہ

من جنات وعیون وکنوز ومقام کریم یعنی پہر نکالا ہمنے فرعون کو اور اوسکی قوم کو مطلب یہ ہے کہ ہمنے اونمین خروج کا داعیہ وباعث پیدا کردیا تو وہ اشیاء مذکورہ کو چہوڑکر زمین مصر سے نکلے تاکہ حضرت موسی علیہ السلام اور اونکی قوم سے جا ملین جنات جمع جنت ہے بمعنی باغ عیون جمع عین ہے بمعنی چشمہ کنوز جمع کنز ہے بمعنی خزانہ باغ تو دریاے نیل کے دونون جانب تھے اسوان سے رشید تک عیون سے مراد نزدیک جمہور مفسرین کے پانی کے چشمے ہین تو نہرین اوسکی تحت مین داخل ہوگئین محلی نے کہا ہے کہ عیون سے مراد وہ نہرین ہین جو گہرون مین بہتی تہین نیل سے کاٹکر اونکو لائے تھے کنوز سے مراد خزانے ہین کسی نے کہا دفینے کسی نے کہا نہرین اس قول مین نظر ہے کیونکہ جب عیون سے مراد جمہور کے نزدیک چشمہاے آب ٹہیرے تو نہرین خود اوسکے تحت مین آگئین جسطرح کہ اول مذکور ہوا پہر کیا ضرورت ہے کہ کنوز سے مراد نہرین لیجائین محلی نے کہا ہے کہ کنوز سے مراد اموال ظاہرہ ہین سونا چاندی چونکہ اللہ پاک کا حق اونسے ادا نہین کیا گیا اسلئے اونکا نام کنوز رکہدیا شہاب نے کہا مراد کنوز سے یا تو وہ مال ہین جو زمین کے نیچے ہین خاصکر اونکا ذکر اسلئے کیا ہے کہ جو مال زمین کے اوپر ہے تو وہ منطمس ہوگیا یا مراد مطلق مال ہے جس سے اللہ پاک کا حق ادا نہین کیا گیا کیونکہ اوسکو کنز کہتے ہین پہلا قول زیادہ توموافق ہے لغت سے اور دوسرا مروی ہے سلف سے تو اب بیگمہ تحکم کی کوئی وجہ نہین ہے مقام کریم مین اختلاف ہے سو کسیسنے تو کہا کہ مراد منازل حسان ہین یعنی خوبصورت بارونق پرتکلف مکانات کسی نے کہا منابر یہ قول حضرت ابن عباس سے مروی ہے کسی نے کہا کہ روساو امراو وزراء کی مجلسین ہین اس قول کو ابن عیسی نے حکایت کیا ہے کسی نے کہا مراد بطہ خیل یعنی جاے بستن اسپان مراد گہوڑون کے تہان ہوئے پہلا قول ظاہر تر ہے سعید بن جبیر نے کہا مین نے سنا ہے کہ مقام کریم فیوم ہے کذلک احتمال ہے کہ محل نصب مین ہو ای اخرجناہم مثل ذلک الاخراج الذی وصفنا یعنی نکالا ہمنے اونکو مثل اوس نکالنے کے جسکا وصف ہمنے بیان کیا ہے یہ بہی احتمال ہے کہ محل جر مین ہو بنا بر وصفیت مقام کریم سے یعنی مقام کریم مثل ذلک المقام الذی کان لہم یعنی نکالا ہمنے اونکو مقام کریم سے مثل اوس مقام کے جو اونکے واسطے تہا محل رفع مین بہی ہوسکتا ہے اس بنا پر کہ خبر ہو مبتدا سے محذوف کی ای اخراجنا کما وصفنا او الامر کذلک یعنی نکالنا ہمارا ویسا ہے جیسا کہ ہمنے بیان کیا یا حال ایسا ہے جیسا ہمنے بیان کیا

ف۱ یہ قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ و مجاہد کا بہی ہے ہمارے اکثر اہل سنت واسطے ہمارے اجلہ دین کے اور اوسکے ملک کی تعظیم کرتے کذا فی القرطبی ۱۲ منہ

ف۲ فیوم بفتح فاو تشدید تحتانی ایک زمین ہے مصر کی شاید مصباح لغت سے مصحف ہی جگہ کے ہون ۱۲ منہ

واورثناها بنی اسرائیل معطوف ہے فاخرجناہم پر یعنی کردیا ہمنے اون سب چیزون کو ملک
واسطے بنی اسرائیل کے بعد غرق کرنے فرعون اور اوسکی قوم کے حضرت حسن نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل
نہر کے پار ہوگئے تو لوٹے اور اونکے گھر باغ مال چشمے سب لیلئے کسی نے کہا مراد وارثت سے ہے جگہہ
وہ زیور ہے جو کہ فرعون والون سے عاریت لیا تھا اللہ پاک کے حکم سے بنی اسرائیل اوسکے وارث ہوگئے
کسی نے کہا کہ اونکے خویصورت گھر اور خزانہ الحمد للہ کہ یہ دونون امر اونکے واسطے کردئے گئے فاتبعوھم
مشرقین ○ فلما تراء الجمعن قال اصحاب موسیٰ انا لمدرکون ○ قال کلا ان
معی ربی سیھدین ○ فاوحینا الی موسیٰ ان اضرب بعصاک البحر فانفلق
فکان کل فرق کالطود العظیم ○ وازلفنا ثم الاخرین وانجینا موسیٰ ومن معہ
اجمعین ○ ثم اغرقنا الاخرین ○ ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرھم مؤمنین
وان ربک لھو العزیز الرحیم ○ پھر پیچھے پڑے اونکے سورج نکلتے پہر جب مقابل ہوئین
دونون فوجین کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم تو پکڑے گئے کہا کوئی نہین میرے ساتھہ ہے میرا رب
مجھکو راہ بتاویگا پھر حکم بھیجا ہمنے موسیٰ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر پھٹ گیا تو ہوگئی ہر پانک
جیسے بڑا پہاڑ اور پاس پہونچایا ہمنے اوسجگہہ دوسرونکو اور بچا دیا ہمنے موسیٰ کو اور جو لوگ تھے اوسکے
ساتھہ سارے پھر ڈبا دیا اون دوسرون کو اس چیز مین ایک نشانی ہے اور نہین وہ بہت لوگ
ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف ایک رات اللہ کے حکم سے شہر
مصر مین وبا پڑی ہر گھر مین بڑا بیٹا مر گیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تھا کہ تیار رہین اوس رات مین نکل
کھڑے ہوئے پھر کئے دن لگے اونکو ماتم مین آخر فرعون کی تاکید سے سب نکل کر پیچھے لگے دریا سے
قلزم پر جا ملے ف پانی بہت گہرا تھا بارہ جگہہ سے پھٹ کر گلیان پڑ گئین بارہ قبیلی بنی اسرائیل کے
اوسمین پیٹھے بیچ مین پانی کے پہاڑ کھڑے رہگئے ف یہ سنا دیا ہمارے حضرت کو کہ مکے کے
فرعون بھی مسلمانون کے پیچھے نکلین گے لڑائی کو پھر وطن سے باہر تباہ ہونگے بدر کے دن جیسے
فرعون تباہ ہوا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے مفسرون مین سے غیر واحد
نے ذکر کیا ہے کہ فرعون ایک محفل عظیم وجمع کبیر مین نکلا یہ مجمع عبارت ہے مملکت دیار مصر سے
اوسکے وقت مین اہل حل وعقد دول امرا وزرا وکبرا ورؤسا وجنود غرض یہ ہے کہ فرعون

جس مجمع کو لیکر نکلا وہ لوگ یہی سلطنت مصر کے حکام و وزیر و امیر و بندوبست والے تھے رہی یہ بات کہ غیر واحد نے اسرائیلیات سے جو ذکر کیا ہے کہ وہ الف الف و ستمائۃ الف سوارون مین نکلا اونمین سے ایک لاکھ سیاہ گھوڑون پر تھے سو اس قول مین نظر ہے کعب احبار نے کہا کہ اونمین آٹھ لاکھ سیاہ گھوڑے تھے اسمین بھی نظر ہے ظاہر یہی ہے کہ یہ بات مجازفات بنی اسرائیل سے ہے واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم قرآن شریف نے جس بات کی خبر دی ہے نافع وہی ہے اوسنے اونکی گنتی شمار کو معین نہین کیا ہے اسلئے کہ اسمین کوئی فائدہ نہین ہے کیونکہ وہ تو سب کے سب جمع ہو کر نکلے فاتبعوھم مشرقین یعنی فرعون والے پہونچے طرف بنی اسرائیل کے وقت شروق شمس کے یعنی وقت طلوع آفتاب کے فلما تراءی الجمعان یعنی جب دیکھا ہر ایک نے دونون فریق سے دوسرے کو تو اسوقت کہنے لگے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لوگ انا لمدرکون یعنی ہم تو پکڑے گئے یہ اس لئے کہا کہ بنی اسرائیل کا چلنا منتہی ہوا دریاے قلزم کے کنارے تک تو دریا اونکے آگے ہو گیا اور فرعون نے مع اپنے لشکرون کے پیچھے سے اونکو آلیا قال کلا ان معی ربی سیھدین یعنی حضرت موسیٰ نے کہا تم جس بات کا خوف کرتے ہو ایسی نہین ہے تمکو کچھ بھی نہ پہونچے گا کیونکہ اللہ پاک ہی نے مجھے امر فرمایا ہے کہ مین تمکو اسجگہ لیچلون اور اللہ پاک وعدے کا خلاف نہین کرتا ہے حضرت ہارون علیہ السلام مقدمۃ الجیش مین تھے اور اونکے ساتھ یوشع بن نون یا مومن آل فرعون اور موسیٰ علیہ السلام ساقۃ لشکر مین تھے یعنی پچھلے لشکر مین مفسرون مین سے غیر واحد نے ذکر کیا ہے کہ بنی اسرائیل ٹھیرے گئے نہین جانتے تھے کہ کیا کرین یوشع بن نون یا مومن آل فرعون موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگا اے نبی اللہ تمہارے رب نے تمکو امر کیا ہے کہ اسجگہ چلو اونہون نے کہا ہان اتنے مین فرعون اور اوسکے لشکر اور بھی پاس آگئے اور نہایت ذرا سا فاصلہ باقی رہگیا پس اسوقت اللہ پاک نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو امر کیا کہ اپنے عصا سے دریا کو ماریں تو اوسکو مارا اور کہا پھٹ جا اللہ کے اذن سے ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جب کہ دریا کیطرف پہونچے تو یہ دعا کی یا من کان قبل کل شئ المکون لکل شئ والکائن بعد کل شئ اجعل لنا مخرجا یعنی اے وہ ذات جو تھا قبل ہر شے کے بنا کرنیوالا ہر شے کا اور باقی رہنے والا بعد ہر شے کے تو کر دے ہمارے واسطے نکلنے کی جگہ پس اللہ نے انکی طرف وحی بھیجی کہ مارے عصا سے دریا کو قتادہ نے کہا کہ اوس رات اللہ نے دریا کیطرف یہ وحی کی کہ جسوقت تجھے موسیٰ اپنے عصا سے مارے تو تو اوسکی بات سننا

۵۱ یعنی سولہ لاکھ ۵۲ یعنی یہ بات بطریق تخمین ہے یقینی نہین ہے ۱۲ منہ

اور اطاعت کرنا اسلیئے دریا نے وہ رات اس حال مین بسر کی کہ اوسکو اضطراب تھا وہ جانتا نہ تھا کہ موسیٰ
علیہ السلام کس جانب سے اوسے مارینگے پھر جب وہ دریا کی طرف پہونچے تو اونسے اونکے جوان یوشع
بن نون نے عرض کیا یا نبی اللہ تمہارے رب عزوجل نے تمکو کہان امر کیا ہے کہا مجھے تو یہ امر کیا ہے
کہ مین دریا کو مارون یوشع نے عرض کیا کہ پھر تم اوسکو مارو۔ محمد بن اسحق نے کہا کہ جو بات مجھسے ذکر کی گئی
ہے اوسمین یہ ہے کہ اللہ نے دریا کی طرف یہ وحی کی کہ جسوقت موسیٰ اپنے عصا سے تجھے مارے تو تو اوسکے
واسطے پھٹ جانا کہا پس دریا نے اس حال مین رات کاٹی کہ مضطرب ہو رہا تھا اور بعض اوسکا بعض کو
مارتا تھا خوف سے اللہ پاک کے اور واسطے انتظار اوس حکم کے جو اللہ نے اوسکو دیا تھا اللہ پاک نے
موسیٰ علیہ السلام کیطرف وحی بھیجی کہ اپنے عصا سے دریا کو مار پس اونہون نے اوس سے دریا کو مارا
عصا مین اللہ پاک کا سلطان تھا جو کہ موسیٰ علیہ السلام کو عطا کیا تھا پس دریا پھٹ گیا غیر واحد نے
یہ ذکر کیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام دریا کے پاس آئے پھر کہا پھٹ جا اسپر اللہ کے اذن سے اللہ پاک نے
فرمایا ہے فکان کل فرق کالطود العظیم یعنی مثل بڑے پہاڑ کے یہ قول حضرت ابن مسعود و حضرت
ابن عباس و محمد بن کعب و ضحاک و قتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا ہے عطا خراسانی نے کہا ہے ہو الفج
بین الجبلین یعنی طود سے مراد راہ کشادہ ہے درمیان دو پہاڑون کے حضرت ابن عباس نے
فرمایا ہے کہ دریا بارہ راہین ہو گیا ہر سبط کے واسطے ایک راہ سدی نے اسقدر زیادہ کہا ہے اور
اوسمین طاق ہو گئے کہ بعض اونکا بعض کیطرف دیکھتا تھا اور پانی اپنے طور پر کھڑا ہو گیا مثل دیوارون کے
اور اللہ پاک نے ہوا کو دریا کی تہ کیطرف بھیجا تو اوسنے اوسکو جلا دیا خشک کر دیا تو وہ خشک ہو گیا مثل
روے زمین کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا
تخشیٰ اور اس قصے مین فرمایا ہے وانرلفنا ثم الاخرین ثم کے معنی ہنالک ہین یعنی اوس جگہ
حضرت ابن عباس و عطا خراسانی و قتادہ و سدی نے کہا ہے ازلفنا ہم کے یہ معنی ہین کہ قریب
کیا ہمنے دریا سے فرعون کو اور اوسکے لشکرون کو اور نزدیک کیا ہمنے اونکو طرف اوسکے اور نجات دی ہمنے
موسیٰ کو اور اونکو جو اونکے ساتھ تھے سارے ثم اغرقنا الآخرین یعنی نجات دی ہمنے موسیٰ و بنی اسرائیل
کو اور اونکو جنہون نے اونکی پیروی کی اونکے دین پر پس اونمین سے کوئی ہلاک نہوا اور ڈبا دیا فرعون کو
اور اوسکے لشکرون کو سو اونمین سے کوئی باقی نہ رہا مگر وہ ہلاک ہوا ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود

۵۱ یعنی غصہ کے مارے
۵۲ پھر ڈالی
وغیرہ اور منہ موڑ کر
نہ خطاب کیا کہ پھر
منہ ۱۲

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ جسوقت موسی علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر چلے تو فرعون کو اسکی خبر پہونچی سو اوسنے ایک بکری کا حکم دیا تو وہ ذبح کیگئی اور کہلا دالا اللہ کہ اوسکا چمڑہ اودہنے سے فراغت نہ کیجاے یہانتک کہ چھ لاکھ قبطی ہری طرف جمع ہوجائین پھر حضرت موسی علیہ السلام چلے یہانتک کہ دریا کی طرف پہونچے تو اوسنے کہا پھٹ جا پس اونسے دریا نے کہا اے موسی البتہ مقرر تو نے تکبر کیا آیا مین پہٹا ہون واسطے کسی کے اولاد آدم سے کہ مین تیرے واسطے پھٹون کہا اور ہمراہ موسی علیہ السلام کے ایک شخص تہا اپنے گھوڑے پر سوا اوسنے اونسے کہا اے نبی اللہ تم کہان حکم کئے گئے ہو کہا مین نہین حکم کیا گیا مگر یہ طور یعنی دریا قال واللہ ما کذبت ولا کذبت ثم اقتحم الثانیۃ فسبح ثم خرج فقال این امرت یا نبی اللہ قال ما امرت الا بھذا الوجہ قال واللہ ما کذبت ولا کذبت قال فاوحی اللہ الی موسی ان اضرب بعصاک البحر فضربہ موسی بعصاہ فانفلق فکان فیہ اثنا عشر سبطا لکل سبط طریق یترا اون فلما خرج اصحاب موسی وتتام اصحاب فرعون التقی البحر علیہم فاغرقہم دوسرا لفظ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ہے کہا پہ جب موسی علیہ السلام کے لوگون کا آخر آدمی نکل چکا اور فرعون والے پورے ہوچکے تو دریا اوپر ملگیا پس اوس دن سے زیادہ تر سواد کبھی نہین دیکھی گئی اور فرعون لعنہ اللہ تعالی ڈوب گیا پہر اللہ پاک نے فرمایا ان فی ذلک لآیۃ یعنی بیشک اس قصے مین اور جو اسمین عجیب وغریب باتین ہین اور نصرو تائید واسطے اللہ کے مومن بندون کے البتہ دلالت واضحہ وحجت قاطعہ وحکمت بالغہ ہے ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ جمہور نے فاتبعوہم کو بقطع ہمزہ پڑہا ہے اور حسن وحارث دینار ی نے بوصل ہمزہ وتشدید فوقانی مشرقین حال ہے یعنی پس لاحق ہوئے اور آملے فرعون والے بنی اسرائیل سے درانحال کہ داخل ہونے والے تھے وقت شروق کے جب سورج طلوع ہوتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین شرقت الشمس شرقا یعنی سورج نکلا جسطرح کہ کوئی شخص وقت صبح وشام مین داخل ہوتا ہے تو کہتے ہین اصبح وامسی یعنی وہ ان دونون وقتون مین داخل ہوا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ داخل ہونے والے تھے طرف مشرق کے جسطرح کہ انجد واتہم بولتے ہین یعنی جانب نجد گیا اور جانب تہامہ کسی نے کہا مشرقین بمعنی مضیئین ہے یعنی داخل ہونے والے تھے روشنی مین زجاج نے کہا کہ جسوقت سورج طلوع ہوتا ہے تو کہتے ہین شرقت الشمس اور جب روشن ہوجاتا ہے تو بولتے ہین اشرقت فلما ترا ای الجمعان جمہور نے

۵۱ اصل مین اسی طرح ہے ۱۲ منہ
۵۲ وہ یہ تو اللہ کا حکم تہا تو خود کیونکر کہتا تہا اوسنے اللہ کا حکم کس طرح کہا کی ہان یون ہوسکتا ہے کہ گھوڑا سوار اوسنے اپنی قوم کہا کی والد ۱۲ منہ
۵۳ مطلب یہ ہے کہ جبتک دریا سے ہمارے حکم سے یہان ٹہرا رہا ۱۲ منہ
۵۴ ثمان کا ذکر نہین ہے کذا فی جلالین ۱۲ منہ
۵۵ ھکذا فی النسخۃ وفی اتقی کلیۃ الصحیح المصری وقد صدق فیہ خلل بین کما یجی اصلاحہ الا بالنسخۃ الصحیحۃ والسلام
۵۶ شاید سواد کبھی نہین دیکھی گئی ہو یعنی اوس دن سے زیادہ جمع کبھی دیکھنے مین نہین آئی واللہ اعلم ۱۲ منہ

تراری بتحقیق ہمزہ پڑہا ہے اور ابن وثاب واعمش نے بدون ہمزہ کسی نے تراءت الفئتان پڑہا ہے
تراری بروزن تفاعل ہے رویت سے مراد جمعان سے بنی اسرائیل وقبط ہین یعنی پس جب مقابل
ہوئے دونون گروہ اسطور پر کہ ہر گروہ دوسرے کو دیکہتا تہا تو حضرت موسی علیہ السلام کے
اصحاب نے کہا انا لمدرکون یعنی قریب ہے کہ پالے گی ہمکو جماعت فرعون کی حالانکہ ہمکو اونکے مقابلے
کی کسیطرح کی طاقت نہین ہے جمہور نے بصیغہ اسم مفعول پڑہا ہے ادرک سے اسی باب سے یہ کریمہ
ہے حتی اذا ادرکہ الغرق اعرج وعبید بن عمیر نے بفتح دال مشدودہ وکسر را پڑہا ہے فراء نے
کہا کہ دونون ایک معنی مین ہین نحاس نے کہا ایسا نہین ہے حاذق ماہر نحوی کہتے ہین کہ مدرکون
بتخفیف جو بولتے ہین سو اسکے معنی ہین ہمکو لحقون اور بتشدید کے یہ معنی ہین کہ اجتہاد وسعی وکوشش
کرنے والے ہین اپنے لحاق اور ملنے مین کہا سیبویہ کے قول کے یہ معنی ہین زمخشری نے کہا کہ
اس قرأت کے یہ معنی ہین کہ ہم پے در پے ہونے والے ہین ہلاک مین اونکے ہاتہون پر یہانتک کہ ہم
مین سے کوئی باقی نہ رہیگا حضرت موسی علیہ السلام نے اونکو زجر کرکے اور جھڑک کے کہا کلا ان معی
ربی سیھدین یعنی ہرگز وہ تمکو نہ پائینگے اللہ پاک نے جو ہدایت وخلاص وظفر کا وعدہ کیا تہا
وہ اونکو اپنے اس قول سے یاد دلایا کہ بیشک میرے ساتھ ہے میرا رب ساتھ نصر ومدد کے وہ ابھی مجھے
نجات کی راہ بتائیگا فیصلہ یہ ہوا جب بنی اسرائیل پر بلائے عظیم نازل ہوئی اور ایسے لشکر دیکھے کہ اونکے
مقابلے کی اونکو کسی طرح کی طاقت نہ تہی تو اللہ پاک نے حضرت موسی علیہ السلام کو امر فرمایا کہ دریا کو اپنے
عصا سے مارین سو وہ یہ قول ہے اللہ پاک کا فاوحینا الی موسی ان اضرب بعصاک البحر
جبکہ حضرت موسی نے ان معہ ربی سیھدین کہا تو اللہ پاک نے اونکے واسطے طریقہ ہدایت کا
بیان کیا پس اونکو دریا کے مارنے کا حکم دیا اللہ عزوجل کا یہ ارادہ ہوا کہ آیت حضرت موسی کے
ساتھ متصل ہو اور اونہین کے فعل سے متعلق ہو جسکو وہ کرین ورنہ عصا کا مارنا بذاتہ دریا کا جدا کرنیوالا
نہین ہے نہ اوسپر معین ہے مگر اوسی قدرت واختراع الٰہی سے جو اوسکے ساتھ مقترن ہوا اور اوسی
سے حضرت موسی وبنی اسرائیل نے نجات پائی اور اونکے دشمن ہلاک ہوئے حرف فا فانفلق مین
فصیحہ ہے یعنی جملہ محذوف پر آگاہی بخشتی ہے وہ جملہ یہ ہے فضرب فانفلق وانشق فصار اثنی
عشر فلقا یعنی پس حضرت موسی علیہ السلام نے دریا کو مارا تو وہ پہٹ گیا پہر بارہ ٹکڑے ہو گیا بعد اسکے

ل بتشدید کسرہ پر پڑہا ہے

کے اور راہ کی دائین بائین طرف پانی کہڑا ہوگیا مثل بڑے پہاڑ کے یعنی ہین اس قول کے
فکان کل فرق مراد فرق سے دریا کا قطعہ ہے کسی نے فلق پڑہا ہے بلام بدل را کے کالطود العظیم
طود یعنی کوہ ہے یا یعنی کوہ عظیم جمع اسکی اطواد ہے ماخوذ ہے طاد یطود اذا ثبت سے عظیم یعنی ضخیم ہے
یعنی پس ہوگیا ہر ٹکڑا مثل بڑے پہاڑ کے اونمین رستے تھے جنپر وہ چلتے تھے اونسے نہ سوار کا زین تر ہوا نہ
اوسکا لبد قالہ ابن عباس وابن مسعود رضی اللہ عنہما وازلفنا ثم الاخرین ابن جریر نے
حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ ازلفنا یعنی قربنا ہے یعنی قریب کیا ہمنے فرعون کو اور اوسکی
قوم کو طرف دریا کے کسی نے کہا کہ قریب کیا ہمنے نجات سے اور مراد آخرین سے حضرت موسی اور اونکی
قوم ہے لیکن قول اول اولی ہے ابو عبیدہ نے کہا کہ یعنی جمعنا ہے اسی معنی سے شب مزدلفہ کو لیلۃ
جمع بولتے ہین ثم ظرف مکان ہے واسطے بعید کے مراد وہ جگہہ ہے جہان دریا پھٹ گیا حضرت حسن
والوجیوہ نے زلفنا پڑہا ہے ثلاثی مجرد سے حضرت ابی وحضرت ابن عباس وعبد اللہ بن حارث نے
ازالقنا بقاف پڑہا ہے ای انزلنا واھلکنا ماخوذ ہے اس محاورے سے کہ جسوقت گھوڑی اپنے
بچے کو ڈالدیتی ہے تو اوسوقت بولتے ہین کہ ازلقت الفرس یعنی گھوڑی نے بچے کو ڈالدیا ہلاک کیا
اکسی نے کہا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام درمیان بنی اسرائیل اور قوم فرعون کے تھے بنی اسرائیل
سے کہتے جاتے تھے کہ آخر تمہارا لاحق ہوا اپنے اول سے اور قبطیون سے کہتے کہ آہستہ چلو تاکہ لاحق ہوجاے
آخر تمہارا اپنے اول سے پس بنی اسرائیل کہتے تھے کہ ہمنے نہین دیکھا خوبتر سیاست مین اس شخص سے
اور قبطی کہتے تھے نہین دیکھا ہمنے زیادہ تر خوب بلانے والا اس شخص سے وانجینا موسی ومن معہ
اجمعین یعنی اور نجات دی ہمنے موسی کو اور جو لوگ اوسکے ساتھہ تھے سب کو باین طور کہ اونہون نے
دریا مین گزر کیا بعد اسکے کہ اللہ پاک نے اوسکو راہین کر دیا جنمین وہ چلتے تھے ثم اغرقنا الاخرین یعنی
پھر ڈبا دیا ہمنے فرعون کو اور اوسکی قوم کو اللہ پاک نے اونکو ڈبایا باین طور کہ دریا کو اوپر بند کر دیا بعد اسکے
کہ وہ اوسمین داخل ہوئے پیچھا کرتے ہوئے حضرت موسی کا اور اونکی قوم کا اور بنی اسرائیل اوس سے نکل چکے
جو لوگ کہ تارون کی تاثیر کے قائل ہین آجال وحوادث وغیرہ مین سو اونکے قول کا اسمین البطال ہے
کیونکہ وہ سب ہلاک ہونے مین جمع ہوگئے باوجود اسکے کہ طالع اونکے مختلف تھے ان فی ذلک الخ
ہے طرف اوس قصے کے جو درمیان حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون لعین کے گزرا یہانتک جسکا ذکر

لہ لبد اگر کی معنی نمد ہے یعنی نمدہ کا گھوڑے پر ڈالتے ہین اور سرج یعنی زین ہے ۱۲ منہ
لہ اصل مین اسطر ہے ومنہ قیل للیلۃ المزدلفۃ لیلۃ جمع یہ عبارت غیر ظاہر ہے کیونکہ لیلہ سے کچھہ بحث نہین ہے بحث تو مزدلفہ سے ہے مزدلفہ کی وجہ تسمیہ ہے کہ شب کو یہ لوگ وہان جمع ہوتے ہین اور اسکا نام جمع کیا ہے یعنی لوگون کے جمع ہونے کی جگہہ کیونکہ ازدلاف بمعنی جمع آتا ہے مزدلفہ کی وجہ تسمیہ اور بھی ہے ۱۲ منہ
لہ ازلال وازلق لغۃ اخوان وازلقہ بالقاف افگندن ۱۲ منہ

اول ہو چکا ہے لایۃً یعنی اس قصہ مذکور مین البتہ بڑی عبرت ہے اور ظاہر باہر قدرت ہے اول علامات سے اللہ پاک کی قدرت و عظیم سلطان پر واسطے اون لوگون کے جو اونکے بعد ہونگے وما کان اکثرھم مومنین یعنی نہین تھے اکثر ہمراہیان فرعون ایمان لانے والے اللہ پاک پر کیونکہ بعد کو اونمین سے ایمان نہ لائے مگر تھوڑے جیسے حزقیل اور اون کی دختر اور آسیہ زوجہ فرعون اور رود بار جسنے حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر بنائی مراد اون لوگون کی اکثر نہین ہین جو کہ ہمراہ فرعون کے تھے جبکہ وہ حضرت موسی علیہ السلام سے ملا ہے کیونکہ وہ تو سب کے سب دریا مین ہلاک ہو گئے بلکہ مراد وہ لوگ ہین جو اوسکے ساتھ تھے اصل سے اور جو لوگ اوسکے متابع اور اوسکی طرف منتسب تھے یہ غایت ہے اوس شے کا جو ممکن ہے کہ اس مقام مین کہا جاے سیبویہ وغیرہ نے کہا ہے کہ کلمہ کان زائد ہے اور مراد خبر دینا ہے طرف رسنے مشرکون کی بعد اسکے کہ اونہون نے وعظ و نصیحت کو سنا وان ربک لھو العزیز الرحیم یعنی بیشک رب تیرا البتہ انتقام لینے والا ہے اپنے دشمنون سے بین طور کہ اونکو ڈبا دیا بڑا مہربان ہے اپنے دوستون پر کہ اونکو نجات دی پھر اللہ پاک نے دوسرا قصہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر فرمایا واتل علیھم نبا ابراھیم ○ اذ قال لابیہ وقومہ ما تعبدون ○ قالوا نعبد اصناما فنظل لھا عٰکفین ○ قال ھل یسمعونکم اذ تدعون ○ او ینفعونکم او یضرون ○ قالوا بل وجدنا اٰبآءنا کذٰلک یفعلون ○ قال افرءیتم ما کنتم تعبدون ○ انتم واٰباؤکم الاقدمون ○ فانھم عدو لی الا رب العٰلمین ○ اور سنا اونکو خبر ابراہیم کی جب کہا اپنے باپ کو اور اوسکی قوم کو تم کیا پوجتے ہو وہ بولے ہم پوجتے ہین مورتون کو پھر رہے ہین ہمارے دن اوس پاس لگے بیٹھے رہتے ہین کہا کچھ سنتے ہین تمہارا جب پکارتے ہو یا بھلا کرتے ہین تمہارا یا مرا بولے نہین پر رہتے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے کہا بھلا دیکھتے ہو جنکو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہین مگر جہان کا صاحب انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے بندہ و رسول و خلیل ابراہیم علیہ السلام امام حنفا کے اللہ پاک نے اپنے رسول کریم رؤف رحیم سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ حضرت ابراہیم کی خبر کو اپنی امت پر پڑھین اونکو سنائین تاکہ اخلاص و توکل مین اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت مین اور شرک و اہل شرک سے بیزار ہونے مین اونکا اقتدا کرین اور اونکے پیرو ہون

ف یعنی آسیہ کے لوگون سے مخلصین پیشوا امام موحدین

کیونکہ اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اونکا رشد اور سنوار پہلے سے عطا کیا تہا یعنی اون کے
لڑکاپن سے اونکے بڑہاپے تک اسلیئے کہ جسوقت سے اونہون نے نشو ونما پایا اور ہوش آیا
اور جوان ہوئے اوسی وقت سے اپنی قوم پر بتون کے پوجنے کا انکار کیا کہ اللہ عزوجل کے ساتہ بتون
کو نہ پوجین پس اپنے باپ سے اور قوم سے کہا ما تعبدون یعنی یہ کیا مورتین ہین جنکے
واسطے تم لگے بیٹہے رہتے ہو بولے کہ ہم پوجتے ہین مورتون کو فنظل لها عاکفین یعنی ہم
اون کی عبادت و دعا پر اقامت گزین ہین اونکو پوجتے رہتے ہین اور اونکو پکارا کرتے ہین فرمایا ھل
یسمعونکم الآیہ یعنی اونہون نے اسبات کا اقرار کیا کہ ان امورمین سے وہ نہین کرتے ہین اونہون
نے تو اپنے باپ دادون کو اسی طرح کرتے دیکہا ہے سو وہ اونکے قدمون پر دوڑ رہے ہین پس اس
وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اونسے یہ فرمایا افرایتم ما کنتم تعبدون الآیہ یعنی اگر بت
کچہہ چیز نہین اور اونکو کوئی تاثیر ہے اور کچہہ قدرت رکہتے ہین تو چاہیے کہ مجہے برائی پہونچائین کیونکہ مین
تو اونکا دشمن ہون مین اونکی کچہہ پروا نہین کرتا ہون نہ اونمین کوئی فکر و غور کرتا ہون مجہے اونکا ذرا بہی کچہہ
خیال نہین ہے یہ آیت ویسی ہے جیسی کہ اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام سے خبر دی ہے
فاجمعوا امرکم وشرکاءکم الآیہ اور حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا ہے انی اشهد الله واشهدوا
انی بری مما تشرکون من دونه فکیدونی جمیعا ثم لا تنظرون انی توکلت علی الله ربی وربکم
ما من دابة الا هو اخذ بناصیتها ان ربی علی صراط مستقیم اور اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام
اونکے معبودون سے بیزار ہوئے تو یون فرمایا وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم بالله الآیہ
اور اللہ پاک نے فرمایا ہے قد کانت لکم اسوة حسنة فی ابراهیم الی قوله حتی تومنوا بالله وحده وقال
تعالی واذ قال ابراهیم لابیه وقومه انني براء مما تعبدون الا الذی فطرنی فانه
سیهدین وجعلها کلمة یعنی لا اله الا الله کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع توضیح
یہ ہے کہ واتل علیهم معطوف ہے واذ نادی ربک موسی کے عامل پر یعنی واذکر اذ نادی الخ واتل علیهم اتل
بمعنی اقصص ہے علیهم کی ضمیر راجع ہے طرف کفار مکہ کے نبا سے مراد خبر و حدیث و قصہ ہے او قال
منصوب ہے نبا سے کسی نے کہا کہ نبا سے بدل اشتمال ہے تو اس صورت مین عامل اذ مین
اتل ہوگا لیکن قول اول اولی ہے معنی یہ ہین کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم قصہ کرو مکے والون پر

خبر ابراہیم کا جبکہ اوسنے کہا اپنے باپ اور اپنی قوم سے کیا چیز پوجتے ہو حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ
بت پوجتے ہین لیکن یہ سوال اسلیئے کیا کہ اونپر حجت لازم کرین اور اونکو یہ بات دکھادین کہ جو شے
وہ پوجتے ہین وہ مستحق پوجنے کی نہین ہے بلکہ پوجنے سے بالکل علحدہ ہے پس اونہون نے بت
پوجنے کے ساتھہ افتخار و مباہاۃ کرکے یہ کہا نعبد اصناما فنظل لہا عاکفین یعنی ہم بتون کے
پوجنے پر قایم و دائم رہتے ہین دن بھر اوس پر مستمر رہتے ہین یہ نہین ہے کہ کسی وقت معین مین اون کو
پوجتے ہون محاورۂ عرب مین جب کوئی کسی کام کو دن بھر کرتا ہے تو کہتے ہین ظل یفعل کذا اور رات بھر کرتا ہے
تو بولتے ہین بات یفعل کذا پس ظاہر عبارت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ لوگ دن بھر عبادت
اصنام پر استمرار پزیر رہتے تھے رات کو نہین لہا عاکفین سے مراد یہ ہے کہ اونکے پوجنے اور اقامت پزیر
رہتے تھے لہا کا فایدہ یہ ہے کہ علکوف اونہین کیواسطے تہا پہر جب اونہون نے یہ بات کہی تو حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے اونکے فساد مذہب پر آگاہ کرکے یون فرمایا ھل یسمعونکم اذ تدعون اخفش نے
کہا اسمین حذف ہے یعنی کیا وہ سنتے ہین تمسے تمہاری بات یا کیا وہ سنتے ہین تمہارا پکارنا قتادہ نے
ھل یسمعونکم پڑہا ہے بضم یاے تحتانی یعنی کیا وہ سناتے ہین تمکو اپنی آوازین وقت پکارنے
تمہارے کے اونکو زمخشری نے کہا یہ قول حکایت حال ماضی کی بنا پر ہے معنی اوسکے یہ ہین کہ تم
اصنام کو حاضر کرو اور اون حالون کو جنمین تم اونکو پکارتے ہو آیا اونہون نے سنا تمہارا پکارنا جبکہ تمنے پکارا یہ معنی ابلغ ہین
تبکیت مین یا وہ نفع پہونچاتے ہین تمکو کسیوجہ کا وجوہ نفع سے اگر تم اونکو پوجو یا تمکو کسی طرح کی مضرت
پہونچاتے ہین جبکہ تم اونکی عبادت چہوڑ دو یہ استفہام واسطے تقریر کے ہے کیونکہ جب وہ نہ سنتے ہین نہ نفع
و ضرر پہونچا سکتے ہین تو پہر اونکے پوجنے کی کوئی وجہ نہین ہے پس جب اونہون نے کہا کہ ہان وہ ایسے ہین تو اونہون نے
اس بات کا اقرار کیا کہ اونکا پوجنا تو تمکو باب لعب و عبث و سفاہت و حماقت سے ہے اور اسوقت اونپر حجت
قایم ہو جائیگی غرضکہ جب حضرت خلیل جلیل نے یہ ظاہر و باہر حجت اونپر وارد کی تو اونہون نے اسکا کچہہ جواب
نپایا مگر رجوع ہونا طرف تقلید صرف کے سو یون بولے بل وجدنا اباءنا کذلک یفعلون یعنی بلکہ
ہمنے اپنے باپ دادون کو پایا ہے کہ وہ اسی طرح ان بتون کی پوجا کیا کرتے تھے تو ہمنے بہی اونکی
تقلید کی باوجود اسکے کہ وہ بت اس صفت کے ہین کہ سمع و نفع و ضر بالکل اونسے مسلوب ہے
ابو السعود مین ہے کہ یہ جواب اونکی طرف سے اقرار ہے اسبات کا کہ وہ سمع و منفعت و مضرت مذکور

سے بالکل کنارے پڑے ہوئے ہین اور اس بات کے ظاہر کرنے کی طرف مضطر ہوئے کہ سوائے
تقلید کے اونکے پاس کوئی سند نہین ہے یعنی امور مذکورکو نہ ہمنے اونسے جانا ہے نہ دیکھا ہے بلکہ
ہمنے اپنے آبا کو پایا ہے کہ اسطرح کرتے تھے سو ہمنے اونکا اقتدا کیا ہے خازن نے کہا ہے آیت
مین دلیل ہے ابطال تقلید پر دین مین اور اوسکے ذم پر اور اخذ بالاستدلال کی مدح پر غرضکہ جب مقلدین
آبای ضلال نے یہ بات کہی تو حضرت خلیل جلیل علیہ السلام نے یہ فرمایا افرایتم ما کنتم تعبدون
انتم وآباءکم الاقدمون رویت مین دو احتمال ہین یا تو بصری ہے پس اسکی بنا پر یعنی یہ ہین انظرتم
فابصرتم یا علمی ہے تو یہ معنی ہونگے افتفکرتم وتاملتم فعلمتم ما کنتم تعبدون یعنی کیا تمنے
نظر کی ہے تو دیکھ لیا ہے یا کیا تمنے تفکر و تامل کیا ہے تو جان لیا ہی اوس شے کو جسے تم پوجتے
ہو ان بتون سے جو نہ سنتے ہین نہ نفع و ضرر پہونچاتے ہین یہانتک کہ تم جان لو اسبات کو کہ تم ضلالت
وجہالت پر قائم ہو سلیمان جمل نے کہا ہے کہ ضیع ابوالسعود مقتضی اسکی ہی کہ راے[۵] اسجگہہ مستعمل ہے اپنی
معنی اصلی مین یعنی علم کے اور اس بنیاد پر یعنی عرف ہوگا کیونکہ یہان صرف ایک مفعول ہے یعنی
موصول غرض یہ ہے کہ علم کے دو مفعول ہوتے ہین چونکہ یہان ایک ہے اسلئے علم بمعنی عرف ٹھیرا
عبارت ابوالسعود کی یہ ہے افرایتم ما کنتم تعبدون ای انظرتم فابصرتم او اتاملتم
فعلمتم ما کنتم ما لتعبدونہ انتہی اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابوالسعود نے
راے کے دونون احتمال بصری و علمی کے برابر رکھے ہین اور دونون کے موافق معنی بیان کئے ہین بلکہ
بصری کے اول ذکر کئے ہین پہر جمل کا یہ فرمانا کہ ضیع ابوالسعود کی مقتضی اسکی ہے کہ اسجگہہ راے اپنی معنی
اصلی مین مستعمل ہے سو اسکی کیا وجہ ہے ہان یہ وجہ ہوسکتی ہے کہ جب اپنے معنی اصلی مین ہوگا تو یہان
بمعنی عرف ٹھیریگا اس لئے کہ یہان ایک مفعول ہے چونکہ اسمین اسقدر جھگڑا نتھا اسواسطے اوسنے
تعرض کیا اور بصری مین کچھہ جھگڑا نہ تھا اس لئے اوسکا کچھہ ذکر نہ کیا غرضکہ بعد اسکے یہ ذکر کیا ہے
کہ گازرونی کی صنیع اسکی مقتضی ہے کہ افرایتم بمعنی اخبرونی ہے اول گزر چکا ہے کہ جب اس معنی مین
ہوتا ہے تو اوسکے دو مفعول ہوتے ہین پہلا اوسمین کا مفرد ہوتا ہے اور وہ اسجگہہ موصول ہے اور
دوسرا جملہ استفہامیہ وہ یہان موجود نہین ہے تو اوسکو عبارت مین مقدر مانینگے عبارت گازرونی
کی یہ ہے تم مجھے خبر دو حال سے اوس شے کی جسکو تم پوجتے ہو یا خبر دو تم مجھے اوس شے کی جسے

[۵] رویت بمعنی دیدن یک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے و در استعمال بمعنی تعلم متعدی بدو مفعول و رای بمعنی دیدن بدل و بمعنای دل متعدی بدو مفعول و مرقت شرح مقنن ۱۲

تم پوجتے ہو آیا وہ لایق عبادت کے ہے یا نہین یہ استہزار ہے ساتھہ بت پوجنے والون کے حرف
فاسببیہ ہے اس بات کا مفید ہے کہ مالبراہیم کا یعنی عداوت سبب ہے واسطے طلب اخبار کے
اونکے حال سے پس یہ حرف فا بمعنی لام ہے یعنی تم مجھے خبر دو اونکے حال سے اس لئے کہ وہ تو میرے
دشمن ہین جسطرح کہ رضی نے اسکی تصریح کی ہے بلیل ہین اس کریمہ کے اخرج منہا فانک رجیم غنکہ
یہ حضرت خلیل نے اونکو خبر دی کہ جن بتون کو تم پوجتے ہو مین اونسے بری و بیزار ہون پس ارشاد فرمایا فانہم عدو
رہی یہ بات کہ اصنام کو موصوف بعداوت کیا حالانکہ وہ جماد لایعقل ہین سو اسکے یہ معنی ہین کہ وہ میرے
دشمن ہین روز قیامت کو اگر ہین اونکو دنیا مین پوجون یا یہ وجہ ہے کہ کفار نے جبکہ اونکو پوجا اور عاقل
زندون کے قایم مقام اونکو ٹھیرایا اس لئے لفظ عداوت کا اونپر اطلاق کیا یا باب مقلوب سے ہے مراد
یہ ہے کہ مین اونکا دشمن ہون کیونکہ جس سے تو نے عداوت کی تو مقرر اوسنے تجھسے عداوت کی یہ
قول فراء کا ہے حفناوی نے کہا یہ بیان ہے اوس شے کے حال کا جسکو وہ پوجتے ہین بعد آگاہ کرنے
کے اس بات پر کہ اونکو اسکا علم نہین ہے نسبت عداوت کی اپنی طرف کی اونپر تعریض کرنے کو نصیحت
مین یہ بات زیادہ تر نافع ہوتی ہے اس سے کہ اوسکے تصریح کرے یون کہے کہ وہ تو تمہارے دشمن
ہین سالانکہ مقصود یہی ہے مگر تعریضانہ تصریحًا کسی نے کہا کہ ضمیر فانہم کی راجع ہے طرف اونکے
اگلے باپ دادون کے یعنی وہ لوگ میری دشمن ہین اسواسطے کہ اونہون نے بتون کو پوجا ہے اس
قول کو یون رد کیا ہے کہ سیاق کلام معبودون مین ہے عابدون مین نہین ہے کلمۂ عدو مثل صدیق
کے واحد و مثنی و جمع و مذکر و مونث سب پر بولا جاتا ہے فراء نے اسی طرح کہا ہے علی بن سلیمان نے
کہا کہ جس کسی نے عدوۃ اللہ کہا ہے حرف ہا کو ثابت رکھا ہے تو اوسنے کہا کہ عدو ہ بمعنی معاویہ کے
ہے اور جسنے عدو بدون ہا مونث و جمع کے واسطے کہا ہے تو اوسکو بمعنی لنسب ٹھیرایا ہے
الا رب العالمین یعنی لیکن رب العالمین ایسا نہین ہے بلکہ وہ تو میرا ولی و دوست ہے دنیا
و آخرت مین وہ دونو جہان مین مجھپر تفضل و مہربانی کرتا رہتا ہے زجاج نے کہا نحویون نے کہا ہے
کہ یہ استثنا اول سے نہین ہے یعنی استثنا منقطع ہے بمعنی لکن نیز زجاج نے یہی جایز رکھا ہے کہ استثنا اول سے ہو
یعنی استثنا متصل ہو بنیاد پر کہ وہ لوگ اللہ عزوجل کو پوجتے تھے اور اوسکے ساتھہ بتون کو بھی پوجتے تھے حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے اونکو آگاہ کر دیا کہ وہ بیزار ہین اوس شے سے جسکو وہ پوجتے ہین مگر اللہ جو کہ رب ہے

وقال الذین کے کلام دود ۱۲ ۱۶

جہان کا جرجانی نے کہا تقدیر یہ ہے افرایتم ما کنتم تعبدون انتم وآباؤکم الاقدمون الا رب العالمین فانہم عدو لی پس اسکو تقدیم وتاخیر کے باب سے ٹھیرایا ہے اور الا کو بمعنی دون وسوی قرار دیا ہے کقولہ تعالی لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی یعنی دون الموتۃ الاولی معنی یہ ہین تم مجھے خبر دو اوس شے کی جسکو تم پوجتے رہے ہو اور تمہارے اگلے باپ دادے سوائے رب العالمین کے پس بیشک وہ میرے دشمن ہین حسن بن فضل نے کہا معنی یہ ہین الا من عبد رب العالمین حاصل یہ ہے کہ انہون نے عداوت کو عابدون سے متعلق کی ہے اور استثنا کو متصل ٹھیرایا ہے یعنی غیر اللہ کے پوجنے والے میرے دشمن ہین اور اللہ پاک کے پوجنے والے میرے دوست ہین پھر خلیل جلیل علیہ السلام نے رب العالمین کا وصف بیان کیا الذی خلقنی فھو یھدین ○ والذی ھو یطعمنی ویسقین ○ واذا مرضت فھو یشفین ○ والذی یمیتنی ثم یحیین ○ والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین ○ جسنے مجھکو بنایا سو وہی مجھکو سوجھہ دیتا ہے اور وہ جو مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب مین بیمار ہون تو وہی چنگا کرتا ہے اور وہ جو مجھے مارے گا پھر جلا ویگا اور وہ جو مجھکو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیرون انصاف کے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین یعنی مین نہین پوجتا ہون مگر اوسکو جو یہ کام کرتا ہے جسنے مجھے بنایا ہے سو وہی راہ بتاتا ہے یعنی وہ ایسا خالق ہے کہ اوسنے مقدر کیا قدر کو اور راہ بتائی خلائق کو طرف اوسکے سو ہر ایک جاری ہوتا ہے اوس شے پر جو اوسکے واسطے مقدر کی ہے اور وہی ہے کہ راہ بتاتا ہے جسکو چاہتا ہے اور بھٹکاتا ہے جسکو چاہتا ہے اور وہی ہے جو مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے یعنی وہ میرا خالق ہے اور میرا روزی رزق دینے والا ہے اون آسمانی وزمینی اسباب سے جنکو اوسنے مسخر ومیسر فرمایا ہے پس ہانکا بادل اور اوتارا پانی اور جلایا اوس سے زمین کو اور نکالے اوس سے ہر قسم کے میوے واسطے رزق بندون کے اور اوتارا پانی میٹھا خوشگوار پلاتا ہے اوسکو اپنے بنائے سے چوپایون کو اور بہت سے آدمیون کو ○

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند		تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری	

واذا مرضت فھو یشفین بیماری کو خود کیطرف منسوب کیا گو وہ اللہ پاک کی قدرت وقضا وخلق سے ظہور مین آئی ہے لیکن ادب کی راہ سے اوسکو نفس کی طرف منسوب کیا جسطرح کہ اللہ پاک نے

۵۱ نہ جہنم سے گے وہان مرنا کو پر علی ہر جگہ ۱۲

نماز پڑھنے والے کو امر فرمایا ہے کہ یون کہے اھدنا الصراط المستقیم الی اخر السورۃ پس
انعام وہدایت کی نسبت اللہ پاک کی طرف کی ہے اور غضب کا فاعل ادب کے واسطے حذف کردیا
ہے اور ضلال کی نسبت بندون کی طرف فرمائی ہے جسطرح کہ جنون نے کہا ہے وانا لا ندری
اشر ارید بمن فی الارض ام اراد بھم ربھم رشدا اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان فرمایا
کہ جب مین کسی مرض مین پڑتا ہون تو سوا اوسکے کوئی میری شفا پر قادر نہین ہوتا ہے بسبب اون اسباب کے
جنکو وہ مقدر کرتا ہے اور وہ اوسکی طرف موصل ہوتے ہین اور وہ جو مجھے مارے گا پھر جلائے گا یعنی وہی
جلاتا ہے اور مارتا ہے سوا اوسکے کوئی اسپر قدرت نہین رکھتا ہے کیونکہ وہی ہے جو ابتدا کرتا ہے
اور دوہراتا ہے والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین یعنی قادر نہین ہے گناہون کے بخشنے
پر دنیا و آخرت مین مگر وہ اور کون ہے کہ بخشے گناہون کو مگر اللہ اور وہی بڑا کرنے والا ہے جو چاہتا ہے

ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ موصول یعنی الذی خلقنی صفت ہے رب العالمین کی
کسی نے کہا کہ موصول مبتدا ہے اور مابعد اوسکا خبر ہے قول اول اولی ہے یہ بھی ہوسکتا ہے کہ موصول
بدل ہو رب سے یا اوسکا عطف بیان ہو یا منصوب ہو بنا بر مدح بتقدیر اعنی یا امدح غرضکہ حضرت خلیل جلیل علیہ السلام
نے اپنے رب کو ایسی صفتون کے ساتھ موصوف کیا کہ۔ جنکے سبب سے وہ مستحق ہے عبادت کا کیونکہ خلق
وہدایت ورزق ودفع ضرر مرض وجلب نفع شفا اور مارنا جلانا اور گناہون کا بخشنا یہ سب نعمتین ہین جس کسی
پر انمین سے بعض کا انعام کیا گیا ہے تو اوسپر واجب ہے کہ اسنے منعم کا شکر ادا کرے سارے انواع شکر کے
ساتھ جنکا اعلیٰ واولیٰ وافضل عبادت ہے پھر جس پر ان ساری نعمتون کا انعام کیا گیا ہو اوسپر وجوب ادائے
شکر کا کیا کہنا ہے کہ کس شد ومد سے اوسکو شکر ادا کرنا چاہیے لیکن

از دست وزبان کہ بر آید		گر عہدۂ شکرش بدر آید	

سچ تو یہ ہے کہ اللہ پاک کی نعمائے گوناگون وآلائے بوقلمون شب وروز اپنے بندون پر اسقدر ہین کہ
اونکا احصار وشمار غیر ممکن ہے وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار اگر
ساری عمر ادنیٰ نعمت کے ادنیٰ سے ادنیٰ شکر مین بسر ہوجاے تب بھی حق وفا نہ ہو کسی نے
خوب کہا ہے

دلوای نفسے مذبرلھا ملیکھا		مضے عمرھا فی سجدۃ لقلیل	

۱۵ اور یہ کہ ہم نہین جانتے کہ کیا برا ارادہ کیا ہے انکے ساتھ زمین کے رہنے والون نے یا انکا پروردگار ارادہ کیا ہے انکے ساتھ بھلائی کا ۱۲ منہ
۱۶ فعال لما یرید ۱۲ منہ
۱۷ اور اگر گنو اللہ کے احسان اسکے نہ پاؤ اسکو شمار کرسکو بیشک آدمی بڑا بے انصاف ہے ناشکرا ۱۲ منہ

	احب مناجاۃ الحبیب باوجہ		ولکن لسان المذنبین کلیل

یعنی اگر میری جان جیسے کہ اوسے اوسکے مالک نے پیدا کیا ہے اوسکی عمر ایک سجدے مین گزر جاے تو بھی بغایت کم ہے مین تو دوست رکھتا ہون کہ اپنے دوست کی مناجات کرون انواع واقسام کے بیان سے اوسکو ادا کرون مگر عاجز ہون کیا کرون گناہگارون کی زبان کند ہے گناہون نے طلاقت وذلاقت زبان کی چستی وچالاکی وحسن وخوبی وفصاحت بیان کی کھودی ہے سیف لسان کو غیبت وکذب وزور وبہتان کے مورچون نے کھالیا ہے خطرات سوء وشہوات نفس امارہ نے قلب وجنان کو مجروح کر رکھا ہے کو حضرت دل آپ کا یہ حال اور آپ کے ترجمان کی وہ گت اب کیونکر بنے الا من اتی اللہ بقلب سلیم شاید آپ کو یاد ہو وہ سلامت کسطرح نصیب ہو ہان لو چلو بجاہ عریض الجاہ سید المرسلین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین حضور پر نور سیدنا ونبینا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارحم الراحمین مجیب السائلین رب العالمین تعالی شانہ وعظم سلطانہ سے بصد عجز ونیاز یہ دعا مانگین اللھم اعنا علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک وارحمنا واغفر لنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم امین غرضکہ ہُو ہُو کی نہیر ین جوان جملون کے اول مین آئین ہین سو یہ بات بتانے کو کہ ان کامون کا کرنے والا رب العالمین ہی ہے نہ اوسکا غیر مرض کی نسبت اپنے نفس کی طرف کی اسلئے کہ منظور رعایت ادب ہے ساتھ رب کے جسطرح کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا ہے فاردت ان اعیبھا اور فرمایا فاراد ربک ان یبلغا اشدھما ورنہ مرض وشفا وغیرہ سب اللہ پاک کی طرف سے ہے ثم یحیین مین زندہ کرنے سے مراد بعث ہے اسی لئے بکلمۂ ثم آیا گہہ عطف کیا ہے بخلاف ماقبل کے کہ وہان عطف بحرف فا ہے سو وجہ اسکی یہ ہے کہ درمیان مارنے اور زندہ کرنے کے ایک زمانۂ فراخ ہے کیونکہ مراد اُس سے زندہ کرنا ہے آخرت مین حذف حرف یا کا ان فعلون سے اسواسطے ہے کہ وہ رؤس آیات ہین ابن ابی اسحق نے ان سب فعلون کو باثبات حرف یا پڑہا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین کہا ہے سو دو سبب سے ایک تو اپنی کسر نفسی دوسرے امت کو اس بات کی تعلیم کرنا کہ معاصی سے اجتناب کرین اور پرہیز رہین اور جو گناہ اونسے ہوتے ہین اونکی اپنے واسطے بخشش طلب کرین مواضع ثلاثہ معطوفہ مین موصول کے مکرر لانے کی یہ وجہ ہے کہ مقصود آگاہی بخشنا ہے اسبات پر کہ اون صلون مین سے ہر ایک نعت جلیل مستقل ہے

ایجاب حکم مین کسی نے کہا ہے کہ طمع اسجگہ بمعنی یقین ہے حق مین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اور حق مین اونکے غیر کے بمعنی رجا ہے حضرت حسن وابن ابی اسحق نے خطایا سے بصیغہ جمع پڑہا ہے فرمایا کہ خطیہ ایک نہین ہے نحاس نے کہا کہ خطیہ بمعنی خطایا کلام عرب مین آتا ہے مجاہد نے کہا کہ مراد اونکی خطیۂ سے اونکا یہ قول ہے بل فعلہ کبیرھم اور یہ قول انی سقیم اور یہ قول کہی بی سارہ رضی اللہ عنہا اونکی بہن ہین حضرت حسن نے یہ زیادہ کہا ہے کہ اونہون نے اوس تاری کو کہا تہا کہ ھذا اسرابی واحدۃ نے مفسرین سے حکایت کیا ہے کہ اونہون نے خطایا کی وہی تفسیر کی ہے جو کہ مجاہد نے کی ہے زجاج نے کہا ہے کہ انبیا علیہم الصلوۃ والسلام بشر ہین جایز ہی کہ خطیہ اونپر واقع ہوجاے مگر کبیرہ اونسے نہین ہوتا ہے اس لئے کہ وہ معصوم ہین یوم الدین سے مراد روز جزا ہے جسمین بندون کو اونکے اعمال کی جزا دی جائیگی مخفی نرہے کہ مجاہد نے اور اونکے ساتھ والون نے جو خطایا کی تفسیر کی ضعیف ہے اسواسطے کہ وہ باتین معاریض ہین دوسری یہ بات ہے کہ وہ باتین جو اونہون نے کہی ہین سوا اونکا صدور بعد اس گفتگو کے ہوا ہے یہ تقریر درمیان اونکے اور اونکی قوم کے واقع ہوئی ہے مطلب یہ ہے کہ یہ تقریر اول ہوئی ہے اور وہ باتین بعد اسکے ہوئین پہر وہ اسکی تفسیر کس طرح ہوسکتی ہین واللہ اعلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہین کہ مین نے عرض کیا یارسول ابن جدعان جاہلیت مین صلہ رحمی کیا کرتا تہا اور مسکین کو کہانا کہلاتا کیا وہ اوسکو نافع ہوگا فرمایا اوسکو نفع نہ دیگا اوسنے تو ایک دن یہ نہین کہا رب اغفرلی خطیئتی یوم الدین غرضکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ سب اپنی اسبات پر حجت لائے کہ آلہیت کی صلاحیت نہین رکہتا ہے مگر وہ جو یہ افعال کرتا ہے پہر جب حضرت خلیل جلیل اپنے رب کی ثنا وصفت سے فارغ ہوچکے اور حق سبحانہ کی بارگاہ عالیجاہ سے انواع واقسام کی الطاف وعطایا ابتداے پیدایش سے روز بعث تک جو اونپر فائض وریزان تہے اونکا اقرار واعتراف کرچکے تو اسنے اونکو اسبات پر آمادہ کیا کہ اپنے رب سے مناجات کرین تاکہ اس باب مین اور لوگ اونکا اقتدا کرین سو اسنے یہ دعا فرمائی رب ھب لی حکما والحقنی بالصلحین ○

واجعل لی لسان صدق فی الاٰخرین ○ واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم ○ واغفر لابی انہ کان من الضالین ○ ولا تخزنی یوم یبعثون ○ یوم لا ینفع مال ولا بنون ○ الا من اتی اللہ بقلب سلیم ○ اے رب دے مجہکو حکم اور ملا مجہکو نیکون مین اور کر

میرا اول سچا پچھلون مین اور کر مجھکو وارثون مین نعمت کے باغ کے اور معاف کر میرے باپ کو وہ تہا
راہ بھولون مین اور رسوا نکر مجھکو جسدن جی کراوٹھین جسدن نہ کام آوے کوئی مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ
پاس لیکر دل چنگا ف یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آخر زمانے مین میرے گھرانے سے نبی ہو اور امت
ہو اور میرا دین تازہ کرین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ سوال ہی طرف سے حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے اسبات کا کہ اونکے ماں باپ اونکو حکم عطا کرے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے
فرمایا کہ حکم علم ہے عکرمہ نے کہا لب ہے یعنی عقل مجاہد نے کہا قرآن شریف ہے سدی نے کہا
نبوت ہے والحقنی بالصالحین کے یہ معنی ہین کہ تو کر مجھکو ساتھہ نیکون کے دنیا و آخرت مین
جسطرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وقت احتضار کے اللھم فی الرفیق الاعلی اس کلمے کو
تین بار فرمایا حدیث شریف مین دعا مین آیا ہے اللھم احینا مسلمین وامتنا مسلمین والحقنا
بالصالحین غیر خزایا ولا مبدلین قولہ واجعل لی لسان صدق فی الآخرین
یعنی کر واسطے میرے ذکر جمیل بعد میرے کہ مین اوسکے ساتھہ یاد کیا جاؤن اور خیر مین میرا اقتدا کیا جاے
جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وترکنا علیہ فی الآخرین سلام علی ابراھیم کذلک
نجزی المحسنین مجاہد وقتادہ نے کہا یعنی ثنای حسن مجاہد نے کہا کقولہ تعالی
واتیناہ فی الدنیا حسنۃ الایہ وکقولہ تعالی واتیناہ اجرہ فی الدنیا الایہ لیث
بن ابی سلیم نے کہا کہ ہر ملت اونکو محبوب رکہتی ہے اور اونسے دوستی رکہتی ہے اسی طرح عکرمہ نے
بہی کہا ہے واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم یعنی تو دنیا مین مجہپر یہ انعام کر کہ میرا ذکر جمیل باقی رکہہ
اور آخرت مین یہ کہ تو مجھے جنت نعیم کے وارثون سے کرے قولہ تعالی واغفر لابی الایہ کقولہ
ربنا اغفر لی ولوالدی یہ دعا اوس قبیل سے ہے کہ حضرت ابراہیم نے اوس سے رجوع کیا ہے
کما قال تعالی وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ الی
قولہ ان ابراھیم لاواہ حلیم اللہ پاک نے قطع کر دیا ہے اسحاق کو اونکے استغفار کرنے مین
واسطے اپنے باپ کے پس فرمایا قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم والذین معہ الی قولہ
وما املک لک من اللہ من شئ قولہ تعالی ولا تخزنی یوم یبعثون یعنی تو مجھے پناہ
دے رسوائی سے روز قیامت مین حالانکہ اوس دن اول و آخر ساری خلایق مبعوث ہوگی

اور باقی کہا ہے اوپر پچھلی
خلق مین کہ سلام ہے ابراہیم
پیرون پر نیکی کرنیوالون کو ۱۲
اور وہی دنیا مین ہے اور وہ آخرت مین ہے
لوگون مین سے ۱۲
اے رب ہمارے بخش مجھکو
اور میرے ماں باپ کو ۱۲
اور بخشش مانگنا ابراہیم
کا اپنے باپ کے واسطے
نہ تہا مگر وعدہ کے سبب
کہ وعدہ کر چکا تہا اوس سے
پہر جب اوپر کہلا کہ وہ دشمن
ہے اللہ کا اوس سے بیزار
ہوا ابراہیم بیشک ابراہیم
بڑا نرم دل ہے
تحمل والا ۱۲
مجھکو جلا نہ دینی ہے اپنی
ابراہیم کی اور جو اوسکے
ساتھہ تھے جب کہا اپنی
قوم کو ہم لگتے ہین
اور ہم

* اللہ کے واسطے ہوتی ہے اور اللہ کے واسطے ہوتی ہے اور مالک نہین ہین تیرے واسطے کو

بخاری نے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ملین گے ابراہیم روز قیامت کو اپنے باپ سے اس حال مین کہ اوسپر گرد و غبار و سیاہی ہوگی دوسری روایت مین حضرت ابوہریرہ سے یہ مروی ہے کہ ملین گے ابراہیم اپنے باپ سے تو کہین گے یارب تو نے مجھسے یہ وعدہ کیا تہا کہ تو مجھے رسوا نہ کرے جسدن لوگ مبعوث ہونگے تو اللہ تعالی فرمائیگا کہ مین نے جنت کو حرام کردیا ہے کافرون پر ھکذا اورواہ عند ھذہ الایۃ قال فی احادیث الانبیاء بھذا الاسناد بعینہ منفردا بہ لفظا اوسکا یہ ہے ملین گے ابراہیم اپنے باپ آزر سے روز قیامت کو حالانکہ آزر کے چہرہ پر سیاہی و غبار ہوگا تو ابراہیم اوس سے کہین گے کیا نہ کہا تہا مین نے تجھسے کہ تو میری نافرمانی نہ کرے تو اونکا باپ کہے گا پس آج مین تیری نافرمانی نہ کرونگا ابراہیم کہین گے یارب تو نے تو مجھسے یہ وعدہ کیا ہے کہ تو مجھے رسوا نہ کرے جسدن کہ لوگ مبعوث ہون پہر کون سی رسوائی میرے باپ البعد کی رسوائی سے بڑہ کر ہوگی پس اللہ تعالی فرمائیگا کہ مین نے تو جنت کو حرام کردیا ہے کافرون پر پہر فرمائیگا اے ابراہیم نظر کر اپنے پانون کے نیچے وہ نظر کرینگے تو اونکا باپ ایک زکفتار ہوگا نجاست مین لوٹ پوٹ پہرا وسکے پانون پکڑے جائینگے پہر آگ مین ڈالدیا جائے گا ورواہ ابوعبدالرحمن النسائی فی التفسیر من سننہ الکبیر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابراہیم نے اپنے باپ کو دیکھا قیامت کے دن کہ اوسپر غبار و سیاہی ہے اور اوس سے کہا کہ مین نے تجھے اس سے منع کردیا تہا سو تو نے میری نافرمانی کی اوسنے کہا لیکن آج تیری نافرمانی نکرونگا ایکبار حضرت ابن ابراہیم نے کہا یارب تو نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ مجھے رسوا نکرے جسدن کہ لوگ مبعوث ہون سو اگر تو نے اوسکے باپ کو رسوا کیا تو مقرر تو نے البعد کو رسوا کیا فرمایا ای ابراہیم مین نے تو اوسکو حرام کردیا ہے کافرون پر پہر اوسکے حضرت ابراہیم سے لیلیا فرمایا ای ابراہیم تیرا باپ کہان ہے عرض کیا کہ تو نے اوسکو مجھسے لیلیا فرمایا تو اپنی نیچی نظر کر وہ نظر کرینگے تو اوسی دم وہ ایک ذبح ہے کہ اپنی گندگی مین لوٹ رہا ہے پہر اوسکے پانون پکڑے جائین گے پہر آگ مین ڈالدیا جائیگا یہ اسناد غریب ہے اور اسمین نکارت ہے ذبح کہتے ہین ضباع کے نر کو ضباع جمع ہے ضبع کی ضبع کو فارسی مین کفتار اردو مین بجو ہماری زبان مین زرخ بولتے ہین گویا آزر کی صورت ایک زرخ کی کردی گئی کہ اپنی نجاست مین لتھڑا ہوا رہا ہے پہر وہ ویسا ہی آگ مین ڈالدیا جائیگا وقد رواہ البزار باسناد

۱ یعنی خرد و بیمائی سے تہا ۱۲ منہ

۲ اصل کا لفظ یہ ہے لکن الیوم لا اعصیک واحدۃ ۱۲ منہ

من حدیث حماد بن سلمۃ عن ایوب عن محمد بن سیرین عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وفیہ غرابۃ ورواہ ایضا من حدیث قتادۃ عن جعفر بن عبد اللہ عن ابی سعید عن النبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ قولہ تعالیٰ یوم لا ینفع مال ولا بنون کا مطلب یہ ہے کہ نہ بچائیگا آدمی کو اللہ پاک کے عذاب سے مال اوسکا اگرچہ زمین بھر کے سونا فدیہ مین دے اور نہ بیٹے یعنی اگرچہ روے زمین کے سارے لوگ فدیہ مین دے اوسدن نفع نہیگا مگر ایمان اللہ پر اور اخلاص دین واسطے اوسکے اور بیزار ہونا شرک و اہل شرک سے اسی لئے یون فرمایا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم یعنی مگر وہ شخص جو سالم دل لیکر آئیگا میل کچیل اور شرک سے ابن سیرین نے کہا ہے کہ قلب سلیم وہ ہے جو یہ جانتا ہے کہ اللہ پاک حق ہے اور قیامت آنی والی ہے اونمین کسی طرح کا شک نہین ہے اور اللہ اوٹھائیگا اون لوگون کو جو قبرون مین ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا قلب سلیم وہ ہے جو گواہی دیتا ہے اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ مجاہد حسن وغیرہما نے کہا ہے قلب سلیم وہ ہے جو سالم ہے شرک سے سعید بن مسیب نے کہا کہ قلب سلیم قلب صحیح تندرست ہے یہ مومن کا دل ہے کیونکہ کافر و منافق کا دل مریض و بیمار ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے فی قلوبھم مرض ابو عثمان نیساپوری نے کہا قلب سلیم وہ دل ہے جو بدعت سے صحیح و سالم ہے سنت کیطرف مطمئن و ساکن ہے ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ پاک سے عطاے حکم کا سوال کیا مراد حکم سے کمال ہے علم و فہم و عمل مین کہ جس سے خلافت حق و ریاست خلق کے مستعد و لایق ہو جائین کسی نے کہا کہ مراد نبوت و رسالت ہے کسینے کہا کہ اللہ پاک کے حدود و احکام کی معرفت ہے والحقنی بالصالحین کا مطلب یہ ہے کہ جو انبیا مجھسے پہلے گزرے ہین عمل صالح مین تو مجھے اونکے ساتھ ملادے حضرت ابن عباس رض نے فرمایا کہ مراد صالحین سے اہل جنت ہین یعنی تو مجھے اونکے دریجون مین کردے پہلا قول اولیٰ ہے اللہ پاک نے اونکی یہ دعا قبول فرمائی چنانچہ فرمایا ہے وآتینہ فی الآخرۃ لمن الصالحین آخرین مین لسان صدق کرنے کے یہ معنی ہین کہ تو میرے واسطے ثنا سے حسن کر آخر لوگون مین اور ذکر جمیل و جاہ و منزلت و نیکنامی و قبول عام کر آئندہ امتون مین جو میرے بعد آئینگی دنیا مین جسکا اثر قیامت تک باقی رہے قتیبی نے کہا ہے کہ لسان کو بجاے قول رکھا ہے بطور استعارے کے اسواسطے کہ قول زبان سے ہوتا ہے کبھی عرب لوگ زبان بولتے ہین اور کلمہ مراد لیتے ہین اللہ پاک نے اونکو یہ بات عطا فرمادی

۵۱ اونکے دل مین آثار ہے ۱۲
۵۲ قول ثانی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے پھر قول اول کو ہمسے کیون کیا وجہ حالانکہ اول دونون قول کا ایک ہی ہے ۱۲ منہ
۵۳ اور عزت آخر مین اسکے لوگون مین ہے ۱۲

چنانچہ فرمایا ہے وترکنا علیہ فی الآخرین الخ کیونکہ ہر امت اونکی دلیل پکڑتی ہے اور اونکی تعظیم
کرتی ہے اور سارے دین والے اون سے دبستی رکھتے ہین اور اونکی ثنا و صفت کرتے ہین
خاصکر یہ امت اور خاصکر ہر تشہد مین نماز کی تشہدون سے مکی نے کہا کسی نے کہا ہے کہ معنی اونکی
دعا کے یہ ہین کہ آخر زمانے مین اونکی اولاد سے وہ شخص ہو جو کہ قایم بحق ہو سو اونکی دعا قبول ہوئی
حق مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالانکہ اس تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے بیضاوی نے کہا یا یہ
معنی ہین کہ کر واسطے میرے کوئی میری ذریت سے کہ تجدید کرے میرے اصل دین کی اور بلاوے لوگون
کو طرف اوس شے کے جسکی طرف مین اونکو بلایا کرتا تھا اور وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین انتہی پس اس
صورت مین یہ آیت بر تقدیر مضاف ہے یعنی کر تو مجھکو صاحب لسان صدق یا یہ مجاز ہے باب اطلاق
جزء سے کل پر اسواسطے کہ دعوت زبان سے ہوتی ہے اصل دین سے مراد عقاید و احکام غیر منسوخ
ہین کذا قال الشہاب قشیری نے کہا ہے کہ مراد دعاے حسن ہے قیام قیامت تک اسکی
بھی کوئی وجہ نہین ہے اسواسطے کہ لسان صدق اس سے عام تر ہے حضرت ابن عباس سے مروی
ہے کہ اہل ملل کا جمع ہونا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر پس کوئی امت نہین ہے مگر وہ اونکو دوست
رکھتی ہے اور اونپر ثنا کرتی ہے واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم یعنی تو مجھکو جنت کے وارثون مین
مندرج کر دے اور اونکے جملے سے ٹھیرا دے یعنی جن لوگون کو جنت بغیر تعب و مشقت کے عطا کی گئی
ہے جسطرح کہ ارث آدمی کو بدون تعب کے حاصل ہوتا ہے من ورثۃ مین دو احتمال ہین ایک یہ ہے
کہ دوسرا مفعول ہے اجعلنی کا دوسرا یہ ہے کہ مفعول ثانی کی صفت ہے اے واجعلنی کائنا من
ورثۃ جنۃ النعیم اضافت جنت کی نعیم کی طرف اضافت محل کی ہے طرف حال کے جنت کو
بمنزلہ اون چیزون کے ٹھیرایا جو کہ میراث مین ملتی ہین سو مقصود اس سے تشبیہ غنیمت آخرت کی ہے
ساتھ غنیمت دنیا کے غرضکہ حضرت خلیل جلیل نے جبکہ پہلی دعا سے دنیا کی سعادت طلب کی تو اس دعا
سے آخرت کی سعادت طلب فرمائی اور وہ سعادت جنت نعیم ہے یعنی ناز و نعمت و راحت و آرام کا
باغ جسمین ہمیشہ عیش کرینگے انواع و اقسام کی لذت سے متلذذ ہونگے راس النعمت بھی وہین نصیب
ہوگا یعنی دیدار فائض الانوار ذوالجلال والاکرام رب العالمین ارحم الراحمین کا یہ ایسی نعمت ہے کہ
گویا جنت مع اپنے سارے ساز و سامان و حور و قصور و غلمان کے اسکا مقدمہ و تمہید ہے اور اصل

۵۱ اور بنا کہ کہ مجھکو بھی خاص عین کر
کہ سلام بھیجا ابراہیم پر ۱۲

مقصود بھی ہے اور کیونکر نہو گھر سے مقصود گھر والا ہوتا ہے نہ تنہا گھر تفسیر معنی وراثت کے سورہ مریم مین
گزر چکی ہے واغفر لابی انہ کان من الضالین اونکے باپنے اونسے وعدہ کیا تھا کہ اونپر ایمان
لے آئیگا سو اونہون نے اوسکے واسطے مغفرت مانگی پھر جب اونپر کھلگیا کہ وہ تو اللہ کا دشمن ہے تو اوس
سے بیزار ہو گئے حضرت ابن عباس نے فرمایا معنی یہ ہین کہ تو اوسپر احسان کر تو بہ کا کہ جس سے وہ تیری
مغفرت کا مستحق ہو جاے من الضالین کے یہ معنی ہین کہ وہ اون مشرکون مین سے ہے جو کہ ہدایت
کی راہ بھولے ہوئے ہین سیبویہ کے مذہب پر کان زائد ہے چنانچہ کئی جگہہ گزر چکا ہے سورہ توبہ و
سورۂ مریم مین اسکی تفسیر پوری طور پر بیان ہو چکی ہے ولا تخزنی یوم یبعثون یعنی تو مجھے علی رؤس
الاشہاد فضیحت مت کر کہ تو مجھپر عتاب کرے یا مجھے عقاب کرے اوس بات پر جو اول مین کر گزرا ہون
یا تو مجھے عذاب مت کر روز قیامت مین یہ بات بسبب خفاے عاقبت کے کہی اور اسلئے کہ عقلاً جواز
تعذیب ہے یا یہ معنی ہین کہ تو مجھے رسوا مت کر بسبب عذاب کرنے میرے باپ کے یا ساتھ مبعوث
کرنے اوسکے کے جملہ ضالین مین یا ساتھ کم کرنے میرے رتبہ کے بعض وارثین کے رتبے سے اخزا کا
اطلاق خزی پر ہوتا ہے خزی کہتے ہین ہوان کو ہوان یعنی ذلت وخواری ہے اور خزایۃ پر بھی اطلاق
ہوتا ہے خزایۃ یعنی حیا ہے یعنی شرمانا یوم لا ینفع مال ولا بنون بدل ہے یوم یبعثون سے یعنی جس
دن کہ نفع نہ دیگا اوسمین مال اور بیٹے کسی کو لوگون مین سے حالانکہ بیٹا خاص ترین قرابت ہے اور اولیٰ
والیق ہے ساتھہ حمایت و دفع ونفع کے پھر جب اوسنے نفع نہ دیا تو اوسکے سوا اور قرابت والے
رشتے دار اور اعوان و مددگار کیا نفع دینگے ابن عطیہ نے کہا کہ یہ اور اسکا مابعد کلام آلہی سے ہے لیکن
یہ قول ضعیف ہے ظاہر یہ ہے کہ منجملہ کلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم
مین استثنا منقطع ہے بمعنی لکن کشاف مین کہا ہے الا مأتی من اتی اللہ بقلب سلیم
مضاف محذوف کی تقدیر کی ہے ابوحیان نے کہا اسکی کچھہ ضرورت نہین ہے کہ اسکی طرف داعی ہو
کسی نے کہا کہ یہ استثنا بدل ہے مفعول محذوف سے یا مستثنےٰ منہ سے کیونکہ تقدیر یہ ہے لا ینفع مال
ولا بنون احدا من الناس الا من کانت ھذہ صفتہ یعنی نہ نفع دیگا مال اور نہ بیٹے کسی کو لوگون
مین سے مگر اوسکو جسکی یہ صفت ہے کہ وہ اللہ کے پاس سلیم دل لیکر آیا یہ بھی احتمال ہے کہ ینفع کے
فاعل سے بدل ہو تو اس صورت مین مرفوع ہوگا ابو البقا نے کہا تقدیر یہ ہے الا مال من اوبنو من

فانہ ینفع یعنی مگر مال اوس شخص کا یا بیٹے اوس شخص کے جو کہ اللہ کے پاس سلیم دل لیکر آیا کیونکہ یہ چیزین اوسکو نفع دینگی یہ ماضی یعنی کلمۂ اتی بمعنی مضارع ہے اسی طرح از لغت و برزت وقیل وکیکبوا وقالوا بھی معنی مضارع مین ہین قلب سلیم کے معنی مین اختلاف ہے سو کسی نے تو کہا کہ مراد یہ ہے کہ شرک سے سالم ہے رہے گناہ سو اونسے کوئی سالم نہین رہ سکتا ہے اکثر مفسرین کا قول یہی ہے کسی نے کہا وہ دل ہے جو بدعت سے خالی اور سنت کی طرف مطمئن ہے کسی نے کہا کہ مال وبنین کی آفت سے سالم ہے ضحاک نے کہا سلیم بمعنی خالص ہے حضرت جنید رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے سلیم لغت مین لدیغ یعنی مارگزیدہ کو کہتے ہین پس معنی اوسکے یہ ہین کہ اللہ پاک کے خوف سے وہ دل مثل مارگزیدہ کے ہے فتح القدیر وفتح البیان مین کہا ہے کہ یہ معنی تحریف وتعکیس یعنی قرآن کے کاتب الحروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ حضرت اوستاذ ابوالقاسم جنید رضی اللہ عنہ کی غرض معنی مذکور سے یہ نہین ہے کہ قلب سلیم کے یہی معنی ہین اور نہین ہین بلکہ بطور لطیفے کے ایک معنی یہ بھی ہین اور لغت عرب بھی اوسکا مساعد ہے غور سے دیکھو تو اول درجہ سلیم کا سلامت ہے شرک سے پھر اور معاصی ظاہرہ و باطنہ سے جب ان سب سے صاف ہو جائیگا تو پھر نور معرفت آئیگا جب نور معرفت سے منور ہوگا اور اپنے مالک کو خوب جان پہچان لیگا تب کہین اوسے خوف پیدا ہوگا کیونکہ جب تک اوسے نہ پہچانیگا تو اوس سے کیونکر ڈرے گا جب اوسے مقام خوف نصیب ہوگا تو اوسوقت بیشک اوسکی بھی کیفیت ہوگی کہ مارگزیدہ کی طرح تلملاتا رہے گا پس یہ معنی گویا قلب سلیم کے آخر درجے کے معنی ہین واللہ اعلم انتہی امام رازی نے فرمایا کہ اصح اقوال یہ ہے کہ مراد اوس سے سلامت نفس ہے جہل واخلاق رذیلہ سے انتہی رب جلیل نے استثنائے خلیل کو صواب کہا واسطے اونکے اکرام واعظام کے پھر اوسکو اونکی صفت ٹھیرایا اپنے اس قول مین وان من شیعتہ لابراھیم اذ جاء ربہ بقلب سلیم امام نسفی رحمہ اللہ تعالی کے بیان کا حاصل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا خوب اپنے کلام کو مرتب ذکر فرمایا ساتھ مشرکون کے کہ اول اونسے اوسکا سوال کیا جسکو وہ پوجتے ہین اور سوال بھی تقریر کانہ استفہام کا پھر اونکے معبودون پر متوجہ ہوئے تو اونکے کاروبار کو یون باطل کیا کہ وہ نہ ضرر ونفع پہونچاتے ہین نہ سنتے ہین اور اونکی تقلید پر متوجہ ہوئے جو وہ اپنے اگلے باپ دادون کے کیا کرتے تھے تو اوسکو شبہہ ہونے سے نکالدیا پھر اوسکی حجت و دلیل ہونے کا کیا ذکر ہے پھر مسئلہ کی اپنے نفس مین سوائے اونکے یہانتک کہ اوس سے تخلص کیا طرف ذکر اللہ تعالی کے تو اوسکی شان کی عظمت بیان کی اور اوسکی

اور بھی کی وہ والون مین ہمکو بھی ایسا ہی چاہیے رب پاس لیکر دل نرم کا

نعمتون کا شمار کیا اپنی پیدائش سے لیکر وقت وفات تک مع اوسکی رحمت کے کہ جسکی امید رکہی جاتی ہے آخرت مین پہر بعد اسکے مخلصین کی دعائین کین اور اللہ پاک سے ادب کی زاری وعاجزی کی پہر اس سے روز قیامت کا ذکر ملا دیا اور اللہ تعالی کا ثواب وعقاب ذکر کیا اور اوسدن جن امور کی طرف مشرک لوگ دفع کیے جائینگے اونکا ذکر کیا وہ یہ ہین کہ جس ضلال وگمراہی مین وہ تھے اوسپر ندامت وحسرت کرینگے اور دنیا کی طرف دوبارہ آنیکے متمنی ہون گے تاکہ ایمان لائین اور اطاعت کرین یہ پوری آیت کی تفسیر کا حاصل ہے وانزلفت الجنۃ للمتقین ○ وبرزت الجحیم للغوین ○ وقیل لھم اینما کنتم تعبدون ○ من دون اللہ ط ھل ینصرونکم او ینتصرون ○ فکبکبوا فیھا ھم والغاوون ○ وجنود ابلیس اجمعون ○ قالوا وھم فیھا یختصمون ○ تاللہ ان کنا لفی ضلل مبین ○ اذ نسویکم برب العالمین ○ وما اضلنا الا المجرمون ○ فمالنا من شافعین ○ ولا صدیق حمیم ○ فلو ان لنا کرۃ فنکون من المؤمنین ○ ان فی ذلک لایۃ ط وما کان اکثرھم مؤمنین ○ وان ربک لھو العزیز الرحیم ○ ع ۴ ۹

اور پاس لائے بہشت واسطے ڈر والون کے اور نکالی دوزخ سامنے پیر اہون کے اور کہے اونکو کہان ہین جنکو پوجتے تھے اللہ کے سوای کچھہ مدد کرتے ہین تمہاری یا بدلا لے سکتے پہر اوندہے ڈالے اوسمین وہ اور سب بیراہ اور لشکر ابلیس کے سارے کہین گے جب وہ وہان جہگڑنے لگین قسم اللہ کی ہم تھے صریح غلطی مین جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے اور ہمکو بہلایا سوا ان گنہگارون نے پہر کوئی نہین ہماری سفارش کرنے والے اور نہ کوئی دوست محبت کرنے والا سو کسی طرح ہمکو پہر جانا ہو تو ہم ہون ایمان والون مین اس بات مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ازلفت بمعنی قربت وادنیت ہے یعنی بہشت عنبر سرشت پاس لائی جائیگی اہل موقف کے دران حال کہ فخر وفرح ہوگی یعنی آراستہ کی ہوئی سنوری منورائی ساز وسامان درست کی ہوئی واسطے اپنے دیکہنے والونکے وہ لوگ ہی متقی اللہ سے ڈرنے والے ہین جنہون نے اوسمین رغبت کی اور دنیا مین جو کچھہ عیش وآرام ہے اوپر جنت کو اختیار کیا اور دنیا مین اوسکے واسطے عمل کیا اور دوزخ ظاہر کی جائیگی اور اوسکا کشف کیا جائیگا واسطے گمراہون کے اور اوس سے ایک گردن ظاہر ہوگی پہر وہ ایک ایسی چیخ مارگی جس سے دل حلق تک پہونچ جائین گے اور

ڈانٹنے دھمکانے لگے اوسکے لوگون سے کہا جائیگا کہان ہین جنکو تم پوجتے تھے اللہ کے سوا کیا وہ مدد کرتے
ہین تمہاری یا بدلا لے سکتے ہین یعنی جن معبودون کو تمنے پوجا ہے اللہ کے سوا ان بتون سے اور اللہ کے دشمنون
سے وہ نہین ہین کہ آج تمسے کچھہ دفع کرسکین اور نہ اپنی جان سے کیونکہ تم اور وہ آج کے دن اینده ہین ہو دوزخ
کے تم اوپر وارد ہوگے قولہ فکبکبوا فیھا ھم والغاوون مجاہد نے کہا یعنی قد ہووا فیہا معنی یہ ہین
کہ وہ اوسمین گرا دیئے جائینگے غیر مجاہد نے کہا کہ کبوا فیہا کا کاف مکرر ہے جسطرح کہ صرصر بولتے ہین صراح مین
کہا ہے کب بروی درافگندن وکب اللہ عدوہ وکبکبہ بمعنی انتی یعنی کب کے معنی موندھ کے بل ڈالدینے
کے ہین مراد یہ ہے کہ بعض بعض پر ڈالدیے جائینگے کفار اور اونکے سردار جنہون نے اونکو شرک کی
طرف بلایا وجنود ابلیس اجمعون یعنی ابلیس کے سارے لشکر بھی اوسمین ڈالدیے جائینگے وقالوا
وھم فیھا یختصمون الایہ یعنی ضعیف لوگ اونسے کہین گے جنہون نے تکبر کیا کہ ہم تو تمہارے
تابع تھے سو آیا تم ہمسے دفع کرنے والے ہمسے کوئی حصہ آگ کا اور کہین گے اس حال مین کہ اپنی جان پر ملامت
کرتے ہوتے ہون گے قسم اللہ کی ہم تو تھے صریح گمراہی ہین جب تمکو برابر کرتے تھے جہان کے صاحب کے
یعنی ہم تمہارے حکم کو مطلق ٹھیراتے تھے جسطرح کہ رب العالمین کے حکم کی اطاعت کیجاتی ہے اور
ہمنے تمکو رب العالمین کے ساتھہ پوجا وما اضلنا الا المجرمون یعنی نہین بلایا تمکو طرف اسکے مگر مجرمون
نے لنا من شافعین یعنی پھر کوئی نہین ہماری سفارش کرنیوالے بعض نے کہا کہ مراد شافعین سے
فرشتے ہین یہ آیت ایسی ہے جیسی یہ ہے کہ فھل لنا من شفعاء فیشفعوا لنا او نرد فنعمل غیر
الذی کنا نعمل اسی طرح یہان کہا ہے فالنا من شافعین ولا صدیق حمیم حمیم سے
مراد قریب اور رشتہ دار ہے قتادہ نے کہا واللہ وہ جانتے ہین کہ دوست جب صالح ہوگا تو نفع دیگا
اور رشتہ دار جب صالح ہوگا تو شفاعت کریگا فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنون یعنی وہ تمنا کرین گے
اس بات کی کہ دار دنیا کی طرف پھیر دیئے جائین تاکہ اپنے رب کی طاعت کے ساتھہ عمل کرین اپنے
زعم مین اور اللہ تعالی جانتا ہے کہ اگر وہ دار دنیا کی طرف پھیر دیئے جائین تو پھر وہی کرینگے کہ جس سے
منع کیئے گئے ہین اور بیشک وہ البتہ جھوٹے ہین یہ تمنا اونکی بے معنی ہے اللہ پاک اہل نار کے
جھگڑنے کی خبر دے چکا ہے سو یہان مین پھر فرمایا ہے ان ذلک لحق تخاصم اھل النار پھر
اللہ پاک نے فرمایا ان فی ذلک لایہ یعنی بیشک ابراہیم کی حجت کہ بت مین اپنی قوم سے اور اوپر حجتین

لہ
اسکا کوئی ہین سفارش
والے تو ہماری سفارش
کرین یا ہمکو پھر جانا ہوتو ہم
کام کرین سوائے اوسکے
جو کر رہے تھے ۱۲
یہ بات ہمکو ہوئی ہے
جھگڑا اہل دوزخ مین

قایم کرنے مین دربارۂ توحید البتہ دلالت واضحہ جلیلہ ہے اس بات پر کہ لا الہ الا اللہ یعنی نہین
ہے کوئی معبود مگر اللہ ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ جنت قریب لائی جائیگی واسطے متقین کے
تاکہ اوسمین داخل ہون یا ایسی جگہہ مین لائینگے کہ متقی لوگ موقف سے اوسکا مشاہدہ کرینگے اور
انواع واقسام کی خوبیان جو اوسمین ہین اونپر واقف ہونگے تو خوش ہونگے اسبات سے کہ اوسکی طرف
حشر کئے جائینگے زجاج نے کہا کہ قریب کیا جائیگا دخول اونکا اوسکو اور نظر کرنا اونکا طرف اوسکے
اور دوزخ ظاہر کردی جائیگی واسطے غاوین کے مراد انسے کافر ہین جو کہ راہ حق سے گمراہ ہین حق سے مراد
ایمان و تقویٰ ہے معنی یہ ہین کہ وہ ظاہر کیجائیگی اسطور پر کہ اوسکو دیکھینگے مع انواع احوال ہولناک کے
جو اوسمین ہین اور یقین کرلینگے اسبات کا کہ اوسمین واقع ہونے والے ہین اور نہ پائینگے اوس سے چھوٹنا
کسی نے کہا کہ قبل داخل ہونے کے اس لئے ظاہر کیجائیگی کہ کافرون کا حزن سخت ہو اور مومنین کا سرور
کثیر ہو اور بطور توبیخ کے اونسے کہا جائیگا این ما کنتم تعبدون من دون اللہ کلمۂ ما موصولہ ہے
مراد اوس سے اصنام واندادہین این ما کی رسم مین مصاحف کا اختلاف ہے کہ کلمۂ ما این کے ساتھ
ملا ہوا لکھا جاے یا اوس سے جدا علیحدہ لکھنا ظاہر تر ہے اس لئے کہ یہ این ما وہ نہین ہے جو اس آیت
مین ہے اینما تکونوا یدرککم الموت کیونکہ یہ مازائدہ ہے اور باتفاق ملا ہوا لکھا جاتا ہے کلمۂ این خبر
مقدم ہے اور ما مبتداے مؤخر اے الہتکم این یعنی تمہارے معبود کس مکان مین ہین جنکو تم پوجتے
تھے اللہ کے سوا یہ سوال تبکیت و توبیخ کا ہے اسکے جواب کی توقع نہین کیجاتی ہے کیا وہ مدد
کرتے ہین تمہاری کہ تمسے عذاب کو دفع کردین یا بدلا لے سکتے ہین ساتھ دفع کرنے عذاب کے اپنی جان
سے یہ سب اونکو تقریع و توبیخ ہے مالک بن دینار رضی اللہ عنہ نے برزت بفتح باو را بصیغہ معروف
پڑہا ہے فکبکبوا فیہا یعنی پھر وہ دوزخ مین ڈالدئے جائینگے کسی نے کہا کہ اپنے سرون پر لوٹ دئے
جائینگے کسی نے کہا کہ بعض بعض پر ڈالدئے جائینگے کسی نے کہا کہ جمع کئے جائینگے ماخوذ ہے
کبکبہ سے کبکبہ کہتے ہین جماعت کو یہ قول ہروی کا ہے نحاس نے کہا یہ مشتق ہے کوکب الشئی سے
کوکب شے کہتے ہین معظم شے کو اور گھوڑون کی جماعت کو کوکب و کوکبہ بولتے ہین کسی نے کہا بمعنی دُہْمُوا
ہے دہدہہ کہتے ہین پتھر کے لڑہکانے کو یہ سب معانی ایک دوسرے کے لگ بھگ ہین اصل اسکی
کبیوا ہے بدو باے موحدہ پہلا حرف باشد دہے دو حرفے سے پھر درمیان کے حرف باسے کاف

۱۲ جہان تم پوجتے ہو ہوں تمکو بچا لیوے گی

بدلا گیا کبکب تکریر ہے کب کی کب کے معنی ہین منہ کے بل ڈالنا لفظ کی تکرار دلیل ٹھیرائی گئی ہے
معنی کی تکرار پر گویا کافر جسوقت آگ مین ڈالا جائیگا تو منہ کے بل گریگا ایکبار بعد ایکبار کے اسی طرح
گرتا رہے گا یہانتک کہ دوزخ کی تہ مین قرار پکڑیگا نعوذ باللہ الرحیم الرحمن من النیران واصحاب
النیران زجاج نے اس معنی کو ترجیح دی ہے کہ بعض اونکا بعض پر ڈالا جائیگا ابن قتیبہ نے
اس معنی کو راجح کہا ہے کہ وہ اپنے سرون کے بل ڈالے جائینگے کسی نے کہا کہ اوسکے معنی انکسوا
ہین نکس وانکاس بمعنی نگونسار کرنے کے ہین ضمیر کبکبوا فیہا ہم کی راجع ہے طرف معبودون کے اور غاوون
سے مراد عابد لوگ ہین کسی نے کہا کہ ضمیر قریش کی طرف پھرتی ہے اور غاوون سے مراد آلہہ واصنام
ہین کسی نے کہا جن اوکفار ہین ابن جریر وابن منذر وابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی
روایت کیا ہے کہ کبکبوا فیہا بمعنی جمعوا فیہا ہے اور ہم والغاوون مشرکین عرب اور آلہہ ہین انتہی جنود
ابلیس سے مراد اوسکی شیاطین ہین جو کہ بندون کو اغوا کرتے ہین بہکاتے ہین جن وانس سے کسی نے
کہا کہ مراد اوسکی ذریت اور اوسکے اتباع ہین کسی نے کہا ہر وہ شخص ہے جو بتون کی عبادت کی طرف
بلاتا ہے اجمعون تاکید ہے اوس ضمیر کی جو کبکبوا مین ہے اور جو اوپر عطف کیا گیا ہے قالوا
مین ضمیر ہے غاوون کی جملہ وہم فیہا یختصمون محل نصب مین ہے بنابر حال اور مقولہ قول کا تاللہ
ان کنا لفی ضلال مبین ہے کلمہ ان مخففہ ہے ثقیلہ سے حرف لام فارق ہے درمیان
اوسکے اور ان نافیہ کے اور جملہ قالوا مع اوسکے جو اوسکے تحت مین ہے مستانفہ ہے جواب ہے سوال
مقدر کا گویا کسی نے پوچھا کہ جب اونکے ساتھ وہ معاملہ کیا گیا جسکا ذکر ہو چکا ہے تو اونہون نے
کیا کہا سو یہ جملہ اوسکا جواب ہے کہ غاوون کہین گے اس حال مین کہ وہ اپنے معبودون سے جہنم مین
جھگڑ رہے ہونگے قسم ہے اللہ کی بیشک ہم تھے البتہ کھلی گمراہی مین یعنی بیشک شان وحال ہمارا
ہمارا تھا ظاہر گمراہی مین مراد ضلال سے اسجگہ خسارہ وزیان وتباہ وہلاک وحیرت ہے حق سے
ہوسکتا ہے کہ اللہ پاک بتون کو نطق عطا فرمائے یہانتک کہ باہم بات چیت کرنا اور جھگڑنا ٹھیک ہو جائے
یا یہ گفتگو درمیان گناہگارون کے اور شیاطین کے واقع ہوگی اذ نسویکم برب العالمین کلمہ اذ کے
عامل مین کئی قول ہین ایک یہ ہے کہ عامل اسمین کو تھم فی ضلال مبین ہے دوسرا یہ ہے کہ ضلال
ہے اس قول مین ضعف ہے تیسرا یہ ہے کہ مبین ہے چوتھا یہ ہے کہ عامل آمین وہ ہے جس پر

کلام دال ہے کانہ قیل ضللنا وقت تسوتینا لکم فی العبادۃ برب العالمین معنی یہ ہین کہ
ہمارا گمراہی ظاہر مین ہونا اوسوقت تہا کہ ہم تمکو برابر کرتے تھے ساتھ رب العالمین کے یا گمراہی مین اوس
وقت تھے یا کھلی گمراہی اوسوقت تھی یا ہم گمراہ ہوئے وقت برابر کرنے ہمارے کے تمکو ساتھہ رب العالمین
کے کہ جسکی تم کمتر اور ذلیل تر اور عاجز تر مخلوقات کے ہو کوفیون کا قول یہ ہے کہ کلمۂ ان کنا مین نافیہ
ہے اور لام بمعنی الا ہے یعنی نہین تھے ہم مگر کھلی گمراہی مین لیکن پہلا قول اولیٰ ہے اور وہ مذہب ہے
بصریون کا صیغہ مضارع کا قصۂ ماضیہ کی صورت حاضر کرنے کو لایا گیا ہے وما اضلنا الا المجرمون
یعنی نہین گمراہ کیا ہمکو ہدایت سے مگر اون لوگون نے جنہون نے ہمکو بلایا طرف پوجنے بتون کے جملہ جن
وانس وشیاطین سے کسی نے کہا مراد مجرمون سے اونکے رؤسا وسردار ہین جنہون نے اونکو گمراہ کیا
کسی نے کہا وہ ابلیس ہے اور اوسکے لشکر اور حضرت آدم علیہ السلام کا اول بیٹا ہے یعنی قابیل
اسی نے پہلی پہل قتل کو اور انواع معاصی کو نکالا ہے کسی نے کہا وہ شخص ہے جسنے شرک کا طریقہ نکالا
کسی نے کہا اونکے اگلے لوگ ہین جنکی اونہون نے پیروی اختیار کی اور اونکے قدم بقدم چلے فمالنا
من شافعین یعنی پھر کوئی نہین ہمارا سفارش کرنے والے کہ ہمارے واسطے سفارش کرین عذاب
سے جسطرح کہ مومنون کے واسطے سفارش کرنے والے ہین فرشتون اور نبیون اور مومنین سے و
لاصدیق حمیم اور نہ کوئی دوست قرابت والا ہے حمیم وہ قریب ہے کہ تو اوسکو دوست رکھے اور وہ
تجھے دوست رکھے شفعا کو بصیغہ جمع ذکر کیا اور صدیق کو مفرد سو اسکی وجہ یہ ہے کہ بارہا گزر چکا ہے
کہ لفظ صدیق واحد واثنین وجماعت ومذکر ومؤنث پر برابر بولا جاتا ہے یا یہ وجہ ہے کہ عادت مین شفعا
کی کثرت ہوتی ہے اور قلت صدیق کی اس لئے کہ صدیق تیری دوستی مین سچا پکا کہ غم مین ڈالے اوسکو
وہ شے جسنے تجھے غم مین ڈالا ایسا دوست نہایت کم یاب ہوتا ہے کسی حکیم سے صدیق کا پوچھا
تو اوسنے کہا کہ صدیق ایک اسم ہے کہ اوسکے کوئی معنی نہین ہین کسی نے کہا کہ ایک اسم ہے بلا مسمّٰی
یا یہ وجہ ہے کہ ایک صدیق سعی کرتا ہے بڑے بڑے اوس سے کہ جو سعی شفعا کرتے ہین حمیم ماخوذ ہے حامۃ
الرجل سے حامّہ کہتے ہین آدمی کے خاص لوگون کو اور اوسکے اقربا کو جب کوئی شے قریب ہوجاتی
ہے تو محاورے مین بولتے ہین حم الشیٔ واحم اسی معنی سے حمی اللہ یعنی تپے اس لئے کہ قریب کردیتی
ہے اجل سے علی بن عیسیٰ نے کہا کہ قریب کا نام جو حمیم رکھا گیا ہے سو اس واسطے کہ وہ حمیت کرتا ہے

بسبب غصے اپنے صاحب کے پس علی نے حمیم کو حمیت سے ماخوذ ٹھیرایا ہے زمخشری نے کہا ہے
کہ حمیم ماخوذ ہے احتمام سے احتمام سے حاصل یہی ہے کہ حمیم صادق خالص دوست ہے کہ جو شے تجھے
مہموم کرتی ہے وہی اوسکو مہموم کرتی ہے نفی مین اجمالہ دو احتمال ہین ایک یہ ہے کہ نفی صدیق کی
ہے اصل سے یا نفی فقط اوسکی صفت کی ہے[۵۱] فلو ان لنا کرۃ یہ بات اونہون نے بطور تمنا کے
کہی جو کہ کمال تحسر پر دال ہے گویا یون کہا کہ کاش ہمکو پہر جانا ہو طرف دنیا کے جواب تمنے کا یہ
ہے فنکون من المؤمنین یعنی تو ہم ہو جائین مومنون کے زمرے سے یہانتک کہ شفاعت ہمارے
واسطے حلال ہو جاے جیسے انکے واسطے حلال ہوگئی ان فی ذلک لایۃ یعنی یہ خبر حضرت ابراہیم
کی اور اونکی قوم کا قصہ جسکا ذکر ابھی ہو چکا ہی بیشک اسمین البتہ عبرت وعلامۃ وحجت ونصیحت ہے واسطے
اوس شخص کے جو اوس سے بصیرت حاصل کرتا اور عبرت لینا چاہے اس لئے کہ اوسکا بیان خوبتر
ترتیب پر اور حسین تر تقریر پر واقع ہوا ہے جو شخص اوسمین غور وفکر کرے گا اوسے سمجھے بوجھے گا اوسکو
اونکے علم کی غزارت وکثرت معلوم ہو جائیگی کیونکہ اوسمین اتنے امور ہین ایک تو اشارہ ہے طرف
اصول علوم دینی کے یعنی نفی شرک کی اور اثبات توحید صانع پاک کی اور آگاہ کرنا ہے اونکے دلائل
پر دوسرے اچھی طرح سے دعوت کرنا ہے قوم کی اور حسن خلق سے معاملہ کرنا ہی ساتھ اونکے اور کمال
شفقت کرنا ہے اونپر تیسرے تصور کرنا ہے امر کا اپنے نفس مین کہ فانہم عدو لی کہا اور مقصود یہ ہے
کہ وہ معبود تمہارے دشمن ہین چوتھے وعد ووعید کا اطلاق کیا بطور حکایت کے ازلفت الجنۃ اور
برزت الجحیم مین واسطے تعریض کے اور اونکے بیدار وہوشیار کرنے کے تاکہ یہ بات زیادہ تر داعی ہو اونکو
طرف استماع وقبول کے کلمۂ آیتہ مین تنوین تعظیم وتفخیم کی ہے یعنی اس قصے مین نہایت بڑی نشانی ہے
اور نہایت درجے کی عظیم الشان حجت ونصیحت ہے وما کان اکثرھم مؤمنین یعنی نہین ہین اکثر یہ
لوگ جنپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابراہیم کی خبر پڑھتے ہین یعنی قریش اور جو لوگ اونکے دین
پر ہین ایمان لانے والے کسی نے کہا نہین ہین اکثر قوم ابراہیم علیہ السلام کے ایمان لانے والے یہ
قول ضعیف ہے اسواسطے کہ یہ لوگ سارے غیر مومن تھے وان ربک لھو العزیز الرحیم
اور بیشک رب تیرا البتہ قہر کرنیوالا ہے اپنے دشمنون کو بڑا مہربان ہے اپنے دوستون پر یا بڑا مہربان
ہے دشمنون پر ساتھ تاخیر کرنے اونکی عقوبت کے اور ترک کرنے اونکی معاجلت کے پہر اللہ پاک نے

[۵۱] یعنی یا تو ہمارا کوئی دوست خالص نہوگا یا کوئی دوست ہوگا تو صفت خلوص کی ہمارے دوستون مین نہوگی

تیسرا قصہ نوح علیہ السلام کا ذکر فرمایا کذبت قوم نوح المرسلین ۚ اذ قال لھم اخوھم نوح
الا تتقون ۚ انی لکم رسول امین ۙ فاتقوا اللہ واطیعون ۚ وما اسئلکم علیہ
من اجر ان اجری الا علی رب العلمین ۚ فاتقوا اللہ واطیعون ۝ جھٹلایا
نوح کی قوم نے پیغام لانے والون کو جب کہا اونکے بھائی نوح نے کیا تمکو ڈر نہین مین تمہارے واسطے
پیغام لانے والا ہون معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہین مین تمسے اسپر کچھ نیگ میرا نیگ
ہے اوسی جہان کے صاحب پر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو انتہی ف اللہ عزوجل خبر دیتا ہے
طرف سے اپنے بندہ و رسول نوح علیہ السلام کی یہ پہلے رسول ہین کہ اللہ پاک نے اونکو بھیجا طرف
زمین والون کے بعد اسکے کہ اصنام و انداد پوجے گئے سو اللہ پاک نے اونکو بھیجا اس سے منع کرنیوالا
اور اسکے عقاب و عذاب گران و ناگوار سے ڈرانے والا پس اونکی قوم نے اونکو جھٹلایا پھر جن افعال
خبیث مین وہ مبتلا تھے یعنی کواللہ پاک کے ساتھ پوجا کرتے تھے اونہین پر مستمر رہے اونہون نے جو حضرت
نوح علیہ السلام کی تکذیب کی اللہ پاک نے اس تکذیب کو قایم مقام اسکے ٹھیرایا کہ اونہون نے سارے
رسولون کی تکذیب کی سو اسی لئے یون فرمایا کذبت قوم نوح المرسلین اذ قال لھم اخوھم نوح الا
تتقون یعنی کیا تم اسبات مین اللہ سے نہین ڈرتے ہو کہ بتون کو پوجتے ہو انی لکم رسول امین
یعنی بیشک مین رسول ہون طرف سے اللہ کے تمہاری طرف امین ہون اوس شے مین جسکو دیکر مجھے
بھیجا ہے مین اپنے رب کی رسالتین تمکو پہونچاتا ہون نہ اونمین بڑہاتا ہون نہ اونمین سے گھٹاتا ہون اور
مین جو تمہاری خیر خواہی کرتا ہون سو اسپر کوئی بدلا تمسے طلب نہین کرتا ہون بلکہ اسکا ثواب اللہ پاک کے
پاس ذخیرہ کرتا ہون سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو کیونکہ میری راستی و خیر خواہی و امانت اوس بات
مین جسکو دیکر مجھے بھیجا ہے اور اوسپر مجھے امین کیا ہے ظاہر و واضح ہو چکی کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
کا بیان یہ ہے کہ کذبت بصیغہ مونث کہا اسواسطے کہ اوسکی نسبت قوم کی طرف ہے اور قوم معنی مین
جماعت کے ہے یا امت کے یا قبیلہ کے مصباح مین کہا ہے کہ قوم مذکر و مونث دونون طرح مستعمل
ہوتا ہے اسی طرح ہر اسم جمع جسکا واحد اوسکے لفظ سے نہین ہے جیسے رہط و نفر وہ بھی مذکر و مونث
مستعمل ہوتا ہے تکذیب کو مرسلین پر واقع کیا حالانکہ اونہون نے تکذیب نہین کی تھی مگر اوسی رسول کی
جو اونکی طرف بھیجا گیا تھا یعنی نوح علیہ السلام سو اسکی وجہ یہ ہے کہ جسنے ایک رسول کی تکذیب کی

تو مقرر اوسنے رسل کی تکذیب کی اسواسطے کہ رسول جو ہے اپنے سوا اور رسولون کی تصدیق کرنی
ماننے کا کسی نے کہا کہ اونہون نے حضرت [illegible] کی تکذیب کی رسالت مین اور اپنے بعد رسل
کے آنے کی جو اونکو خبر دی تو اس خبر مین [illegible] اس لئے کہ ایک زمانۂ دراز اونمین رہے
بسے اسواسطے وہ خود گویا رسل ہوئے اونکو اخوہم کہا یعنی اونکو قوم کا بھائی ٹھیرایا سو یہ بھائی پن اون کے
باپ کی طرف کا ہے دین مین اونکے بھائی نہ تھے کسی نے کہا یہ بھائی پن مجالست و ہمنشینی کا ہے چونکہ
وہ اونمین اوٹھتے بیٹھتے تھے اس لئے اونکا بھائی کہدیا کسی نے کہا ماخوذ ہے قول عرب سے یا اخا
بنی تمیم یعنی اے بھائی بنی تمیم کے مراد یہ ہے کہ ایک اونمین کا الا تتقون یعنی کیا تم اللہ سے نہین ڈرتے
ہو کہ بتون کا پوجنا چھوڑو اور اوسکے رسول کا کہا مانو جسکو اوسنے تمہاری طرف بھیجا ہے امین کے
یہ معنی ہین کہ جو بات مین تمکو اللہ کی طرف سے پہونچاتا ہون اوسمین امین ہون یا فیما مین تمہارے امین
ہون کیونکہ وہ لوگ اونکی امانت و صدق و راستی کو پہچان چکے تھے فاتقوا اللہ و اطیعون کا یہ مطلب
ہے کہ اللہ پاک کی طاعت کو اپنے واسطے بچاؤ ٹھیراؤ اوسکے عذاب سے اور میرا کہا مانو اوس بات
مین جسکا مین تمکو حکم کرتا ہون طرف سے اللہ کے کہ اوسپر ایمان لاؤ اور شرک چھوڑو اور فرایض دین پر قایم
ہو و ما اسألکم علیہ من اجر یعنی مین طلب نہین کرتا ہون تمسے کچھ مزدوری پہونچانے پر رسالت
کے اور نہ اوسمین طمع کرتا ہون تمسے حرف من زائد ہے مفعول مین واسطے استغراق کے یعنی کسی قسم
کی اجرت کا تمسے طالب نہین ہون ان اجری الا علی رب العالمین یعنی میرا اجر جسکو مین
طلب کرتا ہون اور چاہتا ہون وہ نہین ہے مگر رب العالمین پر نہ اوسکے غیر پر تکتہ پانچ قصون کے
شروع مین جو تقوی کی رغبت دلائی اور اوسپر آمادہ و برانگیختہ کیا ہے سو اسپر دال ہے کہ بعثت انبیا علیہ
السلام کی مقصور ہے بلانے پر طرف معرفت حق کے اور طاعت پر اوس بات مین جو کہ قریب کرتی
ہے مدعو کو طرف ثواب الہی کے اور بعید کرتی ہے اوسکو عقاب سے اوسکے انبیا علیہم السلام اس پر
متفق تھے گو بعض تفاریع مین مختلف ہوئے اور مطامع دنی و اغراض دنیوی سے مبرا و منزہ تھے قولہ تعالی
فاتقوا اللہ و اطیعون کی تکرار واسطے تاکید و تقریر کے ہے نفوس مین یعنی غرض اسکے مکرر لانے
سے یہ ہے کہ تقوی و طاعت جیون مین جم جاوے پختہ ہو جاوے باوجود اسکے کہ اینمین سے ہر ایک
معلق کیا گیا ہے ساتھ ایک سبب کے وہ سبب اول مین تو امانت ہے اور ثانی مین قطع طمع ہے

نظیر اسکا یہ قول ہے الا تتقی اللہ فی عقوقی وقد [illegible] الا تتقی اللہ فی عقوقی وقد علمتنا کبیرا یعنی کیا تو نہین ڈرتا ہے اللہ سے میری نافرمانی مین حالانکہ مین نے تجھکو پالا ہے حالت صغر مین کیا تو نہین ڈرتا ہے اللہ سے میری نافرمانی مین حالانکہ مین نے تجھے تعلیم کی ہے حالت کبر مین اللہ پاک کے تقوی کا امر مقدم ذکر کیا بعد اوسکے طاعت الٰہی کا اور کیا اسلیئے کہ اللہ پاک کا تقوی علت ہے واسطے اوسکی طاعت کے قالوا

انؤمن لک واتبعک الارذلون ۝ قال وما علمی بما کانوا یعملون ۝ ان حسابھم الا علی ربی لو تشعرون ۝ وما انا بطارد المؤمنین ۝ ان انا الا نذیر مبین ۝

بولے کیا ہم تجھکو مانین اور تیرے ساتھ ہو رہے ہین کمینے کہا مجھکو کیا جاننا ہے جو کام وہ کر رہے ہین اونکا حساب پوچھنا میرے رب کا ہی کام ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور مین ہانکنے والا نہین ایمان لانے والون کو مین تو یہی ڈر سنا دینے والا ہون کہو لکرف کمینے کہا محنتی لوگون کو پیغمبر کے ساتھ اول غریب لوگ ہوئے ہین سو فرمایا کہ مجھکو اونکا صدق قبول ہے اونکے کام سے کیا غرض کہ اونکا پیشہ کیا ہے انتہی ف وہ لوگ کہتے ہین ہم تجھکو نہ مانین گے اور نہ تیری پیروی کرینگے اور ہم اقتدا کرین اسباب مین ان کمینے لوگون کا جنھون نے تیری پیروی کی ہے اور تجھے مانا ہے حالانکہ وہ ہمارے ارذل لوگ ہین اور اسی لئے یون کہا انؤمن لک واتبعک الارذلون حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا وما علمی بما کانوا یعملون یعنی مجھے کون شے لازم آتی ہے ان لوگون کی پیروی کرنے سے میری اور اگر وہ ہون کسی شے پر ہون اوسپر مجھے لازم نہین آتا ہے اونکے حال سے بحث و تفحص کرنا مجھپر تو یہ ہے کہ مین اونسے قبول کرلون اونکا مان لینا مجھکو اور اونکو ذلیل کے بھیدون کو سونپ دون طرف اللہ عزوجل کے نہین ہے حساب اونکا مگر میرے رب پر اگر تم سمجھ رکھتے ہو اور مین ہانکنے والا نہین ایمان والون کو گویا قوم نے حضرت نوح علیہ السلام سے اسبات کا سوال کیا کہ مومنین کو اپنے پاس سے دور کردین اور قوم اون کی پیروی کرے سو اونھون نے اونکی یہ بات نہ مانی اور کہدیا وما انا بطارد المومنین ان انا الا نذیر مبین یعنی مین جو بھیجا گیا ہون سو ڈرانے والا پس جو کوئی میری اطاعت کرے اور میری پیروی و تصدیق کرے تو وہ مجھسے ہے اور مین اوس سے یعنی وہ میرا ہے اور مین اوسکا شریف ہو یا کمینہ جلیل ہو یا حقیر کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ استفہام واسطے انکار کے ہے یعنی ہم کیونکر پیروی کرین اور تیری تصدیق کرین اور تجھپر ایمان لائین حالانکہ تیری

پیروی تو ارذلون کر چکے ہین یہ جمع سالم ہے ارذل کی اور جمع تکسیر اَرذال ہے اور مؤنث رذلی ہے
ارذلون وہ لوگ ہین جو کہ جاہ و مال مین کمتر پتہ اتہ بمعنی خست و ذلت ہے اونکو رذیل شمار
کیا بسبب اونکی قلت اموال وجاہ کے یا بسبب پست ہونے اونکے انساب کے مجاہد نے
کہا ارذلون سے مراد جولا ہے ہین قتادہ نے کہا سفلۃ الناس واسراذلھم یعنی رذیل کمینے
لوگ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ قافہ ہین کسی نے کہا جولا ہے اور کفش دوز کسی نے
کہا کہ وہ لوگ خیس پیشے والون مین سے تھے والصناعۃ لاتزری بالدیانۃ یعنی حال یہ ہے
کہ پیشہ دینداری کو عیبناک نہین کرتا ہے پس غنا دین کی غنا ہے اور نسب تقوی کا نسب ہے جایز نہین
ہے کہ مومن کا نام رذل رکھا جاے اگرچہ وہ محتاج ترین مردوم ہو اور پست ترین مردوم ہو نسب مین
پیروان انبیاء علیہم السلام ہمیشہ سے اسی طرح کے ہوتے آئے ہین ان لوگون نے جو اغنیا سے پہلے
پیروی کرنے کی طرف مبادرت کی سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اغنیا پر ریاست کا استیلا ہوتا ہے اور اوس
سے جدا ہونا مشکل پڑتا ہے غیر کے مطیع و منقاد ہونے سے عار و ننگ آتا ہے اور فقیران موانع سے
خالی ہے تو وہ جلد مان لیتا ہے اور منقاد ہو جاتا ہے غالب احوال اہل دنیا کا یہی ہے حالانکہ یہ بات
اونکی سخافت عقول سے ہے اور اسوجہ سے کہ اونہون نے اپنی راے کو حطام دنیا پر مقصور کر رکھا
ہے یہانتک کہ جن لوگون کے پاس دنیا کم ہے اونکی پیروی کر لینے کو اپنی پیروی کرنے کا مانع ٹھیرایا
ہے اور جو شے ایمان کی طرف داعی ہوتی ہے اوسکے سبب سے جو وہ ایمان لے آئے سو اونکے
ایمان لانے کو دلیل بطلان ایمان کی قرار دیا ہے فما اسفلھم وما اجھلھم وما ادراك عقولھم
وما اسخف آراءھم حضرت ابن مسعود و ضحاک و یعقوب حضرمی نے واتباعك الا رذلون
پڑہا ہے نحاس نے کہا یہ قرارت حسن ہے اسواسطے کہ اس واو کے بعد اسما بہت آیا کرتے ہین اتباع
جمع ہے تابع کی غرضکہ حضرت نوح علیہ السلام نے اونکی بات کا یہ جواب دیا وما علمی بما کانوا یعملون
کان زائد ہے اسے وما علمی بعلمھم یعنی مجھے اسکی تکلیف نہین دی ہے کہ مین اونکے اعمال کا علم
حاصل کرون مجھے جو تکلیف دی ہے سو اس بات کی کہ مین اونکو بلاؤن طرف ایمان کے اور طرف
اعتبار کرنے ایمان کے مین حرفون پیشون فقر و غنا کے ساتھ مکلف نہین ہون اونہون نے جو واتبعك
الا رذلون کہا تو گویا اس سے اشارہ کیا طرف اس بات کے کہ اونکا ایمان لانا نظر صحیح و فکر تام سے

۱۵ قافہ قوم سے قائف کی قائف کہتے ہین ردشناس کو وہ کہ کفش قدم کو پہچانتا ہے عرب مین اس فن کے لوگ بڑے ماہر ہوتے تھے ۱۲ منہ

نہین ہے صرف مال ورفعت کی توقع سی ہے پس حضرت نوح علیہ السلام نے اوسکا یہ جواب دیا یعنی مین
اونکے باطن حال پر واقف نہین ہون مین تو اونکے ظواہر پر واقف ہوا ہون کسی نے کہا معنی یہ ہین مینے
یہ بات نہین جانی ہے کہ اللہ پاک زمانۂ آیندہ مین اونکو تو ہدایت کریگا اور تمکو گمراہ کریگا اور اونکو توفیق دیگا
اور تمکو خوار کریگا اور اونکو ارشاد کرے گا اور تمکو بہکاوے گا ان حسابہم الا علی ربی لو تشعرون
یعنی نہین ہے اونکا حساب اور تلاش کرنا اونکے دل کی باتون کا اور اونکے اعمال کا مگر اللہ تعالی پر اگر ہوتے
تم شعور وفہم والون سے تو اونکو اونکے پیشون کی عارنہ دلاتے جمہور نے تشعرون بتاے فوقیہ پڑہا ہے
اور ابن ابی عبلہ وابن السمیفع واعرج وابوزرعہ نے بیاے تحتیہ گویا کفار سے خطاب کرنا ترک کیا اور التفات
کرکے اونکے حال سے خبر دینے لگے زجاج نے کہا الصناعات لا تضر فی باب الدیانات
یعنی پیشے باب دین مین ضرر رسان نہین ہوتے ہین حقیقت مین کیا خوب بات کہی ہے بالجملہ کفار کے
کلام سے جو مومنین کے ہانکنے کی طلب ظاہر ہوئی تھی سو حضرت نوح علیہ السلام نے اوسکا یہ جواب
دیا وما انا بطارد المومنین یعنی تمہاری طلب بے سود ہے مین مومنین کا ہانکنے والا نہین ہون اسواسطے
کہ ان انا الا نذیر مبین یعنی نہین ہون مین مگر ڈرانے والا واضح کرنے والا اوس شے کا جسکے
پہونچا دینے کا اللہ پاک نے مجھکو امر فرمایا ہے کہ مین اوسکو تمہاری طرف پہونچا دون یہ جملہ گویا علت ہے
ماقبل کی قالوا لئن لم تنتہ یا نوح لتکونن من المرجومین ۝ قال رب ان قومی
کذبون ۝ فافتح بینی وبینہم فتحا ونجنی ومن معی من المؤمنین ۝ فانجیناہ و
من معہ فی الفلک المشحون ۝ ثم اغرقنا بعد الباقین ۝ ان فی ذلک لایۃ ط
وما کان اکثرہم مؤمنین ۝ وان ربک لہو العزیز الرحیم ۝ بولے اگر نہ چہوڑیگا
اے نوح تو سنگسار ہوگا کہا اے رب میرے قوم نے مجھکو جہٹلایا سو فیصلہ کر میرے انکے بیچ کسی
طرح کا فیصلہ اور بچالے مجھکو اور جو میرے ساتھ ہین ایمان والے پہر بچا دیا ہمنے اوسکو اور جو اوسکے
ساتھ تھے اوس لدی کشتی مین پہر ڈبا دیا پیچھے اون رہے ہوؤنکو البتہ اس بات مین نشانی ہے اور وہ
بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا انتہی ف جبکہ حضرت
نوح علیہ السلام کا ٹھیرنا درمیان قوم کے دراز ہوا اور وہ رات دن پوشیدہ وظاہر اور آہستہ اور پکار کر
اللہ پاک کی طرف اونکو بلاتے رہے جتنی جتنی دعوت کی تکرار اوپر کرتے اوتنے ہی وہ کفر غلیظ وامتناع

الصافات ۱۸ ع ۶

شدید پر تنگی کرتے تھے اور کبر و عناد پر جمتے جاتے تھے دعوت نے اونمین کچھ اثر نہ کیا یہانتک کہ آخر مین یہ بولے کہ اے نوح اگر تو اپنے دین کی طرف ہماری دعوت کرنے سے باز نہ ہے گا تو تو سنگسار ہو گا یعنی ہم تجھے رجم کر ڈالین گے پس اسوقت اونہون نے بد دعا کی اللہ پاک نے وہ بد دعا اونکی قبول کر لی دعایہ کی رب ان قومی کذبون فافتح بینی وبینھم فتحا الایہ جسطرح کہ دوسری آیت مین کہا ہے فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر الی آخر الایۃ اور اسجگہ یون فرمایا ہے فانجیناہ ومن معہ الایہ فلک مشحون سے مراد بھری ہوئی کشتی ہے سامان واسباب سے اور جوڑون سے جو کہ ہر زوجین سے دو دو سمین لادلئے تھے یعنی ہمنے نوح کو نجات دی اور اون سب کو جو اوسکے تابع ہوئے تھے اور جنہون نے اوسکا انکار کیا اور اوسکے حکم کی مخالفت کی اون سب کو ہمنے ڈبا دیا کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان یہ ہے قوم نے کہا اے نوح اگر تو نہ چھوڑیگا عیب کرنا ہمارے دین کا اور گالی دینا ہمارے معبودونکا تو البتہ ہو گا تو سنگسار کئے ہوؤن سے یعنی ہم تجھے سنگسار کر ڈالین گے کسی نے کہا رجومین بمعنی مشتومین ہے رجم کے معنی دشنام دادن بھی ہین مطلب یہ ہے کہ ہم تجھے گالیان دینگے کسی نے کہا بمعنی مقتولین ہے یعنی ہم تجھے مار ڈالین گے غرضکہ درمیان اونکے اور قوم کے ایک مدت دراز تک تکرار و گفتگو ہوا کی بعد اسکے بحث و تکرار زبانی سے درگزر کر کے تجبر و توعد کیطرف رجوع ہوئے ڈانٹنے دھمکانے دباؤ بتانے لگے جب حضرت نوح علیہ السلام نے اونکی یہ بات سنی تو بولے اے رب میرے مجھے قوم نے جھٹلایا یعنی میری تکذیب پر اصرار کیا اور تصمیم کی بعد اسکے کہ مین نے اسقدر مدت دراز تک اونکی دعوت کی توحید کی طرف اونکو بلاتا رہا اونہون نے میری بات نہ سنی اور نہ میری دعوت قبول کی غرض اونکی اس قول سے صرف ظاہر کرنا اوس بات کا ہے جسکے سبب سے اونپر بد دعا کرتے ہین وہ یہی حق کا جھٹلانا ہے اونہون نے جو اونکو ڈرایا دھمکایا خفیف و سبک کیا بد دعا کا سبب یہ نہین ہے فافتح بینی وبینھم فتحا فتح بمعنی حکم ہے یعنی تو ہمارے درمیان وہ حکم کر جسکا ہر ایک ہم مین سے مستحق ہے غرض یہ ہے کہ عقوبت و ہلاک نازل کر سورۂ نوح مین جو اونہون نے مفصل دعا کی کی ہے یہ اوس دعا کی اجمالی حکایت ہے ونجنی ومن معی من المؤمنین یعنی اور نجات دے مجھکو اور اونکو جو میرے ساتھ مومنین ہین یہ انسٹھ آدمی تھے چالیس مرد اور چالیس عورتین جب اونہون نے یہ دعا کی تو اللہ پاک نے اونکی دعا قبول فرمائی پس ارشاد کیا فانجیناہ ومن معہ فی الفلک المشحون

۱۲ پھر پکارا اپنے رب کو کہ میں دبا گیا ہون تو بدلا لے

یعنی پس نجات دی ہمنے اوسکو اور اونکو جو اوسکے ساتھ تھے بھرے ہوئے کشتی مین جو کہ آدمیون اور حیوانون اور پرندون سے بھری تھی مشحون کہتے ہین کشتی کے بھرنے کو آدمیون سے اور جانورون سے اور سامان واسباب سے حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ مشحون بمعنی ممتلی ہے دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کیا تم جانتے ہو کہ مشحون کیا ہے ہمنے عرض کیا نہین فرمایا مُوقر تیسرا لفظ یہ ہے کہ فرمایا مثقل یعنی دونون کے ایک ہین یعنی گران بھاری بوجھل سامان وغیرہ سے ثم اغرقنا بعد الباقین یعنی پھر ڈبا دیا ہمنے بعد نجات دینے کشتی والون کے باقی لوگون کو اوسکی قوم سے ان فی ذلک لایۃ یعنی بیشک اس قصے مین البتہ ایک علامت وعبرت عظیم ہے وما کان اکثرھم مؤمنین اس سے یہ بات سمجھائی کہ اگر اونکے آدھے بھی مومن ہوتے تو وہ پکڑے نجاتے وان ربک لھو العزیز الرحیم یعنی بیشک رب تیرا البتہ قہر کرنے والا ہے اپنے دشمنون کو اور انتقام لینے والا ہے باین طور کہ جو کوئی جحد وانکار واصرار کرتا ہے اوسکی اہانت کرتا ہے اوسکو ذلیل وخوار فرماتا ہے بڑا مہربان ہے اپنے دوستون پر اور انعام کرنے والا ہے باین طور کہ جو کوئی توحید واقرار کرتا ہے اوسکی اعانت ومدد فرماتا ہے یہ اللہ پاک نے چوتھا قصہ حضرت ہود علیہ الصلوۃ والسلام کا ذکر فرمایا کذبت عاد المرسلین اذ قال لھم اخوھم ھود الا تتقون ۚ انی لکم رسول امین ۙ فاتقوا اللہ واطیعون ۚ وما اسئلکم علیہ من اجر ۚ ان اجری الا علی رب العلمین ۚ اتبنون بکل ریع ایۃ تعبثون ۙ وتتخذون مصانع لعلکم تخلدون ۚ واذا بطشتم بطشتم جبارین ۚ فاتقوا اللہ واطیعون ۚ واتقوا الذی امدکم بما تعلمون ۚ امدکم بانعام وبنین ۙ وجنت وعیون ۚ انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم ۝ جھٹلایا عاد نے پیغام لانیوالونکو جب کہا اونکو اونکے بھائی ہود نے کیا تمکو ڈر نہین مین تمہارے پاس پیغام لانے والا معتبر ہون سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہین مانگتا مین تمسے اسپر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اوسی جہان کے صاحب پر کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کھیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریان شاید تم ہمیش رہوگے اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اوس سے جسنے تمکو پہونچایا ہے جو کچھ جانتے ہو پہونچایا تمکو چوپایے اور بیٹے اور باغ اور چشمے مین ڈرتا ہون تمپر ایک بڑے دن کی آفت سے ف اون لوگون کو بڑا شوق تھا اونچے مضبوط منارے بنانے کا جس سے کچھ کام نہ نکلے گرنام اور ہنسی کی

عمارتین بھی بڑے تکلف سے مال خراب کرنے کو باغ ارم بھی انہین کا مشہور ہے انتہی ف
اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے بندہ و رسول ہود علیہ السلام کی اس بات کی کہ اونہون
نے اپنے قوم عاد کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا اونکی قوم احقاف مین رہا بسا کرتی تھی یہ احقاف ریت کے
پہاڑ تھے قریب حضرموت کے بلاد یمن کی جہت سے اونکا زمانہ بعد قوم نوح علیہ السلام کے تھا جس
طرح کہ سورۂ اعراف مین فرمایا ہے واذکروا اذ جعلکم خلفاء من بعد قوم نوح وزادکم فی
الخلق بسطۃ یہ لوگ غایت درجے کی قوت ترکیب وقوت وزور مین تھے بڑے حملہ آور وسخت گیر
و دراز قد تھے ارزاق واموال و اولاد بکثرت رکھتے تھے باغ نہرین کھیتیان میوے بہت کچھ تھے غرضکہ
انواع واقسام کی خوبیہاے دنیوی اونکو میسر تہین باوجود اس سب کے اللہ پاک کے ساتھ غیر
اللہ کو پوجا کرتے تھے سو اللہ تعالیٰ نے اونمین کے ایک آدمی ہود علیہ السلام کو رسول وبشیر ونذیر بنا کے
طرف اونکی بھیجا تو اونہون نے اللہ وحدہ کی طرف اونکی دعوت کی اور اوسکی نقمت وعذاب وطبش سے
اونکو ڈرایا اوسکی مخالفت مین پس اونسے ویسا کہا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا تہا یہانتک کہ
حضرت ہود علیہ السلام نے یہ فرمایا اتبنون بکل ریع ایۃ تعبثون ریع مین مفسرین کا اختلاف ہے
حاصل اوسکا یہ ہے کہ ریع مکان بلند کو کہتے ہین نزدیک مشہور شاہراہون کے دہان بنیان محکم مضبوط ہونا
ظاہر یا ہر بناتے تھے اسی لئے یون کہا ہے اتبنون بکل ریع ایۃ یعنی کیا تم بناتے ہو ہر شاہ راہ مشہور
مین ایک نشانی بناے مشہور تعبثون کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام جو تم کرتے ہو سو واسطے عبث کے نہ اس لئے
کہ اوسکی طرف کوئی حاجت ہے بلکہ واسطے مجرد لعب ولہو واظہار قوت کے اسی لئے اونکے نبی ہود
علیہ السلام نے اوپر اسکا انکار کیا کیونکہ اس کام مین وقت کا ضایع کرنا ہے اور بیفائدہ بدنون کو تھکانا ہے
اور مشغول ہونا ہے ایسی شے مین کہ نہ تو دنیا مین نفع دیتی ہے نہ آخرت مین اور اسی لئے یہ کہا وتتخذون
مصانع لعلکم تخلدون مجاہد نے کہا مصانع بروج مشیدہ وبنیان مخلد ہے یعنی مضبوط پختہ
مکانات جو ہمیشہ کو رہین ایک روایت مین مجاہد سے بروج حمام ہے قتادہ نے کہا ماخذ الماء
قتادہ نے کہا بعض نے کانکم خالدون پڑہا ہے اور قرارت مشہورہ مین لعلکم تخلدون ہے یعنی تاکہ
تم اقامت کرو اونمین ہمیشہ حالانکہ یہ بات تمکو حاصل ہونے والی نہین ہے بلکہ وہ تمسے زائل ہونیوالی
ہے جیسے اونسے زائل ہوئی جو تمسے پہلے تھے ابن ابی حاتم نے عون بن عبد اللہ بن عتبہ سے

۵۱ اور یاد کرو کہ تمکو سردار کیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ دیا تمکو بدن مین پیلا ۱۲
۵۲ یعنی وہ مضبوط بنے ہے جسمین بارش کا پانی جمع ہوتا ہے ماخذ جس سے ماخوذ کی ماخوذ یعنی توقع ہے ۱۲ منہ

روایت کیا ہے کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے جب کہ غوطہ ۵۱ مین وہ مکانات دیکھے جو مسلمانون نے نئے بنائے اور درخت لگائے تو اونکی مسجد مین کھڑے ہوئے پھر ندا کی اے اہل دمشق تو وہ اونکے پاس جمع ہوگئے پھر اللہ پاک کی حمد وثنا کی پھر فرمایا الا تستحیون تجمعون مالا تاکلون وتبنون مالا تسکنون وتاملون مالا تدرکون انہ قد کانت قبلکم قرون یجمعون فیوعون ویبنون فیوثقون ویاملون فیطیلون فاصبح املھم غرورا واصبح جمعھم بورا واصبحت مساکنھم قبورا الا ان عادا ملکت ما بین عدن وعمان خیلا ورکابا فمن یشتری منے میراث عاد بدرھمین یعنی کیا تم شرماتے نہین ہو کیا تم شرماتے نہین ہو جمع کرتے ہو وہ شے جسکو کھاتے نہین ہو بناتے ہو وہ مکان جسمین رہتے بستے نہین ہو آرزو کرتے ہو اوس شے کی جسکو پاتے نہین ہو بیشک تمسے پہلے بہت سے قرن گزر چکے ہین کہ وہ جمع کرتے پھر اوسکو سینتتے تھے اور مکان بناتے پھر اوسے مضبوط و پختہ کرتے اور آرزو کرتے تو لمبی تڑنگی کرتے پھر اونکی آرزو تو دھوکا ہوگئی اور اونکا جمع کیا ہوا ہلاک ہوگیا اکارت گیا اور اونکے مسکن ومکان قبرین ہوگئے سنتے ہو قوم عاد جسقدر گروہ اور اونٹ تھے درمیان عدن وعمان کے اون سب کے وہ مالک ہوئے پھر کون شخص ہے کہ میراث عاد کی بدلے دو درہم کے مجھسے خریدلے قولہ تعالیٰ واذا بطشتم بطشتم جبارین اور جب ہاتھ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے حضرت ہود علیہ السلام اونکی قوت وزور ودرشتی وسختی وجبروت و تکبر کا بیان فرماتے ہین فاتقوا اللہ واطیعون یعنی پوجو اپنے رب کو اور مطیع ہو اپنے رسول کے پھر جو نعمتین اللہ پاک نے اونکو عطا کی تھین اونکا یاد دلانا شروع کیا پس فرمایا واتقوا الذی امدکم بما تعلمون امدکم بانعام وبنین وجنات وعیون اور ڈرو تم اوس شخص سے جسنے مدد دی تمکو ساتھ اوس چیز کے کہ جانتے ہو مدد دی تمکو ساتھ چوپایون کے اور بیٹون کے اور باغون کے اور چشمون کے انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم یعنی بیشک مین ڈرتا ہون تمپر عذاب سے ایک بڑے دن کے اگر تمنے جھٹلایا اور مخالفت کی پس اونھون نے رغبت دیکر اور ڈرا کر ہر طرح سے اونکی دعوت کی مگر اسنے اونمین کچھ نفع نہ دیا کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ تانیث کذبت عاد المرسلین کے باعتبار اوسکی اسناد کے ہے طرف قبیلہ کے کیونکہ عاد اونکے پدر اعلےٰ کا نام ہے یہ شخص سام بن نوح کی نسل سے تھا مرسلین کے جھٹلانے کی وجہ باوجود اسکے کہ اونھون نے تکذیب نکی تھی مگر ایک رسول کی

۵۱ غوطہ بالضم ایک جا معروف ہے دمشق کی بغیرہ نوش تب دہ ۱۲ برھے ہمنین کریم مجدد جہان در نیا لک بیرہی ۱۲ منہ

عنقریب قصۂ نوح علیہ السلام مین گزر چکی ہے ہود علیہ السلام نسب کی راہ سے قوم عاد کے بھائی ہوتے تھے اسی لئے یون فرمایا اذ قال لھم اخوھم ھود یہ ایک تاجر خوبصورت مشابہ حضرت آدم علیہ السلام کے تھے چار سو چونسٹھ برس زندہ رہے الا تتقون کی تفسیر ویسی ہے جیسی کہ نوح علیہ السلام کے قول مین ابھی گزر چکی ہے اسی طرح تفسیر انی لکم رسول امین الایہ کی بھی ہو چکی ہے زمین سے جو مکان بلند ہو تا ہے اوسکو ریع کہتے ہین ریع جمع ہے ریعۃ کی محاورۂ عرب مین کہتے ہین کم ریع ارضک یعنی تیری زمین کی بلندی کتنی ہے ابو عبیدہ نے کہا ہے ریع بمعنی ارتفاع ہے جمع ریعۃ کی قتادہ و ضحاک و کلبی نے کہا ریع بمعنی طریق ہے حضرت ابن عباس و مقاتل و سدی بھی اسی کے قائل ہین اطلاق ریع کا اوس مکان پر جو بلند ہے زمین سے اہل لغت کے نزدیک معروف و مشہور ہے کسی نے کہا ریع بمعنی کوہ ہے واحد اوسکا ریعۃ ہے اور جمع ارباع آتی ہے مجاہد نے کہا ریع راہ فراخ ہے درمیان دو پہاڑون کے دوسری روایت اونسے یہ ہے کہ منظرہ ہے تیسر الفظا اونکا یہ ہے کہ تثنیہ صغیرہ ہے یعنی چھوٹا ٹیلا کسی نے کہا کہ برج حمام ابن اعرابی نے کہا ہے کہ ریع بمعنی صومعہ ہے اور ریع وہ برج ہے جو صحرا مین ہوتا ہے اور ریع تل عالی کو کہتے ہین یعنی پشتۂ بلند ریع مین دو لغت ہین کسر و فتح راے استفہام واسطے تقریع و توبیخ کے ہے معنی یہ ہین کیا تم بناتے ہو ہر جاے بلند مین ایک علم و نشانی و بنا کہ جسکے بنانے سے تم عبث کرتے ہو اور گزرنے والون سے لعب کرتے ہو اور اونسے مسخراپن کرتے ہو اس لئے کہ تم اوس بلند مکان سے راہ پر جو انکتے ہو پھر کوئی تمپر سے گزر کرتا ہے اوسکو ایذا دیتے ہو اور اوس سے ہنستے ہو کلبی نے کہا مراد اس سے عشارین کا عبث ہے جو لوگ اوپر سے گزرتے ہین اونکے مالون سے وہ لوگ عبث کرتے ہین اس قول کو ماوردی نے حکایت کیا ہے مصانع سے مراد وہ مکانات ہین جنکو لوگ منازل ٹھیراتے ہین ابو عبیدہ نے کہا ہر بنا مصنعہ ہے یہی قول کلبی وغیرہ کا ہے کسی نے کہا حصون مشیدہ ہین یعنی محکم مضبوط قلعی قالہ مجاہد وغیرہ زجاج نے کہا کہ مراد مصانع ماربن یعنی پانی کے حوض جو زمین کے نیچے بنائے جاتے ہین واحد اسکا مصنعہ اور مصنع ہے یعنی وہ حوض اور برکی جنمین وہ پانی جمع کیا کرتے تھے پس مصانع صہریجون کے قبیل سے ہین جوہری نے کہا مصنعہ بضم نون حوض ہے جسمین بارش کا پانی جمع کیا جاتا ہے اور مصانع حصون ہین عبد الرزاق نے کہا کہ مصانع ہمارے نزدیک یمن کی لغت مین قصور عالیہ ہین یعنی بڑے بڑے اونچے محل لعلکم تخلدون کا یہ مطلب ہے کہ تم ایسے ایسے اونچے مضبوط مکان بناتے ہو در آنحالیکہ تم

۵۱ جاے نگاہ کرنے و تیز پرنے ۱۲
۵۲ یعنی کبوتروں کے گھر
تین وہ رہتے ہین یعنی
ہین کہ اونمون سے بنا کرتے ہین
کے گھر بنانے سے تو حضرت
ہود نے اونکے بنانے کا
اوپر انکار کیا تعجبون کے
یہ معنی ہین کہ تم کبوتروں سے
کیسے ہو والعلم ۱۲ منہ
۵۳ صومعہ نصاری کی عبادت
ہے اوسکا سر بلند ہوتا
ہے ۱۲
۵۴ عشارین وہ
لوگ ہین جو راہگیرون سے محصول
ہین مسافرون سے ظلماً
محصول لیتے ہین ۱۲

امید رکھنے والے ہو اسبات کی کہ ہمیشہ ہو دنیا مین اس لئے کہ تم بعث کا انکار کرتے ہو اس وقت تو بیخ ظاہر ہے یا یہ معنی ہین تم عمل کرنے والے ہو مثل عمل اوس شخص کے جو کہ خلود کی امید رکھتا ہے سو اسی لئے تم اونکی بنا کو محکم و مضبوط کرتے ہو کسی نے کہا کہ لعل اسجگہ واسطے استفہام توبیخی کے ہے یہ قول زید بن علی کا ہے اور اسی کے قائل کوفی لوگ ہین یعنی کیا تم ہمیشہ ہمیشہ رہو گے جسطرح کہ عرب کے محاورے مین بولتے ہین لعلک تشتمنی یعنی کیا تو مجھے گالی دیتا ہے فراء نے کہا کہ تخلدون یعنی لعل بمعنی کی ہے عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے اسی طرح پڑہا ہے یعنی تاکہ تم ہمیشہ رہو موت مین فکر و غور نہ کرو کسی نے کہا معنی یہ ہین کانکم باقون مخلدون یعنی گویا تم باقی اور ہمیشہ رہنے والے ہو لعل کے معنی تشبیہ ہوئے حضرت ابن عباس نے بھی کانکم تخلدون کہا ہے نحاس نے حکایت کیا ہے کہ بعض قرأت مین کانکم مخلدون ہے مین نے کہا ہین نے نہین دیکھا اوس شخص کو جسنے تصریح کی ہو یہ کہ لعل تشبیہ کیواسطے ہوتا ہے جمہور نے تخلدون تخفیف پڑہا ہے

اور قتادہ نے بتشدید واذا بطشتم بطشتم جبارین یعنی جسوقت تم حملہ کرتے ہو ساتھ ضرب و قتل کے تو حملہ کرتے ہو جبار ہو کر یعنی بغیر رافت و رحمہ و مہربانی کے بطش کہتے ہین سطوۃ واحدۃ بعنف کو یعنی دباوڈالنا اور سخت گیری کرنا مجاہد وغیرہ نے کہا معنی یہ ہین کہ جسوقت تم ارادہ کرتے ہو بطش کا یہ اسلئے کہ شرط و جزا متحد ہو جائین زجاج نے کہا کہ بطش کا جواب پر انکار کیا ہے سو اسواسطے کہ بطش ظلم ہے ہاتھ مین سو بطش ساتھ کوڑے اور تلوار کے جایز ہے فرا نے کہا ہے کہ اونچے اونچے مکانون کا بنانا دال ہے جب دنیا پر اور مصانع کا بنانا دال ہے جب بقا پر اور جبابرت دلالت کرتی ہے جب تفرد پر ساتھ خلود کے یہ حقیقین الہیت کی ہین بندے کو اونکا حاصل ہونا ممتنع ہے خرتنکہ جب ہود علیہ السلام نے ان اوصاف قبیحہ کے ساتھ اونکا وصف کیا جو کہ دال ہین ظلم و عتو و تمرد و تجبر و سرکشی پر تو اونکو تقوی کا حکم دیا پس فرمایا فاتقوا اللہ والطیعون یعنی تم اسباب مین اللہ سے ڈرو اور جس بات کا مین نے تمکو امر کیا اوسمین میری اطاعت کرو اول تقوی کا اجمال کیا پہر اوسکی تفصیل کی واتقوا الذی امدکم بما تعلمون یعنی تم ڈرو اوس اللہ سے جسنے تمکو مدد دی ساتھ انواع انعام و اقسام خیر کے جو تمکو حاصل ہین اور تم اونکو جانتے ہو پہر اس اجمال کی تفصیل کی امدکم بانعام وبنین وجنات وعیون یعنی مدد دی اوسنے تمکو ساتھ چوپایون اور بیٹون کے اور باغون کے اور نہرون کے اور کنوون کے فعل کا اعادہ کیا ہے واسطے زیادت تقریر و تاکید کے اسواسطے کہ تفصیل بعد اجمال اور تفسیر بعد ابہام کو اس باب مین زیادہ تر دخل ہے پہر اونکو وعظ و نصیحت

وتحذیر کی پس فرمایا انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم یعنی اگر تمنے کفر کیا اور مصر رہے اوسبات پر جسمین تم گرفتار ہو اور ان نعمتون کا شکر نہ کیا تو مین تمپر ڈرتا ہون ایک بڑے دن کے عذاب سے مراد عذاب دنیوی واخروی ہے کیونکہ نعمت کی ناشکری کرنا اپنے پیچھے عقاب کو لاتا ہے جسطرح کہ نعمت کا شکر کرنا اپنے بعد زیادت نعمت کو لاتا ہے غرضکہ حضرت ہود علیہ السلام کے وعظ ونصیحت نے اونمین کچھہ نفع نہ کیا اونکی بات کا یہ جواب دیا قالوا سواء علینا آ وعظت ام لم تکن من الواعظین ۝ ان ھذا الا خلق الاولین ۝ وما نحن بمعذبین ۝ فکذبوہ فاھلکنٰھم ان فی ذٰلک لاٰیۃ ط وما کان اکثرھم مومنین ۝ وان ربک لھو العزیز الرحیم ۝ بولے ہمکو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے نصیحت کرنے والا اور کچھہ نہین یہ عادت ہے اگلے لوگون کی اور ہمکو آفت نہین آنے والی پہر اوسکو جھٹلانے لگے تو ہمنے اونکو کھپا دیا اسبات مین البتہ نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے قوم ہود کے جواب کی جو اوسنے ہود علیہ السلام کو دیا بعد اسکے کہ اونہون نے قوم کو ڈرایا انذار کیا ترغیب وترہیب کی حق کو اونکے واسطے واضح وظاہر کر دیا تو وہ بولے سواء علینا الآیۃ یعنی ہم جس بات پر ہین اوس سے نہ پھرینگے وما نحن بتارکی الھتنا عن قولک وما نحن لک بمومنین بات اسی طرح ہے کیونکہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ان الذین کفروا سواء علیھم ءانذرتھم ام لم تنذرھم لا یؤمنون وقال تعالی ان الذین حقت علیھم کلمۃ ربک الآیہ قولہ تعالی ان ھذا الا خلق الاولین بعض نے بفتح خاء وسکون لام پڑہا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور عوفی نے حضرت عبد اللہ بن عباس وعلقمہ ومجاہد سے روایت کیا ہے کہ مراد اونکی اس قول سے یہ ہے کہ نہین ہے یہ شے جسکو تو لیکر ہمارے پاس آیا ہے مگر اخلاق اولین ہے جسطرح کہ قریش کے مشرکون نے کہا وقالوا اساطیر الاولین اکتتبھا فھی تملی علیہ بکرۃ واصیلا وقال تعالی وقال الذین کفروا ان ھذا الا افک افترٰہ واعانہ علیہ قوم اٰخرون فقد جاءو ظلما وزورا وقالوا اساطیر الاولین دوسرے لوگون نے خلق اولین بضم خاء ولام پڑہا ہے مراد یہ ہے کہ اونکا دین اوجس امر پر وہ قائم ہین وہ دین ہے اگلے باپ دادون کا اور وہ اونکے تابع ہین اونکے پیچھے چلنے والے ہین زندہ رہینگے جیسے وہ زندہ رہے اور مرینگے جسطرح وہ مرے نہ بعث ہے نہ معاد ہے اسی لئے اونہون نے

ع ۱۱ ۱۸

۵۱ اور ہم ایسین نہین جو چھوڑنے والے ہون اپنے معبودون کو تیرے کہنے سے اور نہین ہم تجھہ پر ایمان لانے والے

۵۲ وہ پیغمبر ہے تمہارے واسطے امانتدار اوسکو چاہئے کہ تم اوسکی بات مانو اور اوسکا کہنا کرو

۵۳ جو ہمنے تجھہ سے کہا ہے تم ڈرسناؤ

۵۴ اور کہتے ہین کہ نہین ہے یہ شے جسکو تو لیکر ہمارے پاس آیا ہے مگر اگلون کی بات

۵۵ اور کہتے ہین کہ نہین ہے یہ مگر جھوٹ باندہ لایا ہے اوسکو اوسنے اور اوسکی مدد کی ہے اوسپر اور لوگون نے سو ظلم اور جھوٹ پر

یون کہا و مانحن بمعذبین علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ خلق الاولین سے مراد دین اولین ہے یہی قول عکرمہ و عطاء خراسانی و قتادہ و عبدالرحمن بن زید بن اسلم کا بھی ہے اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے قولہ تعالیٰ فکذبوہ فاھلکناھم کا یہ مطلب ہے کہ وہ لوگ نبی اللہ ہود علیہ السلام کی تکذیب و مخالفت و عناد و دشمنی پر مستمر رہے سو اللہ پاک نے اونکو ہلاک کر ڈالا اونکے ہلاک کرنے کا سبب قرآن شریف مین کئی جگہہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ پاک نے ریح صرصر عاتیہ کو اونپر بھیجا یعنی ہوا بغایت سخت چلنے والی اور نہایت سرد پس اونکے ہلاک کرنے کا سبب اونہین کی جنس سے ہوا کیونکہ وہ نہایت درجہ عاتی و سرکش و جبار و ظالم تھے سو اللہ پاک نے اونپر وہ شے مسلط کی جو اونسے بھی زیادہ تر عاتی و سرکش و قوی و زور دار تھے جسطرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے الم تر کیف فعل ربک بعاد ارم ذات العماد یہ لوگ عاد اولی ہین کما قال تعالیٰ وانہ اھلک عاد الاولی یہ لوگ ارم بن سام بن نوح کی اولاد سے تھے ذات العماد یعنی وہ لوگ کہ عمد مین بستے تھے جس کسی نے یہ زعم کیا ہے کہ ارم ایک شہر ہے سو اوسنے اس قول کو اسرائیلیات سے لیا ہے کعب و وہب کے کلام سے اسکی کوئی اصل اصیل نہین ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے التی لم یخلق مثلھا فی البلاد یعنی پیدا نہین کیا گیا مثل اس قبیلے کے اونکی قوت و شدت و جبروت مین اگر مراد اس سے کوئی شہر ہوتا تو اللہ پاک یون فرماتا التی لم یبن مثلھا فی البلاد اللہ پاک نے فرمایا ہے فاما عاد فاستکبروا فی الارض بغیر الحق وقالوا من اشد منا قوۃ اولم یروا ان اللہ الذی خلقھم ھو اشد منھم قوۃ وکانوا بایاتنا یجحدون ہم اول ذکر کر آئے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے نہین بھیجی تھی اونپر ہوا مگر بقدر بیل کی ناک کے وہ اپنے خازنون موکلون داروغون پر سرکش ہوئی یعنی مارے زور کے اونکے حکم سے نکلی جاتی تھی پہر اللہ پاک نے اوسکو اسباب مین اذن دیا تو وہ چلے سو اوسنے اونکے بلاد کو کنکرون سے مارا پہر اونکی ہر شے کو مارے کنکرون کے ہلاک کر ڈالا کما قال تعالیٰ تدمر کل شیء بامر ربھا وقال تعالیٰ فاما عاد فاھلکوا بریح صرصر عاتیۃ الی قولہ حسوما ای کاملۃ فتری القوم فیھا صرعی کانھم اعجاز نخل خاویۃ یعنی وہ بدن باقی رہگئے بدون سرون کے یہ یون ہوا کہ اونمین کے آدمی کے پاس ہوا آتی پہر اوسے اوکہاڑتی اور ہوا مین اوپر اوٹھا لیجاتی پہر اوسے اوسکے دماغ کے بل اوندہا مارتی پہر اوسکے

۵۱ قتر غبار کہنا کیا کیا ترجمہ ۔ ۵۲ اور یہ کہ وہ سرخ کپڑے ۔ ۵۳ سو وہ ہوا عاد حق عزور کرنے لگے ملک مین ناحق کا اور کہنے لگے کون ہم سے زیادہ زور مین کیا دیکھتے نہین کہ اللہ نے اونکو بنایا وہ تیا دہ بہ اونسے زور مین اور ہمارے زور مین سے ۵۴ اور کیا ۔ ۵۵ اور وہ ہوا جو علاوتی سو کیسے کو ۔ ۵۶ یعنی ۔ ۵۷ یقین کی اور تکذیب کی اور نافرمانی رسولون کی اور تعظیم نہ کی اونکی ۔ ۵۸ یعنی ۔ ۵۹ یعنی

دماغ کو کچلتی اور اوسکے سر کو توڑتی اور اوسکو ڈالدیتی تھی گویا وہ چٹین کھجور کی ہین اوکٹری پڑی
اونہون نے پہاڑون اور کہوون اور غارون مین بچاو کیا تہا اونمین محفوظ ہوکر بیٹھے تھے اپنے واسطے
زمین مین آدہے بدن تک کے گڑہے کہودے تھے غرض یہ کہ اونمین بیٹہکر بچے رہینگے سو اسنے اللہ
کے حکم سے کچہہ بہی اونسے دفع نہ کیا یہ کاریگری اونکی کچہہ کام نہ آئی کیونکہ اللہ کی اجل جو وقت آجاتی
ہے تو تاخیر نہین کی جاتی ہے اسی لئے اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا فکذبوہ فاھلکناھم الایۃ
ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ تیرا وعظ وعدم وعظ ہمارے نزدیک دونون برابر ہین ہم اونمین سے
کسی شے کی پروا نہین کرتے ہین اور نہ جو تو کہتا ہے اوسکی طرف ملتفت ہوتے ہین اور نہ جس حال
مین ہم ہین بسبب اوسکے اوس سے باز رہتے ہین حاصل یہ ہے کہ اونہون نے یہ بات ظاہر کی کہ ہمکو
تیرے کلام کی کچہہ پروا نہین ہے اور جو مواعظ و نصایح تو نے وارد کئے ہین وہ خفیف و سبک
و بے حقیقت ہین وعظ ایک کلام ہے جو کہ دل کو نرم کرتا ہے ساتھ ذکر کرنے وعدہ و وعید کے
ام لم تکن من الواعظین فرمایا ام لم تعظ نہ کہا واسطے رؤس آیات کے اور رعایت قوافی کی مخشری
نے اسکی ایک وجہ بیان کی ہے کہا ہے کہ یہ عبارت ابلغ ہے اونکی قلت اعتدادمین ساتھ اونکے
وعظ کے ام لم تعظ سے مطلب یہ ہے کہ اونہون نے جو اوعظت ام تکن من الواعظین کہا غرض
اونکی اس سے یہی ہے کہ ہم تمہارے وعظ کو کسی گنتی شمار مین نہین لاتے ہین ہمارے نزدیک اوسکی
کچہہ قدر نہین ہے محض بے حقیقت ہے سو یہ مضمون دو عبارتون مین ادا ہوسکتا ہے ایک عبارت
یہ ہے سواء علینا اوعظت ام لم تکن من الواعظین دوسری یہ ہے اوعظت ام لم تعظ لیکن
ان دونون مین فرق ہے پہلی مین مبالغہ زیادہ ہے بہ نسبت ثانی کے کیونکہ پہلی کے یہ معنی ہین برابر
ہی ہے کیا تو کرے اس فعل کو جو کہ وعظ ہی یا نہو تو اصلا اہل وعظ سے یعنی ہماری بے پروائی مین تیرے وعظ سے تیرا وعظ اور تیرا
اہل وعظ سے اصلا نہونا دونون برابر ہین گویا یون کہا کہ تو وعظ کرے یا تو چکنا پتہر ہو ہمارے نزدیک یہ
دونون باتین برابر ہین بلا شک اسمین اوعظت ام لم تعظ سے زیادہ تر مبالغہ ہے اسی لئے باوجود اسکے
کہ مقابلہ مقتضی اسی عبارت کا تہا اور یہ مختصر بہی تہی لیکن بوجہ مبالغہ مذکورہ کے اول عبارت کو باوجود
طول کے اختیار کیا عباس نے ابو عمرو سے اور شبہ نے کسائی سے روایت کیا ہے اوعظت بادغام
ظاء کے تا سے فوقیہ مین یہ قول بعید ہے اسواسطے کہ حرف ظاء حرف اطباق ہے وہ اوسی حرف

مین مدغم ہوتا ہے جو اوس سے بغایت قریب المخرج ہے عاصم و اعمش و ابن محیصن سے بھی یہ قول مروی ہے باقی قرار کی قرارت باظہار لحاظے معجمہ ہے ان ھذا الا خلق الاولین تعلیل ہے ماقبل کی یعنی نہین ہے یہ دین جسکو تو لیکر ہمارے پاس آیا ہے مگر عادت اگلون کی جسپر وہ تھے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ نہین ہے یہ جسپر ہم ہین مگر عادت اولین کے یعنی اوس بنا پر ہین جو فراء وغیرہ نے کہا ہے کہ معنی خلق الاولین کے عادت الاولین ہین نحاس نے کہا ہے کہ خلق الاولین نزدیک فراء کے بمعنی عادۃ الاولین کے ہے اور محمد بن ولید نے ہمسے حکایت کیا وہ محمد بن یزید سے راوی ہین کہا کہ خلق الاولین سے مراد اگلون کا مذہب ہے اور وہ شے جسپر اونکا امر جاری ہوا یہ دونون قول قریب یکدیگر ہین کہا اور ہمکو محمد بن یزید سے یہ حکایت کی کہ معنی خلق الاولین کے تکذیب الاولین ہین مقاتل نے کہا اون لوگون نے یہ کہا ہے کہ نہین ہے یہ جسکی طرف تو ہمکو بلاتا ہے مگر کذب ہے اگلون کا واحدی نے کہا اور یہ قول ہے حضرت ابن مسعود و مجاہد کا کہا کہ خلق و اختلاق بمعنی کذب ہے اسی معنی سے یہ آیت ہے وتخلقون افکا ابن کثیر و ابو عمرو و کسائی و یعقوب نے خلق بفتح خا و سکون لام پڑہا ہے باقی کی قرارت بضم ہر دو ہے ہروی نے کہا ہے کہ معنی اوسکے پہلی قرارت کی بنیاد پر اختلاق و کذب اولین ہین اور دوسرے کی بنا پر عادۃ الاولین ہین یہ تفصیل ہروی ہے ابن اعرابی نے کہا ہے کہ خلق بمعنی دین و طبع و مروءۃ ہی ابو قلابہ نے بضم خا و سکون لام پڑہا ہے یہ قرارت ضم ہر دو کی تخفیف ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد آیت سے اوسی شخص کا قول ہے جسنے کہا ہے کہ معنی یہ ہین نہین ہے یہ جسپر ہم ہین مگر عادت اولین کی اور اونکا فعل اُس کی تائید اونکا یہ قول کرتا ہے وما نحن بمعذبین یعنی ہم عذاب نہ کیے جائین گے بطش وغیرہ پر جسکو ہم کرتے ہین منجملہ اون اعمال کے جسپر ہم قایم ہین دنیا مین اور نہ بعث ہے نہ حساب فکذبوہ فاھلکناھم یعنی پہر اونہون نے ہود کی تکذیب کی مطلب یہ ہے کہ اوسکی تکذیب پر اصرار کیا تو ہمنے اونکو ہلاک کر ڈالا دنیا مین ہوا سے جسطرح کہ قرآن شریف نے اسکی تصریح فرمائی ہے کئی جگہہ یہ ہوا سرد تھی نہایت سخت آواز والی سات رات اور آٹھہ دن اوپر مسلط کی گئی تھی اول اوسکا چہارشنبہ کی صبح سے ہوا تھا آٹھہ راتین شوال کی باقی رہی تھین موسم سرما کے آخر مین وہ ہوا چلی تھی پہر جب اللہ پاک حضرت ہود علیہ السلام اور اونکی قوم کے قصے سے فارغ ہوا تو حضرت صالح علیہ السلام اور اونکی قوم کا قصہ ذکر کیا پس ارشاد فرمایا کذبت ثمود المرسلین ع ○ صلے اذ قال

لھم اخوھم صٰلح الا تتقون ۚ انی لکم رسول امین ۙ فاتقوا اللہ واطیعون ۚ
وما اسئلکم علیہ من اجر ۚ ان اجری الا علی رب العٰلمین ۙ جھٹلایا ثمود نے پیغام
لانیوالون کو جب کہا اونکو اونکے بھائی صالح نے کیا تمکو ڈر نہین مین تم پاس پیغام لانے والا ہون
معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہین مانگتا مین تمسے اوسپر کچھہ نیگ میرا نیگ ہے اوسی جہان کے
صاحب پر انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ عزوجل خبر دیتا ہے طرف سے
اپنے بندہ ورسول صالح علیہ السلام کی کہ اوسنے اونکو بھیجا طرف اونکی قوم ثمود کے یہ لوگ عرب تھے
مدینۂ حجر مین بستے تھے یہ شہر درمیان وادی القری اور بلاد الشام کے تھا انکے مساکن ومکانات
معروف مشہور ہین جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبور شام کا ارادہ فرمایا تو آپ تبوک
کی طرف پہونچے پہر مدینے کی طرف مراجعت فرمائی تاکہ اسکے واسطے طیاری کرین اوسوقت آپ کا گزر
دیار ثمود پر ہوا تھا اس باب مین جو حدیثین مروی ہین ہم اون کو سورۂ اعراف مین
ذکر کر آئے ہین غرض کہ یہ قوم بعد عاد کے اور قبل خلیل جلیل علیہ السلام کے تھی اونکے نبی حضرت
صالح علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی طرف اونکو بلایا کہ اوسی وحدہ لاشریک لہ کو پوجین اور جو رسالت
اونکو پہونچائی ہے اوسمین اونکا کہا مانین سو اونہون نے اونکو نہ مانا اور اونکو جھٹلایا اور اونکی مخالفت کی اونکو
اسبات کی خبر دی کہ اونکی دعوت کے عوض مین اونسے کچھہ مزدوری نہین چاہتے ہین وہ تو اسکا ثواب
اللہ عزوجل سے طلب کرتے ہین پہر جو آلاء ونعماے الٰہی اونپر تھین وہ اونکو یاد دلائین ف فتح البیان
مین ہے کہ مراد مرسلین سے حضرت صالح علیہ السلام ہین وجہ جمع کی اول گزر چکی ہے ثمود نام ہے
قبیلہ کا حضرت صالح کے دادا کا نام ثمود تھا اونہین کا نام قبیلے کا رکھدیا اسی لئے اونکو قوم کا بھائی
فرمایا نسب کی راہ سے وہ اونکے بھائی تھے کیونکہ یہ اعلے مین قوم کے ساتھہ جمع ہوتے تھے دوسو سی
برس زندہ رہے درمیان اونکے اور ہود علیہ السلام کے سو برس کا فاصلہ تھا باقی آیات کی تفسیر قصۂ
ہود علیہ السلام مین ابھی گزر چکی ہے غرضکہ حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کو اللہ پاک کی نعمتین یاد
دلائین پس فرمایا اتترکون فی ما ھٰھنا اٰمنین ۙ فی جنٰت وعیون ۙ وزروع ونخل
طلعھا ھضیم ۚ وتنحتون من الجبال بیوتا فرھین ۚ فاتقوا اللہ واطیعون ۚ ولا تطیعوا امر المسرفین ۙ
الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون ۝ کیا چھوڑ دینگے تمکو جہان کی چیزون مین

۱۱ وترجمہ ثانی کہ تمکو اون نعمتون مین کہ ذکر ہوا تم کو امن ہے ترجمہ السعدی وترجمہ ثالثہ کہ تمکو وہان امن ہے تحقیق دے نازل است حضرت شاہ ولی اللہ رضی اللہ عنہ اور کچھہ رون کے کہ فرشتہ اونکا پیغمبر تھا شاہ رفیع الدین رضی اللہ عنہ

ٹڑ دہاغون مین اور چشمونمین اور کھیتیون مین اور کھجورون مین جنکا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑون
کے گھر تکلف سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہ مانو حکم بیباک لوگونکا جو بگاڑ کرتے ہین ملک
مین اور سنوار نہین کرتے انتہی ف حضرت صالح علیہ السلام اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرتے ہین
اور اونکو ڈراتے ہین کہ اللہ پاک کی نقمتین اونپر نازل ہون انواع و اقسام کی نعمتین جو اونپر ہین وہ اونکو
یاد دلاتی ہین اللہ تعالی نے اونکو طرح طرح کا رزق عطا کیا تہا اس کثرت سے کہ گویا مینہ کی طرح اونپر برس
رہا تہا خوفناک چیزون سے اونکو بے خوف رکہا تہا ہر قسم کا امن اونکو دیا تہا باغات اونکے واسطے
لگا دئے تھے جاری چشمے اونکے لئے نکالدئے تھے ہر قسم کی کھیتیان اور میوے پیدا کئے تھے اسی لئے
یون فرمایا ونخل طلعها هضيم مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک نے تمکو ہر قسم کی نعمتین عطا کین باغ
چشمے کھیتی کھجور کے باغ تمکو دئے ایسی ایسی نعمتون مین رات دن تم لوٹ پوٹ رہے ہو خوب عیش و
آرام مین رہتے ہو بے روک ٹوک بے خوف اچھی طرح سے بسر کرتے ہو تمکو چاہئے کہ جس مالک الملک
نے تمکو یہ سب کچھ محض اپنے فضل و کرم سے دیا ہے ان نعمتون پر اوسکا شکر ادا کرو اور ایسے کام مت کرو
کہ تمپر اوسکی نقمت و عقوبت نازل ہو بالجملہ عوفی نے حضرت ابن عباس سے طلعها هضيم کی تفسیر مین
روایت کیا ہے کہ اینع و بلغ فهو هضيم مطلب یہ ہے کہ جب شگوفۂ درخت خرما پختہ ہو جاتا ہے
تو اوس شگوفے کو هضيم کہتے ہین علی بن ابی طلحہ کا لفظ اونسے یہ ہے کہ هضيم یعنی معشبۃ مطلب یہ ہے
کہ عشب کہتے ہین گیاہ تر کو گویا معنی یہ ہوئے کہ اونکا شگوفہ تر و تازہ ہے اسمعیل بن ابی خالد نے عمرو بن
ابی عمرو سے روایت کیا ہے اور عمرو نے صحابہ کو پایا ہے یہ عمرو حضرت ابن عباس سے راوی ہین فرمایا
کہ اذا ارطب و استرخی حاصل یہ ہے کہ جب شگوفۂ درخت خرما کی کھجورین پک جاتی ہین اور وہ لٹک
پڑتا ہے تو اوس شگوفے کو هضيم کہتے ہین گویا معنی یہ ہوئے کہ اونکے شگوفے کی کھجورین پکی ہوئی ہین
اور مارے کثرت کھجورون کے جہک گیا ہے ٹوٹا پڑتا ہے قول اخیر کو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے
پہر کہا ہے کہ ابو صالح سے بہی مثل اسکے مروی ہے بہی تین قول حضرت ابن عباس کے فتح البیان
و فتح القدیر مین مذکور ہین حاصل سب کا یہی ہے کہ اونکے شگوفے تازہ و تر اور پختہ ہین کھجورین اونمین بکثرت
ہین مارے کثرت کے ٹوٹے پڑتے ہین چونکہ مقام امتنان ہے اس لئے کھجور کے درختون کو موصوف
بوصف مذکور کیا ہے کیونکہ کھجور کے باغ کی یہ حالت بغایت مرغوب و مطلوب ہوتی ہے ابو اسحق نے

لہ
یہ تفسیر فتح القدیر و فتح البیان مین معشبۃ ہے ظلیم ایٹیک سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ طلع مذکر ہے ہان باعتبار بعض تاویل درست ہو سکتی ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

ابو العلاء سے روایت کیا ہے کہ ھو المرہبب من الرطب مجاہد نے کہا ھو الذی اذا ایبس تھشم وتفتت وتناثر قول اول کی بنا پر طلع ہضیم کے یہ معنی ہین کہ اوس شگوفے کی پکی کھجورین خشک کی گئی ہین کھجور والون کی یہ عادت ہوتی ہے کہ کوئی تو پکی تر تازہ کھجور کہاتا ہے کوئی اوسکے شگوفے کو توڑکر سکھا کر کہاتا ہے ہر ایک مین لذت علحدہ ہوتی ہے کسیکو یہ پسند ہے کسیکو وہ مرغوب ہے منت یہ ہوئی کہ اللہ پاک نے تمہارے واسطے ایسے ایسے عمدہ میوے پیدا کئے ہین کہ ہر شخص اپنے مذاق کے موافق اوس سے بہرہ یاب ہوتا ہے اور مزہ اوٹھاتا ہے دوسرے قول کی بنا پر یہ معنی ہین کہ جسوقت شگوفہ خشک ہوجاتا ہے تو ٹوٹ جاتا ہے اور کھرٹ پتا ہے یہ حالت اوسکے خوب پکجانیکی ہی منت یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنی قدرت سے اوسکو پیدا کیا اوسکو محفوظ رکھا پھر اوسکے غایت مطلوب کو پہونچایا پھر وہ خشک ہوکر کلمر گیا یہ سب تمہارے انعام ہے کہ مرے سے اوسکو کھاؤ اور مالک کا شکر کرو ابن جریج نے کہا ہے کہ مین نے عبد الکریم سے سنا کہا مجھے خبر دی امیہ نے کہا مین نے مجاہد سے سنا وہ کہتے تھے ونخل طلعہا ھضیم کہا حین یطلع تقبض علیہ فتھضمہ فھو من الرطب الھضیم ومن الیابس الھشیم تقبض علیہ فتھشمہ عکرمہ وقتادہ نے کہا الھضیم الرطب اللین یعنی شگوفہ تر وتازہ ونرم ونازک ضحاک نے کہا جسوقت پھل کا بوجھ بہت ہوجاتا ہے اور بعض بعض پر سوار ہوجاتا ہے تو اوسوقت وہ ہضیم ہے کبھی یون کہا کہ ہضیم وہ شگوفہ ہے جب کہ متفرق ہوجاتا ہے اور سبز ہوجاتا ہے حضرت حسن نے فرمایا ہضیم وہ ہے جسکے گٹھلی نہو ابو صخر نے کہا ہضیم وہ ہے جو تو نے دیکھا ہے شگوفہ کو جبکہ پھٹ جاتا ہے اوس سے غلاف پھر تو دیکھتا ہے شگوفے کو کہ بعض بعض سے چپکا ہوا ہے سو ہضیم وہ ہے قولہ تعالیٰ وتنحتون من الجبال بیوتا فارھین حضرت ابن عباس وغیرہ واحدی نے کہا ہے یعنی حاذقین معنی یہ ہین کہ تم تراشتے ہو پہاڑون سے گھر دراینحال کہ تم اس کام مین ماہر ہو خوب کاریگری سے بلا تکلف بناتے ہو دوسری روایت اونسے یہ ہے کہ شرہین اشرین اس معنی کو مجاہد اور ایک جماعت نے اختیار کیا ہے یعنی دراینحال کہ تم حرص کرنے والے ہو اور تبختر و مال مستی کرنیوالے ہو اور خوشی کے مارے پھولے نہین سماتے ہو اُن دونون قولون مین کسی طرح کی منافات نہین ہے کیونکہ یہ گھر جو وہ پہاڑون مین تراش کر بناتے تھے سو واسطے تبختر اور مال مستی اور اترانے کے اور عبث و بے فائدہ بناتے تھے اونکے بنانے کی

کوئی حاجت نہ تھی اور وہ اونکے بنانے تراشنی نقش ونگار کرنے مین ماہر ہوشیار پختہ کار تھے چنانچہ جس کسی نے اونکے مکانات کو دیکھا ہے اوسنے اونکے حال سے اسبات کا مشاہدہ کیا ہے اسی لئے حضرت صالح نے اونسے یون فرمایا فاتقوا اللہ واطیعون یعنی تم اوس کام پر متوجہ ہو جسکا فائدہ دنیا وآخرت مین تمپر عائد ہو وہ کام بھی پوچنا ہے اپنے رب کو جسنے تمکو پیدا کیا اور رزق وروزی تم کو دی تاکہ اوسی کو پوجو اور توحید کرو زبان سے اوسکو ایک کہو اور دل سے ایک جانو اور صبح وشام اوسکی تسبیح کرو ولا تطیعوا امر المسرفین الذین یفسدون فی الارض ولا یصلحون مراد مسرفین سے اونکے رئیس وسردار اور بڑے لوگ ہین جو کہ شرک وکفر ومخالفت حق کی طرف اونکو بلاتے تھے کذا فی ابن کثیر مع التوضیح ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ہمزہ واسطے استفہام انکار توبیخی کے ہے یعنی تم مت گمان کرو اور نہ تمکو لایق ہے کہ اعتقاد کرو اسبات کا کہ چھوڑ رکھے جاؤ لوٹتی پوٹتے ان نعمتون مین جو تمکو الہ پاک نے عطا کی ہین بے خوف ہوکر موت یا عذاب سے باقی رہنے والے دنیا مین چونکہ اس آیت مین نعمتونکا ابہام کیا تھا اسلئے اوسکی تفسیر اس قول مین کی کہ فی جنات وعیون وزروع ونخل طلعها هضیم نخل کا ذکر کیا باوجود اسکے کہ وہ داخل تھے جنات مین سو اس لئے کہ اوسکو فضیلت ہے باقی درختون پر بوجہ فضیلت کے اوسکو علحدہ ذکر کیا یا اسواسطے کہ مراد جنات سے نخل کے سوا اور درخت ہین بہت وقت شے واحد کو ایسے لفظ سے ذکر کرتے ہین کہ وہ عام ہوتا ہے اوس شے کو اور اوسکے غیر کو جسطرح کہ نعم کو ذکر کرتے ہین اور قصد نہین کرتے اوس سے مگر اونٹون کا اور اسی طرح جنت کا ذکر کرتے ہین اور مراد نہین لیتے اوس سے مگر نخل کے سوا اور درخت لیکن وجہ اول اولیٰ ہے نخل اسم جمع ہے واحد اسکا نخلۃ ہے اور ہر اسم جمع جو اسطرح کا ہے اوسکا استعمال مؤنث ومذکر دونون طرح ہوتا ہے اور نخیل بیاسے نخلتانی بالاتفاق مؤنث ہے طلع اول مایطلع من الثمر ہے یعنی ثمر نخل جو اول نکلتا ہے اوسکو طلع کہتے ہین صراح مین کہا ہے شگوفہ نخستین بر درخت خرما بعد اوسکے اوسکا نام خلال ہے پھر بلح پھر بسر پھر رطب پھر تمر بیضاوی نے کہا ھو ما یطلع منھا کنصل السیف فی جوفہ شمراخ القنو انتھی یعنی طلع وہ شے ہے جو نکلتی ہے کھجور کے درخت سے مثل بھال تلوار کے اوسکے جوف مین خوشۂ خرما کی شاخین ہوتی ہین اوسکی تشبیہ تلوار کی بھال کے ساتھ شکل وہیئت مین ہے اول اوسکی شکل اسی طرح کی ہوتی ہے ہضیم کے معنی ہین نضیج رخص لین لطیف

۵۱ فتوبعی توشۂ خرما ہے اور شماریخ بایسکہ بایسکہ ہیئتون کو کہتے ہین برتا ہون پر کھجورین لگتی ہین ۱۲ منہ

یعنی پختہ ونرم ونازک طلع نخل کبھی تو لطیف ونرم ہوتا ہے بوجہ لطافت ثمر کے اور کبھی کھجور مادہ ہوتی ہے تو اوسکا طلع لطیف ونازک ہوتا ہے بخلاف نر کے کہ اوسکا طلع ہضیم ولطیف نہین ہوتا بلکہ غلیظ وسخت ہوتا ہے دوسرے یہ ہے کہ خرمائے برنی کا طلع زیادہ تر لطیف ہوتا ہے خرمائے لون کے طلع سے برنی بہترین خرما ہے اور لون ردی ترین مدینے والے برنی اور عجوہ کے سوا اور کھجورون کو الوان بولتے ہین غرض یہ ٹھیری کہ طلع ہضیم یعنی پختہ ونرم ونازک کے ہے اس معنی کی بنا پر ہضیم ماخوذ ہوگا ہضم بفتحتین سے ہضم کے معنی ہین رقت ونزاکت کے یعنی باریکی والا غرض یا طلع ہضیم کے یہ معنی ہین کہ ثمر کی کثرت کے مارے لٹکا پڑتا ہے ٹوٹا پڑتا ہے اس معنی کی بنا پر ماخوذ ہوگا ہضم یعنی کسر سے مختار مین کہا ہے کہ طلع کو ہضیم جبتک کہتے ہین کہ وہ اپنے غلاف سے نہ نکلا ہو اس لئے کہ اسوقت بعض اوسکا بعض مین داخل ہوتا ہے ماوردی نے ہضیم کے معنی مین بارہ قول نقل کئے ہین احسن وانسب یلغت وہی قول ہے جو اول مذکور ہوا ہے وتنحتون من الجبال بیوتا فارھین نحت بمعنی بخر دیری ہے نحتہ ینحتہ بالکسر براہ نحاتہ بمعنی برایہ ہے یعنی تراشہ منحت اوس آلے کو کہتے ہین جس سے تراشتے ہین ابن کثیر وابوعمرو وابن ذکوان نے فرہین بدون الف پڑہا ہے باقی قرار کی قرارت فارہین بالف ہے ابوعبیدہ وغیرہ نے کہا ہے کہ دونون کے ایک معنی ہین فرہ کے معنی نشاط وشدت فرح کے ہین یعنی انتہا درجے کی [illegible] کے بھولا نسمائے ابوعبید وغیرہ نے دونون مین فرق کیا ہے کہا کہ فارہین بمعنی حاذقین [illegible] قول حضرت ابن عباس کا بھی [illegible] تراشنے مین ماہر کسی نے کہا متجبرین اور فرہین کے معنی ہین بطرین اشرین اسکے قائل مجاہد وحضرت ابن عباس وغیرہ ہین کسی نے کہا شرہین ضحاک نے کہا کیسین قتادہ نے کہا معجبین ناعمین آمنین بھی قول حضرت حسن کا بھی ہے کسی نے کہا فرحین اخفش اسی کے قائل ہین ابوزید نے کہا اقویاء فرہین مین نو قول ہوئے فارہین کے یہ معنی ہین کہ تم تراشتے ہو پہاڑون سے گھر درانحال کہ اونکے بنانے مین ماہر ہو یا تجبر وتکبر کرنے والے ہو اور فرہین کے یہ معنی ہوئے کہ تم تنعم ومال مستی کرنیوالے ہو یا بغایت حرص کرنے والے ہو یا زیرک ودانشمند وہوشیار ہو یا عجب ونازکرنے والے بے خوف ہونے والے ہو یا خوش ہونے والے یا قوی زور آور زبردست ہو یہ لوگ اپنے گھر پہاڑون سے تراشکر بنایا کرتے تھے جبکہ اونکی عمرین دراز ہوئین اور مٹی ڈہیلون کے مکانات گر گئے اس لئے کہ اونکی چھتین اور دیوارین اونکی عمرین فنا ہونے سے پہلے بوسیدہ ہوجاتی تھین خطیب

۱۵ نحت تا افشین بزبر تا آخر ضمین بری فتح ہر سہ نون

کہا ہے کہ اوہ نین کا آدمی تین سو برس زندہ رہتا تھا ہزار برس تک اسی طرح قوم ہود کا حال تھا غرضکہ حضرت صالح علیہ السلام نے اون سے فرمایا کہ تم اللہ سے ڈرو اور جس بات کا مین نے تمکو امر کیا ہے اوہین میرا کہا مانو اور مسرفین کی اطاعت مت کرو مراد مسرفین سے مشرکین ہین کسی نے کہا وہ نو آدمی ہین جنہون نے اونٹنی کی کونچین کاٹ ڈالین تہین امر کو طاع ٹھیرایا بنا بر مجاز کے نسبت حکمی ایقاعی مین اور مراد آمر ہے یعنی حکم کرنیوالونکا کہا مت مانو پہر اون مسرفون کا اللہ پاک نے یہ وصف بیان کیا کہ وہ فساد کرتے ہین زمین مین اور اصلاح نہین کرتے ہین یعنی اونکی عادت یہی ہے کہ وہ زمین مین بگاڑ کرتے ہین اللہ پاک کی طاعت کے ساتھہ صلاح ہونے پر گز کبھی صادر ہی نہین ہوتی پس اونہون نے اپنے نبی کی بات کا یہ جواب دیا قالوا انما انت من المسحرین ○ ما انت الا بشر مثلنا ۚ فأت بایۃ ان کنت من الصدقین ○ قال ھذہ ناقۃ لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم ۚ ○ ولا تمسوھا بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم ○ فعقروھا فاصبحوا ندمین ○ فاخذھم العذاب ط ان فی ذلک لایۃ ط وما کان اکثرھم مؤمنین ○ وان ربک لھو العزیز الرحیم ۚ ○ بولے تجھپر تو کسی نے جادو کیا ہے تو یہی ایک آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے کہا یہ اونٹنی ہے اوسکو پانی پینے کی ایک باری اور تمکو باری ایک دن کی مقرر اور نہ چھیڑیو اوسکو بری طرح پہر پکڑے تمکو آفت ایک بڑے دن کی پہر کاٹ ڈالی وہ اونٹنی پہر کل کو رہگئے پچتاتے پہر پکڑا اونکو عذاب نے البتہ اس بات مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم کرنے والا ف اونٹنی پیدا ہوئی پتھر مین سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح کی دعا سے وہ چھوٹی پھرتی جس جنگل مین چرنے جاتی سب مواشی بھاگ کر کنارے ہو جاتے جس تالاب پر پانی کو جاتی سب مواشی وہان سے بھاگ گئے تب یون ٹھیرایا کہ ایک دن وہ پانی پر جاوے ایک دن اور ون کے مواشی جاوین ف ایک عورت بدکار کے گھر مواشی بہت تھے چارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے ایک یار کو سکھایا اوسنے اونٹنی کے پانون کاٹ کر ڈالدیے اوسکے تین دن بعد عذاب آیا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے ثمود کی اور اونکے جواب کی جو اونہون نے اپنے نبی صالح علیہ السلام کو دیا جبکہ اونہون نے اونکے رب عزوجل کی عبادت کی طرف اونکو بلایا تو وہ یہ بولے انما انت من المسحرین مجاہد و قتادہ نے کہا مراد اونکی من المسحورین ہے یعنی تو تو اون لوگون مین سے ہے جنپر کسی نے جادو کر دیا ہے ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

۸ ع ۱۹ ۱۲

سے روایت کیا ہے کہ من المسحرین یعنی من المخلوقین مطلب یہ ہے کہ تو تو ایک خلق ہے مخلوقات سے بعض نے اس معنی پر شاعر کے قول سے استشہاد کیا ہے ؎

فان تسألینا فیم نحن فاننا	عصافیر من ھذا الانام مسحر

یعنی اون لوگون سے کہ جنکے واسطے سحر ہے سحر کہتے ہین پھیپھڑے کو یعنی تو آدمیون کی جنس سے ہے ظاہر تر اسباب مین قول مجاہد و قتادہ کا ہے کہ وہ یون کہتے ہین کہ تو تو اپنی اسبات مین مسحور ہے تجھکو کچھ عقل نہین ہے پھر بولے ما انت الا بشر مثلنا یعنی پھر کیونکر تیری طرف وحی کی گئی سو ہمارے جسطرح کہ دوسری آیت مین کہا ہے أألقی الذکر علیه من بیننا بل هو کذاب اشر سیعلمون غدًا من الکذاب الاشر پھر اونہون نے حضرت صالح علیہ السلام سے ایک نشانی کی فرمایش کی کہ اونکے پاس لے آئین تاکہ جو شے اپنے رب کے پاس سے اونکے نزدیک لائین تو اوس سے اونکی صدق و راستی کو جان لین غرضکہ اونکے اشراف لوگ جمع ہوئے اور اونسے یہ بات طلب کی کہ ابھی اس پتھر سے ایک اونٹنی دس مہینے کی حاملہ اونکے واسطے نکالدین ایک پتھر اونکے پاس تہا اوسکی صفت ایسی ایسی تھی اوسکی طرف اشارہ کیا پس اسوقت حضرت صالح نبی اللہ نے اونسے عہد و مواثیق لئے کہ اگر وہ اونکے سوال کو پورا کردین تو اونپر ایمان لے آئین اور اونکی پیروی کرین اونہون نے وہ عہد و پیمان قبول کئے تو حضرت صالح علیہ السلام کھڑے ہوئے پھر نماز پڑہی پھر اللہ عزوجل سے یہ دعا کی کہ اونکا سوال پورا کردے پس وہ پتھر جسکی طرف اونہون نے اشارہ کیا تہا پھٹ گیا دس مہینے کی حاملہ اونٹنی اوس صفت پر جو اونہون نے بیان کی تہی نکل آئی تو بعض تو ایمان لے آئے اور اکثر نے کفر کیا فرمایا هذه ناقة لها شرب ولکم شرب یوم معلوم یعنی ایک دن وہ وارد ہوگی تمہارے پانی پر اور ایک دن تم اوسپر وارد ہوگے ولا تمسوها بسوء فیاخذکم عذاب یوم عظیم اللہ پاک کی نقمت و عذاب سے اونکو ڈرایا اگر وہ اوسکو کچھ برائی پہونچائین پس وہ اونٹنی ایک زمانہ درمیان اونکے رہی پانی پر وارد ہوتی اور پیتی اور چارہ کہاتی اور وہ لوگ اوسکے دودہ سے نفع لیتے پیتے اور سیراب ہوتے جتنا اونکو کفایت کرتا اوتنا دودہ اوس سے دوہ لیتے تھے پھر جب اونپر زمانہ دراز ہوا اور اون سب مین کا بڑا بدبخت حاضر ہوا تو وہ اوسکے قتل پر جھک پڑے اور اوس شخص نے اوسکی کوچین کاٹ ڈالین فاصبحوا نادمین فاخذهم العذاب وہ عذاب یہ ہوا کہ اونکی زمین کو سخت زلزلہ ہوا اور بڑی سخت چنگہاڑ

۵۱ کیا اور تری ایسی بدبخت ہم سب مین سے کوئی ایسا ہے یہ جھوٹا ہے بڑا اترا رہا ہے اب جان لینگے کل کو کون ہے جھوٹا بڑا اترانے والا

اوپر آئی کہ دون کو اونکی جگہہ سے اوکھیڑ ڈالا اور امر الہی سے اونکو وہ شے آئی جسکا وہ خیال بھی نہین کرتے تھے واصبحوا فی دارھم جاثمین یعنی رہگئے اپنے گھر مین گھٹنون کے بل بیٹھے ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ کلبی وغیرہ نے کہا ہے کہ المسحر ھو المعلل بالطعام والشراب یعنی مسحر وہ ہے جسکو کھانے پینے کی علت ہے تو مسحر وہ ہوا جسکے پھیپھڑا ہے مطلب یہ ہے کہ تو تو ہمارے مثل بشر ہے کھاتا ہے اور پیتا ہے فراء نے کہا کہ بیشک تو کھانا کھاتا ہے اور پانی پیتا ہے اور اسکی علت مین گرفتار ہے مؤرج نے کہا لغت ربیعہ مین مسحر مخلوق کو کہتے ہین قال ھذہ ناقۃ حضرت صالح علیہ السلام نے یہ اشارہ بعد اسکے کیا کہ اللہ پاک نے بسبب اونکی دعا کے پتھر سے اوسکو نکالا جیسے کہ اونھون نے فرمایش کی تھی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ مین نے اس اونٹنی کے بیٹھنے کی جگہہ دیکھی ہے تو ناگاہ وہ ساٹھ گز تھی ساٹھ گز مین غرضکہ بعد اسکے حضرت صالح علیہ السلام نے اونکو دو باتون کی وصیت کی ایک یہ ہے کہ اوسکے واسطے پانی کا حصہ ہے اور تمہارے واسطے اوسکا حصہ ہے مقرر تم کو لائق نہین ہے کہ اوس دن مین پیو جو اوسکا حصہ ہے اور نہ وہ اوس دن مین پیئے جو تمہارا حصہ ہے علامہ نسفی نے کہا ہے یہ دلیل ہے جواز مہایاۃ پر کیونکہ لھا شرب ولکم شرب یوم معلوم مہایاۃ سے ہے فراء نے کہا شرب کہتے ہین پانی کے حصے کو نحاس نے کہا ہے مصدر سواء مین کہتے ہین شرب شُرباً و شِرباً اور اکثر مضموم ہے اور شرب بفتح شین جمع ہے شارب کی واد اسجگہہ شرب بالکسر ہے قرات جمہور کی دونون مین یہی ہے ابن ابی عبلہ نے دونون مین بضم شین پڑہا ہے دوسری وصیت یہ کی کہ ولا تمسوھا بسوء یعنی مت چھیڑو اوسکو بری طرح یعنی ساتھ کونچین کاٹنے کے یا مارنے کے یا ساتھ اور کسی شے کے اون چیزون مین سے جو اوسکو برائی پہونچائین جواب نہی کا فیاخذکم عذاب یوم عظیم ہے دن کو عظیم کہا بسبب نازل ہونے عذاب کے اوسمین دن کو عظیم کے ساتھ موصوف کرنے مین مبالغہ زیادہ ہے عذاب کے موصوف کرنے سے اس لئے کہ جب عذاب کے سبب سے وقت عظیم ہوگیا تو عذاب کا واقع ہونا تو نہایت درجہ عظیم ہوگا فعقروھا یعنی روز شنبہ کو قدار نے اوسکی کونچین کاٹین تلوار سے اوسکی پنڈلیون مین ضرب لگائی یہ شخص ولد الزنا کوتاہ قد بدصورت تھا لیکن چونکہ وہ سب اس کام سے راضی تھے اس لئے عقر کی نسبت اونکی طرف کیگئی فاصبحوا نادمین یعنی پہر کل کو رہگئے پچتاتے اوسکی کونچین کاٹنے پر جبکہ یہ بات پہچان لی کہ عذاب نازل ہونے والا ہے یہ یون ہوا کہ حضرت صالح علیہ السلام نے

ع المہایاۃ مقتضۃ المنافع کذا فی تعریفات الجرجانی یعنی باہمی منافع کا باری باری پ ۱۲

اونکو تین دن کی مہلت دی تھی پس ہر دن اونپر علامت عذاب کی ظاہر ہوتی تھی اور وہ نادم ہوئے
ایسے وقت مین کہ ندامت اونکو نافع نہین تھی کیونکہ وقت معاینہ عذاب اور ظہور آثار عذاب کی ندامت نافع
نہین ہوتی ہے اور اس لئے کہ مجرد ندامت توبہ نہین ہے فاخذھم العذاب یعنی جس عذاب کا حضرت
صالح علیہ السلام نے اونسے وعدہ کیا تھا اوس عذاب نے سنیچر کے دن اونکو پکڑ لیا ظہور آثار عذاب کا
یون ہوا کہ پہلے دن یعنی روز چہارشنبہ کو اونکے چہرے زرد پڑ گئے پھر پنجشنبہ کو سرخ ہو گئے پھر جمعہ کے
دن سیاہ ہو گئے مقاتل کے قول مین یہ ہے کہ اونکے بدنون مین پھوڑے نکل آئے مثل دانۂ خود
کے پس پہلے دن مین تو سرخ ہوئے پھر کل کو زرد ہو گئے پھر تیسرے دن سیاہ پڑ گئے اور عقرناقہ کا
چہارشنبہ کو ہوا اور ہلاک اونکا روز یکشنبہ کو اوسمین وہ پھوڑے پھوٹ گئے اور جبریل علیہ السلام نے
اونپر ایک چیخ ماری تو بسبب دونون باتون کے مر کر رہ گئے اور یہ ضحی کا وقت تھا وما کان اکثرھم مومنین
مین اشارہ ہے طرف اسبات کے کہ اگر انمین سے اکثر یا نصف لوگ ایمان لے آتے تو عذاب مین پکڑے
نجاتے اور قریش جو ایسے عذاب سے محفوظ رہے سو اون لوگون کی برکت سے جو انمین کے ایمان لے
آئے یہ قصہ اسکے سوا اور جگہہ بھی مع تفصیل کے گزر چکا ہے پھر اللہ پاک نے چھٹا قصہ حضرت لوط علیہ السلام
کا ذکر فرمایا کذبت قوم لوط المرسلین ۝ اذ قال لھم اخوھم لوط الا تتقون ۝ انی لکم رسول
امین ۝ فاتقوا اللہ واطیعون ۝ وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی
رب العلمین ۝ جھٹلایا لوط کی قوم نے پیغام لانے والون کو جب کہا اونکو اونکے بھائی لوط نے
کیا تمکو ڈر نہین مین تمکو پیغام لانے والا ہون معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہین مین تمسے
اسپر کچھہ نیگ میرا نیگ ہے اوسی جہان کے صاحب پر انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے
اپنے بندہ و رسول لوط علیہ السلام کے انکا نسب یہ ہے لوط بن ہاران بن آزر یہ بھتیجے ہین حضرت خلیل
جلیل ابراہیم علیہ السلام کے اللہ پاک نے ان کو ایک بڑی امت کیطرف بھیجا حضرت ابراہیم کی حیات
مین یہ لوگ سدوم مین اور اوسکے اعمال مین رہتے بستے تھے جنکو اللہ پاک نے مع اون بستیون کے
ہلاک کر ڈالا اور اوسکی جگہہ ایک چھوٹا دریا بدبودار خبیث کر دیا یہ بستیان بلاد غور مین مشہور ہین ایک ناحیہ
مین مقابل بیت المقدس کے درمیان اوسکے اور بلاد کرک و شوبک کے حضرت لوط نے اللہ عزوجل
کی طرف اونکو بلایا کہ اوسی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرین اور اوسکے رسول کا کہا مانین جسکو اوسنے

طرف اونکے بھیجا ہے اور اللہ پاک کی نافرمانی سے اونکو منع کیا اور جس کام کو اونہون نے عالم مین نیا نکالا تہا کہ اونسے پہلے خلایق مین سے کسی نے اوسکو نہین کیا تہا اوسکے مرتکب ہونے سے اونکو منع کیا وہ فعل بھی تہا کہ عورتون کو چہوڑکر مردون سے اغلام کیا کرتے تھے کذا فی ابن کثیر فتح البیان مین ہی کہ حضرت لوط علیہ السلام کو جو اخو ہم فرمایا سو اس لئے کہ وہ اوس بستی مین رہتے بستے تھے اوس شہر مین اونکے قرب وجوار مین تھے دین ونسب مین اونکے بھائی نہ تھے کیونکہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے ہین اور یہ دونون بلاد مشرق کے ہین زمین بابل سے غرضکہ وہ لوگ عورتون سے بے نیاز اور مردونکے نیازمند تھے اسی لئے اونسے یون فرمایا اتاتون الذکران من العلمین ۝ وتذرون ما خلق لکم ربکم من ازواجکم ط بل انتم قوم عدون ۝ قالوا لئن لم تنتہ یلوط لتکونن من المخرجین ۝ قال انی لعملکم من القالین ۝ رب نجنی واہلی مما یعملون ۝ فنجینہ واہلہ اجمعین ۝ الا عجوزا فی الغبرین ۝ ثم دمرنا الاخرین ۝ وامطرنا علیہم مطرا ج فساء مطر المنذرین ۝ ان فی ذلک لایۃ ط وما کان اکثرہم مومنین ۝ وان ربک لہو العزیز الرحیم ۝ کیا دوڑتے ہو جہان کے مردون پر اور چہوڑتے ہو جو بنا دین تمکو تمہارے رب نے تمہارے ہی لئے بیبیان بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑہنے والے بولے اگر نہ چہوڑوگے تو اے لوط تو نکالا جاویگا کہا مین تمہارے کام سے البتہ بیزار ہون اے رب خلاص کر مجہکو اور میرے گہر والون کو ان کامون سے جو یہ کرتے ہین پہر بچا دیا ہمنے اوسکو اور اوسکے گہر والون کو سارے مگر ایک بڑہیا رہی رہنے والون مین پہر اوکہا ڈہا دیا ہمنے اون دوسرون کو اور برسایا اونپر ایک برساؤ سو کیا برا برساؤ تہا اون ڈرائے ہوؤن کا البتہ اسبات مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جبکہ حضرت لوط نبی اللہ علیہ السلام نے اونکو ارتکاب فواحش سے منع کیا اور اغلام کرنے سے اونکو نہی کی اور ارشاد کیا کہ اپنی عورتون سے صحبت کرین جنکو اللہ پاک نے اونکے واسطے پیدا کیا تو اونکی قوم نے اونکو یہی جواب دیا کہ جس چیز کو تو ہمارے پاس لیکر آیا ہے اگر تو اوس سے باز نہ ہوگا تو ہم تجھے اپنے درمیان سے نکالدینگے کما قال تعالی فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اخرجوا ال لوط من قریتکم انہم اناس یتطہرون پہر جب اونہون نے دیکہا کہ جس حال مین وہ ہین اوس سے باز نہ آئینگے اور اپنی ضلالت

پہر اونکا جواب نہ تہا اوسکی قوم کا یہی کہ لوے نکالو لوط کے گہر کو اپنے شہر سے یہ لوگ بڑے ستھرے بنتے ہین ۱۲ ع ۱۶ ۱۳

وگمراہی پر استمرار پزیر ہین تو اونسے بیزار ہوگئے اور کہا کہ البتہ مین تمہارے کام سے بغض رکھنے والا ہون مین اوسکو دوست نہین رکھتا ہون نہ اوس سے راضی ہون اور تمسے بیزار ہون پھر اونپر بد دعا کی یون کہا کہ اے رب تو مجھے نجات دے اور میرے گھر والون کو اوس کام سے جو وہ کرتے ہین فرمایا اللہ پاک نے فنجیناہ واھلہ اجمعین یعنی نجات دی ہمنے اوس کو اور اوسکے گھر والون کو سب کو الا عجوزا فی الغابرین یہ عورت اونکی بی بی تھی اور بدبڑھیا ہی باقی رہگئی سو ہلاک ہوئی ہمراہ اون لوگون کے جو اونکی قوم سے باقی رہے جسطرح کہ اللہ پاک نے اونکے حال سے خبر دی ہے سورۂ اعراف وہود مین اور اسی طرح سورۂ حجر مین جبکہ اللہ پاک نے اونکو اس بات کا حکم دیا کہ رات کے وقت اپنے گھر والون کو لیچلین مگر اپنی عورت کو اور جسوقت چنگھاڑ کو سنین تو پھر نہ دیکھین جبکہ وہ اونکی قوم پر نازل ہو پس اونہون نے صبر کیا واسطے امر الٰہی کے اور چلتے رہے اور اللہ پاک نے اونپر عذاب نازل کیا جو کہ اون سب کو عام وشامل ہوا جسطرح کہ فرمایا ہے وامطرنا علیہا حجارۃ من سجیل منضود مسومۃ عند ربک الایۃ اور اسی لئے یہان یون فرمایا ہے ثم دمرنا الاخرین و امطرنا علیہم مطرا الآیہ ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اتاتون کے معنی یہ ہین اتنکحون یعنی کیا تم وطی کرتے ہو ذکران جمع ہے ذکر کی ضد ہر انثی کی ذکر ہو اور انثی مادہ مراد ذکران سے بنی آدم ہین یا ہر حیوان وہ لوگ یہ کام مسافرون سے کیا کرتے تھے چنانچہ اسکا ذکر سورۂ اعراف مین گزر چکا ہے وتذرون الایہ کے یہ معنی ہین کہ چھوڑتے ہو اوس شے کو جسے صالح ولایق وحلال ومباح کیا ہے اللہ نے واسطے نفع لینے تمہارے کے اوس سے تمہارے ازواج سے مراد ازواج سے جنس اناث ہے مجاہد نے کہا معنی یہ ہین کہ چھوڑ دیا تمنے عورتون کے قبلون کو طرف دبرون مردون اور عورتونکے عکرمہ سے یہی مثل اسکے مروی ہے اسمین دلیل ہے اسبات پر کہ جورو اور مملوک لونڈی کی دبر حرام ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے اسکو جایز کہا ہے تو مقرر اوسنے بڑی خطا کی ہے عادون کے یہ معنی ہین کہ تم حد سے بڑھنے والے ہو سارے گناہون مین اور منجملہ اونکے یہ گناہ ہی جسکے تم مرتکب ہوتے ہو مردون سے وہ لوگ بولے اگر تو باز نہ آئیگا ای لوط ہمیشہ انکار کرنے سے اور ہمارے کلام کے قبیح وبرا کہنے سے تو ہوگا مخرجین سے یعنی اون لوگون مین سے جو کہ ہمارے شہر سے نکالے جاتے ہین شاید وہ جس کسی کو اپنے شہر سے بدر کرتے تھے تو بدترین حال پر نکالا کرتے تھے جب تو اونہون نے نکالنے کی دھمکی سنائی

لہ اور ہمنے برسائی اوپر اونکے پتھرون کی بارش پتھرون کے ساتھ نشان کئے ہوئے تیار کئے گئے اس اور مشابہ ہے اسکے ظالمون سے کچھ دور ۱۲

قالین کے معنی ہین مبغضین یعنی مردون سے وطی کرنا جسمین تم گرفتار ہو مین تمہارے اس کام سے بغض رکھنے والا ہون قلی کہتے ہین بغض شدید کو گویا وہ بغض ایسا سخت ہے کہ دل کو بریان کئے دیتا ہے محاورے مین بولتے ہین قلیت فلانا قلیہ قلی وقلاء اسمین دلیل ہے اس معصیت خبیث کی عظمت پر کیونکہ اونکا اوسکو مبغوض رکھنا دین کی جہت سے تھا معلوم ہوا کہ یہ معصیت بڑی ہی سخت ہے جب تو اونکو اوس سے ایسا سخت بغض ہوا پھر حضرت لوط علیہ السلام نے اونکی محاورت سے اعراض کیا اور اللہ عزوجل سے یہ بات طلب کی کہ اونکو نجات دے پس کہا کہ اے رب میرے تو مجھے نجات دے اور میرے گھر والون کو اونکے عمل خبیث سے یا اوسکی عقوبت سے جو عنقریب اونکو پہونچنے والی ہے پس اللہ پاک نے اونکی دعا قبول کی فرمایا پھر نجات دی ہمنے اوسکو اور اوسکے گھر والون کو اور اون لوگون کو جو اونکے دین پر اونکے پیرو ہوئے تھے اور اونکی دعوت قبول کی تھی اجمعین الا عجوزہ الیٰ نجات دی سب کو مگر ایک بڑھیا یہ بڑھیا حضرت لوط کی بی بی تھی اور قوم کے فعل سے راضی تھی اور جو شخص معصیت سے راضی ہوتا ہے وہ عاصی کے حکم مین ہوتا ہے رہی یہ بات کہ استثنا عجوز کا اہلہ سے کیا ہے حالانکہ وہ عجوز کافرتھی اور اونکے اہل مومن تھے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ عجوز اہل کے اسم مین شریک تھی گو ایمان مین اون کے شریک نہ تھی فی الغابرین کے معنی ہین من الباقین فی العذاب ابو عبیدہ نے کہا من الباقین فی الھرم یعنی وہ عورت باقی رہی یہانتک کہ بڑھیا ہوگئی نحاس نے کہا ہے کہ ذاہب و باقی دونون کو غابر کہتے ہین عرب لوگ بولتے ہین ماضی و ماغبر یعنی جو گزر گیا اور جو باقی رہا قتادہ نے کہا کہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کی بی بی ہے عذاب آلہی مین چلی گئی ثم دمرنا الآخرین کا یہ مطلب ہے کہ اونکو یون ہلاک کیا کہ اونکو دھسایا اور اونپر پتھر برسائے اور اونکی بستیون کو اونپر لوٹ دیا اور اونکی اوپر کی جانب کو نیچے کر دیا وامطرنا علیہم مطرا کا مطلب یہ ہے کہ اونمین سے جو لوگ بستیون کے باہر تھے سفر کیوجہ سے یا اور کسی وجہ سے تو اونپر پتھرون کا برساؤ کیا یا مراد مطر سے گندگ اور آگ ہے فساء مطر المنذرین مخصوص بالذم محذوف ہے تقدیر یہ ہے مطرھم مراد منذرین سے کوئی معین قوم نہین ہے بلکہ مراد جنس کافرین ہے پھر اللہ پاک نے ساتوان قصہ حضرت شعیب علیہ السلام کا ذکر فرمایا کذب اصحٰب لئکۃ المرسلین ۶ اذ قال لھم شعیب الا تتقون ۶ انی لکم رسول امین ۶ فاتقوا اللہ واطیعون ۶ وما اسئلکم علیہ من اجر ۶ ان اجری الا علی رب العلمین ۶

لیعنی اونکے ساتھ نہ تھا اگرچہ موجود تھی

جھٹلایا بن کے رہنے والون نے پیغام لانیوالونکو جب کہا اونکو شعیب نے کیا تمکو ڈر نہین مین تمکو پیغام
لانے والا ہون معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہین مانگتا مین تمسے اسپر کچھ نیگ میرا نیگ ہے
اوسی جہان کے صاحب پر انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ بنا بر قول صحیح یہ لوگ
اصحاب الایکہ مدین والے ہین حضرت شعیب نبی علیہ السلام انہین مین سے تھے حضرت شعیب کو جو بیگانہ انہونہ کہا سو اسلئے کہ یہ لوگ
منسوب ہین طرف عبادت ایکہ کے ایکہ ایک درخت ہے کسینے کہا کہ ایکہ گنجان درختون کو کہتے ہین جیسے جہار طرحی یہ
لوگ اونکو پوجا کرتے تھے اسی لئے جب فرمایا کذب اصحاب الایکۃ المرسلین تو اذ قال لھم
اخوھم شعیب نکہا اور کہا سو یون کہا اذ قال لھم شعیب پس جو نسب اخوۃ کا درمیان اون کے تھا
اوسکو قطع کر دیا بسبب اوسبات کے جنکی طرف وہ منسوب ہوئے اگرچہ حضرت شعیب نسب مین اونکے
بھائی تھے لوگون مین سے جو شخص اس نکتے کو نہین سمجھا تو وہ یہ گمان کر بیٹھا کہ اصحاب ایکہ غیر اہل مدین ہین پس
یہ زعم کیا کہ اللہ پاک نے حضرت شعیب علیہ السلام کو دو امتون کی طرف بھیجا اونمین سے بعض نے یون کہا
کہ تین امتون کی طرف مبعوث کیا اسحٰق بن بشر کاہلی نے روایت کیا ہے اور یہ شخص ضعیف ہے کہا مجھے
حدیث کی ابن سمدی نے اپنے باپ سے اور ذکریا بن عمرو نے عن خصیف عن عکرمہ سے دونون نے کہا
نہین بھیجا اللہ نے کسی نبی کو دو بار مگر شعیب علیہ السلام کو ایکبار تو مدین کی طرف سو اللہ نے اونکو پکڑا صیحہ
سے اور ایکبار طرف اصحاب ایکہ کے تو پکڑا اونکو اللہ نے عذاب یوم الظلہ سے ابو القاسم بغوی
نے عن ہدبہ عن ہمام عن قتادہ اصحاب الرس کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ وہ قوم شعیب ہین اور
اصحاب الایکہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ قوم شعیب ہین بھی قول اسحق بن بشر کا بھی ہے غیر جویبر نے کہا ہے کہ اصحاب
ایکہ و مدین ایک ہین واللہ اعلم حافظ ابن عساکر نے ترجمہ شعیب مین بسند خود حضرت عبد اللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قوم مدین اور اصحاب
الایکہ دو امتین ہین کہ بھیجا اللہ نے طرف اونکی شعیب نبی علیہ السلام کو یہ حدیث غریب ہے اور اسکی
رفع مین نظر ہے اشبہ یہ ہے کہ موقوف ہو اور صحیح یہ بات ہے کہ وہ ایک ہین ہر مقام مین ایک شے
کے ساتھ موصوف ہوئے ہین اور اسی لئے ان لوگون کو کیال و میزان کے پورا کرنے کا وعظ وامر کیا ہے
جسطرح کہ قصہ مدین مین ہے سواء بسواء یعنی برابر پس یہ اسپر دال ہے کہ دونون ایک امت ہین ف
فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ نافع و ابن کثیر و ابن عامر نے لیکۃ پڑھا ہے بلام واحد و فتح تاے فوقیہ

اسکو اسم غیر معرف بالف ولام ٹھیرایا ہے مضاف طرف اصحاب کے باقی قرارت الایکۃ معرف
بالف ولام ہے ایکہ کہتے ہین گنجان درختون کو اور بھی غیضہ ہے اور لیکہ نام ہے قریہ کا زمخشری نے
اسکا انکار کیا ہے لیکن یہ انکار جید نہین ہے کسی نے کہا دونون ایک معنی مین ہین نام ہے غیضہ کا
قرطبی نے کہا ابو عبید نے جو یہ حکایت کیا ہے کہ لیکہ نام ہے اوس قریہ کا جسمین وہ تھے اور ایکہ
نام ہے سارے شہر کا سو یہ ایک ایسی بات ہے کہ ثابت نہین ہوئی اور نہ اوسکا قائل معروف ہے
اور اگر وہ معلوم ہوجاے تو بھی اوسمین نظر ہے کیونکہ سارے اہل علم اوسکے برخلاف ہین ابو علی فارسی
نے کہا ہے کہ الایکۃ تعریف ہے لیکہ کی پہر جب ہمزہ تخفیف کے واسطے حذف کیا گیا تو اوسکی حرکت لام
پر ڈالدی گئی خلیل نے کہا ایکہ غیضہ ہے یعنی وہ گنجان درخت جو کہ اوگاتے ہین بیر کے اور پیلو کے درختونکو
اور مثل انکے اور نرم ونازک درخت غرض یہ ہوئی کہ بیر اور پیلو وغیرہ کی جھاڑی کو ایکہ بولتے ہین عبد بن
حمید نے مجاہد سے لیکہ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ وہ ایکہ ہے اسحق بن بشر وابن عساکر نے حضرت
ابن عباس سے کہ جب اصحاب الایکۃ المرسلین کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ یہ لوگ اصحاب غیضہ تھے ساحل بحر
سے مدین تک فائدہ حفناوی نے کہا ہے کہ لفظ الایکہ قرآن شریف مین چار بار واقع ہوا ہے سورۂ حجر
مین اور سورۂ ق مین اور اسجگہ اور سورۂ ص مین اول کے دو تو بالف ولام وجر ہین لاغیر اور آخر کے دو پڑھے
جاتے ہین الف ولام وجر سے اور بحذف ہمزہ والقار حرکت ہمزہ بر لام وفتح ہا یعنی باوجود اسکے کہ کل مجرور
ہین بسبب اضافت اصحاب کے طرف اوسکی اذ قال لہم شعیب الا تتقون یہان اخوہم نہین فرمایا
جسطرح کہ ان سے پہلے اور انبیا کے حق مین کہا ہے اس لئے کہ حضرت شعیب نسب مین اصحاب الایکہ سے
نہ تھے پہر جب مدین کا ذکر کیا ہے تو یون کہا ہے اخاہم شعیبا اسواسطے کہ وہ مدین والون مین سے تھے
انکے نسب کی تحقیق سورۂ اعراف مین گزر چکی ہے اللہ پاک نے شعیب علیہ السلام کو دو امتون کیطرف بھیجا
اصحاب الایکہ واصحاب مدین پس اللہ پاک نے اصحاب الایکہ کو تو ظلہ سے ہلاک کیا اور اہل مدین پر حضرت
جبریل علیہ السلام نے ایک چیخ ماری تو وہ سب کے سب ہلاک ہوگئے انی لکم رسول امین الایکی تفسیر
اول گزر چکی ہے اللہ پاک نے جو انبیاے مذکورین کی دعوت ایک طور پر نقل فرمائی ہے سو اسواسطے
کہ وہ سب ان امور پر متفق تھے ایک تو اللہ کا تقوی دوسرا طاعت خدا و رسول کی تیسرا عبادت
مین اخلاص چوتھا تبلیغ رسالت پر اجرت نہ لینا چونکہ وہ سب ان باتون مین متفق تھے اسی لئے اللہ پاک نے

اون سب سے یہی امور بے کم و کاست برابر نقل فرمائے پھر جن امور کا حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی
قوم کو امر کیا اللہ پاک نے اونکا ذکر فرمایا اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا
بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ
مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ ۝ پورا بھرو ماپ اور نہ ہو نقصان
دینے والے اور تولو سیدھی ترازو سے اور مت گھٹاؤ لوگون کو اونکی چیزین اور مت دوڑو ملک
مین خرابی ڈالتے اور ڈرو اوس سے جسنے بنایا تمکو اور اگلی خلقت کو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ حضرت شعیب علیہ السلام ماپ تول کے پورا کرنے کا اونکو حکم کرتے ہین اور دونون
مین کمی کرنے سے اونکو منع فرماتے ہین یعنی جسوقت تم لوگون کو دو تو اونکے واسطے ماپ کو پورا کرو
اور ماپ کو کم مت کرو کہ اونکو ناقص دو اور جب تمہارے واسطے ہو تو تم اوسکو پورا بھر پورا لو لیکن اوجیسا
کہ دیتے ہو اور دو جسطرح کہ لیتے ہو قسطاس یعنی میزان ہے یعنی ترازو کسینے کہا کہ قبان ہے بعض نے
کہا کہ رومی زبان سے معرب ہے مجاہد نے کہا کہ قسطاس مستقیم یعنی عدل ہے رومی زبان مین قتادہ نے
کہا کہ قسطاس یعنی عدل ہے قولہ تعالی وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ أَشْيَاءَهُمْ یعنی لا تنقصوھم اموالھم
مطلب یہ ہے کہ لوگون کو اونکے مال کم مت دو وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مفسدین سے مراد زنی
ہے جسطرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ قولہ تعالی
وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ اللہ پاک کے باس وعذاب سے اونکو ڈراتے ہین
جسنے اونکو پیدا کیا ہے اور اونکے اگلے باپ دادون کو جسطرح کہ حضرت موسی علیہ السلام نے
فرمایا ہے رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ حضرت ابن عباس و مجاہد و سدی و سفیان بن عیینہ و عبد الرحمن
بن زید بن اسلم نے کہا ہے وَالْجِبِلَّةَ الْأَوَّلِينَ یعنی خلق الاولین اور ابن زید نے پڑھا وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا
ف فتح البیان کا حاصل یہ ہے کہ ایفا کیل سے مراد اتمام کیل ہے یعنی جو کوئی ماپ کا ارادہ
اور اوسکا معاملہ کرے تو اوسکو پورا کرو من الخسرین کے معنی یہ ہین کہ ماپ اور تول کے کم کرنے والون
سے مت ہو محاورے مین بولتے ہین خسرت الکیل والوزان یعنی مین نے ماپ اور تول
کو کم کیا اسی باب سے یہ آیت کریمہ ہے وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ امام نسفی رحمہ اللہ تعالی
نے فرمایا ہے کہ کیل ایک تو وا قی ہوتا ہے یعنی پورا سو اسکا حکم کیا گیا ہے اور ایک طفیف ہوتا ہے

۱ قبان وہ قپان مخفف معرب کپان ست و پکپانیدن وزن و منجی قبان ست و آن ترازو ئی ست کہ یک پلہ دارد و بجانب پلہ دیگر سنگ از شنیدن آن ایذا و تندگرانی فرہنگ جہانگیری ص ۱۲ منہ
۲ اور مت پہونچاؤ ہر ایک کو دوسرے کی چیز ۱۲ منہ
۳ صاحب تمام الدر صاحب تہذیب اسکو باپ دادو نکا ۱۲ منہ
۴ اور وہ بہکا لیگیا تم مین سے بہت خلق کو ۱۲ منہ
۵ اور جب باپ دین اونکا کہا یا تو اونکو دین کہنا کرین ۱۲ منہ

یعنی ناقص سواس سے نہی کی گئی ہے اور ایک زائد ہوتا ہے اس سے سکوت فرمایا ہے پس اسکا ترک کرنا
دلیل ہے اسبات پر کہ جسنے اوسکو کیا تو مقرر اوسنے احسان کیا اور اگر اوسنے نکیا تو اوسپر کچھ نہین ہے
پھر اللہ پاک نے بیان مین زیادتی فرمائی وزنوا بالقسطاس المستقیم یعنی تم حق دو برابر ترازو سے
اسکی تفسیر کا بیان سورۂ سبحان مین گزر چکا ہے قسطاس کو مضموم و مکسور دونون طرح پڑہا ہے قسطاس
میزان ہے یا قبان اگر یہ قسط بمعنی عدل سے ہے اور اسکا عین مکرر ٹھیرایا گیا ہے تو وزن اسکا فعلان
ہے ورنہ پھر رباعی ہے بخس بمعنی نقص ہے محاورے مین بولتے ہین بخسہ حقہ اذا نقصہ یعنی جب کوئی کسی
کے حق کو کم کرتا ہے تو کہتے ہین کہ اوسنے اوسکے حق کو کم کیا مطلب یہ ہے کہ لوگون کے جو حقوق ہین تم اونکو
کم مت کرو کسی نے کہا کہ اشیا سے مراد دراہم و دنانیر ہین یعنی تم لوگون کے روپیہ اشرفیون کے کنارے
کاٹ کر کم مت کرو یہ تعمیم ہے بعد تخصیص کے یعنی اول تو ماپ تول کے پورا کرنے کا حکم کیا اور کمی کرنے
سے بھی کی پھر عام طور پر منع فرمادیا کہ کسی کی کوئی چیز کم مت کرو اسکی تفسیر سورۂ ہود مین گزر چکی ہے اسی طرح
ولا تعثوا فی الارض مفسدین کا بیان سورۂ ہود وغیرہ مین ہو چکا ہے یعنی مت مبالغہ کرو زمین مین
ساتھ فساد کے جیسے رہزنی کرنا ہے لوٹنا ہے کھیتی کا ہلاک کر ڈالنا ہے وہ لوگ یہ کام کیا کرتے
تھے سو اونسے منع کئے گئے جب کوئی شخص زمین مین فساد کرتا ہے تو محاورۂ عرب مین بولتے ہین عثا
فی الارض باب اسکا سما ہے اور عثی بالکسر اور عثی بفتحتین بروزن فتی ازہری نے کہا ہے کہ سارے
قاری متفق ہین فتحتا پر مقرر اسبات نے دلالت کی اسپر کہ قرآن شریف نازل ہوا ہے ثانی لغت پر قاموس مین
یون کہا ہے کہ عثی کسعی ورمی وضی واتقوا الذی خلقکم یعنی ڈرو تم اوس اللہ سے جسنے تمکو ایک نطفے
سے پیدا کیا اور تمہارا معدوم کرنا نہایت آسان تر شے ہے اوسپر اور قولہ والجبلۃ الاولین سے اشارہ
کیا طرف اونکی ضعف کے اور طرف قوت اون لوگونکے جو اونسے پہلے تھے یعنی جسنے تمکو پیدا کیا اور اونکو جو تمسے پہلے تھے اور گناہونکے
سبب سے ہلاک کر دئے گئے جیسے قوم لوط کہ ایک خلقت و طبیعت عظیم پر تھے جمہور نے بکسر جیم و باو
تشدید لام پڑہا ہے اور ابو حصین و اعمش و حسن و اعرج و شیبہ نے بضم ہر دو و تشدید لام اور سلمی نے
بفتح جیم مع سکون باپڑہا ہے جبلۃ بمعنی خلیقہ ہے یہ قول مجاہد وغیرہ کا ہے مراد اگلی امتین ہین محاورے
مین کہتے ہین جبل فلان علی کذا یعنی فلان پیدا کیا گیا ہے فلان بات پر نحاس نے کہا ہے کہ خلق کو
جبلہ کہتے ہین بکسر جیم و باے موحدہ اور بضم ہر دو مع تشدید لام در ہر دو و بضم جیم و سکون باو ضم و فتح با

ہروی نے کہا ہے کہ جبلۃ وجُبلۃ وجِبل وجُبُل یہ سب لغات ہین معنی اسکے جمع وعدد کثیر ہین آدمیون سے اسی باب سے قولہ تعالیٰ جبلا کثیرا ہے یعنی خلقا کثیرا اور اسی معنی سے یہ قول شاعر ہے ؎

والموت اعظم حادث		فیما یمر علی الجبلۃ	

یعنی جو امور خلق پر گزرتی جاتی ہین اونمین موت سب سے بڑھکر حادثہ ہے غرضکہ جب شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو امور مذکورہ کا امر کیا تو اونہون نے اونکو یہ جواب دیا قالوا انما انت من المسحرین ۝ وما انت الا بشر مثلنا وان نظنک لمن الکذبین ۝ فاسقط علینا کسفا من السماء ان کنت من الصدقین ۝ قال ربی اعلم بما تعملون ۝ فکذبوہ فاخذھم عذاب یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم ۝ ان فی ذلک لایۃ وما کان اکثرھم مؤمنین ۝ وان ربک لھو العزیز الرحیم ۝ بولے تجکو تو کسی نے جادو کیا ہے اور تو بھی ایک آدمی جیسے ہم اور ہمارے خیال مین تو تو جھوٹا ہے سو ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو پھر اوسکو جھٹلایا پھر پکڑا اونکو آفت نے سائبان والے دنکی بیشک وہ تھا عذاب دن بڑے کا البتہ اسبات مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا ف سائبان کی طرح ابر آیا اونمین سے آگ برسی سب قوم جلگئی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے حضرت شعیب علیہ السلام کے قوم کے جواب کی کہ اونسے اونکو ویسا جواب دیا جیسا کہ ثمود نے اپنے رسول کو دیا تھا انکے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہوگئے ہین جب تو یون کہا کہ انما انت من المسحرین یعنی تو تو مسحورین سے ہے تجھپر کسی نے جادو کردیا ہے جسطرح کہ اول گزر چکا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم وان نظنک لمن الکاذبین کا مطلب یہ ہے کہ ہم تو تجھے خیال کرتے ہین کہ جو بات تو کہتا ہے اوسمین جھوٹ کا بتکلف قصد کرنے والا ہے نہ یہ کہ اللہ نے تجھکو ہماری طرف بھیجا ہے فاسقط علینا کسفا من السماء ضحاک نے کہا جانبا من السماء یعنی سو تو دے ہمپر کوئی کنارہ آسمان کا قتادہ نے کہا قطعا من السماء یعنی ٹکڑے آسمان کے سدی نے کہا عذاب آسمان سے یہ قول مشابہ ہے اوس قول کے جو قریش نے کہا تھا جسکی خبر اللہ پاک نے اس آیت کریمہ مین دی ہے وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا یہان تک کہ کہا او تسقط السماء کما زعمت

۱۰ ع ۱۶ ۱۴ ۱۵ اور اسکے ہم معنی پہلے گزرا کہا جاتا ہے تک تو تیرا کام ہمارے خیال مین تو ہمارا کام ہے سو سوا اسکے نہین کہ تو ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا گرا دے اگر تو سچا ہے واسطے ایک سائبان کی تجھپر اور ہمکو کیا پہنچا ہے تو ہمارے حق مین بدترین چیز کر کہ اگر تو سچا ہے تو ہمپر آسمان کا ٹکڑا گرا دے اور وہ ٹکڑا ہمپر گرا اور ہلاک ہوگئے اور دشمنون کو مضمون ۱۲

علینا کسفا اوتاتی باللہ والملائکۃ قبیلا و قولہ تعالیٰ واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء الآیہ اسی طرح ان جاہل کافرون نے کہا فاسقط علینا کسفا الایہ حضرت شعیب علیہ السلام نے اسکا یہ جواب دیا ربی اعلم بما تعملون یعنی اللہ تمکو خوب جانتا ہے سو اگر تم اسکے مستحق ہوگے تو تمکو اسکے ساتھ جزا دیگا اور وہ تپر ظالم ہونگا اسی طرح اونپر جزا واقع ہوئی جیسی اونہون نے مانگی تھی پھر پورا اونکو جزا ملی اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا فکذبوہ فاخذھم عذاب یوم الظلۃ انہ کان عذاب یوم عظیم یہ عذاب اوس جنس سے ہوا جسکا اونہون نے سوال کیا تھا کہ آسمان کا ٹکڑا اونپر گرادے اسواسطے کہ اللہ پاک نے اونکی عقوبت یہ ٹھیرائی کہ سات دن اونکو سخت گرمی پہونچی کوئی شے اوس سے اونکو بچاتی نہ تھی پھر ایک بادل اونکی طرف آیا اوسنے اونپر سایہ کیا تو وہ اوسکی طرف چلنے لگے کہ گرمی سے اوسکا سایہ لین پھر جب وہ سب اوسکے نیچے جمع ہوگئے تو اللہ پاک نے اوس سے اونپر آگ کے شرر ولہب وہیج عظیم بھیجے یعنی آگ کے ٹکڑے اور شعلے نہایت درجہ اونپر گرنے لگے اور زمین اونکو لیکر ہلی اور ایک سخت چنگھاڑ اونپر آئی کہ اوسنے اونکی روحون کو نکالا اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے انہ کان عذاب یوم عظیم اللہ پاک نے اونکے ہلاک کرنے کی صفت تین جگہہ ذکر فرمائی ہے ہر جگہہ اوس صفت سے جو اوس سیاق کے مناسب ہے سو سورہ اعراف مین یون ذکر فرمایا ہے کہ فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا فی دارھم جاثمین یہ اس لئے فرمایا کہ اونہون نے یہ کہا تھا لنخرجنک یا شعیب والذین امنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا سو اونہون نے اللہ کے نبی کو اور اونکے متبعین کو زمین سے ہلایا تھا تو خود اونہین کو لرزۂ زمین نے پکڑ لیا سورۂ ہود مین یون فرمایا ہے فاخذتھم الصیحۃ اسکی یہ وجہ ہے کہ اونہون نے اللہ پاک کے نبی سے استہزا کیا تھا اپنے اس قول مین کہ اصلاتک تامرک ان نترک ما یعبد اٰباؤنا او ان نفعل فی اموالنا ما نشاء انک لانت الحلیم الرشید یہ بات بطور استہزا کے اور حقیر کرنے کے کہی تھی سو اسکے مناسب یہ ہوا کہ اونکو چنگھاڑ آئی وہ اونکو ساکت کردے پس فرمایا فاخذتھم الصیحۃ الایہ اور اسجگہہ یہ کہا فاسقط علینا کسفا من السماء الایہ یہ بات بطور سرکشی وعناد کے کہی تھی تو اسکی مناسب یہ ہے کہ جس بات کو اونہون نے بعید سمجھا تھا وہی اونپر محقق کردیجاے پس یہ فرمایا فاخذھم عذاب یوم الظلۃ الایہ قتادہ نے کہا حضرت

۵۱ اور جب سنتے ہی لگے کہنا اللہ اگر ہی دین حق تیرے پاس کر تو ہم پر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہم پر دکھ کی مار ۱۲

۵۲ پھر جھٹلا اونکو لرزے نے تب صبح کو رہ گئے اپنے گھر مین اوندھے پڑے ۱۲

۵۳ ہم نکالینگے اے شعیب تجھکو اور جو یقین لائے تیرے ساتھ اپنے شہر سے یا تم پھر آؤ ہمارے دین مین ۱۲

۵۴ تیرے خدا پر ہنسے ہم تجھکو کیا کہیا ہم پھر جائین اونکو پوجنے سے جنکو پوجتے تھے ہمارے باپ دادے یا جو روپیہ ہم کرتا ہے مالون مین جو چاہین تو بھی بڑا وقار ہے تیرا ۱۲

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے سات دن اونپر گرمی مسلط کردی یہانتک کہ کوئی شے اوس سے اونپر سایہ نہین کرتے تھے پہر اللہ نے اونکے واسطے ایک بادل اوٹھایا تو ایک شخص اونمین کا طرف اوسکے چلا سو اوسکا سایہ لیا تو اوسنے اوسکے نیچے سردی و راحت پائی پہر اوس نے اپنی قوم کو اسکی خبر کی تو وہ سب اوسکے پاس آئے پہر اوسکے نیچے سایہ مین ہوگئے تو اوسنے اونپر آگ دہکائی اسی طرح عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن و قتادہ وغیرہم سے بہی مروی ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا ہے کہ اللہ تعالی نے اونکی طرف ظلہ بھیجا یعنی بادل یہانتک کہ جسوقت وہ سب جمع ہوگئے تو اللہ تعالی نے اوس بادل کو اونسے کہولدیا اور سورج کو اونپر گرما دیا تو وہ جل بہن گئے جسطرح کہ ہڈیان تو سے مین جلتی ہین محمد بن کعب قرظی نے کہا ہے کہ مدین والے تین قسم کے عذاب کئے گئے پکڑا اونکو زلزلہ نے اونکے گہرمین یہانتک کہ اوس سے نکلے پہر جب اوس سے نکل گئے تو اونکو سخت گہبراہٹ پہونچی پس ڈرے کہ اپنے گہرون کی طرف داخل ہون تو اونپر گرمی پہر اللہ پاک نے اونپر ظلہ بھیجا تو ایک شخص اوسکے نیچے داخل ہوا پس اوسنے کہا نہین دیکہا مین نے مثل آج کے دن کے کوئی سایہ نہ اس سے خوشتر اور نہ سرد تر لوگو آؤ پس وہ سب لوگ ظلہ کے نیچے داخل ہوگئے تو اونپر ایک چیخ ماری سو وہ سب کے سب مرگئے پہر محمد بن کعب نے یہ آیت پڑہی فاخذھم عذاب یوم عظیم محمد بن جریر نے یزید باہلی سے روایت کیا ہے کہا مین نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کا پوچہا فاخذہم عذاب یوم الظلہ الآیہ تو فرمایا کہ اللہ تعالی نے اونپر رعدہ و حر شدید بہیجی یعنی زلزلہ و سخت گرمی سو اوسنے اونکی سانسون کو پکڑ لیا تو وہ گہرون سے نکلے بہاگتے ہوئے طرف جنگل کے پہر اللہ تعالی نے اونپر بادل بہیجا تو اوسنے سورج سے اونپر سایہ کیا تو اونہون نے اوسکی سردی و لذت پائی پہر بعض نے بعض کو پکارا یہانتک کہ جب وہ اوسکے نیچے جمع ہوگئے تو اللہ نے اونپر آگ بہیجی حضرت ابن عباس نے فرمایا پس یہ ہے عذاب یوم الظلہ وان ربک لھو العزیز الرحیم کے یہ معنی ہین کہ بیشک تیرا رب البتہ غالب ہے اپنے انتقام لینے مین کافرون سے بڑا مہربان ہے اپنے مومن بندون پر فصہ ہود علیہ السلام مین ما انت بدون واو ہے اور یہان وما انت بواو ہے سو اسکا نکتہ یہ ہے کہ یہان دو مضمون کا قصد کیا گیا ہے یعنی تسخیر و بشریت یہ دونون وصف اونکے نزدیک رسالت کے مخالف ہین جایز نہین ہے کہ رسول مسحور ہو اور بشر ہو

۱۲ منہ

اونکی تکذیب مین مبالغہ کرنے کو یہ واو زیادہ کیا ہے تاکہ معلوم ہوجاے کہ وہ جامع ہین درمیان دو وصف منافی رسالت کے انمین سے اگر ایک وصف ہو تو بھی رسالت کے منافی ہے پھر جب دونون جمع ہوئے تو تو کسی طرح رسول نہین ہوسکتا اور قصۂ ہود مین واو ترک کیا ہے سو وہان ایک ہی معنی کا قصد ہے یعنی اونکا مسحر ہونا پھر اوسکی تاکید بشر ہونے سے کی ہے زمخشری وغیرہ کے بیان کا حاصل بھی ہے لیکن اتنی بات ذہن مین رکھنی چاہیے کہ مسحرین کے دو معنی مذکور ہو چکے ہین ایک مسحورین دوسرے مخلوقین پس اول معنی کی بنا پر نکتہ مذکور ٹھیک ہوگا اور دوسرے معنی کی بنیاد پر جملۂ انما انت من المسحرین اور جملۂ وما انت الا بشر مثلنا معنی مین دونون ایک ہونگے ثانی جملۂ اول کی تاکید ہوگا اور ترک واو کی صورت مین معنی اول کی بنا پر ثانی جملہ مستانفہ تعلیل ٹھیرے گا واسطے جملۂ اولی کے معنی یہ ہون گے کہ تجھپر تو کسی نے جادو کردیا ہے اسواسطے کہ تو تو ہی ایک بشر ہے ہماری مثل اور ثانی معنی کی بنا پر جملۂ ثانی تاکید ہوگا جملۂ اول کے واللہ اعلم وان نظنك لمن الكاذبين مین کلمۂ ان مخففہ ہے ثقیلہ سے اسم اوسکا ضمیر شان مقدر ہے اور حرف لام فارق ہے درمیان اوسکے اور ان نافیہ کے تقدیر یہ ہے انہ نظنك محلی نے اسی طرح تقدیر کی ہے معنی یہ ہین بیشک شان یہ ہے کہ جس رسالت کا تو مدعی ہے ہم اوسمین تجھکو خیال کرتے ہین جھوٹون سے غیر محلی نے یہ تقدیر کی ہے انا نظنك یہ انسب ہے کسی نے کہا کہ کلمۂ ان نافیہ ہے اور حرف لام بمعنی الا ہے یعنی نہین گمان کرتے ہین ہم تجھکو مگر جھوٹون سے لیکن قول اول اولی ہے مطلب یہ ہے کہ ہم تو تجھے جھوٹا ہی خیال کرتے ہین حضرت شعیب علیہ السلام اونکو عذاب کی وعید سنایا کرتے تھے اگر وہ ایمان نہ لائین تو تعنت و سرکشی و استبعاد و تعجیز کی راہ سے اونھون نے اونکو یہ کہا فاسقط علینا کسفا من السماء ان کنت من الصادقین یعنی تو جو ہمکو عذاب کی وعید سنایا کرتا ہے سو لے دے مار ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان سے اگر ہے تو سچا اپنے دعوی مین ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ کسف جمع ہے کسفۃ کی جیسے سدر جمع ہے سدرۃ کی جوہری نے کہا کسفہ کہتے ہین قطعۂ شے کو محاورے مین بولتے ہین اعطنی کسفۃ من ثوبک یعنی تو مجھے اپنے کپڑے سے ایک ٹکڑا دیدے جمع اسکی کسف و کسف ہے سما سے مراد سحاب ہے یا ظلہ قالہ النسفی سلمی و حفص نے کسفا پڑہا ہے جمع کسفۃ کی اخفش نے کہا ہے کہ جسنے کسفا پڑہا ہے تو اوسنے اوسکو واحد ٹھیرایا ہے اور جسنے کسفا پڑہا ہے اوسنے جمع قرار دیا ہے اسکی تحقیق سورۂ سبحان مین گزر چکی ہے قال ربی اعلم بما تعملون کا مطلب یہ ہے کہ تم جو شرک و معاصی کرتے ہو اللہ پاک اوسکو خوب

جانتا ہے سو وہ اوسپر تمکو جزا دینے والا ہے اگر وہ چاہے گا اسمین تہدید شدید ہے فکذبوہ کے معنی یہ ہین کہ اونہون نے حضرت شعیب علیہ السلام کی تکذیب پر استمرار و اصرار کیا فاخذھم عذاب یوم الظلہ مراد ظلہ سے سحاب ہے اللہ پاک نے اونکے سرون کے اوپر اوسکو کہڑا کیا تو اوسنے اونپر آگ برسائی سو وہ ہلاک ہو گئے جس شے کی اونہون نے فرمایش کی تہی وہی اللہ نے اونکو پہونچائی کیونکہ اگر مراد اونکی کسف سے بادل کا ٹکڑا ہے تو تو ظاہر ہی ہے اور اگر مراد اونکی اوس سے آسمان کا ٹکڑا ہے تو نزول عذاب کا اونپر اوسکی جہت سے ہوا حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ اللہ پاک نے جہنم سے ایک ہوائے گرم طرف اونکے بہیجی سو وہ سات دن اونکو گہیرے رہی یہانتک کہ گرمی نے اونکو پکا ڈالا گہر اونکے گرم ہو گئے اور پانی اونکے کنوون اور چشمون مین جوش مارنے لگے تو وہ اپنے گہرون محلون سے بہاگتے ہوئے نکل گئے اس حال مین کہ وہ ہوائے گرم اونکے ساتھ تہی پہر اللہ پاک نے اونکے سرون کے اوپر سے سورج کو اونپر مسلط فرما دیا سو اوسنے اونکو ڈہانک لیا یہانتک کہ اونکی کہوپریان اونمین جنبش کرنے لگین اور اونکے پاون کے نیچے گرم کنکر اونپر مسلط کر دئے یہانتک کہ اونکے پاؤن کے گوشت گر پڑے پہر اونکے واسطے ایک سائبان اوٹھا مثل کالی بدلی کے پہر جب اونہون نے اوسکو دیکہا تو اوسکی طرف مبادرت کی اوسکے سایہ سے فریاد رسی چاہتے تھے یہانتک کہ جسوقت وہ سب جمع ہو گئے تو وہ اونپر ڈہانکدیا گیا تو وہ ہلاک ہو گئے اور حضرت شعیب علیہ السلام کو اور اونکے ہمراہی مومنون کو اللہ پاک نے نجات دی دوسرا لفظ انکا گزر چکا ہے تیسرا لفظ انکا یہ ہے فرمایا تو شخص تجھسے حدیث کرے علما مین سے عذاب یوم الظلہ کی تو تو اوسکی تکذیب کر فتح القدیر و فتح البیان مین کہا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ تو یون فرماتے ہین پہر ہم اونسے کیا عرض کرین اوس قصے مین جسکی اونہون نے ہمکو حدیث کی ہے جسکو ہم ابہی اسجگہ اونسے نقل کر آئے ہین حالانکہ اوس قصے کو عبد بن حمید و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم وغیرہم نے اونسے باسانید خود ہا نقل کیا ہے ممکن ہے یون کہین جبکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما دریاے علم تھے اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے برکت اثر سے کتاب اللہ کی تاویل اونکو تعلیم فرمائی تہی تو وہ اس حدیث کی معرفت کے ساتھ مختص تھے اونکے سوا اور اہل علم اوسکو جانتے نہ تھے پس وہ شخص عذاب یوم الظلہ کی حدیث اور وجہ پر بیان کرے سوا اسوجہ کے جسکی اونہون نے ہمکو حدیث کی ہے تو ہمکو اونکی یہ وصیت ہے کہ ہم اوس شخص

کی تکذیب کرین اس لئے کہ اوسکا علم حضرت ابن عباس کو ہے اونکے غیر کو نہین ہے واللہ اعلم نکتہ اضافت عذاب کی یوم الظلہ کی طرف کی ظلہ کی طرف نہ کی یعنی عذاب یوم الظلہ کہا عذاب الظلہ نہ فرمایا سو غرض اس سے آگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ اونکے واسطے اوس دن مین عذاب تہا سوائے عذاب یوم الظلہ کے کذا قیل کذا فی فتح البیان مصحح مصنف طرہ کتاب پر یہ حاشیہ لکہا ہے کہ قولہ غیر عذاب یوم الظلہ کذا بالاصل الذی بایدینا والظاہر انتہی کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ مصحح صاحب درست فرماتے ہین عبارت مین خلل ہے سہو کاتب سے لفظ یوم زیادہ ہوگیا ہے صحیح غیر عذاب الظلہ ہے مطلب یہ ہے کہ اوس دن کئی قسم کے عذاب جمع ہوگئے تھے منجملہ اونکے عذاب ظلہ بہی تہا چنانچہ تفصیل اسکی اقوال مفسرین مین گزر چکی ہے اگر عذاب الظلہ کہا جاتا تو معلوم ہوتا کہ صرف ظلہ کا عذاب ہوا حالانکہ اوسدن کئے عذاب تھے اس لئے اللہ پاک نے عذاب یوم الظلہ فرمایا تاکہ وہ سب عذاب اسمین آجائین کیونکہ وہ دن اونکا جامع تہا رہی یہ بات کہ یوم کی اضافت ظلہ کی طرف کیون کی سو واللہ اعلم شاید اوسکی وجہ یہ ہو کہ آخر عذاب ظلہ کا ہوا اور یہ اون سب سے بڑا تہا اسمین وہ سب ہلاک ہی ہوگئے غرض کہ جو عذاب اون لوگون کو پہونچا تہا پر اللہ پاک نے اوسکا یہ وصف بیان فرمایا کہ انہ کان عذاب یوم عظیم یعنی بیشک وہ تہا عذاب بڑے دنکا اسواسطے کہ اوسمین اونپر ایسی شدت وسختی ہوئی کہ اوسکا اندازہ نہین کیا جاسکتا ہے ان فی ذلک لایۃ الی اخرہا کے تفسیر پوری طور پر اول گزر چکی ہے اوسکے اعادہ کرنے کی ضرورت نہین ہے سورۂ اعراف وہود مین ان قصون پر کلام گزر چکا ہے اسجگہ اونکے دہرانے سے بے نیازی حاصل ہے جو شخص کلام کے موقعون اور اسلوبون کو جانتا پہچانتا ہے اوسپر یہ بات مخفی نہین ہے کہ ان سات قصون کے آخر مین جو ان کلمات کی تکرار کی گئی ہے اسمین کیا کچہہ تہدید وزجر وتقریر وتاکید ہے علامہ نسفی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس سورت مین ہر قصے کے اول وآخر مین جو عبارت مکرر لائی گئی ہے سو واسطے تین فائدون کے ایک تو اسلئے کہ تقریر ہو اونکے معانی کی صدور مین دوسرے اسواسطے کہ وعظ وزجر مین ابلغ ہو تیسرے اسلئے کہ اونمین سے ہر قصہ مثل تنزیل مستقل کے ہے اور اوسمین ویسا اعتبار ہے جیسا کہ اوسکے غیر مین ہے پس ہر قصہ لایق اسکے ہے کہ وہ شروع کیا جاے ساتہہ اوس شے کے

کہ جسکے ساتھ اوسکا ساتھی شروع کیا گیا ہے اور ختم بھی اوسی شے پر کیا جاے کہ جسپہ اوسکا ساتھی ختم کیا گیا ہے یہ اونکی عبارت کا حاصل ہے وانہ لتنزیل رب العلمین ۝ نزل بہ الروح الامین ۝ علے قلبك لتکون من المنذرین ۝ بلسانٍ عربیٍ مبین ۝ اور یہ قرآن ہے اوتارا جہان کے صاحب کا لے اوترا ہے اوسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر کہ تو ہوے ڈر سنانے والا کھلی عربی زبان مین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اوس کتاب کی جسکو اوسنے اپنے بندہ و رسول حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے وانہ یعنی وہ قرآن جسکا ذکر اول سورت مین اس قول مین گزر چکا ہے وما یاتیہم من ذکر من الرحمن محدث الایہ لتنزیل رب العالمین یعنی اللہ نے اوتارا ہے اوسکو تجھپر اور وحی کی ہے اوسکی طرف تیرے نزل بہ الروح الامین یعنی جبریل علیہ السلام یہ قول ہے غیر واحد کا سلف سے حضرت ابن عباس و مجاہد و کعب و قتادہ و عطیۂ عوفی و سدی و ضحاک و زہری و ابن جریج کا اس قول مین کچھہ نزاع نہین ہے زہری نے کہا یہ آیت مثل اس آیت کے ہے قل من کان عدوا لجبریل فانہ نزلہ علے قلبك باذن اللہ مصدقا لما بین یدیہ ہدی و بشری للمومنین جو شخص روح الامین سے یا تین کرے اوسکو زمین نہین کہاتی ہے یعنی لے اوترا ہے اوسکو ملک کریم مرتبے والا نزدیک اللہ کے کہا مانا ہوا ملأ اعلی مین علے قلبك یعنی اسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرے دل پر سالم رہے کمی سے اور زیادت و نقص سے لتکون من المنذرین یعنی تاکہ ڈراوے تو ساتھ اوسکے اللہ کے باس و نقمت سے اوس شخص پر جسنے اوسکی مخالفت و تکذیب کی اور خوشی سناوے تو اوسپر ایمان لانے والون کو اوسکی پیروی کرنے والون کو بلسان عربی مبین یعنی یہ قرآن جسکو ہم نے تیری طرف اوتارا ہے نازل کیا ہمنے اوسکو عربی فصیح کامل شامل زبان مین تاکہ وہ بین واضح و ظاہر ہو قطع کرنے والا عذر کا ہو قایم کرنے والا حجت کا ہو شاہراہ کی طرف دلیل ہو ابن ابی حاتم نے ابراہیم تیمی سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے راوی ہین کہا کہ اس درمیان مین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تھے روز ابر مین کہ آپنے اونسے فرمایا کیف ترون بواسقہا قالوا ما احسنہا و اشد تراکمہا قال فکیف ترون قواعدہا قالوا ما احسنہا و اشد تمکنہا قال فکیف ترون جرہا قالوا ما احسنہ و اشد سوادہ

۱۱ اور مین یہ پوچھی اونون پاس کوئی نصیحت رحمن سے نئی جس سے سو نہین نہین موڑتے

۱۲ ۱۲ کوئی نیا کلام سوے نو اوتارا

۱۳ ۱۳ اصل کا لفظ فی یوم دجن ہے دجن کہتے ہین قریب شروع ہونے اول آسمان را اور دجنہ تیرگی ابر یوم شریر دارتاریک بد ادبان یوم دجن و یوم دجن ظلمت و یصف دو لون طرح پر ابر بین کذا فی الصراح ۱۲ منہ

قال فکیف ترون رحاها استدارت قالوا ما احسنها واشد استدارتها قال فکیف ترون برقها اومیضہ ۵۱ ام خفقہ ام یشق شقا قالوا بل یشق شقا قال الحیا الحیا ان شاء الله قال فقال رجل یا رسول الله بابی وامی ما افصحک ما رایت الذی هو اعرب منک قال فقال حق لی وانما انزل القرآن بلساني والله یقول بلسان عربی مبین بواسق سے مراد فروع سحاب ہین جو مستطیل ہو گئے ہین قواعد سے مراد وہ بادل ہے جو معترض ہو گیا ہے اور نیچے ہو گیا ہے اوسکی تشبیہ قواعد النساء سے دی ہے ومیض وہ بجلی ہے جو خفی چمکنا چمکتی ہے خفوق بجلی کے ضعیف چمکنے کو کہتے ہین جسوقت بجلی مستطیل چمکتی ہے طرف وسط آسمان کے اور اوسکو اعتراض نہین ہوتا ہے تو اوسوقت بولتے ہین یشق شقا حیا بالقصر مطر کو کہتے ہین اس لئے کہ وہ زندہ کرتا ہے زمین کو معنی حدیث شریف کے یہ ہین کہ ایک دن آسمان پر ابر چھا رہا تھا آپنے صحابہ سے فرمایا تم کسطرح دیکھتے ہو ابر کے بواسق کو یعنی اوسکی شاخین جو مستطیل ہو رہی ہین اونکو کیا خیال کرتے ہو گویا ابر کی لمبی لمبی شاخون کی تشبیہ دی کھجور کے بلند درختون سے صحابہ نے عرض کیا کیا خوبصورت ہین اور کیا ایک دوسرے پر تہ بتہ ہو رہی ہین فرمایا پھر کیسا دیکھتے ہو اوسکے قواعد کو یعنی بادل کی بدلیون سے جو بدلیان عریض اور نیچی ہو گئی ہین اونکو کیسا خیال کرتے ہو گویا ان بدلیون کی تشبیہ دی مٹھی ہوئی عورتون سے صحابہ نے عرض کیا کیا خوب ہین اور کیا شدت سے اونکا جماؤ ہے فرمایا پھر کس طرح دیکھتے ہو اوسکے جری ۵۲ کو عرض کیا کیا حسین ہے اور کیا سخت ہے اوسکی سیاہی فرمایا پھر کس طرح دیکھتے ہو اوسکی بجلی کو یعنی جو بدلی اوسمین سے گول ہو گئی ہے عرض کیا کیا خوبصورت ہے اور کیا خوب اوسکی گلائی ہے فرمایا پھر کس طرح دیکھتے ہو اوسکی بجلی کو کیا وہ ایسا چمکنا چمکتی ہے کہ ابر مین پراگندہ نہین ہو جاتی ہے یا وہ ایسی چمکتی ہے کہ طراف ابر مین پراگندہ ہو جاتی ہے یا ایسی چمکتی ہے کہ وسط آسمان کی طرف مستطیل ہو جاتی ہے اور آڑے نہین ہوتی صحابہ نے عرض کیا کہ وسط آسمان کیطرف مستطیل ہو جاتی ہے اور آڑی نہین ہوتی فرمایا بارش ہو گی بارش ہو گی ان شاء اللہ راوی نے کہا پھر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون آپ تو کیسی فصیح مین مینہ نہین دیکھا اوس شخص کو کہ آپسے بڑھکر فصیح ہو راوی نے کہا اسپر آپنے فرمایا مجھی تو یہ لائق ہی ہے یعنی مین اسکا مستحق ہون حالانکہ قرآن جو نازل کیا گیا ہے سو میری زبان مین اور اللہ فرماتا ہے بلسان عربی مبین سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے نہین اوتری وحی مگر عربی زبان مین پھر ہر نبی نے اپنی قوم کے واسطے ترجمہ کیا اور ۵۳ زبان قیامت کے دن

۵۱ اصل مین اسی طرح ہے لیکن مجمع البحار سے یون معلوم ہوتا ہے اخفوا ام ومیضا ام یشق شقا تقدیر یہ ہے ایخفو خفوا ام یومض ومیضا ام یشق شقا ومیض ہے ویفرح مین ہے ویفرح چمکنا بجلی کا ہے بغیر اسکے کہ ابر مین پراگندہ ہو جائے ابر پورق سے تو بجلی ابر مین پراگندہ ہو جاتی ہے اور کوخفو کہتے ہین اور بجلی چمکتی ہے اور ابر کو چیر دیتی ہے اوسکو عقیقہ بولتے ہین ۱۲ منہ

۵۲ اصل مین ہے کھجور ہے والله اعلم اس سے کیا مراد ہے ۱۲ منہ

۵۳ اصل کا لفظ واللسان یوم القیامة بالسریانیة یعنی قیامت کے دن سب کی زبان سریانی لغت مین ہو گی ۱۲ منہ

سریانی ہوگی پھر جو شخص جنت مین داخل ہوگا تو وہ عربی زبان مین باتین کریگا اسکو ابن ابی حاتم نے روایت کیا ہے

ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ضمیر انہ کی راجع ہے اون خبرون اور قصون کی طرف جنکو اللہ پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا ہے یا راجع ہے طرف قرآن شریف کے اگرچہ اول اوسکا ذکر نہین گزرا ہے لیکن چونکہ وہ معلوم ہے اسلئے بدون سابق ذکر ہونے کے بھی اوسکی طرف ضمیر پھیرنا ٹھیک ہے قتادہ اسی کے قائل ہین لتنزیل رب العالمین کسی نے کہا کہ یہان مضاف مقدر ہے یعنی ذو تنزیل اور جبکہ تنزیل بمعنی منزل ہو تو مضاف مقدر کرنے کی کچھہ حاجت نہین ہے معنی یہ ہین کہ بیشک یہ خبرین اور قصے یا یہ قرآن البتہ اوتارا ہوا ہے جہان کے پروردگار کا شعر وسحر نہین ہے نہ اگلون کی کہاوتین ہین نہ وہ ہے جو اور کچھہ اسکے سوا کفار نے اُسکے بارے مین بکا ہے نزل به الروح الامین نافع وابن کثیر وابوعمرو نے نزل کو تخفیف پڑہا ہے باقی قرا کی قرارت بتشدید ہے اسکی بنیاد پر الروح الامین منصوب ہوگا بنا بر مفعول بہ ابوعبید وابوحاتم نے اس قرارت کو اختیار کیا ہے روح الامین سے مراد حضرت جبریل علیہ السلام ہین یہ قول قتادہ وحضرت ابن عباس کا ہے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے کہ روح الامین حضرت جبریل ہین مین نے اونکے چہرہ پر دیکھے موتی کے کہ اونکو پھیلایا تھا اونمین مثل پرون طاؤس کے تھے اسکو ابوالشیخ نے روایت کیا ہے حضرت جبریل کا نام روح اس لئے رکھا ہے کہ وہ روح سے پیدا کئے گئے ہین اونکا نام امین اسواسطے ہوا کہ وہ امین بنائے گئے ہین اللہ پاک کی وحی پر طرف انبیا اللہ کے اول قرارت کی بنا پر معنی یہ ہین کہ لے اوترا ہے اوسکو فرشتہ معتبر دوسرے کی بنا پر یہ معنی ہین کہ رب العالمین نے اوتارا ہے اوسے دیکر روح الامین کو علے قلبك کے یہ معنی ہین کہ روح الامین نے اوسکو پڑہا ہے تیرے دل پر تاکہ تو اوسکو یاد رکھے اور سمجھے اور نہ بھولے قلب کی وجہ تخصیص یہ ہے کہ حواس باطنہ مین سے قلب اول ادراک کرنے والا ہے کرخی نے کہا ہے کہ خاصکر قلب کا ذکر کیا حالانکہ وہ تو آنحضرت پر اوتارا گیا ہے سو اسکی وجہ یہ ہے کہ ذکر قلب کا تاکید کرے اس بات کی کہ یہ قرآن منزل محفوظ ہے اور رسول اوسکے قلب سے متمکن ہے اوسپر تغیر جایز نہین ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ حقیقت مین مخاطب قلب ہی ہے اس لئے کہ تمیز وعقل واختیار کی جگہہ وہی ہے باقی اعضا اوسکے مسخر ہین اس بات پر قرآن مجید وحدیث شریف ومعقول دال ہے قرآن شریف کی تو یہ آیت کریمہ ہے ان فی ذلك لذكرى لمن كان

لہ ایمان سے پڑھنے کی جگہہ ہے اور سب کے اندر دل ہے

لہ قلب اور حدیث شریف یہ قول ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خبردار اور بیشک جسم مین گوشت کا
ایک ٹکڑا ہے جسوقت وہ درست ہوگیا تو سارا جسم درست ہوگیا اور جسوقت وہ فاسد ہوگیا تو سارا جسم فاسد ہوگیا خبردار اور
وہ قلب ہے اسکو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے معقول کی دلیل یہ ہے کہ جسوقت قلب پر غشی کیجاے
اور باقی اعضا کاٹے جائین تو دل کو شعور حاصل نہین ہوتا ہے اور جسوقت قلب ہوشیار ہوجاتا ہے
تو جو آفتین اعضا پر نازل ہوتی ہین اون سب کا دل کو شعور ہوتا ہے خازن کا بیان یہ ہے کہ منجملہ دلیل
معقول یہ ہے کہ جاے فرح و سرور و غم و حزن قلب ہی ہے پس جسوقت دل خوش ہوتا ہے
یا رنجیدہ تو باقی اعضا کا حال بدل جاتا ہے سو دل واسطے اعضا کے مثل رئیس کے ہے اسی باب
سے یہ بات ہے کہ عقل کی جگہ قلب ہی ہے بنا بر قول صحیح منجملہ دو قول پھر جب یہ بات ثابت ہوگئی تو دل
ہی امیر مطلق ہوا اور وہی مکلف ہے کیونکہ تکلیف مشروط بالعقل و فہم ہے انتہی ابو حیان نے کہا ہے
کہ علی قلبک اور لتکون دونون متعلق ہین نزل سے کسی نے کہا ہے جائز ہے کہ تنزیل سے متعلق ہون
لیکن پچلا قول اولی ہے کسی نے نزل کو بتشدید بصیغہ مجہول پڑہا ہے اور فاعل اللہ تعالی ہے
اور الروح الامین اس صورت مین مرفوع ہوگا بنا بر نائب فاعل لتکون من المنذرین علت ہے انزال
کی یعنی قرآن کو تجہپر اوتارا ہے اسواسطے کہ جن تحذیرات و انذارات و عقوبات کو وہ متضمن ہے اونسے اونکو
ڈراوے بلسان عربی مبین متعلق ہے منذرین سے یعنی تاکہ تو ہووے اون ڈرانے والون سے
جنہون نے اس عربی زبان کے ساتھہ ڈرایا ہے یہ لوگ حضرت ہود اور حضرت شعیب اور حضرت صالح
اور حضرت اسمعیل علیہم الصلوۃ والسلام ہین ابو البقا نے جایز کہا ہے کہ بہ سے بدل ہو کسی نے کہا کہ
متعلق ہے نزول سے یعنی اوسکو اوتارا ہے عربی زبان مین تاکہ تو ساتھہ اوسکے ڈرا ئے ذکر انذار کے
اہتمام کی وجہ سے اسکو مؤخر کردیا ہے ابو البقا نے کہا ہے کہ مراد لسان عربی سے رسالت یا لغت
عربی ہے ابو السعود نے بھی بلغت عربی کہا ہے اللہ پاک نے جو قرآن شریف کو عربی کیا رسول عربی کی زبان مین
سو اسکی وجہ یہ ہے کہ مشرکین عرب یہ بات نہ کہین کہ ہم نہین سمجھتے ہین جو تو کہتا ہے ہماری غیر زبان مین
اگر قرآن شریف عجمی زبان مین نازل ہوتا تو وہ بالیقین یہ کہتے اس لئے اللہ پاک نے عربی زبان مین اوسکو
نازل کرکے اونکی حجت قطع کردی اور اونکی علت و معذرت کو دور فرمادیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
نے بلسان عربی مبین کی تفسیر مین فرمایا ہے بلسان قریش یعنی قریش کی زبان مین اوسکو نازل کیا اور اگر

غیر عربی ہوتا تو وہ اوسکو نہ سمجھتے بریدہ سے مروی ہے کہ بلسان جرہم ۵۱ وانہ لفی زبر الاولین ○
اولم یکن لھم ایۃ ان یعلمہ علمٰؤا بنی اسرآءیل ○ ولو نزلنٰہ علی بعض الاعجمین ○ فقرأہ
علیھم ما کانوا بہ مؤمنین ○ اور یہ کیا ہے بھلوں کی کتابون مین کیا اونکو نشانی نہین ہوچکی
یہ کہ اوسکی خبر رکھتے ہین پڑھے ہین لوگ بنی اسرائیل کے اور اگر اوتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان وا
پر اور وہ اوسکو پڑہتا تو بھی اوسکو یقین نہ لاتے ف یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی کتابون
مین اور اوسکا معجزہ بھی یہی ہے اکثر ف کافر کہتے تھے کہ قرآن آیا ہے عربی زبان مین اس نبی
کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو اگر غیر زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے فرمایا کہ دہو کے
والے کا جی کبھی نہین ٹھیرتا تب اور شبہ نکالتے کہ کوئی سکھا جاتا ہے انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اس قرآن کا ذکر اور اسکے نام کا
بلند کرنا اگلون کی کتابون مین البتہ موجود ہے جو کہ اونکے نبیون سے نقل ہوتے آئے ہین جنہون نے
زمانۂ قدیم و جدید مین اوسکی بشارت دی ہے جسطرح کہ اللہ پاک نے انبیاء علیہم السلام سے اسکا عہد
و پیمان لیا تھا یہانتک کہ آخر انبیا اپنی جماعت مین کھڑے ہوئے حضرت احمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بشارت کا اونکو خطبہ سنایا چنانچہ اللہ پاک نے قرآن شریف مین اسکی خبر دی ہے واذ قال
عیسے بن مریم یابنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ و
مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد زبر اسجگہ یعنی کتب ہے جمع ہے زبور کی اسی طرح
زبور کتاب ہے حضرت داود علیہ السلام کی اللہ پاک نے فرمایا ہے وکل شیئ فعلوہ فی الزبر
یعنی ہر شے جو اونہون نے کی ہے وہ لکھی ہوئی ہے اوپر فرشتون کے صحیفون مین پھر اللہ پاک نے
فرمایا اولم یکن لھم ایۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل یعنی کیا اور کافی نہین ہوتی ہے اونکو شاہد
صادق سے اوسپر جو بات کہ بنی اسرائیل کے علما اس قرآن کا ذکر اپنی کتابون مین پاتے ہین جنکا وہ درس
دیا کرتے ہین مراد علما سے اونمین کے عادل سچے علما ہین جو کہ اقرار کرتے ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی صفت کا اور اونکی مبعث کا اور اونکی امت کا جو اون کے پاس موجود ہے چنانچہ جو لوگ اونمین سے
مسلمان ہوئے اونہون نے اسکی خبر دی ہے جیسے عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی نے نقل
کیا ہے اون لوگون سے جنکو اونہون نے پایا ہے اونمین سے اور جو لوگ اونکے مثل ہین اللہ تعالی نے

۵۱ بضم جیم نام ہے ایک قبیلہ یمن کا ۱۲
۵۲ اور جب کہا عیسی علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے بھیجا ہون اللہ کا تمہاری طرف سچا کرتا ہوا اوسکو جو آگے ہے میری توریت اور خوشخبری دیتا ہون ایک رسول کی جو آویگا پیچھے میرے اوسکا نام ہے احمد ۱۲
۵۳ اور ہر چھوٹی بڑی بات لکھی ہوئی ہے فرشتون کی کتابون مین ۱۲

فرمایا ہے الذین یتبعون الرسول النبی الامی الایہ پھر اللہ پاک نے قریش کی شدت کفر وعناد کی
خبر دی جو اونکو اس قرآن سے ہے کہ اگر عجمیون کے کسی آدمی پر نازل ہوتا اون لوگون مین سے جو کہ عربی
زبان کا ایک کلمہ بھی نہین جانتے ہین اور اوسپر یہ کتاب مع اپنے بیان وفصاحت کے نازل کیجاتی
تو بھی اوسپر ایمان نہ لاتے اسی لئے یون فرمایا ہے ولو نزلناہ تا مومنین چنانچہ دوسری آیت مین اونکی
طرف سے یہ خبر دی ہے ولو فتحنا علیہم بابا من السماء فظلوا فیہ یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا الایہ
وقال تعالیٰ ولو اننا نزلنا الیہم الملائکۃ وکلمہم الموتی الایہ وقال تعالیٰ ان الذین حقت
علیہم کلمۃ ربک لا یؤمنون الایہ ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ضمیر انہ کی راجع ہے
طرف قرآن شریف کے یعنی یہ قرآن باعتبار اپنے احکام کے جنپر شرایع کا اجماع ہے البتہ اگلے
نبیون کی کتابون مین ہے جیسے توریت وانجیل زبر بمعنی کتب ہے واحد اسکا زبور ہے یا یہ معنی ہین کہ ذکر
قرآن کا اونمین موجود ہے یا ضمیر راجع ہے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یعنی آپ کی
بشارت اگلی کتابون مین لکھی ہوئی ہے کسی نے کہا کہ قرآن کا زبر اولین مین ہونا اس سے یہ مراد ہے
کہ نفس قرآن اونمین مذکور ہے یہ مراد نہین ہے کہ جن احکام پر قرآن مشتمل ہے وہ اونمین ہین اسمین دلیل
ہے اس بات پر کہ جب قرآن کا ترجمہ کیا جاے غیر عربی زبان مین جیسے فارسی وغیرہ ہے تو وہ قرآن
قرآن ہے لیکن قول اول اولی ہے کسی نے کہا ہے کہ قول صحیح حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ
عنہ کے مذہب سے یہ ہے کہ قرآن شریف نظم ومعنی دونون ہین شہاب نے سکوذکر کیا ہے اولم
یکن لہم ایۃ مین ہمزہ واسطے انکار کے ہے اور حرف واو عطف کے لئے ہے مقدر پر چنانچہ اسکا
بیان بارہا گزر چکا ہے آیت کے معنی ہین علامت ودلالت یعنی کیا نہین ہے واسطے کفار مکہ کے
نشانی دلالت کرنے والی اس بات پر کہ قرآن حق ہے اور رب العالمین کی تنزیل ہے اور اگلے انبیا کی
کتابون مین ہے ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل یعنی یہ بات کہ بنی اسرائیل کے علما اوسکو جانتے پہچانتے
ہین علی العموم یا وہ علما جو اونمین سے ایمان لے آئے ہین جیسے عبد اللہ بن سلام واسد واسید وثعلبہ
وابن یامین یہ پانچ آدمی منجملہ علماے یہود ہین اور انکا اسلام اچھا ہوا پس یہ لوگ قرآن شریف کی حقیت
کی اور منزل من اللہ ہونے کی خبر دیتے ہین اہل کتاب کی شہادت جو مشرکون پر حجت ہوئی سو اس لئے کہ
مشرکین اہل کتاب کی طرف رجوع کیا کرتے تھے اور اونکی تصدیق کرتے تھے ابن عامر نے تکن بتاء تانیث

پڑہا ہے اور آیۃ کو برفع اس بنا پر کہ کان کا اسم ہے اور خبر اوسکی ان یعلمہ الخ ہے اور یہ بھی جایز ہے کہ کان تامہ ہو باقی قرار کی قرارت بیاے تحتیہ اور بنصب آیۃ ہے اس بنا پر کہ کان کی خبر ہے اور اسکم اوسکا ان یعلمہ الخ ہے زجاج نے کہا کہ ان یعلمہ اسم ہے کان کا اور آیۃ اوسکی خبر ہے معنی یہ ہین کیا نہین ہے جاننا بنی اسرائیل کا اسبات کو کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی حق ہین واسطے کفار مکہ کے علامت و دلالت اونکی نبوت پر کیونکہ بنی اسرائیل کے جو علما ایمان لے آئے تھے وہ خبر دیتے تھے اسبات کی کہ آپکا ذکر خیر اونکی کتابون مین موجود ہے فرا نے بھی اسی طرح کہا ہے اور دونون نے قرارت رفع کی وہی توجیہ کی ہے جو ہم ذکر کر آئے ہین ابن عامر کی قرارت مین نظر ہے کیونکہ نکرہ کا اسم ہونا اور معرفہ کا خبر جایز نہین ہے گو بطور شاذ بعض اشعار مین وارد ہوا ہے اور یہ جو کسی نے کہا ہے کہ لہم سے نکرہ کی تخصیص ہوگئی ہے سو یہ بے وجہ ہے اسواسطے کہ وہ محل نصب مین ہے بنا بر حال اور حال معنی مین صفت ہے پس اسکی توجیہ مین جو کچھ کہا گیا ہے اوس سے بہتر وہی بات ہے جو ہم کہہ آئے ہین کہ کان تامہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ عبد اللہ بن سلام علماے بنی اسرائیل سے تھے اور اونکے بہترین لوگون مین سے تھے سو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب پر ایمان لے آئے پس اللہ پاک نے اوسسے یون فرمایا اولم یکن لہم ایۃ الی آخرھا ولو نزلناہ علی بعض الاعجمین فقرأہ علیہم ما کانوا بہ مؤمنین یعنی اگر ہم اوتارتے اس قرآن کو اوس صفت پر جسپر وہ ہے کسی شخص پر عجمیون مین سے کہ جنکو عربی بولنے پر قدرت نہین ہے پہر وہ اوسکو اونپر پڑہتا قرارت صحیح تو بھی وہ اوسپر ایمان نہ لاتے مارے عار و ننگ کے اوسکی پیروی کرنے سے باوجود اسکے کہ اسمین دو اعجاز جمع ہو گئے ایک اعجاز قرارت کا عجمی شخص سے عربی کلام کو یعنی قرآن شریف دوسرے اعجاز قرآن کا اور باوجود اسکے کہ عجمی اصلا متکلم نہین ہوتا ہے ساتھ اکتساب عربی کے نہ ساتھ اختراع عربی کے اس لئے کہ فصاحت اوسمین مفقود ہے اور عربی اوسکی زبان نہین ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین اگر ہم اوسکو اوتارتے بعض عجمیون پر لغت عجم مین پہر وہ اوسکو پڑہتا اونپر اپنی زبان مین تو بھی وہ اوسپر ایمان نہ لاتے اور کہتے ہم اوسکو نہین سمجہتے ہین نہ بوجہتے ہین اس آیت کی مثل یہ آیت ہے ولو جعلناہ قرءانا اعجمیا لقالوا لولا فصلت اٰیاتہ یہ جملہ شرطیہ وقوع کو مستلزم نہین ہے اعجمین جمع ہے اعجمی کی صاحب تحریر نے یہی کہا ہے یا جمع ہے اعجم کی

۱ یعنی کفار مکہ کے فرقہ یہود کہ اسپر اگے عبد اللہ بن سلام کا تعریف فرمانا ہے ۱۲

۲ اور الاعجم اوسکو کہتے قرآن کو پڑہی زبان کا ہو کے اسکی باتین کیون نہ کہولی گئین ۱۲

یہ قول ابن عطیہ کا ہے جب کوئی فصیح اللسان نہین ہوتا ہے اگرچہ عربی ہو تو محاورہ عرب مین اوسکو رجل اعجم اعجمی کہتے ہین اور جبکہ اوسکی اصل عجم سے ہو تو رجل عجمی بولتے ہین گو وہ فصیح ہی کیون نہو مگر فراء نے رجل عجمی بمعنی اعجمی کہنا جایز رکھا ہے زمخشری نے کہا ہے اعجم وہ شخص ہے جو فصیح نہین بولتا ہے اور اوسکی زبان مین عجمہ ہے یا استعجام ہے اور اعجمی بھی مثل اسکے ہے مگر اتنی بات ہے کہ اسمین یاے نسبت کی زیادتی ہے واسطے تاکید کے حضرت حسن نے علی بعض الاعجمین پڑہا ہے اور اسی طرح حمدری نے ابو الفتح ابن جنی نے کہا ہے کہ اصل اعجمین کی عجمیین ہے پہر یاے نسبت کو حذف کر دیا اور جمع اوسکی ساتھ یا و نون کے اوسپر دلیل ٹھیرائی گئی کذٰلک سلکنٰہ فی قلوب المجرمین ۝ لا یؤمنون بہ حتی یروا العذاب الالیم ۝ فیاتیہم بغتۃ و ہم لا یشعرون ۝ فیقولوا ہل نحن منظرون ۝ افبعذابنا یستعجلون ۝ افرءیت ان متعنٰہم سنین ۝ ثم جاءہم ما کانوا یوعدون ۝ ما اغنٰی عنہم ما کانوا یمتعون ۝ وما اہلکنا من قریۃ الا لہا منذرون ۝ ذکرٰی وما کنا ظٰلمین ۝ اسی طرح پیٹھایا ہمنے اوسکو گنہگارون کے دلون مین وہ نہ مانین گے اوسکو جبتک نہ دیکہین گے دکہہ کی مار پہر آوے اونپر اچانک اور اونکو خبر نہو پہر کہنے لگین کچہہ بہی ہمکو فرصت ملے کیا ہماری مار جلد مانگتے ہین بہلا دیکہہ تو اگر برتنے دیا ہمنے اونکو کئی برس پہر پہونچا اونپر جسکا اونسے وعدہ تہا کیا کام آوے گا اونکے جتنا برتتے رہے اور کوئی بستی نہین کہپائے ہمنے جسکو نہ تہے ڈر سنانے والے یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہین ہے ظلم کرنا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے اسی طرح داخل کیا ہمنے تکذیب و کفر و جحود و انکار کو دلون مین مجرمون کے وہ نہ مانینگے حق کو یہانتک کہ نہ دیکہین گے عذاب الیم کو یعنی جبکہ نفع نہ دیگی ظالمون کو اونکی معذرت اور واسطے اونکے پٹکارہے اور واسطے اونکے برا گہر ہے پہر آئیگا اونکو اللہ کا عذاب اچانک اور اونکو خبر نہو گی پہر کہنے لگین گے کچہہ بہی ہمکو فرصت ملے یعنی جسوقت عذاب کا مشاہدہ کرینگے تو تمنا کرینگے اس بات کی کہ کاش اونکو ذرا سی مہلت ملے تاکہ عمل کرین ساتھ طاعت اللہ تعالیٰ کے اپنے زعم مین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وانذر الناس یوم یاتیہم العذاب الی قولہ ما لکم من زوال پس ہر ظالم و فاجر و کافر جسوقت اپنی عقوبت کا مشاہدہ کریگا

اور ڈراوے لوگون کو اوس دن سے کہ آویگا اونکو عذاب تب کہین گے بے انصاف اسکے رب ہمارے فرصت دے ہمکو تہوڑی مدت کہ ہم مانین تیرا بلانا اور ساتہ ہون رسولون کے تو ترجمہ قسم نہ کہاتے تہے کہ تمکو ہین کسی طرح ٹلنا ۱۲

۹ مع

تو سخت نادم ہوگا یہ فرعون ہے کہ جسوقت حضرت کلیم نے اوسپر بد دعا کی کہ ربنا انک اٰتیت
فرعون وملأہ زینۃ واموالا فی الحیاۃ الدنیا الی قولہ قال قد اجیبت دعوتکما
تو یہ بد دعا حق مین فرعون کے اثر کرگئی پہر وہ ایمان نہ لایا یہانتک کہ عذاب الیم کو دیکھا حتی اذا
ادرکہ الغرق قال اٰمنت انہ لا الہ الا الذی اٰمنت بہ بنو اسرائیل الی قولہ وکنت
من المفسدین وقال تعالی فلما رأوا بأسنا قالوا اٰمنا باللہ وحدہ الایات
قولہ تعالی افبعذابنا یستعجلون اللہ پاک نے یہ بات فرمائی ہے واسطے انکار کرنیکے
اونپر اور واسطے تہدید کرنے کے اونکو کیونکہ وہ تکذیب واستبعاد کے لئے رسول سے
یون کہا کرتے تھے کہ تو ہمپر اللہ کا عذاب لے آ کما قال تعالی ویستعجلونک بالعذاب
الایات پہر اللہ پاک نے فرمایا افرایت الایہ یعنی اگر ہمنے اونکو تاخیر و مہلت دیدی ایک مدت
تک گو درازہی کیون نہو پہر اونپر امر الٰہی آپہونچا تو جس عیش و آرام مین وہ رہے وہ اونکے کیا کام
آوے گا اونکا تو یہ حال ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے کانہم یوم یرونہا لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحاہا
وقال تعالی یودّ احدہم لو یعمر الف سنۃ وما ہو بمزحزحہ من العذاب
ان یعمر وقال تعالی وما یغنی عنہ مالہ اذا تردی اسی لئے یہان فرمایا ہے ما اغنی
عنہم ما کانوا یمتعون حدیث صحیح مین آیا ہے کہ کافر لایا جاے گا پہر آگ مین ایک ڈوب دیا
جائیگا پہر اوس سے کہا جائیگا آیا تو نے کبھی کوئی خیر دیکھی آیا تو نے کبھی کوئی عیش و آرام دیکھا تو وہ
کہے گا لا واللہ یا رب یعنی نہین اے رب اور لایا جائیگا سخت تر لوگونکا از روے حاجت و فقر
کے کہ تہا دنیا مین پہر وہ ایک ڈوب دیا جائیگا جنت مین پہر اوس سے کہا جائیگا آیا تو نے کبھی کچھہ حاجت
و فقر دیکھا تو وہ کہے گا لا واللہ یا رب ای ما کان شیئا کان یعنی کبھی کچھہ حاجت و مفلسی نہ تہی
اسی لئے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یہ بیت پڑہا کرتے تھے

اذا انت ادرکت الذی انت تطلب	کانک لم تؤثر من الدہر لیلۃ

پہر اللہ پاک نے اپنے عدل کی خبر دی خلق مین کہ اوسنے ہلاک نہین کیا کسی امت کو امتون سے
مگر بعد اسکے کہ اونسے عذر قطع کر دیا اور اونکو ڈر سنا دیا اونکی طرف رسول بھیجدیے حجت اونپر
قائم کر دی اسی لئے یون ارشاد فرمایا وما اہلکنا من قریۃ الا لہا کما قال تعالی وما کنا

۵۱ اسکے بعد ہمارے قانون کے موافق ۵۲ جب فرعون کو اور اوسکی
فوج کے لوگون کو دریا مین غرق ہوتے دیکھا ۵۳ اور اوسکو یقین ہوگیا کہ اب میرا
جینا نہین ہے اور کہنے لگا کہ مین ایمان لایا اس بات پر کہ نہین ہے کوئی معبود
مگر وہی جسپر ایمان لائے ہین بنی اسرائیل ۵۴ اور مین ہون فرمانبردارون مین سے ۵۵ جب
ہمارا عذاب آپہونچا تو کیون نہ ایمان لائے اوس وقت ۵۶ اور ہم نے اونکو ڈبو دیا
دریا مین سبکے سب ۵۷ اور ہم نے اونکو اور اونکے ساتھیون کو بچا لیا ۵۸ اور ہم نے
اوسکے بعد اور امتون کو ہلاک کیا ۵۹ اور ہم نے اونکو ہلاک نہین کیا ۶۰ یعنی کوئی امت ہو
۶۱ اور کافر ہو تو ہلاک ہوجاتی ہے ۶۲ اور ہم نے اونکو ہلاک نہین کیا ۶۳ اور تجھسے جلدی مانگتے ہین
عذاب اور البتہ ہرگز خلاف نہ کریگا اللہ اپنے وعدہ کا ۶۴ اور ایک دن

معذبین حتے نبعث رسولا وقال تعالی وما کان ربک مھلک القری حتی یبعث
فی امھا رسولا یتلوعلیھم اٰیاتنا الی قولہ واھلھا ظالمون ف فتح البیان کا بیان مع الیضاح
یہ ہے کذالک سلکناہ فی قلوب المجرمین یعنی مثل اس داخل کرنے کے داخل کیا ہمنے قرآن
کو دلون مین کفار مکہ کے ساتھہ قرارت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہانتک کہ اوسکے معانی کو سمجھا
اور اوسکی فصاحت کو پہچانا اور جان لیا کہ وہ معجز ہے حضرت حسن وغیرہ نے کہا کہ داخل کیا ہمنے شرک
وتکذیب کو دلون مین مجرمون کے عکرمہ نے کہا سلکنا القسوۃ یعنی داخل کی ہمنے سختی اونکے دلون
مین لیکن قول اول اولی ہے اسواسطے کہ سیاق کلام حق مین قرآن شریف کے ہے اس آیت کریمہ مین
حجت ہے معتزلہ پر اس مسئلے مین کہ بندون کے افعال خیر وشر اللہ پاک کے پیدا کئے ہوئے ہین
بندے اپنے افعال کے خالق نہین ہین دلیل روشن اوسکی خلقکم وما تعملون ہے یعنی تمکو پیدا کیا
اور اوسکو پیدا کیا جو تم کرتے ہو خیر وشر جملۂ لا یومنون بہ یا مستانفہ ہے بطور الیضاح وبیان
ماقبل کے لایا گیا ہے یا محل نصب مین ہے بنا بر حال سلکناہ کی ضمیر سے یا حال ہے مجرمین سے
حتی یروا العذاب الالیم یعنی وہ ایمان نہ لائین گے قرآن پر یہانتک کہ عذاب الیم کا مشاہدہ کرین
مراد اس عذاب سے معاینہ موت کا ہے وقت موت کے اسوقت یہ ایمان باس کا ہوگا تو اونکو کچھہ
نفع نہ دیگا فراء نے لا یؤمنون مین جزم کو جایز کہا ہے اسواسطے کہ اسمین شرط ومجازاۃ کے معنی ہین
اور زعم کیا ہے کہ منجملۂ شان عرب یہ بات ہے کہ جسوقت وہ لا کو بلا کے موضع مین رکھتے ہین جسطرح
یہان ہے تو کبھی اوسکے مابعد کو مجزوم کرتے ہین اور کبھی مرفوع پس مرتبطت الفرس لا ینفلت کو
برفع وجزم دونون طرح بولتے ہین کیونکہ معنی اوسکے یہ ہین کہ اگر مین گھوڑے کو نہ باندہون تو چھٹ جاے
نحاس نے کہا ہے کہ بصریون کے نزدیک یہ سب لا یومنون مین خطا ہے جزم بدون جازم کے
جایز نہین ہے فیاتیھم اے العذاب بغتۃ وھم لا یشعرون یعنی پہر آئیگا اونکو عذاب ناگہان اور
حال یہ ہے کہ اوسکے آنے کی اونکو خبر نہوگی حضرت حسن نے فیاتیھم بتاے فوقیہ پڑہا ہے یعنی پہر
آئیگی اونکو قیامت اگرچہ قیامت کا ذکر اول نہین گزرا ہے کہ ضمیر اوسکی طرف راجع ہو لیکن عذاب کا ذکر اوپر
دال ہے حرف فا واسطے ترتیب رتبے کے ہے زمانے کے نہین ہے معنی یہ ہین کہ یہانتک
کہ دیکھینگے عذاب کو پہر اوس شے کو جو اوسکے دیکھنے سے بھی زیادہ سخت ہے اور وہ لاحق

۵۱ اور تم اب یقین کیا تے
والا بیستون کو تبھی
نہ پہچانے اونکی بڑی بڑی
مین کیسکو پیغام دیکر جو
سناوے اونکو ہماری
باتین اور ہم نہین کہینگے
بیستون کو مگر جسکہ وہان کے
لوگ گونگا رہین ۱۲
۵۲ یعنی باندہین گے
گھوڑے کو تا کہ چھٹ بھاگے
۱۲

ہونا ہے عذاب کا اونکو اچانک پہر وہ شے جو اوس سے بھی بڑھکر سخت ہے اور وہ یہ ہے کہ مہلت
کا سوال کرینگے باوجود اسکے کہ مہلت نہ ملنا قطعی یقینی ہے جسطرح کہ فرمایا ہے فیقولوا ھل نحن
منظرون یعنی جسوقت عذاب دیکھہ لین گے تو کہینگے آیا ہمین ہم تاخیر دیے گئے مہلت دیئی گئے عذاب سے
اور ہلاک سے گو طرفۃ العین ہی مہلت ملے تاکہ ہم ایمان لے آئین یہ جواب نہون نے کہا سو مارے حسرت
وافسوس کے کہا اوس ایمان پر جو اونسے فوت ہوگیا اور واسطے طمع کرنے کے محال مین محال یہی
ہے کہ بعد عذاب آنے کے اونکو مہلت ملی اور واسطے آرزو کرنے کے رجعت دنیا کی کہ پہر دنیا مین
جائین اور مافات و ما فرط کا تدارک کرین پس اونسے کہا جاے گا کہ اب نہ کچھہ تاخیر ہے نہ کسیطرح کا
امہال کسی نے کہا کہ مراد ہل نحن منظرون سے طلب عجلت ہے عذاب کی بطور استہزا کے اس
واسطے کہ بعد اسکے یون فرمایا ہے افبعذابنا یستعجلون اس قول مین جو بُعد و مخالفت ہے معنی
ظاہر سے سو وہ مخفی نہین ہے کیونکہ ہل نحن منظرون کے معنی ہین طلب امہال ۔ ہا افبعذابنا یستعجلون
سو اس سے مراد اونپر رد ہے اور انکار ہے اوس بات کا جو اونسے واقع ہوئی وہ یون کہا کرتے
تھے امطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم اور فاتنا بما تعدنا کیونکہ اونہون نے
ایسی شے کا استعجال کیا جسمین اونکا ضرر ہے اور اونکی موت ہے پس استفہام واسطے توبیخ و تہکم
کے ہے حرف فا واسطے عطف کے ہے مقدر پر جسکا مقام مقتضی ہے اے ایکون حالھم
لما ذکر عند نزول العذاب فیستعجلون بعذابنا یعنی کیا ہوگا اونکا حال جیسا کہ مذکور ہوا ہے کہ وہ وقت اوترنے
عذاب الیم کے مہلت طلب کرینگے پہر وہ ہمارے عذاب کو جلد مانگتے ہین حالانکہ ان دونون باتون
مین جو تنافی ہے وہ کسی پر مخفی نہین ہے یا وہ مقدر یہ ہے الیغفلون عن ذلک مع تحققہ وتقررہ
فیستعجلون الخ یعنی کیا وہ غافل ہوتے ہین اسبات سے باوجود اوسکے ثابت و یقینی ہونے
کے پہر جلدی چاہتے ہین نکتہ بعذابنا کو جو یستعجلون پر مقدم کیا ہے باوجود اسکے کہ وہ اوس سے
متعلق ہے اوسکے بعد ہونا چاہیے تہا سو وجہ اسکی یہ ہے کہ مقصود آگاہ کرنا ہے اسبات پر کہ انکار و
توبیخ جس شے پر گرتا ہے اور جسپر اوسکا توڑ ہے وہ یہ ہے کہ جس بات کی جلدی کیجاتی ہے وہ
عذاب الٰہی ہے یعنی کیا وہ ہمارے عذاب کی جلدی چاہتے ہین یہ نکتہ تو معنوی ہے لفظی یہ ہے
کہ برعایت فواصل مقدم کیا ہے قولہ تعالیٰ افرایت مین استفہام انکاری ہے اور حرف فا واسطے

۵۱ اگر پروردگار ہمارا ہم پر آسمان سے یا بالا پیم دیکھی ۱۲

عطف کے مقدر پر جو کہ مناسب مقام ہے اور معنی اسکے اخبرنی ہین اور خطاب ہر اوس شخص کو ہے
جو لایق خطاب کے ہے یعنی اے مخاطب تو مجھے خبر دے اگر ہمنے برتنے دیا اونکو سالہاے
دراز دنیا مین اور اونکی عمرین لمبی کردین پھر آگیا اونکو وہ عذاب و ہلاک جسکا اونسے وعدہ تہا تو وہ مدتہاے
دراز کا برتتے رہنا اونکے کیا کام آویگا ما اغنی عنہم کا ما استفہامیہ ہے اے ای شیء اغنی عنہم کونہم
ممتعین ذلک التمتع الطویل اور ما کانوا یمتعون کا ما یا مصدریہ ہے یا موصولہ اور استفہام
واسطے انکار تقریری کے ہے کسی نے کہا کہ پہلا ما نافیہ ہے اور دوسرا مصدریہ یعنی کام نہ آویگا اونکے
اونکا برتنا زمانۂ دراز کا دفع و تخفیف عذاب مین کسی نے یمتعون پڑہا ہے بسکون میم و تخفیف تا سے فوقیہ
اس محاورے سے اَمْتَعَ اللہ زیدا بکذا الیعنی برتوایا اللہ نے زید کو ساتہہ فلان شے کے
میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے ملے طواف
مین اور وہ اونکی ملاقات کی تمنا کرتے تھے تو اونسے کہا تم مجھے وعظ کرو پس حضرت حسن نے اس آیت
کی تلاوت پر زیادہ اونکو وعظ نہ کیا یعنی صرف یہ آیت پڑہ دی دگر ہیچ حقیقت مین اس سے بڑہ کر اور کیا
وعظ ہوگا حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس آیت کو پڑہا کرتے تھے
وقت جلوس فرمانے کے واسطے حکم کے وما اہلکنا من قریۃ مین حرف من زائد ہے واسطے
تاکید کے جملۂ الا لہا منذرون یا صفت ہے قریہ کی یا اوس سے حال ہے نفی کے سابق ہونے نے
اسکو جایز کر دیا ہے یعنی ہلاک نہین کیا ہمنے کسی بستی کو بستیون سے مگر بعد انذار و اعذار کے ساتہہ بہیجنے
رسولون کے اور اوتارنے کتابون کے ذکری بمعنی تذکرہ ہے محل نصب مین بنا بر علت یا بنا بر مصدریت
کسائی نے کہا بنا بر حال فراء و زجاج نے کہا بنا بر مصدریت یعنی یذکرون ذکری نحاس نے کہا یہ قول
صحیح ہے اسواسطے کہ اِلَّا لہا منذرون کے معنی ہین الا لہا مذکرون زجاج نے کہا یہ بہی ہوسکتا ہے کہ موضع
رفع مین ہو اس بنا پر کہ خبر ہو مبتدا سے محذوف کی یعنی انذارنا ذکری یا ذلک ذکری ابن انباری نے کہا
ہے ذکری یا نذکر ہم ذکری کسی نے کہا حال ہے منذرون کی ضمیر سے یعنی ینذرونہم ذوی تذکرۃ
ابو البقاء نے مفعول لہ ہونے کی تصریح کی ہے یعنی منذرون کی علت ہے تقدیر یہ ہے ارسل
تنذرہم لاجل تذکیرہم العواقب اور یہ بہی جایز کہا ہے کہ مبتداے محذوب کی خبر ہو اے
ہذا ذکری اور جملہ معترضہ ہو اور اخفش نے اس قول کو ترجیح دی ہے وما کنا ظالمین کا یہ مطلب ہے

کہ ہم اونکے عذاب کرنے مین ظالم نہین ہین اور نہ ہماری شان سے ظلم ہے کیونکہ ہم تو حجت اونپر پیش کر چکے اور اونکو ڈر سنا دیا اور اونکا عذر قطع کر دیا ف حفناوی نے کہا ہے کہ افرایت معطوف ہے فیقولوا پر اور اونکے مابین کا جملہ معترضہ ہے ما کانوا یوعدون مین تنازع ہے رایت چاہتا ہے کہ اوسکا مفعول اول ہو اور جارہم چاہتا ہے کہ اوسکا فاعل ٹھیرے اس تنازع کا یہ فیصلہ ہے کہ رایت کا اوسکو مفعول ٹھیرایا اور جارہم کا فاعل ضمیر مستتر کو قرار دیا جو اوسکے اندر ہے ما کانوا کی طرف راجع ہے اسے جارہم ہو یعنی الذی کانوا یوعدونہ اور ما اغنی عنہم الخ محل نصب مین ہے قائم مقام مفعول ثانی رایت کی سمین نے اسکی خوب تفصیل کی ہے یہان اسیقدر کافی ہے ف الاطفا منذرون اگر کوئی کہے کہ بعد اذا کے جو جملہ ہے اوس سے واو ترک کیا گیا ہے اور قولہ تعالی وما اھلکنا من قریۃ الا ولھا کتاب معلوم مین واو ترک نہین کیا گیا تو اسکا یہ جواب ہے کہ اصل ترک واو ہے اسواسطے کہ جملہ صفت ہے قریۃ کی اور جسوقت واو زیادہ کیا جاتا ہے سو اس لئے کہ تاکید کرے وصل صفت کی ساتھ موصوف کے جسطرح کہ اس آیت مین ہے سبعۃ وثامنہم کلبہم سمین نے زمخشری سے اسکو نقل کیا ہے ف شیخ زادہ کا بیان تفسیر آیت باب مین یہ ہے کہ فیاتیہم معطوف ہے یدوا پر اور فیقولوا معطوف ہے یاتیہم پر ظاہر نظم قرآن دال ہے اسپر کہ عذاب کا ناگہان آنا واقع ہو بعد رویت عذاب کے اور سوال مہلت کا واقع ہو بعد ناگہان آنے عذاب کے حالانکہ ایسا نہین ہے بلکہ جسشے اول واقع ہوگی وہ ناگہان آنا عذاب کا ہے پھر دیکھنا عذاب کا ہے پھر سوال کرنا مہلت کا ہے اس لئے یہ بات واجب ہوئی کہ کلمہ فا واسطے تراخی زمانے کے نہو بلکہ تراخی رتبے کے ہو باین طور کہ معنی یہ ہون کہ وہ ایمان نہ لائینگے قرآن شریف پر یہانتک کہ دیکھین اوس عذاب کو جو مضطر کرنے والا ہے طرف ایمان کے پھر اوس شے کو جو اوسکے دیکھنے سے بھی سخت تر ہے یعنی لاحق ہونا عذاب کا اونکو ناگہان پھر اوس شے کو جو اوس سے بھی زیادہ تر سخت ہے یعنی سوال کرنا اونکا مہلت کو مع اسبات کے کہ مہلت نہ ملنا یقینی ہے کیونکہ وہ دیکھینگے عذاب کو وقت معاینہ ملائکہ موت کے یا آخرت مین حالانکہ وہ اوسوقت اسبات کو خوب جانتے ہونگے کہ اونکو نہ تو خلاصی ملیگی اور نہ مہلت مہلت کا جو وہ سوال کرینگے سو ف واسطے تعلل واستروح کے پھر جب اللہ پاک نے مجرمون کے عذاب کا یہ وصف بیان کیا کہ اوسکا دیکھنا اونکو مضطر کر دیگا طرف ایمان کے اور وہ اونکو اچانک

۵۱ اور کوئی بستی ہرگز نہین ہلاک کی ہم نے مگر اوسکا لکھا ہوا مقرر ۱۲ وہ وقت ہے جس اوسمین اونکو ہلاک کیا ہے

آئیگا پھر وہ مضطر ہونگے اس طرف کہ طرفۃ العین کی مہلت کا سوال کرینگے پھر یہ سوال اونکا قبول نہوگا تو جو لوگ دنیا مین جلد آنا عذاب کا طلب کیا کرتے تھے یون کہتے تھے کہ امطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم او لن نؤمن لک حتی تسقط علینا کسفا من السماء او نحو اسکے اونسے بطور تبکیت و توبیخ کے یون ارشاد فرمایا افبعذابنا یستعجلون یعنی یہ لوگ پھر کس طرح جلد مانگتے ہین اوس شے کو جو اونکے پاس اچانک آجائیگی اور اوسکے دیکھنے کے وقت مہلت کا سوال کرینگے سو ایک لحظہ کی بھی اونکو مہلت نہ ملیگی حالانکہ عاقل جلدی نہین مانگتا ہے اوس شے کو جسمین اوسکا ہلاک ہوتا ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا افرایت ای افعلمت یا محمد ومعناہ اعلم یعنی کیا پس جانا تو نے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعنی تو جان ان متعناھم سنین ثم جاءھم ما کانوا یوعدون ما اغنی عنھم ما کانوا یمتعون ما اغنی کا مایا تو استفہامیہ ہے محل نصب مین مفعول مقدم ہے اغنی کا اور ما کانوا اغنی کا فاعل ہے اور یہ کلمہ ما مصدریہ ہے معنی یہ ہین کہ اگر برتنے دیا ہمنے اونکو کئی برس پھر آیا اونکو وہ عذاب جسکا اونکو وعدہ دیا جاتا تھا کونسی چیز کو دفع کریگا اونسے اونکا برتتے رہنا چونکہ استفہام انکاری ہے اس لئے یہ معنی ہین کہ اونکا سالہاے دراز کا برتتے رہنا اونسے کسی شے کو دفع نہ کریگا یا ما اغنی کا ما نافیہ ہے تو اس صورت مین مفعول اغنی کا محذوف ہوگا معنی یہ ہین کہ دفع نہ کرے گا اونسے اونکا برتتے رہنا زمانہ دراز کا کسی شے کو عذاب سے غرضکہ پھر جب اللہ پاک نے قرآن شریف کا یہ وصف بیان کیا کہ وہ تنزیل ہے رب العالمین کی اور اس سے اوسکے اعجاز پر اور اپنے نبی کی نبوت پر آگاہی بخشی تو بعد اسکے اون لوگون کے قول کا رد فرمایا جنکا یہ زعم تھا کہ قرآن شریف القاے جن و شیاطین سے ہے پس ارشاد کیا وما تنزلت بہ الشیطین ○ وما ینبغی لھم وما یستطیعون ○ انھم عن السمع لمعزولون ○ اور اوسکو نہین لے اوترے شیطان اور اون سے بن نہ آوے اور وہ کر نہ سکین اونکو تو سننے کی جگہہ سے کنارہ کر دیا ہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنی کتاب عزیز کی کہ جسکے نہ آگے سے باطل آتا ہے نہ پیچھے سے تنزیل ہے طرف سے حکیم حمید کے اوسکو تو لے اوترا ہے روح امین جسکی تائید کی گئی ہے طرف سے اللہ پاک کے اور نہین لے اوترے اوسکو شیطان پھر یہ بات ذکر فرمائی کہ یہ اوپر ممتنع ہے تین وجہ سے ایک یہ ہے کہ ما ینبغی لھم یعنی یہ اونکے مطلوب و مقصود سے

۵۱ ۱۲ ۵۲ ۱۲ ۵۳ ۱۲ پ ۱۹ یا پ ۲۰ آسمان سے پتھر گرنا یہانتک کہ گرائے ہم پر پتھر آسمان سے

نہین ہے کیونکہ اونکی طبیعتون سے تو فساد ہے اور بندونکا گمراہ کرنا ہے اور قرآن جو ہے سو اسمین امر بالمعروف ہے اور نہی عن المنکر ہے اور نور و ہدی و برہان عظیم ہے پس درمیان قرآن شریف کے اور شیاطین کے ایک منافات عظیم ہے اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وما ینبغی لھم اور وما یستطیعون کا یہ مطلب ہے کہ اگر وہ اونکو لایق ہو تو اوسکو کرنہ سکین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لو انزلنا ھذا القراٰن علیٰ جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ پھر بیان فرمایا کہ اگر وہ اونکے لائق ہو اور اوسکے اوٹھانے کی اور ادا کرنے کی طاقت رکھین تو اوس تک نہ پہونچین کیونکہ وہ تو قرآن شریف کے سننے سے کنارے مین ہین وقت اوسکے نزول کے اسواسطے کہ آسمان قرآن شریف کے اوترنے کی مدت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سخت حراست کرنے والون سے اور شعلون سے بھر دیا گیا تھا سو قرآن شریف کے ایک حرف سننے کی طرف بھی شیطانون مین سے کوئی نہ پہونچا تاکہ امر مشتبہ نہو جاے یہ بات اللہ پاک کی رحمت سے ہے اپنے بندون پر اور اوسکی حفظ و حمایت سے واسطے اپنی شرع کے اور اوسکی تائید سے ہے واسطے اپنی کتاب و رسول کے اسی لئے یہ فرمایا ہے انھم عن السمع لمعزولون جسطرح کہ اللہ پاک نے جن کی طرف سے خبر دی ہے وانا لمسنا السماء فوجدناھا ملئت حرسا شدیدا و شھبا وانا کنا نقعد منھا مقاعد للسمع فمن یستمع الاٰن یجد لہ شھابا رصدا الی قولہ ام اراد بھم ربھم رشدا اف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ کفار نے جو قرآن شریف کے حق مین زعم کیا تھا کہ وہ اوس قبیل سے ہے جسکو شیاطین کاہنون پر القا کرتے ہین سو یہ اوسکا رد ہے کہ اوسکو شیطان نہین لے اوترے ہین اول حق کو یہ بات بیان کرکے ثابت و محقق کیا کہ اوسکو تو روح الامین لیکر اوترے ہین پھر کفار کے قول کا رد فرمادیا پس قرآن شریف نہ سحر ہے نہ کہانت ہے نہ شعر ہے نہ پریشان خواب ہین جسطرح کہ کفار بکا کرتے تھے بھلا شیاطین اوسکو کیونکر لے اوترینگے اونکو تو یہ لایق ہی نہین ہے نہ اونسے اوسکا اوترنا راست و درست ہو سکتا ہے کفار نے جو بات اونکی طرف منسوب کی ہے وہ اصلا اوسکو نہین کر سکتے ہین نہ اونسے بن آتی ہے وہ تو قرآن کے سننے سے یا فرشتون کی بات سننے سے بالکل یکسو اور علحدہ پڑے ہوئے ہین اوس سے محجوب و مستور ہین شعلون سے مارے جاتے ہین

۱۰ الف لام میم اوتارتے ہین قرآن ایک پہاڑ پر تو وہ دیکھتا وہ دب جاتا پست ہو جاتا اللہ کے ڈر سے ۱۲ ۵۲ اور یہ کہ ہمنے نزول دیکھا آسمان کا پھر پایا اوسکو بھرا ہوا ہے اور یمن پہرہ کیدار بخت اور انگارے اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے کہ کھانون مین سے تو پھر ہو کوئی اب سنتا ہے اب پاتا ہے واسطے انگارے آگ مین اور یہ کہ ہم نہین جانتے کہ برا ارادہ ہے ساتھ رہنے والون کے زمین مین یا چاہا ہے اونکے رب نے اونکے ساتھ راہ راست

حضرت حسن وابن سیفع واعمش نے الشیاطون بواو ونون پڑہا ہے جمع سالم کی قائم مقام ٹھیرایا ہے
نحاس نے کہا ہے کہ یہ سارے نحویون کے نزدیک غلط ہے حکایت نحاس نے کہا مین نے
علی بن سلیمان اخفش کو سنا وہ کہتے تھے مین نے محمد بن یزید مبرد کو سنا وہ کہتے تھے کہ یہ غلط علما
سے ہے یہ جو ہے سو بسبب کسی شبہ کے ہوتا ہے حضرت حسن نے جبکہ او سکے آخر مین یا ونون دیکہا
اور وہ موضع رفع مین تہا تو جمع سالم کے ساتہہ اونپر مشتبہ ہوگیا سو او نہون نے غلطی کی فرا نے کہا کہ
شیخ نے غلطی کی یعنی حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پہر کسی نے یہ بات نضر بن شمیل سے کہی تو او نہون
نے کہا اگر یہ جایز ہے کہ رؤبہ وعجاج اور او نکے اصحاب کے قول سے حجت پکڑی جاے تو یہ بہی جایز
ہے کہ حضرت حسن اور او نکے صاحب محمد بن سیفع کے قول سے بہی حجت پکڑی جاے باوجود
اسکے کہ ہم جانتے ہین کہ او نہون نے اسکو نہین پڑہا مگر مقرر او نہون نے او سمین کچہہ سنا ہے مؤرج
نے کہا ہے کہ اگر شیطان شاطی شیط سے ہو تو او نکی قرارت کے واسطے ایک وجہ ہے یونس
بن حبیب نے کہا مین نے ایک اعرابی کو سنا کہ وہ یون کہتا تہا دخلنا لبساتین من ورائها
بساتون انس محاورے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسم قسم کی جمع حالت نصب وجر مین بیاے و
نون اور حالت رفع مین بواو ونون آتی ہے پہر جب اللہ پاک قرآن شریف کی حقیت کو ثابت کر چکا
اور اس بات کو کہ وہ او سکے پاس سے اوتارا ہوا ہے تو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا
امر کیا کہ اوسی وحدہ لاشریک لہ کو پکارین پس ارشاد فرمایا فلا تدع مع اللہ الٰہا آخر فتکون من المعذبین
وانذر عشیرتک الاقربین ۝ واخفض جناحک لمن اتبعک من المؤمنین ۝ فان
عصوک فقل انی بری مما تعملون ۝ وتوکل علی العزیز الرحیم ۝ الذی یرٰیک حین
تقوم ۝ وتقلبک فی الساجدین ۝ انه هو السمیع العلیم ۝ سو تو مت پکار اللہ کے
ساتہہ دوسرا حاکم پہر تو بڑے عذاب مین اور ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والون کو اور
اپنے بازو نیچے رکہا او نکے واسطے جو تیرے ساتہہ ہون ایمان والے پہر اگر تیری بے حکمی کرین تو
کہدے مین الگ ہون تمہارے کام سے اور بہروسا کر اوس زبردست رحم والے پر جو دیکہتا ہے
تجہکو جب تو اوٹہتا ہے اور تیرا پہرنا نمازیون مین وہ جو ہے وہی ہے سنتا جانتا ف یہ فرمایا
رسول کو اور سنایا اور ونکو ف جب یہ آیت اوتری تو حضرت نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا

لہ یعنی ہم نے داخل ہونے باغون مین کہا ون سے اور باغ سے ۱۲

اور اپنی پھوپی تک اور اپنی مٹی تک اور چچا تک کھ سنایا کہ اللہ کے یہان اپنا اپنا فکر کرو خدا کے
یہان مین تمہارا کچھہ نہین کرسکتا ف یعنی شفقت مین رکھہ ایمان والون کو اپنے ہون یا پرائے
ف یعنی خلاف حکم خدا کوئی کرے اوس سے تو بیزار ہوجا اپنا ہو یا پرایا ف یعنی جب
توتجد کو اوٹھتا ہے اور یارون کی خبر لیتا ہے کہ یاد مین ہین یا غافل انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ اللہ پاک امر کرتا ہے اس بات کا کہ تنہا اوسی وحدہ لاشریک لہٗ کی عبادت کیجائے
اور خبر دیتا ہے کہ جو کوئی اوسکے ساتھ شریک کریگا تو اوسکو عذاب کریگا پھر اپنے رسول صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو اس بات کا امر فرمایا کہ اپنے قریب ترناتے والون کو ڈر سناوین اور یہ کہدین کہ اونمین سے
کسی کو خلاصی نہ دیگا مگر اوسکا ایمان اپنے رب عزوجل پر اور اونکو امر فرمایا کہ اللہ کے مومن بندون مین
سے جو لوگ اونکے پیرو ہوئے ہین اونکے واسطے اپنی جانب کو نرم کرین یعنی اونسے نرمی و شفقت
کا برتاؤ فرمائین اور خلق اللہ مین سے جو کوئی اونکی نافرمانی کرے اوس سے بیزار ہون کوئی ہو اپنا یا پرایا
اسی لئے اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا فان عصوك فقل انی بریئ مما تعملون یہ خاص نذارت
عام نذارت کو منافی نہین ہے بلکہ یہ خاص ایک فرد ہے عام کے اجزا سے کما قال تعالے
لتنذر قوما ما انذر اٰباؤھم فھم غافلون وقال تعالی لتنذر ام القریٰ ومن
حولھا وقال تعالی وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربھم وقال تعالی لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ
قوما لدا وقال تعالی لانذرکم بہ ومن بلغ کما قال تعالی ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار
موعدہ صحیح مسلم مین ہے قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہی نہ سنے گا مجھکو کوئی اس امت
سے یہودی نہ نصرانی پھر وہ مجھپر ایمان نہ لائے گا مگر داخل ہوگا نار مین اس آیت کریمہ کے نزول مین
بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین اب ہم اونکا ذکر کرتے ہین اول حدیث امام احمد رحمہ اللہ تعالی
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ جسوقت اللہ عزوجل نے
یہ آیت نازل کی وانذر عشیرتک الاقربین تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوہ صفا کو آئے پھر اوسپر
چڑھے پھر پکارا یا صباحاہ پس لوگ آپکی طرف جمع ہوگئے کوئی شخص تو خود آپ کی طرف آرہا ہے
کوئی اپنا قاصد بھیج رہا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد المطلب اے بنی فہر تم
مجھے خبر دو کہ اگر مین تمکو اس بات کی خبر دون کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے دامن مین ارادہ کرتا ہے

ف کہ تو ڈر سنا اپنے قریب کے ناتے والون کو کہ ڈر نہین رکھتے اور مسخرے پن سے دور رہتے ف یعنی جو نہین رکھتے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہ تو ڈر سنا دے پھر پڑے گاؤن کو اور اوسکے آس پاس والون کو ف اور جو ڈر کرے اس قرآن سے جنکو ڈر ہے کہ جمع ہونگے اپنے رب کے پاس ف اور جو ڈر کرے کہ خوشی سناوے اور ڈر سناوے کو اور ڈر اوسے جہنم کا لوگون کو ف کہ تو ڈر سنا اوس کو اور جسکو پہونچی ف کہ مجھکو کوئی اس سے اور قرآن مین سوا اگلے وعدہ اوسکا ف اس کلام کو پیغمبر خدا کہا کرتا ہے اصل اسکی یہ ہے کہ جو وقت لوٹ کیواسطے چلاتے تو کہتے تھے کہ دوڑو لوگ صبح کے وقت

کہ تم پلوٹ کرے تو تم مجھے سچا جانو گے وہ بولے ہاں فرمایا پس بیشک مین ڈرانے والا ہون تمکو
آگے ایک سخت عذاب کے پس ابولہب نے کہا تبا لک سائر الیوم اما دعوتنا الا لھذا
یعنی ہلاکی ہو تجھکو سارے دنون مین کیا نہین بلایا تو نے ہمکو مگر واسطے اسکے اور اللہ تعالیٰ
نے تبت یدا ابی لھب تا زل فرمائی ورواہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی من طرق
عن الاعمش یہ دوسری حدیث امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کیا ہے فرمایا جبکہ آیت مذکور نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے پھر فرمایا
اے فاطمہ بیٹی محمد کی اے صفیہ بیٹی عبد المطلب کی اے بنی عبد المطلب نہین مالک ہون مین واسطے
تمہارے اللہ سے کسی شے کا مانگو مجھسے میرے مال سے جو تم چاہو انفرد باخراجہ مسلم
تیسری حدیث امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ
آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو بلایا پس عام کیا اور خاص کیا پھر
فرمایا اے گروہ قریش کے تم چھڑاؤ اپنی جانون کو آگ سے اے گروہ بنی کعب کے چھڑاؤ اپنی جانون کو آگ سے اے گروہ بنی ہاشم کے چھڑاؤ
اپنی جانون کو آگ سے اے گروہ بنی عبد المطلب کے چھڑاؤ اپنی جانون کو آگ اے فاطمہ بیٹی محمد کی چھڑا تو اپنی
جان آگ سے پس بیشک مین واللہ نہین مالک ہون واسطے تمہارے اللہ سے کسی شے کا
خبردار بیشک واسطے تمہارے رحم ہے سابلھا ببلالھا یعنی میرے اور تمہارے درمیان جو رشتہ
ہے مین اوسکو دنیا مین تر کرونگا صلہ رحمی کرونگا ورواہ مسلم والترمذی من حدیث
عبد الملک بن عمیر بہ وقال الترمذی غریب من ھذا الوجہ ورواہ النسائی من
حدیث موسی بن طلحۃ مرسلا ولم یذکر فیہ ابا ھریرۃ والموصول ھو الصحیح و
اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث الزھری عن سعید بن المسیب وابی سلمۃ بن
عبد الرحمن عن ابی ھریرۃ امام احمد نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے [illegible] خریدو تم اپنی جانون کو اللہ سے اے
صفیہ پھوپی رسول اللہ کی اور اے فاطمہ بیٹی رسول اللہ کی خریدو تم اپنی جانون کو اللہ سے فانی
لا اغنی عنکما من اللہ شئیا یعنی پس بیشک مین کام نہ آونگا تم دونون کے اللہ سے کچھ تم مانگو
مجھسے میرے مال سے جو کچھ چاہو تفرد بہ من ھذا الوجہ وتفرد بہ ایضا عن معاویۃ

عن زائدۃ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ ورواہ ایضاً عن حسن بن لھیعۃ عن الاعرج عن ابی ھریرۃ مرفوعاً ابو یعلی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین اے بنی قصی اے بنی ہاشم اے بنی عبد مناف انا النذیر والموت المغیر والساعۃ الموعد یعنی مین تو ڈرانے والا ہون اور موت لوٹنے والی ہے اور قیامت جاے وعدہ ہے یا وقت وعدہ ہے اوس دن معلوم ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے چوتھی حدیث امام احمد نے قبیصہ بن مخارق اور زہیر بن عمرو سے روایت کیا ہے دونون نے کہا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی صعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضمۃ من جبل علی اعلاھا حجرا فجعل ینادی یا بنی عبد مناف انما انا نذیر انما مثلی ومثلکم کرجل رأی العدو فذھب یربأ اھلہ رجاء ان یسبقوہ فجعل ینادی ویھتف یا صباحاہ ورواہ مسلم والنسائی من حدیث سلیمان بن طرخان التیمی عن ابی عثمان عبد الرحمن بن مھل النھدی عن قبیصۃ وزھیر بن عمرو الھلالی بہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چڑھے ایک پہاڑ کے رضمہ پر اوسکی چوٹی پر ایک پتھر تھا پھر آپ پکارنے لگے اے بنی عبد مناف مین جو ہون سو ڈرانے والا میری مثل اور تمہاری مثل تو مثل ایک مرد کے ہے کہ اوسنے دشمن کو دیکھہ لیا سو وہ چلا کہ اپنے گھر والون کی حفاظت کرے اونکو محفوظ رکھے واسطے اس امید کے کہ وہ دشمن سے سبقت کر جائین تو وہ پکارنے لگا اور آواز دینے لگا یا صباحاہ مطلب یہ ہے کہ گھر والون سے چلا کر کہدیا کہ جلد چلے جاؤ ورنہ دشمن آکر ہلاک کر ڈالیگا پانچوین حدیث امام احمد نے عن عباد بن عبد اللہ اسدی وحضرت علی رضی اللہ عنہ وکرم وجہہ سے روایت کیا ہے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی تو جمع کیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اہلبیت سے سوتیس آدمی جمع ہوئے پھر اونہون نے کہا یا اوپیا کہا اور اونسے فرمایا کون شخص ہے کہ ضامن ہو میری طرف سے میرے دین کا اور میرے مواعید کا اور ہووے میرے ساتھ جنت مین اور ہووے میرا خلیفہ میری اہل مین پس ایک شخص نے کہا شریک راوی نے اس شخص کا نام نہین لیا یا رسول اللہ انت کنت بحرا من یقوم بھذا یعنی آپ تو

۵۷ رضمہ واحد ہے رضم و رضام کا وہی دون المعتاد بہ قول ہے مجوز بعضھا علی بعض بضرب من التوسع بھی ترجمہ ہے یعنی مثلاً کذا فی مجمع البحار ۱۲

ایک دریا مین کون شخص اس بات کے ساتھہ قیام کرسکتا ہے راوی نے کہا پہر دوسرے آدمی نے
یہی کلمہ تین بار کہا راوی نے کہا پہر پیش کی یہ بات اپنے اہل بیت پر تو حضرت علی نے کہا مین یعنی
مین ان باتون کا ضامن ہوتا ہون طریق دیگر مبسوط تر اس سیاق سے امام احمد نے عن ربیعہ بن ناجد
عن علی رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا کہ جمع کیا یا بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی عبد المطلب
کو وھم رھط وکلھم یاکل الجذعۃ ویشرب الفرق یعنی یہ لوگ ایک جماعت تھے اور وہ سب اتنے
تھے کہ ایک جذعہ کو کھالین اور فرق بھر پانی پیلین پس آپ نے اونکے واسطے مد بھر کھانا تیار کیا پہر
اونھون نے کھایا یہانتک کہ سیر ہو گئے اور کھانا ویسا ہی باقی رہا جیسا تھا گویا چھوا نہین گیا پہر آپ نے
غمر منگایا یعنی قدح خرد سو اونھون نے پیا یہانتک کہ سیراب ہو گئے اور پانی باقی رہا گویا چھوا نہین
گیا یا پیا نہین گیا اور فرمایا اے بنی عبد المطلب بیشک مین بھیجا گیا ہون طرف تمہاری خاصۃ اور طرف
لوگون کے عامۃ اور مقرر دیکھہ لیا تمنے اس آیت سے جو دیکھہ لیا پہر کون تمہارا بیعت کرتا ہے مجھسے
اسپر کہ وہ میرا بھائی ہو اور میرا ساتھی حضرت علی نے فرمایا پہر آپ کی طرف کوئی کھڑا نہوا کہا پہر مین کھڑا ہوا
طرف آپ کے اور مین خرد تر قوم کا تھا کہا پس آپ نے فرمایا بیٹھہ جا پہر آپ نے تین بار فرمایا یعنی وہی
کلمہ ہر بار مین آپ کی طرف کھڑا ہوتا تو آپ مجھسے فرماتے بیٹھہ جا یہانتک کہ تیسری بار مین آپ نے اپنا ہاتھہ
میرے ہاتھہ پر مارا طریق دیگر غریب تر و مبسوط تر اس سیاق سے مع زیادات دیگر حافظ ابو بکر بیہقی نے
دلائل النبوت مین محمد بن اسحق سے روایت کیا ہے محمد نے کہا مجھے حدیث کی اوس شخص نے جسنے
عبید اللہ بن حارث بن نوفل کو سنا یونس بن بکیر نے کہا کہ محمد نے مجھسے اوس شخص کا نام جسپر یا عبید اللہ
نے حضرت ابن عباس سے روایت کی اونھون نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
روایت کی فرمایا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وانذر عشیرتک الاقربین
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین نے پہچان لی یہ بات کہ اگر مین مبادرت کرون ساتھہ اوسکے اپنی
قوم سے تو اونسے وہ شے دیکھون گا جسکو مین مکروہ رکھتا ہون سو مین چپ ہو رہا پہر میرے پاس
جبرئیل آیا تو کہا اے محمد اگر تو نہ کرے گا وہ شے جسکا تجھکو امر کیا گیا ہے تو عذاب کرے گا تجھکو تیرا رب
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پہر آپ نے مجھے بلایا تو فرمایا اے علی بیشک اللہ تعالی نے مقرر
مجھے امر کیا ہے اس بات کا کہ مین ڈراؤن اپنے نزدیک کے ناتے والون کو سو مین نے پہچانی یہ بات

---

۱۹ وقال الذین کفروا ان ھذا الا افک افتراہ وقال الذین کفروا للحق لما جاءھم ان ھذا الا سحر مبین
۲۶ طسم تلک آیات الکتاب المبین لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین ان نشا ننزل علیھم من السماء آیۃ فظلت اعناقھم لھا خاضعین
۵۲ وما یاتیھم من ذکر من الرحمن محدث الا کانوا عنہ معرضین فقد کذبوا فسیاتیھم انبؤا ما کانوا بہ یستھزءون
۷ اولم یروا الی الارض کم انبتنا فیھا من کل زوج کریم ان فی ذلک لآیۃ وما کان اکثرھم مؤمنین وان ربک لھو العزیز الرحیم
۱۰ واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظلمین قوم فرعون الا یتقون قال رب انی اخاف ان یکذبون ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی
۱۳ فارسل الی ھارون ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون قال کلا فاذھبا بآیاتنا انا معکم مستمعون فاتیا فرعون فقولا انا رسول رب العلمین
۱۷ ان ارسل معنا بنی اسرائیل قال الم نربک فینا ولیدا ولبثت فینا من عمرک سنین وفعلت فعلتک التی فعلت وانت من الکافرین
۲۰ قال فعلتھا اذا وانا من الضالین ففررت منکم لما خفتکم فوھب لی ربی حکما وجعلنی من المرسلین وتلک نعمۃ تمنھا علی ان عبدت بنی اسرائیل
۲۳ قال فرعون وما رب العلمین قال رب السموات والارض وما بینھما ان کنتم موقنین قال لمن حولہ الا تستمعون قال ربکم ورب آبائکم الاولین
۲۷ قال ان رسولکم الذی ارسل الیکم لمجنون قال رب المشرق والمغرب وما بینھما ان کنتم تعقلون قال لئن اتخذت الھا غیری لاجعلنک من المسجونین
۳۰ قال اولو جئتک بشیء مبین قال فات بہ ان کنت من الصادقین فالقی عصاہ فاذا ھی ثعبان مبین ونزع یدہ فاذا ھی بیضاء للناظرین
۳۴ قال للملا حولہ ان ھذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم بسحرہ فماذا تامرون قالوا ارجہ واخاہ وابعث فی المدائن حاشرین
۳۸ یاتوک بکل سحار علیم فجمع السحرۃ لمیقات یوم معلوم وقیل للناس ھل انتم مجتمعون لعلنا نتبع السحرۃ ان کانوا ھم الغلبین
۴۲ فلما جاء السحرۃ قال لھم موسی القوا ما انتم ملقون فالقوا حبالھم وعصیھم وقالوا بعزۃ فرعون انا لنحن الغلبون فالقی موسی عصاہ
۴۶ فاذا ھی تلقف ما یافکون فالقی السحرۃ سجدین قالوا آمنا برب العلمین رب موسی وھارون قال آمنتم لہ قبل ان اذن لکم
۵۰ انہ لکبیرکم الذی علمکم السحر فلاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف ولاصلبنکم فی جذوع النخل ولتعلمن ایا اشد عذابا وابقی
۵۴ قالوا لن نؤثرک علی ما جاءنا من البینات والذی فطرنا فاقض ما انت قاض انما تقضی ھذہ الحیوۃ الدنیا انا آمنا بربنا لیغفر لنا خطایانا
۵۸ وما اکرھتنا علیہ من السحر واللہ خیر وابقی انہ من یات ربہ مجرما فان لہ جھنم لا یموت فیھا ولا یحیی ومن یاتہ مؤمنا قد عمل الصالحات
۶۲ فاولئک لھم الدرجات العلی جنات عدن تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا وذلک جزاء من تزکی واوحینا الی موسی ان اسر بعبادی
۶۶ فاضرب لھم طریقا فی البحر یبسا لا تخاف درکا ولا تخشی فاتبعھم فرعون بجنودہ فغشیھم من الیم ما غشیھم وضل فرعون قومہ وما ھدی

---

۱ طسم یہ حروف مقطعات ہین اللہ ہی جانتا ہے انکے معنی کی مگر ذوق بتاتا ہے کہ ان حروف مین کسی نہ کسی صفت الٰہی کی طرف اشارہ ہے ۲ شاید تو ہلاک کرنیوالا ہے اپنے تئین اوپر اس بات کے کہ نہین ہیں یہ لوگ ایمان لانیوالے ۴ اگر ہم چاہین تو اتارین اونپر نشانی آسمان سے پہر ہو جائین گردنین اونکی اوسکے آگے جھکنیوالی ۵ اور نہین آتی اونکے پاس کوئی نصیحت نئی مگر وہ اوسسے منہ پھیرنیوالے ہوتے ہین ۶ سو تحقیق جھٹلا چکے ہین پہر عنقریب آئینگی اونکے پاس خبرین اوس چیز کی کہ ہنسی کرتے تھے اوسکی ۷ کیا نہین دیکھا اونھون نے طرف زمین کی کہ کتنا اگائے ہم اوسمین ہر قسم کے عمدہ میوے ۸ بیشک اسمین البتہ نشانی ہے اور نہین ہین اکثر اونکے ایمان لانیوالے ۹ اور بیشک رب تیرا البتہ وہی ہے زبردست مہربان ۱۰ اور جب پکارا رب تیرے نے موسی کو یہ کہ جا طرف قوم ظالمون کی ۱۱ قوم فرعون کی کیا نہین ڈرتے ۱۲ کہا اے رب میرے بیشک مین ڈرتا ہون یہ کہ جھٹلائینگے مجھکو ۱۳ اور تنگ ہوتا ہے سینہ میرا اور نہین چلتی زبان میری پس بھیج طرف ہارون کی ۱۴ اور اونکا مجھپر ایک گناہ ہے پس ڈرتا ہون یہ کہ قتل کرینگے مجھکو ۱۵ کہا ہرگز نہین پس جاؤ تم دونون ساتھہ نشانیون ہماری کے بیشک ہم ہین ساتھہ تمہارے سننیوالے ۱۶ پس جاؤ طرف فرعون کی پس کہو بیشک ہم رسول ہین رب سارے جہان کے ۱۷ یہ کہ بھیج ساتھہ ہمارے بنی اسرائیل کو ۱۸ کہا کیا نہین پالا ہم نے تجھکو اندر اپنے بچہ اور ٹہرا تو اندر اپنے ہمارے برسون سے ۱۹ اور کیا تو نے کام اپنا جو کیا تو نے اور تو ہے ناشکرون سے ۲۰ کہا کیا تھا مین نے وہ کام اوسوقت اور مین ہون بھولون سے ۲۱ پس بھاگا مین تم سے جب ڈرا تم سے پس بخشی مجھکو رب میرے نے حکم اور کیا مجھکو پیغمبرون سے ۲۲ اور یہ نعمت ہے کہ جتاتا ہے اوسکا مجھپر یہ کہ غلام بنا لیا تو نے بنی اسرائیل کو ۲۳ کہا فرعون نے اور کیا ہے رب سارے جہان کے ۲۴ کہا رب آسمانون اور زمین کا اور جو کچھہ اونکے بیچ مین ہے اگر ہو تم یقین کرنیوالے ۲۵ کہا اوسنے گرد اپنے کے کیا نہین سنتے ہو ۲۶ کہا رب تمہارا اور رب باپ دادون تمہارے اگلون کا ۲۷ کہا بیشک رسول تمہارا جو بھیجا گیا طرف تمہاری البتہ دیوانہ ہے ۲۸ کہا رب مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھہ بیچ اونکے ہے اگر ہو تم سمجھتے ۲۹ کہا اگر پکڑا تو نے معبود کسی کو سوا میرے البتہ کرونگا مین تجھکو قیدیون سے ۳۰ کہا کیا اگر لاؤن مین تیرے پاس کوئی چیز ظاہر ۳۱ کہا پس لا اوسکو اگر ہے تو سچون سے ۳۲ پس ڈالا موسی نے عصا اپنا پس ناگہان وہ اژدہا ہے ظاہر ۳۳ اور کھینچا ہاتھہ اپنا پس ناگہان وہ سفید ہے دیکھنیوالون کے واسطے ۳۴ کہا سردارون سے گرد اپنے کے بیشک یہ البتہ جادوگر ہے علم والا ۳۵ چاہتا ہے یہ کہ نکالدے تمکو زمین تمہاری سے جادو اپنے سے پس کیا حکم کرتے ہو ۳۶ کہا مہلت دے اونکو اور بھائی اونکے کو اور بھیج شہرون مین جمع کرنیوالے ۳۷ کہ لاوین تیرے پاس ہر جادوگر علم والا ۳۸ پس جمع کئے جادوگر وقت ایک دن مقرر کے ۳۹ اور کہا گیا لوگون کو کہ تم جمع ہوتے ہو ۴۰ شاید ہم پیرو کرین جادوگرون کی اگر ہون وہ غالب ۴۱ پس جب آئے جادوگر کہا اونھون نے موسی کو کہ تم ڈالو جو تم ڈالنیوالے ہو ۴۲ پس ڈالیں اونھون نے رسیان اپنی اور لاٹھیان اپنی اور کہا قسم ہے عزت فرعون کی بیشک ہم البتہ ہم غالب ہونگے ۴۳ پس ڈالا موسی نے عصا اپنا پس ناگہان وہ نگلتا ہے جو بناوٹ کرتے ہین ۴۴ پس ڈالے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے ۴۵ کہا ہم ایمان لائے ساتھہ رب سارے جہان کے ۴۶ رب موسی اور ہارون کے ۴۷ کہا ایمان لائے تم اوسپر پیشتر اسکے کہ اجازت دون مین تمکو ۴۸ بیشک وہ البتہ بڑا ہے تمہارا جسنے سکھایا تمکو جادو پس البتہ کاٹونگا مین ہاتھہ تمہارے اور پان تمہارے برخلاف اور البتہ سولی دونگا مین تمکو کھجورون کے تنون پر ۴۹ اور البتہ جانوگے تم کہ کون ہم مین سے سخت تر ہے عذاب مین اور باقی رہنیوالا ۵۰ کہا ہرگز نہ اختیار کرینگے ہم تجھکو اوپر اوسکے کہ آئی ہمارے پاس نشانیان اور اوسپر جسنے پیدا کیا ہمکو پس حکم کر تو جو تو حکم کرنیوالا ہے نہین حکم کرتا تو مگر اسی دنیا کی زندگانی مین ۵۱ بیشک ہم ایمان لائے ساتھہ رب اپنے کے تاکہ بخشدے ہمارے لئے رب ہمارا خطائین ہماری اور جو زبردستی کرائی تو نے ہمسے اوپر اسکے اور اللہ بہتر ہے اور باقی رہنیوالا ۵۲ بیشک جو آئیگا رب اپنے پاس مجرم ہو کر پس بیشک اوسکے لئے جہنم ہے نہین مریگا وہ اوسمین اور نہین جئیگا ۵۳ اور جو آئیگا اوسکے پاس ایمان لانیوالا ہو کر تحقیق عمل کئے ہون اوسنے نیکیان پس وہی لوگ ہین اونکے لئے درجے بلند ۵۴ باغ ہمیشہ رہنے کے ہین جاری ہونگی اونکے نیچے نہرین ہمیشہ رہنیوالے ہونگے اوسمین اور یہ بدلہ ہے اوسکا جو پاک ہوا ۵۵ اور وحی بھیجی ہم نے طرف موسی کی یہ کہ لیجا رات کو بندون میرے کو پس مار واسطے اونکے راہ خشک دریا مین نہ خوف کر تو پکڑے جانے کا اور نہ ڈر ۵۶ پس پیچھا کیا اونکا فرعون نے ساتھہ لشکر اپنے کے پس ڈھانپ لیا اونکو دریا سے جو ڈھانپ لیا ۵۷ اور گمراہ کیا فرعون نے قوم اپنی کو اور نہ راہ دکھائی

---

۵۲ تلک آیات الکتاب المبین یہ حروف مقطعات ہین اللہ ہی جانتا ہے انکے معنی کی مگر ذوق بتاتا ہے کہ ان حروف مین کسی نہ کسی صفت الٰہی کی طرف اشارہ ہے ۲ شاید تو ہلاک کرنیوالا ہے اپنے تئین اوپر اس بات کے کہ نہین ہیں یہ لوگ ایمان لانیوالے ۴ اگر ہم چاہین تو اتارین اونپر نشانی آسمان سے پہر ہو جائین گردنین اونکی اوسکے آگے جھکنیوالی ۵ اور نہین آتی اونکے پاس کوئی نصیحت نئی مگر وہ اوسسے منہ پھیرنیوالے ہوتے ہین ۶ سو تحقیق جھٹلا چکے ہین پہر عنقریب آئینگی اونکے پاس خبرین اوس چیز کی کہ ہنسی کرتے تھے اوسکی ۷ کیا نہین دیکھا اونھون نے طرف زمین کی کہ کتنا اگائے ہم اوسمین ہر قسم کے عمدہ میوے ۸ بیشک اسمین البتہ نشانی ہے اور نہین ہین اکثر اونکے ایمان لانیوالے ۹ اور بیشک رب تیرا البتہ وہی ہے زبردست مہربان ۱۰ اور جب پکارا رب تیرے نے موسی کو یہ کہ جا طرف قوم ظالمون کی ۱۱ قوم فرعون کی کیا نہین ڈرتے ۱۲ کہا اے رب میرے بیشک مین ڈرتا ہون یہ کہ جھٹلائینگے مجھکو ۱۳ اور تنگ ہوتا ہے سینہ میرا اور نہین چلتی زبان میری پس بھیج طرف ہارون کی ۱۴ اور اونکا مجھپر ایک گناہ ہے پس ڈرتا ہون یہ کہ قتل کرینگے مجھکو ۱۵ کہا ہرگز نہین پس جاؤ تم دونون ساتھہ نشانیون ہماری کے بیشک ہم ہین ساتھہ تمہارے سننیوالے ۱۶ پس جاؤ طرف فرعون کی پس کہو بیشک ہم رسول ہین رب سارے جہان کے ۱۷ یہ کہ بھیج ساتھہ ہمارے بنی اسرائیل کو ۱۸ کہا کیا نہین پالا ہم نے تجھکو اندر اپنے بچہ اور ٹہرا تو اندر اپنے ہمارے برسون سے ۱۹ اور کیا تو نے کام اپنا جو کیا تو نے اور تو ہے ناشکرون سے ۲۰ کہا کیا تھا مین نے وہ کام اوسوقت اور مین ہون بھولون سے ۲۱ پس بھاگا مین تم سے جب ڈرا تم سے پس بخشی مجھکو رب میرے نے حکم اور کیا مجھکو پیغمبرون سے ۲۲ اور یہ نعمت ہے کہ جتاتا ہے اوسکا مجھپر یہ کہ غلام بنا لیا تو نے بنی اسرائیل کو ۲۳ کہا فرعون نے اور کیا ہے رب سارے جہان کے ۲۴ کہا رب آسمانون اور زمین کا اور جو کچھہ اونکے بیچ مین ہے اگر ہو تم یقین کرنیوالے ۲۵ کہا اوسنے گرد اپنے کے کیا نہین سنتے ہو ۲۶ کہا رب تمہارا اور رب باپ دادون تمہارے اگلون کا ۲۷ کہا بیشک رسول تمہارا جو بھیجا گیا طرف تمہاری البتہ دیوانہ ہے ۲۸ کہا رب مشرق کا اور مغرب کا اور جو کچھہ بیچ اونکے ہے اگر ہو تم سمجھتے ۲۹ کہا اگر پکڑا تو نے معبود کسی کو سوا میرے البتہ کرونگا مین تجھکو قیدیون سے ۳۰ کہا کیا اگر لاؤن مین تیرے پاس کوئی چیز ظاہر ۳۱ کہا پس لا اوسکو اگر ہے تو سچون سے ۳۲ پس ڈالا موسی نے عصا اپنا پس ناگہان وہ اژدہا ہے ظاہر ۳۳ اور کھینچا ہاتھہ اپنا پس ناگہان وہ سفید ہے دیکھنیوالون کے واسطے ۳۴ کہا سردارون سے گرد اپنے کے بیشک یہ البتہ جادوگر ہے علم والا ۳۵ چاہتا ہے یہ کہ نکالدے تمکو زمین تمہاری سے جادو اپنے سے پس کیا حکم کرتے ہو ۳۶ کہا مہلت دے اونکو اور بھائی اونکے کو اور بھیج شہرون مین جمع کرنیوالے ۳۷ کہ لاوین تیرے پاس ہر جادوگر علم والا ۳۸ پس جمع کئے جادوگر وقت ایک دن مقرر کے ۳۹ اور کہا گیا لوگون کو کہ تم جمع ہوتے ہو ۴۰ شاید ہم پیرو کرین جادوگرون کی اگر ہون وہ غالب ۴۱ پس جب آئے جادوگر کہا اونھون نے موسی کو کہ تم ڈالو جو تم ڈالنیوالے ہو ۴۲ پس ڈالیں اونھون نے رسیان اپنی اور لاٹھیان اپنی اور کہا قسم ہے عزت فرعون کی بیشک ہم البتہ ہم غالب ہونگے ۴۳ پس ڈالا موسی نے عصا اپنا پس ناگہان وہ نگلتا ہے جو بناوٹ کرتے ہین ۴۴ پس ڈالے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے ۴۵ کہا ہم ایمان لائے ساتھہ رب سارے جہان کے ۴۶ رب موسی اور ہارون کے ۴۷ کہا ایمان لائے تم اوسپر پیشتر اسکے کہ اجازت دون مین تمکو ۴۸ بیشک وہ البتہ بڑا ہے تمہارا جسنے سکھایا تمکو جادو پس البتہ کاٹونگا مین ہاتھہ تمہارے اور پان تمہارے برخلاف اور البتہ سولی دونگا مین تمکو کھجورون کے تنون پر ۴۹ اور البتہ جانوگے تم کہ کون ہم مین سے سخت تر ہے عذاب مین اور باقی رہنیوالا ۵۰ کہا ہرگز نہ اختیار کرینگے ہم تجھکو اوپر اوسکے کہ آئی ہمارے پاس نشانیان اور اوسپر جسنے پیدا کیا ہمکو پس حکم کر تو جو تو حکم کرنیوالا ہے نہین حکم کرتا تو مگر اسی دنیا کی زندگانی مین ۵۱ بیشک ہم ایمان لائے ساتھہ رب اپنے کے تاکہ بخشدے ہمارے لئے رب ہمارا خطائین ہماری اور جو زبردستی کرائی تو نے ہمسے اوپر اسکے اور اللہ بہتر ہے اور باقی رہنیوالا ۵۲ بیشک جو آئیگا رب اپنے پاس مجرم ہو کر پس بیشک اوسکے لئے جہنم ہے نہین مریگا وہ اوسمین اور نہین جئیگا ۵۳ اور جو آئیگا اوسکے پاس ایمان لانیوالا ہو کر تحقیق عمل کئے ہون اوسنے نیکیان پس وہی لوگ ہین اونکے لئے درجے بلند ۵۴ باغ ہمیشہ رہنے کے ہین جاری ہونگی اونکے نیچے نہرین ہمیشہ رہنیوالے ہونگے اوسمین اور یہ بدلہ ہے اوسکا جو پاک ہوا ۵۵ اور وحی بھیجی ہم نے طرف موسی کی یہ کہ لیجا رات کو بندون میرے کو پس مار واسطے اونکے راہ خشک دریا مین نہ خوف کر تو پکڑے جانے کا اور نہ ڈر ۵۶ پس پیچھا کیا اونکا فرعون نے ساتھہ لشکر اپنے کے پس ڈھانپ لیا اونکو دریا سے جو ڈھانپ لیا ۵۷ اور گمراہ کیا فرعون نے قوم اپنی کو اور نہ راہ دکھائی

کہ اگر مین مبادرت کرون اونسے اسکی تو مین دیکھونگا اونسے وہ شے جسکو مین مکروہ رکھتا ہون سو مین
چپ ہو رہا اس بات سے پہر میرے پاس جبریل آیا تو کہا اے محمدؐ اگر تو نہ کرے گا وہ شے جسکا
تجھے امر کیا گیا ہے تو عذاب کرے گا تجھکو تیرا رب پس پکا واسطے ہمارے اے علی ایک بکری
صاع بہر کھانے پر اور طیار کرو اسطے ہمارے ایک بڑا پیالہ دودہ کا پہر جمع کرو اسطے میرے
بنی عبد المطلب کو پس مین نے حکم کی بجا آوری کی پہر وہ لوگ آپ کی طرف جمع ہوئے اور وہ اوس دن
چالیس مرد تھے یزیدون رجلا او ینقصون رجلا یعنی اونمین ایک شخص کی زیادتی ہو یا ایک کی
کمی ہو غرض یہ ہے کہ تخمیناً چالیس مرد تھے اونمین آپکے چچا تھے ابو طالب و حمزہ و عباس اور ابو لہب
کافر خبیث پہر مین نے وہ جفنہ طرف اونکے پیش کیا یعنی وہ بڑا کاسہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اوسمین سے ایک ٹکڑا لیا پہر اوسے اپنے دندان مبارک سے چیرا پہر اوسکو اوس پیالے کی
اطراف مین پھینکدیا اور فرمایا کھاؤ بسم اللہ پس قوم نے کہایا یہانتک کہ اوس سے سیر ہو گئے دکھائی
نہین دیتے تھے مگر اونکی اونگلیون کے نشان واللہ[۵۱] بیشک شان یہ ہے کہ مرد اونمین سے
البتہ کہاتا ہے مثل اوسکے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تو اونکو پلا پس مین
وہی قعب[۵۲] لایا تو اونہون نے اوسمین سے پیا یہانتک کہ سب کے سب سیراب ہو گئے اور قسم ہے
اللہ کی بیشک شان یہ ہے کہ مرد اونمین سے البتہ پیتا ہے مثل اوسکے پہر جو وقت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اونسے بات کرین تو ابو لہب نے مبادرت کی آپسے طرف کلام کے
سو کہا واسطے اسکے سحر کیا تمپر تمہارے صاحب نے پس وہ لوگ متفرق ہو گئے اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے بات نہ کی پہر جب کل کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا اے علی تیار کرو اسطے ہمارے ویسا ہی طعام و شراب جو تو نے کل طیار کیا تہا پس
بیشک اس شخص نے مقدم مبادرت کی مجھسے طرف اوس بات کے جو تو نے سنی قبل اسکے کہ
مین قوم سے بات کرون پس مین نے حکم کی بجا آوری کی پہر مین نے اونکو جمع کیا واسطے آپکے
پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویسا ہی کیا جیسا کل کیا تہا پہر اون لوگون نے کہانا کہایا
یہانتک کہ اوس سے سیر ہو گئے اور قسم ہے اللہ کی بیشک شان یہ ہے کہ مرد اونمین سے
البتہ کہاتا ہے مثل اوسکے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پلا اونکو اے علی پس

۵۱ واللہ اعلم شاید مطلب یہ ہو کہ وہ کھانا اتنا مقدر رہتا کہ ایک آدمی اوسکو کھاسکے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اوسمین اتنی برکت ہوئی کہ سب نے خوب سیر ہو کر اوسکو کھایا اور وہ ویسا ہی بھرا ہوا تھا صرف انگلیون کے نشان معلوم ہوتے تھے ۱۲ منہ

۵۲ قعب پیالہ ۱۲ منہ

مین وہی قعب لایا تو اونہون نے پیا یہانتک کہ سب کے سب سیراب ہوگئے اور قسم ہے اللہ کی بیشک شان یہ ہے کہ مرد اونمین سے البتہ پیتا ہے مثل اوسکے پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ فرمایا کہ اونسے بات کرین تو ابولہب نے آپسے مبادرت کی ساتھہ کلام کے تو بولا واسطے اسکے سحر کیا تمپر تمہارے صاحب نے پھر وہ لوگ متفرق ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اونسے بات نہ کی پھر جب کل کا دن ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای علی طیار کرو واسطے ہمارے ویسا ہی طعام و شراب جو تو نے کل طیار کیا تہا پس بیشک اس شخص نے مقرر مبادرت کی مجھسے طرف اوس بات کے جو تو نے سنی قبل اسکے کہ مین قوم سے کلام کرون پس مین نے حکم کی بجاآوری کی پھر اونکو جمع کیا واسطے آپ کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویسا ہی کیا جو کل کیا تہا پھر لوگون نے کہانا کہایا یہانتک کہ سیر ہوگئے پھر مین نے اونکو پلایا اوس قعب سے یہانتک کہ اوس سے سیراب ہوگئے اور قسم ہے اللہ کی بیشک شان یہ ہے کہ مرد اونمین سے البتہ کہاتا ہے مثل اوسکے اور پیتا ہے مثل اوسکے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد المطلب بیشک مین قسم ہے اللہ کی نہین جانتا ہون کسی جوان کو عرب سے کہ لایا ہو اپنی قوم کے پاس افضل اوس شے سے جسکو مین تمہارے پاس لایا ہون بیشک مین مقرر تمہارے پاس خبر لایا ہون امر دنیا و آخرت مین اس حدیث کی پوری سند یہ ہے بیہقی نے کہا

اخبرنا محمد بن عبد اللہ الحافظ اخبرنا ابو العباس محمد بن یعقوب حدثنا احمد بن عبد الجبار حدثنا یونس بن بکیر عن محمد بن اسحٰق قال حدثنی من سمع عبد اللہ بن الحارث بن نوفل واستکتمنی اسمہ عن ابن عباس عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ الی اخر الحدیث قال احمد بن عبد الجبار بلغنی ان ابن اسحٰق انما سمعہ من عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم عن المنہال بن عمرو بن عبد اللہ بن الحارث وقد رواہ ابو جعفر ابن جریر عن ابن حمید عن سلمۃ عن ابن اسحٰق عن عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم عن المنہال بن عمرو عن عبد اللہ بن الحارث عن ابن عباس عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فذکر مثلہ وزاد بعد قولہ انی جئتکم بخیر الدنیا والاخرۃ وقد امرنی اللہ ان ادعوکم الیہ فایکم یوازرنی علی ھذا الامر علی ان یکون اخی وکذا وکذا

۵۷ اول حدیث مین یون ہتا ہے کہ بام الدنیا والاخرۃ والدراعلم ۱۲

قال فاحجم القوم عنها جمیعا وقلت وانی لاحدثهم سنا واحمصهم عینا واعظمهم بطنا واحمشهم ساقا انا یا نبی الله اکون وزیرك علیه فاخذ برقبتی ثم قال ان هذا اخی وکذا وکذا فاسمعوا له واطیعوا ثم قام القوم یضحکون ویقولون لابی طالب قد امرك ان تسمع لابنك وتطیع تفرد بهذا السیاق عبد الغفار بن القاسم بن ابی مریم وهو متروك کذاب شیعی اتهمه علی بن المدینی وغیره بوضع الحدیث وضعفه الائمة رحمهم الله تعالی ابن جریر کی روایت مین جو زیادہ ہے اوسکے یہ معنی ہین کہ بیشک مین لایا ہون تمہارے پاس بہلائی دنیا و آخرت کی اور مقرر حکم کیا ہے مجھکو اللہ نے اسبات کا کہ مین تمکو بلاؤن طرف اوسکے سو کونسا تمہارا مدد کرتا ہے میری اس امر پر اسبات پر کہ وہ میرا بہائی ہو اور ایسا اور ایسا کہا پس ساری قوم اوس سے رک گئی اور مین نے کہا حالانکہ بیشک مین البتہ اون سب سے زیادہ تر نوعمر تھا اور اون سب سے بڑھکر میری آنکھون مین گیچ تھی اور اون سب سے زیادہ میرا پیٹ بڑا تھا اور میری پنڈلیان باریک تھین غرض حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس بیان سے اپنی کم عمری ثابت کرتا ہے کیونکہ یہ سب امور کم سنی مین ہوا کرتے ہین یعنی باوجود میری کم عمری کے مین نے عرض کیا کہ یا نبی اللہ مین ہوتا ہون آپ کا وزیر و معاون اوس کام پر پس آپنے میری گدی پکڑی پھر فرمایا بیشک یہ میرا بہائی ہے اور ایسا ہے اور ایسا ہے سو تم اوسکی بات سنو اور اوسکا کہا مانو پھر وہ لوگ کھڑے ہوئے ہنستے اور کہتے ہوئے ابو طالب سے کہ مقرر تجھکو تو امر کیا ہے کہ تو اپنے بیٹے کی بات سنے اور اوسکا کہا مانے طریق دیگر ابن ابی حاتم نے عبد اللہ بن حارث سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جبکہ یہ آیت نازل ہوئی وانذر عشیرتک الاقربین تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھسے فرمایا طیار کر واسطے میرے ایک ران بکری کی مع ایک صاع طعام کے اور ایک برتن دودھ کا کہا پس مین نے حکم کی بجا آوری کی پھر فرمایا کہ میرے واسطے بنی ہاشم کو بلا لا کہا پھر مین اون کو بلا لایا اور وہ اوسوقت چالیس مرد تھے سوائے ایک مرد کے یا چالیس اور ایک کہا اور اونمین دس مرد تھے کہ وہ سب ایک جذعہ کھا لیتے تھے مع اوسکے سالن کے کہا پھر جب وہ قصعہ لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکی بلندی مین سے لیا پھر فرمایا کھاؤ پس کھایا یہانتک کہ سیر ہو گئے اور وہ اپنی ہیئت پر تھا اونہون نے اوس سے کم نہ کیا مگر ذرا سا کہا پھر مین آپکے پاس وہ برتن لایا تو اونہون نے پیا یہانتک کہ

ل صحیح شعرین کا لفظ اصبح ہے رجل شاۃ یصبح من طعام ہے یعنی ایک شخص بھی نصف شاۃ ہے کھانے کو کہا کہ رجل یعنی فخذ ہے یعنی ران اور صاع چار مد کا ہوتا ہے ۱۲ منہ

ق بزرگ یعنی بڑا پیالہ ۱۲

سیراب ہوگئے کہا اور بچ رہا پہر جب کہانے پینے سے فارغ ہوچکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ارادہ کیا کہ بات کرین تو اون لوگون نے مبادرت کی آپسے بات کی سو یہ بولے کہ نہین دیکھا
ہمنے مثل آج کے سحر مین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا پہر مجھسے
فرمایا کہ طیار کر ران بکری کی مع ایک صاع طعام کے پس مین نے طیار کیا کہا پہر مین نے اونکو جمع
کیا پس جب کہا پی چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بات کرنے کی اونسے مبادرت کی
فرمایا کونسا تمہارا اداکرتا ہے میری طرف سے دین میرا اور ہوتا ہے خلیفہ میرا میری اہل مین کہا
پس وہ لوگ ساکت رہے اور عباس نے سکوت کیا اس خوف سے کہ وہ اونکے مال کا احاطہ کرلے
کہا اور مین نے سکوت کیا واسطے سن عباس کے یعنی مین اونکی عمر کا لحاظ کرکے چپ رہا پہر آپنے
اوس کلمے کو دوبارہ کہا تو بھی عباس نے سکوت کیا پہر جب مین نے یہ دیکھا تو مین نے عرض کیا یا رسول
اللہ مین کہا اور مین اوسوقت اون سب سے بدتر تھا ہیئت مین اور مین اعشی العینین تھا اور میرا پیٹ بڑا تھا
اور پنڈلیان پتلی تھین یہ متعدد طرق ہین اس حدیث کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے جو اپنے چچاؤن سے اور اونکی اولاد سے اس بات کا سوال کیا کہ اونکا دین اونکی طرف
سے ادا کرین اور اونکے خلیفہ ہون اونکے گھر مین سو اسکے معنی یہ ہین کہ اگر وہ اللہ کی راہ مین قتل کئے
جائین گویا آپنے خوف کیا اسبات کا کہ قتل کئے جائین جسوقت کہ اعباء وانتقال انذار کے ساتھہ قائم
ہون پہر جب اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک
وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس تو اسوقت آپ امن مین ہوگئے
اول آپ کی حراست کیجاتی تھی یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی واللہ یعصمک من الناس اوسوقت
بنی ہاشم مین سخت تر از روی ایمان وایقان وتصدیق کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی نہ تھا اسی لئے جس بات کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بنی ہاشم سے طالب ہوئے تھے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اونکی طرف اونسے مبادرت کی
پہر اسکے بعد ہوا واللہ اعلم آپ کا دعوت کرنا لوگون کو کہلم کہلا کوہ صفا پر اور آپکا ڈرانا بطون قریش کو عموماً
وخصوصاً یہانتک کہ آپنے اپنے چچاؤن اور پھپھیون اور بیٹیون سے نام لیا جسکا کہ نام
لیا ایک ایک کا نام لیکر ڈرایا تاکہ تنبیہ کرین ساتھہ ادنی کے اعلے پر یعنی مین جو ہون سو ڈرانے والا ہون

۵۱ اعشی وہ ہے جسکی آنکھہ نے بسبب بیماری کے آنسو بہتے ہین ۱۲

۵۲ اے رسول پہونچا جو تجھکو اوترا تیرے رب سے اور اگر نہ کیا تو تونے کچھہ نہ پہونچایا اوسکا پیغام اور اللہ تجکو بچا لیگا لوگون سے ۱۲

اور اللہ ہدایت کرتا ہے جسکو چاہتا ہے طرف راہ سیدہی کے عبد الواحد دمشقی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین مین نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ لوگون کو حدیث کہہ رہے ہین اور اونکو فتوی دے رہے ہین اور اونکا لڑکا اونکے پہلو کی طرف ہے اور اونکے گھر والے مسجد کے گوشے مین بیٹھے ہوئے باتین کر رہے ہین پس اونسے کسی نے کہا کیا حال ہے لوگون کا کہ وہ تو غیبت کرتے ہین اوس علم مین جو تمہارے پاس ہے اور تمہارے گھر والے بیٹھے ہوئے لہو کر رہے ہین تو وہ بولے اسواسطے کہ مین نے رسول اللہ صلی علیہ وآلہ وسلم کو سنا ہے کہ فرماتے تھے سب لوگون سے بڑھکر بے رغبت دنیا مین انبیا ہین اور سخت تر لوگون کے اونپر نزدیک کے ناتے دار ہین اور یہ بات اوس آیت مین ہے جو اللہ عزوجل نے نازل فرمائی ہے فرمایا اللہ تعالی نے وانذر عشیرتک الاقربین الی قولہ فقل انی بریئ مما تعملون۔ رواہ الحافظ ابن عساکر فی ترجمۃ عبد الواحد الدمشقی من طریق عمرو بن سمرۃ عن محمد بن سوقۃ عن عبد الواحد اللہ مشقی الخ قولہ تعالی وتوکل علی العزیز الرحیم کے یہ معنی ہین کہ تو اپنے سارے کامون مین بھروسا کر عزیز رحیم پر کیونکہ تیرا موید و ناصر و حافظ و مظفر اور تیرا بول بالا کرنے والا وہی ہے قولہ تعالی الذی یراک حین تقوم یعنی وہ تیرے حال پر عنایت کرنے والا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فاصبر لحکم ربک فانک باعیننا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے طرف نماز کے عکرمہ نے کہا یری قیامہ ورکوعہ وسجودہ یعنی وہ دیکھتا ہے تیرے قیام و رکوع و سجود کو حضرت حسن رض نے فرمایا وہ جو دیکھتا ہے تجھکو جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے جسوقت کہ تو نماز پڑہتا ہے تنہا ضحاک نے کہا جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے اپنے بچھونے سے یا اپنی مجلس سے قتادہ نے کہا وہ تو تجھے دیکھتا ہے کھڑا ہوا اور بیٹھا ہوا اور تیری حالتون پر قولہ تعالی وتقلبک فی الساجدین قتادہ نے کہا وہ تجھے دیکھتا ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے اور تیرے تقلب کو ساجدین مین یعنی نمازین وہ تجھے دیکھتا ہے اس حال مین کہ تو تنہا ہے اور وہ دیکھتا ہے تجھکو مجمع مین یہی قول عکرمہ و عطا خراسانی و حسن بصری کا بھی ہے مجاہد نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے تھے اپنے پیچھے سے جسطرح کہ دیکھتے تھے اپنے آگے سے اسکی شاہد یہ حدیث صحیح ہے برابر کرو تم اپنے صفون کو پس بیشک مین تمکو دیکھتا ہون

۱۵ سورۃ تحریم کا ۱۲ منہ اپنے حکم کا کہ تو تنہا ہے آدمیون کے ساتھ ہے

اپنی پیٹھ کے پیچھے سے بزار وابن ابی حاتم نے بدو طریق حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے اس آیت مین فرمایا ہے یعنی تقلبه من صلب نبی الی صلب نبی حتی اخرجه نبیا مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک دیکھتا ہے تیرے تقلب کو ایک نبی کی پشت سے طرف دوسرے نبی کی پشت کے یہانتک کہ تجھکو نبی کرکے نکالا قولہ تعالی انه هو السمیع العلیم یعنی اللہ پاک بڑا سننے والا ہے اپنے بندون کی باتون کو اور بڑا جاننے والا ہے اونکی حرکات وسکنات کو کما قال تعالی وما تکون فی شان وما تتلوا منه من قرآن ولا تعملون من عمل الا کنا علیکم شهودا اذ تفیضون فیه الایه ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ عشیرہ اقربین کو اسواسطے خاص کیا کہ اونکی شان وحال کے ساتھہ اہتمام کرنا اولی ہے اور اونکو حق کی طرف ہدایت کرنا اقدم ہے پھر بخاری ومسلم وغیرہما کی حدیث جو بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مروی ہے اوسکو ذکر کیا ہے پھر فرمایا ہے کہ اسباب مین حدیثین وارد ہوئی ہین ایک جماعت صحابہ کے طریق سے پس یہ طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان ہے عشیرہ اقربین کا اور انکو ڈرانا ہے کہلم کہا جناح یعنی جانب ہے جب کوئی کسی سے نرمی و ملاطفت وشفقت کا برتاو کرتا ہے تو محاورہ عرب مین بولتے ہین خفض جناحه یعنی اوسنے اپنا بازو اور اپنی جانب پست کردی مطلب یہ ہے کہ اوس سے نرمی کی اسمین استعارہ حسنہ ہے معنی یہ ہین کہ تو نرم کر اپنے بازو کو اور تواضع کر واسطے اوس شخص کے جسنے تیری پیروی کی ہے مومنین موحدین مین سے تیرے ناتے دار اور غیر ناتے دار اور اونسے محبت وکرامت ظاہر کر اور اونسے درگزر کر پھر اگر وہ تیرے حکم کی مخالفت کرین اور تیرے تابع نہون تو تو اونسے کہدے کہ مین تمہارے عمل سے بیزار ہون یا اوس شے سے جسکو تم کرتے ہو یعنی غیر اللہ کا پوجنا یہ آیت دال ہے اس بات پر کہ مراد مومنین سے وہ لوگ ہین جو ایمان کے قریب آلگے ہین زبان سے تصدیق کرتے ہین اسواسطے کہ جو خالص مومن ہین تو وہ آپکی نافرمانی نہین کرتے ہین نہ آپ کے مخالف ہوتے ہین پھر اللہ پاک نے آپکے واسطے وہ شے بیان فرمائی کہ جسوقت وہ لوگ آپکے نافرمان ہون تو اوسپر اعتماد کرین پس ارشاد فرمایا کہ تو اپنے سارے کام عزیز رحیم کے سپرد کردے کیونکہ وہ قادر ہے دشمنون کے قہر کرنے پر اور بڑا مہربان ہے اپنے دوستون پر نافع وابن عامر نے فتوکل بحرف

ل

اور نہین ہوتا تو کسی حال مین اور نہ پڑھتا ہے اسمین سے کچھہ قرآن اور نہ کرتے ہو تم لوگ کچھہ کام کہ ہم نہین ہوتے تمہارے حاضر جب تم لگتے ہو اس مین اور نہ تعاقب بہتر تیرے سے ایک ذرہ بھر زمین مین نہ آسمان مین نہ اس سے چھوٹا نہ اس سے بڑا ہو نہین کہ کتاب مین ۱۲

فاپڑتا ہے باقی قراءکی قرات بحرف واو ہے اور دونون سبعیہ مین پس پچھلے کی بناپر البعد اوسکا مثل جزا کے ہوگا ماقبل سے اور اوسپر مترتب ہوگا اور دوسرے کی بنیاد پر البعد واو کا معطوف ہوگا ماقبل پر ایک جملے کا عطف ہوگا دوسرے جملے پر بدون ترتیب کے الذی یراک حین تقوم کے معنی یہ ہین جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے طرف نماز کے اس حال مین کہ تو تنہا اکیلا ہے یہ قول اکثر مفسرین کا ہے مجاہد کا ایک قول یہ ہے جبکہ تو کھڑا ہوتا ہے جس جگہہ کہ تو ہے ساجدین کے معنی مصلین ہین یعنی وہ تجھے دیکھتا ہے اگر تو نماز پڑہتا ہے جماعت مین دران حال کہ تو رکوع کرنے والا اور سجدہ کرنے والا اور قیام کرنے والا ہے اکثر مفسرین نے اسی طرح کہا ہے حکایت مقاتل نے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا آیا تم پاتے ہو نماز باجماعت کو قرآن شریف مین تو امام صاحب نے فرمایا لا یحضرنی یعنی مجھے وہ مقام اسوقت حاضر نہین ہوتا ہے پس مقاتل نے اونکے واسطے یہ آیت پڑہ دی کہ سینے کہا معنی یہ ہین کہ دیکھتا ہے تجھکو موحد مردون کی پشتون مین ایک نبی سے طرف دوسرے نبی کے حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے لیکر عبداللہ وآمنہ تک تا آنکہ تجھکو نکالا اس امت مین پس آپکے سارے اصول مرد اور عورتین مومن ہین اس قول پر یہ اعتراض کیا ہے کہ آزر پدر حضرت ابراہیم علیہم السلام کا فرتھا حسب مقتضاے آیات کریمات کے بعض نے اسکا یہ جواب دیا کہ آزر حضرت ابراہیم کا چچا تھا باپ نہ تھا لیکن اسمین ظاہر ضعف ہے بعض نے یہ جواب دیا ہے کہ لوگون نے جو یہ کہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصول مین شرک داخل نہین ہوا سواسکے یہ معنی ہین کہ جبتک نور محمدی ذکر وانثی مین رہا پہر جب اونسے بعد کے لوگون مین منتقل کر آیا تو ممکن ہے کہ جنسے نقل کر آیا ہے وہ غیر اللہ کو پوجین آزر نے بتون کو نہین پوجا مگر بعد اسکے کہ نور محمدی اوس سے منتقل ہوکر حضرت ابراہیم علیہ السلام مین آگیا قبل انتقال نور کے اوسنے غیر اللہ کو نہین پوجا حقانوی نے اسی طرح کہا ہے کسی نے کہا کہ مراد تقوم سے آپ کا کھڑا ہونا ہے طرف تہجد کے اور مراد تقلب سے آپ کی آمد و رفت ہے اون لوگون کی تفحص احوال مین جو کہ عبادت مین جہد وسعی کرنے والے ہین اور بھیرنا آپ کی نگاہ کا ہے اونمین مجاہد نے اسی طرح کہا ہے مطلب یہ ہے کہ آپ صحابہ کی خبرگیری فرماتے تھے کہ اللہ کی یاد مین مصروف ہین یا غافل ہین حضرت ابن عباس سے تین قول مروی ہین ایک یہ ہے کہ مراد تقلب سے آپکا قیام ورکوع وسجود ہے دوسرا یہ ہے وہ دیکھتا ہے تجھکو اور حال یہ ہے کہ تو ساجدین کے ساتھہ ہی کھڑا ہوتا ہے اور بیٹھتا ہے ساتھہ اونکے تیسرا یہ ہے

۱۷ یعنی تقلبک فی اصلاب النبیین کما فی الزیادۃ وتناسب بین

کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبوقت کھڑے ہوتے طرف نماز کے تو دیکھتے تھے اوس شخص کو جو آپکے پیچھے ہے جسطرح کہ دیکھتے تھے اوسکو جو آپکے آگے ہے اسی باب سے وہ حدیث ہے جسکو صحیحین وغیرہما مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا تم خیال کرتے ہو میرے قبلے کو اس جگہ پس قسم ہے اللہ کی مخفی نہین ہے مجھپر خشوع تمہارا اور نہ رکوع تمہارا اور بیشک مین البتہ دیکھتا ہون تمکو اپنی پشت کے پیچھے سے انہ ھو السمیع العلیم کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ تو کہتا ہے اللہ پاک اوسکو خوب سنتا ہے اور خوب جانتا ہے پھر اللہ پاک نے وما تنزلت بہ الشیاطین کے معنی کی تاکید فرمائی اور اوسکا بیان کیا پس ارشاد فرمایا ھل انبئکم علی من تنزل الشیٰطین ۝ تنزل علی کل افاک اثیم ۝ یلقون السمع واکثرھم کٰذبون ۝ والشعراء یتبعھم الغاوٗن ۝ الم تر انھم فی کل وادٍ یھیمون ۝ وانھم یقولون مالا یفعلون ۝ الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ۝ مین بتاؤن تمکو کس پر اوترتے ہین شیطان اوترتے ہین ہر جھوٹے گنہگار پر لاڈ لیتے ہین سنی بات اور بہت اونمین جھوٹے ہین اور شاعرون کی بات پر چلین وہی جو بے راہ ہین تو نے نہین دیکھا کہ وہ ہر میدان مین سر مارتے ہین اور یہ کہ وہ کہتے ہین جو نہین کرتے مگر جو یقین لائے اور کین نیکیان اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلا لیا اس پیچھے کہ اونپر ظلم ہوا اور اب معلوم کرینگے ظلم کرنیوالے کس کروٹ پر اولٹتے ہین ف ایک لوگ تھے کاہن کہلاتے کسی شیطان سے دوستی کر رکھتے نذر نیاز دیکر وہ سب شیطانون مین ملکر جاتا ہے فرشتون کی باتین سننے وہان انگارے مارتے ہین جو تارے چھوٹے نظر آتے ہین جو ایک دو بات کان مین پڑگئی اگر اپنے اس دوست پر لاڈالی اوسنے لوگون کو بتادی لوگ اوسکے قائل ہوئے جو سچا کاہن ہے سو یہ ہے اور بہت لوگ مگر بناتے ہین بعضی چیز انسان سے چھپی ہے شیطان پر معلوم ہے جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کی جیب مین کیا ہے اوسکے دل مین خیال کیا ہے اور اگلی خبر شیطان کو بھی معلوم نہین مگر ایک دو بات جو فرشتون سے سن لی اور دس بیس ملالین انکل سے ٹکل جھوٹ پڑے یا سچ ہو شیطان نیک جنون سے بیزار ہے کیونکہ یہ اوسکو برا جانتے ہین جھوٹے دعا بازون سے خوش ہے جو اوسکی مرضی کے موافق ہین ف کافر پیغمبر کو بھی کاہن بتاتے کبھی شاعر فرمایا کہ

ع ۱۱ ۱۵

شاعر کی بات سے کسی کو ہدایت نہین ہوتی اسکی صحبت مین ہزارون خلق نیکی پر آتی ہین ف ۳۴ یعنی جو نمونون پر کھلیا اوسی کو بڑہائے چلے گئے ف ۳۵ یعنی جیسے مردانگی کہتے ہین اور نہین رکھتے عشق کہتے ہین جہوٹ بیماری کہتے ہین جہوٹ ف ۳۶ مگر جو کوئی شعر مین اللہ کی حمد کہے یا کفر کی مذمت گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی ہجو کرین یہ اوسکا جواب دے ویسا شعر عیب نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مشرکون مین سے جن لوگون کا یہ زعم تہا کہ جس شے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکر آئے ہین وہ حق نہین ہے اور خود اونہون نے اپنی طرف سے بنالی ہے یا جنّون مین کا کوئی تابع اوسکو اونکے پاس لایا ہے سو اللہ پاک اونکو مخاطب کرکے فرماتا ہے اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیجاہ کو اونکے قول زور و افترا سے بحث سے منزہ و مبرا کرتا ہے اور آگاہی بخشتا ہے اس بات پر کہ جس شے کو رسول لیکر آیا ہے وہ اللہ ہی کے پاس سے ہے اور اوسی کی تنزیل و وحی ہے ملک کریم وامین عظیم اوسکو لیکر اوترا ہے اور وہ شیاطین کی طرف سے نہین ہے کیونکہ اونکو ایسے قرآن عظیم مین کسی طرح کی رغبت نہین ہے وہ تو اوسی شخص پر اوترتے ہین جو کاہنون جہوٹون مین سے اونکا مشاکل و مشابہ و ہمجنس ہے اسی لئے اللہ پاک نے یون فرمایا ھل انبئکم ای اخبرکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم یعنی کیا خبر دون مین تمکو کس پر اوترتے ہین شیطان اوترتے ہین ہر افاک اثیم افاک وہ ہے جو اپنی بات مین بڑا جہوٹا ہے اثیم وہ ہے جو اپنے افعال مین فاجر ہے پس یہ وہ شخص ہے جسپر شیطان اوترتے ہین کاہنون مین سے اور جو کاذبون فاسقون سے اونکے قایم مقام ہین کیونکہ شیاطین بہی کاذب فاسق ہوتے ہین یلقون السمع کے یہ معنی ہین کہ چراتے ہین سننے کو آسمان سے پس علم غیب مین کی بات سن لیتے ہین پہر اُسکے ساتہہ سو جہوٹ بڑہا دیتے ہین پہر انسانون مین سے جو اونکے دوست ہین اونکی طرف اوسکو لاڈالتے ہین پہر وہ اوسکو لوگون سے بیان کرتے ہین تو جو کچہہ اونہون نے کہا ہے اوس سب مین لوگ اونکی تصدیق کرتے ہین بسبب اونکے سچے ہونے کے اوس بات مین جو آسمان سے سنی گئی ہے چنانچہ یہ بات حدیث صحیح مین وارد ہوئی ہے جسطرح کہ بخاری نے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ کچہہ لوگون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہّان کا پوچہا تو آپنے فرمایا کہ وہ کچہہ چیز نہین ہین اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو

ف ۳۴ فجور بالضم بھی بمعنی میل کردن و دروغ گفتن و میل و توانی نمودن و دست زدن کردن ہے کذا فی المفردات ف ۳۵ فسوق بمعنی از فرمان بیرون آمدن بندہ از فرمان خدا ہے ۱۲

کچھ چیز بیان کرتے ہین تو وہ حق ہوتی ہے پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کلمہ حق سے ہے جنی اوسکو جھپٹ لیتا ہے پھر اوسکو اپنے دوست کے کان مین کرکراتا ہے مثل کرکرانے مرغی کے پھر وہ یعنی کاہن لوگ خلط کر دیتے ہین ساتھہ اوسکے اکثر سو جھوٹ باتون سے نیز بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت جاری کرتا ہے اللہ امر کو آسمان مین تو مارتے ہین فرشتے اپنے پر واسطے فروتنی کرنے کے اوسکے قول کے لئے گویا وہ زنجیر ہے چکنی پتھر پر پھر جب اونکے دلون سے خوف دور ہوجاتا ہے تو کہتے ہین کیا کہا تمہارے رب نے قالوا الذی قال الحق یعنی مقرب فرشتے جواب دیتے ہین پوچھنے والے فرشتون کو مثلاً جبریل علیہ السلام ہین وہ جواب دیتے ہین اللہ پاک نے جو فرمایا ہے اوسکے حق مین یون کہتے ہین کہ کہا ہے اللہ نے حق کو مجمل جواب دیتے ہین تفصیلی جواب نہین دیتے کیونکہ اونکی غرض صرف اونکا خوف دور کرنا ہے مطلب یہ کہ تمہارا گمان اللہ پاک نے جو حکم دیا ہے وہ معمولی ہے تم اوسکو جانتے ہو ہر روز جو حکم ہوا کرتا ہے وہی ہے قیامت کا حکم نہین ہے جسکو تم خیال کرتے ہو وھو العلی الکبیر فیسمعھا مسترق السمع ومسترق السمع ھکذا بعضہ فوق بعض وصفہ سفیان بیدہ فحرفھا وبدد بین اصابعہ فیسمع الکلمۃ فیلقیھا الی من تحتہ ثم یلقیھا الآخر الی من تحتہ حتی یلقیھا علی لسان الساحر او الکاھن فربما ادرک الشھاب قبل ان یلقیھا وربما القاھا قبل ان یدرکہ فیکذب معھا مائۃ کذبۃ فیقال الیس قد قال لنا یوم کذا وکذا کذا وکذا فیصدق بتلک الکلمۃ التی سمعت من السماء تفرد بہ البخاری یعنی اللہ تعالی نے حق کہا ہے اور وہ برتر ہے بڑا ہے پس اوس کلمے کو سن لیتے ہین سننے کے چور اور سننے کے چور اس طرح ہوتے ہین بعض بعض پر ایک پر ایک سفیان نے اسکو اپنے ہاتھہ سے بیان کیا پس اوسکو محرف کیا اور درمیان اپنی انگلیون کے تفرق کی پس سن لیتا ہے اوس کلمے کو پھر ڈالتا ہے طرف اوس شیطان کے جو اوسکے نیچے ہے پھر دوسرا شیطان اوسکو ڈالتا ہے طرف نیچے والے کے یہانتک کہ وہ اوسکو ڈالتا ہے زبان پر ساحر کی یا کاہن کی پھر کبھی تو پاتا ہے اوسکو انگارا قبل اسکے کہ اوس کلمے کو ڈالے اور کبھی اوسکو ڈالدیتا ہے قبل اسکے کہ انگارا اوسکو پائے پھر وہ جھوٹ بولتا ہے اوس کلمے کے ساتھہ سو جھوٹ باتین پس کہا جاتا ہے یعنی جو شخص

۵۱ اصل کا لفظ فیقرقرھا ان وقیہ کقرقرۃ الدیجاجۃ قرالدیجاجۃ صوتھا اذا قطعتہ قال ردتہ قالت فرقرت وروی کقرقرۃ الدجاجۃ بالجیم اے کصوتہ اذا ضربتھا الماء کذا فی مجمع البحار منہ

۵۲ اصل کا لفظ کالحۃ کالحنا سلسلۃ علی صفوان ہے اور روایت مین کالحنا ہے نیز روایت ہے طرف قول کے بیان ہے اللہ پاک کے قول کا گویا وہ ایسا ہے جیسے زنجیر کہ گرتی ہے پر چکنے پتھر پر واللہ اعلم ۱۲ منہ

کاہن کو سچا جانتا ہے وہ اوس سے کہتا ہے جو اوسکو ملامت کرتا تھا کیا مقرر نہین کہا تھا ہمسے اوس کاہن نے فلان فلان دن فلان فلان بات ہیں اوسکی تصدیق کیجاتی ہے بسبب اوس کلمے کے جو آسمان سے سنا گیا ہے و روی مسلم من حدیث الزھری عن علی بن الحسن عن ابن عباس عن رجال من الانصار قریبا من ھذا وسیاتی عند قولہ تعالیٰ فی سبا حتی اذا فزع من قلوبھم الایہ نیز بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپنے فرمایا بیشک فرشتے باتین کرتے ہین عنان مین اور عنان بادل ہے بالامر فی الارض یعنی اوس امر کی جو زمین مین جاری ہوگا پس شیطان اوس کلمے کو سن لیتے ہین پھر اوسکو کاہن کے کان مین قر قراتے ہین جسطرح شیشا قر قراتا ہے پھر زیادہ کرتے ہین ساتھ اوسکے سو جھوٹ و روی البخاری فی موضع اٰخر من کتاب بدء الخلق بسندہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا بنحوہ قولہ تعالیٰ والشعراء یتبعھم الغاؤن علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ غاوی کفار ہین پیروی کرتے ہین اونکی جن وانس کی گمراہ اسی طرح مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم وغیرہما نے کہا ہے عکرمہ نے کہا کہ دو شاعر باہم ایک دوسرے کی ہجو کیا کرتے تھے تو کئی گروہ لوگون کے اسکے واسطے بدلا لیتے اور کئی گروہ اسکے واسطے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی امام احمد نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا اس درمیان مین کہ ہم جا رہے تھے ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرج مین کہ ایک شاعر شعر پڑہتا ہوا سامنے آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خذوا الشیطان او امسکوا الشیطان یعنی پکڑو شیطان کو یا روکو شیطان کو البتہ یہ کہ بھر جائے جوف ایک تمہارے کا پیپ سے بہتر ہے اوسکے لئے اس سے کہ بھر جائے شعر سے قولہ تعالیٰ الم تر انھم فی کل وادیھیمون علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فی کل لغو یخوضون یعنی ہر لغو و بے فائدہ بات مین خوض کرتے ہین گستے ہین ضحاک کا لفظ اونسے یہ ہے کہ فی کل فن من الکلام یعنی کلام کے ہر نوع مین خوض کرتے ہین مجاہد وغیرہ نے بھی اسی طرح کہا ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے واللہ مقرر رہتے اونکے وادیون کو دیکھا ہے جنمین وہ گستے ہین کبھی تو فلان کی گالی مین کبھی فلان کی مدح مین قتادہ نے کہا کہ شاعر مدح کرتا ہے ایک قوم کی ساتھ باطل کے اور ذم کرتا ہے

۵۱ بالامر بفتحتین وسکون واو ایک قرءۃ مصحفہ ہے عن فزع کی دو نون کی راہ بدلو یعنے آواز ایک پہاڑ ہے طریق مکہ مین اور وہ اول ہی تہامہ کا کنز مجمع البحار ۱۲ منہ

ایک قوم کی ساتھہ باطل کے مطلب یہ ہے کہ مدح و ذم دونون جھوٹی ہین قولہ تعالی وانہم یقولون مالا یفعلون عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد سعادت مہد مین دو شخص تھے ایک تو انصار مین کا تھا اور دوسرا کسی اور قوم کا ان دونون نے باہم ایک دوسرے کی ہجو کی پھر انمین سے ہر ایک کے ساتھہ اوسکی قوم کے غواۃ ہو گئے یعنی بے وقوف لوگ پس اللہ پاک نے فرمایا والشعراء الی قولہ ما لا یفعلون علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ اکثر قولہم یکذبون فیہ یعنی شاعر لوگ اپنے اکثر قول مین جھوٹ بولتے ہین یہ بات جو اونہون نے فرمائی نفس الامر مین یہی واقع ہے فان الشعراء یتیجون باقوال وافعال لم تصدر منہم ولا عنہم فیتکثرون بما لیس یعنی اس لئے کہ شاعر لوگ خوش ہوتے ہین اون اقوال و افعال سے جنکا صدور نہ خود اونسے ہوا ہے نہ اونکی طرف سے ہوا ہے پس بتکلف کثرت ظاہر کرتے ہین اوس شے کی جو اونکے پاس نہین ہے اسی لئے علما رحمہم اللہ تعالی نے اختلاف کیا ہے اس بات مین کہ جب شاعر اپنے شعر مین ایسی شے کا اقرار کرے جو موجب حد ہے تو آیا اس اقرار سے وہ اوسپر قایم کیجاے یا نہین اسواسطے کہ وہ کہتے ہین جو کرتے نہین ہین اسمین دو قول ہین حکایت محمد بن اسحق و محمد بن سعد نے طبقات مین اور زبیر بن بکار نے کتاب الفکاہہ مین ذکر کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نعمان بن عدی بن نضلہ کو عامل کیا میسان پر زمین بصرہ سے اور یہ شعر کہا کرتے تھے سو اونہون نے یہ شعر کہی ؎

الا ھل اتی الحسناء ان خلیلہا	بمیسان یسقی فی زجاج وحنتم
اذا شئت غنتنی دھاقین قریۃ	ورقاصۃ تحثو علی کل مبسم
فان کنت ندمانی فبالاکبر اسقنی	ولا تسقنی بالاصغر المتثلم
لعل امیر المومنین یسوءہ	تنادمنا بالجوسق المتھدم

یعنی سنتا ہے کیا معشوقہ حسین کو یہ خبر پہونچی کہ اوسکا یار میسان مین ہے اوسکا یہ حال ہے کہ کانچ کی پیالیون مین اور سبز کوزے مین اوسکو شراب پلائی جاتی ہے جسوقت مین چاہتا ہون تو گانون کی زمیندارنیان مجھے گانا سناتی ہین اور ایسی ناچنے والی ہے کہ ہر ایک کے دانتون پر اور مونہہ پر خاک مارتی ہے پھر اگر تو میرا حریف و ہمنشین شراب کا ہو تو مجھے بڑے پیالے سے پلا اور چھوٹے

صدر مونہہ کے یعنی تین کہ فلان شے کا ظہور اوس سے ہوا اور صدر عنہ کے یعنی تین کہ فلان شے سے اوس کے باز گشت کی ۱۲ منہ ۵۲ اسکے بعد اصل مین بیاض ہے معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے عجم کا لفظ رہگیا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ ۵۳ میسان بفتح میم و سکون تحتیہ ایک گاؤن کا نام ہے عراق مین ۱۲ ۵۴ زجاج مین تین لغت ہین جمع ہے زجاجہ کا زجاجم یعنی ایکلغت ہے ۱۲ ۵۵ بمیسان و تاے فوقیہ کو نہ ۱۲ ۵۶ جمع ہے حنتم بالکسر و بالضم کٹورا و سبز ۱۲ ۵۷ تحثی خاک نہ دون اوسے کہے ۱۲ ۵۸ بسم بکسر سین نجوا دقران ۱۲ ۵۹ یعنی بریف شراب ۱۲ ۶۰ کو شک ۱۲

رخنہ دار پیالے سے مت پلایہ ہماری ہمنشینی جوگری بڑی بوسیدہ محل مین ہورہی ہے شاید
امیر المومنین کو بُری لگے غرضکہ یہ جب یہ شعر حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پہونچی
تو فرمایا ای واللہ انہ لیسوءنی ذلک ومن لقیہ فلیخبرہ انی قد عزلتہ یعنی ہان واللہ
بیشک یہ بات مجھے بُری لگتی ہے اور جو شخص اوس سے ملے تو چاہیے اوسے خبر کردے
کہ مقرر مین نے اوسکو معزول کردیا اور اوسکو یہ فرمان قضا توامان تحریر فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم
حٰمٓ تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب
ذی الطول[۵۱] لا الہ الا ھو الیہ المصیر اما بعد فقد بلغنی قولک ۵

لعل امیر المؤمنین یسوءہ		تناد منا بالجوسق المتھدم	

واللہ انہ لیسوءنی وقد عزلتک یعنی اوتا ر ناقرآن شریف کا طرف سے اللہ پاک کے ہی
جو کہ بڑا غالب و دانا ہے بخشنے والا ہے گناہ کا اور قبول کرنے والا ہے توبہ کا سخت عذاب والا
ہے فضل و منت والا ہے نہین ہے کوئی معبود مگر وہ اوسی کی طرف پہر جانا ہے اما بعد پس مقرر
مجھے تیرا قول پہونچا لعل امیر المومنین الی آخرہ اور قسم ہے اللہ کی بیشک وہ البتہ مجھے بُرا معلوم
ہوتا ہے اور مقررین نے تجھکو برطرف کردیا انتہی پہر جب نعمان امیر المومنین رضی اللہ عنہ کی خدمت
شریف مین حاضر ہوئے تو اونہون نے اسی شعر کے ساتھہ اُنکو مزین فرمائی نعمان نے عرض کیا
واللہ یا امیر المومنین مین نے اوسکو کبھی نہین پیا و ماذاک الشعر الا شیء طفح[۵۲] علی لسانی یعنی
نہین ہے یہ شعر مگر ایک شے ہے کہ میری زبان پر جاری ہوگئی پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا
اظن ذلک ولکن واللہ لا تعمل لی عملا ابدا وقد قلت ما قلت یعنی مین گمان کرتا ہون
اسکا لیکن واللہ تو کبھی عامل نہوگا میرے کسی عمل کا حالانکہ تو کہہ چکا جو کچھہ کہہ چکا مطلب یہ ہے کہ
مین کبھی تجھکو کسی جگہہ کا حاکم نہ کرونگا پہر یہ بات ذکر نہین کی گئی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نعمان
کو حد لگائی ہو شراب پر حالانکہ اونکا شعر اسکا متضمن ہے کیونکہ وہ کہتے ہین جو کرتے نہین ہین لیکن حضرت
عمر رضی اللہ عنہ نے نعمان کو اسپر ملامت فرمائی اور اونکے ذم کی اور اوسکے سبب سے اونکو معزول
فرمادیا اسی لئے حدیث شریف مین یہ بات وارد ہوئی ہے کہ البتہ یہ کہ پُر ہو جاے جوف
ایک تمہارے کا پیپ سے کہ وہ اوسکو گلا ڈالے بہتر ہے اس سے کہ پُر ہو شعر سے مراد اس سے

فرمان عالیشان حضرت عمر رضی اللہ عنہ

۵۱ طول بالفتح مرت
نہادن و فروتن کردن پر
کسی و غالب آمدن و فضل
و منت کذا فی الصراح ۱۲ منہ
۵۲ طفح لبالب شدن
نخبور ۱۲ منہ
۵۳ اصل کا
لفظ قیچی یہ ہے صحیح
یون کہا ہے وہی الفتح
۵۴ فریہ ہو فرمایا اذا کلمہ
بیت کا پیٹ کو کہا جاتا گلا ڈالنا
ایک ہی ہے ۱۲ منہ

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس پر یہ قرآن شریف اوتارا گیا ہے کاہن نہیں ہیں اور نہ شاعر ہیں اسواسطے کہ آپ کا حال مبارک منافی ہے حال شعر اکو وجوہ ظاہر سے کما قال تعالے ۵۱ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ ان ھو الا ذکر وقرآن مبین وقال تعالے ۵۲ انہ لقول رسول کریم وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تؤمنون ولا بقول کاھن قلیلا ما تذکرون تنزیل من رب العالمین اور اسی طرح یہاں فرمایا ہے وانہ لتنزیل رب العالمین الی قولہ ما لا یفعلون قولہ تعالی الا الذین امنوا وعملوا الصالحات محمد بن اسحق نے عن یزید بن عبد اللہ بن قسیط عن ابی الحسن سالم برادر بن عبد اللہ مولا تمیم داری رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا جب کہ والشعراء یتبعہم الغاوون نازل ہوئی تو حسان بن ثابت وعبد اللہ بن رواحہ وکعب بن مالک روتے ہوئے آئے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عرض کیا کہ اللہ جان چکا ہے جب کہ اوسنے یہ آیت نازل فرمائی اسبات کو کہ ہم شاعر ہیں پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھ سنائی الا الذین امنوا وعملوا الصالحات فرمایا تم ہو وذکروا اللہ کثیرا فرمایا تم ہو وانتصروا من بعد ما ظلموا فرمایا تم ہو رواہ ابن ابی حاتم وابن جریر من روایۃ ابن اسحق نیز ابن ابی حاتم نے ابو الحسن مولی بنی نوفل سے روایت کیا ہے کہ حسان بن ثابت وعبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے روتے ہوئے جبکہ یہ آیت نازل ہوئی والشعراء یتبعہم الغاوون اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور آپ اسکو اونپر پڑھ رہے تھے یہانتک کہ پہونچے الا الذین امنوا وعملوا الصالحات کو فرمایا تم ہو پھر ابن ابی حاتم نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی مالا یفعلون تک تو عبد اللہ بن رواحہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مقرر اللہ نے جان لیا ہے کہ میں اونمیں سے ہوں پس اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی الا الذین آمنوا الایہ اسی طرح حضرت ابن عباس وعکرمہ ومجاہد وقتادہ وزید بن اسلم وغیرہ واحد نے کہا ہے کہ یہ استثنا ہے ماتقدم سے اور بیشک یہ استثنا ہے لیکن یہ سورت مکی ہے تو انصار کے شعر ان آیتوں کے سبب نزول کس طرح ہو سکین گے اور اسمیں نظر ہے اور پہلے جو حدیثیں گزر چکی ہیں سو وہ مرسل ہیں اونپر اعتماد نہیں کیا جاتا ہے واللہ اعلم

۵۱ اور ہمنے نہیں سکھایا ہے اوسکو شعر کہنا اور یہ اسکے لایق نہیں یہ تو نری بھجوتی ہے اور قرآن ہے صاف ۱۲

۵۲ یہ کہا ہے ایک پیغام لانے والے معزز کا اور نہیں یہ کہا کسی شاعر کا تم تھوڑا یقین کرتے ہو اور نہ یہ کہا کسی غیب بتانے والے کاہن کا تھوڑا دھیان کرتے ہو یہ اوتارا ہے جہان کے رب کا ۱۲

لیکن اس استثنا مین شعرا انصار وغیرہم داخل ہین یہانتک کہ شعرا جاہلیت مین سے جو لوگ متلبس بذم اسلام واہل اسلام تھے پھر توبہ وانابت کی اور رجوع ہوا باز رہے اور عمل صالح کئے اور اللہ کی یاد بہت کی مقابلے مین اوس کلام بد کے جو اول اونسے صادر ہوچکا ہے وہ بھی اس استثنا مین داخل ہین کیونکہ نیکیان بدیون کو لیجاتی ہین اور اسلام واہل اسلام کی مدح کے مقابلہ مین اوس ذم کی جو وہ کیا کرتے تھے جسطرح کہ عبداللہ بن زبعری نے کہا جبکہ اسلام لے آیا ۵

یا رسول الملیک ان لسانی		راتق ما فتقت اذ انا بور	
اذ اجاری الشیطان فی سنن الغی		ومن مال میله مثبور	

۵ یعنی جن اپنی وبکاری کا اوسکو ہم فتق کرتے تھے اوسکو کون ۱۲

یہ شعر مع ترجمہ اول گزر چکے ہین اسیطرح ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب سخت ترلوگون کا تھا عداوت مین نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اور آپ کا عم زاد بھائی تھا اور سب سے بڑھکر آپ کی ہجو کیا کرتا تھا پھر جب مسلمان ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھکر اوسکو کوئی محبوب نہ تھا اور آپ کی مدح کرتا تھا بعد اسکے کہ ہجو کرتا تھا اور آپ سے دوستی رکھتا تھا بعد اسکے کہ آپ سے عداوت کرتا تھا اسی طرح مسلم نے اپنی صحیح مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان صخر بن حرب جب مسلمان ہوئے تو عرض کیا یا رسول اللہ تین چیزین آپ مجھے عطا فرمائین آپ نے فرمایا ہان عرض کیا کہ آپ معاویہ کو کاتب بٹھیرائین اپنے رو برو فرمایا ہان عرض کیا اور آپ مجھکو امیر کرین یہانتک کہ مین کفار سے اوسطرح جسطرح کہ مسلمانون سے لڑا کرتا تھا فرمایا ہان اور تیری بات کو ذکر کیا اور اسی لئے اللہ پاک نے فرمایا ہے الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا کسی نے کہا معنی اسکے یہ ہین کہ ذکر کیا اونہون نے اللہ کا بہت اپنے کلام مین کسی نے کہا کہ اپنے شعر مین یہ دونون قول صحیح ہین مٹانے والے ہین اوس شے کو جو سابق ہوچکی ہے قولہ تعالی وانتصروا من بعد ما ظلموا حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ رد کرتے ہین کفار پر اوس شے کو جسکے ساتھ اونہون نے مومنین کی ہجو کی تھی اسی طرح مجاہد وقتادہ وغیرواحد نے کہا ہے یہ ویسی بات ہے جو صحیح مین ثابت ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اھجھم او قال ھاجھم یعنی تو اونکی ہجو کر اور جبریل ساتھ تیرے ہے امام احمد نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ بیشک

اللہ عزوجل نے حق مین شعر کے نازل کیا ہے جو نازل کیا ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن جہاد کرتا ہے اپنی جان سے اور اپنی زبان سے والذی نفسی بیدہ لکان ما ترمونهم به نضح النبل یعنی قسم ہے اوسکی جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے البتہ وہ شے جسکے ساتھہ تم اونکو عیب لگاتے ہو ہجو کرتے ہو مارنا ہے تیرون کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا اونکو ہجو کرنا تیرون کی طرح اثر کرتا ہے قولہ تعالیٰ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کقولہ تعالیٰ یوم لاینفع الظالمین معذرتهم الایہ صحیح مین ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ایاکم والظلم فان الظلم ظلمات یوم القیامۃ یعنی بچو تم ظلم سے پس بیشک ظلم تاریکیان ہین روز قیامت مین قتادہ بن دعامہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے یعنی من الشعر اور غیر ہم ابوداؤد طیالسی نے کہا ہمکو حدیث کی ایاس بن ابی تمیمہ نے کہا مین حاضر ہوا پاس حضرت حسن کے اور لوگ ایک نصرانی کا جنازہ لیکر اوپر سے گزرے تو اونہون نے یہ آیت پڑہی وسیعلم الذین الایہ عبدالملک بن ابی رباح وصفوان بن محرز نے کہا ہے کہ جسوقت وہ اس آیت کو پڑہتے تو روتے یہانتک کہ مین کہتا قد اندق قضیب نرورہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ابن وہب نے کہا ہمکو خبر دی شریح اسکندرانی نے بعض مشیخہ سے کہ وہ ارض روم مین تھے پس اس درمیان مین کہ ایک رات وہ آگ پر بیٹھے ہوئے تھے اوسپر گوشت بہونتے تھے یا تاپ رہے تھے کہ ناگاہ کئی سوار آگئے پہر اونکی طرف کہڑے ہوئے تو ناگاہ فضالہ بن عبید اونمین تھے پس مشیخہ نے اونکو اتارا پہر اونکے ساتھہ بیٹھے کہا اور ہمارا ایک دوست کہڑا ہوا نماز پڑہ رہا تہا یہانتک کہ اس آیت پر گزرا وسیعلم الذین الایہ تو فضالہ بن عبید بولے یہ وہ لوگ ہین کہ بیت اللہ کو خراب کرینگے کسی نے کہا کہ مراد اونسے اہل مکہ ہین کسیںنے کہا وہ لوگ ہین جنہون نے ظلم کیا ہی شرکو نمین سے صحیح یہ بات ہی کہ یہ آیت عام ہے حق مین ہر ظالم کے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرمایا کہ میرے باپنے اپنی وصیت مین دو سطرین لکہین بسم اللہ الرحمن الرحیم ہذا ما اوصی بہ ابوبکر بن ابی قحافۃ عند خروجہ من الدنیا حین یومن الکافر ویتقی الفاجر ویصدق الکاذب انی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب فان یعدل فذاک ظنی بہ ورجائی فیہ وان یجر ویبدل فلا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنی یہ وہ شے ہے

۵ سوا اوس مرد ان کافرون کے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے اور بہت یاد کی اللہ کی اور بدلہ لیا بعد اسکے کہ اونپر ظلم کیا گیا اور جلد جان لینگے ظلم کرنیوالے کہ کونسی جگہ پلٹنا ہے اونکا

وصیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ

جسکے ساتھہ وصیت کی ابوبکر بیٹے ابو قحافہ نے وقت اوسکے نکلنے کے دنیا سے جو وقت
کہ کافر ایمان لاتا ہے اور فاجر باز رہتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے کہ مین نے خلیفہ کیا تیہ عمر بن خطاب
کو پس اگر وہ عدل کرے تو یہ میرا گمان ہے ساتھہ اوسکے اور میری امید ہے اوسمین اور اگر وہ جور
کرے اور بدلے تو مین نہین جانتا ہون غیب کو اور اب معلوم کرینگے ظلم کرنے والے کس کروٹ
پر اولٹتے ہین آخر تفسیر سورۃ الشعراء والحمد للہ رب العالمین ۲۸ ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ھ
ہجری روز پنجشنبہ وقت قریب ظہر تمام ہوئی والحمد للہ اولا وآخرا وظاہرا وباطنا والصلوٰۃ
والسلام علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ وبارک وسلم امین ف
فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ تنزل کی اصل تتنزل ہے ایک حرف تا کو حذف کر دیا ہے
معنی یہ ہین کیا خبر دون مین تمکو اے کفار مکہ کس پر اوترتے ہین شیطان اسمین بیان ہے اس بات
کا کہ شیاطین کا اوترنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر محال ہے شیاطین تو اوترتے ہین ہر افاک
اثیم پر افاک کہتے ہین کثیر الافک کو اور اثیم کثیر الاثم کو مراد اس سے ہر وہ شخص ہے جو کہ کاہن ہے
کیونکہ شیاطین استراق سمع کیا کرتے تھے یہ کاہنون کی طرف آتے یہ جو بات چوری سے سنلی
ہے اوسکو کاہنون کی طرف لاڈالتے تھے جسطرح کہ مسیلمہ کذاب نبوت کے دعوے کرنے
والون مین سے ہے اور سطیح کاہنون مین سے یلقون السمع کے یہی معنی ہین سمع سے مراد وحی ہے
جسکو وہ سنتے ہین اون باتون مین سے جنکو وہ چوری سے سنتے ہین اس صورت مین جملہ
یلقون السمع کا راجع ہوگا طرف شیاطین کے محل نصب مین ہوگا بنا بر حال یعنی در انحال کہ شیطان
ڈالنے والے ہین اوس شے کو جسکو ملأ اعلی سے سن لیا ہے طرف کاہنون کے یہ بھی جایز
ہے کہ معنی یہ ہون کہ شیاطین ڈالتے ہین سمع کو یعنی کان لگاتے ہین طرف ملأ اعلی کے تاکہ اونسے
کچھہ چرا لین اول معنی کی بنا پر مراد سمع سے مسموع ہوگا اور دوسرے معنی کی بنیاد پر خود حاسۂ سمع مراد
ٹھیرے گا یعنی قوت سامعہ جسکا محل کان ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جملہ یلقون السمع کا راجع ہو طرف
کل افاک اثیم کے اس بنا پر کہ صفت ہو یا جملہ مستانفہ معنی القا کے یہ ہون گے کہ یہ لوگ سنتے
ہین اوس چیز کو جسکو شیاطین اونکی طرف القا کرتے ہین منجملہ اون باتون کے جنمین سے ایک
بات تو سچ ہوتی ہے اور سو جھوٹ ہوتی ہین اور وہ اونکو عوام خلق کی طرف القا کرتے ہین

جسطرح کہ حدیث شریف مین وارد ہوا ہے جملہ واکثرہم کا ذبون راجع ہے طرف کل افاک اثیم کے یعنی اکثر یہ کاہن لوگ جھوٹے ہین اوس بات مین جسکو یہ لیتے ہین شیاطین سے کیونکہ جس بات کو انہون نے سنا ہے اوسمین اپنی جھوٹی بنائی باتون سے بہت کچھہ ملا دیتے ہین یا یہ معنی ہین کہ اکثر انکے جھوٹے ہین اوس بات مین جسکا القا کرتے ہین شیاطین کی سنی ہوئی بات سے طرف لوگون کے یا یہ جملہ راجع ہے طرف شیاطین کے یعنی اکثر شیاطین جھوٹے ہین اوس بات مین جسکا القا کرتے ہین طرف کاہنون کے منجملہ اون باتون کے جنکو اونہون نے سنا ہے کیونکہ وہ اپنی طرف سے اوسمین بہت جھوٹ ملا دیتے ہین یہ بات قبل اسکے تھی کہ شیاطین آسمان سے روکے جائین کسی نے کہا کہ وجہ اول کی بنا پر افاکین کا وصف اس بات کے ساتھہ کیونکر درست ہوگا کہ اکثر اونکے کاذب ہین بعد اسکے کہ اون سب کا وصف افک کے ساتھہ ہو چکا ہے اس کا یہ جواب ہے کہ مراد افاک سے وہ شخص ہے جو بہت جھوٹ بولتا ہے وہ مراد نہین ہے جو کہ جھوٹ ہی بولتا ہے پس مراد واکثرہم کاذبون سے یہ ہے کہ جس بات کی شیاطین سے حکایت کرتے ہین اوسمین اونمین سے سچے کم ہین جس غرض کے واسطے یہ کلام لایا گیا ہے وہ دو ہے مشرکون کے زعم کا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اونہین لوگون مین سے ہین جنکی طرف شیطان القا کیا کرتا ہے یعنی کاہن لوگ ردیہ بات بیان کرکے کیا کہ غالب تر کاہنون پر کذب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال سے ظاہر نہین ہوا مگر صدق پھر وہ کیونکر ہونگے جیسا اونہون نے زعم کیا ہے دوسرے یہ کہ کاہن لوگ شیاطین کی تعظیم کرتے ہین اور یہ نبی جو اللہ پاک کی طرف سے اوسکی رسالت دیکر بھیجے گئے ہین اونکی مذمت کرتے ہین اور اونپر لعنت بھیجتے ہین اور اونسے پناہ مانگنے کا امر فرماتے ہین پھر جب کہ مشرکون مین سے کسی نے یہ کہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاعر ہین تو اللہ پاک نے شاعرون کا حال بیان کیا اور یہ بات ذکر کی کہ جس بات پر شعرا ہین وہ منافی ہے اوس حال کی جسپر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین پس ارشاد فرمایا والشعراء یتبعہم الغاوون یعنی شعرا کا ساتھہ دیتے ہین اور اونکی راہ چلتے ہین اور اون کے جملے سے ہوتے ہین غاون یعنی وہ لوگ جو حق سے گمراہ ہین شعرا جمع ہے شاعر کی اور غاون جمع ہے غاوی کی یہ لوگ جن وانس کے گمراہ لوگ ہین کسی نے کہا نہ ائلمین عن الحق ہین یعنی وہ لوگ جو حق سے

علیحدہ ہوتے ہین کسی نے کہا مشرکین کسی نے کہا شیاطین کسی نے کہا وہ لوگ ہین جو روایت
کرتے ہین شعر ہجو کی اور اوس شعر کی جو جایز نہین ہے کسی نے کہا مراد خاصتہ شعرائے کفار ہین
منجملہ اونکے یہ لوگ ہین عبداللہ بن زبعری سہمی ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی مسافع بن عبد مناف ابوعزہ
[illegible] الاصلت ثقفی ان لوگون نے کذب و باطل بکا اور کہا ہم کہتے ہین جیسا محمد کہتے ہین اور
[illegible] ہوئے اونکے شعر سننے لگے جبکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کی اور اپ کے اصحاب کی ہجو کرتے تھے اور اُن شاعرون سے اونکے قول کی روایت
کرتے تھے پس یہ وہ قول ہے اللہ پاک کا زجاج نے کہا ہے جب کوئی شاعر مدح کرے یا ہجو کرے
ساتھ ایسی شے کے جو نہین ہے اور ایک قوم اسکو محبوب رکھے اور ہمین اوسکی متابعت کرے
تو یہ لوگ غاوون ہین معنی یہ ہین کہ پیروی نہین کرتے ہین شاعرون کی ان امور پر مگر غاوون وہ امور
یہ ہین کذب و باطل اور بے آبروئی کرنا اور نسبون مین قدح کرنا احساب مین طعن کرنا غیر مستحق مدح کی
مدح کرنا غیر مستحق ذم کی ذم کرنا ان سب امور کو مستحسن نہین جانتے ہین شعرا سے مگر غاوون جمہور
نے والشعراء برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ مبتدا ہے اور مابعد اوسکا خبر ہے عیسی بن عمر نے بنصب
پڑہا ہے بنا بر اشتغال نافع و شیبہ و حسن و سلمی نے یتبعہم تخفیف پڑہا ہے باقی قرار کی قرارت تشدید
سے ہے پہر اللہ پاک نے شعرا باطل کے قبایح بیان فرمائے الم تر انہم فی کل وادیہیمون یہ ہمارے
ماقبل کی تقریر کرتا ہے اور خطاب ہے ہر اوس شخص کو جس سے رویت ہوسکتی ہے جسوقت کوئی شخص
اپنے مونہہ پر چلے جسطرح خبطی دیوانے مونہہ اوٹھائے چلتے ہین تو محاورہ عرب مین بولتے ہین ہام
یہیم ہیما و ہیمانا ہیام یہ ہے کہ اپنے مونہہ پر چلا جاے مارے عشق وغیرہ کے اور یہ تمثیل ہے
جسطرح کہ کشاف مین کہا ہے معنی یہ ہین اے مخاطب کیا نہین دیکھا تو نے شعرا کو کہ وہ ہر نوع مین
انواع کذب سے خوض کرتے ہین ہر گہاٹی مین جہوٹ کی گہاٹیون سے گفتگو کرتے ہین کبہی تو ہجو کر کے
آبرووں کو چیرتے پہاڑتے ہین کبہی فحش و بیہودہ باتون مین سے ہر بیہودہ فحش بات ایسی ذکر کرتے
ہین جسکو نہ کان قبول کرتا ہے نہ عقل مستحسن جانتی ہے کبہی دریاے سفاہت و حماقت و بیحیائی مین
غوطہ لگاتے ہین اور حق کی ذم اور باطل کی مدح کرتے ہین محرمات کے کرنے مین رغبت دلاتے ہین
منکرات کے کرنے کی طرف لوگون کو بلاتے ہین جسطرح کہ اونکے اشعار مین سنتا ہے کہ شراب

وزناولواطت اور اوسکی مثل اور رذائل ملعونہ کی اونکے شعرون مین مدح ہوتی ہے اور کیونکر نہو
انکے اکثر مقدمات تو خیالات ہوتے ہین جنکی کوئی حقیقت نہین ہوتی ہے اور اغلب انکے کلمات
ان امور مین ہوتے ہین تشبیب ساتھہ حرام کے یعنی عورتون کی صفات حسن ذکر کرنا اور تغزل و مغازلت
یعنی عورتون سے بات چیت کرنا اور کذب کا دعوی کرنا اور آبرو ریزی کرنا اور انساب و احساب مین
قدح و طعن کرنا اور وعدۂ باطل کرنا اور افتخار باطل کرنا اور مدح غیر مستحق مدح اور اوسمین مبالغہ کرنا بیضاوی
وغیرہ نے اسکا ذکر کیا ہے غرضکہ فی کل واد یہیمون استعارۂ بلیغ و تمثیل رائع کے باب سے ہے
شاعر لوگ جو انواع و اقسام قول مین بطریق مدح و ذم و تشبیب و انواع شعر کی جولانی کرتے ہین سو اسکی تشبیہ دی
ہے ساتھہ سرگردانی اوس شخص کے جو ہر طریق و راہ مین سرگردان و حیران پھرتا ہے ہایم وہ شخص ہے
جو اپنی راہ مین خبط کرتا ہے اور کسی جاے معین کا قصد نہین کرتا ہے اسی طرح شاعرون کا حال ہے کہ
ہر قسم کے مضمون مین سر مارتے پھرتے ہین ہایم عاشق کو بھی کہتے ہین اور ہیمان پیاسے کو بولتے ہین
ہیام ایک بیماری ہے کہ پیاس سے اونٹون کو عارض ہوجاتی ہے جس اونٹ اونٹنی کو یہ بیماری ہوتی
ہے اوسکو جمل اہیم و ناقہ ہیماء بولتے ہین اور جمع دونون کی ہیم آتی ہے چنانچہ اللہ پاک نے فرمایا
ہے فشاربون شرب الہیم کسی نے کہا معنی آیت کے یہ ہین کہ ایک شے کی مدح کرتے
ہین پھر اوسی کی ذم کرتے ہین اور حق و صدق کے طالب نہین ہوتے ہین پس وادی مثل ہے واسطے
فنون و اقسام و انواع و طرق کلام کے اور واسطے غوطہ مارنے کے معانی و مضامین و قوافی مین
پھر اللہ پاک نے اونکی دوسری صفت بیان فرمائی وانہم یقولون ما لا یفعلون یعنی وہ کہتے ہین
کہ ہمنے یہ کیا وہ کیا حالانکہ اس بات مین جھوٹے ہین اس طرف فن شعر نے اونکو مضطر کیا ہے
جسمین وہ چل رہے ہین سو کبھی تو اپنے کلام سے آمادہ کرتے ہین کرم و خیر پر حالانکہ وہ کرتے
نہین ہین اور کبھی افعال شر سے اپنی طرف ایسے ایسے فعلون کی نسبت کرتے ہین جنکے کرنے
پر قادر نہین ہین جسطرح کہ تم اونکی بہت سی شعرون مین پاتے ہو کہ جھوٹے جھوٹے دعوی کرتے ہین
اور خالص جھوٹ بولتے ہین جو متضمن ہوتا ہے قذف محصنات کو اور اسبات کو کہ اونہون نے
اونکے ساتھہ ایسا ایسا کیا حالانکہ وہ کذب محض و افترا بحت ہوتا ہے پھر اللہ پاک نے شعراے
مومنین صالحین کا استثنا کیا جنکا اغلب احوال قصد حق و صدق ہے اور شعرا کفار کو جواب

۱۵ پھر اوسکے بعد سے تیسرے پارے کے تیرہوین رکوع تک

دیا کرتے تھے اور اونکی ہجو کرتے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب کرام کی طرف سے دفع کیا کرتے تھے پس ارشاد فرمایا الا الذین امنوا وعملوا الصالحات یعنی مگر وہ لوگ کہ داخل ہوئے مومنین کی جتھے مین اور اونکے اعمال نیک کے ساتھہ عمل کیا وذکروا اللہ کثیرا یعنی اپنے اشعار مین اللہ پاک کا بہت سا ذکر کیا اور اللہ کے ذکر سے شعر نے اونکو باز نہ رکھا جیسے کہ ابن رواحہ وحسان بن ثابت وکعب بن مالک وکعب بن زہیر رضی اللہ عنہم ہین وانتصروا من بعد ما ظلموا جیسے اونمین سے وہ شخص ہے کہ ہجو کرے اوسکی جسنے اوسکی ہجو کی یا کسی عالم یا فاضل کیواسطے بدلا لیوے جسطرح کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعرا سے واقع ہوا کرتا تھا کیونکہ یہ لوگ اوس شخص کی ہجو کرتے تھے جو آپ کی ہجو کرتا تھا اور آپ کی طرف سے حمایت کرتے تھے اور آپ کی آبرو سے دفع کیا کرتے تھے اور شعرا سے مشرکین کا مقابلہ کرتے تھے اسمین وہ شخص بہی داخل ہے جو کہ اپنے شعر سے اہل سنت کے واسطے بدلا لیتا ہے اور اہل بدعت سے مقابلہ کرتا ہے اور اہل بدعت کے شاعر جو اپنی بدعت کی مدح اور سنت مطہرہ کی ہجو کرتے ہین اوسکو رد کرتا ہے جسطرح کہ شعرا سے رافضہ ونحوہم سے بہت کچھہ واقع ہوتا ہے اس لئے کہ حق کیواسطے بدلا لینا اور باطل کا رد اور کہوٹا کرنا اعظم مجاہدہ سے ہے اور اس کام کا کرنے والا مجاہدین فی سبیل اللہ سے ہے جو کہ واسطے دین اللہ کے بدلا لینے والے ہین اور جس شے سے ساتھہ قایم ہونے کا اللہ پاک نے امر فرمایا ہے اوسکے ساتھہ قیام کرنے والے ہین

جاننا چاہیئے کہ شعر فی نفسہ منقسم ہوتا ہے طرف کئے قسم کے پس جس شعر مین کسی طرح کی خیر نہین ہے تو وہ کبہی پہونچتا ہے طرف قسم حرام کے اور جسمین خیر ہے تو وہ کبہی پہونچتا ہے طرف قسم واجب کے شعر کی ذم مین اور اوسکی کثرت کرنے کے ذم مین حدیثین وارد ہوئی ہین اسی طرح اوسکی اباحت وتجویز مین بہی حدیثین آئی ہین اسکی تحقیق مین طول طویل کلام ہے اس باب کی کئی حدیثین اول گزر چکی ہین بعض یہ ہین دیلمی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے وہ شعر اجو مرتے ہین اسلام مین اللہ تعالی اونکو حکم کرے گا اس بات کا کہ شعر کہین کہ حور عین اوسکو گائین واسطے اپنے خاوندون کے جنت مین اور جو شعرا مر گئے ہین شرک مین تو وہ ویل وثبور پکارتے ہین آگ مین ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک شعر سے البتہ حکمت ہے کہا اور آئے آپکے پاس قرظہ بن کعب

وعبداللہ بن رواحہ وحسان بن ثابت پہر عرض کیا کہ ہم شعر کہتے ہین اور مقرر نازل ہوئی ہے یہ
آیت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پڑہو پس اونہون نے پڑہا والشعراء الی قولہ
الا الذین امنوا وعملوا الصالحات تو فرمایا تم وہی ہو وذکروا اللہ کثیرا تو فرمایا تم وہی ہو
وانتصروا من بعد ما ظلموا تو فرمایا تم وہی ہو امام احمد وابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حسان رضی اللہ عنہ پر گزر کیا اور وہ شعر
پڑہ رہے تھے مسجد مین تو حضرت عمر نے گوشۂ چشم سے طرف اونکے دیکہا تو حسان نے طرف
اونکے نظر کی پہر کہا مقربین اسمین پڑہا کرتا تہا اور اسمین وہ ہوتے تھے جو تجھسے بہتر
تھے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس حضرت عمر چپ ہورہے پہر حسان نے ابوہریرہ رضی
اللہ عنہما کی طرف التفات کیا پس کہا مین قسم دلاتا ہون تجھے اللہ کی آیا تو نے سنا ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جواب دے میری طرف سے آلہی تائید کر اوسکی ساتھہ
روح القدس کے ابوہریرہ نے کہا ہان ابن ابی شیبہ نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک شعر سے حکم ہین ابن ابی شیبہ
کا لفظ بروایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہے ان من الشعر
حکما ومن البیان سحرا یعنی بیشک شعر سے حکم ہین اور بیان سے سحر ہے مطلب یہ ہے
کہ بعض شعر حکمت ہوتا ہے اور بعض بیان مثل سحر کے اثر کرتا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے حسن الشعر
کحسن الکلام وقبیح الشعر کقبیح الکلام یعنی اچہا شعر مثل اچہے کلام کے ہے اور برا شعر
مثل برے کلام کے ہے قرطبی نے کہا رواہ اسمعیل عن عبداللہ بن عوف الشامی و
حدیثہ عن اہل الشام صحیح فیما قال یحیی بن معین وغیرہ مسلم نے حدیث عمرو
بن شرید عن ابیہ سے روایت کیا ہے کہا مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ردیف ہوا پس
فرمایا ہل معک من شعر امیۃ بن ابی الصلت یعنی کیا تجھے امیہ بن ابی الصلت کے کچھہ
شعر یاد ہین مین نے عرض کیا ہان فرمایا ہیہ یعنی پڑہ پس مین نے اونکو ایک بیت پڑہ سنائی پہر
فرمایا اور پہر مین نے ایک بیت پڑہ سنائی پہر فرمایا اور یہانتک کہ مین نے سو بیت آپ کو

پڑہ سنائین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ خود شعر پڑہتے اور دوسرے سے پڑہواتے تھے مسجد مین پس مروی ہے کہ اونہون نے عمرو بن ابی ربیعہ مخزومی کو بلایا پہر اوس سے ایک قصیدہ پڑہنے کا سوال کیا تو اوسنے وہ اونکو پڑہ سنایا اور وہ قریب نوے بیت کے تہا اسپر حضرت ابن عباس نے اوس سارے قصیدے کو دوہرایا ایک بار سے اونہون نے اوسکو یاد کرلیا تہا بخاری نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ان من الشعر حکمۃ اور حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے کہ شعر ایک کلام ہے سو بعض اوسمین سے حسن ہے اور بعض اوسمین سے قبیح ہے پس حسن کو لے اور قبیح کو چہوڑ سید آزاد بلگرامی رحمہ اللہ تعالی کی ایک تقریر لطیف ہے اونکی کتاب تسلیۃ الفواد فی قصائد آزاد نام کتاب مین اگر تمکو اوسپر مطلع ہونا منظور ہے تو طرف اوسکے رجوع فرماؤ عجیب منورد دلچسپ کتاب ہے کاتب الحروف عفا اللہ عنہ نے مارے شوق کے خود اپنی قلم سے اوسکو لکہا اصلی نسخہ قلمی سیدنا ابو الوفا الصدیق رحمہ اللہ تعالی کے پاس تہا اون سے عاریۃً لیکر نقل کیا اب اونکے اخلاف باسعادت سلمہم اللہ تعالی کے پاس موجود ہے وقت ورود مدینۂ طیبہ علی صاحبہا الصلوۃ والتحیہ کے ایک نسخہ تسلیۃ الفواد کا وہان کے کتب خانہ مین دیکہا معلوم ہوتا ہے کہ خود سید صاحب مرحوم نے تبرکا وہان رکہا ہوگا کیونکہ اوسمین قصائد مدح نبوی کے ہین پہر اللہ پاک نے اس سورۂ مبارک کو ایک آیت سے ختم کیا جو ساری وعید کی جامع ہے پس ارشاد فرمایا وسیعلم الذین ظلموا تہدید شدید وتہویل عظیم ہے اسی طرح الذین ظلموا کے اطلاق مین اور ای منقلب ینقلبون کے ابہام مین بعض نے اس آیت کو شعرا کے ساتہہ مخصوص کیا ہے حالانکہ اسکی کوئی وجہ نہین ہے کیونکہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا دیکہو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے واسطے یہ آیت پڑہی جبکہ اونکو اپنا ولیعہد کیا چنانچہ اسکا قصہ اول گزر چکا ہے اور سلف صالح باہم ایک دوسرے کو ساتہہ اسکے وعظ ونصیحت کیا کرتے تھے ابن عطاء نے کہا قریب ہے کہ جان لیگا ہمسے اعراض کرنے والا اوس شے کو جو اوسکو فوت ہوئی ہمسے معنی یہ ہین ینقلبون منقلبا ای منقلب مراجہنم ہے یعنی اے منقلب صفت ہے مصدر محذوف کی اوسکو مقدم اس لئے کیا ہے کہ وہ متضمن ہے استفہام کے معنی کو ابو البقاء نے کہا ہے کہ

سیعلم اوسمین عمل نکرے گا اسواسطے کہ استفہام مین اوسکا ماقبل عمل نہین کرتا ہے بلکہ وہ اوسمین عمل کرنے سے معلق ہے یہ قول ابوالبقا کا مردود ہے اسواسطے کہ جوای صفت واقع ہوتا ہے وہ استفہامیہ نہین ہوتا اسی طرح استفہامیہ صفت نہین ہوتا ہے یہ دونون دو قسمین ہین ہر ایک اونمین سے ایک علحدہ قسم ہے ای کی بہت سی قسمین ہین **نحاس** نے کہا حقیقت قول کی اسباب مین یہ ہے کہ استفہام ایک معنی ہین اور ماقبل اوسکا ایک اور معنی ہین پس اگر ماقبل اوسکا اوسمین عمل کرے تو بعض معانی بعض مین داخل ہوجائین واللہ اعلم **قرطبی** نے کہا معنی اوسکے یہ ہین ای مصیر یصیرون واسے مرجع یرجعون یعنی پھری جاسے بازگشت مین بازگشت کرینگے اور پھری جاسے رجوع مین رجوع کرینگے کیونکہ جاسے بازگشت اونکی طرف نار کے ہے اور وہ قبیح تر مصیر سے ہے اور مرجع اونکا طرف عذاب کے ہے اور وہ بدتر مرجع ہے **فرق** درمیان منقلب و مرجع کے یہ ہے کہ منقلب تو انتقال کرنا ہے طرف ضد اوس شے کے جسمین وہ ہے اور مرجع عود کرنا ہے اوس حال سے جسمین وہ ہے طرف اوس حال کے جسپر وہ تھا پس ہر مرجع منقلب ہوگیا اور ہر منقلب مرجع نہین ہے ذکرہ الماوردی **حضرت ابن عباس** و **حضرت حسن** رضی اللہ عنہما نے ای منقلت ینفلتون پڑہا ہے بحرف فامکان قاف و حرف تا بجاسے باسے موحدہ ماخوذ انفلات سے بنون و فاو فوقیہ باقی قرارت کی بقاف و باسے موحدہ ہے انقلاب سے بنون و قاف و موحدہ پہلے کے معنی یہ ہین کہ ظالم لوگ طمع کرینگے خلاص ہونے کی اللہ کے عذاب سے اور اوس سے جدا ہونے کی حالانکہ وہ اسپر قادر نہونگے۔

الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر سورۂ شعرا۔ ۴ ماہ جمادی الآخرہ ۱۳۱۱ سنہ ہجری روز پنجشنبہ وقت نو ساعت شب جمعہ کو محلہ امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرماسے اور اسی طرح اپنے فضل و کرم سے باقی سورتون کی تفسیر لکہنے کی توفیق عطا کرے و مولفہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الباری سے

ذوالفقار احمد النقوی السارنفوری غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ وکذلک لسیدنا **ابی الوفا الصدیق** صاحب ترجمان القرآن مغفرۃ ظاہرۃ وباطنۃ لا تغادر ذنبا آمین رزقنا اللہ الحسنیٰ واذاقنا حلاوۃ رضوانہ الاسنیٰ امین والحمد للہ اولا واخرا وظاہرا وباطنا والصلوۃ والسلام

علی خیر الخلق وسید المرسلین وعلی اله وصحبه اجمعین آمین اللهم اعنا
علی ذکرك وشکرك وحسن عبادتك اللهم انك عفو تحب العفو فاعف
عنا واحسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرة
واجعلنا من المقربین لدیك والواصلین الیك واغننا بفضلك عمن سواك
وانصرنا علی اعدائنا من الخلق اجمعین بحق کهیعص وحم عسق یا حی یا قیوم
برحمتك استغیث اغثنی یا مولائی وسیدی واعذنی من شر کلاب الدنیا
وکلاب کلابها واکلبها واکالیبها آمین آمین آمین فقط

باب الخمیس

فہرست جلد نہم ترجمان القرآن

صفحہ	سورت	صفحہ	سورت	صفحہ	سورت
۲	سورۂ نور	۲۵۹	سورۃ الفرقان	۳۹۷	سورۃ الشعراء

صحت نامہ جلد نہم ۹

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲	۱۱ حاشیہ	شارح	شارع
〃	۱۳ حاشیہ	دیلہا	دیکھا
〃	۱۷ حاشیہ	اعتبار	اختیار
〃	۲۰ حاشیہ	اغلم	اغماض
۵	۲۰	کثیر	کثیر
۶	۹	رجم	اوسکو رجم
۸		یہی	یہ ہی
۹	۲	بنایر	بنابر
〃	۴	قراء	قرّاء
〃	۱۰	مبالغے	مبالغے کے
۱۰	۱۴	وجہ	وجہ وجیہ
۱۲	۱	تخفیف	تخفیف
〃	۱۷	ندیا	ندبا
۱۴	۲۰	اوای	اُو
۱۵	۳	مدینی مین آیا	اوسی مدینی مین لایا
〃	۱۸	المعری	العمری
۱۷	۴ حاشیہ	غیرہا	وَطرہا
〃	۸ حاشیہ	لقطے	تعطے
〃	۲۰	۵۲	+
۱۹	۱۳	کرتاہی	کرناہی

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۲۳	۲	سے	کے
〃	۱۵	اسمین	اسمین یہ
۲۵	۱	عدو	عدد
۲۷	۲۱	جزا	جزاء
۲۹	۲۰	رضی اللہ	رضی اللہ عنہ
۳۰	۳	پاؤن	پاؤن
۳۱	۲۰	اور	+
۳۲	۳	بہی	یہی
〃	۱۸	جورو کہ	جورو کو
۳۳	۱۳	ایسی	ایسی ہی
۳۴	۱۷	مقامی	مقدمی
〃	۲۰	علیہ	صلی اللہ علیہ
۴۳	۱۵	توتو مین	توتو
۴۶	۱۶	〃	〃
۴۷	۴ حاشیہ	اُفک	اِفک
۴۹	۲۱	احسن	حسن
۵۱	۱۱	الا	لا
۵۴	۲۰	بکسر کاف	بضم کاف
۶۱	۱۶	یتقلونہ	یتلقونہ
۶۳	۱۵	اوسکی رسول اللہ	اوسکی رسول

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۶۴	۱۷	تعلون	تعلمون
۶۹	۱۰	نہی	پیرائہی
۸۱	۱۹	للخبیثین	للخبیثین
۸۷	۱۷	حق	حتّی
۸۸	۸ حاشیہ	تُمام	ثُمام
۹۰	۱۲ حاشیہ	طروقا	طروقاہے
۹۱	۱۱	هذ	هذا
〃	۱۲	حَبّان	حَیّان
〃	۱۴	حَیَیت	حَیِیت
〃	۲۳	احد	احدا
۹۲	۸	لکم	علیکم
〃	۱۶ حاشیہ	کہ مین نے	کہ مین
۹۳	۹	استیحالش	استیحاش
۹۶	۵ حاشیہ	امتاع	متاع
〃	۱۳	متاع ہی	متاع سے
۹۷	۵	پہیلو	پہیلون
〃	۱۲	لاتتبنع	لاتتبع
۱۰۲	۴ حاشیہ	تضعیف	تصحیف
۱۰۵	۷ حاشیہ	توپہچانی	کہ پہچانی
۱۰۸	۲۰	عبداللہ بن	عبداللہ بن ابی

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۱۰	۲	فی	وفی
″	۷	اُس	اوس
″	۲۳	القیوم	+
۱۱۳	احاشیہ	چہرۂ	چہرہ
۱۱۷	۱۳	قتیبہ	قتیبہ
۱۲۴	۱۷	طولا	منکم طولا
۱۲۶	۲۱	غلام کا	غلام کے
۱۲۹	۱۲	مروی	بہی مروی
۱۳۴	۶	بلغی	ملغیٰ
″	۹	بہی	یہی
۱۴۴	احاشیہ	غبشت	غیبث
″	۱۴	ازہری	زُہری
۱۵۲	″	بلند	بلند
۱۵۳	۲حاشیہ	ہچاؤ	بچاؤ
″	۱۲حاشیہ	سے	سے مراد
۱۵۸	۴	لَبُبَكَ	لِبُبَكَ
″	″	مخبتط	مختبط
″	۵۳	بن	بُن و
۱۶۲	۴	لہ الشفاعۃ	لہ الناس
۱۶۳	۲۱	تنظیف	تنظیف
۱۶۶	۱۷	ریا	رہا
۱۶۷	۱۶	ضرورت	صیرورت
۱۶۹	۵	جمدا	حمدا
۱۷۳	۲حاشیہ	اونکی کان	اوراونکی کان

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۱۷۳	۱	نجیّ	نجیٰ
۱۷۸	۹	رائی	رأی
۱۸۱	۹حاشیہ	ابی	اُبَیّ
۱۸۵	۸	اس لیی	اسی لیے
۱۸۷	۶	دایہ	دَابَّہ
″	۱۹	شفقۃ	شَفَقَۃ
۱۸۹	″	چکادیئے	چکادے
۱۹۳	۱	کفرو	کفراور
۱۹۸	۵	رسولہ	رسولہ وبخشی اللہ
۱۹۹	۷حاشیہ	روکرہین	روکتی ہین
۲۰۱	۶	واجعلہ	واجعل
۲۰۹	۵اخاشیہ	جو	اونپرجو
″	۲۰حاشیہ	اورکہیادین	اوردکہادین
″	۲۲حاشیہ	ساتہہ	ہات
۲۱۳	۱۳	وآلہ	وآلہ وسلم
۲۳۳	۲۲	طینۃ	طیّبۃ
۲۳۸	۸	ہزی	∴
۲۴۶	۱	نا	ما
۲۴۸	۶حاشیہ	پہیرنا	پہرنا
″	″	رد	وہ
″	۱۰حاشیہ	جوتخص لے	جوتخص لیے
″	۱۰	قتلو	تتلو
″	۱۱	اذا	اذ
″	۱۸	تقسط	تسقط

صفحہ	سطر	خطا	صواب
″	۲۰		
۲۶۹	۲		
۲۷۰	۰		
۲۷۱	۱۴	علیہ	الیہ
۲۷۲	۱۸	تمین	تمیز
″	۲۳	نسبت	نسب
۲۷۳	۵حاشیہ	وخرشہیق	خروشہیق
۲۷۵	۲۲	محاج	حجّاج
۲۷۷	۳	دہیان	توہمان
۲۷۹	۲۰	عیند	عنید
۲۸۳	احاشیہ	ہمان	مہمانی
۲۸۴	۷حاشیہ	بسی	بسنی
۲۸۵	۱۳	بوجتے	پوجتے
۲۸۶	۱۱	الشغی	الغی
۲۹۴	۱۷	تری	نری
″	۲۰	المجرمین	للمجرمین

تکمیلِ اتمام

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۲۳	۱۹	کیا	گیا
۳۲۴	۶ حاشیہ	پسا	بسا
″	۱۷	دیلے	دیئے
۳۲۵	۳	القرونی	القرون
″	۴	مُعد	معد
۳۲۷	۷	صیرنا	صبرنا
″	۱۲	جائینگے	جانین گے
″	۱۷	گھٹانا	گھٹاناہے
″	۲۱	گروہ	اگروہ
″	۲۲	تبنیہ	تتبیہ
۳۳۵	۳	یالفرض	بالفرض
″	۹	کرتی ہے	کرتاہے
۳۳۷	″	گرن	گران
″	۲۲	○	ۆ
۳۳۸	۲	کرنکا	کرنیکا
″	۹ حاشیہ	از	ابو
۳۳۹	۵	لی	کی
″	۷	۵۳	۵۲
″	۱۲	پانٹتاہے	بانٹتاہی
۳۴۳	۱۱	تصیخت	نصیحت
″	۱۵	سینے	پینے
″	″	کہیتون	کہیتیون
۳۴۷	۱۵	نعلی	خلّی
″	۱۹	مرجتہ	مرجتہ

ناموروں کی فہرست

اضافہ

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۵۱	۹	ولھم	وھم لھم
″	۲۳	لہ	کہ
۳۵۲	۱۳	سونپتا	سونپا
۳۵۳	۲۰	اللہ او	اللہ او
۳۵۴	۱۲	واتخذ قوم	واتخذ قوم
۳۵۹	۳	حابکو	حساب کو
″	۸	اونیز	اورنیز
″	۹	حارتین	حارسین
″	۶ حاشیہ	اوڑہاتاہی	اوڑہاہی
″	۵	دوڑتا	دوڑا
۳۶۳	۵	چلتے	جب چلتے
۳۶۴	۱۳ حاشیہ	برابر کوئی	کوئی برابر
۳۶۸	۱۴	للفظ	اللفظ
″	۲۲	ورسکا	اورلسکا
۳۷۱	۵	رہان	وہان
۳۷۳	۸	لیکن	یعنے
۳۷۵	۴۰	نیچا	نیچے
۳۷۷	۱۲	جائینگے	جائین گے
″	۱۷	بدلن	بدلن
۱۰۷۹	حاشیہ ۳	خطیئتہ	خطیئتہ
۳۸۱	۱	اعتقہ	اعتقت
″	۱۷	اَنام	اَنام
۳۸۵	۱۳	اکہ	کہ
۳۸۶	۳	دیتاہی	دیناہی

تمام اہل علم اور سوداگری بھی جہاز جو اس بندرگاہ کے راستے سے آئیں جائز و ناجائز کی تمیز کیے بغیر ان کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہ کریں اور ان کے مال کی کسی طرح کی کمی نہ کریں۔ اور جو کچھ ان کا مال ہو اس کی حفاظت کریں۔ اور جو کچھ ان کا مال ہو اس کی حفاظت کریں۔ اور جو کچھ ان کا مال ہو اس کی حفاظت کریں۔

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۳۸۸	۱۵	الذین	والذین
۳۸۹	۳	یشھدون	یشھدون
〃	۶	کہاکو	کہاکہ
〃	۱۴	خوص	خوض
۳۹۱	۲۱	ھؤلا	ھؤلاء
سورۃ الشعراء			
۳۹۸	۳ حاشیہ	بفتح	فتح
۳۹۹	۳	سوراتون	سورتون
〃	۸	رسول اللہ	رسول
〃	۲۱	فرمائین	فرمائے
〃	۴ حاشیہ	یچتا	بچتا
۴۰۴	۳	لے ہے	کے ہے
۴۰۶	۲۲	حظ	حفظ و
۴۰۸	۳	معاصی	معاصی و
۴۱۲	۲	عمرك	من عمرك
〃	۲ حاشیہ	ہین	مشورہ
۴۲۵	۱۶ حاشیہ	داہنے مین	داہنی ہاتھ مین ہے
۴۲۷	۶	اونمین	اونمین سے
۴۲۹	۳	وہ مقرر	مقرروہ
۴۳۱	۱۰	دلك	ذلك
〃	۲۲	ہون	اہون
۴۳۸	۸	وآنر	وآنز
۴۴۲	۱۲	ون	ین
۴۴۳	۸	جمعنا	جمعنا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۴۴	۱	اول	اَدَلّ
〃	۱۵	○	ؕ
۴۴۵	۱۳	والشھدو	واشھدوا
〃	۱۴	جمعیا	جمیعا
〃	۱۴ حاشیہ	تمکواوسنی	اوسنی تمکو
〃	〃	پیچ	سمجھ
〃	۵ حاشیہ	پیچھے	اور یہی بات پیچھے
۴۴۸	۴	بدلیل	ذیل
۴۴۹	۲۳	اوسکو	اوسکو بھی
۴۵۰	۴	ازید	اُرِیْدَ
۴۵۱	۲۱	پرحذر	برحذر
۴۵۴	۲	زوز	روز
۴۵۵	۴ حاشیہ	اول کے	اول کی اولی
〃	۱۱	تندرست	ودرست
۴۵۸	۱ حاشیہ	اوراوسی	لے اوراوسے
〃	۱۳	پہجا	پہچا
۴۶۰	۱۴	لنا	فمالنا
〃	۱۸	منون	منین
۴۶۱	۲ حاشیہ	آپاڑی	آپکڑی گی
۴۶۲	۶	فیماھم	فیماھم
〃	۱۲	اوپر	اوسپر
۴۶۳	۴	کلمۂ ان	کلمۂ اِن اِن
〃	۱۷	ہونی	ہوتی
۴۶۴	۱۲	پاک کی	پاک کا

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۴۶۶	۱۷	علیہ	علیھم
۴۶۷	۱	ربینك	رَبِّیْنَكَ
۴۶۹	۸	لاتضر	لاتضر
۴۷۱	۱۱	ج صلے	○ صلے
〃	۱۲	○	ؕ
۴۷۳	۳	لاتستحیون	لاتستحیون لاتستحیون
۴۷۵	۴۲ حاشیہ	یتخذون	وتتخذون
۴۷۷	۲۰ حاشیہ	کتیے	کتے یعنی راندن لگنی تا
۴۷۹	۱۰	وتخلقون	وتخلقون
۴۸۱	۱۲	مضیم	ہضیم
۴۸۲	〃	تقبض	تقبض
۴۹۰	۲ حاشیہ	بتائین ترے	بنائین تیری
۴۹۴	۸ حاشیہ	ڈوکی	ڈرکے
〃	۱۶ حاشیہ	کہٹا	گھٹا
۵۰۳	۱۹	انشاالله	ان شاءالله
۵۰۴	۲۱	اوسکی قلب سے	اپنی قلب سے
۵۰۶	۱۱ حاشیہ	جوچیز لکھی	وہ چیز
۵۰۷	۵	فصلوا	فطلق
۵۰۸	۳	آیتہ	آیۃ
〃	۴	جانتا	جاننا علما
〃	۲۲	قرانا	قرآنا
۵۰۹	۲	اوعجمی	واعجمی

۱۵ اور بتائی ہو
تمہو فا یا تین ۱۲

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۰۹	۵	الاعجمین	الاعجمیین
〃	۸	ﷺ	ﷺ
۵۱۰	حاشیہ	نہ تھے	نہ تھے ایسا لکھنا
〃	۲۰		کانک الخ
۵۱۶	۱۳ حاشیہ	بڑا	بُرا
〃	۱۴ حاشیہ	ٹھیرا	ٹھیرا ہے
۵۱۸	۲ حاشیہ	کہنے والا	کہنے والا
۵۱۹	۱۰ حاشیہ	آمین	مین
〃	۱۴	سالمہا	سَالَمْتُہَا
۵۲۰	۴	قصیّ	قُصَیّ
۵۲۱	۱۳ حاشیہ	قوم	قوم و

صفحہ	سطر	خطا	صواب
۵۲۲	۱۴	خبر	خیر
۵۳۱	۱	کلمۃ	کلمہ
۵۳۲	۴	حتی ﷺ	حتیٰ
۵۳۶	۱۵ حاشیہ	یعنی الخ	یعنی آپ اوسکو اپنی روبکاری کا میر منشی مقرر فرماوین
۵۳۷	۱۲	اندق	اِنْدَقّ
۵۴۰	۳	فخزومی	مخزومی
۵۴۲	۱۴	شے سے	شے کے
۵۴۴	۴	اسپر	+

عشق یعنی جب تو اپنی مطلوب کو پالیگا تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا زمانے مین ہی ایک رات ہی تھی کسی کو خبر نہین کیا اثار ہیں کہ کبھی دن تھا یا رات ہوتی ہے اور اکثر ایسا ہی اتفاق ہوتا ہے پس جب تجھکو ترا اصلی مطلب حاصل ہو جائیگا تو تجھکو ایسا لگیگا کہ عمر بھر مین کبھی ایک رات ہی اسکا اتفاق ہوا مطلب یہ ہے کہ آخرت کا ایسا جاودانی عیش ہی کہ اوسکی مقابلہ مین عمر بھر کی ایذا و تکلیف ایسی معلوم ہوگی کہ گویا کبھی ہوئی ہی نہ تھی ۱۲ منہ

الجزء العاشر من

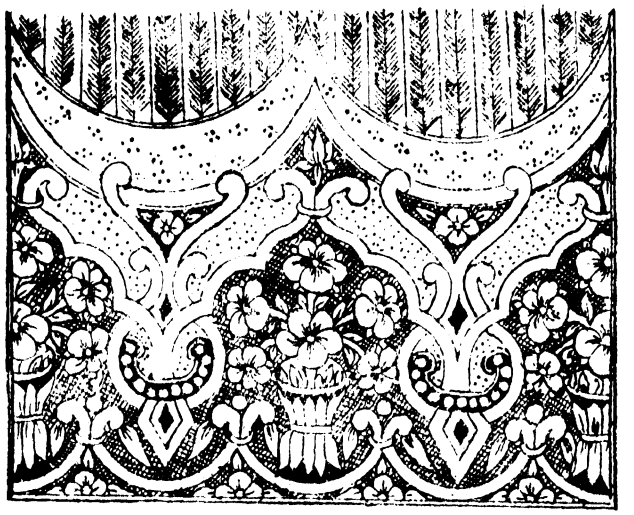
تفسير

ترجمان القرآن

بلطائف البيان

طبع في مطبع مفيد عام
الكائن في آگره

سنة ١٣١٤ھ



بسم الله الرحمن الرحیم

سورۃ النمل

اس سورت کی ترانوے یا چورانوے یا پچانوے آیتین ہین قرطبی نے کہا یہ ساری سورت مکی ہے سب کے قول مین ابن ضریس ونحاس وابن مردویہ وبیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ اوتاری گئی سورۂ نمل مکے مین ابن مردویہ نے اسی کے مثل حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

طٰسٓ تلك آيات القرآن وكتاب مبين ۝ هدىً وبشرى للمؤمنين ۝
الذين يقيمون الصلوٰة ويؤتون الزكوٰة وهم بالآخرة هم يوقنون ۝
ان الذين لا يؤمنون بالآخرة زينا لهم اعمالهم فهم يعمهون ۝ اولٰئك
الذين لهم سوء العذاب وهم فى الآخرة هم الاخسرون ۝ وانك
لتلقى القرآن من لدن حكيم عليم ۝ یہ آیتین ہین قرآن اور کھلی کتاب کی سو جہہ
اور خوشخبری ایمان والون کو جو کھڑی رکھتے ہین نماز کو اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ

پچھلا گہر یقین جانتے ہین جو لوگ نہین مانتے آخرت کو اون کو بھلے دکھائے ہین ہمنے اون کے کام سو وہ بہکے پھرتے ہین وہی ہین جن کو بری طرح کی مار ہے اور آخرت مین وہی ہین خراب اور تجھکو تو قرآن ملتا ہے ایک حکمت والے خبردار سے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ اوائل سورمین جو حروف مقطعہ ہین سورۂ بقرہ مین اونپر کلام گذر چکا ہے تلک آیات القرآن وکتاب مبین یعنی یہ آیتین ہین قرآن اور ظاہر واضح کتاب کی ھدی وبشری للمومنین کا مطلب یہ ہے کہ قرآن شریف سے ہدایت وبشارت اوسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس نے یہ امور کیے کہ اوسپر ایمان لایا اوسکی پیروی وتصدیق کی جو کچھ اوسمین ہے اوسپر عمل کیا فرض نماز کو کھڑا رکھا فرض زکوۃ ادا کی دار آخرت وبعث بعد موت وجزای اعمال کا یقین کیا کہ بھلے اور برے سے عمل کی ضرور جزا ملیگی اور جنت ودوزخ کا یقین کیا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے قل ھو للذین امنوا ھدی وشفاء والذین لا یومنون فی اذانھم وقر الایہ وقال تعالی لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ قوما لدا اور اسی لیے اس جگہہ یون فرمایا ہے ان الذین لا یومنون بالاخرۃ یعنی بیشک جو لوگ جھٹلاتے ہین آخرت کو اور اوسکے وقوع کو بعید جانتے ہین زینا لھم اعمالھم فھم یعمھون یعنی بھلی دکھائی ہمنے اون کو وہ شے جسمین وہ ہین اور مدد دی ہمنے اون کو اون کی گمراہی مین سو وہ بہکے پھرتے ہین اپنی گمراہی مین یہ بدلا ہے دار آخرت کی تکذیب پر جس کو اونھون نے جھٹلایا کما قال تعالے ونقلب افئدتھم وابصارھم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ الایۃ اولئک الذین لھم سوء العذاب یعنی وہی لوگ ہین جن کو ہے بری طرح کی مار دنیا وآخرت مین وھم فی الاخرۃ ھم الاخسرون یعنی نقصان مکریگا اپنی جانون اور مالون کا کوئی سوا اونکے اہل محشر سے وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم یعنی بیشک اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم البتہ لیتا ہے تو قرآن کو پاس سے اوس ذات کے جو کہ اپنی امر ونہی مین حکمت والا ہے خبردار ہے سارے امور جلیل وحقیر کا پس اوس کی خبر صدق محض ہے اور اوسکا حکم عدل تام ہے

سلہ تو کہ یہ ایمان لاتو کو ہوجہ ہے اور روگ کا نفع اور جو یقین مین لائے اوسنے کا تو نین ہوجہ ہے اور یہ اون کو انوکھا پایا اون کو پکار رہی ہے دور کی جگہہ سے ۱۲

سلہ ای دلائل کونی مناسب وقرآن اون کو اور دور سے جھٹلاتے ہین اون کو ۱۲ سلہ اور ہم اونکے دل اور نگہین بدلدیتے منکر ہوے ہین اوس پہلی بار اور چھوڑ دیتے ہین اون کو اپنے بہکنے مین بہکتے ۱۲

کما قال تعالی وتمت کلمة ربك صدقا وعدلا **الف** فتح البیان کا بیان مع توضیح
یہ ہے **طس** فواتح سور مین کلام مفصل گذر چکا ہے یہ حروف اگر سورت کا نام ہین
تو محل انکا رفع ہے بنا بر ابتدا اور ما بعد اون کا خبر ہے یہ بھی جائز ہے کہ خبر ہون
مبتدای محذوف کی ای اسم ہذہ السورة طس یا ہذا اسم ہذہ السورة یعنی یہ نام ہے اس
سورت کا اور اگر یہ حروف سورت کا نام نہین ہین بلکہ مسرود ہین تعدید کے طرز پر یعنی بطور
شمار کرنے کے اون کو ذکر کیا ہے تو اس صورت مین اون کا کوئی محل نہین ہے اعراب
سے واللہ اعلم بمرادہ ذلک اللہ پاک ہی خوب جانتا ہے کہ اوسکی مراد اس سے کیا ہے
تلك اشارہ ہے طرف ذات اس سورت کے کیونکہ اوسکا ذکر ہو چکا ہے ساتھ
ذکر کرنے اوسکے نام کے اور یہ اسم اشارہ مبتدا ہے خبر اوسکی **ایات القرآن** ہے
اور یہ جملہ خبر ہے مبتدای اول کی اس تقدیر پر کہ وہ مرفوع بابتدا ہو **وکتاب مبین**
جمہور نے اسکو زیر سے پڑہا ہے اس بنا پر کہ قرآن پر عطف ہے یعنی یہ سورت آیتین ہین
قرآن کی اور آیتین ہین کتاب مبین کی احتمال ہے کہ مراد کتاب سے خود قرآن شریف ہو
پس اس صورت مین عطف ہوگا ایک صفت کا دوسری صفت پر مع اتحاد مدلول کے پھر
اگر کوئی کہے کہ جب کتاب و قرآن کے ایک معنی ہوے تو فائدہ عطف کا کیا ہے سو اسکا
یہ جواب ہے کہ معطوف مین چونکہ ایک صفت زائد تھی معطوف علیہ کے مفہوم پر اس لیے
باین اعتبار مفید ہو گیا دوسرا احتمال یہ ہے کہ مراد کتاب سے لوح محفوظ ہو تیسرا یہ ہے کہ
مراد خود یہی سورت ہو ابن ابی عبلہ نے کتاب مبین پڑہا ہے برفع ہر دو اس بنا پر کہ معطوف ہے
آیات پر یعنی یہ سورت آیتین ہین قرآن کی اور کتاب مبین ہے کسی نے کہا کہ اس
قرارت کی بنا پر مضاف محذوف کو مقدر مانا ہے اور مضاف الیہ کو اوسکا قائم مقام کیا ہے
یعنی و آیات کتاب مبین مطلب یہ ہے کہ جو اعراب مضاف کا تھا وہی اعراب مضاف الیہ کو
دیا غرضکہ آیات کے دو وصف بیان کیے ایک تو قرآنیت ہے یہ وصف اس بات پر دال
ہے کہ وہ آیتین پڑہی جاتی ہین مع اس اشارے کے کہ وہ قرآن عربی معجز ہین دوسرا وصف
کتابیت ہے یہ وصف اسپر دال ہے کہ وہ لکھی جاتی ہین مع اس اشارے کے کہ کتب منزلہ

سلہ اور جو تمت کلمة ربك صدقا وعدلا کی بابت پوری بحث پ ۷ ع ۲ میں انعام کی ۱۲

سابق کی صفت کے ساتھہ متصف ہین پس اس تقدیر پر عطف صفت بر صفت مع اتحاد مدلول
کے باب سے ہوگا پھر ان دو وصفون کے ساتھہ ایک تیسرا وصف ملایا وہ اپنے
ہے اونکے معانی کی یعنی جو کوئی اون کو پڑہتا ہے اوسکے واسطے اون کے معانی
ظاہر و واضح ہین مبین یا تو ابان بمعنی بان سے ہے یعنی جس بلاغت پر یہ کتاب مشتمل ہے
اسکے سبب سے اوسکا اعجاز ظاہر و واضح ہے یا ابان متعدی سے ماخوذ ہے یعنی یہ کتاب
ظاہر کرنیوالی ہے اون حکمتون اور حکمون کو جو اوسکی پیچیدگیون مین ہین اور احوال آخرت کو
جنمین سے ثواب و عقاب ہے یا ظاہر کرنیوالی ہے ہدایت و گمراہی کی راہ کو یا فرق
کرنیوالی ہے درمیان حق و باطل و حلال و حرام کے **نکتہ** اس جگہہ وصف قرآنیت کو
مقدم کیا ہے اس طرف نظر کرکے کہ حال قرآنیت مقدم ہے حال کتابت پر اور سورۂ حجر مین
اوسکو موخر کیا ہے یون فرمایا ہے تلک آیات الکتاب و قرآن مبین یہان اوسکی اوس حالت
کی طرف نظر کی ہے جسپر وہ ہوگیا ہے اس لیے کہ وہ مکتوب ہے اور کتابت سبب ہی قرارت
کا واللہ اعلم رہی تعریف قرآن کی اور تنکیر کتاب کی اس سورت مین اور تعریف کتاب کی اور
تنکیر قرآن شریف کی سورۂ حجر مین سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اونمین سے ہر ایک کو تعریف و تنکیر
کی صلاحیت ہے اس لیے کہ قرآن و کتاب دونون علم ہین اوس شے کے جو حضور پر نور
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی گئی ہے اور وصف ہین اوس کے کیونکہ وہ پڑہی جاتی
ہے اور لکہی جاتی ہے پس جس جگہہ بلفظ تعریف آیا ہے تو وہ علم ہے اور جہان بلفظ تنکیر آیا ہے
تو وہ وصف ہے **هدى و بشرى للمؤمنين** موضع نصب مین ہے بنا بر حال آیات
سے یا کتاب سے یعنی وہ آیتین ہین قرآن کی در انحال کہ ہدایت کرنے والی ہین اور خوشخبری
دینے والی ہین یا در انحال کہ کتاب ہادی و مبشر ہے مومنون کو یا محل رفع مین ہے اس
بنا پر کہ خبر ہے مبتدای محذوف کی ای ہو ہدی و بشری یعنی وہ کتاب ہادی و مبشر ہی یا ہدی و
بشری اور دو خبرین ہین تلک کی یا دونون مفعول مطلق ہین فعل محذوف کے ای ہدی ہدی
و مبشر بشری یعنی وہ کتاب ہدایت کرتی ہے ہدایت کرنے کر اور خوشخبری دیتی ہے خوشخبری
دینے کر پھر اللہ پاک نے وصف کیا اون مومنون کا جنکے واسطے ہدی و بشرے ہے پس

ملا یہ آیتین ہین کتاب کی اور سکا قرآن کی ۱۲

ارشاد فرمایا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ یعنی وہ ایسے مومن ہین کہ پانچون
نمازون کو قائم رکھتے ہین اور اون کے شرائط پر جو فروض وسنن سے ہین دوام کرتے
ہین اور اون کو اون کے طریقے پر ادا کرتے ہین اور اپنے مالون کی زکوۃ دیتے ہین خوش
ہوکر جبکہ وہ اونپر واجب ہوتی ہے اسم موصول محل جر مین ہے اس بنا پر کہ صفت ہی مومنین
کی یا بدل ہے یا بیان ہے یا موضع نصب مین ہے بنا بر مدح یا محل رفع مین ہے اس بنا پر
کہ خبر ہے مبتدای مقدر کی یعنی ہم الذین چونکہ نماز کا قائم کرنا اور زکوۃ کا دینا اس قسم سے ہے
کہ اپنے اوقات مین متکرر ومتجدد ہوتا رہتا ہے اس لیے ان دونون کو جملۂ فعلیہ مین ادا
کیا جو کہ تجدد پر دال ہوتا ہے اور آخرت کا یقین کرنا چونکہ ایک امر ثابت تھا اور اوس کا
دوام مطلوب تھا اسواسطے اوس کو جملۂ اسمیہ کے پیرایہ مین ادا کیا جو کہ دوام واستمرار پر دال
ہے پس ارشاد فرمایا وھم بالاٰخرۃ ھم یوقنون یہ جملہ محل نصب مین ہے بنا بر حال
یعنی وہ نماز کو کھڑا رکھتے ہین اور زکوۃ دیتے ہین درانحال کہ وہ آخرت کا یقین رکھتے ہین
مطلب یہ ہے کہ استدلال سے اوسکو جانتے ہین چونکہ منظور رہتا ہے اس بات کا کہ اونکا
ایقان استمرار پذیر ہے بر سبیل تجدد ہر وقت مین اور منقطع نہین ہے اس واسطے خبر کو بصیغۂ
فعل مضارع ذکر فرمایا باضمیر ہم کو اس لیے مکرر کیا ہے کہ درمیان اوس کے اور خبر کے
بالآخرۃ سے فصل ہوگئی ہے پس ارسکو مکرر ذکر کرکے خبر سے متصل کردیا دوسری وجہ یہ ہے
کہ مقصود آگاہ کرنا ہے حصر پر یعنی آخرت کا یقین نہین کرتے ہین جیسا کہ حق ہے اوس کے
یقین کرنیکا مگر یہ لوگ جو کہ جامع ہین درمیان ایمان وعمل صالح کے کیونکہ خوف عاقبت کا
اون کو باعث ہوتا ہے مشقتون کے تحمل پر اور منظور رہتا ہے اس بات کا کہ یہی لوگ قوت
وثبات یقین مین یکتاے روزگار ہین پھر جب اللہ پاک نے اہل سعادت کا ذکر کیا تو بعد
اون کے اہل شقاوت کا ذکر فرمایا پس ارشاد کیا ان الذین لا یومنون بالاٰخرۃ زینا
لھم اعمالھم یعنی بیشک وہ لوگ کہ تصدیق نہین کرتے ہین بعث کی اور وہ کفار ہین بھلے
دکھائے ہین ہمنے اون کو اونکے کام کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ پاک نے زینت دیے
واسطے اونکے اعمال سیۂ قبیحہ اونکے ساتھ مرکب کرنے شہوت کے اونمین یہان تک کہ اونہون نے

اون اعمال کو اچھا خیال کیا کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ پاک نے زینت دیے واسطے
اون کے اعمال حسنہ اور ذکر کردی واسطے اون کے دنیا و آخرت کی خیر جو اونمین ہے
پھر اونہون نے اس کو قبول نکیا زجاج نے کہا معنی آیت کے یہ ہین کہ ہمنے کردی جزا اونکی
اونکے کفر پر یہ کہ زینت دی ہمنے واسطے اونکے وہ شے جسمین وہ ہین باین طور کہ کردیا ہمنے
اوسکو مشتہی باطبع اور محبوب واسطے نفس کے فھم یعمھون سو وہ اون اعمال مین متردد ہیں
ہین استمرار کے طور پر نہ اون کے طریق کی طرف راہ پاتے ہین نہ اونکی حقیقت پر واقف ہوتی
ہین اس لیے کہ واقع مین جو اون کا قبح ہے اوسکا ادراک نہین کرتے ہین ابو العالیہ نے کہا
یعمھون کے معنی ہین یتمادون قتادہ نے کہا یلعبون حضرت حسن سے مروی ہے یتحیرون
کسی نے کہا کہ اونپر دوام کرتے اور اونمین منہمک ہوتے ہین اور استمرار کرتے ہین یہ سب
معانی قریب یکدیگر ہین اولئک اشارہ ہے طرف اون لوگون کے جن کا ذکر اول ہوچکا
ہے یہ مبتدا ہے خبر اوسکی الذین لھم سوء العذاب ہے یعنی اون کے واسطے سخت تر
عذاب ہے کسی نے کہا دنیا مین جیسے قتل وقید عذاب دنیا کے ساتھہ خاص کرنیکی وجہ
یہ قول ہے بعد اوسکے وھم فی الاٰخرۃ ھم الاخسرون یعنی یہی لوگ آخرت مین سخت تر
لوگون کے ہونگے خسران وزیان مین اور عظیم تر اونکے نقصان وحرمان مین پس مفضل علیہ
خود اونہین کے نفوس ہین باعتبار اختلاف زمان ومکان کے پھر بعد اسکے جو اللہ پاک
اخبار عجیب ذکر فرمائیگا سو اوس سے پہلے ایک مقدمہ نافع بیان فرمایا بطور تمہید کے
پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے یہ ارشاد کیا وانک لتلقی القرآن من لدن
حکیم علیم یعنی بیشک البتہ ڈالا جاتا ہے تجھپر قرآن ساتھہ شدت کے اسلیے کہ اوسمین تکالیف
شاقہ ہین پس تو اوسکو لیتا ہے پاس سے کثیر الحکمۃ وکثیر العلم کے حکیم وعلیم دونون کو جمع کیا
باوجود اسکے کہ علم حکمت مین داخل ہی سو اسکی یہ وجہ ہے کہ جو علم حکمت مین داخل ہے وہ علم
عملی ہے اور یہی علم کیفیت عمل سے متعلق ہے اور علم اوس علم سے عامتر ہے پس گویا یون
کہا گیا کہ وہ مصیب ہے اپنے افعال مین جو کچھہ کرتا ہے موافق اپنے علم کے کرتا ہے اور ہر
شے کو خوب جانتا ہے خواہ وہ علم عمل کی طرف مؤدی ہو یا نہو حاصل یہ ہے کہ قرآن شریف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بڑی پختگی و اہتمام سے القا کیا جاتا ہے سو وہ اوس کو نہایت
اہتمام سے لیتے ہین اور سیکھتی ہین اور وہ ایسی ذات پاک کے پاس سے القا کیا جاتا ہے
جو بڑا دانا اور حکمت والا ہے اور اوسکا ہر کام علم و حکمت سے ہے اوسکی ساری خبرین ٹھیک
ٹھیک ہین شک و شبے کی ہو تک اوسکو نہین لگی ہے کسی نے کہا ہے کہ لدن اس جگہہ
بمعنی عند ہے اور لدن مین کئی لغت ہین سورۂ کہف مین اونکا ذکر ہو چکا ہے غرضکہ یہ آیت
تمہید ہے اون قصون کی جو بعد کو مذکور ہونگے اور اللہ پاک کے جو جو لطائف حکمت و
دقائق علم اونمین ہین اوسکا بیان ہوگا اس سورہ مبارک مین پانچ قصے مذکور ہین پہلا قصہ
حضرت موسی علیہ السلام کا دوسرا قصۂ نملہ تیسرا قصۂ ہدہد چوتھا قصہ حضرت صالح کا پانچوان
حضرت لوط کا علیہم الصلوۃ والسلام اذ قال موسیٰ لاھلہ انی انست نارا سآتیکم منھا
بخبر او اٰتیکم بشھاب قبس لعلکم تصطلون ۝ فلما جآءھا نودی ان بورک من
فی النار ومن حولھا وسبحن اللہ رب العالمین ۝ یموسیٰ انہ انا اللہ العزیز الحکیم ۝
والق عصاک فلما راٰھا تھتز کانھا جآن ولی مدبرا ولم یعقب یموسیٰ لا تخف
انی لا یخاف لدی المرسلون ۝ الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوٓء فانی غفور رحیم ۝
واد خل یدک فی جیبک تخرج بیضآء من غیر سوٓء فی تسع اٰیات الی فرعون
وقومہ انھم کانوا قوما فسقین ۝ فلما جآءتھم اٰیتنا مبصرۃ قالوا ھذا سحر
مبین ۝ وجحدوا بھا واستیقنتھآ انفسھم ظلما وعلوا فانظر کیف کان
عاقبۃ المفسدین ۝ جب کہا موسی نے اپنے گھر والون کو مین نے دیکھی ہے ایک آگ
اب لاتا ہون تمہارے پاس وہان سے کچھ خبر یا لاتا ہون انگارا سلگا کر شاید تم تاپو پھر جب
پہنچا اوس پاس آواز ہوئی کہ برکت رکھتا ہے جو کوئی آگ مین ہے اور جو اوس کے
آس پاس ہے اور پاک ہے ذات اللہ کی جو صاحب ہے سارے جہان کا اے موسی
وہ مین اللہ ہون زبردست حکمتون والا اور ڈالدی لاٹھی اپنی پھر جب دیکھا اوسکو ہلتے
جیسے سانپ کی ٹسک پھر گیا پیٹھہ پھیر کر اور پیچھے نہ دیکھا ای موسی ڈر نہ کہا مین جو ہون میرے
پاس نہین ڈرتے رسول مگر جسنے زیادتی کی پھر بدل کر نیکی کی برائی کے پیچھے تو مین

لہ قرن عند و لدی
ہین یہ ہے کہ عند تو
ایمان و صانی کا ہو پہنچے
لدی مین یہ ہین ہے
دوسری بات یہ ہے
کہ عندی مال کہ رکھے
ہین اگرچہ مال غائب ہو
اور لدی مال حاضر
کہ مال حاضر
ہو ۱۲ منہ

بخشنے والا مہربان ہوتا اور ڈالدے ہاتھہ اپنا اپنے گریبان مین کہ نکلے چٹا نہ کچھہ برائی
سے یہ ملکر نو نشانیان فرعون اور اوسکی قوم کی طرف بیشک وہ تھے لوگ بے حکم
پھر جب پہنچین اون پاس ہماری نشانیان سمجھانے کو بولے یہ جادو ہے صریح اور
اون سے منکر ہو گئے اور اون کو یقین جان چکے تھے اپنے جی مین بے انصافی اور
غرور سے سو دیکھہ کیسا ہوا آخر بگاڑ نیوالون کا ف آگ کے اندر اور آس پاس فرشتے
مقرب تھے آگ نہ تھی اون کا نور تھا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالی نے ف
اول شک سی بنگئی تھی پتلی جب فرعون کے آگے ڈالی تو ناگ ہو گئی بڑا کر ف موسی
علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہو گیا تھا اوسکا ڈر تھا اون کے دل مین اون کو
وہ معاف کر دیا ف سورۂ اعراف مین وہ سات نشانیان ہو چکین انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
یاد دلاتا ہے کیفیت حضرت موسی علیہ السلام کی جو گذر چکی ہے کہ اللہ تعالے نے اون کو
کس طرح برگزیدہ کیا اور اونسے کلام کیا اور سرگوشی کی اور ظاہر باہر عظیم نشانیان اونکو
دین اور قاہر و غالب دلیلین اون کو عطا فرمائین اور طرف فرعون کے اور اوس کی
قوم کے رسول بنا کر اون کو بھیجا تو اونہون نے نشانیون کا جحد و کفر و انکار کیا اور
حضرت موسی کے اتباع و انقیاد سے تکبر کیا پس ارشاد فرمایا اذ قال موسی لاھلہ
یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو یاد کر جبکہ چلا موسی اپنے گھر والون کو لیکر تو راہ بھول گیا
یہ چناراات کے وقت اور تاریکی مین تھا پس طور کی جانب سے ایک آگ روشن دیکھی
کہ دیکھ رہی ہے روشن ہو رہی ہے تو اپنے گھر والون سے کہا کہ مین نے ایک آگ
دیکھی ہے ابھی مین تمہارے پاس اوس سے کچھہ خبر لاتا ہون یعنی راہ کی خبر یا مین اوس سے
کوئی انگارا سلگا کر لاتا ہون لعلکم تصطلون ای تتدفئون یعنی شاید تم اوس سے گرمی لو
تاپو جیسا اونہون نے کہا تھا ویسا ہی ہوا کیونکہ وہ اوس سے ایک بڑی خبر لیکر پھرے اور
ایک بڑے نور کی اوس سی نور چینی کر لائے اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے فلما
جاءھا نودی ان بورک من فی النار و من حولھا یعنی پھر جب موسی علیہ السلام اوس

آگ کے پاس آئے تو ایک منظر ہائل وعظیم دیکھا جبکہ طرف اوس کے پونچے کہ آگ ایک
سبز درخت مین روشن ہو رہی ہے اور ہر تو آگ کی روشنی پر روشنی بڑہتی جاتی ہے اور
درخت کی سبزی و تازگی زیادہ ہوتی جاتی ہے ہر اپنا سر اوٹھایا تو ناگاہ اوسکا نور آسمان
سے متصل ہو رہا ہے حضرت ابن عباس وغیرہ نے کہا ہے کہ وہ آگ نہ تھی وہ تو
ایک نور روشن ہو رہا تھا ایک روایت مین حضرت ابن عباس سے یہ ہے کہ وہ نور رب العالمین
کا تھا پس حضرت موسی علیہ السلام بہیر گئے متعجب کرتے ہوے اوس حال سے جو اونہون نے
دیکھا پہر اون کو ندا کی گئی ان بورک من فی النار حضرت ابن عباس نے فرمایا تقدس من حولها
من الملائکۃ قالہ ابن عباس وعکرمۃ وسعید بن جبیر والحسن وقتادۃ ابن ابی حاتم نے
حضرت ابو موسی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ بیشک اللہ سوتا نہین ہے اور نہ اوسکو لائق ہے کہ وہ سوے یخفض القسط
ویرفعہ یرفع الیہ عمل اللیل قبل النہار وعمل النہار قبل اللیل زاد المسعودی وحجابہ النور
او النار لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ کل شی ادرکہ بصرہ یعنی اللہ پاک نیچے
کرتا ہے میزان کو اور اونچا کرتا ہے اوسکو مطلب ہے کہ بندون کے اعمال جو اوسکی طرف
چڑہتے ہین اور اون کے ارزاق جو اوسکے پاس سے اوترتے ہین انکی ترازو کو نیچے کرتا ہے
اور اونچی کرتا ہے جسطرح کہ تولنے والا تولتے وقت اپنے ہاتہ کو نیچا اور اونچا کرتا ہے اللہ تعالے
جس شی کو مقدر فرماتا ہے اور نازل کرتا ہے یہ اوسکی تمثیل ہے کسی نے کہا مراد قسط سے رزق کا حصہ ہے
جو کہ ہر مخلوق کا نصیب ہے اور خفض سے مراد اوسکی تقلیل ہے اور رفع سے مراد اوسکی تکثیر
ہے واللہ اعلم چڑہایا جاتا ہے طرف اوسکے عمل رات کا دن سے پہلے اور عمل دن کا رات سے
پہلے مسعودی نے اتنا زیادہ کہا ہے اور پردہ اوسکا نور ہے یا نار ہے اگر وہ اوسکو اوٹھادے
تو البتہ جلا ڈالین سبحات اوسکے وجہ کے ہر اوس شی کو کہ جسکو اوسکی بصر ادراک کرے سبحات بضم
سین مہملہ و بای موحدہ معنی انوار ہے اور مراد وجہ سے ذات پاک ہے ما انتہی الیہ بصرہ سے ساری
مخلوقات مراد ہے کیونکہ اوسکی بصر سب کو محیط ہے اس حدیث کے معنی مین کئی قول ہین قریب
معنی یہ ہین کہ اگر اللہ پاک حجاب نور یا نار کو جو کہ بندون کو اوس سے محجاب کیے ہوے ہے اوٹھادے

لہ اصل کا نقطہ نقص
بنان السماء ہے فان
ع فقہین یعنی حجاب ہے
مع ہے فانہ کی کمی سے
کہا فان وہ رشحہ ہے
جو بکثرت ظاہر ہوتی ہے
جبکہ قوت آسمان کی طرف
سراوٹھاتا ہے یعنی ہوا یت
حدیث مین آیا ہے
یعنی الواو للعطف نورہ
آسمان واللہ اعلم بالصواب

تو اوسکی ذات پاک کے انوار اور اوسکا جلال و عظمت ساری مخلوق کو جلا ڈالے کیونکہ اس عالم مین خلق کی ترکیب کا ضعف اوسکے دیدار فائض الانوار کا تحمل نہین ہو سکتا ہے واللہ اعلم پھر ابو عبیدہ نے جو کہ حضرت ابو موسیٰ سے راوی ہین یہ آیت پڑہی ان نورہ من فی النار و من حولها و اصل الحدیث مخرج فی صحیح مسلم من حدیث عمرو بن مرة قولہ تعالے وسبحان اللہ رب العالمین یعنی پاک ہے ذات اللہ کی جو کہ پروردگار ہے سارے جہان کا جو چاہتا ہے کر ڈالتا ہے اوسکی مخلوقات مین سے کوئی شی اوسکے مشابہ نہین ہے نہ کوئی شی اوس کے مصنوعات مین سے اوسکا احاطہ کر سکتی ہے اور وہ برتر و عظیم ہے ساری مخلوقات سے مبا ین ہے نہ اوسکو زمین گھیر سکتی ہے نہ آسمان بلکہ وہ تو احد صمد ہے یعنی ایک نرالا ہے محدثات کی مماثلت و مشابہت سے منزہ و مبرا ہے قولہ تعالے یا موسیٰ انا انا اللہ العزیز الحکیم اون کو یہ بات جتائی کہ جو کوئی اوس سے خطاب کر رہا ہے اور مناجات کر رہا ہے وہ اوسکا رب اللہ ہے جو کہ عزیز ہے ہر شے پر قاہر و غالب ہوا ہے ہر چیز اوسکی مقہور و مغلوب ہے اپنے اقوال و افعال مین حکمت والا ہے پھر اللہ پاک نے حضرت موسیٰ کو امر فرمایا کہ اپنے ہاتھ سے عصا کو ڈال دین تاکہ اونکے واسطے ایک واضح دلیل ظاہر کر دے اس بات پر کہ فاعل مختار ہر شی پر قادر وہی ہے پھر جب وہ عصا اپنے ہاتھ سے ڈالدیا تو اوسی دم ایک بڑا سانپ ہولناک نہایت بڑا ہو گیا اور باوجود اس بڑائی کے نہایت درجہ سریع الحرکت بن گیا اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے فلما رآها تهتز کانها جان سانپون کے اقسام سے جان ایک قسم کا سانپ ہے سب سے بڑھکر تیز حرکت ہوتا ہے اور بغایت مضطرب و بے قرار حدیث شریف مین قتل جنان بیوت سے نہی آئی ہے جنان بکسر جیم و تشدید نون جمع ہے جان کی جان کہتے ہین دقیق خفیف سانپ کو یعنی پتلا باریک ہلکا سفید لنبا ہوتا ہے اسمین زہر نہین ہوتا ہے اور نہ ضرر پہنچاتا ہے اس قسم کے سانپ گھرون مین رہا کرتے ہین ہندی مین اسکو سیتا کی لٹ کہتے ہین غرضکہ پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے اسکا معاینہ کیا تو ولی مدبرا و لم یعقب یعنی پھر گیا پیٹھ پھیر کر اور التفات نہ کیا یعنی پیچھے نہ دیکھا مارے شدت خوف کے اللہ پاک نے فرمایا یا موسیٰ لا تخف انی لا یخاف

لہ کی حدیث مین ہے کہ زوم مین جنان ہین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زوم کی تقسیم کے واسطے اون کے قتل کا حکم دیا تھا پھر اخیر کو قتل کی نہی فرمائی اسواسطے کہ اوجمن زوم مین ہے کذا فی مجمع البحار ۱۲ منہ

لدی المرسلون یعنی ای موسی تو مت ڈر اوس شی سے جسکو تو دیکھتا ہے پس بیشک مین
ارادہ کرتا ہون کہ تجھے برگزیدہ کرون رسول بناکر اور تجھکو نبی وجیہ بناؤن **قولہ تعالے**
الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سوء فانی غفور رحیم یہ استثنای منقطع ہے اسمین بشارت
عظیم ہے واسطے بشر کے اسکی یہ وجہ ہے کہ جو شخص برے عمل پر ہو پھر اوس سے باز رہے
اور رجوع کرے اور توبہ و انابت کرے تو بیشک اللہ پاک اوسپر رجوع ہوتا ہی یعنی اوسکی توبہ
قبول فرماتا ہے کما قال تعالی وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدی وقال تعالے
ومن یعمل سوءا او یظلم نفسه الایه اس باب مین بہت سی آیتین ہین **قولہ تعالے**
واد خل یدک الایه یہ دوسری نشانی ہے اور ایک ظاہر باہر دلیل ہے اللہ پاک کی قدرت
تامہ پر جو کہ فاعل مختار ہے اور صدق و راستی پر اوس شخص کی جسکے واسطے وہ معجزہ ٹھیرائی
گئی اللہ پاک نے اون کو حکم دیا کہ داخل کرا پنا ہاتھ اپنے کرتے کی جیب مین پھر جب اونہون نے
اوسکو داخل کیا اور اوسکو نکالا تو وہ نکلا سفید چمکتا ہوا گویا ایک ٹکڑا ہے چاند کا اوسمین چمک
تھی برق خاطف کی طرح چمکتا تھا **قولہ تعالی** فی تسع ایات یعنی یہ دو نشانیان ہین تو نشانیون مین
جسکے ساتھ مین تیری تائید کرونگا اور اون کو تیرے واسطے برہان ٹھیراؤنگا یہ وہی نو نشانیان
ہین جنکے بارے مین اللہ پاک نے فرمایا ہے ولقد اتینا موسی تسع ایات بینات
چنانچہ اس کی تقریر اسی آیت کے تحت مین گذر چکی ہے **قولہ تعالی** فلما جاءتهم ایاتنا
مبصرة قالوا هذا سحر مبین یعنی پھر جب آئین اونکے پاس ہماری نشانیان روشن حال کہ وہ
مین روشن و ظاہر تھین تو بولے کہ یہ جادو ہے کھلا ہوا اور اپنے جادو سے اونکے معارضہ
کا ارادہ کیا تو وہ مغلوب ہوئے اور لوٹے ذلیل ہوکر وجحدوا بها یعنی اپنے ظاہر حال مین
اونکا انکار کیا واستیقنتها انفسهم اور جان لیا اپنے جی مین کہ وہ حق ہین اللہ کے پاس سے
لیکن جان بوجھکر اونکا انکار کیا اور اونسے عناد و مکابرہ برتا ظلما ای من انفسهم لسجیة ملعونة وعلوا
یعنی حق کی پیروی کرنے سے تکبر کرکے اونکا انکار کیا اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا فانظر
کیف کان عاقبة المفسدین یعنی پس ای محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھ تو کیسا ہوا انجام کار
اونکا اس بات مین کہ اللہ تعالے نے اونکو ہلاک کر ڈالا اور ایک صبح مین سب کے سب کو ڈبو دیا

ا اور یہ بشارت ہے
اوسپر جو توبہ کرے اور
یقین لاوے اور نیکی
بجالاکام پر راہ پر رہے ۱۲
ع اور جو کوئی برائی
کرے یا اپنا برا کرے پھر
اللہ سے بخشوا وے
پاوے اللہ کو بخشتا
مہربان ۱۲ ع اور ہم نے
دین موسی کو نو نشانیان
صاف ۱۲

فحوای خطاب یہ کہہ رہا ہے کہ اے جھٹلانے والو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اور ای انکار کرنے والو اوس شی کے جس کو وہ اپنے رب کی طرف سے لیکر آئے ہین فرق
اس سی کہ جو عذاب فرعون والون کو پونہچا وہی تمکو پونہچے بطریق اَوْلٰی وَاَحْرٰی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم موسی علیہ السلام سے اشرف واعظم ہین اور اونکی برہان اَدَلّ واقوی ہی اونکی
برہان سے مع اون دلائل کے جو اللہ تعالے نے انکو عطا فرمائے ہین اور وہ انکی ذات و
شمائل مین موجود ہین اور جو بشارتین انبیای سابقین سے انکے حق مین سابق ہو چکی ہین
اور انکے واسطے اونسے عہود و مواثیق لیے گئے ہین علیہ من ربہ افضل الصلوۃ والسلام ف
فتح البیان کا بیان مع ایضاح تبیان یہ ہے کہ کلمۂ اذ ظرف ہے مضمر سے منصوب ہے وہ
فعل مضمر اذکر ہے زجاج نے کہا محل اذ نصب ہے معنی یہ ہین کہ ذکر کر قصہ موسی کا جسوقت
کہ اونسے کہا اپنے اہل سے مراد اہل سے حضرت موسی علیہ السلام کی بی بی ہین یہ قصہ اوس
وقت کا ہے کہ وہ اپنی بی بی کو لیکر مدین سے مصر کی طرف چلے اس سفر مین اون کے ہمراہ
صرف اونکی بی بی دختر شعیب علیہ السلام تہین اون کے حق مین لفظ اہل کا جو کہ کثرت پر دال ہے
واسطی تعظیم کے کہا کسی نے کہا کہ اون کے ہمراہ اون کا لڑکا اور خادم بھی تہا اسی لیے لفظ
اہل کہا اسی کے مثل اکثوا ہے باعث اس سفر کا یہ تہا کہ اپنی ماں اور بہائی سے مصر مین
ملاقات کرین جس رات کا یہ قصہ ہے وہ رات تاریک تہی اور سردی برف پڑ رہا تہا اور راہ بہولگئے
تہے اور اون کی بی بی کو درد زہ تہا غرضکہ حضرت موسی علیہ السلام نے اپنے اہل سے کہا
انی آنست نارًا یعنی بیشک مین نے دیکہی ہے ایک آگ دور سے چونکہ راہ بہول گئے تہے اسلیے
یون کہا کہ تم تو یہان ٹہیرو سا تیکم منہا بخبر میں اب تمہارے پاس اوس سے راہ کے حال کی خبر لاتا
ہون او آتیکم بشہاب قبس یا لاتا ہون تمہارے پاس انگارا سلگا کر اگر کوئی سکے کہ سین
واسطے تسویف کے ہے اور تسویف کہتے ہین تاخیر مین ڈالنے کو حالانکہ تاخیر مناسب مقام
نہین ہی کیونکہ سردی رات مین باوجود تنہائی کے اہل سے مفارقت کرنا قابل تاخیر نہین ہی تو اسکا
ایک جواب تو یہ ہے کہ حضرت موسی نے جو آنے کی تاخیر کا کہا سو اونکی غرض اس سے آگاہ کرنا
ہے بعد مسافت پر اگر بعد مسافت پر آگاہ کرتے تو اونکی بی بی کو شبہہ خلجان مین ڈالتا جبکہ اونکے

آنے مین دیر ہوتی دوسرا یہ ہے کہ سین یہان تسویف کے واسطے نہین ہے بلکہ آنیکے
وعدے کی تاکید کے لیے ہے قطع نظر دیر اور جلدی سے اگر یہ بات صحیح ہو جائے کہ حضرت
موسی علیہ السلام کے ہمراہ صرف اونکی بی بی عین تو خطاب جمع کا اونکو اسلیے ہے کہ اول ادنی
کنایہ کیا ہے ساتھ لفظ اہل کے جو کہ کثرت پر دال ہے یا واسطے تعظیم کے ہے تسلی مین مبالغہ
کرنے کو عاصم وحمزہ وکسائی نے یہ تنوین شہاب پڑہا ہے باقی قرار کی قرارت باضافت شہاب
ہے طرف قبس کے پہلے کی بنا پر قبس مثل ہوگا شہاب سے یا اوس کی صفت اسس لیے کہ
قبس بمعنی مقبوس ہے دوسرے کی بنا پر اضافت بیانی ہوگی اور معنی دونون کی بنیاد پر یہ
ہین آتیکم بشعلۃ نار مقبوسۃ ای ماخوذۃ من اصلہا یعنی لے آؤنگا مین تمہارے پاس آگ کا شعلہ
ایسا شعلہ کہ لیا گیا ہوگا اوسکی اصل سے اور قبلے کے سر مین ہوگا یا لکڑی مین اضافت
بیانی کا فائدہ یہ ہے کہ مراد معین کرنا مقصود کا ہے مقصود قبس ہے جو کہ جامع ہے دو منفعتون کا
ایک تو روشنی دوسرا تاپنا کیونکہ ایک قسم آگ کی وہ ہے جو قبس نہین ہوتی ہے جیسے انگارا
دو وعدے جو حضرت موسی علیہ السلام نے کیے سو بطریق ظن کے ہین چنانچہ سورۂ طہ مین جو
بصیغۂ ترجی فرمایا ہے اوس سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کلمۂ او جو تردید کے واسطے ہے
غرض اوس سے آگاہ کرنا ہے اسس بات پر کہ اگر دونون کام حاصل نہوے تو ایک تو حاصل
ہی ہوگا بنا بر ظاہر امر کے اور بنا بر اعتماد عادت الٰہی کے کیونکہ وہ اپنے بندے پر دو حرمان
جمع نہین کرتا ہے یہ حاصل ہے ابو السعود کا **زجاج** نے کہا ہے کہ جس شخص نے شہاب کو
بہ تنوین پڑہا ہے تو اوسنے قبس کو شہاب کی صفت نہین رکہا ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے اور اضافت
کی قرارت مین **فراء** نے کہا ہے کہ یہ اضافت مثل مسجد الجامع اور صلوۃ الاولی کے ہے شے کو
اپنی ذات کی طرف مضاف کیا ہے بسبب اختلاف اسما کے **نحاس** نے کہا کہ اضافت نوع کی
ہے طرف جنس کے مثل ثوب خز اور خاتم حدید کے اور یہ اضافت بمعنی مِن کے ہے یعنے
شہاب من قبس کہا اور غیر قرآن شریف مین بشہاب قبسا بولنا جائز ہے اسس بنا پر کہ مصدر
ہو یا بیان ہو یا حال ہو **زجاج** نے کہا ہر سفید نور والی شی شہاب ہے **ابو عبیدہ** نے کہا شہاب
آگ ہے **ثعلب** نے کہا اصل شہاب کی ایک لکڑی ہے کہ اوسکے ایک طرف مین انگارا ہے

اور دوسری طرف مین آگ نہین ہے اور شہاب شعاع روشن کو کہتے ہین اور تارے کو بھی
شہاب بولتے ہین صراح مین کہا ہے شہاب بالکسر درخش آتش وقبس بالتحریک پارۂ آتش
واقتباس آتش گرفتن لعلکم تصطلون لعل واسطی ترجی کے ہے یا بمعنی کے ہے یعنی
واسطی امید اس بات کے کہ تم گرمی حاصل کرو بسبب اوسکے سردی سے یا تاکہ تم اوس سے
تاپو جب کوئی شخص آگ سے گرمی حاصل کرتا ہے تاپتا ہے تو محاورۂ عرب مین بولتے ہین صلی بالنار
واصطلے بہا اور صلاء بڑی آگ کو کہتے ہین **نکتہ** یہان تو ساتیکم فرمایا اور سورۂ قصص مین
لعلی اتیکم باوجود اسکے کہ اول تیقن ہے اور ثانی ترجی ہے سو درمیان ان دونون کے
کسی طرح کا تعارض وتناقض نہین ہے اس واسطے کہ جس وقت امید رکھنے والی کی امید قوی
ہوجاتی ہے تو وہ یون کہدیتا ہے سافعل کذا وسیکون کذا یعنی مین اب ایسا کرتا ہون اور اب
ایسا ہوتا ہے باوجود اسکے کہ حرمان کو بھی جائز رکھتا ہے **مسئلہ** اس سورت مین اور سورۂ
قصص مین الفاظ مختلف ہین اور قصہ ایک ہے سو اسمین دلیل ہے اس بات پر کہ بالمعنی حدیث
کا نقل کرنا جائز ہے اور اسی طرح نکاح بغیر لفظ تزوج کے بھی جائز ہے کذا قال الامام النسفی
رحمہ اللہ تعالی **قولہ تعالی** فلما جاءھا نودی ان بورک من فی النار ومن حولھا
یعنی پھر جب موسی علیہ السلام آئے اوس آگ کے پاس جسکو دور سے دیکھا تھا تو ندا کی گئی لون کر
طور کی جانب سے کہ برکت دیا گیا وہ شخص جو آگ مین ہے اور وہ شخص جو اوسکے آس پاس ہے
کلمہ آن مفسرہ ہے اس واسطے کہ ندا مین قول کے معنی ہین یا مصدریہ ہے ای بان بورک
اول کی بنا پر معنے یہ ہین کہ اوسنے یہ کہا گیا کہ بورک ثانی کی بنا پر یہ معنی ہین کہ ندا کی گئی ساتھہ
برکت اوس شخص کے جو کہ آگ مین ہے یعنی اللہ برکت دی مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اونکو ندا کی
ساتھہ اس بات کے کہ ہمنے تجھکو مقدس ومطہر کیا یعنی اللہ کے سوا جو شے تیرے دل کو مشغول
کرتی تھی اوس سے ہمنے تیرے دل کو پاک وصاف کردیا اور نبوت ورسالت کے واسطے
تجھکو پسند کیا کسی نے کہا کہ ان مخففہ ہے مثقلہ سے تقدیر یہ ہے بان بورک اسم اوسکا ضمیر
شان ہے اور بورک اوسکی خبر ہے یہ جائز ہوا بدون عوض کے اگرچہ زمخشری نے اس کو
منع کیا ہے اس واسطے کہ بورک دعا ہے اور دعا اپنے غیر کی مخالف ہوتی ہے بہت سے

احکام مین مطلب یہ ہے کہ یہان فاعل کی حاجت نہین ہے زجاج نے کہا ان موضع نصب
مین ہے ای بان یعنی بنزع خافض کہا اور یہ بھی جائز ہے کہ موضع رفع مین ہو اس بنا
پر کہ نائب فاعل ہیر سے نودی کا اولی یہ ہے کہ نائب فاعل نودی کا ضمیر ہے جو حضرت
موسی کی طرف پھرتی ہے حضرت ابی بن کعب وحضرت ابن عباس ومجاہد نے
بورکت النار پڑہا ہے ابوحاتم نے اسکی حکایت کی ہے کسائی نے عرب سے نقل کیا ہے
بارکگ اللہ وبارک فیک وعلیک ولک اسی طرح فراء نے بھی حکایت کیا ہے ابن جریر نے
کہا کہ بورک من فی النار فرمایا اور بورک علی من فی النار نہ کہا سو یہ اوس شخص کے لعنت پر ہے
جو کہ بارگگ کہتا ہے معنی یہ ہین کہ برکت دیا گیا اور مقدس ومطہر کیا گیا وہ شخص کہ نار مین ہے
وہ حضرت موسی علیہ السلام ہین یا برکت دی گئی اوس شخص پر جو کہ نار کے قرب مین ہے نہ
یہ کہ وہ اوسکے وسط مین ہے کیونکہ وہ اوسکے اندر نہ تھی حقیقۃً بلکہ اوس سے مکان قریب
مین تھے یہ تحیت وتعظیم وتکریم ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے موسی علیہ السلام کے
جس طرح کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تحیت کی گئی فرشتون کی زبان پر جبکہ وہ اونپر داخل
ہوئے تو یون کہا رحمۃ اللہ وبرکاتہ علیکم اہل البیت قالہ القرطبی سدی نے کہا کہ نار مین فرشتے
تھے اور نار اس جگہ مجرد نور ہے لیکن حضرت موسی علیہ السلام نے گمان کیا کہ وہ نار ہے
پھر جب اوسکی طرف پہنچے تو اوسکو نور پایا حضرت حسن وسعید بن جبیر سے مروی ہے کہ مراد
من فی النار سے اللہ پاک ہے یعنی اللہ کا نور یا اوسکی قدرت وسلطان کسی نے کہا معنی یہ
ہین کہ برکت دی گئی وہ شے جو آگ مین ہے اللہ پاک کے حکم سے جسکو اونے اوس صفت پر
کر دیا واحدی نے کہا مفسرین کا مذہب یہ ہے کہ مراد نار سے اس جگہ نور ہے حضرت ابن
عباس سے مروی ہے فرمایا یعنی تبارک وتعالی نفسہ رب العالمین کا نور تھا درخت مین اور
ومن حولہا سے مراد فرشتے ہین دوسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ اللہ نور مین تھا نور سے ندا کی گئی
ومن حولہا سے مراد فرشتے تیسرا لفظ اونکا یہ ہے کہ پکارا اونکو اللہ نے اور وہ نور مین تھا فریابی و
عبد بن حمید وابن منذر نے اوسسے روایت کیا ہے ان بورک من فی النار فرمایا بورکت النار
عبد بن حمید وابن منذر وابن ابی حاتم نے قتادہ سے روایت کیا کہا کہ مصحف ابی بن کعب مین ہی بورکت النار

من حولها انا النار فیزعمون انها نور رب العالمین ابن ابی حاتم کا لفظ حضرت ابن عباس سے
بورک کی تفسیر من قدس ہے کسی نے کہا کہ مراد من سے غیر عقلا ہے وہ نور ہے اور وہ مکان
جہاں وہ سکے آس پاس تھے خازن نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس سے بورک من فی النار
کی تفسیر من مروی ہے یعنی قدس من فی النار وہو اللہ سبحانہ عنی بہ نفسہ یعنی مراد خود اللہ پاک
ہے اس معنی کی بنا پر کہ اوسنے موسی علیہ السلام کو پکارا اور اوسکی جہت سے اونکو سنایا چنانچہ
مروی ہے کہ توریت شریف مین یون لکھا ہوا ہے جاء اللہ من سیناء واشرق من ساعیر
واستعلی من جبال فاران سیناء سے اللہ پاک کے آنے کے یہ معنی ہین کہ حضرت موسی
کی بعثت اوس سے کی ساعیر سے مراد حضرت مسیح کی بعثت ہے جبال فاران سے مراد
حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہے فاران مکہ کا نام ہے پھر اللہ پاک
نے اپنی ذات مقدس کی تنزیہ فرمائی ہر برائی وعیب سے وسبحان اللہ رب العالمین
حضرت موسی علیہ السلام نے جو آگ سے ندا سنی سو اللہ پاک اونکو اس سے تعجب دلاتا ہے
یہ کلام بھی منجملہ ندا کے ہے اس جگہ تنزیہ کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ مقصود دفع کرنا وہم کا ہے شاید
حضرت موسی علیہ السلام کو حسب طبع بشری جو کہ عادت خلقی پر جاری ہے یہ وہم ہو کہ جس کلام کو وہ
اوس مکان مین حرف وصوت سے سن رہے ہین وہ حادث ہو مثل کلام خلق کے یا اوس کا
کلام کرنیوالا کسی مکان یا جہت مین ہے سو اس وہم کو سبحان اللہ فرما کر دور کر دیا یعنی اللہ تعالی
مخلوق کی مشابہت سے پاک صاف ہے یہ قول حفناوی کا ہے یا موسی انہ انا اللہ العزیز
الحکیم ضمیر شان کی ہے یعنی ای موسی بیشک شان یہ ہے کہ مین غالب وقاہر اور حکمت والا
ہون اپنے امر وفعل مین کسی نے کہا کہ حضرت موسی نے کہا تھا یارب کون ہے جسنے مجھی
پکارا سو اسپر اللہ پاک نے فرمایا کہ انا اللہ العزیز الحکیم اللہ پاک نے ارادہ فرمایا کہ اونکے ہاتھ پر
معجزے ظاہر کرے سو یہ قول اوسکی تمہید ہے پھر اون کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو ڈالدین تاکہ جو
معجزات خارق عادات اونکے ہاتھ پر جاری کیے ہین اون کو پہچان لین تو اونسے مانوس
ہو رہین پس فرمایا والق عصاك یہ جملہ معطوف ہے بورک پر اور اوسی کے ساتھ منتظم ہے تفسیر
ندا کی سلک مین ای نودی ان بورک وان الق عصاک یہان کلام مین حذف ہے تقدیر یہ ہے کہ

پھر اونھون نے عصا کو اپنے ہاتھ سے ڈالدیا تو وہ سانپ ہوگیا فلما رأھا کی ضمیر ہارے تھتز
حال ہے اس واسطے کہ رویت بصری ہے کانھا جان یا تو حال ثانی ہے یا تھتز کی ضمیر سے
حال ہو تو اس صورت مین حال متداخل ہوگا قال الحسین زجاج نے کہا کہ وہ عصا حرکت کرنے لگا
جس طرح کہ جان حرکت کرتا ہے جآن کہتے ہین سفید سانپ کو اوسکی تشبیہ جان کے ساتھہ
دی ہے خفت حرکت مین ورنہ اوسکا جسم تو نہایت ہی بڑا تھا دوسری جگہ بسبب اوس کی
عظمت کے ثعبان فرمایا ہے جمع جان کی جنان ہے جان کہتے ہین ہلکے چھوٹے جسم والے
سانپ کو کلبی نے کہا نہ چھوٹا نہ بڑا حرف فا فصیحہ ہے جملہ محذوف کی خبر دے رہا ہے اوسکو
دو سبب سے حذف کر دیا ایک تو اوسکے ظہور پر بھروسا کیا دوسرے یہ بات معلوم ہو جاے
کہ اوسکے مضمون کا وقوع بسرعت ہوا گویا یون کہا گیا پھر اوسکو ڈالدیا تو وہ سانپ بن گیا
دوڑنے لگا پس اوسکو دیکھا پھر جب اوسے بسرعت و اضطراب حرکت کرتے دیکھا ولی مدبرا
یعنی پھر گیا پیٹھہ پھیر کر مارے خوف کے ولم یعقب یعنی رجوع نہوا اپنے عقب پر ماخوذ ہے اس
محاورے سے عقب المقاتل اذا کر بعد الفر جس وقت لڑنے والا حملہ کرتا ہے بعد بھاگنے کے
تو اوس وقت یون بولتے ہین اور جس وقت کوئی رجوع کرتا ہے تو کہتے ہین عقب فلان علیہ رجع
کرنیوالے کو معقب بولتے ہین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ نہ پھرا نہ التفات کیا اور نہ مڑا اور نہ نظر
کی لیکن پہلا قول اولی ہے اس واسطے کہ تعقیب کر بعد الفر کو کہتے ہین حضرت موسی علیہ السلام
کو جو رعب عارض ہوا سو اس سبب سے کہ اونھون نے گمان کیا کہ یہ کسی مرکی وجہ سے ہے جسکا
ارادہ خود اونھین سے کیا گیا ہے چنانچہ یہ قول اللہ پاک کا اوسپر آگاہی بخشتا ہے یا موسی
لا تخف یعنی ای موسی تو مت ڈر میرے غیر سے مطلب یہ ہے کہ مجھپر بھروسا کر کے سانپ
سے اور اوسکے ضرر سے خوف مت کر یا مطلقاً مت ڈر پھر نہ ڈرنے کی یہ علت بیان فرمائی
انی لا یخاف لدی المرسلون یعنی جس کو مین اپنی رسالت دیکر بھیجتا ہون وہ میرے پاس
نہین ڈرتا ہے سانپ وغیرہ سے تو تو بھی میرے پاس مت ڈر کسی نے کہا کہ نفی خوف کی
مرسلین سے سارے وقتون مین نہین ہے بلکہ خطاب و ایجاد رسال کے وقت نفی خوف کی
ہوتی ہے کیونکہ وہ لوگ اوس وقت اللہ عزوجل کے شئون کے مطالعہ مین مستغرق ہوتے ہین

اون کے دل مین کسی شے سے خوف [illegible] ہے رہین اور حالانکہ اسکے سوا وہ
سب لوگون سے بڑھکر اللہ پاک سے [illegible] یہ یعنی ہین کہ رسولون کے واسطے میرے
نزدیک سوء عاقبت نہین ہے کہ وہ اوس سے [illegible] پھر اللہ پاک نے استثنای منقطع فرمایا
الا من ظلم ثم بدل حسنا بعد سو [illegible] حیم یعنی لیکن جس شخص نے گناہ کیا
اپنی جان کے ظلم کرنے مین ساتھہ معصیت [illegible] پھر توبہ کی پشیمان ہوا بعد برا کرنے کے تو
بیشک مین بخشنے والا اور مہربان ہون توبہ قبول کرتا ہون اور اوسکو بخشتا ہون کسی نے کہا کہ یہ
استثنا منقطع سے ہے یعنی نہین ڈرتے ہین میرے نزدیک مرسلین اور جو ڈرتے ہین سو
وہ اونکے غیر ہین اون لوگون مین سے جنہون نے ظلم کیا مگر وہ شخص جسنے ظلم کیا پھر بدلکر نیکی کی اخ
فراء نے اسی طرح کہا ہے نحاس نے کہا کہ استثنا محذوف سے محال ہے کیونکہ وہ ایسی شے
سے استثنا ہے جسکا ذکر نہین ہوا ہے فراء سے یہ بھی مروی ہے کہ الا بمعنی واو ہے کسی نے
کہا کہ استثنا متصل ہے مذکور سے محذوف سے نہین معنی یہ ہین مگر وہ شخص جسنے ظلم کیا
رسولون مین سے ساتھہ ہوجانے صغائر کے کہ جن سے کوئی سالم نہین رہ سکتا ہے نحاس نے
اس قول کو پسند کیا ہے اور کہا کہ اوسنے جان لیا ہے اوس شخص کو جسنے اوسکا عصیان کیا ہے
اونمین سے سوا اوسکا استثنا کیا پھر یون فرمایا الا من ظلم اگرچہ مین نے اوسکی مغفرت کی جیسے حضرت
آدم و حضرت داؤد و برادران حضرت یوسف و حضرت موسی بسبب قتل کرنے قبطی کے علیہم الصلوۃ
والسلام اور بعد مغفرت کے بھی خوف کرنے سے کوئی مانع نہین ہے کیونکہ ہمارے نبی حضور پر نور
سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے اگلے پچھلے سب گناہ اللہ پاک نے
بخشدیے باوجود اسکے آپ یون فرمایا کرتے تھے وددت انی شجرۃ تعضد یعنی مین دوست
رکھتا ہون کہ کاش مین کوئی درخت ہوتا کہ اوسکو کاٹ ڈالتے یہ فرمانا آپکا غایت درجے کے خوف
پر دال ہے اور کیون نہو ع نزدیکان را بیش بود حیرانی ٭ غرضکہ پھر دوسرے معجزے کے اظہار
کا حکم دیا واد خل یدك فی جیبك تخرج بیضاء من غیر سوء مراد جیب سے طوق قمیص ہے
جیب اوسکو اس لیے کہتے ہین کہ وہ قطع کی جاتی ہے تاکہ سر داخل ہو سورۂ قصص مین اسلك
یدك فی جیبك فرمایا ہے ادخل مین جو مبالغہ ہے وہ اسلک مین نہین ہے رہی یہ بات کہ آستین

سلک ادخال در آوردن اون
اور سلک باطن در کشیدن
چیزے در چیزے یعنی
دونون کے قریب
ہین لیکن ادخال مین
بہ نسبت سلک کے
مبالغہ ہے کیونکہ سلک
قریب ہونا ہے بہ بعد
ہونی کو تاکہ آین پر قید
ہین اور ادخال مین
ذرا شدت و زور ہے
گویا کسی نے کسی شے
مین زور سے گھسا دیا
واللہ اعلم ١٢ منہ

مین ہاتھہ کے داخل کرنے کا امر نہ فرمایا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ صوف کا جبہ پہنے
ہوئے تھے اوسکے آستین نہ تھی کسی نے کہا کہ کوتاہ آستین تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام پر صوف کا جبہ تھا وہ اونکی دونو کہنیون تک
نہین پہنچتا تھا سو اونسے فرمایا کہ تو داخل کر اپنا ہاتھہ اپنی جیب مین پس اونہون نے اوسکو
داخل کیا تخریج جواب ہے اوخل کا کسی نے کہا کہ عبارت مین حذف ہے تقدیر یہ ہے ادخل
یدک تدخل واخرجہا تخرج حالانکہ اس حذف کی کوئی حاجت نہین ہے معنی یہ ہین کہ تو اپنے
ہاتھہ کو اپنے گریبان مین داخل کر تو وہ نکلیگا اپنے خلاف گندمی رنگ پر سفید بدون برص کے
یا بغیر کسی آفت کے آفات سے یہ صنعت احتراس ہے چونکہ بیضا مین برص وغیرہ کا شبہہ
ہوتا تھا اس لیے من غیر سوء فرماکر اوس شبہہ کو رفع کر دیا مفسرین نے کہا ہے کہ حضرت موسی
پر صوف کا جبہ تھا اوسکے دو آستینین تھین گھنڈیان سو اونہون نے اپنا ہاتھہ گریبان مین گھسایا
اور اوسکو نکالا تو اوسی دم وہ بجلی کی طرح چمکتا تھا اور اوسکا ایسا شعاع پڑتا تھا کہ بینائی کو ڈھانکتا
تھا سمین نے کہا ہے کہ بیضا حال ہے فاعل تخرج سے اور من غیر سوء یا تو دوسرا حال ہے
یا بیضاء کی ضمیر سے حال ہے یا صفت ہے بیضاء کی اللہ پاک اسپر قادر تھا کہ اونکے ہاتھہ کو
سفید چمکتا کر دے بدون اسکے کہ اوسکو جیب مین داخل کرین اور اسپر بھی قادر تھا کہ اونکے
عصا کو اژدہا بنا دے اور وہ اونکے ہاتھہ مین ہو لیکن اونسے اونکا امتحان لیا ساتھہ اس حکم
کے کہ ہاتھہ کو جیب مین داخل کرین اور عصا کو ڈالین اللہ پاک کو پہنچتا ہے کہ انواع معجزات مین سے
جس معجزہ سے امتحان کے ساتھہ چاہے اپنے بندون کا امتحان کرے قولہ تعالے
فی تسع اٰیاتٍ ابو البقاء نے کہا محل نصب مین ہے بنا بر حال فاعل تخرج سے فتح القدیر
و فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ بعید ہے وجہ بعد کی معلوم نہین ہوتی حالانکہ جس محذوف سے
یہ متعلق ہے یعنی لفظ آیۃ اوسکی تصریح سورۂ طہ مین موجود ہے وہان یون فرمایا ہے تخرج بیضاء
من غیر سوء اٰیۃ اخری معنی یہ ہین کہ نکلے گا وہ ہاتھہ درانحال کہ ایک آیت و نشانی ہوگا
مندرج جملے مین نو نشانیون کے کذا افادہ الخفاجی کسی نے کہا کہ محذوف سے متعلق ہے
ای اذہب فی تسع آیات یعنی جا تو نو نشانیون مین کسی نے کہا کہ متعلق ہے اس قول سے

ع نکلے گا چمکتا ہوا کرنیہ
بری طرح ایک نشانی
اور ۱۲

الق عصاک وادخل یدک فی جملہ تسع آیات کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ان دونون مین سے نشانیان
ہین نو نشانیون سے یعنی عصا و ید بیضا پس اس صورت مین نشانیان گیارہ ہونگی دوطوفہ یہ ہوئین
تیسری فلق یعنی دریا کا پھٹنا چوتھے طوفان پانچوین جراد یعنی ٹڈی چھٹی قمل یعنی جوئین ساتوین
ضفادع یعنی مینڈک آٹھوین دم یعنی خون نوین طمس دسوین جدب یعنی خشک سالی اونکے
بوادی مین گیارہوین نقصان اونکے کھیتون مین ہان یون ہو سکتا ہے کہ جدب بنسبت اہل
بوادی کے تھا اور نقصان زرع کا بنسبت مزارع کے تو اس اعتبار سے ایک نشانی ساقط ہوگئی
اسی طرح بحر کا فلق بھی ساقط ہے کیونکہ یہ اون نشانیون مین سے نہین ہے جو کہ فرعون کی
دعوت کے واسطے تھین بلکہ یہ تو اون کے ہلاک کرنے کو ہوا جبکہ اونہون نے اصرار و عناد
کیا پس مراد وہ نو نشانیان ہین جن کے ساتھہ حضرت موسی علیہ السلام فرعون کی طرف بھیجے
گئے اور وہ فقط نو ہین نحاس نے کہا بہتر سے بہتر قول جو اس باب مین کہا گیا ہے یہ ہے کہ
ید بیضا نو نشانیون مین داخل ہے اسی طرح مہدوی و قشیری نے کہا ہے زجاج و قشیری نے
کہا ہے کہ تو یون بولتا ہے کہ خرجت فی عشرۃ نفر اور حالانکہ تو اونمین کا ایک ہے یعنی نکلا مین
دسوان دس مین کا پس فی بمعنی من ہے بسبب قرب فی کے من سے جس طرح کہ تو یون کہتا ہے
تحدثی عشرا من الابل فیہا فلان ای منہا یعنی لے تو میرے واسطے دس اونٹون سے کہ اونمین
سے دو نر ہون کسی نے کہا کہ فی بمعنی مع ہے ید بیضا اور عصا نو سے خارج ہین اسی طرح ابن
عطیہ نے کہا ہے قولہ تعالی الی فرعون وقومہ فراء نے کہا کہ عبارت مین اضمار ہے ای انک
مبعوث او مرسل الی فرعون و قومہ اسی طرح زجاج نے بھی کہا ہے یعنی تو بھیجا گیا ہے طرف
فرعون کے اور اوسکی قوم کے پھر اس فعل مقدر کی علت بیان فرمائی انھم کانوا قوما فاسقین
یعنی تو اونکی طرف اس واسطے بھیجا گیا ہے کہ وہ ایک لوگ ہین نکلنے والے حدون سے کفر و
عدوان و سرکشی مین یعنی بڑے سخت کافر و سرکش ہین فلما جاءتھم اٰیاتنا مبصرۃ قالوا ھذا
سحر مبین پھر جب آئین اونکے پاس ہماری نشانیان جو کہ موسی کے ہاتھہ پر تھین اس حال مین کہ
وہ روشن و ظاہر تھین تو بولے یہ جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہین منجملہ خوارق عادات کے خصوصی
سوی لیکر آیا ہے سحر مبین ہے اوسکا جادو پن واضح و ظاہر ہے مبصرۃ صیغہ اسم فاعل کا ہے

سلط ربنا اطمس علی
اموالھم پس اونکے
اموال پتھر ہوگئے تو
کہتے ہین درہم و
دنانیر کو ہم نے

مفعول پر اوسکا اطلاق کیا ہے جیسے ماء دافق بمعنی مدفوق ہے غرض اس سے آگاہ
کرنا ہے اس بات پر کہ وہ نشانیان مارے اپنے فرط وضوح و ظہور و روشنی کے ایسی
ہین کہ خود اپنی ذات کو دیکھین اگر وہ اون چیزون مین سے ہون جو کہ دیکھتے ہین کقولہ تعالے
وآتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ اسکی تحقیق اول گذر چکی ہے علی بن الحسین وقتادہ نے
مبصرۃ پڑہا ہے مبصرہ کہتے ہین اوس مکان کو جسمین تبصر کثیر ہوتا ہے جس طرح کہتے ہین کہ
ارض مجبنۃ ومنجلۃ والاول اولیٰ مفعلہ کا وزن کثرت کے واسطے آیا کرتا ہے مثلاً جس جگہہ
قبرین بہت ہوتی ہین تو اوسکو مقبرہ بولتے ہین خربوزے کی فالیز کو مبطخہ کہتے ہین محلی نے کہا
ہے کہ مبصرۃ بمعنی مضیئۃ واضحۃ ہے یعنی روشن وظاہر خفاجی نے کہا کہ اضافت معنوی تو
سب نشانیون مین ہے اور حسی بھی ہے بعض مین اور وہ ید بیضا ہے سمین نے کہا کہ
نسبت ابصار کی آیات کی طرف مجاز ا ہے اس لیے کہ اون کے سبب سے دیکھا جاتا ہے
تو گویا وہ خود دیکھنے والی ہوئین جحدوا بہا واستیقنتہا انفسہم ظلما وعلوا محاورے مین بولتے ہین
جحد حقہ وبحقہ یعنی اوسکے حق کا انکار کیا دونون کے ایک معنی ہین ابو عبیدہ نے کہا کہ حرف
باز ائد ہے اور حرف واو حالیہ ہے اور کلمۂ قد مقدر ہے اور استیقان مین زیادہ تر مبالغہ
ہے ایقان سے کیونکہ اوسمین سین زیادہ ہے زیادتی حرف کی دال ہوتی ہے زیادتی معنی پر اور
ظلما وعلوا حال ہین جحدوا کی ضمیر سے یعنی ظالمین لہا ومستکبرین عنہا معنی یہ ہین کہ تکذیب کی
اون آیتون کی اور اونکا اقرار نہ کیا حالانکہ اونکے جیون نے خوب یقین کر لیا اس بات کا کہ
وہ اللہ کے پاس سے ہین انکار کیا اونکا اس حال مین کہ وہ ظلم کرنے والے تھے اونپر کقولہ
تعالے بما کانوا بآیاتنا یظلمون ولقد ظلموا بہا آیتون پر ظلم یہ کیا کہ اونکو اونکے رتبۂ عالی سے
اوتارا اور اونکا نام جادو رکہا اور اس حال مین کہ تکبر کرنے والے تھے اونپر ایمان لانے سے
کقولہ تعالے والذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا کسی نے کہا کہ دونون منصوب ہین بنا بر علت
یعنی حامل وباعث تکذیب آیات پر ظلم وعلو ہوا مطلب یہ ہے کہ ظلم وعلو کے سبب سے اونہون نے
آیتون کو جھٹلایا یہ بھی جائز ہے کہ دونون صفت ہون مصدر محذوف کی ای جحدوا بہا جحودا ظالما
وعلوا یعنی انکار کیا اونہون نے آیتون کا انکار کرنے کر ایسا انکار کرنا کہ ظلم وعلو تھا زجاج نے کہا

لہ اور ہے خبر ہوئی کا واو حالیہ ہو کر ۱۲
لہ پر کہ ہماری آیتون زبردستی کرتے تھے ۱۲
لہ اور انہون نے جبکہ جانین اونہون نے یقین ہماری اور ظلم کیا اونکی طرف سے ۱۲

تقدیر یہ ہے وجحدوا بہا ظلما وعلوا ای شرکا وتکبرا عن ان یومنوا بما جاء بہ موسی وہم یعلمون انہا
من عند اللہ یعنی انکار کیا اونہون نے آیتون کا مارے شرک کے اور مارے تکبر کے اس سے
کہ ایمان لائین اوس شی پر جسکو موسی علیہ السلام لیکر آئے حالانکہ وہ جانتے ہین کہ وہ آیتین اللہ تعالی
کے پاس سے ہین فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین پس ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو
خوب فکر کر اسمین کیونکہ اسمین عبرت ہے واسطے عبرت لینے والون کے انجام کار اونکا یہ ہوا
کہ یہان تو اونکے واسطے ڈبانا ہوا دریا مین اوس صفت ہولناک پر اور وہان جلانا ہوا اسکا
ذکر صرف اس لیے نہین کیا کہ منظور راگاہی بخشنا ہے اس بات پر کہ گویا یہ پیش نظر ہے واسطے
ہر ناظر کے اور مشہور ہے درمیان ہر بادی وحاضر کے یمن نے کہا ہے کہ کیف خبر مقدم کان
ہے اور عاقبۃ اوسکا اسم ہے اور جملہ محل نصب مین ہے بنا بر نزع خافض اس واسطے کہ وہ معلق ہے
انظر یعنی تفکر کا پھر جب اللہ پاک حضرت موسی علیہ السلام کے قصے سے فارغ ہوا تو حضرت داؤد
حضرت سلیمان علیہما السلام کا قصہ شروع کیا یہ قصہ اور اسکا ماقبل ومابعد مثل بیان وتقریر کے ہے
واسطے اس آیت کریمہ کے وانک لتلقی القران من لدن حکیم علیم پس ارشاد فرمایا
ولقد اٰتینا داود وسلیمان علما وقالا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ
المومنین ○ وورث سلیمن داود وقال یاایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا
من کل شیء ان ہذا لہو الفضل المبین ○ وحشر لسلیمن جنودہ من الجن والانس
والطیر فہم یوزعون ○ حتی اذا اتوا علی واد النمل قالت نملۃ یاایہا النمل ادخلوا
مسکنکم لا یحطمنکم سلیمن وجنودہ وہم لا یشعرون ○ فتبسم ضاحکا من قولہا
وقال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحا
ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصلحین ○ اور ہمنے دیا داود اور سلیمان کو ایک علم
اور بولے شکر اللہ کا جسنے ہمکو بڑہایا اپنے بہت بندون ایمان والون پر اور وارث ہوا سلیمان
داود کا اور بولا لوگو ہمکو سکہائی ہے بولی اوڑتے جانورون کی اور دیا ہمکو ہر چیز مین سے بیشک
یہی ہے بڑائی صریح اور جمع کیے سلیمان کے پاس اوسکے لشکر جن اور انسان اور اوڑتے
جانور پھر اونکی مثلین غنٹین یہان تک کہ جب پونہچے چیونٹیون کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے

ای چیونٹیون گھس جاؤ اپنے گھرون مین نہ پیس ڈالے تمکو سلیمان اور اوسکے لشکر اور اونکو
خبر نہو پھر مسکرا کر ہنس پڑا اوسکی بات سے اور بولا ای رب میری ہمت مین دے کہ شکر
کرون تیرے احسان کا جو تو نے کیا مجھپر اور میرے مان باپ پر اور یہ کہ کرون کام نیک
جو تو پسند کرے اور ملا لے مجھکو اپنی مہر سے اپنے نیک بندون مین ف وارث ہوا
یعنی نبی ہوا اور بادشاہ ہوا باپ کی جگہہ اور بیٹے تھے وہ اس مقام پر نہوئے اور ہر چیز مین
سے دیا یعنی جو چیزین دنیا مین درکار ہین ف چیونٹی کی آواز کوئی نہین سنتا اون کو معلوم
ہوگئی ف اون کے باپ پر تو ہزارون احسان تھے اور مان پر بھی کہہ ہوئے ایک تو مشہور
ہے کہ بڑی بارساتھین کہتے ہین وہی تھین جن کا ذکر ہے سورۂ صاد مین اوس چیونٹی کی بات
سمجھکر اون کو شکر آیا اللہ کا انتہی ف حضرت داود اور اونکے فرزند ارجمند حضرت
سلیمان علیہما الصلوٰۃ والسلام اللہ پاک کے دو بندے اور دو نبی ہین اونسے جو نعم جزیلہ و
مواہب جلیلہ وصفات جمیلہ کا اونپر انعام کیا اور دنیا و آخرت کی سعادت اونکو دی دنیا مین تو
ملک و سلطنت و تمکین تام اور دین مین نبوت و رسالت عطا فرمائی سو اللہ پاک اسکی خبر دیتا ہے
اور اسی لیے یون فرماتا ہے ولقد آتینا داود و سلیمان علما وقالا الحمد للہ الذی فضلنا
علی کثیر من عبادہ المومنین **ابن ابی حاتم** نے کہا ابراہیم بن یحیی بن ہشام سے ذکر کیا
ہے کہ ابراہیم نے کہا مجھے خبر دی میرے باپ نے میرے دادا سے کہا کہ عمر بن عبد العزیز
رضی اللہ عنہ نے لکھا ان اللہ لم ینعم علی عبدہ نعمۃ فحمد اللہ علیہا الا کان حمدہ افضل
من نعمتہ لو کنت لا تعرف ذلک الا فی کتاب اللہ المنزل قال اللہ تعالی ولقد آتینا داود
و سلیمان علما وقالا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المومنین فای نعمۃ افضل مما اوتی داود و سلیمان علیہما السلام **قولہ تعالی** وورث
سلیمان داود یعنی وارث ہوا سلیمان داود کا ملک و نبوت مین وراثت مال کی مراد نہین ہے کیونکہ
اگر ایسا ہوتا تو تنہا حضرت سلیمان خاص نہ کیے جاتے حضرت داود کی باقی اولاد کے درمیان
سے اس لیے کہ حضرت داود کی تو سو بیبیان تھین لیکن اس سے مراد وراثت ملک و نبوت کی
ہے پس بیشک انبیا علیہم السلام کے اموال کی وراثت نہین کیجاتی ہے چنانچہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسکی خبر دی ہے اپنے اس قول مین نحن معاشر الانبیاء لا نورث

لما ترکنا ہ فھو صدقۃ یعنی ہم خاص گروہ انبیاء کے ہماری میراث نہین لیجاتی ہے جو کچھ ہمنے چھوڑا سو وہ صدقہ ہے قولہ تعالی وقال یاایھا الناس علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شئی حضرت سلیمان علیہ السلام خبر دیتے ہین اللہ پاک کی نعمتون کی جو اونپر ہین اوس ملک تام و سلطنت عام و تمکین عظیم مین جو اون کو بخشی ہے یہان تک کہ انس و جن و طیور کو اونکا فرمان بردار کردیا پرندون اور حیوانون کی زبان بھی جانتے تھے یہ ایک ایسی شے ہے کہ بشر مین سے کسی کو نہین ملی ہمارے علم مین جسکی اللہ و رسول نے خبر دی ہے جاہل نادان نالائق لوگون مین سے جس شخص کا یہ زعم ہے کہ قبل سلیمان بن داود علیہما السلام کے حیوانات بولتے تھے مثل بولنے بنی آدم کے چنانچہ بہت لوگ اس بات کو بکا کرتے ہین سو یہ قول بلا علم ہے اگر بات ایسی ہی ہوتی تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو اسکے ساتھ خاص فرمایا اس تخصیص کا کوئی فائدہ نہوتا کیونکہ سارے لوگ طیور و بہائم کی باتین سنتے تھے اور جو کچھ وہ کہتے ہین اوسکو سمجھتے تھے حالانکہ بات ویسی نہین ہے جو اونکا زعم و قول ہے بلکہ بہائم و طیور و سائر مخلوقات جب سے کہ پیدا ہوے ہمارے اس وقت تک اسی شکل و طریق پر ہوتی آئی ہے لیکن اللہ پاک نے طیور وغیرہ کی بات چیت حضرت سلیمان علیہ السلام کو سمجھا دی پرندے ہوا مین جو کچھ آپس مین بات چیت کرتے ہین اور حیوانات مع اختلاف انواع و اصناف جو کچھ بولتے ہین وہ اس سب کو سمجھتے تھے اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا علمنا منطق الطیر و اوتینا من کل شئی یعنی منجملہ اون چیزون کے جن کی طرف ملک کو حاجت ہوتی ہے ان ھذا لھو الفضل المبین یعنی بیشک یہ البتہ فضل ظاہر و بین ہے اللہ کا ہمپر امام احمد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے داود علیہ السلام مین سخت غیرت تھی سو جس وقت وہ نکلتے تو دروازے بند کردیے جاتے تھے پھر کوئی اونکے گھر والونمین داخل نہوتا تھا یہان تک کہ لوٹ کر آئین فرمایا پس وہ ایکدن نکلے اور دروازے بند کردیے گئے پھر ایک عورت آئی جھانکنے لگی طرف گھر کے تو ناگاہ ایک مرد کھڑا ہوا ہے بیچ گھر کے تو اوس عورت نے اون لوگون سے کہا جو گھر مین تھے کہ یہ مرد کہان سے گھس آیا حالانکہ گھر بند ہے واللہ البتہ ہم فضیحت ہونگے ساتھ داود کے پھر داود علیہ السلام آئے تو ناگاہ وہ مرد کھڑا ہوا ہے

بیچ گھر کے پس داود نے اوس سے کہا تو کون ہے تو اوسنے کہا الذی لا یہاب الملوک ولا یمتنع من الحجاب یعنی وہ شخص ہے جو بادشاہون سے ڈرتا نہین ہے اور نہ دربانون سے رکتا ہے پس حضرت داؤد نے کہا تو آ تجھ والا ملک الموت ہے مرحبا ہے اللہ کے امر کو بیچ داخل ہوئے حضرت داود اپنے مکان مین یہان تک کہ اونکی جان قبض کی گئی یہان تک کہ اونکے کام سے فراغت کی گئی اور طلوع ہوا اوپر سورج تو سلیمان علیہ السلام نے پرندون سے کہا کہ سایہ کرو داود پر پس سایہ کیا اوپر طیور نے یہان تک کہ تاریک ہوگئی اوپر زمین پھر سلیمان علیہ السلام نے الوسنی کہا کہ قبض کرو تم ایک ایک پر آبو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ کس طرح کیا طیور نے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبض فرمایا اپنا ہاتھ اور غالب ہوئے تھے اوپر اون دن مضرجیہ ابوالفرج ابن جوزی نے کہا کہ المضرجیۃ النسور الحمر یعنی مضرجیہ سرخ گدھون کو کہتے ہین **قولہ تعالی** وحشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر فھم یوزعون یعنی جمع کیے گئے واسطے سلیمان علیہ السلام کے اون کے لشکر جن وانس وطیور سے مراد یہ ہے کہ وہ اونمین سوار ہوئے ایک بڑی ابہت وعظمت مین مطلب یہ ہے کہ بڑی شان وشوکت و دبدبہ کے ساتھ آدمیون کے مجمع مین سوار ہوئے اونسے متصل آدمیون ہی کا لشکر رہتا تھا اور جن بعد اونکے تھے مرتبے مین پرندون کا مرتبہ یہ ہوتا تھا کہ اونکے سر پر ہوتے تھے پس اگر گرمی ہوتی تو اپنے پرون سے اوپر سایہ کرتے تھے فھم یوزعون کا مطلب یہ ہے کہ اونکے اول روکے جاتے تھے اونکے پچھلون پر تا کہ جسکا جو مرتبہ مقرر کیا گیا ہے اوس سے کوئی آگے نہ بڑھ جاے غرض یہ کہ ہر ایک اپنے مثل مین رہے چل بچل نہونے پاے **مجاہد** نے کہا کہ مقرر کیے گئے تھے ہر صنف پر وزعہ وہ روکرتے تھے اونکے اگلون کو اونکے پچھلون پر تا کہ چلنے مین آگے نہ بڑھ جائین جسطرح کہ بادشاہ لوگ آج کل کیا کرتے ہین ووزعہ جمع ہے وازع کی وازع کہتے ہین باز رکھنے والی کو اور سرہنگ وسالار لشکر کو مطلب یہ ہے کہ لشکر کے ہر صنف پر افسر سردار مقرر تھے کہ وہ اپنے اپنے لشکر کا حفظ وضبط کرتے تھے کہ کوئی آگے پیچھے بے مثل نہونے پاے **قولہ تعالی** حتی اذا اتوا علی وادی النمل یعنی چلتے چلتے یہان تک کہ جس وقت گذر کیا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مع اون لشکرون کے جو اونکے ہمراہ تھے چیونٹیون کے میدان پر تو قالت نملۃ الی قولہ لا یشعرون

امام ابن عساکر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اس چیونٹی کا نام
حرس تھا اور وہ اوس قبیلے سے تھے جسکو بنو الشیصان کہتے تھے اور وہ لنگڑی تھی بقدر
ذئب کے یعنی بھیڑیے کی برابر تھی غرض یہ ہے کہ وہ چیونٹی چیونٹیون پر دری اس بات سے
کہ گھوڑے اپنی ٹاپون سے اونکو پیس ڈالین سو اوسنے اونکو حکم دیا کہ اپنے گھرونمین گھس جائین
پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے اوسکی یہ بات سمجھ لی تو وہ اوسکی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے
اور کہا رب اوزعنی تا ترضاہ یعنی ای رب میرے تو الہام کر مجھکو اس بات کا کہ مین شکر کرون تیری
نعمت کا جسکا تو نے مجھپر احسان کیا ہے کہ پرندون کی اور حیوان کی بولی مجھے سکھائی ہے
اور میرے ماں باپ پر کہ وہ تیرے مطیع و منقاد ہوئے اور تجھپر ایمان لائے اور اس بات کا
کہ مین کرون نیک کام جس کو تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے وادخلنی برحمتك فی
عبادك الصالحین یعنی جس وقت تو مجھے وفات دے تو ملا مجھکو ساتھہ نیکون کے اپنے
بندون سے اور ساتھہ رفیق اعلی کے اپنے اولیاء سے مفسرون مین سے جس کسی نے یہہ
کہا ہے کہ یہ وادی زمین شام مین تھی یا غیر شام مین اور یہ چیونٹی دو بازو والی تھی مثل مکھی کے
یا اسکے سوا اور اقوال سو اونکا کچھہ حاصل نہین ہے **نوف بکالی** سے مروی ہے کہا کہ
کان نبل سلیمان علیہ السلام امثال الذئاب یعنی سلیمان علیہ السلام کی چیونٹیان مثل بھیڑیون کے
تھین اسی طرح مین نے اوسکو دیکھا ہے ضبط کیا ہوا ساتھہ یاے مثناۃ تحتانی کے اور حال یہ ہے
کہ وہ بہائے موحدہ ہے اور وہ تصحیف ہے واللہ اعلم غرض یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام
نے چیونٹی کی بات سمجھ لی اور مسکرا کر ہنس پڑے اور یہ ایک نہایت ہی عظیم بات ہے **ابن ابی حاتم**
نے ابو الصدیق ناجی سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام نکلے پانی
مانگ رہے تھے تو ناگاہ اونہون نے دیکھا کہ ایک چیونٹی اپنی پشت پر چت لیٹی ہوئی اپنے پاؤن
آسمان کی طرف اوٹھائے کہہ رہی ہے اللھم انا خلق من خلقك ولا غنی بنا عن سقیاك
والا تسقنا تھلکنا یعنی ای اللہ ہم ایک خلق ہین تیری خلق سے اور ہمکو بے نیازی نہین ہے
تیرے پانی پلانے سے اور اگر تو ہمکو پانی نہ پلائیگا تو ہمکو ہلاک کریگا پس حضرت سلیمان علیہ السلام
نے فرمایا لوٹ چلو اب مقرر تم پانی دیے گئے تمہارے خیر کی دعا سے **مسلم** نے کہا حضرت ابو ہریرہ

یعنی بہائی مثناۃ
تحتانی تصحیف ہے اور
صحیح ذاب بہائی ہوز
ہے یعنی وہ چیونٹیان
مثل بھیڑیون کے تھین ۱۲
(۱۰ ۱۲ عفی عنہ)

رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ کسی نبی کو انبیاء میں سے
ایک چیونٹی نے کاٹا تو اوسنے قریہ[۱] نمل کو حکم دیا تو وہ جلا دیا گیا پس اللہ نے طرف اوس کے
وحی بھیجی کیا اس بات میں کہ کاٹا تجھکو ایک چیونٹی نے ہلاک کر دیا ایک امت کو امتوں سے
کہ وہ تسبیح کرتی تھی پس کیوں نہیں ایک چیونٹی کو مطلب یہ ہے کہ ہلاک کرنا تھا تو ایک کو ہلاک
کیا ہوتا سب کا کیا قصور تھا کہ سب کے گھر کو جلا ڈالا کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان
فاتح یہ ہے کہ آتینا کے معنی ہیں اعطینا یعنی عطا کیا ہمنے داود کو اور اوسکے بیٹے سلیمان کو علم
تنوین علم کی یا تو واسطی نوع کے ہے یعنی ہمنے اون کو ایک قسم کا علم دیا یا واسطی تعظیم کے ہے
یعنی اون کو علم کثیر دیا کسی نے کہا مراد علم دین کا ہے اور حکم کسی نے کہا علم قضا و سیاست کا
کسی نے کہا حضرت داود کا علم تسبیح طیر ہے اور حضرت سلیمان کا علم منطق طیر و دواب ہے
حضرت داؤد علیہ السلام کے اونیس بیٹے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام اونمیں کے ایک ہیں
حضرت داؤد علیہ السلام سو برس زندہ رہے درمیان اونکے اور حضرت موسی علیہ السلام کے
۵۶۹ برس کی مدت ہے حضرت سلیمان کچھ اوپر پچاس برس زندہ رہے درمیان اون کے
اور حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ہزار سات سو برس کی مدت ہے
تحریر مراہی طرح ذکر کیا ہے وقالا الحمد للہ حرف واو واسطے عطف کے ہے محذوف پر
اس لیے کہ یہ مقام مقام ہی حرف فا کا تقدیر یہ ہے ولقد آتینا ہما علما فعملا بہ وقالا شکرا للہ الحمد للہ
یعنی البتہ مقرر ہمنے دیا دونوں کو علم تو اونہوں نے اوسپر عمل کیا اور ہر ایک نے اونمیں سے کہا
واسطی شکرا للہ کے الحمد للہ اس تقدیر کی تائید یہ بات کرتی ہے کہ شکر زبان کے ساتھ اوسی وقت
اچھا ہوتا ہے کہ اوس سے سابق دل کا عمل ہوا ہو وہ دل کا عمل یہی عزم کرنا ہے طاعت کے
کرنے پر اور معصیت کے چھوڑنے پر الذی فضلنا علی کثیر من عباده المومنین یعنی شکر ہے
اللہ کا جسنے فضیلت دی ہمکو ساتھ علم و نبوت کے اور فرمانبردار کرنے طیور و جن و انس و شیاطین
کے اپنے بہت بندوں ایمان والوں پر اون لوگوں میں سے جن کو علم نہیں ملا یا مثل ہمارے
علم کے نہیں ملا یہ بات جو اونہوں نے کہی سو طور تحدث نعمت الہی کے اور شکر کے کہی اپنی
جان کو کل پر فضیلت نہیں دی واسطی تواضع و فروتنی کے ظاہر نظم کریم سے یہ بات معلوم ہوتی ہے

[۱] قریہ نمل سے مراد چیونٹیوں کا مسکن خانہ ہے ۱۲ منہ

کہ تسخیر اشیاسے مذکورہ کی واسطے ہر ایک کے تھی یعنی حضرت داؤد وحضرت سلیمان علیہما السلام
دونون کے واسطے وہ اشیا مسخر کیے گئے تھے فضلنا کی تفسیر من محلی وخازن وخطیب نے
اشیاسے مذکورہ کا ذکر کیا ہے آیت مین کئی باتون پر دلیل ہے ایک تو اس بات پر
کہ علم ایک شریف شی ہے اور اوسکا مرتبہ رفیع وبلند ہے دوسرے عاملین علم اور اہل علم کا سب
پر تقدم ہے تیسرے جن نعمتون کا اللہ پاک اپنے بندون پر انعام فرماتا ہے نعمت علم کی اون سب
سے اجل وبزرگتر ہے چوتھے جس شخص کو علم عطا ہوا تو اوسکو بہت سے بندون پر فضیلت
ملی اور شرف جلیل اوسکو دیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو علماء کو ورثۃ الانبیاء فرمایا ہے
سو اسی لیے کہ عالم لوگ شرف ومنزلت مین انبیاء علیہم السلام کے قریب ہین کیونکہ جس کام کے
واسطے انبیا مبعوث ہوئے ہین اوسکے ساتھہ قیام کرنے والے یہی علما ہین پانچوین یہ کہ بسبب
اس نعمت بزرگ وسترگ کے علما پر لازم ہے کہ جو شے اللہ پاک نے اونکو عطا فرمائی ہے اوسپر
اللہ کی حمد کرین اور شکر بجالائین اور یہ اعتقاد کرین کہ جس طرح اون کو بہت سون پر فضیلت دی گئی
ہے، اسی طرح اونپر ہی اور لوگون کو مثل اون کے فضیلت دی گئی ہے فوق کل ذی علم علیم کو
پیش نظر رکھین یہ نہ سمجھین کہ جو کچھہ ہین ہم ہی ہین حضرت امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ نے
کیا خوب فرمایا ہے کل الناس افقہ من عمر یعنی سب لوگ عمر سے زیادہ تر سمجھہ رکھتے ہین اس سے
صاف ظاہر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجود اپنے علم وفضل کے دوسرون کے زیادہ
عالم ہونے کے قائل ہوے فتح القدیر وفتح البیان مین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ
کا قول ذکر کیا جسکا ذکر اول ہو چکا ہے بعد اوسکے یہ کہا ہے کہ جو بات اونہون نے سمجھی اوسپر
آیت دال نہین ہے آیت تو اس بات پر دال ہے کہ حضرت داود وحضرت سلیمان علیہما السلام نے
اللہ پاک کی حمد کی اون نعمتون پر جن کے ساتھہ اللہ تعالے نے اون کو فضیلت دی پھر کہا نے
اسپر دلالت کرتی ہے کہ حمد اللہ کی افضل ہے اوسکی نعمت سے انتہی کاتب الحروف عفا اللہ عنہ
عرض کرتا ہے کہ صاحب فتح القدیر کی غرض یہ ہے کہ حضرت عمر ثانی نے جو اس آیت سے اسپر
استدلال کیا ہے کہ اللہ کی حمد اوسکی نعمت سے افضل ہے ٹھیک نہین ہے حالانکہ اون کا
استدلال بغایت ٹھیک ہے اور کیون نہو اونکے فضائل ومناقب جو ہین وہ تو بجای خود مذکور ہین

صرف اونکا عمر ثانی ہونا ایک ایسی فضیلت ہے کہ سارے فضائل کی تاج سر ہے اون کی
غرض یہ ہے کہ اللہ پاک نے جو جو نعمتین حضرت داود و حضرت سلیمان علیہما السلام کو عطا فرمائین
و کسی بندے کو نہین دین پھر اللہ پاک نے اون کی طرف سے نقل فرمایا کہ اونہون نے اونپر
اللہ کی حمد کی اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کی حمد ایسی شی ہے کہ اون ساری نعمتون کی عوض ہوگئی
بعد اون کے اللہ پاک کسی بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور وہ نعمت بالضرور اونکی نعمتون
سے کم درجے کی ہوگی پھر وہ بندا وسپر اللہ کی حمد کرے تو بالیقین اوسکی حمد اوسکی نعمت سے
افضل ہوگی کیونکہ اللہ کی حمد تو ایسی شی ہے کہ اون دونون کی نعمتون کی مقاوم ہوگئی اونکے
روبرو اس بندے کی نعمت کی کیا وقعت ہے ایک وجہ تو حمد کے افضل ہونے کی نعمت سے
یہ ہوئی دوسری وجہ یہ ہے کہ نعمتین تو فانی ہین اور اللہ کی حمد باقی ہے باقی بالیقین فانی سے
افضل ہے والباقیات الصالحات آلا یہ اسکی دلیل ہے عجب حسن اتفاق ہے اس وقت ایک
حکایت یاد آئی شاید روض الریاحین مین ہے کہ ایک وقت حضرت سلیمان علیہ السلام مع خدم و حشم
بڑے ٹھاٹھ سے جارہے تھے ایک شخص راہ مین جارہا تھا اوسنے یہ تزک و احتشام دیکھکر تعجب
سے کہا کہ ملک تو یہی ہے حضرت سلیمان نے اوسکی بات سن لی تو فرمایا کہ ایک بار سبحان اللہ کہنا
اس سب سے بہتر ہے کیونکہ یہ فانی ہے اور اوسکا ثواب باقی ہے حضرت عمر بن عبد العزیز کے
آخر قول مین یہ لفظ ہے وای نعمۃ افضل مما اعطی داود و سلیمان علیہما السلام اگر صاحب فتح القدیر
اسمین ذرا سا تامل فرماتے تو اون کے استدلال کا پتا لگ جاتا بھلا عمر بن عبد العزیز ایسے شخص مین
کر اونکا استدلال بمعنی ہو معاذ اللہ ہماری سمجھ کا قصور ہے عفا اللہ عنا وعنہم اللھم ارنا الحق حقا والباطل
باطلا باجاہ من انزلت علیہ قل جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا اللھم فصل وسلم و
بارک علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین آمین **قولہ تعالی** وَوَرِثَ سلیمان داود یعنی حضرت سلیمان وارث
ہوئے حضرت داود کے علم و نبوت کے یا کتب کے اس باب مین وہ اونکے قائم مقام ہوئے
باقی اولاد نہوئی **قتادہ** و کلبی نے کہا کہ حضرت داود کے اوسی بیٹے مذکر تھے سو اونمین سے
حضرت سلیمان نبوت کے وارث ہوئے اگر مراد وراثت مال کی ہوتی تو خاصکر کے حضرت سلیمان
کا ذکر نہ کیا جاتا کیونکہ اسمین ساری اولاد برابر ہے اور اسی طرح جمہور مفسرین نے کہا ہے پس یہ

سلہ یعنی یاد خانہ
جسکا نام سے دیوی
ہے ۱۲ منہ

وراثت مجازی وراثت ہے جسطرح کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے العلماء ورثۃ الانبیاء
قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہا ہے کہ حضرت سلیمان وارث ہوئے حضرت داؤد کی نبوت و ملک
علم کے اور دیے گئے اوس شے کو کہ جو داود دیے گئے اور زیادہ کی گئی واسطے اونکے تسخیر
ہوا جن و شیاطین کی اور اونسے اعظم تھے ازروے ملک کے اور اقضیٰ تھے اون سے اور
داود علیہ السلام سخت تر تھے ازروے تعبد کے سلیمان علیہ السلام سے شکر کرنے والے تھے
اللہ تعالی کی نعمتون کا و قال یا ایھا الناس علمنا منطق الطیر علمنا اور اونیا کی ضمیرون مین
حضرت سلیمان و حضرت داؤد دونون مراد ہین قالہ نے اجمل جن نعمتون کا اللہ پاک نے حضرت
سلیمان پر انعام کیا اور اونکے ساتھ اونکو مخصوص فرمایا سو اونکا بیان و شکر کرنے کے واسطے
بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے کہتے ہین کہ لوگو ہم سمجھائے گئے ہین پرندون کی بولی قرطبی
نے کہا معنی یہ ہین تفضل کیا ہے اللہ نے ہمپر زیادہ اوس علم و نبوت و خلافت زمین پر جسکے
ہم داؤد سے وارث ہوئے ہین اس بات کا کہ ہم سکھائے گئے ہین منطق طیر کی منطق طیر سے
مراد سمجھنا ہے اوس شی کا جسکا ہر پرندہ ارادہ کرتا ہے جس وقت وہ آواز کرتا ہے اور اون معانی کا
جو اوس کے جی مین ہین پرندون کی آواز کا نام منطق اس لیے رکھا ہے کہ اوس سے مفہم
حاصل ہوتا ہے جس طرح کہ آدمیون کے بات کرنے سے مفہم حاصل ہوتا ہے منطق الطیر کا ذکر اول
کیا اس واسطے کہ یہ ایک نعمت خاص ہے ساتھ اونکے امین کوئی غیر اونکا شریک نہین ہے
فراء نے کہا ہے کہ منطق طیر سے مراد کلام طیر ہے پس کلام طیر مثل منطق آدمی کے ہیرایا گیا ہے
معنی آیت کے یہ ہین کہ ہم سمجھائے گئے ہین اوس شے کو جو کہ پرندے کہتے ہین مقتضا اس
عبارت کا یہ ہے کہ حضرت سلیمان و حضرت داود دونون پرندون کی آوازین جانتے تھے
اور اونکی مراد کو سمجھتے تھے **خطیب** نے کہا علمنا ای انا وابی بالسر امر وا سہلہ یعنی مین اور
میرا باپ ہم نہایت سہل طور پر سکھائے گئے[1] ہین **بیضاوی** مین کہا ہے کہ نطق و منطق
تعارف مین یعنی عرف و محاورے مین ہر وہ لفظ ہے جس کے ساتھ تعبیر کی جاتی ہے اوس
شے سے جو دل مین ہے خواہ یہ لفظ مفرد ہو یا مرکب مفید ہو یا غیر مفید کبھی اس کا
اطلاق ہر اوس شے پر ہوتا ہے جس کے ساتھ آواز کی جاتی ہے بنا بر

[1] جمل مین کہا ہے واللہ
ان کلاما یعلم منطق الطیر
و ہو کذلک لکن داود
کان یعلم خصوص تسبیح
و سلیمان یعرف سائر
لغتہ و جمارۃ اکثر ازان
و اللہ تعالی اورد و سلیمان
علما ای علم القضاء
و السیاسۃ و علم داود
تسبیح الجبال و الطیر و علم
سلیمان منطق الطیر
و الدواب اھ منہ

تشبیہ کے یا تبع کے جیسے یہ قول ہے عرب کا نطقت الحمامۃ یعنی کبوتری نے آواز دی
اور اسی باب سے یہ ہے کہ حیوان کو ناطق اور جماد کو صامت کہتے ہین اس واسطے کہ حیوانی
آواز مین اس جہت سے کہ وہ تابع ہین تخیلات کی قائم مقام عبارتون کی کی گئی ہین خاصکر
اور اونمین وہ آواز ہوتی ہے جو متفاوت ہوتی ہے بسبب اختلاف اغراض کے اس طور پر
کہ جو اوس کی جنس سے ہوتا ہے وہ اوسکو سمجھ لیتا ہے شاید حضرت سلیمان علیہ السلام جب
کبھی کسی حیوان کی آواز کو سنتے ہون تو اپنی قوت قدسی سے اوس غرض کو جان لیتے ہون
جسکے واسطے اوس نے آواز کی اور اوس غرض کو جسکا اوسنے قصد کیا ہو انتہی مفسرین
کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سارے حیوانات کی بولی کو جانتے
تھے صرف طیر کا اس لیے ذکر کیا ہے کہ منجملہ اون کے لشکرون کے طیور کا ایک لشکر تھا
وہ ہوا پر سایہ کرنے کے واسطے اونکے ساتھ چلا کرتا تھا پس بسبب کثرت مداخل کے اور
زیادہ آمد و رفت کے خاص کر کے اون کا ذکر کر دیا قتادہ و شعبی نے کہا ہے کہ خاصۃً طیور
ہی کی بولی کا اون کو علم تھا اگر کوئی کہے کہ چیونٹی کی بولی تو وہ سمجھتے تھے سو یہ اعتراض نہین
ہو سکتا ہے اس لیے کہ چیونٹی بھی جملۂ طیور سے ہے بہت وقت اوسکے پر نکل آتے ہین
تو وہ اوڑنے لگتی ہے اسی طرح کی وہ چیونٹی تھی جسکی اونہون نے بات سنی تھی اور سمجھی تھی
اس باب مین ایک حدیث ہے امام احمد نے زہد مین اور ابن ابی حاتم و ابن ابی شیبہ نے
ابو الصدیق ناجی سے اوسکو روایت کیا ہے اول اوسکا ذکر ہو چکا ہے کہ لفاظ کا تفاوت
ہے اس روایت مین بین لفظ ہے اللھما انا خلق من خلقك لیس بنا غنی عن رزقك فاما
ان تسقینا واما ان تھلکنا خازن و نسفی نے اپنی تفسیرون مین بعض طیور کی بولی کا ذکر کیا ہے
اور جو قرمی وغیرہ کہتی ہے اسکا بیان بھی کیا ہے اسی طرح قرطبی رحمہ اللہ نے بھی چونکہ بدون
اسناد صحیح و متصل کے وہ روایتین تھین اسلیے ہمنے اون کا ذکر ترک کیا کیونکہ منقطعین کے واسطے
اونمین کوئی بڑا فائدہ نہین ہے و اوتینا من کل شئ یعنی جس شی کی حاجت و ضرورت
ہوتی ہے وہ سب ہمکو دی ہے جیسے علم و نبوت و حکمت و مال و تسخیر جن و انس و طیر و ہوا مین
و وحشی جانور اور دواب اور ہر وہ شی جو درمیان آسمان و زمین کے ہے حضرت سلیمان

صوت کی تعریف کی ہے اور دلالت کرنے مین بھی ہے اس صورت مین لفظ بھی صوت ہوگا یا تشبیہ اوا کرنے والے کی ان سے دی ہوئی معنا و بالکنایہ ہوگا اور اثبات نطق کا اوسکے بے تخیل ہے تسبیح سے مراد شرکت ہے نطقت الحمامۃ مثال بے تشبیہ کی ہے اور ناطق و صامت بیان ہی تسبیح کا و اسکی حیوان و جماد کے پس اطلاق ناطق کا ذاکر حیوان کے بالتبع ہے یعنی ذاکر بھی مثل کلمہ کے کیونکہ سب جمادکا نام مسبح رکھا گیا جسمکو تو اور سبح جو کا نام ناطق رکھا گیا ذاکر بھی مثل کلمہ تقدیری کے کذا فی التقوی ۱۲ منہ

علیہ السلام نے بنون عظمت فرمایا یعنی صیغہ متکلم مع الغیر کا بولا حالانکہ مراد خود اونہین کی
ذات ہے سو غرض اس سے اپنا بیان حال ہے کہ مین سب کا مطاع ہون سارے میرے
مطیع و فرمان بردار ہین کوئی میری مخالفت نہین کرتا ہے واسطی تکبر و تعظیم نفس کے نہین ہے
جس طرح کہ بادشاہان دنیا تکبر و تجبر کی راہ سے خود کو مابدولت کہتے ہین جعفر بن محمد
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دیے گئے ملک مشارق و مغارب
ارض کا پس سات سو برس اور چھ مہینے بادشاہ[۱] رہے سارے اہل دنیا کے مالک ہوے
اور ہر شے اون کو عطا کی گئی اور اون کے وقت مین صنائع عجیبہ[۲] بنائی گئین یہان تک کہ جب
اللہ نے ارادہ کیا کہ اون کو قبض کرے تو اون کی طرف وحی کی کہ امانت رکھدے اللہ کا علم
و حکمت اپنے بھائی کے پاس حضرت داؤد کی اولاد چار سو اسی مرد تھے نبی بلا رسالت کے
ذہبی نے کہا یہ قول باطل ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی عظمت ملک کے بارے مین
قرطبی وغیرہ سے قصے مروی ہین اونمین سے کچھ بھی ذکر کرکے جی خوش نہین ہوتا ہے پس
اونکے ذکر سے رک رہنا اولی ہے ان ھذا لھو الفضل المبین یعنی بیشک یہ تعلیم منطق طیر اور
ایتا ہر شے جس کا مذکور ہوا البتہ فضل واضح و ظاہر ہے جو کسی پر مخفی نہین ہے یا یہ فضل
ظاہر کرنیوالا ہے ہماری فضیلت کو یہ بات جو کہی سو واسطے ادا سے شکر کے نہ بطور فخر کے
قولہ تعالے و حشر لسلیمان جنودہ من الجن والانس والطیر حشر کے معنے ہین جمع کے
یعنی جمع کیے گئے واسطے سلیمان کے لشکر اوسکے مختلف مکانون سے اوس کے کسی سفر مین
اجناس مذکورہ سے مفسرین نے مقدار لشکر کے ذکر مین طول کیا ہے اونمین سے بہت سون نے
ایسا مبالغہ کیا ہے کہ عقلین اوسکو بعید جانتی ہین اور حجت نقل سے صحیح نہین ہے بالفرض اگر
صحیح ہو جاے تو قدرت ربانیہ مین اوس سے بڑھکر اور اکثر ہو سکتا ہے فھم یوزعون کا مطلب
یہ ہے کہ اونمین سے ہر گروہ کے واسطے وازعین تھے کہ وہ اونکے اول کو آخر پر رد کرتے تھے
کہ اپنے اپنے مرتبے پر ٹھیرین کسی نے کہا کہ اونکے لشکرون مین وزیر لوگ تھے اونکو نقبا کہتے
ہین یعنی لشکر کے سردار و افسر اول لشکر کو آخر پر رد کرتے تھے تاکہ چلنے مین آگے نہ بڑھ جائین جب
کوئی شخص کسی کو باز رکھتا ہے اور روکتا ہے تو محاورۂ عرب مین اوس وقت یون بولتے ہین

[۱] یہ جو کی عبارت اول گزر چکی ہے کہ کچھ اوپر چالیس برس زندہ رہے واللہ اعلم منہ

[۲] یعنی عجیب مین دالمی والی صفحہ ۱۲

کہ وزعہ یزعہ وزعا کفہ فانزع یعنی اوسنے اوسکو روکا تو وہ رک گیا اور اوزعہ بالشی کے یہ معنی ہین کہ فلان نے فلان کو فلان شی کے ساتھہ برانگیختہ و آمادہ کیا و استوزعت اللہ شکرہ فاوزعنی کے معنی یہ ہین کہ مین نے اللہ تعالی سے اوسکے شکر کا الہام مانگا تو اوسنے مجھے اوسکا الہام کیا لڑائی مین وازع اوس شخص کو کہتے ہین جو لشکر کی صفون پر مقرر ہوتا ہے اونمین سے جو آگی بڑہتا ہے اوسکو روکتا ہے وازع کی جمع وزعہ آتی ہے اسی معنی سے کسی شاعر کا قول ہے

ومن لم یزعہ لبہ وحیاؤہ		فلیس لہ من شیب فودیہ وازع	

یعنی جس شخص کو اوس کی عقل وحیا و شرم معاصی سے باز نہین رکہتی ہے تو اوسکو اوس کے سر کے دونون کنارون کی سپیدی باز رکہنے والی نہین ہے غرض یہ ہے کہ اصل مین باز رکہنے والی معاصی اور بیہودہ باتون سے عقل وحیا ہوتی ہے جب اسنے باز نہ رکہا تو سر کے بالون کا سفید ہونا کیا باز رکہے گا کسی اور نے کیا خوب کہا ہے ؎

ولا یزع النفس اللجوج عن الھوی		من الناس الا وافر العقل کاملہ	

یعنی جس شخص کی عقل وافر و کامل ہے وہی نفس جھگڑالو کو خواہش سے باز رکہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بے عقل اور کم عقل ہوای نفس کا بندہ و مطیع ہوتا ہے غرض کہ وزع کے معنی باز رکہنے کے اور اول و آخر لشکر کے جمع کرنے کے ہین کسی نے کہا کہ ماخوذ ہے توزیع بمعنی تفریق سے محاورے مین بولتے ہین القوم اوزاع ای طوائف یعنی لوگ گروہ گروہ ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یوزعون کے معنی ہین یدفعون دوسرا قول انکا اول گذر چکا ہے

آیت کریمہ مین دلیل ہے اس بات پر کہ امام وحاکم وازعین کو رکہین کہ وہ لوگون کو باز رکہین اور منع کرین کہ باہم کوئی کسی پر دست تطاول دراز نکرے اور ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی نکرنے پاے کیونکہ خود حکام سے یہ کام ممکن نہین ہے ایک آدمی اپنی ذات سے کس طرح کر سکتا ہے حضرت حسن نے فرمایا ہے لابد للناس من وازع اے سلطان یکفہم یعنی لوگون کے واسطے ضرور ہے کہ اون کا کوئی بادشاہ ہو کہ ظلم وزیادتی سے اون کو باز رکہے **قولہ تعالی** حتی اذا اتوا علی واد النمل یہ وہ حتی ہے جسکے بعد کلام ابتدا کیا جاتا ہے اور اپنے ماقبل کی غایت ہوتا ہے معنی یہ ہین کہ وہ لشکر روکے جاتے تھے اس غایت کے حاضر

ف فودین دونون کنارے ۱۲

ہونے تک وہ غایت یہی اون کا آنا ہے وادی نمل پر یعنی پھر وہ چلتے رہے اس
حال مین کہ بعض اون کا بعض کی مفارقت سے روکا جاتا تھا یہان تک کہ جس وقت
وہ آئے اوس مکان پر کہ جسمین بہت سی چیونٹیان تھین علی وادالنمل متعلق ہے اتوا
سے کلمہ علی کے ساتھہ اس لیے متعدی کیا گیا کہ وہ لوگ ہوا پر اوٹھائے ہوئے تھے
سو وہ مستعلی تھے یعنی جانب فوق مین تھے یا معنی یہ ہین کہ جب اونہون نے اوس وادی
کو قطع کیا اور اوسکے آخر مین پہنچے ف سارے قاریون نے وقف کیا ہی واد پر
بدون حرف یا کے واسطی اتباع رسم کے اس بہت سے کہ وہ حذف نہین کیا گیا
بسبب التقاے ساکنین کے کقولہ تعالی الذین جابوا الصخر بالواد مگر کسائی کہ اوس نے
بحرف یاے تحتیہ وقف کیا ہے کہا اس واسطے کہ موجب حذف کا صرف التقاے ساکنین
تھا بوجہ وصل کے کعب نے کہا ہے کہ وادالنمل طائف مین ہی قتادہ ومقاتل نے
کہا کہ شام مین نمل اس وادی کی چھوٹی تہین یہی نمل معروف یا بڑی تہین یعنی مثل بختی اونٹونکے
یا مثل کھیون کے قول اول مشہور ہے ذکرہ الخفناوی نمل ایک حیوان معروف ہے اس کا
احساس وشم بغایت ہوتا ہے یہانتک کہ چیونٹی مٹی کو دور سے سونگھہ لیتی ہے اور اپنا قوت ذخیرہ
کر رکھتی ہے مارے شدت ادراک کے دانے کے دو ٹکڑے کر دیتی ہے اوگنے کے خوف سے
اور ٹوٹے ہوے دانے کے چار ٹکڑے کرتی ہے اس واسطے کہ جب دانے کے دو ٹکڑے ہوجاتی ہین تو
اوگ اوٹھتا ہے اور سال بھر مین جس قدر جمع کرتی ہے اوسکا آدھا کھاتی ہے اور آدھے
کو باقی رکھہ چھوڑتی ہے قالت نملۃ جواب ہے اذا کا گویا جس وقت اونے حضرت
سلیمان علیہ السلام کے لشکرون کو وادی کی طرف متوجہ دیکھا تو بھاگے اور ساری چیونٹیون
کو آگاہ کیا اس طرح مذاکر کے یا ایھا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان و
جنودہ وھم لا یشعرون یہ نملہ چیونٹیون کی بادشاہ تھی اور یہ بات اونسے بطور نصیحت
وخیرخواہی کے کہی ایسی قول سی کہ وہ مشتمل تھا حروف واصوات پر یہ چیونٹی لنگڑی تھی دو
بازو والی یہ منجملہ اون حیوانات کے ہے جو جنت مین داخل ہونگے سلیمان جمل نے
اسکا ذکر کیا ہے کہتے ہین کہ یہ چیونٹی مادہ تھی دلیل اسکی یہ ہے کہ قالت صیغہ واحد مونث

سلسلہ ماخوذ اس قاعدہ سے کہ ایاشت علیہ اذا قطعتہ وبلغت آخرہ ۱۲ منہ
سلسلہ بہنون سے پڑھے پہر وادی مین ۱۲

غائب کا ہے اس فعل کا اوسکی طرف اسناد کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ مونث
تھی **حکایت** زمخشری نے حضرت امام ابوحنیفہ رضے اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ
قتادہ پر بھیر سے اور قتادہ کہہ رہے تھے کہ مجھ سے پوچھو مطلب یہ ہے کہ لوگون سے
کہہ رہے تھے کہ جس کسی کو جو مسئلہ پوچھنا ہے پوچھو سو امام صاحب نے کسی شخص کو حکم دیا
کہ وہ قتادہ سے پوچھے کہ نملۃ حضرت سلیمان علیہ السلام نر تھا یا مادہ تھی اوس شخص نے
پوچھا تو قتادہ نے کچھ جواب نہ دیا پھر کسی نے حضرت امام صاحب سے پوچھا تو فرمایا کہ وہ
مادہ تھی کسی نے کہا کہ آپ نے کس طرح سمجھا تو فرمایا کہ اللہ پاک نے قالت فرمایا ہے
اگر نر ہوتا تو قال فرماتا وجہ اسکی یہ ہے کہ نملۃ مثل حمامۃ[1] وشاۃ کے ہے اس بات
مین کہ یہ نر و مادہ دونون پر برابر بولے جاتے ہین، درمیان نر و مادہ کے علامت سے تمیز
کی جاتی ہے مثلاً نر کہنا منظور ہے تو یون کہین گے حمامۃ ذکر اور مادہ کہنا ہے تو کہین گے
حمامۃ انثی انتہی **ابوحیان** نے اسکا یون رد کیا ہے کہ لحاق تا کا قالت مین اس بات
پر دلالت نہین کرتا ہے کہ نملہ مادہ تھی بلکہ مذکر مین قالت نملۃ کہنا صحیح ہے اس واسطے
کہ اگرچہ نملۃ بتا ہے سو یہ اوس قسم سے ہے کہ اوسمین تمیز نہین کیجاتی ہے مذکر کی مونث سے
ساتھ تذکیر و تانیث فعل کے بلکہ ذکر یا انثی کے ساتھ اوس سے خبر دیکر تمیز ہوتی ہے
علامہ نسفی نے بھی اس قصے کو ذکر فرمایا ہے لیکن کچھ عبارت کا تفاوت ہے آخر مین
یہ کہا ہے کہ ہُدہُد وہی غرض اون کی یہ ہے کہ جن لفظون مین مفرد و جمع کا فرق صرف حرف
تا سے ہوتا ہے اور مذکر و مونث پر اونکا اطلاق برابر آتا ہے اونمین مذکر و مونث کی
تمیز دو طرح سے ہوتی ہے ایک ذکر یا انثی کہنے سے یا مذکر و مونث کی ضمیر راجع کرنے
سے گویا اسمین رد ہے ابوحیان کے قول کا شیخ زادہ رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ
لفظ نملۃ کا قالت نملۃ مین مونث حقیقی ہے بدلیل لحوق علامت تانیث کے اوس کے
فعل مین اس واسطے کہ نملۃ کا اطلاق کیا جاتا ہے ذکر و انثی پر پھر جب اسکی تمیز کا ارادہ
کیا جاتا ہے تو احتیاج ہوتی ہے طرف ممیز خارجی کے نحو نملۃ ذکر و نملۃ انثی اور اسی طرح
لفظ حمامۃ و یمامۃ کا ہے مونثات لفظیہ سے پھر وہی قصہ حضرت امام صاحب کا امام رازی سے

[1] حمامۃ کبوتر شاۃ بکری

نقل کیا ہے بلفظہ ذکر الامام ان قتادۃ دخل الکوفۃ الخ بعد اوس کے اسنے کہکر یہ کہا ہے
یعنی تانیث ایک لفظی ہے اور ایک معنوی ہے لفظی کا اعتبار نہین کیا جاتا ہے لحوق
مین علامت تانیث کے ساتھہ فعل کے بالکل بدلیل اس بات کے کہ طلحہ و حمزہ جبکہ
علم ہون مذکر کے تو قامت طلحۃ و حمزۃ کہنا جائز نہین ہے پس متعین ہوگئی یہ بات کہ لحوق
علامت تانیث کا صرف تانیث معنوی کے سبب سے ہوتا ہے نام اس نملہ کا طاخیہ و
منذرہ تھا ذکرہ السفی کسی نے کہا جرمی ذکرہ الخازن **حضرت حسن** و طلحہ و معمر بن سلیمان
نے نملۃ اور النمل بفتح نون و ضم میم بروزن رجل و سمرہ پڑہا ہے سلیمان تیمی نے دونون کو
بضمتین پڑہا ہے **ف** نملہ کے اس قول مین گیارہ نوع کی بلاغت ہے پہلی نوع ندا
بحرف یا ہے دوسری یہ ہے کہ کلمہ ای کے ساتھہ کنایہ کیا ہے تیسرے ہاے تنبیہ کے
ساتھہ تنبیہ کی ہے چوتھے اپنے قول مین نمل کا نام لیا پانچوین ادخلوا کا امر کیا چھٹے مساکنکم
کی تصریح کی چونکہ نمل نے اس خطاب کو سمجھا اس لیے اون کو خطاب کیا مثل خطاب
عقلاء کے مساکن سے مراد وہ مکان ہین جنمین چیونٹیان رہتی ہین حضرت ابی نے
ادخلن مساکنکن پڑہا ہے اور شہر بن حوشب نے مسکنکم ساتوین نوع یہ ہے کہ لایحطمنکم کہکر
تحذیر کی حطم کہتے ہین کسر کو کسر بمعنی شکستن ہے محاورے مین بولتے ہین حطمتہ حطما ای کسرتہ
کسرا فانحطم و تحطم اسے تکسر یعنی توڑا مین نے فلان شے کو توڑنے کر تو وہ ٹوٹ گئی ریزہ
ریزہ ہوگئی تحطیم بمعنی تکسیر ہے حطام وہ شی ہے جو خشک ہونے سے ٹوٹ جاتی ہے ریزہ
ریزہ ہوجاتی ہے یہ نہی ظاہر مین تو حضرت سلیمان کو اور اون کے لشکرون کو ہے اور حقیقت
مین نمل کو ہے یعنی تم ایسی جگہہ مت رہو کہ وہ تمکو پیس ڈالین جس طرح کہ یہ قول ہے کہ لا ارینک
ہہنا یہ نہی مستانف ہے ماقبل سے اسکو اعراب کا کچہہ تعلق نہین ہے یا بدل ہے جملہ امر
سے یعنی ادخلوا یا جواب ہے امر کا ابو حیان نے کہا کہ یہ وجہ نہ بنیگی مگر اعمش کی قراءت کی بنا
پر کیونکہ اوسنے لایحطمکم بجزم پڑہا ہے بدون نون تاکید کے اور مع نون تاکید کے جائز نہین
ہے مگر شعر مین سیبویہ نے کہا ہے کہ شعر مین بہی قلیل ہے حضرت حسن و ابو رجاء و قتادہ
و عیسی ہمدانی نے بضم ہاء و فتح حاء و تشدید طاء پڑہا ہے اور ابن ابی اسحق و یعقوب و ابو عمرو نے

ایک روایت مین بسکون نون تاکید آنہوین نوع یہ ہے کہ حضرت سلیمان کو خاص
کیا تیوین یہ ہے کہ وجنودہ کہکر عموم کیا مراد اوسکی یہ ہے کہ لایحطنکم جنود سلیمان لیکن
یون نہ کہا اور سلیمان وجنودہ کہا اس لیے کہ امین مبالغہ زیادہ ہے دسوین یہ ہے
کہ اشارہ کیا اپنے قول سے وہم لایشعرون یہ ہے کہ لایشعرون کہکر عذر کردیا یہ جملہ
موضع نصب مین ہے بنا بر حال یحطنکم کے فاعل سے یعنی وہ پیش ڈالین تمکو اس حال مین
کہ اونکو تمہارے پیس ڈالنے کا علم نہو اور تمہارے مکان کی خبر نہ رکھتے ہون مطلب یہ ہے
کہ اگر اون کو علم ہوگا تو ایسا نہ کرین گے یہ بات عذر کے طور پر اون کو موصوف بعدل
کرکے کہی گویا وہ اس بات کو جان چکے تھے کہ نبی معصوم ہوتا ہے اور اوسکا لشکر محفوظ
سو اون سے ان حیوانون کا پیس ڈالنا واقع نہوگا مگر بطور سہو کے **امین تنبیہ عظیم** ہے
اس بات پر کہ انبیاء علیہم السلام کی عصمت کا اور اون کے اصحاب کے حفظ کا جزم کرنا واجب
ہے **اور امین** یہ بات بھی ہے کہ فرقۂ رافضہ جو کہ ظلم وحطم وکسر حقوق کی نسبت کرتے ہین
طرف اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کے آپ کے اہل بیت وعترت کے
حق مین سو یہ لوگ اس چیونٹی سے بھی عقل مین کمتر اور رائے مین ضعیف تر ہین کیونکہ اوسنے
تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے جنود مین عدل کا اعتقاد کیا اور یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے اصحاب کے حق مین ظلم کے معتقد ہوے ع بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ چیونٹیان شعور نہین رکھتی ہین اس بات کا کہ حضرت سلیمان
اوسکی بات کو سمجھتے ہین یہ قول نہایت بعید ہے فتبسم ضاحکا من قولها تفریع ہے
محذوف پر تقدیر یہ ہے فسمع قولها المذکور فتبسم یعنی نماے جو بات کہی تھی حضرت سلیمان
علیہ السلام نے اوسکو سن لیا تو ابتدا مین مسکرائے انتہا مین ہنس پڑے ضحکا کی قراءت
ضاحکا ہے یہ حال موکدہ ہے اس واسطے کہ ضحک سمجھا جاتا ہے تبسم سے کسی نے کہا
حال مقدرہ ہے اس لیے کہ تبسم اول ضحک ہے کسی نے کہا چونکہ تبسم کبھی غضب کے جہت
سے ہوتا ہے اس لیے ضحک اوسکا مبین ہوگیا کسی نے کہا کہ انبیا کا ضحک صرف تبسم
ہوتا ہے ابن سمیفع نے ضحکا پڑہا ہے اس بنا پر کہ ضحکا مصدر منصوب ہوگا فعل محذوف کا

یا موضع حال مین ہوگا تبسم وضحک وقہقہہ انمین سے ہرایک انفتاح ہے مونہہ مین یعنی
ان سب مین مونہہ کہل جاتا ہے لیکن اول تو کہلتا ہے مونہہ کا بدون آواز کے اسمین
اصلا آواز نہین ہوتی ہے دوسرا کہلتا ہے مع آواز خفیف کے تیسرا مع آواز قوی کے
سبب اونکے ہنسنے کا یا تو یہ ہے کہ اوس کے قول وفہم سے تعجب کیا اور اس سے کہ وہ
راہ یاب ہوئی طرف تحذیر نمل کے یا بسبب ظاہر ہونے اسپنے عدل کے خوش ہوئے
یا اس بات سے خوش ہوے کہ اللہ پاک نے اونکو ایسی شے عطا کی جو کسی کو عطا نہین
فرمائی وہ یہی ہے کہ اونہون نے چیونٹی کی بات سمجہہ لی یا آدمی جس وقت کوئی ایسی شے
دیکہتا ہے یا سنتا ہے جو پہلے سے اوسکو نہین جانتا ہے تو تعجب کرتا ہے اور ہنستا ہے
غرضکہ محلی نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے چیونٹی کی بات تین میل کی مسافت
سے سنی تہی ہوا اوسکو اوٹہا لائی تہی پہر جب وادی النمل کے قریب پونہچے تو اپنے لشکر کو
روک لیا یہان تک کہ چیونٹیان اپنے گہرون مین گہس گئین اونکا لشکر اس چلنے مین سوار
اور پیادہ دونون قسم کا تہا جبل نے ذکر کیا ہے کہ اس وقت کے سوا وہ اونکا لشکر
فرش پر سوار ہوتے تہے ہوا اون کو لیکر چلتی تہی لیکن اس وقت مین اونکے سوار اور پیدل
چلنے کا سبب وہ ہے جس کی طرف خطیب نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام باد تند کو حکم دیتے تو اونکو اوٹہا لیتی پہر باد نرم کو امر فرماتے تو وہ اون کو ایک ماہ
راہ لیکر چلتی اللہ پاک نے اونکی طرف وحی بہیجی اس حال مین کہ وہ درمیان آسمان وزمین کے
جا رہے تہے کہ مین نے تیرے ملک مین زیادتی کی خلائق مین سے کوئی کچہہ بات کریگا مگر
ہوا اوسکو لائیگی پہر تجہے اوسکی خبر دیدیگی نقل کیا ہے کہ ایک کشتکار پر اونکا گذر ہوا تو اوسنے
کہا کہ البتہ مقرر آل داود ملک عظیم دیے گئے ہین ہوا نے یہ بات حضرت سلیمان کے
کان مین ڈالدی تو وہ اوترے اور کشتکار کی طرف چلے اور کہا مین تیری طرف چلکر آیا
ہون تاکہ تو تمنا نہ کرے اوس شی کی جسپر تو قادر نہین ہوتا ہے پہر فرمایا البتہ ایک تسبیح
جسکو اللہ تعالے قبول فرمالے بہتر ہے اوس چیز سے جسکو آل داود دیے گئے اور
پیدل چلتے رہے ہمراہ اون لوگون کے جو اونکے ساتہہ تہے یہان تک کہ وادی النمل کے

قریب آئے الخ خازن مین کہا ہے کہ اگر تو کہے کہ حضرت سلیمان اور اونکے جنود سے
حطم کس طرح متصور ہو سکتا ہے حالانکہ وہ تو فرش کے اوپر ہین ہوا کی پشت پر تو اسکا
جواب یہ ہے کہ گویا اونہون نے اوترنے کا ارادہ کیا نزدیک منقطع وادی کے سو
اس لیے نملہ نے کہا لایحطمنکم سلیمان وجنودہ کیونکہ جب تک ہوا مابین زمین و آسمان کے
اونکو اوٹھائے ہوے ہے تو اوس وقت تک اون کے حطم کا خوف نہین کیا جاتا ہے
سلیمان جمل نے ذکر کیا ہے کہ ابو اسحق ثعلبی نے کہا ہے مین نے بعض کتب مین دیکھا
ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے نملہ سے فرمایا تو نے چیونٹیون کو کیون ڈرایا کیا
تو نے میرے ظلم سے خوف کیا کیا تو نے نہ جانا کہ مقرر مین نبی عدل ہون پھر تو نے کیون
کہا لایحطمنکم سلیمان وجنودہ پس نملہ نے کہا کیا تو نے میرا قول نہین سنا وہم لایشعرون باوجود
اسکے مین نے حطم نفوس کا ارادہ نہین کیا ہے مینے جو ارادہ کیا ہے سو حطم قلوب کا واسطے
خوف اس بات کے کہ وہ تمنا کرین مثل اوس شے کے جو تمکو عطا ہوئی ہے اور دنیا کے
ساتھہ مفتون ہون اور بسبب نظر کرنے کے طرف تمہارے ملک کے تسبیح و ذکر سے باز رہین
پھر جب وہ حضرت سلیمان کے ساتھہ بات کر چکی تو دوڑتی ہوئی اپنی قوم کی طرف چلی پھر کہا
آیا ہے تمہارے پاس کوئی شے کہ ہم اوسکا ہدیہ کرین طرف نبی اللہ کے چیونٹیان بولین
کیا قدر ہے اوس شی کی جسکا ہم اون کو ہدیہ دین واللہ ہمارے پاس نہین ہے مگر
ایک بیر وہ بولی اچھا ہے تم اوسکو میرے پاس لے آؤ وہ اوسکو لے آئین تو اوس نے
اوسکو اپنے مونہہ سے اوٹھایا اور اوسکو کھینچتی ہوئی لیچلی اللہ پاک نے ہوا کو حکم دیا تو اوس نے
اوسکو اوٹھا لیا اور جن و انس و علماء و انبیاء جو فرش پر تھے اونکو چیرتی پھاڑتی آئی یہان تک
کہ اونکے روبرو کھڑی ہوئی پھر وہ بیر اپنے مونہہ سے اون کے مونہہ مین رکھدیا اور
یہہ اشعار پڑہنے لگی ؎

الم ترنا نهدی الی الله ماله	وان کان عنه ذا غنی فهو قابله
ولو کان یهدی الجلیل بقدره	لاقصر عنا البحر یو ما و ساحله
ولکننا نهدی الی من نحبه	فیرضی بها عنا و یشکر فاعله

وما ذالك الامن كريم فعاله	والا فما فى ملكنا ما يشاسله

پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا بارک اللہ فیکم فہم تبلک الدعوۃ اشکر خلق اللہ واکثر خلق اللہ غرضکہ حضرت سلیمان علیہ السلام اوسکی بات سے مسکرا کر ہنس پڑے اور یہہ دعا فرمائی رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علیّ وعلی والدیّ اوزعنی کے معنی تفسیر یوزعون مین ابھی گذر چکے ہین **کشاف** مین کہا ہے حقیقت اوزعنی کی یہ ہے کہ اجعلنی ازع شکر نعمتك عندی واکفہ وارتبطہ لاینفلت عنی حتی لا انفك شاکرا لك انتہی یعنے ای رب میرے کر مجھکو کہ باز رکھون مین تیری نعمت کے شکر کو نزدیک اپنے اور روکون اوسکو اور باندہ رکھون اوس کو کہ مجھ سے جھٹ نجاے یہان تک کہ مین ہمیشہ تیرا شاکر رہون **واحدی** نے کہا کہ اوزعنی کے معنی ہین الہمنی قتادہ اسی کے قائل ہین حضرت حسن سے بھی مثل اس کے مروی ہے محاورے مین بولتے ہین فلان موزع بکذا اسے مولع ہے یعنی فلان شخص فلان شے کا فریفتہ وشیفتہ ہے **قرطبی** نے کہا اصل اسکی وزع سے ہے پس گویا یون کہا کہ تو روک مجھکو اوس شے سے جو تجھے خفا کرے انتہے **زجاج** نے کہا معنی یہ ہین تو منع کر مجھکو اس بات سے کہ مین تیری ناشکری کرون یہ تفسیر ملازم ہے ان اشکر الخ مفعول ثانی ہے اوزعنی کا نعمت سے مراد نبوت وملک وعلم ہے وعلی والدی کا مطلب یہ ہے کہ اونہون نے اس بات کی دعا مانگی کہ جو نعمت اللہ پاک نے اون کے والدین کو عطا فرمائی اوس کے شکر کا اون کو الہام کرے جس طرح کہ خود اون کی نعمت کے شکر کا اون کو الہام کیا اس واسطے کہ انعام والدین پر وہ انعام ہے اونپر اور یہ لائق اسکے ہے کہ انکی طرف سے اللہ پاک کے واسطے شکر ہو اہل کتاب نے کہا ہے کہ انکی والدہ زوجہ اور یا بروزن قوتلا ہے جسکے ساتھ اللہ پاک نے حضرت داود علیہ السلام کا امتحان کیا تھا قالہ القرطبی واللہ اعلم بصحتہ پھر یہ بات طلب کی کہ اللہ پاک اپنے لواحق نعم کو ملا دے طرف سوابق نعم کے واسطے اون کے خاصکر وہ نعمتین جو دینی ہین پس کہا وان اعمل صالحا ترضاہ یعنی ای اللہ تو مجھے الہام کر اس بات کا کہ مین نیک کام کرون اپنے بقیہ عمر مین جس کو تو مجھ سے پسند فرمائے پھر یہ دعا کی کہ اللہ پاک اون کو داخل کرے آخرت مین صالحین کے

زمرے مین کیونکہ یہ وہی غایت ہے جس سے طلب متعلق ہوتی ہے پس کہا وادخلنی
برحمتک فی عبادک الصالحین یعنی تو داخل کر مجھکو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندون مین
مراد انبیاء علیہم السلام ہین یا صلحائے عباد معنی یہ ہین تو مجھے داخل کر اون کے حلقے مین
اور ثبت کر میرا نام اون کے نامون مین اور حشر کر میرا اون کے زمرے مین طرف دار
صالحین کے کہ وہ بہشت عنبر سرشت ہے یا کلمۂ فی بمعنی مع ہے صالح کامل وہی ہے
جو اللہ پاک کی نافرمانی نہین کرتا ہے اور نہ معصیت کا فعل کرتا ہے نہ اوسکا ہم وفکر کرتا ہے
یہ ایک درجۂ عالی ہے آہی اور مین تجھسے دعا کرتا ہون اوس شی کی جس کی ابن نبی کریم نے
دعا کی ہے سو تو اسکو مجھ سے قبول کر اور اوسکا مجھپر تفضل فرما پس بیشک مین اگرچہ عمل مین مقصر
ہون لیکن تیرا فضل واسع جو ہے سو سبب فوز بالخیر کا وہی ہے اور تیری رحمت ارجی ہے
نزدیک میرے اپنے عمل سے پس یہ آیت کریمہ بلند تر آواز اور واضح تر بیان سے پکار رہی
ہے کہ جنت کا دخول جو دار المتقین ہے محض تیرے تفضل سے ہے نہ اون کے عمل کے
سبب سے جس طرح کہ تیرے رسول کریم ورؤف رحیم صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ہے اوس حدیث مین جو اون سے صحیح مین ثابت ہوئی ہے کہ سددوا
وقاربوا واعلموا ان لن یدخل الجنۃ احد بعملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا
الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ پھر جب اوسکا دخول تیرے ہی فضل واسع سے ہے تو ترک
طلب اوسکی تجھ سے عجز ہے اور تیری طرف توسل کرنے مین کمی کرنا تضییع ہے پھر اللہ پاک نے
بلقیس کا قصہ شروع کیا اور جو کچھ درمیان اوس کے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے
گذرا اور یہ سب کچھ ہدہد کی دلالت وہدایت سے ہوا پس ارشاد فرمایا وتفقد الطیر

فقال مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین ۰ لاعذبنہ عذابا شدیدا
او لاذبحنہ او لیاتینی بسلطن مبین ۰ اور خبر لی اوس سے جانورون کی تو کہا کیا ہے
جو مین نہین دیکھتا ہدہد کو یا ہو رہا وہ غائب اوسکو مارونگا زور کی مار یا ذبح کرڈالونگا یا لاوے
میرے پاس کوئی سند صریح انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین مجاہد
وسعید بن جبیر وغیرہما نے حضرت ابن عباس وغیرہ سے روایت کیا ہے کہ ہدہد مہندس تھا

مہندس کہتے ہین اندازہ
کرنے والے کو شکل کی
ہندازے کو ہندسہ کہتے
ہین اندازہ کا حرف زا کو
سین کر لیا ہے فارسی
معرب ہے ۱۲ منہ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو پانی پر آگاہی دیا کرتا تھا جس وقت وہ زمین بیابان مین ہوتے
تو اوسکو طلب فرماتے تو وہ زمین کی نہایت مین اون کے واسطے پانی کو دیکھتا جس طرح
کہ آدمی شی ظاہر کو روے زمین پر دیکھتا ہے اور پہچان لیتا کہ اوس کے بعد کی کتنی پیمایش
ہے روے زمین سے پھر جب وہ اون کو اوسپر آگاہ کر دیتا تو حضرت سلیمان علیہ السلام
جنون کو حکم دیتے پھر وہ اوس جگہہ کو اون کے واسطے کھودتے یہان تک کہ اوسکی تہ سے
پانی نکالا جاتا پس ایک دن حضرت سلیمان علیہ السلام ایک زمین بیابان مین اوترے
تو اونہون نے پرندون کی خبر لی یعنی حاضری لی تاکہ ہدہد کو دیکھین سو اوس کو نہ دیکھا پس
فرمایا کیا ہے جو مین نہین دیکھتا ہدہد کو یا ہو رہا وہ غائب ایک دن حضرت عبداللہ بن عباس
نے اسی کے مثل حدیث بیان کی اور لوگون مین ایک شخص تہا خارجیون مین کا اوس کو
نافع بن ازرق کہتے تہے یہ شخص حضرت ابن عباس پر اعتراض بہت کیا کرتا تہا سو اوس نے
اون سے کہا ٹہیرا ای ابن عباس آج مین غالب ہوا وہ بولے کیون کہا تو ہدہد سے یہ خبر دیتا ہے
کہ وہ پانی کو دیکھتا ہے زمین کی نہایت مین حالانکہ لڑکا اوس کے واسطے دانا کہتا ہے
جال مین اور جال پر خاک ڈالدیتا ہے پھر ہدہد آتا ہے کہ اوس کو لیوے تو وہ جال مین
پڑ جاتا ہے پھر لڑکا اوسکو شکار کر لیتا ہے پس حضرت ابن عباس نے فرمایا اگر یہ بات نہوتی
کہ یہ جائیگا تو کہیگا کہ مین نے ابن عباس پر رد کیا تو البتہ مین اوسکو جواب نہ دیتا پھر اوس سے
فرمایا تیری خرابی ہو اذا نزل القدر عمی البصر و ذهب الحذر یعنی جس وقت قدر
نازل ہوتی ہے تو بینائی اندہی ہو جاتی ہے اور بچاؤ جاتا رہتا ہے پس نافع نے اون سے
کہا واللہ اب مین قرآن کی کسی شے مین تجھسے کبہی جہگڑا نہ کرونگا حافظ ابن عساکر نے ترجمۂ
عبداللہ برزی مین ذکر کیا ہے یہ شخص اہل برزہ سے تہا منجملۂ باغات دمشق کے اور صالحین مین
سے تہا پیر اور جمعرات کو روزہ رکھا کرتا تہا اور کانا تہا اسّی برس کی عمر کو پونہچ گیا تہا پس ابن
عساکر نے بسند خود تا ابو سلیمان بن زید روایت کیا ہے کہ ابو سلیمان نے عبداللہ سے
اوس کے کانا ہونے کا سبب پوچہا تو اونسے انکار کیا پھر اونسے کئی مہینے اوسپر اصرار کیا
تو اوس نے اوس کو خبر دی کہ دو شخص اہل خراسان کے نزدیک اوس کے اوترے روز جمعہ کو

قریۂ برزہ مین اور اوس سے وادی برزہ کا پوچھا عبداللہ نے کہا کہ مین نے وہ وادی
اون کو دکھا دی تو اونہون نے مجامر نکالے یعنی عود دان اور اون مین
بہت سا بخور جلایا یہان تک کہ وہ وادی دہوین سے بھر گئی پھر وہ عربیت پڑھنے لگے
اور سانپ ہر جگہہ سے اون کی طرف آنے لگے سو وہ اونمین سے کسی کی طرف التفات
نہین کرتے تھے یہان تک کہ ایک سانپ ہاتھہ بھر کے قریب آیا اور اوس کی آنکھین شرقی
کی طرح چمکتی تھین تو وہ بہت ہی خوش ہوئے اور کہا حمد ہے اوس اللہ کو جسنے ہمارا سال بھر
کا سفر ضائع نہ کیا اور عود دانون کو توڑ ڈالا اور اوس سانپ کو پکڑ لیا پھر اوسکی آنکھہ مین
ایک سلائی ڈالی پھر اوس سلائی سے اون دونون نے سرمہ لگایا مین نے اون سے
سوال کیا کہ میرے بھی سرمہ لگا دین تو انکار کیا مین نے اون سے الحاح وزاری کی اور
مین نے کہا ضرور میری آنکھون مین لگا دو اور اون کو دولت وسلطنت کی دھمکی دی تو اونہون
نے میری سیدھی آنکھہ مین وہ سلائی پھیر دی پس جس وقت وہ میری آنکھہ مین لگی تو مین نے
اپنے نیچے زمین کی طرف نظر کی مثل آئینے کے مین اوسکے نیچے کی شی کو ایسا دیکھتا تھا
جیسے آئینہ دکھائی دیتا ہے پھر اونہون نے مجھہ سے کہا کہ تو ہمارے ساتھہ ذرا دیر چل تو مین
اون کے ساتھہ چلا اور وہ مجھہ سے باتین کرتے جاتے تھے یہان تک کہ جب مین گانون
سے دور ہوا تو اونہون نے مجھے پکڑا پھر میری مشکین باندھین اور ایک نے اپنا ہاتھہ
میری آنکھہ مین گھسایا پھر اوسکو پھوڑ ڈالا اور پھینک دیا اور چلدیا پس مین اوسی طرح مشکین بندھا
ہوا پڑا رہا یہان تک کہ ایک گروہ کا مجھپر سے گذر ہوا تو میرا بند بند کھولا گیا میری آنکھہ کا یہہ
قصہ گذرا ہے **ابن ابی حاتم** نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان
علیہ السلام کے ہدہد کا نام عنبر تھا **محمد بن اسحق** نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام جس وقت
اپنی مجلس کی طرف صبح کو آتے جسمین وہ بیٹھا کرتے تھے تو پرندون کی خبر لیتے جس بات کا لوگ
زعم کرتے ہین اوسمین یہ ہے کہ پرندے اون کے پاس باری باری سے آتے تھے ہر
قسم علیحدہ آتی تھی ہر روز ایک پرندہ پس اونہون نے نظر کی تو اصناف طیور سے سب کو دیکھا
جو حاضر تھے مگر ہدہد کو نہ دیکھا تو فرمایا مالی لا اری الھدھد ام کان من الغائبین یعنی میری بصر

اوس سے چوک گئی یا وہ غائب رہا سو حاضر نہوا قولہ تعالے لاعذبنہ عذابا شدیدا
اعمش نے عن المنہال بن عمرو عن سعید عن ابن عباس روایت کیا ہے یعنی نتف ریشہ مراد
عذاب شدید سے اوس کے پرون کا اوکہاڑنا ہے عبداللہ بن شداد نے کہا کہ اوسکو
پرون کا اوکہاڑنا ہے اور اوس کو دہوپ مین ڈالدینا ہے اور اسی طرح سلف مین سے
بہت لوگون نے کہا ہے کہ مراد اوس کے پرون کا اوکہاڑنا ہے اور اوسکو پڑا ہوا چھوڑدینا
ہے کہ اوسے چیونٹی بڑی چیونٹیان کہا جائین قولہ تعالے اولاذبحنہ سے مراد اوسکا قتل
کرنا ہے سلطان مبین سے مراد عذر بین و واضح ہے سفیان بن عیینہ وعبداللہ بن شداد
نے کہا ہے جبکہ ہدہد آیا تو پرندون نے اوس سے کہا کہ تجھے کس شے نے پیچھے رکھا ہے
سلیمان نے تو تیرے خون کی نذر کی ہے تو وہ بولا آیا استثنا کیا ہے تو اونہون نے کہا ہان
یون کہا ہے لاعذبنہ تا مبین ہدہد بولا کہ اب تو مین نے نجات پائی مجاہد نے کہا انما دفع اللہ
عنہ بیرہ بامہ یعنی اللہ نے جو اوس سے بلا دفع کی سو اس سبب سے کہ وہ اپنی ماں کے ساتھ
احسان کیا کرتا تھا ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ تفقد کہتے ہین اوس شے کی طلب و تلاش
کرنے کو جو جہۃ سے غائب ہے اور پہچاننا اوسکے احوال کا طیر اسم جنس ہے واسطی ہر اوس
شے کے جو اوڑتی ہے معنی یہ ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے طیور مین سے جو گم تھے اونکو
تلاش کیا اور جو اون مین سے غائب ہوگئے تھے اون کا حال دریافت کیا طیر اون کے ساتھ
رہتے تھے سفر مین اور اپنے پرون سے اونپر سایہ کیا کرتے تھے پس فرمایا مالی لا اری الہدہد
یعنی کیا ہے ہدہد کو کہ مین اوسے نہین دیکھتا ہون پس یہ عبارت منجملہ کلام مقلوب کے ہے
جس کو عرب لوگ بہت استعمال کرتے ہین کسی نے کہا کہ قلب کا دعوی کرنے کی کوئی ضرورت
نہین ہے بلکہ یہ استفہام ہے اوس طرح کا جو ہدہد کے دیکھنے سے اون کو واقع ہوا ہے گویا
یون فرمایا کیا ہے مجھے کہ مین اوسکو نہین دیکھتا ہون آیا بسبب کسی ساتر کے ہے کہ وہ اوس کی
مجھ سے چھپا رہا ہے یا کسی اور شے کے سبب سے ہے کلبی نے کہا کہ اون کے سفر مین ایک
ہی ہدہد تھا ہدہد ایک پرندۂ معروف کا نام ہے پھر اون کو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ غائب ہے
تو فرمایا ام کان من الغائبین کلمہ ام منقطعہ ہے بمعنی بل اضرابیہ کے یعنی بلکہ وہ غائب ہے

سوا اوسکی غیبت کے سبب سی مین اوسکو نہین دیکھتا ہون سعید بن جبیر کا لفظ قصۂ مذکورۂ بالا
مین یہ ہے اذا جاء القضاء ونزل القدر ذھب اللب وعمی البصر ابن کثیر وابن
محیصن وہشام وایوب نے مالیَ بفتح یای تحتیہ پڑہا ہے اسی طرح ان سب نے سورۂ یس
مین مالي لا اعبد بفتح یا پڑہا ہے اور حمزہ وکسائی ویعقوب نے دونون جگہ باسکان یا
باقی قاریون نے یس والی کو بفتح یا اور یہان باسکان یا پڑہا ہے ابو عمرو نے کہا اس
واسطے کہ اس جگہ کا مالي استفہام ہے اور سورۂ یس مین کا نفی ہے ابو حاتم وابو عبید
نے اسکان کو اختیار کیا ہے غرضکہ پھر جب اوسکی غیبت تحقیق ہوگئی تو فرمایا لا عذبنہ
عذابا شدیدًا او لاذبحنہ اس عذاب شدید مین اختلاف کیا ہے کہ وہ کیا تہا سو حضرت
ابن عباس ومجاہد وابن جریج کا یہ قول ہے کہ اوس کے سارے پر اوکہاڑے جائین
اسی کے مثل تابعین کی ایک جماعت سے مروی ہے یزید بن رومان نے کہا وہ
یہ ہے کہ اوسکے دونون بازوؤن کے پر اوکہاڑے جائین کسی نے کہا کہ اوس کے
اضداد کے ساتہہ اوسے قید کرین واقع مین اس سے بڑہکر اور کیا عذاب ہوگا کسی نے
خوب کہا ہے ع روح راصحبت ناجنس عذابی ست الیم کسی نے کہا کہ اپنی خدمت سے
اوس کو منع کرین کسی نے کہا کہ اوس کو دہوپ مین ڈالدینا ہے کسی نے کہا کہ جدائی کردینا
ہے درمیان اوس کے اور اوس کے الف کے کسی نے کہا لازم کردینا اوسکو خدمت
اپنے اقران کی یعنی ہمسرون کی کسی نے کہا کہ اوس کو قفص مین رکہہ چہوڑنا ہے کسی نے
کہا کہ چیونٹیون کے آگے ڈالدینا ہے کہ اوسے کہا جائین کلمۂ عذابًا اسم مصدر ہے یا مصدر
ہے بنا بر حذف زوائد کقولہ تعالی أنبتكم من الارض نباتا ذبح سے مراد اوس کے حلقوم
کا قطع کرنا ہے آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ عقوبت گناہ کے قدر پر ہوتی ہے نہ
جسم کی مقدار پر حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو ہدہد کا عذاب کرنا حلال ہوا سو اسمین اونہون نے
مصلحت دیکہی جس طرح کہ اکل وغیرہ منافع کے واسطے بہائم وطیور کا ذبح کرنا حلال ہے
اور جبکہ اون کے واسطے طیور مسخر کیے گئے تو تسخیر تمام نہین ہوتی ہے مگر ساتہہ تادیب و
سیاست کے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کہ اس ہدہد کا نام عنبر تہا چنانچہ

لہ لفظ سے مراد اوس کا دوست دلچسپ ہے یا اوس کی مادہ ۱۲ منہ
لہ اوگایا تو زمین پر جاکر ۱۲

اول گذر چکا ہے سو اسپر شوکانی رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ یہ کہان سے آیا واسطے
حسن رحمہ اللہ تعالے کے اسی طرح وہ جو اون سے مروی ہے کہ نملہ کا نام حرس تہا
حالانکہ حضرت حسن رحمہ اللہ تعالی اور عہ الناس ہین نقل کذب ہے اور ہم جانتے ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس باب مین
کچھ صحیح نہین ہوا ہے اور ہم جانتے ہین کہ حضرت حسنؒ کو واسطے کوئی اسناد متصل نہین ہے حضرت سلیمان علیہ السلام
تک نہ اون کے کسی صحابی تک تو یہ علم ماخوذ ہے اہل کتاب سے اور ہم کو حکم ہے کہ ہم اونکی
نہ تصدیق کرین نہ تکذیب پہر اگر کوئی مرخص اون سے روایت کرنے کی رخصت دے
بسبب اس حدیث کے جو مروی ہے کہ حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج تو یہ حدیث بلاشک
اوس باب مین نہین ہے جو کہ تفسیر کتاب اللہ سبحانہ سے متعلق ہے بلکہ یہ اون قصون مین ہے
جو اون کو واقع ہوئے ہین اور اون سے ذکر کیے جاتے ہین ہم اس قسم کی بات پر مکرر
تنبیہ کر آئے ہین نزدیک عروض تفاسیر غریبہ کے اولیا تیئی صرف ابن کثیر نے بنون تاکید
مشددہ پڑہا ہے اور اوس کے بعد نون وقایہ کا باقی قراء کی قرادت فقط بنون مشددہ ہے
اور وہ نون تاکید کا ہے اور عیسی بن عمر نے بنون مشددہ مفتوحہ غیر موصولہ بیا پڑہا ہے
بسلطان مبین مراد اس سے حجت بینہ ہے اوس کی فصیحت مین حضرت ابن عباس
رضے اللہ عنہما نے فرمایا ہے السلطان المبین خبر الحق الصدق البین دوسرا لفظ اون کا
ہے ہر سلطان قرآن مین حجت ہے اور اس آیت کا ذکر کیا پہر فرمایا اور کون سلطان
تہا واسطے ہدہد کے یعنی مراد سلطان سے حجت ہے نہ وہ سلطان جو بمعنی ملک ہے کرخی
نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جو قسم کہائی سو حقیقت مین اول کی دو باتون مین
سے ایک پر بتقدیر نہونے تیسری کے پس کلمہ او کا درمیان دو اول کے واسطے تخییر کے
ہے اور تیسری بات مین واسطے تردید کے درمیان اوس کے اور دو اول کی زمخشری نے
کہا اگر تو کہے کہ اونہون نے قسم کہائی ہے تین باتون مین سے ایک پر سو اونکا قسم کہانا اپنے
دو فعل پر اسمین تو کچھ گفتگو نہین ہے لیکن اون کا قسم کہانا ہدہد کے فعل پر کس طرح ٹہیک ہوگا
اونہون نے کہان سے جانا کہ وہ ظاہر حجت لیکر آئیگا تو مین اس کا یہ جواب دونگا جب کہ
اونہون نے تین باتون کو کلا او کے ساتہہ اوس حکم مین پرویا جو کہ قسم ہے تو اون کی

بات کا رجوع اس قول کی طرف ہوا کہ البتہ تین امرون مین سے ایک ضرور ہوگا یعنی
اگر وہ حجت لیکر آیا تو نہ تعذیب ہوگی نہ ذبح ہوگا اور اگر وہ حجت لیکر نہ آیا تو دو باتون مین
سے ایک ہوگی اور آمین جاننے کا ادعا نہین ہے انتہی دوسرا کلمہ او معنی مین اس طرف
راجع ہے کہ معنی الا ہے اور یہ قید ہے اول کے ہر ایک دو امرون مین پس گویا یون
کہا کہ البتہ مین اوسکو عذاب کرونگا مگر یہ کہ لاوے میرے پاس حجت یا البتہ مین اوس کو
ذبح کرونگا مگر یہ کہ لاوے میرے پاس حجت ظاہر فمکث غیر بعید فقال احطت
بما لم تحط بہ وجئتک من سبا بنبا یقین ○ انی وجدت امرأۃ تملکھم واوتیت
من کل شئ ولھا عرش عظیم ○ وجدتھا وقومھا یسجدون للشمس من دون اللہ
وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل فھم لا یھتدون ○ الا یسجدوا
للہ الذی یخرج الخبء فی السموات والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنون ○
اللہ لا الہ الا ھو رب العرش العظیم ○ پھر بہت دیر نہ کی کہ آکر کہا مین نے آیا خبر ایک
چیز کی کہ تجھکو اوس کی خبر نہ تھی اور آیا ہون تیرے پاس سبا سے ایک خبر لیکر تحقیق مین نے
پائی ایک عورت اون کے راج پر اور اوس کو سب چیز ملی ہے اور اوسکا ایک تخت ہے
بڑا مین نے پایا کہ وہ اور اوس کی قوم سجدہ کرتے ہین سورج کو اللہ کے سوا اسے اور بہلے
دکھائے ہین اون کو شیطان نے اون کے کام پھر روکا ہے اون کو راہ سے سو وہ
راہ نہین پاتے کیون نہ سجدہ کرین اللہ کو جو نکالتا ہے چھپی چیز آسمانون مین اور زمین مین اور
جانتا ہے جو چھپاتے ہو اور جو کہو لتے ہو اللہ ہے کسی کی بندگی نہین اوس کے سوا اے
صاحب تخت بڑے ف حضرت سلیمان کو اوس ملک کا حال مفصل نہ پہونچا
تھا اب پہونچا سبا ایک قوم کا نام ہے اون کا وطن عرب مین تہامین کی طرف ف
سب چیز مین مال و اسباب اور حسن و جمال بہی آگیا اور اوسکے بیٹھنے کا تخت ایسا تکلف کا تھا
کہ اوس وقت کسی بادشاہ پاس نہ تھا ف ہدہد کی روزی ہے ریت مین سے
کیڑے نکال نکال کہاتا ہے نہ دانا کہاوے نہ میوہ اوسکو اللہ کی اسی قدرت سے کام ہے
انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ

نے فرمایا ہے کہ وہ عورت بلقیس دختر شراحیل ملکۂ سبا ہے **قتادہ** نے کہا کہ اوس کی
مان جنیہ تھی اور اوس کے دونون قدمون کا موخر مانند سم ستور کے نہایت مملکت سے
تھی یعنی خاندان سلطنت سے تھی **زُہیر** بن محمد نے کہا کہ وہ بلقیس دختر شراحیل بن مالک
بن الریان ہے مان اوس کی فارعۂ جنیہ ہے **ابن جریج** نے کہا بلقیس دختر ذی[۵۱] ہے
مان اوس کی بلتعہ ہے **ابن ابی حاتم** نے بروایت مجاہد حضرت ابن عباس سے روایت
کیا ہے کہ صاحبۂ سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک لاکھ قَیل[۵۲] تھے ہر قیل کے تحت مین ایک
لاکھ **اعمش** نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ ملکۂ سبا کے ماتھہ کے نیچے بارہ ہزار قیل تھے
ہر قیل کے تحت مین ایک لاکھ آدمی لڑنے والے **عبد الرزاق** نے کہا مجھے خبر دی
معمر نے قتادہ سے اس کی تفسیر مین کہ وہ عورت خاندان مملکت سے تھی اوس کے سو شہر
کے لوگ تین سو بارہ آدمی تھے ہر آدمی اونمین سے بارہ ہزار پر سردار تھا اور وہ اوس
زمین مین تھی جس کو مارب کہتے ہین صنعا سے تین میل پر وھذا القول ھو اقرب
علی انہ کثیر علی مملکۃ الیمن واللہ اعلم[۵۳] قولہ تعالی واوتیت من کل شئ یعنی ہر چیز
دی گئی تھی متاع دنیا سے منجملہ اون چیزون کے جن کی طرف ملک متمکن حاجتمند ہوتا ہے
مطلب یہ ہے کہ دنیا کے سامان واسباب سے ہر شے جس کی طرف بادشاہ ذی اقتدار
حاجتمند ہوتا ہے وہ سب اوس کے پاس موجود تھا وَلَہَا عرش عظیم یعنی اوس کا ایک تخت
تھا جس پر وہ بیٹھتی تھی بڑا ہونا[۵۴] اوس کا سونے اور انواع واقسام کے جواہر و موتیون سے مزین
تھا زہیر بن محمد نے کہا کان من ذہب وصفتاہ مرصعتان بالیاقوت والزبرجد یعنی وہ تخت
سونے کا تھا اوس کی دو جانبین یاقوت وزبرجد سے بنی ہوئی تھین طول اوسکا اسی گز اور
عرض چالیس گز تھا اوس کی خدمت صرف عورتین کیا کرتی تھین چھ سو عورتین اوس کی
خدمت پر تھین **علمای تاریخ** نے کہا ہے کہ یہ تخت ایک بڑے گنبد بلند مضبوط محل مین
تھا اوس مین تین سو ساٹھ طاق تھے اوس کے مشرقی جانب سے اور اسی کے مثل
اوس کی مغربی جانب سے اوس کی بنا اس طور پر رکھی گئی تھی کہ سورج ہر دن ایک طاق
سے داخل ہو اور اوس کے مقابل کے طاق سے غروب کرے پس وہ اوسکو صبح و شام

سجدہ کیا کرتے تھے اسی لیے یون کہا ہے وجدتہا وقومہا الآیہ قولہ تعالے الا یسجدوا
کے یہ معنی ہین کہ مزین کردیا واسطے اون کے شیطان نے اون کے اعمال کو سو روکا
اون کو راہ حق سے تو وہ راہ نہین پاتے ہین اس بات کو کہ سجدہ نہ کرین واسطے اللہ کے
یعنی نہین پہچانتے ہین راہ حق کو وہ یہی خالص کرنا سجود کا ہے واسطے اکیلے اللہ کے
نہ اوس شے کے جس کو اوسنے پیدا کیا ہے کواکب وغیرہ سے کما قال تعالی ومن ایاتہ
اللیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی
خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون بعض قراءتے الا یسجدوا للہ پڑہا ہے الا کو تنبیہ
ٹہیرایا ہے اور کلمہ یا کو واسطے ندا کے اور منادی کو حذف کیا ہے اوس کے نزدیک تقدیر یہ
ہے الا یا قوم اسجدوا للہ یعنی خبردار اے میری قوم سجدہ کرو واسطے اللہ کے قولہ تعالی
الذی یخرج الخبء فی السموات والارض علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے یعلم کل خبیئۃ فی السماء والارض یعنی اللہ پاک جانتا ہے ہر پوشیدہ شی کو
آسمان وزمین مین اسی طرح عکرمہ ومجاہد وسعید بن جبیر وقتادہ وغیرہ واحد نے کہا ہے سعید
بن مسیب نے کہا کہ خبء پانی ہے اور اسی طرح عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا ہے کہ
خبء السموات والارض وہ ارزاق ہین جو اون مین رکہے گئے ہین مطر تو آسمان سے اور
نبات زمین سے یہ قول ہدہد کے کلام سے مناسب ہے جسمین اللہ پاک نے وہ خاصیت
رکہی ہے جس کا حضرت ابن عباس وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ وہ دیکہتا ہے پانی کو کہ وہ زمین
کے نہایت مین اور اوس کے اندر بہ رہا ہے قولہ تعالی ویعلم ما تخفون وما تعلنون
کا یہ مطلب ہے کہ بندے جن قولون فعلون کو چہپاتے اور ظاہر کرتے ہین وہ اون کو خوب
جانتا ہے یہ قول مثل اس کریمہ کے ہے سواء منکم من اسر القول ومن جہر بہ ومن
ھو مستخف باللیل وسارب بالنہار قولہ تعالی اللہ لا الہ الا ھو رب العرش العظیم
یعنی وہ ذات جس کو پکارتے ہین اللہ ہے اور وہ وہ ہے کہ نہین ہے کوئی معبود مگر وہ رب
ہے تخت بڑے کا یعنی مخلوقات مین اوس سے بڑی کوئی شے نہین ہے چونکہ ہدہد داعی
تہا طرف خیر کے اور اللہ وحدہ کی عبادت کے اور اوس کے واسطے سجدہ کرنے کے

لہ اور اوسکی قدرت کے نوشتے ہین رات اور دن اور سورج اور چاند پجدہ نہ کرو سورج کو نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جسنے وہ بنائے اگر تم اوسی کو پوجتے ہو ۱۲

سہ برابر ہے حکم مین جو پردہ کی بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چہپ کر رات مین اور پہرتا ہے دن کو ۱۲

اس لیے اوس کے قتل سے نہی کی گئی چنانچہ امام احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ نے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چار
جانورون کے قتل کرنے سے نہی فرمائی ہے چیونٹی ہدہد کی مکھی ہدہد صُرد یعنی موالاچڑیا
اسناد اس حدیث کی صحیح ہے **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع توضیح یہ ہے کہ جمہور
نے مکث بضم کاف پڑہا ہے باب قرب سے اور تنہا عاصم نے بفتح کاف باب نصر سے
سیبویہ نے کہا ہے مکث یمکث مکوثا مثل قعد یقعد قعودا اور ضمیر راجع ہے طرف ہدہد کے
معنی دونون قراءتون مین یہ ہین کہ ٹہیرا ہدہد زمانۂ غیر بعید کسی نے کہا کہ ضمیر حضرت سلیمان
علیہ السلام کی طرف راجع ہے معنی یہ ہین کہ وہ ٹہیرے بعد تفقد و توعد کے ایک زمانۂ غیر طویل
پہلا قول اولی ہے فقال احطت بالم تحط بہ احاطہ کہتے ہین شے کے جاننے کو اوس کے
سارے جہات سے یہان تک کہ اوسپر کوئی شے معلوم مخفی نرہے شاید عبارت مین حذف
ہے تقدیر یہ ہے فمکث الھدہد غیر بعید فجاء فعوتب علی مغیبہ فقال معتذرا عن ذلک احطت بالم تحط بہ
یعنی پہر ہدہد نے بہت دیر نہ کی پہر آیا تو اوسے غائب رہنے پر عتاب کیا پہر اوس نے اس کا
عذر کرکے یہ کہا کہ مین نے جانی و دریافت جو تو نے نہین جانی اور پونہچا اوس شے کو جس کو
نہ تو پونہچا نہ تیرے لشکر حضرت ابن عباس نے فرمایا معنی یہ ہین کہ مطلع ہوا مین اوس شے
پر جسپر تو مطلع نہین ہوا اللہ پاک نے ہدہد کو اس بات کا الہام فرمایا تو اوس نے اوس کے
ساتہہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا مقابلہ کیا باوجود اس کے کہ فضل نبوت اور علوم کثیر اونکو
دیے گئے تہے غرض اس سے اون کا ابتلا و امتحان تہا اون کے علم مین اور آگاہی بخشنا
تہا اس بات پر کہ اون کے لشکر کے ادنے نے اوس شی کو جانا جس کو خود اونہون نے
نہ جانا تاکہ ترک اعجاب مین اون کے ساتہہ لطف ہو جائے اللہ پاک نے جو بلقیس کے مکان
کو حضرت سلیمان علیہ السلام پر مخفی رکہا حالانکہ مسافت درمیان اون کے قریب تہی سو یہ
اخفا بسبب کسی مصلحت کے ہو جس طرح کہ حضرت یوسف کا مکان حضرت یعقوب علیہما السلام پر
مخفی رکہا آمین دلیل ہے بطلان پر قول روافض کے کہ امام پر کوئی شے مخفی نہین رہتی ہے
اور نہ اوس کے وقت مین کوئی اوس سے بڑہکر عالم ہوتا ہے **فرا** نے کہا ہے کہ او عالم تا کا

طا مین جائز ہے تو یون کہا جاسے احط اور ادغام طا کا تا مین تو یون کہین احت قولہ تعالی وجئتک من سبأ جمہور نے سبا کو منصرف پڑہا ہے اس بنا پر کہ ایک شخص کا نام ہی اوسکی طرف قوم نسبت کی گئی ہے ابن کثیر و ابو عمرو نے بفتح ہمزہ و ترک صرف پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ شہر کا نام ہے[۱] **زجاج** نے شخص کے نام ہونے کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ سبا نام شہر کا ہے جو کہ معروف بمارب ہین ہے درمیان اوس کے اور صنعاء کے تین دن کی راہ ہے کسی نے کہا کہ ایک عورت کا نام ہے اوس کے نام پر شہر کا نام رکھدیا ہے **قرطبی** نے کہا صحیح یہ ہے کہ سبا ایک شخص کا نام ہے جس طرح کہ کتاب **ترمذی** مین فروہ بن مسیک مرادی کی حدیث سے ثابت ہوا ہے **ابن عطیہ** نے کہا کہ یہ بات زجاج پر مخفی رہی سو اوس نے مثل خبط عشواء[۲] کے خبط کیا ہے **حکایت** فراء کا یہ زعم ہے کہ رواسی نے ابو عمرو بن العلاء سے سبا کا پوچھا تو ابو عمرو نے کہا مین نہین جانتا ہون وہ کیا ہے **نحاس** نے کہا ابو عمرو کہین بڑہے ہوے ہین اس سے کہ وہ یہ بات کہین یعنی ابو عمرو بڑے جلیل القدر آدمی ہین اون کی یہ شان نہین ہے کہ ایسی دنی بات سے اپنی بے علمی بیان کرین نحاس نے کہا سبا مین قول وہی ہے جسپین توقیف آئی ہے کہ وہ اصل مین ایک شخص کا نام ہے پس اگر تم اوس کو منصرف پڑہو تو اس لیے ہے کہ نام ہے حی کا اور اگر غیر منصرف پڑہو گے تو قبیلہ کا نام ٹہیراؤ گے مثل ثمود کے مگر سیبویہ کے نزدیک اوسکا منصرف ہونا مختار ہے انتہی فتح القدیر و فتح البیان مین فرمایا ہے کہ بے شک سبا نام ہے ایک شہر کا یمن مین جسمین بلقیس تھی اور ایک شخص کا نام بھی ہے قحطان سے وہ شخص سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان بن ہود ہے لیکن مراد اس جگہ یہ ہے کہ ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف اوس شے کی خبر لیکر آیا جس کا اوس نے شہر سبا مین معاینہ کیا تھا اوسکا بیان آگے آتا ہے اسی بات کی توضیح و تائید وہ اثر کرتا ہے جو حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ سبا زمین یمن مین ہے اوس کو مارب کہتے ہین درمیان اوس کے اور صنعا کے تین رات کی راہ ہے **نبأ** یقین یعنی ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آیا اوس شہر سے ایک خبر تحقیق لیکر نبا کہتے ہین خبر خطیر[۳] الشان کو من سبأ بنبأ منجملہ محاسن کلام ہے

[۱] یعنی بتاویل بلدہ
[۲] خبط کے معنی جانور کے ہانتہ پانون مارنیکو اسی معنی سے یہ مثل ماخوذ ہے کہ خبط خبط عشواء عشواء وہ اونٹنی ہے جسکی بصر مین ضعف ہو پس یہ مثل اوس شخص کے حق مین بولی جاتی ہے جس کو صواب و خطا مین تمیز نہین ہوتی ہے گویا وہ مثل ضعیف البصر اونٹنی کے ہے کہ ادہر ادہر ہانتہ پانون مارتا پھرتا ہے پس ہر رستہ اوسکو نہین بتاتا
[۳] یعنی عظیم الشان

اسکا نام ہدہد رکھتے ہین اس جگہہ یہ کلام لفظ ہدہد کی دونون کی راہ سے حسین و بدیع ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ اگر نبأ کی جگہہ مین بخبر رکھا جاے تو معنی صحیح ہون گے اور اس جگہہ جو نبأ بجای بخبر رکھا گیا ہے سو صحیح تر ہے اس واسطے کہ نبا مین زیادتی ہے بہ نسبت خبر کے کہ جس کے مطابق وصف حال ہے غرضکہ جب ہدہد نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا جو کچھہ کہا تو اونہون نے فرمایا وہ خبر کیا ہے اوس نے عرض کیا انی وجدت امراۃ تملکھم یہ عورت بلقیس بنت شراحیل ہے یہ قول حضرت حسن و قتادہ و زہیر بن محمد سے مروی ہے ابن جریج کا قول یہ ہے کہ بنت ذی شرح ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ نام اوس کا بلقیس بنت ذی شیرہ ہے اور وہ ہلباء شعراء تھی یعنی اوس کے بدن پر بال تھے کسی نے کہا کہ نسل سے یعرب بن قحطان کے تھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ احد ابوین بلقیس کا جنی تھا اخرجہ ابن عساکر و ابن مردویہ و ابو الشیخ و ابن جریر ضمیر تملکھم کی راجع ہے طرف سبا کے بنا بر تاویل قوم و اہل مدینہ اور یہ جملہ مثل بیان و تفسیر کے ہے واسطے جملہ ماقبل کے یعنی وہ نبأ یقین ہونا اس عورت کا ہے مالک ان لوگون کی مطلب یہ ہے کہ ہدہد نے اوس کو اس حال مین پایا کہ وہ اہل سبا کی مالک و بادشاہ ہو رہی ہے اسکا باپ زمین یمن کا بادشاہ تھا اور اس کے سوا اوسکو کوئی اولاد نہ تھی سو یہ ملک پر غالب ہو گئی یہ اور اس کی قوم مجوس تھی سورج کی پوجا کیا کرتی تھی و اوتیت من کل شی مین مبالغہ ہے مراد یہ ہے کہ آلات و ساز و سامان وغیرہ اشیا جن کی طرف بادشاہ لوگ حاجتمند ہوتے ہین اون مین سے ہر شے اوسے دی گئی تھی پس یہ وہ عام ہے کہ مراد اوس سے خصوص ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اوس کے وقت مین جو دنیا کا اسباب و مال و منال و عُدّہ و اسباب تھا اوسمین کے ہر ایک سے کچھہ اوسکو دیا گیا تھا جو اوس کے حال کے لائق تھا تقدیر یہ عبارت یہ ہے اوتیت من کل شی فی زمانہا شیئا پس کلمہ شیئا کو حذف کر دیا ہے اس واسطے کہ کلام اوسپر دلالت کرتا ہے و لہا عرش عظیم یعنی اوسکا ایک تخت ہے کبیر ضخم حسی نے کہا کہ مراد عرش سے اس جگہہ ملک و سلطنت ہے لیکن قول اول اولی ہے اس واسطے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اوس کے حق مین

۱۲ اب کہتے ہین نوی بطرد ام اپنے کو

۱۳ یعنی بزرگ و بھاری

فرمایا ہے ایکم یاتینی بعرشہا اگر کوئی کہے کہ بلقیس کے تخت کو عظیم کہا اور عرش اللہ کو بھی
عظیم فرمایا اسمین کیا فرق ہے تو اسکا یہ جواب ہے کہ بلقیس کے تخت کو جو عظیم فرمایا سو یہہ
عظمت بنسبت اوس کے ہے اور اوس کے مثل جو ملوک دنیا ہین بہ نسبت اونکے ہے
اس واسطے کہ وہ ایسا تھا جیسا کہا ہے کہ سونے اور چاندی سے بنایا گیا تھا موتی اور یاقوت
سرخ و زبرجد سبز و زمرد سے جڑا ہوا تھا طول اوسکا اسی گز اور عرض چالیس گز اور بلندی
تیس گز کی تھی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ایک سریر کریم تھا سونے کا اور اوس کے پائے
جوہر و لولو کے حسن الصنعۃ و غالی الثمن تھا اور سات گھر تھے ہر گھر پر ایک دروازہ بند
رہا عرش الٰہی کا عظیم ہونا سو وہ بنسبت ساری مخلوقات کے ہے ساتون آسمان اور ساتون
زمینین اور جو کچھ اون کے درمیان مین ہے وہ ان سب سے بڑا ہے انکی اوسکے سامنے
کوئی ابھی وقعت نہین ہے پس دونون مین یون عظیم و فرق بین ہے وجدتہا وقومہا
یسجدون للشمس من دون اللہ وجدت بمعنی لقیت و اصبت ہے اس لیے ایک مفعول
کی طرف متعدی ہوا ہے یعنی پایا مین نے اوس کو اور اوس کی قوم کو اس حال مین کہ وہ پوجتے
ہین سورج کو تجاوز کرنے والے ہین اللہ پاک کی عبادت سے مطلب ہے کہ معبود برحق کی
عبادت چھوڑ کر غیر اللہ کی عبادت کرتے ہین کسی نے کہا کہ یہ لوگ مجوس تھے کسی نے کہا زنادقہ
وزین لہم الشیطان اعمالہم یعنی سورج کی پوجا اور باقی اعمال کفر جو وہ کر رہے ہین
شیطان نے یہ کام اون کو اچھے کر دکھائے ہین فصدہم عن السبیل سو اونسے سبب اچھا
کر دکھانے کے کھلی راہ سے اون کو روک رکھا ہے وہ راہ ہی ایمان لانا ہے اللہ پاک پر
اور اوس کو ایک کہنا زبان سے اور ایک ماننا دل سے راہ حق یہی ہے فہم لا یہتدون سو
وہ اوس کی طرف راہ نہین پاتے ہین نہ ہدنے جو ان امور کی طرف راہ پائی کہ اللہ پاک کو
پہچانا اور اوس کے واسطے سجدہ کرنے کو واجب اور سورج کے سجدہ کرنے کو حرام سمجھا سو یہہ
اوس سے کچھ بعید نہین ہے اس لیے کہ یہ اوسکو الہام ہے طرف سے اللہ پاک کے
جس طرح کہ اوس کو اور اوس کے سوا اور طیور کو اور سارے حیوانات کو اللہ پاک نے ایسے
معارف کا الہام فرمایا ہے کہ عقل والے لوگ جن کی عقلین بڑھی ہوئی ہین وہ اونکی طرف

سلیمان یعنی خوبصورت
بیش بہا سریر
جو ہے زینون کی
زینون کہتے ہین
ہر عجیب کو زنادقہ
بہت زندیق کے
زنادقہ کی کتاب کا
نام ہے کذا فی الصراح
منہ

راہ نہین پاتے ہین ابن عطیہ نے کہا آیت سے یہ بات لازم ہے کہ وہ ایک عورت بادشاہ تھی یمن کے شہرون پر بڑے ملک اور بڑے تخت والی اور کافرہ تھی قوم کفار سے الا یسجدوا للہ جمہور نے بتشدید الا پڑھا ہے ابن انباری نے کہا کہ جو لوگ الا کو بتشدید پڑھتے ہین اون کے نزدیک لا ہیتدون پر وقف غیر تام ہے اس لیے کہ معنی یہ ہین کہ زینت دی واسطے اون کے شیطان نے اس بات کی کہ سجدہ نکرین واسطے اللہ کے نحاس نے کہا کہ الا آن ہے اور سپرلا داخل ہو گیا ہے اور جاے نصب مین ہے اخفش نے کہا ای زین لہم ان لا یسجدوا ومعنی لئلا یسجدوا للہ کسائی نے کہا موضع نصب مین ہے صد ہم اوس مین عامل ہے ای فصدہم الا یسجدوا ومعنی لئلا یسجدوا پس دونون وجہونکی بنا پر مفعول لہ ہے یعنی زینت دی شیطان نے واسطے اون کے یا روکا اون کو شیطان نے اس لیے کہ سجدہ نکرین اللہ کو یزیدی نے کہا کہ اعمالہم سے بدل ہے اور موضع نصب مین ہے[1] ابو عمرو نے کہا کہ موضع جر مین ہے اس بنا پر کہ عن السبیل سے بدل ہے یا عامل ہیتدون ہے ای فہم لا یہتدون الی ان یسجدوا للہ اخیر کی دو وجہون پر کلمہ لا زائد ہے جس طرح کہ[2] ما منعک ان لا تسجد مین زائد ہے معنی یہ ہین کہ روکا اون کو اللہ کے واسطے سجدہ کرنے سے یا وہ راہ نہین پاتے ہین طرف اس کے کہ سجدہ کرین اللہ کو قرات جمہور کی بنا پر یہ آیت جاے سجدہ نہین ہے اس واسطے کہ یہ تو اونکی طرف سے ترک سجود کی خبر دی ہے یا بسبب تزئین شیطان کے یا بوجہ روکنے شیطان کے یا بسبب منع اہتداد کے زجاج نے اس بات کو ترجیح دی ہے کہ علت صد کی ہے اور فراء نے اسکو کہ زین کی علت ہے کہا زینت دیے واسطے اون کے شیطان نے عمل اون کے تاکہ[3] سجدہ نکرین زہری و کسائی نے الا بتخفیف پڑھا ہے کسائی نے کہا مین نہین سنتا تھا اشیاخ کو کہ پڑھتے اوسکو مگر ساتھ تخفیف کے بنا بر قصد امر پس اس قرات کی بنا پر کلمہ یا حرف تنبیہ و استفتاح ہے اور ما بعد اوسکے حرف ندا اور اسجدوا فعل امر حق لکھنے کا اس قرات کی بنیاد پر یہ تھا کہ یون ہوتا الا یا اسجدوا لیکن صحابہ رضی اللہ عنہم نے الف کو کلمہ یا سے اور ہمزہ وصل کو اسجدوا سے لکھنے مین گرا دیا اور یا کو اسجدوا کے سین سے ملا دیا تو اب

[1] یعنی زین لہم الشیطان عدم ہم الہدی الی السجود
[2] کیا مانع تھا کہ سجدہ نکرے
[3] اصل مین لئلا یسجدوا ہے پھر لام کو حذف کر دیا ۱۲ منہ

لکھنے کی صورت یہ ہوگئی اَلَّا یَسْجُدُوْا اور منادی محذوف ہے تقدیر یہ ہے اَلَا یَا
ھٰؤلَاءِ اسجدوا یعنی خبردار اے لوگو سجدہ کرو عرب لوگ اپنے کلام مین منادی کو بہت
حذف کیا کرتے ہین اون کے اشعار مین بکثرت واقع ہوا ہے زجاج نے کہا کہ قرارت
تخفیف کی مقتضی ہے وجوب سجود کو تشدید کی نہین ہے ابو حاتم و ابو عبید نے قرارت
تشدید کو اختیار کیا ہے زجاج نے کہا کہ واسطی قرارت تخفیف کے ایک وجہ حسن ہے مگر
اسمین اتنی بات ہے کہ انقطاع خبر کا ہوتا ہے سباکے حال سے پھر بعد اسکے رجوع ہے
طرف اون کے ذکر کے اور قرارت تشدید ایک خبر ہے کہ بعض اوسکا بعض کے بعد پھیم آتا ہے
اوس کے وسط مین کچھ انقطاع نہین ہوتا ہے اور اسی طرح نحاس نے بھی کہا ہے تخفیف
کی بنیاد پر جملہ الا یا اسجدوا کا معترضہ ہوگا ہدہد کے کلام سے یا حضرت سلیمان علیہ السلام
کے کلام سے یا اللہ پاک کے کلام سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت مین
ھٰلَّا تسجدوا ابتدای فوقیہ ہے یعنی کیون نہین سجدہ کرتے ہو تم حضرت ابی رضی اللہ عنہ
کی قرارت مین الا تسجدوا بفوقیہ ہے الذی یخرج الخبء فی السموٰت والارض یعنی
اللہ پاک وہ ہے جو ظاہر کرتا ہے اوس شے کو جو کہ زمین و آسمان مین مخبوء و مخفی ہے
محاورہ عرب مین بولتے ہین خبأت الشیٔ اخبأہ خبأ اور خبء وہ شی ہے جسکو تو نے چھپایا
زجاج نے کہا تفسیر مین آیا ہے کہ خبء اس جگہ باین معنی ہے کہ قطر آسمان سے اور
نبات زمین سے کسی نے کہا کہ خبء الارض سے مراد زمین کے خزانے اور نبات ہے
قتادہ نے کہا کہ خبء سر ہے نحاس نے کہا مراد وہ شے ہے جو آسمانون مین اور زمین مین
غائب ہے حضرت ابی وعیسی بن عمر نے الخبَ پڑھا ہے بفتح بای موحدہ بدون ہمزہ واسطے
تخفیف کے حضرت عبداللہ و عکرمہ و مالک بن دینار رضی اللہ عنہم نے الخبا بالف پڑھا ہے
ابو حاتم نے کہا کہ عربیت مین یہ جائز نہین ہے، سکایون رد کیا ہے کہ سیبویہ نے عرب سے
حکایت کیا ہے کہ الف ہمزہ سے بدلا جاتا ہے جبکہ اوس کے قبل ساکن ہو حضرت عبداللہ کی
قرارت مین یخرج الخب من السموات والارض ہے فراء نے کہا کہ مس اور فی متقارب یکدیگر آتے
ہین موصول مین کئی وجہین ہین ایک یہ ہے کہ محل جر مین ہے صفت ہے للہ کی یا اوس سے

بدل ہے یا اوس کا بیان ہے دوسرے یہ ہے کہ محل نصب مین ہے بنا بر مدح تیسرے
یہ ہے کہ محل رفع مین ہے اس بنا پر کہ خبر ہے مبتدائے محذوف کی یعنی ہو الذی
یخرج الخبء اخراج خب مین دلیل ہے اللہ پاک کی قدرت تامہ پر جملۂ و یعلم ما تخفون و ما
تعلنون معطوف ہے یخرج پر جمہور نے دونون فعلون کو بیای تحتیہ پڑہا ہے اور حمدری
و عیسی بن عمر و حفص و کسائی نے بتای فوقیہ واسطی خطاب کے پہلی کی وجہ یہ ہے کہ اگلی ضمیرین
غائب کی ہین رہی ثانی قرارت سو اوسکی یہ وجہ ہے کہ زہری و کسائی کی قرارت مین سجدے
کا امر ہے اور اس کا اون کو خطاب ہے پس یہ اون کے نزدیک اسی خطاب کے تتمہ
سے ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نکالتا ہے اوس خفی کو جو کہ عالم انسانی مین ہے اس سبب
سے کہ وہ اوسکو خوب جانتا ہے جس طرح کہ نکالتا ہے اوس شے کو جو کہ آسمان و زمین مین
مخفی ہے آخر مین دلیل ہے اثبات علم الہی پر اعلان کا ذکر واسطے توسیع دائرۂ علم کے کیا ہے
مقصود آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ اسرار و اعلان بہ نسبت علم الہی کے دونون برابر ہین
خازن نے کہا مقصود اس کلام سے رد کرنا ہے اون لوگون پر جو کہ اللہ پاک کے سوا سورج
وغیرہ کو پوجتے ہین اس واسطے کہ مستحق عبادت کا نہین ہے مگر وہی ذات پاک جو کہ قادر ہے
دن پر جو کہ آسمانون مین ہین اور زمین مین اور عالم ہے سارے معلومات کا غرضکہ جب
ہدہد اللہ پاک کا وصف کر چکا ساتھ اون اوصاف کے جو کہ دال تھے اوسکی عظیم قدرت و
جلیل سلطان و سعت علم پر تو بعد اوس کے وہ وصف ذکر کیا جو کہ اوس کے وجوب توحید و
تخصیص بعبادت پر دلالت کرتا ہے پس کہا لا الہ الا ھو رب العرش العظیم جمہور نے
العظیم کو بجر پڑہا ہے اس بنا پر کہ عرش کی صفت ہے ابن محیصن نے برفع پڑہا ہے بنا بر صفت
رب خاصکر کے عرش کا ذکر اس لیے کیا ہے کہ وہ اعظم مخلوقات ہے جس طرح کہ حدیث
مرفوع مین ثابت ہوا ہے یہان تک ہدہد کا کلام ہے لیکن قولہ الذی یخرج سے لیکر اس
جگہہ تک احطت بما لم تحط کے تحت مین داخل نہین ہے یعنی یہ کلام اوس قبیل سے نہین ہے کہ
اوس کو ہدہد نے تو جانا اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے نہین جانا کیونکہ اس مضمون کو وہ بھی
جانتے تھے بلکہ اون کا علم اس باب خاص مین ہدہد کے علم سے تمامتر کا ملتر تھا ہدہد نے جو

اسکا ذکر کیا سو غرض اوس کی اس سے بیان کرنا اپنے اعتقاد کا ہے جسپر وہ قائم ہے
اور ظاہر کرنا ہے اپنی صلابت و درشتی کا دین مین بالجملہ جب ہدہد اپنی تقریر سے فارغ
ہوچکا تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اوس سے فرمایا قال سننظر اصدقت ام کنت
من الکاذبین ٥ اذھب بکتبی ھذا فالقہ الیھم ثم تول عنھم فانظر ماذا
یرجعون ٥ قالت یا ایھا الملوا انی القی الی کتب کریم ٥ انہ من سلیمن و انہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥ الا تعلوا علی و اتونی مسلمین ٥ کہا ہم دیکھین گے تو نے
سچ کہا یا تو جھوٹا ہے لیجا میرا یہ خط اور ڈالدے اون کی طرف پھر اون پاس سے ہٹ آ
پھر دیکھیو وہ کیا جواب دیتے ہین کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈالدیا ہے ایک
خط عزت کا وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے اور وہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بڑا
مہربان نہایت رحم والا کہ زور نکرو میرے مقابل اور چلے آو حکم بردار ہوکر ف یعنی
آپ کو معلوم نکر لیکن وہان کا ماجرا دیکھہ آیا ہدہد لیگیا بلقیس جہان اکیلی سوتی تہی روزن مین
سے جاکر اوس کی چھاتی پر رکھدیا ف کہتے ہین سنہرے کاغذ پر لکھا تہا ف
اون کو دین حق سکھانا منظور تہا انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین
اللہ پاک خبر دیتا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے قول کی جو اونہون نے ہدہد سے کہا
جبکہ اونسے اون کو اہل سبا کی اور اون کی ملکہ کی خبر دی کہا ہم دیکھین گے آیا تو نے سچ کہا
اپنے اس خبر دینے مین یا ہے تو کاذبین سے اپنی بات مین تا کہ جو وعید مین نے
تجھکو سنائی ہے اوس سے خلاصی پاجائے اذہب بکتابی ہذا آیہ رجعون کا یہ مطلب ہے کہ
حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک خط لکھا بلقیس کو اور اوسکی قوم کو اور وہ خط ہدہد کو دیا تو
اونسے اوسکو اوٹھا لیا کسی نے کہا کہ اپنے بازو مین جس طرح کہ طیور کی عادت ہے کسی نے
کہا اپنی چونچ سے اور اون کے بلاد کی طرف چلا پھر آیا طرف محل بلقیس کے پھر اوس کے
مکان خلوت کی طرف گیا جسمین وہ تنہا ہوتی تہی پھر اوس خط کو اوس کی طرف ڈالدیا ایک
روزن سے جو وہان تہا اوس کے روبرو پھر ادب و ریاست کی وجہ سے ایک طرف کو ہٹ آیا
پس بلقیس نے جو بات دیکہی اوس سے حیران ہوگئی اور اسنے اوسکو ہول و خوف مین ڈالا

پھر اوس نے خط کی طرف قصد کیا تو اوس کو لیا پھر اوس کی مہر کھولی اور اوسکو پڑھا تو ناگاہ
اوس مین یہ لکھا ہوا تھا انہ من سلیمان الآیہ پھر اس وقت اوسنے اپنے امراء و وزراء و
کبرای دولت و مملکت کو جمع کیا پھر اون سے کہا ای دربار والو میرے پاس ڈالدیا ہے
ایک خط کریم کرم سے مراد اوس کے خط کا حال عجیب ہے جو اوسنے دیکھا کہ ایک پرندہ اوسکو
لیکر آیا پھر اوس کو اوسکی طرف ڈالا پھر ادب کے مارے اوس سے پیچھے ہٹ گیا یہ ایک
ایسی بات ہے کہ بادشاہون مین سے کوئی بھی اسپر قدرت نہین رکھتا ہے نہ اوس کو
اس طرف کوئی راہ ہے پھر وہ خط اونپر پڑھا پس وہ لوگ پہچان گئے کہ وہ طرف سے نبی اللہ
سلیمان علیہ السلام کے ہے اور اون سے مقابلہ کرنے کے اونکو کسی طرح کی طاقت نہین
ہے اور یہ خط غایت بلاغت و وجازت و فصاحت مین ہے اس لیے کہ نہایت آسان و
حسین اور ذرا سی عبارت مین معنی حاصل ہو گئے علماء رحمہم اللہ تعالے نے فرمایا ہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے پہلے کسی نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین لکھی ابن ابی حاتم
نے ابن بریدہ سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے راوی ہین کہا مین چل رہا تھا
ہمراہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ نے فرمایا بیشک مین جانتا ہون ایک آیت کہ نازل
نہین ہوئی کسی نبی پر مجھ سے پہلے بعد سلیمان بن داؤد کے مین نے عرض کیا یا نبی اللہ
کون آیت ہے فرمایا مین تجھے وہ تعلیم کرونگا قبل اس کے کہ مسجد سے نکلون کہا پھر آپ
دروازے تک پونہچے پھر اپنا ایک پانون نکالا تو مین نے جی مین کہا کہ آپ بھول گئے
پھر آپ نے میری طرف التفات کیا اور فرمایا انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم
یہ حدیث غریب ہے اور اسکی اسناد ضعیف ہے میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالے
نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باسمک اللھم لکھا کرتے تھے یہان تک کہ یہ آیت نازل
ہوئی تو آپ نے لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم قولہ تعالے الا تعلوا علیّ قتادہ نے کہا لا تجبروا
علیّ عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا لا تمتنعوا ولا تستکبروا علیّ قولہ تعالی وائتونی مسلمین حضرت
ابن عباس نے فرمایا موحدین اون کے غیر نے کہا مخلصین سفیان بن عیینہ نے کہا
طائعین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے قال سنفظر جملۂ مستانفہ ہے جواب ہے

سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جب ہدہد اپنی تقریر تمام کر چکا تو حضرت سلیمان علیہ السلام
نے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اونہون نے اوس سے فرمایا کہ جس قصے کی تو نے
ہمکو خبر دی ہے ہم اوس مین نظر کرین گے اور سوچین سمجھین گے معرفت حاصل کرین گے
نظر کہتے ہین تامل و تصفح کو یعنی غور و فکر کرنا سوچنا سمجھنا جان مین کرنا اسمین ارشاد ہے طرف
اس بات کے کہ اخبار کی بحث کرے حقائق کا کشف فرمائے مخبرون کی تقلید اور اون پر
اعتماد کر کے اون کی خبر کو قبول نکرے جبکہ تحقیق و تفتیش پر کسی وجہ سے قدرت رکھتا ہو مطلب
یہ ہے کہ محض مخبر کی خبر پر اعتماد نہ کرنا چاہیے بلکہ اوس کی خوب تحقیق و بحث کرے بعد اس کے
اگر سچ نکلے تو اوسپر عمل کرے ورنہ خیر اَصَدَقْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ یہ جملہ استفہامیہ محل
نصب مین ہے اس بنا پر کہ مفعول ہے سننظر کا اور کلمہ اَمْ متصلہ ہے یعنی ہم دیکھین گے اس
بات کو کہ آیا جو بات تو نے کہی ہے اوسمین تو سچا ہے یا ہے تو کاذبین سے نہایت مختصر
و مشہور جملہ ایسے مقام مین اَمْ کذبت فیہ ہے باوجود اس کے یون نہ کہا اَوَاَمْ کُنْتَ مِنَ الْکَاذِبِیْنَ
فرمایا سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اسمین زیادہ تر مبالغہ ہے اس واسطے کہ معنے یہ ہین یا ہے تو
اون لوگون مین سے جو متصف بکذب ہین اور کذب اون کا خلق و عادت ہو گیا ہے
پس یہ اسکو مفید ہے کہ وہ پورے طور پر کاذب ہے اور جو کوئی ایسا ہے تو اوسپر وثوق
نہین کیا جاتا ہے بیضاوی نے کہا ہے کہ تغییر یعنی اسلوب کا بدلنا واسطے مبالغہ کے ہے اور
واسطے محافظت کے فواصل آیات پر پھر جس نظر و غور کا حضرت سلیمان علیہ السلام نے وعدہ
کیا تھا اوس کا بیان فرمایا اِذْهَبْ بِکِتَابِیْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَیْهِمْ یعنی تو لیجا میرا یہ خط پھر ڈالدے
اوس کو طرف اہل سبا کے زجاج نے کہا القہ مین پانچ وجہین ہین ایک تو اثبات یا ی تحتیہ
لفظ مین یعنی القہی دوسرے حذف یا اور اثبات کسرہ اس لیے کہ یا پر دلالت کرے یعنی اَلْقِهِ
تیسری بضم ہا و اثبات واو یعنی اَلْقِهُوْ چوتھی بحذف واو و اثبات ضمہ تاکہ واو پر دال ہو یعنی
اَلْقِهُ پانچوین باسکان ہا یعنی اَلْقِهْ اس پانچوین لغت کے ساتھ ابو عمرو و حمزہ و ابو بکر نے
پڑہا ہے قالون نے بکسر ہا پڑہا ہے فقط بدون حرف یا اور ہشام سے دو وجہین مروی ہین
اثبات یا لفظ مین اور حذف یا مع کسرہ ہا باقی قراء نے باثبات یا پڑہا ہے لفظ مین کلمہ ہذا مین

احتمال ہے کہ صفت ہو کتابی کی یا اوس سے بدل ہو یا اوسکا بیان ہو حضرت سلیمان علیہ السلام
نے جو ہدہد کو بار سال خط مخصوص فرمایا سو اس واسطے کہ قصے کی خبر دینے والا وہی تھا
اور اس لیے کہ فہم وعلم کے آثار اوس سے دیکھے وہ اسکے مقتضی تھے کہ وہ رسالت کے
لائق ہے فقد قول عنہم یعنی خط ڈال کر پھر اون کے پاس سے علیحدہ ہو جا اور اون سے
قریب ٹھیر یہ حکم اوسکو اس واسطے دیا کہ بعد خط دینے کے یکبیو ہو جانا منجملۂ بہترین آداب ہے
جس کے ساتھ بادشاہون کے قاصد لوگ متادب ہوتے ہین اور مراد یکسو ہو جانا ہے
طرف ایسی جگہہ کے کہ اوسمین اون کی بات چیت سنی نا کہ جو بات سنی ہے اوسکی خبر حضرت
سلیمان علیہ السلام کو دے کسی نے کہا معنی قولی کے لوٹ آنا ہے طرف حضرت سلیمان کے
لیکن قول اول اولی ہے اس واسطے کہ بعد مین یون فرمایا ہے فانظر ماذا یرجعون
یعنی تو تامل وفکر کر اون باتون مین جو بعض بعض سے کرتے ہین اور باہم ایک دوسرے کو
جواب دیتے ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا کن قریبا منہم فانظر ما الذی یردونہ من الجواب
یعنی تو اون سے قریب رہ پھر دیکھہ کہ وہ کیا جواب دیتے ہین قالت یا ایہا الملأ یہان عبارت
مین حذف ہے تقدیر یہ ہے پس ہدہد گیا تو اوس نے وہ خط طرف اون کے ڈالدیا پھر
بلقیس کو سنا کر وہ یون کہہ رہی ہے ای دربار والو انی القی الیّ کتاب کریم ملأ کہتے ہین اشراف
کو وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وہ آنکھون کو بھر دیتے ہین فاعل القی کا محذوف ہے کہا ہے کہ اگر اوسنے
ہدہد کا مشاہدہ نہین کیا تو حذف فاعل کا اس صورت مین اس لیے ہے کہ اوسکو فاعل کا جہل
تھا اور اگر ہدہد کو اوسنے دیکھہ لیا تو بوجہ اوس کے احتقار کے ذکر نہ کیا کریم کے معنے ہین
مکرم ومعظم کتاب کو موصوف بکریم کیا اس واسطے کہ وہ ایسے بڑے شخص کے پاس سے آیا
جو کہ اوس کے جی مین عظیم تھا پس اوسنے حضرت سلیمان علیہ السلام کے اجلال کے واسطے
اون کے خط کو معظم کہا کسی نے کہا اس لیے کہ وہ مشتمل تھا کلام حسن پر یعنی اوسکا بیان خوب
تھا اور اوامر مرغوب کسی نے کہا اس واسطے کہ وہ شروع کیا گیا تھا بسم اللہ الرحمن الرحیم سے
کسی نے کہا اس لیے کہ اوسکی شان غریب تھی یعنی اس وجہ سے کہ ایک پرندہ اوسکو لیکر
آیا کسی نے کہا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی مہر لگایا ہوا اوس کے پاس پہنچا کرامت و

شرافت و بزرگی خط کی اوس کی مہر ہوتی ہے چنانچہ یہ بات مرفوعاً مروی ہے ابن مقنع نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کو خط لکھے اور اوسپر مہر نہ لگائے تو مقرر اوسنے اوس کی سبکی کی پھر جس مضمون کو وہ خط متضمن تھا بلقیس نے اوسکا بیان کیا پس کہا انہ من سلیمان یعنی وہ خط ہے طرف سے بندۂ خدا سلیمان بن داؤد کے طرف بلقیس ملکۂ سبا کے وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم یعنی جس بات پر وہ خط مشتمل ہے اور جس مضمون کو وہ متضمن ہے وہ یہ ہے کہ شروع کیا گیا ہے ساتھ نام اللہ کے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے اوسنے جو خط کو موصوف بکرم کیا تھا سو اسمین اوس کے سبب کی طرف اشارہ ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ ہدہد خط لیکر چلا یہان تک کہ جس وقت اوس کے تخت کے وسط مین پونہچا تو اوسکو طرف اوس کے ڈالدیا پھر وہ اوسپر پڑ ہا گیا تو ناگاہ اوسمین یہ تھا انہ من سلیمان الخ ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لکھا کرتے تھے باسمک اللھم یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی پھر آپ بسملہ لکھا کرتے تھے اور بعد اوس کے السلام علی من اتبع الھدی قولہ ان لا تعلوا علی یعنی اور بعد بسم اللہ کے یہ ہے اما بعد فلا تتکبروا علی یعنی تم مجھپر بڑائی مت کرو جس طرح کہ جبابرہ ملوک کرتے ہین کلمہ ان مفسرہ ہے یا مصدریہ اور کلمہ لا ناہیہ ہے یا نافیہ اور محل جملے کا رفع ہے اس بنا پر کہ بدل ہے کتاب سے یا خبر ہے مبتدا محذوف کی یعنی ہو ان لا تعلوا علی جمہور نے انہ من سلیمان وانہ بکسر ہر دو پڑہا ہے بنا بر استیناف عکرمہ و ابن ابی عبلہ نے بفتح ہر دو پڑہا ہے بنا بر اسقاط حرف جر اور حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے ان من سلیمان و ان بسم اللہ بحذف ہر دو ضمیر و اسکان ہر دو نون اس بنا پر کہ دونون ان مفسرہ ہین اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے وانہ من سلیمان بزیادت حرف واو یہ قراءت حضرت اُبی سے بھی مروی ہے اشہب عقیلی و ابن سمیفع نے ان لا تعلوا بغین معجمہ پڑہا ہے ماخوذ غلو سے غلو کہتے ہین حد سے بڑہنے کو کبر مین و ائتونی مسلمین یعنی اور آؤ تم میرے پاس اس حال مین کہ طائع و منقاد ہونے والے ہو واسطے دین کے ایمان لانے والے ہو اوس شے پر جس کو مین لیکر آیا ہون کسی نے کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے زیادہ نہین کیا اوس عبارت پر جس کی اللہ پاک نے اپنی کتاب مین تصریح فرمائی ہے

اور اسی طرح انبیا علیہم السلام مختصر لکھا کرتے تھے لا یطیلون ولا یکثرون نہ طول کرتے تھے
نہ کثرت کسی نے کہا ہے کہ طبعہ سلیمان علیہ السلام بالمسک یعنی اوس خط پر ایک ٹکڑا مشک کا
رکھدیا تھا مثل موم کے پھر اوسپر اپنی مہر لگادی تھی قالت یا ایھا الملؤا افتونی فی امری
ما کنت قاطعۃ امرا حتی تشھدون ○ قالوا نحن اولوا قوۃ واولوا باس شدید
والامر الیک فانظری ماذا تامرین ○ قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا
وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ ○ وکذلک یفعلون ○ وانی مرسلۃ الیھم بھدیۃ
فناظرۃ بم یرجع المرسلون ○ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو مجھکو میرے کام کا
مین مقرر نہین کرتی کوئی کام جب تک تم حاضر ہو وہ بولے ہم لوگ زور آور ہین اور سخت
لڑائی والے اور کام تیرے اختیار ہے سو تو دیکھ لے جو حکم کرے کہنے لگی بادشاہ جب
پیٹھین کسی بستی مین اوسکو خراب کرین اور کر ڈالین وہان کے سردارون کو بے عزت اور
یہی کچھ کرین گے اور مین بھیجتی ہون اون کی طرف کچھ تحفہ پھر دیکھتی ہون کیا جواب لیکر پھرتے
ہین بھیجے ہوئے ف یعنی یہ بادشاہ بھی ایسا ہی کرین گے ف چاہا کہ ان بادشاہ
کا شوق دریافت کرے جس چیز پر ہے مال یا خوبصورت آدمی یا اور اسباب سب قسم کی
چیزین بھیجی تھین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین جس وقت بلقیس نے
حضرت سلیمان علیہ السلام کا خط اونپر پڑھا تو اپنے کام مین اور اوس امر مین جو اوسپر نازل ہوا
تھا اون سے مشورہ طلب کیا اور اسی لیے یون کہا یا ایھا الملأ تا تشھدون یعنی یہان تک
کہ تم حاضر ہو اور مشورہ دو وہ بولے نحن اولوا قوۃ واولوا باس شدید یعنی اونہون نے
توسل کیا طرف اوس کے اپنے عدد و عدد و قوت سے مطلب یہ ہے کہ ہماری فوج بہت
ہے اور ساز و سامان لڑائی کا بکثرت ہے اور ہم بڑے لڑنے والے ہین اور زور آور ہین
اگر تو لڑائی کا حکم دے تو ہم خوب لڑین گے پھر بعد اسکے اپنا کام اوس کے سپرد کیا تو یون
بولی والامر الیک فانظری ماذا تامرین یعنی ہمارے واسطے کوئی مانع نہین ہے نہ
ہمکو کچھ خوف ہے اگر تو چاہے تو اوسکا قصد کر اور اوس سے لڑ ہمکو اوس سے کوئی مانع نہین
ہے اور بعد اسکے پھر کام تیرے سپرد ہے سو تو ہمارے حق مین اپنی راے دیکھ اور سوچ

ہم اوس کی بجاآوری کرین گے اور اوس کو مانین گے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اونہون نے اپنا کام ایک علجہ کے سپرد کیا کہ جس کی چھاتیان ہل رہی ہین پھر جب اونہون نے اوس سے کہا جو کچھ کہا تو وہ راسے مین اون سے زیادہ تر دور اندیش تھی اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا حال خوب جانتی تھی اور اس بات کا اوس کو خوب علم تھا کہ اون کے لشکرون سے اوس کو کسی طرح مقابلے کی طاقت نہین ہے اور جن و انس و طیور جو اون کے مسخر و فرمان بردار ہین اونسے کوئی مقابلہ نہین کر سکتا ہے اور خط کا قصہ جو ہدہد کے ساتھہ آیا تھا اس سے ایک عجیب بدیع امر مشاہدہ کر چکے تھے یہ سب امور اوس کے پیش نظر تھے اپنے لحاظ کر کے اون سے کہا مین ڈرتی ہون کہ ہم اون سے لڑین اور اونسے رک رہین تو وہ اپنے لشکر لیکر ہمارا قصد کرین اور اپنے ہمراہیون سے ہمکو ہلاک کر ڈالین اور تمہارے والی کو ہلاک و دمار پونہچے نہ ہمارے غیر کو اسی لیے اونسے یون کہا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی جس وقت وہ کسی شہر مین داخل ہوتے ہین عنوۃً یعنی قہر و غلبے سے تو اوسکو خراب کر دیتے ہین وجعلوا اعزۃ اھلھا اذلۃ یعنی اور قصد کرتے ہین اون لوگون کا جو اوسمین والی و جنود ہین تو اون کی اہانت کرتے ہین غایت درجے کی اہانت یا تو ساتھہ قتل کے یا ساتھہ قید کے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ بلقیس نے تو یہ کہا ان الملوک الآیہ رب عزوجل نے یہ فرمایا وکذلک یفعلون پھر اونسے رجوع کیا طرف مصالحت و مہادنت و مسالمت و مخادعت و مصانعت کے تو یون کہا وانی مرسلۃ الیھم بھدیۃ فناظرۃ بم یرجع المرسلون یعنی مین اوسکی طرف ایک ہدیہ بھیجتی ہون جو ایسے آدمی کے لائق ہے اور دیکھتی ہون کیا ہوتا ہے جواب اوسکا بعد اس کے پس شاید وہ اسکو قبول کرلے اور ہم سے باز رہے یا ہمپر کچھہ خراج مقرر کر دے کہ ہم ہر سال اوسکو طرف اوسکے اوٹھا لیجائین اور ہم اوس کے لیے اسکا التزام کرلین اور وہ ہمارا قتال و محاربہ چھوڑ دے قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کیا عقل والے تھے اپنے اسلام مین اور اپنے شرک مین علمت ان الھدیۃ تقع موقعا من الناس یعنی اونسے یہ بات جان لی کہ ہدیہ لوگون کے نزدیک ایک بڑے موقع مین واقع ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ اون کے

نزدیک اوس کی بڑی قدر ہوتی ہے حضرت ابن عباس وغیرہ واحد نے کہا ہے کہ اوسنے
اپنی قوم سے کہا کہ اگر وہ ہدیہ قبول کرلے تو وہ بادشاہ ہے پس تم اوس سے لڑو اور اگر وہ اوسکو
قبول نکرے تو نبی ہے پھر تم اوس کی پیروی کرو ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے
کہ ملا بمعنی اشراف ہے یعنی اے شریف لوگو تم مجھے مشورہ دو اور اس امر مین مجھسے صواب
بیان کرو اور ایسا جواب دو جس کی حزم و دور اندیشی مقتضی ہو مشورے کو پیرایۂ فتوے مین اس لیے
ادا کیا کہ یہ حل ہے اوس امر کا جو اوسپر مشکل ہوا ہے عبارت مین حذف ہے تقدیر یہ ہے پھر جب
بلقیس نے خط پڑہا تو اپنی قوم کے شریفون کو جمع کیا یہ لوگ تین سو بارہ آدمی تھے اونمین سے
ہر ایک کے بہت سے اتباع تھے اور اونون سے کہا ای شریفو میری طرف ایک خط ڈالا گیا ہے
ای شریفو تم مجھے مشورہ دو لفظ قالت اس لیے مکرر ذکر کیا ہے کہ جو بات اوسنے اون سے کہی
اوسکا مزید اہتمام اوسکو منظور تھا پھر اوسنے ادب مین اور ان کے دل مائل کرنے مین زیادتی کی
تاکہ اوس کی خالص خیر خواہی کرین اور صواب و راست مشورہ دین پس کہا ما کنت قاطعۃ امرًا
حتی تشھدون یعنی اے میرے شریفو میری عادت و شان تمہارے ساتھ یہ ہے کہ کوئی
ساکام ہو مین اوسکو جاری نہین کرتی ہون نہ اوسکا فیصلہ کرتی ہون نہ اوسکا قطعی حکم دیتی ہون
یہان تک کہ تم میرے پاس حاضر ہو اور مجھے مشورہ دو مطلب یہ ہے کہ میرا تمہیں دار مدار ہے
بے تمہارے مین تنکا نہین ہلاتی ہون پھر جب اوسنے یہ بات کہی تو اونہون نے اوس کو
یہ جواب دیا کہ نحن اولوا قوۃ و اولوا باس شدید یعنی ہم بڑی قوت والے ہین آدمیون کی
گنتی مین اور ساز و سامان مین اور لڑائی کے وقت اور دشمن سے ملنے کے وقت ہم سخت
لڑنے والے ہین اور ہماری وہ شجاعت و بہادری و قوت ہے جس سے ہم اپنی جانون کو
اور اپنے شہر و مملکت کو بچالین گے غرض یہ ہے کہ لڑنے کا مشورہ دیا پھر کام کو اوسی کے سپرد
کیا کیونکہ اوس کی صحت راے و قوت عقل کو خوب جانتی تھی پس کہا والامر الیک یعنی کام تیری
راے و نظر کے سپرد ہے فانظری ماذا تامرین پس تو غور و فکر کر جسکا تو ہمکو حکم دیگی سو ہم تیرے
حکم کے سننے والے اور ماننے والے ہین پھر جب اوس نے یہ بات سنی کہ کام کو اوسی کے
سپرد کیا ہے تو وہ لڑائی سے راضی نہوئے بلکہ صلح کی طرف مائل ہوئی اور صلح مین رغبت

کرنے کا سبب بیان کیا اور کہا ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا یعنی بادشاہ لوگ
جب کسی بستی مین گھستے ہین تو اوس کے مکانات کو خراب و ویران کر ڈالتے ہین اور اوس کے
مجالس و عمدہ جگہون کو بگاڑ دیتے ہین اور اوس کے اموال تلف کر دیتے ہین اور اوس کی
جمعیت کو پریشان کر ڈالتے ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جس وقت اوسکو عنوۃً و قہراً
لیتے ہین تو خراب کرتے ہین زجاج سے بھی اس کے مثل مروی ہے وجعلوا اعزۃ اھلھا
اذلۃ یعنی اور اوس کے اشراف کو ذلیل کرتے ہین اون کے مرتبے گھٹا دیتے ہین تو وہ
اس وقت ذلیل ہو جاتے ہین اور یہ کام اسی لیے کرتے ہین کہ ملک و سلطنت اونکے واسطے
پوری ہو جائے اور اون کا دبدبہ مستحکم ہو جائے اون کی ہیبت دلون مین جم جائے مقصود
اوس کا اس بات سے اپنی قوم کو ڈرانا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے آنے سے
طرف اون کے اور اون کے بلاد مین داخل ہونے سے ابن انباری نے کہا کہ اذلۃً
پر وقف تام ہے پھر اللہ عزوجل نے اوس کے قول کی تحقیق و تصدیق کے واسطے فرمایا
وکذلک یفعلون اس بنا پر یہ جملہ مستانفہ ہیگا اسکے لیے اعراب کا کوئی محل نہو گا کسی نے
کہا کہ یہ جملہ بلقیس کے تتمۂ کلام سے ہے تو منجملا وسی کے مقولہ قول سے ہو گا اوسنے اپنی اگلی
بات کی اس سے تاکید کی یعنی بادشاہ لوگ ایسا فعل کیا کرتے ہین مراد یہ ہے کہ یہ کام اونکی
عادت مستمرہ ہے بدلتی نہین ہے اوسنے یہ بات اس لیے کہی کہ وہ قدیم خاندان بادشاہی
مین تھی یہ امر اوسکا سنا دیکھا ہوا تھا علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ جو شخص
زمین مین فساد کرتا پھرتا ہے اوسنے اس آیت کریمہ سے حجت پکڑی ہے حالانکہ جو کوئی کسی حرام
کو مباح کرلے تو مقر رکافر ہو جاتا ہے اور جب اوسکے واسطے قرآن شریف سے حجت
پکڑے بطور تحریف کے تو بیشک اوسنے جمع کیا درمیان دو کفر کے انتہی نعوذ باللہ من سوء الفہم
پھر جب بلقیس نے یہ مقدمہ اون کے واسطے پیش کیا تو اوس کے نزدیک جو راے عمدہ
تھی اور صواب و راست و درست تھی اوسکو واضح و مصرح کر کے اون سے بیان کیا پس کہا
وانی مرسلۃ الیھم بھدیۃ یعنی مین آزمائی ہون اس شخص کو اپنے قاصد اوسکی طرف
بھیجکر مع ہدیہ کے ایسا ہدیہ جو مشتمل ہو گا نفائس اموال پر پس اگر وہ بادشاہ ہے تو ہم اوسکو

اس سے راضی کرلین گے اور اوس کے کام سے کفایت مین رہین گے اور اگر وہ نبی ہے تو یہ
کام اوس کو راضی نکریگا کیونکہ اوس کا غایت مطلب اور منتہاے حاجت ومقصد یہی بلانا ہے
طرف دین کے تو اس صورت مین ہمکو اوس سے کوئی شی نجات نہ دیگی مگر یہی کہ ہم اوس کا کہا
مانین اوس کے پیرو ہون اوسکا دین قبول کرین اوسکی چال چلین اور اسی لیے یون کہا
فناظرة بم یرجع المرسلون یعنی پھر مین دیکھتی ہون کہ جو قاصد ہدیہ لیکر گئے ہین وہ کیا
جواب لیکر پھرتے ہین ہدیہ قبول ہوتا ہے یا واپس آتا ہے پھر جو اوس جواب کا مقتضا ہوگا
وہی کرونگی بلقیس ایک عاقل دانشمند ہوشیار تجربہ کار عورت تھی مفسرین نے اس ہدیہ کے
ذکر مین بہت طول کیا ہے رطب ویابس اقوال سب قسم کے ذکر کیے ہین روایت سے جو ثابت
ہوے ہین اونمین سے بعض یہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ اونٹ
ایک اینٹ سونے کی بھیجی تھی پھر جب قاصد لوگ ہدیہ لیکر آئے تو ناگاہ شہر کی دیوارین سونے
کی تھین یہ وہی قول ہے اون کا اتمدونن بمال الایہ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ
نے فرمایا کہ اونٹنے سونے کے تختے ہدیہ بھیجے تھے دیباج کے ظرفون مین مجاہد نے
کہا کہ لونڈیون کا ہدیہ بھیجا تھا اون کا لباس غلمان کا تھا اور غلمان لباس اونکا جواری کا لباس
تھا عکرمہ نے کہا دو سو گھوڑے ہدیہ بھیجے تھے ہر گھوڑے پر ایک غلام اور ایک جاریہ تھی
اور ہر گھوڑے پر ایک قسم کا ساز وسامان تھا کہ وہ دوسرے پر نہ تھا سعید بن جبیر نے کہا کہ وہ
ہدیہ جواہر تھے اس کے سوا اور اقوال ہین کہ اون کے ذکر مین کوئی فائدہ معتدبہ نہین ہے

فلما جآء سلیمٰن قال اتمدونن بمال فما اٰتٰنی اللہ خیر مما اٰتٰکم بل انتم بھدیتکم
تفرحون ۝ ارجع الیھم فلنا تینھم بجنود لا قبل لھم بھا ولنخرجنھم منھا اذلة
وھم صاغرون ۝ پھر جب پونہچا سلیمان پاس بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے
سو جو اللہ نے مجھکو دیا ہے بہتر ہے اوس سے جو تمکو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفے سے خوش
رہو پھر جا اون کے پاس اب ہم پونہچتے ہین اونپر ساتھ لشکرون کے جن کا سامنا نہ ہوسکے
اون سے اور نکالدین گے اون کو وہان سے بے عزت کرکر اور وہ خوار ہونگے ف
اور کسی پیغمبر نے اس طرح کی بات نہین فرمائی ان کو حق تعالی کی سلطنت کا زور تھا جو یہ فرمایا تھے

ف اصل کا لفظ صاغرون ہے یعنی سونے کے تختون پر سوار ہوکر آئینگے ۱۲ منہ

ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین سلف وغیرہم کے بہت سے مفسرین نے فرمایا ہے کہ اوس نے اون کی طرف ایک ہدیہ عظیم بھیجا تھا سونے اور جواہر اور موتیون وغیرہ کا بعض نے کہا ہے کہ ایک اینٹ سونے کی بھیجی تھی صحیح یہ ہے کہ ایک برتن سونے کا اون کو بھیجا تھا مجاہد و سعید بن جبیر وغیرہما نے کہا ہے کہ جواری بھی تھین لباس مین غلمان کے اور غلمان لباس مین جواری کے پس اوسنے کہا کہ اگر وہ ان کو ان سے پہچان لیگا تو نبی ہے کہا ہے پس سلیمان علیہ السلام نے اون کو حکم دیا تو اونہون نے وضو کیا پس لڑکے تو ذانی لگے اپنے ہاتھ پر پانی سے اور لڑکا بھرنے لگا پس اس سے اونہون نے تمیز کر لیا کسی نے کہا بلکہ لڑکی تو اپنے ہاتھ کے باطن کو دھونے لگی قبل اوس کے ظاہر کے اور لڑکی نے اس کے بالعکس کیا کسی نے کہا بلکہ لڑکیان تو دھونے لگین اپنی ہتیلیون سے کہنیون کی طرف اور لڑکی اپنی کہنیون سے طرف ہتیلی کے درمیان اس سب کے کچھ منافات نہین ہے واللہ اعلم بعض نے ذکر کیا ہے کہ اوس نے اون کی طرف ایک پیالہ بھیجا تھا کہ اوس کو شیرین پانی سے بھر دین کہ وہ نہ آسمان کا ہو نہ زمین کا پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے گھوڑے دوڑائے یہان تک کہ وہ پسینے پسینے ہو گئے پھر اوس پانی سے وہ پیالہ بھر دیا اور ایک مٹکا بھیجا تھا اور ایک تاگا تاکہ اوس کو اوس مین پرو دین سو اونہون نے پرو دیا واللہ اعلم یہ تھا یا نہ تھا اکثر یہ باتین اسرائیلیات سے ماخوذ ہین ظاہر یہ ہے کہ جو کچھ وہ لیکر آئے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے بالکل اوس کی طرف نظر تحسین کی نہ اوسکی کچھ پروا فرمائی بلکہ اوس سے اعراض کیا اور اونپر انکار کر کے یون فرمایا اتمدونن بمال یعنی کیا تم مصانعت و رفاقت کرتے ہو میری مال سے اور مجھے رشوت دیتے ہو کہ مین تمکو تمہارے شرک اور ملک پر چھوڑ رکھون فما اٰتانی اللہ خیر مما اٰتاکم یعنی جو اللہ پاک نے مجھکو ملک و مال و لشکر عطا کیا ہے وہ اوس سے بہتر ہی جسمین تم ہو بل انتم بھدیتکم تفرحون یعنی تم ہی ہو جو ہدایا و تحف کے واسطے منقاد ہو جاتے ہو رہا مین سو تم سے قبول نکرونگا گر اسلام یا تلوار اعمش نے عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضے اللہ عنہما روایت کیا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے شیاطین کو حکم دیا تو اونہون نے اون کے واسطے ہزار محل سونے چاندی کے ملمع کر کے تیار کر دیے پھر جب

ف بغدادی مین ہے فزوجہ ابنۃ لہ یعنی ایک مٹکا نہر سوراخ کا جس مین سے گاؤ دانا دوا نہ

بلقیس کے قاصدون نے یہ معاملہ دیکھا تو بولے کہ یہ ہمارے ہدیہ کو کیا کریگا اس مین یہ بات ہے
کہ رسولون قاصدون کے واسطے بادشاہون کو تیاری کرنا اور زینت ظاہر کرنا جائز ہے
ارجع الیھم یعنی تو لوٹ جا طرف اون کے اون کا ہدیہ لیکر فلنا تینھم بجنود لا قبل لھم بھا
یعنی ہم اون کے پاس ایسے لشکر لیکر آئین گے کہ اون سے لڑنے کی اون کو کسی طرح کی طاقت
نہوگی ولنخرجنھم منھا اذلۃ اور البتہ نکالدین گے ہم اون کو اون کے شہر سے بی عزت
کرکے وھم صاغرون اور وہ مہانون مدحورون ہونگے یعنی ذلیل وخوار کہدیے ہوے
پھر جب اوس کے قاصد ہدیہ لیے ہوے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تقریر یاد کیے
ہوے اوسکی طرف لوٹ کر آئے تو اوسنے اور اوسکی قوم نے اون کا حکم سنا اور مانا اور اپنے
لشکرون مین اون کی طرف چلے ذلیل وفرمانبردار ہوکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعظیم
کرتے ہوے اون کی متابعت کی نیت کرتے ہوے اسلام مین حضرت سلیمان علیہ السلام
کو جب اون کا اپنی طرف آنا ثابت ومتحقق ہوا تو اس سے خوش ہوے اور اس بات نے
اون کو مسرور کیا فیہ البیان کا بیان مع توضیح معانی ومبانی یہ ہے فلما جاء سلیمان یعنی
پھر جب بلقیس کا قاصد جو ہدیہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس حاضر
ہوا اوسکا نام منذر بن عمرو ہے جاء کی ضمیر سے مراد جنس ہے تو قاصدون کی جماعت ہونے کو
منافی نہوگا چنانچہ اون کی جماعت ہونے پر بلقیس کا یہ قول دال ہے بم یرجع المرسلون
حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فلما جاؤ سلیمان بصیغۂ جمع پڑہا ہے یعنی قاصدون کی
جماعت حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس آئی جملۂ قال اتمدونن بمال مستانفہ ہے
جواب ہے سوال مقدر کا اور ہمزہ واسطی استفہام انکاری کے ہے گویا کسی نے کہا کہ حضرت
سلیمان نے اون سے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ وہ جو مال سے اونکی امداد کرتے تھے
سو اونہون نے اوسکا انکار کرکے فرمایا کیا تم میری امداد کرتے ہو مال سے باوجود میرے
علو سلطان وکثرت مال کے ہرگز نہین مجھے تمہاری امداد کی کچھ حاجت نہین ہے حمزہ نے
بادغام نون اعراب پڑہا ہے نون وقایہ مین امتدون باقی قراء نے بدو نون پڑہا ہے بدون
ادغام کے رہی یای تحتیہ سو نافع وابوعمرو وحمزہ وصل مین ثابت رکھتے ہین اور وقف مین

حذف کرتے ہین اور ابن کثیر دونون حالتون مین ثابت رکھتے ہین اور باقی قراء دونون
حذف کرتے ہین نافع سے مروی ہے کہ وہ ایک نون سے پڑہتے ہین فما اتانی اللہ خیر
مما اتاکم ابو عمرو و نافع و حفص نے اٰتانِیَ بیای مفتوحہ پڑہا ہے اور یعقوب نے باثبات حرف
یای تحتیہ وقف مین اور بحذف یا وصل مین باقی قراء نے وصل و وقف مین بدون یا پڑہا ہے
یہ جملہ تعلیل ہے نفی متقدم کی یعنی مجھے تمہارے مال کی کچھ حاجت نہین ہے اس واسطے کہ
اللہ پاک نے جو مجھے نبوت و علم و ملک عظیم و اموال کثیر عطا فرمایا ہے وہ بہتر ہے اوس مال سے
جس کے منجملہ یہ ہدیہ ہے پہر اول انکار سے اضراب کیا اور وہ جو اس ہدیہ سے فخر و تکبر کا خوش
ہونا خوش ہوتے ہین اسپر اون کو توبیخ و سرزنش کر کے فرمایا بل انتم بھدیتکم تفرحون
یعنی بلکہ اس ہدیہ سے تم ہی خوش ہوتے اور فخر کرتے ہوا ترا تے ہو اور مین جو ہون سو اوس سے
خوش نہین ہوتا ہون دنیا میری حاجت سے نہین ہے اس واسطے کہ اللہ پاک نے اوسمین سے
مجھے وہ عطا کیا ہے جو کسی کو جہان والون مین سے نہین دیا اور باوجود اس کے نبوت سے
میرا اکرام فرمایا مراد اس اضراب سے بیان کرنا اوس سبب کا ہے جو اون کو باعث ہوا ہدیہ
بھیجنے پر وہ سبب بھی بیان کیا اور اوس کے ساتھہ ہی اون کو حقیر و سبک بھی کر دیا پہر حضرت
سلیمان علیہ السلام نے قاصد سے فرمایا ارجع الیہم یعنی تو لوٹ جا طرف بلقیس کے اور اوسکی
قوم کے جنکے اوس ہدیہ کے جسکو تو لیکر آیا ہے یہان خطاب مفرد کو کیا اور پہلے جمع کو مخاطب کیا تہا
یا تو اس لیے کہ جو شخص لوٹ کر جائیگا وہ فقط قاصد ہے یا اس جگہ قاصدون کے سردار کو
مخاطب کیا اور سابق مین اوس کے ساتھہ سب کو خطاب کیا تہا واسطے تفنن کے کلام مین
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارجع بصیغۂ جمع پڑہا ہے کسی نے کہا کہ ارجع کی ضمیر
سے مراد ہدہد ہے حرف لام فلنا تینہم مین جواب قسم محذوف کا ہے نحاس نے کہا مین نے
ابن کیسان کو سنا وہ کہتے تہے کہ یہ لام تو کید کا اور لام امر کا اور لام خفض کا ہے یہ قول ہے
حذاق نحویین کا کیونکہ وہ رد کرتے ہین شی کو اوس کی اصل کی طرف اور یہ بات میسر نہین ہوتی
ہے مگر اوسی شخص کو جو کہ عربیت مین ماہر ہے بجنود لا قبل لہم بہا یعنی واللہ اگر وہ میرے پاس
مطیع و منقاد ہو کر نہ آئین گے تو ہم اون کی پاس ایسے لشکر لیکر آئین گے جن کی اونکو کسی طرح کی

طاقت نہوگی یہ جملہ صفت ہی جنود کی اور محل جر مین ہے حقیقت قبل کی مقابلہ و مقاومت ہے
یعنی وہ قادر نہون گے کہ اونکا مقابلہ کرین اور جملۂ ولنخرجنہم معطوف ہے جواب قسم پر اذلۃ
حال ہے یعنی اور البتہ ہم نکالین گے اون کو اون کی زمین سے جسمین وہ ہین یعنی سب اس
حال مین کہ وہ ذلیل و خوار ہونگے بعد اس کے کہ وہ عزت دار تھے جملۂ وہم صاغرون کا
حال ثانی ہے اور موکد ہے اول کا اس واسطے کہ صغار بمعنی ذلت ہے کسی نے کہا کہ مراد
صغار سے اس جگہ قید کرنا اور غلام بنانا ہے کسی نے کہا کہ صغار وہ اہانت ہے جس سے
ذلت مترتب ہوتی ہے غرضکہ جب قاصد مع ہدیہ کے بلقیس کی طرف لوٹ کر آیا
تو اوس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف چلنے کی تیاری کی تاکہ دیکھے کہ
وہ اوس کو کس بات کا حکم کرتے ہین اور حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کی اونکو خبر دیدی

قال یایہا الملؤا ایکم یاتینی بعرشہا قبل ان یاتونی مسلمین ۝ قال عفریت من الجن
انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک ۚ وانی علیہ لقوی ٌ امین ۝ قال الذی
عندہ علم من الکتٰب انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک ؕ فلما راٰہ مستقرًا
عندہ قال ہذا من فضل ربی لیبلونی ءاشکر ام اکفر ؕ ومن شکر فانما
یشکر لنفسہ ۚ ومن کفر فان ربی غنی کریم ۝ بولا ای درباروالو تم مین کوئی ہے کہ لی آوے
میرے پاس اوسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم بردار ہوکر بولا ایک راکس
جنون مین سے مین لادیتا ہون وہ تجکو پہلے اس سے کہ تو اوٹھے اپنی جگہ سے اور مین اوسپر
زور کا ہون معتبر بولا وہ شخص جس کے پاس تہا ایک علم کتاب کا مین لادیتا ہون تجکو وہ پہلے
اس سے کہ پہر آوے تیری طرف تیری آنکہ پس جب دیکہا وہ دہرا اپنے پاس کہا یہ میرے
رب کے فضل سے میرے جانچنے کو کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے
سو شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی ناشکری کرے سو میرا رب بے پرواہے بزرگ
ف ۱ کافر جو اپنے ایمان مین نہین اوسکا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ
مسلمان ہوا پہر حلال نہین ف ۲ اپنی جگہ سے یعنی دربار سے اوسکو پہر ایک عرصہ لگتا
اور معتبر اس واسطے کہا کہ اوس مین جواہر لگے تھے بیش قیمت ف ۳ یعنی ظاہر کے اسباب سے

نہین آیا اللہ کا فضل ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پونہچے جن سے کرامت ہونے
لگی پھیر آوے آنکہہ یعنی کسی طرف دیکھنے سے پھر اپنی طرف دیکھے اور اوسکے پاس ایک علم
تھا کتاب کا یعنی اللہ کے اسما اور کلام سے تاثیر کا وہ شخص آصف تھا اونکا وزیر انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین محمد بن اسحٰق نے یزید بن رومان سے روایت
کیا ہے کہا پھر جب قاصد لوٹ کر گئے طرف اوس کے وہ بات لیکر جو حضرت سلیمان علیہ السلام
نے فرمائی تھی تو اونسے کہا واللہ مقرر یہ بادشاہ نہین ہے اور ہمکو اوس کے مقابلے کی کسی طرحکی
طاقت نہین ہے اور ہم اوس سے مکابرہ کرکے کچھ بنا نہ لین گے اور اون کو کہلا بھیجا کہ نہین
اپنی قوم کے بادشاہون کو لیکر تمہارے پاس آتی ہون تاکہ دیکھون کہ تمہارا کیا امر ہے اور
وہ کیا دین ہے جس کی طرف تم ہمکو بلاتے ہو پھر اونسے اپنے تخت سلطنت کو حکم دیا جسپر وہ
جلوس کیا کرتے تھے وہ سونے کا تھا یاقوت وزبرجد اور موتیون سے جڑا ہوا تو سات
گھرون کے اندر رکھا گیا ایک گھر کے اندر دوسرا پھر جس شخص کو اوس کے اہتمام وحفظ پر خلیفہ
کیا اوس سے کہا کہ جو شے تیرے ذمے ہے اوس کی خوب حفاظت کرنا اور میری سلطنت
کا جو تخت ہے سو اللہ کے بندون مین سے کوئی بھی اوس تک نہ پونہچے اور نہ اوسے کوئی
دیکھے یہان تک کہ مین تیرے پاس آجاؤن پھر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف روانہ ہوئی ملوک
یمن کے بارہ ہزار قیل مین ہر قیل کے ماتہہ کے نیچے ہزارہا آدمی تھے پس حضرت سلیمان علیہ السلام
نے جنون کا بھیجنا شروع کیا کہ اوس کے چلنے کی اور اوسکی انتہا پونہچنے کی خبر ہر رات دن اونکے
پاس لائین یہان تک کہ جب قریب پونہچی تو جن وانس اون کے نزدیک تھے اونمین سے
جو اون کے زیردست تھے اون کو جمع کیا پھر فرمایا یا ایھا الملأ تاملیون قتادہ نے کہا جب
حضرت سلیمان علیہ السلام کو یہ خبر پونہچی کہ وہ آنے والی ہے اور اوس کے تخت کا اون سے
ذکر ہو چکا تھا سو وہ اون کو پسند آگیا تھا اور وہ سونے کا تھا اوسکے پائے موتی اور جواہر کے
تھے دیباج وحریر سے اوس کے پردے بنائے گئے تھے اور اوسپر تو مغالیق تھے پس اس
بات کو مکروہ جانا کہ بعد اونکے مسلمان ہونے کے اوسکو لین اور نبی اللہ اس امر کو جان چکے
تھے کہ جب وہ اسلام لے آئین گے تو اون کے اموال وخون حرام ہو جائین گے اس لیے فرمایا

ف شاید مغالیق کے
معنی کوئی ہیرے
جواہر کے ہین
واللہ اعلم بالصواب

یا ایها الملأ ا مسلمین اور اسی طرح عطا خراسانی و سدی و زہیر بن محمد نے کہا ہے کہ قبل
ان یاتونی مسلمین پس حرام ہو جائین گے مجھپر اون کے مال بسبب اون کے اسلام کے
قال عفریت من الجن مجاہد نے کہا ای مارد من الجن یعنی سرکش جن شعیب جبائی نے
کہا کہ اوسکا نام کوزن تہا اسی طرح محمد بن اسحق نے یزید بن رومان سے روایت کیا ہے
اور اسی طرح وہب بن منبہ نے ابو صالح نے کہا وہ ایسا تہا گویا ایک پہاڑ ہے انا اتیک
بہ قبل ان تقوم من مقامک حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ مراد مقام سے
مجلس ہے مجاہد نے کہا مقعد یعنی جای نشست سدی وغیرہ نے کہا کہ وہ لوگون کے
واسطے جلوس فرماتے تہے قضا و حکومات و طعام کے لیے اول دن سے سورج ڈہلنے تک
غرض یہ ہے کہ اس وقت مین مقدمات فیصل کرتے تہے اور کہانا بہی کہا لیتے تہے وانی
علیہ لقوی امین حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مین قوی و زور آور ہون اوس کے
اوٹہانے پر امین ہون اوس جو ہر مین جو اوسمین ہین پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا
کہ مین تو اس سے بہی زیادہ تر جلدی چاہتا ہون اس جگہہ سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے
کہ اس تخت کے حاضر کرنے سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کی ظاہر کرنا ملک کی عظمت
و بزرگی کا تہا جو کہ اللہ پاک نے اونکو بخشا تہا اور جنود و لشکرون کی عظمت کا جن کو اللہ نے
اوسکا مسخر کر دیا تہا یہ امور نہ کسی کو اونسے پہلے دیے گئے نہ بعد اون کے کسی کے واسطے
ہون گے اور چاہیے یون کہ یہی بات حجت ٹہیرائی جاے اون کی نبوت پر نزدیک بعقیس
کے اور اوس کی قوم کے کیونکہ یہ امر ایک بڑا خارق عادت ہے کہ اوس کے تخت کو جو ان کا
تون اوس کے بلاد سے بے آئین قبل اس کے کہ وہ اون کے پاس حاضر ہون ایک
تو خود تخت کا اتنی دور سے بعینہ آجانا ایک بڑی خرق عادت ہے پہر اونسے اوسکو قفل
وغیرہ سے بند کیا تہا اور محافظ لوگ پہرے چوکی والے اوپر مقرر کیے تہے باوجود اسکے
کسی کو خبر نہو اور آجاے بالجملہ پہر جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مین تو اس سے
بہی زیادہ جلد چاہتا ہون تو قال الذی عندہ علم من الکتاب حضرت ابن عباس
نے فرمایا کہ یہ شخص آصف کاتب سلیمان علیہ السلام ہین اسی طرح محمد بن اسحاق نے یزید بن رومان

سے روایت کیا ہے کہ وہ آصف بن برخیا ہین صدیق تھے اسم اعظم جانتے تھے **قتادہ**
نے کہا کہ انس مین کا ایک مومن تہا نام اوسکا آصف تہا اسی طرح ابو صالح وضحاک و قتادہ
نے کہا ہے کہ وہ انس مین کا تہا قتادہ نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ بنی اسرائیل مین کا تہا
مجاہد نے کہا کہ نام اوسکا اسطوم تہا قتادہ سے ایک روایت یہ ہے کہ نام اوسکا بلیخا تہا
زہیر بن محمد نے کہا وہ ایک مرد ہے انس مین کا اوسکو ذوالنور کہتے ہین **عبداللہ** بن لہیعہ
کا زعم یہ ہے کہ وہ خضر علیہ السلام ہین یہ قول نہایت غریب ہے غرضکہ وہ کوئی بہی ہو اوسنے
کہا انا اٰتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک یعنی تو اپنی نگاہ اوٹہا اور اپنی بصر کی
درازی کو نظر کر اوس سے جسپر تو قدرت رکہتا ہے پہر تیری نگاہ تہکنے نپائیگی مگر حال یہ
ہے کہ وہ تیرے پاس حاضر ہوگا **وہب بن منبہ** نے کہا تو دراز کر اپنی بصر کو سو وہ
اپنی مدا کو یعنی غایت کو نہ پونہچے گی یہان تک کہ مین اوسکو تیرے پاس لے آؤنگا پس
ذکر کیا ہے کہ اوس شخص نے حضرت سلیمان کو حکم دیا کہ مین کی طرف نظر کر جسمین یہ مطلوب
تخت ہے پہر وہ کہڑا ہوا تو اوسنے وضو کیا اور اللہ تعالے سے دعا کی **مجاہد** نے کہا کہ
اوسنے کہا یا ذا الجلال والاکرام **زہری** نے کہا کہ اوسنے کہا یا الٰہنا والٰہ کل شیء
الٰہا واحدا لا الٰہ الا انت ائتنی بعرشہا کہا پہر وہ اُن کے آگے آکہڑا ہوا **مجاہد**
وسعید بن جبیر و محمد بن اسحق و زہیر بن محمد وغیرہم نے کہا کہ جب اوسنے اللہ تعالے سے دعا کی
اور اوس سے سوال کیا کہ بلقیس کا عرش اوسکے پاس لے آوے اور وہ مین مین تہا اور
حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس مین تو وہ تخت غائب ہوگیا اور زمین مین غوطہ لگایا
پہر حضرت سلیمان کے آگے سے نکل آیا **عبدالرحمن** بن زید بن اسلم نے کہا نہ جا حضرت
سلیمان نے مگر حال یہ ہے کہ اوسکا تخت اوٹہا لایا جا رہا ہے اون کے روبرو کہا اور یہ شخص
جو اوسکو لے آیا عابدین بحر سے تہا پہر جب حضرت سلیمان نے اور اون کے درباریون نے
اوسکا معاینہ کیا اور اوسکو اپنے نزدیک قرار پذیر دیکہا تو فرمایا ہذا من فضل ربی
لیبلونی یعنی یہ اللہ پاک کی نعمتون سے ہے مجہپر تاکہ مجہے جانچے ا اشکر ام اکفر ومن
شکر فانما یشکر لنفسہ یہ آیت شکر اس کریمہ کے ہے من عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا

سلیمان کی بھلائی اپنے واسطے اور برخ کی برائی وہ بھی اپنی

وکقولہ تعالی ومن[۱] عمل صالحا فلا نفسہم یمہدون **قولہ تعالی** ومن کفر فان ربی غنی کریم یعنی میرا رب بے نیاز ہے بندون سے اور اون کی عبادت سے کریم یعنی فی نفسہ بزرگ ذات ہے گو کوئی اوس کو نہ پوجے کیونکہ اوس کی عظمت و بزرگی کسی کی طرف نیازمند نہین ہے یہ قول ایسا ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا ہے[۲] ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ لغنی حمید صحیح مسلم مین ہے اللہ تعالے فرماتا ہے یا عبادی لوان اولکم واٰخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب رجل منکم ما زاد ذلک فی ملکی شیئا یا عبادی لوان اولکم واٰخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجل منکم ما نقص ذلک من ملکی شیئا یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم ثم اوفیکم ایاھا فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسہ یعنی اے میرے بندو اگر اول و آخر تمہارے اور انس و جن تمہارے ہوجائین متقی تر دل پر کسی شخص کے تم مین سے تو زیادہ نکریگا یہ میرے ملک مین کچھ ای میرے بندو اگر اول و آخر تمہارے اور انس و جن تمہارے ہوجائین فاجر تر دل پر کسی شخص کے تم مین سے تو کم نکریگا یہ میری ملک سے کچھ ای میرے بندو وہ تو تمہارے اعمال ہین کہ مین اون کو شمار کرتا ہون واسطے تمہارے پھر مین بھر پور دونگا تمکو وہ پس جو شخص پائے خیر کو تو چاہیے حمد کرے اللہ کی اور جو کوئی پائے سوائے اسکے تو ملامت نکرے مگر اپنی جان کو **ف** فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اونکے قبضے مین جو جن و انس وغیرہما تھے اون سب سے فرمایا ای دربار والو کون تم مین کا میرے پاس لاتا ہے اوسکا عرش پہلے اس سے کہ وہ میرے پاس آئین منقاد و طائع و فرمان بردار ہوکر عرش بلقیس سے مراد وہ تخت ہے جس کی عظمت کا وصف اول گذر چکا ہے جس وقت یہ بات فرمائی اوس وقت وہ بیت المقدس مین تھے اور اوسکا تخت بلدۂ سبا مین درمیان اونکے اور بیت المقدس کے دو ماہ کی راہ ہے کسی نے کہا کہ اونہون نے جو اوس کے تخت لینے کا ارادہ کیا قبل اس کے کہ وہ اون تک پونہچین اور مسلمان ہون سو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ اوس وقت حربی تھے اور جب وہ اور اوسکی قوم مسلمان ہوجائین گے تو اونکا مال بغیر اونکی رضا کے

[۱] اور جو کرے بھلا کام سو اپنی زاہ سنوارتے ہین [۲] ان تنکفروا ہو سکتے ہو تم اور جو دل پر زمین پر ہین سارے تو بھی بے پروا ہے صاحب خوبیون سے [۱۲]

لینا حلال ہوگا کیونکہ اسلام اون کے مال کو بچاتا ہے ابن عطیہ نے کہا ظاہر روایات
یہ ہے کہ حضرت سلیمان نے یہ بات بعد اسکے فرمائی کہ اوسکا ہدیہ آیا اور اونہون نے اوسکو
واپس کیا اور ہدہد کو خط لیکر بھیجا اس قول پر جمہور متاولین ہین کسی نے کہا وجہ عرش کے
طلب کرنے کی قبل اوس کے وصول کے یہ ہے کہ اوسکو وہ قدرت دکھائین جو اون کو
حاصل تھی طرف سے اللہ پاک کے اور اوسکو دلیل ٹھیرائین اپنی نبوت پر کسی نے کہا کہ اوسکی
عقل کو جانچین اسی لیے یون فرمایا نکروا لہا عرشہا چنانچہ آئندہ اسکا ذکر آئیگا کسی نے کہا
چاہا کہ ہدہد کی راستی کا امتحان کرین اس بات مین کہ اوسنے عرش کا وصف عظمت کے ساتھ
کیا تھا لیکن اکثر لوگ قول اول ہی پر ہین عفریت کو جمہور نے بکسر عین وسکون فا وکسر ا ہی مہملہ
وسکون ثناۃ تحتیہ وبتاے فوقیہ پڑہا ہے ابو رجاء وعیسی ثقفی وابن سمیفع وابو السماک نے
عفرۃ بجیم پڑہا ہے بفتح تحتیہ بعد اوس کے تاے تانیث جو کہ ہا سے منقلب ہے یہ قراءت حضرت
امیر المومنین ابو بکر صدیق رضے اللہ عنہ سے بھی مروی ہے ابو حیان نے بفتح عین پڑہا
ہے اور یہ شاذ ہے ابن عطیہ نے کہا کہ ایک فرقہ نے عفر بکسر عین پڑہا ہے جمع اسکی عفار
ہے عفریت کہتے ہین مارد غلیظ شدید قوی کو یعنی سرکش درشت سخت زور آور قتادہ نے
کہا داہیۃ یعنی کاردان وزیرک نحاس نے کہا شدید کو کہتے ہین جبکہ اوس کے ساتھ خبث و
دہاء ہو عفر وعفرۃ وعفریت غرض یہ ہے کہ یہ تینون لفظ اوس شخص کے واسطے بولے جاتے
ہین جو کہ سخت ودرشت ہو اور اوسمین خباثت ومکر وہوشیاری وکاردانی ہو کسی نے کہا
کہ عفریت جن کے رئیس وسردار کو کہتے ہین عفریت کا لفظ اشعار عرب مین بھی آیا ہے اور
عفرۃ ذوالرمہ کے شعر مین واقع ہوا ہے پھر خاص اس عفریت کے نام مین اختلاف ہے
نحاس نے وہب بن منبہ سے ذکر کیا ہے کہ نام اوسکا کودن تھا سہیلی نے کہا ذکوان
کسی نے کہا ذعوان کسی نے کہا صخر مارد یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے مثل پہاڑ کے
تھا اپنا پانون رکھتا تھا نزدیک منتہاے نظر کے حضرت سلیمان علیہ السلام کا مسخر تھا
اٰتیک بہ صیغہ فعل مضارع واحد متکلم ہے اصل اسکی ااتیک بدو ہمزہ ہے پھر دوسرے کو الف
سے بدل لیا ہے کسی نے کہا کہ صیغہ اسم فاعل ہے مقامک سے مراد وہ مجلس ہے جس مین

سے صراح مین کہا ہے
زوس تنبیہ یعنی عالی
دلیر درشت و
قوی ہیکل و دیو زہرہ
سے فتح البیان مین
کوزنی ہے واللہ اعلم
اور قیم ابن کثیر مین
کوزن بزا معجمہ ہے ۱۲

درمیان لوگون کے فیصلہ کرنے کو بیٹھتے تھے یہ وقت صبح سے دوپہر تک تھا **قولہ** قال
الذی عندہ علم من الکتاب مراد کتاب سے وہ کتابین ہین جو انبیاء علیہم السلام پر نازل
کی گئین قبل حضرت سلیمان علیہ السلام کے جیسے تورات شریف کہ حضرت موسی علیہ السلام
پر اتاری گئی **اکثر مفسرین** نے کہا ہے کہ اس شخص کا نام آصف بن برخیا تھا بمذہب قصہ
بنی اسرائیل مین کا تھا حضرت سلیمان کا وزیر و دوست تھا کسی نے کہا اونکا کاتب تھا اور منجملہ
اولیاء اللہ تھا اوس کے ہاتھون پر بہت سے خوارق ظاہر ہوتے تھے کسی نے کہا کہ
اللہ پاک کا اسم اعظم جانتا تھا کہ جس وقت اوس کے ساتھہ اللہ پاک سے سوال کیا جائے تو
عطا کرے اور جب اوس کے ساتھہ دعا کی جائے تو قبول فرمائے کسی نے کہا کہ مراد حضرت
جبریل علیہ السلام ہین کسی نے کہا کوئی اور فرشتہ کسی نے کہا حضرت خضر علیہ السلام **ابن عطیہ**
نے کہا کہ ایک فرقے نے کہا ہے کہ مراد خود حضرت سلیمان علیہ السلام ہین اس بنا پر
خطاب انا آتیک بہ کا عفریت کو ہوگا گویا عفریت نے جو بات کہی تھی حضرت سلیمان علیہ السلام
نے اوس کو بطی سمجھا پھر یہ بات اوس کے حقیر کرنے کو اوس سے فرمائی کہ مین پلک مارنے سے
پہلے اوسکو تیرے پاس لے آتا ہون اس کے سوا اور اقوال مین جن کی کچھہ اصل نہین ہے
اور قول اول اولی ہے **ابو عبید** و ابن جریر و ابن منذر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے
روایت کیا ہے کہا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرات مین یون ہے قال
الذی عندہ علم من الکتاب انا انظر فی کتاب ربی ثم اتیتک بہ قبل ان یرتد
الیک طرفک کہا پس اس عالم نے کچھہ کلام کیا تو تخت ایک سرنگ مین گھس گیا زمین کے
نیچے یہان تک کہ نکل آیا طرف اون کے مراد طرف سے ہلانا اجفان کا ہے اور اون کا
کہولنا واسطی نظر کے ارتداد طرف سے مراد ملجانا اجفان کا ہے چونکہ مل جانا اجفان کا ایک
امر طبیعی ہے قصد پر موقوف نہین ہے اس لیے ارتداد کو اختیار کیا رد پر یعنی یرتد الیک طرفک
کہا اور ترد الیک طرفک نہ فرمایا قاموس مین ہے کہ طرف کا اطلاق جس طرح آنکھہ کی نظر پر کیا جاتا
ہے اسی طرح خود آنکھہ پر بھی اطلاق کیا جاتا ہے کسی نے کہا کہ طرف بمعنی مطروف ہے یعنی
وہ شے جس کو نظر کرتا ہے کسی نے کہا طرف خود جفن ہی ہے اوس کے ساتھہ سرعت امر سے

سہ اجفان جمع جفن یعنی پلک چشم مراد غلاف چشم ہے ۱۲ منہ

تعبیر کی ہے جس طرح کہ تو اپنے مصاحب سے کہتا ہے کہ اس کام کو لحظہ بھر مین کر دے قالہ
مجاہد سعید بن جبیر نے کہا ہے کہ اوس شخص نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا کہ تو نظر کر
طرف آسمان کے پس اونہون نے پلک نہین ماری تھی یہان تک کہ وہ اوسکو لے آیا پھر اوسکو
اون کے روبرو رکھدیا معنی یہ ہین یہان تک کہ لوٹ آئے طرف تیرے طرف تیری بعد
اوس کے دراز کرنے کے آسمان کی طرف قول اول ان قولون کا اولی ہے پھر تیسرا قول
حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ سبا والی کا تخت نہین چلا درمیان زمین و آسمان کے ولیکن
زمین اوسکو لیکر شق ہوگئی تو وہ زمین کے نیچے چلا یہان تک کہ حضرت سلیمان کے روبرو ظاہر
ہوگیا فلما رآہ مستقرًا عندہ کہا ہے کہ امین حذف ہے تقدیر یہ ہے کہ پھر حضرت سلیمان
نے اوس شخص کو اذن دیا تو اوسنے اللہ پاک سے دعا کی پھر اوسکو لایا پھر جب حضرت
سلیمان نے اوس تخت کو اپنے پاس حاضر دیکھا تو فرمایا ھٰذا یعنی تخت کا حاضر ہونا اور اوس کا
ثبوت بدون تحرک[1] و تنقل کے من فضل ربی میرے رب کے فضل و احسان سے ہے مجھ پر
لیبلونی تاکہ وہ مجھے جانچے ءاشکر کہ آیا مین شکر کرتا ہون اللہ کا اسپر اور اقرار کرتا ہون اس
بات کا کہ وہ اوس کے فضل سے ہے بدون میری حول و قوت کے اور اوس کے حق کے
ساتھ قائم ہوتا ہون ام اکفر یا مین ناشکری کرتا ہون ترک شکر کرکے اور اوس کے ساتھ
قیام نکرکے یا اس باب مین اپنے نفس کے واسطے کوئی فعل و تصرف ثابت کرتا ہون اخفش نے
کہا معنی لیبلونی کے یہ ہین تاکہ مجھے دیکھے کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری کسی اور نے کہا معنے
یہ ہین تاکہ معتبر کرے مجھکو یہ مجاز ہے اصل ابتلا مین اختیار ہوتا ہے ومن شکر فانما یشکر
لنفسہ اس واسطے کہ بسبب شکر کرنے کے وہ مستحق ہوتا ہے نعمت کے تمام و دوام کا کیونکہ
شکر موجود نعمت کی قید ہوتا ہے اور مفقود نعمت کی صید معنی یہ ہین کہ شکر کا نفع و ثواب شاکر
ہی کی طرف رجوع ہوتا ہے ومن کفر فان ربی غنی کریم اور جسنے ناشکری کی تو میرا رب
بے نیاز ہے اوس کے شکر سے کریم ہے ترک معاجلت مین ساتھ عقوبت کے یعنی اوسکی
ناشکری پر عقوبت کی جلدی نہین کرتا ہے کہ جو نعمتین اوس کو عطا کی ہین اون کو اوس سے
جلد سلب کرلے ایسا نہین کرتا ہے بلکہ وہ کریم ہے کرم فرماتا ہے قال نکروا لھا عرشھا

[1] یعنی بدون حرکت و آواز اور کود کر نہ جانے کے اور اٹھا ہوا گیا ایک مدت پہلے رکھا ہوا ہے ۱۲ منہ

ننظر اتهتدی ام تکون من الذین لا یهتدون ۝ فلما جآءت قیل اهکذا عرشک
قالت کانه هو ج واوتینا العلم من قبلها وکنا مسلمین ۝ وصدها ما کانت
تعبد من دون اللہ ط انها کانت من قوم کفرین ۝ قیل لها ادخلی الصرح ج
فلما رات حسبته لجة وکشفت عن ساقیها ط قال انه صرح ممرد من قواریر ط
قالت رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمن للہ رب العالمین ۝ کہا روپ
بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اوس کے تخت کا ہم دیکھین سوجھہ پاتی ہے یا اون لوگون مین
ہوتی ہے جن کو سوجھہ نہین ط پھر جب آپونہچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا یہ
وہی ہے اور ہم کو معلوم ہوچکا آگے سے اور ہم ہوچکے حکم بردار اور بند کیا اوسکو اون چیزون سے
جو پوجتے تھے اللہ کے سوا البتہ وہ تھے منکر لوگون مین کسی نے کہا اوس عورت کو اندر چل
محل مین پس جب دیکھا اوس کو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولین اپنی پنڈلیان کہا یہ تو
ایک محل ہے جڑے ہوئے اوسمین شیشے بولی ای رب مین نے بڑا کیا ہے اپنی جان کا اور
حکم بردار ہوئی ساتھہ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب سارے جہان کا ف روپ بدلنا
یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اوسکا جڑاؤ اور کہاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمانی منظور تھی
اور اپنا معجزہ دکھانا ف یعنی اس معجزے کی حاجت نہ تھی ف دیوانخانے مین پہنچے
تھے حضرت سلیمان اوسمین پتھرون کی جگہہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی لہراتا اوسنے
پنڈلیان کھولین پانی مین پیٹھنے کو حضرت سلیمان نے پکارا کہ شیشون کا فرش ہے پانی نہین
اوسکو اپنی عقل کا قصور اور اون کی عقل کا کمال معلوم ہوا سمجھی کہ دین مین بھی جو یہ سمجھے ہین سو ہی
صحیح ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے سنا تھا کہ اوسکی پنڈلیون پر بال ہین بکری کی طرح
اس طرح معلوم کرلیا کہ بیچ تھے اوسکی دو اتجویز کی نورہ کہتے ہین وہ پری کے پیٹ سے
پیدا ہوئی تھی یہ اثر اوسکا تھا انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین جبکہ حضرت
سلیمان علیہ السلام کے پاس بلقیس کا تخت لایا گیا قبل اوسکے آنے کے تو اونہون نے حکم دیا
کہ بعض صفات اوس کے بدل دیے جائین تاکہ اوس کی معرفت کو جانچین اور اوسکے ثبات
کو وقت اوسکے دیکھنے کے کہ آیا اقدام کرتی ہے اسپر کہ وہ اوسکا تخت ہے یا اسپر کہ نہین ہے

۳ ع ۱۲ ۱۸

پس ارشاد فرمایا نکروا لها عرشها الآیہ حضرت ابن عباس نے فرمایا نزع منہ صوبہ
ومسافتہ یعنی اوس کے رنگ اور اوس کے منافع کی چیزین اوسکہا ڈی گئین مجاہد نے کہا
اوس کو حکم دیا تو بدلا گیا جو اوس مین سرخ تہا وہ زرد کیا گیا اور جو زرد تہا وہ سرخ اور جو سبز تہا
وہ سرخ کیا گیا ہر شے اپنے حال سے بدل دیئی عکرمہ نے کہا کہ اوسمین بڑہایا گہٹایا قتادہ
نے کہا کہ اوس کا اسفل اعلی کر دیا گیا اور اوس کا مقدم موخر اور اوسمین بڑہایا اور گہٹایا پہر جب
وہ آئی تو اوس سے کہا گیا اکذا عرشک یعنی اوس کا تخت اوسپر پیش کیا گیا حالانکہ وہ متغیر و منکر
کیا گیا تہا اور اوس مین زیادتی اور اوس سے کمی کی گئی تہی پس اوسمین ثبات عقل تہا اور اوسکو
دانش و زیرکی و کاردانی و حزم و دوراندیشی تہی تو اوسنے اسپر پیشقدمی نہین کی کہ وہ وہی ہے
بسبب اوس کے بعد مسافت کے اوس سے اور نہ اسپر کہ وہ اور ہے اس لیے کہ اوسنے
اوس کے آثار و صفات دیکہے تو اوسکا تغیر و تبدل کیا گیا اور اوسکا روپ بدلا گیا پس کہا
کانہ ہو یعنی اوس کے مشابہ اور لگ بہگ ہے یہ بات غایت سے ذکاء و حزم مین
قولہ تعالی واوتینا العلم من قبلها وکنا مسلمین مجاہد نے کہا کہ یہ بات حضرت سلیمان
علیہ السلام کہہ رہے ہین اور قولہ تعالے وصدها ما کانت تعبد من دون اللہ انہا
کانت من قوم کافرین مجاہد و سعید بن جبیر کے قول مین حضرت سلیمان علیہ السلام کے تمت
قول سے ہے یعنی حضرت سلیمان نے کہا کہ ہم دیے گئے علم اوس سے پہلے اور ہم تہے
مسلمان اور بلقیس کو روک رکہا تہا اللہ وحدہ کی عبادت سے اوس شے نے جسکو وہ پوجتی تہی
اللہ کے سوا انہا کانت من قوم کافرین وہ تہی قوم کافر سے یہ بات جو مجاہد و سعید نے کہی
اچہی ہے اور ابن جریر نے بہی یہی کہی ہے پہر ابن جریر نے کہا یہ بہی احتمال ہے کہ صدہا مین
ضمیر راجع ہو طرف سلیمان علیہ السلام کے یا طرف اللہ عزوجل کے تقدیر یہ ہو اور روکا اوس کو اوس
چیز سے جس کو وہ پوجتے تہے اللہ کے سوا یعنی باز رکہا غیر اللہ کی عبادت سے بیشک وہ تہی
قوم کافر سے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ قول مجاہد کی یہ بات تائید کرتی ہے
کہ اوسنے جو اسلام ظاہر کیا سو بعد اوس کے داخل ہونے کے طرف صرح کے چنانچہ آئندہ آتا ہے
قولہ تعالی قیل لها ادخلی الصرح الآیۃ اسکا قصہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام

نے شیاطین کو حکم دیا تھا تو اون کے واسطے ایک بڑا محل بنایا تھا قوارير کا یعنی شیشون کا
اور اوسکے نیچے پانی جاری کیا تھا پس جو کوئی اوسکے حال کو نہین جانتا ہے تو خیال کرتا
ہے کہ وہ پانی ہے لیکن شیشے حائل ہوجاتے ہین درمیان چلنے والے کے اور اوس کے
جو سبب حضرت سلیمان علیہ السلام کو باعث ہوا تھا اس محل کے بنانے پر اوسمین اختلاف کیا ہے
پس کسی نے تو یہ کہا کہ جب اونہون نے اسپر عزم کیا کہ بلقیس سے نکاح کرین اور اوسکو اپنے
واسطے برگزیدہ فرمائین تو اون سے اوس کا حسن و جمال ذکر کیا گیا لیکن اوس کی دونون
پنڈلیون مین لہب عظیم ہے یعنی بڑے بڑے بال ہین اور موخر اوسکے قدمون کا مثل سم ستور
کے ہے سو یہ بات اونکو بری لگی اس لیے یہ محل بنایا تا کہ معلوم کرلین کہ وہ بات صحیح ہے
یا نہین محمد بن کعب قرظی وغیرہ کا قول اسی طرح ہے پھر جب وہ داخل ہوئی تو اونسے اپنی
پنڈلیان کھولین اونہون نے دیکھا کہ اوس کی پنڈلیان اور قدم سب لوگون سے بڑھکر خوبصورت
ہین لیکن اوس کے دونون پانون پر بال دیکھے اس لیے کہ وہ ایک رانی ہے کہ اوسکا کوئی
خاوند نہین ہے پھر اونہون نے اس بات کو محبوب رکھا کہ یہ بال اوس سے جاتے رہین
اسپر اونسے کسی نے استرے کا کہا تو بلقیس بولی کہ مین اس کی طاقت نہین رکھتی ہون اور
حضرت سلیمان نے اس بات کو مکروہ رکھا اور جنون سے فرمایا کہ استرے کے سوا کوئی ایسی
شے بناؤ جس سے یہ بال دور ہوجائین اسپر جنون نے اون کے واسطے نورہ بنایا پہلے
پہل انہین کے واسطے نورہ بنایا گیا یہ قول حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و محمد بن کعب قرظی
و سدی و ابن جریج وغیرہم کا ہے **محمد بن اسحق** نے یزید بن رومان سے روایت کیا
ہے پھر اوس سے کہا کہ محل مین داخل ہو تا کہ اوسے ایک ایسا ملک دکھائین جو اوس کے
ملک سے عزیز تر ہے اور ایک ایسا سلطان جو اوس کے سلطان سے عظیم تر ہے پھر جب
اونسے اوس کو دیکھا تو اوسے پانی خیال کیا اور اپنی پنڈلیان کھولین وہ اس بات مین
شک نہین کرتی تھی کہ وہ پانی ہے اوسمین گھسیگی اسپر اوس سے کہا گیا کہ وہ تو ایک محل ہے
شیشون سے جڑا ہوا پھر جب وہ حضرت سلیمان کے روبرو کھڑی ہوئی تو اوسکو اللہ وحدہٗ کی
عبادت کی طرف بلایا اور وہ جو اللہ کے سوا سورج کو پوجتی تھی اس باب مین اوسپر عتاب فرمایا

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ جس وقت علجہ نے محل دیکھا تو پہچان گئی واللہ
کہ مقرا وسنے ایک ایسا ملک دیکھا کہ اوس کے ملک سے عظیم تر تھا محمد بن اسحاق نے بعض
اہل علم سے روایت کیا ہے وہ وہب بن منبہ سے راوی ہین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے
محل کا حکم دیا شیاطین نے شیشون سے اون کے واسطے بنایا سفیدی مین گویا وہ پانی ہے
پھر اوس کے نیچے پانی چھوڑا پھر اون کے واسطے اوسمین اونکا تخت رکھا گیا پھر اونہون نے
اوسپر جلوس فرمایا اور طیور وجن وانس اون کے روبرو کھڑے ہوے پھر اوس سے کہا
کہ محل کے اندر چل تاکہ اوسے وہ ملک وسلطنت دکھائین جو اوس کے ملک سے زیادہ تر عزیز
وغالب ہے اور وہ سلطان جو اوس کی سلطان سے عظیم تر ہے پس جب اوسنے اوس محل کو
دیکھا تو اوسکو گہرا پانی خیال کیا اور اپنی پنڈلیان کھولین وہ اسمین شک نہین کرتی تھی کہ وہ پانی
ہے اوس مین گھسگی اوس سے کہا گیا کہ وہ تو ایک محل ہے شیشون سے جڑا ہوا پھر جب وہ
حضرت سلیمان علیہ السلام کے روبرو کھڑی ہوئی تو اوسے اکیلے اللہ عزوجل کی عبادت
کی طرف بلایا اور وہ جو اللہ کے سوا سورج کو پوجتی تھی اس بارے مین اوسپر عتاب کیا تو اوسنے
زنادقہ کی بات کہی اسپر حضرت سلیمان علیہ السلام اوس کی بات کو ایک بڑی بہاری بات سمجھکر
سجدے مین گرے اور اون کے ساتھ سب لوگ سجدے مین جھکے پھر جب اوسنے حضرت
سلیمان کو دیکھا کہ اونہون نے کیا جو کچھ کیا تو وہ نادم وپشیمان ہوئی پھر جب اونہون نے اپنا سر
اوٹھایا تو فرمایا تیری خرابی ہو تو نے کیا کہا تھا وہ بولی کہ مین نے جو کہا تھا اوسکو بھلا دی گئی پھر
کہا رب انی ظلمت نفسی واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین پس وہ اسلام لے آئی
اور اوسکا اسلام اچھا ہوا امام ابوبکر بن ابی شیبہ نے اس باب مین ایک غریب اثر روایت
کیا ہے حضرت ابن عباس سے کہا ہم کو حدیث کی حسن بن علی نے زائدہ سے کہا مجھے حدیث
کی عطاء بن سائب نے کہا ہمکو حدیث کی مجاہد نے اور ہم آزد[1] مین تھے کہا ہمکو حدیث کی حضرت
ابن عباس رضے اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے تخت پر جلوس فرمایا کرتے
تھے پھر اون کے آس پاس کرسیان کہی جاتین تو اونپر انسان بیٹھتے پھر جن پھر شیاطین
بیٹھتے پھر ہوا آتی تو اون کو اوٹھاتی پھر طیور اونپر سایہ کرتے پھر صبح کو چلتی اتنی دیر کہ جتنی دیر

[1] شاذ ون نام ہے یمن کے ایک قبیلے کے باپ کا اوس کو ازدشنوءۃ بھی کہتے ہین اور ایک ازد عمان ہے تیسرا ازد السراۃ ہے دیکھو اعلام یمان کون سا ازد مراد ہے ۱۲ منہ

مین سوار اوترنے کی خواہش کرتا ہے اتنے وقت مین ایک ماہ کی راہ طے کرتے اور بعد
زوال کے ایک ماہ کی راہ قطع کرتے پس اس درمیان مین کہ وہ ایک دن اپنے کسی سفر
مین تھے کہ اونہون نے طیور کی حاضری لی تو ہدہد کو گم پایا فرمایا کیا ہے مجھے کہ مین ہدہد کو
نہین دیکھتا ہون یا ہے وہ غائبین سے البتہ مین عذاب کرونگا اوس کو سخت عذاب یا البتہ
اوسے ذبح کرڈالونگا یا لے آئے میرے پاس کوئی ظاہر حجت پس اون کا اوس کو عذاب کرنا یہ تھا
کہ اوس کے پر اوکھاڑ ڈالین پھر اوسے زمین مین ڈالدین کہ وہ محفوظ رہے چیونٹی سے نہ اور کسی
زمین کے کیڑے مکوڑون سے عطا نے کہا اور ذکر کیا سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے
مثل حدیث مجاہد کے فمکث غیر بعید پھر پڑا یہان تک کہ پونہچے اس قول تک سننظر اصدقت
ام کنت من الکاذبین اذھب بکتابی ھذا اور لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم طرف بلقیس کے
ان لا تعلوا علیّ وائتونی مسلمین پھر جب ہدہد نے خط ڈالا بلقیس کی طرف تو اوس کے
دل مین یہ بات ڈالی گئی کہ وہ کتاب کریم ہے وانہ من سلیمان وان لا تعلوا علیّ وائتونی
مسلمین قالوا نحن اولوا قوۃ قالت ان الملوک اذا دخلوا قریۃ افسدوھا وانی مرسلۃ
الیھم بھدیۃ فناظرۃ بم یرجع المرسلون پھر جب یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس
آیا تو اونہون نے فرمایا امدونن بمالٍ ارجع الیھم پھر جب اونہون نے نظر کی طرف غبار کے
ہمکو خبر دی حضرت ابن عباس نے کہا اور تھا درمیان حضرت سلیمان کے اور ملکہ سبا کے اور
جو لوگ اوس کے ساتھ تھے جبکہ نظر کی طرف غبار کے جیسا کہ درمیان ہمارے اور حرہ کے ہے
یعنی فاصلہ عطا نے کہا اور مجاہد اوس وقت از دمین تھے حضرت سلیمان نے ایکھ یا تینی بعرشھا
کہا اور درمیان اوس کے عرش کے اور حضرت سلیمان کے جبکہ غبار کی طرف نظر کی تھی دو ماہ کی
راہ تھی قال عفریت من الجن انا اٰتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک کہا اور تھی واسطے
حضرت سلیمان کے ایک مجلس کہ اوسمین بیٹھتے تھے واسطے لوگون کے جس طرح کہ امرا جلوس کرتے
ہین پھر اوٹھتے تھے سو عفریت نے کہا کہ مین اوسکو تیرے پاس سے آؤنگا پہلے اس سے کہ
تو اوٹھے اپنے مقام سے حضرت سلیمان نے فرمایا مین اس سے زیادہ تر جلد چاہتا ہون پھر
اوس شخص نے کہا جس کے پاس ایک علم تھا کتاب کا کہ مین نظر کرتا ہون اپنے رب کی کتاب

مین بہر مین اوسکو لاتا ہون تیرے پاس پہلے اس سے کہ پہر آوے طرف تیرے نظر تیری
کہا پہر باہر نکل آیا تخت اوسکا حضرت سلیمان کے قدم کے نیچے سے زیر کرسی سے جسپر وہ
اپنا پانون رکھتے پہر تخت کی طرف چڑہتے تھے پہر جب اونہون نے اوس کا تخت دیکہا تو کہا
ھذا من فضل ربی الآیۃ قال نکروا لھا عرشھا فلما جاءت قیل اھکذا عرشک قالت
کانہ ھو کہا پہر جب وہ آگئے تو اون سے دو امر کا سوال کیا حضرت سلیمان سے عرض کیا
مین ایسا پانی چاہتی ہون کہ نہ آسمان کا ہو نہ زمین کا اور حضرت سلیمان سے جب کوئی کسی
شے کا سوال کرتا تو وہ اس سے پوچھتے پہر جن سے پہر شیاطین سے کہا پس شیاطین نے
کہا یہ آسان ہے گھوڑے دوڑا پہر اون کا پسینا لے پہر اوس سے برتن کو بہر دے کہا پس
گھوڑون کو حکم دیا تو دوڑائے گئے پہر اون کا پسینا لیا پہر اوس سے برتن بہر دیا کہا اور
اوسنے اللہ عزوجل کے رنگ کا سوال کیا کہا پس حضرت سلیمانؑ اپنے تخت سے کود پڑے
پہر سجدے مین گرے تو کہا یارب البتہ اوسنے مجھسے ایک ایسی امر کا سوال کیا ہے کہ البتہ وہ
بڑا معلوم ہوتا ہے میرے دل مین کہ مین اوسکا ذکر تجھ سے کرون تو فرمایا کہ تو لوٹ جا پس
مقرر مین نے تمہاری کفایت کردی کہا پہر وہ اپنے تخت کی طرف لوٹ آئے فرمایا تو نے
کس بات کا سوال کیا تہا وہ بولی مین نے تم سے سوال نہین کیا مگر پانی کا پہر اپنے لشکرون سے
فرمایا کہ اوسنے کیا بات پوچہی تہی وہ بولے کہ اوس نے تو تم سے پانی کا پوچہا تہا کہا اوس کو
سب بہول گئے کہا اور شیاطین نے کہا کہ سلیمان چاہتے ہین کہ اوس کو اپنی ذات کے واسطے
قرار دین سو اگر اونہون نے اوسکو اپنی ذات کے لیے قرار دیا پہر اون کے درمیان کوئی بچہ
پیدا ہوا تو ہم اون کی بندگی سے خلاص ہونگے کہا پہر اونہون نے ایک محل بنایا شیشون سے
جڑا ہوا جسمین مچھلیان کہا پہر اوس سے کہا گیا کہ محل کے اندر چل پہر جب اوسنے اوسکو دیکہا
تو پانی خیال کیا اور اپنی پنڈلیان کہولدین تو ناگاہ وہ بالون والی تہی اسپر حضرت سلیمان نے
فرمایا کہ یہ بڑا ہے پہر کون شی اسکو لیجائیگی جن بولے کہ اسکا استرہ دور کردیگا تو فرمایا کہ استرے کا
اثر بڑا ہے کہا پہر شیاطین نے نورہ بنایا کہا پس وہ اول اوس شخص کے مین جس کے واسطے
نورہ بنایا گیا پہر ابوبکر بن ابی شیبہ نے کہا ما احسنہ من حدیث یعنی یہ کیا اچہی حدیث ہے

حافظ ابن کثیر فرماتے ہین بل ھو منکر جدًا ولعلہ من اوھام عطاء بن السائب علی
ابن عباس واللہ اعلم والاقرب فی مثل ھذہ السیاقات انھا ملقاۃ عن اھل الکتاب
مما وجد فی صحفھم کروایات کعب ووھب سامحھما اللہ تعالی فیما نقلاہ الی
ھذہ الامۃ من اخبار بنی اسرائیل من الاوابد والغرائب والعجائب مما کان و
مالم یکن ومما حرف وبدل ونسخ وقد اغنانا اللہ سبحانہ عن ذلک بما ھو اصح منہ
وانفع واوضح وابلغ وللہ الحمد والمنۃ **اصل صرح** کی کلام عرب مین قصر ہے یعنی محل
اور ہر بنائے بلند اللہ پاک نے فرعون لعنہ اللہ کی طرف سے خبر دی ہے کہ اوس نے اپنے
وزیر ہامان سے کہا تھا ابن لی صرحًا لعلی ابلغ الاسباب اور صرح ایک قصر عالی البناء
ہے یمن مین ممرد وہ ہے جو مضبوط ومحکم بنایا گیا چکنا من قوارید یعنی شیشون سے تر بیدبنا سے
مراد تملیس اوسکی ہے یعنی اوسکا چکنا صاف بنانا اور مارد ایک قلعہ ہے دومۃ الجندل مین غرض
یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس ملکہ کے واسطے ایک بڑا اونچا محل بنایا شیشون کا
تاکہ اپنی سلطان وتمکن وقدرت کی عظمت اوسکو دکھائین پھر جو کچھ اللہ پاک نے حضرت سلیمان
علیہ السلام کو عطا کیا تھا بلقیس نے اوس کو دیکھا اور جس حال وشان مین وہ تھی اوس کی جلالت و
بزرگی کا ملاحظہ کیا اور اون کے حال مین غور وفکر کی تو اللہ پاک کے امر کی منقاد ومطیع
ہوگئی اور پہچان گئی کہ وہ ایک نبی کریم وملک عظیم ہین اور اللہ عزوجل کی فرمانبردار ہوگئی اور
بولی رب انی ظلمت نفسی مراد ظلم سے اوس کا کفر وشرک ہے اور اوس کا اور اوسکی قوم کا
سورج کو پوجنا سو اے اللہ پاک کے جو گذر چکا ہے واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین
یعنی فرمانبردار ہوگئی مین دین سلیمان کی تابع ہوکر اوس کی عبادت مین واسطے اللہ وحدہ کے
جس کا کوئی شریک نہین ہے جس نے ہر شے کو پیدا کیا ہے پھر اوسکا ایک اندازہ کر رکھا ہے

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے قال نکروا الماء شہا یہ جملہ معنی مین معطوف ہے
جملۂ قال ہذا من فضل ربی پر اور مقصود عطف ہے متعلق قال کا تو یہ کہدینا کافی تھا کہ نکروا الماء شہا
تکرار قال کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن تکرار قال اس لیے کی ہے کہ متعلق قال کا مختلف ہے
کیونکہ اول مین تو قال کا متعلق اللہ تعالے کی ثنا ہے اور دوسرے کا متعلق حال ہے عرش

سلیمان علیہ السلام نے ایک محل شاید مین پچہتر ہاتھ اونچا بنایا مین ستون رکھے ستون مین ستون مین آسمان تک پہنچ جائے اور پھر اوس مین سے ہدہد کو موسی کے معبود کو اور اوس مین جو وہ چاہتا ہے اور اسی طرح بہت دکھائے تھے فرعون کو اوس کے برے کام اور اوس کا گمراہ کرنا اور اوس کا اور اوس کی قوم کا غارت فرعون کا سو پچیس کے واسطے ۱۲ فقدرہ تقدیرا پھر اوسکو ٹیڑھا بنایا ۱۲

بلقیس کا قال سے مکرر ذکر کرنے کی یہ وجہ ہے تنکیر کہتے ہین تغییر کو اور شے کو اس طور پر
کر دینا کہ پہچانی نجائے تنکیر ضد ہے تعریف کی اسی معنی سے نقل کر کے مصطلح اہل عربیت
کی طرف لیگئے ہین یعنی علمای نحو و معانی و بیان کے یہان جو تعریف و تنکیر بولتے ہین
سو وہ اسی معنی سے لی گئی ہے مطلب یہ ہے کہ حضرت سلیمان نے اپنے یہان کے
لوگون سے فرمایا کہ اوس کی تخت کو تغییر کر دو بدل دو ایسے حال کی طرف کہ بلقیس اوس کو
اوپر اسکے پہچانے نہین جس وقت اوسے دیکھے پھر اس تغییر مین اقوال ہین اول اون کا
ذکر ہو چکا ہے فراء وغیرہ نے کہا ہے کہ اوس کے تغییر کرنے کا اس لیے حکم دیا کہ شیاطین
نے اون سے کہا تھا کہ اوس کی عقل مین کچھ خلل ہے تو اونہون نے چاہا کہ اوس کا امتحان
لین کسی نے یہ کہا کہ جن اس بات سے ڈرے کہ سلیمان اوس سے نکاح کر لین پھر
اوس سے اون کا کوئی بچہ پیدا ہو جائے تو وہ ہمیشہ کو اولاد سلیمان کے مسخر رہین گے اس لیے
اون سے کہدیا کہ وہ ضعیف العقل ہے اور اوس کا پانون مثل پانون گدھے کے ہے
کسی نے کہا حضرت سلیمان نے یہ چاہا کہ اوسپر ظاہر کر دین کہ جن اون کے مسخر ہین نظر
بجزم ہے جواب ہے امر کا جمہور نے بجزم پڑہا ہے اور ابو حیان نے برفع بنا بر استیناف
اتھتدی ام تکون من الذین لا یھتدون یعنی ہم دیکھین کہ اپنے تخت کے پہچاننے
کی طرف یا ایمان بالہد کی طرف راہ پاتی ہے یا نہین حضرت ابن عباس نے فرمایا تا کہ ہم
نظر کرین اوس کی عقل کی طرف سو وہ ثابت العقل پائی گئی فلما جاءت قیل اھکذا
عرشک قالت کانہ ھو یعنی پھر جس وقت بلقیس آئی طرف سلیمان علیہ السلام کے تو
خود اونہون نے یا کسی اور نے اون کے حکم سے اوس سے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت
جس کو تو اپنے محل مین چھوڑ آئی اور اوسپر دروازے بند کرا آئی ہے اور چوکی پہرے والے
اوسپر مقرر کرا آئی ہے ہمزہ استفہام کا ہے لہذا عرشک نہ کہا تا کہ اوس کے واسطے تلقین و تعلیم
نہو جائے تو اوس کی عقل کا امتحان پورا نہو وہ بولی گویا یہ وہی ہے یہ جواب اوس نے
بہتر جواب دیا نہ تو ہو ہو کہا یعنی یہ وہی ہے اور نہ لیس یہ کہا یعنی یہ وہ نہین ہے یہ بات
اوس کی گرانی عقل کی ہے کہ جو بات دو امر کی محتمل تھی اوسمین نہ پڑی مجاہد نے کہا کہ وہ

پہچاننے اور اوپرا سمجھنے اور تعجب کرنے لگی اوس کے حاضر ہونے سے نزدیک
حضرت سلیمان کے اس لیے اوسنے کا نہ ہو کہا مقاتل نے کہا کہ اوس نے پہچان لیا
لیکن اوسنے اوپر شبہہ ڈالا جس طرح اونہون نے اوسپر شبہہ ڈالا اگر اوس سے اہذا عرشک
کہتے تو وہ بہی نعم کہتی عکرمہ نے کہا وہ حکیمہ تہی اوسنے کہا اگر مین کہون کہ وہی ہے تو
ڈرتی ہون کہ جہوٹی سمجہی جاؤن اور اگر کہون کہ نہین ہے تو بہی ڈرتی ہون کہ مجہے جہوٹا سمجہین
اس لیے اوسنے کہا کانہ ہو واوتینا العلم من قبلہا وکنا مسلمین کسی نے کہا کہ یہ مخلوق
کلام بلقیس ہے یعنی ہم کو صحت نبوت حضرت سلیمان کا علم دیا گیا تہا پہلے اس معجزے سے
جو اونہون نے عرش کے بارے مین دکہایا اور ہم اون کے حکم کے مطیع و منقاد تہے
کسی نے کہا کہ حضرت سلیمان کے قول سے ہے یعنی اللہ پاک کی قدرت کا علم بلقیس سے
پہلے ہم کو دیا گیا کسی نے کہا کہ علم اوس کے اسلام کا اور اوس کے آنے کا فرمانبردار ہو کر
پہلے اوس کے آنے سے کسی نے کہا کہ یہ قول حضرت سلیمان کی قوم کے کلام سے ہے
دوسرا قول باقی اقوال سے راجح تر ہے مجاہد بہی اسی کے قائل ہین زہیر بن محمد سے بہی
اسی کے مثل مروی ہے وصدہا ما کانت تعبد من دون اللہ منجملہ کلام حضرت
سلیمان علیہ السلام ہے یا منجملہ کلام بلقیس بنا بر احتمالین سابقین ابو السعود نے ایک اور احتمال
ذکر کیا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک کے کلام سے ہے بیان ہے اوس شے کا جو اوسے
روکتی تہی اسلام کے ظاہر کرنے سے جس کے وہ مدعی تہی اس صورت مین فاعل صدکا
ما کانت تعبد ہے یعنی رد کا اوس کو ایمان کے ظاہر کرنے سے اوس شے نے جس کو وہ
پوجتی تہی یعنی سورج نحاس نے کہا یعنی روکا اوسکو اوس کے پوجنے نے اللہ کے سوا
پیشقدمی کرنے سے طرف اسلام کے کسی نے کہا کہ فاعل صد کا اللہ پاک ہے اسے منعہا اللہ
ما کانت تعبد من دونہ اس صورت مین کلمہ ما کا محل نصب مین ہوگا یعنی روکا اوسکو اللہ پاک نے
اوس چیز سے جس کو وہ پوجتی تہی اوس کے سوا کسی نے کہا کہ فاعل حضرت سلیمان علیہ السلام
ہین یعنی روکا اوسکو اونہون نے اوس شی سے جس کو وہ پوجتی تہی اللہ کے سوا لیکن قول
اول اولی ہے اور جملہ مستانفہ ہے واسطی بیان کے جیسا کہ اول ذکر ہو چکا ہے اور جملہ انہا

کانت من قوم کافرین علت ہے جملۂ اول کی یعنی سبب اوس کے پیچھے رہنے کا
اللہ کی عبادت سے اور اوس کے روکنے کا اوس شے سے جس کو وہ پوجتی تھی یہ
ہے کہ وہ اوس قوم سے تھی جو کہ متصف بکفر ہین اور کفر مین راسخ و مضبوط ہین اور اسی لیے
وہ قادر نہوئی اپنے اسلام کے ظاہر کرنے پر اس حال مین کہ اون کے درمیان مین تھی بلکہ یہانتک
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت مین داخل ہوئی **جمہور** نے انہا بالکسر پڑہا ہے اور
ابو حیان نے بالفتح اس قرات مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ جملہ بدل ہے ما کانت
تعبد سے دوسری یہ ہے کہ تقدیر لانہا کانت ہے پھر حرف تعلیل کا ساقط ہو گیا ہے
ابو عبیدہ نے کہا کہ صرح قصر کو کہتے ہین **زجاج** نے کہا کہ صرح صحن کو بولتے ہین محاورے
مین کہتے ہین ہذہ صرحۃ الدار و قاعتہا یعنی یہ گہر کا صحن ہے **ابن قتیبہ** نے کہا صرح بلاط کو کہتے
ہین وہ اوس کے واسطے بنایا گیا تھا شیشون سے اور اوس کے نیچے پانی جاری کیا گیا تھا
اور اوس مین مچھلیان چھوڑی گئی تھین اصل صرح کی تصریح سے ہے تصریح بمعنی کشف ہے کذب
صراح ظاہر و مکشوف دروغ کو کہتے ہین اسی طرح لوم صراح کہلی ہوئی ملامت کو بولتے ہین
ابو عبید نے غریب مین حکایت کیا ہے کہ صرح ہر بنائے عالی مرتفع ہے فلما راتہ حسبتہ
لجۃ و کشفت عن ساقیہا لجہ کہتے ہین سطم الماء کو یعنی گہرا پانی حضرت ابن عباس سے مروی
ہے کہ لجہ بمعنی بحر ہے یعنی پھر جب اوسنے صرح کو اپنے آگے دیکھا تو اوسکو پانی خیال کیا اور اسی لیے
اپنی پنڈلیان کھولین تاکہ پانی مین لگے اس خوف سے کہ تر ہو جائین گی تو ناگاہ اوس کی
پنڈلیان سب عورتون سے زیادہ تر خوبصورت تھین جنون نے جو کہا تھا اوس کے حق مین
اوس سے صحیح و سالم تھی سوا اس کے کہ اوس کے بال بہت تھے پھر جب اوس نے یہ
کام کیا اور اس حد تک پونہچی تو حضرت سلیمان علیہ السلام نے اوس سے کہا بعد اس کے کہ
اپنی نگاہ کو اوس کی طرف سے پھیرا انہ صرح ممرد من قوارید یعنی یہ تو ایک صرح ہے کہ
مسقف بنایا گیا ہے ایک سطح سے شیشون کے سو جو کوئی اوس سے گذرنا چاہتا ہے وہ
اس طرح نہین ہوتا ہے کہ اپنے کپڑے سمیٹے ممرد کہتے ہین محکوک ملس کو یعنی چکنا
صاف اسی معنی سے بے ریش کو امرد بولتے ہین بسبب چکنے ہونے اوس کے چہرے کے

سلیمان کا دو پہر تین جن جو گہر کے صحن مین بچھائے جاتے ہین

جس وقت کسی شخص کے داڑھی نہین نکلتی ہے تو اوس کو مترد الرجل کہتے ہین فرار نے کہا اسی باب سے جس درخت کے پتے نہین ہوتے ہین تو اوسکو شجرۂ مرداد بولتے ہین بنا مین ترمید تملیس و تسویہ کو کہتے ہین یعنی جو مکان صاف چکنا ہوتا ہے اوسکو ممرد بولتے ہین اور ممرد بمعنی مطول بھی ہے اسی معنی سے حصن و قلعہ کو مارد کہا گیا ہے قوارر جمع ہے قارورہ کی یعنی شیشہ اطلاق قارورہ کا عورت پر ہوتا ہے اس لیے کہ بچہ اور منی اوس کے رحم مین قرار پکڑتی ہے جس طرح کہ کوئی شے برتن مین قرار پذیر ہوتی ہے یا بسبب ضعف و ناتوانی عورت کے کانچ کے برتن سے تشبیہ دیکر اوس کو قارورہ کہتے ہین ازہری نے کہا ہے کہ عرب لوگ عورت سے قارورہ و قوصرہ کے ساتھ کنایہ کرتے ہین اسی باب سے سید غلام علی آزاد بلگرامی رحمہ اللہ تعالے کا یہ قول ہے ؎

کم من قلوبٍ رقاقٍ اثر عیسہم		یا حادیَ العیسِ رفقاً بالقواریر	

یعنی بہت سے دل رقیق و نازک اون کے اونٹون کے پیچھے آرہے ہین اے ہانکنے والے اونٹون کے نرمی و لطف و رحم کر حال پر زنان نازک اندام کے جو اونپر سوار ہین کہین ایسا نہو کہ شتر آواز حدی سے مست ہوکر رقص الجمل کرین اور جو اونپر سوار ہین مارے نزاکت کے کانچ کی طرح ہوٹ جائین اور ہر تو یہ ہو اور ہر جو رقیق دل اون کے پیچھے آرہے ہین وہ ٹوٹ جائین سید صاحب مرحوم نے اس لفظ کا اقتباس حدیث شریف سے فرمایا ہے حدیث شریف مین رویدک بالقواریر آیا ہے یا رفقا بالقواریر معنی ایک ہی ہین بالجملہ اس جگہہ مراد قواریر سے شیشے کا گھر ہے پھر جب بلقیس نے یہ بات سنی تو مطیع و منقاد ہوگئی اور بولی رب انی ظلمت نفسی یعنی ای رب میرے مین نے برا کیا اپنی جان کا بسبب پوجنے تیرے غیر کے جسپر مین قائم تھی مراد سورج ہے کیونکہ وہ اوس کی پرستش کیا کرتی تھی کسی نے کہا بسبب اوس گمان کے جو مین نے حق مین حضرت سلیمان کے وہم کیا تھا اس لیے کہ اوس نے یہ وہم کیا تھا کہ حضرت سلیمان نے اوسکا ڈبانا چاہا ہے دریا مین قول اول اولی ہے واسلمت مع سلیمان للہ رب العالمین یعنی اور حکم بردار ہوئی ساتھہ سلیمان کے اوسکی تابع ہوکر اور اوس کے دین مین داخل ہوکر واسطے اللہ کے جو رب ہے سارے جہان کا مراد دین سے

سلہ انکے سوا ہین نجم شاہ قاضی ترجمہ حرز نقل کل عجبہ فرائض قیمہ ظلہ جارہ غالبی سفنا لکفایہ ہین انکو دیکھیے اور قرآن شریف و حدیث شریف و اشعار فصحاے عرب سے انکی سند ذکر کی ہے منہ

حضرت اسلام سلمہ اللہ تعالی ہے اول رب مین خطاب کیا پھر یہان خطاب سے غیبت
کی طرف التفات کیا کسی نے کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ غرض اوس کی اس سے ظاہر کرنا ہے
اپنی معرفت کا ساتھہ اللہ کے اولی یہ ہے کہ اوسنے التفات اس لیے کیا ہے کہ اس اسم شریف
مین دلالت ہے سارے اسما پر اور اس واسطے کہ یہ علم ہے ذات پاک کا ابن منذر و عبد بن
حمید و ابن ابی شیبہ وغیرہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک اثر طویل مین یہ
بات روایت کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بعد اس کے اوس سے نکاح کر لیا
ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہا ما احسنہ من حدیث یہ اثر اول مذکور ہو چکا ہے اوسمین نکاح کا ذکر
نہین ہے شاید دوسری روایت مین ہو پھر حافظ ابن کثیر کا قول نقل کیا ہے یہ قول بھی
اول مذکور ہو چکا ہے بعد اوس کے فتح القدیر و فتح البیان مین فرمایا ہے کہ یہ کلام حافظ ابن
کثیر کا ایک شعبہ ہے اوس تقریر کا جس کو ہم اس تفسیر مین بار بار ذکر کر آئے ہین اور کئی جگہہ
اوسپر تنبیہ کر چکے ہین مین خیال کرتا تھا کہ میرے سوا اس بات پر کسی نے تنبیہ نہین کی ہے
پس حمد ہے اللہ کی اس موافقت پر کہ ایسے حافظ منصف سے ہوئی کسی نے کہا ہے کہ
بلقیس کا حال اوس کے اس قول تک منتہی ہوا کہ اوسنے اسلمت کہا اس کے ورے کسی کو کچھہ
علم نہین ہے کیونکہ اس کے بعد کا حال نہ تو قرآن شریف مین مذکور ہے نہ کسی حدیث صحیح مین
بخاری نے اپنی تاریخ مین اور عقیلی نے حضرت ابو موسی اشعری رضے اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اول وہ شخص جس کے واسطے
حمام بنائے گئے سلیمان ہین بطریق دیگر اون سے مرفوعا مروی ہے اس طریق کو طبرانی
نے اور ابن عدی نے کامل مین اور بیہقی نے شعب مین بایں لفظ روایت کیا ہے اول
اوس شخص کا جو حمام مین داخل ہوا سلیمان ہین پھر جب اوس کی گرمی پائی تو کہا اوہ من عذاب اللہ
مروی ہے کہ حضرت سلیمان بادشاہ ہوئے اس حال مین کہ وہ تیرہ برس کے تھے اور
وفات پائی اس حال مین کہ وہ ترپن برس کے تھے بلقیس کا ملک منقضی ہوا بسبب منقضی ہونے
ملک سلیمان علیہ السلام کے وسبحان من لا انقضاء لدوام ملکہ پھر اللہ پاک نے حضرت صالح
علیہ السلام کا قصہ ذکر فرمایا ولقد ارسلنا الی ثمود اخاھم صٰلحا ان اعبدوا اللہ فاذا ھم

لہ اوپر اس کا بیان کر چکے ہین منہ

فریقان یختصمون ۝ قال یٰقوم لم تستعجلون بالسیئة قبل الحسنة ج لولا تستغفرون
اللہ لعلکم ترحمون ۝ قالوا اطیرنا بک وبمن معک ط قال طٰٓئرکم عند اللہ بل
انتم قوم تفتنون ۝ اور ہمنے بھیجا تھا ثمود کی طرف اون کا بھائی صالح کہ بندگی کرو اللہ کی
پھر وہ دو جتھے ہو کر لگے جھگڑنے کہا ای قوم کیون شتاب مانگتے ہو برائی پہلے بھلائی
سے کیون نہین گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو بولے ہم نے بد قدم دیکھا تجھکو
اور تیرے ساتھہ والون کو کہا تمہاری بدقسمت اللہ کے پاس ہے کوئی نہین تم لوگ جانچے
جاتے ہو ف یعنی ایک ایمان والے اور ایک منکر جیسے کہ کے لوگ پیغمبر کے آنے سے
جھگڑنے لگے ف یعنی کفر کی شامت سے تمپر سختی پڑی ہے کہ دیکھین سمجھتی ہو یا نہین انتہے
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے ثمود کی اور اون کے
حال کی جو اون کے نبی حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھہ ہوا جبکہ اللہ پاک نے اونکو اونکی
طرف بھیجا تو اونہون نے اون کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف بلایا پھر ناگاہ وہ
دو فرقے ہو کر جھگڑنے لگے مجاہد نے کہا مراد دو فریق سے مومن و کافر ہین جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے قال الملؤ الذین استکبروا من قومہ للذین استضعفوا لمن اٰمن
منھم اتعلمون ان صالحا مرسل من ربہ قالوا انا بما ارسل بہ مومنون قال الذین
استکبروا انا بالذی اٰمنتم بہ کافرون قولہ تعالی قال یا قوم لم تستعجلون بالسیئة
قبل الحسنة یعنی ای میری قوم تم کیون مانگتے ہو حضور عذاب کو اور نہین طلب کرتے ہو اللہ سے
اوس کی رحمت کو اور اسی لیے یون کہا لولا تستغفرون اللہ لعلکم ترحمون قالوا اطیرنا بک
وبمن معک یعنی تم کیون نہین مغفرت مانگتے اللہ سے شاید تم پر رحم ہو بولی نہین دیکھا ہمنے
تیرے چہرے پر خیر و بھلائی کو اور نہ اون کے چہرون پر جنہون نے تیری پیروی کی ہے
اس کی یہ وجہ ہے کہ اون کی شقاوت و بدبختی کے سبب سے جب اونمین سے کسی کو کوئی
برائی پہنچتی تو وہی کہتا کہ یہ صالح کے اور اوس کے اصحاب کی طرف سے ہے مجاہد نے
کہا تشاءمنا بہم یعنی اون کی بدشگونی سمجھتے یہ ویسی بات ہے جس کی خبر اللہ پاک نے دی ہے
طرف سے قوم فرعون کے فاذا جاءتھم الحسنة قالوا لنا ھذہ وان تصبھم سیئة

جو برائی رکھتے ہے
اوسکی قوم مین سے غریب
لوگون کو جو اونمین یقین
رکھتے تھے تو معلوم
ہے کہ صالح بھیجا ہے
اپنے رب کا بولی ہمکو
جو اوسکے ساتھہ بھیجا
یقین ہے کہنے لگے
برائی والے جو تھے یقین
کیا سو ہم نہین مانتے ۱۲
ہم جب پہنچی اونکو
بھلائی کہتے یہ ہے
ہمارے واسطے اور اگر پہنچی
اونکو بدشگونی بتاتے تیری
کی اور اوسکے ساتھہ والون کی
کہ تو نحوسی ہے ہمکو
پاس ہے برا اور لوگ
نہین جانتے ۱۲

یطیروا بموسیٰ ومن معه الآیة وقال تعالے وان تصبهم حسنة یقولوا هذه
من عند الله وان تصبهم سیئة یقولوا هذه من عندك قل کل من عند الله
یعنی بھلائی برائی ہر ایک اللہ پاک کی قضا و قدر سے ہے اور اللہ پاک نے خبر دی طرف
سے بستی والون کے جبکہ اون کے پاس پیغمبر آئے قالوا انا تطیرنا بکم لئن لم تنتهوا
لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم قالوا طائرکم معکم الایه اور ان لوگون نے یون
کہا اطیرنا بك وبمن معك قال طائرکم عند الله یعنی اللہ اس کہنے پر تمکو بدلا دیگا
بل انتم قوم تفتنون قتادہ نے کہا بلکہ تم ایک لوگ ہو کہ جانچے جاتے ہو ساتھہ
طاعت ومعصیت کے ظاہر یہ ہے کہ مراد تفتنون سے تستدرجون ہے یعنی تم مہلت دیے
جاتے ہو اوس گمراہی مین جسمین تم پہنسے ہوے ہو **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے
کہ جملہ ولقد اتینا داود اخ پر اور حرف لام توطئہ قسم کا ہے ای واللہ لقد
یہ قصہ بھی منجملہ بیان قولہ تعالی وانك لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم کے ہے **ثمود**
نام ہے پدر قبیلہ کا جسمین سے حضرت صالح علیہ السلام ہین یہ شخص اون کا دادا ہے اس جگہہ مراد
اوس سے خود قبیلہ ہے ثمود کو عاد ثانیہ کہتے ہین رہے عاد اولے سو وہ قوم ہود ہین اول
گذر چکا ہے کہ درمیان دونون کے سو برس کا زمانہ ہے حضرت صالح علیہ السلام دو سو اسی
برس زندہ رہے صالحا عطف بیان ہے اخاہم کا ان اعبدوا اللہ تفسیر ہے رسالت کی کلمہ
ان مصدریہ ہے یا مصدر یہ ای بان اعبدوا اللہ یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ مقرر بھیجا ہم نے طرف
ثمود کے اون کے بھائی صالح کو ساتھہ اس بات کے کہ پوجو اللہ کو اور اوس کی توحید کرو فاذا
هم فریقان یختصمون کلمہ اذا فجائیہ یعنی ناگہان ہے یعنے ناگاہ آیا اوس کے ارسال کو
تفرق و اختصام مطلب یہ ہے کہ ادہر سے وہ تو رسول ہو کر آئے ادہر سے انکے آتے ہی
دو فرقے ہو کر جھگڑنے لگے مراد فریقین سے اونمین کے مومن و کافر ہین اختصام کے یہ معنے
ہین کہ ہر فریق جھگڑنے لگا اوس بات پر جسمین وہ تھا اور زعم کرنے لگا کہ حق اوسی کے پاس ہے
کسی نے کہا کہ خصومت درمیان اون کے حق مین صالح علیہ السلام کے یہ ہے کہ آیا وہ
بھیجے ہوے ہین یا نہین کسی نے کہا ایک فریق تو حضرت صالح ہین اور دوسرا فریق اونکی ساری

ف اور اگر پہونچی اونکو
کچھہ بھلائی کہین سے خبر
کی طرف سے اور اگر
اون کو پہونچی کچھہ
برائی کہین سے بدشگونی
طرف سے تو کہدیا
کی طرف سے ہے
ف اور بیشک ہمنے بھیجا
دیا تھا داؤد کو اگر تم پہونچو اوس
قوم تمکو نگل جائیگی اگر بچ
اور تم کو پکڑیگی ہمارے
ہاتھ سے دیکھہ کیسی مار
کھانے کی تمہاری نابکاری
تمہارے ساتھہ ہے
کیا اس کو تمکو بچا
کوئی نہین پر تم تو
ہو کہ دیر نہین لگتی

قوم یہ قول ضعیف ہے حکایت اختصام فریقین کی سورۂ اعراف مین زیر تفسیر قولہ تعالی قال الملأ الذین استکبروا الآیہ گذر چکی ہے بالجملہ حضرت صالح علیہ السلام نے اونمین کے فریق کافر سے کہا جنہون نے اون کی تکذیب کی اونپر انکار کرکے یہ فرمایا یا قوم لم تستعجلون بالسیئۃ قبل الحسنۃ مجاہد نے کہا مراد سیئہ سے عذاب ہے اور حسنہ سے رحمت معنی یہ ہین کہ تم کیون موخر کرتے ہو ایمان کو جو کہ تمہاری طرف ثواب کو کھینچ کر لاتا ہے اور معقدم کرتے ہو کفر کو جو کھینچ لاتا ہے طرف تمہارے عقوبت کو وہ لوگ مارے اپنے فرط کفر کے کہا کرتے تھے ای صالح تو ہمپر عذاب لے آ عذاب کو جو موصوف بسیئہ کیا ہے سو یہ مجازًا ہے یا تو اس لیے کہ عقاب لوازم سے سیئہ کے ہے یا مکروہ ہونے مین اوسکے شابہ ہے لولا تستغفرون اللہ لعلکم ترحمون یعنی کیون نہین مغفرت مانگتے اللہ سے اور توبہ کرتے شرک سے واسطے امید اس بات کے کہ رحم کیے جاؤ یا تاکہ رحم کیے جاؤ تو عذاب نہ کیے جاؤ اس لیے کہ خیر کا جلد مانگنا بہتر ہے شر کے جلد مانگنے سے پس بعد اس ارشاد صحیح و کلام نرم کے اونکا یہ جواب ہوا کہ یون بولے اطیرنا بک و بمن معک یعنی ہم نے بدشگنی لی تجھ سے اور اون لوگون سے جنہون نے تیرا کہا مانا ہے اور تیرے دین مین داخل ہوئے ہین مطلب یہ ہے کہ ہم کو تجھ سے شومی و تنگی و سختی پونہچی یہ اس لیے کہا کہ اون پر قحط پڑا تھا سو حضرت صالح علیہ السلام سے بدفالی لی عرب لوگ سب سے بڑھکر بدفالی کا اور شگون لینے کا اعتبار کرتے تھے اور سب سے زیادہ بوجہ اس کے مشقت مین پڑتے تھے جس وقت کسی سفر کا ارادہ کرتے یا کسی کام کا تو پرندے کو اوس کے گھونسلے سے اوڑاتے پھر اگر وہ سیدھی طرف اوڑتا تو سفر کرتے اور جس کام کا قصد و عزم کیا تھا اوسکو کر لیتے اور اگر وہ بائین طرف اوڑتا تو اوس سفر کو اور اوس کام کو ترک کرتے تھے قرطبی مین ہے کہ بدفالی کے اعتقاد سے بڑھکر کوئی شے رای کو ضرر دینے والی اور تدبیر کو بگاڑنے والی نہین ہے جس شخص نے یہ خیال کیا کہ گانے کی یا کوے کی آواز قضا کو رد کرتی ہے یا کسی مقدور الہی کو دفع کرتی ہے تو مقرر اوسنے نادانی کی حقیقت مین خوب بات کہی بھلا عالم کے کاروبار مین ان امور کو کیا دخل ہے معاذ اللہ اسی لیے حدیث شریف مین طیرہ کو شرک فرمایا ہے تطیر و تشاؤم کہتے ہین فال بد لینے کو اصل طیر نا کی تطیر نا ہے

اور اسی طرح کسی نے پڑہا ہے حرف تا کو طا مین ادغام کیا ہے چونکہ مدغم ہمیشہ ساکن ہوتا
ہے اور ابتدا ساکن متعذر ہوتی ہے اس لیے ہمزہ وصل کا اوس کے اول مین لایا گیا ہے
غرضکہ جب اونہون نے یہ کہا کہ تمہاری شومی و نحوست و بدقدمی سے ہم کو بلا پونہچی ہے
تو حضرت صالح علیہ السلام نے اون سے فرمایا طائرکم عند اللہ یعنی جو کچہ بھلائی برائی
تم کو پونہچتی ہے وہ اللہ پاک کے امر سے ہے اور وہ تیر لکہی ہوئی ہے امر و قضای الہی
کا نام طائر اس لیے رکہا ہے کہ نزول قضای محتوم سے بڑہکر سریع کوئی شے نہین ہے
معنی یہ ہین کہ یہ بدفالی کے سبب سے نہین ہے جس کے ساتہہ تم بدفالی لیتے ہو بلکہ اس کا
سبب اللہ پاک کے پاس ہے یعنی وہ شی جس کو اللہ تعالی تیر مقدر فرماتا ہے کسی نے کہا معنی
یہ ہین کہ جو شومی تم کو پونہچی ہے وہ اللہ پاک کے پاس سے ہے بسبب تمہارے کفر کے
کسی نے کہا طائرکم یعنی عملکم ہے اور سکا نام طائر رکہا ہے بسبب سرعت صعود اوسکے کے طرف آسمان کے
بہرحال مین وہ مبتلا تہے حضرت صالح علیہ السلام نے اوسکا سبب خوب واضح کرکے بیان کیا
پس فرمایا بل انتم قوم تفتنون یعنی بلکہ تم ایک قوم ہو کہ تمہارا امتحان لیا جاتا ہے تمہاری جانچ
ہوتی ہے بھلائی برائی سے کسی نے کہا کہ تم عذاب کیے جاتے ہو بسبب اپنے گناہونکے
کسی نے کہا کہ فتنے مین ڈالتا ہے تمکو غیر تمہارا یا فتنے مین ڈالتا ہے تمکو شیطان ساتہہ بدفالی
کے جسمین تم پڑتے ہو یا ساتہہ اوس شے کے جس کے واسطے تم بدفالی لیتے ہو پس طائر کے
ذکر سے اضراب کیا طرف اوس شے کے جو کہ سبب اسی تہے طرف طائر کے چونکہ ضمیر انتم کی مقدم
ہے اوس کی رعایت کرکے تفتنون بصیغہ خطاب فرمایا ہے اور اگر ما بعد کی رعایت کیجاتی تو
یفتنون بصیغہ غائب فرمایا جاتا یہی جائز ہے لیکن مرجوح ہے یہ ایسا ہے جیسا تم کہتے ہو کہ
انت رجل تفعل ونفعل ونحن قوم نقرو ویقرؤن وکان فی المدینة تسعة رهط یفسدون
فی الارض ولا یصلحون ○ قالوا تقاسموا بالله لنبیتنه واهله ثم لنقولن لولیه
ما شهدنا مهلك اهله وانا لصدقون ○ ومکروا مکرا ومکرنا مکرا وهم لا یشعرون ○
فانظر کیف کان عاقبة مکرهم انا دمرناهم وقومهم اجمعین ○ فتلك
بیوتهم خاویة بما ظلموا ان فی ذلك لایة لقوم یعلمون ○ وانجینا الذین امنوا و

وکانوا یتقون ○ اور تھے اس شہر مین نو شخص خرابی کرتے تھے ملک مین اور نہ سنوارتے
بولے آپس مین قسم کھاؤ اللہ کی مقرر رات کو پڑین ہم اوسپر اور اوس کے گھر پر پھر کہدین گے
اوس کے دعوی کرنے والے کو ہم نے نہین دیکھا جب تباہ ہوا اوس کا گھر اور ہم بیشک
سچ کہتے ہین اور انہون نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب اور اون کو خبر نہوئی
پھر دیکھ کیسا ہوا آخر اون کے فریب کا کہ ہم نے اوکہاڑ مارا اون کو اور اون کی قوم کو سارے
سو یہ پڑے ہین اون کے گھر ڈھیے ہوے اون کے انکار سے البتہ اسمین نشانی ہے
ایک لوگون کو جو جانتے ہین اور بچا دیا ہم نے اون کو جو یقین لائے تھے اور بچتے رہتے تھے
ف یعنی اون کے ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوے تھے جب تک شرارت
خدا کو نہین پونہچتی تب تک عذاب نہین آتا **ف** یعنی یہی حال ہے ان کافرون کا انتہی
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے ثمود کے طاغی سرکش
سردارون کی جو کہ اپنی قوم کو ضلال و کفر و تکذیب صالح علیہ السلام کی طرف بلاتے تھے
انجام کار اون کا یہ ہوا کہ اونٹنی کی کونچین کاٹ ڈالین اور حضرت صالح علیہ السلام کے قتل
کا بھی قصد کیا باین طور کہ رات کے وقت اون پر اون کے گھر والون مین آپڑین پھر اونکو
دھوکے سے قتل کر ڈالین پھر اون کے قریب کے رشتے دار دعوی کرنے والون سے
کہدین کہ اون کو اون کے حال کی کچھ بھی خبر نہین اور یہ خبر جو انہون نے اون کو دی کہ
اس حال کا اونہون نے مشاہدہ نہین کیا ہے سو اگرچہ البتہ سچے ہین پس اللہ پاک فرماتا ہے
کہ ثمود کے شہر مین نو شخص تھے کہ زمین مین فساد کرتے اور اصلاح نہین کرتے تھے چونکہ یہ
لوگ ثمود کے بڑے اور سردار تھے اس لیے یہی لوگ اون کے کام پر غالب ہو گئے
تھے **عوفی** نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ وہی لوگ ہین جنہون نے
اونٹنی کی کونچین کاٹ ڈالین یعنی جن کی راے و مشورے سے یہ کام صادر ہوا وہ یہی ہین
قبحہم اللہ تعالی ولعنہم اور بیشک اللہ پاک نے اون کو مقبوح و ملعون کیا **سدی** نے عن ابی مالک
عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ ان نو آدمیون کے یہ نام ہین **رعمی** و **رعیم** و **ہرم** و
ہریم و **داب** و **صواب** و **مسطح** و **قدار** بن سالف عاقر الناقہ یعنی وہ جو

اپنے ہاتھ سے اس کا رد کا مرتکب و مباشر ہوا کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہی
کہ مصحح مصر نے حاشیۂ ابن کثیر مطبوع پر لکھا ہے قولہ ہولاء الستۃ الخ کذا باصلہ والمعدود ثمانیۃ
وہی مخالفۃ لما فی الکشاف والخطیب فحرر وانظر التاسع انتہی واقع مین مصحح صاحب سہو فرماتے
ہین ایک نام رہگیا ہے علامۂ سیوطی رحمہ اللہ تعالی نے **مفحمات الاقران فی**
مبہمات القرآن مین لکھا ہے ابن ابی حاتم نے سدی کے طریق سے عن ابی مالک
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کیا ہے فرمایا کہ نام اون کے یہ ہین رُعی و رُعیم و رُعمی
و ہَرِیم و دَأب و صَواب و رَبأب و مِسْمَع و قدار[۹] سالف عاقر الناقہ بعض نے ان کو
دو بیتون مین یون نظم کیا ہے ؎

رَبأب وغَنم والہذیل ومِصدَع		عُمیر سَبیط عاصم وقُدار	
وسَمعان رہط الماکرین بصالح		الا ان عدوان النفوس جوار	

شیخ جمال الدین ابن ہشام کے خط سے مین نے اس کو اسی طرح نقل کیا ہے اور نام ان کے
آبا کے علی الترتیب یہ ہین مِہرَع و غَنم و عَبدرب و مِہرَج و کَردَہ و صَدقہ و مُخَرِّمہ و سالف
و صیفی انتہی کلام السیوطی رحمہ اللہ تعالے اللہ پاک نے فرمایا ہے فنادوا صاحبہم فتعاطی
فعقر اور فرمایا ہے اذ انبعث اشقاہا عبد الرحمن نے کہا مجھ خبر دی یحیی بن ربیعہ
صنعانی نے کہا مین نے عطار بن ابی رباح کو سنا وہ کہتے تھے وکان فی المدینۃ تسعۃ رہط یفسدون
فی الارض ولا یصلحون کہا وہ در ہمون کو کترا کرتے تھے یعنی اونمین سے لیلیا کرتے تھے اور
گویا وہ اون سے معاملہ کرتے تھے بطور عدد کے جس طرح کہ عرب معاملہ کیا کرتے تھے **امام**
مالک نے عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب روایت کیا ہے کہ سونے اور چاندی کا قطع
کرنا فساد فی الارض سے ہے **اوس** حدیث مین جس کو ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہی
یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہی فرمائی ہے کسر سے سکۂ مومنین کے جو کہ
جائز ہے درمیان اون کے مگر باس کے یعنی روپیہ و اشرفی وغیرہ جس کا مسلمانون مین رواج
ہے اوس کا کاٹنا درست نہین ہے ہان اگر اوسمین کسی طرح کا دہوکا ہو تو کاٹنا درست ہے
غرض یہ ہے کہ ان کافرون فاسقون کی صفات سے فساد کرنا تہاز مین مین ہر طریق سے جسپر

[۹] پھر پکارا اپنے رفیق کو پھر ہاتھ چلایا اونٹنی کو پھر کاٹا ۱۲ سنہ جبر اومہ کہا ہوا اون مین بڑا بدبخت ۱۲

اون کو قدرت ہوتی سو منجملہ اوسکے یہ ہے جو اِن امامون نے ذکر کیا ہے اور اسکے سوا
اور ہے قولہ تعالی تقاسموا باللہ لنبیتنہ واھلہ یعنی آپس مین قسم کہاؤ اللہ کی اور بیت
کرو نبی اللہ صالح علیہ السلام کے قتل پر کہ جو شخص اوس سے رات کو ملے تو دہو کے سے
اوسکو مار ڈالے پس اللہ پاک نے اون سے مکر کیا اور اون کا حادثہ اونہین پر لوٹ دیا
مجاہد نے کہا تقاسموا یعنی تحالفوا ہے یعنی اونہون نے باہم قسم کہائی صالح علیہ السلام کے
ہلاک پر سو وہ اون تک نہ پونہچے یہان تک کہ وہ اور اون کی قوم ساری ہلاک ہوگئی قتادہ
نے کہا تواثقوا علی ان یاخذوہ لیلا فیقتلوہ یعنی اونہون نے باہم اس بات پر پکا عہد کیا کہ اونکو
رات کے وقت پکڑ لین پھر اون کو قتل کر ڈالین ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ وہ لوگ
اس درمیان مین کہ حلد حلد جا رہے تھے طرف صالح علیہ السلام کے تاکہ دہوکے سے
اونکو مار ڈالین کہ اللہ پاک نے اونپر ایک پتھر بھیجا سو اسنے اون کو ساکن کر دیا یعنی مار ڈالا عوفی
نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے یہ وہی لوگ ہین جنہون نے اونٹنی کی کونچین
کاٹ ڈالین کہا جبکہ اوس کا عقر کر چکے کہ البتہ ہم شب خون مارین گے صالح پر اور اوس کے
گھر والون پر پھر اون کو قتل کر ڈالین گے پھر ہم صالح کے اولیا سے کہدینگے کہ ہم حاضر نہوئے
اس سے کسی شے کو اور نہ ہمکو اوسکا کچھ علم ہے پس اللہ پاک نے اون سب کو ہلاک کر دیا
محمد بن اسحق نے کہا کہ ان نو شخصون نے کہا بعد اسکے کہ اونٹنی کی کونچین کاٹ چکے آؤ
تو البتہ قتل کر ڈالین صالح کو پھر اگر وہ سچا ہے تو ہم اپنے سے پہلے جلد اوس کو مار چکین گے اور اگر
وہ جھوٹا ہے تو اوسکو اوسکی اونٹنی کے ساتھ ملا چکین گے پھر وہ اون کے پاس آئے رات کو
تاکہ اون پر شب خون مارین اون کے گھر والون مین پس فرشتون نے پتھرون سے اونکے
سر پھوڑ دیے پھر جب اونہون نے اپنے اصحاب پر دیر لگائی تو وہ حضرت صالح علیہ السلام کے
گھر آئے پس جو لوگ اون پر شب خون مارنے کو آئے تھے اون کو پایا کہ پتھرون سے
کچلے ہوئے پڑے ہین حضرت صالح سے کہا کہ تو نے اونکو قتل کیا ہے پھر اون کا قصد کیا
تو اون کے رشتہ دار بچانے کو اوٹھ کھڑے ہوئے اور ہتھیار لگا لیے اور اونسے کہا واللہ تم اوسکو
کبھی نہ قتل کر سکو گے حالانکہ اوسنے تم سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ تم پر عذاب نازل ہوگا تمین

رات مین پھر اگر وہ سچا ہے تو خود پر اپنے رب کو زیادہ خفا مت کرو اور اگر وہ جھوٹا ہے
تو تم اپنے ارادے کے ورے رہو گے پس اوس رات وہ لوگ اون کے پاس سے
لوٹ گئے عبد الرحمن بن ابی حاتم نے کہا ہے جبکہ اونہون نے اونٹنی کی کونچین کاٹ ڈالین
تو حضرت صالح علیہ السلام نے اون سے فرمایا تمتعوا فی داركم ثلاثة ايام ذلك وعد
غير مكذوب یعنی تم اپنے گھرون مین تین دن نفع اوٹھالو یہ وعدہ سچا ہے وہ بولے صالح
کا یہ زعم ہے کہ وہ ہم سے تین دن تک فارغ ہو جائیگا پس ہم اوس سے اور اوس کے گھر
والون سے قبل تین رات کے فارغ ہو جائین حضرت صالح علیہ السلام کی ایک مسجد تھی حجر مین
نزدیک شگاف کوہ کے جو وہان تھا اوس مین نماز پڑہا کرتے تھے پس وہان ایک غار تھی
وہ لوگ رات کو اوس کی طرف چلے پھر کہا کہ جب وہ نماز پڑہنے آئیگا تو اوسے مار ڈالین گے
پھر جب اوس سے فارغ ہو چکین گے تو اوس کے گھر والون کی طرف رجوع کرین گے تو اونسے
فارغ ہون گے پس اللہ پاک نے اونکے اوپر جبال سے ایک پتھر اوپر بھیجا تو وہ ڈرے
کہ اون کے سر کچل دے سو وہ جلدی سے اوس غار مین گھس گئے پھر وہ پتھر آکر اوپر بند
ہو گیا اور وہ اوسی غار مین رہے سو اون کی قوم جانتی نہ تھی کہ وہ کہان ہین اور نہ وہ جانتے
تھے کہ اون کی قوم سے کیا معاملہ کیا گیا پس اللہ پاک نے ان کو یہان عذاب کیا اور اونکو
وہان اور صالح علیہ السلام کو اور اون کے ساتھ والون کو اللہ پاک نے نجات دی پھر یہ
آیت پڑہی ومكروا ومكرنا مكرا وهم لا يشعرون الآية فتلك بيوتهم
خاوية کے یہ معنی ہین کہ یہ اون کے گھر ہین خالی پڑے ہوئے ہین اونمین کوئی نہین
ہے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ مراد مدینہ سے وہ شہر ہے جس مین حضرت
صالح علیہ السلام تھے وہ شہر حجر ہے اس جگہ مفسرون نے اسی طرح کہا ہے اور سورۂ حجر مین
گذر چکا ہے کہ وہ ایک وادی ہے درمیان مدینہ و شام کے اور وہ دیار ثمود ہین تسعة رهط سے
مراد نو مرد یا نو شخص ہین فرزندان اشراف سے باین اعتبار کلمہ رہط تسعہ کا تمیز واقع ہوا ہے
نہ باعتبار اوس کے لفظ کے اضافت تسعہ کی طرف رہط کے بیانی ہے یعنی نو شخص کہ وہ رہط ہین
رہط اسم ہے جماعت کا پس گویا وہ رؤسا تھے کہ اونمین سے ہر ایک کی ایک جماعت تابع تھی

ع پت سے لوا بنے
عمودون مین تین تین دن تک
وعدہ سے جو ہمارا تمکو ہے
ع منازل ثمود حجر
زراعی شام مین ہین
اونکا شہر حجر کہلاتا تھا
ع صہب وہ پہاڑ
ع جو حجر مین ہے جسکا ہمارے
ہوا کہ جسے شہر حجر
اللہ پاک نے ایک بڑی
چٹان اوس پہاڑ سے
اوپر بھیجی ۱۲ منہ

کسی نے کہا کہ دس سے کم مردون کو رہط بولتے ہین کہ اونمین عورت نہین ہے رہط بکسر ہا افصح ہے بالفتح سے یہ ایک جمع ہے کہ اس کا واحد نہین ہے اوس کے لفظ سے کسی نے کہا کہ رہط سات سے دس تک ہے اور سات سے مادون تین تک نفر ہے **ثعلب** نے کہا کہ رہط و نفر و قوم و معشر وغیرہ کے معنی جمع ہین اس کے لفظ سے اسکا واحد نہین ہے اور یہ مردون کے واسطے ہوتا ہے عورتون کے لیے نہین ہے **ابن سکیت** نے کہا کہ رہط وعترت کے ایک معنی ہین **اصمعی** نے کہا کہ رہط دس سے مافوق ہے چالیس تک **ابن فارس** نے بھی اس کو نقل کیا ہے رہط کی جمع ارہط و ارہط آتی ہے غرضکہ یہ نو مرد قدار عاقر ناقہ کے اصحاب ہین یہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کے سرکش تھے ان نو آدمیون کے نامون مین بڑا اختلاف ہے اوسکی تطویل ذکر کی کوئی حاجت نہین ہے فی الجملہ کچھ اختلاف اول گذر چکا ہے پھر اللہ پاک نے ان لوگون کا یہ وصف ذکر فرمایا کہ یفسدون فی الارض ولا یصلحون یعنی اون کا حال و شان و عمل یہی فساد برپا کرنا تھا زمین مین نہ فقط اوس شہر مین اور فساد بھی ایسا کہ اوس مین اصلاح کا کچھ بھی میل جول نہین مطلب یہ ہے کہ ان کا کام صرف فساد ہی فساد تھا اصلاح کی بو تک اون مین نہ تھی کسی نے کہا کہ یہ لوگ لوگونکی عیب جوئی کیا کرتے تھے اون کے معائب تلاش کرتے تھے اور اپنی عورات کا ستر نہین کرتے تھے کسی نے کہا کہ خود ظلم کرتے اور ظالمون کو منع نہین کرتے تھے قالوا تقاسموا باللہ یعنی بعض نے بعض سے کہا کہ اللہ کی قسم کھاؤ یہ معنی اس بنا پر ہین کہ تقاسموا صیغۂ امر ہے یہ بھی جائز ہے کہ صیغہ فعل ماضی کا ہو اور قالوا کا مفسر ٹھیرے گویا کسی نے پوچھا کہ اونہون نے کیا کہا سو یہ اوس کا جواب ہے کہ اونہون نے باہم قسم کھائی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تقاسموا قالوا کی ضمیر سے حال ہو بتقدیر قد یعنی اونہون نے یہ بات کہی درانحال کہ باہم قسم کھا چکے تھے زمخشری اسی طرف گئے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے تقاسموا باللہ پڑھا ہے بدون قالوا کے حرف لام لنبیتنہ واھلہ مین تو طائفہ قسم کا ہے اہل سے مراد وہ لوگ ہین جو اونپر ایمان لائے تھے اور چار ہزار آدمی تھے یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ ہم آئین گے ناگاہ اوس کے پاس اور اوس کے اہل کے وقت بیات مین پھر اونکو رات مین قتل کر ڈالینگے

ثم لنقولن لولیہ جمہور نے دونون فعلون کو بنون متکلم پڑہا ہے ابو حاتم نے اس قرأت
کو اختیار کیا ہے حمزہ و کسائی نے دونون کو بتاے فوقیہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ خطاب ہے
بعض کا بعض کو اس کو ابو عبید نے پسند کیا ہے اور مجاہد و حمید نے دونون کو بیاے غیبت
مراد ولی سے حضرت صالح کے وہ رشتہ دار ہین جن کو ولایت خون کی ہے ما شہدنا
مھلک اھلہ حفص و سلمی نے بفتح میم و لام اور ابو بکر و مفضل نے بفتح میم و کسر لام پڑہا ہے
اور کسی نے بضم میم و فتح لام پڑہا ہے تین قرأتین ہوئین اول و ثالث کی بنا پر معنی یہ ہین
کہ پھر ہم البتہ اوس کے ولی سے کہدینگے کہ ہم حاضر نہین ہوئے اوس کے اہل کی ہلاک
ہونے مین یا اون کے ہلاک کرنے مین اور نہ ہم جانتے ہین کہ اوس کو اور اوس کے اہل کو
کس نے قتل کیا ہے ثانی کی بنا پر اگر وہ ظرف ہے تو یہ معنی ہین کہ ہم حاضر نہین ہوے
اوس کی جاے ہلاک مین جاے ہلاک مین حاضر ہونے کی نفی دال ہے اسپر کہ بالاولے وہ
نفس قتل مین حاضر نہین ہوے وانا لصادقون یعنی ہم نے جو یہ بات کہی کہ ہم اونکے قتل مین
حاضر نہین ہوے بیشک ہم اس بات مین البتہ سچے ہین زجاج نے کہا کہ اس گروہ نے باہم
اس بات کی قسم کہائی کہ صالح علیہ السلام اور اون کے اہل پر شب خون مارین پھر اون کے
اولیار کے پاس اسکا انکار کر جائین کہ اونہون نے نہ وہ کام کیا نہ اوس کو دیکہا یہ اون کی
طرف سے مکر تہا اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے وَمَكَرُوا مَكْرًا یعنی اونہون نے
ساتہہ اس باہم قسم کہانے کے ایک مکر کیا وہ مکر یہی ہے کہ اونہون نے حضرت صالح
علیہ السلام کے ناگہان مار ڈالنے کی تدبیر چہپائی ومکرنا مکرًا یعنی ہم نے اونکو اون کے
فعل کا بدلا دیا سو اون کو ہلاک کر ڈالا وھم لا یشعرون یعنی اور وہ نہین جانتے تہے اللہ
کے مکر کو ساتہہ اون کے جزاے مکر کا نام جو مکر رکہا سو یہ بطور استعارہ کے ہے جو کہ منضم ہے
طرف مشاکلت کے جیسا کہ کشاف مین اور اوسکی شروح مین ہے یعنی جزاے مکر کو مکر کے ساتہہ
تشبیہ دی اس اعتبار سے کہ وہ جزا ضرر دینا ہے خفیہ مین کیونکہ مکر کہتے ہین قصد اضرار کو بطور
عذر و حیلہ و تدبیر کے فانظر کیف کان عاقبۃ مکرھم یعنی پس دیکہہ اوس شی کو جس کی طرف
اون کا کام پونہچا جس کی بنا اونہون نے مکر پر رکہی تہی اور نظر کر اوس شے کو جو اوس کے

سبب سے اون کو پونہچی انا دمرناھم وقیل ھم اجمعین جمہور نے بکسر ہمزہ
انا پڑہا ہے اور حمزہ و کسائی و اعمش و حسن و ابن ابی اسحاق و عاصم نے بفتح یہ دونون قرأتین
سبعیہ ہین پس جسنے بکسر پڑہا ہے تو اوسنے اوسکو استیناف قرار دیا ہے فراء و زجاج
نے کہا کہ کسر سے پڑہنے والے نے استیناف کیا ہے اور اوس سے ماقبل کی تفسیر کرتا ہے
گویا اوسے عاقبت کا تابع نہیں بایا ہے مثلا یون کہا کہ انجام کار یہ ہوا کہ ہمنے اونکو ہلاک کر ڈالا
اور فتحہ کی بنا پر تقدیر یہ ہے بانا اور لانا اور کان تامہ اور عاقبۃ اوسکا فاعل یا انا دمرناہم بدل
ہو عاقبۃ سے یا خبر ہو مبتدای محذوف کی ای ہی انا دمرناہم یہ بھی جائز ہے کہ کان ناقصہ ہو
اور کیف اوسکی خبر یا خبر اوسکی انا دمرناہم ابو حاتم نے کہا کہ حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قرأت
مین اَن دمرناہم ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے ہلاک کیا اون نو شخصون کو رمی سے یعنی
فرشتے اونکو پتھر مارتے تھے اور وہ پتھرون کو دیکھتے تھے فرشتون کو نہین دیکھتے تھے
اور اونکی قوم کو ہلاک کیا جو ان نو کے ساتھ نہ تھی وقت مباشرت اس فعل کے حضرت جبریل
علیہ السلام کی چنگھاڑ سے کلہم اجمعین معطوف و معطوف علیہ دونون کی تاکید ہے معنی یہ ہین
کہ اونمین سے کوئی نہ بچا نہ اون کے افراد مین سے کوئی فرد عقوبت سے سالم رہی فتلک
بیوتھم خاویۃ یہ جملہ مقررہ ہے اپنے ماقبل کا جمہور نے خاویۃ کو بنصب پڑہا ہے بنا بر حال
زجاج نے کہا معنی یہ ہین پس دیکھو طرف اون کے گھرون کے اس حال مین کہ وہ خاویہ ہین
فراء و نحاس نے بھی اسی طرح کہا ہے یعنی وہ اپنے گھر والون سے خالی پڑی ہوئی ہین ابو جعفر
ہو رہی ہین اونمین کسی رہنے بسنے والے کا اتا پتا نہین ہے ماخوذ ہے اس محاورہ سے
کہ جب پیٹ خالی ہوتا ہی تو بولتی ہین خوی البطن یا معنی ہین کہ گری پڑی ہین ہی ماخوذ ہے اس محاورہ سے کہ جب بارش
ہوتا ہی گرتا ہی تو بولتی ہین خوی النجم کسائی و ابو عبیدہ نے کہا ہی نصب خاویۃ کا بنا بر قطع ہے حاصل یہ ہی فتلک بیوتہم الخاویۃ
پھر جب اوس سے الف و لام قطع کیا گیا تو منصوب ہو گیا مثل قولہ تعالی ولہ الدین واصبا عاصم بن عمر و نصر بن عاصم
و حمدری و عیسی بن عمر نے برفع خاویہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ تلک کی خبر ہے اور بیوتہم بدل ہے
یا عطف بیان یا خبر ہے تلک کی اور خاویہ دوسری خبر ہے حرف بما ظلموا مین و اسطی سببیت
کے ہے یعنی اون کے گھر ویران و خراب پڑے ہین بسبب اون کے ظلم کے ان فی ذلک

۱۵ یعنی حضرت صالح علیہ السلام کے قوم ثمود کی قتل کے نکلی تو اون نکی سے اور اونکی کا انصاف ہے ہیرہ

لآیۃ لقوم یعلمون یعنی بیشک اس ہلاک کرنے مین البتہ ایک بڑی عبرت ہے واسطے
اون لوگون کے جو علم باشیا نکے ساتھ متصف ہین وانجینا الذین اٰمنوا وکانوا یتقون
یعنی اور بچا لیا ہمنے اون کو جو ایمان لائے اور ڈرتے تھے اللہ پاک سے اور اوس کے
عذاب وعقاب سے یہ لوگ حضرت صالح علیہ السلام اور اونکے ساتھ والے ہین یہ لوگ
حضرموت کی طرف نکلے پھر جب یمن داخل ہوے تو حضرت صالح علیہ السلام نے وفات پائی
اس لیے اوسکا نام حضرموت رکھا گیا **ضحاک** نے کہا کہ چار ہزار آدمی جو اونکے ہمراہ تھے
پھر اونہون نے ایک شہر بنیاد کیا جس کو حاضورا کہتے ہین پھر اللہ پاک نے حضرت لوط
علیہ السلام کا قصہ بیان فرمایا ولوطا اذ قال لقومہ اتاتون الفاحشۃ وانتم تبصرون ۝
اٰئنکم لتاتون الرجال شھوۃ من دون النساء بل انتم قوم تجھلون ۝ فما کان
جواب قومہ الا ان قالوا اخرجوا اٰل لوط من قریتکم انھم اناس یتطھرون ۝
فانجینٰہ واھلہ الا امرأتہ قدرنٰھا من الغٰبرین ۝ وامطرنا علیھم مطرا فساء
مطر المنذرین ۝ قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ط اٰٰللہ خیر اما
یشرکون ۝ امن خلق السموٰت والارض وانزل لکم من السماء ماء ج فانبتنا بہ حدائق
ذات بھجۃ ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا ط اٰلٰہ مع اللہ ط بل ھم قوم یعدلون ۝

اور لوط کو جب کہا اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بیحیائی اور تم دیکھتے ہو کیا تم دوڑتے ہو مردونپر
للچا کر عورتین چھوڑ کر کوئی نہین تم لوگ ہو بے سمجھ پھر اوسکا جواب نہ تھا اوسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے
نکالو لوط کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ ہین ستھرے رہا چاہتے پھر بچا دیا ہمنے اوسکو اور اوسکے
گھر کو مگر اوسکی عورت ٹھیرا دیا تھا ہمنے اوسکو رہجانے والون مین اور برسایا ہمنے اونپر برساؤ
پھر کیا بُرا برساؤ تھا اون ڈرائے ہوون کا تو کہہ تعریف ہے اللہ کو اور سلام ہے اوسکے
بندون پر جن کو اونسے پسند کیا بھلا اللہ بہتر ہے یا جن کو وہ شریک کرتے ہین بھلا کس نے
بنائے آسمان اور زمین اور اوتار دیا تمکو آسمان سے پانی پھر اوگائے ہمنے اوس سے
باغ رونق کے تمہارا کام نہ تھا کہ اوگاتی اون کے درخت اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتھ
کوئی نہین وہ لوگ راہ سے مڑتے ہین **ف** یعنی دیکھتے ہو کہ کیسا بُرا کام ہے **ف**

ع ۱۴ النمل

حضرت سلیمان کے قصے مین فرمایا ہم لاوینگے لشکر جنکا سامنا نہ کرسکین گے وہی بات
ہوئی رسول مین اور مکے والون مین اور حضرت صالح پر نو شخص متفق ہوے کہ رات کو پرین
اللہ نے اونکو بچایا اور انکو کھپایا اور مکے کے لوگ بھی یہی چاہ چکے لیکن نہ بنا جس رات
حضرت نے ہجرت کی تھی کافر حضرت کا گھر گھیرے بیٹھے تھے کہ صبح کو اندھیرے مین
نکلین تو سب ملکر مارلین حضرت نکل گئے اون کو نہ سوجھا اور قوم لوط نے چاہا کہ شہر سے
نکالدین یہ بھی چاہ چکے اللہ نے آپ سے نکلنا بتا دیا اور اسی مین کام بنا ف
اللہ تعالی کی تعریف اور پیغمبر پر سلام بھیج کر اگلی بات شروع کرنی لوگون کو سکھادی انتہی
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے
بندہ ورسول حضرت لوط علیہ السلام کے کہ اونہون نے اپنی قوم کو ڈرایا اس بات سے
کہ اللہ پاک کا عذاب وعقاب ونقمت اونپر نازل ہو فاحشہ کے کرنے مین جسکو اونسے پہلے
بنی آدم مین سے کسی نے نہین کیا وہ فعل خبیث یہی اغلام کرنا ہے مردون سے عورتون کی
صحبت چھوڑکر یہ ایک فاحشہ عظیم ہے کہ مرد مردون سے کام نکالین اور عورتین عورتون سے
پس فرمایا اتاتون الفاحشۃ وانتم تبصرون یعنی کیا تم کرتے ہو بیحیائی اور دیکھتا ہے بعض
تمہارا بعض کو وتاتون فی نادیکم المنکر اور کرتے ہو تم اپنی مجلس مین برا کام ائنکم لتاتون
الرجال شھوۃ من دون النساء بل انتم قوم تجھلون یعنی کیا دوڑتے ہو مرد ونپر للچاکر
عورتین چھوڑکر کوئی نہین تم ایک لوگ ہو کہ نہین پہچانتے ہو کسی شے کو نہ تو طبیعت کی راہ سے
نہ شرع کے رو سے جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے اتاتون الذکران
من العالمین وتذرون ماخلق لکم ربکم من ازواجکم بل انتم قوم عادون
قولہ تعالی فما کان جواب قومہ یعنی وہ لوگ اوس کام کے کرنے سے جس کو تم
کرتے ہو اور تمکو تمہارے کام پر برقرار رکھنے سے حج سمجھتے ہین تو تم اپنے درمیان سے
اونکو نکالدو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہنے کے لائق نہین ہین کہ تمہارے بلاد مین ہین بسین
پس اونکے نکالنے پر عزم کیا فدمرالله علیھم والکافرین امثالھا یعنی اللہ پاک نے
اونکو ہلاک کردیا اور کافرون کے واسطے اسی کے مثل ہے اللہ پاک نے فرمایا فانجیناہ

ف کیا دوڑتے ہو تبان کے مردون پر اور چھوڑتے ہو جو تمہارے بنا دین تمہارے رب نے تمہاری جورون بلکہ تم لوگ ہو حد سے بڑھنے والے ۱۲
ف اوکما رمانا بعد نے اونکو اور منکرونکو ملی ہین ایسی چیزین

واهله الا امرأته قدرناها من الغابرین یعنی پھر نجات دی ہمنے اوسکو اور اوس کے
گھر والون کو مگر اوسکی عورت مقدر کیا ہمنے اوسکو ہلاک ہونیوالون سے ہمراہ اپنی قوم کے
کیونکہ وہ اونکی مددگار تھی اون کے دین وطریقے پر اس بات مین کہ اون کے افعال
بد سے راضی تھی پس اپنی قوم کو حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان بنا دیا کرتی تھی تاکہ وہ
اونکی طرف آئین یہ بات نہ تھی کہ وہ خود فواحش کرتی تھی اوسکا بیحیائی کے کام نہ کرنا
واسطی تعظیم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا اوسکی کرامت وتعظیم کے لیے نہ تھا مطلب یہ ہے
کہ اللہ پاک اپنے انبیاء کے ننگ وناموس کو محفوظ رکھتا ہے اسی لیے آیا ہے کہ کسی
نبی کی بی بی نے زنا نہین کیا قولہ تعالی وامطرنا علیھم مطرا ای حجارۃ من سجیل
منضود مسومۃ عند ربك وما ھی من الظالمین ببعید اور اسی لیے یون فرمایا ہے
فساء مطر المنذرین یعنی پھر کیا برا برسا وہ مینہ اون ڈرائے ہوؤن کا کہ جن پر حجت قائم ہوچکی
اور انذار طرف اون کے پونہچ چکا پھر اونہون نے رسول کی مخالفت کی اور اوسکو جھٹلایا
اور اوسکے نکالنے کا اپنے درمیان سے قصد کیا قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین
اصطفی اللہ پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ الحمد للہ کہین یعنی اللہ پاک کی
حمد کرین اوسکی نعمتون پر جن کا اوسنے اپنے بندون پر انعام کیا ہے منجملہ اون نعمتون کے
جن کا شمار وانتہا نہین ہوسکتا ہے اور صفات علی واسماے حسنے پر جن کے ساتھ اللہ پاک
متصف ہے اور امر فرماتا ہے اس بات کا کہ سلام کرین اللہ کے بندون پر جن کو اوس نے
برگزیدہ کیا ہے اور پسند فرمایا ہے یہ لوگ اوس کے رسل کرام وانبیای عظام ہین علیہم من اللہ
سبحانہ افضل الصلوٰۃ واکمل السلام عبد الرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ نے اسی طرح کہا ہے کہ مراد
عبادہ الذین اصطفی سے انبیاء علیہم السلام ہین کہا یہ آیت مثل اس آیت کریمہ کے ہے سبحان
ربك رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین
ثوری وسدی نے کہا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین ہین
اسی کے مثل حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے ان دونون قولون مین کسی طرح
کی منافات نہین ہے اس لیے کہ جب صحابہ عباد اللہ الذین اصطفی سے ہوئے تو انبیاء علیہم السلام

ف پھر جان لے کہ اللہ کی تین قسمین ہین ایک قسم اللہ کی اپنی ذات پاک کی دوسری رب کی عزت کا جو رب پاک ہر ان باتون سے جو کرتے ہین اور سلام ہے رسولون پر اور سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا ۱۲

بطریق اولی و احری اونمین سے ہونگے مقصود یہ ہے کہ اللہ پاک نے جو اپنے اولیاء و احباب
کو نجات دی اور اون کی نصر و تائید فرمائی اور اپنے اعداء پر خزی و نکال و وبال و قہر نازل فرمایا
اول اس بات کا اپنے رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اور اون کے متبعین سے ذکر کیا
بعد اس کے اون کو امر فرمایا کہ اللہ پاک کی حمد کرین اوس کے سارے افعال پر اور اوس کے
بندگان برگزیدہ و نیک و پسندیدہ پر سلام بھیجین **ابو بکر بزار** نے بطریق سدی عن ابی مالک
عن ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ یہ لوگ اصحاب محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
واسطے اون کو برگزیدہ فرمایا ہے رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین **قولہ تعالی** اللہ خیر ام ما
یشرکون استفہام انکاری ہے مشرک لوگ جو اپنے پوجنے مین اللہ پاک کے ساتھ اور
معبود پوجتے ہین اس بات کا اونپر انکار کیا ہے یعنی کیا اللہ پاک بہتر ہے یا وہ جن کو اوس کے
ساتھ شریک کرتے ہین ہرگز نہین اللہ پاک ہی بہتر و برتر ہے وہی وحدہ لاشریک لہ مستحق عبادت
کا ہے اوس کے سوا کسی کو لیاقت عبادت کی نہین ہے پھر اللہ پاک نے یہ بیان شروع کیا
کہ خلق و رزق و تدبیر کے ساتھ وہی متفرد ہے نہ اوسکا غیر ان کامون مین اوس کا کوئی شریک
و وزیر نہین ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی مدبر ہے پس ارشاد فرمایا امن
خلق السموات والارض بھلا یہ اونچے اونچے صاف و شفاف آسمان کس نے بنائے
اور کس نے اونکو گھمائے اور یہ روشن چمکتے دمکتے چھوٹے بڑے تارے اونمین کس نے
لگائے اور یہ زمین کا وسیع و عریض و طویل فرش کس نے بچھایا اور یہ کثافت و دبازت اور
جماؤ اوس کو کس نے دیا اور یہ اونچی نیچی سخت و نرم دشوار گزار پہاڑ کس نے اوسمین پیدا کیے
اور یہ جنگل و بیابان کس نے بنائے اور یہ کھیتیان طرح طرح کی کس نے اوسمین اوگائین اور یہ
گوناگون درخت کس نے لگائے اور قسم قسم کے پھل اور میوے کس نے پیدا کیے اور
میٹھے کھارے دریا کس نے اوسمین جاری کیے اور انواع و اقسام کے حیوانات مختلف شکل و رنگ
کے کس نے پیدا کیے اور مختلف جنس و نوع و صنف و شکل و رنگ کے انسان اوسمین کس نے
پیدا کیے یہ سب اوسی ایک ذات پاک وحدہ لاشریک لہ کے بنائے ہوئے ہین وہی اونکا خالق

ورزق و مدبر ہے وانزل لکم من السماء ماء یعنی اور اوتارا دیا واسطے تمہارے آسمان
سے پانی اور اوس کو بندون کے لیے رزق و روزی ٹہیرایا فانبتنا بہ حدائق ذات بہجۃ
یعنی پہر اُگائے ہم نے اوس پانی سے باغ تر و تازہ خوبصورت خوش شکل خبکے دیکھنے سے
آنکھون کو نور دل کو سرور ہو ما کان لکم ان تنبتوا شجرھا یعنی تم نہین ہو کہ قدرت رکھو
اُگانے پاون کے درختون کے اسپر تو خالق و رازق ہی قدرت رکھتا ہے جو کہ اسکے
ساتھہ مستقل و متفرد ہے نہ اوس کے سوا اصنام و انداد جیسا کہ یہ مشرک لوگ بہی اسکا اقرار
کرتے ہین جس طرح کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے ولئن سالتھم من
خلقھم لیقولن اللہ ولئن سالتھم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من
بعد موتھا لیقولن اللہ یعنی یہ لوگ خود اقرار کرتے ہین اس بات کا کہ اس سب کا فاعل
وہی وحدہ لاشریک لہ ہے پہر وہ پوجتے ہین اوس کے ساتھہ اوسکے غیر کو اون چیزون مین سے
جن کا اقرار کرتے ہین کہ وہ نہ پیدا کرسکین نہ رزق دے سکین حالانکہ مستحق اسکا کہ تنہا
اوسی کی عبادت کیجائے وہی ہے جو متفرد ہے ساتھہ خلق و رزق کے اسی لیے یون فرمایا الٰہ مع اللہ
یعنی کیا ہے اللہ کے ساتھہ کوئی اور معبود کہ اوسکی عبادت کیجائے حالانکہ ہر عقل والے
پر یہ امر کہل گیا کہ خالق و رازق وہی ہے اوس بات سے جسکا تم بہی اقرار کرتے ہو مفسرون مین
سے بعض کہتے ہین کہ الٰہ مع اللہ کے یہ معنی ہین کہ آیا ہے کوئی معبود ساتھہ اللہ کے کہ اوس نے
یہ کام کیا یہ معنی بہی معنی اول کی طرف رجوع ہوتے ہین اس لیے کہ تقدیر جواب کی یہ ہے
کہ وہ کہین گے کہ وہان کوئی نہین ہے کہ اوسنے یہ کام کیا ہو ساتھہ اوسکے بلکہ وہی اوس کام
کے ساتھہ متفرد ہے پس کہا جائیگا پہر تم کیون پوجتے ہو اوس کے ساتھہ غیر اوسکے کو حالانکہ
وہ تو مستقل و متفرد ہے ساتھہ خلق و رزق اور تدبیر کے کما قال تعالے افمن یخلق کمن
لا یخلق الآیۃ اور اس جگہہ جو اللہ پاک نے یون فرمایا ہے ام من خلق السموات والارض
سو ان سب آیتون مین تقدیر امن کی یہ ہے امن یفعل ہذہ الاشیاء کمن لا یقدر علی شئے منہا
یعنی کیا جو شخص کرتا ہے یہ چیزین مثل اوس شخص کے ہے جو قادر نہین ہے انمین سے کسی شئے
پر یہ معنی سیاق سے معلوم ہوتے ہین اگرچہ دوسرے جملے کا لفظ مین ذکر نہین ہوا ہے

ف اور اگر تو اون سے پوچہو کہ اونکو کس نے بنایا تو زمین سے اللہ تعالے نے اور جو تو پوچہو کہ کس نے اوتارا آسمان سے پانی ہم جلا دیا اوس سے زمین کو اوس کے مرے پیچہے تو کہین اللہ تعالے نے جو پیدا کرے برابر ہے اوس کے جو کچہہ پیدا کرے کیا تم سوچ نہین کرتے

اس واسطے کہ قوتِ کلام مین وہ شے ہے جو یہ بات بتاتی ہے اور اللہ پاک یون فرما چکا ہے ءالله خیرام ما یشرکون پھر دوسری آیت مین یہ فرمایا ہے بل هم قوم یعدلون یعنی وہ ٹھیراتے ہین واسطے اللہ کے عدل و نظیر اور اسی طرح یہ فرمایا ہے امّن[۱] هو قانت انا ءالليل ساجدا و قائما يحذر الاخرة و يرجو رحمة ربه یعنی کیا وہ شخص جو ایسا ہے مثل اوسکے ہے جو ایسا نہین ہے اور اسی لیے یون فرمایا ہے قل[۲] هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون انما يتذكر اولوا الالباب افمن[۳] شرح الله صدره للاسلام فهو على نور من ربه فويل للقاسية قلوبهم من ذكر الله الآیۃ قال تعالے امّن[۴] هو قائم على كل نفس بما كسبت یعنی کیا وہ شخص جو حاضر ہے خلق کے افعال پر اور انکی حرکات و سکنات پر جانتا ہے غیب کو اوس کے جلیل و حقیر کو مثل اوس شخص کے ہے جو نہ جانتا ہے نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے یعنی یہ بت جن کو اونہون نے پوجا ہے اللہ کے سوا اور اسی لیے یہ فرمایا ہے وجعلوا[۵] لله شركاء قل سموهم اسی طرح یہ سارے آیات کریمات ہین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ ولوطا فعل مقدر سے منصوب ہے اور وہ معطوف ہے ارسلنا پر ای و ارسلنا لوطا اذ قال لقومه کلمۃ اذ ظرف ہے اوسی فعل مقدر کا یہی جائز ہے کہ ظرف ہو اذکر مقدر کا اور قوم سے مراد اہل سدوم ہین اتاتون الفاحشة فاحشہ سے مراد وہ فعل ہے جو قبح و شناعت و زشتی مین انتہا کو پہنچا ہوا ہے وہ یہی لواطت و اغلام ہے و انتم تبصرون محل نصب مین ہے بنا بر حال متضمن ہے تاکید انکار کو اور مفید ہے تشدید توبیخ کو معنی یہ ہین کہ بھیجا ہمنے لوط کو یاد کر کر لوط کا جبکہ اوسنے کہا اپنی قوم سے کیا تم کرتے ہو انتہا کی بھیائی کا کام اور حال یہ ہے کہ تم بعلم یقینی جانتے ہو کہ وہ نہایت درجے کی بھیائی کا فعل ہے یہ فعل تمہارے سب گناہون سے بزرگتر گناہ ہے کہ تم اوس کی برائی کو جانتے ہو پھر اوسکے مرتکب ہوتے ہو یہ معنی اس بنا پر ہین کہ تبصرون بصر قلب بمعنی علم سے ہو یا بصر بمعنی نظر ہے یعنی آنکھ کا دیکھنا اس لیے کہ وہ لوگ مارے تمرد و سرکشی کے فاحشہ کرتے وقت ستر نہین کرتے تھے کھلم کھلا اوس کو کیا کرتے تھے اس قصے کی تفسیر پورے طور پر سورۂ اعراف مین گذر چکی ہے ائنكم[۶] لتاتون

---

[۱] یعنی ایک جو بندگی مین لگا ہے گھڑی رات کی بھجے سے کرتا اور ڈرتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کے مہر کی [۲] برابر ہو سکتے ہین جاننے والے اور بے سمجھ [۳] جن کو عقل ہے [۴] بھلا جسکا سینہ کھولدیا اللہ نے مسلمانی پر سو وہ چلتا ہے روشنی پر رب کی طرف سے سو خرابی ہے سخت دل کے [۵] اللہ کے شریک کہہ دو نام تو [۶] تم

الرجال شهوۃ من دون النساء اسمین توبیخ کی تکرار ہے مع تصریح اس بات کے کہ وہ
فاحشہ لواطت ہے جس کو اول مبہم ذکر کیا تھا اور اسمین اس طرف اشارہ ہے کہ فعل انکا
اس قسم سے ہے کہ اوسکا بیان بیان کرنیوالے کو عاجز کرتا ہے اور وہ اوسکی برائی
کی کنہ کو نہین پونہچتا ہے اور نہ کوئی عاقل اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اس کام کو
کوئی کرتا ہے پھر اوسکی علت بیان کی شہوۃ یعنی تم اس فعل بد کو صرف خواہش و لذت
کے واسطے کرتے ہو غرض اس علت کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اون کو انسانیت
کے درجے سے اوتار کر رتبۂ بہائم کی طرف لیگئے کہ جسمین نہ قصد اولاد کا ہوتا ہے نہ
یار سائی کا اس معنی کی بنا پر نصب شہوۃ کا بنا بر علت ہے تقدیر للشہوۃ ہے یعنی
مفعول لہ ہے تا تون کا یا صفت ہے مصدر محذوف کی ای اتیانا شہوۃ یا بمعنی حال
ہے ای مشتہین لہم من دون النساء یعنی تم آنے ہو مردون سے آنا شہوت کا یا اس
حال مین کہ خواہش کرنے والے ہو اونکے تجاوز کرنے والے ہو عورتون سے جو
اس کا محل ہین اسمین اشارہ ہے طرف اس بات کے کہ اونہون نے طرفین سے برا کیا
فعل و ترک دونون مین مسئی و گنا ہگار ہوئے بل انتم قوم تجہلون یعنی بلکہ تم ایک قوم
ہو کہ اس فعل کی تحریم سے جاہل ہو یا اپنے فعل کے انجام سے اور اس معصیت کی عقوبت
سے نادان ہو کسی نے کہا کہ مراد جہل سے سفاہت و حماقت ہے جسپر وہ قائم و دائم
تھے یا یہ معنی ہین کہ تم اون لوگون کا سا فعل کرتے ہو جو کہ اس کے قبح سے جاہل ہین
رہی یہ بات کہ تجہلون صفت ہے قوم کی اور لفظ موصوف کا لفظ غائب ہے تو صفت
موصوف کے مطابق کیون نہوئی سو اسکی وجہ یہ ہے کہ اس جگہہ اور بل انتم قوم تفتنون
مین غیبت و خطاب دونون جمع ہوئے ہین پس خطاب کو غلبہ دیا گیا غیبت پر اس واسطے
کہ خطاب قوی تر و راسخ تر ہے کیونکہ اصل یہ ہے کہ کلام درمیان حاضرین کے ہو کسی نے
یون کہا کہ اگرچہ تجہلون قوم کی صفت ہے لیکن چونکہ قوم حین خطاب مین ہے اس لیے
اوسکو بصیغۂ خطاب کہا فما کان جواب قومہ کو جمہور نے بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ کان
کا اسم ہے اور خبر اوسکی الا ان قالوا ہے ابن ابی اسحق نے برفع[1] جواب پڑہا ہے اس بنیاد پر

[1] ابن ابی اسحق حضرت حسن بصری کے شاگرد ہین یہ ان سے کہیں زیادہ فصیح تھے یہ قرأت ان کی تصنیف سے ہے منہ

کہ اسم ہے کان کا اور خبر اوسکی الا ان قالوا ہے یعنی پہرہ تہا جواب اوسکی قوم کا مگر اون کا
یہ قول کہ اخرجوآل لوط من قریتکم یعنی تم نکالدو لوط کو اور اوس کے اہل کو اپنی بستی سے
اہل سے مراد اون کی دو بیٹیان اور مومن بی بی ہین اس قول مین قوم نے اپنے پاس
اونکو بسانے کی اونپر منت رکہی ہے اسکی یہ وجہ ہے کہ جب لوط علیہ السلام اپنے عم حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ زمین بابل سے شام کی طرف آئے تو حضرت ابراہیم تو فلسطین
مین اوترے اور حضرت لوط سندوم مین پس سندوم کے لوگ اونکی قوم ہوئے اس جہت
سے کہ وہ اونکی طرف بہیجے گئے اور اون کے پاس ہے باوجود اسکے کہ وہ اجنبی تہے اون مین
کے نہ تہے سو گویا قوم نے اپنے پاس بسانے کی اونپر منت رکہی کہ ہمنے تو اوسکو اپنی
بستی مین بسایا اور وہ ہمارے فعل کو برا کہنے لگا تو اوس کو نکالدو وہ یہان رہنے کے
لائق نہین ہے اضافت قریتکم کی طرف ضمیر کم کے واسطے جنس کے ہے اسواسطے کہ
اونکی بستیان پانچ تہین اون مین کی سب سے بڑی سندوم تہی اسکو بدال مہملہ و عجمہ دونون طرح
بولتے ہین غرضکہ بعض نے بعض سے کہا کہ اونکو نکالدو پہر اس نکالنے کی یہ علت بیان
کی کہ انہم اناس یتطہرون یعنی اس لیے کہ یہ لوگ مردون کی دبرون سے تنزہ کرتے ہین
اور باز رہتے ہین یہ بات بطور استہزا کہی فانجیناہ و اہلہ پہر ہمنے بچالیا اوسکو اور اوس کے
گہر والون کو عذاب سے جو اوسکی قوم پر واقع ہوا حضرت لوط علیہ السلام اپنے اہل کو لیکر
اونکی زمین سے نکلے اللہ پاک نے اون کے واسطے زمین کو طے کردیا یہان تک کہ
نجات پائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پونہچ گئے الا امراتہ قدرناہا
من الغابرین مگر اوسکی عورت ہمنے مقدر کیا تہا اوسکو عذاب مین باقی رہنے والون سے
معنی قدرنا کے قضینا ہین جہونے بتشدید پڑہا ہے اور عاصم نے بتخفیف اور معنی ایک ہین
مع اسکے کہ زیادتی لفظ کی دال ہوتی ہے معنی کی زیادتی پر وامطرنا علیہم مطرا یعنی جو
لوگ اونمین کے اون بستیون سے خارج تہے اونپر برسائے ہمنے پتہر ہر پتہر پر اوس پتہر والے
کا نام لکہا ہوا تہا یہ پتہر جلی ہوئی مٹی کے تہے مطرا کی تاکید دال ہے شدت مطر پر اور اسپر
کہ یہ برسانا کسی قسم کا تہا کبہی ایسا ہوا تہا فساء مطر المنذرین مخصوص بالذم محذوف ہے

ای مطر ہم یعنی پھر کیا برا ہوا برساؤ اون لوگون کا جو ڈرائے گئے سو اونہون نے نہ سمجھا
بوجہا نہ انذار کو قبول کیا اس سب کا بیان سورۂ اعراف و شعرا مین گذر چکا ہے قل الحمد للہ
فراء نے کہا اہل معانی نے کہا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام سے کہا گیا کہ تو کہہ الحمد للہ
اونکے ہلاک ہونے پر معتزلہ کی ایک جماعت نے اسکا خلاف کیا ہے یون کہا ہے کہ یہ
خطاب ہے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ تو کہہ الحمد للہ ہلاک پہ کفار امم ماضیہ
کے وسلام علی عبادہ الذین اصطفی **نحاس** نے کہا یہ قول اولی ہے اس واسطے
کہ قرآن شریف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ اوسمین ہے اوسکے
ساتھہ وہی مخاطب ہین مگر وہ شے جس کے معنی صحیح نہون مگر واسطے اون کے غیر کے
عبادہ مین چار قول ہین مقاتل نے کہا کہ انبیاء و مرسلین مراد ہین بدلیل قولہ تعالے
وسلام[1] علی المرسلین حضرت ابن عباس نے فرمایا اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رضی اللہ
عنہم اجمعین ہین کلبی نے کہا حضور پر نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے
کسی نے کہا کہ سابقین و لاحقین کے کل مومنین ہین یہ چار قول ہوئے کرخی نے ان کو
ذکر کیا ہے اولی یہ ہے کہ اسکا حمل علی العموم کیا جائے کہ انبیا اور اونکے اتباع اسمین داخل
ہو جائین نہر مین کہا ہے جبکہ اللہ پاک اس سورت کے قصون سے فارغ ہوا تو اپنے رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اللہ پاک کی حمد کرین اور برگزیدہ لوگون پر سلام بھیجین
گویا یہ اوس خطبے کا شروع ہے جو آئندہ آتا ہے اوسمین اون دلائل و براہین کا ذکر ہے
جو کہ اللہ سبحانہ کی وحدانیت و علم و قدرت پر دال ہین یعنی امن خلق السموات الآیہ انتہی حاصلہ
یہ تعلیم ہے ہر متکلم و منشی کو کہ ہر ذی شان کام مین تبرکا اول اللہ پاک کی حمد کرے اور چیدہ
و برگزیدہ لوگون پر سلام بھیجے بعد اوس کے اپنا مطلب بیان کرے[2] اللہ مین دو وجہین
ہین کہ اس جگہہ کے سوا پانچ[3] جگہہ اور قرآن شریف مین جاری ہوتی ہین ایک تو تسہیل
ہمزۂ ثانیہ کی مقصورۃً دوسرے بدلنا ہمزۂ ثانیہ کا الف ممدودہ بدلازم سے یعنی کیا وہ اللہ
جسکے افعال و صفات ذکر کیے گئے جو کہ دال ہین اوسکی عظیم قدرت پر خیر[4] آما یشرکون
بہتر ہے یا وہ بت جن کو وہ اوسکے ساتھہ شریک کرتے ہین اسمین مشرکون کو توبیخ ہے

[1] اور سلام ہے رسولون پر ۱۲
[2] ایک قرءت مین اسمین لام کی دوسری اور تیسری مین الف ان دو جگہہ چوتھی اور پانچوین انعام مین الذکرین دو جگہہ فاطر الخناوی ۱۲ منہ

اور اونپر الزام حجت ہے بعد ہلاک کفار کے غرض اس سے اونکو ڈانٹنا دپٹنا عاجز کرنا اور
اون پر حجت لازم کرنا ہے کہ دیکھو اللہ پاک تو وہ قدرت والا ہے جسنے یہ یہ کام کیے
اتنی امتون کو جو تم سے ہر بات مین کہین بڑھی ہوئی تہین بسبب مخالفت رسل کے ہلاک
کر ڈالا نیست و نابود کر دیا کہ سوای نام کے کچھ نشان باقی نرہا تم کہو تمہارے بت جن کو
تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اونہون نے کیا کام کیا اسکا اون کے پاس کچھ جواب نہین ہے
سوای اس کے کہ باپ دادون کی پیروی کرتے ہین سو یہ حقیقت مین کچھ جواب نہین ہے
تو معلوم ہوا کہ وہ محض بے حقیقت ہین اونسے اپنی مکھیان تو اوڑائی نہین جاتین غیر کا
کیا بھلا برا کرین گے اللہ پاک سے بہتر ہونے کا کیا ذکر ہے یہان جو خیر کا لفظ فرمایا ہے
سو یہ خیریت اپنے معنی اصلی پر نہین ہے بلکہ ایسی ہے جیسی اس شعر مین ہے ؎

انتجوہ ولست لہ بکفوء		فشر کما الخیر کما الفداء	

پس اس آیت مین جو خیر کا لفظ فرمایا ہے تہکم کے باب سے ہے اونکے ساتھ استہزا کیا ہے
کیونکہ اون کے بتون مین تو اصلا کسی طرح کی خوبی و خیر نہین ہے **سیبویہ** نے حکایت
کیا ہے کہ عرب لوگ یون بولتے ہین السعادۃ احب الیک ام الشقاوۃ حالانکہ شقاوت مین
کوئی خیر اصلا نہین ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کیا ثواب اللہ کا بہتر ہے یا عقاب اوس کا
جسکو تم اوسکے ساتھ شریک کرتے ہو کسی نے کہا کہ یہ بات اونسے اونکے اعتقاد کی بنا پر کہی ہے
اس لیے کہ وہ اعتقاد رکھتے تھے اس بات کا کہ بتون کی عبادت مین خیر ہے کسی نے کہا
کہ مراد اس استفہام سے خبر ہے **جمہور** نے تشرکون بتاے فوقیہ پڑہا ہے بنا بر خطاب
ابو عبید و ابو حاتم نے اسکو اختیار کیا ہے ابو عمرو و عاصم و یعقوب نے بیاے تحتیہ پڑہا ہے
سمین نے کہا کہ یہ کلمۂ ام متصلہ عاطفہ ہے بسبب پورے ہونے اوس کے شروط کے
تقدیر یہ ہے ایہما خیر یعنی اللہ بہتر ہے یا وہ شے جس کو شریک کرتے ہین اور کلمۂ خیر یا تو
اسم تفضیل ہے بنا بر زعم کفار و الزام خصم یا صفت ہے اوسمین کچھ تفضیل نہین ہے کلمۂ ما
بمعنی الذی ہے کسی نے کہا مصدریہ ہے یا اس بنا پر ہے کہ اول سے مضاف محذوف ہے
اے توحید اللہ خیر ام شرککم یعنی اللہ کی توحید بہتر ہے یا تمہارا شرک **خازن** نے کہا معنی

یہ ہین کیا اللہ بہتر ہے واسطے اوس شخص کے جسنے اوسکو پوجا یا بُت واسطے اوس شخص کے
جسنے اون کو پوجا **رازی** نے کہا ہے کہ آیمین مشرکون کو تبکیت ہے اور اون کے
ساتھہ تہکم و استہزا ہے اس واسطے کہ اونہون نے بتون کی عبادت کو اختیار کیا اللہ پاک
کی عبادت پر اور اختیار کرنا نہین ہوتا ہے مگر واسطے زیادتی خیر و منفعت کے پس اس
کلام مین اون کو آگاہ کرنا ہے اون کے نہایت ضلالت و جہل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ جس وقت اس آیت کو پڑہتے تو فرماتے بل اللہ خیر و ابقی
واجل و اکرم انتہی **امن خلق** السموات والارض مین کلمہ ام منقطعہ ہے اس لیے کہ یہان
متصلہ ہونے کی شرط مفقود ہے وہ شرط یہ ہے کہ ہمزہ اوسپر مقدم ہو اس لیے یہ ام بمعنی
بل اضرابیہ و ہمزۂ استفہام توبیخی کے ہے یہ ام رسم مین اس جگہہ اور چار جگہہ ما بعد مین متصل
لکہا جاتا ہے اور منفصل لکہنا اسکا تحریف ہے قالہ الخفناوی **ابو حاتم** نے کہا تقدیر اسکی
یہ ہے ا آلہتکم خیر ام من خلق السموات والارض و قدر علی خلقہن یعنی کیا معبود تمہارے بہتر ہین
یا وہ شخص جس نے پیدا کیے آسمان اور زمین اور قادر ہوا اونکے پیدا کرنے پر کسی نے
کہا معنی یہ ہین کیا پوجنا اون بتون کا جن کو تم پوجتے ہو بہتر ہے یا پوجنا اوس شخص کا جسنے
پیدا کیا عالم جسمانی کو ان معانی کی بنا پر ام متصلہ ہوگا اور اوسمین توبیخ و تہکم کے معنے
ہونگے جس طرح کہ اول جملے مین تہے **اعمش** نے امن تخفیف میم پڑہا ہے **وانزل**
لکم من السماء ماءً اور اوتار دیا واسطے تمہارے ایک نوع کا پانی یعنی آب باران فانبتنا بہ
حدائق بہراوگا دیے ہم نے اوس سے باغ حدائق جمع ہے حدیقہ کی **فراء** نے کہا
حدیقہ وہ بستان ہے جسپر دیوار ہو پہر اگر اوسپر دیوار نہو تو وہ بستان ہے حدیقہ نہین ہے
قتادہ و عکرمہ نے کہا کہ حدائق سے مراد نخل ہین یعنی کہجورون کے باغ ذات بہجۃ
یعنی منظر حسن و رونق والے خوبصورت بارونق بہجت وہ حسن ہے کہ جو اوس کو دیکہے تو
اوس سے خوش ہو ذوات بہجۃ نہین فرمایا بصیغۂ جمع اس واسطے کہ مراد جماعت حدائق ہے
کلام کو غیبت سے تکلم کی طرف پہیرا اس لیے کہ منظور تاکید ہے معنی اختصاص فعل کی اپنی
ذات خاص کے ساتھہ اور خبر دینا ہے اس بات کی کہ اگانا ایسے باغون کا جن کے

اصناف اور رنگ اور مزے اور شکلین مختلف ہین باوجود اسکے کہ اون کو ایک پانی پلایا جاتا ہے اسپر قدرت نہین رکھتا ہے مگر وہی وحدہ لاشریک لہ پھر اس اختصاص کے معنی کی تزئین فرمائی اس قول سے کہ ماکان لکم ان تنبتوا شجرھا یعنی اون کا اگانا ہمارا ہی کام ہے تم نہین ہو کہ اگاؤ اون کے درختون کو بھلا اونمین پھل لگانے اور باقے غریب و عجیب صفات اونمین پیدا کرنے کا کیا ذکر ہے مطلب یہ ہے کہ صرف درختون کا اگانا ہی تم سے نہین بن سکتا تو اور صنائع عجیب جو اونمین ہین اونکو تم کیا بنا سکوگے اس نفی کے معنی حظر و منع ہین اس فعل سے یعنی بشر کے واسطے یہ کام راست و درست نہین ہوتا ہے نہ اوس سے بن سکتا ہے اوس کے مقدورمین داخل نہین ہوتا ہے کیونکہ وہ اس سے عاجز ہے کہ کسی شی کو عدم سے وجود کی طرف نکالے اسکا حاصل ہونا غیر اللہ سے بالکل محال ہے پھر اللہ پاک نے اون کو توبیخ و تقریع کرکے فرمایا ءالٰہ مع اللہ یعنی آیا ہے کوئی معبود ساتھ اللہ کے جس کے بعض افعال کا ذکر ابھی ہوچکا ہے یہان تک کہ وہ اوس کے ساتھ قرین کیا جائے اور اوس کے واسطے شریک ٹھیرایا جائے عبادت مین ہرگز نہین کسی نے ءالٰہا پڑھا ہے بنصب باین تقدیر اتدعون الٰہا مع اللہ یعنی کیا تم پکارتے ہو کسی معبود کو ساتھ اللہ کے استفہام انکاری ہے یعنی اوس کے ساتھ کوئی معبود نہین ہے اسی طرح آئندہ چار جگہہ مین بھی انکاری ہے پھر اون کی توبیخ و تقریع سے اضراب و اعراض کیا اور اون کے حال بد کے بیان کی طرف انتقال فرمایا مع اسکے کہ خطاب سے غیبت کی طرف التفات کیا پس ارشاد فرمایا بل ھم قوم یعدلون یعنی بلکہ یہ ایک قوم ہین کہ برابر کرتے ہین اللہ کے ساتھ اوس کے غیر کو یا مائل ہوتے ہین حق سے طرف باطل کے بعد خطاب کے بل ہم فرمانا اونکی رائے کے خطا کرنے مین ابلغ ہے مطلب یہ ہے کہ اسمین زیادہ تر مبالغہ ہے پھر اللہ پاک نے استدلال شروع کیا زمین کے احوال سے اور جو اشیا روی زمین پر ہین اون کے احوال سے پس ارشاد فرمایا امن جعل الارض قرارا وجعل خلٰلھا انھرا وجعل لھا رواسی وجعل بین البحرین حاجزا ءالٰہ مع اللہ بل اکثرھم لا یعلمون ۝ بھلا کس نے بنایا زمین کو ٹھیرانے اور بنائین اوسکے

سلہ محاورہ سے ہین یہی ہے کہ جب کسی کی رائے کی غلطی بتانا منظور ہوتا ہے تو اول اوس سے مخاطب ہوکر بحث کرتے ہین اور دلائل قائم کرتے ہین پھر اوسکی طرف سے منہ پھیر کر غیر سے اوسکا حال بیان کرتے ہین غرض یہ ہے کہ وہ قابل خطاب کے نہین ہے منہ

بیچ مذیان اور رکھے اوسمین بوجھہ اور رکھا دو دریامین اوت اب کوئی حاکم ہے اللہ
کے ساتھہ کوئی نہین اون بہتون کو سمجھہ نہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہین اللہ پاک فرماتا ہے امن جعل الارض قرارا یہا کس نے کیا زمین کو قار و
ساکن و ثابت یعنی قرار پذیر ہٹیری ہوئی جمی ہوئی کہ جھکتی ہے نہ ہلتی ہے اپنے لوگون کو
لیکر اور نہ اون کو لیکر کانپتی ہے کیونکہ اگر وہ کانپتی رہتی تو کوئی ذی حیات اوسپر زندگی
بسر نہین کرسکتا اور نہ اوس کو عیش خوشگوار ہوتا بلکہ اللہ پاک نے اپنے فضل و رحمت
سے اوس کو ایک ایسا فرش جما ہوا بنایا کہ نہ ہلتا ہے نہ ڈولتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے
دوسری آیت مین فرمایا ہے اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء قولہ تعالے
وجعل خلالہا انہارا اور بنائین اوس کے رخنون مین دریاون مین شیرین پاک پانی
کی نہرین مذیان اور اوسمین اون کو بہاڑا اور گردش دی اون کو اوسمین کوئی بڑی کوئی
چھوٹی کوئی اوسط درجے کی اور جاری کیا اون کو مشرق و مغرب و جنوب و شمال مین موافق
مصالح اپنے بندون کے اون کی اقلیمون اور طرفون مین جس جگہہ اونکو پیدا کیا زمین کے
اطراف مین اون کی حاجت کے موافق روزی انکی ہاتھہ اون کے کہینچ کر لایا و
وجعل لہا رواسی اور رکھی اوسمین اونچے اونچے پہاڑ کہ زمین کو جمائین اوسکو ثابت
رکھین تاکہ اون کو لیکر ہل نجاے وجعل بین البحرین حاجزا یعنی اور رکھی درمیان
میٹھے اور کھاری پانی کے ایک آڑ کہ خلط ملط ہونے سے اونکو روکے تاکہ یہ اوس سے
اور وہ اس سے بگڑ نجائے اس واسطے کہ حکمت الٰہی مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک اونمین سے
اپنی اپنی صفت پر باقی رہے جو اوس سے مقصود ہے کیونکہ شیرین دریا تو یہی مذیان ہین جو
درمیان لوگون کے بہ رہی ہین مقصود اونسے یہ ہے کہ شیرین ہون حیوانات اون سے
پیین اور نباتات و ثمار کو اونسے پانی دیا جائے اور کھاری دریاوہ ہین جو اقطار و اطراف
زمین کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہین مقصود اونسے یہ ہے کہ کھاری کڑوے ہون
تاکہ زمین کی بدبودار چیزون سے ہوا فاسد نہو جاے کما قال تعالی وھو الذی مرج
البحرین ھذا عذب فرات وھذا ملح اجاج وجعل بینہما برزخا وحجرا محجورا

ف الصحیح جس نے بنایا ہی تمکو زمین بچھونا اور آسمان عمارت
ف اور وہی ہے جسنے چلائے دو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھاتا ہے اور یہ کھارا ہے کڑوا اور رکھا ہے دونون کے بیچ پردہ اور اوٹ روکی ۱۲

اور اسی لیے یہ فرمایا ہے ءالٰہ مع اللہ یعنی کیا ہے کوئی معبود اللہ کے ساتھہ جس نے
یہ کام کیے یا اوس کی عبادت کیجائے بنا بر قول اول و آخر اور دونون باہم ایک دوسرے کو
لازم ہین اور صحیح ہین بل اکثرھم لا یعلمون یعنی اکثر اون کے نہین جانتے ہین اپنے
پوجنے مین اوس کے غیر کو ف فتح البیان کا بیان یہ ہے قرار سے مراد مستقر ہے
یعنی زمین کو پھیلایا اور برابر کیا اور ایسا کر دیا کہ انسان و دواب کو اوسپر استقرار ہو سکے
ہاین طور کہ بعض زمین کو پانی سے خالی کر دیا موافق اوس حال کے جسپر اون کے منافع
دور کرتے ہین کسی نے کہا کہ جملۂ امن جعل الارض قرارًا اور اوس کے مابعد کے تین جملے
بدل ہین امن خلق السموات و الارض سے اس قول کی طرف کوئی شے ملجی نہین ہے
کہ خواہ مخواہ اس قول کے قائل ہونے کی ضرورت ہو بلکہ یہ جملہ اور اسکا مابعد اضراب و انتقال
ہے تقریع و توبیخ سے ساتھہ اس کے ماقبل کے طرف تقریع و توبیخ کے ساتھہ دوسری
شے کے وَجَعَلَ خِلٰلَهَا اَنْهٰرًا جعل بمعنی خلق ہے یا بمعنی صیر اول کی بنا پر خلالہا ظرف
ہوگا متعدی بیک مفعول اور دوسری بنا پر مفعول ثانی ہوگا اور مفعول اول انہارا ٹھہریگا
اول کی بنا پر معنی یہ ہین کہ درمیان اجزاے زمین کے نہرین پیدا کر دین دوسری کی بنا پر
یہ معنی ہونگے کہ کر دین نہرین اوسکے وسط مین محلی نے معنی اول کو اختیار کیا ہے خلال بمعنی
وسط ہے اسکی تحقیق قولہ تعالے فجاسوا خلال الدیار مین گذر چکی ہے وجعل لہا
رواسی یعنی بنا دیے واسطے اوس کے پہاڑ ثابت جمے ہوئے کہ اوسکو روکین حرکت
سے باز رکہین وجعل بین البحرین حاجزًا مراد بحرین سے میٹھے کہاری دریا ہین یعنی
بنا دیا درمیان اون کے اپنی قدرت سے ایک معنوی مانع وہ مانع منع الٰہی ہے اسواسطے
کہ وہان کوئی حسی مانع نہین ہے چنانچہ مشاہدے مین اسی طرح ہے پس اونمین کا ایک
دوسرے سے خلط ملط نہین ہوتا ہے نہ تو شیرین کہاری کو متغیر کرتا ہے اور نہ کہارا شیرین
مین داخل ہوتا ہے اسکا بیان سورۂ فرقان مین گذر چکا ہے ءالٰہ مع اللہ یعنی جب یہ بات
ثابت ہو چکی کہ اسپر قدرت نہین رکہتا ہے مگر اللہ پاک تو آیا کوئی معبود ہے وجود مین کہ اوسکا
سا کام کرتا ہے اور اوسکی سی خلق پیدا کرتا ہے ہرگز نہین پھر وہ کیونکر شریک کرتے ہین

سلا اور بھائی ہم نے اون دونون کے فتح الخ ۱۲

ساتھہ اوس کے اوس شے کو جو نہ ضرر دیتی ہے نہ نفع پوہچاتی ہے بل اکثرھم
لا یعلمون یعنی بلکہ اکثر لوگ اون کے اپنے رب کی توحید کو نہین جانتے ہین اور نہ
اوس کے سلطان و غلبۂ قدرت کو پہچانتے ہین پہر اللہ پاک نے استدلال کیا ساتھہ
حاجت انسان کے کہ علی العموم انسان اللہ پاک کا محتاج ہے پس ارشاد فرمایا
اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ
مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ؕ بھلا کون پوہچتا ہے پہنسے کی پکار کو جب اوسکو پکارتا
ہے اور اوٹہا دیتا ہے برائی اور کرتا ہے تمکو نائب زمین پر اب کوئی حاکم ہے اللہ
کے ساتھہ تم کم سوچ کرتے ہو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین
اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے اسپر کہ سختیون کے وقت جس کو پکارتے ہین اور حوادث کے
وقت موجود ہوتا ہے وہ وہی ذات اللہ پاک ہے کما قال تعالی وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ
فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ وقال تعالے ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَیْهِ تَجْـَٔرُوْنَ
اسی طرح یہان فرمایا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ یعنی وہ کون ہے کہ پناہ نہین
لیتا ہے مضطر و بیقرار مگر طرف اوسکے اور ضرر رسیدہ لوگون کے ضرر کو دور نہین کرتا ہے
سوا اوس کے امام احمد رحمہ اللہ تعالے نے ابو تمیمۂ ہجیمی سے روایت کیا ہے وہ
بلہجیم کے ایک شخص سے روایت کرتے ہین کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ
کس طرف بلاتے ہین فرمایا مین بلاتا ہون طرف اللہ وحدہ کے کہ اگر کوئی ضرر تجھے لگے
پہر تو اوسکو پکارے تو وہ تجھسے دور کردے اور وہ ہے کہ اگر تو زمین بیابان مین گم
کرے یعنی کسی سواری وغیرہ کو پہر تو اوسکو پکارے تو وہ تجھپر پہیر لائے اور وہ ہے
کہ اگر تجھے قحط سالی پوہنچے پہر تو اوسے پکارے تو وہ تیرے واسطے اگا دے
یعنی کہتی کہا مین نے عرض کیا آپ مجھے وصیت فرمائین فرمایا مت گالی دے کسی کو اور
مت بے رغبتی کر معروف مین یعنی نیک کام مین اگرچہ یہ کہ تو ملے اپنے بہائی سے
وانت منبسط الیہ وجہك یعنی اس حال مین کہ تو ہشاش بشاش کشادہ پیشانی ہو
اور اگرچہ یہ ہو کہ تو ڈال دے اپنے ڈول سے پانی مانگنے والے کے برتن مین اور

ف اور جب ہم پر
تکلیف پڑتی دریا
مین یہونچے ہو جنکو
پکارتے تھے اوسکے
سوائے ف
پہر جب تکلیف
تمکو خشکی تو اوسی کی
طرف چلا جاتے ہو

تہمد باندہ آدہی پنڈلی تک پہر اگر تو نما نے تو دونون ٹخنون تک اور بیچ تو لٹکانے سے
تہمد کے کیونکہ لٹکانا تہمد کا مخیلہ سے ہے یعنی تکبر سے اور اللہ دوست نہین رکہتا ہے
مخیلہ کو نیز امام احمد نے اس کو بوجہ دیگر روایت کیا ہے اسمین صحابی کا نام بہی ذکر کیا ہے
یعنی جابر بن سلیم ہجیمی کہا مین آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور آپ
گوٹ مارے ہوئے تہے[۱] سے اور اوسکا ہدب[۲] آپ کے دونون قدمون پر پڑا ہوا
تہا پہر مین نے کہا تم مین کا کون ہے محمد رسول اللہ پس آپ نے اپنے دست مبارک
سے اپنی طرف اشارہ فرمایا پہر مین نے عرض کیا یا رسول اللہ مین جنگل والون سے ہون
اور مجہ مین اونکی جفا ہے یعنی سختی و درشتی پس آپ مجہے وصیت فرمائین فرمایا مت حقیر
جان معروف یعنی نیک کام سے کسی شے کو اگرچہ تو ملے اپنے بہائی سے اور چہرہ
تیرا کشادہ ہو اور اگرچہ یہ کہ تو ڈالدے اپنے ڈول سے پانی مانگنے والے کے برتن
مین اور اگر کوئی آدمی بہتے گالی دے ساتہہ اوس شے کے جو وہ جانتا ہے تجہہ مین
تو تو اوسکو گالی مت دے ساتہہ اوس شے کے جو تو جانتا ہے اوسمین پس بیشک شان یہ ہے
کہ ہوگا وبال تیرے اجر اوسکا اور اوسپر گناہ اوسکا اور بیچ تو لٹکانے سے تہمد کے پس
بیشک لٹکانا تہمد کا مخیلہ سے ہے اور بیشک اللہ دوست نہین رکہتا ہے مخیلہ کو اور مت
گالی دے تو کسی کو کہا پہر مین نے گالی نہین دی بعد اسکے کسی کو اور نہ بکری کو اور نہ
اونٹ کو ابو داود و نسائی نے اس حدیث شریف کے کئی طریق روایت کیے ہین
وعندہا طرف صالح منہ یعنی ان دونون کتابون مین یہ حدیث اس قدر تفصیل سے
نہین ہے بلکہ ایک ٹکڑا معتد بہ اسکا یعنی غالب و اکثر مضمون اسکا ہے واللہ تعالے اعلم
ابن ابی حاتم نے عبید اللہ بن ابی صالح سے روایت کیا ہے کہا طاؤس مجہپر داخل ہوے
میری عیادت کرنے کو تو مین نے اونسے کہا[۳] ای ابو عبد الرحمن تم میرے واسطے دعا کرو
اسپر وہ بولے کہ تو دعا کرو اسطے اپنے نفس کے پس بیشک وہ پونہچتا ہے پہنچے ہوے
کی پکار کو جبکہ وہ اوسکو پکارتا ہے وہب بن منبہ نے کہا مین نے کتاب اول مین پڑہا
ہے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے بعزتی اند من اعتصم بی فان کادتہ السموات بمن فیھن

[۱] یعنی ضعف و کمزوری کی وجہ سے گھٹنے کھڑے کرکے بیٹہے ہوے تہے
[۲] ہدب کہتے ہین پکی کے اول و آخر کناری کو جسکو بے بنا خوبصورتی کے واسطے بنوتے ہین
[۳] عیادت مین سے طاؤس کا بھی عابد ہونا معلوم ہوا اور عابد کا دعا کرنا عابد سے زیادہ مرغوب ہوتا ہے

والارض[1] بمن فيهن فاني اجعل له من بين ذلك مخرجا ومن لم يعتصم بي
فاني اخسف به من تحت قدميه الارض فاجعله في الهواء فاكله الى نفسه
یعنی مجھے قسم ہے اپنی عزت کی بیشک جو شخص خیگل مارے میرے ساتھہ پس اگر کہ کرین
اوس سے آسمان مع اونکے جو اونمین ہین اور زمین مع اونکے جو اونمین ہین تو بیشک
مین کرونگا واسطے اوسکے درمیان اوسکے سے راہ نکلنے کی اور جو شخص خیگل نہ مارے
میرے ساتھہ تو بیشک مین دہسا دونگا اوسکو نیچے سے اوسکے دونون قدمون کے
زمین مین پہر کرونگا اوسکو ہوا مین پہر سونپ دونگا اوسکو طرف اوس کے نفس کے

حافظ ابن عساکر نے ایک شخص کے ترجمے مین ذکر کیا ہے ابوبکر محمد بن داؤد دینوری
معروف بدقی صوفی نے اوس شخص سے حکایت کی ہے اوس شخص نے کہا کہ مین اپنے
خچر پر کرایہ کیا کرتا تہا دمشق سے بلد زبدانی تک پس ایک بار ایک شخص میرے ساتھہ
سوار ہوا پہر ہمنے بعض راہ پر گذر کیا وہ راہ غیر مسلوک تہی اوسپر کوئی چلتا نہ تہا تو اوس
شخص نے کہا کہ تو اس راہ مین چل اس لیے کہ وہ قریب تر ہے مین نے کہا کہ مجھے امین
خبر یہ نہین ہے تو وہ بولا بلکہ وہ قریب تر ہے پہر ہم اوس راہ مین چلے تو ہم پہنچے طرف
ایک جگہہ دشوار گزار کے اور ایک وادی عمیق کے اور اوسمین بہت لوگ قتل کیے ہوے
پڑے تہے پس اوس شخص نے مجھہ سے کہا کہ خچر کا سر کپڑ یہان تک کہ مین اوترون پہر
اوترا اور دامن سمیٹا اور اپنے کپڑے اوپر اپنے جمع کیے اور ایک چہری ننگی کی جو اوسکے
پاس تہی اور میرا قصد کیا تو مین اوسکے آگے سے بہاگا اور وہ میرے پیچہے لگا تو مین نے
اوسے اللہ کی قسم دلائی اور کہا کہ تو خچر لیلے مع اوس سامان کے جو اوسپر ہے اوسنے
کہا وہ تو میرا ہی ہے اور مین تو تیرا قتل کرنا چاہتا ہون پہر مین نے اوسکو اللہ سے اور
عقوبت سے ڈرایا تو اوسنے نہ مانا پہر مین اوس کے آگے مطیع و منقاد ہو گیا اور مین نے
کہا اگر تو مناسب سمجھے تو مجھے چہوڑ دے یہان تک کہ مین دو رکعت نماز پڑہ لون کہا
جلدی کر پہر مین کہڑا ہوا نماز پڑہنے لگا تو قرآن مجھپر بند ہو گیا ایک حرف بہی اوس سے مجھے
حاضر نہوا پس مین کہڑا ہوا متحیر رہگیا اور وہ کہہ رہا ہے آفارغ ہو پہر اللہ نے میری

[1] اصل مین ای ہے شاید الارضون ہو یا مراد ارض سے جنس ہو ۱۰ ۱۲

زبان پر یہ آیت جاری کی امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء پس ناگاہ ایک
سوار آگیا سوراخ وادی سے اور اوس کے ہاتھ مین ایک برچھی سو اوسنے اوس سے
اوس شخص کو مارا تو وہ بچ گیا اوس کے دل سے یعنی اوس کے دل ہی پر لگی تو پھر اہوا
گر پڑا پھر مین اوس سوار سے لپٹ گیا اور مین نے کہا قسم ہے اللہ کی تو کون ہے کہا
مین بھیجا ہوا ہون اوس ذات کا جو کہ پہنچتا ہے پہنچے ہوئے کی پکار کو جبکہ وہ اوس کو
پکارتا ہے اور دور کرتا ہے برائی کو کہا پھر مین نے خچر کو لیا اور اوس بوجھ کو جو اوسپر لدا
تھا اور سالم لوٹ آیا اور مین نے ذکر کیا ہی ترجمہ فاطمہ بنت الحسن ام احمد عجلیہ مین
کہا کسی غزوے مین ایک دن کفار نے مسلمانون کو ہزیمت دی پس ایک عمدہ گھوڑا اپنے
مالک کو لیکر کھڑا ہو گیا یہ شخص آسودہ لوگون مین سے اور صلحا مین سے تھا تو اوس نے
اوس گھوڑے سے کہا تجھے کیا ہوا تیری خرابی ہو مین تو تجھے ایسے ہی دن کے لیے
تیار رکھتا تھا تو گھوڑے نے اوس سے کہا مجھے کیا ہے کہ مین قصور نکروں حال یہ ہے
کہ تو تو دانہ چارہ سائیسون کے سپرد کرتا ہے وہ مجھپر ظلم کرتے ہین مجھے نہین کھلاتے
مگر تھوڑا مالک نے کہا تیرے واسطے مجھپر اللہ کا یہ عہد ہے کہ بعد آج کے مین تجھے نہین
چراؤنگا مگر اپنی گود مین پھر اس وقت وہ چل نکلا اور اوس کے مالک نے نجات پائی بعد
اسکے وہ شخص اوسکو نہین چراتا تھا مگر اپنی گود مین یہ خبر لوگون مین مشہور ہو گئی لوگ اوسکا قصد
کر کے آنے لگے تاکہ اوس سے یہ خبر سنین شاہ روم کو اوسکی خبر پہنچی تو اوسنے کہا وہ شہر ظلم
نہین کیا جاتا ہے جسمین یہ آدمی ہوتا ہے اوسنے حیلہ و تدبیر کی تاکہ اوسکو حاصل کرے اپنے
شہر مین ایک شخص مرتدون مین کا اوس کے پاس تھا سو اوسکو طرف اوس شخص کے بھیجا پھر
جب وہ اوس کی طرف پہنچا تو اوس سے یہ بات ظاہر کی کہ اوسکی نیت اسلام و قوم اسلام
مین اچھی ہو گئی ہے یہان تک کہ وثیقہ لیلیا اور خوب بخشگی کر لی پھر ایک دن وہ دونون نکلے
کنارہ دریا کے پہلو پر جا رہے تھے آیک اور شخص شاہ روم کی طرف سے تھا اس سے
اوس مرتد نے وعدہ کیا تھا تاکہ باہم ایک دوسرے کی مدد کرین اوس کے قید کرنے پر پھر
جب ان دونون نے اوسے گھیر لیا کہ اوسے پکڑین تو اوسنے اپنی آنکھ آسمان کی طرف

سلہ یہ قول حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ تعالی کا ہے ۱۲ منہ

سکہ یعنی اپنی گود مین لیا ۱۲ منہ

اوٹھائی اور کہا انھما انہ اما خذ عنی بلک فاکفنیھما بما شئت یعنی آلہی اسنے تو مجھے دہوکا دیا ہے تیرے ساتھہ سو تو میری کفایت کران دونون سے جس شے کے ساتھہ تو چاہے کہا پھر دو درندے نکلے تو اون دونون کو پکڑ لیا اور وہ شخص سالم لوٹ آیا قولہ تعالی ویجعلکم خلفاء الارض یعنی اللہ پاک خلیفہ کرتا ہے ایک قرن کو واسطے اوس قرن کے جو اوس سے پہلے ہو چکا ہے اور خلف کو خلیفہ کرتا ہے سلف کا کما قال تعالے ان یشاید ھبکم ویستخلف من بعد کم ما یشاء کما انشأکم من ذریۃ قوم اٰخرین وقال تعالی وھو الذی جعلکم خلفاء الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات وقال تعالی واذ قال ربک للملائکۃ انی جاعل فی الارض خلیفۃ یعنی مین کرنیوالا ہون زمین مین ایک قوم کہ بعض اونکا بعض کا خلیفہ ہوگا جس طرح کہ اس کی تقریر اول ہم ذکر کر چکے ہین اسی طرح یہ آیت کریمہ ہے ویجعلکم خلفاء الارض یعنی پیدا کریگا ایک امت کو بعد ایک امت کے اور ایک گروہ کو بعد ایک گروہ کے اور ایک قوم کو بعد ایک قوم کے اور اگر وہ چاہتا تو سب کو ایک ہی وقت مین ایجاد کر دیتا اور بعض کو بعض کی ذریت سے نکرتا بلکہ اگر چاہتا تو اون کو سب کے سب پیدا فرما دیتا جس طرح کہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا اور اگر چاہتا تو اون کو بعض کی ذریت بعض سے کرتا لیکن کسی کو نہ مارتا یہان تک کہ سب کی وفات ایک وقت مین ہوتی پس زمین اون سے تنگی کرتی اور اون کے معایش و کسب اونپر تنگ ہو جاتے اور بعض بعض سے ضرر پاتا لیکن اوس کی حکمت و قدرت اس بات کی مقتضی ہوئی کہ اون کو ایک نفس سے پیدا کرے پھر اون کو بغایت کثرت کثیر کر دی اور اون کو زمین مین پیدا کرے اور اونکو قرون کرے بعد قرون کے اور امتین بعد امتون کے یہان تک کہ اجل منقضی ہو اور مخلوق فارغ ہو جائے جس طرح کہ اللہ تبارک و تعالی نے اس کو مقدر فرمایا ہے اور جس طرح کہ اونکا شمار کیا ہے اور ایک ایک کو گن رکھا ہے پھر قیامت قائم کریگا اور ہر عامل کو اوس کا عمل پورا دیگا جبکہ کتاب اپنی اجل کو پہنچیگی اور اسی لیے یون فرمایا ہے امن یجیب المضطر الایہ ءالٰہ مع اللہ یعنی آیا ہے کوئی معبود اللہ کے ساتھہ کہ اسپر قدرت رکھتا ہے یا ہے

سلہ اگر چاہے تو کو بچاوے اور پہر بھی تمہاری قائم کرے جسکو چاہے جیسا تو نے ہمکو پیدا کیا اور دوسری اولاد سے اور دوسری نسل کو کیا ہی نائب زمین مین اور بلندی کے درجے ایک کے ایک پر سے اور جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مجھکو بنانا ہے زمین مین ایک نائب

کوئی معبود کہ اللہ کے ساتھہ پوجا جائے حالانکہ یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ ان کا معون کے
کرنے کے ساتھہ اللہ وحدہ لاشریک لہ ہی متفرد ہے ہرگز کوئی اوسکا شریک نہین ہے قلیلا
ماتذکرون یعنی کیا ہی کم ہے اونکا نصیحت پذیر ہونا اوس بات مین جو اون کو حق کی طرف
ارشاد کرتی ہے اور صراط مستقیم کی طرف اون کو راہ بتاتی ہے **ف** فتح البیان کا
بیان یہ ہے کہ مضطر اسم مفعول ہے اضطرار سے اضطرار افتعال کا وزن ہے ضرورت
سے ضرورت وہ حاجت ہے جو نیاز مند کرنیوالی ہے طرف پناہ لینے کے محاورے مین
بولتے ہین اضطرہ الی کذا یعنی فلان نے فلان کو فلان شی کی طرف مضطر و نیاز مند کیا
اور مضطر وہ مکروب و مجہود ہے جس کو ضرر گزند و بدحالی لگی ہے اور اوس کو نہ حول ہے
نہ قوت مطلب یہ ہے کہ اوسکو ایسی کرب و بیقراری و شدت و سختی پونہچی ہے کہ نہ تو اوس سے
ٹل سکتا ہے نہ اوسپر صبر کر سکتا ہے نہ پائے رفتن نہ جای ماندن کا مصداق پورا پورا
ہو رہا ہے عجب بلاے سخت مین مبتلا ہے کسی نے کہا کہ مضطر سے مراد مذنب ہے
یعنی کون پونہچتا ہے گناہگار کی پکار کو جبکہ وہ استغفار کرے اور اپنے گناہ کی بخشش مانگے
کسی نے کہا مراد مظلوم ہے یعنی کون پونہچتا ہے مظلوم ستم رسیدہ کی پکار کو جبکہ وہ پکارے
کسی نے کہا یہ معنی ہین کون پونہچتا ہے اوس شخص کی پکار کو کہ جو اپنے دونون ہاتھہ اوٹھاتا
ہے اور نہین دیکھتا ہے واسطے اپنے نفس کے کوئی نیکی سوا توحید کے اور وہ اوس سے
ایک بڑے خطرہ پر ہے کسی نے کہا مضطر وہ شخص ہے کہ اوسکو کوئی ضرر گزند عارض ہوا ہے
فقر یا مرض سے یا کوئی حادثہ حوادث روزگار سے اوسپر نازل ہوا ہے پس اوس نے
اس طرف مضطر کیا ہے کہ اللہ پاک سے تضرع و زاری کرے **الف و لام المضطر** مین
جنسی ہے استغراقی نہین ہے اس واسطے کہ بعض مضطرین کی دعا کبھی مقبول نہین ہوتی ہے
واسطے کسی مانع کے جو قبولیت سے منع کرتا ہے بوجہ کسی سبب کے جسکو بندہ وجود مین لاتا ہے
وہ حائل ہوجاتا ہے درمیان اوسکے اور اوسکی اجابت دعا کے ورنہ بیشک اللہ پاک دعای مضطر
کے قبول کرنیکا ضامن ہوچکا ہے جبکہ وہ اوسکو پکارے اور اپنی ذات مقدس سے اوسکی خبر
دیچکا ہے دعاے مضطر کے قبول کرنے مین وجہ یہ ہے کہ یہ اضطرار جو اوسکو حاصل ہوا ہے اوس سے

اخلاص وقطع نظر عما سوی اللہ متسبب ہوتا ہے اور اللہ پاک اس بات کی خبر دیچکا ہے کہ وہ مخلصین لہ الدین کی دعا قبول فرماتا ہے گو وہ کافر ہی کیون نہون پس ارشاد فرمایا ہے حتی اذا کنتم فی الفلک وجرین بھم بریح طیبۃ وفرحوا بھا جاء تھا ریح عاصف وجاءھم الموج من کل مکان وظنوا انھم احیط بھم دعوا اللہ مخلصین لہ الدین لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین وقال تعالے فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون دیکھو اللہ پاک نے اون کی دعا قبول کی وقت اون کی ضرورت واخلاص کے باوجود اسکے کہ اوسکو خوب علم ہے اس بات کا کہ وہ پھر اپنے شرک کی طرف رجوع کرین گے ویکشف السوء یعنی اور دور کرتا ہے سوء کو سوء سے مراد وہ شے ہے جو بندے کو بری لگتی ہے بدون تعین کے کوئی سی شی ہو کسی نے کہا مراد سوء سے ضرر ہے کسی نے کہا جور وظلم مطلب یہ ہے کہ اللہ پاک برائی کو دور کر دیتا ہے کوئی سی برائی ہو انسان سے خواہ وہ مضطر ہو یا غیر مضطر اس صورت مین عطف عام کا ہوگا خاص پر مضطر کا ذکر خاصکر اس لیے کیا ہے کہ وہ زیادہ تر حاجتمند ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے کے باین وجہ اوسکا اہتمام زیادہ تر ہے ویجعلکم خلفاء الارض کا یہ مطلب ہے کہ خلیفہ کرتا ہے تم مین کے ہر قرن کو اوس قرن کا جو اوس سے قبل تھا بعد اوس کے منقرض ہونے کے معنی یہ ہین کہ ہلاک کرتا ہے ایک قرن کو اور پیدا کرتا ہے دوسرے کو کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ تمہاری اولاد کو تمہارا خلیفہ کرتا ہے کسی نے کہا کہ مسلمانون کو خلیفہ کرتا ہے کافرون کا مسلمان کفار کی زمین و دیار مین اور ترتے ہین کسی نے کہا کہ تم کو جنون کا خلیفہ کیا ہے زمین مین ءالٰہ مع اللہ یعنی آیا ہے کوئی معبود اوس اللہ پاک کے ساتھ جو تمکو ایسی ایسی بڑی نعمتین عطا کرتا ہے قلیلا ما تذکرون کلمہ ما زائدہ ہے واسطی تقلیل قلیل کے یہ کنایہ ہے عدم بالکلیہ سے پس مراد نفی ہے اون کے تذکر کی بالکل کرخی نے کہا معنی نفی تذکر ہے قلت کا استعمال معنی نفی مین ہوتا ہے یعنی تم بہت ہی کم نصیحت پذیر ہوتے ہو مطلب یہ ہے کہ بالکل نصیحت پذیر نہین ہوتے ہو باوجود اسکے کہ ایسی ایسی کھلی دلیلین تم پر پیش کیجاتی ہین جمہور نے تباہی فوقیہ پڑھا ہے بنا بر خطاب ابو عمرو وہشام ویعقوب نے بیای تحتیہ پڑھا ہے بنا بر خبر نظر بل اکثرہم لا یعلمون

سہ یہان تلک کہ جب تم ہوئے کشتی مین اور بیک چلان لوگون کو اچھی ہوا سے اور خوش ہوے اوس کی اوپر ہوا و جھوکے کی کہ آئی اونپر اور ہر جگہ سے اور آنے لگا کہ وہ گھیر لیا انہون نے اور گمان کرنے لگے کہ وہ گھیرے ہوے ہین اوسکو اوس وقت خالص کر کے اللہ کی بندگی مین اگر تو بچاوے ہمکو اس سے قسم بیشک ہم ہونگے شکر گزار ۱۲ سہ پھر جب بچا لایا اونکو زمین کی اوسی وقت لگے شریک بنانے ۱۲

اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ؕ
اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ بھلا کون راہ بتاتا ہے تمکو اندھیرون مین
جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے باوین خوشخبری لاتیان اوسکی مہر سے آگے
اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھہ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جو شریک بتاتے ہین
انتہی ف یعنی کون راہ بتاتا ہے تمکو جنگل اور دریا کی تاریکیون مین آسمانی و زمینی
دلیلون سے جو کہ پیدا کی گئی ہین کما قال تعالے وعلامات[۵۱] وبالنجم هم يهتدون
وقال تعالے وهو[۵۲] الذی جعل لکم النجوم لتهتدوا بها فی ظلمت البر والبحر الآیۃ رحمت
سے مراد بادل ہے جسمین پانی ہوتا ہے اللہ پاک اوس سے فریادرسی فرماتا ہے اپنے
بندون کی جو کہ قحط زدہ اور ذلیل و ناامید ہو رہے ہین کذا فی ابن کثیر **فتح البیان** مین ہے
کون ارشاد کرتا ہے کون راہ بتاتا ہے تمکو اندھیری راتون مین جس وقت تم سفر کرتے ہو
جنگل مین یا دریا مین طرف تمہارے مقصدون کے کسی نے کہا کہ ظلمات بر سے مراد
صحرا و بیابان ہین جن مین کوئی علامت و نشانی نہین ہوتی ہے اور ظلمات بحر سے مراد
لجج بحار ہین یعنی دریاؤن کی گہرائیان اون کی تشبیہ ظلمات سے اس لیے دی ہے
کہ اونمین وہ شے نہین ہے جس سے راہ پائین کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ راہ بتاتا ہے تمکو
تارون سے رات مین اور علامات زمین سے دن مین مراد رحمت سے اس جگہہ مطر ہے
یعنی وہ ہوائین آگے مطر کے ہوتی ہین اور قبل اوس کے بنزول کے اَءِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ
یعنی آیا ہے کوئی اِلٰہ اللہ کے ساتھہ کہ یہ کام کرے اور اوسکو وجود مین لائے تعالی اللہ
عما یشرکون یعنی اللہ منزہ و مقدس و پاک و برتر ہے وجود سے اوس شے کے جس کو
وہ اوسکے واسطے شریک ٹھیراتے ہین اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ
مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝
بھلا کون میرے سے بناتا ہے خلق پہر اوسکو دوہراتا ہے اور کون روزی دیتا ہے تم کو
آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھہ تو کہہ لاؤ اپنی سند
اگر تم سچے ہو انتہی ف یعنی وہی اپنی قدرت و سلطان سے سرے سے بناتا ہے

۵۱ اور بنائے ہین راہ پاتے ہین ۱۲
۵۲ اور اوس نے بنا دیے تمکو تارے کہ اون سے راہ پاؤ اندھیرون مین جنگل اور دریا کے ہم نے کھول سنا دیے ہین اون لوگون کو جو جانتے ہین ۱۲

خلق کو پہراوسکو دوہراتا ہے جیسا کہ اللہ پاک نے دوسری آیت مین فرمایا ہے ان بطش
ربک لشدید انہ ھو یبدئ ویعید وقال تعالی وھو الذی یبدؤا الخلق ثم یعیدہ
وھو اھون علیہ قولہ تعالے ومن یرزقکم من السماء والارض یعنی کون روزی
دیتا ہے تمکو آسمان وزمین سے ساتھہ باران آسمان کے جسکو وہ اوتارتا ہے اور ساتھہ
برکات زمین کے جس کو وہ اگاتا ہے کما قال تعالی والسماء ذات الرجع والارض ذات
الصدع وقال تعالی یعلم ما یلج فی الارض وما یخرج منھا وما ینزل من السماء و
ما یعرج فیھا پس اللہ تبارک وتعالی اوتارتا ہے آسمان سے پانی بابرکت پہراوسکو چلاتا ہے
چشمے زمین مین پہر نکالتا ہے بسبب اوس کے زمین سے نوع نوع کی کھیتیان اور قسم قسم کے
میوے اور طرح طرح کے پہول اسکے سوا اور انواع واقسام کی چیزین کلوا وارعوا انعامکم
ان فی ذلک لایات لاولی النھی اور اسی لیے یون فرمایا ہے ءالٰہ مع اللہ یعنی کیا ہے
کوئی معبود اللہ کے ساتھہ جسنے یہ کام کیا اور قول آخر پر بعد اس کے یہ فرمایا قل ھاتوا برھانکم
یعنی تو کہہ تم لاؤ اپنی دلیل صحت پر اوس شی کے جسکا تم دعوی کرتے ہو کہ عبادت اور معبودونکی
بھی ہے ان کنتم صادقین اگر ہو تم سچے اس دعوے مین حالانکہ یہ بات معلوم ہو چکی ہے
کہ اون کے واسطے نہ کوئی حجت ہے نہ کوئی برہان کما قال تعالی ومن یدع مع اللہ
الھا اخر لا برھان لہ بہ فانما حسابہ عند ربہ انہ لا یفلح الکافرون کذا فی ابن کثیر
فتح البیان مین ہے کہ وہ لوگ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ اللہ پاک خالق ہے پس
اونکو اعادہ کا الزام دیا یعنی جبکہ وہ ابتدا پر قادر ہے تو اعادے پر بطریق اولے قادر ہوگا
آسمان سے روزی دینا ساتھہ پانی کے ہے اور زمین سے ساتھہ روئیدگی کے مطلب
یہ ہے کیا وہ بہتر ہے جو یہ سارے کام کرتا ہے یا وہ جسکو تم اوس کے واسطے شریک
ٹھیراتے ہو اون چیزون مین سے جو کسی شے پر قدرت نہین رکھتی ہین ان کامون مین سے
آیا ہے کوئی معبود اللہ کے ساتھہ یہان تک کہ تم اوسکو اوسکا شریک ٹھیراؤ تم اپنی حجت عقلی
یا نقلی لاؤ اس بات پر کہ اللہ پاک کا کوئی شریک ہے یا حجت لاؤ اسپر کہ وہان کوئی صانع
ہے جو مثل اوسکی صنعت کے بنا سکتا ہے اگر تم سچے ہو اس بات مین کہ اللہ کے ساتھہ

ہے مثل ہی پکڑو تم
یعنی اور دوسری ۱۲
اور وہی ہے جو
پہلی بار بناتا ہے پہر
اوسکو دوہرا دیگا اور
وہ آسمان ہی اوپر
تم ہے آسمان
چکر مارنیوالی کی اور
زمین درار دینیوالی
کی ۱۲ جانتا ہے
جو پیٹھتا ہے زمین مین
اور جو نکلتا ہے اوسمین سے
اور جو اوترتا ہے آسمان
سے اور جو چڑہتا ہے
اوسمین ۱۲
اور پیدا کی ہے چوپایونکو
البتہ اس مین بڑی تین
عقل رکھنے والون کے
اور جو کوئی پکارے
اللہ کے ساتھہ دوسرے کو
جسکی سند نہین اوسکو پاس
اوسکا حساب ہے اوسکے
رب کے نزدیک بیشک
نہیں بھلا پاتے کافر

کوئی معبود ہے کہ ایشیائے مذکورہ مین سی اوس نے کوئی شے بنائی ہو اسمین کفار کو تبکیت ہے اور اون کے ساتھہ استہزا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفار نے قیامت قائم ہونے کا وقت پوچہا تہا اسپر یہ آیت نازل ہوئی قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا ۚ بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ تو کہہ خبر نہین رکہتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین مین جہپی چیز کی مگر اللہ اور اون کو خبر نہین کب جلائے جائین گے بلکہ ہار گری اون کی دریافت آخرت مین بلکہ اونکو دہوکا ہے اوسمین بلکہ وہ اوس سے اندہے ہین ف یعنی عقل دوڑا کر تہک گئے آخرت کی حقیقت نہ پائی کبہی شک کرتے ہین کبہی منکر ہوتے ہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرماتا ہے اس بات کا کہ ساری خلق کو یہ بات تعلیم کردین کہ آسمان و زمین والون مین سے غیب کو کوئی نہین جانتا ہے مگر اللہ الا اللہ مین استثنا منقطع ہے یعنی کوئی نہین جانتا ہے اوسکو مگر اللہ عزوجل کیونکہ اوس کے ساتھہ وہی وحدہ لاشریک لہ متفرد ہے جس طرح کہ فرمایا ہے وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ہو الآیہ اور فرمایا ہے ان اللہ عندہ علم الساعۃ و ینزل الغیث و یعلم ما فی الارحام الی آخرہ آیتین اس باب مین بہت ہین وما یشعرون ایان یبعثون یعنی جو خلائق آسمانون اور زمینون مین رہتی بستی ہے اوس کو قیامت کے وقت کی خبر نہین ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ثقلت فی السموات والارض لا تاتیکم الا بغتۃ یعنی اوسکا علم بہاری ہوا ہے آسمان و زمین والون پر ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضے اللہ عنہا سے روایت کیا ہے فرمایا جس شخص نے یہ زعم کیا کہ وہ جانتے ہین یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس شی کو جو کل ہوگی تو مقرر اوسنے بڑا کیا اللہ پر قریہ یعنی بہتان اس واسطے کہ اللہ تعالے تو یون فرماتا ہے قل لا یعلم الآیہ قتادہ نے کہا کہ اللہ نے تو ان تارون کو بنایا ہے واسطے تین خصلتون کے بنایا اون کو زینت واسطے آسمان کے اور بنایا اون کو کہ اونسے راہ ملے اور بنایا اون کو پہینک مار واسطے شیطانون کے پہر جو کوئی اونمین خوض کرے سوا اسکے تو مقرر وہ قائل ہوا اپنی رائے کا اور چوک گیا

ع ۸

سلہ اور اوسی کے پاس کنجیان ہین غیب کی اونکو نہین جانتا اوسکے سوائے ۱۲

سلہ اسی طرح ہر اوس پاس ہی قیامت کی خبر اور تارا ہی نہین اور جانتا ہے جو ہی ان کے پیٹ مین ۱۲

سلہ ہماری بات ہی آسمان و زمین مین تم پر آوے گی قریہ آوے گی ۱۲

اپنے حصے کو اور ضائع کیا اپنے نصیب کو اور تکلف کیا اوس شے کا جسکا اوسکو علم نہین ہی اور بیشک کہہ لوگ جو کہ اللہ پاک کے امر سے جاہل ہین اونہون نے ان تاروں سے کہانت نکال لی ہی جو شخص شادی کریگی فلان فلان تاری مین تو ایسا ایسا ہوا اور جو کوئی سفر کریگا فلان فلان تاری مین تو ایسا ایسا ہوا اور جو کوئی پیدا ہوا فلان فلان تارے مین تو ایسا ایسا ہوگا مجھے قسم ہے میرے خالق عمر کی نہین ہی کوئی تارا مگر اوسمین پیدا کیا جاتا ہے سرخ رنگ کا اور کالے رنگ کا اور چھوٹے قد کا اور لمبے قد کا اور خوبصورت اور بدصورت اور نہین ہے علم اس تارے کا اور اس دابہ کا اور اس پرندے کا کچھ بھی غیب سے اللہ پاک حکم جاری کر چکا ہے اس بات کا کہ نہ جانین وہ لوگ جو آسمانون مین ہین اور زمین مین غیب کو مگر اللہ وما یشعرون ایان یبعثون رواہ ابن ابی حاتم عنہ بحروفہ وہو کلام جلیل متین صحیح قولہ تعالے بل ادارک علمہم فی الاخرۃ یعنی منتہی ہوگیا علم اون کا اور عاجز ہوگیا اوس کے وقت کی معرفت سے اور بعضون نے یون پڑہا ہے بل ادرک علمہم یعنی برابر ہوا علم اونکا اوسمین جیسا کہ صحیح مسلم مین ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے فرمایا اور آپ نے اونسے قیامت کا وقت پوچھا تھا کہ نہین ہے وہ شخص جس سے اوسکا پوچھا گیا دانا تر پوچھنے والے سے یعنی برابر ہے عجز مین اوس کے دریافت سے علم مسئول وسائل کا علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ادارک بمعنی غاب ہے قتادہ نے کہا بل ادارک علمہم فی الآخرۃ یعنی بھلبلم بہم یقول لم ینفذ لہم علم فی الآخرۃ یہ ایک قول ہوا ابن جریج نے عن عطاء الخراسانی عن ابن عباس روایت کیا ہے حین لم ینفع العلم اسی کے عطاء خراسانی وسدی قائل ہین کہ اونکا علم مدرک وکامل نہوگا مگر قیامت کے دن جبکہ وہ اون کو نفع نہ دیگا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اسمع بہم وابصر یوم یاتوننا لکن الظالمون الیوم فی ضلال مبین سفیان نے عن عمرو بن عبید عن الحسن روایت کیا ہے کہ وہ یون پڑہتے تھے بل ادرک علمہم کہا بلکہ مضمحل ہوگیا علم اونکا دنیا مین جبکہ معاینہ کیا آخرت کا قولہ تعالی بل ہم فی شک منہا ضمیر ہم کی راجع ہے طرف جنس کے اور مراد کافر لوگ ہین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وعرضوا علی ربک صفا لقد جئتمونا کما خلقناکم اول مرۃ بل زعمتم

لہ اصل لفظ ویلی ہے یہ لفظ قسم مین مستعمل ہوتا ہے موحد آدمی جسپر اس کلمے کے ساتھ قسم کھائیگا تو مراد اوسکی خالق عمر ہوگی اسکے کہنے سے دریغ ہوگا جس طرح ہمارے پاس پڑہے لکھے آج کے دن صبح بہتر بجے لائے تو اسکے یہ معنی ہونگے کہ آپ نے ہمارے پاس بہتر بجے نہین آئے

ان ان یجعل لکم موعدا ای الکافرون منکم اسی طرح بیان فرمایا ہے بل ہم فی شک منہا
یعنی وہ لوگ اوس کے وجود و وقوع مین شک کرنے والے ہین بل ہم منہا عمون
یعنی بلکہ وہ بڑی جہالت و نابینائی مین ہین اوس کے حال و شان سے **ف** فتح البیان
کا بیان یہ ہے کہ جو مخلوقات آسمانون مین اور زمین مین کائن و ثابت و ساکن و مستقر ہے
یعنی ملائکہ و جن و انس اونمین سے کوئی غیب کو نہین جانتا ہے وہ غیب کہ جس کے علم
کے ساتھہ اللہ پاک مستاثر و مستبد و مستقل ہے مگر اللہ الا اللہ کا استثنا منقطع ہے اور الا بمعنی
لاکن ہے یعنی لیکن اللہ اوسکو جانتا ہے ما بعد الا کا بنا بر لغت تمیمی کے مرفوع ہے جس طرح
کہ اس مصرع مین ہے الا الیعافیر و الا العیس کسی نے کہا کہ فاعل یعلم کا ما بعد الا ہے
اور کلمۂ من اوسکا مفعول ہے اور الغیب من سے بدل ہے تقدیر یہ ہے لا یعلم غیب من
فی السموات و الارض الا اللہ یعنی جو لوگ آسمان و زمین مین ہین اون کے غیب کو اور جو
اشیا اونمین حادث ہوتے ہین اونکو نہین جانتا ہے مگر اللہ کسی نے کہا کہ یہ استثنا متصل ہے
کلمۂ من سے لیکن پہلا قول اولی ہے اس واسطے کہ اتصال اسکا مقتضی ہے کہ اللہ پاک منجملۂ
من فیہما کے ہو اور یہ بات ٹھیک نہین ہے **زجاج** نے کہا کہ الا اللہ بدل ہے مَن سے
فراء نے کہا کہ ما بعد الا کا صرف اس لیے مرفوع ہوا ہے کہ ماقبل اوسکا جحد یعنی نفی ہے
جیسے یہ قول ہے ما ذہب احدٌ الا ابوک یہ قول بھی مثل قول زجاج کے ہے زجاج نے کہا
کہ جس نے اوسکو نصب دیا ہے تو بنا بر استثنا نصب دیا ہے وما یشعرون ایان یبعثون
ضمیر راجع ہے طرف کلمۂ من کے قول مختار یہی ہے اسواسطے کہ سیاق کلام واسطے بیان حال
من فی السموات و الارض کے ہے کسی نے کہا کہ ضمیر کفار کی طرف پھرتی ہے یعنی کفار مکہ
وغیرہم اس لیے کہ اس سے پہلے بہت سی آیتین اونہین کی توبیخ کے واسطے ذکر کی گئی
ہین کلمۂ ایان مرکب ہے ای اور آن سے لیکن عدم ترکیب اصل ہے کلمۂ ایان سے
استفہام زمان کا ہوتا ہے مثل متی کے مگر اسکا استعمال مواضع تفخیم مین ہوتا ہے کما قال
تعالے یسأل ایان یوم القیامۃ سلمی نے ایان بکسر ہمزہ پڑہا ہے یہ لغت ہے بنی سلیم کا
غرضکہ ایان منصوب ہے یبعثون سے اور معلق ہے یشعرون کا پس یہ اور اسکا ما بعد

سلہ ظاہر یہ ہے کہ الکافرون منکم زنم کے فاعلین کا بیان ہے سلہ پوچھتے ہے کہ کب ہے دن قیامت کا

محل نصب مین ہے بنابر نزع خافض تقدیر یہ ہے وَمَا یَشْعُرُوْنَ بِوَقْتِ بَعْثِهِمْ معنی یہ ہین کہ نہین جانتے ہین آسمان وزمین والے یا کفار مکہ وغیرہم کہ کب اوٹھائے جاوین گے قبرون سے بل ادارك علمهم فی الاخرة جمہور نے اِدّٰرَكَ پڑہا ہے اصل اس کی تدارک ہے حرف تا کو دال مین ادغام کیا ہے اور ہمزۂ وصل اس لیے لائے ہین کہ ابتدا ساکن سے ممکن ہو **ابو جعفر** وابن کثیر وابو عمرو وحمید نے بَلْ اَدْرَكَ پڑہا ہے ادراک سے **عطار** بن یسار وسلیمان بن یسار واعمش نے بَلْ اَدَّرَكَ پڑہا ہے بفتح لام بل وتشدید دال **ابن محیصن** نے بَلْ اَدَرَكَ بنابر استفہام حضرت **ابن عباس** وابو رجا وشیبہ واعمش واعرج نے بَلْ اِدَّارَكَ باثبات یای تحتیہ در بل وہمزۂ قطعی وتشدید دال حضرت **ابی** نے بَلْ تَدَارَكَ معنی آیت کے یہ ہین بل تکامل علمهم فی الآخرة یعنی کامل ہوگا اونکا علم آخرت مین اس واسطے کہ جس شے کا اون کو وعدہ دیا گیا تہا اوس سب کو دیکھین گے اور اوسکا معاینہ کرلین گے کسی نے کہا معنی یہ ہین تتابع علمهم فی الآخرة دوسری کے یہ معنی ہین کہ کمل علمهم فی الآخرة مع المعاینة یعنی کامل ہوگا اون کا علم آخرت مین مع معاینہ کے اور یہ اوس وقت ہوگا کہ علم اون کو نفع نہ دیگا اس واسطے کہ وہ دنیا مین تکذیب کرنے والے تہے **زجاج** نے کہا کہ آیت کی بنا معنی انکار پر ہے اسپر استدلال کیا ہے بعد کی آیت سے بل ہم منہا عمون یعنی اون کے علم نے آخرت کے علم کو دریافت نہ کیا کسی نے کہا معنی یہ ہین بل ضل وغاب علمهم فی الآخرة یعنی بلکہ کہو گیا اور غائب ہوگیا علم اون کا آخرت مین سو اون کے واسطے اوسمین کچہہ علم نہین ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار قول مروی ہین ایک یہ ہے بل ادارك علمهم فی الآخرة حین لا ینفع الندم دوسرا یہ ہے لم یدرك علمهم تیسرا یہ ہے کہ اونہون نے اسکو بہمزۂ استفہام پڑہا ہے جو تہا یہ ہے بل غاب علمهم تیسری قرارت کے معنی مثل پہلی کے ہین اس لیے کہ افتعل وتفاعل کبہی ایک معنی کے واسطے آتے ہین چوتہی قرارت معنی انکار مین ہے **فراء** نے کہا یہ ایک اچہی وجہ ہے گویا اوسکو مکذبین کی طرف متوجہ کیا ہے بطور استہزا کے بل هم فی شك منها یعنی بلکہ وہ آج دنیا مین آخرت سے شک مین ہین پہر اس سے اضراب کیا طرف

اوس شی کی جو اس سے بہی زیادہ تر سخت ہے پس فرمایا بل ھم منھا عمون یعنی بلکہ وہ آخرت
سے اندہے ہین سو اوس کے دلائل سے کسی شے کا ادراک نہین کرتے ہین اس لیے
کہ جن بصیرتون سے دلائل کا ادراک ہوتا ہے وہ بینائیان مختل ہو رہی ہین عمون جمع عم کی
عم وہ ہے جو دل کا اندہا ہو مراد بیان کرتا ہے اون کے جہل کا آخرت سے ایسے طور پر
کہ جو چیزین آخرت کے علم کی طرف پونہچاتی ہین اونمین کسی شے کی طرف بہی راہ یاب نہین
ہوتے ہین پس جس شخص نے کہا کہ اول آیت کے یہ معنی ہین کہ کامل و تام ہوا علم اونکا مع معاینہ
کے تو ضرور ہے کہ قولہ تعالے بل ہم فی شک منہ حمل کیا جاوے اوس حالت پر کہ جب وہ دنیا
مین تہے اور جس شخص نے کہا کہ اول آیت کے معنے اون کے ساتہہ استہزا ہے اور اونکے
واسطے تبکیت ہے تو اس طرف حاجت نہوگی کہ بل ہم فی شک الخ کو مقید کرین اوس حالت
کے ساتہہ کہ جب وہ دنیا مین تہے اس تقریر سے ان آیتون کے معنی خوب طور پر ظاہر و باہر
ہو جاتے ہین یہ بیان توضیح القدیر و فتح البیان کا تہا لیکن باوجود اس کے جیسا چاہیے
ویسا وضوح نہین ہوا اس لیے مناسب معلوم ہوا کہ محلی و بیضاوی و نسفی سے خوب وضاحت
کر دیجاے تاکہ مضمون آیت اچہی طرح سمجہہ مین آجاے فی نفسہ آیت کریمہ مع اختلاف قرآت
مشکل ہے **محلی** رحمہ اللہ تعالی نے دو قرادتین ذکر کی ہین ایک تو ادرک بوزن اکرم اور
دوسری ادارک بتشدید دال اصل اس کی تدارک ہے حرف تا کو دال سے بدل کیا اور دال
کو دال مین ادغام کیا ہمزۂ وصل اول مین لایا گیا تاکہ ابتدا بساکن ممکن ہو اور بل بمعنی بل ہے
واسطی استفہام انکاری کے معنی اول کے یہ ہین آیا پونہچا اور لاحق ہوا دوسرے کے
یہ معنی ہین آیا متتابع ہوا اور متلاحق ہوا علم اون کا ساتہہ آخرت کے یہان تک کہ اوس کے
آنے کے وقت کا سوال کیا بات یون نہین ہے یعنی آخرت کا علم اونکو حاصل نہین ہوا مطلب
یہ ہے کہ اونہون نے اوس کی تصدیق نہ کی اور نہ اوس کا اعتقاد کیا بلکہ وہ تو اوس سے
شک مین ہین بلکہ وہ تو اوس سے اندہے ہین اندہاپن سے مراد دل کا اندہاپن ہے
اس جملے مین اول جملے سے زیادہ تر مبالغہ ہے عمون اصل مین عمیون ہے ضمہ حرف یا پر
ثقیل تہا اوس کو نقل کر کے میم کو دیا بعد حذف اوس کے کسرے کے **سمین** نے کہا کلمہ فی

[1] یعنی بسبب اختلال دل کی انکہون کے آخرت کے دلائل کا ادراک نہین کرتے ہین ۱۲

مین دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ فی اپنے معنی پر ہے یعنی ظرفیت اور ادرک اگرچہ لفظ مین
ماضی ہے لیکن معنی مین مستقبل ہے اس واسطے کہ وہ آئندہ قطعًا ہونیوالا ہے جس طرح
کہ آتی امر اللہ مین ہے اس بنا پر کلمہ فی متعلق ہوگا ادرک سے دوسری وجہ یہ ہے کہ فی
بمعنی با ہے اس بنا پر خود علم سے متعلق ہوگا مثل علمی بزید کذا تحاق کے معنی ہین مدرسید
اور تتابع کے معنی ہین پیاپے شدن غرضکہ محلی نے ایک نہایت آسان راہ اختیار
کی ہے وہ یہی ہے کہ بل کو بمعنی ہل کہا ہے ان کے سوا اور مفسرین نے دشوار گذار
راہ لی ہے وہ یہ ہے کہ بل کو اپنے اصلی معنی پر رکھا جاے یعنی اضراب وانتقال بحیاو
وغیرہ نے یہی راہ اختیار کی ہے **امام نسفی** رحمہ اللہ تعالی نے بھی یہی قراءتین ذکر
فرمائی ہین کہا ہے کہ ادرک بمعنی انتہی وتکامل ہے ماخوذ ہے اس محاورے سے ادرکت
الفاکہۃ جب میوہ پورا پک جاتا ہے اوسوقت یون بولتے ہین اور ادّارک کے معنی ہین
استحکم یعنی بلکہ کامل ومستحکم ہوا ہے اون کا علم آخرت کی شان ومعنی مین مطلب یہ ہے کہ
استحکام وتکامل علم کے اسباب اس بات کے ساتھہ کہ قیامت ہونیوالی ہے بیشک اون کو
حاصل ہو چکے ہین اور وہ اوسکی معرفت پر قدرت دیے گئے ہین اور حال یہ ہے کہ وہ
شک کرنے والے ہین اور جاہل ونادان بنے ہوے ہین یہ مضمون ہے بل ہم فی
شک منہا بل ہم منہا عمون کا اور تینون اضراب اون کے احوال کی تنزیل کے واسطے ہین
یعنی اون کے احوال کے درجے بیان کرنے کے لیے ہین اور اونکے جہل ونادانی کی
تکریر کرنے کے واسطے اول تو اونکا یہ وصف بیان کیا کہ بعث کے وقت کی اون کو خبر
نہین ہے پھر یہ وصف کہ وہ نہین جانتے ہین اس بات کو کہ قیامت ہونے والی ہے
پھر یہ وصف کہ وہ خبط کرتے ہین شک وشبہہ مین سو اوس کو زائل نہین کرتے ہین حالانکہ اوسکا
دور کرنا اون کی استطاعت ومقدور مین ہے پھر اون کا وصف کیا ساتھہ بدترین حال کے
یہ حال اونکا اندہا ہونا ہے اور آخرت کو اون کے اندہا ہونے کا مبتدا ومنشا ٹھیرایا اسی لیے
عمون کو کلمہ من سے متعدی کیا جو کہ ابتدا سے غایت کے لیے آتا ہے کلمہ عن سے اوسکو
متعدی نہین کیا جو کہ واسطی مجاوزت کے ہے مطلب یہ کہ اون کے اندہے پن کا منشا ومبتدا

آخرت ہے اس واسطے کہ عاقبت وجزا کے کفر وانکار ہی نے تدبر وتفکر سے اون کو
روکا ہے اول اللہ پاک نے یہ بات بیان فرمائی کہ وہی وحدہ لاشریک لہ علم غیب کے
ساتھہ مختص ہے اور بندون کو غیب سے کسی شی کا علم نہین ہے بعد اس کے مشرکون کا
یہ وصف بیان کیا کہ وہ بعث کا انکار کرتے ہین باوجود اسکے کہ اسباب علم کے مستحکم ہین
اور اوس کی معرفت کی قدرت حاصل ہے پس مناسبت ان دو مضمونون کی یہ ہے کہ جب
اللہ پاک نے یہ ذکر کیا کہ بندے غیب نہین جانتے ہین اور یہ بیان ہوا اون کے عجز کا اور
وصف ہوا اون کے قصور علم کا تو اس کے ساتھہ یہ بات بیان کردی کہ اون کے پاس تو
اس سے بھی زیادہ تر بڑھکر عجز ہے وہ عجز یہ ہے کہ جو شے ہونے والی ہے اوسکا ہونا
ضروری ہے بے ہوے نہ رہیگی یعنی وقت اون کے جزاے اعمال کا ایسی پکی یقینی شی
کو وہ کہتے ہین کہ نہوگی باوجود اس کے کہ اوس کے ہونے کی معرفت کے اور اوس کے
ساتھہ علم مستحکم ہونے کے اسباب اون کے پاس موجود ہین اس سے بڑھکر اور کیا عجز ہوگا
یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ معنی ہون کہ اون کا وصف کیا ہے ساتھہ استحکام وتکامل علم کے بطریق
استہزا کے جس طرح کہ کوئی شخص جاہل ترین مردم ہو اوس سے بطور استہزا کے یون کہین کہ
ہا اعلمک یعنی تو تو کیا بڑا عالم ہے اسی طرح یہان فرمایا ہے بل ادارک علمہم فی الآخرۃ یعنی
بلکہ کامل ومستحکم ہوا ہے علم اونکا آخرت کے بارے مین یہ اس جہت سے ہے کہ اونہون نے
اوس مین شک کیا اور اندھے ہوے اوس کے اثبات سے جو کہ ایک طریق مسلوک ہے
اوس کے علم کی طرف تو اسکا کیا ذکر ہے کہ اوس کے ہونے کے وقت کو پہچانین کہ جس کی
معرفت کی کوئی راہ ہی نہین ہے یہ ہی جائز ہے کہ ادرک بمعنی انتہی وفنی ہو یعنی اون کا علم
آخرت کے باب مین منتہی وفانی ہوگیا یہ معنی ماخوذ ہین اس محاورے سے ادرکت الثمرۃ
یعنی میوہ منتہی وفانی ہوگیا کیونکہ میوے کا پک جانا یہ اوس کی وہ غایت ہے کہ نزدیک
اوس کے وہ معدوم ہوجاتا ہے حضرت حسن نے اسکی یہ تفسیر فرمائی ہے کہ اضمحل علمہم فی الآخرۃ
یعنی اونکا علم آخرت کے بارے مین مضمحل ہوگیا ہے تیسری قراءت تدارک ہے ماخوذ
اس محاورے سے تدارک بنو فلان یہ جب بولتے ہین کہ قبیلے کے لوگ پیاپے یکی بعد دیگرے

ہلاک ہوجائین بیضاوی کی تقریر بھی اسی کے لگ بھگ ہے اور کئی قراءتین زیادہ
ذکر کی ہین ایک یہ ہے کہ کسی نے بَلْ ءَادْرَاكَ پڑہا ہے بدو ہمزہ دوسری
آ آدْرَاكَ بادخال الف درمیان دو ہمزہ تیسری بل ادّارك چوتھی بلی اَدْرَكَ
پانچوین بَلَى آ اَدْرَكَ چھٹی اَمْ تَدَارَكَ ساتوین اَمْ اَدْرَكَ انمین سے جسمین
استفہام صریح ہے یا متضمن ہے جیسے ام تو وہ انکار ہے ام بیان منقطعہ ہے متصلہ نہین
ہے معنی اوس کے بل اور ہمزہ انکار کے ہین اور جسمین بلیٰ ہے تو وہ اثبات ہے اونکے
شعور کا اور تفسیر ہے شعور کی ساتھہ ادراک کے جو کہ بعد بلے کے واقع ہے بطور تہکم و استہزا
کے اور مابعد اوسکا اضراب ہے تفسیر سے یعنی تہکم سے مفسّر سے نہین ہے یعنی شعور
سے کیونکہ وہ تو اپنے حال پر باقی ہے یہ اضراب اس واسطے ہے کہ نفی شعور مین مبالغہ ہو
اور یہ بات معلوم ہوجاے کہ اون کا شعور آخرت کو یہ ہے کہ وہ اوسمین شک کرنیوالے
ہین بلکہ وہ اوس سے اندہے ہین یا ردو انکار ہے اونکے شعور کا تو اس صورت مین اضراب
ہوگا مفسر یعنی شعور سے اور اوسکا انکار ہوگا بالجملہ جب اللہ پاک نے یہ بات ذکر کی کہ مشرک
لوگ بعث سے شک مین ہین اور اوس کے دلائل مین نظر کرنے سے نابینا ہورہے ہین
تو چاہا کہ جو اون کا غایت درجے کا شبہہ ہے اوسکو بیان کرے وہ مجرد بعید جاننا ہے
مردون کے زندہ کرنے کو بعد مٹی ہوجانے کے پس ارشاد فرمایا وقال الذین کفروا آ
ءاذا کنا ترابا وآباؤنا آئنا لمخرجون ۝ لقد وعدنا ھذا نحن وآباؤنا من قبل
ان ھذا الا اساطیر الاولین ۝ قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان
عاقبة المجرمین ۝ ولا تحزن علیھم ولا تکن فی ضیق مما یمکرون ۝ اور بولے وہ
جو منکر ہین کیا جب ہم ہوگئے مٹی اور ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالنا ہے
وعدہ مل چکا ہے اوسکا ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو آگے سے اور کچھہ نہین یہ نقلین
ہین اگلون کی تو کہہ پھرو ملک مین تو دیکھو کیسا ہوا آخر کار گنہگارون کا اور غم نہ کہا اونپر
اور نہ رہ خفگی مین اون کے داؤ بنانے سے انتہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ
کہتے ہین کہ مشرکون مین کے جو لوگ بعث کے منکر ہین اللہ پاک اونکی طرف سے خبر دیتا ہے

کہ اونہون نے اعادۂ اجساد کو بعید سمجھا ہے بعد اونکے ہو جانے کے
ہڈیان اور ریزے ریزے اور مٹی پہر کہا کہ ہمکو اس کا وعدہ مل چکا ہے اور
ہمارے باپ دادون کو آگے سے یعنی ہم اور ہمارے آبا ہمیشہ سے اسکو
سنتے چلے آئے ہین ہم اس کی نہ کوئی حقیقت دیکھتے ہین نہ کسی طرح کا وقوع ان ھذا
الا اساطیر الاولین سے اون کی مراد یہ ہے کہ نہین یہ وعدہ ابدان کے اعادے کا
مگر اوس کو لیا ہے ایک قوم نے اپنے اگلون سے اون کی کتابون سے بعض نے بعض
سے اوس کو لیلیا ہے اوس کی کچھ حقیقت نہین ہے اونہون نے جو کفر و عدم معاد کا خیال
کیا تہا اللہ پاک نے اون کو اوسکا یہ جواب دیا کہ ای محمد تو ان لوگون سے کہدے کہ پھرو
ملک مین تو دیکھو کیسا ہوا انجام مجرمون کا یعنی جنہون نے رسولون کو جھٹلایا اور امر معاد وغیرہ
جس کو وہ لیکر آئے اوس کی تکذیب کی کیسا نازل ہوا اونپر اللہ کا عذاب و نکال و وبال و
نقمت و عقوبت اور اون کے درمیان سے اپنے رسل کرام کو بچالیا اور اون کو جو مومنین
اون کے پیرو ہوے تہے پس یہ بات دال ہے صدق و صحت پر اوس شے کے جس کو
رسول لیکر آئے تہے پہر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی فرمائی کہ تو
غم نہ کہا اون لوگون پر جو تکذیب کرتے ہین اوس شے کی جس کو تو لیکر آیا ہے اور رنج
و افسوس کر اونپر اور نہ جاتی رہے تیری جان اونپر حسرت کرتے کرتے اور رہ تو تنگی مین
اوس سے جو وہ بناتے ہین تیرے کید مین اور رد مین اوس شے کے جسکو تو لیکر آیا ہے
کیونکہ بیشک اللہ تیری تائید کرنیوالا ہے اور تجھے مدد دینے والا ہے اور تیرے دین کو غالب
کرنیوالا ہے اوس شخص پر جو اوسکا مخالف و معاند ہے زمین کے مشارق و مغارب مین و
صدق سبحانہ و تعالی قد فعل ذلک فی عہدہ الشریف و عہد خلفائہ من بعدہم و لہ الحمد و المنۃ علی
نصر اولیائہ و خذل اعدائہ اللہم انصر من نصر دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اخذل من خذل دین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آمین آمین آمین بجاہہ العظیم اللہم فصل و سلم و بارک علیہ و علی آلہ الطاہرین
المطہرین و صحبہ الیامین ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ عامل کلمہ اذا مین فعل محذوف ہے
مخرجون اوسپر دال ہے تقدیر یہ ہے اتبعث او تخرج اذا کنا مخرجون تو اوس مین

۱۵ یعنی بسبب اختلال دل کی تاریکی کے آخرت کے دلائل کا ادراک نہین کرتے ہین ۱۲ منہ

عمل نہ کیا اس واسطے کہ ہمزۂ استفہام و کلمۂ ان اور لام ابتدا درمیان اون کے متوسط ہو گیا ہے ابو عمرو نے بدو استفہام پڑہا ہے مگر ہمزہ کی تخفیف کی ہے عاصم و حمزہ نے بہی بدو استفہام مگر دونون ہمزون کی تحقیق فرمائی ہے نافع نے بیک ہمزہ ابن عامر و ورش و یعقوب نے اِذَا بدو ہمزہ اور انا بدو نون پڑہا ہے بنا بر خبر ابو عبید نے نافع کی قرارت کو راجح کہا ہے اور جامع بین استفہامین پر رد کیا ہے معنی آیت کے یہ ہین کہ کفار نے اوپرا سمجہا اور بعید جانا اس بات کو کہ اپنی قبرون سے زندہ ہو کر نکلین بعد اس کے کہ مٹی ہو چکے پہر اس استبعاد کی تاکید کی اوس بات کے ساتہہ جو کہ بعث کی تکذیب ہے تو یون کہا لقد وعدنا ھذا نحن و اٰباؤنا من قبل یعنی البتہ مقرر ہم وعدہ دیے گئے اس بعث کا ہم اور ہمارے باپ دادے قبل اس کے کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہم کو اسکا وعدہ دیا حالانکہ اس وعدے پر مرور دہور ہو چکا ہے اور اوس سے کچہہ بہی واقع نہوا تو یہ دلیل ہے اسپر کہ اوس کی کچہہ حقیقت نہین ہے صرف ایک بے حقیقت بات ہے یہ جملہ مستانفہ ہے تقریر انکار کے واسطے لایا گیا ہے زیادت تقریر کے لیے قسم سے اوس کو شروع کیا ہے ان ھذا الا اساطیر الاولین نہین ہے یہ وعدہ بعث کا مگر اگلون کی نقلین ہین اور اون کی جہوٹی بنائی باتین ہین جن کو لکہہ رکہا ہے اور اون کی کچہہ حقیقت نہین ہے سورۂ مومنون مین اساطیر کی تحقیق گذر چکی ہے پہر اللہ پاک نے اونکو وعید سنائی قبول نہ کرنے پر اخبار بعث کے جس کو انبیا علیہم السلام لیکر آئے سو اون کو حکم دیا کہ گذشتہ امتون کے احوال مین نظر و غور کرو جنہون نے انبیا کی تکذیب کی اور اوسکی وجہ سے جو عذاب اونپر آیا اور اون کا انجام کیا ہوا پس ارشاد فرمایا قُلْ سِیْرُوْا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبۃ المجرمین یعنی چلو پہرو زمین مین تو دیکہو کہ اخبار بعث جس کو انبیا علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ و السلام لیکر آئے اوس کے جہٹلانے والون کا کیسا انجام ہوا معنی نظر کے یہ ہین کہ اپنی آنکہون سے اون کے آثار کا مشاہدہ کرو کیونکہ مشاہدے مین زیادت اعتبار ہے اور کفایت ہے واسطے اولے الابصار کے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اپنے دلون سے اور دل کی آنکہون سے نظر کرو کہ رسل کے جہٹلانے والون کا

کیسا انجام ہوا لیکن قول اول اولی ہے اس واسطے کہ زمین مین چلنے پھرنے کا اون کو امر فرمایا ہے تو یہ سیر للیل ہے کہ مراد معنی اول ہین آیمین تہدید ہے اون کو تکذیب پر اور ڈرانا ہے اس سے کہ جیسا عذاب اگلے لوگون پر نازل ہوا بسبب تکذیب کے ویسا ہی انپر بھی نازل ہو ولا تحزن علیہم حزن کا سبب یا تو فوت ہونا کسی امر کا ہوتا ہے زمانۂ ماضی مین یا توقع کسی مکروہ کی زمانۂ آئندہ مین یعنی استہزا کرنے والے جو ایمان نہین لاتے اور زمانۂ ماضی مین کفر پر اصرار اون سے واقع ہوا اسپر تو رنج مت کر اور زمانۂ آئندہ مین جو وہ مکر کرین گے اس سے تو مغموم و مہموم مت ہو یہ معنی ہین ولا تکن فی ضیق بما یمکرون کے ضیق بمعنی حرج ہے حرج کہتے ہین تنگی کو محاورۂ عرب مین بولتے ہین ضاق الشئ ضیقا بفتح وضیقا بکسر اس کو دونون طرح پڑہا ہے اور یہ دونون دو لغت ہین ابن السکیت نے کہا عرب لوگ بولتے ہین فی صدر فلان ضَیْقٌ وضِیْقٌ ضیق وہ شے ہے جس سے سینے تنگ ہوتے ہین فائدہ اس جگہ لاتکن کو ثبوت نون پڑہا ہے بنا بر اصل اور قرآن شریف مین یہ نون اس مضارع سے بیس جگہ حذف کیا گیا ہے اونمین سے نو کا شروع تو حرف تا سے ہے اور آٹھ کا صرف یای تحتیہ سے اور دو کا حرف نون سے اور ایک کا ہمزے سے وہ یہ ہے ولم اک بغیا اس آیت کی تفسیر سورۂ نمل کے آخر مین گذر چکی ہے ویقولون متی ہذا الوعد ان کنتم صدقین ۰ قل عسی ان یکون ردف لکم بعض الذی تستعجلون ۰ وان ربک لذو فضل علی الناس ولکن اکثرہم لا یشکرون ۰ وان ربک لیعلم ما تکن صدورہم وما یعلنون ۰ وما من غائبۃ فی السماء والارض الا فی کتب مبین ۰ اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہہ شاید تمہاری پیٹھہ پر پونہچی ہو بعضی چیز جس کی شتابی کرتے ہو اور تیرا رب تو فضل رکہتا ہے لوگون پر پر اون مین بہت شکر نہین کرتے اور تیرا رب جانتا ہے جو چہپ رہا ہے اون کے سینون مین اور جو کہولتے ہین اور کوئی چیز نہین جو غائب ہو آسمان مین اور زمین مین مگر ہے کہلی کتاب مین انتہی ف مشرکون نے جو قیامت کا سوال کیا اور اوس کے وقوع کو بعید سمجہا اللہ پاک اس باب مین انکی طرف سے

ابن السکیت یعقوب بن اسکیت یکیت لقب ہے ان کے باپ اسحٰق کا یہ نجلۂ کبار اہل لغت ہین فراہ و ابن اعرابی وغیرہ سے اخذ کیا ہے سنہ ۲۴۳ ہجری یا ۲۴۴ یا ۲۴۶ مین وفات پائی خلافت متوکل مین یا قبل متوکل کے کذا فی نزہۃ الالبا فی طبقات الادبا ۱۲ منہ

اور زمین مین ہوکار کبھی نہ ہی ۲

خبر دیتا ہے اور فرماتا ہے ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین اللہ پاک نے اون کو اس کا یہ جواب دیا قل عسی ان یکون ردف لکم بعض الذی تستعجلون حضرت ابن عباس نے فرمایا ان یکون قرب اوان یقرب لکم بعض الذی تستعجلون یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کہدے شاید قریب ہوئی یا قریب ہو واسطے تمہارے بعضی چیز جس کی تم جلدی کرتے ہو اسی طرح مجاہد وضحاک وعطا خراسانی وقتادہ وسدی نے بھی کہا ہے اور یہی مراد اس آیت سے ہے ویقولون متی ھو قل عسی ان یکون قریبا وقال تعالی ویستعجلونک بالعذاب وان جھنم لمحیطۃ بالکافرین حرف لام جو ردف لکم مین داخل ہوا ہے سو اس لیے کہ ردف متضمن ہے معنی عجل لکم کو جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے ایک روایت مین ابن عباس سے مروی ہے کہ ردف لکم کی تفسیر مین عجل لکم کہا ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا وان ربک لذو فضل علی الناس یعنی بیشک رب تیرا البتہ صاحب فضل ہے لوگون پر یعنی اس بات مین کہ اپنی نعمتین اونپر کامل کرتا ہے پھر بھی نعمتین اون کو عطا فرماتا ہے باوجود اس کے کہ وہ اپنی جانون پر ظلم کرتے ہین اور باوجود اسکے کہ اسپر اوسکا شکر نہین کرتے ہین مگر اونمین سے تھوڑے وان ربک لیعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون یعنی ضمائر وسرائر کو ایسا جانتا ہے جیسا کہ ظواہر کو جانتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ یعلم السر واخفی الا تحین یستغشون ثیابھم یعلم ما یسرون وما یعلنون پر خبر دی اس بات کی کہ وہ عالم ہے سموات وارض کے غیب کا اور عالم ہے غیب وشہادت کا غیب وہ شے ہے جو بندون سے غائب ہے اور شہادت وہ ہے جس کا اونہون نے مشاہدہ کیا ہے پس فرمایا وما من غائبۃ حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی نہین ہے کوئی شے آسمان وزمین مین مگر کتاب مبین مین ہے یہ آیت مثل اس آیت کے ہے الم تعلم ان اللہ یعلم ما فی السماء والارض ان ذلک فی کتاب ان ذلک علی اللہ یسیر کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کفار کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ عذاب کا جس کا تم ہم کو وعدہ دیتے ہو اگر ہو تم سچے اسمین یہ خطاب ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

ف اور ہمین کہا ہے کہ شاید وہ وقت نزدیک ہی ہوگا ۱۲

ف شتاب مانگتے ہین تجھسے عذاب اور دوزخ گھیر رہی ہے ان کافرون کو ۱۲

ف برابر ہے ہم مین جو چیز کہ تم بات کو اوچ کر کہو یا پکار کر ۱۲

ف جو ہے پردے کی اور اوس سے پردے کی ۱۲

ف شتاب ہے جس وقت اور ڈھکتے ہین کپڑے اپنے وہ جانتا ہی جو چھپاتے ہین اور جو کہتے ہین ۱۲

ف کیا تجھکو معلوم نہین کہ اللہ جانتا ہی جو کچھ ہی آسمان وزمین مین یہ ہے لکھا کتاب مین یہ اسپر آسمان ہے ۱۲

اور آپ کے ساتھ کے مومنون کو جس وقت تو کسی کے پیچھے سوار ہو تو اوس وقت عرب کی بول چال مین یون کہتے ہین رَدِفتُ الرَّجُلَ وَاَرْدَفْتُہٗ یعنی مین اوس کے پیچھے سوار ہوا اور جب کوئی شخص کسی کے پیچھے آتا ہے تو بولتے ہین ردفہ ابن شجرہ نے کہا کہ ردف لکم کے معنی ہین تعقبکم کہا اور اسی معنی سے عورت کے سرین کو ردف المرأۃ کہتے ہین کیونکہ اوہ اوسکا تابع ہے اوس کے پیچھے سے جوہری نے کہا ہے کہ ارداف ایک لغت ہے ردفہ مین مثل تبعہ و اتبعہ کے دونون کے ایک معنی ہین حُزیمہ بن مالک بن نہد نے کہا ہے ؎

اذا الجوزاء اردفت الثریا	ظننت بآل فاطمۃ الظنونا

یہان اردفت بمعنی ردفت ہے فراء نے کہا کہ ردف لکم کے معنی دنا لکم ہین اور اسی لیے لکم کہا گیا ہے اَعرج نے رَدَف بالفتح[۱] پڑہا ہے یہ ایک لغت ہے اور بالکسر مشہور تر ہے حضرت ابن عباس نے اَزِفَ لکم پڑہا ہے ابو السعود نے ذکر کیا ہے کہ عسی ولعل و سوف بادشاہون کے مواعید مین بمنزلہ جزم ہین یعنی اون کے وعدہ و وعید مین جس بات پر یہ کلمے داخل ہوتے ہین تو وہ بات قطعی یقینی ہوتی ہے اور ان کلمون کو جو وہ بولتے ہین سو غرض اس سے ظاہر کرنا وقار کا ہے اور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ ایسے لوگون سے رمز و اشارہ مثل تصریح کے ہے اون کے غیر سے اسی بنا پر اللہ پاک اپنے وعید کو جاری فرماتا ہے معنی یہ ہین ای محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو کہدے ان کافرون سے کہ شاید یہ عذاب جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے تابع ہو تمکو اور لاحق ہو تمکو اس صورت مین حرف لام زائد ہوگا واسطے تاکید کے یا ردف لکم بمعنی اقترب لکم[۲] و دنا منکم ہے تو اب زائد نہوگا بعض الذی تستعجلون مرفوع ہے اس بنا پر کہ ردف کا فاعل ہے مراد بعض اوس عذاب کا ہے جس کی تم جلدی کرتے ہو یعنی شاید قریب ہو چکا ہو نزدیک ہو گیا ہو پاس آلگا ہو بعض اوس عذاب کا کسی نے کہا کہ مراد اس عذاب سے عذاب قتل ہے روز بدر مین کسی نے کہا کہ مراد عذاب قبر ہے پھر اللہ پاک نے اپنا فضل ذکر کیا تاخیر عذاب مین وان ربک لذو فضل علی الناس

[۱] یعنی بفتحتون یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے منہ

یعنی بیشک رب تیرا فضل والا ہے لوگون پر تاخیر عقوبت مین اوسکے یہ ہے کہ آیت
محمول ہو عموم پر اور تاخیر عقوبت کی جملہ افضال و انعام الہی سبحانہ سے ہو ولیکن اکثر اونکی
شکر نہین کرتے ہین اوس کے فضل و انعام کا اور نہین پہچانتے ہین حق اوس کے
احسان کا پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ وہ مطلع ہے اوس شے پر جو اون کے
سینون مین ہے پس فرمایا اور بیشک رب تیرا البتہ جانتا ہے اوس شے کہ جس کو
چھپاتے ہین اون کے سینے پس تاخیر عقوبت کی اس جہت سے نہین ہے کہ اون کا
حال اوسپر مخفی ہے جمہور نے تکن بضم تا سے فوقیہ پڑھا ہے اکن سے اور ابن محیصن
و ابن سمیفع و حمید نے بفتح تا و ضم کاف محاورے مین بولتے ہین کننتہ یعنی ستر کیا مین نے
اوسکو اور چھپایا اوس کے اثر کو وما یعلنون کے معنی وما یظہرون ہین یعنی وہ جانتا ہے
اون کے اقوال و افعال جن کو وہ ظاہر کرتے ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا جانتا
ہے اوس کام کو جو اونہون نے کیا ہے رات اور دن مین غائبۃ منجملہ صفات
غالبہ ہے اور حرف تا واسطے مبالغہ کے ہے جس طرح کہ راویۃ اور علامۃ مین ہے
کسی نے کہا یہ وہ تا ہے جو مصادر پر داخل ہوتی ہے جیسے عاقبۃ و عافیۃ زمخشری نے
کہا کہ نظیر اس کی ذبیحہ و نطیحہ و رمیہ ہے اس بات مین کہ یہ اسما ہین صفات نہین ہین حضرت
حسن نے فرمایا کہ غائبہ اس جگہ قیامت ہے مقاتل نے کہا علم ہے اوس عذاب کا جسکی وہ
جلدی کرتے ہین اللہ پاک کے نزدیک وہ مبین ہے اگرچہ خلق سے غائب ہے
ابن شجرہ نے کہا کہ غائبہ اس جگہ وہ سب ہے جس کو اللہ پاک نے اپنی خلق سے مخفی
کیا ہے اور اونسے غائب رکھا ہے ام الکتاب مین مبین ہے پھر کیونکر کوئی شے اس سے
اوس پر مخفی رہ سکتی ہے منجملہ اوس کے وہ عذاب ہے جس کی وہ جلدی کرتے ہین
کیونکہ وہ تو ایک وقت کے ساتھ موقت ہے [illegible] کے ساتھ مؤجل ہے علم
اوسکا اللہ پاک کے پاس ہے پھر جو مدت اون کے لیے مقرر کی گئی ہے اوس سے
قبل کیون اوس کی جلدی کرتے ہین حضرت ابن عباس نے فرمایا نہین ہے کوئی شے
آسمان و زمین مین پوشیدہ و ظاہر مگر وہ اوسکو جانتا ہے مفسرین نے کہا ہے

نہین ہے کوئی شی غائب اور کوئی امر خلق سے غائب ہے آسمان و زمین مین مگر وہ
مبین ہے لوح محفوظ مین ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی
ھم فیہ یختلفون ۝ وانہ لھدی ورحمۃ للمؤمنین ۝ ان ربک یقضی
بینھم بحکمہ ج وھو العزیز العلیم ق فتوکل علی اللہ انک علی الحق
المبین ۝ انک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین ۝
وما انت بھدی العمی عن ضلالتھم ان تسمع الا من یؤمن بآیتنا فھم
مسلمون ۝ واذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم
ان الناس کانوا بآیتنا لا یوقنون ۝ ع یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو اکثر چیز
جسمین وہ پھوٹ رہے ہین اور یہ سوجہ ہے اور مہر ہے ایمان والون کو تیرا رب
اونمین فیصلہ کرے اپنی حکومت سے اور وہی ہے زبردست سب جانتا سو توبھروسا
کر اللہ کا بیشک تو ہے صحیح کھلی راہ پر تو نہین سنا سکتا مردون کو اور نہین سنا سکتا بہرون کو
پکار جب پھرین وہ پیٹھ دیکر اور نہ تو دکھا سکے اندہون کو جب راہ سے بچلین تو تو سناتا ہے
اوسکو جو یقین رکھتا ہو ہماری باتون پر سو وہ حکم بردار ہین اور جب پڑ چکیگی اون پر بات
نکالین گے ہم اون کے آگے ایک جانور زمین سے باتین کریگا اس واسطے کہ لوگ
ہماری نشانیان یقین نہین کرتے تھے ف بعضے قصے اون کے بیان کئی طرح
روایت تھے اسمین اوسی طرح فرمایا جو صحیح تھا اکثر عقیدے اکثر مسئلے اسمین اوس طرف
شارے کر دیے اون پر معلوم ہوا کہ صحیح وہی تھا ف قیامت سے پہلے صفا
پہاڑ سے کا پھٹے گا اوسمین سے ایک جانور نکلے گا لوگون سے باتین کریگا کہ اب قیامت
نزدیک ہے اور سچے ایمان والون کو اور پیچھے منکرون کو جدا جدا کر دیگا نشان دیکر انتہی
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اپنی کتاب عزیز
کی اور اوس ہدایت و بیان و فرقان کی جسپر وہ مشتمل ہے فرماتا ہے کہ یہ قرآن سناتا ہے
بنی اسرائیل کو مراد ان سے حاملین توریت و انجیل ہین اکثر چیز جسمین وہ اختلاف
کر رہے ہین جس طرح کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے حق مین اختلاف کرتے ہین اور باہم

ع ۱۶ ۲

لہ یہ معنی ایم بنی ہین کہ ان القرآن یقص الآیہ الکینونات ہے علت ہے خروج دابہ کی یا علت ہے تکلمہم کی قرارت کسر کی بنا پر یا علت ہاری محذوف ہے جار قرارت فتح پر یعنی ہمنے جو اوسکو نکالا سو اس واسطے کہ لوگ ہمارے نشانیان یقین نہین کرتے تھے منہ

ایک دوسرے کے مخالف و مباین ہو رہے ہین سو یہود نے تو افترا و بہتان کیا اور
نصاری نے غلو کیا حد سے بڑہ گئے پس قرآن پاک قول وسط و عدل و حق لیکر آیا
کہ وہ ایک بندے ہین اوس کے بندون سے اور ایک نبی و رسول ہین اوس کے
انبیا و رسل کرام سے علی نبینا و علیہ و علیہم افضل الصلوٰۃ و اکمل السلام کما قال سبحانہ و تعالے
ذلک عیسی بن مریم قول الحق الذی فیہ یمترون دوسری صفت اوس کی یہ
بیان فرمائی وانہ لھدی و رحمۃ للمومنین یعنی جو لوگ اوس پر ایمان لائے ہین
اون کے دلون کے واسطے ہدایت ہے اور عملیات مین اون کے واسطے رحمت
ہے مطلب یہ ہے کہ جو سختیان اگلی امتون پر تہین وہ اسنے دور کر دین آسان آسان کام
بتا دیے ذرا سی محنت ثواب بہت اسی کا خاصہ ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا ان ربک
یقضی بینہم بحکمہ یعنی بیشک تیرا رب قیامت کے دن فیصلہ کریگا اون مین اپنے
حکم سے وھو العزیز العلیم اور وہ غالب ہے اپنے انتقام مین اپنے بندون کے
افعال و اقوال کا علیم ہے اون کو خوب جانتا ہے اپنے علم تام و حکم نافذ سے اونمین
پوری پوری حکومتی کریگا فوق کل علی اللہ سو تو اپنے سارے کامون مین اللہ پاک پر
بھروسا کر اور اپنے رب کی رسالت پہنچا دے انک علی الحق المبین تو تو سچی پکی کہلی
بات پر ہے گو تیری مخالفت کرے جو کوئی مخالفت کرے اونمین سے جنپر شقاوت و
بدبختی لکھا چکی ہے اور تیرے رب کی بات اونپر ثابت ہو چکی ہے کہ وہ ایمان نہ لائینگے
اگرچہ آجاے اون کے پاس ہر نشانی اسی لیے یون فرمایا انک لا تسمع الموتی یعنی
تو نہین سنا سکتا ہے مردون کو ایسی شے جو اون کو نفع دے سو اسی طرح یہ لوگ ہین
ان کے دلون پر پردہ پڑا ہوا ہے اور ان کے کانون مین کفر کا بوجھ ہے اسی لیے یہ
فرمایا ہے ولا تسمع الصم الدعاء الآیۃ یعنی تیرا کہا تو وہی مانیگا جو کہ سمیع و بصیر ہے شنوائی
بینائی نافع رکھتا ہے دل اور بصیرت مین اور مطیع و منقاد ہوتا ہے اور فروتنی کرتا ہے
دبتا ہے واسطے اللہ پاک کے اور اوس شی کے جو رسولون کی زبانون پر آئی ہے اللہ پاک
کی طرف سے دابۃ سے مراد وہ جانور ہے جو آخر زمانے مین نکلیگا جبکہ لوگ بگڑ جائینگے

یہ ہے ایک عظیم
الشان پیشگوئی کا
جس مین ہمارے زمانہ کی
بہت سی باتین
بیان کی گئی ہین

اور اللہ پاک کی حکمون کو چھوڑ دینگے اور دین حق کو بدل ڈالین گی تو اللہ پاک اونکے واسطے
ایک جانور نکالیگا زمین سی کسی نے کہا کہ مکہ مکرمہ سے کسی نے کہا اور جگہ سے چنانچہ اسکی
تفصیل آئندہ آئیگی انشاء اللہ تعالی پھر وہ لوگون سے باتین کریگا پھر حضرت ابن عباس
وحسن وقتادہ نے کہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے کہ تکلمہم کلاما ای
تخاطبہم مخاطبۃ یعنی اون سے مخاطب ہوکر باتین کریگا عطا خراسانی نے کہا کہ اون سے
کلام کریگا پھر کہیگا ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون یہ قول حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی
مروی ہے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے
ہین وفی ھذا القول نظر لا یخفی واللہ اعلم ایک روایت مین حضرت ابن عباس سے
یہ ہے کہ تخبرھم یعنی لوگون کے زخم لگائیگا اور ایک روایت مین اونسے یہ ہے فرمایا
کلا تفعل یعنی ہذا وہذا یہ قول حسن ہے اور کچھ منافات نہین ہے واللہ اعلم اس دابہ کے ذکر
مین بہت سے احادیث وآثار وارد ہوئے ہین اونمین سے جو ہم کو میسر ہوئے ہم اونکا
ذکر کرتے ہین وباللہ المستعان امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے حذیفہ بن اسید غفاری سے
روایت کیا ہے کہ ہم طلوع ہوئے ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غرفہ سے اور ہم باہم
ذکر کر رہے تھے قیامت کے حال کا تو فرمایا قائم نہوگی قیامت یہان تک کہ دیکھو تم دس
نشانیان نکلنا سورج کا اوس کے مغرب سے اور دخان ودابہ وخروج یاجوج وماجوج اور خروج
عیسی بن مریم علیہما السلام کا اور دجال کا اور تین خسف ایک خسف تو مغرب مین اور ایک مشرق
مین اور ایک جزیرہ عرب مین اور ایک آگ جو نکلیگی متعدن سے ہانکی گی یا جمع کریگی لوگون کو
رات بسر کریگی ساتھ اون کے جہان وہ رات بسر کرین گے اور قیلولہ کریگی ساتھ اون کے
جہان وہ قیلولہ کرین گے وھکذا رواہ مسلم واھل السنن من طرق عن فرات القزاز
عن ابی الطفیل عامر بن واثلۃ عن حذیفۃ مرفوعا وقال الترمذی حسن
صحیح ورواہ مسلم ایضا من حدیث عبد العزیز بن رفیع عن ابی الطفیل
عنہ موقوفا واللہ اعلم طریق دیگر ابوداؤد طیالسی نے طلحہ بن عمرو اور جریر بن عازم سے
روایت کیا ہے سو طلحہ نے تو یون کہا کہ مجھے خبر دی عبد اللہ بن عبید اللہ بن عمیر لیثی نے

ف یعنی باتین بھی کریگا اور زخم بھی لگائیگا ۱۲

اس بات کی کہ ابو الطفیل نے اوس کو حدیث کی حذیفہ بن اسید غفاری ابو شریحہ سے
اور جریر نے یون کہا کہ عبد اللہ بن عبید نے روایت کی آل عبد اللہ بن مسعود کے ایک
شخص سے حدیث طلحہ کی تمامتر و خوبتر ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
دابہ کا ذکر کیا تو فرمایا لہا ثلاث خرجات من الدہر یعنی وہ تین بار نکلیگا سوا ایک نکلنا تو وہ
نکلے گا اقصای بادیہ سے یعنی بادیہ کی بستی سے دور جنگل مین نکلیگا اوس کا ذکر قریہ مین
داخل نہوگا قریہ سے مراد مکہ ہے پھر ایک زمانہ دراز وہ چھپا رہیگا پھر وہ ایک اور نکلنا نکلے گا
اوس سے قریب تو اوسکا ذکر بلند ہوگا گانون والون مین اور اوسکا ذکر داخل ہوگا قریہ
یعنی مکے مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثم بینا الناس فی اعظم المساجد
علی اللہ حرمۃ واکرمہا المسجد الحرام لم یرعہم الا وہی تربو[1] بین الرکن و المقام تنفض عن راسہا
التراب فارفض الناس عنہا شتی و معا ولبقیت[2] عصابۃ من المومنین وعرفوا
انہم لم یعجزوا اللہ فبدات بہم فجلت وجوہہم حتی جعلتہا کانہا الکوکب
الدری وولّت فی الارض لا یدرکہا طالب ولا ینجو منہا ہارب حتی ان الرجل
لیتعوذ منہا بالصلوۃ فتاتیہ من خلفہ فتقول یا فلان الآن تصلی فیقبل علیہا
فتسمہ فی وجہہ ثم تنطلق و یشترک الناس فی الاموال ویصطحبون فی الامصار
یعرف المومن من الکافر حتی ان المومن لیقول یا کافر اقضنی حتی وحتی ان الکافر
لیقول یا مومن اقضنی حتی ورواہ ابن جریر من طریقین عن حذیفۃ بن اسید
موقوفا واللہ اعلم ورواہ من روایۃ حذیفۃ بن الیمان مرفوعا وان ذلک
فی زمان عیسی بن مریم وہو یطوف بالبیت ولکن اسنادہ لا یصح یعنی پھر لوگ
اس درمیان مین کہ جو مسجد اعظم و اکرم مساجد ہے نزدیک اللہ کے از راہ حرمت کے یعنی
مسجد حرام مین ہون گے نہ گھبرائینگی اون کو کوئی شی مگر حال یہ ہے کہ وہ دابہ مرتفع ہوگا اوہر بیچ
درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے جہاڑتا ہوگا اپنے سر سے مٹی کو پس لوگ اوس سے
متفرق ہو جائین گے جدا جدا ہوکر اور ساتھ ہوکر اور رہینگی ایک جماعت مومنین کی اور پہچان لینگے
کہ وہ عاجز نہ کرین گے اللہ کو پس وہ اونسے شروع کریگا تو اونکے چہرون کو روشن کردیگا یہان تک

[1] اصل مین یہی طرح ہے لیکن خازن مین یون ہے وہو یرتم الاوہی فی ثیابہ المسجد ترفوہ ثم تفوہ الغبار علیہ

[2] اصل مین یہی طرح ہے لیکن یہان تحریف معلوم ہوتی ہے یا تو یہ عبارت ہی یا ثبت ہے سقط ہوگیا کسیکو اوسکو دیکھکر بھاگ جائیگا مگر ایک گروہ باقی رہیگا جا رہیگا اور اللہ اعلم

[3] اور جگہ لن یعجزوا اللہ ۱۲ منہ

کہ اون کو ایسا کردیگا گویا روشن تارا ہے اور وہ زمین مین پھریگا نہ اوس کو کوئی طالب پائیگا اور نہ کوئی بھاگنے والا اوس سے نجات پائیگا یہان تک کہ آدمی البتہ پناہ لیگا اوس سے ساتھہ نماز کے تو وہ اوس کے پیچھے سے آئیگا پھر کہیگا ای فلان اب تو نماز پڑھتا ہے پس وہ اوسپر متوجہ ہوگا تو اوس کے چہرے مین داغ دیدیگا پھر وہ چلا جائیگا اور لوگ شریک ہون گے مالون مین اور ساتھہ رہین گے شہرون مین پھر ناجائیگا مومن کافر سے یہان تک کہ مومن البتہ کہیگا ای کافر تو میرا حق ادا کر اور یہان تک کہ کہیگا کافر ای مومن تو میرا حق ادا کر حدیث دیگر مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہا یاد رکہی مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث کہ مین اوس کو اب تک نہین بھولا سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے کہ بیشک اول نشانیون کی ازروی خروج کے طلوع شمس کا ہے اوس کے مغرب سے اور نکلنا دابہ کا ہے لوگون پر چاشت کے وقت اور جو نشانی انمین کی قبل ہوگی اپنے ساتھہ والی کے تو دوسری اوس کے پیچھے ہوگی قریب حدیث دیگر مسلم نے اپنی صحیح مین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے مبادرت کرو ساتھہ اعمال کے چہ چیزون کے نکلنا سورج کا اپنے مغرب سے اور دخان اور دجال اور دابہ وخاصۃ احدکم وامر العامۃ تفرد بہ دوسرا لفظ مسلم کا حضرت ابوہریرہ سے یہ ہے بادروا بالاعمال ستا الدجال والدخان ودابۃ الارض وطلوع الشمس من مغربہا وامر العامۃ وخویصۃ احدکم حدیث دیگر ابن ماجہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بادروا بالاعمال ستا طلوع الشمس من مغربہا والدخان والدابۃ والدجال وخویصۃ احدکم وامر العامۃ تفرد بہ حدیث دیگر ابوداود طیالسی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نکلے گا دابۃ الارض اور اوس کے ساتھہ عصا موسی کا اور خاتم سلیمان علیہما السلام کی ہوگی پس مواجہ کریگا کافر کی ناک کو ساتھہ عصا کے اور روشن کردیگا مومن کے چہرے کو ساتھہ خاتم کے یہان تک کہ

حاشیہ
خویصہ کی ہ ادہ ضمیر
ہے جو کہ انسان کے
ساتھہ خاص ہے نہ کہ
تصغیر ہے خاصہ کی ہ
مومن کو خویصہ بتصغیر فرمایا
اسلئے کہ جو امور اوسکو پیش ہونگے بہت
دقیق وحساب اون کے
مقابلے مین بہت
حقیر ہے حاصل یہ ہے
مبادرت کرنیکا یعنی
ان کا قبل وقوع عموت
کے اعمال صالحہ مین مشغول
ہونا اور اونکا خوب اہتمام کرنا
امر عام کو امر اوہ فرمایا
ہے جو سارے دوسرے امور
پر شامل ہو یا وہ امر ہے
ساتھہ عوام مستبد و مستقل
ہون اور کسیکا ہوا دخل
نہ ہو مطلب یہ ہے کہ
نفس کے وقوع سے پہلے
عمل صالح کرنے کی
کہا کہ مراد قیامت ہے
لیکن قیامت کا نہ تو
آیات ہونا نہ ایسے
ہونا

جمع ہون گے لوگ خوان پر پہچانا جائیگا مومن کافر سے ورواہ الامام احمد عن بهز وعفان ویزید بن هارون ثلاثتهم عن حماد بن سلمة بہ اور لفظ یہ ہے کہ داغ دیگا کافر کی ناک کو ساتھہ خاتم کے اور جلا دیگا مومن کے چہرے کو ساتھہ عصا کے یہان تک کہ اہل خوان واحد کے البتہ جمع ہون گے تو کہیگا یہ ای مومن اور کہیگا یہ ای کافر ورواہ ابن ماجة عن ابی بکر بن ابی شیبة عن یونس بن محمد المؤدب عن حماد بن سلمة بہ **حدیث دیگر ابن ماجہ** نے عبداللہ بن بُرَیدہ عن ابیہ سے روایت کیا ہے بریدہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بیٹھنے طرف ایک جگہہ کے بادیہ مین قریب مکہ کے تو ناگاہ ایک زمین خشک تھی گرداگرد اوس کے ریت پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نکلے گا دابہ اس جگہہ سے فاذا فزع فی شِبْرٍ فتر کہتے ہین اوس فاصلے کو جو درمیان انگشت سبابہ اور ابہام کے ہوتا ہے اور شبر ہوا ایک لبشت یا اوس جگہہ کی پیمایش بتائی ہے قال ابن بریدة فحجت بعد ذلك بسنين فاراني عصاك فاذا هو بعصاي هذه كذا كذا یعنی ابن بریدہ نے کہا پھر مین نے حج کیا اس سے کئی برس بعد تو ہم کو اپنا ایک عصا دکھایا تو ناگاہ وہ میرے اس عصا سے اتنا اتنا تھا **عبدالرزاق** نے کہا ہم کو خبر دی معمر نے قتادہ سے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ ایک جانور ہے رومین والا اوس کے چار پانون مین نکلیگا تہامہ کے بعض وادیون سے **ابن ابی حاتم** نے عطیہ سے روایت کیا ہے کہا کہ عبداللہ نے کہا ہے نکلے گا دابہ کوہ صفا کی درار سے نحو اجیاد الفرس ثلثة ایام لم یخرج ثلثها **محمد بن اسحق** نے ابان بن صالح سے روایت کیا ہے کہا عبداللہ بن عمرو سے کسی نے دابہ کا پوچھا تو کہا کہ دابہ نکلیگا نیچے سے ایک پتھر کے جیاد مین واللہ لو کنت معہ او لو شئت بعصای الی الصخرة التی تخرج الدابة من تحتها کسی نے کہا ای عبداللہ بن عمرو پھر وہ کریگا کیا فرمایا کہ مشرق کی طرف مونہہ کریگا پھر ایک چیخ مارے گا وہ اوس مین نفوذ کر جائے گی یعنی اوسکی چیخ مشرق مین پہونچ جائیگی پھر شام کی طرف مونہہ کریگا تو ایک چیخ مارے گا وہ اوسمین نفوذ کر جائے گی پھر یمن کی طرف مونہہ کریگا تو ایک چیخ مارے گا وہ اوس مین نفوذ کر جائے گی پھر ملکسی جلیہ کیا تو عفان

مین صبح کریگا کسی نے کہا پھر کیا کہا پھر مین نہین جانتا ہون حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ دابہ نکلے گا شعب فروالفہ مین رواہ ابن ابی حاتم وفی اسنادہ ابن البیلمان وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ حضرت عزیر علیہ السلام کے کلام سے حکایت کیا گیا ہے کہ اونہون نے فرمایا نکلے گا سدوم کے نیچے سے ایک دابہ کلام کریگا لوگون سے ہر ایک اوسکو سنے گا حاملہ عورتین قبل تمام کے جن دینگی اور میٹھا پانی تلخ ہو جائیگا اور دوست باہم دشمن ہو جائین گے اور حکمت جلا دیجائیگی اور علم اوٹھا لیا جائیگا اور بات کریگی وہ زمین جو اوس کے متصل ہوگی اور اوس زمانے مین امید کرین گے لوگ اوس شی کی جس کو نہ پونہچین گے اور تہکین گے اوس شی مین جس کو نہ پائین گے اور عمل کرین گے اوس شی مین جس کو نہ کہائین گے رواہ ابن ابی حاتم عنہ نیز ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دابہ مین کل لون[1] سی ہوگا اوسکے دونون سینگون کے درمیان کا فاصلہ ایک فرسخ[2] ہوگا واسطے سوار کے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ مثل حربہ ضخمہ کے ہے یعنی موٹی برچھی حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ وہ ایک جانور ہے کہ اوس کے ریش اور زغب ہین ریش کہتے ہین پرون کو اور زغب پرون کے نیچے جو نرم پر ہوتے ہین اور اوسکا سم ہے اور اوس کے دم نہین ہے اور داڑہی ہے وانہا لتخرج حضر الفرس الجواد ثلاثا وما خرج ثلثہا یعنی وہ نکلیگا مثل سخت دوڑ تیز گھوڑے کے تین دن اور ابھی اوسکا تیسرا حصہ نکلا نہوگا رواہ ابن ابی حاتم ابن جریج ابوالزبیر سے راوی ہین کہ اونہون نے دابہ کا وصف کیا تو کہا کہ سر اوسکا بیل کا سر ہے اور آنکھ سور کی آنکھ ہے اور کان ہاتھی کا کان ہے اور سینگ کوہی بکری کا سینگ ہے اور گردن شتر مرغ کی گردن ہے اور سینہ شیر کا سینہ ہے اور رنگ تیندوے کا رنگ ہے اور کونکھ بلی کی کونکھ ہے اور دم مینڈہے کی دم ہے اور پانون اونٹ کے پانون ہین درمیان ہر دو جوڑون کے بارہ گز کا فاصلہ ہے نکلے گا ساتھ اوس کے عصا موسی کا اور خاتم سلیمان علیہما السلام کی پس باقی نرہے گا کوئی مومن مگر اوس کے چہرے مین عصای موسی سے

[1] یعنی اوسکے ہر قسم کا رنگ ہوگا یا ہر جانور کی ایک شے اوسمین ہوگی چنانچہ آئندہ اسکی تفصیل آئیگی واللہ اعلم ۱۲ منہ

[2] فرسخ فرنگ کا معرب ہے فرنگ ایک مسافت معلوم کا نام ہے یعنی کوس اور میل یا تین میل کی مسافت کو کہتے ہین زمین اور فرسنگ کے تین حصون مین ایک حصے کا نام ہے کذا فی الصراح ۱۲ منہ

ایک سفید نکتہ کردیگا پھر وہ نکتہ پھیلے گا یہان تک کہ سفید ہو جائیگا واسطی اوس کے چہرہ
اوسکا اور باقی نرہیگا کوئی کافر مگر اوس کے چہرے مین خاتم سلیمان سے ایک سیاہ نکتہ
کردیگا پھر وہ نکتہ پھیلے گا یہان تک کہ اوس کا اوسکا چہرہ سیاہ ہو جائیگا یہان تک کہ لوگ
خرید و فروخت کرین گے بازارون مین اسی مومن یہ شئی کس قیمت کی ہے اے کافر یہ
شئے کس قیمت کی ہے اور یہان تک کہ گھر والے اپنے خوان پر بیٹھین گے تو پہچان لین گے
اپنے مومن کو اپنے کافر سے پھر دابہ اوسنے کہیگا ای فلان خوش ہو جا تو اہل جنت سے
ہے اور ای فلان تو اہل نار سے ہے پس یہ ہے قول اللہ تعالی کا واذا وقع القول الآیۃ

ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل
اکثر الذی ھم فیہ یختلفون مراد بنی اسرائیل سے وہ لوگ ہین جو کہ ہمارے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین موجود ہین یقص سے مراد بیان بتصریح و تخصیص ہے
اسی لیے خاص کر کے لفظ اکثر کا ذکر فرمایا یعنی جس شئی مین وہ اختلاف کر رہے ہین یہ قرآن
شریف اوس کے اکثر کو بتصریح سے بیان کرتا ہے اور اقل کو رمز و اشارے سے مطلب
یہ ہے کہ بیان کل اشیا کا کرتا ہے صرف تصریح و اشارے کا تفاوت ہے اس بنا پر یہ
آیت اور ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین باہم متفق ہو گئین خلاف نرہا پس جن
چیزون مین وہ اختلاف کر رہے ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے
بارے مین مختلف ہین اور کئی گروہ ہو گئے کسی نے افراط کیا کسی نے تفریط اسی طرح حضرت عزیر
علیہ السلام کے باب مین دوسرے تشبیہ تنزیہ کے بارے مین تیسرے جنت و نار کی حوال
مین غرضکہ ان امور مین مختلف ہو کر بہت سے فرقے فرقے ہو گئے گروہ گروہ بن گئے جتنے
جتنے الگ ہو گئے اور باہم ایسا تباغض ہوا کہ بعض بعض پر طعن و تشنیع کرنے لگا ایک دوسرے
سے بری و بیزار ہونے لگا پس یہ قرآن پاک نازل ہوا جس حق مین وہ اختلاف کرتے ہین
اوسکا بیان خوب بتصریح سے کرتا ہے اگر یہ لوگ اوسکو لین تو اوسمین وہ شی پائین جو انکے
اختلاف کو رفع کر دے اور اون کے تفرق کو دفع کر کے سب کو ایک راہ حق پر لگا دے
کیونکہ وہ تو آواز بلند پکار رہا ہے تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ

ف آوے ایک یہودی بات پر ہمارے ہمنام کے درمیان کی کہتے ہی کرین گے اسکو وہ ہر شہید نہ ہر دن اوسکی کوئی چیز اور وہ ہر دن اوسی مین ایک ایک کو رب سوا اللہ کے ۱۲

ولا یتخذ بعضنا بعضا ارباباً من دون اللہ ع صلای عام ہے یاران نکتہ دان کے لیئے
رب الارباب نے تو دعوت عام فرمائی لیکن اوس کے قبول کرنے والے وہی ہین جو
بڑے بختاور ہین اسی لیے یہ ارشاد فرمایا وانہ لھدی ورحمۃ للمومنین یعنی بیشک یہ
قرآن شریف البتہ ہدایت ورہنمائی ہے گمراہی سے اور رحمت ہے عذاب سے واسطے
اون لوگون کے جو ایمان لائے اللہ عزوجل پر اور اوس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کی پیروی کی خاصکر کے انکا ذکر اسی لیے کیا ہے کہ اوس سے نفع لینے والے
یہی ہین انہین مین سے وہ حضرات بابرکات ہین جو بنی اسرائیل مین سے مشرف بایمان
ہوے اور اسلام کا تاج مرصع اپنے سر پر کہا عمل صالح کا لباس زیب تن کیا یہ لوگ تو
فائز وناجی ہوے درجات عالیات کو پہنچے اب رہے اختلاف کرنے والے سو
اون کے لیے یہ ارشاد فرمایا ان ربک یقضی بینھم بحکمہ یعنی بیشک تیرا رب قیامت کے
دن فیصلہ کریگا درمیان اختلاف کرنے والون کے بنی اسرائیل سے اپنے حکم عدل وحق
کے ساتھہ پس جو حق پر ہوگا اوس کو جزای خیر دیگا اور جو باطل پر ہوگا اوس کو عقاب کریگا غرضکہ
قیامت کے دن جس طرح ساری خلائق کا فیصلہ عدل سے ہوگا اوسی طرح ان اختلاف
کرنے والون کا فیصلہ بھی عدل وانصاف سے ہوگا کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ فیصلہ کریگا
درمیان اون کے دنیا مین پس جن باتون کی اونہون نے تحریف کی ہے اون کو ظاہر
کردیگا جمہور نے بحکمہ پڑہا ہے بضم حا وسکون کاف حکم بمعنی عدل وحق ومحکوم بہ ہے اب
وہ شبہہ دور ہوگیا کہ قضا وحکم ایک شی ہین تو اس کا کیا فائدہ ہوا اور جناح نے کسر حا وفتح کاف
پڑہا ہے اس بنا پر کہ جمیع ہے حکمت کی پھر اگر کوئی کہے کہ اس قدر بے شمار خلق کا فیصلہ
کس طرح کریگا اور عدل کیونکر ہوگا تو فرمایا وھو العزیز یعنی وہ ایسا غالب ہے کہ کوئی اوسپر
غالب نہین ہوسکتا ہے تو کسی کو اوس کی مخالفت ممکن نہوگی جیسی کہ کفار نے دنیا مین
اوس کے انبیا ورسل کی مخالفت کی پھر کوئی کہے کہ اتنی خلق کا حکم وفیصلہ جاننا ایک بڑی
دشوار بات ہے تو فرمایا العلیم یعنی جس بات کے ساتھہ وہ حکم کریگا اوسکو جانتا ہے وہ
بڑا جاننے والا ہے اوس کو ہر شے کی خوب خبر ہے حرف فا فتوکل علی اللہ مین واسطے

ترتیب امر کے ہے باقبل پر یعنی امر بتوکل متفرع ہے عزیز علیم پر اس لیے کہ یہ اوصاف
واجب کرتے ہین ہر شخص پر اس بات کو کہ جو ذات پاک ان صفتون کے ساتھہ متصف
ہے اپنے سارے امور اوسی کے سپرد کرے معنی یہ ہین کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو امر فرمایا کہ تو کسی کی پروا مت کر اپنا کام اللہ کو سونپ دے اور اوسی پر بھروسا کر پس بیشک
وہ تیرا ناصر و مددگار ہے پھر اس امر بتوکل کی دو علتین ذکر فرمائین ایک یہ ہے کہ انک
علی الحق المبین یعنی حق ظاہر مراد دین حق ظاہر و واضح ہے کہ جس ہی کسی طرح کا
شک و شبہہ چپکتا نہین ہے یا مبین بمعنی مظہر ہے یعنی حق ظاہر کرنے والا باطل کا مطلب
یہ ہے کہ تو اللہ پر بھروسا کر اور اون کی عداوت و دشمنی کی کچھہ پروا مت کر اس واسطے
کہ تو تو کھلے حق پر ہے اور حق والا لائق اس کے ہے کہ اللہ پر وثوق اور اوسکی نصرت
و تائید و حفظ پر اعتماد کرے پھر دوسری علت ذکر فرمائی انک لا تسمع الموتی یعنی
تو نہین سنا سکتا مردہ دلون کو مراد کفار ہین آمین آپ کی طمع قطع کرنا ہے اونکی متابعت
و معاضدت سے بالکل ولا تسمع الصم الدعاء اور نہین سنا سکتا بہرون کو پکار یعنی تو اللہ
پر بھروسا کر اور اون کی پروا مت کر اس واسطے کہ جب یہ بات معلوم ہو چکی کہ اونکا حال
مثل حال مردون کے ہے عدم نفع مین سامنہ سننے کے یا مثل حال بہرون کے ہے
جو کہ نہ سنتے ہین نہ سمجھتے ہین نہ راہ پاتے ہین تو یہ ایک سبب قوی ہوا اس بات مین کہ
اون کی کچھہ پروا نہ کی جائے نہ اون کو کسی گنتی شمار مین لایا جاے کفار کی تشبیہ دی
مردون سے جن کو کسی طرح کی حس نہین ہوتی ہے نہ کچھہ عقل اور بہرون سے جو نہ سوا عظ
و نصائح سنتے ہین نہ اللہ کی طرف پکارنے کا جواب دیتے ہین ابن محیصن و حمید و ابن کثیر
و ابن ابی اسحق نے لا یسمع بیای تحتیہ مفتوحہ و فتح میم پڑہا ہے فاعل اوسکا اصم ہے باقی قراء
کی قرارت بضم فوقیہ و کسر میم ہے اسمع سے پھر اللہ پاک نے تشبیہ کی تکمیل و تاکید کے واسطے
ایک جملہ ذکر کیا پس فرمایا اذا ولوا مدبرین یعنی جبکہ وہ موتہ موڑین حق سے پورا موتہہ موڑنا
اس لیے کہ بہرا جب کہ موتہہ کیے ہوے ہوتا ہے تو بہی پکارنے کو نہین سنتا ہے پھر جب
وہ پیٹہہ کیے ہوے موتہہ موڑے ہوے ہو اوس سے تو کیونکر سنے گا قتادہ نے کہا

کہ بہرا جس وقت پہرے بیٹھ دیکر پہر تو اوس کو پکارے تو وہ نہین سنتا ہے اسی طرح
کافر ہے نہین سنتا ہے اوس شی کو جس کی طرف وہ پکارا جاتا ہے یعنی ایمان ظاہر
نفی سماع موتی کا عموم ہے پس اس عموم سے خاص نہو گا مگر وہی جو بدلیل وارد ہوا ہے
جس طرح کہ صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر کے کنوین مین
مقتولون کو خطاب کیا تو آپ سے عرض کیا گیا یارسول اللہ آپ تو باتین کرتے ہین جسمون
سے کہ جن کی روحین نہین ہین اور اسی طرح وہ ہے جو وارد ہوا ہے کہ میت سنتا ہے
اوس کے ساتھ جانے والون کی جوتیون کی آواز کو جبکہ وہ لوٹتے ہین پہر اللہ پاک نے
اندھون کی مثل بیان کی واسطی کفار کے پس ارشاد فرمایا وما انت بھادی العمی عن
ضلالتھم یعنی تو نہین ہے راہ بتانے والا اوس شخص کو جسے اللہ نے اندھا کیا ہے
حق سے ایسا راہ بتانا کہ جو شی اوس سے مطلوب ہے یعنی ایمان اوسکی طرف اوسے پہنچا دے
اور یہ بات تیرے مقدور و وسع مین نہین ہے اسی کے مثل یہ آیت ہے انک لا تھدی من احببت جمہور نے باضافت ہادی پڑھا ہے طرف عمی کے اور یحیی بن حارث
وابوحیان نے تنوین ہادٍ اور حمزہ نے تھدی بصیغہ فعل مضارع اور حضرت عبد اللہ کے
حرف مین یون ہے وما ان تھدی العمی ان تسمع الا من یومن بایاتنا یعنی تو نہین سناتا ہے
مگر اوس شخص کو جو تصدیق کرتا ہے قرآن کی اللہ کے علم مین نہ اوس شخص کو جو کفر کرتا ہے
جملہ فہم مسلوب تعلیل ہے ایمان کی یعنی وہ ایمان لاتے ہین ہماری آیتون پر اس واسطے
کہ وہ مطیع و منقاد ہین خالص کرنے والے ہین اللہ کی توحید کے پہر اللہ پاک نے قیامت
کے کچھ علامات و احوال ذکر کرکے بندون کو تہدید کی پس ارشاد فرمایا واذا وقع القول
علیھم اس وقوع قول کے معنی مین اختلاف ہے پس قتادہ نے کہا کہ وجب الغضب
علیھم یعنی جب واجب ہوا غضب اونپر مجاہد نے کہا حق القول علیھم بانھم لا یومنون یعنی جب
ثابت ہو چکا قول اونپر ساتھ اس بات کے کہ وہ ایمان نہ لائین گے کسی نے کہا کہ
حق العذاب علیھم کسی نے کہا وجب السخط یعنی جب ثابت ہو چکا اونپر عذاب یا واجب
ہو چکا غصہ یہ سب معانی قریب یکدیگر ہین کسی نے کہا مراد قول سے وہ شے ہے

سلہ قرارہ پر نہین لاتا جس کو چاہتا ہے ۱۲

جس کے ساتھہ قرآن شریف ناطق ہے کہ قیامت آئیگی اور جو انواع و اقسام کے ہولین اوس مین ہونگی جس کے آنے کی وہ لوگ جلدی کیا کرتے تھے کسی نے کہا جب واقع ہوگا قول ساتھہ مرنے علما کے اور جانے علم کے اور اوتھا یعنے قرآن شریف کے یہ اوس وقت ہوگا کہ لوگ نیک بات کا امر کرینگے اور بُری بات سے نہ روکینگے یہ قول حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہما کا ہے واخرجہ ابن مردویہ عنہ مرفوعًا ابو العالیہ سے مروی ہے کہ اونہون نے وقع القول کی تفسیر کی ہے ساتھہ اوس شے کے جس کی حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی گئی تھی وہ یہ ہے انہ لن یؤمن من قومك الا من قد آمن حاصل یہ ہے کہ مراد وقع سے وجب ہے اور قول کی مراد مضمون قول ہے یا مصدر کا اطلاق کیا گیا ہے مفعول پر یعنی مقول اور جواب شرط کا یہ ہے اخرجنا لھم دابۃ من الارض یعنی جس وقت امور مذکورہ کا وقوع ہوگا تو ہم نکالینگے واسطے اون کے ایک جانور زمین سے اس دابہ مین اختلاف ہے کئی قول پر پس ایک قول یہ ہے کہ وہ دابہ ناقۂ صالح علیہ السلام کا فصیل ہے یعنی اوسکا بچا وہ قریب قیامت کے نکلے گا اور منجملہ اوس کے اشراط و علامات کے ہوگا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ ایک دابہ مرغبہ ذات شعر و قوائم طوال ہے یعنی وہ ایک جانور ہے کہ اوس کے نرم نرم پر ہون گے اور بال ہونگے اور لمبے لمبے پانون ہونگے اوس کو جساسہ کہتے ہین یہ قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے تیسرا قول یہ ہے کہ وہ ایک دابہ ہے خلقت بنی آدم پر سر اوسکا سحاب مین ہے اور پانون اوس کے زمین مین چوتھا قول وہی ہے جو اول گذر چکا ہے کہ اوسمین کئی جانورون کی مشابہت ہوگی اور شاید یہ وہی جساسہ ہے پانچوان یہ ہے کہ یہ دابہ وہ ثعبان ہے جو مشرف ہے جدار کعبہ پر جس کو عقاب نے اوٹھایا تھا جبکہ قریش نے بناے کعبہ کا ارادہ کیا تھا مراد یہ ہے کہ یہ وہی ہے جو آخر زمانے مین نکلیگا چھٹا یہ ہے کہ وہ ایک جانور ہے کہ اوس کے دم نہین ہے اور اوس کے داڑھی ہے ساتوان قول حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ دابہ پشم اور پر والا ہے مؤلفۃ فیہا من کل لون لہا اربع قوائم تخرج بعقب

لہ اب ایمان نہ لاویگا جو ایمان لاچکا ۱۲

من الحاج یعنی اوس کے پر مولف ہونگے بعض بعض پر مجتمع ہونگے اوسمین ہر جانور کی مشابہت
ہوگی اوس کے چار پانون ہونگے حاجیون کے عقب مین نکلیگا **آٹھوان** یہ ہے کہ وہ ایک
انسان ناطق متکلم ہے اہل مدینہ سے مناظرہ کریگا کفار سے گفتگو کریگا اس قول مین بعد ہے
ان کے سوا اور قول ہین کہ اون کے ذکر کی تطویل مین کچھ فائدہ نہین ہے **قرطبی** نے
اپنی تفسیر مین قول اول کو ترجیح دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ اصح الاقوال ہے اوس کی
تعیین وصفت مین اختلاف کثیر ہے ہم نے اوسکو کتاب تذکرہ مین ذکر کیا ہے اسنتے
اوس کی جگہہ مین اختلاف ہے کہ وہ کس جگہہ سے نکلے گا پس **ایک** قول یہ ہے
کہ کوہ صفا سے نکلیگا کے مین وہ شق ہو جائیگا پہر اوس سے نکلیگا یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا
ہے **دوسرا** یہ ہے کہ کوہ ابوقبیس سے نکلیگا **تیسرا** یہ ہے کہ وہ تین بار نکلیگا ایک نکلنا تو
بعض بوادی مین ہوگا یہان تک کہ لوگ اوسپر لڑین گے اور خون کی کثرت ہوگی پہر وہ چھپ جائیگا
اور بستیون مین نکلیگا پہر نکلیگا اعظم واکرم اشرف مساجد سے **چوتھا** یہ ہے کہ حجر اسود و
مقام ابراہیم کے درمیان سے نکلیگا **پانچوان** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی
ہے کہ بعض اودیۂ تہامہ سے نکلیگا **چھٹا** یہ ہے کہ مسجد کوفہ سے نکلیگا جس جگہہ کہ تنور نے جوش
مارا تھا **ساتوان** یہ ہے کہ طائف کی زمین سے **آٹھوان** یہ ہے کہ شعب اجیاد[1] کے
ایک پتھر سے نکلیگا یہ قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ہے **نوان** ایک درار سے جو کعبے
مین ہے **دسوان** یہ ہے کہ سندوم کے دریا سے یہ قول وہب بن منبہ کا ہے **نکتہ**
دابہ کی تعبیر جو اسم جنس سے کی اور اوس کے ابہام کی تاکید تنوین تفخیمی سے فرمائی سو اس مین
دلالت ہے اس بات پر کہ اوسکا حال غریب وعجیب ہے اور اوس کے اوصاف طور بیان
سے خارج ہین گویا وہ ایک ایسی شی ہے کہ بیان سے باہر ہے قولہ تعالی تکلمہم کے معنی مین اختلاف ہے کسی نے کہا کہ جو لوگ
اوسوقت موجود ہونگے اونسے کلام کریگا کہ ساری دین باطل ہین سوای دین اسلام کے کسی نے کہا کہ اونسے کلام کریگا
ساتھہ اوس بات کے جو اوسکو بری لگیگی کسی نے کہا کہ اون سے عربی مین یہ قول کہیگا کہ ان الناس
کانوا بآیاتنا لا یوقنون یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے یعنی لوگ ہماری آیتون کا
یقین نہین کرتے تھے بآیاتنا سے مراد بحر وجہا ہے اس لیے کہ دابہ کا خروج منجملہ آیات ہے

[1] ابن کثیر مین اس جگہہ لفظ جیاد واقع ہوا ہے اصح ہی اللہ کا

دوسرا قول اونکا یہ ہے کہ تکلمہم بمعنی تخدشہم ہے یعنی اون سے باتین کریگا تیسرا قول اونکا یہ ہے کہ اون سے کسی نے پوچھا کہ تکلمہم تکلیم باللسان سے ہے یا کلم بمعنی جرح سے تو فرمایا واللہ وہ یہ سب کریگا مومن سے تو باتین کریگا اور کافر کو زخمی کریگا جمہور نے تکلمہم پڑہا ہے تکلیم سے اسپر حضرت ابی رضی اللہ عنہ کی قراءت دال ہے تنبیہ حضرت ابن عباس وابو زرعہ وابو رجا حضرت حسن نے تکلمہم بفتح فوقیہ وسکون کاف پڑہا ہے کلم بمعنی جرح سے عکرمہ نے کہا تسیمہم وسما یعنی اون کو داغ دیگا کسی نے کہا تجرحہم یعنی اون کے زخم لگائے گا کسی نے کہا کہ قراءت جمہور کی ماخوذ ہے کلم بفتح کاف و سکون لام بمعنی جرح سے اور تشدید واسطے تکثیر کے ہے یہ قول ابو حاتم کا ہے

عبد بن حمید وابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے یہ کوئی حدیث اور نہ کوئی کلام لیکن وہ ایک داغ ہے کہ داغ لگائیگا اوس شخص کو جسکا اللہ اوسے امر کریگا پس اوسکا نکلنا ہوگا صفا سے شب منی کو پس لوگ چیخین گے درمیان اوس کے سر اور دم کے نہ ملیگا کوئی ملنے والا اور نہ نکلیگا کوئی نکلنے والا یہان تک کہ جس وقت وہ فارغ ہو جائیگا اوس شے سے جس کا اللہ نے اوس کو امر فرمایا ہے پھر ہلاک ہوگا جو کوئی ہلاک ہوگا اور نجات پائیگا جو کوئی نجات پائیگا تو ہوگا اول قدم اوسکا جس کو وہ رکھیگا انتہا کیہ مین **امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نے اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نکلیگا دابہ پھر داغ دیگا اون کے خراطیم پر یعنی اونکی ناکون پر پھر وہ عمر دیے جائین گے تم مین یہان تک کہ خریدیگا آدمی دابہ کو یعنی جانور سواری کو تو اوس سے کہا جائیگا کہ تو نے اوس کو کس سے خریدا تو وہ کہیگا کہ رجل مخطم سے یعنی اوس شخص سے جس کی ناک پر داغ دیا گیا تہا بعد اس کے فتح البیان مین بعض حدیثین وہی ذکر کی ہین جن کا ذکر اول ہو چکا ہے پھر کہا ہے کہ دابہ کی صفت ومکان خروج مین اور اوس کام مین جو وہ کریگا اور کب نکلیگا بہت سی حدیثین وارد ہوئی ہین بعض تو صحیح ہین اور بعض حسن اور بعض ضعیف رہا اوسکا نکلنا اور علامات قیامت سے اوسکا ہونا سو اس باب مین جو حدیثین

لہ اصل کا لفظ یہ ہے فیضحون بین راسہا ودنبہا الا بدر حض دحض ولا تجرح جارح ہے ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یون ہی فیضحون بین راسہا ودنبہا الا بدر حض دحض ولا تجرح جارح یعنی وہ تو تب بھی نکلیگا پس وگم ہو کر یکجا دریان اوسکے سر اور دم کے نہ ملیگا کوئی ملنے والا اور نہ نکلیگا کوئی نکلنے والا یہ ترجمہ مناسب ہے کہ سب دیکھیں اور ہر ایک کو معلوم ہو کہ اصل کا مطلب کیا ہے پھر کسی کو کوئی صحیح ترجمہ قرآن مقابلہ کر کے درست کرنا ہو تو کرلے

وارد ہوئی ہین وہ صحیح ہین بعض اونمین سے وہ ہین جو صحیح مین ثابت ہوئی ہین جس طرح
کہ حدیث مرفوع حذیفہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ لا تقوم الساعۃ حتی ترو اعشر آیات و ذکر منہا
الدابۃ سو وہ صحیح مسلم مین ہے اور سنن اربعہ مین اور جیسے حدیث بادروا بالاعمال الخ یہ بھی
صحیح مسلم مین ہے اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما مرفوعًا ان اول الآیات خروجا طلوع الشمس
الخ یہ بھی صحیح مسلم مین ہے چنانچہ یہ سب حدیثین اول گذر چکی ہین جمہور نے قولہ تعالے
ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون کو بکسر ان پڑہا ہے بنا بر استیناف کوفے والون نے
اور ابن ابی اسحاق نے بفتح ان پڑہا ہے اخفش نے کہا کہ فتح کی بنا پر معنی یہ ہین بان الناس
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بان پڑہا ہے بحرف با ابو عبیدہ نے کہا محل ان کا
نصب ہے بسبب وقوع فعل کے اوسپر یعنی وہ دابہ خبر دیگا اون کو اس بات کی کہ لوگ
ہماری نشانیون کا یقین نہین کرتے تھے اس قرارت کی بنا پر جس بات کے ساتھہ
دابہ لوگون سے کلام کریگا وہ بات یہی ہے کہ ان الناس الخ چنانچہ اول ہم اس طرف
اشارہ کر آئے ہین رہی کسرے کی قرارت سو اوس کی بنیاد پر جملہ مستانفہ ٹھیریگا چنانچہ
اول اسکا ذکر ہو چکا ہے اور یہ جملہ دابہ کے کلام سے نہوگا مفسرین کی ایک جماعت نے
اس کی تصریح کی ہے اور کسائی و فراء نے اسپر جزم کیا ہے اخفش نے کہا کہ کسرہ ان کا تقدیر
قول کی بنا پر ہے ای تقول ان الناس الخ پس اس تقدیر پر پہلی قرارت کے معنی راجع
ہونگے طرف دوسری کے مراد ناس سے اس آیت مین علی العموم آدمی ہین تو اسمین ہر مکلف
داخل ہوگا کسی نے کہا کہ مراد خاص کفار ہین کسی نے کہا کہ کفار مکہ یعنی دابہ لوگون کو خبر
دیگا کہ مکے والے ایمان نہ لائے قرآن پر جو کہ مشتمل ہے بعث و حساب و عقاب پر یہ قول
خازن و محلی کا ہے لیکن یہ قول غیر ظاہر ہے اس واسطے کہ دابہ کا آخر زمانے مین یہ خبر دینا
کہ مکے والے جنہون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کیا اور اون کے معاصر تھے
وہ لوگ یقین نہین کرتے تھے اسمین کوئی فائدہ نہین ہے پس اولی قول یہ ہے کہ ناس کا
اون کفار پر حمل کیا جائے جو کہ وقت نکلنے دابہ کے موجود ہونگے جیسا کہ جمہور مفسرین نے
کیا ہے بالجملہ دابہ کے نکلنے سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر منقطع ہو جائیگا اور نہ کوئی نائب

باقی رہیگا نہ کوئی تائب اور نہ کوئی کافر ایمان لائیگا جس طرح کہ اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کی طرف وحی کی تھی کہ انہ لن یومن من قومک الا من قد آمن مطلب یہ ہو کہ اوس وقت کوئی ایسا شخص پایا نجائیگا کہ اللہ پاک کی طرف رجوع کرے اپنی غفلت سے بیدار ہو اور عاصیون مین سے توبہ کرنیوالے کی توبہ قبول نہ کی جائیگی اور نہ کسی کافر کا ایمان مقبول ہوگا

ف صاحب شامہ فی اشراط الساعۃ رحمہ اللہ تعالی نی دابۃ الارض کا خوب بیان کیا ہے اوس کے حلیہ وسیرت وخروج کو مفصل لکھا ہے اکثر حدیثین وہی ذکر کی ہین جو اول گذر چکی ہین کچھ اقوال زیادہ بھی لکھے ہین خروج کی روایتین جو مختلف وارد ہوئی ہین اون مین خوب جمع کی ہے لفظ تثنیہ لکھکر کہا ہے کہ وجہ جمع کی درمیان ان روایتون کے دو وجہ سے ہے ایک یہ ہے کہ اوس کے واسطے تین بار نکلنا ہے سو بعض مین تو وہ نکلیگا قوم لوط کے شہر سے اور اس نکلنے پر صادق آتا ہے کہ یہ نکلنا اقصاے بادیہ سے ہے اور بعض نکلنے مین وہ نکلیگا بعض اودیۂ تہامہ سے اسپر یہ بات صادق آتی ہے کہ وہ وراء مکہ اور مین سے نکلیگا اس واسطے کہ حجاز یمانیہ ہے اور اسی وجہ سے کعبۂ مکرمہ کو یمانیہ کہا گیا ہے اور اخیر بار کے نکلنے مین کہا ہے کہ وہ مکہ سے نکلیگا اوس کی عظمت جثہ اور طول کی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ نکلے صفا و مروہ واجیاد کے درمیان سے کیونکہ وہ ٹھیریگا بقدر تین دن کے یا اکثر اب اوسپر یہ بات صادق آئیگی کہ وہ نکلا مروہ سے اور صفا سے اور اجیاد سے اور مسجد سے وباللہ التوفیق دوسری وجہ جمع کی یہ ہے کہ وہ ان سب مکانون سے نکلے گا آن واحد مین واسطی خرق عادت کے مثالی صورتون مین یہ بات مبنی ہے تحقق مثال محسوس پر حافظ جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ نے اسی کی بنا پر فتوی دیا حق مین دو شخصون کے جنہون نے طلاق کی قسم کھائی تھی کہ اونمین سے کسی کی طلاق واقع نہین ہوئی ہر شخص نے یہ قسم کھائی تھی کہ شیخ عبد القادر طحطوحی رضی اللہ عنہ نے اوس کے پاس رات بسر کی ایک رات معین مین کہا کہ یہ مسئلہ قدیم سے واقع ہو چکا ہے اور علما نے اس مین عدم حنث کا فتوی دیا ہے انتہے ثم رایت ابن علان قال فی تفسیرہ ضیاء السبیل ما لفظہ و قد قیل تخرج فی کل بلد دابۃ مما ھو مثبوت لنوعھا فی الارض ولیست

واحدة فدابته على هذا القول اسم جنس انتهى واذا قلنا بتعدد الصور المثالية
اغنى عن القول بالجنسية وبالله التوفيق انتهى جناب توفيق ابوالوفا الصديق صاحب
فتح البيان رحمه الله تعالے نے حجج الكرامه واقتراب الساعه واذاعه وغيره اپنے مؤلفات ممتعه
مين دابة الارض پر خوب كلام كيا ہے فجزاه الله سبحانه خير الجزاء وغفرله وبرد مضجعه آمين غرضكه
الله پاك نے اول روز قيامت كے مبادى كا بيان كيا پهر بعد اوس كے احوال روز حشر
كا كچهه مجمل ذكر فرمايا پس ارشاد كيا ويوم نحشر من كل امة فوجا ممن يكذب بايتنا
فهم يوزعون ٥ حتى اذا جاءو قال اكذبتم بايتى ولم تحيطوا بها علما اماذا
كنتم تعملون ٥ ووقع القول عليهم بما ظلموا فهم لا ينطقون ٥ الم يروا انا جعلنا
الليل ليسكنوا فيه والنهار مبصرا ان فى ذلك لايت لقوم يؤمنون ٥ اور جس دن
گهير لاوين گے هم هر فرقے مين سے ايك دل جو جهٹلاتے تهے هماري آيتين پهر اون كى
مشل بنديگى يهان تك كه جب آپونچى فرمايا كيون تم نے ميرى باتين جهٹلائين اور نه آچكى تهين
تمهارى سمجهه مين يا كهو كيا كرتے تهے اور پڑچكى اون پر بات اس واسطے كه اونهون نے
شرارت كى سو وه كچهه نهين بولتے كيا نهين ديكهتے كه هم نے بنائى رات تو كه اوس مين
چين پكڑين اور دن بنايا ديكهنے كا البته اسمين نشانيان هين اون لوگون كو جو يقين كرتے
هين ف يعنى هر گناه والے ايك جتها هون گے انتهى ف حافظ ابن كثير
رحمه الله تعالے كهتے هين الله پاك خبر ديتا ہے روز قيامت كى اور ظالمون كے حشر
كى اون لوگون مين سے جو كه جهٹلانے والے هين الله كى آيتون كے اور اوس كے
رسولون كے كه يه لوگ گهيرلائے جائين گے طرف روبكارى الله عزوجل كے تاكه دار دنيا
مين جو كچهه اونهون نے كيا ہے اوسكا اون سے سوال كرے واسطے تقريع وتوبيخ وتصغير و
تحقير وتذليل كے پس ارشاد فرمايا ويوم نحشر من كل امة فوجا ممن يكذب بايتنا
يعنى جس دن هم گهيرلاوين گے هر قوم وقرن سے ايك جماعت جو جهٹلاتى تهى هماري
آيتين جيسا كه الله پاك نے فرمايا ہے احشروا الذين ظلموا وازواجهم اور فرمايا ہے
واذا النفوس زوجت قوله تعالى فهم يوزعون حضرت ابن عباس نے فرمايا

ك جمع كرو گنهگارون كو
اور انكى جوڑون كو ١٢
ل اور جب جبون
كى جوڑ بندهين ١٢

یدفنون قتادہ نے کہا وزرۃ یرد اولہم علے آخرہم عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا
کیا قون مطلب اس سب کا یہ ہے کہ اون کے واسطے روکنے والے انتظام کرنیوالے
لوگ ہون گے کہ وہ اونکا ضبط و نظم کرین گے اول کو آخر پر رد کرین گے کہ چل بچل نہونے
پائین برابر اپنے اپنے مثل سے ہانکے جائین کوئی اونمین سے آگے پیچھے نہو جائے
یہان تک کہ جس وقت اس انتظام و اہتمام سے آئین گے اور مقام سوال مین اللہ
عزوجل کے روبرو کھڑے ہون گے تو فرمائیگا الکن بتم بایاتی ولم تحیطوا بہا علما
اماذا کنتم تعملون یعنی پھر وہ اپنے اعتقاد و اعمال سے پوچھے جائین گے پس چونکہ
وہ اہل سعادت سے نہ تھے اور ایسے تھے جیسی کہ اللہ پاک نے اونکی طرف سے
خبر دی ہے کہ فلا صدق ولا صلی ولکن کذب و تولی تو اوس وقت اونپر حجت
قائم ہوگی اور اون کے واسطے کوئی عذر نہوگا کہ اوسے پیش کرین چنانچہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے ھذا یوم لا ینطقون ولا یوذن لھم فیعتذرون الایہ اسی طرح بیان
ارشاد فرمایا ہے وقع القول علیہم بما ظلموا فہم لا ینطقون یعنی وہ مبہوت و متحیر
ہو جائین گے پھر اون کے واسطے کچھ جواب نہوگا اس واسطے کہ وہ تو دار دنیا مین اپنی جانون
پر ظلم کرنے والے تھے اور اب پھیر لائے گئے طرف اوس ذات پاک کے جو کہ عالم الغیب
والشہادۃ ہے اور جسپر کوئی پوشیدہ شی مخفی نہین ہے پھر اللہ پاک نے آگاہی بخشی اپنی قدرت
تام و سلطان عظیم و شان رفیع پر کہ جس کی طاعت و فرمان برداری اور اوس کے حکمون کے
واسطے انقیاد اور اوس کے نبیون کی تصدیق واجب ہے اوس حق مین جس کو وہ لیکر آئے
کون حق جس سے کسی طرح کا مفر نہین ہے پس ارشاد فرمایا الم یروا انا جعلنا اللیل
لیسکنوا فیہ یعنی کیا نہین دیکھتے کہ ہم نے بنائی رات تاکہ اوسکی تاریکی مین چین پکڑین
اور اوس کے سبب سے اون کے حرکات و انفاس سکون پذیر ہون اور دن بھر جو کام
کاج کرنے سے تکان ہوا ہے اوسکی تکلیف سے آرام لین والنہار مبصرا یعنی اور بنایا
ہمنے دن کو روشن سو بسبب اوس کی روشنی کے اپنے معایش و کسب مین چلین پھرین
سفر کرین تجارتین کرین اس کے سوا اور اپنے کام بنائین جن کی اون کو حاجت ہوتی ہے

ف۱ پھر نہین لایا ہے
نہ نماز پڑھی پھر جھٹلایا
ہے اور روزہ نہ رکھا ۱۲
ف۲ یعنی دن ہے کہ
بولین گے اور نہ اونکو
حکم ہوگا کہ توبہ کرین ۱۲

ان فی ذلک لآیات لقوم یومنون بیشک اسمین البتہ نشانیان ہین اون لوگون کو
جو یقین کرتے ہین ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ عامل کلمۂ یوم مین فعل محذوف
ہے یعنی اذکر اس کا خطاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے حشر بمعنی جمع ہے کہا ہے
کہ مراد اس حشر سے حشر عذاب خاص ہے بعد حشر کلی کے جو کہ ساری خلق کو شامل ہے
اور کلۂ من واسطی ابتدای غایت کے ہے فوج کہتے ہین جماعت کو نسل زمرہ وقوم کے
راغب نے اوس کو مقید کیا ہے کہا کہ فوج جماعت مرد رکرنے والی جلدی چلنے والی ہے
یہ تو اس کی اصل تھی پھر اس کا اطلاق کیا گیا گو نہ مرد رہو نہ اسراع ہو جمع افواج وفُوَّج ہے
مِمَّن یکذب کا من بیانیہ ہے فھم یوزعون کے یہ معنی ہین کہ روکا جائیگا اول اون کا
اون کے آخر پر واسطے تلاحق اونکی کے مطلب یہ ہے کہ اول کے لوگ ٹھیرائے جائینگے
یہان تک کہ پچھلے اون سے ملجائین اور سب جمع ہو جائین پھر ہانکے جائین گے مراد اس سے
اون کی کثرت عدد وتباعد اطراف ہے کسی نے کہا یوزعون بمعنی یدفعون ہے یہ قول حضرت
ابن عباس سے مروی ہے چنانچہ گذر چکا ہے اسکی تحقیق اسی سورت مین پورے طور پر
گذر چکی ہے معنی آیت کے یہ ہین ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ذکر کر اوس دن کا جس
دن ہم جمع کرین گے ہر امت سے منجملہ امم کے ایک جماعت کو جو کہ ہماری آیتون کو جھٹلاتی
تھی سو وہ وقت اوس جمع کرنے کے روکیا جائیگا اول اون کا اون کے آخر پر یا وہ دفع
کیے جائین گے یعنی تو اون سے اسکا ذکر کر اور اون کی تحذیر وترہیب کے واسطے
اسکا بیان کر ابو السعود نے کہا حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ابوجہل وولید بن
مغیرہ وشیبہ بن ربیعہ ہانکے جائین گے آگے اہل مکہ کے اور اسی طرح باقی امتون کے قادۃ
یعنی پیشوا وسردار ہانکے جائین گے آگے اون کے طرف نار کے زادہ نے کہا ذکر کر اوس
دن کا جس دن ہم جمع کرین گے ہر امت سے منجملہ امم انبیا کے زمرہ مکذبین کو جو کہ جھٹلاتے تھی
ہماری آیتین جو اتاری گئین ہماری نبیون پر اور وہ آیتین جو دال ہین ہماری وحدانیت پر
الفس وآفاق مین پھر روکے جائین گے اول اون کے اونکے آخر پر تاکہ جمع ہو جائین پھر
ہانکے جائین گے طرف موضع حساب کے حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ بہان تک کہ جس وقت وہ

آئین گے طرف موقف حساب کے قال اکذبتم بآیاتی ولم تحیطوا بها علما یعنی تو
اللہ تعالی اون سے فرمائیگا واسطی توبیخ وتقریع کے کیا جھٹلائین تم نے میری آیتین
جن کو مین نے اپنے رسولون پر اوتارا اور اون کو حکم دیا اون کے پونہچانے کا طرف
تمہارے حالانکہ آچکی تھین تمہاری سمجھ مین بلکہ تم نے اون کی تکذیب کی پہلے ہی پہل
اس حال مین کہ تم اون سے جاہل تھے اون مین غور وفکر کرنے والے نہ تھے اور نہ
اون کی صحت یا بطلان پر استدلال کرنے والے تھے ہمارے تمرد وسرکشی وعناد وجرأت
کے اللہ تعالے پر اور اوس کے رسولون پر اسمین غایت درجے کی توبیخ وتقریع ہے
اس واسطے کہ جس شخص نے کسی شی کی تکذیب کی حالانکہ وہ ابھی اوس کی سمجھ مین نہین
آچکی ہے تو مقرر وہ جھوٹا ہے اپنی تکذیب مین اور مذاکی اوسنے اپنی جان پر جہل وعدم
انصاف کے اور سوء فہم وقصور ادراک کے اسی قبیل سے وہ شخص ہے جو پیش آتا ہے
واسطی ذم کسی علم کے علوم شریعت غرا سے یا واسطی ذم اوس علم کے جو مقدمہ ہے
مقدمات علوم شریعت سے یا وسیلہ ہے کہ اوس کے سبب سے اونکی طرف وصول
ہوتا ہے اور اونکی معرفت مین اور اون کے معانی کے سمجھنے مین زیادت بصیرت
بخشتا ہے جیسے ساری علوم لغت عربی کے یہ بارہ علم ہین اور علم اصول فقہ کیونکہ اس سے
توصل کیا جاتا ہے طرف استنباط احکام شرعیہ کے اون کے ادلۂ تفصیلیہ سے مع اس کے
کہ وہ مشتمل ہے بیان پر قواعد کلیہ لغت کے اور اسی طرح ہر علم اون علمون سے جن کا زیادہ
نفع ہے سمجھنے مین کتاب اللہ کے اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس
جو کوئی ایسے علوم کی ذم کرنے کو کھڑا ہوا تو مقرر اوسنے مذاکی اپنی جان پر اس بات کی
کہ وہ جاہل ونادان ہے باطل کے ساتھ جدال کرنے والا ہے علوم شرعیہ پر طاعن ہے
مستحق اس کا ہے کہ قوارع عقوبت سے کوئی قاصمہ اوسپر نازل ہو کہ اوس کو اوس کے جہل
وضلال سے زجر کرے اور جس شی کو وہ جانتا پہچانتا نہین ہے اور نہ اوس کی کنہ کا احاطہ
کرتا ہے اوسپر طعن کرنے سے اوسکو باز رکھے تاکہ وہ غیر کے واسطے عبرت ہو جائے اور
ایک موعظہ ونصیحت بن جائے کہ جو لوگ اوس کے مثل ضعیف العقل رکیک الدین نودیدہ ناس

زور و کذب کے طور پر تلبس لعلم مین اوس سے نصیحت پزیر ہون ام ماذا کنتم تعملون
ام منقطعہ معنی بل ہے یعنی بلکہ آیا کس شے کو تم کرتے تھے یہان تک کہ اوسنے تمکو آیتون مین
نظر کرنے سے اور اون کے معانی مین تفکر و تامل کرنے سے باز رکھا یہ استفہام بطور تبکیت
کے ہے واسطے اون کے و وقع القول علیهم بما ظلموا فهم لا ینطقون یعنی واجب
ہوا اون پر عذاب بسبب اون کے ظلم کے کون ظلم جو کہ بزرگترین انواع ظلم سے ہے یعنی
شرک باللہ سو وہ نہین بولتے ہین وقت وقوع قول کے اونپر یعنی اون کے واسطے کوئی عذر
نہین ہے کہ اوسکو بولین یا یہ معنی ہین کہ قادر نہین ہوتے ہین بولنے پر بسبب ہول عظیم کے
جس کو وہ دیکھ رہے ہین اکثر مفسرین نے کہا ہے کہ اون کے مونہہ پر مہر کر دیجائیگی اس واسطے
نہ بولین گے غرضکہ اول اللہ پاک نے روز قیامت کے ہولون سے اون کو ڈرایا بعد
اس کے وہ شی ذکر کی جو لیاقت رکھتی ہے اس بات کی کہ توحید و حشر و نبوت پر دلیل ہو واسطے
مبالغے کے ارشاد مین اور واسطی ابلای معذرت کے پس فرمایا الم یروا انا جعلنا اللیل
لیسکنوا فیه یعنی کیا نہ جانا اونہون نے کہ ہم نے رات بنائی واسطے سکون و چین اور قرار
پکڑنے کے اور سونے کے یہ اس سبب سے ہے کہ اوسمین تاریکی ہے بوجہ اندھیری کے
معاش کے لیے اوسمین دوڑ دہوپ نہین کرتے ہین والنهار مبصرا اور بنایا دن کو روشن
تاکہ اوسمین ڈھونڈھین معاش کو جس کے واسطے دوا دوش کرتے ہین اور اوسکا حاصل کرنا اون کو
ضروری ہے نہار کو موصوف بالبصار کیا حالانکہ وہ وصف لوگون کا ہے سو غرض اس سے
مبالغہ ہے دن کی روشنی مین گویا وہ ایسا روشن ہے کہ وہ خود دیکھتا ہے اوس شے کو
جو اوس مین ہے پس کلام مین اسناد عقلی ہے یعنی اسناد ابصار کا زمان کی طرف کیا ہے
کسی نے کہا کہ عبارت مین حذف ہے تقدیر یہ ہے و جعلنا اللیل مظلما لیسکنوا
مظلما کو اس لیے حذف کر دیا ہے کہ مبصرا اوسپر دال ہے اس کی تحقیق اسراء و یونس مین گذر چکی
ہے ان فی ذلك لآیات لقوم یومنون یعنی بیشک یہ بات جس کا ذکر ہوا اسمین
البتہ علامتین دلالتین ہین واسطے اون لوگون کے جو ایمان لاتے ہین اللہ پاک پر
اس آیت کریمہ مین دلیل ہے صحت پر بعث بعد الموت کے اس واسطی کہ جو ذات

پاک اسپر قادر ہے کہ روشنی کو تاریکی سے قلب کر دیتا ہے اور تاریکی کو روشنی سے وہ
قادر ہے اعادے پر بعد موت کے اس مین کیونکر دلیل نہوگی حالانکہ جو کوئی اس بات
مین تامل و غور کریگا کہ رات دن آتے جاتے ہین ایک کے پیچھے دوسرا لگا آتا ہے اور اونکا
اختلاف ایسے وجوہ پر ہے کہ اونکی بنا ایسی حکمتون پر رکھی گئی ہے جن کے سمجھنے مین
عقلین متحیر ہوتی ہین اور سوا اللہ پاک کے اور کوئی اونکا احاطہ نہین کر سکتا ہے اور آفاق
و اطراف زمین مین تاریکی شب کا بدلنا مشاہدہ کریگا جو کہ موت کے مشابہ ہے ساتھہ روشنی
روز کے جو کہ حیات کے مشابہ ہے اور معاینہ کریگا بدلنا نیند کا جو کہ برادر مرگ ہے ساتھہ
جاگنے کے جو کہ مثل حیات کے ہے تو وہ حکم لگا دیگا اس بات کا کہ قیامت آنیوالی ہے
اوسمین کسی طرح کا شک نہین ہے اور اللہ پاک اوٹھا کھڑا کریگا اون لوگون کو جو قبرون مین
ہین اور جزم کریگا اس بات کا کہ بیشک اللہ پاک نے اوسکو ایک نمونہ و دلیل ٹھیرایا ہے
جس سے دلیل پکڑی جاتی ہے اس پر کہ سارے آیات حق ہین اللہ پاک کے پاس
سے نازل ہین قالہ ابو السعود پھر اللہ پاک نے ایک اور نشانی قیامت کی ذکر کی پس ارشاد فرمایا

ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ
وکل اتوہ داخرین ۝ وتری الجبال تحسبہا جامدۃ وہی تمر مر السحاب
صنع اللہ الذی اتقن کل شیء انہ خبیر بما تفعلون ۝ من جاء بالحسنۃ فلہ خیر
منہا وہم من فزع یومئذ امنون ۝ ومن جاء بالسیئۃ فکبت وجوہہم
فی النار ہل تجزون الا ما کنتم تعملون ۝ اور جس دن پھونکا جاویگا نرسنگا تو گھبرا جاویگا
جو کوئی ہے آسمان مین اور زمین مین مگر جس کو اللہ چاہے اور سب چلے آدین اوس کے
آگے عاجزی سے اور تو دیکھتا ہے پہاڑ جانتا ہے وہ جم رہے ہین اور وہ چلین گے
جیسے چلے بادل کاریگری اللہ کی جس نے سادی ہے ہر چیز اوسکو خبر ہے جو تم کرتے ہو
جو کوئی لایا بھلائی تو اوسکو ملتا ہے اوس سے بہتر اور اون کو گھبراہٹ سے اوس دن
چین ہے اور جو کوئی لایا برائی سو اوندھے ڈالے ہین اون کے مونہہ آگ مین وہی بدلا پاوگے
جو کچھہ کرتے تھے ف ایک بار صور پھنکیگا جس سے سب خلق مرجاوینگے اور دوسرا

پہنکے گا تو بی اوٹھین گے اوس کے بعد جو پہنکے گا تو گھبرا جائین گے اور پہونکیگا تو ذلیل
ہوجاوین گے اور پہنکے گا تو ہوشیار ہوین گے صور پہکنا بہت بار ہے ف یہ ہوگا قیامت مین جیسے سورہ طہ مین فرمایا ہے یَنْسِفُہَا رَبِّیْ نَسْفًا انتہی ف حافظ ابن
کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اوس دن کے ہول کی کہ جس دن فزع
کا نفخہ صور مین پہونکا جائیگا صور وہ ہے جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک قرن ہے
اوسمین پہونکا جائیگا حدیث صور مین آیا ہے کہ جو شخص اوس مین پہونکیگا اللہ تعالے کے امر سے
وہ اسرافیل علیہ السلام ہے پس وہ پہونکیگا اوسمین اول نفخہ فزع کا اور اوس کو طویل کریگا
اور وہ آخر عمر دنیا مین ہوگا جب کہ قیامت قائم ہوگی شریر لوگون پر زندون سے تو گھبرا جائیگا
جو کوئی ہے آسمانون مین اور زمین مین مگر جس کو اللہ چاہے یہ لوگ شہدا ہین پس بیشک وہ
زندہ ہین اپنے رب کے پاس اون کو رزق ملتا ہے امام مسلم - بن حجاج نے
یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی سے روایت کیا ہے کہا مین نے عبداللہ بن عمرو
رضی اللہ عنہما سے سنا اور اون کے پاس ایک شخص آیا تو کہا یہ کیا حدیث ہے جو تو بیان کرتا
ہے کہ ان الساعۃ تقوم الی کذا و کذا پس فرمایا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا کوئی کلمہ مثل ان کے
البتہ مقرر مین نے قصد کرلیا ہے کہ حدیث نکرون کسی کو کسی شی کی کہی مین نے تو یہ کہا ہے
کہ عنقریب تم دیکھو گے بعد زمانہ قلیل کے ایک امر عظیم بیت اللہ خراب ہوجائیگا اور ہوگا
اور ہوگا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نکلے گا دجال میری امت
مین پھر وہ ٹھیرے گا چالیس مین نہین جانتا ہون کہ چالیس دن یا چالیس مہینے یا چالیس
برس پھر بھیجیگا اللہ عیسی بن مریم کو گویا وہ عروہ بن مسعود ہین تو وہ دجال کو تلاش کرینگے
پھر اوسے ہلاک کرڈالین گے پھر ٹھیرین گے لوگ سات برس نہین ہوگی درمیان
دو آدمیون کے عداوت پھر بھیجیگا اللہ ایک سرد ہوا شام کی طرف سے تو باقی نہ رہے گا
روی زمین پر کوئی جس کے دل مین ذرہ برابر خیر ہوگی یا ایمان مگر وہ اوس کو قبض کرلیگی
یہان تک کہ اگر ایک تمہارا داخل ہوگا کسی پہاڑ کے جگر مین تو البتہ وہ داخل ہوگی اوسمین
اوسپر یہان تک کہ اوس کو قبض کرلیگی کہا مین نے ان باتون کو سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم سے کہا پھر باقی رہجائین گے شریر لوگ پرندون کی سبکی مین اور درندون
کی عقلون مین نہ پہچانین گے کسی نیک بات کو اور نہ انکار کرین گے کسی بری بات کا پس
شیطان اون کے روبرو صورت بنکر آئیگا تو کہیگا کیا تم کہا نہین مانتے ہو وہ کہین گے
پھر کیا حکم کرتا ہے تو ہمکو تو وہ اون کو امر کریگا بتون کی عبادت کا وھم فی ذالک
دارٍ رزقھم حسنٌ عیشھم یعنی وہ اس حال مین ایسے ہون گے کہ روزی اون کی مینہ
کی طرح برس رہی ہوگی گذران اون کی خوبتر ہوگی مطلب یہ ہے کہ باوجود بت پرستی
کے خوب آسودگی سے گذریگی پھر پھونکا جاویگا صور مین تو نہ سنیگا اوسکو کوئی الا
اصغیٰ لیتاً ورفع لیتاً مگر جھکائیگا ایک صفحہ گردن کو اور اوٹھائیگا دوسرے صفحہ کو کہا
امر اول جو اوس کو سنیگا وہ شخص ہے کہ اپنے اونٹون کے حوض کو مٹی سے لیس رہا ہوگا
اوس کو درست کرتا ہوگا کہا پھر وہ بیہوش ہوجائیگا اور لوگ بیہوش ہوجائین گے پھر بھیجیگا
اللہ یا کہا اوتاریگا امطر کو یعنی باران گویا وہ طل ہے یا کہا ظل تک کرنے والا نعمان ہے
جو کہ یعقوب سے راوی ہے پس اوسی مطر سے لوگون کے جسم اوگین گے پھر صور مین اور
پھونک پھونکی جائیگی تو اوسی دم لوگ کھڑے ہوے دیکھتے ہون گے پھر کہا جائیگا ای
لوگو آؤ طرف اپنے رب کے یعنی جلد دوڑو وقفوھم انھم مسؤلون یہ فرشتون سے
کہا جائیگا یعنی اون کو ٹھیراؤ اون سے پوچھ ہوگی پھر کہا جائیگا اخرجوا بعث النار
یعنی نکالو آگ مین بھیجنے کے لوگون کو پھر کہا جائیگا من کم یعنی فرشتے پوچھین گے کہ کتنوں سے
کتنے نکالے جائین تو کہا جائیگا کہ ہر ایک ہزار سے فوسو ننانوے کہا پس وہ دن ہے
کہ بچون کو بوڑھا کردیگا اور یہ وہ دن ہے کہ جس مین پنڈلی کھولی جائیگی اس حدیث مین
جو یہ آیا ہے فلا یسمعہ احدا الا اصغیٰ لیتاً ورفع لیتاً سو لیت کہتے ہین صفحہ گردن کو یعنی جو کوئی
اوس کو سنیگا تو وہ اپنی گردن کو جھکائیگا تاکہ آسمان سے اوس کو اچھی طرح سنے پس یہ تو
نفخہ فزع ہے پھر بعد اس کے نفخہ صعق کا ہے صعق یعنی موت ہے پھر بعد اس کے
نفخہ قیام کا ہے واسطے رب العالمین کے اور یہی نشور ہے قبرون سے واسطے ساری
خلائق کے اور اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے کل اتوہ داخرین اسکو بدیہ ہے

صیغہ اسم فاعل اور بغیر مد بصیغہ مفعل بھی کل بمعنی کل واحد ہے اور داخرین بمعنی صاغرین مطیعین یعنی اوس کے حکم سے کوئی بھی پیچھے نرہیگا ایک ایک کرکے سب کے سب ذلیل و مطیع ہوکر حاضر ہونگے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہ وقال تعالی ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون حدیث صور میں ہے کہ تیسرے نفخہ میں اللہ حکم دیگا روحوں کو تو وہ رکھی جائیں گی صور کے سوراخوں میں پھر اسرافیل اوس میں پھونکیں گے بعد اس کے کہ جسم اپنی قبروں میں اور اپنی جگہوں میں اوگ چکے ہوں گے پھر جس وقت صور میں پھونکا جائیگا تو روحیں اوڑینگی اس حال میں کہ مومنوں کی روحیں تو چمکتی ہونگی نور سے اور کافروں کی روحیں ظلمت و تاریکی سے پھر اللہ عزوجل فرمائیگا قسم ہے میری عزت و جلال کی کہ البتہ رجوع کرے ہر روح طرف اپنے جسم کے تو آئیں گے روحیں طرف اپنے جسموں کے پھر ہلکی ہلکی چلیں گی اوسمیں جس طرح کہ ہلکے ہلکے چلتا ہے زہر سانپ کے کاٹے ہوئے میں پھر اوٹھ کھڑے ہونگے خاک جھاڑتے ہوئے اپنی قبروں سے اللہ تعالے نے فرمایا ہے یوم یخرجون من الاجداث سراعا کانھم الی نصب یوفضون قولہ تعالی وتری الجبال تحسبھا جامدۃ وھی تمر مر السحاب یعنی تو دیکھیگا پہاڑوں کو گویا وہ ثابت و باقی ہیں اوس حال پر جسپر وہ تھے حالانکہ وہ گذر رہے ہیں مثل گذرنے بادل کے یعنی وہ اپنے مکانوں سے ٹل جائیں گے کما قال سبحانہ وتعالے یوم تمور السماء مورا وتسیر الجبال سیرا وقال تعالے ویسئلونک عن الجبال فقل ینسفھا ربی نسفا فیذرھا قاعا صفصفا لا ترٰی فیھا عوجا ولا امتا وقال تعالے ویوم نسیر الجبال وترٰی الارض بارزۃ قولہ تعالے صنع اللہ الذی اتقن کل شیء یعنی اللہ پاک یہ کام کرتا ہے اپنی قدرت عظیم سے جسنے ہر شے کا اتقان کیا ہے یعنی اوس نے ہر مخلوق کو استحکام و اتقان بخشا ہے اور اوسمیں حکمت رکھی ہے جو کچھ رکھی ہے انہ خبیر بما یفعلون یعنی بندے جو کچھ خیر و شر کرتے ہیں اوسکو خوب جانتا ہے اور اوسیر اون کو پوری پوری جزا دیگا پھر اللہ پاک نے سعدا و اشقیا کا حال بیان کیا جو اوس دن ہوگا پس

جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے اور تو دیکھے گا زمین کو کہ ظاہر ہے اور ہم جمع کرینگے ان کو پھر ایک بھی نہ چھوڑیں گے اور پیش کئے جائیں گے تیرے رب پر صف باندھے ہوئے البتہ تحقیق آئے تم ہمارے پاس جیسا کہ پیدا کیا تھا ہم نے تم کو پہلی بار اور چھوڑ آئے تم پیٹھ پیچھے اپنی جو کچھ دیا تھا ہم نے تم کو اوسمیں سے اور نہیں دیکھتے ہم تمہارے ساتھ تمہارے سفارشیوں کو جنکی نسبت تم گمان کرتے تھے کہ وہ تمہارے کام میں شریک ہیں البتہ تحقیق ٹوٹ گئی تم پر آپس کی ملاقات اور گم ہوگئے تم سے جو کچھ تھا گمان کرتے تم

ارشاد فرمایا من جاء بالحسنة فلہ خیر منہا قتادہ نے کہا کہ مراد حسنہ سے اخلاص ہے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لا الہ الا اللہ ہے اور اللہ تعالے نے دوسری جگہہ بیان فرمایا ہے کہ اوس کے واسطے دس گنی اوس نیکی کی ہے وھم من فزع یومئذ امنون یعنی سعید لوگ اوس دن گھبراہٹ سے امن مین ہونگے جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے لا یحزنھم الفزع الاکبر اور فرمایا ہے افمن یلقی فی النار خیرام من یاتی امنا یوم القیامۃ اور فرمایا ہے وھم فی الغرفات امنون قولہ تعالی ومن جاء بالسیئۃ فکبت وجوھھم فی النار یعنی جو کوئی ملیگا اللہ پاک سے گناہگار ہوکر جس کے پاس کوئی نیکی نہوگی یا اوس کی بدیان بڑھی ہونگی اوسکی نیکیون پر ہر ایک کو اوس کے موافق جزا ملیگی اسی لیے یون فرمایا ہے ھل تجزون الا ما کنتم تعلون حضرت ابن مسعود وابن عباس وابو ہریرہ وانس بن مالک رضی اللہ عنہم اور عطاء وسعید بن جبیر وعکرمہ ومجاہد وابراہیم نخعی وابو وائل وابو صالح ومحمد بن کعب وزید بن اسلم وزہری وسدی وضحاک وحسن وقتادہ وابن زیدان سب نے کہا ہے کہ مراد سیئہ سے شرک ہے الٰہی سیدی مولائی تو اپنے فضل وکرم ورحم سے ہم سب کو شرک جلی وخفی سے بچائیو اور بچا پکا مومن صالح کرکے دنیا سے اوٹھائیو اور توبہ وعمل صالح کی توفیق دیجیو وما ذلک علیک بعزیز آمین اللھم فصل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا وشفیعنا سید المرسلین محمد وعلی آلہ وصحبہ عدد ما علمت وزنۃ ما علمت وملأ ما علمت آمین ف فتح البیان کا بیان مع توضیح یہ ہے کہ یوم ینفخ معطوف ہے ویوم یحشر پر اور اوسی کے ناصب متقدم سے منصوب ہے فرا نے کہا معنی یہ ہین واذکر یوم ینفخ فی الصور یعنی ابتدای محذوف کی خبر ہے لیکن قول اول اولی ہے صور ایک قرن ہے جس مین اسرافیل علیہ السلام پھونکین گے سورۂ انعام مین استیفای کلام اسپر گذر چکا ہے نفخات صور مین تین ہین پہلا نفخہ فزع ہے اور دوسرا نفخہ صعق ہے اور تیسرا نفخہ بعث ہے کسی نے کہا دو نفخے ہین اور نفخہ فزع کا خالی نہین ہے دو حال سے یا تو راجع ہوگا طرف نفخہ صعق کے یا طرف نفخہ بعث کے قشیری وقرطبی وغیرہما نے اس قول کو اختیار کیا ہے

۱۲ سے نغم ہوگا اون کو اس بڑی گھبراہٹ مین
۱۲ بھلا ایک جو پڑا ہے آگ مین بہتر یا ایک جو آویگا اس کے دن بیمت مین بیٹھے ہین خاطر جمع سے

ماوردی نے کہا کہ یہ نفخہ جو اس جگہہ مذکور ہے وہ یوم النشور کا ہے قبور سے فزع
من فی السموات ومن فی الارض کا یہ مطلب ہے کہ ہر کوئی جو آسمانون مین ہے اور ہر
کوئی زمین مین جو اوس وقت زندہ ہوگا جس کو موت سابق نہین ہو چکی ہے یا وہ مردہ ہے
لیکن اپنی قبر مین زندہ ہے جیسے انبیا و شہدا ہین تو وہ ایسا ڈر نا ڈرین گے کہ وہ بمنزلہ
اون کو طرف موت کے جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے فصعق من فی السموات الخ
اور جگہہ سے اوکھڑ جائین گے مارے شدت اوس شے کے جس کو وہ سنین گے کسی نے
کہا کہ مراد فزع سے اس جگہہ اسراع و اجابت ہے طرف ندا کے ماخوذ ہے اس محاورے سے
کہ فزعت الیک فی کذا یعنی سرعت کی مین نے طرف تیرے فلان کام مین جبکہ تو جلدی کرے
طرف اوس کی اجابت کے لیکن قول اول معنی آیت کے ساتھہ زیادہ تر اولی ہے رہی یہ
بات کہ فزع مین ماضی کے ساتھہ تعبیر کی باوجود اس کے کہ وہ معطوف ہے مضارع پر یعنی ینفخ
پر سو غرض اس سے آگاہ کرنا ہے تحقق وقوع پر جیسا کہ علمائے بیان نے ذکر کیا ہے فراء
نے کہا ہے کہ یہ محمول ہی معنی پر اس واسطے کہ معنی اذا نفخ ہین الا من شاء اللہ کا یہ مطلب
ہے کہ اوس نفخے کے وقت اللہ پاک جس کا گھبرانا نہ چاہیگا تو وہ نہ گھبرائیگا جس کے واسطے
یہ استثنا واقع ہوا ہے اوسمین اختلاف ہے کہ وہ کون لوگ ہین سو کسی نے تو یہ کہا کہ وہ انبیا
و شہدا ہین کسی نے کہا ملائکہ کسی نے کہا حضرت جبریل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت
علیہم السلام کسی نے کہا کہ حور عین اور جہنم کے داروغہ لوگ اور عرش معلے کے اوٹھانیوالے
کسی نے کہا کہ سارے مومنین بدلیل قول مابعد کے وہمن فزع یومئذ آمنون ممکن ہے کہ استثنا
شامل ہو اون سب کو جن کا ذکر ہو چکا ہے اس سے کوئی مانع نہین ہے قاضی بیضاوی نے
بھی اقوال مذکورہ ذکر کیے ہین اور موسی علیہ السلام کو زیادہ کیا ہے اس واسطے کہ ایک بار اونکو
بیہوشی ہو چکی ہے بعد اوس کے کہا ہے شاید مراد وہ شے ہے جو اس سب کو عام ہو بسبب
عدم قرینہ خصوص کے انتہی پس فزع ان سب لوگون کو غشی و اغما تک نہ پہنچائیگا بلکہ اس درجے
سے اقل ہوگا جمہور نے اتوہ پڑہا ہے بصیغہ اسم فاعل مضاف طرف ضمیر کے جو اللہ پاک
کی طرف راجع ہے اعمش و یحیی بن وثاب و حمزہ و حفص و عاصم نے اتوہ پڑہا ہے بصیغہ فعل ماضی

اور اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اور قتادہ نے کُلٌّ اَتَوْہُ زجاج نے کہا ہے کہ جسنے بصیغۂ فعل ماضی پڑہا ہے تو اوس نے لفظ کل کی بنا پر صیغہ واحد کا کیا ہے اور جسنے بصیغۂ اسم فاعل پڑہا ہے تو اوسنے کل کے معنی کی بنا پر صیغہ جمع کا کہا ہے علامۂ شوکانی رحمہ اللہ تعالی نے بعد ذکر قول زجاج کے کہا ہے کہ یہ غلط ظاہر ہے اس واسطے کہ دونون قراءتون مین توحید نہین ہے بلکہ توحید فقط قرارت قتادہ مین ہے

کاتب حروف عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ مراد زجاج کی یہی قرارت قتادہ ہے اب نہ غلط ظاہر ہے نہ غیر ظاہر زجاج ایسے آدمی نہین ہین کہ اَتَوہ کو صیغہ واحد کا بنائین اون کی مراد وہی ہے و آخرین جمہور نے اسی طرح پڑہا ہے معنی اس کے صاغرین ذلیلین ہین یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے اعرج نے دَخِرِین بدون الف پڑہا ہے نصب اسکا بنا بر حال ہے مراد ذل و ہیبت کا صغار ہے جبار سے پس یہ شامل ہوگا طائعین و عاصین دونون کو کرخی نے کہا مراد اس سے عبودیت و رق کی ذلت ہے ذنوب و معاصی کی ذلت مراد نہین ہے اور یہ ساری خلق کو عام و شامل ہوگی جس طرح کہ اس آیۂ کریمہ مین ہے اِنْ کُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عبد قاموس مین کہا ہے دخر الشخص کمنع و فرح و دخراد و دخورا صغر و ذل و ادخرتہ بالالف للتعدیۃ اس کی تفسیر سورۂ نحل مین گذر چکی ہے **جملۂ** وتری الجبال تحسبہا جامدۃ معطوف ہے ینفخ پر اور ترٰی خطاب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا ہر شخص کو جو رویت کی صلاحیت رکھتا ہے اور تحسبہا بفتح و کسر سین دونون طرح ہے اور محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ حال ہے ترٰی کی ضمیر سے یا اوس کے مفعول سے اس واسطے کہ رویت بصری ہے ایک مفعول اوسکو کافی ہو جاتا ہے کسی نے کہا کہ یہ جملہ بدل ہے ترٰی الجبال سے لیکن اس مین ضعف ہے اور جامدۃ مفعول ثانی ہے تحسب کا غرضکہ یہ تیسری نشانی ہے قیام قیامت کی معنی یہ ہین کہ تو دیکھے پہاڑون کو اس حال مین کہ تو خیال کرے اون کو واقف و قائم و ساکن اپنی جگہہ مین **جملۂ** وہی تمر مر السحاب محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ حال ہے جامدۃ سے یعنی تو تو اون کو خیال کرتا ہے قائم حالانکہ وہ چل رہے ہین تیز چلنا مثل چلنے بادلون کے

سلہ کوئی نہین آسمان و زمین مین جو نہ آوے رحمن کا بندہ ہوکر ۱۲

سلہ اہل کوفہ نے فزعہ پڑہا ہے سین اور باقی قراء نے بالکسر پڑہا ہے ۱۲

سلہ جامدۃ کی تفسیر قائمۃ حضرت ابن عباس سے مروی ہے ۱۲

جن کو ہوائین چلاتی ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ ہر شے عظیم و ہر جسم کبیر و ہر جمع کثیر جس سے بصر قاصر ہوتی ہے مارے اوس کی کثرت و عظمت کے اور بعد کے جو درمیان اوس کے اطراف کے ہے تو وہ دیکھنے والے کے خیال مین ٹھیری ہوئی نظر آتی ہے حالانکہ وہ چل رہی ہے اسی طرح قیامت کے دن پہاڑون کا چلنا ہے اون کی عظمت کی وجہ سے اون کا چلنا دکھائی نہین دیتا ہے جس طرح کہ بادلون کا چلنا اون کی عظمت کے باعث نظر نہین آتا ہے **قتیبی** نے کہا کہ پہاڑ جمع کیے جائین گے اور چلائے جائین گے اور وہ آنکھ کے دیکھنے مین مثل قائم کے ہین حالانکہ وہ چل رہی ہین **امام نسفی** نے فرمایا اور اسی طرح اجرام عظام متکاثرۃ العدد جس وقت حرکت کرتے ہین یعنی سمت واحد مین تو نہین لگتا ہے کہ اون کی حرکت ظاہر ہو اسی کے لگ بھگ قاضی بیضاوی نے بھی فرمایا ہے **قشیری** نے کہا کہ یہ قیامت کے دن ہوگا اسی کے مثل یہ آیت کریمہ ہے وسیرت الجبال فکانت سرابا **ابو السعود** نے کہا ہے کہ منجملہ اون چیزون کے ہے جو بعد نفخۂ ثانیہ کے واقع ہونگے وقت حشر خلق کے اللہ بدل دیگا زمین کو اور زمین اور اوس کی ہیئت کو متغیر کریگا اور پہاڑون کو چلائیگا اون کی قرارگاہون سے اوس ہیئت ہولناک پر جس کا ذکر ہو چکا ہے تاکہ اہل محشر اون کا مشاہدہ کرین اگرچہ وقت نفخۂ اولیٰ کے ریزہ ریزہ و پاش پاش ہو چکے ہونگے لیکن اون کا چلانا اور زمین کا برابر کرنا جو ہوگا سو بعد نفخۂ ثانیہ کے ہوگا چنانچہ قولہ تعالے فقل ینسفها ربی نسفا الخ اور قولہ تعالے یوم تبدل الارض غیر الارض اسپر ناطق ہے اس واسطے کہ اتباع داعی یعنی اسرافیل علیہ السلام کا اور بروز خلق کا واسطے اللہ پاک کے جو ان آیتون مین مذکور ہے وہ نہوگا مگر بعد نفخۂ ثانیہ کے اور قولہ تعالے یوم نسیر الجبال وتری الارض بارزۃ وحشرناہم کی تفسیر مین کہا ہے کہ صیغہ ماضی کا معطوف مین باوجود ہونے معطوف علیہ کے مستقبل یہ بات بتانے کو ہے کہ حشر مقدم ہے تسییر و رویت پر گویا یون کہا گیا کہ ہم اونکا حشر کر چکے پہلے اس سے یہ بات تو ہو چکی اب یہ سنو کہا ہے کہ مراد نفخۂ سے نفخۂ اولیٰ ہے اور فزع وہ ہے جس کے بعد ہی موت ہوگی مارے غایت شدت ہول کے جس طرح

۱۲ اور چلائی پہاڑین پہاڑ تو ہو جاوین ریتا ۱۲ سو وہ کہ کاوے کو دیکھیگا میرا رب اور وہ کہ کہ ہم کو چھوڑیگا زمین کو ہموار میدان نہ دیکھے تو اونچی نیچی ۱۲ جس دن بدل جاوے اس زمین کی اور زمین ۱۲ جس دن ہم چلاوین پہاڑ اور تو دیکھے زمین کھل گئی اور ہم چلاوین اون کو ۱۲

اس آیت مین ہے فصعق من فی سموات ومن فی الارض الخ پس اوسکا اثر اونہین لوگون
کے ساتھہ خاص ہوگا جو کہ اوس کے وقوع کے وقت زندہ ہونگے نہ وہ استین جو اس سے
پہلے مرچکی ہین اور جائز رکہی ہے یہ بات کہ مراد اتیان واخرین سے رجوع ہونا ہے
اون کا طرف امر الٰہی کے اور منقاد ہونا ہے اونکا واسطی اوس کے کوئی شک نہین ہے
اسمین کہ یہ بات اوس قسم سے ہے کہ قرآن شریف کی بارگاہ عالی جاہ ایسی باتون سے
پاک صاف رکہی جاوے اس سے بڑکر بعید یہ قول ہے کہ مراد اس نفخہ سے نفخہ فزع ہے
جو کہ قبل نفخہ صعق کے ہوگا اور یہی مراد ہے اس آیت سے وما ینظر ہولاء الا صیحۃ
واحدۃ مالہا من فواق پہر اللہ پاک ان پہاڑون کو چلائیگا تو وہ بادلون کی طرح چلین گے
یہ وہ سراب ہوجائین گے اور زمین اپنے لوگون کو لیکر خوب ہلیگی پس وہ ہوجائیگی
مثل کشتی کے جو کہ بندہی ہوئی ہے دریا مین یا مثل لٹکی قندیل کے کہ ہوائین اوس کو
ہلا رہی ہین یہ قول اس قسم سے ہے کہ مقام سے قطعًا اوسکو کچہہ ارتباط نہین ہے حق بات
جس سے مفر نہین ہے وہی ہے جو ہم اول ذکر کر آئے ہین وہ باتین جو اس باب مین
نص ہین منجملہ اون کے وہ آیت ہے جو آئندہ آتی ہے وہم من فزع یومئذ آمنون انتہے

قولہ تعالی صُنْعَ اللّٰہِ الَّذِیْٓ اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ نصب صنع اللہ کا بنا بر مصدریت ہے نزدیک
خلیل وسیبویہ وغیرہما کے یعنی مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا تقدیر یہ ہے صنع اللہ ذلک
صنعا فعل کو حذف کرکے مصدر کو فاعل کی طرف مضاف کردیا ہے اور یہ مصدر مؤکدہ ہے
مضمون جملۂ ماقبل کا اس واسطے کہ ماقبل مین جو مذکور ہوا ہے وہ یہی نفخ صور ہے جو باعث
ہوا ہے فزع عام کا اور کل خلق کے حضور کا موقف مین اور چلنا پہاڑون کا ہے اور یہ سب
امور جو ہین سو اللہ پاک کی کاریگری سے ہین اس کے سوا اور کوئی احتمال نہین ہے کسی
نے کہا کہ نصب بنا بر اغراء ہے ای انظروا صنع اللہ یعنی دیکہو اللہ پاک کی کاریگری کو مخاطب
لوگون کو آمادہ کرنا ہے نظر پر کہ دیکہو اللہ سبحانہ نے کیا کیا عجیب وغریب کاریگری کی ہے
الذی اتقن کل شی کے یہ معنی ہین وہ اللہ ہے جسنے ہر شے کی صنعت کو احکام بخشا ہے
اوس کو پختہ ومضبوط بنایا ہے محاورہ عرب مین رجل تقن اوس شخص کو کہتے ہین جو اشیا کا

ف اور راہ ہین دیکہتے
ہو کہ بادل کی گہری یک
جگہہ رکی ہوئی ہین
دم فرقانی ۱۲

حاذق و ماہر ہوتا ہے اتقان کے معنی ہین لاناشی کا اوس کے کامل ترحالات پر یعنی
ماخوذ ہین اس محاورے سے کہ تقنا ارضہ یہہ جب بوتے ہین کہ کوئی شخص اپنی زمین کی
طرف مٹی ملا ہوا پانی کھینچ لائے تاکہ زراعت کے قابل ہو جائے اور اوس زمین کو ارض
تقنۃ بوتے ہین اور اوس کے ساتھہ اس فعل کے کرنے کو تقن کہتے ہین اور جو شی اسمین سے
تالاب مین یا زمین مین پہینکی جاتی ہے اوس کو بھی تقن بوتے ہین کذا ذکر اسمین حضرت
ابن عباس نے فرمایا اتقن ای احسن کل شئ صنعہ وخلقہ واوثقہ یعنی ہر شی کی صنعت و
پیدایش کو حسین وخوبصورت کیا اور اوس کو مضبوط ومحکم بنایا حاصل اتقان کے معنی کا یہی
ہے کہ ہر شے کو اوس کے مادے کے موافق حسین ومحکم بنایا اور اکمل حال پر اوسکو پیدا
کیا کہ جو غرض اوس کے پیدا کرنے سے مقصود ہے وہ کامل طور پر اوس سے حاصل ہو پھر
جو کچھہ اللہ پاک نے بنایا اور ہر شے کو اتقان واحکام بخشا اوس کی یہ علت بیان فرمائی کہ انہ
خبیر بما تفعلون خبیر وہ ہے جو ظواہر وضمائر پر مطلع ہوتا ہے یعنی وہ تمہارے ظاہر
وباطن سے خوب واقف ہے یہ نہین ہے کہ تمکو کامل ترطور پر بنا کر چھوڑ دیا ہے اور تم
بے خبر ہو رہا ہے کہ تم جو چاہو سو کرو بلکہ اوس کو تمہارے کھلے چھپے کی خوب خبر ہے اور
جس کی یہ صفت ہے وہی ہر شی کو اوس کے کامل ترحالات پر بنا سکتا ہے جمہور نے
بتای فوقیہ پڑہا ہے بنا بر خطاب اور ابن کثیر وابو عمرو وہشام نے بیای تحتیہ بنا بر خبر محلی نے
کہا معنی یہ ہین کہ اوس کے اعدا جو کچھہ معصیت کرتے ہین اور اوس کے احباب جو کچھہ طاعت
وفرمانبرداری بجالاتے ہین اس سب کی اوسکو خوب اطلاع ہے پھر خلق کے اعمال وافعال
اور اون کی جزا کی یہ تفصیل فرمائی من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا الف ولام جنسی ہے یعنی
جو کوئی قیامت کے دن جنس نیکی کی لیکر آئیگا کوئی سی نیکی کیون نہو تو اوس کے واسطے
اللہ کے پاس جزا وثواب سے افضل واکثر ہے اوس نیکی سے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ
اوس کے واسطے خیر ہے جو کہ اوس نیکی کی جہت سے حاصل ہو گی لیکن قول اول اولی ہے
کسی نے کہا کہ مراد حسنہ سے اس جگہہ لا الا اللہ ہے کسی نے کہا اخلاص کسی نے کہا ادای
فرائض لیکن تعمیم اولی ہے اور تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے اگرچہ بعض سلف قائل تخصیص ہوئے ہین

سلہ بقول نا صب
فی الفقہ پر وفیسر کا
یہہ آئندہ جواب سنا
آئیگا ۱۲

چنانچہ آئندہ اس کا بیان آتا ہے حملہ من جاء بالحسنۃ الخ کہا ہے کہ بیان ہے انہ بما تعملون
تبصیر کا کسی نے کہا بیان ہے کل اتوہ داخرین کا غرضکہ جو لوگ قیامت کے دن نیکی لیکر
آئین گے تو اونکو اونکی نیکی سے بہتر و زیادہ تر ثواب ملیگا اور اونکا یہ اکرام کیا جائیگا جو فرمایا
ہے وھم من فزع یومئذ امنون یعنی وہ گھبراہٹ سے اوس دن بخوف ہون گے
عاصم وحمزہ وکسائی نے بتنوین فزع اور بفتح میم یومئذ پڑہا ہے اور نافع نے بفتح میم
بدون تنوین باقی قرار نے باضافت فزع پڑہا ہے طرف یومئذ کے ابو عبید نے کہا
یہ بھی زیادہ تر پسند ہے اس واسطے کہ اعم التاویلین ہے کیونکہ معنی اسکے امن ہے ساری
اوس دن کی فزع سے اور مع تنوین کے یہ معنی ہین کہ امن ہے ایک فزع سے نہ دوسری
فزع سے کسی نے اس ترجیح کا یون رد کیا ہے کہ فزع تو مصدر ہے کثیر کو شامل ہے
پس جو وجہ ذکر کی ہے اوس سے ترجیح تمام نہین ہوتی ہے تو اب دونون قرات تین ایک
معنی مین ہونگی کسی نے کہا کہ مراد فزع سے اس جگہ وہی فزع اکبر ہے جو اس آیت مین
مذکور ہے لا یحزنھم الفزع الاکبر سورۂ ہود مین اس باب مین پورے طور پر کلام
گذر چکا ہے ومن جاء بالسیئۃ صحابہ ومن بعدہم کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ مراد سیئہ
سے اس جگہ شرک ہے یہان تک کہا گیا ہے کہ یہ بات مجمع علیہ ہے درمیان اہل تاویل کے
وجہ تخصیص کی یہ قول ہے فکبت وجوھھم فی النار اس واسطے کہ یہ جزا نہین ہوتی ہے
مگر واسطے شرک کے سیئہ کے معنی یہ ہین کہ جو لوگ شرک لیکر آئین گے تو وہ اوندہے
ڈالے جائین گے اپنے مونہہ کے بل آگ مین محاورہ عرب مین بولتے ہین کببت الرجل
جبکہ تو اوسے اوس کے مونہہ کے بل ڈالدے فانکب واکب پھر وہ اوندہا گر پڑے وجوہ کا
ذکر اس لیے کیا ہے کہ منجملہ حواس مونہہ جای شرف و بزرگی ہوتا ہے جب وہی اوندہا ڈالدیا
گیا تو اور اعضا بطریق اولی ڈالدیے گئے عبد بن حمید وابن جریر وابن مردویہ نے
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا فرمایا وہ لا الہ الا اللہ ہے ومن جاء بالسیئۃ فکبت وجوہھم فی النار فرمایا
وہ شرک ہے جب یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح ہو جائے تو اس طرف جانا تفسیر مین

سلہ نفع ہوگا انکو
اس بڑی گھبراہٹ
مین ۱۲ سلہ یعنی جو
جزا ایمان مذکور ہوئی وہ
شرک جیسے گناہ ہی کی
وہ اعلی ہوتی ہے ۱۲

مستقین[1] ہے اور لا الہ الا اللہ اسپر محمول ہوگا کہ مراد یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کو لیکر آئیگا مع
اوس کے حق کے اور جو کچھ اوس کے واسطے واجب ہے ثواب ہر طاعت اسکے نیچے
داخل ہوگی اس حدیث کی شاہد وہ حدیث شریف ہے جس کو حاکم نے کنی مین صفوان بن
عسال رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جبکہ قیامت کا دن ہوگا تو ایمان و شرک آئین گے گھٹنون کے بل بیٹھین گے روبرو اللہ پاک
کے تو اللہ فرمائیگا ایمان سے جا تو اور تیرے لوگ طرف جنت کے اور شرک سے فرمائیگا
جا تو اور تیرے لوگ طرف نار کے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی
من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا یعنی قول لا الہ الا اللہ ومن جاء بالسیئۃ یعنی الشرک فکبت وجوہہم فی النار
ابو الشیخ وابن مردویہ ودیلمی نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی من جاء
بالحسنۃ یعنی شہادۃ ان لا الہ الا اللہ فلہ خیر منہا مراد خیر سے جنت ہے ومن جاء بالسیئۃ یعنی
شرک فکبت وجوہہم فی النار اور فرمایا کہ یہ نجات دیگی اور یہ ہلاک کریگی حضرت ابن مسعود
وحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی مثل اس کے مروی ہے ابن جریر وابن ابی حاتم
نے حضرت ابن عباس سے فلہ خیر منہا کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا خیر منہا
یعنی من جنہا اور ابن ابی حاتم کا لفظ اونسے یہ ہے فلہ خیر منہا فرمایا ثواب بالجملہ جو لوگ
شرک لیکر آئین گے تو اون کو جہنم مین موہنہ کے بل اوندہے ڈالین گے اور تونج و
توبیخ کے واسطے اون سے اوس وقت یون کہین گے ھل تجزون الا ما کنتم
تعملون یہ جملہ مقول ہے قول محذوف کا یعنی جہنم کے خازن لوگ جہنم مین ڈالنے
کے وقت اون سے یہ بات کہین گے واضح تر یہ بات ہے کہ یہ جملہ محل نصب مین ہے
بنا بر حال وجوہہم کی ضمیر سے یعنی اون کے موہنہ اوندہے ڈالے جائین گے
دران حال کہ اون سے یہ بات کہی جائیگی معنی یہ ہین کہ تم جزا نہین دیے جاؤگے
مگر جزا تمہارے عمل کی دنیا مین وہ عمل یہی شرک ومعاصی ہین غرضکہ جب اللہ پاک
مبدء ومعاد کے احوال بیان کرنے سے فارغ ہوا تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو امر فرمایا کہ اون سے یون کہین انما امرت ان اعبد رب ھذہ البلدۃ

[1] یہ وہی تخصیص ہے جو ہم نے کہا جواب ہے یعنی جب تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے تخصیص آگئی تو اب یہ وجہ ہونا یعنی چہ

الذی حرمها ولہ کل شئ ز وامرت ان اکون من المسلمین ۵ وان
اتلوا القرآن ج فمن اهتدی فانما یهتدی لنفسہ ج ومن ضل فقل انما
انا من المنذرین ۰ وقل الحمد للہ سیریکم آیتہ فتعرفونها ط وما ربک بغافل
عما تعملون ۶ مجھکو یہی حکم ہے کہ بندگی کرون اس شہر کے مالک کی جسنے اوس کو کیا
ادب کا اور اوسی کی ہے ہر چیز اور حکم ہے کہ رہون حکم بردارون مین اور یہ کہ سنا دون
قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آویگا اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو کہدے
مین یہی ہون ڈر سنانے والا اور کہہ تعریف ہے سب اللہ کو آگے دکھاویگا تمکو اپنے
نمونے تو اون کو پہچان لوگے اور تیرا رب بے خبر نہین اون کامون سے جو کرتے ہو تم
انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے اور امر کرتا
ہے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بات کا کہ یون کہین انما امرت تا قولہ کل
شئ جس طرح کہ اور جگہہ فرمایا ہے قل یا ایها الناس ان کنتم فی شک من دینی فلا اعبد
الذین تعبدون من دون اللہ ولکن اعبد اللہ الذی یتوفاکم اضافت ربوبیت
کی جو بلدہ کی طرف فرمائی ہے سو واسطی اوس کی تشریف و اعتنا کے ہے کما قال تعالی
فلیعبدوا رب هذا البیت الذی اطعمهم من جوع وآمنهم من خوف قولہ تعالی
الذی حرمها یعنی مجھے تو یہی حکم ہے کہ پوجون اس شہر کے مالک کو جسنے اوسکو حرام کیا
ہے مطلب یہ ہے کہ وہ جو حرام ہوا ہے بطور شرع و قدر کے سوا اوسی کے حرام کرنے سے
ہوا ہے اوسی نے اوسکو حرمت و عزت بخشی ہے جیسا کہ صحیحین مین حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
فتح مکے کے دن کہ بیشک یہ شہر حرام کیا اوسکو اللہ نے جس دن کہ پیدا کیا آسمانون کو اور زمین
کو سو وہ حرام ہے اللہ کی حرمت سے روز قیامت تک نہ کاٹے جائین کانٹے اوس کے
اور نہ بھر کائی جاے شکار اوسکی اور نہ اوٹھائی جاے گری ہوئی شی اوس کی مگر وہ شخص
جو اوس کو پہچنوائے اور نہ کائی جاے باریک تر گھاس اوسکی الحدیث الشریف تمام صحاح
و حسان و مسانید مین یہ بات ثابت ہو چکی ہے ایک جماعت کے طرق سے جو کہ حنیدین

ع ۱۱ ۳

ف وکہدی لوگون کہ مجھ
شک مین ہو تم میرے دین
دو تو مین تمہین پوجتا جنکو
تم پوجتے ہو اللہ کے سوا
لیکن مین پوجتا ہون اس
کو جو تمکو کھینچ لیتا ہے ۱۲
ف تو چاہیے بندگی
کرین اس گھر کے رب
کی جسنے اون کو کھانا دیا
بھوک مین اور امن دیا
ڈر مین ۱۲
ف یعنی کیلی ۱۲

قطع و یقین کے چنانچہ اس کا بیان کیا گیا ہے اپنی جگہہ مین کتاب الاحکام سے وللہ الحمد
والمنۃ قولہ تعالے وکل شی عطف عام کے باب سے ہے خاص پر یعنی وہ رب
ہے اس شہر کا اور رب و ملیک ہے ہر شے کا لا الہ الا ہو وامرت ان اکون من المسلمین
یعنی اور مجھکو حکم ہے اس بات کا کہ مین ہوؤن موحدین مخلصین سے جو کہ اوس کے حکم کے
منقاد و مطیع و فرمانبردار ہین وان اتلو القران یعنی اور مجھے حکم ہے اس بات کا کہ پڑہون
قرآن کو لوگون پر اور اون کو قرآن پونہچاؤن جیسا کہ یہ قول ہے ذلک نتلوہ علیک
من الایات والذکر الحکیم اور یہ قول ہے نتلو علیک من نبا موسی و فرعون بالحق
الایہ یعنی مین پونہچایا الا اور ڈرانیوالا ہون فمن ابتدی تا من المنذرین یعنی مین مقتدی
ہون اون رسولون کا جنہون نے اپنی قوم کو ڈرایا اور اوپر جو ادا سے رسالت کا کام تہا
اوس کے ساتہہ قائم ہوئے اور اپنے ذمے سے بری ہو گئے حساب اون کی امتون کا
اللہ پاک پر ہے جیسا کہ فرمایا ہے فانما علیک البلاغ وعلینا الحساب وقال تعالی
انما انت نذیر واللہ علی کل شئ وکیل قولہ تعالی وقل الحمد للہ سیریکم ایاتہ
فتعرفونہا یعنی سب تعریف اللہ کو ہے جو کسی کو عذاب نہین کرتا ہے مگر بعد قیام حجت
کے اوسپر اور بعد انذار کے طرف اوس کے اسی لیے یون فرمایا ہے سیریکم آیاتہ فتعرفونہا
جیسا کہ فرمایا ہے سنریہم ایاتنا فی الافاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم انہ الحق
قولہ تعالی وما ربک بغافل عما تعملون یعنی بلکہ وہ شہید ہے ہر شے پر ابن ابی حاتم
نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے فرمایا ہے ای لوگو ہرگز دہوکا نہ کہائے ایک تمہارا ساتہہ اللہ کے پس بیشک
اللہ اگر غفلت کرنے والا ہوتا کسی شے کا تو غفلت کرتا مچہر اور رائی کے دانے اور ذرے
سے نیز ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
فرمایا پس اگر ہوتا اللہ غفلت کرنے والا کسی شے کو تو غفلت کرتا اوس شے سے جس کو
ہوا مین مٹا دیتی ہین ابن آدم کے دونون قدمون کے نشان سے امام احمد
رحمہ اللہ تعالے سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ان دو بیتون کو پڑہا کرتے تہے یا تو خود

سلہ یہ پچہلے صفحہ کے تین
ہم بطلوع تین اور
ہو کر تحقیق ۱۲ منہ
سنا تین بیتین پچہلے حوالی
بیتی اور فرعون کا
تحقیق ایک قوم کو ڈرایا
جو تین کرتی تین بعد
سو ترا ذرہ تو پونچانا ہی
اور ہمارا ذمہ حساب لینا
کہ تو تو ڈرا نیوالا ہے
اور اللہ سب کچہ جو تم کرتے ہو
کسی کو الاش ۱۲ منہ
فرمایا اوسکو اپنے
قدرت دینیوں اور
اوسکی جان مین جبرئیل
اکیس جاؤ اوپر
بیشک ہے ۔

اونہین کے ہین یا کسی اور کے سے

اذا ما خلوت الدہر یوما فلا تقل	خلوت ولکن قل علی رقیب	
ولا تحسبن اللہ یغفل ساعۃ	ولا ان ما یخفی علیہ یغیب	

یعنی جب کبھی تو تنہا ہو زمانے مین کسی دن تو یون مت کہہ کہ مین تنہا ہوا لیکن یون کہہ کہ مجھپر تو ایک نگہبان ہے اور مت خیال کر اللہ پاک کو کہ وہ غافل ہوتا ہے گھڑی بھر اور نہ اس بات کا خیال کر کہ جو شے اوسپر ظاہر ہے وہ اوس سے غائب ہو جاتی ہے ہرگز نہین واللہ باللہ اوس سے کوئی شی مخفی نہین ہے نہ اوس سے کوئی شی غائب ہوتی ہے نہ وہ کسی شی کو بھولتا ہے لافضل ربی ولا نبی آخر تفسیر سورۃ النمل وللہ الحمد والمنۃ

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اون سے یہ کہدین کہ انما امرت ان اعبد رب ھذہ البلدۃ واسطے اون کے آگاہ کرنے کے اس بات پر کہ دعوت کا کام ایسا پورا ہو چکا کہ مزید بران متصور نہین ہے اور بعد اس کے اب اون کو کوئی کام باقی نہین رہا سوا اس کے کہ اللہ پاک کی عبادت مین مشغول ہون اور اوس کے مراقبے مین مستغرق ہو جائین اور اون کی کچھ پرواہ نکرین چاہے راہ پر آئین سدھرین یا بگڑین تاکہ یہ تنبیہ اس بات پر اون کو باعث ہو کہ اپنی جانون کے کام کا اہتمام کرین اور جو کھلی کھلی نشانیان مشاہدہ کر چکے ہین اون مین غور و فکر کرین اون کو سوچین تجھین معنی یہ ہین ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اون سے کہدے کہ مجھے تو یہی حکم ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کو عبادت کے ساتھ خاص کرون اوسی اکیلے کو پوجون مراد بلدہ سے مکہ مکرمہ ہے بہ قول حضرت ابن عباس کا ہے باقی شہرون مین سے اس شہر کو اس لیے خاص فرمایا کہ اسمین اللہ پاک کا بیت حرام و خانۂ ذوالمجد واحترام ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب شہرون سے زیادہ تر محبوب و مرغوب ہے الذی موصول صفت ہے رب کی جمہور نے اسی طرح پڑہا ہے حضرت ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے التی پڑہا ہے اس بنا پر کہ صفت ہے بلدہ کی سیاق جسپر حال ہے وہ یہی ہے کہ صفت ہے رب کی اسی لیے جمہور

له ای بالنظم خف اضداد سے ہے

کی قرارت واضح تیری ہے حرّمہا کے یہ معنی ہین کہ اس شہر مبارک کا مالک وہ ہے جس نے
اوس کو حرم آمن قرار دیا ہے کہ اوس مین نہ خون بہایا جائے اور نہ اوسمین کسی پر ظلم ہو
اور نہ اوس کے کانٹے کاٹے جائین اور نہ اوس کی شکار بھڑکائی جائے اور نہ اوسکا باریک
گیلا گھاس کاٹا جائے مکہ مکرمہ کو جو باضافت رب خاص فرمایا گیا سو یہ اوس کی تشریف و
بزرگی کے واسطے اور اوسکی تعظیم شان کے لیے ہے ورنہ اللہ پاک تو عرش سے فرش
تک سب کا رب و مالک و خالق ہے اب وہ کل شیٔ کے منافی نہوگا یعنی جو رب
اس شہر مبارک کا ہے اوسی کی ہر شے ہے منجملہ اشیا کے خلق و ملک و تصرف کی راہ سے
سب چیزون کا خالق و مالک و متصرف وہی ہے وامرت ان اکون من المسلمین یعنی
مجھے حکم ہے کہ اون لوگون مین سے ہوؤن جو کہ اللہ پاک کے حکم کے منقاد و مطیع ہین اور
اوس کے ماننے والے ہین ساتھہ طاعت و امتثال امر و اجتناب نہی کے مراد ان اکون
سے یہ ہے کہ مین ثابت و دائم و قائم رہون اوس شی پر جسپر مین ہون وان اتلو القرآن
اور مجھے حکم ہے اس بات کا کہ قرآن شریف کی تلاوت پر مواظبت و مداومت کرون تاکہ
جو حقائق رائقہ و نکات فائقہ اوس کی پیچیدگیون مین مخزون و مکنون ہین ذرا ذرا کرکے مجھپر
کھلتے جائین کسی نے کہا کہ اس جگہہ تلاوت قرآن سے مراد نہین ہے مگر تلاوت دعوت
کی طرف ایمان کے لیکن قول اول اولی ہے جمہور نے ان اتلو پڑہا ہے باثبات واو
بعد حرف لام کے ماخوذ تلاوت بمعنی قرارت سے یا تلو بمعنی اتباع سے مثل اس کریمہ کے
اتبع ما اوحی الیک من ربک حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے ان اتل پڑہا ہے بحذف واو
امر ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرار نے اس کی توجیہ اسی طرح کی ہے نحاس نے کہا ہم
اس قرارت کو پہچانتے نہین ہین یہ سارے مصاحف کے مخالف ہے بالجملہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے قیام کیا ہر اوس شے کے ساتھہ جس کا آپ کو حکم ہوا نہایت پورا قیام اوس
شے پر جس کا آپ کو امر کیا گیا فمن اھتدی فانما یھتدی لنفسہ یعنی پس جو کوئی راہ یاب
ہوا علی العموم یا راہ یاب ہوا ساتھہ اوس شی کے جس کو مین اوسپر پڑہتا ہون پھر عمل کیا اوس
چیز پر جو اوسمین ہے یعنی اللہ پر ایمان لانا اور اوس کے شرائع و احکام پر عمل کرنا تو وہ راہ

ع قول اول پر جو
حکم اوسا پر ہوا
رب سے ۱۱

نہین پاتا ہے مگر واسطی اپنے نفس کے کیونکہ اس کا نفع اوسی کی طرف راجع ہے نہ
میری طرف ومن ضل فقل انما انا من المنذرین یعنی اور جو کوئی گمراہ ہوا سا تھہ
کفر کے اور موہنہ موڑا ہدایت سے تو تو اوس سے کہدے کہ مین جو ہون سو ڈرانیوالونسی
ہون اور مین اوس کو تمہاری طرف پونہچا کر ڈرانا کر چکا مجھپر اس کے سوا اور کچھہ نہین ہے
کسی نے کہا کہ من ضل کا جواب محذوف ہے یعنی جو کوئی گمراہ ہوا تو اوس کی گمراہی کا وبال
اوسی پر ہے انما انا من المنذرین کو قائم مقام جواب کے کیا اس واسطی کہ وہ مثل اوسکی
علت کے ہے پہلا قول اظہر ہے کسی نے کہا ہے کہ آیت قتال نے اس کو منسوخ
کر دیا ہے وقل الحمد للہ یعنی اور کہہ کہ ساری حمد واسطی اللہ کے ہے اوسکی نعمتون پر جن کا
اوسنے مجھپر انعام کیا ہے یعنی نبوت وعلم وغیرہ اور اوس کے بوجہہ اوتھانے کی مجھکو توفیق
دی ہے اور اوس کے احکام پونہچانے کی طرف ساری خلق کے سیریکم آیاتہ منجملہ اون
باتون کے ہے جن کے کہنے کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہوا ہے یعنی عنقریب
دکھائیگا اللہ تمکو اپنی کھلی نشانیان جن پر قرآن شریف ناطق ہے خود تم مین اور تمہارے
غیر مین کسی نے کہا کہ یہ دکھانا بدر کے دن ہوا کہ مارے جانا اور قید ہونا اور اون کی موہنہ
اور دبر کو فرشتون کا مارنا اون کو دکھادیا کسی نے کہا کہ مراد آیات سے وہ نشانیان ہین
جو کہ آسمانون مین اور زمین مین ہین کسی نے کہا اوس کی نشانیان آخرت مین ہیں اون کا
یقین کرلین گے کسی نے کہا مراد چاند کا شق ہونا ہے اور دخان اور نقمات الٰہیہ جو دنیا
مین اوپر نازل ہوئے فتعرفونہا یعنی پہر تم اللہ پاک کے آیات ودلائل قدرت و
وحدانیت کو پہچان لوگے یہ معرفت کفار کو نفع نہ دیگی اس واسطے کہ اونہون نے اون کو
اوس وقت پہچانا کہ ایمان اون سے قبول نہین یہ وقت حضور موت کے ہے پہر اللہ پاک
نے سورت کو اس قول پر ختم فرمایا وما ربک بغافل عما تعملون یہ کلام طرف سے اللہ
پاک کے ہے اوس کلام کے تحت مین داخل نہین ہے جس کے کہنے کا نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو حکم ہے اس مین ترہیب شدید وتہدید عظیم ہے اہل مدینہ وشام وحفص نے
عاصم سے تاء کی فوقیہ پڑہا ہے بنا بر خطاب باقی قراء نے بیای تحتیہ ابو السعود مین ہے کہ یہ

کلام مسوق ہے اللہ تعالی کی جہت سے اقبل کا مقرر ہے قراءت یا می تعالی کی بنا پر تو
یہ وعید محض ہے یعنی تیرا رب غافل نہین ہے اون کے اعمال سے سو تو یہ گمان مت کر
کہ اون کے عذاب کی تاخیر بسبب اوس کی غفلت کے ہے اونکے اعمال بد سے اور تاخی توبہ کی
بنیاد پر وعدہ ہے طائعین کو اور وعید ہے عاصین کو یعنی تیرا رب غافل نہین ہے اون
نیکیون سے جن کو تو کرتا ہے اور اس کفار و غافل نہین ہے اون بدیون سے جن کو تم
کرتے ہو پس ہر ایک کو اپنے اپنے عمل کی جزا دیگا الحمد للہ کہ تفسیر سورۂ نمل ۱۸ ماہ
رجب سنہ ۱۳۱۱ ہجری روز جمعہ شب شنبہ کو وقت تہجد کے محلہ امیر گنج مضافات شاہجہان آباد
سہوبال مین تمام ہوئی کاتبہ ومولفہ العبد الراجی رحمۃ ربہ الباری فی والفقیر احمد
التقوی الشاہجہان ابادی الپوفالی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ اللھم اغفر
وارحم سیدنا ابا الوفا الصدیق صاحب ترجمان القرآن مغفرۃ ظاھرۃ وباطنۃ
لا تغادر ذنبا امین اللھم اغفر لنا وارحمنا واحسن عواقبنا فی الامور کلھا واجرنا
اجرنا من خزی الدنیا وعذاب البرزخ وعذاب الحشر وبیسر امورنا واشرح
صدورنا واقض دیوننا وانصرنا علی اعدائنا وثبتنا بالقول الثابت فی الحیوۃ
الدنیا وفی الاخرۃ اللھما انا نسالک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا اللھما اغفر
لنا وتب علینا اللھما رزقنا شہادۃ فی سبیلک واجعل موتنا ببلد رسولک
یوم الجمعۃ امین اللھم فصل وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا محمد سید المرسلین
وعلی الہ وصحبہ اجمعین امین عدد ما علمت وزنۃ ما علمت وملء ما علمت

والحمد للہ اولا واخرا وظاھرا وباطنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ القصص

اسکا نام سورۂ موسی علیہ السلام بھی کہا ہے سورتون کے نام توقیفی ہین اسی طرح اونکی
ترتیب اور آیات کریمات کی ترتیب بھی توقیفی ہے اس کی ۸۸ آیتین ہین حضرت حسن و
عکرمہ وعطا کے قول مین مدنی ہے ابن ضریس وابن نجار وابن مردویہ

بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے روایت کیا ہے فرمایا کہ
سورۂ قصص مکے مین نازل ہوئی ابن مردویہ نے حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہما سے
بہی مثل اس کے روایت کیا ہے **قرطبی** نے کہا کہ حضرت ابن عباس و قتادہ نے
فرمایا ہے کہ درمیان مکہ و مدینہ کے نازل ہوئی ہے **ابن سلام** نے کہا کہ جحفہ مین
بوقت ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ یہ قول ہے اللہ عزوجل کا ان
الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد **مقاتل** نے کہا کہ مدنی ہے اسمین
یہ آیت ہے الذین آتیناهم الکتاب الی قوله لا نبتغی الجاهلین **محلی** نے کہا
مکی ہے مگر ان الذی تا معادیہ آیت جحفہ مین نازل ہوئی ہے اور مگر الا الذین تا الجاہلین
اور اس کی ۸۷ یا ۸۸ آیتین ہین انتہی قرطبی نے کہا مقاتل نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم غار سے رات کو نکلے درانحال کہ آپ ہجرت کرنے والے تہے غیر راہ مین خوف طلب
کی وجہ سے پہر جب آپ راہ کی طرف لوٹے اور جحفہ مین اوترے تو آپ نے مکے کی طرف
کا رستہ پہچانا پس آپ اوس کی طرف مشتاق ہوئے تو جبریل علیہ السلام نے آپ سے کہا
کہ اللہ فرماتا ہے ان الذی فرض علیك القرآن لرادك الی معاد یعنی طرف مکے
کے اوپر غالب ہو کر حضرت ابن عباس نے فرمایا یہ آیت جحفہ مین اوتری ہے سو نہ
مکی ہے نہ مدنی سعید بن جبیر نے حضرت ابن عباس سے الی معاد کی تفسیر من الی الموت
روایت کیا ہے اور یہ مجاہد سے بہی مروی ہے عکرمہ و زہری و حسن سے مروی ہے
کہ معنی یہ ہین لرادك الی یوم القیامة زجاج نے اسی قول کو اختیار کیا ہے محاورے مین
بولتے ہین بینی و بینك المعاد یعنی میرے تیرے درمیان روز قیامت ہے اس واسطے
کہ لوگ زندہ ہو کر اوس مین عود کرین گے فرض کے معنی انزال ہین انتہی **حافظ ابن کثیر**
رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہا ہم عبد اللہ کے پاس آئے تو ہم نے اون سے اس بات کا سوال کیا کہ ہمپر طسم
الماشین کو پڑہین پس اونہون نے کہا کہ وہ میرے پاس نہین ہے ولکن علیکم بمن اخذ لہ
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خباب بن الارت یعنی تو اوس شخص کو پکڑو جس نے

اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اخذ کیا ہے وہ شخص خباب بن ارت ہین کہا
پھر ہم خباب بن ارت کے پاس آئے تو اوس نے اوس کو ہم پر پڑہا رضی اللہ عنہ انتہے
فتح القدیر کا لفظ یہ ہے اخرج احمد والطبرانی وابن مردویہ قال السیوطی
بسند جید عن معدیکرب قال اتینا عبد اللہ بن مسعود فسالناہ ان یقرء علینا
طسم المئین فقال ما ھی معی ولکن علیکم بمن اخذھا من رسول اللہ صلی اللہ
علیہ والہ وسلم خبّاب بن الارت فاتیت خبابا فقلت کیف کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ طسم او طس فقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم طسم تلک ایات الکتاب المبین الخ انتہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طسم ۱ تلک ایت الکتاب المبین ۲ نتلوا علیک من نبا موسی وفرعون
بالحق لقوم یومنون ۳ ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعا
یستضعف طائفۃ منھم یذبح ابناءھم ویستحی نساءھم انہ کان
من المفسدین ۴ ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم
ائمۃ ونجعلھم الوارثین ۵ ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامن
وجنودھما منھم ما کانوا یحذرون ۶ یہ آیتین ہین کہلی کتاب کی ہم سناتے ہین
تجھکو کچھ احوال موسی اور فرعون کا تحقیق ایک لوگون کے واسطے جو یقین کرتے ہین فرعون
بڑہ رہا تہا ملک مین اور کر رکہے تہے وہان کے لوگ کئی حصے کمزور کر رکہا تہا ایک فرقے
کو اونمین سے ذبح کرتا اون کے بیٹے اور جیتی رکہتا اون کی عورتین وہ تہا خرابی
ڈالنے والا اور ہم چاہتے ہین کہ احسان کرین اونپر جو کمزور پڑے تہے ملک مین اور کردین
اونکو سردار اور کردین اون کو قائم مقام اور جادین انکو ملک مین اور دکہاوین فرعون اور ہامان
کو اور اون کے لشکرون کو اون کے ہاتہ سے جس چیز کا خطرہ رکہتے تہے ف یعنی
مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کرلین فالون کے مقابلے مین ف یعنی ذبح کرتا کہ یہ
قوم بڑہ نجاوین کہ زور پکڑین یعنی بنی اسرائیل ف ہامان وزیر تہا فرعون کا ظلم

مین اوسکا شریک تہا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حروف مقطعہ
پر کلام گذر چکا ہے تلک بمعنی ہذہ ہے یعنی یہ آیتین جو آئندہ مذکور ہونگی آیتین ہین
اوس کتاب کی جو کہ واضح وجلی اور کھلی ہے اور کہولنے والی ہے حقائق امور کی اور ماضی
وآئندہ کے علم کی قولہ تعالی نتلو علیک من نبا موسی وفرعون بالحق الایۃ اس آیت کے ہے
نحن نقص علیک احسن القصص مطلب یہ ہے کہ نتلو ونقص بمعنی نذکر ہے یعنی ہم تجھسے
موسی وفرعون کا قصہ ذکر کرتے ہین اوس طور پر کہ وہ نفس الامر مین ہے گویا تو اوسکا مشاہدہ
کر رہا ہے اور گویا تو اوس وقت حاضر ہے پھر فرمایا ان فرعون علا فی الارض یعنے
فرعون نے تکبر وتجبر وطغیان وسرکشی کی ملک مین وجعل اہلہا شیعا یعنی اور کر رکہے تہے
وہان کے لوگون کو کئی صنف کئی قسم اپنے امور مملکت مین سے جس کام کا ارادہ کرتا تہا اوسمین
ہر قسم کے لوگون کو لگا رکہا تہا یستضعف طائفۃ منہم مراد اس طائفہ سے بنی اسرائیل
ہین ان کو اوس نے کمزور کر رکہا تہا یہ لوگ اوس وقت مین اپنی زمانے کے بہترین مردم
تہے یہ تو ایسے بہتر وبرتر اور حال یہ کہ اوپر جبار عنید بادشاہ مسلط کیا گیا ذلیل سے ذلیل
کامون مین اون کو لگا رکہا تہا رات دن اپنے کامون مین اور اپنی رعیت کے کامون مین
اون سے مشقت لیتا اور ایذا وتکلیف مین اون کو ڈالتا تہا اور باوجود اس کے اون کے
بیٹون کو قتل کرتا اور اون کی عورتون کو زندہ رکہتا تہا غرض اس سے اونکا ذلیل وحقیر کرنا
تہا اور یہ خوف کہ اونمین سے وہ لڑکا پیدا ہو جس سے وہ اور اوس کی مملکت والے ڈرتے
تہے کہ اونمین سے ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا جس کے ہاتھون پر اوس کی دولت کا جانا ہے
اور وہ اوس کے ہلاک کا سبب ہوگا قبطیون نے یہ بات بنی اسرائیل سے اخذ کی تہی بنی
اسرائیل جس شی کا درس کیا کرتے تہے اوسمین حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کا یہ قول تہا جبکہ
وہ دیار مصر یہ مین وارد ہوئے اور اوس کے بادشاہ کا قصہ جو قصہ اونکو پیش آیا وہ پیش آیا
جس وقت اوسنے بی بی سارہ کو پکڑا تا کہ اون کی ناموس کو ہاتہ لگائے پھر اللہ نے اون کو اوس
سے محفوظ رکہا اور اپنی قدرت وسلطان سے اونکو اوس سے روکا تو حضرت ابراہیم
علیہ السلام نے اپنے ولد کو یہ بشارت دی کہ آئندہ اونکی صلب وذریت سے وہ شخص پیدا

سلام بیان کرتا ہے مین
بہتر پاس بہتر بیان کا

ہوگا جس کے ہاتھون پر ملک مصر کا ہلاک ہوگا پس قبطی لوگ فرعون کے پاس اس کا قصہ
بیان کیا کرتے تھے سو فرعون نے اس سے احتراز کیا اور بنی اسرائیل کے لڑکون کے
مار ڈالنے کا حکم دیا حالانکہ قدر سے حذر ہرگز نفع نہین دیتا ہے اس واسطے کہ اللہ کی اجل
جس وقت آجاتی ہے تو تاخیر نہین دیجاتی ہے دلکل اجل کتاب اور اسی لیے اللہ پاک نے
یون فرمایا ہے و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض الی قولہ یحذرون
اللہ پاک نے جس کام کا ارادہ فرمایا تھا وہ بنی اسرائیل کے ساتھ کر دیا جیسا کہ فرمایا ہے و
اورثنا القوم الذین کانوا یستضعفون الی قولہ یعرشون اور فرمایا کذلک و اورثناھا
بنی اسرائیل فرعون نے اپنی حول و قوت سے ارادہ کیا کہ موسی علیہ السلام سے نجات پائے
سو اس نے اوس کو کچھ نفع نہ دیا ساتھ قدرت ملک عظیم کے کہ جس کے امر قدری کا خلاف
نہین کیا جاتا ہے اور نہ وہ مغلوب ہوتا ہے بلکہ اوسی کا حکم نافذ ہوا اور قدم مین اوس کا قلم
جاری ہو چکا تھا اس بات پر کہ ہلاک فرعون کا اوس کے ہاتھون پر ہوگا بلکہ وہی لڑکا جس کے
وجود سے تو نے احتراز کیا اور اوس کے سبب سے ہزارون بچے مار ڈالے اوس کی نشو و نما
اور پرورش پانے کی جگہ تیری ہے بچھونے اور تیرے ہی گھر مین ہوگی اور اوس کی غذا
تیرے ہی کھانے سے ہوگی اور تو ہی اوس کی پرورش کریگا اور تو ہی اوسکی نازبرداری
کریگا اور اوسپر سے فدا و قربان ہوگا اور تیری موت و ہلاک اور تیرے لشکرون کا ہلاک اوسی
کے ہاتھون پر ہوگا تاکہ تو اس بات کو جان لے کہ رب سموات علی ہے قاہر و غالب و عظیم و
قوی و عزیز و شدید المحال ہے کہ اوسی نے جو کچھ چاہا وہ ہوا اور جو نچاہا وہ نہ ہوا ؎

چاہا ہم نے و لے نہ چاہا تو نے ۔۔۔ تیرا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا

ف فتح البیان کا بیان مع توضیح و اتقان یہ ہے کہ طسم اللہ پاک ہی خوب جانتا ہے
اپنی مراد کو اس سے تلک اسم اشارہ مبتدا ہے اور ما بعد خبر ہے یا یہ خود خبر ہے مبتدا ے
محذوف کی اور آیات بدل ہے اسم اشارہ سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تلک موضع نصب
مین ہو نتلو سے الکتاب المبین مین اضافت آیات کی طرف کتاب کے بمعنی من ہے
یعنی یہ آیتین ہین کتاب مبین سے ایسی کتاب کہ مشتمل ہے بیان پر حق کے باطل سے

۱۵ اور دوارث بنی ہمنی
جو ہوگا کم زور ہو رہے
سرتے اوس زمین کی
مشرق کے مغرب کے
جس مین برکت رکھی
ہا ہمنے اور پورا ہوا
بنی کا وعدہ تیری رب
کا بنی اسرائیل پر اسپر کہ
وہ بہت سے رہے اور
خراب کیا ہم جو بناتا تھا
فرعون اور اوسکی قوم
نے اور انگور چڑھاتے
چھتریون پر ۱۲ سے
اس طرح اور رہا تھا
لگاتین پیڑ جن کا ۱۲
کو

یا یہ معنی ہین کہ اوس کی خیر و برکت ظاہر ہے یہ معنی تو اس بنا پر ہین کہ مبین ماخوذ ہے
اَبَانَ لازم سے محاورے مین بولتے ہین اَبَنْتُہٗ فَاَبَانَ یعنی مین نے ظاہر کیا فلان شے
کو تو وہ ظاہر ہو گئی بَانَ اور اَبَانَ کے ایک معنی ہین اور ابان متعدی سے ماخوذ ہو گا تو یہ
معنی ہون گے کہ یہ کتاب ظاہر کرنے والی ہے حق کی باطل سے اور حلال کی حرام سے
جیسا کہ زجاج نے کہا ہے اور ظاہر کرنے والی ہے وعد و وعید کی اور اخلاص و توحید
کی مراد کتاب سے یا تو لوح محفوظ ہے مبین اوس کو اس لیے کہا کہ اوس مین ہر شے بیان
کی گئی ہے یا مراد قرآن شریف ہے اس کو مبین اس واسطے کہا کہ اسمین حلال و حرام و
حدود و احکام کا بیان کیا گیا ہے نتلو علیک من نبا موسی و فرعون بالحق مفعول نتلو
کا محذوف ہے اور کلمۂ من بیانیہ ہے یا تبعیضیہ اور حق بمعنی صدق ہے اور جار و مجرور
حال ہے فاعل نتلو سے یا نبأ سے معنی یہ ہین ہم وحی کرتے ہین طرف تیرے بواسطۂ
جبریل کے ایک شی کی کہ وہ خبر ہے موسی و فرعون کی یا بعض خبر اونکی درانحال کہ ہم متلبس
ہین ساتھ صدق کے یا وہ خبر متلبس ہے ساتھ صدق و راستی کے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
کلمۂ من زائد ہو اخفش کی راے پر تو خود نبا مفعول ہو گا نتلو کا اولی یہی ہے کہ من بیانیہ
ہو یا تبعیضیہ بنا بر تقدیر مفعول اور اس کی کچھ ضرورت نہین ہے کہ من کی زیادتی کا حکم
کیا جائے لقوم یؤمنون یعنی ہم بیان کرتے ہین تجھ سے اون کا قصہ ساتھ حق کے
واسطے اون لوگون کے جو ایمان لاتے ہین خاصکر مومنین کا ذکر اس لیے کیا کہ تلاوت
سے نفع نہین لیتے ہین مگر مومن جملۂ ان فرعون علا فی الارض اور اس کا ما بعد
مستانفہ ہے بنا کا ذکر جو مجمل [illegible] کے بیان کے واسطے لایا گیا ہے گویا کسی نے
کہا کہ موسی و فرعون کا کیا قصہ ہے سو [illegible] اس کا جواب ہے کہ فرعون نے تکبر و تعظم و تجبر کیا
بسبب اپنے سلطان و غلبے کے مفسرین نے کہا ہے کہ علا کے یہی معنی ہین ارض سے
مراد زمین مصر ہے کسی نے کہا علا کے یہ معنی ہین کہ اوسنے ربوبیت کا دعوی کیا کسی نے
کہا کہ اپنے رب کی عبادت سے علو کیا خود کو بڑا سمجھا وجعل اھلھا شیعا کا یہ مطلب ہے
کہ اوسنے مصر کے لوگون کو اپنی خدمت مین کئی فرقے اور کئی قسم کر ڈالا جو وہ چاہتا اوسپر

اوس کی متابعت و متابعت و اطاعت کرتے مجاہد نے کہا کہ اون کے درمیان مین تفریق ڈالدی قتادہ نے کہا کہ اونمین سے ایک گروہ کو تو غلام بناتا اور ایک فرقے کو چھوڑ رکھتا اور ایک جتھے کو مار ڈالتا اور ایک طائفے کو جیتا رکھتا یا یہ معنی ہین کہ اون کے متفرق فرقے کر دیے اون کے آپس مین بغض و عداوت ڈالدی تاکہ اون کی بات متفق نہونے پائے یہ قول تفصیل سے ہے قول مجاہد کی یا مختلف فرقے کرنے کے یہ معنی ہین کہ ایک گروہ کا اکرام کرتا اور دوسرے کی اہانت قبطی کا اکرام اور اسرائیلی کی اہانت حملہ یستضعف طائفۃ منہم مستانفہ ہے اہل کے بیان حال کے واسطے لایا گیا ہے جن کو اوسنے کئی فرقے اور کئی صنف کر ڈالا تھا مثلاً کسی نے کہا کہ اون کا کیا حال تھا سو اوسکا جواب ہے کہ وہ کمزور کرتا تھا ایک گروہ کو اونمین سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ حال ہو جعل کے فاعل سے یعنی کر دیا اوسکے اہل کو فرقے اس حال مین کہ کمزور کرنے والا تھا ایک طائفے کو اونمین سے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شیعا کی صفت ہو یعنی ایسے فرقے کہ ضعیف کرتا تھا ایک فرقے کو اونمین سے طائفہ سے مراد بنی اسرائیل ہین وجہ ضعیف کرنے کی یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل جب مصر مین بکثرت ہوئے تو لوگون پر زیادتی کی اور معاصی کے حامل ہوئے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو چھوڑ دیا پس اللہ پاک نے قبطیون کو اونپر مسلط فرمایا سو اونہون نے اونکو کمزور کر ڈالا یہان تک کہ حضرت موسی علیہ السلام کے ہاتھ پر اللہ تعالے نے اون کو نجات دی یذبح ابناء ھم و یستحیی نساء ھم یہ جملہ اگلے جملے سے بدل ہے یا مستانفہ ہے یا حال ہے یا صفت ہے مثل جملہ اولی کے اس تقدیر پر کہ اوس سے بدل نہو اس فعل کی وجہ یہ ہوئی کہ اوس وقت مین منجمون نے فرعون کو یہ خبر دی تھی کہ اوسکا ملک جائیگا ہاتھ پر ایک مولود کے بنی اسرائیل سے زجاج نے کہا تعجب ہے فرعون کے حمق سے کیونکہ جس کا ہن نے اوسکو اس کی خبر دی تھی اگر وہ اس کے نزدیک سچا ہے تو قتل نفع نہ دیگا اور اگر وہ جھوٹا ہے تو قتل کرنے کی کچھ معنی نہین ہین کہا ہے کہ بعض نے ستر ہزار بچے قتل کیے تھے خازن نے کہا کہ قتل ابناء و استحیاء نساء کا نام استضعاف رکھا گیا اس لیے کہ بنی اسرائیل عاجز و ضعیف ہو گئے تھے اسکی دفع کرنے سے اپنی جانون سے انکان من المفسدین یعنی وہ تھا اون لوگون مین سے

جوکہ فساد فی الارض کرنے مین راسخ و کامل ہین ساتھہ معاصی و تجبر و تکبر کے اسی لیے
اوسنے ایسے جرم عظیم پر جرأت کی کہ انبیاء علیہم السلام کی معصوم اولاد کو قتل کیا آگے بیان
ہے اس بات کا کہ قتل اہل فساد کے فعل سے ہے و نرید ان نمن علی الذین
استضعفوا فی الارض یہ جملہ معطوف ہے جملۂ ان فرعون علا فی الارض پر داخل ہے
اوس کے ساتھہ حکم تفسیر بنا مین صیغہ مضارع کا واسطے حکایت حالت ماضیہ کے ہے اور
واسطے حاضر کرنے اوس کی صورت کے رہی یہ بات کہ معطوف علیہ جملۂ اسمیہ ہے اور یہ
فعلیہ سو اسکی وجہ یہ ہے کہ دونون مین ایک تناسب ہے اس جہت سے کہ ہر ایک اونمین
سے واسطے تفسیر و بیان بنا کے ہے یہ بھی جائز ہے کہ یہ جملہ حال ہو مستضعف کے فاعل
سے بتقدیر مبتدا ای ونحن نرید معنی یہ ہین کہ وہ تو کمزور کرتا ہے اور حال یہ ہے کہ ہم ارادہ
کرتے ہین اس بات کا کہ اونپر تفضل و مہربانی کرین باین طور کہ اوس کی باس و عذاب سے
اونکو نجات دین بعد اون کے کمزور کرنے کے لیکن قول اول اولی ہے اور مراد مستضعفین
سے بنی اسرائیل ہین امام نسفی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ اس آیت مین دلیل ہی ہمارے
واسطے مسئلہ اصلح پر انتہی و نجعلہم ائمۃ یعنی اونکو پیشوا کرین کہ اون کو امام و پیشوا خیر مین
اور بلانے والے طرف خیر کے کہ اونکا اقتدا کیا جائے اور والی و حاکم لوگون پر اور بادشاہ
اونمین بعد اس کے کہ وہ تابع و مسخر و ذلیل تھے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ مراد حضرت یوسف اور اون کے ولد ہین قتادہ نے کہا کہ یہ لوگ بنی اسرائیل
ہین اور ائمہ سے مراد والیان مرہن و نجعلہم الوارثین یعنی کرین ہم اون کو وہ لوگ کہ
وارث ہون زمین کے بعد فرعون کے اور اوس کی قوم کے یہ قول قتادہ کا ہے
غرض یہ ہے کہ مراد وراثت سے وہ وراثت نہین ہے جو ہماری شرع مین معہود و معلوم ہے
مطلب یہ ہے کہ ہم اون کو ملک فرعون اور مساکن و املاک قبط کے وارث کرین تو فرعون
کا ملک اونمین ہو اور اوس کی قوم کے مکانات مین رہین بسین اور فرعون اور اوسکی
قوم کے املاک سے نفع اوٹھائین و نمکن لہم فی الارض یعنی اور کردین اون کو زمین پر قدرت
رکھنے والے اور اوس کے لوگون پر اور اون کو اوسپر مسلط کرین کہ جس طرح چاہین اوسمین

تصرف کرین اصل تمکین کی یہ ہے کہ ٹھیرایا جاوے واسطے شی کے کوئی مکان کہ وہ شے اوسمین متمکن ہو اور جسے محاورۂ عرب مین مکن لہ جب بولتے ہین کہ کوئی شخص کسی کے واسطے ایک مکان ٹھیرادے کہ وہ اوسپر بیٹھے اور اوسمین متمکن ہو یا اوسپر سووے یہ تو تمکین کی اصل ہے پھر تسلط و اطلاق امر کے واسطے استعارہ کیا گیا ہے مراد ارض سے زمین مصر و شام ہے یعنی ہم اون کو مصر و شام پر مسلط کردین کہ جس طرح چاہین اونمین تصرف کرین جمہور نے تمکن بدون لام اور اعمش نے لتمکن بلام علت پڑہا ہے جمہور نے ونری فرعون وھامان وجنودھما کو بنون معظم و کسرا پڑہا ہے اس بنا پر کہ فاعل اللہ سبحانہ ہے اور اعمش و یحیی بن وثاب وحمزہ و کسائی و خلف نے بری بفتح یای تحتیہ و وفتح رای مہملہ پڑہا ہے اسپر کہ فاعل فرعون ہے قرأت اولی سیاق سے زیادہ تر چسپتی ہے اس واسطے کہ قبل اوس کے نزید و نمکن دونون صیغے بنون ہین فراء نے ویری فرعون جائز رکھا ہے یعنی ویری اللہ فرعون بضم یاے تحتیہ و کسرا و منہم کی ضمیر راجع ہے طرف مستضعفین کے ما کانوا یحذرون مفعول ثانی ہے پہلی قرأت پر اور اول مفعول ہے دوسری کی بنا پر اور رویت بصری ہے اور حذر کہتے ہین ضرر سے بچنے کو معنی یہ ہین اور دکھاوین ہم فرعون اور ہامان اور اون کے لشکرون کو یا دیکھین یہ سب بنی اسرائیل سے جن کو اونہون نے کمزور کر رکھا تہا وہ شی جس سے ڈرتے تہے اور جس کے دفع مین کوشش کرتے تہے کہ اون کے ملک کا جانا اور اون کا ہلاک ہونا ہاتھ پر ایک مولود کے ہے بنی اسرائیل سے جن کو کمزور کر رکھا تہا یہ بات کہ اضافت جنود کی فرعون و ہامان کی طرف کی سو یا تو واسطی تغلیب کے ہے یا ہامان کے کئی لشکر ہون جو اوس کے ساتھ مخصوص ہون گو وہ وزیر تہا یا اس لیے کہ بادشاہ کا لشکر وزیر کا لشکر ہوتا ہے یہان یہ اشکال ہے کہ فرعون والون کا ملک جانا اور اونکا ہلاک ہونا اس قبیل سے نہین ہے کہ اونہون نے اوسکو دیکہا ہو پہر اون کو اسکا دکہانا یا خود اونکا دیکہنا کیونکر ٹھیک ہوگا اسکا یہ جواب ہے کہ نزدیک اہل حق کے ابصار یعنی دیکہنا حیات پر موقوف نہین ہے اور اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل قلیب کے بارے مین یون ارشاد فرمایا ما انتم

سلسلہ ۱۲ مراد وہ کفار ہین جو بدر کی لڑائی مین مارے گئے اور بدر کے کنوین مین ڈالدیے گئے آپ نے اونسے خطاب ہوکر فرمایا تھا کیا جو تمہارے رب نے تمکو وعدہ دیا تھا اوسنے اوسکو حق پایا صحابہ نے عرض کیا آپ مردون سے باتین کرتے ہین اسپر آپ نے یہ بات فرمائی ۱۲ منہ

باسمع منهم یعنی تم اون سے بڑکر سننے والے نہین ہو مطلب یہ کہ وہ خوب سنتے ہین جو
بات مین اون سے کہہ رہا ہون باوجود اس کے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مراد طلائع و
اسباب و آثار ذہاب ملک و ہلاک کی رویت ہو اور یہ اوس وقت ہو کہ اون کو غرق نے
کیا وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا
تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ
فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۗ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا
كَانُوْا خٰطِـِٕيْنَ ۝ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۖ لَا تَقْتُلُوْهُ ۖ
عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ اور ہم نے حکم بھیجا موسے
کی مان کو کہ اوس کو دودہ پلا پھر جب تجھکو ڈر ہو اوسکا تو ڈال دے اوسکو پانی مین اور نہ
خطرہ کر اور نہ غم کہا ہم پھر پہونچاوینگے اوسکو تیری طرف اور کرینگے اوسکو رسولون سے
پھر اوہ اٹھا لیا اوس کو فرعون کے گھر والون نے کہ ہو اونکا دشمن اور کرکہا نیوالا بیشک فرعون
اور ہامان اور اون کے لشکر چوکنے والے تھے اور بولی فرعون کی عورت آنکھون کی
ٹھنڈک ہے مجھکو اور تجھکو اوس کو نہ مارو شاید ہمارے کام آوے یا کرلین ہم اوس کو بیٹا اور
اون کو خبر نہین ف۱ یہ ان کی مان کے دل مین پڑگیا یا خواب دیکھا ہرگذر کے پیادے
ڈھونڈہ ڈھونڈہ لاتے اور مارتے جس کے یہان بیٹا ہوتا ف۲ ایک لکڑی کے
صندوق مین ڈال کر اون کو بہا دیا نہر مین بہتا چلا گیا فرعون کے محل مین اوسکی عورت
نے اون کو اٹھا لیا پالنے کو ف۳ خبر نہین کہ بڑا ہو کیا کریگا لیکن جانا کہ بنی اسرائیل
مین سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین جبکہ فرعون نے بنی اسرائیل کے ذکور بکثرت مار ڈالے
تو قبطی ڈرے اس سے کہ بنی اسرائیل فنا ہو جائین تو جو مشقت و محنت کے کام وہ
کیا کرتے تھے خود اون کو کرنا پڑین اسپر فرعون سے کہا کہ اگر یہ حال استمرار پذیر ہو تو
بنی اسرائیل کے بوڑھے تو مرینگے اور اون کے لڑکے مارے جاتے ہین اور اونکی
عورتون سے ممکن نہین ہے کہ جو کام اون کے مرد کر سکتے ہین وہ اون سے بنین

تو اون کا سون کے کرنے کی ہم تک نوبت پونہچیگی اسپر فرعون نے حکم دیا کہ ایک برس
لڑکے مارے جائین اور ایک برس اون کو چہوڑ دین پس حضرت ہارون علیہ السلام
اوس برس پیدا ہوے جس مین لڑکون کو چہوڑ دیتے تھے اور حضرت موسی علیہ السلام
اوس سال پیدا ہوے جس مین لڑکے مارے جاتے تھے فرعون کے کہپہ لوگ اس
کام پر مقرر تھے اور دائی جنائیان گشت کیا کرتی تھین عورتون پر پہر جس عورت کو
دیکھتین کہ وہ حاملہ ہوگئی ہے تو اوسکا نام یاد رکھتین پہر جب اوس کے جننے کا وقت آتا
تو قبطیون کی عورتین ہی اوسکو جناتین پہر اگر اوس عورت نے لڑکی جنی تو اوسکو چہوڑ دیتین
چلی جاتین اور اگر اوسنے لڑکا جنا تو وہی ذباح لوگ ہاتہہ مین تیز چہریان لیے ہوے انکہ
آستے پہر اوس لڑکے کو مار ڈالتے اور چلدیتے فتہم اللہ تعالی پہر جب موسی علیہ السلام کی
والدہ کو اون کا حمل رہا تو اونپر حمل کے آثار ظاہر نہوئے مثل اور عورتون کے اور نہ
دائیون کو اونکا علم ہوا لیکن جبکہ اونہون نے اونکو نرجنا تو اون سے دل مین تنگ ہوئین
اور اونپر سخت ڈرین اور اون کو بحد زائد محبوب رکہا اور حضرت موسی علیہ السلام کو جو
دیکہتا اون کو محبوب رکہتا تہا پس سعید وہ شخص ہے جو اون سے طبعی و شرعی محبت رکہے
اللہ پاک نے فرمایا ہے وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي پہر جب اون کی والدہ اون سے
دل مین تنگ ہوئین تو اون کے سر مین الہام کیا گیا اور اون کے دل مین ڈالا گیا اور اون کے
قلب مین پہونکا گیا یعنی وہ امر جس کی اللہ پاک نے خبر دی ہے واوحینا الی ام موسی تا
المرسلین قصہ یہ ہے کہ اونکا گہر کنارۂ نیل پر تہا پس اونہون نے ایک صندوق بنایا اور
اوس مین نرم بچونا بچایا تہا اپنے بچے کو دودہ پلانے لگین پہر جب اونپر کوئی شخص داخل
ہوتا اون لوگون مین سے جن سے وہ ڈرتی تھین تو چلی جاتین پہر اونکو اوسکی صندوق مین رکہتین
اور اوس کو دریا مین چہوڑ دیتین اور ایک سی سی اوسکو باندہ دیتین جو اون کے پاس تہی پہر جب
ایک دن ہوا تو اونپر وہ شخص داخل ہوا جس سے ڈرتی تھین پس چلین پہر اون کو اوس صندوق
مین رکہا اور اوسکو دریا مین چہوڑ دیا اور اوس کو باندہنا بہول گئین تو وہ چلا ساتہہ پانی کے
اور اوسنے اوسکو اوٹہا لیا یہان تک کہ بے گذرا اوسکو فرعون کے گہر پر پس لونڈیون نے

۱؎ عفاقت بزرعہ یقال صفقت بالام ذرعا اذا القطعہ ۱۲ منہ

۲؎ اور ڈالدی مین نے تجہہ پر محبت اپنی طرف سے ۱۲ منہ

۳؎ الہمنا فی سرہا والقی فی خلدہا وقذف فی روعہا ۱۲ منہ

اوسکو اوٹھالیا پھر اوسکو لادا پھر اوس کو لیچلین طرف زن فرعون کے اور وہ جانتی نہ تہین کہ اوسمین کیا ہے اور دُرین کہ فتنے مین پڑین اوپھر اوس کے کہونے مین سوا اوس کے پھر جب اوسکو کہولا تو ناگاہ وہ ایک لڑکا ہے من احسن الخلق وجملہ واعلاہ ابہاہ یعنی ساری خلق سے حسین وجمیل تر نہایت خوبصورت وبارونق پس اللہ پاک نے اون کی محبت اوس کے دل مین ڈالدی جس وقت کہ اوسنے طرف اون کے نظر کی اور یہ بات واسطے اوس کی سعادت کے تہی اور واسطے اوس شی کے جسکا اللہ تعالی نے ارادہ کیا اوسکی کرامت سے اور اوس کے خلوندکی شقاوت سے اور اسی لیے یون فرمایا فالتقطه آل فرعون لیکون لهم عدوا وحزنا الآیة **محمد بن اسحق وغیرہ** نے کہا ہے کہ حرف لام اس جگہہ لام عاقبت ہے لام تعلیل نہین ہے اس واسطے کہ اونہون نے اونکے اوٹھانے سے عداوت وحزن کا ارادہ نہین کیا تہا تاہم تمسک ظاہر لفظ اوسی بات کا مقتضی ہے جسکو اونہون نے کہی ہے لیکن جس وقت معنی سیاق کی طرف نظر کی جاتی ہے تو لام تعلیل ہی کے واسطے باقے رہتا ہے کیونکہ معنی یہ ہین کہ اللہ پاک نے اون کو واسطے اوٹھانے موسی کے مقرر کیا اس لیے کہ کرے موسی کو دشمن اون کا اور حزن پس یہ معنی ابلغ ہین باطل کرنے مین اون کے خذر کے حضرت موسی سے اور اسی واسطے یون فرمایا ہے ان فرعون وهامان وجنودهما کانوا خاطئین **حضرت امیر المومنین عمر بن عبد العزیز** رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے خط لکہا طرف ایک قوم کے فرقۂ قدریہ سے اس بارے مین کہ وہ کتاب اللہ کی تکذیب کرتے ہین اور اوس کے اقدار کو جہٹلاتے ہین جو کہ اوس کے علم سابق مین ناخذ ہو چکے ہین حرہ خط یہ ہے کہ موسی اللہ کے علم سابق مین واسطے فرعون کے عدو وحزن ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہے ونری فرعون وهامان وجنودهما منهم ما کانوا یحذرون وقلتم انتم نوشاء فرعون ان یکون لموسی ولیا وناصرا اور اللہ تعالے یون فرماتا ہے لیکون لهم عدوا وحزنا قولہ تعالے وقالت امرأت فرعون قرت عین لی ولك الآیہ یعنی فرعون نے جب حضرت موسی علیہ السلام کو دیکہا تو اون کے قتل کا قصد کیا واسطے خوف کے اس بات سے کہ

سلہ یعنی تمہاری عقیدہ کی بنا پر یہ کہنا لازم آتا ہے کیونکہ قدریہ کے نزدیک کوئی بات کسی کے واسطے قضا وقدر مین ثابت نہین ہوچکی بلکہ بندہ مختار ہے کہ اپنے فعل کو جس طرح چاہے واقع کرے پس اس بنا پر فرعون مختار تہا کہ موسی علیہ السلام پر فضل وعداوت نہ واقع کرتا بلکہ فضل ولایت ونصرت کو واقع کرتا اور یہ صریح معارضہ ہے اس خبر قرآنی کا پس بالضرور یہ عقیدہ غلط ہے ۱۲ تصحیح کرلیں اللہ تعالی

بنی اسرائیل سے ہون پس اوس کی بی بی آسیہ بنت مزاحم نے شروع کیا کہ اونکی طرف سے جھگڑتی تھی اور اون کے ورسے دفع کرتی تھی اور اون کو فرعون کی طرف محبوب کرتی تھی تو یون بولی قرۃ عین لی ولک اسپر فرعون بولا کہ تیرے واسطے جو ہے سو ہان اور میرے واسطے جو ہے سو نہین پس اسی طرح ہوا اور اون کے سبب سے اللہ تعالے نے اوس کی بی بی کو ہدایت کی اور اون کے ہاتھون پر اوس کو ہلاک کیا سورۂ طہ مین حدیث الفتون کے اندر یہ قصہ بطولہا بروایت حضرت ابن عباس مرفوعاً گذر چکا ہے نزدیک نسائی وغیرہ کے قولہ تعالے عسی ان ینفعنا یہ بات بی شک فرعون کی بی بی کو حاصل ہوئی اون کے سبب سے اللہ پاک نے اوسکو ہدایت کی اور اون کے سبب سے جنت مین اوس کو بسایا اونسے جو یہ کہا او نتخذہ ولدا سو اس کے یہ معنی ہین کہ اونسے چاہا کہ اون کو بیٹا بنائے اور متبنی کرے اس لیے کہ فرعون سے اوس کا کوئی بچا نہ تھا وھم لا یشعرون یعنی وہ نہین جانتے تھے اللہ پاک کی حکمت عظیم و بالغ و حجت قاطع کو جس کا اونسے ارادہ کیا تھا اس کے سبب اون کے اوٹھا لینے کے **فائدہ** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ واوحینا الی ام موسیٰ کے یہ معنی ہین کہ ہم نے الہام کی اوس کو وہ بات جو اوس نے موسیٰ کے ساتھہ کی یہ قول حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما کا ہے یعنی اس جگہہ وحی کے معنی الہام ہین یہ وہ وحی نہین ہے جو رسولون کی طرف کیجاتی ہے کسی نے کہا یہ ایک خواب تھا کہ حالت رؤیا مین اون کی مان کو دکھا دیا تھا کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے ایک فرشتے کو اونکی طرف بھیجا تھا کہ اس بات کا اون کو اعلام کردے پس اس قول کی بنا پر یہ وحی اعلام کی تھی نہ الہام کی علما کا اجماع ہے اس بات پر کہ وہ نبی نہ تھین اور جو شخص فرشتے کے بھیجنے کا اون کی طرف قائل ہے تو اوس کے نزدیک یہ بھیجنا ویسا ہے جیسا کہ فرشتے کا کلام کرنا ہے اقرع و ابرص و اعمی سے جس طرح کہ اوس حدیث شریف مین آیا ہے جو کہ صحیحین وغیرہما مین ثابت ہو چکی ہے صرف فرشتے کے بات کرنے سے نبوت حاصل نہین ہوتی ہے دیکھو حضرت عمران بن حصین رضے اللہ عنہ پر فرشتون نے سلام کیا چنانچہ یہ حدیث بھی صحیح مین ثابت ہے پس وہ اس سلام کرنے سے کچھہ نبی نہین ہو گئے بالجملہ حضرت موسیٰ علیہ السلام

سلا اقرع کے تین بڑے گئے کوڑھی اور ابرص جسکے بدن مین سفید داغ ہون اور اعمی اندھا انکے پاس اللہ پاک نے فرشتہ بھیجا ہے اس کا قصہ صحیح بخاری مین ہے ۱۲ منہ

کی والدۂ شریفہ کا نام نامی واسم سامی یوحانذ تہا کسی نے کہا لوخابنت ہاذبن لاوی بن
یعقوب اس قول کو قرطبی نے ثعلبی سے نقل کیا ہے کلمۂ اَن قولہ تعالی ان ارضعیہ مین مفسرہ
ہے اس واسطے کہ وحی مین قول کے معنی ہین صریح قول نہین ہے اَن مفسر کی جو شرط
ہے وہ یہان موجود ہے یہ بہی جائز ہے کہ ان مصدریہ ہوای بان ارضعیہ یعنی ہم نے
اوسکو الہام کیا اوس کے دودہ پلانے کا اور یہ الہام قبل ولادت کے تہا کسی نے کہا
بعد ولادت کے اون کی والدہ کو جو دودہ پلانے کا امر فرمایا باوجود اس کے کہ وہ تو اونکو
طبعًا پلاتین مان اپنے بچے کو بالطبع دودہ پلاتی ہے سو غرض اس سے یہ ہے کہ وہ اونکے
دودہ سے مالوف ہوجائین تو بعد واقع ہونے کے ہاتہ مین فرعون کے غیر مان کا پستان
قبول نکرین پس وہ اونکو دودہ پلاتین اور وہ نہ روتے اور نہ اونکی گود مین حرکت کرتے تہے
کسی نے کہا کہ آٹہ ماہ اون کو دودہ پلایا کسی نے کہا چار ماہ کسی نے کہا تین ماہ حضرت
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بکسر نون ان اور بوصل ہمزہ ارضعیہ پڑہا ہے پس کسرہ تو
واسطے التقای ساکنین کے ہے اور حذف ہمزۂ وصل کا علی غیر قیاس ہے فاذا خفت علیہ
یعنی پہر جب تو ڈرے اوسپر باین طور کہ فرعون کو اوس کی خبر پونہچ جائے تو اوس کو ذبح
کرڈالے حضرت ابن عباس نے یون فرمایا کہ جب تو ڈرے اس سے کہ تیرے پڑوسی
اوس کی آواز سن لین فالقیہ فی الیم تو تو ڈالدے اوسکو دریا مین مراد یم سے نیل ہے
اوسمین ڈالنے کی کیفیت کا بیان سورۂ طٰہٰ مین گذر چکا ہے ولا تخافی اور مت خوف کر
اوسپر ڈوبنے کا اور ضائع ہونے کا ولا تحزنی اور غم مت کہا اوسکی جدائی کا خوف وہ غم
ہے جو انسان کو پونہچتا ہے بسبب کسی امر کے جس کی وہ توقع رکہتا ہے مستقبل مین اور حزن
وہ غم ہے جو اوس کو پونہچتا ہے بسبب کسی امر کے جو زمانۂ ماضی مین واقع ہوچکا ہے اب یہ بات
کہنے کی گنجایش نرہی کہ دونون مین کیا فرق ہے یہان تک کہ ایک کا عطف دوسرے پر
کیا ہے پہر خوف وحزن سے نہی کرنے کی علت بیان فرمائی کہ انا راد وہ الیک و
جاعلوہ من المرسلین یعنی تو خوف وحزن مت کر اس واسطے کہ ہم تو عنقریب اوسکو پہیر لانیوالے
ہین طرف تیرے اسی وجہ پر کہ اوس سے اوسکو نجات ہوگی اور تو اوسپر بخوف ہوجائیگی

اور کرنے والے ہین ہم اوس کو اون لوگون مین سے جن کو ہم بندون کی طرف بھیجا کرتی
ہین یہ آیت کریمہ عجیب وغریب ہے کہ باوجود کمال اختصار کے مشتمل ہے دو امر ونہی
ارضعیہ والقیہ اور دو نہیون پر لاتخافی ولاتحزنی اور دو خبرون پر انا رادوہ وجاعلوہ اور
دو بشارتون پر ضمن مین دو خبرون کے وہ ردوہ جعل مذکور ہے حرف فاقولہ تعالے
فالتقطہ آل فرعون مین فصیحہ ہے جملۂ محذوف کا اظہار کرتی ہے وہ جملہ یہ ہے
فالقتہ فی الیم بعد ما جعلتہ فی التابوت فالتقطہ من وجاءہ من آل فرعون ای اعوانہ التقاط
کہتے ہین شے کے پالینے کو بدون طلب کے ترجمہ اس کا فارسی مین برگرفتن چیزے
از زمین ہے آل فرعون سے مراد وہ لوگ ہین جنہون نے صندوق کو لیا دریای جسمین
حضرت موسی علیہ السلام تھے معنی یہ ہین پس ڈالدیا اون کو دریا مین بعد اس کے کہ رکھا
اون کو صندوق مین پھر اوٹھالیا اوس کو اون لوگون نے جنہون نے اوسکو پایا من جملۂ آل
فرعون کے یعنی اوس کے اعوان ومددگار زجاج نے کہا کان فرعون من اہل فارس
من اصطخر یعنی فرعون فارس کے شہر اصطخر کا تھا محلی نے کہا کہ دریای نیل مین اون کو رات
مین ڈالا پھر اوسی رات کی صبح کو اون کو اوٹھایا خفاوی نے کہا کہ وہ پیر کا دن تھا لیکون
لھم عدوًّا وحزنا یہ لام لام عاقبت ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ اونہون نے تو
اوس کو اس لیے لیا تھا کہ اون کے واسطے فرزند ہو اور آنکھ کی ٹھنڈک نہ اس لیے کہ وہ
دشمن ہو سو انجام اوسکا یہ ہوا کہ وہ اونکا دشمن ہوگیا اور کڑھانیوالا محلی نے کہا کہ ہووے واسطے
اون کے عاقبت امر مین دشمن کہ اون کے مردون کو قتل کرے اور حزن کہ اون کی
عورتون کو لونڈیان بنائے صاحب کشاف نے کہا کہ یہ لام لام کی ہے جس کی معنی
تعلیل ہین لیکن یہ معنی وارد ہین طریق مجاز پر اس واسطے کہ جب یہ عداوت اون کے فعل
کا نتیجہ ومثمرہ ہوئی تو اوس کی تشبیہ دی گئی داعی وباعث سے کہ جس کے واسطے فاعل
فعل کرتا ہے اسی باب سے شاعر کا قول ہے ع لدوا للموت وابنوا للخراب ٭ چونکہ
انجام ولادت کا موت ہے اور عاقبت مکان بنانے کی اوجاڑ ہے تو گویا جننا موت
کے واسطے اور مکان بنانا اوجاڑنے کے لیے ہو کسی اور نے کہا ہے ؎

وللمنايا تربي كل مرضعة	ودورنا لخراب الدهر نبنيها

یعنی ہر دودھ پلانے والی موت کے واسطے پالتی پوستی ہے پرورش کرتی ہے اور ہم گھر بناتے ہین واسطی اوجاڑنے زمانے کے جمہور نے حزنا کو بفتح حا ی مہملہ و ذا معجمہ پڑہا ہے اور اعمش و یحیی بن وثاب و حمزہ و کسائی و خلف نے بضم حا و سکون زا پہلی کو ابو عبیدہ و ابو حاتم نے اختیار کیا ہے یہ دونون دو لغت ہین جیسے عدم و عدم و رشد و رشد و سقم و سقم حملہ ان فرعون و هامان و جنودهما كانوا خاطئين تعلیل ہے ماقبل کی یا جملہ معترضہ ہے درمیان معطوف یعنی قالت امرأة فرعون اور معطوف علیہ کے یعنی فالتقطه آل فرعون غرض اس سے تاکید ہے خاطئین کے معنی ہین عاصین آثمین یعنی تاکہ ہو واسطے اون کے حد و حزن اس واسطے کہ فرعون اور ہامان اور اون کے لشکر اپنے سارے افعال و اقوال مین گنہگار و نافرمانی کرنے والے تھے سو وہ موسے علیہ السلام کے ہاتھون پر عذاب کیے گئے باوجود اس کے کہ آل فرعون کے ہاتھو نپر اونہون نے پرورش پائی پس یہ بات ابلغ ہے اون کے ذلیل کرنے مین یا خاطئین ماخوذ ہے خطاسے جو کہ صواب کا مقابل ہے اس واسطے کہ اون کو اس بات کا شعور نہوا کہ یہ وہی ہے جو اون کے ملک کو کھوویگا کسی نے خاطین بیا پڑہا ہے بدون ہمزہ کے احتمال ہے کہ اس قرات کے معنی وہی ہون جو قرات جمہور کے ہین لیکن بحذف ہمزہ اسکی تخفیف کر دی گئی ہے یہ بھی احتمال ہے کہ خطا یخطو سے ماخوذ ہو اس کے معنی ہین تجاوز صواب کے یعنی وہ لوگ تھے آگے بڑہنے والے صواب سے وقالت امرأت فرعون نام اسکا آسیہ بنت مزاحم ہے رضی اللہ عنہا یہ بی بی نیک بیبیون سے اور نبیون کی بیٹیون سے تھی کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل مین کی تھی کسی نے کہا حضرت موسی علیہ السلام کی پھوپھی تھی حکاہ السہیلی غرضکہ فرعون کی بی بی نے فرعون سے کہا حالانکہ وہ مع اپنے اعوان کے اون کے قتل کا قصد کر چکا تھا قرة عين لي ولك خبر ہے مبتدای محذوف کی بہ قول کسائی وغیرہ کا ہے یعنی یہ آنکھ کی ٹھنڈک ہی میرے واسطے اور تیرے واسطے کسی نے کہا یہ مبتدا ہے اور خبر اوسکی لا تقتلوه ہے یہ قول زجاج کا ہے لیکن پہلا قول اولی ہی یہ بات اونسے اون کی دشمنی کے

ماخوذ خطاء یعنی گناہ سے ہے

وقت کہی جبکہ وہ اوس کے پاس پونہچے اور اون کو صندوق سے نکالا فرعون سے
اور اوس کے پاس والون سے مخاطب ہوکر کہا او سکو مت قتل کرو یا تنہا فرعون سے
بصیغہ جمع کہا بطور تعظیم کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے یون پڑہا ہے قالت امرأة
فرعون لا تقتلوه قرة عين لي ولك یہ بہی جائز ہے کہ قرة عين منصوب ہو لا تقتلوه سے بنا بر
اشتغال کسی نے کہا کہ فرعون کی عورت نے یون کہا تہا کہ یہ لڑکا سال بہر سے بڑا ہے
اور تو ذبح کرتا ہے اس برس کے بچون کو سو تو اوس کو چہوڑ دے کہ میرے پاس رہے کسی
نے کہا یون کہا تہا کہ اوس کو مت قتل کرو اوسکو تو اللہ کسی دور زمین سے لے آیا ہے
بنی اسرائیل مین کا نہین ہے فراء نے عن السدی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن عباس روایت
کیا ہے کہ لا تقتلوه فرعون کے کلام سے ہے اور اسپر ایسے کلام سے اعتراض کیا ہے
جو کہ لفظ کی طرف رجوع کرتا ہے اس کے رد مین اس کا ضعف اسناد ہی کافی ہے غرضکہ
پہر اپنے قول کی یہ علت بیان کی کہ اوس سے اون کو حصول نفع کی امید ہے پس کہا
عسے ان ینفعنا یعنی شاید ہمارے کام آئے تو ہم اوس سے خیر کو پونہچین کیونکہ او مین
یمن کے آثار ہین اور نفع کے دلائل ہین واسطے اپنے گہر والون کے او نتخذه ولدا یا ہم
بنائین اوس کو بیٹا یہ اس لیے کہا کہ اوس کی اولاد نہین ہوتی تہی پس فرعون سے اوس کا
ہبہ طلب کیا تو اوسنے موسی علیہ السلام کو اوسے ہبہ کر دیا جملہ وہم لا یشعرون حالیہ ہے
حال ہے آل فرعون سے یعنی اوہٹا لیا اوس کو آل فرعون نے حالانکہ اونکو اس بات کی
خبر نہین کہ وہ اوس کے اوہٹا لینے مین خطا پر ہین اور اون کا ہلاک اوس کے ہاتہہ پر ہے
یہ جملہ اللہ پاک کے کلام سے ہے کسی نے کہا کہ زن فرعون کے کلام سے ہے یعنی
بنی اسرائیل اس بات کو نہین جانتے ہین کہ ہم نے اوسکو اوہٹا لیا ہے وہم لا یشعرون اسکے
قائل کلبی ہین یہ قول نہایت بعید ہے یمن نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ آسیہ نے جب دیکہا
کہ جماعت فرعون نے اوس کے قتل کا مشورہ دیا ہے تو فرعون سے اوسنے یہ کہا یعنی تو وہ
بات کر جو مین تجہہ سے کہتی ہون اور تیری قوم کو خبر نہو علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین
وہم لا یشعرون حال ہے اور آل فرعون ذوالحال ہے تقدیر کلام کی یہ ہے فالتقطه آل فرعون

لیکون لھم عدوا وحزنا وقالت امراۃ فرعون کذا وھم لا یشعرون انھم علی خطا عظیم فی التقاطھ و رجاء النفع منہ وتبنیہ وقولہ ان فرعون الا یحتمل اعتراضیۃ واقعۃ بین المعطوف والمعطوف علیہ مؤکدۃ لمعنی خطئھم وما احسن نظم ھذا الکلام عند اصحاب المعانی والبیان واصبح فؤاد ام موسیٰ فرغا ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبھا لتکون من المؤمنین ۝ وقالت لاختہ قصیہ فبصرت بہ عن جنب وھم لا یشعرون ۝ وحرمنا علیہ المراضع من قبل فقالت ھل ادلکم علی اھل بیت یکفلونہ لکم وھم لہ ناصحون ۝ فرددنہ الی امہ کی تقر عینھا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حق ولکن اکثرھم لا یعلمون ۝ اور صبح کو موسی کی مان کے دل مین قرار نہ رہا نزدیک ہوئی کہ ظاہر کرے بیقراری کو اگر نہ ہم نے گرہ دی ہوتی اوس کے دل پر اس واسطے کہ رہے ایمان والون مین اور کہدیا اوس کی بہن کو کہ اوس کے پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اوس کو انجانی ہوکر اور اون کو خبر نہوئی اور روک رکھی تھین ہمنے اوس سے دائیان پہلے سے پھر بولی مین بتاؤن تمکو ایک گھر والے وہ اوسکو پال دین تمکو اور وہ اوس کے بھلا چاہنے والے ہین پھر لوٹہنچا دیا اوس کو اوس کی مان کی طرف کہ ٹھنڈی رہی اوس کی آنکھ اور غم نہ کھاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہین جانتے ف فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل مین کی حضرت موسی کے چچا کی بیٹی اس لفظ سے وہ پہچان گئی کہ لڑکا اون کا ہے اور جب اون کو لے پالا تو دائیان ڈھونڈین کسی کا دودھ اونھون نے نہ پیا لاچار ہوگئے تھے تب اون کی مان کو بلایا اوس کا دودھ پینے لگے اوس کے حوالے کیا پاتے کہ ایک دینار روز کر دیا ف یعنی اللہ کا وعدہ پونہچ رہتا ہے بیچ مین بڑے بڑے پھیر پڑجاتے ہین اسمین بہت لوگ بے یقین ہونے لگتے ہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے حضرت موسی علیہ السلام کے والدہ کے دل کی جبکہ اونکا بیٹا دریا مین جلا گیا کہ انہ اصبح فارغا یعنی اون کا دل امور دنیا کی ہر شے سے فارغ ہوگیا مگر موسی سے یہ قول حضرت ابن عباس و مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و ابو عبیدہ و ضحاک و

الربع ع ۱۳

حسن بصری و قتادہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ساری باتین
دل سے جاتی رہین صرف حضرت موسی ہی کا خیال رہا ان کادت لتبدی بہ
یعنی نزدیک ہوئی کہ مارے اپنے شدت وجد وحزن وافسوس کے ظاہر کرے کہ
اوسکا ایک بیٹا جاتا رہا ہے اور اپنے حال کی خبر کردی اگر اللہ نے اوس کو ثابت نہ
رکھا ہوتا اور صبر نہ دیا ہوتا اللہ پاک نے فرمایا لولا ان ربطنا علی قلبها الآیۃ وقالت
لاختہ قصیہ یعنی اپنی بیٹی کو امر کیا یہ بیٹی بڑی تھی جو کہہ اوس سے کہا جاوے اوس کو یاد
رکھتی تھی تو اوس کو کہدیا کہ تو اوس کے پیچھے چلی جا اوس کی خبر لے اور اطراف شہر سے
اوس کا حال تلاش کر پس وہ اس کام کے واسطے نکلی فبصرت بہ عن جنب حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما نے فرمایا عن جانب مجاہد نے کہا عن بعید یعنی پہروہ دیکھتے رہے اوس کو ایک
کنارے سے یا دور سے قتادہ نے کہا نظر کرنے لگی طرف اوس کے اور گویا ارادہ نہین
کرتی ہے اوس کا مطلب یہ ہے کہ اجنبی ہوکر دیکھتی رہی قصہ یہ ہے کہ جب موسی علیہ السلام
نے فرعون کے گھر مین قرار پکڑا اور بادشاہ کی بی بی نے اون کو محبوب رکھا اور اوس سے
اون کو رہا کیا تو اونپر دائیان پیش کین جو اون کے گھر مین تھین سو اونہون نے اونمین سے
کسی کا پستان قبول نہ کیا تو اون کو لیکر بازار کی طرف نکلے شاید کسی عورت کو پائین جو اون کی
رضاعت کے واسطے صالح ولائق ہو پھر جب موسی علیہ السلام کی بہن نے اونکو لوگون کے
ہاتھون مین دیکھا تو اون کو پہچان لیا اور اسکا اظہار نہ کیا اور نہ لوگون کو اونکا شعور رہا اللہ تعالی
نے فرمایا ہے وحرمنا علیہ المراضع من قبل یعنی ہم نے حرام کر رکھی تھین اوسپر دائیان
تحریم قدری پہلے سے یہ حرام کرنا واسطی کرامت وتعظیم موسی علیہ السلام کے تھا نزدیک
اللہ پاک کے اوس واسطے کہ سوا اپنی مان کے اور عورت کے دودھ پینے سے محفوظ رکھے
جائین اور اس لیے کہ اللہ پاک نے اس کو ایک سبب ٹھیرایا تھا رجوع کا طرف اون کی مان کے
تاکہ وہ اون کو دودھ پلائین بخوف ہوکر بعد اس کے کہ وہ خائف تھین پھر جب موسی علیہ السلام
کی بہن نے لوگون کو متحیر دیکھا دودھ پلانے والیون کے بارے مین تو بولین ھل ادلکم
علی اھل بیت الآیہ حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر جب اونہون نے یہ بات کہی تو

فرعون والون نے اون کو پکڑا اور اون کے امر مین شک کیا اور اون سے کہا و ما یدریک
بنصحہ لہ و شفقتہم علیہ یعنی تجھے کہان سے معلوم ہوا کہ وہ گھر والے اوس کے خیر خواہ اور
اوس کے حال پر شفیق ہین تو اونہون نے اون سے کہا کہ اون کی خیر خواہی واسطے
اوس کے اور شفقت اون کی اوسپر رغبت کرنا اونکا ہے بادشاہ کے صہر مین اور امید کرنا
ہے اوس کی منفعت کی اسپر اون کو چھوڑ دیا پھر جب اون سے یہ بات کہی اور اون کی
ایذا سے رہائی پائی تو وہ لوگ ہمراہ اون کے پہلے طرف گھر اہل بیت کے پھر داخل
کیا حضرت موسی علیہ السلام کو اون کی والدہ پر تو اونہون نے اپنا پستان اون کو دیا سو
اوس کو لیلیا پس اس سے بغایت خوش ہوئی اور مژدہ رسان بادشاہ کی بی بی کی طرف
گیا پھر اوس نے حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کو بلایا اور اونپر احسان کیا اور بہت سی
عطا اون کو عطا کی حالانکہ وہ جانتی نہ تھی کہ حقیقت مین وہ اون کی مان ہین لیکن یہہ
سب کچھ اس لیے کیا کہ اون کا پستان موافق ہو گیا اوس سے دودہ پیا پھر آسیہ نے اون سے
درخواست کی کہ اوس کے پاس رہین تو اون کو دودہ پلائین اونہون نے اس سے انکار کیا
اور کہا کہ میرے تو خاوند ہے اور اولاد ہے مجھ سے نہین ہو سکتا ہے کہ تیرے پاس قیام
کرون لیکن اگر تجھے یہ محبوب ہو کہ مین اوسے اپنے گھر دودہ پلاؤن تو مجھے منظور ہے
پس فرعون کی عورت نے یہ بات اون کی مان لی و اجرت علیہا النفقۃ و الصلات
والکساوی و الاحسان الجزیل یعنی اون کی تنخواہ مقرر کر دی اور بہت کچھ عطا و لباس
اون کے واسطے جاری کر دیا فرجعت ام موسی بولدہا راضیۃ مرضیۃ قد ابدلہا اللہ بعد
خوفہا امنا فی عز و جاہ و رزق دار یعنی پھر حضرت موسی علیہ السلام کی مان اپنے بیٹے کو
لیکر خوش خوش لوٹ آئین اللہ پاک نے اون کے خوف کے بعد امن و بیخوفی بدل دی
عزت و جاہ و رزق کثیر و جاری مین اپنی بیٹی کو لیکر آگئین اور اسی لیے حدیث شریف
مین آیا ہے مثل الذی یعمل و یحتسب فی صنعتہ الخیر کمثل ام موسی ترضع ولدہا
و یاخذ اجرہا یعنی مثل اوس شخص کی جو کہ کام کرتا ہے اور اپنی صنعت خیر مین نیت
ثواب کی رکھتا ہے مانند مثل والدہ موسی علیہ السلام کے ہے کہ دودہ پلائین اپنے بچے کو

ف بادشاہ کے یعنی جو کہ اس کو پالک کو دودہ پلائین گی تو اونکو بادشاہ کی سسرال کا رشتہ ہو گا جب اونکو اونکا سبب سے اتنا بڑا مرتبہ ملیگا تو بالضرور وہ اوس کے خیر خواہ ہونگی اور اوس کے حال پر شفقت کرینگی

ف اس سے معلوم ہوا کہ ظالم کافر کے ہاتھ سے نجات پانے کی دعا کی تاویل کرنا چاہئے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کے قصہ مین بھی ایسی دلیل ہے

اور لیوین اپنی مزدوری نہین تہا درمیان شدت وکشایش کے گزرانہ قلیل ایک روز وشب یا قریب اس کے واللہ اعلم فسبحان من بیدہ الامر ما شاء کان وما لم یشاء لم یکن الذی یجعل لمن اتقاہ بعد کل ہم فرجا وبعد کل ضیق مخرجا یعنی پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتہہ مین سارے کام ہین جو چاہا وہ ہوگیا اور جو نہ چاہا وہ نہوا وہی ہے جو کردیتا ہے واسطے اوس شخص کے جو اوس سے ڈرتا ہے بعد ہر غم کے کشایش اور بعد ہر تنگی کے نکاس اور اسی لیے فرمایا ہے فرددناہ الی امہ کی تقر عینہا ولا تحزن یعنی پہر پہیر لائے ہم اوس کو طرف اوس کے ماں کے تاکہ ٹہنڈی رہے آنکہہ اوس کی اوس سے اور غم نہ کہائے اوسپر ولتعلم ان وعد اللہ حق اور تاکہ جان لے اس بات کو کہ اللہ کا وعدہ سچ ہے اوس بات مین جس کا اوس سے وعدہ کیا تہا کہ اوس کو طرف اوسکے پہیر لائین گے اور کرین گے اوس کو رسولون مین سے پس جب اوس کو طرف اوسکے پہیر لایا تو اب اس سے یقین کرلیا اس بات کا کہ وہ ہونیوالا ہے اوسکی طرف سے ایک رسول منجملہ مرسلین کے تو اوس کی تربیت وپرورش مین اوس کے ساتہہ وہ معاملہ کیا جو طبعًا وشرعًا اوس کے واسطے لائق وسزاوار ہے ولکن اکثر الناس لا یعلمون لیکن بہت لوگ نہین جانتے ہین اللہ کی حکمتون کو اوس کے افعال مین اور اوس کے افعال کے عواقب محمودہ ہین کہ جنپر وہ محمود ہے دنیا وآخرت مین پس بسا اوقات کوئی کام نفوس کو کریہہ معلوم ہوتا ہے اور اوس کی عاقبت نفس الامر مین محمود ہوتی ہے کما قال تعالے وعسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وہو شر لکم وقال تعالی فعسی ان تکرہوا شیئا ویجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا ف

فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ اصبح بمعنی صار ہے مفسرین نے کہا ہے کہ معنی فارغا کے یہ ہین کہ اون کا دل فارغ ہوگیا ہر شے سے مگر امر موسی سے گویا سوا موسی کے اون کو کسی شے کا خیال نرہا ابو عبیدہ نے کہا خالی ہوگیا ذکر سے ہر اوس شخص کے جو دنیا مین ہے مگر ذکر موسی سے حضرت حسن وابن اسحاق وابن زید نے کہا کہ فارغ ہوگیا اوس شے سے جس کی اللہ نے اون کی طرف وحی کی تہی وہ یہ ہے ولا تخافی ولا تحزنی وجہ اس کی یہ ہوئی کہ حضرت موسی کے غرق وہلاک کی شیطان نے اون کے

۵۱ اور شاید تمکو بری لگی ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگی ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو ۱۲

۵۲ تو شاید تم کو نہ بہلے ایک چیز اور اللہ کہ اوس مین بہت خوبی ۱۲

۵۳ خطرہ کر غم کے ۱۲

واسطے تسویل کی تھی یعنی شیطان نے آکر اونسے جھوٹ کہدیا کہ وہ تو ڈوب گئے اخفش نے کہا کہ فارغ ہوگیا خوف وغم سے کیونکہ اون کو اس کا علم تھا کہ وہ نہین ڈوبے اس سبب سے کہ اون کی طرف اول وحی آچکی تھی اسی کے مثل ابو عبیدہ سے بھی مروی ہے کسائی نے کہا یعنی ناسیًا ذاہلًا ہے کسی نے کہا صفرًا من العقل یعنی وہ عقل سے خالی ہوگیا علاء بن زیاد نے کہا نافرًا سعید بن جبیر نے کہا والہًا یعنی وہ مجنون ہوگیا قریب ہوگئی تھین کہ واابناہ کہدین مارے شدت گھبراہٹ کے مقاتل نے کہا نزدیک ہوگئین تھین کہ چیخ مارین واسطی شفقت کے اونپر غرق سے کسی نے کہا جبکہ اونھون نے سنا کہ فرعون کے ہاتھہ مین پڑی تو مارے فرط جزع ودہشت کے اون کی عقل اوڑگئی نحاس نے کہا ان سب قولون سے صحیح تر قول اول ہے جو لوگ اوس کے قائل ہین وہ داناتر ہین کتاب اللہ کے پس جب وہ فارغ ہوا ہر شے سے مگر ذکر موسی سے تو وہ فارغ ہوا وحی سے اور جس شخص نے یہ کہا کہ وہ فارغ ہوگیا غم سے سو یہ قول غلط قبیح ہے اس واسطے کہ بعد اوس کے یہ ہے ان کادت لتبدی بہ الآیہ فضالہ بن عبید انصاری ومحمد بن سمیقع وابو العالیہ وابن محیصن نے فرغًا پڑہا ہے بحرف خا وزای معجمہ وعین مہملہ ماخوذ فزع سے یعنی خائفا وجلا حضرت ابن عباس نے قرغًا بفتح قاف وراے مہملہ مکسورہ وعین مہملہ ماخوذ قرع راسہ سے یعنی جب بولتے ہین کہ کسی کے سر کے بال کہل جائین اور ہوجائین ان کادت لتبدی بہ کلمۂ ان مخففہ ہے مثقلہ سے اسم اسکا ضمیر شان محذوف ہے اسے انہا کادت بدا یبدو بمعنی ظہر ہے اور ابدی یبدی بمعنی اظہر یعنی بیشک شان یہ ہے نزدیک ہوئے کہ البتہ ظاہر کرے موسے کے حال کو اور اس بات کو کہ وہ اوسکا بیٹا ہے مارے فرط دہشت وخوف وحزن کے جس نے اوس کو آدبایا تھا کسی نے کہا کہ ضمیر یہ کی راجع ہے طرف وحی کے جو اوس کی طرف کی گئی تھی لیکن قول اول اولی ہے فراء نے کہا معنی یہ ہین قریب ہوئی کہ البتہ ظاہر کردے اوس کا نام مارے سینہ تنگ ہونے کے حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ کہدے یا ابناہ ابدا او متعدی بنفسہ ہوتا ہے لیکن چونکہ یہان تبدی متضمن ہے معنی تصرح کو اس لیے حرف با سے اوس کو متعدی کیا ہے کسی نے کہا

کہ زائد ہے مفعول مین واسطی تاکید کے معنی لتبدیہ ہین جس طرح کہ اخذت الجل و بالجبل بولتے ہین کسی نے کہا زائد نہین ہے سببیت کے واسطے ہے اور مفعول محذوف ہے معنی یہ ہین لتبدی القول بسبب موسی او بسبب الوحی پس ضمیر کا راجع ہونا جائز ہے حضرت موسیٰ کی طرف یا وحی کی طرف لولا ان ربطنا علی قلبہا جواب لولا کا محذوف ہے ای لابدت یعنی اگر ہم گرہ نہ لگا دیتے اوس کے دل پر ساتھ عصمت وصبر کے اور ثابت رکھنے کے تو البتہ وہ ظاہر کر دیتے موسی کے حال کو زجاج نے کہا کہ دل پر گرہ دینی کے معنی ہین صبر کا الہام کرنا اور دل کو قوت دینا حرف لام لتکون من المومنین مین متعلق ہے ربطنا سے یعنی ہم نے اوس کے دل پر گرہ دی اس واسطے کہ ہو اون لوگون مین سے جو سچا جانتے ہین اللہ کے وعدے کو وہ وعدہ یہی ہے انارا دوہ ایک یوسف بن حسین رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام کی والدہ کو دو شی کا امر کیا گیا اور دو شے سے نہی کی گئی اور دو شی کی اون کو بشارت دی گئی سو اس سب نے اون کو نفع نہ دیا یہان تک کہ اللہ پاک اون کی حیاطت وحفاظت کا متولی ہوا پھر اون کے دل پر گرہ دیدی و قالت لاختہ قصیہ حضرت موسی علیہ السلام کی بہن کا نام مریم ہے ضحاک نے کہا کاتمہ سہیلی نے کہا کلثوم ماوردی نے اس کو ذکر کیا ہے قص وقصص کہتے ہین پے بہ پے کسے رفتن کو جب تو کسی کے نقش قدم پر چلے اوس کا حال دریافت کرتا ہوا تو اوس وقت یون کہیگا کہ قصصت الشئی یعنی مین نے اوس کا کھوج لگایا معنی یہ ہین کہ حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے اونکی بہن سے کہا کہ تو اوس کے پیچھے چلی جا اوس کا پتا تلاش کر اور اوس کی خبر لگا اور دیکھیہ کہان جا پڑا کس کی طرف منتقل ہوا فبصرت بہ مبرد نے کہا کہ ابصرتہ و بصرت بہ کی ایک معنی ہین جمہور نے بفتح با وضم صاد پڑہا ہے قتادہ نے بفتح صاد عیسی بن عمر نے بکسر صاد عن جنب جمہور نے بضمتین قتادہ وحسن واعرج وزید بن علی نے بفتح جیم وسکون نون اور قتادہ سے بفتحتین اور حسن سے بضم جیم وسکون نون بہی مروی ہے معنی عن جنب کے عن بعد ہین اصل اس کی عن مکان جنب ہے اسی باب سے اجنبی ہے کسی نے کہا کہ مراد عن جانب ہے یہ قول حضرت ابن عباس سے بہی مروی ہے چنانچہ اول گذر چکا ہے معنی یہ ہین کہ

بصرت الیہ متجانفۃ مخاتلۃ نعمان بن سالم کی قراءت عن جانب اس کی مؤید ہے یعنے دیکھا طرف اوس کے مائل اور فریفتہ ہوکر محل عن جنب کا نصب ہے بنا بر حال ضمیر بصرت سے ای بصرت بہ مستخفیۃ کائنۃ عن جنب یا حال ہے یہ کی ضمیر مجرور سے ای بعیداً منہا معنی یہ ہین کہ دیکھا حضرت موسی کی بہن نے اون کو اس حال مین کہ چھپنے والے تھے اور کہتے تھے یا دیکھا اون کو اس حال مین کہ وہ دور تھے بہن سے **ابو عمرو بن العلاء** نے کہا کہ معنی عن جنب کے عن شوق ہین کہا یہ جذام کا لغت ہے وہ بولتے ہین جنبت الیک ای اشتقت الیک یعنی دیکھا اون کو شوق سے محلی نے کہا کہ حرف عن بمعنی من ہے اور جنب بمعنی مکان بعید یعنی اون کو دیکھا دور جگہ سے چھپ کر وھم لا یشعرون یعنی حال یہ ہے کہ فرعون والے نہین جانتے تھے کہ وہ حضرت موسی کی بہن ہے اور وہ اون کو تلاش کر رہی ہے اور اون کو تاک رہی ہے **طبرانی** و ابن عساکر نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تو نے نہ جانا کہ اللہ نے میرا بیاہ کر دیا ہے مریم بنت عمران سے اور کلثوم اخت موسی سے اور فرعون کی بی بی سے حضرت خدیجہ نے عرض کیا مبارک ہو آپ کو یا رسول اللہ و اخرج ابن عساکر عن ابن ابی رزاد مرفوعاً باطول من ھذا وفی آخرہ انہا قالت

بالرفاء[1] والبنین پھر اللہ پاک نے اون کی مان کی طرف پھیرنے کا سبب بیان کرنا شروع کیا پس ارشاد فرمایا وحرمنا علیہ المراضع من قبل مراضع جمع ہے مرضع کی حرف تا اس لیے حذف کیا ہے کہ یہ خاص ہے ساتھ عورتون کے یا بمعنی شخص مرضع کے ہے کسی نے کہا کہ جمع ہے مَرْضَع بفتح میم و ضاد کی مرضع مصدر میمی بمعنی رضاع یا ظرف ہے بمعنی موضع رضاع کے موضع رضاع ہوا پستان اور حرمنا بمعنی منعنا ہے مجازاً یا تو بطور استعارہ کے یا بطریق مجاز مرسل کے کیونکہ جس شخص پر کوئی شی حرام کی گئی تو مقرر وہ اوس سے منع کیا گیا وجہ مجاز و استعارہ کہنے کی یہ ہے کہ بچہ مکلفین کے زمرے سے نہین ہے کہ اوسپر کوئی شے حرام کیجائے اس لیے تحریم بمعنی منع لیگئی معنی یہ ہین کہ روک رکھا ہمنے اوس کو اس بات سے کہ دودھ پلانے والیون سے دودھ پیے یا دودھ پینے سے یا پستانون سے ہمنے اوسکو

[1] رفاء بمعنی القیام و الاتفاق و البرکت و نماء کے ہے ماخوذ ہے رفاءت الثوب سے عرب لوگ نکاح کی مبارکباد مین یہ کلمہ کہا کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو بدل دیا اس کے عوض پر کلمہ مقرر فرمایا بارک اللہ لک و علیک و جمع بینکما فی خیر کذا فی مجمع البحار منہ

باز رکھا من قبل کے یہ معنی ہین کہ پہلے اس سے کہ ہم اوس کو پھیر لائین طرف اوسکی مان کے
یا پہلے اس سے کہ اوس کی مان اوس کے پاس آئے یا پہلے اوس کی بہن کے تلاش
کرنے سے حضرت ابن عباس نے آیت کی تفسیر مین فرمایا ہے نہین لائی جاتی تھی کوئی دودھ
پلانیوالی کہ اوس کو قبول کرین مطلب یہ ہے کہ جو مرضعہ آتی اوس کا پستان قبول نہ کرتے تھے
فرعون کی عورت نے اون کے واسطے بہت سی دائیان طلب کین تاکہ اون کو دودھ پلائین
سو اونہون نے اونمین سے کسی کا دودھ نہ پیا اون کی بہن نے جب دودھ پینے سے
اون کا باز رہنا دیکھا اور فرعون والون کی اون پر شفقت و رقت ملاحظہ کی تو بولین ھل
ادلکم علی اھل بیت یکفلونہ لکم یعنی مین بتاؤن تمکو ایک گھر والے کہ وہ اوسکو پال دین
تمکو یعنی تمہارے واسطے اوسکی خدمت و تیمارداری اور دودھ پلانے کی ضامن ہون اور
وہ[۱] ایک عورت ہے کہ اوس کا بچہ قتل کیا گیا ہے اور زیادہ تر محبوب شے اوسکو یہ ہے
کہ کسی بچے کو پائے تو اوسے دودھ پلائے وھم لہ ناصحون یعنی اور وہ گھر والے
اوسپر شفق ہون گے اوس کے دودھ پلانے مین اور اوس کی پرورش کرنے اور پالنے
مین کوتاہی نہ کرین گے ناصح کہتے ہین عمل کے خالص کرنے کو شائبۂ فساد سے یہان عبارت
مین حذف ہے تقدیر یہ ہے پس فرعون والون نے کہا وہ گھر والے کون ہین تو اونکی
بہن نے کہا میری مان ہے پھر پوچھا کہ اوس کے دودھ ہے کہا ہان میرے بھائی
ہارون کا دودھ ہے حضرت ہارون علیہ السلام اوس سال پیدا ہوئے جس مین بچون کا
قتل نہین ہوتا تھا پس اونہون نے فرعون والون کو موسی علیہ السلام کی والدہ کو بتا دیا تو موسی
علیہ السلام کو اونہین دیا اونہون نے اون کا پستان قبول کیا اور اوس سے دودھ پیا
کہتے ہین کہ ایک دینار ہر روز اون کو دیتی تھی رہی یہ بات کہ اسکا لینا اون کو کیون حلال
ہوا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ وہ حربی کا مال تھا نہ یہ کہ اپنے بچے کے دودھ پلانے پر اجرت
تھی فرددناہ الی امہ الآیہ یعنی پھر پھیر لائے ہم اوس کو طرف اوس کی مان کے تاکہ ٹھنڈی
ہو اوس کی آنکھ اپنے بچے کے ملنے سے اور رنج نہ کرے اب اوس کی جدائی پر اور
تاکہ جان لے اس بات کو کہ اللہ کے سارے وعدے سچے ہین اونمین کسی طرح کا خلاف

[۱] یہ قول سوا ے خازن کے اور تفاسیر موجودہ مین نہین دیکھا

نہین ہے وہ ضرور ہونے والی ہین منجملہ اون کے یہ ہے جس کا اون کی مان سے
بابین لفظ وعدہ کیا تہا کہ انا راد وہ الیک ولکن اکثرہم لایعلمون یعنی لیکن اکثر لوگ
آل فرعون کے اس کو نہین جانتے ہین بلکہ وہ تو قدر سے اور سر قضا سے غفلت
مین تہے یا یہ معنی ہین کہ اکثر لوگ اس بات کو نہین جانتے ہین یا اس بات کو نہین جانتے
ہین کہ اللہ پاک نے اون کی مان سے یہ وعدہ کیا ہے کہ حضرت موسی کو اون کی طرف
پہیر لائیگا اور یہ عورت اون کی بہن ہے اور یہ اون کی مان ہین ولما بلغ اشدہ
واستوی اٰتینٰہ حکما وعلما وکذٰلک نجزی المحسنین ۝ ودخل المدینۃ
علی حین غفلۃ من اہلہا فوجد فیہا رجلین یقتتلٰن ہذا من شیعتہ
وہذا من عدوہ ج فاستغاثہ الذی من شیعتہ علی الذی من عدوہ
فوکزہ موسی فقضی علیہ ز قال ہذا من عمل الشیطٰن ط انہ عدو مضل
مبین ۝ قال رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی فغفرلہ ط انہ ہو الغفور الرحیم
قال رب بما انعمت علی فلن اکون ظہیرا للمجرمین ۝ اور جب پہنچا اپنے
زور پر اور سنبہلا دیا ہمنے اوس کو حکم اور سمجہ اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہین نیکی والون کو
اور آیا شہر کے اندر جس وقت بے خبر ہوے تہے وہان کے لوگ پہر پائے اوس مین
دو مرد لڑتے یہ اوس کے رفیقون مین اور یہ اوس کے دشمنون مین پہر فریاد کی اوس پاس
اوس نے جو تہا اوس کے رفیقون مین اوس کے جو تہا اوس کے دشمنون مین پہر مکا مارا
اوس کو موسی نے پہر اوس کو تمام کیا بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے بے شک وہ دشمن ہے
بہکانے والا صریح بولا ای رب مین نے برا کیا اپنی جان کا سو بخش مجہکو پہر اوسکو بخش دیا
بیشک وہی ہے بخشنے والا مہربان بولا ای رب جیسا تو نے فضل کیا مجہپر پہر کبہی نہ ہونگا
مین مددگار گنہگارون کا ف جب حضرت موسے جوان ہوے فرعون کی قوم سے
بیزار رہتے اون کے کفر سے اور اون کے ساتہہ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص
لڑتے دیکہے ظالم تہا فرعونی اوس کو مارا تہا ادب دینے کو اوس کی اجل آگئی بچتا نہ
کہ بے قصد خون ہو گیا اور اون کی مان کا گہر تہا اوس شہر سے باہر جہان سب بنی اسرائیل

رہتے تھے حضرت موسی کبھی وہان جاتے کبھی فرعون کے گھر آتے اور فرعون کی قوم
اون کی دشمن تھی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا ہو کہ زور پکڑے **ف** شاید اوس فریادی
کی بھی کچھ تقصیر تھی اور بخشنا انہون نے جانا الہام سے اور پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے
ولی تو ہوتے ہین انتہی **ف** حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین جبکہ اللہ پاک
نے حضرت موسی علیہ السلام کے ابتداے امر کا ذکر کیا تو یہ بات ذکر فرمائی کہ جس وقت
وہ پونہچے اپنے زور پر اور سنبھلے تو اللہ پاک نے اون کو حکم دیا اور سمجھ عطا فرمائی **مجاہد**
نے کہا کہ مراد نبوت ہے پھر اللہ پاک نے اون کے پونہچنے کا سبب بیان کیا طرف
نبوت و تکلیم کے جس کو اللہ پاک اون کے واسطے مقدر فرما چکا تھا وہ سبب اس قبطی کے
قتل کا قضیہ ہے جو سبب ہوا اون کے نکلنے کا دیار مصریہ سے طرف بلاد مدین کے
پس فرمایا اللہ پاک نے **ودخل المدینة علی حین غفلة من اهلها** **ابن جریج**
نے عن عطا خراسانی عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ وہ وقت درمیان مغرب و عشا کے
ہے **نیز** ابن جریج نے عن ابن الکندر عن عطا و بن یسار عن ابن عباس روایت کیا
ہے کہ وہ دوپہر کا وقت تھا اسی طرح عکرمہ و سدی و سعید بن جبیر و قتادہ نے کہا ہے
یقتتلان سے مراد تضاربان و تنازعان ہے یعنی وہ دونون باہم ایک دوسرے کو
مار رہے تھے اور کھینچا کھانچی کر رہے تھے **ہذا من شیعته** سے مراد اسرائیلی ہے اور **ہذا**
من عدوه سے مراد قبطی یہ قول حضرت ابن عباس و قتادہ و سدی و محمد بن اسحاق کا ہے
پس اسرائیلی نے فریاد رسی چاہی حضرت موسی علیہ السلام سے اور اونہون نے
پائی فرصت اور وہ وقت تھا لوگون کی غفلت کا پس قصد کیا طرف قبطی کے تو اوسکو
مکا مارا سو اوس کو تمام کیا **مجاہد** نے کہا وکزہ ای طعنہ بجمع کفہ یعنی اپنی ہتیلی جمع کر کے
اوس کو مارا قتادہ نے کہا وکزہ بعصا کانت معہ یعنی جو عصا اون کے پاس تھا اوس سے
اوس کو مارا **فقضی علیه** کے یہ معنی ہین کہ اوس مین اوس کی موت تھی سو وہ مر گیا **رب**
بما انعمت علیّ فلن اکون ظهیرا للمجرمین یعنی جو جاہ و عزت و نعمت تو نے
مجھے عطا کی ہے بسبب اوس کے پھر کبھی نہ ہوؤنگا معین و مددگار واسطے اون

لوگون کے جو تیرے کافر و منکر ہین اور تیرے امر و حکم کے مخالف ہین ف
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ اشد کے معنی ہین نہایت قوت و تمام عقل
کے یہ جمع ہے شدت کی جیسے نعمت کی جمع انعم ہے نزدیک سیبویہ کے بر بنیہ
و مالک نے کہا کہ اشد حُلم ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے حتیٰ اذا بلغوا
النکاح فان انستم منھم رشدا الایہ منتہا اس کا سی و چہار سال ہے جیسا کہ مجاہد
و سفیان ثوری وغیرہما نے کہا ہے کسی نے کہا کہ مابین اٹھارہ برس کے تیس تک
ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا سہ وسی سال ہے سورۂ انعام مین
بیان اشد کا گذر چکا ہے استواء کے معنی ہین اعتدال و تمام استحکام کے یہ تیس سال
سے چالیس سال تک ہوتا ہے پھر جب چالیس پر زیادہ ہوتا ہے تو نقصان مین شروع
کرتا ہے یہ قول حضرت ابن عباس کا ہے کسی نے کہا کہ استوا چالیس برس کو پہنچنا
ہے مروی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہوا مگر چالیس برس کے سر پر کسی نے کہا کہ استوا
اشارہ ہے طرف کمال خلقت کے کسی نے کہا کہ اشد و استوا بیک معنی ہین یہ قول
ضعیف ہے اس واسطے کہ عطف مشعر بہ مغایرت ہے حکم سے مراد حکمت علی العموم
ہے کسی نے کہا نبوت کسی نے کہا فہم دین مین اور علم فہم ہے یہ قول سدی کا ہے
مجاہد نے کہا فقہ ابن اسحاق نے کہا کہ علم اپنے دین کا اور اپنے آباد کے دین کا کسی
نے کہا کہ یہ تہا قبل نبوت کے اس کے معنی کا بیان سورۂ بقرہ مین گذر چکا ہے کذلک
نجزی المحسنین کے یہ معنی ہین کہ جیسی جزا ہم نے دی موسی کی ماں کو جبکہ وہ مطیع
و منقاد ہوئی اللہ کے حکم کی اور اپنے بچے کو دریا مین ڈالدیا اور اللہ کے وعدے کو
سچا جانا اسی طرح ہم جزا دیتے ہین نیکی کرنے والون کو اون کے نیکی کرنے پر مراد
علی العموم ہے مدینہ سے مراد مدینۂ مصر کبریٰ ہے کسی نے کہا کوئی اور شہر مصر کے
شہرون سے یہ منف تہا اعمال مصر سے کسی نے کہا ام خنان یا مابین دو کوس پر مصر
سے کسی نے کہا مدینہ عین شمس جملہ اعلی حین غفلۃ من اہلہا منصوب ہے بنا بر حال
فاعل دخل سے یعنی داخل ہوئے اوس شہر مین درانحال کہ چھپنے والے تھے اوس کے

ف جب تک پوری نہ پختگی
نکاح کی عمر کو پہنچ اگر دیکھو
اوس مین ہوشیاری تو
حوالے کر دو اون کے
مال اور کہا نہ جاؤ فضول
اور جلدی اور گم اگر کہ بڑے
نہ ہو جاوین اور جو
کوئی محفوظ ہے وہ بچا
بچا رہے اور جو کوئی
محتاج ہے تو کھاوے
موافق دستور کے
پھر جب حوالے کرو
اون کے مال تو شاہد
کر لو اوپر اور اللہ بس ہے
حساب لینے والا ۱۲

لوگون سے کہتے ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنے دین مین جس
حق پر وہ تھے اوس کو جانا پہچانا تو فرعون کی قوم جس حال پر تھی اوس کو اونہون نے بڑا
جانا اوس کا عیب کیا اور یہ بات اون سے مشہور ہوگئی تو فرعون والون نے اون کو
ڈرایا سو وہ اون سے ڈرے اس لیے شہر کے اندر نہین آتے تھے مگر چھپ کر حضرت
ابن عباس کے دو قول حین غفلۃ کی تفسیر مین اول گذر چکے ہین کسی نے کہا کہ وہ دن
اون کی عید کا تھا وہ لوگ اپنے لہو ولعب مین مشغول ہو رہے تھے ضحاک نے کہا حضرت
موسی علیہ السلام نے یہ بات طلب کی کہ شہر مین داخل ہون وقت غفلت اہل شہر کے
سو وہ داخل ہوئے اوس وقت پر جس کو اونہون نے اون سے جان لیا تھا پھر اون نے
وہ بات ہوئی جس کی حکایت اللہ پاک نے اپنے اس قول مین فرمائی ہے فَوَجَدَ فِيهَا
رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ یعنی پایا اوس مین دو آدمیون کو کہ وہ جھگڑ رہے ہین هَٰذَا مِن شِيعَتِهِ یعنی یہ
اون لوگون مین سے تھا جنہون نے اون کی متابعت و مشابعت کی تھی اون کے
دین پر یہ لوگ بنی اسرائیل تھے مطلب یہ ہے کہ یہ شخص اسرائیلی تھا کسی نے کہا سامری
وَهَٰذَا مِنْ عَدُوِّهِ یعنی یہ اون لوگون مین سے تھا جو اون کی عداوت کرنے والے تھے
اون کے دین پر یہ لوگ فرعون کی قوم ہین مطلب یہ ہے کہ یہ شخص قبطی تھا فرعون کا
باورچی نام اس کا فاتون یا فلیثون تھا اور بالاتفاق کافر تھا رہا اسرائیلی سو کسی نے
کہا کہ مومن تھا کسی نے کہا کافر فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِي مِن شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِي مِنْ عَدُوِّهِ
استغاثہ بمعنی طلب غوث ہے یعنی فریاد رسی چاہنا مطلب یہ ہے کہ اسرائیلی نے حضرت
موسی علیہ السلام سے یہ چاہا کہ اوس کے دشمن پر اوس کی اعانت و مدد کرین سو اونہون نے
اوس کی فریاد رسی کی قبطی پر اس واسطے کہ مظلوم کی مدد کرنا ساری ملتون مین واجب
ہے کسی نے کہا قبطی نے یہ ارادہ کیا تھا کہ اسرائیلی کو بیگار مین پکڑے تاکہ فرعون کے
باورچی خانے کے واسطے لکڑیان لاد کر لے چلے سو اوس نے انکار کیا اور حضرت
موسی علیہ السلام سے فریاد رسی چاہی فوکزہ موسی وکز کہتے ہین مارنے اور دفع کرنے کو
ساتھ جمع کرنے ہتیلی کے مراد مکا مارنا ہے اسی طرح لکزہ و لہز ہے کسی نے کہا کہ لکز مارنا ہے

لہ اصل کا لفظ
بجمع الکف ہے جمع
بضم جیم و سکون میم
اضافت صفت کی
ہے طرف موصوف
کے ای بکفہ مجموعۃ
مطلب یہ ہے ہتیلی
کو انگلیون سے
جمع کر کے مارا آئندہ
جہان یہ لفظ ہے
اوس کے یہی معنی
ہین ۱۲ منہ

جبڑون پر اور وکز دل پر کسی نے کہا کہ لکز مارنا ہے اونگلیون کے اطراف سے اور وکز مارنا
ہے ساتھ جمع کرنے ہتیلی کے کسی نے اس کے بالعکس کہا ہے اور نکز مثل لکز کے
ہے کسی نے کہا کہ اونہون نے اوس کو اپنی عصا سے مارا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
نے فلکزہ پڑہا ہے **ثعلبی** نے حکایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے
مصحف شریف مین فنکزہ بنون ہے **اصمعی** نے کہا ہے کہ نکزہ بنون کے معنی ضربہ و
دفعہ ہین **جوہری** نے کہا کہ لکز مارنا ہے سینے پر **ابو زید** نے کہا سارے جسم مین یعنی اوسکو
لکز کہتے ہین اور لہز مارنا ہے ساتھ جمع کرنے دونون ہاتھون کے سینے مین اسی کے
مثل ابو عبیدہ سے مروی ہے فقضیٰ علیہ ضمیر مرفوع راجع ہے طرف اللہ پاک کے
یا طرف وکز کے یا طرف موسیٰ علیہ السلام کے ظاہر یہی ہے یعنی اوس کو قتل کر ڈالا
اور ضمیر مجرور راجع ہے طرف قبطی کے یعنی موت کو اوسپر واقع کر دیا ہر شے جسپر تو آیا اور
اوس سے فارغ ہو گیا تو مقرر تو نے اوسپر قضا کی مطلب یہ ہے کہ اوس کا کام تمام کر دیا
کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قبطی کے قتل کا ارادہ نہین کیا تھا اون کا قصد تو
صرف اوس کا دفع کرنا تھا سو یہ اوس کے نفس پر چوک کر آ گیا پس وہ نادم ہوئی اور ریت
مین اوس کو دفن کر دیا وکزہ غالبا قتل نہین کر ڈالتا ہے لیکن وہ اوس کی اجل کی موافق
آ پڑا اسی لیے یون فرمایا **هذا من عمل الشيطان** یہ بات جو اونہون نے کہی باوجود
اس کے کہ وہ کافر لائق قتل کے تھا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اوس وقت اون کو کفار
کے قتل کا حکم نہین ہوا تھا کسی نے کہا کہ وہ حالت باز رہنے کی حالت تھی قتال سے
کیونکہ وہ اون کے نزدیک مامون تھے پس اون کو یہ بات نہین پہنچتی تھی کہ اونکو دہوکے
سے مارین اس لیے یہ کام اون پر گران گذرا کسی نے کہا کہ ہذا کا اشارہ ہے طرف
نفس مقتول کے یعنی وہ تھا شیطان کے لشکر اور جتھے سے پھر شیطان کا یہ بیان
کیا کہ **انه عدو مضل مبين** یعنی بیشک شیطان دشمن ہے انسان کا سعی کرتا ہے
اوس کے گمراہ کرنے مین ظاہر العداوت والاضلال ہے اوس کی عداوت و دشمنی کھلی
ہوئی ہے ظاہر ظہور بہکانے کو پھر تا ہے پھر اللہ پاک سے یہ بات طلب کی کہ جو کچھ اونسے

ہوگیا ہے اوسے بخش دے پس یون عرض کیا رب انی ظلمت نفسی فاغفرلی
فغفرلہ یعنی اے میرے پالن ہار مین نے اپنی جان کا بڑا کیا ہے قبطی کو مار کر بدون
حکم کے سو تو مجھے بخش دے پس اللہ پاک نے اون کی یہ خطا بخش دی اور اونہون نے
الہام یا غیر الہام سے یہ بات جان لی کہ اللہ نے اون کو بخش دیا اس سے اون کی
نبوت لازم نہین آتی ہے اوس وقت مین انہ ہو الغفور باقالہ الزلل الرحیم بازالۃ الخلل
المتصف بہاتی الابدوالازل یعنی بے شک اللہ پاک بڑا بخشنے والا ہے ساتھہ درگذر کرنی
لغزشون کے بڑا مہربان ہے ساتھہ دور کرنے خللون کے ان دونون صفتون کے
ساتھہ ابدوازل مین متصف ہے وجہ استغفار کی یہ ہے کہ نبی کو لائق نہین ہے کہ
قتل کرے یہان تک کہ اوسے حکم ہو کسی نے کہا کہ اونہون نے جو ترک اولی افضل کیا
اس سے مغفرت طلب کی جیسا کہ رسولون کا طریقہ ہے یا اون کی مراد یہ ہے کہ مین نے
اس کافر کو مار کر اپنی جان پر ظلم کیا اس واسطے کہ اگر فرعون اس بات کو جان لیگا تو اوس کے
بدلے مین مجھے قتل کر ڈالیگا کسی نے کہا فاغفرلی کے یہ معنی ہین کہ اسکا شر کر مجھپر فرعون
اوسپر مطلع نہو یہ قول خلاف ظاہر ہے اس واسطے کہ حضرت موسی علیہ السلام ہمیشہ اس پر
نادم رہے بسبب اس کی عقوبت کے ڈرتے رہے یہان تک کہ قیامت کے دن جس وقت
لوگ اون سے شفاعت کے طالب ہون گے تو وہ کہین گے کہ مین نے تو ایک
جان کو قتل کیا ہے جس کے قتل کا مجھکو حکم نہین ہوا تھا چنانچہ یہ بات شفاعت کی حدیث
صحیح مین ثابت ہو چکی ہے کسی نے کہا کہ یہ تو قبل نبوت کے ہوا تھا کسی نے کہا قبل اس کے
ہوا کہ سن تکلیف کو پہنچین اوس وقت وہ بارہوین برس مین تھے یہ سب بعید تاویلین
واسطے محافظت عصمت انبیاء علیہم السلام کے ہین جس کا ثبوت ہو چکا ہے بلا شک وہ سب
معصوم ہین کبائر سے اور وہ قتل جو حضرت موسی علیہ السلام سے واقع ہوا وہ کچھ قصد
سے نہین ہوا سو وہ کبیرہ نہین ہے اس واسطے کہ غالبا وکزہ قتل نہین کرتا ہے کسی نے
کہا بلکہ وہ دفع صائل کے قبیل سے تھا اور اس مین کوئی گناہ نہین ہے قرطبی نے اسکی
طرف اشارہ کیا ہے اپنے اس قول مین کہ اونہون نے جو اوس کی فریاد رسی کی اوس لیے

• صائل کہتے ہین مانگنے والے کو

کہ نصر مظلوم کی دین سے ساری ملتون مین اور فرض ہے جمیع شرائع مین کسی نے
کہا کہ اون کا یہ قول بطور تواضع وفروتنی کے ہے واسطے اللہ پاک کے اور برطریق
اعتراف واقرار کے ہے یعنی اپنی تقصیر کا اقرار کرنا ہے قیام حقوق الٰہی سے گو وہان
کوئی گناہ نہین ہے پس یہ حسنات الابرار سیئات المقربین کے باب سے ہے پھر
جب اللہ پاک نے اون کا سوال قبول کیا اور جس بات کی اوس سے مغفرت طلب
کی تھی وہ اون کو بخش دی تو یہ عرض کیا رب بما انعمت علیّ فلن اکون ظھیرا
للمجرمین حرف با واسطی قسم کے ہے اور کلمۂ ما موصولہ ہے یا مصدریہ اور جواب قسم کا
محذوف ہے یعنی اے رب میرے مین قسم کھاتا ہون تیرے انعام کی مجھپر ساتھہ
مغفرت کے البتہ مین توبہ کرتا ہون یہ قول زمخشری ومہدوی وماوردی کا ہے اور جملۂ
فلن اکون الخ مثل تفسیر کے ہے واسطی جواب محذوف کے گویا یون کہا کہ مین قسم کھاتا
ہون اوس شی کی جس کا تو نے مجھپر انعام کیا ہے کہ مین مدد نہ کرونگا کسی مجرم کی کسی نے
کہا کہ مراد ما انعمت علیّ سے وہ حکم ومعرفت وعلم وتوحید ہے جو اللہ پاک نے اون کو
عطا کی تھی یہ قول قرطبی کا ہے ثعلبی نے کہا کہ انعام کیا تو نے مجھپر ساتھہ مغفرت کے
پس تو نے مجھپر عقاب نہین کیا یہ بھی جائز ہے کہ حرف با بسببیہ ہو محذوف سے
متعلق ہیئر ے ای عصمنی یعنی ای رب میرے بچا مجھکو بسبب اوس شے کے جس کا
تو نے مجھپر انعام کیا ہے اور فلن اکون اوسپر مترتب ہوگا اور اس مین استطاف ہوگا
واسطی اللہ تعالے کے اور توصل ہوگا طرف اوس کے انعام کے ساتھہ اوس کے
انعام کے غرض یہ ہے کہ اللہ پاک سے عطف ومہر طلب کرتے ہین اور ایک انعام کو دوسرے
انعام کا وسیلہ ہیئراتے ہین کہ الٰہی جو کچھہ تو نے مجھپر انعام کیا ہے بسبب اوس کے اب یہ
مجھپر انعام کر کہ مجھکو محفوظ رکھہ اور بچا کہ مین کبھی مجرمون کا مددگار نہ ہوؤن مجرمین کی مظاہرت
سے مراد یا تو فرعون کی صحبت ہے اور ظاہر امر مین اوس کے جملے مین منتظم ہوتا ہے
یا مراد اوس کی مظاہرت ہے اوس شے پر کہ جس مین گناہ ہے یا مراد بڑھانا ہے
اوس کی جماعت کا کسائی وفرّاء نے کہا کہ فلن اکون ظہیرا للمجرمین خبر نہین ہے بلکہ

دعا ہے یعنی ای میرے رب تو مت کر مجکو اون کا مددگار کسائی نے کہا کہ حضرت
عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرارت مین یون ہے فلا تجعلنی یارب ظھیرا للمجرمین
فرار نے کہا معنی یہ ہین اللھم فلن اکون ابدا نحاس نے کہا اس کا باب خبر سے ہے یعنی انا وافی تر
و مشابہ تر ہے ساتھ نسق کلام کے اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ جس اسرائیلی
کی حضرت موسی علیہ السلام نے اعانت کی تھی وہ کافر تھا کسی نے کہا اون کی مراد یہ
ہے کہ اگرچہ مین نے اس قتل مین برائی کی جس کا مجھے حکم نہین ہوا تھا پس مین نہین چھوڑونگا
نصرت مسلمانون کو مجرمون پر پس اس بنا پر اسرائیلی مومن ٹھیریگا اور نصرت مومنین کی
واجب ہے سارے دینون مین کسی نے کہا کہ اونہون نے ان شاء اللہ نہین کہا تھا
اس لیے دوسرے دن مبتلا ہو گئے یعنی یون نہین کہا کہ فلن اکون ان شاء اللہ ظہیرا
للمجرمین فاصبح فی المدینۃ خآئفا یترقب فاذا الذی استنصرہ بالامس
یستصرخہ ۵ قال لہ موسی انک لغوی مبین ۰ فلما ان اراد ان یبطش
بالذی ھو عدو لھما ۵ قال یموسی اتریدان تقتلنی کما قتلت نفسا
بالامس ۵ ان تریدالا ان تکون جبارا فی الارض وما تریدان تکون
من المصلحین ۰ وجآء رجل من اقصا المدینۃ یسعی ۵ قال یموسی ان الملا
یاتمرون بک لیقتلوک فاخرج انی لک من الناصحین ۰ فخرج منھا خآئفا
یترقب ۵ قال رب نجنی من القوم الظالمین ۵ پھر صبح کو اوٹھا اوس شہر مین
ڈرتا راہ دیکھتا پھر تھی جس نے کل مدد مانگی تھی اوس سے فریاد کرتا ہے اوس کو کہا موسے
نے مقرر تو بیراہ ہے صریح پھر جب چاہا کہ ہاتھ ڈالی اوسپر جو دشمن تھا اون دونون کا بول اٹھا
اے موسی کیا چاہتا ہے تو کہ خون کرے میرا جیسا خون کر چکا ہے ایک جی کا کل کو تو
یہی چاہتا ہے کہ زبردستی کرتا پھرے ملک مین اور نہین چاہتا ہے کہ ہووے ملاپ
کرا دینے والا اور آیا ایک مرد شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا کہا اے موسے دربار والے
مشورہ کرتے ہین تجھپر کہ تجھکو مار ڈالین سو نکل جا مین تیرا بھلا چاہنے والا ہون پھر نکلا وہان سے
ڈرتا ہوا راہ دیکھتا بولا ای رب خلاص کر مجھکو اوس قوم بے انصاف سے ف

ع ۲ ۵

یعنی ہر روز ظالمون سے اوہنا ہے اور مجھکو لڑواتا ہے آہ دیکھتا یہ کہ خون والے فرعون
پاس فریاد لیگئے ہین دیکھیے کس پر ثابت ہو اور مجھ سے کیا سلوک کرین ف ۲ ہاتھ
ڈالنا چاہا اوس ظالم پر بول اوٹھا مظلوم جانا کہ زبان سے مجھپر غصہ کیا ہاتھ بھی مجھپر
چلاوین گے وہ کل کا خون چھپا رہا تھا کہ کس نے کیا آج زبان سے مشہور ہوا ف ۳
یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلین جان کے خوف سے کافر سب اکٹھی
ہوے تھے کہ اون پر مل کر چوٹ کرین آئی رات نکلے ہجرت کر کر انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے موسی علیہ السلام کے
کہ جب وہ اوس قبطی کو قتل کر چکے تو صبح کو اوٹھے اوس شہر مین ڈرتے ہوے یعنی گناہ
سے اوس کام کے جو کر بیٹھے تھے تیرقب کے یہ معنی ہین کہ ادہر اودہر دیکھتے اور
توقع کرتے تھے اوس کام کی جو آئندہ ہوگا پھر کسی راہ مین گذر کیا تو ناگاہ وہی شخص جسنے
کل اون سے مدد چاہی تھی اوس قبطی پر ایک اور آدمی سے لڑ رہا ہے پھر جب موسی
علیہ السلام کا اوسپر گذر ہوا تو اوس نے اون سے فریاد چاہی اوسپر پس اونہون نے
اوس سے کہا کہ تو تو بڑا کھلا ہوا بیراہ ہے بڑا شریر ہے پھر اونہون نے ہاتھ ڈالنے کا
قصد کیا اوس قبطی پر تو اوس اسرائیلی نے بسبب اپنی خواری وضعف وذلت کے یہ
اعتقاد کیا کہ حضرت موسی اوسی کے مارنے کا قصد کرتے ہین جبکہ اوس نے اون کو سنا
کہ وہ اوسے غوی مبین کہتے ہین مطلب یہ ہے کہ اوس نے اون کا زبانی غصہ سنا
تو سمجھا کہ وہ مجھی کو مارین گے حالانکہ وہ اوس کو نہین مارتے تھے اونہون نے تو قبطی کے
مارنے کا قصد کیا تھا سو اوس نے اپنی جان سے دفع کرنے کے لیے یہ کہدیا کہ کیا تو چاہتا
ہے کہ مجھے مار ڈالے جیسے کل تو ایک جان کو مار چکا ہے یہ اس واسطے کہا کہ کل کا قصہ
سوای اوس کے اور حضرت موسی علیہ السلام کے کسی کو معلوم نہ تھا پس جب اوس قبطی
نے یہ بات سنی تو اوس کو اوس کے مونہہ سے لیلے پھر اوس بات کو لیکر دروازۂ فرعون
کی طرف چلا اور اوس کو فرعون والون کے پاس ڈالا اب فرعون کو اوس کا علم ہوا تو اوسکا
غصہ سخت ہوا اور حضرت موسی علیہ السلام کے قتل کا عزم کیا پھر اون کو طلب کیا اون کے

پیچھے لوگ بھیجے تاکہ اون کو قتل کے واسطے حاضر کرین و جا رجل اس شخص کا وصف
رجولیت کے ساتھہ اس لیے کیا کہ اوس نے راہ کی مخالفت کی اوس راہ چلا جو قریب
تھی اون لوگون کی راہ سے جو حضرت موسی علیہ السلام کے پیچھے بھیجے گئے تھے سو
اون سے پہلے حضرت موسی کے پاس آگیا پھر اون سے کہا کہ درباروالے تمہارے
حق مین مشورہ کرتے ہین تاکہ تمہین مار ڈالین سو تم شہر سے نکل جاؤ مین تمہارا خیرخواہ ہون
غرضکہ یہ شخص بڑا مرد دانشمند ہوشیار پختہ کار تھا کہ اور راہ آکر اون سے پہلے حضرت موسے
علیہ السلام کو خبر دیدی اسی لیے اوس کو رجل فرمایا پھر جس بات کا فرعون نے اور اوس کے
ارکان دولت نے اون کے حق مین مشورہ کیا تھا اوس شخص نے آکر اون کو اوس کی
خبر دی تو وہ تنہا مصر سے نکلے اس سے پہلے وہ اس کام کے خوگر نہ تھے کہین آنی
جانے چلنے پھرنے کا اون کو اتفاق نہین ہوا تھا بلکہ وہ تو عیش و آرام و نعمت و ریاست
مین بسر کرتے تھے پھر وہ اوس سے نکلے ڈرتے ہوے ادھر ادھر دیکھتے کہا ای رب
میرے تو مجھے نجات دے اوس ظالم قوم سے یعنی فرعون سے اور اوس کے سردارون
سے ذکر کیا ہے کہ اللہ پاک نے طرف اون کے ایک فرشتہ بھیجا گھوڑے پر سو اوس نے
اون کو راہ بتائی واللہ اعلم **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ حضرت
موسی علیہ السلام صبح کے وقت اوس شہر مین داخل ہوے جس مین اوس قبطی کو قتل
کیا تھا ڈرتے ہوے خائفا خبر ہے اصبح کی یہ بھی جائز ہے کہ حال ہو اور خبر فی المدینۃ
ٹھیرے اور تیرقب مین تین احتمال ہین ایک یہ ہے کہ اصبح کی دوسری خبر ہے دوسرا یہ
ہے کہ حال ثانی ہو تیسرا یہ ہے کہ خائفا سے بدل ہو اور مفعول تیرقب کا محذوف ہے
معنی یہ ہین کہ انتظار کرتے تھے مکروہ کا یا اس بات کا کہ اوس کے سبب سے کب
پکڑے جائین بکشائش کا یا خبر کا کہ آیا فرعون کو پونہچ گئی یا نہین **امام نسفی**
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ اللہ کے سوا کسی سے
خوف کرنیکا کچھہ ڈر نہین ہے بخلاف اس کے جو بعض لوگ کہتے ہین کہ اللہ پاک کے سوا
کسی سے خوف کرنا جائز نہین ہے قرطبی رحمہ اللہ تعالی نے اتنا زیادہ کہا ہے کہ خوف

معرفت باللہ کے منافی نہین ہے نہ اوسپر توکل کرنے کے خلاف ہے کلہ اذا فجائیہ
بمعنی ناگاہ ہے اور الذی موصول مبتدا ہے اور خبر اوس کی یہ تصرخہ ہے استصراخ
بمعنی استغاثہ ہے یعنی فریادرسی چاہنا ماخوذ ہے صُراخ سے صُراخ کہتے ہین چیخنے
چلانے کو چونکہ فریادرسی چاہنے والا آواز کرتا ہے چلاتا ہے طلب فریاد مین اس لیے
استصراخ کے معنی استغاثہ کے ہوئے معنی یہ ہین کہ ناگاہ وہی صاحب موسے
علیہ السلام کا جس نے کل اون سے فریادرسی چاہی تہی ایک اور قبطی سے لڑ رہا ہے
قبطی نے چاہا تہا کہ اوس کو بیگار مین پکڑے اوسپر ظلم کرے جیسا کہ اوس قبطی نے چاہا تہا
جس کو حضرت موسی علیہ السلام نے کل مار ڈالا تہا وہی اون سے فریادرسی چاہتا ہے
قال له موسی انك لغوي مبين ضمیر لہ کی راجع ہے طرف اسرائیلی کے یہ قول خازن
و محلی کا ہے یا راجع ہے طرف قبطی کے یہ قول قرطبی کا ہے معنی اول کی بنا پر یہ ہین
کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اوس اسرائیلی سے کہا کہ تو تو بڑی کہلی گمراہی والا ہے
اس لیے کہ تو اوس شخص سے لڑتا ہے جس کے مقابلے کی قدرت و طاقت نہین
رکہتا ہے کسی نے کہا اس بات کے کہنے کی یہ وجہ ہے کہ وہ کل ایک شخص کے
قتل کا سبب ہوا تہا اور آج چاہتا ہے کہ دوسرے کے قتل کا سبب ہووے پہر جب حضرت
موسی علیہ السلام نے ارادہ کیا کہ اوس قبطی پر ہاتہہ ڈالین جو اون کا اور اسرائیلی کا دشمن
تہا اس جہت سے کہ اون کے دین پر نہ تہا تو اسرائیلی بول اوٹہا کہ اے موسی کیا
تو چاہتا ہے کہ مجہے مار ڈالے جیسا تو نے مار ڈالا ایک جی کو کل یہ بات اسرائیلی نے
اس لیے کہی کہ جب اوس نے موسی علیہ السلام کو اوس کے حق مین انک لغوی مبین
کہتے سنا اور اون کو دیکہا کہ قبطی پر ہاتہہ ڈالنے کا ارادہ کرتے ہین تو اوس نے گمان کیا
کہ وہ اوسی پر ہاتہہ ڈالنا چاہتے ہین جب قبطی نے یہ بات سنی تو اس کا افشا کیا
اصحاب فرعون مین سے کسی کو اس کا علم نہ تہا کہ جس شخص نے کل قبطی کو مار ڈالا ہے وہ
حضرت موسی ہی ہین یہان تک کہ اسرائیلی نے اوسپر افشا کیا جمہور مفسرین نے اسی طرح
کہا ہے کسی نے کہا کہ قائل یا موسی الخ قبطی ہے اسرائیلی کے حق سے اوس کو

اس کی خبر پونہچ گئی تھی ظاہر یہی قول ہے اس سے پہلے بالفصل قبطی کا ذکر سابق ہو چکا
ہے کیونکہ عدو لہما سے وہی مراد ہے اور ظاہر کی مخالفت کرنے کا کوئی موجب نہیں ہے
تا آنکہ اوس سے یہ بات لازم آوے کہ جو شخص حضرت موسے پر ایمان لائے ہوے
تھا اور اول بار اور دوسری بار اون سے فریاد رسی چاہی تھی اوسی نے اوپر افشا کیا
اور نیز قولہ ان تریدالا ان تکون جبارا فی الارض لائق نہین ہے کہ ایسی بات
صادر ہو مگر کافر سے حاصل یہ ٹھیرا کہ ظاہر یہی ہے کہ قائل ان دونون قول کا قبطی ہے
اسرائیلی نہین ہے کلہ آن نافیہ ہے بمعنی ما زجاج نے کہا کہ جبار لغت مین وہ شخص
ہے جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے اور امر الٰہی کے واسطے تواضع و فروتنی نہین کرتا ہے
اور قاتل بغیر حق کے جبار ہے کسی نے کہا جبار وہ ہے جو کر ڈالتا ہے جس کام کا ارادہ
کرتا ہے یعنی ضرب و قتل کا اور عواقب و انجام کار مین نظر نہین کرتا ہے اور نہ دفع کرتا ہے
ساتھہ اوس خصلت کے جو خوب تر ہے عکرمہ نے کہا مرد جبار نہین ہوتا ہے یہان تک
کہ دو جانون کو قتل کر ڈالے یہ قول بعید ہے آیت مین اسپر کچھہ دلالت نہین ہے قول
اول ہی راجح ہے اور لغت کے موافق ہے وما تریدان تکون من المصلحین
یہ قول بھی اوسی قبطی کا ہے یعنی تو نہین چاہتا ہے کہ ہووے اون لوگون مین سے
جو اصلاح کرا دیتے ہین درمیان لوگون کے تو تو دفع کر دے جھگڑنے کو ساتھہ اوس خصلت
کے جو بہتر و خوبتر ہے وجاء رجل من اقصی المدینۃ یسعی کسی نے کہا کہ مراد
اس شخص سے حزقیل ہین اور یہی مومن آل فرعون ہین حضرت موسی علیہ السلام کے
عم زاد بھائی تھے کسی نے کہا کہ نام اوس کا شمعون ہے کسی نے کہا طالوت کسی نے
کہا سمعان اقصا المدینۃ سے مراد آخر و بعید تر جاے شہر ہے یسعی یا تو محل رفع مین ہے
صفت ہے رجل کی یا محل نصب مین ہے بنا بر حال اگرچہ رجل نکرہ ہے لیکن من اقصا المدینۃ
سے اوس کی تخصیص ہو گئی ہے معنی یہ ہین کہ آیا ایک شخص شہر کے پرلے سرے سے
دوڑتا ہوا اپنی چال مین اور قریب راہ لی یہان تک کہ سبقت کی طرف حضرت موسے
علیہ السلام کے اور اون کو خبر دی اور جو بات سنی تھی اوس سے اون کو ڈرایا بولا

ای موسی ان الملأ یاتمرون بک لیقتلوک یعنی قوم فرعون کے اشراف مشورہ کرتے ہین تیرے قتل مین اور ایک دوسرے کو امر کررہے ہین بسبب تیرے تشاور کا نام ائتمار اس لیے رکھا ہے کہ دو مشورہ کرنے والون مین سے ہر ایک دوسرے کو امر کرتا ہے اور دوسرا اوس کی فرمانبرداری کرتا ہے زجاج نے کہا کہ امر کرتا ہے بعض اون کا بعض کو تیرے قتل کا یہ معنی قریب ترہین ساتھ لفظ و معنی کے قالہ الحفناوی ابو عبیدہ نے کہا تیشاورون فیک ازہری نے کہا ائتمر القوم و تأمروا کے یہ معنی ہین کہ امر کیا اون کے بعض نے بعض کو نظیر اس کی یہ قول ہے اللہ پاک کا وائتمروا بینکم بمعروف فاخرج انی لک من الناصحین یعنی پس تو نکل شہر سے بے شک مین ہون واسطے تیرے بھلا چاہنے والون سے حکم کرنے مین ساتھ نکلنے کے حرف لام لک مین واسطی بیان کے ہے اس لیے کہ معمول مجرور کا مجرور پر مقدم نہین ہوتا ہے فخرج منها خائفا یترقب پھر نکلے اوس شہر سے اس حال مین کہ ڈرتے تھے ظالمون سے توقع کرتے تھے اون کے ملنے کی اپنے ساتھ اور اون کے پا لینے کی یا یہ معنے ہین راجیا غوث اللہ ایاہ یعنی امید رکھتے تھے اس بات کی کہ اللہ پاک اون کی فریاد رسی کریگا مفسرون کے یہ دو قول ہین پھر اپنے رب سے نجات کی دعا کی اور یون کہا رب نجنی من القوم الظالمین یعنی ای رب میرے نجات دے مجھکو ظالم قوم سے مراد قوم فرعون ہے مطلب یہ ہے مجھے اوس قوم سے خلاصی دے اور اون کو مجھ سے دفع کر اور اون کے اور میرے درمیان حائل ہو جا اور اون کے لحوق سے مجھکو محفوظ رکھ ولما توجه تلقاء مدین قال عسی ربی ان یهدینی سواء السبیل ۝ ولما ورد ماء مدین وجد علیه امة من الناس یسقون ۝ ووجد من دونهم امرأتین تذودان ۝ قال ما خطبکما قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء وابونا شیخ کبیر ۝ فسقی لهما ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر ۝ اور جب متوجہ ہوا مدین کی سیدہ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لیجاوے مجھکو سیدہی راہ پر اور جب

ف اور اسکا وبال آپس مین نیکی ۱۲

پونہچا مدین کے پانی پر پا کے وہان جمع ہو رہے لوگ پانی پلا تے اور پائین ان کے
سوائے دو عورتین روکے کھڑین بولا تمکو کیا کام ہے بولیان ہم نہین پلا تیان پانی
جب تک پہیر لیجائین چرواہے اور ہمارا باپ بوڑہا ہے بڑی عمر کا پہر اوس نی پلا دیے
اون کے جانور پہر پہٹ کر آیا چہاؤن کی طرف بولا ای رب تو جو اوتارے میری
طرف اچہی چیز مین اوس کا محتاج ہون ف واقف نہ تہی راہ سے اللہ
نے اوسے راہ پر ڈالدیا ف مصر سے دس دن کی راہ ہے وہان پونہچے
بہوکے پیاسے لوگ پانی پلا تے تہے بکریون کو ف وہ حیا سے کنارے
کھڑین تہین بکریان ایک طرف لیکر اور اون کو قوت نہ تہی کہ بہاری ڈول نکالین
اور ون سے بچا پانی پلا تیان ف عورتون نے پہچانا کہ چہانون پکڑتا ہے
مسافر ہے دور سے آیا تہکا بہوکا جا کر اپنے باپ سے کہا اون کو درکار رہتا کوئی مرد
ہو نیک بخت کہ بکریان تہامے اور بیٹی بہی بیاہ دین انتہی ف حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین جب موسی علیہ السلام نے چلتا رستہ لیا تو اس سے خوش
ہوئے کہا عسی ربی ان یھدینی سواء السبیل ای الطریق الاقوم یعنی امید ہے
کہ میرا رب لیجائے مجہے سیدہی راہ سو اللہ پاک نے اون کے ساتہہ یہی کیا دنیا
و آخرت مین اون کو سیدہی راہ بتائی ہادی و مہدی اون کو بنایا ولما ورد ماء مدین
اور جب پونہچے طرف مدین کے اور اوس کے پانی پر وارد ہوئے وہان ایک کنوان
تہا بکریون کے چرواہے اوس پر وارد ہوتے تہے وجد علیہ امۃ من الناس یسقون
پایا اوس پر ایک جماعت کو کہ وہ پانی پلا رہی تہے و وجد من دونھم امراتین تذودان
اور پائین اون کے سوا دو عورتین کہ وہ روک رہی تہین اپنی بکریون کو اس سے کہ
وارد ہون ہمراہ اون لوگون کی بکریون کے تاکہ اون کو کوئی ایذا نہ پونہچائے پہر جب
موسی علیہ السلام نے اون کو دیکہا تو اون کے واسطے رقت کی اور اون پر رحم کیا
یعنی اون کو اون پر ترس آیا کہ اپنی بکریان لیے الگ کہڑی ہین بولے ما خطبکما
یعنی تمہاری کیا خبر ہے تمہارا کیا حال ہے تم نہین وارد ہوتی ہو ہمراہ ان لوگون کے

قالتا لا نسقی حتی یصدر الرعاء یعنی وہ بولیان ہم کو حاصل نہین ہوتا ہے پلانا مگر بعد فارغ ہونے ان لوگون کے وابونا شیخ کبیر یعنی پس یہ وہ حال ہے جو ہم کو مضطر کر رہا ہے طرف اوس حالت کے جس کو تو دیکھ رہا ہے اللہ پاک نے فرمایا فسقی لھما یعنی پھر پلا دیے اوس نے اون کے جانور **ابوبکر بن ابی شیبہ** نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ موسی علیہ السلام جس وقت وارد ہوے مدین کے پانی پر تو پائی اوسپر ایک جماعت لوگون کی کہ وہ پانی پلا رہے ہین کہا پھر جب وہ فارغ ہو چکے تو پھر رکھدیا وہی پتھر اوس کنوین پر اون کو اوٹھا نہین سکتے تھے مگر دس آدمی پس ناگاہ اونہون نے دیکھا کہ دو عورتین اپنی بکریان روکے کھڑی ہین کہا تمہارا کیا حال ہے تو اونہون نے اپنا حال اون سے بیان کیا پس وہ اوس پتھر کے پاس آئے پھر اوس کو اوٹھا دیا پھر اونہون نے نہ پھر ایک ڈول یہان تک کہ بکریان سیراب ہو گئین آسناد اس کا صحیح ہے ثم تولی الی الظل فقال رب انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر حضرت **ابن عباس** نے فرمایا کہ حضرت موسی علیہ السلام مصر سے چلے طرف مدین کے نہ تھا اون کے پاس کھانا مگر ترکاری اور درختون کے پتے اور ننگے پانون تھی پس نہ پونہچے طرف مدین کے یہان تک کہ ساقط ہو گئی جوتی اون کے دونون پانون کی اور بیٹھے چھانون مین حالانکہ وہ برگزیدہ تھے اللہ کے اوس کی خلق سے اور اون کا پیٹ البتہ چپکا ہوا تھا پیٹھ سے مارے بھوک کے اور سبزی ترکاری کی البتہ دکھائی دیتی تھی اون کے پیٹ کے اندر سے اور البتہ وہ محتاج تھے طرف آدھی کھجور کے الی الظل کی تفسیر مین حضرت **ابن عباس** وابن مسعود وسدی نے کہا ہے کہ بیٹھے نیچے ایک درخت کے **ابن جریر** نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین تیز چلا ایک اونٹ پر دو رات یہان تک کہ صبح کو پونہچا مدین مین[1] پھر مین نے اوس درخت کا پوچھا جس کی طرف حضرت موسی علیہ السلام نے ٹھکانا پکڑا تھا تو ناگاہ وہ ایک سبز درخت تھا ہل رہا تھا پھر میرا اونٹ اوس کی طرف جھکا اور وہ ہو کا تھا تو اوس کو پکڑا پھر کھڑی پھر اوس کو چابتا رہا پھر اوس کو پھینک دیا پس مین نے اللہ سے دعا کی واسطی موسے

[1] اصل مین ایسی طرح ہے یہ نہین معلوم کہ ابتدا سفر کی کس جگہ سے تھی ۱۲

علیہ السلام کے پھر مین لوٹ آیا ایک روایت مین حضرت ابن مسعود سے یون مروی ہے
کہ وہ گئی طرف اوس درخت کے جس مین سی اللہ نے موسی علیہ السلام سے کلام کیا تھا
چنانچہ آئندہ اوس کا ذکر آئیگا ان شاء اللہ تعالی فاللہ اعلم سدی نے کہا کہ وہ درخت
ببول کے درختون مین سے تھا عطا ابن سائب نے کہا کہ جب موسی علیہ السلام نے
رب انی لما انزلت الیّ من خیر فقیر کہا تو اوس عورت کو سنایا ف فتح البیان کا
بیان مع اتقان یہ ہے کہ توجہ کے معنے ہین اقبال علی الشی یعنی متوجہ ہونا شے پر اے
قصد بوجہہ اور تلقاء بمعنی نحو وجہت ہے یعنی جب قصد کیا ساتھ موہنہ اپنے کے مدین کی
جہت کا در انحال کہ اوس کا قصد کرنے والے اور اوس کی طرف جانے والے تھے
زجاج نے کہا یعنی چلے اوس راہ مین جس مین ملے مدین کو انتہی محاورے مین بولتے
ہین دارہ تلقاء دار فلان یعنی اوس کا گھر خانہ فلان کی جہت مین ہے اصل تلقاء کی لقا سے
ہے مدین سے مراد حضرت شعیب علیہ السلام کی بستی ہے درمیان اوس کے اور مصر کے
آٹھ رات کی مسافت ہے اس کا نام مدین بن ابراہیم کے نام پر رکھا گیا ہے
کسی نے کہا کہ مدین نام ہے قبیلے کا بستی کا نام نہین ہے بہر تقدیر یہ کلمہ غیر منصرف ہے
کہتے ہین کہ یہ بستی فرعون کے زیر حکومت نہ تھی اسی لیے اوس کی طرف نکلے اور اوس کا
رستہ جانتے نہ تھے کہا عسی ربی ان یھدینی سواء السبیل اضافت سواء کی طرف سبیل
کے اضافت صفت کی ہے طرف موصوف کے یعنی امید ہے کہ میرا رب رہنمائی کرے
میری طرف راہ سیدھی برابر کے جو کہ مدین کی طرف جاتی ہے ابو مسعود نے کہا کہ اوس کی
تین راہین تھین سو حضرت موسی علیہ السلام نے بیچ کی راہ لی اور طلب کرنے والی لوگ
آگے اون کے پیچھے سو وہ چلے اور دو رستون مین کسی نے کہا کہ مدین کی طرف اس لیے
چلے کہ اون کے جی مین یہ بات آئی کہ درمیان اون کے اور مدین والون کے قرابت ہے
کیونکہ اہل مدین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہین اور وہ بھی اون کی اولاد سے
کسی نے کہا کہ وہ نکلے ڈرتے راہ دیکھتے ہوے بدون سواری و زاد راہ کے اور بغیر
کسی رفیق کے اور اون کے پاس کھانا نہ تھا مگر درختون کے پتے اور زمین کی روئیدگی

سلہ تقاربکم و بلہ دیوار کردن ۱۲

یہان تک کہ دکھائی دی اوس کی سبزی اون کے باطن مین باہر سے اور نہ پونہچے
طرف مدین کے یہان تک کہ اون کے دونون پانون کے تلے گر پڑے حضرت
ابن عباس نے فرمایا کہ یہ پہلا ابتلا تہا طرف سے اللہ کے واسطے موسی علیہ السلام کے
خازن نے اسی طرح ذکر کیا ہے ولما ورد ماء مدین وجد علیہ امۃ من الناس
یسقون لفظ ورود کا کبہی تو بولا جاتا ہے داخل ہونے پر مورد مین اور کبہی اوس کا اطلاق
کیا جاتا ہے مورود کی طرف پونہچنے پر اور اوسپر مطلع ہونے پر گو اوس مین داخل نہ ہو
یہان یہی معنی مراد ہین بتحقیق معنی ورود کی زیر تفسیر وان منکم الا واردہا گذر چکی ہے
حضرت موسی کے آب مدین پر وارد ہونے کے یہ معنی ہین کہ اوس کی طرف اون کا
بلوغ و وصول ہوا ماء سے مراد وہ پانی ہے جس سے لوگ بہر رہے تہے خازن و محلی
نے تصریح کی ہے اس بات کی کہ مراد ماء سے اس جگہ کنوان ہے جو مدین مین تہا
ذکر حال و ارادہ محل کے باب سے ہے پانی کا ذکر کیا اور کنوان مراد لیا اس قسم کا مجاز
محاورۂ عرب مین بکثرت ہوتا ہے امت سے مراد جماعت کثیر ہے اس واسطے کہ نوین
واسطے تکثیر کے ہے ناس سے مراد اناس مختلفین ہین جیسا کہ نسفی نے کہا ہے معنے
یہ ہین کہ جب موسی علیہ السلام مدین کے کنوین کی طرف پونہچے تو کنوین کی جانب پر مختلف
لوگون کی بہت سی جماعت پائی کہ اپنے مواشی کو پانی پلا رہے ہین ووجد من دونہم
امراتین تذودان دون بمعنی سوا ہے یعنی پایا سوا اون لوگون کے جو پانی پلا رہے
تہے کون پانی جو واقع تہا درمیان اون کے اور اوس بہت کے جس سے حضرت
موسی علیہ السلام آئے اسی طرح خازن نے بہی کہا ہے کہ دون بمعنی سوا ہے ایک قول
نقل کیا ہے کہ پایا ایک موضع بعید مین اون سے ابو السعود نے کہا ہے کہ موضع اسفل مین
اون سے بیضاوی و نسفی نے بہی اسی طرح کہا ہے ذود کے معنی ہین حبس و منع کے
یعنی وہ روک رہی تہین اپنی بکریون کو پانی سے یہان تک کہ لوگ فارغ ہو جائین اور تخلیہ
کر دین درمیان اون کے اور پانی کے اسی کے لگ بہگ حضرت ابن عباس کا قول
ہے کہ تحبسان غنمہما حتی ینزع الناس وتخلو لہما البئر ذود بمعنی طرد بہی آیا ہے کسی نے کہا

ف۱ قولہ مین مورود
اور فی القاموس وفیہ مین
مورد ہے مورد یعنی
آمن وباب آمن
ضرب ۱۲ سنہ اور
کوئی نہین تم مین جو
نہ وارد ہوگا اوپر ۱۲ سنہ
اسی طرح بیضاوی
نے بہی کہا ہے مخالف ہونا
لوگون کا کلام تعریف سے
خالی ہے کیونکہ یہ الف و لام
استغراق کے لیے تو
ہے نہین یعنی ہے
بلکہ عہدی ہے اور
معہود و معلوم یہ بات ہے
کہ جو جماعت پانی پر ہے
جمع ہوتی ہے وہ مختلف
اور ہر قسم کی ہوتی ہے ۱۲
منہ

ف۲ طرد را نہ زدن
دور کردن ۱۲ سراج

روک رہی تہین بکریون کو اس بات سے کہ لوگون کی بکریون کے ساتہہ مل جائین
کسی نے کہا اس سے کہ بدک جائین اور چلی جائین لیکن قول اول اولی ہے اس واسطے
کہ حضرت موسی علیہ السلام کے سوال کا جو جواب اونہون نے دیا ہے وہ قول اول کا
مؤید ہے حضرت موسے علیہ السلام نے اون سے کہا ماخطبکما یعنی تمہارا کیا حال ہے
کہ تم نہین پلاتے ہو اپنی بکریون کو ہمراہ لوگون کے خطب کہتے ہین شان وحال کو کسی
نے کہا ماخطبک نہین کہتے ہین مگر واسطی مصاب یا مضطہد کے مطلب یہ ہے کہ کسی مصیبت زدہ
آفت رسیدہ یا متہور مضطر کا حال پوچہتے ہین تو اوس سے کہتے ہین ماخطبک یا اوس
شخص سے کہتے ہین جو کوئی منکر بات لاتا ہے بڑا کام کرتا ہے قالتا لا نسقی حتی
یصدر الرعاء یعنی اونہون نے جواب دیا ہماری عادت تاخیر ہے ہم نہین پلاتے ہین
یہان تک کہ چرواہے پھیر لیجائین اپنے جانورون کو پانی سے اور لوٹ جائین غرض
اس سے پرہیز کرنا ہے اون کی مخالطت سے یا عجز ہے اون کے ساتہہ پلانے سے
جمہور نے یصدر پڑہا ہے بضم یای تحتیہ وکسر ال مہملہ مضارع اصدر متعدی ہمزہ ابن عامر
وابو عمرو وابو جعفر نے بفتح یا وضم دال صدر یصدر لازم سے پہلی قراءت مین مفعول محذوف
ہے یعنی یرجعون مواشیہم رعاء جمع ہے راعی کی جمہور نے بکسر را پڑہا ہے اور ابو عمرو نے
ایک روایت مین بفتح را ابو الفضل نے کہا کہ رعاء بفتح را مصدر ہے قائم مقام صفت
کے کیا گیا ہے اسی لیے واحد وجمع اس مین برابر ہے کسی نے بضم را پڑہا ہے اس
بنا پر کہ اسم جمع ہے طلحہ بن مصرف نے نسقی بضم نون پڑہا ہے استے سے تہہرا اون
عورتون نے اپنے پانی پلانے کا یہ عذر ظاہر کیا وابو ناشیخ کبیر یعنی ہمارا باپ بوڑہا بڑی
عمر کا ہے وہ قادر نہین ہے اسپر کہ اپنی ماشیہ کو پانی پلائے مارے بڑہاپے کے گویا
یون کہا کہ ہم دو ضعیف مستور عورتین ہین مردون کی مزاحمت پر قادر نہین ہین اور نہ
ہمارے کوئی مرد ہے کہ وہ اس کام کا اہتمام کرے اور ہمارا باپ بوڑہا ہے بڑہاپے
نے اوس کو کمزور کر دیا ہے اس لیے ہم کو ضرور ہوا کہ ہم پلانے کی تاخیر کرین یہان تک
کہ لوگ پانی سے اپنی حاجت پوری کر لین کہا ہے کہ ابو ناسی مراد حضرت شعیب علیہ السلام

سلہ یہ جمع خلاف قیاس ہے اس لیے کہ فاعل وصفی صحیح اللام کی جمع قیاسی فواعل ہے جیسے قاضی کی قضاۃ راعی کی رعاۃ بخلاف زمختری کے کہ اونکے نزدیک فاعل کی جمع فعال قیاسی ہے جیسے صیام وقیام ذکرہ الکرخی

ہین کسی نے کہا شیرون نام اون کے بھتیجے کسی نے کہا ایک شخص ہے اون لوگون مین
سے جو حضرت شعیب علیہ السلام پر ایمان لائے تھے پہلا قول اولی ہے رہی یہ بات کہ
حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی صاحبزادیون کے واسطے بکریون کا پانی پلانا پسند فرمایا
سو اس کی یہ وجہ ہے کہ یہ کام فی نفسہ کچھ ممنوع نہین ہے اور نہ دین اس سے ابا کرتا ہے
رہی مرورت سو لوگون کی عادتین اس باب مین مختلف ہین اور عرب کے احوال اس بارے
مین خلاف احوال عجم ہین اور گانون والون کا مذہب اس مین غیر مذہب اہل شہر ہے خاصکر
جبکہ حالت ضرورت کی حالت ہو غرضکہ جب موسی علیہ السلام نے اون کی بات سنی تو
اون کو اون کا ترس آیا اون کے حال پر رحم کیا فسقے لہا پھر اون کے واسطے اون کی بکریون کو
پانی پلا دیا واسطی رغبت کے نیک کام مین اور دوسطی فریاد رسی مظلوم کے محلی نے کہا کہ اوس
کنوین کے قرب مین ایک اور کنوان تھا اوس سی پانی پلایا اوس سے ایک پتھر ہٹایا جس کو
اور نہین سکتے تھے مگر دس آدمی انتہی پھر جب اون کے پانی پلانے سے فارغ ہوے
تو تولی الی الظل تو سایہ کی طرف چلے گئے پھر اوس مین بیٹھے مارے شدت گرمی کے اور
حال یہ تھا کہ وہ بھوکے تھے کسی نے کہا کہ وہان ایک درخت تھا ببول کا یہ سایہ اوس کا تھا
اس مین دلیل ہے جواز استراحت پر دنیا مین بخلاف اوس کے جو بعض متقشفہ کہتے ہین
پھر چونکہ اون کو تکلیف و مشقت پونہچی تھی پیادہ پا چلتے چلتے تھک گئے تھے اس لیے
اپنے رب کو پکار کر یون کہا رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنی ای میرے رب
بیشک مین محتاج ہون طرف اوس خیر کے جو تو مجھپر نازل کرے کوئی خیر ہو حرف لام
بمعنی الی ہے اخفش نے کہا محاورے مین فقیر لہ والیہ بولتے ہین مطلب یہ ہے کہ فقر کے
صلہ مین لام والی دونون آتے ہین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ البتہ
مقرر حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا رب انی الخ حالانکہ وہ اکرم خلق اللہ تھے اللہ پر
اور البتہ مقرر حاجتمند ہوے طرف آدہی کھجور کے اور البتہ مقرر چپک گیا تھا اون کا شکم
اون کی پشت سے مارے بھوک کی شدت کے دوسرا لفظ اون کا یہ ہے کہ اونہون نے
سوال نہین کیا مگر کہانے کا غیر الفظ یہ ہے کہ سوال کیا روٹی کے ایک ٹکڑے کا جس سی مضبوط

ف اصل کا لفظ
فلی سمرۃ ہنا لک وہی
سجرۃ من سجر الطلح پس

کرین اپنی پیٹہ کو بھوک سے انتہیٰ یہ بھی احتمال ہے کہ اون کی مراد یہ ہو کہ مین فقیر ہون دنیا
سے بسبب اوس شے کے جو تو نے نازل کی طرف میرے خیر دین سے اور وہ خیر
نجات ہے ظالمون سے کیونکہ وہ تو فرعون کے پاس ملک و ثروت مین تھے قال
ذلک رضاء بالبدل السنی وفرحا بالعوض الهنی وتنکر لسد الغنی ابن عطاء نے کیا خوب کہا ہے
نظر من العبودیۃ الی الربوبیۃ وتکلم لسان الافتقار لما ورد علی سره من الانوار فجاءته احدیهما
تمشی علی استحیاء قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما سقیت لنا
فلما جاءه وقص علیه القصص قال لا تخف نجوت من القوم الظالمین
قالت احدیهما یا ابت استاجره ان خیر من استاجرت القوی الامین
قال انی ارید ان انکحک احدی ابنتی هتین علی ان تاجرنی ثمنی حجج فان
اتممت عشرا فمن عندک ج وما ارید ان اشق علیک ستجدنی ان شاء الله
من الصالحین قال ذلک بینی وبینک ایما الاجلین قضیت فلا
عدوان علی ط والله علی ما نقول وکیل ہ پھر آئی اوس پاس اون دو نومین سے
ایک چلتی شرم سے بولی میرا باپ تجھکو بلاتا ہے کہ بدلے مین دے حق اوس کا کہ
تو نے پلا دیے ہمارے جانور پھر جب پونہچا اوس پاس اور بیان کیا اوس سے
احوال کہا مت ڈر بچ آیا تو اوس قوم بے انصاف سے بولی اون دو نومین سی ایک
ای باپ اس کو نوکر رکھہ لے البتہ بہتر نوکر جو تو رکھا چاہے وہ جو زور آور امانت دار
کہا مین چاہتا ہون کہ بیاہ دون تجھکو ایک بیٹی ان دو نومین سے اسپر کہ تو میری نوکری
کرے آٹھہ برس پھر اگر تو پورے کرے دس برس تو تیری طرف سے اور مین نہین
چاہتا کہ تجھپر تکلیف ڈالون تو آگے پاویگا مجھکو اگر اللہ نے چاہا نیک بختون سے بولا یہ ہو چکا
میرے تیرے بیچ جون سی مدت ان دو نومین پوری کردون سو زیادتی نہو مجھپر اور اللہ پر
بھروسا اس کا جو ہم کہتے ہین ف زور دیکھا ڈول نکالنے سے اور امانت دار
دیکھا بے طمع ہونے سے ف ہمارے حضرت بھی وطن سے نکلے سو آٹھہ برس
پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگر چاہتے اوسی وقت شہر خالی کروا لیتے کافرون سے لیکن اپنی خوشی سے

ع ۶

دس برس پیچھے کافرون سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہین فرمایا قرآن مین اور توریت
مین نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تھے انتہے ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جب وہ دونو عورتین بکریان لیکر جلدا اپنے باپ کی طرف
لوٹ کر آئین تو اوسنے اون کے حال کو بسبب جلد آنے کے اوپر اسکے پہر اوس نے
اون کا قصہ پوچھا تو حضرت موسے علیہ السلام نے جو کچھ کیا تھا اوس کا حال اوس سے
بیان کیا پہر اوس نے اونمین سے ایک کو طرف اون کے بھیجا تاکہ اون کو اپنے باپ
کے پاس بلا لاے فرمایا اللہ پاک نے فجاءت احدٰھما تمشی علی استحیاء
یعنی پہر آئی ایک اون مین کی چلتی ہوئی چال آزاد عورتون کی جس طرح کہ حضرت امیر المومنین
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ آئی پردہ کرتی ہوئی اپنے کرتے
کی آستین سے ابن ابی حاتم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
تمشی علی استحیاء قائلۃ بثوبھا علی وجھھا لیست بسلفع دلاجۃ ولا جۃ
خراجۃ ھذا اسناد صحیح جوہری نے کہا مردون مین سے سلفع جسور کو کہتے ہین
اور عورتون مین سے جریۃ سلیطہ کو اور اونٹنیون مین سے شدیدہ کو یعنی مرد دلیر وزن
دراز زبان وبیباک وناقۂ استوار قالت ان ابی یدعوک لیجزیک اجر ما
سقیت لنا عادت مین یہ ایک ادب کی بات ہے کہ اونکو مطلق بلانا نہ بلایا تاکہ شک کا
وہم نہو بلکہ یون کہا کہ میرا باپ تجھکو بلاتا ہے تاکہ تجھے بدلا دے اور تیری مکافات
کرے اسپر کہ تونے ہماری بکریون کو پانی پلا دیا فلما جاءہ وقص علیہ القصص
یعنی پہر جب موسی علیہ السلام اوس کے پاس آئے اور اوس سے ذکر کیا اپنا حال جو
گذر چکا تھا اوس سبب مین جس کے باعث اپنی شہر سے نکلے تھے تو اوس نے کہا
لا تخف نجوت من القوم الظالمین یعنی تو جی خوش کر اور آنکھ ٹھنڈی کر تو تو اون کی
مملکت سے نکل آیا ہمارے بلاد مین اون کا حکم نہین ہے اور اسی لیے یون کہا
نجوت من القوم الظالمین مفسرین نے کئی قول پر اختلاف کیا ہے اس شخص کے بارے
مین کہ وہ کون ہے ایک یہ ہے کہ وہ حضرت شعیب نبی علیہ السلام ہین جو اہل مدین

سلہ ادلاج کہتی ہین اول شب مین چلنے کو اور ادلاج آخر شب مین چلنے کو یا یہ بیان ہے سلفع کا یعنی وہ اپنے کو نہ پھرکر ڈالے ہوے آئی اور نہ ہی وہ اول و آخر شب مین بہت چلنے والی اور نہ بہت گھس پیٹھ کرنے والی اور نہ بہت آمد و رفت کرنے والی جس طرح کہ دلیر بیباک عورتون کی عادت ہوتی ہے واللہ اعلم منہ

کی طرف مبعوث ہوے تھے نزدیک بہت سے علما کے قول مشہور یہی ہے حضرت
حسن بصری وغیرواحد بھی اسی کے قائل ہین ابن ابی حاتم نے بھی اس کو مالک بن انس
سے روایت کیا ہے کہ اون کو یہ بات پونہچی ہے کہ حضرت شعیب وہی ہین جن سے
حضرت موسی علیہ السلام نے قصہ بیان کیا طبرانی نے سلمہ بن سعد عنزی سے
روایت کیا ہے کہ وہ ایلچی ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے
فرمایا مرحبا بقوم شعیب واختان موسیٰ ھدیت یعنی مرحبا ہے شعیب کی قوم کو
اور موسی کی سسرال والون کو تو ہدایت کیا گیا دوسرون نے کہا بلکہ وہ حضرت
شعیب علیہ السلام کا بھتیجا تھا کسی نے کہا ایک مومن مرد تھا حضرت شعیب علیہ السلام کی
قوم سے اور لوگون نے کہا کہ حضرت شعیب علیہ السلام حضرت موسی علیہ السلام کے
زمانے سے ایک مدت طویل قبل تھے اس واسطی کہ حضرت شعیب نے اپنی قوم سے
یون کہا تھا وما قوم لوط منکم ببعید اور حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کا ہلاک ہونا قرآن
شریف بزمانۂ خلیل جلیل علیہ السلام ہوا ہے اور یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ درمیان خلیل
وموسی علیہ السلام کے ایک مدت دراز ہے چار سو برس سے زیادہ چنانچہ بہت لوگون
نے یہ بات ذکر کی ہے اور یہ بات جو کسی نے کہی ہے کہ شعیب علیہ السلام ایک مدت
دراز زندہ رہے سو واللہ اعلم صرف اس اشکال سے بچنے کے واسطے کہی ہے
اور جو دلائل اس بات کے مقوی ہین کہ مراد ابو نا سے حضرت شعیب نہین ہین منجملہ اونکے
ایک یہ دلیل ہے کہ اگر وہ حضرت شعیب ہوتے تو یہ بات قریب تھی کہ قرآن شریف
مین اس جگہ اون کے نام کی تصریح کی جاتی اور بعض احادیث مین جو بذیل قصۂ موسے
علیہ السلام اون کے ذکر کی تصریح آئی ہے سو اون کا اسناد صحیح نہین ہے چنانچہ
ان شاء اللہ تعالی ہم اس عنقریب اس کا ذکر کرین گے پھر بنی اسرائیل کے کتب مین جو
بات موجود ہے وہ یہ ہے کہ اس شخص کا نام یثرون ہے واللہ اعلم ابو عبیدہ بن عبداللہ
بن مسعود نے کہا ہے اثرون حضرت شعیب علیہ السلام کے بھتیجے ہین ابو حمزہ نے
حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے حضرت موسی علیہ السلام کو نوکر

سلہ اور قوم لوط
منکم ببعید ۱۲

کہا وہ ٹھیک ہے رواہ ابن جریر پھر کہا ہے صواب یہ بات ہے کہ اس امر کا ادراک نہین کیا جاتا ہے مگر خبر سے اور اس باب مین ایسی خبر نہین ہے جس کے ساتھ حجت واجب ہو قولہ تعالے قالت احدٰہما الایہ یعنی اوس شخص کی دو بیٹیون مین سے ایک نے کہا کسی نے کہا یہ وہی بیٹی ہے جو حضرت موسی علیہ السلام کے پیچھے چلی تھی اوس نے اپنے باپ سے کہا یا ابت استاجرہ یعنی ای باپ تو اوس کو نوکر کہہ لے واسطی چرانے ان بکریون کے حضرت عمر و ابن عباس و شریح قاضی و ابو مالک و قتادہ و محمد بن اسحاق وغیرہ واحد نے کہا ہے کہ جب اوسنے کہا ان خیر من استاجرت القوی الامین تو اوس کے باپ نے اوس سے کہا وما علمك بذلك یعنی تجھے ان دو باتون کا علم کہان سے ہوا وہ بولی کہ اوس نے وہ پتھر اوٹھایا جس کو اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتے ہین مگر دس مرد اور مین جس وقت اوس کے ساتھ آئی تو اوس کے آگے بڑھی پس اوس نے مجھ سے کہا کہ تو میرے پیچھے ہو پھر جب راستہ مجھ پر مختلف ہو تو تو میرے واسطے ایک کنکر پھینک دینا جس سے مین راہ کی کیفیت معلوم کرلون تاکہ اوس کی طرف راہ یاب ہوؤن سفیان ثوری نے عن ابی اسحاق عن ابی عبیدہ عن[1] عبد اللہ بن مسعود رضے اللہ عنہ روایت کیا ہے فرمایا افرس الناس ثلاثۃ ابو بکر حین تفرس فی عمر و صاحب یوسف حین قال اکرمی[2] مثواہ و صاحبۃ موسی حین قالت یابت استاجرہ الایہ یعنی تین آدمیون کی فراست سب لوگون سے بڑھکر ہے ایک تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق مین اونہون نے فراست کی دوسرا زلیخا کا خاوند جبکہ اوس نے اپنی بی بی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی تعظیم و تکریم کا امر کیا تیسری یہ عورت حضرت موسی والی جبکہ اوس نے اپنے باپ سے کہا کہ اوس کو نوکر کرکہہ لے الخ قال انی ارید ان انکحك احدی ابنتی ھاتین یعنی اس شخص بڑے بوڑھے نے حضرت موسی علیہ السلام سے یہ بات چاہی کہ اوس کی بکریان چرائین اور وہ ان دو بیٹیون مین سے ایک اون کو بیاہ دے شعیب جبائی نے کہا کہ وہ دونون صغیرہ

[1] اول ابو عبیدہ بن عبد اللہ گزر چکا ہے اور یہان عن ہے اصل مین ہی طرح ہے واللہ اعلم صحیح اس مین کیا ہے منہ [2] آ رو سے رکھہ اوس کو ۱۲

اور لیا ہین محمد بن اسحق نے کہا صفوان اوسے زرعا اور لیا بھی کہتے ہین حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے اس آیت سے استدلال کیا ہے صحت بیع پر اس صورت مین کہ جب بائع کہے کہ مین نے ان دو غلامون مین سے ایک بعوض سو کے تجھ بیچ دیا پھر مشتری کہے کہ مین نے خرید لیا تو یہ بیع صحیح ہے واللہ اعلم قولہ تعالے علی ان تاجرنی ثمانی حجج فان اتممت عشرا فمن عندک یعنی اس شرط پر کہ تو چرائے میری بکریان آٹھ برس پھر اگر تو تبرع کرے دو برس زیادہ کا تو یہ تیری طرف سے ہے ورنہ آٹھ برس مین کفایت ہے ستجدنی ان شاء اللہ من الصالحین یعنی مین تجھے مشقت مین نہ ڈالونگا نہ تجھے ایذا دونگا نہ تجھ سے جھگڑونگا لوگون نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے واسطی مذہب اوزاعی رحمہ اللہ تعالی کے اس صورت مین کہ جب بائع یون کہے کہ یہ شے مین نے تجھکو بیچدی بعوض دس نقد کے یا بعوض بیس ادھار کے تو یہ بیع صحیح ہے اور مشتری اختیار کرے جون سی قیمت سے اوس کو لیگا صحیح ہے اور سنن ابوداود مین جو یہ حدیث مروی ہے کہ من باع بیعتین فی بیعۃ فلہ اوکسہما او الربا سو اس کو اس مذہب پر محمول کیا ہے اس مذہب پر جو اس آیت سے اور اس حدیث سے استدلال کیا ہے اس مین نظر ہے یہ جگہ اوس کے بسط کی نہین ہے بسبب اوس کے طول کے واللہ اعلم حضرت امام احمد رضی اللہ عنہ کے اصحاب نے اور اون کے اتباع نے اس آیت کریمہ سے استدلال کیا ہے اس مسئلے پر کہ بعوض طعمہ و کسوت کے استیجار اجیر کا صحیح ہے یعنی روٹی کپڑے پر کسی کو نوکر رکھہ لے تو درست ہے اور اس باب مین اوس حدیث سے استیناس کیا ہے جس کو ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ نے اپنی سنن مین روایت کیا ہے جہان یون کہا ہے کہ باب استیجار الاجیر علی طعام بطنہ پھر بسند خود علی بن رباح سے روایت کیا ہے کہا مین نے سنا عتبہ بن منذر سلمی کو وہ کہتے تھے کہ ہم تھے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس آپ نے پڑہا طسم یہان تک کہ جب آپ پونہچے قصہ حضرت موسی علیہ السلام پر تو فرمایا کہ موسی نے مزدور کیا اپنی جان کو آٹھہ برس یا دس برس اپنی شرمگاہ کی عفت پر اور

اپنی شکم کے طعام پر مطلب یہ ہے کہ اپنی شرمگاہ کو بچانے اور پیٹ بھر کھانے
کے واسطے خود کو اتنی مدت مزدور بنایا [illegible] اس وجہ سے ضعیف ہے
اس لیے کہ مسلمہ بن علی راوی خشنی [illegible] روایت ہے نزدیک ائمہ کے
لیکن ایک اور وجہ سے مروی ہے اور اس میں نظر ہے ابن ابی حاتم
نے علی بن رباح لخمی سے روایت کیا ہے کہا میں نے سنا عقبہ بن منذر سلمی صاحب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ حدیث کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے نذر کیا اپنی جان کو بعفۃ فرجہ وطعمۃ
بطنہ یعنی بعوض بچانے اپنی شرمگاہ کے اور کھانے اپنے شکم کے قولہ تعالے قال
ذلك بيني وبينك ايما الاجلين قضيت فلا عدوان علي والله على ما
نقول وکیل اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کہ اونہون
نے اپنے خسر سے کہا کہ بات اوسپر تمام ہوچکی جو تو نے کہا کہ تو نے مجھے نوکر رکھا آٹھ برس تک
پھر اگر میں دس برس پورے کردون تو میری طرف سے ہے پس جب میں دونون
مین کی کتر مدت کو پورا کردون تو مقرر مین ذمے سے بری ہوا اور شرط سے نکل گیا
اور اسی لیے یون کہا ہے ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی یعنی جون سی مدت
مین پوری کردون تو مجھپر کسی طرح کا حرج نہین ہے باوجود اس کے کہ کامل اگرچہ
مباح ہے لیکن فاضل ہے اوجہت سے بدلیل خارج کے جیسا کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے فمن تعجل فی یومین فلا اثم علیہ ومن تاخر فلا اثم علیہ اور رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا یا صحابی روزے بہت
رکھا کرتے تھے انہون نے آپ سے سفر مین روزہ رکھنے کا پوچھا تھا پس آپ نے فرمایا
اگر تو چاہے تو روزہ رکھ اور اگر تو چاہے تو افطار کر یعنی روزہ مت رکھ باوجود اسکے کہ
روزہ رکھنا راجح ہے اور دلیل سے یہ تو سن چکے اب اور سنو دلیل دال ہے اسپر کہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وہی مدت پوری کی جو دونون مین سے کامل و تمام تھی
امام بخاری رضی اللہ عنہ نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہا مجھ سے ایک

اسپر جو کوئی جلدی چلا گیا دو دن مین اوسپر مین گناہ اور جو رہ گیا اوسپر مین گناہ

یہودی نے پوچھا یہ شخص حیرہ والون مین کا تہا کہ حضرت موسی نے کون سی مدت
پوری کی تو مین نے کہا مین نہین جانتا ہون یہان تک کہ حبر عرب کے پاس جاؤن
تو اون سے پوچھون پہر مین حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہ کے پاس آیا تو اونسے
پوچھا فرمایا کہ دونون مین کے اکثر و اطیب کو پورا کیا ان رسول اللہ اذا قال فعل یعنے
بیشک اللہ کا رسول جب کہتا ہے تو کرتا ہے بخاری نے اس کو اسی طرح روایت کیا ہے
وراسی طرح حکیم بن جبیر وغیرہ نے سعید بن جبیر سے **حدیث فتون** مین بروایت
قاسم بن ابی ایوب عن سعید بن جبیر یون واقع ہوا ہے کہ جس شخص نے اون سے سوال
کیا وہ اہل نصرانیت سے تہا پہلا قول اشبہ ہے واللہ اعلم **ابن جریر** نے حضرت
ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
مین نے جبریل سے پوچھا ای الاجلین قضی موسیٰ قال اتمہا واکملہا یعنی موسیٰ نے دونون
مین کی کون مدت پوری کی کہا تمام تر اون کی اور کامل تر اون کی ورواہ ابن ابی حاتم
عن ابیہ عن الحمیدی عن سفیان وہو ابن عیینۃ حدثنی ابراہیم بن یحیی
بن ابی یعقوب وکان من اسنانی او اصغر منی فذکرہ وفی اسنادہ
قلب وابراہیم ہذا لیس بمعروف ورواہ **البزار** عن احمد بن ابان القرشی
عن سفیان بن عیینۃ عن ابراہیم بن اعین عن الحکم بن ابان عن
عکرمۃ عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فذکرہ ثم قال
لانعرفہ مرفوعا عن ابن عباس الا من ہذا الوجہ **ابن ابی حاتم**
نے یوسف بن تیرح سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کسی نے پوچھا کہ موسی نے کون سی مدت پوری کی تو آپ نے فرمایا لاعلم لی یعنے
مجھے کچھ علم نہین ہے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے
پوچھا تو جبریل نے کہا لاعلم لی پہر جبریل نے ایک فرشتے سے پوچھا جو اون سے فوق
تہا تو اوس نے کہا لاعلم لی پہر اوس فرشتے نے اپنے رب عزوجل سے پوچھا اوس بات
کا جس کا اوس سے جبریل نے سوال کیا جس کا اون سے حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پوچھا تو رب عزوجل نے فرمایا قضی ابر ہما و ابقا ہما یا فرمایا از کا ہما یہ حدیث شریف
مرسل ہے اور ایک اور وجہ سے مرسل آئی ہے سُنَیْد نے کہا ہم کو حدیث کی
حجاج نے ابن جریج سے کہا مجاہد نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
جبریل سے پوچھا ای الاجلین قضی موسے تو کہا سوف اسأل اسرافیل پھر اونہون نے
اسرافیل سے پوچھا تو کہا سوف اسأل الرب عزوجل پھر اللہ عزوجل سے پوچھا تو
فرمایا ابر ہما و اوفا ہما ایک اور طریق بھی مرسل ہے ابن جریر نے محمد بن کعب
قرظی سے روایت کیا ہے کہا کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا
ای الاجلین قضی موسیٰ فرمایا اوفا ہما و ابرہما فہذہ طرق متعاضدۃ ثم قد روی ہذا مرفوعا
من روایۃ ابی ذر رضی اللہ عنہ حافظ ابو بکر بزّار نے ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا ای الاجلین قضی موسے
قال اوفا ہما و ابر ہما فرمایا اور اگر کوئی تجھ سے پوچھے کہ کون سی عورت سے نکاح
کیا تو کہنا اون مین کی چھوٹی سے ثم قال البزار لا نعلم یُروی عن ابی ذر الا بہذا
الاسناد و قد رواہ ابن ابی حاتم من حدیث عویذ بن ابی عمران وہو
ضعیف ثم قد روی ایضا نحوہ من حدیث عتبۃ بن المنذر بزیادۃ
غریبۃ جدًا پس ابو بکر بزار نے علی بن رباح لخمی سے روایت کیا ہے کہا
مین نے عتبہ بن منذر کو سنا وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
کسی نے پوچھا ای الاجلین قضی موسی قال ابر ہما و اوفا ہما پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے جب ارادہ کیا شعیب علیہ السلام کے فراق کا تو
اپنی بی بی کو امر کیا اس بات کا کہ اپنے باپ سے یہ سوال کرے کہ اپنی بکریون سے
اوس کو اس قدر دے جس سے گذران کرین فاعطاہا ما ولدت غنمہ فی ذلک
العام من قالب لون یعنی پھر شعیب علیہ السلام نے اپنے بیٹی کو وہ بکریان دین جو
اون کی بکریان اوس سال مین بچے جنین خلاف رنگ اپنی ماؤن کے کہا پس نہین
گذری کوئی بکری مگر مارا موسی علیہ السلام نے اوس کے پہلو کو اپنے عصا سے تو

سب بکریون نے بچے جنے خلاف رنگ اپنی ماؤن کے اور ہر بکری نے دو اور تین بچے جنے نہین تھی اون مین کوئی فشوش نہ ضبوب نہ کمشہ کہ ہتیلی کو فوت کرے اور نہ ثعول اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس وقت تم فتح کروگے شام کو تو بیشک تم عنقریب پاؤگے بتمایا کو اون مین سے اور وہ سامریہ مین ھکذا اوردہ البزاس اور **ابن ابی حاتم** نے اس کو اس سی زیادہ تر مبسوط روایت کیا ہے یون کہا ہے کہ علی بن رباح لخمی نے کہا مین نے سنا عتبہ بن منذر سلمی صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ یون حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موسی علیہ السلام نے مزدور رہایا اپنے نفس کو بعوض عفت اپنی شرمگاہ کے اور طعمۂ شکم کے پھر جب مدت پوری کر چکے کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ دونون مین کی کون مدت پوری کی فرمایا ابرہما واوفاہما یعنی جو اون مین کی نیک تر و کاملتر تھی وہی پوری کی پھر جب شعیب کی جدائی کا ارادہ کیا تو اپنی بی بی کو اس بات کا امر کیا کہ اپنے باپ سے یہ سوال کرے کہ اپنی بکریون مین سے اس قدر اوس کو عطا کرے کہ جس سے گذران کرین پس شعیب علیہ السلام نے اوس کو وہ بکریان دین جو اون کی بکریان جنین خلاف رنگ اپنی ماؤن کے اوس برس کی اولاد سے اور اون کی بکریان سیاہ رنگ خوب صورت تھین پس موسی علیہ السلام اپنی عصا کی طرف چلے فسلماھا من طرفھا ثم وضعھا فی ادنی الحوض ثم اوردھا فسقاھا ووقف موسی بازاء الحوض فلم یصدر منھا شاۃ الا ضرب جنبھا شاۃ شاۃً قال فاتامت والبنت ووضعت کلھا قوالب الوان الا شاۃً او شاتین لیس فیھا فشوشٌ قال یحیی ولا ضبوب وقال صفوان ولا ضبوب قال ابوزرعۃ الصواب ضبوب ولا عن وزو لا ثعول ولا کمشۃ تفوت الکف قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لو افتتحتم الشام وجدتم بقایا تلک الغنم وھی السامریۃ ابن ابی حاتم نے کہا وحدثنا ابوزرعۃ انبأنا صفوان قال سمعت الولید قال سالت ابن لھیعۃ ما الفشوش قال التی

تفش بلبنها واسعة الشخب قلت فما الضبوب قال الطويلة الضرع تجرة
قلت فما العنز قال ضيقة الشخب قلت فما الثعول قال التي ليس لها
ضرع الا كهيئة حلمتين قلت فما الكمشة قال التي تفوت الكف كشة الضرع
صغير لا يدرك الكف مدار الحديث على عبد الله بن لهيعة المصري
وفي حفظه سوء واخشى ان يكون رفعه خطأ والله اعلم وينبغي ان يروى
ليس فيها فشوش ولا عنز ولا ضبوب ولا ثعول ولا كشة لتذكر كل صفة
ناقصة مع ما يقابلها من الصفات الناقصة **وقد روى ابن جرير**
من كلام انس بن مالك موقوفا عليه ما يقارب بعضه باسناد جيد
فقال حدثنا محمد بن المثنى حدثنا معاذ بن هشام حدثنا ابي حدثنا
قتادة حدثنا انس بن مالك رضي الله عنه قال لما دعى نبي الله موسى
عليه السلام صاحبه الى الاجل الذي كان بينهما قال لصاحبه كل شاة
ولدت على غير لونها ذلك ولدها فهي لك فعمد موسى فدفع خيالا
على الماء فلما راءت الخيال فزعت فجالت جولة فولدت كلهن بلقا الا
شاة واحدة فذهب باولادهن كلهن ذلك العام **ف** فتح البيان
کا بیان مع اتقان یہ ہے فجاءت احدٰهما علی استحیاء یہان عبارت محذوف
ہے سیاق کلام اوسپر دلالت کرتا ہے **زجاج** نے کہا تقدیر یہ ہے پھر وہ دونون
عورتین اپنے باپ کی طرف گئین جلدی کرتی ہوئین حالانکہ اون کی عادت پانی
پلانے مین دیر کرنے کی تھی پھر جب آدمی نے اون کی بکریون کو پانی پلادیا تھا اوس کا حال
اپنے باپ سے بیان کیا تو اوس نے اون مین سے اپنی بڑی بیٹی کو حکم دیا کہ اوس
شخص کو اوس کے پاس بلا لائے اس بیٹی کا نام صفورا تھا کسی نے کہا صفرا کسی نے
کہا کہ چھوٹی بیٹی کو حکم دیا تھا اس کا نام لیّا تھا کسی نے کہا صفیرا اکثر مفسر اس طرف
گئے ہین کہ یہ دونون عورتین حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیان تھین کسی نے
کہا اون کی بھتیجیان اور حضرت شعیب کا انتقال ہو چکا تھا لیکن قول اول راجح تر ہے

ف الفشوش التي تفش
لبنها من غير جلابي
يوجد في نسخة الاصيل
والضبوب الطويلة الضرع والثعول
والعنز الضيقة الشخب
الاصيل والضبوب الطويلة
الضرع والثعول والعنز
الشاة التي لها ضرعان
كالثديين ولا كشة
هي الصغيرة الضرع
كما في صحاح الجوهري
منه

اور وہی ظاہر قرآن شریف بھی ہے جملہ تمشی کا محل نصب مین ہے بنا بر حال جاءتہ کے فاعل سے اور علی استیار دوسرا حال ہے یعنی پھر آئی اوس کے پاس اونمین سے ایک درحال کہ چلتی تھی درحالنکہ ہونے والی تھی شرمانے کی حالت پر غرض یہ ہے کہ آنے اور چلنے دونو حال مین شرم کرنے والی تھی یہ نہین کہ صرف آنے کے وقت شرم کرنے والی تھی یہ دلیل ہے اوس کے کمال ایمان و شرف عنصر پر اس لیے کہ وہ بلاتی تھی موسی علیہ السلام کو اپنی دعوت کی طرف اور اوس کو اس بات کا علم نہ تھا کہ وہ اوس کو قبول کرین گے یا نہین اس لیے اون کے پاس شرماتی ہوئی آئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آئی پردہ کرتی ہوئی اپنے کرتے کی آستین سے اپنے مونہہ پر مارے حیاء[1] کے جمل نے کہا ہے کہ تمشی حال ہے جاءتہ کے فاعل سے اور علی استیار حال ہے تمشی کی ضمیر سے اور علی بمعنی مع ہے یعنی مع استیار مصباح مین کہا ہے کہ استیار و حیار بمد حشمت و انقباض و انزوا کو کہتے ہین استحیت کو بیک یا و دو یا بولتے ہین بنفسہ اور بحرف دونون طرح متعدی ہوتا ہے استحیتہ و استحیت منہ دونون طرح کہتے ہین جملہ قالت ان ابی یدعوک مستانفہ ہے جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ جب وہ حضرت موسی کے پاس آئے تو اوس نے کیا کہا سو یہ اوسکا جواب ہے کہ اوس نے یہ کہا کہ میرا باپ تجھے بلاتا ہے لیجزیک اجر ما سقیت لنا کلمہ ما مصدریہ ہے یعنی تاکہ تجھے دیوے بدلا تیرے پانی پلا دینے کا ہماری بکریون کو فلما جاءہ و قص علیہ القصص قال لا تخف نجوت من القوم الظالمین قصص مصدر بمعنی مقصوص ہے یعنی پھر جب موسی علیہ السلام شعیب علیہ السلام کے پاس آئے اور قبطی کے قتل سے لیکر مدین کے پانی پر وارد ہونے تک جو ماجرا گذرا تھا سارا شعیب علیہ السلام سے بیان کیا تو وہ بولے مت ڈر تو نے نجات پائی ظالم قوم سے یعنی فرعون سے اور اوس کے اصحاب سے اس لیے کہ مدین پر فرعون کا کچھ تسلط نہین ہے ابن ابی حاتم نے مالک بن انس رحمہ اللہ تعالی سے روایت کیا ہے کہ اون کو یہ بات پونہچی ہے کہ ان شعیبا ہو الذی قص علیہ القصص یعنی جس شخص سے حضرت موسی نے اپنا قصہ بیان کیا وہ حضرت شعیب ہی

[1] یہ لفظ فیروز کا ہے قرآن مین داخل نہین ہے ۱۲

[2] یعنی سکون کا معنی رہتا ہے ۱۲ منہ

امین اس آیت مین دلیل ہے اس بات پر کہ خبر واحد کے ساتھہ عمل کرنا جائز ہے اگرچہ وہ غلام
ہو یا عورت ہو اور اسی طرح اجنبی عورت کے ہمراہ چلنا بھی درست ہے مع اوس
احتیاط و تورع کے جو حضرت موسی علیہ السلام نے کیا اب رہی یہ بات کہ حضرت
موسی علیہ السلام نے اوس عورت کی دعوت کس طرح قبول کی باوجود اس کے کہ اوس نے
یہ تصریح کردی تھی کہ میرا باپ پانی پلانے کی مزدوری دینے کو بلاتا ہے حالانکہ اونہون نے
مزدوری طلب کرنے کو پانی نہین پلایا تھا سو اس کا یہ جواب ہے کہ اونہون نے اوس
عورت کی اور اوس کے باپ کی دعوت قبول کی در انحال کہ وہ اپنے جی مین اس
بات کا انکار کرنے والے تھے کہ اون کا پانی پلانا طلب اجرت کے واسطے ہو وہ تو لوجہ اللہ
تعالی تھا بلکہ اون کا دعوت قبول کرنا بوجہ تبرک زیارت اوس کے باپ کے تھا کیونکہ وہ
اول سن چکے تھے کہ ایک بوڑھا بڑی عمر کا آدمی ہے اور اسی لیے اوس کے کھانے سے
انکار کیا یہان تک کہ اوس نے بیان کیا کہ وہ اجرت کے لیے نہین ہے جس طرح کہ ابو حازم
سے مروی ہے کہا جبکہ موسی علیہ السلام شعیب علیہ السلام پر داخل ہوئے تو ناگاہ وہ شام کا
کھانا کھا رہے تھے حضرت شعیب نے اون سے کہا کیا حضرت موسی نے کہا اعوذ باللہ
حضرت شعیب نے کہا کیون کیا تو بھوکا نہین ہے کہا ہان بھوکا تو ہون لیکن مین اس
بات سے ڈرتا ہون کہ یہ عوض ہو میرے پانی پلانے کا اون کے جانورون کو حالانکہ
مین اوس خاندان مین کا ہون کہ ہم نہین بیچتے ہین کسی شے کو آخرت کے عمل سے
بعوض زمین بھر سونے کے حضرت شعیب نے فرمایا لا واللہ لیکن وہ تو میری اور میرے
باپ دادون کی عادت ہے کہ ہم مہمان کی مہمانی کیا کرتے ہین اور کھانا کھلاتے ہین پس
حضرت موسی بیٹھہ گئے پھر کہا فتح القدیر و فتح البیان مین ذکر کیا ہے کہ امام رازی
رحمہ اللہ تعالی کے اس جگہہ نہایت بارد اشکال ہین مستحق اس کے نہین ہین کہ کلام اللہ
عزوجل کی تفسیر مین ذکر کیے جائین اون کا جواب تو مختصر کو ظاہر ہو جاتا ہے کامل کا کیا
ذکر ہے انتہا درجے کی جو بات اونہون نے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ جو دعوت فعل
سقی کی جزا کے ساتھہ معلل تھی موسے علیہ السلام نے اوس کو کیون قبول کیا اس کا

یہ جواب دیا ہے کہ اونہون نے سنت الٰہی کا اتباع کیا قبول کرنے مین ایک نبی کی دعوت
کے منجملہ انبیاء اللہ کے یہ قبول کرنا اس عمل پر اجرت لینے کے واسطے نہ تہا اسی لیے وارد
ہوا ہے کہ جب کہانا اون کے روبرو لایا گیا تو کہانے سے انکار کیا اس کا قصہ
اول گذر چکا ہے **کشاف** مین کہا ہے کہ طلب اجرت فاقے کی شدت کے سبب سے
کچہہ بری بات نہین ہے اس کی صحت کی شاہد یہ آیت کریمہ ہے لو شئت لاتخذت
علیہ اجرا غرضکہ پہر جو عورت اون کے پاس آئی تہی اوس نے اپنے باپ سے کہا
یا ابت استاجرہ یعنی ای باپ تو اس کو نوکر رکہہ لی تاکہ ہماری بکریان چرائے اسمین
دلیل ہے اس بات پر کہ اجارہ اون کے نزدیک مشروع تہا اس کے جواز و مشروعیت پر
جمیع علمای اسلام نے اتفاق کیا ہے مگر ایک اصم سو وہ اوس کے دلائل سننے سے اصم ہین
غرضکہ اوس نے اپنے باپ کو موسی علیہ السلام کے نوکر رکہہ لینے کا مشورہ دیا پہر اوس کی
یہ علت بیان کی کہ ان خیر من استاجرت القوی الامین یعنی وہ اس کے لائق ہے کہ تو اوسکی
نوکر رکہہ لے کیونکہ وہ جامع ہے قوت و امانت کا مطلب یہ ہے کہ نوکر مین یہی دو خصلتین
کام کی ہوتی ہین سو وہ اوس مین موجود ہین رہی یہ بات کہ تو اجرت نہ کہا حالانکہ ظاہر یہی ہے
اور اس اجرت فرمایا سو نکتہ اس کا یہ ہے کہ بسبب تحقق تجربہ کے اوس کو قائم مقام ما مضی کے
ٹہیرایا گویا یہ امر پہلے سے معلوم ہو چکا ہے حضرت ابن عباس و حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے
مروی ہے کہ اوس نے جو اپنے باپ سے موسی علیہ السلام کا وصف کیا تہا سا تھہ
قوت و امانت کے سو اوس کے باپ نے اوس سے اس کا پوچہا پس وہ بولی کہ اوسکی
قوت تو اوس کا اوٹہانا ہے پتہر کو حالانکہ اوس کو اوٹہا نہین سکتے ہین مگر دس مرد رہی اوسکی
امانت سو اوس نے مجہہ سے کہا کہ تو میرے پیچہے چل اور مجہے راہ بتاتی جا کیونکہ مین مکروہ
رکہتا ہون اس بات کو کہ ہوا تیرے کپڑون کو لگے تو مجہہ سے تیرے جسم کا وصف کرے
پس اس بات نے اوس کے باپ کی رغبت کو زیادہ کیا حق مین موسے علیہ السلام کے
اوس کا باپ بولا انی ارید ان انکحک احدی ابنتی ھاتین یعنی مین چاہتا ہون
کہ بیاہ دون تجہکو ایک بیٹی ان دونو مین سے بڑی یا چہوٹی اس سے یہ بات نکلتی ہے

لہ اگر تو چاہتا تہا لیتا
اسیز فروری ۱۲
لہ یعنی اجرت
ہین وہ اجارے
کا انکار کرتے ہین

کہ پیش کرنا عورت کے ولی کا عورت کو مرد پر مشروع ہے یہ سنت اسلام سلمہ اللہ تعالے
مین ثابت ہے چنانچہ ثابت ہوچکا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی صاحبزادی
حفصہ کو حضرت ابو بکر و حضرت عثمان رضی اللہ عنہما پر پیش کیا تھا یہ قصہ کتب حدیث
شریف مین مشہور و معروف ہے اس کے سوا اور قصے ہین جو کہ ایام نبوت و ایام صحابہ
مین واقع ہو چکے ہین اسی طرح وہ واقعہ ہے کہ ایک عورت نے خود اپنی جان حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کی تھی زہی سعادت و خیر برکت واہ ری بی بی کیا خوب
سوجھی باجملہ کسی نے کہا ہے کہ اپنی بڑی بیٹی بیاہ دی اکثر کا قول یہ ہے کہ اون مین
سے چھوٹی بیٹی کا اون سے نکاح کیا نام اوس کا صفورا تھا اور یہی حضرت موسے
علیہ السلام کی طلب مین گئی تھی ہاتین کا کلہ اس بات پر دال ہے کہ ان دو کے سوا اونکی
اور بیٹیان تھین بقاعی نے کہا ہے کہ اون کی سات صاحبزادیان تھین جس طرح کہ
توریت شریف مین ہے انکحک کا کلہ اون کے باپ کی طرف سے مواعدت ہے
عقد نکاح نہین ہے اگر یہ عقد ہوتا تو قد انکحتک کہتے مہر نکاح کی یہ شرط ذکر کی علی
ان تاجرنی ثمانی حجج جمع حجۃ ہے بمعنی سال یعنی اس شرط پر کہ تو میرا مزدور رہو آٹھ برس
فراء نے کہا اس شرط پر کہ ٹہیرائے تو ثواب میرا یعنی اجر میرا یہ کہ چرائے تو بکریان میری
آٹھ برس مبرد نے کہا اجرت داری و مملوکی کو ممدود و غیر ممدود دونون طرح
بولتے ہین اور غیر ممدود استعمال مین اکثر ہے محل ان تاجرنی کا نصب ہے بنا بر حال
اور تاجر مضارع ہے اجرۃ کا اور مفعول ثانی اوس کا محذوف ہے اور ثمانی حجج ظرف
ہے یعنی مزدور کرے تو میرا اپنے نفس کو آٹھ برس کی مدت مین علامہ نسفی نے فرمایا ہے
التزوج علی رعی الغنم جائز بالاجماع لانہ من باب القیام بامر الزوجیۃ فلا
منافضۃ بخلاف التزوج علی الخدمۃ یعنی بکریان چرانے پر بیاہ کرنا بالاجماع جائز
ہے اس لیے کہ یہ چرانا اس باب سے ہے کہ زوجیت کے کام کاج کے ساتھ
قیام کرے پس اب کچھ منافضہ نہین ہے بخلاف اس کے کہ خدمت پر بیاہ کرے
فان اتممت عشرا فمن عندک یعنی پھر جس چرانے پر مین نے تجھکو مزدور کیا ہے

ف یعنی خاص
یعنی خاص
یعنی خاص
یعنی خاص
یعنی خاص
یعنی خاص
یعنی خاص
یعنی خاص

اگر تو اوس کو پورا کرے دس برس تو یہ تیری طرف سے براہ تفضل و تبرع کے ہے
نہ اس نظر سے کہ مین اوس کو تجھپر لازم کرتا ہون یہ تجھپر واجب نہین ہے جو مدت آٹھہ
برس پر زیادہ ہے دس برس پورے ہونے تک اس کو اونہون نے مفوض بہ مروت
کیا یعنی وہ تیری طرف سے ہے میری جانب سے اوسکا الزام تجھپر نہین ہے کرخی
نے کہا ظاہر یہ ہے کہ یہ گفتگو عقد کی درخواست ہے ساتھہ اول مدت کے بنظر ہماری شرع
کے اور ممکن ہے کہ اون کے نزدیک وہ عقد صحیح ہو محل فمن عندک کا رفع ہے برتقدیر
مبتدا کے ای فہی من عندک یعنی وہ مدت آٹھہ برس سے زیادہ ثابت ہے تیری طرف سے
وما ارید ان اشق علیك یعنی مین نہین چاہتا ہون کہ دس برس کا پورا کرنا تجھپر لازم
کرکے اور وقتون کی مراعات مین اور کامون کے پورے پورے لینے مین جھگڑا کرکے تجھکو
مشقت مین ڈالون اشتقاق مشقت کا شق سے ہے شق کہتے ہین نصف کو گویا جو
شخص مشقت مین پڑتا ہے تو وہ اپنے ظن و گمان کے دو ٹکڑے کرتا ہے کبھی تو کہتا
ہے کہ مین اوس کام کی طاقت رکھتا ہون کبھی کہتا ہے نہین اوس کا گمان انہین دو
شقون مین دائر ہوتا ہے پھر شعیب علیہ السلام نے موسی علیہ السلام کو اجارہ قبول
کرنے مین رغبت دلائی تو یون کہا سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ یعنی
عنقریب تو مجھے پائیگا اگر اللہ چاہے صالحون سے حسن صحبت و لطف معاملہ مین اور
نرمی و وفای عہد مین کسی نے کہا کہ مراد صلاح علی العموم ہے رہی صلاح و درستی معاملے
کی اوس اجارے مین سو وہ اس آیت کے تحت مین بدخول اولی داخل ہوگی صلاح کو
مشیت کے ساتھہ مقید کیا ایک تو اس لیے کہ اپنے کام کو اللہ پاک کی توفیق و معونت
کے سپرد کیا دوسرے واسطی تبرک کے اس لیے نہین ہے کہ اپنی صلاح کو مشیت الٰہی
کے ساتھہ معلق کیا ہو پھر جب شعیب علیہ السلام اپنی بات سے فارغ ہوئے تو موسے
علیہ السلام نے اوس کی تقریر کی اور اوس کو پختہ کیا اور یون کہا ذٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ
مبتدا و خبر ہین یعنی یہ بات جسپر مین نے اور تو نے عقد کیا ہے ثابت ہو چکی درمیان میرے
اور تیرے حملہ ایما الاجلین قضیت شرطیہ ہے جواب اوس کا فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ ہے

مراد اجلین سے آٹھہ برس اور دس برس کی مدت ہے معنی قضیت کے وفیت بہ
واتممتہ وفرغت منہ ہین الاجلین مجرور ہے اس لیے کہ ای اوس کی طرف مضاف ہے
اور کلمہ ما زائد ہے یا کلمہ ما محل جر مین ہے اس سبب سے کہ ای اوس کی طرف
مضاف ہے اور اجلین اوس سی بدل ہے یہ قول ابن کیسان کا ہے حضرت حسن رضی نے
ایما بسکون تحتیہ پڑہا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ای الاجلین قضیت ما
معنی یہ ہین کہ جون سی مدت کو مین پورا کردون اور اوس سے فارغ ہو جاؤن تو کسے
طرح کا ظلم مجہپر نہو ساتہہ طلب کرنے زیادتی کے اوس مدت پر جس کو مین پورا کر چکون
دونون مدتون سے یعنی جیسا مجہ سے آٹھہ برس پر زیادہ کا مطالبہ نہ کیا جاے
ویسا ہی دس برس سے کم کا مطالبہ نہو کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جیسا مجہ سے دس
برس پر زیادہ کا مطالبہ نہ کیا جاے ویسا ہی آٹھہ برس پر زیادہ کا مجہ سے مطالبہ نہو
یہ معنی ظاہر تر ہین اصل عدوان کی حد سے بڑہنا ہے غیر واجب مین مبرد نے
کہا حضرت موسی علیہ السلام جان چکے تہے کہ دونون مین سے جو مدت تمام تر ہے
اوس مین اون پر عدوان نہین ہے لیکن اونہون نے دونون کو جمع کیا تاکہ افضل کو
مثل اتم کے ٹہیرائین وفامین جمہور نے عدوان بضم عین پڑہا ہے اور ابو حیوہ نے
بکسر عین غرضکہ پہر اللہ پاک کو اپنے معاملے کا گواہ ٹہیرایا یون کہا واللہ علی ما نقول
وکیل یعنی یہ شروط جو درمیان ہمارے جاری ہوئین جن کو ہم کہہ رہے ہین اونپر اللہ تعالی
شاہد وحفیظ ہے سو ہم مین سی کسی کو اس طرف کوئی راہ نہین ہے کہ ان مین کی
کسی شے سے باہر ہو کسی نے کہا کہ یہ کلام منجملہ قول موسی علیہ السلام ہے کسی نے
کہا منجملہ قول شعیب علیہ السلام قول اول اولی ہی اس لیے کہ کلام موسی علیہ السلام کے
جملے مین واقع ہوا ہے بہرحال اس کلام سے عقد تمام ہو گیا شاید یہ اون کی شرع مین
تہا ورنہ ہمارے نزدیک صیغہ عقد نکاح مین کافی نہین ہے کیونکہ جو بات شعیب علیہ السلام
سے واقع ہوئی وہ صرف وعدہ ہے نکاح کر دینے کا اور موسی علیہ السلام سے جو بات
واقع ہوئی اوس مین نہ تو مادہ تزویج کا ہے نہ انکاح کا اور مہر بہی منکوحہ کی طرف راجع

لہ کلمہ ما زائدہ ہے واسطی تاکید فعل کے
ای ای الاجلین جرت عوی لقضاء
نذر قال انقاضیتہ

نہین ہے بلکہ اوس کے باپ کی طرف سے ہے یہ قول تو جلال محلی کا ہے کہ اس سے عقد
تمام ہوگیا یعنی حضرت شعیب و حضرت موسی علیہما السلام کی جو باتین صادر ہوئین اون سے
عقد نکاح و اجارہ پورا ہوگیا محلی کے سوا اور لوگون نے یون کہا ہے کہ اونہون نے
عقد کیا کسی اور صورت کے ساتھ سوای اوس صورت کے جس کا اس جگہ اون سے
ذکر کیا گیا ہے کرخی نے محلی کی قول پر یہ اعتراض کیا کہ شعیب علیہ السلام نے تو
صرف اتنا کہا تھا کہ ارید ان انکحک احدی ابنتی الخ سو یہ وعدہ ہے اور نیز منکوحہ کا تعیین
نہین کیا یعنی پھر عقد کا تمام ہونا یعنی جیسہ حفناوی نے اس کا یون جواب دیا کہ تعیین
منکوحہ کا واقع ہوا وقت پورے ہونے وعدے کے ابو السعود نے کہا کہ آیت
مین جو بات دونون سے نقل کی گئی ہے وہ تمام ماجرا نہین ہے جو درمیان اون کے
واقع ہوا انشای عقد نکاح و عقد اجارہ مین اور اون کے واقع کرنے مین بلکہ یہ تو اوس کا
بیان ہے جیسہ دونون نے عزم کیا اور اوس کے واقع کرنے پر اتفاق فرمایا یہ حسب
ضرورت ہے جیسہ مساق قصہ اجالا موقوف ہے اوس شریعت مین جو امور موجب عقد
نکاح و اجارہ ہین اون کی بیان تفصیلی سے تعرض نہین کیا ہے غرض ان کی یہ ہے
کہ اس جگہ تمام عقد نکاح کی بحث کرنا بے سود ہے فلما قضی موسی الاجل وسار
باھلہ انس من جانب الطور نارا قال لاھلہ امکثوا انی انست نارا لعلی
اتیکم منھا بخبر او جذوۃ من النار لعلکم تصطلون ۝ فلما اتاھا نودی
من شاطیء الوادی الایمن فی البقعۃ المبارکۃ من الشجرۃ ان یموسی انی انا اللہ
رب العالمین ۝ وان الق عصاک فلما راھا تھتز کانھا جان ولی
مدبرا ولم یعقب یموسی اقبل ولا تخف انک من الامنین ۝ اسلک
یدک فی جیبک تخرج بیضاء من غیر سوء واضم الیک جناحک
من الرھب فذانک برھانان من ربک الی فرعون وملائہ انھم
کانوا قوما فسقین ۝ پھر جب پوری کر چکا موسی وہ مدت اور لیکر چلا اپنے
گھر والون کو دیکھی پہاڑ کی طرف سے ایک آگ کہا اپنے گھر والون کو ٹھیرو مین نے

دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤن تمہارے پاس وہان کی کچھ خبر یا انگارا آگ کا
شاید تم تاپو پھر جب پونہچا اوس پاس آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے
برکت والی تختی مین اوس درخت سے کہ ای موسی مین ہون مین اللہ جہان کا رب
اور کہ ڈالدے اپنے لاٹھی پھر جب دیکھا اوس کو ہلتی ہے جیسے سانپ کی شک ہے
اولٹا پھرا موہنہ موڑکر اور نہ پیچھے دیکھا اے موسے آگے آ اور نہ ڈر تجھکو خطرہ نہین پہنچیا ہے
اپنا اپنے گریبان مین نکل آوے چٹا نہ کچھ برائی سے اور ملا اپنی طرف اپنا بازو ڈر سے
سو یہ دو سند ہین ہین تیرے رب کی طرف سے فرعون اور اوس کے سردارون پر
بیشک وہ تھے لوگ بے حکم ف بازو ملا ڈر سے یعنی سانپ کا ڈر جاتا رہے انتہی
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین آیت ماقبل کی تفسیر مین گذر چکا ہے
کہ حضرت موسی علیہ السلام نے وہی مدت پوری کی جو کہ اتم واوفی وابر و اکمل وانقی
تھی اس آیت کریمہ سے بھی یہی بات مستفاد ہوتی ہے اس لیے کہ اللہ پاک نے یون
ارشاد فرمایا ہے فلما قضی موسی الاجل یعنی وہی مدت پوری کی جو اون دونون
مین سے اکمل تھی واللہ اعلم ابن ابی نجیح نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ دس
برسین پوری کین اور بعد اس کے دس برس اور مین نے یہ قول سوای مجاہد کے
اور کسی کا نہین دیکھا ابن جریر و ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس کو حکایت کیا ہے
فاللہ اعلم و سار بالہ کہا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنے شہر کے اور اپنے گھر والون کے
مشتاق ہوے تو عزم کیا کہ فرعون و قوم فرعون سے خفیہ اون کی ملاقات کرین پھر
اپنے گھر والون کو اور جو بکریان اون کے خسر کی ہبہ کی ہوئی اون کے پاس تھین
ان سب کو لیکر کوچ کیا پس اون کو اندھیری سرد بارش کی رات مین لیکر چلے پھر ایک
منزل مین اوترے تو چقماق جھڑانے لگے جبھی اپنی چقماق سے آگ نکالتے تو وہ کچھ بھی
روشنی نہ دیتی پس اس سے متعجب ہوئے اس حال مین تھے کہ انس من جانب الطور نارا
طور کی جانب سے ایک آگ دیکھی کہ اون کے واسطے روشن ہو رہی ہے دوری پر
فقال لاھلہ امکثوا یعنی پھر کہا اپنے گھر والون سے تم ٹھیرو یہان تک کہ مین اوسکی

ف جبل مین یہ سب
سے وعن مجاہد وغیرہ
انہ قال عشر غیر
عشر اخری قال
ابن علیہ وہو ضعیف
منہ

طرف جاؤن انی آنست نارا لعلی آتیکم منہا بخبر یعنی مین نے دیکھی ہے ایک آگ شاید
لے آؤن تمہارے پاس وہان کی کچھ خبر یا اس لیے کہا کہ راہ بھول گئے تھے اور
جذوۃ من النار یا ایک قطعہ اوس آگ سے لعلکم تصطلون شاید تم گرمی حاصل کرو بسبب
اوس کے سردی سے فرمایا اللہ تعالی نے فلما اتاھا نودی من شاطئ
الواد الایمن یعنی پھر جب پونہچا اوس کے پاس آواز دی گئی اوس کو وادی کے
اوس جانب سے جو پہاڑ کے متصل تھی اوس کے دہنی طرف کنارۂ غرب سے
جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وما کنت بجانب الغرب اذ قضینا الی موسی الامر
یہ آیت منجملہ اون دلیلون کے ہے جو یہ بات بتاتی ہین کہ موسی علیہ السلام نے آگ کا
قصد کیا تھا طرف جہت قبلہ کے اور جبل غربی اون کی دہنی جانب سے تھا اور آگ کو
پایا کہ شعلہ مار رہی ہے ایک سبز درخت مین فی سحف الجبل مما یلی الوادی پس موسے
علیہ السلام اوس کے حال مین حیرت کرتے ہوے ٹہیرے رہے پھر اون کے رب نے
اون کو ندا کی کنارۂ وادی ایمن سے بقعۂ مبارکہ مین درخت سے ابن جریر نے
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا مین نے دیکھا اوس
درخت کو جس سے موسی علیہ السلام کو ندا کی گئی ایک سمرۂ خضرا ہے کہ ہل رہا ہے اسناد
مقارب محمد بن اسحق نے عن بعض بن لا یتہم عن وہب بن منبہ روایت کیا ہے کہا
شجرۃ من العلیق و بعض اہل الکتاب یقول انہا من العوسج و عصاہ من العوسج
قولہ تعالے ان یموسی انی انا اللہ رب العالمین یعنی جو تجھ سے خطاب و کلام
کرتا ہے وہ رب ہے جہان کا بڑا کرنے والا ہے اوس شی کا جس کو وہ چاہتا ہے
نہین ہے کوئی معبود سوا اوس کے اور نہ کوئی رب ہے اوس کے سوا برتر و پاک
ہے مخلوقات کی مماثلت سے اپنی ذات و صفات مین اور اپنے اقوال و افعال مین
سبحانہ و تعالی قولہ تعالی وان الق عصاک اور گیرا ڈالدے اپنی لاٹھی یعنی جو کہ تیرے
ہاتھ مین ہے یہ ویسی تقریر ہے جیسی اس آیت مین فرمائی ہے وما تلک بیمینک
یاموسی قال ھی عصای اتوکأ علیہا واھش بہا علی غنمی ولی فیہا مارب اخری

معنی یہ ہین کہ یہ تو تیری وہ لاٹھی ہے جس کو تو خوب جانتا پہچانتا ہے اس کو ڈالدے
پس اوس کو ڈالدیا تب ہی وہ ایک سانپ ہے کہ دوڑ رہا ہے پس پہچان لیا اور خوب
یقین کر لیا کہ جو اوس سے کلام و خطاب کر رہا ہے وہی ہے جو شے سے کہتا ہے
ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے جس طرح کہ اس کا بیان سورۂ طٰہٰ مین ہو چکا ہے اور اس جگہہ
یون فرمایا ہے فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ یعنی پھر جب دیکھا اوس کو اضطراب کرتے
جیسے سانپ کی شک ہے اپنی تیز حرکت مین باوجود بڑی ہونے اوس کی خلقت
اور پانون کے اور وسیع ہونے اوس کے مونہہ کے اور کنکھنا نے اوس کے دانتون
اور داڑہون کے باین طور کہ جس پتھر پر گذرتا ہے تو نگل لیتا ہے اور مین اوترتا جاتا ہے
کھڑکھڑاتا ہے گویا وہ کسی وادی سے اوتر رہا ہے پس اس وقت وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ
یعنی اولٹا پھرا منہہ موڑکر اور نہ پیچھے دیکھا التفات نہ کیا اس واسطے کہ طبع بشریت اس سے
نفرت کرتی ہے پھر جب اللہ پاک نے اون سے فرمایا یٰمُوسٰى اَقْبِلْ وَلَا تَخَفْ اِنَّكَ
مِنَ الْاٰمِنِيْنَ تو لوٹے پھر اپنے اول مقام مین ٹھیرے پھر اللہ پاک نے فرمایا اسْلُكْ
يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوْءٍ یعنی جس وقت تو اپنا ہاتہہ گھسائیگا اپنے
کرتے کی جیب مین پھر تو اوسے نکالیگا تو وہ نکلیگا چمکتا دمکتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے بجلی
کی چمک مین اور اسی لیے من غیر سوء فرمایا ہے یعنی بدون برص کے قولہ تعالے
وَاضْمُمْ اِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ یعنی اور ملا اپنی طرف اپنا بازو رہب سے مجاہد نے
کہا فرع سے قتادہ نے کہا رغب سے عبدالرحمن بن زید بن اسلم و ابن جریر نے کہا
اوس خوف سے جو تجھکو حاصل ہوا ہے سانپ سے ظاہر یہ ہے کہ مراد اس سے عام
معنی ہین وہ یہ ہین کہ موسی علیہ السلام کو حکم ہوا اس بات کا کہ جب وہ کسی شے سے ڈرین
تو ملا لین طرف اپنے اپنا جناح خوف سے مراد جناح سے اون کا ہاتہہ ہے پس جب یہ
کرین گے تو جو خوف وہ پاتے ہین اون سے جاتا رہیگا یا اوقات جب کوئی شخص
بطور اقتدا کے اس کا استعمال کرے اپنا ہاتہہ اپنے دل پر رکھے تو بیشک جو شی وہ پاتا ہے
اوس سے دور ہو جائیگی یا خفیف ہو جائیگی ان شاء اللہ تعالے وبہ الثقۃ

ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت کیا ہی کہ حضرت موسی علیہ السلام کا دل فرعون
کے رعب سے بھر گیا تہا پس جس وقت وہ اوس کو دیکہتے تو کہتے اللھم انی ادرأ
بک فی نحورھم واعوذ بک من شرورھم پہر جو خوف موسی علیہ السلام کے دل مین تہا
اللہ تعالی نے اوس کو فارغ کر دیا اور اوسے فرعون کے دل مین رکہدیا پس جس وقت
وہ موسی علیہ السلام کو دیکہتا تو موت دیتا تہا جس طرح گدہا موتتا ہے فذانک برھانان
من ربک یعنی عصا کا ڈالدینا اور اوس کا دوڑتا ہوا سانپ کر دینا اور داخل کرنا ہاتہ
کا جیب مین پہر اوس کا چمکتا دمکتا نکلنا بدون کسی برائی کے یہ دو قاطع و واضح دلیلین
ہین فاعل مختار کی قدرت پر اور صحت نبوت پر اوس شخص کے جس کے ہاتہون پر یہ
خارق عادت امر جاری ہوا اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے الی فرعون وملئہ
یعنی طرف فرعون کے اور اوس کی قوم کے روسا و کبرا و اتباع و فرمان بردارون کے
انہم کانوا قوما فاسقین یعنی بے شک وہ تہے لوگ نکلنے والے اللہ کی طاعت سے
خلاف کرنے والے اوس کے امر و دین کے ف فتح البیان کا بیان مع توضیح
تبیان یہ ہے کہ حرف فاء فلما مین فصیحہ ہے جملہ محذوفہ کا اظہار کرتا ہے اجل سے مراد
دونون مین کی اکمل و اوفی مدت ہے یعنی دس برس سعید بن منصور نے اور ابن
ابی شیبہ نے مصنف مین اور عبد بن حمید و بخاری و ابن منذر و ابن مردویہ نے بچند
طریق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اون سے کسی نے
پوچہا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دونون مین کی کون سی مدت پوری کی تو فرمایا
کہ اونمین کی اکثر و اطیب پوری کی بیشک اللہ کا رسول جب کہتا ہے تو کرتا ہے آسی
کے مثل بزار و ابو یعلی و ابن جریر و ابن ابی حاتم و ابن مردویہ نے بہی اون سے روایت
کیا ہے اور حاکم نے اوس کو صحیح کہا ہے صاحب فتح القدیر وغیرہ نے کہا کہ حضرت
ابن عباس کا یہ قول کہ اللہ کا رسول جب کہتا ہے تو کرتا ہے اس مین نظر ہے اس واسطے
کہ حضرت موسی نے یون نہین کہا کہ انہ سیقضی اکثر الاجلین بلکہ اونہون نے تو یہ کہا
ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علیّ کاتب حروف عفا اللہ عنہ کہتا ہے کہ حضرت ابن عباس کے

قول مین نظر نہین ہے بلکہ صاحب فتح القدیر کے قول مین نظر ہے اس لیے کہ جب موسے
علیہ السلام نے ایما الاجلین فرمایا تو اس کے ضمن مین اکثر الاجلین بھی آگئی گفتگو آٹھ اور
دس برس کی مدت پوری کرنے مین تھی سو حضرت موسی نے فرمایا کہ ان مین سے
جون سی مدت پوری کردون تو پھر مجھپر زیادتی نہو اس عبارت سے جس طرح
آٹھ برس کا پورا کرنا نکلتا ہے ویسا ہی دس برس کا پورا کرنا معلوم ہوتا ہے انتہے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بچند طریق مروی ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے دونون
مین کی تمامتر مدت پوری کی خطیب نے اپنی تاریخ مین حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے
روایت کیا ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جس وقت
تو پوچھا جائے کہ دونون مین کی کون سی مدت موسی نے پوری کی تو تو کہہ کہ خیرہما
وابرہما یعنی وہی مدت پوری کی جو دونون مین کی خوبتر و نیک تر تھی اور اگر تو پوچھا
جائے کہ دونون مین کی کون سی عورت سے بیاہ کیا تو تو کہہ کہ اونمین کی چھوٹی سی
اور یہ وہی ہے جو آئی پھر کہا یا ابت استاجرہ ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
جبریل نے مجھ سے کہا ای محمد اگر یہود تجھ سے سوال کرین کہ موسی نے دونون مین
کی کون سی مدت پوری کی تو تو کہہ کہ وافی تر اون کی اور اگر وہ تجھ سے سوال کرین
کہ اونمین کی کس عورت سے بیاہ کیا تو تو کہہ کہ اون مین کی چھوٹی سے واخرج
البزار وابن ابی حاتم والطبرانی فی الاوسط وابن مردویہ قال السیوطی
بسند ضعیف عن ابی ذر ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سئل
ای الاجلین قضی موسی قال ابرهما واوفاهما قال وان سئلت ای المراتین
تزوج فقل الصغری منهما قال البزار لا نعلم یروی عن ابی ذر الا بهذا الاسناد
وقد رواہ ابن ابی حاتم من حدیث عوید بن ابی عمران وهو ضعیف واما
روایات انه قضی اتم الاجلین فلها طرق یقوی بعضها بعضا غرضکہ پھر
جب موسی علیہ السلام کامل تر مدت پوری کر چکے اور مدین سے اپنے اہل کو لیکر مصر

کی طرف چلی تو ایک آگ دیکھی اوس جہت سے جو طور پہاڑ کے متصل تہی اہل سی مراد
اون کی بی بی ہین اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ مرد جہان جاہے اپنی بی بی کو
لیجائے محل نے کہا ہے کہ اپنے خسر کے اذن سے لیگئے مصر کی طرف جانے کی
یہ وجہ تہی کہ مقصود صلہ رحم اور مان اور بہائی کی زیارت کرنا تہا آگ دیکھنے کی وجہ
یہ ہوئی کہ جنگل مین تہے اندہیری رات تہی سخت سردی پڑ رہی تہی درد زہ نے اون کی
بی بی کو آپکڑا تہا یہ سب امور مقتضی اس کے تہے کہ نور الٰہی پیرایۂ نار مین جلوہ گر ہو
ابن ابی عطاء رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے جبکہ محنت کی اجل تمام ہوئی اور زلفہ کے
ایام نزدیک آئے اور نبوت کے انوار ظاہر ہوے تو اپنے اہل کو لیکر چلے تاکہ وہ
شریک ہون اون کے ساتہہ اون کے رب کے لطائف صنع مین انتہی ذکرہ النسفی
قال لاہلہ امکثوا انی انست نارا لعلی اٰتیکم منہا بخبر او جذوۃ من النار
ابن ابی حاتم نے بطریق سدی اسی آیت کی تفسیر مین حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے کہ جب موسی علیہ السلام وہ مدت پوری کر چکے تو اپنے اہل کو لیکر
چلے پس راہ بہول گئے اور تہے موسم سردی مین تو ایک آگ اونکے واسطے نمودار
کی گئی پہر جب اوس کو دیکہا تو خیال کیا کہ وہ آگ ہے حالانکہ وہ تہی اللہ کے نور سے
پس کہا اپنے اہل سے کہ تم ٹہیرو بیشک مین نے دیکہی ہے ایک آگ شاید مین لاؤن
تمہارے پاس اوس سی کوئی خبر پہر اگر نہ پاؤنگا کوئی خبر تو لے آؤنگا بشہاب قبس یعنی ایک
انگارا سلگا کر شاید تم تاپو سردی سے دوسرا لفظ ابن ابی حاتم کا اون سے یہ ہے کہ
شاید مین پاؤن اوس شخص کو جو آگاہ کرے مجھکو راہ پر اور وہ راہ بہول گئے تہے ابن
ابی حاتم و ابن منذر کا لفظ اون سی جذوۃ کی تفسیر مین شہاب ہے اس سب کی تفسیر سورۂ طٰہٰ
و سورہ نمل مین پورے طور پر گذر چکی ہے امکثوا کا خطاب یا تو بطور تعظیم ہے یا مراد اونکی
بی بی اور اون کا بیٹا اور خادم ہے جمہور نے جذوۃ کو بکسر جیم اور حمزہ و یحیی بن وثاب
نے بضم جیم اور عاصم و سلمی و زر بن حبیش نے بفتح جیم پڑہا ہے یہ تینون لغت اوس لکڑی
مین ہین جس کے سر مین آگ ہو مشہور قول یہی ہے بعض نے یہ قید لگائی ہے کہ آگ ہو

لہ تفسیر ابن ابی حاتم
ابن عطاء اللہ اسکندری
صوفی صاحب حکم
ہین واللہ اعلم

بدون لہب کے حالانکہ وہ شی وارد ہوئی ہے جو اس کی مقتضی ہے کہ اوسمین وجود لہب
ہو جوہری نے کہا ہے کہ جذوہ وجُذوہ وجَذود جمرہ ہے یعنی ان تینون کے معنے
انگاری کے ہین جمع ان کی جذًی وجُذی وجَذی آتی ہے مجاہد نے کہا کہ جذوہ ایک
قطعہ ہے جمر سے جمیع عرب کے لغت مین ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ جذوہ قطعۂ غلیظ ہے
لکڑی سے اوس کے کنارے مین آگ ہو یا نہو یہ بات کہ جذوہ انگاری کو کہتے ہین
سلمی کا شعر اس کا مؤید ہے سمین نے کہا اس جگہ مراد جذوہ سے وہی ہے جس کے سر
مین آگ ہو بیضاوی کا لفظ یہ ہے کہ جذوہ عود غلیظ ہے برابر ہے کہ اوس کے سر مین
آگ ہو یا نہو اسی لیے اوس کا بیان من النار سے کیا ہے اصطلاء بروزن افتعال ہے
حرف طا بدل ہے حرف تا سے اس کے معنی استدفار ہین استدفار کہتے ہین گرمی طلب
کرنے کو فلما اتاہا یعنی پھر جب آیا اوس آگ کے پاس جس کو دیکھا تھا کسی نے کہا اوس
درخت کے پاس پہلا قول اولی ہے اس واسطے کہ درخت کا ذکر اول نہین ہو چکا ہے
نُودِیَ مِنْ شَاطِئِ الوادِ الأیمن حرف من ابتدای غایت کا ہے اور الایمن صفت ہے
شاطی کی یا وادی کی ماخوذ ہے یمن بمعنی برکت سے یا ماخوذ ہے یمین مقابل یسار سے
شاطی الوادی کہتے ہین وادی کے طرف و کنارے کو اسی طرح حافۃ وشط وسیف و
ساحل ہے اِن سب کے ایک معنی ہین راغب نے کہا شاطی کی جمع اشطاء ہے
جوہری نے کہا شاطئ الاودیہ بولتے ہین اس کی جمع نہین کی جاتی ہے فی البقعۃ
متعلق ہے نودی سے یا محذوف سے اس بنا پر کہ حال ہے شاطئ سے جمہور نے
بضم با پڑہا ہے اور ابو سلمہ واشہب عقیلی نے بفتح با یہ بھی ایک لغت ہے ابو زید نے اسکو
نقل کیا ہے المبارکۃ صفت ہے بقعہ کی مبارک اوس کو اس لیے کہا کہ اللہ پاک نے موسی
علیہ السلام سے وہان کلام کیا اور اون کو نبی کرکے بھیجا کسی نے کہا کہ مراد بقعۂ مقدسہ ہے
من الشجرۃ بدل اشتمال ہے شاطی الواد سے اس واسطے کہ وہ درخت اوس وادی کے
کنارے پر اگا ہوا تھا اس درخت مین چار قول ہین ایک تو سمرۂ خضراء اس کا ذکر حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہو چکا ہے دوسرا یہ ہے کہ عوسجہ تھا تیسرا یہ ہے

لہ صلی بالناس رکعتین وقعد سمی التحیات ورفع رأسہ قبل الامام ۱۲ سکہ بقعہ یعنی جگہ والبقعۃ القطعۃ من الارض تخالف ما یجاورہا کذا فی المصباح ۱۲ منہ

کہ علیق کا تھا جو تھا یہ ہے کہ عناب کا تھا خازن نے اس کی نسبت حضرت ابن عباس
کی طرف کی ہے معنی یہ ہین کہ جس وقت موسی علیہ السلام اوس آگ کے یا اوس درخت
کے پاس آئے تو اون کو ندا کی گئی کنارے سے وادی مبارک کے یا کنارۂ وادی
کے اوس جہت سے جو متصل تھی اون کی داہنی جانب کے جای مبارک مین
اوس درخت سے ندا کا بیان یہ ہے ان یا موسی انی انا اللہ رب العالمین
کلمہ ان مفسرہ ہے یا مخففہ ہے ثقیلہ سے ضمیر شان اوس کا اسم ہے اور جملۂ ندا اوسکا
مفسر ہے پہلا قول اولیٰ ہے ثانی کو سیبویہ نے بعید بتایا ہے جمہور نے انی کو بالکسر پڑھا
ہے بنا بر اضمار قول یا اس بنا پر کہ ندا کو متضمن معنی قول قرار دیا ہے اور بفتح ہمزہ قراءت
ضعیف ہے اس مین ایک اشکال ہے سیبویہ نے اوسکو ذکر کیا ہے بہتر یہ ہے کہ انی کو
فعل مقدر کا معمول قرار دیا جاے یہ توجیہ بے کٹکے ہے یعنے ان یا موسی اعلم انی الخ
امام جعفر رضی اللہ عنہ نے کیا منور تفسیر بیان فرمائی ہے ابصر نارا دلۃ علی الانوار
لانہ رای النور فی ھیئۃ النار فلما دنا منھا شملتہ انوار القدس واحاطت
بہ جلابیب الانس فخوطب بالطف خطاب واستدعی منہ احسن جواب
وضاربذلک مکلما شریفا اعطی ما سال وامن مما خاف انتھیٰ ذکرہ النسفی
رحمہ اللہ تعالی یعنی حضرت موسیٰ نے ایک ایسی نفیس آگ دیکھی کہ اوس نے اون کو
انوار پر آگاہی بخشی اس لیے کہ اونہون نے نار کی صورت مین نور دیکھا پھر جب اوس سے
قریب ہوے تو انوار قدس نے اون کو ڈھانک لیا اور چادر ہای انس نے اون کو
گھیر لیا پھر لطیف تر خطاب سے اون کو خطاب ہوا اور بہترین جواب کی اون سے
درخواست کی گئی پس اس سبب سے ایسے شریف و بزرگ مخاطب ہو گئے کہ جو
مانگا وہ ملا اور جس شے کا خوف تھا اوس سے بے خوف ہوے ہر قسم کا امن و چین
نصیب ہوا سبحان اللطیف بعبادہ المتفضل علیہم باعم نوالہ واخص جودہ المنعم علیہم بلطائف
فضلہ وطرائف حبہ وشرائف ودہ کسی نے کہا جب موسی علیہ السلام نے ہرے بھرے
درخت مین آگ دیکھی تو جان گئے کہ سوا اللہ پاک کے کوئی قادر نہین ہے اس بات پر

کہ درمیان آگ کے اور درخت کی سبزی کے جمع کرے پس اس سے سمجھ گئے کہ کلام
کرنیوالا اللہ پاک ہی ہے کسی نے کہا کہ اللہ سبحانہ نے اون کے جی مین ایک علم ضروری
اس بات کا پیدا کردیا تھا کہ کلام کرنیوالا اللہ ہی ہے اور یہ کلام اللہ کا کلام ہی متکلمین
کی ایک جماعت جس مین سے امام غزالی رضی اللہ عنہ بھی ہین اس طرف گئی ہے کہ
حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ پاک کا کلام ازلی نفسی سنا جو کہ بدون صوت وحرف
کے ہے جس طرح کہ اوس کی ذات مقدس آخرت مین دکھائی دیگی بلا کم و بلا کیف شاید
ان لوگون نے من شاطی الوادی کو حال ضمیر یا ضمیر موسی علیہ السلام سے جو کہ نودی مین
ہے یعنی ندا کیگئی اس حال مین کہ کنارہ وادی سے قریب تھے یا اوسمین کائن تھے
اس بنا پر کہ کلمہ من بمعنی فی ہے جس طرح کہ ارونی ماذا خلقوا من الارض مین کہا ہے
کہ من بمعنی فی ہے قالہ الکرخی فتح البیان مین کہا ہے کہ اس قول پر کوئی دلیل نہین ہے
اس کے سوا اور اقوال بھی ہین جن کے ذکر مین کوئی فائدہ معتد بہا نہین ہے **ابن**
ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے نودی من شاطی الوادی کی تفسیر مین روایت کیا
ہے فرمایا کہ ندا سمای دنیا سے تھی فتح القدیر وغیرہ مین کہا ہے ظاہر القرآن یخالف ما
قالہ رضی اللہ عنہ یعنی ظاہر قرآن اون کے قول کے مخالف ہے اس لیے کہ قرآن
شریف کا ظاہر یہ ہے کہ کنارہ وادی کی جہت سے ندا ہوئی اور اون کا قول یہ ہے
کہ سمای دنیا سے ہوئی حقیقت مین دیکھو تو کسی طرح کی مخالفت نہین ہے کیونکہ یہ تو خالق
کی ندا ہے مخلوق کی ندا نہین ہے خالق کی ندا مین کچھ استبعاد نہین ہے سمای دنیا سے
بھی ہو اور کنارہ وادی سے بھی ہو ایک آن مین **نکتہ** سورہ طہ مین انی آنست نارا
فرمایا ہے اور سورہ نمل مین نودی ان بورک من فی النار ومن حولہا یہ دونون اوس کے
مخالف ہین جو یہان ارشاد ہوا ہے یہ خلاف لفظ کی حیثیت سے ہے مگر مقصود مین
سب موافق یکدیگر ہین مقصود یہی فتح باب استبناء ہے اور روانی کلام ہے
ایسے طور پر کہ اوس کی طرف مؤدی ہو تمام نے فرمایا درمیان ان چیزون کے کسی
طرح کی منافات نہین ہے اللہ تعالی نے کل کا ذکر فرمایا ہے گر جس شی پر وہ ندا مشتمل ہے

عہ من ہون مین
ہے اور جو اوس
مین ہے اور جو اوس
اس پاس ہے اور
لہ وکہا تو یہ کہ
اونہون نے کہا یا
زمین مین ہے

ہر سورت مین اوسکا بعض حکایت کیا ہے قولہ تعالی وَاَنْ اَلْقِ عصاک معطوف ہے
اَنْ یَا مُوسٰی پر اس کی اور اس کے مابعد کی تفسیر سورۂ طٰہٰ و نمل مین گذر چکی ہے یہان
عبارت محذوف ہے تقدیر یہ ہے پس موسی علیہ السلام نے اپنی لاٹھی ڈال دی
تو وہ اژدہا ہو گئی پھر وہ حرکت کرنے لگی فلما راٰھا تھتز کانھا جان ولی مدبرا
ولم یعقب جان کہتے ہین چھوٹے سانپ کو مدبرا حال ہے وَلّٰی کی ضمیر سے معنی اس کے
ہارب و منہزم ہین ولم یعقب بھی محل نصب مین ہے بنا بر حال معنی اس کے لم یرجع ہین
یعنی پھر جب دیکھا اوس کو حرکت کرتے گویا وہ سانپ کی سنک ہے سرعت حرکت مین
مع عظمت جسم کے اولٹے پھرے موہنہ موڑ کر بھاگتے ہوے اور نہ لوٹے پھر اون کو یہ
ندا کی گئی یا موسی اقبل ولا تخف انک من الامنین یعنی ای موسی آگے آ اور مت ڈر
تو تو امن والون سے ہے یعنی تو بیخوف ہے اس سبب کہ تجھے کوئی مکروہ پونہچے سانپ سے
اُسْلُکْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ سلک بالفتح اور سلوک دونون مصدر ہین سلک الشئی فی الشئی کے
جب کوئی شخص ایک شئی کو دوسری شئی مین نافذ و داخل کرتا ہے تو اوس وقت بولتے ہین
سلک الشئی فی الشئی جس طرح کہ تاگے کو سوئی کے ناکے مین ڈالتے ہین یا موتیون کو تاگے
مین پروتے ہین یہ دونون مصدر قعد و نصر کے باب سے ہین تخرج بیضاء من غیر سوء یعنی
داخل کر تو ہاتھ اپنا اپنی جیب مین نکلیگا وہ سپید بدون کسی برائی اور عیب کے پس
اونہون نے اوس کو داخل کیا تو وہ نکلا اس حال مین کہ اوس کا شعاع تھا مثل روشنی
سورج کے بدون برص کے واضمم الیک جناحک من الرھب آدمی کا جناح اوس کا بازو
ہے اور سارے ہاتھ کو بھی جناح کہتے ہین یعنی ملا تو طرف اپنے اپنے دونون نکلے ہوے
ہاتھون کو تا کہ بچاے تو اون سے سانپ کو مطلب یہ ہے کہ بچنے کے واسطے اون کو
حائل کر سے درمیان اپنے اور سانپ کے جس طرح کہ ڈرنے والا کرتا ہے مارے خوف کے
اللہ پاک نے اس مضمون کو تین عبارتون مین ادا فرمایا ہے ایک تو اس سورت مین ہے
اسلک یدک فی جیبک دوسرے سورۂ طٰہٰ مین ہے واضمم یدک الی جناحک تخرج بیضاء تیسرے
سورۂ نمل مین واَدخل یدک فی جیبک جیب سے مراد [illegible] ہے مدرعہ ایک کپڑا ہی صوف کا

قمیص کی بغل مین پہنا جاتا ہے اوس کے آستین نہین ہوتی ہے بلکہ اوس کی آستین
کہنیون کے نزدیک منتہی ہوجاتی ہے اس مدرعہ کو زربفتہ بولتے ہین کسی نے
کہا جیب بمعنی قمیص ہے اب رہی یہ بات کہ ضم جناح کے کیا معنے ہین سو یا تو یہ معنے
ہین کہ داہنے ہاتھہ کو بائین بازو کے نیچے اور بائین ہاتھہ کو داہنے بازو کے نیچے
گھسائے یا یہ مراد ہے کہ دونون ہاتھون کو جیب مین داخل کرے پس ملانا اپنے
دونون ہاتھون کا طرف اپنے نفس کے اور داخل کرنا اون کا جیب مین یہ دونون معنی
باہم متغایر ہین عبارت معنی دونون کی جہت سے اور جب ضم یدین کی تفسیر کیجاے
ساتھہ داخل کرنے ہاتھون کے جیب مین تو اب تغایر نہوگا مگر عبارت مین معنی مین تغایر
نہوگا تکرار فعل کی بیک معنی وقت اختلاف غرض کے جائز ہے اس لیے کہ جب
ایک فعل کی تکرار اس واسطے کیجائے کہ ہر فعل سے ایک اور غرض متعلق ہو تو وہ ایسا ہوگیا
کہ گویا اوس جگہہ دو فعل ہین باعتبار دو غرضون کے جس طرح اس آیت مین ہے کیونکہ
اسلک یدک فی جیبک مین غرض نکلنا ہاتھہ کا ہے سپید ہوکر اور ایک دوسرے معجزے
کا ظاہر ہونا ہے اور واضمم الیک جناحک مین غرض چھپانا خوف کا ہے اور بچنا ہے
ذلت و نقصان سی روبرو دشمن کے اس لیے کہ جس وقت اللہ پاک نے عصا کو سانپ
کردیا تو موسی علیہ السلام ڈرے اور اپنے ہاتھہ سے اوسکو بچایا یعنی اپنے ہاتھہ کو آڑ بنایا
درمیان اپنے اور اوس کے پس اللہ پاک نے بعد اس کے کہ اون کو امر کیا ہاتھہ کے
داخل کرنے کا جیب مین اون سے یہ فرمایا واضمم الیک جناحک سو گویا یون ارشاد کیا کہ
جس وقت تو عصا کو ڈالے نزدیک دشمن کے معجزہ ظاہر کرنے کو پھر وہ ہولناک خوفناک
سانپ بن جائے تو تو اپنے ہاتھون سے مت بچانا کیونکہ یہ امر دشمن کے نزدیک
ذلت و نقصان ہے بلکہ جس وقت تو اوس کو ڈالے پھر وہ سانپ بن جائے
تو تو اپنا ہاتھہ اپنی جیب مین داخل کرلینا تاکہ اس سے دو باتین حاصل ہوجائین
ایک تو جرأت کا ظاہر کرنا اور جو بات بجہت ذلت [illegible] سے بچنا
دوسرے ایک اور معجزے کا ظاہر کرنا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ضم [illegible]

وقوت وثبات ہو جبکہ عصا سانپ بن جائے یہ معنی بطور استعارے کے ہین پرندے
کے حال سی کیونکہ طائر کی یہ عادت ہے کہ جس وقت وہ ڈرتا ہے تو اپنے بازو پھیلا دیتا
ہے اور جب بخوف و مطمئن ہوتا ہے تو اپنے بازو اپنی طرف ملا لیتا ہے پس انسان کی
تشبیہ دی اوس کی حالت ثبات و ضبط نفس مین طائر بے خوف سے پھر جو بات
مشبہ بہ کی لوازم سے تھی یعنی ضم جناح اوس کو مشبہ کے واسطے ثابت کیا تاکہ یہ تخییل
ہو جاوے واسطی استعارۂ مکنیہ کے مِنَ الرہب کا من تعلیل کا ہے ای من اجل الرہب
یعنی جب تجھکو خوف عارض ہو وقت دیکھنے سانپ کے تو ملا لینا طرف اپنے اپنا بازو
بسبب عارض ہونے اس خوف کے واسطی اظہار قوت و ضبط نفس کے مطلب یہ ہے
کہ وقت دیکھنے سانپ کے جو خوف اون کو عارض ہوتا تھا سو اوس کو سبب و علت
ہیرا یا ضم جناح کے امر مین یعنی ضم جناح کا امر اس لیے کیا ہے کہ اس کے کرنے سے تیرا
خوف جاتا رہے مجاہد سے مروی ہے کہ ہر وہ شخص جو ڈرے پھر وہ اپنا بازو اپنی طرف
ملا لے تو وہ خوف اوس سی جاتا رہیگا اور یہ آیت پڑہی یہ حاصل ہے قاضی وزادہ کا
مع بعض تصرف کے **نکتہ** جناح بمعنی ید کو ایک جگہ مین تو مضموم ہیرایا ہے اور دوسری
جگہ مضموم الیہ یہان تو واضم الیک جناحک فرمایا ہے اور سورۂ طٰہٰ مین واضم یدک الے
جناحک پس انمین توفیق کیا ہے جواب اسکا یہ ہے کہ جناح مضموم سے مراد دست راست
ہے اور جناح مضموم الیہ سے دست چپ اور ہر ایک دائین بائین ہاتھون سی جناح ہے
یہ حاصل ہے زمخشری کے قول کا جمہور نے رہب کو بفتح را و ہا پڑہا ہے ابو عبید و ابو حاتم
نے اس قرارت کو اختیار کیا ہے حفص و سلمی و عیسی ابن عمر و ابن ابی اسحاق نے بفتح را و
اسکان ہا اور ابن عامر و کوفیون نے سوائے حفص کے بضم را و اسکان ہا رفرا نے
کہا کہ مراد جناح سے عصای موسی ہے **بعض** اہل معانی نے کہا کہ رہب بمعنے
آستین ہی حمیر و بنی حنیفہ کے لغت مین **اصمعی** رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین کہ مین نے
ایک اعرابی کو سنا کہ دوسرے سے کہتا تھا اعطنی مافی رہبک پھر مین نے اوس سی رہب
کا پوچھا تو کہا کم یعنی آستین پس اس کی بنیاد پر معنی یہ ہونگے کہ ملا تو طرف اپنے ہاتھ اپنا

اور اوس کو نکال آستین سی فذانک اشارہ ہے طرف عصا و ید بیضا کے بدھا فان من ربک متعلق ہے محذوف سی ای کائنان منہ یعنی یہ دونون دو نیر و روشن حجتین اور واضح و ظاہر دلیلین اور کھلی آیتین کائن ہین طرف سے تیرے رب کے جمہور نے فذانک کو تخفیف نون پڑہا ہے اور ابن کثیر و ابو عمرو نے مشدد یعنی نون کسی نے کہا کہ تشدید قریش کا لغت ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور عیسی بن عمر و شبل و ابو نوفل نے بیای تحتیہ بعد نون مکسورہ کے حرف یا بدل سے ایک نون سی یہ لغت ہے ہذیل کا کسی نے کہا کہ تمیم کا لغت ہے حجت کا نام برہان رکھا بسبب اوس کی روشنی کے ماخوذ ہے عرب کے اس قول سی کہ گوری چٹی عورت کو برہرہۃ بولتے ہین الی فرعون و ملئہ متعلق ہے محذوف سی ای مرسلان الی و اصلان یعنی وہ نشانیان بھیجی گئی ہین یا پہونچنے والی ہین طرف فرعون کے اور اوس کے سردارون کے جملہ انہم کانوا قوما فاسقین تعلیل ہے ماقبل کی یعنی اس واسطے کہ وہ حد سے بڑہنے والے ہین ظلم مین پورے طور پر نکلنے والے ہین طاعت سے بالجملہ جب حضرت موسی علیہ السلام نے اللہ پاک کا یہ قول سنا تو اوس سی یہ بات طلب کی کہ اون کے دل کو قوی کر دے اور

یون عرض کیا قال رب انی قتلت منھم نفسا فاخاف ان یقتلون ○ واخی ھرون ھو افصح منی لسانا فارسلہ معی ردا یصدقنی انی اخاف ان یکذبون ○ قال سنشد عضدک باخیک ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما ج بایتنا ج انتما ومن اتبعکما الغلبون ○ بولا ای رب مین نے خون کیا ہے اون مین سے ایک جی کا سو ڈرتا ہون کہ مجھکو مار ڈالین گے اور میرا بہائی ہارون اوس کی زبان چلتی ہے مجھ سے زیادہ سو اوس کو بہیج ساتھ میرے مدد کو کہ مجھکو سچا کرے مین ڈرتا ہون کہ مجھکو جھوٹا کرین فرمایا ہم زور دینگے تیرے بازو کو تیرے بہائی سے اور دین گے تم کو غلبہ پہر وہ نہ پونہچ سکین گے تم تک ہماری نشانیون سے تم اور جو تمہارے ساتھ ہو اوپر رہو گے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جبکہ اللہ پاک نے موسی علیہ السلام کو فرعون کی طرف جانیکا امر فرمایا کون فرعون

جس سی بھاگ کر اور جس کے دباؤ سے ڈر کر دیار مصر سے نکلے تھے تو عرض کیا ای رب
مین نے خون کیا ہے اون مین سے ایک جان کا مراد اس سے وہی قبطی ہے جسکو
اونہون نی مار ڈالا تھا سو مین ڈرتا ہون کہ مجھے مار ڈالین گے یعنی جس وقت مجھ دیکھہ لین گے
اور میرا بھائی ہارون اوس کی زبان مجھ سے زیادہ چلتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ حضرت
موسی علیہ السلام کی زبان مین لُثغہ[1] تھا اس سبب سے کہ اونہون نے وہ انگارا لیلیا تھا
جبکہ اون کو اختیار دیا گیا تھا درمیان انگارے کے اور دانۂ خرما کے یا موتی کی سو اونہون
نے انگارا لیا پھر اوس کو اپنی زبان پر رکھا باین وجہ زبان مین شدت فی التعبیر ہو گئی
تھی یعنی اپنا مطلب صاف طور پر ادا نہین کر سکتے تھے اسی لیے یون کہا واحلل[2] عقدۃ
من لسانی یفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی ھارون اخی اشدد بہ
ازری واشرکہ فی امری یعنی وہ مجھے انس دی اوس مقام عظیم مین جس کا تو نے
مجھے امر کیا ہے مراد اس سے قائم ہونا ہے ساتھہ اعباء و اثقال نبوت و رسالت کی طرف
اس بادشاہ متکبر و جبار و عنید و سرکش کے اسی لیے یون کہا اور میرا بھائی ہارون
اوس کی زبان فصیح تر ہے مجھ سے سو تو بھیج اوس کو ساتھہ میرے وزیر و معین و متعوے
واسطی کام میرے کے کہ مجھکو سچا کرے اوس بات مین جس کو مین کہون اور جسکی خبر دون
طرف سے اللہ عز و جل کے اس لیے کہ دو کی خبر زیادہ تر موثر ہوتی ہے نفوس مین ایک
کی خبر سے اسی لیے یون کہا مین ڈرتا ہون کہ مجھکو جھوٹا کرین محمد بن اسحق نے کہا ردءا
یصدقنی کے یہ معنی ہین کہ وہ بیان کرے واسطے اون کے میری طرف سے وہ بات
جو مین اون سے کہون کیونکہ وہ مجھ سے سمجھتا ہے اوس بات کو جسے وہ نہین سمجھتے
ہین پھر جب موسی علیہ السلام نے اس بات کا سوال کیا تو اللہ پاک نے یہ ارشاد فرمایا
سنشد عضدك باخيك یعنی ہم قوی کر دین گے تیرے کام کو اور عزت دین گے
تیری جانب کو یعنی قوت دین گے تیرے بازو کو تیرے بھائی سے جس کے لیے
تو نے سوال کیا ہے کہ وہ تیرے ساتھہ نبی ہو جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے قال[3] قد اوتیت
سؤلك یا موسی اور فرمایا ہے ووھبنا[4] لہ من رحمتنا اخاہ ھارون نبیا

[1] لثغہ زبان کا ایک عیب ہے جس مین حرف را اور لام کو غین و معین یا سین یا ثا بولتے ہین یعنی زبان اوس کی ان حرفون کے ادا کرنے سے عاجز ہوتی ہے اصلح ۱۲
[2] حل گرہ کھولنا ۱۲
[3] تیری سی بات اور تیرا سا سوال ۱۲
[4] اور ہم نے اوس کو اوس کے بھائی ہارون کو نبی کر کے دیا ۱۲

اسی لیے بعض سلف نے کہا ہے نہین ہے کوئی بزرگتر از روی سنت کے اپنے بھائی
پر موسی علیہ السلام سے ہارون علیہ السلام پر کیونکہ اونہون نے اونکے بارے مین
سفارش کی یہان تک کہ اللہ پاک نے اون کو نبی و رسول کر دیا اون کے ساتھہ طرف
فرعون کے اور اوس کے سردارون کے اور اسی لیے اللہ پاک نے حق مین موسے
علیہ السلام کے یہ ارشاد فرمایا وکان عند اللہ وجیھا یعنی موسی علیہ السلام اللہ کے نزدیک
بڑی وجاہت والے تھے کہ اون کی شفاعت سے اون کے بھائی کو نبوت و رسالت
کا منصب عالی عطا ہوا قولہ تعالی ونجعل لکما سلطانا فلا یصلون الیکما بآیاتنا
یعنی ہم کر دین گے تمہارے واسطے ایک حجت قہر کرنے والی و بانی والی پہروہ نہ پونہچین گے
تم تک بسبب آیتون ہماری کے یعنی اون کو کوئی راہ تمہاری ایذا رسانی تک پونہچنے کی
نہ ملیگی بسبب پونہچانے تمہارے کے اللہ کی آیتون کو جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے
یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الی قولہ واللہ یعصمک من الناس
اور فرمایا ہے الذین یبلغون رسالات اللہ الی قولہ وکفی باللہ حسیبا یعنی
اللہ پاک کی نصرت و اعانت و تائید کافی و وافی ہے اسی لیے اون دونون کو اس
بات کی خبر دی کہ انجام نیک اونہین کے واسطے ہے اور اون کی پیروی کرنیوالون کے
دنیا و آخرت مین پس فرمایا انتما ومن اتبعکما الغالبون جس طرح اور جگہہ ارشاد کیا ہے
کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز وقال تعالی
انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیاۃ الدنیا الی اخر الایۃ
ابن جریر نے یہ توجیہ کی ہے کہ الیکما پر آیت تمام ہوگئی پھر بآیاتنا سے دوسرا جملہ شروع ہوا
تقدیر یہ ہے انتما ومن اتبعکما الغالبون بآیاتنا یعنی تم اور تمہاری پیروی کرنے والے
غالب ہونے والے ہین بسبب ہماری آیتون کے بے شک یہ معنی صحیح ہین اور یہی
اول توجیہ سے بھی حاصل ہین تو اس کی طرف کچھہ حاجت نہین ہے واللہ اعلم ف
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے جو حضرت ہارون علیہ السلام
کو خود سے افصح کہا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ بسبب انکار کہہ لینے کے اون کی زبان مین

محبسہ تھا یعنی ایک قسم کی بستگی ہوگئی تھی اوس کی وجہ سے صاف تقریر نہین کر سکتے تھے
چنانچہ اسکا بیان اول ہو چکا ہے فصاحت لغت مین خلوص کو کہتے ہین دودھ جس وقت
کف و سر شیر سے خالص و صاف ہوتا ہے تو اوس وقت بولتے ہین فصح اللبن و
افصح فہو فصیح ای خلص اسی باب سے فصح الرجل ہے یعنی اوس شخص کی بولی خالص و
صاف و عمدہ ہوگئی اور افصح کے ایک یہ معنی ہین کہ اوس نے عربی زبان مین تکلم کیا
کسی نے کہا فصیح وہ ہے جو بولتا ہے اور اعجم وہ ہے جو بولتا نہین ہے اور اہل بیان
کی اصطلاح مین فصاحت کلمہ کی خالص ہونا اوس کا ہے تنافر حروف و غرابت و مخالفت
قیاس سی اور فصاحت کلام کی خالص ہونا اوسکا ہے ضعف تالیف و تعقید سے ردءاً
کا نصب بنا بر حال ہے اس کے معنی عون و مدد کے ہین ماخوذ ہے اس محاورے سے
اَرْدَأَتْہُ یعنی مین نے اوس کی اعانت کی جب کوئی شخص کسی شخص کی نصرت کرتا ہے
اور اوس کی پشت کو مضبوط کرتا ہے تو بولتے ہین فلانٌ رِدْءُ فلان یعنی فلان فلان کا
ناصر و مددگار ہے کسی نے کہا کہ اَرْدٰی عَلَی الْمِائَۃِ سے ماخوذ ہے یہ اوس وقت بولتے
ہین کہ سو پر زیادہ کرے گویا معنی یہ ہین کہ بھیج تو اوس کو ساتھ میرے واسطے زیادتی
کے میری تصدیق مین عاصم و حمزہ نے یصدقنی کو برفع پڑہا ہے اس بنا پر کہ جملہ مستانفہ
ہے یا صفت ہے ردءً کی یا حال ہے اَرْسِلْہ کے مفعول سی باقی قراءت بجزم ہے
بنا بر جواب امر حضرت ابی و زید بن علی نے یصدقونی بصیغۂ جمع پڑہا ہے یعنی فرعون اور
اوس کے سردار میری تصدیق کرین حضرت ابن عباس سے بطریق علی بن ابی طلحہ
مروی ہے کے یصدقنی یعنی تاکہ ہارون میری تصدیق کرے حضرت ہارون کو تصدیق
کرنے کے یہ معنے ہین کہ مناظرہ جدال مین بیان کی زیادتی کرکے حضرت موسے کی
اعانت کرین اور حجت کو ثابت فرمائین باین طور کہ حجت کو واضح اور شبہہ کو کھوٹا اور دلائل
کی تخلیص کرین اپنی زبان سے اور کفار کے شبہون کا جواب دین اپنے بیان سے تاکہ
اون کا دعوی ثابت ہو جائے صرف یہ مراد نہین ہے کہ اون سے کہدین کہ تو نے سچ کہا
کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ حضرت موسی نے ہو افصح منی کہا ہے فضل فصاحت کی طرف جو

حاجت ہوتی ہے سو صرف تقریر برہان کے لیے ہوتی ہے نہ اس لیے کہ مجرد صدق
کہکر سکوت کیا جائے کیونکہ اس مین تو سبحان[1] و باقل دونون برابر ہین زادہ نے
کہا ہے کہ اون کی تصدیق کا طریق یہی ہے کہ اپنی زبان سے حق کی تخلیص کرین اور
اپنے بیان سے کفار کا مجادلہ فرمائین یہ بات قائم مقام تصدیق کے ہے جس طرح
کہ قول کی تصدیق کی جاتی ہے برہان سے انی اخاف ان یکذبون کا مطلب
یہ ہے کہ مین ڈرتا ہون کہ وہ مجھے جھوٹا کرین جبکہ ہارون میرے ساتھ ہو کیونکہ جھگڑنی
مین میری زبان چلتی نہین ہے اللہ پاک نے فرمایا سنشد عضدك باخيك یعنی ہم
تجھکو اوس سے قوت دین گے حضرت ہارون علیہ السلام اوس وقت مصر مین تھے
شد عضد کنایہ ہے تقویت سی دعای خیر مین بولتے ہین شد اللہ عضدک یعنی اللہ تیرے
بازو کو قوی کردے اور بددعا مین کہتے ہین فت اللہ فی عضدک یعنی ریزہ ریزہ کردے
اللہ تیرے بازو کو بیضاوی نے کہا ہے کہ اس کے معنی سنقوی بک یہ ہین اس واسطے کہ
قوت شخص کی بسبب شدت ید کے ہے مزاولت امور پر اور اسی لیے تعبیر کیجاتی ہے
شخص سے ساتھ ید کے اور شدت ید سے ساتھ شدت عضد کے زادہ نے کہا یہ
مجاز مرسل ہے بطریق اطلاق سبب و ارادہ مسبب بدو مرتبہ کیونکہ شدت عضد کی سبب
مستلزم ہے واسطی شدت ید کے اور شدت ید کی مستلزم ہے واسطی قوت شخص کے تو
دوسرے مرتبے مین شدت عضد کی سبب ہوئی واسطے قوت شخص کے پس یہ بات ٹھیک
ہوگئی کہ شدت عضد بولی جائے اور قوت شخص کی اوس سے مراد لی جائے برطریق مجاز
مرسل کے شہاب نے کہا شد بمعنی تقویت ہے سو یا تو یہ کنایہ تلویحیہ ہے تقویت موسے
علیہ السلام سے اس واسطے کہ ہاتھ قوی کیا جاتا ہے ساتھ قوی کرنے بازو کے
اور جملہ شخص قوی کیا جاتا ہے ساتھ قوی کرنے ہاتھ کے اور کوئی مانع نہین ہے حقیقت
سے جیسا کہ وہم کیا ہے یا استعارہ تمثیلیہ ہے کہ حضرت موسی کے حال کی تشبیہ دی
اون کے بھائی کے ساتھ قوی کرنے مین ہاتھ کے حال سے اوس کے قوی کرنے مین
ساتھ بازو کے جمہور نے عضد کو بفتح عین اور حسن و زید بن علی نے بضم عین پڑھا ہے اور

[1] سبحان نسب ہے فعل محذوف کا مفعول مطلق آدمی
مشورہ سے اور باقل
اسکی ضد ہے شروع
حریص ہے مین اسکا
خوب بسط سے مذکور ہوا
۱۲

حضرت حسن سی بضم عین وسکون ضاد یہی مروی ہے عیسی بن عمر نے بفتح ہر دو پڑھا ہے
وجعل لکما سلطانا کے یہ معنی ہین کہ کردین گے ہم واسطی تمہارے حجت و برہان یا تسلط
وغلبہ وہیبت دشمنون کے دلون مین فلا یصلون الیکما یعنی پہر وہ نہ پونہچین گے تم تک
ساتھہ ایذا و برائی کے اور قادر نہونگے تمہارے غلبے پر ساتھہ حجت کے بآیاتنا متعلق
ہے محذوف سے ای تمتنعان منہم بآیاتنا یعنی تم منع کیے جاؤ گے اون سے بسبب
ہماری آیتون کے مطلب یہ ہے کہ ہماری آیتون کے سبب سے وہ لوگ تمہارا کچھہ
نہ کرسکین گے یا یہ معنی ہین اذہبا بآیاتنا یعنی تم جاؤ ہماری آیتین لیکر کسی نے کہا کہ حرف
باء واسطی قسم کے ہے اور جواب اوس کا فلا یصلون ہے یہ قول نہایت درجہ ضعیف ہے
زمخشری و ابن جریر نے کہا کہ کلام مین تقدیم و تاخیر ہے یعنی انتما ومن اتبعکما الغالبون بآیاتنا
یہ قول اول گذر چکا ہے ان سب مین قول اول اولی ہے اور جملہ انتما الخ مین اون کو
خوشخبری دینا ہے اور اون کے دلون کو قوی کرنا ہے مطلب یہ ہے کہ تم مطمئن رہو غالب
تم ہی رہو گے فَلَمَّا جَآءَهُم مُّوسَىٰ بِآيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَٰذَآ إِلَّا سِحْرٌ
مُّفْتَرًى وَمَا سَمِعْنَا بِهَٰذَا فِىٓ ءَابَآئِنَا الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَالَ مُوسَىٰ رَبِّىٓ أَعْلَمُ
بِمَن جَآءَ بِالْهُدَىٰ مِنْ عِندِهِۦ وَمَن تَكُونُ لَهُۥ عَٰقِبَةُ الدَّارِ ۖ إِنَّهُۥ لَا يُفْلِحُ
الظَّٰلِمُونَ ۝ پہر جب پونہچا اون پاس موسی لیکر ہماری نشانیان کہلی بولے اور کہنہین
یہ جادو ہے جوڑ لیا اور ہمنے سنا نہین یہ اپنے اگلے باپ دادون مین اور کہا موسے
نے میرا رب تو بہتر جانتا ہے جو کوئی لایا ہے سوجہہ کی بات اُس کے پاس سے اور
جس کو ملیگا بھلا گھر بے شک بھلا نہوگا بے انصافون کا انتہا ف اللہ پاک خبر
دیتا ہے اس بات کی کہ موسی علیہ السلام اور اون کے بھائی آئے طرف فرعون کے
اور اوس کے سردارون کے اور جو ظاہر باہر معجزے اور قاہر دلیلین اون کی صدق
پر اللہ پاک نے اون کو عطا کی تھین توحید و اتباع اوامر الٰہی مین جس کی اونہون نے
خبر دی طرف سے اللہ عزوجل کے ان سب کو فرعون وغیرہ پر پیش کیا پہر جب فرعون
نے اور اوس کے سردارون نے اون کا مشاہدہ و معاینہ کیا اور خوب جان لیا اور اس

بات کا یقین کر لیا کہ وہ اللہ پاک کے پاس سے ہین تو بسبب اپنے کفر و بغی کے عناد
و مباہتہ کی طرف مائل ہوے اور یہ میلان بسبب اون کے طغیان و سرکشی کے تہا
حق کی پیروی کرنے سے پس بولے کہ نہین ہے یہ مگر ایک سحر مفتعل و مصنوع ہے یعنی
ایک جادو ہے بنایا ہوا اور ارادہ کیا اوس کے معارضہ و مقابلے کا ساتہہ حیلہ و جاہ کے
فاصعد معہم ذلک یعنی اس حیلہ و تدبیر نے اون کو کچہہ نفع نہ دیا قولہ تعالی وما سمعنا بہذا
فی ابائنا الاولین ہذا سے مراد عبادت ہی اللہ وحدہ لا شریک لہ کی یعنی ہم نے
نہین دیکہا کسی کو ہمارے باپ دادون سے اس دین توحید پر اور نہین دیکہا ہم نے
لوگون کو مگر شریک کرتے ہین اللہ کے ساتہہ اور معبود پس موسی علیہ السلام نے اس کا
اون کو یہ جواب دیا کہ ربی اعلم بمن جاء بالہدی من عندہ یعنی میرا رب خوب جانتا
ہے جو کوئی لایا ہے سو ہدایت کی بات اوس کے پاس سے یعنی مجہہ سے اور تم سے اور
فیصلہ کریگا درمیان میرے اور تمہارے اور اسی لیے یون کہا ومن تکون لہ
عاقبۃ الدار یعنی اور جس کو ملیگا پچہلا گہر نصرت و ظفر و تائید سے انہ لا یفلح الظلمون
یعنی بیشک جو لوگ شرک کرنے والے ہین ساتہہ اللہ عزوجل کے اون کا بہلا نہوگا کذا
فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ آیات بینات سے مراد وہ نشانیان
ہین جن کی دلالت واضح و ظاہر ہے رہی یہ بات کہ آیات جمع ہے عصا و ید پر اس کا
اطلاق کیون ہوا سو اس کی وجہ سورۂ طہ مین گذر چکی ہے وہ وجہ یہ ہے کہ ان مین کی
ہر آیت مین کئی آیتین ہین مفتری کے معنی ہین مختلق و مکذوب یعنی نہین ہے یہہ
مگر ایک جادو ہے جہوٹ بنایا ہوا تو نے اوس کو اپنی طرف سے بنایا ہے پہر اوس کو اللہ سے
باندہ لیا ہے یا ایک جادو موصوف بافتراء ہے مثل باقی انواع سحر کے اللہ کے پاس سے
معجزہ نہین ہے یا ایک ایسا جادو ہے کہ اس وقت سے پہلے اوس کے مثل نہین کیا گیا
وما سمعنا بہذا فی آبائنا الاولین یعنی نہین سنا ہم نے یہ دعوی نبوت کا جس کو تو لیکر آیا ہے
یا اس سحر کو در ائحال کہ کائن یا واقع ہوا ہو ہمارے اگلے باپ دادون مین من جاء بالہدی
سے مراد خود حضرت موسے علیہ السلام ہین اس عبارت مین صرف اس لیے ادا کیا

تاکہ تصریح نکرین اپنی مراد کی قبل اس کے کہ اون کے واسطے حجت واضح کرین واللہ اعلم
غرض یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام نے اون کے جواب مین اجمال کیا واسطے تلطف
کے خطاب مین اور واسطے اختیار کرنے بہترین وجوہ کے مجادلہ مین معنی یہ ہین کہ جو شی
مین لیکر آیا ہون وہ حق ہے اور ہدایت ہے جادو نہین ہے اور میرا رب اس کو جانتا
ہے اور تم باطل پر ہو جمہور نے وقال موسی بحرف واو پڑہا ہے اور ابن کثیر و ابن
محیصن نے بدون واو کے اور اسی طرح اہل مکہ کے مصاحف مین ہے سمین نے کہا
ہر ایک نے اپنے مصحف کی موافقت کی ہے کیونکہ واو ثابت ہے مصاحف مین
سوای مصحف مکہ کے اثبات وحذف واو کا دونون واضح ہین انتہی قراءت بے واو
کی وجہ یہ ہے کہ دوسرا جملہ جواب ہے سوال مقدر کا گویا کسی نے کہا کہ موسی علیہ السلام
نے اون کو کیا جواب دیا سو یہ جملہ مستانفہ اوس سوال کا جواب ہے اور قراءت واو
کی یہ وجہ ہے کہ مراد دونون قولون کی حکایت ہے تاکہ ناظر دونون مین موازنہ کری
اور ایک کا فساد اور دوسرے کی صحت پہچان لے اس واسطے کہ واو مفید ہے جمع قولین
کا ذہن مین سامع کے تاکہ درمیان صحیح وسقیم کے تمیز کرے کیونکہ ہر شے کا تمیز اوس کی
ضد سے ہوتا ہے ومن تکون لہ عاقبۃ الدار کو کوفیون نے سوای عاصم کے
بیای تحتیہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ عاقبۃ الدار اسم ہے یکون کا رہی اوس کی تذکیر سو اس لیے
ہے کہ فصل واقع ہو گئی ہے اور اس لیے کہ تانیث عاقبۃ کی مجازی ہے باقی قراء کی
قراءت بتای فوقانی ہے یہ واضح تر ہے پہلی سے مراد دار سے اس جگہ دنیا ہے اور
عاقبت اوس کی دار آخرت ہے معنی یہ ہین اور جس کے واسطے ہوگی عاقبت محمودہ
یعنی انجام نیک یا عاقبت بمعنی جنت ہے اور اضافت بمعنی فی ہے اور دار سے مراد
دار آخرت ہے جو کہ صادق ہے ہر ایک پر جنت و نار سے بیضاوی نے کہا کہ دار
دنیا ہے اور اوس کی عاقبت محمود جنت ہے جنت دنیا کی عاقبت اسی لیے ہوئی
کہ دنیا تو ایک گذرگاہ اور ایک راہ پیدا کی گئی ہے طرف جنت کے کرخی نے کہا الصلح
اس کا یہ ہے کہ مراد دار سے دنیا ہے اور عاقبت اصلی اوس کی جنت ہے اس لیے

کہ دنیا تو ایک گذرگاہ بنائی گئی ہے طرف آخرت کے یہ بیان اس وجہ کا ہے کہ
عام سے مراد خاص ہے کیونکہ دار کا کلمہ تو عام ہے جنت و دوزخ دونون کو اور ہو سکتا
ہے کہ خاص کو کلمۂ لہ سے سمجھہ لین کیونکہ عاقبت غیر محمودہ علیہ ہوتی ہے نہ نہین ہوتی
اور مقصود بالذات آخرت سے ثواب ہے واسطی مطیعین عابدین کے اللہ پاک نے
فرمایا ہے وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون پس عاقبت اصلی ثواب ہی
ہوتا ہے تو مطلق اسی کی طرف پھر گیا رہا عقاب سو وہ بالعرض والتبعیت مقصود ہوتا ہے
تو عاقبت سوء کا کچھہ اعتبار نہین ہے اس لیے کہ یہ تو مخلۃ نتایج اعمال فجار ہے انہ لا یفلح
الظالمون مین ضمیر شان ہے یعنی شان یہ ہے کہ بیشک ظالم لوگ فائز بمطلب خیر نہونگے

وقال فرعون یا ایہا الملا ما علمت لکم من الٰہ غیری فاوقد لی
یا ہامٰن علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الٰہ موسی لا وا
انی لاظنہ من الکاذبین ○ واستکبر ہو وجنودہ فی الارض بغیر الحق
وظنوا انہم الینا لا یرجعون ○ فاخذنٰہ وجنودہ فنبذنٰہم فی الیم ج
فانظر کیف کان عاقبۃ الظٰلمین ○ وجعلنٰہم ائمۃ یدعون الی النار ج
ویوم القیامۃ لا ینصرون ○ واتبعنٰہم فی ہذہ الدنیا لعنۃ ج ویوم القیامۃ
ہم من المقبوحین ○ اور بولا فرعون ای درباروالو مجکو معلوم نہین تمہارا کوئی حاکم میرے
سوا پس آگ دی ای ہامان میرے واسطے گارے کو پھر بنا میرے واسطے ایک
محل شاید مین جہانک دیکھون موسی کا رب اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹا ہے اور بڑائی
کرنے لگے وہ اور اوس کے لشکر ملک مین ناحق اور اٹکلے کہ وہ پھر ہماری طرف
نہ آوین گے پھر پکڑا ہم نے اوس کو اور اوس کے لشکرون کو پھر پھینک دیا ہم نے
اون کو پانی مین سو دیکھہ کہ آخر کیسا ہوا گنہگارون کا اور کیا ہم نے اون کو سردار
بلاتے دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن اون کو مدد نہین اور پیچھے رکھی اون پر
اس دنیا مین پھٹکار اور قیامت کے دن اون پر برائی ہے ف گارے کو
آگ دے یعنی پکی اینٹ بنا کہتے ہین پکی اینٹ اول اوسی نے نکالی کہ عمارت اونچی

لہ اور مین نے جن اور
بنائے جن اور
آدمی سوا اپنی
بندگی کے کوئی
ع ۱۴

بناوے تو پتھر کے بوجھ سے گر نہ پڑے انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے فرعون کے کفر و طغیان و سرکشی و افترا کی اس بات مین کہ اوس نے اپنے نفس قبیح کی واسطے الٰہیت کا دعوی کیا یعنہ اللہ تعالی جس طرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے فاستخف قومہ فاطاعوہ الآیہ یہ اس لیے فرمایا کہ اوس نے اپنی قوم کو اس طرف بلایا کہ اوس کے واسطے الٰہیت کا اقرار کرین سو اونہون نے بسبب قلت عقول و سخافت اذہان کے اوس کی دعوت قبول کی اور اوس کی الٰہیت کے قائل و مقر ہوئے اسی لیے اوس نے یون کہا یا ایہا الملأ ما علمت لکم من الٰہ غیری اور اللہ نے اوس کی طرف سے یہ خبر دی فحشر فنادی فقال انا ربکم الاعلی فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولی ان فی ذلک لعبرۃ لمن یخشی یعنی اوس نے اپنی قوم جمع کی اور اون مین باواز بلند قول مذکور کی تصریح کر کے ندا کی پس اونہون نے اوس کی بات سنی اور مانی اور اسی لیے اللہ پاک نے اوس سے انتقام لیا پھر اوس کو اوس کے غیر کے واسطے دنیا و آخرت مین عبرت ٹھیرایا اوس نے تو اپنی الٰہیت کی یہان تک تصریح کی کہ خود حضرت موسے کلیم سے روبرو اوس کا ذکر کیا اور اوس کے خلاف پر اون کو تہدید کر کے یون کہا لئن اتخذت الٰہا غیری لاجعلنک من المسجونین قولہ تعالے فاوقد لی یا ہامان علی الطین فاجعل لی صرحا لعلی اطلع الی الٰہ موسی کا یہ مطلب ہے کہ اوسنے اپنے وزیر و مدبر رعیت و مشیر دولت ہامان کو اس بات کا امر کیا کہ اوس کے واسطے خشت پختہ تیار کرے محل بنانے کو صرح کہتے ہین قصر رفیع و عالے و بلند کو جیسا کہ دوسری آیت مین کہا ہے یا ہامان ابن لی صرحا لعلی ابلغ الاسباب اسباب السمٰوات فاطلع الی الٰہ موسی وانی لاظنہ کاذبا وکذلک زین لفرعون سوء عملہ وصد عن السبیل وما کید فرعون الا فی تباب اس محل کو صرح اس لیے کہا کہ فرعون نے یہ محل ایسا بلند بنایا تہا کہ دنیا مین اوس سے زیادہ تر بلند کوئی بنا نہین دیکہی گئی ارادہ اوس کا اس سے یہی تہا کہ اپنی رعیت کے واسطے موسی علیہ السلام کی تکذیب ظاہر کر دے اس دعوے مین کہ فرعون کے سوا اور معبود ہے جس کا اونہون نے زعم کیا ہے اور اسی لیے اوس نے یون کہا وانی

لاظنه من الکاذبین یعنی مین تو اوس کو خیال کرتا ہون جھوٹا اوس کی اس بات
مین کہ وہان میرے سوا کوئی اور رب ہے یہ معنی نہین ہین کہ اوس نے تکذیب کی
موسی علیہ السلام کی اس بات مین کہ اللہ نے اون کو بھیجا ہے کیونکہ وہ تو صانع جل وعلا
کے وجود کا مقر نہ تہا اس لیے کہ اوس نے موسی علیہ السلام سے یہ کہا وما رب العالمین
اور کہا لئن اتخذت الٰھا غیری الآیہ اور کہا یا ایھا الملأ ما علمت لکم من الٰہ غیری
یہ قول ابن جریر کا ہے قولہ تعالے واستکبروھو وجنودہ تا لا یرجعون کے یہ
معنی ہین کہ اونہون نے طغیان وتجبر وسرکشی کی اور زمین مین بہت کچہہ فساد کیا اور
اس بات کے معتقد ہوئے کہ نہ قیامت ہے نہ معاد ہے فصب علیھم ربک سوط
عذاب ان ربک لبالمرصاد اور اسی لیے اللہ پاک نے اس جگہہ یہ فرمایا فاخذناہ
وجنودہ فنبذناھم فی الیم یعنی ہم نے اون کو دریا مین ڈبا دیا ایک صبح مین پھر
اون مین سی کوئی بہی نہ بچا وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار یعنی کر دیا ہمنے
اون کو پیشوا واسطی اوس شخص کے جو اون کے پیچھے چلے اور اون کی راہ سے جہٹلانے
مین رسولون کے اور معطل کرنے مین صانع جل وعلا کے ویوم القیامۃ لا ینصرون
کا یہ مطلب ہے کہ پھر جمع ہو گئے اون پر دنیا کی رسوائی ملی ہوئی ساتھہ ذلت آخرت
کے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے اھلکناھم فلا ناصر لھم قولہ تعالے واتبعناھم
فی ھذہ الدنیا لعنۃ یعنی اللہ پاک نے اون کی لعنت اور اون کے بادشاہ
کی لعنت مشروع کردی مومنون کی زبانون پر اپنے بندون سے جنہون نے اوس کے
رسولون کا اتباع کیا ہے اور جس طرح وہ ملعون ہین دنیا مین انبیا کی زبانون پر اور
اون کے اتباع کی اسی طرح قیامت کے دن اونپر برائی ہے قتادہ نے کہا
یہ آیت مثل اس آیت کے ہے واتبعوا فی ھذہ لعنۃ ویوم القیمۃ بئس الرفد المرفود
کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ فرعون لعین نے
جو یہ کہا ای دربار والو مجہکو معلوم نہین تمہارا کوئی حاکم میرے سوا سو اوس نے مجرد
دعوے باطل کے ساتہہ تمسک کیا واسطے مغالطہ دینے اپنی قوم کے حالانکہ وہ یہ

۱۲ اس کا معنی جہان سے
صاحب ۱۲ علم
سمجہ نہ سکے سو
اور کافر سمجہ سکے
نہ سمجہ سکے تو
فنبذناھم ۱۲ سے ہم
پھینکا اور غرق کر دیا
سے کوڑا عذاب کا تیرا
رب لگا ہے گہات مین
سے اور کہو کہ ہم پر
کوئی نہین اونکا مددگار
سے اور پیچھے سے ہی
اس جہان مین لعنت
اور دن قیامت کے
برا انعام ہے جو ملا

جانتا تہا کہ رب اوس کا اللہ عزوجل ہے ظاہر یہ ہے کہ مراد اوس کی اپنے نفس کی
الٰہیت سے یہ نہین ہے کہ وہ خالق ہے سموات وارض وما بینہما کا کیونکہ اس بات
کے ممتنع ہونے کا علم اوس قسم سے ہے کہ کسی پر مخفی نہین ہے پس اس مین شک
کرنا مقتضی زوال عقل کو ہے بالکلیہ سو وہ مخذول ملعون اس بات کا خیال کرتا تہا کہ افلاک
وکواکب اس عالم سفلی کے اختلاف احوال مین کافی ہین تو اثبات صانع کی طرف کچہہ حاجت
نہین ہے پس اس لیے اوس نے یون کہا ما علمت لکم من الٰہ غیری اور وہ کہا کرتا تہا کہ
واجب نہین ہے لوگون پر مگر یہ کہ اطاعت کرین اپنے بادشاہ کی اور اوس کے حکم کے
منقاد مطیع ہون اوس کی الٰہیت کے دعوے کرنے سے یہی مراد ہے ویسا نہین ہے
جیسا کوئی گمان کرتا ہے کہ وہ مدعی تہا اپنے خالق ہونے کا واسطے سموات وارض کے
مگر ہان اتنی بات ہے کہ یہ قول جو اوس نے کہا اس مین ایک نوع کا مناقضہ ہے اوس کے
اصحاب کے قول سے جو اونہون نے موسی علیہ السلام کے حق مین کہا تہا وَنَظُنُّكَ[1] یٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا
کیونکہ جس شخص کا یہ زعم ہے کہ وہ متفرد بالوہیت ہے اوس کے واسطے اور معبود کیونکر ہونگے
پس گویا یہ بات اوسنی خاص اپنے سردارون اور اشراف قوم سے کہی اس لیے کہ اوس نے
اتباع اور سفلون کم درجے کے لوگون کے واسطے کئی بت بنا دیے تہے کہ وہ اونکو پوجا کرین
اور سردارون کے لیے خود اپنی پوجا قرار دی تہی کیونکہ جب اتباع کو اپنی عبادت کے
لائق نہ دیکہا تو اون کے واسطے بتون کی عبادت ٹہیرا دی زادہ نے یہ تقریر بعد بیان قول
قاضی کے لکہی ہے اوس کا حاصل یہ ہے کہ فرعون نے اپنے علم کی نفی کی کہ وہ اپنے
سوا اور کوئی معبود نہین جانتا ہے معبود کے وجود کی نفی نہین کی اس لیے کہ اوس کے پاس
وہ شے نہین تہی جو مقتضی ہو علم معبود کے جزم کی اور اسی واسطے اوس نے محل بنانے کا
حکم دیا تاکہ اوسپر چڑہے اور حال پر مطلع ہوا انتہی یہ قول قاضی کا رد ہے زمخشری پر اوس نے
یون کہا ہے کہ علم الٰہ کی نفی سے مقصود نفی ہے الٰہ کے وجود کی زمخشری کی طرف سے
توجیہ ہوسکتی ہے کہ یون کہین وجود دو قسم ہے وجود ذہنی اور وجود خارجی مراد زمخشری کے
کلام مین وجود ذہنی ہے بے شک جس وقت آدمی کا علم کسی شے کے ساتہہ منتفی ہوجائیگا

[1] اور ہم تو تجھ کو اے موسی جادو زدہ سمجھتے ہین ۱۲

تو اوس شی کا وجود بھی اوس کے ذہن مین منتفی ہو جائیگا لیکن بسا اوقات یہ بات
زمخشری کی مراد نہو گی کیونکہ ظاہر اوس کے کلام سے وہی وجود ہے جو اہل لغت کے
نزدیک شایع ہے یعنی وجود خارجی سراج الدین نے کہا صاحب کشاف کی غرض یہ
ہے کہ عدم وجود سبب ہے عدم علم بالوجود کا فی الجملہ اور بے شک یہ بات اسی طرح ہے
پس مسبب بولے اور سبب مراد لیا یہ غرض نہین ہے کہ دونون مین ملازمہ کلیہ ہے
کہ جہان کہین کسی شے کے وجود کا علم نہو تو اوس کا وجود بھی نفس الامر مین نہو علاوہ
یہ بات ہے کہ جب عدم وجود قوی تر اسباب عدم علم سے ہے اس لیے کہ مطرد بھی
ہے تو جائز ہے کہ علم بولا جائے اور مراد اوس سے وجود لیا جائے کیونکہ نزدیک اس
فن کے علما کے لزوم عقلی شرط نہین ہے بلکہ لزوم عادی وعرفی بھی کافی ہے کبھی کوئی
ہم مین سے یون کہتا ہے کہ مین اس شی کو نہین جانتا ہون یعنی اگر وہ موجود ہوتی تو
مین اوس کو جانتا جبکہ کوئی قرینہ قائم ہو یہ استعمال عرب وعجم کے عرف مین نزدیک عامہ
وخاصہ کے شائع ہے کیونکر نہو وہ مخذول تو آلہیت کا دعوی کیا کرتا تھا پس ظاہر یہ
ہے کہ نفی علم سے نفی وجود مراد لینا کنایہ سے ہے مجاز سے نہین ہے اور مصنف
نے جو ذکر کیا ہے سو معلومیت انتفاء علم کی ہے واسطی انتفاء وجود کے تاکہ بیان کرے
اس بات کو کہ انتفای علم رَوادف انتفای وجود سے ہے انتہے شوکانی رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین کہ یہی بات میرے دل مین گذری تھی کہ جواب یہی ہے لیکن کئی
اشکال نے اس خاطر کا معارضہ کیا یہ مقام اون کے ذکر کی گنجایش نہین رکھتا ہے
ابو السعود نے اپنی تفسیر مین اس اشکال کے جواب کی طرف اشارہ کیا ہے یون کہا ہے
کہ یہ خواص سی علوم فعلیہ کے ہے کیونکہ وہ لازم ہین واسطے تحقق اپنے معلومات کے
تو اون کے انتفا سے انتفا اون کے معلومات کا لازم آئیگا اور علوم انفعالیہ ایسے
نہین ہین انتہی اور اسپر قاضی کی موافقت کی تمکو اس سے دو جواب ظاہر ہوئے اول یہ
ہے کہ نفی علم کی ذکر کی اور معلوم کی نفی مراد لی بطریق کنایہ اوس وجہ پر جس کا سراج نے
ذکر کیا ہے دوسرا تخصیص علم کی ساتھ فعلی کی نہ انفعالی کے جیسا کہ ابو السعود و بیضاوی نے

ذکر کیا ہی تیسرا یہ ہے کہ وجود سے مراد لیا جاوی وجود ذہن مین اوس شخص کے جو اوس کلمے کا متکلم ہے آن جوابون مین سے ہر جواب مین کلام ہے عالم بالفن پر ملتبس نہین ہوتا ہے خفاجی نے کہا بر ہر حال کلام قاضی کا ضعف سے خالی نہین ہے اور جس بات نے اون کو اس مین دہوکا دیا وہ کلام ہے صاحب انتصاف کا انتہی ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے فرمایا جب کہ فرعون نے کہا یا ایہا الملأ ما علمت لکم من الہ غیری تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا ای رب تیرا بندہ طاغی ہوگیا سو تو اذن دے مجھکو اوس کے ہلاک کرنے مین فرمایا ای جبریل بلکہ وہ میرا بندہ ہے اور ہرگز بسبقت نہ کریگی مجھ سے واسطے اوس کے ایک اجل آئیگی وہ اجل پھر جب اوس نے کہا انا ربکم الاعلی تو اللہ تعالے نے فرمایا ای جبریل سبقت کر گئی تیری دعا میرے بندے مین اور مقرر آگیا وقت اوس کے ہلاک کا ابن مردویہ نے اون سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے دو کلمے ہین کہ فرعون نے اون کو کہا ما علمت لکم من الہ غیری و قولہ انا ربکم الاعلی فرمایا کہ درمیان اون کے چالیس برسون تہین فاخذہ اللہ نکال الاخرۃ والاولی پھر اپنے تکبر و تجبر کی طرف رجوع ہوا اور اپنی قوم کو اس وہم مین ڈالا کہ وہ کامل اقتدار رکھتا ہے پس یون کہا فاوقد لی یا ہامان علی الطین پس آگ دے ای ہامان میرے واسطے گارے کو یعنی اول گارے کی کچی اینٹ بنا پھر اوس کو آگ مین پکا یہان تک کہ وہ پکی ہو جائے پکی اینٹ بنانے کو اس عبارت مین اس لیے ادا کیا ہے کہ اوس کے بنانے کی اوس کو تعلیم کرتا ہے چنانچہ قتادہ نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ پہلے پہل جس نے پکی اینٹ پکائی اور اوس سے بنا کی وہ فرعون ہے اسی کے مثل ابن جریج سے بھی مروی ہے غرض یہ ہے کہ بجائے اطبخ لی الآجر و اتخذہ کے جو یہ عبارت کہی سو ایک وجہ تو یہی ہے کہ پہلے پہل اوسی نے پکی اینٹ ایجاد کی ہے اس لیے اوسکا بنانا سکھاتا ہے دوسری یہ ہے کہ یہ عبارت نہایت خوب مطابق ہے قرآن شریف کی فصاحت سے اور اوس کے علو طبقہ سے تیسرے زیادہ تر مشابہ ہے جابرون کے کلام سے چوتھے یہ ہے کہ خود

ہامان کو گارے پر آگ دینے کا امر کرنا حالانکہ وہ اوس کا وزیر و ردیف ہے اور وسط کلام
مین حرف یا لانا اور اوس کا نام لیکر پکارنا دلیل ہے تعظیم و تجبر کی فاجعل لی صرحا
یعنی پھر بنا واسطی میرے اوس گارے سے جسپر تو آگ دیگا یہان تک کہ وہ پکی اینٹ
ہو جائیگا ایک بلند محل کسی نے کہا منارہ لعلی اطلع الی الٰہ موسیٰ یعنی شاید
مین چڑہون طرف معبود موسی کے اور اوس کو دیکہہ آؤن اور اوس کے حال پر واقف
ہو ؤن اطلاع کہتے ہین صعود کو طلوع و اطلاع کے ایک معنی ہین محاورے مین بولتے ہین
اطلع الجبل و اطلع ای صعد یعنی پہاڑ پر چڑہا گویا لعین نے یہ وہم کیا کہ اگر وہان کوئی معبود ہے
تو کوئی جسم ہوگا آسمان مین جس کی طرف چڑہنا ممکن ہے یہی وہم اوس کو باعث ہوا
محل بنانے پر وانی لاظنہ من الکاذبین یعنی مین تو البتہ خیال کرتا ہون موسی کو جہوٹا
اوس کے اس دعوے مین کہ زمین اور خلق کا ایک معبود ہے سوا اوس کے اور اوس
معبود نے اوس کو رسول بناکر بہیجا ہے اہل سیر نے کہا ہے جبکہ فرعون نے اپنے وزیر
ہامان کو محل بنانے کا حکم دیا تو اوس نے عملہ و فعلہ کو جمع کیا یہان تک کہ پچاس ہزار معمار
اوس کے پاس جمع ہوئے سوای اتباع اور مزدورون کے اور اینٹ اور چونا پکایا
اور لکڑیون کو گڑہا اور مہندس جڑین اور بنانے کا حکم دیا تو اوس کو بنایا بلند کیا مضبوط و پختہ
کیا یہان تک کہ ایسا بلند ہوا کہ خلق مین سے کسی کی بنا اوس کو نہ پہونچی اللہ پاک نے
ارادہ فرمایا کہ اون کو اوس مین مفتون کرے پس جس وقت وہ اوس سے فارغ ہوے
تو فرعون اوس کے اوپر چڑہا اور ایک تیر کا حکم دیا تو آسمان کی طرف پہینکا گیا پہر وہ
اوس کی طرف واپس لایا گیا حالانکہ وہ خون مین آلودہ تہا پس بولا کہ مین نے موسی
کے معبود کو مار ڈالا فرعون براذین پر سوار ہوکر اوسپر چڑہا کرتا تہا پہر اللہ پاک نے وقت
غروب ہونے سورج کے جبریل علیہ السلام کو بہیجا تو اونہون نے اوسکو اپنے پر سے
مارا پہر اوس کے تین ٹکڑے کر ڈالے سو ایک ٹکڑا تو اوس کے لشکر پر گرا تو اوس نے
اون مین سے الف الف رجل کو قتل کیا اور ایک ٹکڑا اوس کا دریا مین جا پڑا اور ایک
مغرب مین پس نہ بچا کوئی جس نے اوس مین کچہہ بہی کام کیا تہا مگر وہ ہلاک ہوا کذا فی الخازن

ع یعنی اوس نے اوس کو
بہیجا ہے فتح و الف
و نون سے اور ہمزہ
و نون سے الصراح ۱۲
ع یعنی اوس لائق

واستکبروھو وجنودہ فی الارض بغیر الحق استکبار کتے ہین خود کو بڑا جاننا
بدون استحقاق کے بلکہ ساتھہ کہلے ہوئے ظلم کے ارض سے مراد مصر ہے یعنی
اوس نے اور اوس کے لشکرون نے اپنے آپ کو زمین مصر مین بڑا سمجھا بغیر استحقاق کے
بلکہ بزور وستم آشکار کیونکہ اوس کے واسطے کوئی حجت نہ تہی جس سے دفع کرتا اوس
شے کو جسے موسی علیہ السلام لائے نہ کوئی شبہہ تہا جس کو قائم کرتا مقابلے مین اون معجزون
کے جو اونہون نے ظاہر کیے وظنوا انھم الینا لا یرجعون مراد رجوع سے بعث و
معاد ہے یعنی فرعون اور اوس کے لشکرون نے خیال کیا اس بات کا کہ پہر زندہ
ہوکر ہماری طرف نہ آئین گے نافع وشیبہ وابن محیصن وحمید ویعقوب وحمزہ وکسائی
نے بفتح تحتیہ وکسر جیم بصیغہ معروف پڑہا ہے باقی قراء نے بضم تحتیہ وفتح جیم بصیغہ مجہول
اول کو ابو حاتم نے اختیار کیا ہے اور دوسرے کو ابو عبید نے فاخذناہ وجنودہ پہر
پکڑا ہم نے اوس کو اور اوس کے لشکرون کو بعد اس کے کہ اونہون نے سرکشی کی کفر
مین اور حد سے بڑہ گئے فنبذناھم فی الیم پہر پہینک دیا ہم نے اون کو کہاری
دریا مین یعنی قلزم مین اس ادا مین تفخیم وتعظیم ہے شان اخذ کی اور استحقار ہے
ماخوذین کا گویا باوجود اون کی کثرت کے اون کو مٹھی مین پکڑا اور دریا مین پہینک دیا
اس کا بیان اول گذر چکا ہے فانظر کیف کان عاقبۃ الظالمین سوای محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تو دیکہہ کہ کیسا ہوا انجام ظالمون کا جب کہ وہ جا پونہچے طرف ہلاک کے
وجعلناھم ائمۃ یدعون الی النار یعنی کر دیا ہم نے اون کو رئیس وسردار
ومتبوع کافرون مین سو گویا وہ بسبب اپنے اصرار کے کفر پر اور بوجہ تمادی واستمرار کے
اوس مین اور بسبب اون کے بلانے کے طرف شرک کے بلاتے ہین اپنے اتباع کو طرف
نار کے کیونکہ اونہون نے اون کا اقتدا کیا ہے اور تقلید کر کے اونکی راہ چلے ہین اس مین دلیل
ہے خلق پر افعال عباد کے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جو کوئی اون کے بعد آئیگا وہ اونکی
پیروی کریگا یعنی اون سی عبرت لیگا اور جو عذاب اون کو پونہچا اوس سی نصیحت پذیر
ہوگا قول اول اولی ہے ویوم القیامۃ لا ینصرون یعنی نہ کوئی اون کی مدد کریگا نہ

کوئی مانع اون کو روکیگا اللہ کے عذاب و اتبعناھم فی ھذہ الدنیا لعنۃ اور پیچھے رکھی ہم نے اون پر اس دنیا مین لعنت یعنی طرد و ابعاد یا حکم کیا ہم نے بندون کو اون کی لعنت کا پس جو کوئی اون کا ذکر کرتا ہے تو اونپر لعنت بھیجتا ہے پہلا قول اولی ہے ابو السعود نے کہا ہے کہ فرشتے اور مومنین خلفاً عن سلف ہمیشہ اون کو لعنت کرتے رہتے ہین و یوم القیامۃ ھم من المقبوحین مقبوح کہتے ہین مطرود و مبعد کو ابو زید نے کہا قبح اللہ فلانا قبحا و قبوحا یعنی دور کرے اللہ فلان کو ہر خیر سے ابو عبیدہ و ابن کیسان نے کہا کہ اس کے معنی ہین مہلکین معذبین ابو عمرو نے کہا کہ قبحت وجہہ معنی قبحت بالتشدید کے ہے کسی نے کہا مقبوح مشوہ الخلقۃ کو کہتے ہین یعنی قیامت کے دن وہ اون لوگون مین سے ہون گے جو کہ بُری نشانی کے ساتھہ نشانی کیے گئے ہونگے جیسے آنکھون کا سبز ہونا اور چہرون کا سیاہ ہونا و القبیح ایضا عظیم الساعد مایلی الکتف منہ اے المرفق عامل کلمۂ یوم مین محذوف ہے جس کی تفسیر من المقبوحین کر رہا ہے یعنی وقبحوا یوم القیامۃ یا معطوف ہے نے ہذہ الدنیا کے موضع پر یعنی و اتبعناھم لعنۃ یوم القیامۃ یا معطوف ہے لعنۃ پر بحذف مضاف یعنی و لعنۃ یوم القیامۃ یا متعلق ہے مقبوحین سے نسفی نے اسی کو اختیار کیا ہے سمین نے کہا کہ وجہ اول اظہر ہے و لقد آتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی بصآئر للناس و ھدی و رحمۃ لعلھم یتذکرون ۝ اور دی ہم نے موسی کو کتاب اس پیچھے کہ کھپا چکے اگلی سنگتین سو جہانی لوگون کو اور راہ بتائی اور مہر شاید وہ یاد رکھین **ف** توریت کے بعد ایسے غارت کے عذاب کم آئے کہ عالم مین ایک لوگ شریعت کے حکم پر قائم رہے **ف** اللہ پاک خبر دیتا ہے اوس انعام کی جو اوس نے اپنے بندہ و رسول موسی کلیم پر کیا علیہ من ربہ افضل الصلوات و التسلیم کہ اونپر توریت شریف نازل کی بعد اس کے کہ فرعون کو اور اوس کے سردارون کو ہلاک کیا من بعد ما اھلکنا القرون الاولی سے یہ مراد ہے کہ بعد نازل کرنے توریت کے کوئی امت بعذاب عام عذاب نہین کی گئی بلکہ مومنون کو اس بات کا امر فرمایا کہ مشرک لوگ جو اللہ پاک کے دشمن ہین اون سے

الزین جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وجاء فرعون ومن قبلہ والمؤتفکات بالخاطئۃ فعصوا رسول ربھم فاخذھم اخذۃ رابیۃ
ابن جریر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا عذاب نہیں کیا اللہ نے کسی قوم کو ساتھ عذاب کے آسمان سے اور نہ زمین سے بعد اس کے کہ توریت نازل کی گئی روی زمین پر سوای اوس بستی کے جو مسخ کر کے بندر کر دیے گئی بعد موسی علیہ السلام کے پھر یہ آیت پڑھی ولقد اٰتینا موسی الکتاب الایۃ ورواہ ابن ابی حاتم من حدیث عوف بن ابی جمیلۃ الاعرابی بنحوہ وھکذا رواہ ابوبکر البزار فی مسندہ عن عمرو بن علی الفلاس عن یحیی القطان عن عوف عن ابی نضرۃ عن ابی سعید موقوفا ثم رواہ عن نصر بن علی بن عبد الاعلی عن عوف عن ابی نضرۃ رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما اھلک اللہ قوما من السماء والارض بعذاب بعد موسی ثم قرء ولقد اٰتینا موسی الکتاب من بعد ما اھلکنا القرون الاولی الایۃ قولہ تعالی بصائر للناس وھدی ورحمۃ لعلھم یتذکرون یعنی وہ کتاب سوجھا نے والی ہے اندھے پن سے اور گمراہی سے اور ہدایت کرنے والی ہے طرف حق کے اور راہ بتانے والی ہے طرف عمل صالح کے شاید لوگ اوس سے نصیحت لیں اور اوس کے سبب سے راہ پائیں کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ مراد کتاب سے توریت شریف ہے اور قرون اولی سے مراد حضرت نوح کی قوم اور عاد وثمود وغیرہم ہیں یعنی ان سب کے ہلاک کے بعد موسی کو ہم نے توریت عطا کی کسی نے کہا معنی یہ ہیں بعد اس کے کہ ہلاک کیا ہم نے فرعون کو اور اوس کی قوم کو اور دہسا دیا قارون کو رہی یہ بات کہ توریت دینے کے واسطے یہ کیوں ذکر کیا کہ بعد اہلاک امم گذشتہ کے دے سو غرض اس سے آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ انزال توریت کی طرف حاجت داعی تھی اور یہ آگاہ کرنا واسطے تمہید اوس بیان حاجت کے ہے جو باعث ہوئی ہے قرآن شریف کے نازل کرنے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جس کا ذکر بعد اوس کے آتا ہے

اس واسطے کہ قرون کا ہلاک کرنا موجب ہوتا ہے علامات شرائع کے مندرس
ہونے کا اور اون کے نشانون کے مٹنے کا اور اون کے احکام کے بوسیدہ ہونے کا
اور یہ امور مؤدی ہوتے ہین طرف اختلال نظام عالم کے چاہتے ہین تشریع جدید
کو باین طور کہ جو اصول و قواعد بمرالدہور باقی رہگئے ہین اون کی تقریر و تثبیت
کیجائے اور جو فروع بسبب تبدل عصور کے متبدل ہوگئے ہین اون کی ترتیب کیجائے
اور امم گذشتہ کے احوال جو کہ موجب عبرت و موعظت ہین یاد دلائے جائین گویا یون
کہا گیا البتہ مقرر ہم نے دی موسی کو توریت اوس وقت مین کہ اوس کی طرف حاجت
تھی بصائر للناس مفعول لہ ہے یا حال ہے یعنی واسطے اس بات کے کہ لوگ
اوس سے بینا ہو جائین یا اس حال مین کہ وہ بصیرت و بینائی ہے واسطے اون کے
کہ اوس سے حق کو دیکھین بصائر جمع ہے بصیرت کی بصیرت کہتے ہین دل کے نور کو
جس طرح کہ بصر بولتے ہین آنکھ کے نور کو یعنی وہ توریت انوار ہین واسطے قلوب مردم
کے کہ اون سے حقائق کو دیکھین اور حق و باطل کے درمیان تمیز کرین بعد اس کے
کہ فہم و ادراک سے بالکل اندھے ہو رہے تھے وھدی اور راہ بتاتی ہے کہ
اوس کی طرف راہ پائین اور اوس سے راہ پاکر اپنی جانون کو بیراہی سے چھڑائین
ورحمۃ اور ایک مہر ہے طرف سے اللہ پاک کے کہ بسبب اوس کے اون پر مہر
کی ہے لعلھم یتذکرون شاید وہ ان نعمتون کو یاد کرین تو اللہ پاک کا شکر
بجا لائین اور اوس پر ایمان لائین اور اوس کے بلانے والے کا کہا مانین جو بلا رہا ہے
طرف ایسی شی کے جس مین اون کی خیر و خوبی ہے اور جو مواعظ و نصائح اوس مین
ہین اون سے نصیحت پذیر ہون وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا الی
موسی الامر وما کنت من الشھدین ۝ ولکنا انشانا قرونا فتطاول
علیھم العمر وما کنت ثاویا فی اھل مدین تتلوا علیھم ایتنا
ولکنا کنا مرسلین ۝ وما کنت بجانب الطور اذ نادینا ولکن رحمۃ
من ربک لتنذر قوما ما اتاھم من نذیر من قبلک لعلھم یتذکرون

ولولآ ان تصیبھم مصیبۃ بما قدمت ایدیھم فیقولوا ربنا لولآ
ارسلت الینا رسولا فنتبع اٰیٰتک ونکون من المؤمنین ۝ اور تو نہ تہا
غرب کی طرف جب ہم نے بہیجا موسی کو حکم اور نہ تہا تو دیکہتا یعنی غرب کی طرف طور
کے جہان موسی کو توریت ملی لیکن ہم نے اوسکے پہر کئی سنگتین پہر لمبی گذری اونپر
مدت اور تو نہ رہتا تہا مدین والون مین اون کو سناتا ہماری آیتین پر ہم رہے
ہین رسول بہیجتے اور تو نہ تہا طور کے کنارے جب ہم نے آواز دی ولیکن یہ مہر ہے
تیرے رب کی کہ تو ڈر سنادے ایک لوگون کو جن پاس نہین آیا کوئی ڈر سنانیوالا
تجہ سے پہلے شاید وہ یاد رکہین اور اسنے واسطے کہ کبہی پڑے اونپر آفت اپنے
ہاتہون کے بہیجے سے تو کہنے لگین ای رب ہمارے کیون نہ بہیجدیا ہم پاس کسی کو
پیغام دیکر تو ہم چلتے تیری باتون پر اور ہوتے یقین رکہنے والے ف
اللہ پاک آگاہ کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برہان نبوت پر اس جہت
سے کہ آپ نے غیب کی گذشتہ باتون کی ایسی خبر دی کہ گویا اوس کا سننے والا
حاضر ہے ورے اوس شے کے جو گذر چکی ہے حالانکہ آپ ایک امی شخص ہین کہ
اگلی کتابون سے کچہہ بہی پڑہہ نہین سکتے ہین پرورش پائی ایسی قوم مین کہ ان باتون
مین سے کچہہ بہی جانتے پہچانتے نہین ہین اللہ پاک نے جو اس جگہہ ارشاد فرمایا ہے
سو یہ ویسا ارشاد ہے جیسا کہ حضرت مریم کے قصے مین فرمایا ہے جبکہ آپ کو حضرت
مریم کی اور اون کے ماجرے کی خبر دی تو یون فرمایا وما کنت لدیھم اذ یلقون
اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذ یختصمون یعنی تو اوس وقت حاضر نہ تہا
لیکن اللہ نے اوس کی وحی کی طرف تیرے اسی طرح جب اللہ پاک نے آپ کو خبر
دی حضرت نوح علیہ السلام کی اور اون کی قوم کی اور اوس قصے کی جو واقع ہوا درمیان
اس کے کہ اللہ پاک نے اون کو نجات دی اور اون کی قوم کو ڈبایا پہر یون فرمایا
تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ما کنت تعلمھا انت ولا قومک من
قبل ھذا فاصبر ان العاقبۃ للمتقین الآیہ اور آخر سورت مین یہ فرمایا

ذلك من انبأ القرى نقصه عليك اور بعد ذکر قصۂ یوسف علیہ السلام کے
یون فرمایا ہے ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك وما كنت لديهم
اذ اجمعوا امرهم وهم يمكرون الآیہ اور سورۂ طٰہٰ مین یہ ارشاد کیا ہے
كذلك نقص عليك من انباء ما قد سبق اور اس جگہ بعد اس کے کہ موسی علیہ السلام
کے قصے کی خبر دی اول سے آخر تک اور کیفیت ابتدائے وحی کی اور کلام کرنے
کی بیان فرمائی یہ فرمایا وما كنت بجانب الغربي اذ قضينا الى موسى الامر یعنی ای محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو نہ تہا پہاڑ کی جانب غربی مین جس مین اللہ نے موسی علیہ السلام
سے باتین کین اوس درخت سے جو کہ شرقی ہے وادی کے کنارے پر اور نہ تو
حاضر تہا اوس وقت لیکن اللہ پاک نے تیری طرف اوس کی وحی کی تاکہ یہ محبت و
برہان ہو جائے اون قرون پر جن کا زمانہ دراز ہو گیا اور اللہ پاک کی حجتین جو اونپر
تہین اور جس بات کی اللہ پاک نے انبیای سابقین کی طرف وحی کی تہی ان سب کو
بہول گئے قولہ تعالی وما كنت ثاويا في اهل مدين تتلوا عليهم اياتنا یعنی اور
نہ تہا تو رہنے بسنے والا مدین والون مین کہ پڑہے تو اون پر ہماری آیتین جبکہ تو نے
خبر دی طرف سے مدین کے نبی شعیب علیہ السلام کے اور اوس بات کی جو اوس نے
اپنی قوم سے کہی اور جو جواب قوم نے اوسکو دیا ولكنا كنا مرسلين یعنی لیکن ہم نے
اس کی وحی کی طرف تیرے اور ہم نے تجکو رسول بنا کر بہیجا طرف لوگون کے وما
كنت بجانب الطور اذ نادينا یعنی نہ تہا تو جانب طور مین جبکہ ہم نے ندا کی
ابو عبدالرحمن نسائی نے اپنی سنن کی کتاب التفسیر مین حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہا ندا کی گئی اے امت محمد عطا کیا مین نے تم کو قبل اس کے
کہ مجھ سے مانگو اور جواب دیا مین نے تمکو قبل اس کے کہ مجھے پکارو وهكذا رواه
ابن جرير وابن ابي حاتم من حديث جماعة عن حمزة وهو ابن حبيب
الزيات عن الاعمش ورواه ابن جرير من حديث وكيع ويحيى
بن عيسى عن الاعمش عن علي بن مدركة عن ابي زرعة وهو ابن عمرو

۱؎ یہ تفسیر ابن کثیر کی ہے جو اس نے اس آیت کے نیچے لکہی ہے
۲؎ یہ تفسیر ابن جریر کی ہے جو اس نے اس آیت کے نیچے لکہی ہے
۳؎ یہ تفسیر ابن ابی حاتم کی ہے جو اس نے اس آیت کے نیچے لکہی ہے
۴؎ یہ تفسیر ابن کثیر کی ہے جو اس نے اس آیت کے نیچے لکہی ہے

بن جریر انہ قال ذلك من كلامه والله اعلم **مقاتل** بن حیان نے
اس کی تفسیر مین کہا ہے جبکہ ندا کی ہم نے تیری امت کو اون کے آباء کی پشتو مین
کہ تجھپر ایمان لائین جب کہ تو مبعوث ہو **قتادہ** نے کہا جبکہ ندا کی ہم نے موسی کو یہ قول
واللہ اعلم زیادہ تر مشابہ ہے ساتھہ اس کریمہ کے وما کنت بجانب الغربی اذ قضینا
الی موسی الامر پھر اس جگہہ ایک اور صفت ذکر کی جو کہ اوس سے خاص تر ہے یعنی ندا
جس طرح کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے واذ نادی ربك موسیٰ اور فرمایا ہے اذ
نادٰہ ربہ بالواد المقدس طوی اور فرمایا ہے ونادیناہ من جانب الطور الایمن
وقربنٰہ نجیا قولہ تعالی ولکن رحمة من ربك یعنی امور مذکورہ سے
تو کسی امر کا بھی مشاہدہ کرنے والا نہ تھا لیکن اللہ پاک نے اون کی وحی کی طرف
تیرے اور اون کی تجھکو خبر دی واسطی رحمت و مہر کے اوس کی طرف سے تجھپر اور
بندون پر بسبب تیرے بھیجنے کے اون کی طرف تا کہ تو ڈراوے ایک لوگون کو
جن کے پاس نہین آیا کوئی ڈر سنانے والا تجھہ سے پہلے لعلہم یتذکرون یعنی
شاید وہ راہ پائین بسبب اوس شی کے جس کو تو اون کے پاس لیکر آیا طرف سے اللہ
عزوجل کے قولہ تعالی ولولا ان تصیبہم الآیہ کا یہ مطلب ہے ہمنے تجھکو بھیجا طرف اون کے
تا کہ تو اونپر حجت قائم کرے اور تا کہ اون کا عذر منقطع ہو جاے جس وقت کہ اون پر
عذاب آئے اللہ پاک کی طرف سے بسبب اون کے کفر کے تو وہ یہ دلیل پیش کرین
کہ اون کے پاس نہ کوئی رسول آیا نہ کوئی ڈر سنانے والا جس طرح کہ اللہ پاک نے
اول اپنی کتاب مبارک قرآن شریف کے نازل کرنے کا ذکر کیا ہے بعد اوس کے
یہ فرمایا ہے ان تقولوا انما انزل الکتاب علی طائفتین من قبلنا وان کنا
عن دراستہم لغافلین او تقولوا لو انا انزل علینا الکتاب لکنا اہدی
منہم فقد جاءکم بینة من ربکم وہدی ورحمة وقال تعالے رسلا
مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجة بعد الرسل وقال تعالے
یا اہل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان

تقولوا ما جاءنا من بشیر ولا نذیر فقد جاءکم بشیر ونذیر الآیۃ اس
باب مین بہت آیتین ہین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے
کہ یہ شروع ہے اس امر کے بیان مین کہ قرآن شریف کا نازل کرنا واقع ہوا ہے
اوس زمانے مین کہ اوس کی طرف سخت حاجت تھی اصل بجانب الغربی کی بجانب الجبل الغربی
ہے مراد وہ مکان ہے جو کہ غرب کی شق مین واقع ہے موصوف کو حذف کیا
اور صفت کو اوس کے قائم مقام کر دیا ہے زجاج نے اسی قول کو اختیار کیا ہے
کلبی نے یون کہا ہے بجانب الوادی الغربی یعنی وہ جگہہ جہان موسی علیہ السلام نے
اپنے رب سے مناجات کی معنی یہ ہین کہ تو اوس جگہہ نہ تھا جبکہ ہم نے موسی سے
عہد کیا اور اوس سی باتین کین اور فرعون وقوم فرعون کی طرف بھیجنے کے کاروبار
کو اوس کے ساتھ ہم [illegible] کے حاضر ہونیوالون سے
[illegible] اپنی طرف سے اوس کی
[illegible] الامر کے یہ معنے ہین جبکہ تکلیف دی ہم نے
[illegible] رم کیا ہم نے اوسپر کام کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ خبر دی ہم نے
اوس کو اس بات کی کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہترین امم ہے رہی یہ بات
کہ جب جانب غربی مین ہونے کی نفی کی تو اس سے ثابت ہو گیا کہ وہ شاہد نہ تھے
کیونکہ شاہد کو ضرور ہے کہ حاضر ہو پھر وما کنت من الشاہدین کے ذکر مین کیا فائدہ
ہے سو اس کا یہ جواب ہے کہ جانب غربی مین ہونے کی نفی مستلزم نہین ہے شاہدین
مین ہونے کی نفی کو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ حاضر ہون اور مشاہدہ نکرین کسی نے کہا مراد
شاہدین سے وہ ستر آدمی ہین جن کو موسی علیہ السلام نے میقات کے واسطے پسند
کیا تھا غرضکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان حالات کی تفصیل پر واقف ہونا ممکن
نہین ہے مگر جب کہ آپ اون کے پاس حاضر ہون اور اون کا مشاہدہ کرین یا جو شخص
اون سے واقف ہے آپ اوس سی سیکھین پس جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ آپ
نہ وہان حاضر تھے نہ مشاہدہ کیا اور یہ بات بھی صحیح دلیلون سے معلوم ہو گئی کہ آپ نے

کسی بشر سے یہ قصے نہین سیکھے نہ کسی معلم نے اون مین کے آپ کو سکھائے
چنانچہ اس کی تقریر اول گذر چکی ہے تو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ان قصون کا علم طرف
سے اللہ پاک کے ہے اوس نے اپنے رسول کی طرف اوس کی وحی کی ہے
فرشتے کے واسطے سے جو اوسکو لیکر نازل ہوا ہے ولکنا انشانا فتروناقتطاول
علیہم العمر یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ولیکن پیدا کین ہم نے امتین
درمیان تیرے زمانے کے اور موسی علیہ السلام کے زمانے کے بہر طویل ہوگئی اونپر
مہلت اور دراز ہوگئی اونپر مدت اور تہم گئی نبوت اور اخبار وقصص قریب ہوئے
کہ محفی ہو جائین پس شرائع واحکام متغیر ہوگئے اور دین بہلا دیے گئے اور علوم
مندرس پڑ گئے اور اون مین سے بہت سون مین تحریف واقع ہوگئی تو اللہ پاک کے
امر کو ترک کیا اور اوس کے عہد کو بہول گئے اس لیے حکمت مقتضی ہوئی تشریع جدید
کی سو ہم تجکو لائے رسول کرکے اور وحی کی طرف تیرے خبر موسی وغیرہ کی علیہم الصلوۃ
والسلام تاکہ یہ معجزہ ہو تیرے واسطے اور تذکیر ہو تیری قوم کے لیے اسی کے مثل
یہ آیت ہے وطال علیہم الامد فقست قلوبھم حاصل یہ ہے کہ اللہ پاک حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ تو نے نہ تو موسی علیہ السلام کا مشاہدہ
کیا ہے نہ جو کیفیت اون پر گذری ہے اوس کو دیکھا ہے لیکن ہم نے اوس کی
وحی تیری طرف کی ہے اس لیے کہ ہم نے امتین پیدا کین مطلب یہ ہے کہ درازی فترت
سبب ہے وحی کرنے کا سو اس کو تو ذکر کیا اور اس نے دلالت کی وحی پر جو کہ مسبب
ہے اوس کا ذکر نہ کیا اللہ پاک کی عادت ہے کہ قرآن شریف مین اس قسم کا اختصار فرمایا
کرتا ہے کسی نے اس کلام سے استدلال کیا ہے اس بات پر کہ اللہ پاک نے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے مین اور اون پر ایمان لانے مین موسی علیہ السلام
سے عہد کیے پھر جب اون لوگون پر عمرین دراز ہوئین اور قرن بعد قرن کے گذرتے
گئے تو اون عہود کو بہول گئے اور اون کے وفا کرنے کو چھوڑ دیا وما کنت ثاویا فی
اھل مدین یعنی تو اقامت گزین نہین تہا مدین والون مین جس طرح کہ موسی علیہ السلام

سنہ پھر نبی کی درازی اور فترت بہت محنت ہوگئی اون کے دل ۱۲

اون مین رہے بسے ثواء کہتے ہین اقامت کرنے کو محاورے مین بولتے ہین
ثوی یثوی ثواء وثویا فہو ثاوٍ تتلوا علیہم آیاتنا مین ضمیر راجع ہے طرف اہل مدین
کے اکثر مفسرین اسی طرف گئے ہین اور یہ جملہ حال ہے کنت کی ضمیر سے یا خبر ثانی
ہے کنت کی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ جملہ خبر ہو اور ثاویا حال معنی یہ ہین کہ نہین تھا تو
رہنے بسنے والا مدین والون مین درانحال کہ پڑھتا ہو اون پر ہماری آیتین اور انہی
سیکھتا ہو یا وعدو وعید کے ساتھہ اون کو وعظ و نصیحت کرتا ہوا ایک قول یہ ہے کہ
ضمیر اہل مکہ کی طرف پھرتی ہے یعنی نہین تھا تو رہنے بسنے والا مدین والون مین
وقت پڑھنے تیرے کے مکے والون پر اون کی خبر و قصے کو جو کہ حضرت موسے
وحضرت شعیب کے ساتھہ گذرا ہے یہان تک کہ بطریق معاینہ و مشافہہ کے تو
اوس کو نقل کرے یہ قصہ تو تیرے پاس وحی الٰہی کے طریق سے آیا ہے پس تو
جو مکے والون کو اوس کی خبر دیتا ہے سو یہ تیرا خبر دینا وحی سے ہے نہ اس جہت سے کہ
جس کی تو خبر دیتا ہے اوس کا تو نے مشاہدہ کیا ہے اس بنا پر معنی واضح ہین فراء نے
اس جملے کو مستانفہ ٹھیرایا ہے گویا یون کہا گیا وما انت تتلوا علی اہل مدین یعنی نے تو پڑھتا ہے
اپنی امت پر ولکنا کنا مرسلین یعنی ہم نے تجھکو بھیجا ہے طرف مکے والون کے
اور یہ خبرین ہم نے تجھپر نازل کی ہین اگر یہ نہوتا تو تو اون کو نہ جانتا زجاج نے کہا معنی
یہ ہین کہ انبیا کے قصون کا تو نے مشاہدہ نہین کیا ہے نہ وہ تجھپر پڑھی گئی ہین لیکن
ہم نے اون کی وحی کی ہے طرف تیرے اور تجھپر اون کا قصہ کیا ہے وما
کنت بجانب الطور اذ نادینا یعنی نہ تھا تو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانب کوہ
مین جس کا نام طور ہے جبکہ پکارا ہم نے موسی کو جس وقت وہ آیا طرف میقات کے
مع ستر آدمیون کے کہ خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ یعنی لے تو کتاب کو زور سے یہ قول محلی کا ہے
کہ اس آیت کو توریت دینے کے ساتھہ متعلق کیا ہے اور ما کنت بجانب الغربی
کو اصل ارسال کے ساتھہ لگایا ہے درمیان ارسال کے اور توریت دینے کے
تیس سال کے قریب مدت ہے قرطبی مین ہے یعنی جس طرح تو حاضر نہین ہوا جانب

مکان غربی مین جبکہ اللہ پاک نے موسی کو فرعون کی طرف بھیجا سو اسی طرح تو حاضر نہین ہوا جانب طور مین جبکہ ہم نے ندا کی موسی کو جس وقت آیا میقات کو مع ستر آدمیون کے واسطی لینے توریت کے بعض نے اس ترتیب کا عکس کیا ہے سو پہلی آیت کو قصہ توریت مین ٹھیرایا ہے اور دوسری کو قصہ ارسال مین انہی کسی نے کہا کہ منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے وہب نے کہا اس کا قصہ یہ ہے کہ جب اللہ پاک نے موسی علیہ السلام سے حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فضل اور اون کی امت کا ذکر کیا تو حضرت موسیٰ نے کہا ای رب تو مجھے اون کو دکھا دے پس اللہ نے فرمایا تو اون کو ہرگز نہ پائیگا اور اگر تو چاہے تو مین اون کو پکارون پھر تجھے اون کی آواز سنا دون کہا ہان یارب پس اللہ نے کہا ای امت محمد تو اونہون نے جواب دیا اپنے آبا کی پشتون سے اس بنا پر یہ معنی ہونگے کہ نہ تھا تو ای محمد جانب طور مین جبکہ ہم نے کلام کیا موسی سے پھر ہم نے تیری امت کو پکارا اس معنی کی مقوی و مرجح یہ حدیثین ہین (۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کی تفسیر مین مروی ہے فرمایا نودوا یا امة محمد اعطیتکم قبل ان تسألونی واستجبت لکم قبل ان تدعونی اخرجہ الفریابی والنسائی وابن جریر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ وابن مردویہ وابو نعیم والبیہقی معًا فی الدلائل عنہ واخرجہ ابن مردویہ من وجہ اخر عنہ مرفوعًا واخرجہ عبد بن حمید وابن المنذر وابن عساکر عنہ من وجہ اخر نحوہ (۲) عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین مین نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وما کنت بجانب الطور اذ نادینا کا پوچھا کہ کیا تھی ندا اور کیا تھی رحمت فرمایا لکھا اوس کو اللہ نے قبل اس کے کہ پیدا کرے اپنی خلق کو دو ہزار برس پھر رکھا اوس کو اپنے عرش پر پھر ندا کی ای امت محمد سابق ہوئی رحمت میری میرے غضب پر دیا مین نے تمکو قبل اس کے کہ تم مجھ سے مانگو اور بخش دیا مین نے تم کو قبل اس کے کہ تم مجھ سے مغفرت مانگو پس جو شخص ملے مجھ سے تم مین کا گواہی دے اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور اس کی کہ محمد میرا بندہ ہے اور میرا رسول ہے درانحال کہ وہ سچا ہے

تو داخل کرونگا مین اوسکو جنت مین اخرجہ ابن مردویہ وابو نعیم فی الدلائل و
ابو النضر السجزی فی الابانۃ والدیلمی عنہ (۳) حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہا نو دو یا امۃ محمد ما دعوتمونا اذ استجبنا لکم ولا سالتمونا
ذا عطینا کم اخرجہ ابن مردویہ وابو نعیم عنہ یعنی پکارے گئے کہ ای
امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین پکارا تم نے ہم کو جبکہ قبول کیا ہم نے واسطی تمہارے
اور نہ مانگا تم نے ہم سے جبکہ دیا ہم نے تمکو (۴) ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس
رضے اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے ان اللہ نادی یا امۃ محمد اجیبوا ربکم
قال فاجابوا وھم فی اصلاب آبائھم وارحام امھاتھم الی یوم القیامۃ
فقالوا لبیک انت ربنا حقا ونحن عبیدک حقا قال صدقتم انا ربکم و
انتم عبیدی حقا قد عفوت عنکم قبل ان تدعونی واعطیتکم قبل ان تسالونی
فمن لقینی منکم بشھادۃ ان لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنی بیشک ندا کی اللہ
نے ای امت محمد جواب دو اپنے رب کو کہا پس جواب دیا اور وہ تھے اپنے باپ کی
پشتون مین اور اپنی مان کے رحمون مین روز قیامت تک پس کہا ہم حاضر ہین تو ہمارا
رب ہے سچا اور ہم تیرے بندے ہین سچے فرمایا تم نے سچ کہا کہ مین تمہارا رب ہون
اور تم میرے بندے ہو سچے مقرر مین نے معاف کیا تم سے قبل اس کے کہ تم مجھے پکارو
اور مین نے تم کو دیا قبل اس کے کہ تم مجھ سے مانگو پس جو شخص ملے مجھ سے تم مین کا
گواہی لیکر اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ تو وہ داخل ہوگا جنت مین قولہ تعالی
ولکن رحمۃ من ربک یعنی لیکن کیا ہم نے یہ واسطی رحمت کے تمہاری طرف سے
تمہارے لیے کسی نے کہا بھیجا ہم نے ساتھ قرآن کے واسطی تمہارے رحمت کے
کسی نے کہا علما ک کسی نے کہا عرفناک خفش نے کہا منصوب ہے بنا بر مفعول مطلق
یعنی ولکن رحمناک رحمۃ زجاج نے کہا مفعول لہ ہے یعنی کیا ہم نے تیرے ساتھ تیرے
واسطی رحمت کے نحاس نے کہا تو حاضر نہین ہوا انبیا کے قصون مین اور نہ وہ تجھ پر
پڑھے گئے ولیکن ہم نے تجھکو بھیجا اور اون کی وحی کی طرف تیرے واسطی رحمت کے

کسائی نے کہا کہ رحمۃ خبر ہے کان مقدر کی ای ولکن کان ذلک رحمۃ یعنی لیکن تھی
یہ رحمت عیسی بن عمر و ابو حیوہ نے برفع پڑہا ہے بتقدیر ولاکن انت رحمۃ کسائی
نے کہا کہ رفع اس بنا پر ہے کہ اسم ہے کان مقدر کا یہ قول بعید ہے مگر اس بنا پر کہ کان
تامہ ہو حرف لام لتنذر قوما ما اتاھم من نذیر من قبلک مین متعلق ہے فعل مقدر سے
بنا بر اوس اختلاف کے جو اوس کی تقدیر مین ہے قوم سے مراد اہل مکہ ہین اس لیے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اون کے پاس کوئی ڈرانے والا نہین آیا کہ
اون کو ڈرائے زمانۂ فترت مین جو کہ درمیان آپ کے اور عیسی علیہ السلام کے ہے
یہ زمانہ پانسو پچاس برس کا ہے یا درمیان آپ کے اور اسمعیل علیہ السلام کے اس
بنا پر کہ حضرت موسی و حضرت عیسی علیہما السلام کی دعوت خاص ہیڑی ساتھ بنی اسرائیل
کے جملۂ ما اتاھم الخ صفت ہے قوم کی لعلھم یتذکرون یعنی شاید وہ نصیحت پذیر
ہون تیرے ڈرانے سے **نکتہ** یہ بات معلوم ہے کہ مدین کا واقعہ طور کے دونون
واقعون سے قبل تہا پس ترتیب وقوعی کا مقتضا یہ ہے کہ دونون پر مقدم کیا جائے
دونون کی وسط مین جو لایا گیا ہے سو غرض اس سے آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ
ہر ایک دونون واقعون مین سی دلیل مستقل ہے اس امر پر کہ خبر دینا حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ان قصون کی بطریق وحی الہی کے ہے اور اگر ترتیب وقوعی کی رعایت
کیجاتی تو بسا اوقات اس بات کا وہم ہوتا کہ کل ایک دلیل ہے ماذکر پر کذا ذکرہ ابو السعود
قولہ تعالی ولولا ان تصیبھم مصیبۃ الخ کلمۂ لولا امتناعیہ ہے اور کلمۂ ان اور جو اوس کے تحت
مین ہے موضع رفع مین ہے بنا بر ابتدا ای ولولا اصابۃ المصیبۃ لھم اور جواب اُس کا محذوف
ہے زجاج نے کہا تقدیر جواب کی یہ ہے ما ارسلنا الیھم رسولا یعنی حامل و باعث اون کی
طرف رسول بہیجنے کا دور کرنا اون کی علتون اور بہانون کا ہے پس یہ آیت مثل
اس آیت کے ہے لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل ابن عطیہ نے تقدیر
جواب کی یہ کی ہے لعاجلناھم بالعقوبۃ واحدی نے اس تقدیر پر ابن عطیہ کی موافقت
کی ہے یون کہا ہے کہ معنی یہ ہین اگر نہوتی یہ بات کہ وہ حجت پکڑین گے اس امر کے

سلانا نوری کو اون کی
اصرار ان امر کی جگہ
رسولون کے بعوث ۱۲

ساتھہ کہ اون کی طرف رسول نہین بہیجے تو البتہ ہم جلدی کرتے اونپر عقوبت کی بسبب
اون کے کفر کے سمین نے کہا اس کے کچھہ معنی نہین ہین فیقولوا معطوف ہے
تصیبہم پر اور منجملہ اوس شی کے ہے جو لولا کی خبر مین ہے اور دوسرا لولا تحضیض کا ہے
جواب اوس کا فنتبع ہے اسی لیی با ضمار ان منصوب ہوا ہے مراد آیات سے آیات
تنزیلیہ ظاہرہ واضحہ ہین معنی یہ ہین اگر نہ ہوتا پونہچنا مصیبت کا اون کو بسبب اون گناہون
کے جن کو اون کے ہاتھہ آگے بہیج چکے ہین پھر بسبب پونہچنے اس مصیبت کے اگر
نہوتا اون کا یہ کہنا کہ ای رب ہمارے کیون نہین بہیجا تو نے ہماری طرف کوئی رسول کہ پیروی
کرتے ہم تیری آیتون کی اور ہوتے ایمان لانے والے ان آیتون پر تو ہم تجکو نہ
بہیجتے لیکن چونکہ اون کا یہ کہنا وقت پونہچنے مصیبت کے محقق تہا اوس سے کوئی مفر
نہ تہا اس لیے ہم نے تجھکو بہیجا تاکہ بالکل اون کے عذر قطع کردین مطلب یہ ہے کہ
اگر ہم اون کو عذاب کرتے بسبب اون کے گناہون کے تو وہ یون کہتی کہ رسولون کو
زمانۂ دراز گذرا اور ہماری طرف اللہ نے کوئی رسول نہ بہیجا اور خیال کرتے کہ یہ اون کے
واسطی عذر ہو جائیگا حالانکہ یہ کچھہ عذر نہین ہے بعد اس کے کہ رسولون کی خبرین اونکو
پونہچ چکین لیکن ہم نے حجت کو کامل کیا اور علت و بہانہ کو زائل اور بیان کو پورا کر دیا اے
محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تجھکو اون کی طرف بہیجا ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے
زمانۂ فترت مین ہلاک ہونے والا کہیگا ای رب نہ آئی میرے پاس کوئی کتاب اور نہ کوئی
رسول پھر یہ آیت پڑہی زمخشری کہتے ہین اگر تو کہے کہ یہ معنی کیونکر ٹھیک ہون گے
حالانکہ سبب تو عقوبت پھیرائی گئی ہے قول سبب نہین پھیرایا گیا ہے کیونکہ لولا حرف
امتناع عقوبت پر داخل ہوا ہے قول پر نہین آیا ہے تو مین کہونگا کہ ارسال کے واسطے
سبب ہونے کے ساتھہ مقصود قول ہی ہے لیکن سبب قول کی چونکہ عقوبت تہی اور قول
کا وجود بسبب وجود عقوبت کے تہا اس لیے عقوبت ایسی قرار دیگئی گویا وہی سبب
ہے ارسال کی بواسطۂ قول کے تو لولا اوسپر داخل ہوا اور حرف فا جو کہ مفید معنے

سببیت کا تہا اوس کے ساتہہ قول کا عطف اوسپر کردیا گیا معنی اوس کے اس
عبارت کی طرف راجع ہوتے ہین اگر نہوتا اون کا یہ قول جبکہ اون کو مصیبت پونہچتی
توالبتہ ہم تجھکو نہ بہیجتے لیکن یہ طریقہ ایک نکتہ کی وجہ سے اختیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے
کہ مثلاً اگر وہ عقاب نہ کیے جاتے اپنے کفر پر اور معاینہ کرلیتے اوس شی کا جس کے
سبب سے مضطر کیے جاتے طرف علم یقینی کے تو وہ لولا ارسلت الینا رسولا نہ کہتے
اس قول کے کہنے مین جو شے سبب ہے سو وہ عقاب ہی ہے اس کا سبب یہ
نہین ہے کہ خالق کے ساتہہ ایمان لانا جو اون سے فوت ہوا اوسپر تاسف کرتے
ہون **شہاب خفاجی** نے کہا ہے یہان ایک اشکال وارد کیا ہے وہ یہ ہے کہ
آیت مقتضی ہے اس بات کو کہ اون کو مصیبت پونہچی اور اونہون نے قول مذکور کہا
اور واقع مین یہ ہے کہ نہ اون کو مصیبت پونہچی اور نہ قول مذکور کہا تو اب یہ ترکیب مشکل
ہوگی اس جہت سے کہ لولا حرف امتناع ہے واسطی وجود کے پس معنی یہ ہون گے
کہ ہم نے تجھکو اون کی طرف بہیجا واسطی نازل ہونے مصیبت کے اونپر اور واسطی وجود
اون کے قول مذکور کے حالانکہ یہ بات صحیح نہین ہے بعض نے بہ تکلف یہ جواب دیا
ہے کہ کلام مین حذف مضاف ہے تقدیر ہے ولولا کراہۃ ان تصیبہم الخ پس جو
شے محقق و موجود ہے سو وہ کراہت ہے اون کی مصیبت کی کہ جسپر اون کا قول
مذکور مترتب ہے پس معنی یہ ہون گے کہ بہیجا ہم نے تجھکو طرف اون کے واسطی کراہت
اس بات کے کہ اون کو مصیبت پونہچے تو وہ قول مذکور کہین **صاحب انتصاف** نے
کہا تحقیق یہ ہے کہ لولا جس بات پر دلالت کرتا ہے وہ یہی ہے کہ مابعد اوس کا مانع
ہے اوس کے جواب سے اور مانع کبہی موجود ہوتا ہے اور کبہی مفروض اس جگہہ
جو مانع ہے سو وہ مفروض ہے اب اس مین کسی طرح کا اشکال نہین ہے گو مضاف
مقدر نہ کیا جاوے انتہی **نوع تصرف کذا ذکرہ الجمل** فلما جاءهم الحق من عندنا قالوا
لولا اوتی مثل ما اوتی موسیٰ ۚ اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل ۚ قالوا
سحران تظاهرا ۖ وقالوا انا بکل کافرون ۝ قل فاتوا بکتٰب من عند الله هو

اهدی منهما اتبعه ان کنتم صادقین ۝ فان لم یستجیبوا لک فاعلم
انما یتبعون اهواءهم ومن اضل ممن اتبع هواه بغیر هدی من اللہ
ان اللہ لا یهدی القوم الظالمین ۝ ولقد وصلنا لهم القول لعلهم
یتذکرون ۝ پھر جب پونچی اون کو ٹھیک بات ہمارے پاس سے کہنے لگے ع ۵
کیون نہ ملا اوس کو جیسا ملا تھا موسی کو کیا ابہی منکر نہین ہو چکے موسی کے ملی سے
اس سے پہلے کہنے لگے دونون جادو ہین آپس مین موافق اور کہنے لگے ہم دونو کو
نہین مانتے تو کہہ اب تم لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونون سے بہتر ہو مین
اوسپر چلون اگر تم سچے ہو پھر اگر نہ کرلاوین تیرا کہا تو جان لے کہ وہ چلتی ہین نرے اپنی
چاؤ پر اور اوس سے بہکا کون جو چلے اپنی چاؤ پر بے راہ بتائے اللہ کے بیشک
اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف لوگون کو اور ہم لگاتار کہتے گئے ہین اون سے بات
شاید وہ دہیان مین لاوین ف مکے کے کافر حضرت موسی کے معجزے سن کر
کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچھا اور توریت کے
حکم سنے اس کے موافق اپنی مرضی کے خلاف کہ بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا
برحق ہے اور اللہ کے نام پر فریج نہو تو مردار ہے اور بہتیری باتین تب دونون کو لگے
جواب دینے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر
دیتا ہے اوس قوم کی کہ اگر اون کو عذاب کرے قبل قیام حجت کے اونپر تو وہ یہ حجت
پیش کرین کہ اون کے پاس کوئی رسول نہین آیا پس فرماتا ہے کہ پھر جب آیا اون کے
پاس حق اوس کے نزدیک سے حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک
پر تو تعنت و سرکشی وعناد و دشمنی و کفر و جہل و الحاد کے طور پر یون کہنے لگے کیون نہ ملا
اوس کو جیسا ملا تھا موسی کو واللہ اعلم مراد اون کی اس سے وہ بہت نشانیان ہین
جو حضرت موسی علیہ السلام کو عطا ہوئی تہین جیسے عصا و ید بیضا و طوفان و جراد و قمل
و ضفادع و دم و تنقیص ثمرات و غیرہ منجملہ اون نشانیون کے جو تنگی کرتی ہین اللہ کے
دشمنون پر اور جیسے دریا کا پھاڑنا ابر کا سایہ کرنا من و سلوی کا نازل کرنا انکے سوا

اور آیات باہرہ و دلائل قاہرہ جن کو اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھون پر جاری کیا تہا کہ اون کے واسطے حجت و برہان ہو جائین فرعون پر اور اوس کے سردارون پر اور بنی اسرائیل پر اور باوجود اس سب کے کچہ اثر نہ کیا فرعون مین نہ اوس کے سردارون مین بلکہ حضرت موسیٰ کے اور اون کے بہائی حضرت ہارون علیہما السلام کے منکر ہوئے چنانچہ اون سے یون کہا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا علیہ اٰباءنا وتکون لکما الکبریاء فی الارض وما نحن لکما بمومنین وقال تعالے فکذبوھما فکانوا من المھلکین اور اسی لیے یہان یہ ارشاد فرمایا اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل یعنی کیا نہین انکار کیا بشر نے اون بڑی بڑی نشانیون کا جو موسیٰ کو ملین قالوا ساحران تظاھرا یعنی بولے دو جادوگر ہین باہم ایک نے دوسرے کی مدد کی ہے وقالوا انا بکل کافرون یعنی ہم ہر ایک کے اون مین سے منکر ہین بسبب شدت تلازم و تصاحب و مقاربت کے درمیان حضرت موسیٰ و حضرت ہارون علیہما السلام کے ایک کا ذکر دوسرے پر دال ہے جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ؎

فما ادری اذا یممت ارضا		اُرید الخیر ایھما یلینی	

یعنی جس وقت مین ارادہ کرتا ہون کسی زمین کا جاتا ہون خیر کو تو مین نہین جانتا ہون کہ کون سی اونمین کی مجہسے ملیگی خیر یا شر غرض یہ ہے چونکہ خیر و شر مین شدت ملازمت و مقاربت ہے اس لیے صرف خیر کا ذکر کیا اور ایہا مین دونون کی طرف ضمیر راجع کر دی بدون ذکر شر کے کیونکہ بسبب شدت ملازمت کے وہ بہی حکم مین مذکور کے ہے مجاہد نے کہا یہودی قریش کو امر کیا کہ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے کہین پس اللہ پاک نے فرمایا اولم یکفروا بما اوتی موسیٰ من قبل قالوا ساحران تظاہرا مجاہد نے کہا مراد حضرت موسیٰ و ہارون صلی اللہ علیہما وسلم ہین تظاہرا یعنی دونون نے باہم معاونت و مناصرت کی ہے اور اون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی تصدیق کی ہے اسی کے قائل ہین سعید بن جبیر و ابو رزین ساحران کی تفسیر مین کہ مراد حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام ہین یہ قول جید و قوی ہے واللہ اعلم مسلم بن بشار نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے

سلہ کیا تو آیا ہے کہ ہم کو پھیر دے اوس سے جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادے اور تم دونون کو سرداری ہووے ملک مین اور ہم نہین تمکو ماننے والے ۱۲

سلہ پھر جھٹلایا اون دونون کو پھر ہو گئے ہلاک شدہ لوگون مین ۱۲

کہ اون کی مراد ساحران سے حضرت موسی اور حضور محمد صلی اللہ علیہما وسلم ہین اور یہ روایت
ہے حضرت حسن بصری کی حضرت حسن و قتادہ نے کہا کہ مراد حضرت عیسی اور حضرت محمد
صلی اللہ علیہما وسلم ہین اس قول مین بُعد ہے اس واسطے کہ اس جگہ حضرت عیسی کا ذکر
نہین ہوا ہے واللہ اعلم رہے وہ لوگ جنہون نے سحران تظاہرا پڑہا ہے سو علی بن ابی طلحہ
و عوفی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ مراد اون کی توریت و قرآن
ہین اسی طرح عاصم جندی و سدی و عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہا ہے سدی نے کہا
یعنی اونمین سی ہر ایک نے دوسرے کی تصدیق کی ہے عکرمہ نے کہا کہ مراد توریت
و انجیل ہین ابو زرعہ سے بھی یہ ایک روایت ہے ابن جریر نے اس کو اختیار کیا ہے
ضحاک و قتادہ نے کہا کہ انجیل و قرآن ہین واللہ سبحانہ و تعالی اعلم بالصواب بنابر
قرأت سحران ظاہر یہ ہے کہ مراد توریت و قرآن ہین اس لیے کہ بعد اوس کے یون فرمایا
ہے قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدی منھما اتبعہ اللہ پاک درمیان
توریت و قرآن کے بہت قران فرماتا ہی جس طرح کہ اس آیت مین ہے قل من انزل
الکتاب الذی جاء بہ موسی نورا و ھدی للناس یہان تک کہ فرمایا وھذا
کتاب انزلناہ مبارک اور آخر سورت مین فرمایا ہے ثم آتینا موسی الکتاب تماما
علی الذی احسن الایہ اور فرمایا وھذا کتاب انزلناہ مبارک فاتبعوہ
واتقوا لعلکم ترحمون اور جن نے کہا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسی
مصدقا لما بین یدیہ اور ورقہ بن نوفل نے کہا ھذا الناموس الذی انزل
علی موسی ارباب دانش و بینش کو بضرورت و بداہت یہ بات معلوم ہی کہ اللہ پاک نے
جو متعدد کتابین اپنے انبیا پر نازل فرمائی ہین اون مین کوئی کتاب آسمان سے نازل
نہین کی کہ اکمل و اشمل و افصح و اعظم و اشرف ہو اوس کتاب سے جو حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر نازل کی گئی یعنی قرآن شریف اور بعد اوس کے شرف و عظمت مین وہ کتاب ہے
جو موسی بن عمران علیہ السلام پر نازل فرمائی یہ وہی کتاب ہے جس کے حق مین اللہ پاک
نے فرمایا ہے انا انزلنا التوراۃ فیہ ھدی و نور یحکم بھا النبیون الذین

کس نے اوتاری وہ کتاب جو موسی لایا روشنی اور ہدایت لوگون کی ۱۲ اور ایک یہ کتاب ہی کہ ہمنے اوتاری برکت کی ۱۲ پہر دی ہمنے موسی کو کتاب پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور رحمت شاید وہ لوگ اپنے رب کا منا یقین کرین ۱۲ اور ایک یہ کتاب ہی کہ ہمنے اوتاری برکت کی سو اسپر چلو اور پرہیزگار ہو شاید تم پر رحم ہو ۱۲ ہمنے موسی کو ایک کتاب دی اور پوری کی موسی کے بعد سچا کرتی سب کتابون کو پہلی ہمنے اوتاری توراۃ اون مین ہدایت اور روشنی اور پہر چلتے رہے پیغمبر جو تابعدار تھے یہودیون کو اور درویش اور عالم اس واسطے کہ نگہبان

ٹھہرائے تھے اسکی کتاب پر اور اسکی خبردار ۱۲

سلموا للذین هادوا والربانیون والاحبار بما استحفظوا من کتاب اللہ
وکانوا علیہ شہداء اور انجیل جو نازل کی گئی سو ستم واسطے توریت کے اور حلال کرنیوالی
بعض اشیا کی جو بنی اسرائیل پر حرام کی گئی تہین اور اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا قل
فاتوا بکتاب من عند اللہ ہو اہدی منہما اتبعہ ان کنتم صادقین یعنی اگر ہو تم سچے
اوس باطل مین جس کے ساتہہ تم حق کی مرافعت اور اوس کا معارضہ کرتے ہو اللہ پاک
فرماتا ہے فان لم یستجیبوا لک یعنی پہر اگر وہ جواب نہ دین تجھکو اوس بات کا جو تو نے
اون سے کہی ہے اور حق کا اتباع نکرین فاعلم انما یتبعون اہواءہم تو تو جان لے
کہ وہ یہی پیروی کرتے ہین اپنی خواہشون کی بدون دلیل وحجت کے ومن اضل
ممن اتبع ہواہ بغیر ہدی من اللہ یعنی اوس سے بڑہکر کون گمراہ جو پیروی
کرے اپنی خواہش کی بغیر حجت کے جو ماخوذ ہو اللہ کی کتاب سے قولہ تعالی ولقد
وصلنا لہم القول مجاہد نے کہا فصلنا سدی نے کہا بینا لہم القول یعنی تفصیل کی ہم نے
یا بیان کی ہم نے واسطے اون کے بات قتادہ نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے تو اون کو خبر
دے کہ اوس نے کیسا کیا اگلے لوگون کے ساتہہ اور کیسا کرنیوالا ہے لعلہم یتذکرون
مجاہد وغیرہ نے کہا کہ وصلنا لہم کی ضمیر سے مراد قریش ہین ظاہر قول یہی ہے لیکن حماد بن
سلمہ نے عن عمرو بن دینار عن یحیی بن جعدہ عن رفاعہ روایت کیا ہے یہ رفاعہ ابن قرظہ القرظی
ہے ابن مندہ نے اس کو رفاعہ بن شموال قرار دیا ہے صفیہ بنت حیی کا ماموں یہ وہ شخص
ہے جس نے تمیمہ بنت وہب کو طلاق دیا جس سے بعد اوس کے عبدالرحمن بن زبیر بن باطا
نے بیاہ کیا ابن اثیر نے اسی طرح ذکر کیا ہے غرضکہ رفاعہ نے کہا کہ ولقد وصلنا لہم القول اس
آدمیون مین نازل ہوئی ہے ایک اون مین کا مین ہون رواہ ابن جریر وابن
ابی حاتم من حدیثہ ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے پہر جب آیا
مکے والون کے پاس حق اللہ کے نزدیک سے یعنی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اور قرآن شریف جو آپ پر نازل ہوا تو براہ تعنت وسرکشی اور باطل کے ساتہہ جہگڑنے کے
بولے کیون نہین دیا گیا یہ رسول مثل اون نشانیون کے جو موسی علیہ السلام کو دی گئین

جیسی عصا و ید بیضا وغیرہ یا توریت شریف جو یکبارگی پوری نازل ہوئی اللہ پاک نے
اس کا یہ جواب ارشاد فرمایا کیا نہین منکر ہو کے اوس شی کے جو موسی کو دی گئی
قبل اس قول کے یا قبل ظہور حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنے
یہ ہین کہ اونہون نے انکار کیا موسی علیہ السلام کی نشانیون کا جیسے انکار کیا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی آیتون کا اس لیے کہ اونہون نے یون کہا ساحران تظاھرا یہ جملہ
مستانفہ ہے اون کے کفر و عناد کی تقریر کے واسطے لایا گیا ہے مراد ساحران سے حضرت
موسی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہا وسلم ہین تظاہر بمعنی تعاون ہے یعنی سحر پر باہم ایک
نے دوسرے کی مدد کی ہے ضمیر اولم یکفروا مین راجع ہے طرف قریش کے کسی نے
کہا یہود کے پہلا قول اولیٰ ہے اس لیے کہ یہود موسی علیہ السلام کو موصوف بسحر نہین
کرتے ہین اس کے ساتھہ تو کفار قریش اور اون کی امثال ہی موصوف کرتے ہین
مگر ہان وہ لوگ جو موسی علیہ السلام کی نبوت کا انکار کرتے ہین جیسے فرعون اور اوسکی
قوم کیونکہ انہون نے حضرت موسی و ہارون علیہما السلام کو موصوف بسحر کیا ہے لیکن تمام
لوگ یہود مین سے نہین ہین ممکن ہے کہ ضمیر راجع ہو طرف اون لوگون کے جنہون نے
موسی علیہ السلام کا انکار کیا اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منکر ہوئے کیونکہ موسی
علیہ السلام کے منکرون نے اون کو موصوف بسحر کیا ہے اور اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے منکرون نی آپ کا وصف بسحر کیا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کیا نہین انکار
کیا اون یہودیون نے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت مین تھے حضرت عیسی
وحضرت محمد علیہما الصلوۃ والسلام کی بشارت کا جو موسی علیہ السلام کو ملی تھی آپ سے
قبل جمہور نے ساحران پڑہا ہے اور کوفیون نے سحران مراد توریت و قرآن ہے کسی نے
کہا انجیل و قرآن اول قول فراء کا ہے اور دوسرا ابو زید کا کسی نے کہا کہ ضمیر اولم یکفروا
کی راجع ہے طرف یہود کے مراد اون کی ساحران سے حضرت عیسیٰ اور حضور محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہما وسلم ہین حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ اہل کتاب ہین وقالوا
انا بکل کافرون یعنی بولے ہم تو ہر ایک کے منکر ہین حضرت موسی و حضرت محمد مصطفے

صلی اللہ علیہا وسلم سے یا حضرت موسی وحضرت ہارون سی یا حضرت موسی وعیسیٰ سے
یا حضرت عیسیٰ وحضرت محمد سے بنا بر اختلاف اقوال یہ جمہور کی قرارت پر ہے رہی دوسری
قراءت سو اوس کی بنا پر مراد توریت وقرآن سے ہے یا انجیل وقرآن اول جملے مین جو دو
پیمبون کو یا دو کتابون کو موصوف بسحر کیا ہے سو اس جملی مین اوس کی تقریر وتاکید ہے پھر
اللہ پاک نے اپنے نبی کریم کو امر کیا کہ اون سی ایک ایسی بات کہدین جس سی اون کا عجز
ظاہر ہو جائی پس ارشاد فرمایا قُلْ الآیہ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اون سے کہدی
جبکہ تم ان دو کتابون پر ایمان نہ لائے اور اون کے حق مین تم نے کہا جو کچھ کہا تو اب تم
کوئی کتاب لاؤ اللہ کے پاس سی جو ہدایت خلق مین توریت وقرآن سے زیادہ تر واضح
وظاہر ودبین ہو مین اوس کا اتباع کرونگا اتبعہ جواب ہے امر کا جمہور قرار دنے اسی بنا پر
اوس کو جزم دیا ہے زید بن علی نے برفع پڑہا ہے بنا بر استیناف یعنی پھر اگر تم اوسکو لاؤ گے
تو مین اوس کا اتباع کرونگا فراء نے کہا کہ اس قرارت کی بنا پر وہ صفت ہے کتاب کی
اس کلام مین اون کے ساتھ تہکم وتخریہ ہے اور نیز اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ
کوفیون کی قرارت قوی تر ہے جمہور کی قرارت سے کیونکہ کلام رجوع ہوا ہے طرف
کتابون کے نہ طرف رسولون کے ان کنتم صادقین یعنی اگر ہو تم سچے اوس
بات مین جس کے ساتھ تم نے رسولون کا وصف کیا ہے یا کتابون کا فان لم یستجیبوا
لک یعنی پھر اگر وہ نکرین اوس بات کو جس کی اون کو تکلیف دی ہے کہ کوئی ایسی
کتاب لاؤ جو ہدایت مین دونون کتابون سے بڑہکر ہو یہ مثل اس آیت کے ہے فان
لم تفعلوا کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ پھر اگر وہ تیرا کہا نہ مانین یا ہین یہ معنی کہ جو شے تو لیکر
آیا ہے اوسپر ایمان لائین جواب شرط کا فاعلم انما یتبعون اھواءھم ہے
یعنی تو تو جان لے کہ وہ جو پیروی کرتے ہین سو اپنے آراء زائغہ کی جو کہ حق سے مائل
ہین اور اپنے احتمالات زائغہ کے بدون حجت وبرہان کے مطلب یہ ہے کہ جن امور کو
اپنے ذہن مین اچھا سمجھ رکھا ہے اور نفس الامر مین وہ ناسزا اور کھوٹی بیکار ہین اونہین کے
پیرو ہوتے ہین کلمہ انما آلہ حصر ہے اس لیے یعنی ہوے کہ اس باب مین اونکے واسطے

کوئی مستند و متمسک یعنی سند و دستاویز نہین ہے کہ اوس سی تمسک کرین صرف اون کے
لیے محض اون کی خواہش فاسد ہے یستجیبوا لک کا مفعول محذوف ہے ای دعاءک
الی الاتیان بالکتاب الاٰتی حذف کی دو وجہین ہین ایک یہ ہے کہ وہ معلوم ہے کیونکہ
استجاب یعنی اجابت ہے اور یہ ضرور مقتضی دعا کا ہوتا ہے اور اوس کی طرف متعدی
ہوتا ہے اگر کوئی کہے کہ یہان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دعا کہان ہے
تو اس کا یہ جواب ہے کہ آپ کا اون کو یہ امر کرنا کہ فاتوا بکتاب من عند اللہ یہی دعا ہے
کیونکہ امر آمادہ کرنا ہے فعل پر اور بلانا ہے طرف اوس کے دوسری وجہ یہ ہے کہ فعل
استجابۃ خود متعدی ہوتا ہے طرف دعا کے تو یون بولتے ہین استجاب دعاءہٗ اور بحرف
لام متعدی ہوتا ہے طرف داعی کے تو یون کہتے ہین استجاب لہ تہر جب داعی کی طرف
متعدی ہوتا ہے جیسا کہ اس آیت مین ہے تو دعا غالبًا محذوف ہوتی ہے استجاب لہٗ دعاءہٗ
نہین بولتے مگر نادر پس آیت مین بہی واسطی اتباع عرف غالب کے دعا حذف کر دیگئی
ہے یعنی پہر اگر وہ جواب نہ دین تجہکو تیرے بلانے کا اوس بات مین جس کی طرف تو
اون کو بلاتا ہے اور توریت و انجیل و فرقان کے مثل نہ لائین تو تو جان رکھہ کہ وہ
یہی پیروی کرتے ہین اپنی اہواؤں کی اور جس کفر کا اونہون نے ارتکاب کیا ہے اوس مین
اون کے لیے کوئی حجت و برہان نہین ہے اب جو اونہون نے اپنی ہوی کو ہدی پر
اختیار کیا تو اللہ پاک نے اسپر اون کی مذمت فرمائی اور یہ ارشاد کیا ومن اضل ممن
اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ استفہام انکاری بمعنی نفی ہے یعنی اوس سے
بڑہکر کوئی گمراہ نہین ہے جو کہ اپنی ہوا کی پیروی کرتا ہے بلکہ وہی فرد کامل ہے گمراہی مین
بغیر ہدی من اللہ موضع حال مین ہے واسطی تاکید کے کیونکہ ہوا سے نفس بغیر ہدی من اللہ
ہوتی ہے یا واسطے تقیید کے ہے اس واسطے کہ ہوای نفس کبہی موافق حق کے ہوتی
ہے سو اس قید سے ہوائے مخالف حق کو خارج کر دیا بالجملہ حضرت شیخ زادہ رضی اللہ عنہ
زیر تفسیر آیۂ کریمہ فرماتے ہین وہذا من اعظم الدلائل علی فساد التقلید انہ لابد من الحجۃ والاستدلال
ان اللہ لا یہدی القوم الظالمین یعنی جو لوگ ظالمین نفوس ہین باین طور کہ کفر کرتے

ہین انبیا ر اللہ کو جھٹلاتے ہین اللہ پاک کی آیتون سے منہ موڑتے ہین بیشک اللہ پاک
ایسی لوگون کو ہدایت نہین کرتا ہے ولقد وصلنا الھم القول جمہور نے تشدید صاد
اور حضرت حسن نے تخفیف پڑہا ہے معنی یہ ہین کہ اتبعنا بعضہ بعضًا یعنی ہم بعض قول کو
بعض کے پیچھے لائے اور ایک رسول کو بعد رسول کے مبعوث کیا مطلب یہ ہے کہ پند
و نصیحت کو اور رسولون کو یکی بعد دیگرے لاتے رہے ابو عبیدہ و اخفش نے کہا وصلنا بمعنی
اتممنا ہے ابن عیینہ و سدی نے کہا بمعنی بینا ابن زید نے کہا کہ ملائی ہم نے واسطے اون کے
خیر دنیا کی ساتھ خیر آخرت کے یہان تک کہ گویا اونہون نے آخرت کا معاینہ کر لیا دنیا مین
قول اول اولیٰ ہے قرأت جمہور کی یا تو ماخوذ ہے وصل حبال سے کہ بعض رسی بعض کے
ساتھ ملائی جاتی ہے تاکہ محکم و مضبوط ہو یا یہ معنی ہین کہ کیا ہم نے قول کو اوصال یعنی انواع
و اقسام معانی کے یہ قول مجاہد کا ہے ابو السعود نے کہا کہ کیا ہم نے اوس کو متنوع وعد و وعید
و قصص و عبر و مواعظ و نصائح قاضی نے کہا تابع کیا ہم نے اوس کے بعض کو بعض کا نازل
کرنے مین تاکہ تذکیر متصل ہو جائے یا نظم مین تاکہ دعوت ثابت ہو جاے ساتھ حجت کے
اور مواعظ ساتھ مواعید کے اور نصائح ساتھ عبرتون کے اسنے ضمیر لہم کی راجع ہے طرف
قریش کے یا طرف یہود کے یا جمیع کے لعلھم یتذکرون یعنی یہ سب اس واسطے کیا
کہ شاید وہ دہیان مین لائین تو یہ دہیان مین لانا سبب ہو جائے اون کے ایمان کا
اس خوف سے کہ جو عذاب اون سے اگلون پر نازل ہوا ہے وہی اون پر نازل ہو الذین

النصف

اٰتینٰھم الکتاب من قبلہ ھم بہ یومنون ۝ واذا یتلیٰ علیھم قالوا اٰمنا بہ
انہ الحق من ربنا انا کنا من قبلہ مسلمین ۝ اولئک یؤتون اجرھم مرتین
بما صبروا ویدرؤن بالحسنۃ السیئۃ ومما رزقنٰھم ینفقون ۝ واذا
سمعوا اللغو اعرضوا عنہ وقالوا لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلم علیکم
لا نبتغی الجاھلین ۝ جن کو ہم نے دی ہے کتاب اس سے پہلے وہ اس کو یقین کرتے
ہین اور جب اون کو سنائیے کہین ہم یقین لائے اسپر یہی ہے ٹھیک ہمارے رب کا بھیجا
ہم ہین اس سے پہلے کے حکم بردار وہ لوگ پاوین گے اپنا حق دوہرا اسپر کہ ٹھیرے رہے

اور بھلائی دیتی ہین برائی کے جواب مین اور ہمارا دیا کچھ خرچ کرتے ہین اور جب سنین نکمی باتین اوس سے کنارہ پکڑین اور کہین ہم کو ہمارے کام اور تم کو تمہارے کام سلامت رہو ہمکو نہین چاہیین بے سمجھ ف یہ حبشی کی نصارے تھے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سن کر یقین لائے اور جس جاہل سے توقع نہو کہ سمجھائے نہ سمجھ لے تو اوس سے کنارہ ہی بہتر ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سی علما و اولیاء اہل کتاب کے کہ وہ ایمان لاتے ہین قرآن پر کما قال تعالے الذین اٰتینٰھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ اولئک یومنون بہ وقال تعالی وان من اھل الکتاب لمن یومن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خاشعین للہ وقال تعالی ان الذین اوتوا الکتاب من قبلہ اذا یتلی علیھم یخرون للاذقان سجدا ویقولون سبحان ربنا ان کان وعد ربنا لمفعولا وقال تعالی ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا نصاری الی قولہ فاکتبنا مع الشاھدین سعید بن جبیر نے کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے قسیسین کے ستر آدمیون مین نجاشی نے اون کو بھیجا تھا پھر جس وقت وہ آئے پاس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تو آپ نے یٰسٓ والقرآن الحکیم اونپر پڑھا یہان تک کہ اوس کو ختم فرمایا پس وہ لوگ رونے لگے اور مسلمان ہوئے اور اونہین کے حق مین یہ دوسری آیت نازل ہوئی ہے الذین اٰتینٰھم الکتاب من قبلہ تا انا کنا من قبلہ مسلمین یعنی ہم تھے قبل اس قرآن کے توحید کرنے والے اخلاص کرنے والے واسطے اللہ کے اور اوس کے کہا ماننے والے اللہ پاک نے فرمایا اولئک یوتون اجرھم مرتین یعنی یہ لوگ جو متصف ہین ساتھ اس صفت کے جو کہ ایمان لائے پہلی کتاب پر پھر دوسری پر اور اسی لیے فرمایا باصبروا یعنی پاوین گے اپنا حق دوہرا اس سبب سے کہ اونہون نے صبر کیا حق کی پیروی کرنے پر اس لیے کہ ایسے امر کی مشقت اوٹھانا نفوس پر بہت دشوار ہوتا ہے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین شخص ہین کہ دیے جائین گے اپنا اجر دوہرا ایک

وہ آدمی اہل کتاب کا کہ ایمان لایا اپنے نبی پر پہر ایمان لایا مجہپر اور غلام مملوک کہ جس نے ادا کیا حق اللہ کا اور حق اپنے موالی کا اور وہ شخص جس کی ایک لونڈی تہی سو اوس نے اوس کو ادب سکہایا پہر اوس کی اچہی طرح تادیب کی پہر اوس کو آزاد کیا پہر اوس سے نکاح کرلیا رواہ فی الصحیح من حدیث عامر الشعبی عن ابی بردۃ عنہ امام احمد نے قاسم بن ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا بیشک مین تہا نیچے سواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ کے دن پس آپ نے ایک قول حسن جمیل فرمایا اور جو آپ نے فرمایا اوس مین یہ فرمایا کہ جو شخص اسلام لائے اہل کتابین سے تو واسطے اوس کے ہے اجر اوس کا دوہرا اور واسطے اوس کے ہے جو ہمارے واسطے ہے اور اوسپر ہے جو ہمپر ہے قولہ تعالے ویدرءون بالحسنۃ السیئۃ یعنی مقابلہ نہین کرتے ہین برائی پر اوس کے مثل کے بلکہ معاف کرتے ہین اور درگذر کرتے ہین ومما رزقناھم ینفقون یعنی اللہ پاک نے جو حلال رزق اون کو دیا ہے اوس مین سے خرچ کرتے ہین اللہ کی خلق پر نفقات واجبہ مین واسطے اپنے اہل وعیال واقارب کے اور زکوۃ فرض ومستحب مین منجملہ تطوعات وصدقات نفل وقربات کے واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنہ یعنی لچہی بات والون سے ملتے جلتے نہین ہین اور نہ اون سے خلط ملط رکہتے ہین بلکہ اون کا حال ایسا ہے جیسا اللہ پاک نے فرمایا ہے واذا مروا باللغو مروا کراما اور کہتے ہین لنا اعمالنا ولکم اعمالکم الآیہ یعنی جس وقت کوئی سفیہ واحمق اون پر سفاہت کرتا ہے اور ناحق اونسے اوجہتا ہے اور اون سے ایسی باتین کرتا ہے جن کا جواب دینا اون کی شان کے لائق نہین ہے تو اوس سے اعراض کرتے ہین اور اوس جیسی بری بات سے اوس کا مقابلہ نہین کرتے اون سے صادر نہین ہوتی مگر پاک صاف ستہری بات اسی لیے اللہ پاک نے اونکی طرف سے یہ بات نقل فرمائی ہے کہ وہ یون کہتے ہین لنا اعمالنا الآیہ یعنی ہم جاہلون کا طریق نہین چاہتے ہین نہ اوس کو دوست رکہتے ہین محمد بن اسحق نے سیرت مین کہا ہے پہر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپ مکے مین تیرہ برس مرد یا اس کے قریب انصاری جبکہ اون کو آپ کی خبر پونہچی حبشہ سے تو آپ کو مسجد مین پایا پس آپ کی طرف

لہ اور جب ہو نکلین کہیل کی باتون پر نکل جاوین بزرگی اکہکر ۱۲

بیٹھ گئے پھر آپ سے باتین کین اور سوال کیے اور کچھ لوگ قریش اپنی مجلسون مین سے
گرد کعبے کے نصرانیون نی جس بات کے پوچھنے کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
ارادہ کیا تھا جب اوس سی فارغ ہو چکے تو آپ نے اون کو اللہ تعالی کی طرف بلایا اور
اون پر قرآن شریف پڑھا پس جب اونہون نے قرآن شریف سنا تو اون کی آنکھین بھر آئین
آنسوؤن سے پھر اونہون نی اللہ کا کہا مانا اور اوسپر ایمان لائے اور اوس کی تصدیق کی
اور اوس کا حال جو اون کی کتاب مین اون کے واسطے بیان کیا جاتا تھا اوسکو اوس سے
پہچان لیا پھر جب وہ آپ کے پاس سے کھڑے ہوئے تو ابوجہل بن ہشام قریش کی ایک
جماعت مین اون کے سامنے آیا پھر اونسے کہا خیبکم اللہ من رکب بعثکم من وراءکم من اہل
دینکم نزتا دون لھم لتا تو ہم بخبر الرجل فلم تطمئن مجالسکم عنہ حتی فارقتم دینکم وصدقتموہ فیما قال
ما نعلم رکبا احمق منکم او کما قالوا لھم فقالوا لھم سلام علیکم لا نجاہلکم لنا ما نحن علیہ ولکم ما انتم علیہ
فرمال اللہ فسا خیرا یعنی نا امید کرے اللہ تمہارے قافلے کو تمہارے اہل دین جو تمہارے
پیچھے ہین اونہون نے تو تم کو بھیجا کہ تم اون کے واسطے جستجو کرو تاکہ اس شخص کی خبر اونکے
پاس لیجاؤ سو ابھی تمہاری مجلسون نے اوس کے پاس جاؤ نہین پکڑا ابھی جم کر نہین بیٹھے
یہان تک کہ تم نے اپنے دین سے مفارقت کی اوس کو چھوڑ ہی بیٹھے اور اوس کے
تصدیق ہی کرلی اوس بات مین جو اونسے کہدی ہم نہین جانتے ہین کہ کوئی قافلہ
تم سے بڑھکر بے وقوف ہو یہ لفظ ہین یا جیسا اونہون نے اون سے کہا ہو پس نصرانیون
نے قریش سے کہا تم کو سلام ہے ہم تمہارے ساتھ ہلکا پن نہین کرتے ہم جس حال پر ہین وہ
تمہارے واسطے ہے اور تم جس حالت پر ہو وہ تمہارے واسطے ہے ہم نے تو اپنی جانون
کی خیر و بھلائی مین کسی طرح کا قصور و فتور نہین کیا ابن اسحاق نے کہا کہتے ہین کہ یہ گروہ
نصاری کا نجران والون مین سے تھا اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ کون سا تھا یعنی حبشی کا تھا
یا نجران کا کہا اور کہتے ہین واللہ اعلم کہ اونہین کے حق مین یہ آیتین نازل ہوئی ہین الذین
آتینا ہم الکتاب الخ اونہین کہا میں نے زہری سے ان آیتون کا پوچھا کہ کن لوگون کے بارے
مین اوتری ہین تو کہا مجھ سے ہمارے علما سے سنا ہے رہا ہون کہ نجاشی اور اوس کے

اصحاب کے حق مین نازل ہوئی ہین اور وہ آیتین جو سورۂ مائدہ مین ہین ذلک بان منہم قسیسین ورہبانا الی قولہ فاکتبنا مع الشاہدین ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ من قبلہ کی ضمیر راجع ہے طرف قرآن کے اور موصول مبتدا ہے خبر اوس کی ہم یومنون ہے اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ ایک طائفہ بنی اسرائیل کا قرآن پر ایمان لایا جیسی عبداللہ بن سلام اور باقی لوگ جو اہل کتاب سے مسلمان ہوئے کسی نے کہا کہ ضمیر من قبلہ کی راجع ہے طرف حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول اول اولی ہے اور ضمیر ہم بہ کی راجع ہے طرف قرآن کے بنا بر قول اول اور طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بنا بر قول ثانی ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ مراد وہ لوگ ہین جو ایمان لائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اہل کتاب سے خازن نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اسّی آدمیون مین نازل ہوئی ہے چالیس تو نجران کے اور بتیس حبشہ کے اور آٹھ شام کے واللہ اعلم واذا یتلی علیہم قالوا امنا بہ یعنی جس وقت قرآن شریف اون پر پڑھا جاتا ہے تو کہتے ہین کہ ہم نے اوس کی تصدیق کی جملۂ انہ الحق من ربنا مستانفہ ہے جو شی اون کے ایمان کی موجب ہوئی ہے اوس کے بیان کے واسطے لایا گیا ہے یعنی بیشک قرآن وہ حق ہے جس کو ہم پہچانتے ہین اوتارا گیا ہے طرف سے ہمارے رب کے جملۂ انا کنا من قبلہ مسلمین استیناف دیگر ہے غرض اوس سے اس بات کا بتانا ہے کہ ایمان اون کا قرآن پر اس قسم سے نہین ہے کہ اوس وقت اونہون نے اوس کا احداث کیا وہ تو ایک امر قدیم ہے اس لیے کہ اونہون نے اوسکا ذکر اگلی کتابون مین دیکھا ہے اور اس امر کا کہ وہ دین اسلام پر ہین قبل نزول قرآن کے یا قبل تلاوت قرآن کے اس لیے کہ وہ اوس کی صحت کے معتقد تھے فی الجملہ کذا ذکر القاضی فتحین کا لفظ یہ ہے کہ ہم اخلاص کرنے والے تھے واسطے اللہ کے ساتھ توحید کے یا ایمان لانے والے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور اوس شے پر جس کو وہ لائے اس لیے کہ ہم جانتے ہین اون کے ذکر کو توریت و انجیل مین اون مین اون کی خوشخبری دی ہے اور وہ آخر زمانے مین مبعوث ہون گے اور اونپر قرآن نازل ہوگا

اولئك يوتون اجرهم مرتين بما صبروا مرتين منصوب ہے بنا بر مصدر اور حرف با
مصدریہ ہے اور حرف با متعلق ہے یوتون سی یا نفس اجر سے کذا ذکرہ السمین فتحین مین کہا
ہے کہ سببیہ ہے یعنی یہ لوگ جو موصوف ہین ساتھہ ان صفتون کے دیے جاوینگے اپنا
اجر دوہرا بسبب اون کے صبر و ثبات کے ایمان پر ساتھہ کتاب اول کے اور کتاب ثانی
کے اور ساتھہ نبی اول کے اور نبی ثانی کے یا اس لیے کہ دونون کتابون پر عمل کیا یا اس
لیے کہ قرآن شریف کے ساتھہ ایمان لانے پر جمے رہے قبل اوس کے نزول کے اور
بعد اوس کے نزول کی یا اس واسطے کہ اونہون نے صبر کیا مشرکون کی اور اہل کتاب کی
ایذا پر اور اون لوگون کی جنہون نے اون کے ساتھہ عداوت کی اون کی اہل دین مین سے
ویدرؤن بالحسنة السيئة درء کہتے ہین دفع کو یعنی برداشت اور اچھی بات کرکے دفع کرتے
ہین اوس ایذا کو جو اون کو پہنچتی ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ دفع کرتے ہین طاعت کے
ساتھہ معصیت کو یا توبہ و استغفار کے ساتھہ گناہون کو یا لا الہ الا اللہ کی شہادت کے ساتھہ
شرک کو ومما رزقناهم ينفقون یعنی جو کچھہ ہم نے اون کو دیا اوسمین سے خرچ کرتے ہین
اپنے مال طاعات مین اور اوس شی مین جس کا شارع نے امر کیا ہے پھر اللہ پاک نے
اون کی یہ مدح کی کہ لغو سے اعراض کرتے ہین پس فرمایا واذا سمعوا اللغو اعرضوا عنه یعنی جب
لغو سنتے ہین تو کرم و تنزہ کرکے اور آداب شرع کے ساتھہ متادب ہوکر اوس سے اعراض
کرتے ہین اس جگہہ لغو سے مراد یہ ہے کہ مشرک لوگ جو اون کو اور اون کے دین کو گالیان
دیتے ہین اور اون سے مسخراپن کرتے ہین سو اس سب کو سن کر درگذر کرتے ہین اور کہتے
ہین لنا اعمالنا ولكم اعمالكم یعنی تمہارے کفر کے ضرر سے نہ کچھہ ہم کو لاحق ہوتا ہے
نہ ہمارے ایمان کے نفع سے تمکو کچھہ لاحق ہوتا ہے سلام عليكم اس سلام سے مراد
سلام تحیت نہین ہے اس سے مراد سلام متارکت ہے اور سلام اعراض و فراق ہے معنی یہ ہین کہ
ہماری طرف سے تم کو امن و سلامت ہے ہم نہ تم کو جواب دیتے ہین نہ جس حال مین تم ہو اوسمین
تم سے لڑتے ہین اور نہ تمہارے لغو کا لغو سے مقابلہ کرتے ہین زجاج نے کہا یہ آیت
قبل امر بالقتال کے ہے لا نبتغي الجاهلين کا یہ مطلب ہے کہ ہم جاہلون کی صحبت طلب

نہین کرتے ہین مقاتل نے کہا ہم نہین چاہتے ہین کہ ہم جہل و سفہ والون سے ہون
کلبی نے کہا ہم دوست نہین رکھتے ہین تمہارے دین کو جسپر تم ہو انک لا تھدی
من احببت ولکن اللہ یھدی من یشآء وھو اعلم بالمھتدین ۝ وقالوآ
ان نتبع الھدی معک نتخطف من ارضنا اولم نمکن لھم حرما امنا
یجبی الیہ ثمرات کل شیٔ رزقا من لدنا ولکن اکثرھم لا یعلمون ۝ تو راہ پر
نہین لاتا جس کو چاہے پر اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ
پر آوین گے اور کہنے لگے اگر ہم راہ پکڑین تیرے ساتھ اچکے جاوین اپنے ملک سے
کیا ہم نے جگہ نہین دی اون کو ادب کے مکان مین پناہ کے کھنچے آتے ہین اس طرف
میوے ہر چیز کے روزی ہماری طرف سے پر بہت اونمین سے سمجھ نہین رکھتے ف
حضرتؐ نے اپنے چچا واسطے سعی کی کہ مرتے وقت کلمہ ہی کہے اوس نے قبول نہین کیا
اوسپر یہ آیت اوتری ف یہ مکے کے لوگ کہنے لگے کہ ہم مسلمان ہون تو یہ سارے
عرب ہم سے دشمنی کرین اللہ نے فرمایا اب اون کی دشمنی سے کس کی پناہ مین بیٹھے ہو
یہی حرم کا ادب وہی اللہ جب بھی پناہ دینے والا ہے انتہے ف حافظ ابن کثیر
رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے تو
راہ پر نہین لاتا جس کو چاہے یعنی راہ پر لانا تیری طرف نہین ہے تجھ پر تو پونچا دینا ہے اللہ
راہ پر لاتا ہے جس کو چاہتا ہے حکمت بالغہ وحجت قاطعہ اوسی کے واسطے ہے جیسا کہ اللہ
پاک نے فرمایا ہے لیس علیک ھدٰھم ولکن اللہ یھدی من یشاء وقال تعالی
وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین اور یہ آیت اس سب سے اخص ہے
کیونکہ اللہ پاک یون فرماتا ہے انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی
من یشاء وھو اعلم بالمھتدین یعنی اللہ پاک ہی خوب جانتا ہے اوس شخص کو
جو ہدایت کا مستحق ہے اوسی جو غوایت و گمراہی کا مستحق ہے صحیحین مین ثابت
ہوا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین ابو طالب عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے ابو طالب آپ کو گھیرے رکھتے حفاظت کیا کرتے آپ کی مدد کرتے آپ کے حق مین

سلہ ۱۲ اونکو راہ پر لانا لیکن اللہ راہ پر لاوے جس کو چاہے ۱۲ سلہ اور انمین اکثر لوگ یقین لانے والے نہ ہوے اگرچہ تو للچاوے ۱۲

دشمنون سے لڑنے کو کھڑے ہوتے اور آپ کو بجب طبعی محبوب رکھتے تھے شرعی
حب سے دوست نہین رکھتے تھے پھر جب اون کو وفات حاضر ہوئی اور اون کی
اجل آپونچی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اون کو ایمان کی طرف بلایا اور اس
طرف دعوت کی کہ اسلام مین داخل ہون پس قدر نے اون کے حق مین سبقت کی اور
آپ کے ہاتھہ سے اون کو اوچک لیا تو اوسی کفر پر مستمر رہے جسپر وہ قائم تھے حکمت تامہ
اللہی کے واسطے ہے زہری نی کہا ہے حدیث کی سعید بن مسیب نے اپنے باپ
سے یعنی مسیب بن حزن مخزومی رضی اللہ عنہ کہا جس وقت حاضر ہوئی ابو طالب کو
وفات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اون کے پاس آئے سو اون کے نزدیک ابوجہل
بن ہشام وعبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ کو پایا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
یاعم قل لا الٰہ الا اللہ کلمۃ احاج لک بھا عند اللہ یعنی اے چچا
تو کہدے لا الہ الا اللہ کا کلمہ کہ مین جھگڑون واسطے تیرے بسبب اوس کے نزدیک اللہ
کے اسپر ابوجہل وعبداللہ بن ابی امیہ نے کہا ای ابو طالب کیا تو اعراض کرتا ہے عبدالمطلب
کی ملت سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کرتے رہے اوس کلمے کو اوس پر
اور وہ دونون وہی بات اوس کے واسطے اعادہ کرتے رہے یہان تک کہ آخر کلمہ جو اوسنے
کہا یہ تھا کہ ہو علی ملۃ عبدالمطلب اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا واللہ البتہ مین مغفرت مانگون گا واسطے تیرے جب تک کہ منع نکیا جاؤنگا
تجہہ سے پھر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ما کان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغفروا
للمشرکین ولو کانوا اولی قربیٰ اور ابو طالب کے حق مین یہ آیت اوتاری انک لا
تھدی الآیہ اخرجاہ من حدیث الزہری وھکذا رواہ مسلم فی صحیحہ
والترمذی من حدیث یزید بن کیسان عن ابی حازم عن ابی ھریرۃ
رضی اللہ عنہ کہا جب وفات حاضر ہوئی ابو طالب کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم اوس کے پاس تشریف لائے پھر فرمایا یاعماہ قل لا الٰہ الا اللہ اشھد لک بھا
یوم القیامۃ یعنی ای چچا تو کہدے لا الہ الا اللہ مین گواہی دونگا واسطے تیرے

ف مین پونہچی نبی
کو اور مسلمانون کو
کہ بخشش مانگے
مشرکون کی اور اگرچہ
وہ ہون ناتے والے

اوسکی روز قیامت کو تو ابو طالب نے کہا اگر نہ ہوتی یہ بات کہ قریش مجھکو اوس کے ساتھہ
عار دلائین گے کہین گے کہ نہین آمادہ کیا اوس کو اوسپر مگر موت کی گھبراہٹ نے تو
البتہ ٹھنڈی کرتا مین اوس سے تیری آنکھہ نہین کھونگا مین اوس کو مگر تا کہ ٹھنڈی کرون
اوس سے تیری آنکھہ اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی انک لا تھدی من
احببت الآیہ وقال الترمذی حسن غریب لا نعرفہ الا من حدیث یزید
بن کیسان ورواہ الامام احمد عن یحیی بن سعید القطان عن یزید بن
کیسان حدثنی ابو حازم عن ابی ھریرۃ فذکر بنحوہ اور اسی طرح حضرت
ابن عباس وابن عمر ومجاہد وشعبی وقتادہ نے کہا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق
مین ابو طالب کے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسپر یہ بات پیش فرمائی
کہ لا الہ الا اللہ کہے سو اوسنے آپ پر اس کا انکار کیا اور کہا اے میرے بھتیجے ملت اشیاخ
کے اور آخر قول جو کہا یہی ہو علی ملۃ عبد المطلب ابن ابی حاتم نے سعید بن ابی راشد
سے روایت کیا ہے کہا کہ قیصر کا قاصد میری طرف آیا کہا میری معیت مین قیصر نے ایک
خط لکھا ہے طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پس مین آپ کے پاس آیا پھر
مین نے وہ خط دیا تو آپ نے اوس کو اپنی گود مین رکھا پھر فرمایا ممن الرجل یعنی تو کس
قبیلے کا ہے مین نے کہا تنوخ کا فرمایا ہل لک فی دین ابیک ابراہیم الحنیفیۃ یعنی کیا تجھکو
رغبت ہے اپنے باپ ابراہیم کے دین مین جو کہ ملت حنیفیہ ہے مین نے کہا کہ مین تو
ایک قوم کا قاصد ہون اور اون کے دین پر ہون یہان تک کہ اون کی طرف لوٹ کر
جاؤن پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے اور اپنے اصحاب کی طرف نظر فرمائی اور
فرمایا انک لا تھدی من احببت ولکن اللہ یھدی من یشاء قولہ تعالی وقالوا ان نتبع الھدی الآیہ
یعنی جو ہدایت تو لیکر آیا ہے اگر ہم اوس کی پیروی کرین اور قبائل عرب مشرکین جو ہمارے
آس پاس ہین اون کے مخالف ہون تو ہم ڈرتے ہین اس سے کہ باہذا دو محاربہ وہ ہمارا
قصد کرین گے اور ہم کو اوچک لین گے یہان کہین ہم ہون اللہ پاک نے اون کو اس کا
یہ جواب دیا اولم نمکن لھم حرما امنا یعنی یہ عذر جو اونہون نے پیش کیا ہے کذب

و باطل ہے اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے تو اون کو بلد امین و حرم معظم آمن مین برکھا ہی جیسے وہ مقرر کی گئی ہے انہین اوصاف کے ساتھہ موصوف ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ یہ حرم اون کے واسطے امن دینے والا ہو اون کی حالت کفر و شرک مین اور اون کے لیے آمن ہو اس حال مین کہ وہ اسلام لائین اور حق کا اتباع کرین **یجبی الیہ ثمرات کل شیء** یعنی کھینچے لائے جاتے ہین طرف اوس کے میوے ہر چیز کے یعنی سارے میوے اوس کے آس پاس سے مراد طائف وغیرہ ہے اور اسی طرح متاجر و اسعار مطلب یہ ہے کہ جس طرح میوہ ہر طرف سے کھینچ کر وہان لایا جاتا ہے اسی طرح تجارت کا اسباب و سامان بھی ہر طرف سے لاتے ہین یا رزقا من لدنا ای من عندنا یعنی روزی ہے ہمارے پاس سی **ولکن اکثرھم لا یعلمون** لیکن بہت اونمین سے نہین جانتے ہین اسی لیے کہا جو کچھہ کہا[1] نسائی نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حارث بن عامر بن نوفل وہ شخص ہے جس نے کہا کہ ان نتبع الھدی الآیہ **فتح البیان** کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ تو راہ پر نہین لاتا اوس شخص کو جس کا راہ پر لانا تو چاہے لوگون مین سے اور یہ بات تیری طرف نہین ہے لیکن اللہ راہ پر لاتا ہے اوس شخص کو جس کا راہ پر لانا وہ چاہے اور وہ جانتا ہے اون لوگون کو جو قابل و مستعد لائق ہین واسطی راہ پر لانے کے زجاج نے کہا مفسرون نے اجماع کیا ہے اسپر کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے ابو طالب کے بارے مین اصول مین یہ بات قرار پا چکی ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا پس ابو طالب بدخول اولی اس مین داخل ہے آیت حجت ہے معتزلہ پر اس واسطے کہ وہ کہتے ہین کہ ہدایت بیان ہی ہے اللہ پاک نے سارے لوگون کو ہدایت کی لیکن وہ بسبب اپنی سوء اختیار کے راہ یاب نہوئے پس آیت دال ہے اس بات پر کہ وراء بیان کے ایک اور شی ہے جس کا نام ہدایت رکھا جاتا ہے اور وہ پیدا کرنا ہے اہتداد کا اور عطا کرنا ہے توفیق و قدرت کا قولہ تعالیٰ **وقالوا الآیہ** یعنی قریش کے مشرکون نے اور اون کے تابعین نے کہا ای محمدؐ اگر ہم تیرے دین مین داخل ہون اور اوسپر عمل کرین تو عرب لوگ ہم کو کھا جائین سے اوچک لین اور ہم بسرعت اوس سے

[1] قال النسائی انبانا الحسن بن محمد حدثنا حجاج عن ابن جریج اخبرنی ابن ابی ملیکۃ قال قال عمرو بن شعیب عن ابن عباس ولم یسمہ الخ ۱۲ منہ

دکھاڑ دیے جائین اور ہم کو اونکے مقابلے کی کسی طرح کی طاقت نہین ہے اون کے
اعذار باطلہ اور تعللات عاطلہ بہت ہین یہ عذر بھی منجملہ اونہین کے ہے تخطف اصل نہین
انتزاع بسرعت کو کہتے ہین جمہور نے تخطف کو بجزم پڑہا ہے اس بنا پر کہ جواب ہی شرط کا
مسقری نے برفع پڑہا ہے بنا بر استیناف پھر اللہ پاک نے اون پر رد کیا اور اوس کو استفہام
توبیخ و تقریع سے شروع فرمایا اور اون کے مونہہ مین پتھر کا لقمہ دیا پس ارشاد کیا
اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا ابو البقاء نے کہا ہے کہ تمکن کو متعدی بنفسہ اس لیے
کیا ہے کہ معنی مین تجعل کے ہے چنانچہ اس آیت مین اوس کی تصریح کی گئی ہے اَوَلَمْ يَرَوْا
اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا اور تمکن متعدی بنفسہ ہوتا ہے بدون اس کے کہ جعل کے
معنی کو متضمن کیا جائے کقولہ تعالے مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ آمن بمعنی مؤمن ہے
یعنی جو کوئی اوس مین داخل ہوتا ہے اوس کو امن دیا جاتا ہے یا فاعل بمعنی نسب ہے
ای ذا امن یا قبیل مجاز سے ہے اسناد مین ای آمنا اہلہ اسناد امن کا اہل حرم کی طرف
حقیقت ہے اور طرف حرم کے مجاز عقلی یہ بات معروف ہے کہ ہرن بھیڑیون سے
بیخوف ہوتے ہین حرم مین اور کبوتر چیل سے یعنی کیا نہین کر دیا ہم نے اون کو مکان
کو امن والا کہ اوس مین مامون و محفوظ رہتے ہین غارت و قتل سے بخلاف حوالی حرم کے
کہ وہان بعض عرب بعض کو لوٹتے مارتے ہین پھر اگر یہ وہم ہو کہ ما حرم مین امن تو ہے
لوٹ مار سے بیخوفی حاصل ہے لیکن اگر ہم مسلمان ہو جائین گے تو عرب لوگ مارے
دشمنی کے غلہ نہ لائین گے تو بھوکے مرین گے سو اللہ پاک نے اس وہم کے دور کرنے کو
حرم شریف کی ایک اور صفت بیان فرمائی کہ يُجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ یعنی
ایسی حرم آمن کہ مختلف قسم کے میوے مختلف زمینون سے اوس کی طرف جمع کیے جاتے
ہین شام و مصر و عراق و یمن سے اوس کی طرف کھینچ کر لاتے ہین یہان کل شیء سے
مراد کثرت ہے بطور مجاز کے جس طرح کہ اس آیت مین فرمایا ہے وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ
یعنی سلطنت کے محتاج الیہ اشیا بکثرت اوس کو دیے گئے تھے یہ مطلب نہین ہے کہ سارے
عالم کی چیزین اوس کو ملی تھین جمہور نے یجبی بیای تحتانی پڑہا ہے اس بنا پر کہ کل شیء

۱۵ کیا امن و سکینہ کی ہمسایہ کعبہ کی پناہ کی جگہ امن کی ۱۲
۱۶ اور ہمیشہ معتدور رہے ۱۲ معتدور نہین رہے ۱۲
۱۷ اور اوسکو ملی ہے سب پیچ ۱۲

کی تذکیر کا اعتبار کیا ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درمیان فعل کے اور ثمرات کی حائل موجود ہے تیسری یہ ہے کہ ثمرات کی تانیث حقیقی نہین ہے ابو عبیدہ نے بوجوہ مذکورہ اس قرادت کو اختیار کیا ہے اور نافع نے ثمرات کا اعتبار کرکے بتای فوقیہ پڑہا ہے نیز جمہور کی قراءت ثمرات بفتحتین ہے ابان نے بضمتین پڑہا ہے اس بنا پر کہ ثمر بضمتین کی جمع ہے اور کسی نے بفتح ثامی مثلثہ وسکون میم پڑہا ہے رزقا من لدنا منصوب ہے بنا بر مفعول مطلق اس واسطے کہ یجبی کے معنی نرزقہم ہین یہ بھی جائز ہے کہ مفعول لہ ہو فعل محذوف کا ای لنسوقہ الیہم رزقا یا حال ہے ای رازقین یعنی دیتے ہین ہم اون کو رزق دینے کر یا کہینچ لاتے ہین ہم اوس کو طرف اون کے واسطے رزق کے یا درانحال کہ ہم رزق دینے والے ہین اپنے پاس سے ولکن اکثرھم لا یعلمون یعنی ہم جو کچھ کہتے ہین اکثر اون کے اوس کو نہین جانتے ہین مارے فرط جہل و مزید غفلت کے اور بسبب عدم تفکر کے اپنے امر معاد و رشاد مین کیونکہ وہ اون لوگون مین سے ہین جن کے دلون پر اللہ پاک نے مہر لگادی ہے اور اون کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا ہے وکم اھلکنا من قریۃ بطرت معیشتھا ج فتلک مسٰکنھم لم تسکن من بعدھم الا قلیلا ط وکنا نحن الوارثین ٥ وما کان ربک مھلک القریٰ حتی یبعث فی امھا رسولا یتلوا علیھم اٰیٰتنا ج وما کنا مھلکی القریٰ الا واھلھا ظالمون ٥ اور کتنی کہپا دین ہم نے بستیان جو اترا اچکی تھین اپنی گذران مین اب یہ ہین اون کے گہر بسے نہین اون کے پیچھے مگر تھوڑے اور ہم ہین آخر سب لینے والے اور تیرا رب نہین کہپانے والا بستیون کو جب تک نہ بہیج لے اون کی بڑی بستی مین کسی کو پیغام دیکر جو سناوے اون کو ہماری باتین اور ہم نہین کہپانے والے بستیون کو مگر جبکہ وہان کے لوگ گنہگار ہون انتہے ف اللہ پاک اس قول مین اہل مکہ کو تعریض فرماتا ہے کہ ہم نے بہت سی بستیان کہپا دین جنہون نے سرکشی کی اور اترائین اور جو رزق و روزی اللہ پاک نے اون کو عطا کی تھی اوس مین اللہ پاک کی نعمت کا کفران کیا جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے وضرب اللہ مثلا قریۃ کانت اٰمنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا

ف اور بتائی اللہ نے کہاوت ایک بستی کی چین اس کی کھاتی آتی تھی اوسکو روزی فراغت کی ہر جگہ سے پہر ناشکری کی اللہ کے احسان کی پہر چکہایا اوسکو اوس مزہ کا اوڑہنے تن سکہانی بہوکہ اور ڈر پر لاوے کرتوتون اوسکو پہنچا سوال اون ہی مین کا پیغمبر اوسکو جھوٹا پہر پکڑا اونکو عذاب نے سنہ اوڑہ گنہگار رہتے ۱۲

رغدا من کل مکان الی قولہ فاخذھم العذاب وھم ظالمون اور اسی لیئے
اس جگہہ یہہ فرمایا فتلک مساکنھم لم تسکن من بعدھم الا قلیلا یعنی عذاب
نے اون کو آپکڑا تو اون کے گہر خالی ہو گئے اب صرف اون کے گہر دکہائی دیتے ہین
قولہ تعالی وکنا نحن الوارثین یعنی وہ گہر بعد آبادی کے اوجاڑ ہو گئے خالی ویران
پڑے ہین کوئی بسیا اون مین نہین رہا ابن ابی حاتم نے اس جگہہ ذکر کیا ہے کہ حضرت
ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کعب کو سنا کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُلو کی مادہ سے کہا تجہے کیا ہے کہ تو کہیتی کو نہین کہاتی ہے
وہ بولی اس لیے کہ آدم بسبب اوس کے جنت سے نکالے گئے فرمایا پہر تجہے کیا ہے کہ تو
پانی نہین پیتی ہے کہا اس واسطے کہ اللہ نے قوم نوح کو اوس سے ڈبایا ہے فرمایا پہر تجہے کیا ہے
کہ تو ٹہکانا نہین پکڑتی ہے مگر طرف اوجاڑ کے کہا اس واسطے کہ وہ میراث ہے اللہ تعالے
کی پہر یہہ آیت پڑہی وکنا نحن الوارثین ۵

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت		بوم نوبت می زند بر گنبد افراسیاب	

پہر اللہ پاک نے خبر دی اپنے عدل کی اور اس بات کی کہ وہ کسی کو ہلاک نہین کرتا ہے
اوسپر ظلم کر کے وہ تو ہلاک کرتا ہے جن کو ہلاک کرتا ہے بعد قیام حجت کے اوپر اسی لیے
یون ارشاد فرمایا ہے وما کان ربک مھلک القری حتی یبعث فی امھا رسولا
یتلو علیھم ایاتنا مراد ام القری سے مکہ مکرمہ ہے اس مین دلالت ہے اس بات
پر کہ نبی امی یعنی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام القرے سے مبعوث ہوے
اور عرب وعجم کی ساری بستیون کی طرف رسول کر کے بہیجے گئے جیسا کہ اللہ پاک نے
فرمایا ہے لتنذر ام القری ومن حولھا وقال تعالی قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ
الیکم جمیعا وقال تعالی لانذرکم بہ ومن بلغ وقال تعالی ومن یکفر بہ من
الاحزاب فالنار موعدہ تمام دلیل یہہ آیہ کریمہ ہے وان من قریۃ الا نحن
مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا الا یہ پس اللہ پاک نے خبر
دی کہ وہ ہلاک کریگا ہر قریہ کو قبل روز قیامت کے اور حالانکہ وہ فرما چکا ہے وما کنا

۵ کہ اوجاڑی بہتر ہی گانون کو اور اوسکا اس باس والون کو ۱۲ سورہ والصافات ۱۳ کہ تمکو اس کی خبر دار کردون اور جسکو یہ پہونچے ۱۲ سورہ انعام ۱۴ اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب فرقون مین سو آگ ہے وعدہ اوسکا ۱۵ اور کوئی بستی نہین جسکو ہم نہ کہپا دین گے قیامت سے پہلے یا سخت ذالین گے ۱۲ سورہ بنی اسرائیل یہ ہے کتاب مین لکہا ہوا ۱۲

معذبین حتی نبعث رسولا پس اوس نے بعثت نبی می کو شامل ٹہیرایا واسطی
ہاسین والنے جب تک نہ بھیجین کوئی رسول ۱۲
ساری بستیون کے اس لیی کہ وہ مبعوث ہین طرف ام قری کے اور اوس کے اہل کے
کہ جس کی طرف ساری بستیان رجوع ہوتی ہین صحیحین مین ثابت ہوچکا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے بُعثتُ الی الاحمر والاسود اور اسی لیے نبوت و رسالت
آپ پر ختم کی گئی پس اب بعد آپ کے نہ کوئی نبی ہے نہ کوئی رسول ہے بلکہ آپ کی شرع
شریف باقی ہے مثل بقای شب و روز کے قیامت کے دن تک کسی نے کہا مراد حتی نبعث
فی امہا رسولا اسی اصل قری اور عظیم قرے ہے مثل امہات رسایق و اقالیم کے اور اس
قول کو زمخشری و ابن جوزی وغیرہما نے حکایت کیا ہے اور کچھ بعید نہین ہے کذا فی ابن کثیر
ف فتح البیان کا فاتح البیان مع اتقان یہ ہے کہ مراد قریہ سے اہل قریہ ہین یعنے
بہت سی بستیون والے راحت و آرام و ارزانی و خوش گذران مین تھے اچھی طرح عیش
و عشرت مین خوب کھاتے پیتے مزے اوڑاتے تھے کفار نے جو اول کہا تھا کہ ان نتبع
الہدی الآیہ سو یہ آیت اوس کا رد ہے اللہ پاک نے بیان فرمایا کہ امر بالعکس ہے اور وہ
مستحق ہین اس کے کہ اللہ کے عذاب سی ڈرین اور جو امن و بخوبی اون کو حاصل ہے اوس سے
مغرور نہون کیونکہ بہت بستی والون کا حال امن و ارزانی و عیش و عشرت مین انہین کا سا
حال تھا پھر اونہون نے بطر و اشر و طغیان و تمرد و سرکشی کی یعنی اون سے یہ امور واقع
ہوئے تو ہلاک کر دیے گئے نصب معیشتہا کا بنا بر ظرفیت ہے بحذف مضاف ای
بطرت فی زمن معیشتہا یعنی اپنی زندگی کے زمانے مین اترا گئے کرخی نے کہا کفرت نعمۃ
معیشتہا مضاف حذف کیا گیا اور معیشت بنا بر ظرف منصوب ہوا یعنی اپنے ایام حیات کی نعمت
کا کفران کیا یہ بھی ٹھیک ہو کہ بنا بر اسقاط فی منصوب ہوا ای بطرت فی معیشتہا پھر جب فی محذوف
ہوا تو فعل متعدی ہو گیا جس طرح کہ واختار موسی قومہ مین ہے ای من قومہ یہ قول زجاج و
فارسی کا ہے یعنی اپنی معیشت مین اترا گئے معیشت کہتے ہین اوس شے کو جس کے ساتھہ
گذران کی حالت ہے نبات و حیوان وغیرہ سے مطلب یہ ہے کہ جن چیزون کو کھاتے ہین کہ
آدمی زندگی بسر کرتا ہی اوسکو معیشت اور اتی مین فرازی کہا کہ منصوب ہے بنا بر تمیز نظیر اسکی اون نفقہ نفسہ ہے لیکن ہم فون کا نصب بنا بر تمیز

سلہ جمہوری رستاق کی
عرب ہے رومنکا
یعنی سواد اور گاؤن
کثیر سے غرض یہ ہے مراد
ام القری سے بڑا گاؤن
بڑی بستی ربی اقلیم
واللہ اعلم ۱۲ منہ

سلہ
مگر جو بیوقوف ہوا
اپنے جی سے ۱۲

بصریون کی نزدیک جایز نہین ہے اس لیی کہ تمیز کے معنی یہ ہین کہ نکرہ دال ہو جنس پر
کسی نی کہا کہ منصوب ہی بطرت سی اس بنا پر کہ بطرت متضمن ہے معنی جہلت کو یا خسرت کو
زجاج نے کہا بطر کہتے ہین طغیان و سرکشی کو وقت نعمت کے قاموس مین کہا ہے
البطر محرکا النشاط و الاشر و قلۃ احتمال النعمۃ و الدہش و الحیرۃ و الطغیان بالنعمۃ و کراہۃ الشئ
من غیر ان یستحق الکراہۃ و فعل الکل کفرح و البطر الحق ای تکبر عندہ فلا یقبلہ انتہی عطا نے کہا عاشوا
فی البطر فاکلوا رزق اللہ و عبدوا الاصنام یعنی طغیان و سرکشی مین گذران کی سو روزی تو
کہائی اللہ پاک کی اور پوجا بتون کو فتلک مساکنہم لم تسکن من بعدہم الا قلیلا
یعنی بہت سی بستیون والون نے طغیان و سرکشی کی نعمت الہی کا کفران کیا تو اللہ پاک نے
اون کو ہلاک کر ڈالا سو یہ اون کے مساکن و منازل کے آثار باقی ہین سفرون مین لوگ اونکا
مشاہدہ کرتے ہین جیسے بلاد ثمود و قوم شعیب وغیرہم کی بسبب اون کے ظلم کے ویران و خراب
پڑے ہین نہ بسا اون مین کوئی بعد اون کے مگر زمانہ قلیل جیسے وہ شخص جو مسافر ہو کر
وہان سے گذرتا ہے تو دن بھر یا دن سے کم اون مین بہتیرتا ہے یا یہ معنی ہین کہ باقی
نہین رہے وہ لوگ جو اون مین بسین مگر ایام قلیل بسبب شومی و نحوست معاصی کے جو
اونمین واقع ہوئے ہین یا استثنا راجع ہے طرف مساکن کے یعنی وہ گھر بعد ہلاک ہونے
اپنے لوگون کے نہین بسے مگر تھوڑے گھر اور اکثر ویران و خراب ہین فراء نے اسی طرح کہا
ہے یہ قول ضعیف ہے محل جملہ لم تسکن کا رفع ہے اس بنا پر کہ خبر ثانی ہے تلک کی یا محل
نصب مین ہے بنا بر حال و کنا نحن الوارثین یعنی اور ہم ہی ہوئے اون کے وارث اون سے
کیونکہ اونہون نی کوئی وارث نہین چھوڑا کہ اون کے منازل و اموال کا وارث ہوا ور نہ کوئی اونکا
خلیفہ ہوا کہ اون کے دیار وغیرہ مین اون کا سا تصرف کرے وما کان ربک الایۃ
بیان ہی عادت ربانی کا یعنی اللہ پاک کے حکم ماضے و قضاے سابق مین یہ بات راست
و درست و ثابت نہین ہے کہ وہ ہلاک کرنے والا ہو بستیون کا جن کے لوگ کافر ہین
قبل انذار کے یہان تک کہ بھیجے اون کی بڑی بستی مین رسول کو کہ اون کو ڈراوے اور
پڑھے اونپر ہماری آیتین جو بیان کرتی ہین اوس شی کو جو اللہ نے اونپر واجب کی ہے

اور ثواب وعقاب کو جو اللہ تعالی نے مطیع و عاصی کی واسطی تیار کر رکھا ہے اور خبردی
اس بات کی کہ اونپر عذاب نازل ہوگا اگر وہ ایمان نہ لائین گے رسول بھیجنے کے واسطی
بڑی بستی کو اس لیے مخصوص کیا کہ اوس مین قوم کی شریف اور فہم ورای والے لوگ
اور ملوک واکابر ہوتے ہین پس اس اعتبار سے وہ بڑی بستی مثل ام کے ہوئی واسطی آس پاس
کے بستیون کے حضرت حسن نی فرمایا کہ ام القری اول قری ہے کسی نے کہا کہ مراد ام القری
سے اس جگہہ مکہ مکرمہ ہے جس طرح کہ اس آیت مین ہے ان اول بیت وضع للناس
الآیہ جس شی کو یہ آیت متضمن ہے اوسکا بیان آخر سورہ یوسف مین گذر چکا ہے جملہ
وما کنا مھلکی القری الا واھلھا ظالمون معطوف ہے جملہ ماقبل پر غائب سے نون
عظمت کی طرف اس لیے التفات کیا ہے کہ مہابت وخوف پیدا ہو اور استثنا مفرغ ہے
اعم احوال سے یعنی نہین ہم بستیون کے ہلاک کرنے والے بعد اس کے کہ بھیجین
طرف بڑی بستی کے رسول کہ اون کو حق کی طرف بلائے کسی حال مین احوال سے مگر اس
حال مین کہ وہ ظالم ہین ہلاک کرنے کے مستحق ہو چکے ہین بسبب اون کے اصرار کرنے کے
کفر پر بعد قطع کرنے عذر کے اور تاکید حجت کے اونپر کقولہ تعالے وما کان ربک

لیھلک القری بظلم واھلھا مصلحون وما اوتیتم من شیء فمتاع الحیوۃ
الدنیا وزینتھا وما عند اللہ خیر وابقی افلا تعقلون افمن وعدناہ
وعدا حسنا فھو لاقیہ کمن متعناہ متاع الحیوۃ الدنیا ثم ھو یوم القیمۃ
من المحضرین اور جو تم کو ملی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور رہان کی رونق
اور جو اللہ کے پاس ہے سو بہتر ہے اور رہنے والا کیا تم کو بوجھہ تمین بھلا ایک شخص جو ہم نے
وعدہ دیا ہے اوس کو اچھا وعدہ سو وہ اوس کو پانے والا ہے برابر ہے اوس کے جس کو
ہم نے برتوالیا برتنا دنیا کے جیتے پھر وہ قیامت کے دن پکڑ آیا انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے دنیا کی حقارت وذلت کی اور
جو زینت دنیہ وزہرت فانیہ وسمین ہے بہ نسبت اوس نعیم عظیم مقیم کے جس کو اللہ پاک
نے اپنی صالح بندون کے واسطے دار آخرت مین تیار کر رکھا ہے کما قال تعالے

ع ۶ ۹

ف یعنی پھلا گروہ جو ہمیشہ دوزخ کا واسطے ہی ہے جو ہمیشہ مین ہے برکت والا اور نیک راہ جہان کے لوگون کو راہ اور ترقی دینے والا ہے کہ ہلاک کرے بیوجہ زبردستی سے اور ظلم کے نیک ہو

ما عندکم ینفد وما عند اللہ باق وقال تعالی وما عند اللہ خیر للابرار وقال تعالی وما الحیوۃ الدنیا فی الاخرۃ الا متاع وقال تعالی بل تؤثرون الحیوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے واللہ نہین ہی زندگی دنیا کی آخرت مین مگر جیسے ڈبوتا ہے ایک تمہارا اپنی انگلی دریا مین پس چاہیے دیکھے کیا شی رجوع کرتی ہے طرف اوس کے قولہ تعالی افلا تعقلون یعنی پھر کیا بوجھتا نہین ہے وہ شخص جو کہ مقدم کرتا ہے دنیا کو آخرت پر قولہ تعالی افمن وعدناہ الآیہ اللہ تعالی فرماتا ہے پھر کیا وہ شخص جو مومن و مصدق ہے اوس ثواب کا جس کا اللہ تعالی نے وعدہ فرمایا ہے صالح اعمال پر جس کی طرف وہ ضرور جانے والا ہے مثل اوس شخص کے ہے جو کہ کافر مکذب ہے اللہ کی لقا و وعد و وعید کا پس وہ تھوڑے دن برتوایا گیا ہے زندگی دنیا مین پھر وہ قیامت کے دن محضرین سے ہوگا مجاہد و قتادہ نے کہا محضرین یعنی معذبین مین سے ہے پھر کہا گیا ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ابوجہل کے کسی نے کہا کہ حضرت حمزہ و حضرت علی اور ابوجہل کے بارے مین اوتری ہے یہ دونون قول مجاہد سے مروی ہین ظاہر یہ ہے کہ عام ہے اور یہ ویسی آیت ہے جس کی خبر اللہ پاک نے اوس مومن سے دی ہے جو کہ مطلع ہوا اپنے صاحب پر اس حال مین کہ وہ درجات مین تھا اور وہ درکات مین تو اوس نے کہا ولولا نعمۃ ربی لکنت من المحضرین اور فرمایا اللہ پاک نے ولقد علمت الجنۃ انھم لمحضرون ف فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ وما اوتیتم کا خطاب مکے والون کو ہے یعنی اے مکے والو جو کچھ تم کو ملا ہے کوئی شی ہو اشیا سے سو وہ برتنا ہے دنیا کی زندگانی کا کہ تم اوس سے فائدہ لیتے ہو اپنی مدت حیات مین یا بعض مدت حیات مین پھر تم اوس سی زائل ہو جاؤ گے یا وہ تم سے زائل ہو جائیگی اور اوس کی زینت ہے کہ تم اوس سے زینت کرتے ہو سنورتے ہو اپنے ایام عیش و حیات مین پھر وہ فنا ہو جائیگی بہرحال اس کا انجام فنا و انقضا ہے اور اللہ کے پاس جو ثواب و جزا ہے وہ بہتر ہے اس زائل و فانی سے کیونکہ وہ خالص لذت ہے کدورت کے میل جول سے صاف پاک ہے

ف جو تمہارے پاس ہے سو تم جاویگا اور جو اللہ پاس ہے سو رہیگا

ف اور جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے نیک بختون کو اور دنیا کی زندگی کچھ نہین آخرت کے حساب مین مگر تھوڑا برتنا

ف کوئی نہین تم آگے رکھتے ہو دنیا کا جینا اور پہلا گھر بہتر ہے اور رہنے والا

ف اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل و رحمت ہی ہوتا اونہین جو پکڑے آئے ہین

ف اور جن کو حکم ہوا ہے کہ وہ پکڑے آئے ہین

اور بہت باقی رہنے والی ہی اس واسطی کہ وہ ہمیشہ دائم و قائم رہیگی اور دنیا کی شی بہت جلد منقضی ہو جائیگی پھر کیا تم نہین بوجھتے ہو کہ باقی افضل ہے فانی سے اور جسمین خالص صاف پاک لذت ہے وہ بہتر ہے اون لذتون سے جو کدورت سے مخلوط ہین اور بدن و دل کے عوارض سی منغص ہین کہا ہے کہ جو شخص آخرت کو دنیا پر ترجیح نہ دے تو وہ عاقل نہین ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے ثلث مال کی وصیت کرے واسطی اعقل الناس کے تو وہ وصیت مصروف ہوگی طرف اون لوگون کے جو کہ طاعت الٰہی مین مشتغل ہین مسلم و بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ عزوجل فرمائیگا ای ابن آدم مین بیمار ہوا سو تو نی میری عیادت نہ کی الحدیث بطولہ عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد مین عبد بن عبید بن عمیر سے روایت کیا ہے کہا یحشر الناس یوم القیامۃ اجوع ما کانوا واعطش ما کانوا واعری ما کانوا یعنی حشر کیے جائینگے لوگ روز قیامت مین سب وقتون سے زیادہ تر بھوکے اور پیاسے اور ننگے پس جس شخص نے اللہ عزوجل کے واسطے کھانا کھلایا تو وہ اوس کو کھلائیگا اور جس نے اللہ عزوجل کے واسطے پلایا تو وہ اوس کو پلائیگا اور جس نے اللہ عزوجل کے واسطے پہنایا تو وہ اوس کو پہناوئیگا اور جو شخص ہوگا اللہ کی رضا مین تو اللہ ہوگا اوس کی رضا مین کسی نے متاع کو بنصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ مفعول مطلق ہے ای فیتمتعون متاع الحیوۃ الدنیا ابو عمرو نے یعلمون بیای تحتیہ پڑہا ہے باقی قراء کی قرارت بتای فوقیہ ہے بنا بر خطاب یہ راجح تر ہے بسبب وما اوتیتم کے افمن وعدناہ وعدا حسنا فھو لاقیہ یعنی کیا پھر وہ شخص جس کو ہم نے اچھا وعدہ دیا ہے جنت کا اور نعمتہاے بیشمار کا جو اوس مین ہین سو وہ اوس وعدے کو ضرور ہی پانے والا ہے کیونکہ اللہ پاک وعدہ خلافی نہین کرتا ہے اور اسی لیے جملہ اسمیہ لایا گیا ہے جو کہ تحقق وعدے کا مفید ہے اور فای سببیہ کے ساتھ اوس کا عطف کیا ہے رہا اول حرف فا سو وہ واسطی مرتب کرنے انکار تساوی کے ہے درمیان اہل دنیا واہل آخرت کو اوس کے ماقبل پر ماقبل یہی ہے کہ درمیان متاع دنیا کے اور اوس شی کے

جو اللہ عزوجل کے پاس ہے ظاہر تفاوت ہے کمن متعناہ متاع الحیوٰۃ الدنیا
یعنی کیا شخص مذکور مثل اوس شخص کے ہے جس کو برتوایا ہم نے برتنا زندگی دنیا کا جو کہ
کدر قون سی ملا ہوا ہے اور منقطع ہونے پر حسرت و افسوس کرنا اوس کی دم کے پیچھے لگا
ہوا ہے سو اوس مین سی اوس کو بعض مراد ملی باوجود جلد زائل ہونے اور عنقریب منغض
ہونے کے ثم ھو یوم القیمۃ من المحضرین معطوف ہے متعناہ پر داخل ہے
اوس کی ساتھ حیز صلہ مین انکار تشابہ کا موکد و مقرر ہے یعنی پھر یہ شخص جس کو ہم نے
متاع دنیا دی قیامت کے دن اون لوگون مین سے ہوگا جو دوزخ مین حاضر ہونگے
محضرین سے وہ لوگ مراد لینا جو عذاب مین حاضر کیے جائین گے اس تخصیص کا مقام
مقتضی ہے اور اس مین جو تہویل ہے وہ مخفی نہین ہے اور استفہام انکاری ہے یعنی ان
دو آدمیون کا حال برابر نہین ہے اس واسطے کہ جس کو جنت کا وعدہ ملا ہے وہ ضرور اوسکو
پائیگا باوجود اس کے کہ جو دنیا سے اوس کا حصہ ہے وہ بھی اوس سی فوت نہوگا یہ حال
تو مومن کا ہے رہا کافر سو اوس کے پاس نہین ہے مگر صرف کچھ دنیا کا برتنا جس مین وہ
اور مومن دونون برابر ہین اور اوس مین سی ہر ایک اپنا حصہ پائیگا اور باوجود اس کے وہ نار
کی طرف جانیوالا ہے پس کیا دونون برابر ہونگے ہرگز نہین جمہور نے ثم ہو بضم ہا پڑہا ہے
اور کسائی و قالون نے بسکون ہا اونہون نے ثم کو قائم مقام واو اور فا کے ٹہیرایا ہے
کلمۂ ثم واسطی تراخی زمانے کے ہے یا رتبے کے دو قول شان نزول کے اول
گذر چکے مین دو یہ ہین کسی نے کہا کہ مومن و کافر کے بارے مین نازل ہوئی ہے کسی نے

کہا حق مین عمار بن یاسر اور ولید بن مغیرہ کے ویوم ینادیھم فیقول این شرکائی
الذین کنتم تزعمون ○ قال الذین حق علیھم القول ربنا ھؤلاء الذین
اغوینا ج اغویناھم کما غوینا ج تبرانا الیک ز ما کانوا ایانا یعبدون ○
وقیل ادعوا شرکاءکم فدعوھم فلم یستجیبوا لھم ورأوا العذاب ج
لو انھم کانوا یھتدون ○ ویوم ینادیھم فیقول ماذا اجبتم المرسلین ○
فعمیت علیھم الانباء یومئذ فھم لا یتساءلون ○ فاما من تاب و

امن وعمل صالحا فعسیٰ ان یکون من المفلحین ۝ اور جس دن اون کو پکاریگا تو کہیگا
کہان ہین میرے شریک جن کا تم دعوی کرتے تھے بولے جن پر ثابت ہوئی بات ای
رب یہ لوگ ہین جن کو ہم نے بہکایا اون کو بہکایا جیسے ہم آپ بہکے ہم منکر ہوے تیرے
آگے وہ ہم کو نہین پوجتے تھے ف یہ شیطان بولین گے بہکایا تو ہے انہون نے
پرنام لیکر نیکون کا اس سے کہا کہ ہم کو نہ پوجتے تھے اور کہین گے پکار و اپنے شریکون کو
پھر پکارین گے تو وہ جواب نہ دین گی اون کو اور دیکھین گے عذاب کسی طرح وہ راہ پائے
ہوتے ف یعنی اوس وقت یہ آرزو کرینگی جن نیکون کو پوجتے تھے وہ جواب نہ
دین گے کہ وہ راضی نہ تھے یا خبر نہ رکھتے تھے اور جس دن اون کو پکاریگا تو کہیگا کیا جواب
کہا تم نے پیغام پونہچانے والون کو پھر بند ہوگئین اونپر باتین اوس دن سو آپس مین بھی
نہین پوچھتے یعنی جواب نہ آویگا کسی کو سو جس نے توبہ کی ہے اور یقین لایا اور کی بھلائی سو
امید ہے کہ ہووے چھوٹنے والون مین انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اوس سوال
کی جس سے کفار و مشرکین کو زجر و توبیخ کریگا قیامت کے دن جبکہ اون کو پکاریگا تو کہے گا
کہان ہین میرے شریک جن کا تم دعوی کرتے تھے یعنی کہان ہین وہ معبود جن کو تم پوجا
کرتے تھے دار دنیا مین اصنام و انداد کیا وہ تمہاری مدد کرین گے یا وہ بدلا لین گے یہ
سوال بطور تقریع و تہدید کے ہوگا کما قال تعالی ولقد جئتمونا فرادی کما خلقناکم
اول مرة وترکتم ما خولناکم وراء ظهورکم وما نری معکم شفعاءکم الذین
زعمتم انهم فیکم شرکاء لقد تقطع بینکم وضل عنکم ما کنتم تزعمون
قولہ تعالی قال الذین حق علیهم القول سے مراد شیاطین و مردہ مین اور کفر کی طرف
بلانے والے ربنا هؤلاء الآیہ گواہی دی اون پر اس بات کی کہ اونہون نے اونکو بہکایا
تو اونہون نے اون کی پیروی کی بہر اون کی عبادت سے بیزار ہوئے چنانچہ کئی جگہہ
اللہ پاک نے اس مضمون کو ذکر فرمایا ہے ایک یہ ہے واتخذوا من دون اللہ الهة
لیکونوا لهم عزا کلا سیکفرون بعبادتهم ویکونون علیهم ضدا دوسری یہ ہے
ومن اضل ممن یدعو من دون اللہ من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم

ف اور تم ہمارے پاس
آئے ایک ایک بیری بیکس
بندے تنہا بھی بار اور
چھوڑ دیا جو کچھ اسباب
دنیا تمہارے پیچھے اور
دیکھتی نہین تمہارے پاس
سفارش والے کو تم نے
سمجھ رکھا تھا تمہارا
ہے وقت گئے تم آپس مین
اور جاتے رہے جو دعوی
تم کرتے تھے ف اور
پکارا ہی نہ گون ذلت کے
سوا اور کوئی پوچھتا کہ تو
ہون انکی مدد دین نہین
وہ منکر ہو گئی اپنی بندگی کے
اور ہو بیٹھے اپنے خالق
ف اور اوس سے بہکا کون
جو پکارے اللہ کے سوا
کسی کو پوجے اوسی کو
قیامت تک خبر نہ ہو اون سے
بیخبر ہے

عن دعائهم غافلون واذا حشر الناس کانوا لهما اعداء وکانوا بعبادتهم
کافرین حضرت خلیل جلیل علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا انما اتخذتم من
دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیوۃ الدنیا ثم یوم القیامۃ یکفر بعضکم
ببعض ویلعن بعضکم بعضا الایہ اور اللہ پاک نے فرمایا اذ تبرأ الذین اتبعوا
من الذین اتبعوا ورأوا العذاب وتقطعت بهم الاسباب الی قولہ وما هم
بخارجین من النار اور اسی لیے یہان یون فرمایا ویقال ادعوا شرکاءکم یعنی تم پکارو
اپنے شریکون کو تاکہ تم کو چھڑائین اوس بلا سے جس مین تم ہو جیسے تم دار دنیا مین اون سے
امید رکھتے تھے فدعوهم فلم یستجیبوا لهم یعنی پھر وہ اون کو پکارین گے تو وہ اون کو
جواب دین گے ورأوا العذاب یعنی اور وہ یقین کرین گے اس بات کا کہ وہ ضرور
آگ کی طرف جانیوالے ہین قولہ تعالی لو انهم کانوا یهتدون یعنی پھر دوست کہین گے
جبکہ معاینہ کرین گے عذاب کا کسی طرح وہ ہوتے راہ پائے ہوون سے دار دنیا مین یہ
آیت مثل اس آیت کے ہے ویوم یقول نادوا شرکائی الذین زعمتم فدعوهم
فلم یستجیبوا لهم وجعلنا بینهم موبقا ورأی المجرمون النار فظنوا انهم
مواقعوها ولم یجدوا عنها مصرفا قولہ تعالی ویوم ینادیهم الایہ اول ندا
تو سوال تھا توحید سے اور اس ندا مین اثبات ہے نبوات کا کہ تمہارا کیا جواب تھا اون
لوگون کو جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے اور کیسا حال تھا تمہارا اون کے ساتھ یہ ویسا سوال
ہے جیسا بندے سے اوس کی قبر مین پوچھا جائیگا کہ کون ہے رب تیرا اور کون ہے نبی
تیرا اور کیا ہے دین تیرا سو مومن تو گواہی دیگا اس بات کی کہ نہین ہے کوئی معبود مگر اللہ اور
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوس کے بندے ہین اور اوس کے رسول ہین رہا کافر سو وہ کہیگا
ہاہ ہاہ لاادری اور اسی واسطے دن قیامت کے اوس کو کچھ جواب نہوگا سوا سکوت کے
اس واسطے کہ جو شخص ہے اس دنیا مین اندھا تو وہ آخرت مین اندھا ہے اور گمراہ تر از روے
راہ کے اسی لیے اللہ پاک نے یہان یہ فرمایا ہے فعمیت علیهم الانباء یومئذ فهم
لا یتساءلون مجاہد نے کہا پھر اندھی ہوگئین اون پر حجتین سو وہ آپس مین سوال نہین

بلا رہیگی اور جب لوگ
جمع ہونگے وہ ہونگے انکے
دشمن اور پھرینگے انکے
پوجنے سے منکر ہو کر
جو پہلے دنیا مین منتی تھے
سوا اوسکے تم نے شیطان سے
دوستی کرکے آپس مین
دنیا کی زندگی مین پھر
دن قیامت کے خدا ہوگا
ایک کو ایک اور بیزار
ایک کو ایک اور لعنت کرینگے
تمہارا آگ ہی ٹھکانا
ہے اور کوئی
نہین تمہارے مددگار ۱۲
سلسلہ جب تک ہوتا ہے
بیخبر سا تھا ہوش سے
اب ہوش سے
دیکھین عذاب اور فوج جہنم
اور کہین گے ساتھ
کاش ہمکو دوسری بار
زندگی ہوتی تو ہم
اسے جیسے یہ الگ ہے
ہمکو اسطرح دکھایا
اوسکو کاش ہوتے افسوس
دلایا یکبارگی اور
آگ سے ۱۲

کرتے ساتھہ انساب کے قولہ تعالی فاما من تاب وآمن وعمل صالحا فعسی
ان یکون من المفلحین یعنی جس نے توبہ کی اور ایمان لایا اور نیکی کی دنیا مین سو امید
ہے کہ ہووے وہ قیامت کے دن چھوٹنے والون سے عیسی کا کلمہ اللہ پاک کی
طرف سی موجبہ ہے کیونکہ اللہ پاک کے فضل ومنت سے یہ ضرور واقع ہونے والا ہے کذا
فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ نصب یوم کا اس بنا پر ہے
کہ معطوف ہے یوم القیمۃ پر یا اذکر محذوف کا معمول ہے مقصود اس ندا سی اون کو زجر و
توبیخ کرنا ہے اور ڈانٹنا دہمکانا ہے اس بات پر کہ اون کے معبود اوس وقت اون کو
کچھہ نفع نہ دین گے یعنی یاد کرو وہ دن کہ اللہ پاک پکاریگا اون مشرکون کو جنہون نے اللہ پاک
کو چھوڑ کر غیر اللہ کو پوجا ہے تو اون سے فرمائیگا کہان ہین میرے شریک جن کو تم نے
پوجا ہے میرے سوا اور استحقاق عبادت مین اون کے واسطے شرکت ثابت کی ہے
اور تم خیال کرتے تھے کہ وہ تمہاری مدد کرین گے اور تمہارے شفیع ہونگے بسبب دلالت
کلام کے تزعمون کے دونون مفعول محذوف ہین ای تزعمونہم شرکاءی کہین گے وہ لوگ
جن پر کلمہ عذاب کا ثابت ہو چکا ہے ساتھہ دخول نار کے یہ لوگ گمراہی کے سردار ہین جن کو
اونہون نے اللہ کے سوا ارباب ٹھیرایا تھا کلبی ہی مدد کرین گے یا وہ دے نے کہا شیاطین
ہین ای رب ہمارے یہ وہ لوگ ہین جن کو ہم نے غوایت کی طرف بلایا مراد اون کے اتباع و
پیرو ہین کفر مین گمراہ کیا ہم نے اون کو جیسے ہم خود گمراہ ہوئے اور اونہون نے کفر کو اختیار کیا
ایمان پر جس طرح ہم نے اوس کو اختیار کیا اور ہم سبب ہوئے اون کے کفر مین سو اونہون نے
اوس کو ہم سے قبول کیا اب کچھہ فرق نہین ہے درمیان ہماری گمراہی کے اور اون کی
گمراہی کے اگرچہ ہمارا زینت دینا اون کے واسطے داعی ہو اطراف کفر کے سو اسکے مقابلے
مین تھا اللہ پاک کا بلانا اون کو طرف ایمان کے باین طور کہ عقل کی دلیلین اونمین رکھین
رسول اون کی طرف بھیجے کتابین اونپر نازل کین جو وعد و وعید و مواعظ و زواجر سے بھری
ہوئی تھین یہ سب امور کفر سے بھیرنے اور ایمان کی طرف بلانے کو کافی وافی تھے ہم منکر
ہوے تیرے آگے اون لوگون سے جنہون نے ہماری اطاعت کی یہ جملہ ماقبل کا مقرر ہے

اسی لیی اس کا عطف نہین کیا زجاج نے کہا کہ بعض بعض سے بیزار و بری ہوئے اور دشمن
ہو گئے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو قولہ
ہولا رمبتدا ہے اور الذین اغوینا اوس کی صفت ہے اور عائد محذوف ای اغوینا ہم اور خبر
اغوینا ہم ہے اور کما غوینا صفت ہے مصدر محذوف کی کسی نے کہا کہ ہولا رکی خبر الذین اغوینا
ہے رہا اغوینا ہم کما غوینا سو کلام مستانف ہے ماقبل کی تقریر و تاکید کے واسطے لایا گیا ہے
ابو علی نی اس قول کو ترجیح دی ہے اور وجہ اول پر اعتراض کیا ہے ابو البقا نے اوس اعتراض
کو رد کر دیا ہے ماکانوا ایانا یعبدون حرف ما نافیہ ہے یعنی وہ ہم کو نہین پوجتے تھے وہ تو
اپنی خواہشون کی پوجا کرتے تھے کسی نے کہا ما مصدریہ ہے یعنی ہم بری ہوے طرف
تیرے اون کے پوجنے سے ہم کو قول اول اولی ہے وقیل ادعوا شرکاءکم
یعنی بنی آدم کے کفار سے کہا جائیگا اونسے ٹھٹھا کرنے کو اور اون کے عاجز کرنے کو کہ تم پکارو
اپنی شریکون کو یعنی اللہ کے سوا جن معبودون کو تم پوجا کرتے تھے دنیا مین اون سی استغاثہ
کرو فریاد رسی چاہو تا کہ وہ تمہاری مدد کرین اور عذاب کو تم سے دفع کرین پس اس وقت
وہ اون کو پکارین گے تو نہ اون کو جواب دین گے نہ کسی طرح کا نفع پونہچائین گے
ورأوا العذاب یعنی تابع و متبوع عذاب کو دیکھین گے کہ اوس نے اونکو ڈھانک لیا ہوگا
لو انھم کانوا یھتدون زجاج نے کہا جواب لو کا محذوف ہے یعنی اگر وہ راہ پائے ہوتے
تو یہ راہ پانا اون کو نجات دیتا اور عذاب نہ دیکھتے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ اون کو نہ پکارتے
کسی نے کہا اگر وہ راہ پائے ہوتے دنیا مین تو جان لیتے کہ عذاب حق ہے کسی نے کہا
کہ اگر وہ حیلون تدبیرون سی کسی حیلے کی طرف راہ پاتے تو اوس سی عذاب کو دفع کرتے
کسی نے کہا قد آن لھم ان یھتدوا لو کانوا یھتدون ان کے سوا اور قول بھی ہین قول اول
اولی ہے ویوم ینادیھم معطوف ہے ماقبل پر فیقول ماذا اجبتم المرسلین
اول تو اون سی اون کے شرک کرنے کا سوال کیا تھا اور یہ سوال اون کے جواب سے ہے
رسولون کو جنہون نے اون کو شرک سے منع کیا یعنی کیا جواب تھا تمہارا اون نبیون کو
جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے جبکہ اونہون نے میری رسالتین پونہچائین فعمیت

ف حتی ذوقت
ہین اوس دن دشمن
اون سے گے ۱۲

علیہم الانباء یومئذ یعنی پر مخفی ہوگئین اونپر حجتین یہان تک کہ ہو گئے مثل
اندہون کے جو راہ نہین پاتے ہین اصل کلام فعموا عن الانبار ہے یعنی وہ اندہے ہوگئے
انبا سے لیکن مبالغے کے واسطے کلام کو عکس کر دیا انبار کہتے ہین اخبار کو اون کی حجتون
کا نام اخبار اس لیے رکھا ہے کہ وہ حجت کے کسی قطار و شمار مین نہین ہین وہ تو صرف
قصے کہانیان ہین ابو السعود مین یون ہے کہ ہوگئین انبار مثل اندہون کے اون سے
راہ نہین باقی ہین طرف اون کے اصل اس کی فعموا عن الانبار ہے پس قلب کیا گیا
اور قلب منجملہ محسنات کلام ہے حفناوی نے کہا کہ عمیت کو کلمہ علی کے ساتھہ اس لیے
متعدی کیا ہے کہ خفا کے معنی کو متضمن ہے جمہور نے فعمیت بفتح عین و تخفیف میم پڑہا ہے
اور اعمش و جناح بن حبیش نے بضم عین و تشدید میم فھم لا یتساءلون سو نہین پوچھتا
ہے بعض اون کا بعض سے اور نہ کوئی حجت بولتے ہین اور نہ جانتے ہین کہ کس شے
کے ساتھہ جواب دین اس واسطے کہ اللہ پاک نے دنیا مین اون کا عذر قطع کر دیا سو
قیامت کے دن نہ اون کے واسطے کوئی عذر ہوگا نہ کوئی حجت ابو السعود مین ہے کہ
نہین پوچھتا ہے بعض اون کا بعض سے جواب نافع اور نہ پوچھنا مارے فرط دہشت کے
ہے یا اس لیے کہ اون کو علم ہے اس بات کا کہ جہل مین سب برابر ہین کسی نے کہا سوال
نہین کرتا ہے بعض اون کا بعض سے انساب کا یہ قول مجاہد کا ہے اسکا ذکر اول بھی ہو چکا
ہے فاما من تاب الایہ یعنی جس شخص نے توبہ کی شرک سے اور ایمان لایا اور توحید الٰہی
کی تصدیق کی اور جو کچھہ رسول لیکر آئے اوس کو مانا اور فرائض ادا کیے اور معاصی سے
بچا تو امید ہے کہ وہ ہو مفلحین سے یعنی وہ لوگ جو نجات پانے والے ہین ساتھہ وعدۂ
الٰہی کے اور پہنچنے والے ہین اپنے مطالب کو سعادت دارین سے کلمۂ عسی اگرچہ واسطے
رجا کے ہے لیکن وہ اللہ کی طرف سے واجب ہوتا ہے بنا بر عادت کرام کسی نے کہا کہ
ترجی طرف سے تائب مذکور کے ہے اللہ پاک کی جہت سے نہین ہے یعنی پس چاہیے
کہ وہ فلاح کی توقع رکھے وربك یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ
سبحٰن اللہ وتعالٰی عما یشرکون ○ وربك یعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون

وھو اللہ لا الہ الا ھو لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون

اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے اون کے ہاتھ نہین پسند اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اوس سے کہ شریک بتاتے ہین اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے اون کے سینون مین اور جو جتاتے ہین اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہین اوس کے سوا اوسی کی تعریف ہے پہلی مین اور پچھلی مین اور اوسی کے ہاتھ حکم ہے اور اوسی پاس پھیرے جاؤ گے انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے اس بات کی کہ وہ منفرد ہے ساتھ خلق و اختیار کے اور اس باب مین اوس کا کوئی منازع و معقب نہین ہے یعنی پیدا کرنے مین اور پسند کرنے مین اوس سے کوئی جھگڑنے والا اور اوس کے حکم کا پیچھے ڈالنے والا نہین ہے فرمایا اللہ پاک نے تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند کرے یعنی جو چاہے سو اوس نے جو چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا پس سارے کام اچھے برے اوسی کے ہاتھ مین ہین اور اون کا مرجع اوسی کی طرف ہے قولہ تعالے ما کان لھم الخیرۃ اس مین دو قول ہین صحیح تر قول یہ ہے کہ کلمۂ ما نافیہ ہے کقولہ تعالے وما کان لمومن ولا مومنۃ اذا قضی اللہ و رسولہ امرا ان یکون لھم الخیرۃ من امرھم ابن جریر نے یہ اختیار کیا ہے کہ کلمۂ ما اس جگہہ بمعنی الذی ہے تقدیر یہ ہے ویختار الذی لھم فیہ خیرۃ یعنی پسند کرتا ہے اوس شے کو جس مین اون کے واسطے خیر ہے طائفہ معتزلہ نے اس مسلک سے محبت پکڑی ہے اس بات پر کہ مراعاۃ اصلح کی واجب ہے صحیح قول یہ ہے کہ کلمۂ ما نافیہ ہے جس طرح کہ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس وغیرہ سے بھی اس کو نقل کیا ہے کیونکہ یہ مقام بیان مین اس بات کے ہے کہ اللہ پاک منفرد ہے ساتھ خلق و تقدیر و اختیار کے اور اس باب مین اوس کا کوئی نظیر و شبیہ نہین ہے اسی لیے یون فرمایا سبحان اللہ و تعالی عما یشرکون یعنی مشرک لوگ جو اللہ تعالی کے ساتھ اصنام و انداد کو شریک کرتے ہین جو نہ کچھہ پیدا کرتے ہین نہ کچھہ پسند کرتے ہین اس سے اللہ منزہ و پاک و برتر ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا وربك یعلم ما تکن صدورھم وما یعلنون یعنی اللہ پاک جانتا ہے اوس شی کو جس کو ضمائر چھپاتے ہین

ف اور کام نہین کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب حکم کرے اللہ اور اوسکا رسول کچھہ کام کا اون کو رہے اختیار اپنے کام کا

اور جسپر سرائر منطوی و مشتمل ہوتے ہین جس طرح کہ جانتا ہے اوس شی کو جسکو ساری
خلائق کے ظواہر ظاہر کرتے ہین کما قال تعالے سواء منکم من اسر القول ومن جھر بہ
ومن ھو مستخف باللیل و سارب بالنھار قولہ تعالے وھو اللہ لا الہ الا ھو
یعنی اللہ ہی منفرد ہے ساتھہ الٰہیت کے پس نہین ہے کوئی معبود سوا اوس کے جسطرح
کہ نہین ہے کوئی رب کہ پیدا کرے اور اختیار کرے سوا اوس کے لہ الحمد فی الاولی
والاخرۃ یعنی جو کچھہ وہ کرتا ہے اوس سب مین وہی محمود علیہ ہے اپنے عدل و حکمت
کے ساتھہ یعنی اوس کے عدل و حکمت کے سبب سے ہر فعل پر وہی سراہا گیا ہے
ولہ الحکم یعنی حکم اوسی کا ہے کہ بسبب اوس کے قہر و غلبہ و حکمت و رحمت کے کوئی
اوس کے حکم کا پیچھے ڈالنے والا نہین ہے والیہ ترجعون یعنی قیامت کے دن
تم سب اوسی کی طرف رجوع کیے جاؤگے پھر وہ ہر عامل کو اوس کے عمل خیر و شر کا بدلا دیگا
اور سارے اعمال مین کوئی مخفی شے اون کے اوپر پوشیدہ نہین ہے کذا فی ابن کثیر
ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے وربک یخلق ما یشاء ویختار
یعنی رب تیرا پیدا کرتا ہے اوس شے کو جس کا پیدا کرنا چاہتا ہے اس مین دلالت
ہے خلق افعال پر اور پسند کرتا ہے اوس شی کو جس کا پسند کرنا چاہتا ہے لا یسأل
عما یفعل وھم یسألون یعنی اللہ پاک سے اوس کے فعل کا کوئی پوچھہ نہین سکتا اور
خلق سے پوچھہ ہوگی یہ آیت متصل ہے ذکر شرکا سے جن کو کفار نے پوجا ہے اور اونکو
پسند کیا ہے یعنی پسند کرنا اللہ کی طرف ہے ما کان لھم الخیرۃ اون کے واسطے
پسند کرنا نہین ہے کسی نے کہا یہ آیت جواب ہے کفار کے قول کا کہ لولا[۵۸] انزل
ھذا القرآن علی رجل من القریتین عظیم یعنی ولید بن مغیرہ یا عروہ بن مسعود ثقفی اللہ
پاک نے خبر دی کہ وہ رسولون کو اون کے پسند کرنے سے نہین بھیجتا ہے کیونکہ مالک
مطلق وہی ہے اور یہ حق اوسی کا ہے کہ جس کو چاہے جس چیز کے ساتھہ خاص کرے
اوسپر کسی طرح کا اعتراض نہین ہے اونکو اختیار نہین ہے اور نہ اون کو یہ پونہچتا ہے
کہ وہ اللہ پر اختیار کرین کسی نے کہا یہ آیت جواب ہے یہود کے قول کا کہ اگر حضور محمد رسول اللہ

[۵۸] یہ ہمارے نسخہ مین جو پرچا بات کے اور جو کے بلکل کر اور جو چھپ رہا ہے رات مین اور گلیون پھرنا ہے دن کو ۱۲ کچھہ نہ اور زیادہ قرآن کسی پر نہ نزل دو بستیون کے ۱۲

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جبرئیل علیہ السلام کے سوار رسول ہوتا تو ہم اوپر ایمان لاتے
قرطبی مین ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے معنی یہ ہین رب تیرا پیدا کرتا ہے جو چاہتا
ہے اپنی خلق سے اور پسند کرتا ہے اون مین سے جس کو چاہتا ہے واسطے اپنی طاعت
کے یحیی بن سلام نے کہا رب تیرا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اپنی خلق سے اور پسند کرتا ہے
جس کو چاہتا ہے واسطے اپنی نبوت کے نقاش نے حکایت کیا ہے معنی یہ ہین رب تیرا
پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور پسند کرتا ہے انصار کو واسطے
دین اپنے کے قرطبی نے کہا کتاب بزار مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً صحیح حدیث
ہے کہ اللہ نے اختیار کیا میرے اصحاب کو عالم کے لوگون پر سوای نبیین و مرسلین کے
اور پسند کیا واسطے میرے میرے اصحاب سے چار کو یعنی ابو بکر و عمر و عثمان و علی
رضی اللہ عنہم پس ان کو میرے اصحاب کیے اور میرے سارے اصحاب مین خیر ہے اور
میری امت کو اختیار کیا باقی امتون پر اور اختیار کیا واسطے میرے میری امت سے چار
قرنون کو سفیان بن عیینہ نے عن عمرو بن دینار عن وہب بن منبہ عن ابیہ اس آیت کی تفسیر
مین روایت کیا ہے کہا اختیار کیا چوپایون سے ضان یعنی بھیڑ کو اور پرندون سے حمام
کو یعنی کبوتر فتحین مین کہا ہے کہ تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے عموم اولی ہے بیضاوی
مین ہے کہ ظاہر اس کا نفی ہے اون سے اختیار کی بالکل اور بات اسی طرح ہے کیونکہ اختیار
بندون کا مخلوق ہے ساتھ اختیار اللہ کے منوط و متعلق ہے ساتھ ایسے دواعی و بواعث
کے کہ جن مین اون کا کچھ اختیار نہین ہے انتہی ماکان لہم الخیرۃ کے کلمہ ما مین تین وجہین
ہین ایک یہ ہے کہ نافیہ ہے پس وقف یختار پر ہوگا چنانچہ زجاج نے کہا ہے کہ اس بنا پر
یختار پر وقف تام ہے دوسری یہ ہے کہ بمعنی الذی موضع نصب مین یختار کا مفعول ہے
اور عائد محذوف ہے ای ویختار الذی کان لہم فیہ الخیرۃ یعنی اختیار کرتا ہے اوس شے کو
جس مین اون کے واسطے خیرہ[1] ہے صحیح وجہ اول ہے اس واسطے کہ وقف پر اجماع ہے
تیسری یہ ہے کہ مصدریہ ہے ای ویختار اختیارہم اور مصدر واقع ہے موقع مفعول بہ مین ای
مختارہم یہ قول گویا تفسیر ہے ابن جریر کے قول کی ابن جریر کہتے ہین تقدیر آیت کی یہ ہے

[1] یعنی خیر دنیا ۱۲

ویختار لولایتہ الخیرۃ من خلقہ یعنی پسند کرتا ہے واسطے اپنی ولایت کے پسندیدہ و برگزیدہ
کو اپنی خلق سے یہ قول بغایت ضعیف ہے ابن عطیہ نے جائز رکھا ہے کہ کان تامہ
ہو اور لہم الخیرۃ جملہ مستانفہ ٹھیرے یہ قول بھی نہایت بعید ہے زمخشری نے کہا ماکان
لہم الخیرہ بیان ہے یختار کا اس لیے کہ معنی اوس کے یہ ہین پسند کرتا ہے جو چاہتا ہی
اسی لیے اوسپر حرف عاطف داخل نہین ہوا تعنے یہ ہین کہ خیرۃ واسطی اللہ کے ہے اپنے
افعال مین اور وہ خوب جانتا ہے وجوہ حکمت کو اون مین نہین ہے واسطے کسی کے
اوس کی خلق سے کہ اوسپر اختیار کرے سیبن نے کہا لوگ ہمیشہ کہتے آئے ہین کہ یختار پر وقف
ہے اور ابتدا کلام کی کلۂ ما سے ہے اس بنا پر کہ نافیہ ہے یہ مذہب ہے اہل سنت کا
اور ایک جماعت سے منقول ہے جیسے ابوجعفر وغیرہ اور اوس کا موصولہ اور متصل ہونا
یختار سے مذہب ہے معتزلہ کا خفاوی نے کہا ماکان الخ کلام مستانف ہے یعنی خلق اللہ سے
کسی کو نہین پونہچتا ہے کہ اختیار کرے کسی شی کو حقیقی اختیار کرنا باین طور کہ اوس کے
جاری کرنے پر اقدام کرے بدون اختیار اللہ پاک کے ان سب تفسیرون مین راجح تفسیر اول
ہے خیرہ بمعنی تخیر ہے اور تخیر و اختیار بمعنی برگزیدن ہے جس طرح کہ طیرہ بمعنی تطیر ہے
خیرہ و طیرہ دونون اسم ہین اور مصدر کے معنے مین مستعمل ہوتے ہین مصباح مین ہے
کہ خیرہ بفتح تحتیہ بمعنی خیار ہے اور خیار بمعنی اختیار ہے اور بسکون یا اسم ہے اختیار سے
جیسے فدیہ اسم ہے افتداء سے یہ بھی کہتے ہین کہ خیرہ بفتح یا اسم ہے تخیرت سے مثل
طیرہ کے تطیرت سے کسی نے کہا دونون دو لغت ہین ایک معنی مین انتہی اور خیرہ
بفتح یا بمعنی تخیر بھی آیا ہے یعنی گزیدہ جس طرح بولتے ہین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیرۃ اللہ
من خلقہ صراح مین کہا ہے بسکون و تحریک یا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے برگزیدہ
و منتخب اور چنے ہوئے ہین قرطبی نے ذکر کیا ہے علما نے فرمایا ہے لائق نہین ہے
کسی کو کہ دنیا کے امور سے کسی امر پر اقدام کرے مگر یہان تک کہ سوال کرے اللہ تعالی سے
اوس مین خیرہ کا باین طور کہ دو رکعت نماز استخارہ ادا کرے اول رکعت مین و ربک یخلق
ما یشاء و یختار سا الآیہ پڑھے اور دوسری مین قل ہو اللہ احد بعض مشائخ نے یہ اختیار

استخارہ

کیا ہو کہ پہلی رکعت مین پڑہے وربک یخلق مایشاء الایہ اور دوسری مین وما کان لمومن
ولا مومنۃ اذا قضی اللہ ورسولہ امرا ان تکون لھم الخیرۃ من امرھم ان دونون مین
سے ہر ایک خوب ہے پہر بعد سلام کے وہ دعا پڑہے جس کو بخاری نے حضرت جابر
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے الی آخر الحدیث پہر اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس
کی تنزیہ فرمائی پس ارشاد کیا سبحان اللہ وتعالی عما یشرکون یعنی پاک ہے اللہ پاک
ہونے کر ایسا پاک ہونا جو اوس کے ساتہہ خاص ہے بغیر اس کے کہ کوئی نزاع کرنے والا
اوس سی نزاع کرے یا کوئی شارک اوس کا شارک ہو یا کوئی مزاحم اوس کے اختیار کا مزاحم
ہو اور برتر ہے اون لوگون سے جن کو اوس کے واسطے شریک ٹہیراتے ہین وربک
یعلم ما تکن صدورھم اور رب تیرا جانتا ہے وہ شے جس کو اون کے دل چہپاتے
ہین یعنی شرک یا عداوت وحسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یا ساری چیزین مخالف
حق جن کو وہ مخفی رکہتے ہین جمہور نے تکن بضم تای فوقیہ وکسر کاف اور ابن محیصن و
حمید نے بفتح فوقیہ وضم کاف پڑہا ہے وما یعلنون یعنی اور وہ شے جس کا اپنی
زبانون سے اعلان واظہار کرتے ہین پہر اللہ پاک نے اپنے نفس مقدس کی مدح کی
ساتہہ وحدانیت کے اور اس بات کے کہ استحقاق حمد کے ساتہہ وہی متفرد ہے پس ارشاد
فرمایا وھو اللہ لا الہ الا ھو وہی اللہ ہے یعنی وہی متاثر ہے ساتہہ آلہیت کے جو کہ
اوس کی ذات پاک کے ساتہہ مختص ہے لا الہ الا ہو اس مضمون کا مقرر ومؤکد ہے لہ الحمد
فی الاولی والاخرۃ یعنی اوسی کے واسطے حمد وتعریف ہے دنیا مین اور آخرت
مین اس لیے کہ عاجل وآجل ساری نعمتون کا مولی وہی ہے مومنین آخرت مین
اوس کی حمد کرین گے جس طرح کہ دنیا مین اوس کی حمد کی لیکن آخرت مین حمد بطور لذت
کے ہوگی نہ بطریق تکلیف کے وہان کی حمد یہ ہوگی الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن
الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ الحمد للہ رب العالمین ولہ الحکم یعنی قضای نافذ ہر شے
مین اوسی کے واسطے ہے پس فیصلہ کریگا درمیان اپنے بندون کے جو چاہے گا
بدون کسی مشارک کے والیہ ترجعون یعنی اوسی کی طرف رجوع کیے جاوگے نہ طرف

---

۱۲ اور کام ہین
کسی یا ملزم دکانہ
عورت کا جب بیٹہنا
اسلام اور اوسکا رسول
کیسکام کرا ونکو رہے
اختیار اپنے کام کا
۱۲ شکر اللہ کا جس نے
دوری کیا ہم سے غم
۱۲ شکر اللہ کا جس نے
سچ کیا ہم سے وعدہ
۱۲ سب خوبی ہے
اللہ کو جو صاحب ہے
سارے جہان کا ۱۲

اوس کے غیر کے باین طور کہ تمہارا بعث و نشور ہوگا قبرون سے نکلوگے پھر نیک کو
اوس کی نیکی کا اور بد کو اوس کی بدی کا بدلا دیگا قل ارء یتم ان جعل اللہ علیکم اللیل
سرمدا الی یوم القیامۃ من الہ غیر اللہ یاتیکم بضیاء ط افلا تسمعون ۝
قل ارایتم ان جعل اللہ علیکم النہار سرمدا الی یوم القیمۃ من الہ غیر اللہ
یاتیکم بلیل تسکنون فیہ ط افلا تبصرون ۝ ومن رحمتہ جعل لکم اللیل
والنہار لتسکنوا فیہ ولتبتغوا من فضلہ ولعلکم تشکرون ۝ تو کہہ دیکھو اگر اللہ رکھدے
تمپر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوای کہ لادے تم کو
کہین روشنی پھر کیا تم سنتے نہین تو کہہ دیکھو تو اگر رکھدے اللہ تم پر دن ہمیشہ کو قیامت
کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوائے کہ لادے تم کو رات جس مین چین پکڑو کیا تم
نہین دیکھتے اور اپنی مہر سے بنا دیا تم کو رات اور دن کہ چین بہی پکڑو اور تلاش بہی کرو
کچہہ اوس کا فضل اور شاید تم شکر کرو انتہی ف اللہ پاک منت رکہتا ہے اپنے
بندون پر اس بات کی کہ اوس نے رات اور دن کو اون کے واسطے مسخر کیا جن کے بغیر
اون کے واسطے کسی طرح کا قوام و نظام ممکن نہین ہے اور بیان فرمایا کہ اگر رات کو ہمیشہ
اون پر رکھدی روز قیامت تک تو یہ بات اون کو ضرر پونہچائیگی اور نفوس اوس سے
ملول ہونگی اور تنگ ہوجائینگے اسی لیے یہ فرمایا کون معبود ہے اللہ کے سوا کہ تم کو
روشنی لادے کہ تم اوس سے دیکھو اور اوس کے سبب سے انس پکڑو کیا پھر تم نہین سنتے
ہو پھر یہ خبر دی کہ اگر وہ دن کو ہمیشہ رکھدے روز قیامت تک یعنی ہمیشہ دن ہی رہے
رات نہ ہو تو یہ اون کو ضرر پونہچاے اور بدن تعب پذیر ہون اور حرکات و اشغال کی
کثرت سے تہک جائین اسی لیے فرمایا کون معبود ہے اللہ کے سوا کہ تمکو رات لادے
جس مین تم چین پکڑو یعنی اپنی حرکات و اشغال سے راحت و آرام لو کیا پھر تم نہین دیکھتے ہو
ومن رحمتہ الآیہ یعنی اوس کی رحمت سے ہے تم پر کہ اوس نے تمہارے واسطے اس کو
اور اس کو پیدا کر دیا تاکہ تم چین پکڑو رات مین اور تاکہ تلاش کرو اوس کے فضل سے دن
مین باین طور کہ سفر کو جا کرو چلو پھرو کام کاج کرو یہ آیت لف و نشر کے باب سے ہے

ولعلکم تشکرون یعنی شاید تم اللہ کا شکر کرو باین طور کہ انواع و اقسام کی عبادتین رات
دن مین بجالاؤ اور جس کسی کو رات مین کوئی شے فوت ہو جائے تو دن مین اوسکا تدارک
کرلے اور دن مین فوت ہو جائے تو رات مین اوس کا تدارک کرلے کما قال تعالی وھو[1]
الذی جعل اللیل والنھار خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا
آیتین اس باب مین بہت ہین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے تو
کہدے مکے والون سے تم مجھے خبر دو کہ اگر کردے اللہ رات کو تمپر دائم و ہمیشہ روز
قیامت تک باین طور کہ سورج کو زمین کے نیچے ساکن کردے یا افق غائر کے گرد اوسکو
حرکت دے اللہ پاک نے اون کے واسطے یہ بات بیان فرمائی کہ اوس نے اونکے لیے
معیشت کے اسباب مہیا کردیے ہین تاکہ نعمت کا شکر بجالائین کیونکہ جس زمانے مین وہ
گذران کرتے ہین اگر وہ ہمیشہ کو روز قیامت تک رات ہو جاتا تو قادر نہ ہوتے کہ اوس مین چلین
پھرین اور کھانے پینے کے امور ضروری جن پر زندگی بسر کرنے کا مدار ہے طلب کرین
پھر اون پر منت رکھی پس ارشاد فرمایا مَنْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللہِ یَاْتِیْکُمْ بِضِیَاءٍ یعنی آیا ہے واسطے
تمہارے کوئی معبود تمہارے زعم مین اون معبودون سے جن کو پوجتے ہو کہ قدرت
رکھے اسپر کہ اس ہمیشہ کی اندھیری کو تم سے دور کردے نور لاکر کہ جس مین تم معیشت تلاش
کرو اور اپنے محتاج الیہ چیزون کو اوس مین دیکھو اور تمہارے میوے پکین اور کھیتیان بڑھین
اور تمہارے جانور اوس مین گذران کرین پھر کیا تم نہین سنتے ہو اس بات کو سننا سمجھنے قبول
کرنے فکر کرنے سوچنے کا یہ اون کو توبیخ ہے ابلغ طور پر آلہ کی ایک صفت تو غیر اللہ ہے
اور دوسری صفت جملہ یاتیکم بضیاء ہے تبکیت والزام اسی پر چکر کھاتا ہے پھر جب اللہ پاک
وجود نہار کی اون پر منت رکھ چکا تو وجود لیل کی اون پر منت رکھی پس ارشاد فرمایا
قُلْ اَرَاَیْتُمْ الآیہ یعنی تو اون سے کہدے تم مجھے خبر دو کہ اگر کردے اللہ تم پر دن کو دائم یعنی
سارا زمانہ جس مین تم زندگی بسر کرتے ہو اگر اوس کو دن کردے روز قیامت تک کہ اوس کے
ساتھ رات نہو باین طور کہ بیچ آسمان مین سورج کو ساکن کردے یا فوق افق کے مدار پر
اوس کو حرکت دے کون معبود ہے اللہ کے سوا تمہارے زعم مین کہ تم کو رات لادے جس مین

[1] اور وہی ہے جس نے بنائے رات اور دن بسرتے اوسکے واسطے جو چاہے دھیان رہنا چاہے شکر کرنا ۱۲

تم قرار پکڑو رنج و محنت و تعب سے اور معاش و کسب کی طلب مین جو تم محنت اوٹھاتی ہو
اوس سے آرام پاؤ کیا پھر نہین دیکھتے ہو اس عظیم منفعت کو دیکھنا شخص نصیحت پذیر و بیدار
و ہوشیار کا یہان تک کہ غیر اللہ کا پوجنا جس مین تم مبتلا ہو اوس سے باز رہو پھر جب وہ
اس بات کا اقرار کرلین کہ اسپر قادر نہین ہے مگر اللہ عزوجل تو اون کو حجت لازم ہو گئی اور
ساقط و ردی شبہے جن سے وہ تمسک کرتے ہین وہ باطل ہو گئے سرمد یعنی دائم و مستمر
ہے ماخوذ ہے سرد سے سرد کہتے ہین متابعت و اطراد کو پس میم زائد ہے جس طرح
کہ دلاص[1] مین ہے دلاص سے اور وزن اوس کا فعل ہے کسی نے کہا اوسکی میم اصلی ہے
اور وزن فعلل ہے فعل نہین ہے ظاہر یہی بات ہے **نکتہ** من الٰہ غیر اللہ حرف اس کا
یہ تھا کہ ہل الٰہ غیر اللہ ہوتا اس واسطے کہ ہل واسطے طلب تصدیق کے ہے اور بحسب ظاہر
مناسب مقام یہی ہے کلمہ من نہین ہے جو کہ واسطے طلب تعیین کے ہوتا ہے اور اصل
وجود کا مقتضے ہے لیکن کلمہ من ذکر فرمایا بنا بر اون کے زعم کے کہ اون کے آلہہ موجود ہین
غرض اس سے تبکیت و تضلیل ہے پس اس مین زیادہ تر مبالغہ ہے[2] یہ حاصل ہی شہاب
کا **نکتہ** لیل کا وصف ذکر فرمایا یسکنون فیہ پس اس کے مقابلے مین مناسب تھا کہ ضیاء کا
وصف بھی تتصرفون فیہ ذکر ہوتا لیکن ضیاء کا وصف اصلا ذکر نہین کیا وجہ اس کی یہ ہے کہ
مقصود آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ ضیاء فی ذاتہ مقصود بنفسہ ایک نعمت ہے اگر اوس کی
صفت ذکر کی جاتی تو معلوم ہوتا کہ ضیاء اوسی صفت کی وجہ سے مقصود ہے اور خود مقصود
نہین ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر اوس کا وصف مقابل وصف لیل ذکر کیا جاتا تو
سمجھا جاتا کہ اوس کا منفعت اوسی وصف مین منحصر ہے حالانکہ اوس مین منحصر نہین ہے
بلکہ اوس کے تو بہت منافع ہین اس لیے اوس کو مطلق چھوڑ دیا اور اوس کا کوئی وصف ذکر
نہین کیا پھر چونکہ ضیاء کے منافع اکثر ہین منافع لیل سے اس واسطے ضیاء کے ساتھہ
افلا تسمعون کہا ہے اور لیل کے ساتھہ افلا تبصرون فرمایا ہے کیونکہ سمع کی منفعت بصر کی
منفعت سے بڑھکر ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ عقل بصر سے صرف مبصرات کی صور تون کا
فائدہ حاصل کرتی ہے اور سمع سی ساری انواع محسوسات کا ادراک کرتی ہے بلکہ معقولات صرف

[1] دلاص بضم دال مہملہ و کسر میم یعنی براق ہے اسی معنی کے زرہ کو دلاص کہتے ہین کسی نے کہا کہ دلاص فرع براق ہے یقال درع دلاص و دروع دلاص الواحد و الجمع علی لفظ واحد قالہ الجوہری منہ

[2] قال زادہ و الاظہر ان یقال ہل لان المقام مقام التخاذل یقتضی ذلک بخلاف قولہ تعالی قل ارءیتم ان اتکم عذابہ بیاتا او نہارا ماذا یستعجل منہ المجرمون فان المقام یقتضی ان یقال من یاتیکم بہ لان المقصود ہناک ذکر ما یستعجلون منہ لا ذکر من یاتی بہ و ہذا ظاہر منہ

کا جبکہ اون سے ایسی عبارت کی ساتھہ تعبیر کیجائے جو اون پر دال ہو کسی نے یون
کہا ہے کہ اللہ پاک نے ضیاء کے ساتھہ افلا تسمعون کو اس لیے قرین فرمایا ہے کہ ضیا کے
درک منافع و وصف فوائد سے سمع اوس شی کا ادراک کرتا ہے کہ جس کا بصر ادراک نہین کرتی
ہے اور لیل کے ساتھہ افلا تبصرون کو اس واسطے قرین کیا ہے کہ لیل سے بصر اوس
شے کا ادراک کرتی ہے کہ جس کا سمع ادراک نہین کرتا ہے کسی نے یہ کہا ہے اس لیے کہ غیر
تیز ادراک کرتا ہے تاریکی کی منفعت سے اوس شی کو جس کو تو دیکھتا ہے یعنی سکون وغیرہ
ومن رحمتہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک کی رحمت سے ہے کہ اوس نے بنا دیے واسطے
تمہارے رات اور دن تاکہ تم چین پکڑو رات مین اور تاکہ تلاش کرو اوس کے فضل سے
دن مین باین طور کہ کمائیون مین سعی و کوشش کرو اس مین مع ہے سعی کرنے کی طلب رزق
مین اور وہ توکل کو منافی نہین ہے اور شاید تم شکر کرو اللہ کی نعمت کا جو تم پر ہے یہ بات
جان رکھو کہ سکون دن مین اور طلب رزق کی رات مین اگرچہ ممکن ہے جس وقت چاند
زمین پر طلوع کرے یا جس شی مین روشنی ہے جیسے چراغ وغیرہ اوس کی روشنی مین کام
کر سکتا ہے لیکن یہ بات قلیل و نادر ہے اور بندگان خدا جس کے مالوف ہو رہے ہین
اوس کے خلاف ہے اس لیے اس کا کچھہ اعتبار نہین ہے کسی نے کہا اللہ پاک کی نعمت
سے ہے یہ بات کہ اوس نے رات اور دن کو ایسا بنایا ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے
لگا آتا ہے اس لیے کہ آدمی حلال دنیا اور حال تکلیف مین رفع کیا گیا ہے طرف محنت و تعب
کے تاکہ جس شے کا وہ حاجتمند ہے اوس کو حاصل کرے اور یہ بات پوری نہین ہوتی ہے
مگر راحت و سکون مین اس لیے رات دن دونون دنیا مین ہونا ضرور ہے رہی جنت سو اوس مین
نہ تعب ہے نہ رنج و محنت بلکہ چین ہی چین ہے اس واسطے وہان اون کو رات کی حاجت
نہین ہے اور اسی لیے اون کے واسطے ہمیشہ روشنی رہیگی پس اللہ پاک نے بیان فرمایا
کہ اسپر وہی قادر ہے نہ اوس کا غیر زادہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے کہ اللہ پاک نے اس آیت
سے یہ بات بیان فرمائی ہے کہ حکمت رات اور دن کے پیدا کرنے مین اس طرح کہ ایک
دوسرے کے پیچھے لگے آتے ہین وجہ معین پر تین چیزین ہین اون مین سے دو تو منتب

ہین اون کی خلق پر بطریق لف ونشر کے اور تیسری مترتب ہے دونون کی خلق پر جمیعًا
پس اس مین لف ونشر کا اعتبار نہین ہے ویوم ینادیھم فیقول این شرکاءی
الذین کنتم تزعمون ۝ ونزعنا من کل امة شھیدا فقلنا ھاتوا برھانکم
فعلموا ان الحق للہ وضل عنھم ما کانوا یفترون ۝ اور جس دن اون کو پکاریگا ع ۱۵ ۱۰
تو کہیگا کہان ہین میرے شریک جن کا تم دعوی کرتے تھے اور جدا کرین گے ہم ہر فرقے
مین سے ایک احوال بتانے والا پھر کہین گے لاؤ اپنی سند تب جانین گے کہ سچ بات اللہ
کی ہے اور کھوئی گئین اون سے جو باتین وہ جوڑتے تھے ف احوال بتانے والا
پیغمبر یا اون کے نائب یا جو نیک بخت تھے انتھے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین یہ بھی ندائے ثانی ہے بطور تقریع وتوبیخ کے واسطے اون لوگون کے جنہون نے
اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود پوجا ہے رب تعالی علی رؤس الاشہاد سب کے روبرو انکو
پکاریگا تو فرمائیگا کہان ہین میرے شریک جن کا تم دعوی کرتے تھے واردنیا مین مجاہد
نے کہا کہ مراد شہید سے رسول ہے پھر ہم کہین گے لاؤ اپنی سند یعنی صحت پر اوس بات
کی جس کا تم نے دعوی کیا تھا کہ اللہ کے واسطے شریک ہین تب جانین گے کہ سچ بات اللہ
کی ہے یعنی کوئی معبود نہین ہے سوا اوس کے پھر وہ نہ بولین گے نہ کچھ جواب دین گے
وضل عنھم ما کانوا یفترون ای ذھبوا فلم ینفعوھم یعنی جن کو معبود بنایا تھا وہ جاتے رہے
پس اون کو کچھ نفع نہ پہونچایا ف نتج البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے ندا کو
مکرر ذکر فرمایا بسبب اختلاف دونون حالتون کے اس واسطے کہ ایک بار اون کو ندا کیجائیگی
تو وہ بتون کو پکارین گے اور دوسری بار اون کو ندا کیجائیگی تو وہ سکوت کرین گے اس تکرار
ندا مین بھی تقریع بعد تقریع اور توبیخ بعد توبیخ کے ہے اور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ اللہ
پاک کے غضب کے کھینچنے والے اوس کے ساتھ شرک کرنے سے بڑھکر کوئی شی نہین ہے
جس طرح کہ اوس کی رضامندی مین داخل کرنے والی اوس کی توحید سے بڑھکر کوئی چیز نہین
ہے یا اول ندا واسطے ثابت کرنے اون کے فساد رائے کے ہے اور دوسری ندا یہ بات
بیان کرنے کے لیے ہے کہ اون کا شرک کرنا کسی سند سے نہین ہے وہ تو محض تشہی وہوائے

وخواہش ہے قولہ ونزعنا الآیہ معطوف ہے بنادی پر صیغہ ماضی کا اس لیے ذکر کیا ہے
کہ تحقق پر دلالت کرے یعنی نکالین گے ہم ہر امت سے منجملہ امتون کے ایک گواہ کہ
جو بات وہ کہین گے اوس کی اوپر گواہی دیگا مجاہد نے کہا شہید سے مراد انبیا علیہم السلام
ہین کسی نے کہا کہ عدول ہر امت کے یعنی نیک لوگ پہلا قول اولی ہے اس کے مثل
یہ آیت ہے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا
پھر جو بات اللہ پاک ہر امت سے فرمائیگا وہ اس قول سے بیان کی فقلناھاتوا برھانکم
یعنی پھر ہم اون سے کہین گے کہ لاؤ اپنی حجت و دلیل اس بات پر کہ میرے ساتھہ شریک ہین
پس اس وقت وہ اقرار کرلین گے اور برہان قائم کرنے سے گونگے ہوجائین گے اسی لیے
یون فرمایا فعلموا ان الحق للہ یعنی پھر جان لین گے کہ حق واسطے اللہ پاک کے ہے
الٰہیت و معبودیت مین اور وہ وحدہ لاشریک لہ ہے وضل عنہم ما کانوا یفترون
یعنی دنیا مین جو جھوٹ جوڑا کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے شریک مستحق عبادت کے ہین سو یہ
بات اون سے غائب ہوجائیگی جیسے گمی چیز غائب ہوجاتی ہے اور جاتی رہیگی اور باطل
ہوجائیگی پھر بعد قصۂ اہل ضلال کے قارون کا قصہ ذکر فرمایا اس لیے کہ بدیع قدرت اور
عجیب صنعت پر مشتمل ہے ان قارون کان من قوم موسی فبغی علیہم وا
اٰتینٰہ من الکنوز ما ان مفاتحہ لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ اذ قال لہ
قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین ۝ وابتغ فیما اٰتٰک اللہ الدار الاخرۃ
ولا تنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللہ الیک ولا تبغ الفساد
فی الارض ان اللہ لا یحب المفسدین ۝ قال انما اوتیتہ علی علم عندی
اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ من القرون من ہو اشد منہ قوۃ و
اکثر جمعا ولا یسئل عن ذنوبہم المجرمون ۝ قارون جو تھا سو موسی کی قوم
سے پھر شرارت کرنے لگا اوپر اور ہم نے دیے تھے اوس کو خزانے اتنے کہ اوس کی
کنجیون سے تھکتے کئی مرد زور آور جب کہا اوس کو اوس کی قوم نے اترا مت اللہ کو نہین
بھاتے اترانے والے اور جو تجھکو اللہ نے دیا ہے اوس سے پیدا کر پچھلا گھر اور نہ بھول

سلہ پھر کیا حال
ہوویگا جب بلاوینگے
ہم ہر امت مین سے اول
کے نبی والا اور بلاوینگے
تجھکو ان لوگون پر اول
بتانے والا ۱۲

اپنا حصہ دنیا سی اور بھلائی کر جیسے اللہ نے بھلائی کی تجھ سے اور نہ چاہ خرابی ڈالنی
ملک مین اللہ کو بھاتی نہین خرابی ڈالنے والے بولا یہ تو مجھکو ملا ہے ایک منتر سے جو
میرے پاس ہے کیا یہ نہ جانا کہ اللہ کھپا چکا ہے اوس سے پہلے کتنی سنگتین جو اوس سے
زیادہ رکھتی تھین زور اور زیادہ مال کی جمع اور پوچھے نہ جائین گنہگارون سے اون کے
گناہ ف قارون حضرت موسی کے چچا کی اولاد مین تھا فرعون کی سرکار مین پیش
ہوگیا تھا بنی اسرائیل پر کاربیگار بھی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتھہ سے ملتی اس کام
مین مال بہت کمایا جب بنی اسرائیل حکم مین آئے حضرت موسی کے اور فرعون غرق ہوا
اوس کی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل مین ضد رکھتا حضرت موسے سے
منافق بن کر پیچھے عیب دیتا اور تہمتین لگاتا ایک روز ایک عورت کو بہت کی بات
سکھا کر روبرو لایا اوس عورت نے خاصی دُر کر سچ کہدیا کہ اس نے مجھکو سکھایا تھا تب
حضرت موسی کی بددعا سی زمین مین غرق ہوا اور اوس کا گھر اور خزانہ بھی غرق ہوا
ف خرابی نہ ڈال یعنی حضرت موسی کی ضد نکر اور اپنا حصہ نہ بھول دنیا سے یعنی
حصے موافق کھا پہن اور زیادہ مال سے آخرت کما ف ایک منتر سے مجھکو ملا ہے
یعنی دنیا کمانے کا سلیقہ ف اور پوچھے نہ جائین گناہ یعنی گنہگارون کے
سمجھہ درست ہو تو گناہ کیون کرین جب سمجھہ اولٹی پڑی تو الزام دینے کا کیا فائدہ کہ یہ بُرا
کام کیون کرتا ہے اسکی برائی نہین سمجھتا ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
فرماتے ہین اعمش نے عن المنہال بن عمرو عن سعید بن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما
روایت کیا ہے فرمایا کہ قارون حضرت موسی علیہ السلام کی قوم سے تھا فرمایا کہ اون کا برادر
عم زاد تھا اسی طرح ابراہیم نخعی و عبید اللہ بن حارث بن نوفل و سماک بن حرب و قتادہ و مالک
بن دینار و ابن جریر وغیرہم نے بھی کہا ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا
ابن جریج نے کہا کہ وہ قارون بن یعہر بن قاہث ہے اور حضرت موسی بن عمران بن
قاہث ہین محمد بن اسحق بن یسار کا زعم یہ ہے کہ قارون حضرت موسی بن عمران
علیہ السلام کا چچا تھا ابن جریج نے کہا اور اکثر اہل علم اسپر ہین کہ وہ اون کے چچا کا بیٹا تھا

واللہ اعلم قتادہ بن دعامہ نے کہا ہم حدیث کیے جاتے تھے اس بات کی کہ وہ حضرت موسی کے چچا کا بیٹا تھا اور اوس کا نام منور رکھا جاتا تھا اسلیے کہ توریت کو اچھی آواز سے پڑھتا تھا لیکن اللہ کا دشمن منافق ہوگیا جس طرح کہ سامری منافق ہوگیا تھا سو نبی نے اوس کو ہلاک کردیا جو کثرت مال کی سبب سے اوس کو ہوگئی تھی شہر بن حوشب نے کہا کہ اوس نے اپنے کپڑون مین بالشت بھر طولا زیادہ کیا تھا واسطی ترفع وتکبر کے اپنی قوم پر قولہ واتیناہ من الکنوز الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ ہم نے اموال سے اوس کو اتنا دیا تھا کہ البتہ بھاری ہوتا تھا اوٹھانا اوس کی کنجیون کا لوگون کی جماعتون پر مارے اون کی کثرت کے اعمش نے خیثمہ سے روایت کیا ہے کہ خزائن قارون کی کنجیان چمڑونکی تھین ہر کنجی برابر انگلی کے تھی ہر کنجی جدا جدا ایک خزانے پر تھی پھر جس وقت وہ سوار ہوتا تو ساٹھ بیچ کلیان خچرون پر لادی جاتی تھین اس کے سوا اور قول بھی ہین واللہ اعلم اذ قال لہ قومہ الآیہ یعنی اوس کی قوم کے جو صالح نیک لوگ تھے اونہون نے اوسکو وعظ ونصیحت کی اوس حالت کے بارے مین جس مین وہ تھا بطور خیر خواہی ونصیحت وارشاد کے لاتفرح یعنی جس حال مین تو ہے اوس سے خوش مت ہو مطلب یہ ہے کہ جس مال و منال مین تو ہے اوس کے سبب سے اترا مت ان اللہ لا یحب الفرحین حضرت ابن عباس نے فرمایا یعنی المرحین مجاہد نے کہا الاشرین البطرین یعنی اللہ دوست نہین رکھتا ہے اترانے والون کو جو شکر نہین کرتے ہین اللہ کا اوس شی پر جو اوس نے اون کو عطا کی ہے قولہ تعالی وابتغ فیما اٰتاک اللہ الآیہ یعنی یہ مال کثیر ونعمت طائلہ جو اللہ پاک نے تجھکو بخشی ہے اس کا اپنے رب کی طاعت مین استعمال کر اور انواع واقسام کی قربتون عبادتون سے اوس کا تقرب ڈھونڈ کہ جن کے سبب سے دنیا وآخرت مین تجھکو ثواب حاصل ہو اور مست بھول اپنے حصے کو دنیا سے یعنی اللہ پاک نے جو کھانا پینا پہننا رہنا بسنا گھر بار جورو بیاہ شادی اوس مین مباح کیا ہے اوس سے اپنا حصہ لے کیونکہ تیرے رب کا تجھ پر ایک حق ہے اور تیری جان کا تجھپر حق ہے اور تیری جورو کا تجھپر حق ہے اور تیرے ملاقاتی کا تجھپر حق ہے سو ہر حق والے کو اوس کا حق دے اور احسان کر جیسا اللہ نے تجھپر احسان

یعنی نعمت طویل
پ ۲۰ رکوع ۱۲

کیا ہے یعنی اوس کی خلق سے بھلائی کر جیسے اوس نے تجھ سے بھلائی کی ہے اور
مت چاہ خرابی ڈالنی ملک مین یعنی جس عیش و آرام مین تو ہے اوس کے سبب سے تیرا
یہ قصد نہو کہ تو اوس سے زمین مین خرابی ڈالے اور خلق اللہ سے برائی کرے اللہ دوست
نہین رکھتا ہے بگاڑ ڈالنے والون کو قولہ تعالی قال انما اوتیتہ الآیہ اللہ پاک خبر دیتا
ہے قارون کے جواب کی جو اوسنے اپنی قوم کو دیا جبکہ اونہون نے اوس کو نصیحت کی اور خیر
کی طرف ارشاد کیا تو یہ بولا کہ جو بات تم کہتے ہو مین اوس کا محتاج نہین ہون کیونکہ اللہ نے
جو یہ مال مجھے عطا کیا ہے سو اس لیے کہ وہ جانتا ہے کہ مین اوس کا مستحق ہون اور اللہ کو
مجھ سے محبت ہے تقدیر عبارت یہ ہے انما اعطیتہ لعلم اللہ فی اہل لہ یعنی مین جو یہ مال
دیا گیا ہون سو بسبب علم اللہ کے میرے حق مین اس بات کا کہ مین اوس کا اہل ہون یہ آیت
مثل اس آیت کے ہے[۱] فاذا مس الانسان ضر دعانا ثم اذا خولناہ نعمۃ منا
قال انما اوتیتہ علی علم ای علی علم من اللہ بی وکقولہ تعالے و[۲] لئن اذقناہ رحمۃ منا
من بعد ضراء مستہ لیقولن ھذا لی یعنی مین اس کا مستحق ہون بعض سے مروی ہے
کہ اس سے مراد یہ ہے کہ قارون علم کیمیا کی محنت و مشقت اوٹھایا کرتا تھا غرض یہ کہ اس جگہ
علم سے مراد علم کیمیا ہے گویا کیمیا کے ذریعہ سے اوس نے مال جمع کیا تھا یہ قول ضعیف ہے
اس لیے کہ علم کیمیا فی نفسہ ایک علم باطل ہے کیونکہ اعیان کے قلب کرنے پر سوائے اللہ
عزوجل کے کوئی قادر نہین ہے اللہ پاک فرماتا ہے[۳] یا ایھا الناس ضرب مثل فاستمعوا
لہ ان الذین تدعون من دون اللہ لن یخلقوا ذبابا ولو اجتمعوا الصحیح مین ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے اور کون بڑھکر ظالم اوس
سے جو چلا پیدا کرتا ہے مثل میرے خلق کے پس چاہیے کہ پیدا کرین ایک ذرہ پس چاہیے
کہ بنائین ایک جو یہ بات تو مصورون کے حق مین وارد ہوئی ہے جو کہ مشابہ کرتے ہین ساتھہ
خلق اللہ کے محدثات ظاہر یا شکل مین پھر اوس کا حال کیسا ہوگا جو یہ دعوی کرتا ہے
کہ وہ نقل کرتا ہے ذات کی ماہیت کو طرف ذات دیگر کی ماہیت کے یہ امر زور و محال و
جہل ہے اور وہ جو قادر ہوتے ہین سور رنگنے پر ظاہر صورت مین حالانکہ وہ کذب و

[۱] سو جب کہ آدمی کو کچھ تکلیف ہو مجھ کو پکارے پھر جب ہم بخشین اوسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے یہ تو مجھکو ملی ہے اگلے سے معلوم ہوئی
[۲] اور اگر ہم چکھاوین اوسکو کچھ اپنی مہربانی ایک تکلیف کے جو اوسکو لگی تھی تو کہتا ہے یہ میرے لائق ہے
[۳] لوگو ایک کہاوت کہی ہے اوسکو کان لگا کر سنو جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہ بنا سکین ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہوون

زغل و تمویہ ہے اور رواج دینا اہل اس بات کا کہ وہ صحیح ہے نفس الامر مین حالانکہ قطعًا بتًا ایسا
نہین ہے اور نہ طریق شرع سی ثابت ہوا کہ کیمیا صحیح ہوئے ہو اس طریقے سے جس کے یہہ جاہل
فاسق افاک لوگ محنت و مشقت اوٹھاتے ہین رہی خرق عادت جو اللہ پاک بعض اولیا کے
ہاتھہ پر جاری کرتا ہے اور بعض اعیان کا قلب کرکے چاندی یا سونا یا مثل اس کے کر دیتا ہے
سو یہہ ایک ایسا امر ہے کہ نہ کوئی مسلمان اوس کا انکار کرتا ہے نہ کوئی مومن اوس کو رد کرتا
ہے لیکن یہہ قبیل صناعات سے نہین ہے یہہ تو مشیت رب الارض و السموات سے ہے اور
اوس کے اختیار و فعل سے **حکایت** چنانچہ حیوہ بن شریح مصری رحمہ اللہ تعالی سے
مروی ہے کہ کسی سائل نے اون سے سوال کیا پس اون کے پاس کوئی شے نہ تھی کہ اوسکو
دین اور اوس کی ضرورت دیکھی تو ایک کنکر زمین سے لیا پھر اوس کو اپنی ہتیلی مین پھرایا
پھر اوس کو سائل کی طرف ڈال دیا تو ناگاہ وہ سرخ سونا تھا[1] احادیث و آثار اس باب
مین بہت ہین اون کے ذکر مین طول ہوتا ہے **بعض** نے کہا کہ قارون اسم اعظم جانتا تھا
سو اوس نے اوس کے ساتھہ اللہ تعالی سے دعا کی تو اوس کے سبب سے مالدار ہوگیا
صحیح معنی اول ہین اسی لیے اوس نے جو یہہ دعوی کیا تھا کہ اللہ نے جو مال اوس کو عطا کیا ہے
اس مین اللہ کو اوس کی پروا ہے اور اوس کے نزدیک اس کی عزت و حرمت ہے سو
اللہ پاک نے اس دعوی کو یون رد فرمادیا **اولم یعلم ان اللہ قد اھلک من قبلہ** الآیہ
یعنی قارون سے پہلی امتین قوت و مال مین اوس سے بڑھکر تھین باوجود اس کے بسبب
اون کے کفر و ناشکری کے اللہ پاک نے اون کو ہلاک کر ڈالا اون کے مقابلے مین قارون
کی کیا ہستی ہے اس سے معلوم ہوا کہ قارون کو جو مال ملا سو کچھہ اس جہت سے نہین ہے
کہ اللہ تعالی کو اوس سی محبت ہے اوس کے نزدیک اوس کی آؤ بھگت ہے چونکہ اگلون کو
بسبب کفر و عدم شکر کے ہلاک کیا اسی لیے یہہ فرمایا **ولا یسأل عن ذنوبھم المجرمون**
یعنی مجرمون سی اون کے گناہون کا سوال نہوگا بسبب کثرت اون کے گناہون کے
قتادہ نے کہا علی علم عندی علی خیر عندی یعنی یہہ تو ملا ہے مجھہ کو ایک خیر سے جو میرے پاس ہے
سدی نے کہا علی علم انی اہل لذلک یعنی یہہ تو مجھکو ملا ہے اللہ کے جاننے سے مجھکو کہ مین اسکا

[1] اللہ پاک کا فضل ہمیشہ جاری رہتا ہے چنانچہ شیخ غلام محمد نوسہرا خیرآباد ضلع پیشاور نے اپنے پیر عبد اللہ شاہ صاحب پنجابی کی بعینہ یہی کیفیت خاکسار سے بیان کی کہا جا رہا تھا کہ بنگلہ مین ۱۳۱۲ھ مین ۱۳۱۳ھ مین اتفاق ہوا ان عبد اللہ شاہ کا انتقال اوسمین مین ہوا رحمہ اللہ تعالی یہ قصہ خاکسار سے شیخ غلام محمد صاحب نے بیان کیا

مستحق ہون امام عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اس آیت کی تفسیر مین اجادہ فرمایا ہے
کیونکہ اونہون نے یون کہا ہے کہ اگر نہوتی اللہ کی رضامجہہ سے اور اوس کا پہچانا میرے
فضل کو تو وہ یہ مال مجھے عطا نہ کرتا اور یہ آیت پڑہی اولم یعلم الآیہ یعنی اللہ مجہہ سے خوش
ہے اور میرے فضل و رتبے کو خوب جانتا ہے جب تو اوس نے یہ مال جزیل مجھکو عطا کیا ہے

ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ قارون عجمی نام ہے علمیت و عجمہ کی وجہ
سے غیر منصرف ہے وزن اس کا فاعول ہے عربی قرنت سے مشتق نہین ہے زجاج
نے کہا کہ اگر قارون قرنت الشی سے ہوتا تو منصرف ہوتا اس مین تین قول ہین ایک قول
یہ ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تہا یہ قول نخعی و قتادہ وغیرہما کا ہے نسب
اوس کا یہ ہے قارون بن یصہر بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم
علیہم السلام اور حضرت موسی بن عمران بن قاہث ہین پس قارون کا باپ یعنی یصہر اور
حضرت موسی کے والد عمران دونون بہائی ہین قاہث کے بیٹے دوسرا یہ ہے کہ حضرت
موسی علیہ السلام کا چچا تہا مان باپ کی طرف سے یہ قول ابن اسحق کا ہے انہون نے قارون
کو عمران کا بہائی بیٹا یا عمران و قارون قاہث کے بیٹے ہین تیسرا یہ ہے کہ حضرت موسی
علیہ السلام کی خالہ کا بیٹا تہا اگلے دو قول اول گذر چکے ہین قارون کی خوبصورتی کی وجہ سے
اوس کو منور کہتے تہے امام رازی نے کہا کہ قارون اون ستر آدمیون مین سے تہا جن کو
حضرت موسی نے مناجات کے واسطے پسند کیا تہا پس اوس نے اللہ کا کلام سنا انتہی
بنی اسرائیل مین اوس سے بڑہکر توریت کا پڑہنے والا کوئی نہ تہا پہر وہ منافق ہوگیا جس طرح
کہ سامری منافق ہوا اور حضرت موسی کی طاعت سے نکل گیا یہی معنی ہین فبغی علیہم کے
یعنی پہر حد سے بڑہ گیا تکبر و تکبر مین اور قوم پر تفضل طلب کیا اور چاہا کہ وہ اوس کے زیر حکم
ہون اور حضرت موسی علیہ السلام کا حسد کیا اون کی رسالت پر اور حضرت ہارون کا اونکی
امامت پر اور اللہ پاک کا منکر ہوا بعد اس کے کہ دونون پر ایمان لا چکا تہا یہ سب کچہہ بسبب
اپنے کثرت مال کے کیا ضحاک نے کہا کہ بغی اوس کی بنی اسرائیل پر یہ تہی کہ اپنے مال و
اولاد کی کثرت کے مارے اون کو سبک سمجہتا تہا قتادہ نے کہا بغیہ بنسبتہ ما آتاہ اللہ من المال

الی نفسہ لعلمہ وحیلتہ کسی نے کہا کہ فرعون کی طرف سے عامل تہا بنی اسرائیل پر سو اونپر تعدی وظلم کیا کسی نے کہا اوس کی بغی اس کے سوا اور کسی امر کے ساتہہ تہی یہ امر اوس قبیل سے ہے کہ معنی آیت سے مناسب نہین ہے **کنوز** جمع ہے کنز کی کنز کہتے ہین ذخیرہ کئی ہو سال کو اوس کے اموال کا نام کنوز اس لیے رکہا ہے کہ وہ ادای زکوۃ سے باز رہنے والا تہا عطا نے کہا کہ یوسف علیہ السلام کے خزانون سے اوس کو ایک خزانہ مل گیا تہا کسی نے کہا کہ کیمیا بنایا کرتا تہا کلمہ ما قولہ تعالی ما ان مفاتحہ مین موصولہ ہے صلہ اوس کا ان ہے اور جو کچہ اوس کے تحت مین ہے اور اسی لیے کلمہ ان مکسور ہوا ہے اخفش صغیر نے کوفیون سے نقل کیا ہے کہ وہ اس بات کو منع کرتے ہین کہ ان مع اسم وخبر کے الذی کا صلہ ہو یا جائے اور اون کی اس بات کو قبیح سمجہا ہے اس لیے کہ وہ کتاب عزیز مین اس جگہہ وارد ہوئے ہے **مفاتح** جمع ہے مفتح بالکسر کی مفتح وہ شے ہے جس سے کہولا جاتا ہے کسی نے کہا کہ مراد مفاتح سے خزائن ہین اس بنا پر اوس کا واحد مفتح بفتح میم ہوگا **واحدی** نے کہا کہ اکثر مفسرین کے قول مین مفاتح خزائن ہین کقولہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب کہا یہہ قول اختیار زجاج ہے کہا تفسیر مین اشبہ یہ ہے کہ مفاتحہ سے مراد اوس کے مال کے خزانے ہین **اور لوگون** نے کہا کہ مفاتح جمع مفتاح کی ہے مفتاح وہ شی ہے جس سے دروازہ کہولا جاتا ہے پس یہ قول قتادہ ومجاہد کا ہے **خیثمہ** سے مروی ہے کہ قارون کے خزانون کی کنجیان جلود ابل سے تہین ہر کنجی مثل انگلی کے تہی ہر کنجی ایک علیحدہ خزانے پر تہی پہر جب وہ سوار ہوتا تو وہ کنجیان ستر بچ کلیان خچرون پر لادی جاتی تہین یہ قول اول گذر چکا ہے دوسرا قول خیثمہ سے یہ مروی ہے کہا مین نے انجیل مین پایا ہے کہ ان بغال مفاتیح خزائن قارون غر محجلۃ یعنی قارون کے خزانون کی کنجیون کے خچر بچ کلیان تہے اون مین سے ہر کنجی انگلی پر زائد نہ تہی ہر کنجی کے واسطے ایک خزانہ تہا شوکانی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ خیثمہ نے یہ جو ذکر کیا ہے مین نے اسکو انجیل مین نہین پایا **لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ** یہ جملہ خبر ہے ان کی اور ان مع اپنے اسم وخبر کے صلہ ہے ما کے موصولہ کا اور ما موصولہ مع صلہ محل نصب مین ہے اس بنا پر کہ مفعول ثانی ہے آتیناہ کا

سلہ اور اوس کے پاس کنجیان خچر کی ہین ۱۲

التنوء ماخوذ ہے نوء سے نوء کہتے ہین بگرانی برخاستن وافتادن کو یہ کلمہ منجملہ لغات اضداد
سے ہے یعنی گرانی کے ساتھہ اوٹھنا اور گر پڑنا جب کوئی شخص کسی شی کو لیکر بھاری ہوکر اوٹھی
تو اوس وقت عرب کے محاورے مین بولتے ہین ناء بالحمل اور جب بوجھہ اوس کو بھاری
بوجھل کردے تو کہتے ہین ناء بہ الحمل اس مین دو وجھین ہین ایک یہ ہے کہ حرف با واسطی
تعدیت کے ہے مثل همزہ کے اور کلام مین قلب نہین ہے یعنی البتہ بوجھل کرتی تہین کنجیان
جماعت قوی کو مطلب یہ ہے کہ بھاری کرتا تہا اون کو اوٹھانا کنجیون کا تو وہ طاقت
نہین رکھتے تہے اون کے اوٹھانے کی امام رازی نے کہا کہ طاقت نہین رکھتے تہے اونکے
ضبط کی بسبب اون کی کثرت کے انتہے دوسری وجہ یہ ہے کہ کلام مین قلب ہے اصل
مین یون ہے لتنوء العصبۃ بالمفاتح یعنی البتہ بھاری ہوکر اوٹھتی تہی وہ جماعت زور اور
کنجیون سے یہ قول ابو عبید کا ہے ابو زید نے کہا ناءت بالحمل اذا نہضت بہ یعنی جب تو
بوجھہ لیکر اوٹھے تو اوس وقت کہیگا ناءت بالحمل فراء نے کہا معنی یہ ہین کہ البتہ مائل کرتی اور
جھکاتی تہین کنجیان جماعت زور آور کو اپنے بوجھہ سے غرض یہ ہے کہ حرف با تعدیت کا
ہے مثل همزہ کے جس طرح کہ محاورے مین بولتے ہین یذہب بالبؤس ویذہب البؤس وذہبت بہ
واذہبتہ وجئت بہ واجأتہ ونؤت بہ وانأتہ نحاس نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور اسی کے
قائل بہت سے سلف ہین کسی نے کہا کہ نائی سے ماخوذ ہے نائی بمعنی بعد ہے یہ قول بعید
ہے بدیل بن میسرہ نے لینوء بیای تحتانی پڑہا ہے اس بنا پر معنی یہ ہین لینوء الواحد منہا
او الذکور پس معنی پر حمل کیا ہے یا تذکیر اس لیے ہے کہ مضاف محذوف کی رعایت کی ہے
کیونکہ تقدیر یہ ہے حملہا او ثقلہا کسی نے کہا کہ مفاتحہ کی ضمیر قارون کی طرف راجع ہے پس
مضاف سے مضاف الیہ سے تذکیر حاصل کرلی جس طرح کہ ذہبت اہل الیمامۃ مین مضاف نے
مضاف الیہ سے تانیث حاصل کی ہے کذا قالہ الزمخشری عصبہ سے مراد وہ جماعت ہے جو
بعض واسطی بعض کے تعصب کرتی ہے کسی نے کہا کہ عصبہ تین سے دس تک ہے کسی نے
کہا دس سے پندرہ تک کسی نے کہا مابین دس کے بیس تک کسی نے کہا پانچ سے دس تک کسی نے
کہا چالیس کسی نے کہا ستر اس کے سوا اور قول بہی ہین ابن منذر وابن ابی حاتم کا لفظ حضرت ابن عباس

ناءت اصل مین
اسی طرح ہے ۱۲

سی تو د کی تفسیر مین متقل ہے ابن منذر کا لفظ اون سی یہ ہے لاترفہا العصبۃ من الرجال
اولی القوۃ یعنی قوی مردون مین کی جاعت اون کو نہین اوٹھا سکتی تہی ابن جریر کا لفظ
اون سے یہ ہے کہ عصبہ چالیس مرد ہین اذ قال لہ قومہ لاتفرح کلا اذکا ناصب تو د ہے
یا آتیناہ یا بعنی ابو حیان نے ان دو کو یون رد کیا ہے کہ ایتاء و لغی اوس وقت مین نہ تہی
ابن جریر نے کہا کہ اذ کر محذوف سے متعلق ہے مراد قومہ سے اس جگہہ بنی اسرائیل کے
مومن لوگ ہین فراء نے کہا مراد موسی علیہ السلام ہین اس جمع سے مراد ایک ہے غرضکہ قوم
نے قارون کی وعظ و نصیحت مین پانچ جملے کہے پہلا جملہ یہ ہے کہ لاتفرح معنی اس کے
یہ ہین لاتبطر و لاتاشر و لاتمرح بکثرۃ المال یعنی تو مال کی کثرت سے مت اترا ان اللہ لایحب
الفرحین ای البطرین الاشرین الذین لایشکرون اللہ علی ما اعطاہم یعنی اللہ دوست
نہین رکہتا ہے اترانے والون کو جو کہ شکر نہین کرتے ہین اللہ کا اوس شے پر جو اوس نے
اون کو عطا کی ہے زجاج نے کہا معنی یہ ہین کہ خوش مت ہو مال سے اس واسطے کہ مال
سے خوش ہونے والا اوس کا حق ادا نہین کرتا ہے کسی نے کہا کہ مسادست کر عرب کے
اشعار مین فرح بمعنی مسادا آیا ہے زجاج نے کہا کہ فرحین و فارحین دونون برابر ہین فراء نے
فرق کیا ہے کہ فرحین وہ لوگ ہین جو حال فرح مین ہین اور فارحین وہ ہین جو زمانہ مستقبل
مین خوش ہونگے مجاہد نے کہا کہ لاتفرح کے معنی لاتبغ ہین اور فرحین بمعنی باغین ہے
کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ بخل مت کر اللہ دوست نہین رکہتا ہے بخل کرنے والون کو حضرت
ابن عباس نے فرمایا فرحین بمعنی مرحین ہے یعنی اترانے والے کسی نے کہا کہ دنیا سے
خوش نہین ہوتا ہے مگر وہی جو اوس سے راضی ہوتا ہے اور جین پکڑتا ہے اور وہ شخص
جس کا دل آخرت کی طرف لگا ہے اور جانتا ہے کہ عنقریب اوس کو چہوڑ جائیگا تو وہ
اوس سے خوش نہین ہوتا ہے دوسرا جملہ وعظ کا یہ ہے وَابْتَغِ فِيمَا آتَاكَ اللَّهُ
الدَّارَ الْآخِرَةَ یعنی جو مال و غنا و ثروت و آسودگی اللہ نے تجہے دی ہے اس مین جنت
طلب کر اور جس شی کو اللہ پاک پسند فرماتا ہے اپنا مال و منال اوس مین صرف کر جیسے صدقہ
و خیرات کرنا صلہ رحم یعنی خویش و اقارب سے بحسن سلوک پیش آنا بہوکے کو کہلانا ننگے کو

پہنانا محتاج و مفلس پر خرچ کرنا اور تجبر و تکبر و لغی و شرارت مین مال مت صرف کر کسی نے واتبع پڑہا ہے عاقل وہی ہے جو دنیا کو طاعت الٰہی مین صرف کرتا ہے اور نہ اوسکے آنے سے خوش ہوتا ہے نہ اوس کے جانے سے رنج کرتا ہے کیونکہ اوس کی یہی آمد و رفت لگی رہتی ہے قیام و دوام اوس کی طبیعت مین نہین ہے متنبی نے خوب کہا ہے

اشد الغم عندی فی سرور	تیقن عنه صاحبه انتقالا

یعنی میرے نزدیک سخت تر غم ہے اوس سرور مین کہ جس مین سرور والا اوس سے نقل کرنے کا یقین رکہتا ہے تفسیر احلہ یہ ہے و لا تنس نصیبک من الدنیا جمہور مفسرین نے کہا ہے نصیب یہ ہے کہ اپنی دنیا مین آخرت کے واسطے عمل کرے اور انسان کا حصہ اوس کی عمر اور عمل صالح ہے زجاج نے کہا معنے یہ ہین کہ مت بہول اس بات کو کہ عمل کرے تو واسطے اپنے آخرت کے اس واسطے کہ دنیا سے انسان کے حصے کی حقیقت وہی شی ہے جس کے ساتہہ عمل کرتا ہے واسطے اپنی آخرت کے حضرت حسن و قتادہ فرماتے ہین معنی یہ ہین ضائع مت کر اپنا حصہ دنیا سے اپنے فائدہ لینے مین ساتہہ حلال کے اور اپنے طلب کرنے مین اوس کو یہ قول معنی نظم قرآنی سے خوب چپکتا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا مت بہول اس بات کو کہ عمل کرے اوسمین واسطے اپنی آخرت کے بعض نے نصیب کی تفسیر کفن سے کی ہے اسی بنا پر کسی شاعر کا قول ہے ؎

نصیبك مما تجمع الدهر کله	رداآن تدرج فیهما وحنوط

یعنی جو کچہہ تو ساری عمر مین جمع کرتا ہے اوس سے تیرا حصہ دو چادرین ہین جنمین تو لپیٹا جائیگا اور حنوط ہے یعنی خوشبوی مردہ جو مردے کو اور اوس کے کفن کو لگاتے ہین قاضی بیضاوی نے نصیب کی تفسیر اوس شی کے ساتہہ کی ہے جو محتاج الیہ آدمی کی ہے دنیا سے حدیث مرسل مین آیا ہے کہ غنیمت جان پانچ چیزون کو قبل پانچ کے شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحیاتك قبل موتك یعنی غنیمت جان اپنی جوانی کو قبل بڑہاپے کے اور صحت کو قبل بیماری کے اور غنا کو قبل فقر کے اور فراغ کو قبل شغل کے اور حیات کو قبل موت کے یہ قول تو مجاہد

دابن زید کا ہے کہا اس واسطی کہ حقیقت نصیب انسان کی دنیا سے یہ ہے کہ عمل کری
اپنی عمر مین واسطی آخرت کے کسی نے کہا معنی ہین کہ جس شی کا تو محتاج ہے دنیا سے
اوس کو لیلے اور باقی کو نکال حضرت حسن نے فرمایا ان یعدم الفضل ویمیلک مایغنیہ
یعنی جو شی حاجت سے زائد ہے وہ دوسرے حاجتمند کو دیدے اور جس شی کی خود کو حاجت ہے
اوس کو رکھہ چھوڑے چوتھا جملہ یہ ہے واحسن کما احسن اللہ الیک حرف کاف
تشبیہ کا ہے یعنی تو احسان کر اللہ کے بندون سی ساتھہ دنیا کی نعمتون کے جن کا اللہ نے
تجھپر انعام کیا ہے احسان کرنے کر مثل احسان کرنے اللہ کے تجھہ سے یا کاف تعلیل کا ہے
یعنی تو احسان کر اس لیے کہ اللہ نے تجھپر احسان کیا ہے کسی نے کہا احسان سی مراد اطاعت
وعبادت خالص ہے اللہ پاک کی یعنی تو اطاعت کر اللہ پاک کی اور اوس کی عبادت کر
جیسا اوس نے تجھہ پر احسان کیا ہے اس معنی کی مؤید حدیث جبریل علیہ السلام ہے کہ اونہون
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احسان کا پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ ہے کہ تو پوجے
اللہ کو گویا تو دیکھہ رہا ہے اوسکو پھر اگر تو اوس کو نہین دیکھتا ہے تو وہ تو تجھی دیکھہ رہا ہے
اخرجہ فی الصحیحین وغیرہما کرخی نے کہا جبکہ اوسکو احسان بالمال کا امر کیا تو ثانیاً مطلق احسان کا
حکم دیا اس مین یہ سب امور داخل ہین کہ مال وجاہ سی دوسری کی اعانت کرے بکشادہ روئی
ملے اچھی طرح سے ملاقات کرے پانچوان جملہ یہ ہے ولا تبغ الفساد فی الارض
ان اللہ لا یحب المفسدین یعنی اللہ پاک کے معاصی کا مرتکب ہو کے زمین مین
فساد مت کر بیشک اللہ دوست نہین رکھتا ہے زمین مین فساد کرنے والون کو مطلب یہ ہے کہ
جو لوگ اللہ تعالی کی پاک زمین کو کفر وشرک ومعاصی وفسق وفجور سے چرک آلود کرتے
ہین اللہ پاک اون کو عذاب کریگا بالجملہ جن لوگون نے قارون کو یہ وعظ کیا جس کا ذکر ہو چکا
ہے تو وہ اوس کے رد مین یہ بولا انما اوتیتہ علی علم عندی یعنی مجھکو تو جو کچھہ مال ملا
ہے سو بسبب میرے علم کے علی علم محل نصب مین ہے بنا بر حال اور عندی یا تو ظرف ہے
اوتیتہ کا یا صلہ ہے علم کا سیمن نے کہا کہ صفت ہے علم کی یعنی مین دیا گیا ہون اوس مال کو
درانحال کہ مین متصف ہون ساتھہ ایک علم کے ایسا علم جو میرے پاس ہے واعظون کی

یہ غرض تھی کہ تیرے پاس جو کچھ مال ہے یہ تفضل ہے طرف سی اللہ کے سو تو اوس کا شکر
کر کے اوس مین سے خرچ کرتا کہ وہ باقی رہے پس گویا اوس نے اس قول کا رد کیا
کہ تفضل نہین ہے بلکہ بالذات مین اوس کا مستحق ہون یہ علم جس کو اوس نے دنیا پانے کا
سبب ٹھیرایا اس مین اختلاف ہے کہ وہ کیا علم تھا سو کسی نے تو کہا کہ تورات کا علم ہے
کسی نے کہا کہ وجوہ مکاسب و زراعات و انواع تجارات کا علم ہے کسی نے کہا کہ کنوز و
دفائن کی معرفت ہے کسی نے کہا علم کیمیا ہے امام رازی نے کہا ہے کہ حضرت موسے
علیہ السلام کیمیا جانتے تھے سو اس علم کا ثلث تو قارون کو سکھایا اور ثلث یوشع کو اور ثلث
کا سب کو پھر قارون نے دونون کو دھوکہ دیا یہان تک کہ اون کا علم اپنے علم سے ملا لیا
پھر رانگ سے لیتا تو اوس کو چاندی کر دیتا اور تانبے سے لیتا تو اوس کو سونا کر ڈالتا
اوس کی کثرت اموال کا یہ سبب ہوا کسی نے کہا معنی یہ ہین ان اللہ آتانی ہذہ الکنوز علی علم منہ
باستحقاقی ایاہا لفضل علمہ منی یعنی اللہ نے مجھکو یہ خزانے دیے ہین اس بنا پر کہ اللہ جانتا
ہے کہ مین اون کا مستحق ہون اور یہ استحقاق بسبب میری ایک فضیلت کے ہے جس کو
اللہ جان چکا ہے زجاج نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور اس کے ماسوا اقوال کا انکار
کیا ہے پھر اللہ پاک نے اوس کے قول کا یون رد فرمایا اَوَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ الآیہ ہمزہ انکار
کا ہے داخل ہے مقدر پر ای اعلم ما ادعاہ ولم یعلم ان اللہ الخ اہلک صیغۂ ماضی ہے امین
ضمیر راجع ہے طرف اللہ کے اور من ہو اشد کا من موصولہ ہے اہلک کا مفعول ہے اور
ہو اشد اوس کا صلہ ہے اور من قبلہ متعلق ہے اہلک سے اور من القرون حال ہے
من ہو اشد سے اور اوسپر مقدم ہے قرون سی مراد گذشتہ امتین ہین اور جمع سے مراد جمع
مال ہے کسی نے کہا کہ قوت سے مراد آلات ہین اور جمع سے مراد اعوان معنی یہ ہین کیا
جانا قارون نے اوس بات کو جس کا اوس نے دعوی کیا اور نہ جانا اس بات کو کہ اللہ تعالی
ہلاک کر چکا ہے اوس سے پہلے اوس شخص کو جو اوس سے سخت تر تھا قوت مین اور زیادہ تر
تھا مال کے جمع کرنے مین یا سخت تر تھا آلات و اوزار و اسباب مین اور بڑے کہ تھا اعوان و
انصار مین در انحال کہ وہ شخص تھا اگلی امتون مین سے کہ اپنی جان کو بچا سکے ہلاک سے

اگر مال یا قوت فضیلت پر دال ہوتی تو اللہ اوس کو ہلاک نکرتا یعنی یہ دعوی اوسکا جھوٹا
ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ پاک بڑے بڑے زور آور مالدار امتون کو بسبب کفر و معاصی
کے ہلاک کر چکا ہے یہ تقریر قارون کی تقریع و توبیخ و تعجیب کے واسطے ہے کیونکہ
اوس نے توریت پڑہی ہے اگلے قرون کا حال اوس کو معلوم ہے یا حافظین تاریخ ہی
اوس کو سنا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ باوجود علم کے ایسا خیال کرتا ہی غرضکہ جب
قارون کو یہ بات ذکر کرکے ڈانا دہمکایا کہ اللہ پاک اوس سے پہلے ایسے لوگون کو ہلاک کر چکا
ہے جو اوس سے قوت و آسودگی مین کہین بڑہکر تہی تو اس تقریر کی اس آیت سے تاکید
فرمائی ولا یسال عن ذنوبھم المجرمون یعنی یہ بیان فرمایا کہ اگلون کا ہلاک کرنا کچھ
اونہین کے ساتھہ خاص نہ تہا بلکہ اللہ پاک سارے مجرمون کے گناہون پر مطلع ہے ضرور
اون کے گناہون پر اون کو عقاب کریگا مجرمون سے اون کے گناہون کا سوال ہوگا
کہ اون سے گناہون کا علم حاصل کیا جائے اس لیے کہ اللہ پاک کو اونکا خوب علم ہے
بے سوال آگ مین ڈال دیے جائین گے حضرت حسن کا قول بہی یہی ہے کہ علم حاصل
کرنے کا سوال اون سے نہوگا اور جو سوال اون سے ہوگا سو تقریع و توبیخ کا ہوگا
یہ ایک قول ہوا دوسرا یہ ہے کہ اون سے حساب لیا جائیگا اور اون پر سختی کی جائیگی جسطرح
کہ اس آیت مین ہے فوربک لنسألنھم اجمعین الآیہ مجاہد نے کہا کہ فرشتے مجرمون سے
سوال نہ کرین گے اس واسطے کہ وہ اپنی علامت سے پہچانے جائین گے کیونکہ وہ محشور
ہون گے سیاہ رو نیلگون چشم قتادہ نے کہا کہ مجرم اپنے گناہون سے سوال نہ کیے جائینگے
بسبب اون کے ظہور و کثرت کے بلکہ بغیر سوال و حساب کے آگ مین داخل کیے جائین گے
کسی نے کہا کہ اللہ تعالی اون کے گناہون کی کیفیت و کمیت کا اون سے سوال نہ کریگا
جبکہ ارادہ فرمائیگا کہ اون کو عقاب کرے کسی نے کہا کہ اس امت کے مجرم اگلی امتون کے
گناہون سے پوچہے نہ جائین گے کسی نے کہا کہ وہ خود اقرار کرلین گے اپنے گناہون کا
بغیر سوال کے کسی نے کہا کہ استعتاب کا سوال اون سے نہوگا استعتاب کہتے ہین
استرضا کو یعنی اون سے رضا طلب نہ کیجائیگی کہ تم ہم کو راضی کرو جس طرح کہ اس آیت

سو قیامت کے دن تم سے تمہارے رب کی قسم ہے ہر آئینہ ہم ان سب سے جو کام کرتے تھے ۱۲

مین ہے ولا ہم یستعتبون وما ہم من المعتبین وقال تعالی ھذا یوم
لا ینطقون ولا یوذن لھم فیعتذرون اسی پر لحاظ کر کے ابن عادل نے
کہا ہے کہ سب وجہون سے زیادہ تر لائق اس آیت کے ساتھ استعتاب ہے
فخرج علی قومہ فی زینتہ ط قال الذین یریدون الحیوۃ الدنیا یلیت
لنا مثل ما اوتی قارون انہ لذو حظ عظیم ○ وقال الذین اوتوا العلم
ویلکم ثواب اللہ خیر لمن اٰمن وعمل صالحا ج ولا یلقٰھا الا الصابرون ○
فخسفنا بہ وبدارہ الارض ق فما کان لہ من فئۃ ینصرونہ من دون اللہ ق
وما کان من المنتصرین ○ واصبح الذین تمنوا مکانہ بالامس یقولون
ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر ج لولا ان من اللہ
علینا لخسف بنا ط ویکانہ لا یفلح الکافرون ع پھر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنی
طیاری سے کہنے لگے جو طالب تھے دنیا کی زندگی کے ای کسی طرح ہم کو ملے جیسا کچھ
ملا ہے قارون کو بیشک اوس کی بڑی قسمت ہے اور بولے جن کو ملی تھی بوجھ ای خرابی
تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے اون کو جو یقین لائے اور کیا بھلا کام اور یہ بات
اونہین کے دل مین پڑتی ہے جو سہنے والے ہین پھر دھسا دیا ہم نے اوس کو اور
اوس کے گھر کو زمین مین پھر نہ ہوئی اوس کی کوئی جماعت جو مدد کرتی اوس کی اللہ کے
سوائے اور نہ مدد لا سکا اور مجرا کے کہنے جو کل شام مناتے تھے اوس کا سا درجہ
ارے خرابی یہ تو اللہ کھولتا ہے روزی جس کو چاہے اپنے بندون مین اور روکتا ہے
اگر نہ احسان کرتا ہم پر اللہ تو ہم کو دھسا دیتا ارے خرابی یہ تو بھلا نہین پاتے منکر ف
یعنی دنیا سے آخرت کو بہتر وہی جانتے ہین جن سے محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ
حرص کے مارے دنیا کی آرزو پر گرتے ہین نادان آدمی دنیادار کی آسودگی کو جانتا ہی
اوس کی بڑی قسمت ہے اوس کی فکر کو اور آخرت کی ذلت کو اور سوجھہ خوشامد کرنے کو
نہین دیکھتا اور یہ نہین دیکھتا کہ دنیا مین آرام ہے تو دس بیس برس اور مرنے کے بعد
کاٹنے ہین ہزارون برس انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے قارون کے حال سے کہ

ع ۱۱

لہ اور خان سے کوئی من جانا ہے ۱۲
سہ یہ وہ دن ہے کہ نہ بولین گے اور نہ اون کو حکم ہوگا کہ عذر کرین ۱۲

ایک دن وہ نکلا اپنی قوم کے سامنے ایک زینت عظیم وظاہر وتجمل باہر مین بڑے ساز
وسامان اور ٹھاٹھ سے عمدہ سواریون پر سوار اور بہتر سے بہتر لباس پہنے ہوے وہ اور
اوس کے خدم وحشم پھر جب اوسکو دیکھا اون لوگون نے جو طالب ہین دنیا کے اور مائل
ہین طرف زینت اور بناؤ سنگار دنیا کے تو لگے یہ تمنا کرنے کہ کاش اون کے لیے ہوتا
جیسا اوس کو ملا ہے وہ تو بڑی قسمت والا ہے دنیا سے اوس کو ایک بھرپور حصہ ملا ہے
پھر جب علم نافع والون نے اون کی یہ بات سنی تو اون سے کہا ویلکم الآیہ یعنی ای خرابی
تمہاری بدلا اللہ کا اپنے مومن صالح بندون کے واسطے بہتر ہے دار آخرت مین اوس
ٹھاٹھ سے جس کو تم دیکھ رہے ہو اور اوس کی تمنا کر رہے ہو قولہ تعالی وَلَا یُلَقّٰهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ
سدی نے کہا ولا یلقی الجنۃ الا الصابرون یعنی واقف نہین کیے جاتے جنت پر اور توفیق
نہین دیے جاتے اوس کے عمل کی مگر صبر کرنے والے گویا سدی نے اس قول کو الذین
اوتوا العلم کے تتمۂ کلام سے ٹھیرایا ہے ابن جریر نے کہا ولا یلقی ہذہ الکلمۃ الا الصابرون یعنے
یہ کلمہ سکھایا نہین جاتا مگر اونہین لوگون کو جو دنیا کی محبت سے اپنے نفوس کو روکنے والے
اور دار آخرت مین ڈبکنے والے ہین گویا ابن جریر نے اس قول کو اون لوگونکے کلام سے
مقطوع ٹھیرایا اور اللہ عزوجل کے کلام واخبار سے قرار دیا کذا فی ابن کثیر ف جبکہ اللہ
پاک نے یہ بات ذکر فرمائی کہ قارون اپنی زینت وتیاری مین تبختر ونازسے نکلا اور اپنی قوم
پر فخر وبڑی کی تو اوس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ اوس نے قارون کو اور اوس کے گھر کو زمین
مین دہسا دیا جیسا کہ صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اس درمیان مین کہ ایک شخص اپنی تہمد کو کھینچ رہا ہے کہ وہ دہسا دیا گیا سو وہ
گہستا جاتا ہے زمین مین روز قیامت تک اخرجہ البخاری من حدیث الزہری
عن سالم ان اباہ حدثہ الخ ثم رواہ من حدیث جریر بن زید عن سالم عن
ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نحوہ امام احمد نے حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے اس درمیان مین کہ ایک شخص اون لوگون مین سے جو تم سے پہلے تھے نکلا

دو سبز چادرون مین درانحال کہ اون مین تبختر و ناز سے چلتا تھا اللہ نے زمین کو حکم دیا
تو اوس نے اوس کو پکڑ لیا سو بیشک وہ البتہ گہستا جاتا ہے اوس مین روز قیامت تک
تفرد بہ احمد واسنادہ حسن۔ حافظ ابو یعلی موصلی نے حضرت انس بن مالک
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اس
درمیان مین کہ ایک شخص اون لوگون مین سے جو تم سے پہلے تھے نکلا دو چادرون مین
پھر اوس نے اون مین تبختر و ناز کیا پس اللہ نے زمین کو حکم دیا تو اوس نے اوس کو پکڑ لیا
سو وہ اوس مین گہستا جاتا ہے روز قیامت تک نوفل بن ماجہ کہتے ہین مین نے
ایک جوان کو نجران کی مسجد مین دیکھا پس مین اوس کی طرف دیکھنے لگا اور اوس کے
طول و تمام و جمال سے تعجب کرنے تو وہ بولا تجھے کیا ہے کہ تو میری طرف دیکھتا ہے
مین نے کہا کہ مین تیرے جمال و کمال سے تعجب کرتا ہون پس وہ بولا ان اللہ لیعجب منی
یعنی مجھ سے تو اللہ تعجب کرتا ہے کہا پھر وہ گہستا رہا گہستا رہا یہان تک کہ ایک بالشت
کے طول مین ہو گیا پھر اوس کو کسی اوس کے قرابت والے نے اپنی آستین مین پکڑ لیا اور
اوس کو لیگیا ذکرہ الحافظ محمد بن المنذر النیشکر فی کتابہ العجائب الغریبۃ بسندہ
عن نوفل ذکر کیا ہی کہ ہلاک قارون کا حضرت موسی نبی اللہ علیہ السلام کی دعا
سے ہوا ہے اس کے سبب مین اختلاف ہے پس حضرت ابن عباس و سدی سے مروی
ہے کہ قارون نے ایک رنڈی کو مال دیا اسپر کہ موسی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی جماعت
کے روبرو تہمت لگائے اس حال مین کہ وہ اونمین کھڑے ہوے اللہ کی کتاب اون پر
پڑہتے ہون تو وہ یون کہے ای موسی بیشک تو نے میرے ساتھ ایسا ایسا کیا پھر جب
اوس نے جماعت مین موسی علیہ السلام سے یہ کہا تو وہ خوف کے مارے کانپ اٹھے
اور اوسپر متوجہ ہوے بعد اس کے کہ دو رکعت نماز پڑہی پھر فرمایا مین تجھے قسم دیتا ہون اوس
اللہ کی جس نے دریا پھاڑا اور فرعون سے تمکو نجات دی اور ایسا ایسا کیا کہ البتہ تو مجھکو وہ شے
بتائے جس نے تجھکو آمادہ کیا ہے اس بات پر جو تو نے کہی تو وہ بولے اب جبکہ تو نے
مجھکو قسم دی سو قارون نے مجھکو اتنا اتنا دیا ہے اسپر کہ مین تجھ سے یہ کہون اور مین اللہ سے

استغفار کرتی ہون اور اوس کی طرف رجوع ہوتی ہون پس اس وقت حضرت موسی علیہ السلام
اللہ عزوجل کے واسطے سجدے مین گرے اور قارون کے بارے مین اللہ سے سوال کیا پس
اللہ نے اون کی طرف وحی کی کہ مین نے زمین کو حکم دیدیا ہے کہ وہ اوس کے حق مین تیری
اطاعت کرے پھر حضرت موسی نے زمین کو حکم دیا کہ اوس کو اور اوس کے گھر کو نگل لے پس
یہ ہوگیا کسی نے کہا کہ جس وقت قارون اپنی قوم پر اپنی اوس زینت مین نکلا درانحال کہ سبز
خچرون پر سوار تھا اور اوسپر اور اوس کے خدم پر سرخ رنگکے کپڑے تھے سو اونسے اپنے اس
لشکر مین حضرت موسی نبی اللہ علیہ السلام کی مجلس پر گذر کیا اور وہ اون کو ایام اللہ کا وعظ
کر رہے تھے پھر جب لوگون نے قارون کو دیکھا تو اون کے مونہہ اوس کی طرف پھر گئے
اوس ٹھاٹھہ کو دیکھنے لگے جس مین وہ تھا پس موسی علیہ السلام نے اوسکو بلایا اور فرمایا یہ جو
کچھہ تو نے کیا ہے اسپر کون شی تجھکو باعث ہوئی ہے وہ بولا ای موسی خبردار البتہ اگر تو مجھپر
فضیلت دیا گیا ہے نبوت سے تو البتہ مقرر مین فضیلت دیا گیا ہون تجھہ پر دنیا سے اور البتہ
اگر تو چاہے تو البتہ ہم نکلین پھر چاہیے کہ تو بد دعا کرے مجھہ پر اور مین بد دعا کرون تجھپر پھر
حضرت موسی علیہ السلام نکلے اور قارون اپنی قوم مین نکلا پھر حضرت موسی نے فرمایا تو دعا کرتا
ہے یا مین دعا کرون تو وہ بولا بلکہ مین دعا کرتا ہون پھر قارون نے دعا کی تو اوس کے
واسطے قبول نہوئی پھر حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا مین دعا کرون کہا ہان پس حضرت
موسی نے فرمایا الٰہی تو زمین کو حکم دے کہ آج وہ میری اطاعت کرے اللہ پاک نے
اونکو وحی کی کہ مین کر چکا ہون پس حضرت موسی نے فرمایا ای زمین پکڑ لی اونکو تو اونی اونکو پکڑ لیا اونکے قدمون تک پھر فرمایا
کہ پکڑ لی اونکو تو اونکو پکڑا گھٹنون تک پھر مونڈھون تک پھر فرمایا کہ سامنے لے آ اونکے خزانے اور اون کے
اموال فرمایا پھر وہ اون کو لے آئی یہان تک کہ اونہون نے اون کی طرف دیکھا پھر
حضرت موسے علیہ السلام نے اپنے ہاتھہ سے اشارہ کیا پھر فرمایا چلے جاؤ ای بنی لاوی
پس زمین اون پر برابر ہوگئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ ساتوین
زمین تک دہسا دیے گئے قتادہ نے کہا ہم سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ ہر دن دہسائے
جاتے ہین ایک قد سو وہ گہستے جاتے ہین اوس مین روز قیامت تک اس جگہہ

اسرائیلی قصے ذکر کیے ہین ہم نے اون سی درگذر کی ۵

ای روبہک چرا نہ نشستی بجای خویش	با شیر پنجہ کردی و دیدی سزای خویش

قولہ تعالی فما کان لہ الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اللہ پاک کی نعمت وعذاب ونکال کو اوس سے نہ اون کے مال نے دفع کیا نہ اوس شی نے جس کو اوس نے جمع کیا تہا نہ اوس کے خدم وحشم نے اور نہ وہ خود فی نفسہ اپنے نفس کا بدلا لینے والا ہوا پس نہ کوئی اوس کا ناصر و مددگار ہوا اپنے نفس سے نہ غیر سے واصبح الذین تمنوا مکانہ بالامس یقولون ویکان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر یعنی جن لوگون نے اوس کے مرتبے کی کل تمنا کی تہی جبکہ اوس کو اپنی زینت مین دیکہا تہا تو کہا تہا ای کاش ہمارے واسطے ہوتا مثل اوس کے جو دیا گیا قارون وہ تو البتہ بڑے حصے والا ہے پہر جب وہ دہسا دیا گیا تو صبح کی انہین لوگون نے کہنے لگے ارے خرابی اللہ کشایش کرتا ہے رزق کی جسکے واسطے چاہتا ہے اپنے بندون سی اور تنگی کرتا ہے یعنی مال کچہہ اسپر دال نہین ہے کہ اللہ مال والے سے راضی ہے کیونکہ اللہ تو دیتا ہے اور روکتا ہے اور تنگی وفراخی کرتا ہے اور نیچا اونچا کرتا ہے حکمت تامہ وحجت بالغہ اوسی کے واسطے ہے یعنی ان سب کامون کے اسرار وہی جانتا ہے اوسی کی حجت ہے بندون پر بندون کو اوسپر کسی طرح کا اعتراض نہین پونہچتا ہے بندے کو بندگی چاہیے مولی جو چاہے کرے مصرع چہ دانی تو ای بندہ کار خدائی ٭ یہ بات ویسی ہے جو حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مین مرفوعاً وارد ہوئی ہے کہ اللہ نے بانٹا ہے درمیان تمہارے اخلاق تمہارے کو جس طرح کہ بانٹا ہے تمہارے ارزاق کو اور اللہ مال دیتا ہے اوس کو جس کو دوست رکہتا ہے اور اوس کو جس کو دوست نہین رکہتا ہے اور ایمان نہین دیتا ہے مگر اوس کو جس کو دوست رکہتا ہے لولا ان من اللہ علینا لخسف بنا یعنی اگر اللہ کا لطف واحسان ہم پر نہوتا تو البتہ ہم کو دہسا دیتا جیسا اوس کو دہسا دیا کیونکہ ہم نے دوست رکہا اس بات کو کہ ہم اوس کے مثل ہون ویکانہ لا یفلح الکافرون مراد اون کی یہ ہے کہ قارون کافر تہا اور کافر فلاح نہین پاتے ہین اللہ کے پاس نہ تو دنیا مین نہ آخرت مین اس جگہہ جو ویکان فرمایا ہے

اس مین نحویون کا اختلاف ہے سو بعض نے کہا معنی اوس کے یہ ہین ویلک اعلم اَنّ لیکن اوس کی تخفیف کی گئی تو ویک کہا گیا فتحۂ اَن کا اعلم کے حذف پر دال ہے اس قول کو ابن جریر نے ضعیف کہا ہے ظاہر یہ ہے کہ وہ قوی ہے اسپر کوئی اشکال نہین آتا ہے مگر یہ کہ مصاحف مین اوس کو ویکان متصل لکھا ہے اور کتابت ایک امر وضعی اصطلاحی ہے اور مرجع نقط عربی کی طرف ہے واللہ اعلم کسی نے کہا معنی اوس کے الم تر اَنّ ہین یہ قول قتادہ کا ہے کسی نے کہا معنی وی کان ہین وی کو کان سے جدا کیا اور حرف وے کو واسطی تعجب کے یا تنبیہ کے ٹھیرایا اور کان کو بمعنی اظن و احتسب قرار دیا ابن جریر نے کہا اس باب مین قول قتادہ کا سب قولون سے قوی تر ہے کہ اوس کے معنی الم تر ان ہین اور اسپر شاعر کے قول سے استشہاد کیا ہے ؎

سالتانی اَن رَاَتانی	قلّ مالی قد جئتمانی بنُکرِ
وَیکاَنّ مَن یکُن لَہ نَشَبٌ	یُحبَبْ وَمَن یفتقر یعِشْ عیشَ ضُرِّ

کذا فی ابن کثیر یعنی اون دو عورتون نے مجھ سے جدائی کا سوال کیا اس لیے کہ اونہون نے مجھے دیکھا کہ میرا مال قلیل ہے پھر خطاب کر کے کہتا ہے کہ مقرر تم میرے پاس ایک اوپری بات لائین کیا تو نے نہین دیکھا اوس شخص کو جس کے واسطے مال ہے تو وہ محبوب ہوتا ہے لوگ اوس سے محبت کرتے ہین اور جو شخص محتاج ہے تو وہ گذران کرتا ہی گذران بدحالی کی **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ فخرج بحرف فا معطوف ہے قال پر اور ما بین اون کا جملۂ معترضہ ہے اور فی زینتہ متعلق ہے خرج سے یا محذوف سے جو کہ حال ہے فاعل خرج سے یعنی قارون نکلا اپنی قوم پر اپنی زینت مین مع اپنے بہت سے اتباع کے جو کہ زر و حریر کے لباس سے بنے ٹھنے زیور پہنے ہوئے گھوڑون خچرون پر سوار تھے یہ معنی تو محلی کے قول کا حاصل ہے جمل نے نہر سے اس کی تفصیل یہ ذکر کی ہے کہ نکلنا اوس کا بروز شنبہ تھا اوس کے اتباع چار ہزار تھے اوسی کی شکل و لباس پر سیدھی طرف اوس کے تین سو غلام اور بائین طرف تین سو لونڈیان سفید جنپر زیور و دیباج تھا کسی نے کہا کہ اوس کے اتباع نوے ہزار تھے اون پر کسوم کا رنگا لباس تھا یہ پہلا دن ہے

جس مین کسوم کا رنگا لباس دیکھا گیا اون کے گھوڑے اور خچر دیباج سرخ سے آراستہ
تھے اور قارون کا خچر شہبا تھا یعنی سپیدی اوس کی سیاہی سے اکثر تھی زین اوس کا
سونے کا تھا اور اوس کا زین اُرجوان تھا ارجوان بضم ہمزہ وجیم قطیفہ حمرا کو کہتے ہین
انہی شاید مراد اس سی چار جامۂ سرخ ہے جو زین پر زینت کے واسطے ڈالتے ہین
اَوْسُ بن اَوْسِ ثقفی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہین کہ آپ نے فرمایا کہ نکلا
قارون اپنی قوم پر چار ہزار خچرون مین اس کو ابن مردویہ نے روایت کیا ہے جس زینت
مین قارون اپنی قوم پر نکلا تھا اس باب مین تابعین کی ایک جماعت سے اقوال مروی
ہین اون مین سے مرفوعًا کوئی صحیح نہین ہے بلکہ منجملہ اخبار اہل کتاب ہین چنانچہ بہت بار
یہ بات ہم تم کو بتا چکے ہین یہ حدیث جس کو ابن مردویہ نے مرفوع روایت کیا ہے مین نہین
جانتا ہون کہ اوس کی اسناد کیسی ہے جس کسی کو اون کی کتاب ملے تو ضرور اوس مین دیکھ لی
مفسرین نے اس زینت مذکورہ مین مختلف روایتین ذکر کی ہین مراد اسی قدر ہے کہ وہ ایسی
زینت اور ٹھاٹھ مین نکلا کہ جس نے اوس کو دیکھا وہ متحیر ہو گیا اسی لیے اوس کی طرف دیکھنے
والون نے یہ تمنا کی کہ اون کے واسطے اوس کے مثل ہو چنانچہ اللہ پاک نے اون سے نقل
فرمایا ہے قال الذین الآیہ کلمہ یا واسطی تنبیہ کے ہے حظ عظیم سے مراد نصیب وبخت ودولت
وافرہ ہے دنیا کی جن لوگون نے یہ بات کہی اون مین اختلاف ہے کہ وہ کون تھے سو
کسی نے تو یہ کہا کہ وہ لوگ اوس وقت کے مومنون مین سے تھے دنیا کی تمنا اس لیے
کی کہ اوس سے اللہ پاک کا تقرب طلب کرین اور راہ خیر مین اوس کو اوٹھائین سو اونہون
نے اوس کے مثل کی تمنا کی نہ بعینہ اوس کی یہ کام حسد سے بچنے کو کیا کسی نے کہا کہ وہ قوم
تھی کفار سے وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الآیہ یہ لوگ بنی اسرائیل کے احبار وعلما ہین انہون نے
تمنا کرنے والون سے کہا تمہارا برا ہو اللہ کا ثواب آخرت مین ساٹھ جنت کے بہتر ہے اوسکے
واسطے جو ایمان لایا اور نیکی کی اوس شی سے جس کو قارون دنیا مین دیا گیا ہے کیونکہ ثواب
کے منافع بڑے ہین دائم وقائم ہین مضرات کی ملونیون سے خالص ہین اور یہ نعمتین
اس کی صدد پر ہین ان صفتون مین پس تم دنیا کے ساز وسامان وزینت وطمطراق کی تمنا مت کرو

یہ جلد زائل و فانی ہونے والا ہے اس کو کسی طرح کا دوام و بقا نہین ہے یہ بیان ہے
مفضل علیہ کا ویلکم کلمہ زجر ہے مقدر سے منصوب ہے ای الزمکم اللہ ویلکم یعنی لازم کرے
اللہ تم پر تمہاری خرابی کو یہ قول زمخشری کا ہے اسی کے مثل تبیان مین ہے اصل ویلک
کی بددعا ہے ہلاک کی پھر اس کا استعمال کیا گیا زجر و ردع مین اور غیر پسندیدہ بات کے
ترک پر آمادہ کرنے مین ولا یلقاها الا الصابرون مین ضمیر راجع ہے طرف اوس کلمے
کے جو احبار نے کہا یا طرف اعمال صالحہ کے یا طرف جنت کے یعنی نہین سمجھائے جاتے اوس
کلمے کو اور نہین وقوف دیے جاتے اوس پر یا نہین توفیق دیے جاتے اعمال صالح کی یا جنت
کی واسطے عمل کرنے کے مگر وہی لوگ جو صابر ہین اللہ کی طاعت پر اور زبردستی اپنی نفوس
کو روکنے والے ہین خواہشون سے اور جو مضار و منافع اللہ پاک نے اون کی
قسمت مین لکھدیے ہین اوس سب مین اوس کی قضا سے راضی و خوش ہین فخسفنا به
وبداره الارض محاورہ عرب مین بولتے ہین خسف المکان یخسف خسوفا ذہب
فی الارض یعنی خسف کے معنی ہین زمین مین جانے کے مثلاً مکان زمین مین چلا گیا
اور خسف به الارض خسفا کے یہ معنی ہین کہ غائب کر دیا اوس مکان کو زمین مین معنے یہ
ہین کہ اللہ پاک نے قارون کو اور اوس کے گھر کو زمین مین غائب کر دیا فما کان له من فئة الآیه
یعنی پھر نہ تھی کوئی جماعت واسطے اوس کے اللہ کے سوا کہ اس خسف کو اوس سے دفع کرتی
اور نہ خود وہ تھا فی نفسہ منتصرین سے یعنی اون لوگون مین سے کہ موسے سے انتقام لین
یا باز رہنے والون سے اللہ کے عذاب سے محاورے مین بولتے ہین نصره من عدوه
فانتصر یعنی فلان نے فلان کو اوس کے دشمن سے روکا تو وہ رک گیا حضرت ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ قارون حضرت موسی کے چچا کا بیٹا تھا اور اتباع کیا کرتا تھا
علم کا یہان تک کہ اوس نے علم جمع کیا پھر وہ ہمیشہ اپنے اس حال مین رہا یہان تک کہ حضرت
موسی پر بغاوت کی اور اون کا حسد کیا پس حضرت موسی نے اوس سے فرمایا اللہ نے مجھے
امر فرمایا ہے کہ مین زکوۃ لون تو اوس نے انکار کیا پھر کہا کہ موسی چاہتا ہے کہ کہا لے تمہارے
مال لایا تمہارے پاس نماز اور لایا تمہارے پاس کئی چیزین سو تم نے اون کی برداشت کر لی

اب تم برداشت کرتے ہو اس کی کہ دیدو اوس کو اپنے مال تو وہ بولے ہم برداشت
نہین کرتے ہین پھر تو کیا دیکھتا ہے یعنی اس باب مین تیری کیا راے ہے پس اوس نے
اون سے کہا میری یہ راے ہے کہ مین آدمی بھیجون طرف ایک رنڈی کے رنڈیون
بنی اسرائیل سے پھر ہم اوس کو بھیجین طرف موسی کے تو وہ اوسکو تہمت لگائے اس بات
کی کہ اوس نے اوس کا ارادہ کیا اوس کے نفس پر یعنی اوس سے بدفعلی کرنا چاہا پس
اوس کی طرف آدمی بھیجا تو اوس سے کہا کہ ہم تجھے تیری مزدوری دین گے اسپر کہ تو گواہی
دے موسیؑ پر کہ اوس نے تیرے ساتھہ مجبور کیا وہ بولی ہان پھر قارون آیا طرف موسی
علیہ السلام کے کہا تو جمع کر بنی اسرائیل کو پھر تو اون کو خبر دے اوس بات کی جس کا تجھکو
تیرے رب نے حکم کیا ہے کہا ہان پھر اون کو جمع کیا تو اون لوگون نے اون سے کہا
کیا امر کیا ہے تجھکو تیرے رب نے کہا مجھے یہ امر کیا ہے کہ پوجو تم اللہ کو اور مت شریک کرو
اوس کے ساتھہ کسی شی کو اور یہ کہ صلہ رحمی کرو اور ایسا ایسا اور مجھے یہ امر کیا ہے کہ جس وقت
زنا کرے مرد اور وہ محصن ہو تو رجم کیا جائے وہ بولی اگرچہ تو ہی ہو کہا ہان وہ بولی کہ
تو نے تو زنا کیا ہے فرمایا مین نے پھر اونہون نے اوس عورت کی طرف آدمی بھیجا تو وہ آئی
پھر کہا تو کیا گواہی دیتی ہے موسیؑ پر تو حضرت موسیؑ نے اوس سے کہا کہ مین قسم دیتا ہون
تجھکو اللہ کی مگر تو سچ کہے وہ بولی اب جب تو نے مجھے اللہ کی قسم دی تو بیشک اونہون نے
مجھکو بلایا اور میرے واسطے مزدوری ٹھیرائی اسپر کہ مین تجھے اپنے نفس کے ساتھہ تہمت
لگاؤن اور مین گواہی دیتی ہون اس کی کہ بیشک تو بری ہے اور بیشک تو اللہ کا رسول
ہے پس حضرت موسی علیہ السلام سجدے مین گرے روتے تھے اور کہتے تھے یا رب
اگر مین تیرا رسول ہون تو تو میرے واسطے غصہ کر پس اللہ نے اون کی طرف وحی کی کہ
کیا چیز تجھے رولاتی ہے ہم نے تو تجھے زمین پر مسلط کر دیا ہے سو تو اوس کو حکم دے وہ
تیری اطاعت کریگی پھر اونہون نے اپنا سر اوٹھایا تو کہا پکڑ لے اون کو تو اوس نے اون کو
پکڑ لیا ایڑیون تک پس وہ کہنے لگے یا موسی یا موسی پھر فرمایا کہ پکڑ لے تو اون کو تو اوس نے
اون کو پکڑ لیا گھٹنون تک پھر وہ کہنے لگے یا موسی یا موسی پھر فرمایا پکڑ لے اون کو تو اوس نے

اون کو پکڑ لیا گردنون تک پہر وہ لگے کہنے یا موسی یا موسی پہر فرمایا پکڑ لے اون کو تو
اوس نے اون کو پکڑ لیا پہر اون کو ڈہانک لیا پس اللہ نے وحی کی طرف اون کے
ای موسی سوال کیا تجھ سے میرے بندون نے اور تضرع وزاری کی طرف تیرے سو
تو نے اون کو جواب نہ دیا یعنی اون کا سوال پورا نہ کیا مجھے قسم ہے اپنی عزت کی اگر وہ
مجھے پکارتے تو مین اون کو جواب دیتا حضرت ابن عباس نے فرمایا وہ یہ قول ہے اللہ کا
فخسفنا بہ الآیہ دہسا دیا اوس کو ساتوین زمین تک اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی المصنف
وابن المنذر وابن ابی حاتم والحاکم وصححہ وَابْنُ مَرْدَوَیْہِ عَنْہُ اسکو خازن وقرطبی
وغیرہما نے کئی الفاظ سے ذکر کیا ہے حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے
کہ جس شخص نے نیا کپڑا پہنا پہر اوسمین اختیال کیا یعنی ناز وتبختر سے چلا تو وہ دہسا دیا جائیگا
کنارہ جہنم سے سو وہ اوس مین گہستا جائیگا نہ پونہچیگا اوس کی تہ کو اس واسطے کہ قارون
نے ایک جبہ پہنا پہر اوس مین اختیال کیا سو اللہ نے اوس کو زمین مین دہسا دیا رواہ
الحارث بن ابی اسحق من حدیث ابن عباس وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہما باسناد ضعیف جدًا
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے فتح الباری مین فرمایا ہے مقتضا اس حدیث
شریف کا یہ ہے کہ زمین اوس کے جسم کو نہ کہائیگی پس ممکن ہے کہ چیتیان بنائی جائے
اور ہم سے کہا جاے کہ ایک کافر ہے کہ اوس کا جسم بعد موت کے بوسیدہ نہوگا اور وہ
قارون ہے اس کو ابن لقیمہ نے ذکر کیا ہے حدیث شریف مین لفظ تجلجل کا وارد ہوا ہے
تجلجل کہتے ہین زمین مین دہنسنے کو اور تحرک وتضعضع کو اور جلجلہ بمعنی تحریک ہے کسی نے
کہا ہے کہ جس وقت قارون قرار زمین ہفتم تک پونہچیگا تو اسرافیل علیہ السلام صور مین پہونک
دینگے قولہ تعالے واصبح الذین تمنوا الآیہ اصبح بمعنی صار ہے مکانہ سے مراد قارون کا
منزلت ومرتبہ ہے دنیا سے آمس سے مراد ابتدای زمانہ قریب ہے خاص آج کے دن کا
روز گذشتہ مراد نہین ہے یَقُوْلُوْنَ ویکان اللہ یعنی جو تمنا اتفاقًا اون سے واقع ہوگئی اوسپر
ہر ایک اون مین سے نادم وپشیمان ہو کر کہنے لگا اس کے معنی مین جو کچہہ کہا گیا ہے اوس
سب سے بہتر خلیل وسیبویہ ویونس وکسائی کا قول ہے کہ قوم متنبہ ہوئی تو وَیْ کہہ

عرب مین سے جو شخص نادم و پشیمان ہوتا ہے تو اپنی ندامت کے درمیان مین وے کا
کلمہ کہتا ہے جوہری نے کہا ہے کہ وے کلمہ تعجب ہے اور ویک بھی بولتے ہین اور کبھی
وے کا کلمہ کان مخفف و مشدد پر داخل ہوتا ہے خلیل نے کہا کہ وے کان مفصول ہے
تو وے کے بعد ابتدا کرے تو کے کان فراء نے کہا کہ تقریر کا کلمہ ہے جس طرح تو یون
کہتا ہے الم تری صنع اللہ و احسانہ یعنی کیا نہین دیکھتا ہے تو اللہ کے صنع و احسان کو کسی
نے کہا کہ تنبیہ کا کلمہ ہے بمنزلہ کلمہ الا یعنی خبردار ہشیدار ہوشیار باش قطرب نے کہا کہ بھی
ویلک ہے پھر اس کا لام گرا دیا گیا تو ویک ہو گیا یعنی ہر ایک اون مین سے کہنے لگا کہ خرابی
ہو تیری ابن اعرابی و خفش نے کہا کہ ویک کے معنی اعلم ہین قتیبی نے کہا کہ حمیر کے لغت مین
اس کے معنی رحمہ لک ہین یعنی تجھپر رحمت ہو کسی نے کہا یعنی اکم تر ہے کسائی سے مروی
ہے کہ یہ کلمہ تفجع و تحزن کا ہے یعنی اس کلمے سے درد مندی و رنجیدگی ظاہر کیجاتی ہے
کسی نے کہا یعنی اظن و اُقدِّر ہے یعنی مین گمان و خیال و تخمین کرتا ہون اس بات کا کہ
اللہ وسعت کرتا ہے رزق کی جس کے واسطے چاہتا ہے اپنے بندون سے اور تنگی
کرتا ہے جس کے واسطے چاہتا ہے مطلب یہ ہے کہ بات ویسی نہین ہے جیسی ہم نے
خیال کی تھی کہ وسعت کرنا رزق کا آگاہ کرتا ہے کرامت و بزرگی پر اور تنگی کرنا خبر دیتا
ہے ذلت و خواری سے بلکہ ہر ایک فراخی و تنگی سے بمقتضای مشیت الٰہی ہے
اس کے بھید کو وہی خوب جانتا ہے اس مین عزت و ذلت کا کچھ لحاظ نہین ہے لولا
ان من اللہ علینا لخسف بنا الآیہ یعنی اگر اللہ تعالی احسان نہ کرتا ہم پر اپنی رحمت و
مہر سے بایں طور کہ جس شے کی ہم نے تمنا کی وہ ہم کو نہ دی اور جس اترانے بغاوت
کرنے پر قارون دائم و قائم تھا اگر ہم کو ویسی بات سے نہ بچاتا تو ہم کو دھسا دیتا
جس طرح اوس کو دھسا دیا حفص نے لخسف کو معروف اور باقی قراء نے مجہول پڑھا ہے
جملہ ویکانہ لا یفلح الکافرون تاکید ہے ماقبل کی یعنی اری خرابی یہ تو کافر لوگ
اپنے مطلوبون سے کسی مطلب کو نہین پہنچتے ہین تلک الدار الاخرۃ نجعلھا للذین
لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا والعاقبۃ للمتقین ○ من جاء بالحسنۃ

فله خیر منها ج ومن جآء بالسیئة فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا
ما کانوا یعملون ٥ وہ گھر پچھلا ہے ہم دین گے وہ اون کو جو نہین چاہتے چڑہنا ملک
مین اور نہ بگاڑ ڈالنا اور آخر بھلا ہے ڈر والون کا جو کوئی لایا بھلائی اوس کو ملتا ہے
اوس سے بہتر اور جو کوئی لایا برائی سو برائیان کرنے والے وہ ہی سزا پاوین گے
جو کرتے تھے ف یعنی قارون کی دولت کو نادانون نے کہا اس کی بڑی
قسمت ہے بڑی قسمت یہ نہین آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ اون کو ہے جو دنیا
کا عروج نہین چاہتے ف نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ ملنا ہے مقرر اور برائی پر
برائی کا وعدہ نہین فرمایا کہ شاید معاف ہو مگر یہ فرمایا کہ اپنے کیے سے زیادہ سزا
نہین ملتی انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے کہ دار آخرت اور اوس کی نعیم مقیم جو
زائل نہ ہوگی اوس کو رکھا ہے اپنے مومن بندون کے واسطے جو کہ تواضع و فروتنی
کرنے والے ہین اور نہین چاہتے علو زمین مین یعنی خلق اللہ پر ترفع و تعاظم و تجبر کا ارادہ
نہین رکھتے ہین اور نہ اون مین بگاڑ ڈالنے کا جیسا کہ عکرمہ نے کہا ہے کہ علو تجبر ہے
سعید بن جبیر نے کہا کہ علو بغی ہے سفیان بن سعید ثوری نے عن منصور عن مسلم البطین روایت
کیا ہے کہ علو فی الارض تکبر بغیر حق ہے اور فساد لینا مال کا ہے بغیر حق کے ابن جریج
نے کہا کہ مراد علو سے تعظم و تجبر ہے اور فساد سے مراد عمل بمعاصی ہے ابن جریر نے
حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے فرمایا بیشک مرد البتہ عجب مین ڈالتی ہے
اوس کو اپنے شراک[1] نعل سے یہ بات کہ وہ اجود ہو یعنی زیادہ تر بہتر ہو اپنے صاحب کے
شراک نعل سے تو وہ داخل ہوتا ہے اس قول مین تلک الدار الآخرة الآیہ یہ قول محمول ہے
اسپر کہ جب وہ اس سے فخر چاہے اپنے غیر پر اور جب وہ اس کو چاہے واسطے مجرد تجمل و
زینت کے تو اس کا کچھ مضائقہ نہین ہے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ایک شخص نے
عرض کیا یا رسول اللہ بیشک مین یہ دوست رکھتا ہون کہ میری چادر اچھی ہو اور میری
جوتی اچھی ہو سو کیا کبر سے ہے فرمایا نہین ان اللہ جمیل یحب الجمال یعنی اللہ پاک بروے
جمال والا ہے جمال کو دوست رکھتا ہے قولہ تعالی مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ الآیہ یعنی جو کوئی لائیگا

[1] شراک بالکسر بند نعل از دوال کذا فی الصراح

قیامت کے دن نیکی تو ثواب اللہ کا بندے کی نیکی سے بہتر ہے اول تو خود ثواب نیکی سے بہتر و برتر ہے پھر اوس کی بہتری کا کیا کہنا ہے اس حال مین کہ اللہ پاک باضعاف کثیرہ اوس کو بڑہائیگا یہ مقام فضل کا ہے پھر فرمایا ومن جاء بالسیئۃ الآیہ جیسا کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے ومن[1] جاء بالسیئۃ فکبت وجوھھم فی النار ھل تجزون الا ما کنتم تعملون یہ مقام فضل وعدل کا ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ دار آخرت سے مراد جنت ہے تلک سی اوسکی طرف اشارہ کیا واسطی تعظیم وتفخیم شان کے گویا یون کہا کہ وہ جنت جس کی تونے خبر سنی ہے اور اوس کی شان وکیفیت تجھکو پونہچی ہے ہم وہ دین گے اون کو جو ارادہ نہین کرتے ہین علو کا زمین مین یعنی رفعت وتکبر کا مومنون پر کسی نے کہا ظلم کا کسی نے کہا لوگون پر تکبر و زیادتی کرنے کا اور ظلم وزیادتی کرکے اون کو ذلیل وخوار کرنے کا فساد سی مراد عمل بہ معاصی خدائے پاک ہے جیسے جان کا ناحق مارڈالنا زنا کرنا چوری کرنا شراب پینا یا غیر اللہ کے پوجنے کی طرف لوگون کو بلانا یہ سب امور فساد مین داخل ہین اللہ پاک نے جنت کا وعدہ اون لوگون کے واسطے فرمایا ہے جو ارادہ نہین کرتے ہین علو وفساد کا یون نہین فرمایا کہ ترک کرتے ہین علو وفساد کو سو غرض اس سے مبالغہ ہے علو وفساد کی نفی مین بنسبت تیرکون کے لایریدون مین زیادہ تر مبالغہ ہے یعنی علو وفساد کا کرنا اور چھوڑنا کیسا اوس کا ارادہ تک نہین کرتے نہ اوسکی طرف میل کرتے ہین جس طرح کہ دوسری آیت مین فرمایا ہے ولا[2] ترکنوا الی الذین ظلموا غرض یہ ہے کہ ظلم کرنے اور ظالمون سے ملنے جلنے کا کیا ذکر ہے اون کی طرف میل خاطر بھی مت کرو حضرت فضیل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا ذھبت الامانی ھھنا شاید غرض اس سے یہ ہو کہ جب اللہ پاک نے جنت ملنے کا مدار اسپر رکھا کہ علو وفساد کا ارادہ تک نہو تو اس سے کون خالی رہ سکتا ہے پس جنت ملنے کی آرزو مین تمنا مین اس جگہہ سے جاتی رہین یہ کلام مقام خوف سے صادر ہوا ہے واقع مین جنت اللہ پاک کا ایک گران بہا سودا ہے اعمال کی کیا ہستی ہے کہ اوس کے ہم پلہ ہو اوس کا ملنا محض اللہ سبحانہ کے فضل وکرم پر موقوف ہے اللھم ارزقنا الجنۃ بفضلک العام

[1] اور جو کوئی لایا برائی سو اوندھے ڈالے جائین اون کے مونہہ آگ مین وہی بدلا پاؤگے جو کچھ کرتے تھے ۱۲

[2] اور مت جھکو اون کی طرف جو ظالم ہین ۱۲

وکرمک الخاص ورحمتک الوسیع یا سیدنا ومولانا وما ذلک علیک بعزیز یا ارحم الراحمین بجاہ
من ارسلتہ رحمۃ للعالمین وصل وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ وصحبہ الی یوم الدین آمین حضرت
عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اس کریمہ کو بار بار پڑھتے تھے یہانتک
کہ جان بحق تسلیم کی رحمہ اللہ تعالے بعض نے کہا حقیقت اس آیت کی نفرت دلانا ہے
متابعت سے فرعون وقارون کی بدلیل قولہ تعالے ان فرعون علا فی الارض
اور لا تبغ الفساد فی الارض علو وفساد کو نفی کے تحت مین منکر ذکر فرمایا ہے سو یہ دال ہے
اسپر کہ یہ دونون شامل ہین ہر اوس شی کو جسپر اطلاق کیا جاتا ہے کہ وہ علو ہے اور وہ فساد
ہے بدون تخصیص کسی نوع خاص کے فساد تو ظاہر ہے کہ اوس سی کوئی شی جائز نہین ہے
کچھ یہی ہو رہا علو سو اوس سی ممنوع وہی ہے جو بطریق تکبر کے ہے غیر پر اور بطور تطاول
وزیادتی کے لوگون پر اور طلب علو حق مین اور ریاست فی الدین مین اور محبت اچھے لباس
کی اچھی سواری کی اچھے مکان کی اوس علو ممنوع سے نہین ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر مین روایت کرتے ہین کہ آپ نے
فرمایا کہ تجبر ہے زمین مین اور اخذ بغیر الحق ہے اخرجہ المحاملی والدیلمی وروی مثلہ
عن مسلم البطین وابن جریر وعکرمۃ حضرت حسن سے مروی ہے کہ وہ شرف وعلو ہے
نزدیک اپنے صاحب سلطنت کے فحتین مین کہا ہے کہ اگر یہ علو اس لیے ہے کہ اوس سے
قوی ہو جاوے حق پر تو یہ خصال خیر سے ہے نہ خصال شر سے حضرت علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین اہل عدل وتواضع کے
والیون سے اور حق مین اہل قدرت کے باقی لوگون سے حضرت ابن عباس سے
بھی مثل اس کے مروی ہے عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ لما دخل
علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم القی الیہ وسادۃ فجلس علی الارض فقال
اشہد انک لا تبغی علوا فی الارض ولا فسادا فاسلم اخرجہ ابن مردویہ قولہ تعالی
والعاقبۃ للمتقین یعنی عاقبت محمودہ واسطے متقیون کے ہے مراد متقین سے وہ لوگ
ہین جو اللہ پاک کے عقاب سے ڈرتے ہین باین طور کہ اوس کے اوامر کو ادا کرتے ہین اور

ظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جب عدی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے اونکے واسطے وسادہ ڈالا عدی اوپر بیٹھے زمین پر بیٹھے آپ نے اوسسے فرمایا مین گواہی دیتا ہون کہ تو علو نہین چاہتا زمین مین اور نہ فساد پس وہ اسلام لے آئے واللہ اعلم ۱۲ منہ

اوس کے نواہی سے بچتے ہین کسی نے کہا کہ عاقبت متقین کی جنت ہے بالجملہ جب
اللہ پاک نے یہ حکم لگایا کہ انجام نیک متقیون کے واسطے ہے تو اس مضمون کی یون تاکید
فرمائی کہ نیکون کو وعدہ دیا اور بدون کو وعید سنائی پس ارشاد فرمایا من جاء بالحسنة
فله خیر منها یعنی جو شخص آئیگا قیامت کے دن متصف ہوکر ساتھہ نیکی کے باین طور کہ
مومنین سے ہوگا تو اوس کے واسطے بہتر ہے اوس نیکی سے وہ یہ ہے کہ اللہ پاک
اوسکو جزا دیگا اوسکی دس گنی کی سات سو گنی تک حسنہ وہ ہے جس کے فاعل کی تعریف
کیجاتی ہے شرعًا حسنہ کا نام حسنہ اس لیے رکھا ہے کہ نیکی والے کا چہرہ حسین وخوبصورت
ہوجائیگا جس وقت اوس کو قیامت مین دیکھیگا حسنہ سے مراد وہ حسنہ ہے جو کہ مقبول
اصلی بندے کی عمل کی ہوئی ہے یا جو اوس کے حکم مین ہے جیسے اگر صدقہ دیا اوس کی طرف
سے کسی اور نے وہ حسنہ نہین جو بندون کی نظامت کی نظیر مین ایکمثل جیسے اگر زید نے عمرو
کو ایک ضرب لگائی اور زید کے حسنات موجودہ تھے تو اون مین سے لیا جائیگا اور عمرو کو
دیا جائیگا سو یہ حسنہ عمرو کی طرف منسوب نہوگا نہ تو حقیقةً اور نہ حکما یعنی اوس کے فعل کی طرف منسوب
نہوگا پس اس حسنہ کی عمرو کے واسطے تضعیف نہ کیجائیگی یہ اس لیے ہے کہ فاعل اس حسنہ کا
حقیقةً زید ہے اور سبب اس کا مارنا اوس کا ہے عمرو کو پس عمرو اوس مین اپنے فعل سے
سبب نہین ہوا ہے معمولہ کی قید سے وہ حسنہ نکل گیا کہ اگر اوس نے کسی حسنہ کا قصد کیا ہو
پھر اوس کو بسبب کسی مانع کے عمل مین نہ لایا تو یہ حسنہ اوس کے واسطے ایک ہی لکھا جائیگا
اور بدون تضعیف کے اوسپر جزا دیا جائیگا تضعیف حسنات کی اس امت کے ساتھہ خاص
ہے رہین اور باقی آیتین اس کے سوا سو اون کے واسطے تضعیف نہین ہے صواب یہ ہے
کہ مضاعفت عاصیون کے حسنات مین داخل ہوا گر اون کے حسنات ایسی وجہ پر ہین کہ
قبول اون کو شامل ہے باین طور کہ ایسی وجہ پر اون کو کیا ہے کہ جس مین نہ ریا ہے
نہ سمعہ اور صواب عدم دخول مضاعفت کا ہے اعمال کفار مین اس واسطے کہ کفر کے
ساتھہ کوئی طاعت مقبول جمع نہین ہوتی ہے اگر وہ اسلام نہ لایا اور اگر وہ اسلام لے آیا تو
وہ اعمال مثل اعمال مقبولہ کے ہونگے اسلام مین اور جو نیکیان بسبب تضعیف کے حاصل

ہوئی ہین اون کی تضعیف نکیجائیگی ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الذین عملوا السیئات الا ما کانوا یعلون کے یہ معنی ہین کہ جو لائی بدی تو وہ جزا نہ دیے جامین گے مگر مثل اوس بدی کے جو وہ کرتے تھے پس معنی تمام ہو گئے لیکن الذین عملوا السیئات کو بجاے ضمیر کے اس لیے رکھا ہے کہ عمل سیئہ کے مکرر نسبت کرنے مین طرف اون کے زیادہ عیب ناک کرنا ہے اون کے حال کا اور زیادہ مبغوض کرنا ہے سیئہ کا طرف قلوب سامعین کے سیئہ وہ ہے جس کا کرنے والا ذم کیا جاتا ہے شرعًا صغیرہ ہو یا کبیرہ سیئہ کا نام سیئہ اس لیے رکھا ہے کہ اوس کے کرنے والے کو وہ بری لگیگی جس وقت اوسپر جزا دیا جائیگا ما کانوا اصل مین مثل ما کانوا ہی تھا لفظ مثل کو حذف کیا اور ما کانوا کو اوس کی جگہہ مین رکھا غرض اس سے مبالغہ ہے مماثلت مین یعنی بدی کی جزا ایسی پورم پور ملیگی گویا بعینہ وہی بدی ہے اللہ پاک کے فضل عظیم سے ہے یہ کہ وہ بدی کی جزا نہین دیتا ہے مگر یہ مثل بدی اور نیکی کی جزا دس گنی اور سات سو گنی عطا فرماتا ہے

اس آیت کے معنی سورۂ نمل مین گذر چکے ہین ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد ط قل ربی اعلم من جاء بالھدی ومن ھو فی ضلل مبین ٥ وما کنت ترجوا ان یلقی الیک الکتاب الا رحمۃ من ربک فلا تکونن ظھیرا للکافرین ج ولا یصدنک عن ایت اللہ بعد اذ انزلت الیک وادع الی ربک ولا تکونن من المشرکین ج ولا تدع مع اللہ الھا اخر لا الہ الا ھو ط کل شئ ھالک الا وجھہ ط لہ الحکم والیہ ترجعون ٥ جس شخص نے حکم بھیجا تجھپر قرآن کا وہ پھیر لانیوالا ہے تجھ کو پہلی جگہہ تو کہہ میرا رب خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجھہ اور کون پڑا ہے صریح بھکاوے مین ٹ اور تو توقع نہ رکھتا تھا کہ اوتاری جاوے تجھپر کتاب مگر مہر ہو کر تیرے رب کی طرف سے سو تو نہو مددگار کافرون کا ٹ اور نہو کہ وہ تجھکو روک دین اللہ کے حکمون سے جب اوتر چکے تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور نہو مشرک لانے والون مین ٹ اور مت پکار اللہ کے سوا اور حاکم کسی کی بندگی نہین اوس کے سوا ہر چیز فنا ہے مگر اوس کا مونہہ اوسی کا حکم ہے اور اوسی کی طرف پھر جاؤ گے ف پھیر لاویگا پہلی جگہہ یہ آیت اوتری ہجرت کے وقت یہ تسلی فرمائی کہ پھر مکے مین آؤ گے سو خوب طرح آئے پورے

وقف لازم ع ۹ ۶ ۱۲ الثلثۃ

غالب ہوکر ف۲ یعنی قوم کو اپنا نہ سمجھو جنہون نے تجہ سے یہ بدی کی اب جو تیرا ساتھ دے وہ ہی اپنا ہے ف۳ یعنی اپنی قوم کی خاطر نہ کر دین کے کام مین اور آپ کو اون مین نہ گن کہ اپنے قرابتی ہون ف۴ اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہونی ہے کبھی ہو مگر اوس کا مونہہ یعنی وہ آپ انتفے ف اللہ پاک اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرماتا ہے کہ رسالت پونہچائین اور قرآن شریف لوگون پر تلاوت کرین اور خبر دیتا ہے کہ وہ اون کو پھیر لائیگا طرف معاد کے معاد سے مراد روز قیامت ہے پھر جو نبوت کے اعباء و اثقال کا اون کو راعی و حافظ و نگہبان بنایا ہے اس کا اون سے سوال کریگا اسی لیے یہ ارشاد فرمایا ہے ان الذی فرض علیك القراٰن لرادك الی معاد یعنی جس ذات پاک نے فرض کیا ہے تجہ پر ادا کرنا پونہچانا قرآن کا طرف لوگون کے البتہ پھیر لانے والا ہے تجکو طرف روز قیامت کے پھر تجہ سے اس کا پوچھیگا کما قال تعالی فلنسألن الذین ارسل الیهم ولنسألن المرسلین وقال تعالے یوم یجمع الله الرسل فیقول ماذا اجبتم وقال تعالے وجیء بالنبیین والشهداء ایک قول تو یہ ہوا کہ مراد معاد سے روز قیامت ہے دوسرا قول یہ ہے کہ سدی نے عن ابی صالح عن ابن عباس روایت کیا ہے کہ البتہ پھیر لانیوالا ہے تجکو طرف جنت کے پھر سوال کرنے والا ہے تجہ سے قرآن کا سدی نے کہا کہ ابو سعید نے بھی مثل اس کے کہا ہے حکم بن ابان کا لفظ عن عکرمہ عن ابن عباس یہ ہے الی معاد فرمایا الی یوم القیامة ورواہ مالک عن الزہری ثوری کا لفظ عن الاعمش عن سعید بن جبیر عن ابن عباس یہ ہے الی معاد یعنی الی الموت حضرت ابن عباس سے اس کے کئی طریق ہین بعض طرق مین لرادك الی معاد نک من نخبة ہے مجاہد نے کہا یحییک یوم القیامة یعنی وہ تجے زندہ کریگا قیامت مین اور اسی طرح عکرمہ و عطاء و سعید بن جبیر و ابو قزعہ و ابو مالک و ابو صالح سے بھی مروی ہے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا ای والله ان له لمعادًا فیبعثه الله یوم القیامة ثم یدخله الجنة یعنی ہان قسم ہے اللہ کی بیشک آپ کے واسطے معاد ہے پھر اللہ آپ کو مبعوث کریگا روز قیامت مین پھر آپ کو جنت مین

ف۱ سو تجکو پوچھنا ہی اولی جن پاس رسول بھیجے ہی اور تجکو پوچھنا ہی رسولون سے ۱۲

ف۲ جس دن اللہ جمع کریگا رسول پھر کہیگا تمکو کیا جواب دیا ۱۲

ف۳ اور حاضر کرنے پیغمبر اور گواہ ۱۲

داخل کریگا حضرت ابن عباس رضے اللہ عنہما سے اس کی سوا اور قول بھی مروی ہین چنانچہ
بخاری نے اپنی صحیح کی کتاب تفسیر مین عن عکرمہ عن ابن عباس روایت کیا ہے فرمایا
الی مکۃ یعنی البتہ پھیر لانے والا ہے تجھکو طرف مکہ کے وکذا رواہ النسائی فی تفسیر سننہ و
ابن جریر من حدیث یعلی وہو ابن عبید الطنافسی بہ اور اسی طرح **عوفی** نے حضرت
ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ البتہ پھیر لانے والا ہے تجھکو طرف مکے کے جیسا کہ
تجھکو نکالا ہے اوس سے **محمد** بن اسحق کا لفظ مجاہد سے یہ ہے الی مولدک بمکۃ یعنی
پھیر لانے والا ہے تجھکو طرف تیری جاے ولادت کے جو مکے مین ہے **ابن ابی حاتم**
نے کہا حضرت ابن عباس و یحیی بن خزاز و سعید بن جبیر و عطیہ و ضحاک سے بھی مثل اس کے
مروی ہے پھر کہا ہے وحدثنا ابی حدثنا ابن ابی عمر قال قال سفیان وسمعناہ من مقاتل
منذ سبعین سنۃ عن الضحاک کہا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے سے نکلے پھر جحفہ کو پہنچے
تو آپ مکے کی طرف مشتاق ہوئے اسپر اللہ پاک نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ان الذی
فرض علیک القرآن لرادک الی معاد الی مکۃ یہ بات کلام ضحاک سے مقتضی اس کی ہے کہ یہ
آیت مدنی ہے گو ساری سورت کی مکی ہے واللہ اعلم وقد قال عبد الرزاق حدثنا
معمر عن قتادۃ فی قولہ تعالی لرادک الی معاد قال ہذہ مما کان ابن عباس یکتمہا
ابن ابی حاتم نے بسند خود نعیم قاری سے روایت کیا ہے کہ الی معاد کی تفسیر مین کہا الی
بیت المقدس یہ قول واللہ اعلم راجع ہوتا ہے طرف قول اوس شخص کے جس نے اوسکی
تفسیر روز قیامت سے کی ہے اس لیے کہ بیت المقدس زمین محشر و منشر ہے واللہ
الموفق للصواب **وجمع** کی ان قولون مین یہ ہے کہ حضرت ابن عباس سے کبھی تو
اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ مراد معاد سے آپ کا رجوع ہونا ہے طرف مکے کے اور یہ رجوع
وہی فتح مکہ ہے جو کہ اون کے نزدیک علامت ہے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب
وفات پر چنانچہ سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح الی آخر السورۃ کی اونہون نے یہ تفسیر کی ہے کہ
مراد اجل ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آپ کو اوسکی خبر دیگئی اور یہ بات حضرت
عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روبرو ہوئی اور حضرت عمر نے اسپر اون کی موافقت کی اور فرمایا

مین اوس سے نہین جانتا ہون سوای اوس کے جو تو جانتا ہے اور اسی لیے حضرت
ابن عباس نے کبھی الی معاد کی تفسیر موت سے کی اور کبھی روز قیامت سے جو کہ بعد
موت کے ہے اور کبھی جنت سے جو آپ کی جزا و مصیر ہے رسالت الٰہی کے ادا و ابلاغ
پر طرف ثقلین کے یعنی انس و جن کے اور اس لیے کہ آپ ساری خلق اللہ سے کامل تر
و فصیح تر و شریف تر ہین علی الاطلاق قولہ تعالے قل ربی اعلم الآیہ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم تیری قوم کے مشرکون اور اون کی پیروی کرنے والون مین سے جو کوئی تیری
مخالفت کرے اور تجھے جھٹلائے تو اوس سے کہدے کہ میرا رب خوب جانتا ہے ہدایت
پانے والے کو مجھ سے اور تم سے اور تم جان لوگے کس کے واسطے ہوگا پچھلا گھر
اور کس کے واسطے ہوگا نیک انجام اور نصرت دنیا و آخرت مین پھر اللہ پاک یاد دلاتا ہے
اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی نعمت عظیم جو اونپر اور بندون پر ہے جبکہ اون کو
بندون کی طرف بھیجا و انک لمن المرسلین ترجمہ ان یلقی الیک الکتاب یعنی تو نہین گمان کرتا تھا
قبل نازل کرنے وحی کے طرف تیری سے اس بات کو کہ وحی تجھپر نازل ہوگی و لکن رحمۃ
من ربک یعنی لیکن وحی جو نازل ہوئی ہے تجھپر طرف سے تیرے رب کے سو بسبب رحمت
کے ہے تجھپر اور بندون پر تیرے سبب سے پس جب اوسنے تجھکو یہ نعمت عظیم عطا فرمائی
فلا تکونن ظہیرا للکافرین تو تو مت ہو مددگار مت ہو کافرون کا و لیکن تو اون سے مفارقت
کر اور اون سے علیحدہ ہو جا اور اون کا مخالف ہو و لا یصدنک عن آیات اللہ بعد اذ انزلت
الیک یعنی وہ جو تیری مخالفت کرتے ہین اور تیرے طریق سے لوگون کو روکتے ہین
سو تو اس سے اثر پذیر مت ہو اور اسپر مت مائل ہو اور اس کی کچھ پروا مت کر اس واسطے
کہ اللہ تو تیرا بول بالا کرنے والا ہے اور تیرے دین کا مؤید و ناصر ہے اور جو شے دیکر
تجھکو بھیجا ہے اوس کو ظاہر و غالب کرنے والا ہے سارے دینون پر اور اسی لیے
یون فرمایا و ادع الی ربک یعنی اور بلا طرف عبادت اپنے رب کے جو کہ وحدہٗ لاشریک
لہ ہے قولہ تعالے و لا تدع مع اللہ الٰھا آخر لا الہ الا ھو یعنی عبادت لائق نہین ہے
مگر اوسی کے واسطے اور الٰہیت سزاوار نہین ہے مگر اوسی کی عظمت کے لیے کل شیء

هالك الا وجهه یہ خبر دی ہے اس بات کی کہ دائم و باقی وحی و قیوم وہی ہے جو نہ مرگیا اور ساری خلائق مرگی کما قال تعالی کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام پس ذات کی تعبیر وجہ سے کی ہے اسی طرح بیان فرمایا ہے کل شی ہالک الا وجہہ یعنی ہر شی ہلاک ہونیوالی ہے مگر وہ آپ صحیح مین بطریق ابوسلمہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہوا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے راست ترین کلمہ جسکو شاعر نے کہا ہے لبید کا کلمہ ہے ع الا کل شی ما خلا اللہ باطل ؛ یعنی ہر شے سوا اللہ عزوجل کے فانی ہے مجاہد و ثوری نی اس کی تفسیر مین کہا ہے ای الا ما اریدبہ وجہہ یعنی ہر شے فنا ہونے والی ہے مگر وہ شے جس سی اوس کی ذات کا ارادہ کیا گیا بخاری نے اپنی صحیح مین اس قول کو حکایت کیا ہے کالمقرلہ یعنی گویا اوس کی تقریر و تثبیت کی ہے ابن جریر کہتے ہین کہ جس شخص نے یہ قول کہا ہے وہ شاعر کے قول سے استشہاد کرتا ہے ؎

استغفر اللہ ذنبا لست محصیہ	رب العباد الیہ الوجہ والعمل

یہ قول اول قول کے منافی نہین ہے کیونکہ اس قول مین یہ خبر دی ہے کہ کل اعمال باطل ہین مگر وہ عمل جس سے اللہ تعالی کی ذات پاک کا ارادہ کیا گیا اعمال صالح مین سے جو کہ شریعت غرا کے مطابق ہین اور اول قول کا مقتضا یہ ہے کہ کل ذوات فانی و زائل ہین مگر ذات اللہ تعالی و تقدس کی کیونکہ اول و آخر وہی ہے جو کہ ہر شے کے قبل ہے اور ہر شے کے بعد ہے ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی الدنیا نے کتاب التفکر والاعتبار مین بسند خود ابوالولید سے روایت کیا ہی کہا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی عادت تھی جب ارادہ کرتے کہ اپنے دل کی خبر گیری کرین تو اوجاڑ جگہہ مین آتے پھر اوس کے دروازے پر کھڑے رہتے پھر آواز جرین ندا کرتے پھر کہتے کہان ہین تیرے گھر والے پھر اپنے نفس کی طرف رجوع کرتے تو کہتے کل شی ہالک الا وجہہ قولہ تعالی لہ الحکم یعنی ملک و تصرف اوسی کے واسطے ہے کوئی اوس کے حکم کا پیچھے ڈالنے والا نہین ہے والیہ ترجعون یعنی اور اوسی کی طرف رجوع کیے جاؤگے تمہارے روز معاد مین پھر وہ تم کو تمہارے اعمال کی جزا دیگا خیر ہی

ے جو کوئی ذی زمین پر ہے فنا ہونیوالا ہے اور رہیگا تو منہ تیرے رب کا بزرگی اور تعظیم والا ۱۲

تو خیر اور شر ہے تو شر آخر تفسیر سورۃ القصص ولہ الحمد والمنۃ کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے مفسرین نے کہا ہے کہ فرض بمعنی انزل ہے
زجاج نے کہا کہ جس نے فرض کیا تجھپر عمل ساتھہ اوس شے کے جس کو قرآن واجب
کرتا ہے تقدیر کلام کی یہ ہے کہ جس نے فرض کیے تجھپر احکام و فرائض قرآن کے کسی
نے کہا کہ جس نے واجب کی تجھپر تلاوت و تبلیغ قرآن کی اور عمل اوس شے کے ساتھہ
جو اوس مین ہے البتہ پھیر لانے والا ہے تجھکو طرف معاد کے علی بن حسین بن واقد سے
مروی ہے کہا یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جحفہ مین نازل ہوئی جبکہ آپ
ہجرت کیے ہوے مدینے کی طرف نکلے سو یہ نہ مکی ہے نہ مدنی چنانچہ یہ بات اول سورت
مین گذر چکی ہے جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ معاد سے مراد مکہ مکرمہ ہے یا اقرب للتفاسیر
ہے حضرت ابن عباس بھی اس کے قائل ہین چنانچہ بخاری نے اون سے اس کو
روایت کیا ہے اور اتنا لفظ زیادہ کہا ہے کہ اخر جک منہا قیتبی نے کہا کہ آدمی کا معاد
اوس کا شہر ہوتا ہے کیونکہ وہ لوٹتا ہے تو اپنے شہر کی طرف عود کرتا ہے مجاہد و عکرمہ
وغیرہما نے کہا کہ مراد روز قیامت ہے زجاج کا مختار یہی قول ہے محاورۂ عرب مین
بولتے ہین بینی و بینک المعاد یعنی میرے تیرے درمیان معاد ہے مراد روز قیامت ہے
اس واسطے کہ لوگ اوس مین زندہ ہو کر عود کرینگے ابو صالح و ابو مالک نے کہا کہ معاد سے مراد
جنت ہے اس کے قائل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بھی ہین اور مجاہد سے بھی
مروی ہے کسی نے کہا مراد موت ہے یہ سب اقوال اول تفصیل گذر چکے ہین قل ربی الآیہ
جواب ہے کفار مکہ کو جبکہ اونہون نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ تو تو گمراہی
مین ہے اور من جاء بالہدیٰ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہین اس واسطے کہ
ہدایت کے لانے والے آپ ہی ہین اور من ہو فی ضلل مبین مشرکین ہین اولیٰ اصل آیت
کا ہے عموم پر اللہ تعالیٰ ان دو گروہ سے ہر گروہ کا حال خوب جانتا ہے جس خیر و شر کا
وہ مستحق ہے اوس کو اوس کا بدلا دیگا وما کنت ترجوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ تیری طرف
رسالت آنے سے پہلے تو اس بات کی امید و آرزو نہین رکھتا تھا کہ ہم تجھے بندون کی طرف

بھیجین اور اس کی کہ ڈالی جائے تیری طرف کتاب پس اوس کا بھیجنا نازل کرنا وعدے
کی جہت سے نہین ہے نہ طلب سابق کی وجہ سے جو تجھ سے صادر ہوئی ہو کسی نے
کہا یہ معنی ہین کہ تو امید نہین رکھتا تھا اس کی کہ القا کیجائے طرف تیرے کتاب ساتھ
پہنچانے تیرے کے طرف معاد کے اس آیت مین اللہ پاک اپنی نعمتین یاد دلاتا ہے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قولہ تعالی اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ استثنای منقطع ہے یعنی لیکن
القا کتاب کا بھیجنا رحمت ہے طرف سے تیرے رب کے اور معنی پر حمل کر کے استثنای متصل
بھی ہو سکتا ہے گویا یون کہا گیا نہین ڈالی گئی طرف تیرے کتاب مگر واسطے رحمت کے
تیرے رب سے قول اول اولی ہے اور کسائی و فراء نے اوسی پر جزم کیا ہے پھر اللہ
پاک نے پانچ چیزون کا امر و نہی فرمایا اول یہ ہے فلا تکونن ظھیرا للکافرین یعنی
جب اللہ پاک نے تجھ پر یہ انعام کیا کہ بدون امید و طلب کے منصب رسالت و نبوت عطا
فرمایا اور کتاب نازل کی تو کافرون کا مددگار مت ہو ظاہر مین نہی آپ کو ہے اور در پردہ
تعریض ہے امت کو کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ اون کی مدارات کر کے اون کا مددگار مت
ہو دوسری نہی یہ ہے ولا یصدنک الآیہ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ روکین تجھ کو
کافر لوگ اور اونکے اقوال اور اون کا کذب اور اون کا ایذا دینا آیات الٰہی کی تلاوت سے
اور اون پر عمل کرنے سے اور اون کے پہنچانے سے بعد اس کے کہ اللہ نے اون کو
تجھ پر نازل کیا اور وہ تجھ پر فرض کی گئین جمہور نے بفتح یا و ضم صاد پڑھا ہے صَدَّہٗ یَصُدُّہٗ سے
اور عاصم نے بضم یا و کسر صاد اَصَدَّہٗ یعنی صدہ سے تیسرا امر یہ ہے وادع الی ربک
یعنی لوگون کو بلا طرف اللہ کے اور اوس کی توحید کے اور طرف عمل کرنے کے اوس کے
فرائض پر اور طرف بچنے کے اوس کے معاصی سے چوتھی نہی یہ ہے ولا تکونن
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ یعنی تو مشرک لوگون کی اعانت کر کے اونمین سے مت ہو اسمین بھی
تعریض ہے آپ کے غیر کو کیونکہ آپ تو کسی حال مین بھی اونمین سے نہین ہو سکتے ہین جس طرح
کہ اول گذر چکا ہے اسی طرح یہ پانچوین نہی ولا تدع مع اللہ الٰھا اخر بھی تعریض ہے
آپ کے غیر کو پھر اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس کی توحید بیان کی اور دوام و بقا کے ساتھ

اوس کا وصف کیا پس ارشاد فرمایا لا الٰہ الا ھو یعنی نہین ہے کوئی معبود مگر وہ
کل شی ھالك الا وجھه یعنی ہر شے اشیا سے کوئی شی ہو ہالک ہے نے حد ذاتہ
اس واسطی کہ اوس کا وجود ذاتی نہین ہے بلکہ اس جہت سے ہے کہ واجب الوجود کی
طرف مستند ہے پس وہ بالقوہ و بالذات معدوم ہے حال مین معدوم سے مراد وہ ہے
جس کے واسطی وجود ذاتی نہین ہے کیونکہ اوس کا وجود مثل لاوجود کے ہے رہا ہالک کا
حمل کرنا استقبال پر یعنی زمانۂ آئندہ مین ہر شے فانی ہوگی سو یہ ایک ظاہری کلام ہی قالہ الشہاب
مگر ذات اللہ پاک کی زجاج نے کہا کہ وجہہ منصوب ہے بنا بر استثنا اگر یہ غیر قرآن شریف
مین ہوتا تو مرفوع ہوتا بایں معنی کہ کل شئی غیر وجہہ ہالک قضیہ استثنا کا یہ ہے کہ شے کا اطلاق
ہو اللہ پاک پر اور یہ صحیح ہے اس واسطے کہ مستثنی مستثنی منہ مین داخل ہوتا ہے رہی یہ بات
کہ الا وجہہ جو آیا ہے سو عادت عرب کی بنا پر ہے اس بات مین کہ وہ جملہ کی تعبیر کیا کرتے ہین
ساتھہ اشرف اعضا کے اور جو شخص ہنی کا اطلاق اللہ پاک پر نہین کرتا ہے تو وہ بھی مستثنی کو
متصل ٹھیراتا ہے اور وجہہ کو یون قرار دیتا ہے کہ مراد وجہہ سے وہ شے ہے جو خاص
اللہ پاک کے واسطی کیجاتی ہے اس لیے کہ ثواب اوس کا باقی ہے قالہ الکرخی ابن مردویہ
نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کل من علیہا فان جب نازل
ہوئی تو فرشتون نے کہا کہ زمین والے ہلاک ہوئے پھر جب کل نفس ذائقۃ الموت نازل ہوئی
تو فرشتون نے کہا کہ ہر نفس ہلاک ہوا پھر جب کل شی ہالک الا وجہہ نازل ہوئی تو فرشتون
نے کہا کہ آسمان و زمین والے ہلاک ہوئے دوسرا قول اون سے یہ مروی ہے کہ الا ما اریدبہ وجہہ یعنی وجہہ سے مراد وہ شے ہے جس کے ساتھہ ذات باری ارادہ کی گئی ہلاک و فنا سے
آٹھہ چیزین مستثنی ہین حافظ سیوطی رضی اللہ عنہ نے اون کو نظم فرمایا ہے ؎

ثمانیۃ حکم البقاء یعمہا	من الخلق والباقون فی حیز العدم		
ھی العرش والکرسی ونار وجنۃ	وعجب وارواح کذا اللوح والقلم		

وہ آٹھہ چیزین یہ ہین عرش کرسی دوزخ بہشت عجب الذنب ارواح لوح قلم قولہ تعالے
لہ الحکم یعنی قضای نافذ اللہ پاک ہی کے لیے ہے فیصلہ کرتا ہے جو چاہتا ہے

اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے والیہ ترجعون یعنی طرف اوس کی جزا کی یا طرف اوسی وحدہ لاشریک لہ کے رجوع کیے جاؤ گے اپنے سارے احوال مین دنیا مین اور وقت بعث کے تاکہ بدلا دے نیک کو اوس کی نیکی کا اور بد کو اوس کی بدی کا غرض یہ ہے کہ سب حال مین اللہ پاک ہی کی طرف رجوع ہے نہ طرف اوس کے غیر کے الحمد للہ والمنۃ کہ تفسیر اس سورت مبارک کی ۱۹ ماہ رمضان المبارک روز چہار شنبہ سنہ ۱۳۱۱ ہجری کو محلۂ امیر گنج مین بعد نماز مغرب قبیل عشا تمام ہوئی اللہ سبحانہ قبول فرمائے اور باقی کے لکھنے کی توفیق عطا کرے وانا العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ذو الفقار احمد المفتی غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیہما والیہ وصلی اللہ وسلم وبارک علی سیدنا ومولانا شفیع المذنبین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین آمین والحمد للہ اولا واخرا وظاہرا وباطنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفسیر سورۃ العنکبوت

اس سورت کی ننانوے ۹۹ آیتین ہین اس مین اختلاف ہے کہ یہ مکی ہے یا مدنی یا بعض مکی اور بعض مدنی یہ تین قول ہین پہلا قول یہ ہے کہ ساری سورت مکی ہے اسکو ابن ضریس و نحاس و ابن مردویہ و بیہقی نے دلائل مین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما سے بھی حضرت حسن و عکرمہ و عطا و جابر بن زید رضی اللہ عنہم بھی اس کے قائل ہین دوسرا قول یہ ہے کہ ساری سورت مدنی ہے قرطبی نے کہا ہے کہ یہ قول حضرت ابن عباس و قتادہ کے دو قولون مین سے ایک ہے اور یہ قول ہے یحیی بن سلام کا فتحین مین اسی طرح ہے لیکن جمل نے قرطبی سے یون نقل کیا ہے ومدنیۃ کلہا فی احد قولی ابن عباس وقتادۃ والقول الآخر لہما وہو قول یحیی بن سلام انہا مکیۃ الا عشر آیات من اولہا فانہا نزلت بالمدینۃ فی شان من کان من المومنین بمکۃ وقاتل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نزلت بین مکۃ والمدینۃ انتہی غرض یہ ہے کہ قرطبی سے اس

سورت مین چار قول معلوم ہوتے ہین باین تفصیل کہ ساری سورت کا مکی ہونا حضرت
حسن وعکرمہ وعطا وجابر کے قول مین ہے یہ ایک قول ہوا اور پوری سورت کا مدنی ہونا
حضرت ابن عباس وقتادہ کا ایک قول ہے یہ دوسرا قول ہوا اور دوسرا قول ان دونونکا
[illegible] سلام کا یہ ہے کہ اول کی دس آیتین مدنی باقی سورت مکی یہ تیسرا قول ہوا کہ بعض
[illegible] بعض مدنی ہے چوتھا قول حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ درمیان
مکہ ومدینہ کے نازل ہوئی ہے یعنی نہ مکی ہے نہ مدنی دارقطنی نے سنن مین حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑہتے تھے
گہن مین سورج اور چاند کے چار رکوع اور چار سجدے پڑہتے پہلی رکعت مین عنکبوت
یا روم اور دوسری مین یٰسٓ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝
وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰہُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ
الْکٰذِبِیْنَ ۝ اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا ؕ سَآءَ
مَا یَحْکُمُوْنَ ۝ کیا یہ سمجھی ہین لوگ کہ چھوٹ جاوین گے اتنا کہکر کہ ہم یقین لائے اور
اون کو جانچ نہ لین گے اور ہم نے جانچا ہے اون کو جو اون سے پہلے تھے سو البتہ
معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہین اور البتہ معلوم کریگا جھوٹے کیا یہ سمجھے ہین جو لوگ کرتے ہین
برائیان کہ ہم سے چھپ جاوین بری بات چکاتے ہین ف پہلے دو آیتین کہین مسلمانون
کو جو گرفتار تھے کافرون کی ایذا مین اور یہ آیت کافرون کو جو ستاتی تھی مسلمانون کو انتہیٰ
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ سورۂ بقرہ کے اول مین حروف
مقطعہ پر کلام گذر چکا ہے ہمزہ استفہام انکاری کا ہے معنی یہ ہین کہ اللہ پاک ضرور اپنے
مومن بندون کو جانچے گا موافق اوس ایمان کے جو اون کے پاس ہے جیسا کہ صحیح حدیث
مین آیا ہے کہ سخت تر لوگون کے اوپر دے بلا کے انبیا ہین پھر صالح نیک لوگ پھر امثل
فالامثل یبتلی الرجل علے حسب دینہ یعنی مبتلا ہوتا ہے آدمی موافق اپنے دین کے پھر اگر اوس کے

دین مین سختی ہے تو زیادتی کیجاتی ہے واسطی اوس کے بلا مین مثل اس آیت کے ہے
آیت کریمہ ہے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم
ویعلم الصابرین اور اسی کے مثل سورۂ برأت مین ہے اور سورۂ بقر مین فرمایا ہے
ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یاتکم مثل الذین خلوا من قبلکم مستھم البأساء
والضراء وزلزلوا حتی یقول الرسول والذین اٰمنوا معہ متی نصر اللہ الا ان
نصر اللہ قریب اور اسی لیے یہان یون فرمایا ہے ولقد فتنا الذین الایہ یعنی البتہ معلوم
کر گیا اللہ اون لوگون کو جو سچے ہین دعوے مین ایمان کے اوس سے جو اپنے قول و دعوے
مین جھوٹا ہے اور اللہ سبحانہ و تعالی جانتا ہے اوس شی کو جو زمانۂ ماضی مین ہو چکی اور اوس کو
جو آیندہ ہوگی اور اوس کو جو نہین ہوئی اگر ہوتی تو کیسے ہوتی یہ بات نزدیک ائمۂ اہل سنت و
جماعت کے مجمع علیہ ہے اور اسی کے حضرت ابن عباس وغیرہ قائل ہین اس جیسی آیت
مین الا لنعلم الا لنری یہ اس لیی ہے کہ رویت جو متعلق ہوتی ہے سو موجود سے اور علم عام تر
ہے رویت سے کیونکہ علم تو موجود و معدوم دونون سے متعلق ہوتا ہے قولہ تعالے ام
حسب الذین یعملون الایہ کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ ایمان مین داخل نہین ہوئے ہین
وہ یہہ خیال نکرین کہ اس فتنہ و امتحان سے چھوٹ جائین گے کیونکہ اون کے ورے تو عقوبت
و نکال و وبال سے ایسی شی ہے کہ وہان سے نہایت درجہ سخت اور بڑی ہوئی ہے
اور اسی لیے یہ فرمایا ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا یعنی کیا یہ خیال کیا ہے ان
لوگون نے جو کرتے ہین برائیان کہ ہم سے فوت ہو جائین گے ہم اون کو پا نہ سکین گے
ساء ما یحکمون یعنی بری ہے وہ شے جو وہ خیال کرتے ہین ف فتح البیان کا بیان
مع اتقان یہ ہے کہ استفہام واسطی تقریع و توبیخ کے ہے یا تقریر کے حسبان کہتے ہین
احد النقیضین کی قوت کو دوسری پر مثل ظن کے بخلاف شک کے کہ یہ وقوف ہے درمیان
نقیضین کے اور علم قطع و یقین ہے دونون مین سی ایک پر حسبان و ظن کا معلق کرنا معانی
مفردات کے ساتھہ صحیح نہین ہے ولیکن جملون کے مضامین کے ساتھہ درست ہے پس اگر
تم یون کہو کہ حسبت زیدا وظننت الفرس تو یہ کچھہ چیز نہین ہے ایک لغو بات ہے یہان تک

سنہ کیا تم کو خیال ہے
کہ داخل ہو جاؤ گے
جنت مین اور ابھی معلوم
نہین کیے اللہ نے
جو لڑنے والے ہین
تم مین اور معلوم کرے
ثابت رہنے والون کو
سنہ کیا تم کو خیال ہے
کہ جنت مین چلے جاؤ گے
اور ابھی تم پر آئے نہین
احوال اون کے جو گذرے
ہو پہلے تم سے پہنچی اون کو
سختی اور تکلیف اور
جھنجھوڑے دیے گئے
یہان تک کہ کہنے لگا
رسول اور جو اوس کے ساتھہ
ایمان لائے کب آوے گی
مدد اللہ کی سن رکھو
مدد اللہ کی نزدیک
ہے ۱۲

یون کہو حسبت زیدا عالما وظننت الفرس جوادا یعنی خیال کیا مین نے زید کو عالم اور گمان کیا گھوڑے کو راہوار تیز رو تو البتہ یہ ایک بات معقول ہوئی کیونکہ تمہارا یہ کہنا کہ زید عالم والفرس جواد کلام دال ہے ایک مضمون پر پھر جب تم اس مضمون کی خبر دینا چاہو گے جو کہ تمہارے ترک بطور گمان کے ثابت ہے نہ بطریق یقین کے تو یون کروگے کہ حسبان کا فعل [illegible] دونون ٹکڑون پر لاؤ گے تاکہ جو تمہاری غرض ہے وہ پوری ہو جائے اب یہان جو کلام دال ہے اوس مضمون پر جس کا حسبان مقتضی ہے وہ ان تیر کوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون ہے یا اس لیے ہے کہ تقدیر کلام یہ ہے احسبوا ترکہم غیر مفتونین یقولہم آمنا یعنی کیا اونہون نے خیال کیا اون کے چھوڑ رکھنے کو بے جانچے ہوئے بسبب اون کے کہنے کے کہ ہم ایمان لائے پس لفظ ترک حسب کے دو مفعول سے اول مفعول ہے اور یقولہم آمنا خبر ہے رہا غیر مفتونین سو یہ ترک کا تتمہ ہے کیونکہ یہ ترک اوس ترک کے قبیل سے ہے جو بمعنی تصییر ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ فعل حسبان لانے سے پہلے تم قادر تھے اسپر کہ یون کہو ترکہم غیر مفتونین یقولہم آمنا بر تقدیر حاصل و مستقر کے لام سے۔ پہلے یہ بیان تو حاصل ہے علامہ السفی کا پس گویا یہ ترکیب مثل اس قول کے ہے حسبت ضربہ لتادیب لیکن یہ ترکیب مقتضی اسکی ہے کہ جاہی وقوع انکار علت ہو حالانکہ بات یون نہین ہے اس لیے عمدہ توجیہ یہ ہے کہ ان تیر کوا قائم مقام دو مفعول حسب کے ہے نزدیک جمہور کے اس مین اور ان لیسبقونا مین سیبویہ کا قول بھی یہی ہے اور ان یقولوا حسبان کی علت نہین ہے جائے فتنین مین ہے کہ ان یقولوا موضع نصب مین ہے بتقدیر لان یقولوا یا بان یقولوا یا علی ان یقولوا اکسی نیرے کہا ان تیر کوا سے بدل ہے معنی آیت کے یہ ہین کیا خیال کیا لوگون نے اس بات کا کہ چھوڑ دیے جائین اس واسطے یا بسبب اس کے یا اسبات پر کہ کہین آمنا یعنی کلمہ شہادت کے ساتھ نطق کیا اور وہ جانچے نہ جائین یعنی بغیر اختبار و ابتلا اور جانچنے کے چھوڑ دیے جائین حالانکہ بات ویسی نہین ہے جیسی اونہون نے خیال کی بلکہ ضرور ہم اون کو آزمائین گے جانچین گے یہانتک کہ ظاہر ہو جائے مخلص منافق سے اور صادق کاذب سے اور جو دین مین ثابت و محکم ہے اوس سے جو کہ دین مین مضطرب ہے پس یہ آیت اس خیال کے انکار و استبعاد کے لیے

ف یعنی حسب کا مفعول ثانی ہے

لائی گئی ہے اور یہ بات بیان کرنے کو کہ انواع تکالیف وغیرہ کے ساتھہ امتحان ضرور ہے
زجاج نے کہا معنی یہ ہین کیا خیال کیا اونہون نے اس بات کا کہ ہم اون سے قناعت
کرین اسپر کہ وہ فقط یہ کہدین کہ ہم مومن ہین اور اوس شے کے ساتھہ جانچے نہ جائین جس سے
اون کے ایمان کی حقیقت کھل جائے بلکہ آزمائے جائین گے تاکہ جو شخص دین مین
راسخ و مضبوط ہے اپنے غیر سے متمیز ہو جائے **سدی** و **قتادہ** و **مجاہد** نے کہا کہ جانچے
نجائین اپنے مالون جانون مین ساتھہ قتل و تعذیب کے آئندہ ان آیتون کے بیان
سبب نزول مین وہ بات آتی ہے جو واضح کردیگی اوس شی کے معنی کو جو ہم ذکر کر آئے ہین
ظاہر آیت شمول ہے سب لوگون کا اہل ایمان سے گو سبب نزول خاص ہے اس لیے
کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے چنانچہ بارہا ہم اس بات کو بیان کر چکے ہین **ابن عطیہ** نے کہا
آیت اگرچہ نازل ہے سبب خاص مین لیکن وہ باقی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت
مین اوس کا حکم باقی زمانے مین موجود ہے یہ اس لیے ہے کہ فتنہ و امتحان باقی ہے طرف
اللہ کے مسلمانون کے سرحدون مین ساتھہ قیام کرنے اور زخمی کرنے دشمنون کے اس کے
سوا اور امور تکلیف و ایذا کے فتنہ سے مراد جانچنا ہے ساتھہ شدائد تکلیف کے جیسے گھر بار
اہل و عیال یا رود دیار وطن کا چھوڑنا دشمنون سے لڑنا بھڑنا اور باقی یا مشقت طاعات
اور خواہشون کا ترک کرنا اور ساتھہ فقر و قحط و انواع مصائب کے جانون مالون مین اور کفار
کی ایذا دہی و کید و مکر پر صبر کرنا تاکہ ان مشقتون پر صبر کرکے بڑے بڑے درجے پائین کیونکہ مجرد
ایمان اگرچہ خلوص سے ہو مقتضی نہین ہے سوا اس کے کہ عذاب مین خلود ہونے سے خلاصی
ہو **عبد بن حمید** و ابن منذر و ابن جریر وغیرہم نے روایت کیا ہے کہ یہ نازل کی گئی ہے
حق مین اون لوگون کے جو مکے مین تھے اونہون نے اسلام کا اقرار کیا تھا پھر اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینے سے اون کی طرف لکھا جبکہ ہجرت کی آیت اوتاری گئی کہ قبول
نہ کیا جائیگا تم سے اقرار اور نہ اسلام یہان تک کہ ہجرت کرو کہا پھر وہ مدینے کا قصد کرتے ہوئے
نکلے تو مشرکون کے پیچھے لگے سو اون کو پھیر لیگئے اسپر اون کے حق مین یہ آیت نازل ہوئی
پھر اون کی طرف یہ لکھا کہ تمہارے بارے مین ایسا ایسا نازل کیا گیا ہے تو وہ بولے کہ ہم نکلین گے

پھر اگر کوئی ہمارا پیچھا کریگا تو ہم اوس کو قتل کرین گے پھر وہ نکلے تو مشرکون نے اونکا پیچھا
کیا پس وہ اون سے لڑے تو اون مین سے بعض مارے گئے اور بعض نے نجات پائی
اسپر اللہ تعالی نے اون کے حق مین یہ آیت نازل فرمائی ثم ان ربك للذین ھاجروا
من بعد ما فتنوا ثم جاھدوا وصبروا ان ربك من بعد ھا لغفور رحیم
قتادہ سے بھی مثل اس کے مروی ہے لیکن اس سے اخیر کسی نے کہا کہ عمار بن یاسر کے بارے
مین نازل ہوئی ہے جبکہ وہ اللہ کی راہ مین عذاب کیے جاتے تھے اخرجہ ابن سعد
وابن جریر وابن ابی حاتم وابن عساکر عن عبداللہ بن عُبَیداللہ بن عُمَیر حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ نے اول جس کا اسلام ظاہر کیا وہ
سات آدمی ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور سُمَیّہ والدہ عمار اور عمار
اور صہیب و بلال و مقداد رضی اللہ عنہم پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو اللہ نے بسبب
اون کے چچا ابوطالب کے منع کیا اور حضرت ابوبکر سو اللہ نے اون کو روکا بسبب اونکی قوم کے
رہے باقی لوگ سو مشرکون نے اون کو پکڑا پھر اون کو لوہے کی زرہین پنائین اور اون کو
دھوپ مین گھلایا پس ان مین سے کوئی نہین تھا مگر حال یہ ہے کہ اونسے موافقت کی
مشرکون کی اوس بات پر جو اونہون نے چاہی مگر بلال سو اون کا نفس تو اون پر ذلیل و
سہل ہوگیا اللہ کی راہ مین اور ذلیل ہوگئے اپنی قوم پر پھر اون کو پکڑا اور لڑکون کو دیدیا
تو وہ اون کو پھرانے لگے مکے کے گلی کوچون مین اور وہ کہتے تھے احد احد اخرجہ
ابن ماجہ وابن مردویہ قولہ تعالی ولقد فتنا الذین من قبلھم کا یہ مطلب ہے کہ یہ
ایک قدیم طریقہ ہے اللہ پاک کا ساری امتون مین جاری ہے وہ جانچیگا اس امت کے
مومنون کو جس طرح کہ ان سے پہلے اگلی امتون کو جانچا ہے چنانچہ بہت جگہ قرآن شریف
مین بذیل قصص انبیا علیہم السلام اس کا ذکر آیا ہے اور کیسی کیسی محنتین مشقتین ایذائین
قوم سے اون کو پونہچین اور اللہ پاک نے اون کے اتباع کو اور اونپر ایمان لانے والون کو
کیسا کیسا جانچا ہے پھر اونمین سے کسی کو آرے سے چیرا کسی کو قتل کر ڈالا کسی کو آگ مین
ڈالدیا کسی کا لوہے کی کنگھیون سے گوشت اوتارا یہ سب معاملہ کیا جاتا تھا مگر کیا مجال ہے کہ

سنہ پھر اون ہے
کہ پھر اب اون کو پھر
کہ وہ ہجرت پھر ہجرت
بعد اسکے کہ پکڑے
گئے پھر لڑتے رہے
اور ہجرت سے رہے پھر
رب ان باتون سے
بعد بخشنے والا مہربان
ہے ۱۲

کوئی شی انمین سے اوس کو اوس کے دین سے پھیر دے بنی اسرائیل کو فرعون سے جانچا
سو وہ اون کو انواع و اقسام کی ایذا دیتا تہا مقصود اس سے اون کو آگاہ کرنا ہے اس بات
پر کہ وہ اپنی اس خیال مین خطا پر ہین معنی یہ ہین کیا اونہون نے یہ خیال کیا حالانکہ وہ جان چکے
ہین کہ خلاف سنت الٰہی ہے ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یعنی اللہ پاک کا طریقہ برابر جاری ہے
تو ہرگز نہ پائیگا واسطی اللہ کے طریقے کے بدلنا قولہ تعالی فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن
الکاذبین یعنی پھر اللہ البتہ جانیگا جاننا مشاہدے کا اون لوگون کو جو اپنے آپ
کہنے مین سچے ہین اور البتہ جانیگا اون کو جو اون مین سے اس کہنے مین جھوٹے ہین
یعنی البتہ ظاہر کردیگا اللہ صادق و کاذب کو اپنے قول مین اور اون کے درمیان تمیز فرمادیگا
جمہور نے دونون جگہہ بفتح یا و لام پڑہا ہے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے
دونون جگہہ بضم یا و کسر لام پڑہا ہے معنی یہ ہین کہ معلوم کرادیگا دونون گروہ کو آخرت مین اونکی
منازل یا معلوم کرادیگا لوگون کو سچائی اوس کی جو سچا ہے اور فضیحت کردیگا جھوٹون کو بسبب
اون کے جھوٹہ کے یا رکہدیگا واسطی ہر گروہ کے ایک علامت و نشانی جس سے وہ مشتہر
ہوجائیگا اور اپنے غیر سے متمیز کسی نے کہا کہ اللہ پاک کا علم ایک ایسی صفت ہے کہ اوسمین
ظاہر ہوتی ہے ہر وہ شی جو واقع ہوتی ہے اور وہ جو واقع ہونیوالی ہے مگر اتنی بات ہے
کہ قبل تکلیف کے وہ یہ جانتا ہے کہ مثلاً زید اطاعت کریگا اور عمر و نافرمانی کریگا پھر بعد تکلیف
کے یہ جانتا ہے کہ زید مطیع ہے اور عمر و عاصی ہے اوس کا علم کسی حال مین متغیر نہین ہوتا ہے
متغیر جو ہے سو وہ معلوم ہے نکتہ صدقوا مین تو ماضی کا صیغہ ذکر فرمایا اور کاذبین مین
اسم فاعل کا سو اس کی وجہ یہ ہے کہ اسم فاعل اسپر دال ہے کہ فاعل مین مصدر کا ثبوت و
رسوخ ہے اور فعل ماضی اسپر دال نہین ہے کیونکہ وقت نزول آیت کے حکایت اوس قوم سے
تہی جو کہ قریب العہد باسلام تہی اور اوس قوم سے جو کفر پر مستمر و مصمم تہی اس لیے اون لوگون کے
حق مین لفظ فعل کے ساتہہ تعبیر کی اور دوسرون کے بارے مین اوس صیغے کے ساتہہ جو
دال ہے ثبات پر قالہ زادہ رزقہ اللہ حسنی وزیادہ قولہ تعالی ام حسب الذین الآیہ کا مطلب یہ ہے
بلکہ کیا خیال کیا اون لوگون نے جو کرتے ہین شرک و معاصی اس بات کا کہ وہ ہم سے فوت

ہو جائین گے تو ہم اون سی انتقام نہ لین گے اور وہ ہم کو عاجز کر دین گے قبل اس کی کہ ہم
اون سے اون کے اعمال کا مواخذہ کرین یعنی جزا اون کو ضرور لاحق ہو گی مشتمل ہونا
صلہ ان کا مسند و مسند الیہ پر قائم مقام مفعول کے ہے مثل قولہ تعالی اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ
اَنْ نَّدْخُلَ الْجَنَّۃَ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حسب متضمن ہو معنے قدر کو اور ام منقطعہ ہے معنی
اضراب کے اس مین یہ ہین کہ یہ حسبان پہلے حسبان سے زیادہ تر باطل ہے کیونکہ وہ تو
یہ مقدر کرتا ہے کہ جانچا نہ جائے بسبب اپنے ایمان کے اور یہ گمان کرتا ہے اس بات کا
کہ بدلا نہ دیا جائے اپنے گناہون کا اور کہا ہے کہ اول حق مین مومنین کے ہے اور ہمیشہ
کافرون مشرکون کے بارے مین ہے کذا قال النسفی سمین نے کہا کہ ام منقطعہ ہے تو بل اور
ہمزۂ استفہام کے ساتھ مقدر کیا جائیگا جمل نے کہا کہ ام کے ضمن مین جو بل ہے وہ واسطے
اضراب انتقالی کے ہے ایک قصے سے طرف دوسرے قصے کے اور ہمزہ جو اوس کے
ضمن مین ہے سو واسطی استفہام توبیخی کے ہے پس کلام انتقال ہے ایک توبیخ سے طرف
دوسری توبیخ کے سو پہلی توبیخ تو اسپر ہے کہ اونہون نے خیال کیا درجات کے پونہچنے کا بغیر
مشقتون کے بلکہ بجرد ایمان کے پھر اس سی انتقال کیا طرف سخت تر توبیخ کے وہ یہ اون کا
خیال ہے کہ اللہ کے عذاب سے فوت ہون اور اوس سی بھاگ جائین اِنتہی سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ
کلمہ ما موصولہ ہے ای بئس الذی یحکمونہ حکمہم ہذا یعنی بری ہے وہ شے جس کا وہ حکم کرتے ہین
حکم کرنا اون کا یہ زجاج نے کہا ما موضع نصب مین ہے باین معنی ساء شیئا او حکما یحکمون یعنی بری
ہے وہ از روی شی یا حکم کے جو وہ حکم کرتے ہین کہا یہ بھی جائز ہے کہ ما موضع رفع مین ہو
باین معنی ساء الشئ او الحکم حکمہم ابن کیسان نے اس کو مصدر پر پڑھا ہے یعنے ساء حکمہم

مَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ اللّٰہِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ لَاٰتٍ ؕ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝
وَمَنْ جَاھَدَ فَاِنَّمَا یُجَاھِدُ لِنَفْسِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُکَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَلَنَجْزِیَنَّھُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ
کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ جو کوئی توقع رکھتا ہو اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا وعدہ آتا ہے اور
وہ ہے سنتا جانتا اور جو کوئی محنت اوٹھاوے سو اوٹھاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ کو

سہ کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہو جاؤ گے جنت مین ۱۲

پرواہ نہین جہان والون کی اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بہلے کام ہم اوتار دینگے اونسی
برائیان اون کی اور بدلا دین گے اون کو بہتر سے بہتر کامون کا ف یعنی ایمان
کی برکت سے نیکیان ملین گی اور برائیان معاف ہونگی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے جو کوئی توقع رکھے اللہ کی ملاقات کی یعنی دار آخرت مین
اور کیے بہلے کام اور امید رکھے ثواب جزیل کی جو اللہ کے پاس ہے تو بیشک اللہ محقق کریگا
واسطی اوس کے امید اوسکی اور کامل بہرپور دیگا اوسکو عمل اوسکا پس بیشک یہ ضرور ہونیوالا
ہے کیونکہ وہ دعا کا سننے والا ہے اور ساری کائنات کا دیکھنے والا ہے اور اسی لیے
یون فرمایا ہے مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ اللّٰهِ العلیم قولہ تعالے ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ
مثل اس آیت کے ہے من عمل صالحا فلنفسہ یعنی جو کوئی نیک کام کریگا تو اوس کے
عمل کا نفع اوسی کے نفس پر رجوع کریگا کیونکہ اللہ پاک بندون کے اعمال سے بے نیاز ہے
اگر وہ سب کے سب اونمین سی کسی شخص کے متقی تر دل پر ہو جائین تو یہ اوس کے ملک مین
کچھ بھی زیادہ نہ کریگا اور اسی لیے یون فرمایا ہے ومن جاہد فانما الآیہ حضرت حسن بصری رضی نے
فرمایا ہے بیشک آدمی البتہ جہاد کرتا ہے حالانکہ اونسے کسی دن زمانے سے تلوار کے ساتھ
نہین مارا ہے غرض یہ ہے کہ یہان مراد مجاہدہ سے طاعات وعبادات مین مشقت اوٹھانا
ہے پھر اللہ پاک نے یہ خبر دی کہ وہ باوجود اپنی بے نیازی کے ساری خلائق سے اپنا
بڑا احسان اونپر کرکے جو لوگ ایمان لائے ہین اور نیکیان کی ہین اون کو بہتر سے بہتر جزا دیگا
اور وہ یہ ہے کہ مٹا دیگا اون سے بدتر کام جو اونہون نے کیا ہے اور جزا دیگا اون کے
اجر کے ساتھ بہتر کام کی جو وہ کرتے تھے پس قبول کریگا قلیل کو حسنات سے اور ثواب دیگا
اوسپر ایک کا دس گنا سات سو گنے تک اور بدلا دیگا برائی پر ساتھ مثل برائی کے یا معاف
کردیگا اور درگذر فرمائیگا کما قال تعالی ان اللہ لا یظلم مثقال ذرۃ وان تک حسنۃ
یضاعفھا ویؤت من لدنہ اجرا عظیما اور اس جگہ فرمایا والذین اٰمنوا وعملوا الآیہ
ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ یہان رجا بمعنی طمع ہے یہہ قول
سعید بن جبیر کا ہے کسی نے کہا کہ رجا اس جگہ بمعنی خوف ہے قرطبی نے کہا مفسرین نے

ف جسنے کی بہوتی
سزا اپنے واسطے ۱۲
ف الفرق نہین
رکھنا کسی کا ایک
ذرہ برابر اور اگر نیکی
ہو تو اوس کو دونا
کرکے اور دیوے
اپنے پاس سے
بڑا ثواب ۱۲

اجماع کیا ہی اسیر کہ معنی یہ ہین کہ جو کوئی ڈرتا ہو موت سے اسی معنی سے ہذلی کا یہ قول ہے ع اذا السعته الدہر یرج لسعہا + کسی نے کہا معنی یہ ہین جو شخص ڈرتا ہو بعث وحساب سی زجاج نے کہا معنی یہ ہین جو کوئی امید رکھتا ہو لقاء اللہ کے ثواب کی یعنی اوسکی طرف پہر جانے کے ثواب کی پس رجا کے معنی اس بنیاد پر اَمل کے ہین یعنی آرزو و امید کلمہ من موصولہ ہے یا شرطیہ اور جزا و فان اجل اللہ لآت ہی راجح قول یہ ہے کہ یہ جزا نہین ہے اس واسطی کہ اللہ کی اجل تو ضرور ہی آنے والی ہے بدون تقیید کے ساتھہ کسی شرط کے کیونکہ اگر یہ جزا ہو تو یہ بات لازم آئیگی کہ جو شخص امید نہین رکھے لقاء اللہ کی تو اللہ کی اجل اوس کے واسطے آنیوالی نہو بلکہ جواب محذوف ہے وہ یہ ہے فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا یعنی جو کوئی امید رکھتا ہو اللہ کی ملاقات کی تو چاہیے کہ نیک کام کرے اور شریک نکری اپنی رب کی عبادت مین کسی کو اس واسطی کہ اللہ کی اجل جو بعث و ثواب و عقاب کے لیے مقرر کی گئی ہے وہ تو ضرور ہی آنیوالی ہے مقاتل نے کہا کہ مراد یوم القیامۃ ہے معنی یہ ہین پس چاہیے کہ اوس دن کے واسطے عمل کرے جس طرح کہ اس آیت مین ہے من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا اس آیت مین جو وعد و وعید و ترغیب و ترہیب ہے وہ مخفی نہین ہے وھو السمیع العلیم یعنی وہ سننے والا ہے اپنے بندون کے اقوال کو جاننے والا ہے اوس شی کو جو وہ چھپاتے ہین اور ظاہر کرتے ہین ومن جاھد فانما یجاھد لنفسہ یعنی جو کوئی جہاد کرے کفار سے یا اپنے نفس سے طاعات پر صبر کرکے یا شیطان سے اوس کے وسوسے دفع کرکے تو اوسکا ثواب اوسی کے لیے ہے نہ اوس کے غیر کے اور اس کے نفع سے اللہ پاک کی طرف کوئی شی رجوع نہ کریگی یہ بات بحکم وعدہ ہے بحکم استحقاق کیونکہ کریم جب وعدہ کرتا ہے تو وفا فرماتا ہے پس یہ حصر اضافی ہے اب وہ اعتراض وارد نہوگا کہ یہ حصر کیونکر ٹہیک ہوسکتا ہے باوجود اس کے کہ آدمی کے جہاد سے کبھی اوسکا غیر منتفع ہوتا ہے جس طرح کہ اولاد کی صلاح سے باپ منتفع ہوتے ہین اور جو کوئی شخص نیک طریقہ نکال جاتا ہے تو وہ منتفع ہوتا ہے اوس کے فعل سے جو اوسپر چلتا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جو کوئی جہاد کرے اپنے دشمن سے واسطے اپنے نفس کے

ف جس کو یہ ہو
فی کی اپنی ذرسے
ہو کرے کہ کام بنگا

ارادہ نکری اوس سی اللہ کی پاک ذات کا تو اللہ کو اوس کی جہاد کی کچھہ حاجت نہین ہے لیکن قول اول اولی ہے اس آیت کریمہ مین بہی بشارت وتخویف ہے ان اللہ لغنی عن العالمین یعنی اللہ پاک البتہ غنی ہے الس وجن وفرشتون سے سو وہ اون کی طاعتون کا نیاز مند نہین ہے نہ اوس کو اونکا کچھہ نفع ہے جس طرح کہ اونکے معاصی کا نہ کچھہ اوسکو ضرر ہے اوس نی تو بندون کو امر ونہی کیا ہے صرف واسطے اون کی رحمت کے والذین اٰمنوا وعملوا الصالحات لنکفرن عنہم سیاتھم یعنی جو لوگ ایمان لائے اور کین نیکیان تو البتہ ہم ڈہانک دینگے چہپا دینگے اونسے اونکی برائیان بسبب اون نیکیون کے جو اونہون نے کین یا البتہ ہم اون کو باطل کردین گے یہان تک کہ وہ ایسے ہوجائین گے جیسے کین ہی نہین تکفیر سے مراد ایجاد سیئہ کا ہے بسبب حسنہ کی مراد سیئہ سے شرک ومعاصی ہین اور تکفیر اوس کی ایمان لانا اور توبہ کرنا ہے آیت چاہتی ہے سیئات کے وجود کو یہان تک کہ اون کی تکفیر کیجائے وجہ اس مین یہ ہے کہ کوئی مکلف ہو سیئہ کا اوس کے واسطے ہونا ضرور ہے غیر انبیا مین تو ظاہر ہے رہے انبیا علیہم السلام سو ترک افضل اون سے ایسا ہے جیسا اون کے غیر سے سیئہ اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے عفا اللہ عنک لم اذنت لہم ولنجزینہم احسن الذی کانوا یعملون یعنی البتہ ہم جزا دین گے اونکو ساتھہ بہترین جزا اون کے اعمال کے کسی نے کہا بجزا احسن اعمالہم یعنی ساتھہ جزا بہترین اون کے اعمال کے یا مراد احسن سے مجرد وصف حسن ہے تفضیل مراد نہین ہے تاکہ حسن کے ساتھہ اونکو جزا دینا مسکوت عنہ نہو یہ قول کچھہ چیز نہین ہے اس واسطے کہ یہ تو باب اولی سے ہے کیونکہ جب اون کو احسن کے ساتھہ جزا دی تو اوس سے کم کے ساتھہ بطریق اولی جزا دی پس یہ اس قبیل سے ہے کہ اعلی کے ساتھہ ادنی پر آگاہ کرنا ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ہم اون کو دین گے اکثر اوس سے جو اونہون نے عمل کیا ہے اور بہتر اوس سے جس طرح کہ اس آیت مین ہے

من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا وان جاھداک لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعہما الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون والذین اٰمنوا وعملوا الصلحت لندخلنہم فی الصلحین

سنہ السبع یعنی جب کہ اون کو رخصت دی تو نے اون کو بہشت جو کوئی لاویگا نیکی اوسکو ہے اوس کے دس برابر عہ مگر یہہ جب ہو کہ ماصدق احسن ثواب اعمال ہو اور اگر اصدق احسن نفس اعمال ہون تو بہر قلیل بہتک ہے اور باب اولی سے ہوگا کما ہو ظاہر ۱۲ از صحح سلمہ اللہ تعالی

اور ہم نی تقید کردیا انسان کو اپنے مان باپ سے بھلے رہنا اور جو وہ تجہ سے زور کرین کہ
تو شریک پکڑ میرا جس کی تجھکو خبر نہین تو اون کا کہا نہ مان مجھی تک پھر آنا ہے تمکو سو مین جتا دونگا
تم کو جو کچھہ تم کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم اون کو داخل کرین گے
نیک لوگون مین ف دنیا مین مان باپ سے زیادہ حق کسی کا نہین پھر اللہ کا حق
اون سے زیادہ ہے اون کی خاطر دین نہ چھوڑے انتہی ف اول اللہ پاک نے
اپنی توحید کے ساتھہ متمسک کرنے پر ترغیب دلائی پھر اپنے بندون کو مان باپ سے احسان
کرنے کا امر فرمایا اس لیے کہ والدین وجود انسان کے سبب ہین اور اون کا اوسپر غایت
درجے کا احسان ہے پس والد تو انفاق کا اور والدہ اشفاق کا یعنی باپ کا احسان اولاد
پر یہ ہے کہ اوس کی پرورش مین روپیہ وغیرہ خرچ کرتا ہے اور مان اوسپر شفقت کرتی ہے
اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ہے وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین
احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا
تنھرھما وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل
رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا اور باوجود اس وصیت کے کہ اون کے احسان متقدم کے
مقابلے مین اون سی رافت ورحمت واحسان کرو یون ارشاد فرمایا وان جاھداک
لتشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما یعنی اگر وہ تجھپر اس بات کی حرص کرین
کہ تو اون کی متابعت کرے اون کے دین پر جبکہ وہ مشرک ہون تو تو اس باب مین اون کا
کہا مت مان کیونکہ رجوع ہونا تمہارا میری طرف ہے روز قیامت کو پھر جو تو اون سی احسان
کریگا اور اپنے دین پر جمارہیگا سو مین تجھکو اس کی جزا دونگا اور تیرا حشر صالحین کے ساتھہ
کرونگا نہ زمرے مین تیرے والدین کے اگرچہ تو دنیا مین سب لوگون سے بڑھکر اون کی طرف
قریب ہے کیونکہ آدمی قیامت کے دن اوسی کے ساتھہ محشور ہوگا جس کو وہ دوست رکھیگا
یعنی دینی دوست رکھا اور اسی لیے یون فرمایا ہے والذین امنوا وعملوا الصالحات لندخلنھم
فی الصالحین مصعب بن سعد اپنے باپ سے حدیث کرتے ہین کہ میرے حق
مین چار آیتین نازل ہوئی ہین پھر ایک قصہ ذکر کیا اور کہا کہ ام سعد نے کہا کیا اللہ نے تجھکو نہین

ف اور چکا دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اوسکے سوائے اور مان باپ سے بھلائی کبھی پہنچ جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو ایک یا دونون تو نہ کہہ اونکو ہون اور نہ جھڑک اونکو اور کہہ اون کو بات ادب کی اور جھکا اونکے آگے کندھے عاجزی کے پیار سے اور کہہ اے رب اوپر رحم کر جیسا پالا اونہون نے مجھکو چھوٹا

کیا ہی بر و احسان کا مستحق ہے اللہ کی مین نہ کہاؤنگی کوئی کہانا اور نہ پیونگی کچھ پینا یہان تک کہ مین مرون یا تو کافر ہو کہا پھر جب وہ ارادہ کرتے کہ اوسکو کہلائین تو اوسکا منہہ پھاڑتے تھے اسپر یہ آیت نازل ہوئی وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ الآیہ اخرجہ الترمذی عند تفسیر ھذہ الآیۃ وقال حسن صحیح ورواہ الامام احمد ومسلم وابو داود والنسائی ایضا کذا فی ابن کثیر ف

فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ نصب حسنا کا اس بنا پر ہے کہ مصدر محذوف کی صفت ہے بطور مبالغہ کے یعنی ایصاءً حسنا یا مضاف مقدر ہے یعنی ذا حسن یہ مذہب ہے بصریون کا یا مفعول ہے فعل مقدر کا یعنی وصینا الانسان ان یفعل حسنا یہ قول ہی کوفیون کا زجاج نے کہا معنی یہ ہین وصینا الانسان ان یفعل بوالدیہ ما یحسن یعنی ہم نے وصیت کی انسان کو کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ وہ شی کرے جو اچھی ہے کسی نے کہا کہ موصوف محذوف کی صفت ہے یعنی وصیناہ امرا ذا حسن کسی نے کہا کہ مفعول بہ ہے وصینا کا اس بنا پر کہ متضمن ہے معنی الزمنا کو یعنی الزمناہ حسنا کسی نے کہا کہ بنزع خافض منصوب ہے یعنی وصیناہ بحسن کسی نے کہا کہ فعل محذوف سے منصوب ہے یعنی یحسن حسنا معنی آیت کے یہ ہین کہ انسان کو اسکی وصیت کی ہے کہ ماں اور باپ سے احسان کرے اور اونپر مہربان ہو اور وجوہ احسان سے جو اوس کو ممکن ہو اوس سب کے ساتھ اونسے احسان کرے پس اس مین یہ سب امور داخل ہین کہ مال و جان سے خدمت کرنا نرم زبان سے بولنا اونکی مخالفت نکرنا اس کے سوا اور امور جمہور نے بضم حا و سکون سین پڑہا ہے اور ابو رجا و ابو العالیہ وضحاک نے بفتح ہر دو اور حمدری نے احساناً حضرت ابی رضی اللہ عنہ کے مصحف مین بھی اسی طرح ہے وَاِنْ جَاهَدَاكَ الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تجھ سے طلب کرین اور تجھپر لازم کرین اس بات کو کہ تو شریک کرے میرے ساتھ کسی معبود کو جس کے معبود ہونے کا تجھکو کچھ علم نہین ہے تو تو اونکی اطاعت مت کر شرک کرنے مین سورۂ لقمان مین یون فرمایا ہے عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ وجہ اسکی یہ ہے کہ جو یہان ہے سو ماقبل سے لفظاً موافق ہے یعنی من جاہد فانما یجاہد لنفسہ اور ولمن جری سو معنی پر محمول ہی کیونکہ تقدیر اوسکی یہ ہے وان حلاک علی ان تشرک بی قالہ الکرمانی نفی آیہ کی تعبیر نفی علم کے ساتھ کی اس واسطے کہ جس شی کی صحت معلوم نہین ہے تو اوس کا اتباع جائز نہین ہے پھر جس شی کا بطلان معلوم ہے اوسکا اتباع کیونکر جائز ہو سکتا ہے اور جب

اطاعت والدین کی اس مطلب مین باوجود اون کی زور وزبردستی کرنے کے جائز نہین ہوئی تو
مجرد طلب کی ساتھہ بدون زور وزبردستی کے اوس کا جائز نہونا بطریق اولی ہوگا اور معاصی
سوای شرک کے طلب شرک کے ساتھہ ملحق ہین پس اللہ پاک کی معصیت مین کوئی معصیت ہو
مان باپ کی اطاعت نہین ہے چنانچہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح ہوئی
ہے بہر شان نزول مین وہی قصہ ام سعد کا ذکر کیا ہے قرطبی نے کہا پس سعد نے اوسکا کہا
نہ مانا اور اوس سی کہا واللہ اگر تیرے سو جان ہون بہر ایک ایک جان نکلے تو بھی مین محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ کفر نکرونگا تو چاہے کھا اور چاہے مت کھا بہر اوسنے جب یہ
دیکھا تو کھانا کرخی نے کہا کہ یہ اور جو لقمان واحقاف مین ہے حق مین سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
کے نازل ہوا ہے قولہ تعالی الی مرجعکم الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ مین تمکو تمہارے صالح وطالح
اعمال کی خبر دونگا پھر تم مین سی ہر ایک کو جزا دونگا جسکا وہ مستحق ہے مرجع وعید کا جو ذکر فرمایا
ہے سو اسمین تحذیر ہے مان باپ کی متابعت سے شرک پر اور آمادہ کرنا اور رغبت دلانا ہے
ثبات واستقامت پر دین مین والذین آمنوا الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک
کام کیے البتہ ہم داخل کرینگے اونکو زمرے مین اون لوگون کے جو کہ صلاح ونیکی مین راسخ ومضبوط
ہین صفت صلاح ابلغ صفات مومنین سے ہے یہ ایسی عمدہ صفت ہے کہ حضرات انبیا علیہم السلام
نے اوس کی تمنا کی ہے دیکھو حضرت سلیمان علیہ السلام نے بون فرمایا[۱] وادخلنی برحمتک فی
عبادک الصالحین اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا توفنی مسلما والحقنی بالصالحین[۲] موصول
محل رفع مین ہے بنا بر ابتدا اور خبر اوس کی لندخلنهم فی الصالحین ہے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ
موضع نصب مین ہو بنا بر اشتغال یہ بھی جائز ہے کہ معنی یہ ہون لندخلنهم فی مدخل الصالحین
یعنی ہم اون کو داخل کرین گے جای دخول صالحین مین مراد جنت ہے کذا قیل لیکن قول اول
اولی ہے کسی نے کہا صالحین مین داخل کرنے کے یہ معنی ہین کہ اون کے جملے مین شمار کیے
جائینگے یہ نہین ہے کہ اونکی صفت کی ساتھہ متصف ہون یعنی ہم اون کا حشر صالحین کے ساتھہ کرینگے
اللهم اجعلنا من عبادك الصالحين وارزقنا لسان صدق فی الاخرين واجعلنا
من ورثة جنة النعيم واجرنا من عذاب الجحيم واعذنا من وساوس الشيطان الرجيم

[۱] اور ملا دے مجکو اپنی رحمت سے اپنے نیک بندون مین ۱۲
[۲] موت دے مجکو اسلام پر اور ملا دے نیکون مین ۱۲

واٰخر دعوانا ان الخوانیم بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وعلی اٰلہ وصحبہ وبارک وسلم
الی یوم الدین اٰمین یارب العالمین ویا مجیب السائلین ویا ارحم الراحمین
واقول کما قال بعض الصالحین ؎

احب الصالحین ولست منهم	لعل اللہ یرزقنی صلاحا

ومن الناس من یقول اٰمنا باللہ فاذآ اوذی فی اللہ جعل فتنة الناس
کعذاب اللہ ولئن جآء نصر من ربك لیقولن انا کنا معکم اولیس اللہ
باعلم بما فی صدور العالمین ۝ ولیعلمن اللہ الذین اٰمنوا ولیعلمن المنفقین
اور ایک لوگ ہین کہ کہتے ہین یقین لائے ہم اللہ پر پھر جب اوسکو ایذا پوہچے اللہ کے واسطے
ٹہیراوی لوگون کا ستانا برابر اللہ کی مار کے اور اگر آپوہنچے مدد تیرے رب کی طرف سے
کہنے لگین ہم تو تمہارے ساتھہ تھے کیا یون نہین کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھہ جیون مین ہے
جہان والون کے اور البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ یقین لائے ہین اور البتہ معلوم کریگا جو لوگ
دغاباز ہین انتہی ف جو لوگ اپنی زبانون سی ایمان کا دعوی کرتے ہین اور اون کے
دلون مین ایمان جا نہین ہے سو اللہ پاک اونمین سے ایک قوم مکذب کی خبر دیتا ہے کہ جس
وقت دنیا مین کوئی محنت وفتنہ اون کو پہنچتا ہے تو اعتقاد کرتے ہین کہ وہ اللہ پاک کی
طرف سے اور نیز نعمت وعذاب ہی پھر اسلام سے پھر جاتے ہین اسی لیی اللہ سبحانہ نے یون فرمایا ہے
ومن الناس الآیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ مراد اوس کی فتنہ سے یہ ہے
کہ اپنے دین سے پھر جاتا ہے جبکہ اللہ کی راہ مین ایذا دیا جاتا ہے اسی طرح اونکے سوا اور علماے
سلف نے کہا ہے یہ آیت شریف مثل اس کریمہ کی ہے ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف
فان اصابه خیر اطمان به وان اصابته فتنة انقلب علی وجهه الی قوله ذلك
هو الضلل البعید پھر اللہ پاک نے فرمایا ولئن جاء نصر من ربك الایہ یعنی ای
محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اگر آپوہنچی مدد قریب تیرے رب کی طرف سے اور فتح اور غنیمتین تو
کہنے لگین یہ لوگ تھے کہ ہم تو تمہارے ساتھہ تھے یعنی ہم تمہارے بھائی ہین دین مین کما قال
سبحانہ وتعالی الذین یتربصون بکم فان کان لکم فتح من اللہ قالوا الم نکن معکم وان کان

ف اور بعض شخص جو کہ
بیدینی کرتا ہے اوسکی
کنارہ کشی پر ہم اوگون کی
اوسکو بھی یہی تعین پاوگے
اور پھر اوسکا دل کی اوسکو
جانچ پھر گیا اور اپنے
پہنچہ پر گنوائی دنیا اور
آخرت یہی ہے وہ صریح
پکار نتایج اللہ سے سوا سے
ایسی چیز کو اوسکا بڑا نہین
کرتی اور ایسی کو اوسکا
بھلا نہین کرتی یہی ہے
دور پڑنا بھول کر ۱۲
ف وہ جو نکالکر تی ہین
تکو پھر اوگون کو فتح سے
اسکی عزت کی کہین کیا
ہم نہ تھے تمہارے ساتھہ اور
اگر ہوئی کافرون کی فتح
کہین ہمنے تمہین نہ لیا تھا
تکو اور بچا دیا تمکو
سے ۱۲

للکافرین نصیب قالوا الم نستحوذ علیکم ونمنعکم من المومنین وقال تعالی
فعسی اللہ ان یاتی بالفتح او امر من عندہ فیصبحوا علی ما اسروا فی انفسہم
نادمین اور اللہ پاک نے اس جگہ اون کی طرف سے یہ خبر دی ہے ولئن جاء نصر الآیۃ اللہ
پاک نے فرمایا اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العالمین یعنی کیا یون نہین کہ اللہ
خوب جانتا ہے جو اونکے دلون مین ہے اور جسکو اون کے ضمائر پوشیدہ رکھتے ہین گو وہ
تم سے موافقت ظاہر کرین قولہ تعالی ولیعلم اللہ الآیہ یعنی البتہ اللہ لوگون کو جانچیگا ضرار و سرار سے
یعنی تکلیف و راحت سے تاکہ یہ لوگ ان لوگون سے متمیز ہو جائین کون اطاعت کرتا ہے
اللہ کی ضرار و سرار مین اور کون اوسکی اطاعت کرتا ہے اپنے حظ نفس مین کما قال سبحانہ و
تعالی ولنبلونکم حتی نعلم المجاہدین منکم والصابرین ونبلوا اخبارکم اللہ تعالی
نے بعد وقعۂ احد کے کہ جس مین اختیار و امتحان ہوا جو کچھ ہوا یہ امر شاد فرمایا ہے
ما کان اللہ لیذر المومنین علی ما انتم علیہ حتی یمیز الخبیث من الطیب الآیۃ
کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ فی اللہ سے مراد فی
شان اللہ و بسبیلہ و لاجلہ ہے یعنی لوگون مین سے وہ ہے جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ
پر پھر جب اوسکو کوئی بلا پونہچی طرف سے لوگون کے یا کوئی ایذا طرف سے کفار کے اللہ کی
شان مین اور اوس کی راہ مین اور اوس کے واسطے جس طرح کہ اہل کفر اہل ایمان کے ساتھ
کیا کرتے ہین اور اہل معاصی اہل طاعات کے ساتھ اور مبتدعی لوگ اہل سنت کے ساتھ اور تقلید
جامد والے خالص اتباع والون کی ساتھ بلکہ ہر باطل والا ہر حق والے کے ساتھ کہ انواع و اقسام
کی ایذا اون پر واقع کرتے ہین اس وجہ سے کہ وہ اللہ پر ایمان لائے اور کتاب و سنت کا جو اللہ
پاک نے امر فرمایا ہے اوسپر عمل کیا تو ٹھیراوی لوگون کے فتنے کو یعنی جو ایذا وہ اوسپر واقع کرتے
ہین اور اون کی ایذا سے گھبراوے پھر اوسپر صبر کرے اور شدت و سختی و عظمت مین اوس کو
مثل عذاب الٰہی کے ٹھیراوے تو لوگون کی اطاعت کرے جس طرح کہ اللہ کی اطاعت کرتا ہے
جو کوئی کہ اوس کے عقاب سے ڈرتا ہے کسی نے کہا کہ یہ شخص منافق ہے جس وقت ایذا دیا جاتا
ہے اللہ کی راہ مین تو دین سے پھر جاتا ہے پھر کافر ہو جاتا ہے حالانکہ اوسے ممکن تھا کہ حذر کرتا اس

سلہ یعنی اگر فتح یا غنیمت ہمارے لشکر کو ہو تو یہ کہتے ہین کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے ہم نے تمہاری مدد کی تھی ہمکو بھی غنیمت سے حصہ دو اور اگر کافرون کو فتح ہو تو یہ کہتے ہین کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے ہم نے تمہاری مدد کی تھی ہمکو بھی غنیمت سے حصہ دو اور اگر کافرون کو فتح ہو تو یہ کہتے ہین کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے ہم نے تمہاری مدد کی تھی ہمکو بھی غنیمت سے حصہ دو

سلہ اور اللہ تعالی نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالی ان کی اس بات کو جانتا ہے اور ان کے دلون کی باتون کو بھی جانتا ہے

سلہ تاکہ معلوم کرین یعنی ظاہر کرین یعنی ہم تمہین آزمائش مین ڈالتے ہین اور تمہارے حال کو ظاہر کرتے ہین اور تمہاری خبرین لیتے ہین

سلہ اللہ تعالی وہ نہین کہ چھوڑ دیگا مسلمانون کو جس طرح پر تم ہو جب تک کہ جدا کرے ناپاک کو پاک سے اور اللہ یون نہین کہ تمکو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چنتا ہے اپنے رسولون مین سے جس کو چاہے سو تم یقین لاؤ اللہ پر اور اوس کے رسولون پر اور اگر تم یقین پر رہو اور پرہیزگاری پر تو تمکو بڑا ثواب ہے ۱۲

تک ایذا پر صبر کرتا اور اوس کا دل مطمئن بایمان ہوتا پس منافقون نے لوگون کے فتنے کو ایمان سے پھیر نیوالا نہیں بنایا جس طرح کہ اللہ کا عذاب پھیر نیوالا ہوتا ہے مومنون کو کفر سے سو لوگونکے عذاب کے واسطے تو دافع ہے اور اللہ کے عذاب کا کوئی دافع نہین ہی اور یہ بھی ہے کہ لوگون کی عذاب پر ثواب عظیم مترتب ہوتا ہے اور اللہ کے عذاب کے بعد عقاب الیم ہے اور مشقت وایذا جب راحت عظیم کے پیچھے لانے والی ہو تو نفس اوس سے خوش ہوتا ہے اور اوسکو عذاب شمار نہین کرتا زجاج نے کہا مومن کو چاہیے کہ جو ایذا اللہ کی راہ مین ہو اوسپر صبر کرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار سے کیا کیا ایذا پونہچی آپ نے اوسپر صبر فرمایا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ مقرر مین ایذا دیا گیا اللہ کی راہ مین اور نہین ایذا دیا جاتا ہے کوئی اور البتہ مقرر مین ڈرایا گیا اللہ کی راہ مین اور نہین ڈرایا جاتا ہی کوئی اور البتہ مقرر آئی مجھ پر تیسری رات اور حال یہ ہے کہ نہین تھا واسطے میرے اور بلال کے کوئی کھانا کہ جس کو کھائے کوئی جگر والا مگر وہ جس کو چھپایا بلال کی بغل نے اخرجہ الامام احمد والترمذی وصححہ وابن ماجہ وابو یعلی وابن حبان والبیہقی وغیرہم قولہ تعالی ولئن جاء نصر الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اگر آئے کوئی فتح طرف سے اللہ کے واسطے مومنون کے اور غلبہ دشمنون پر اور غنیمت جس کو وہ اون سے حاصل کرین تو کہین کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے تمہارے دین مین اور تمہارے معاون و مددگار دشمنون پر سو تم ہم کو شریک کرو غنیمت مین پس اس جگہ معیت سے مراد معیت ہے ایمان مین قتال مین صحبت مراد نہین ہے کیونکہ وہ تو واقع نہین ہوئی کذا قال الشہاب لیقولن کو بضم لام پڑہا ہے اس لیے کہ مَن کے معنی پر حمل کیا ہے بعد اس کے کہ یقول اور اوذی اور جعل مین لفظ من پر حمل کیا ابو معاذ نحوی نے نقل کیا ہے کہ بفتح لام بھی پڑہا ہے اس لیے کہ یہان بھی لفظ مَن کی رعایت کی ہے لیکن عامہ کی قراءت بہتر ہے بلحاظ اناکنا معکم کے غرضکہ اللہ پاک نے اون کے قول کی تکذیب کی سو یون ارشاد فرمایا اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العالمین یعنی کیا یون نہین کہ اللہ پاک خوب جانتا ہے جو کچھ جہان والون کے جیون مین ہے ایمان ونفاق وخیر وشر پھر وہ کیون یہ جھوٹے دعوے کرتے ہین کہا ہے کہ یہ لوگ اونمین سے ہین جن کے ایمان مین ضعف تھا جب اونکو کفار سی ایذا پونہچی

تو اون کے موافق ہو جاتے اور جس وقت اسلام کی قوت ظاہر ہوتی اور اللہ پاک کسی لڑائی
مین مومنون کو فتح دیتا تو کہتے کہ ہم تو تمہارے ساتھ تھے کسی نے کہا کہ اس آیت سے اور
ماقبل کی آیت سے مراد منافق ہین **مجاہد** نے کہا یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین ایک
لوگون کے وہ اپنی زبانون سے ایمان لاتے تھے پھر جب اون کو کوئی بلا پونہچتی اللہ کی طرف
سے یا کوئی مصیبت اونکی جانون مین تو فتنے مین پڑجاتے **ضحاک** نے کہا منافقین
مکہ کے کچھ لوگون مین نازل ہوئی ہے وہ ایمان لاتے تھے پھر جب ایذا دیے جاتے تو
شرک کی طرف پھر جاتے کسی نے کہا اون لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہے جن کو مشرکون نے
اپنے ساتھ بدر کی طرف نکالا تھا **ظاہر** یہ ہے کہ یہ نظم ومن الناس من یقول سے لیکر وقاتل
الذین کفروا تک منافقون مین اوتری ہے دو وجہ سے ایک تو سیاق سے ظاہر ہی ہے دوسری
اس لیے کہ آگے یون فرمایا ہے ولیعلمن اللہ الذین اٰمنوا ولیعلمن المنافقین
کیونکہ یہ قول ماقبل کی تقریر وتاکید کے واسطے ہے یعنی البتہ جانیگا اللہ اون لوگون کو جو
اپنے دلون سے ایمان لائے ہین اور اپنے ایمان مین سچے پکے ہین کہ وقت بلا کے اسلام پر
جمے رہے اور البتہ جانیگا منافقون کو جنہون نے بلا کے وقت ایمان چھوڑ دیا ہے حرف لام
دونون فعلون مین قسم کا ہے یعنی واللہ البتہ اللہ تمیز کردیگا درمیان دونون گروہ کے اور مخلصون
کے اخلاص کو اور منافقون کے نفاق کو ظاہر فرمادیگا پھر دونون فریق کو جزا دیگا پس مخلص تو
وہ ہے جو متزلزل نہین ہوتا ہے بسبب اوس ایذا کے جو اوسے پونہچتی ہے اور اللہ کی راہ
مین صبر کرتا ہے جیسا کہ صبر کرنے کا حق ہے اور لوگون کے فتنے کو مثل عذاب اللہ کے
نہین سمجھتا ہے اور منافق وہ ہے جو ادھر ادھر جھکتا ہے پھر اگر کافرون سے اوسے ایذا پونہچی
تو اون کی موافقت کرلے اون کا تابع ہوگیا اور اللہ عزوجل کا انکار کر بیٹھا اور اگر اسلام کی ہوا
چلی اور اوس کی نصرت ومدد نے طلوع کیا اور اوس کی فتح ظاہر باہر ہوئی تو اسلام کی طرف
پھر آیا اور مدعی ہوا کہ وہ تو زمرۂ مسلمین سے ہے اس جگہ جو عبارت کا اسلوب بدلا کہ اول مین فعل
کے ساتھ تعبیر کی اور دوسری مین اسم فاعل کے ساتھ سو یہ تفنن ہے واسطے رعایت فاصلہ کے
کسی نے کہا کہ یہ دس آیتین اول سورت سے یہان تک مدنی ہین اور باقی سورت مکی ہے قالہ یحیی

بن سلام کما مرّ اوّلاً اس قول کو خازن نے بھی ذکر کیا ہے وقال الذین کفروا للذین
امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطٰیکم وما ھم بحاملین من خطٰیھم من شیء
انھم لکٰذبون ۝ ولیحملن اثقالھم واثقالا مع اثقالھم ولیسئلن
یوم القیٰمۃ عما کانوا یفترون ۝ اور کہنے لگے منکر ایمان والون کو تم چلو ہماری راہ
پر اور ہم اوٹھالین تمہارے گناہ اور وہ کچھ نہ اوٹھاوین گے اونکے گناہ وہ جھوٹے ہین اور
البتہ اوٹھاوین گے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھ کے اور البتہ اون سے پوچھ
ہوگی قیامت کے دن جو باتین جھوٹھ بناتے تھے ف کوئی چاہے کہ رفاقت کرکر
کسی کے گناہ اپنے اوپر لیلیوے یہ ہونا نہین مگر جس کو گمراہ کیا اور اس کے بہکائے سے
اوس نے گناہ کیا وہ گناہ اوسپر بھی اور اسپر بھی انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے کفار قریش کے کہ جو لوگ اونمین سے ایمان لائے
تھے اور ہدایت کی پیروی کی تھی اون سے کہا کہ تم اپنے دین سے پھر جاؤ طرف ہمارے
دین کے اور پیروی کرو ہماری راہ کی اور چاہیے کہ ہم اوٹھالین تمہارے گناہ یعنی اس مین
تمہارے گناہ ہونگے تو وہ ہمپر ہین اور ہماری گردنون مین ہین جس طرح کہ کہنے والا کہتا ہے
کہ تو یہ کام کرلے اور تیرا گناہ میری گردن مین ہے اللہ پاک نے اونکی تکذیب کے واسطے
فرمایا اور وہ نہین اوٹھانیوالی ہین اون کے گناہون سے کچھ بیشک وہ البتہ جھوٹے ہین یعنی
اس بات مین جو اونہون نے کہی کہ وہ اون لوگون سے اون کے گناہ اوٹھالین گے کیونکہ
کوئی بھی کسی کا گناہ نہ اوٹھاویگا اللہ پاک نے فرمایا ہے وان تدع مثقلۃ الی حملھا
لا یحمل منہ شیء ولو کان ذا قربیٰ وقال تعالی ولا یسأل حمیم حمیما یبصرونھم
قولہ تعالے ولیحملن اثقالھم الآیہ یہ خبر دی ہے طرف سے اون لوگون کے جو کفر و گمراہی
کی طرف بلاتے ہین کہ وہ اوٹھائین گے قیامت کے دن اپنے گناہ اور دوسرے گناہ بسبب
اس کے کہ اونہون نے لوگون کو بہکایا بدون اسکے کہ یہ اون کے گناہون سے کچھ کمی کرے
کما قال سبحانہ وتعالی لیحملوا اوزارھم کاملۃ یوم القیامۃ ومن اوزار الذین یضلونھم
بغیر علم الا ساء ما یزرون صحیح مین آیا ہے کہ جو کوئی بلائے طرف ہدایت کے تو ہوگا واسطے اوسکی

ع ۱۳

سلہ اور اگر بھاری کوئی بوجھون مرتا پنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اوٹھاوے اوس مین سے چاہے اگرچہ ہو نزدیک ۱۲ منہ ۳ ف دوسرا ترجمہ پہلے کو سب نظر انجاوین گے اون کو ۱۲ منہ ۴ ف اوٹھاوین بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ اون کے جن کو بہکاتے ہین بے تحقیق علم کے برا بوجھ ہے جو اوٹھاتے ہین ۱۲

اجر سی مثل اجور اون لوگون کے جو اوس کی پیروی کرینگے روز قیامت تک بغیر اس کے کہ یہ
اونکے اجرون سے کچھ کم کری اور جو کوئی بلائے طرف گمراہی کے تو ہوگا اوسپر گناہ سے مثل
گناہون اون لوگون کے جو اوسکی پیروی کرینگے روز قیامت تک بغیر اس کے کہ یہ کم کری
اونکے گناہون سے کچھ صحیح مین ہے کہ نہین ماری گئی کوئی جان براہ ظلم مگر ہوگا آدم کے
اول بیٹے پر ایک حصہ اوس کے خون سے کیونکہ پہلے پہل قتل کا طریقہ اوسی نے نکالا ہے
قولہ تعالی ولیسئلن یوم القیامۃ عما کانوا یفترون یعنی البتہ وہ پوچھے جائین گے قیامت کے
دن اوس شی سے جو وہ جھوٹھ بولتے اور بہتان بناتے تھے ابن ابی حاتم نے
اس جگہ ایک حدیث بروایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے وہ شی پونہچا دی جس کے ساتھ آپ بھیجے گئے تھے پھر کہا کہ بچو تم ظلم سے
پس بیشک اللہ عزوجل کریگا یعنی وستم کہائیگا قیامت کے دن تو فرمائیگا قسم ہے میری عزت
وجلال کی جائز نہین ہے مجھکو آج کے دن ظلم پھر پکاریگا ایک پکارنیوالا تو کہیگا کہان ہے
فلان بن فلان پس وہ آئیگا اس حال مین کہ اوس کے پیچھے ہونگی نیکیون سے مثل پہاڑون کے
تو بلند کرین گے لوگ طرف اونکے اپنی آنکھین یہان تک کہ وہ کھڑا ہوگا روبرو رب عزوجل
کے پھر حکم دیگا منادی کرنیوالے کو تو وہ ندا کریگا جس کسی کا کوئی تبعہ یا ظلامہ ہو نزدیک فلان بن
فلان کے تو آئے پس وہ آئین گے یہان تک کہ جمع ہونگے کٹھے ہوے روبرو رحمن کے پھر
رحمن فرمائیگا کہ ادا کرو طرف سے میرے بندے کے تو وہ کہین گے ہم کس طرح ادا کرین اوسکی
طرف سے پس فرمائیگا کہ لو اونکے واسطے اوسکی نیکیون سے پھر وہ اونسے لیتے رہین گی یہانتک
کہ اون مین سے ایک نیکی باقی نہ رہیگی اور اصحاب ظلامات سے باقی رہی ہونگی پس فرمائیگا ادا
کرو میرے بندے کی طرف سے تو وہ کہینگی کہ اوسکی کوئی نیکی باقی نہین رہی پس فرمائیگا کہ
اونکی بدیون سے پھر اونکو اوسپر لادو ثم فزع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھذہ الآیۃ
الکریمۃ ولیحملن اثقالھم الایہ و ھذا الحدیث لہ شاھد فی الصحیح من غیر
ھذا الوجہ ابن ابی حاتم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا یا معاذ ان المومن یسال یوم القیمۃ

ف اصل ابن ابی طرح
ہے شاید قرا ہو لیکن
ہذہ الآیۃ اس سے
ابا کرتا ہو اس لیو معلوم
ہوتا ہی کہ نزع ہو یعنی
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
یہ آیت لائے فرضیا
جو کچھ ہو حاصل ہی ثابت
کا پڑھنا ہے واللہ اعلم
۱۲ منہ

عن جمیع سعیه حتی عن کحل عینیه وعن فتات الطینة باصبعیه فلا الفینك
تاتی یوم القیامة واحدا سعدبما اتاك الله منك یعنی ای معاذ بتیک مومن
پوچھا جائیگا قیامت کے دن اپنے سارے کاروبار سی یہان تک کہ اپنی دونون آنکھون
کے سرمے سے اور مٹی کی ریزون سے جو اوسکی دونو انگلیون مین ہین سومین ہرگز تجھکو
نپاؤن کہ تو آئے قیامت کے دن اسحال مین کہ کوئی زیادہ تر سعید ہو ساتھہ اوس شے کے
جو تجھکو اللہ نے دی ہے تجھہ سے مطلب یہ ہے واللہ اعلم کہ مظالم خلق کے اپنے ذمے مت لینا
کہ قیامت کے دن اون کے عوض مین تیری نیکیان لیجائین جنکا اللہ پاک نے تجھپر انعام کیا
ہے مظالم والے تو تیری نیکیان لیکر نجتا ور ہوجائین اور تو بے نصیب رہے ف
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ حرف لام للذین آمنوا مین لام تبلیغ کا ہے اسکا بیان
کئی جگہہ گذر چکا ہے یعنی کفار مکہ نے مثل ابو سفیان اور اوس کے اتباع کے مومنین سے
مخاطب ہوکر کہا کہ تم ہمارے طریقے پر چلو اور ہمارے دین مین داخل ہوجاؤ اور اگر ہماری راہ کی
پیروی کرنا گناہ ہے کہ جس کے سبب سے تم مواخذہ کیے جاؤ وقت بعث ونشور کے جیسا کہ
تم کہتے ہو تو چاہیے کہ ہم اوٹھائین تمہارے گناہ تم سے سو اوسکا مواخذہ ہم سے ہوگا نہ تم سے
مقاتل نے کہا مراد اونکی یہ ہے کہ ہم کفیل وضامن ہین ہر تبعہ کے جو تمکو اللہ کی طرف سے
پونہچیگا والنحل مین حرف لام امر کا لام ہے گویا اونہون نے اپنی جانون کو گناہ اوٹھانے کا امر
کیا فراء وزجاج نے کہا کہ یہ امر ہے شرط وجزا کی تاویل مین یعنی اگر تم ہماری راہ کی پیروی کروگے
تو ہم تمہارے خطایا اوٹھالین گے زمخشری نے کہا کہ امر بمعنی خبر ہے والنحل کو یسکون لام پڑہا
ہے کیونکہ لام امر کا ہے کسی نے کسر لام پڑہا ہے یہ لغت ہے اہل حجاز کا پھر اللہ پاک نے
اون کے قول کا یون رد فرمایا وما ھم بحاملین من خطایاھم من شیء اول حرف من
بیانیہ ہے اور دوسرا زائد ہے واسطی استغراق کے یعنی وہ نہین ہین اوٹھانیوالی کسی شی کی
اونکے گناہون سی جن کے اوٹھانے کا اونکے واسطے التزام کیا ہے اور اونکے ضامن وکفیل
وذمہ دار ہوئے ہین پھر اللہ پاک نے اس اوٹھانے مین اون کو موصوف بکذب فرمایا انھم
لکاذبون یعنی اونکے گناہ اوٹھانے کے وہ جو ضامن ہوئے ہین سو وہ بیشک اسمین البتہ

جھوٹے ہین مہدوی نے کہا کہ اللہ عزوجل کی طرف سے جو یہ تکذیب اونکی ہوئی سو معنی پر
محمول ہے اس اسطی کہ معنی یہ ہین کہ اگر تم ہماری پیروی کروگے تو ہم تمہارے گناہ
اوٹھالین گے پھر چونکہ امر معنی مین راجع ہوتا تھا طرف خبر کے اس لیی تکذیب اوس پر
واقع کی گئی جس طرح کہ خبر پر واقع کیجاتی ہے ولیحملن اثقالھم مراد اثقال سے اون کے گناہ ہین جو
اونہون نے کیے ہین گناہون کی تعبیر اثقال سے کی اسلیے کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر
کہ اون کے گناہ بڑے بھاری بوجھل ہین واثقالا مع اثقالھم اس سے مراد اون لوگون کے
گناہ ہین جن کو اونہون نے بہکایا ہے اور ہدایت سی گمراہی کی طرف نکالا ہے ولیسئلن
یوم القیمۃ الآیہ یعنی باطل جھوٹی باتین جو وہ بنایا کرتے تھے اور دنیا مین اون کو پیش کیا کرتے
تھے اون کا قیامت کے دن اون سے سوال ہوگا بطور تقریع وتوبیخ کے اونہین جھوٹی باتون
مین سے اون کا یہ وعدہ ہی کہ ہم تمہارے گناہ اوٹھالین گے حالانکہ یہ ایک واہی بات ہے
ہرگز کوئی کسی کا گناہ رفاقت کرکے اوٹھا نہ سکیگا ولقد ارسلنا نوحا الی قومہ فلبث
فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما فاخذھم الطوفان وھم ظلمون ○
فانجینہ واصحب السفینۃ وجعلنھا آیۃ للعالمین ○ اور ہم نے بھیجا نوح کو اوس کی
قوم پاس پھر رہا اون مین ہزار برس پچاس برس کم پھر پکڑا اون کو طوفان نے اور وہ
گنہگار تھے پھر بچا دیا ہم نے اوس کو اور جہاز والون کو اور رکھا ہم نے جہاز نشانی جہان والونکو
ف کہتے ہین طوفان سے پہلے آتا رہے اور پیچھے بھی ایک مدت رہے ساری عمر
ہوئی چودہ سو برس ف جس وقت یہ سورت اوتری ہے حضرتؐ کے یار بہت سے
کافرون کی ایذا سے جہاز پر بیٹھکر حبشہ کے ملک گئے تھے جب حضرت مدینے کو ہجرت
کرآئی تب وہ بھی سلامتی سی آملے فائدہ اور جہاز نشان رکھا لوگون کو یعنی دنیا مین ناؤ
سے بڑے کام چلتے ہین اور قدرتین اللہ کی نظر آتی ہین انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ
تعالی کہتے ہین یہ تسلی ہے طرف سے اللہ تعالی کے واسطی اپنے بندہ ورسول حضور محمد
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور اون کو خبر دیتا ہے نوح علیہ السلام کی کہ وہ اپنی قوم مین اتنی
مدت رہے رات دن ظاہر وپوشیدہ آہستہ وپکار کر اللہ پاک کی طرف اون کو بلاتے رہے

اور باوجود اس کے اس بُلانے نے اون کو زیادہ نہ کیا مگر ہی حق سے بھاگنا موہنہ موڑنا
اوس کو جھٹلانا اور ایمان نہ لائے اون کے ساتھہ اونمین سے مگر تھوڑے اور اسی لیے اللہ پاک نے
یون ارشاد فرمایا فلبث فیہم الف سنۃ الا یہ یعنی بعد اس مدت دراز کے بلاغ و انذار نے اونمین
کچھہ اثر نہ کیا پس ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو افسوس مت کر اون لوگون پر جنہون نے تیرا انکار
کیا تیری قوم سے اور اون پر رنج مت کر کیونکہ اللہ ہی ہدایت کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اور
گمراہ کرتا ہے جس کو چاہتا ہے کام اوسی کے ہاتھہ مین ہے اور ساری امور اوسی کی طرف
رجوع ہونگے ان الذین حقت علیہم کلمۃ ربک لا یومنون ولو جاءتھم کل ایۃ
الا یہ اور جان رکھہ کہ اللہ تجھے غالب کریگا اور تیری نصرت و تایید فرمائیگا اور تیری دشمنون کو
ذلیل و خوار کریگا اور اون کو سب نیچون سے نیچے کریگا حضرت ابن عباس سے مروی ہے
کہ حضرت نوح علیہ السلام چالیس برس کی عمر مین مبعوث ہوئے اور پچاس کم ہزار برس اونمین
رہے اور بعد طوفان کے ساٹھہ برس جیسے حتی کثر الناس وفشوا یعنی یہان تک کہ لوگ
بہت ہوگئے قالہ حماد بن سلمۃ عن علی بن زید عن یوسف بن مالک عنہ قتادہ نے کہا
کہتے ہین کہ اونکی ساری عمر پچاس برس کم ہزار برس کی ہوئی قبل دعوت کے تین سو برس
اونمین رہے اور تین سو برس اون کی دعوت کی اور بعد طوفان کے تین سو پچاس برس
رہے یہ قول غریب ہے ظاہر سیاق آیت سی یہ ہے کہ اپنی قوم مین پچاس کم ہزار برس
رہے اللہ کی طرف اون کو بُلاتے رہے عون بن ابی شداد نے کہا کہ اللہ پاک نے
نوح علیہ السلام کو اون کی قوم کی طرف بھیجا اس حال مین کہ اون کی عمر تین سو پچاس برس کی تھی
پھر پچاس کم ہزار برس اون کی دعوت کی پھر بعد اس کے تین سو پچاس برس زندہ رہے یہ
قول بھی غریب ہے رواہ ابن ابی حاتم و ابن جریر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول
قریب تر ہے واللہ اعلم مجاہد سے مروی ہے کہ مجھہ سی ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا
کہ نوح علیہ السلام اپنی قوم مین کہتے رہے مین نے کہا پچاس کم ہزار برس کہا کہ پھر لوگ ہمیشہ
رہے نقصان مین اپنی عمرون اور عقلون اور اخلاق کے تیرے اس دن تک قولہ تعالے
فانجیناہ واصحاب السفینۃ یعنی پھر نجات دی ہم نے نوح کو اور اون لوگونکو جو اوسپر ایمان لائے تھے

ف ان جن پر اللہ کی
آئی بات تیرے
رب کی وہ نہ مانین گے
اگرچہ پہنچین اون کو
ساری نشانیان جب تک نہ دیکھین
دکھ کی مار ۱۲

ف ابن کثیر مین
بخون ہے اور فتحتین
مین عوف بقاعدہ ہے ۱۲
منہ

سورۂ ہود مین اس کا ذکر مفصل گذر چکا ہے اور اس کی تفسیر بھی ایسے طور پر گذر چکی ہے کہ
اوس کے اعادے سے غنا حاصل ہی قولہ تعالی وجعلناها آیة للعالمین یعنی رکھا ہم نے
اوس کشتی کو نشانی واسطے جہان والون کے یعنی اوسکو باقی رکھا یا تو اوسکا عین جیسا کہ قتادہ
نے کہا ہے کہ اول اسلام تک وہ باقی رہی جودی پہاڑ پر یا اوس کی نوع یعنی اوسکی نوع کو تذکرہ
ٹھیرایا اپنی نعمتون کا خلق پر کہ طوفان کے زمانے مین اون کو کس طرح نجات دی کما قال تعالی
وآیة لهم انا حملنا ذریتهم فی الفلك المشحون وخلقنا لهم من مثله ما یرکبون
الی قوله ومتاعا الی حین وقال تعالی انا لما طغی الماء حملناکم فی الجاریة لنجعلها
لکم تذکرة وتعیها اذن واعیة اور اس جگہہ یون فرمایا فانجیناه الآیہ یہ قول اس باب سے
ہے کہ شخص سے طرف جنس کے تدریج کی ہے کقولہ تعالی ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح
وجعلناها رجوما للشیاطین یعنی ٹھیرایا ہم نے نوع کواکب کو پہنیک مارو واسطے شیطانون
کے کیونکہ جو ستارے پہینکے جاتی ہین وہ آسمان کی زینت نہین ہین وقال تعالی ولقد خلقنا
الانسان من سلالة من طین ثم جعلناه نطفة فی قرار مکین کیونکہ جو انسان مٹی کے
خلاصے سے بنایا گیا ہے بعینہ اوس کو نطفہ نہین کیا ہے بلکہ اوس کی نوع کو اسکے نظائر بہت
ہین ابن جریر نے کہا کہ اگر یون کہا جاے کہ جعلناها مین ضمیر راجع ہے طرف عقوبت کے
تو البتہ یہ ایک وجہ ہے واللہ اعلم ف ابن کثیر کے بعض نسخون مین اتنی عبارت اول آیت
کی تفسیر مین زیادہ ہی کہ اللہ پاک نے نوح علیہ السلام کا ابتلا ذکر فرمایا اون کی قوم کے ساتھہ پچاس کم
ہزار برس اور ابتلا اون کی قوم کا اون کی طاعت کے ساتھہ سو قوم نے اون کی تکذیب کی
تو اللہ پاک نے قوم کا ابتلا کیا ساتھہ غرق کے پہر بعد اوس کے ساتھہ حرق کے پہر حضرت ابراہیم
علیہ السلام کا ابتلا ذکر فرمایا اون کی قوم کے ساتھہ اور جو کچھہ قوم نے اونپر رد کیا اور قوم کو مبتلا کیا
اون کی طاعت و متابعت کے ساتھہ پہر حضرت لوط علیہ السلام کا ابتلا ذکر فرمایا اون کی قوم
کے ساتھہ اور قوم کا ابتلا اون کے ساتھہ اور اون کا اور اون کی قوم کا جو کچھہ انجام ہوا پہر
حضرت شعیب علیہ السلام کا ابتلا ذکر فرمایا اونکی قوم کے ساتھہ اور قوم کا ابتلا اونکے ساتھہ اور
جس طرف اون کا اور اون کی قوم کا حال منتہی ہوا پہر اوس شی کا ذکر کیا جس کے ساتھہ عاد و ثمود

نشانی ہی اون لوگون کی ہمیشہ
اونمالی اون کی نسل
اوس بہری کشتی مین
اور بنائی ہمنے اونکو
اوس طرح کی چیز جیسی
ہین اور اگر ہم چاہین
تو اونکو ڈبا دین پہر
اونی نہ پہنچے اون کی
فریاد کو اور نہ وہ خلاص
کیے جاوین مگر ہم اپنی
مہربانی اور کام چلانی کو
ایک وقت تک ۱۲
یعنی جسوقت پانی اوبلا
تا دریا تکو بہتی تا دین
تا رکھین اوسکو تمہاری
یادگاری کو اور یاد رکھنے
اوسکو کان یاد رکھنے والے
۱۳ اور ہمنے نرمی کی
درسے آسمان کو پھر اون
سے اور اون کی رکھی
پہینک مارشیطانونکی ۱۴
۱۵ اور ہمنے بنایا ہی آدمی
جن کی مٹی سے پہر
رکھا اوسکو بہ نذر کرا ایک
وقت ٹھیرا وہ ۱۲

وقارون وفرعون وہامان اور اون کے جنود کا ابتلا کیا کہ اللہ پاک پر ایمان لائین اور اوسی
وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرین پہر اس کا ذکر کیا کہ ان قومون کو طرح طرح کی عقوبتون کے
ساتھہ مبتلا فرمایا پہر اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جو کہ سب رسولون سی بزرگتر ہین
ذکر کیا کہ انواع واقسام کے کافرون مشرکون منافقون سے اون کا ابتلا فرمایا اور اونکو امر کیا
کہ اہل کتاب سی مجادلہ نکرین مگر ساتھہ اوس خصلت کے جو کہ خوب تر ہے انتہے ف
فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ اللہ پاک نے جو اول سورت مین یہ فرمایا تھا
ولقد فتنا الذین من قبلہم سو اوس کی تصدیق کے واسطے نوح علیہ السلام کا قصہ اجالا ذکر کیا
اون کی عمر وقت رسالت کے چالیس برس کی تہی یا زیادہ درمیان اون کے اور آدم
علیہ السلام کے ہزار برس کا زمانہ تہا پہر وہ اپنی قوم مین پچاس برس کم ہزار برس رہے اونکو
سمجہاتے بجہاتے رہے مگر اس وعظ ونصیحت نے اون مین کچہہ اثر نہ کیا اس مین تشبیت ہے
واسطے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گویا یون کہا گیا کہ نوح علیہ السلام اتنی مدت دراز اپنی
قوم کو دعوت کرتے رہے حالانکہ اونمین سے ایمان نہ لائے مگر تہوڑے تو اونہون نے
صبر کیا اور ملول نہوئے جب نوح علیہ السلام کی یہ حالت ہوئی تو تو اولی تر ہے ساتھہ صبر کے
اس لیے کہ تیرے رہنے کی مدت قلیل اور تیری امت کا شمار کثیر ہے کسی نے کہا کہ نظم
کریم من الاخمسین عاما واقع ہوا ہے اور یون نہ کہا کہ نو سو پچاس برس اس واسطے کہ استثنا
مین عدد کی تحقیق ہے بخلاف ثانی کے کہ اوس کا اطلاق کبہی اوس عدد پر بہی ہوتا ہے جو
اوس کے قریب ہوتا ہے اور ذکر الف کا فخیم تر اور موصل تر ہے طرف غرض کے رہی یہ
بات کہ الف کا تمیز نہ ذکر فرمایا اور خمسین کا عاما سو اسکی وجہ یہ ہے کہ تکرار لفظ کی ایک کلام مین
لائق اسکے ہے کہ بلاغت مین اوس سی اجتناب کیا جاے پہر یہ بات کہ عام کے لفظ کو خمسین کے
ساتھہ مخصوص کیا سو غرض اس سی آگاہ کرنا ہی اسپر کہ حضرت نوح نبی اللہ نے جبکہ قوم سے
راحت پائی تو اچہے وقت مین باقی رہے عرب لوگ خصب وارزانی کی تعبیر کیا کرتے ہین
عام سے اور جدب وگرانی کی سنہ سے حضرت نوح علیہ السلام کی مقدار عمر مین اختلاف ہے
کہ کتنی ہوئی آیت مین جو ہے وہ یہی ہے کہ وہ اتنی مدت قوم مین رہے آیت اسپر دال نہین ہے

کہ وہ مدت اون کی ساری عمر ہے کیونکہ اپنی قوم مین رہنے سے پہلے غیر قوم مین رہے
اور اون کے طوفان سی ہلاک ہونے کے بعد زمین مین رہے پس حضرت ابن عباس کے
قول سی معلوم ہوتا ہے کہ کل عمر اونکی ایک ہزار پچاس برس کی ہوئی چنانچہ یہ قول اول گذر چکا
ہے عکرمہ نے کہا کہ حضرت نوح کی عمر قبل اس کے کہ اپنی قوم کی طرف مبعوث ہون اور بعد
اس کے کہ مبعوث ہوے ایک ہزار سات سو برس کی ہوئی عوف بن شداد کا قول یہ ہے
کہ ساڑھے سولہ سو برس کی ہوئی یہ قول بھی اول گذر چکا ہے ابو السعود نے کہا ہے کہ بعد
طوفان کے دو سو پچاس برس زندہ رہے پس اونکی عمر ایک ہزار دو سو چالیس برس کی
ہوئی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ملک الموت علیہ السلام نوح
علیہ السلام کی طرف آئے تو کہا یا اطول النبیین عمرا یعنی ای سب نبیون سے بڑھکر عمر والے
تو نے کیسا پایا دنیا کو اور اوس کی لذت کو کہا مثل اوس شخص کے کہ داخل ہوا ایک گھر مین جسکی
دو دروازے ہین تو اوس گھر کے وسط مین ذرا دیر اوسنے قیلولہ کیا پھر دوسرے دروازے
سے نکل گیا حرف فاخذہم الطوفان مین واسطی تعقیب کے ہے یعنی مدت مذکورہ کے
تمام ہونے کے عقب ہی مین اون کو طوفان نے پکڑا طوفان سے مراد آب کثیر ہے جس نے
اون کو گھیر لیا اور اونپر چڑھ گیا تھا پھر وہ سب ڈوب گئے اور اونچے سے اونچے پہاڑ پر
چالیس گز بلند ہو گیا تھا کسی نے کہا پندرہ گز یہان تک کہ ہر شی غرق ہو گئی سوا اون لوگون کے
جو کشتی مین تھے طوفان کہتے ہین ہر شے کثیر کو جو گھیرنے والی ہو ایک جمع کو اور اونکو محیط ہو
پانی ہو یا قتل یا موت یہ قول نحاس کا ہے سعید بن جبیر و قتادہ و سدی نے کہا کہ طوفان مطر
ہے ضحاک نے کہا کہ غرق ہی کسی نے کہا کہ موت ہے شہاب نے کہا لیکن وہ غالب
کیا گیا ہے پانی مین چنانچہ اس جگہ یہی مراد ہے جملہ وہم ظالمون محل نصب مین ہے بنا بر
حال یعنی پکڑا اون کو طوفان نے اس حال مین کہ وہ استمرار کرنے والے تھے ظلم و شرک پر اور
اس مدت دراز مین نوح علیہ السلام نے جو وعظ و نصیحت اونکو کی اسنے اونمین کچھ اثر نہ کیا
فانجیناہ و اصحاب السفینۃ یعنی پھر ہم نے نجات دی نوح کو اور نجات دی اون لوگون کو جو
اوسکے ساتھ تھے اوس کی اولاد و اتباع سے اونکی گنتی مین اختلاف ہے کئی قول پر

کسی نے کہا کہ اسّہتر آدمی تھی نصف تو مرد اور نصف عورتین انہین مین سے حضرت نوح
کی اولاد سام وحام و یافث اور اون کی بیبیان ہین وجعلناها ایۃ للعالمین یعنی کیا
ہم نی اوس کشتی کو ایک بڑی عبرت واسطے اون لوگون کے جو اون کے بعد ہونگی اگر وہ نا فرمانی
کرین اپنے رسولون کی کشتی کے ثابت ہونے مین کئی وجہین ہین ایک یہ ہے کہ وہ مدت
مدید تک باقی رہی جودی پہاڑ پر قتادہ نے اسی طرح کہا ہے دوسری یہ ہے کہ اللہ پاک
نے اوسکو صحیح وسالم رکھا ہے ریاح مزعجہ سے تیسری یہ ہے کہ پانی خشک کیا گیا قبل تمام
ہونے زاد کے یہ وجہ وصف کشتی سے مناسب نہین ہے کسی نے کہا کہ جعلناہا کی ضمیر
راجع ہے طرف واقعہ کی یا قصہ کے یا حادثہ کے یا نجات کے یا غرق کی عقوبت کے

وابراهيم اذ قال لقومه اعبدوا الله واتقوه ذلكم خير لكم ان كنتم تعلمون ۝
انما تعبدون من دون الله اوثانا وتخلقون افكا ان الذين تعبدون
من دون الله لا يملكون لكم رزقا فابتغوا عند الله الرزق واعبدوه
واشكروا له اليه ترجعون ۝ وان تكذبوا فقد كذب امم من قبلكم وما
على الرسول الا البلغ المبين ۝ اور ابراہیم کو جب کہا اپنی قوم کو بندگی کرو اللہ کی اور
اوس کا ڈر رکھو یہ بہتر ہے تم کو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوا بتون کے
تہان اور بناتے ہو جھوٹی باتین بیشک جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوای مالک نہین تمہاری
روزی کے سو تم ڈہونڈہو اللہ کے یہان روزی اور اوسکی بندگی کرو اور اوس کا حق مانو
اوسی کی طرف پہر جاؤ گے اور اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکے ہین بہت فرقے تم سے پہلے
اور رسول کا ذمہ یہی ہے پونہچا دینا کہول کر ف رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے
پیچھے ایمان دیتے ہین سو جان رکھو کہ اللہ کے سوا روزی کوئی نہین دیتا وہی دیتا ہے
اپنی خوشی کے موافق انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر
دیتا ہے طرف سے اپنے بندہ ورسول خلیل جلیل ابراہیم علیہ السلام امام الحنفا کے کہ اوس نے
اپنی قوم کو اس طرف بلایا کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرو اور اخلاص کرو واسطے
اوس کے تقوی مین اور اوسی وحدہ لاشریک لہ سے روزی طلب کرنے مین اور اوس کی توحید

کرنے مین شکر مین کیونکہ نعمتون پر مشکور وہی ہے اون کا عطا کرنیوالا سوا اوس کے کوئی
نہین ہی پس کہا اپنی قوم سے اعبدوا اللہ واتقوہ یعنی خالص کرو واسطے اوس کی عبادت
وخوف کو ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون یعنی جس وقت تم یہ کروگے تو دنیا و آخرت
مین تم کو خیر حاصل ہوگی اور دنیا و آخرت مین شر تم سے دفع ہو جائیگا پھر یہ خبر دی کہ جن
بتون کو اور رتبون کے تمانون کو تم پوجتے ہو سو وہ نہ ضرر پونہچاتے ہین نہ نفع اون کی واسطے
تو خود تمہین نے نام بنا لیے ہین پھر اون کا نام معبود رکھ لیا ہے حالانکہ وہ تو تمہارے
مثل مخلوق ہین اسی طرح عوفی نے حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہے اور اسی کے
مجاہد و سدی قائل ہین و البی نے حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی و تصنعون افکا
ای تختونہا اصناما و بہ قال مجاہد فی روایۃ وعکرمۃ والحسن وقتادۃ وغیرہم واختارہ ابن جریر
رحمہ اللہ تعالی یعنی وہ کیونکر معبود ہو سکتے ہین تم خود تو اپنے ہاتھون سے گڑھکر اون کو
بت بناتے ہو اور وہ مالک نہین ہین تمہارے واسطی کسی روزی کے پس ڈھونڈھو اللہ
کے پاس روزی یہ ابلغ ہے حصر مین کقولہ تعالے ایاک نعبد وایاک نستعین
ثم قال ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ اور اسی لیی یون فرمایا فابتغوا یعنی پس طلب کرو
نزدیک اللہ کے روزی یعنی نزدیک اوس کے غیر کے کیونکہ اوسکا غیر مالک نہین ہے کسی
شی کا واعبدوہ واشکروا لہ یعنی کہاؤ اوس کی روزی سے اور پوجو اوسی کیلیے کو
اور شکر کرو اوس کے واسطے اوس نعمت پر جس کا اوس نے تمپر انعام کیا ہے الیہ
ترجعون یعنی قیامت کے دن اوسی کی طرف پھیرے جاؤگے پھر وہ ہر عامل کو اوس کے
عمل کا بدلا دیگا وان تکذبوا فقد کذب امم یعنی اگر تم جھٹلاؤ گے تو جھٹلا چکے ہین بہت
فرقے سو مخالفت رسل مین جو عذاب و نکال و وبال اونپر نازل ہوا ہے اوس کی خبر تم کو
پونہچ چکی ہے وما علی الرسول الا البلغ المبین یعنی رسول پر تو یہی ہے کہ جس رسالت
کا اللہ پاک نے اوس کو امر فرمایا ہے وہ تم کو پونہچا دے دگر ہیچ اور اللہ بہکاوے جس کو
چاہے اور راہ پر لاوی جس کو چاہے پس تم اپنی جانون کے واسطے یہ حرص کرو کہ سعید
و نیک بخت لوگون سے ہو قتادہ نے وان تکذبوا الآیہ کی تفسیر مین کہا ہی کہ اللہ پاک اپنے

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعزیت وتسلی فرماتا ہے یہ قول قتادہ کا مقتضی ہے اس
بات کا کہ اگلا کلام منقطع ہوگیا اور ان تکذبوا سی لیکر فما کان جواب قومہ تک جملہ معترضہ ہے
ابن جریر نے بھی اسپر نص کی ہے اور ظاہر سیاق یہ ہے کہ یہ سب ابراہیم خلیل علیہ السلام کے
کلام سے ہے اور یہ حجت قائم کرتے ہین واسطی اثبات معاد کے اس لیے کہ اس سب کے
بعد اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے فما کان جواب قومہ واللہ اعلم بمرادہ کلامہ العزیز ف فتح البیان
کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ قولہ تعالی وابراہیم منصوب ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے نوحا پر
یعنی وارسلنا ابراہیم کسائی نے کہا کہ معطوف ہے جعلنا ہا کی ضمیر منصوب پر کسی نے کہا کہ اذکر مقدر
کا مفعول ہے حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہما نے وابراہیم پر وقف
پڑا ہے اس بنیاد پر کہ معنی یہ ہین ومن المرسلین ابراہیم یعنی رسولون کی زمرے سی حضرت ابراہیم
علیہ السلام ہین اذ قال لقومہ اعبدوا اللہ واتقوہ کلاہ اذ منصوب ہی بنا بر ظرفیت یعنی اور بھیجا ہمنی ابراہیم کو وقت کہنے
اوسکی کی یا کیا ہمنی ابراہیم کو نشانی وقت کہنی اوسکی کی یا یاد کر تو ابراہیم کو وقت کہنی اوسکی کے اس بنا پر کہ ظرف بدل اشتمال ہی ابراہیم سے
یعنی یاد کر ابراہیم کے کہنے کے وقت کو جبکہ اوس نے کہا اپنی قوم سی کہ اطاعت کرو اللہ کی اور
تنہا اوسی کو پوجو اور اوسی کو خاص کرو ساتھہ عبادت کے اور اوسکی توحید کرو اسمین اشارہ ہی طرف
اثبات معبود کے اور ڈرو اوس سی اس بات مین کہ شریک کرو اوس کے ساتھہ کسی شی کو اسمین اشارہ
ہے طرف نفی غیر کے کیونکہ جو کوئی شریک کرتا ہے بادشاہ کے ساتھہ اوس کی غیر کو اوسکے ملک
مین تو مقرر اوس نی سب سے بڑا جرم کیا کسی نے کہا کہ اعبدوا اللہ اشارہ ہے طرف ادای واجبات
کے اور واتقوہ اشارہ ہے طرف باز رہنے کے محرمات سی پہر اول مین اللہ پاک کا اقرار کرنا داخل
ہے اور دوسری مین باز رہنا شرک سی شامل ہے ذلکم خیر لکم یعنی اللہ پاک کا پوجنا اور اوس سے
ڈرنا بہتر ہے واسطی تمہاری شرک سی شرک مین کبھی کوئی خیر نہین ہے لیکن باعتبار اون کے
اعتقاد کے یہ خطاب اون کو کیا ہے کسی نے کہا کہ اللہ پاک کی عبادت اور اوسکا ڈر رکھنا
ہر شی سی بہتر ہے کیونکہ مفضل علیہ کا حذف کرنا مقتضے ہوتا ہے عموم کو باوجود اس کے کہ تاویل کی
طرف اس کو حاجت نہین ہے کیونکہ ہر شے سے مراد وہ ہر شے ہے جسمین خیریت ہے کسی
نے کہا ہو سکتا ہے کہ لفظ خیر اس جگہ صفت ہو اسم تفضیل نہان کنتم تعلمون یعنی اگر ہو تم جانتے

کسی شی کو علم سے یا جانتے ہو ایسا جاننا کہ جس سے تمیز کرلو درمیان اوس شے کے جو کہ
خیر ہے اور اوس کے جو کہ شر ہے ولیکن تم تو کچھ جانتے بوجھتے نہین ہو پھر حضرت خلیل
جلیل علیہ السلام نے اونکے مذہب کا بطلان بابلغ وجہ ذکر کیا پس یون فرمایا انما تعبدون
من دون اللہ اوثانا یعنی تم جو پوجتے ہو اللہ کے سوا سو بتون کو جو نہ نفع پونہچائین نہ
ضرر نہ سنین نہ دیکھین اوثان کہتے ہین اصنام کو ابو عبیدہ نے کہا صنم وہ ہے جو بنایا جاتا ہے
سونے سے یا چاندی سے یا تانبے سے اور وثن وہ ہے جو بنایا جاتا ہے چونے سے یا
پتھرون سے جوہری نے کہا وثن صنم ہے جمع اوسکی اوثان ہے وتخلقون افکا ای وتکذبون
کذبا اس بنا پر کہ تخلقون کے معنی تکذبون ہین یہ بھی جائز ہے کہ اوسکے معنی تعملون وتنحتون
ہون یعنی تم اون کو بناتے ہو اور گڑھتے ہو واسطی افک کے حضرت حسن نے فرمایا کہ تخلقون
کے معنی تنحتون ہین یعنی تم جو پوجتے ہو سو بتون کو اور تم خود اون کو بناتے ہو یہ معنی مبنی
ہین جمہور کی قرات پر اونہون نے تخلقون پڑھا ہے بفتح تای فوقیہ وسکون خای معجمہ و
ضم لام مضارع خلق کا اور افکا بکسر ہمزہ وسکون فا حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ
اور زید بن علی وسلمی وقتادہ نے بفتح خا ولام مشددہ اصل اس کی تخلقون ہے اور زید بن
علی سے بضم تا وتشدید لام مکسورہ بھی مروی ہے حضرت ابن الزبیر وفضیل بن ورقان نے
افکا پڑھا ہے بفتح ہمزہ وکسر فا یہ مصدر ہے مثل کذب کے یا صفت ہے مصدر محذوف کی
ای خلقا افکا قولہ تعالی ان الذین تعبدون الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ جن کو تم پوجتے ہو
اللہ کے سوا وہ قادر نہین ہین اسپر کہ تم کو کچھ روزی دین سو تم اپنی روزی ورزق کے
بارے مین اپنی رغبت کو مصروف کرو طرف اللہ پاک کے کیونکہ سارا رزق اوسی کے پاس
ہے پس تم اوسی سے رزق مانگو اور اوسی کے فضل سے طلب کرو اور اوسی کو پوجو نہ اوسکی
غیر کو اور اوسکی توحید کرو اور اوسکا شکر کرو اوس کی نعمتون پر عبادت وشکر کا ذکر بعد طلب
رزق کے اس لیے کیا ہے کہ عبادت تو سبب ہے حدوث رزق کا اور شکر موجب ہے
بقای رزق کا اور سبب ہے مزید رزق کا کما قال تعالی لئن شکرتم لازیدنکم الآیہ
محاوری مین بولتے ہین شکرتہ وشکرت لہ یعنی بنفسہ بھی متعدی ہوتا ہے اور بحرف لام بھی

سلہ اگر تم اوسکی
عبادت کرو گے اور
اوسکا شکر کرو گے تو
میری ملاقات ہوگی

الیہ ترجعون یعنی تم اللہ پاک کے محل جزا کی طرف رجوع کیے جاؤ گی ساتھہ موت کے پہر ساتھہ
بعث کے نہ طرف اوس کے غیر کے پس تم اوس کی عبادت کرکے اور اوسکی نعمتون پر شکر
بجا لاکے اوس کے ملنے کی لیاقت حاصل کرو پہر جب اللہ پاک بیان توحید سے فارغ ہوا
تو بعد اوس کے تہدید ذکر کی پس ارشاد فرمایا وان تکذبوا فقد کذب امم من قبلکم یعنی اگر تم
تکذیب کروگی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تو یہ کفار کی عادت ہے اون لوگون کی ساتھہ جو گذر چکے
ہین جیسے قوم شیث و قوم ادریس و قوم نوح علیہم السلام وغیرہم یہ کوئی نئی بات نہین ہے بلکہ
ایک رسم قدیم ہے اس معنی کی بنیاد پر یہ آیت اللہ پاک کے قول سے ہے کسی نے کہا کہ منجملہ
قول ابراہیم علیہ السلام ہے یعنی اگر تم مجھے جھٹلاؤ گے تو یہ جھٹلانا میرے غیر کے واسطے بھی
واقع ہو چکا ہے اون لوگون مین سے جو تم سے پہلے گزر چکے ہین کسی نے کہا کہ یہ جملہ معترضہ
ہے متصل ہے قولہ تعالی عذاب الیم تک اہل مکہ کی تذکیر و تحذیر کے واسطے واقع ہوا ہے
وما علی الرسول الا البلاغ المبین یعنی رسول کا ذمہ نہین ہی مگر یہی کہول کر پہنچا دینا
اپنی قوم کو جس کی طرف بہیجا گیا ہے اون کی ہدایت اوس کے ذمے نہین ہے اور نہ یہ اوسکے
بس مین ہے غرضکہ جب اللہ پاک نے اصل اول بیان کی یعنی توحید اور اصل ثانی کی طرف
اشارہ کیا وما علی الرسول الآیہ سے یعنی رسالت تو اصل ثالث کا بیان شروع کیا یعنی حشر
ونشر یہ تین اصول ایسے ہین کہ ذکر الہی مین ایک دوسرے سے منفک نہین ہوتے ہین
اللہ پاک کے بیان مین انکا ذکر متصل آیا کرتا ہے پس ارشاد فرمایا اولم یروا کیف یبدئ اللہ
الخلق ثم یعیدہ ان ذلک علی اللہ یسیر ۝ قل سیروا فی الارض فانظروا
کیف بدا الخلق ثم اللہ ینشئ النشأۃ الاخرۃ ان اللہ علی کل شئ قدیر ۝
یعذب من یشاء ویرحم من یشاء والیہ تقلبون ۝ وما انتم بمعجزین
فی الارض ولا فی السماء ز وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر ۝ والذین
کفروا بایٰت اللہ ولقآئہ اولئک یئسوا من رحمتی واولئک لہم عذاب الیم ۝ ع ۲ ۹ ۱۴
کیا دیکھتے نہین کیونکر شروع کرتا ہے اللہ پیدائش کو پہر اوس کو دوہرا ویگا یہ اللہ پر آسان ہے
تو کہہ ملک مین پہرو پہر دیکھو کیونکر شروع کی ہے پیدائش پہر اللہ اوٹھا ویگا پچھلا اوٹھان

بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے مار دیگا جس کو چاہے اور رحم کریگا جس کو چاہے اور اوسی کی
طرف پھر جاؤ گے تم عاجز کرنے والے نہین زمین مین نہ آسمان مین اور کوئی نہین تمہارا
اللہ سے ورے حمایتی نہ مددگار جو لوگ کہ منکر ہوے اللہ کی باتون سے اور اوس کے
ملنے سے وہ ناامید ہوے میری مہر سے اور اون لوگونکو دکھ کی مار ہی ف یعنی شروع تو
دیکھتے ہو دوہرانا اوسی سے سمجھ لو انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین
اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سی خلیل جلیل علیہ السلام کے کہ اونہون نے اپنی قوم کو اثبات
معاد کی راہ بتائی جس کا وہ انکار کرتے تھے اوس شی سے جس کا وہ خود مشاہدہ کر رہے
ہین اپنی جانون مین کہ اللہ پاک نے اون کو پیدا کیا خلعتِ وجود سے اون کو شرف بخشا
بعد اس کے کہ وہ کوئی شے نہ تھے جو ذکر مین آتے پھر وہ وجود مین آئے سنتے دیکھتے
آدمی بن گئے پس جس ذات پاک نی اسکی ابتدا کی ہی وہی اوس کے دوہرانے پر قادر ہے
کیونکہ دوہرانا تو اوسپر نہایت درجہ سہل و آسان ہی پھر اون کو اس طرف راہ بتائی کہ جن نشانیون کا
آفاق مین مشاہدہ کر رہے ہین اون سی عبرت لین اور اون کو سوچین سمجھین کہ اللہ پاک نے
کیسے کیسے اشیا پیدا کیے ہین یہ اونچی اونچے آسمان صاف و شفاف اور اون مین چمکتے
دمکتے تارے پھر اون مین سے بعض تو ثوابت ہین اپنی اپنی جگہہ جمے ہوے ہین اور بعض
سیارات ہین اپنے اپنے گھیرے مین چکر مارتے ہین اور یہ زمینین بعض تو اونمین نرم ہین مثل
بچھونے کے اور بعض سخت پتھریلی ہین اور کیسے کیسے بلند پہاڑ اونپر جمے ہوے ہین بعض
جگہہ وادیان ہین پہاڑون کے درمیان مین صاف برابر میدان پانی کا بہاؤ ہے کہین جنگل
بیابان چٹیل میدان ہے نہ درخت ہین نہ گھاس کہین چھوٹے چھوٹے کہین بڑے بڑے
درخت ہین کہین باغ و بستان ہین سبزہ زار ہے نہرین جاری ہین انواع و اقسام کے میوے
لگے ہین کہین بڑے بڑے عمیق گہرے دریا ہین غرضکہ روی زمین پر قسم قسم کی خلق اللہ پاک
کی پیدا کی ہوئی موجود ہے شب و روز سے اوس کا مشاہدہ کرتے ہین یہ سب چیزین
فی نفسہ اپنے حدوث پر دلالت کرتی ہین اور وجود پر اپنے صانع و فاعل مختار کے جو کہ شی سے
فرماتا ہے کہ ہو جا تو فوراً وہ ہو جاتی ہی اسی لیی یون ارشاد فرمایا اولم یروا الآیہ یہ آیت مثل اس کریمہ کی ہی

وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیدہ وھو اھون علیہ پھر فرمایا قل سیروا فی الارض الآیہ یہ مقام مشابہ ہے اس آیت کریمہ سی سنریھم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق وکقولہ تعالے ام خلقوا من غیر شیء ام ھم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون قولہ تعالے یعذب من یشاء ویرحم من یشاء یعنی حاکم متصرف اللہ پاک ہی ہے کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو ارادہ فرماتا ہے اوس کے حکم کا پیچھے ڈالنے والا کوئی نہین ہے اور جو کچھ وہ کرتا ہی اوسکا اوس سی کوئی پوچھنی والا نہین ہے اور بندون سے پوچھ ہوگی پس خلق وامر اوسی کا ہے جب کبھی کوئی فعل کرتا ہے تو عدل فرماتا ہے کیونکہ وہ تو ایسا مالک ہے کہ ذرہ برابر ظلم نہین کرتا ہے جس طرح کہ حدیث شریف مین آیا ہے جس کو اہل سنن نے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ اپنے آسمان والون اور اپنے زمین والون کو عذاب کرے تو اونکو عذاب کریگا حالانکہ وہ اونپر ظالم نہوگا اور اسی لیی یون فرمایا یعذب من یشاء ویرحم من یشاء والیہ تقلبون یعنی قیامت کے دن اوسی کی طرف رجوع کیے جاؤگے قولہ تعالی وما انتم بمعجزین الآیہ یعنی اوسکے آسمان وزمین والون سی کوئی اوسکا عاجز کرنیوالا نہین ہے بلکہ اپنی بندون کے اوپر وہی قاہر ہے پس ہر شے اوس سی ترسان ولرزان اور اوس کی طرف محتاج ونیازمند ہے اور وہ اپنے ماسوا سی غنی وبے نیاز ہے قولہ تعالی والذین کفروا بآیات اللہ ولقائہ اولئک یئسوا من رحمتی واولئک لھم عذاب الیم یعنی جن لوگون نی اللہ پاک کی آیتون کا جحد وانکار کیا اور معاد کے منکر ہوئے تو ان لوگون کی واسطی اوس کی رحمت مین کسی طرح کا حصہ نہین ہے اور انہین کی واسطی عذاب سخت دردد ہندہ ہے دنیا وآخرت مین ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ جمہور نی اولم یروا بیای تحتیہ پڑہا ہے بنا بر خبر ابو عبید وابو حاتم نے اس قراءت کو اختیار کیا ہے ابو عبید نے کہا گویا یون فرمایا اولم یرالامم یعنی کیا نہین دیکھا امتون نی ابو بکر وعاشم وابن وثاب وحمزہ وکسائی نے تبای فوقیہ پڑہا ہے اس بنا پر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو خطاب کرتے ہین کسی نے کہا کہ یہ خطاب ہے طرف سے اللہ پاک کے قریش کو جمہور نے کیف بیدئی پڑہا ہے بضم یای تحتیہ ابدأ بیدئی سے اور زبیری

ف اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہی پھر اوسکو دوبارہ اوٹھائیگا اور وہ اوسپر آسان ہے اور اوسی کی صفت ہے سب سی اونچی آسمان وزمین مین اور وہی ہے زبردست حکمت والا آسمان وزمین کی بادشاہی اوسی کی ہے اور وہی ہے بلند مرتبہ بڑی شان والا اللہ کی شان یہ ہے کہ اگر آسمان اور زمین کو ایک لقمہ کرلے تو بھی سیر نہ ہو

(عیسی بن عمر و ابو عمرو نے بفتح تحتیہ بدأ یبدأ سے اور زہری نے کیف بدء معنی یہ ہین کیا
نہین دیکھا اونہون نے کہ کس طرح پیدا کرتا ہے اون کو اللہ ابتداءً نطفہ پھر علقہ یعنی خون بستہ
پھر مضغہ یعنی پارۂ گوشت پھر اون مین روح پھونکتا ہے پھر اون کو دنیا کی طرف نکالتا ہے
پھر بعد اس کے اونکو وفات دیتا ہے پھر وہی اون کا اعادہ کریگا جس طرح کہ اون کی ابتدا
کی تھی اور ایسا ہی باقی حیوانات کا حال ہے اور سارے نباتات کا پھر جب تم اللہ کی قدرت
دیکھ چکے ابتدا پر اور ایجاد پر تو وہی اعادے پر قادر ہے ہمزہ واسطی انکار عدم رویت کے
ہے اور حرف واو واسطی عطف کے ہے مقدر پر یعنی کیا اونہون نے اعادے کا انکار کیا
اور نہین دیکھا ابتدای خلق کو مطلب یہ ہے کہ اعادے کا انکار اون کو نہین پونہچتا ہے
وہ تو ابتدای خلق کو دیکھ چکے ہین پس جو ذات پاک ابتدا پر قادر ہی وہی اعادے پر قادر ہے
بلکہ اعادہ تو بنسبت ابتدا کے زیادہ تر سہل ہے اب سوائے ہٹ دھرمی بے شرمی کے
اور کوئی وجہ انکار کی نہین ہے اگر کوئی کہے کہ اونہون نے ابتدای خلق کہان دیکھی ہے کہ اونسے
یون کہا جاتا ہے اولم یروا الآیۃ تو اس کا یہ جواب ہی کہ مراد رویت سے علم واضح ہے جو کہ مثل رویت
کے ہے اور عاقل جانتا ہے کہ شروع اللہ پاک سے ہے کیونکہ خلق اول مخلوق سے نہین
ہوتی ہے اور اگر مخلوق سے ہو تو وہ خلق اول نہوگی پس معلوم ہوا کہ وہ اللہ پاک سے ہے ان
ذلک علی اللہ یسیر یعنی بے شک یہ خلق اول و ثانی اللہ پر آسان ہے کیونکہ وہ تو جب کسے
کام کا ارادہ کرتا ہے تو اوس سے کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے پھر خلق ثانی کا کیونکر انکار کرتے
ہین پھر اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو امر فرمایا کہ اپنی قوم کو یہ حکم دین کہ زمین مین
چلین پھرین تاکہ فکر و غور کرین اور عبرت لین پس ارشاد فرمایا قل سیروا فی الارض
فانظروا کیف بدء الخلق یعنی ای ابراہیم تو بعث کے انکار کرنے والون سے کہدے کہ
پھرو ملک مین پھر دیکھو کیونکر شروع کی ہے پیدایش باوجود کثرت خلق کے اور اختلاف اون کے
رنگ و طبیعت و زبان کے اور گذشتہ قرنون امتون کے مساکن و مکانات کو اور اون کے
آثار کو دیکھو تا کہ اللہ پاک کی کمال قدرت کو اس سے معلوم کرو کیونکہ جو ذات پاک ابتدا اونکی
انشاء و ایجاد پر قادر ہوا ہی وہی اون کے اعادے پر قادر ہے کسی نے کہا کہ قل کا خطاب

حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے قولہ تعالی ثم اللہ ینشئ النشأۃ الآخرۃ
کے یہ معنی ہین کہ وہ اللہ جس نے شروع کیا ہے پہلا اوٹھان اور اوس کو پیدا فرمایا ہے
اوس کیفیت پر وہی اوسکو اوٹھاویگا دوسرا اوٹھان وقت بعث کے یعنی جس طرح اونکا
احداث و ایجاد کرنا ابتدائی حال مین اوسپر مشکل نہین ہوا اسی طرح اون کا انشا اعادے
کے حال مین بعد موت کے دوبارہ اوسپر مشکل ہوگا یہ دلیل ہے اسپر کہ نشأۃ اولی و نشأۃ آخرہ
نشأتان ہین اور ہر ایک انمین سے انشا ہی یعنی ابتدا و اختراع اور اخراج ہے عدم سے
طرف وجود کے فرق صرف اتنا ہے کہ نشأۃ آخرہ انشاء ہے بعد ایک انشا کے جو اوس کے
مثل ہے اور نشأۃ اولی ایسا نہین ہے جملہ ثم اللہ الخ معطوف ہے جملہ سیروا فی الارض پر
اور داخل ہے اوس کے ساتھہ قول کے تحت مین حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ نشأۃ آخرۃ
حیات ہے بعد موت کی اور وہ نشور ہی جمہور نے النشأۃ بفتح شین پڑہا ہے اور ابن کثیر
و ابو عمرو نے بسکون شین یہ دونون دو لغت ہین جیسی رأفۃ و رآفۃ نصب اوسکا بنا بر مصدریت
ہے بحذف زوائد اصل مین الانشأۃ ہے یا اس بنیاد پر ہے کہ عامل محذوف ہے یعنی ینشئ
فینشئون النشأۃ غرضکہ پہر اللہ پاک نے ماقبل کی یہ علت بیان فرمائی ان اللہ علی کل شئ قدیر
یعنی پہر اللہ اوٹھاویگا پہلا اوٹھان اس واسطے کہ اللہ ہر شے پر قادر ہے منجملہ اس کے اول
پیدا کرنا اور دوبارہ پیدا کرنا ہے یعذب من یشاء و یرحم من یشاء یعنی بعد نشأۃ آخرہ کی عذاب
کریگا اوس شخص کو جس کا عذاب کرنا چاہیگا یہ لوگ کفار اور عاصی ہین اور رحم کریگا اوس شخص
کو جس کا رحم کرنا چاہیگا یہ لوگ اوسپر ایمان لانے والے اوس کی رسولون کے تصدیق کرنیوالی
اوس کے اوامر کے بجالانے والے اوس کے نواہی سے بچنے والے ہین علامہ نسفی
رحمہ اللہ نے فرمایا ہے عذاب کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھہ خذلان کی یعنی بے ہدایت
چہوڑ دیتا ہے اور رحم کرتا ہے جس کو چاہتا ہے ساتھہ ہدایت کی یا ساتھہ حرص و قناعت کے
یا ساتھہ سوء خلق و حسن خلق کے یا ساتھہ اعراض کرنے کے اللہ سے اور ساتھہ متوجہ ہونیکے اوسپر
یا ساتھہ پیروی کرنے بدعتون کی اور ساتھہ ملازمت سنت کے انتہی ذکر کرنے مین تعذیب کو رحمت
پر مقدم کیا باوجود اس کے کہ اللہ پاک کی رحمت سابق ہے اوس کے غضب پر سو اسکی وجہ یہ ہے

لہ کہ یہان کفار کا ذکر سابق ہو چکا ہے پس عذاب کا ذکر اول فرمایا اس لیے کہ متحقق عذاب کا ذکر سابق ہے والیہ تقلبون اور تم اوسی کی طرف پھیرے جاؤگے نہ طرف اوس کے غیر کے وما انتم بمعجزین فی الارض ولا فی السماء یعنی نہین ہو تم عاجز کرنے والے اپنے رب کو اپنے پانی سے زمین مین جو کہ فراخ ہے اور نہ آسمان مین جو کہ اوس سے بھی زیادہ تر وسیع ہے بالفرض اگر اوسمین تم ہو یہ خطاب ہے بنی آدم کو اور یہ لوگ زمین والے ہین ان کے قابو مین یہ بات نہین ہے کہ آسمان مین بھاگ جائین پس غرض اس سے یہ ہے کہ کسی حال مین اللہ پاک سے بھاگکر فوت نہونگے بالفرض آسمان ہی پر کیون نہ چلے جائین تب بھی اوس سے فوت نہ ہوسکین گے فراء نے کہا معنی یہ ہین نہین ہو تم عاجز کرنے والے زمین مین اور نہین ہین وہ لوگ جو آسمان مین ہین عاجز کرنے والے اللہ کو اوسمین فراء نے کہا یہان تقدیر کلمۂ من کی ایسی ہے جیسی کہ حسان کے قول مین ہے ؎

فمن یهجو رسول الله منکم	ویمدحه وینصره سواء

ای ومن یمدحه وینصره سواء یعنی پس وہ شخص جو ہجو کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تم مین سے اور وہ شخص جو آپ کی مدح اور مدد کرتا ہے برابر ہین اسی کے مثل یہ آیت ہے وما منا الا له مقام معلوم یعنی الا من له مقام معلوم معنی یہ ہین کہ عاجز نہ کرینگے اللہ پاک کو زمین والی زمین مین اور نہ آسمان والے آسمان مین اگر وہ اوس کی نافرمانی کرین قطرب نے کہا یعنی ہین ولا فی السماء ولکنتم فیها یعنی اور نہ آسمان مین اگر تم اوس مین ہو چنانچہ یہی معنی اول گذر چکے ہین اس کی نظیر یہ محاورہ ہے لا یفوتنی فلان ہہنا ولا بالبصرة یعنی فلان مجھ سے فوت نہوگا اس جگہ اور نہ بصرہ مین مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بصرے کی طرف چلا جائیگا تو بھی مجھ سے فوت نہوگا مبرد نے کہا معنی یہ ہین ولا من فی السماء اس بنا پر کہ من موصولہ نہین ہے بلکہ نکرہ ہے اور فی السماء اوس کی صفت ہے پھر صفت بجائے موصوف قائم کی گئی ہے اخفش نے اسکو رد کیا ہے اور کہا یہ جائز نہین ہے اور قطرب کے قول کو ترجیح دی ہے مقصود آیت کا بیان کرنا امتناع فوات کا ہے ساری تقدیرون پر ممکن ہون خواہ مستحیل یہ جب ہے کہ ارض وسما کا عمل کیا جاوی اون کے مشہور معنے پر اور یہ بھی جائز ہے کہ ارض سے جہت

لہ یعنی وہ تمہاری ہجو و طعن و نصرت سے بے نیاز ہین ۱۲ منہ

لہ اور ہم مین ہر ایک کا اوس کے لیے مقرر ٹھکانا ہے ۱۲ منہ

سفل مراد لیجاوی اور ساسی حکمت علو نکتہ یہان تو فی الارض ولا فی السماء فرمایا ہے اور سورۂ
شوری مین فی الارض پر اقتصار کیا ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہان اوس قوم کو خطاب ہے
جس مین نمرود ہے جس نے آسمان کی طرف چڑھنے کا قصد کیا تہا سورۂ زمر مین صرف
وما ہم بمعجزین فرمایا ہے اختصار کے واسطے ارض و سماء دونون کو حذف کر دیا ہے وما لکم من
دون اللہ من ولی ولا نصیر کلمہ من زیادہ کیا گیا ہے واسطے تاکید کے یعنی نہین ہے واسطے
تمہارے اللہ کے سوا کوئی دوست کہ تم سے دوستی کرے اور نہ کوئی مددگار کہ تمہاری مدد کرے
اور اللہ کے عذاب کو تم سے دفع کردے قولہ تعالی والذین کفروا الآیہ کا یہ طلب ہے کہ جو
لوگ منکر ہوے اللہ کی آیتون کے مراد آیات سے آیات تنزیلی ہین یا تکوینی یا دونون اور اوسکی
ملاقات کے یعنی بعث کے اور اوسکے ابعاد کے اور عمل نہ کیا اوس شی پر جس کی اللہ کے رسولون
نے اون کو خبر دی وہی لوگ ناامید ہوے میری رحمت سے یعنی منکرین آیات و لقاء اللہ پاک
کی رحمت سی ناامید ہونے والے ہین دنیا مین اور اللہ پاک کی کتابین جو نازل ہوئین اونہون نے
اونمین اثر نہ کیا اور نہ اوس شی نے جس کی اوسکے رسولون نے اونکو خبر دی کسی نے کہا معنی
یہ ہین کہ قیامت کے دن ناامید ہونگے اللہ کی رحمت سے مراد جنت ہے صیغہ ماضی کا
اس لیے ذکر کیا ہے کہ اس کا تحقق وقوع اللہ پاک کو معلوم ہے اللہ پاک نے رحمت کی اضافت
اپنی ذات مقدس کی طرف فرمائی اور عذاب کی اضافت نہ کی اسکی دو وجہین ہین ایک یہ
ہے کہ اوس کی رحمت سابق ہے اوس کے غضب پر دوسری یہ ہے کہ بندون کو آگاہ کرنا
ہے اسپر کہ رحمت اون کو عام ہے واولئک لہم عذاب الیم تکرار اسم اشارہ کی واسطے تاکید کے
ہے عذاب کو موصوف بالیم اس لیے کیا ہے کہ یہ بات معلوم ہو جاوے کہ وہ غایت شدت مین ہے

یہ آیت آخر آیات ہے اہل مکہ کی تذکیر مین فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اقتلوہ
او حرقوہ فانجاہ اللہ من النار ان فی ذلک لآیات لقوم یومنون ۝ وقال
انما اتخذتم من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم فی الحیوۃ الدنیا ثم یوم القیمۃ
یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا ز وماوٰکم النار وما لکم من ناصرین ۝
پہر کچہہ جواب نہ تہا اوس کی قوم کا مگر یہی کہ اوس کو مار ڈالو یا جلا دو پہر اوسکو بچا دیا اللہ نے

آگ سی اس مین بڑے پتے ہین اون لوگون کو جو یقین لاتے ہین اور بولا جو ٹھیرائے ہین
تم نے اللہ کے سوا بتون کے تہان سو دوستی کر کر آپس مین دنیا کے جیتے پھر دن قیامت
کے منکر ہو جاؤ گے ایک سے ایک اور پھٹکارو گے ایک کو ایک اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے
اور کوئی نہین تمہارا مددگار ف اوپر سے حضرت ابراہیم کا کلام چلا آتا تہا اوسی کے
موافق اللہ تعالے نے بیچ مین کئی باتین فرمائین پھر اوس قوم کا جواب ذکر کیا نہ جلنے مین
پتے یہ کہ معلوم ہوا کہ ہر چیز کی تاثیر اوس کے حکم سے ہے جب حکم نہو تو آگ سی چیز نہ جلا سکے
ف یعنی وہ شیطان جن کے نام کے تہان ہین اللہ کے روبرو منکر ہونگے کہ ہم نے
نہین کہا کہ ہم کو پوجو جب یہ پوجنے والے اون کو پھٹکار دین گے کہ ہماری نذر و نیاز لیکر
وقت پر پھر گئے انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے قوم ابراہیم علیہ السلام کے
کہ کفر و عناد و مکابرہ مین اور باطل سے حق کے دفع کرنے مین اذکی یہان تک نوبت
پونہچی کہ بعد گفتگو ابراہیم علیہ السلام کے جو کہ ہدایت و بیان پر مشتمل تہی نہ تہا اون کا جواب مگر
یہی کہ اوس کو مار ڈالو یا جلا دو وجہ اس کی یہ ہے کہ قوم پر برہان قائم ہوئی اور حجت متوجہ
ہو گئی تو اس طرف جبکے کہ اپنی جاہ و قوت ملک کو عمل مین لائین پس بولے ابنوا له بنیانا
فالقوه فی الجحیم واراد وابه کیدا فجعلناهم الاسفلین قصہ اسکا یہ ہے کہ ایک مدت دراز
بڑی بڑی لکڑیان جمع کین اور اون کے آس پاس احاطہ کیا پھر اون مین آگ جلائی تو
اوس کا شعلہ ابر آسمان تک بلند ہوتا تہا اس سے بڑہکر کبھی کوئی آگ جلائی نہین گئی پھر
حضرت خلیل علیہ السلام کی طرف قصد کیا تو اون کی مشکین باندہین اور پایہ منجنیق مین اونکو
ڈالا پھر اوس آگ مین پھینک دیا پس اللہ پاک نے اوس کو اوپر برد و سلام کر دیا اور وہ اوس
سے صحیح و سالم نکلے بعد اس کے کہ دنون او مین رہے اسی وجہ سے اور اسکے مثل اور
وجہ سے اللہ پاک نے اون کو لوگون کے واسطے امام و پیشوا بنایا کیونکہ اونہون نے
اپنی جان رحمن کے واسطے بذل کی اور اپنا جسم واسطے نیران کے اور اپنے بیٹے کی سخاوت
کے واسطے قربان کی اور اپنا مال ضیفان و مہمانون کے واسطے نثار دیا اسی لیے اون کی
محبت پر سارے اہل ادیان مجتمع ہین قولہ تعالی فانجاه اللہ من النار یہ دلیل ہے کہ اللہ پاک فی

آگ سی اون کو صحیح وسالم رکھا باین طور کہ اوس کو اونپر برد وسلام کردیا قولہ تعالی وقال انما اتخذتم من دون اللہ الآیہ کے یہ معنی ہین کہ قوم نے جو بتون کے پوجنے مین بڑی کارروائی کی سو حضرت خلیل جلیل اسپر اون کو توبیخ وتقریع کرکے فرماتے ہین کہ تم نے جو یہ بتون کے تہان ٹہیرائے ہین اللہ کے سوا سو اس لیی کہ تم مجتمع ہوؤ اون کی پوجنے پر دنیا مین واسطی صداقت ودوستی والفت کے کہ بعض کو بعض سے الفت ودوستی ہو زندگی دنیا مین یہ معنی مبنی ہین قرارت پر اوس شخص کی جسنے مودۃ بینکم کو منصوب پڑہا ہے بنا بر مفعول لہ کے رہی قرارت رفع کی سو اوس کی بنیاد پر یہ معنی ہین کہ تمہارا جو یہ ٹہیرانا ہے سو فقط دنیا مین تمہارے واسطے دوستی حاصل کریگا پہر قیامت کے دن یہ حال اس کے برعکس ہوجائیگا پس یہ دوستی والفت بغض وعداوت وفرقت کو باقی رکہے گی ثم یوم القیامۃ یکفر بعضکم ببعض ویلعن بعضکم بعضا یعنی جو دوستی باہم تمہارے دنیا مین تہی قیامت کے دن ایک ایک سی اوسکا انکار کریگا اور اتباع متبوعون کو اور متبوع اتباع کو ہیچکار دینگی کما قال تعالی کلما دخلت امۃ لعنت اختہا وقال تعالی الاخلاء یومئذ بعضہم لبعض عدو الا المتقین اور اس جگہہ یون فرمایا ویوم القیامۃ یکفر الآیہ یعنی بعد عرصات قیامت کے مصیر ومرجع تمہارا طرف آگ کے ہے اور نہین ہے واسطے تمہارے کوئی مددگار کہ تمہاری مدد کرے اور نہ کوئی چہڑانے والا کہ اللہ کے عذاب سے تمکو چہڑائے یہ تو کافرون کا حال ہے رہے مومنین سو اونکا حال اس کے برخلاف ہے **ابن ابی حاتم** نے ام ہانی خواہر حضرت علی رضی اللہ عنہما سی روایت کیا ہے کہتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجہہ سے فرمایا مین تجہے خبر دیتا ہون کہ اللہ تعالی جمع کریگا اولین وآخرین کو قیامت کے دن ایک زمین مین پس کون جانتا ہے کہ دونون کنارے کہان ہین ام ہانی نے عرض کیا کہ اللہ اور اوس کے رسول دانا تر ہین پہر ایک ندا کرنے والا ندا کریگا عرش کے نیچے سے ای اہل توحید فبشر ہون قال ابو عاصم یرفعون رؤسہم یعنی توحید والے اپنی سر اوٹہائین گے پہر ندا کریگا ای توحید والو پہر متیسری بار ندا کریگا ای اہل توحید بتحقیق اللہ نے مقرر تم سے جو وعدہ کیا فرمایا پہر لوگ کہڑے ہون گے بعض بعض سے چہپے گا دنیا کے ظلمات مین مراد مظالم ہین

اہ جہان وآخر ہوئی اہل معصیت لعنت کرینگے ایکدوسرے پر دوست دوست سے بیزار ہونگے کافرون اور مومنین مین اوس دن جو مومنین ہونگے وہ راحت مین

بہرندا کریگا ای اہل توحید چاہیے کہ معاف کرے بعض تمہارا بعض سے اور اللہ پر ثواب
ہے کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ قل سیروا فی الارض
مین دو قول تھے ایک یہ تہا کہ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب ہے سو
اس بنیاد پر قل سیروا جملہ معترضہ ہوا بعد اوس کے فما کان جواب قومہ رجوع ہے طرف
خطاب ابراہیم علیہ السلام کے دوسرا قول یہ تہا کہ قل سیروا کا خطاب ابراہیم علیہ السلام کو ہے
پس اس بنا پر کلام سابق و لاحق اپنے سیاق مین ہے یعنی جب قوم نے باہم مشورہ کیا
تو بعض نے بعض سے کہا کہ ابراہیم کی تین برہانین جو کہ اصول پر دال ہین یعنی توحید و نبوت
و حشر سو ان کا جواب مت دو اور دو کاموں مین سے ایک اوس کے ساتھ کرو ایک یہ ہے
کہ تلوار وغیرہ سے اوس کو مار ڈالو تو جلد اوس سے راحت حاصل کرو گے یا آگ سے اوسکو
جلا ڈالو پھر یا تو وہ تمہارے دین کی طرف لوٹ آئیگا جبکہ آگ اوسے دردمند کریگی یا اوسمین
مرجائیگا جبکہ اپنے قول و دین پر جما رہے گا یہ جواب اونہون نے اسی لیے دیا کہ جواب
صحیح پر اون کو قدرت نہوئی پھر سب نے اون کے جلانے پر اتفاق کیا پس اونکو آگ مین
پھینکدیا اللہ پاک نے آگ سے اونکو نجات دی باین طور کہ اوسکو اون پر برد و سلام کر دیا
کہتے ہین کہ اوس دن آگ سی کوئی منتفع نہوا یس لیے کہ اوسکی گرمی جاتی رہی تہی الخ
فی ذلک لآیات لقوم یومنون یعنی بیشک اللہ کے نجات دینے مین ابراہیم علیہ السلام کو
بعد اون کے ڈالدینے کے آگ مین البتہ واضح دلالتین اور ظاہر علامتین ہین اللہ پاک کی
عظیم قدرت و بدیع صنع پر واسطے اون لوگون کے جو کہ تصدیق کرتے ہین اللہ کی توحید و قدرت
کی اس جہت سے کہ اونہون نے تو وہ بڑی آگ جلائی اور خلیل جلیل کو اوس مین ڈالا اور اوسنے
اون کو نہ جلایا نہ اون مین کچھ اثر کیا بلکہ حرارت اور جلانا جو اوس کے عنصر کی شان تہی اوسکی
حالت مخالف کی طرف ہوگئی محلی نے کہا آیات سے مراد تاثیر نہ کرنا آگ کا ہے اون مین اور
اوس کا بجھا دینا اور زمانہ قلیل مین اوس کی جگہ پیدا کر دینا باغ کا انتہی زمانہ قلیل سے مراد
طرفۃ العین ہے باین طور کہ آگ نے اونکو ایذا نہ دی و لیکن اوس نے اونکا بند ہن جلا دیا
تاکہ کہل جاے خاصکر مومنون کا ذکر اس لیے کیا کہ اللہ پاک کی نشانیون سے وہی عبرت لیتے ہین

اور وہی نفع یاب ہوتی ہین رہے اور لوگ اون کی سوا سو وہ اس سی غافل و بے خبر ہین جمہور نے جواب قومہ کو نصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ کان کی خبر ہے اور مابعد اوسکا اسم ہے سالم افطس و عمرو بن دینار و حسن نی رفع پڑہا ہے اس بنیاد پر کہ کان کا اسم ہے اور مابعد محل نصب مین ہے بنا بر خبر قولہ تعالی وقال انما اتخذتم الآیہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بعد نجات پانے کے آگ سی اپنی قوم سے کہا اور کچھ رعب و خوف و ہیبت اون کو اون سے حاصل نہوئی کہ تم نے جو ٹہیرائے ہین اللہ کے سوا بتون کے تمان سو اسلیئے کہ آپس مین تو دوستی ہو اور تواصل و اتحاد ہو و اسطی جمع ہونے تمہارے کے اون کے پوجنے پر لہ در اس خوف سی کہ آپس کی دوستی و مودت جاتی رہے اگر تم اون کی پوجا چہوڑ دو یہ باہمی دوستی دنیا کی زندگی مین ہے یعنی یہہ منقطع ہو جائیگی آخرت مین کچھ نفع نہ دیگی پہر قیامت کے دن یہ لوگ اوثان کے ٹہیرانے والے اونکے پوجنے والے بعض انمین کے منکر ہون گے بعض سی پس پیشوا تو بیزار ہون گے پیروی کرنے والون سے اور پیروی کرنے والے پیشواؤن سے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ بتون کے پوجنے والے بیزار ہونگے بتون سے اور بت بیزار ہونگے پوجنے والون سے کہین گے کہ ہم تمکو جانتے پہچانتے نہین ہین اور ہر فریق دوسرے فریق کو لعنت کریگا بنا بر ہر دو تفسیر مذکور وَمَاوَاکُمُ النَّارُ یعنے سارے کفار کا ماوا و مسکن آگ ہے کسی نے کہا کہ اوثان بہی اس مین داخل ہین مطلب یہ ہے کہ آگ تمہاری وہ منزل ہے جس کی طرف تم ٹہکانا پکڑو گے وَمَالَکُمْ مِنْ نَاصِرِیْنَ یعنی نہین ہین تمہارے کوئی مدد کرنے والے کہ تمہاری مدد کرکے تم کو اوس سے چہڑائین ابن کثیر و ابو عمرو و کسائی نے مودۃ کو رفع پڑہا ہے بدون تنوین کے اور اوسکی اضافت کی ہی طرف بینکم کے اعمش و ابن وثاب نے رفع مع تنوین نافع و ابن عامر و ابو بکر نے بنصب مودہ مع تنوین اور نصب بینکم بنا بر ظرفیت حمزہ و حفص نے بنصب مودۃ مع اضافت بسوی بینکم یہ چار قراءتین ہوئین زجاج نے قراءت رفع کی دو وجہین ذکر کی ہین اول یہ ہے کہ مودت مرفوع ہے اس بنا پر کہ خبر ہے ان کی جو انما اتخذتم مین ہی اور کلمہ ما کو موصولہ ٹہیرایا ہے تقدیر یہ ہے ان الذی اتخذتموہ من دون اللہ اوثانا مودۃ بینکم دوسری وجہ یہ ہے کہ مودۃ خبر ہے مبتدای محذوف کی ای ہی مودۃ

اوتلک مودۃ معنی یہ ہین کہ مودت وہ مودت ہے جس نی تمکو جمع کیا ہے اوثان کی پوجنے پر
اور اون کے ٹہیرانے پر کسی نے کہا یہ بہی جائز ہے کہ مودۃ مرفوع ہو بنا براتبدا اور خبر اوسکی
فی الحیوۃ الدنیا ہو اور جنے مودت کو برفع پڑہا ہے مع تنوین کے تو اس کی توجیہ بہی مثل اول
قراءت کے ہے اور نصب بنیکم کا بنا بر ظرفیت اور جنے مودت کو بنصب پڑہا ہے بدون
تنوین کے تو اوس کو اتخذتم کا مفعول ثانی ایا ہے اور انما کو ایک حرف قرار دیا ہے واسطی
حصر کے اور اسی طرح جس نے اوسکو منصوب و منون پڑہا ہے یہ بہی جائز ہے کہ ان دونون
قراءتون مین نصب اس بنا پر ہو کہ مودت علت ہے تو یہ مفعول لہ ہوگا اور رفع کی قراءت پر
دوسرا مفعول اتخذتم کا محذوف ہوگا یعنی اوثانا آلہۃ اور اس تقدیر پر کہ کلمۂ ما انما اتخذتم مین
موصولہ ہو تو مفعول اول اوس کی ضمیر ہوگا یعنی اتخذتموہ اور دوسرا مفعول اوثانا فامن لہ لوط ۶ وقف لازم

وقال انی مہاجر الی ربی ط انہ ہو العزیز الحکیم ۝ ووہبنا لہ اسحٰق ویعقوب

وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتٰب وآتینٰہ اجرہ فی الدنیا ج وانہ فی الاٰخرۃ
لمن الصالحین ۝ پہر مانا اوس کو لوط نے اور وہ بولا مین وطن چہوڑتا ہون اپنے رب کی
طرف بیشک وہی ہے زبردست حکمت والا اور دیا ہم نے اوس کو اسحاق اور یعقوب اور
رکہی اوس کی اولاد مین پیغمبری اور کتاب اور دیا ہم نے اوسکو اوسکا نیگ دنیا مین اور وہ
آخرت مین نیکون سے ہے ف حضرت لوط بہتیجے تہے حضرت ابراہیم کے اوس
قوم مین کسی نے نہ مانا ان کے سوائی ان کا وطن شہر بابل پہر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام
مین پونہچا کر بسایا ف دنیا مین حق تعالی نے مال اور اولاد اور عزت اور ہمیشہ کا نام
نیک دیا اور ملک شام ہمیشہ اون کی اولاد کو دیا انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے ابراہیم علیہ السلام کے کہ حضرت لوط نے اون کو
مانا کہتے ہین کہ حضرت لوط اون کے بہائی کے فرزند ہین کہتے ہین کہ یہ لوط بن ہاران بن
آزر ہین یعنی اون کی قوم سے اوپر کوئی ایمان نہ لایا سوا لوط علیہ السلام کے اور بی بی سارہ
زوجۂ خلیل علیہ السلام کے لیکن کہتے ہین کہ جمع کیونکر ہوگی درمیان اس آیت کریمہ کے
اور اوس حدیث شریف کے جو صحیح مین وارد ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جس وقت اوس جبار

پر گذری تو اوس نی اون سے بی بی سارہ کا پوچھا کہ اون کا اون سے کیا رشتہ ہے تو فرمایا
کہ میری بہن ہے پھر بی بی سارہ کی پاس آئے تو اون سے کہا کہ مین اوس سے کہہ چکا
ہون کہ تو میری بہن ہے سو تو مجھے جھوٹا مت کرنا کیونکہ روی زمین پر کوئی مومن نہین ہے
سوا میرے اور سوا تیرے پس تو میری بہن ہے دین مین واللہ اعلم گویا مراد اس سی یہ
ہے کہ روی زمین پر میان بی بی اسلام پر سوا میرے اور تیرے نہین ہین کیونکہ لوط
علیہ السلام تو اونپر ایمان لا چکے تھے اون کی قوم سے اور اون کے ہمراہ ہجرت کی تہی طرف
بلاد شام کے پھر لوط علیہ السلام حضرت خلیل کی حیات مین اہل سدوم اور اوس کی اقلیم کی
طرف رسول بنا کر بھیجے گئے تھے اور سدوم والون کا جو حال ہوا اول گذر چکا ہے اور
آئندہ آئیگا قولہ تعالی وقال انی مہاجر الی ربی احتمال ہے کہ ضمیر قال کی راجع ہو طرف
لوط علیہ السلام کے کیونکہ وہ اقرب مذکورین ہین اور یہ بھی احتمال ہے کہ حضرت خلیل کی
طرف راجع ہو قالہ ابن عباس والضحاک اور انہین سے کن یہ کیا گیا ہے فآمن لہ لوط مین یعنی
اون کی قوم سے لوط علیہ السلام نے اون کو مانا پھر اون کی طرف سے یہ خبر دی کہ اونہون نے
ہجرت اختیار کی درمیان سے قوم کے واسطے طلب کرنے اظہار دین کے کہ دین کو ظاہر
کرین اور اوس کے ظاہر کرنے کی قدرت پائین اسی لیی یون کہا انہ ھو العزیز الحکیم
یعنی عزت اللہ کے واسطے ہے اور اوس کے رسول کے اور اون لوگون کے جو اوس پر ایمان
لانے والی ہین حکیم ہے اپنے اقوال و افعال و احکام قدری و شرعی مین قتادہ نے کہا کہ
دونون نی ساتھہ ہجرت کی کوثی سے طرف شام کے کوثی سواد کوفہ سے ہے اور کہا اور ہم سے
یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یون فرمایا ہے انھا ستکون ھجرۃ
بعد ھجرۃ ینحاز اھل الارض الی مھاجر ابراھیم ویبقی فی الارض شرار اھلھا
حتی تلفظھم ارضھم وتقذرھم روح اللہ عن وجل وتحشرھم النار مع القردۃ
والخنازیر تبیت معھم اذا باتوا وتقیل معھم اذا قالوا وتاکل ما سقط منھم
یعنی عنقریب ہوگی ایک ہجرت بعد ہجرت کے سمٹ جائین گے زمین والی طرف ہجرتگاہ ابراہیم
علیہ السلام کے اور باقی رہجائین گے زمین مین بدتر اہل اوس کے یہان تک کہ پہنچ دیگی

اون کو زمین اونکی اور گھن کریگی اون سی روح اللہ عز وجل کی یعنی اللہ تعالی مکروہ رکھیگا
اون کے نکلنے کو طرف شام کے اوس کی اون کو توفیق نہ دیگا اور گھیر لیجائیگی اون کو آگ
ہمراہ بندرون سورون کے رات بسر کریگی اون کے ساتھہ جس وقت وہ رات بسر کرین گے
اور دوپہر کو آرام لیگی اون کے ساتھہ جب کہ وہ دوپہر کو آرام لین گے اور کھالیگی اوس شے
کو جو اون سی گر پڑیگی وقد اسند الامام احمد ھذا الحدیث فرواہ مطولا من
حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال حدثنا عبد الرزاق اخبرنا معمر
عن قتادۃ عن شھر بن حوشب شہر کہتے ہین جبکہ بیعت یزید بن معاویہ کی ہمارے پاس
آئی تو مین شام مین آیا پھر مجھے خبر دی گئی ایک مقام کی جس مین نوف بکالی قیام کرتے ہین
تو مین اون کے پاس آیا کہ ایک شخص آیا پس لوگون نی اوس پر حمیصہ ڈالا ناگاہ وہ عبد اللہ
بن عمرو بن العاص تھی پھر جب نوف نے اون کو دیکھا تو بات چیت کرنے سے رک گئے پھر
عبد اللہ نے کہا مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے عنقریب ہوگی
ہجرت بعد ہجرت کے تو سمٹ جائین گے لوگ طرف ہجرت گاہ ابراہیم کے باقی نہ رہین گے
زمین مین مگر بدتر اہل اوس کی پس پھینکدیگی اون کو زمین اون کی کراہت کریگا اون سے
نفس رحمن کا گھیر لائیگی اون کو آگ ہمراہ بندرون سورون کے پس رات بسر کریگی اون کے
ساتھہ جب کہ وہ رات بسر کرینگی اور قیلولہ کریگی اون کے ساتھہ جبکہ وہ قیلولہ کرین گے اور کھالیگی
اوس شخص کو جو اون سی پیچھے رہیگا کہا اور سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
کہ فرماتے تھے قریب ہے کہ نکلین گے کچھ لوگ میری امت کے مشرق کی جانب سی پڑھین
قرآن کو نیچے نہ اوتریگا اون کے ہاتھون سی ہر وقت کہ نکلیگا اون مین سے کوئی قرن تو قطع
کیا جائیگا ہر وقت کہ نکلیگا اون مین سی کوئی قرن تو قطع کیا جائیگا یہان تک کہ گنا اون کو زیادہ
بیس بار پر ہر وقت کہ نکلیگا اون مین سے کوئی قرن تو قطع کیا جائیگا یہان تک کہ نکلے گا
دجال اون کے بقیہ مین ورواہ احمد عن ابی داؤد وعبد الصمد کلاھما عن ھشام
الدستوائی عن قتادۃ بہ وقد رواہ ابو داؤد فی سننہ فقال فی کتاب الجھاد
باب ما جاء فی سکنی الشام حدثنا عبید اللہ بن عمر حدثنا معاذ بن ھشام

حدثنی عن قتادۃ عن شہر بن حوشب عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت النبی
صلی اللہ علیہ وسلم یقول ستکون ھجرۃ بعد ھجرۃ وینجاز اھل الارض
الی مھاجر ابراھیم ویبقی فی الارض شرارھا تلفظھم ارضوھم وتقذرھم
نفس الرحمن وتحشرھم النار مع القردۃ والخنازیر امام احمد نے شہر بن حوشب
سے روایت کیا ہے کہا مین نی سنا عبد اللہ بن عمرو کو کہ کہتے تھے البتہ مقرر دیکھا مین نے
ہم کو اور حال یہ تہا کہ دینار و درہم والا زیادہ تر حقدار نہ تہا اپنے بہائی مسلمان سے پہر البتہ
مقرر دیکہا مین نے ہمکو آخر مین اب اور حال یہ ہے کہ دینار و درہم زیادہ تر محبوب ہے ایک
ہمارے کو اپنے بہائی مسلمان سے اور البتہ مقرر سنا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کو کہ فرماتے تھے البتہ اگر تم پیروی کروگے بیلون کی دمون کی اور معاملہ کروگے عینہ کا
اور چہوڑ دوگے جہاد کو اللہ کی راہ مین تو البتہ لازم کریگا تمکو ذلت تہاری گردنون مین نکہینچی
جائیگی وہ تم سے یہان تک کہ رجوع کرو تم طرف اوس شے کے جسپر تم تھے اور رجوع کرو
تم طرف اللہ تعالے کے اور سنا مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے
البتہ ہوگی ہجرت بعد ہجرت کے طرف ہجرتگاہ باپ تمہارے ابراہیم کے یہان تک کہ باقی
نہ رہینگے زمین مین مگر بدتر اہل اوسکے اور پہینک دینگی اون کو زمینین اون کی اور مکروہ
رکہیگی اون کو روح رحمن کی اور گہیر لائیگی اون کو آگ ہمراہ بندرون سوورون کے قیلولہ
کریگی اون کے ساتہہ جہان وہ قیلولہ کرینگے اور رات بسر کریگی اون کے ساتہہ جہان وہ
رات بسر کرینگے اور جو شی اون سے گر پڑیگی وہ اوسکے واسطے ہے اور البتہ مقرر سنا
مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے نکلیگی ایک قوم میری امت سے
برے اعمال کرینگے پڑہینگے قرآن نیچے نہ اوتریگا اون کے گلون سے یزید نے کہا
نہین جانتا ہون مین اوس کو مگر کہا کہ حقیر جانیگا ایک تمہارا اپنے علم کو اون کے علم کے ساتہہ
قتل کرینگی اہل اسلام کو پس جس وقت وہ نکلین تو اون کو قتل کرو پہر جس وقت وہ نکلین تو اونکو
قتل کرو پہر جس وقت وہ نکلین تو اون کو قتل کرو پس خوشی ہے واسطے اوس کے جو اون کو
قتل کرے اور خوشی ہے اوس کو جس کو وہ قتل کرین اور ہر وقت کہ طلوع کرے اون مین سے

سلہ ہوان بیع من یعمل
سلعۃ بثمن معلوم الی
اجل مسمی فاشتراہ بہ
باقل من الثمن الاول الی
اول اخر منہ کلم الربا

کوئی قرن تو اللہ اوس کو قطع کرے پس تردید کی اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
بیس بار یا اکثر اور مین سنتا تھا وقال الحافظ ابو بکر البیہقی حدثنا الحسن بن
ابی الفضل اخبرنا عبد اللہ بن جعفر حدثنا یعقوب بن سفیان حدثنا
ابو النضر اسحاق بن ابراھیم بن یزید وھشام بن عمار الدمشقیان قالا حدثنا
یحیی بن حمزۃ حدثنا الاوزاعی عن نافع وقال ابو النضر عمن حدثہ عن نافع
عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال سیھاجر
اھل الارض ھجرۃ بعد ھجرۃ الی مھاجر ابراھیم حتی لا یبقی الا شرار اھلھا
تلفظھم الارضون وتقذرھم روح الرحمن وتحشرھم النار مع القردۃ
والخنازیر تبیت معھم حیث باتوا وتقیل معھم حیث قالوا لھا ما سقط منھم
غریب من حدیث نافع والظاھر ان الاوزاعی قد رواہ عن شیخ لہ من الضعفاء
واللہ اعلم ورواتہ من حدیث عبد اللہ بن عمرو بن العاص اقرب الی الحفظ
قولہ تعالے ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب یہ آیت مثل اس کریمہ کے ہے فلما
اعتزلھم وما یعبدون من دون اللہ وھبنا لہ اسحٰق ویعقوب وکلا
جعلنا نبیا یعنی حضرت خلیل علیہ السلام نے جبکہ اپنی قوم سے مفارقت کی تو اللہ پاک نے
فرزند صالح نبی کے وجود سی اون کی آنکھ کو ٹھنڈا کیا اور اس فرزند کے ایک ولد صالح نبی پیدا
ہوا اپنے دادا کی حیات مین اور اسی طرح اللہ پاک نے یہ فرمایا ہے ووھبنا لہ اسحاق و
یعقوب نافلۃ یعنی زیادہ کما قال تعالی فبشرناھا باسحاق ومن وراء اسحٰق
یعقوب یعنی تمہاری حیات مین اس فرزند کے ایک فرزند پیدا ہوگا جس سے تمہاری
آنکھین ٹھنڈی ہونگی یہ بات کہ حضرت یعقوب فرزند ہین حضرت اسحٰق کے قرآن شریف نے
اسپر نص کی ہے اور سنت نبویہ مین ثابت ہوئی ہے فرمایا اللہ پاک نے ام کنتم شھداء
اذ حضر یعقوب الموت اذ قال لبنیہ ما تعبدون من بعدی قالوا نعبد
الھک والہ اباءک ابراھیم واسمعیل واسحٰق الھا واحدا الایہ صحیحین مین ہے
ان الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم یوسف بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم الصلوٰۃ والتسلیم

رہی وہ روایت جو عوفی نے حضرت ابن عباس سے وہبنا لہ اسحاق ویعقوب کی تفسیر مین روایت کی ہی کہ یہ دونون فرزند ہین حضرت ابراہیم کے سواس کے معنی یہ ہین کہ بیٹے کا بیٹا مثل بیٹے کے ہوتا ہے کیونکہ یہ ایسا امر ہے کہ حضرت ابن عباس سے کم درجے والے پر مخفی نہین ہے تو اون پر کس طرح مخفی ہوگا قولہ تعالی وجعلنا فی ذریتہ النبوۃ والکتاب یہ ایک خلعت سنیہ وشریفہ وعظیمہ ہے کہ اللہ پاک نے اون کی اولاد مین نبوت وکتاب کہی مع اس کے کہ اون کو اپنا خلیل بنایا اور لوگون کا امام وپیشوا کیا پھر بعد اون کے کوئی نبی پایا نہین گیا مگر اون کی اولاد سے پس ساری نبی بنی اسرائیل کی نسل سے یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام کے ہین یہان تک کہ آخر اون کے حضرت عیسے بن مریم علیہما السلام ہوئے سو اون کی جماعت مین کہڑے ہوے بشارت دینے والے نبی عربی قرشی ہاشمی کی جو کہ علی الاطلاق خاتم رسل وسید اولاد آدم ہین دنیا وآخرت مین جن کو اللہ تعالی نے برگزیدہ کیا خالص عرب عرب سے حضرت اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کی نسل سے سوا آپ کے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے کوئی نبی وجود مین نہین آیا علیہ افضل الصلوۃ والسلام قولہ تعالی وآتیناہ اجرہ الآیہ یعنی اللہ پاک نے حضرت خلیل کے واسطے دنیا کی سعادت جمع کی جو کہ آخرت کی سعادت سی موصول ہی پس دنیا مین اون کے واسطے ہوا رزق واسع وخوشگوار اور منزل وسیع وفراخ اور مورد عذب وشیرین اور ربی بی صالح خوبصورت اور ثنای جمیل وذکر حسن اور ہر ایک اون سی محبت ودوستی رکھتا ہے جس طرح کہ حضرت ابن عباس ومجاہد وقتادہ وغیرہم نے کہا ہے مع اسکے کہ من جمیع الوجوہ طاعت الہی کے ساتھہ قیام کیا جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے وابراہیم الذی وفی یعنی اللہ پاک نے جس شے کا اون کو امر کیا تھا اوس سب کے ساتھہ قیام کیا اور اپنے رب کی طاعت کامل ادا کی اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا وآتیناہ اجرہ الآیہ وکما قال تعالی ان ابراھیم کان امۃ قانتا للہ حنیفا ولم یک من المشرکین الی قولہ وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ فآمن لہ لوط کے یہ معنی ہین کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جو کہ یہ لیکر آئے لوط علیہ السلام نے اوس سب مین اون کی تصدیق کی حضرت ابن عباس نے

لہ اور اسکا ذکر ابراہیم کی نسل مین ہونا اور اسکا ہمارا نبی ہونا

اور انبی الاکمل کا ہونا

کا ایک طرف کا ہونا

اور دنیا وآخرت کا ہونا

دنیا وآخرت کی اولاد مین ہونا

اور اسکی اولاد مین ہونا

اور اسکی اولاد مین ہونا

اور اسک

فرمایا کہ اون کی رسالت کی تصدیق کی کسی نے کہا کہ لوط علیہ السلام اونپر ایمان نہ لائے مگر جب آگ کو دیکھا کہ اون کو جلاتی نہین ہے تو لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھائی ہاران نام کے بیٹے ہین کسی نے کہا کہ اون کی بہن کے فرزند ہین قول اول اولی ہے **مخفی** وقتادہ نے کہا کہ انی مہاجر الی ربی کے قائل حضرت ابراہیم ہین کہا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اول اوس شخص کے ہین جس نے اللہ کی طرف ہجرت کی اور اپنا شہر چھوڑا اور اوس طرف چلے جس طرف جانے کا اللہ نے اون کو حکم دیا کسی نے کہا کہ ہجرت کے وقت اونکی عمر پچہتر برس کی تہی قتادہ نے کہا کہ کوثی سے ہجرت کی طرف حران کے کوثی ایک گانون ہے سواد کوفہ سے پہر حران سی طرف فلسطین کے یہ پورا شام ہے پہر شام کی طرف اور اونکے ساتھ اون کے بھتیجے لوط علیہ السلام تہے اور اون کی بی بی سارہ اون سی نکاح کر چکے تہے اسی جگہہ سے کہا ہے کہ ہر نبی کے واسطے ایک ہجرت ہے اور واسطی ابراہیم علیہ السلام کے دو ہجرتین معنی یہ ہین کہ مین ہجرت کرنیوالا ہون اپنے قوم کے گہر سے طرف اوس جگہہ کے کہ عبادت کرون مین اپنے رب کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اول جس شخص نے ہجرت کی مسلمانون مین سی طرف حبشہ کے مع اپنے گہر والون کے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہین پس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا صحبہما اللہ تعالی یعنی ساتھ ہو عثمان کے اور اون کی بی بی کے اللہ تعالی بیشک عثمان البتہ اول اوس شخص کا ہے جسنے ہجرت کی طرف اللہ کے مع اپنی بی بی کے بعد لوط کے اخرجہ ابو یعلی وابن مردویہ **حضرت اسماء** بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما فرماتے ہین کہ حضرت عثمان نے ہجرت کی طرف حبشہ کے تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک وہ اول اوس شخص کا ہے جسنے ہجرت کی بعد ابراہیم و لوط کے اخرجہ ابن مندہ وابن عساکر **حضرت زید** بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین تہا درمیان عثمان ورقیہ کے اور درمیان لوط کے کوئی مہاجر اخرجہ الطبرانی والحاکم فی الکنی وابن عساکر **حضرت ابن عباس** رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اول اوس شخص کا جسنے ہجرت کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عثمان بن عفان ہین جیسے کہ ہجرت کی لوط نے طرف ابراہیم کے اخرجہ ابن عساکر کسی نے

کہا کہ قائل انی مہاجر کے حضرت لوط علیہ السلام ہین لیکن قول اول اولی ہے اس لیے کہ
قولہ تعالی ووہبنا لہ الآیہ مین اور جعلنا فی ذریتہ الآیہ مین سب ضمیرین حضرت ابراہیم کی طرف
راجع ہین بلا خلاف یعنی اللہ پاک نے اون پر یہ احسان کیا کہ اون کو اولاد عطا کی پہر چودہ برس
بعد اسمعیل علیہ السلام کی پیدایش کے اسحاق علیہ السلام دوسرا بیٹا عطا فرمایا پہر یعقوب
علیہ السلام فرزند کا فرزند دیا یہ فرزند ہین اسحٰق علیہ السلام کے اور یہ احسان کیا کہ اون کی
ذریت مین نبوت رکہی بعد اون کے اللہ پاک نے جو نبی مبعوث کیا وہ اونہین کی صلب
و نسل سے ہوا اور اون کی اولاد مین کتاب رکہی لفظ کتاب کو مفرد ذکر فرمایا اس لیے کہ
الف و لام اس مین جنس کا ہے جو شامل ہے کتابون کو مراد کتاب سی توریت و انجیل و
زبور و فرقان ہین دنیا مین اجر دینے کے یہ معنی ہین کہ غیر وقت مین اون کو اولاد ملی اور
اللہ پاک نے اون کو یہ خبر دیدی کہ نبوت اون کی اولاد مین مستمر رہیگی یہ امر اس قبیل سے ہے
کہ اوس سے اون کی آنکہ ٹہنڈی ہو اور اون کا سرور بڑہے کسی نے کہا دنیا مین اون کا
اجر یہ ہے کہ ساری ملتون والے اونہین کا دعوی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ اونمین
سے ہین اور اون کی ثنای حسن کرتے ہین اور اہل اسلام ہر تشہد کے آخر مین اون کا ذکر
کرتے ہین اور آخر زمانے تک کرتے رہین گے کسی نے کہا کہ اللہ پاک نے دنیا مین عمل صالح
اور انجام نیک عطا کیا اس مین دلیل ہے اس بات پر کہ کبہی دنیا مین بہی اجر دیا جاتا ہے
حضرت ابن عباس کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے دین والون کو اون کے دین کی وصیت
فرمائی پس نہین ہین اہل ادیان سے کوئی دین والے مگر وہ حضرت ابراہیم کے قائل ہین
اور اون سے خوش ہوتے ہین اور فرمایا کہ اجر دنیا کا ذکر حسن ہے یہ بہی فرمایا کہ ولد صالح اور
ثنا قولہ تعالی وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ یعنی بیشک وہ آخرت مین البتہ اون لوگون مین
سے ہین جو کہ صلاح مین کامل ہین اور مستحق ہین توفیر اجرت کے اور کثرت عطا کے اور درجات
عالیات کے ملنے کے طرف سے اللہ پاک کے ولوطا اذ قال لقومہ انکم لتاتون
الفاحشۃ ما سبقکم بہا من احد من العلمین ۝ انکم لتاتون الرجال
وتقطعون السبیل ۙ وتاتون فی نادیکم المنکر ؕ فما کان جواب قومہ الا

ان قالوا ائتنا بعذاب اللہ ان کنت من الصدقین ۵ قال رب انصرنی
علی القوم المفسدین ۶ اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو بیحیائی کے کام
پر تم سے پہلے نہین کیا وہ کسی نے جہان مین کیا تم دوڑتے ہو مردون پر اور راہ مارتی ہو
اور کرتے ہو اپنی مجلس مین بُرا کام پھر کچھ جواب نہ تھا اوس کی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آ
ہمپر آفت اللہ کی اگر تو ہے سچا بولا ای رب میری مدد کر اون شریر لوگون پر ف
راہ مارنا بھی اون مین دستور تھا یا اوسی بدکاری سے مسافرون کی راہ مارتے تھے کہ اس
طرف ہو کر نہ نکلین اور مجلس مین برے کام شاید یہی بدکاری لوگون مین کرتے ہون گے
اس بات کی شرم بھی نہ رہی تھی یا کچھ اور تھے اور پھر کرتے ہونگے انتہے ف
اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف ہی لوط علیہ السلام کے کہ اون کی قوم جو بدفعلی کیا کرتی تھے
عورتون کو چھوڑ کر جہان کے مردون پر دوڑتی تھی یہ بدکام اون سے پہلے بنی آدم
مین سے کسی نے نہین کیا سو اونہون نے اس کا اون پر انکار کیا اور وہ باوجود اس کے
اللہ کا انکار کرتے اور اوس کے رسول کی تکذیب و مخالفت کیا کرتے تھے اور راہ مارتے
یعنی لوگون کی راہ مین پھیرتے اون کو قتل کرتے اور اون کا مال لیلیتے تھے اور اپنی
مجلسون مخفلون مین جہان وہ جمع ہوتے تو اون مین نالائق باتین بکتے بُرے بُرے
کام کرتے انمین سے کسی بات کا ایک دوسرے پر انکار نہ کرتا مجلس مین برا کام کرنے مین
اختلاف ہے کہ وہ کیا کام تھا سو کسی نے تو کہا کہ بعض بعض سے بدفعلی کرتے مجمع مین یہ
قول مجاہد کا ہے کسی نے کہا کانوا یتضارطون و یتضاحکون یعنی باہم بتکلف پادتے اور ایک
دوسرے پر ہنستے تھے یہ قول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور قاسم کا کسی نے کہا
کانوا یناطحون بین الکباش و یناقرون بین الدیوک یعنی دنبون کو اور مرغون کو باہم لڑاتے
تھے یہ سب کام اون سے صادر ہوتے تھے اور وہ اس سے بدتر تھے امام احمد
رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سی روایت کیا ہے کہا مین نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وتاتون فی نادیکم المنکر کا پوچھا تو آپ نے فرمایا یجلس فون
اھل الطریق و یسخرون منھم وذلک المنکر الذی کانوا یاتونہ یعنی رستہ والونکو

ع ۱۵ ۳

کنکریان مارتے اور اون سے ہنستے تھے یہ وہ برا کام ہے جو وہ کیا کرتے تھے ورواہ
الترمذی وابن جریر وابن ابی حاتم من حدیث ابی اسامۃ حماد بن
اسامۃ ابی یونس القشیری عن حاتم بن ابی صغیرۃ بہ ثم قال الترمذی
ھذا حدیث حسن لا نعرفہ الا من حدیث حاتم بن ابی صغیرۃ عن
سماک ابن ابی حاتم نی اس کی تفسیر مین مجاہد سے روایت کیا ہے کہا
الصفیر ولعب الحمام والجلاھق والسؤال فی المجلس وحل ازرار القباء
یعنی سیٹی بجانا کبوتر بازی غلیل بازی مجلس مین سوال کرنا قبا کی گھنڈیان کھول دینا
قولہ تعالی فما کان جواب قومہ الا یہ جواب اون کے کفر و استہزاء و عناد کی راہ سے ہے
اسی لیے نبی اللہ لوط علیہ السلام نے اللہ پاک سے اون پر مدد طلب کی پس کہا ای رب
میری مدد کر قوم مفسدہ پر کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے
کہ ولوطا منصوب ہے اس بنا پر کہ معطوف ہے نوح پر یا ابراہیم پر یا بتقدیر اذکر کے کسائی
نے کہا معنی یہ ہین اور نجات دی ہم نے لوط کو یا بھیجا ہم نے لوط کو اذ قال لقومہ ظرف ہے
اوس فعل کا جو کہ لوطا مین عامل ہے ابو عمرو و حمزہ و کسائی و ابو بکر نے انکم بہمزۂ استفہام پڑھا ہے
باقی قراء نے بدون استفہام فاحشہ سے مراد وہ خصلت ہے جو کہ قبیح اور برائی مین انتہا کو
پونہچی ہوئی ہے یہان مراد اوس سے لواطت ہے جملہ ما سبقکم بہا من احد من العالمین مقرر
و مؤکد ہے اس خصلت کی کمال قبح کا یعنی یہ خصلت نہایت درجہ قبیح ہے اور یہ لوگ اوس کے
ساتھ منفرد ہین باوجود اختلاف اجناس آدمیون کے اونمین سے کسی نے اوسکی طرف سبقت
نہین کی کہا ہے کہ قوم لوط سے پہلے کوئی رکسی نر پر نہین چڑہا اس لیے کہ یہ ایک ایسا کام
ہے جس سی طبائع نفرت کرتے ہین اور نفوس اوس سی متنفر ہوتے ہین یہان تک کہ اس
جلیث قوم نے بسبب اپنے خبث طینت کے اوسپر پیشقدمی کی یہ آیت کریمہ دال
ہے اسپر کہ لواطت مین حد واجب ہے کیونکہ فاحشہ ہونے مین زنا کے ساتھ شریک ہے
اللہ پاک نے فرمایا ہے ولا تقربوا الزنا انہ کان فاحشہ یہ وجوب حد کا اگرچہ بطور قیاس
کے ہے مگر جامع آیت سی مستفاد ہے قالہ الرازی پھر اللہ پاک نے اس فاحشہ کا بیان فرمایا

ائنکم لتاتون الرجال یعنی کیا تم لواطت کرتے ہو مردون سی وتقطعون السبیل
اور قطع کرتے ہو راہ کہا ہی کہ وہ لوگ فاحشہ کیا کرتے تھے مسافرون سے جو اونپر گذر کرتے
تھے پھر اونہون نے یہ بدفعلی کی تو لوگون نے اونپر سے گذر کرنا ترک کر دیا پس باین وجہ
اونہون نی رستہ قطع کیا فراء نے کہا کہ رستون مین پیش آتے تھے لوگون سے ساتھ اپنے
عمل خبیث کے کسی نے کہا کہ راہ قطع کرتے تھے گذرنے والون پر اون کو قتل کرکے اور لوٹ
کر کے ظاہر یہ ہے کہ وہ کام کرتے تھے جو قطع طریق کا سبب ہوتا تھا بدون تقیید کے
ساتھ کسی سبب خاص کے کسی نے کہا کہ قطع طریق کے معنی قطع نسل ہین باین طور کہ عورتون کو
چھوڑکر مردون سے مشغول ہوتے تھے وتاتون فی نادیکم المنکر نادی وندی و
مُنتدی وہ جگہہ ہے جہان لوگ بیٹھتے ہین بات چیت کرتے ہین مجلس کو نادی نہین بولتے
ہین مگر جب تک کہ اوس کے لوگ اوس مین ہون اس منکر مین اختلاف ہے سو بعض اقوال
تو اول گذر چکے ہین اون کی تکرار کی ضرورت نہین ہے جدید یہ ہین ابن مردویہ نے حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خذف سے نہی
فرمائی ہے اور وہ یہ قول ہی اللہ پاک کا وتاتون فی نادیکم المنکر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سی
اس کی تفسیر مین مروی ہے فرمایا وہ خذف ہے حضرت ابن عباس سے بھی اسی کے
مثل مروی ہے خذف کہتے ہین انگلیون کے درمیان مین کنکر بان رکھکر پھینکنے کو کہا ہے
کہ وہ لوگ اپنی مجلسون مین بیٹھتے اور اون مین سے ہر شخص کے پاس ایک قصعہ ہوتا اوسمین
کنکریان ہوتین پھر جب کوئی راہگذرنے والا اونپر سے گذرتا تو اوسکو مارتے پھر اونمین سے
جس کی کنکری اوس کو لگتی تو کہتا کہ مین اوس کا زیادہ مستحق ہون اور کہا ہے کہ جو کچھہ اوس کے
پاس ہوتا وہ لیلیتا اور اوس سے بدفعلی کرتا اور تین درہم اوس کو چٹے دیتا کسی نے کہا
کہ ایک دوسرے پر تھوکتے تھے اور نرد و شطرنج کھیلتے رنگین لباس پہنتے اور اون کی
عادات مین سے یہ تھا کہ مصطگی چباتے انگلیون کی پور مہندی سے رنگتے ازار کھولتے
سیٹی بجاتے کوئی مانع نہین ہے اس سے کہ وہ یہ سب منکرات کرتے تھے زجاج نے کہا
اس مین اعلام ہے اس بات کا کہ لائق نہین ہے کہ لوگ منکر پر معاشرت کرین اور سخریہ و

و مناہی پر جمع ہون غرضکہ جب لوط علیہ السلام نے اون کی بد افعالیون کا اونپر انکار کیا
تو وہ جواب دیا جو اللہ پاک نی اون کی طرف سے نقل فرمایا ہے فما کان جواب قومہ الا آیۃ
یعنی پہر اونہون نے کچہہ جواب نہ دیا مگر یہی کہ اگر تو سچا ہے تو اللہ کا عذاب لے آ کچہہ جواب
نہ بنا تو تکذیب و لجاج و عناد کی طرف رجوع ہوی اس آیت پر اول کلام گذر چکا ہے

نکتہ سورۂ نمل مین یون گذر چکا ہے فما کان جواب قومہ الا ان قالوا اخرجوا
آل لوط من قریتکم اور اعراف مین یہ گذرا ہے وما کان جواب قومہ الا ان قالوا
اخرجوھم من قریتکم پس ان تین مین یون جمع کی گئی ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام
ارشاد و ہدایت پر ثابت و قائم تہے بار بار اون کو نہی کرتے اور وعید سناتے تہے سو
اول تو قوم نے اون سے یہ کہا ائتنا بعذاب اللہ جس طرح کہ اس آیت مین ہی پہر جب لوط
علیہ السلام کی طرف سے نہی کی کثرت ہوئی اور ساکت نہ ہوے تو قوم نی کہا اخرجوہم جسطرح
کہ اعراف و نمل مین ہے کسی نے کہا کہ اول قوم نے کہا اخرجوہم من قریتکم پہر دوبارہ کہا
ائتنا بعذاب اللہ پہر جب لوط علیہ السلام اون سے ناامید ہوے تو اللہ پاک سے اون پر
مدد طلب کی اور کہا رب انصرنی علی القوم المفسدین یعنی ای رب میرے تو میری مدد کر قوم مفسد
پر بایں طور کہ اپنا عذاب اون پر نازل کر اور مین نی جو کہا ہی کہ عذاب نازل ہونے والا ہے
سو میری بات کو ثابت کر دے افساد اون کا وہی ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے کہ مردون سے
بدفعلی کرتے اور اپنی مجلس مین برے کام کرتے تہے پس اللہ پاک نی اون کی دعا قبول
کی اور اون کی قوم کے عذاب کے واسطے فرشتے بہیجے اور فرشتون کو امر کیا کہ قبل عذاب
کے ابراہیم علیہ السلام کو خوشخبری دین اسی لیے یہ ارشاد فرمایا ولما جآءت رسلنا
ابراھیم بالبشریٰ قالوآ انا مھلکوآ اھل ھذہ القریۃ ج ان اھلھا کانوا
ظلمین ج قال ان فیھا لوطا ط قالوا نحن اعلم بمن فیھا ز لننجینہ واھلہ الا
امراتہ ز کانت من الغبرین ○ ولما ان جآءت رسلنا لوطا سیٓء بھم و
ضاق بھم ذرعا وقالوا لا تخف ولا تحزن ق انا منجوک واھلک الا
امراتک کانت من الغبرین ○ انا منزلون علی اھل ھذہ القریۃ رجزا

من السماء بما کانوا یفسقون ۝ ولقد ترکنا منها آیة بینة لقوم یعقلون ۝
اور جب پونہچے ہمارے بہیجے ابراہیم پاس خوشخبری لیکر بولے ہمکو کہپا دینی ہے یہ بستی
بیشک اوس کے لوگ ہورہے ہین گنہگار بولا اوس مین لوط ہے وہ بولی ہمکو خوب
معلوم ہے جو کوئی اوس مین ہے ہم بچالین گے اوس کو اور اوس کے گہر والون کو
مگر اوس کی عورت ہے رہجانے والون مین اور جب پونہچے ہمارے بہیجے لوط پاس
ناخوش ہوا اون کو دیکہکر اور خفا ہوا دل سی اور وہ بولے نہ ڈر اور غم نہ کہا ہم بچادین گے
تجہکو اور تیرے گہر کو مگر عورت تیری رہ گئی رہنے والون مین ہمکو اوتاری ہے اس
بستی والون پر ایک آفت آسمان سی اسپر کہ یہ بے حکم ہورہے تہے اور چہوڑ رکہا ہم نے
اوس کا نشان نظر آتا بوجہتے لوگون کو ف یہ خفا ہوئی اس سی کہ ان مہمانون کو
کس طرح بچاوُنگا اپنی قوم کی بدی سے ف یعنی وہ شہر اولی راہ پر نظر آتے ہین
انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین جب لوط علیہ السلام نے اپنی قوم پر
مدد طلب کی تو اللہ پاک نے اون کی مدد کے واسطے فرشتے بہیجے تو اونہون نے گذر کیا
ابراہیم علیہ السلام پر مہمانون کی ہیئت مین پس جو مہمان کے واسطے چاہیے وہ اون کے
پاس لائی پہر جب حضرت ابراہیم نے دیکہا کہ کہانے کی طرف اون کو کچہہ خیال نہین ہے
تو اون کو اوپرا سمجہا اور جی مین اون سی ڈرے تو وہ اون کو انس و خوشخبری دینے لگے
ایک صالح فرزند کے وجود کی اون کی بی بی سارہ علیہا السلام سی اور وہ حاضر تہین تو
اونہون نی اس سے تعجب کیا چنانچہ اس کا بیان سورۂ ہود و حجر مین گذر چکا ہے پہر جب
حضرت ابراہیم کو خوشی آئی اور فرشتون نے اون کو خبر دی کہ وہ تو قوم لوط کی ہلاک کے
واسطے بہیجے گئے ہین تو وہ دفع کرنے لگے کہ شاید اون کو مہلت ملے شاید اللہ پاک اونکو
ہدایت کردے جب فرشتے بولے کہ ہم کو تو اس بستی والون کا ہلاک کرنا ہے تو کہا کہ اوسمین
لوط ہے وہ بولے ہم کو خوب معلوم ہے جو کوئی اوسمین ہے البتہ ہم بچالین گے اوسکو
اور اوس کے گہر والون کو مگر اوس کی عورت ہے غابرین سی یعنی ہلاک ہونے والون مین
سے کیونکہ وہ قوم کی موافقت کرتے تہے اون کے کفر و بغی و دبر پر پہر فرشتے اون سے

پاس سی چلے تو لوط علیہ السلام پر داخل ہوئی صورت مین خوبصورت جوانون کی پھر جب
اون کو ایسا دیکھا تو ناخوش ہوے اون کو دیکھکر اور خفا ہوے دل سے یعنی اون کے
حال سی غمگین ہوے کہ اگر اون کو مہمان رکھین تو اپنی قوم سے اون پر خالف ہین اور اگر
اون کو مہمان نہ رکھین تو بھی قوم سے اون پر خوف ہے اور ابھی تک اون کو اونکا حال
معلوم نہین ہوا تھا کہ فرشتے بولے کہ تو مت ڈر اور رنج مت کر ہم بچا دین گے تجھکو اور تیری
گھر کو مگر تیری عورت رہ گئی رہنے والون مین ہمکو اوتارنی ہے اس بستی والون پر ایک
آفت آسمان سے اسپر کہ یہ بے حکم ہو رہے ہین یہ یون ہوا کہ جبریل علیہ السلام نے اونکی
بستیون کو زمین کی تہ سے اوکھاڑا پھر اون کو ابر آسمان تک لیجا کر اٹھایا پھر اون کو اوندھا کر اوپر سے
اور اللہ پاک نے اون پر پتھر بھیجے من سجیل منضود مسومة عند ربك وما هي
من الظالمين ببعيد اور اون کی جگہہ مین ایک بحیرہ خبیثہ بدبودار کر دیا اور یوم التناد تک
اون کو عبرت ٹھیرایا اور بروز معاد یہ لوگ سب لوگون سی سخت تر ہون گے عذاب مین
اسی لیی یہ فرمایا ولقد تركنا ها آية بينة لقوم يعقلون یعنی البتہ مقرر چھوڑ رکھی
ہم نے اوس سے ایک واضح نشانی واسطی عاقل لوگون کے کما قال تعالی وانكم
لتمرون عليهم مصبحين وبالليل افلا تعقلون ف فتح البیان کا بیان
مع اتقان یہ ہے کہ بشری یعنی بشارت ہے مراد خوشخبری دینا ہے فرزند اور فرزند فرزند
کی یعنی حضرت اسحٰق پھر اون کے بیٹے حضرت یعقوب علیہما السلام قریہ سے مراد سدوم ہے
جس مین قوم لوط علیہ السلام رہتی بستی تھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی جگہہ سے ایک دن رات
کی راہ پر واقع تھی قولہ تعالی ان اهلها كانوا ظلمين تعلیل ہے اہلاک کی یعنی فرشتون نے
حضرت ابراہیم سی کہا کہ ہمکو ہلاک کرنا ہے اس بستی کا اس سبب سے کہ وہ لوگ ظالم ہین حضرت
ابراہیم نے کہا کہ اوس بستی مین لوط ہے جس بستی کو تم ہلاک کرنے والے ہو اور لوط ظالم نہین
ہے پھر تم کیونکر اوس بستی کو ہلاک کرو گے فرشتے بولے ہم خوب جانتے ہین جو کوئی اوسمین ہے
نیکون اور بدون سی اور ہم لوط کے مکان کو ہمارے غیر سے زیادہ تر جانتے ہین البتہ ہم
نجات دین گے اوس کو اور اوس کے گھر والون کو عذاب سی اعمش وحمزہ ویعقوب وکسائی

سر بہنگی کی جو بیٹہ
صاف بنا مین نہین
رب کے پاس اور
نہین وہ بستی ان لوگون
سے کچھ دور ہے
اور مگر گزرتی ہو اون پر
صبح کے وقت اور رات
کو پھر کیا تم نہین
سمجھتے

نے بتخفیف پڑہا ہے اور باقی قاریون نے بہ تشدید یہ دونون قرأتین سبعیہ
ہین اِلَّا امْرَأَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِيْنَ مگر اوس کی عورت ہے اللہ کے علم مین اور اوس کے
حکم ازلی مین اون لوگون سے جو کہ باقی رہنے والے اور ڈوبنے والی ہین عذاب مین
جن کو اوس سے خلاصی نہوگی اس واسطے کہ جو کوئی شر پر دال ہے اوس کے لیے
ایک حصہ ہے مثل فاعل شر کے جس طرح کہ دال خیر پر مثل فاعل خیر کے ہوتا ہے یہ عورت
لوط علیہ السلام کے مہمان قوم کو بتا دیا کرتی تہی اس لیے وہ بہی بسبب دلالت کے ایک
اون مین سے ہوگئی کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ ہے باقی رہنے والون سی اوس بستی مین جسپر
عذاب نازل ہوگا پس وہ بہی منجملہ اون کے معذب ہوگی اور نجات پانے والون مین نجات
نہ پائیگی غابر ایک لفظ مشترک ہے درمیان ماضی و باقی کے اسکی تحقیق اول گذر چکی ہے
و لما ان جاءت الآیہ کلمۂ ان زائدہ ہے واسطے تاکید کے اور اوس کی زیادت مطرد ہے
یعنی جب فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس سی مفارقت کرکے لوط علیہ السلام کے پاس آئے
تو اونکے پاس وہ شی آئی جسنے اون کو ناخوش کیا اور ڈرایا کیونکہ لوط علیہ السلام نے اون کو
بشر سے خیال کیا سو اپنی قوم سے اونپر ڈرے اس لیے کہ وہ بشری صورتون سی نہایت
حسین صورت مین تہے وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا یعنی اون کی تدبیر سے عاجز ہوئے اور غمگین
اور اون کا سینہ تنگ ہوا ضیق ذراع کنایہ ہے عجز اور فقد طاقت سے جس طرح کہ فقر سے
کنایہ کرنے مین بولتے ہین ضاقت یدہ یعنی اوسکا ہاتہہ تنگ ہوا اور اس کے مقابل مین کہتے
ہین رحب ذرعہ بکذا یعنی فلان کا ہاتہہ فلان کام کے ساتہہ وسیع و فراخ ہوا جبکہ وہ اوس
کام کی طاقت رکہتا ہے وجہ اس کی یہ ہے کہ جس شے کو دراز دست پہنچتا ہے کوتاہ دست
اوس کو نہین پہنچتا ہے سورۂ ہود مین اس کی تفسیر پورے طور پر گذر چکی ہے غرضکہ جو رنج
و غم اور گہبراہٹ لوط علیہ السلام پر نازل ہوئی تہی جب فرشتون نے اسکو دیکہا تو اون سے کہا
کہ تو اپنی قوم سے ہم پر خوف مت کر اور نہ غم کہا کیونکہ وہ ہم پر قادر نہونگے جس عذاب کے
نازل کرنے کا اونہون نے ہم کو حکم دیا ہے ہم اوس سی تجھکو اور تیرے گہر والون کو بچا لینگے
مگر تیری عورت سے باقی رہنے والون سی عذاب مین حمزہ و کسائی و یعقوب و عاصم نے

منجوک تخفیف پڑہا ہے اور باقی قراء نے تشدید مبرونی کہا کہ منجوک مین کاف مجرور ہے اور
عطف ظاہر کا مضمر مجرور پر جائز نہین ہے اس لیے ثانی کا معنی پر حمل کیا گیا اور تقدیر یہ ہوگئی
ونجی اہلک جملہ انا منزلون الا یہ مستانفہ ہے تخصیص نجات دینے کی جو لوط علیہ السلام کے
اور اون کے گھر والون کے ساتھہ کی سو اس سی اون کی قوم کا ہلاک سمجھا جاتا تہا پس اس
ہلاک کے بیان کرنے کو یہ جملہ لایا گیا ہے رجز کہتے ہین عذاب کو عذاب کا نام رجز اس لیے
رکھا ہی کہ عذاب قلق و اضطراب مین ڈالتا ہے معذب کو ماخوذ ہے عرب کی اس قول سے
ارتجز اذا ارتجس یعنی جب کوئی مضطرب و بیقرار اور بیچین ہوتا ہے تو اوس وقت بولتے ہین
ارتجز یعنی وہ بے چین ہوا اس جگہہ آسمانی عذاب سے مراد پتہرون کے ساتھہ مارنا ہی کسی
نے کہا اون کا جلانا آگ سی جو آسمان سے نازل ہوئی کسی نے کہا کہ خسف و حصب ہے
یعنی زمین مین دہسا دینا اور پتہرون سی مارنا جس طرح کہ اور جگہہ فرمایا ہے خسف کا آسمان سے
ہونا اس کے یہ معنی ہین کہ اوس کا حکم آسمان سی نازل ہوا ابن عامر و حضرت ابن عباس
نے منزلون تشدید پڑہا ہے اور باقی قراء نے تخفیف حرف با بما کانوا یفسقون
مین سببیہ ہے یعنی آسمان سے اون پر عذاب نازل ہوا بسبب اون کے فسق کے
ولقد ترکنا منہا آیۃ بینۃ لقوم یعقلون یعنی باقی رکہی ہم نے اوس بستی سے
ایک کہلی علامت و دلالت و نشانی واسطے اوس قوم کے جو آیات اور نشانیون کو
سوچتے سمجہتے بوجہتے ہین سمجہنا بوجہنا عقل والون کا مراد آیت سے آثار و نشان
ہین اوس بستی مین اون پتہرون کے جن کے ساتہہ وہ مارے گئے اور اوجاڑ گہر
اور اون کے اوجاڑ گہرون کے آثار یہان تک کہ اس امت کے اوائل لوگون نے
اون کو پایا مجاہد نے کہا کہ سیاہ پانی باقی ہے اون کے روے زمین پر اس سے
کوئی مانع نہین ہے کہ جمیع ماذکر پر آیت کا حمل کیا جاے حرف لام لقوم کا متعلق ہے ترکنا سے
یا آیۃ سے یا بینۃ سے یہ قول اظہر ہے ذوی العقول کا خاصکر اس لیے ذکر کیا کہ یہی لوگ
اس بات کو سمجہتے ہین کہ یہ آثار عبرت ہین دیکہنے والا اون سے عبرت لیتا ہے

والی مدین اخاہم شعیبا فقال یقوم اعبدوا اللہ وارجوا الیوم الاخر

ولا تعثوا فی الارض مفسدین ۝ فکذبوہ فاخذتھم الرجفۃ فاصبحوا
فی دارھم جثمین ۝ اور بھیجا مدین پاس اون کا بھائی شعیب پھر بولا ای قوم
بندگی کرو اللہ کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین مین خرابی مچاتے پھرے
اوس کو جھٹلایا تو پکڑا اون کو بھونچال نے پھر صبح کو رہ گئے اپنے گھرون مین اوندھے پڑے
ف انمین عادت تھی دغابازی کی دین لین مین شاید راہی لوٹتے تھے انھی
ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے اپنے
بندہ و رسول شعیب علیہ السلام کے کہ اونھون نے اپنی قوم مدین والون کو ڈرایا پس اللہ
وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کا امر کیا اور اس بات کا کہ اللہ کی پاس و نعمت و سطوت سے
ڈرین روز قیامت کو پس یون کہا یاقوم اعبدوا اللہ وارجوا الیوم الاٰخر ابن جریر
نے کہا بعض نے کہا ہے کہ اس کے معنی یہ ہین اور ڈرو تم پچھلے دن سے یہ مثل اس
آیت کے ہے لمن کان یرجو اللہ والیوم الاٰخر قولہ تعالی ولا تعثوا فی الارض
مفسدین عثی و عیث فی الارض کہتے ہین زمین مین دوڑنے کو اور اہل زمین پر بغی و ظلم
کرنے کو حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم کو زمین مین خرابی مچاتے پھرنے سے منع
کیا اس لیی کہ وہ ماپ تول مین کمی کیا کرتے اور لوگون پر راہ قطع کرتے یہ سب کام اور
باوجود اس کے اللہ کے اور اوس کے رسول کے منکر پس اللہ پاک نے اون کو ہلاک کیا
ایک بڑے بھونچال سی اور اون کے شہر اوپر کانپ اوٹھے اور ایک چنگھاڑ جس نے
دلون کو اون کے حناجر سے نکال دیا اور عذاب یوم الظلہ کا جس نے روحون کو اپنے
قرارگاہ سے نکالا بے شک وہ تھا عذاب دن بڑے کا سورۂ اعراف و ہود و شعرا مین
ان کا قصہ مبسوط گذر چکا ہے قتادہ نے کہا کہ جاثمین بمعنی میتین ہے ان کے غیر نے کہا کہ
بعض بعض پر ڈالدیے گئے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ مدین ایک شخص کا
نام ہے کسی نے کہا نام ہے شہر کا پس قول اول کی بنا پر معنی یہ ہین اور بھیجا ہم نے طرف
مدین کے اور اوس کی اولاد کے اور ثانی کی بنا پر یہ معنی ہین بھیجا ہم نے طرف مدین
والون کے اون کے بھائی شعیب کو ان کا ذکر اور ان کے نسب و قوم کا ذکر سورۂ اعراف

وہود مین گذر چکا ہے یہان شعیب علیہ السلام کی اضافت کی طرف قوم کے بخلاف
قصۂ نوح و ابراہیم و لوط علیہم السلام کے کہ ان قصون مین قوم کا ذکر موخر کیا ہے اور ہر ایک
کی ضمیر کی طرف قوم کی اضافت کی ہے کیونکہ ساری جگہون مین اصل یہ ہے کہ قوم کا ذکر
کیا جائے پھر اون کے رسول کا اس واسطے کہ اللہ پاک نہین بھیجتا ہے کسی رسول کو
طرف غیر معین کے مگر قوم نوح و ابراہیم و لوط علیہم السلام کا کوئی اسم خاص نہ تہا نہ کوئی
مخصوص نسبت تہی جس کے ساتھہ اون کی تعریف کیجائے اس لیے اونکے نبیون کی
اضافت کرکے اون کی تعریف کی گئی سو یون کہا گیا کہ قوم نوح و قوم ابراہیم و قوم لوط
رہے حضرت شعیب و ہود و صالح علیہم السلام کی قوم سو ان کا ایک نسب معلوم تہا جس کے
ساتھہ وہ لوگون کے نزدیک مشہور و معروف تھے اس لیے کلام اپنی اصل پر جاری ہوا
سو یون کہا گیا وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاہُمْ شُعَیْبًا والی عادا خاہم ہودا ذکرہ الرازی فقال یا قوم
اعبدوا اللہ یعنی ای قوم میری تنہا اللہ کی عبادت کرو اور خاص کرو اوس کو ساتھہ
عبادت کے **نکتہ** حضرت لوط علیہ السلام سے یہ مذکور نہین ہوا کہ اونہون نے اپنی
قوم کو عبادت و توحید کا امر کیا اور اون کے سوا اور نبیون سی اس کا ذکر ہوا سو وجہ اسکی
یہ ہے کہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم کے وقت مین تہی وہ عبادت و توحید کا ذکر اول
کر چکے تھے یہان تک کہ خلق کے نزدیک امر توحید مشتہر ہو چکا تہا فاحشہ سے نہی کرنا
جو اون کے ساتھہ خاص تہا اوسی کا اون کی طرف سے ذکر کیا گیا رہے اون کے سوا
اور نبی سو وہ ایسے زمانے مین آئے جس مین توحید کی شہرت نہ تہی اس لیے اونہون نے
اپنی قومون کو توحید کا امر کیا وَارْجُوا الْیَوْمَ الْاٰخِرَ یعنی توقع رکھو پچھلے دن کی اور آج وہ اعمال
کرو جو اوس کے عذاب کو تم سے دفع کرین یونس نحوی نے کہا اس کے معنی یہ ہین کہ ڈرو
آخرت سی جس مین اعمال پر جزا ہے اور اوس کا خوف رکھو وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَ
یہ حال تاکید کرنے والا ہے اپنے عامل کی عثو و عثی کہتے ہین اشد فساد کو اس کی تفسیر
اول گذر چکی ہے فَکَذَّبُوْہُ مین تکذیب راجع ہے طرف اخبارات ضمنیہ کے گویا یہ
خبر ہے دین کہ اللہ ایک ہے سو اوس کو پوجو اور حشر ہونے والا ہے سو اوس کی توقع رکھو اور

فساد حرام ہی سو اوس کی پاس مت جاؤ اب کوئی یہ نہین کہہ سکتا ہے کہ آمر و ناہی کی
تکذیب نہین کی جاتی ہے تکذیب تو مخبر کی ہوتی ہے فاخذتھم الرجفۃ رجفہ سے
مراد زلزلہ شدید ہے سورۂ اعراف مین بھی اسی طرح ہے اور سورۂ ہود مین صیحہ ہے اور
قصہ ایک ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا مراد صیحہ سے جبریل علیہ السلام کی چنگھاڑ ہے
زلزلے کے سبب یہی چنگھاڑ ہوئی پس اون کی چنگھاڑ کے مارے زمین کانپ اوٹھی
اور دل اوس کے سبب سے لرز گئے اضافت طرف سبب کے منافی نہین ہوتی ہے
اضافت کو طرف سبب سبب کے فاصبحوا فی دارھم جاثمین دار سے مراد اون کا
شہر و زمین ہے یا اون کے منازل یعنی پہر صبح کو ہو گئے اپنے گھرون مین بیٹھنے والے
اپنے گھٹنون کے بل مردہ ہو کر وعادا وثمود وقد تبین لکم من مسکنھم وزین
وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل وکانوا مستبصرین
وقارون وفرعون وھامٰن ولقد جاءھم موسیٰ بالبینٰت فاستکبروا
فی الارض وما کانوا سابقین فکلا اخذنا بذنبہ فمنھم من ارسلنا
علیہ حاصبا ومنھم من اخذتہ الصیحۃ ومنھم من خسفنا بہ الارض
ومنھم من اغرقنا وما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون
اور عاد کو اور ثمود کو اور تمہیں کھل چکا ہے اون کے گھرون سے اور رہمایا اون کو شیطان
نے اون کے کامون پر پہر روک دیا اون کو راہ سے اور تھے ہوشیار اور قارون اور
فرعون اور ہامان اور اون پاس پونہچا موسی کھلی نشانیان لیکر پہر بڑائی کرنے لگے
ملک مین اور نہ تھے جیت جانے والے پہر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر پہر
کوئی تھا کہ اوس پر بھیجا پتھراؤ مینہ سے اور کوئی تھا کہ اوس کو پکڑا چنگھاڑ نے اور کوئی تھا
کہ اوس کو دھسایا زمین مین اور کوئی تھا کہ اوس کو ڈبو دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ اون پر
ظلم کرے پر تھے وہ اپنا آپ برا کرتے ف یعنی دنیا کے کام مین ہوشیار تھے اور
اپنے نزدیک عقلمند تھے پر شیطان کے بہکانے سے بچ سکے انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے ان امتون کی جو پیغمبرونکی

جھٹلانے والے ہین کہ اون کو کیونکر ہلاک کیا اور اون کی عذاب مین اور پکڑنے مین اور اون سے انتقام لینے مین انواع و اقسام کی تعذیب فرمائی پس عاد ہود علیہ السلام کی قوم یہ لوگ احقاف مین بستے تھے احقاف قریب ہے حضرموت سی بلاد یمن مین اور ثمود قوم صالح علیہ السلام حجر مین سکونت رکھتے تھے قریب وادی القری کے عرب لوگ ان کی رہنے بسنے کے مکانون کو خوب جانتے ہین پہچانتے ہین اور اون پر بہت گذرتے ہین اور قارون بڑے مالون والا اور خزانون کی بہاری کنجیون والا اور فرعون مصر کا بادشاہ زمانۂ موسی علیہ السلام مین اور ہامان اوس کا وزیر یہ دونون قبطی کافر اللہ کے اور اوس کی رسول کے منکر فکلا اخذنا بذنبہ یعنی ہر ایک کی عقوبت اوس شی کے ساتھ ہوئی جو اوس کے مناسب حال تھی فمنہم من ارسلنا علیہ حاصبا یہ لوگ عاد مین انہون نی کہا تھا کہ کون ہے سخت تر ہم سے قوت مین سو آئی اون پر باد صرصر نہایت درجہ کی سرد سرکش بغایت سخت چلنی والی او ٹھاتی تھی اون پر زمین کے کنکر پھر اون کو اون پر ڈالتی تھی اور او کھاڑتی تھی اون کو زمین سی پس او ٹھاتی تھی اون مین کے آدمی کو زمین سی ابر آسمان تک پھر کہو پری کے بل اوس کو اوندہا ڈالتی تھی پھر اوس کے سر کو کچل ڈالتی تو وہ دھڑ رہجاتا بدون سر کے کانہم اعجاز نخل منقعر ومنہم من اخذتہ الصیحۃ یہ لوگ ثمود ہین ان پر حجت قائم ہوگئی اور ان کے واسطے دلالت ظاہر ہوگئی اوس اونٹنی سے جس سے پتھر پھٹ گیا تھا جیسا کہ اونہون نی سوال کیا تھا پورا باوجود اس کے ایمان نہ لائے بلکہ اپنے طغیان و سرکشی و کفر پر مستمر رہے اور نبی اللہ صالح علیہ السلام کو تہدید کی اور اون کو جو اون پر ایمان لائے تھے اور اون کو یہ وعید سنائی کہ اون کو نکالدین گے اور پتھرون سے ماریں گی سو ان پر چنگھاڑ آئی اوس نے اون کے اصوات و حرکات کو ساکن کر دیا ومنہم من خسفنا بہ الارض یہ قارون ہے جو طاغی باغی عاتی سرکش و عاصی ہوا رب اعلی کا اور زمین مین چلا اترا کر اور خوش ہوا اترایا اور اپنے نفس سے فخر کیا اور سمجھ بیٹھا کہ وہ بہتر ہے اپنے غیر سے اور اپنی چال مین اکڑ اکڑ کر اللہ پاک نے اوس کو اور اوس کے گھر کو زمین مین دھسا دیا پس وہ اوس مین گہستا جاتا ہے روز قیامت تک ومنہم من اغرقنا یہ فرعون ہے اور اوس کا وزیر ہامان اور اون کے سارے لشکر سب کے سب ایک صبح مین ڈبو دیے گئے پھر اون مین سے کوئی خبر دینے والا نہ بچا

لہ یعنی وہ جڑ تن کھجور کی جس مین اوکھڑی پڑی ۱۲

وما کان اللہ لیظلمہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون یعنی اللہ ایسا نہ تھا کہ اون پر ظلم
کرے اوس کام مین جو اون کے ساتھ کیا پر تھے وہ اپنا آپ بُرا کرتے یعنی یہ جو اون کے
ساتھ کیا سو پورا پورا بدلا ہے اوس کا جو اون کے ہاتھون نے کمایا ع ای لپسر خود کردہ
خود کردہ را درمان چیست ۔ یہ جو ہم نے ذکر کیا ظاہر سیاق آیت کریمہ سے اور لف ونشر کے
باب سے ہے یعنی اللہ پاک نے اُمم مکذبہ کا ذکر کیا پھر فرمایا وکلا اخذنا بذنبہ یعنی انہین لوگون
مین سے جن کا مذکور ہوا اُس بات پر جو مین نے تنبیہ کی سو اس غرض سے کہ ابن جریج نے
کہا کہ ابن عباس نے فمنہم من ارسلنا علیہ حاصبا کی تفسیر مین کہا ہے کہ قوم لوط علیہ السلام ہے
ومنہم من اغرقنا مین کہا کہ قوم نوح ہے یہ روایت حضرت ابن عباس سی منقطع ہے کیونکہ ابن جریج
نے اون کو پایا نہین ہے پھر یہ بات ہے کہ اللہ پاک نی اس سورت مین اہلاک قوم نوح کا طوفان
سے اور قوم لوط کا بانزال رجز من السماء سے ذکر فرمایا ہے اور سیاق وفصل کو درمیان اوس کے
اور اس سیاق کے طول دیا ہے قتادہ نے کہا کہ فمنہم من ارسلنا علیہ حاصبا قوم لوط ہے ومنہم
من اخذتہ الصیحۃ قوم شعیب ہے یہ قول بھی بعید ہے بوجہ ماتقدم کے واللہ اعلم ف
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ وعادا وثمود امبنی حی تو منصرف ہین اور بمعنی قبیلہ
غیر منصرف کسائی نے کہا بعض نے کہا ہے کہ یہ راجع ہے طرف اول سورت کے ای ولقد
قتنا الذین من قبلہم وقتنا عادا وثمود ا یعنی البتہ مقرر جانچا ہم نے اون لوگون کو جو ان سے
پہلے تھے اور جانچا ہم نے عاد کو اور ثمود کو کسائی نے کہا مجھے یہ زیادہ تر محبوب ہے کہ
معطوف ہو فاخذتہم الرجفۃ پر یعنی پھر پکڑا اون کو زلزلے نے اور پکڑا اوس نی عاد کو اور ثمود
کو زجاج نے کہا تقدیر یہ ہے واہلکنا عادا وثمود ا یعنی ہلاک کیا ہم نے عاد کو اور ثمود کو کسی
نے کہا کہ اس کا عامل اذکر محذوف ہے یعنی یاد کر عاد وثمود کو جبکہ بھیجا ہم نے طرف اون کے
ہود وصالح کو وقد تبین لکم من مساکنہم کا فاعل محذوف ہے ای آیات بینات یعنی ای
گروہ کفار اور ای اہل مکہ ظاہر ہو گئین واسطے تمہارے اون کے مساکن ومنازل ومکانات
سے جو کہ حجر واحقاف ویمن مین ہین کھلی کھلی نشانیان جن سے تم نصیحت پذیر ہو اور
اون مین تم غور وفکر کرو یہ اس لیی فرمایا کہ مکے والے اپنے سفرون مین اون پر گذر کرتے

تو اون کو اپنی آنکھون سے دیکھتے تھے وزین لھم الشیطان فصدھم عن السبیل
اعمال سے مراد کفر و معاصی ہین اللہ کے جن کو وہ کیا کرتے یعنی اچھے کر دکھائی شیطان
نے اون کو اون کے عمل سو روکدیا اون کو بسبب اس اچھا کر دکھانے کے کھلے رستے سے
جو کہ حق کی طرف پونہچانے والا تھا وکانوا مستبصرین امام رازی نے کہا یہ بیان ہی اوس
ماجرا کے سبب کا جو اونپر گذرا سو اعمال اون کے پوجنا اون کا ہے غیر اللہ کو اور سبیل سے
مراد اللہ کی عبادت ہے اور تھے مستبصرین بواسطہ رسل کے یعنی اس باب مین اون کے
واسطی کوئی عذر نہین ہے کیونکہ رسولون نے راہ واضح کر دی تھی کسی نے کہا کہ اہل بصائر
تھے اون بصیرتون سی معرفت حق کی قدرت رکھتے تھے ساتھہ استدلال کے لیکن اونہون
نے نہین کیا یا اس بات کو خوب پہچانتے تھے کہ عذاب اون کو لاحق ہونے والا ہے
بسبب خبر دینے رسولون کے اون کو لیکن اونہون نے لجاج کیا اور خصومت کی یہان تک
کہ ہلاک ہوئے فراء نے کہا کہ عقلاء دانشمند صاحب بصائر تھے امور دنیا مین پس اون کے
بصائر نے اون کو نفع نہ دیا کسی نے کہا کہ مستبصرین تھے گمراہی مین یہ قول حضرت ابن عباس
کا ہے کسی نے کہا کہ بصیرت والے تھے اپنے کفر و ضلالت مین اور اوسپر عجب و ناز کرتے
خیال کرتے تھے کہ وہ ہدایت پر ہین اور سمجھتے تھے کہ اون کا امر حق ہے سو اس بنا پر اون کا
وصف ساتھہ استبصار کے کیا باعتبار اوس بات کے جو اون کے نزدیک تھی وقارون
وفرعون وھامان یا تو اس کا عطف عاد پر ہوگا وکان فیہ مافیہ اور یا فصدھم پر یعنی
روکا اون کو شیطان نے راہ حق سی اور روکا قارون و فرعون و ہامان کو یہ قول کسائی کا
ہے کسی نے کہا تقدیر یہ ہے وایلکنا ھولاء یعنی ہلاک کیا ہم نے ان لوگون کو بعد اس کے
کہ آئے اون کے پاس رسول قارون کو فرعون پر مقدم کیا واسطی شرف اوس کی نسب کے
بسبب قرابت اوسکی کے موسی علیہ السلام سے کیونکہ وہ اون کا ابن عم تھا اور ہامان وزیر ہے
فرعون کا ولقد جاءھم موسی بالبینات فاستکبروا فی الارض وما کانوا سابقین یعنی
البتہ آیا اون کے پاس موسی ظاہر ظاہر حجتین اور واضح واضح دلیلین اور کھلی کھلی نشانیان
لیکر پس اونہون نے بڑائی کی زمین مین اللہ کی عبادت سے اور نہ تھے وہ فوت کرنے والی

ہماری عذاب کو اور اوس سے بھاگنے والے جب کوئی شخص اپنے طالب سے فوت
ہو جاتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین سبق طالبہ کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ نہ تھے وہ سبقت
کرنے والی کفر مین بلکہ اوس کی طرف بہت سے قرون سبقت کر چکے ہین فکلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِہٖ
الآیہ کا یہ مطلب ہے پس ہر ایک کو انہین مذکورین سے پکڑا ہم نے بسبب اوس کے گناہ
کے یعنی عقاب کیا بسبب اوس کے کفر و تکذیب کے کسائی نے کہا تقدیر یہ ہے فاخذنا
کلا بذنبہ اس مین رد ہے اوس شخص پر جو کہ جائز رکھتا ہے عقوبت کو بدون گناہ کے پس اونمین
سے وہ ہے جس پر بھیجا ہم نے حاصب یعنی وہ ہوا جو کہ حصبا لاتی تھی حصبا کہتے ہین
چھوٹی کنکریون کو پھر اون سے اون کو مارتے تھے یہ قوم لوط ہے بقول حضرت ابن عباس
اور اونمین سے وہ ہے کہ پکڑا اوسکو چنگھاڑ نے یہ لوگ ثمود اور اہل مدین ہین بقول حضرت ابن عباس اور اونمین سے
وہ ہے کہ دھسا دیا ہم نے اوسکو زمین مین یہ قارون اور اوسکی اصحاب ہین بقول حضرت ابن عباس اور اونمین سے وہ
ہے کہ ڈبا دیا ہم نے یہ قوم نوح و فرعون ہی بقول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ وما کان اللہ لیعنی نہین
تھا اللہ کہ ظلم کرے اونکو ساتھہ اوس شی کے جو اونکے ساتھہ کی سو بغیر گناہ کے اون کو عذاب
کرے کیونکہ وہ اپنے رسول اون کی طرف بھیج چکا اور اپنی کتابین اون کی طرف نازل
کر چکا لیکن وہی اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے باین طور کہ کفر پر استمرار کیا رسولون کو جھٹلایا
اللہ کی نافرمانیون کے عامل ہوئے گناہون کا ارتکاب کیا مثل الذین اتخذوا
من دون اللہ اولیآء کمثل العنکبوت ج اتخذت بیتا ط وان اوھن البیوت
لبیت العنکبوت ز لو کانوا یعلمون ۝ ان اللہ یعلم ما یدعون من دونہ
من شیء ط وھو العزیز الحکیم ۝ وتلک الامثال نضربھا للناس ط وما
یعقلھا الا العلمون ۝ خلق اللہ السمٰوٰت والارض بالحق ط ان فی
ذلک لاٰیۃ للمؤمنین ع کہاوت اون کی جنہون نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کر اور حمایتی جیسے
کہاوت مکڑی کی بنا لیا اوس نے ایک گھر اور سب گھرون مین بودا سو مکڑی کا گھر
اگر اون کو سمجھہ ہوتی اللہ جانتا ہے جس جس کو وہ پکارتے ہین اوس کے سوا سے کوئی چیز
اور وہ زبردست ہے حکمتون والا اور یہ کہاوتین بٹھاتے ہین ہم لوگون کے واسطے اور اون کو

وقف لازم

ع ۱۴ ۱۶

بوجھتی وہی ہین جن کو سمجھہ ہے اللہ نے بنائے آسمان اور زمین جیسے چاہیین اس مین
پتا ہے یقین لانے والون کو ف یعنی گہراس واسطی ہے کہ جان مال کا بچاؤ ہو نہ مکڑی
کا جالا کہ دامن کے جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ایسا ہی ہے جو اللہ کے سوائے کسی کو اپنا بچاؤ
سمجھے ف یعنی کبھی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا بعضے خلق بت
پوجتے ہین بعضے آگ پانی کو بعضے اولیا انبیا کو یا فرشتون کو سو اللہ نے فرمادیا کہ اللہ کو سب
معلوم ہین اگر کوئی کہہ کر سکتا تو اللہ سب کو ایک قلم موقوف نہ کرتا اور اللہ کو کسی کی رفاقت
نہین چاہیے زبردست ہے اور مشورہ نہین چاہیے حکمتین اوسی کو ہین ف یعنی
اوس کام مین کوئی شامل نہ تھا تو تمہارے کامون مین شریک ہونے کی کیا احتیاج تھے
ف مشرکون نی جو اللہ پاک کو چھوڑکر اور معبود ٹہرائے ہین نصرت و مدد رزق و روزی
کی اون سے امید رکھتے ہین سختیون مین اون سے متمسک کرتے ہین اون کی حمایت
چاہتے ہین سو اللہ پاک نے اس باب مین اون کے واسطے ایک مثل بیان فرمائی کہ وہ اس
کام مین ایسے ہین جیسی مکڑی کا گھر تشبیہ اوس کی کمزوری اور جلد زوال پذیر ہونے مین ہے
پس ان مشرکون کے ہاتھون مین اپنے معبودون سے نہین ہے مگر مثل اوس شخص کے
جو مکڑی کے جالے کو پکڑتا ہے کہ وہ اوس سی کچھہ بھی دفع نہین کرسکتا نہ اوسے کچھہ نفع
پونہچا سکتا ہے پس اگر وہ اس حال کو جانتے تو ہرگز اللہ کو چھوڑکر اور حمایتی نہ پکڑتے یہ حال
بخلاف حال اوس مسلمان کے ہے جس کا دل اللہ پاک کو مانے ہوے ہے اور اوس پر
پورا پورا ایمان و یقین رکھتا ہے اور باوجود اس کے اتباع شرع مین اچھا عمل بھی کیے
جاتا ہے تو بے شک وہ ایک مضبوط کڑا پکڑے ہوے ہے جس کی قوت و ثبات کے
مارے اوس کو کسی طرح کا ٹوٹنا نہین ہے پھر جو شخص غیر اللہ کو پوجتا ہے اور غیر کو اوس کے
ساتھہ شریک کرتا ہے اللہ پاک نے اوس کو یہ وعید سنائی کہ جن اعمال پر وہ جمے ہوے ہین
اور انداد کو اوس کے ساتھہ شریک کرتے ہین وہ اون کو خوب جانتا ہے اون کو اون کے
وصف کا بدلا دیگا کیونکہ وہ تو بڑا حکمت والا اور بڑا جاننے والا ہے وتلک الامثال
نضربھا للناس الآیہ کا یہ مطلب ہے کہ اون مثلون کو سمجھتے بوجھتے نہین ہین مگر وہی لوگ

جو کہ علم مین راسخ دم و ثابت قدم ہین اور علم سے سیر و سیراب ہو رہے ہین جناب
امام احمد رحمہ اللہ تعالی نی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی
کہا عقلت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم الف مثل یعنی مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم سی ہزار مثلین سمجہہ رکہی ہین حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے واسطی
یہ ایک منقبت عظیم ہے اس واسطی کہ اللہ پاک یون ارشاد فرماتا ہے وتلك الامثال
نضربها للناس وما یعقلها الا العالمون **ابن ابی حاتم** نے عمرو بن مرہ سے
روایت کیا ہے کہا نہین گذرا مین کسی آیت پر کتاب اللہ سے کہ مین اوس کو نہین جانتا
ہون مگر اوس نے مجہے غمگین کیا اس واسطے کہ مین نے اللہ تعالی کو سنا ہے کہ وہ یون فرماتا
ہے تلك الامثال نضربها للناس وما یعقلها الا العالمون **ف** فتح البیان کا بیان ہے
اتقان یہ ہے مثل اون لوگون کی جنہون نے پکڑے اللہ کو چہوڑ کر اور اولیا جن کو وہ دوست
رکہتے ہین اور اپنی حاجات مین اون پر بہروسا کرتے ہین اللہ کے سوا برابر ہے کہ وہ
جماد سے ہون یا حیوان سے زندون سی ہون یا مردون سی مانند مثل مکڑی کے کہ
بنا لیا اوس نی ایک گہر واسطی اپنے جس کی طرف وہ ٹہکانا پکڑتی ہے اور اوس کا گہر غایت
ضعف و ناتوانی مین ہے اوس سی کچہہ دفع نہین کرتا ہے نہ تو گرمی مین نہ سردی مین نہ بارش
مین اسی طرح وہ ہے جس کو مشرکون نی حمایتی پکڑا ہے اللہ کو چہوڑ کر کیونکہ وہ بوجہ من الوجوہ
کوئی نفع اون کو نہین پونہچاتا ہے نہ کسی شی کو اون سے دفع کرتا ہے جس شخص نے
اصنام و اوثان کو اور احبار و رہبان کو حمایتی پکڑا ہے اور اون کے نفع و شفاعت و
سفارش کی امید کر کے اون کو پوجا ہے اور اون پر تکیہ کیا ہے اس شخص کی تشبیہ دی ہے
مکڑی کے جالے سے کہ جنے ایک گہر بنایا جو نہ بارش مین اوس سے کچہہ دفع کرتا ہے
نہ گرمی و سردی مین نہ کوئی ایذا اوس سے رفع کرتا ہے فراء نے کہا یہ ایک مثل ہے
کہ اللہ پاک نے اوسکو بیان فرمایا ہے واسطی اوس شخص کے جنے ٹہیرائے ہین اوس کو
چہوڑ کر اور معبود جو نہ اوس کو نفع پونہچاتے ہین نہ ضرر جیسے مکڑی کا گہر کہ نہ اوس سے
گرمی کو بچاتا ہے نہ سردی کو کہا لفظ العنکبوت پر وقف حسن نہین ہے کیونکہ جب قصد کیا گیا

تشبیہ سی اوس کا گھر جو اوس کا کچھ بچاؤ نہین کرتا ہے تو اس گھر سے تشبیہ دی گئی معبودون کی
جو کہ نہ نافع ہین نہ ضار اور خفش نے عنکبوت پر وقف جائز رکھا ہے ابن انباری نے خفش
کی تغلیط کی ہے کہا اس لیے کہ اتخذت صلہ ہے عنکبوت کا گویا یون فرمایا ہے کمثل العنکبوت
التی اتخذت بیتا پس وقف صلہ پر بدون موصول کے حسن نہین ہے لفظ عنکبوت کا واحد وجمع
ومذکر ومونث سب پر واقع ہوتا ہی نون اس کا اصلی ہے اور واو وتا زیادہ ہین بدلیل اس کے
کہ جمع مین عناکیب اور تصغیر مین عنیکیب کہتے ہین اور استعمال اس کا مذکر ومونث دونون
طرح ہوتا ہے اسمای اجناس مین یہ امر مطرد ہے کذا فی السمین بیضاوی مین ہے کہ غالب
اس کے استعمال مین تانیث ہے اور حرف تا اس مین مثل تای طاغوت ہے جمع اس کی ان
ورزنون پر آتی ہے عناکیب وعناکب وحکاب وعکبہ واعکاب انتہی عنکبوت ایک دابہ صغیر ہی
یدریک تا نامتناہی کبھی اوس کو عنکبات بھی کہتے ہین زمین کے کیڑے مکوڑے جو گھر بناتے ہین
ون مین مکڑی کے گھر سے بڑھکر کوئی گھر نہین ہے اور نہ ضعف وکمزوری مین اوس کے مشابہ
ہے کیونکہ جس وقت اوسپر ہوا چلتی ہے یا کوئی چھونے والا اوسے چھو لیتا ہے تو اوس کا
کچھ اتا پتا نہین رہتا ہے پس جس طرح کہ سب گھرون سی بڑھکر اوس کا گھر بودا ہے اسی طرح سب
دینون سی بڑھکر بودا بت پوجنے والون کا دین ہے اور اوس شخص کا جو غیر اللہ کو پوجتا ہی
یا اوس کو حمایتی پکڑتا ہے یا اللہ کے سوا ارباب ٹھیراتا ہے جیسے کہ احبار ورہبان کے مقلدی
اور اون کی مقلد لوگ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ یعنی اگر وہ جانتے اس بات کو کہ پکڑنا اون کا حمایتی اللہ کو چھوڑکر
مثل گھر بنانی مکڑی کے ہے اور اون کا امر دین ضعف مین اس غایت کو پونہچا ہے تو وہ اونکو
نہ پوجتی یا یہ معنی ہین اگر وہ کچھ بھی جانتا جانتے تو اس بات کو جان لیتے حضرت ابن عباس
نے اس کی تفسیر مین فرمایا ہے یہ ایک مثل ہے کہ اللہ نے اوس کو بیان فرمایا ہے واسطے
اوس کے جس نے اوس کے غیر کو پوجا کہ مثل اوس کی مانند مثل بیت عنکبوت کے ہے
یزید بن مرثد کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عنکبوت شیطان
ہے اللہ نے اوس کو مسخ کیا ہے پس جو شخص اوس کو پائے تو چاہیے کہ اوسے قتل کری اخرجہ
ابوداود فی مراسیلہ یزید بن میسرہ نے کہا کہ عنکبوت شیطان ہی اخرجہ ابن ابی حاتم

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی داخل ہوا مین اور ابو بکر غار مین پس مکڑیان جمع ہوئین تو جالا تن دیا ورواے پر پس تم اون کو قتل مت کرو اخرجہ الخطیب قرطبی نی اپنی تفسیر مین حضرت علے رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے فرمایا پاک کرو اپنی گھرون کو مکڑی کے جالے سے پس بیشک چھوڑ رکھنا اوس کا گھرون مین پیدا کرتا ہے فقر کو عطا رخراسانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جالا تنا مکڑی نے دو بار ایک بار تو حضرت داؤد علیہ السلام پر اور ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اخرجہ ابن ابی حاتم قولہ تعالی ان اللہ یعلم ما یدعون من دونہ من شئ حرف ما استفہامیہ ہے یا نافیہ یا موصولہ اور حرف من واسطی تبیین کے ہے یا زیادہ ہے واسطی تاکید کے کسی نے کہا یہ جملہ بنا بر اضمار قول ہے یعنی تو کہدے کفار سی کہ اللہ جانتا ہے جون سی چیز تم پکارتے ہو اوس کے سوای انس وجن وفرشتہ وحجر وراہب وغیرہ سے ابو علی فارسی نی اسپر جزم کیا ہے کہ حرف ما استفہامیہ ہی تقدیر نفی پر معنی یہ ہین گویا یون کہا گیا کہ اللہ جانتا ہے اس بات کو کہ تم نہین پکارتے ہو اوس کے سوا کوئی چیز یعنی جس شی کو تم پکارتے ہو وہ کچھ شی نہین ہے یہ تاکید ہے مثل کی اور اوسپر زیادت ہے اور اس تقدیر پر کہ ما موصولہ ہی معنی یہ ہین کہ اللہ جانتا ہے اون لوگون کو جن کو تم پکارتے ہو اوس کے سوا یہ سب وجوہ سی ظاہر تر ہے جیسا کہ کرخی نے کہا ہے یہ بھی جائز ہے کہ ما مصدریہ ہو اور من شئ عبارت ہو مصدر سے یعنی اللہ جانتا ہی تمہارے پکارنے کو کوئی پکارنا ہو عاصم وابو بکر ویعقوب نی یدعون بیای تحتیہ پڑہا ہے ابو عبید نے اس کو اختیار کیا ہے اس لیی کہ اس سی پہلے امم کا ذکر ہے اون کی طرف اس مین ضمیر راجع ہے باقی قراء نے بفوقیہ بنا بر خطاب وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ یعنے وہ غالب ہے صادر کرنے والا ہے اپنے افعال کو غایت احکام واتقان وپختگی وکامل طور پر نہین کرتا ہی ہر شے کو مگر ساتھہ تدبیر وحکمت کے اس مین مشرکون کو جاہل بنایا ہے کیونکہ اونہون نے جماد وحیوان کو پوجا جس کو نہ کچھہ علم ہے نہ کسی طرح کی قدرت اور جو ذات پاک قادر وقاہر ہے ہر شے پر اوس کے پوجنے کو چھوڑ دیا وتلک الامثال نضربھا للناس یعنی یہ مثل اور

اس کے سوا اور مثلین جو قرآن پاک مین مین بیان کرتے ہین ہم اون کو واسطی لوگون کے
اس غرض سی کہ اون کو آگاہ و ہوشیار کردین اور جو شی اون کی سمجھہ سی دور ہے اوس کو
قریب کردین و ما یعقلہا الا العالمون یعنی اون کی صحت و راستی و حسن و فائدے کو سمجھتے نہین
ہین اور جس امر کے واسطی ہم نے اون کو بیان کیا ہے اوس کو بوجھتے نہین ہین مگر وہی لوگ جو اللہ
کو اور اوس کی اسماء و صفات کو جانتے ہین اور علم مین راسخ و پختہ کار ہین اور جو کچھہ اونپر پڑھا
جاتا ہے اور جس کا مشاہدہ کرتے ہین اوس مین خوب غور و فکر کرتے ہین کیونکہ امثال و تشبیہات
جو ہین سو راہین ہین طرف معانی پوشیدہ کے یہان تک کہ یہ امثال و تشبیہات اون معانی مستورہ کو
افہام کے واسطی ظاہر کردیتے ہین اور اون کی صورت بنا دیتے ہین جس طرح کہ اس تشبیہ
نے مشرک و موحد کے حال کی تصویر کھینچ دی آیت کریمہ دال ہی اسپر کہ علم کو فضل ہے
عقل پر خلق اللہ السموات والارض بالحق حرف با واسطی ملابست کے ہے اور جار و مجرور
حال ہی یعنی پیدا کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو اس حال مین کہ متلبس تہا ساتھہ عدل و قسط کی
رعایت کرنے والا تہا اون کی پیدا کرنے مین اپنے بندون کے مصالح کا غیر قاصد تہا اوس سے
باطل کا کیونکہ مقصود بالذات اون کے پیدا کرنے سے افاضۂ خیر ہے اور آگاہ کرنا ہے اپنی ذات
و صفات پر جس طرح کہ اشارہ فرمایا ہے طرف اس کے اس قول مین وان فی ذلک لآیۃ للمومنین
یعنی اون کے پیدا کرنے مین البتہ ایک دلالت عظیم اور ایک علامت ظاہر ہے اللہ کی قدرت
اور تفرد بالآلہیت پر واسطی ایمان والون کے خاصکر مومنون کا ذکر اس لیے کیا کہ اس سے
نفع لینے والے وہی ہین بخلاف کافرون کے کہ وہ نفع نہین لیتے ہین امام رازی نے کہا یہ
شروع ہے تسلی مین مومنون کی بعد اس کے کہ ساری خلق کو ایمان کا امر فرمایا پس کفار ایمان
نہ لائے جس کا اون کو امر کیا تہا اور اوس سی ناامیدی حاصل ہوگئی اس لیے فرمایا کہ اللہ پاک
تو ایسی عظیم الشان قدرت والا ہے جس نے آسمان و زمین بنائے مومنون کے واسطے اہین
پستے ہین اللہ پاک کی قدرت و عظمت و وحدانیت پر پہر اگر کافر ایمان نہ لائین تو یہ تمہارے
ایمان و یقین مین مضر نہین ہے حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے
اپنی قدرت عظیم کی کہ اوس نی آسمان و زمین بنائے ساتھہ حق کے یعنی نہ بطور عبث و لعب کے

یعنی درمیان حال مشرک و حال موحد کے فرق کی صورت بنا دی ہے منہ

لیجزی[1] کل نفس بما تسعی لیجزی[2] الذین اساؤا بما عملوا ویجزی الذین
احسنوا بالحسنی قولہ تعالے ان فی ذلک لآیۃ یعنی آسمان وزمین کی خلق مین البتہ
واضح دلالت ہی اسپر کہ اللہ پاک متفرد ہے ساتھہ خلق وتدبیر وآلہیت کے اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ
الیک من الکتاب واقم الصلوٰۃ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ
اکبر واللہ یعلم ما تصنعون ○ تو پڑہ جو اوتری تیری طرف کتاب اور کہڑی رکہہ نماز
بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی سے اور بری بات سی اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی
اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو ف جتنی دیر نماز مین لگے اوتنے تو ہر گناہ سے بچے
امید ہے کہ آگے بہی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سی زیادہ اثر ہے یعنی گناہ سے بچے
اور اعلی درجون پر چڑہے ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین پہر اللہ پاک نے
اپنی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور مومنین کو قرآن شریف کی تلاوت کا امر فرمایا مراد تلاوت
سے اوس کا پڑہنا اور پہنچانا ہے لوگون کو قولہ تعالی اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی الآیہ نماز مشتمل ہے
دو چیزون پر ترک فواحش ومنکرات پر یعنی نماز کی مداومت باعث ہوتی ہے اون کی ترک
پر حدیث شریف مین روایت حضرت عمران وحضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم مرفوعاً
آیا ہے جو شخص کہ منع نکرے اوسکو نماز اوس کی فحشاء ومنکر سے تو وہ زیادہ نہ کریگی اللہ سے
مگر دوری ذکر آثار کا جو اس باب مین وارد ہوئی ہین ابن ابی حاتم نے حضرت
عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسی نے
قول اللہ تعالی ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر کا پوچہا تو فرمایا جو شخص کہ منع نہ کرے اوس کو
نماز اوس کی فحشاء ومنکر سے تو اوس کے واسطے نماز نہین ہے ۲ حضرت ابن عباس
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے من لم تنھہ
صلاتہ عن الفحشاء والمنکر لم یزد بھا من اللہ الا بعداً ورواہ الطبرانی من
حدیث ابی معاویۃ ۳- ابن جریر نے حضرت ابن عباس سی اس کی تفسیر مین
روایت کیا ہے کہا پس جو شخص کہ حکم نکرے اوس کو نماز اوس کی معروف کا اور منع نہ کرے
اوس کو منکر سے تو وہ زیادہ نکریگا بسبب اپنی نماز کے اللہ سے مگر دوری یہ روایت موقوف ہے

الجزء الحادی والعشرون

[1] کہ بدلا ملی ہر جی کو جو وہ کی تا ہے ۱۲
[2] تا وہ بدلا دیوے برائی والون کو اون کے کیے کا اور بدلا دیوے بہلائی والون کو بہلائی سے ۱۲

۴- ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہا نہین ہی نماز
واسطی اوس شخص کے جس نے اطاعت نہ کی نماز کی طاعت نماز کی یہ ہے کہ منع کرے
اوس کو فحشاء و منکر سے قال وقال سفیان قالوا یا شعیب اصلوتك تامرك قال
فقال سفیان ای واللہ تامرہ وتنھاہ ۵- ابن ابی حاتم نی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یہ تو مرفوع ہے اور
ایک بار ابو خالد نے روایت کیا عبداللہ سی لا صلوۃ لمن لم یطع الصلوۃ وطاعۃ الصلوۃ
تنھاہ عن الفحشاء والمنکر روایت موقوف صحیح تر ہے جس طرح کہ اعمش نے عن مالک
بن الحارث عن عبدالرحمن بن یزید اس کو روایت کیا ہے کہا ہے کہ حضرت عبداللہ سے
کسی نے کہا کہ فلان دراز کرتا ہے نماز کو فرمایا بی شک نماز نفع نہین دیتی ہے مگر اوس شخص کو
جس نے اوس کی اطاعت کی ۶- ابن جریر نے حضرت حسن سے روایت کیا ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جس شخص نے پڑہی کوئی نماز کہ منع نہ کیا اوس
اوس کو فحشاء و منکر سے تو وہ زیادہ نکریگا بسبب اوس کے اللہ سے مگر بعد کو صحیح تر اس سے ہین
ہین وہ روایتین ہین جو حضرت ابن مسعود و ابن عباس وحسن وقتادہ و اعمش وغیرہم سے
موقوف ہین واللہ اعلم ۷ حافظ ابو بکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی عرض کیا کہ فلان رات کو نماز پڑہتا ہے
پھر جب صبح کرتا ہے تو چوری کرتا ہی فرمایا سَیَنْھَاہُ مَا تَقُوْلُ یعنی قریب ہے کہ روکی گا
اوس کو جو تو کہتا ہے وحدثنا محمد بن موسی البجلی حدثنا زیاد بن عبداللہ عن الاعمش عن
ابی صالح عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ ولم یشك ثم قال
وھذا الحدیث قد رواہ عن الاعمش غیر واحد واختلفوا فی اسنادہ فرواہ
غیر واحد عن الاعمش عن ابی صالح عن ابی ھریرۃ او غیرہ وقال قیس عن الاعمش
عن ابی صالح عن ابی سفیان عن جابر قال جریر وزیاد عن عبداللہ عن الاعمش
عن ابی صالح عن جابر ۸- امام احمد نی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت
کیا ہے قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان فلانا یصلی

۵ ابن ابی حاتم کی
اوستاذ الاستاذ ہین
اور راوی ہین عن جریر
عن الضحاک عن عبداللہ ۱۲
۶ حدثنا یوسف بن
موسی ابنا جریر یعنی
ابن عبدالحمید عن
الاعمش عن ابی صالح
قال اراہ عن جابر
شک الاعمش ۱۲

باللیل فاذا اصبح سرف فقال انه سینهاه ما تقول اور نماز اللہ تعالی کی ذکر
پر بھی مشتمل ہوتی ہے اور اللہ پاک کا ذکر مطلوب اکبر ہے اسی لیے اللہ تعالی نے یون فرمایا ہے
ولذکر اللہ اکبر یعنی اول سی بزرگتر ہے واللہ یعلم ما تصنعون یعنی اللہ تمہارے
ساری اعمال واقوال کو جانتا ہے ابو العالیہ نی ان الصلوۃ الآیہ کی تفسیر مین کہا ہے کہ نماز
مین تین خصلتین ہین پس جس نماز مین ان خصلتون سی کوئی شے نہو تو وہ نماز نہین ہی اخلاص
خشیت ذکر اللہ پس اخلاص تو اوس کو نیک بات کا حکم کریگا اور خشیت بری بات سے اوس کو
روکیگی اور ذکر اللہ قرآن ہے اوس کو امر و نہی کریگا ابن عون انصاری نے کہا جبکہ
تو ہوگا نماز مین تو تو معروف مین ہے اور منکر اوس نے تجھکو روکا فحشاء و منکر سے اور وہ ذکر اللہ
جس مین تو ہے وہ اکبر ہے حماد بن ابی سلیمان نی کہا بیشک نماز روکتی ہے فحشاء و منکر
سے یعنی جب تک تو اوسمین ہے علی بن ابی طلحہ نے حضرت ابن عباس سی روایت
کیا ہے ولذکر اللہ اکبر کی تفسیر مین البتہ یاد کرنا اللہ کا اپنے بندون کو اکبر ہے جبکہ وہ اوس کو
یاد کرین اون کے یاد کرنے سے اوس کو اسی طرح غیر واحد نے حضرت ابن عباس سے
روایت کیا ہے اور یہی قول ہے مجاہد وغیرہ کا ابن ابی حاتم نی عن رجل عن ابن عباس
روایت کیا ہے فرمایا ذکر اللہ کا وقت کہا نے تیرے کے اور وقت سونے تیرے کے
وہ شخص جو حضرت ابن عباس سے راوی ہے اوس نے کہا کہ مین نے کہا کہ میرا ایک یار ہے
گھر مین وہ کہتا ہے سوا اوس کے جو آپ فرماتے ہو فرمایا وہ کیا کہتا ہے مین نے کہا اوس نے
کہا اللہ یون فرماتا ہے فاذکرونی اذکرکم فلذکر اللہ ایانا اکبر من ذکرنا ایاہ
یعنی تم یاد کرو مجھکو مین یاد کرون تمکو پس البتہ یاد کرنا اللہ کا ہم کو اکبر ہے ہمارے یاد کرنے سی
اوس کو حضرت ابن عباس نی فرمایا اوس نے سچ کہا اور ابن ابی حاتم نے عن عکرمہ عن ابن عباس
اس کی تفسیر مین روایت کیا ہے فرمایا کہ اس کی دو وجہین ہین ذکر اللہ عند ما حرب
یعنی یاد کرنا اللہ کا وقت پیش آنے کسی امر کے فرمایا اور یاد کرنا اللہ کا تمکو بزرگتر ہے تمہارے
یاد کرنے سے اوس کو ابن جریر نے عبید اللہ بن ربیعہ سی روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس
نے مجھ سے فرمایا آیا تو جانتا ہے کیا ہے قول اللہ تعالی کا ولذکر اللہ اکبر مین نے کہا مان فرمایا

پس وہ کیا ہی مین نی کہا کہ تسبیح و تحمید و تکبیر نماز مین اور قراءت قرآن کی اور مثل اس کے فرمایا
البتہ مقرر تو نے ایک عجیب بات کہی وہ ایسی نہین ولیکن اللہ تو یون فرماتا ہے کہ یاد کرنا اللہ کا تم کو
وقت اوس بات کے جس کا اوس نے امر فرمایا یا اوس سے نہی فرمائی جبکہ تم اوس کو یاد کرو
اکبر ہے تمہارے یاد کرنے سے اوس کو اسی کے مثل کئی طور پر حضرت ابن عباس سی مروی
ہے اور حضرت ابن مسعود و ابو الدرداء و سلمان فارسی وغیرہم سے بہی مروی ہی اور اسی کو
ابن جریر نے اختیار کیا ہے **ف** اتل ما اوحی **لا** مراد کتاب سے قرآن شریف ہے
اس آیت کریمہ مین امر ہے قرآن مجید کی تلاوت کا اور حکم ہے محافظت کرنے کا اوسکی قراءت
پر واسطے تقرب الی اللہ کے مع اس کے کہ اوس کی آیتون مین سوچ کیا جاے اوس کے معانی
مین غور و فکر کی جائے اوامر و نواہی جو اوس مین ہین اون کو سوچے سمجھے غرض یہ ہے کہ قرآن
پاک کی تلاوت سی اللہ پاک کی قربت طلب کرے اور جو معانی اوس کی بیچیدگیون مین ہین اونکو
یاد رکھے اور جو احکام و محاسن آداب و مکارم اخلاق اوس مین ہین اون کے عمل کرنے پر
لوگون کو آمادہ کرے **و** اقم الصلوۃ مراد اقامت سے مداومت ہے یعنی مداومت کر اوس کے
قائم رکھنے پر چونکہ صلوۃ متضمن تہی صلوات مفروضہ کو جو کہ بجماعت ادا کیجاتی ہین اور حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو اقامت نماز کا امر متضمن تہا امر امت کو ساتھہ اقامت نماز کے اس لیے اوس کی
یہ تعلیل ذکر فرمائی کہ ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر گویا یون فرمایا گیا کہ تو نماز پڑہا لوگون کو
اس واسطے کہ نماز باز رکہیگی اون کو فحشاء و منکر سے فحشاء وہ ہے جو قبیح ہے عمل سی مثلا
جیسے زنا اور منکر وہ ہے جو شریعت مین معروف نہین ہے یعنی نماز نماز پڑہنے والے کو
اللہ کے معاصی سے روکیگی اور دور رکہیگی نماز کا فحشاء و منکر سے نہی کرنا اس کے یہ معنی
ہین کہ فعل نماز کا سبب ہوگا اون سے باز رہنے کا اس لیے کہ نماز مناجات ہے واسطے
اللہ پاک کے تو ضرور ہے کہ مع اقبال تام کے ہو اوسکی طاعت پر اور مع اعراض گلے کے اوس کے
معاصی سے حضرت ابن عباس و ابن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہین فی الصلوۃ منتہی و منزدجر
عن معاصی اللہ یعنی نماز مین بڑا باز رہنا اور منزجر ہونا ہے اللہ پاک کے معاصی سے پس
جس شخص کو اوس کی نماز معروف کا حکم نہ کرے اور منکر سے اوس کو نہ روکے تو وہ زیادہ نکریگا

بسبب اپنی نماز کی اللہ سی مگر دوری حضرت حسن وقتادہ فرماتی ہین جس کو باز نہ رکھے نماز اوسکی
فحشار و منکر سی تو اوس کی نماز وبال ہے اوسپر کسی نے کہا نماز کی شان سے یہ ہے کہ فحشار
و منکر سے باز رکھتی ہے جب تک کہ آدمی اپنی نماز مین ہے اسی باب سی یہ قول ہی آپ کا
اِنَّ فِی الصَّلٰوۃِ لَشُغْلًا یعنی بی شک نماز مین البتہ شغل ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ مطلقاً سب
اوقات مین باز رکھتی ہے مطلب یہ ہے کہ جو شخص نماز پر مداومت کریگا تو یہ اوس کو کھینچ لیجائیگا
طرف ترک معاصی وسیئات کے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جوان
انصار کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ نماز مین پڑہا کرتا تہا پہر اوس نے فواحش سی
کوئی شی نہ چہوڑی مگر اوسپر سوار ہوا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی اس کا ذکر کیا گیا
تو آپ نے فرمایا کہ بیشک نماز اوس کی عنقریب اوس کو منع کریگی کسی دن پہر وہ نہیرا کہ اوس نے
توبہ کرلی اور اوس کا حال اچہا ہوگیا بیان اسکا یہ ہے کہ نماز مصلی کے سارے بدن کو مشغول کرلیتی
ہے پس جس وقت وہ محراب مین یعنی نمازگاہ مین داخل ہوتا ہے تو خشوع وفروتنی کرتا ہے اپنے
رب کے واسطے دبتا ہے اور یاد کرتا ہے کہ اپنی مولی و مالک کے روبرو کہڑا ہونے والا ہے
اور وہ اوسپر مطلع ہے اوسے دیکہہ رہا ہے پس اس کے واسطے نفس اوس کا صالح و لائق و
فرمان بردار ہوجاتا ہے اور اللہ پاک کا رقیب و نگہبان ہونا اوس مین خوب رل مل جاتا ہے اور
اوس کے جوارح و اعضا پر نفس کی ہیئت ظاہر ہوجاتی ہے اگرچہ نماز سے خارج ہونے کے
بعد یعنی گو نماز سی خارج ہوگیا مگر وہی کیفیت اوسپر طاری رہتی ہے اور نہین لگتا ہے کہ اوس سے
قاصر و فاتر ہو یہان تک کہ دوسری نماز اوسپر سایہ افگن ہوتی ہے تو اپنے نفس کو لیکر اپنے
بہتر حال کی طرف رجوع کرتا ہے پس اس آیت کے یہ معنی ہین کیونکہ مومن کی نماز اسی طرح
ہونی چاہیے خاصکر اور اگر اپنے نفس کو اس بات پر آگاہ کرے کہ یہ نماز کہین اوس کا آخر عمل ہو
تو یہ آگاہ کرنا اور بہی زیادہ مبالغہ کرنے والا ہوگا مقصود مین اور نہایت پورا کرنے والا ہوگا
مراد مین کیونکہ موت کے واسطے نہ کوئی سن محدود ہے نہ کوئی زمانہ مخصوص اور نہ کوئی پہر جانا
معلوم اس بات مین کسی طرح کا خلاف نہین ہے بعض سلف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
جس وقت وہ کہڑے ہوتے تھے طرف نماز کے تو کانپ جاتے اور رنگ اون کا زرد پڑجاتا تہا

کسی نی اس باب مین اوسنی کہا تو فرمایا کہ مین تو کھڑا ہونے والا ہون روبرو اللہ کے اور یہ بھی لائق ہے بادشاہان دنیا کے ساتھ تو پھر شاہ شاہان کے ساتھ کیونکر نہو پس یہ وہ نماز ہے جو فحشاء و منکر سے ضرور ہی باز رکھتی ہے اور جس کی نماز اجزاء پر قاصر ہے یعنی صرف ایسی نماز کہ مکلف سے طلب کو ساقط کردے اور اوس مین نہ کسی طرح کا خشوع ہو نہ کچھ تذکر و تنبہ نہ فضائل جیسے ہماری نماز سو یہ نماز اپنے نمازی کو اوس کی منزلت و مرتبے سے نازل کردیتی ہے کہین ہو پھر اگر وہ معاصی کا مرتکب ہے تو وہ بسبب اون کے اللہ پاک سے تو دور ہے ہو چکا ہے سو یہ نماز اوس کو چھوڑ رکھی گی کہ اپنی دوری پر بڑہتا چلا جاوی کسی نے حضرت ابن مسعودؓ سے کہا تہا کہ بیشک فلان بہت نماز پڑہنے والا ہے تو فرمایا کہ وہ تو اوسی کو نفع دیگی جس نے اوس کی اطاعت کی ذکرہ القرطبی کسی نے کہا کہ مراد صلوٰۃ سے قرآن شریف ہی اس قول مین ضعف ہے اس لیے کہ قرآن کا ذکر تو اول گذر چکا ہے پس قول اول اولی ہے بہرحال بہر جو شخص کہ نماز کا پاس و لحاظ رکھنے والا ہے ضرور ہے کہ وہ فحشاء و منکر سے بعید تر ہوگا اوس شخص سی جو اوس کی مراعات نہین رکھتا ہے ولذکر اللہ اکبر یعنی البتہ اللہ کا ذکر مع اپنے ساری انواع تحمید و تہلیل و تسبیح وغیرہ کے اکبر ہے ہر شی سی یعنی کل عبادتین جو بغیر ذکر کے ہین اون سب سے افضل ہے قرطبی نے ابن زید و قتادہ سے یہ تقیید نقل کی ہے ابن عطیہ نی کہا میرے نزدیک یہ معنی ہین البتہ ذکر اللہ کا اکبر ہے علی الاطلاق یعنی وہ ذکر ہی ہے جو باز رکھتا ہے فحشاء و منکر سے پس جو جزو ذکر کا کہ نماز مین ہے وہ یہ کام کرتا ہے اور اسی طرح اوس کا وہ جزو جو نماز مین نہین ہے وہ بھی یہی کام کرتا ہے کیونکہ فحشاء و منکر سے باز رہنا اوسی شخص سے ہوتا ہے جو اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے اوسکا مراقبہ و پاس و لحاظ کرکے کسی نے کہا ذکر اللہ اکبر ہے نماز سے باز رکھنے مین فحشاء و منکر سے مع مداومت کے ذکر پر فراء و ابن قتیبہ نے کہا کہ مراد ذکر سے اس جگہ نماز ہے اور نماز اکبر ہے باقی عبادتون سی نماز کو جو بیرایۂ ذکر مین ادا کیا ہے جس طرح کہ فاسعوا الی ذکر اللہ مین فرمایا ہے سو غرض اس سی بتانا اس بات کا ہے کہ نماز مین جو ذکر ہے عمدہ وہی ہے نماز کے فضیلت دینے مین باقی طاعات پر اور اوس کے ناہی ہونے مین سیئات سی کسی نے کہا

لہ تو دوڑو اللہ کی یاد کو ۱۲

نماز کی تعبیر ذکر کے ساتھہ اس لیی کی ہے کہ ذکر مستقل بمقابل ہو جای گویا یون کہا کہ نماز اکبر ہے
اس واسطی کہ وہ ذکر اللہ ہے کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ البتہ یاد کرنا اللہ کا تمکو ساتھہ ثواب کے
اور ساتھہ تعریف کرنے تمہارے کے اکبر ہے تمہاری یاد کرنے سے اوس کو اپنی عبادت مین
اور نمازون مین ابن جریر نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اس کی مؤید یہ حدیث قدسی ہے کہ
جو شخص یاد کرے مجھکو اپنے جی مین تو یاد کرونمین اوس کو اپنے جی مین اور جو کوئی یاد کرے
مجھکو مجمع مین تو یاد کرون مین اوس کو مجمع مین جو اوس سے بہتر ہے کاتب الحروف عفا اللہ عنہ
عرض کرتا ہے کہ صوفیۂ کرام جو مجمع مین ذکر اللہ کرتے ہین اور علمای عظام جو تفسیر و حدیث شریف
کا درس دیتے ہین اور خلق کو وعظ و نصیحت کرتے ہین سو یہ سب لوگ اس حدیث شریف
کے تحت مین داخل ہین انتہے **فضیلت ذکر** حضرت **معاذ** بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے
ہین نہین عمل کیا کسی آدمی نے کوئی عمل کہ زیادہ تر نجات دینے والا ہو اوس کو اللہ کی عذاب
سے ذکر اللہ سے لوگون نے کہا اور نہ جہاد اللہ کی راہ مین کہا نہ جہاد مگر یہ کہ مارے اپنی تلوار
سے یہان تک کہ وہ ٹوٹ جای اس واسطی کہ اللہ اپنی کتاب مین یون فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر
اخرجہ احمد فی الزہد و ابن المنذر ۲ **عشرہ** کہتے ہین مین نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا
کون سا عمل افضل ہے فرمایا ذکر اللہ اخرجہ سعید بن منصور و ابن ابی شیبۃ و ابن المنذر و الحاکم
فی الکنی و البیہقی فی الشعب ۳ حضرت **ابو الدرداء** رضی اللہ عنہ کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کیا خبر نہ دون مین تمکو تمہارے بہترین اعمال کی اور پاک تر اعمال
کی نزدیک تمہارے ملیک کی اور بلند تر اعمال کی تمہاری درجون مین اور بہتر و اسطی تمہارے
سونے و چاندی کے دینے سے اور بہتر و اسطی تمہارے اس سی کہ ملو تم اپنے دشمنون سے
پہر تم اون کی گردنین مارو اور وہ تمہاری گردنین مارین صحابہ نے عرض کیا ہان یا رسول اللہ
فرمایا ذکر اللہ اخرجہ الترمذی ۴ حضرت **ابو سعید** خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ کون سے بندے افضل ہین درجے
مین نزدیک اللہ کے روز قیامت کو فرمایا بہت ذکر کرنے والے اللہ کے صحابہ نے عرض کیا
یا رسول اللہ اور غازی فی سبیل اللہ سی بھی تو فرمایا اگر وہ اپنی تلوار سے کفار و مشرکین کو مارے

یہان تک کہ وہ ٹوٹ جاے اور خون مین رنگین ہو جاے تو بھی اللہ کے بہت یاد کرنیوالی
اوس سی ایک درجہ افضل ہین اخرجہ الترمذی ۵ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سبقت کر گئے مفردون صحابہ نے
عرض کیا یا رسول اللہ مفردون کیا ہین فرمایا بہت ذکر کرنے والے اللہ کے مرد اور عورتین
اخرجہ مسلم ۶ حضرت ابو ہریرہ و ابو سعید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر گواہی دی اس بات کی کہ آپ نے فرمایا کہ نہین بیٹھتی ہے کوئی قوم کہ ذکر کرین اللہ کا مگر
گھیر لیتے ہین اون کو فرشتے اور ڈھانک لیتی ہے اون کو رحمت اور اوترتی ہے اون پر سکینہ
اور ذکر کرتا ہے اون کا اللہ اون لوگون مین جو اوس کے پاس ہین اخرجہ البخاری ۷ مروی
ہے کہ ایک اعرابی نے عرض کیا یا رسول اللہ اعمال مین سے کون عمل افضل ہے فرمایا
مفارقت کرے تو دنیا سے اور زبان تیری تر ہو ساتھہ ذکر اللہ کے اس باب مین بہت سے
حدیثین ہین یہان اون کے ذکر مین طول ہی اسی قدر کافی ہین ابن عطا نے کہا اکبر
سے یہ مراد ہے کہ ہرگز اوس کے ساتھہ کوئی معصیت باقی نہین رہتی ہے کسی نے کہا یاد کرنا
اللہ کا تم کو اپنی رحمت کے ساتھہ اکبر ہے تمہارے یاد کرنے سے اوس کو ساتھہ اوس کی
طاعت کے کسی نے کہا اکبر اوس واسطے ہے کہ اوس کا ذکر کرنا بلا علت ہے اور تمہارا ذکر
علل و امانی سے ملا ہوا ہے اور اس لیی کہ اوس کا ذکر فنا نہین ہوتا ہے اور تمہارا ذکر باقی
نہین رہتا ہے یا اللہ کا ذکر اکبر ہے اس سی کہ تمہارے افہام و عقول اوس کا احاطہ کرین
ذکر نافع یہی ہی کہ علم کے ساتھہ ہو اور اقبال قلب کے اور ساتھہ فارغ کرنے دل کے
ماسوی اللہ سے رہا وہ ذکر جو زبان سے نیچے نہین اوترتا ہے سو وہ اور رتبے مین
ہے واللہ یعلم ما تصنعون یعنی تم جو اللہ پاک کا ذکر کرتے ہو اور باقی طاعات و عبادات
بجا لاتے ہو اسمین سے کوئی مخفی شے اللہ پر پوشیدہ نہین ہے وہ تمکو بدلا دینی والا ہے
نیکی کا نیک اور بدی کا بد اول اللہ پاک نے اہل شرک کا بیان ارشاد ذکر کیا بعد اوس کے
اہل کتاب کا بیان ارشاد شروع کیا پس ارشاد فرمایا ولا تجادلوا اھل الکتب الا بالتی
ھی احسن ۲ الا الذین ظلموا منھم و قولوا امنا بالذی انزل الینا و انزل الیکم

والهنا والهکم واحد ونحن له مسلمون ۵ اور جھگڑا نہ کرو کتاب والون سے مگر
اس طرح پر جو بہتر ہو مگر جو اون مین بی انصاف ہین اور یون کہو کہ ہم مانتے ہین جو اوترا ہمکو
اور اوترا تمکو اور بندگی ہماری تمہاری ایک کو ہے اور ہم اوسی کے حکم پر ہین ف
یعنی مشرکون کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والون کا دین اصل مین سچ تھا تو انسی
اون کی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے اون کی بات کاٹو نرمی سے بات وہی سمجھاؤ مگر اون مین جو
بے انصافی پر آوی اوس کو سزا دینی ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے
کہتے ہین قتادہ وغیر واحد نے کہا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے آیت سیف سے اون کے
ساتھہ کوئی مجادل باقی نہین رہا اور وہ جو ہے سو اسلام ہے یا جزیہ یا سیف دوسرون نے
کہا بلکہ آیت باقی ومحکم ہے واسطے اوس شخص کے جو اون سے استبصار کا ارادہ کرے
دین مین پس جھگڑے اوس طرح پر جو بہتر ہو تاکہ یہ اوس مین زیادہ تر موثر ہو جیسا کہ اللہ پاک
نے فرمایا ہے ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة الآیہ اللہ پاک نے
جب حضرت موسی وہارون علیہما السلام کو فرعون کی طرف بھیجا تو اونسے فرمایا کہ اوس سے
نرم بات کہنا شاید وہ نصیحت پذیر ہو یا ڈرے اس قول کو ابن جریر نے اختیار کیا ہے
اور ابن زید سے اوس کی حکایت کی ہے قولہ تعالی الا الذین ظلموا منهم یعنی
مگر وہ لوگ جو حق سی مائل ہوئے اور کہلی راہ سے اندہے ہو گئے اور عناد ومکابرہ
کیا پس اس وقت جدال سی جلاد کی طرف انتقال کیا جائے اور اون سے لڑین ایسی
شے کے ساتھہ جو اون کو مانع وزاجر ہو اللہ عزوجل نے فرمایا لقد ارسلنا بالبینات
وانزلنا معهم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط وانزلنا الحدید
فیه باس شدید الی قولہ ان اللہ قوی عزیز جابر نے کہا ہم کو حکم ہے کہ
جو کوئی کتاب اللہ کی مخالفت کرے تو ہم اوسکو تلوار سے مارین مجاہد نے کہا الا الذین
ظلموا منهم سے مراد اہل حرب ہین اور جو اومین کے اداے جزیہ سی ممتنع ہون قولہ تعالے
وقولوا امنا بالذی انزل الینا یعنی جب اہل کتاب خبر دین ایسی شی کی جس کا صدق
وکذب معلوم نہین ہے تو اوس کی تکذیب پر اقدام نکرے کیونکہ کبھی وہ حق ہوتی ہے

۵ بلا اپنی رسی کی راہ پر
کی باتین سمجھکر اور نصیحت
کرکے اسی طرح اور الزام
دی اونکو جسطرح بہتر ہو
ترا رب بہتر جانتا ہی جو
بھولا اوسکی راہ سی اور
وہی بہتر جانتا جو راہ پر
ہین ۱۲ ۵۲ جدال یعنی
مناظرہ اور جلاد یعنی لڑائی
کرنا ۱۲ ۵۳ یعنی بیچ ہین
اپنی رسول نشانیان
دیکر اور اوتاری اونکے
ساتھہ کتاب اور ترازو
کہ لوگ سیدھی رہین انصاف
پر اور لوہا اوتارا اوسمین
سخت لڑائی ہی اور فائدے
لوگون کے
کام کی چیزین ہین اور تا معلوم
کرے اللہ کون مدد کرتا
ہے اوسکی اور اوسکے
رسولون کی بے دیکھے
بیشک اللہ زور آور ہے
زبردست ۱۲

اور نہ اوس کی تصدیق پر شاید وہ باطل ہو لیکن اوسپر مجمل ایمان لائے معلق ایک شرط پر وہ یہ ہے کہ منزل ہو مبدل مؤول ہو بخاری نی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہا کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی زبان مین پڑہتے اور اہل اسلام کے واسطے عربی زبان مین اوس کی تفسیر کرتے تہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تصدیق مت کرو اہل کتاب کی اور تکذیب مت کرو اون کی اور کہو ہم ایمان لائے اوسپر جو اوتارا گیا طرف ہمارے اور اوتارا گیا طرف تمہارے اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم اوسکے حکم بردار ہین اس حدیث کے ساتھ بخاری متفرد ہین امام احمد نی ابن ابی نملہ سے روایت کیا ہے کہ ابو نملہ نے اپنے بیٹے کو یہ خبر دی کہ وہ ایک وقت بیٹہا ہوا تہا نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا یہود کا تو کہا یا محمد آیا کلام کرتا ہی تو جنازہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ دانا تر ہے یہودی بولا مین گواہی دیتا ہون اس بات کی کہ وہ بولتا ہے تو آپ نے فرمایا جس وقت حدیث کرین تمکو اہل کتاب تو تم اون کی تصدیق مت کرو اور نہ اون کی تکذیب کرو اور یون کہدو ہم ایمان لائے اللہ پر اور اوس کی کتابون پر اور اوس کے رسولون پر پہر اگر وہ حق ہے تو تم نے اونکی تکذیب نہین کی اور اگر وہ باطل ہے تو تم نے اون کی تصدیق نہ کی حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین یہ ابو نملہ ابو عمارہ ہے کسی نے کہا عمار کسی نے کہا عمرو بن معاذ بن زرارہ انصاری رضی اللہ عنہ پہر یہ بات جاننی چاہیے کہ اکثر باتین جو اہل کتاب بیان کرتے ہین غالب اون کا کذب و بہتان ہے کیونکہ اون مین تحریف داخل ہو چکی ہے اور تبدیل و تغییر و تاویل صدق و راستی اون مین بہت ہی قلیل ہے پہر اگر وہ صحیح ہون تو اونمین کی بہت سی باتون مین فائدہ بغایت کم ہے ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے فرمایا مت سوال کرو اہل کتاب سے کسی شی کا پس بیشک وہ ہرگز تمکو ہدایت نہ کرین گے حالانکہ وہ خود گمراہ ہو چکے یا تو تم حق کی تکذیب کرو گے یا کسی باطل کی تصدیق کیونکہ نہین ہے کوئی اہل کتاب سی مگر حال یہ ہے کہ اوس کے دل مین ایک تالیہ ہے جو اوسکو اپنے دین کی طرف بلا رہی ہے مثل تالیۂ مال کے بخاری رح نے

تالیہ واللہ اعلم کیا شی ہے گر تالیہ بمعنے باقی ماندہ دوام کو رکھتا ہین شاید بمعنی ہون کہ اوسکے دل مین اپنے دین کا ایک بقیہ باقی رہجاتا ہے واللہ اعلم ۱۲ منہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی فرمایا تم کیونکر سوال کرتے ہو اہل کتاب سے
کسی شی کا حالانکہ تمہاری کتاب جو تمہاری طرف اوتاری گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر احدث ہے یعنی زیادہ تر جدید و نو تقرؤنہ محضا لم یشب یعنی جس کو پڑھتے ہو خالص
خلط نہین کی گئی اور اوس نے تم سے یہ بات بیان کردی کہ اہل کتاب نے تبدیل و تغییر کیا
اور اپنے ہاتھون سے کتاب کو لکھا اور کہا کہ وہ اللہ کے پاس سے ہے تاکہ خریدین اوس سے
مول تھوڑا کیا منع نہین کرتا ہے تم کو وہ علم جو تمہارے پاس آیا اون کے سوال کرنے سے
لا واللہ ہم نے نہین دیکھا اون مین سے کسی شخص کو کہ سوال کرتا ہو اوس شی کا جو تم پر
اوتاری گئی **بخاری** نے کہا اور کہا ابو الیمان نے خبر دی ہم کو شعیب نے زہری سی کہا
کہا خبر دی مجھکو حمید بن عبد الرحمن نی اس بات کی کہ حمید نے سنا معاویہ کو کہ وہ حدیث کر رہے
تھے قریش کے ایک گروہ کو مدینے مین اور ذکر کیا کعب احبار کا تو کہا بیشک وہ ہی راست ترین
ان حدیث کرنے والون سی جو کہ اہل کتاب سے حدیث کرتے ہین اور بیشک ہم باوجود
اس کے البتہ آزماتے تھے اوسپر کذب کو حافظ ابن کثیر فرماتے ہین معنی اسکے یہ ہین کہ کعب
احبار سی لغوی کذب واقع ہوتا تھا بدون قصد کے کیونکہ وہ اون صحیفون سی حدیث کرتی تھے
جن کے ساتھہ حسن ظن رکھتے تھے حالانکہ اون مین موضوع و مکذوب باتین تھین اس لیے
کہ اون کی ملت مین متقن حفاظ نہ تھے جیسے اس امت عظیمہ مین ہین اور باوجود اس حفظ و اتقان
کے اور قرب عہد کے اس امت مین بہت سی حدیثین وضع کردی گئین کہ اون کو نہین جانتا
ہے مگر اللہ عزوجل اور وہ شخص جس کو اللہ پاک نے اس کا علم عطا فرمایا ہے ہر ایک کو
اپنی لیاقت کے موافق علم ہے وللہ الحمد والمنۃ **ف** فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہی
کہ مت جھگڑو اہل کتاب سی مگر ساتھہ اوس خصلت کے جو خوب تر ہے واسطی ثواب کے وہ جھگڑا
باین طور ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف اون کو بلائے اوس کے دلائل و براہین پر اون کو آگاہ
کرے اس امید سے کہ دعوت اسلام کو قبول کرین نہ بطور سختی و درشتی کے حضرت ابن عباس
سے مروی ہے کہ التی ہی احسن سی مراد لا الہ الا اللہ ہے الا الذین ظلموا منہم یعنی مگر وہ لوگ
جنہون نے ظلم کیا اون مین سی باین طور کہ مجادلے مین افراط و زیادتی کی اور مسلمانون کے ساتھہ

باادب نرمی ہے تو اونپر سختی کرنے کا اور اون کے مجادلے مین درشتی برتنے کا کچھ خوف
نہین ہے اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے کہ مراد اہل کتاب سی یہود و نصاریٰ
ہین کسی نی کہا معنی آیت کے یہ ہین کہ اہل کتاب مین سی جو لوگ حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر ایمان لائی جیسی عبداللہ بن سلام اور انکی سوا اور لوگ جو اونمین سی ایمان لائے اونسی
مت جھگڑو مگر ساتھہ موافقت کے اوس بات مین جس کی وہ تمکو حدیث کرین اخبار اہل کتاب
سے اس قول کی بنا پر الذین ظلموا سے مراد وہ لوگ ہون گے جو اپنے کفر پر باقی رہے
مجاہد نے کہا یہ آیت محکم ہے پس جائز ہے مجادلہ اون کا ساتھہ اوس کے کسی نے کہا
کہ آیت قتال سے منسوخ ہے اسی کے قتادہ و مقاتل بہی قائل ہین نحاس نے کہا
جو شخص اس کو منسوخ کہتا ہے اوس نی اس بات سی محبت پکڑی ہے کہ سورت مکی ہے
اور اوس وقت نہ کوئی قتال مفروض تہا نہ طلب جزیہ وغیرہ کی تہی قول مجاہد کا بہتر ہے
اس واسطی کہ اللہ عزوجل کے احکام مین یون نہین کہا جاتا ہے کہ وہ منسوخ ہین مگر ساتھہ
ایسی خبر کے جو قاطع عذر ہو یا حجت معقول سی اس قول کو ابن العربی نے اختیار کیا ہے
سعید بن جبیر و مجاہد نے کہا کہ مراد الذین ظلموا سی وہ لوگ ہین جنہون نے مسلمانون کے
واسطی قتال قائم کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دیا پس جدال اون کا تلوار
کے ساتھہ ہے یہان تک کہ اسلام لے آئین یا جزیہ دین کسی نے کہا وہ لوگ مراد ہین جنہون
نے ولد و شریک ثابت کیا پس اس مین اہل شرک و عابدین اوثان داخل ہین **آیت کریمہ**
دال ہی اس بات پر کہ کفار کے ساتھہ مناظرہ جائز ہے دین مین اور سیکھنا علم کلام کا جائز ہے
جس سے مجادلہ حقہ بالتی ہی احسن متحقق ہوتا ہے **سمین** نے کہا استثنا متصل ہے اور
اسمین دو معنی ہین ایک یہ ہین مگر ظالم لوگ پس بالکل اون سی جھگڑا مت کرو بلکہ اون سے جدال
کرو ساتھہ سیف کے دوسرے معنی یہ ہین کہ جدال کرو اون سے بغیر التی ہی احسن یعنی اونسی
سختی و درشتی کرو جیسی اونہون نے تم پر سختی و درشتی کی حضرت ابن عباس نی الاخیر تنبیہ
پر پڑہا ہے یعنی پس اون سے جدال کرو و قولوا آمنا الآیہ یہ بیان ہے اون سے مجادلہ کرنیکا
ساتھہ التی ہی احسن کے یعنی کہدو ہم ایمان لائے اوس قرآن پر جو ہماری طرف اوتارا گیا

اور اوسپر جو تمہاری طرف نازل کیا گیا مراد توریت و انجیل ہین یعنی اسپر کہ وہ دونون نازل
کی گئی ہین اللہ کے پاس سی اور شریعت ثابتہ ہین قیام شریعت اسلامیہ تک اور بعثت
محمدیہ تک اور اس مین وہ نہین داخل ہے جس کی اونہون نے تحریف و تبدیل کر ڈالی ہے
بیہقی و دیلمی و ابو نصر سجزی نی ابانہ مین حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے مت سوال کرو تم اہل کتاب سے
کسی شے کا پس بیشک وہ ہرگز تم کو ہدایت نکرین گے اور حال یہ ہی کہ مقرر وہ گمراہ ہو چکے
یا یہ کہ تم تصدیق کرو گے کسی باطل کی یا تکذیب کرو گے کسی حق کی واللہ اگر موسی زندہ ہوتے
درمیان تمہارے تو حلال نہوتا واسطی اون کے مگر یہ کہ وہ پیروی کرین میری حضرت
ابن مسعود سی مروی ہے فرمایا مت سوال کرو اہل کتاب سی اور مثل حدیث جابر کے ذکر
کیا پھر کہا اگر ہو تم لامحالہ اون سے سوال کرنے والے تو دیکھو جو شے موافق ہو کتاب اللہ کے
تو اوس کو لیلو اور جو شی مخالف ہو کتاب کے تو اوس کو چھوڑ دو اخرجہ عبد الرزاق و ابن جریر
یہ آیت مجادلہ بالاحسن کے جنس سے ہے **وانھنا و انھکم واحد** کا یہ مطلب ہے
کہ ہمارا تمہارا معبود ایک ہے اوس کا نہ کوئی شریک ہے نہ کوئی ند و مثل نہ کوئی ضد و مخالف
ونحن لہ مسلمون یعنی ہم گروہ امت حضور محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم خاصۃً اوس کے مطیع و
فرمانبردار ہین ہم نے نہین کہا کہ عزیر اللہ کے بیٹے ہین اور مسیح اللہ کے فرزند ہین اور نہ
ہم نے اللہ کو چھوڑ کر احبار و رہبان کو ارباب ٹھیرایا یہ بھی احتمال ہے کہ یہ مراد لی جائے
کہ ہم سب اوس کے منقاد و مطیع ہین مسلمانون کا انقیاد تمام تر ہونا اہل کتاب کے انقیاد
سے اور اون کی طاعت کا ابلغ ہونا اون کی طاعت سے اس وجہ مین قدح نہین کرتا ہے

وکذلک انزلنا الیک الکتب فالذین اتینھم الکتب یؤمنون بہ ومن ھؤلاء
من یؤمن بہ وما یجحد بایتنا الا الکفرون ۰ وما کنت تتلوا من قبلہ من
کتب ولا تخطہ بیمینک اذا لارتاب المبطلون ۰ بل ھو ایت بینت فی صدور
الذین اوتوا العلم وما یجحد بایتنا الا الظلمون ۰ اور ویسے ہی ہمنے اوتاری تمہیر
کتاب سو جن کو ہم نے کتاب دی ہی وہ اوس کو مانتے ہین اور ان لوگون مین بھی بعضی

ہین کہ اس کو مانتے ہین اور منکر وہی ہین ہماری باتون سے جو بے حکم ہین اور تو پڑہتا
نہ تہا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکہتا تہا اپنے داہنے ہاتہہ سے تو البتہ شبہہ
کہاتے یہ جہوٹے بلکہ یہ قرآن آیتین ہین صاف سینے مین اون کے جن کو ملی ہے سمجہہ اور
منکر نہین ہماری باتون سے مگر وہی جو بے انصاف ہین ف اون لوگون مین یعنی
مشرکون مین اور جن کتاب والون نے اپنی کتاب ٹہیک سمجہی وہ اس کو بہی مانین گے
ف یعنی جگہہ تہی شبہہ کی کہ اگلے کتاب پڑہکر یہ باتین معلوم کین حضرت تو نہ کبہی استاد
پاس بیٹہے اور نہ ہاتہہ مین قلم پکڑا ف یعنی پیغمبر نے کسی سے نہین لکہا پڑہا بلکہ یہ وحی تو
اوسپر آئی ہمیشہ کو بن لکہے جاری رہگی سینہ بسینہ اور کتابون مین حفظ نہ ہوتی تہین یہ کتاب حفظ ہی
سے باقی ہے لکہنا افزود ہے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین ابن جریر
نے کہا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے ای محمد جیسے ہم نے تجہہ سے پہلے کے رسولون پر کتابین
نازل کین ویسے ہی ہم نے یہ کتاب تیری طرف نازل کی یہ بات جو ابن جریر نے کہی خوب ہے
اور ایک مناسبت وارتباط جید ہے فالذین اٰتینٰھم الکتٰب الآیہ یعنی وہ لوگ جنہون نے
کتاب لی پہر اوس کی تلاوت کی جیسا کہ حق ہے اوس کی تلاوت کا اون کے احبار علماء انکیا
سے جیسے عبداللہ بن سلام وسلمان فارسی رضی اللہ عنہما اور اون کے مثل اور لوگ وہ
اوس کو مانتے ہین ومن ھؤلاء من یؤمن بہ مراد عرب ہین قریش وغیرہم سے وما یجحد
بآیٰتنا الا الکافرون یعنی نہین جہٹلاتے ہین ہماری آیتون کو اور نہین انکار کرتے ہین
اون کے حق کا مگر وہی لوگ جو حق کو باطل سے چہپاتے ہین اور سورج کی روشنی کو کپڑون سے
ڈہانکتے ہین حالانکہ یہ بات بغایت دور ہے پہر اللہ پاک نے فرمایا وما کنت تتلو الآیۃ
یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اپنی قوم مین قبل اس کے کہ تو یہ قرآن لائے ایک عمر دراز رہا
ایسا نہ تو کوئی کتاب پڑہتا تہا نہ لکہنا جانتا تہا بلکہ تیری قوم وغیرہ سے ہر ایک جانتا پہچانتا ہے
کہ تو ایک امی آدمی ہے نہ پڑہتا ہے نہ لکہتا ہے اور اسی طرح آپ کی صفت اگلی کتابون مین
ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ
مکتوبا عندھم فی التوراۃ والانجیل یامرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر الآیۃ

اور اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ یوم دین تک رہے نہ لکھنا جانتے اور نہ اپنے ہاتھ سے ایک سطر اور نہ ایک حرف لکھ سکتے تھے بلکہ آپ کے کاتب لوگ تھے وہ آپ کے روبرو وحی اور خطوط لکھا کرتے تھے طرف اقالیم کے متاخرین فقہا مین سے جیسے قاضی ابوالولید باجی اور اون کی اتباع جس نے یہ گمان کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن یہ لکھا ہذا ما قاضی علیہ محمد بن عبداللہ سو اوس کو اس بات پر اوس روایت نے آمادہ کیا ہے جو صحیح بخاری مین ہی کہ ثم اخذ فکتب حالانکہ یہ روایت معلول ہے دوسری روایت پر ثم امر فکتب اور اسی لیے فقہای مشرق و مغرب کی طرف سے سخت انکار ہوا ہے اوس شخص پر جو کہ باجی کے قول کا قائل ہوا ہے اور اس قول سے تبرا و تحاشا کیا ہے اور اس باب مین اشعار و اقوال پڑھے ہین اور اپنی مخفلون مین اس بابت خطبے سنائے ہین جو بات باجی کے قول سے ظاہر ہوتی ہے اوس مین مراد باجی کی یہی ہے کہ آپ نے وہ نقش لکھا بطور معجزے کے نہ یہ معنی ہین کہ آپ اچھی طرح لکھنا جانتے تھے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دجال کی طرف سے خبر دی ہے کہ درمیان اوس کی دونون آنکھون کے کافر لکھا ہوگا اور ایک روایت مین ک ف ر اوس کو ہر مومن پڑھ لیگا غرضکہ یہہ پڑھنا بطور خرق عادت ہوگا اور وہ حدیث جو بعض نے وارد کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات نہین پائی یہان تک کہ آپنے کتابت سیکھ لی سو یہ حدیث ضعیف ہے اس کی کوئی اصل نہین ہے فرمایا اللہ پاک نے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا اى تقرء من قبله من كتاب و اسطی تاکید نفی کے ہے ولا تخطه بيمينك یہ بھی تاکید ہے اور مخرج غالب مین خارج ہوئی ہے مثل قولہ تعالی ولا طائر یطیر بجناحیه قولہ تعالی اذا لارتاب المبطلون یعنی اگر تو اچھی طرح سے لکھ سکتا تو لوگون مین سے بعض جاہل شک کرتے تو کہتے کہ اسنے تو یہ اگلی کتابون سے سیکھ لیا ہے جو انبیاء سے نقل ہوتی چلی آئین ہین باوجود اسکے اونہون نے یہہ بات کہی مع اپنے علم کے کہ وہ امی ہین لکھنا نہین جانتے ہین اور کہا اساطیر الاولین اکتتبها فهی تملی علیه بکرة و اصیلا فرمایا اللہ پاک نے قل انزله الذی یعلم السر فی السموات و الارض الایة اور بیان فرمایا بل هو ایات بینات فی

صل ورالذین اوتوا العلم یعنی یہ قرآن پاک کھلی آیتین ہین واضح وظاہر ہین حق پر دلالت
کرنے مین امر ونہی وخبر ہین علما اوس کو حفظ کرتے ہین حفظ وتلاوت وتفسیر کی راہ سے
اللہ پاک نے اوس کو اون پر سہل وآسان کردیا ہے کما قال تعالی ولقد یسرنا القرآن
للذکر فہل من مدکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے
کوئی نبی مگر حال یہ ہے کہ دیا گیا وہ شے جس کے مثل پر بشر ایمان لائے اور وہ شے جو مین
دیا گیا سو وحی ہے کہ وحی کی اوس کی اللہ نے طرف میرے پس مین امید رکھتا ہون
کہ ہوون اکثر اونکا از روی تابع کے عیاض بن حمار کی حدیث مین آیا ہے اللہ فرماتا ہے
مین بیشک جانچنے والا ہون تجھکو اور جانچنے والا ہون ساتھہ تیرے اور اوتارنے والا ہون
تجھپر ایک کتاب جس کو نہ دہوئیگا پانی پڑ ہیگا تو اوسکو سوتا اور جاگتا یعنی جس محل مین وہ کتاب
لکھی ہوئی ہے اگر اوس کو پانی دہوڈالے تو البتہ حاجت نہوطرف اوس محل کے پس اوسطی
کہ دوسری حدیث مین آچکا ہے کہ اگر ہو قرآن کسی اہاب مین تو نہ جلاوے اوس کو آگ اور
اس لیی کہ وہ محفوظ ہے سینون مین آسان کی گئی ہے زبانون پر امانت رکھی گئی ہے
دلون پر لفظ ومعنی کی راہ سے معجز ہے اسی لیی اگلی کتابون مین اس امت کی صفت مین آیا ہے
کہ انجیلین اون کی اون کے سینون مین ہین ابن جریر نے اختیار کیا ہے کہ بل ہو آیات الآیۃ
کے یہ معنی ہین بلکہ علم اس بات کا کہ تو نہ پڑہتا تہا پہلے اس کتاب سے کوئی کتاب اور نہ تو
اوس کو لکہتا تہا اپنے داہنے ہاتہہ سے کھلی آیتین سینون مین اون لوگون کے جو علم دیے
گئے ہین اہل کتاب سے ابن جریر نے اس قول کو قتادہ وابن جریج سے نقل کیا ہے
اور قول اول کی فقط حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حکایت کی ہے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اسی کو
عوفی نے حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہے اور ضحاک بہی اوسی کے قائل ہین اور وہی
ظاہر تر ہے واللہ اعلم قولہ تعالی وما یجحد بآیاتنا الا الظالمون یعنی نہین جہٹلاتے ہین
ہماری آیتون کو اور نہین کم کرتے ہین اون کے حق کو اور نہین رد کرتے ہین اون کو مگر وہی
لوگ جو حد سے بڑہنے والے اور مکابرہ کرنے والے جو کہ حق کو جانتے ہین اور اوس سے
مائل ہوتے ہین کما قال سبحانہ وتعالی ان الذین حقت علیہم کلمت ربک لا یومنون

کہ اور ہمنے سمجہانے کو آسان کیا
قرآن سمجہنے کو اور یاد کرنے کو
کہ جس پر عمل کیا جاوے
کہ جس کو عربی زبان
کی روشنی مین ان کے
سمجہنے کی راہ
جب تک کہ نہ دیکہہ لین
عذاب کی مار کو

ولو جاءتهم كل آية حتى يروا العذاب الاليم ف فتح البيان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ کذلک انزلنا الیک الکتاب کا خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور اشارہ طرف مصدر فعل کے ہے جس طرح کہ بہت جگہہ ہم بیان کر آئے ہین اور مراد کتاب سے قرآن شریف ہے یعنی مثل اس انزال بدیع کے نازل کی ہم نے طرف تیرے کتاب کسی نے کہا معنی یہ ہین کہ جس طرح نازل کی ہم نے اوپر کتاب نازل کیا ہم نی بھیجیر قرآن آلذین آتینا ہم الکتاب سے مراد مومنین اہل کتاب ہین جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ کتاب دینے کے ساتھہ اون کو اس لیی خاص کیا کہ وہ اوسپر عمل کرنے والے ہین اور غیر اون کے گویا اون کو کتاب ہی نہین دی گئی اس لیے کہ جو کچھہ کتاب مین ہی اونہون نے اوسپر عمل نہ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات جو اوس مین مذکور ہین اونکا انکار کیا چونکہ اسلام اون کا مدینے مین ہوا اور سورت مکی ہے اس لیے یہہ آیت اخبار بالغیب کے قبیل سے ہوئی اللہ پاک نے اون کے حال کی قبل وقوع کے آپ کو خبر دیدی ومن ہؤلاء کا اشارہ ہے طرف اہل مکہ کے یعنی مکے کے لوگون مین سی بعض وہ ہین جو اسلام لے آئے وہ مانتے ہین قرآن کو کسی نے کہا کہ جمیع عرب کی طرف اشارہ ہے وما یجحد بآیاتنا الا الکافرون مراد آیات سی قرآن شریف ہی قرآن کو بجائے آیات مین اس لیی ادا کیا کہ منظور آگاہ کرنا ہے اس بات پر کہ دلالت آیات کی اپنے معانی پر ظاہر ہے اور اسپر کہ وہ اللہ کے پاس سی ہین آیات کی اضافت نون عظمت کی طرف دو واسطے کی ایک تو اونکی مزید تفخیم کے لیے دوسری واسطی غایت تشنیع کے اوس شخص پر جو اونکا جان بوجھکر انکار کرتا ہے جحود وہی انکار ہے جو بعد معرفت کے ہوتا ہے یعنی انکار نہین کرتے ہین ہماری آیتون کا مگر وہی لوگ جو اصرار کرنے والے ہین اپنے کفر پر اور غلو کرنے والے ہین اوسمین مشرکین اہل کتاب مین سی جیسے کعب بن اشرف اور اوس کے ہمسر کیونکہ جو شی اون کو حقیت آیات کی معرفت کی طرف پونہچائے اوس مین تامل کرنے سے یہی انکار اون کو روکتا ہے قولہ تعالی وما کنت تتلو الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہین پڑہتا تھا تو قرآن سے پہلے کسی کتاب کو اور نہ تو اوسپر قادر تھا کیونکہ تو امی ہے نہ لکھتا ہے نہ پڑہتا ہے

اور نہ تو اوس کو لکھتا تہا اپنے داہنے ہاتھہ سے کیونکہ تو قدرت نہین رکہتا ہے کتابت
پر پس ضمیر من قبلہ کی راجع ہے طرف قرآن کے اس واسطے کہ انزلنا الیک الکتاب
سے مراد وہی ہے اور من کتاب کا کلمہ من زائد ہے یمین کا ذکر خاصکر اس لیی کیا کہ غالبًا
کتابت دست راست سے ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ تو کاتب نہ تہا **مجاہد** نے کہا
کہ اہل کتاب اپنی کتابون مین یہ بات پاتے تہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نہ لکہتی ہین نہ پڑہتے ہین اسپر یہ آیت نازل ہوئی **نحاس** نے کہا یہ دلیل ہے آپ کی نبوت
پر اس واسطے کہ آپ لکہتے نہ تہے اور نہ اہل کتاب سی خلط ملط رکہتے تہے اور نہ مکے مین
اہل کتاب تہے پس اون کے پاس انبیاء اور امتون کی خبرین لائے حضرت ابن عباس
نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑہتے نہ تہے اور نہ لکہتے تہے اور آپ امی تہے
حافظ ابن حجر نے تخریج احادیث رافعی مین کہا کہ بغوی نے تہذیب مین کہا ہے کہ آیا
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اچہی طرح خط لکہہ سکتے تہے اور لکہتے نہ تہے اور اچہی طرح شعر کہہ سکتے
تہے اور کہتے نہ تہے یا نہین صحیح تر یہ ہے کہ آپ دونون کام اچہی طرح کر نہین سکتے تہے لیکن
ردی وجید شعر مین تمیز کرتے تہے یہ بات شہاب نے ذکر کی ہے علامہ آزاد بلگرامی
رحمہ اللہ تعالی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ماکان یعرف الواحا ولا قلما	وکان یعرف ما فی اللوح والقلم

یعنی آپ نہ تختے کو جانتے تہے نہ قلم کو مطلب یہ کہ امی تہے اور حال یہ ہے کہ جو لوح محفوظ
و قلم مین ہی اوس کو جانتے تہے یہ شعر قصیدۂ بردہ کے جواب مین کہا ہے اوسمین یون ہے
ومن علومك علم اللوح والقلم غرضکہ آیت مذکور شروع ہے اوس دلیل مین جو
دال ہے قرآن شریف کے معجز ہونے پر اذ الارتیاب المبطلون کا یہ مطلب ہے
کہ اگر تو اون لوگون مین سے ہوتا جو تلاوت و خط پر قدرت رکہتے ہین تو البتہ وہ کہتے کہ
شاید جو کچہہ وہ ہمپر پڑہتا ہے اوس کو اللہ پاک کی اگلی کتابون سے پایا یا اون کتابون سے
جو اخبار امم مین جمع کی گئی ہین بہر حیکہ تو امی تہا نہ پڑہتا نہ لکہتا تو اب وہان کوئی جگہہ شک
کی نہین ہے نہ ریبت کا کبہی کچہہ محل ہی بلکہ انکار اوس شخص کا جسنے انکار کیا اور کفر اوسکا جسنے

کفر کیا بلاشبہہ مجرد عناد وجحود ہے اون کا نام مبطل اس لیے رکھا کہ اونکا تنگ کرنا اس تقدیر
پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑہتے ہین اور لکھتے ہین ظلم ہے اون کی طرف سے واسطے
ظاہر ہونے آپ کی نزاہت وطہارت کے اور وضوح آپ کے معجزات کے بل ھو اٰیات
بَیِّنَات یعنی بلکہ قرآن جس کو تولیکر آیا ہے کہلی آیتین ہین قتادہ ومقاتل نے کہا کہ
ضمیر ہو کی راجع ہے طرف نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی یہ ہین بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
آیات ہین یعنی صاحب آیات ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑہا ہے بل ہی
آیات بینات قراءت کے کہا اس قراءت کے معنی یہ ہین بلکہ آیات قرآن آیات بینات ہین
ابن جریر نے قتادہ ومقاتل کے قول کو اختیار کیا ہے ان دونون کے قول کے واسطے
ابن سمیفع کی قراءت سے استدلال کیا ہے وہ یہ ہے بل ہنا آیات بینات حالانکہ اس قراءت
مین اوسپر کچہہ دلیل نہین ہے کیونکہ ہنا کا اشارہ جائز ہے کہ قرآن کی طرف ہو جس طرح یہ جائز
ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہو بلکہ رجوع اوسکا قرآن کی طرف ظاہر تر ہے کیونکہ یہ
تاویل وتقدیر کی طرف حاجتمند نہین ہے اور یہ اضراب ہے اون کے ارتیاب وشک سے
یعنی قرآن اوس قبیل سے نہین ہے کہ اوسمین شک کیا جائے کیونکہ وہ تو محفوظ ہے سینے
مین اون لوگون کے جو علم دیے گئے ہین یعنی علمائے مومنین جنہون نے قرآن شریف
حفظ کیا زمانے مین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور بعد آپ کے سو اوس کو یاد
پڑہتے ہین کلمے ہوے قرآن مین دیکھنے کی کچہہ حاجت نہین یہ یاد پڑہنا قرآن شریف کے
خصائص سے ہے بخلاف باقی کتب کے کیونکہ وہ معجزات نہ تھین اور پڑہی نہ جاتین مگر
مصاحف سے اسی لیے اس امت کے وصف مین آیا ہے صدورہم اناجیلہم اور اسی لیے
قادر نہین ہوتے ہین اوس کے تحریف وتغییر پر مراد یہ ہے کہ مومنین اوسکو یاد کرتے ہین
تجہہ سے لیکر اور سیکہہ کر اور بعض بعض سے اخذ کرتے ہین اور تو نے اوس کو لیا ہے جبریل
سے اور جبریل نے لوح محفوظ سے پس تو نے اوسکو نہین لیا ہے کسی کتاب سے بطریق
تلقی اوس کی کے اوس کتاب سی وما یجحد بایاتنا الا الظالمون یعنی نہین انکار کرتے ہین
ہماری آیتون کا یعنی قرآن کریم کا مگر وہی لوگ جو حد سے بڑہنے والی اور ظلم مین توغل کرنیوالی ہین

وقالوا لولا انزل علیه اٰیت من ربه ط قل انما الاٰیت عند الله ط وانما انا
نذیر مبین ۝ اولم یکفهم انا انزلنا علیك الکتب یتلی علیهم ط ان فی
ذٰلك لرحمة وذکری لقوم یؤمنون ۝ قل کفی بالله بینی وبینکم شهیدا ع ۱۵
یعلم ما فی السموٰت والارض ط والذین اٰمنوا بالباطل وکفروا بالله اولٰئك
هم الخسرون ۝ اور کہتے ہین کیون نہ اوترین اوسپر کچھ نشانیان اوس کے رب سے
تو کہہ نشانیان تو مین اختیار مین اللہ کے اور مین تو ہی ڈر سنا دینے والا ہون کہولکر کیا
اون کو بس نہین کہ ہم نے بھیجا اوتاری کتاب کہ اونپر پڑہی جاتی ہے بیشک اسمین مہر ہے
اور سمجھانا اون لوگون کو جو جانتے ہین تو کہہ بس ہے اللہ میرے تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے
جو کچھ ہے آسمان وزمین مین اور جو لوگ یقین لاتے ہین جہوٹ پر اور منکر ہوئے ہین اللہ
سے اونہین کا بڑا ہونا ہے ف اللہ کی گواہی ہے کہ سچون کو دن پر دن بڑہایا او
جہوٹون کو مٹایا انتہیٰ ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے طرف سے
مشرکون کے اون کی تعنت وسرکشی مین اور اون کے طلب کرنے مین نشانیون کے مراد
اون کی وہ نشانیان ہین جو اون کو راہ بتائین طرف اس بات کے کہ حضور محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہین جس طرح کہ صالح علیہ السلام اپنے اونٹنی لائے اللہ پاک نے فرمایا
قل انما الاٰیات عند اللہ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو اونسے کہدے کہ
نشانیون کا کام تو اللہ کی طرف ہے پس اگر وہ اس بات کو جانتا کہ تم راہ پر آجاؤ گے تو وہ
تمہارا سوال قبول کرتا اس واسطے کہ وہ اوسپر سہل ہے اور اوس کے نزدیک آسان ہے
لیکن وہ تو تم سے یہ جانتا ہے کہ تم نے تو صرف تعنت وسرکشی وامتحان کا قصد کیا ہی اس لیے
وہ تمہارا کہنا نہین کرتا ہے کما قال تعالی وما منعنا ان نرسل بالاٰیات الا ان
کذب بها الاولون واٰتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها قولہ تعالی وانما انا نذیر
مبین یعنی مین تو یہی بہیجا گیا ہون تمہارے واسطے ڈر سنانے والا کہولکر پس مجہپر تو یہ
ہے کہ اللہ تعالی کی رسالت تمکو پونہچا دون اور جس کسی کو اللہ راہ بتائے تو راہ پر آنیوالا
ہے اور جسکو وہ بہکائے تو تو ہرگز نہ پائیگا واسطی اوس کے کوئی راہ بتانے والا فرمایا

لہ اور مجہپر تو یہی اس
سوا ہے کہ نشانیان سنے
جیسی کہ اگلون نے
اور مجہپر تو یہی
سوا ہے کہ نشانیان سنے
جیسی کہ اگلون نے
حق نہ مانے

اللہ پاک نے لیس علیک ھداھم ولکن اللہ یھدی من یشاء پھر اللہ پاک
نے اون کی کثرت جہل اور سخافت عقل بیان فرمائی اس جہت سے کہ اونہون نی ایسی
نشانیان طلب کین جو حضور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدق و راستی پر آگاہ کرین اوس
بات مین جس کو وہ اون کے پاس لیکر آئے حالانکہ وہ تو اون کے پاس وہ کتاب عزیز
لائے کہ جس کے پاس نہ آگے سے باطل آتا ہے نہ اوس کے پیچھے سے جو کہ بزرگ تر ہے
ہر معجزہ سے کیونکہ اوس کے معارضہ سے تو فصحا و بلغا عاجز ہو گئے بلکہ اوس کے مثل دس
سورتون کے معارضے سے بلکہ اوس کی ایک سورت کے معارضے سے عاجز نکلے
پس اللہ پاک نی فرمایا اولم یکفھم الآیہ یعنی کیا اون کو یہ نشانی بس نہین ہے کہ ہم نے تمپر یہہ
کتاب عظیم نازل کی جس مین اون کے ماقبل و مابعد کی خبر ہے اور اونکے مابین کی چکوتی ہے
اور تو ایک مرد امی ہے نہ پڑہتا ہے نہ لکھتا ہے اور نہ تو نے کسی اہل کتاب سے خلط
کیا ہے پس تو اون کے پاس اوس شی کے اخبار لایا جو اگلے صحیفون مین ہے ساتھہ بیان
صواب کے اوس شی جس مین اونہون نی اختلاف کیا اور ساتھہ حق واضح و بین وجلی کے
کما قال تعالی اولم یکن لھم ایۃ ان یعلمہ علماء بنی اسرائیل وقال تعالی وقالوا
لولا یاتینا بآیۃ من ربہ اولم تاتھم بینۃ ما فی الصحف الاولی امام احمد
رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے ما من الانبیاء من نبی الا قد اعطی من الایات ما مثلہ
امن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیتہ وحیا اوحاہ اللہ الی فارجو ان اکون
اکثرھم تابعا یوم القیامۃ اخرجہ من حدیث اللیث اس حدیث کے مثل
اول گذر چکی ہے اللہ پاک نے فرمایا ان فی ذلک لرحمۃ وذکری لقوم یومنون
یعنی بیشک اس قرآن پاک مین البتہ رحمت ہے یعنی حق کا بیان ہے اور باطل کا دور کرنا ہے
اور سمجہانا ہے اوس شی کا جس مین نقمات و عقاب کا حلول و نزول ہوا ہے جہٹلانے والون
اور گنہگارون پر اون لوگون کو جو ایمان لاتے ہین پھر اللہ پاک نے فرمایا قل کفی باللہ
الآیہ یعنی اللہ خوب جانتا ہے تمہارے جہٹلانے کو جس مین تم گھس بیٹھہ رہے ہو اور جانتا ہے

لہ خبر دینے ہین
اون کو راہ پر لانا
اس کے اللہ راہ پر لاوے
جب کہ اونکی نشانی
علت کی اونکون نی
نہین پہچانی
خبر دینے ہین
اس نبی کی اہل کتاب
سے اور یہود کی
یہ کیون نہین کافی
ہماری پاس کوئی
نشانی اس نبی سے
جیسی
اون کون نی
اون مین کی

اوس بات کو جو مین تم سی کہتا ہون یعنی اوس کی طرف سے میرا یہ خبر دینا کہ اوسنے مجھکو بھیجا
ہے پس اگر مین اوسپر جھوٹھ بولنے والا ہوتا تو البتہ وہ مجھ سے انتقام لیتا جیسا کہ فرمایا ہے
ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین
فما منکم من احد عنہ حاجزین اور مین جو ہون سو اوسپر سچ بولنے والا ہون اوس
بات مین جس کی مین نے تم کو خبر دی اور اسی لیے معجزات و ضحات و دلائل قاطعات سے
اوس نے میری تائید فرمائی ہے یعلم ما فی السموات والارض یعنی وہ سب کچھ جانتا
ہے اوسپر کوئی مخفی شے پوشیدہ نہین ہے والذین اٰمنوا الایہ یعنی جو کچھ اونہون نے
کیا ہے قیامت کے دن اوسپر اون کو بدلا دیگا اور جو کچھ اونہون نے اپنے جھٹلانے مین
حق کے اور پیروی کرنے مین باطل کے کاریگری کی ہے اوسپر اون کا مقابلہ کریگا اللہ کے
رسولون کی تکذیب کی باوجود قائم ہونے دلیلون کے اون کے صدق پر اور طواعیت و
اوثان پر بلا دلیل ایمان لے آئے پس اسپر اون کو جزا دیگا انہ حکیم علیم ف فتح البیان کا
بیان یہ ہے کہ لولا بمعنی ہلّا تحضیضیہ ہے معنی یہ ہین مشرکون نے کہا کیون نہ نازل کی گئین
اوسپر کچھ نشانیان اوس کے رب سے مثل انبیا کے نشانیون کے جیسے نشانیان موسے
علیہ السلام کی اور اونٹنی صالح علیہ السلام کی اور زندہ کرنا مسیح علیہ السلام کا مردون کو پھر اللہ پاک
نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ اس کا اون کو یہ جواب دین کہ نشانیان تو اللہ کے
پاس ہین اپنے بندون مین سی جسپر چاہتا ہے اون کو نازل کرتا ہے اسپر کسی کو کچھ قدرت
نہین ہے اور مین جو ہون سو ڈرانے والا ہون کھول کر اوس شی کے ساتھہ جس کا مجھے
حکم ہے تمکو ڈراتا ہون اور کما ینبغے صاف صاف اوس کو تم سے بیان کرتا ہون سوا اس کے
میری قدرت مین اور کچھ نہین ہے ابن کثیر و ابو بکر و حمزہ و کسائی نے آیۃ بالافراد پڑھا ہے اور
باقی قراء نے بجمع ابو عبید نے بسبب قل انما الآیات کے قرارت جمع کو اختیار کیا ہے قولہ تعالی
اولم یکفہم الآیہ جملہ مستانفہ ہے غرض اوس سے رد کرنا ہے اون کی فرمایش کا اور بیان ہے
اوس کے بطلان کا یعنی کیا بس نہین ہے مشرکون کو نشانیون سے جن کی اونہون نے
فرمایش کی ہے یہ کتاب معجز جس کے ساتھہ تو نے اون سی یہ تحدی و معارضہ کیا ہے

ف اور اگر بنا لاتا
اسپر کوئی بات تو ضرور
کہ اوس کا داہنا
ہاتھہ پکڑ لیتا
اور اوس کی رگ
جان کاٹ ڈالتا
پس کوئی نہین
مین سے کہ روکنے والا ہوتا
اس سی اور اللہ

کہ وہ اوس کے مثل لے آئین یا کوئی سورت اوسکی سو وہ اوس سی عاجز نکلے اور اگر تو
اون کے پاس موسی کی نشانیان لاتا یا اوس کے سوا اور انبیا کی نشانیان تو وہ کہتی
کہ جادو ہے اور ہم جادو نہین جانتے ہین اور کلام اون کی قدرت مین ہے فصیح و بلیغ
قصائد و اشعار کہہ سکتے ہین اوس کی خوبی کو خوب جانتے پہچانتے ہین باوجود اس کے
معارضہ سے عاجز ہو گئے اور ایمان نہ لاتے جیسے قرآن پر ایمان نہ لائے جو ہر زمان و
مکان مین اونپر پڑہا جاتا ہے پس وہ ہمیشہ اون کے ساتھہ ایک ثابت نشانی رہتا
ہے زائل نہین ہوتا ہے جس طرح کہ ہر نشانی بعد ہونے کے زائل ہو جاتی ہے یا کسی مکان
مین ہوتی ہے کسی مین نہین ہوتی غرض یہ ہے کہ قرآن پاک ایک ایسا عظیم الشان باہر البرہان
معجزہ ہے کہ اگلے انبیاء کے معجزون سے اتم ہے اور سارے آیات و معجزات سے
بے نیاز کرنے والا ہے کیونکہ قرآن پاک کا معجزہ باوجود مرور دہور و ازمان دائم و ثابت
رہتا ہے اوس کے سوا اور نشانیان جیسے مضمحل ہو جاتی ہین وہ ہرگز اضمحلال پذیر
نہین ہوتا ہے نہ اوسمین کسی طرح کی کہنگی و بوسیدگی ہوتی ہے کیونکر ہو اوس کے عجائب
و غرائب و محاسن ظاہری و باطنی تو اتنے ہین کہ اونکی انتہا نہین ہے نہ کسی بشر کی
قدرت پورے طور پر اون کو پا سکتی ہے ہر مومن متدین اپنی اپنی لیاقت و ادراک کے
موافق اوسکو سمجھتا بوجھتا ہے اوس سے لذت لیتا ہے اور اپنے عجز کا قائل ہوتا ہے
کیونکہ اوس کا حسن و خوبی بشر کے ادراک سے باہر ہے کسی نے خوب کہا ہے ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ میدارد	برنگ اصحاب صورت را ببو ارباب معنی را
مخدرات سرا پردہ ہای قرآنے	چہ دلبرند کہ دل مے برند پنہانی

ان فی ذلک لآیۃ یعنی یہ کتاب جو ہر مکان و زمان مین موجود اور باوصاف مذکورہ
موصوف ہے البتہ ایک حکمت عظیم ہے دنیا و آخرت مین اور ایک نصیحت ہے دنیا مین
کہ اوس سے نصیحت پذیر ہوتے ہین اور حق کی طرف اون کو راہ بتائی ہے واسطے اون
لوگون کے جو تصدیق کرتے ہین اوس شی کی جس کو تو اللہ کے پاس سے لایا ہے کیونکہ
اوس سے نفع یہی لوگ لیتے ہین یحیی بن جعدہ کہتے ہین کچھہ لوگ مسلمانون مین کے

کتابین لائی اونہون نی اون کو لکھا تہا اون مین بعض وہ شی تہی جس کو اونہون نے یہود سے
سنا تہا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کافی ہے قوم کو حمق یا گمراہی یہ کہ جو شی اون کا
نبی اون کی طرف لایا اوس سی اعراض کر کے رغبت کرین طرف اوس شی کے جس کو اوسکا غیر
طرف اون کے غیر کے لایا اسپر یہ آیت نازل ہوئی اخرجہ الدارمی وابو داود فی مراسیلہ
وغیرہما یعنی الفریابی وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم واخرج الاسمعیلی
فی معجمہ وابن مردویہ من طریق یحیی بن حعدۃ عن ابی ہریرۃ فذکرہ بمعناہ

زہری سے مروی ہے کہ بی بی حفصہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف
ایک کتاب لائین قصص یوسف کی شانہ بزمین یعنی بکری کے شانے کی ہڈی پر یوسف علیہ السلام
کا قصہ لکھا ہوا تہا اوس کو لائین پہر وہ اوسے پڑہنے لگین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
چہرۂ مبارک رنگ بدلنے لگا پس فرمایا قسم ہے اوس کی جس کے ہاتہہ مین میری جان ہے
اگر آئے یوسف تمہارے پاس اور مین تمہارے درمیان مین ہوؤن پہر تم اوسکی پیروی
کرو اور مجہے چہوڑو تو البتہ تم گمراہ ہو جاؤ اخرجہ عبد الرزاق فی المصنف والبیہقی فی الشعب

عبد اللہ بن حارث انصاری سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوے ایک کتاب لیکر جس مین کئی مواضع توریت کے تہے
پہر عرض کیا کہ مین نے ان کو ایک اہل کتاب کے آدمی کے پاس پایا ہے مین اونکو آپ پر
پیش کرون پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک نہایت سخت متغیر ہوا
کہ مین نے ویسا کبہی نہین دیکہا تہا عبد اللہ بن حارث نے حضرت عمر سے کہا کیا تو نہین
دیکہتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کو پس حضرت عمر نے کہا رضینا
باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبیا پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ کیفیت دور
ہو گئی اور فرمایا اگر موسی نازل ہوتا پہر تم اوس کی پیروی کرتے اور مجہے چہوڑ دیتے تو البتہ
تم گمراہ ہو جاتے مین تمہارا حظ ہون نبیون سے اور مین تمہارا حظ ہون امتون سے
اخرجہ عبد الرزاق وابن سعد وابن الضریس والحاکم فی الکنی والبیہقی
فی الشعب **حضرت عمر رضی اللہ عنہ** سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ

لہ حظ یعنی حق وبہرہ ونصیب

علیہ وآلہ وسلم سے تورات کے سیکھنے کا پوچھا تو آپ نے فرمایا تو اوس کو مت سیکھ اور
اوسپر ایمان لا اور سیکھ اوس شی کو جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور اوسپر ایمان لاؤ
خرجہ البیہقی وضعفہ قولہ تعالے قل کفی باللہ الآیہ یعنی تو کہدے جھٹلانیوالوں سے
اللہ بس ہے گواہ اوس شی پر جو میرے تمہارے درمیان واقع ہوئی حضرت ابن عباس
فرماتے ہین معنی اوس کے یہ ہین اللہ گواہی دیتا ہے واسطے میرے اس بات کی کہ
مین اوسکا رسول ہون اور قرآن اوس کی کتاب ہے اور گواہی دیتا ہے تمہیر تکذیب
کی شہادت اللہ کی اثبات معجزے کا ہے واسطے آپ کے ساتھہ نازل کرنے کتاب کے
اوسپر اور قرآن شریف تنہا کافی و وافی ہے اوس کے ساتھہ کوئی حاجت نہین ہے
طرف اور کتابون کے سوای قرآن کے واسطے اوس شخص کے جو اوسپر ایمان لایا اور
نیک کام کیے یعلم مافی السموات الآیہ کا مطلب یہ ہے کہ آسمان و زمین کی کوئی مخفی شی
اوسپر مخفی نہین ہے منجملہ اوس کے وہ بات چیت ہے جو صادر ہوئی درمیان تمہارے
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والذین آمنوا بالباطل الآیہ مراد باطل سے وہ
شے ہے جس کو وہ پوجتے ہین اللہ کے سوا حضرت ابن عباس نے فرمایا مراد باطل
سے غیر اللہ ہے کسی نے کہا عبادت شیطان کسی نے کہا ماسوی اللہ یہ سب معانے
قریب یکدیگر ہین پھر اللہ پاک نے کفر کا ذکر کیا بعد باطل کے واسطے بیان قبح اول کے پس
فرمایا وکفروا باللہ اولئک ھم الخاسرون یعنی جو لوگ ایمان لائے باطل پر اور منکر ہوئے
اللہ کے اور اوس کی آیتون کے وہی لوگ ہین جمع کرنے والے درمیان خسران دنیا و
آخرت کے یعنی یہ لوگ اپنے صفقۂ بیع مین زیانکار ہوے اس جہت سے کہ اونہون نے

بعوض ایمان کے کفر خریدا ویستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمی لجاءھم
العذاب ولیاتینھم بغتۃ وھم لا یشعرون ○ یستعجلونک بالعذاب وان
جھنم لمحیطۃ بالکافرین ○ یوم یغشاھم العذاب من فوقھم ومن تحت ارجلھم
ویقول ذوقوا ما کنتم تعملون ○ اور شتاب مانگتے ہین تجھہ سے آفت اور اگر نہوتا
ایک وعدہ ٹھیرا ہوا تو آپہنچتی اونپر آفت اور آویگی اونپر اچانک اور اون کو خبر نہوگی شتاب

لہ اگر کوئی کسی سے ایمان
شخص کے باطل پر ایمان
لانیکا مقصد وہ اسکا
تمہیر تکذیب کی شہادت
فائدہ ہی کیا اور
کے عطف کا سوا
ہاکیسی کو مین کہونگا
ہان فائدہ اوسکا ہے
سے زنا کی کو کریگا
واسطے بیان قبح اول
کے جس طرح کہ بقول
قائل کا بقول الباطل
بیان حق و واسطے بیان
اس بات کی کہ باطل
قبیح ہے کوئی انسان
نہ

مانگتے ہین بجہ سے عذاب اور دوزخ گہیرے ہے منکرون کو جس دن گہیر لیگا اون کو
عذاب اونکے اوپر سے اور پاؤن کے نیچے سے اور کہیگا چکھو جیسا کہیہ کرتے تھے
ف اس امت کا عذاب یہی تہا مسلمانون کے ہاتہہ سے قتل ہونا پکڑے جانا
سو فتح مکہ مین مکے کے لوگ بے خبر رہے کہ حضرتؐ کا لشکر سر پر آکہڑا ہوا ف یعنی
آخرت کا عذاب تو عبث مانگتے ہین اوس عذاب مین تو پڑے ہی ہین یہ کفر اور یہ برے
کام مرے پر نظر آویگا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے ف یہ اللہ کہیگا یا وہ عذاب
ہی بولیگا جیسے زکوۃ نہ دینے والے کا مال سانپ ہوکر گلے مین پڑیگا کلّے چہیر یگا اور کہیگا
مین تیرا مال ہون تیرا خزانہ ہون انتہی ف اللہ پاک خبر دیتا ہے مشرکون کے جہل و
نادانی کی اس بات مین کہ عذاب الٰہی کو جلد مانگتے ہین کما قال تعالی واذ قالوا اللھم
ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا
بعذاب الیم اور اس جگہہ یون فرمایا ویستعجلونک بالعذاب الایہ یعنی اگر یہ بات
نہوتی کہ اللہ پاک نے تا روز قیامت عذاب کی تاخیر واجب فرمائی ہے تو البتہ عنقریب جلد تر
اونپر عذاب آجاتا جس طرح کہ اونہون نے اوس کو جلد طلب کیا پہر فرمایا البتہ وہ اونکو آئیگا
اچانک اور اون کو خبر نہوگی یستعجلونک بالعذاب الآیہ یعنی شتاب مانگتے ہین بجہ سے
اور حال یہ ہے کہ وہ اونپر ضرور واقع ہونیوالا ہے شعبہ نے عن سماک عن عکرمہ وان
جہنم لمحیطۃ بالکافرین کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ بحر ہے یعنی دریا ابن ابی حاتم
نے عن مجاہد عن الشعبی روایت کیا ہے کہ شعبی نے حضرت ابن عباس کو سنا کہ وہ فرماتے
تہے آیت مذکور کی تفسیر مین کہ جہنم یہ وہی بحر اخضر ہے تارے اوسمین گہر پڑین گے اور
سورج و چاند بے نور کرکے اوس مین ڈالے جائین گے پہر وہ دہکایا جائیگا پس وہ جہنم
ہوجائیگا امام احمد نے صفوان بن یعلی عن ابیہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے فرمایا ہے البحر ہو جہنم یعنی دریا ہی جہنم ہے یعلی سے لوگون نے کہا تو یعلی نے کہا
کیا تم نہین دیکہتے ہو کہ اللہ تعالے فرماتا ہے نارا احاط بھم سرادقہا کہا قسم ہے
اوس کی جس کے ہاتہہ مین یعلی کی جان ہے مین اوس مین داخل نہونگا کبہی یہانتک کہ

ف اور جب کسی
کے یا اللہ اگر یہی بات
حق ہی تیری پاس سے
تو ہمپر آسمان
سے پتہر برسا دیکہہ کر
ف ابن کثیر کا نقطہ
ف اور القمر
کو ملا دیا گیا
ف اور فتحین مین
اور کہلون مین
ف اللہ اعلم
ف اگر جہنم
مین انکو اوسکی خبر نہوگی

پیش کیا جاؤنگا اللہ پر اور نہ پونہچیگا مجکو اوس سی ایک قطرہ یہان تک کہ پیش کیا جاؤنگا
اللہ تعالی پر ھذا تفسیر غریب وحدیث غریب جدًا واللہ اعلم پھر اللہ عزوجل
نے فرمایا یوم یغشاھم العذاب الآیہ کقولہ تعالے لھم من جھنم مھاد و
من فوقھم غواش وقال تعالے لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم
ظلل وقال تعالے لو یعلم الذین کفروا حین لا یکفون عن وجوھھم النار
ولا عن ظھورھم الآیہ پس آگ اون کی ساری جہتون سی اون کو ڈہانک لیگی یہ طرز
انتہا درجے کو پونہچی ہوئی ہے عذاب جسی مین قولہ تعالی ویقول ذوقوا ما کنتم تعملون تہدید
و تقریع وتوبیخ ہے یہ عذاب معنوی ہے نفوس پر یعنی ایک تو انتہا درجے کا عذاب پھر
اوسپر طرہ یہ ہے کہ ڈانٹنے دہمکانے جہڑکنے کو اون سے کہیگا کہ چکہو جو کچہہ تم کرتے تھے
ذوقوا کا لفظ لیانیت خوب واقع ہوا ہے اس واسطے کہ ظاہر و باطن معاصی ظاہر و باطن
کی لذت لینے کو کیے جاتے ہین سو اونکے مقابلے مین توبیخا فرمایا کہ جس طرح معاصے کا
مزہ چکہا اب اون کی جزا کا مزہ چکہو ورنہ عذاب مین سوا انیدا کے اور کیا مزہ ہے یہ آیت
مثل اس آیت کریمہ کے ہے یوم یسحبون فی النار علی وجوھھم ذوقوا مس سقر
انا کل شیء خلقناہ بقدر وقال تعالی یوم یدعون الی نار جھنم دعا ھذہ
النار التی کنتم بھا تکذبون افسحر ھذا ام انتم لا تبصرون اصلوھا فاصبروا
او لا تصبروا [illegible] تجزون ما کنتم تعملون ف فتح البیان کا
بیان فاصح یہ [illegible] بہتہ سے عذاب یہ یا مگنا واسطی استہزا و تکذیب کے
ہے جیسا کہ اونہون [illegible] بنا محارۃ الآیہ اور اگر نہوتا ایک وعدہ ٹہیرا رہا جس کو
اللہ پاک نے اوا [illegible] سطے مقرر و معین فرمایا ہے یعنی قیامت تو البتہ آجاتا
اون کو وہ عذاب ج [illegible] بب اون کے گناہون کے جلدی سے ضحاک
نے کہا اجل سے [illegible] مدت ہے کیونکہ جس وقت وہ مرین گے تو عذاب
کی طرف چلے جائین [illegible] ل مسمی سے مراد نفخہ اولی ہے کسی نے کہا وہ
وقت ہے جس کو اللہ [illegible] عذاب کے واسطے دنیا مین مقدر فرمایا ہے

سانحہ قتل وقید کے بروز جنگ بدر حاصل یہ ہے کہ ہر عذاب کے لیے ایک مدت معین ہے نہ اوس سے آگے ہو نہ پیچھے ہو جس طرح کہ اس آیت مین ہے لکل نبأ مستقر وسوف تعلمون ولیاتینھم بغتۃ مستانفہ ہے مبین ہے عذاب کے آنے کا جس کا ذکر ماقبل مین ہو چکا ہے اور بغتۃ بمعنی فجاۃً ہے یعنی ناگہان اور جملہ وھم لایشعرون محل نصب مین ہے بنا برحال یعنی وہ عذاب اون کو اچانک آئیگا اس حال مین کہ اوس کے آنے کا اون کو علم نہوگا چنانچہ اس امر کے کتب سیر شاہد عدل ہین پھر اللہ پاک نے ذکر کیا کہ جلدی اون کے عذاب کی مار ہے پس ارشاد فرمایا یستعجلونک بالعذاب الآیہ یعنی وہ لوگ اپنے عذاب کی تعجیل طلب کرتے ہین تجھ سے دنیا مین یہ بات واسطے تعجب کے ذکر فرمائی ہے اس واسطے کہ کسی شخص کو ایسے امر کی وعید سنائی جاتی ہے جس مین ذرا سا ضرر ہے جیسے طمانچہ یا مُکا تو کبھی وہ اپنے نفس سی قوت کا خیال کرتا ہے اور کہتا ہے بسم اللہ لاؤ رہا وہ شخص جس کو ڈبونے کی وعید سنائی جائے یا جلانے کی اور وہ اس بات کا یقین کرے کہ وعید سنانے والا قادر ہے خلاف وعدہ نکریگا تو اوس کے دل پر یہ خطرہ نہ گذریگا کہ وہ کیسے لاوہ شے جس کی تو نے مجھے وعید سنائی ہے پس پہلا یستعجلونک بالعذاب تو اخبار ہے اون کی طرف سے اور دوسرا یستعجلونک بالعذاب تعجب ہے اون ہی یعنی بڑے تعجب کی بات ہے کہ قادر قوی کی وعید کو جلد طلب کرتے ہین کسی نے کہا کہ تکرار واسطے تاکید کے ہے وان جھنم لمحیطۃ بالکافرین جملہ حالیہ ہے یعنی وہ اپنے عذاب کی تجھ سے تعجیل طلب کرتے ہین حالانکہ مکان عذاب کا اونکو گھیرنے والا ہے یعنی عنقریب اونکو گھیریگا کیونکہ جو شے آنے والی ہے وہ قریب ہے پس استقبال کو حال کے پیرایہ مین ادا کیا اس لیے کہ تحقق و مبالغہ پر دال ہو یا مراد جہنم سے اوس کے اسباب ہین جو کہ پہنچانیوالے ہین طرف اوس کے اب محیطہ مین کوئی تاویل نہوگی لیکن قول اول اظہر ہے مراد کافرین سے جنس کفار ہے پس یہ جلدی چاہنے والے بدخول اولی اوس مین داخل ہونگے معنے یہ ہین کہ جہنم اون کو جمع کرنیوالا ہے اونمین سے کوئی باقی نہیگا مگر وہ اوسمین داخل ہوگا پھر وہی قول حضرت ابن عباس کا ذکر کیا ہے کہ جہنم یہی بحر اخضر ہے پھر کہا ہے

کہ اس مین نکارت شدید ہے کیونکہ بہت سی صحیح حدیثین اسپر ناطق ہین کہ جہنم اب موجود و مخلوق ہے اون صفتون پر جو کتاب وسنت مین وارد ہوئی ہین پھر اللہ پاک نے احاطۂ عذاب کی کیفیت ذکر کی پس ارشاد فرمایا یوم یغشاہم الآیہ یعنی ساری جہتون سے عذاب اونکا احاطہ کریگا اس واسطی کہ اللہ پاک نے یون فرمایا ہے من فوقہم ظلل الآیہ پس جب عذاب اس صفت پر اون کو ڈھانک لیگا تو مقر جہنم نے اون کا احاطہ کر لیا کسی نے کہا کہ خاص دو جانب کا ذکر کیا یعنی زیر و بالا اور چپ و راست و پیش و پس کا ذکر نہ فرمایا وجہ اس کی یہ ہے کہ مقصود ذکر کرنا اوس شی کا ہے جس سے جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ممتاز ہو جائے دنیا کی آگ تو چار جہتون کا احاطہ کرتی ہے کیونکہ جو کوئی اوس مین داخل ہوتا ہے تو شعلہ اوس کے آگے پیچھے داہنے بائین ہوتا ہے رہی آگ اوپر سے سو وہ نہین نازل ہوتی ہے وہ تو عادت مین نیچے سے اوپر کو چڑھتی ہے اور جو شعلہ قدم کے نیچے ہے وہ قدمون کے نیچے باقی نہین رہتا ہے بلکہ قدم رکھکر اوسپر روندنے سے بجھ جاتا ہے ذکرہ الرازی ویقول ذوقوا ما کنتم تعملون قائل اللہ پاک ہے یا بعض ملائکہ اللہ کے حکم سے اوس دن یہ بات کہین گے کہ چکھو جزا کفر و معاصی کی جو تم کیا کرتے تھے پس تم ہم سے فوت نہو گے اہل مدینہ و کوفہ نے نقول بنون پڑھا ہے باقی قراء نے بیای تحتیہ یرجعون نے ملحاظ قل کفی باللہ کے اس قرارت کو اختیار کیا ہے حضرت ابن مسعود و ابن ابی عبلہ نے ویقال ذوقوا [illegible] جبکہ اللہ پاک نے اہل کتاب و مشرکین کے کفار کا حال ذکر کیا اور اون [illegible] جمع فرمایا اور اون کو اہل نار سے پھیرا یا تو اون کا عناد سخت ہوا اور [illegible] ان کی ایذا رسانی مین ہر طرح سے سعی و کوشش کی اس لیے اللہ پاک نے [illegible] یا عبادی الذین امنوا ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون ۵ کل نفس ذائقۃ الموت ثم الینا ترجعون ۵ والذین امنوا وعملوا الصالحات لنبوئنہم من الجنۃ غرفا تجری من تحتہا الانہر خلدین فیہا نعم اجر العاملین ۵ الذین صبروا وعلی ربہم یتوکلون ۵ وکاین من دابۃ [illegible] فہا وایاکم وہو السمیع العلیم ۵

ای بندو میری جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو مجھ ہی کو بندگی کرو جو جی
ہے سو چکھے گا موت پھر ہماری طرف پھر آؤ گے اور جو لوگ یقین لائے اور کیے
بھلے کام اون کو ہم جگہ دین گے بہشت مین جہ وکے نیچے بہتی نہرین سدا رہین اونمین
خوب نیگ ملا کام والون کو جو ٹہیرے رہے اور اپنے رب پر بھروسا رکہا اور کتنے جانور
ہین جو اوٹہا نہین رکہتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ہے اونکو اور تمکو اور وہی ہے
سنتا جانتا ف جب کافرون نے مکے مین بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اسی
ترا سی گہراو ٹہہ گئے حبشہ کے ملک کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی جہان سے تہان کاٹو پھر
پھر ہم پاس اکٹہے آؤ گے یا وطن جہوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا ف
یعنی اس وطن کے بدلے وہ وطن ملیگا ف یہ روزی کی طرف سے خاطر جمع
کردی کہ اکثر جانورون کے گہر مین کل کا قوت نہین ہوتا نیا دن اور نئی روزی انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین یہ ایک امر ہے طرف سے اللہ پاک کے اپنے
مومن بندون کو ہجرت کرنے کا اوس شہر سے جس مین دین کے قائم کرنے پر قدرت نہین
رکہتے ہین طرف اللہ کی زمین کشادہ کے جہان قائم کرنا دین کا اس طرح ممکن ہو کہ اوسکی
توحید کرین اور اوس کو پوجین جیسا کہ اوس نی اونکو امر کیا ہے اور اسی لیے اللہ تعالے نے
یون فرمایا یا عبادی الآیہ امام احمد نے حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے شہر اللہ کے شہر ہین اور بندے
اللہ کے بندے ہین پس جہان کہین تو خیر پاے تو اقامت کر اور اسی لیے جس وقت
مکے مین مستضعفین پر وہان کا رہنا تنگ ہوا تو ہجرت کر کے طرف زمین حبشہ کے نکل گئے
تاکہ اپنے دین پر وہان اون کو امن ملے پس وہان اصحمہ بادشاہ حبشہ کو خیر منزلین پایا
رحمہ اللہ تعالے سو اوس نی اون کو جگہ دی اور اپنی نصر و مدد سے اون کی تائید کی اور
اون کو اپنے بلاد مین سیوم ٹہیرایا سیوم بالضم یعنی آمنین کلمہ حبشی ہے بفتح سین ہی مروی
ہے یعنی اپنے شہرون مین اون کو بے خوف کر دیا کسی نے کہا جمع سائم ہے یعنی
چرنے والے بکریون کی طرح اوس کے شہر مین چرین کوئی اون سے تعرض نہ کرے

پھر بعد اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور باقی صحابہ نے ہجرت کی طرف مدینۂ منورہ
و یثرب مطہرہ کے پھر اللہ پاک نے فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت الآیہ یعنی تم جہان کہین
ہو موت تمکو پائیگی پس تم اللہ کی طاعت مین رہو اور جس جگہہ کا اوس نی تمکو امر فرمایا ہے
وہ تمہارے واسطے بہتر ہے کیونکہ موت تو ضروری آنے والی ہے اوس سے کسی طرح کا
مفر نہین ہے پھر مرجع و مآب اللہ کی طرف ہے سو جو کوئی اوس کا مطیع ہوگا تو وہ اوس کو
بہترین جزا دیگا اور بھرپور ثواب اوس کو عطا فرمائیگا اور اسی لیے یہ ارشاد فرمایا والذین
امنوا الآیہ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور کیے بھلے کام البتہ ہم اون کو بسائین گے جنت
کے بلند بلند مکانون مین جن کے نیچے انواع و اقسام کی نہرین بہتی ہونگی کوئی پانی کی
کوئی شراب طہور کی کوئی دودہ کی اونمین ہر قسم کا تصرف کرین گے جہان چاہین گے
اون کو لیے پھرین گے ہمیشہ ہمیشہ کو اون مین رہین گے وہان سی نقل کرنا چاہین گے
کیا اچھا اجر ہے کام کرنے والون کا اور کیا اچھا اجر ہے ان غرفون کا مومنون کی کا نون نے
جنہون نے صبر کیا یعنی اپنے دین پر اور ہجرت کی طرف اللہ کے اور دشمنون سے
کنارہ کیا اہل و اقارب سے مفارقت کی واسطے طلب کرنے اللہ پاک کی ذات کے اور
واسطے امید اوس ثواب کے جو اوس کے پاس ہی اور واسطے تصدیق کرنے اوس کے
موعود کے ابن ابی حاتم نے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو مالک سے یہ حدیث بیان فرمائی کہ جنت مین غرفے ہین
کہ ظاہر اونکا اون کے باطن سے دکہائی دیتا ہے اور اونکا باطن اونکے ظاہر سے
تیار کر رکہا ہے اونکو اللہ [illegible] واسطے اوس کے جس نے کہانا کہلایا اور اچہی بات کی
اور پیا پے نماز پڑہی اور [illegible] کے اور رات کو قیام کیا اس حال مین کہ لوگ سوتے ہین
اور اپنے دین و دنیا کے [illegible] مین اپنے رب پر بہروسا رکہتے ہین پھر اللہ پاک
نے یہ خبر دی کہ رزق کس [illegible] ساتہہ خاص نہین ہے بلکہ رزق اللہ تعالی کا عام ہے
واسطے اوس کی خلق کے جس [illegible] ان اور جہان کہین ہون بلکہ ارزاق مہاجرین کے
جس جگہہ اونہون نے ہجرت [illegible] وسیع و طیب ہوئی کیونکہ وہ تو بعد مدت قلیل کے

ساری اقطار و امصار مین حکام بلا دہو گئے اور اسی لیے اللہ پاک نے یہہ فرمایا
وکاین من دابۃ لاتحمل رزقھا یعنی کتنے جانور ہین کہ روزی کی جمع و تحصیل کی
طاقت نہین رکھتے ہین اور نہ کچھہ کل کے واسطے رکھہ چھوڑتے ہین اللہ یرزقھا و ایاکم
یعنی اللہ مقدر کرتا ہے واسطے اون کے روزی اون کی باوجود اون کے ضعف کے اور
اوس کو اونپر آسان کرتا ہے پس ہر مخلوق کی طرف وہی روزی بہیجتا ہے جو اوس کے
لائق ہے یہان تک کہ چیونٹیون کو زمین کی تہ مین اور پرندون کو ہوا مین اور مچھلیون کو
پانی مین قال تعالی وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا و یعلم مستقرھا
ومستودعھا کل فی کتاب مبین **ابن ابی حاتم** نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے روایت کیا ہے کہا مین نکلا ہمراہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہان تک کہ
آپ داخل ہوے مدینے کے کسی باغ مین تو آپ کہجورین اوٹھانے اور کہانے لگے پہر
مجہ سے فرمایا ای ابن عمر تجہے کیا ہے کہ تو نہین کہاتا کہا مین نے کہا یا رسول اللہ لا اشتہیہ یعنی
میرا جی نہین چاہتا ہے فرمایا لکنی اشتہیہ یعنی لیکن میرا جی تو اوس کی کہانے کو چاہتا ہے اور نہ
چوتہی رات کی صبح ہے جب سے مین نے کچھہ کہانا چکہا ہے اور نہ اوسکو پایا ہے اور اگر مین
چاہتا تو البتہ مین اپنے رب سے دعا کرتا پس وہ مجہے مثل ملک کسری و قیصر کے دیدیتا پہر
اے ابن عمر تیرا کیسا حال ہوگا جبکہ تو باقی رہیگا ایسی قوم مین جو اپنے سال بہر کا رزق
رکہہ چہوڑین گے اور یقین ضعیف ہو جائیگا کہا پس مستم ہے اللہ کی ہم نہ ٹلے اور نہ تیرے
یہان تک کہ یہ آیت نازل ہوئی وکاین من دابۃ الآیہ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل نے مجہے امر نہین کیا ہے دنیا کے خزانے رکہنے کا اور نہ خواہشون
کی پیروی کرنے کا پس جو شخص بنی دنیا کو خزانہ رکہنے کا ارادہ کرے اوس سے حیات باقیہ کا
سو حیات تو ہا تہہ مین اللہ کے ہے خبردار اور بیشک مین جمع نہین رکہتا ہون دینار کو
اور نہ درہم کو اور نہ رکہہ چہوڑتا ہون کوئی رزق واسطے کل کے۔ حدیث غریب ہے
ابو العطوف جزری[۲] جو زہری سے راوی ہے ضعیف ہے ذکر کیا ہے کہ کوا جس وقت
اپنے چوزون سے انڈے توڑتا ہے تو وہ سپید نکلتے ہین پہر جب اون کا باپ اونکو ایسا

دیکھتا ہے تو کئی دن اون سی نفرت کرتا ہے یہان تک کہ پر سیاہ ہون پس کوّے کا
چوزہ دن بھر اپنا مونہہ کھولے رہتا ہے اپنے مان باپ کو تلاش کرتا رہتا ہے پھر
اللہ پاک زرد پرندے مثل پشہ کے مقرر فرما دیتا ہے تو وہ اوس کو آکر ڈھانک لیتے ہین
پس اون دنون مین اون پرندون سے قوت بسری کرتا ہے یہان تک کہ اوس کے
پر سیاہ ہو جائین اور مان باپ ہر وقت اوس کی خبر گیری کیا کرتے ہین پس جب تک
اوسکو سپید پر دیکھتے ہین تو اوس سے نفرت کرتے ہین پھر جب اوسکو دیکھتے ہین کہ اوس کے
پر سیاہ ہو گئے تب پرورش کرنے اور دانا دینے کو اوس پر متوجہ ہوتے ہین اسی لیے
شاعر نے کہا ہے ؎

یا رازق الغاب فی عشہ	وجابر العظم الکسیر الہیض

غاب کہتے ہین کوّے کے آواز کرنے کو اور نعیب اوسکی آواز اور نعاب کوّا آواز کرنیوالا
مراد یہان کوّے کا چوزہ ہے جو بیدانہ چلاتا ہے ہیض ٹوٹی ہڈی یعنی ای روزی دینے والی
کوے کو اپنے گھونسلے مین اور اسے جوڑنے والے ٹوٹی ہڈی کے امام شافعی
رحمہ اللہ تعالی نے دربارۂ اوامر کلام کیا ہے اوس مین یون کہا ہے کہ مثل قول نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سافروا تصحوا وترزقوا یعنی سفر کرو تندرست رہو اور روزی پاؤ
بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سافروا تصحوا وتغنموا قال ورویناہ عن ابن عباس
امام احمد رحمہ اللہ تعالی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے سافروا تزہجوا وصوموا تصحوا
واغزوا تغنموا یعنی سفر کرو نفع پاؤ روزے رکھو تندرست رہو غزا کرو غنیمت لو
وقد ورد مثل حدیث ابن عمر عن ابن عباس مرفوعا وعن معاذ بن جبل
مرفوعا وفی لفظ سافروا مع اہل الجدود والمیسرۃ قال ورویناہ عن ابن عباس
یعنی آسودہ لوگون کے ساتھ سفر کرو غرض یہ ہے کہ غنی لوگون کے ساتھ سفر کرنے مین
نفع ہوگا سفر کی تکلیفین اوٹھانی نہ پڑینگی ہر قسم کا اطمینان رہیگا قولہ تعالی وھو السمیع العلیم

یعنی اللہ پاک اپنے بندون کے اقوال خوب سنتا ہے اور اون کے حرکات و
سکنات کو خوب جانتا ہے **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ اللہ پاک
نے مومنین کو اول تو بحرف یا مخاطب کیا بعد اوس کے اپنی ذات پاک کی طرف اون کو
مضاف فرمایا سو غرض اس سے اون کی تشریف و تکریم ہے اور موصول صفت موضحہ ہے
یا ممیزہ ان ارضی واسعۃ فایای فاعبدون یعنی اگر تم مکے کے بیچ ایمان کے ظاہر کرنے
سے تنگی مین ہو اور تکلیف اوٹھانے مین ہو کفار سے تو مکے سے نکل جاؤ تا کہ میرا تنہا پوجنا
تمپر سہل و آسان ہو جائے **زجاج** نے کہا اون کو حکم ہوا ہجرت کرنے کا اوس جگہہ سے
جس مین اللہ کی عبادت ممکن نہین ہے اور اسی طرح اوس شخص پر واجب ہے جو کسی
شہر مین ہو جس مین معاصی کیے جاتے ہین اور اوس کو اونکا متغیر کرنا ممکن نہین ہے تو وہ
وہان ہجرت کر جائے جہان اوس کو اللہ پاک کا پوجنا میسر ہو جیسا کہ حق ہے اوس کے
پوجنے کا **مطرف بن شخیر** نے کہا معنی یہ ہین کہ میری رحمت واسع ہے اور میرا
رزق تمہارے واسطے فراخ ہے سو تم اوس کو زمین مین تلاش کرو کسی نے کہا معنے
یہ ہین کہ میری زمین یعنی زمین جنت واسع ہے پس تم مجھی کو پوجو تا کہ مین تمکو اوس کا وارث
کرون نصب ایای کا فعل مضمر سے ہے ای فاعبدوا ایای کسی نے کہا ہے کہ یہ آیت
اہل مکہ کے ضعفاے مسلمین کے حق مین نازل ہوئی ہے کسی نے کہا اوس قوم کے بارے
مین جو ہجرت سے پیچھے رہے اور کہا ہم ڈرتے ہین اگر ہجرت کرین بھوک سے اور تنگی
عیش سے اسپر اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی اور ترک خروج مین اونکو معذور نہ رکھا
کسی نے کہا کہ بلاد و بقاع باب ہجرت مین بتفاوت کثیر متفاوت ہین **ملا علی قاری**
رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین ای پر آج کے دن سو ہم نے بحمداللہ نہین پایا کوئی شہر کہ
زیادہ تر معین ہو قہر نفس پر اور زیادہ تر جمع کرنے والا ہو دل کو اور زیادہ تر رغبت دلانی والا ہو
قناعت پر اور زیادہ تر ہنکالنے والا ہو شیطان کو اور دور کرنے والا ہو فتنون سے اور
زیادہ تر ربط و ضبط کرنے والا ہو امر دینی کو اور ظاہر کرنے والا ہو اوسکو مکہ مکرمہ سی حرسہا اللہ
تعالی **سہل** رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب کسی زمین مین معاصی و بدع ظاہر ہون تو

ملا حضرت ملا علی قاری
رحمہ اللہ تعالی کی زبانی
وقت کا ذکر کیا ہے
انکے زمانہ اور حضرت
شیخ عبدالحق رحمہ اللہ
تعالی کے زمانہ کے بیچ
شیخ کی وفات
سنہ ۱۰۵۲ ہجری مین
ہوئی ہے اور
شیخ اور ملا صاحب
کے سنہ ولادت
سنہ ۹۵۲ ہے

اوس سی نکل جاؤ طرف زمین مطیعین کے مرفوعا مروی ہے کہ جو شخص اپنے دین کو لیکر بھاگے ایک زمین سی طرف دوسری زمین کے اگرچہ ایک بالشت ہو زمین سی تو وہ جنت کا مستوجب ہوگا اس کی سند و تخریج مین ضرور نظر کیجائے بالجملہ اول اللہ پاک نی مومنون کو ہجرت کا حکم دیا پہر اون کو موت سی ڈرایا تاکہ امر ہجرت اونپر سہل ہو جائے اور مہاجرین کو شجاعت دلائی تاکہ موت کے خوف سے دار شرک مین اقامت گزین نہون پس ارشاد فرمایا کل نفس ذائقة الموت یعنی ہر نفس نفوس مین سے ضرور پانے والا ہے موت کی مرارت و تلخی و کرب و شدت و مشقات کو اور اوس کو ایسا چکہیگا جیسا کہ چکنے والا چکہنی کی شی کو چکہتا ہے اور اوس کا مزا پاتا ہے پس اوطان کا ترک کرنا اور اخوان و خلان کی مفارقت تم پر دشوار نہو بلکہ اولی یہ ہے کہ یہ ایذا اللہ پاک کی راہ مین ہو تو وہ اسپر تمکو جزا دیگا پس تم بعد سفر سے اور مشقت کھینچنے سے مت ڈرو ثم الینا ترجعون یعنی پہر تم بسبب موت و بعث کے ہماری ہی طرف لوٹ کر آؤگے نہ طرف ہمارے غیر کے پس ہر زندہ سفر مین ہے طرف دار قرار کے اگرچہ اس دار مین اوسکا ٹہیرنا دراز ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے جب کہ انک میت وانھم میتون نازل ہوئی تو مین نے کہا یارب کیا ساری خلائق مرجائیگی اور انبیا باقی رہین گی اسپر یہ آیت نازل ہوئی کل نفس ذائقة الموت الآیہ اخرجہ ابن مردویہ نحتین مین کہا ہے نظر کیجای کہ اس حدیث کی صحت کیسی ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعد اس کے کہ اللہ پاک کا قول انک میت وانھم میتون سنین تو جان لین گے کہ وہ میت ہین اور آپ جان چکے ہین کہ آپ سے پہلے کے نبی مر چکے ہین اور آپ خاتم الانبیا ہین پہر جو بات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کی گئی ہے کہ کیا ساری خلائق مرجائیگی اور انبیا باقی رہین گے وہ کیونکر اس آیت سی پیدا ہوتی ہے پس شاید یہ روایت مرفوعا صحیح ہو نہ موقوفا قولہ تعالی والذین امنوا الآیہ مین ترغیب ہے طرف ہجرت کے اور جو شخص ہجرت کرے اوس کی جزا یہ ہے کہ وہ جنت کے غرفون مین ہوگا جیسا کہ فرمایا ہے لنبوئنھم من الجنة غرفا یعنی البتہ ہم اوتارین گے اون کو جنت کے غرفون مین

وہ بھی مرتے ہین

نبوئن ماخوذ ہے مباءۃ سے مبارۃ بمعنی انزال ہے غرف جمع ہے غرفہ بالضم کی غرف
بمعنی علالی ہے علالی جمع ہے علیۃ کی علیہ بمعنی برو وارہ ہے بروارہ کہتے ہین بالاخانہ
حجرہ وبالای حجرہ کو غرفا کا نصب یا تو اس بنا پر ہے کہ مفعول ثانی ہے نبوئن کا بنا بر تضمین
معنی تنزلن یا بنا بر ظرفیت ہے مع عدم تضمین کیونکہ نبوئن ایک ہی مفعول کی طرف
متعدی ہوتا ہے یا منصوب بنزع خافض ہے بطور اتساع کے اصل مین فی غرف الجنۃ
ہے **ابو عمرو** ویعقوب وجحدری وابن ابی اسحق وابن محیصن واعمش وحمزہ وکسائی وخلف
نے یا عبادی بسکون یا پڑہا ہے باقی قراء نے بفتح یا اور ابن عامر نے ارضی بفتح یا باقی نے
بسکون یا سلمی وابوبکر نے عن عاصم یرجعون بیائے تحتیہ باقی نے بفوقیہ حضرت ابن مسعود
واعمش ویحیی بن وثاب وحمزہ وکسائی نے لنثوینہم بثای مثلثہ پڑہا ہے بجای بای موحدہ
کے باقی نے بیای موحدہ معنی اس کے یہ ہین البتہ عطا کرین گے ہم اون کو غرفے جنمین
وہ اقامت کرین گے یہ قراءت ماخوذ ہے ثوی بمعنی اقامت سے زجاج نے کہا جب
کوئی شخص اقامت کرتا ہے تو محاورے مین بولتے ہین ثوی الرجل اور جب تو کسی شخص
کو کسی منزل مین نازل کرے کہ وہ اوس مین مقیم ہو تو یون کہے گا کہ اثویتہ اخفش نے کہا
یہ قراءت مجھے پسند نہین ہے اس واسطے کہ تو اثویتہ الدار نہین بولتا ہے بلکہ فی الدار
اور حال یہ ہے کہ مفعول ثانی مین کوئی حرف جر نہین ہے ابو علی فارسی نے کہا کہ یہ
بنا بر ارادہ حرف جر ہے پھر اوس کو حذف کر دیا ہے جس طرح کہ تو کہتا ہے امرتک الخیر یعنی
بالخیر غرضکہ پھر اللہ پاک نے اون غرفون کا یہ وصف ذکر فرمایا کہ تجری من تحتہا الانہر
یعنی ہم اون کو ایسے بالاخانون مین اوتارین گے جن کے نیچے سے نہرین بہتی ہونگی
خالدین فیہا یعنی درانحال کہ مقدر کیے گئے ہین خلود کو اون غرفون مین کبھی نہ مرین گے
کسی نے کہا جنت مین پہلا قول اولی ہے نعم اجر العاملین مین مخصوص بالمدح محذوف
ہے ای نعم اجر العاملین اجرہم یعنی اعمال صالح کرنے والون کا اجر اچھا ہے اللہ پاک نے
اس آیت مین بیان فرمایا ہے کہ مومنون کے واسطے جنات ہین یہ اس کے مقابلے
مین ہے کہ کافرون کے واسطے نیران ہین اور فرمایا کہ جنت مین غرفے ہین جن کے

نیچے نہرین بہتی ہین یہ اس کے مقابلے مین ہے کہ کافرون کے نیچے آگ ہے اور
نعم اجر العاملین مین فرمایا کہ یہ اون کے عمل کا اجر ہے یہ اوس کے مقابلے مین ہے
جو کفار کے واسطے گذر چکا ہے ذوقوا ما کنتم تعلون اور جو شے مومنین کے مافوق ہے
اوس کا ذکر نہین فرمایا اس لیی کہ وہ تو اعلی علیین مین ہین پس اون کے فوق کسی شے کا
ذکر نہین کیا غرض اس سی اشارہ ہے اون کے علو مرتبت و ارتفاع منزلت کی طرف
پانی کو اون کے زیر اقدام نہین کیا بلکہ اون کے غرفون کے نیچے وجہ اسکی یہ ہے کہ پانی
ملتذ بہ ہوتا ہے اوس سے لذت لیجاتی ہے کسی جہت مین ہو اور کسی دوری پر ہو جس
وقت کہ وہ غرفے کے نیچے ہو ذکرہ الرازی پھر اللہ پاک نے ان عاملین کا یہ وصف ذکر
فرمایا الذین صبروا وعلی ربھم یتوکلون یعنی وہ لوگ ہین جنہون نے صبر کیا تکالیف
کی مشقتون پر اور مشرکون کی اذیت پر اور ہجرت پر واسطی ظاہر کرنے دین کے اور
طاعت پر اور معاصی سے باز رہنے پر اور جو شدت و سختی اون کو لاحق ہوئی اوسکی
وجہ سے اونہون نی اپنا دین نہ چھوڑا اور اپنے رب پر توکل کرتے ہین یعنی اپنے سارے
کام اوس کے سپرد کرتے ہین ہر پیشقدمی کرنے اور باز رہنے مین اوسی پر معتمد ہین
پھر جو شے صبر و توکل پر معین ہوتی ہے اللہ پاک نے اوسکا ذکر کیا یعنی جانورون کے
حال مین غور و فکر کرنا پس ارشاد فرمایا وکاین من دابۃ الآیہ اول کاین پر کلام
گذر چکا ہے کاین اصل مین ای ہے کاف تشبیہ کا اوسپر داخل ہوا ہے اور اوسمین کم
کے معنی ہو گئے ہین چنانچہ خلیل و سیبویہ نی اس کی تصریح کی ہے اون کے نزدیک
تقدیر اوس کی یہ ہے کشئ کثیر من العدد من دابۃ کسی نے کہا معنی یہ ہین وکم من دابۃ ذات
حاجۃ الی الغذاء لا تحمل رزقھا یعنی کتنے جانور ہین حاجت والے طرف غذا کے کہ اپنی
روزی کے اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتے ہین بسبب اپنے ضعف کے اور نہ کل کے
واسطے اوس کا ذخیرہ کرتے ہین اور نہ اوس کو اپنے ساتھہ اوٹھاتے ہین مثل بہائم و
طیور کے اللہ ہی اونکو روزی دیتا ہے اپنے فضل سے اور روزی دیتا ہے تم کو
پھر تم کیونکر توکل نہین کرتے ہو اللہ پر باوجود تمہاری قوت و قدرت کے اسباب معیشت پر

۱۲ یہ وصف عاملین کی صفت ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ محل نصب مین ہو ۱۲

جس طرح کہ وہ توکل کرتے ہین اللہ پر باوجود اپنی ضعف و عاجزی کے حضرت حسن نے
فرمایا کہ دواب کہاتے ہین اپنے وقت پر ذخیرہ نہین کرتے ہین کسی شے کا مجاہد نے
کہا یعنی بہائم وطیور کہاتے ہین اپنے مونہہ سے اور اوٹھاتے نہین ہین کسی شے کے
حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہین مین نے سنا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کو کہ فرماتے تھے اگر تم توکل کرو اللہ پر حق توکل اوس کے کا تو البتہ وہ رزق
دے تمکو جیسا کہ رزق دیتا ہے پرندون کو کہ صبح کو جاتے ہین خالی پیٹ اور شام کو
آتے ہین بھرے پیٹ اخرجہ الترمذی وقال حدیث حسنٌ یعنی وہ جاتے ہین اول دن
مین بھوکے دبلے پیٹ اور آتے ہین آخر دن مین اپنے گھونسلون کی طرف سیر ہوکر
پیٹ بھرے اور ذخیرہ نہین کرتے ہین کسی شے کا **سفیان بن عیینہ** نے کہا
نہین ہے کوئی شی اللہ کی خلق سی کہ رکھہ چھوڑے ذخیرہ کرے مگر انسان اور چوہا اور چیونٹی
اللہ پاک نے اس آیت مین برابری فرمائی ہے درمیان حریص ومتوکل کے رزق
مین اور درمیان راغب وقانع کے اور درمیان قوی وعاجز کے یعنی یہ تصور نکرے کہ
وہ مرزوق ہے بسبب اپنی قوت کے اور عاجز یہ نہ تصور کرے کہ وہ بسبب اپنے عجز کے
رزق سے ممنوع ہے وہو السمیع العلیم یعنی اللہ پاک بڑا سننے والا ہے ہر مسموع کو سنتا ہے
ہر معلوم کو خوب جانتا ہے پھر وہی حدیث حضرت ابن عمر رضے اللہ عنہما کی ذکر کی ہے
اوس کے مخرج عبد بن حمید وابن ابی حاتم وابن مردویہ وبیہقی وابن عساکر ہین امام
سیوطی رحمہ اللہ تعالی نی بسند ضعیف کہا ہے پھر اللہ پاک نے اہل مکہ وغیرہم کے مشرکون
کا حال ذکر کیا اور سامع کو اس بات سے تعجب دلایا کہ وہ اس کا اقرار کرتے ہین کہ اللہ
اون کا خالق ورازق ہے حالانکہ نہ اوس کی توحید کرتے ہین اور نہ اوس کے غیر کی
عبادت کو چھوڑتے ہین پس ارشاد فرمایا ولئن سالتہم من خلق السموات
والارض وسخر الشمس والقمر لیقولن اللہ ط فانی یؤفکون ٥ اللہ یبسط
الرزق لمن یشاء من عبادہ ویقدر لہ ط ان اللہ بکل شیء علیم ٥ ولئن
سالتہم من نزل من السماء ماء فاحیا بہ الارض من بعد موتہا

لیقولن اللہ ط قل الحمد للہ ط بل اکثرھم لا یعقلون ۵ اور جو تو لوگون سے پوچھے
کس نے بنائے آسمان و زمین اور کام لگائے سورج اور چاند تو کہین اللہ نے پھر
کہان سے اولٹ جاتے ہین اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اپنے
بندون مین اور ناپ کر دیتا ہے جس کو چاہے بے شک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے
اور جو تو پوچھے اون سے کس نے اوتارا آسمان سے پانی پھر جلا دیا اوس سے زمین کو
اوس کے مرے پیچھے تو کہین اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہین بوجھتے
ف یعنی اسباب رزق کے اوسی نے بنائے سب جانتے ہین پھر اوسپر بھروسا نہین کرتے
کہ وہی پہنچا بھی دیگا مگر جتنا وہ چاہے جتنا تم چاہو یہ آگے سمجھا دیا ف ناپ کر دیتا
ہے یہ نہین کہ نہ دے ف یعنی مینہہ بھی ہر کسی پر برابر نہین برستا اور اسی طرح حال بدلتے
دیر نہین لگتی مفلس سے دولتمند کر دے اتنے ف اللہ پاک یہ بات ثابت فرماتا ہے
کہ کوئی معبود نہین ہے مگر وہ اس واسطے کہ مشرک لوگ جو اوس کی ساتھہ اوس کے غیر کو پوجتے
ہین اس کی مقرر معترف ہین کہ وہ مستقل ہے ساتھہ پیدا کرنے آسمانون کے اور زمین کے
اور سورج اور چاند کے اور مسخر کرنے شب و روز کے اور وہ اپنے بندون کا خالق و رازق ہے
اور وہ اندازہ کرنے والا ہے اون کی اجلون کا اور اجلون کے اختلاف کا اور اون کی ارزاق
کے اختلاف کا سو اوس نے اون کے باہم تفاوت کیا ہے پس اونمین سے کوئی غنی ہے
اور کوئی فقیر اور اونمین سے ہر ایک کے جو شے مناسب حال ہے وہی اوسکو خوب جانتا
ہے اور کون مستحق غنا کا ہے اور کون مستحق فقر کا ہے غرضکہ یہ بات ذکر فرمائی کہ ساری شیا
کے خلق کے ساتھہ وہی مستقل ہے اور اون کی تدبیر کے ساتھہ وہی متفرد ہے پھر جب
بات یون ٹھیری تو اوس کے غیر کو کیون پوجتا ہے اور اوس کے غیر پر کیون توکل کرتا ہے
پس جیسا وہ اپنے ملک مین یکتا ہے ویسا ہی چاہیے کہ اپنی عبادت مین بھی یکتا ہو
اللہ پاک کی عادت جاری ہے کہ اکثر مقام مین توحید الٰہیت کو توحید ربوبیت کے اعتراف
کے ساتھہ ثابت فرماتا ہے مشرکین توحید ربوبیت کا اقرار کیا کرتے تھے چنانچہ اپنے
تلبیہ مین یون کہا کرتے تھے لبیک لا شریک لک لبیک الا شریکا ہو لک تملکہ و ما ملک کذا فی ابن کثیر

ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ یہان اللہ پاک نے دو شے ذکر فرمائی ہین ایک شی تو ذوات سے متعلق ہے وہ پیدا کرنا آسمان وزمین کا ہے دوسری صفات سے متعلق ہے وہ تسخیر ہے شمس وقمر کی یعنی جب اون سی پوچھو کہ آسمان وزمین کس نے بنائے سورج چاند کو کس نے کام مین لگائے تو کہین اللہ نے یعنی اللہ ہی نے اون کو بنایا ہے اور اوسی نے سورج چاند کو کام مین لگایا ہے اس کے انکار پر قادر نہین ہین جب انکار نہین کر سکتے ہین تو پھر کیونکر اس بات کے اقرار کرنے سے پھیرے جاتے ہین کہ الہیت کے ساتھہ وہی متفرد ہے اور وہی وحدہ لاشریک لہ ہے استفہام واسطی انکار واستبعاد کے ہے رہی یہ بات کہ سموات وارض مین خلق کا ذکر کیا اور شمس وقمر مین تسخیر کا سو وجہ اس کی یہ ہے کہ مجرد خلق سورج اور چاند کی حکمت نہین ہے کیونکہ سورج اگر اس طور پر مخلوق ہوتا کہ ایک جگہہ مین رہتا حرکت نکرتا تو نہ رات ودن حاصل ہوتا اور نہ گرمی وسردی پس اب حکمت جو ہے سو وہ اون کی تحریک وتسخیر مین ہے پھر جب مشرکون نی بعض مومنون سی کہا کہ اگر تم حق پر ہوتے تو فقیر نہوتے سو اللہ پاک نے اس بات کو یون دفع فرمادیا کہ اللہ یبسط الآیہ یعنی روزی مین فراخی کرنا اور اوس کی تنگی کرنا طرف سی اللہ پاک کے ہے جو کہ باسط وقابض ہے جس کے واسطے چاہتا ہے فراخی کرتا ہے اور جس پر چاہتا ہے تنگی کرتا ہے حسب مقتضا اپنی حکمت بالغہ کے اور موافق احوال اپنے بندون کے جس کے مناسب حال قبض ہے اوس پر قبض اور جس کے فراخ حال فراخی ہے اوسکے لیے فراخی کرتا ہے اسی لیے یہ فرمایا ان اللہ بکل شی علیم یعنی اللہ پاک خوب جانتا ہے ہر اوس شی کو جس مین اوس کے بندون کا صلاح وفساد ہے منجملہ اس کے بسط وقبض بھی ہے قولہ تعالی وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ الآیہ کا حاصل یہ ہے کہ مشرک لوگ اقرار کرتے ہین کہ اللہ ہی نے آسمان سے پانی نازل کیا اور بعد خشک سالی کے اوس پانی سے زمین کو زندہ کیا اس کے انکار کی اون کو کوئی راہ نہین ملتی ہے پھر بعد اس اقرار واعتراف کے اللہ پاک کے ساتھہ کیونکر غیر اللہ کو شریک کرتے ہین پھر جب اونہون نے یہ اقرار کیا جو ان آیتون مین مذکور ہے اور یہ اقرار مقتضے اس کا ہے کہ جس شرک پر اور اللہ پاک کے تنہا عبادت نکرنے پر جمے ہوئے ہین وہ باطل ہی تو اللہ پاک نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو امر فرمایا کہ مشرکون نی جو اس امر کا اقرار کیا اور انکار نہ کیا باوجود اس کے کہ عناد
و دشمنی مین سخت ہین اور جو توحید وغیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہین اس سب
کے رد کرنے مین بڑے درشت ہین سو اسپر اللہ کی حمد کرین پس فرمایا قل الحمد للہ یعنی تو اللہ
کی حمد کر اسپر کہ اونسے حق کو تیرے ساتھہ کیا اور تیری حجت اون پر غالب کی کسی نے کہا کہ اللہ
کی حمد کر پانی نازل کرنے پر اور روئیدگی سے زمین کے زندہ کرنے پر لیکن قول اول اولی ہے
پھر اللہ پاک نے مشرکون کی ذم فرمائی پس فرمایا بل اکثرھم لا یعقلون یعنی جن اشیا کو
عاقل لوگ سمجھتے بوجھتے ہین اون کو ان مشرکون کے اکثر لوگ نہین سمجھتے ہین اسی لیے
عمل نہین کرتے ہین حسب مقتضا اوس شے کے جس کا اونہون نے اقرار کیا ہے اور وہ
مستلزم ہے اس بات کو کہ جس حال پر جمے ہوئے ہین وہ ہر عاقل کے نزدیک باطل ہے پھر
اللہ پاک نے اشارہ کیا طرف اس امر کے کہ دنیای دنی حقیر وصغیر ہے اور لہو ولعب کی جنس
سے ہے اور اللہ کے نزدیک پرپشہ کے برابر بھی نہین ہے اور دار حقیقت مین دار آخرۃ
ہی ہے پس ارشاد فرمایا وما ھذہ الحیوۃ الدنیا الا لھو ولعب وان الدار الاٰخرۃ
لھی الحیوان لو کانوا یعلمون ۝ فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین
لہ الدین ۚ فلما نجٰھم الی البر اذا ھم یشرکون ۝ لیکفروا بما اٰتینٰھم ۚ
ولیتمتعوا ۚ فسوف یعلمون ۝ اولم یروا انا جعلنا حرما اٰمنا ویتخطف الناس
من حولھم ۚ افبالباطل یؤمنون وبنعمۃ اللہ یکفرون ۝ اور یہ دنیا کا جینا تو یہی ہے
جی بہلانا اور کھیلنا اور پھیلا گھر جو ہے سو یہی ہے جینا اگر یہ سمجھہ رکھتے پھر جب سوار ہوے
کشتی مین پکارنے لگے اللہ کو نرے اوسی پر رکھکر نیت پھر جب بچا لایا اونکو زمین کی طرف
اوسی وقت لگے شریک پکڑنے مکرتے رہین ہمارے دیے سے اور برتتے رہین اب
آگے جان لین گے کیا نہین دیکھتے کہ ہم نے رکھدی ہے پناہ کی جگہہ امن کی اور لوگ
اوچکے جاتے ہین اون کے آس پاس سی کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہین اور اللہ کا احسان
نہین مانتے ف مکے کے لوگ اللہ کے گھر کے طفیل دشمنون سے پناہ مین تھے
اور سارے ملک عرب مین فساد تھا بتون کے جھوٹے احسان مانتے ہین یہ سچا احسان اللہ کا

وقف لازم

نہین مانتے انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے
دنیا کی حقارت و زوال و انقضا کی اور اس کی کہ اوس کے واسطے کسی طرح کا دوام نہین ہے
اور جو کچھ اوس مین ہے اوس کا غایت لہو و لعب ہے اور دار آخرت البتہ حیات دائم و
حق ہے جس کو نہ کسی طرح کا زوال ہے نہ انقضا بلکہ وہ ابدالآباد مستمر رہیگی تو کانوا یعلمون کا یہ
مطلب ہے کہ اگر وہ دنیا کے زوال کو اور آخرت کے بقای دائمی کو جانتے تو البتہ باقی
کو فانی پر اختیار کرتے پھر اللہ پاک نے مشرکون کی طرف سے یہ خبر دی کہ اضطرار کے وقت
اوسی وحدہ لاشریک لہ کو پکارتے ہین پھر بہ حال اون کا ہمیشہ کیون نہین رہتا ہے پھر
جب سوار ہوے کشتی مین پکارنے لگے اللہ کو نری اوسی پر رکھکر نیت یہ آیت مثل
اس آیت کے ہے واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ فلما نجاکم
الی البر اعرضتم الایہ اور اس جگہہ یون فرمایا ہی فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون
محمد بن اسحق نے عکرمہ بن ابی جہل سی ذکر کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے مکہ فتح فرمایا تو عکرمہ آپ سے بھاگتا چلا گیا پھر جب دریا مین سوار ہوا تا کہ حبشہ کی طرف
جائے تو کشتی اپنے لوگون کو لیکر مضطرب ہوئی پس کشتی والون نے کہا ای قوم اپنی
رب سی خالص دعا کرو کیونکہ یہان تو نجات نہ دیگا مگر وہی عکرمہ بولا واللہ البتہ اگر نجات
نہ دے دریا مین غیر اوسکا تو بیشک خشکی مین بہی نجات نہ دیگا غیر اوسکا ای اللہ تیرے
واسطے مجھپر عہد ہے کہ اگر مین نکلا تو البتہ جاؤنگا پھر رکھونگا اپنا ہاتھہ محمد کے ہاتھہ مین پھر البتہ
مین پاؤنگا اوس کو رؤف و رحیم پھر ایسا ہی ہوا قولہ تعالی لیکفروا الآیہ بہت سے اہل عربیت
و تفسیر و علماے اصول اس لام کو لام عاقبت کہتے ہین اس واسطے کہ کفار نے اس کا قصد
نہین کیا تہا بلاشک یہ لام بہ نسبت کفار کے ایسا ہی ہے رہی یہ بات کہ اللہ پاک نی جو اون کو
مقدر کیا تہا اور اون کو اوس کے واسطے مقرر و معین فرمایا تہا سو اس کی نسبت کر کے لام
تعلیل کا ہے لیکون لہم عدوا و حزنا کی تفسیر مین ہم اس کی تقریر ہم اول کر آے ہین ف
قولہ تعالی اولم یروا الآیہ اللہ پاک قریش پر اس بات کی منت رکہتا ہے کہ اوس نی اون کو
اپنے حرم محترم مین اوتارا ایسا کون حرم جس کو اوس نے لوگون کے واسطے ٹہیرایا جس مین

لہ اور جب تمہیں دریا مین تکلیف پہنچتی ہے تو جن کو تم پکارتے ہو سوا اسکے سب گم ہو جاتے ہین پھر جب وہ تمکو خشکی کی طرف بچا لاتا ہے تو تم اعراض کرتے ہو اور انسان بڑا ناشکرا ہے

عالف و بادی دونون برابر ہین اور جو کوئی اوس مین داخل ہو تو امن مین ہو جای پس وہ
لوگ برسے امن مین بسر کر رہے ہین اور اون کی آس پاس بعض بدو بعض کو لوٹتے مارتے
ہین اور ایک دوسرے کو قتل کرتے ہین کما قال تعالی لایلاف قریش الی آخر السورۃ قولہ
تعالی افبالطل یؤمنون الآیہ کا مطلب یہ ہی کیا پھر اس نعمت عظیم پر اون کا شکریہ ہوا
کہ اونہون نی اللہ پاک کے ساتھہ شرک کیا اور اوس کے ساتھہ اصنام و انداد غیر اللہ کو پوجا اور
اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلا اور اپنی قوم کو ہلاک کے گھر مین اوتارا اللہ کے نبی و بندہ و رسول
کا انکار کیا اون کو تو یہ لائق تہا کہ خالص اللہ کے واسطے عبادت کرتے اور اوس کے ساتھہ
شرک نکرتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تصدیق و تعظیم و توقیر کرتے سو جو کام کرنے
چاہیے تھے وہ تو نہ کیے بلکہ اوس کے رسول مکرم و معظم کو اپنے درمیان سے نکال دیا
اس لیی اللہ پاک نی جو انعام اونپر کیا تہا وہ اون سی سلب کر لیا اور جنگ بدر مین جو لوگ
اونمین سے مارے گئے وہ مارے گئے پھر غلبہ ہو گیا واسطے اللہ پاک کے اور اوس کے
رسول کے اور مومنین کے سو اللہ تعالی نی مکہ مکرمہ کو اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
پر فتح کر دیا اور اون کی ناکون کو خاک مین آلودہ کر دیا اور اون کی گردنون کو ذلیل کیا فللہ الحمد
من قبل و من بعد **ف** فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ نہین ہے یہ زندگی دنیا کی
مگر جنس سی اوس شے کی جس کے ساتھہ ہے لہو و لعب کرتے ہین رہین قربتین جیسے نماز
و روزہ و حج و استغفار و تسبیح وغیرہ سو یہ امور آخرت سے ہین کیونکہ انکا ثمرہ اوسی مین ظاہر ہوگا
لہو کہتے ہین نفع لینے کو دنیا کی لذتون سی کسی نے کہا شغل کرنا ہے اوس شے مین جو نفع
نہ دے یعنی مالا یعنیہ و مالا یہمہ اور لعب بمعنی عبث ہے یعنی بی فائدہ کام کسی نے کہا
لہو بالکل اعراض کرنا ہے حق سے اور لعب متوجہ ہونا ہے باطل پر قالہ الرازی اس آیت
کریمہ مین دنیا کا صغیر و حقیر کرنا اور اوس کو ذلیل کرنا ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کا اپنی اہل سی
جلد زائل ہونا اور اون کا اوس مین لوٹ پوٹ ہونا اور اوس سے اون کا مرجانا ایسا ہے
جیسا کہ بچے گھڑی بھر کھیلتے ہین پھر چلے جاتے ہین اور دار آخرت البتہ وہی زندگی دائم
و قائم و خالد ہے کہ جس مین موت نہین ہی ابو عبیدہ و ابن قتیبہ نے کہا کہ حیوان بمعنی حیات

واحدی نے کہا کہ یہ قول ہی ساری مفسرون کا وہ سب اس طرف گئے ہین کہ معنی حیوان کے اس جگہ حیات ہین اور وہ مصدر ہے بمنزلہ حیات کے پس مثل نزوان وغلیان کے ہوگا واو حیوان کا مقلوب ہے یا سے نزدیک سیبویہ کے اور اوس کے اتباع کے اور کہا ہے کہ وہ شذوذاً بدلا گیا ہے اور اسی طرح حیات مین بصورت علم ابو البقاء نے کہا تاکہ تثنیہ سے ملتبس نہو یعنی اگر حییان کہا جای اور الف سی نہ بدلا گیا بسبب تحرک وانفتاح اوس کے ماقبل کے تاکہ دو الفون مین سی ایک الف حذف کیا جای اور غیر سیبویہ نے اوسکو حمل کیا ہے اوس کے ظاہر پر پس اوس کی نزدیک لام حیاۃ کا واو ہے حالانکہ سیبویہ کے واسطی حیی مین کوئی دلیل نہین ہے اس واسطی کہ جب واو کا ماقبل مکسور ہوگیا تو وہ یا سے بدلا گیا جیسے رعی ورضی غرضکہ جب حیوان مصدر ٹھیرا تو تقدیر یہ ہوگی کہ لھی دار الحیوان یا ذات الحیوان یعنی دار آخرت البتہ دار ہے حیات کا یا دار ہے صاحب حیات باقیہ کا جو نہ زائل ہوگی نہ اوسی موت ومرض منغص کریگا اور نہ ہم وغم ابو البقاء وغیرہ نے کہا کہ دار کے اول مضاف مقدر ہے ای حیاۃ الدار الآخرۃ لھی الحیوان یعنی زندگی دار آخرت کی البتہ وہی زندگی باقی ہے یہ تقدیر اس لیی کی ہے کہ مبتدا وخبر باہم مطابق ہوجائین اور مبالغہ احسن ہے یعنی خود دار آخرت حیات باقی ہی حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ حیوان سی مراد باقی ہے ابو جعفر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یا عجبا کل العجب من مصدق بدار الخلود وھو یسعی لدار الغرور اخرجہ ابن ابی الدنیا والبیہقی فی الشعب وھو مرسل یعنی بڑا تعجب ہے اوس شخص سے جو کہ تصدیق کرنے والا ہے دار خلود کی اور حال یہ ہی کہ وہ سعی کر رہا ہے واسطی دار غرور کے لو کانوا یعلمون یعنی اگر وہ اس بات کو جانتے کہ حیات آخرت ہی کی حیات ہے یا جانتے کسی شے کو علم سے تو البتہ وہ اختیار نکرتے فانی ومنغص گھر کو پچھلے باقی گھر پر پھر اللہ پاک نے یہ بات بیان کی کہ ایمان لانے سے اون کو کوئی مانع نہین ہے مگر مجرد اختیار کرنا حیات فانی کا پس ارشاد فرمایا فاذا رکبوا فی الفلک الآیہ یعنی جس وقت اون کی رجا وامید حیات سے منقطع ہوجاتی ہے اور ڈوبنے سے ڈرتے ہین تو فطرت کی طرف رجوع

کرتی ہین پکارتے ہین اکیلا اللہ کو در انحال کہ خالص کرنے والی ہوتے ہین واسطے اوس کے
دین کو اپنی نیتون کے صدق کے ساتھ اس وقت بتون کے پکارنے کو اس لیے ترک کرتی
ہین کہ وہ اس بات کو جانتے ہین کہ یہ بڑی شدت و سختی جو اونپر آپڑی ہے اللہ پاک کے سوا
اور کوئی اوس کو دور نکر سکتا ہے بمعنی استعلا ہے یہ خود متعدی ہوتا ہی یہان جو اوسکو بکلمۂ فی
متعدی کیا ہے سو یہ بات بتانے کو کہ مرکوب فی نفسہ بقبیل امکنہ سے ہے غرضکہ پھر جب
اللہ پاک اون کو بچا لاتا ہے طرف خشکی کے اور امن مین ہو جاتے ہین تو ناگاہ وہ رجوع
کرتے ہین طرف شرک کے اور غیر اللہ کو پکارنے لگتے ہین اور جس عناد و دشمنی پر وہ جمے
ہوے تھے اوسی طرف پھر عود کرتے ہین کسی نے کہا جاہلیت والے جس وقت دریا
پر سوار ہوتے تو بتون کو اوٹھا لیجاتے پھر جب ہوا سخت چلتی تو اون کو دریا مین ڈالدیتے
اور کہنے لگتے یارب یارب قولہ تعالی لیکفروا الآیہ یعنی اوسی وقت شریک کرنے لگین
ساتھ اللہ کے تاکہ ناشکری کرین بچا لانے کی نعمت کی اور اوسکا انکار کرین اور تاکہ نفع لین
اور برتین اللہ کی نعمت کو پس حرف لام دونون فعلون مین لام کے ہے اس قول مین کچھ
نقص ہے اس لیے کہ شرک کرنے پر قصد کفر اون کو باعث نہین ہوا ہے ظاہر بات یہ ہے
کہ یہ لام عاقبت و مآل کا لام ہے مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اونہون نے کفر کا قصد نہین کیا
مگر نجات کی نعمت کا انجام یہ ہوا کہ نجات کے بعد ہی بجاے شکر کفر و شرک کرنے لگے چنانچہ
شہاب نے اس معنی کی طرف اشارہ کیا ہی کسی نے کہا کہ دونون لام امر مین واسطی تہدید
و وعید کے یعنی ناشکری کرو اوس نعمت کی جو ہم نے تمکو عطا کی اور نفع لو اوس ہی اس معنی پر
حضرت اُبیّ کی قرارت دال ہی و تمتعوا یہ احتمال دو امر کا کہ لام بمعنی کی ہے یا لام امر ہے
ابو عمرو و ابن عامر و عاصم و ورش کی قرارت پر ہے انہون نی دونون فعلون کو بکسر لام پڑہا
ہے رہی قرارت جمہور کی بسکون لام سو اوس کی بنا پر بلا خلاف لام امر کا ہے علامۂ نسفی
رحمہ اللہ تعالی کا بیان یہ ہے ناگاہ وہ عود کرتے ہین طرف شرک کے تاکہ کفر کرین اوس نعمت
کا جو ہم نے اون کو دی کسی نے کہا کہ یہ لام کے ہے اور اسی طرح ولیتمتعوا مین اوس شخص
کے قول مین جس نی بکسر لام پڑہا ہے اے لیکفروا کے تمتعوا معنی یہ ہین کہ وہ عود کرتی ہین

طرف اپنی شرک کی تاکہ ہو جائین بسبب عود کرنے کے طرف اپنے شرک کے ناشکری کرنیوالی
نعمت نجات کے قصد کرنے والے تمتع کے اوس نعمت سی اور تلذذ کے دگرہیچ برخلاف
عادت مومنین کے جو کہ حقیقۃً مخلص ہین کیونکہ وہ شکر کرتے ہین اللہ کی نعمت کا جبکہ وہ
اون کو نجات دیتا ہے اور نجات کی نعمت کو ذریعہ بہتیرا تے ہین طرف زیادہ کرنے طاعت
کے نہ طرف تلذذ و تمتع کے اس بنیاد پر وقف نہین ہی بشیر کون پر اور جس شخص نی ابن کثیر
وحمزہ وعلی کی قراءت ولیتمتعوا اسکون لام سے لسک کر کے اوس کو لام امر قرار دیا ہے
بر طریق تہدید کے مثل قولہ تعالی فمن شاء فلیومن ومن شاء فلیکفر تو وہ بشیر کون
پر وقف کرتا ہے اس کی تحقیق اصول فقہ مین ہے خازن نے کہا تاکہ انکار کرین اللہ کی
نعمت کا اس بات مین کہ اوس نی اون کی دعا قبول کی معنی اس کے تہدید و وعید ہین
ولیتمتعوا اس کے یہ معنی ہین کہ اون کے واسطے کوئی فائدہ نہین ہے شرک کرنے مین مگر
فائدہ لینا سا تہ اوس شی کے جس سی فائدہ لیتی ہین عاجلہ مین یعنی دنیا مین اور آخرت مین
اون کے واسطے کوئی حصہ نہین ہے قولہ تعالی فسوف یعلمون یعنی عنقریب جان لینگی
اس کے انجام کار کو اور جو وبال اسمین اونپر ہوگا اس مین اونکے لیے ایک تہدید عظیم ہے
قولہ تعالی اولم یروا الآیہ کا یہ مطلب ہے کیا نہین دیکھا کفار قریش نے کہ ہم نے اون کے
اس حرم کو یعنی شہر مکہ کو ایک حرم آمن کر دیا ہے جس مین اوس کا رہنے بسنے والا غارت
وقتل وقید سے بے خوف رہتا ہے پس انکے سوا اور عرب لوگ جس بلا مین مبتلا ہین اوس
سی یہ لوگ سلامت وعافیت مین ہو گئی ہین کیونکہ اون کی تو ہر وقت یہ گت ہے کہ رات
کو اونپر لوٹ پڑتی ہین غازی لوگ اون کے مالون کو ستیاناس کرتے ہین لشکر آکر اونکی
خون بہاتے ہین عرب کے شریر و بدمعاش لوگ آکر اون کی عورتون کو اور مالون کو مباح
کر لیتے ہین جملہ ویتخطف الناس من حولھم حالیہ ہے خطف کہتے ہین سرعت سے
لینے کو اس کے معنی کی تحقیق سورۂ قصص مین گذر چکی ہے یعنی حال یہ ہے کہ ان کے
گرداگرد کے لوگ قتل وقید و غارت سے اوچکے جاتے ہین اور یہ لوگ کیسے عافیت سے
بے خوف بسر کر رہے ہین اللہ پاک کا یہ کتنا بڑا انعام وفضل ہے افبالباطل یومنون

ہے یہ جو کہ لی جاتی ہے
ہانے اور جو کہ لی جاتی
ہانے ۱۲

وبنعمة الله یکفرون یعنی پھر کیا شرک و اصنام و شیطان پر یقین لاتی ہین بعد اس کے
کہ اللہ کی محبت اونپر غالب ہوگئی اور جو شی توحید کی موجب ہے اوس کا اقرار کر چکے اور
اللہ کا احسان نہین مانتے ہین یعنی حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اسلام کو نہین
مانتے اور بجای شکر اس نعمت کے اوس کی ناشکری کو رکھتے ہین اس استفہام مین جو توبیخ
و تقریع ہے اوس کا اندازہ نہین ہوسکتا ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا ومن اظلم ممن
افتری علی اللہ کذبا او کذب بالحق لما جاءہ الیس فی جھنم مثوی للکفرین ۝
والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ط وان اللہ لمع المحسنین ۝ اور اوس ع ۱۲
سے بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جھوٹ یا جھٹلاوے سچی بات کو جب اوس تک
پہونچے کیا دوزخ مین بسنے کی جگہہ نہین منکرون کی اور جنہون نی محنت کی ہمارے واسطے
ہم سوجھا دین گے اون کو اپنی راہین اور بیشک اللہ ساتھہ ہے نیکی والون کی ف
اپنی راہین یعنی راہ قرب کی اور رضا کی جو بہشت ہے انتھے ف حافظ ابن کثیر کہتے
ہین نہین ہی کوئی سخت تر عقوبت مین اوس سی جو باندھے اللہ پر جھوٹ پس یون کہی کہ مجھ
نے میری طرف وحی کی حالانکہ اوس کی طرف کوئی شی وحی نہین کی گئی اور وہ شخص جو
کہے کہ مین اوتارونگا مثل اوس کے جو اللہ نے اوتارا اور اسی طرح کوئی نہین ہی سخت تر
عقوبت مین اوس شخص سے جو جھٹلاوے سچی بات جب اوس تک پہونچے پس اول تو
مفتری ہے اور دوسرا مکذب ہے اسی لیے اللہ تعالے نے فرمایا الیس فی جھنم
مثوی للکافرین پھر فرمایا اللہ پاک نی والذین جاھدوا فینا یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم اور اون کے اصحاب و اتباع روز قیامت تک لنھدینھم ای
لنبصرنھم طرقنا یعنی البتہ ہم سوجھا دین گے اون کو اپنی راہین دنیا و آخرت
مین **ابن ابی حاتم** نے کہا حدیث کی ہم کو میرے باپ نی کہا حدیث کی ہمکو احمد بن
ابی الحواری نے کہا خبر دی ہمکو عباس ہمدانی ابو احمد نے جو کہ اہل عکا سے تھا قول اللہ تعالی
والذین جاھدوا الآیہ کی تفسیر مین کہا الذین یعملون بما یعلمون ہیدیہم اللہ لما لا یعلمون یعنی
یہ وہ لوگ ہین جو عمل کرتے ہین اوسپر جس کو جانتے ہین یعنی عالم باعمل کہین بتاتا ہی اونکو اللہ

وہ شے جو جانتے نہین ہین غرض یہ ہے کہ علم پر عمل کرنے کا ایک ثمرہ یہ ہے کہ جو بات
معلوم نہین ہوتی ہے اللہ اوس کو بتا دیتا ہے احمد بن ابو الحواری فرماتے ہین مین نے
یہ بات ابو سلیمان دارانی رضی اللہ عنہ سے بیان کی تو اونکو پسند آئی اور فرمایا کہ جس شخص کو
کوئی شے خیر سے الہام کیجاے تو اوسکو لایق نہین ہے کہ اوسپر عمل کرے یہانتک
کہ اوسکو سنے اثر مین پھر جب اوس کو اثر مین سن لے تو اوسپر عمل کرے اور اللہ کی حمد
کرے یہانتک کہ وہ موافق ہوا اوس شے کے جو اوس کے دل مین آئی انتہی بیان سے
اولیاے کرام کے احتیاط کو دیکھنا چاہیے کہ کس قدر لحاظ اتباع سنت کا ہے اور پاس ہے
صحابہ کرام کے آثار کا کہ باوجود صفائی خطرات کے اور منور ہونے قلوب کے نیک بات
کا الہام ہو پھر بھی اوسپر عمل نہ کرین یہانتک کہ آثار کی میزان مین اوسکو تول لین سبحان اللہ
اللہ پاک کے دوست ایسی ہی ہوتے ہین رضی اللہ عنہم اجمعین قولہ تعالے وان اللہ
لمع المحسنین ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت کیا ہے کہ حضرت
عیسی بن مریم علیہما السلام نے فرمایا ہے احسان تو یہی ہے کہ تو احسان کرے اوس
شخص سے جس نے تجھ سے برائی کی ہے احسان یہ نہین ہے کہ تو احسان کرے اوس
سے جس نے تجھ سے بھلائی کی ہے واللہ اعلم آخر تفسیر سورۃ العنکبوت ولللہ الحمد
والمنۃ ع اگر مردی احسن الی من اساء + حقیقت مین یہ کام ایسے ویسے کا نہین ہے
یہ کام بڑے تیس مار خان کا ہے ف فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کوئی نہین
ظالم تر اوس سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یہ وہ شخص ہے جو یہ زعم کرتا ہے کہ اللہ پاک
کا کوئی شریک ہے یا جھٹلائے حق کو جبکہ اوسکے پاس آئے یعنی تکذیب کرے اوس
رسول کی جو اوسکی طرف بھیجا گیا یا کتاب کی جسکو اللہ نے اپنے رسول پر اوتاری سدی
نے کہا حق سے مراد توحید ہے ظاہر شمول حق کا ہے اوس شے کو جسپر یہ بات صادق
آتی ہے کہ وہ حق ہے پر اللہ پاک نے مکذبین کو تہدید کی اور یہ وعید سنائی الیس فی جہنم
مثوی للکافرین مثوی سے مراد مکان استقرار ہے اور ہمزہ انکار کا ہے معنی یہ ہین کیا کافر مستحق نہین
ہین قرار پذیر ہونیکے جہنم مین حالانکہ کیا جو کچھ کیا یا یہ معنی ہین کیا صحیح نہین ہوئی اون کے

نزدیک یہ بات کہ جہنم اون کی قرار گاہ ہے جبکہ اونہون نی ایسی جرات کی یعنی بی شک
کافرون کے واسطے جہنم مین مکان استقرار ہے یا اون کے نزدیک یہ بات ثابت
ہوچکی کہ جہنم اون کی قرار گاہ ہے اس معنی کی بنا اسپر ہے کہ ہمزہ انکار کا جب نفی پر داخل ہوتا
ہے تو وہ نفی اثبات ہوجاتی ہے پس وہ اثبات معنی تقریر کی طرف رجوع ہوتا ہی پھر جب اللہ
پاک نی مشرکون کا حال ذکر کیا جو کہ توحید کے منکر اور اللہ کی نعمتون کے کافر ہین تو اوس کے
بعد اپنے صالح بندون کا حال بیان کیا پس ارشاد فرمایا والذین جاھدوا فینا الآیۃ
صیغہ مفاعلۃ کا دال ہے مبالغہ پر یعنی جن لوگون نی واقع کیا جہاد ساتھہ اپنی غایت طاقت
وسعی وکوشش کے اللہ پاک کی شان مین واسطے طلب کرنے اوس کی رضا کے اور
واسطے امید اوس خیر کے جو اوس کے پاس ہے یا اوس کے حق مین اور اوس کے
واسطے اور اوس کی ذات پاک کے لیے خالصًا اور خاص اوس کا مراقبہ ولحاظ کرکے ساتھہ
لزوم طاعات کے جہاد کفار وغیرہم سے ہر اوس شی سی جس مین جہاد لائق ہی ساتھہ قول و
فعل کی شدت ورخاء وراحت وتکلیف مین اور ساتھہ مخالفت ہوی کے وقت ہجوم فتن اور
شدائد محن کے اللہ پاک کی عظمت وبزرگی کو حاضر کرکے تو اس سب کا ثمرہ یہ ہی کہ اللہ پاک
اون کو اپنی راہین بتائیگا یعنی راہین سیر وطریق کی جو اوس کی طرف پونہچادیگا مراد سبل
سے طریق مستقیم ہے اور طریق مستقیم وہ ہے جو رضای اللہ عزوجل کی طرف پونہچادیتا
ہے کسی نے کہا یہ معنی ہین کہ البتہ ہم زیادہ کرین گے اون کو ہدایت طرف خیر کی راہون
کے اور زیادہ دین گے اون کو توفیق **ابن عطیہ** نے کہا یہ آیت مکی ہے قبل فرض
ہونے جہاد عرفی کے نازل ہوئی ہے یہ تو ایک عام جہاد ہے اللہ کے دین مین اور اوسکی
طلب رضا مین کسی نے کہا یہ آیت نازل ہوئی ہے حق مین عبادکے[1] **سفیان** بن
عیینہ نے کہا جب لوگ اختلاف کرین تو تم نظر کرو اوس شی کو جسپر اہل ثغور ہین یعنی سرحد
کے لوگ کیونکہ اللہ تعالے یون فرماتا ہے والذین جاھدوا فینا الآیہ حضرت
ابن عباس نے فرمایا جنہون نے مجاہدہ کیا ہماری طاعت مین تو ہم اون کو بتائینگے
ہمارے ثواب کی راہین[2] کسی نی کہا کہ مجاہدہ صبر کرنا ہے طاعات پر اور ہوی کی مخالفت پر

[1] یہ قول حسن بن ابی الحسن رحمہ اللہ تعالی کا ہے ۱۲ [2] یہی قول سہل بن عبداللہ سے بھی مروی ہے ۱۲

حضرت حسن نی فرمایا جہاد مخالفت ہے دوسرا قول سفیان بن عیینہ کا یہ ہی
کہ مثل سنت کی دنیا مین مانند مثل جنت کے ہے عقبیٰ مین جو شخص عقبیٰ مین داخل ہوا
جنت مین تو وہ سلامت رہا سو اسی طرح جس نی لازم پکڑا سنت کو دنیا مین تو وہ سالم
رہا حضرت ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ فرماتے ہین یہ آیت حق مین اون لوگون
کے ہے جو عمل کرتے ہین اوس شی پر جس کو جانتے ہین اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے جو شخص عمل کرے اوس شی پر جس کو جانتا ہے تو سکھائیگا اوس کو اللہ وہ
شے جو جانتا نہین ہے حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ ہم کو جو قاصر کیا جاننے سے اوس شی کے جو ہم نے نجانی سو ہمارے قصور کرنے
نے عمل کرنے مین اوس شی پر جس کو ہم نے جانا اور جو ہم نی جانا ہے اگر ہم اوس کی بعض
عمل کرتے تو یہ عمل کرنا وارث کرتا ہم کو ایسے علم کا جس کے ساتھہ ہمارے بدن قیام نہ کرتے
اللہ تعالی نے فرمایا ہے واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ[1] حضرت فضیل بن عیاض
رضی اللہ عنہ فرماتی ہین جن لوگون نی مجاہدہ کیا طلب علم مین تو البتہ ہم بتادین گے اون کو
راہین علم کی اور اوس پر عمل کرنے کی حضرت ابو سلیمان دارانی فرماتی ہین جنہون
نے مجاہدہ کیا اوس شی مین جس کو جانا تو البتہ ہم ہدایت کرین گی طرف اوس شی کے جس کو
اونہون نی نہ جانا حضرت جنید رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ جنہون نی مجاہدہ کیا
توبہ مین تو البتہ ہم بتائین گے اون کو راہین اخلاص کی یا جنہون نے مجاہدہ کیا ہماری
خدمت مین تو البتہ ہم کہولین گے راہین مناجات کی ساتھہ ہمارے اور انس کی ہمارے ساتھہ
حضرت ابن عطاء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جنہون نی مجاہدہ کیا ہماری
رضا مین تو البتہ ہم راہ بتائین گے اونکو وصول کی طرف محل رضوان کے سہل بن
عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتی ہین جنہون نے مجاہدہ کیا ساتھہ قائم کرنے سنت کے اور مارنے
بدعت کی تو ہم اون کو بتائین گے راہین جنت کی دارانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہین
کہ آیت مین جہاد فقط قتال کفار کا نہین ہی بلکہ وہ مدد کرنا ہے دین کی اور رد کرنا ہے مبطلین کی
اور قمع کرنا ہے ظالمون کا بزرگتر اس جہاد کا امر بالمعروف ونہی عن المنکر ہے اور اسی سے ہے

[1] یعنی تقوے کرو اللہ سے اور سکھاتا ہے تم کو اللہ اس آیت سے بخوبی ظاہر ہوا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ اللہ تم کو علم سکھائیگا یہ نہین

مجاہدہ نفوس کا اللہ پاک کی طاعت مین غرضکہ ظاہر آیت کریمہ عموم ہے اوس کے تحت
مین یہ سب اقوال داخل ہین علامۂ النسفی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہین مجاہدہ کو مطلق
ذکر کیا کسی مفعول سے اوسکو مقید نہین فرمایا تاکہ شامل ہوجاے ہر وہ شے جسکا مجاہدہ
واجب ہے یعنی نفس و شیطان و اعداے دین و ان اللہ لمع المحسنین یعنی بیشک
اللہ البتہ ساتھ ہے نیکون کے باین طور کہ دنیا مین تو اونکی مدد کرتا ہے اور آخرت
مین اونکی مغفرت فرماے گا اور آخرت مین ثواب اون کا جنت ہے اور جس شخص کے
ساتھ اللہ ہو تو وہ کبھی مخذول و خوار نہو گا یہ جگہہ ضمیر کی تھی لمعہم کہنا کافی تھا لیکن وصف
احسان کے ساتھہ اون کا شرف ظاہر کرنے کو اسم ظاہر کو مضمر کی جگہہ قائم کیا کلمۂ مع
مین دو قول ہین کسی نے کہا اسم ہے کسی نے کہا حرف ہے پس قول اول کی بنا پر
لام کا اوسپر داخل ہونا ظاہر ہے لام تاکید کا جو داخل ہوتا ہے سو اسمون پر اسی طرح قول ثانی
کی بنیاد پر بھی ظاہر ہے اس جہت سے کہ اس مین استقرار کے معنی ہین جس طرح کہ ان زیدا
فی الدار مین ہے حرف عین مع کا جب ساکن ہو تو وہ حرف ہے فقط اور جب مفتوح ہو تو
اسم و حرف ہونا دونون جائز ہے اکثریہ ہے کہ مع حرف ہے معنی کی واسطے آیا ہے کذا فی القرطبی
بحث اس کی علم نحو مین بیان کی گئی ہے واللہ سبحانہ و تعالی اعلم الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ
اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ کہ یہ تفسیر مبارک روز پنجشنبہ وقت ظہر بستم ماہ شوال سنہ ۱۳۱۱ ہجری کو محلۂ
امیر گنج مین تمام ہوئی الٰہی سیدی مولائی تیرے توفیق و فضل سے سارے دین و
دنیا کے کام انجام کو پہونچتے ہین جیسے تو نے اپنے فضل و کرم سے یہ
پوری کردی ویسی ہی باقی کی لکھنے کی توفیق دے اور اس کو قبول فرما اور اپنی ذات
پاک کے واسطے ٹھیرا اور مجھکو اور سب کو اس سے نفع پہونچا اور وساوس صدر و
شتات امر سے بچا اور اپنے ذکر و فکر کی توفیق عطا فرما اور اعمال صالح کو ملکۂ ذاتی کر اور حسن
خاتمہ ہر کام مین روزی فرما اللھم اغفر لنا وتب علینا یا ارحم الراحمین
ویا خیر المسئولین بجاہ سیدنا ومولانا شفیع المذنبین صلے اللہ
علیہ والہ وصحبہ واتباعہ الی یوم الدین آمین آمین یارب العالمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الروم

اس سورت کی ساٹھ آیتین ہین

قرطبی رحمہ اللہ تعالی نی کہا یہ ساری سورت بلا خلاف مکی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نی فرمایا کہ سورۂ روم مکے مین نازل ہوئی ہے اخرجہ ابن الضریس والنحاس وابن مردویہ والبیہقی فی الدلائل من طرق عنہ ابن مردویہ نی حضرت ابن الزبیر سے بہی مثل اس کی روایت کیا ہی بیضاوی نی کہا مگر قولہ تعالی فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون والاول اولی ابی شخص سی منجملہ صحابہ کی مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی اون کو صبح کی نماز پڑہائی تو اوس مین سورۂ روم پڑہی اخرجہ عبد الرزاق قال احمد قال السیوطی بسند حسن بزار نی اغر مزنی سی مثل اس کی روایت کیا ہی عبد الملک بن عمیر سی مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فجر کی نماز مین بروز جمعہ سورۂ روم پڑہی اخرجہ عبد الرزاق عن معمر عنہ واخرج ابن ابی شیبۃ فی المصنف واحمد وابن قانع من طریق عبد الملک بن عمیر مثل حدیث الرجل الذی من الصحابۃ وزاد فتردد فیہا فلما انصرف قال انما یلبس علینا فی صلاتنا قوم یحضرون الصلوٰۃ بغیر طہور فمن شہد الصلوٰۃ فلیحسن الطہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمّٓ ۝ غلبت الروم ۝ فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون ۝ فی بضع سنین ۝ للہ الامر من قبل ومن بعد ۝ ویومئذ یفرح المؤمنون ۝ بنصر اللہ ۝ ینصر من یشآء ۝ وہو العزیز الرحیم ۝ وعد اللہ ۝ لا یخلف اللہ وعدہ ۝ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۝ یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا ۝ وہم عن الاخرۃ ہم غفلون ۝ دب گئی ہین روم لگتے ملک مین اور وہ اس دبنے پیچھے اب غالب ہون گے کئی برس مین اللہ کے ہاتہہ ہین کام پہلے اور پیچھے اور اوس دن خوش ہونگی

مسلمان اللہ کی مدد سی مدد کرے جس کی چاہے اور وہی ہے زبردست رحم والا اللہ کا وعدہ
ہو اخلاف نکریگا اللہ اپنا وعدہ لیکن بہت لوگ نہین جانتے جانتے ہین اوپر اوپر دنیا کا جینا
اور وہ لوگ آخرت سے خبر نہین رکھتے ف روم و فارس کی بادشاہ ملک کی سرحد پر
لڑتے تھے عرب سے لگتے زمین پر یعنی عراق پر کافر مکے مین چاہتے کہ فارس جیتین مسلمان
چاہتے کہ روم اہل کتاب کے واسطے خبرین جھوٹ اوڑتی تھین حق تعالی نے نازل فرمایا
کہ اب تو روم دب گئے پر کئی برس مین وہ غالب ہون گی دس برس سی کم مین اسی طرح واقع
ہوا ف کئی برس پیچھے پھر دونون مین مقابلہ ہوا تو روم غالب ہوئے اور یہ خبر عرب مین
پونہچی جس دن مسلمانون کو جنگ بدر فتح ہوئی اور اوس کی خوشی تھی ف یعنی بغیر ظاہر
اسباب خدا پر بھروسا نہین رکھتی ف یعنی ظاہر دنیا مین جس کا غلبہ دیکھین کہین اللہ اسی
سے خوش ہی انتہی ف حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ آیتین جب نازل
ہوئین کہ نیا بور بادشاہ فرس بلاد شام پر غالب ہوا اور جو بلاد جزیرہ اوس کی متصل ہین اور اقاصی
بلاد روم پس ہرقل بادشاہ روم کو مضطر کیا یہان تک کہ مضطر کیا اوس کو طرف قسطنطنیہ کے
اور اوس کو اوس مین محصور کر دیا ایک مدت دراز تک پھر ہرقل کے غلبے نے عود کیا چنانچہ اس کا
قصہ آئندہ آتا ہے امام احمد نی بروایت سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہے
تفسیر مین الم غلبت الروم فی ادنی الارض کے کہ غلبت و غلبت فرمایا کہ مشرکین اس بات کو دوست
رکھتے تھے کہ فارس روم پر غالب ہون کیونکہ فارس بت والے تھے اور مسلمان اس بات
کو دوست رکھتے تھے کہ روم غالب ہون فارس پر اس لیی کہ روم کتاب والے ہین پھر
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسکا ذکر کیا گیا پھر حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سنتے ہو بیشک وہ عنقریب
غالب ہون گے پھر حضرت ابوبکر نے اس کا ذکر مشرکون سے کیا تو وہ بولی کہ درمیان ہمارے
اور اپنے ایک مدت مقرر کر دے پھر اگر ہم غالب ہون تو ہماری واسطی اتنا اتنا ہو اور اگر
تم غالب ہو تو تمہارے لیے اتنا اتنا ہو پس پانچ برس کی مدت مقرر کی تو وہ غالب نہوئے
پھر حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا تو نی

لہ ابن جریر من طریق سفیان عن ابی اسحق عن سلیمان بن صرد عن ابی بکر بہ ہکذا وہو عند الترمذی والنسائی ایضا

کیون نہ کیا اوس کو راوی کہتا ہے مین گمان کرتا ہون کہ کہا دس برس سعید بن جبیر نے
کہا کہ بضع دس سے کم کو کہتے ہین پھر بعد اس کے روم غالب ہو گئے کہا پس وہ یہ قول
ہے اللہ تعالی کا الم غلبت الروم الی قولہ العزیز الرحیم ھکذا رواہ الترمذی والنسائی
جمیعا عن الحسین بن حریث عن معاویۃ بن عمرو عن ابی اسحٰق الفزاری عن
سفیان بن سعید الثوری بہ وقال الترمذی حسن غریب انما نعرفہ من حدیث
سفیان عن حبیب ورواہ ابن ابی حاتم عن محمد بن اسحاق الصغانی عن معاویۃ
بن عمرو بہ ورواہ ابن جریر حدثنا محمد بن المثنی حدثنا محمد بن سعید
ابو سعید الثعلبی الذی یقال لہ ابو سعد من اھل طرطوس حدثنا ابو اسحاق
الفزاری فذکرہ وعندھم قال سفیان فبلغنی انھم غلبوا بعد یوم بدر

حدیث دیگر سلیمان بن مہران اعمش نے عن مسلم عن مسروق روایت کیا ہے کہ کہا
عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے پانچ چیزین گذر چکین دخان و لزام و بطشہ و قمر و روم خرجہ
ابن جریر کا لفظ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ ہے کہ فارس غالب تھے
روم پر اور مشرکین دوست رکھتے تھے کہ فارس غالب ہون روم پر اور مسلمان اس
بات کو دوست رکھتے تھے کہ روم غالب ہون فارس پر اس لیے کہ وہ اہل کتاب ہین اور
قریب تر ہین طرف اون کی دین کے پھر جب الم غلبت الروم الآیہ نازل ہوئی تو مشرکون
نے کہا کہ تیرا صاحب کہتا ہی کہ روم غالب ہون گی فارس پر کئی برس مین حضرت ابو بکر نے کہا کہ
سچ کہا مشرک بولے کیا تجھے حاجت ہے کہ ہم بحجہ سے قمار کرین پھر اونہون نی حضرت ابو بکر
سے مبایعت کی چار اونٹنیون پر سات برس تک پھر سات برسین گذر گئین اور کچھ نہوا تو مشرکین
اس سی خوش ہوئے پس مسلمانون پر یہ بات شاق گذری پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی
اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا بضع سنین تمہارے نزدیک کیا ہین اونہون نے کہا کہ
دس سی کم آپ نی فرمایا تو جا پھر اون سی باہم زیادہ کا معاملہ کر اور دو برس بڑھا مدت مین
کہا پھر دو برسین نہ گذرین یہان تک کہ رکبان روم کے غلبے کی خبر لیکر آئے فارس پر پس
مومنین اس سے خوش ہوئے اور اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی الم غلبت الروم تا وعدہ

لہ اصل کا لفظ فلانص ہے یہ صحیح نہیں قلوص کی قاف کو کسرہ مین جمع اونٹنی کی ہے

ہ یعنی اون اونٹنیون

حدیث دیگر ابن ابی حاتم نی براء رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہا جبکہ الٓمٓ غلبت الرُّوْمُ الآیہ نازل ہوئی تو مشرکون نی حضرت ابوبکر رضے اللہ عنہ سے کہا کیا تو نہین دیکھتا ہے طرف اوس شی کے جو تیرا صاحب کہتا ہے وہ زعم کرتا ہے کہ روم غالب ہون گے فارس پر کہا میرے صاحب نی سچ کہا بولے کیا تجھی یہ حاجت ہے کہ ہم تجھ سی مخاطرہ کرین پس حضرت صدیق نے درمیان اپنے اور اون کی ایک مدت ٹھیرائی پھر وہ مدت پوری ہوگئی قبل اس کے کہ روم فارس پر غالب ہون پھر یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی اور آپ کو بری لگی اور آپ نی اوس کو مکروہ رکھا اور حضرت ابوبکر سے فرمایا ارجاک الی ہذا یعنی اس کام کے کرنے پر کون شی تجھی باعث ہوئی عرض کیا کہ واسطے تصدیق اللہ کے اور اوس کے رسول کے فرمایا تعرض لھم واعظمھم الخطر واجعلہ الی بضع سنین یعنی تو اونسی تعرض کر اور شرط کو بڑھا اور بضع سنین تک ٹھیرا پھر حضرت ابوبکر اون کے پاس آئے تو اون سے کہا کیا تمکو حاجت ہی شرط کے دوہرانے مین کیونکہ عود احمد ہوتا ہے وہ بولی ہان پھر وہ برسین نہین گذرین یہان تک کہ روم فارس پر غالب ہوگئے اور اپنے گھوڑے مراین مین باندہ دیے اور رومیہ بنا کیا پھر حضرت ابوبکر اوس شرط کو لیکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تو کہا ہذا التغیب یعنی یہ شرط ہے جو مین نی اون سے کی تھی اور مین غالب ہوا فرمایا اس کو خیرات کردے **حدیث دیگر** ابوعیسیٰ ترمذی نے نیار بن مکرم اسلمی سی روایت کیا ہے کہا جبکہ الٓمٓ غلبت الروم الآیہ نازل ہوئی تو اس آیت کی روز نزول مین فارس روم پر قاہر و غالب تھے اور مسلمان روم کا غلبہ فارس پر دوست رکھتے تھے اس واسطے کہ یہ اور وہ اہل کتاب ہین اور اسی باب مین یہ آیت نازل ہوئی یومئذ یفرح المومنون تا الرحیم اور قریش دوست رکھتے تھے غلبہ فارس کا کیونکہ یہ اور وہ نہ کتاب والی ہین اور نہ ایمان والے ہین لعب پر پھر جب اللہ پاک نی یہ آیت نازل فرمائی تو حضرت ابوبکر چلاتے ہوے نکلے نواحی مکہ مین الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ الآیہ پس قریش کے کچھ لوگون نی حضرت ابوبکر سے کہا کہ یہ بات ہمارے اور تمہارے درمیان ہے تیرے صاحب نے یہ زعم کیا ہے کہ روم عنقریب غالب ہون گی فارس پر بضع سنین مین

لہ مراد مخاطرہ ہے
ہ یعنی رجوع
سہ یعنی اعادہ احمد

سو کیا ہم تجھ سی اسپر مراد[1] تہنہ نکرین حضرت ابوبکر نے فرمایا ہان یعنی ہان کرو یہ قصہ رہان[2] کی تحریم سے قبل کا ہے پس حضرت ابوبکر نی اور مشرکون نی ارتہان کیا اور رہان رکہا اور حضرت ابوبکر سے کہا تو کتنا ٹہیرانا ہے بضع کو تین برس نو برس تک پس تو درمیان ہمارے اور تیرے وسط کا نام رکہدے جس کی طرف وہ منتہی ہو کہا پہر باہم اونہون نی چہہ برس کا نام رکہا راوی نے کہا پہر چہہ برسین گذر گئین قبل اس کے کہ غالب ہون پس مشرکون نی حضرت ابوبکر کا رہن لیلیا پہر جب ساتوین برس داخل ہوے تو روم فارس پر غالب ہو گئے راوی نے کہا پس مسلمانون نی حضرت ابوبکر پر اس بات کا عیب لگایا کہ اونہون نے چہہ برس کا نام رکہا کہا اس واسطی کہ اللہ تعالی تو فرماتا ہے فی بضع سنین کہا پہر اس وقت بہت لوگ مسلمان ہو گئی ہکذا ساقہ الترمذی ثم قال ہذا حدیث حسن صحیح لا نعرفہ الا من حدیث عبد الرحمن بن ابی الزناد وقد روی نحو ہذا مرسلا عن جماعۃ من التابعین مثل عکرمۃ والشعبی ومجاہد وقتادۃ والسدی والزہری وغیرہم ان سب سیاقات سی غریب تر سیاق وہ ہے جس کو امام سُنَید ابن داؤد نی اپنی تفسیر مین روایت کیا ہی کہا مجکو حدیث کی حجاج نے ابوبکر بن عبد اللہ سے ابوبکر نے عکرمہ سے عکرمہ نے کہا کہ فارس مین ایک عورت تہی وہ نہین جنتی تہی مگر ملوک البطال یعنی بڑی بڑی بہادر بادشاہ جنتی تہی سو کسری نی اوس کو بلایا پہر کہا مین چاہتا ہون کہ روم کی طرف ایک لشکر بہیجون اور اوسپر تیرے بیٹون مین سی ایک شخص کو عامل و حاکم کردون پس مجہی مشورہ دے کہ اونمین سی کس کو حاصل کرون تو وہ بولی کہ یہ فلان ہے اور یہ روباہ سے زیادہ تر ہے روباہ بازی مین اور حذر و احتیاط مین صفر سے بڑہا ہوا ہے اور یہ فرخان یہ شخص زیادہ تر نفوذ کرنے والا ہے بہالے کی بہال سی اور یہ شہربراز ہے اور یہ زیادہ تر حلیم و دانشمند ہے کذا[3] سے مراد اوس کی ان لوگون سے اوس کے تین بیٹے تہے پس تو ان مین سے جس کو چاہے عامل بنا کسریٰ بولا کہ مین نی تو حلیم کو عامل بنایا پس شہربراز کو عامل بنایا پہر وہ فارس والون کو لیکر روم کی طرف چلا تو وہ اون پر غالب ہوا پہر اون کو قتل کیا اون کے شہرون کو اوجاڑا اون کے زیتون کو کاٹا ابوبکر بن عبد اللہ

[1] یہ مراد ہے ہو مراد ہے یعنی خاصہ یعنی ۱۲ منہ
[2] رہان یہ ہے کہ دو آدمی باہم کسی امر کے شرط و قمار سے کرین اور کوئی شے دونون اپنے پاس رکہین پس جس کی اور کوئی غالب ہو جاوے اوسی کی شے لیوے اور اگر دونون غالب ہون یا دونون مغلوب ہون تو کسی کو کچہہ نہ ملیگا اور اگر تہوڑی مدت کے بعد دونون غالب ہون تو دونون کو ملیگا منہ
[3] یہ حاصل ہے اس بحث کا جو اوپر ہو چکی ہے منہ

کہتی ہین کہ مین نی عطای خراسانی سے یہ حدیث بیان کی تو وہ بولی کیا تو نے بلاد شام نہین
دیکھے مین نی کہا نہین کہا خبردار بیشک اگر اون کو دیکھتا تو مدائن کو دیکھتا جو کہ اوجڑا پڑا ہے
اور زیتون کو جو کہ کچے پڑے ہین پھر مین بعد اس کے شام مین آیا تو مین نی اوس کو دیکھا
عطاء خراسانی کہتے ہین یحیی بن یعمر نے مجھے حدیث کی کہ قیصر نے ایک شخص کو بھیجا
سو اوس کا نظم کیا ساتھہ ایک لشکر رومی کے اور کسری نی شہربراز کو بھیجا تو وہ دونون اذرعات
و بصری مین ملے یہ دونون شہر شام کے ملک مین زیادہ تر قریب ہین طرف تمہارے پس
فارس روم سے ملے تو فارس روم پر غالب ہوے کفار قریش تو اس سی خوش ہوے
اور مسلمانون نی اس کو مکروہ سمجھا عکرمہ نے کہا مشرکین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے
ملے اور کہا کہ تم اہل کتاب ہو اور نصاری اہل کتاب ہین اور ہم امی ہین اور ہمارے اخوان
اہل فارس کی غالب ہوے تمہارے اخوان اہل کتاب پر اور بیشک تم اگر ہم سے لڑوگے تو
البتہ ہم غالب ہونگے تیسرے اللہ پاک نی یہ آیت نازل فرمائی الم غلبت الروم تا من بعد بس
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کفار کی طرف نکلے تو کہا کیا تم خوش ہوے غالب ہونے سے تمہاری
اخوان کے ہمارے اخوان پر سو تم خوش مت ہوؤ اور اللہ تمہاری آنکھون کو ٹھنڈا نکرے گا
پس قسم ہے اللہ کی البتہ روم غالب ہون گے فارس پر ہم کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اس کی خبر دی ہے اہی بن خلف اون کی طرف کہڑا ہوا تو کہا ای ابوفضیل تو نے
جھوٹ کہا حضرت ابوبکر نے اوس سی کہا ای اللہ کے دشمن تو بڑا جھوٹا ہے تو وہ بولا مین تجھسی
باہم شرط کرتا ہون دس اونٹنیان میری طرف سے اور دس تیری طرف سی پھر اگر روم غالب
ہوگئے فارس پر تو تجھپر تاوان اور اگر فارس غالب ہوئے تو تجھپر تاوان تین برس تک پھر
حضرت ابوبکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئی تو آپ کو اس کی خبر دی آپ نی فرمایا
مین نی ایسا ذکر نہین کیا تھا بضع تو مابین تین کے نو تک ہے پس تو شرط مین اوس سے
زیادہ کر اور مدت مین اوس سی بڑھا پھر حضرت ابوبکر نکلے تو ابی سے ملے وہ بولا شاید تو
نادم ہوا حضرت صدیق نی فرمایا نہین آ شرط مین تجھ سے باہم زیادہ کرون اور مدت مین
تجھ سے بڑھاؤن پس تو اوس کو سو اونٹنیان کر نو برس تک اوس نی کہا مین نے کین

ع مدائن فارس
ع کذا فی شرح مسند
ع یعنی الشخص
ع کسری پرویز
کی فوج کا کسری
فارسیون سے
مقابلے کو روانہ کیا

پھر قبل اس کے روم فارس پر غالب ہو گئے پس مسلمان مشرکون پر غالب ہوی عکرمہ نے کہا جبکہ فارس روم پر غالب ہو گئے تو فرخان بیٹھا شراب پی رہا تھا یہ بھائی ہے شہر براز کا سو اوس نے اپنے اصحاب سے کہا البتہ مقرر مین نی دیکھا[۱] ہے گویا مین کسری کے تخت پر بیٹھا ہوا ہون یہ خبر کسری کو پہنچی تو اوس نے شہر براز کو لکھا کہ جس وقت میرا خط تیرے پاس آئی تو تو فرخان کا سر میرے پاس بھیج شہر براز نے اوس کو جواب لکھا کہ ای بادشاہ مثل فرخان کا بیشک تو ہرگز نہ پائیگا لہ لنکایہ وصوت[۲] فی العدو یعنی اوسکی تو بڑی زخم رسانی و آواز ہے دشمنون مین غرض یہ ہی کہ بڑا بہادر آدمی ہے دشمنون کو خوب مارتا پیٹتا ڈانٹتا دھمکاتا ہے پس ایسا کام مت کر پھر کسری نی اوس کو لکھا کہ فارس کے مردون مین اوس کا عوض ہے تو تو جلد اوس کا سر میرے پاس بھیجدے پھر شہر براز نے کسری سے تکرار کی تو کسری خفا ہو گیا اوس کو کچھ جواب نہ دیا اور اہل فارس کی طرف یہ کہکر قاصد بھیجا کہ شہر براز کو مین نی تم سے علحدہ کیا اور فرخان کو تم پر عامل بنایا پھر اوس قاصد کی طرف ایک چھوٹا سا صحیفۂ لطیف[۳] روانہ کیا پس کہا کہ جس وقت فرخان ملک کا حاکم ہو جائے اور اوس کا بھائی اوس کا منقاد و مطیع ہو جائے تو اوس کو یہ خط دیدینا پھر جب شہر براز نے وہ خط[۴] پڑھا تو کہا کہ سمعاً وطاعۃً یعنی مین نی بادشاہ کے حکم کو سنا اور مانا اور اپنے تخت حکومت سی اوتر پڑا اور فرخان اوسپر بیٹھا اور وہ صحیفۂ لطیف[۵] اوس کو دیا پھر جب اوس کو پڑھا تو کہا شہر براز کو میری پاس حاضر کرو غرضکہ وہ حاضر ہوا اور اوس کو آگے بڑھایا تاکہ اوس کی گردن ماری جائے تو شہر براز بولا جلدی مت کر یہان تک کہ مین اپنی وصیت لکھدون فرخان نی کہا اچھا پھر شہر براز نے جامہ دان منگایا پس فرخان کو خطوط دیے پھر کہا کہ یہ سب تیری باری مین کسری سے مین نی تکرار کی اور تو نے ارادہ کیا کہ بسبب ایک خط کے مجھے قتل کرے اسپر فرخان نی ملک اپنے بھائی شہر براز کو واپس دیا اور شہر براز نے قیصر بادشاہ روم کو یہ خط لکھا کہ مجھے تجھ سے ایک ایسی حاجت ہے کہ نہ اوس کو قاصد اوٹھا سکتے ہین نہ خطوط غرض یہ ہے کہ ایک بات نہایت راز کی ہے نہ قاصد کی زبانی کہنے کی ہے نہ خط مین لکھنے کے قابل ہے سو تو مجھسی مل اور مت مل مجھسی مگر پچاس روز دن مین کیونکہ مین تجھ سے نہ ملونگا مگر پچاس فارسیون مین

[۱] یعنی خواب مین دیکھا ۱۲
[۲] کا مل و غیرہ مین صوت ہے یعنی ایسا ۱۲
[۳] یعنی ورقے پر چھوٹا سا خط جس مین یہ لکھا تھا کہ شہر براز کا سر میرے پاس بھیجدے ۱۲
[۴] یعنی خط جس مین شہر براز کے قتل کا حکم تھا ۱۲

پس قیصر پانچ لاکھ رومیون مین متوجہ ہوا اور اپنے آگے راہ مین جاسوس رکھنے لگا
اور اس سے ڈرا کہ مقرر اوس کے ساتھہ مکر کیا گیا یہان تک کہ اوس کے جاسوس اوس کے
پاس یہ خبر لیکر آئے کہ شہربراز کے ہمراہ صرف پچاس آدمی ہین پھر دونون کے واسطے فرش
بچھایا گیا اور ایک خیمہ دیباج کا نصب کیا گیا اوس مین دونون ملے اونمین سے ہر ایک کے
پاس ایک ایک چھری تھی پھر اپنے درمیان مین ایک ترجمان کو بلایا پس شہربراز نے کہا کہ
وہ لوگ جنھون نی تیرے مدائن کو خراب و ویران کیا وہ مین اور میرا بھائی ہین ہمارے کید و
شجاعت سی یہ سب کام ہوا اور کسری نے ہمپر حسد کیا اور چاہا کہ مین اپنی بھائی کو قتل
کر ڈالون سو مین نی اس سی انکار کیا پھر میرے بھائی کو حکم دیا کہ مجھے مار ڈالے فقد حلفنا جمیعا
پس ہم تیرے ہمراہ اوس سے لڑین گے قیصر نے کہا قد اجتمتا یعنی بہتر رتم دونون نے
صواب کہا تمہاری رای صواب ہے پھر ایک نے دوسری کی طرف اشارہ کیا کہ بھید درمیان
دو کے ہے پھر جب دوسی تجاوز کرتا ہے تو بھید جاتا ہے قیصر نے کہا سچ ہے پھر دونون
نے ملکر اپنی چھریون سی ترجمان کو مار ڈالا پھر اللہ پاک نے کسری کو ہلاک کر دیا اور حدیبیہ
کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس یہ خبر آئی تو آپ اور آپ کے ہمراہی
مسلمان خوش ہوئے پس یہ روایت ایک سیاق غریب اور بنای عجیب ہے اب چاہیے کہ
ہم ان آیات کریمات کے کلمات پر کلام کرین سو قولہ تعالی الم غلبت الروم اوائل سور کے
حروف مقطعہ پر سورہ بقرہ کی اول مین کلام گذر چکا ہے رہی روم سو وہ عیص بن اسحاق بن
ابراہیم علیہم السلام کی اولاد سے ہین یہ لوگ بنی اسرائیل کے برادر عم زاد ہین ان کو بنو الاصفر
کہتے ہین یہ لوگ یونان کے دین پر تھے اور یونان یافث بن نوح کی نسل سے ہین برادر
عم ادترک کے یہ لوگ بقعۂ سیارہ کو پوجا کرتے تھے اور ان کو متحیرہ کہتے ہین اور قطب شمالی
کی طرف نماز پڑھتے تھے اور انہین لوگون نی دمشق کی بنیاد رکھی ہے اور اوس کا معبد
بنایا ہے اوس مین محرابین ہین طرف جہت شمال کے پس روم بعد بعثت مسیح علیہ السلام
کے تین سو برس کے قریب تک اپنے دین پر تھے اور [illegible] ان مین سے شام کا مالک
ہوتا مع جزیرہ کے تو اوس کو قیصر کہتے تھے جو شخص ملوک [illegible] سے پہلے پہل دین نصاری

لہ یعنی ہرقل بادشاہ روم کی طرف سے کسری کی ہلاکت کی خبر پہنچی تھی
لہ شہربراز اس سپہ سالار کا نام تھا جو کسری نے ہرقل کے مقابلہ کو بھیجا تھا
لہ یعنی ہرقل نے کہا کہ تم دونون نے اچھا مشورہ کیا ہے
لہ یعنی ہرقل نے ترجمان کو مار ڈالا
لہ یعنی ہرقل نے کہا کہ تم دونون نے اچھا مشورہ کیا ہے
لہ یعنی ہرقل نے ترجمان کو مار ڈالا

مین داخل ہوا وہ قسطنطین بن قسطنطین ہی اور اوس کی مان مریم ہیلانیہ غند قانیہ ہی زمین
حران ہی وہ اوس سی پہلے نصرانی ہوگئی تہی سو اوس نی اپنے بیٹے کو اپنے دین کی طرف
دعوت کی قبل اس کی وہ فیلسوف تہا پہر اپنی مان کا پیرو ہوا یقال تقیۃ یعنی کہتے ہین کہ یہ
پیروی بطور تقیہ تہی قسطنطین کی پاس انصار سے جمع ہوے اور اوس کی وقت مین عبداللہ بن
ادیوس کی ساتہہ مناظرہ کیا اور ایسا بہت سا اختلاف منتشر و متشتت کیا کہ منضبط نہین ہوسکتا
تہا مگر اون کی جماعت سی تین سو اٹہارہ اُسقُف متفق ہوے پہر قسطنطین کے واسطی عقیدہ
وضع کیا اوس کا نام امانت کبیر رکہتے ہین حالانکہ وہ خیانت حقیر ہے اور اوس کے واسطے
قوانین وضع کیے مراد اون کی قوانین سی احکام کی کتابین ہین تحریم و تحلیل وغیرہ جن کی طرف
اون کو حاجت ہوتی ہے اور مسیح علیہ السلام کے دین کو مغیر کر ڈالا اوس مین بڑہایا اور اوس
سے گہٹایا پہر مشرق کی طرف نماز پڑہی اور شنبہ کے عوض یکشنبہ کیا اور صلیب کو پوجا
سور کو حلال کیا اور عیدین ٹہیرائین اون کو اپنی طرف سی نکالا جیسے عید صلیب و قداس و
غطاس وغیرہ بواعیث و شعابین اور اوس کے واسطے باب ٹہیرایا یہ شخص اون کا بڑا ہے
پہر بتارکہ پہر مطارفہ پہر اساقفہ و قساقسہ پہر شمامسہ اور رہبانیت نکالی بادشاہ نے اون کے
واسطی کنائس و معابد بنائے اور شہر کی بنیاد رکہی ہوا اوس کی طرف منسوب ہے یعنی قسطنطینیہ
کہتے ہین کہ اوس نی اپنی وقت مین بارہ ہزار کنیسے بنائے اور تین محراب کا بیت لحم بنایا
اور اوس کی مان نی قمامہ بنایا یہ لوگ ملکیہ ہین یعنی وہ لوگ جو بادشاہ کے دین پر ہین پہر
بعد اون کے یعقوبیہ نکلی یعقوب اسکاف کے اتباع پہر نسطوریہ نسطور کے اصحاب یہ
لوگ بہت سے فرقے اور طائفے ہین چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ وہ مفترق ہوے بہتر فرقون پر غرضکہ روم نصرانیت پر مستمر رہے جب کبہی قیصر ہلاک ہوگیا
تو بعد اوس کے دوسرا اوسکا خلیفہ ہوا یہان تک کہ آخر اون کا ہرقل ہوا یہ شخص عقلای رجال
سے تہا اور سب بادشاہون سی زیادہ تر صاحب حزم و دور اندیش اور سب سے بڑکر زیرک
و کاردان اور سب سے زیادہ غور و فکر مین دور بین اور رای مین سب سے بڑکر پرلے سرے کا پس
ایک ریاست عظیم و ہیبت کثیر مین اوپر بادشاہی کی پہر کسرای بادشاہ فرس نی اوس سے

دشمنی کی اور مالک بلاد ہوا جیسے عراق وخراسان ورے اور سارے بلاد عجم اس کا نام سابور ذوالاکتاف تہا اس کی مملکت قیصر کی مملکت سے زیادہ تر وسیع تہی اور اس کے واسطے ریاست عجم کی اور حماقت فرس کی تہی فارسی مجوس تہے آگ کی پوجا کیا کرتے تہے اول بروایت عکرمہ یہ گذر چکا ہے کہ کسری نے اپنے نائب اور لشکر قیصر کی طرف بہیجے تہے تو وہ اوس سی لڑے اور مشہور یہ ہے کہ خود کسری نے اوسپر چڑہائی کی تہی اوس کے بلاد مین پہر اوس کو مقصور ومقہور ومکسور کیا یہان تک کہ سوای شہر قسطنطینیہ کے اور کچہہ اوس کے پاس باقی نرہا پہر ایک مدت دراز اوس کو اوس مین محصور کیا یہان تک کہ وہ اوسپر تنگ ہوگیا اور نصاری اوس کی نہایت درجہ تعظیم کرتے تہے اور شہر کے فتح کرنے پر کسری قادر نہین ہوا اور نہ اوسکو فتح ممکن ہوئی بسبب اوسکی مضبوطی کی کیونکہ نصف اوسکا تو ناحیہ بحر سے ہے اور دوسرا نصف ناحیہ بحر سے سو غلہ ومدد وہان سی اون کی پاس آتی تہی پہر جب کام درازی پذیر ہوا تو قیصر نے ایک کید بنایا اور اپنے جی مین ایک مکر سوچا پس کسری سی یہ بات طلب کی کہ اوس کے بلاد سے رک جائی اسپر کہ مال پر اوس سے مصالحت کرے اور جو چاہے اوسپر شرط کری کسری نی یہ بات مان لی اور قیصر سے اموال عظیم طلب کیا کہ ملوک دنیا مین سی کوئی بہی اوسپر قادر نہین ہوتا ہے سونا اور جواہر واقمشہ وجواری وخدام واصناف کثیر پس قیصر نی اسپر کسری کی فرمان برداری کی اور اوس کے وہم مین یہ بات ڈالی کہ اوس کی ساری مطلوب چیزین اوس کے پاس ہین اور اوس کی عقل کو کم سمجہا جبکہ اوس نی اوس سی طلب کیا جو کچہہ طلب کیا اگر قیصر وکسرے دونون جمع ہون تو بہی شئے مطلوب کے دسوین حصے کے جمع کرنے سی اون کی قدرت عاجز ہوجای کسری سے یہ درخواست کی کہ اوسکی تئی قدرت دی کہ بلاد شام کی طرف نکلے اور اپنے اقالیم مملکت کی طرف جائے تاکہ اپنے ذخائر وحواصل[1] ودفائن سی اوس کے حاصل کرنے مین سعی و کوشش کری فاطلق[2] سراحہ پہر جب قیصر نے شہر قسطنطینیہ سے نکلنے پر عزم کرلیا تو اپنے اہل ملت کو جمع کیا اور کہا کہ مین ایک کام مین نکلنے والا ہون جس کو مین پختہ کرچکا ہون ایک لشکر لیکر اپنے لشکر سے جس کو مین معین کرچکا ہون سو اگر مین سال بہر سے پہلی تمہاری

[1] یعنی جو خزانون اور حاصل مال اور اوس کی ذخیرون سی اوس کے پاس آتا تہا

[2] یعنی کسری نے قیصر کو محصور کرکے اوسکو مجبور کیا تہا سو اوسنے قیصر کی راہ کہولدی اور اوسکو چہوڑدیا

طرف لوٹ آؤن تو مین تمہارا بادشاہ ہون اور اگر اوس سی قبل تمہاری طرف نہ لوٹ آؤن
تو تمکو اختیار حاصل ہے تم چاہو میری بیعت پر مستمر رہو چاہو میرے غیر پر خود کو حاکم کر لو
رومیون نی اوس کو یہ جواب دیا کہ تو تو ہمارا بادشاہ ہے جب تک تو زندہ رہے گو تو دس برس
غائب رہے پھر جب قیصر قسطنطنیہ سے نکلا تو جریدہ نکلا ایک متوسط لشکر مین یہ تو قیصر کا قصد
ہوا رہا کہ سو وہ قسطنطنیہ پر خیمے قائم کیے رہا قیصر کا انتظار کرتا رہا تا کہ وہ لوٹ کر آئے
پھر قیصر سوار ہوا فی الفور اور جلدی کرتا ہوا چلا یہان تک کہ بلاد فارس کی طرف پونہچا پھر
اون کے بلاد مین فساد مچاتا پھرا اون کے مردون کو قتل کرتا اور جو لوگ لڑنے والی اون مین
تھے اون کو مارتا ہوا اول فاول اور حدا ہوتا رہا یہان تک کہ مدائن کی طرف پونہچا یہ شہر
کسریٰ کی مملکت کا دار السلطنت تھا پھر جو لوگ اوسمین تھی اون کو قتل کیا اور کسرے کے
ساری حواصل و اموال کو لیلیا اوس کی عورتون کو اور حریم کو قید کر لیا اوس کے بیٹی کا سر
مونڈ دیا گدھے پر سوار کیا اوس کی قوم کے اساورہ سے اوس کے ساتھ بھیجا غایت
درجے کی ذلت و خواری مین اور کسری کو لکھا کہ یہ وہ شے ہے جو تو نے طلب کی تھی سو اوسکو
لیلے پھر جب کسریٰ کو یہ خبر پونہچی تو اوس کو ایسے غم نے پکڑا جسکا شمار سوای اللہ تعالی
کے اور کوئی نہین کر سکتا ہے اور شہر پر اوس کا غصہ سخت ہوا تو اوس کے حصار مین پھر ممکن
جہد و کوشش کی سو اوسپر قادر نہوا پھر جب عاجز ہوا تو سوار ہوا تا کہ اوسپر رستہ پکڑے جیحون
کے مخاضہ سے کہ قسطنطنیہ کی طرف آنی کا قیصر کے واسطے کوئی رستہ نہین ہے مگر اوس سے
جب قیصر کو اس کا علم ہوا تو اوس نی ایک بڑا حیلہ کیا کہ اوس سی پہلے کسی نے نہین کیا تھا
وہ حیلہ و تدبیر یہ ہے کہ اوس نی اپنا لشکر اور اپنے حواصل جو اوس کے ساتھ تھے ان سب کو
مخاضہ کے مونہہ کے نزدیک تاک مین بٹھایا اور خود کچھ لشکر مین سوار ہوا اور حکم دیا تو گھانس
اور گوبر اور منگنیون کے گٹھے اوس کے ہمراہ لاد لیے گئے اور ایک دن کے قریب پانی مین
چلا اور تیرتا ہوا پھر اون گٹھون کے ڈالنے کا نہر مین حکم دیا پھر جب اون گٹھون نی کسرے پر
اور اوس کے لشکر پر گذر کیا تو اوس نے خیال کیا کہ قیصر کے لوگ اوس جگہہ سے پانی مین
گھسے سو کسری اور اوس کے لوگ قیصر و الون کی طلب مین سوار ہوے پس مخاضہ فارسیون سے

ا خاضہ وہ پانی ہے جس سی پیادہ و سوار گزر سکین ۱۲ منہ
۲ اصل کا لفظ سارا ان قریب ہین یہ معنی ہین اصحاب و اہل بادی ہی یعنی صحرا ہی اصحاب و اہل الارض یعنی مضری و سار ہی یعنی مضری و الوادی یعنی آخر رہے ۱۲ منہ
۳ اصل کا لفظ فرضہ عن الفرس یعنی نہا ہر اسکے معنی تھے مین نہین آئی شاید ۱۲ منہ
۴ اصل کا لفظ فرضہ جیسے ہوا اوس نی بنا ہر اوسکی موافق ترجمہ کیا واللہ اعلم ۱۲ منہ
۵ اصل کا لفظ ہے یعنی اور کوئی لفظ ہے نہین اور اوسکے موافق ترجمہ کیا ۱۲ منہ

کشادہ کیا گیا اور قیصر اپنے لوگون کے پاس آیا تو اون کو اوٹنے کا اور پانی مین گھسنے کا
حکم دیا سو وہ گھس پڑے اور جلدی جلدی چلے تو کسری سے اور اوس کے لشکرون سے
فوت ہو گئے اور قسطنطنیہ مین داخل ہوے اور کسری اور اوس کی لشکر حیرت کرتے رہ گئے
جانتے نہ تھے کہ کیا کرین بلاد قیصر کو تو حاصل نہ کیا اور اون کے بلاد کو روم نے خراب کر ڈالا
اور اون کے حواصل کو لیلیا اور اون کے بچون عورتون کو قیدی کر لیا پس یہ تھا غالب ہونا
روم کا فارس پر اور یہ قصہ فارس کی روم پر غالب ہونے سے بعد نو برس کے ہوا جو واقعہ
درمیان فارس و روم کے ہوا جبکہ روم مغلوب ہوئے تھے سو وہ درمیان اذرعات و
بصری کے ہوا تھا جیسا کہ حضرت ابن عباس و عکرمہ وغیرہما نے فرمایا ہے یہ دونون جگہ بلاد
شام کے کنارے ہین جو کہ بلاد حجاز سے متصل ہے مجاہد نے کہا کہ یہ واقعہ جزیرہ مین ہوا
اور یہ جزیرہ قرب بلاد روم ہے فارس سی فالله سبحانه اعلم پھر روم کا غلبہ ہوا فارس پر بعد
بضع سنین کے بضع سی مراد نو برسین ہین کیونکہ لفظ بضع کا کلام عرب مین مابین تین کے دس
تک ہوتا ہے اور اسی طرح اوس حدیث شریف مین آیا ہے جس کو ترمذی و ابن جریر وغیرہما
نے از حدیث عبد الله بن عبد الرحمن الجمحی عن الزہری عن عبید الله بن عبد الله عن ابن عباس
روایت کیا ہے کہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے مناحبہ الم غلبت
الروم الآیہ کے بارے مین فرمایا ای ابو بکر تو نے کیون نہین احتیاط کیا کیونکہ بضع تو مابین
تین کے دس تک ہے پھر ترمذی نے کہا ھذا حدیث حسن غریب من ھذا
الوجہ و روی ابن جریر عن عبد الله بن عمرو انہ قال ذلك والله اعلم
قولہ سبحانہ و تعالی لله الامر من قبل و من بعد ای من قبل ذلك و من بعد
غرض یہ ہے کہ قبل و بعد مبنی علی الضم ہین اس واسطی کہ مضاف الیہ محذوف و منوی ہی قولہ تعالی
ویومئذ یفرح المومنون بنصر الله یعنی اوس دن خوش ہونگے ایمان والے الله کی
مدد سے واسطی رومیون اصحاب قیصر بادشاہ شام کے فارسیون اصحاب کسری پر یہ لوگ
مجوس آتش پرست تھے اور روم کی نصرت فارس پر بروز وقعۂ بدر ہوئی یہ قول علما مین
سے ایک گروہ کثیر کا ہے جیسے حضرت ابن عباس و ثوری و سدی وغیرہم اور اوس حدیث

ترجمہ ۱۲ منہ
یعنی بضع کے معنی
شرط مین ہین

شریف مین وارد ہوا ہی جس کو ترمذی وابن جریر وابن ابی حاتم وبزار نے من حدیث الاعمش
عن عطیہ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ روایت کیا ہے کہا جبکہ بدر کا دن ہوا تو روم
فارس پر غالب ہوے پس یہ بات مومنون کو اچھی لگی تو وہ اوس سے خوش ہوے
اور اللہ پاک نے یہ آیت نازل فرمائی ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ ینصر من یشاء وہو العزیز الرحیم اور لوگون نی کہا بلکہ نصرت
روم کی فارس پر سال حدیبیہ مین ہوئی یہ قول عکرمہ وزہری وقتادہ وغیر واحد کا ہے
بعض نی اس قول کی یہ توجیہ کی ہے کہ قیصر نے نذر مانی تہی کہ اگر اللہ کسری پر اوسکو فتحمند
کریگا تو وہ حمص سی ایلیا یعنی بیت المقدس تک پیادہ پا جائیگا واسطے شکر گزاری اللہ تعالی
کے سو اوسنی ایسا کیا پس جس وقت وہ بیت المقدس کو پونہچا تو اوس سے نہ نکلا یہان تک
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط مبارک اوس کی پاس پونہچا آپ نی یہ خط بعیت دحیہ
بن خلیفہ بہیجا تہا سو دحیہ نے عظیم بصری کو دیا پہر عظیم بصری نے قیصر کو دیا پس جب وہ خط
اوس کے پاس پونہچا تو عرب حجاز کے جو لوگ شام مین تہی قیصر نے اون کا پوچہا تو ابوسفیان
صخر بن حرب اموی کبار قریش کی ایک جماعت مین عورت کے ساتہہ اوس کے واسطے حاضر
کیے گئے پہر وہ اوس کے پاس لائے گئے تو اوس کے روبرو بیٹہے پہر اوس نے کہا
تم مین کا کون شخص زیادہ تر قریب ہی نسب مین اس شخص سے جو یہ زعم کرتا ہے کہ وہ نبی ہے
تو ابوسفیان بولی مین ہون پہر ابوسفیان کے ہمراہیون سے کہا اور اون کو ابوسفیان کے
پیچہے بٹہایا کہ مین اس سی اس شخص کا پوچہنے والا ہون سو اگر یہ جہوٹ کہے تو تم اوس کو جہٹلانا
پس ابوسفیان نے کہا فواللہ لولا ان یاثروا علی الکذب لکذبت یعنی قسم ہے اللہ کی اگر یہہ
بات نہوتی کہ لوگ مجہپر کذب نقل کرین تو البتہ مین جہوٹ بولتا پہر ہرقل نی ابوسفیان سے
آپ کی نسب وصفت کا پوچہا پہر جن باتون کا ہرقل نے ابوسفیان سی سوال کیا اونمین ایک
یہ بات تہی کہ ہرقل نے کہا پس کیا وہ غدر کرتا ہے یعنی بدعہدی ابوسفیان کہتے ہین مین نے
کہا نہین اور ہم اوس سی ایک ایسی مدت مین ہین کہ ہم نہین جانتے ہین کہ وہ اوس مین کیا
کرنیوالا ہے مگر اس مدت سے وہ صلح ہے جو درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے اور کفار قریش کے سال حدیبیہ مین واقع ہوئی تہی اسپر کہ دس برس تک باہم جنگ موقوف

کی جاوی پس اس قصے سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ نصرت روم کی فارس پر
سال حدیبیہ مین تہی کیونکہ قیصر نے جو اپنی نذر پوری کی سو بعد حدیبیہ کے کی واللہ اعلم
اول قول والی اس کا یہ جواب دے سکتے ہین کہ قیصر کے بلاد خراب و پریشان ہو چکے تہے
سو اوس نی اپنی نذر پوری کرنے کی قدرت نہ پائی یہان تک کہ حبشی کی درستی کر نالائق
تہا اوس کی درستی کی اور اپنے بلاد کی خبر لی پھر بعد چار برس کے اپنے منصور و مظفر ہونے
سے نذر پوری کی واللہ اعلم بات اس باب مین ایک سہل و قریب شی ہے مگر جب کہ فارس
روم پر فیحتمند ہوئے تہے تو یہ امر مومنون کو برا لگا تہا پھر جب روم فارس پر ظفر مند ہوئے
تو مومنین کو اس سی خوشی ہوئی کیونکہ روم فی الجملہ اہل کتاب ہین تو وہ زیادہ تر قریب ہین
طرف مومنین کے محبوس سی کما قال تعالی لتجدن اشد الناس عداوۃ للذین اٰمنوا
الیھود والذین اشرکوا ولتجدن اقربھم مودۃ للذین اٰمنوا الذین قالوا انا
نصاری الی قولہ ربنا اٰمنا فاکتبنا مع الشاھدین اور اس جگہہ یون فرمایا ویومئذ
یفرح المومنون بنصر اللہ الرحیم ابن ابی حاتم نے زبیر کلائی سے روایت کیا ہی کہا مین نے
غلبہ فارس کا روم پر دیکہا پھر غلبہ روم کا فارس پر دیکہا پھر غلبہ مسلمانون کا کافارس و روم پر
دیکہا یہ سب پندرہ برس مین ہو گیا قولہ تعالی وھو العزیز الرحیم یعنی اللہ پاک اپنی انتقام
و انتقام مین اپنی دشمنون سی غالب ہے بڑا مہربان ہے اپنے مومن بندون پر قولہ تعالی
وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ کا یہ مطلب ہی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ بات
جس کی ہم نے تجکو خبر دی ہے کہ ہم عنقریب روم کی مدد کرین گے فارس پر ایک وعدۂ
حق ہے طرف سی اللہ کے اور ایک سچی خبر ہے جو خلاف نہوگی اور اوس کا وجود و وقوع
ضروری ہے کیونکہ اللہ پاک کا طریقہ یون جاری ہوا ہے کہ دو گروہ لڑنے والون مین سے
جو گروہ زیادہ تر قریب ہوتا ہے طرف حق کی اوس کی مدد کرتا ہے اور انجام نیک اوس کے
لیے ٹہیراتا ہے ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اللہ پاک کی حکمتین جو اوس کے
ہونے مین اور اوس کے افعال مین جو کہ محکم و پختہ ہین اور عدل کی موافقت پر جاری ہین
اکثر لوگ اون کو نہین جانتی ہین یعلمون ظاھرا من الحیاۃ الدنیا وھم عن الاٰخرۃ

هم غافلون یعنی اکثر لوگون کو کچھ علم نہین ہے مگر ہی دنیا کا اور اوس کے حرفون
کمائیون کا اور اوس کی شانون کا حالتون کا اور اوس شی کا جو اوسمین ہے سو وہ اوس کے
حاصل کرنے مین اور اوس کے پیشون کے طریقون مین بڑے حاذق و ماہر و زیرک و
ہوشیار و تیز ذہن و پختہ کار ہین اور دین کے کامون مین اور جو شے اون کو آخرت مین
نفع دے اس مین غافل و بیخبر ہین گویا ایک اونکا منفعل و مدہوش و بیہوش و حواس ہے
نہ اوس کو کچھ ذہن سے نہ کسی طرح کی فکر و غور بالکل بے خبر پڑا ہے حضرت **حسن** بصری
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے واللہ لبلغ احدھم بدنیاہ انہ یقلب الدرھم علی ظفرہ
فیخبرک بوزنہ وما یحسن یصلی[۱] یعنی قسم ہے اللہ کی البتہ ایک اونمین کا اپنی دنیا کی
ہوشیاری مین یہان تک پونہچا ہے کہ اپنے ناخن پر روپیہ کو لوٹتا پوٹتا ہے تو تجھے اوسکی
وزن کی خبر دیدیتا ہے حالانکہ نماز اچھی طرح سے نہین پڑھ سکتا ہے حضرت **ابن عباس**
رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر مین فرماتے ہین یعنی الکفار یعرفون عمران الدنیا وہم فی امر الدین
جہال غرض یہ ہے کہ کافر لوگ دنیا کی آبادی کو خوب جانتے پہچانتے ہین اور دین کے
کام مین جاہل و نادان ہین **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ اس سورت
کے فاتحہ پر کلام فاتحہ سورۂ بقرہ مین گذر چکا ہے اللہ پاک ہی خوب جانتا ہے اپنی مراد کو
اس سی **جمہور** نے غلبت بضم غین معجمہ و کسر لام بصیغۂ مجہول پڑھا ہے **حضرت علی**
کرم اللہ وجہہ و ابو سعید خدری و معاویہ بن قرہ و ابن عمر و اہل شام نے بفتح غین و لام
بصیغۂ معروف **نحاس** نے کہا کہ اکثر لوگون کی قرارت بضم غین و کسر لام ہے اہل تفسیر نے
کہا ہے کہ فارس روم پر غالب ہو گئے تو کفار مکہ اس سے خوش ہوے اور بولے کہ جن
لوگون کے پاس کتاب نہین ہی وہ اون لوگون پر غالب ہوے جن کے پاس کتاب ہے
اور مسلمانون پر فخر کیا تو کہا کہ ہم بھی تم پر غالب ہون گے جیسے فارس روم پر غالب ہوے
اور مسلمان دوست رکھتے تھے کہ روم فارس پر غالب ہون کیونکہ وہ اہل کتاب ہین یعنی
نصاری سو وہ قریب ترہین طرف اسلام کے اور فارس مجوس ہین تو وہ قریب ترہین طرف
کفار قریش کے **فارس** ایک عجمی نام ہے اوس قبیلے پر علم ہے بسبب علمیت و تانیث

[۱] فتحبن کا لفظ ہے ان اصل ہے الیقین
الدرہم یعرف ظفرہ فیخبر بوزنہ کا جملہ حال ہے
یحسن یصلی کا مفعول ہے

بلکہ اور بوجہ عجمیہ کے غیر منصرف ہے روم نام ہے ایک قبیلے کا اپنے دادا کے نام پر
نام رکھا گیا ہے اصل نسب یہ ہے روم بن عیصو بن اسحق بن ابراہیم علیہم السلام ابن جریر نی
اپنی تفسیر مین اس کو کہا ہی وجہ تسمیہ عیصو کی یہ ہے کہ عیصو حضرت یعقوب کے ساتھ تھا ایک
بطن مین سو دونون نی اپنے نکلتے وقت باہم مزاحمت کی ہر ایک نی چاہا کہ دوسرے سی پہلے
نکلے تو عیصو نی یعقوب سی کہا اگر مین تجھ سے پہلے نکل آیا فبہا ورنہ مین اوس کے پہلو سی نکلونگا
پس یعقوب علیہ السلام براہ شفقت پیچھے رہگئے سو اس لیے وہ تو انبیا کے باپ ہوے اور عیصو
جبارون کا باپ ہوا کذا قال الخفاجی واللہ اعلم حضرت ابو سعید خدری سے مروی ہے کہا
جبکہ بدر کا دن ہوا تو روم فارس پر غالب ہوی پس یہ بات مومنین کو اچھی لگی اسپر الم غلبت
الروم نازل ہوئی اور اس کو بصیغۂ معروف پڑہا پس مسلمان خوش ہوئی روم کے غلبے سے
فارس پر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سی مروی ہے کہا عنقریب قومین آئین گے الم
غلبت الروم پڑہین گی یعنی بفتح غین حالانکہ وہ تو غلبت ہے یعنی بضم غین قولہ تعالی
فی ادنی الارض متعلق ہی غلبت سی معنی اس کے یہ ہین کہ قریب ترزمین مین
عرب کی زمین سی یا عرب کی قریب ترزمین مین اون سے کسی نے کہا کہ یہ زمین زمین جزیرہ
ہے کسی نے کہا اذرعات کسی نے کہا کسکر کسی نی کہا اردن کسی نے کہا فلسطین یہ مواضع
قریب ترہین طرف بلاد عرب کی اپنی غیر سے رہی یہ بات کہ ارض کا حمل کیا گیا ارض عرب پر
سو اس کی یہ وجہ ہے کہ اون کی زبان مین وہی معہود و معروف ہی جس وقت وہ مطلق
ارض بولتی ہین تو مراد اون کی اوس سے جزیرۂ عرب ہوتا ہے کسی نی کہا کہ الف ولام الارض
مین عوض ہے مضاف الیہ سے تقدیر یہ ہی فی ادنی ارضھم پس ضمیر روم کی طرف راجع
ہوگی اور معنی یہ ہونگے فی اقرب ارض الروم من العرب الی فارس یعنی قریب ترزمین روم
مین عرب سی طرف فارس کی مراد جزیرہ سی وہ جگہہ ہے جو درمیان دجلہ و فرات کے ہی
اور تنہا جزیرۂ عرب اوس سی مراد نہین ہی بنا بر اوس قول کے جو اصمعی سے مروی ہے
کہ جزیرۂ عرب اقصای عدن سی ہی ریف عراق تک طول مین اور جدہ سے اور جو اوس کے
متصل ہی اطراف شام تک عرض مین اوسکا نام جزیرہ اس لیی رکھا ہے کہ بحار و انہار عظیمہ نے

سلارعب ہا بکسر زمین ہا بگشت

اوس کا احاطہ کیا ہے جیسے بحر حبشہ و بحر فارس و دجلہ و فرات آبن جزی نی اپنی تفسیر
مین کہا ہی کہ جزیرہ درمیان شام و عراق کے ہے اور وہ اول روم کا ہی طرف فارس
کے ابن عطیہ نی کہا اگر وہ وقعہ ازرعات مین ہوا ہے تو وہ ادنی الارض ہی ساتھ
قیاس کرنے کے طرف مکے کے اور اگر جزیرہ مین ہوا ہے تو وہ ادنی الارض ہے ساتھ
قیاس کرنے کے طرف زمین کسری کی اور اگر وہ اذرعات مین ہوا ہے تو وہ قریب تری طرف
زمین روم کے قولہ تعالی وھم من بعد غلبھم سیغلبون فی بضع سنین
غَلَبَ و غَلَبَہ دونون دو لغت ہین اور مصدر مضاف ہے طرف مفعول کی بنا بر قرارت جمہور
یعنی روم مغلوب ہوئے قریب تر زمین مین زمین عرب سے اور وہ بعد مغلوب کرنے
فارس کے اون کو عنقریب غالب ہون گے فارس پر کئی سال مین اور بنا بر قرارت غیر جمہور
مصدر مضاف ہے طرف فاعل کی اور سیغلبون بضم یا صیغۂ مجہول ہے معنی یہ ہین کہ روم
غالب ہوی ریف شام پر اور وہ بعد غالب ہونے اونکے کے مغلوب ہونگی یعنی مسلمان
اونپر غالب ہون گے اس کے نزول سی نوین سال ہجری مین مسلمانون نے روم پر چڑہائی
کی اور اون کے بعض بلاد فتح کر لیے جمہور کی قرارت پر سیغلبون بصیغۂ معروف ہی ابو عبیدہ
شامی و ابن سیمیفع نے غلبھم بسکون لام پڑہا ہے سیغلبون پر وقف نہین ہے اس لیی کہ
فی بضع سنین اوس سی متعلق ہے بضع کی تفسیر و اشتقاق سورۂ یوسف مین گذر چکا ہے
مراد اوس سی اس جگہہ مابین تین کے ہے دس تک کسی نے کہا نو تک کسی نی کہا سات
تک کسی نے کہا دس سی کم رہی یہ بات کہ بضع کو مبہم رکہا اوس کو بیان نہ کیا حالانکہ نبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کو معلوم تہا سو اس کی یہ وجہ ہے کہ منظور داخل کرنا رعب و خوف کا ہے
اونپر ہر وقت مین چنانچہ یہ نکتہ تفسیر سازی سی اخذ کیا جاتا ہے فتحین مین حضرت ابن عباس کی
روایت دربارۂ مناجیۂ و مراہنۂ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ذکر کی ہے جس کا ذکر اول
ہو چکا ہے اوس کے آخر مین یہ ہے کہ حضرت صدیق شرط مین جیتے تو شرط کا مال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لائی ہوئے لائی تو آپ نے فرمایا یہ سحت ہی اسکو
خیرات کر دی علامۂ نسفی نی بہی اس قصے کا ذکر کیا ہے لیکن الفاظ کا تفاوت ہے اوس کے

آخر مین تصدق یہ ہے پھر کہا ہے کہ یہ ایک کھلی نشانی ہے آپکی صحت نبوت پر اور اسپر کہ قرآن شریف اللہ کے پاس سے ہے کیونکہ یہ خبر دینا ہے علم غیب سے اور یہ قصہ بروایت قتادہ قبل تحریم قمار کے تھا حضرت امام ابوحنیفہ و امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ کے مذہب سے یہ ہے کہ عقود فاسد مثل عقد ربا وغیرہ جایز ہین دار حرب مین درمیان مسلمین و کفار کے اور اسکی صحت پر اس قصے سے حجت پکڑی ہے انتہی فتح البیان مین کہا ہے کہ یہ قصہ اون پر حجت ہے اون کے واسطے حجت نہین ہے کیونکہ قبل تحریم قمار کے واقع ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ اوس مین نہ السحت تصدق بہ کا لفظ ہے انتہی بیضاوی مین ہے کہ حنفیہ نے اس سے استدلال کیا ہے جواز عقود فاسدہ پر دار حرب مین اس کا یہ جواب دیا ہے کہ قبل تحریم قمار کے تھا انتہی شیخ زادہ حنفی رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ یہ مناسب قبل تحریم قمار کے تھا اور یہی ظاہر ہے کیونکہ سورت مکی ہے اور تحریم خمر و میسر کے نزول مین آخر آیات سے ہے انتہی قولہ تعالیٰ للہ الامر من قبل و من بعد کا یہ مطلب ہے کہ قدرت و احکام جاری کرنے کے ساتھ اللہ پاک ہی متفرد ہے مراد مغلوب ہونے اور غالب ہونے کا وقت ہے من قبل مغلوبیت سے لگا اور من بعد غالبیت سے بطور لف و نشر مرتب کے غرض یہ ہے کہ اول مغلوب ہونا پھر غالب ہونا اوسکی قدرت و حکم نافذ سے ہوا ابوالسعود کا حاصل بھی یہی ہے اللہ پاک نے فرمایا ہے وتلک الایام نداولھا بین الناس اللہ پاک کبھی کسی کو مغلوب کرتا ہے کبھی غالب سب کچھ اوسی کی امر و قضا سے ہوتا ہے اس کی حکمت کو وہی خوب جانتا ہے سید آزاد بلگرامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو خوب نظم کیا ہے ؎

وسرایت سر سوماد ارسة		سرسمته منا اولة السّبل	
فسالت سر سوم الاربع ما		فعلت بك سابقة الانزل	
فاجابت قال الله لنا		وسؤالك من جهة الغفل	
تلك الايام نداولها		لا ملك لهن على رجل	

حاصل اسکا یہ ہے کہ مین نے احباب کے منازل و دیار کو دیکھا کہ اوجڑے پڑی ہین جہان ہر وقت

۵۱ اور یون ہی پھیرتے رہتے ہین ہم لوگون مین ۱۲

چہل پہل رہتی تہی دوست آشنا ملتے جلتے تھے لطائف وظرائف ہوتے تھے وہان اب
کوئی بہی نہین ہے ہواؤن کی مار مار پانی کی بوچہار سیل کی آوجاؤ سے گر گرا گئے کہنڈیری ہوگئے
کچہہ نشان باقی رہگئے تو مین نے اون نشانون سے پوچہا کہ سابقہ ازل نے تمہارے
ساتہہ کیا کیا تمہارے رہنے بسنے والے کہان گئے وہ آبادی ورونق وتازگی کدہر گئی
تو وہ بزبان حال یہ بولے کہ تیرا پوچہنا غفلت کی جہت سے ہے ہمسے تو اللہ تعالی نے
یون فرمایا ہے کہ ہم تو ایام دنیا کو گردش دیتے رہتے ہین کبہی اسکو آباد کرتے ہین کبہی
ویران کبہی اسکو غالب کرتے ہین کبہی اوسکو دنیا کے کاروبار اسی طرح جاری رہتے ہین ایک
حال پر کسی کے واسطے ہمیشگی نہین ہے ؎

کیا شوخیان ہین ابلق لیل ونہار کی		جمتی نہین ہے ران کسی شہسوار کی	

جمہور نے قبل وبعد کو بضم پڑہا ہے اس لیے کہ دونون اضافت سے قطع کیے گئے ہین
اور مضاف الیہ نیت مین مراد ہے تقدیر یہ ہے من قبل الغلب ومن بعدہ یا من قبل کل امر ومن
بعدہ یعنی اللہی کیواسطے امر وحکم ہے قبل غلبی کے اور بعد غلبے کے یا قبل ہر امر کے اور بعد
ہر امر کے کسائی نے من قبل ومن بعد بکسر اول نون اور بضم ثانی بدون تنوین حکایت کیا ہے
فرا نے بکسر ہر دو بغیر تنوین حکایت کیا ہے نحاس نے اسکی تغلیط کی ہے اور کہا ہے
کہ جایز جو ہے سو وہ مکسور نون ہی ہے شہاب الدین نے کہا کہ بکسر ہر دو مع تنوین پڑہا
گیا ہے مین نے کہا توجیہ اس کی یہ ہے کہ اضافت کو نیت مین مراد نہین رکہی اسی لئے
دونون کو معرب کر دیا ہے زجاج نے کہا معنی آیت کے یہ ہین من متقدم ومن متاخر شاید
غرض زجاج کی اس معنی سے توجیہ ہے مکسور نون کی یعنی مضاف الیہ نہ تو لفظ مین موجود ہے
نہ نیت مین مراد ہے بلکہ قبل وبعد کے معنی متقدم ومتاخر کے ہین واللہ اعلم بعض نے فرا کی
حکایت کو اس بات پر تخریج کی ہے کہ مضاف الیہ موجود فرض کیا اس لیے مضاف کو اپنی حال پر چہوڑ
رکہا قولہ تعالی ویومئذ یفرح المومنون بنصر اللہ کا یہ مطلب ہے کہ جسدن روم فارس پر بضع سنین مین غالب
ہونگے اور اللہ پاک نے جو اونکے غلبے کا وعدہ فرمایا ہے وہ پورا ہوگا تو اوسدن مومنین خوش ہونگے اللہ کے نصرت
دینے سے روم کو فارس پر اس لیے کہ رومی اہل کتاب ہین جیسے کہ مومنین اہل کتاب ہین بخلاف فارسیون کے کہ اونکے پاس

کتاب نہین ہے اور اسی واسطے مشرکین اون کے منصور ہونے سے روم پر خوش ہوئے
کسی نے کہا کہ نصر اللہ سے مراد ظاہر کرنا مومنون کی سچائی کا ہی اوس خبر مین جو اونہون نے
مشرکون کو دی کہ روم فارس پر غالب ہونگے لیکن قول اول اولی ہی زجاج نے
کہا یہ آیت اون آیتون مین سی ہے جو دال ہین اسپر کہ قرآن پاک اللہ کے پاس سے ہے
کیونکہ اوس نے خبر دی اوس بات کی جو زمانۂ آئندہ مین واقع ہوگی اور اس کو سوای اللہ
پاک کے اور کوئی نہین جانتا ہے **نکتہ** من بعد غلبہم کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ ہی کیونکہ
سیغلبون بعد غلبت الروم کے نہین ہوگا مگر بعد غلبہ کے یعنی مغلوب ہونے کے سو
اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ پاک کی قدرت کا ظاہر کرنا ہے اور بیان ہی اس بات کا کہ یہ
غلبہ اللہ کے امر سے ہے کیونکہ جو شخص غالب ہو جاے بعد اپنی مغلوب ہونے کے وہ
نہوگا مگر ضعیف پس اگر روم کا غلبہ بسبب اون کی شوکت کے ہوتا تو واجب تہا کہ وہ غالب
ہوتے قبل مغلوب ہونے کے پہر جب وہ غالب ہوے بعد مغلوب ہونے کے تو معلوم
ہوا کہ یہ غلبہ اللہ پاک کے حکم سے ہے پس فرمایا من بعد غلبہم تاکہ اپنے ضعف مین غور و فکر
کرین اور سوچین کہ وہ کہچہ اون کی قوت سی نہین ہوا وہ تو صرف اللہ تعالے کے امر سی
ہوا قولہ تعالی فی ادنی الارض رومیون کا شدت ضعف بیان کرنے کے واسطے ہے
یعنی اون کے ضعف کی یہان تک نوبت پونہچی کہ اون کا دشمن اون کے بلاد کے
کنارے تک پونہچ گیا اور اون کو توڑ پہوڑ ڈالا حالانکہ وہ اپنے بلاد مین موجود ہین پہر وہ
غالب ہو گئے یہان تک کہ فارسیون کے دار السلطنت مدائن کی طرف پونہچے اور وہان
رومیہ بنا کیا غرض اس سی یہ بات بیان کرنا ہے کہ یہ غلبۂ عظیم بعد اوس ضعف عظیم کے
اللہ کے پاک کے اذن سی ہوا کذا قالہ الکرخی ینصر من یشاء وھو العزیز الرحیم
یعنی نصرت دیتا ہے اوس کو جس کو نصرت دینا چاہتا ہے اور وہ غالب و قاہر ہے
کثیر الرحمت ہے بڑا مہربان ہی اپنی مومن بندون پر کسی نے کہا مراد رحمت سی اس جگہہ
دنیوی رحمت ہے اور وہ شامل ہے مسلم و کافر دونون کو وعد اللہ لا یخلف اللہ
وعدہ یعنی اللہ نی وعدہ کیا ہے وعدہ کرنے کو اوسکا خلاف نکریگا وہ وعدہ یہی

غالب ہونا روم کا ہے فارس پر ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی لیکن اکثر لوگ
ماری اپنی جہل وعدم تفکر کے یہ بات نہین جانتے ہین کہ اللہ پاک اپنی وعدے کا خلاف
نکریگا مراد اکثر الناس سی کفار ہین کسی نے کہا خاص کفار مکہ جو علم کہ آخرت کے واسطی نفع
دینے والا ہے اوس کی تو اللہ پاک نے اون سی نفی کی اور احوال دنیا کا علم اونکے لیے
ثابت کیا پس ارشاد فرمایا یعلمون ظاہرا من الحیاۃ الدنیا وھم عن الاخرۃ ھم
غافلون ضمیر یعلمون کی راجع ہے طرف اکثر الناس کے اور اسی طرح مابعد کی ضمیرین یعلمون
بدل ہے لا یعلمون سی اس بدل مین نکتہ یہ ہے کہ یعلمون کو قائم مقام لا یعلمون کے کیا تا کہ کلو
یہ بات معلوم ہو جاے کہ عدم علم جو کہ جہل ہے اور وجود علم جو کہ دنیا سے تجاوز نہین کرتا ہے
ان دونون مین کچھ فرق نہین ہے غرضکہ اس جملی کا بدل ڈالنا بہتر ہے حوفی کے قول سی کہ
یہ جملہ من حیث المعنی مستانفہ ہے اس کی حسن وخوبی مین کچھ کلام نہین مگر اتنی بات ہے کہ صناعت
نحو بدل کی مساعد نہین ہی اس لیی کہ فعل مثبت کا فعل منفی سے بدل ڈالنا صحیح نہین ہی کما
ذکرہ الکرخی معنی یہ ہین کہ دنیا کی زینتین اور اوس کی لذتین اور اوس کے مزے اور اپنا
امر معاش اور فوائد دنیوی کے حاصل کرنے کے اسباب جن کا وہ مشاہدہ کر رہے ہین ان سب
کے ظاہر کو جانتی ہین کسی نے کہا مراد ظاہر سے وہ امور دنیا ہین جن کا شیاطین اونکی طرف
القا کرتے ہین وقت استراق سمع کے کسی نی کہا ظاہر سے مراد باطل ہے کسی نے کہا یہ معنی
ہین کہ اپنے معایش کو جانتے ہین کہ کیونکر کمائی کرین کس طرح تجارت کرین کب درخت
لگائین کب جوتین بوین کب کاٹین کسی نے کہا کہ دنیا کے وجود ظاہر کو جانتے ہین اور
اوس کے فنا ہونے کو نہین جانتے کسی نی کہا کہ دنیا کو مع اوس کی حقیقت کے نہین جانتے
ہین صرف اوس کے ظاہر کو جانتے ہین ظاہر اوسکا یہی اوس کی لذتین اور لہو ولعب
ہین اور اوس کے باطن کو نہین جانتے وہ باطن یہی اوس کی مضرتین اور تکلیفین ہین
آیت کریمہ نے یہ بات بتائی کہ دنیا کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہی ظاہر تو اوس کا وہ
ہے جس کو جاہل لوگ جانتے ہین کہ اوس کی زینتون سی نفع اوٹھانا اور اوسکی لذتون سے
مزہ لینا عیش وآرام کرنا باطن اوس کا یہ ہے کہ وہ ایک گذرگاہ ہے طرف آخرت کے

طاعت وعبادت واعمال صالح کرکے اوس سی توشہ لیا جاتا ہے طرف آخرت کے ظاہر
کو جونکہ ذکر فرمایا سو اس نی یہ فائدہ دیا کہ وہ لوگ دنیا کی ظواہر مین سی صرف ایک ظاہر کو
جانتے ہین باقی ظواہر سے بہی بالکل بے خبر ہین باطن کا تو کچہہ ذکر ہی نہین غرضکہ حیات دنیا
کے ظاہر کو جانتے ہین کوئی ظاہر ہو اور آخرت جو کہ دائم نعمت اور خالص لذت ہے
اوس سی غافل ہین اوس کی طرف التفات نہین کرتے اور نہ جو شی اوس کی محتاج الیہ ہے
اوس کو اوس کے لیے تیار کرتے ہین یا یہ معنی ہین کہ آخرت پر ایمان لانی سے اور اوس کے
آنے کی تصدیق کرنے سے غافل ہین دوسرا ہم مبتدا ہے اور غافلون خبر یہ جملہ خبر ہے اول
ہم کی اس مین یہ بات ہے کہ یہ لوگ معدن و مقر ہین غفلت کے آخرت سی یعنی ایسے
پورے غافل ہین کہ آخرت کی غفلت کے کان اور قرار گاہ ہو رہے ہین کذا قالہ النسفی
محلی نے کہا ہے کہ اعادہ لفظ ہم ثانی کا واسطے تاکید کے ہے اولم یتفکروا فی انفسہم ۵ ق
ما خلق اللہ السموٰت والارض وما بینہما الا بالحق واجل مسمی وان کثیرا
من الناس بلقآئ ربہم لکفرون ۰ اولم یسیروا فی الارض فینظروا
کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم کانوا اشد منہم قوۃ واثاروا الارض
وعمروہا اکثر مما عمروہا وجآءتہم رسلہم بالبینٰت ۰ فما کان اللہ
لیظلمہم ولکن کانوا انفسہم یظلمون ۰ ثم کان عاقبۃ الذین اساؤا السوآئ
ان کذبوا بایٰت اللہ وکانوا بہا یستہزؤن ۰ کیا دہیان نہین کرتے اپنے جی مین ع ۱۰ ۴
اللہ نے جو بنائے آسمان اور زمین اور جو اون کے بیچ ہے سو ٹہیک سا دیکہا اور ٹہیرے
وعدے پر اور بہت لوگ اپنے رب کا ملنا نہین مانتے کیا پہرے نہین ملک مین جو دیکہین
آخر کیسا ہوا اون سی اگلون کا ان سی زیادہ تہے زور مین اور زمین اوہنائی اور بسائی
ان کے بسانے سے زیادہ اور پونہچے اون پاس رسول اون کے لیکر کہلے حکم اور اللہ
تہا اون پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنا آپ برا کرتے تہے پہر ہوا آخر برا کرنے والون کا برا
اسپر کہ جہٹلا دین باتین اللہ کی اور اوہنپر ہنسے کرتے تہے ق یعنی ہر چیز کی ایک ابتدا
اور ایک انتہا ہی انسان حیوان درخت کی تو نظر آتی ہے آسمان مین ہر گردش کی ایک

مدت ہی مہینے یا برس یا بارہ برس پر ختم ہے جو ہر چیز مین صفت ہے سو سارے جہان
مین ہے اپنے وقت پر اوس کو فنا ہے پھر یہ ابتدا انتہا کھیل نہین کہ پہلے اس سی منظور ہے
وہی آخرت مین نظر آویگا ف ۲ یعنی بن رسول بھیجے اللہ نہین پکڑتا ف ۳ یعنی ایک
قوم کو جن باتون پر سزا ملی سب کو وہی ملتی ہے سب کی فنا ہی ایک کی فنا سے سمجھو اور سب
کی سزا ہی ایک کی سزا پر جو انتہی ف اللہ پاک آگاہ فرماتا ہے اس بات پر کہ اوسکی
مخلوقات مین فکر و غور کرین کون مخلوقات جو کہ دال ہے اوس کی وجود پر اور اسپر کہ تنہا
اوسی نی اوس کو پیدا کیا ہے اور اوس کے سوا نہ کوئی معبود ہے نہ کوئی رب ہے پس فرمایا ہے
اولم یتفکروا فی انفسھم مراد تفکر سی نظر و تدبر و تامل ہی یعنی اللہ پاک نے جو سارے
اشیا کو پیدا کیا ہے عالم علوی و عالم سفلی کو اور جو انواع و اقسام کے مخلوقات اور مختلف
اجناس کی خلق جو آسمان و زمین کے درمیان ہے ان سب کے پیدا کرنے مین دھیان
کرین تو جان لین گے کہ یہ سب مہمل و بیکار پیدا نہین کی گئی ہین بلکہ اون کو حق کے ساتھ
بنایا ہے اون کے بنانے مین طرح طرح کی حکمتین رکھی ہین اور ایک وعدہ مقرر تک اونکی
مدت رکھی گئی ہے وہ وعدہ روز قیامت ہے اسی لیی یون فرمایا ہے وان کثیرا
من الناس بلقاء ربھم لکافرون پھر اون کو اپنے رسولون کے صدق و راستی پر آگاہی
بخشی کہ جو کچھ وہ اوس کی طرف سے لائے اوس مین سچے تھے یہ راستی یون ہوئی کہ معجزون
سے اور کھلی کھلی دلیلون سی اون کی تائید کی وہ دلیلین یہی کہ جس نی اون کو نہ مانا اوس کو
ہلاک کیا اور جس نے اون کو مانا اوس کو بچا دیا پس فرمایا اولم یسیروا فی الارض یعنی
کیا اونہون نی اپنی فہمون عقلون سے اور نظر سے اور اگلے لوگون کی خبرین سننے سے زمین
مین سیر نہین کیا اور اسی لیی یون فرمایا فینظروا کیف کان الآیہ یعنی ای وہ لوگ جن کی
طرف حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بھیجے گئے گذشتہ امتین اور اگلی سنگتین قوت
مین تم سے سخت تر تھین اور مال و اولاد مین تم سے بڑھکر اور جو کچھ وہ دی گئی تھین اوسکا
دسوان حصہ بھی تمکو نہین دیا گیا اور دنیا مین ایسا جماؤ دیا گیا تھا جس کو تم نہین پونہچے
اور اوس مین لنبی لنبی عمرین اون کو دی گئین سو اونہون نے تم سے بڑھکر اوس کو بسایا اور

تمہاری غلہ و آمدنی لینے سے زیادہ اونہون نی اوس کا غلہ و آمدنی لی باوجود اس کے
پھر جب اون کی رسول کھلی کھلی نشانیان لیکر اون کے پاس آئے اور جو کچھ اون کو ملا تھا
اوس سی وہ خوش ہوئے اور اترائے تو اللہ پاک نے بسبب اون کے گناہون کے اون کو
پکڑا اور اللہ سے اون کے لیے کوئی بچانیوالا نہوا اور نہ اون کے مال و اولاد درمیان اون کے
اور عذاب الٰہی کے حائل ہوئے اور نہ اون سی ذرہ برابر کچھ دفع کیا اور اللہ ایسا نہین تہا کہ جو
عذاب و نکال اون پر نازل کیا اوس مین اون پر ظلم کرے ولیکن وہ خود اپنی جانون پر ظلم
کرتے تہے یعنی جو بلا اور پہر آئی سو وہ خود اونہین کی طرف سے آئی اس لیے کہ اللہ کی آیتون کی
تکذیب کی اور اون کے ساتہ ٹہٹہا کیا اور یہ نہین ہوا مگر بسبب اون کے اگلے گناہون کے
اور اون کی تکذیب سابق کے اور اسی لیے اللہ پاک نے یون فرمایا ثم کان عاقبۃ الذین
الایہ کما قال تعالی ونقلب[۱] افئدتہم وابصارہم کما لم یؤمنوا بہ اول مرۃ
ونذرہم فی طغیانہم یعمہون وقال تعالی فلما[۲] زاغوا ازاغ اللہ قلوبہم
وقال تعالی فان[۳] تولوا فاعلموا انما یریدا اللہ ان یصیبہم ببعض ذنوبہم اس
معنی کی بنا پر سوائی منصوب و مفعول ہوگا اساؤا کا کسی نے کہا اس صورت مین معنی یہ ہین
ای کانت السوائی عاقبتہم لانہم کذبوا بآیات اللہ وکانوا بہا یستہزؤن پس اس بنیاد پر سوائے
منصوب و خبر کان ہوگا یہ توجیہ ابن جریر کی ہے اور اس کو حضرت ابن عباس و قتادہ
سے روایت کیا ہے اور ابن ابی حاتم نے ان دونون سی اور ضحاک بن مزاحم سے
اور یہی ظاہر ہے واللہ اعلم بسبب اس قول کے وکانوا بہا یستہزؤن کذا فی ابن کثیر و
فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ ہمزہ استفہام انکاری کا ہے اور حرف واو
واسطی عطف کے ہے مقدر پر جس طرح کہ اس کے نظائر مین ہے فی انفسہم ظرف ہے
تفکر کا مفعول نہین ہے اوس کا معنی یہ ہین کہ اسباب فکر و غور کے اون کو حاصل ہین وہ
یہی اون کے نفوس ہین اگر وہ اون مین کما ینبغی فکر کرتے تو ضرور جان لیتے اللہ پاک کی
وحدانیت کو اور اوس کے نبیون کی صدق و راستی کو کسی نے کہا کہ تفکر کا مفعول ہے
معنی یہ ہین کیا فکر نہین کی اللہ کے پیدا کرنے مین اون کو حالانکہ وہ کوئی شے نہ تہے

اس کا بیان واضح یہ ہے کہ فی انفسہم ظرف ہے تفکر کا ظرفیت کا مطلب یہ ہے کہ اون کے
نفوس وقلوب تفکر کے محل ہین معنی یہ ہین کیا اونہون نی مشغول نہین کیا اپنے دلون کو
جو کہ فکر سے فارغ وخالی پڑے ہین ساتھہ فکر صالح کے تفکر اگرچہ قلوب مین ہوتا ہی فی انفسہم
کہنے کی ضرورت نہ تہی مگر تصویر حال متفکرین کی زیادتی کے واسطی اوس کو زیادہ کیا جس طرح
کہ ان مثالون مین ہے ولا تخطہ بیمینک یعنی تو اوس کتاب کو لکہتا نہین ہے اپنے داہنے
ہاتہہ سی حالانکہ لکہنا اوسی ہاتہہ سے ہوتا ہے واصبرہ بعینہ اور دیکہا اوسکو اپنی آنکہہ سے
حالانکہ دیکہنا آنکہہ ہی سے ہوتا ہے واضمرہ فی نفسہ یعنی چہپایا اوس کو اپنے جی مین حالانکہ
چہپانا جی ہی مین ہوتا ہے ان کے سوا اور مثالین بہی ہین غرضکہ فی انفسہم کے ذکر کرنے
کی اگرچہ ضرورت نہ تہی مگر اس لیی اوس کو زیادہ کیا کہ فکر کرنے والون کے حال کی خوب تصویر
کہینچ دی جائی اس صورت مین جملۂ ما خلق اللہ السموات والارض الا بالحق ما قبل سے متصل
ہوگا محل نصب مین اولم یتفکروا اوس کا ناصب ٹہیرے گا یا اس طور کہ ان مخففہ قبل ما کے مضمر ہوگا
اور اوس سے پہلے کلمہ نفی بہی مقدر کیا جائیگا ان کا مضمر کرنا واسطی وصل کے جائز ہے
جس طرح کہ اسی سورت مین آیا ہے ومن ایاتہ یریکم البرق اسی ان پر یکم اور تفکر واقع
ہوگا آسمان وزمین کے پیدا کرنے مین ساتھہ حق کے معنی یہ ہون گے کیا فکر نہ کی اونہون
نے اپنے جیون مین اس بات مین کہ پیدا نہین کیا اللہ نے آسمانون کو اور زمین کو مگر ساتھہ
حق کے اس بنیاد پر متفکر فیہ مذکور رہے دوسری وجہ یہ ہے کہ ما خلق اللہ الا بہ قول یا علم
محذوف کی متعلق ہے یعنی اولم یتفکروا فی انفسہم فیقولوا او فیعلموا ان اللہ خلق اللہ الخ اس بنا
پر متفکر فیہ مذکور نہوگا دوسرا احتمال یہ ہے کہ فی انفسہم مفعول بہ غیر صریح ہے تفکروا کا اور اوس کا
ظرف نہین ہی جس طرح کہ اس آیت مین ہے اولم ینظروا فی ملکوت السموات یعنی
یہ ہین کیون نہین فکر کی اونہون نی اپنے نفوس کے حال مین کون نفوس جو کہ ساری مخلوقات
سے بڑہکر اون کے قریب ہین اور وہ اون کے احوال کو خوب جانتے ہین کلمہ او واسطے
استبطار کے ہے گویا یون کہا گیا کیا دیر ہے کیا ڈہیل ہے اون کو چاہیے کہ اپنے
نفوس کے حال مین فکر کرین تاکہ اللہ پاک کی کمال قدرت اون پر کہل جاے کیونکہ جو کوئی

بدن انسان کی تشریح مین فکر کریگا اور جو جو غرائب تدبیر الٰہی اوس مین رکھے گئے
ہین اون کو سوچیگا تو ضرور اوس کو قطع علم اس بات کا حاصل ہو جائیگا کہ اللہ پاک فاعل
مختار ہے کامل علم و قدرت والا ہے اور جو ایسا عالم و قادر و مختار ہے ضرور ہے کہ وہ
شریک و نظیر و ضد و ند سے منزہ و مبرا ہو گا ورنہ جب اوس کا شریک اوس کی ارادے کی
ضد چاہیگا تو عاجز ہو جائیگا معاذ اللہ اوس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ضد ہے وہی آپ
اکیلا ہے جو چاہے سو کرے دوسری یہ بات ہی کہ حشر و جزا کی حقیقت کا علم بھی اوس کو
حاصل ہو جائیگا کیونکہ جس وقت وہ اپنی نفس کے حال مین فکر کریگا تو اپنے قوی کو دیکھیگا
کہ زوال کی طرف جا رہے ہین اور اوس کے اجزا انحلال کی طرف مائل ہو رہے ہین تو قطعاً
اس بات کا یقین کر لیگا کہ عنقریب فنا ہو جائیگا پھر اگر اوس کے واسطے دوسری زندگی نہو
تو اس وجہ کی بنا پر اوس کا پیدا کرنا عبث ٹھیریگا چنانچہ اللہ پاک نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے
افحسبتم انما خلقنا کم عبثا وانکم الینا لا ترجعون اور یہ بات ظاہر ہے کیونکہ جو
شی ایسی ہو کہ عنقریب بالکل فنا ہو جائیگی پھر کوئی شخص اوس کی تدبیر مین مبالغہ کرے اور
اچھی سے اچھی صورت اوس کی بنائے اور اوس کے انتظام احوال مین غایت درجے کا
اہتمام کرے باوجود اس علم کے کہ عنقریب وہ ایسی ہو جائیگی جیسے کوئی شی ہی نہ تھی تو لوگ
ایسے شخص پر ہنسین گے اور اوس کی سفاہت و حماقت سے تعجب کرین گے کہ دیکھو کیا
احمق آدمی ہے کہ عنقریب مٹنی والی شے کے لیے کیا کیا اہتمام کرتا ہے پس جو شخص اپنے
نفس کے حال مین اس طور پر فکر کریگا تو وہ اس بات کو خوب جان لیگا کہ اوس کو تو بقا
کے واسطے بنایا ہے اور بقا نہ ہوگی مگر ساتھ حشر کے اور دوبارا زندہ کرنے کے پس یہ امر
ظاہر ہو گیا کہ فکر کرنا آدمی کا اپنے نفس کے حال مین اوس کی تائید کریگا طرف اس بات
کے کہ وہ یقینا اس کو جان لیگا کہ عالم کا ایک معبود ہے جو کہ قادر ہے اول پیدا کرنے پر اور
دوہرانے پر اس احتمال کی بنا پر جملہ ما خلق اللہ الخ مستانفہ ہو گا ماقبل سے اوس کو کچھ تعلق
اعراب کا نہو گا فائدہ اوس کے ذکر کا یہ ہو گا کہ انفس کی دلیل قائم کی بعد اوس کے اس
جملے کے ساتھ دلیل آفاق سے استدلال کیا اللہ پاک کی عادت پاک یہی ہے کہ اپنی یکتائی پر

دلائل انفس و آفاق سی استدلال فرمایا کرتا ہی پس اس وجہ پر معنی آیت کے یہ ہین کیا
اونہون نی فکر نہین کی پیدا کرنے مین آسمان و زمین کے تو جان لیتے اس بات کو
کہ اللہ تعالی نی عبث و بے فائدہ اون کو نہین پیدا کیا ہے لیکن اون کو تو اس لیی بنایا
ہے کہ اوس کے بندے اون سی عبرت لین اور اوس کی وحدانیت و کمال قدرت پر
اون سی دلیل پکڑین اور اسپر کہ صرف اپنے بندون کے منافع کے واسطے اون کو بنایا ہے
تاکہ بندے دار تکلیف مین اون سی فائدہ لین اور جو شی دار جزا مین اون کو سعید و نیک بخت
کرے اوس کے حاصل کرنے پر اون کو مدد ہو بالحق کے یہی معنی ہین حرف باء واسطی سببیت
کے ہے یا حالیت کے یعنی نہین پیدا کیا اون کو مگر واسطے حق کے یا در انحال کہ متلبس
ہین ساتھہ حق کی یعنی اون کی خلق حق کے ساتھہ مقرون ہوئی ہے ایسا نہین ہے کہ اونکا
بنانا باطل و عبث و حکمت بالغہ سے خالی ہو اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کو باقی رہین اون کو تو ایک
مدت مقرر کے واسطے بنایا ہے کہ اوس وقت تک ہین پھر فنا ہو جائین نفوس بشری و
ما بینہما کے مفہوم مین مندرج ہین ہمین نے کہا ہے کہ کلمہ ما نافیہ ہے اور اس جملے مین دو
جملہ ہین ایک یہ ہے کہ جملہ مستانفہ ہے ماقبل سی اوس کو کچھہ تعلق نہین ہے دوسری یہ ہے
کہ وہ معلق ہے واسطے تفکر کے تو وہ محل نصب مین ہوگا بنا بر اسقاط خافض اور ما کا استفہامیہ بمعنی
نفی ہونا ضعیف ہے اور جملے مین وہی ہر دو وجہ مذکور ہین انتہی فراء نے کہا ہی کہ با الحق بمعنی للحق
ہے یعنی اون کو پیدا نہین کیا مگر واسطی ثواب و عقاب کے کسی نی کہا با الحق بمعنی بالعدل ہے
کسی نے کہا بالحکمۃ کسی نے کہا یہ معنی ہین انہ ہو الحق وللحق خلقہا و اجل مسمی معطوف ہی حق پر
یعنی نہین بنایا اون کو مگر ساتھہ حق کی اور ساتھہ مدت مقرر کے جو کہ واسطی سموات و ارض و ما بینہما
کے ٹھیرائی گئی ہے جس کی طرف وہ منتہی ہون گے قیامت کا دن ہے اسمین آگاہی بخشی
ہے اسپر کہ ایک دن یہ سب فنا ہون گی دوسری یہ بات ہے کہ ہر مخلوق کے واسطی ایک
مدت مقرر ہے وہ اوس سی تجاوز نہین کرتی ہے کسی نے کہا اجل مسمی کا یہ مطلب ہے کہ
اللہ پاک نی پیدا کیا جو کچھہ پیدا کیا ایک وقت مین جس کو اوس شی کی خلق کے واسطے مقرر کیا
قولہ تعالی وان کثیرا من الناس بلقاء ربہم لکافرون مراد ان لوگون سے کفار

علی الاطلاق ہین یا خاص کفار مکہ اور لقای رب سی مراد بعث بعد الموت ہے اور حرف
لام واسطی تاکید کے ہے یعنی بہت سے لوگ مر کر جینے کے بڑے منکر ہین خیال کرتی
ہین کہ دنیا ابدی ہے اور آخرت ہونی نہین ہی جبکہ اللہ پاک نی ارشاد کیا طرف اوس
شی کے جو کہ حقیقت آخرت کے علم کی طرف پونہچا دیتی ہے اور یہ بات بتا دی کہ آسمان
و زمین و مابینہما سب کے سب ایک وقت معین تک پونہچنے کے لیے پیدا کیے گئے ہین تو بعد
اس کے تہدید کی اون لوگون کو جو کہ آخرت سے غافل ہین اور کفر و تکذیب انبیا پر مصر
ہین پس فرمایا اولم یسیروا فی الارض استفہام واسطی توبیخ و تقریع کے ہے اور حرف
فا فینظروا مین واسطی عطف کے ہے سیر و ایر اور اوسی تقریع و توبیخ کے تحت مین داخل ہی
جس کو استفہام متضمن ہے یعنی اونہون نی جو ہلاک شدہ لوگون کے آثار مین فکر نہ کی اور
جاہی اعتبار مین تامل نہ کیا سو اسپر اللہ پاک اون کو تنبیہ و توبیخ کر کے فرماتا ہے کیا وہ چلے
پہرے نہین زمین مین مطلب یہ ہی کہ بیشک وہ چلے پہرے زمین مین اور مشاہدہ کیا کہ کیسا ہوا انجام
اون لوگون کا جو ان سی پہلے تہے یعنی گروہہای کفار جو بسبب انکار کرنے اللہ کے اور نہ ماننے
حق کے اور جہٹلانے نبیون کے ہلاک کر دیے گئے پہر اگلے ہلاک کردہ شدہ لوگون کی کیفیت
بیان کی جسپر وہ تہے فرمایا کانوا اشد منہم قوۃ الآیہ یعنی وہ لوگ مکے والون سے
اور اون کے تابعین سی زیادہ ترقوت والے تہے جیسے عاد و ثمود ابن مردویہ نی حضرت ابن عم
سے روایت کیا ہی کہ تہا مر اون لوگون مین سے جو تم سے پہلے تہی درمیان اوس کے
دونون مونڈہون کی میل بہر کی مسافت تہی جب طول و عرض کا یہ حال ہے تو قوت و طاقت
کا کیا کہنا ہے اور امور دنیوی پر بہی مکے والون سی بہت بڑہکر اون کو قدرت حاصل تہی
اسی لیے فرمایا واثاروا الارض اثارت کہتے ہین زمین کے لوٹنے پوٹنے کو واسطے
زراعت کی یعنی اونہون نی کشتکاری کی اور زمین مین ہل چلائے اور زراعت کے اسباب
کی مزاولت کی مکے والے کشتکار نہ تہے وعمروہا اکثر مما عمروہا یعنی اونہون نے
بسایا اور آباد کیا زمین کو زیادہ تر ان کے بسانے اور آباد کرنے سے کیونکہ وہ ان سے
عمرون مین دراز تر اور جسمون مین قوی تر اور اسباب معاش کی حاصل کرنے مین اکثر تہے سو

اونہون نی زمین کو مکانات وزراعت سی اور درخت لگانی سے خوب آباد کیا اس مین
مکی والون سی ٹھٹھا کیا ہے کہ یہ تو دنیا سے مغرور ہو رہے ہین اور اوس کے ساتھہ فخر
کر رہے ہین حالانکہ ان کی اوس مین بغایت ضعیف حالت ہی کیونکہ مدار دنیا کے کام کا اسپر
ہے کہ بلاد مین وسعت و فراخی حاصل ہو عباد پر تسلط ہو زمین کے اطراف مین انواع عمارت
و آبادی کی ساتھہ تصرف ہو حالانکہ یہ لوگ ضعیف و کمزور ہین ایک وادی بے کشت کی طرف
مضطر کر دیے گئے ہین جس مین کسی طرح کا نفع نہین ہے قولہ تعالی وجاءتھم رسلھم
بالبینات یعنی آئے اون کے پاس رسول اون کے معجزے لیکر اور کھلی کھلی دلیلین
یا احکام شرعیہ حلال و حرام وحدود فما کان اللہ لیظلمھم ولکن کانوا انفسھم یظلمون
پس اللہ ایسا نہین ہی کہ اون پر ظلم کرے باین طور کہ بے گناہ و جرم کے اون کو عذاب و ہلاک
کری ولیکن وہ آپ کفر و رسولون کی تکذیب کر کے اپنی جانون پر ظلم کرتے تھے یہان اتنی
عبارت مقدر ہے پھر وہ ایمان نہ لائے تو ہلاک کیے گئے پس اللہ نے اونپر ظلم نہین کیا
کہ بدون گناہ کے اور بغیر وعظ و نصیحت کرنے کے اون کو ہلاک کر ڈالے غرض یہ ہے کہ
مکے والی زیادہ تر مستحق ہین ہلاک کی کیونکہ ان سی پہلے جو عاد و ثمود وغیرہ تھے سو ان سی قوت
مین سخت تر اور مال و عمارت مین بڑھکر تھے حالانکہ اون کی قوتون نے اون کو نفع نہ دیا نہ
اون کی مال و قلعون نی ہلاک سی اون کو بچایا اون کے مقابلے مین یہ تو کسی شمار و قطار
ہی مین نہین ہین جب وہ باوجود اس قوت و شوکت کے ہلاک کر دیے گئے تو ان کی کیا
ہستی ہے ثم کان عاقبۃ الذین اساؤا السوأی ان کذبوا بآیات اللہ وکانوا بھا
یستھزؤن کلمہ ثم واسطی ترتیب اخبار کی ہے نافع و ابن کثیر و ابو عمرو نے عاقبہ کو مرفوع پڑھا ہے
اس بنا پر کہ کان کا اسم ہے اور تذکیر کان کی اس لیی ہے کہ تانیث عاقبت کی غیر حقیقی ہے
اور السوأی کان کی خبر ہے بیضاوی نی اسی قرادت کو اختیار کیا ہے تقدیر یہ ہے ثم کان
عاقبتھم العقوبۃ السوأی او الخصلۃ السوأی یعنی پھر ہوا انجام اون کا بدتر عقوبت یا بدتر خصلت
مضمر کی جگہہ مظہر رکھا یعنی بجای عاقبتھم کے عاقبۃ الذین اساؤا کہا سو غرض اس سے یہ ہے
کہ جو شے اس کی مقتضی ہوئی کہ اون کی عاقبت بدتر عقوبت ہو وہ معلوم ہو جای دوسری

یہ بات سمجھی جاوی کہ جیسی اون کے افعال تھی ویسی اون کو خرابی سو یہ دونون امر الذین ساؤا ای معلوم ہو گئے یعنی جن لوگون نے برا کیا تھا شرک و معاصی کیے تھے اون کا انجام بد عقوبت ہوئی غرض یہ ہے کہ دنیا مین تو اون کو یہ عقوبت کی گئی کہ ہلاک کر دیے گئے پھر آخرت مین انجام اون کا بدترین عقوبت ہوئی یہ عقوبت وہی دوزخ کی آگ ہے جو کافرون کے واسطے تیار کر رکھی ہے اور ان کذبوا یا تو علت ہے[1] بتقدیر لام علت کے ای لان کذبوا یا بتقدیر با ہی سببیت کے ای بان کذبوا یا بدل یا عطف بیان ہے سوآی کا اس مین کوئی شک نہین ہے کہ تکذیب خصلت سوآی اور عقوبت سوآی ہے اس لیئے تکذیب کا بدل یا عطف بیان ہونا واسطے خصلت سوآی اور عقوبت سوآی کے صحیح ہے معنی آیت کے یہ ہین کہ پھر تکذیب ہوئی انجام کار اون کا یعنی وہ اوستی تکذیب پر مرے پس اللہ تعالی نے اس کے ساتھہ اون کو بدلا دیا اون کے برا کرنے پر بایں طور کہ اون کے دلون پر مہر کر دی یہان تک کہ تکذیب پر مر گئے یہ بھی احتمال ہے کہ ان کذبوا خبر ہو کان کی اس صورت مین سوآی مثل بئسما و ذکرای کے مصدر ہوگا یعنی اساءت کے اور منصوب ہوگا اساؤا سے یا مفعول ہوگا اساؤا کا اس لیی کہ اساؤا متضمن ہے معنی اقترفوا کے اور سوآی تانیث اسوا بمعنی اقبح ہوگا[2] معنی یہ ہین پھر ہوا انجام اون لوگون کا جنہون نے کیا خطیئہ جو کہ بدترین خطایا تھا یہ کہ اللہ نے اون کے دلون پر مہر لگا دی یہانتک کہ تکذیب کی آیتون کی اور اون کے ساتھہ ٹھٹھا کیا یہ بھی احتمال ہے کہ سوآی مفعول ہو اساؤا کا اور ان کذبوا اوس کا بدل یا عطف بیان ہو اور خبر محذوف ہو یعنی واسطے ابہام و تہویل کے معنی یہ ہین پھر ہوا انجام اون لوگون کا جنہون نے کیا بدترین گناہ اور وہ تکذیب و استہزا ہے وہ انجام جس کی کنہ و حقیقت بیان نہین ہو سکتی ہے اور نہ شدت و سختی مین اوس کا اندازہ ہو سکتا ہے یہ بھی جائز ہے کہ ان مفسرہ ہو کیونکہ جب تکذیب و استہزا کے ساتھہ اساءت کی تفسیر کی گئی تو اساءت قول کے معنی مین ہو گئی ابن عامر و کوفیین نی عاقبۃ کو نصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ سوآی کان کا اسم ہے اور ان کذبوا مین وہی وجوہ مذکور ہین کسی نے کہا کہ سوآی نام ہے جہنم کا جس طرح کہ حسنے

[1] یہ قول کسائی کا ہے ۱۲
[2] اقترف کا اکتساب و ارتکاب کے معنی مین مصدر ہونا بصریون کے نزدیک ضعیف ہے کوفیون کے نزدیک صحیح ہے ۱۲

نام ہی جنت کا فراء و زجاج و ابن قتیبہ و اکثر مفسرین اسی کے قائل ہین جہنم کا نام سوای
اس لیی رکہا ہے کہ وہ برا لگتا ہے اپنے صاحب کو زجاج نے کہا معنی آیت کے یہ ہین پہر
ہوا انجام اون لوگون کا جنہون نے شرک کیا نار بسبب اون کے جہٹلانے کے اللہ کی
آیتون کو اور بسبب اون کے استہزا کے جملۂ وکانوا بہا یستہزؤن معطوف ہے
کذبوا پر اور داخل ہی اوس کی ساتہہ علیت کے حکم مین بنا بر احد القولین یا کان کے حکم
اسمیت مین یا اوس کی خبریت مین بنا بر قول دیگر پہر جب اللہ پاک یہ بات ذکر کر چکا کہ برائی
کرنے والے کا انجام بدتر عقوبت ہونی تو یہ امر بیان کیا کہ ساری مخلوقات بعد موت
کے حشر کی جائیگی پہر جزا کے واسطے اوسی کی طرف رجوع کیجائیگی پس ارشاد فرمایا
اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ ثم الیہ ترجعون ۝ ویوم تقوم الساعۃ
یبلس المجرمون ۝ ولم یکن لہم من شرکائہم شفعؤا وکانوا بشرکائہم
کفرین ۝ ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون ۝ فاما الذین اٰمنوا وعملوا
الصلحت فہم فی روضۃ یحبرون ۝ واما الذین کفروا وکذبوا بایتنا
ولقاء الاخرۃ فاولئک فی العذاب محضرون ۝ اللہ بناتا ہے پہلی بار پہر
اوس کو دوہراویگا پہر اوسی کی طرف پہر جاؤگے اور جس دن اوٹہیگی قیامت اوس دن
رہجاوینگے گنہگار اور نہون گی اون کے شریکون مین کوئی اون کے سفارش والے
اور یہ ہوجاوینگے اپنے شریکون سی منکر یعنی جن کو اللہ کا شریک بتاتے تہے اور جس
دن اوٹہیگی قیامت اوس دن لوگ بہانت بہانت ہونگے سو جو یقین لائے اور کیے
بہلے کام سو باغ مین ہین اون کی آؤ بہگت ہوتی ہے اور جو منکر ہوے اور جہٹلائین
ہماری باتین اور ملنا پچہلی گہر کا سو سنتاپ مین پکڑے آتے ہین انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ یبدؤا الخلق ثم یعیدہ یعنی
جس طرح وہ قادر ہے خلق کے پہلی بار بنانے پر اوسی طرح قادر ہے اوس کے دوہرانے پر
ثم الیہ ترجعون یعنی پہر اوسی کی طرف پہیرے جاؤگے قیامت کے دن تو وہ ہر
عامل کو اوس کے عمل کی جزا دیگا پہر فرمایا ویوم تقوم الساعۃ یبلس المجرمون

حضرت ابن عباس نی فرمایا یاس مجاہد نے کہا یقتضح اور ایک روایت مین یسکت ہے یعنی جس دن قیامت قائم ہوگی نا امید رہجا مین گی یا رسوا ہو جائین گے یا چپ رہجائینگی گنہگار ولم یکن لھم الآیہ یعنی جن معبودون کو وہ پوجا کرتے تہی اللہ کے سوا وہ اون کے حق مین شفاعت نکرین گی اور اون کی منکر ہو جائین گے اور اون کی خیانت کرین گی اوس وقت مین کہ سب اوقات سی بڑہکر اون کی طرف محتاج ہون گے پہر اللہ پاک نے فرمایا ویوم تقوم الساعۃ الآیہ قتادہ نی کہا واللہ یہ وہ فرقت ہی جس کی بعد کسی طرح کا اجتماع نہوگا یعنی جس وقت یہ تو علیین کی طرف اوپر اوٹھا لیا جائیگا اور یہ اسفل سافلین کی طرف نیچے پہینکا جائیگا پس یہ باہم دونون کی آخر ملاقات ہے اسی لیی اللہ پاک نے یون فرمایا ہے فاما الذین الآیہ مجاہد وقتادہ نے کہا یحبرون معنی نعیمون ہے یعنی باغ مین اون کو عیش و آرام ملیگا یحیی بن ابی کثیر نے کہا مراد سماع غنا ہے اور حبرہ اس سب سی زیادہ تر عام ہے عجاج نے کہا ہے ؎

فالحمد للہ الذی اعطی الجبر		موالی الحق ان المولی شکر	

ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ اللہ پاک اول پیدا کرتا ہے خلق کو پہر بعد موت کے اون کو دوبارہ اوگا زندہ جیسی وہ تہی پہر وہ موقف حساب کی طرف پہیر لائے جاوینگی تو نیک کو اوس کی نیکی کرنے کی اور بد کو اوس کی بدی کرنے کی سزا جزا دیگا یعیدہ مین باعتبار لفظ خلق کی ضمیر مفرد ذکر کی ہی اور ترجعون مین باعتبار معنی خلق کی ضمیر جمع کی ذکر فرمائی ہے ابوبکر و ابوعمرو نے یرجعون بیای تحتیہ اور باقی قراء نے بتای خطاب پڑہا ہے خطاب مین التفات ہے جو کہ مبالغہ کی خبر دی رہا ہے جمہور نے یئس بصیغۂ معروف اور سلمی نے بصیغۂ مجہول جب کوئی شخص ساکت ہو جاتا ہے اور اوسکی حجت منقطع ہو جاتی ہی تو عرب کے محاوری مین بولتی ہین ایئس الرجل پس یہ لفظ لازم ہی متعدی نہین ہوتا ہے فراء و زجاج نے کہا کہی مئس وہ ہی جو ساکت و منقطع ہے اپنی حجت مین اور حجت کی طرف راہ پانی سی نا امید ہو گیا ہے اسی باب سی عجاج کا قول ہے ؎

یا صاح ھل تعرف رسما مکرسا		قال نعم اعرفہ وابئسا	

یعنی ای میری دوست کیا تو پہچانتا ہی خانۂ محبوب کے نشان کو جو کہ سرگین سے پر ہو گیا ہے تو اوس نی کہا ہان مین اوس کو پہچانتا ہون اور چپ ہو رہا قرأت مجہول مین بعد ہے کیونکہ ابلس متعدی نہین آتا ہے کلبی نے کہا معنی یہ ہین کہ مشرکین ہر خیر سے نا امید ہو گئے جبکہ اونہون نی عذاب کا معاینہ کر لیا ابلاس کی تفسیر فاذا ہم مبلسون کے تحت مین گذر چکی ہے حضرت ابن عباس کا لفظ ابلس کی تفسیر مین یئیس ہے دوسرا لفظ یکتئب ہے تیسرا یہ ہی کہ ابلاس بمعنی فضیحت ہے قولہ تعالی ولم یکن لھم الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ جس دن قیامت قائم ہو گی تو اوس دن نہون گے واسطی مشرکون کے اون کے شرکا مین سی جن کو اللہ کے سوا پوجا ہے یعنی اصنام تا کہ اون کی شفاعت کرین شفاعت کرنے والے کہ اللہ کے عذاب سی اون کو پناہ دین اور اوس وقت منکر ہون گے اپنی شرکا د کے یعنی جن معبودون کو اللہ پاک کا شریک ٹہیرایا تہا اون کے معبود ہونی کا انکار کرین گی کیونکہ اوس وقت خوب جان لین گے کہ وہ نہ نفع پونہچاتے ہین نہ ضرر کسی نے کہا معنی آیت کے یہ ہین کہ وہ کافر تہے دنیا مین بسبب اونکے پوجنے کے قول اول اولی ہے یتفرقون کی ضمیر جمیع خلق کی طرف راجع ہی اللہ یبدأ الخلق سے اوسپر دلالت کی گئی ہے مراد تفرق سی یہ ہے کہ ہر گروہ علحدہ علحدہ ہو جائیگا پس مومنین تو جنت کی طرف چلے جائین گے اور کافر طرف آگ کے اونمین سے ہر فرد کا تفرق مراد نہین ہی دوسری سی اس کی مثیل یہ آیت ہے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر یہ تفریق بعد تمام ہونے حساب کے ہوگا پہر کہی وہ جمیع ہونگے

حکایت شیخ رکن الدین رضی اللہ عنہ مخدوم جہانیان رضی اللہ عنہ کے پیر جبکہ قطب عالم ہو گئے تو شب جمعہ وغیرہ مین مکہ مکرمہ کو جاتے یعنی بطور طی ارض وغیرہ کے اور وہان کے مشائخ سے ملاقات ہوتی اور وہ شیخ کی مدح کرتے تو شیخ اوسوقت یہ شعر پڑہتے اور روتے

از ہیبت آن دو راہ خون شد دل من	تا خود بہ کدام رہ بود منزل من

یہ حکایت حضرت مخدوم کے ملفوظ مین مذکور ہے مراد دو راہ سی یہی آیت ہے فریق فی الجنۃ وفریق فی السعیر باوجود منصب قطب عالمی کے اللہ پاک کے خوف سے کانپتے تہے کیونکر نہ کانپین ؎

نزد یکان را بیش بود حیرانی		ایشان دانند سیاست سلطانی	

ع جن کے رہتے ہین سوا اون کو سوا مشکل ہے ۔ پھر اللہ پاک نے اون کی متفرق ہونے کی کیفیت بیان فرمائی فاما الذین امنوا الآیہ نحاس نے کہا مین نے زجاج کو سنا وہ کہتے تھے کہ اما کے یہ معنی ہین مہما کان فہذا وخذ فی غیرہ یعنی جس حال مین ہم تھے اوس کو چھوڑ اور اوس کے غیر مین شروع کر اسی طرح سیبویہ نے کہا ہے کہ اوس کے یہ معنی ہین مہما یکن من شی فخذ فی غیر ما کنا فیہ ۔ روضہ ہر زمین روئیدگی اور پانی اور رونق و تازگی والی کو کہتے ہین کسی نے کہا وہ باغ ہے جو غایت درجے کی تروتازگی مین ہو مفسرین نے کہا ہی کہ اس جگہ مراد اوس ہی جنت ہے اور تنکیر واسطے ابہام امر و تعظیم شان کے ہے یعنی وہ ایک بڑا عظیم الشان باغ ہے ابو عبید نے کہا روضہ وہ ہے جو پستی مین ہو پھر جبکہ وہ مرتفع ہو تو وہ ترعہ ہے غیر ابو عبید نے کہا احسن ما یکون الروضۃ اذا کانت فی مکان مرتفع یعنی بغایت خوبصورت باغ جبکہ ہو بلند جگہ مین اوس کو روضہ کہتے ہین یحبرون یعنی یسرون ہے حبور و حبرہ بمعنی سرور ہے یعنی وہ جنت کے باغون مین عیش و آرام کرائے جائین گے حضرت ابن عباس نے فرمایا یحبرون یکرمون ہے نحاس نے کہا کسائی نے حکایت کیا ہی حبرتہ ای اکرمتہ و نعمتہ کسی نے کہا یحلون یعنی زیور پہنائے جاوین گی اوکی تفسیر یحبرون کی ساتھ سرور کے ہے چنانچہ معنی عربی اوس کے یہی ہین نفس دخول جنت کا مستلزم ہے اکرام و نعیم کو اور سرور مین اوسپر زیادتی ہے کسی نے کہا یحبرون ہے پس معنے یحبرون کے یہ ہین کہ اونپر احسان کیا جائیگا کسی نے کہا سماع ہے جس کو وہ جنت مین سنین گے اس کی سوا اور اقوال ہین بہتر وہ ہے جو اول مذکور ہو چکا ہے دیلمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہے جبکہ قیامت کا دن ہوگا تو اللہ فرمائیگا کہان ہین وہ لوگ جو اپنے کانون کو اور اپنی آنکھون کو مزامیر شیطان سی منزہ رکھتے تھے اون کو جدا کرو پھر وہ جدا کیے جائین گے مشک و عنبر کے ڈھیرون مین پھر فرشتون سی فرمائیگا سناؤ اون کو میری تسبیح و تحمید و تہلیل سی فرمایا پھر وہ تسبیح کرینگے ایسی آوازون سی کہ سننے والون نے اوس کے مثل کبھی نہ سنا ہوگا مجاہد سے

سلہ دیلمی فی فردوس ۱۲ منہ

مروی ہے کہ ندا کریگا ایک ندا کرنیوالا روز قیامت مین بہر مثل اول حدیث کے ذکر کیا
حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ جنت مین ایک درخت ہے ایک تنہ پر بقدر
اس کے کہ سوار تیز چلنے والا اوس کے سایہ مین سو برس چلے پس جنت والی نکلین گے
بالاخانے والے اور غیر اون کے تو اوس کی سایہ مین بات چیت کرین گے پھر کوئی
اونمین کا خواہش کریگا اور دنیا کے لہو کو یاد کریگا تو اللہ ایک ہوا بھیجیگا جنت سے پس وہ
حرکت دیگی اوس درخت کو ساتھ ہر لہو کے جو دنیا مین تھا اخرجہ ابن ابی الدنیا والضیاء
المقدسی کلاھما فی صفۃ الجنۃ قال السیوطی بسند صحیح واخرج الحکیم الترمذی
فی نوادر الاصول عن ابی ھریرۃ مرفوعا نحوہ قولہ تعالی واما الذین کفروا
الآیہ کا مطلب یہ ہی کہ جن لوگون نی انکار کیا اللہ کا اور جھٹلایا قرآن کو اور بعث و جنت و نار
کو تو وہ لوگ جو ان صفتون کے ساتھ متصف ہین جہنم مین اقامت کرنے والے ہین
اوس سی غائب نہ ہونگے نہ اون سی تخفیف کیجائیگی کقولہ تعالی وما ھم بخارجین منھا
کسی نے کہا محضرون بمعنی محبوسون ہے کسی نے کہا نازلون کسی نے کہا معذبون یہہ سب
معانی قریب بیکدیگر ہین مراد دوام ہے اون کے عذاب کا پھر جب اللہ پاک نی طائفۂ مومنین
وطائفۂ کافرین کا انجام بیان کیا تو مومنین کو وہ شی بتائی جس مین اجر وافر و خیر عام ہے

پس ارشاد فرمایا فسبحٰن اللہ حین تمسون وحین تصبحون ۝ ولہ الحمد فی السمٰوٰت
والارض وعشیا وحین تظھرون ۝ یخرج الحی من المیت ویخرج المیت
من الحی ویحیی الارض بعد موتھا وکذٰلک تخرجون ۝ سو پاک اللہ کی
یاد ہے جب شام کرو اور صبح کرو اور اوسی کی خوبی ہے آسمان و زمین مین اور پچھلے وقت
اور جب دوپہر ہو نکالتا ہے جیتا مردے سے اور نکالتا ہے مردہ جیتے سے اور جلاتا
ہے زمین کو اوس کے مرے پیچھے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے ف۱ یعنی پاک
اللہ کو یاد کرو اور اوس کی خوبی آسمان و زمین مین ہو رہی ہے ان [illegible] پر یاد کرو
صبح کی نماز اور شام کی اوسی مین مغرب اور عشا آجکین اور پچھلے وقت [illegible] دوپہر ظہر
ف۲ یعنی مٹی مردی سے جیتے جاندار انتہی ف حافظ ابن [illegible] رحمہ اللہ تعالی

ع ۹ ۵

۱۱ اور وہ بھی وہ ہے یعنی اوس کی ۱۲

کہتے ہین یہ تسبیح ہے طرف سے اللہ پاک کے واسطے اپنے نفس مقدس کے اور ارشاد
ہے اپنے بندون کو کہ ان وقتون مین جو کہ یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہین اور اوس کے
کمال قدرت وعظیم سلطان پر دلالت کرتی ہین اوس کی تحمید وتسبیح کیا کرین مساء آثار رات
کا ہے اپنی تاریکی لیکر اور صباح روشن ہونا دن کا ہے اپنی روشنی سے پھر واسطے
مناسبت تسبیح کے بجملہ معترضہ اپنی حمد کا ذکر فرمایا یہ تحمید ہوئی پس فرمایا وَلَهُ الْحَمْدُ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یعنی آسمانون مین اور زمین مین جو کچھ اوس نے پیدا کیا ہے اور سب
وہی محمود ہے اوسی کی حمد کیجاتی ہے پھر فرمایا وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ پس عشا
تو شدت تاریکی ہے اور اظہار روشنی کی قوت ہے سبحان خالق هذا وهذا
فالق الاصباح وجاعل الليل سكنا كما قال تعالى وَالنَّهَارَ اِذَا جَلّٰهَا والليل اذا
يغشاها وقال تعالى وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى والنهار اذا تجلى وقال تعالى والضحى
والليل اذا سجى آیتین اس باب مین بہت ہین امام احمد نے سہل بن معاذ بن انس
جہنی عن ابیہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کیا
مین خبر دون تمکو کہ اللہ نے کیون نام رکھا ابراہیم کا خلیل الذی وفی اس واسطے کہ وہ کہا کرتا
تھا جب صبح کرتا اور جب شام کرتا سبحان اللہ تظہرون طبرانی نے عن عبداللہ بن
عباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جو شخص کہے
جسوقت کہ صبح کرے سبحان اللہ حین تمسون الآیۃ پھا تو وہ پالیگا اوس شی کو جو اوس سی فوت ہوئی اوسکے دن مین اور
جو کوئی اوسکو کہی جسوقت کہ شام کرے تو وہ پالیگا اوس شی کو جو اوس سی فوت ہوئی اوسکی رات مین ھذا اسناد
جید ورواہ ابوداود فی سننہ قولہ تعالی یخرج الحی من المیت ویخرج المیت من الحی یہ وہ قدرت
ہے اللہ پاک کی جس مین ہم ہین کہ جو اشیا باہم ایک دوسری کے ضد ہین اون کے پیدا
کرنے پر اوس کو قدرت ہی کہ شب وروز اس قسم کے اشیا پیدا فرمایا کرتا ہے یہ آیات متتابعہ
کریمہ سب کے سب اسی قسم سے ہین کیونکہ اون مین یہ بات ذکر کرتا ہے کہ وہ اشیا کو پیدا
فرماتا ہے اور اون کی ضدون کو تاکہ اپنی خلق کو اپنے کمال قدرت پر آگاہ کرے بخشے پس
منجملہ اس کے نکالنا روئیدگی کا سے دانے سے اور دانے کا روئیدگی سے اور انڈون کا

ف ۱ اور رات کا
ف ۲ صبح کی روشنی اور
رات کی تاریکی
ف ۳ اور دن کی
ف ۴ اور روشن
جب اوس کو روشن
کرے اور رات کی
ف ۵ اور رات کی
جب اوس کو ڈھانک لے
ف ۶ تاریکی سے
جب دن روشن ہو
ف ۷ اور دن کی
روشنی سے جب
ف ۸ وقت کی اور رات کی
جب ڈھانک لے
ف ۹ اور دن کی
جب روشن ہو
ف ۱۰ اپنا اور وقت جسکی
ف ۱۱ دوستی کا حق پورا ادا کیا
ف ۱۲ اور احمد والطبرانی
ابن السنی وغیرہ مرفوعا
باسناد ہ ابن لہیعۃ
ف ۱۳ اور احمد ابوداود
والطبرانی وابن السنی
باسناد ہ ضعیف

مرغی سے اور مرغی کا انڈون سی اور انسان کا نطفے سے اور نطفے کا انسان سے اور
مومن کا کافر سے اور کافر کا مومن سی قولہ تعالی ویحیی الارض بعد موتها کقولہ
تعالی وآیۃ لهم الارض المیتۃ احییناها واخرجنا منها حبا فمنه یاکلون
الی قولہ وفجرنا فیها من العیون وقال تعالی وترٰی الارض هامدۃ فاذا
انزلنا علیها الماء اهتزت وربت وانبتت من کل زوج بهیج الی قولہ وان الله
یبعث من فی القبور وقال تعالی وهو الذی یرسل الریاح بشرا بین یدی
رحمته حتی اذا اقلت سحابا ثقالا الی قولہ لعلکم تذکرون اور اسی لیے
اس جگہہ یون فرمایا ہے وکذلک تخرجون ف فتح ابیان کا بیان فاتح
مع اتقان یہ ہی کہ حرف فا واسطی ترتیب مابعد کے سہے ماقبل پر یعنی پس جب تم یہ بات
جان چکے تو تسبیح کرو اللہ کی یعنی جو شی اوس کی بارگاہ عالیجاہ کے لائق نہین ہی اوس سے
اوس کی تنزیہ کرو اوس کو مبرا ومنزہ سمجھو اور صفات کمال کے ساتھہ اوس کا وصف کرو وقت
صبح وشام کے اور پچھلے دن کو اور دوپہر مین یہ قول اولی ہے کسی نے کہا کہ مراد تسبیح
سے اس جگہہ پانچون نمازین ہین پس حین تمسون تو نماز مغرب وعشا ہے اور حین تصبحون
نماز فجر ہے اور عشیا نماز عصر اور حین تظهرون نماز ظہر ہے ضحاک وسعید بن جبیر وغیرہمانی
اسی طرح کہا ہے وعشیا معطوف ہے حین پر وقت عشی صلوٰۃ مغرب سے عتمہ تک ہے
قالہ الجوہری ایک قوم نے کہا کہ زوال آفتاب سی طلوع فجر تک ہے حمایۃ وله الحمد
فی السموات والارض معترضہ ہے درمیان معطوف ومعطوف علیہ کے غرض اوس سے
ارشاد کرنا ہے طرف حمد کے اور آگاہی دینا ہے اس بات کی کہ درمیان حمد وتسبیح کے
جمع کرنا مشروع ہے جس طرح کہ اس آیت مین آیا ہے فسبح بحمد ربك وقولہ تعالی
ونحن نسبح بحمدك کلمہ فی السموات متعلق ہی نفس حمد سے یعنی حمد اللہ کے واسطے
ہوتی ہے آسمانون مین اور زمین مین کسی نی کہا وله الحمد کے یہ معنی ہین کہ اختصاص حمد کا
واسطے اللہ کے ساتہہ نماز کے ہے جس مین حمد پڑہی جاتی ہے لیکن قول اولی اولی
ہے واحدی نے کہا مفسرین نی کہا ہی کہ معنی فسبحان اللہ کے فصلوا للہ ہین یعنی نماز

پڑھو واسطی اللہ کے نحاس نی کہا اہل تفسیر اسپر ہین کہ یہ آیت پانچون نمازون مین
ہے کہا مین نی محمد بن یزید کو سنا وہ کہتے تھے کہ حقیقت اس کی میری نزدیک یہ ہے
فسبحوا اللہ فی الصلوات یعنی تم تسبیح کرو اللہ کی نمازون مین اس واسطی کہ
تسبیح نماز مین ہوتی ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا کل تسبیح فی القرآن
فھو صلوۃ یعنی قرآن شریف مین جہان کہین تسبیح کا ذکر ہے سو مراد اوس سے
نماز ہے دوسرا قول اون کا یہ ہے کہ اس آیت نی نماز کی اوقات کو جمع کرلیا ہے
فسبحان اللہ حین تمسون مغرب وعشا ہے وحین تصبحون فجر ہے وعشیا
عصر ہے وحین تظھرون ظہر ہے عکرمہ نے حیناً تمسون وحیناً تصبحون پڑھا ہے
یعنی تم تسبیح کرو اللہ کی اوس وقت جس مین تم شام کرتے ہو اور اوس وقت جس مین تم
صبح کرتے ہو قولہ تعالی یخرج الحی من المیت الآیہ کا بیان سورۂ آل عمران مین گذر چکا
ہے وجہ تعلق اس آیت کی ماقبل سے یہ ہے کہ انسان صبح کے وقت نیند سے نکلتا ہے
جو کہ موت کے مشابہ ہی طرف بیداری کے جو کہ مشابہ وجود کے ہے اور عشا کے وقت
بیداری سی نکلتا ہے طرف نیند کے قولہ تعالی ویحیی الارض بعد موتھا الآیہ یعنی
زندہ کرتا ہے زمین کو ساتھہ روئیدگی کے بعد مرجانے زمین کے بسبب خشکی کے یہ
مشابہ ہے ساتھہ نکالنی زندہ کے مردے سی اور مثل اس نکالنے کے تم نکالے جاؤگے
اپنی قبرون سی جو ہوئے تخرجون بصیغۂ مجہول پڑھا ہے اور حمزہ نی بصیغۂ معروف پس
نسبت خروج کی لوگون کی طرف کی ہے کقولہ تعالی یوم ھم یخرجون من الاجداث
معنی یہ ہین کہ جو ذات پاک قادر ہے نکالنے پر مردے کے زندے سے اور زندے کے
مردے سے اوس کی قدرت مین ابداء واعادہ دونون برابر ہین ومن آیتہ ان
خلقکم من تراب ثم اذا انتم بشر تنتشرون ○ ومن آیتہ ان خلق
لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیھا وجعل بینکم مودۃ ورحمۃ
ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون ○ اور اوس کی نشانیون سی یہ کہ بنایا تمکو
مٹی سے پھر اب تم انسان ہو پھیل پڑے اور اوس کی نشانیون سے یہ کہ بنا دیے تم کو

تمہاری قسم سی جوڑے کہ چین پکڑو اونکی باس اور رکھا تمہارے بیچ پیار اور مہر اس مین
بہت پتے ہین اون کو جو دہیان کرتی ہین **ف** حق تعالی نے درخت کی نسل چلائی
ایک سے اور جانور کی نسل دو سے پھر بعضے جانور کا جوڑا مقرر نہین اور بعضون کا مقرر
ہے انسان کو جوڑا مقرر پھیرایا اس مین نسل کی سوا انسیت اور چین ہے اور پیار اور
محبت تا جہان کی بستی ہو جو کوئی جوڑا مقرر نکرے یعنی زنا کرے وہ انسان سی حیوان
ہوا انتہی **ف** جو نشانیان کہ اللہ پاک کی عظمت و کمال قدرت کو بتا رہی ہین
اونمین سی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ اوس نی تمہاری باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر
اب تم انسان ہو پھیل پڑے پس اصل تمہاری مٹی سے ہے پھر ایک ضعیف پانی سی
پھر صورت بنائی گئی پھر خون بستہ ہوا پھر گوشت کا ٹکڑا پھر وہ ہڈیان ہو گیا جس کی
تشکل انسان کی تشکل ہوئی پھر اللہ پاک نی اون ہڈیون کو گوشت پہنایا پھر اوس مین
روح پھونکی تو اوسی دم وہ سنتا دیکھتا ہو گیا پھر اپنی مان کے پیٹ سے نکلا اس حال
مین کہ چھوٹا سا ضعیف القوی ضعیف الحرکت پھر حسب وقت اوس کی عمر دراز ہوئی تو اوس کے
قوی و حرکات کامل ہو گئی یہان تک کہ آخر کو اوس کا یہ حال ہوا کہ شہر اور قلعی بنانے
لگا اطراف اقالیم مین سیر و سفر کرنے لگا دریاؤن کی پشت پر سوار ہونے زمین کے
اطراف مین پھرنے لگا کمانے کھانے مال جمع کرنے لگا فکر و غور و دانائی و زیرکی و
ہوشیاری و مکر و فریب اور داؤ گھات اور رای و علم خوب اوس کو آگیا دنیا و آخرت
کے کامون مین اچھی طرح وسعت و فراخی اوس کو حاصل ہوئی ہر ایک کو موافق اپنے حوصلہ
و لیاقت کے ان امور سی حصہ ملا پس پاک ہی وہ ذات جس نی اون کا اندازہ کیا اور
اون کو چلایا پھرایا مسخر کیا اور انواع و اقسام کے معایش و مکاسب مین اون کو گردش
دی اور علوم و فکر و حسن و قبح و غنا و فقر و سعادت و شقاوت مین درمیان اون کے
تفاوت رکھا اسی لیی یون فرمایا ومن آیاته الآیه **امام احمد** نے حضرت ابو موسے
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی بیشک
اللہ نے آدم کو ایک مٹھی سے پیدا کیا جس کو ساری زمین سی پھر ایس بنی آدم زمین کے

اندازے پر آئے اونمین سے سپید ہین اور سرخ وسیاہ اور درمیان اس کے خبیث وطیب
ونرم وسخت اور درمیان اس کے وروا ہ ابوداود والترمذی من طریق عن
عوف الاعرابی بہ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح قولہ تعالی
ومن اٰیاتہ ان خلق لکم الآیہ یعنی اور اوس کی نشانیون سے یہ ہے کہ اوسنے پیدا
کین تمہاری واسطے تمہاری جنس سے عورتین کہ وہ تمہاری جوڑے ہون تاکہ تم اون کے
پاس چین پکڑو وکما قال تعالی ھو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منھا
زوجھا لیسکن الیھا مراد زوج سی حضرت حوا ہین اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کے
پہلوی کوتاہ وچپ سی اون کو پیدا کیا فرمایا اگر اللہ پاک سارے بنی آدم کو نذکر کردیتا اور اونکی
عورتین اون کے سوا اور جنس سی بناتا جن سے یا حیوان سے تو درمیان اون کے اور
بیبیون کے یہ الفت ہرگز حاصل نہوتی بلکہ اگر بیبیان غیر جنس سے ہوتین تو نفرت حاصل
ہوتی پھر اللہ پاک کی تمام رحمت سے بنی آدم پر یہ ہے کہ اوس نے اون کی بیبیان اونہین
کی جنس سے بنائین اور درمیان اون کے مودت رکھی مودت یعنی محبت ہی اور رحمت
یعنی رافت کیونکہ مرد جو عورت کو اپنے پاس رہنے دیتا ہے سو یا تو اس لیے ہے کہ
اوس سے محبت رکھتا ہے یا اس واسطے کہ اوسپر رحم کرتا ہے باین وجہ کہ اوس عورت
کا اوس مرد سے کوئی بچا ہوتا ہے یا وہ عورت خرچ مین اوس کی محتاج ہوتی ہے یا اس لیے
کہ درمیان دونون کے الفت ہوتی ہے یا کچھ اور کذا فی ابن کثیر ف نفع البیان
کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ اللہ پاک نے من آیاتہ کا لفظ چھ بار ذکر فرمایا ہے اون کا
انتہا اذا انتم تخرجون پر ہے اون مین ابتدای پیدایش انسان کا ایک ایک آیت کرکے
ذکر کیا ہے اوس وقت تک کہ قبر سے مبعوث ہوگا اور اس آیت کو آسمان وزمین کے قیام
پر ختم کیا ہے اس لیے کہ ان کا قیام عوارض لازمہ سے ہے کیونکہ ہر ایک آسمان وزمین
اپنی جگہہ سے نکلتا نہین ہے سو زمین کے ٹہیرے رہنے اور نیچے نہ اوترنے سے اور
آسمان کی بلندی اور اوس کے جمنے سے بغیر ستون کے تعجب کیا جاتا ہے پھر اس کے
بعد پہلی اوٹہان کا ذکر فرمایا ہے وہ یہی نکلنا ہے ساری خلق کا زمین سے انفس سے دوامر کا

ف وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اوسی سے اوسکا جوڑا بنایا تاکہ اوس سے آرام حاصل کرے

ذکر کیا ہے ایک تو پیدایش انسان کی مٹی سے دوسرا پیدا کرنا اوس کے جوڑے کا
اوسی کی جنس سے اور آفاق سی آسمان وزمین کا ذکر کیا ہے اور لوازم انسان سی دو
شے کا ذکر فرمایا ہے ایک تو زبانون کا اختلاف دوسرے رنگ کا اختلاف اور اوس کے
عوارض سی دو شے کا ایک تو سونا دوسرے روزی تلاش کرنا اور آفاق کے عوارض
سے برق وباران کا ذکر کیا ہے اور اون کے لوازم سے قیام آسمان کا اور قیام زمین کا
نہر مین اسی طرح ذکر کیا ہے پس جو امور انواع انسانی سے متعلق ہین چھ ہین دو اصول
دو لوازم دو عوارض اور جو امر آفاق سی متعلق ہین دو اصول دو لوازم اور دو عوارض
پس اول نوع انسانی کے اصول کا ذکر فرمایا ومن آیاتہ ان خلقکم من تراب یعنی اللہ پاک
کی کھلی نشانیان جو کہ بعث ونشور پر دال ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ اوس نے تم کو
یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے بنایا اور اون کی پیدایش کے ضمن مین تمکو بھی مٹی سی
پیدا کیا کیونکہ فرع اصل سی مستمد وماخوذ ہوتی ہے اس کی تفسیر سورۂ انعام مین علی وجہ التمام
گذر چکی ہے کلمۂ آن موضع رفع مین ہے بنا بر ابتدا اور من آیاتہ اوس کی خبر ہے ثم اذا
انتم بشر تنتشرون کلمۂ ثم واسطی ترتیب وہلت کے ہوتا ہے سو یہ دونون بیان
ظاہر ہین کیونکہ وہ جو بشر ہوتے ہین سو بعد اطوار کثیر کے کلمۂ اذا فجائیہ ہے اگرچہ اکثر اسکا
وقوع بعد حرف فا ہوا کرتا ہے لیکن یہان بعد ثم کے واقع ہوا سو یہ بہ نسبت اوس شے
کے ہے جو اس حالت خاص کے ساتھہ لائق ہے وہ حالت یہی اطوار انسان ہین چنانچہ
اللہ پاک نے کئی جگہہ اون کا ذکر فرمایا ہے کہ اول وہ نطفہ ہوتا ہے پھر علقہ پھر مضغہ
پھر ہڈی جسپر گوشت پہنایا جاتا ہے بعد ان حالتون کے ناگاہ تم مین بشریت وانتشار
آجاتا ہے تنتشرون کے یہ معنی ہین کہ جو شی تمہاری معایش وگذران کی قوام ہے اوس مین
تم تصرف کرتے ہو اور زمین مین پھیل پڑتے ہو قولہ تعالی ومن آیاتہ ان خلق لکم
من انفسکم ازواجا یعنی اللہ پاک کی علامتون ودلالتون نشانیون سے جو کہ بعث پر
دال ہین ایک یہ ہے کہ جو شی بشریت وانسانیت مین تمہاری جنس ہے اوس سی تمہارے
واسطے تمہارے جوڑے بنا دیے کسی نے کہا مراد ازواج سی حضرت حوا علیہا السلام ہین

کیونکہ اللہ پاک نے حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے اون کو پیدا کیا اور بعد اون کے عورتین
اصلاب رجال و طُلفِ نسار سے پیدا کی گئین لتسکنوا الیھا کا یہ مطلب ہے تاکہ تم اون سے
الفت کرو اون کی طرف مائل ہو کیونکہ دو جنسین مختلف باہم ایک دوسرے سے سکون پذیر
نہین ہوتی ہین اور نہ ایک کا دل دوسرے کی طرف مائل ہوتا ہے وجعل بینکم مودۃ
ورحمۃ کے یہ معنی ہین کہ درمیان تمہارے وداد و ترحم رکھا بسبب عصمت نکاح کے کہ جس کے
سبب سے بعض تمہارا بعض پر شفقت و مہربانی کرتا ہے بدون اس کے کہ اس سی پہلے
تمہاری آپس مین کوئی معرفت ہو مودت و رحمت کا کیا ذکر ہے مجاہد نے کہا کہ مودت جماع
ہے اور رحمت ولد ہے حضرت حسن و حضرت ابن عباس بھی اسی کے قائل ہین سدی نے کہا
کہ مودت محبت ہے اور رحمت شفقت ہے کسی نے کہا مودت دوست رکھنا مرد کا ہی
اپنی بی بی کو اور رحمت رحم کرنا مرد کا ہے اپنی جورو کو اس سی کہ کوئی برائی اوس کو پونہچائی
کسی نے کہا کہ مودت تو واسطی جوان عورت کے ہے اور رحمت واسطی بڑھیا کے کسی نے
کہا کہ مودت و رحمت اللہ کی طرف سی ہے اور فرک شیطان کی طرف سی فرک بغض رکھنا عورت
کا ہے اپنے خاوند سے اور بغض رکھنا خاوند کا ہے اپنی عورت سی ان خلق لکم موضع نفع
مین ہے بنا بر ابتدا اور من آیاتہ اوس کی خبر ہے ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون
یعنی یہ بات جو اول مذکور ہوئی البتہ اس مین عظیم الشان بدیع البیان واضح البرہان نشانیان
ہین واسطی اون لوگون کے جو اس بات مین غور و فکر کرتے ہین کہ قیام دنیا کا وجود
تناسل سے ہے اس لیی کہ استدلال پر یہی لوگ قدرت رکھتے ہین کیونکہ تفکر استدلال
کے واسطے ایک مادہ ہی جس سی استدلال حاصل ہوتا ہے یا اس لیی کہ تانس و تجانس
باہم اشیاء کے مثل زوجین کی اس سے جو معانی مطلوب ہین اون پر واقف ہونے
کی طرف یہی فکر مودی ہوتی ہے رہے وہ لوگ جو تفکر سے غافل ہین سو وہ نہین ہین
مگر مثل چوپایون کے ومن آیاتہ خلق السموات والارض واختلاف السنتکم و
الوانکم ان فی ذلک لآیات للعلمین ٥ ومن آیاتہ منامکم باللیل
والنھار وابتغاؤکم من فضلہ ان فی ذلک لآیات لقوم یسمعون ٥

اور اوس کی نشانیون سی ہے آسمان وزمین کا بنانا اور بہانت بہانت بولیان تمہاری
اور رنگ اس مین بہت سچے ہین بوجھنے والون کو اور اوس کی نشانیون سی ہے تمہارا
سونا رات مین اور دن مین اور تلاش کرنا اوس کے فضل سے اس مین بہت سچے
ہین اون کو جو سنتے ہین ف سب انسان ایک مان باپ سے بنائے ملا کر بسائے
پھر جدا بولیان کر دین ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک مین جیسے جانور ف
دو حالتین بدلتی ہین سویا تو پتھر کی طرح اور تلاش مین لگا تو ایسا ہوشیار کوئی نہین اصل
قورات ہے سونے کو اور دن تلاش کو پھر دونون وقت دونون کام ہوتے ہین نشانیان
ہین سننے والون کو کہ اپنے سونے کا احوال نظر نہین آتا سو لوگون کی زبانی سنتے ہین انتہی
ف جو نشانیان اللہ پاک کی قدرت عظیم کو بتا رہی ہین اون مین سی آسمانون کا اور
زمین کا پیدا کرنا ہے دیکھو اوس نی آسمانون کو کیسا بلند اور وسیع و فراخ بنایا ہے اور اونکے
اجرام کو شفاف وصاف اور اون کی ثوابت وسیارات تارون کو کیسا چمکتا دمکتا پیدا کیا ہے
زمین کو دیکھو کہ کیسی پست وکثیف بنائی ہے اور اوس مین پہاڑ اور وادیان اور دریا اور
جنگل اور حیوان و درخت پیدا کیے ہین دوسری نشانی یہ ہے کہ زبانون کا اختلاف کر دیا
ہے پس یہ عرب ہین کہ عربی بولتے ہین یہ ترک ہین ان کی ایک اور ہی بولی ہے یہ گرج ہین
یہ روم ہین یہ فرنج ہین یہ بربر ہین یہ تکرور ہین یہ حبشی ہین یہ ہنود ہین یہ عجم ہین یہ صقالبہ ہین
یہ جزر ہین یہ ارمن ہین یہ اکراد ہین ان کی سوا اور اقوام ہین جن کی گنتی اور اختلاف زبان کو اللہ
پاک ہی خوب جانتا ہے اختلاف الوان سے مراد اختلاف حلیہ کا ہے پس ساری زمین
والے بلکہ دنیا والے جب سے کہ اللہ پاک نی آدم علیہ السلام کو پیدا کیا قیام قیامت تک
ہر انسان کی دو آنکھین ہین دو بھنوین اور ناک پیشانی سو نہ دو گال ہین حالانکہ اونمین سے
ایک دوسرے کا مشابہ نہین ہوتا ہی بلکہ بدن طرز وروش یا ہیئت وصورت یا کلام سے
کسی شے مین ظاہر ہو یا خفی باہم ایک دوسرے سے جدا ہوتے ہین یہ بات وقت تامل
کے ظاہر ہوتی ہے اونمین سی ہر ایک چہرے کا بذاتہ ایک اسلوب اور ایک ہیئت ہوتی
ہے کہ دوسرے کے مشابہ نہین ہوتی اور اگر کوئی جماعت خوبصورتی یا بدصورتی مین موافق ہو

توہی ضرور ہے کہ اون مین سے درمیان ہر ایک کے اور دوسرے کے کوئی نہ کوئی فارق
ہوگا کہ اوس سے باہم تمیز ہو جائیگی تیسری نشانی یہ ہے کہ رات اور دن مین صفت خواب
تمہاری واسطے بنائی نیند مین راحت حاصل ہوتی ہے حرکت کا سکون ہوتا ہے تکان جاتی
رہتی ہے اور اسباب واسفار مین انتشار وسعی کرنا دن مین ٹھیرایا یہ نیند کی ضد ہی سمعون
بمعنی یعون ہے یعنی بیشک اس مین البتہ نشانیان ہین واسطے اون لوگون کے جو یاد
رکھتے ہین طبرانی نی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہا مجھی
رات کو بخوابی پوچھی مطلب یہ ہے کہ بدخوابی کا مجھے مرض ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم سے مین نی اس کی شکایت کی پس آپ نی فرمایا تو یون کہا اللھم غارت النجوم
وھدأت العیون وانت حي قیوم یا حي یا قیوم اھدلیلی پھر مین نی ان کلمون کو
کہا تو وہ مرض مجھ سی دور ہو گیا کذا فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان مع اتقان تم
ہے کہ جو نشانیان امر بعث پر دال ہین اور جزا پر جو اوس کے بعد ہو گی اون مین سے آسمان و
زمین کا بنانا ہے کیونکہ جس ذات پاک نی آسمان وزمین کے ایسان اجرام عظیم کو بدون کسی
مادے کے پیدا کیا جو اون کی خلق کا مساعد ومعاون ہو اور اون کو باقی رکھا جب تک
کہ یہ دنیا باقی ہے اور اون مین وہ عجائب صنع اور غرائب تکوین پیدا کیے جو کہ عبرت لینے
والون کے لیے عبرت ہین وہی اسپر قادر ہے کہ بعد موت کے تمکو پیدا کرے اور تم کو
تمہاری قبرون سی نکال کھڑا کرے آسمان کو زمین پر اس لیی مقدم کیا کہ آسمان مثل ذکر
کے ہے پس پانی کا آسمان سی زمین پر اوترنا مثل اوترنے منی کے ہے ذکر سے عورت
مین کیونکہ زمین اگاتی ہے اور پانی سی سبز ہوتی ہے اختلاف زبانون کا یہ ہے کہ کسی کی
زبان عربی ہے کسی کی عجمی کسی کی ترکی کسی کی رومی کسی کی کچھ اور اور یہ اختلاف
یون کیا کہ ہر صنف نی اپنی زبان جان لی یا اوس کو اوس کی زبان کی وضع کا الہام کر دیا یا
اوس کو اوسپر قدرت دیدی یا اجناس واشکال نطق مراد ہین کیونکہ تو نہ سنے گا دو بات
کرنے والون کو کہ ہر وجہ سی وہ کیفیت مین برابر ہون اختلاف الوان کا یہ ہے کہ کوئی
سپید ہے کوئی سیاہ کوئی سرخ ہے کوئی زرد کوئی سرخ سپید ہے کوئی کبود رنگ کوئی

سنبر باوجود اس کی کہ تم سب ایک ماں باپ کی اولاد ہو اور ایک نوع انسانیت اور ایک
فصل نا طقیت تمہاری جامع ہی یہان تک کہ تم درمیان اپنی ایک دوسری سے متمیز ہوگئی
یہ شخص اس شخص کے ساتھہ متلبس نہین ہوتا ہے بلکہ تمہاری افرادسی ہر فرد مین وہ شے ہے
جو کہ اوس کو اپنی سوا اور افرادسی متمیز کردیتی ہے یہان تک کہ جو دو بچے توام پیدا ہوتے
ہین باوجود اون کے توافق سوا دو اسباب اور دیگر امور کے جو اونکو تخلیق مین ملاقی ہوتے ہین ضرور
ہی اس مین سی کسی شی مین مختلف ہوتی ہین گو وہ غایت درجے کی تشابہ مین ہین اس اختلاف
مین اللہ پاک کی وہ بدیع قدرت ہی جس کو سمجھتے بوجھتے نہین ہین مگر عالم لوگ اور غور و فکر
کرنے والے اگر آوازین اور صورتین متفق ہوجاتین اور باہم ایک شکل ہوتین اور سب ایک
قسم کی ہوجاتین تو تجاہل والتباس واقع ہوتا اور بہت سی مصالح بیکار رہوجاتے نہ دشمن دوست
سے پہچانا جاتا نہ قریب بعید تو پس پاک ہی وہ ذات جس نی خلق کو پیدا کیا اوس حال پر جو اوسنے
چاہا اور جس کیفیت پر ارادہ کیا رہی یہ بات کہ اختلاف زبان و رنگ کو آیات آفاقی کے سلک
مین منسلک کیا باوجود اس کے کہ یہ دونون امر جملہ آیات انفسی سے ہین لائق اسکے تھی کہ
خلق انفس و ازواج کی سلک مین منتظم ہوتے سو وجہ اس کی یہ ہے کہ منظور آگاہ کرنا ہے
اس بات پر کہ یہ دونون امر خود مستقل ہین نشانی ہونے مین اور احتراز کرنا ہی اس وہم سے
کہ یہ تمہ خلق انفس سے ہون ان فی ذلک لآیات للعالمین جمہور نی اس کو بفتح لام پڑہا
ہے یعنی بیشک البتہ اس مین دلالتین ہین اللہ پاک کی قدرت تامہ پر و اسطی اون لوگون
کے جو اس عالم کی جنس سے ہین بدون فرق کے درمیان بر و فاجر کے صرف حفص نے
اس کو بکسر لام پڑہا ہے یہ دونون قرأتین سبعیہ ہین فراء نے کہا کہ کسر کی وجہ جید ہے کیونکہ
اللہ پاک نے فرمایا ہے لآیات لقوم یعقلون اور فرمایا ہے لآیات لاولی الالباب
وما یعقلہا الا العالمون قولہ تعالی ومن آیاتہ منامکم باللیل الآیہ کسی نی کہا
کہ اس مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یہ ہے ومن آیاتہ منامکم باللیل وابتغاءکم من فضلہ
باللہار یعنی اوس کی نشانیون سی ہی سونا تمہارا رات مین اور تلاش کرنا تمہارا اوس کے
فضل سے دن مین کسی نے کہا کہ بدون تقدیم و تاخیر کے معنی ٹھیک ہین یعنی اوسکی

سلہ خازن نی اسکی تفسیر مین کہا ہے
سلہ اسمین نشانیان ہین عقلمند لوگون کی
سلہ اسمین نشانیان ہین عقل والون کی
سلہ اور ان سے وہی لوگ نفع اٹہاتے ہین
سلہ

بڑی نشانیون سی ہی کہ تم سوتے ہو رات کو اور سوتی ہو دن کو بعضل احوال مین واسطے
استراحت کے مثلاً وقت قیلولے کے اور تلاش کرنا تمہارا اوس کے فضل سی رات اور
دن دونون مین ہے کیونکہ ابتغای فضل اون مین سی ہر ایک مین واقع ہوتا ہے اگرچہ
دن مین بہ نسبت رات کی زیادہ تر ہے اول معنی تو مناسب ہین باقی آیتون سے جو اس
معنی مین وارد ہوئی ہین اور دوسرے معنی اس جگہہ کے نظم قرآنی کے مناسب ہین نوم و
ابتغار کا جو یہان ذکر کیا ہے اور منجملہ ادلہ بعث اون کو ٹھیرایا ہے سو اس کی وجہ یہ ہے
کہ نوم موت کے مشابہ ہے اور حاجتون مین تصرف کرنا اور مکاسب مین سعی و کوشش کرنا
حیات بعد الموت کے ساتھہ مشابہ ہے ان فی ذلک لایات لقوم یسمعون یعنی
بیشک اس مین البتہ نشانیان ہین واسطے اون لوگون کی جو کہ آیات و مواعظ کو سنتے ہین
سننا متفکر و متدبر کا پس وہ بعث پر اس سی استدلال کرتے ہین ومن ایتہ یریکم
البرق خوفا وطمعا وینزل من السماء ماء فیحی بہ الارض بعد موتہا
ان فی ذلک لایات لقوم یعقلون ○ ومن ایتہ ان تقوم السماء والارض
بامرہ ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون ○ اور اوس کی
نشانیون سی یہ کہ دکھاتا ہی تمکو بجلی ڈر اور امید کے لیی اور اوتارتا ہے آسمان سے پانی پھر
جلاتا ہی اوس سی زمین کو مرگئے پیچھے اس مین بہت سے ہین اون کو جو بوجھتے ہین اور
اوس کی نشانیون سی یہ کہ کھڑا ہے آسمان و زمین اوس کے حکم سے پھر جب پکاریگا تمکو
ایک بار زمین مین سی تبھی تم نکل پڑوگے ف معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کھڑا ہے
اوس مین تارے چلتے ہین جس کو اور جگہہ فرمایا تیرتے ہین انتہی ف اللہ پاک فرماتا ہے
اور اوس کی نشانیون سی جو دال ہین اوس کی عظمت پر یہ ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمکو بجلی
واسطی خوف وطمع کے یعنی کبھی تو تم ڈرتے ہو امطار مزعجہ و صواعق متلفہ سے جو بعد
اوس کے پیدا ہوتے ہین اور کبھی تم امید رکھتے ہو بجلی کی ومیض کی اور اوس باران
محتاج الیہ کی جو بعد اوس کے آتا ہے اسی لیی اللہ پاک یون فرماتا ہے وینزل من
السماء ماء فیحی بہ الارض بعد موتہا یعنی بعد اس کے کہ زمین دبی پڑی تھی

ف جمیع مطلب یہ ہے کہ ہوا ابران اور ازعان ابران سے کرنا ان تصرف ازعاج سے کرنا ان تصرف جمیع حالات سے مقصود ہے وہ آگ ہی جو آسمان سے گرتی ہے بجلی کہتے ہین اور جو آگ زمین مین سی نکلتی ہے اسکو صاعقہ کہتے ہین ف بجلی کے بعد پانی آتا ہے

نہ اوس مین روئیدگی تھی نہ کوئی اور شی پھر جب اوسپر پانی آیا تو تازہ ہوئی اور اوبھری اور اوگائین ہر بہانت بہانت رونق کی چیزین اس مین ایک کھلی عبرت و دلالت ہے معاد پر اور قیامت کے قائم ہونے پر اسی لیے یون فرمایا ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون پھر اللہ پاک نے فرمایا ومن آیاتہ ان تقوم السماء والارض بامرہ کقولہ تعالی ویمسک السماء ان تقع علی الارض الا باذنہ وقولہ تعالی ان اللہ یمسک السموات والارض ان تزولا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جس وقت قسم مین اجتہاد و کوشش کرتے تو یون فرماتے والذی تقوم السماء والارض بامرہ یعنی آسمان قائم و ثابت ہے اس سبب سی کہ اللہ نی اوس کو امر کیا ہے اور اوس کو مسخر فرمایا ہے پھر جب قیامت کا دن ہوگا تو زمین و آسمان بدل کر اور کر دیے جائین گے اور مردے زندہ ہو کر اپنی قبرون ہی نکل پڑین گے اللہ پاک کے حکم سے اور اوس کو پکارنے سی اون کو اسی لیے یون فرمایا ہے ثم اذا دعاکم دعوۃ من الارض اذا انتم تخرجون یعنی تبھی تم نکل پڑو گے زمین سے کما قال تعالی یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہ وتظنون ان لبثتم الا قلیلا وقال تعالی فانما ھی زجرۃ واحدۃ فاذا ھم بالساھرۃ وقال تعالی ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ھم جمیع لدینا محضرون کذا فی ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ یریکم کے اول مین کلہ ان مقدر ہی تقدیر یہ ہے ومن آیاتہ ان یریکم الخ وجہ حذف کی یہ ہے کہ کلام اوسپر دال ہے جس طرح کہ طرفہ نے کہا ہے ؎

الا ابھذا اللائمی احضر الوغا	وان اشھد اللذات ھل انت مخلدی

تقدیر ان احضر الوغا ہی یعنی ہوشیار ہو ای وہ کہ جو مجھکو روکتا ہے اس سی کہ مین حاضر ہوؤن لڑائیون مین جو کہ جان دینے کا مقام ہے اور اس سے کہ مین حاضر ہوؤن لذتونکی مجلسون مین جو کہ روپیہ خرچ کرنے کا موقع ہے اور اسپر مجھکو ملامت کرتا ہے کیا تو ہمیشہ مجھکو دنیا مین رکھہ سکتا ہے ہرگز نہین پھر بزدلی کرنے سے اور بخوف مال لذت کے چھوڑنے سے کیا حاصل پس جہان تک بن سکے داد بہادری خوب دے تاکہ نقش نیکنامی

صفحۂ روزگار پر جا رہے اور خوب لذت نی مرد اوسا سے کیونکہ بقا تو کسی کے لیی نہین ہے

	ساقیا یان لگ رہا ہے چل چلاؤ		جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

غرضکہ پھر جب آیت کریمہ و بیت مذکور مین حرف اَن حذف کیا گیا تو اوس کا عمل بھی باطل ہو گیا اسی باب سی یہ مثل مشہور ہے تسمع بالمعیدی خیر من ان تراہ تقدیر ان تسمع ہے یعنی سننا تیرا معیدی کو بہتر ہے تیرے دیکھنے سے اوس کو کسی نی کہا کہ آیت مین تقدیم و تاخیر ہے تقدیر یہ ہے و یریکم البرق من آیاتہ یعنی دکھاتا ہے تمکو بجلی اپنی نشانیون سی اس صورت مین جملہ فعلیہ کا عطف ہو گا جملہ اسمیہ پر یہ بھی جائز ہے کہ یہ یکم صفت ہو موصوف محذوف کی ای ومن آیاتہ آیۃ یریکم ہا و فیہا البرق یعنی اوس کی نشانیون سی ایک ایسی نشانی ہے جس کو وہ تمکو دکھاتا ہے اور اوس مین بجلی ہے کسی نے کہا تقدیر یہ ہے ومن آیاتہ سحاب یریکم البرق خوفا وطمعا من آیاتہ زجاج نے کہا کہ عطف جملہ بر جملہ کے باب سے ہو گا خوفا وطمعا مفعول لہ ہین بحذف مضاف ای ارادۃ خوف وطمع یا دونون حال ہین بمعنی خائفین وطامعین اس کے معنی مین کئی قول ہین قتادہ نی کہا دکھاتا ہے تمکو بجلی واسطی خوف مسافر کے اور واسطے طمع مقیم کے ضحاک نے کہا واسطی خوف کے صواعق سے اور واسطی طمع کے باران مین یحیی بن سلام نے کہا واسطی خوف کے سردی سی کہ کھیتی کو ہلاک کر دے اور واسطے طمع کے پانی مین کہ زندہ کر دے کھیتی کو ابن بحر نے کہا واسطی خوف کے اس سی کہ برق خلب ہو پانی نہ برسائے اور واسطے طمع کے اس بات مین کہ برسانی والی ہو ابن بحر نے اس معنی کی سند مین یہ شعر پڑہا ؎

	لا یکن برقک برقا خلبا		ان خیر البرق ما الغیث معہ

یعنی تیری بجلی خالی بجلی نہو کیونکہ بہتر بجلی وہ ہے جس کے ساتھہ پانی ہو قولہ تعالی وینزل من السماء ماء فیحیی بہ الارض بعد موتہا یعنی اللہ پاک اوتارتا ہے آسمان سی پانی پھر زندہ کرتا ہے بسبب اوس کے زمین کو ساتھہ روئیدگی کے بعد اوس کے مرنے کے بسبب خشکی کے ان فی ذلک لآیات لقوم یعقلون یعنی بیشک ان باتون مین البتہ نشانیان ہین واسطی اون لوگون کے جو عقل رکھتے ہین کیونکہ جس کسی کو کچھہ بھی حصہ عقل کا ملا ہی ہو گا

لہ اسمین دو وجہین مشہور ہین ایک ان مفعول ہونے سے ان فعل خائفین ہونے سے مصدر کے ہونے سے ۱۲ منہ

کہ یہ ایک ایسی نشانی ہی جس ہی قدرت باہرہ الٰہی پر استدلال کیا جاتا ہے کیونکر نکیا جائے حالانکہ
عقل تو ہلاک امر ہے اور یہی نمودی ہوتی ہے طرف علم کے اوس شی مین جس کا ابھی ذکر ہو چکا
ہے اور اوس کی غیر مین رہی یہ بات کہ اس جگہ یعقلون فرمایا اور ما قبل مین تیفکرون سو اس کی
یہ وجہ ہے کہ حدوث ولد کا والدہی چونکہ ایک امر عادی و مطرد و قلیل الاختلاف تہا تو اوہم قاصر
کی طرف یہ بات راہ پاتی کہ یہ حدوث بالطبیعۃ ہے کیونکہ مطرد قریب تر ہوتا ہی طرف طبیعت
کے مختلف سے اور برق و مطر کو ئی امر مطرد غیر مختلف نہین ہی بلکہ مختلف ہوتا ہی کیونکہ ایک شہر
مین واقع ہوتا ہی دوسرے مین واقع نہین ہوتا کسی وقت مین پڑتا ہے کسی مین نہین پڑتا کبھی قوی
ہوتا ہے کبھی ضعیف سو اس کی دلالت فاعل مختار پر زیادہ تر ظاہر ہے عقل مین پس
اس لیے فرمایا کہ یہ ایک نشانی ہے واسطے اوس شخص کے جس کو عقل ہے گو وہ کامل طور پر تفکر
نکرتی کذا قالہ الکرخی اول الدلیل بالک فی قولہ ومن آیاتہ خلق السموات والارض مین آسمان و زمین کی
ایجاد کا بیان فرمایا تہا اب اون کی بقا و ثبات کا بیان شروع کیا پس ارشاد فرمایا ومن ایاتہ
ان تقوم السماء والارض بامرہ یعنی آسمان و زمین کا بقا و ثبات اور قیام و امتساک محض اللہ
پاک کے ارادہ و قدرت سے ہے بدون کسی ستون کے جو اون کو تہامے اور بغیر کسی قرارگاہ
کے جسپر وہ قرار پکڑین قرار نی کہا یعنی ہین ان تدوما قائمتین بامرہ یعنی اون کا دائم قائم رہنا اوس کے
حکم سے ہے کلمہ ان جو کہ استقبال کی نشانی ہے اوس کا اس جگہ اظہار کیا وجہ اس کی یہ ہے کہ
قیام یہان بمعنی بقا ہے یعنی ایجاد نہین ہی اور بقا باعتبار اپنی اواخر اور ما بعد نزول ان آیتونکی
مستقبل ہے قالہ الشہاب فائدہ ان فی ذلک لآیات چار جگہ ذکر کیا اور اول مین یعنی
ومن آیاتہ ان خلقکم من تراب اوس کا ذکر نہ کیا اور نہ اخیر مین وہ ہی من آیاتہ ان تقوم الخ ہے سو
اس کی وجہ یہ ہی کہ اول مین خلق النفس و خلق ازواج ایک باب سے تہی یعنی ایجاد اس لیے
اون مین اوس کے ایک بار ذکر کرنے پر اکتفا کیا رہا قیام سموات و ارض جو کہ اخیر قول ہے اسمین
ذکر نکرنے کی یہ وجہ ہے کہ آیات سماویہ مین یہ ذکر کیا ہے کہ انہا آیات للعالمین و لقوم یسمعون لقوم
یعقلون بسبب اون کے ظہور کے ہر جب اول امر مین آیت ہونا ظاہر تہا تو آخر امر مین بعد بیان
دلائل کے ظاہر تر ہوگا اس لیے ایک کا ایک سی تمیز نہ کیا اور جو اوس کا مدلول تہا یعنی قدرت

اللہ پاک کی اعادے پر سواوس کا ذکر کر دیا کذا قال الرازی ثم اذا دعاکم دعوۃ من
الارض اذا انتم تخرجون کلمۂ من متعلق ہے دعاکم سے پھر بعد مرنے تمہارے کے
اور ہونے تمہارے کے قبروں مین جب پکارے گا تم کو ایک پکارنا اوس زمین سے جس مین
تم ہو تو اوسی دم تم بسرعت اوس سی نکل پڑو گے بدون تلبث و توقف کے جس طرح کہ مذعو مطیع
داعی مطاع کی دعوت کا جواب دیتا ہے تعلق من کا دعا سی ایسا ہے جیسا کہ محاورے مین
بولتے ہین دعوۃ من اسفل الوادی فطلع الی کسی نے کہا کہ مخذوف سی متعلق ہے اور وہ صفت
ہے دعوۃ کی یا اوس مخذوف سے متعلق ہے جسپر تخرجون دال ہی ای تخرجون من الارض
تخرجون سی متعلق ہونا جایز نہین ہے اس لیے کہ ما بعد اذا کا اوس کے ماقبل مین عمل نہین
کرتا ہے یہ دعوت وہی نفخۂ آخر اسرافیل علیہ السلام کا ہے جو صور مین پھونکین گے جس کا بیان
اول گذر چکا ہے اذا فجایہ قایم مقام حرف فا کے ہے جواب شرط مین اس جگہ اذا انتم فرمایا
ہے اور خلق انسان مین ثم اذا انتم اس کی یہ وجہ ہے کہ وہان خلق و تقدیر و تدریج ہے یہان تک
کہ مٹی قابل حیات کے ہو جائے پھر اوس مین روح پھونکی جاے پھر ناگاہ وہ بشر ہو رہا اعادہ
سو اس مین کچھ تدریج نہین ہے بلکہ بدو خروج ایک دم ہوگا اس لیے یہان ثم نہین فرمایا
کذا قال الکرخی اس جگہ قراء نے اجماع کیا ہے تا سے تخرجون کے فتح پر اور جس نے یہ کہا ہی
کہ اس جگہ بضم تا بصیغۂ مجہول پڑہا گیا ہے سو اوس نے غلطی کی ہے بضم تا تو اعراف مین پڑہا
گیا ہے وله من فی السموٰت والارض کل له قانتون ٥ وهو الذی یبدؤا الخلق
ثم یعیده وهو اهون علیه وله المثل الاعلیٰ فی السموٰت والارض ج وهو العزیز
الحکیم ٥ اور اوسی کی ہین جو کوئی ہین آسمان و زمین مین سب اوس کی حکم کے تابع ہین اور
وہی ہی جو پہلی بار بناتا ہے پھر اوس کو دہراوے گا اور وہ آسان ہے اوس پر اور اوس کی
کہاوت سب سی اوپر آسمان و زمین مین اور وہ ہے زبردست حکمتون والا ف یعنی آسمان
کے لوگ نہ کہاوین نہ پوجین نہ حاجت بشری رکہین سوای بندگی کچھ کام نہین اور زمین کے لوگ
سب چیز مین آلودہ پر اللہ کی صفت نہ ان سی ملی نہ اون سی اور وہ پاک ذات ہے انتہی ف
لہ من فی السموٰت والارض کا یہ مطلب ہے کہ جو کوئی ہین آسمانون مین اور زمین مین اوسکی

ملک ہین اور اوس کی غلام ہین کل لہ قانتون یعنی سب اوس کی واسطی خاضع وخاشع
ہین طوعًا وکرہًا مطلب یہ ہے کہ سارے اوس کے آگی فروتنی وعاجزی کرتے ہین کوئی خوشی
سے کوئی ناخوشی سے سب کے سب اوس کی قدرت قاہرہ مین دبے ہوے ہین حدیث
وراج عن ابی الہیثم عن ابی سعید رضی اللہ عنہ مرفوعًا مروی ہے کہ ہر حرف جس مین قنوت ذکر
کی جاتی ہے قرآن مین تو وہ طاعت ہی غرض یہ ہے کہ قرآن شریف کے عرف مین قنوت
بمعنی طاعت آتی ہے ابن ابی طلحہ نی حضرت ابن عباس سے اہون علیہ کی تفسیر مین روایت
کیا ہی یعنی الیسر علیہ مجاہد نی کہا کہ اعادہ اہون ہے اوسپر بدارت سے اور بدارت اوسپر مہینہ ہی
یعنی دوہرانا زیادہ تر آسان ہی اوسپر شروع پیدا کرنے سے اور شروع پیدا کرنا اوسپر آسان ہے
اسی طرح عکرمہ وغیرہ نے کہا ہے **بخاری** نی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی فرمایا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے جھٹلایا مجھکو ابن آدم نے
ولم یکن لہ ذلک یعنی اور یہ اوس کو لائق نہ تہا اور گالی دی مجھکو اور یہ اوس کو لائق نہ تہا پس
اوی پر جھٹلانا اوس کا مجھکو کہنا اوسکا ہے کہ ہرگز وہ مجھے نہ دوہراویگا جیسا کہ اول اوس نی مجھے
پیدا کیا حالانکہ نہین ہے اول خلق آسان تر مجھپر اوس کے اعادے سے اور اوی پر گالی دینا اوسکا
مجھکو کہنا اوس کا ہے کہ پکڑا ہے اللہ نے لڑکا حالانکہ مین تو احد صمد ہون جس نے نہ کسی کو جنا
نہ اوس کو کسی نے جنا اور نہین ہے اوس کے جوڑ کا کوئی انفرد باخراجہ البخاری کما
انفرد بروایتہ ایضا من حدیث عبد الرزاق عن معمر عن ہمام عن ابی ھریرۃ بہ
وقد رواہ الامام احمد منفردا بہ عن حسن بن موسی عن ابن لہیعۃ حدثنا ابو یونس
سلیم بن جبیر عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنحوہ او مثلہ
دوسرون نی کہا کہ اعادہ وبدارت بنسبت قدرت کے دونون برابر ہین **عوفی** نے
حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہے کُلٌّ عَلَیْہِ ہَیِّنٌ یعنی اعادہ وبدارت ہر ایک اوسپر آسان
ہے اسی طرح ربیع بن خثیم نے کہا ہے اور ابن جریر نے اس کی طرف میل کیا ہے اور اوسپر
بہت سے شواہد ذکر کیے ہین کہا اور احتمال ہی کہ ہُوَ اَہْوَنُ عَلَیْہِ کی ضمیر خلق کی طرف راجع ہو
ای وہو اہون علی الخلق قولہ تعالی وَلَہُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی الایہ **علی** بن ابی طلحہ نے حضرت

ابن عباس سی روایت کیا ہے کہ یہ آیت مثل اس کریمہ کے ہے لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ وی
قتادہ فی بھی مثل اس کے کہا کہ انہ لا الہ الا ہو ولا رب غیرہ ابن جریر نے بھی اسی کے مثل کہا وقت
تو کر اس آیت کے بعض مفسرین نی یہ قول بعض اہل معارف کا پڑہا ہے ؎

اذا سکن الغدیر علی صفاء		وجنب ان یحرکہ النسیم	
یری فیہ السماء بلا امتراء		کذالک الشمس تبدو والنجوم	
کذالک قلوب ارباب التجلی		یری فی صفحہا اللہ العظیم	

یعنی جس وقت تالاب صفائی پر ساکن ہوتا ہے اور ہوای نرم کے حرکت دینے سے بچایا
جاتا ہے تو بلا شک اوس مین آسمان دکہائی دیتا ہے اسی طرح سورج اور تارے اوس مین
ظاہر ہوتے ہین اسی طرح تجلی والون کے دل ہین کہ اون کی صفائی مین اللہ عظیم دکہائی دیتا ہے

ارض و سما کہان تری وسعت کو پا سکے		میرا ہی دل ہی وہ کہ جہان تو سما سکے	

سبحانہ ما اعظم شانہ قولہ تعالی وھو العزیز الحکیم یعنی اللہ پاک وہ ہے کہ کوئی اوسپر غالب نہین
ہو سکتا ہے اور نہ اوس کی ممانعت کر سکتا ہے بلکہ وہی ہر شی پر غالب ہے اور اوسی نے
ہر شی کو اپنی قدرت و سلطان سی مقدور کیا ہے اور شرع و قدر کی راہ سے اپنے اقوال و
افعال مین حکیم ہے وعن مالک فی تفسیرہ المرضی عنہ عن محمد بن المنکدر انی
قولہ تعالی ولہ المثل الاعلی قال لا الہ الا اللہ کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان
کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ ساری مخلوقات جو آسمان و زمین مین ہے ملک و خلق و تصرف
کی راہ سے اللہ ہی کی ہے اس مین اوس کے غیر کا کچہہ بھی نہین ہے قانتون کی یہ معنی
ہین کہ سب اوس کے مطیع ہین طاعت انقیاد کر کے یہ قول نخاس کا ہے کسی نی کہا کہ عبودیت
کا اقرار کرنے والے ہین یا تو بقال یا بدلالت یہ قول عکرمہ و ابو مالک و سدی کا ہے کسی نے
کہا یعنی مصلون ہی یعنی نماز پڑہنے والے کسی نے کہا کہڑے ہونیوالے ہین روز قیامت
مین کما قال تعالی یوم یقوم الناس لرب العالمین یعنی واسطی حساب کے یہ قول ربیع
بن انس کا ہے کسی نے کہا بالشہادۃ انہم عبادہ قالہ الحسن یعنی گواہی قائم کرنے والے
ہین اسپر کہ وہ اوس کے بندے ہین کسی نے کہا کہ اوس کے افعال کی مطیع ہین جو کچہہ اون کے

ے نہین اوس کی
طرح کا کوئی ۱۲
ے جس دن کہڑے
ہین لوگ رب العالمین
جہان کے صاحب
کی ۱۲

ساتھہ کرنے کا ارادہ کرتا ہی حیات و موت و مرض و صحت کا تو کوئی شی اوسپر ممتنع نہین ہوتی
ہے پس مراد طاعت ارادہ ہی طاعت عبادت نہین ہی کسی نی کہا اخلاص کرنے والے
ہین قالہ سعید بن جبیر حضرت ابن عباس نی فرمایا مطیع ہین حیات و نشور و موت مین
اور ماسوی اس کے عبادت مین وہ اوس کی نافرمان ہین وھُوَ الَّذِیْ الآیہ کا یہ مطلب ہے
کہ وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پھر بعد موت کے اوس کو دوہراویگا پھر اوس کو زندہ کریگا
ہمیشہ کا زندہ رہنا ضمیر ہو کی راجع ہے طرف بعث کے یا طرف اعادہ کے بنظر معنی نہ بنظر لفظ
یعنی رجعہ اور ردّہ یا تذکیر باعتبار خبر کے ہے یعنی خلق کا بعث یا اوس کا پھیرلانا آسان ہی اوسپر
وہ اوس کو مشکل نہین سمجھتا ہے یا یہ معنی ہین کہ آسان تر ہے اوسپر منسبت تمہاری قدرت
کے اور بنا بر اوس شی کے جس کو بعض تمہارا بعض کے واسطے کہتا ہے ورنہ اوسکی قدرت
مین کوئی شی ہیسی نہین ہے کہ بعض اوس کا زیادہ تر آسان ہو بعض سے بلکہ سارے اشیا
برابر ہین قول کن سی اون کو ایجاد فرماتا ہے تو وہ ہو جاتی ہین ابو عبیدہ نے کہا کہ جس کسی نے
اہون کو تفضیل شی علی شی سی عبارت ٹھیرایا ہے سو اوس کا قول اس آیت سے مردود ہے
وکان ذلک علی اللہ یسیرا اور اس کریمہ سے ولا یؤدہ حفظھما عرب لوگ صیغہ
افعل کو فاعل پر بہت محمول کیا کرتے ہین چنانچہ فرزدق کی اس شعر مین ہے ؎

ان الذی سمک السماء بنی لنا		بیتا دعائمہ اعز واطول	

یعنی دعائمہ عزیزۃ طویلۃ احمد بن یحیی ثعلب نی اسپر یہ شعر پڑہا ہے ؎

تمنی رجال ان اموت وان امت		فتلک سبیل لست فیھا بأوحد	

یعنی بواحد اور جس طرح کہ اللہ اکبر معنی اللہ کبیر ہے یہ روایت ہی عوفی کی حضرت ابن عباس سے
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نی وہو علیہ ہین پڑہا ہے یہ قراءت اسپر دال ہی کہ اہون سے
تفضیل مراد نہین ہے مجاہد و عکرمہ و ضحاک نی کہا ہے کہ اعادہ اہون ہی اللہ پر بدارت سی یعنی
ایسر ہے اگرچہ جمیع اوس کا ہین ہے کسی نے کہا مراد یہ ہے کہ فیما بین خلق کے اعادہ اہون ہے
بدارت سے کسی نے کہا کہ علیہ مین ضمیر خلق کی طرف راجع ہے یعنی عود آسان تر ہے خلق پر
یعنی جلد تر و کمتر و آسان تر و کوتاہ تر ہے از روی استقال کے ایک طور سے طرف دوسرے طور کے

سلہ اور وہی اللہ
پر آسان ۱۲

سلہ اور تھکتا نہین
اونگھتا ہے ۱۲

کیونکہ قیامت کے دن تو اونپر ایک بار چیخ ماری جائیگی تو وہ کھڑے ہو جائینگے اور
اون سی کہا جائیگا ہو جاؤ تو وہ ہو جائینگے پس یہ آسان تر ہے اون پر اس سی کہ نطفہ ہون
پھر علقہ پھر مضغہ آخر پیدائیش تک حضرت ابن عباس نی فرمایا کہ اعادہ آسان تر ہے مخلوق پر
اس واسطے کہ قیامت کے دن اوس سی کہیگا ہو جا تو وہ ہو جائیگی اور ابتدا خلقت کی
نطفے سے ہے پھر علقہ سے پھر مضغہ سی اس قول کو ابن انباری نی اون سی روایت کیا ہی
قولہ تعالی ولہ المثل الاعلی فی السموت والارض ہو سکتا ہے کہ ماقبل سے مرتبط ہو وہ یہ
قول ہی، وہو اہون علیہ یعنی اللہ نے تمہاری واسطی اوس کی مثل بیان کی ہے اوس
شی مین جو آسان ہوتی ہے اور اوس شی مین جو مشکل ہوتی ہے زجاج کا میل بھی اسی طرف
ہے یہ بھی جائز ہے کہ مابعد سے مرتبط ہو یعنی ضرب لکم مثلا من انفسکم خلیل نے کہا مثل بمعنی
صفت ہے یعنی واسطے اوس کے وصف اعلی ہے آسمان وزمین مین مثل بمعنی صفت
قرآن شریف مین واقع ہوئی ہے جیسا کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے، مثل الجنۃ التی وعد
المتقون یعنی صفۃ الجنۃ مجاہد نے کہا مثل اعلی قول لا الہ الا اللہ ہے قتادہ بھی اوسی کے قائل
ہین یعنی اوس کے لیے وحدانیت ہی کسی نے کہا مثل اعلی کی یہ معنی ہین کہ جس شی کا ارادہ
کرتا ہے تو کن کہنے سے ہو جاتی ہے فی السموت والارض متعلق ہے مضمون جملۂ متقدم
سے یعنی اللہ پاک معروف وموصوف ہی ساتھ مثل اعلی کے آسمان وزمین مین یا متعلق ہے
اعلی سے یعنی وہ علی وبرتر ہے ان دو جہتون مین یا متعلق ہے محذوف سے کہ وہ حال
ہے اعلی سے یا مثل سے یا اوس ضمیر سے جو اعلی مین ہے اس لیی کہ وہ مثل کی طرف
پھرتی ہے ابو السعود مین یہ ہے واسطی اوس کی ہے وصف اعلی عجیب الشان قدرت عامہ
حکمت تامہ اور باقی صفات کمال وجلال وجمال سی ایسے صفات کہ اوس کے غیر کے لیے
اون صفات کے لگ بھگ صفتین بھی نہین اون کے برابر ہونے کا کیا مذکور ہے ضرب لکم

مثلا من انفسکم ھل لکم مما ملکت ایمانکم من شرکاء فی ما رزقنکم فانتم
فیہ سواء تخافونھم کخیفتکم انفسکم کذلک نفصل الایت لقوم یعقلون ۝
بل اتبع الذین ظلموا اھوآءھم بغیر علم فمن یھدی من اضل اللہ وما لھم من نصرین ۝

له احوال جنت کا
جو کہ وعدہ ملا ہے
ڈرنے والون کو ۱۲

بتائی تمکو ایک کہاوت تمہاری اندرسی تمہارے جو ہاتھہ کے مال ہین اون مین ہین کوئی ساجھی
تمہاری ہماری دی روزی مین کہ تم سب اوس مین برابر رہو خطرہ رکھو اون کا جیسے خطرہ رکھو
اپنون کا یون کہتی ہین ہم پتی اون لوگون کو جو بوجھتے ہین بلکہ چلے ہین یہ بے انصاف اپنی
چاؤ پر بن سمجھی سو کون سمجھاوی جس کو اللہ نے بہکایا اور کوئی نہین اون کا مددگار ف
یعنی تم جو تے مالک ہو لونڈی غلام کے سب روزی کہاتے ہو اللہ کی پہر بھی برابر ساجھی نہین
ہو سکتے تمہارے جیسے اپنی بھائی بند اور تم کو کچھہ پرواہ نہین اون کی کہ مرضی لیکر کام کرو تو
وہ سچا مالک کیا پرواہ رکھے اپنے غلام کی جس کو اوس کا ساجھی گنتے ہو انتہی ف
حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین یہ ایک مثل ہے کہ اللہ پاک نی اوس کو بیان کیا ہے
واسطی اون لوگون کے جو اوس کے ساتھہ شریک کرتے ہین اور اوس کے ساتھہ اوس کے
غیر کو پوجتے ہین اور اوس کے لیے شریک ٹہیراتی ہین اور باوجود اس کے یہ اقرار کرتے ہین
کہ اوس کے شرکا اصنام وانداد اوس کی غلام اور اوس کی ملک ہین چنانچہ وہ یون کہا کرتے تھی
لبیک لاشریک لک الا شریکا ہو لک تملکہ وما ملک پس اللہ پاک نی فرمایا بیان کی واسطی تمہارے
ایک مثل تمہاری اندر سے یعنی تم اوس کی شہادت دیتے ہو اور اوس کو سمجھتے ہو ہل لکم الآیہ
کا یہ مطلب ہے کیا ایک تمہارا پسند کرتا ہے اس بات کو کہ اوس کا غلام شریک ہو اوس کا
اوس کے مال مین تو مالک اور غلام اوس مین برابر ہون تخافونہم کخیفتکم انفسکم یعنی تم اس سے
ڈرتے ہو کہ وہ مقاسمہ کرین اموال کا تم سے ابو مجلز نے کہا کہ تیرا مملوک تو نہین ڈرتا ہے اس سے
کہ وہ تجھہ سی مقاسمہ کرے تیرے مال کا اور نہ یہ اوس کو پونہچتا ہے اسی طرح اللہ پاک ہے کہ
اوس کا کوئی شریک نہین ہے معنی یہ ہین کہ ایک تمہارا اس سی عار کرتا ہے پہر تم کیون ٹہیراتے ہو
واسطی اللہ کے انداد اوس کی خلق سی یہ آیت مثل اس کریمہ کے ہے ویجعلون للہ ما یکرھون
یعنی ٹہیراتی ہین واسطی اللہ کے وہ شے جس کو مکروہ رکھتے ہین یعنی بیٹیان اس لیے کہ
وجعلوا الملائکۃ الذین ھم عباد الرحمن اناثا یعنی ٹہیرایا فرشتون کو جو کہ بندے ہین
رحمن کے عورتین اور اون کو دختران خدا قرار دیا حالانکہ ایک اون کا جس وقت خوشخبری دیا
جاتا تھا بیٹی کی تو اوس کا چہرہ سیاہ پڑجاتا اور وہ غصہ پی جانے والا ہوتا چھپتا پہرتا قوم سے

ف اور کرتی ہین
اللہ کا جو اپنا جی نہ
چاہے ۱۲ ف ۵۲ اور
ٹہیرایا فرشتون کو
جو بندے ہین رحمن
کے عورت ۱۲

برائی سی اوس شی کی جس کی خوشخبری دیا گیا کیا روک رکھی اوس کو ذلت پر یا ٹھونس دی اوس کو
مٹی مین پس یہ لوگ عار کرتے ہین بیٹیون سی اور حال یہ ہے کہ فرشتون کو دختران خدا قرار دیا
سو اوس کی طرف وہ شی منسوب کی جس کو اپنے واسطے پسند نہین کرتے ہین پس یہ سخت ترین
کفر ہے اور اسی طرح اس مقام مین ہے کہ اوس کے واسطے شریک ٹھیرائے اوسکے بندون سے
اور اوس کی خلق سی حالانکہ ایک اون کا غایت درجے کا انکار و عار کرتا ہے اس سی کہ اوس کا
غلام شریک ہو اوس کا اوس کے مال مین اور مساوی ہو اوس کا مال مین و لوشتا لقاسمہ علیہ
تعالی اللہ عن ذلک علو کبیرا طبرانی نی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سی روایت کیا ہی کہ
اہل شرک لبیک یون پکارا کرتے تھے کہ لبیک اللھم لبیک لاشریک لک الا شریکا ہو لک تملکہ
و ما ملک اسپر اللہ تعالی نی یہ آیت نازل فرمائی ہل لکم تا انفسکم اور جبکہ اس مثل کی ساتھہ تنبیہ ہوئی اس
بات پر کہ اللہ پاک بطریق اولی و احری اس سی مبرا و منزہ ہے تو یہ ارشاد فرمایا کذلک
نفصل الآیات لقوم یعقلون پھر اللہ پاک نی یہ بات بیان فرمائی کہ مشرکون نی جو غیر اللہ
کو پوجا ہے سو براہ سفاہت و جہالت کے ہے خود اون کی طرف سی بل اتبع الذین
ظلموا اھواءھم یعنی بلکہ پیروی کی مشرکون نی اپنی خواہشون کی پوجنے مین انداد کے
بے سمجھے فمن یھدی من اضل اللہ یعنی پھر کوئی نہین ہے کہ اون کو راہ بتائے جبکہ اللہ
اون کی گمراہی لکھہ چکا و ما لھم من ناصرین نہین ہی واسطی اون کے اللہ کی قدرت سے
کوئی خلاصی دینے والا اور نہ کوئی پناہ دینے والا اور نہ کوئی اوس سے بھاگنے کی جگہہ ہے
اون کو کیونکہ جو کچھہ اوس نے چاہا وہ ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا وہ خاوند و مالک ہے اسمین کسی کا
کیا زور ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ تحقیق معنی مثل کے اول گذر چکی ہے
حرف من قولہ تعالی من انفسکم مین واسطی ابتدای غایت کے ہے اور وہ مع اپنے مجرور کے
محل نصب مین صفت ہے مثلا کی یعنی ای مثل کو بیان کی واسطی تمہارے ایک مثل ایسی مثل
کہ منتزع و کائن و ماخوذ ہے تمہارے نفوس سی کیونکہ وہ سب چیزون سی بڑھکر تم سی قریب
ہین اور اپنے غیر سے زیادہ تر تمہارے نزدیک ظاہر و واضح ہین پھر جب بطلان شرک
مین تمہاری واسطی اون کی مثل بیان کیجائیگی تو دلالت و وضوح و ظہور مین زیادہ تر ظاہر

و باہر ہو گی پھر وہ مثل مذکور یہ بیان فرمائی کہ ھل لکم ما ملکت ایمانکم الآیہ استفہام انکاری
بمعنی نفی ہی حرف من تبعیض کا ہے من شرکاء کا حرف من زائدہ ہی واسطے تاکید کے مالکت
سے مراد غلام لونڈی ہین مارزقناکم سی مراد اموال وغیرہ ہین فانتم فیہ سواء الخ جواب ہی استفہام
انکاری کا اور تحقیق کرنے والا ہے نفی شرکت کا درمیان مالکون اور غلام لونڈیون کے اون
مالون مین معنی یہ ہین کیون جی تمہارے شریک ہین تمہاری مال وغیرہ ہین جو کہ ہو نیوالی ہین
اوس نوع سی جس کی تمہارے دہنے ہاتھہ مالک ہوئے ہین یعنی غلام لونڈی سو تم اور وہ اوس
مال کے تصرف مین برابر ہو حسب عادت شرکاء کے کلہ فیہ متعلق ہے سواء سے پھر سواء
مع متعلق مقدم کے خبر اول ہی انتم کی تخافونہم الآیہ خبر ثانی ہے انتم کی حرف کاف صفت ہے
مصدر محذوف کی یعنی تخافونہم خیفۃ کخیفتکم انفسکم مراد انفسکم سی آزاد لوگ ہین معنی یہ ہین کہ ڈرتے ہو
تم غلام لونڈیون سی جس طرح کہ ڈرتے ہو آزاد لوگون سی جو کہ آزادی اور ملک اموال وجواز تصرف
مین تمہارے مشابہ ہین مراد نفی ہے تینون چیزون کی ایک تو شرکت درمیان مالکون اور
مملوکون کے دوسرے برابر ہونا مالکون کا مملوکون سی تصرف مین تیسرے ڈرنا مالکون کا مملوکون
سے مثل ڈرنے آزاد لوگون کی ثبوت شرکت اور نفی استواء وخوف مراد نہین ہی جس طرح کہ
ماتا تینا فتحدثنا مین کہا گیا ہے اس کی دو معنی ہین ایک یہ ہین کہ تو ہمارے پاس نہین آتا ہی
اس حال مین کہ باتین کرنے والا ہو بلکہ تو آتا ہے اور ہم سے باتین نہین کرتا ہی دوسرے معنی یہ
ہین کہ نہ تو آتا ہی نہ باتین کرتا ہے دونون امر کی نفی ہے اسی طرح اس جگہہ بھی تینون امر کی
نفی مراد ہے مطلب یہ ہے کیا تم پسند کرتے ہو اس بات کو کہ تمہارے غلام لونڈی ہماری دی
روزی مین تمہارے شریک ہون اور اوس کے تصرف مین تم اور وہ برابر ہون اور تم اون سے
ڈرو حالانکہ تمہاری غلام لونڈی بشریت مین برابر تمہارے ہین مراد حجت قائم کرنا ہے مشرکون پر
کیونکہ وہ ضرور یہ کہین گی کہ ہم اس کو پسند نہین کرتے ہین تو اون سے کہین گے پھر تم اپنی
جانون کو کیون منزہ کرتے ہو غلام لونڈیون کی مشارکت سی کہ وہ تمہاری شریک ہون حالانکہ وہ
تمہاری مثل ہین بشریت مین اور اللہ پاک کے غلامون کو اوس کے شریک ٹھیراتے ہو پھر جب
شرکت باطل ہو چکی درمیان اللہ پاک کے اور کسی ایک کے اوسکی خلق سے اور ساری

خلق اللہ کی غلام ہی تو اب کچھ باقی نرہا مگر یہی کہ اللہ پاک ہی اکیلا رب ہے اوس کا کوئے
شریک نہین ہی جمہور نی انفسکم منصب پڑہا ہے اس بنا پر کہ معمول ہی مصدر کا جو کہ اپنے فاعل
کی طرف مضاف ہی ابن ابی عبلہ نی برفع اس بنیاد پر کہ مصدر مضاف ہی اپنی مفعول کی طرف
کذلک نفصل الآیات لقوم یعقلون یعنی جیسا ہم نے یہ بیان مفصل کیا اسی طرح ہم
واضح تفصیل اور بیان جلی کرتے ہین کیونکہ تمثیل معانی کا کشف و ایضاح کرتی ہے واسطے اون
لوگون کے جو عقل رکھتے ہین اس لیی کہ تنزیلی اور تکوینی آیتون سی یہی عقل والے نفع لیتے
ہین باین طور کہ اون کے سوچنے سمجھنے مین اپنی عقلون سی کام لیتے ہین اول اللہ پاک نے
مشرکون سی خطاب کیا اور اون کے لیے مثل بیان کرکے حق کی طرف اون کو ارشاد فرمایا
پہر اس سب سے اضراب فرما کے یہ ارشاد فرمایا بل اتبع الذین ظلموا اھواءھم بغیر علم
اس مین اضراب ہے مع التفات کے یہ جگہہ ضمیر کی تہی بل اتبعوا کہنا کافی تہا مگر وصف ظلم
کی اون پر تسجیل کرنے کے لیے اسم ظاہر کو ضمیر کی جگہہ مین رکہا یعنی جن لوگون نی شرک کرکے
اپنی جانون پر ظلم کیا اونہون نی آیتون کو سمجہا بوجہا نہین بلکہ اپنے اہواو زائغہ و آرا فاسدہ
زائفہ کی پیروی کی بغیر علم کا محل نصب ہی بنا بر حال یعنی اپنی باطل خواہشون کی پیروی کی
اس حال مین کہ وہ جاہل ہین اس بات سے کہ وہ گمراہی پر سوار ہین فمن یھدی
من اضل اللہ پہلا پہر کون قدرت رکھتا ہی اوس کی ہدایت پر جس کو خدا نے گمراہ کیا
یعنی کسی کو قدرت نہین ہے کیونکہ رشاد و ہدایت اللہ پاک کی تقدیر و ارادے سے ہوتا ہے
وما لھم من ناصرین ضمیر جمع باعتبار معنی من ہی یعنی یہ لوگ جن کو خدا نے گمراہ کیا
ان کے لیی کوئی مددگار نہین ہی کہ اون کی مدد کرے اور درمیان اون کے اور عذاب
الٰہی کے حائل ہو پہر اللہ پاک نی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی توحید و عبادت کا امر
کیا پس ارشاد فرمایا فاقم وجھک للدین حنیفا فطرت اللہ التی فطر الناس علیھا
لا تبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم ولکن اکثر الناس لا یعلمون منیبین
الیہ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ ولا تکونوا من المشرکین من الذین فرقوا دینھم
وکانوا شیعا کل حزب بما لدیھم فرحون سو تو سیدہا رکہہ اپنا مونہہ دین پر

ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جسپر تراشا لوگون کو بدلنا نہین اللہ کے بنائے کو یہی ہے
دین سیدہا لیکن بہت لوگ نہین سمجھتی سب رجوع ہو کر اوس کی طرف اور اوس سے ڈرتے رہو
اور کھڑی رکھو نماز اور مت ہو مشرک والون مین جنہون نے پھوٹ ڈالی اپنے دین مین
اور ہو گئے اون مین بہت جتنے ہر فرقہ جو اپنے پاس ہی اوسپر ریجھ رہے ہین ف
یعنی اللہ سب کا حاکم مالک سب سے نرالا کوئی اوس کی برابر نہین کسی کا زور اوسپر نہین
یہ باتین سب جانتے ہین اون پر چلنا چاہیے ایسے ہی کسی کی جان مال کو ستانا ناموس
مین عیب لگانا ہر کوئی برا جانتا ہے ایسے ہی اللہ کو یاد کرنا غریب پر ترس کھانا حق پورا دینا
دغا نہ کرنی ہر کوئی اچھا جانتا ہے اسپر چلنا وہی دین سچا ہے اون چیزون کا بندوبست
پیغمبرون کی زبان سی اللہ نے سکھلا دیا ف یعنی اصل دین پکڑو اوس کی طرف
رجوع ہو کر اگر صلاح دنیا کے واسطے یہ کام کیے تو دین درست نہوا انتہی ف حافظ
ابن کثیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہے پس تو سیدہا رکھ اپنا مونہہ اور مستمر رہ
اوس دین پر جس کو اللہ نے تیرے واسطے مشروع کیا ہے یعنی حنیفیہ ملت ابراہیم جس کی اللہ
نے بھی راہ بتائی اور اوس کو تیرے واسطے غایت درجے کا کامل کیا اور باوجود اس کے تو
لازم پکڑنے والا ہوا اپنی فطرت سلیم کو جسپر اللہ پاک نے خلق کو مفطور و مخلوق کیا ہے اس لیے
کہ اللہ تعالی نی اپنی خلق کو اپنی معرفت و توحید پر مفطور کیا ہے اور اسپر کہ کوئی معبود نہین ہے
مگر وہ چنانچہ یہ بات اس آیت کی زیر تفسیر گذر چکی ہے و اشہدھم علی انفسہم الست
بربکم قالوا بلی اور حدیثین آئندہ ہم ذکر کرین گے بیشک اللہ پاک نے اپنی خلق کو اسلام پر
مفطور کیا ہے پھر بعض خلق پر فاسد دین عارض و طاری ہو گئے جیسے یہودیت و نصرانیت
و مجوسیت قولہ تعالی لا تبدیل لخلق اللہ بعض نی کہا اس کے یہ معنی ہین مت بدلو اللہ
کی خلق کو تو متغیر کر ڈالو لوگون کو اون کی فطرت سی جسپر اللہ نے اون کو مفطور کیا ہے اس معنی
کی بنا پر یہ خبر بمعنی طلب ہو گی کقولہ تعالی و من دخلہ کان اٰمنا یعنی جو کوئی حرم مین داخل
ہو تو تم اوس کو امن دو یہ معنی حسن و صحیح ہین دوسرون نے کہا کہ یہ خبر اپنے باب پر ہے یعنی
خبر ہی ہے بمعنی طلب نہین ہے معنی اس کے یہ ہین کہ اللہ پاک فی درمیان اپنی ساری خلق کی

۱۵ اور اقرار کروایا
اون سی اون کی جان
پر کیا مین نہین ہون رب
تمہارا بولے کیون نہین ۱۲
۵۲ اور جو اوس کے
اندر آیا اوس کو امن
ملا ۱۲

برابری کی ہے منظور کرنے مین جبلت مستقیم پر کوئی پیدا نہین کیا جاتا ہے مگر اوسی فطرت راست و درست پر اس باب مین درمیان لوگون کے کسی طرح کا تفاوت نہین ہی اسی لیے حضرت ابن عباس و ابراہیم نخعی و سعید بن جبیر و مجاہد و عکرمہ و قتادہ و ضحاک و ابن زید نے لاتبدیل لخلق اللہ کی تفسیر مین لدین اللہ کہا ہے بخاری نی کہا قولہ لاتبدیل لخلق اللہ لدین اللہ خلق الاولین کی معنی ہین اگلون کا دین اور فطرت کے معنی ہین اسلام پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے نہین ہے کوئی مولود کہ پیدا کیا جاتا ہے مگر فطرت پر پھر ماں باپ اوس کے یہودی کرتے ہین اوس کو یا نصرانی کرتے ہین اوس کو یا مجوسی کرتے ہین اوس کو جس طرح کہ جنتی ہے بہیمہ بہیمہ کو پورا ھل تحسون فیھا من جدعاء یعنی کیا تم معلوم کرتے ہو چوپایون مین کوئی ناک کان کٹے غرض یہ ہے کہ جانورون کا بچہ سب اعضا سے درست پیدا ہوتا ہے پھر ابو ہریرہؓ یہ آیت پڑھتے فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیھا لاتبدیل لخلق اللہ ذلک الدین القیم و رواہ مسلم من حدیث عبداللہ بن وھب عن یونس بن یزید الایلی عن الزھری بہ واخرجاہ ایضا من حدیث عبدالرزاق عن معمر عن ھمام عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حدیث شریف کے معنی ہین اور حدیثین وارد ہوئی ہین صحابہ کی ایک جماعت سی پس اونمین سی حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ ہین امام احمد رضی اللہ عنہ نے اون سی روایت کیا ہی کہا مین آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اور مین نی آپ کے ہمراہ غزا کی پس مین پونہچا فتحمندی کو پھر لوگون نی اوس دن قتل کیا یہان تک کہ بچون کو قتل کر ڈالا پس یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پونہچی تو آپ نی فرمایا کیا حال ہی قومون کا کہ تجاوز کیا اون سے قتل نے آج کی دن یہان تک کہ اونہون نے ذریت کو مار ڈالا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ تو مشرکین کے بیٹے ہین تو آپ نی فرمایا نہین تمہاری جو بہترین ہین سو وہ مشرکون کے ابنا ہین پھر فرمایا مت قتل کرو ذریت کو مت قتل کرو ذریت کو اور فرمایا کل نسمۃ تولد علی الفطرۃ حتی یعرب عنھا لسانھا یعنی ہر جان پیدا کی جاتی ہے فطرت اسلام پر یہان تک کہ ظاہر کرے

لہ اعراب لسان یہ ہے کہ اوس کی زبان کھلا باتین کرنی لگے منہ

اوس سی زبان اوس کی پہر ان باپ اوس کی یہودی کرتی مین اوس کو یا نصرانی کرتے ہین اوسکو
ورواہ النسائی فی کتاب السیر عن زیاد بن ایوب عن ھشیم عن یونس وھو
ابن عبید عن الحسن البصری بہ اور اون صحابہ مین سی حضرت **جابر بن عبد اللہ**
رضی اللہ عنہما ہین **امام احمد** نی اون سی روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہی ہر مولود پیدا کیا جاتا ہے فطرت پر یہان تک کہ ظاہر کرے اوس سی زبان اوسکی
پہر جس وقت تعبیر کرے اوس سی زبان اوس کی تو یا وہ شاکر ہوگا یا کفور یعنی ناشکر **منجملہ**
اون کے حضرت **عبد اللہ** بن عباس ہاشمی رضی اللہ عنہما ہین **امام احمد** نی اون سے
روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نی اولاد مشرکین کا پوچہا تو آپ نے
فرمایا اللہ اعلم بما کانوا عاملین اذ خلقہم یعنی اللہ دانا تر ہے اوس شی کا جو وہ عمل کرنیوالے
تہے جبکہ اون کو پیدا کیا اخرجاہ فی الصحیحین من حدیث ابی بشر جعفر بن ایاس
الیشکری عن سعید بن جبیر عن ابن عباس مرفوعا کذلک **نیز امام احمد** نی
حضرت ابن عباس سی روایت کیا ہی فرمایا ایک زمانہ مجہپر آیا اور مین کہتا تہا کہ اولاد مسلمانون
کی مسلمانون کے ساتہہ ہے اور اولاد مشرکون کی مشرکون کے ساتہہ یہان تک کہ مجہی حدیث
کی فلان عن فلان نی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی کسی نی اون کا پوچہا تو آپ نی فرمایا
اللہ اعلم بما کانوا عاملین کہا پس مین ملا اوس شخص سے تو اوس نی مجہے خبر دی پہر مین اپنی قول
سے رک گیا **منجملہ** اون کے حضرت **عیاض** بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ ہین **امام**
احمد نے اون سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن خطبہ
پڑہا تو آپ نی اپنے خطبے مین یہ فرمایا کہ بیشک میرے رب عزوجل نی مجہی امر کیا ہے کہ مین تمکو
معلوم کرادون وہ شی جس کا تمکو جہل ہی اوس شی سے جو مجہکو سکہائی ہے میرے اس دن
مین کل ما نحلتہ عبادی حلال وانی خلقت عبادی حنفاء کلہم وانہم اتتہم
الشیاطین فاضلتہم عن دینہم وحرمت علیہم ما احللت لہم وامرتہم
ان یشرکوا بی ما لم انزل بہ سلطانا وان اللہ عز وجل نظر الی اہل الارض
فمقتہم عربہم وعجمہم الا بقایا من اہل الکتاب وقال انما بعثتک لابتلیک

وابتلی بک وانزلت علیک کتابا لا یغسلہ الماء تقرؤہ نائما ویقظان یعنی اللہ پاک
نے فرمایا ہر وہ شی یعنی مال جو مین نی عطا کیا اپنی بندون کو حلال ہے یہ انکا ہی سائبہ وصیلہ
وغیرہ کا جس کو کفار مکہ نے اپنی جانون پر حرام کر لیا تھا اور بیشک مین نی پیدا کیا اپنی بندون کو
حنفا سب کو یعنی مستعد اور لیاقت رکھنے والے واسطے قبول حق کی شرک و معاصی سے بری
اور بیشک آئی اون کے پاس شیاطین تو اون کو اون کے دین سے بہکا دیا اور حرام کر دی اونپر
وہ شی جو مین نی اون کے واسطے حلال کی اور اون کو امر کیا اس بات کا کہ شریک کرین میرے
ساتھ اوس شی کو جس کی مین نی کوئی دلیل نازل نہین کی یعنی اصنام پھر اللہ عزوجل نے نظر
کی طرف زمین والون کی تو اون کو مبغوض رکھا اون کے عرب و عجم کو اس لیی کہ شرک پر اونکو
متفق پایا مگر بقایا اہل کتاب سی یعنی یہود یہ لوگ شرک سی بیزار ہوئے تھے اور فرمایا کہ مین نے
تجھکو اس لیی بھیجا کہ تجھی جانچون یعنی آیا تو صبر کرتا ہے قوم کی ایذا پر اور امتحان کرون تیرے
ساتھ یعنی لوگون کا کہ تجھی مانتے ہین یا نہین اور اوتاری مین نے تجھپر ایک ایسی کتاب جسکو پانی
نہین دہوتا ہے اور پڑہتا ہے تو اوس کو سوتا اور جاگتا ثم ان اللہ امرنی ان احرق
قریشا فقلت رب اذا یثلغ راسی فیدعہ خبزۃ قال استخرجھم کما استخرجوک
واغزھم نغزک وانفق فسننفق علیک وابعث جیشا نبعث خمسۃ مثلہ
وقاتل بمن اطاعک من عصاک یعنی پھر اللہ نی مجھکو یہ امر کیا کہ مین ہلاک کرون قریش کو
تو مین نی کہا ای میری رب ابھی وہ میرا سر توڑ ڈالین گی پھر اوسی روٹی کر کے چھوڑ دین گے
فرمایا تو اون سی نکلنے کا کہ جس طرح کہ اونہون نے تجھ سے کہا ہے اور تو اون پر چڑہائی کر ہم
چڑہائی کے اسباب تیرے واسطے مہیا کر دین گی اور تو خرچ کر پھر ہم عنقریب تجھپر خرچ کرین گے
اور تو ایک لشکر بھیج ہم پانچ لشکر اوس کے مثل بھیجین گے یعنی اون کے پانچ گنے فرشتے
کہ وہ اون کی اعانت کرین اور لڑین اون کے ساتھ جنہون نے تیری اطاعت کی ہی اون
لوگون سی جنہون نی تیری نافرمانی کی ہے قال واھل الجنۃ ثلثۃ ذو سلطان مقسط
متصدق موفق ورجل رحیم رقیق القلب لکل ذی قربی ومسلم وعفیف
متعفف ذو عیال فرمایا جنت والی مین تین شخص ہین بادشاہ عادل خیرات کرنے والا توفیق خیر

کی دیا ہوا اور مرد نہایت مہر والا نرم دل واسطی ہر رشتہ دار کی اور مسلمان کی اوپر پارسا سوال
سے بچنی والا عیالدار قال واھل النار خمسۃ الضعیف الذی لا زبر لہ الذین ھم
فیکم تبعا لا یبتغون اھلا ولا مالا والخائن الذی لا یخفی لہ طمع وان دق الا
خانہ ورجل لا یصبح ولا یمسی الا وھو یخادعک عن اھلک ومالک وذکر
البخل او الکذب والشنظیر الفحاش انفرد باخراجہ مسلم فرواہ من طرق
عن قتادۃ بہ یعنی فرمایا دوزخ والی پانچ آدمی ہین ایک تو وہ شخص ضعیف ہے جس کو کچھہ عقل
نہین ہی لیکن اس معنی مین یہ بات ہے کہ ایسے شخص پر کسی طرح کی تکلیف نہین ہے پھر وہ
اہل نار سی کیونکر ہوگا اس لیی ضعیف کی یہ معنی کہین گی وہ شخص ہے کہ خواہش نفس کے وقت
رکتا نہین ہے کذا قال الطیبی صاحب مجمع البحار فرماتی ہین شاید طیبی اس طرف گئے کہ الذین فیکم
تبعا ایک اور قسم ہی پانچ سے اسی لیی اس کی یہ تفسیر کی ہے کہ وہ خدام ہین شہوات ومحرمات
پر اکتفا کرتی ہین جیسا کہ قاضی نے کہا ہے کہ وہ خدام ہین جن کا مطمح نظر سوای پیٹ کے اور
کچھہ نہین ہے کسی وجہ سے ہو اون کی ہمتین اس کی سوا کسی امر دینی یا دنیوی کی طرف تجاوز
نہین کرتی ہین ظاہر یہ ہے کہ کبھی تو ضعیف کی صفت مفرد کے ساتھہ کی گئی باعتبار اوس کی لفظ
کے اور کبھی جمع کے ساتھہ باعتبار جنس کی یا موصول ثانی بدل ہی ماقبل سی بسبب نہونے حرف
عطف کے اسپر کوئی اشکال متوجہ نہین ہوتا ہی تو پشتی اور یہ پانچ قسمین یہ ہین ضعیف خائن رجل
بخیل شنظیر صف تبع بفتحتین ہے مراد الذین ہم فیکم تبع سی وہ لوگ ہین جو امرا کے گرد گھومتے ہین
اون کی خدمت کرتے ہین لوگون کو پیٹتے مارتے ہین بسبب اوس حلال وحرام کے جس کو کہانے
پہننے ہین نہ جورو چاہتے ہین نہ مال بلکہ جس شی پر قدرت پاتے ہین اوس سب کو لیتی کہاتی
ہین اس کے سوا اور اون کا کچھہ قصد جورو مال کا نہین ہے ان لوگون کو سرہنگ وپردہ دار کہتے
ہین کلمہ تبع برفع مبتدای یا فاعل ہی ظرف کا اور جملہ خبر ہی اور نصب حال ہی لا یتبعون بعین مہملہ بتخفیف
وتشدید اور بغین معجمہ مروی ہی لا یخفی لہ طمع کی یہ معنی ہین کہ جس شی مین کچھہ بھی طمع ممکن ہی گو ذرا ہی
سی کیون نہو اوس کی جستجو مین سعی وکوشش کرتا ہے اوس کے حاصل کرنے مین جان دی دیتا ہی
یہان تک کہ اوس کو پائی تو اوس مین خیانت کرے یا یہ معنی ہین کہ ظاہر نہین ہوتی ہے اوس کو

کوئی شی جس مین طمع کیجاتی ہے مگر وہ اوس مین خیانت کرتا ہی گو اوسی شی کیون نہو یہ معنے
اس بنا پر ہین کہ خفی منجملہ اضداد ہے یخادعک عن اہلک و مالک کی یہ معنی ہین کہ بسبب تیرے
اہل و مال کے تجھ سے فریب کرتا ہے یعنی اون مین طمع کرتا ہے پس تیرے نزدیک امانت
وعفت کا اظہار کرتا ہی اور اون مین خیانت کرتا ہی شنظیر فحاش بکسر شین و سکون نون و ظای
معجمہ بمعنی بدخلق ہے برفع معطوف ہے رجل پر اور فحاش اوس کی صفت ہی چاہیے یون کہ
منصوب ہو اور تمۂ ذکر البخل والکذب سی ہٹیری بنا بر روایت واو یعنی راوی نی کہا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے بخیل و کذاب کا ذکر کیا لیکن اکثر روایتون مین بکلمۂ او ہے **قولہ تعالے**
ذلک الدین القیم یعنی شریعت و فطرت سلیم کے ساتھہ تمسک کرنا اوس کو خوب مضبوط
پکڑنا راست و درست دین یہی ہی ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اسی لیی اکثر لوگ اوس کو جانتے
پہچانتے نہین ہین اوس سی کنارہ کرتے ہین اللہ پاک نے فرمایا ہے وما اکثر الناس
ولو حرصت بمؤمنین وقال تعالی وان تطع اکثر من فی الارض یضلوک عن سبیل اللہ
الآیہ قولہ تعالی منیبین الیہ واتقوہ یعنی رجوع کرنے والی طرف اوس کی اور ڈرو اوس سے
اور اوس کا مراقبہ کرو اوس کا پاس و لحاظ رکھو اور نماز قائم کرو نماز طاعت عظیم ہے اور مت ہو
مشرکون سی بلکہ اون لوگون سی ہو جو اوس کی توحید کرتے ہین اوس کی لیی اخلاص عبادت
کرتی ہین اوس عبادت سی اوس کی سوا کسی کو نہین چاہتے ہین **ابن جریر** نے یزید بن ابی
مریم سی روایت کیا ہی کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ معاذ بن جبل پر گذری تو فرمایا کیا ہے قوام
اس آیت کا حضرت معاذ نی کہا تین یعنی خصلتین اور وہ منجیات ہین اخلاص اور وہ فطرہ ہے
فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا اور نماز اور وہ ملت و طاعت ہی اور وہ عصمت ہے پس حضرت عمر
نے فرمایا تو نی سچ کہا حدثنی یعقوب انبأنا ابن علیۃ انبانا ایوب عن ابی قلابۃ ان عمر
رضی اللہ عنہ قال لمعاذ ما قوام ھذا الامر فذکر نحوہ قولہ تعالی من الذین
فرقوا دینہم وکانوا شیعا الآیہ یعنی تم مشرکون سی مت ہو جنہون نی اپنی دین کو تبدیل و
تغییر کر ڈالا اور بعض کو مانا اور بعض سی منکر ہوئے بعض نی فارقوا دینہم پڑہا ہے یعنی اوس کو
اپنے پس پشت چہوڑ دیا یہ لوگ مثل یہود و نصاری و مجوس کے ہین اور بت پرست اور بابلی

ف اور ہمین اکثر لوگ یقین لانیوالے اگرچہ تو چاہوی ۱۲
ف اور اگر تو کہا مانے اکثر لوگون کا جو دنیا مین ہین تجھکو بہکا دین اللہ کی راہ سی سیاہی چاہتے ہین خیال پر اور سب اٹکل دوڑاتے ہین ۱۲

ادیان باطل والی جو کہ اہل اسلام کے سوا ہین کما قال تعالی ان الذین فرقوا دینہم وکانوا
شیعا لست منہم فی شئ انما امرہم الی اللہ الایہ پس ہم سی پہلی کے دین والون نے
باہم اختلاف کیا آرا ر وملل باطلہ پر ہر فرقہ اون مین سے یہ زعم کرتا ہے کہ وہ کسی شی پر ہے اور
اس امت نے بہی باہم اختلاف کیا نحلتون پر جو کہ سب باطل ہین مگر ایک اور وہ اہل سنت و
جماعت ہین جو کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ تمسک کرتی ہین
اور اوس شی کو اخذ کرتے ہین جسپر صدر اول صحابہ وتابعین وائمہ مسلمین زمانۂ قدیم وحدیث مین
تہے جیسا کہ حاکم نی اپنی مستدرک مین روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سی
کسی نی اون مین سی فرقۂ ناجیہ کا پوچہا تو آپ نے فرمایا من کان علی ما انا علیہ الیوم
واصحابی **ف** فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہی کہ مراد اقامت وجہ سی دین پر متوجہ
ہونا ہے متوجہ ہونے کی تشبیہ دی اس بات کے ساتہہ کہ کوئی شخص کسی شی کی طرف اپنا مونہہ
سیدہا کری اور اوسپر متوجہ ہو کیونکہ جو کوئی کسی شی کا اہتمام کرتا ہے تو اپنی آنکہہ اوسپر باندہتا ہے
اور اپنی نظر کو اوس کی طرف سیدہا کرتا ہی اور اپنا چہرہ اوس کے واسطے راست و درست کرتا ہے
اوسپر متوجہ ہو کر حنیفا منصوب ہے بنا بر حال فاعل اقم سی یعنی تو خوب متوجہ ہو دین پر اس حال
مین کہ تو مائل ہو طرف اوس کے جمنے والا ہو اوسپر نہ التفات کرنے والا ہو اوس کے سوا
اور باطل دینون کی طرف یا حال ہی اقم کے مفعول سی یعنی تو سیدہا کر اپنا مونہہ اس حال مین
کہ وہ مونہہ مائل ہو نیوالا ہو سب دینون سی **ف** اوسی دین کے تمام واحد ہے فطرت
اصل مین بمعنی خلقت ہے اس جگہہ مراد اوس سی ملت ہے یعنی اسلام و توحید **واحدی** نے
کہا یہ قول ہی مفسرین کا فطرہ کے بارے مین کسی نے کہا کہ مراد اوس سی دین کی قابلیت ہی اور
اوس کی لیی تہیئی و مستعد ہونا ہی رسم خط فطرت کا بتای مجرورہ ہے اس کے سوا قرآن شریف
مین اور نہین ہے مراد اس سی اس جگہہ وہ لوگ ہین جن کو اللہ پاک نی اسلام پر مفطور و مخلوق
کیا ہے کیونکہ مشرک اسلام پر مفطور نہین ہوا ہے خطاب اقم کا گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے ساتہہ خاص ہی لیکن آپ کی امت آپ کے ساتہہ اسمین داخل ہے **قرطبی** نے کہا
اسپر اہل تاویل کا اتفاق ہی اولی حمل کرنا اس کا ہی عموم پر بدون فرق کے درمیان مسلم وکافر

لہ جنہون نے
راہین کا لین اپنے
دین مین اور ہوس
سی فرقہ فرقہ ہوکر اون
سے ہر ایک فرقہ مین
اون کا مزعوم اسی
اون کو جیسا کہ ہر ایک
اون سے ہر ایک فرقہ کرتا ہے
سنہ ۱۲

کے اور وہ سب فطرت پر مفطور ہین [illegible] عارض نہون جو اون کو عارض ہوتے ہین جن کی
سبب سی وہ کفر پر باقی رہتے ہین جیسا [illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث مذکور مین
وارد ہوا ہے اور حضرت اسود بن سریع اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم کی حدیثون
مین آیا ہے اور حدیث عیاض بن حمار حضرت ابوہریرہ کی حدیث کی معاضد و مؤید واقع ہوئی
ہے پس بمقتضای احادیث مذکورہ ہر فرد افراد ناس سی ملت اسلام پر مفطور و مخلوق ہوئی ہے
لیکن فطری ایمان و اسلام کا کچھ اعتبار نہین ہے اعتبار جو ہے سو شرعی ایمان و اسلام کا ہے
مگر صحیح یہ قول ہی صحابہ و من بعدہم کی ایک جماعت کا اور قول ہے مفسرین کے ایک گروہ کا
اور حق یہی ہے اور یہ قول کہ مراد فطرت سی اس جگہہ اسلام ہے مذہب ہے جمہور سلف کا
دوسرے لوگون نی کہا کہ فطرت وہ بدایت ہی جس پر اولاد آدم کی ابتدا کی اس لیی کہ اون کی ابتدا
کی ہے واسطی حیات و موت و سعادت و شقاوت کے فاطر کلام عرب مین بمعنی مبتدی ہے
جو لوگ اس قول کے قائل ہین وہ فطرت کے معنی لغوی کی طرف گئے ہین اور اوس کے
شرعی معنی کو ترک کیا ہے حالانکہ باتفاق اہل شرع شرعی معنی مقدم ہوتے ہین لغوی معنی پر
رہی یہ بات کہ کتاب و سنت مین بعض جگہہ لفظ فطرہ واقع ہوا ہے اور مراد اوس سی لغوی
معنی ہین سو یہ اوس کو منافی نہین ہے کقولہ تعالی الحمد للہ فاطر السموات والارض
یعنی خالق و مبتدی آسمان و زمین و کقولہ تعالی وما لی لا اعبد الذی فطرنی
کیونکہ اس مین کسی طرح کا نزاع نہین ہے کہ معنی لغوی یہی ہین لیکن نزاع فطرت کے معنی
شرعی مین ہی اور شرعی معنی اوس کے وہی ہین جو اول لوگون نے ذکر کیے ہین چنانچہ
ہم بیان کر چکے ہین نصب فطرت کا اس بنا پر ہے کہ اگلے جملے کا مصدر مؤکد ہی زجاج نی کہا
بمعنی اتبع فطرۃ اللہ منصوب ہے یعنی پیروی کر اللہ کی فطرت کی غرضکہ فطرت مفعول ہے
فعل محذوف کا کہا اس لیی کہ فاقم وجہک للدین کے یہ معنی ہین کہ اتباع کر دین کا اور اتباع کر
اللہ کی فطرت کا ابن جریر نے کہا کہ فطرۃ مصدر ہے فاقم وجہک کے معنے سے کیونکہ اوس کے
معنی یہ ہین فطرۃ اللہ الناس علی الدین کسی نے کہا کہ اغراء کی بنا پر منصوب ہے ای الزموا فطرۃ اللہ
یا علیکم فطرۃ اللہ یعنی لازم پکڑو اللہ کی فطرت کو اس وجہ کو ابوحیان نی رد کیا ہے اور کہا ہے

[illegible] جیسا کہ [illegible] کہا [illegible]
[illegible] اور [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible]

کہ کلا اغرا کا مضمر نہین کیا جاتا ہی کیونکہ عوض ہے فعل ہی پس اگر اوس کو حذف کر دیا تو عوض و معوض عنہ دونون کا حذف کرنا لازم آئیگا اور یہ مراجحاف ہے یعنی ستم ہے اس کا یون جواب دیا ہے کہ یہ بصریون کی رای ہے رہے کسائی و اتباع کسائی سو وہ اوس کو جائز رکھتے ہین غرضکہ اللہ پاک نی لزوم فطرت کا امر فرمایا پھر اوس کی یہ تعلیل بیان کی کہ لاتبدیل لخلق اللہ یعنی یہ فطرت جسپر اللہ نے لوگون کو مفطور کیا ہے اور وہ قبول حق جسپر اون کو مجبول و مطبوع و مخلوق کیا ہے خالق سبحانہ کی طرف سی اوس کے واسطے کسی طرح کی تبدیل نہین ہے یا یہ تعلیل ہے وجوب امتثال کی واسطی امر بلزوم فطرت کے یعنی تم پر امتثال امر لزوم فطرت کا واجب ہے اس لیی کہ کسی طرح کی صحت و استقامت و درستی و راستی نہین ہے واسطی تبدیل خلق اللہ کے باین طور کہ ہوا کا اتباع اور وسوسۂ شیاطین کو قبول کر کے اوس کی موجب مین خلل ڈالو اور اوس کی مقتضا کو اوسپر مرتب نہ کرو کسی نی کہا کوئی قادر نہین ہی اسپر کہ خلق اللہ کو متغیر کر ڈالے اس معنی کی بنا پر ضرور ہے کہ تبدیل کو اسپر محمول کرین گے کہ مراد نفس فطرت کا بدلنا ہے باین طور کہ اوس کو بالکل بدل دے اور اوس کی جگہہ مین ایسا فطرت رکھے جو کہ غیر مصحح ہے واسطی قبول حق کی اور واسطی تمکن کے اوس کے ادراک سے کیونکہ یہ امر ضروری ہے کہ تبدیل بمعنی اول مقدور ہی بلکہ واقع ہے قطعًا پس تعلیل اس وقت اس جہت سے ہوگی کہ سلامت فطرت کی ہر ایک مین متحقق ہے تو اوس کا لزوم ضرور ہے باین طور کہ اوس کے مقتضا کو اوس پر مرتب کرین اور اتباع ہوا و خطوات شیطان جس کا ذکر ہوا ہے اوس سی اوس مین خلل نہ ڈالین ذکرہ ابو السعود کسی نے کہا نفی بمعنی نہی ہے یعنی مت بدلو اللہ کی خلق کو مجاہد و ابراہیم نخعی نے کہا کہ اوس کے معنی یہ ہین لاتبدیل لدین اللہ **قتادہ** و ابن جبیر و ضحاک و ابن زید نے کہا کہ یہ معتقدات مین ہی **عکرمہ** نے کہا معنی یہ ہین نہین ہے کوئی تغییر واسطی خلق اللہ کے بہائم مین باین طور کہ اون کے نر خصی کیے جائین کسی نے کہا مت بدلو توحید کو ساتھہ شرک کی اور سنت کو ساتھہ بدعت کے کسی نی کہا یہ معنی ہین کہ جس سعادت و شقاوت پر انسان مجبول کیا گیا ہے اوس کے واسطی کسی طرح کی تبدیل نہین ہے پس شقی سعید ہوتا ہے نہ سعید شقی ذلک الدین القیم یعنی وہ دین جس کی طرف موحد سیدھا کر کے

حکم کیا گیا ہی دین قیم ہے یا لزوم فطرت دین مستقیم ہے حضرت ابن عباس نی فرمایا دین قضا ہی
ولکن اکثر الناس لا یعلمون یعنی اکثر لوگ مراد اہل مکہ ہین اوس کو نہین جانتے ہین یہان تک
کہ اوس کو کرین اور اوس پر عامل ہون منیبین الیہ یعنی رجوع ہونے والے طرف
اللہ پاک کی ساتھہ توبہ و اخلاص کے اور مطیع اوس کے لیے اوس کے اوامر و نواہی مین
جوہری نی کہا اناب الی اللہ کے یہ معنی ہین اقبل و تاب یعنی متوجہ ہوا طرف اللہ کے اور توبہ
کے نصب بنا بر حال ہے فاعل اقم سی مبرد نے کہا اس لیی کہ معنی اقم و جہک کے یہ ہین کہ
سیدھا کر و تم اپنے موہنہ فراء نی کہا معنی یہ ہین سیدھا کر تو اپنا موہنہ اور وہ لوگ جو تیرے
ساتھہ ہین اس حال مین کہ رجوع ہونے والے ہو طرف اوس کے زجاج نی بھی اسی طرح کہا ہی
اور کہا تقدیر یہ ہے فاقم وجہک و امتک پس سب سے اول ہی حذف کرنا معطوف کا جایز ہے
اس لیی کہ منیبین بصیغۂ جمع اوسپر دال ہی کسی نے کہا بنا بر قطع منصوب ہے کسی نے کہا
اس بنیاد پر کہ کان محذوف کی خبر ہے ای کونوا منیبین الیہ اس لیی کہ ولا تکونوا من المشرکین
اوسپر دلالت کرتا ہی غرضکہ اللہ پاک نے اول دو کو انابت کا حکم دیا بعد اوس کے تقوی کا
امر فرمایا و اتقوہ معطوف ہے فعل مقدر پر جو کہ منیبین کا ناصب ہے یعنی اقیموا وجوہکم
منیبین الیہ و اتقوہ معنی یہ ہین سیدھا کرو اپنے موہنہ اوس کی طرف رجوع ہو کر اور ڈرو اوس سے
ایسی طور کہ اوس کے معاصی سے بچو اور کھڑی رکھو نماز جس کا تمکو حکم ہوا ہے اور مت ہوؤ
اون لوگون مین سے جو کہ عبادت مین غیر کو اوس کی ساتھہ شریک کرتے ہین من الذین
فرقوا دینہم و کانوا شیعا ماقبل سے بدل ہی باعادۂ جار اور شیع بمعنی فرق ہے
یعنی مت ہوؤ اون مین سے جو کہ فرقے فرقے ہو گئے دین مین کہ بعض بعض کی مشایعت
و پیروی کرتا ہی یعنی اہل بدع و اہوا کسی نی کہا مراد یہود و نصاری ہین حمزہ و کسائی نی فارقوا دینہم
پڑہا ہی یہ قرارت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی اور سبعیہ ہی یعنے
مفارقت کی اوس دین سی جس کی پیروی واجب ہے یعنی توحید اس آیت کی تفسیر آخر
سورۂ انعام مین گذر چکی ہے فراء نے کہا جایز ہے کہ من الذین الخ کلام مستانفہ ہو جس طرح
یہ جایز ہے کہ ماقبل سے متصل ہو کل حزب بما لدیہم فرحون ماقبل مین

جو تفریق دین کا اور فرقے فرقے بنجانے کا ذکر تہا سو یہ جملہ اوس کے لیے اعتراض مقرر ہے
یعنی اوس کی تاکید و تقریر کرتا ہے معنی یہ ہین کہ اونمین سی ہر فرقہ جو دین کہ مبنی بر غیر صواب
ہے اوس سی مسرور و مبتہج ہو رہا ہے خیال کرتا ہی کہ وہ حق پر ہے حالانکہ دین سی اوس کے
ہاتہہ مین کچہہ بہی نہین ہے واذا مس الناس ضر دعوا ربھم منیبین الیہ ثم اذا
اذاقھم منہ رحمۃ اذا فریق منھم بربھم یشرکون ۝ لیکفروا بما اتینھم ۝
فتمتعوا ووقف فسوف تعلمون ۝ ام انزلنا علیھم سلطنا فھو یتکلم بما کانوا بہ یشرکون ۝
واذا اذقنا الناس رحمۃ فرحوا بھا وان تصبھم سیئۃ بما قدمت ایدیھم
اذا ھم یقنطون ۝ اولم یروا ان اللہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر ان فی
ذلک لایت لقوم یؤمنون ۝ اور جب لگی لوگون کو کچہہ سختی پکارین اپنی رب کو اوسکی
طرف رجوع ہوکر پہر جہان چکہائی اون کو اپنی طرف سے کچہہ پہر تبہی ایک لوگ اون مین اپنے
رب کا لگی شریک بتانے کہ منکر ہو جاوین ہمارے دیے سے سو کام چلاؤ اب آگے
جان لوگے کیا ہم نی اون پر اوتاری ہی کوئی سند سو وہ بولتی ہے جو یہ شریک بتاتے ہین
اور جب چکہاوین ہم لوگون کو کچہہ مہر اوس پر ریجنے لگین اور اگر آپڑے اون پر کچہہ برائی اپنے
ہاتہون کے بہیجے پر تبہی آس توڑ دیوین کیا نہین دیکہہ چکے کہ اللہ پہیلاتا ہے روزی جسپر
چاہے اور ماپ کر دیتا ہی اس مین نشانیان ہین اون لوگون کو جو یقین رکہتے ہین ف
یعنی جیسی بہلے کام ہر انسان کی جبلت پہچانتی ہے اللہ کی طرف رجوع ہونا بہی ہر ایک
کی جبلت جانتی ہے ڈر کے وقت کہل جاتا ہے ف یعنی جس کو چاہی ماپ دے
روزی جس کو چاہے پہیلا دے انتہی ف حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ پاک خبر دیتا ہے
کہ لوگ حال اضطرار مین اوسی وحدہ لاشریک لہ کو پکارتی ہین اور جس وقت وہ اون پر نعمتون کو
کامل کرتا ہے تبہی ایک گروہ اونمین کا حالت اختیار مین اللہ پاک کے ساتہہ شریک کرتا ہے
اور اوس کے ساتہہ غیر کو پوجتا ہے حرف لام لیکفروا بما آتیناہم مین لام عاقبت ہے
نزدیک بعض کی اور دوسرون کی نزدیک لام تعلیل کا ہے لیکن یہ تعلیل اس کی ہے کہ
اللہ پاک نے اس کفر کی اون کے واسطے تقیض و تعیین فرمائی ہے پہر اللہ پاک نے

منوف یعلون سی اون کو وعید سنائی یعنی نے کہا واللہ اگر کوئی چوکیدار کو چے کا مجھکو
وعید سناتا تو البتہ مین اوس سی ڈرجاتا پر یہ ڈرون حالانکہ اس جگہہ وعید سنانی والا
وہ ذات پاک ہے جو کہ شی سے کہا جاتا وہ اوسی دم ہو جاتی ہے پر غیر اللہ
کے پوجنے کا جو مشرکون نی بدون کسی دلیل وحجت و برہان کے اختلاق وافترا کر لیا ہی
اس مین اللہ پاک اون پر انکار کرتے یوئے فرماتا ہے ام انزلنا علیہم سلطانا فھو
یتکلم بما کانوا بہ یشرکون یہ استفہام انکاری ہے یعنی کیا ہم نے اوتاری ہے اون پر
کوئی حجت سو وہ بولتی ہے جو یہ شریک بتاتے ہین مطلب یہ ہے کہ یہ کچھہ بھی نہین ہوا اسکی
کوئی سند نہین اوتاری یہ صرف اون کی افترا پردازی ہی ہے فرمایا واذا اذقنا الناس
رحمۃ الآیہ یہ انکار ہے انسان پر من حیث ہو مگر جس کو اللہ بچائے اور توفیق دے
کیونکہ انسان کو جب کچھہ نعمت ملتی ہے تو اترانے لگتا ہے اور کہتا ہے ذھب السیئات
عنی انہ لفرح فخور سا یعنی برائیان مجھہ سی دور ہوگئین بیشک وہ البتہ بڑا خوش
ہونے والا بڑا برائی مارنے والا ہے اپنے جی مین خوش ہوتا ہی اور اپنی غیر پر فخر کرتا ہے
اور جس وقت اوسی کو کوئی سختی پہنچتی ہے تو بالکل نا امید ہو جاتا ہے آس توڑ دیتا ہے اس سے
کہ بعد اس کے کوئی خیر و بھلائی اوسی حاصل ہو اللہ پاک نی فرمایا الا الذین صبروا
وعملوا الصالحات یعنی مگر وہ لوگ جنہون نی صبر کیا تکلیف مین اور نیکیان کین راحت و
آرام مین جیسا کہ صحیح مین ثابت ہوا ہی تعجب ہے واسطے مومن کی نہین جاری کرتا ہے اللہ
واسطی اوس کے کوئی حکم مگر وہ اوس کے لیے بہتر ہوتا ہے اگر اوس کو خوشی پہنچے تو شکر
کرے پس یہ اوس کے واسطے بہتر ہو اور جو اوسے تکلیف پہنچے تو صبر کرے پس یہ
اوس کے واسطے بہتر ہو قولہ تعالی اولم یروا ان اللہ الآیہ یعنی فراخی و تنگی روزی کا
متصرف و فاعل اپنی حکمت و عدل سی اللہ پاک ہی ہے سو وہی کسی قوم پر فراخی کرتا ہے
اور کسی پر تنگی بیشک اس مین البتہ بڑی نشانیان ہین واسطی ایمان والون کے ف
فتح البیان کا بیان فاتح یہ ہے کہ جس وقت کفار مکہ وغیرہم کو لگی خشک سالی و شدت
یا لاغری یا بیماری تو پکارین اپنی رب کو کہ اوس کو اون سے دور کر دے اور اوس سے مدد

جاہین اوس کی طرف رجوع ہوکر اور ملتجی ہوکر بہرو سانکرین اوس کے غیر پر یا اپنے پورے
دلون سی اوسپر متوجہ ہوکر تہر جہان چکہائی اون کو اپنی طرف سے کچہہ مہربانین طور کر اونکی
دعا قبول کرلے اور اون شدتون کو اون سے دور کردے تبہی ایک لوگ اونمین لگے
اپنے رب کا شریک بتانے کلمۂ اذا فجائیہ ہے شرط کا جواب واقع ہوا ہے اس لیے
کہ افادۂ تعقیب مین مثل حرف فا کے ہے یعنی ناگاہ اونمین کے ایک گروہ پر اشراک آجاتا
ہے یہ وہی ہین جنہون نے اللہ پاک کو پکارا تہا سو جس سختی مین مبتلا تہے اوس سے اونکو
خلاصی دی تہی یہ کلام اس لیی لایا گیا ہے کہ منظور اون کے احوال سی تعجب دلانا ہے
دیکھو بڑا تعجب ہے کہ سختیان نازل ہونے کے وقت اون کا کیا حال ہوگیا کہ اللہ پاک
کی وحدانیت کا اقرار کیا اور جب اوس نی وہ سختیان دور کردین تو اوسی دم لگے شرک کی
طرف رجوع کرنے برہم لشیر کون مین اور اسی طرح لیکفروا بما آتیناہم مین لفظ فریق کے معنے
کی رعایت ہے اور حرف لام معنی کی ہے کسی نے کہا لام امر ہے واسطی قصد وعید
وتہدید کے کسی نی کہا لام عاقبت ہے اس مین نظر ہی اس لیی کہ لام عاقبت کا مقتضی مہلت
ہوتا ہے اسی لیی اوس کو لام مآل کہتی ہین اور شرک وکفران متقارنین ہین درمیان ان کے
کسی طرح کی مہلت نہین ہی معنی یہ ہین تاکہ ناشکری کرین اوس نعمت کی جو ہم نے اون کو عطا
کی پہر اللہ پاک نے ان لوگون کو جن سے بجاے شکر ان کفران واقع ہوا مخاطب کرکے
ارشاد فرمایا فتمتعوا جہنو نے بنای خطاب پڑہا ہے اس مین التفات ہے غیبت سے طرف
خطاب کے واسطے مبالغے کے اون کے زجر مین مراد تہدید ووعید ہے یعنی پس تم کام
چلاؤ نفع اوٹہاؤ اب آگے جان لوگی اوس عذاب الیم کو جو اس تمتع زائل کے عقب مین آئیگا
ابو العالیہ نے فیمتعوا بنای تحتیہ بصیغۂ مجہول پڑہا ہے اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کے مصحف مین فلیتمتعوا ہی قولہ تعالی ام انزلنا علیہم سلطانا الآیہ کلمۂ ام منقطعہ ہے اور
استفہام واسطی انکار کے بنا بر مذہب کوفیین بصریون کا یہ مذہب ہے کہ ام بمعنی بل وہمزہ ہے
اس مین التفات ہے خطاب سی طرف غیبت کے غرض اس سی یہ بات بتانا ہی کہ وہ لوگ
بارگاہ خطاب سی دور پڑے ہوئے ہین قابل اس کے ہین کہ اون سے اعراض کیا جائے

فہو تکلم حیز نفی مین ہی جو کہ امر ہی کے معنی رکھتا ہے یعنی ہتکلا کے بدل ہین جس طرح کہ اس آیت مین ہین
ھٰذا کتابنا ینطق علیکم [illegible] بما کانوا یعملون یعنی نیطق ما تسترکھم
باللہ سبحانہ یا حرف با بسببیہ ہی یعنی با [illegible] بسببہ یشرکون کلمہ سلطان بمعنی حجت ظاہر
ہے فراء نے کہا کہ عرب لوگ سلطان کو مونث استعمال کرتی ہین قضت بہ علیک السلطان
بولتے ہین رہے بصری لوگ سو اون کے نزدیک تذکیر افصح ہے اور اسی پر قرآن آیا ہے
اون کی نزدیک تانیث بھی جائز ہے اس لیی کہ بمعنی حجت ہے کسی نے کہا کہ سلطان اس
جگہہ بمعنی ملک ہے قولہ تعالی واذا اذقنا الناس الآیہ کا یہ مطلب ہی کہ جس وقت
ہم چکھاتے ہین کفار مکہ وغیرہم کو رحمت یعنی ارزانی و بارش و نعمت و فراخی و صحت و عافیت
تو خوش ہوتے ہین اوس سی خوش ہونا اترانے کا سا خوش ہونا کہ اوس کا شکر ادا کرین اور اوسکے
اپنی طرف پونہچنے سے مسرور ہون جس طرح کہ یہ آیت اوسپر دال ہے قل بفضل اللہ
وبرحمتہ فبذلک فلیفرحوا پھر اللہ پاک نی فرمایا وان تصبھم سیئۃ الآیہ یعنی اور اگر
پونہچے اون کو کوئی بلا خشک سالی سی یا کوئی تنگی یا کچھہ بیماری یا کسی طرح کی شدت و سختی
کسی صفت پر ہو بسبب اون کے گناہون کی شومی و نحوست کے جن کو اون کے ہاتھہ آگی
بھیج چکے ہین تبھی وہ آس توڑنے لگین قنوط کہتے ہین رحمت سے نا امید ہونے کو جمہور نے
اسی طرح کہا ہے حضرت حسن نی فرمایا قنوط اللہ پاک کے فرائض کا ترک ہی جمہور نے یقنطون
بضم نون اور ابو عمرو و کسائی و یعقوب نے بکسر نون پڑہا ہے دونون سبعیہ ہین اور باب
ضرب و تعب سے ہے غرضکہ شدت کی وقت اللہ سبحانہ کی رحمت سے نا امید ہونا مومنین
کے وصف کے خلاف ہے کیونکہ اون کی شان تو یہ ہے کہ وقت نعمت کے شکر کرتے
ہین اور شدت کی وقت اپنی رب سی امید رکھتے ہین یا یون کہا جاے کہ دعاے لسانی
بنا بر مجراے عادت قنوط قلبی کو منافی نہین ہے ایسی بات بہت سی لوگون مین مشاہدہ
کی جاتی ہے پس یہ قول قولہ تعالی دعوا ربہم منیبین کے مخالف نہوگا یا یہ مراد ہے کہ قانطین
کا سا فعل کرتے ہین مثلاً ایام گرانی مین اذخار جمع کرنے کا اہتمام کرتے ہین کذا قال
الکرخی قولہ تعالی اولم یروا الآیہ کا یہ مطلب ہے پس کیا حال ہے اونکا کہ خوشی و ناخوشی مین

لہ یہ ہمارا وعدہ ہے
یوں ہی تمہارے
کام مین ہمیشہ
سے اللہ کے فضل
سے اور اوسکی مہربانی
سے ہوتا چلا آیا ہے
خوشی کرین ۱۲

مثل مومنین کی شکر و صبر نہین کرتی ہین اور اس بات کو نہین جانتے ہین کہ اللہ پاک فراخی کرتا ہے روزی کی واسطی اوس شخص کے کہ چاہتا ہے اپنے بندون سی امتحان کرنے کو کہ آیا شکر کرتا ہے یا سرکشی کہ ناشکری کرے اور تنگی کرتا ہے جسپر چاہتا ہے جانچنے کو کہ آیا صبر کرتا ہے یا تنگدل ہوتا ہے کہ کفر کرے بیشک اس فراخی و تنگی مین البتہ سیکھتے ہین واسطی اون لوگون کے جو ایمان لاتے ہین پہر اون سے استدلال کرتے ہین حق پر کیونکہ وہ نشانیان اللہ پاک کی کمال قدرت و بدیع صنع و غریب خلق و عجیب حکمت پر دلالت کرتی ہین پہر جب اللہ پاک نی کیفیت تعظیم کی واسطے امر الٰہی کے بیان کی تو مواسات و خبر گیری کرنی قرابت والے اہل حاجات کی طرف اشارہ کیا جو کہ لائق و سزاوار ہے اون لوگون کو جن کی روزی مین اللہ پاک نے فراخی دی ہے پس ارشاد فرمایا

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ سو دی تو ناتے والے کو اوس کا حق اور محتاج کو اور مسافر کو یہ بہتر ہے اون کو جو چاہتے ہین اللہ کا مونہہ اور وہی ہین جن کا بھلا ہے اور جو دیتے ہو بیاج پر کہ بڑہتا رہے لوگون کی مال مین وہ نہین بڑہتا اللہ کے یہان اور جو دیتے ہو پاک مال سی چاہکر مونہہ اللہ کا سو وہی ہین جن کے دونے ہوئے اللہ وہی ہے جسنے تمکو بنایا پہر تمکو روزی دی پہر تمکو مارتا ہے پہر تمکو جلاویگا کوئی ہے تمہارے شریکون مین جو کرسکے ان کامون مین ایک وہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اس سی جو شریک بتاتے ہین انتہی ف اللہ پاک امر فرماتا ہے ناتے والے کے حق دینے کا بروصلہ سے اور مسکین کے دینے کا یہ وہ شخص ہے جس کے پاس کوئی شی نہین ہی کہ اپنی اوپر خرچ کرے یا اوس کے پاس کوئی شی ایسی ہی کہ اوس کی کفایت کا قیام نہین کرتی ہے یعنی اوس کے خرچ کو کافی

ع ۱۳

نہین ہوتی ہی اور ابن سبیل کے دینے کا یہ وہ مسافر ہے کہ نفقے کی طرف محتاج ہے
اور جو شی اوس کو اپنی سفر مین محتاج الیہ ہی اوس کی طرف حاجتمند ہے ان لوگون کا دینا
بہتر ہے واسطے اون لوگون کی جو کہ قیامت کے دن اللہ پاک کی طرف نظر کرنے کا ارادہ
کرتی ہین یہ دیدار فائض الانوار مومنون کو پرلی سرے کا مطلوب ہی اور یہی لوگ دنیا
و آخرت مین فلاح پانے والی ہین پھر اللہ پاک نی فرمایا وما اتیتم من ربا الآیہ یعنی جو
شخص کوئی عطیہ دی ارادہ کری اس بات کا کہ لوگ اوسپر زیادہ کرین اکثر اوس سی جو اوس نی اونکو
عطیہ دیا ہے تو اس شخص کی واسطے اللہ کے نزدیک کچھ ثواب نہین ہی حضرت ابن عباس
و مجاہد و ضحاک و قتادہ و عکرمہ و محمد بن کعب و شعبی نی اس کی یہی تفسیر کی ہے یہ کام مباح ہے
گو اس مین کسی طرح کا ثواب نہین ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاصۃً اس فعل
سے نہی کی گئی ہے یہ قول ضحاک کا ہے اسپر اس آیت سی استدلال کیا ہے ولا تمنن
تستکثر یعنی مت دی تو عطا کہ ارادہ کری اوس سی اکثر کا حضرت ابن عباس نی فرمایا
کہ ربا دو رباہین سو ایک ربا تو صحیح نہین ہی یعنی بیع کا ربا اور ایک ربا لا باس بہ ہے یہ ربا
ہدیہ کرنا شخص کا ہی کہ اوس کی فضل و اضعاف کا ارادہ کرتا ہے پھر یہ آیت پڑہی وما آتیتم
الآیہ اور اللہ کے نزدیک جو ثواب ہی سو وہ زکوۃ مین ہی اور اسی لیی اللہ تعالی نے فرمایا
ہے وما اتیتم من زکاۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ہم المضعفون یعنی جو تم
دیتی ہو پاک مال سی چاہکر مونہہ اللہ کا سو وہی لوگ ہین جن کی واسطی اللہ ثواب و جزا
مضاعف کریگا جیسا کہ صحیح مین آیا ہے نہین صدقہ کیا کسی نے برابر ایک کھجور کے پاک
کمائی سے مگر لیتا ہی اوس کو رحمن اپنے داہنے ہاتھہ مین پھر اوسے پرورش کرتا ہے
واسطی اوس کے صاحب کے جیسا کہ پرورش کرتا ہی ایک تمہارا اپنے فلو کو یا اپنی فصیل کو
یہان تک کہ وہ کھجور بزرگتر احد پہاڑ سے ہو جاتی ہے قولہ تعالی اللہ الذی خلقکم
ثم رزقکم یعنی اللہ پاک ہی خالق و رازق ہے انسان کو اوس کی مان کے شکم
سے برہنہ نکالتا ہے نہ اوس کو کچھ علم ہوتا ہے نہ سمع و بصر نہ قوی پھر بعد اس کے یہہ
سب چیزین اور لباس و مال و املاک و مکاسب اوس کو عطا کرتا ہی جیسا کہ امام احمد نے

لہ لفظ اصل سی ہین
تصدق بمعنی تفضل مستعمل ہے
یعنی ابتغاء لوجہ اللہ
یعنی تنا خیرات سی ہے
حدیث مین ایک
کھجور کی برابر ہو احد
فلو بضم فا و فتح لام
فصیلہ دیوار
یکون لام مرفوع
فان الاول رفع
من سیئات کم
الاسم فلوت کم
قطعۃ عن الشیء من مال
یتلقح من اللبن من مال الغیر
البتہ کرزا فی صحیح ابی عوانہ
یعنی کھجور سے بھی
جسکا درجہ چھوٹا ہے
اور فصیل کی بھی
جسکا درجہ بڑا ہے
ہو تا احد

حبہ وسوار پسران خالدی روایت کیا ی کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر داخل ہوے
اور آپ کوئی شی درست فرما رہے تھے سو اوس نی آپ کو مشقت مین ڈالا تہا پس
آپ نی فرمایا تم نا امید مت ہو کہ رزق سی جب تک تمہاری سر حرکت کرتی ہین کیونکہ انسان
کو اوس کی ماں سے جنتی ہی اوسپر کوئی فقر نہین ہوتا ہے پہر اللہ عزوجل اوس کو رزق دیتا
ہے قولہ ثم یمیتکم الآیہ یعنی پہر اللہ پاک بعد اس حیات کے تمکو مارتا ہے پہر قیامت کے دن
تمکو زندہ کریگا من شرکائکم یعنی وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو من یفعل من ذلکم من شئی
یعنی ان کامون مین سی کسی کام پر اون مین سی کوئی بہی قدرت نہین رکہتا ہے بلکہ اللہ
سبحانہ وتعالی ہی خلق ورزق واحیا وامات کے ساتہہ مستقل ہے پہر قیامت کے
دن خلائق کو مبعوث کریگا اسی لیی بعد اس سب کے یہ فرمایا سبحانہ وتعالی عما یشرکون
یعنی اللہ متعالی ومتقدس ومتنزہ ومتعاظم وجلیل وعزیز ہے اس سی کہ اوس کے واسطے
کوئی شریک یا نظیر یا مساوی یا ولد یا والد ہو بلکہ وہ تو احد وفرد وصمد ہے جس نے نہ کسی کو
جنا نہ اوس کو کسی نے جنا اور نہین ہے اوس کے جوڑ کا کوئی **ف** فتح البیان کا بیان
مع اتقان یہ ہے کہ خطاب فات کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور آپ کی امت
مقتدی ہی آپ کی یا خطاب ہی ہر مکلف کو جس کی واسطی مال ہی اللہ نے اوسکی اوس پر
وسعت کی ہے قرابت پر احسان کرنے کا ذکر اس لیی مقدم کیا ہے کہ بہترین صدقہ وہ ہے
جو قریب پر ہوتا ہے سو وہ صدقہ مضاعفہ اور صلہ رحم ہے جس مین ترغیب دی گئی ہے
اون کی طرف احسان کرنے سے یہ مراد ہے کہ اون کو صدقہ وخیرات دے اون کے ساتہہ
صلہ رحمی کرے حسن سلوک سی پیش آئے برابر ہے کہ وہ مخصصہ حاجت مین ہون یا نہون کسی
نے کہا کہ اس مین دلیل ہی وجوب نفقہ پر واسطی محارم کے حنفیہ رحمہم اللہ تعالی اسی کے قائل
ہین باقی اصناف مستحق زکوۃ کا ذکر نہ کرنا اسپر دال ہے کہ یہ صدقہ نفلی مین ہے امام شافعی
رحمہ اللہ تعالی نی سارا اقارب کا سوای اصول وفروع کی ابن عم پر قیاس کیا ہے کیونکہ درمیان
اون کے کسی طرح کی ولادت نہین ہے غرضکہ ناتے والے کو اور مسکین ومسافر کو اون کا
حق دے جس کے وہ مستحق ہین ان تین قسمون کو خاصکر کے اس لیے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ

ف یعنی لال لال
آپ کی پشت کا نور ہوتا ہے ۱۲ منہ

احسان کرنی مین باقی اصناف سی اولی ہین اور اس واسطی کہ یہ دینا اون کے لیے واجب
ہے ہر اوس شخص پر جس کی پاس مال فاضل ہے اوس کی کفایت سے اور اوس کی
کفایت سی جس کی وہ عیالداری کرتا ہے برابر ہے کہ یہ شخص صاحب زکوۃ ہو یا نہو اور
برابر ہے کہ قبل حول کے ہو یا بعد حول کی کیونکہ مقصود اس جگہہ شفقت عامہ ہے اور ان
تین شخصون پر احسان واجب ہے اگرچہ انسان کے واسطے مال زائد نہو اور فقیر مسکین
مین داخل ہے کیونکہ کوئی شخص اگر مساکین کے واسطے کسی شی کی وصیت کرے تو وہ وصیت
فقرا کی طرف بہی مصروف ہوگی اور جس وقت تو نظر کرے طرف باقی اصناف کے تو اونکو
دیکہی گا کہ صرف مال کا طرف اون کے واجب نہین ہے مگر اون لوگون پر جن پر زکوۃ
واجب ہے کرخی نے کہا کہ قریب کو اس لیی مقدم کیا ہے کہ اوس کی حاجت کا دفع کرنا
واجب ہے برابر ہے کہ مخمصہ مین ہو یا نہو سو اسی واسطی اوس کو اوسپر مقدم کیا ہے
جس کی حاجت کا دفع کرنا واجب نہین ہی غیر مال زکوۃ سی مگر جبکہ وہ شدت مین ہو رہا
مسکین سو اوس کی حاجت کسی موضع کے ساتہہ مختص نہین ہے پس وہ مقدم کیا گیا
اوس پر جس کی حاجت مختص بموضع دون موضع ہے مقاتل نے کہا حق مسکین کا یہہ ہے
کہ اوسپر صدقہ کرے اور ابن السبیل کا حق ضیافت ہے اس آیت کریمہ مین اختلاف ہے
کہ آیا محکم ہے یا منسوخ سو کسی نی تو کہا کہ آیت مواریث سے منسوخ ہے کسی نے کہا محکم ہے
قریب فقیر کے واسطی اپنی قریب غنی کے مال مین حق واجب ہے مجاہد و قتادہ اسی کے
قائل ہین مجاہد نے کہا قبول نہین کیا جاتا ہے صدقہ کسی سی اس حال مین کہ اوس کا رحم محتاج
ہے کسی نے کہا کہ مراد قربی سی قرابت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے قرطبی نے کہا قول
اول اصح ہے کیونکہ اون کا حق تو کتاب اللہ عزوجل کے اس قول مین مبین ہے فان للہ
خمسہ وللرسول ولذی القربی حضرت حسن نی فرمایا کہ امر ایتای ذوی القربی مین
واسطی ندب کے ہے رہی یہ بات کہ قرابت والی کو اور مسکین و ابن سبیل کو اس جگہہ
دینے کا حکم دیا ہے تو صدقۂ نفلی سے دی یا صدقۂ واجب یعنی زکوۃ سی سو ظاہر یہی ہے
کہ صدقۂ تطوع مراد ہے کیونکہ سورت مکی ہی اور زکوۃ جو فرض ہوئی ہے سو مدینۂ منورہ مین

لہ سو اللہ کے واسطے
اوس مین سی پانچوان
حصہ اور رسول کے
اور قرابت والون کے ۱۲

ذلک خیر للذین یریدون وجہ اللہ یعنی یہ دینا افضل ہے امساک سے
واسطے اوس شخص کے جو ارادہ کرتا ہے تقرب کا طرف اللہ پاک کے اور قصد کرتا ہے اپنی
احسان کرنے سی خالص اوس کی ذات پاک کا واولئک ھم المفلحون اور وہی لوگ
پونہچنے والے ہین اپنی مطلوب کو اس لیی کہ خاص واسطے ذات اللہ پاک کے اوس کے
امر کا امتثال کر کے خرچ کیا قولہ تعالی وما آتیتم جمہور نی بدپڑہا ہے بمعنی اعطیتم اور مجاہد وحمید
وابن کثیر نے بقصر بمعنی ما فعلتم یہ دونون قرأتین سبعیہ مین کسی نے کہا بالقصر بمعنی ما علمتم
سراج عطار رہا ہے یہ قول معنی کی حیثیت سے راجع ہوتا ہے طرف قرارت مشہور کے
یعنی مد کیونکہ معنی اوس کے یہ ہین ما فعلتم علی وجہ الاعطاء جس طرح کہ محاورے مین بولتے ہین
اتیت خطأ واتیت صوابا یعنی مین نی خطا کیا اور صواب کیا یا جب کوئی نیک و بد کام
کرتا ہے تو کہتے ہین اتی معروفا واتی قبیحا اور ما آتیتم من زکوۃ مین اجماع کیا ہے قرارت مد
پر اصل ربا کی زیادت ہی معنی یہ ہین وہ شی جو تم نے عطا کی زیادت سی ایسی زیادت کہ
عوض سی خالی ہے باین طور کہ کوئی شے بطور ہبہ یا ہدیہ عطا کرو تا کہ وہ زیادہ ہو بڑہنے
لوگون کے اموال مین سو وہ نہ بڑہیگی نزدیک اللہ کے جمہور نے لیر بو بیای تحتیہ پڑہا ہے
اس بنا پر کہ فعل مسند ہے طرف ضمیر ربا کے اور نافع و یعقوب نی بتای فوقیہ مضمومہ اس بنا
پر کہ خطاب ہے جماعت کو باین معنی تمکو نواذوی زیادات اور ابو مالک نی لتربوا پڑہا ہے
معنی آیت کے یہ ہین کہ وہ شی نہ بڑہیگی نزدیک اللہ کے اور نہ وہ اوسپر ثواب دیگا کیونکہ
وہ تو اوسی شی کو قبول کرتا ہی جس سی خالص اوس کی ذات کا ارادہ کیا جاتا ہی **سدی** نے
کہا ربا اس جگہہ ہدیہ ہے جس کو آدمی اپنی بہائی کے واسطے بہیجتا ہے اوسپر مکافات طلب
کرتا ہے سو یہ اللہ کے نزدیک نہین بڑہتا ہے یعنی ہدیہ والی کو اوسپر اجر نہین دیا جاتا
اور نہ اوسپر کسی طرح کا گناہ ہی قتادہ وضحاک نی بہی اسی طرح کہا ہے **واحدی** نی کہا یہ قول ہے
جماعت مفسرین کا **زجاج** نی کہا یعنی دینا آدمی کا شے کو تا کہ اوس سی زیادہ اوس کو عوض دی جاے
یہ کچہ حرام نہین ہے لیکن اس مین کسی طرح کا ثواب نہین ہے اس لیی کہ ہبہ کرنے والا اوس شے
کا بعوض اوس کے وہ شی چاہتا ہے جو اوس سی اکثر ہے **شعبی** نے کہا معنی آیت کے

یہ ہین کہ جس شی کی ساتھہ انسان کسی کی خدمت کرتا ہے تاکہ اوس سی اپنی دنیا مین منتفع ہو تو
یہ نفع جس کی ساتھہ خارت جاری ہوتی ہے اللہ کے نزدیک نہین بڑہتا ہے کسی نی کہا
کہ یہ علی الخصوص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام تہا بسبب اس آیت کے ولا تمنن
تستکثر معنی اس کے یہ ہین کہ تو عطا کرے کوئی شی پہر اوس سے اکثر لیوے اوس کے
عوض مین آپ کی تشریف و تکریم کے واسطی یہ بات آپ پر حرام ہوتی تہی کسی نے کہا یہ
آیت ہبۂ ثواب مین نازل ہوئی ہی یعنی ہبہ بالعوض حضرت ابن عباس و ابن جبیر و طاؤس
و مجاہد اس کے قائل ہین **ابن عطیہ** نے کہا اور جو شی اس کی قائم مقام ہے اوس قبیل سی
جس کو انسان اس لیی کیا کرتا ہے کہ اوسپر جزا دیا جاوے جیسے سلام وغیرہ گو اس مین کسی
طرح کا گناہ نہین ہے مگر نہ اس مین اجر ہی اور نہ زیادت ہے نزدیک اللہ کے **عکرمہ** نے
کہا ربا دو ہین ایک تو ربا حلال اور ایک ربا حرام سو ربا حلال تو وہ ہے کہ ہدیہ کرتا ہے چاہتا
ہے وہ شی جو اوس سی افضل ہے یعنی جس طرح اس آیت مین ہی کسی نی کہا یہ جو اس آیت
مین ہے ربا ہی محرم ہے پس اس قول کی بنا پر لا یربو عند اللہ کے معنی لا یحکم بہ ہین بلکہ وہ
ماخوذ منہ کے واسطے ہے **مہلب** نی کہا علمائی اختلاف کیا ہے حق مین اوس شخص
کے جس نی کوئی ایسا ہبہ کیا جس کا عوض طلب کرتا ہے پس امام مالک نے فرمایا کہ اوسمین
نظر کی جاوی سو اگر وہ واہب اون لوگون مین سے ہے جو کہ طالب عوض ہوتی ہین موہوب لہ
سے تو اوس کے واسطے مثل اوس کی ہے جیسے ہبہ فقیر کا واسطی غنی کے اور ہبہ خادم
کا واسطی مخدوم کے اور ہبہ آدمی کا واسطی اپنے امیر و سردار کے امام شافعی رحمہ اللہ تعالی
کے دو قول سی یہ ایک ہی حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اوس کے واسطے
کچہہ عوض نہوگی جبکہ اوس نی شرط نہین کی ہے یہ دوسرا قول ہی امام شافعی کا حضرت علی
رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ مواہب تین ہین ایک موہبہ وہ ہے کہ جس سی اللہ کی ذات کا
ارادہ کیا جاتا ہے اور ایک موہبہ وہ ہی جس سی لوگون کے ثنا ارادہ کی جاتی ہے اور ایک
موہبہ وہ ہے جس سی عوض طلب کیا جاتا ہے پس موہبۂ عوض مین تو اوس کا صاحب رجوع
کر سکتا ہے جبکہ اوس پر عوض نہ دیا جائی بخلاف اول دو قسمون کے کہ اون مین اونکا صاحب

رجوع نہین کرسکتا ہی قولہ تعالی وما اٰتیتم من زکاۃ تریدون وجہ اللہ فاولئک ھم المضعفون
زکوۃ سی مراد صدقہ نفلی ہے صدقہ کو جو زکوۃ کے برابر ہین ادا کیا سو اس کا یہ نکتہ ہے کہ وہ
صدقہ پاک کرنے والا ہے یعنی جو تم نے دیا کوئی صدقہ نفلی جس سی تم مکافات طلب نہین
کرتے ہو اور صرف اوس سی اوس ثواب کا قصد کرتے ہو جو اللہ کے پاس ہی اور پاک صاف
کرتے ہو بسبب اوس کے اپنے مالون کو شبہات سی اور اپنے بدنون کو خبث معاصی سے
اور اپنے اخلاق کو غل و دنس سی سو وہ لوگ وہی ہین ذوو الاضعاف حسنات سی جو دی جائینگی
بعوض ایک نیکی کے دس گنے اوس کے سات سو گنے تک مضعفون بضم میم و کسر عین مین دو
قول ہین ایک یہ ہی کہ اسم فاعل ہی اضعف سی جب کوئی شخص صاحب ضعف ہو جاتا ہے تو
محاورے مین بولتی ہین اضعف نظیر اس کی اقوی و اثیر ہے یعنی فلان شخص صاحب قوت
و صاحب غنا ہو گیا فراء نے کہا کہ یہ قول قول عرب کے مثل ہے جب کسی کے اونٹ
موٹے ہوتے ہین تو کہتے ہین فلان مسمن اور جب پیاسے ہوتے ہین تو بولتے ہین
معطش اور جب ضعیف ہوتے ہین تو کہتے ہین مضعف مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ اصحاب اضعاف
ہین اون کے واسطے ثواب اون کے دیے کا دس گنا دیا جائیگا یا اس سی بھی زیادہ تردد
قول یہ ہے کہ اضعف متعدی سی ہی یعنی تضعیف کیے جائین گے اپنے ثواب وامداد کو
بسبب برکت زکاۃ کے حضرت ابی رضی اللہ عنہ نے مضعفون بفتح عین بصیغۂ اسم مفعول
پڑہا ہے اب رہی یہ بات کہ اسلوب کلام یہ تہا کہ فانتم المضعفون فرمایا جاتا سو یون نہ کہا
بلکہ خطاب سی التفات کیا طرف غیبت کے اور فاولئک فرمایا پس نکتہ اس کا یہ ہے کہ یہہ
التفات تعظیم کے واسطے کیا گویا اون کے حال کی تعریف کرنے کے واسطے اس کا خطاب
فرشتون کو اور خواص خلق کو کیا سو اس مین انتم المضعفون کہنے سے بڑہکر اون کی مدح ہے
یا واسطے تعمیم غیر مخاطبین کے ہے گویا یون فرمایا کہ جو کوئی یہ کام کریگا تو وہ لوگ وہی ہین
مضعفون یعنی اوس کی سبیل مخاطبین کی سبیل ہوگی دوسری بات یہ ہے کہ ظاہر مقابلہ کا
مقتضا یہ تہا کہ یون کہا جاتا فہو عند اللہ پس ربا کی عبارت کو تغیر دیکے اضعاف کہا اور جملۂ
فعلیہ کے عوض مین جملۂ اسمیہ ذکر کیا جو کہ دوام پر دال ہی اور ضمیر فصل پر مشتمل ہے جو کہ حصر کی

مفید ہی معنی المضعفون بہ مین کیونکہ اس کی لیی ضمیر کا ہونا ضرور ہے کہ ما موصولہ کی طرف
راجع ہو پہر اللہ پاک نی رجوع کیا طرف حجت قائم کرنے کے مشرکون پر پس ارشاد فرمایا
اللہ الذی خلقکم الآیہ یعنی خلق و رزق و احیاء و اماتت کے ساتھہ وہی مختص ہے
پہر بطور استفہام فرمایا ھل من شرکائکم الخ اضافت شرکا کی اون کی طرف اس لیی
کی کہ وہ اون کا نام آلہہ رکھتے تھے اور اپنے اموال سی اون کے واسطے ایک حصہ ٹہیراتے
تھے یعنی آیا ہے تمہاری بتون سی جن کو تم نے زعم کیا ہے کہ وہ شریک ہین وہ شخص جو کرے
خلق و رزق و اماتت و احیاء سے کوئی شی اور یہ بات معلوم ہے کہ وہ اس کے جواب
مین یہی کہین گی کہ اون مین کوئی نہین ہے جو انمین سے کوئی کام کر سکے پس اون پر حجت
قائم ہو جائیگی ابو السعود نی کہا ہی کہ اسم کریم مبتدا ہے اور اسم موصول اوس کی خبر یہ بہی جائز
ہے کہ اسم موصول صفت ہو اور خبر جملہ ہل من شرکائکم اور رابط اوس کا اسم اشارہ من ذلکم
مین کیونکہ یہ مین افعالہ کی معنی مین ہی کلمہ من اول و دوم واسطی بیان شیوع حکم کے ہے جنس
شرکاء و افعال مین اور تیسرا من زیادہ ہے واسطی تعمیم نفی کے سیبویہ نے کہا ہل من
شرکائکم خبر مقدم ہے اور من تبعیض کا اور من یفعل مبتدا اور من ذلکم محذوف سے متعلق ہے
کیونکہ وہ حال ہی من شی سی جو اوس کے بعد ہے کیونکہ وہ اصل مین اوس کی صفت ہے
اور تیسرا من زیادہ کیا گیا ہے مفعول بہ مین کیونکہ وہ حیز نفی مین ہے جو کہ استفہام سے
مستفاد ہے تقدیر یہ ہے من الذی یفعل شیئا من ذلکم من شرکائکم لا یعنی لیس منہا من
یفعل شیئا من ہذہ الافعال پہر اللہ پاک نے اپنی ذات مقدس کی تنزیہ فرمائی سبحانہ
و تعالی عما یشرکون یعنی تم اوس کی تنزیہ کرو تنزیہ کرنے کر اون باتون سے جو
اوس کی بارگاہ عالی جاہ کے لائق نہین ہین وہ متعالی و برتر ہے اس سی کہ اسمین سے
کچہہ بہی اوسپر جائز ہو ظہر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس
لیذیقہم بعض الذی عملوا لعلہم یرجعون ۝ قل سیروا فی الارض
فانظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبل کان اکثرہم مشرکین ۝
اکہل پڑی ہے خرابی جنگل مین اور دریا مین لوگون کے ہاتہہ کی کمائی سے چکہانا چاہیے

ان کو کچھ مزدان کی کام کا کہ شاید یہ پھر آوین تو کہہ پھر وہ ملک مین تو دیکھو آخر کیسا ہوا پہلون
کا بہت اون مین تھی شریک والی **ف** یعنی کفر اور ظلم پھیل پڑا ہے زمین مین
اور جہازون مین لوٹ مار ہر طرف اس کا وبال پڑا جا ہے سارا تو آخرت مین ہے پر
کچھ یہان بھی شاید ڈر کر راہ پر آوین انتہی **ف** حضرت ابن عباس و عکرمہ و ضحاک
و سدی وغیرہم نے کہا ہے کہ مراد بر سے اس جگہہ فیافی ہین یعنی جنگل اور بحر سے مراد
شہر اور گانون ہین ایک روایت مین حضرت ابن عباس و عکرمہ سے یہ ہے کہ بحر وہ شہر
اور گانون ہین جو اون مین سی نہر کے کنارے پر ہین دوسرون نی کہا بلکہ مراد بر سے یہی
بر معروف ہی اور بحر سے یہی بحر معروف **زید بن رفیع** نی کہا ظہر الفساد یعنی ظاہر ہوا
انقطاع بارش کا جنگل سی کہ جس کے عقب مین قحط ہوتا ہے اور دریا سے اوس کے جانور
اندہے ہو جاتے ہین رواہ ابن ابی حاتم اور مجاہد نی روایت کیا ہے کہ فساد بر کا
قتل ہابیل آدم کا اور فساد بحر کا لینا ہے کشتی کا براہ غصب **عطای خراسانی** نی کہا
مراد بر سی شہر و گانون ہین جو اوس مین ہین اور بحر سے مراد اوس کے جزیرے ہین قول
اول ظاہر تر ہے اور اکثر اوسی پر ہین اوس کی تائید وہ بات کرتی ہی جو محمد بن اسحاق نے
سیرت مین کہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نی بادشاہ ایلہ سے مصالحت کی
و کتب الیہ بحرہ یعنی بلدہ غرض یہ ہی کہ بحر کے معنی شہر سنت سی ثابت ہین ظہر الفساد
فی البر والبحر کے یہ معنی ہین کہ ظاہر ہو گیا نقصان کھیتیون مین اور پھلون مین بسبب معاصی
کے **ابو العالیہ** نی کہا جس نی نافرمانی کی اللہ کی زمین مین تو مقرر اوس نے فساد کیا
زمین مین کیونکہ صلاح زمین و آسمان کی طاعت سے ہے اسی لیی اوس حدیث شریف
مین جس کو ابو داؤد نی روایت کیا ہی یون آیا ہے البتہ ایک حد جو قائم کی جاوے زمین
مین محبوب تر ہے طرف اوس کی اہل کی اس سی کہ بارش برسائے جائین چالیس صبح سبب اس مین
یہ ہے کہ حدین جس وقت قائم کیجاتی ہین تو لوگ باکثر لوگ باہمت لوگ باز رہتے ہین محرمات
کے خوض کرنے سی اور جب معاصی ترک کیی جاتے ہین تو یہ ترک معاصی سبب ہوتا ہے
حصول برکات مین نیچ آسمان و زمین کے اور اسی لیی جس وقت حضرت عیسی بن مریم علیہما السلام

آخر زمانی مین نازل ہون گی تو اوس وقت مین اسی شریعت مطہرہ کے ساتہہ حکم کرین گے
خنزیر کا قتل کرنا صلیب کا توڑنا وضع جزیہ یعنی جزیہ کا ترک کرنا پس قبول نکرین گے مگر
اسلام یا تلوار پہر جب اللہ پاک اون کی زمانے مین دجال کو اور اوس کے اتباع کو اور
یاجوج و ماجوج کو ہلاک کر ڈالیگا تو زمین سی کہا جائیگا کہ اپنی برکت نکال پس ایک انار
سے لوگون کے گروہ کہالین گے اور اوس کی پوست سی سایہ لین گے اور ایک اونٹنی
کا دودہ لوگون کی جماعت کو کافی ہوگا یہ نہین ہے مگر بسبب برکت حضور محمد صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے شریعت مطہرہ کے پس جب کبہی عدل قائم کیا گیا تو برکات وخیر کی کثرت
ہوئی صحیح مین ثابت ہوا ہے کہ فاجر جس وقت مرجاتا ہے تو راحت پاتے ہین اوس سے
عباد و بلاد و شجر و دواب اور اسی لیی **امام احمد** رحمہ اللہ تعالی نی ابو محمد سی روایت
کیا ہی کہا زمانہ زیاد مین ایک تہیلی پائی گئی اوس مین دانے تہے یعنی گیہون کے مثل
کہجور کی گٹہلیون کے اوس مین لکہا ہوا تہا کہ یہ اوس زمانے مین اگا ہے جس مین عدل
کے ساتہہ عمل کیا جاتا تہا **امام** مالک نی زید بن اسلم سی روایت کیا ہے کہ مراد فساد سے
اس جگہہ شرک ہے اور اس مین نظر ہے قولہ تعالی لیذیقھم بعض الذی عملوا الآیہ
یعنی مال و جان اور پہل کے کم کرنے سی اون کو آزماتا ہے یہ اوس کی طرف سے اون کے
واسطی جانچنا ہے اور بدلا دنیا ہے اون کے کام پر لعلھم یرجعون یعنی شاید وہ
معاصی سی رجوع ہون کما قال تعالی ونبلوناھم بالحسنات والسیئات لعلھم یرجعون
پہر اللہ پاک نے فرمایا قل سیروا فی الارض الآیہ یعنی ملک مین پہرو تو دیکہو کیا کہپہ نازل
ہوا اگلے لوگون پر رسولون کے جہٹلانے سے اور نعمتون کی ناشکری کرنے سے کذا فی
ابن کثیر **ف** فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ اللہ پاک نے بیان فرمایا
کہ شرک و معاصی سبب ہین واسطی ظہور فساد کے عالم مین فساد مصدر ہے فساد کنصر و کرم
فساد اضد صلح فہو فاسد کا فساد لینا مال کا ہی براہ ظلم اور خشک سالی ہے اور مفسدہ ضد مصلحت
ہے کذا فی القاموس ظہور فساد مذکور کے معنی مین اختلاف ہے پس کسی نے کہا کہ قحط و عدم
نبات و نقصان رزق و کثرت خوف اور مثل اس کے ہے مجاہد و عکرمہ نے کہا کہ فساد بر

مارڈالنا ابن آدم کا ہی اپنے بھائی کو یعنی قتل کرنا قابیل کا ہابیل کو اور بحر مین وہ باد شام ہے جو ہر کشتی کو براہ غصب لیا کرتا تھا کاش مین جان لیتا کہ کس دلیل نی اس تخصیص بعید وتعیین غریب پر ان دونون صاحبون کو راہ بتائی ہے کیونکہ آیت کریمہ تو حضور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے اور تعریف الفساد مین جنس پر دلالت کر رہی ہے پس جو فساد حیز بر و بحر مین واقع ہونیوالا ہے یہ فساد اوس سب کو عام وشامل ہی سدی نے کہا کہ فساد شرک ہے اور یہ بزرگترین فساد ہے ممکن ہی کہ یون کہا جاہی کہ شرک اگرچہ انواع معاصی مین فرد کامل ہی لیکن اسپر کوئی دلیل نہین ہے کہ وہی بخصوصہ مراد ہے کسی نی کہا کہ فساد کساد اسعار وقلت معاش ہے کسی نی کہا راہون کا قطع کرنا اور ظلم ہے کسی نی کہا نقصان برکت ہے بسبب اعمال عباد کے تاکہ وہ توبہ کرین نحاس نی کہا یہ قول بہترین اقوال ہے جو اس آیت مین کہے گئے ہین حضرت ابن عباس ہی مروی ہے کہ فساد بحر مین منقطع ہونا اوس کے شکار کا ہی بسبب گناہون بنی آدم کے ابن عطیہ نی کہا پھر جب بارش کم ہوتی ہے تو غوطہ لگانا دریا مین کم ہو جاتا ہے اور دریا کے جانور اندہے ہو جاتے ہین ان کے سوا اور اقوال ہین جو کہ تخصیص بلا دلیل ہین آیت کریمہ سے جو بات ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ ظاہر ہونا اوس شی کا ہے جسپر اطلاق اسم فساد کا صحیح ہوتا ہے برابر ہے کہ وہ راجع ہو طرف افعال بنی آدم کے یعنی اون کے معاصی اور اکتساب سیئات اور اون کا تقاطع وتظالم وتقاتل یا راجع ہو طرف اوس شی کے جو اللہ پاک کے جہت سے ہے بسبب اون کے گناہون کے جیسے قحط وکثرت خوف وموت عام اور نقصان زرائع وثمار وکثرت حرق وغرق اور مٹنا برکتون کا ہر شی سی بر و بحر سے مراد وہی معروف ومشہور بر و بحر ہین یعنی جنگل و دریا کسی نی کہا بر فیافے ہین اور بحر وہ قری ہین جو پانی پر ہین یہ قول عکرمہ کا ہے عرب لوگ امصار کا نام بحار رکھتے ہین مجاہد نے کہا بر وہ شہر اور گانون ہین جو غیر نہر پر ہون اور بحر وہ ہین جو کنارۂ نہر پر ہون اسی کے مثل حضرت ابن عباس سے بھی مروی ہے لیکن قول اول اولی ہے اور مغنی بر کے شہر ہین

بر کی اور معنی بحر کے شہر ہین بحر کے اور جو اون کے متصل اون کے کھیت اور چراگاہین
ہین حرف با بمعنی سبب ہے اور کلمہ ما موصولہ ہے یا مصدریہ حرف لام لیذیقھم
مین علت کا ہے اور متعلق ہے ظہر سی یعنی ظاہر ہوا فساد خشکل اور دریا مین بسبب اون
گناہون کے جن کو کمایا لوگون کے ہاتھون نی اس لیی کہ چکھاوی اون کو بعض عقوبت
اون کے عمل کی یا جزا بعض اون کے عمل کی دنیا مین پہلے اس سی کہ آخرت مین اون
سب پر اون کو عقاب کرے کسی نے کہا کہ محذوف سے متعلق ہے ای عاقبھم بذلک
لیذیقھم کسی نی کہا کہ لام واسطی صیرورۃ کے ہے قتبل فی لیذیقھم نون عظمت باقی قراءتی
بیای تحتیہ پڑہا ہے لعلھم یرجعون شاید وہ رجوع کرین اون گناہون سے جن مین
مبتلا ہو رہے ہین اور رجوع ہون طرف اللہ کے حضرت ابن عباس نی کہا یرجعون من
الذنوب جبکہ اللہ پاک نی یہ بات بیان کی کہ بر و بحر مین فساد ظاہر ہوا بسبب گناہون
مشرکین و عاصین کے تو اون کے واسطے زمانۂ اول کے اون کے مثل لوگون کی
گمراہی بیان کی پس ارشاد فرمایا قل سیروا الآیہ اون کو امر کیا کہ زمین مین چلین پہرین تا کہ
اون کے آثار کو نظر کرین اور مشاہدہ کرین کہ اون کا انجام کیسا ہوا کیونکہ اون کے منازل و
مسکانات اوجاڑ پڑے ہین اور اون کی اراضی بی آب و نبات وحشتناک پڑی ہے
جیسے عاد و ثمود اور اون کی مثل اور طوائف کفار جملہ کان اکثرھم مشرکین مستانفہ ہے
غرض اس سی بیان کرنا اوس حالت کا ہے جسپر وہ قائم و دائم تھے اور ظاہر کرنا اوس سبب
کا ہے جس کی وجہ سی اون کا یہ حال ہوا جس کا وہ مشاہدہ کر رہے ہین وہ سبب یہی ظاہر
ہونا شرک و عصیان کا ہے درمیان اون کی یا یہ معنی ہین کہ شرک تو اون کے اکثر لوگون
مین تھا اور اوس سی کم درجے کے گناہ اون کے قلیل لوگون مین تھے واللہ اعلم

فاقم وجھك للدين القيم من قبل ان يأتي يوم لا مرد له من الله يومئذ
يصدعون ٥ من كفر فعليه كفره ج ومن عمل صالحا فلانفسهم يمهدون ٥
ليجزي الذين امنوا وعملوا الصلحت من فضله ط انه لا يحب الكفرين ٥ سو
سیدھا کر اپنا مونہہ سیدھی راہ پر اس سی پہلے کہ آپونہچے ایک دن جس کو پہرنا نہین اللہ

کی طرف سی اوس دن لوگ جدا جدا ہون گے جو منکر ہوا سو اوسپر پڑے اوس کا منکر ہونا
اور جو کرے بھلے کام سو اپنی راہ سنوارتے ہین کہ وہ بدلا دے اون کو جو یقین لائے
اور بھلے کام کیے اپنے فضل سی بی شک اوس کو نہین بھاتے انکار والے ف
یعنی دین کا غلبہ ہو اور سزا پانے والے الگ ہون اور مقبول اللہ کے الگ انتہی ف
اللہ پاک اپنے بندون کو امر فرماتا ہی کہ اوس کی طاعت مین استقامت کی طرف مبادرت
کرین اور خیرات وحسنات کی طرف دوڑین یصدعون کے معنی تفرقون ہین یعنی اوس
دن لوگ الگ الگ ہون گے پس ایک فریق تو جنت مین ہوگا اور ایک فریق سعیر مین
اسی لیی اللہ پاک نی یون فرمایا من کفر فعلیہ کفرہ الآیہ قولہ تعالے لیجزی
الذین اٰمنوا الخ یعنی اون کو جزا دیگا جزا فضل کی ایک نیکی کے عوض مین دس گنا
بدلا دیگا سات سو گنے تک جہان تک اللہ پاک چاہیگا انہ لایحب الکافرین
یعنی اللہ پاک دوست نہین رکھتا ہے منکرون کو اور باوجود اس کے وہ اون کے
بارے مین ایسا عادل ہی کہ ذرہ بھر بھی جور نہین کرتا ہے کذا فی ابن کثیر ف
فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ خطاب فاقم کا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور آپ کی
امت اس مین آپ کی مقتدی ہی گویا معنی یہ ہین کہ جس وقت مذکور ظاہر ہو چکا بوجہ سبب
مذکور کے تو ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھا کر اپنا مونہہ واسطے دین قیم کے زجاج نی کہا
تو کر اپنی جہت اتباع دین قیم کا جو کہ غایت درجے کا استقامت ورہتی والا ہے جس مین
کسی طرح کی کجی آہی نہین سکتی ہے وہ دین حضرت اسلام سلمہ اللہ تعالی ہے کسی نے کہا
معنی یہ ہین تو واضح کر حق کو اور عذر قطع کرنے مین مبالغہ کر اور اوس حال مین مشغول رہ
جس مین تو ہے اور رنج مت کر اون پر قالہ القرطبی قولہ تعالی من قبل ان یاتی یوم لا
مرد لہ من اللہ مرد مصدر ہے یعنی رد اور من اللہ متعلق ہے یاتی سی یا محذوف سے جسپر
مصدر دال ہی یعنی پہلی اس سی کہ آئے وہ دن مراد روز قیامت ہی کہ جس کو رد نہین کرتا
ہے اللہ سے کوئی کقولہ تعالی لا یستطیعون ردھا پس کوئی قادر نہین ہی اوس کے
رد پر اوس کا وقوع ضروری ہے کسی نی کہا جائز ہے کہ یعنی ہون رد نکریگا اوس کو اللہ

کیونکہ اوس کا ارادۂ قدیم اوس کے آنے کے ساتھہ متعلق ہوچکا ہے اس قول مین ضعف
اور وہ سوء ادب ہی اللہ کے ساتھہ جو مخفی نہین ہے یہ مثل یصدعون اصل مین
یتصدعون ہے تصدع بمعنی تفرق ہی جس وقت قوم متفرق ہوجاتی ہے تو محاورے مین
بولتے ہین تصدع القوم اسی باب سی یہ قول ہے کسی شاعر کا ؎

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ		من الدھر حتی قیل لن یتصدعا	

مصباح مین کہا ہی صدعتہ صدعا باب نفع سی بمعنی شققتہ فانصدع یعنی مین نی اوس کو چیرا
پہاڑا تو وہ چیر پہٹ گیا وصدعت القوم صدعًا فتصدعوا یعنی مین نی اون کو متفرق کردیا تو
وہ متفرق ہوگئے قولہ تعالی فاصدع بما تؤمر کو کسی نی کہا کہ اسی سی ماخوذ ہے یعنی تو
اون کی جماعتون کو جیسے پہاڑ دال توحید سی کسی نی کہا کہ توحید سے فرق کردے درمیان حق و
باطل کے کسی نی کہا کہ تو اوس کا اظہار کر صدعت بالحق کے یہ معنی ہین کہ تکلم کیا مین نے
ساتھہ حق کے کھلم کھلا اور صدعت الفلاۃ کے یہ معنی ہین کہ مین نے جنگل کو قطع کیا مراد
اون کی تفرق سی اس جگہہ یہ ہے کہ جنت والے تو جائین گے طرف جنت کے اور ناروالے
طرف نار کے پہر اللہ پاک نی مقسمین کی یہ تفصیل بیان فرمائی من کفر فعلیہ کفرہ
یعنی جس کسی نی انکار کیا تو اوس کے انکار کا بدلا اور وبال اوسی پر پڑیگا وہ بدلا دوزخ ہی
اعاذنا اللہ منہا ومن عمل صالحا فلانفسہم یمہدون یعنی اور جس نی نیک عمل کیا تو وہ
اپنے ہی واسطی توطئہ وتمہید کرتے ہین منازل کا جنت مین بسبب عمل صالح کے مہاد بمعنی
فرش ہے جب تو بچونا بچھائیگا اور اوسی نرم کریگا تو یون بولیگا کہ مہدت الفراش مہدًا
پس اعمال صالحہ جو کہ سبب ہین دخول جنت کے اون کو ایسا ٹہیرایا ہے جیسے منازل
ومکانات کا بنانا جنت مین اور اون مین فرش فروش بچھانا کسی نے کہا معنی یہ ہین فعلی انفسہم
یشفقون یعنی وہ اپنی ہی نفوس پر شفقت کرتے ہین یہ معنی ماخوذ ہین عرب کے قول سے
جو مشفق ومہربان کے حق مین بولتے ہین کہ ام فرشت فانامت یعنی فلان مہربان مثل
ماں کے ہے کہ بچونا بچھایا پہر سلادیا مجاہد نے کہا فلانفسہم یمہدون فی القبر یعنی اپنی ہی
جانون کے واسطی نرم کرتے ہین اور برابر درست کرتے ہین بستررون کو قبرون مین مطلب

یہ ہے کہ جو کوئی نیک کام کرتا ہی تو وہ اپنی واسطی قبر مین راحت و آرام کا سامان درست کرتا ہی کہ بعد موت کے وہان چین سی بسر کریگا تقدیم ظرف دونون جگہہ اس لیے ہے کہ اختصاص پر دال ہو حرف لام لیجزی الذین اٰمنوا الخ مین متعلق ہی یصدعون سی یا یمہدون سے یعنی وہ لوگ متفرق ہون گے اس لیی کہ بدلا دی اللہ مومنین کو اپنے فضل سی ساتھہ اوس شی کے جس کی وہ مستحق ہین اور کافرون کو اپنے عدل سی ساتھہ اوس شی کے جس کے وہ لائق ہین بنا بر اس کے کہ ضرر کفر کا رجوع نکریگا مگر کافر کی طرف اور ایمان و عمل کی منفعت عائد ہوگی مومن پر اوس سی تجاوز نہ کریگی یا یہ معنی ہین کہ راہ سنوارتے ہین واسطی اپنی جانون کے ساتھہ اعمال صالحہ کے تاکہ اون کو جزا دے کسی نے کہا کہ لام محذوف سے متعلق ہے ابن عطیہ نی کہا تقدیر یہ ہے ذلک لیجزی الخ اور یہ اشارہ ہوگا طرف من کفر و من عمل کے جس کا ذکر اول ہو چکا ہے حضرت ابن عباس نے فرمایا لیجزی کے یہ معنی ہین لیثیبہم اللہ ثوابا اکثر من اعمالہم یعنی تاکہ اون کو عطا کرے اللہ ثواب اکثر اون کے اعمال سی ابو حیان نے الذین آمنوا و عملوا الصالحات کا قسم محذوف قرار دیا ہے اس لیی کہ قولہ تعالی انہ لا یحب الکافرین اوسپر دال ہی کیونکہ یہ قول کنایہ ہے اللہ پاک کے بغض سی اون کو کون بغض جو کہ موجب ہے اللہ پاک کے غضب کا اور اوس کا غضب مستتبع ہی اوس کی عقوبت کا کسی نی کہا کہ یہ قول تقریر بعد تقریر ہے بنا بر طرد و عکس اور اس مین تہدید و وعید ہے

واسطی کفار کے ومن اٰیٰته ان یرسل الریاح مبشرات ولیذیقکم من رحمته ولتجری الفلك بامره ولتبتغوا من فضله ولعلکم تشکرون ۝ ولقد ارسلنا من قبلك رسلا الی قومهم فجاءوهم بالبینٰت فانتقمنا من الذین اجرموا وکان حقا علینا نصر المؤمنین ۝ اور اوس کی نشانیون مین ایک یہ کہ چلاتا ہے باوین خوشخبری لانیوالیان اور تا چکھاوے تمکو کچھہ مزہ اپنی مہر کا اور تا چلین جہاز اوس کے حکم سے اور تاکہ تلاش کرو اوس کے فضل سے اور شاید تم حق مانو اور ہم بھیج چکے ہین تجھہ سے پہلے کتنے رسول اپنی اپنی قوم پاس پھر آئے اون پاس پتے لیکر پھر بدلا لیا ہم نے اون سے جو گنہگار تھے اور حق ہے ہم پر مدد ایمان والون کی ۝

لہ الطرد والعکس ای الحکم بوجود الحکم عند وجود العلة وعدمہ عند عدمہا فی الشرائع ای الحکم بالثواب عند وجود العبادة وبالعقاب عند عدمہا فی اصطلاح الفقہاء وعبارة الاصولیین ای الحکم بثبوت الحکم عند ثبوت علتہ وانتفائہ عند انتفائہ

یعنی ہوا چلنی سی اتنی فائدی ہین مینہ کی خبر آتی ہے اور جہاز چلتے ہین ف بیچ مین
ہوا کا مذکور اس واسطی کہ جیسے مینہ کی خبر لاتی ہین ہوائین اسی طرح دین کی غلبے کی نشانیان
روشن ہوتی جاتیان ہین انتہی ف اللہ پاک ذکر فرماتا ہی اپنی نعمتون کا جو اوسکی
خلق پر ہین اس بات مین کہ ہوائین بھیجتا ہے خوشخبری لانے والیان آگے اوس کی رحمت
کے اس بات کی کہ اون کے عقب مین پانی آتا ہلی سی لیی یہ فرمایا ولیذیقکم
من رحمتہ مراد رحمت سی باران ہی جس کو اللہ پاک اوتارتا ہے پھر اوس سی عباد و
بلاد کو زندہ کرتا ہے ولتجری الفلک بامرہ یعنی اور تا کہ چلین جہاز اوس کے حکم سی
دریا مین اور اون کو جو چلایا ہے سو ہوا سے ولتبتغوا من فضلہ یعنی اور تا کہ تلاش
کرو اوس کی فضل سی تجارات و معایش مین اور چلنے مین ایک اقلیم سے طرف دوسری
اقلیم کے اور ایک قطر سی طرف دوسرے قطر کے ولعلکم تشکرون یعنی اور شاید تم
شکر کرو اللہ کا اون بی حد و بی حساب ظاہر و باطن نعمتون پر جن کا اوس نے تم پر انعام فرمایا
ہے پھر اللہ پاک نے فرمایا ولقد ارسلنا الآیہ یہ تسلی ہی طرف سی اللہ پاک کے واسطی
اپنی بندہ و رسول محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بایں طور کہ اگرچہ بہت سی لوگون نی اون کی
قوم سی اور اور لوگون سی اون کو جھٹلایا سو اگلے رسولون کی بھی تکذیب ہو چکی ہے مع اون
کے واضح و واضح دلیلون کے جن کو وہ اپنی اپنی امت کے پاس لیکر آئے لیکن جن لوگون نے
اون کو جھٹلایا اور اون کی مخالفت کی اللہ پاک نے اون سے بدلا لیا اور جو لوگ اون پر
ایمان لائے تھے اون کو نجات دی وکان حقا علینا نصر المومنین یعنی ایمان
والون کی مدد کرنا ایک حق ہے کہ اللہ پاک نے اپنے نفس کریم پر براہ تکرم و تفضل اوس کو
واجب کر لیا ہے کقولہ تعالی کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ ابن ابی حاتم نے
حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سی روایت کیا ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کو سنا ہے کہ آپ فرماتی تھی نہین ہے کوئی مرد مسلمان کہ رد کرے آبرو سے اپنے
بھائی کی مگر حق ہے اللہ پر یہ کہ رد کردی اوس سی جہنم کی آگ کو قیامت کے دن پھر یہ آیت
پڑہی وکان حقا علینا نصر المومنین کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان

یہ ہی کہ اللہ پاک کی بدیع قدرت کی دلالتون سی بہیجا ہوا اون کا ہے یعنی باد شمال وصبا وجنوب
کا اس لیی کہ یہ رحمت کی ہوائین ہین رہی دبور سو وہ عذاب کی ہوا ہے اسی باب سے حضور
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ قول پاک ہی اللھم اجعلھا ریاحًا ولا تجعلھا ریحا جمہور نے الریاح بصیغہ
جمع پڑہا ہے اور عاشم نی الریح بصیغہ مفرد باراد جنس اس لیی کہ آگے مبشرات فرمایا ہے یعنی
وہ ہوائین بارش کی خوشخبری لانی والیان ہین اس لیی کہ باران کے آگے آگے چلتی ہین جیسا کہ
اللہ پاک نی فرمایا ہے یبشرا بین یدی رحمتہ حرف لام ولیذیقکم من رحمتہ
مین متعلق ہے یرسل سی ای یرسل الریاح مبشرات ویرسلھا لیذیقکم رحمت سی مراد غیث و
خصب ہے یا مراد آبہای شیرین ودرختہای تازہ وتر وصحت ابدان اور جو اموران کے
تابع ہین جن کی گنتی سوای اللہ پاک کی اور کوئی نہین کرسکتا ہے یہ سب اللہ سبحانہ کی نعمتین
ہین یعنی بہیجتا ہے اللہ ہواؤن کو خوشخبری دینے والیان بارش کی اور بہیجتا ہے اون کو
تاکہ چکہاوے تمکو بسبب اون کے مزہ بارش وارزانی کا اور مزہ اپنی نعمت کا کسی نے کہا کہ
لام متعلق ہے وارسلہا محذوف سی یعنی اور بہیجا اون کو تاکہ چکہاوے تمکو کسی نی کہا کہ حرف واو
زائد ہے بنا بر رای اوس شخص کے جو اس کو جائز رکہتا ہے تو اس صورت مین خود یرسل مذکور
سے متعلق ہوگا اور حرف من تبعیضیہ ہے قولہ تعالی ولتجری الفلک بامرہ معطوف ہے
لیذیقکم پر یعنی بہیجتا ہی ہواؤن کو تاکہ چلین جہاز دریا مین وقت اون کے چلنے کے چونکہ چلنی
کی نسبت فلک کی طرف کی ہی اس لیی بعد اوس کے بامرہ کا لفظ فرمایا ہے یعنی وہ جہاز
اللہ پاک کی تدبیر یا اوس کی تکوین سے دریا مین چلتے ہین جیسا کہ فرمایا ہے انما امرہ اذا
اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون قولہ تعالی ولتبتغوا من فضلہ اور تاکہ تلاش
کرو روزی بسبب سامان تجارت کی جس کو جہاز اوٹہائے پہرتے ہین ولعلکم تشکرون
اور شاید تم شکر کرو اون نعمتون کا تو اکیلے اللہ پاک کو خالص کرکے پوجو اور بکثرت اوس کی
طاعت کرو قولہ تعالی ولقد ارسلنا من قبلک الآیہ جملہ معترضہ ہے درمیان دو کلام کے جو کہ
معنی مین متصل ہین یعنی ایک کلام تو قولہ تعالی ومن آیاتہ ان یرسل الریاح الخ ہی جو آئندہ
آتا ہے ابو حیان نے کہا کہ یہ کلام آیا ہے واسطے انس دینے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور

واسطی وعدۂ نصر کی اور اہل کفر کی وعید کی اور حقیت نصر مومنین کی اللہ پاک پر کچھ دنیا ہی کے
ساتھہ خاص نہین ہے بلکہ آخرت کو بھی عام و شامل ہے پھر جو نصر کہ آخرت مین ہوگی وہ
اس آیت کے متناولات سے ہے معنی یہ ہین البتہ مقرر بھیجے ہم نے تجھہ سے پہلے کتنے
رسول طرف اون کی قوم کے جیسا کہ ہم نے تجھکو تیری قوم کی طرف بھیجا پھر وہ آئے اپنی اپنی
قوم کے پاس واضح واضح معجزے اور روشن روشن حجتین دلیلین لیکر اپنی صدق و راستی پر
رسالت مین سو ایک قوم نے تو اون کو مانا اور ایک قوم اون کی منکر ہوئی اس عبارت مضمر پر
قولہ تعالی فانتقمنا کو دال ہے یعنی پھر بدلا لیا ہم نے ساتھہ ہلاک کرنے کے دنیا مین اون لوگون
سے جنھون نے جرم و گناہ کیے تھے وکان حقا علینا نصر المومنین یعنی ہے حق ہم پر مدد ایمان
والون کی کافرون پر ساتھہ ہلاک کرنے کافرون کے اور نجات دینے مومنون کے یہ خبر
دینا ہے طرف سی اللہ پاک کے اس بات کی کہ مدد کرنا اوس کا واسطی اپنے مومن بندون کے
ایک حق ہی اوسپر اور وہ صادق الوعد ہے وعدہ خلافی نہین کرتا ہے اور اس مین مومنین
کے لیے تشریف و تعظیم ہے اور مزید تکرمہ ہے واسطی عباد صالحین کے بعض قرار نے
حقا پر وقف کیا ہے اور کان مین اوس کے اسم کی ضمیر ہٹیرائی ہے اور حقا اوس کی خبر قرار
دی ہی ای وکان الانتقام حقا یعنی تہا بدلا لینا حق ابن عطیہ نے کہا یہ قول ضعیف ہے صحیح یہ
ہے کہ نصر المومنین اسم ہے کان کا اور حقا اوس کی خبر ہے اور علینا متعلق ہے حقا سے یا محذوف
سے اور وہ صفت ہے حقا کی اللہ الذی یرسل الریح فتثیر سحابا فیبسطہ فی السماء
کیف یشاء ویجعلہ کسفا فترى الودق یخرج من خلله ج فاذا اصاب بہ من
یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون ٥ وان کانوا من قبل ان ینزل علیھم
من قبلہ لمبلسین ٥ فانظر الی اثار رحمت اللہ کیف یحیی الارض بعد موتھا
ان ذلک لمحی الموتی ج وھو علی کل شیء قدیر ٥ ولئن ارسلنا ریحا فرأوہ
مصفرا لظلوا من بعدہ یکفرون ٥ فانک لا تسمع الموتی ولا تسمع الصم الدعاء
اذا ولوا مدبرین ٥ وما انت بھدی العمی عن ضلالتھم ط ان تسمع الا من یؤمن
بایتنا فھم مسلمون ٥ اللہ ہے جو چلاتا ہے باوین پھر اوبھارتیان ہین بدلی پھر پھیلاتا ہے ع ١٣

اوس کو آسمان مین جس طرح چاہے اور رکھتا ہے اوس کو تہ برتہ پھر تو دیکھے مینہ نکلتا ہے اوسکے
بیچ سے پھر جب اوس کو پونہچایا جس کو چاہے اپنے بندون مین تبھی وہ لگین خوشیان کرنے
اور پہلے ہو رہے تھے اوس کے اوترنے سے پہلی ہی نا امید سودیکہہ اللہ کی مہر کی نشانیان
کیونکر چلاتا ہے زمین کو اوس کے مرنے پیچھے بیشک وہ ہے مردے جلانے والا اور وہ ہر چیز
کر سکتا ہے اور اگر ہم بہیجین ایک باؤ پھر دیکھین وہ کھیتی زرد پڑگئی تو لگین اس پیچھے ناشکری کرنے
سو تو سنا نہین سکتا مردون کو اور نہین سنا سکتا بہرون کو پکارنا جب پھرین پیٹھ دیکر اور نہ تو
راہ سوجھاوی اندہون کو اون کے بھٹکنے سے تو تو سنا دی اوس کو جو یقین مانے ہماری باتین
سو وہ مسلمان ہوتی ہین **ف** پہیلاتا ہے جس طرح چاہے یعنی پہلی کسی طرف پیچھے کسی طرف
اسی طرح دین بھی پہیلا **ف** یعنی غرض کے ساتھہ ہی ان کا شکر اور ناشکری اور یہان اسپر
فرمایا کہ مراد پاکر بندہ نڈر نہوے اللہ کی قدرت رنگا رنگ ہی انتہا **ف** اللہ پاک بیان فرماتا
ہے کیفیت بادل کے پیدا کرنے کی جس سی پانی نازل ہوتا ہے پس فرماتا ہے اللہ ہے جو
چلاتا ہے ہوائین پھر وہ اوبہارتی ہین بدلی یا تو دریا سے جیسا کہ غیر واحد لوگون نے ذکر کیا ہے
یا جس شی سے کہ اللہ عزوجل چاہتا ہے پھر پہیلاتا ہے اوس کو آسمان مین جس طرح چاہتا ہے
بسط بمعنی مد ہے یعنی اوس کو پہیلاتا ہے پھر اوس کو بہت کرتا ہے اور بڑہاتا ہے اور تہوڑے
سے بہت کر دیتا ہے اور اٹھاتا ہے ایک بدلی آنکہہ کے دیکھنے مین مثل ڈہال کے دکھائی دیتی
ہے پھر اوسے پہیلاتا ہے یہان تک کہ افق کے کنارون کو بہر دیتی ہے اور کبھی بدلی دریا کی
طرف سی آتی ہے ہماری بوجھل ہو کر پانی سے بھری ہوئی کما قال تعالی وھو الذی
یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقناہ لبلد
میت الی قولہ کذلک نخرج الموتی لعلکم تذکرون اور اسی طرح اس جگہہ فرمایا ہے
اللہ الذی یرسل الریاح الی قولہ کسفا مجاہد و ابو عمرو بن العلاء و مطر وراق و قتادہ نے
کہا ہی یعنی قطعا ان کے غیر نے کہا ہے متراکما یعنی تہ برتہ جیسا کہ ضحاک نی کہا ہے کسی نے کہا
کہ سیاہ مارے پانی کی کثرت کے دیکھے تو اوس کو سیاہ بہاری زمین سی قریب قولہ تعالے
فتری الودق یخرج من خلالہ یعنی پھر دیکھے تو پانی کے قطرون کو کہ نکل رہے ہین اوس

ے اور روی سے بھرے
چلاتا ہی ہوائین بہرتی ہین بدلی
اوس کی طرف
یہان تک کہ جب اونہا
ہین یہان بہاری
ہے بہر اوس کی طرف بہر اوس
اوس کی بارش بہر اوس
سے اوس طرح
مردون کو نکالین گے اور
یہان سے کروہ ۱۲

بدلی کی درمیان سی فاذا اصاب بہ من یشاء من عبادہ اذا ھم یستبشرون
یعنی پھر جب اوس کو پونہچایا جس کو چاہے اپنے بندون مین تبھی وہ خوشیان کرنے لگین
یعنی اس لیی کہ اون کو اوس کی حاجت ہے اوس کے اوترنے سی اور اپنی طرف پونہچنے سی
خوش ہوتے ہین قولہ تعالی وان کانوا من قبل ان ینزل علیھم من قبلہ لمبلسین
معنی اس کے یہ ہین کہ یہ لوگ جن کو یہ پانی پونہچا وہ آس توڑے ہوے تھے اپنی طرف پانی کی
نازل ہونے سے قبل اس کے پھر جب وہ اون کے پاس آیا تو حاجت پر آیا سو وہ اون کے
نزدیک ایک موقع عظیم مین واقع ہوا اوس کی بڑی قدر ہوئی کیونکہ بعد نا امیدی کے نہایت
ضرورت کے وقت پڑا نحویون نی من قبل ان ینزل علیھم الخ مین اختلاف کیا ہی پس ابن جریر
نے کہا کہ من قبلہ اول کے من قبل کی تاکید ہے اور اس قول کو بعض اہل عربیت سے حکایت
کیا ہے وقال اٰخرون من قبل ان ینزل علیھم المطر من قبلہ ای الانزال
لمبلسین اور احتمال ہی کہ یہ دلالت تاسیس سی ہو یعنی من قبلہ اول کی تاکید نہین ہے بلکہ
اس کے جدید معنی ہین اور معنی کلام کے یہ ہون کہ وہ لوگ پانی کے محتاج تھے قبل اوس کے
نزول کے اور اوس سی قبل ہی اون کے نزدیک نزول پانی کا ایک وقت مین بعد ایک
وقت کے فوت ہو چکا تھا پس اونھون نی پانی کے وقت مین اوس کا انتظار کیا تو اوس نے
تاخیر کی پھر ایک مدت گذری تو اوس کا انتظار کیا پھر اوس نے تاخیر کی پھر بعد یاس و قنوط
و نا امیدی کے ناگاہ اون پر آگیا پس بعد اس کے کہ اون کی زمین سمٹی دبی پڑی تھی کہ تازہ
ہو گئی اور اوبھری اور ہر قسم قسم کی بار و نق روئیدگی اگائی اسی لیے اللہ پاک نے یہ ارشاد
فرمایا ہے فانظر الی اٰثار رحمت اللہ کیف یحیی الارض بعد موتھا یعنی پس
دیکھہ نشانیان اللہ کی مہربانی کی مراد پاتی ہے کہ کس طرح زندہ کرتا ہے زمین کو اوس کے
مرے پیچھے پھر اس سی اس بات پر آگاہی بخشی کہ بعد مرنے اور متفرق و ریزہ ریزہ ہو جانے
جسمون کے اون کو زندہ کردیگا پس فرمایا ان ذلک لمحیی الموتی یعنی جس ذات پاک
نے یہ سب کیا ہے البتہ وہ قادر ہے جلانے پر مردون کے بیشک وہ ہر چیز کر سکتا ہے
پھر اللہ پاک نے فرمایا ولئن ارسلنا ریحا الآیہ یعنی البتہ اگر ہم بھیجین کوئی خشک ہوا

لہ معنی مصنف کے ہی
وقال اٰخرون الی قولہ
لمبلسین جملہ معترضہ
ہی اور بعض نسخہ
زائد ہی بعض ہا قلب
بعضہا حین ماقلب
نقل مالم یحتج مصحوبہ واقع
مین بعبارت زائد
ہی دوسرا قول نہین
ہو سکتا ہی ۱۲ منہ

اوس کھیتی پر جس کو اونہون نی بویا ہے اور وہ اُگ اوٹھی اور جوان و قوی ہوگئی اور اپنی نال پر کھڑی ہوگئی پھر اونہون نی اوسی دیکھا کہ زرد پڑگئی اور بگڑنا شروع ہوئی تو ناشکری کرنے لگین بعد اس حال کے اون نعمتون کی جو اون پر گذر چکی ہین کقولہ تعالے افرایتم ما تحرثون الی قولہ بل نحن محرومون **ابن ابی حاتم** نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سی روایت کیا ہے کہا کہ ہوائین آٹھ ہین چار تو اون مین سے رحمت ہین اور چار اونمین سے عذاب ہین رحمت کے تو یہ ہین ناشرات مبشرات مرسلات ذاریات اور عذاب کے یہ ہین عقیم وصرصر یہ دونون جنگل مین ہین اور عاصف و قاصف یہ دونون دریا مین ہین **ابن ابی حاتم** نی حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے الریح مسخر من الثانیۃ یعنی ہوا تسخیر کی گئی ہے دوسری زمین سے پھر اللہ نے ارادہ کیا کہ عاد کو ہلاک کری تو ہوا کے خزانچی کو حکم دیا کہ اونپر ایک ہوا بھیجے کہ ہلاک کرڈالے تو اوسنی عرض کیا یارب بھیجون مین اونپر ہوا سے بقدر نتھنے بیل کے جبار تبارک و تعالی نی اوس سی فرمایا نہین جب تو وہ لوٹ دیگی زمین کو اور اون کو جو اوپر ہین ولیکن بھیج اونپر بقدر خاتم کے پس یہ وہ ہوا ہے جس کا ذکر اللہ پاک نے اپنی کتاب مین فرمایا ہے ما تذر من شئ اتت علیہ الا جعلتہ کالرمیم ھذا حدیث غریب و رفعہ منکر والاظہر انہ من کلام عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قولہ تعالی فانک لا تسمع الموتی الایہ یعنی جس طرح تیری قدرت مین یہ بات نہین ہے کہ تو مردون کو سنائے اون کی قبرون مین اور نہ یہ ہے کہ تیری بات بہرون کو پونہچے جو سنتے نہین ہین اور باوجود نہ سننے کے تہہ سے پیٹھ پھیرنے والے ہون اسی طرح تو اسپر قدرت نہین رکھتا ہے کہ جو حق سی اندھے ہین اون کو راہ بتائے اور اون کی گمراہی سے اون کو پھیر لائے بلکہ یہ اللہ پاک کی طرف ہے وہی اپنی قدرت سی مردون کو زندون کی آوازین سنا دیتا ہے جب چاہتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے یہ کام اوس کے سوا کسی کے واسطی نہین ہے اسی لیی یون فرمایا ہے ان تسمع الا من یومن بایاتنا فھم مسلمون یعنی تو نہین سنا سکتا ہے مگر اوس کو جو ہماری آیتون پر ایمان لاتا ہے

سو وہ خضوع و فروتنی کرنے والے ہین اور جواب دینی والی قبول کرنے والے ماننے
والی ہین پس یہ وہ لوگ ہین جو حق کو سنتے ہین پھر اوس کی پیروی کرتے ہین یہ حال تو
مومنون کا ہے اور اول مثل ہے کافرون کی کما قال تعالی انما یستجیب الذین یسمعون
والموتی یبعثهم الله ثم الیه یرجعون ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیۂ
انک لا تسمع الموتی سے استدلال کیا ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی تو ہیم پر اون کی اس
روایت مین کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطاب فرمایا اون مقتولون سے جو بدر کے
کنوین مین ڈال دیے گئے تھے بعد تین دن کی اور آپ نی اون پر عتاب کیا اور اون کو تقریع
و توبیخ فرمائی یہان تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کیا یارسول اللہ آپ کیا
خطاب فرماتے ہین اوس قوم سی جو مردار پڑی ہے تو آپ نے فرمایا قسم ہے اوس کی جس کے
ہاتھہ مین میری جان ہے نہین ہو تم زیادہ تر سننے والے اون سی اوس بات کو جو مین کہتا
ہون ولیکن وہ جواب نہین دی سکتی ہین حضرت عائشہ نے آپ کے اس قول کی یہ تاویل
کی کہ آپ نی یون فرمایا کہ وہ اب جانتے ہین اس بات کو کہ جو مین اون سے کہا کرتا تھا وہ
حق ہے قتادہ نے کہا کہ اللہ پاک نی آپ کے واسطی اون کو زندہ کر دیا تھا یہان تک کہ
واسطی تقریع و توبیخ و نقمت کے آپ کی بات اونہون نی سن لی علما کے نزدیک صحیح روایت
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے کیونکہ اوس کے واسطے وجوہ کثیرہ سے شواہد
ہین جو اوس کی صحت پر شہادت دیتے ہین اونمین سے مشہور تر شاہد وہ ہے جس کو ابن
عبدالبر نے صحیح کہکر حضرت ابن عباس سی مرفوعًا روایت کیا ہی نہین ہے کوئی گذرنے
قبر پر اپنے بھائی مسلمان کی جس کو وہ دنیا مین پہچانتا تھا پھر وہ اوسپر سلام کرے مگر رد کرتا ہے
اللہ اوس پر روح اوس کی یہان تک کہ رد کرتا ہی اوس پر سلام یعنی اوس کے سلام کا
جواب دیتا ہے کذا فی ابن کثیر ف فتح البیان کا بیان فاتح مع اتقان یہ ہے کہ جملہ
اللہ الذی یرسل الخ مستانفہ ہے واسطی بیان احوال ریاح کے لایا گیا ہے جس کا ذکر سابق ہو چکا ہے
اس بنا پر جملہ ولقد ارسلنا الی قولہ نصر المومنین معترضہ ہوگا چنانچہ اول اس طرف اشارہ ہو چکا ہے
حمزہ و ابن کثیر و کسائی و ابن محیصن نے الریح بافراد پڑہا ہے باقی قراء نے بجمع ابو عمرو نے

ان ما انتی وہ مین جو سننے
مین اور مردون کو کوئی بات
اللہ پھر اوس کی طرف
جاوین گے

کہا کل ما کان بمعنی الرحمۃ فھو جمع و ما کان بمعنی العذاب فھو موحد یعنی ہر جگہ رحمت کی معنی مین رياح ہوتا ہی اور عذاب کے معنی مین ریح تشیر سحابا کے یہ معنی ہین کہ وہ ہوا مین بادل کو برانگیخت کرتی ہین ہیجان مین لاتی ہین حرکت دیتی ہین فیبسطہ کا یہ مطلب ہی کہ اللہ پاک اوس بادل کو پھیلاتا ہی اس حال مین کہ بعض اوس کا بعض سے متصل ہوتا ہے یعنی کامل طور پر اوس کو پھیلاتا ہی ورنہ اصل انتشار تو ہمیشہ بادل مین موجود ہوتا ہے فی السماء کے یہ معنی ہین کہ آسمان کی سمت و جہت مین کقولہ ق فرعھا فی السماء یعنی اوس کی شاخین اوپر کی جہت مین ہین مراد سماء سے حقیقت سمای معروف نہین ہی کیف یشاء کا یہ مطلب ہی کہ کبھی تو وہ بدلی چھتی پھرتی ہے کبھی ٹھیری ہوتی ہے کبھی مطبق کہ سارے آسمان کی جہت کو گھیر لیتی ہے کبھی غیر مطبق کبھی دور مسافت تک کبھی قریب مسافت تک کبھی ناحیۂ شمال سے کبھی ناحیۂ جنوب ہی کبھی مشرق ہی کبھی مغرب ہی ویجعلہ کسفا یعنی اور کبھی کرتا ہی اوس کو متفرق یا بعد اوس کے پھیلانے کے متفرق ٹکڑے بعض ٹکڑے بعض پر کسف بفتح سین جمع ہے کسفہ بالکسر کی کسفہ کہتے ہین کسی شے کے یا بادل کے ٹکڑے کو بفتح و کسر سین دونون طرح پڑھا گیا ہے اور مسکن مخفف ہے محرک سے دونون بیک معنی ہین اور دونون قراءتین سبعیہ ہین جمع الجمع کسفہ کی اکساف و کسوف ہے کسفہ یکسفہ بمعنے قطعہ ہے اس آیت کی تفسیر سورۂ بقرہ و سورۂ نور مین گذر چکی ہے ودق بمعنی مطر و باران ہے خلالہ بمعنی بین و وسط ہے ابو العالیہ و ضحاک نے من خلالہ پڑھا ہے ضمیر یہ کی راجع ہے طرف ودق کے من عبادہ سے مراد بلاد ہم و ارضہم ہے استبشار بمعنی فرح ہی کلمۂ اذا فجائیہ ہے یعنی پھر دیکھے تو پانی کو کہ نکل رہا ہے بدلی کے بیچ سے پھر جب پہنچایا وہ پانی اپنے بندون کے شہرون زمینون سے جس کو چاہتا ہے ناگاہ وہ خوش ہونے لگتے ہین بسبب آنے پانی کے اور ارزانی کے قولہ تعالی وان کانوا الآیہ مین کلمۂ ان مخففہ ہے مثقلہ سے اور اوس مین ضمیر شان مقدر اوس کا اسم ہے یعنی بیشک شان یہ ہے کہ وہ ہو رہے تھے پہلے اس سے کہ اوتارا جائے اون پر پانی البتہ تاکید محلی نے باتباع بغوی ان کی تفسیر قد کے ساتھ کی ہے لیکن قول اول اولی ہے اس لیے

ا اور معنی آسمان مین

کہ لبلسین مین حرف لام اوسی پر دال ہی کیونکہ وہ فارق ہوتا ہے درمیان ان مخففہ و
شرطیہ وغیرہ کے من قبلہ مکرار ہے واسطی تاکید کے یہ قول اخفش و اکثر نحویین کا ہے جناخ
نحاس نی اوس کو اون سی نقل کیا ہے کقولہ تعالی فکان عاقبتہما انہما فی النار
خالدین فیہا زمخشری نی کہا فائدہ تاکید کا اس مین دلالت ہے اس بات پر
کہ پانی آنے کو اون کا زمانہ دراز ہوا تو اون کی نا امیدی مستحکم ہوئی اور اون کا یاس متمادی
ہوا پس جس قدر وہ اوس کے سبب سے غمگین ہوئے اوسی قدر پر استبشار ہوا تعین
نے کہا یہ کلام من ہے ابن عطیہ نی کہا فائدہ اس تاکید کا خبر دینا ہے اس بات کی کہ قلوب
بشر کا تقلب نا امیدی سے طرف خوشی کے بسرعت ہوا بیان اس کا یہ ہے کہ من قبل
ان ینزل علیہم مین احتمال ہے کہ اس پانی پر سنے سے بہت پہلے وہ نا امید ہو چکے
تھے سو اس احتمال کے دور کرنے کو من قبلہ آیا مطلب یہ ہے کہ اسی پانی پڑنے سے
پہلے متصل اون کی نا امیدی تھی اور ہر پانی سے آس ٹوٹی تھی کہ ادہر پانی برس پڑا
جلدی سے یاس مبدل بہ استبشار ہو گیا پس یہ نری تاکید نہین ہے بلکہ تاکید مفید
ہے **قطرب** نے کہا کہ ضمیر من قبلہ کی راجع ہے طرف مطر کے ای وان کانوا
من قبل التنزیل من قبل المطر کسی نے کہا معنی یہ ہین من قبل تنزیل الغیث علیہم من قبل
الزرع والمطر کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف سحاب کے ای قبل رویتہ یعنی تھے وہ
پہلے اس سی کہ اوتارا جاوی اون پر پانی پہلے دیکھنے بدلی سے البتہ نا امید نحاس نے
اس قول کو اختیار کیا ہے کسی نے کہا کہ ضمیر راجع ہے طرف کسف کے یا رسان کے یا
استبشار کے راجح وجہ اول ہے اور مابعد کے وجوہ مین غایت درجے کا تکلف و تعسف
ہے لمبلسین کا نوا کی خبر ہے معنی اوس کے آیسین یا یائسین ہین یعنی نا امید محاورے
مین بولتے ہین ابلس الرجل ابلاسا سکت و ابلس ایس غرضکہ ابلاس کے معنی سکوت
و نا امیدی کے ہین اس کی تحقیق اول گذر چکی ہے فانظر الی اثار رحمۃ اللہ
یعنی نظر کر تو طرف آثار رحمت اللہ کے جو کہ پیدا ہونے والی ہے پانی کے نازل کرنے
سے نظر کرنا اعتبار و استبصار کا تا کہ تو اس سے استدلال کرے اللہ پاک کی توحید پر

۱۲ بجائے وہ دونون ہین
بجائے وہ سب ہین

اور اسپر کہ اس صنعت عجیب کی ساتھہ وہی متفرد ہے یہ کام اوسی اکیلے کا ہے کوئی اس مین
اوس کا شریک نہین ہے آثار رحمت سے مراد نبات و روئیدگی اور پھل اور کھیتیان ہین کہ
جن سی ارزانی و فراخی عیش کی ہوتی ہے جمہور نے اثر مفرد پڑہا ہے اور ابن عامر و حفص
و حمزہ و کسائی نے آثار بجمع قلۃ کیف یحیی الارض بعد موتہا محل نصب مین ہی اس
بنا پر کہ مفعول بہ ہے انظر کا یحیی کی ضمیر راجع ہے طرف اللہ پاک کے یا اثر کے یعنی تو نظر
کر طرف اس احیای بدیع کے کہ کس طرح اللہ پاک یا وہ اثر زندہ کرتا ہی زمین کو اوس کے
مرے پیچھے مراد نظر سے آگاہ کرنا ہے اللہ پاک کی عظیم قدرت و وسیع رحمت پر
سع اس کے کہ تمہید امر بعث کی جو اس مین ہی مجدری و ابو حیوہ نے یحیی بتای فوقیہ
پڑہا ہے اس بنا پر کہ اس کی ضمیر راجع ہے طرف رحمت کے یا آثار کے بنا بر قراءت جمع
ان ذلک لمحیی الموتی یعنی بیشک اللہ پاک عظیم الشان جلی البرہان جو کہ اشیای
مذکورہ کا اختراع کرنے والا ہے البتہ قادر ہے اون کے زندہ کرنے پر آخرت مین اور
اون کے جزا دینے پر جس طرح کہ مردہ زمین کو اوس نے پانی سی زندہ کیا وہذا استدلال
باحیاء الموات علی احیاء الاموات وھو علی کل شیء قدیر یعنی وہ عظیم القدرت و کثیر القدرت
ہے علامہ نسفی نے کہا اللہ قادر ہے ہر شے پر مقدورات سے اور یہ یعنی دوبارہ زندہ
کرنا منجملہ مقدورات ہی بدلیل انشا کے قولہ تعالی ولئن ارسلنا ریحا الآیہ حرف لام
توطئہ قسم کا ہے اور جواب قسم کا لظلوا من بعدہ ہے اور یہ جواب قائم مقام جواب شرط
کے ہے اس لیی کہ یہان شرط و قسم دونون جمع ہین اور شرط موخر ہے سو اس کا جواب
محذوف ہوگا کیونکہ قسم کا جواب حسب قاعدہ اوسپر ڈال ہے ریح سے مراد باد مضر ہے
یعنی باد و بوجس سی عاد ہلاک کیے گئے فراوہ کی ضمیر راجع ہے طرف زرع و نبات
کے جو کہ اثر رحمت اللہ سے ہے معنی یہ ہین قسم ہے اللہ کی البتہ اگر ہم بھیجین کوئی ہوا مضر
پھر دیکھین وہ کھیتی کو زرد بعد اوس کے سبز ہونے کے مارے سردی یا گرمی کے جو کہ
پیدا ہونے والی ہے اوس ہوا سی جس کو اللہ تعالے نے بھیجا ہے تو انکار کرنے لگین
اللہ کا اور اوس کی نعمتون کا مطلب یہ ہے کہ خصب و ارزانی سے تو خوش ہوتے ہین اور

اگر اون کی کہتی پر کوئی عذاب و آفت بھیجدون تو میری سابق نعمت کا انکار کرنے لگین
کسی نے کہا کہ ضمیر راوہ کی راجع ہے طرف ریح کے کلام عرب مین ریح کی تذکیر و تانیث
جائز ہے کسی نے کہا کہ اثر کی طرف پھرتی ہے جسپر آثار دلالت کر رہا ہے کسی نے کہا
سحاب کی طرف راجع ہے کیونکہ بادل جب زرد پڑجاتا ہے تو پانی نہین برساتا ہی قول
اول اولی ہی اس آیت مین دلیل ہے اون کی سرعت تقلب و عدم صبر و ضعف قلوب پر
یعنی بڑے بے صبرے کمزور دل ہین کہ ذرا مین ادہر سے اودہر ہوجاتے ہین اہل ایمان
کا ایسا حال نہین ہے پھر اللہ پاک نی کفار کی تشبیہ دی مردون سی اور بہرون سے پس
ارشاد فرمایا فانك لاتسمع الموتی یعنی تو سنا نہین سکتا ہے مردون کو جبکہ تو
اون کو پکاری سو اسی طرح یہ لوگ مردہ دل ہین نہ حقائق سمجھتے ہین نہ صواب کو پہچانتے
ہین ولا تسمع الصم الدعاء اور نہین سنا سکتا ہے تو بہرون کو پکار جب کہ تو اون کو
حق کی طرف پکارے اور مواعظ الٰہی سے اون کو وعظ و نصیحت کرے اور آخرت اون کو
یاد دلائے اور جو احوال و اہوال اوس مین ہین اوس کا ذکر اون سے کرے غرضکہ اللہ
پاک نے اول یہ بیان کیا کہ وہ مثل مردون کے ہین پھر فرمایا کہ کانون سے بہرے ہین
بعد اس کے یہ بیان کیا کہ وہ حق سی اعراض کرتے ہین مونہہ موڑتے ہین فرمایا اذا ولوا
مدبرین یعنی جبکہ وہ پھرن پیٹھ دیکر مطلب یہ ہی کہ اس حال مین تو اونسے کسی طرح
سننے کی امید نہین ہے کسی نے کہا کہ بہرا مقبل ہو یا مدبر دونون حال مین سنتا نہین ہے
پھر اس تخصیص کا کیا فائدہ ہے سو اس کا فائدہ یہ بیان کیا ہے کہ بہرا جس وقت مقبل ہوتا
ہے تو گو آواز نہین سنتا مگر رمز و اشارے سے سمجھ لیتا ہے پھر جب وہ پیٹھ دیکر پھرتا
ہے تو نہ سنتا ہے نہ اشارے سے سمجھتا ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت
نازل ہوئی ہے پکارنے مین نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بدر کو اس کی اسناد ضعیف
ہے مشہور صحیحین وغیرہما مین یہ ہی کہ حضرت عائشہ نے استدلال کیا ہے رد پر اوس روایت
کے جس کو صحابہ مین سی جس نی روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ندا کی اہل
قلیب بدر کو یا استدلال اوس باب سے ہے جو عام کے ساتھ رد خاص پر ہوتا ہے کیونکہ

جب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہا گیا کہ آپ پکارتے ہین بوسیدہ جسمون کو تو آپ نے
فرمایا نہین ہو تم زیادہ تر سننے والے اون سے اوس بات کو جو مین کہتا ہون اور مسلم
مین بروایت حضرت انس یہ ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جب نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ آپ اون کو ندا فرماتے ہین تو عرض کیا یا رسول اللہ آپ انکو
پکارتے ہین بعد تین رات کے اور کیا وہ سنتی ہین اللہ تو یون فرماتا ہے انک لاتسمع الموتی
تو آپ نے فرمایا والذی نفسی بیدہ ما انتم باسمع منہم ولکنہم لایطیقون ان یجیبوا پھر اللہ پاک نے
کفار کو موصوف بہ نابینائی کیا پس فرمایا وما انت بھادی العمی الآیہ یعنی تو راہ پر نہین
لاسکتا ہے اندہون کو اون کی گمراہی سے کیونکہ بینائیون سے جیسا نفع لینا چاہیے وہ
اون سے مفقود ہے یا اس لیی کہ اون کے دل کی آنکھین مفقود ہین تو تو اونہین کو
سنا سکتا ہے جو ہماری آیتون پر ایمان لاتے ہین کیونکہ تدبر و تفکر اور سوچنے والے اور
آثار سے موثر پر استدلال کرنے والے یہی لوگ ہین فھم مسلمون سو وہ حق کے مطیع
ومنقاد و متبع ہین یومن مین لفظ مَن کے اور یہان معنی من کی رعایت ملحوظ ہے

اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من
بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ ط یخلق ما یشاء ج وھو العلیم القدیر ۝ اللہ ہے
جس نی بنایا تم کو کمزوری سی پھر دیا کمزوری پیچھے زور پھر دیگا زور پیچھے کمزوری اور سفید
بال بناتا ہے جو چاہے اور وہ ہی سب جانتا کرسکتا انتہی ف انسان کا جو پیدایش
کے طورون مین ایک حال سے بعد ایک حال کے تنقل ہوا کرتا ہے سو اللہ پاک اسپر آگاہ
فرماتا ہے کہ اصل اوس کی تو مٹی سے ہے پھر پانی کی بوند سے پھر خون بستہ سے پھر پارہ
گوشت سی پھر ہڈیان ہو جاتا ہے پھر ہڈیون پر گوشت پہنایا جاتا ہے اور اوس مین روح پھونکی
جاتی ہے پھر اپنی مان کی شکم سے ضعیف و نحیف و ضعیف القوی نکلتا ہے پھر ذرا ذرا
قوی ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ صغیر ہو جاتا ہے پھر حدث پھر مراہق یعنی قریب البلوغ
پھر شاب یعنی جوان ہو جاتا ہے قوت بعد ضعف کے یہ ہے پھر نقصان مین شروع
کرتا ہے تو کہل ہوتا ہی یعنی ادھیڑ آدہی عمر کا پھر شیخ ہوتا ہی یعنی بوڑھا پھر ہرم ہوتا ہے

یعنی بڑا بوڑھا یہ ضعف ہے بعد قوت کے پہر ہمت و حرکت و بطش و حملہ ضعیف ہو جاتا ہے بال سفید ہو جاتے ہین ظاہری باطنی صفتین متغیر ہو جاتی ہین اسی لیے اللہ پاک نے فرمایا ہے ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا و شیبۃ یخلق ما یشاء یعنی جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اپنے بندون مین تصرف کرتا ہے وھو العلیم القدیر امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ سے روایت کیا ہی کہا مین نی ابن عمر پر پڑھا اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا پس کہا اللہ الذی خلقکم ضعفا پہر کہا مین نی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑھا جیسا کہ تونی مجھ پر پڑھا پس اونہون نے مجھ پر لیا جیسا کہ مین نے تجھ پر لیا[1] و رواہ ابو داود و الترمذی و حسنہ من حدیث فضیل بہ و رواہ ابو داود من حدیث عبد اللہ بن جابر عن عطیۃ عن ابی سعید بنحوہ کذا فی ابن کثیر

[1] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن عمر نے ضعف کو بفتح پڑھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بضم پڑھا

ف فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اللہ پاک نے اپنی کمال قدرت پر ایک اور استدلال ذکر کیا یعنی خود انسان کا پیدا کرنا مختلف اطوار پر من ضعف کے یہ معنی ہین کہ تمہارا مبدء و انشا کیا ضعف پر ضعف ضد قوت مصدر ہے واحدی نے کہا مفسرین نے کہا ہے من نطفۃ یعنی من ذی ضعف کقولہ تعالی من ماء مہین یعنی ایک ضعیف کمزور پانی سے تم کو بنایا کسی نی کہا مراد ضعف سی طفولیت و صغر کا حال ہی یہ احوال غایت ضعف کے ہین ضعف کے بعد قوت سے مراد قوت شباب و بلوغ اشد ہے کیونکہ اس وقت قوت مستحکم ہو جاتی ہے اور خلقت سخت و قوی ہو جاتی ہے بلوغ نہایت تک بعد قوت کے جو ضعف ہے اوس سے مراد کبر و ہرم ہے اور شیبہ تمام ضعف و نہایت کبر ہے کسی نے کہا کہ سیاہ بالون کی سپیدی ہے غالبا یہ حال تینتالیس برس کی عمر مین شروع ہوتا ہے یہ اول سن اکتہال ہے اور نقص بالفعل مین بعد پچاس برس کے شروع ہوتا ہے یہان تک کہ ترسیٹھہ برس مین نقصان زیادہ ہو جاتا ہے یہ اول سن شیخوخت ہی اور ضعف قوی ہوتا جاتا ہے یہان تک اللہ پاک چاہے یہان سب جگہ جمہور نے ضعف بضم ضاد پڑھا ہے اور عاصم و حمزہ نے بفتح یہ دونون سبعیہ ہین حجدری نے دو اول مین بفتح اور تیسرے مین بضم فراء نے کہا کہ ضم قریش کا

لغت ہی اور فتح تیم کا لغت ہی جوہری نی کہا کہ ضُعف وضَعف خلاف قوت وصحت ہے
کسی نی کہا کہ بفتح رای مین ہوتا ہے اور بضم جسم مین اور کوفیون نی بفتحتین جائز رکھا ہے
یخلق ما یشاء کا یہ مطلب ہی کہ جمیع اشیا سی جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے منجملہ اون کے قوت
وضعف وجوانی وبڑہاپا ہے بنی آدم مین وھو العلیم القدیر یعنی اللہ پاک اپنی تدبیر کو
اور احوال عباد کو خوب جانتا ہے اور جس شی کا ارادہ کرتا ہے اوسپر اور بندون کے متغیر کرنے
پر بڑا قدرت رکھنے والا ہے خازن نے کہا یہ سب کام افعال طبیعت سے نہین ہین بلکہ
اللہ پاک کی مشیت وقدرت سے ہین علامہ نسفی رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا یہہ تردید
احوال مین ظاہر تر دلیل ہے صانع علیم قدیر پر ضعف مین ضم وفتح دونون دو لغت ہین اور
ضم قوی تر ہے قراءت مین اس لیی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہا
مین نی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پڑہا من ضعف تو آپ نی مجکو پڑہایا من ضُعف
ویوم تقوم الساعۃ یقسم المجرمون ۵ ما لبثوا غیر ساعۃ ۵ کذلک
کانوا یؤفکون ۵ وقال الذین اوتوا العلم والایمان لقد لبثتم فی
کتب اللہ الی یوم البعث فھذا یوم البعث ولکنکم کنتم لا تعلمون ۵ فیومئذ
لا ینفع الذین ظلموا معذرتھم ولا ھم یستعتبون ۵ ولقد ضربنا
للناس فی ھذا القراٰن من کل مثل ۵ ولئن جئتھم بایۃ لیقولن الذین
کفروا ان انتم الا مبطلون ۵ کذلک یطبع اللہ علی قلوب الذین لا یعلمون ۵
فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون ۵ اور جس دن
اوٹہیگی قیامت قسم کہاوین گی گنہگار کہ ہم نہین رہے ایک گہڑی سی زیادہ اسی طرح تے
اولٹے جاتے اور کہین گے جن کو ملی سمجہ اور یقین تمہارا ٹہیراؤ تہا اللہ کے لکہے مین جی اوٹہنے
کے دن تک سو یہ ہے جی اوٹہنے کا دن پر تم نہ تے جانتے سو اوس دن کام نہ آیگی ان
گنہگارون کو تقصیر بخشوانی اور نہ اون سی کوئی منانا چاہے اور ہم نے بڑہائی ہی آدمیون کو
اس قراٰن مین ہر طرح کی کہاوت اور جو تو لاوی اون کے پاس کوئی آیت تو مقرر کہین وے
منکر تم سب جہوٹ بناتے ہو یون مہر کرتا ہے اللہ اون کے دلون پر جو سمجہ نہین رکہتے سو تو

۴۷ ع ۹

ٹہیرا رہ بیشک اللہ کا وعدہ ٹہیک ہے اور اوجہال مذین تجھکو جو یقین نہین لاتے ف
یعنی قبر کا رہنا تھوڑا معلوم ہوگا اور ایسی ہی غلط باتین جانتے تھے دنیا مین انتہی ف
اللہ پاک خبر دیتا ہے کفار کے جہل کی دنیا و آخرت مین دنیا مین تو یہ کیا کہ بتون کو پوجا
اور کیا جو کچھ کیا اور آخرت مین بہی اون سی بڑا جہل ہوگا اوس مین سے ایک یہ ہے کہ اللہ
کی قسم کہا کرینگے کہ دنیا مین گہڑی بہر سے زیادہ نہ ٹہیرے مقصود اون کا اس سے
یہ ہے کہ اون پر حجت قائم ہو حالانکہ اون کو مہلت نہ دیجائیگی تا کہ اون کا عذر قطع کیا جائے
اللہ پاک نے فرمایا کذلک کانوا یؤفکون پہر مومنین علما آخرت مین اون پر رد
کرین گے جس طرح کہ دنیا مین اللہ کی حجت اون پر قائم کی تہی پس جب کفار قسم کہا کر
کہین گے کہ ما لبثوا غیر ساعۃ تو مومنین کہین گے لقد لبثتم فی کتاب اللہ الی یوم البعث
یعنی البتہ مقرر تم ٹہیرے ہو کتاب اعمال مین اوس دن سے کہ تم پیدا کیے گئے یہان تک
کہ تم مبعوث ہوئے پر تم مانتے نہ تہے فرمایا اللہ پاک نی فیومئذ لا ینفع الذین ظلموا
معذرتھم یعنی پہر اوس دن نفع نہ دیگا ظالمون کو عذر کرنا اون کا اپنے کیے سے و
لا ھم یستعتبون یعنی اور نہ وہ پہیرے جائین گے طرف دنیا کے کما قال تعالی
وان یستعتبوا فما ھم من المعتبین قولہ تعالی ولقد ضربنا الآیہ یعنی اللہ پاک
فرماتا ہے کہ ہم نے حق کو اون کے واسطے ظاہر و واضح کیا ہے اور اون کے لیے قرآن
مین ہر قسم کی مثلین بیان کی ہین تا کہ حق کو ظاہر طور سمجھ لین اور اوس کا اتباع کرین
قولہ تعالی ولئن جئتھم بآیۃ یعنی اگر وہ کوئی سی آیت دیکہین اون کی فرمایش کی
ہو یا غیر فرمایش کی تو اوس پر ایمان نہ لائین اور اعتقاد کرین کہ وہ سحر و باطل ہے جیسا کہ
انشقاق قمر وغیرہ مین کہا کما قال تعالی ان الذین حقت علیھم کلمۃ ربک لا
یومنون ولو جاءتھم کل آیۃ حتی یروا العذاب الالیم اسی لیے اس جگہہ یون
فرمایا کذلک یطبع اللہ الآیہ یعنی تو اون کی مخالفت و عناد و دشمنی پر صبر کر کیونکہ اللہ نے
جو تجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تجھے اون پر نصرت دیگا سو وہ اوس کو ضرور پورا کریگا اور
انجام نیک تیرے لیے اور تیرے متبعین کے لیے ٹہیرائیگا دنیا و آخرت مین ولا

ف اور اگر وہ دنیا مین
جا مین تو اون کو کوئی
نہین منع کرتا ۱۲ ش
جن کی سزا کی آرزو
تہی ۱۲ ش
گر آرزو نہ ہوئی
نامین کی نشان
اوس کو ساری
سب کتابون و کہولین
کی مار ۱۲

یستخفنك الذین لا یوقنون یعنی تجھی اوجہال نہ دین وہ لوگ جو یقین نہین لاتی
ہین بلکہ تو تو اوسی پر جما ہوا رہ جس کو لیکر اللہ نے تجھی مبعوث کیا ہے کیونکہ وہ ایسا حق ہے
جس مین کسی طرح کا شک نہین ہے اور تو اوس سے مائل مت ہو اوس کے ماسوے
مین کوئی ہدایت نہین ہے جس کی پیروی کیجاے بلکہ کل حق اوسی مین منحصر ہے سعید
نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ خارجیون مین کے ایک شخص نے حضرت علے
رضی اللہ عنہ کو پکارا اور وہ صبح کی نماز مین تھے پس کہا ولقد اوحی الیك والی
الذین من قبلك لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین
حضرت علی اوس کے واسطے چپ رہے یہان تک کہ جو اوس نے کہا اوس کو سمجھ لیا
پھر اوس کو نماز ہی کی حالت مین یہ جواب دیا فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنك
الذین لا یوقنون رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم اور ابن جریر نی بوجہ
دیگر علی بن ربیعہ سے روایت کیا کہ خارجیون مین کے ایک شخص نے حضرت علے
رضی اللہ عنہ کو پکارا اور وہ فجر کی نماز مین تھے پس کہا ولقد اوحی الیك الخ من الخاسرین
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اوس کو نماز ہی کی حالت مین یہ جواب دیا فاصبر ان وعد اللہ حق الخ طریق
دیگر ابن ابی حاتم نی ابو یحیی سے روایت کیا کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے صبح کی نماز پڑہی پس ایک شخص نے خوارج کے اون کو ندا کی لئن اشرکت
لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اوس کو
جواب دیا اور وہ نماز مین تھے فاصبر الآیہ **بیان** ہے اوس شی کا جو اس سورۂ شریفہ
کی فضیلت مین روایت کی گئی ہے اور استحباب اس کے پڑہنے کا نماز فجر مین امام احمد
نے عبد الملک بن عمیر سے روایت کیا ہے کہا مین نے شیبان ابو روح کو سنا وہ حدیث
کرتے تھے ایک شخص سے منجملۂ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے اون کو یعنی صحابہ کو صبح کی نماز پڑہائی تو آپ نے اوس مین سورۂ روم
پڑہی پس آپ کو وہم ہوا پھر جب آپ فارغ ہوے تو فرمایا بیشک خلط کیا جاتا ہے ہم پر قرآن
پس بیشک کئی قومین تم مین سے نماز پڑہتی ہین ہمارے ساتھ اچھی طرح وضو نہین کرتی ہین

سو جو کوئی حاضر ہو تم مین سے نماز مین ہمارے ساتھ تو چاہیے کہ اچھی طرح وضو کرے
وھذا اسناد حسن وفی حسن اور اس مین ایک سر عجیب وغریب ہے وہ یہ ہے
کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متاثر ہوئے اوس شخص کے نقصان وضو سے جس نے آپ کا
اقتدا کیا پس یہ امر اسپر دال ہے کہ نماز ماموم کے متعلق ہے امام کی نماز سی آخر تفسیر سورۃ الروم
وللہ الحمد والمنۃ کذا فی ابن کثیر ف یہ حدیث شریف اس سورت کے اول مین گذر چکی
ہے مجمع البحار مین کہا ہے اس مین یہ بات ہے کہ سنن وآداب کا ترک کرنا سد باب فتوحات
غیبیہ ہے اور وہ غیر کی طرف سرایت کرتا ہی اور اون کی برکت غیر مین سرایت کرتی ہے
پھر تامل کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے جبکہ ایسی ہیبت سے متاثر ہون تو اہل اہوا
و مبدع کا کیونکر اثر نہ پڑے اور صحبت صالحین کی برعکس اس کے ہے یعنی جس طرح بُرے
لوگون کا بُرا اثر پڑتا ہے اسی طرح نیک لوگون کا اثر ضرور اون کی جلیسون پر پڑتا ہے
والسلام علی من اتبع الھدی ف فتح البیان کا بیان مع اتقان یہ ہے کہ تقوم بمعنی
توجد وتحصل ہے یعنی جس دن وجود مین لائی جائیگی ساعت اور اوس کا حصول ہوگا مراد
ساعت سے قیامت ہی یعنی نفخہ ثانیہ اوس کا نام ساعت اس لیی رکھا ہے کہ وہ
واقع ہوگی آخر ساعت مین ساعات دنیا سے یا اس واسطے کہ بغتۃً واقع ہو جائے گی
یقسم المجرمون مالبثوا غیر ساعۃ کا یہ مطلب ہی کہ مشرک وکافر بعث کے منکر وقسم کھائین گے
اس بات کی کہ نہ ٹھیرے دنیا مین گھڑی بھر سے زیادہ جیسا کہ خطیب وکشاف وقاضی
نے کہا ہے یا اپنی قبرون مین جیسا کہ مقاتل وکلبی نے کہا ہے ممکن ہے کہ اونہون نے
اپنے ٹھیرنے کی مدت کم سمجھی اور یہ بات اون کے ذہنون مین جم گئی سو اسپر قسم کھائی
اور خیال کیا کہ اون کی قسم واقع کے مطابق ہے ابن قتیبہ نے کہا کہ اونہون نی جھوٹ
بولا اس وقت مین جس طرح کہ اس سی پہلی جھوٹ بولا کرتے تھے ظاہر یہی قول ہے اس
واسطے کہ اگر اون کی مراد دنیا مین ٹھیرنا ہے تو ہر ایک اونمین کا اوس کی مقدار کو جان
چکا ہے اور اگر مراد اون کی اون کا ٹھیرنا ہے قبرون مین تو اونہون نے جہالت پر
قسم کھائی اگر وہ برزخ مین رہنے کے اوقات کو پہچانتے نہین ہین کذلک کانوا یوفکون

محاورے مین بولتی ہین افک الرجل جبکہ وہ شخص پھیرا جاے صدق وحق سی یعنی مثل
اس صرف کے وہ پھیرے جاتے تھے دنیا مین اور کہتے تھے ان ھی الا حیاتنا
الدنیا وما نحن بمبعوثین کسی نے کہا کہ حق سے پھیرے جاتے تھے کسی نے
کہا خیر سی قول اول اولی ہی یہ آیت دلیل ہے اسپر کہ اون کی قسم جھوٹی ہے وقال
الذین اوتوا العلم الایہ ان لوگون کی تعیین مین اختلاف ہے کسی نے کہا کہ قائل
اس قول کے فرشتے ہین کسی نے کہا انبیاء علیہم السلام کسی نے کہا علماے امم کسی نے کہا
اس امت کے مومنین ان سب پر حمل کرنے سے کوئی مانع نہین ہے غرضکہ سب نے
ان کافرون پر رد کرنے کو اور اون کے جھٹلانے کو یون کہا کہ تم تو ہیٹرے ہو اللہ پاک کے
سابق علم وسالف قضا مین بعث کے دن تک زجاج نے کہا کہ اللہ کے علم مین جو کہ مثبت
ہے لوح محفوظ مین واحدی نی کہا کہ مفسرون نی اس کو تقدیم وتاخیر پر محمول کیا ہی تقدیر
یہ ہے قال الذین اوتوا العلم فی کتاب اللہ باجماع اہل علم نے رد کیا ساتھ قسم کے سو یہ یا تو واسطی
تاکید کے ہے یا واسطی مقابلہ قسم کے ساتھ قسم کے جو بات اونہون نے کہی تھی وہ اونپر
رد کردی اور اوس پر قسم کہائی اور حقیقت پر اون کو اطلاع دی پھر اس کے ساتھ ہی انکار
بعث پر اون کو تقریع وتوبیخ کی اور تبکیت وزجر کے طور پر اون کو تنبیہ کرکے یون کہا فھذا
یوم البعث یعنی یہ وقت جس مین تم پھر کر آئے ہو بعث کا دن ہی جس کا تم دنیا مین
انکار کیا کرتے تھے کسی نی کہا کہ حرف فا جواب ہے شرط محذوف کا تقدیر یہ ہے اگر تم منکر
ہو بعث کے تو یہ اوس کا دن ہے یعنی مقرر تمہاری انکار کا بطلان ظاہر ہو گیا لیکن
تم دنیا مین نہین جانتے تھے کہ اوس کا وقوع حق ہے بلکہ تکذیب واستہزا کے واسطے اوسکی
جلدی کرتے تھے فیومئذ لا ینفع الآیہ ماقبل سی جو یہ بات سمجھی جاتی ہے کہ مدت لبث
کی تقلیل اور نسیان اون کو کچھ فائدہ نہ دیگا سو یہ حرف فا اوس کی تفصیل ہے کسی نے کہا
یہ بھی شرط مقدر کا جواب ہی یعنی اگر وہ عذر کرنا چاہین تو اوس دن نفع نہ دیگا ظالمون کو
اون کا عذر کرنا اور نہ نہائدہ دیگا اون کو جاننا اون کا قیامت کو گویا اونہون نی یہ وہم کیا
کہ تقلیل مدت لبث وغیرہ اون کی عدم طاعت مین عذر ہو جائیگی کقولہ تعالی اولم نعمرکم

۱۴۶

ما یتن کر فیہ من تلذ کر کسی نی کہا جبکہ مومنون نی اون پر رد کیا تو اونہون نی دنیا کی
طرف رجوع کرنے کا سوال کیا اور عذر کیا سو اون کا عذر قبول نہین ہوا جمہور نے تنفع
بتای فوقیہ پڑہا ہے اور عاصم و حمزہ و کسائی نے بیای تحتیہ یہ دونون سبعیہ ہین ولا ھم
یستعتبون یعنی اون سی عتبی طلب نہ کیا جائیگا عتبی کہتے ہین رجوع ہونے کو طرف
اوس شی کے جو اللہ پاک کو راضی کردے یعنی توبہ و عمل صالح اور اس کے قبول نہ ہونے کی
یہ وجہ ہے کہ اوس دن مین تکلیف منقطع ہوگئی محاورے مین بولتے ہین استعتبتہ فاعتبنی
الی ترضیتہ فارضانی وذلک اذا کنت جانیا علیہ حقیقتا عتبتہ کی ازلت عتبہ ہے معنی یہ ہین کہ
وہ بلائے نجائین گے طرف دور کرنے اون کے عتاب کے توبہ و طاعت سی جس طرح کہ
دنیا مین واپس کی طرف بلائے گئے ولقد ضربنا الآیہ یعنی ہم نے اون کے واسطے
ہر ایک صفت بیان کی گویا وہ اپنی غرابت و ندرت مین ایک مثل تہے اور ہر ایک قصہ
عجیب الشان اون سی بیان کیا مثلا صفت اون لوگون کی جو قیامت کے دن مبعوث
ہون گے اور اون کا قصہ اور جو کچہ وہ کہین گے اور جو کچہ اون سے کہا جائیگا اور یہ
قصہ کہ اون کا عذر کرنا نافع نہوگا اور نہ اون کا استعتاب مسموع ہوگا اور اسی طرح ہم نے
اون کے واسطے ہر ایک مثل بیان کی منجملہ اون مثلون کے جو کہ اون کو اللہ کی توحید پر
اور اوس کے رسولون کے صدق پر آگاہ کرین اور اسی طرح ہر ایک حجت اون پر قائم
کی جو کہ شرک کے بطلان پر دلالت کرے اس آیت مین اشارہ ہے طرف اس بات کے
کہ وہ اب کیون عذر کرتے ہین اون کے عذر تو اول ہی دور کردیے گئے اور مانفوق الکفایۃ
اون کے پاس انذار لایا گیا قولہ تعالی ولئن جئتھم الآیہ حرف لام موکدہ ہے قسم کے جواب
مین واقع ہی یعنی قسم ہے اللہ کی اگر تو لائے اون کے پاس کوئی آیت قرآن کی آیتون
سے جو کہ توحید پر ناطق ہین یا کوئی اور نشانی مثل عصا و ید بیضا کے یا ہر ایک آیت جسکو
اللہ کے رسول لائے تو مقرر کہین وہ لوگ جو اون مین سے منکر ہوے کہ نہین ہے
تو ای محمد اور تیرے اصحاب مگر مبطلون یعنی اصحاب اباطیل کے باطل باتون والے
تم تو جادو کی پیروی کرتے ہو اور اوس کی جو کہ بطلان مین جادو کے مثل ہی یا تم ای رسولو

سب کے سب مبطل ہو کذلك یطبع اللہ الآیہ یعنی مثل اس مہر لگانے کے مہر لگاتا
ہے اللہ دلون پر اون لوگون کے جو گم کرنے والے ہین علم نافع کے کون علم نافع جس سے
راہ پاتے ہین طرف حق و توحید کے اور نجات پاتے ہین باطل و شرک سے اور اصرار
کرنے والے ہین خرافات پر جن کا اعتقاد کر بیٹھے ہین اس لیی کہ جہل مرکب ادراک حق سے
روکتا ہے اور تکذیب محق کا موجب ہوتا ہے پھر اللہ پاک نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو صبر کا حکم دیا اور اپنی وعدے کی حقیت سی اور اوس مین خلاف نہ کرنے سے اوس کو
معلل کیا پس ارشاد فرمایا فاصبر ان وعد اللہ حق حرف فا فصیحہ ہے جملۂ محذوف کی خبر
دے رہا ہے یعنی جبکہ تو نے اون کا حال جان لیا اور اللہ پاک نے اون کے دلون پر
مہر لگا دی تو اب تو جو کچھ ایذا کی بات اون سی سنتا ہے اور اون کے افعال کفر یا اپنی آنکھون
سے دیکھتا ہے اس سب پر صبر کر کیونکہ اللہ کا وعدہ سچا ہے وہ تجھ سے وعدہ کر چکا ہے
کہ تجھکو اون پر نصرت دیگا اور تیری حجت کو بالا کریگا اور تیری دعوت کو غالب کریگا اوس کا
وعدہ حق ہے اوس مین کسی طرح کا خلاف نہوگا ولا یستخفنك الذین لا یوقنون
یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ اللہ پر یقین نہین لاتے ہین اور نہ اوس کے انبیا
کی تصدیق کرتے ہین اور نہ اوس کی کتابون پر ایمان لاتے ہین نہ بعث کو مانتے ہین یہہ
لوگ برانگیختہ نکرین تجھکو خفت و جہل و طیش پر ساتھہ ترک صبر کے اور جس دین پر تو جما ہوا
ہے اور جس شریعت پر تو قائم و دائم ہے اوس سے تجھے او جاہل ندین محاورے
مین بولتے ہین استخف فلان فلانا یعنی فلان نے فلان کو جاہل بنا لیا یہان تک کہ
اوس کو آمادہ کر لیا اپنے اتباع پر گمراہی مین جھونے نجای معجمہ و فا پڑھا ہے اور یعقوب و
ابن ابی اسحاق نی بجای مہملہ و قاف ماخوذ استحقاق سے شاید اس کے یہ معنی ہون کہ وہ تیرے
مستحق نہ بن جائین کہ تجھے اپنا تابع کر لین واللہ اعلم نہی اس آیت مین لا ارنیک یہنا کے باب
سے ہے واللہ اعلم باسرار کتابہ الحمد للہ والمنۃ کہ یہ تفسیر مبارک ۷ ماہ ذی حجہ ۱۳۱۱ھ ہجری
روز دوشنبہ وقت ظہر محلۂ امیر گنج مین تمام ہوئی اللہ سبحانہ اس کو اپنی ذات خاص کے
لیے کرے اور مجھکو اور سب مؤمنین و مومنات کو اس سی نفع دے اور آیندہ لکھنے کی قوت

دے اور اپنے حول و قوت سی جلد تمام کرا دے اور جس کی ہمت والا ہمت سی یہ کام
ہوتا ہے اوس کو توفیق خیرات دی اور دارین کی حسنات روزی کرے اور افکار دنیوی
سے نجات دے صراط مستقیم دنیا و دین کی ہدایت کرے جان و مال مین برکت دے
شریروں کی شر سے مکارون کے مکر سے اون کو ہم کو بچائے اور اعدائی دین و دنیا پر
فیروزی دے اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلھا واجرنا من خزی الدنیا
وعذاب الاخرۃ اللھم اغفر لصاحب الترجمان مغفرۃ ظاھرۃ و باطنۃ
لا تغادر ذنبا اللھم غسلہ بالماء والثلج والبرد و نقہ من الخطایا
کما ینقی الثوب من الدنس امین امین بجاہ سیدنا و مولانا محمد
صلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ واتباعہ بارک وسلم الی یوم الدین
ملء ما علم وزنۃ ما علم وعدد ما علم وانا العبد المذنب الراجی
رحمۃ ربہ الباری ذو الفقار احمد النقوی المبوفالی المسار نفوری
غفر اللہ لہ ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ امین والحمد للہ اولا واخرا و
ظاھرا وباطنا

بالخیر تمت

ض - ت
۲۹۷۶۱۳
آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۹۷/۱۳

ض ۔ ت

مجلہ

صدیق حسن خان

تفسیر ترجمان القرآن

